بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس بیت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جان

موسوم بہ

طلسم فتنۂ نور افشاں

جلد سوم

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سر آمد داستانگویان اُستاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح تصنیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن و خوبی چھپا

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے ملاحظہ و معاینہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین - قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین قصہ جات نظم و نثر اردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہی اُسی درجہ اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت مین ہین جلد اول

ایضاً - جلد دوم از منشی طوطا رام شایان -

ایضاً - جلد سوم مترجمہ منشی طوطا رام شایان -

الف لیلہ منظوم - جلد چہارم از منشی شادی لال

مجموعۂ قصص باتصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصۂ سوداگر بچہ (۲) قصہ ماہی گیر (۳) قصۂ جمجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصہ شاہ روم -

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزۂ صاحبقران جسکو ابو الفضل فیضی فیاضی وزیر اکبر شاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امراء و سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نول کشور مین دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہی اور اسکے نامون کی تصریح حسب ذیل ہی -

۱- نوشیروان نامہ جلد اول

۲- 〃 جلد دوم

۳- کوچک باختر

۴- بالا باختر

۵- ایرج نامہ جلد اول -

۶- 〃 جلد دوم -

۷- طلسم ہوش ربا جلد اول -

۸- 〃 جلد دوم -

۹- طلسم ہوش ربا جلد سوم

۱۰- 〃 جلد چہارم

۱۱ 〃 جلد پنجم کا حصہ اول -

۱۲ 〃 حصہ دوم

۱۳ 〃 جلد ششم

۱۴ 〃 جلد ہفتم

۱۵- صندلی نامہ دفتر ششم

۱۶- تورج نامہ دفتر ہفتم

داستان امیر حمزہ باتصویر - ہر چہار دفتر مسلسل یکجا مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین -

بوستان خیال - مصنفہ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سنتے جاتے تھے - آخر انھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کر کے اُس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور یہ یقین ہوا جب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیب کے واسطے دیا - یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا - اس زمانہ مین کہ سواے اُردو کے فارسی کا درس تدریس کم بلکہ کالعدم ہی تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شایع ہونا مناسب تھا لہذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کا زخانہ

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

انیس شبہای فراق عاشقان جلیس بیت الحزن دلفگاران داستان امیر حمزہ صاحبقران کی جلد

موسوم بہ

طلسم فتنۂ نور افشاں

جلد ۳ سوم

جسکو بصرف زر کثیر مطبع سرآمد داستانگویان اُستاد سخنوران منشی احمد حسین صاحب قمر نے بعبارت فصیح تصنیف فرمایا

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عندلیب خامۂ مشکین رقم | حمد خالق مین کیے ہی سر کو خم
ہمکو پیغمبر محمد سا دیا | ہی کرامت مجمع جود و سخا
خالق یکتا وحید و بے نیاز | حاکم دنیا و دین بندہ نواز
خاتم پیغمبران محبوب رب | سید عالی نسب امی لقب

شکر کرای بندہ خاکی اُس پروردگار کا کہ جسنے ایک کلمۂ کن مین ان عجائب و غرائب کو ہویدا کیا تمام عالم کو کس تکلف سے پیدا کیا حقیقت مین زمین و آسمان ثوابت و سیارگان شجر و حجر جن و انس ہور و مار خزان و بہار شب و روز بہشت و دوزخ چاند سورج وغیرہ کو کس لطف سے ظاہر کر دیا اپنی صنعت باطنی سے ماہر کر دیا ہر روز کے ملاحظے سے معلوم ہوا کہ کل ماہتابان غنچہ ہاے سیارگان کیس حسن و خوبی سے باغ آسمان مین اپنی بہار دکھاتے ہین دن کو ذرہ ہاے زمین بصد تزئین از گرمی جہان آفرین بہ عکس مہر تابان جلوۂ آفتاب دکھاتے ہین ستارون کی رونق پاتے ہین انسان ضعیف البنیان کی یہ مجال نہین ہی کہ ایک نکتہ بھی صفت رب اکبر مین تحریر کر سکے ہر وقت عذر کرنا سر عجز جھکانا واجب و لازم ہی حقیقت مین ای رحیم و ای کریم و ای سمیع و علیم تیری یکتائی پر باغ مین نخل جنگل مین کانٹے انگلیان اُٹھاتے ہین پھول نرگس کے تماشاے یکتائی کا لطف دکھاتے ہین موافق نظم

کون و مکان محو ثنا سایت | ہستی پایندہ ترا ایست و بس | محض بہ ذات تو لقا ہست و بس | اے دو جہان شاہد یکتائیت
جانب خود راہ نمائی ہمہ | از کرمت عقدۂ من وا کشای | سوی خودم راہ دہ ای رہ نمای | ای بکرم عقدہ کشائی ہمہ
محو کن آنرا کہ ہمہ باطل ست | نقش ہوا را ز دلم بر زدای | تا شود این آئینہ ام حق نمای | ہر چہ بجز یاد تو ام در دل ست
وز غم خود یکسرہ معمور کن | آمدہ ام ہمہ در تو عذر خواہ | بادل پر بیم و بروی سیاہ | ہر غم و رنج از دل من دور کن
بر درت افتادہ شدم سایہ وار

سایہ لطف از سر من بر مدار | باب کرم بر رخ من باز کن | وز کرم خویش سرافراز کن

نعت جناب سرور کائنات

اللہم صل علی محمد و آل محمد درود کاملہ براسے جناب اشرف انبیا حبیب کبریا مشرف بخطاب قاب قوسین او ادنی جو کوئی ایک مرتبہ درود پڑھے بحکم خالق انس و جان فرشتگان آسمان دس مرتبہ اُسکو درود سے سرفراز کرین مرتبے پر ایسے پیغمبر کے کیون نہ ناز کرین ربا کبر نے اپنے حبیب کو معراج عطا فرمائی سبحان اللہ جب عرش اعلی پر پہونچے

نعتین

تن پاے اقدس سے دور کی آواز آئی ای سراج انبیا نعلین کو کیون پاے اقدس سے دور کیا عرض کی ای رب بے نیاز
وادی مقدس مین حضرت کلیم اللہ کو فخلع نعلیک یا موسیٰ حکم ہوا یہ عرش اعلے ہی کیون کر نہ ادب کرون آواز آئی ای
حبیب سُن ماجراے عجیب و غریب جب ہمنے عرش اعلیٰ کو خلق کیا متزلزل و متحرک تھا دریافت کیا کہ باعث بیقراری کا
کیا ہی عرش اعظم نے عرض کی ای سمیع و علیم تونے جس شی کو خلق فرمایا زیور بھی عطا کیا اسی وجہ سے بیقرار ہون ہر شی
زینت کا امیدوار ہون ہمنے عرش اعظم سے وعدہ کیا کہ اپنے حبیب کو یہان بلائینگے وہ اسکی شب معراج ہوگی
نقش نعلین اُسکا تیرا سرتاج ہوگا دونون نواسے اُسکے رونق زمان و زمین جوانان بہشت برین زینت کونین حسن
حسین ہونگے فیوض نامتناہی گوشوارۂ عرش الٰہی ہین پس میرے وعدہ کو وفا کر مع نعلین قدم رکھدے عرش پر
جب حضوری سے فیضیاب ہوئے کیا کیا کلمات راز و نیاز ہوئے اُدھر سے درود کا ورود ادھر سے عجز و بندگی
و سجود عرض کی ای رب جلیل تونے جبریل کو ستر ہزار بال و پر عطا فرمائے کہ بعد زمین و آسمان کو چشم زدن مین طی
کیا اسکا بدلا مجکو کیا دیا آواز آئی ای سید نیک خو شرف اُسکے ستر ہزار بال و پر کا تیرا ایک سر مو عرض کی مگر ملایک نے
حضرت آدم کو سجدہ کیا اسکا عوض مجکو کیا دیا آواز آئی تیرے نور کو صلب آدم مین قرار تھا اس وجہ سے اُسکا عز و
وقار تھا اس سے ترک ادبی ہوا بہشت سے اُسکو باہر کیا تیری اُمت کو باوجود گناہ فردوس برین عطا کرینگے اُنکا عیش گاہ
کل پیغمبران ماسلف کا اس مقام پر سوال و جواب ہی جس سے ثابت ہو کہ فخر انبیا ہین کل مراتب مین یکتا ہین حدیث
طولانی تھی تصریح مین طول ہوتا شاید سامع ملول ہوتا کیا اُنکے مراتب کو ہم بیان کرین یہی بات بہتر ہی کہ پیغمبر ہمارا
حبیب رب اکبر ہی نظم

والا گہر محیط لولاک	آن مرکز دو ہفت جدول	گرداب نشین موج اول	چابک قدم بساط افلاک
سرلشکر کبریا محمد	تسخیر دو کون مایۂ او	تفسیر دو حرف آیت او	از آیت کبریا موید
امی و کتاب خانہ دردل	مصباح سپہر گوہر او	معراج شارہ بردر او	خاکی و بر اوج عرش منزل
افروختہ شمع آفرینش	ہم مطلع اول سباعی	ہم مصرع آخر رباعی	از طلعت او بنور بینش
کو بود فروغ بخش انجم	نہ خان خلیل در میان بود	کش عالم قدس میہمان بود	یعقوب نہ کرد چشم خود گم
کو بود نہنگ بحر آشام	یوسف نہ فتادہ بود در چاہ	کو داشت حشم بہ تارک ماہ	نگرفت بہ حوت یونس آرام
دینش بصد آفتاب شد روز	نورش چو بر آسمان علم زد	روزش بہزار صبح دم زد	صبحش چو دمید عالم افروز
	زان بیش کہ پا نہد برین فرش	میبود بہ گاہوارۂ عرش	چون طنطنہ اش بہ عالم افتاد
عالم ہمہ بر سر ہم افتاد	فروخت چو شمع نہ قبیلہ	گردید دو عالم از قبیلہ	

منقبت جناب حیدر کرار صاحب ذوالفقار کنندۂ در خیبر زور بازوے پیغمبر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا وصی مطلق مولانا روم نے کیا خوب فرمایا ہی **شعر مثنوی مولانا روم**
او خیبر انداخت بر روی علی + افتخار ہر نبی و ہر ولی + یعنے جتنے نبی و ولی گذرے ہمارے امام عالیمقام
سب کے فخر ہین صاحب معجز و کرامات فاتح خیبر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور زوج زہراے اطہر باب شبیر و
شبر اگر ذات بابرکات جناب حیدر صفدر پردۂ دنیا مین ظہور نہ پاتی کفو جناب فاطمۂ زہرا کوئی دنیا مین
تھا انکے فضائل اور مراتب کون لکھ سکتا ہی انکے مرتبے کو خدا خوب جانتا ہی نظم

سر ہر عامی عارف امیر	انجمن آرای امامت علی ست	شافع فردای قیامت علی ست	او ست کہ فرمود حدیث غدیر
تن و دلم باد بقربان او	ہمچو رسول از ہمہ اولی علی	باش فقیر در موالی علے	شان رسول عربی شان او
			پر بکن ای ساقی روشن ضمیر

جام من از بادۂ تسنیم غدیر | نشۂ حب علیم در سر است
یاد علی مونس جان من است | طالع من فرخ از اقبال اوست
مستیم از میکدۂ دیگر است | ناد علی ورد زبان من است
مطلب من با علی آل اوست | جان و دلم محو علی و ولی است

غیر علی را نہ شناسم کہ کیست

خلاصہ جلد ہذا اب اس تیسری جلد مین داخلہ صاحبقران کا طلسم نورافشان مین بطرز جدید ہوگا لشکر کشیان طرف سے سحر العجائب و مصر الغرائب کے عیاریان خواجہ کی بطرز نو آمد بدیع الزمان و قاسم جملہ لشکر جنکا ذکر کیا ہی اُن سب کے لشکر آئینگے لوح کا ملنا صاحبقران کو بطرز جدید ذکر کیا ہون کہ کوہ ہفت رنگ پر جانکا حاکم بت خونخوار ہی اور سامری پرستون نے اسپنے کو زندہ دفن کرا دیا ہی اُنکا بطرز جدید زمین سے نکلنا اور بلائین نازل ہونا لشکر صاحبقران پر اور عیاریان خواجہ عمرو کی اور ذکر قتل اُن ساحرونکا اسطور سے ہوگا کہ ناظرین طلسم ہفت پیکر کے مشتاق ہون کہ قید ہونا قاسم کا ہفت پیکر مین بوجہ سحر العجائب و مصر الغرائب بہ ارادۂ فتاحی طلسم صاحبقران کا جانا و داخلہ رستم و شوکت ایرج و جرأت نور الدہر بوجہ احسن تحریر ہونگے کہ ناظرین پسند فرمائینگے اور خلعت تحسین و آفرین سے دریغ نفرمائینگے و فتاحی طلسم نورافشان از صاحبقران بطرز نو اسقدر نشان دیا کہ بروقت مطالعہ زیادہ لطف حاصل ہو ایک مضمون زیادہ لطف دیگا لوح کا نشان کوہ ہفت رنگ سے ملیگا اور چار شاہزادون کا قید سے چھوٹ کر بخشی صاحبقران مین کدو کاوش کرنا و حال نقابدار زرین پوش بھی تحریر ہونگے کہ جسکے اکثر ناظرین مشتاق ہین و آمد قہور دیو پرور کہ فرزند صاحبقران ہی مگر اپنی ولادت باسعادت سے آگاہ نہین ہوا اور جملہ فرزندان صاحبقران کی بھی داستانین بیان ہونگی و انجام ملکہ حیرت جادو شادی ہونا ساتھ چالاک کے بعد تحریر بسیار حیرت پر آفتین نازل ہونا سپاہ چاپیہ والے جمع ہوتے ہین حیرت کا سب سے انکار عاشقان کا ذب سنکے اسرار چالاک حیرت کو ان بلاؤن سے نکالنا اور حیرت کا انصاف کرنا کہ بیشک ہمارا چالاک عاشق صادق ہی کسی مقام پر اپنی جان کا خوف نہ کیا و دشمنون مین سینہ سپر رہا عیاریان اسکی بطرز نو بیان ہونگی اُسی ضمن مین عیاریان خواجہ عمرو کی اور جراتین فرزندان صاحبقران کی عیارون کی بھی شوکتین

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کا پہونچنا قلعہ اور نگ آباد پر کہ حوالی طلسم نورافشان ہی اور رنگ بیشہ نشین پہلوان کا عرضی لکھنا سحر العجائب و مصر الغرائب کو اور آنا فوجون کا وہان سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا مخمسہ موافق مقام ہذا

عشق گل سے صحن گلشن مین بھی تھے برباد ہم | تنگ دل تھا خار غم سے تھے بہت ناشاد ہم | الجھے ہین ہرگز نہین اب مائل فریاد ہم
کیا اسیری مین کرین شکوہ ترا صیاد ہم | وان بھی کچھ دام رگ گل سے نہ تھے آزاد ہم
صانع قدرت نے قسمت مین نہین لکھی خوشی | کیا کہین یہ زیست ساری رنج و غم مین کٹ گئی | دیکھا ای قاتل ہمارے طالع بد کی بدی
خندہ زن گر ہو تا نہین اپنا دہان زخم بھی | کوئی دنیا مین نہوگا جیسے ہین ناشاد ہم
عشق گیسو مین پریشان ہی یہان سوگوار | اپنے نالون سے چمن مین کہتے ہین نالان ہزار | مرج باد صبح کی صورت سے ہم ہین بیقرار
جب سے دیکھی ہی گل رخسار جانان کی بہار | ہو رہے ہین صورت برگ خزان برباد ہم
کیا غضب ای مہر بزم مہوشان چھپ گیا | ہو گیا روشن یہ ہم پر سب جہان پھر گیا | دل لگا ہین خاک ہم جو ہی نہان ہم سے
یہ زمین کرہو نہ یہ آسمان سب بے مہر ہے | جی مین اب ہی اک نیا عالم کرین ایجاد ہم
۲۴ جان دیتے ہم بھی الفت مین نہین ثابت ہوئے | بد رقیبون کو نہ زندہ چھوڑتے ہم خستہ تن | یون نہ دیتے جان اپنی ہم مثال کوہکن

پہلے تیشہ مارتے خسرو کو ای شیرین دہن | جی نکھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم
قدرداں اپنا زمانے میں نہ اب کوئی رہا | کچھ نہیں اٹھتا ہمیں اب شعر خوانی کا مزا | کیا کہیں اس بات کا آباد ہی صدمہ بڑا
پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اٹھ گیا | کس سے ہم کہیں جانے ناسخ اس غزل کی داد ہم

چہرہ مرحلہ پیماے شوکت و جلالت و رہروان شتبہ سطوت و صولت اس داستان جرأت بیان کو بعد صولت و حشمت یون تحریر فرماتے ہین

معنی فغانی که اند بجان | درین دیر پردہ آسمان | درین پردہ آواز نالم چو نی
سخن سنج و غواص دریاے ہوش | چنین نغمہ بخت گو ہمہ اماں گوش | با احوال جم یا به احوال کی

عروس سخن کو زیور کلام سے یون آراستہ کرتے ہین کہ
صاحبقران زمان ملکہ الالا عذار و ماہ رخسار کو اس اقلیم کا حاکم کرکے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئے بعد جانے صاحبقران کے ملکہ الالا عذار و ماہ رخسار نے ڈیڑہ لاکھ ساحرون کا لشکر تیار کیا تخت پر سوار ہوکر بجستجوے صاحبقران روانہ ہوئین کہ انکا ذکر بھی وقت پر تحریر ہوگا مگر صاحبقران آٹھ دس منزلین طے کرکے ایک بیشۂ سبز و خرم مین فروکش ہوئے محیط فیلدر پہلوان نے لشکر کو تمام بازارین آراستہ کین عاشق جمال صاحبقران زمان بارگاہ مین آکر حاضر ہوا دنگل پر بیٹھا ہوا غنچۂ گلشن جمال کی کر رہا ہی اسی بیشہ سے سرحد طلسم نور افشان شروع ہوئی ہی اورنگ بیشہ نشین پہلوان یہان کا حاکم اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی جوش جرأت مین جھوم رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ صاحبقران زمان بارادۂ فتح طلسم نور افشان جاتے ہین آپکی سرحد مین آج فروکش ہوئے ہین یہ سنکر اورنگ جھلا گیا غصہ مین پیشانی پر پسینہ آگیا پکار کے آواز دی ای پہلوانان بلتن ای جوانان صف شکن ایک شیر تم مین سے جائے لشکر صاحبقران کو ہماری حوالی سے ہٹادے ہماری حوالی سے طلسم کشا کا جانا بہتر نہین ہمارے واسطے باعث بدنامی ہی الوس بن الوند پہلوان زبردست ہی اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شہریار ابھی ہمکو اٹھائے دیتا ہون یہ کہکر الوس بن الوند گینڈے پر سوار ہوا لیکن تنہا چلا دس ہزار سوار کا افسر ہی سبھون نے عرض کی ہم بھی ساتھ چلین کہا کسی کی کیا احتیاج ہی مین اکیلا کافی ہون بلبلاتا ہوا لشکر صاحبقران مین آیا لشکر صاحبقران زمان کو دیکھتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پہلوان عادی دنگل درگہ سالاری پر بیٹھا ہی حیران تھا کہ یہ دیو کا بچہ کہان سے آیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا ہاتھ باندھکر کہا صاحبقران زمان سے جاکر کہو کہ ملک اورنگ نے ایلچی بھیجا ہی کچھ عرض کیا چاہتا ہی عادی نے جاکر صاحبقران سے عرض کی صاحبقران نے فرمایا بلالو الوس بن الوند اندر آیا دربار صاحبقران کو دیکھا جھک کر سلام کیا کنکھیون سے دیکھتا ہی کہ دو بار گیا صاحبقران نے کرسی دی احمق بیٹھا صاحبقران زمان نے ساقی بچے کو اشارہ کیا جب الوس بن الوند نے دو چار جام شراب پیے بلبلا کر عرض کی ای شہریار ہمارے بادشاہ کو بہت خلاف ہوا یہ سرحد بیشۂ اورنگ ہی شیر بھی اس بیشہ مین سرکشی نہین کرتے آپ ابھی وقت لشکر کو اٹھا کر پلٹ جائیے ورنہ بہتر نہوگا محیط فیلدر جو بیٹھا ہی غصہ مین کانپ گیا کہا ای پہلوان آقاے نامدار سے کیسی باتین کرتا ہی ہم شب بھر یہان رہین گے کل اس بیشہ مین آگ لگادینگے قتل و قلم کرینگے یہ سنتے ہی الوس نے کہا ای شخص تو کیون بولا محیط نے کہا ہم غلامان جانباز ہین خدمتگزاری سے سرفراز ہین مجال ہی کہ کوئی کلمہ سخت کہے ہم سن سکتے ہین الوس نے کہا ابھی لشکر ہٹانا پڑیگا محیط نے کہا تیری کیا مجال ہی اگر لشکر ہٹانے کا نام لیگا تو ہم زبان تیری کاٹ ڈالین گے الوس نے غصہ مین آکر ہاتھ تلوار کا مارا محیط چونکہ غافل بیٹھا تھا شانہ زخمی ہوا زخم کھاکر جھپٹا اور اٹھا کہا او نامرد تو نے غفلت مین مجکو زخمی کیا الوس نے دوسرا ہاتھ مارا محیط نے بڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک طمانچہ مارا الوس بن الوند چیخ کھاکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا محیط بالین پر کھڑا ہی الوس نے آنکھ کھول کے دیکھا پھر آنکھین بند کرلین محیط نے کہا تجھے باہر جا صاحبقران ہان ہان کرتے ہین ای

محیط ہیان نے دیدہ مثل مشہور ہی ایلچی راز والے نسبت اس سے نہ بولو صاحبقران نے فرمایا ای الوس
اُٹھ کوئی اب دخل نہ دیگا یہ سنتے ہی الوس جھاڑ پونچھ کر اُٹھا جلدی نکل کے بھاگا باہر آکر گینڈے
سوار ہوا اورنگ منتظر بیٹھا تھا کہ الوس آکر پہونچا اورنگ نے پوچھا کیون الوس کیا ہوا
تم تو کچھ گھبرائے ہوئے ہو کہا حضور مسلمان بڑے فقرے باز ہین دو سو آدمی مجکو لپٹ گئے
مین جان بچا کر بھاگا مگر میدان مین سمجھ لونگا وہ لوگ کہتے ہین ہم لشکر نہ اُٹھائین گے اورنگ نے کہا
طبل جنگی بجے کل میدان مین سمجھ لونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وزیرون نے عرض کی اگر مناسب ہو
ایک عرضی شاہان طلسم کو لکھیے وہان سے مدد آجاے اورنگ کو یہ بات پسند آئی اُسیوقت طبل جنگی
بھی بجوایا عرضی دیکر شتر سوار کو روانہ کیا کہ جا کر شاہون کے ہاتھ مین اس عرضی کو دینا شتر سوار
چلا علامت پر آکر پہونچا دیکھا آگ روشن ہی طاؤس بالاے قلعہ بیٹھا ہی منہ سے چنگاریان چھوڑ رہا ہی پکار کر
آواز دی ای طاؤس طلسمی ہم مالک طلسم کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتے ہین بیشہ اورنگ سے نامہ
لیکر آئے ہین طاؤس نے کچھ اشارہ کیا آگ مین رستہ پیدا ہوا شتر سوار اونٹ سے اُتر کر راستہ طے کرکے
بارگاہ سحر العجائب مین پہونچا دیکھا دربار جمع ہوا ہی تمام ساحران خرس طینت میمون خصلت خرس ہاے
بادیۂ ضلالت دنگلون پر بیٹھے ہین شتر سوار نے نامہ ہاتھ مین سحر العجائب کے دیا سحر العجائب کے پہلو مین ملکہ
مقتول رنگین ادا بیٹھی ہی اُسکے ہاتھ مین نامہ دیا مقتول نے پکار کر پڑھا شاہان طلسم دنگ ہوگئے
تمام صاحبقران کا جو ذکر ہوا جھنجھناکر اُٹھے تاج سر سے سحر العجائب کے گرا سیاح جہان گرد وزیر نے تاج
سر پر رکھا مگر آپس مین خشمگین ہوئے لیکن کوئی کہتا ہی یارو یہ حمزہ کون شخص ہی کہ اورنگ ایسے پہلوان کا
کہنا نہین مانتا اپنے کو کیا سمجھا ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کاہن طلسمی گھبرایا ہوا کتاب بغل مین لیکر
اُترا کہا ای شاہان طلسم غضب ہوا یہی جوان فتاح اصلی ہی اسی کا نام بانیان طلسم لکھ گئے ہین علاوہ ازین
صاحب اسم اعظم محترم و محتشم سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا ساحر اُسکا کیا کرینگے مقتول رنگین ادا نے عرض کی ای
کاہن دیوانہ ہوا ہی یہ طلسم نورافشان ہی برسون رستہ نہ ملیگا ای شہنشاہ اگر حکم ہو تو کنیز جائے زندہ
گرفتار کر لائے یا حکم ہو جاکر دیوانہ کردون یا سر کاٹ لاؤن ہزار تدبیرین ہین حکم دیا سحر العجائب نے ای ملکہ مقتول
اگر تمنے جاکر اس جوان کو گرفتار کیا یا قتل کر ڈالا نصف سلطنت نورافشان دونگا مقتول نے کہا لونڈی جاتی ہی
بارہ ہزار کنیزین لیکر تخت پر بیٹھی سحر کرتی ہوئی چلی بعد جانے مقتول کے مشیرون نے عرض کی ایک پہلوان
بھی زبردست جائے کشتی لڑے کیا تعجب ہی گرفتار کرے سحر العجائب نے کہا وہان سے میدان دلفریب قریب
ہی جاروق رعد آواز پہلوان ہی کہ آج تک اُسکی پشت زمین سے کسی نے نہین لگائی بڑے بڑے
پہلوانون سے لڑا چالیس کوس اُسکی عملداری ہی اورنگ سے اُس سے محبت بھی ہی وہ جاکر اُسکی نصرت
کریگا فرمان بنام جاروق روانہ ہوا جاروق دیکھتے ہی فرمان کے بلبلا گیا بارہ ہزار پہلوان
لیکر براے مدد اورنگ روانہ ہوا یہان اورنگ نے جو طبل جنگی بجوایا تھا صبح کو میدان مین آیا ادھر سے
صاحبقران لشکر کو لیکے پہونچے صفین آراستہ ہوئین الوس بن الوند گینڈے کو چھیڑ کر سامنے اورنگ کے
آیا کہا ای پہلوان دوران مسلمانون نے مجکو بہت ذلیل کیا تھا اسوقت سمجھ لونگا سبکے سر کاٹ لاؤنگا آج ایک کو
زندہ نچھوڑونگا اورنگ نے اجازت دی الوس میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسے تمنا

مرگ کی ہو میدان مین نکلے اُس پہلوان کا خواہان ہون جسنے مجکو ذلیل کیا یہ سنتے ہی محیط نے گنیڈا نکالا سامنے
صاحبقران کے آکر اجازت لی اور طرف میدان کے چلا آکر الوس سے تگاورزن ہوا آپسمین نیزہ چلا محیط
نے الوس کو دنگ کر دیا ہی گا ٹھکر نیزہ تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے الوس کے نکل گیا الوس نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا محیط نے بار ہو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا الوس نے گریبان پر ہاتھ ڈالدیا گنیڈون پر
سے کود کے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین الوس چاہتا ہی زیر کرون مگر محیط نے وہ پیچ باندھا ہی
کہ الوس کو تنگ کر دیا ہی پہر الجھ الجھکر لڑا وہہر ڈھلتے ڈھلتے محیط نے کمر مین ہاتھ ڈالکر الوس کو اٹھا لیا زمین پر مارا
چاروں شانے چت گرا محیط نے کود کر چھاتی پر الوس کی گھٹنا رکھا کہا مسلمان ہو الوس نے کہا یہ تو غیر ممکن ہی
مین کبھی مسلمان نہونگا محیط نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر ہلکہ مارا گردن مع نرخرے
کھینچکر پھینک دی اورنگ پر بہت شاق ہوا گنیڈے کو چھیڑا ہی تھا کہ جابرٹون کہ صحرا سے گرد
اُڑی سب دیکھنے لگے جاروق رعد آواز چار ہزار پہلوانون سے پیدا ہوا آکے اورنگ سے
ملاقات کی رخصت مانگی کہا مین ابھی اسکا سر لاتا ہون ہر چند اورنگ نے روکا جاروق نے نہ مانا میدان
مین آکر محیط سے مقابلہ کیا نیزہ بازی سے مطلب نہ نکلا تلوارین کھینچین جاروق نے دھوکا دیکر ہاتھ مارا
سر محیط کا زخمی ہوا محیط نے زخم کھا کر ہاتھ مارا جاروق لپیٹ پڑا ازخمداری مین محیط سے کشتی ہوئی محیط
کا کولہ اُترا ہر چند سردارون نے آواز دی جاروق نے نہ مانا مشکین باندھ لین دن کم باقی تھا میدان
سے پلٹ گیا صاحبقران کو ملال ہوا جاروق جو محیط کو لیکر آیا کولہ بٹھایا زخم دوزی کرائی حکم دیا
رات کو اسکو کھانا پانی دینا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہونے پائے صبح کو دربار جمیگا اگر لات و منات کو
سجدہ نہ کریگا قتل کرونگا یہ کہکے قید خانہ مین بھیجدیا یہ خبر صاحبقران کو ہرکارون نے پہونچائی جاروق کا
یہ ارادہ ہی کہ صبح کو محیط کو قتل کرے صاحبقران نے حکم دیا ہمکو دمبدم کی خبر پہونچے ہرکارے جا کر موجود ہوئے صبح کو
جاروق آکر بارگاہ مین بیٹھا کہا اُس جوان کو لاؤ محیط کو مسلسل کرکے لائے محیط نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے
سلام کیا کہا یہ صحبت نامردون کی ہی زخم داری مین میرا کولہ اُترا اپنے نزدیک بڑا کام کیا کہ مجکو پکڑ لایا
جاروق نے پکار کر آواز دی ای محیط اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا محیط نے کہا مین اُسکا غلام ہون جنکا
لوائے شوکت از پردۂ دنیا تا بعقاف سرفراز ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر جاروق نے غصے مین حکم
دیا اس جوان کو لیجا کر قتل کر دو سر لا کر مابدولت کو دکھاؤ زنجیردار نے سر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا محیط نے کہا وہان
جانے کی کیا ضرورت ہی یہین جلاد کو حکم دے کہ سامنے تیرے قتل کرے زنجیردار نے سونٹا اٹھایا کہ او گنہگار
سرکشی کرتا ہی سونٹا جو زنجیردار نے اٹھایا محیط کو غصہ آیا زنجیر پکڑ کے جھٹکا دیا سر زنجیردار کے ایک ہنکڑی
ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا خانۂ زور مین آکر قید توڑ ڈالی طرف جاروق کے چلا اور پہلوانون نے روکا ایک
کی تلوار چھین لی کئی پہلوان مارے چہار جانب سے پہلوانون نے گھیرا ہی محیط شیرانہ لڑ رہا ہی ہرکارون نے یہ خبر
صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران بیقرار ہوگئے فوراً اُشت اشقر پر سوار ہوکے مرکب اُڑا کر چلے عقب
مین بہرام وغیرہ امیر نے فرمایا خواجہ بڑھکر خبر تو لو یہ خبر ہرکارون نے جاروق کو پہونچائی کہ صاحبقران آتے
ہین جاروق اٹھا سپاہیون سے کہا اس جوان کو نہ روکو نکلجانے دو مین اسکے آقا کی مشکین باندھکر لاتا ہون
یہ کہکر گنیڈے پر سوار ہوا فوج کو لیکر کنارے پر لشکر کے ٹھہرا محیط لڑتا ہوا آتا ہی صدہا پہلوان مار کر ڈالدیے

بیچاؤن سے کب رکتا ہی جاروق نے دیکھا کہ صاحبقران گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتے ہین جاروق نے
گنبد اڑھا یا پکار کر آواز دی صاحبقران بس اب آگے نہ بڑھنا مین نے محیط کو مہلت دیدی اُسنے بڑی
بے ادبی کی قید مردان عالم کو جسم سے دور کیا خیال مین گذرا کہ اسکو نکل جانے دو وہ دیکھیے لڑتا ہوا آتا ہی
مجھے تو آپ سے مطلب ہی صاحبقران نے جاروق کا مقابلہ کیا اُسنے دو تین ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران
روک کر لپٹ پڑے چاہا تلوار چھین لون جاروق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا گھوڑون سے کودے کشتی
ہونے لگی فوجین دیکھ رہی ہین محیط بھی لشکر صاحبقران مین آکر ٹھہرا جاروق کب مقابلے مین صاحبقران
کے ٹھہر سکتا ہی تیسرے پیچ پر صاحبقران نے ہکہ مارا کولہ جاروق کا اتر گیا جاروق کو غش آیا صاحبقران
نے پکار کر آواز دی ای اورنگ اس صید زبون کو لیجاؤ اُسکا کولہ اتر گیا اورنگ نے آکر جاروق
کو ہاتھون ہاتھ لیا ہوا دار پر ڈالکر لیگئے صاحبقران محیط کو ساتھ لیکر داخل لشکر ہوگئے اورنگ نے
آکر جاروق کا علاج کیا جب یہ ہوشیار ہوا کہتا تھا کہ حمزہ مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہی ای اورنگ طبل جنگی
بجواؤ کل سر میدان حمزہ کو زیر کرونگا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے صبح کو جاروق جوشان خروشان میدان
مین آیا پکارنا شروع کیا یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے صاحبقران نے چاہا کہ مقابلے مین جاؤن
سردارون کو رخصت کر رہے ہین محیط فیلسوار دامن کو پکڑے ہوئے کھڑا ہی کہتا ہی حضور کو اسکے مقابلے
مین نجانے دونگا مین ابکی مشکین باندھکر لاؤنگا صاحبقران فرماتے ہین ای محیط ہمارے قاعدے کے خلاف ہی کیسی
بہادر کو مین کمتر نہین جانتا میرا وہ نام لے رہا ہی محیط کہتا ہی مین تو نہ مانونگا اگر حضور جائینگے گلا کاٹ کر مر جاؤنگا
صاحبقران نہایت تنگ ہوتے ہین فرماتے ہین ای محیط میرے قاعدے کے خلاف ہی ہمارے واسطے
دعا کرو کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے جاروق نے آواز دی آپ نہین آتے تو مین ہی آتا ہون کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا سب نے ایک جوان کمسن پشت بر فوج گران قاسم نے جو دیکھا ایک پہلوان میدان
کارزار مین دادا جان کو پکار رہا ہی وہین سے نعرہ کرکے جا پڑے فوج کو اشارہ کیا صاحبقران کو جاکر
سلام کرو مین ابھی جاتا ہون اس دیو خصال کی مشکین باندھکر لاتا ہون قاسم آکر تگاور زن ہوئے تلوار
چلنے لگی جب ہاتھ قاسم کا چلتا ہی جاروق کو یقین ہوتا ہی کہ اب تلوار نہ رکے گی گالیان دیتا ہی جب اُسکو یقین
ہوا کہ اس جوان کی تلوار سے نہ بچونگا پکار اُٹھا کہ ای نوجوان یہ کیا حرکت ہی تیرے ساتھ پہلوان ادھر آیا
مجکو تیرا مارا چاہتا ہی قاسم نے غصے مین منہ پھیرا جاروق نے اوپر سے ہاتھ مار دیا قاسم کا زخمی ہوا
قاسم کو بہت ناگوار ہوا بائین ہاتھ سے زخم تھام کر ہاتھ تلوار کا مارا جاروق نے گیند اٹھا لیا ہاتھ جو خالی گیا
قاسم کو غش آیا جاروق نے چاہا سر کاٹ لون کہ پہلو سے گرد اڑی سب نے دیکھا انجم گروہ رستم شکوہ فتنہ سر
ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ظاہر ہوئے فوج ظفر موج پشت پر دیکھا ایک پہلوان قاسم
کا سر کاٹا چاہتا ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا وہین سے مرکب کو جولان کیا نعرہ تھا کہ اُدھر گیا کرتا ہی عالم
غشی مین شیر بیشہ رستم پر ہاتھ ڈالتا ہی یہ کہکے گھوڑے کو مہمیز کیا اتنی جلدی پہنچ آگئے کہ جاروق کا ہاتھ اُٹھا
تھا وار نہ کرنے پایا تھا بدیع نے قاسم کو ہٹایا سینہ سپر کرکے سامنے آگئے جاروق نے ہاتھ مارا بدیع الزمان
نے خالی دیا تیغہ برق مثال کھینچکر ہاتھ مارا اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو کاٹا تلوار جو آگے گری پھر کو
زخمی کرکے طرف جلگاہ کے چلی جاروق نے سر کو کھینچا گینڈے کی گردن تیغہ پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوگئی فوج دونون

جاتا ہمارے افسر کو مار لیا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے بدیع الزمان تلوار پکڑ کے جا پڑے فوج بدیع الزمان بھی آگئی اور رنگ نے بھی فوج کو اشارہ کیا دونون لشکر ملگئے صاحبقران بھی آپڑے فوجون مین طبلبلی پڑگئی بدیع الزمان نے فوج کو تہ و بالا کیا اور رنگ نے دیکھا فوج دلدہی نہین کرتی جاروق بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہوا لائق لڑنے کے نہ رہا طبل بازگشت بجوادیا لشکرون کو لیکر ملپٹا ہے کہ ایک طرف سے طلسم نور افشان کے ابر گلنار اس زور و شور سے اُٹھا کہ سب حیران ہوگئے بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دیکھا سینے ایک ساحرہ نہایت حسین تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ساحران غدار بڑے زور و شور سے آکر پہونچی اور رنگ سے ملاقات کی احوال بیان کیا کہ نامہ جو تمہارا گیا تھا شاہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہے اگر تمنے طبل بازگشت نہ بجوایا ہوتا ابھی مین حمزہ کی تدبیر کر لیتی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاسینگے اور رنگ نے کہا ابھی طبل جنگی بجواتا ہون مقتول رنگین ادا نے کہا کل ہی کل کا خاتمہ ہے اور رنگ نے طبل جنگی بجوادیا صاحبقران بارگاہ مین آکر بیٹھے تھے قاسم کی زخمدوزی کرائی ان دونون شیرون نے سب حال اپنے بیان کیے صاحبقران بہت خوش ہوئے کہ ہرکارون نے آکر خبر سنائی کہ اور رنگ نے پھر طبل جنگی بجوادیا ساحرہ نے وعدہ کیا ہے کہ مین تدبیر مسلمانان کرونگی صاحبقران نے فرمایا ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے خواجہ اپنے مقام سے اُٹھے واسطے خبر کے طرف لشکر کفار کے چلے یہان مقتول رنگین ادا بارگاہ اور رنگ سے اُٹھی کنیز اسکی شعلہ رخسار نے کہا واری آپ تکلیف نہ کرین اسم اعظم بند کرنے کا سحر مجھے بھی آتا ہے مین فوراً اسم اعظم بند کرلونگی ایک بارگاہ کنیز کو سلے ہزار دو ہزار ساحر بہت ہین ہمنے آنکھین شاہان طلسم نور افشان کی دیکھی ہین میان کوکب کا زمانہ بھی دیکھا ہے کہکے شعلہ رخسار الگ ہوئی ایک خیمہ استادہ کرالیا اسمین آکر ٹھہری گرد ساحر اُترے ہوئے ہین مٹھی باتین کر رہی ہے کہ ایک کنیز نے خبر دی در دولت پر ایک نامہ دار حاضر ہے عرض کرتا ہے مجھے شاہان نور افشان نے بھیجا ہے شعلہ رخسار نے کہا بلالو نامہ دار سامنے آیا جھک کر سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا شعلہ رخسار نے نامہ پڑھا مرقوم تھا کہ اے شعلہ رخسار ما بدولت کو معلوم ہوا کہ تمنے قتل مسلمانان پر کمر باندھی ہے لہذا یہ ساحر جاروب کش قبر سامری کو روانہ کیا ہے یہ وہ شخص ہے کہ سامری جمشید اسکے سامنے آتے ہین کمال علم موسیقی اسکو عطا ہوا ہے شب کو تمھارا دل بہلائے گا صبح کو میدان کارزار مین ٹھہریگا جس مقام پر یہ ہوگا وہان گنبد سامری بھی ضرور رہویگا کل ہی سب مسلمانون کا خاتمہ ہو جائیگا شعلہ رخسار نامہ پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا میان ساحر تمھارا نام کیا ہے ساحر نے کہا مجکو عجائب سامری کہتے ہین مین نے تیس برس برابر قبر سامری پر جاروب کشی کی تصویر سامری عطا ہوئی اب جہان چاہون رہون سامری سرفراز فرماتے ہین میری ملاقات کو آتے ہین شعلہ رخسار نے پوچھا تصویر سامری کہان ہے ساحر نے جواب دیا تصویر دکھاؤنگا پہلے گانا تو سنیئے شعلہ رخسار نے اشارہ کیا کنیزین ساز لائین سازندون نے ساز درست کیے عجائب سامری سامنے شعلہ رخسار کے آکر بیٹھے گنگنا کر یہ غزل گائی

غزل

کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا
ترے آنکھون سے دامن نے سدا ابر کرم پایا

مکان معشوقین ہوتے ہین انکو غم نہ پیدا
کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی رات اور دن کے تسلسل مین

جہانمین نقص پیری سے مفر ظالم نے کم پایا
کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
کبھی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے
بشکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا

کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے
مین دوڑا سیر یہ لینے کو جیسے تیرا ستم پایا
ہزارون بندشین کین برخلاف اسکے نہین دیکھا
ہمیشہ دلبون کیطرح دونون کو بہم پایا
نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئینگے
کہ مین نے جب اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
تصدق جائین سو سو طرح سے تقدیر عاشق کے
ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا
اُسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
بشر سے قالب آہن نہ زیادہ عمر رکھتا ہی
تمھاری ہٹ کو ایکجان جان ہمنے قسم پایا
جھکا دیتی ہی حاجت بیشتر عالی مزاجون کو
کہ گردش کو پر مضمون نے میدان قلم پایا
فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجکو اسقدر باقی
ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دودم پایا
جہان سینے مین دل ہی آرزو بھی ساتھ ہی اسکے
سدا اپنے سر مضمون کو پابوس قلم پایا
قصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہی
ہجوم خوابگہ کو بھی ہمنے سامان عدم پایا
نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا

عجائب سامری نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ شعلہ رخسار کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کنیزین بلائین لینے لگین عجائب سامری نے کہا ای ملکۂ عالم سامری نے بڑے بڑے کمال دیکھے ہین یہ تو آپ نے ایک حقیر بات دیکھی اپنے انتظام مین سامری نے مجکو شریک کر لیا ہی بندے جو مشرق و مغرب مین پیدا ہوتے ہین قدرت اکثر ہمکو بھیج دیتے ہین ہم بھی روح پھوک آتے ہین ہزارہا بندہ روز پیدا ہوتا ہی ہمکو بھی روز جانا پڑتا ہی ایک کمال ساقی گری کا ہی کہ قدرت کی محفل مین یہ شغل ہوتا ہی کہ سب انسانون کو ہاتھ سے پلاتے ہین قدرت کو سر سے شراب پلاتے ہین پرون سے ناچتے ہین منھ سے گاتے ہین ہاتھ سے بتاتے ہین سر سے پلاتے ہین آج جی چاہتا ہی تمھارا رتبہ بڑھائین ساقی گری کرین شعلہ رخسار نے کہا ای عجائب سامری تمھاری عنایت عجائب نے کہا کنجی میخانے کی عنایت ہو تو مین شراب محفل مین لاؤن آج حضور کو پلاؤن آپ اپنے رتبے سے واقف نہین ہین سامری آپ پر عاشق ہوئے کل سامرن سے لڑائی ہو رہی تھی سامری تمھارے خواب مین آئینگے شعلہ رخسار بھول گئی کنجی عجائب سامری کو دی عجائب جو میخانے مین گھسے بلہٹ ڈالدیا کہ یار وہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے لوگ بیتلے قرابے اٹھا اٹھا کے بجانے لگے سوگلا بیان الماس کی مع ارغوانی اسمین بھر کے محفل مین لائے شعلہ رخسار نے کہا دیکھو کس سلیقے اور ہوشیاری سے شراب آئی زاہد صد لالہ کی بھی ال ٹنگ پڑے عجائب سامری نے گھنگھرو پیرین باندھے گت ناچنا شروع کی اس لطف سے گت ناچے اور بھاؤ بتائے کہ اہل محفل کی بڑی گت ہوئی ڈوڑا گردن کا چلا جاتا ہی جام بلورین اُٹھایا جھک کر شراب بھری جام کو سر پر رکھا اور ٹھوکرین لیتے ہوئے اس غزل کو گانا شروع کردیا

غزل

دور دورہ کم شیشہ شراب سے سرنگون کر جام کو
آجکی شب ہو جدا منھ سے نہ ای دلبر شراب
بے خدا حافظ چلے سیر دیر ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب
وعدہ کا دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیرونکے تو ای جان پی چکے اکثر شراب
ہم بھی ہین بیشک غلامان علی سے ای نسیم
جیمین آتا ہی دکھائین مستیان پیکر شراب
فرقت دلدار ہی ساقی ہمین کیونکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری ویری پیکر شراب
بھرتا ہی فرد آمد کسی مینوش کا
آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب
بھگیا ہر لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب
ساقی کوثر سے لینگے جلکے اک ساغر شراب
جلد لا ساقی برنگ لالۂ احمر شراب
ابر ہی اُمڈا ہوا گل پر ہے ہین گلشین
یہ تمنا ہی ہمین قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب
اسراف بھی آج بذل مہربانی چاہیے
گر بیان کرتی ہی ہمسے صورت ساغر شراب
اس دھن مین اس غزل کو گایا کہ

شعلہ رخسار

شعلہ رخسار بیقرار ہو کر گر پڑی گئی ادہر عجائب سامری نے دورہ باندھا قضائے کار باہر جو گئی
حاجب و دربان نے بہوب پی آپس مین جوتی بیزار چلنے لگی سنجاب شب گرد کوتوال لشکر طلایہ پھرتا
ہوا اس طرف آنکلا یہ تو اہر ہی کہ ملکہ شعلہ رخسار نے گرفتاری صاحبقران کی اپنے ذمے لی ہی دروازے
پر دیکھا خادم خدمتگار آپس مین لڑ رہے ہین کوئی ننگا دوڑا جاتا ہی کوئی تانین اڑاتا ہی عجب رنگ
ہی سنجاب گھوڑے سے اپکار کر آواز دی یارو یہ کیا ہو رہا ہی کسی نے جواب بہی نہ دیا کہ کون پکارتا ہی اندر بارگاہ
کے آیا وہ وقت ہی شعلہ رخسار مع کنیزون کے بیہوش ہوئی خواجہ نے سب کے کپڑے اُتارے اور
اسباب سب کا لوٹتے ہوئے تھے سنجاب نے جو پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص کنیزون کو برہنہ
کر رہا ہی شعلہ رخسار بیہوش پڑی ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی خواجہ کود کر بھاگے سنجاب
اندر آیا پہلے شعلہ رخسار ہوشیار کیا اور کہا ملکہ اُٹھو دیکھو تو بارگاہ کا کیا رنگ ہی سب کنیزین برہنہ
پڑی ہین شعلہ رخسار آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی اور بیقرار ہو کر پکاری میان عجائب سامری کہان ہو
سنجاب نے کہا ملکہ ہوشیار ہو تماشا عجائب کا دیکھو کہ صحبت کا کیا حال ہی شعلہ رخسار نے جو اچھی
طرح آنکھین ملکر دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین جو کپڑے چنگیرین ندارد شعلہ رخسار نے کہا
ای سنجاب یہ کیا ہوا سنجاب نے کہا ایک شخص آپ کی کنیزون کو برہنہ کر رہا تھا دروازے
حاجب و دربان لڑ رہے ہین کسی کی بات کا جواب نہین دیتے یہی ہنگامہ دیکھکر مین اندر آیا دیکھا
کہ ایک شخص بارگاہ لوٹ رہا ہی مجکو دیکھتے ہی بھاگ گیا مجکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی وہ حمزہ کا
عیار تھا مجکو دیکھکر بھاگ گیا شعلہ رخسار جھلاتی ہوئی باہر آئی دیکھا تمام ملازم جوتی بیزار لڑ رہے
ہین کچھ ننگے دوڑتے پھرتے ہین بعض منہ کے بھل زمین پر گرتے ہین شعلہ رخسار نے سبکو
ہوشیار کرایا ستارۂ سحر چمک چکا ہی کنیزین بھی شرمائی ہوئی اُٹھین عرض کی واری لشکر میدان کارزار
مین جاتے ہین ملکہ مقتول تمکین ادا اسوار ہو چکین مقتول جب سوار ہوئی کنیزون نے اُسکو
خبر دی کہ ملکہ شعلہ رخسار عیاری ہوئی لیکن سنجاب شب گرد نے جا کر بچایا نہین معلوم کون
عیار تھا مقتول رنگین ادا نے طاؤس اسی جانب پھیر دیا در خیمہ پر شعلہ رخسار کے آئین
شعلہ رخسار شرمندہ ہو کے خیمے سے نکلی جھک کر سلام کیا مقتول نمکین ادا نے پوچھا بوا کیا
ہوا مین نے سنا کوئی عیار آیا تھا سنجاب نے آکر بچایا شعلہ رخسار نے کہا واری کیا عرض
کرون سامری جمشید کی حمایت ہوئی سامری جمشید نے جان بچائی سنجاب عین وقت
پر آگیا آپ طرف میدان کارزار کے چلیے لونڈی جاتی ہی از روے نجوم کے مجکو معلوم ہوا کہ
عمرو عیار نے یہ حرکت کی ہی لشکر سے اُسکو گرفتار کر کے لاتی ہون ہر چند مقتول نے منع کیا
کہ نہ جاؤ میدان جنگ مین بلکہ سمجھ لینگے شعلہ رخسار کو اپنے سحر پر ایسا گھمنڈ ہی کہا جب تک آپ
میدان کارزار مین پہونچین اتنے عرصے مین عیار کو لیکر آتی ہون از روے ستارہ شناسی کے
دریافت کر لیا ہی کہ عمرو لشکر مین موجود ہی یہ کہکے عقاب بنکے چلی خواجہ خدمت مین صاحبقران کے
حاضر ہوئے امیر نے حال پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا کہا کوتوال آگیا مین اُسکو دیکھکر بھاگا
شعلہ رخسار بچ گئی امیر نے فرمایا میدان کارزار مین سمجھا جائیگا امیر طرف میدان کارزار کے چلے

خواجہ عمرو بھی جست وخیز کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ شعلہ رخسار اسمانپر اڑی عمرو کو جو جاتے دیکھا چلائی کہ اسی ظالم نے مجکو بدنام کیا اڑ کے گری عمرو کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑی دوسرے چیخ ماری آتا مجکو بچایئے ساحرہ لیے جاتی ہی امیر نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحرہ دریاے تحیر مین غوطے ہوئے عمرو کو لیے جاتی ہو امیر نے بتعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر جعبہ کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا امیر کے ہاتھ کا تیر کب خطا کرتا ہی بحکم قضا و قدر سیدھے مقام پر جا کے پڑا اگدی پر پار گذرا عمرو نیچے سے شعلہ رخسار کے چھوٹا تمام سپر دار لینا لینا کہکر دوڑے بہرام نے عمرو کو لیا لاشہ شعلہ رخسار کو ایک طرف گرا امیر نے حکم دیا لاشہ کنارے پر لشکر کے پھینکیں ملازمون پانون مین رسن باندھی کھینچکر بیرون لشکر ڈالدیا مقتول کو یہ خبر پہونچی کہ شعلہ رخسار قتل ہوئی بڑا ملال جھلاکر کہا آج ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگی شعلہ رخسار کا خون پامال نہ جائیگا ایک طرف سے لشکر لیے ہوئے جاروق آکے پہونچا اورنگ بیشہ نشین بیل مست پر سوار بڑے زور و شور سے میدان مین آکر پہونچا مقتول سے کہلا بھیجا آج تامل کرو مابدولت آج میدان مین نکلینگے کل فرزند جمنے جاروق کو زخمی کیا اسکو بڑا خیال ہی آج کیفیت جرأت کھلے گی مقتول نے کہلا بھیجا آپ نہ تکلیف فرمائین مین معاوضۂ خون شعلہ رخسار لونگی مقتول کا بھی قصد ہے کہ مین میدان مین نکلو اورنگ کا قصد ہی کہ میدان کارزار مین جاؤن لشکر اکر میدان کارزار مین پہونچے امیر چالیس دم آگے بڑھے ہوئے ایک جانب شاہزادہ بدیع الزمان ایک جانب شاہزادہ خاور سیماب جانب محیط فیلدر دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین درست ہوئے نگین لقیب نقق کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ایک پہلوان سحر کی جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی اژدر آتش فشان پر سوار پشت پر چالیس ہزار سوار و پیدل جیسے ہی اس پہلوان کو سب نے دیکھا اورنگ نے پکار کے آواز دی شاہباز شیر شکار پہلو نشین سحر العجائب و مصر الغرائب آپہونچا یہ وہ جوان ہی کہ جس معرکے پر گیا پامال کرکے آیا کبھی کوئی اس سے سر نہوا شاہباز نے دور سے اورنگ کو سلام کیا پکار کے آواز دی ای پہلوان دوران و گرشاسب جہان مابدولت بیشہ تلگ پر مصروف جنگ تھے تلگ کو شکست اکیا بہت برف برسی مابدولت پر اثر بھی نہوا عین گرمی جنگ مین فرمان شاہنشاہی پہونچا کہ قلعہ اورنگ پر مسلمان مصروف جنگ ہین جلد اپنے کو پہونچا دو سب کی مشکین باندھکر لاؤ بس اب مین میدان مین جاتا ہون یہ کہکر اژدر بڑھا کر میدان مین آیا فوج اسکی صف باندھکر ایک طرف ٹھہری شاہباز شیر شکار نے پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان و ای زیر دستان جسکو تمنا مرگ کی ہو آکر مجھسے مقابلہ کرے جیسے ہی اسنے پکارا محیط فیلدر نے گیندا اڑ جایا صاحبقران سے اجازت طلب ہوا امیر نے فرمایا ای محیط اس دیو خصال کے مقابلے مین مین جاؤن محیط نے عرض کی اب تو غلام قصد کر چکا غلام کو اجازت دیجیے امیر نے مجبور ہوکر اجازت دی محیط میدان مین آیا شاہباز سے مقابلہ پڑا نیزے اور تلوار سے کام نکلا نوبت کشتی کی پہونچی تیسرے پیچ پر اٹھاکر مارا محیط کی مشکین باندھکر اورنگ کے لشکر مین بھیجدیا شاہباز نے پھر مبارز طلبی کی شاہزادہ بدیع الزمان گردلشکر شکن گھوڑا بڑھا کر مقابلے مین شاہباز کے آئے بعد نیزہ و شمشیر کشتی ہوئی سب جانتے ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان شہنشاہ کشتی گیر ہین مگر سب کچھ ہے

یکے

ہین گہ اُلجھ اُلجھ کر مقابلہ کر رہے ہین کوئی پیچ لطف سے نہین ہوتا صاحبقران فرما رہے ہین یہ کیا معرکہ ہی
بدیع الزمان کی کشتی کا عجب رنگ ہی اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہی قاسم نے مُنھ پھیر کر کہا یہ کشتی گیر بے دولت
کبھی بھی کسی معرکے مین یہ لطف اُٹھا ہو ہرے مین کھڑا ہون اور زیادہ گھبرا رہا ہی نابدولت جا کر اسکی
گردن لینگے یہان چار گھڑی کی کشتی مین شاہباز نے بدیع الزمان کو زیر کیا اتنا سب نے دیکھا
کہ بدیع الزمان بیہوش ہو گئے شاہباز نے مشکین باندھکر بدیع الزمان کو بھی بھیجدیا پھر مبارز طلبی
کی شاہزادہ خاور سیاہ نے مرکب اُڑایا صاحبقران سے نہ پوچھا جوش جرأت مین جا پڑے
شاہباز نے نیزہ مارا قاسم نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزے کو توڑ کر پھینکا شاہباز
نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم کو جلدی ہی جان دیگر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قصد تھا تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ
ڈال کے اُٹھا لون اُس بیچارے نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا کشاکش کے زور ہونے لگے شاہباز نے
کہا ای جوان کیا قصد ہی قاسم نے کہا ارادہ ہی کہ کشتی مین تیری مشکین باندھون شاہباز قہقہہ مار کر ہنسا
کہا ای جوان آجتک سامری جمشید نے کسی کو زیر فلک ایسا نہین پیدا کیا کہ مجکو زیر کرے قاسم نے
کہا او بیچارا پھر بھی مین تیری مشکین باندھونگا آجتک کسی بہادر سے تیرا سامنا نہین ہوا آج حال کھل جائیگا
شاہباز کودا ادھر سے قاسم بھی سامنے آئے کشتی شروع ہوئی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ قاسم
بھی اُلجھ اُلجھ کے لڑنے لگے صاحبقران فرماتے ہین ای بہرام معلوم ہوتا ہی شاہباز ساحر ہی دیکھو قاسم بھی
اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہے ہین ہر مقام پر کمی کرتے ہین خدا اُسکی آبرو بچائے بدیع الزمان کا زیر ہونا دلیل
ہی کہ یہ دیو خصال ساحر ہی علم نیرنج و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی یہان قاسم جان دیے ہوئے شاہباز سے
لڑ رہے ہین جس پیچ کو باندھتے ہین نہین بندھتا وہ پھر ڈھلتے ڈھلتے قاسم کو بھی شاہباز نے زیر کیا
قاسم بیہوش ہو گئے امیر کے منھ سے دھوان نکلنے لگا شاہباز نے پھر آواز دی جسکو دعوی جرأت ہو
میرے مقابلے مین آئے آج ہی سب کا خاتمہ کرونگا افسر اعلا کون صاحب ہین نابدولت کے مقابلے
مین نہین آتے یہ کہا تھا کہ صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا بہرام وغیرہ قدمون سے لپٹ گئے عرض
کی آقاے نامدار آپ مقابلے مین نہ جائین غلامان جانباز مقابلہ کرینگے خواہ جیین گے خواہ مرینگے
صاحبقران نے فرمایا کسی کا کام نہین مین سمجھ گیا کہ یہ ملعون ساحر غدار ہی بدیع و قاسم کا زیر ہونا ایسی بات
تھی کہ اتنے عرصہ مین زیر ہو جاتے یہ وہ شیر تھے کہ جنھون نے زمین باہنر ہلادی کنجاب ایسے کو شکست دی
اُنکا اسقدر جلدی زیر ہونا مقام تعجب ہی یہ کہکر صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا شاہباز بلبلا رہا ہی پھر
یہی نعرہ ہی آج ہی نابدولت پلٹ جائینگے شام تک سب کا خاتمہ کردونگا لاشون سے میدان کارزار
بھر دونگا کہ صاحبقران سامنے پہونچے آواز دی او زبان دراز کیا بیہودہ بکتا ہی ہماری جرأت و ہمت
سے رستم و اسفندیار کو سکتا ہی یہ کہکر برابر پہونچے شاہباز نے نیزہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی گیارھوین طعن مین ٹھیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شاہباز کے نکل گیا
شاہباز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے
گریبان پر ہاتھ رکھا امیر نے یکہ مارا کہ اژدر نے اُسکے ایک چیخ ماری شاہباز اژدر سے کودا امیر بھی
زمین پر آئے کشتی ہونے لگی امیر نے خیال کیا کہ اگر اسم اعظم نہین پڑھتا ہاتھ پانون مین رعشہ آتا ہی

دل گھبراتا ہی جب اسم اعظم پڑھتے ہین، لطف مقابلہ کرتے ہین شاہباز دنگ ہی اپنی زندگی سے
تنگ ہی جی مین کہتا ہی بڑے بڑے پہلوانون سے لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا ایسا
کبھی حیران نہوا تھا کیا سبب ہی کہ سحر میرا اثر نہین کرتا کلوا بیرون بارسنگہ کو یاد کرتا ہی کبھی سامری جمشید
کو پکارتا ہی کوئی نہین آتا شام کے قریب صاحبقران کو ریل کر لے دوڑا ساتوین قدم پر تکیہ مارا بایان گھٹنہ
صاحبقران کا جھکا ادہر آکر شاہباز جھپا اکمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر کیسے کیسے زور کیے لنگر مین صاحبقران
کے حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا صاحبقران اب آپ کے زور کا مشتاق ہون امیر
تڑپ کر اپنے مقام پر سے اٹھے دونون مونڈھے شاہباز کے تھامے سر سینے مین اڑا یا ریل کر لے دوڑے
چالیس قدم ریل کے لائے ہرچند شاہباز چاہتا ہی رکون ممکن نہین چالیس قدم پر آکے صاحبقران
نے تکیہ مارا دونون گھٹنے شاہباز کے آشنا بہ زمین ہوے شاہباز نے چاہا لنگر بارون حریف زبردست
بادہ جرات سے مست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی دونون پانون استون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ شیرانہ کیا فرد
یکے نعرہ زد دلیر منزل مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف + پہلے ہی زور مین زمین چھڑائی دوسرے زور مین
تا بہ گھٹنا تیسرے زور مین اس خود سر کو سر سے بلند کیا کچھ فرق نہوا اسنے قصد کیا بغلون مین پانون
اڑا کر دھڑ اڑا دون امیر نے داہنا پانون آگے بڑھایا بایان پیچھے ہٹایا پترے سے کھڑے ہوکر چرخ دیا
کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی مثل طاؤس آتشبازی چرخ کھانے لگا ہاتھ کے دستانین کہین پانون
کے مونڈھے کہین زمین پر مارا چاہا سنبھلون امیر نے ٹھوکر ماری چارون شانے چت کند ہ زانو
سینہ پر رکھکر فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی شاہباز ہونٹون کو ہلاتا ہی اپنے پیرون کو
بلاتا ہی حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے پڑی ہی اسکا عکس پڑ رہا ہی اسم اعظم ورد زبان کوئی
تدبیر نہین بنتی سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش گھبرا کر بول اٹھا مین سامری و جمشید کو برا نہ کہونگا
امیر کو تو انتہا کا غصہ تھا بالغیظ و غضب تمام اٹھے ایک پانون دونون پانون کے نیچے دبایا ایک
کو دونون ہاتھون مین تھام کے جھٹکا مارا پہلے جھٹکے مین گردنا مے سے تا بہ ناف دوسرے جھٹکے
مین مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا جست کر کے پشت مرکب پر سوار ہوکے نعرہ کیا اورنگ
اور کسی کو بھیج تین پہلوان فرداً فرداً انکے دست زبردست صاحبقران سے واصل جہنم ہوئے
اورنگ نے مجبور ہوکر طبل بازگشت بجوایا رنجیدہ کبیدہ پلٹا سردارون نے صاحبقران کو بیچ مین
لیا زر نثار کرتے ہوئے چلے صاحبقران ملول و حزین فرماتے ہین ای بہرام بدیع الزمان و قاسم
و محیط لشکر کفار مین گرفتار ہین اتنا بڑا پہلوان مارا گیا ایسا نہو اسکے بدلے مین وہ انکو قتل کرین
بہرام نے عرض کی دم بدم کی خبر منگائینگے صاحبقران خاموش ہو رہے مگر انکا ملال ہی یہان
اورنگ جو پلٹ کے آیا کہا یارو آج وہ پہلوان مارا گیا کہ شاہان طلسم کو بڑا ملال ہوگا یہ وہ شخص
تھا کہ جو بادشاہ خراج نہ دیتا تھا یہ جا کر قلعہ فتح کرتا تھا اگر ہمنے ارادہ قتل کیا صاحبقران آپڑینگے قیدیون
کو اپنے فوراً اگر چھڑا لیجائینگے کچھ بس نہ چلیگا مقتول رنگین ادا نے کہا ایک سحر تیار کرتی ہون
اپنے کنارہ لشکر سے تا بہ صحرا ایک دریاے سحر بنا دون کہ انسان دیکھیا اگر سامری جمشید قصد کرین
تو اس پار نہ آسکین اورنگ نے کہا ای ملکہ مقتول رنگین ادا اگر ایسا کرو اور یہ تینون قتل

ہوجائین تو حمزہ کے قلب پر صدمہ پہونچے یہ تینون شیر جان لشکر اسلام مین مقتول اسی وقت اٹھی کنارے پر لشکر کے آئی تین چار گھڑی تک اک لکیر کھینچی سحر کرنے لگی پانی آسمان سے برسا تھوڑے ہی عرصہ مین ایک دریاے قہار مواج لطمہ سنج آفت زا بن کے تیار ہوا ہزارہا مچھلیان نہنگان خون آشام شناوری کر رہے ہین موجہ غرّاشے کے ساتھ ترپ رہا ہو مقتول نے آکر اورنگ سے اطلاع کی کہ ذرا دریا کو ملاحظہ فرمایئے اورنگ نے آکر دیکھا کہا اے مقتول حقیقت مین کیا دریا بنایا کس کی مجال ہی کہ اس پار آسکے اب صبح کو تینون کو قتل کرینگے یہان صاحبقران نے عمرو سے فرمایا خواجہ دم بدم کی خبر ہمکو پہونچانا عمرو نے عرض کی ایسا ہی ہوگا شاگردون سے کہا بھیا تمنے سنا صاحبقران نے کیا فرمایا ہرکارون نے کہا استاد لمحہ لمحہ کی خبر پہونچے گی یہ کہکے چارون ہرکارے چلے جب اپنے لشکر سے باہر آئے دیکھا ایک دریا جوش مار رہا ہی لشکر اورنگ دریا کے اس پار ہی چہار جانب چرخ مارنے لگے کہ شاید کسی جانب راستہ ملے رات بھر پھرے کسی طرف راستہ نہ پایا ایک درخت پر چڑھکر دیکھا کہ لشکر اورنگ مین داربن استادہ ہو رہی ہین جلاد ٹکٹکین لگا رہے ہین ہرکارے روتے ہوئے بھاگے صاحبقران نماز پڑھکے دربار مین تشریف لائے ہین سردار آتے جاتے ہین کہ دربار گاہ پر بلوہ ہوا دیکھا تو چارون ہرکارے روتے ہوئے حاضر ہوئے دست بستہ عرض کی آج تو اورنگ نے عجب سامان کیا ایک دریاے سحر بیچ مین حائل کیا ہی یہ بھی غلامون نے دیکھا کہ اس پار میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی داربن استادہ ہین جلاد پھر رہے ہین یہ سنکر صاحبقران اٹھے فرمایا اس مکار کو کیا سوجھی اگر خدانخواستہ بدیع الزمان و قاسم قتل ہوئے تو مین گیتی افروز و گوہر ملک کو کیا منھ دکھاؤنگا تمام سردار پشت پر صاحبقران بارگاہ سے نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئے عمرو از حد پریشان ہوا کہ یہ کیا غضب ہوا اگر خدانخواستہ موے جسم بدیع الزمان و قاسم کم ہوا حمزہ اپنی جان دیگا لاچار ہوکر چلے آتے ہین جب صاحبقران بہ یلغر قریب دریا پہونچے ارادہ کیا کہ دریا مین اپنے کو گرادون سردار آمادہ ہین کہ دریا کو جھیل کر اس پار پہونچین جیسے ہی امیر نے قصد کیا کہ اسم اعظم پڑھکر دریا مین گھوڑے کو ڈالدون ہزارہا مچھلیان دریا سے نکلین امیر کو گھیر لیا امیر نے تلوار کھینچی نعرہ کیا نعرۂ امیر

بحکم خدا البتہ شمشیر جان	امیر عرب ضیغم روزگار		
سر سرکشان جملہ در خاک کرد	بن کافران از جہان پاک کرد	اٹھے تیغ غضب بلی ذوالحسام	نکلے تیغ صمصام قمقام نام

مچھلیون سے امیر جنگ کرنے لگے گردہ مچھلیان جسکے سینے پر پڑین توڑ کر پشت کو پار گذر گئین کئی ہزار آدمی مرکر گرے ہرچند صاحبقران قصد کرتے ہین مچھلیان بڑھنے نہین دیتین کئی نہنگان خون آشام بھی نکلے امیر نے انکو بھی قتل کیا یہان تو صاحبقران مچھلیون سے لڑ رہے ہین وہان اورنگ نے میدان خونی کی تیاری کی مقتول رنگین ادا اپنی کنیزون کو لیے ہوئے کنارے دریا کے سحر کر رہی ہی جب سحر کرتی ہی دریا مین شور پیدا ہوتا ہی مچھلیون کی ترقی ہو جاتی ہی اورنگ و جاردق سب صف باندھے کھڑے ہین حکم دیا ہے کہ بدیع و قاسم و محیط کو لاؤ داروغہ جھلخانہ لیکر چلا تینون شیر بل کرتے ہوئے آتے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہی راہ مین دیکھنے والے کہتے تھے یارو ان شیرون کو خدا بچالے کیا جوان ہین سامنے

اور نہنگ کے ہوپنچے اورنگ نے اشارہ کیا لیجاکر ان کو دار پر کھینچ دو جلاد کشان کشان لیچلے جلاد حکم کے مشتاق ہین کہ جو حاکم حکم دے وہ کرین یہان صاحبقران ہرچند قصد کرتے ہین کہ دریا مین جاؤن مچھلیان نہین جانے دیتین ہزارون مچھلیان امیر پر گر رہی ہین ادھر شیرانہ نہنگانہ لڑ رہے ہین اُدھر سے مقتول رنگین ادا کا سحر کرنا جب ماش کے دانے دریا مین پھینکے ہزارہا مچھلیان جوش مار کر صاحبقران پر آپڑتی ہین امیر اپنے کو بچاتے ہین اسم اعظم پڑھتے ہین لیکن ملازمان صاحبقران قتل ہوتے ہین جب مچھلیان تڑپ کر آئین جسکے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار گذرین کئی ہزار جوان مر مر کر کنارے دریا کے گرے ہین جہان تک نگاہ جاتی ہی لاشین ہی لاشین معلوم ہوتی تھین مگر صاحبقران نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوئے زیر شکم مرکب چھپے ہین جب مچھلیون کی زیادہ بوچھار دیکھی گھبرا کر عمرو ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھا بدیع و قاسم و محیط سر برہنہ مسلسل و مطوق جلاد گھیرے ہوئے طرف دار کے لیے جاتے ہین عمرو نے زبان عربی مین آواز دی ای آقاے نامدار مولاے قدر شناس غضب ہوا بدیع الزمان و قاسم و محیط کو دار پر چڑھانے لیے جاتے ہین صاحبقران یہ سنکر گھبرا گئے بیقرار ہو کر پکار اُٹھے ای خالق بے نیاز ای رب کارساز ان شیرون کو اس آفت سے بچا لے کیونکر اُس پار پہونچون بہت مجبور و لاچار ہون رباعی تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک + بر آستان تو دارند میل دربانی + چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن + کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی + بلکہ جو صاحبقران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر ظاہر ہوا جون جون ابر قریب آتا ہی رعنائی ابر کی بڑھتی جاتی ہی کبھی سبز ہوا کبھی گلنار ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے ہوئے زیر ابر چلے آتے ہین یکایک ابر قریب آکر پھٹا عمرو نے دیکھا ملکہ لالہ عذار و ماہ رخسار دونون شاہزادیان تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار بڑے زور و شور سے لشکر آتا ہی مگر ماہ رخسار کی نگاہ جمال جہان آراے صاحبقران پر پڑی دیکھا خود بود سر پر زرہ داؤدی زیب جسم آنکھین گردش کرتی ہوئین صف مژگان خونریزی پر لیس عارض انور رشک ماہ تابان ہونٹھون مین مسیحائی جرأت و شوکت مین دلربائی سرو قد خورشید خد پیشانی خورشید سوار مرکب سہ چشمی پر سوار تیغہ عقرب سلیمانی ہاتھ مین جرأت بات بات مین اسقدر مچھلیان قتل کین کہ قریب لشکر اسپہان دریا کا جاؤ ہی کئی نہنگ مرے پڑے ہین ماہ رخسار کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا عمرو نے اپنے کو ظاہر کر کے آواز دی ای ملکہ لالہ عذار یہ دریاے سحر جادوگرنی نے قائم کیا ہی صاحبقران زمان پر مچھلیان گر رہی ہین اُس پار نہین جا سکتے یہ سنتے ہی ماہ رخسار نے آواز دی دریا کو مٹاؤ صاحبقران عالیشان کو اس پار بچاؤ لالہ عذار نے کہا لو یہ دریا کیا ہی ابھی مٹاتی ہون یہ کہکر دونون شاہزادیان تخت سے جدا ہوئین کنیزون کو بھی اشارہ کیا کنیزون نے جیبون پر ہاتھ ڈالا اسباب سحر نکالا بارہ ہزار کنیزان خاص ہمدم با اخلاص ہین ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے ہاتھون مین لیکر کنیزین بڑھین مگر ماہ رخسار کا حال یہ ہی کہ گل جیبی گلشن جمال صاحبقران کی کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی لالہ عذار نے بھی دیکھا کہ رنگ روے ماہ رخسار متغیر ہو گیا ہونٹھون پر خشکی آنکھون

مین بتر ہی جو اس مین ابتری جھوٹی ہے کچھ اسباب سحر نکالا لب لعلین کو جنبش ہوئی دریا مٹانے کی کوشش ہوئی لالہ عذار سے کچھ ترنج و نارنج نکالے عرض کی اب دیر نہو اور حرکی سنیے فرزندان صاحبقران کو اسکے سردار زیر دار ہو پہونچا چکے ہین صاحبقران کی بھی نگاہ اٹھی نگاہ جمال بے مثال ماہ رخسار پر پڑی دیکھا طلعت قمر پیکر مہ جبین غنچہ دہن سیمتن امیر نے پہچانا کہ ملکۂ ماہ رخسار ہین عمرو نے بھی پکار کر آواز دی یہ دونون شاہزادیان اچھے وقت پر آئین امیر کو مہلت نہین مچھلیان دم نہین لینے دیتین انکی ماہیت سے کون ماہر ہی ایک کے بعد ایک گرتی ہی کوئی گرد بھرتی ہی مگر یہ دونون نازنینان مہ جبین زمین پر آئین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ ہاے درخشان آسمان سے زمین پر آگئے لالہ عذار نے بڑھکر گولا اور ماہ رخسار نے طرف صاحبقران کے ترنج پھینکا ترنج جو پھوٹا دیکھا سب نے ایک پتلا سر سے پیر تک پہنے ہوے کار و آہنی ہاتھ مین گرز صاحبقران پر مارنے لگا جس مچھلی نے سمت صاحبقران قصد کیا تھا پتلے نے اسکو بڑھ کے لیا سر کاٹ کر دریا مین پھینکا لاشہ مچھلی کا جو دریا مین گرا ابر و سحر کی بڑھی مچھلیان جلنے لگین حباب جو آنکھین نکالے ہوے مسلمانون کو دیکھ رہے تھے سر ٹکرانے لگے ہزارون حباب نابود ہونے نہنگان خون آشام غوطے مار کے غائب ہونے لگے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی اشقر کو بڑھایا کنارے دریا کے پہونچکر مرکب کو رانون مین مسلا گھوڑا ٹھہرا اور بھڑک کے دریا مین جا پڑا لالہ عذار و ماہ رخسار نے گاتیان باندھین چمک چمک کے دریا مین گرین دریا سے دھوان نکلنے لگا ہزارون مچھلیون کو جلا کے صاحبقران نے جوانے کو دریا مین گرایا دریا مین بھی جنگ کرتے ہوے جاتے ہین لالہ عذار و ماہ رخسار مع کنیزون کے سحر کرتی ہوئی آگے آگے جاتی ہین دریا مین کھلبلی ڈالدی صدہا مچھلیون کو مارا مقتول رنگین ادا نے جو ملکۂ ماہ رخسار کو دیکھا کہ انھون نے دریا مین سڑک بنادی جدھر سے گذرین پانی کو خشک کیا دریا کو بنیاہ پانی مشکل ہوئی بلا پانی کی آبرو مٹی مقتول بڑھی کہ انکو تہ آب ڈبو دے پانی مین آگ برسائی شعلہ ہاے آتش ماہ رخسار پر گرے ماہ رخسار نے دونون ہاتھ ہلاے پانی برسنے لگا شعلے آگ کے بجھے صاحبقران نے جو اسم اعظم بلند آواز سے پڑھا گرداب دریا چرخ مارنے لگے موج سر ٹکراتی تھی دریا مین طوفان اٹھا ماہ رخسار نے جو دیکھا کہ اس پار سے ایک عفریت سحر کر رہی ہی تڑپ کر باہر نکلین دونون شاہزادیان لشکر مقتول پر جا پڑین تتر بتر ہونے لگے الگ ہوکے ابر آسمان پر آئے کسی ابر سے آگ برسی کسی سے پانی برسا کنیزین جل رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند مقتول دردمند صاحبقران زمان جو دریا سے اتر کے نکلے دریاے خون مین نہائے ہوئے نگاہ اٹھا کے جو دیکھا بدیع و قاسم و محیط زیر دار ہو چکے ہین جلادون کا ارادہ ہی کہ ان سردارون کو دار پر کھینچدین اورنگ سجاروق غل مچاتے ہین کہ ارے ان گنہگارون کو قتل کرو حمزہ لڑ بھڑ کے دریا سے نکل آیا حمزہ اسی جانب آتا ہی جلاد بڑھے داروغہ نے بدیع الزمان کو کھینچا گلہ بخت سکر آواز دی کہ او قیدی پڑھتا نہین یہ کہکے سونٹا اٹھایا ایک جلاد نے تلوار کھینچی اورنگ نے بھی حکم دے چکا ہی کہ سر کاٹ لو جلاد تلوار کھینچکے چلا جب داروغہ نے سونٹا اٹھایا بدیع الزمان کو غصہ آیا ہتکھڑی اٹھاکر سر پر داروغہ کے ماری سر اسکا پھٹ گیا یکبارہ ہتکڑی ٹوٹی غائبانہ زور مین آکر نعرہ کیا فعلم شعلہ شمشیر نشان

شمع جگر سوز من + گرمی بازار عشق از تف خون نخست + بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من + باک ندارم ز نہ

دار چوب ستون ست ٭ خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق ٭ بشکنم این بند را وقت جنون منست ٭
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا قاسم نے جو دیکھا بدیع الزمان نے قید توڑی قاسم کو غصہ
آیا چہرہ سرخ ہو گیا قید کو توڑ ڈالا جلاد کو تھپڑ مار اتلوار اسکی چھین لی اُسی تلوار سے لڑنے لگے محیط نے جو دیکھا
کہ دونون شیرون نے قید توڑی آواز دی ای شہریار غلام کی ہتھکڑی ٹوٹے تو قید کو توڑ کر پھینکون بدیع
نے بڑھکر ایک ہاتھ مار دیا ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کا کٹنا کہ محیط نے بھی جان دیکے قید کو توڑا تینون شیر مصروف
جنگ ہوئے محیط نے لنگر ادارہ کا اُکھیڑ لیا جب اُسکو گردش دیتا ہی دس پانچ کے سر پھٹتے ہین لیٹے مین جیسے
لیٹے ہوئے اورنگ نے دیکھا تینون جوان رہا ہوئے صاحبقران بھی لڑتے ہوئے آئے اورنگ نے
فوج کو اشارہ کیا ان تینون جوانون کو مار لو لالہ عذار و ماہ رخسار نے لشکر مقتول رنگین ادا کو پامال کیا
ہتھیار مقتول سے جو مقابلہ پڑا قیامت سے کے سحر چلے طبقے زمین کے ہلے ہزار ہا ساحر دونون جانب کا مارا گیا
مقتول نے کارد سحر جھولی سے نکالی اپنے خون مین رنگین کر کے ماہ رخسار پر پھینکی ماہ رخسار نے ہر چند روکا
وہ کارد نہ رکی شانے پر آکے پڑی شانہ نقصان ہوا خون بہنے لگا ماہ رخسار نے غصے مین اُسی کارد کو اُٹھایا
اپنے خون سے رنگین کیا غصے مین طرف مقتول کے پھینکا مقتول نے دستکین دین پیچھے ہٹی مگر کارد نہ رکی
اگر سر مقتول کے پڑی کہ سر کو زخمی کیا اُدھر سے لالہ عذار نے برق چمکائی برق نے زخم سر مقتول جو پارہ
کیا اتنا بڑا زخم کاری جو مقتول نے اُٹھایا گھبرا کر پیچھے ہٹی وہان صاحبقران لڑتے ہوئے اُس مجمع مین پہونچے
جہان بدیع و محیط و قاسم لڑ رہے ہین فوج کفار نے چہار جانب سے گھیرا ہی خود و زرہ نہین زخمی ہو رہے ہین
بدیع الزمان کا جسم فوارہ بنا ہوا ہی قاسم نے بہت زخم کھائے اک نخل کے سایہ مین گھوڑے جھوم رہے ہین
محیط کا بھی بستر زخمی مگر آکے قاسم کا شانہ پکڑ کہا اے شیر بیشہ رستم ہوشیار رہیے کفار آمادہ حرب و پیکار
ہین ایسا نہ ہو گرفتار کر لین غلام لشکر اپنے کو بمشکل آپ تک پہونچا یا آپ کے دادا جان بھی لڑتے ہوئے
آگئے قاسم نے جو آواز محیط کی سنی آنکھون کو کھولدیا فرمایا اے پہلوان دوران اے عاشق جمال صاحبقران
بسبب خود و زرہ نہونے کے زخمہاے کاری جسم پر کھائے تھے فرط زخمداری سے غش چلا آتا ہی قلب گھبراتا ہی
ہاتھ دست گیری نہین کرتے پانون مین ثابت قدمی نہین لڑتے لڑتے تھک گئے محیط نے بڑھکر ایک
سوار کو مارا گھوڑا لیکر خدمت مین قاسم کے آیا کہا حضور سوار ہون قاسم نے کہا غیرت تقاضا نہین کرتی
کہ تم پیدل رہو ہم سوار ہون کہ بدیع الزمان لڑتے ہوئے وہان پہونچے اپنے مرکب سے کود پڑے قاسم
کا شانہ تھام لیا فرمایا اے فرزند سوار ہو محیط نے جو مرکب حاصل کیا تھا اُسپر بدیع الزمان سوار ہوئے محیط بھی
ایک گبر کو مار کر گھوڑا لایا اُسپر خود سوار ہوا لڑتا بھڑتا چلا گرد قاسم و بدیع الزمان مثل پروانہ کے پھرتا ہی جس
گبر نے ارادہ کیا کہ قاسم پر وار کرے بڑھ کر سینہ سپر کر دیا خود زخم کھایا مگر شاہزادون کو بچایا اسقدر زخمی ہوا
کہ تمام جسم غربال ہوا بیقرار ہو کر آواز دی اے آقاے نامدار یا صاحبقران خالی و فادار غلام رخصت
ہوتا ہی اب لڑنیکی غلام مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین صاحبقران کے کانمین
آواز محیط کی آئی پلٹ کے دیکھا لالہ عذار و ماہ رخسار نے فوج مقتول کو پراگندہ کر دیا مقتول بھاگی اُس کے
ساحرونکے بھی پانون اُٹھ گئے مقتول ہر چند غل مچاتی ہی ارے ان دونون کو گھیر کر مار لو کوئی نہین سنتا مگر
فوج غیر ساحر فرنگا بدیع و قاسم و محیط پر لوہ ہی اورنگ و جالدوق بڑھتے ہوئے آتے ہین فوج کو بھی ترغیب

دے رہے ہین کہ ارے بیقیبون جوان انتہا کے زخمی ہین انکو بار بو بر جھکر سر کا تو صاحبقران یہ ہنگامہ دیکھکر
بیقرار ہوگئے وہین سے نعرہ کیا باشید اے کفاران بیحیا و اے نابکاران پر دغا نعرۂ صاحبقران منم سکون
لشکر کافران + بچشم نگون شد سر کافران + منم اختر برج عز و جلال + منم ماہتاب سپہر کمال + سمند و کن بہ
بچشم فراری شدہ + ہم عفریت از تیغم عاری شدہ + ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف + سلیمان کو چیک لقب
شد بقاف + ہمہ شہر آباد اسلام شد + کہ صاحبقران در جہان نام شد + نعرہ شیرانہ کرکے اورنگ پر جا پڑے
اورنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار سپر تلوار کو روکا اچھلے سے ہاتھ کو نکالا ہاتھ تلوار کا مارا اورنگ
نے سپر فولادی کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ برق تاب جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹا سر خود سر کا
زخمی ہوا جاروق نے جو دیکھا کہ اورنگ زخمی ہوا گینڈے کو مہمیز کرکے جا پڑا آواز دی او حمزہ مردان عالم
سے مقابلہ کر اورنگ پر ہاتھ نہ اٹھانا امیر اورنگ کو زخمی دیکھکر خود ہی رک گئے تھے جاروق پر جا پڑے
تلوار چلی امیر نے جاروق کو بھی زخمی کیا اسکے رفیق آگئے اپنے مالکونکو بچایا یعنے جاروق و اورنگ کو مولوار
پیر ڈالی لڑتے ہوئے بھاگے اودھر جادوگر بھی بھاگے جاتے ہین غیر ساحرون کو بھی شکست ہوئی کفار کو
شکست فاش ہی بھاگنے کی تلاش ہی دریاے سحر جو شانہ نگان بحر جرأت لشکر صاحبقران سرداران نو نیشان سب
اس پار آگئے کشتون کے پشتے لگا دیے لاشون کے انبار ہوگئے لشکر کفار کو گھیر لیا سحر سے لاچار تھے اب
جو مہلت پائی سردارون نے ساکھا کیا اورنگ و جاروق کو یقین ہوا اب مسلمانون سے جان نہ بچیگی جدھر
سے جو سردار آتا ہی ہنگامہ شیرانہ لڑتا ہوا تلوارین ہاتھ مین سینے سپر کیے ہوئے بحر جرأت کے شناور دریاے
ہمت کے بے بہادر صاحب جاہ و تہور اس زور و شور سے لڑ رہے ہین لشکر کفار مین ہلکہ ڈالدیا بدیع و قاسم
زخمون مین چور چور ہین مگر اس جوش و خروش مین لڑ رہے ہین کہ پرے کے پرے پامال کر دیے جنگل لاشہ ہائے
کفار سے بھر دیے کسی مقام پر کمی نہین کرتے اگر قاسم نے بڑھکر میدان کو مارا تو بدیع الزمان نے رسالدار
کو ٹوکا پلٹنین رسالے بے سر و سامان کر دیے محیط پہلوے بدیع الزمان مین بجانب بائین جنگ کر رہا ہی فوجون مین
دھنستا جاتا ہی اورنگ جاروق سے کہہ رہا ہی اے جاروق اب کیا ہوگا فتح کی شکست ہوئی دریاے سحر بنانا
ہمارے واسطے تو زہر ہو گیا جاروق کہتا ہی دیکھیے کیا ہو اگر حمزہ ایسا نہوتا تو ملک کے ملک کیونکر فتح ہوتے
ابھی سنا ہی وہ مقام ابلیس خود پرست وسواس تعبد جانب خدائی کرتے تھے حمزہ نے لڑکر مٹایا بڑے بڑے
کام کیے آخر کو شکستین حاصل ہوئین سنا ہی کتنے کی موت مارے گئے ان ملکون پر قبضہ کر لیا لقا کی خدائی
وہ سامان اسکو ممکن ہوا تھا کہ سات درجے قیطول کے بنائے مشہور ہی کہ ایک کرور چوبیس لاکھ فوج ربلوہ
بھاونی زیر قیطول فروکش تھی یہی بدیع و قاسم پہونچے شبخون و روز خون مارے لقا اپنی جان سے بیزار
ہو گیا ان شیرون کے نام لیکر راتون کو بڑاتا تھا پر قیطول نہ آتا تھا بعد سال بھر کے ایک جلسہ ہوتا تھا
کہ اسکو حشر قرار دیا تھا زیر قیطول آنکر اپنے بندون کو روے نجس دکھاتا تھا اس مغرور کو حمزہ نے دربدر
خاک بسر کر دیا ملک بملک مارا مارا پھرتا ہی اب بھاگ کر غرو پیر پہونچا وہ دو زنگی کوئی بادشاہ ہی کہ اسنے
دامن پناہ دیا ہی مگر صاحبقران نے پیچھا نہین چھوڑا وہان بھی جا کے گھیرا ہی لڑائیان پڑ رہی ہین دو وہ زنگی کے کئی
بیٹے مارے گئے وہان بھی مسلمانون کی فتح ہوئی ہی یارو کدھر بھاگ کر جائین کیونکر جان بچائین کہ آسمان پر لکۂ ابر
سیمابی پیدا ہوا سب اس لکہ ابر کو دیکھنے لگے کس زور و شور سے ابر اٹھا ہی وہ ابر آکر قلعہ اورنگ پر منتشر ہوا

ملکہ ابر پیچ تا اورنگ نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ نہایت حسین وجمیل لباس گوہر نگار پہنے ہوے
تاج بر سر ساٹھ ہزار کنیزین وترہ در گوش مرصع پوش پشت بر صفین جمائے ہوے پھولون کی پنکھیان جھلتی
ہوئی وہ نازنین حدت آفتاب سے گھبرائی ہوئی پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکتے ہوے گھبرا گھبرا کر
کہتی ہے آج کی گرمی نے ہلاک کر ڈالا کہین سایہ مین بارگاہ استادہ کرو خسخانہ درست ہو اب روح
قالب سے نکلا چاہتی ہے کنیزین کو دین زمین پر آئین فراش جمع ہوئے ایک بارگاہ زر بفتی استادہ کر دی
ایک جانب خسخانہ درست کیا سقے آبپاشی کرنے لگے سب لوگ تو اس سامان کو دیکھکر حیران ہین
مگر مقتول رنگین ادا نے پہچانا بڑھکر اورنگ سے کہا ملکہ نیسان گہربار انہ وزیران سلطنت نور افشان
ہے یہین چلکر ملاقات کرو سب کیفیت آن سے کہو کہ لشکر ہمارا مسلمانون نے تباہ کر دیا ہو وقت ہے کہ سحر کیجیے
ہاتھ سے مسلمانون کے ہمین بچا لیجیے مین بھی عرض کرون گی اگر اس نے مان لیا اور سحر کیا تو زمین ٹھہر جائیگی
مسلمانون کو بھاگتے راہ نہ ملیگی یہ صلاح کر کے دونون چلے نیسان تخت سے اتری گرمی مین اف اف کرتی ہوئی
جاتی ہے کنیزین دونون طرف سے پھولون کی پنکھیان جھلتی ہوئی قریب بارگاہ کے پہنچی تھی کہ مقتول اور اورنگ
نے سلام کیا حیران ہوکر پوچھا یہ کون لوگ ہین مقتول نے بڑھکر عرض کی اورنگ پیشہ نشین قلعہ اورنگ آباد
کے شاہ مجھے حضور نے نہین پہچانا مقتول رنگین ادا آپ کی خدمتگزار ہے برائے مدد اورنگ آئی تھی ادھر
کے ساحرون کے ہاتھ سے زخمی ہوئی میان اورنگ بھی زخمدار ہین لشکرون کو شکست حاصل ہوئی آپ کا
کیونکر اتفاق ہوا کہا اے مقتول مجھے بھی واسطے مدد اورنگ کے بھیجا ہے مین اسی واسطے آئی ہون کہ جلد
اورنگ سے مسلمانون کو ہٹا دون یا سب کو گرفتار کر کے خدمت مین شہنشاہ اورنگ کے بھیجدون لیکن
آج کے دن وہ ہوا سے گرم چلی کہ راستہ چلنا مشکل ہوا پردہ ابر مین چھپکر آئی پسینے پسینے ہو رہی ہون آج تو
مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا مقتول نے عرض کی اے ملکہ عالم اے محترم و محتشم اگر آپ دخل نہ دینگی اورنگ اس سرحد
مین نہ ٹھہر سکیگا صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم ہین آن پر سحر تاثیر نہین کرتا دو جادوگر یہان کامل و اکمل
آئی ہین انھون نے بھی قیامت برپا کر دی ہے آپ ضرور مدد کرین نیسان نے کہا بولو کلام کرنیکی طاقت نہین
سحر کون کرے کل البتہ جب شب بھر مین مزاج درست ہوگا سحر کیا جائیگا ایک امر البتہ ہو سکتا ہے کہ لشکر الگ
کر دون اور کچھ نہین ہو سکتا مقتول نے کہا جو حضور کے نزدیک مناسب ہو وہی کر دیجیے جان تو سب کی بچ
جاے یہ سنکر نیسان مسکرائی جھولی سے کچھ دانے ماش کے نکالکر ہاتھ مین مقتول کے دیے کہا ہمارا نام لیکر
یہ ماش کے دانے بیچ مین لشکر کے پھینک دو کہنا ملکہ نیسان منع کرتی ہین کہ آپس مین لڑائی بہتر نہین مقتول
نے کہا حضور ہی تکلیف کرین یہ سنکر نیسان اٹھی پائچون کو سنبھالتی ہوئی رنگ رو متغیر ہاتھ ہلا دیے کاکل
مشکبو کو جنبش دی ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ دونون لشکرون مین تہلکہ پڑ گیا ہزارہا درخت گرے دونون
لشکرون مین اندھیرا ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا صاحبقران زمان بدیع و قاسم و محیط کو ساتھ لیکر
پیچھے ہٹے اور سردارون نے فرمایا یہ تینون لاشہ بہت زخمی ہین ایسا نہ ہو کسی مقام پر گر پڑین سردارون
نے ان تینون شیرون کو ہوادارون پر ڈال لیا پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین انتہا کا اندھیرا ہے فوج ضلالت نے
لشکر صاحبقران کو گھیرا ہے فرماتے ہین کہ خواجہ اس اندھیرے نے نہایت پریشان کیا ہے ہوا سے تند چل رہی
ہے زمین کانپتی ہے کس زور سے آندھی اٹھی ہے علمدارون کے ہاتھ سے علم چھوٹے جاتے ہین بندگان خدا

گھبرائے مین دیکھیے کیا انجام ہو عمرو کہتا ہو اتنا ہے نادان اسم اعظم پکار کر پڑھیے وہ جو ساحرہ آئی ہو یہ اُسکے سحر کی تاثیر ہو لشکرون کے ہٹا دینے کی تدبیر ہو صاحبقران ہنستے چلے آتے ہین بیچ مین لشکرون کے ہواے تند نے اپنا دور باندھا ہو دیکھین کیا ہو جب امیر بآواز بلند اسم اعظم پڑھتے ہین تب ذرا روشنی ہوتی ہو مگر دیر تک یہی آفت برپا رہی بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران نے دیکھا دونون لشکر الگ ہو گئے بیچ مین لشکرون کے ایک دریاے قہار موج مار رہا ہو گھاٹ جابجا بنے ہین ہر گھاٹ پہ شوالے شوالون مین گھنٹے نواز ناقوس نواز جمع ہین اپنے لشکر کو صاحبقران نے اپنی سرحد پہ پایا حیران تھے کہ ہمکو یہانتک کس نے پہونچایا عمرو نے کہا یا امیر یہ ساحرہ جو ابھی آئی ہو بڑی مغرور معلوم ہوتی ہو ہرکارون نے مجکو خبر دی کہ اورنگ وجاروق ومقتول رنگین ادا یہ سب روتے پیٹتے اُسکے سامنے گئے تھے یہی سب کا مطلب تھا کہ سحر کرو اُسنے عذر کیا کہ گرمی کی وجہ سے مین پریشان ہون اسوقت سحر نہین ہو سکتا مگر سب کے کہنے سے اُسنے یہ کیا کہ لشکرون کو علحدہ کر دیا معلوم ہوتا ہو کہ جب سحر کریگی تو قیامت برپا ہوگی صاحبقران نے وظیفہ خواجہ خداے ما بزرگ است صاحبقران سرداران زخمی کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے زخم دوزیان ہونے لگین ایک بارگاہ الگ براے لالہ عذار وماہ رخسار آراستہ ہوئی یہ بھی آکر اپنی بارگاہ مین آئین خواجہ بارگاہ صاحبقران سے اُٹھے بارگاہ لالہ عذار وماہ رخسار مین آئے دونون شاہزادیون نے استقبال کیا ماہ رخسار نے کہا خواجہ یہ بڑی جادوگرنی آئی ہو خواجہ نے کہا دیکھا جائیگا ماہ رخسار نے بہت کہا خواجہ تمہارے گانے کے مشتاق ہین عمرو نے کہا اسوقت طلایہ مقرر کرنا ہو مین پھر حاضر ہونگا خواجہ براے انتظام لشکر مین آئے جب سے یہ ساحرہ آئی ہو برق تڑپتا پھرتا تھا پاس ماہ رخسار کے آیا کہا ملکہ عالم ہو سکتا ہو کہ آپ مجکو اُسپار پہونچا دین اگر بن پڑے تو مین نیسان گہربار کو چرا لاؤن ماہ رخسار نے کہا اے برق یہ ساحرہ بڑی ہوشیار ہو اسپر عیاری ہونا دشوار ہو برق نے کہا آپ پار پہونچا دین پھر تماشا دیکھین لالہ عذار اُٹھین کہا برق چلو مین تمکو پار پہونچا دون ایک مقام پر موجود رہونگی جب تم کسی کو لیکر آؤگے بے تکلف اُٹھا لاؤنگی برق نے قبول کیا برق کو لیکر ملکہ لالہ عذار چلین ادھر اورنگ وجاروق ومقتول رنگین ادا شکست خوردہ جو اپنی بارگاہون مین پہونچے بعد زخم دوزی صلاحین ہونے لگین اورنگ نے کہا نیسان گہربار بڑی مغرور ہین اپنے مزاج پر کام کرینگی ہمارا کہنا نہ مانینگی آج کس کسقدر کہا اُسنے نہ مانا اپنا ہی کہنا کیا مقتول نے کہا لشکر حمزہ کی کیا حقیقت ہو ہرچند کہ ماہ رخسار کے ہاتھ سے مین زخمی ہوئی مگر ایسے سو جن کم نہین ہون ایک حمزہ لشکر مین ہو تمام لشکر کو دیوانہ بنا دون اورنگ کا عیار سحاب قطرہ زن اُٹھ کھڑا ہوا کہا ملکہ عالم مجکو پار پہونچا دیجیے مین حمزہ کو چرا لاؤن اورنگ نے کہا اے سحاب اگر تونے یہ کام کیا دولت دنیا سے نہال کر دونگا شاہان طلسم بھی خوش ہونگے سحاب نے کہا غلام گیا اور لایا یہ کہکر سحاب بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا مقتول اپنے ساتھ لیکر سحاب کو چلی لالہ عذار پہلے برق کو اُتار چکی تھی دور سے دیکھا بارگاہ نیسان آراستہ ہو جب قریب پہونچی تو بارگاہ نظرون سے مخفی ہو گئی برق نے انکھین کھول کر کہا ہو ملکہ لالہ عذار یہ بارگاہ نیسان نہین معلوم ہوتی لالہ عذار نے کہا بھٹک کر صحرا مین آ گئے جب پیچھے ہٹے پھر بارگاہ معلوم ہوئی لالہ عذار نے کہا اے برق اُسکے سحر کی تاثیر ہو شاید اُسنے یہی سحر کر دیا کہ جو قریب جائے بارگاہ نہ دکھلائی دے جب قریب پہونچے نگاہون سے مخفی ہو بارگاہ مین اُسکی کون جا سکیگا برق نے کہا اے

پاشنہ تو اچھا نہیں ہیں چلکر مقتول کو چرا لون برق و لالہ عذار تا لاش بارگاہ مقتول میں چلے مقتول
سحاب کو تا تھوڑی پر اسنے لیکر دریا میں کود گئی مچھلیون نے قصد کیا گھیرین مقتول نے آواز دی ای ماہیان
سحر نیسان ہم اُن کے دوست ہیں کار سرکاری کو جاتے ہیں یہ کہتی ہوئی پار اُتری آپ تو اُسی مقام پر ٹھہری
سحاب سے کہا تم جاؤ سحاب صورت بدل کر چلا لشکر کو دیکھتا بھالتا قریب بارگاہ بدیع الزمان پہونچا دیکھا
طلایہ دار طلایہ دیتے رہے ہیں اُمیہ بن عمرو کرسی پر بیٹھا سب کو جگا رہا ہے پشت بارگاہ پر سحاب آیا ایک نخل
کے نیچے بیٹھکر نقب کھودنا شروع کی بارگاہ بدیع الزمان میں آکر مہرہ توڑا دیکھا شمعدان موم و کافوری روشن
ہیں تڑپ کے نقب سے نکلا شمعدانِ موم و کافوری گل کیں قریب چھپر کھٹ کے آیا دو شالہ منہ سے
ہٹایا چہرہ بے نظیر دیکھکر سمجھا یہی حمزہ ہے کفچے میں دارو بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے لگایا بدیع الزمان نے
دیر کا دم کھینچا چھینک مار کر بیہوش ہوئے سحاب نے پشتارہ باندھا نقب میں کود کر چلا اُٹھتا بیٹھتا لشکر
سے نکل گیا اُمیہ پھرتا ہوا جو پشت بارگاہ پر آیا دیکھا ایک مقام پر مٹی کا انبار ہے گھبرا گیا قریب نقب کے آیا
نقب میں کود اندر بارگاہ بدیع الزمان کے آیا دیکھا پلنگ خالی پڑا ہے بیٹر اعیار کا معلوم ہوا روتا ہوا باہر نکلا ایک
چیخ ماری کہ یارو کوئی آقا کو چرا لیگیا تمام سردار دوڑے امیہ سب کے آگے چلا سحاب آتے آتے قریب
دریا پہونچا مقتول نے آواز دی ای مقتول میں حمزہ کو لایا مقتول نے بقچہ کمر میں دیا دریا میں کود کر چلی وہان برق
فرنگی لالہ عذار کو الگ ٹھہرایا آپ خدمتگار بنکے دربارگاہ اورنگ پر پہونچا چوبدار یساول جو موجود تھے اُنسے کہا
جادو نے کچھ پیغام بھیجا ہے اسوقت عرض کرنے کی ضرورت ہے سب کو برق دم دیکر اندر پہونچا اورنگ کو بیہوش
کیا پشت سے سراپچہ چاک کرکے نکلا جست و خیز کرتا ہوا اُس مقام پر آیا جہاں پر ملکہ لالہ عذار ٹھہری تھی کہا لو ملکہ
میں اورنگ کو لایا لالہ عذار برق کے ساتھ چلی کنارے دریا کے آکر برق کی کمر میں بقچہ دیا دریا میں پھاند کر چلی
منجدھار دریا طے کیا تھا کہ برق نے کہا لو ملکہ غضب ہوا ایک ساحرہ عیار کو لیے ہوئے پیچھے میں آتی ہے عیار کی پشت پر پشتارہ
ہے کسی سردار کو چرا لایا لالہ عذار نے سر اُٹھا کر دیکھا مقتول رنگین ادا ایک عیار کو لیے ہوئے آتی ہے لالہ عذار نے کہا ای برق
غضب ہوا ادھر تو دریا میں مچھلیاں گھیرتی ہیں بیشک کوئی عیار کسی سردار کو چرا لایا دریائے سحر نیسان ہے کیا تدبیر کرون برق نے
کہا پشتو میں کنارے پر اسکی گردن لونگا لالہ عذار نے کہا ای برق میں سحر کرتی ہون جو کچھ ہو لیکن تمکو کیونکر بچاؤن ادھر سے مقتول
نے بھی دیکھا ساحرہ آتی ہے عیار پیچھے میں دبا ہوا ہے اُسنے کہا ای سحاب لو برق فرنگی عیار کو لیے ہوئے لالہ عذار آتی ہے اُسکی پشت پر پشتارہ
ہے سحاب نے کہا ارے اورنگ کو لیے جاتا ہے یہ سنکے مقتول نے گولا مارا مقتول و لالہ عذار سے سحر چلنے لگا ادھر اُمیہ جو کنارے
آکر پہونچا اُسنے دیکھا لالہ عذار و مقتول لڑتی ہیں مقتول نے لالہ عذار پر دریا ڈوڈالی سر لالہ عذار کا زخمی ہو چکا ہے باعث خرابی
ہے کہ مچھلیان بھی لالہ عذار کو گھیرتی ہیں مچھلیون سے جب اپنے کو بچاتی ہے مقتول کا سحر جاتا ہے سر زخمی برق ہاتھ سے چھوٹا چاہتا ہے
اُمیہ یہ معرکہ دیکھکر بھاگا خیال میں آیا کہ صاحبقران زمان کو لاؤن وہ اسم اعظم پڑھکر دریائے سحر کو مٹائین گے اُمیہ تو غل مچاتا ہوا
لشکر میں آیا وہان لاثان اورنگ نے جو دیکھا کہ خدمتگار اندر گیا تھا پلٹ کر نہ آیا پردہ اُٹھا کر دیکھا اورنگ کو پلنگ پر نہ پایا
غل مچاتے ہوئے ساحران مقتول نے جو آواز سنی کہ اورنگ کو کوئی چرا لیگیا سب ساحر دوڑ پڑے ادھر اُمیہ نے جا کر
صاحبقران کو جگایا تمام کیفیت عرض کی صاحبقران اُٹھے سردار بھی سب جمع ہوگئے میں پشت مرکب پر سوار ہو کر سے چلے ادھر
جو ہوا ماہ رخسار کو بھی خبر ہوئی لالہ عذار دریا میں کسی سے لڑ رہی ہے گھبرا کر باہر آئی کنیزون کو ساتھ لیکر چلی اور وہ ملکہ جو مونیسان
نے آکر کھولی کنیزون سے بد مزاج ہو کے پوچھا ارے یہ کیسا ہے رات کو سونا بھی نہیں ملتا کنیزون نے دریافت کرکے

غرض کی دریا میں معرکہ برپا ہے ساحر سحر کر رہے ہیں یہ سنکر آنکھیں ملتی ہوئی غصے میں اٹھی کہتی ہوئی مسلمان بڑی سرکشی کرتے ہیں شامت آئی ہے بانہیں گئے یہ کہکر چلی سامنے دریا کے آکر پہونچی دیکھا ساحران ماہ رخسار جو آکر ڈوبنے لگے لالہ زبان مقتول شتاوری کر رہے ہیں گو لے تیغ و تاریخ جابجا ہیں سے چلتے ہیں مچھلیان جب لالہ زبان ماہ رخسار پر گرتی ہیں سینون کو توڑ کر نکل جاتی ہیں ماہ رخسار کے جادوگرون نے بھی جلا کر اپنے کو پاس لالہ عذار کے پہونچایا ہیں برق فرنگی کو اسکے ہاتھ سے لیں نہنگ ہو گئے ہیں مچھلیان ہمارا ہوتی ہیں ہیجلے سینے پر پڑتی ہیں ات ہلاک کیا غیبان نے جھکر اپنے جوڑے سے ایک گولہ نکالا طرف دریا کے پھینکا شیشہ پر جیسے لگی صاحبقران زمان گھوڑا اڑاتے ہوئے آتے تھے دریا قریب پہنچا ہو کہ پہلو سے آواز آئی ای شہریار کبیر کو بچا لیجیے امیر نے دیکھا ایک نازنین کو ایک زنگی قتل کیا چاہتا ہے وہ نازنین غل مچاتی ہے معلوم ہوتا ہے صاحبقران کو پہچانتی ہے پکار رہی ہے کہ ای شہریار مجکو بچا لیجیے آپ گھوڑے سے کود پڑے تلوار پکڑ کر نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہے وہ زنگی یہ کہتا ہوا بھاگا کہ خیر حمزہ تجھسے سمجھونگا امیر قریب اس نازنین کے آئے نہایت حسین و جمیل ہو درخت سے اسکو کھولا وہ نازنین ہاتھ جوڑنے لگی ای شہریار آپ نے آبرو بچائی امیر نے کہا تم کون ہو یہ کیا سحر تھا عرض کی یہ زنگی جوان لڑکی ہمارے گھر کا غلام ہے لیکن مرا انجام ہے میں ملازم سوداگر کی بیٹی ہوں یہ بچپا مجھ عاشق ہوا آج اسنے جنگل پایا یہ کہکے آواز دی دو کنیزیں سامنے آئیں کہا فرش بچھا دو ان کنیزون نے اسی مقام پر فرش چاندنی بچھایا صاحبقران بیٹھے نازنین نے کنیزون سے کہا صاحبقران نے ہماری جان و آبرو بچائی سامان درست کر ایک آدھ چیز صاحبقران کو سناوین کنیزون نے ساز درست کیے وہ نازنین سامنے صاحبقران کے سبنا کر یہ اشعار گانے لگی

نظم

غرض دل مرا ہر استخوان بعد فنا ہوگا
قضا کے وقت حق بندگی یکسر ادا ہوگا
وہ دیکھیگے بے طلب خود منرہ رخسار کا بوسہ
ہر نگ دانہ انگور دل کا آبلا ہوگا
شب غم میں کبھی تڑپا کبھی ہاتھون سے دل تھاما
تری دیوار کا سایہ مجھے ظل ہما ہوگا
خدا جر محبت سے بچائے کشتی دل کو
نہ سایہ ہوگا ہوگا نہ مجھسا باوفا ہوگا
خدا کی یاد آئی تو یہ مجکو بت پرستی میں تھا

فقیری میں بھی حاصل رتبہ فقر و فنا ہوگا
بجے گا جو سگان یار سے نذر ہما ہوگا
بتائیگا مرا دل خود دیار عشق کی راہیں
دل بیتاب کو حاصل کمال کہربا ہوگا
خبر گیا تھی پرنگ دانہ چیسے گا و معاونسے
مری بیتابیون کا حال سب نے تمنے سنا ہوگا
ارے غافل عبث نادان ہے اس عمر دورزہ پر
تلاطم میں بھلا پھر کون کسکا آشنا ہوگا
میں حاضر ہوں کرو تم شوق سے جور و جفا مجپر
کوئی مجھسا زمانے میں نہ مر دیا خدا ہوگا

سر جو بادشہ سے بڑھ چلے اپنا بوریا ہوگا
جھکیگا سر تمہارے پانون پر جب فنا ہوگا
کرینگے شوق اس کوچے میں میرا رہنا ہوگا
سمی سرجوش کی حدت جلائیگی جگر اپنا
خرام ناز میرے حق میں سنگ آسیا ہوگا
سعادت ہے جو قسمت میں تو ہوگی ہر طرح حاصل
بچا گر آج لقمہ کل وہان گور کا ہوگا
تمہارا اور میرا حال بھی لکھنے کے قابل ہے
خدا کے سامنے میرا تمہارا فیصلہ ہوگا

اس نازنین کے گانے کی آواز جو بلند ہوئی جو سردار لکھو تا دوڑا آتا ہوا آیا اس نازنین کے گانے کی آواز سنکر گھوڑے سے کود پڑا ایک گوشے میں آکر بیٹھا گانا سنکے سوت لب پر مہر سکوت خواجہ عمر ٹہلتے ہوئے آتے تھے ان کے کان میں جو گانے کی آواز آئی یہ بھی جا بیٹھے سرداران نامی عیاران گرامی جو ادھر سے گذرا اور آواز کان میں پہونچی بلا تکلف جھومتا ہوا آ بیٹھا گوش بر آواز دل پر سوز و گداز لالہ عذار نے جب دیکھا کہ دریا سے شور انتہا کا پیدا ہوا ماہیان دریا نے چہار جانب سے گھیرا پشتارہ دپشت برق سے گرا کنیزان مقتول نے پشتارہ اور نگ کا اٹھا لیا خشکی میں لاکر ہوشیار کیا غیبان نے اورنگ سے کہلا بھیجا کہ میں دریائی سحر مشتاق ہوں اس نے حمزہ کو مع سردارون کے دام سحر میں پھنسا لیا اب اس پار جا کے جی چاہے گرفتار کر لو یا قتل کرو اسم اعظم حمزہ کا بھی میں نے بند کر لیا یہ شیشہ میرے پاس موجود ہے صرف حمزہ کل حمزہ کے پاس ہے جو وقت میرا جی چاہیگا وہ بھی لے لون گی یہی نازنین جو گا رہی ہے ادھر سے اشارہ ہوگا

وہ طلب کرے گی امیر وید ینگے اُسکے دام زلف مین گرفتار ہین سب مجبور و لاچار ہین جو وہ کہیگی وہی کرینگے سب خورد و کلان اُسکی محبت کا دم بھرینگے ملکہ ماہ رخسار و لالہ عذار انتہائی زخمی ہوکر دریا سے نکلین اب سب نے دیکھا دریا بالکل خشک ہوا مچھلیان زمین مین تڑپ رہی ہین سب طرف دریا مین خاک اڑنے لگی یہ دونون دریا سے تو نکر بیٹر کر نکلین جیسے ہی باہر آئین ایک کنیز نے کہا واری اس مقام پر سب سرداروں وعیارون کا جماؤ ہی وہ نازنین غنچہ دہن کس لطف سے گا رہی ہو کہ دل بیقرار ہوتا ہو ذرا چلکر آپ بھی سماعت فرمائین یہ سنتے ہی لالہ عذار نے کہا برق چلو گا نا سنین برق کو بھی ہمراہ لیکر یہ دونون اسی مقام پر آئین جیسے آواز گانیکی آئی بیقرار ہوگئین ایک طرف آکے یہ بھی بیٹھین مثل اورون کے مبہوت لب پر مہر سکوت امیر تعریفین کر رہے ہین خواجہ مع جملہ عیارون کے بیٹھے ہوئے گانا سن رہے ہین سر دھن رہے ہین اورنگ پیشہ نشین کو جو حکم نیسان کا پہونچا فوج جمع کرکے بہ غرور چلا جاروق بھی ساتھ ہو کفاران پر جفائے بلوہ کیا یہان وہ نازنین جلا و ضبع بتا بھی رہی ہو جیسے ہی اسنے دیکھا کہ اورنگ لشکر لیکر چلا اسنے زانو بدلا امیر سے نگاہ ملائی یہ اشعار عاشقانہ گا کر بتانے لگی

نظم

عاشق پہ ظلم و جور و تعدی روا نہین	اجی مرگ ہجر صنم سے سوا نہین	بے یار زندگی کا جہان مین مزا نہین
صاحب تمہارے دلمین محبت ذرا نہین	تا حشر کیسکے دل کا ستانا بھلا نہین	آتا نہین ہو رحم تمہین میرے حال پر
جب چلتے ہین وہ جان نکلجاتی ہو مری	بیدل لکھی ہو مصحف رخسار پر سیاہ	سبزہ رخ نگار پہ پیدا ہوا نہین
دنبالہ دار آنکھون مین کاجل دیا نہین	نقارہ کوچ کا ہو چہرون کی صدا نہین	پٹہ سیاہ گردن آہوے چین مین
بوسہ جو مانگا ہو منہ کا کہنے لگا وہ شوخ	اے دل بچھونا گیسوے زرتار یار کا	یہ کوڑیالہ ناگ ہو زلف دوتا نہین
شکوے سے پر ہین کے زبان آشنا نہین	او بیحجاب کچھ تجھے شرم و حیا نہین	کیا کیا شب فراق مین جھیلی مین سختیان
ہو تلخ زندگی لب شیرین کی یاد مین	پیدا ہوئے مین رنج اٹھانیکو اسلیے	جور و جفائے یار کا لازم گلا نہین
	اے نورجہ اپنی زیست کا اب کچھ مزا نہین	

اسی نازنین نے یہ اشعار جو امیر سے آنکھ ملا کر گائے کبھی سینے پر ہاتھ رکھ کبھی سر پیٹا امیر بیتاب ہو رہے ہین خود امیر نے فرمایا ای جان جہان ای آرام دل عاشقان جو مانگو وہ دین جان بھی عزیز نہین ہے یہ نہ سمجھنا کہ یہ عاشق ہمارا اجنبی ہو اسنے طرف حرز ہیکل کے اشارہ کیا کہ یہ ہمکو دیجیے امیر نے بلا تکلف ہیکل گلے سے اُتار کر اُسکو دی وہ نازنین ہیکل لیکر آٹھی صاحبقران بیہوش ہوکر زمین پر مثل تصویر کے گرے اب سب سرداروں کو ہوش آیا بہرام وغیرہ نے امیر کو اُٹھایا لشکر کفار آپڑا وہ لوگ چاہتے ہین کہ بڑھ کے امیر کو چھین لین سرداران نامی و پہلوانان گرامی گلگون شمشیر پر رکتے ہین زیادہ باعث خرابی یہ ہو کہ تلوار انکی جو کفار پر پڑتی ہو کام نہین کرتی دشمنون کی تلوار کاٹتی ہو جسپر پڑ گئی آسکے دو ٹکڑے ہوئے بھاگے جاتے ہین عمرو کی پریشانی حیرانی سب عیار پشت پر چاہتے ہین کمندین مارین ہاتھ نہین اٹھتا جا بیہوشی ہاتھ سے گر گئے حقہ ہائے آتشبازی نکالے چاہتے ہین داغین وہ بھی دغا دیتے ہین جب چلا داغ کر پھینکین آتش کو قبول نہین کرتے زمین پر گرتے ہین عمرو کہتا ہو یارو یہ کیا ستم ہو کہ ہماری تلوارین بھی بیکار ہوئین کوئی حربہ نہین چلتا ماہ رخسار و لالہ عذار سب کے آگے بھاگی جاتی ہین عمرو نے بڑھ کر کہا سحر کر کے آقا کو بچاؤ ماہ رخسار کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے کہا شہنشاہ اوج عیاری سحر فراموش ہو دریاے حیرت کا جوش ہو جی چاہتا ہو کہین سوراخ مو روٹے وہان جاکر مخفی ہون ہر چند سحر یاد کرتے ہین ایک لفظ نہین یاد آتی ہو جی چاہتا ہو اپنا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالین بھاگنے سے غیرت آتی ہو ہم تو دلیے عہد کرکے آئے تھے کہ امیر کی مدد کرینگے یا جان۔ بیگ گرفتیسان نے

وہ غضب کا سحر کیا کہ ہمکو سحر بالکل فراموش ہوا خوف اسقدر دل پر غالب ہی کہ دل بھاگنے کا طالب ہی افکار کی بدعت مسلمانون کی حسرت وہ قتل کرتے چلے آتے ہین مقتول رنگین اور اصحاب کو ساتھ لیے ہوے آئی بدیع الزمان کو مسلسل کرایا ایک خیمہ مین قید کر دیا دیکھا نیسان ایک مقام پر بیٹھی ہوئی سحر کے اسما پڑھ رہی ہو یکار پکار کے کہتی ہو اور اس پر رنگ حمزہ کو چھین لے مین نے سب کو بیکار کر دیا اب کوئی مجھسے نہ لڑ سکیگا جب یہ ایسی باتین کہتی ہو اور رنگ اور نہ ور و شور سے بلوہ کر رہا ہو عمرو صاحبقران کو لیے بھاگا بھاگا پھرتا ہو اس بات سے بہت پریشان ہو کہ عیار اپنی جان دیتے ہین نہ کمند چلتی ہو نہ حباب کام کرتے ہین سردار حسرت سے مرتے ہین تلوار جوہر نہین دکھاتی کمان مین خم نیزے بیتاب خنجر بے آب تیر سہمے ہوے گوشۂ ترکش مین چھپے ہین نیزے مثل جسم مدقوق کانپ رہے ہین طائران تیر طائر پر بند ترکشون مین نظر بند عمرو کی بیقراری سرداروں کی لاچاری بھلا گئے پھرتے ہین عمرو بیقرار ہو کر پکارتا ہو اے کریم کارساز

قطعہ

سوے او بایست چشم انتظارم روز و شب / دیدہ را مشتاق بہ دیدار تو دارم روز و شب
داغ عشقت بر جگر چون لالہ دارم روز و شب / تازہ میباشد درین گلشن بہارم روز و شب
در غم ہجران تو جان مے سپارم روز و شب / ہر دم خود آفرین ہا دم می شمارم روز و شب
مثل برق از سوز عشقت بیقرارم روز و شب / شکل ابر از جوش باطن اشکبارم روز و شب
سرنگون در سجدہ اخلاص دارم روز و شب / در قیام خاکساری استوارم روز و شب
قبلہ و کعبہ ترا من مے شمارم روز و شب / رو کہ از ہر سو فقط سوئے تو دارم روز و شب
بیقرارم بیقرارم بیقرارم روز و شب / مثل گردون عمر در گردش گذارم روز و شب
گرچہ از جرم و خطا من شرمسارم روز و شب / لیک از الطاف تو امید وارم روز و شب
دفتر توحید تو چون مے نگارم روز و شب / یا الٰہی بر سخن کن کامگارم روز و شب
غمگساری کن مرا ای غمگسارم روز و شب / دوست شو در بیکسی ای دوستدارم روز و شب
ہند یا چون باسخن پست است کارم روز و شب / میرسد امداد از پروردگارم روز و شب

عمرو کا بلک بلک کر دعا کرنا عیار و سردار آپس مجبوری و بیکسی مین آہین آہین کہ رہے ہین عجب قیامت لشکر اسلام مین برپا ہو سب کا کہنا افسوس قلعہ اور رنگ پر موت آئی تا بہ قلعہ نور افشان نہ پہونچے بیچارہ کوکب کہتا کہ ہمارے واسطے سب نے جان دی بلک کر جو سب نے دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سب نے دیکھا آسمان پر لکہ ہاے سبز ظاہر ہوئے وہ ابر واسطے اہل اسلام کے ابر رحمت تھا وہ ابر سامنے آکر پھٹا عمرو نے دیکھا ملک اخضر سبز پوش بادشاہ طلسم مینوسواد مع ساٹھ ہزار فوج کے تخت اڑائے ہوے تاج سر پر ٹیڑھا لگا ہوا جلدی مین جو آیا پسینے پسینے ہو رہا ہو یہ حال جو لشکر اسلام کا دیکھا وہین سے نعرہ کیا منم ملک اخضر سبز پوش ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس طلسم کو کرب غازی نے فتح کیا تھا یہ بھی لکھ چکا ہون کہ جب کرب غازی نے اس طلسم کو فتح کیا تو اسنے عرض کی تھی کہ کیا صاحبقران کے ساتھ رہنا واجب و لازم ہو معرکۂ عظیم پر حضور جاتے ہین جب صاحبقران نے قبول نہ کیا تو یہ اپنے ملک کو چلا گیا ساحر مقرر کر دیے کہ ہر منزل ہر مقام کی مجھکو خبر پہونچے جب اخضر کو خبر ہوئی کہ نیسان جادو آئی اور حوالی طلسم نور افشان مین صاحبقران پہونچے اسیوقت یہ روانہ ہوا کئی سے کوس کا راستہ طے کر کے آیا ہو ساٹھ ہزار ساحر ان سے لشکر کفار پر گرا مقتول رنگین اور

سحر کرتی ہوتی جاتی تھی ملک اخضر جست کر کے برابر پہونچا للکارا او فاحشہ تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا کہ
اہل اسلام پر سحر کرتی ہے مقتول نے گولہ مارا اخضر پیر زمین گیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ اشیاے طلسمی جسم
پر آراستہ گولے پر ہاتھ ڈالدیا وہی گولہ مقتول پر کھینچ مارا سب کو معلوم ہوا توپ کے منہ سے گولہ نکلا گوئی
شے کے سینے کو توڑتا ہوا سر مقتول پر پڑا اب حقیقت مین مقتول ہوئی آندھی سیاہ چلی آوازین آئی گشتی
مرا نام من مقتول جادو بود اورنگ کو دیکھا آواز دی تو غیر ساحر ہے سحر کرنے کو تجھ پر دل نہین چاہتا فوج کو
لیکر ہٹ جا بدعت کا اختتام ہوا اس ظلم مین تیرا برا انجام ہوا کہ جنگ ہاتھ پاؤن بیکار ہے تجھے انکو قتل کیا
یہ کہکے ایک دو ہتڑ مارا زمین کانپی آندھی سیاہ اٹھی طائرون نے غل مچایا صاف ظاہر تھا کہ زلزلہ آیا لشکر
اورنگ دور ہٹ گیا نیسان نے جو یہ بدعت اخضر کی دیکھی ایک چیخ ماری ارے عفریت جادو جلد
حاضر ہو ایک طرف سے سب نے دیکھا ایک دیو سیہ فام دوڑا ہوا چلا آتا ہے جب وہ دیو قریب نیسان
کے آیا نیسان نے شیشہ اسم اعظم کا جھولی سے نکالا حرز ہیکل بھی اسی شیشے پر بندھی ہے اس دیو کو شیشہ
نیسان نے دیا کہا اسکو پاس شاہان طلسم کے لیجا دیو شیشہ لیکر بھاگا ملک اخضر نے جو دیکھا کہ
شیشہ اسم اعظم دیو لیے جاتا ہے ایک دستک دی اور پکار کے کہا او سیلان کشتی گیر اس دیو کو لینا یہ
جانے نہ پائے دیکھا سب نے کہ طرف صحرا کے ایک جوان حسین خود و زرہ پہنے ہوئے تیغہ بالا
ہاتھ مین گھونسے کو ڈالے ہوئے آتا ہے پکارتا ہوا او شہنشاہ مینو سواد کیا ارشاد ہے یہ خیر خواہ دولت حاضر
ہوا کیا حکم ہوتا ہے اخضر نے کہا یہ دیو نہ جانے پائے یہ سنتے ہی وہ جوان پشت سے جدا ہوا بازوؤن پر
پر پیدا ہوگئے اوڑتا ہوا طرف دیو کے چلا نیسان نے آواز دی ارے اپنے کو بچا مگر یہ جوان حسین
مثل بلاے ناگہانی پاس اس دیو کے پہونچا جھپٹ کے لپٹ گیا جسم سے اسکے شعلہ ہاے آتش پیدا
ہوئے دیو تو جلنے لگا اس جوان نے ہاتھ مروڑ کے شیشہ چھینا دیو تو جلکر خاک ہوا وہ جوان شیشہ
لیکر پاس اخضر کے آیا اخضر نے شیشہ اسم اعظم توڑا ہیکل عمرو کو دی کہ صاحبقران کو پہناؤ عمرو نے
ہیکل لاکر صاحبقران کو پہنائی شیشہ جو ٹوٹا تھا صاحبقران کو ہوش آیا لشکر کی تباہی دیکھی پشت اشقر پر
سوار ہوئے نعرہ کر کے لشکر کفار پر جا پڑے ملک اخضر لپٹا ہوا تھا نیسان کو للکارا او چھوکری کہان
جاتی ہے نیسان نے لکہ ابر نار بچی اخضر پر گرایا اخضر نے اپنے ابر سبز کو اشارہ کیا دونون ابر یون
لڑے جسطرح فیلان مست ٹکراتے ہین ابر نار بچی ٹکڑے ٹکڑے ہوا ملک اخضر کے ابر سے ہزارہا
نجم گرے کنیزان نیسان مر کر گرین نیسان جلا جلا کے سحر کرتی ہے ابر نہین قائم ہوتا ابر یہ برابر جاری ہوا
اخضر نے آواز دی او چھوکری انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے خدا آقاے نامدار کو سلامت رکھے
سحر العجائب و سحر الغرائب تمام جواب بادشاہ بنکر بیٹھے ہین ان پر یہ سحر ہون گے ہرچند کہ ان جیاؤن
کے تجربے مرتے ہین جو عجائب و غرائب انکے قبضے مین آئے کیسے ممکن ہوتے ہین یہ نمک خوار
صاحبقران بھی اپنا لطف دکھائیگا سامنے سے بھاگ جا اپنی جان بچا جو صورت تو نے دھکڑون سے کھا
کر بنائی ہے اسکا خیال آتا ہے مطعون ہو جائیگی تیرے چاہنے والے مجھسے بیزار ہون گے کہین گے یہ بڑھیا
سال دیدہ کہان سے آگئی نیسان کب مانتی ہے دوسری دستک دی لکہ ابر مروارید پیدا ہوا اس
ابر سے موتی برسنے لگے جس پر موتی گرا سر پھٹ گیا کئی ہزار ملازمان اخضر مر کر گرے ساحرون کے

مرنے کی صدا بلند ہوئی ابر کی گھر باری دیکھکر جست کر کے بلند ہوا برابر ابر کے پہونچا ایک گولہ مارا دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر بیٹھی ہوئی موتی برساتی ہے اپنی آبرو بڑھاتی ہے اخضر کو دیکھکر مُنھ بھر کر موتی پھینک مارے اخضر پر ہزار ہا تلوارین صد ہا خنجر گرے اخضر نے تلوارون کو توڑا خنجرون کو بیدم کیا کرتا ہوا برابر اُس ساحرہ کے پہونچا اُسنے اُٹھکر تمنچہ مارا اخضر نے بلا تکلف ہاتھ بڑھا دیا کلائی اسکی پکڑی داہنے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اوڑ گیا اس جادوگرنی کو مار کے اخضر نے ابر مرواریدی کو لخت لخت کیا اُس ابر کے ٹکڑون کو لشکر نیسان پر گرایا کئی ہزار کنیزین جلین ایک ٹکڑا بارگاہ زرنگی پر جاکر گرا بارگاہ جلنے لگی خمخانہ جب الگ خاک ہوا نیسان نے جو یہ بدعت اخضر کی دیکھی چاہا چمک کر نکل جائین اخضر نے کہا اب کہان جائیگی مین نے بڑی مشقت کی لگا ابر مرواریدی سے بڑی تکلیف پہونچی نیسان نے اخضر پر آگ برسائی جب شعلہ ہاے آتش گرے اخضر اُن شعلہ ہاے آتش سے مثل برق جھٹ کر نکلا کئی ہزار شعلون کو بجھایا ہاتھون مین آبلے پڑے ہوے قریب نیسان کے پہونچا نیسان نے ابرو کو جنبش دی ہزار ہا خنجر برہنہ اخضر پر گرے دو پتلے پیدا ہوے جو خنجر گرا اپنے سر پر لیا پکارتے ہین اے شہنشاہ ہم جانباز و سرفروش ہین جان کے نثار کرنے کو لیا جاتے ہین سب خنجر اُن پتلون کے دفع کیے نیسان قہقہہ مار کر ہنسنے لگی ابر سیاہ اخضر پر برسنے لگا مینہ برابر پیدا ہوئین اُن پری زادون نے اپنے پرون کا سر ملک اخضر پر سایہ کیا لشکر ملک اخضر لڑ رہا تھا کنیزین نیسان کو ڈھونڈھکے قتل کرتے ہین نیسان کبھی گیسی گرجی کیسی کبھی برسی پر پریزادین اخضر کو بچاتی ہین نیسان نے اسقدر موتی برسائے کہ موتیون کے پہاڑ بن گئے پری زادون نے جب اپنا عکس اُن پہاڑون پر ڈالا پانی کے قطرے تھے موتیون کی آبرو تھی ملک اخضر اُن سب پر دفع کیا ہوا چلا خیمہ نیسان کا جا لگا کنیزین قتل ہوئین صاحبقران بھی لڑتے ہوے چلے آتے ہین اسم اعظم باواز بلند پڑھ رہے ہین جو جو سردار ساکت ہو گئے تھے سب کے ہوش درست ہو گئے لڑنے مین چالاک چست ہو گئے ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ لشکر اورنگ پر جا پڑین پریزادین بیچ مین حائل ہوتی ہین منع کرتی ہین کہ بھگوڑون پر نہ جائیے صاحبقران لڑتے ہوے قریب نیسان کے پہونچے اخضر نے دیکھا صاحبقران نیسان سے مقابلہ کیا چاہتے ہین پریزادون کو اشارہ کر کے آواز دی نیسان کی آبرو تو مٹا دو اسنے اپنا جمال ظاہری دکھا کے سیکڑون بندگان خدا کو دام زلف مین پھنسایا پریزادون نے بڑھکر پر ڈھکا سر نیسان کے سایہ کیا ایک شعلہ چمک کر گرا نیسان ہمہ تن شعلۂ آتش بن گئی جب صاحبقران قریب پہونچے اسم اعظم جو پکار کر پڑھا وہ شعلۂ آتش دفع ہوا اندر سے شعلۂ آتش کے ایک ضعیفہ سر ہلاتی ہوئی سوتی ہوئی پگین نکلی ہوئی ہنوں تھی نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت ایک نیلی چادر سر پر نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی اخضر نے اشارہ کیا پریزادین غائب ہوئین ایک زنگی سیاہ رو آئینہ لیے پیدا ہوا نیسان کو آئینہ دکھایا نیسان سر پیٹنے لگی کہا او اخضر تیرا علاج ہو گا شاہان طلسم نور افشان عاجز نہین ہین یہ کہکر ایک چیخ ماری اے شاہ طلسم نور افشان وقت فریاد ہے اس جلاد کا سامنا ہوا مجھے بچائیے ایک برق کڑک کر اس جوان زنگی پر گری وہ کرکے ٹکڑے ٹکڑے ہوے آئینے کی قلعی کھل گئی ٹکڑے ٹکڑے ہو القصہ و مصالح اب تخت طلسم نور افشان مین شور ہے بڑے بڑے ساحر جمع ہین ذکر آمد صاحبقران ہو رہا ہے

سحر العجائب لکھتا ہے یہ ایسا طلسم نہین ہے جسکو کوئی فتح کرے کہ آسمان پہ برق چمکی سب نے دیکھا کاہن طلسمی
گوہر بار ستارہ شناس آکر پہونچا کتاب بغل مین دبی ہوئی رنگ رو متغیر دونون شاہون کو آکر سلام کیا
کہا ای شہنشاہ کچھ آپ کو خبر ہے کہ قلعہ اور رنگ پر کیا گذری طلسم کشای اصلی آگیا نیسان جادو نے
اسم اعظم بند کیا حرز ہیکل چھین لی لالہ عذار و ماہ رخسار کو ایسا بیکار کیا کہ انکو سحر فراموش ہوا عین وقت
پر ملک اخضر سبز پوش مالک طلسم مینو سواد نے آکر اسم اعظم رہا کر لیا حرز ہیکل چھین لی اب نیسان قتل
ہوا چاہتی ہے فقط اتنا عرصہ ہے کہ بدیع الزمان قید ہو کر لشکر نیسان مین آئے تھے ان کو رہا کر رہا ہے نیسان
کی آبرو مٹی صورت اصلی اسکی ظاہر ہوئی سر پیٹ رہی ہے اب اخضر انکا بھی علاج کیا چاہتا ہے کچھ تدبیر
کیجیے سحر العجائب نے زانوون پر ہاتھ مارا او دیکھا سب نے ایک جوان قفس آہنی لیے ہوے
سامنے آیا عرض کی کیا حکم ہوتا ہے کہا ملک اخضر کو لینا نیسان کو بچا کے لاؤ ہم بھی اسکو آراستہ
کردین گے وہ جوان قفس آہنی لیکر چلا یہان ملک اخضر نے بدیع الزمان کو رہا کیا گھوڑے
پر سوار کر کے کہا حضور طرف اپنے لشکر کے جائین بدیع الزمان طرف اپنے لشکر کے چلے
اب اخضر طرف نیسان کے چلا ایک طرف سے صاحبقران پہونچے ایک طرف سے ملک
اخضر آتا ہے نیسان گھبرائی کبھی صاحبقران پر سحر کرتی ہے کبھی ملک اخضر پر مگر اخضر کب رکتا ہے صاحبقران
بھی نعرے کرتے ہوئے طرف نیسان کے آتے ہین نیسان گھبرائی کئی مرتبہ چیخی غل مچایا ہے کہ کان
مین آواز آئی کیون گھبرائی ہے تیرا مددگار آتا ہے صاحبقران چاہتے ہین نیسان پر جا پڑین کہ ایک
پنجہ آسمان سے گرا نیسان کو اٹھا لیگیا اخضر نے کئی سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی پنجہ دستگیری کر کے
نیسان کو اٹھا لیگیا اخضر حیران کھڑا تھا حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ ایک جوان سیہ فام پیدا ہوا آواز
دی او اخضر بڑی بدعتین کین تجکو شہنشاہ نور افشان نے یاد فرمایا ہے اخضر نے سحر کیا مگر وہ جوان
کب مانتا ہے اکڑتا ہوا طرف اخضر کے چلا آتا ہے اسوقت اخضر نے بیقرار ہو کر آواز دی ای شہریار
ای صاحبقران نامدار غلام کو بچائیے یہ جوان مجکو گرفتار کرنے آیا ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے
اس جوان سیہ فام پر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا تلوار کو تلوار پر رد کیا
عوض مین ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے صاحبقران نعرہ کر کے پلٹے اخضر نے آواز دی ای امیر
دست زبردست حضور کے نثار ہو جاؤن ایک ادنی سا شاہان طلسم نور افشان کا یہ شعبدہ تھا
خدا آپ کی مدد کرے یہ کہکے اخضر نے قصد کیا کہ لشکر اورنگ پر جا پڑون انکا بھی خاتمہ کرون کہ دوسرے
پہلو سے آواز آئی او اخضر بے ادبی ہو چکی ہوشیار ہو جا مین فرستادۂ شہنشاہ نور افشان تجھ ایسے
اگر ہزار حمزہ کے مددگار ہون گے تو کیا کر سکتے ہین دیکھ ہزار کوس کے سے مدد بھیجی خود نہین تکلیف فرمائی اگر
خود تشریف لاتے تم غرق زمین ہو جاتے اخضر نے پلٹ کے دیکھا اسی صورت کا جوان قفس آہنی ہاتھ مین
اخضر کے پیچھے آیا ہے سے آواز دی یارو لینا وہی دو پتلے جو کام کر گئے تھے پھر پیدا ہوئے آتے ہی چاہا
سر اخضر پر سایہ کرین کہ اس جوان نے للکارا او نالائق آگے نہ بڑھنا تمہارا طلسم شکست ہو چکا پتلیون نے
بڑھکر تیغے مارے اس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے دونون ٹکڑون سے دو شعلے پیدا ہوئے دونون
پتلے جلکر خاک ہو گئے اخضر نے مایوس ہو کر کہا اب غلام کا بچنا دشوار ہے میرے نگہبان مارے گئے دیکھا ۲۲

سینے دیکھا تیسرا جوان قفس آہنی لیے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کیون اخضر دو بھائی ہمارے مارے گئے تجکو خوف
نہین آیا مین آتا ہون اخضر نے پھر ایک چیخ ماری وہی دونون پریزادین پیدا ہوئین اُس جوان پر سایہ ڈالا
آپ بھی جلین اُسکو بھی جلایا اخضر نے پھر چیخ ماری اور پکار کر کہا اے شہریار دیکھیے شاہان نور افشان نے
جوانون کا تار باندھ دیا حقیقت مین اس جوان کے جلتے ہی چوتھا جوان قفس لیے پیدا ہوا خوشان و خروشان
ابروون پر بل پڑے ہوے آنکھو نسے آنسو جاری پکارتا ہوا آو اخضر شاہان طلسم نور افشان تجسے
بیزار ہوئے تجکو یاد فرماتے ہین ملک اخضر نے چاہا جست کر کے نکل جاؤن اُس جوان نے بڑھکر کچھ اسم سحر
پڑھا قفس کی کھڑکی کھولدی ملک اخضر سر جھکا کر قفس مین داخل ہوا لالہ عذار و ماہ رخسار یہ معرکہ دیکھکر
بھاگین دور جا کر چھپین کہ رہی ہین یہ سحر شہنشاہ نور افشان کا ہے اس سے کون بچ سکتا ہے یہان اخضر
قفس مین داخل ہوا صاحبقران نے چاہا نعرہ کر کے جا پڑون ملک اخضر کو چھڑاؤن وہ جوان قفس کو
لیکر بلند ہوا ایک چیخ ماری اُسکے چیخ مارتے ہی آندھی سیاہ اُٹھی تمام دنیا مین اندھیرا ہو گیا صاحبقران
اسم اعظم پڑھ رہے ہین ہر ایک کے بدن مین رعشہ کانپ رہے ہین بعد تھوڑے عرصے کے وہ آندھی
موقوف ہوئی سب نے دیکھا قلعہ اورنگ بھی غائب ہو گیا اورنگ و جاروق مع فوج غائب ہوئے
صاحبقران نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہر طرف ویرانہ درخت بڑے بڑے
ہوا خلاف چل رہی ہے بونڈلے گرد کے برائے تعظیم صاحبقران اُٹھتے ہین چرخ مارتے ہوئے غائب ہو جاتے
ہین زاغ و زغن کی آواز دلکو پریشان کرتی ہے صاحبقران اس صحرا کو دیکھکر گھبرا گئے فرمایا خواجہ شاہان
نور افشان نے اپنے خراج گذار کو بچا لیا اب لشکر کی تیاری کر دیہ مقام حوالی طلسم تھا یہان تو یہ شعبدے
دکھلائے اصل طلسم مین کیا آفت برپا ہوگی عمرو کے ہوش اڑ گئے صاحبقران نے شب کو اُسی مقام پر
مقام کیا صبح کو لشکر لیکر چلے بدیع و قاسم بھی ساتھ مین قاسم نے اپنے سردارو نسے صلاح کی کہ یارو میری
راے یہ ہے کہ داداجان کے ساتھ جانا مناسب نہین کشتی گیر ساتھ رہے اُس سے کیا ہوتا ہے مین اپنے کو
طلسم نور افشان مین پہونچاؤن اپنے فرزند ایرج کو چھڑاؤن سب نے عرض کی بہت مناسب ہے
الگ ہو کر کارہاے نمایان کیجیے جب رات کو صاحبقران منزل پر اوترے قاسم نے لشکر کو اشارہ
کر دیا تھا دو پہر رات گئے تیار ہوئے سمک نے قاسم کو جگایا قاسم اوٹھے اُسی اندھیری رات مین سوار
ہوئے لشکر کو لیکر نکل گئے صبحکو جب صاحبقران سوار ہوئے قاسم کو پوچھا امیر طلایہ نے خبر دی حضور
دو پہر رات گئے وہ سوار ہو کر چلے گئے امیر تو خاموش مگر بدیع الزمان نے خیال کیا کہ ای بدیع یہ ترک
خاوری ضرور جا کر کارہاے نمایان کریگا بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہوگا اب اس لشکر مین رہنا مناسب نہین
فضل وغیرہ سے صلاح کی سب نے یہی عرض کی کہ الگ ہی چلنا بہتر ہے دوسرے دن بدیع الزمان
بھی رات کو اپنے لشکر کو لیکر نکل گئے صبحکو صاحبقران کو خبر ہوئی نہایت پریشان ہوئے فرمایا دونون
جوانون کی جہالت نے سخت حیران کیا ہے یہ فرما کر بر سر منزل چلے تیسری منزل مین دونون شہزادونکا داغ ملاجب
کوئی ذکر کوکب کرتا ہے صاحبقران فرماتے ہین کوکب کہتا ہوگا صاحبقران نے ہماری مدد نہ کی ہم کو
قید سے چھڑانے نہ آئے ہم حسد سے اپنے لشکر سے جدا ہوے ایک دن آرام نہ پایا مصروف جنگ
رہے ابلیس خود پرست نے اسقدر روکا کہ امید فتح نہ تھی خدا نے اپنا فضل کیا کہ وہ جہنم داخل ہوا اسلاوس نے

کیا کوئی بات اُٹھا رکھی اب حوالی مین پہونچے تو یہ آفتین درپیش مین انتہا ے کے پیش وپیش ہین صاحبقران کو لالہ عذار و ماہ رخسار رہبری کرتی ہوئی لیے جاتی ہین عجب عجب صحرا سے ہولناک ملتے ہین کہ آب و آزوقہ بہ مشکل ممکن ہوتا ہی ہزار ہا ملازم ان منزلون مین ہلاک ہوئے گھوڑے بھی شل ہوجاتے ہین لیکن سحر العجائب نے یہ نمونہ سحر اپنا برا ے گرفتاری اخضر روانہ کیا اخضر قید ہو کر سامنے پہونچا قفس لا کر اس جوان نے سامنے رکھدیا کہا اے شہریار کئی بھائی ہمارے قتل ہوئے غلام نے جا کر بمشکل اخضر کو گرفتار کیا یہ ذکر تھا کہ پنجے نے لا کر نیسان کو بھی پہونچایا سب اہالیان دربار نے دیکھا ایک ضعیفہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ آنکھون سے کیچڑ بہتا ہوا لٹھیا ہاتھ مین قدمون سے شاہ کے لپٹ گئی کہا اے شہریار اخضر نے میرا یہ حال کیا سحر العجائب نے حکم دیا شاخسار جادو کو بلاؤ شاخسار فوراً حاضر ہوئی حکم ہوا اخضر کو لیجا کر قید کرو اخضر کو جب لیکر شاخسار قید خانے مین آئی کوکب نے اپنے قفس سے نکل کر پوچھا اے بادشاہ تو کون ہے اخضر رو دیا کہا اے شہنشاہ مجکو نہین پہچانتے مین بادشاہ طلسم بلینوس ہون کرب غازی نے میرے طلسم کو فتح کیا مین مدد کو صاحبقران کی آیا قلعۂ اورنگ پر گرفتار ہوا کہا اے کوکب مبارک ہو صاحبقران زمان آپہونچے ماشاء اللہ بڑے زور و شور سے آتے ہین ہم بھی تمھارے ساتھ قید سے رہائی پاینگے شاخسار نے جا کر قفس اخضر کا ایک قصر مین لٹکا دیا کوکب جو ہنستے ہوے مکان مین آئے بُران نے پوچھا کیون قبلہ و کعبہ آج کیا خوشی کا باعث ہے کوکب نے کہا بی بی مبارک ہو صاحبقران زمان حوالی مین پہونچے بُران نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ہے والد نامدار بقول شیخ سعدی **فرد** امید بستہ برآمد ولے چہ فائدہ زانکہ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید ۔ ابھی تو اب یہ کیفیت ہے ہر وقت جوش حسرت ہے **نظم**

گر نہ جان سوز غم گیسو جانان ہوتا
نہ کبھی یون دم اژدر شرر افشان ہوتا

زندگی کا کوئی دم مجکو مزہ ملتا تا
میرے زخمون پہ جو قاتل نمک افشان ہوتا

تو وہ بت ہے کہ اگر دیر مین جاتا اک دم
مثل ناقوس ہر اک بت وہین نالان ہوتا

ہے بلا سلسلۂ گیسوے بتان کا ایکدل
یہ جہان کیون نہ مسلمانون کو زندان ہوتا

نہ کبھی مرگ سے یوسف کو پہونچتا آسیب
پاس اُسکے جو ترا سیب زنخدان ہوتا

ہوگیا دامن تر نور حقیقت کو حجاب
کسطرح ابر مین خورشید نہ پنہان ہوتا

سانپ ہر گنج پہ ہوتا ہے کبھی او قاتل
سایۂ زلف سر گنج شہیدان ہوتا

دل سخت اُس بت کافر کا ہے کوہ جودی
کارگر خاک مرے اشک کا طوفان ہوتا

نخل ماتم کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا ہرگز
میرے اشکون سے جو سرسبز گلستان ہوتا

خط ٹھہرتا نہین منھ پہ تری آنکھون کے سبب
سبزہ کیونکر نہ چراگاہ غزالان ہوتا

ہنسکے کہتا ہے وہ گل میرے رولانیکے لیے
لطف تھا سیر گلستان مین جو باران ہوتا

بیکسی ہے مین ہوا تیغ محبت کا شہید
کون جز زخم مری لاش پہ گریان ہوتا

پشت خارا اُس کف رنگین مین جو رہتا اکدم
کیا تعجب ہے اگر پنجۂ مرجان ہوتا

دُر و یاقوت سے مین دُرج دہن بھر دیتا
خوب ناسخ سے جو وصف دُر دندان ہوتا

اسوقت قید خانے مین ایک ہنگامہ ہوگیا ایرج و نورالدہر نے بھی سنا کہ صاحبقران زمان حوالی طلسم

مین آ پہونچے متکڑیاں بیڑیاں ہلانے لگے سب نے آوازین دین او شاخسار اب ہم قید سے چھوٹ سکینگے شاخسار نے کہا ای ظالمو اس قید سے تا قید حیات رہائی نہ پاؤ گے قید خانے مین تو یہ ذکر ہو صاحبقران زمان قلعۂ اورنگ سے کوچ کر کے تین منزلین چلے وہ وہ صحرا و ویران ملے کہ ایک شب آب و کرز و تہ تمکن نہین ہوا جو تھے دن صاحبقران کو سبزہ زار ملا دیکھا صحرا معقول نخل سر سبز و شاداب گلہائے زنگار رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون طائران صحرا کی اُچھل کود چشمے پانی کے جابجا بھرے ہوئے موجود بہار قدرت معبود قمریان نخل سرو پر سرو بہ تجو جوش مین اشعار پڑھ رہی ہین باغ پر جوش بہار ہی لطف ہے

بازآی ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم
بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم
عیبم مکن برندی و بدنامی ای فقیہ
این موہبت رسید ز دیوان قسمتم
در ابروی تو تیر نظر تا بگوش ہوش
در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم
دورم بصورت از در دولت سرای دوست
ور این خیال اگر بدہد عمر مہلتم

مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم
ہر چند غرق بحر گناہم ز شش جہت
کاین بود سرنوشت ز دیوان فطرتم
گردم زبی ز طرۂ مشکین آن نگار
آوردہ و کشیدہ و موقوف فرصتم
دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف
لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

زانجا کہ فیض جام سعادت فروغ تست
تا آشنای عشق شدم ز اہل رحمتم
می خور کہ عاشقی نہ بکسب است و اختیار
فکری کن ای صبا نہ مکافات غیرتم
من کز وطن سفر نگزیدم بعمر خویش
ای خضر پی خجستہ مدد کن بہمتم
حافظ بہ پیش چشم تو خواہد سپرد جان

صاحبقران زمان نے جو بعد کئی دن کے صحرائے سبزہ زار دیکھا شگفتہ ہو کر فرمایا خواجہ آج بعد کئی دن کے یہ صحرائے پرفضا ملا غنچۂ آرزو کھلا کئی دن یہان مقام ہو کہ لشکر کو آرام ملے عمرو نے عرض کی ایسا ہی ہو کا شب کو امیر نے آرام کیا صبحکو جو اُٹھے دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہے اہالیان لشکر غل مچا رہے ہین صاحبقران باہر نکل دیکھا ہوائے گرم چل رہی ہے درخت جلے ہوئے کھڑے ہین شاخین لُف افسوس پتون سے مل رہی ہین ہر بیخ نخل سے چنگاریان نکل رہی ہین چارپائے جانور لشکر کی شدت گرمی سے آب و دانے پر منہ نہین ڈالتے صدہا سوار پیدل ہلاک ہوئے بیتاب ہو کر غل مچا رہے ہین کہ یا صاحبقران زمان ہماری مدد کیجیے شدت گرمی سے ہلاک ہوا چاہتے ہین دیکھیے تو کیا قیامت برپا ہے آسمان سے آگ برس رہی ہے ملازمون نے آپ کے کیا کیا جفا سہی ہے امیر نے عمرو کو بلایا کہا خواجہ دیکھا تم نے رنگ صحرا کیسا تبدیل ہو گیا عمرو نے عرض کی ای شہریار مجکو تو کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے یکایک رنگ صحرا تبدیل ہوا کل وہ رعنائی آج یہ خرابی اہالیان لشکر کی بیتابی اسم اعظم پڑھیے گرد لشکر حصار کھینچیے صاحبقران نے فوراً مقبل کو طلب کیا وقرابے پانی کے منگوائے اسم اعظم اُس پر دم کیا مقبل سے حکم ہوا اس پانی کا گرد لشکر حصار کرو امیر و عمرو کل اہالیان لشکر دیکھ رہے ہین مقبل اُس پانی کو لیکر چلا گرد لشکر حصار کھینچ تک آیا جب مقبل حصار کر چکا ایک دنا ہوا وہ درخت جو صورت ویرانی کی دکھاتے تھے وہ جلکر گرے سبز نخل ظاہر ہوئے طائران صحرا درختون پر زمزمہ سرائی کرنے لگے وہی نرگس کے اشارے سوسن کی زبان درازی سنبل پر پیچ و تاب کی غمازی اہالیان لشکر جو گھبرا رہے تھے اور گرمی سے بیقرار تھے وہ گرمی موقوف ہوئی رعایا عیش و عشرت مین معروف ہوئی مگر خیال کر کے عمرو نے دیکھا ایک جانب ایک کوہ فلک شکوہ ہے اُسپر دھوان اُٹھ رہا ہے امیر نے فرمایا دیکھو خواجہ اس پہاڑ پر کوئی سحر کر رہا ہے برق نے کہا مین ابھی جاتا ہون سر اُسکا لاتا ہون عمرو نے کہا تجسے کون کہتا ہے ابوالفتح نے کہا مین جاؤن عمرو نے

کہا کوئی صاحب تکلیف نہ کرین یا صاحبقران مین جا کے عیاری کرونگا مگر آپ میرے حال سے
آگاہ ہین مدد ین خرچ تو آپ ضرور کرینگے مفلسی مین کچھ بن نہین پڑتا قرضدار گھیر لینگے مجکو جانے نہ دینگے آپ
تنخواہ دین کل لشکر سے چندہ ہو جائے ان سب سے کہیے کہ تم لوگ ہلاک ہو جاتے عمرو تدبیر کرنے جاتا ہی
بھلا قرضہ تو کیا ادا کرینگے سود کی تو نکاسی ہو امیر نے کہا خواجہ تمسے کوئی بات کہی اور تمنے پاؤن پھیلائے مین
ایسی مہمل بات کو اپنے ملازم ہو تسے کہون شرم کی بات ہی عمرو نے کہا آپکی جلالت مشہور ہی خزانے بھرے پڑے
ہین حکم دیدیجے امیر نے فرمایا وہ حق و مال غازیو نکا ہی عمرو نے کہا غازی تھان پر نہار ہے ہین لاکھ روپے
ڈلے ہوئے عمرو نے کہا خیر مین کچھ اپنے پاس سے ملا دونگا جاتا ہون آپکے حکم کا ٹالنا مناسب نہین ہی یہ کہکے جو
بیٹھے دیکھا برق نہین ہی کہا پیچھے آقا غضب ہوا یہ مجبور ہو گیا عیاری تو کیا کریگا اسکو ہوشیار کر دونگا یہ کہکے
جھلاتے ہوئے چلے مگر برق کا احوال سنیے کہ یہان سے بھاگا قریب اُس پہاڑ کے پہونچا دلسے باتین کرتا
ہوا کہ ای برق اُستاد نہ پہونچنے پائین مین جا کر اُس ساحر کو مار لون ایک درخت پر چڑھا دیکھا ایک
ساحرہ پہاڑ پر ٹہل رہی ہی ایک طرف منقل آتش رکھی ہی اُسپر ماش کے دانے مارتی جاتی ہی برق نے صورت
بدلی ایک مسافر کی شکل بن کے طرف پہاڑ کے چلا راہ مین کنواں ملا اُسپر بیٹھا سوچ رہا ہی کہ ای برق کس
صورت سے سامنے اس ساحرہ کے جاؤن اور جاتے ہی کام کرون یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھا ایک مہاجن چار
مزدور ساتھ ہین ہر ایک مزدور کے کاندھے پر ایک ایک توڑا روپے کا لدا ہوا سونے کی زنجیر مہاجن پہنے
ہوئے انگوٹھیان سونے کی ہاتھ مین برق تڑپ گیا جی مین کہتا ہی یہ فروہی نہ جانے پائے یہ سوچکر ایک برہمن
کی شکل بنا جنیو گلے مین ایک ڈول پانی کا بھر کے پکارنے لگا جل ٹھنڈا ہی مہاجن کے جو کان مین آواز گئی
آگے ٹھہرا مزدورون نے توڑے رکھدیے برق نے سب کو پانی پلا کے بیہوش کیا برق تو انکو لوٹنے لگا
مگر اس ساحرہ کا حال تحریر کرتا ہون کہ جب سحر العجائب اخضر کو قید کو چلے تو مشیران سلطنت سے کہا
کوئی ایسا ہی کہ صاحبقران کے لشکر کو تباہ کرے میمون جادو صف سے اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ ای شہنشاہ
طلسم نور افشان مین جا کر سب کو تباہ کرونگی وہانسے آئی پہلے اُن ملکو نپر گئی جو صاحبقران نے فتح
کیے تھے وہان دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ ملک عیارون نے فتح کیے یہ بھی جادوگرونسے سنا کہ عیار ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر
مار ڈالتے ہین اسوجہ سے پہاڑ پر آکر ٹھہری صحراے سبزہ زار کو ویران بنایا ٹہل رہی ہی کہ اُسنے پہاڑ پر سے
دیکھا مہاجن آکر کنوئین پر ٹھہرا برہمن نے پانی پلا کر بیہوش کیا توڑے روپیونکے درہ کوہ مین چھپا آیا اب آکے
سب کے کپڑے آتارنے لگا میمون نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھی کہ یہ برہمن کوئی عیار ہی یہ بھی سن چکی تھی کہ عیار
مسافرونکو لوٹ لیتے ہین جب برق نے مہاجن کا توڑا لیا کپڑے اُتارنے لگا میمون کو یقین کامل ہوا کہ
بیشک کوئی عیار ہی برق نے خنجر پکڑا کے مہاجن مزدور دنکو قتل کیا جب تو میمون نے سحر کیا اور پکار کر آواز دی
او ناعیار کہان جاتا ہی مسافرونکو تو نے مارا قزاقی کرتا ہی برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے دیکھا وہی
ساحرہ جو پہاڑ پہ تھی وہی اُترتی ہوئی چلی آتی ہی آگے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او نگوڑے تو عمرو کا شاگرد ہی سچ بتا
تیرا نام لیا ہی برق نے کہا مین تو گاؤن کا زمیندار ہون یہ مہاجن میرا اثی وار تھا مین نے تنہا پایا مین عیار
کو نہین جانتا آپکو کیا مطلب آپ مجھے کیون پکڑتی ہین آپکا اسم مبارک کیا ہی ساحرہ نے کہا میرا نام میمون جادو
نام ہی طرف سے شاہان نور افشان کے آئی ہون ارادہ ہی کہ لشکر مسلمانو نکو تباہ کرون سحر مین نے کیا ہی اسی ہفتے

کے اندر لشکر مسلمانان شدت گرمی سے تڑپ تڑپکر مرجائیگا سحر کر چکی ہون مگر سب جادوگر دشمنی بھی سنا کہ عیارون نے ہزارون جادوگر مارے ہین عیارونکی تلاش مین ہون برق نے کہا میرا کوئی یار دوست نہین آپ مجکو ناحق ستاتی ہین بڑی خرابی ہوگی میمون نے کہا مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سحر کر چکی ہون برق لاکہ منت کرتا ہی یہ نہین مانتی کھینچتی ہوئی برق کو طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی میمون نے دیکھا ایک بڑھیا سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوئے نہایت ضعیف لٹھیا ہاتھ مین پکارتی چلی آتی ہی او حرامزادی تو کون ہی میرے بچے کو کیون پکڑا اُسنے کیا خطا کی بیشک یہ بچارا رعند عیاری ہی میرا مال لیتا ہی اور کسی کو تکلیف نہین دیتا بیدردی سے میرے بچے کا ہاتھ کیون پکڑا ایک رونگٹا اگر میرے بچے کا کم ہوجائیگا بوٹیان کاٹکے کھا جاؤنگی اگر تیرا کچھ نقصان کیا ہو مجھسے لے میرے بچے کو چھوڑ دے میمون حیران حیران کہ یہ بڑھیا کیا کہتی ہی بڑھیا گرتی پڑتی قریب آئی ایک دوہتڑ برق کو مارا کہا بخشدے کمبخت گھر کا مال تباہ کر چکا کھیت سب بیچڈالے مین تیری محبت مین باہر نکل پڑی اب بھی تجکو آرام نہین چھوڑ دے بیوی میرے بچے کا ہاتھ میمون نے کہا بڑی بی ٹھہرو تو اسقدر بدمزاجی نہ کرو تمھارا لڑکا بڑا ظالم ہی ابھی مہاجن کو مارڈالا چارون توڑے روپیے کے کیا کیے مین بھی تھی کوئی عیار ہی توڑے بتلا دے مین اسکو چھوڑ دون بڑھیا نے کہا ارے نگوڑے کمبخت مال حوالے کر دے جو لینا ہو مجھسے لے برق حیران ہی کہ یہ بڑھیا کون ہی بڑھیا اسقدر بدحواس ہی کبھی لاٹھی میمون پر اٹھاتی ہی برق کو تو اتنی لاٹھیان ماری ہین کہ برق تڑپ تڑپ جاتا ہی بڑھیا منہہ پھیلا کر دوڑتی ہی کبھی کہتی ہی او جادوگرنی مین تیرے سامنے پکہ گاڑون میرے بچے کو چھوڑ دے اسکا ہاتھ نیلا ہو گیا باپ نے اسکو بڑے ناز و نعم سے پالا کبھی کہتی ہی ارے روپیہ بتادے کبھی سامنے ساحرہ کے ناچتی ہی کبھی یہ اشعار عبرت آثار گا کر جادوگرنی کو سناتی ہی کبھی رو رو کے کہتی ہی ہاے بیس لڑکون مین یہ ایک لڑکا ہی اکثر کہا کہ ایسے نالائقونکا مال نہ چورا نظم

ہم مین فلک نگہ کی بھی طاقت نہ چھوڑ دیکھ
دست مژہ سے پنجۂ خورشید مروڑ دیکھ

ای جامہ زیب مین ہون وہ مجنون کہ قیس کا
پھٹ جاے سینہ میرے گریبان کے جوڑ دیکھ

دور خمار کا بھی ہی کچھ دھیان یا نہین
ای مست حسن شیشۂ دل کو نہ توڑ دیکھ

گر نازکی سے بار ہی دشنہ تو اک نگاہ
ہم نیم بسملون کو تڑپتا نہ چھوڑ دیکھ

اغوائے غیر سے نہ جگا خفتہ فتنہ کو
مین نعش نہین ہون لاش مری مت جھنجوڑ دیکھ

آئینہ خانہ مین گیا دل توڑ تا نہ تھا
لیجئے اب ایسے جلوہ نما مین کروڑ دیکھ

طوفان مین آب ہر گہر اشک مین نہان
ای باد دست دامن مژگان نچوڑ دیکھ

میرا قلق بھی قبلہ نما سے نہین ہی کم
باور نہین تجھے تو ذرا منہہ کو موڑ دیکھ

کیا رحم دیکھنے کی بھی بندی ہو جائیے
ای چشم اُسکے سامنے تو ہاتھ جوڑ دیکھ

چلنا ترا بتون مین بھی تاثیر کر گیا
مومن یقین نہین ہی تو پتھر کو پھوڑ دیکھ

اس مزے سے اس بڑھیا نے یہ شعر پڑھے میمون نے کہا بڑی بی تمھین گانا خوب آتا ہی بڑھیا نے کہا بی بی میرے گھر پر چلو طبلے بھی رکھے ہین وصول بھی موجود ہی تمھین گانا سناؤن ٹکے کا ٹھرا لاکے پلاؤن ارے نگوڑے روپے بتادے برق نے حیران ہوکے کہا سامنے غار ہین مین نے روپے رکھدیے

چلیے بتا دون جادوگرنی بڑھیا کو لیکر چلی بڑھیا مِنّتین برق سے کرتی ہے برق کو افسوس آتا ہے کہ یہ بڑھیا حرامزادی کہان سے آئی چار توڑے کیونکر بتا دون بھٹکاتا پھرتا ہے جادوگرنی خفا ہوتی ہے کیون بڑی بی صاحب تمھارا بیٹا بڑا پکا چور ہے ٹھیک ٹھیک نہین بتاتا بھٹکاتا پھرتا ہے بڑھیا نے ایک لاٹھی برق کو ماری کہا گھوڑے صاف صاف بتا دے یہ روپے ہضم نہ ہونگے اس نے دیکھ لیا مین تجھے گھر پہ چلکے بہت روپے دونگی میرے کڑے چھڑے رکھے مین پچھڑ النا جو مانگے گا دونگی جادوگرنی سے جان بچا یہ کہکے بڑھیا بہت ناچی کہا مین سمجھ گئی جہان تو نے میرا پاندان چورا کے رکھا تھا وہین توڑے بھی رکھے ہونگے یہ کہتی ہوئی ایک غار کے پاس آئی جھک کے دیکھا کہا وہ توڑے رکھے ہین میرے بچے کا ہاتھ چھوڑ توڑے اٹھا لے جادوگرنی نے جھک کر دیکھا کہا بڑی بی اس غار مین تو کچھ بھی نہین ہے بڑھیا نے کہا جھک کر دیکھ آنکھو نکے آگے ناک سوجھے کیا خاک اچھی طرح دیکھو تو سوجھے جیسے ہی جادوگرنی جھکی بڑھیا نے حلقے کمند کے گلے مین ساحرہ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
وہ رندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
نہ مانیگا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو
لپٹ کے خنجر مارا شکم چاک

قصہ پاک برق نے چاہا بھاگون خواجہ نے گریبان پکڑا کہا کیون بے ہمنے تجکو منع کیا تھا مگر خیر جو کچھ کیا وہ کیا چارون توڑے کہان رکھے ہین بتلا دے تجھے بھی کچھ دونگا برق نے لاکھ حیلے حوالے کیے خواجہ کب مانتے ہین برق نے کہا استاد مین نے بہت مشقت کی ہے دو مین لون دو آپ لیجیے عمرو نے کہا بیٹا چارون تمھین لو مین حفاظت سے رکھونگا جب تمھارے بیٹے کی شادی ہوگی دیدونگا تمھارے پاس رہینگے چار دشمن پیدا ہونگے ناچار برق نے توڑے بتا دیے برق کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے امیر نے برق کو بھی خلعت دیا عمرو نے باہر نکل کر کہا بیٹا خلعت اتار دو بادشاہونکی دی ہوئی چیز گھڑی گھڑی نہین پہنتے ناچار برق نے خلعت بھی اوتار دیا یہان سحر العجائب و مصر الغرائب بارگاہ مین بیٹھے بیان کر رہے ہین کہ میمون نے جا کے سحر کیا لشکر اسلام گرمی سے ہلاک ہو رہا ہے پھر کہا حمزہ نے اسم اعظم پڑھا لشکر کی بیقراری موقوف ہوئی یکایک بیٹھے بیٹھے اوچھل پڑے ساحرون نے پوچھا حضور کیا ہوا کہا عمرو نے میمون کو بڑھیا بنکے مار لیا غضب کیا عجب عیاری کی دل بیقرار کر دیا لو یارو حمزہ چل نکلا اب برابر علامت کے آجائیگا ملکہ حسرت جادو اپنے دنگل سے اٹھی عرض کی اے شہنشاہ لونڈی جا کر روکتی ہے دیکھون تو حمزہ کیونکر آتا ہے اگر جاتے ہی مین نے کل لشکر کا خاتمہ نہ کر دیا تو نام اپنا حسرت جادو نہ کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ غیر ساحر ساحرہ کو مارے اور مین خاموش رہون شاہان نور افشان نے کہا اے حسرت حمزہ تا بہ علامت نہ آنے پائے اگر آج نہ روکا تو کل برابر علامت کے آجا بیٹھینگے ہر چند کہ علامت کے سامنے آکر اور نہ یادہ گھبرائینگے آگ سے سر ٹکرائینگے طاؤس آتش بار ایسا ساحر نہین ہے کہ جسکے سحر سے امان پائین حسرت نے کہا مین وہین جا کر روکتی ہون یہ کہکر بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے قلعۂ طلسمی سے نکل کر چلی جسوقت علامت سے نکل چلی پانچ کوس راستہ طے کیا تھا دیکھا ایک لشکر ساٹھ ستر ہزار غیر ساحرونکا اترا ہوا ہے مگر وضع انکی مثل لات پرستون کے ہے

حسرت بلا تکلف لشکر مین آئی حال پوچھکر کچھ اطمینان ہوا بارگاہ مین پہونچی اورنگ وجاردق
مقام صدر پر تھے گرد اور مصاحب بھی تھے حسرت نے گھبراکر پوچھا تم سب کون ہو وہ جو افسر تھا اُسنے
کہا اورنگ بیشہ نشین میرا نام ہے مسلمانون سے مقابلہ پڑا غیسان جادو نے قیامت برپا کی اسم اعظم
بند کیا حرز ہیکل چھین لی شاہان طلسم سے مدد پہونچی ہم لوگونکو ملک سے آوارہ کیا تین دن صحرا مین پھرا
کیے آج اس مقام پر آکر اترے ہین بہت جستجو کی کہ اپنے ملک مین پہونچین مگر نہ ممکن ہوا وہ صحرا ایسے
کہ انکی وحشت دیکھکر ہوش اڑتے تھے خدا نہ کرے کہ انسان کا اُن مقامات پر گذر ہو مگر آپ کون ہین
کہان سے آتی ہین کہان جائینگی حسرت نے سب حال اپنا بیان کیا کہا میمون جادو گئی تھی
عیار حمزہ نے اُسے مار لیا اب شاہان نورافشان نے مجھے بھیجا ہے جاکر مسلمانون کو رد کرون ایک
قدم آگے بڑھنے نہ دون اورنگ وجاردق نے کہا ملکہ ہمکو بھی ساتھ لیجیے حسرت کا اورنگ نے
مقام صدر پر جگہ دی کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو ملی اورنگ سے کہا تم میرے ساتھ چل کے کیا کروگے تم
جاکر شاہان نورافشان سے ملاقات کرو تمھارے ملک پہ تمکو پہونچا دینگے راہ راست دکھا دینگے
بھٹکتے نہ پھروگے اپنے ملک مین پہونچ جاؤ گے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طبل سکندری کی آواز کانمین آئی
اورنگ نے گھبراکر کہا حمزہ آپہونچا انھین کے ساتھ نقارہ ہے کہ جسکی آواز بارہ کوس تک جاتی ہے بارے
اس آواز سے صیحت گھبرائی ہے سب آمد لشکر صاحبقران کا تماشا دیکھنے بیرون بارگاہ آکر ٹھہرے کہ یکایک
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بیٹے پہلوان عادی انالہ بارگاہ حشامی کا لیے ہوئے اپنے طریقہ قدیم سے
آکر پہونچے بارگاہ حشامی کو استادہ کیا ایکطرف خود فرد کش ہوے چالیس بھائی اپنے اپنے مقام پر اترے
چالیس ہزار قزاق صحرا مین پھرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے پھر گرد بلند ہوئی محیط فیل پیکر بڑے زور شور سے
آکر پہونچا عادی کو سلام کرکے اپنے مقام پر ٹھہرا اب گردین اڑنے لگین عبد الجبار عبد القہار شاہزادگان
حلب نے بیس ہزار فوج سے آکر پہونچے شام تک آمد ہی شام کو جو جس مقام پر تھا رک گیا اورنگ
وحسرت اُٹھ گئے دوسرے دن پھر سویرے آکر بیٹھے آج گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سب نے خاقان
ابن الخاقان بہرام گردین خاقان چین اسی ہزار جوانان چینی سے آکر پہونچا ساتوین دن الکتارے کی
آواز کان مین آئی سب بہ نگاہ حیرت دیکھنے لگے صندوق عیاری پر خواجہ عمرو کو دیکھا سترہ سے پیک بچہ
بانہماے عیاری سے آراستہ قرولیان چلاتی ہوئین جست و خیز کرتے ہوئے آکر خواجہ پہونچے دسوین
گیارھوین دن صاحبقران زمان آکر پہونچے بہیر و بنگاہ بازارین ساتھ اپنے اپنے مقام پر اُترنے
لگے صاحبقران خرامان خرامان بارگاہ مین آئے سب سردار گھیرے ہوئے لشکر کو امیر نے عمرو سے
پوچھا خواجہ یہ لشکر کسکا ہے عمرو نے عرض کی اورنگ بیشہ نشین قلعہ اورنگ آباد سے آوارہ
آیا ہے حسرت جادو بھیجی ہوئی شاہان طلسم کی آکر شریک ہوئی وہی لشکر فرد کش ہے ان سب
لشکرون کے بعد لالہ عذار و ماہ رخسار بھی آکر پہونچین حسرت جادو کا نام سنکر تھرائین کہا
خواجہ برای خدا لشکر حسرت مین جانیکا ارادہ نہ کرنا یہ بڑے غضب کی ساحرہ ہے اُسکو اپنے سحر
پر بڑا ناز ہے شاہان نورافشان نے کچھ سمجھکے بھیجا ہے عمرو نے کہا خدا مالک ہے ہمین جانا ضرور ہے نام
ساحرہ کا سنکر قلب ناصبور ہے جاکر دیکھ لین گے لالہ عذار و ماہ رخسار بھی ایک مقام پر آکر اُترین

مگر لشکر صاحبقران سے انکا لشکر الگ ہے صاحبقران نے فرمایا تھا کہ ہمارا قانون نہین ہے کہ ساحر لشکر
کے ہمراہ رہے مگر لشکر تحت ہمارا ہے حسرت جادو نے اورنگ سے کہا مین جاکر ایک سحر تو کرون
یہ کہکے بارگاہ سے نکلی لشکر سے باہر اک پہاڑ تھا اُسپر آکر ٹھہری یہان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے
خواجہ عرض کرتے ہین غلام واسطے خبر کے جائے امیر فرما رہے ہین اور ہرکارون کو بھیجو اگر وہ طبل
جنگی بجوائیگا مقابلہ پڑیگا تم ابھی نہ جاؤ امیر باتین کر رہے تھے کہ اک ابر آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین لشکر
مین تلاطم ہوا خیمے پھٹنے لگے جانور کھل گئے صاحبقران گھبرا کر نکلے عمرو نے کہا آقائے نامدار اسم اعظم
پڑھیے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ساحرہ نے سحر کیا آپ اسم اعظم پڑھین برف برسنا موقوف ہو تو مین جاکر خبر
لاؤن برق اسی مینھ برستے مین نکلا صورت بدلے ہوئے لشکر اورنگ مین آیا ایک جادوگرنی جاتی
تھی اُس سے پوچھا بی حسرت جادو کہان ہین اُس ساحرہ نے کہا سامنے پہاڑ پر سے سحر کر رہی ہین
مین اسباب سحر لینے آئی ہون برق نے باتین کرتے کرتے اُس ساحرہ کو حباب مارا بیہوش کرکے کنارے
ڈالدیا اُسکی شکل بن کے چلا زیر کوہ آیا دیکھا پہاڑ پر سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین جاکر اُسی ابر مین ملتے
ہین برق کو ڈر ہو جاتا ہے ہوائے تند چل رہی ہے برق جب زیر کوہ پہونچا حسرت نے اُوپر سے آواز
دی اے گلعذار تونے آنے مین بڑی دیر کی یون ہی پلٹ جا دو چار گلابیان لا رات کٹنا دشوار ہوگی
برق پلٹا تھوڑی دور چلا تھا کہ پہاڑ سے حسرت جادو نے سرہنگ جادو کو بھیجا یہ گلعذار کو بلالے
شراب ہمارے واسطے نہ لائے ہم تمھین سحر تیار کر لینگے سرہنگ نے صحرا مین آکر برق کو پکارا اے
گلعذار ٹھہر جا ملکہ نے کچھ فرمایا ہے برق ٹھہرا سرہنگ برابر آیا کہا اے گلعذار نہین معلوم ملکہ کو کیا کھٹکا
گذرا مجھسے فرمایا کہ گلعذار کو منع کرو ہمارے پاس بلالاؤ برق سوچا شاید اسکو سحر نے خبر دی سرہنگ
سے کہا دیکھو خود ملکہ آتی ہین جیسے ہی سرہنگ پلٹی برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے گرتے
گرتے حباب مارا یہ بیہوش ہوئی برق خنجر کھینچکر چلا کہ سر کاٹ لون یہان حسرت کو شک تو ہوا ہی تھا
دیر جو ہوئی خود چلی دور سے دیکھا سرہنگ بیہوش پڑی گلعذار خنجر کھینچکر چلی حسرت بیقرار ہوگئی یہین
سے آواز دی خبردار او ناعیار کیا کرتا ہے برق خنجر نہ مار سکا کودکر بھاگا حسرت نے پیچھا کیا یہان صاحبقران
نے اسم اعظم جو پڑھا برف برسنا موقوف ہوئی صاحبقران خواجہ سے باتین کر رہے ہین کہ دیکھا
برق گھبرایا ہوا آتا ہے عمرو نے پکارکر پوچھا ارے بھورے خیر تو ہے برق نے پکارکر کہا استاد میرے تعقب
مین ساحرہ آتی ہے مین نے عیاری کی تھی نہ بن پڑی وہ آگاہ ہوگئی برق چاہتا ہے کہ تڑپ کر قریب صاحبقران
کے پہونچے حسرت آسمان پر آکر چمکی وہین سے نعرہ کیا او ناعیار وہ اور ساحر تھے جن پر تم لوگون نے عیاری
کی منم ملکہ حسرت جادو تڑپ کر گری برق نے چاہا بھاگون حسرت نے کمر مین پنجہ دبا لے اڑی امیر نے
چاہا تیر مارین وہ قندیل فلک ہوئی امیر حیران ہو کر رہ گئے عمرو نے کہا غضب ہوا برق کو لیگئی جانے
ہی قتل کرے گی نہین معلوم کیا عیاری کرکے آیا تھا کہ حسرت اُسکو لے گئی یہ کہکے عمرو چلا لشکر مین
ہلڑ ہوا ابو الفتح اصفہانی وغیرہ چلے لیکن حسرت جادو برق کو لیے ہوئے پہاڑ پر آئی منھ پر
ہاتھ پھیر الصورت اصلی ہوا حسرت نے کہا ارے میری کنیز کو کیا کیا برق نے کہا مار ڈالا حسرت
جھلا کر اُٹھی کہ برق کو قتل کرے برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا اے ملکہ مین تمھاری کنیز کو قتل نہین کیا فلان

مقام پر بیہوش پڑی ہی حسرت تڑپ گئی گلعذار کو اُسی مقام پر برہنہ پایا ہوشیار کر کے پلٹی برق کو سحر مین مبتلا کر آئی ہی کہ ایک طرف سے صدا آئے دیکھا ایک لڑکا گوری گوری صورت زرد لباس پہنے ہوے گنگناتا مثل ستارۂ سحری چمکتا ہوا آ رہا ہی ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین سر ہلاتا یہ غزل گاتا ہوا جاتا ہی نظم

سیکڑون آہین کرون پر ذکر کیا آواز کا
تیر جو آواز دے ہی نقص تیر انداز کا

نازنینون سے کرون کیا ربط مین نازک مزاج
بوجھ اٹھا سکتا نہین مجھسے کسیکے ناز کا

رشک سے جلتا ہی ایسا رو ے جانان دیکھکر
طور ہی مہتاب مین مہتاب آتشباز کا

یار سے کرتا ہو نہین باتین جلے جاتے ہین غیر
صاعقہ انکو ہوا شعلہ مری آواز کا

آگے مجھ کامل کے ناقص ہی کمال مدعی
درمیان ہی فرق استدراج اور اعجاز کا

جال ای صیاد اپنی زلف کا تو رو کر دے
ہی ارادہ میرے مرغ روح کو پرواز کا

ہو ایسا چاہیے عاشق خیال دوست مین
غیر اگر بولے یقین ہو یار کی آواز کا

جسقدر جلتا ہی ہوتا ہی سیہ داغ جنون
ہی چراغ اپنا دل روشن مرکب ساز کا

گر کوئی پڑھنے لگے بزم غنا مین میری نظم
کان کا پردہ وہین بنجاے پردہ ساز کا

ضبط آہ شعلہ افشان جب ہوا مجھکو گران
آسمان بنجائے گا طاؤس آتشباز کا

میری نظرون سے جو تو پنہان ہوا رسوا ہوا
بیقراری مین نہین ممکن چھپانا راز کا

کی ہی ہیان شدت سے شدت برشکال اشک نے
کیون نہ وان آجاے موسم سبزیکے آغاز کا

چلکے ناسخ گلشن شیراز کو آباد کر
آشیان ویران پڑا ہی بلبل شیراز کا

حسرت جادو سنتے ہی بیقرار ہو گئی پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا ادھر آؤ ہمین بھی اپنا گانا سناؤ لڑکے نے ٹھہر کر کہا یہ وقت ہمارے چار پیسے پیدا کرنیکا ہی ہم مفت پر جاتے ہین حسرت جادو کو بڑا افسوس ہوا کہ کیا کمال کی بربادی کا وقت آیا کہ ایسا گانے والا کامل واکمل ہزار در ہزار مین ایک ہی آسیر یہ تباہی افسوس کر کے کہا میان جو تمکو ٹھہراے گا کیا وہ تمھارے پیٹ کی فکر نہ کرے گا لڑکے نے کہا ہم حاضر ہین حسرت باتین کرتی ہوئی اپنے ساتھ طرف پہاڑ کے لیچلی جب دامنہ کوہ مین پہونچی لڑکا رک گیا کہا کیون ملکۂ عالم آپ ہمکو جنگلے مین کہان لیے جاتی ہین حسرت نے کہا ہمارا اسی پہاڑ پر مسکن ہی عمرو کا شاگرد بھورا مشہور ہی وہ بھی عیاری کرنے آیا تھا اسکو مین نے گرفتار کر لیا اسکو قتل کرونگی تو بھی ایک خنجر مارنا سامری جمشید تحریر کر گئے ہین کہ برق کی قضا میرے ہاتھ سے ہی جو مسلمان پر ایک حربہ لگائے گا قدرت کا پہلو نشین کہلائیگا لڑکے نے کہا میرے سامنے کسی کی فصد کھلتی ہی تو مین بیہوش ہو جاتا ہون کسی کے مرنے جینے کا حال سنکر گھبراتا ہون حسرت جادو اُسکی بھولی بھولی باتون پر ریسی جاتی ہی دل مین کہتی ہی یہ تو اس لایق ہی کہ تعویذ بازو بنا کر رکھون بالا لڑکا دوڑا ہوا ساتھ جاتا تھا یا پہاڑ کو دیکھکر کہا ملکہ اک تماشا دیکھیے سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی سانپ نے کئی مرتبہ نیولے کو کاٹا نیولا ایک درخت کی پتی کھا کے چلا آتا ہی اسقدر لڑا کہ اب سانپ کو سست کر دیا حسرت جادو یہ کہکر پلٹی کہ ارے کہان اس لڑکے نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ سامنے لڑ رہے ہین حسرت جادو اس طرف پلٹی لڑکے نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالے نعرہ کیا منم عنبر ابو الفتح اصفہانی حسرت جادو

تڑپی اُف منھ سے نکل گئی شعلہ جو منھ سے بھڑکا کمند چلی ابو الفتح گرا حسرت جادو نے دو ہتھڑ زمین پر
مارا ابو الفتح کے پائون زمین نے پکڑ لیے حسرت نے منھ پر ہاتھ پھیرا خنجر لیکر چلی کہ قتل کرے ابو الفتح
نے کہا ذرا ٹھیری سن لیجیے ای ملکہ عالم مین آپکے قتل کرنے کو نہ آیا تھا منظور یہ تھا کہ آپ سے ملاقات کرون
دیکھون کیسی ساحرہ آئی ہی سیکڑون جادوگرنیان مین نے مار ڈالین مگر آپ ایسی چست و چالاک سحر مین بیباک
ساحرہ میری نگاہ سے نہ گذری تھی مین اسی فکر مین تھا کہ کوئی ساحرہ عمدہ ملے تو مین اسکی نوکری کرون حسرت
نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی شاہان نور افشان نے مجکو سمجھا دیا ہی کہ جو عیار ملے اسکو فوراً قتل کرنا مین نہ
مانونگی خنجر برہنہ لیکر چلی کہ پھر اسے آواز آئی او حسرت کیا کرتی ہی تو بھی حسرت و یاس لیکر یہ دنیا سے
اُٹھیگی دیکھ شاہ کیا ارشاد فرماتے ہین حسرت نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر شیر صحرائی پر سوار ایک
کاغذ بڑا سا ہاتھ مین شیر کو اڑائے ہوئے آتا ہی چشم زدن مین برابر حسرت کے پہونچا حسرت نے کہا
میان ساحر صاحب زبان سنبھال کے کلام کرو ساحر نے کہا شاہ ہمارے حکم دیچکے ہین کہ جاکر حسرت
کی ناک کاٹ لو تو نے ابھی سحر کیون کیا مالک کا حکم نہین اس کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی پڑھ لے حسرت نے
کاغذ ہاتھ سے لیا مہر شاہان نور افشان کی لفافے پر پائی جیسے ہی کاغذ کھینچا اسمین سے بیہوشی اُڑی اُسے
لگے چاہا پلٹون ساحر نے نعرہ کرکے بعدہ یا بانعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سر بہ سنگ در خنجر گذاری
منم مہتر قران شیر ژیانم
بمیدان اژدہ آتش فشانم

بعدہ الثانی پڑا اسر حسرت کے ہزار ٹکڑے ہوئے ابو الفتح چھوٹ کر بھاگا لشکر ساحران جو فرد کش
ہر ان بھونکے کانمین آواز آئی کشتی مرا نام من حسرت جادو بود خیمے خرگاہ چھوڑ کر بھاگے اورنگ
گھبرا کر بارگاہ سے نکلا دیکھا لشکر ساحران بھاگا جاتا ہی گھبرا کر پوچھا ارے کیا ہوا سب نے کہا ہمارے
مالک کے مرنے کی آواز آئی ہم اپنے شاہونکی خدمت مین جاتے ہین اورنگ نے آکر لاشہ حسرت کا
زیر کوہ پایا ایک عیار کپڑے اُتار رہا ہی اورنگ نے للکارا ابرق اُسکا زیر جامہ لیکر بھاگا اورنگ
نے لاشہ حسرت کا اٹھوایا لاش کو اُسی صحرا مین جلوایا آکر صلاح کرنے لگا ای جاروق آج شب کو
ارادہ ہی کہ یہان سے کوچ کر جاؤن شاہون سے جاکر عرض کرون کہ کوئی تدبیر کیجیے سحاب قطرہ زن
عیار نے عرض کی آپ کیون گھبراتے ہین آج شب کو حمزہ کو پکڑ لاؤنگا ساتھ آپ کے نور افشان چلیے
کہ شاہ بھی خوش ہون سحاب کے کہنے سے اورنگ رکا سحاب دن نے پا نہا سے عیاری جسم
پر آراستہ کرکے چلا لشکر صاحبقران مین آکر دیکھا خوشیان ہو رہی ہین صاحبقران بارگاہ مین آئے
ہین سردار سب چلے جاتے ہین عمرو کو دیکھا عیار ونکو ساتھ لیے ہوئے طلایہ مقرر کرنے جاتا ہی جب اُسنے دیکھا
کہ عمرو طرف بازار بزازان کے گیا رات ہوچکی ہی بہ تعجیل اُسنے صورت بدلی عمرو کی صورت نکلے بارگاہ مین آیا
صاحبقران سے عرض کی مجھے بلکہ عرض کرتا ہی صاحبقران اُٹھے سحاب قطرہ زن صاحبقران
سے کہتا ہوا چلا ای شہریار اورنگ و جاروق نے ارادہ کیا ہی کہ لشکر حضور پر شبخون مارین حضور
آمادہ رہین مین وقت پر اطلاع کرونگا اسطرح کی باتین کرتا ہوا صاحبقران کو جنگل مین لایا ڈر بھی
رہا ہی کہ ایسا نہ ہو عمرو آجائے مگر صاحبقران کو تنہا پاکر دل کو مضبوط کیا کہا دیکھیے کچھ سوار پیدل
آتے ہین صاحبقران نے منھ پھیرا سحاب قطرہ زن نے حلقے کمند کے ڈالدیے بیہوشی بھی

اڑائی امیر بیہوش ہو کے گرے اُسنے فوراً پشتارہ باندھا لیکے بھاگا عمرو جو پلٹ کر بازار سے آیا
ایک خدمتگار نے خبر دی کہ آپ تو ابھی صاحبقران سے باتیں کر رہے تھے عمرو یہ خبر وحشت اثر سنکے
گھبرایا قریب بارگاہ کے آیا دیکھا خادم خدمتگار کہہ رہے ہیں کہ صاحبقران کہاں گئے عمرو پشت پر خیمے
کے آیا دیکھا وہاں خنجر صاحبقران کا پڑا ہے پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہے پریشان ہوا اب
ہلڑ ہو گیا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا ایک طرف سے بہرام دوڑا ہوا آیا کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا میں جاتا ہوں انشاءاللہ لیکر امیر کو آؤنگا تم لشکر تیار رکھو
بہرام نے لشکر تیار کیا محیط فیلدر جو آیا دیکھا لشکر تیار ہو رہا ہے گھبرا کے پوچھا سب نے حال بیان
کیا اُسنے بھی لشکر آراستہ کیا مگر عمرو جو بھاگا لشکر کفار میں آیا دیکھا جا بجا یہی ذکر ہے کہ سحاب قطرہ زن
صاحبقران کو چرا لایا عمرو خدمتگار بن کے اندر بارگاہ کے پہنچا دیکھا صاحبقران کو مسلسل
کر رہے ہیں اور اورنگ کہہ رہا ہے جسطرح بنے رات ہی رات نکل چلو جاردق کہتا ہے اب کیا خوف ہے ہم
صاحبقران ہمارے قبضے میں ہیں اور سرداروں سے کیا ہم کم ہیں ہم کیا کسی سے پایا کم رکھتے ہیں
عمرو کھڑا سنا کیا جب صاحبقران کو مسلسل کر چکے امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی ہاتھ
اُٹھایا خانۂ زنجیر میں غل ہوا امیر کو معلوم ہوا کہ میں گرفتار ہوا گھبرا کر اُٹھے مثل اہل اسلام کے پکار کر
سلام کیا اورنگ نے پکار کر کہا یا صاحبقران اس دن کی خبر نہیں تھی امیر نے فرمایا او نامرد
عیار کے ہاتھوں گرفتار کرایا اسپر ناز کرتا ہے جو تجھسے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر جاردق نے کہا اے
اورنگ ہم قید حمزہ کی لیکر جانے نہ پائینگے سردار انکے روکیں گے لڑائی پڑیگی بہتر یہ ہے کہ جلاد کو بلاؤ
ابھی حمزہ کو قتل کر ڈالو اورنگ کو بھی یہ بات پسند آئی حکم دیا جلاد کو بلاؤ عمرو جلاد کی صورت
بنکر سامنے اورنگ کے آیا کہا حمزہ کا سر کاٹوں اورنگ نے اشارہ کیا زلف لیلائے شب
کمر سے گذر چکی ہے جسوقت کا یہ ہنگامہ ہے اورنگ نے حکم دیا عمرو جھپٹ کر قریب صاحبقران کے
آیا چپکے سے عرض کی صاحبقران ہوشیار ہو جائیے پہلے ہی حکم میں عمرو نے نیمچہ مارا امیر نے ہاتھ
اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خانۂ زور میں آکر قید کو توڑ ڈالا ایک کافر کو مار کر تلوار لی نعرہ کر کے لڑنے لگے
بہرام وغیرہ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ صاحبقران رہا ہوئے سوار ہو کر چلے مقبل نے لاکر گھوڑا
پہونچایا امیر اشقر پر سوار ہوئے بہرام و محیط و عبد الجبار و عبد القہار تلواریں پکڑ کے
آپڑے گھمسان سے تلوار چلنے لگی لالہ عذار و ماہ رخسار نے قصد کیا کہ ہم بھی جا کر لڑیں
صاحبقران نے پلٹ کر خواجہ سے فرمایا بڑھکر لالہ عذار و ماہ رخسار سے منع کر دو کہ لشکر
غیر ساحران سے جنگ ہے کوئی ساحر آنے کا ارادہ نہ کرے لشکر اورنگ و جاردق نے بھی
جلوہ کیا قضائے کار ساونت اژدر گیر پہلوان پایۂ تخت سحر العجائب و مصر الغرائب ایک قلعہ
لئے جاتا تھا یہاں پہاڑ کے پیچھے اترا ہوا تھا جیسے ہی لشکر صاحبقران لشکر اورنگ پر گرا
اورنگ و جاردق گھبرائے ہوئے تھے بے لڑے بھڑے بھاگے ملازمان صاحبقران
مارتے ہوئے چلے ساونت پڑا ہوا سو رہا تھا آواز گیر و دار سے بیدار ہوا خادم جو بیٹھے پاس
تھے اُن سے پوچھا یہ کیسا ہنگامہ ہے خادموں نے عرض کی اورنگ و جاردق نے ہاتھ سے

صاحبقران کے شکست کھائی بھاگے ہوئے آتے ہین لشکر مسلمانان تعقب مین آتا ہے اور رنگ
وجاروق بھاگ کر آپ کے لشکر کے قریب آگئے مسلمان اپنی سرکشی نہین موقوف کرتے لڑتے
بھڑتے چلے آتے ہین یہ سنکر ساونت کو غصہ آیا کہا ارے وہ بھاگ کر مابدولت کے لشکر مین آئے
مسلمانون نے نام ہمارا انہین سنا سات لاکھ فوج سمندر کی موج فروکش ہے مابدولت نے بڑے بڑے
قلعے برباد کیے حوالی طلسم نور افشان مین مشہور ہے جس پہلوان نے خراج نہ دیا اسپر شہنشاہون نے
مجکو بھیجا جاتے ہی اسکو پامال کیا سرکار کا خراج لیا مسلمانون نے ہمارا نام نہین سنا گینڈا لاؤ کشتی
سلاح کی حاضر ہوئی آواز ساونت سنکر چند کمیدان رسالدار حاضر ہوئے عرض کی حضور جلد چلین
لشکر پامال ہو رہا ہے مسلمان گھس آئے حمزہ کی تیغ بیدریغ چمک رہی ہے ہزارہا ملازم سرکار کے
مارے گئے ابھی فوج سرکاری تیار نہین ہوئی حکم سرکار کا انتظار ہے ساونت یہ سنتے ہی سوار ہوا مسلح و
مکمل ہو کر گینڈے پر سوار ہوا نکلتے ہی نعرہ کیا اے ملازمان مابدولت مسلمانون کو گھیر کر مار لو زندہ ملین تو
گرفتار کر لو یہ بے ادبی مابدولت کے لشکر مین گھس آئے کچھ خوف نہ کیا ساونت نے جو نعرہ کیا سات
لاکھ فوج مین قرنا ہوئی فوج تیار ہو رہی لشکر صاحبقران سرحد لشکر ساونت مین آچکا تھا چہار
جانب سے فوج ساونت نے بلوہ کیا اور رنگ وجاروق بھی روتے پیٹتے سامنے ساونت
کے آئے عرض کی اے رستم زمان مسلمانون نے بہت تنگ کیا ہے آپ کی پناہ مین آئے مگر مسلمانون نے
پیچھا نہ چھوڑا ساونت نے حکم دیا اپنی فوج کو آراستہ کر دو مسلمانون کو گھیر لو جانے نہ پائین اور رنگ
وجاروق نے بڑھ کر نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون نے بڑھکر آوازین لگائین اے ملازمان اور رنگ
وجاروق نہ گھبراؤ ساونت اژدر گیر نے مدد کی تمام لشکر تیار ہو گیا ہے لشکر مسلمانان کو گھیر لیا ہے
یا تو ملازمان اور رنگ وجاروق بھاگے جاتے تھے یا اب لڑائی پڑی لشکر ساونت نے چہار
جانب سے لشکر صاحبقران کو گھیر لیا اب جو صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ہمارے سب
جوان گم گئے جہان ہمارے آٹھ آدمی ہین سو جوانون نے آکر گھیر لیا ملازم لڑ رہے ہین جانبازی مین مصروف
ہین صاحبقران جھپٹ کے جاتے ہین اپنے ملازمون کو بچاتے ہین مگر غول سے نکالتے نکالتے
دوچار قتل ہو جاتے ہین صاحبقران بھی زخم کھاتے ہین محیط سے اور ساونت سے مقابلہ پڑا
ساونت نے ہاتھ مارا سر محیط کا زخمی ہوا چاہا کہ ساونت نے سر کاٹ لون بہرام آڑے آئے ہاتھ
تلوار کے مارے ساونت نے روک کر ہاتھ مارا سر بہرام کا بھی زخمی ہوا جو سردار سامنے ساونت
کے گیا زخمی ہوا صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ محیط و بہرام و عبدالقہار و عبدالجبار
زخمون مین چور چور لڑائی سے عاجز ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے زخم سر باندھ رہے ہین
کفار کا بلوہ ہے ساونت کا ہاتھ بے پناہ پڑ رہا ہے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جس سردار کو
جہان دیکھا ٹوک کر جا پڑا حربہ اسکا خطا نہین کرتا قیامتین کرتا پھرتا ہے صدہا بندگان خدا
اُسکے ہاتھ سے مارے گئے ویوہی جسپر جھوم کر جا پڑا اسکو زخمی کیا ہزارہا لاشہ لوٹ رہا ہے صاحبقران
یہ بدعت ساونت دیکھکر بڑھے اول تو آنکر بہرام وغیرہ کو بچایا جو زخمدار تھا اُسکے واسطے سینہ
سپر کیا کئی سردار ساونت کے مارے ساونت کا بھائی اُحسنت شیر سوار لڑ رہا تھا محیط کی

زخمی دیکھکر چلایا کہ سر کاٹ لون صید زبون کو کیون چھوڑون محیط نے آواز دی ای آقاے نامدار دوای
سولاے قدر شناس غلام کو بچا لیجے صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا احسنت قریب محیط
پہونچ چکا ہی ملازمان محیط سینہ سپر کرکے اپنے آقا کو بچاتے ہین صاحبقران نے اشقر کو بڑھایا
نعرہ کیا او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد زخمی پر کیا جاتا ہی مردان عالم سے آنکھہ چار کر ہم پر وار کر
یہ سنتے ہی احسنت پلٹ پڑا تیغہ جوڑ اسنگر دار جوہر دار اس کج مدار کے ہاتھہ مین تھا خبردار خبردار
کہکے ہاتھہ مارا عمرو پہلو نے صاحبقران مین حاضر تھا پکار اٹھا آقاے نامدار ہوشیار ہو جایے
وار ہے اس ناہنجار کے اپنے کو بچاے صاحبقران زمان نے تیغہ عقرب کو آگے کر دیا تلوار
کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا امیر نے چاہا وار کرون اس قابو پرست نے دوسرا ہاتھہ
مار دیا اب کے امیر نے بارہ بچا کے کلائی پر ہاتھہ ڈالا نعرہ تکبیر کر کے یکبار تلوار اسکی چھین کر
پھینکدی بڑھکر دست حق پرست کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا قاش زین سے اسکو اکھیڑ لیا ہاتھہ پر بلند
کر کے طرف آسمان کے پھینکا اسقدر بلند ہوا کہ ساونت نے دور سے دیکھا سر پیٹ لیا آواز
دی یارو غضب ہوا میرے بھائی کو حمزہ نے مار لیا عرصے سے میری کمر مین درد تھا اور رنگ
وجارودق جو قریب آئے دونون سے کہا تم جاکر حمزہ کو ٹوکو مقابلہ نہ کرنا مین پشت سے آکر ہاتھہ
مارونگا اور رنگ وجارودق چلے صاحبقران نے یہان احسنت کو جو رنگ ہوائی کیا
تھا اور رنگ وجارودق نے نعرہ کیا اد حمزہ غضب ہوا تو نے بڑے پہلوان کو مارا ساونت
کے کلیجہ پر چھری پھر گئی ایسا پہلوان زبردست بادہ نخوت سے مست یکتا پہلوان تھا وہ یون مارا گیا اب کہان
جائیگا یہ دونون چلے صاحبقران نے قصد کیا کہ انسے مقابلہ کرون کہ ساونت نے پشت سے
آکر ہاتھہ تلوار کا مارا خود ہو سر سے گرا امیر کا سر اسر زخمی ہوا پلٹ کے قبضہ مارا ساونت کے
آگیند ٹیکا سر پھٹا احسنت کے ملازم دوڑ پڑے صاحبقران کو گھیر لیا امیر اس عالم مین لوہے
مین جس کو ہاتھہ مارا دو ٹکڑے کیا چاہتے ہین انسے مہلت پاؤن تو زخم سر کو باندھون کافر مہلت نہین
دیتے چہار طرف سے گھیرے ہوے ہین امیر نے جب بڑھکر ہاتھہ مارا کسی کا سر اڑ گیا کسی کا سر دست
ہاتھہ قلم کیا منہہ پر قطرے خون کے چلے آتے ہین رومال سے پونچھ رہے ہین چہار طرف سے فوج کفار
بلوہ کیے ہوے ہی تمام سرداران زخمی اسی مقام پر آگئے اپنے کو زخمی کہلاتے ہین مگر صاحبقران کو
بچاتے ہین ساونت آواز دے رہا ہی یارو مین نے حمزہ کو نیم بسمل کر دیا لاشہ ہاے مسلمانان سے
جنگل بھر دیا حمزہ زخمدار ہی چہار جانب سے گھیر کے سر کاٹ لو لیکن سرداران حمزہ کیا عاشق صادق
ہین کس حال مین اپنے آقا کو بچا رہے ہین سینہ سپر کرکے زخم کہا رہے ہین ہمارے اہالیان لشکر
جانبازی نہین کرتے جان بچاتے ہین بعض نامرد بھاگے جاتے ہین لاکھہ کو دو کا درش کرتا ہون کوئی
نہین سنتا ہر طرف ہنگامہ ہی نقیبون نے بڑھکر آواز لگائی یارو اسوقت جو کوئی حمزہ کو گھیر کر مار لیگا
دیکھو ابھی جو تمہارے ساتھہ لڑ رہے تھے لاشے انکے زمین پر پڑے ہین سر مثل کاسہ گدا کے
ٹھوکرین کہا رہے ہین دنیا کا یہ انجام ہی جانبازی کرنے مین نام ہی قدم ہے نہ ہٹے صاحبقران نے
دیکھا کہ فوج کفار نے بلوہ کیا صاحبقران نے دیکھا ہزار ہا بندگان خدا مارے گئے ہر طرف سے نرغہ

بیٹے ہوئے کافر بلوہ کر کے سامنے آتے ہین طائران تیر اڑ رہے ہین امیر نے ہزارہا تیر قلم کیے گرد اشقر دیوزادو کے ہزارہا تیر لگے ہوئے پڑے ہین اب یقین کامل ہوا کہ کوئی زندہ نہ بچیگا سب اہالیان فوج کفار گھیرے ہوئے ہین لاشے گھوڑون کے گر رہے ہین پیدل سردار مصروف جانبازی سوار و زخمی ترکتازی اسوقت **صاحبقران** نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھے ای معبود حقیقی تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی ہر مقام پر مظفر و منصور کیا اس بلا سے مبرم سے بچالے دشمنو نکے ہاتھ سے نجات دے ای خالق لیل و نہار ای میرے پروردگار ای ستار العیوب ای غافر الذنوب تجھکو سب طرحکا اختیار ہے بندہ مجبور و لاچار ہے اس بیکسی بیبسی مین کون معین و مددگار ہے نظم

چو عاجز رہا بندہ دائم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا
تو گوئی ہزاران کس کرد رنج و تاب — دعائے کنم من کنم مستجاب

ای ستار العیوب ای دافع البلیات تیری صنعت کے قربان فلکو ماہ تابان فوج اسکی ثوابت و سیارگان دنکو مہر درخشان فوج اسکی ذرہ ہاے ریگ بیابان نخل ہاے صحرا گل ہاے باغ تیری وحدانیت پر گواہی دیتے ہین ہم بھی تیرا نام باعزاز و اکرام لیتے ہین تمام عالم کو اپنی صنعت سے معمور کیا صفت و صنعت بہ رزاق مطلق غیر ممکن نظم

ای کہ شد ذات تو در دیر و حرم مسجود ما — مطلب و مقصود ما و شاہد و مشہود ما
شکل دل ہستی بہ پہلوے دل و جانم نہان — مثل جان پوشیدہ اندر وجود بود ما
سوز غم داریم از چشم عیان و در دل نہان — ہست اندر سینہ مخفی آتش بے دود ما
سرنگون پیش بتان سنگدل ما کے کنیم — در وجود بت نباشی تا تو خود مسجود ما
رہبری کن رہبری ای رہنماے گمرہان — مینماید ور درین جا منزل مقصود ما
ور شمار و حد خود ہستند بیحد و شمار — عفو نا محدود تو عصیان نا معدود ما
سرنگون در سجدہ کے گرد بجز امداد تو — نفس شیطان و شریر و کافر و مردود ما
زا ابتدا پیشت کمر بستیم بہر بندگی — شد بتو روز الست این وعدۂ موعود ما
حمد حق گوئیم ہندی در زبان پارسی — ہست گرچہ کشور ہندوستان مولود ما

امیر نے بلک کر جو دعا کی تمام سردارون نے آمین کہی عمرو بھی بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہا ہے امیر جو زیادہ زخمی ہوے عمرو دیکھکر بیقرار ہوا بلک بلک کے پکار رہا ہے ای معبود میرے آقا کو بچالے ایسا مین نے کبھی زخمی نہین دیکھا تھا جیسا آج زخمی ہوے ہین تو رحم اپنا شریک کر سبھون نے جو بیقرار ہو کر دعا مانگی باب اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سب نے دیکھا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ نقابدار زرین پوش تخت زبرجدی پر سوار تمام دیوزاد تیغین ہاتھ مین لیے ہوے سرداران نامی کاندھو پر دیوزادون کے ہتھیار لگاے ہوے خودہاے زرین سرو پر گھوڑے دیوزادون کی بغلون مین دبے ہوے کئی ہزار نقارہ بجتا ہوا عیار نقابدار کی نگاہ پڑی کہ صاحبقران (انتہا کے زخمی) بیچ مین کفار کے ہجوم رہے ہین عیار نے غل مچاکر آواز دی ای شہریار غضب ہوا کہ صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہین لاکھون مین اکیلے لڑ رہے ہین انتہا کے زخمدار ہین یہ سنتے ہی نقابدار نے جو حال صاحبقران دیکھا خون عمر و قوق مین جوش

مارنے لگام مرکب سے چشمی طلب کیا پشت مرکب پر سوار ہوا دیوزادون سے اشارہ کیا تم سب
صاحب ہٹ جاؤ دیوزاد طرف صحرا کے گئے نقابدار نے بین پوش بعد جوش و خروش بارہ ہزار جوان
شیردل کو ساتھ لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران پر انتہا کا بلوہ دیکھا کمان کیانی دوش سے
اوتاری بارہ ہزار کمانین کانذ جھو لنے اترین سب جوان لیس ہوگئے گوشون سے اگر کفار ذنکو تاکا بارہ
ہزار تیر چلے عقاب ہاے تیر پیغام قضا لیکر راہیں کفار و نکی پہونچے کسی تیر نے خطا نہ کی بارہ ہزار جوان
لشکر کفار کے جہنم میں پہونچے سہم کر گھوڑ دوڑنے لگے تیر سے خطا سرزد ہوئی گوشہ بینا نہ ملا شیر گھبرا کر
چلاتے تھے نقابدار نے کمان پھینکی نیزہ ہاتھ مین لیا بارہ ہزار جوانون نے نیزے اٹھائے جس
طرح تیر چلے تھے اسی طرح تیر و نیزے وار کیے بارہ ہزار سوار تیر و نیزے گرے اب نقابدار تلوار کھینچکر
جا پڑا بارہ ہزار جوان تلوار سے مارے تین حملون مین چھتیس ہزار جوان مارا گیا لشکر کفار مین تھلکہ
پڑا ساونت نے پلٹ کے دیکھا کہ نقابدار نے قیامت برپا کی ہوش و حواس پراگندہ ہوے
لڑتا ہوا طرف نقابدار کے چلا نقابدار خود افسر اعلی کا مشتاق تھا ہر صاحبقران نے جو نقابدار کی
یہ زبردستیان دیکھیں فرمایا خواجہ زبردستیان نقابدار کی دیکھتے ہو کس دھوم سے آیا بارہ ہزار
جوانون سے اتنے بڑے لشکر کو پراگندہ کیا کبھی کسی نقابدار کو یہ دن نصیب نہیں ہوا حقیقت مین
دعوی صاحبقرانی کرنا بیجا نہیں ہے خوب سامان شوکت مہیا ہوا کمال یہ کیا کہ لشکر دیوان کو ہٹا دیا
دیوزاد شریک جنگ نہیں ہوے سب قانون ہمارا اختیار کیا ہے حقیقت مین نہایت صاحب
شوکت و لیاقت ہے عمرو بھی تعریفین کر رہا ہے نقابدار نے صفوفین [illegible] ڈالدیا افسرون کو تاک
تاک کے مارا جدھر جا پڑا ابر سے گے پرے درہم و برہم کر دیے ساونت تلاش مین نقابدار کی تھا
صاحبقران چاہتے ہین مین جاکر ساونت سے مقابلہ کرون نقابدار میرے حریف کو نہ
قتل کر سکے لڑتے بھڑتے جاتے ہین جس غول پر صاحبقران جا پڑے افسر کو مارا فوج کو بے سردار
کر دیا چاہتے ہین کہ ساونت سے جا کر مقابلہ کر دن علم فوج کو بڑھکر صاحبقران نے سرنگون کیا
پلٹ کر نقابدار نے دیکھا صاحبقران نے علم فوج کو سرنگون کیا عیار سے کہا اے عیار طرار حقیقت
یہ ہے کہ صاحبقران اعظم کا کوئی عدیل و نظیر نہیں ہے جو کچھ کہ صاحبقران نے کیا آجتک کسی کے
ہاتھ سے ہوا ہے نہ ہوگا پردہ قاف مین کیا کیا لڑے صاحبقران اعظم کے بیٹے ہین عفریت
ایسے دیو کو مارا اسمندون ہزار دست کو للکارا ارجنگ آہن شاخ کو تو ایسا مارا کہ آجتک
ذکر ہوتے ہین بالا آسمان پری صاحبقران زمان پر عاشق تھین اسیر بلا کرتے تھے کہ ایسا
نہو کوئی اس عشق و عاشقی سے آگاہ ہو دستور پردہ قاف کا یہ تھا کہ النسان کو سنگ یاد کرتے تھے
النسان ضعیف البنیان کہتے تھے صاحبقران سمجھے کہ اظہار عشق پر مشکے [illegible] پھینکے کہ جسکی
عدو کو آسے اسکی بیٹی پر عاشق ہوے النسان تو سرے ہوتے ہین اسد جب سے صاحبقران اپنے کو
بچاتے تھے آسمان پری سے آنکھ نہ ملاتے تھے ایک دن آسمان پری نے اوس صاحبقران
یہان ایک مقام ہے کہ اسکو چشمہ ماہیان کہتے ہین مقام فرح افزا جگہ دلکشا برائے سیر چلئے
صاحبقران شہبال سے صلاح کرکے برائے سیر گئے حقیقت مین عجب مقام مصفا ایک چشمہ مین

آسمان پر پری چہاندین یا برج آبی مین آفتاب آیا مچھلیون کو جمال جہان آرا دیکھکر حجاب آیا صاحبقران
بھی چشمے مین کود کے نہانے لگے دیو عفریت کو خبر پہونچی کہ آدم زاد چشمہ ماہیان پر گیا عفریت
کا چچا ارجنگ آہن شاخ نہایت گستاخ اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ مین اپنی شاخ مین آدم زاد کو
چھید لاؤن یہان لاکے کباب لگاؤن بجوش و خروش قریب چشمہ ماہیان پہونچا پرزادین ارجنگ
کو دیکھکر بھاگین غرض یہ ہوا کہ ارجنگ پامال کرتا ہوا آتا ہے صاحبقران بیٹھے تھے کہ ارجنگ نے
سر جھکایا شاخ لگائی بائین شانے کو توڑ کر صاحبقران کے شاخ پار گذری اُسنے چاہا کہ اٹھالون
لے بھاگون صاحبقران نے ہکہ مارا شاخ ٹوٹ کر شانے مین رہی ایک شاخ کو توڑ ڈالا پھر
کمر مین ہاتھ ڈالکر ارجنگ کو اٹھا لیا چرخ دیتے ہوے چلے ملک شہپال مع فوج لیکر چلا کہ دیکھا
صاحبقران ارجنگ کو چرخ دیتے ہوے آتے ہین شہپال کو دیکھکر امیر نے ارجنگ کو
زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر سر کھینچ لیا تمام دیوزاد احسنت و آفرین کہتے تھے اب امیر بارگاہ سلیمانی
مین آئے شہپال دیکھکر گھبرا گیا کہ بائین ہاتھ مین شاخ پیوست ہے زخم زبردست ہے امیر نے فرمایا یارو
تم مین کوئی ایسا ہے کہ شاخ میرے ہاتھ سے نکالے کسی دیو کا حوصلہ نہ پڑا دستگیری نہ کر سکا پھر
صاحبقران نے اپنے دست حق پرست سے اُس شاخ کو نکال لیا فوارہ خون کا نکلا امیر بیہوش
ہو کر گرے اسیوجہ سے شفاخانہ سلیمانی مین جانا ہوا آجتک پردۂ قاف مین ذکر ہوتا ہے ملکہ آسمان پری
نے کیا کیا جتن کین مگر صاحبقران نے اپنی بات کو رکھا کہ یہ مدد پروردگار کا مدد دنیا مین آئے بزرگان
دین سے مدد کی دوا نہین کہا یا اس مقام پر یہی خیال رہا کہ کوئی ہم پر دھاوا نہ ڈالے یہ کہکے بڑھا ساونت
کو ڈھونڈتا ہوا چلا یہی قصد ہے کہ ساونت کو ڈھونڈھکر مارون اُدھر سے صاحبقران بھی آتے
ہین اس مقام پر للکارا کہ او نامرد تو نے پشت پر سے آکر زخمی کیا اب مقابلہ مین نہین آتا اُدھر سے
نقابدار نے للکارا او ساونت تیری جرأت سے ہم مشتاق ہین ساونت نے جو دیکھا کہ دو
شیر مجکو للکارتے ہوے آتے ہین طرف صاحبقران زمان کے چلا نقابدار بیقرار ہوا کہ ایسا
نہو صاحبقران ساونت کے مقابلے مین پہونچ جائین ہم صرف جنگ نہ پائین عیار نے
بھی عرض کی کہ حضور اس جنگ مین صاحبقران کمال کر رہے ہین زخم داری مین بھی دم جرأت کا بھرتے
ہین کیسے کیسے سردارون کو مارا ہے صف پر جاکر سردارون کو للکار کر علم فوج قلم کیا کسی مقام پر جرأت
کو نہ کم کیا صاحبقران ہمیشہ مرکب کو بچاتے تھے کہ جاردق کی جو شامت آئی بیچ مین گینڈے کو
ڈالدیا آواز دی یا صاحبقران مین ایسے مشتاق جنگ ہون بحر ذخار جرأت کا نہنگ ہون
یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا امیر کو نہ پہونچا ساونت تک بہت مشتاق ہے دل جنگ افسر کلان کا
مشتاق ہے جیسے ہی جاردق نے ہاتھ مارا نیمچہ سہراب یل کو آگے کر دیا یہ تیغہ بوکش دست
زبردست صاحبقران سے تلوار کی تلوار بروکا غصہ تو از حد تھا نیمچہ سہراب یل کا ہاتھ مار دیا ثابت ہوتا
تھا کہ پہاڑ پر برق گری جاردق نے چاہا اپنے کو بچاؤن سپر فولادی کی تلوار سر پر گری بجلی کب
رکتی ہے زمین پر آکر تلوار نے بوسہ دیا جاردق کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے ہمراہیان نقابدار
۲ ضرب دست زبردست صاحبقران پر اچھل پڑے نعرے تعظیم کو اٹھے زبان تیر و کلہ عمود

سے صدائے احسنت و آفرین آنے لگی نعرۂ صاحبقران سے زمین تھرانے لگی اورنگ
کا رنگ اڑ گیا ساتھ والوں سے کہتا تھا یارو اس ضعیفی میں حمزہ جوانوں سے بہتر ہے جب تو لقب
صاحبقران اکبر ہے چاروق ایسے پہلوان کو کس آسانی سے مارا ساونت بھی بچتا
معلوم نہیں ہوتا ساونت نے قصد کیا کہ لقابدار پر جا پڑوں اپنی جرأت دکھاؤں لقابدار
بھی چلا صاحبقران نے اشقر کی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب باد رفتار یہ وقت تیز رفتاری ہے
حریف کی طرف لقابدار جاتا ہے مرکب نے یہ سنتے ہی طرارہ بھرا سامنا ساونت کا ہوا گینڈے کے منہ پر
اوجھڑ سپر کی ماری کہ گینڈا ساونت کا پیچھے ہٹا ساونت نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا ایچہ سہراب یل کو سامنے کر دیا جھنانے کی صدا بلند ہوئی صاحبقران نے اگو بچا کے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا لقابدار بھی جرأت صاحبقران کو دیکھ رہا ہے عیار سے
کہتا ہے ہم نا حریف نہ ہوئے صاحبقران نے ساونت سے مقابلہ کیا وہ دیکھو اگر بیابان خنجداریں
لاشوں نے میدان کو بھر دیا یہاں تلوار صاحبقران کی چلی یا بجلی تڑپ کے گری ساونت
نے سپر فولادی کو اٹھایا سپر کٹی گویا شب وصل غریبان تھی چشم زدن میں کٹ گئی اگر شب ہجر سے
مثال ہوتی نہ کٹتی سر پر آکر گری خود اسکا تنور معکوس تھا خود کو بھی تلوار نے کاٹا دوبلغہ کٹا عرق چین کو
کاٹا کھوپرا سر کلے و جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مثل سیماب
شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے زین کو کاٹا نمدزین کو دو کیا خوگیر کو کاٹا گینڈے کی پشت
پر گری اگرچہ پشت گینڈے کی درشت تھی باآسانی کاٹا زمین پر آکر بوسہ دیا پھیلا زمین میں اتر گیا
ساونت کا مارا جانا کفار کا گھبرانا غریو ہوا بڑے پہلوان کو امیر نے مارا کافروں کے رنگ کٹ گئے
علم سرو قد تعظیم کو اٹھے لاشہ تڑپنے لگا لقابدار نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے افسر کو مار لیا
فوج کفار پر گرا سرداروں سے آواز دی یارو صاحبقران اعظم نے ساونت کو مارا علم فوج کو
قلم کیا فتح انکے ہاتھ رہی تمہاری کیا بات رہی اب فوج کفار کو شکست دو بھیا اون پر جا پڑے بڑھ
بڑھ کے گرد ملازمان لقابدار سرداران جنگ جو تلواریں پکڑ پکڑ کے جا پڑے گھمسان سے
تلوار چلنے لگی پلٹنوں رسالوں کو بھگا دیا کمیدان و رسالداروں کو بڑھکر مارا فوج بے سردار
کے قدم اکھڑ گئے اورنگ تو چاروق کے مرتے ہی نکل بھاگا ساتھ والوں سے کہتا تھا یارو
بڑا پہلوان مارا گیا سحاب قطرہ زن بھاگا جاتا تھا عمرو کی نگاہ پڑی پکارا او نا عیار
کہاں جاتا ہے سحاب پلٹ پڑا عمرو سے پنجہ چلا عمرو نے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا القول تجھے
سحاب کی بدلی ہوئی بہت گرجتا برستا تھا عیاروں نے جو لاشہ استاد کا دیکھا کمندیں
پھینک کر بھاگے بعض بڑھکر خدمت میں خواجہ کی آئے کئی سو پیک بچے مسلمان ہوئے
قدموں پر خواجہ کے گرے کہتے تھے اے شہنشاہ آج عیاری بڑے ملحد کو آپ نے مارا اسکو
اپنی جرأت و عیاری کا بڑا دعوے تھا کہتا تھا میرا کوئی نظیر نہیں آپنے ایک ہاتھ میں مار لیا
عمرو نے سر جھکایا کہا بھائیو تمہاری قدردانی آج آقا نے کام کیا اس نخجداری میں کہ سر سے
خون جاری ہے ساونت ایسے دیو خصال کو مارا اب بھی لڑ رہا ہے میں لقابدار نے پڑاؤ

ساونت کا لوٹ لیا فوج کو شکست دی جب صاحبقران لشکر کفار کو بھگا کر پلٹے لقابدار نے
آکر سلام کیا صاحبقران بمحبت بغل گیر ہوئے فرمایا ای لقابدار ماشاءاللہ کیا اسباب شوکت
ولیاقت پیدا ہے جو سامان ہے بیعدیل و بے نظیر مرکب سہ چشمی کیونکر ممکن ہوا لقابدار نے
عرض کی آپ کے اقبال سے یہ چیزین پائین ورنہ یہ اشیا کسی کو ممکن ہوتے ہین آپ کے
اشقر پرنے دو جگہ مادیان بحری سے وصل کیا کرہ بن اشقر ایرج نوجوان نے پایا اسکا
تخم پسندیدہ بن اشقر ہے غلام کو دستیاب ہوا یہ کہکر لقابدار نے اشارہ کیا بارگاہ زربفتی
لقابدار کی استادہ ہوئی لقابدار صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا صاحبقران نے دیکھا
سامان بارگاہ بے مثل ہے بے نظیر ہر کہی ستون مکلل بہ جواہر ہین تمام سامان عیش مہیا ہے
صاحبقران کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی سرداران صاحبقران کی زخمہ زنی ہوئی پشیان جم
سلیمانی کی چہرہ ہائین دل سے خدمتگزاری کر رہا ہے ساقی بچون کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی لیکر
حاضر ہوئے صاحبقران کو جام دیا لقابدار سامنے آکر کھڑا ہوا عرض کی حضور جام نوش فرمائین
صاحبقران نے جام نوش فرمایا اپنے ہی ہاتھ سے جام لقابدار کو دیا لقابدار نے
بھی جام نوش کیا اٹھ اٹھ کے سلام کرتا ہے صاحبقران اس ادب وقاعدے پر عش عش کرتے
ہین جب دو دو جام چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوئے لقابدار ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا عرض
کی ای یاور غریبان ای داد رس بیکسان حقیقت مین آپ صاحبقران زمان ہین کوئی آپ کا
عدیل و نظیر نہین فراش راہ دین اسلام لقب ہے آپکی جرأت کا نہ ماننے والا بڑا بے ادب ہے
میری کیا مجال جو بے ادبی کر سکون بعجز عرض کرتا ہون کہ بانے صاحبقرانی کے مجکو دیجیے
صاحبقران نے فرمایا بانہاے صاحبقرانی تلوار کی بارہ پہین جو کوئی مجکو زیر کرے وہ
بانے لے یون بانون کا ملنا دشوار ہے مین نے ساٹھ برس مین شمشیر زنی کر کے یہ اشیاے
نادرہ حاصل کیے ہو سکتا ہے کہ ان اشیا کو یون حوالے کر دون جبتک مجھسے مقابلہ نہ کرو گے
تبتک یہ بانے نہ ملین گے اصل مین ان بانون کے مستحق ایرج و نور الدہر ہین کہ تمام
دست راستی و دست چپی انکے مطیع و منقاد ہین حقیقت مین آج جرأت و شوکت مین انکا مثل نہین
لقابدار نے دست بستہ عرض کی اگر حضور کو یہ ناز ہے کہ ایرج و نور الدہر زور و طاقت مین
بے نظیر ہین ان دونون کو مجھسے لڑوا دیجیے اگر وہ دونون ایک طرف ہون یہ نیاز مند اکیلا تنہا
دونون کو زیر کرے تب مجکو بانہاے صاحبقرانی ملین صاحبقران نے فرمایا یہ مقدمہ
خاص میری ذات پر ہے مین کسی پر گمان نہین کرتا اگر آپ مجکو زیر کرین بانہاے صاحبقرانی
لین لقابدار نے سر جھکا لیا عرض کی یہ بے ادبی مجھسے نہو گی مین بھی چاہتا ہون کہ کسی
جرأت مین میرا امتحان لیجیے اگر امتحان مین ثابت آؤن یہ اشیاے نادرہ ملین اگر ثابت
نہ آؤن پھر کبھی نام نہ لون خصوصاً مجھسے مقابلہ نہ کرین صاحبقران نے کہا یہ غیر ممکن لقابدار نے
سر جھکا لیا کہا مین رخصت ہوتا ہون خیر جو تقدیر مین لکھا ہے وہی ہو گا لقابدار اسی وقت
سوار ہوا بارگاہ کاندھون پر دیوزادون نے لدی اسی شوکت سے لقابدار روانہ ہوا دن بھر

گذر اشام کو صاحبقران مع سرداران نامی و عیاران گرامی بارگاہ حشمت سے باہر نکلے سر اٹھا کر دیکھا ایک جانب روشنی معلوم ہوئی مسافت ثابت تھا کہ ماہ تاباں اپنے مقام سے نکل کر باہر آ گیا ہے اسوقت سب ملازم حاضر خدمت ہیں امیر نے فرمایا خواجہ یہ کیسی روشنی ہے خواجہ نے تو سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر شاہ کیوان سحاب نے بڑھکر عرض کی ای شہریار غلام اکثر نامہ و پیام لیکر گئے ہیں اسوجہ سے مفصل حال معلوم ہے یہاں سے دو کوس پر قلعہ طلسمی ہے علامت پر جو آگ روشن ہے یہ اُسی کی روشنی معلوم ہوتی ہے حضور ان پہلوانوں سے لڑتے ہوئے بارہ چودہ کوس آئے قریب علامت طلسم پہونچ گئے کل انشاء اللہ جب یہاں سے حضور کوچ کریں گے خاص علامت پر پہونچ جائینگے امیر نے فرمایا یار و کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ اندر جانے کا راستہ کس طرف سے ہے عیاروں نے عرض کی جو کوئی جانے کا قصد کریگا جلکر رہجائیگا آگ شعلہ زن برسر قلعہ طاؤس پر فن جب سیہات کی آواز دیتا ہے شعلہ سے چنگاریاں نکلتی ہیں صاحبقران نے فرمایا ہم اگر قلعے میں جانے کا ارادہ کریں تو کیونکر جائیں عیاروں نے کہا غلاموں کے نزدیک راستہ بند ہے بدون حکم شاہان طلسم نہ کوئی باہر سے اندر جاتا ہے نہ کوئی اندر سے باہر آتا ہے زمانہ عملداری شہنشاہ کوکب روشنضمیر میں یہ انتظام نہ تھا جو خواہش کرتا تھا اندر قلعہ طلسمی کے پہونچ جاتا تھا ان نمک حراموں نے جب سے اپنے بادشاہ کو قید کیا یہ مشہور ہوا کہ اب باج و خراج کسی کو نہ دینگے اور کوکب بھی جا کر قید ہوئے اُس دن سے یہ انتظام مقرر ہوا کہ بدون حکم نمک حراموں کے کوئی نہ جا سکے صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ داخلہ کرینگے ہمارے واسطے راستہ کھل جائیگا ایک ہفتے کی سب سرداروں کو مہلت ملی کہ اپنے امورات ضروری سے مہلت کریں انشاء اللہ نوین دن اس راہ پر ہول میں داخل ہونگے سب سرداروں نے تیاری کرنا شروع کی لشکر میں مشہور ہوا کہ آجکے نوین دن صاحبقران فتاحی طلسم کا قصد کرینگے داخلہ صاحبقران با سرداران ذیشان تحریر کرونگا امیر کو اس حال میں چھوڑ دیئے ملحوظ رہے کہ لالہ عذار و ماہ رخسار ساتھ میں

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ و بدیع الزمان کہ صاحبقران سے جدا ہو کر پہونچنا قلعہ عرش پرواز پر کہ جہاں کا حاکم افلاک چرخ زن ہے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا مخمسہ عوض ساقی نامہ

غم سے کب لخت جگر یاں چشم گریاں میں نہیں
شغل بلبل کب بھلا مشغول افغاں میں نہیں
گل تو کیا تو دیکھ لے کانٹے بھی داماں میں نہیں
باغباں ممنون ترے ہم اس گلستاں میں نہیں
جز دل صد چاک گل اپنے گریباں میں نہیں

ہے ثبات اس رنگ گلزار جہاں کو ایکدم
چاہیے فصل بہار میں خزاں کا رنج و غم
باغباں کیا پھر تجھے اک اسیر سے گرم ہم
دیکھنا کل آپ سے کوئی نہ رکھیگا قدم
آج جا نکلی اجازت جس گلستاں میں نہیں

آج جو رستہ نظر میں یار زہر نفسے سوا
ہر قدم ہوتی ہے رستے میں مجھے ایذا ایسا
رشک ہے نیش عقرب کی حقیقت کیا بھلا

کیا مرے تلووں میں کانٹا ہی کسینے دیکھنا
غیر کا نقش قدم تو کوے جاناں میں نہیں

شیخ مرج بوسے گل سے غنچۂ دل ہی دو نیم
کونسا گل ہے نہیں جسکو خزاں کا خوف بیم
ایک ثابت پر نہیں ممکن ہے کوئی مقیم
دوست و دشمن ہیں سب اس فتنے میں یہ نسیم
گل تو کیا کانٹا بھی اگر ان میں گلستاں میں نہیں

گرکرے وہ حسن پیدا یہ ہے عار فکر وہ اگل
لاکھ دکھلائے وہ جلوہ پر ہے عار فکر و عقل
دے اودھر سے چاند منھ کا یہ ہے عار فکر وہ اصل
نقل میں ہو حسن کتنا پر ہے عار فکر وہ اصل
فاختہ کا آشیاں سرو چراغاں میں نہیں

جام کو پیش نظر ہو کیوں نہ عصیاں کیجیے
سبزہ ہو اور ابر ہو کیوں نہ عصیاں کیجیے
مجکو کیا واعظ خبر ہے کیوں نہ عصیاں کیجیے
رحمت حق جوش پر ہے کیوں نہ عصیاں کیجیے
شغل ان شیشہ میکشی سے ابر و باراں میں نہیں

جوش سودا نے دکھائی ہے عجب تازہ بہار
گرد میرے رہتی ہے ہر روز لڑکوں کی قطار
ادھر سے جتنے تھے ویران ہو گئے ہیں ایکبار
گھر نے میں ہر روز مجھے جھٹکو لڑکے سنگسار
کون وہ دن ہے جو آدینہ دلبستاں میں نہیں

دیکھیے آزاد کب ہوں بند زلف یار سے
چھٹکے میں ہاتھ سے بھی بیڑیاں ہیں پیر سے
طوق کے حلقے بہتر ہیں مجکو حلقے زلف کے
اسیر بلا کا کیا ہے ہجراں کے سوا ...
سانپ آتے ہیں نظر زنجیر زنداں میں نہیں

مشتاق پروانہ میں اپنے شعر دکے ہم قرین
شعلہ برق تجلی سے فزوں ہو وہ نہیں
چادر مہتاب سے سر پردہ کم نہیں
کسقدر روشن ... ہے پردہ ...
روشنی ایسی چراغ زیر داماں میں نہیں

رونے پر آجائیں تو دریا ابھی ہم بہا دیں
آنکھ میں بھر آئے آنسو غم سے لیکن پی گئے
کیا بیاں احوال اے مجر لطافت کیجیے
... گو سمندر کیطرح پر ...
ایک قطرہ بھی ہمارے ابر مژگاں میں نہیں

یاد میں اس مہر کے گریاں جو ہوں لیل و نہار
... شعاع مہر سے اشکوں کے تار
دہوپ نکلی عین بارش میں عجب دیکھی بہار
ہے تصور سے مرے ... میں ...
ہیں مری آنکھوں سے نہاں خورشید باراں میں نہیں

شمع کافوری سے روشن تر ترا ہے عضو تن
جامۂ فانوس سے کچھ کم نہیں ہے پیرہن
قہقہے سے ہے سوا انگیا بھی رشک چمن
کیا ترا جالی کی کرتی میں چمکتا ہے بدن
یہ فروغ اے شمع رو ... میں نہیں

فکر ہے ہر دم امارت میں تجھے تعمیر کی
ہر مکاں میں زیب و زینت کر رہا ہے جو خوشی
دیکھنا دو دن میں نقشہ بدلیگا کچھ اور ہی
آج نقاشی کی چھت لگوا نہیں بانی کوٹھی
کل بجز خفاش ہوگا سقف ایواں میں نہیں

آہ دیکھو انقلاب چرخ کی ہے کچھ بھی حد
زیب و زینت کی رہا کرتی تھی جن لوگوں کو کد
رند ڈھونڈتے پھرتے ہیں انکی خاک کو اب دام ودد
خوش ... خاک پر آگئی ہے ہر دم سر ...
گرد باد اے اہل غفلت اس بیاباں میں نہیں

دست بستہ جن و انسان سب ہیں تیرے روبرو
جو سکھائی جس سے نہ اسمیں کہ سکے فرق یکسر ...
تابع فرمان ہر اک ہے اے حسین تند خو
جو تو چاہتا ہے بس وہی کرتا ہے تو
وہ پری ہے تو کہ فرمان سلیماں میں نہیں

ڈوبکر ہرگز نہ نکلے دل کبھی عشاق کے
سامنے چاہ ذقن کے مہر بھی پایا ہے ...
چشمۂ حیواں ہے اگر خضر اسمیں ڈوبتے
دیکھیے جذب نہیں کھینچتا کیونکر اسے
کیا کریں یوسف ترے چاہ زنخداں میں نہیں

تر ہے دامن کسلیے اشکوں سے مانند سحاب
گرد باد کی طرح کیوں کھا رہا ہے پیچ و تاب
پوچھتا ہے مجھ سے یوں آ آ کے جا صد اضطراب
مثل مجنوں کسلیے صحرا بصحرا ہے خراب
کیا رسائی تجکو ناسخ کوے جاناں میں نہیں

چہچہہ سا قیان میخانۂ داستان سرا ... پرستان میکدہ کج ادائی اس داستان نشہ خیز کو یوں تحریر فرماتے ہیں رندان مشرب کو راہ میکدہ یوں بتاتے ہیں شعر راقمان بیان جاہ و جلال

کے

می نگارند این خیال محال، تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ ملک قاسم بہ وزرا دل صاحبقران سے جدا
ہوئے دوسرے دن بدیع الزمان بھی اسی خیال سے نکل گئے قاسم اپنے نزدیک رہ واردی
کرتے ہوئے جاتے ہین مطلب یہ کہ اپنے کو طلسم نور افشان مین پہونچاؤن بدیع الزمان کا
حال تو تحریر کرونگا شاہزادہ خاور سپاہ بصد شوکت و جاہ لشکر لیے ہوئے جاتے ہین تمام سرداران
نامی پہلوانان گرامی ہمراہ تیسری منزل ہی کہ صحرا سے گرد اوڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر
چالیس ہزار جوان نیزے ہاتھون مین مسلح و مکمل آتے ہی آواز دی او نبیرۂ حمزہ ہم خفتان جوشن پوش
آگے نہ بڑھنا خلیم شہنشاہ طلسم نور افشان ہون کہ شاہزادہ خاور سپاہ کی مشکین باندھکر لا دیہ کہکر خفتان
اتر پڑا اب قاسم کیونکر آگے بڑھین حریف سامنے موجود ہو رات کو لشکر خفتان مین طبل جنگی بجا ہرکارون نے
قاسم کو خبر دی قاسم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکر مین تیاریان ہونے لگین ہر بہادر اپنے
اپنے مقام پر ہتیار درست کر رہا ہی کسی نے تیر نکالکر رکھے انگلو نہ سے آبداری دی کسی نے سنان
نیزہ درست کی کسی نے زرہ اوتاری گرم پانی مین ڈال کر اسکو آراستہ کیا کسی نے چار آئینون کو صیقل و
مصیقل کیا ایک سے ایک کہہ رہا ہی کل لشکر مین نبیرۂ حمزہ سے مقابلہ ہی بہت کچھ مال جمع کیا ہی خوب لوٹینگے
ہمارا پہلوان صاحب شوکت و شان آجتک کسی سے نہین دبا جس مقام پر گیا فتح نصیب ہوئی ادہر وقت
قریب ہوئی لشکر قاسم مین جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن غازی مجاہد معرکہ ہاے جلیل جھیلے
ہوئے جان پر کھیلے ہوئے آمادۂ حرب و پیکار ہین رستم خصال سہراب جلال اسفندیار توان پروردگار انکا
نگہبان ہی ذکر ہین کہ حریف کو مارین دشمن کو للکارین دیکھنا تو کس زور شور سے تلوار چلتی ہی خفتان
کی کیا مجال کہ ہمارے آقا سے لڑے سر میدان وہ ہنگامہ پڑے کہ بھاگتا نظر آئے کل کوئی مہلت
نہ پائے اسی ذکر مین شب بسر ہوئی عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھا سر بسجود
مغرب ہوا زاہد زرین پوش مسجد عبادت سے نکلا گویا ضیا کا پیشانی پر نشان ستارۂ سحری چمکتا ہوا
نماز گزاران حرم بہشت پر تکبیر کہتے ہوئے سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا غل ہوا سحر ہوگئی لو حریفی قطعہ

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا امیدان چرخ سے یکبار	مہ انجم سپاہ رو بفرار	غازی اپنے اپنے مقام پر سے اٹھے شاہزادۂ	

خاور سپاہ مسجد کریاس مین آئے بخضوع و خشوع نماز ادا کی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات اٹھا کے
پکارتے تھے ای خالق لیل و نہار فتح نصیب کرنا تجکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی نظم

زیر فرمان تو دور مہر و ماہ	گردش روز و شب و شام و پگاہ	ذرہ را خورشید تابان میکنی
گر کنی از مہر بر حالش نگاہ	گر بجوش آید سحاب رحمتت	شستہ گردد نامۂ نامہ سیاہ
ہر غنی محتاج ذات پاک تو	بر درت دریوزہ گر ہر بادشاہ	اہل حکم و اہل دولت اہل زور
جملہ ہیچو بندہ از قہرت پناہ	ہر کرا خواہی عنایت میکنی	گنج دولت علم ملک و مال و جاہ
آمدم بر بارگاہ عالیت	از گناہ خویش یارب عذر خواہ	سر بخاک آستان بنہادہ ام
مہربانی کن بحالم یا الہ	با چنین اعمال و افعال قبیح	باوجود این خطا و این گناہ
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار	ہتھیار لگا کر باہر آئے تمام

سرداروں نے سلام کیا قاسم مرکب پر سوار ہوے کل لشکر کو لیکر طرف میدان کارزار کے چلے
ادہر سے خفتان جوشن پوش بصد جوش وخروش مع اپنی فوج ہزیمت موج کے میدان مین آیا صفین
آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے بہادر جہومنے لگے آمادہ رزم وپیکار ہوے
ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین دشمن کو بھگائین خلعت تحسین وآفرین پائین
کہ خفتان جلبلاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان ای بلانوشان نبیرۂ حمزہ جسکو
تمنائے مرکب ہو وہ نکلے سواے قاسم کے اور کسی کو نہین چاہتا یہ آواز سنتے ہی قاسم نے مرکب بادرفتار
بڑہایا سامنے خفتان کے پہونچے نگاہ وزن ہوے چند قدم اُسنے کیندا تین قدم مرکب قاسم کا پیچھے
ہٹا اب خفتان کی نگاہ جمال قاسم پر پڑی حیران جمال ومحو دیدار ہوا ہنس کر کہا ای شہریار تحکم
فیہ بہت سخت ملا مگر آپ میری اطاعت کیجئے خطا معاف کرادونگا شہنشاہ طلسم تجکو بہت مانتے ہین
وحید بہادر جانتے ہین قاسم نے کہا اپنے ہوش مین آ بہت زیادہ نہ جلبلا اسلیے یہ میدان کارزار ہے زبان
تیغ سے کلام کر یہ سنکر خفتان نے نیزہ مارا اوسمین افسوس ہے یہ جوان مارا جائیگا میرے ہاتھ سے
کاہیکو زندہ بچیگا نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران مین کہ دو شیر آپس مین ٹکرا رہے ہین ہنر بہادری کے
دکھا رہے ہین پہر بھی کامل نیزہ چلا قاسم نے ایک مقام پر گانٹھہ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے خفتان
کے نکل گیا خفتان نے جھنجھلے پر ہاتھ ڈالا چوڑا تیغہ کھینچا لنگر دار جوہر دار خنجر دار کہکے ہاتھ مارا
قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو بجلیان آپس مین لپٹ گئین گھوڑے اشارے پر کام کر رہے ہین
مرکب قاسم کبھی داہنے پر جا پڑا کبھی بائین پر جا پڑا ایک مقام پر قاسم نے نعرۂ شیرانہ کیا
بلارک افراسیابی چمکی خفتان کو آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا سپر کو جیر کی پناہ کیا
لیکن دلمین کہتا ہے نام اسکا سپر ہے اگر ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا وار نہ روکتا مگر قاسم نے بقوت ہاتھ مارا
برق شمشیر تڑپکر گری خفتان کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا تلوارین کھینچکر
آ پڑے قاسم نے بھی نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم تصنیف مصنف

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر میدان جنگ وجدال
تن جنگ مین غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

منم قاسم نقد فتح وظفر
منم نغمت خوان جنگ وجدال
زمین کوب افلاک جنگ شہا افتخار
منم ابن فرزند صاحبقران

بڑہکر علم فوج قتل کیا کچھ مسلمان ہوے کچھ بھاگے مال اسباب لوٹ لیا بہت کچھ ہاتھ لگا نوبت
نقارے بجاتے ہوئے پلٹے شب بھر اُس مقام پر جشن کیا بوقت سحر بصد کر وفر مع جملہ لشکر رہرو
منزل ہوئے ایک مقام پر جاکر لشکر اُترا نقارے داخلے کے بجے ایک قلعہ یہان سے قریب
ہے کہ اُس قلعے کا نام عرش پرواز ہے حاکم وہانکا افلاک چرخ زن اپنے قلعے مین بیٹھا ہے خراج گذار
طلسم نور افشان زور وطاقت مین یکتا اسوقت قلعے پر ٹہل رہا تھا یہ آواز جو کان مین آئی پلٹ کر
ہرکارے سے کہا دیکھ تو صحرا مین نوبت نقارے کیسے بج رہے ہین فرمان شاہان طلسم تمام آبدولت آیا تھا
کہ پسران حمزہ جابجا بدعت کرتے پھرتے ہین جو کوئی تمھاری طرف آجائے اُسکو گرفتار کر لینا آگے
نہ بڑہنے دینا دریافت تو کر کہ انہین لوگون مین سے تو کسی کا گذر نہین ہوا ہرکارہ گیا چند ساعت

مین خبر لیکر آیا عرض کی اے پہلوان دوران نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ خاور سیاہ دادا سے
الگ ہوکر یہان آکر اترا ہے ارادہ ہے کہ طرف طلسم نور افشان کے جاے گی فوج جنگی ساتھ ہے جابجا
فتح کرتے ہوے آئے ہین یہ سنتے ہی افلاک آتشکین چڑھانے لگا کہا یہ لوگ کیا سمجھے ہین میری عملداری
سے جاتے ہین کیا نام بابد دولت کا نہ سنا ہوگا لشکر جلد تیار کرو ایسا نہو کہ رات ہی رات بھاگ کر
چلے جائین اسیوقت لشکر تیار کیا دو لاکھ جوانون کو ساتھ لیکر گینڈے پر سوار ہوا بل کرتا ہوا چلا
قاسم کا لشکر اترا رہا ہے قاسم اپنے سردارون سے باتین کررہے ہین کنارے پر لشکر کے ٹہل
رہے ہین کہ سامنے سے گرد اڑی قاسم دیکھنے لگے جب دامنۂ گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان قوی
تن قوی من عیار اسکا سہراب تیز بار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر کئی سو پہلوان دو لاکھ سواران
جنگی اثالہ بارگاہ کا لدا ہوا آکر سامنے قاسم کے اترا ایک سوار کی معرفت کہلا بھیجا کہ نبیرۂ حمزہ سے
کہنا کہ اگر اپنی جانبری منظور ہے ہمارے پاس چلے آؤ ہم شاہون سے خطا معاف کرا دینگے اگر اسکے
خلاف کیا صبح کو قیامتین برپا کرونگا افلاک چرخ زن میرا نام ہے یقین ہے کہ ذکر سنا ہو سوار نے جو
جاکر قاسم سے کہا یہ آتش خو شعلہ مزاج فرمایا سوار کی گردن مین ہاتھ دو اس مغرور سے کہنا
انشاء اللہ صبح کو یہ قلعہ ہمارے قبضے مین ہوگا سوار نے جو جاکر افلاک سے کہا غصے مین کانپنے لگا اور
اسیوقت طبل جنگی بجوا دیا سمک نے قاسم کو اطلاع دی انھون نے بھی حکم دیا یہان بھی نقارۂ
رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو افلاک مع لشکر میدان مین آیا چاہتا تھا گینڈے کو نکالے
قیلاب چرخ زن اس کا بھائی نہایت مغرور گینڈے کو بڑھاکر سامنے آیا کہا اے برادر آپ اپنے
زمانے کے رستم ہین ہر کس و ناکس کے مقابلہ مین جانا مناسب نہین ہے آپ کا کیسا نام ہے مین میدان
مین جاتا ہون افسر لشکر کی مشکین باندھے لاتا ہون لڑائی کا فیصلہ ہے افلاک نے قبول کیا
قیلاب گینڈے کو مہمیز کرکے میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جو تم مین
بڑا زبردست ہو وہ میرے مقابلے مین آئے ہر کس و ناکس نہ قصد کرے یہ جو قیلاب نے کہا
قاسم غصے مین کانپنے لگے مرکب پری پیکر کو بڑھاکر چلے ہر چند پہلوانون نے کہا کہ غلامان جانباز
جائین کہا یہ ملعون سب سے زبردست کو بلاتا ہے میرا ہی جانا مناسب ہے اصل مین ہمارا طالب ہے
یہ کہکر میدان مین آئے تگاور زن ہوے چھ قدم گینڈا اسکا تین قدم مرکب قاسم کا پیچھے ہٹا جمال
جہان آراے قاسم دیکھکر دنگ ہوگیا بہ سلاست سلام کیا پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت و اے تازہ میدان
جلالت آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے قاسم نے نعرہ کیا نعرۂ قاسم ہے آفتاب مشرق دین پروری
شہسوار لال پوش خاوری + نبیرۂ صاحبقران فرزند اعلیشاہ نوجوان سر فتنۂ ملک باختر و سنجان پھر
قیلاب نے کہا اے جوان تجھسے مقابلہ کرنے حجاب آتا ہے تو معشوق خوبرو ہے جی چاہتا ہے کہ تجکو
پردۂ چشم مین پنہان کرون سر پر بٹھاؤن شعر گر بر سر و چشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی
ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے تجکو ضرر پہونچے قاسم نے کہا زیادہ غرور نہ کر قیلاب نے کہا میرا یہ
مطلب ہے کہ اگر مین آپ کو زیر کرون میری اطاعت کیجیے اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا تجھ ایسا
بادشاہ مجھ ایسا پہلوان اگر تیری مرضی ہوگی طلسم نور افشان پر چڑھ چلونگا قاسم نے ہاتھ بڑھا دیا

کر عہد واثق کر دشاید ہم غالب آئین تمکو رونق بارگاہ بنائین قیلاب خوش ہو گیا ہاتھ پر ہاتھ مارا کہا
آپ حربے تو کر لیجئے نیزہ تلوار کوئی حربہ باقی نہ رہے میرا تو جو حربہ ہے بیادہ غضب لات و منات
ہی قاسم نے کہا اب تو ہمارے تمہارے اقرار مقابلہ کا ہوگا نیزے تلوار سے جان کا ڈر ہی تمکو یا
ہمکو چشم زخم پہونچے کشتی مین امتحان ہو جائے یہ سنکر قیلاب خوش ہو گیا کہا حضور ارادہ تو میرا
بھی یہی تھا دل مین کہتا تھا کہ شاید آپ قبول نہ کرین قاسم نے کہا بسم اللہ گینڈے سے اتر پڑے
قیلاب خوشی خوشی گینڈے سے اترا دلسے کہتا ہی یہ جوان بازی کہا نیزے تلوار مین تو شاید
برابر رہتا نہ ورمین کیا کریگا چٹکی سے زمین پر لٹا دونگا پورا زور نہ کرونگا قاسم بھی گھوڑے سے کود
قیلاب نے کنگر بیہم ہٹا دیے کہ اسکو صدمہ نہ پہونچے قاسم دامن گردان کر سامنے آئے داہنا
ہاتھ قیلاب نے گردن پر رکھا قاسم کو معلوم ہوا ایسے پہلوانون سے اکثر مقابلہ پڑا ہی جب
قاسم نے داہنا ہاتھ گردن پر رکھا معلوم ہوا کہ پہاڑ گردن پر پھٹ پڑا جی مین کہتا ہی یہ تو فولاد کا پتلہ ہم
دیکھے لات و منات کو کیا منظور ہوا سامنے کے داؤن پیچ ہونے لگے جو اسنے پیچ باندھا قاسم نے
توڑ کیا حیران ہو رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی جہان قاسم پکڑ لائے دو دو گھڑی نہ نکلنے دیا جہان
یہ قاسم کو پکڑ لاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین قیلاب چاہتا ہی روکون یہ کب رکتے ہین لڑتے
لڑتے دوپہر ڈھلی زوال آفتاب ہوا زوال زور قیلاب ہوا ریل پیل کے زور ہو رہے ہین چار گھڑی
دن رہے قیلاب نے دونون مونڈھے قاسم کے پکڑے سینے مین سر اڑایا ریل کر لے دوڑا قاسم
دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر نو قدم ہٹ کر آئے قیلاب نے بکہ مارا بایان گھٹنہ قاسم کا جھٹکا
تڑپ کر لنگر مارا ایڑی سے پشت پا تک عرق ہوا قیلاب نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر مین حرکت بھی نہ پائی ایسے
زور کیے کہ ہانپنے لگا کہا حضور اب آپکے زور کا مشتاق ہون قاسم تڑپ کے اٹھے ریل کر قیلاب
کو لے دوڑے تیس قدم تک قیلاب کو ریل کر لائے وہان اکر بکہ مارا قیلاب کے دونون گھٹنے
آشنائے زمین ہوئے چاہا تڑپ کر لنگر مارون قاسم نے دونون ہاتھ ستون کیے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور
کیا پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ذرا فرق
نہ ہوا چاہا زمین پر ماردون قیلاب نے آواز دی ای شہریار مروت شعار ہی جسکو سر سے بلند کیا اسکو
زمین مذلت پر گرانا نہ چاہیے مین تابعدار غلام ہون قاسم نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا قیلاب
قدمون سے لپٹ گیا قاسم نے سر سینے سے لگایا زبان معجز بیان سے کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایا قیلاب
کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اگر دیہہ تابتاہی عرض تھی کہ آج مجھکو دولت کونین حاصل ہوئی ایسا
مذہب دستیاب ہوا آقا ایسا ملا جسکا مشرق و مغرب مین مثل نہین صورت زیبا طلعت جہان آرا
جرأت شوکت قوت پروردگار نے یہ مرحمت فرمائی کہ تمام عالم مین شہرہ ہی قاسم بھی مسلمان
ہونے سے قیلاب کے بہت خوش ہین جملہ سرداران تہمتن نے اکر گھیر لیا ایک ایک [illegible] بغلگیر ہوا
اہالیان فوج زر نثار کرتے ہوئے پیچلے سرداران نامی کو دیکھ دیکھکر باغ باغ ہوتا ہی
ایک ایک شیر بادۂ جرأت سے مست سلاح جسم پر آراستہ ساتھ ساتھ اپنے آقا کے چلے آئے
ہندی بھی نوکر یہی فکر کہ کل اس قلعہ سے مہلت پائین تو آقاسے نامدار چلکر نور افشان کو فتح کرین لیکن

افلاک چرخ زن نے جو سر میدان قیلاب کا مسلمان ہونا دیکھا مجھے ہین کانپتا ہوا اٹھا کہتا ہوا کل
سبکو قتل کرونگا بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ فوراً مسلمان ہو گئے ایسا جان کا خوف ہوا بعض نے کہا
حضور یہ مسلمان ساحر بھی غضب کے ہین آنکھ ملاتے ہی ہر شخص انکا دوست بنجاتا ہی نہین معلوم حال ہم
کیا گذرتی ہی افلاک خاموش ہی کچھ جواب نہین دیتا بارگاہ مین اگر خاموش بیٹھا قضا سے کار زوجہ اسکی
میخوار گلپوش فنون سپاہ گری یکتا بڑا شوق ہی نیزہ ہلانا باغمین اکھاڑہ تیار ہی کشتی لڑنا جبتک سبکو تعلیم کیا ہی
کنیزین فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین تمام سحر مین مشہور ہی کہ زوجۂ افلاک نہایت جری وبہادر
ہی اُسنے بھی ہرکارے مقرر کیے تھے کہ نبیرۂ حمزہ سے جو معرکہ گذرے ہمکو بھی خبر دینا ناظر نے آکے
عرض کی حضور میان قیلاب نبیرۂ حمزہ سے لڑے زیر ہوتے ہی مسلمان ہو گئے شاہ کو بڑا ملال ہی
تخت پر چپ بیٹھے ہین کسی سے کلام نہین کرتے میخوار کو اپنے زور بازو پر بڑا ناز ہی ناظر سے کہا جا کر
انکو یہان بلا لا کہنا ملکۂ عالم آپکو بلاتی ہین اگر قیلاب مسلمان ہو گیا اسکا رنج کیا ہی مین نقاب ڈالکر میدان
مین جاؤنگی نبیرۂ حمزہ کو مع قیلاب گرفتار کرکے لاؤنگی دختر اسکی ملکہ آفاق حسن آرا آفتاب جمال
پہلو مین ماں کے بیٹھی ہی ہنسکر کہا اماں جان آپ کیون غصہ کرتی ہین چچا صاحب اگر مسلمان ہو گئے
تو کیا کرینگے آپ نے مجکو ایسا تعلیم کیا ہی کہ نبیرۂ حمزہ کو ٹوک لونگی چچا صاحب کی خطا معاف کر دیجیے
ناظر نے جا کر افلاک سے کہا کہ ملکۂ عالم آپکو طلب فرماتی ہین افلاک زوجہ کو بہت چاہتا ہی اٹھکر ہوا
محل مین آیا دیکھا کہ قیلاب ہی کا ذکر ہو رہا ہی میخوار نے استقبال کیا افلاک آکر بیٹھا میخوار نے
پوچھا کیون صاحب یہ قیلاب کا کیا معرکہ گذرا افلاک نے کہا صاحب کیا کہون بھائی صاحب کو
یکایک جوش ہوا جا کر نبیرۂ حمزہ سے لڑے نبیرۂ حمزہ کے حسن وجمال کی کیا تعریف کرون
آفتاب جمال خورشید مثال محترم ومحتشم جرأت مین ثانی رستم میرے نزدیک تو یہ بات ہی کہ بھائی
صاحب ہمیشہ سے حسن پرست تھے نبیرۂ حمزہ کو دیکھکر عاشق ہو گئے جلدی سے زیر بھی ہو گئے
کلمہ پڑھنے لگے اب آج مین نے سنا ہی کہ نبیرۂ حمزہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی ہی ساقی بچے
جمع ہین کل سر میدان مشکین باندھکر لاؤنگا میخوار نے کہا صاحب تم کیون تکلیف کرو
مین جا کر نبیرۂ حمزہ سے سمجھ لونگی دختر بھی ذکر قاسم سنکر پسینے پسینے ہو گئی دل مشتاق جمال قاسم
چہرے پر ہوائیان اڑنے لگین آثار حضرت عشق ہویدا اور ظاہر پہلو بدل رہی ہے کبھی کنیزونکی
جانب دیکھتی ہی حیران پریشان میخوار نے بھی تذکرہ جرأت قاسم شوہر کی زبان سے سنا
گھبرا کر کہا صاحب تم تو قاسم کی اسقدر تعریف کرتے ہو کہ گویا نبیرۂ حمزہ کا مثل نہین رکھتا مین بھی
مشتاق ہوئی کہ اسکا جمال جہان آرا دیکھون کیا صورت مین تمسے اچھا ہی جرأت وطاقت مین
بھی تمسے زیادہ ہی افلاک نے کہا صاحب کیا پوچھتی ہو حسن وجمال جاہ وجلال فرزندان حمزہ
کے گھر کے ملازم ہین جب تو تمام عالم مین شہرہ ہی دختر زمرد شاہ باختری کہ اپنے ملک کا زندان
تھا ملکہ گیتی افروز تصویر اسی جوان کی دیکھکر عاشق ہوئی سامان خدائی کو چھوڑ دیا اُسکے ساتھ
نکل آئی ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب کہ وہ پیغمبر تھا سات ہی ملک کا مالک اُسکی بیٹی گوہر ملک
اُسکے چچا پر عاشق ہوئی وہ سامان جاہ وجلال چھوڑ کر نکل آئی باپ سے لڑی ملک سنجان پر قبضہ

کیا ای صاحب اور ستم دیکھو کہ ملکہ ہمچہ خاتون زوجہ گنجاب صاحبقران کے جانشین لندھور بن سعدان پر عاشق ہوئی جب ملکہ گوہر ملک نے ملک سنجان پر قبضہ کیا گنجاب برای استقبال ہرمز و فرامرز فرزندان نوشیروان طرف دریا کے لشکر لیکر گیا تھا یہان شہر سنجان مین ملکہ ہمچہ خاتون موجود تھین ملکہ گوہر ملک محل مین آئین چاہا کہ ماں کو قتل کرون ہمچہ خاتون بیٹی کے ڈر سے کانپنے لگین بغل مین تصویر لندھور تھی زمین پر گری ملکہ گوہر ملک نے کہا ای مادر مہربان یہ تصویر تو ہمارے چچا جان لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران کی ہے شاہزادہ بدیع الزمان کے طرفدار ہین ہمچہ خاتون نے شرما کر سر جھکایا کہا بیٹی مین تو مدت سے اس تصویر دلپذیر کو مثل جان کے پہلو مین رکھتی ہون مزہ ہجر کا چکھتی ہون نشہ محبت سے اس جوان کے سرشار ہون لیکن مجبور و ناچار ہون ملکہ گوہر ملک لپٹ گئین کہا ای مادر مہربان اب میرے دل کو تسکین ہوئی آپ کو کیون قتل کرون آپ میری مادر مہربان رشتہ جدید سے ہو چکی امان دیکھو صاحب غضب کی بات ہے کہ جورو بیٹی دونون گنجاب کی دشمن ہو گئین اسیوجہ سے زوال دولت گنجاب ہوا لقا نے بھی شکست کھائی ملکہ گیتی افروز اسی جوان کے ساتھ نکل گئین لقا ہاتھ ملتے رہگیا اسی کے بطن سے شیر جوان ایرج عالیشان پیدا ہوا کہ جو لقا کے نام کا دشمن ہے ہر مقام پر لقا کو ذلیل کیا ہر چند کہ لقا کا نواسا ہے اسی کے خون کا پیاسا ہے صاحب مجھے بڑا تردد ہے کہ دیکھیے مقابلے مین کیا گذرے بالتصریح جو افلاک نے ذکر عشق گیتی افروز کیا آفاق کے کلیجے پر چھری پھر گئی تھراتی ہوئی اس محفل سے اٹھی اپنے کمرے مین آئی منھ لپیٹ کے پڑ رہی مینخوار نے پوچھا کیون صاحب رفیق اس جوان کے کیسے ہین افلاک نے کہا صاحب ماموں اس جوان کا شیر بیشہ خاور کہ میر بخشی لشکر خان اعظم تھا اسی کی بہن پر اسکے باپ رستم جاکر عاشق ہوئے اب قیماس خان انکا رفیق ہے بڑا بہادر بڑا جری عاشق جمال قاسم اگر کوئی حجاب قاسم پر پڑے قیماس خان اپنی جان دیدے قیماس خان کا ذکر جو افلاک نے کیا مینخوار تھرا گئی عشق لندھور کا نقشہ آنکھون کے نیچے پھر گیا یاد شوہر کو بلایا تھا کہ خود مقابلے کا وعدہ کرونگی یا زخمی تیغ ذکر قیماس خان ہوئی نہایت پریشان ہوئی جب شوہر اٹھ گیا اسنے یہ بھی نہ پوچھا کہ کہان جاتے ہو سر جھکا کر کہا جیسا مناسب ہو وہ کرنا افلاک تو چلا گیا کنیزون نے جا کر ملکہ آفاق حسن آرا کو دیکھا کہ منھ لپیٹے پڑی ہین کنیزون نے پوچھا واری کیسا مزاج ہے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا بیان کرون نظم

بیچارہ منھ چھپا کے نقب سے نکل گیا
یک نگاہ چشم حیوان ہین مین ہجر
آتش وہ اسکی یاد تو دل سے نکل گیا

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے
بلبل اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا

بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا
صیاد ہاتھ مل کے چمن سے نکل گیا
پھر طفل جیسا جو کا بہانہ نہ مانیو

کنیزون نے عرض کی واری یہ جملہ تو ہمارے ذہن مین نہین آیا ملکہ نے کہا تمہارے سمجھنے کی کوئی ضرورت نہین کنیزین خاموش ہو رہین ادھر مینخوار زوجہ افلاک واسطے قیماس خان کے بیقرار مصاحبون نے ہو آکر پوچھا کیسا مزاج ہے آج حضور نے خاصہ نوش نہین فرمایا مینخوار نے آہ کی فرمایا کیا پوچھتی ہو اصل تو یہ ہے نظم

کی قصد سخت دل نہ دیدہ گریبان مارا
تنگشت در مصر کند گر عزیزان مارا
تا گرفتہ است غم عشق گریبان مارا
کو فراموش شود کلبہ احزان مارا

مابا این وضع نبودیم پریشان ورا قف | زلف او کردہ چنین بے سر و سامان ما | مصاحبون نے عرض کی کنیزین
سمجھ گئین حضور کے شوہر دشمنون سے لڑ رہے ہین میان قیلاب نے مسلمان ہوتے ہی یہ صدمہ
پہونچایا انکو یہ مناسب نہ تھا سرکار کے بھائی کہلاتے ہین اور یون جلدی مسلمان ہو جائین منجوار نے
کہا صاحبو تم اس مطلب کو کیا سمجھو گی شوہر کو اپنے مقدمے کا اختیار ہے میرا دل بیقرار ہے مصاحبین خاموش
ہو رہین آپس مین کہتی ہین صاحبزادی وہان منہ چھپائے پڑی ہین مادر مہربان کا یہ حال شعر عاشقانہ پڑھتی
ہین یہ تو سب بڑبڑاتی ہوئی کنارے ہوئین لیکن دربار قاسم کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جلسہ آراستہ ہے ناچ سامنے
ہو رہا ہے جام مئے ارغوانی گردش مین ہے صدا ہے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے قیلاب نے جو دو چار
جام پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا قبضے پر ہاتھ ڈال کے جھومنے لگا ذکر جرأت جو بارگاہ مین ہونے
اور زیادہ جوش جرأت ہوا سوچا ان کی آنکھون مین آبرو پائی جائے یہ سوچکر اپنے مقام سے اٹھا
قاسم کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا قاسم نے پوچھا کیون برادر کیا مطلب ہے جو تم کہو وہ قبول کرین
قیلاب نے عرض کی غلام یہ بہت مشتاق ہے کہ مین مسلمان ہون بھائی میرا مسلمان ہونے سے محروم
رہے اسکو بھی سمجھا کے خدمت مین لاتا ہون یہ کہکے قدمون سے لپٹ گیا قاسم نے گلے سے لگا لیا کہا اے
برادر اگر وہ میدان کارزار مین نکلے گا انشاءاللہ اسکو بھی زیر کر کے لاوینگے تم سمجھانا تمھارا جانا وہان
مناسب نہین ہے ایسا نہو افلاک چرخ زن فریب کرے تو ہمین ملال ہوگا قیلاب نے
نہ مانا تلوار کھینچ کے گلے پر رکھلی کہا غلام اپنے کو ہلاک کریگا قاسم مجبور ہوکے ناچار اجازت دی قیلاب
بیرون بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار ہوکے چلا یہ خبر افلاک کو پہونچی کہ بھائی میرا آتا ہے افلاک چرخ زن
نے کہا قیلاب نے نیرۂ حمزہ کو دم دیا چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے قیلاب بل کرتا ہوا اندر
بارگاہ افلاک کے آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی افلاک کو بہت ناگوار ہوا قیلاب
اکڑکر ایک ڈنگل پر بیٹھا افلاک نے پوچھا بھائی صاحب دربار مین قاسم کے کیا معرکہ گذرا قیلاب نے
کہا اے برادر مین اسواسطے آیا ہون کہ سمجھا کر خدمت مین آقا کے لیچلون ایسا آقا قدرشناس فلک
اسیر ہرگز نہ ہوگا آپ بھی چلیے افلاک نے کہا اے قیلاب کچھ دیوانہ ہوا ہے قیلاب تیغ پکڑ کے
اٹھا کہا مین کان پکڑ کے لیچلونگا افلاک ہٹ گیا قیلاب نے تیغ ماری ڈنگل افلاک کا کٹ گیا
افلاک نے آواز دی ارے بے ادب کو پکڑ لو چہار طرف سے کفار اٹھے قیلاب سے تلوار چلنے
لگی قیلاب چاہتا ہے افلاک کو پکڑ لون سردار افلاک کے پاس تک نہین جانے دیتے چاہتے
ہین قیلاب کو قتل کرین دو چار جوان قیلاب کے ہاتھ سے مارے گئے سر انکے پڑے تھے جیسے نیچے
جو چلا کٹے ہوئے سر پر پاؤن پڑا لڑکھڑا کے گرا چہار طرف سے کافر ٹوٹ پڑے اور دوسرے ہاتھ پکے
قیلاب کو پکڑ لیا افلاک نے حکم دیا اسکو سلاسل کر کے قید کرو قیلاب کو بھیجکر قید کیا افلاک
نے حکم دیا صبح کو اسکو قتل کرونگا شاہزادہ خاور سپاہ بعد جانے قیلاب کے منتظر بیٹھے تھے کہ ہرکارہ
نے آکر خبر دی قیلاب کو زردے طوسے کے پکڑ لیا افلاک نے قید خانے مین اسکو بھیجا حکم دیا ہے
کہ صبح کو قتل کرونگا قاسم نے سمک کو حکم دیا سویرے ہمکو جنگ کا جسوقت قیلاب کے قتل کا ارادہ
کرین ہمکو فورا خبر پہونچے ہم کمان و تیغ لے اپنے رفیق کو مرتا نہونے دینگے ہمارے افسر کو جانتا د

ا قتل کرے سماک نے کہا میں تھوڑا شہر پہونچاؤنگا تا شاگردونکو اشارہ کیا ہمکو دمبدم کی خبر پہونچاؤ شاگردان سماک داخل لشکر افلاک ہوے دمبدم کی خبرین پہونچا رہے ہیں مگر ملکہ آفاق حسن آرا دختر افلاک کو خبر پہونچی کہ غضب ہوا آپکے چچا جان آپ کے والد کو سمجھانے آئے سب نے ازروے بلوے گرفتار کر لیا صبح انکے قتل کا حکم ہے آفاق یا تو منہ لپیٹے پڑی تھیں یا اٹھ بیٹھیں کنیزوں نے کہا یہ خبر کیونکر ملی عرض کی واری آنکھوں نے دیکھا فلان مکان میں انکو قید کیا میدان خونی کی تیاری ہو چکی صبح کو ضرور قتل کرینگے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا صاحبو شاہزادہ تھا ور سپاہ کو صدمہ عظیم پہونچیگا کنیزوں نے کہا واری ابھی خبر سنے پائی ہے انھوں نے بھی اپنے عیار کو حکم دیا ہے کہ دمبدم کی خبر ہمکو پہونچے ہم اپنے رفیق کو چھڑانے جائینگے یہ سنکر ملکہ بیقرار ہوگئیں کہا صاحبو اگر وہ اس بات کو پہونچ گئے سب نامرد بلوہ کرکے انکو بھی پکڑ لینگے کنیزیں کہتی ہیں واری جو حکم ہو بجا لائیں کہا ہمارے گورکہ منظور تیز رفتار کو تو بلاؤ منظور کو کنیزیں بلاکر لائیں منظور نے ملکہ کو عجب حال میں دیکھا آنکھیں سوجی ہوئیں چہرہ اداس گریبان پھٹا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا منظور قدموں سے لپٹ گیا کہا حضور کو کس حال میں پاتا ہوں ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا ایک کنیز نے کہا بھیا منظور اصل کیفیت یہ ہے کہ قیلاب آپکے چچا ہیں وہ جاکر مسلمان ہوئے ملکہ عالم کے والد نے انکو قید کیا حضور ہماری چاہتی ہیں کہ قیلاب قتل نہوں اپنے والد سے کہنا مناسب نہ جانا اگر تم سے ہو سکے قیلاب کو چھڑا لاؤ منظور نے بدل و جان منظور کیا کہا میں ابھی لاتا ہوں یہ کہکے کچھ کھانا پکوایا اسمیں بیہوشی ملائی چند مزدور بلائے انکے سر پر وہ خوان رکھے طرف قید خانے کے چلا میاں ریحان غضب گرد کوتوال بیٹھا ہے منظور کو جو آتے دیکھا پکارا کون آتا ہے منظور نے کہا یہ آپکا نیاز مند ہے یہ کہتا ہوا قریب آیا کوتوال نے پوچھا میاں منظور اسوقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا منظور نے کہا ملکہ عالم کی طبیعت علیل تھی یہ کھانا نذر لات و منات کا بلوا کر حکم ہوا کہ قیدیوں کو کھلا دو سنا کہ یہاں بھی کوئی قیدی ہے دروازہ کھولو کوتوال نے کہا رات کو یہاں کا دروازہ نہ کھلیگا منظور نے کہا میاں دیوانے ہوئے ہو تم سب صاحب تقسیم کرکے کھاؤ بیٹھے کھانا کھاتے ہی بیہوش ہوئے منظور نے سب کے سر کاٹ ڈالے اس خیال سے کہ اگر ایک بھی زندہ رہیگا افلاک سے حال کہیگا سب کو قتل کرکے قفل کاٹا دیکھا قیلاب سر زیر بخ پر سر خم کیے بیٹھا ہے منظور نے اسکو عطر بیہوشی سنگھایا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لے بھاگا باغ میں ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا فلان کمرے میں قیلاب کو رکھو یہاں صبح کو میدان خونی کی تیاری ہوئی افلاک گینڈے پر سوار ہو کر میدان خونی میں آیا کہا میاں قیلاب کو لاؤ لوگ گئے جاکے دیکھا نگہبان مرے پڑے ہیں قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا ہتھکڑیاں بیڑیاں پڑی ہیں روتے پیٹتے سامنے افلاک کے آئے کہا حضور کوئی قیلاب کو قید خانے سے لیگیا افلاک بہت جھلایا کہا تلاش کرو ہرکارے چھوٹے سمک نے قاسم سے تمام کیفیت عرض کی قاسم نے کہا اے سمک دریافت کرو سمک برائے تلاش چلا مگر افلاک جھلاتا ہوا بارگاہ میں آیا سہام تیز گام عیار جو حاضر ہے اسیر تاکید کی کہ میں طبل جنگی نہ بجواؤنگا جبتک قیلاب کا پتہ نہ ملیگا سہام واسطے تلاش کے نکلا جب افلاک محل میں آیا زوجہ سے ذکر کیا میخوار نے بھی کہا کہ بہتر ہوا کہ کوئی قیلاب کو چھڑا لیگیا اسکی جان بچی میخوار زوجہ افلاک کی واسطے شکار کے نکلی فوج سپاہ گھر گیا عشوق ہم بیلے قرار دل ساتھ ہے یہاں جب طبل جنگی نہ بجا تو عیاران قاسم سے اجازت لیکر واسطے شکار کے صحرا میں آئے ایک آہو کے تعاقب میں مرکب ڈالا میخوار شکار کھیلتی پھرتی کہ دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہے میخوار نے اسکو تیر مارا آہو گرا کنیزوں نے کہا اٹھا لو کہ صحرا سے گرد اڑی میخوار کی

نگاہ پڑی ایک جوان بلند بالا چہرہ آفتاب ہتھیار جسم پر لگے ہوئے اپنے شکار کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آتا ہی سامنے جو آکر پہونچا میخوار کھڑی ہوگئی سراپا کو قیماس خان کے دیکھ رہی ہی قیماس خان کی جو نگاہ پڑی ایک نازنین دلجو پری رو سرو قد یاسمن بو خوشخو خوش رو کو دیکھا قیماس خان گھوڑے پر سے کود پڑا اچھال جہان آرا کو بحسرت دیکھنے لگا حیران جمال و محو دیدار عجیب انداز سے وہ نازنین بھی گھور رہی ہی نگاہ قیماس خان سے چار ہوئی برچھی دل کے پار ہوئی میخوار نگار اُٹھی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ قیماس خان کے کان میں جو وہ آواز سوز و گداز پہونچی بیقرار ہوگئے بیساختہ منہ سے نکل گیا قطعہ

میں مرگیا ہوں تیرے خریدار دیکھکر
رکھا ذرا زمین پہ قدم یار دیکھکر
اب دیکھیں ہمکو خوبی تقدیر کیا دکھائے
روتے ہیں وہ بھی صورت بیمار دیکھکر
برہم ہوا ہی ایک جہان جسطرح کہ میں
چھپتے ہیں اب وہ خواہش دیدار دیکھکر
مجکو تو ہی خیال جو تمکو نہیں خیال
روتے ہیں مجکو اب مرے غمخوار دیکھکر
مژگان کے وصف میں جو لکھے شعر اے نسیم

گھٹتا ہوا ہوں گرمی بازار دیکھکر
آئیں جو یاد وقت گذشتہ کی صحبتیں
پھر دل دیا ہی یار طرحدار دیکھکر
آئینہ نے سکھائیں انہیں کج مزاجیاں
محشر بپا ہی جلوہ رخسار دیکھکر
ثابت نہیں کہ آج ہوئی کونسی خطا
جلتا ہوں میں تو صحبت اغیار دیکھکر
ایسا ہجوم شوق نے بیخود بنا دیا
رکھا قدم نہ منزل پر رفتار دیکھکر

افتادگان خاک کو پابوس کا ہی شوق
رونے لگا میں جانب گلزار دیکھکر
مرنیکا ہوگیا ہی جو ہر شخص کو یقین
ٹیڑھے ہوئے وہ ابروے خمدار دیکھکر
پردہ کیا انھوں نے طلبگار دیکھکر
کیوں گھورتے ہیں مجکو وہ ہر بار دیکھکر
آخر کو رنج عشق سے حالت یہ ہوگئی
دیوار ہوں میں یار کی دیوار دیکھکر

یہ اشعار قیماس خان پڑھکر بڑھے تھے کہ قریب پہونچوں قدموں پر سر رکھدوں مگر رعب حسن نے دورباش کی آواز دی لڑکھڑا کر زمین پر گرے بیہوش ہوگئے ایڑیاں رگڑنے لگے میخوار نے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے مقام سے جسکی بالین پر اپنے بیمار کے آئی ایڑیاں رگڑتے ہوئے جو قیماس خان کو دیکھا دل بیتاب و پامال ہوا بالین پر اپنے بیمار کے بیٹھ گئیں بہ محبت سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر جو دماغ میں قیماس خان کے پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا آنکھ کھول کر دیکھا اُسی آفتاب چرخ حسن و جمال کو سرہانے پایا زیر سر تکیہ زانوے محبوب دماغ کو عرش اعلے پر پہونچا پایا قیماس خان اُٹھ بیٹھے وہ مغرور حسن و جمال بیٹھ پھر کر اُٹھی رشتہ محبت پانوں میں قیماس خان کے بندھا ہوا پیچھے پیچھے اس محبوب کے چلے جب وہ اپنے مقام پر آکر بیٹھی قیماس خان سر جھکا کر بیٹھ گئے ایک کنیز نے باشارہ ملکہ پوچھا اے شیر بیشہ جرأت آپکا نام نامی کیا ہی قیماس خان نے کہا میں سردار شاہزادہ خاور سیاہ ہوں قیماس خان خاوری میرا نام ہی یہ سنکر ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ یہاں سے ہمارا باغ قریب ہی وہاں انکو لیچلو دل سے کہتی تھی جسکی متلاشی تھی وہ اب ملا اسکو جانے دینا مناسب نہیں ہی یہ سوچکر ملکہ سوار ہوئیں قیماس خان ساتھ ہولیے ملکہ نے پلٹ کر کہا بھی کہ صاحب تم کہاں آئے ہو قیماس خان نے ٹھنڈھی سانس کھینچکر جواب دیا مطلع

لخت لخت جگرم مضمحل آید بیرون
درد چون گشت فزون شد دل غمدیدہ زبون
اشک از چشم یتیمان خجل آید بیرون

بس کہ آغشتہ بہ خون است دلم تازہ بخون
نالہ و آہ ہم متصل آید بیرون
خواہ در انجمن شاہ بود خواہ گدا

گر مرا شعلہ آہے ز دل آید بیرون
بر ہم گر بشگافند گل آید بیرون
مہر تابان جہان گشتہ کہ از غایت یاس
بے طلب ہر کہ رود منفعل آید بیرون

مخفیا در چمن از گریہ بلبل ترسم | ہائے گل بر سر شاخ گل آمد بزبان

ملکہ نے یہ اشعار سنکر سر جھکا لیا
کنیزون سے اشارہ ہی کہ ساتھ لیکر او کنیزین قیماس خان کو گھیرے ہوئے باتین کرتی ہوئین لیے ہوئے
آتی ہین تھوڑی دور چلکر دروازہ باغ کا ملا ملکہ قیماس خان کو لیکر باغ مین آئین باغ بہشت
آئین چہار جانب پھولون کا انبار نہرین آبدار باغ پر بہار عندلیبان خوش نوا مصروف زمزمہ سرائی
پھولون کی رعنائی باغ کی دیبائی سبزۂ نوخیز زمین عنبر بیز قیماس خان نے بڑھکر ہاتھ ملکہ کا تھام لیا
ملکہ خاموش ہو رہین بارہ دری مین آکر بیٹھین قیماس خان نے کنیزون سے پوچھا ملکۂ عالم کا کیا نام ہی کنیزون نے
بیان کیا کہ افلاک چرخ زن کی زوجہ ہین ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب و کباب لاکر حاضر کی ملکہ نے
جام بھر کر دیا قیماس خان نے شرما کر ہاتھ رکھا ملکہ نے جھلا کر کہا کیون صاحب کیا کسی نے منع کیا ہی
کہ کسی کے ہاتھ کی شراب نہ پینا قیماس خان نے کہا ای ملکہ یہ بات نہین ہی ہمارے تمہارے مذہب
مین فرق ہی اسوجہ سے ہم شراب نہین پی سکتے بعد تکرار بسیار میخوار نے کلمہ پڑھا جام مئے ارغوانی گردش
مین آیا صدائے ہوشا ہو کش و نوشا نوش بلند ہوئی ملازمان قیماس خان جنگل مین ڈھونڈھکر ملنے
لشکر مین آئے قاسم نے گھبرا کر پوچھا ماموں جان کہان ہین سب نے عرض کی ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
ڈالکر گئے پھر پتا نہ ملا قاسم نے کہا ای سمک بڑی حیرت ہی معلوم ہوتا ہی ماموں جان کو کوئی چرا لیگیا
قیلاب کا غائب ہونا قید خانے سے آج ماموں جان کا شکار گاہ سے بڑی حیرت کی بات ہی کہ یہ کیا معرکہ
گذرا اسکو دریافت کرو کہ ماموں جان پر کیا گذری سمک نے کہا غلام جاتا ہی یہ کہکے واسطے تلاش
کے نکلا قاسم کو بھی قیماس خان کے نہ آنے کا بڑا تردد ہی خود بھی واسطے تلاش کے چلے یہان
قضا سے کار افلاک چرخ زن نے ایک نامہ لکھا سرباز صحرائی ایک پہلوان زبردست ہی
کہ اُسکے ساتھ اپنی بیٹی آفاق حسن آرا کو منسوب کیا ہی مضمون نامے کا یہ تھا کہ ای پہلوان دوران
ای رستم زمان فی الحال مسلمانون سے معرکہ درپیش ہی تم آکر اپنی معشوقہ کو لیجاؤ سرباز خود مدت سے
عاشق تھا یہ مژدہ جو پہونچا نہال ہو گیا استر اسی ہزار فوج لیکر چلا چھکڑے اسباب کے لدے ہوئے قریب باغ ملکہ
آفاق آیا آفاق حسن آرا یاد مین قاسم کے مبہوت لب پر مہر سکوت سرباز نے جو کہلا بھیجا ملکہ نے سنکر کہا
اُس بیجا سے کہدو ہماری طبیعت علیل ہی اور کبھی آنا سرباز رنجیدہ پلٹا جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگا اُدھر
سے قاسم شکار کھیلتے ہوئے آتے تھے دس پانچ قراول چند سوار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے سرباز
کی جو نگاہ پڑی ایک سوار سے کہا دریافت کر یہ کون جوان ہی یہان کیون ٹھہرا ہی سوار نے آکر قاسم سے پوچھا
قاسم نے کچھ جواب نہ دیا ایک سوار نے کہا مثل آفتاب عالمتاب آقائے نامدار کا نام روشن ہی
ذکر تمنے سنا ہوگا نبیرہ صاحبقران قاسم عالیشان فرزند رستم نوجوان یہ سنکر سوار بھاگا سرباز سے کہا
اس جوان سے آپکے خسر صاحب سے مقابلہ پڑا ہی یہ سنکر سرباز نے کہا خداوند لات و منات کی عنایت ہی اسی خیال
سے ملکۂ عالم نے مجکو نہین بلایا باپ سے لڑائی پڑی ہی بیٹی کو ملال ہوا اسکا سر کاٹ کے سامنے ملکۂ عالم کے
لیجاؤن خدمت مین نذر ڈالدون عرض کردن کہ دشمن کا سر حاضر ہی آپ کیون تردد فرماتی ہین میری اشتیاق مین عجب
کیفیت ہی یہی جی چاہتا ہی کہ دامن تھام لون رو رو کر عرض کردن نظم

دل مین آتا ہی کیونکر ترا ابجار سحر | ناخن فکر سے بھی کھل نہین سکتی ہرگز
غیر ممکن ہی کہ ہو ہجر مین ای یار سحر | ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر

نظر آتے نہین کسوقت سے ہم کو چھپتے ہین
روکے کرتے ہین ترے عاشق بیمار سحر
آنکھین ہین وعدہ فراموش کہ عالم نہین
کس طرح کرتے ہین دیکھون ترے غمخوار سحر
کچھ حیات نفس چند ہی باقی اے دل
زلف ہی شام اگر ہین ترے رخسار سحر
وہ تو پہلو ہی نہین درد کی شدت دیکھین
جاتے ہین ہم جو کبھی جانب گلزار سحر

ہو گئی اتنی تو مشکل کہ مری یار سحر
کیا کہون ہوتی ہی کچھ اور ہی انکی [illegible]
اب نہ دیکھینگے ترے تازہ گرفتار سحر
منہ دکھاتی نہین افسوس شب فرقت مین
ہم تڑپین ہونگے کسیکی پس دیوار سحر
ہر نفس مین دم آخر کے مزے آتے ہین
آج کس طور سے ہوا ہے دل بیمار سحر

پوچھتا کیا ہی گذرتی ہی شب غم کیونکر
دیکھتے ہین جو ترے طالب دیدار سحر
ہین تو ہون نزع مین انکو ہی اذیت ہر دم
رکھتی ہی عاشق جانباز سے کیا عار سحر
رات اور دن کے نمونے ہین مری جان یقین
یہ یقین کب ہی کہ دیکھین ترے بیمار سحر
روز دو چار نئے گل نظر آتے ہین قسیم

یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا فوج کو حکم دیا قاسم کو گھیر لو چہار جانب سے فوجین قاسم پر چلین قاسم نے جو فوجون کو آتے دیکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا یارک افراسیابی کو پیغام انتقام سے کھینچا نعرہ شیرانہ کرکے جا پڑے

نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زنم تیغ بر ابر و نیزہ بماہ
آفتاب مشرق دین پروری
شہسوار بلال پوش خاوری
ز آب دم تیغ بشستم زمین
ہمہ باخبر شد بہ زیر نگین

تلوار چلنے لگی ہم نے جو خیال کرکے دیکھا قاسم نوجوان شیرانہ رستمانہ لڑ رہے ہین چند سوار ساتھ کے مارے گئے قراول بھاگے شاہزادہ والاقدر مثل شیر غضبناک لڑائی مین مصروف افسران فوج کو تاک تاک کے مارا فوجون کو بے افسر کر دیا قضائے کار جس باغ مین قیماس خان خاوری ساتھ میخوار کے صحبت آرا ہین وہ باغ یہان سے قریب ہی کئی دن قیماس خان کو گذر چکے ہین معشوق پری چہرہ پہلو مین مصروف عیش و عشرت ہین تمام دنیا فراموش یکایک آواز گیر و دار آئی گھبرا کر قیماس خان نے کہا ارے کوئی کنیز بڑھکر دیکھے تو کہین لڑائی ہو رہی ہی ایک کنیز بھاگی بیرون باغ جاکر دیکھا ایک جوان آفتاب تمثال بیچ مین کھڑا ہوا ہی چہار جانب سے کفار قصد کرتے ہین جس جانب اُس شیر نے گھوڑا اٹھایا بھاگ جاتے ہین مگر وہ جوان اس قاعدے سے لڑ رہا ہی ہزارون مار کے ڈالدیے لاشے گرد پڑے پھڑک رہے ہین وہ شیر پامال کرتا پھرتا ہی کنیز دیر تک تماشا دیکھا کی اب وہان سے پلٹی قیماس خان کے سامنے آئی کہا اے شہریار ایک شیر بیشہ جرات آفتاب آسمان لیاقت حسن و جمال مین بینظیر حسن مین ماہ منیر ہزارون سپاہیون نے گھیرا ہی وہ شیر اکیلا لڑ رہا ہی زخم بھی کھائے ہین کس ہوش و حواس سے لڑ رہا ہی کہ کبھی کوئی ایسا جری ہماری نگاہ سے نہین گذرا قیماس خان نے صورت کا پتہ پوچھکر زانو پر ہاتھ مارا کہا ملکہ غضب ہوا یہ تو میرے آقا کا پتہ ہی یقین کامل ہی کہ مین جو نکل گیا میری تلاش مین نکلے ہونگے اس حقیر کو ماموں فرماتے ہین یہ انکی بندہ نوازی ہی کہ مجکو ماموں کہتے ہین مین انکے غلامون کے بھی لائق نہین ارے میرا مرکب جلدی تیار کرو میخوار گھبرا گئی اٹھکر قیماس خان کا دامن پکڑ لیا بے اختیار رونے لگی یہ الفاظ زبان پر جاری ہوئے نظم

کی توان تسخیر کردن عمر بے بنیاد را
خوب پیدا کردہ ہر بے ستون فرہاد را
صید مسکین را کجا مردم حمایت می کنند
دادہ برباد فنا بنیاد قوم عاد را
استخوانم شکل کوہسار شد از غم ظہیر

کو سلیمان تا نگہدارد بہ معجز باد را
صدمہ ہائے عشق را کی بوالہوس از دل برد
ہر کہ را دیدیم خلعت میدہد استاد را
از رعونت می نشاند سرو را بر جا [illegible]
در صفیر آید غم چون بر کشم فریاد را

عشق میخواہد ستون نے دہ بنائے کار خود
کی شناسد طفل قدر سیلی استاد را
اے ستمگر دست کوتہ کن ز مظلومان چرخ
ہر رسن چون خرام آرد قد شمشاد را

یہ اشعار پڑھکے بے اختیار رونے

کہا صاحب سُن چکے کہ لاکھوں کا لشکر ہی اسمین تنہا جانا کیونکر قبول کروں قیماس خان نے کہا صاحب اگر مین مارا جاؤں تو میرے واسطے سعادت دارین ہی رہو کہ راحت دل کو چین ہی مہجو ارنے کہا میرے دل کو کیونکر آرام آئے مین نے آپ کے واسطے گھر بار چھوڑا شوہر و ماں انتظار مین ہوگا آج چوتھا دن ہی کہ مین نہین گئی افلاک کیا کہتا ہوگا مین اپنے دل کو کیونکر سمجھاؤں نظم

اگر تھی دامن جانان کی آرزو ای دل
مجھے بھی آنکھ کا اشک چکیدہ ہوناتھا
کمال بے ادبی سے یہ عرض کرتے ہین
بشکل سبزہ زمین پر دمیدہ ہوناتھا
عجب تھا کہ اُسے رحم کچھ نہ کچھ آتا
مرے نصیب مین شاخ بریدہ ہوناتھا
امید رحمت آغوش یار تھی جو مجھے
نہ اسقدر مجھین ہمسے کشیدہ ہوناتھا
وہ آبلہ ہون نہ تھا جسکو نشتر بھی نصیب
تجھے بھی عشق کا لذت چشیدہ ہوناتھا

لب اس زمین پہ مجھے آرمیدہ ہوناتھا
تو چند دم کے لیے آب دیدہ ہوناتھا
کبھی نہ خدمت دامن سے سرفراز ہوا
ہمین سے ای قدجانان کشیدہ ہوناتھا
کبھی گئی میری دکھائی بہار لاکھوں کو
مری امید کجھے ابر دیدہ ہوناتھا
بہانہ موت کا تھا جسم و روح کو ورنہ
بصورت دل عاشق طپیدہ ہوناتھا
خفا نہو جو کہ پسند نکلے آنکھ سے آنسو
درون قلب مین مجکو طپیدہ ہوناتھا
کھلی اب آنکھ تو کیا فائدہ نسیم انیس

ہوا سے خاک کو برسون پریدہ ہوناتھا
کسی کے چہرے پہ ہوتا کسی کے دامن مین
دہ بانجھ ہون کہ جسے نارسیدہ ہوناتھا
اگر تھی لذت پامال کی ہوس ای دل
بشکل ابرو جانان خمیدہ ہوناتھا
نہ برگ و گل نہ ثمر سب سے پاک دامن ہون
ہر اک کو اپنی طرح سربریدہ ہوناتھا
کمال ربط مین ہوتی ہین سیکڑون باتین
یہ ابر عشق ہی اسکو چکیدہ ہوناتھا
بہار صحبت رندانہ بھاتی ای واعظ
نہ سمجھے زیر لحد آرمیدہ ہوناتھا

صاحب مین کیا کروں میرا دل نہین مانتا قیماس نے کہا صاحب اس مقدمے مین کچھ نہ کہو ملکہ ہمکو ترغیب دو مین کسیکو منہ دکھانے کے لائق نہ رہونگا میری بہن کا فرزند ہی ملنوں مین خدمت مین انکے باپ کی رہا خدا نے انکو لائق و فائق کیا تب رستم نے کہا اپنے فرزند کے ساتھ رہو خدا اُنکو سلامت رکھے مثل رستم کے مجکو جانتے ہین یہ کہکر قیماس خان گھوڑے پر سوار ہوئے ملکہ روتی ہوئی پیچھے پیچھے چلین دوپٹہ ڈھلکا ہوا پانچے چھوٹے ہوئے کبھی دامن پکڑ لیتی ہی قیماس خان ہر مرتبہ گھوڑے سے اُتر کر ملکہ کو سمجھاتے ہین کہ برائے خدا صبر کرو مین ضرور جاؤنگا قریب دروازے کے آکر بہ غصہ کہا کہ صاحب جاؤ تمھارا رونا دل کو بیقرار کرتا ہی ایسا نہو نامردی گھیرے حسرت شوق ملاقات بھرے تو سب جرأت ڈوب جائے قیماس خان باہر نکلے ملکہ بیہوش ہوکے گرین چار سے کنیزین موجود ہین اُٹھاکر ملکہ کو لے گئین قیماس خان اُسوقت پہونچے کہ قاسم پر زمانہ تنگ ہی کفار ان بیحیا سے جنگ ہی دو سے نیزے اور تیر مار رہے ہین قاسم کا جسم چھنا ہوا ہی پر اعضا فوارہ بنا ہوا ہی قیماس خان نعرہ کرکے گرے آواز دی ای آقاے نامدار و ولاے قدرشناس غلام اپنے مقدمے مین بہت شرمندہ ہی اگر قدم اقدس پر جان دوں تو زیبندہ ہی یہ تو نیاز مند خوب سمجھ گیا کہ حضور غلام کی تلاش مین نکلے ان نامردوں مین گھرے قاسم نے جو نعرۂ قیماس خان کی آواز سنی اور دیکھا کہ قیماس خان نے گرتے ہی صفوں کو درہم برہم کر دیا جسنے جھپٹ کر ہاتھ مارا سینہ سپر کر دیا کلائی پر اسکے ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا جو رنگ ہوائی قلم کیا قاسم کو مہلت نہین ملتی قیماس خان ہر چند چاہتے ہین کہ اپنے کو برابر قاسم کے پہونچا دین اسقدر فوجوں کا انبوہ ہی کہ جس صف مین لڑ رہے ہین بڑھ نہین سکتے سب نے انکو بھی گھیر لیا قاسم اپنے واسطے تو صبر کر چکے تھے کہ اب زندہ انمین سے نکلنا بہت دشوار ہی کہ دو کاوش بیکار ہی موت لیکر آئی تھی یہان تو یہ رنگ ہی

کنیزین جو میخوار کو اٹھا کر بارہ دری مین لے گئین آنکھ جو کھلی ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو یہ تم نے کیا کیا مجکو مین پڑا رہنے دیا ہوتا زندگی بیکار ہے ایسے شیر کے بعد زندہ رہون نظم

ہرگز مباد آنکہ بہشت آرزو کنم
گر من حدیث طرۂ او مو بمو کنم
خود را بہ دار بر کشم از دست جور او
شرمم شود کہ روے دگر سوے او کنم

خود را بہیچ بجر چہ بے آبرو کنم
آن سال و مہ مباد کہ ای ماہ روے تو
وز آہ جان گداز رسن در گلو کنم

چندین ہزار جان گرامی شود بہ باد
یک لحظہ زندگانی خود آرزو کنم
مجھے اگر بہ کعبہ کنم روے در نماز

یہ کہکر خوب بلک بلک کر روئی کہا ارے کمبختو خبر تو لو کہ وہ اپنے آقا تک پہونچے یا نہین مین آرام سے بیٹھی ہون وہ مبتلاے دام رنج و الم کیونکر دل کو قرار ہو چند کنیزین دوڑین دم بھر کے بعد پلٹ کر آئین عرض کی واری ساٹھ ستر ہزار جوان کا دو شیرون پر بلوہ ہے ایک گوشہ پر جا کے یہ بھی لڑنے لگے آقا کے پاس تک نہین پہونچے میخوار نے کہا اسلحہ لاؤ بادیان مشکین تیار کرو جسکو ہمارے نمک کا پاس ہو ہمارے ساتھ چلے ورنہ اختیار ہے یہ کہکر ہتھیار لگائے خود و زرہ پہنا چار سے کنیزین کہ تعلیم کردہ ہین سب نے عرض کی واری آخر فنون سپاہ گری کس دن کے لیے سیکھے ہم سب آپ کے ساتھ ہین چار سے کنیزین تیار ہو کر سامنے آئین ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی ملکہ بادپا پر سوار ہوئین چار سے کنیزین پشت ہاے مرکب پہ سوار ہوئین نقاب سب نے چہرون پر ڈالی ملکہ باغ سے نکلکر چلین چار سے جشنین ترکین نیزے ہاتھ مین پنجہ ہاے ہلالی زیب کمر خود صیقل و مصیقل بر سر اس زور و شور سے چلین یہان وہ وقت ہے کہ قاسم لڑتے بھڑتے قریب سرباز صحرائی پہونچے ہرچند کہ دریاے خون مین غرق ہین اسقدر خون جسم سے بہ گیا کہ رکابون سے پیر نکلے جاتے ہین سرباز کو ڈانٹا سرباز بھی چلا فوج والے چاہتے ہین گھیر کر قاسم کو مار لین اس مقام سے نہ بڑھنے دین یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت و جلالت مین لاثانی لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش چار سے جوان پشت پر بڑے زور و شور سے آتا ہے دور سے جو نقابدار نے قیماس خان کو گھرا ہوا دیکھا اسی طرف آکے ٹھہرا کنیزون نے کہا بھی کہ قاسم نوجوان اس طرف لڑ رہے ہین ملکہ نے کہا مین کیا کرون دل نہین مانتا نظم

داغ دل خندہ زن زخم جگر کوئی نہ تھا
روے رنگین سا ہو گل جسم شجر کوئی نہ تھا
لعل لب سا لعل دندان سا گہر کوئی نہ تھا
رہ گئی دل ہی مین اپنے حسرت اظہار شوق
جاگتا تھا فتنہ جو تھا بیخبر کوئی نہ تھا
تیغ کے جوہر دکھاتے تھے وہ ابروے حسن
جلوہ فرما تو نہ تھا جسمین جگر کوئی نہ تھا
عہد پیری مین جوانی تھی نہ آنکے ولولے
واپسین دم تک تو مجسے پیشتر کوئی نہ تھا

غیر یار آنکھون مین اپنے جلوہ گر کوئی نہ تھا
باغ مین سیب زنخدان سا ثمر کوئی نہ تھا
خوبصورت یون تو بہتیرے تھے لیکن یار سا
لکھکے حنا جب ہنسے ڈھونڈھا نہ کوئی تھا
دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنے کیا عزیز
آشنا گردن سے اپنی اپنے سر کوئی نہ تھا
رکھتی تھی زلف رسائی یار ہر اک سو در از
محفل شب مین سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا
یار آنکا تو تھا صورت دکھاتا مین کسے

عشق کے سودے سے پہلے درد سر کوئی نہ تھا
مردمان چشم سا اہل نظر کوئی نہ تھا
جوہری کی آنکھ سے دیکھے جواہر بشر
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا
تیرے نالون نے جو شب کی تھی قیامت آشکار
عیب لعنت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا
دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
کون سے قصے کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا
معرکے مین عشق کے مطرح پر کھے ہوئے
چھٹنے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کسکو حسن دلکش سے نہ تھا ای جان جہان
منزل ملک عدم کا ہمسفر کوئی نہ تھا
فلک سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا
لیچلے ہستی سے اُٹھ عشق آتش تنکر ہی

ای صاحبو خدا دونون صاحبون کو بچائے کمان کیانی دوش سے اُتاری سب کنیزون نے کمانین لین تیر چاہے سے کمانون مین درست ہوئے ایک چھرا تیرون کا مارا چار سو بچیا گھوڑے سے گرے تین حملے اسی طرح کیے بارہ سو جوان تیرون سے گرائے قربان اُس جرأت و شوکت کے پھر نیزے پکڑ کے جا پڑین نیزہ مارا اور چھوڑ دیا چار سو جوان یون مارے اب تلوارین پکڑ کے گرین سب کنیزین تعلیم کردہ کمانیان صاف چونین جنگی ہوئی چل رہین ہین سر کو بتایا کمر پر ہاتھ مارا فوج مین حملہ پڑ گیا کئی ہزار گھوڑا کوتل ہنہنا کر بھاگا فوج مین ہزارون کا فریاد ہوئے قاسم حیران ہین کہ یہ لقا بدار کون ہے اتنی جو مہلت پائی سرباز پر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا چاہا جواب مین وار کرون ایک بچیا نے پشت پر سے نیزہ مارا شانہ قاسم کا نشانہ ہوا سرباز نے دوسرا وار کیا قاسم کا سر بھی زخمی ہوا لپٹ کے قبضہ مارا جسنے نیزہ مارا تھا اسکا گھوڑا مارا گیا سرباز پر جلدی مین پیلا مار دیا سرباز کا سر زخمی ہوا اور لوگ بیچ مین لوٹ پڑے کچھ سرباز کو لے گئے کچھ قاسم سے لڑنے لگے اب قاسم سے پشت مرکب پر نہین تھما جاتا خیال ہے کہ ایسا نہو گھوڑے پر سے گرون تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا ای مرکب اصیل اگر ہو سکے تو مجکو لے نکل مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا مرکب اصیل اپنے راکب کا کفیل ایک جانب سے نکلا قیماس خان لڑ رہے تھے کہ ملکہ کی کنیزون نے آکر گھیر اقیماس خان سے ملکہ نے ملاقات کی کہا ای شہریار لڑتے بھڑتے نکل چلیے اب ٹھہرنے کا وقت نہین ہے دیکھیے اب آپ کے آقا کی بھی آواز نہین آتی قیماس خان سمجھے قاسم کو گھوڑا نکال لے گیا قیماس خان لاچار یہ بھی خیال تھا کہ ایسا نہو ملکہ پھنس جائین تو بڑی مشکل کی بات ہے آخر لڑتے بھڑتے ملکہ کے ساتھ قیماس خان بھی نکل آئے سرباز کے لشکر مین رات بھر تلوار چلی آپس مین لڑا کیے مگر قاسم کو جو گھوڑا لیکر چلا تو ایک دیوار باغ کے پہلو پہنچا پھر یہی جو ہلی قاسم پشت مرکب سے زمین پر گر گئے گھوڑا ابھی اُسی مقام پر بیٹھ گیا شیہے بھرتا ہے اپنے آقا کو بیدار کرتا ہے قاسم انتہا کے بیہوش ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہین چھوٹا قضائے کار یہ باغ ملکہ آفاق حسن کا ہے آج شب سے بیقراری نے بہت ترقی کی کالی رات نہین کٹتی گرد کنیزین بیچ مین پریشان بیٹھی ہین کبھی گھبرا کر فرماتی ہین صاحبو آج رات نہین کٹتی دل گھبراتا ہے جی چاہتا ہے گھر سے نکلی اُون کوچہ محبوب مین ہو بہون وہان کی خاک چھانون اُس غافل سے کہون او ظالم

نظم

شب کو نزدیک پاس جو وہ رشک حور تھا
بو غمل تھا وہ اک قدر زیبا سے دور تھا
سیماب مین سٹے انکو دکھا کر کہا یہ آج
وہ دل سے تھا قریب پر آنکھون سے دور تھا

خنداں تھے کیا رقیب جو وہ مجسے دور تھا
بیچین کسقدر یہ دل ناصبور تھا
پہلو سے میرے چھین کے رونا یہ کیا کیا
کل ہجر مین یہ حال مرا ای حضور تھا

جلتا تھا مجکو غم انکھین اُتنا سرور تھا
جوبن تھا اگلے سال عجب تیرے باغ پر
صاحب یہی علاج دل ناصبور تھا
آتی شب فراق مجھے نیند کسطرح

بیقراری دمبدم بڑھتی جاتی ہے رات کسی طرح نہین کٹتی کبھی گھبرا کر روشنی کو دیکھتی ہین کہ پروانے شمع کے گرد پھر کر جل جاتے ہین ملکہ نے فرمایا کیون صاحبان پروانون کو کیا مزا ملتا ہے کہ جل جل کر اپنی جان دیتے ہین ایک کنیز نے کہا واری ملاحظہ تو فرمایئے شمع بھی تو اُنکے

حسرت بھاتی ہی مجھکو جان دیدیگی عاشق و معشوق دونون تباہ کسی کو چین نہین سنا لیلی مجنون کا حال مشہور ہی شیرین فرہاد پر کیا گذری کسی عاشق کا بھی حال یہ سنا کہ وصل معشوق بہ لطف ہوا آرام سے گذری کوئی دب کر مرا کسی نے سنکھیا کھائی کوئی تڑپ تڑپ کے مرا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا صاحبو مین خوب سمجھتی ہون لیکن نظم

چہ احتیاج بہ یاران و آشنا ما را
کشیدہ تیغ و تغافل گرفتہ دامانش
کدام وعدہ چہ دل دیدہ کجا ما را
جہان بعربدہ سر میکشی کہ پنداری
بگو چہ رنگ برآورد گرد فا ما را

اگر شویم نہان در غبار سا ختگی
کجا شناختہ آن ترک میرزا ما را
کسے ندانست کہ سر رشتہ را نگہدارد
جریدہ است جنون سر برہنہ پا ما را
اگر اسیر دیار فرنگ ہم گردیم

جنون نمی کشد از خویشتن جدا ما را
سراغ میدہد از رنگ ما حیا یارا
اگرچہ سادہ خیالیم سادہ لوح نہ ایم
گرا بہ گرد زد بوانگی و فا ما را
خجل ز عمر ہی مستی و خمار شدیم
نئی خرد کسی از دولت حیا ما را

کنیزین کہتی ہین واری سحر قریب ہی دیکھیے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صدائے مرغ سحر آئی موذن نے اذان بھی دی ملکہ گھبرا کر اٹھی ٹہلتی ہوئی اسی پریشانی مین کوٹھے پر آئی دیکھا ایک مرکب خون سے بھرا ہوا باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرا کر رہا ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا اری نرگس دیکھ تو ایک گھوڑا خون مین بھرا کھڑا ہی نرگس نے جھک کر دیکھا کہا واری سوار بھی تو زیر محل پڑا ہی یا ستارۂ سحری چمک رہا ہی تقاضائے جرأت دیکھیے اس حال مین بھی قبضہ ہاتھ سے نہین چھوٹا سطوت و صولت کو کام فرمایا طریقے سے معلوم ہوتا ہی قزاقون نے گھیر ا ارادہ کیا مال چھینین صاحب لیاقت تھا اڑا گنٹھے یاقوت احمر کے موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین گھوڑے قزاق اپنی جان کو روتے ہونگے کف افسوس ملتے ہونگے ملکہ نے کہا یہ جوان بیہوش پڑا ہی چلکے قریب سے دیکھین یہ کہکے ملکہ کوٹھے سے اتری پیچھے چالیس کنیزین آگے آگے ملکہ کھڑکی کھول کر باہر نکلی ملکہ آگے بڑھی کنیزین کہتی ہین واری زخمی ہے کے قریب نہ جائیے ملکہ نے کہا خوف کیا ہی آدمی کا زخمی ہو جانا کیا بڑی بات ہی یہ کہکے قریب آئین نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی آنکھین بند دل دردمند زرہ کے ٹکڑے ٹکڑے جوشن کے تار اُلجھے ہوئے خود سر سے گر گیا زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر لیٹی ہوئین صاف ثابت ہی کہ ناگینان چشمۂ خورشید مین لہرا رہی ہین کاکلین اپنا تکلف دکھا رہی ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا ملکہ جمال شاہزادہ والا تبار دیکھکر مثل بید کانپی جو ذکر باپ سے سنا تھا وہ صورت زیبا دیکھی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہر چند چاہا ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا دل پر قابو نہ رہا بیساختہ منھ سے آہ نکل گئی تھر تھر کانپی پکار اٹھی نظم

ہیچو شمع از خلق پنہان کردہ ام آثار خویش
سر نوشت طالعم ناگشتہ بخت واژگون
عشق میسوزد و سینا از گرمی بازار خویش

فیض دست آموز دارد ناخن ملوچ سر شکنا
گر کنم آزار دشمن میکنم آزار خویش
باغبان گلشن انصاف نا نازم اسیر

تا بہ کس روشن نہ سازم کفر و ایمان خود را
ہر گرہ کز دل کشایم میزنم در کار خویش
گر نگاہ گرم او دارد خریدار نیاز
گر ببلبل کند خود را سر دیوار خویش

لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی کنیزین دوڑین سر اٹھا کر زانو پر رکھا تلوے سہلائے ملکہ نے آنکھ کھولی کہا ارے خدا تمکو غارت کرے کیا مین مر گئی تھی وہ شہریار زخمی پڑا ہی اُسکی خبر نہ لی مجھے بھی تم لوگون سے ضد ہو گئی یہ کہکر سرہانے قاسم کے پہونچین سر اٹھا کر زانو پر رکھلیا خون چہرے کا دوپٹے سے پاک کیا

دہان زخم جو کھلے تھے اسکو دیکھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے سینے پر گھونسہ مار کر کہا ارے صاحب یہ کیا ہی یہ کون جلاد صاحب بیداد تھے اس بیرحمی سے زخمی کیا ارے چار پائی لاؤ باغ مین اُٹھا کر لیچلو کنیزین دور کر پلنگ لائین ملکہ نے سر کے نیچے ہاتھ رکھا سب کنیزین لپٹ گئین قاسم کو اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا ملکہ اس بدحواسی مین خود کاندھا دینے لگین کنیزون نے کہا حضور ہٹین ہم لیے چلتے ہین ملکہ نے کہا سنو صاحبو مجھے اور کوئی مطلب نہین میرے والد نابکار نے اس ملک سے قزاقون کا نام مٹا دیا ہزارون کے سر کٹوا کر نخلستان مین لٹکوا دیے اگر شہریار کو ہوش آئے تو مین دریافت کرون کہ آپ کہان گھیرے گئے کیونکر معرکہ پڑا جان بچ گئی یہی بڑی بات ہوئی نہین معلوم کسقدر قزاق تھے کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور بڑی جرأت کی کیونکر جان بچائی مال بھی نہین دیا چارپائی لاکر باغ مین بچھائی حکم دیا جراح کو لاؤ کنیز جراح کو لائی ملکہ نے کئی ہزار روپے اسکے سامنے رکھدیے کہا اس زخمی کا علاج کرو اگر تمنے غسل صحت کرا دیا دولت دنیا سے نہال کر دونگی وامن مدعا جواہرات سے بھر دونگی جراح نے دیکھکر عرض کی کوئی رگ پٹھا نہین کٹنے پایا بہت جلد صحت ہوگی یہ کہکے جراح نے زخم دھوئے ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین جب قاسم کو آرام ہوا بچا پہردن رہے آنکھ کھولی دیکھا ایک شاہزادی آفتاب جمال ماہ تمثال سرہانے بیٹھی ہی رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی آفتاب جمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ رشک چشم غزال سینے پر اُبھار حسن و بہار نظم

ہر مین تھی موجۂ لطافت
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ تھا کہ وہ نور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بینی کے قریب تھے ابرو

گویا تھا وہ حور کا سراپا
نشے مین شباب کے بھری تھین
شہباز نے وا کیے ہین بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
دنیا کی آنکھین سرمے کا تھا
سراپا خوب محبوب مرغوب

سیمتن غنچہ دہن خنجر ابرو خال سیہ و چشم جادو **فرد** بہ خندہ گر لب برانگیختے ✦ نمک بر دل خستگان ریختے ✦ شہزادے کے سینہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھے **فرد** شیر نگاہ مست تو دانے کجا نشست ✦ بر دل نشست خوب نشست و بجا نشست ✦ گھبرا کر اُٹھ بیٹھے چند زخمون کے ٹانکے ٹوٹ گئے ملکہ نے کہا صاحب کیون اُٹھتے ہو ایسا نہو کوئی زخم بگڑ جائے قاسم نے نہ مانا اُٹھ بیٹھے ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا ایک کنیز نے بڑھکر پوچھا ہماری ملکۂ عالم پوچھتی ہین کہ آپ کہان زخمی ہوئے کیا قزاقون نے گھیرا تھا آپ نے مال کے واسطے جان دیدی تھی مگر خدا نے بچا لیا قاسم نے کہا قزاق ہمکو کیا گھیرتے ہم واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے سرمایہ نامی پہلوان ساٹھ ستر ہزار فوج سے صحرا مین تھا اسنے نام پوچھا ہمنے مفصل بتا دیا کہ قاسم نوجوان فرزند رستم عالیشان نبیرۂ صاحبقران اُسن بیچا کو ناگوار ہوا کل فوج کو حکم دیا سب سے تلوار چلی آخر مین زخمی ہوئے مگر اسنے از روے بلوے کے چاہا تھا پکڑلین خدا نے بچا لیا گھوڑا اسطرف نکال لایا آپ نے جان بخشی کی خدا آپکو جزاے خیر دے ملکہ نے کہا صاحب آپکا ذکر والد نے کیا تھا شکر ہی کہ مرکب اس طرف لے آیا بڑا افضل شریک حال ہوا آپکا ذکر جرأت اپنے والد سے سنا تھا اشتیاق تھا کہ آپ کو دیکھون لات و منات نے دکھا دیا قاسم نے کہا اگر ہمکو اپنے گھر مین بلایا ہی اور مہربانی فرمائی تو لات و منات کا نام نہ لیجیے ہمین ناگوار ہوتا ہی لعنت کر اے بسیار ملکہ نے کلمہ پڑھا مع کنیزون کے مسلمان ہوئین اب قاسم و ملکہ ایک مسند پر آکر بیٹھے

ساقی نے آکر حاضر ہوئے رقص ہونے لگا ایک نازنین پری پیکر یہ غزل گا رہی تھی غزل

نقش ہے دل مین مرے صاف ترے دار کا
تار اس زلف معنبر کا نہ توڑا ای شانے
ساحری کشتہ ہے آنکھون کی فسونکاری کا
رخ پہ اُس زلف کے جھٹنے سے ہوا دلکو یقین
کچھ مداوا ہی نہین چشم کی بیماری کا
دل مین آتا ہے گلا کاٹئے در پر اُسکے
مین تو عاشق ہون غلام اپنی ستمگاری کا

کون وارفتہ نہین تیری طرحداری کا
سلسلہ ہے یہ مرے دل کی گرفتاری کا
نخل امید کو ہو تجھ سے نہ کہین اس سے گزند
چاندنی سے ہے فزا مرتبہ اندھیاری کا
سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہے ... موت
بوالہوس حوصلہ بھر کر نہ سکین یاری کا

گشتہ ای یار ہون مین تیری جفا کاری کا
حوصلہ سب کو ہے یوسف کی خریداری کا
لب جان بخش کے اعجاز کا عیسی ہے قتیل
کام کرتی ہے مری آہ سحر کاری کا
آنکھ کیونکر مین رخ یار سے پھیرون ناصح
سجدہ دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا
اسنے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت

تحسین گری صحبت مین آفاق حکایت شکایت کر چلی اپنا حال عشق بھی بیان کیا کہ والدے جواب کا ذکر کیا اور حال عشق گیتی افروز بہ تصریح بیان کیا دل ٹکڑے ہوگیا اُسی دن سے مین خواہان ہوئی کہ جمال جہان آرا دیکھون شکر کرتی ہون پروردگار کا کہ آپ کو زخمی کرا کے یہان پہونچایا آپ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچایا مگر لب لیکر بیان آیا رات سے میری بیقراری کو ترقی تھی قاسم نے پوچھا ای ملکہ عالم کچھ آپ کو معلوم ہے کہ قیماس خان خاوری کا کہان قیام ہے آپ سے کہین قریب ہین کہ میری خبر سنکر آئے شریک جنگ ہوئے نہین معلوم میرے بعد اُنپر کیا گذری آفاق نے کہا ای شہریار مجھے اسکا حال نہین معلوم ایک امر عقل سے دریافت کیا ہے یہان سے کوس بھر پر باغ ہے کہ وہان والدہ ماجدہ تشریف رکھتی ہین آج پانچوان دن ہے کہ والدے بلا بھیجا انھون نے جواب دیا کہ مین علیل ہون حاضر نہین ہو سکتی بعد دو چار دن کے آؤنگی آج پانچ دن ہوے وہ دولت سرا نہین گئین یہ بھی مین نے سنا کہ دروازہ باغ کا بند رہتا ہے قاسم نے کہا بعد آنے قیماس خان کے ایک نقابدار چار سو نقابدارون سے آیا لشکر دشمن مین مہلکہ ڈالدیا کئی ہزار جوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے مین بھی اُنہین کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسکو بھی زخمی کیا کیا عجب ہے کہ وہ سب نقابدار عورتین تھین اگر قیماس خان اُنکے ساتھ نکل گئے تو جان بچی ورنہ دشمن اُنکے گھر گئے ہونگے جام مے ارغوانی چل رہا ہے ایک کنیز جو کباب بنا رہی تھی اُسنے جلدی مین کباب جو بھونے چند کباب جل گئے پلیٹ مین رکھکر سامنے قاسم کے رکھدیے قاسم نے کہا اگر ملکہ کو دکھائیے کہ دیکھو صاحب جلے ہوئے کباب ہمکو دیے ملکہ نے کہا کیون سوسن کیا آنکھون مین چربی چھا گئی اُسنے مُنھ بھلا کر کہا مین آپ کی کنیز ہون میری آنکھون مین کیا چربی چھائے گی بڑے آدمیون کی آنکھون مین چربی چھاتی ہے جس دن سے قاسم آئے ہین کمبخت نے کنیزون کا دباؤ اُٹھا رہی ہے ہزار ہا روپے بھی دینے کنیزون کا بڑبڑانا موقوف نہین ہوتا غصہ جو آیا اس خیال پر کہ یہ ہمکو تشنیع دیتی ہے دو کوڑے مارے کنیزون سے کہا اس کو نکالدو کھینچکر سوسن کو باغ کے باہر نکالدیا قاسم نے کہا بھی کہ ملکہ یہ تمنے کیا کیا کہا حرامزادی کو جانے دو ہم پر طعن کرتی ہے سوسن جو باغ کے باہر نکلی طرف قلعہ کے روتی پیٹتی چلی کوس بھر نکلی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی سوفار اژدہا سوار بھائی ملکہ کا شکارگاہ سے پلٹا ہوا آتا ہے بارہ ہزار جوان ساتھ ہین سوسن کو دیکھکر گھوڑا روکا پوچھا کیون سوسن مزاج کیسا ہے ہماری ہمشیرہ کیا کرتی ہین عرض کی گھوڑے سے اتریے تو عرض کرون آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین سوفار اترا سوسن نے کہا ای شہزادے تمھاری ہمشیرہ عصمت پر

مرتی تھین جس کسی کے عشق کا ذکر سنا اسپر طعن کی تبیرہ حمزہ سرباز کے ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب اُسکو زخمدار
مین قریب باغ لا یا رات بھر ملکہ بیقرار رہین اشعار عاشقانہ پڑھتے صبح کو جاکے قاسم کو دیکھا نہین معلوم
کیا سبب تھا پہلے سے عاشق تھین اُٹھا لائین مسلمان بھی ہوئین قیلاب چرخ زن آپ کے چچا صاحب
جو قلعہ سے غائب ہوئے تھے انکو بھی ملکہ نے چرا منگایا صنوبر روز پرزادی پردہ بھی عاشق ہین
ایک کمرے مین صنوبر کو لیے بیٹھے ہین قاسم ملکہ کے پہلو مین حکایت شکایت ہو رہی ہی ہمنے جو
سمجھایا ہمین مار کے نکالدیا یہ سنکر سوفار کانپ گیا کہا ابھی جاکر نبیرہ حمزہ کا سر لاتا ہون والد سے
کیون اطلاع کرون یہ کہکے پلٹا سوفار غصے مین جاتا ہی کنیز آگ لگاتی ہوئی ساتھ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی
دیکھا سرباز خستہ و تنگ ساتھ والے زخمدار سوفار سے بڑھکر صاحب سلامت کی سوفار
نے کہا آپ نے کیون دیر کی والد نے آپ کو لکھ بھیجا تھا کہ اپنی منسوبہ کو لیجایئے آپ نے تامل کیا
سرباز نے کہا اے برادر مین جو در دولت ملکہ پر گیا ہمکو تو ملکہ نے یہ کہکر ٹالدیا کہ طبیعت علیل ہی مین
جاکر نبیرہ حمزہ کو قریب تھا کہ قتل کرون اسکا ایک سردار آیا بعدہ ایک نقابدار بادلہ پوش چار سو جوان
سے پہونچا نبیرہ حمزہ زخمی ہو کر نکل گیا اس سردار کو نقابدار لے گیا مین بھی زخمی ہوا تالاش مین نبیرہ حمزہ
کے نکلا ہون سوفار نے کہا آپ میرے ساتھ آیئے نبیرہ حمزہ نے برا منصوبہ کیا سب حال کنیز نے بیان
کردیا سرباز نے کہا بھائی صاحب آپ جایئے کنیز کو میرے ساتھ کردیجیے مین نبیرہ حمزہ کا سر کاٹ لونگا
اپنی منسوبہ پر قبضہ کرونگا مین نے صدمہ عظیم اُٹھایا سوفار نے کہا اب کیا مین پلٹونگا نبیرہ حمزہ کا دیکھو
کیا حال کرتا ہون آفاق حسن آرا کی مشکین باندھکر آپ کے ساتھ کردونگا سرباز خوشی خوشی
سوفار کے ساتھ ہوا فوج بھی ہمراہ ہی یہان قاسم باغ مین بیٹھے ہین شب بھر جلسہ رہا بوقت سحر
خمار شکنی کے لیے دو جام پیے ہین گلعذار دومنی بھیروین کی چیزین گا رہی ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی
آئی عرض کی اے شہریار جس کنیز کو آپنے مار کر نکالدیا تھا آسنے جاکر بڑی آتش افروزی کی سوفار
و سرباز آپ کی فکر مین آتے ہین باغ چہار جانب سے گھر گیا ملکہ تو بھائی کا نام سنکر رونے لگی کہا
صاحب وہ بڑا زبردست ہی اسنے بڑے بڑے پہلوان مارے مین کسی طرح نہین چاہتی کہ آپ
اُس سے مقابلہ کرین ابھی آمد فوج مین دیر ہی آپ نکل جایئے قاسم نے کہا مین بڑھکر اُسے
مقابلہ کرونگا مرکب تیار کرو کنیزون نے تامل کیا قاسم خود اُٹھے مرکب اپنا تیار کیا ملکہ جو ملک کر
رو رہی تھین قیلاب بھی اپنے کمرے سے نکل آیا پوچھا شہریار خیر تو ہی قاسم نے سب حال کہا قیلاب
نے کہا حضور دشمن مین سمجھ لونگا اپنی زندگی مین کسی کو قریب باغ کے نہ آنے دونگا قاسم ہتھیار
لگا کے پشت مرکب پر سوار ہوئے قیلاب ساتھ ملکہ روتی ہوئی پشت پر کہتی ہوا اے شہریار
مجکو قتل کر لیجیے تو باہر جایئے اُن بھیاؤن کے ساتھ لشکر بہت ہی سرباز آپ سے جلا ہوا ہے
مین کیا سکے دل کو سمجھاؤن میرے تو دل کی عجب کیفیت ہی نظم

شکر کو کیونکر نہو سرسوز بان بالا ئے سر
خوف کیا اس خانہ آباد کی پست و بلند
تیغ کی لاشہ کو مرے ہو جہان بالا ئے سر

نوک نیزہ سر پہ ہی گردن پہ ہی پیکان تیر
خاک زیر پا ہی دعوے آسمان بالا ئے سر
رحمت آغوش کھنہ پاکی صفا حاصل کرے

زخم تیغ یار نے بخشا وہان بالا ئے سر
ایک نے بان تیغ بے گلو ہی اک نے بان بالا ئے سر
عاشق اسکا ہون کہ ہنگام فراق جسم ونوح
یل کرے کیونکر نہ زلفا ہی جان بالا ئے سر

ہیچ ہو خم پھر افعی گیسو کے دکھلانے لگا
سے لپٹے ہین ہر روز ہم جور بتان بالائے سر
شاہد سودائے عشق مایہ ہین مجکو عزیز
لے نہ جائینگے اُٹھا کر دوستان بالائے سر
قید غم سے ہو حاصل خلاصی کیونکر نسیم

پھر بلا لایا دل مہربان بالائے سر
کس کی پابوسی کی خاطر یہ بلندی ہے تجھے
سنگ طفلان کے لیے مین کھتا ہون نشان بالائے سر
سایہ ہو بید تمنا ہی دل نادان مرا
دیکھیے کب تک ہے یہ آسمان بالائے سر

لے فلک تیرے ستم کو کیا سمجھتے ہین بھلا
ای فلک ہے کونسا عرش آشیان بالائے سر
صحبت یکدم سے بلبل کو نہ گلچین رنج کر
لا ہی آفت نہ کوئی آسمان بالائے سر

کئی مرتبہ ملکہ نے دامن بچھایا قاسم
نے کہا ای ملکہ عالم ان باتو نمین دخل نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہی قیلاب شاہزادے کے پیچھے پیچھے قاسم
گھوڑا اُڑاتے ہوئے بیرون باغ نکلے چند قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے قیلاب کہتا ہی آقاے
نامدار آپ ٹھہرین غلام دیکھے کیا کرتا ہی وہان سوفار نے سرباز سے کہا ایسا نہو وہ جوان نکل کر
بھاگ جائے ذرا بڑھکر دیکھو تو سرباز چلا سوفار پشت پر فوج کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہی سرباز نے
گینڈا اپنا بڑھایا جب نخلستان سے نکلا دیکھا قاسم آگے بڑھتے ہوئے کھڑے ہین ایک جوان تیغ
پکڑے ہوئے جھوم رہا ہی سرباز کے ہوش اُڑگئے کہ یہ جوان بڑے کلیجے کا ہی یکہ و تنہا سینہ
سپر کھڑا ہی چاہا پلٹون اسکے ساتھ کے دس بیس سوار آگئے اس شرم مین گینڈے کو بڑھا دیا پکار
کر آواز دی او نبیرۂ حمزہ اُس جنگ سے تو بھاگ آیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا قاسم نے
چاہا گھوڑا بڑھاؤن ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین قیلاب بڑھکر قدمون سے قاسم کے لپٹ گیا
عرض کی آقاے نامدار آپ اس نامرد کے مقابلہ مین نہ جائیے مین ابھی اسکا سر لاتا ہون یہ کہکر
گینڈے کو بڑھایا مقابلے مین سرباز کے آیا سرباز نے کہا او قیلاب تم برادر افلاک جرجیس
ہوتمنے نبیرۂ حمزہ کی اطاعت کی تمھین خوف نہ آیا قیلاب نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی یہ میدان کارزار ہی
نیزہ اور تلوار سے کام لینا چاہیے سرباز نے چاہا پلٹ جاؤن کہ گرداُڑی سوفار مع فوج آ پہونچا
اب سرباز کو غیرت آئی نیزہ قیلاب کو مارا قیلاب نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا سب تماشا
دیکھ رہے ہین کہ قیلاب و سرباز سے نیزہ چل رہا ہی قیلاب نے نیزہ سرباز کا توڑ ڈالا سرباز نے
تلوار کھینچی ہاتھ مارا قیلاب نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار آپس مین چلے سرباز نے جلدی
کر کے ہاتھ مارا سر قیلاب کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کہا او نامرد کیا
کرتا ہی صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالنا اس جلدی مین گھوڑا بڑھایا بیچ مین آپڑے سرباز نے ہاتھ تلوار
قاسم نے پلارک افراسیابی پر ہاتھ تلوار کا روکا کمر کو بناکر سر پر ہاتھ مارا سرباز نے سپر اٹھائی
تلوار تڑاپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو برق تیغ نے خرمن حیات کو سرباز کے جلادیا
لاشہ سرباز کا تڑپا قاسم نے نعرہ کیا آوے جسکو تمنا مرگ کی ہو سوفار نے جھلا کر گینڈا بڑھایا مقابلے
مین قاسم کے آیا کہا ای جوان اگرچہ تو نے ایسی گستاخی کی کہ مابدولت کے سامنے سرباز کو مارا اب
بھی بھاگ جا مین باوا جان سے کہدونگا کہ وہ جوان نہ ملا قاسم نے کہا ای سوفار تو پہلوان زبردست ہی
انصاف کر کہ ناموس کو یہان دشمنون مین چھوڑ دین پہلوانان زبردست کیا کہین گے ہر مقام پر یہی
چرچے رہین گے کہ نبیرۂ حمزہ نے اپنی جان بچائی ناموس کا خیال نہ کیا مقام غیرت ہی سوفار نے کہا
ای جوان تو نے بڑی گستاخی کی یہان تک تو ممکن ہی کہ سرباز تو مارا گیا آخر باوا جان ملک کسی کے ساتھ

شادی کرنے تو لیکر نکل جاؤن اس مقام پر تجھسے مقابلہ کرونگا کہ تیرا لشکر بھی ہو برابر کا مقابلہ پڑے
اُس وقت کیفیت ہی قاسم نے کہا تمھاری مہربانی بس اب نیزہ اُٹھائیے وار کیجیے مین انشاء اللہ
ملک کو فتح کرکے پلٹونگا جب تو سوفار جھلایا قاسم کو نیزہ مارا نیزہ آپس مین چلنے لگا ہمراہیان ہر بار
مشتاق کھڑے ہین کہ ہمارے آقا کو اس جوان نے مارا اگر سوفار حکم دے تو ابھی جا پڑین قاسم
تھوڑے ہی عرصے مین نیزہ سوفار کا نکالا سوفار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے ادھر سپر کی لگا دی
تلوار سوفار کی ٹوٹی اوپر سے قاسم نے ہاتھ مارا سپر کٹی گینڈا مارا گیا سوفار گینڈے سے زمین پر
گرا قاسم نے سایئے مین تلوار کے لیا چاہا کہ ہاتھ ماردین سر اسکا اڑ جائے سوفار نے گھبراکر دونون
ہاتھ اُٹھا دیے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین قاسم نے ہاتھ روک لیا کہا ای سوفار اُٹھ اور تلوار لا گینڈے
پر سوار ہو حریف کو حقیر کرکے مارنا ہمارا کام نہین ہی یہ سنکر سوفار اُٹھا قدمون سے قاسم کے لپٹ گیا کہا
ای شہریار کٹین وہ ہاتھ جو آپ پر اُٹھاؤن آنکھین پھوٹین جو نگاہ بد سے دیکھون آپنے جان بخشی کی
تابعدار ہون فوج والون کو پکار کر آواز دی یارو مین نے اس شیر کی اطاعت کی جسکو حاضر ہونا ہو
آکر حاضر ہو ورنہ اختیار ہی اسکے ہمراہی آکر شریک ہوئے ساتھ والے سرمار کے روتے پیٹتے بھاگے
افلاک چرخ زن لشکر قاسم سے جنگ کر رہا ہی چار دن مین تمام سردارون کو زخمی کیا میدان مین افلاک
للکار رہا ہی ہر مرتبہ یہی قول ہی کہ نبیرہ حمزہ کہان گیا ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دونگا اہالیان لشکر کھڑے کہتے ہین
ای افلاک ہمارے آقا برائے شکار گئے ہین پلٹ کر نہین آئے آہو کے پیچھے گھوڑا اُڑا لے نکل گئے
جس وقت تشریف لائینگے تم سے مقابلہ ہوگا افلاک نہین مانتا کہ ایک طرف سے روتے پیٹتے
کی آواز آئی افلاک نے دیکھا چالیس پچاس ہزار سوار پیدل روتے پیٹتے چلے آتے ہین افلاک
نے کہا ارے تمکو کیا ہوا سب نے کہا حضور ہم ہمراہیان سرباز ہین در باغ آفاق حسن آرا پر قاسم
کے ہاتھ سے وہ مارے گئے. آپ کے صاحبزادے مسلمان ہوگئے یہ سنکر افلاک جل گیا گینڈے
کو پھیرا سامنے سے ایک ڈولی آتی ہی اسمین ایک بڑھیا کنیز ہی پکارتی ہوئی ای شہنشاہ مجھے
کچھ عرض کرنا ہی افلاک گینڈا بڑھا کر قریب ڈولی کے آیا کنیز کو پہچانا میخوار کی کھلائی ہی پوچھا
کیون کھلائی خیر تو ہی کہا واری غضب ہوگیا آپ کی جورو قیماس خان سردار قاسم کو لگا کر لائین
آٹھ دن سے چین کر رہی ہین ہمنے جو سمجھایا کہا کھلائی کو نکالدو یہ سنکر افلاک آگ سے باہر ہوگیا
پلٹ کر آواز دی ای سوہان ببر سوار تم بارہ ہزار فوج ساتھ لو جا کر سر قیماس خان لاؤ مین جا کر
میان سوفار کو سمجھاؤن بیحیا کو شرم نہ آئی کہ بہن کے عاشق پر غالب نہ آیا اسکا مطیع ہوکر بیٹھا جا کر سر کاٹ
لونگا قاسم کو باندھکر لاؤنگا باغ کو تالاب بنا دونگا یہ کہتا ہوا طرف باغ کے چلا سوہان ببر سوار طرف
قیماس کے چلا قیماس پہلو مین میخوار کے بیٹھے ہین کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ آپ کے آقائے نامدار
پر لشکر کشی ہی افلاک چرخ زن لشکر لیے جاتا ہی در باغ پر معرکہ پڑا ابھی سنتے ہین کہ بیٹا افلاک کا
مسلمان ہوا مگر اب فوجین جا رہی ہین یہ سنکر قیماس خان اُٹھے زوجۂ میخوار رونے لگی کہا صاحب خدا
کے واسطے تم جانے کا ارادہ نہ کرو ایسا نہو دشمن گھر جائین قیماس خان نے کہا ممکن ہی کہ آقائے
نامدار کا حال سنون اور مین نہ جاؤن سامنے یاران ہمدم کے بدنام ہو جاؤنگا یہ کہکر ہتھیار لگائے

گھوڑے پر سوار ہو کے چلنے کا ارادہ کیا ملکہ نے دامن پکڑ لیا عرض کی اے شہریار دل نہین مانتا
قلب جل رہا ہی کوئی کلیجہ ملے ہاتھ

نظم

اس طرح شکر کرون کہ یہ انداز نیا تھا
راضی ہوئے بوسے پہ خدا جانے یہ کیا تھا
اب آئے تو آئے وہ تمنا نہین باقی
جس لفظ کو پڑھتے تھے تمھارا ہی گلا تھا
شکوہ بھی وہ کرتا جو تجھے یاد نہین ہی
قاصد مین اسطرح فراق رفقا تھا
بیتاب ہوا یار تو سو بار بلایا
آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا
کیا قوت بازو ہی زہے ہمت قاتل
وہ نالہ جو تاثیر فراموش بنا تھا
سکھایا نسیم آئنے فریب ستم آمیز

ہر حرف سے پیدا اثر جوش بلا تھا
ایسا نہوا تھا کبھی ایسا نہوا تھا
کیون جی وہی پھر ہرزہ خیالی کی سمائی
آتے شب ہجران مین تو احسان قضا تھا
گرمی وہ دکھائی نفس سرد نے مجکو
کہتا ہون مجھے رنج مین کیا تمنے کہا تھا
آنسو کے ٹپکنے سے نہو کیون مجھے ماتم
تکلیف کا باعث مجھے احسان دعا تھا
اب دود جگر ہو کے نکلتا ہی دہن سے
دیکھا تو لگی کوس گر وہ شہد اٹھا
بیوجہ تو خود رفتہ نہین ہوتے ہین
ہر زخم رلانے کے لیے میرے غضب تھا

نامہ ترا کیا تھا مری قسمت کا لکھا تھا
عادت سے مین واقف تھا مگر جو کہ گئے ہم
کچھ یاد نہین کیا ابھی اقرار ہوا تھا
دیکھا جو گیا روز جزا نامہ اعمال
اودے کیطرح آنکھ مین ہر اشک چھپا تھا
نالون کی اجازت تھی کبھی آہ کی رخصت
مٹی مین ملا ہاے جو آنکھون مین پلا تھا
افشاے محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک
وہ جوش جو برسون مرے سینے مین رہا تھا
بخشا دم قسمت مجھے قسام ازل نے
یہ بھی مری افسون ہی جو خادم یہ ہوا تھا

قیماس خان نے کہا ملکہ عالم اسوقت میرے ہوش نہین درست ہین مین نے اپنے آقاے نامدار کا حال سُنا مین ضرور جاؤنگا یہ کہتے ہوئے باہر نکلے ملکہ بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اڑی سوہان بربر سوار بارہ ہزار فوج سے آگے ہو بچا قیماس خان کو نکلتے دیکھا پکار کر آواز دی او مسلمان تو نے ناموس شاہنشاہی مین رخنہ اندازی کی اب کہان جائیگا قیماس خان بھی گھوڑا بڑھا کر لشکر سوہان پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ نے جو اندر سے باغ کے یہ معاملہ دیکھا کنیزون سے کہا صاحبو غضب ہوا وہ اکیلے بارہ ہزار فوج پر جا پڑے اُن بیچاؤن نے گھیر لیا ہے مجھسے کیونکر دیکھا جاے مادیان تیار کرو مادیان مشکی آراستہ ہو کر آئی ہتھیار لگاے کنیزین بھی ساتھ ہوئین ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی اسوقت آکر لشکر سوہان پر گرین کہ سوہان نے قصد کیا ہی کہ خود قیماس خان سے مقابلہ کرون کہ نقابدار آکر گرا تیر و خنجر سے بارہ سو جوان مارے حبشنین ترکنین لڑتی ہوئی چلی آتی ہین بعض گوشے سے تیراندازی کر رہی ہین بعض کے ہاتھ مین نیزے بعض کے ہاتھون مین تلوارین کھنچے لڑ رہی ہین کہ سوہان نے للکارا کہ او نقابدار مین نے پہچانا اب کہان جائیگا قیماس خان نے گھوڑا بیچ مین ڈالدیا کہا او ملعون ادھر کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر ہیم بیروار کر سوہان پلٹ پڑا قیماس خان سے تلوار چلنے لگی قیماس خان نے کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا سپر کٹی سوہان کے مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے تمام اہالیان لشکر کے رنگ کٹ سے گئے یا نون سب کے اُٹھے قیماس خان و نقابدار مارتے ہوئے چلے لشکر بھاگا ہوا جاتا ہی یہ مارتے ہوئے جاتے ہین یہان قاسم کو جب خبر ہوئی کہ لشکر افلاک آگیا فوراً باغ سے نکل آئے سوفار بھی ساتھ ہوا فوج تیار ہوئی افلاک نے حکم دیا گھیر لو لشکر کفار نے گھیرا ایک جانب قیلاب بھی لڑنے لگا ملکہ کو گھیرے ہوے

دیکھ دیکھ کے رو رہی ہین کنیزون سے فرماتی ہین صاحبو خدا شاہزادے کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے دیکھو شاہزادہ اکیلا ہے کیا فوج کدو کاوش کر رہی ہی قیلاب بھی خوب زور شور سے لڑ رہا ہی وہ شاہزادے پر بلوہ ہوا سردار جان لڑا رہے ہین بڑے زور و شور سے تلوار چل رہی ہی شاہزادہ لڑتا ہوا طرف افلاک کے چلا ہی شاہزادے کے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے قاسم دل فوج مین ڈوبے ہوئے لڑ رہے ہین آفاق حسن آرا دعائین مانگ رہی ہین پکارتی ہین کہ ای پروردگار میرے مالک کو بچانا اپنے پروردگار کی کبریائی گردن کیا کیا جھکے پکارون نظم

مہر سپہر انوری جوہر کان برتری
درک لاشریک لک مسند فر جلال او
راہ روان عشق را رہبر مقصد صفا
از پئے دوست کن فکان جملہ جہان فدائے او

مطلع مہر اصطفا شعشۂ از لقائے او
نور ذکاء و سروری تافتہ از صفائے او
قبلۂ عشق طلعتش کعبۂ شوق قربتش
دردکشان پر بلا عاشق مبتلائے او
مقصد جملہ جہان ہست بخاک آستان

منظر عین کبریا بارگہ صفائے او
حلقہ بگوش نہ فلک غاشیہ ارائے او
صفحۂ نور مصحفش عرش بہ زیر پائے او
بندۂ اوست انس و جان روح امین [illegible]
مہبط روح قدسیان خاک در سرائے او

تمام کنیزین آمین کہہ رہی ہین قاسم لڑتے بھڑتے قریب افلاک کے پہونچے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون ایک ہیجانے تیر مارا اس تیر نے خطا نہ کی شاہزادے کا شانہ نشانہ کیا لشکر مین ایک بلوہ ہوا افلاک نے دیکھا ملازمان سرہان لڑتے ہوئے چلے آتے ہین ایک نوجوان رستم خصال سہراب جلال لڑتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف سے نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش تیر اندازی کرتا ہوا چلا آتا ہی جب تیر مارے دو چار سو گرے ساتھ والے نقابدار کی تعریفین کرتے چلے آتے ہین افلاک نے جب قاسم کا شانہ زخمی دیکھا پشت پر سے ہاتھ تلوار کا مارا سر بھی قاسم کا زخمی ہوا اب تو فوج نے بلوہ کیا قیاس خان نے جو اپنے آقا کو زخمدار دیکھا بیقرار ہو کر جا پڑا چاہا افلاک سے مقابلہ کرون ایک ہیجانے نیزہ مار دیا تلوار سے نیچے تیر جو چلے جسم مشبک ہو گیا نقابدار کے ملازمون کو ملازمان افلاک نے گھیر کر تیر اندازی کی کئی سو نقابدار کے ملازم مرے غلغلہ ہوا اس وقت قاسم کی بیقراری ہی ہر مرتبہ پکارتے ہین ای قیاس خان تمھارے ساتھ کے نقابدار کے لوگ مارے گئے اکیلے ہو ہٹ کر بچاؤ قیاس خان نے پکار کر عرض کی غلام بیکار ہوا قاسم بیتاب ہو گئے پکار اٹھے ای خالق کون و مکان مالک انس و جان نظم

بشارت سخن سے گنجد
بر خوشی تا بچشم اہل نظر

بہ بشارت بیان نمے آید
نور حق جز عیان نمے آید

راز دل درمیان نمی آید
ہر کہ عین الیقین مرا دیدہ
راز ہا احمدی چہ شرح دہم

سر جان بر زبان نمے آید
سہو او در گمان نمے آید
راز دل در بیان نمی آید

ای خالق لیل و نہار ای ستار و غفار اپنے بندون کو بچائے یہ کہہ کر قاسم نے دعا کی پلٹ کے دیکھتے ہین قیلاب بھی زخمی قیاس خان بھی زخمدار ہمراہیان نقابدار بیقرار و اشکبار رفیق گھبرا کے باپ سے زخمی ہوئے ہر مرتبہ آواز دیتا ہی آقا غلام رخصت ہوتا ہی اب بازوون مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین بیقرار ہو گئے جم کر لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد اڑی ہی دیکھا نقابدار زرین پوش بارہ ہزار جوانون سے شکار کھیلتا ہوا آتا تھا عیار نے خبر دی قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران فوج کفار مین گھرے ہین یہ وہی نقابدار زرین پوش ہی جسکے سر پایہ [illegible]

سایہ فگن رہتا ہی آتے ہی تلوار کھینچکر قاسم کو للکارا تو ہوا شوکت لقابدار دیکھکر حیران کہ شیرانہ لڑتا ہوا آیا آتے ہی علم فوج کو قلم کیا طرف افلاک کے چلا قاسم ہر چند کہ دکا وش کرتے ہین برابر لقابدار کے نہین پہونچتے لقابدار قلب فوج مین لڑ رہا ہی چاہتا ہی کہ اگر افلاک کو ماروں قاسم چاہتے ہین مین افلاک کو ماردون مگر لقابدار اڑا پھرتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا سرداران قاسم کو بچاتا جاتا ہی قاسم کو جو زخمی دیکھا بہت گھبراتا ہی آخر لقابدار برابر افلاک کے پہونچا افلاک تیغ زن نے کھینچی ہاتھ تلوار کے مارنے لقابدار نے سپر پر کاٹ کے تیغہ ہلالی نیام انتقام سے علم کیا آواز دی او بیحیا خبردار ہو جا خبردار خبردار لیکر ہاتھ ارا چمک کر تلوار گری صاف ثابت ہوا پہاڑ پر برق آئی سپر دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر یا تو قبہ سپر پر کھی یا زیر تنگ آکر بوسہ دیا ایک غلغلہ بلند ہوا عیار پکارا اٹھا اے شہریار سبحان اللہ نظم

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے حاسد کھینچا تیغ
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اک بار

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ ہوا بید وار
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا

برق تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی
ایک اک جز کے برابر سے ہوئے حصے چار

قاسم سر قد عظیم کو اٹھے زبان نیزہ وکلہ عمود سے صدا ئے احسنت وآفرین آئی افلاک کا مارا جانا فوج نے شکست کھائی سوفار نے پکار کر آواز دی یارو کیون جان دیتے ہو آقا کی اطاعت کرو مین تمہارا افسر ہون تمام افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے قاسم کے آگئے قاسم نے سب کو امان دی لقابدار نے اپنی فوج کو الگ کیا خود گھوڑے کو بڑھا کر قریب قاسم کے آیا کہا اے روح روان صاحبقران اپنے دادا جان کو سمجھائیگا کہ مجھسے مقابلہ نہ کرین بانہے صاحبقرانی مجکو مرحمت فرمائین مین مقابلہ کفار دیکھ لونگا اے شاہزادہ والا قدر کفار نے ایک جانب سے بلوا کیا ہی چاہتے ہین مسلمانون کو برباد کرین حمایت شاہ زبرجد شاہ زبرجد نگار کی فکر مین آتا ہی اخضر جادو شہ سلطنت ہے اس جانب بدر بن زلازل پیرامن جادو کے بھروسے پر طرف سنجان کے جاتا ہی بلکہ مین نے تو یہ سنا تھا کہ کامل خان ہین گنجاب پکڑ لیا گیا رشجہ و نشجہ فرزندان زرو ہین کامرانی حوالی کابل سے چلے ہین بیٹا لقا کا ملک یاقوت شاہ فوج گران جمع کرکے طرف باختر کے چلا ہی ہر طرف سے ملک مسلمانان پر چڑھائی ہی فرنگ مین بھی انقلاب ہو گیا ہی مرزوق کے خون کے خواہان ہین یہ تو آپ پر بھی ظاہر ہی کہ یہ سب دعوے داران سلطنت ہین اگر خبر نہ لیجائیگی تو ملک ہاتھ سے جاتے رہینگے لقا کا بیٹا لاہوتک غول بیشہ نگرگ سے نکل آیا اسکی خدائی کے سامان درست ہو رہے ہین اکوان جہانسوز پہلوان تیاری کر رہا ہی ان سب کی فرداً فرداً خبر لیجائے یہ سب بیحیا اگر اپنے اپنے مقام سے خروج کرکے نکل آئے تو پھر روکنا مشکل ہوگا قاسم نے کہا اے لقابدار بہادران کے بزرگون کو مارا انکو بھی دیکھ بھال لینگے یہ حقیر برائے امتحان حاضر ہی جس طرح آپ کے مزاج مین آئے مین حاضر ہون نیزہ تلوار کشتی کسی فن مین انکار نہ کرونگا لقابدار ہنس پڑا کہا اے بہادر مین کسی اور سے مقابلہ نہ کرونگا صاحبقران سے ہوس ہی مگر چاہتا ہون سر میدان مقابلہ ہو کسی امتحان پر فیصلہ ہو قاسم نے کہا بہتر ممکن ہی لقابدار تو اپنی فوج لیکر چلا گیا میخوار کو محل مین بھیجا آفاق حسن آرا ایک مقام پر ہوئین آفاق کو بھی معلوم ہوا کہ مادر مہربان سردار قاسم پر عاشق ہوئین مگر قاسم دارالامارہ افلاک مین آئے سوفار کو تخت پر بٹھایا صحبت آراستہ ہوئی سب سردار اپنے

اپنے مقام پر آکے بیٹھے سوفار نے قصد کیا کہ قاسم کے ساتھ آفاق حسن آرا کی شادی کرون قاسم نے کہا اے برادر ہمکو مقدمۂ عظیم درپیش ہی اسکا بڑا پس وپیش ہی ہمارے دوست صادق بلکہ عزیز دار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و شہنشاہ لاچین وغیرہ کو نمکحرامون نے قید کیا ہی ہم برائے فتاحی طلسم نور افشان جاتے ہین زیادہ ٹھہر نہین سکتے ہمین جانا واجب ولازم ہی بلکہ تیاری کرو کل ہم جائینگے سوفار نے کہا آپ حوالی طلسم نور افشان مین آگئے ہم وہین کے خواجگر ہین حضور تشریف رکھین کاہن نجومی جمع کرکے رستہ آپکو بتائینگے مگر مقام نہایت سخت وصعب ہی بڑی بڑی مشکلین پڑینگی ستارہ شناسون سے صلاح ضرور ہی غلام سبکو جمع کریگا یہ باتین ہوکر جلسہ آراستہ ہوا ناچ ہونے لگا نازنینان پری چہرہ حاضر ہین اپنے اپنے کمال دکھا رہی ہین غزلین ٹھمریان گا رہی ہین نظم

نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون
ابھی آفت زدونکا پوچھنا کیا
یہ کیون جیتون پھری کیون آنکھ بدلی
نہ ہوگا کوئی احسان گر ہوا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین انکو یہ مشکل
ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل
کر بیٹھے تیرا ہم ادا کیا
معاذ اللہ گر ہے نوجوانی
بڑا ہوگا ہمارا ماجرا کیا
نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا
نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا
عدو مجکو مبارکبادی دیتے
بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا
امید اُس سے غلط سمجھا یہ او دل
نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
یہ کب تک پارسائی عاشقو نسے
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا
نہین ممکن کہ تجکو رحم آئے
رہوگے عمر بھر تم پارسا کیا
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری
بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
کب اُس کوچے مین ٹھہرینگی مری خاک
ستمگر سے تمنائے وفا کیا
نہ گھبراؤ ابھی کروٹ نہ بدلو
محبت ہی تو پھر ہمسے حیا کیا
کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم
وہ مین کیا اور میری التجا کیا
کہان ہی درد دل مین جو کہو ہائے
تعجب ہی یہ مجکو ہو گیا کیا

صحبت اُس وقت گرم ہی ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز کا ہنگامہ ہی قیلاب وجلہ سردار اسکے مصروف خدمتگزاری ہین پلٹ کے جو دیکھا سوفار بیر پر سوار رومال آنکھون پر رکھے ہوئے زار زار رو رہا ہی قاسم نے رقاصہ کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی فرمایا کیون برادر باعث رونے کا کیا ہی سوفار نے ضبط کرکے عرض کی حضور نہ دریافت کرین غلام عجب مصیبت مین مبتلا ہی یہ غم عمر بھر دل سے نہ جائیگا قاسم نے کہا بیان تو کرو انشاء اللہ حل مشکل کی تدبیر کرینگے عرض کی اے شہریار وہ ایسی مشکل ہی کہ باپ میرا بھی پہلوان زبردست تھا مین نے بھی کسی قدر یہ فنون حاصل کیے مگر سب بیکار ہوا قاسم نے جب بہت پوچھا تو سوفار نے عرض کی کہ یہان سے قریب ایک پہاڑ ہی دریا نکلا حاکم وناظم الشجار شجر پرست قزاق زبردست ہین اُدھر شکار کو گیا اُسکی دختر لمنا اختر تھی مرواریدگوہر دندان اسیر عاشق ہوا باپ نے میرے اُسکو پیغام دیا اسنے بدل وجان قبول کیا سامان شادی ہونے لگے منظور تھا بڑی دھوم سے برات لیکر جائین وہ شہنشاہ خوبی ملکہ مرجان بھی مجکو دیکھکر مائل ہوئی مخفی مخفی پیغام ہوئے مین نے کہلا بھیجا نہ گھبراؤ اسی ہفتے مین سامان

شادی ہو جائیگی اُسنے بیقراری مین مجکو نامہ لکھا تھا اُس نامے نے مجکو بہت بیقرار کیا مین نے بیغیرت ہو کر باپ سے کہا کہ حضور اشجار کو بھی عذر ہے کہ مین سامان مہیا کر لون تو شادی کرون کچھ روپیہ سرکار بھیجدین باپ نے بھی کہا حضور یا مجھے کی تیاری تھی مروارید اپنے کوٹھے پر اپنی انیسون کے ساتھ مصروف عیش و نشاط تھی طاؤس بلند پرواز اپنے تخت پر سوار جادوگر زبردست ہے اُڑا ہوا جاتا تھا اسکی نگاہ جو ملکہ عالم پر پڑی بیتاب ہو گیا سحر کیا سب بیہوش ہوئے ملکہ مروارید کو اُٹھا کر لیگیا یہانسے بارہ کوس پر اُسکا قلعہ ہے یہ خبر مین نے بھی پائی کہ ملکہ نے اسکو قبول نہین کیا مین غصّے مین یہان سے چڑھ گیا ملکہ کو تو اسنے قید کیا ہے ہمارا لشکر فروکش تھا اسے قلعے پر سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا ہزارون کے سر کٹ گئے گھوڑے چھوٹے سوار و پیدل پامال ہوئے آخر ہم لوگ سب بھاگے جب اُس حوروش کا خیال آتا ہے قلب تھراتا ہے وہان کسی کا زور نہین چلتا اس وقت بھی وہی خیال ہے اسنے بیقرار کر دیا یہ مشکل حل ہونا دشوار ہے قاسم نے کہا اے برادر انشاء اللہ جلد اُسے قتل کرینگے مروارید کے ساتھ شادی ہو گی ایک ساحر کی مثل بیان کرتے ہو اُن ملکون کو تباہ کیا جہان لاکھون جادوگر تھے کل پہلے انشاء اللہ قلعہ طاؤس پر چلینگے دیکھنا کیا ہوتا ہے سوفار قدمون پر گر پڑا کہا حضور اسکے شعبدے غضب کے ہین سماک بھی دربار مین حاضر ہے کہا اے سوفار نہ گھبراؤ تمھارے معشوق کو تمسے ملا دینگے رات انھین باتون مین گذری صبح کو قاسم نے کمر باندھی سوفار کو تخت پر سوار کیا تین لاکھ فوج و سرداران تہمتن کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طاؤس کے کوچ کیا سوفار قدم باقدم ہر مقام پر یہی عرض کرتا ہے کہ اے شہریار اب بھی پلٹ چلیے ایسا نہ ہو واسطے سرکار کے باعث خرابی ہو قاسم پانچ کوس بڑھکر ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر اُترے سماک نے کہا اے سوفار مجکو تو نشان بخوبی بتاؤ اگر بنتا ہے تو مین تمھاری معشوقہ کو لاتا ہون سوفار نے سب پتہ و نشان بتایا سماک بلداق باتہائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف قلعہ طاؤس کے چلا یہان طاؤس جادو جس دن سے اس معشوق کو لایا ایک باغ نہایت لطف سے آراستہ ہے دن کو تو ملکہ کو ایک قفس مین بند کرتا ہے رات کو جلسہ آراستہ کر کے منتین خوشامدین کرتا ہے مروارید نہین مانتی کنیزین رات بھر سمجھاتی ہین سماک قلعہ طاؤسیہ مین پہونچا قلعہ آباد رعایا دلشاد دوکانین آراستہ سماک دریافت کرتا ہوا قریب باغ پہونچا پشت باغ سے کمند لگائی باغ مین آیا ایک گوشے سے بیٹھکر دیکھا طاؤس تاج پہنے ہوئے مسند پر بیٹھا ہے کنیزون سے کہ رہا ہے ارے اُس قتال عالم کو لاؤ ارے صاحبو سمجھاؤ اب تو میرا یہ حال ہے کہ صبر کرنا محال ہے نظم

جذبۂ دل سے کمالِ کہربا ہو جائیگا	سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائیگا
جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائیگا	بھیک کا کاسہ اُسے دستِ ہما ہو جائیگا
تیرے کشتون سے جو صورت آشنا ہو جائیگا	زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائیگا
حالت اسکی اور میرے استخوان کی ایک ہے	شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائیگا
پیس ڈالا دل کو خالِ عنبرین یار نے	کیا سمجھتا تھا مین دانہ آسیا ہو جائیگا

کیمیا ہی مہربانی صاحب تاثیر کی — مس کیا پارس نے جب آہن طلا ہوجائیگا
بحر غم سے پار اُتارینگی ہمین کشتی مے — بادبان تو ابر ساقی ناخدا ہوجائیگا
خون مسلمانون کے کرتے ہو بہت ملکر اسے — دل سے کافر کے سیہ رنگ حنا ہوجائیگا
سرکشی سے یار کے کیونکر نہ ہو دل کو سرور — نشے مین اسکے ہمارا مدعا ہوجائیگا
عیب عریانی چھپا کر کیا قیامت سے بچے — اطلس ہفت آسمان صرف قبا ہوجائیگا
ضد دلاتا ہی عبث آنکھین چھپا کر مجکو یار — سوز دل سے جسم خاکی تو تپا ہوجائیگا
اسقدر نازان نہ ہو اے شیخ اپنے زہد پر — بندگی کرنے سے شاید تو خدا ہوجائیگا
یار نے وعدہ فراموشی جو ہمسے کی تو کی — موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہوجائیگا

اس طرح بیقرار ہوکر اسنے کنیزون سے کہا کنیزون نے کہا واری سمجھاتے سمجھاتے زبانین ہم لوگون کی خشک ہوگئین مگر وہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہی اُسکا ماننا دشوار ہی سوفار کی محبت کا دل مین تیر ہی اُسی کے نام پر قربان ہوگئی ہی چند کنیزین گئین سمک گوشے مین سے دیکھ رہا ہی کنیزین قفس اُٹھا لیکر آئین لاکر قفس رکھا طاوس ہاتھ باندھنے لگا کہتا ہی اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان اتنو دن رات چین نہین ملتا کہانتک سرگشتہ کروگی مجکو سب ادائین تمھاری پسند آتی ہین دل چاہتا ہی تصدق ہون کیونکر تمکو سمجھاؤن کس زبان سے حال کہون نظم

خزان یاس گل باغ بی نیازی ماست
نظر بدیدۂ ناگست ابر رحمت را
تغافلست کہ در فکر کارسازی ماست

بزیر تیغ تو بے اختیار میرقصیم
چو قطره دامن تر جامۂ نمازی ماست
چو ذرہ ہمسفر آفتاب گردشدہ ایم

فتادگی ثمر نخل سرفرازی ماست
کہ سرگذشتگی ما کمینہ بازی ماست
نگاہ گرم تو در عالم آرزو نگذاشت
اسیر باد صبا سبزۂ داغ تازی ماست

کنیزین منتین کررہی ہین وہ کسی کو جواب معقول نہین دیتی جب کنیزین بہت پریشان کرتی ہین تب غصے مین جواب دیتی ہی کہ صاحبو یہ مجکو زبردستی اُٹھا لائے ہین قتل کرین جانور کا مرتبہ تو ملچکا قفس مین قید ہین قتل کیون نہین کرتا طاوس نے اشارہ کیا قفس سے نکالو مشکل ملکہ کو قفس سے نکالا ایک کنیز غنچہ دہن نامے پو لاکر واسطے پیشاب کے چلی چمن مین آکر بیٹھی سمک نے اسکو بیہوش کیا غنچہ دہن کی شکل بنکر محفل مین آیا بناز و کرشمہ ہاتھ شانے پر طاوس کے رکھدیا کہا کیون صاحب اس نگوڑی عورت مین کیا کمال ہی کہ آپ جان دیتے ہین وہ نفرت کرتی ہی سر اُٹھا کے جو طاوس نے دیکھا دی غنچہ دہن گلسخن ہماری کنیز ہی اسوقت چہرے پر وہ رونق ہی کہ سینے پر اُبھار شکم صاف و شفاف کھلا ہوا سادہ پن چہرے پر برستا ہوا جب مسکرائی غنچہ دہن کھلا کلام مین شاعرون کے شک پڑا کہ راز سربستہ عدم وا ہوا کان مین جھککر کہا یہ نازنین مہ جبین مجھسے کچھ اشارہ کرتی تھی اگر حکم ہو تو مین اسکو سمجھاؤن کیا عجب ہی کہ راہ پر لاؤن طاوس نے کہا اے غنچہ دہن اسوقت قلب کی عجب کیفیت ہی کس ناز و انداز سے تمنے کلام کیا دل کو برما دیا مین تو تیرا طالب ہون مسکرا کر کہا بس لگی رہنے مجھسے ایسی باتین نہ کیجیے یہی غنچہ دہن آپ کو مبارک ہو ایسی عورت پر مائل ہوئے کہ جسکا کسی وقت مزاج ہی درست نہ ہو ہر وقت غصے مین رہتی ہی بات کا جواب دیتی ہی کہ کاٹے کھاتی ہی ہر وقت یہی کلام ہی کہ ہمین قتل کرو جلاد کو بلائیے ایک ہاتھ مارے سر اسکا خود سر کا اُڑ جائے طاوس نے کہا

ہاے کیا کرون دل نہین مانتا جی چاہتا ہی اسی ظالم کے قدمون پر گرون کیونکر راضی کرون ای غنچہ دہن یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ ظالم یون پریشان کریگی ورنہ اسکو لانیکا ارادہ نہ کرتا غنچہ دہن نے کہا نہ گھبرائیے آج مین راضی کر دونگی تیور سے تو اسکے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ پہ مرتی ہی کوئی امر اسکے مزاج کے خلاف گذرا ضد ان بڑی ہی اسی ضد پر اڑی ہی مین پوچھ لونگی حال کھلجائیگا طاوس نے کہا ای غنچہ دہن جو مانگیگی وہی دونگا کہا حضور قفس اُٹھا کے الگ لیجاؤن تنہائی مین حال دل پوچھون خوب سمجھا دونگی آپ کے وصل پر راضی کرونگی طاوس نے کہا اچھا لیجاؤ غنچہ دہن نقلی قفس مروارید کا لیکر بارہ دری مین آئی کہا واری آپ نے مجکو پہچانا حال اصلی عرض کرون شاہزادہ خاور سپاہ قلعۂ افلاک پر چڑھ کر آئے بعد کئی لڑائیون کے افلاک مارا گیا سوفار کو بادشاہ کیا سوفار آقا کے سامنے رو دیا آپ کے عشق کا حال بیان کیا آقا نے لشکر کشی کی یہان سے پانچ کوس پر لشکر فروکش ہی عاشق صادق آپ کا بہت بیقرار ہی مین انکا عیار کنیز کو بیہوش کر کے آیا ہون فقط آپ اتنا کہدیجیے کہ مین بھی تجھپر عاشق ہون مین ابھی سب کو بیہوش کرون سب کو قتل کر کے آپکو لیچلون انشاء اللہ مذہب حق اختیار کیجیے اپنے عاشق کے پہلو مین بیٹھیے مروارید یہ حال سُنکر خوش ہو گئی کہا ای سمک تو نے احسان عظیم کیا مگر میرے منہ سے یہ کیونکر نکلیگا کہ مین تجھپر عاشق ہون سمک نے کہا کیا مجال ہاتھ لگا لے پا کے مین باتون مین بہلا لونگا مروارید کو سمجھا کر دوڑا ہوا سامنے طاوس کے آیا کہا حضور مین جو سمجھی تھی وہی بات ہی وہ تو خود آپ کے نام پر جان دیتی ہی غصہ یہ ہی کہ قفس مین کیون بند کیا طاوس خوش ہو گیا کہا ای غنچہ دہن مین عذر کرونگا قدمون پر سر رکھدونگا سمک قفس لایا ملکہ کو پہلو مین طاوس کے بٹھایا کہا آج مین ہی گاؤن شراب بھی آپکو اپنے ہاتھ سے پلاؤن یہ سُنکر طاوس نہایت خوش ہی سمک نے شراب کو درست کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے پہلے طاوس کی کو دیا گنگنا کے یہ غزل گائی

نظم

محو کر دیتا ہی سر تا پاے یار
عشق بیخود حسن بے پرواے یار
مصلحت ہی واسطے اپنے وہی
عاشق دل دادہ کو شیداے یار
ساقی وہی شیشہ و ساغر ہین سب
اپنی آنکھون سے لگاؤن پاے یار
وصف چشم سرمہ گین کیا کیجیے
بے کلف بے داغ ہی سیماے یار
خود کمی بوجہ آلتش کی نہین
بیت ہین دو ابروے زیباے یار
کیا مناسب تن کے ہین اعضاے یار
آج کل سے کچھ مین دیوانہ نہین
جو رضاے یار ہی جو راے یار
عشق شور انگیز پیدا کیجیے
خالی ہی یا دست زنجیر اک جاے یار
آئینے سے یہ ہمین روشن ہوا
دیکھتے ہی نرگس شہلاے یار
باندھیے مضمون تو مضمون دہن
یہ بھی ہی میری طرح جویاے یار
مصرع برجستہ ہی بالاے یار
دونون ہین اپنے لیے ایذا دہند
سر نہ کھا جب سے کہ ہی سوداے یار
شہر خوبان مین ہین دو میرے خطاب
جلوہ گر ہی شوق حسن افزاے یار
میرے گھر مین جو قدم رنجہ کرے
محو حیرت رہتے ہین میناے یار
حسن مین کچھ ماہ کو نسبت نہین
کیجیے پیدا تو ناپیدا اے یار

سب کنیزون نے شراب پی سمک نے جو یہ غزل گائی طاوس نے بھی شراب پی دماغ اُلٹ گیا گھبرا کر اُٹھا کنیزین بھی اُٹھین طاوس گر کر بیہوش ہوا سب کنیزین بھی بیہوش ہو گئین سمک نیمچہ پکڑ کے اُٹھا ملکہ نے کہا ای سمک کسی کو قتل نہ کر مجھے لیکر نکلچلو سمک نے کہا یہ تو قبلہ و کعبہ کا حکم ہی جہانتک پاؤ ساحر کو قتل کرو کل یہ

فسادبرپا کریگا ملکہ خاموش ہوگئی سماک تیغ کھینچکر چلا کہ طاؤس کو قتل کرون قضائے کار یہان سے
پانچ کوس پر قلعہ ہی ملکہ ثریائے ستارہ پیشانی وہانکی حاکم ہی یہ ہمشیرۂ طاؤس ہی اسکو بھی خبر ملی
کہ بھائی صاحب ایک عورت پر عاشق ہوئے ہین مشتاق ہوکر چلی کہ دیکھون وہ عورت کون ہے
آسمان پر آکر ٹھہر ائی دیکھا اسنے کہ طاؤس بیہوش پڑا ہی ایک شخص تیغ کھینچے ہوئے قتل کیا چاہتا ہی
وہین سے نعرہ کیا خبردار سماک نے دیکھا کہ ایک ساحرہ آپہونچی چاہا جست کرکے ٹکڑے کرون ثریا
نے کیری آواز دی سماک کے پاؤن زمین نے تھام لیے ثریا باران سحر برسائی ہوئی زمین پر آئی
طاؤس ہوشیار ہوا ثریا نے سب حال کہا اسپر طاؤس بہت بگڑا ہر چند پوچھا تو کون ہی کہانسے
آیا سماک کب بتاتا ہی سماک کو بھی قید کیا ثریا کی طاؤس نے بڑی خاطر کی ملکہ مروارید کو
پھر قفس مین بند کیا ثریا نے کہا یا تو اس عورت کو چھوڑ دیجیے یا قتل کیجیے صبح کو دربار مین یہی صلاحین
ہورہی ہین طاؤس کہتا ہی مین اسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا کیونکر جفائے فراق سہونگا کہ چند
ساحر دوڑے ہوئے آئے کہا اے شہریار قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران سوفار کو ساتھ لیکر
سامنے آپ کے قلعہ کے آگیا ثریا نے پوچھا قاسم کا کیا مطلب ہی ہرکارون نے عرض کی
سوفار اُسکا سردار ہی اُسکی معشوقہ لینے آیا ہی یہ عیار بھی اُسی کا بھیجا ہوا آیا ثریا نے کہا طبل جنگ
بجواؤ ایک ہی سحر مین سب کو غارت کردونگی اے برادر تم یہ بھی سمجھے کہ قاسم کون شخص ہی اسی جوان
کے دادا کے مقدمے مین کاہن و نجومی حکم لگا گئے ہین اصل مین انھین لوگون کے فرمان
جاری ہوئے ہین کہ جس مقام پر ملین گرفتار کرکے روانہ کرو اکثر شاہزادے گرفتار بھی ہوئے
یہ جوان قیدخانے سے نکل آیا ہی بڑی تلاش ہی اگر اسکو قید کرکے روانہ کرینگے سحر العجائب و
مصر الغرائب شاہان طلسم نہایت خوش ہونگے یقین ہی انعام و اکرام بھی ملے طاؤس نے
حکم دیا لشکر آراستہ ہو ثریا نے کہا ارے لشکر کی کیا ضرورت ہی مین اکیلی جاکر سب کو پکڑ لاؤن
ملکہ گرفتار کرنا واجب و لازم ہی عیار تمھارے پاس قید ہی قاسم و سوفار سر سوار کو مین
پکڑے لاتی ہون لشکر پر سحر کردونگی سب بیکار ہوجائینگے ہرچند طاؤس نے منع کیا کہ میدان کارزار
مین سمجھ لینگے ثریا نے نہ مانا ایک طاؤس پر سوار ہوکے چلی یہان قاسم داخل بارگاہ ہین
تمام سردار جمع ہین قاسم مقام صدر پر کہ شاگردان سماک نے آکر خبر دی کہ سماک پلید افق پکڑ لیا
گیا ثریائے ستارہ پیشانی آپ کے لشکر کو دیکھتی ہوئی آتی ہی نہین معلوم کیا منظور ہی قاسم
نے کہا آنے دو ثریائے ستارہ پیشانی در دولت پر آکر اتری طاؤس کو دروازے پر چھوڑا
آپ اندر آئی دیکھا اسنے کہ آفتاب عالمتاب سپہر یاری و خورشید درخشان چرخ جہانداری
آسمان جلالت کے ماہ شاہزادۂ خاور سیاہ خود زرین سر پر پنجہ ہلالی حمائل سپر فولادی پشت
پر حمائل موتیون کا اُسپر پڑا ہوا سراپا سے جلالت و رستمی ظاہر و باہر پایا تو گرفتار کرنے آئی تھی
یا خود اسیر طرہ گیسو ہوئی جھک کر سلام کیا قاسم نے جواب دیکر اشارہ کیا کرسی پر آکر بیٹھی
گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی رعب و داب دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا کہ کلام کرے چند ساعت
بیٹھی کچھ بات نہ کرسکی قاسم نے ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی نے جام دیا اسنے پیا جب دماغ

بادۂ ناب سے گرم ہوا دریاے محبت نے جوش مارا دست بستہ عرض کی ای شیر بیشۂ جرأت و ای رستم میدان جلالت یہان تشریف لانیکا کیا باعث ہوا قاسم نے کہا سوفار بیسوار ہمارا سردار ہی اسکی معشوقہ کو طاؤس اٹھا لایا ہی انشاء اللہ اگر بخوشی اُسنے دیدیا تو فبہا ورنہ اس قلعے کو فتح کرنیکے آرزو یہ ہی کہ سوفار کے ساتھ مروارید کی شادی ہو یا شاید ہمکو قضا لیکر آئی ہی لفظ آخر پر ثریا نے کہا صاحب خدا نہ کرے کہ آپ کے دشمنون پر تکلیف پہونچے جو مناسب وقت ہو کنیز رخصت ہوتی ہی اتنا ضرور عرض کرونگی کہ طاؤس ساحر زبردست ہی ایسا نہو سرکار کو تکلیف پہونچے ان سب ساحرون کے نام شاہان طلسم نور افشان کے فرمان پہونچگئے ہین کہ جو اہل اسلام اس طرف آئے اُسکو گرفتار کرکے روانہ کرو قاسم نے کہا سمجھا جائیگا ثریا پلٹی مگر بادۂ عشق قاسم سے سرشار مضطر و بیقرار دربار مین طاؤس کے آئی کہا ای برادر میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی ناراض عورت کو حوالے کردو کیا ضرورت ہی کہ فساد بڑھے طاؤس نے کہا ای ہمشیرہ مین مجبور و لاچار ہون اسکا فراق مجھسے نہ اُٹھیگا تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا کیونکر ضبط کرون دل نہین مانتا نہایت حیران و پریشان ہون کیونکر ضبط کرون نظم

ہم زبان بزم ما غیر از در و دیوار نیست
بادہ می نوشیم اما نشئہ در کار نیست

انتظار گرمی احباب کو وہ محنت ست
اہل دل را غم نمیباشد اگر غمخوار نیست

راہ دارد دل بدل گر راہ باشد سالہا
راز ما را قاصدے با نامہ در کار نیست

گرد غربت بر جبین مرد آب گوہر ست
بیکسیہا را تفاخر نامہ در کار نیست

در دیار سینہ صافی دشمنیہا دیدہ ام
جور بسیار ست اما رنجش بسیار نیست

حسرت بسیار دامنگیر و مطلب بیزبان
ہر قدم صد بار در راہ تو می دان کار نیست

ذرہ با خورشید تا جوشش تجلی میزند
یک سر مو بر تنم آشفتگی در کار نیست

کاسۂ غم ہم بدل دست درشتی میگذاشت
جرعہ بسیار ست یک پیمانہ در کار نیست

نا امیدی در دیار ما نمیباشد اسیر
این سخن جز حلقۂ گوش اولوا الابصار نیست

طاؤس نے اسطرح یہ شعر پڑھے ثریا خود چوٹ کھائی ہوئی رونے لگی کہا ای طاؤس اور کسی کے دل کا خیال نہین کسی پر کیا گذرتی ہی تجھسے کیا کہین جنگ کرنا قاسم سے بہتر نہین طاؤس نے کہا آپ اپنے قلعے کو جائیے میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے مین قاسم کو گرفتار کرکے قتل کرونگا یہ لفظ ثریا کو شاق ہوئی کہا تمھین اختیار ہی اُنکا ارادہ یہ ہی کہ تا بہ طلسم نور افشان جاوین ایسے قلعون کی وہ کیا حقیقت جانتے ہین وہ فتح کرلینگے طلسم نور افشان ایسے ملک پر جب اُنکا قصد ہی تو ایسے مقامون کا لے لینا کیا دشوار ہی اقبال کی یہ خوبی ہی کہ قید خانے سے چھوٹے اب ملک فتح کرتے پھرتے ہین ہرچند ثریا نے منع کیا طاؤس نے نہ مانا لشکر لیکر مقابلۂ قاسم مین آیا طبل جنگی بجوایا ثریا ظاہر مین چلیکی مگر دل کب مانتا تھا گرد لشکر قاسم نوجوان پھرا کی جب قاسم کو بارگاہ سے نکلتے دیکھا گلچینی گلشن جمال کی کی رات کو سوچی کہ انکے عیار کو چلکر رہا کرون اُسی کے معرفت تقریب بھی ہو احسان

بھی وہ مانیگا اس بخیر تک بھی ذکر ہونچیگا یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی چلی قلعے مین آئی آکر دیکھا جس مکان مین سمک قید ہی چالیس جادوگر بطور نگہبانی کے بیٹھے ہین عمل مچا رہے ہین ثریا نے سحر کیا سب جادوگر سو گئے ثریا در زندان کھلنے پر آئی سمک نے ایک نازنین کو دیکھا کہ آسنے آکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین سمک نے پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ثریا رونے لگی کہا مہتر صاحب اپنا حال کیا کہین بیان کرنے کے لایق نہین ہی چند باتین ظاہر کرتی ہون اسی سے مطلب سمجھ لینا نظم

دیدۂ حیران نے تماشا کیا
حوصلہ کیا کیا نہ کیا کیا کیا
مر گئے اُس کے لب جان بخش پر
مجکو دم سرد نے ٹھنڈا کیا
اُسنے پریوش گو نہ دیکھے کوئی
مرگ نے کیا کار مسیحا کیا
مرگ نے ہجران مین چھپایا ہی منھ
مجھسے مرے نام نے یہ کیا کیا

دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا
آنکھ کے لگنے سے سب احباب نے
ہمنے علاج آپ ہی اپنا کیا
غیر عیادت سے برا مانتے
مجکو مری شرم نے اچھا کیا
دعوی تکلیف سے جلاد نے
لو منھ اُسی پردہ نشین کا کیا

ضبط فغان گو کہ اثر تھا کیا
آنکھ کے لگ جانیکا چرچا کیا
بجھ گئی اک آہ مین شمع حیات
قتل کیا آنکے اچھا کیا
زندگی ہجر بھی اک موت تھی
روز جزا قتل پھر اپنا کیا
دشمن مومن ہی رہے بت سدا

سمک نے کہا ای ملکہ عالم مین اس مطلب کو نہین سمجھا ثریا نے کہا ای مہتر دالا گہر تمھارے آقاے نامدار پر عاشق ہون طاوس نے طبل جنگی بجوایا ہی صبح کو ہماری جانبازی دیکھنا کوئی سحر طاوس کا تاثیر نہ کریگا سمک نے کہا ایک احسان اور کیجیے مین بہت اچھی طرح پر آپ کی تقریب کرونگا ملکہ مروارید کو بھی رہا کر دیجیے قاسم کو بڑی خوشی ہوگی آپ کو رحم کرنا چاہیے وہ بھی کسی پر عاشق ہی عاشق معشوق سے ملے اسی وجہ سے آپ کا بھی غنچہ آرزو کھلے ثریا نے کہا بہتر ہی وہ کس قصر مین ہی سمک نے کہا سامنے جو مکان بنا ہی اسمین ملکہ قید مین چالیس کنیزین نگہبان ہین ثریا نے کہا مین ابھی لائی یہ کہکر گئی کنیزون کو سحر کرکے بیہوش کیا قفس اٹھا لائی سمک نے کہا ہمکو قلعے سے باہر نکالدو انشاء اللہ مین اسی وقت ذکر آپ کا شاہزادے سے کرونگا ثریا نے سمک کی کمر مین پنجہ دیا ایک ہاتھ مین قفس لیا لے اڑی صحرا مین لاکر اُتار دیا سمک نے ملکہ کو قفس سے نکالا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لشکر مین آیا ایک خیمے مین ملکہ کو رکھا آپ بھی ایک مقام پر سو رہا جس وقت کہ جمشید ہو مخانۂ فلک چہارم جھولی شعاع کی گلے مین ڈالکر اسباب سحر ضیا اسمین رکھا سحر کرتا ہوا میدان زبرجدی فلک پر آکر ٹھہرا قاسم بیدار ہوئے سمک نے آکر سلام کیا قاسم نے پوچھا ای برادر کیونکر رہائی پائی سمک نے حال عشق ثریا بیان کیا کہا مین ملکہ مروارید کو بھی لایا فلان خیمے مین رکھا ہی مگر اسی کی مدد سے یہ کام ہوا قاسم نے کچھ جواب نہ دیا کہا سمجھا جائیگا سمک کو گلے سے لگا لیا کہ سوفار نے آکر سلام کیا قاسم نے کہا لو مبارک ہو تمھاری معشوقہ آگئی سوفار گردپھرنے لگا کہا آقا آپکے تصدق سے یہ مژدہ سُنا خوشی سے پیراہن مین نہ سماتا تھا قاسم سب سردارون کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے وہان طاوس جو سوکر اُٹھا ساحرون نے خبر دی عیار چھوٹ گیا قفس بھی ملکہ کا گیا یہ سُنکر طاوس نے منھ پیٹ لیا کہا یارو بڑا غضب ہوا مسلمانون نے

وہ پہونچی اب ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوا لشکر ساحران ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا آسمان سے ثریا سحر کر رہی ہے لشکر مین طاؤس کے ساحرون سے تکرار ہونے لگی کسی نے کسی کو گولہ مارا کسی نے کسی پر پاس کا دانہ مار دیا طاؤس نے پلٹ کر دو چار کو قتل کیا جھلا کر کہا یارو یہ کیا حرکت ہے چلکر حریف پر سحر کرنا کیون سحر خراب کرتے ہو یہ سُنکر سب خاموش ہو رہے پھر لشکر لیکر چلا راہ مین فساد ہوا سامنے لشکر قاسم کے آیا چار سو ساحر قتل ہوئے اسکو نہایت غصہ آیا کہتا تھا یارو یہ کیا غضب ہوا کہ آپس مین لڑکر چار سو ساحر مار گئے باپ نے بیٹے کو مارا بھائی نے بھائی کو للکارا اب رو رہے ہین پکارتے ہین کہ بھائی زمین سے اُٹھو ہماری خطا معاف کرو اور مہینہ دو مہینہ گذر جائے شاید بعد مدت قلب امان پائے قلب کا سنبھلنا بہت دشوار ہے اس غم نے دیوانہ کر دیا دیکھین کیا انجام ہو طاؤس نے پلٹ کر آواز دی یارو کیون روتے ہو پہلے سمجھایا ہمارا کہنا نہ مانا اس غم مین عمر بھر روتے رہوگے یہ کہتا ہوا میدان مین آیا صفین جما ہین قاسم چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے کھڑے ہین سمک کو جو قریب شاہزادہ خاور سیاہ دیکھا جلگیا پکار اُٹھا او ناعیار تو کیونکر رہا ہوا سمک نے کہا ہمارے خدا نے ہمکو رہا کیا جھلا کر گینڈا آگے بڑھایا میدان کارزار مین آیا کہا یارو جب مین حکم دون مسلمانون پر جا پڑنا چہار طرف سے گھیر لینا یہ کہتا ہوا میدان مین آیا سلح شوری کرکے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے سوائے نبیرہ حمزہ کے اور کسی کو نہین چاہتا قاسم نے گھوڑا آگے بڑھایا سامنے طاؤس کے نہ پہونچے تھے کہ طاؤس نے سحر کرکے گولہ مارا قاسم کے پاس تک نہ پہونچا پھٹ کر راہ مین گرا طاؤس حیران ہو گیا کہ یہ کیا ہوا سحر نے تاثیر نہ کی آتش کے دانے مارے وہ بھی بیکار ہو کر زمین پر گرے قاسم نیزہ ہلاتے چلے آتے ہین ساتھ والے اسکے آپس مین لڑ رہے ہین کئی ہزار کا کھیت ہو چکا طاؤس پلٹ گئے جب دیکھتا ہے اسی کی فوج کے لوگ قتل ہوتے ہین عزیز روتے ہین دوسرا آگے اسکو بھی اسی جرم پر قتل کرتا ہے کہتا ہے حرامزادے پہلے قتل کیا جب افسوس نہ آیا اب مثل عورتون کے روتا ہے یہ کہا اور تلوار کا ہاتھ مار دیا اسکا بھی سر کٹ کے گرا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے طاؤس یہ دیکھکر بہت بیقرار ہوا کہتا تھا یہ کیا معرکہ ہے جو ان کیون آپس مین لڑتے ہین گینڈے کو بڑھا کر طرف قاسم کے چلا کئی سحر کیے کوئی سحر تا بہ قاسم نہ پہونچا سب بیکار ہو کر زمین پر گرے تیغ لیکے کھینچا اسم سحر کامل پڑھتا ہوا قریب شاہزادے کے پہونچا قاسم اپنے نزدیک آمادہ مرگ دیکھا قضا ہین لیکن راضی برضا ہین اسنے جو ہاتھ تیغہ سحر کا مارا قاسم نے تیغہ پلارک افراسیابی پر روکا جھنجھناٹے کی صدا بلند ہوئی ہزارہا شعلہ آتش تلوار سے نکلے اُن شعلون نے قاسم کو گو آزار نہ پہونچایا اول وہ شعلے گرد قاسم چرخ مار گئے پھر وہ شعلے پلٹ کر طاؤس پر گرے ہر چند اُسنے چاہا دفع کرون لیکن دفع نہ ہوئے گرد پھر گئے قاسم تلوار کھینچکر قریب طاؤس پہونچے بقوت تمام نعرہ تکبیر کرکے ہاتھ مارا طاؤس نے اپنے سحر کے زور مین سپر کو نہ اُٹھایا سر آگے کر دیا شعلے بھی ابھر گرے تیغہ پلارک سے دو ٹکڑے ہوا شعلون نے جسم کو جلا یا سواری کا

طاؤس بھی جلنے لگا طاؤس آتشبازی بنگیا آندھی سیاہ اٹھی ایک ابر سیاہ لشکر پر اسکے چھایا ابر سے تلوارین خنجر گرنے لگے یا تو آپسمین لڑ رہے تھے یا جسپر تلوار گری اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے ہزارہا جادوگر جلکر خاک ہوئے اکٹھا ہو کر زخم باندھتے ہوئے بھاگے قاسم نے پیچھا کیا فوج اسلام بھی آ پڑی تلوار چلنے لگی ساحرون کے حربے بیکار اہل اسلام کی تلوارین کس زور و شور سے چل رہی ہین آخر سب نے شکست فاش کھائی پڑاؤ پر پہونچے قاسم نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا خیمون مین آگ لگا دی مال و اسباب لوٹ لیا باقی ہاتھ باندھکر سامنے آئے مطیع اسلام ہوئے قاسم بفتح و فیروزی قلعہ طاؤسیہ مین آئے سوفار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے انتظام قلعہ کیا شادی سوفار کی ملکہ مروارید کے ساتھ کی عین گرمی صحبت مین ملکہ ثریا بارہ ہزار کنیزون سے حاضر ہوئین قاسم کو نذر فتح دی عرض کی کنیز بھی ساتھ چلیگی مین نے سنا ہے کہ حضور طرف طلسم نور افشان کے جائینگے کنیز کا بھی ساتھ چلنا بہتر ہے قاسم نے قبول کیا بیس ہزار ساحر جنکی افسر ملکہ مروارید و سوفار ہین سوار و قیماس خان وغیرہ سرداران غیر ساحران تین لاکھ فوج سے طرف طلسم نور افشان کے کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑ کر لیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان پہونچنا شاہزادہ بدیع الزمان کا قلعہ آتشبار پر مقابلہ آتشبار جادو و ذکر مسلمان ہونے آتشبار کا بہ عیاری اُمیہ بن عمرو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان
کہ تحریر ہو رنگ کی داستان

چل اے توسن کلک شیرین رقم
کہ سامان جنگ و جدل ہو بہم

نہ رکنا کہ تو خوش چالاک ہے
گسستن لجام و فرحناک ہے

تجھے طبع کہتی ہے سیماب ہے
کسی نے کہا آج بیتاب ہے

کنوتی جو بدلی ہوا ہو گیا
مرا کلک رشک ہما ہو گیا

کیا سبزہ چرخ کو پائمال
عجائب غرائب مین ہے قیل و قال

کبھی رستم داستان ہے قلم
لڑائی کے سامان کریگا رقم

کبھی ہے یہ فرہاد عاشق مزاج
کبھی ہے سر قیس مجنون کا تاج

کبھی ہے سنان پئے عاشقان
کبھی تیر دلدوز کا امتحان

کبھی دختر رز پہ مائل ہوا
کہ شمشیر ابرو کا گھائل ہوا

کبھی زاہد پارسا بن گیا
کبھی ناصح پر دغا بن گیا

اگر امتحان پر کبھی آ گیا
تو یہ قلب عاشق کو برما گیا

قلم دیکھ اب صورت امتحان
کہ ہر رنگ پر داستان کا بیان

طلسمات کے مرحلے طے کرون
عجائب غرائب کے جلسے لکھون

تجھے ساقیا جام جم کی قسم
مرے کلک جادو رقم کی قسم

مرے توسن کلک صحرا نورد
طرارے وہ لے دشمن کو کر گرد برد

قدم با قدم آج چلنا بڑا
کہ باد صبا سے بھی جا کر لڑا

یہ کلک پری پوش اڑا سبز رنگ
دکھانے لگا خوش سامان جنگ

فلک پر پہونچکے ستارہ بنا
صبا وش پری رو دوبارہ بنا

کہین سامری پوش شتابی زرنگ
دکھانے لگا سحر و سامان جنگ

مرا کلک مانی و بہزاد ہے
کہ نقشا اسے سحر کا یاد ہے

کبھی لیلی محمل عشق ہے
پئے عاشقان بلبل عشق ہے

کبھی میکدہ مین ہے جرعہ نوش
کہ پیر مغان کے اڑاتا ہے ہوش

کبھی جام صہبا ہے ناز و ادا
کبھی مفتی مسند التقا

کبھی ہے یہ شمشیر ابروے یار
کبھی تیر دلدوز بہر شکار

کبھی موجہ بحر زخار ہے
کہ دریاے الفت کیے اپنے طے

چلا توسن کلک شیرین رقم
کہ معشوق و عاشق بھی ہو جو بہم

یہ سہراب وش رستم ذی حشم
کہ شمشیر بران ہے میرا قلم

قلم سے نہ اوصاف کچھ ہو سکے | فقط چند فقرات رنگین لکھے

چہرہ مفتیان مسند تحریر و تقریر و نسیمہ دان سجادہ تقریر دلپذیر رسالۂ داستان حیرت بیان کو یون دستخط فرماتے ہین اشعار مصنف کجا ہست ساقی پیمان شکن + کجا ہست استاد ایجاد فن + درین نظم شد رتبۂ من رفیع + رقم میکنم داستان بدیع + شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغ زن جو لشکر ظفر اثر جمع کر کے طرف طلسم نور افشان کے چلے تھے تین منزلین طے کی تھین کہ ایک صحراے ہول خیز مین پہونچے نہایت جنگل ویران تھا سرداران نے صلاح دی کہ حضور دو چار دن اسی صحرا مین اُتر لیے بدیع الزمان نے فرمایا صحرا نہایت خراب ہے خود بخود دل بیتاب ہے جی چاہتا ہے اسکو چھوڑ کر چلے جائین کسی زمین فرحت خیز کو بسا لین یہ ٹھہری کہ کل دن یہان بسر کرو رات کو سفر ہوگا نوبت و نقارے جو بجے یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے وہان کا حاکم آتشبار جادو نام اُس قلعے کا قلعۂ آتش نگار ہے بالاے قلعہ بیٹھا سیر کر رہا ہے کہ اسکے کان مین آواز نوبت و نقارے کی ہوئی چوب جادو پہلو مین بیٹھا ہے کہا اے چوب جادو جا کر دریافت تو کرو کہ کون بے ادب ہمارے صحرا مین آکر اُترا ہے جا کر کچھ گوشمالی بھی کر دو کہ وہ آپ یہان سے چلا جائے ٹھہرنے نہ پائے ایسا پریشان ہو کہ رات ہی کو بھاگے چوب نے کہا مین ابھی جا کر سمجھا دونگا یہ کہکے قلعے سے اُترا صورت ایک سپاہی کی بنا لشکر مین بدیع الزمان کے ٹہلتا ہوا آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر پسر حمزہ ہے جی مین سوچا کہ یہ تو لشکر خاص دشمن کا ہے ان لوگون کو اگر نہ چھیڑا غضب ہوگا بوقت سحر نخل یہان کے پامال ہو جائینگے یہ سوچتا ہوا لشکر سے نکلا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا سحر کرنے لگا ہواے تند چلی خیمے گرنے لگے ہوا کی ترقی ہے شاہزادہ بدیع الزمان گھبرا کر نکل آئے دیکھا تمام لشکر پریشان خیمے مثل پر کاہ اُڑتے پھرتے ہین کھمبے منھ کے بل گرتے ہین ہر طرف ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے ہر کس و ناکس درد مند ہے پکارتے پھرتے ہین ظلم

دل در قفاے او ز برم رفتہ رفتہ رفت
قسمت ببین کہ تا جگرم رفتہ رفتہ رفت
از بس کہ موے زلف او ام ساخت منظم
در گریہ ہاے بے اثرم رفتہ رفتہ رفت

خون جگر ز چشم ترم رفتہ رفتہ رفت
آن طفل سیمین کہ نشاندم بدیدہ اش
از شام تا بچین خبرم رفتہ رفتہ رفت
واقف کشید کار بدیوانگی مرا

خاریکہ رفت از سر راہش بپاے من
مانند اشک از نظرم رفتہ رفتہ رفت
سر رشتۂ حیات ز کف پیش او چو شمع
ہوش از ہواے او ز سرم رفتہ رفتہ رفت

کوئی روتا ہے کوئی پیٹتا ہے امیہ برابر کھڑا تھا بدیع الزمان نے کہا اے امیہ اسی وقت سے خیمے اُکھڑوا دو اس صحرا سے نکل چلین بلا کی آندھی اُٹھی ہے سب لشکر تباہ ہو جائیگا کیونکر رات بسر ہوگی تڑپ تڑپ کے سحر ہوگی امیہ گھبرا کر نکلا خیال کر کے دیکھا ایک طرف لشکر مین ہواے تند چل رہی ہے ایک طرف والون کو خبر بھی نہین جدھر سے جھونکے ہوا کے آتے تھے اُسی طرف چلا دور سے دیکھا ایک ساحر درخت کے نیچے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے جب وہ دستک دیتا ہے تو ہوا زور پکڑتی ہے درخت اُکھڑ کے گرتے ہین سوچا کہ یہ معاملہ ہے ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکار کر آواز دی بھائی صاحب کیا کار نمایان کیا لشکر والے بھاگے جاتے ہین مین سو رہا تھا کہ خدمتگار نے خبر دی کہ بھائی صاحب اکیلے گئے ہین بھائی صاحب جلد سحر کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی آکے دیکھ لے تو بڑی خرابی ہو مسلمانون مین

بڑے بڑے مکار ہین اسوقت سوتے سوتے اُٹھا ہون نگاہ کام نہین کرتی نام تمھارا بھولگیا چوب
نے پکار کر کہا بھائی مین ہون چوب جادو ہاتھ کی لکڑی کو بھولگئے آؤ بیٹھو مین تمھارا ابھی نام بھولا
امیہ نے کہا بھائی سر کوب جادو تمھارا پڑوسی کیا آنکھون مین چربی چھائی ہی دونون بھائی
ملکر سحر کرینگے یہ لشکر کسکا ہی چوب نے کہا یہ لشکر پسر حمزہ کا ہی ہمارے شاہون کے ملک کو جاتا ہی
ہم انکو جانے دینگے سب سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے اب پانی بھی برساؤنگا آگ لگادونگا امیہ قریب
آیا کہا بھائی اپنا اپنا حصہ کرلو ہوا تمھارے حصے مین اسمین کیا قصہ آب و آتش میرا حصہ
یہ کہکے بیچ نخل پر بیٹھ گئے اسم سحر کا شروع کیا آفتاب مکر نے طلوع کیا چوب نے کہا بھائی کچھ
تاثیر نہین ہوئی امیہ نے کہا سر اُٹھا کر دیکھو ابر آتش فشان اُٹھا آگ برسا چاہتی ہی پانی بھی
برسیگا چوب نے سر اُٹھایا امیہ نے حلقے کمند کے ڈالدیے چوب پلٹا حباب مارا چوب
بیہوش ہوکے گرا امیہ نے سر کاٹ لیا لیکر بھاگا یہان آتشبار نے ہرکارے مقرر کیے تھے
ہرکارے خبر دے رہے تھے کہ چوب نے جا کر سحر کیا لشکر مسلمانان سے فریاد فریاد کی صدا
آرہی ہی کیا خوبصورت سحر کیا ہی آتشبار خوش ہو رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر عرض کی ہوا موقوف
ہوئی نہین معلوم سحر کرنیوالے کے دل مین کیا ہوا آئی یا ہوا بگڑی یا ہوائے عدم ہوئی پریشانی لشکر
اسلام کی کم ہوئی چند ساحرون کو اسنے بھیجا کہ جا کر دیکھو چوب جادو پر کیا گذری چند ساحر
گئے جا کے دیکھا کہ لاشہ چوب جادو کا پڑا ہی روتے پیٹتے گئے اُٹھا کے لائے آتشبار لاشہ اپنے
رفیق کا دیکھکر جلگیا اُسی وقت حکم دیا لشکر تیار ہو محل مین آیا یہان لشکر تیار ہونے لگا محل
مین آکر تاج سر پر رکھا ہتھیار لگانے لگا اسکی دختر بلند اختر ملکہ نرگس گلگون پوش حسن مین
بینظیر چہرہ رشک ماہ منیر سحر مین طاق شہرۂ آفاق محل مین جو ہر طرح ہوا کہ شہنشاہ ہتھیار لگا رہے ہین
اسباب سحر بھی جھول مین رکھا گیا نرگس اپنے کمرے سے دوڑی سامنے باپ کے آئی گلے مین ہاتھ
ڈالدیے کہا بابا جان خیر تو ہی آتشبار نے کہا ای فرزند سحر العجائب و مصر الغرائب نے سلطنت
کوکب کی لے لی بڑا غضب کیا کہ کسی پہلوان سے وہ شکست کھا کر قریب علامت طلسم آیا
بڑا اعذر کیا کہ ہمکو بچالو ہمارے تعقب مین دشمن آتا ہی ان ظالمون نے نہ مانا قید کرلیا اب
مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہی بہت سے قید ہوچکے مسلمانون کو بہت ناگوار ہے
کوکب کا قید ہونا اپنے عہد دولت مین کوکب نے انکی شراکت کی اُس احسان کا معاوضہ
اہل اسلام یہ چاہتے ہین کہ جس طرح بنے کوکب کو رہا کرین فرزند حمزہ شاہزادہ بدیع الزمان
لشکر لیے ہوئے میری حوالی سے جاتا ہی مین نے چاہا اُنسے نہ اُلجھون مگر وہ لوگ تو آمادہ حرب
و پیکار ہین اسی واسطے آئے ہین کہ جہانتک ہوسکے ملکون پر قبضہ کرین تا بہ طلسم نور افشان پہونچین
میرا رفیق چوب جادو گیا نہین معلوم کیونکر اُسکا سر کاٹ ڈالا اب مین کیونکر صبر کرون لشکر
تیار کرایا ہی یہ جانتا ہون کہ وہ غیر ساحر ہین ایک سحر مین سب کا کام تمام کردونگا لیکن نہین معلوم
کیا سبب ہو جاتا ہی کہ ساحر ان لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہین چوب جادو نے جا کر
ہنگامہ ڈالدیا تھا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ وہ مارا گیا یہ پسر حمزہ وہ گستاخ ہی کہ دختر

خداوند لقا کو نکال لیگیا لقا نے بڑی بڑی کدد کاوش کی وہ شاہزادی پلٹ کر نہ آئی اب طرف
طلسم نور افشان کے جاتے ہین دیکھیے وہان کیا گذرے ملکہ نرگس گلگون پوش نے یہ حالات
سُنے مشتاق ہوئی کہ جمال بیمثال اُس نوجوان کا کیونکر دیکھون آتشبار تو باہر آیا نرگس کو کمال
اشتیاق پیدا ہوا ایک کنیز سے کہا بادا جان لشکر کشی کر کے برسر لشکر حمزہ گئے ہین تو جا کے
ٹھہر دیکھ تو وہ لوگ کیا کرتے ہین جب سحر وہ نہین جانتے ساحرون سے کیونکر لڑینگے کنیز واسطے
خبر کے روانہ ہوئی عرض کر گئی کہ مفصل خبر لاونگی یہان شاہزادہ بدیع الزمان بارگاہ مین
بیٹھے ہین اول امیہ نے آکر سر چوب جادو کا پیش کیا کہا اسی کے سحر کی آندھی تھی یہان کے
بادشاہ کو خبر پہونچی اسنے اسکو بھیجا تھا مین نے جاتے ہی اسکی گردن لی اب یقین ہو کہ لڑائی ہوگی
بدیع الزمان نے کہا یہ دریافت کرو کہ طلسم نور افشان یہان سے کتنی دور ہو امیہ نے عرض کی
کہ یہ تو مین نے دریافت کیا کہ یہ آتشبار جادو بادشاہ طلسم نور افشان کو خراج دیتا ہو
اگر خدا نے فضل کیا اور یہ ملک فتح ہوا تو راستہ طلسم کا ملیگا اسی ملک کی وجہ سے راستہ بند ہو
بدیع الزمان نے کہا انشاء اللہ اسکا فتح کرنا واجب و لازم ہوا یہ ذکر تھا کہ ایک سوداگر
آیا بدیع الزمان نے کچھ اسباب خریدا پوچھا کہان سے آتے ہو عرض کی مین قلعۂ عرش پرواز
سے آتا ہون شاہزادہ خاور سپاہ کا وہان گذر ہوا دو ملک فتح کیے کئی سو ساحر بھی
مارے گئے پہلوان بھی قتل ہوئے اب بڑے زور و شور سے لشکر ساحر و غیر ساحر ساتھ لیے ہوئے
طرف طلسم نور افشان کے جاتے ہین بدیع الزمان نے تاجر کو رخصت کیا امیہ سے فرمایا تمنے
سُنا اس خاور ہی نے آفتین برپا کر دین کئی ملک فتح کیے اب لشکر گران جمع کیا طرف
طلسم نور افشان کے جاتا ہو اگر ہمکو عرصہ ہوا بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہوگا اے امیہ
جلدی کرو ایسا نہ ہو وہ پہونچ جائے بارگاہ مین اسقدر بلبلائیگا کہ زندگی دشوار ہوگی
امیہ نے عرض کی یہ چوب جادو مارا گیا یقین تو یہ ہو کہ بادشاہ لشکر کشی کرے یہ ذکر تھا
کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی بدیع الزمان باہر نکل آئے دیکھا آتشبار تخت
پر سوار کئی سو ساحر تخت کو گھیرے ہوئے پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار اتالہ بارگاہ کا
لدا ہوا اس زور و شور سے آتشبار آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی شلنگ جادو نے عرض کی
اے شہنشاہ جب سے مین نے سُنا کہ چوب مارا گیا دل کو جوش ہو کہ مسلمانون کو قتل کرون لیکن جو
میرے ساتھ کیا کرتے ہین مین سب طرح ہوشیار رہونگا دھوکا نہ کھاؤنگا آتشبار نے قبول کیا
شلنگ نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان کو خبر پہونچی اُنھون نے بھی طبل جنگی
بجوا دیا امیہ باہنائے عیاری سے آراستہ ہو کر لشکر آتشبار مین آیا دیکھا شلنگ جادو
کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے اپنے دربار گاہ پر بیٹھا ہو ساتھ والون سے
کہہ رہا ہو مین آج رات کو نہ سوونگا اگر کوئی نیا آدمی میرے لشکر مین آئے مجھسے نہ پوچھنا
اُسکو گرفتار کر کے مار ڈالنا مین تو دیکھون غیر ساحر ہمارے سامنے کیونکر آتا ہو ساحر کا
مار لینا کیا کھیل ہو بیوقوف مارے جاتے ہین ذرا انسان عقل کو دخل دے غیر ساحر کی بھی یہ مجال

که ساحر کے سامنے آئے اور عیاری و مکاری کرے امیہ دیر تک کھڑا رہا کوئی موقع ملاقات کا نہ پایا یہ بھی دیکھا کئی خوانچے والے کئی گھسیارے اسی گمان پر گرفتار ہو کر آئے کہ عیاران لشکر اسلام ہیں دیکھتے ہی کہا انکے سر کاٹ ڈالو امیہ کھڑا دیکھا کیا دل سے کہتا ہی یہ بڑا ہوشیار ہے اسکے مقدمے میں بڑی مشکل پڑیگی رات بھر امیہ اسی فکر میں رہا مگر کوئی تدبیر نہ بن پڑی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر میدان کارزار میں جانے لگے شلناک ہنستا ہوا سامنے آتشبار کے آیا کہا حضور میں نے رات بھر جاگکر بسر کی دس بارہ عیار قتل کیے حضور گھسیارے بنکے آئے خوانچے والے بنے مزا پیر دن میں کتنے پھرتے تھے میں نے جسکو پایا گرفتار کیا یہ سب وہی تھے جنھوں نے چوب کا سر کاٹا اب غلام طرف میدان کارزار کے جاتا ہی جب رات کو کچھ نہ ہو سکا تو اب دن کو کیا عیاری کرینگے آتشبار نے خوش ہو کر شلناک کو خلعت دیا کہا بڑے لطف سے تمنے شب بسر کی شلناک طرف میدان کارزار کے چلا کئی ہزار ساحر اسکے بھی ساتھ ہیں کنیز ملکہ نرگس کی جو واسطے خبر کے آئی تھی جاکر ملکہ سے خبر کی کہ داری شلناک جادو آپ کے باپ کا مصاحب یہ لڑائی اسنے اپنے ذمے لی ہی رات بھر میں بارہ عیار اسنے مارے اب طرف میدان کارزار کے جاتا ہی بڑا ہوشیار ساحر ہی آج کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا نرگس بیقرار ہو گئی کہا ہم بھی جاکر تماشا دیکھینگے اگر بن پڑیگا تو امداد قدرت کو بجا لائینگے اگر تصور کیا جائے تو وہ شخص ایسا بزرگ ہے کہ جاگتی جوت کے خداوند نے اپنا داماد بنایا اگر قصد کرتے سنگ سیاہ کر دیتے مگر داماد کا رہنا مناسب جانا اگر اسکی مدد کی تو خداوند پر احسان کیا کیا مرتبہ ہوگا کنیز نے کہا واری بجا ارشاد کیا نرگس گلگون پوش طاؤس پر سوار ہوئی چند کنیزوں کو ساتھ لیکر ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری دیکھا لشکر میدان کارزار میں آئے آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال خورشید جلال تیغ کمر سے حمائل سپر فولادی پشت پر کمان کیانی اس لطف سے آراستہ ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہتاباں برج قوس میں آیا جوش پر ایام جوانی حسن میں لاثانی جمال جہان آرا اسے شاہزادہ والا قدر دیکھکر پسینہ آگیا قلب بھرایا ہر چند چاہا اپنے کو سنبھالے نہ سنبھل سکی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی کنیزوں نے پھولوں کی پنکھیاں جھلیں گھبرا کے ملکہ نے آنکھ کھولی پریشان اس جانب دیکھنے لگی ہوش و حواس اڑے ہوئے آنکھوں میں تری حواس میں ابتری کنیزوں نے گھبرا کے پوچھا نزاکت سے حضور کو غش آگیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا تمسے کیا بیان کریں نظم

دارم دل دیوانہ صد داغ ہجران در بغل	چشمی و چندین نسخۂ خواب پریشان در بغل
نازم بکافر کیشی زلف سیہ کارش کہ او	ہم راہ ایمان میزند ہم کردہ قرآن در بغل
در سینہ آتش مشتعل در دیدہ دریا موج زن	ہر شعلہ دوزخ آفرین ہر موج طوفان در بغل
راز دلم را چون صبا تا کس نہ غمازی کند	چاک دل خود میکنم چون غنچہ پنہان در بغل
روز مرا صد ظلمتے شبہائے غم در آستین	صبح مرا صد ظلمتے شام غریبان در بغل

وقتے من دہم چون صبا خاک سر کوئی بسر	نقشے من ہو چون آئینہ تصویر جانان در بغل
از چشم خواب آلودہ ات بر دین و دل ایمن نیم	این ترک خواہد از ستم خنجر ز مژگان در بغل
در دل خیال غمزہ صد نیش در پہلو شکن	در سینہ دل یکقطرہ خون صد نوک پیکان در بغل
چشمت فریبی میکند در کار زاہد کش بود	یک جرعہ پنہان تحفہ لہ یکجام پنہان در بغل
دیدم سحر صہبائے آشفتہ در میخانہ	ساغر بکف شعری بلب اوراق دیوان در بغل

کنیزون نے عرض کی لونڈیان نہین سمجھین ملکہ نے منہ پھیر لیا چپ ہو گئی کہا صاحبو اب میدان کا تماشا دیکھو کہ شلنگ جادو میدان کارزار مین آیا موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا کہتا ہے کیون صاحبو عیار کیونکر عیاری کرتے ہین ہمارے پاس کوئی صاحب آئے مین بہت مشتاق تھا اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بارہ عیار مین نے قتل کیے لاشے بھی اُنکے نہ اُٹھائے اب جسکو ہوس ہو وہ آئے یہ جو اسنے نعرہ کیا امیر کبیر ہنس رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے بیچارے نے اپنے لشکر کے گھسیارے قتل کیے ہونگے کہ فضل بن گیا ہے اور نے گھوڑا صف سے نکالا بدیع الزمان کو سلام کیا ہرچند بدیع الزمان نے منع کیا فضل نے نہ مانا گھوڑے کو اُڑا کر طرف میدان کے چلے ملکہ دیکھ رہی ہین جب دس قدم فضل کو باقی رہگیا شلنگ نے سحر کیا مرکب فضل کا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہے پشت سے گرا دون فضل ہرچند چاہتے ہین گھوڑے کو روکون قریب شلنگ کے پہونچون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہے شلنگ قہقہے مار رہا ہے کہتا ہے انہون صاحبوان ایسون کا قتل کرنا کیا مشکل ہے سب کو دیوانہ کرکے مارونگا مزا یہ ہے کہ اپنی جان سے خود بیزار ہوا اپنا گلا آپ کاٹے ملکہ نرگس گلگون پوش نے جو دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا انہون صاحبو یہ مسلمان کس بھروسے پر ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین شلنگ نے ہلکا سا سحر کیا ہے اسکو بھی دفعہ نہین کرسکتے بدیع الزمان بھی اپنی صف سے حیران دیکھ رہے ہین حال پر فضل کے تاسف آتا ہے ہرچند فضل چاہتا ہے کہ قریب شلنگ کے پہونچون گھوڑا اُٹھنے نہین دیتا ملکہ نے قصد کیا سحر شلنگ کا دفع کر دون کنیزون نے منع کیا کہا حضور آپ کے والد کے خلاف ہوگا قارن بلند کمان نے جو فضل کا یہ حال دیکھا گینڈا صف سے نکالا بدیع الزمان سے اجازت بھی نہ لی کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر شلنگ کو مارا شلنگ نے اُف کی شعلہ آتش منہ سے نکلا تیر جلگیا کئی تیر قارن نے مارے اُس خطا شعار تک تیر نہ پہونچے شلنگ نے انپر بھی سحر کر دیا گینڈے نے جست کی قارن زمین پر گرا فضل کا بھی گھوڑا الف ہوا فضل بھی گھوڑے سے گرا دونون جوان چاہتے ہین زمین سے اُٹھین ہاتھ پاؤن مین حس و حرکت نہین ملکہ بہار پر بہت بیقرار ہے مصنف عرض کرتا ہے کہ گیارہ سردار شاہزادہ بدیع الزمان کے فدا فدا نکلے اسی طرح گھوڑون سے گرے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین چاہتے ہین اُٹھین ہاتھ پاؤن قابو مین نہین گیارہ سردار بدیع الزمان کے زمین پر گرے بدیع الزمان نے چاہا گھوڑا بڑھا دون اور نعرہ کیا او بیچیا یہ کیا حرکت لغو ہے جو تو نے ساتھ ان بہادرون کے کی مین آتا ہون ملکہ نرگس گلگون پوش نے جو دیکھا کہ اُس شیر جثہ جرأت

ویکھ تاز میدان جلالت نے بودھے پر ہاتھ ڈالا چاہا مرکب کو اُڑا دین ملکہ نے گھبرا کر کہا لو صاحبو
غضب ہوا افسر صاحب نکلتے ہین وہ بھی سحر سے ناواقف ہین اگر کچھ سحر جانتے ہوتے اپنے
سرداروں کو بچاتے جوش جرأت مین آتے ہین اب مین ضرور سحر کرونگی وہ بھی آکر بلا مین مبتلا ہوجاینگے
یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا شلنگ نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان نے قصد کیا پکار کر آواز دی مین
تو آپ کا مشتاق تھا تشریف لائیے دیوانہ کرکے سب کو قتل کردون ایک ہی مرتبہ سحر کرونگا
عوض پانی کے تلوارین آسمان سے برسین آپکے ساتھ والے ایک ایک قطرہ آب کو ترسین یہ کہکے
جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ اسباب سحر نکالا اسماے سحر پڑھنے لگا کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی ملکہ
نے بھی قصد کیا تھا کہ جب یہ بدیع الزمان پر سحر کرے تو مین ایسا سحر کرون کہ یہ خود تنکے چنے
کہ صحرا سے گرد جو اُڑی اُس گرد سے آواز آتی تھی او بچیا اسی طرح سحر کرتے ہین وہ سحر کر کہ مسلمان
زندہ نہ بچین شاہان طلسم کو خبر ہوگئی کہ تو میدان کارزار مین مسخراپن کر رہا ہے سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب بشکل عجیب ایک بڑا سا کاغذ ہاتھ مین چھپٹا ہوا آتا ہے کلمات سخت کہتا ہوا برابر
شلنگ کے پہونچا ملکہ بھی بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ اس ساحر نے آکر نامہ پھینکا کہا او بچیا
ہمارے شاہ ہمہ دان و ہمہ گیر بادشاہ باتدبیر ہین تو یہان لڑ رہا ہے اُنھون نے مرآت واقعہ
مین ملاحظہ فرمایا مجکو حکم دیا کہ جا کر اُسے تنبیہ کر وہ سحر کرے کہ مسلمانون پر آگ برسے تلوارین
گرین سب کے سر کٹین تب لطف ہے یہ کیا مسخراپن کرتا ہے شلنگ نے نامہ اُٹھایا سر نامے پر
مہر شاہان طلسم پائی آنکھون سے لگایا سر پر رکھا نامہ کھولنے لگا جیسے ہی نامہ کھولا دھوان نکلا
ارے کہکے لڑکھڑایا ساحر نے لپٹ کے خنجر مارا نعرہ کیا منم امیہ بن عمرو کیون بچہ بڑے ہوشیار
تھے ہوشیاری چلی مار کر شلنگ کو بھاگا نخلستان مین غائب ہوا آتشیار نے جو یہ معرکہ دیکھا
دل کم رہگیا طبل اُمان بجوا کر پلٹا کہتا ہوا کہ یارو دیہ کیا معرکہ گذرا میرے رفیق نے بڑی ہوشیاری
کی مگر انجام بخیر نہ ہوا اس ذلت سے مارا گیا مگر خیر سمجھونگا دیکھون عیار کیا کرتے ہین یہ کہتا ہوا
پلٹا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان اپنے سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے ملکہ نرگس گلگون پوش
چپ کھڑی ہے کنیزون نے عرض کی اب تو لشکر پلٹ گئے آپ بھی تشریف لیچلیے ملکہ نے طرف
بارگاہ شاہزادہ بدیع الزمان کے دیکھکر آہ کی یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکلگئے نظم

بل بے تیری کاوشین جینا مجھے دشوار تھا
ای مرے درد جگر تو بھی مزاج یار تھا

جب مین میتابی سے گھبرایا تسلی اسنے کی
مونس جان حزین شب بھر ترا اقرار تھا

دل کی گھبراہٹ سے جب تڑپا شب فرقت مین
تیرے در سے متصل اپنے پس دیوار تھا

رات بھر سنتا رہا اب عذر لاعلمی نہ کر
بے سبب آہین نہ تھین آخر کوئی بیمار تھا

ہاے مین نے تو بہت چاہا مگر ای جان جان
مجکو مرنا بھی شب غم مین ترا دشوار تھا

داستان شوق میری ہو نہ جتنی عمر بھر
خاک سُنتا وہ اسے اک حشر کا طومار تھا

یہ تو مضمون گذشتہ کچھ وفا آمیز ہے
کیا نصیب دشمنان تو بھی کسی کا یار تھا

اپنی محرومی گوارا کی نہ کی لیکن خبر
جی دہل جاتا ترا وہ حال میرا زار تھا

غیر نے تیرے سوا پائی نہ آنکھون مین جگہ
صدقے مین اس سرعت تیر نظر کے ای نسیم

پاسبان خواب راحت دیدۂ بیدار تھا
اُف بھی ہم کرنے نہ پائے وہ جگر کے پار تھا

کنیزون نے کہا واری ہماری سمجھ مین یہ پہیلی نہین آئی ملکہ نے کہا تم لوگ جاؤ میرا یہان سے جانے کو دل نہین چاہتا جی چاہتا ہی اسی مقام پر رہون کنیزون نے کہا واری صحرائے وحشت خیز ہول انگیز آپ کے رہنے کے لایق نہین ہی ملکہ نے کہا میرا دل یہی چاہتا ہی کہ مین اسی مقام پر رہون کنیزون نے منت و خوشامد کی شام بھی ہونے لگی بہ زبردستی تخت پر سوار کیا ملکہ پریشان پریشان پلٹ پلٹ کے طرف بارگاہ بدیع الزمان کے دیکھتی ہوئی طرف اپنے مکان کے چلی ارادہ تو یہ تھا کہ باغ مین جاؤن طرف سے محل کے گذر ہوا مان نے جو جاتے دیکھا کہا بی بی ابتو دو دو دن باغ ہی مین رہتی ہو آج یہان آؤ ملکہ نرگس اُتر پڑی کہ ناظر نے آکر عرض کی کہ شاہ تشریف لاتے ہین سب استقبال کو اُٹھے دیکھا آتشبار جادو پھولا ہوا کہا صاحبو آج عجب معرکہ ہوا شلنگ جادو نے آفت برپا کردی تھی اسنے اسقدر ہوشیاری کی کہ رات بھر جاگ کے بسر ہوئی عین میدان کارزار مین عیار بدیع الزمان نے اُسکو مارا اسقدر جلدی نکلگیا کہ کوئی سحر نہ کرسکا اب ارادہ ہوا کہ مین خود طبل جنگی بجواؤن کہ سالک جادو وزیر اعظم نے یہ عہدہ اپنے ذمے لیا اب وہ طبل جنگی بجوائیگا اسکے سحر سے کوئی زندہ نہ بچیگا ایک ہی سحر ایسا کریگا کہ زمین کانپ جائیگی یہ کہکے آتشبار تو باہر گیا سالک کے نام پر اُسی وقت طبل جنگی بجا یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا ملکہ نرگس گلگون پوش پہر رات گئے گھبرائی کہا مادر مہربان میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی مین اپنے باغ کو جاؤنگی ہر چند مان نے روکا نرگس نے نہ مانا اُسی وقت سوار ہو کے اپنے باغ مین آئی باغ کو دیکھکر اور زیادہ طبیعت گھبرائی جب چند رازدارون نے بہت پوچھا کہا صاحبو مین کیا کرون میرا خود بخود دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی کہین نکلجاؤن گریبان چاک کرون اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن قبر مجنون پر جاکر سوال کرون نظم

نہ بر مین دل نہ سینے مین جگر ہی
وہ جیسی صبح ویسی ہی شب ہجر
نہ بازو ہی نہ گردن ہی نہ سر ہی
لگی لو شمع سان اک شعلہ رو کی
نسیم اپنی خدا ہی پر نظر ہی

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو
غضب کی رات آفت کی سحر ہی
نہین کیا ہی جو گذری سو گذری
بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہی

عجب تیر نگہ مین کچھ اثر ہے
جگر کے پار ہی تیر نظر ہی
قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے
حساب ای جان ہمارا حشر پر ہی
غرض مطلق نہین مجھکو کسی سے

شاید اُستاد ذوالاثر اد کچھ تدبیر بتائین ہمکو بہلائین اُنکی عمر عشق مین گذری یہ بھی سنا ہی کہ قبر لیلی پر جاکر آنکھین چڑھا دین یہ جوش و خروش آواز دی لیون صاحب یہ آنکھین تمھاری مشتاق تھین اُنکو نذر گذرانتا ہون ہمکو بھی اپنے پاس بلا و عدم مین تو چین پائین دنیا کی کشاکش اُٹھا چکے ابتو وصال ہو دفع ملال ہو سنتے ہین کہ قبر شق ہوئی مجنون قبر مین سما گیا بعد مرنے کے وصل ہوا بر وقت وصال وصل ہوا اس طرح کی ملکہ بیقرار ہے انتہا کی اشکبار ہی وہ کالی رات نہین کٹتی گھبرا رہی ہی کبھی شمعہاے مومی و کافوری پر

الغرض پری کہا کیون صاحبو یہ بے زبان پروانے کیون جلتے ہین جسم سے کمبختو کے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین
کنیزون نے عرض کی شمع بھی تو اشک حسرت بہارہی ہی اپنا سوز و گداز دکھارہی ہی صبح کو دونونکا
خاتمہ ہی ملکہ نے زانوون پر ہاتھ مارا کہا صاحبو عاشق و معشوق دونون تباہ ملکہ کا تو یہ حال
چار گھڑی رات رہے اسباب سحر جھولی مین بھرا اپنے کو شعلۂ جوالہ بنایا طاؤس پر سوار ہو کر
طرف اُسی پہاڑ کے چلین کہا صاحبو چلکر تماشا تو دیکھون میان سالک کس راہ پر جاتے ہین
کون ساسحر کرتے ہین مین نے سب سحرون کا دفعیہ تجویز کرلیا ہی ملکہ تو طرف پہاڑ کے جاتی ہین جب
سالک نے طبل جنگی بجوایا شاہزادہ بدیع الزمان کو خبر پہونچی ہرکارون نے بھی یہ خبر کہی
کہ سالک نامے ساحر وزیر آتشبار آمادہ ہوا ہی کہ لشکر کو حضور کے تباہ کرے بچاس ہزار
ساحر اُسکے ملے ہین بارگاہ استادہ ہورہی ہی تیاری مین مصروف ہی تمام انتظام اُسی کی ذات
پر موقوف ہی یہ خبر سُنکر امیہ چلا کہا میان سالک کی تدبیر کرون شاگردون نے چاہا ساتھ دین
امیہ نے کہا کسی کی احتیاج نہین آپ لوگ لشکر مین ٹھہرین اگر بنتا ہی تو مین اُسکو لاتا ہون
اُسی کی فکر مین جاتا ہون امیہ صورت بدل کے لشکر کفار مین آیا دیکھا بارگاہ استادہ ہورہی ہی
جو ساحر بڑے ہین اُنکے خیمے استادہ ہورہے ہین امیہ بصورت مسبل کھڑا ہوا مجمع ساحران
مین ٹھہرا بارگاہ کو دیکھ رہا ہی ترکیبین بتاتا جاتا ہی فراشون مین ملگیا کہتا جاتا ہی اس ستون مین
کج ہی طنابین کھینچدو کہ اندر سے سالک جادو نکلا امیہ نے جھککر سلام کیا سالک
نے کہا تو کون کہا حضور آپ کا فراش بہت لطف سے فرش کردونگا امیدوار ہون چند
باتین تخلیے مین کرون مین نے ابھی عیار بدیع الزمان کو دیکھا فقیر بنا ہوا بھیک مانگ رہا ہی
حضور میرے ساتھ چلین تو بتادون اسی تدبیر مین ہی کہ عیاری کرون مین نے اُس سے باتین
بھی کین پہچان گیا کہ یہ عیار مکار ہی سالک نے کہا کہان ہی اشارہ کیا میرے ساتھ چلیے
وہ سامنے نخل جو معلوم ہوتا ہی اُسی کے سائے مین بیٹھا ہی لہنگا پھریا نکالی چاہتا ہی عورت
بنکے عیاری کرون جب تو مین نے پہچانا سالک نے کہا مین چلتا ہون ساتھ والون سے کہا تم
بارگاہ استادہ کرو مین ابھی آتا ہون امیہ سالک کو لگا کر لیچلا راہ مین باتین کرتا ہوا دیکھیے
حضور اس مقام پر وہ ٹھہرا تھا دیکھیے روٹی کے ٹکڑے پڑے ہین سالک دیکھتا ہوا ساتھ ساتھ
امیہ کے ایک نخل کے قریب آیا کہا دیکھیے وہ بیٹھا ہی لہنگا پہن رہا ہی سالک نے منہ پھیرا
امیہ نے حلقے کمند کے ڈالدیے سالک نے چاہا لپٹون حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا اسکے ساتھ والے بارگاہ استادہ کرکے آپسمین کہنے لگے مالک ہمارے
کسکے ساتھ گئے دو تین خدمتگار دوڑے دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے
پکارا ارے تو کون ہی امیہ نے پلٹ کر دیکھا دو جادوگر دوڑے ہوئے آتے ہین امیہ کو
کچھ بن نہ پڑا پشتارہ پھینکر بھاگا اُن جادوگرون نے آکر سالک کو ہوشیار کیا
گھبراکر پوچھا ارے یہ کیا معرکہ تھا ساحرون نے کہا حضور آپ کو عیار لیے جاتا تھا ہمنے
رہا کیا رات بہت قلیل باقی تھی جب یہ معرکہ ہوا غصے مین سالک نے کہا ابھی لشکر تیار کرو

جا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کرونگا لشکر مین قرنا ہوئی ساحر تیار ہونے لگے اسی وقت لشکر آراستہ ہوا ہنگامہ جو ہوا آتش بار جادو بیدار ہوا خدمتگارون سے پوچھا ارے یہ کیا آفت برپا ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان عیار بدیع الزمان نے آکر سالک کو فقرہ دیا گرفتار کر لیا لیکن ملازم اسکے پہونچ گئے رہا کر لیا اب سالک کو غصہ آیا اسنے قرناگرائی لشکر تیار ہو رہا ہی وہ اسوقت مسلمانون پر جاتا ہی آتش بار اٹھا کہا عیار بڑے مکار و غدار ہین ایسے ساحر ہوشیار پر عیاری ہو گئی بیشک اسکو نہایت غصہ ہوگا آتشخو شعلہ مزاج ایک ہی سحر مین زمین ہلا دیگا مسلمانون کا بچنا دشوار ہوگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا آنکھین ملتا ہوا باہر نکلا مگر سالک پیدل آگے بڑھا ہوا لشکر تمام پشت پر چلا آتا ہی ملکہ جو آکر پہاڑ پر ٹھہرین دیکھا سالک آگے بڑھا ہوا لشکر کو لیے ہوئے جاتا ہی یہان بدیع الزمان خود طلایہ پر تھے سب طرف پھر کے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے ہین کہ امیہ گھبرایا ہوا سامنے سے آیا بدیع الزمان نے پوچھا کیا ہوا عرض کی آقا میرے نارسائی کی مین نے سالک کو پکڑ لیا تھا ساحر اسکے پہونچ گئے پشتارہ پھینکر بھاگا وہ اسی وقت لشکر لیکر آتا ہی بدیع الزمان نے کہا قرنا کراؤ امیہ دوڑا بارگاہون پر سردارون کے آواز دی یارو لشکر کفار آتا ہی آقاے نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین پانچ چار مشعلچی قریب بدیع الزمان آگئے شاگردان امیہ بھی تیار ہونے لگے ملکہ پہاڑ پر کھڑی ہین کنیزون سے کہہ رہی ہین لو اور غضب دیکھو سالک لشکر کو لیے ہوئے آتا ہے یکایک کنارے پر لشکر کے روشنی ہوئی ملکہ کی نگاہ پڑی شاہزادہ بدیع الزمان مسلح و مکمل کھڑے ہین مشعلچی گرد آگئے خود زرین سر پر تیغہ ہاتھ مین پکار کر فرما رہے ہین یارو گھبراؤ نہ اٹھو مین لشکر کفار کو روکونگا جلدی نہ کرو جانباز سرفروش ہر طرف سے چلے آئے ہین رات قلیل باقی ہی ستارہ سحری چمکا چاہتا ہی شاہ زرین آفتاب فوج شعاع و ضیا لیکر قلعہ مغرب سے نکلیگا مشعل مہر روشن ہو چکی ہی شہنشاہ ماہتابان باحال پریشان فوج ثوابت و سیارگان کو ساتھ لیکر فرار پر قرار کیا چاہتا ہی رخ انجم پر اداسی جھلملا رہی ہین مد فوج مہتابان دیکھکر گھبرا رہے ہین افسران کلان یعنی جو بڑے بڑے تارے تھے وہ پہلے ہی غائب ہو گئے اب اہالیان فوج انجم بھاگنے کے طالب ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان فوج سالک کو دیکھکر ہوشیار ہوئے مرکب کو مہمیز کیا چاہتے ہین کہ جا پڑین ملکہ نے گھبرا کر زانو دبا پیٹ لیا کہا کیون صاحبو یہ کس بھروسے پر جاتے ہین مناسب تو یہ تھا کہ کہین جاکر چھپتے سامنے لشکر سالک کے نہ آتے آخر اسکے لشکر کو کیونکر روکینگے اس حال مصیبت مآل کو دیکھکر کیون نہ مثل زلف پریشانی ہو کیون نہ آئینۂ رخسار پر حیرانی ہو اب مجھے صبر نہین ہوتا نظم

تیری پابوسی سے اپنی خاک بھی مایوس ہی ۔ نقش پا پر نقش پا ظالم کف افسوس ہی

ہاے یا مرغ مجنون کی جنون افزائیان ۔ میرے سر کو سایۂ بال ہما منحوس ہے

چشم دریا بار ہی کسکے خیال خط مین جو ۔ فلس ماہی داغ افزاے پر طاؤس ہی

کیا یہ مطلب ہی کہ برعکس وفا ہو گی جفا
جز تمھارے عہد نامے مین خط معکوس ہی

یان جلا یا جی حجاب شمع رو نے اور بھی
سوز پروانے کو مانع پردۂ فانوس ہی

بسکہ شام وصل آغاز سحر مین مر گئے
سینہ کوبی اہل غم کی ہم صدائے کوس ہی

غیرت آمد شد دشمن سے تلون سے لگی
جل بجھینگے اب کہ حال مشعل معکوس ہی

گر نہ ہو شکر جفائے متصل سے درد سر
لب پہ کچھ کچھ التماس جان غم مانوس ہی

نزع مین جی کا نکلنا تیرا آنا ہو گیا
بسکہ مرتے مرتے دل مین حسرت پابوس ہی

شاعری اپنی ہوئی نیرنگی دانشوری
جو سخن ہی سو طلسم راز بطلیموس ہی

کر چکا ہون دور اخلاص بتان مین امتحان
مین نہ مانونگا کہ مومن زاہد سالوس ہی

یہ کہکر ملکہ نے پر پرواز پیدا کیے آسمان پر جاکر مثل ستارۂ سحری چمکی سحر کیا لشکر سالک مین ہنگامہ ہوا چلتے چلتے سب رک گئے ہر شخص یہی کہتا ہی کہ بڑی دور آئے اب ہمسے چلا نہین جاتا اپنے پڑاو پر جاکر ٹھہرینگے پھر آئینگے یہ کہکے پلٹے سالک نے جو پلٹ کر دیکھا کہا یارو کہان جاتے ہو کہا حضور ہمارے پیر تھک گئے ہمسے چلا نہین جاتا اپنے پڑاو پر جائین سامان کرکے آئینگے ملکہ نرگس گلگون پوش ڈر رہی ہی ایسا نہ ہو آتشبار آگاہ ہو جائے آتشبار کا تخت چلا ہی بارگاہ سے نکلچکا ہی کہ اسنے دیکھا لشکر سالک پلٹا آتا ہی پکار کر آواز دی یارو کیون پلٹے آتے ہو کیا لڑائی فتح ہو گئی سب نے کہا حضور ہمکو پیدل لیگیے اتنی دور کا جانا آخر پلٹ آئے آتشبار نے کہا ارے کمبختو افسر کو تنہا چھوڑ دیا پلٹ جاؤ افسرون نے بڑھکر عرض کی حضور عجب معرکہ ہوا جب آمون کے باغ سے نکلے دل یہی چاہتا تھا کہ پلٹ جائین آپ کے فرمانے سے پھر جوش آیا جی چاہتا ہی افسر کے پاس جائین یہان سالک نے جو دیکھا کہ ساتھ والے سب پلٹ گئے غصے مین آواز دی کیا مین تم سبھون کے بھروسے پر آیا تھا یہ کہکے اسم سحر پڑھا گرز لیکر پھینکا قصد ہوا تھا کہ مسلمانون پر مارون طرف اپنے لشکر کے پھینک مارا دو ہزار آدمی جلکر گرے غل بلند ہوا افسر صاحب معاف کیجیے ہم ناحق پلٹے حاضر ہوتے ہین یہ کہکے جھپٹے اب کی مرتبہ سالک نے مارش کے دانے نکالے طرف اپنے ہی لشکر کے پھینک مارے اور ہزار جادوگر جلکر گرے ابتو ساحر بلوہ کرکے سالک پر جا پڑے پکار رہے ہین کہ ایسے افسر کا زندہ رہنا مناسب نہین ہی چہار طرف سے گولے پڑنے لگے سالک بھی طرف اپنی فوج کے پلٹ پڑا اکیلا اپنی فوج سے لڑ رہا ہی کئی ہزار جادوگر مارے شاہزادہ بدیع الزمان انتظار کر رہے تھے کہ یکایک دیکھا تمام ساحرون نے سالک کو گھیر لیا گولے ترنج پڑنے لگے ملکہ نرگس اکیلی آسمان سے سحر کر رہی ہین ابتو برس پڑین سالک بھی راہ بھولے ساتھ والے ایسے بھولے کہ افسر کے قتل کرنے پر آمادہ رحم کم غصہ زیادہ بدیع الزمان کو ملکہ نے جو دیکھا کہ گھوڑا اڑھائے چلے آتے ہین طاوس بڑھا کر سحر کیا کہ بدیع الزمان نے سر اٹھایا نگاہ پڑی کہ ایک نازنین سرو قد دوپٹہ بھاری ڈھلکا ہوا دریائے جواہر مین غوطہ زن گل گلزار حسن و جمال ماہ آسمان کمال غنچہ دہن سیمتن ہر اعضا درست چالاک و چست بدیع الزمان ٹھہر گئے ملکہ نے جو دیکھا آنکھیں

چار سو مین بدیع الزمان نے جو بنگاہ محبت دیکھا ملکہ نے مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا در دندان نکلے برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا بے اختیار ہو گئے پکار اٹھے نظم

مرا نہ بادہ نہ باغ و بہار شد باعث | بہار و باغ چہ باشد کہ یار شد باعث
رسیدہ بود گل آن سرو ہم ببلغ آمد | بیار می کہ یکے صد ہزار شد باعث
نبود نالۂ مرغ چمن ز جلوۂ گل | لطافت رخ آن گلعذار شد باعث
اگر بمیکدہ رفتیم عذر ما بپذیر | کہ بادہ خوردن ما را خمار شد باعث
اگر ز کوی تو رفتیم باختیار نبود | فغان و نالۂ بے اختیار شد باعث
گر از تو بیکدو سہ روز ای جدا شدیم مرنج | کہ گردش فلک کج مدار شد باعث
بہ مجلس تو ہلالی کشید طعنہ رقیب | گل وصال تو بر زخم خار شد باعث

ملکہ نے جو یہ اشعار زبان سے بدیع الزمان کے سنے یہی مسکرا کر فرمایا کیون صاحب لشکر ساحران کس بھروسے پر رو گئے چلے گئے اپنا حال آپ سے کیا کہین آپ کی جو یہ کیفیت دیکھی رحم آگیا کہ ساحر قیامتین برپا کرینگے ایک سحر مین زمین کانپنے لگے گی آسمان سے آگ برسیگی کیونکر دشمنون نے مہلت ملیگی تلوار بھی برسے تو عجب نہین لیکن آپ فرزند صاحبقران ہین صاحب شوکت و شان آپ کا فرزند جرأت مین یکتا شیر بیشہ ہیجا یہ بھی خبر ہو گئی کہ وہ شیر جا کر لڑا آخر گرفتار ہوا اپنی کیفیت کہنا بیکار ہی نظم

وفا پروردۂ من در برش بین
چو من از شوخی طبع سخن چین
بسر ہنگامہ شور و شرش بین
گذشتہ از سر خونش چو ہار و
چو شبنم نذر گلبرگ ترش بین
نہ زہرش در نگ نے دم بمژگان
معطل آن سنان و خنجرش بین
شکایتہا کہ میکردم ز دستش
گرانی اینقدر در کشورش بین
پریشان زلف چون طبع منش را
اثرہای دل و چشم ترش بین

من اندر عشق او دل دادہ از کف
غبارے ہر نفس بر خاطرش بین
ز غیرت حرف معشوقی گران داشت
بفکر زہرۂ جادوگرش بین
قیاس رنگ زر در روے خود را
بخود در ماندہ چشم کافرش بین
نیفتد گہ نظر بر حال خویشش
ہمہ وقف لب جان پرورش بین
نیاز و آرزو پیشش جلوریز
بہم چون ساز عیش دلبرش بین

ہجوم اشک در چشم ترش بین
دل از کف دادہ بہر دیگرش بین
چو من پیوستہ از جوش رقیبان
کنون سودای عشق اندر سرش بین
مرا اندر برد دندان حسرت
برویم در تماشا مضطرش بین
تغافلہا ز من زود دستمہا
یکے چشم تغافل گسترش بین
ستم بر رخ و فلک بست بر خویش
شکست رنگ گرد لشکرش بین
چو صہبائی شدی در آخر کار

بدیع الزمان نے جو یہ اشعار زبان سے اس مہ جبین کے سنے دل پکڑ لیا پکار کر آواز دی صاحب ہم تمہاری ملاقات کے مشتاق ہین ملکہ نے سر جھکا کے فرمایا صاحب یہ وقت پر موقوف ہی دل آٹھ پہر بیقراری مین مصروف ہی کہکر جو جوش آیا تگادو سحر آگین لشکر پر سالک کے ڈالدی کچھ ماش کے دانے بھی پڑھکر مار دیے لشکر بڑے جوش و خروش مین لڑنے لگا سالک ہر چند سحر کرتا ہی ساحر مارے جاتے ہین مگر نہین مانتے سالک کو بھی یہی منظور ہی کہ ان سب کو مٹا دون ہر مرتبہ جب گولہ مارا دوسرے

سر چھٹ گئے چار سو کے سر اُڑ گئے صدہا خود سر مر گر گرے زمین پر تڑپنے لگے بعضے آواز دیتے ہین
ای آقاے نامدار ہماری کیا خطا ہی آنکھین سُرخ بیقرار و بیتاب ہی قصد ہی کہ بلوہ کر کے افسر
کو پکڑ لین سالک مثل شعلۂ جوالہ تڑپ رہا ہی کبھی پیدلون پر جا پڑا کبھی سوارون سے لڑا
ایک جادوگر نے بڑھکر نیزہ مارا شانہ اسکا نشانہ ہوا اسنے خون اپنا جادوگرون پر چھینک مارا
کئی سو جادوگر جلگئے ایک ساحر نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر سحر کو اُٹھایا مگر تلوار نے
سپر کو کاٹا سپر سحر کا کٹنا سالک نے پکار کر کہا ارے یہ کیا معرکہ ہی کہ میرا سحر نابود ہوتا ہی
یہ کہکے سر جو اُٹھا دیا اپنے شاہ کی دختر بلند اختر ملکہ نرگس گلگون پوش کو دیکھا کر طاؤس پر بال
پر سوار اسباب سحر ہاتھ مین آنکھین چلی جاتی ہین نگاہ کی گردش سے ساحرون کے سر کٹ
کٹ کے گر رہے ہین چاہا تھا کہ پکارون ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا کڑکڑ کر برق گری کہ سالک
رہرو راہ عدم و شعلہ اُف ۔ وزنا جہنم ہوا دو ٹکڑے ہوکر جو اسکے گرے آتشبار نے بھی
دیکھا کہ برق آسمان سے گری سالک کے دو ٹکڑے ہوئے نرگس پر پرواز پیدا کر کے
قندیل فلک ہوئی سامنے بدیع الزمان کے پہونچی بدیع الزمان نے دیکھا کہ وہی
نازنین مہ جبین سامنے آکر پہونچی غصے سے چہرہ گلنار ہو رہا ہی انگلیون سے قطرے خون کے
ٹپک رہے ہین سحر کامل جو کیا چہرہ اُداس اشارہ کر کے آواز دی لو صاحب پلٹ جاؤ سالک
مارا گیا ہمارے لیے دعا کرنا کہ پروردگار ہمارا پردہ رکھ لے دراندازِ فکر مین ہین دیکھین
کیا گذرے تمھارا اشتیاق ہمارے ساتھ کیا کرتا ہی بدیع الزمان نے بھی جواب دیا
صاحب ہم بھی راتین ہجر کی تڑپکر کٹینگی یہ کہکر طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی گئین بدیع الزمان
بفتح و فیروزی طرف اپنی بارگاہ کے پلٹے راہ مین امیہ سے سب حال کہا امیہ نے عرض کی
انشاء اللہ اس حال کو مین دریافت کرونگا مگر آتشبار جو بارگاہ مین آیا امیہ بصورت مبدل
پہونچا ایک ساحر کی شکل بنا ہوا حالات سُن رہا ہی آتشبار تخت پر آکر بیٹھا حکم دیا ہمارے
عیار مہتر سیار سے بار وکو بلاؤ ساحر گئے تھوڑی دیر مین آواز زناک کی آئی امیہ نے دیکھا
کہ ایک عیار طرار بانہاے عیاری سے آراستہ سات سو شاگرد پشت پر آکے بادشاہ کو
سلام کیا دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کی کہ آج کوئی بڑا معاملہ در پیش تھا کہ اپنے نمکخوار
قدیم کو سرکار نے تکلیف دی آتشبار نے کہا ای مہتر والا گہر مین نہین چاہتا کہ تمکو تکلیف ہو
نصف ملک تمکو جاگیر مین دیدیا کہ اپنے گھر مین بیٹھکر چین کرو فی الحال ایک نیا معاملہ
درپیش ہوا کہ پسر حمزہ صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان دو لاکھ فوج سے طرف
طلسم نور افشان کے جاتا ہی اول اُس سے کہلا بھیجا کہ ہماری حوالی سے نکلجاؤ یہ دربند
اول طلسم ہی ہم نگہبان خاص ہین نمکخواران با اخلاص ہین اسنے نہ مانا لشکر کشی کر کے سامنے
قلعے کے آیا چوب جادو نے کہا مین سب کو قتل کرونگا اسنے طبل جنگی بجوایا میدان مین ہنگامہ
ڈالدیا خوب ثابت ہوا کہ پسر حمزہ کے ساتھ کوئی ساحر نہین ہی یقین تھا کہ فوج بدیع الزمان
کو شکست ہو عیار نے اسکے سر میدان چوب کو مارا اب میرے سالک وزیر اعظم نے

دعوی کیا میدان مین جا کر آثار سحر ظاہر ہوئے کہ اسکے ساتھ والون نے پلٹنا شروع کیا اسنے
بھی اپنی ہی فوج پر سحر کیا جب دو ہزار جوان قتل ہوئے دیکھا مین نے کہ آسمان سے ایک
برق چمکی سالک ایسا ساحر نہ بچا اے سیار تلاش کرو یہ کام کسنے کیا سیار ہنسا کہا اے شہنشاہ
مین تو سمجھ گیا کہ آگ گھر سے لگی مفصل نہین کہہ سکتا ہون اب مین سب کو گرفتار کر لادونگا
اس دزد کا بھی حال کھولونگا ابھی تلاش کو جاتا ہون سیار تو اسی فکر مین نکلا امیہ یہ سب
حال دیکھکر بارگاہ مین آیا دیکھا بدیع الزمان بیقرار بیٹھے ہین یہی ذکر کر رہے ہین کہ آج ہمارے
معین نے ہمپر بڑا احسان کیا سالک کو مارا امیہ نے آگر سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور
ہوشیار رہین یہ نمکخوار تلاش مین اُس محبوب کی جاتا ہی بدیع الزمان نے کہا مین ہوشیار رہونگا
یہ وعدہ کر گئے امیہ چلا بدیع الزمان نے سب سردارون سے حال سیار بیان کر دیا
امیہ پھرتے پھرتے قریب باغ ملکہ پہونچا کمند مار کے اندر باغ کے آیا دیکھا ایک نازنین مہ جبین سر جھکائے
ہوئے تخت پر بیٹھی ہی گرد اُسکے کنیزین ہین مگر وہ نازنین سر جھکائے ہوئے بسبب رنج و الم کے کچھ
کلام نہین کرتی جب کنیزون نے زیادہ کہا کہ ناچ دیکھیے شراب و کباب کا چرچا ہو ملکہ نے
کہا بقول ناسخ مطابع پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی + دل بھن رہا ہی کسکو ہوس
ہی کباب کی + دیگر از تصنیف مصنف کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے + جی ٹھکانے ہو تو سب
کچھ ہو سکے + امیہ سمجھ گیا کہ یہی مہ جبین ہی کئی مرتبہ ملکہ نے یہ بھی کہا کہ ارے ابتو خبر لاؤ
دیکھو باد اجان نے کیا تدبیر کی انکو انکا خدا اے نادیدہ بچائے میرے بھی دل کو اعتقاد ہی
امیہ نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا کان مین ملکہ کے کہا لونڈی سے حال
دل بیان کیجیے مین اسکی تدبیر عرض کرون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے حال عشق شاہزادہ
بدیع الزمان بیان کیا رو رو کر یہ اشعار پڑھے **نظم**

بوے آن رخسار دارد جان غم فرسودِ ما	سینہ چون گل میخراشد آہِ مشک اندودِ ما
جلوہ بالید و نگر این نارسا افتادہ است	گریہ می باید بحالِ چشمِ اشک آلودِ ما
در امیدِ جلوہ آئینہ از خود میرود	حیرتِ دل میشناسد در زیانہا سودِ ما
خون منصور از رگِ ہر سنگ جوشد در گذشت	جادہ از زنار دارد خانۂ معبودِ ما
عالمی با ظلمتِ بختِ سیاہ ما خوش ست	ریشۂ طوبٰی بود در سایۂ محدودِ ما
ما ترقیہا بمکتب خانۂ دل دیدہ ایم	حاسدِ ما می شود ہر کس بود محسودِ ما

امیہ نے ملکہ کو الگ لیجا کر بیتابی بدیع الزمان کا ذکر کیا اپنے کو بھی ظاہر کر دیا کہا اے ملکہ
آقا نے جس وقت سے آپ کو دیکھا احسان بھی آپ کا ثابت ہوا آپ وہ انشاء اللہ تعالیٰ کل
رات کو مین لیکر آؤنگا کسی در انداز کو صحبت مین جگہ نہ ہو سیار عیار تلاش مین نکلا ہے
اسکا بھی خیال رہے یہ کہکر ملکہ سے رخصت ہوا لشکر مین آیا بدیع الزمان سے عرض کی
آپ بڑے صاحب نصیب ہین آج شب کو چلیے دختر آلتشبار جادو ہی سحر بن ہمشیل و بینظیر
حسن مین ماہ منیر حضور کو طلب فرمایا ہی سیار کا حال سُنیے یہ دو دن سے اسی فکر مین

پھرتا ہو کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو پکڑ لیجاؤن خدمتگار بنا ہوا بارگاہ مین ٹھہرا ہے دیکھ اسنے کہا یا تو شاہزادہ پریشان بیٹھا تھا عیار نے کچھ آکر کہا خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا کہا بھی جلین عرض کی کہ دن گذرنے دیجیے سیار حیران ہو کہ کیا عیار نے مژدہ دیا کہ شاہزادہ بیتاب ہو دن پہاڑ معلوم ہوتا ہو کبھی اُٹھتے ہین کبھی بیٹھتے ہین سردارون سے فرمارہے ہین کتنا دن باقی ہو کبھی حیران کبھی پریشان کوئی کہتا ہو پہر دن باقی ہو کوئی کم کہتا ہے فرماتے ہین آج تو دن پہاڑ ہو گیا بمشکل مجنون نیر اعظم گشت صحرائے نجد کرکے بتلاش لیلی شب گوشۂ مغرب مین جا کر چھپا سیار دیکھ رہا ہو کہ بدیع الزمان نے لباس شب روی جسم پر پہنا امیہ کے ساتھ چلے سیار بھی پیچھے پیچھے کلام کرنے سے آشتبار کے یہ پہلے سمجھ گیا تھا کہ ملکہ نرگس گلگون پوش نے یہ کام کیا مقدمہ نازک تھا یہ کہہ نہ سکا اب پیچھے پیچھے چلا آتا یہان ملکہ نرگس نے باغ کو آراستہ کیا دن سے روشنی کر دی ہو وسط باغ مین چبوترہ بہ تکلف آراستہ ہو شامیانہ باسلسلہ ہائے مروارید آراستہ ہو فرش مشجر بچھا ہوا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سب سامان درست ہو جب شام ہو گئی تو دروازے پر آکر ٹھہرین چشم براہ دیکھ رہی ہین کبھی گھبرا کر فرماتی ہین کیا وعدہ خلاف ہوگا کنیزین عرض کرتی ہین نہین واری وعدہ خلاف نہ ہوگا ملکہ ٹھنڈی سانس بھر کر فرماتی ہین **نظم**

زخم کا دل کے ترو تازہ رہا انگور سدا	جاری رہتا ہو مری چشم کا ناسور سدا
جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب	چشم زخم اُس سے زمانہ کا رہے دور سدا
ہو انھین شوق کسی دل کے لہو پینے کا	دیکھتا ہون مین تری آنکھونکو مخمور سدا
گو نہ دے شیشۂ گردون مئے گلرنگ مجھے	خون دل سے تو مرا جام ہو معمور سدا
یار کی دیکھے تجلی جو تو موسیٰ کی طرح	سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا
ایک شب آ کوئی دلسوز نہ رو یا اسپر	شمع تاب گور ہماری سے جلی دور سدا
دوستو سُنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہو	عشق کے ہاتھ سے رہتا ہو یہ رنجور سدا

کنیزین بھی دیکھ رہی ہین سب رازدان حاضر ہین کوئی درانداز نہین ہو دیکھا سامنے سے بدیع الزمان اپنے عیار سے باتین کرتے ہوئے نمایان ہوئے ملکہ دروازے سے بھاگین کہتی ہوئین کہ عیار اُنکو لے آیا مین تو نامحرم کا سامنا نہ کرونگی صاحبو تم بٹھاؤ بیٹھین باغ کا تماشا دیکھین جب جی چاہے چلے جائین گلرنگ گلابی پوش وزیرزادی اسنے عرض کی واری جب آپ کو نہ پائینگے کا ہیکو بیٹھینگے فوراً چلے جاینگے ملکہ نے کہا تیری خاطر سے کہو تو ٹھہر جاؤن مگر سامنا نہ کرونگی تم اُنکی خاطر کرو پہلو مین بٹھو مین کیا منع کرتی ہون یہ کہکے پیچھے گلرنگ کے چھپ گئین کہتی جاتی ہین دیکھو گلرنگ ہٹ نہ جانا ہو نہین چپکی کھڑی رہو جب بدیع الزمان اندر باغ کے آئے فرمایا جن صاحب نے ہمکو یاد فرمایا وہ یہان موجود نہین ہین ہم جاتے ہین یہ سُنکر ملکہ بیقرار ہو کر سامنے آگئین دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا بول اُٹھین آ ئیے تشریف لائیے مین تو موجود ہون بدیع الزمان نے جو قریب سے جمال جہان آرا کو دیکھا

قلب ٹھہر گیا پسینہ آگیا ہاتھ تھام لیا معلوم ہوا دولت کونین ہاتھ مین آگئی ملکہ نے شاہزادہ بدیع الزمان کو لاکر مسند پر بٹھایا لیکن سمار عیار کمند مار کر دیوار پر آیا دیکھا بدیع الزمان و ملکہ سے حکایت و شکایت ہو رہی ہے دیکھکر جلا گیا جی مین کہتا ہے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ اسی گیسو بریدہ کا کام ہے مار آستین و گرگ بغل ہے سلطنت مین ان نوجوانون نے گھر کے گھر پامال کردیے سلطنت ہفت کشور ملکہ مہر نگار نے مثالی ملک باختر مین بھی ایسا ہی معرکہ گذرا تھا کہ لبتی افروز دہہان افروز و مہر افروز لقائے گھر سے نکلگئین چلکر آتشبار سے اطلاع کرون یہ دونون گرفتار ہون اکیلا پسر حمزہ آگیا اسکا گرفتار ہونا کیا مشکل ہے یہ سوچکر دل سے باتین کرتا ہوا طرف آتشبار کے چلا یہان بدیع الزمان پاس ملکہ کے بیٹھے باتین ہونے لگین ملکہ نے کہا کیون صاحب آپ کس بھروسے پر ساحران غدار سے مقابلہ کرتے ہین اتنا بھی کوئی ساتھ نہین کہ حقیر سحر کو رد کرے اگر یہ کنیز نہو بخجستہ خاتمہ تھا نسیم نامے خیر خواہ دولت بول اٹھی واری حقیقت مین ان لوگون کی مدد انکا خداے نادیدہ کرتا ہے بدیع الزمان نے کہا ملکہ عالم ہم اپنے خدا کے بھروسے پر سب کام کرتے ہین غیب سے مدد ہوتی ہے زبرجد نگار مین جو ہمارا داخلہ ہوا سامنا زبرجد شاد کا ہوا اسکی صورت مین یہ تاثیر تھی جو اسکی صورت دیکھتا تھا سجدہ کرتا تھا مین بھی زبرجد پرست ہوا اپنے قبلہ و کعبہ سے براے جنگ آمادہ تھا پھر پروردگار نے ایسی مدد کی کیا بیان کرین قصہ طول و طویل ہے ہر مقدمے مین اسکی ذات کفیل ہے آخر دمامہ جادو کو مارا وہ ملک فتح ہوا ہمین کسی کی احتیاج نہین اگر تم نہ آتین تو پروردگار اور صورت کرتا نسیم نے کہا ای ملکہ عالم آپ کو یاد ہوگا آپکے والد جو تشریف لائے اس باغ کی سیر کی کنج باغ مین جا نخل نرگس ہے یہ فرمایا تھا کہ بی بی اسکے قریب کبھی نہ جانا اسکے تلے بیچ مین ہمارے بزرگون نے ایک تحفہ رکھ دیا ہے اگر کوئی اسکو پا جائے ہمارا سحر بیکار ہو ملکہ نے کہا ہان نسیم تو نے خوب کہا ایک کتاب بھی یہان رکھی ہے وہ کتاب کسی بڑے زبردست حکیم نے لکھی ہے والد نے یہ بھی کہا تھا کہ اس کتاب کو حفاظت سے رکھنا کوئی غیر اسکو نہ چھوے باعث خرابی ہے نسیم کمرے مین وہ کتاب طاق پر رکھی ہے اٹھا تو لاو شاید شہریار پڑھ سکین مین نے تو کئی مرتبہ دیکھا مجھسے نہین پڑھی گئی نسیم گئی اور اُس کتاب کو لائی بدیع الزمان نے کھولا لکھا عربی مرقوم تھا ای فرزند صاحبقران اگر تمہارا اس باغ مین گذر ہو تو کنج باغ مین درخت نرگس ہے اُسکی بیخ مین لوح محفوظ دفن ہے جسکے پاس وہ لوح ہوا اسپر سحر تاثیر نہ کرے چونکہ آپ کو ضرورت طلسم نور افشان مین جانے کی ہے ایسی چیزونکا پاس ہونا واجب و لازم ہے بدیع الزمان ہنس پڑے فرمایا لو ملکہ غیب سے مدد ہوئی کوئی حکیم تھا ثانی جالینوس اسنے یہ تحفہ تیار کیا ہمارے واسطے بحفاظت رکھا سو برس پیشتر ہمارا ہی ذکر لکھتا ہے ملکہ نے کہا صاحب چلو بڑا کوئی صاحب لیاقت تھا کہ سو برس پیشتر آپ کے واسطے یہ تحفہ تیار کیا بدیع الزمان ملکہ کو لیے ہوئے کنج باغ مین آئے بیخ نخل نرگس کو کھودا ایک لوح نکلا اسکو جو کھولا برق چمکگئی دیکھا تختی الماس کی حرف یاقوت احمر کے مثل برق کے چمکی شاہزادہ

بدیع الزمان نے تختی اُٹھائی گلے مین ڈالی ملکہ نے کہا صاحب حقیقت مین اسکا عکس جو
مجھپر پڑا مین سحر بھولنے لگی بدیع الزمان ساتھ ملکہ کے آکر بیٹھے امیہ بہت خوش ہی کہتا ہی
ای شہریار پروردگار نے عجب تحفہ مرحمت فرمایا بدیع الزمان نے فرمایا ای عیار وفادار
اگر ایسے تحفے نہ ملینگے تو طلسم نورافشان کیونکر فتح ہوگا مگر اُس خاور ملی نے بڑا علیم وشان
پیدا کیا ہی اُس سے قبل پروردگار ہمکو پہونچائے یہ کہکر پاس ملکہ کے بیٹھے یہان آتشبار
تخت پر بیٹھا تھا کہ سیار عیار آکر بہ نجا عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان جب حضور نے
مجھسے بیان کیا مین سمجھگیا تھا مگر عرض کرنا مناسب نہ تھا آخر وہی بات نکلی ملکہ عالم کے باغ مین
بدیع الزمان بیٹھے ہین چلکر گرفتار کریجیے یہ سنکر آتشبار جلگیا غصے مین اُٹھا کہا اس
گیسوبریدہ نے بڑا غضب کیا اپنے گھر مین دشمن کو جگہ دی ابھی چلکر قیامتین برپا کرونگا قرنا
کراؤ ڈیڑھ لاکھ جادوگر تیار ہوئے اور تمام امرا وزرا تیار ہوکر سامنے آئے آتشبار
تخت پر سوار ہوا سیار ساتھ لیکر چلا کبھی آگے بڑھ جاتا ہی کہ جاکر دیکھون الیسا نہو بیسر
حمزہ نکلجائے بڑھا ہوا چلا آتا ہی امیہ خدمت سے بدیع الزمان کی اُٹھا کہ آگے بڑھکر
دیکھون سو قدم آگے بڑھکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا دیکھا آواز نقارہ کی بلند ہوئی
امیہ چھپکر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک عیار طرار قنطورہ زربفتی و پیادہ سقرلاتی سے آراستہ
چہار جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی امیہ حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ اسوقت کہانسے آتا ہے یہ
سوچکر حلقے کمند کے بچھا دیے جیسے ہی سیار قریب حلقہ ہاے کمند پہونچا ویسے ہی پیچ مین
کمندون کے پاؤن رکھا اُمیہ نے جھٹکا مارا سیار گرا مگر مثل برق تڑپنے لگا اُمیہ نعرہ
کرکے نکلا حباب مارا اسنے ناک پر ہاتھ رکھلیا حباب خالی گیا جب امیہ چاہتا ہی اسکو
گرفتار کرون یہ تڑپ کے لوٹ مارتا ہی امیہ گرفتار نہین کرسکتا کہ صحرا سے گرد اُڑی آتشبار
تخت پر سوار لاکھون ساحر گھوڑے اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہین ساحرون نے جو دیکھا کہ
سیار زمین پر پڑا تڑپ رہا ہے ایک عیار نیمچہ لیکر چلا ہی کہ سر کاٹ لون ساحرون
نے وہانسے گھوڑے دوڑائے کہ امیہ کو پکڑ لین اُمیہ چھوڑکر بھاگا سیار جلدی سے
اُٹھا آتشبار نے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہوا عرض کی حضور یہ عیار چھپا بیٹھا تھا مجکو پکڑ لیا
تھا اگر حضور نہ پہونچتے قتل کرڈالتا بدیع الزمان بھی اسی باغ مین ہین آتشبار جادو نے
حکم دیا چہار جانب سے باغ کو گھیرلو یہان امیہ دوڑا ہوا پاس بدیع الزمان کے آیا
عرض کی ای شہریار تمام باغ گھر گیا آتشبار کو آپ کی خبر ہوگئی لاکھ جادوگر آئے ہین ملکہ نے
اسباب سحر سنبھالا بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہتے ہین کہ اُٹھین ہزارہا گولہ
دیوار باغ پر پڑا دیوار باغ گری سامنا ہوگیا آتشبار نے اپنی آنکھون سے دیکھا ملکہ نسیم
مثل شعلہ جوالہ یہ کہکر اُٹھی ابتو حال کھلگیا تردد کیا ہی سحر کی لڑائی پڑیگی شہریار آپ تو اپنے کو
بچائیے بدیع الزمان نے کہا پروردگار نے پہلے ہی سامان کردیا لوح محفوظ میرے پاس
موجود ہی انشاءاللہ مقابلہ پڑیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر ساحرون پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ

جو اُڑ کر گری گولہ مارا کئی سو ساحر مر گئے آتشبار نے جو یہ معرکہ دیکھا جلبلایا للکارا او گیسو بریدہ
میرے سامنے سحر کرتی ہی یہ کہکے ہاتھ ہلایا کچھ سحر بھی کیا ایک برق کڑک کر گری ملکہ کا سر زخمی ہوا سر
زخمی ہوتے ہی ملکہ نے وہ خون اپنا چلو مین لیا ساحرون پر پھینک مارا خون جو ملکہ کا اُن ساحرون پر
گرا چار ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے آتشبار نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی یار واہ گیسو بریدہ نے
بڑا غضب کیا کئی ہزار ساحر مارے اب مین اسکا سحر روکتا ہون یہ کہکے ایک گولہ پھینکا اُس
گولے سے کئی ہزار تیر چلے وہ جسم پر ملکہ کے پڑے جسم زخمی ہوا اب ملکہ زخمدار نہایت بیقرار
مگر لڑائی مین مصروف ہی اپنا خون جب کھینچ مارا ہزارون ساحر جلے ہر چند آتشبار روکتا ہی
مگر یہ سحر نہین رکتا اُس پریشانی مین آواز دی کہ ای شہریار کنیز زخمی ہوئی آگ بجھائیے شاہزادہ
بدیع الزمان ہزارون ساحرون مین اکیلے لڑ رہے ہین صدہا ساحر انکے ہاتھ سے مارے گئے
لڑائی سے نہین رکتے چاہتے ہین کہ برابر آتشبار کے پہونچ جاؤن آتشبار کو جاکر مارون
ساحران غدار روک رہے ہین جب لوح محفوظ کو چمکایا سحر اُلٹا پلٹا اُسی ساحر پر جاکر پڑا
سینے کو توڑ کر پار گذرا اس طرح ہزارہا ساحر مارا گیا بدیع الزمان کے کان مین جو آواز ملکہ کی
پہونچی پلٹ کے دیکھا کہ حقیقت مین ملکہ انتہائی زخمی ہی جھوم رہی ہی مگر ہاتھ چلا جاتا ہی جس سحر
کا پھینکا جس ساحر پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا ہزارہا ساحر کے لاشے گرد ملکہ کے پڑے ہین مگر ابھی
زور و شور سے لڑ رہی ہی بدیع الزمان نے گھوڑے کو بڑھایا کہ اپنے کو قریب ملکہ کے پہونچاؤن
ساحر نہین جانے دیتے ہر مقام پر روکتے ہین امیر بن عمرو زیر شکم مرکب بدیع الزمان چھپا ہوا
پشتی بان کر رہا ہی جو پیچھے مرکب کے آیا اُسکو خنجر مار دیا وہ ساحر مر کر گرا چاہتا ہی اس مجمع سے
نکلجاؤن جاکر لشکر مین خبر پہونچاؤن لیکن ڈرتا ہی کہ نکلونگا تو ساحر پکڑ لینگے نہایت مجبور و لاچار
ہی کبھی حلقہ ہائے کمند مارتا ہی ساحرون کو للکارتا ہی آتشبار جادو کہتا ہی یارو کیا غضب
ہو گیا کہ پسر حمزہ پر سحر نہین تاثیر کرتا ساحرون نے عرض کی حضور دریافت کرین آتشبار نے
آگ برسائی پکار کر آواز دی ای شعلہ ہائے آتش ای سحر سامری تمھارے سحر مین ابتری نہو
جلد بتلاؤ کہ پسر حمزہ پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا ایک شعلہ بھڑکا اُس سے آواز آئی ای آتشبار
تو نے لوح محفوظ باغ مین رکھی تھی وہ تیری بیٹی نے پسر حمزہ کو دیدی ہی گلے مین اُسکے لوح محفوظ
پڑی ہی کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا سمجھ کر مقابلہ کرنا اب آتشبار نے ساحرون کو حکم دیا یارو سحر نہ کرو
تیر و تفنگ تلوار سے لڑو جس طرح بنے پسر حمزہ کو گرفتار کر لو نرگس گلگون پوش کو مین نے
بیکار کر دیا کنیز ہی اُسکی قتل ہو مین اکیلی کو گرفتار کرنا کیا بڑی بات ہی تمام ساحرون نے
بلوہ کیا مگر شاہزادہ شیرانہ نہنگانہ لڑ رہا ہی جو کافر قریب آیا اسنے نیزہ مارا شاہزادہ بدیع الزمان
نے سنان نیزے کو پھلے سے اڑایا اوپر سے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے لیکن
فضل بن گیا ہو رخون آشام عاشق جمال شاہزادہ والا قدر رہی آسمان جرأت کا بدر رہی
سب سردار مجمع مین بارگاہ مین بیٹھا ہی بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا یارو امیہ نے کیا کہا کہ شاہزادہ
کیا چلا گیا رات بھر مین تڑپا ہون اس وقت خود بخود دل بیقرار ہی نہین معلوم آقائے نامدار

پر کیا گذری سب سرداروں نے کہا اے فضل خدا خیر کرے دل ہمارا بھی گھبرا رہا ہے شاہزادے نے جاتے وقت کچھ حال نہین کہا چلو تلاش کرین فضل سوار ہوا سب سردار ساتھ چلے فوج والون نے کہا اے شہریار کیا ہم نامرد ہین فضل نے کہا نہین بھائیو تم ہی سب صاحبون کی وجہ سے ہماری بھی شوکت و لیاقت ہے سب فوج بھی تیار ہوئی سب فوج پشت پر آئے لشکر کے آگے سب افسر تلاش کرتے ہوئے اپنے آقا کو چلے کوس بھر مقام لشکر سے بڑھے تھے کہ دناٹے سناٹے کی آواز کان مین آئی سب اسی آواز کی جانب چلے تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ دیکھا لاکھون جادوگر شاہزادہ بدیع الزمان کو گھیرے ہوئے چاہتے ہین پکڑ لین مگر ممکن نہین ہوتا فضل نے کہا دیکھو یارو یہ پریشانی کا باعث تھا خدا خیر کرے دشمنون کے ہاتھ سے انکو بچا لے یہ کہکر فضل آگے بڑھے کمان کیانی دوش سے اُتاری سب سردارون نے تیر بحر کمان مین پیوست کیے بڑھکر وہ تیر مارے کئی ہزار جادوگر گرے فضل نے کہا یارو ساحرون سے مقابلہ ہے سمجھکر لڑنا سب سردار نیزے پکڑے جا پڑے ایک ایک وار کرکے نیزے چھوڑ دیے کئی ہزار ساحر اور مرے اب تلوارین کھینچکر مجمع ساحران مین آگئے انکا بھی سحر چل رہا ہے جسپر ہاتھ کا دانہ مار دیا بے بس ہو کر گھوڑے سے گرا ہالیان لشکر بدیع الزمان مردانہ وار لڑ رہے ہین جسپر جا پڑے اُسکو مارا چاہتے ہین لڑ بھڑ کر اپنے آقا کے پاس پہونچین خلعت جرأت سے مخلع ہون مگر ملکہ لڑاتے لڑتے زخم جو زیادہ کھائے زخمون سے چور ہو کر ایک نخل کے سائے مین جا کر ٹھہرین بارہ سو کنیزین ساتھ کی قتل ہوئین اُنکے لاشے دیکھ دیکھکر رو رہی ہین کہ افسوس ان سب نے ہمارا ساتھ چھوڑا مر کے محبت سے منہ موڑا قضائے کار ایک بادشاہ خراج گذار سحر العجائب و مصر الغرائب مسمی بہ زرنگار جادو تخت پر سوار کئی سو مصاحب و رفیق ہمراہ تخت اُڑاتا ہوا جاتا تھا کہ کان مین آواز گیر و دار کی آئی پلٹ پڑا ساتھ والون سے کہا کہ کہین لڑائی سحر کی ہو رہی ہے تخت کو اُڑا کر اسی مقام پر آیا بہ نگاہ غور دیکھا کہ دناٹا سناٹا بلند ہے سحر ہو رہے ہین برق شمشیر کی چمک نقارہ رزمی کی مثل رعد گرج سر مثل اولون کے برس رہے ہین تیر مثل قطرات باران گر رہے ہین سیل خون کی روانی ایک جانب ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا زخمون سے چور چور سحر کرنے سے عاجز ایک نخل کے سائے مین لاچار ہو کر ٹھہری شاخ نخل پر ہاتھ آنکھون سے آنسو جاری واسطے بدیع الزمان کے بیقراری کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتی ہے عرض کرتی ہے میرا اُبلانا پیغام قضا تھا ہر چند کہ لشکر انکا آگیا مگر بے بسی سے لڑ رہے ہین سحر نے جوانان شمشیر زن کو عاجز کر دیا جس ساحر کا سحر ہو گیا وہ دو کی جوان ہاتھ روک کر کھڑے ہو جاتے ہین وہ بھیا جا پڑے پیر بکڑ کھینچ لیا تلوار مار کر سر کاٹا مگر دیکھا زرنگار نے کہ ایک شیر نر جرأت جنگ کر رہا ہے بہت سے پرے تہ و بالا کر دیے شمشیر ہاتھ مین جس غول پر جا گرے افسران فوج کو مار کر کشتون کو للکارا زرنگار کو جدھر ہا دیر تک دیکھا کیا ملکہ نرگس گلگون پوش کو دیکھ کر مائل ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا یہ جوان کیا خوب لڑ رہا ہے مگر یہ نازنین بھی

سحر مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق انتہا کی زخمی ہوئی پر سوچتے سوچتے سحر کیا کہ پہلے تو ملکہ کو سحر سے بیہوش کردیا پنجہ تڑپ کر گرا ملکہ نرگس کو اٹھا لیگیا تخت پر ڈال لیا لیکر طرف اپنے ملک کے روانہ ہوا یہان بدیع الزمان لڑتے بھڑتے آٹھ پہر شمشیر زنی ہوئی سامنے آتشبار کے پہونچے آتشبار نے آگ برسائی بدیع الزمان لشکر پر تاثیر نہ ہوئی غصے مین تلوار پکڑ کے جا پڑا چاہا سر کاٹ لون بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا سر آتشبار کا زخمی ہوا ہائے کر کے اپنے کو تخت سے گرا دیا سحر کرکے پر پرواز پیدا کیے کہا یارو نکلا ملک دمال ہاتھ سے گیا یہ کہکے اڑا بارہ ہزار جادوگر بازو بلا بن کے اسکے ساتھ ہوئے آتشبار سے ملک دمال چھوٹا بھاگا ہوا جاتا ہی پانچ چار کوس پر جاکر اُترا ساتھ والے بھی پہونچے کہا یارو کہان جاکر ٹھہرون شکست کو درست کرون شاہان طلسم کو یہا نسے نامہ لکھون وہ ہا تسے مدد آئے پھر لشکر کشی کرون ساتھ والون نے کہا یہانسے قلعۂ زرنگار قریب ہی وہان تشریف لیچلیے وہ نہایت خاطر کرینگے وہین سے سب سامان کریجیے گا یہ راے آتشبار کو پسند آئی طرف قلعۂ زرنگار کے چلا یہان ساحرون نے جب دیکھا کہ بادشاہ ہمارا نکلگیا سب نے امان مانگی ہاتھ باندھکر سامنے بدیع الزمان کے آئے بدیع الزمان نے سب کو امان دی قلعۂ آتشبار مین داخل ہوئے مگر ملکہ کو جو تلاش کرایا امیہ نے تمام باغ چھان ڈالا کہین ملکہ کا پتہ نہ ملا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا امیہ فتح کی شکست ہوئی فلک نے کیا کیفیت دکھائی بقول شاعر نظم

جماہی قطرۂ خون جگر شمشیر دشمن پر
تماشا ہی ہر گل پھولا ہنسکا دیوار آہن پر

اذیت دی مرے سوز نہان نے جلنے والونکو
زبان مین پڑ گئے چھالے قدم رکھا جو مدفن پر

اثر ہی غفلت عشق صنم کا خاک مین اپنا ک
قدم رکھنے سے منید آئی ہی میرے سنگ مدفن پر

وہ پرارمان اُٹھا مین اس جہان سے بعد مردن بھی
ہزارون آرزوئین لوٹتی ہین خاک مدفن پر

شگاف پیرہن سے کثرت شادی سے ہویدا ہی
گمان ہوتا ہی ہنسنے کا ہمارے چاک دامن پر

رگ گردن نہ کیونکر صورت زنار ہو جائے
طبیعت آگئی ہی اپنی اک طفل برہمن پر

کبھی خنجر کبھی شمشیر وہ رکھتے ہین پاس اپنے
نہ کیونکر رشک پیدا ہو ہمین تقدیر آہن پر

دکھائی ہی قیامت جلوہ دیوانے کے چلنے مین
یقین ہی صور کا ہی نالۂ زنجیر آہن پر

بنایا باغ کو بھی دشت آخر بخت بلبل نے
نظر آتے ہین کانٹے ہر طرف دیوار گلشن پر

سیاہی بے سبب کب ہی نہین خالی یہ دھوکے سے
گمان ہی بخت عاشق کا ہمین گلہائے سوسن پر

خوش قسمت کہ ہم خوش ہر دم تسمے رہتا ہی
بجا ہی رشک آئے گر مجھے تقدیر دشمن پر

پسند چشم سوزن ہون اگر مین کیا عجب اسکا
نقاہت سے گمان ہی رشتۂ باریک کا تن پر

گلو سے کردیا آزاد اُسکو میرے ہاتھون نے
جنون احسان ہوا تیرا نہایت طوق گردن پر

امیہ نے دیکھا شاہزادے کا حال ابتر ہی تمام باغ کو چھانا ساحرون سے پوچھا کہین پتہ نہ ملا آخر لاچار ہو کے عرض کی عقل سے معلوم ہوتا ہی ملکہ کو آتشبار لیگیا بدیع الزمان نے کہا

جلد جاؤ تلاش کرو ایسا نہو آتشبار قتل کر ڈالے امیہ بانہائے عیاری لگا کر بصورت مبدل تلاش
مین چلا راہ مین چند ساحر ملے وہ بھی سب آتشبار کے ساتھ کے تھے ہمراہ نہ پہونچ سکے لاچار
اب پلٹے ہین کہ چلکر اب اپنے قلعے مین بیٹھین امیہ نے اُنسے جو پوچھا اُنھون نے بیان کیا
کہ آتشبار طرف قلعۂ زرنگار کے گیا ہم تو نہ جا سکے پلٹ آئے اب قلعے مین جاتے ہین ساحر
ادھر چلے امیہ طرف قلعۂ زرنگار کے چلا زرنگار جو لیکر ملکہ کو قلعے مین آیا ملکہ کی زخم وزری
گرائی خالق تھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی زبان مین سوزن دیا ملکہ کو ہوشیار کیا اب جو
ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو اور مکان مین پایا بیقرار ہوگئی ایک ساحر زبردست کو دیکھا کہ سامنے
کھڑا ہی اور ہاتھ باندھے منت کر رہا ہی کہتا ہی مین غلام ہون تابعدار ہون میری کیا
مجال جو سرکشی کر سکون ملکہ نے فرمایا ای شخص تو کون ہی زرنگار نے ہاتھ باندھکر کہا مین
اس قلعے کا بادشاہ ہون آپ کو جنگ مین مجبور ولاچار دیکھا اُٹھا لایا امید وار ہون کہ مجھکو
قبول فرمائیے ملکہ نے کہا مین کوئی بازاری عورت نہین ہون ایسا خیال نہ کرنا زرنگار نے
کہا آپ کے والد سے مجھسے دوستی ہی لاچار ہوکر آپ کو وہان بھیجدونگا اگر پیغام دون
تو کیا عجب ہی کہ آپ کے باپ بھی شادی کردین ملکہ نے کہا تو قتل کر ڈال باپ سے مجھسے فساد
ہی زرنگار جادو نے پوچھا فساد کا کیا باعث ہی ملکہ نے سر جھکا لیا کہا تجھے ہماری باتون کے
پوچھنے سے کیا مطلب جو اپنے دل مین آیا وہ کیا یہ سنکر زرنگار جادو کانپنے لگا ملکہ کو
ایک مکان مین چھوڑ کر بیرون بارگاہ آیا تخت پر بیٹھا ہی ساحرون سے باتین کر رہا ہی کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ آتشبار جادو شکست خوردہ آتا ہی زرنگار جادو لاچار ہوا وزرا کو
بھیجا کہ استقبال کرکے لاؤ آتشبار جادو شکست خوردہ دربار مین زرنگار جادو کے
آیا زرنگار نے حال پوچھا آتشبار نے رو روکر سب حال لوح محفوظ والے اعتدالی ملکہ
نرگس گلگون پوش بیان کی زرنگار نے کہا بھائی مین ابھی لشکر لیکر تمھارے ساتھ چلون
آتشبار نے کہا ای برادر مین تمھاری سلطنت کیون مٹاؤن پسر حمزہ الیاجری بہادر
ہی لاکھون مین اکیلا لڑے ہی اُسی سبب لوح محفوظ تاثیر نہین کرتا مین شاہان طلسم کو نامہ
لکھونگا زرنگار نے آتشبار کو اُتارا سامان دعوت کیا یہ نہین کہا کہ تمھاری لڑکی آئی
پاس ہی لیکن اسکے ناراض ہونے سے حیران ہوگیا سپہر گردان دل پر ہجوم غم والم مزاج بر ہم نظم

گردم زشکوہ منع دل زار خویش را | انداختم بدر زجسر اکار خویش را
وقت نظارۂ بُتِ پرہیزگار خویش | شوئیم بگریہ دیدۂ خونبار خویش را
جرم من ست پیش تو گر قدر من کم ست | خود کردہ ام پسند خریدار خویش را
صد مشتری ست حسن دلم را چہ آفتاب | من گرم میکنم بتو بازارِ خویش را
ترسم کہ رفتہ رفتہ بہ بیداد خو کنی | بر کین مزار طبع ستمگار خویش را
ای دل مجو نجات کہ صیاد پیشگان | در دام میکشند گرفتارِ خویش را
عمرت بود کہ دوشِ نظیری بیاد تو | آسان نمود مردنِ دشوار خویش را

آتشبار نے نامہ طرف شاہان طلسم نور افشان کے روانہ کیا یہ بھی لکھ بھیجا کہ لوح محفوظ
پسر حمزہ کو ملکی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جس کسی کو بھیجے گا سمجھکر بھیجے گا قلعۂ زرنگار مین
فروکش ہون اسی مقام پر مدد کو بھیجے گا لیکن زرنگار جادو جو اندر گیا کنیزون سے پوچھا اب
وہ ظالم کیا کہتی ہی سب نے کہا حضور اُسکی وحشت دمبدم بڑھتی جاتی ہی لاکھ لاکھ ہمنے
سمجھایا وہ ظالم نہین مانتی باپ سے بھی بیزار ہی پسر حمزہ کی عاشق زار ہی زرنگار بہت
بگڑا کہا جا کر کہو مین قتل کرونگا یہان تو کھانے کی تیاری ہونے لگی لیکن زرنگار جھلایا ہوا
باہر آیا آتشبار کھانا کھا کے بیٹھا ہی رفیقون سے صلاح کر رہا ہی کہ زرنگار نے کہا اے برادر
آتشبار مین تمھین کچھ کہونگا مگر اُسے قبول ضرور کرنا جان و مال سے حاضر ہون ترکیب کر کے
پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا تمھارا ملک و مال دلاؤنگا آتشبار نے کہا ای برادر تمکو ایسا
مہربان جانا جب تو بلا تکلف چلا آیا ہر چند پسر حمزہ کے پاس اب ساحر بھی ہو گئے لیکن ہم تم
دونون ملکر مین ہلا دینگے زرنگار نے کہا مین چاہتا ہون مجکو بفرزندی قبول کرو ورنہ مجکو
بڑا ملال ہوگا تمھاری دختر بلند اختر لڑائی مین مصروف تھین باغ سے بیہوش کر کے اُٹھالایا
اب وہ میرے قبضے مین ہین عشق پسر حمزہ مین مبہوت ہو رہی ہین مین نے لاکھ سمجھایا وہ
نہین مانتین اگر آپ مجکو قبول کرین پھر مین سمجھالونگا زبردستی کرونگا عورت کی بھی یہ مجال ہی
کہ مرد کا کہنا نہ مانے مشکین باندھ کے ڈالدونگا یہ سنا تھا کہ آتشبار بھڑک کا کہا بھائی صاحب
ذرا سمجھکے کلام کیجیے میری بیٹی کے مقدمے مین آپ میرے منہ پر کہتے ہین کہ مشکین باندھکر
ڈالدونگا آپکو کچھ خیال نہ آیا اگر اسنے پسر حمزہ سے عشق کیا لوح محفوظ دیدی ملک و مال
میرا تباہ ہوا تو وہ میری گنہگار ہی آپ مشکین باندھنے والے کون ہین آپ اپنا منہ تو
بنوائیے آپ کو وہ کیا قبول کرے آپ کے بجائے فرزند کے ہی اب نہ کبھی ایسا کلام
کیجیے گا زرنگار نے کہا بس زبان سنبھالو آتشبار تیغہ پکڑ کے اُٹھا دونون کے رفقا اٹھے
تلوار چلنے لگی پہلے قبضے ملچاٹ چلے آخر تلوارین کھنچین زرنگار کا دربار ہی افسران فوج
دوڑ پڑے آتشبار لڑتا بھڑتا باہر نکلا زرنگار نے ایسے سحر کیے کہ چار ہزار جوان کچھ
رفیق آتشبار کے مارے گئے زرنگار جادو نے برقین چمکائین بلوہ بھی ساحرون کا ہوا کہ ہر دو
کس کس کے وار کا جواب دے انتہا کا زخمی ہوا زرنگار چار لاکھ فوج کا حاکم ہی سب فوج
تیار ہو کے آگئی آخر آتشبار شکست کھا کر بھاگا طرف چار ہزار ساحر اسکے ساتھ رہ گئے
راہ مین رعایا نے بھی روکا آتشبار انتہا کا خستہ ہو کر قلعۂ زرنگار سے نکلا زرنگار
تعقب مین چلا تھا پھاٹک پر رفقا نے روک لیا کہا حضور جانے دیجیے ایسے صید زبون کے
پیچھا کرنے سے کیا فائدہ اگر آپ کو یہ دامادی قبول کرتا اسکا ملک و مال ملجاتا اسنے بڑی
حماقت کی آپ ایسا داماد صاحب لیاقت اُسکو کہان ملیگا رفقا سمجھا کر پھیر لائے زرنگار
غصے مین کہتا ہوا پلٹا مین اب زبردستی وصل حاصل کرونگا پسر حمزہ پر بھی لشکر کشی کرونگا
جب اُسکے چاہنے والے کا سر سامنے رکھدونگا جب تو قبول کریگی کیسی لوح محفوظ ایسا

سحر کردن کہ دیوانہ ہو کر خود لوح محفوظ مجکو دیدے آتشبار کو سحر مین کیا دخل ہے یہ تو یہان
بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے صدمۂ عشق سے بیقرار جب تصویر خیالی آنکھون کے سامنے آتی ہے کہتا ہے
یار و معشوق پریچہرہ پر کیونکر ظلم کرون مصاحب کہتے ہین حضور حقیقت مین بجا ارشاد فرماتے ہین
ہو سکتا ہے کہ دس کنیزین لپٹ جائین ہاتھ پاؤن پکڑ لین آپ فیضیاب ہون مگر یہ ظلم
مناسب نہین اب دو چار روز ٹھہر جائیے تامل فرمائیے آہوے وحشی رام ہو بخوشی کام ہو
زرنگار تو چپ ہو رہا زانو بدل رہا ہے آتش عشق سے کلیجہ جل رہا ہے آتشبار جو شکست
کھاکے بھاگا ایک صحراے ویران مین آکر اترا ساتھ والے کچھ خیمے لیتے آئے تھے انکو استادہ کیا
آتشبار آکے بیٹھا اپنے حال زار پر رو رہا ہے کہہ رہا ہے کہ یا رب لات و منات نے
کیا خلاف تقدیر کی ہم تو اس امید پر گئے تھے کہ زرنگار دستگیری کریگا وہان یہ فساد
پیدا ہوا یہ تو اسی سوچ مین بیٹھا ہے رفیق مصاحب تسکین دے رہے ہین لیکن امیہ
جو تلاش مین ملکہ نرگس گلگون پوش کی نکلا تھا پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا ایک لشکر اترا ہے صورت بدلکر لشکر آتشبار مین آیا جس کسی سے سوال کرتا ہے
وہ کہتا ہے شاہ صاحب جائیے لات و منات کے نام پر ایک کوڑی نہ دینگے وہ بے سمجھے
خدائی کرتے ہین جو چاہا تقدیر کر دی یہ نہ دیکھا کہ کوئی برباد ہوگا اس صحرا مین آکر اترے ہین
نہین معلوم ہمارے آقا کو کیا سوجھی پکا پکایا کھانا ملتا تھا چین سے بیٹھے تھے ناحق کو بگڑ پڑے
اگر نہین بھی منظور تھا امروز فردا کرکے ٹالا ہوتا لڑنا کیا ضرور تھا باتون سے ان لوگون
کی امیہ کو دریافت ہوا کہ آتشبار جادو زرنگار سے شکست کھاکے آیا ہے پھرتا پھراتا
قریب بارگاہ کے آیا خدمتگار نے ایک مصاحب کو اشارے سے بلایا اسکا نام قیام جادو
ہے امیہ نے کہا بھائی صاحب ذرا کنارے چلیے ایک بات ہمنے ایسی سوچی ہے کہ ملک و مال
ملجائے قیام جادو امیہ کے ساتھ کنارے آیا امیہ نے قیام جادو کو بیہوش کیا اسکی
صورت بنکے پہلو مین آکر آتشبار کے بیٹھا باتین کرتے کرتے کہا کیون حضور اب کیا
منظور ہے زرنگار نے بڑی حماقت کی یہ اسکی مجال نہین ہے کہ ناراض عورت پر دست انداز
ہوا ایک بات مین نے سوچی ہے میان زرنگار کو ایسی جوتیان پڑین کہ بھاگتے راستہ
نہ ملے آخر لاچار ہوکے آپ کے قدمون پر گرینگے ورنہ مارے جائین امان نپائین آتشبار
نے خوش ہوکر کہا اے قیام جادو وہ کیا بات ہے کہا حضور یہی صلاح ہے اسی مین فلاح ہے
کہ پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے چلیے انکی اطاعت کیجیے وہ لشکر کشی کرکے میان
زرنگار کے چھکے چھڑا دینگے ملک و مال ملے غنچۂ آرزو کھلے ایسا داماد کہ جنہون نے
لقا ایسے کو شکست دی اب نور افشان پر چلے ہین بیشک وہان بھی کھلبلی پڑجائیگی
کیسا لشکر قہار ہے سر ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین اس لشکر کی کون تاب لائیگا مدد انکی غیب
سے ہوتی ہے لوح محفوظ آپ کے گھر مین تھی انکو کس لطف سے ملگئی اب انسے کون مقابلہ
کر سکتا ہے خود جری و بہادر صف شکن تیغزن آپ صاحبقران انکے سمدھی کہلائیے گا

سب سے زیادہ تو بہتری یہ ہی کہ میان زرنگار کو جو شیاطین ہین اپنے گھر مین بلاکر ذلیل کیا
آپ سحر مین اُنسے کم نہ تھے رفیقون نے اسکے ایسا بلوہ کیا کہ قدم نہ جم سکا اسطرح فصاحت و بلاغت
سے امیہ نے آتشبار کو سمجھایا یا تو بھڑک رہا تھا یا خوش ہو گیا کہا ای رفیق و شفیق تو نے
کیا بات معقول کہی مجکو لات و منات سے نفرت بھی ہو چلی ہی حرامزادے بیمیل جو چاہتے ہین
کر بیٹھتے ہین یہ کیا تقدیر تھی کہ بیٹھے بٹھائے فساد برپا کیا آرام مین خلل ڈالا ملکہ نرگس کو
اُسکے قبضے مین گرا دیا یہ کیا حماقت تھی لیکن ای رفیق شفیق بدیع الزمان سے مجکو حجاب آتا ہی
پہلے تو مین نے اُنکے ساتھ بیوفائی کی یہ امر کیونکر ہو قیام نقلی نے کہا حضور وہ فرزند صاحبقران
ہین دشمن سے بھی جھککر ملتے ہین یہ میرا ذمہ کہ جسوقت چلیے آپ کا استقبال ہو بدیع الزمان
آپ کی تعظیم کرین آپ کی خاطر مدارات ہو مین ابھی جاتا ہون استقبال کراتا ہون آتشبار
خوش ہو گیا کہا کہ ای قیام جادو اگر سردار میرے استقبال کو کوئی آئے مین تجسے بہت خوش
ہونگا قیام نے کہا ابھی لشکر تیار کیجیے مین جاکر عرض کردون یہ کہکر قیام اُٹھا آتشبار نے
کہا لشکر تیار کرو اُسی وقت لشکر آراستہ ہوا امیہ بھاگا ہوا خدمت مین بدیع الزمان کی پہونچا
صبح کا وقت ہی شاہزادہ بدیع الزمان ہاتھ منھ دھوکر بیٹھے ہین تصویر ملکہ کی آنکھون کے
سامنے پھر رہی ہی فرماتے ہین یارو یہ فتح نہین شکست ہوئی نہین معلوم ملکہ کو کون لیگیا
یاد زلف عنبرین مین دل کو پریشانی ہی مرنے کے بعد بھی چین نہ ملیگا قبر سے بھی یہ آواز آئیگی نظم

ابھی ہم قید مین گو روح چھوٹی محبس تن سے — ہوے پر بھی نہ اُترا شکل قمری طوق گردن سے
بہار حسن ہی ایمن خزان جور دشمن سے — چراغ گل کبھی ہوتا نہین گل باد دامن سے
خط رخسار جانان کے تصور مین جو روتا ہون — ہوئے ہین دانہاے اشک حاصل ہے کے خرمن سے
جنون نے میری عریانی کو یہ تاثیر بخشی ہی — نہ اُلجھا میرے صحرا کا کبھی کانٹا بھی دامن سے
زمین کو کردیا رشک فلک تیری سواری نے — ہزارون ماہ نو نکلے نشان نعل توسن سے
اگر اندر گلستان ہی تو باہر ریگستان ہی — لگی رہتی ہین آنکھین تیری دیوارونکے روزن سے
جو دے خورشید سے نسبت تجھے وہ تیرہ باطن ہے — کہ روشن عالم دل ہی ترے رخسار روشن سے
زبان یون میری دزدان سخن نے بند کردی ہے — کہ رستے بند ہو جاتے ہین جیسے خوف رہزن سے
نکالون دشت مین کیا خار پائے ناتوانی ہی — کہ میرے ہاتھ کو ہوتا ہی رعشہ بار سوزن سے
مسی آلودہ لب سے جب کھلے دانت اُسکے ہنسنے مین — نظر آنے لگین بیلے کی کلیان برگ سوسن سے
چمن مین گل بھی مرتا ہی ہر اک میری طرح تجھپر — ہوا ثابت یہ اک گل پیرہن بلبل کے شیون سے
کشش ہر دم صفیر وا ہی ایسی عشق کی دیکھو — کھنچی آتی ہی بوے گل قفس کو صحن گلشن سے
ہوائے سرد مین خوش آتی ہی خمار کی بھٹی — غریبونکی ہی جیسے زندگی جاڑونمین گلخن سے
مین سر دینے کو حاضر ہون اُسی کو شرم آتی ہی — جھکی ہی گردن قاتل زیادہ میری گردن سے
اچنبھا کیا اگر زندے ہین تیرے تابع فرمان — تری آواز پر مردے نکل آتے ہین مدفن سے
جنون تھا مجکو جب مین طوق منت کا پہنتا تھا — پریزادون سے تلخ عشق ہی مجکو نہ کہنا سے

بدیع الزمان اس حال مین بیٹھے ہین کہ امیہ آکر پہونچا دست بستہ ہوکر عرض کی اے شہریار
عجیب معرکہ ہوا آپ کا اقبال یاور طالع مددگار ملکۂ عالم کا پتہ ملا باپ انکا برلے قدمبوسی حضور
حاضر ہوا چاہتا ہے فضیل وقارن کو حکم ہوا اسکے استقبال کے جلین کل کیفیت عرض کرونگا
آتشبار کو بڑے ملال پہونچے شاہزادہ بدیع الزمان نے فضیل وقارن کو حکم دیا آتشبار
کو استقبال کرکے لاؤ اور کمیدان و رسالدار بھی ساتھ ہوئے آتشبار وہانسے آتا ہے جب
قریب لشکر بدیع الزمان پہونچا ساتھ والون سے کہہ رہا ہے قیام نے شاید وہان قیام کیا
کوئی ہمارے استقبال کو نہ آیا ہماری شاہزادہ کیا آبرو کریگا ہمنے انکی کیا خیرخواہی کی
کیا منھ لیکر انکے سامنے جائین بقول شاعر نظم

رسیدہ دم کہ بباغ تو با صبا رفتم
برخ تو دیدم و چون بوے گل ز جا رفتم

بجوشش بردم از رنگ چہرۂ زردم
برنگ کاہ بہمراہ کہربا رفتم

ہنوز نکہت عطر از خیال من خیزد
مگر بروضۂ محبوب کبریا رفتم

خیال موے میانش مرا ز خود گم کرد
بحیرتم کہ کجا بودم و کجا رفتم

شدم ز شوق سراپا نگاہ در بازش
برنگ قطرۂ شبنم برہنہ پا رفتم

براے بوسۂ آن پاے نازنین امروز
تمام خون شدہ در پردۂ حنا رفتم

بے بگوے تو از رشک یکدگر بنگر
دلم چو سایہ جدا رفت و من جدا رفتم

خیال زلف چنان بود در دل صد چاک
کہ شانہ گشتم و در طرۂ دوتا رفتم

نگاہ گشتم و در کف گرفتہ کاسۂ چشم
پے نظارۂ روی تو چون گدا رفتم

بداغ عشق توام آنقدر جگر خون شد
کہ رست لالہ ز خاکم بہر کجا رفتم

شہید چشم ترا گشت طاق ابروئے
ز راہ میکدہ در خانۂ خدا رفتم

اس پریشانی مین آتشبار کھڑا تھا کہ طرف سے لشکر بدیع الزمان کے سرداران نامی پہلوانان گرامی
وتاجداران جلیل رواروی کرتے چلے آتے ہین آتشبار نہال ہو گیا کہا حقیقت مین
مسلمان بڑے صاف باطن ہین ابھی لڑائی ٹھہری ہے مین نے قتل کا ارادہ کیا کوئی دقیقہ
نہین اٹھا رکھا مگر واہ کیا عنایت ہے قیام آگے آگے پہونچا کہا چلیے بدیع الزمان آپکے
اشتیاق مین بیقرار ہین در بارگاہ پر ٹہل رہے ہین قارن وغیرہ نے آکر ملاقاتین کی
آتشبار سب سے ملا آتشبار کو ساتھ لیے ہوئے داخل لشکر ہوئے لشکر کی رونق آتشبار
دیکھتا ہوا کہتا ہے یارو کیا عمدہ لشکر ہے کیا انتظام ہے سب کمیدان رسالدار صف باندھے
کھڑے ہین سلامیان ہو رہی ہین جدھر سے آتشبار گذرتا ہے سپاہی بہ لطف ملتے ہین
اس اعزاز واکرام سے آتشبار کو لیے ہوئے در بارگاہ شاہزادۂ بدیع الزمان
پر پہونچے آتشبار نے دیکھا حقیقت مین بدیع الزمان انتظار مین کھڑے ہین دوڑ کر
آتشبار سے لپٹ گئے بخلق پوچھا مزاج تو اچھا ہے آتشبار نے دست بستہ عرض کی
دعاے دولت مین مصروف رہتا ہون بدیع الزمان ہاتھ تھام کر آتشبار کو بارگاہ مین لائے

مقام معقول پر جگہ دی ساقی بچے حاضر ہوئے جام مے ارغوانی گردش مین آیا عین گرمی
صحبت مین آتشبار نے تمام حال اپنا اور اپنی بیٹی کا سامنے بدیع الزمان کے بیان کیا
حال ملکہ سُنکر بدیع الزمان کی بیتابی غصے مین فرمایا زرنگار کی قضا آئی ہے اپنے دل مین کیا
سمجھا کہ ایسی حرکت کر گذرا امیہ سے فرمایا صبح کو لشکر تیار ہو ہمارا کوچ طرف زرنگار کے
ہوگا آتشبار نے عرض کی کہ حضور جلدی یا شہ مگر بدیع الزمان نے فرمایا ایک ایک لمحہ
شاق ہے دل تردد منزل دیدار ملکہ نرگس گلگون پوش کا مشتاق ہے یہان تیاری سفر کی
ہونے لگی وہان زرنگار جو آتشبار سے لڑ بھڑ کر پلٹا تخت پر جھپکا بیٹھا رہا دل پر ہجوم غم و
الم ہے شام کو اُٹھکر محل مین آیا نگہبان کنیزین حاضر ہوئین اُنسے زرنگار نے پوچھا کہو اُس
ظالم کا مزاج کیسا ہے کہا حضور جس وقت سے سُنا ہے کہ باپ نے شکست کھائی رونا پیٹنا
ترقی پر ہے آپ کو کوستی ہین کہتی ہین بڑے غضب کی بات ہے کہ زرنگار نے اپنے مہمان کا
پاس نہ کیا خدا اُسکی صورت ہمکو نہ دکھائے لاکھ لاکھ ہم لوگون نے اسکو سمجھایا آپ کی جانب
ترغیب کی مگر وہ تو نام سے نفرت رکھتی ہے اب تو صبح سے یہی قول ہے کہ مجھکو قتل کر ڈالین
یہ سُنکر زرنگار جھلاتا ہوا باہر آیا وزرا سے کہا یار دل چاہتا ہے بدیع الزمان کا سر
کاٹ کر سامنے اس آہوئے وحشی کے پیش کرون یہ بڑا اُسکو غرور ہے اسی وجہ مین عقل و
شعور سے دور ہے میرا قلب ناصبور ہے خوب سمجھتا ہون کہ اس ظالم کو اپنے حسن کا غرور
ہے جب ہی دبیگی کہ جب سر بدیع الزمان دیکھیگی سب نے کہا حضور سر بدیع الزمان
کا لانا مشکل ہے زرنگار نے کہا مین خود جاؤنگا رات کو جا کر پہلے ہیکل چُراؤنگا جب ہیکل
قبضے مین آگئی انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ کہکے ہرکارے مقرر کیے کہ شاہزادہ
بدیع الزمان کی خبر لاؤ ہرکارے گئے اور پلٹ کر آئے عرض کی کہ ای شہریار آتشبار
جا کر مسلمان ہوئے مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہے بدیع الزمان ہین بدیع الزمان نے
اُنکی خاطر سے کوچ کیا ہے بارہ کوس قلعے سے نکل آئے آج کی شب اسی مقام پر رہینگے
یہ خبر سُنکر زرنگار طرف لشکر بدیع الزمان کے چلا صورت بدلکر لشکر اسلام مین آیا چہار
جانب پھر اکیا بارگاہ بدیع الزمان کو دیکھا ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہا جب دو پہر سے
شب تجاوز کر چلی اُٹھکر سحر کرتا ہوا چلا قریب بارگاہ بدیع الزمان آیا پہلے نگہبانون
کو سحر سے بیہوش کیا پردہ اُٹھا کر اندر آیا دیکھا شاہزادہ سو رہا ہے حرز ہیکل گلے مین
قریب پلنگ آیا جھولی سے مقراض نکال پہلے ڈورا لوح کا کاٹا تختی اپنے قبضے مین کی
رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھی چند دانے ماش کے مارے بدیع الزمان سوتے
تھے بیہوش ہوئے پنجہ کمر مین دیا بارگاہ سے لیکر نکلا سب سحر مین بیہوش پڑے ہین
کون روکے بارگاہ سے نکلکر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا قضائے کار امیہ بن عمرو
طلائے کے ساتھ تھا سامنے بارگاہ کے آیا اسنے آواز دی ارے بھائیو جاگتے ہو
کسی نے جواب نہ دیا امیہ گھبرا کے دوڑا دیکھا نگہبان بیہوش پڑے ہین اندر سے

ایک سیہ پوش نکلا پشتارہ بد دش پر پرواز پیدا کر کے اُڑا طرف آسمان کے چلا امیہ تو بھاگا لشکر والون سے اتنا کہگیا کہ آپ لوگ تیار ہو کر طرف قلعۂ زرنگار کے آئی لیکن انتظار کیجیے گا شاید مجھسے کوئی کام بن پڑے فضل وغیرہ نے لشکر تیار کیا جب سے زیادہ آتشبار بیقرار ہوا چیخین مارکے روتا تھا کہتا تھا یارو یہ میری بدنصیبی اُس شہریار نے میری دستگیری کی یہ افتاد پڑی یہ بھی اسباب سحر لیکر تیار ہوا اسپ سے پہلے پر پرواز پیدا کر کے چلا زرنگار کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچا ہی یہ کہ گیا تھا تین چار لاکھ ساحر تیار ہو کے قلعے سے نکلین وہین سے پکار کر آواز دی یارو تین پسر حمزہ کو مع لوح لایا مگر عیار اُسکا آگاہ ہو گیا لشکر لیکر آنا ہوگا بڑی لڑائی پڑیگی تم سب ہوشیار رہو جا ہتا ہی کہ پھر داخل لشکر ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ملعون کہان جاتا ہی منم آتشبار جادو یہ کہکے گولہ مارا زرنگار نے پلٹ کر گولے کو کاٹا دونون مین سحر چلنے لگا ساحران زرنگار نے آتشبار کو چہار جانب سے گھیر لیا اسقدر سحر کیے کہ یہ مجبوری زمین پر آیا زرنگار نے لوح محفوظ اپنی جھولی مین رہنے دی شاہزادہ بدیع الزمان کو قید خانے مین بھیجا لڑائی مین مصروف ہوا ہٹو ہٹو کرتا ہوا چلا آتشبار گھرا ہوا لڑ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی فوج ساحران آکر پہونچی اپنے آقا کے شریک ہوئی آتشبار نے کسی قدر مہلت پائی کسی زخم کھائے تھے اُن زخمون کو باندھا پھر چالاک و چست ہو کر چلا کہ دوسری گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے آگے فضل و قارن مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر فوج بجوش و خروش چلے آتے ہین آتے ہی شریک جنگ ہوئے رات تو قلیل باقی تھی شاہ زرین پوش آفتاب بصد رعب و داب قلعہ مغرب سے برآمد ہوا لیلی شب نے فرار برقرار کیا میدان عالم مین بلڑا ہوا ز ہے صنعت باغبان قضا و قدر

نظم

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار	اسپ انجم سیاہ رو بفرار	نہیب شمشیر مردان عالم سے	رات کٹی

امیہ بن عمرو صورت بدل کے آیا تھا ایک ساحر کی شکل بنا ہوا سامنے زرنگار کے آیا کہا اے زرنگار آتشبار لڑتا ہوا طرف خیمہ قید خانے کے جاتا ہی بڑھکر روکیے میری رائے یہ ہی کہ پسر حمزہ کو لیجا کر کسی دڑے مین چھپا دون عیار بدیع الزمان کہتا پھرتا ہی کہ حرز ہیکل ہمنے بچالی اور ہیکل گلے مین بدیع الزمان کے ڈالدی تھی سنتا ہون وہ لوح آتشبار کو دی وہ چمکاتا ہوا جاتا ہی یہ تو مین نے بھی دیکھا کہ اسپر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا تختی کو نکالیے دیکھا جائے کہ حقیقت مین آپ نے دھوکا کھایا اور کچھ تدبیر کیجائے زرنگار گھبرایا ہوا تھا فوج بدیع الزمان بڑے ساکھے سے جنگ کر رہی ہی آتشبار بھی جانبازی مین مصروف ہی یہی ارادہ ہی کہ جا کر آقا کو رہا کر دن کچھ تو احسان مٹے خون اپنا کاٹ کاٹ کے سحر کر رہا ہی کئی نشتر سر مین مارے ساتھ والون کو بھی آواز دی کہا یارو حقیقت مین بڑی خرابی کی بات ہی کہ آقا قید ہو جائین اور ہم لوگ کچھ نہ ہو سکے یہ وقت جانبازی

سر فروشی ہو اُسکے کہنے سے ساحر و غیر ساحر نہایت لطف سے مصروف جنگ ہین زرنگار نے
کہنے سے ساحر کے لوح محفوظ جھولی سے نکالی ساحر نے ہاتھ مین لی اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا
سیار بھی پیچھے پیچھے امیہ کے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ امیہ نے فقرہ دیکر لوح محفوظ
زرنگار سے لی اُلٹ پلٹ کے دیکھ رہا ہی چاہتا ہی بھاگ کر نکلون مگر موقع نہین پایا
سیار ایک ساحر کی شکل بنکر آیا امیہ کو اشارہ کیا کہ اُستاد کیا کہنا امیہ نے بھی اشارہ
کیا کہ ای برادر قریب پہونچے اسکو اپنی جانب متوجہ کرو تو مین بھاگون سیار نے بڑھکر
کہا ای شہنشاہ زرنگار دیکھیے آتشبار نے جاکر قید خانے مین آگ لگا دی خیمہ جل رہا ہی
جیسے ہی زرنگار ادھر پلٹا امیہ بھاگا جس ساحر نے قصد کیا پکڑے لوح چمکا دی وہ آہ آہ
کر کے گرا امیہ نے خنجر مارا فضل گھوڑے پر سوار لڑ رہا ہی کہ امیہ نے چلا کر آواز دی ای
فضل مجکو بچانا مین لوح محفوظ لایا فضل سوارون کو لیکر پہونچگیا پچاس سوارون نے
اپنی جان دی امیہ کو اپنے قبضے مین کیا زرنگار ادھر دوڑا سیار اُدھر بھاگا زرنگار
سر پیٹنے لگا کہا یار غضب ہوا عیار بدیع الزمان فقرہ دیکر لوح لیگیا تمام ساحر بلوہ کر کے
چلے امیہ نے کہا ای فضل مین اپنے کو قریب آتشبار کے پہونچا دون فضل نیزہ و تیر سے
جنگ کرتا ہوا قریب آتشبار کے پہونچا امیہ نے آتشبار سے سب حال کہا آتشبار
نے کہا مین قید خانے کے قریب لڑ رہا ہون لوح محفوظ لیکر جاتا ہون پہونچتا ہون لوح محفوظ
مجکو دو آتشبار نے لوح اپنے پاس جھولی مین رکھی چند ساحرون سے کہا تم نگہبانون
سے لڑو مین اپنے کو اندر خیمے کے پہونچاتا ہون ساحران آتشبار نگہبانون سے
لڑنے لگے آتشبار نے پر پرواز پیدا کیے آسمان پر گیا کڑک کے خیمے مین گرا قبہ
توڑ کر زمین پر آیا بدیع الزمان کو دیکھا مسلسل بیٹھے ہین جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین
ڈالی قید سحر تھی ٹوٹ کر گری شاہزادہ بدیع الزمان اُٹھے آتشبار پشت پر نگہبانان
خیمے سے ساحران آتشبار لڑ رہے ہین کہ نعرہ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرہ بدیع الزمان

مہ برج خوبی شہ انجمن
توانم کشم آسمان بر زمین

بدیع الزمان گرد لشکر شکن
ز تیغم بسے ملک اسلام شد

بدیع الزمانم کہ در روز کین
کہ سر فتنۂ باختن نام شد

زمین تھرائی ساحرون کے ہوش اُڑ گئے نگہبان بھاگے فضل نے بڑھکر گھوڑا حاضر کیا
مرکب باد رفتار پر سوار ہوئے دور سے زرنگار نے دیکھا کہ آتشبار مثل چاکران کمترین پشت
بدیع الزمان پر داہنے بائین جو ساحر آیا اسکو گولے سے مارا بدیع الزمان کے ہاتھ مین
تیغہ ہلالی دست زبردست جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے پشت پر سرداران تہمتن
جوانان صف شکن تیغ زنی کرتے ہوئے امیہ بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے لڑتے بڑھتے
چلے آتے ہین پرے کے پرے ساحرون کے بھاگ رہے ہین زرنگار غل مچاتا ہے
کوئی سنتا نہین وزیر و امیر بھاگے جاتے ہین کہتے ہین واہ خوب عشق کیا کس لطف سے
سلطنت کرتے تھے آتشبار بیچارہ شکست کھا کے آیا اسکو مار کے گھر سے نکالا فرزند

صاحبقران کو خبر بھی نہ ہوئی اپنا راز آپ ہی کھولا فتنا دبرپا کیا اب جان بچنا دشوار ہی پسر حمزہ سے کون لڑسکیگا شاہزادہ بدیع الزمان جنگ کرتے ہوئے قریب علمدار کے پہونچے علمدار نے سحر کیے انپر تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے گھوڑے کو اشارہ کیا رالون مین سلا گھوڑا ترطپ کر قریب علمدار پہونچا علمدار نے تلوار کا ہاتھ مارا بدیع الزمان نے وار اُسکا تلوار سپر کا جھکائی دیگر ہاتھ مارا علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے علم فوج زمین پر گرا گویا لشکر شکست تھا علم کے گرتے ہی ساحر بھاگنے لگے آتشبار بھی اڑتا ہوا جاتا ہے زرنگار نے جو دیکھا کہ اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی طرف قلعے کے بھاگا افسرون کو کچھ اشارہ کر دیا افسر بھی کنارے ہوئے زرنگار کلیجہ پکڑے ہوئے کنارے لشکر کے آیا اپنے کو قلعے مین پہونچایا اُس قصر مین پہونچا سامنے ملکہ نرگس گلگون پوش کے آیا چیخین مار کر رونے لگا عرض کی ای ملکہ عالم مین آپ کے واسطے تباہ و برباد ہوا کس سے اپنا حال کہون اتنو یہ کیفیت ہی نظم

اُس پری کا نہین دہن میثاب
وعدۂ وصل کل ہی آج نہین
کب عدن سے زمین شعر ہی کم
شہر مین بتون کا رواج نہین
نالہ آگ اشک آب جسم ہی خاک
نشۂ بادہ زجاج نہین

غم نہین ہی قناعت جو تاج نہین
ہی اگر درد ہم تو علاج نہین
ہر طرح رزق ہمکو ملتا ہے
در مضمون سر اخراج نہین
بلبلو گل ہنسین تو کیون نہ رکون
یا ان عناصر کو امتزاج نہین

ہمکو سر کی بھی احتیاج نہین
کچھ ابھی بیکلی ہی قسمت مین
غم ہی موجود اگر اناج نہین
گل ہین خوشہ مگر ہین بیروفی
کہ ہنسی کا مرا مزاج نہین
ہم مے دل سے مست ہین ذانسخ

بہت رویا سامنے ملکہ نرگس گلگون پوش کے کہا اے شہنشاہ خوبی ملک و مال سب تباہ ہوا پسر حمزہ نے قیامت برپا کر دی اب لشکر نہین تھمتا تمھارے باپ جاکر مسلمان ہوئے پسر حمزہ کو ساتھ لیکر آئے ہین مین نے تو لوح وغیرہ چھین لی تھی مگر اسکے عیار نے عیاری کر کے لوح لی اب لشکر کو شکست ہوئی لشکر نہین تھمتا مین تمپر جان دیتا ہون تمکو لیکر بھاگتا ہون ملکہ نرگس گلگون پوش ہان ہان کرتی رہین زرنگار مبہوت ہو رہا ہی چلا چلا کے یہ اشعار پڑھتا ہی نظم

وہ مجنون ہون کہ ہر عالم مین لیلی ہی مری شامل ہی
نہ ہوگا ذکر اپنا دفتر دیوان محشر مین
دم فکر سخن کبھو نکر نہ ہو جاد و رقم خامہ
کھنچا جاتا ہی عالم ہر طرف سے تیری جانب کو
مرے محبوب سے آغوش بھی کوئی نہین خالی
ازل سے جانتے ہین ہم نہین مہر و وفا ہرگز
دلیل عقل ہی وارستگی بند خلائق ہی
کیا ہی مضطرب لیلی کو ایسا جذب مجنون نے
ہماری زندگانی ہی فقط شوق شہادت سے

دل نالان جرس ہی سینۂ بے کینہ محمل ہی
ہمارا نامۂ اعمال باطل فرد باطل ہی
دوات اپنے قلمدان مین بجائے چاہ بابل ہی
بجائے مرکز عالم ترے رخسار کا تل ہی
وہ بحر حسن ایسا ہی کہ عالم اُسکا ساحل ہی
جہان مین آزمایش خلق کی تحصیل حاصل ہی
کہ سودائی جہان مین قائل طوق و سلاسل ہی
کہ نالان دشت وحشت مین جرس کیطرح محمل ہی
دم اپنے جسم مین گویا دم شمشیر قاتل ہی

نہین عشاق کو آرام ممکن بعد مردن بھی — ولا یہ گور راہِ عشق مین پہلی ہی منزل ہی
ہمارے مزرع امید کا کچھ حال مت پوچھو — برنگِ خوشہ ہین مژگان تر یہ حال حاصل ہی
توقع ہی شب فرقت مین مجکو صبح ہونیکی — معاذ اللہ کتنا موت سے انسان غافل ہی
ہوا آزردہ خاطر اسقدر جو اُسکے سنتے ہی — ہمارا شعر بھی کیا ای لئیم آواز شامل ہی
نکلجانا بدن سے جان کا آسان ہی مجکو — نکلنا کوچۂ قاتل سے لیکن سخت مشکل ہی
نقاب ایسی چمکتی ہی فروغ روے جانانسے — سمجھتا ہون کہ مجہ مین اُنمین اک خورشید حایل ہی
نہ کرنا سامنے اُسکے کبھی دعوی فصاحت کا — مرا محبوب ناسخ غیرتِ سحبان وائل ہی

ایسے ایسے اشعار بہت سے پڑھے چند کنیزون سے اشارہ کیا ملکہ بہت روئی پیٹی مگر عورت سست و پاشکستہ کیا کرے کنیزون نے پکڑکر ایک تخت پر سوار کیا کنیزین بھی اسی پر سوار ہوئین کئی درج جواہر کے کمر مین رکھے ملکہ نے منھ اپنا چادر سے لپیٹ لیا زرنگار نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا تخت کو لیکر اُڑا چند رفیق چند خدمتگار ساتھ ہو لیے رفیقون نے پوچھا ای شہنشاہ کیا قصد ہی زرنگار رونے لگا کہا یارو کہان جاؤن ایک بات کا خیال ہی میرے قلعے سے بارہ کوس پر صفوان ببرپوش ایک قزاق رہتا ہی پہاڑ پر اُسنے قلعہ بنایا ہی ساٹھ ہزار جوان ایسے ممکن کیے ہین ہزار جوانون کو ساتھ لیکر دس ہزار کو لوٹ لیتا ہی میرے بھی کئی قریے اُسنے پھونک دیے گانون لوٹے مین نے لاچار ہوکر اُس سے معاملہ کرلیا تھا سال مین اُسکو لاکھ دو لاکھ روپئے دیتا ہون اکثر تحفہ جات بھی بھیجدیتا ہون اس طرح اسکو راضی رکھا وہ نہایت ہی زبردست ہے کوئی پہلوان اس سے نہین لڑسکتا کوہ شقاقل اُسکا مقام ہی وہین چلتا ہون اگر اُسنے دستگیری کی تو پسر حمزہ کی کیا حقیقت ہی چیر پھاڑ کے پھینکدیگا معشوق کو لے لیا ہی مین کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا اس ظالم نے مجکو مار اکہین کا نہ رکھا گھر بار چھوٹا پسر حمزہ نے گھر لوٹا اب بھی یہ ظالم مجکو نہین قبول کرتی ایک دن سر کاٹے کے قدمون پر ڈالدونگا گم

بسکہ آتش زدی بجان من
طرفہ گرم ست داستان من
از فروغ بیان حسن کسے
غیر تو نیست درمیان من
امشب ای شعلہ خو چہا کردی
آتش افتاد بر زبان من

خاک گردید استخوان من
کار وا نے گذشت و آتش زد
شعلۂ شمع شد زبان من
نگذارد سگِ درت کہ شود
باخس و خار آشیان من

کُشت تبخالہ زبان قلم
از سرم تا بمغز جانِ من
بسکہ جولانگہ خیال توام
شانۂ زلف استخوان من
ای شہید از بیان تو چون شمع

روسا خاموش زرنگار بھاگا بھاگ تخت کو لیے ہوئے چلا جاتا ہی پہونچنا اسکا کوہ شقاقل پر تحریر کرونگا یہان جب زرنگار غائب ہوا آتشبار نے آگ برسادی ساحرون نے صداے فریاد و الغیاث بلند کی چادر ہلالی افسر ہاتھ باندھ کر سامنے آئے شاہزادہ بدیع الزمان نے سب کو امان دی فوج کو اُترنیکا حکم ملا بارگاہین خیمے استادہ ہوئے بدیع الزمان اشتیاق ملاقات مین ملکہ نرگس کے

اندر قلعے کے آئے پہلے اُس قصر مین گئے دیکھا چند کنیزین حیران و پریشان بیٹھی ہین اپنے حال زار
پر رو رہی ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا ارے کیون بیقرار ہو عرض کی خدا حضور کو
سلامت رکھے آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کے جو زرنگار آیا کچھ شعر پڑھتا ہوا ملکہ کے
قدمون پر گر گیا سبحان اللہ کیا حضور کی عاشق صادق ہین یہی کہے گئین کہ مجھے مار ڈال
سر کاٹ لے مگر ہاتھ نہ لگانا ورنہ مجکو زندہ نہ پائیگا اُس بیحیا نے دس کنیزون کو ساتھ لیا
کچھ جواہرات کے صندوقچے نکالے کنیزون نے زبردستی ملکہ کو تخت پر سوار کیا چند رفیق
چند خدمتگار اُسکے ساتھ ہوئے تخت کو خود اُٹھا لیا نہین معلوم کہان گیا بدیع الزمان
بیہوش ہو کے گر پڑے کنیزین پیٹنے لگین فضل وقارن و امیہ اندر آگئے شاہزادے کو
اُٹھایا گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب شاہزادے کو ہوش آیا امیہ نے کہا آقا برائے خدا صبر کیجیے
ایسا نہ ہو دشمن ہلاک ہون بدیع الزمان نے کہا امیہ بڑا غضب ہوا زرنگار ملکہ کو
تخت پر ڈالکر لیگیا کنیزون کو یہ بھی نہین معلوم کہ کہان گیا زر و جواہر بہت لیگیا امیہ نے
عرض کی غلام تلاش کریگا جہان جائیگا ڈھونڈھ نکالونگا آپ زرنگار کو مجھ سے لیجیے پریشان
نہ ہوجیے عیار ہشیار آتشبار بھی حاضر ہوا اُسنے بھی کہا حضور ہم تلاش کرینگے شاہزادہ
بدیع الزمان لاچار ہوئے سنگ صبر دل پر رکھا قلعے کا انتظام ہوا عیار و امیہ دونون
تلاش مین نکلے اب حال مصیبت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرہ
گیسو ذبیح خنجر ابرو گزارش ہوتا ہے صفوان ببر سوار کوہ شقاقل پر اپنے قلعے مین بیٹھا ہے
سیکڑون تاجرون کو لوٹ لیا قلعہ بالائے کوہ ساٹھ ہزار سوار سب جوان لڑے بھڑے
پیشۂ قزاقی مین کامل و اکمل صفوان بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے آٹھ پہر مصروف عیش و نشاط
غم و الم کا نام نہین رنج و ملال سے کام نہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی آپکے دوست صادق
زرنگار جادو تشریف لائے ہین کنارے آکر ٹھہرے ہین ایک تخت پر چند عورتین چند
رفیق و خدمتگار ہمراہ ہین وہ تخت کنارے رکھا ہے حضور کو بلا رہے ہین صفوان اُٹھا
باہر آیا آگے زرنگار سے ملاقات کی زرنگار نے رو رو کر سب حال اپنی شکست کا
بیان کیا نام بدیع الزمان سُنکر بہت ہنسا کہا ای شہنشاہ آپ کیون گھبراتے ہین کان
پکڑ کر پسر حمزہ کو لے آئینگے لا کے تمہارے قدمون پر گرائینگے آپ نے ہمیشہ ہمکو سرفراز کیا
کسکی مجال ہے جو آپ سے بول سکے یہ سات ہزار ساٹھ لاکھ سے لڑ سکتے ہین مسلمانون نے
بہت سر اُٹھایا میرے پاس بھی ایک فرمان شاہان طلسم نور افشان کا آیا تھا کہ اگر حمزہ
اس طرف سے آئے روکنا مین نے جواب لکھدیا کہ ادھر کے آنے پر کیا موقوف ہے یہ نیاز مند
تلاش مسلمانان مین مصروف ہے جس وقت صاحبقران زمان ہماری سرحد مین آئینگے کہان
بھاگ کر جائینگے نیازمند برابر پہونچیگا مین تو بہت مشتاق ہون کہ صاحبقران سے
مقابلہ پڑے جس وقت صاحبقران حوالی طلسم مین آئینگے شاہان طلسم نے تحریر فرمایا ہے کہ
تمہارے پاس نامہ پہونچیگا بعنایات لات و منات مشکین باندھ کے بھیجدونگا اور ای

زرنگار پسر حمزہ میری صورت دیکھکر بھاگ گیا وہ بیچارہ کیا مقابلہ کریگا زرنگار نے کہا مین ملکہ عالم کو ساتھ لایا ہون کچھ کنیزین بھی ہمراہ ہین ایک مکان زنانہ خالی کرا دیجیے اُسمین ملکہ عالم مع کنیزون کے بعیش رہین صفوان بر سوار نے اُسی وقت ایک مکان زنانہ خالی کرا دیا جسوقت ملکہ نرگس گلگون پوش کو کنیزین کشان کشان اُس زنانے مکان مین لیچلین چادر چہرہ بشیر سے ہٹ گئی صفوان کو یہ معلوم ہوا کہ لکہ ابر ہٹ گیا ماہتابان نکل آیا آنکھین جھپک گئین تجلی جمال نہ دیکھ سکا مگر دل سے مشتاق ہوا یہ سودا پیدا ہوا کہ اس شہنشاہ خوبی و گل باغ محبوبی کو کیونکر دیکھون یہ تو ظاہر ہوا کہ حسن و جمال مین بینظیر ہی ایسی برق حسن چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اچھی طرح جمال نہ دیکھ سکا زرنگار کو لیکر دربار مین آیا ملکہ کو جو کنیزون نے اُس زنانے مکان مین داخل کیا وہی حال دل پر ہجوم غم و ملال اُس مکان کو دیکھ دیکھکر روتی ہین کنیزین عرض کرتی ہین واری ابتو انصاف فرمایے زرنگار کی سلطنت مٹی گھر بار چھوٹا صفوان کے پاس با امید کفالت آیا صفوان وہ شخص ہی کہ اسکو سال مین لاکھ دو لاکھ روپیے دیتے تھے جب اُسکی بسر اوقات ہوتی تھی آج اُسکے یہان دامن پناہ لیکر آئے کیسی ذلت ہے اب بھی آپ نہین قبول فرماتین ملکہ نے ایک آہ کی کہا صاحبو اپنے دل کا کیا حال کہون نظم

قاصد اگر دیجیو اتنا ہی اُس گمراہ سے
کیا کہے پیغام ناسخ کب ہی فرقت آہ سے

ناتوانی سے کہان چلنے کی طاقت کیا کرون
جانتا ہون آپ چھپکر جاتے ہین جس راہ سے

دھوپ مین ہر چند ابھی تیزی نہین ایسی مگر
چہرہ میلا ہو گیا ہو گا غبار راہ سے

بو نہین اُس محبوب کو بھی رہتی ہی مجھسے گریز
بھاگتی ہی جسطرح تاثیر میری آہ سے

خون دل طفلی مین بھی پینے کی جا ہی جائے شیر
عشق ہی اپنا معلم پہلے بسم اللہ سے

ہمسے بھاگا ہی وہ گل دامن بکو بلینا ذرا
کہتے ہین ہم ناتوان ہر ایک خار راہ سے

فرقت صیاد مین چل صید گاہ فکر کو
مرغ معنی صید کر ای دل خدنگ آہ سے

بوے گل کو جھاڑ کر دامن سے دوڑی ہی بسر
گرد یہ اُٹھی ہی کیا اُس گل کی بازیگاہ سے

یہ نہین آغاز خط تیرے ذقن سے ای صنم
ہالہ نکلا ہی بجائے ماہ نخشب چاہ سے

ہو گئی کیون اسقدر میری شب فرقت دراز
عشق ہی مجکو تو اُسکے گیسوے کوتاہ سے

جرم نظارے پہ گر آنکھین نکالو غم نہین
تم تو کیا ہو مین نہین ڈرتا ہون نادرشاہ سے

کیا توقع رکھیے اپنو نسے کہ مژگان ہین مگر
آنکھ اگر پھوٹے علاج اُسکا ہو برگ کاہ سے

آجتک مشہور ہی قصہ جو برق طور کا
جا پڑا تھا اک شرر تیری تجلی گاہ سے

داغ فرقت سے جلون کیونکر نہ مثل آفتاب
کر دیا ہی ای فلک تو نے جدا اُس ماہ سے

بے محابا ظلم ای ناسخ جو کرتا ہی فلک
کیا نہین ڈرتا ہمارے نالہ جانکاہ سے

کنیزین بھی باتون پہ ملکہ کی رونے لگین کہا حضور آپ کے غم و الم سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے برائے خدا صبر کیجیے ہمارے نزدیک تو یہی بہتر ہی کہ زرنگار جادو بھی بادشاہ جلیل ہے آتشبار ایسے کو شکست دی ملک و مال چھوٹا صفوان ملک و مال دلوا دیگا اُسنے

وعدہ کیا ملکہ تو اس حال پر ملال میں ہین امیہ پھرتا پھراتا قریب اس کوہ کے آیا زمینداروں سے پوچھا کہ زرنگار جادو تو اس پہاڑ پر نہین آیا کسی نے تو اسکی زبانی معلوم ہوا کہ زرنگار جادو وغیرہ کوہ شقاقل پر آگئے صفوان نے دامن پناہ دیا ہی یہ سنکر امیہ بھاگا آکر بدیع الزمان کو اطلاع دی بدیع الزمان نے اسی وقت حکم دیا لشکر ہمارا تیار ہو بارہ ہزار سوار تیار ہوکے سامنے بدیع الزمان کے آئے آتشبار نے کہا غلام بھی چلیگا بدیع الزمان نے حکم دیا کہ ای آتشبار ہمارا شیوہ نہین کہ ساحر کو ساتھ رکھین مگر تمھارا ایسا ہی پاس ہی عرض کی کہ وہ بیحیا زرنگار موجود ہی شاید آپ کے لشکر پر سحر کرے اور اگر غلام حاضر ہوگا اس بیحیا کو جواب دیگا ورنہ وہ دباؤ ڈالیگا ہر چند کہ سرکار کے گلے مین حرز ہیکل موجود ہی لیکن وہ مکار ہی ہزار دن طرح سے مکر کریگا غلام کے حاضر ہونے سے اسکا مکر و فریب نہ چل سکیگا ناچار بدیع الزمان نے آتشبار کو ساتھ لیا سوار ہوکر طرف کوہ شقاقل کے چلے یہان صفوان ہر سوار زرنگار کی خاطر مین تو مصروف ہی مگر بیقرار ہو رہا ہے کہ کیونکر ملکہ نرگس گلگون پوش کو دیکھون کنیزین جو ملکہ نرگس کے ساتھ ہین جو زرنگار نے برای خدمت مقرر کیا ہی صفوان زرنگار کو دسترخوان پر بٹھا کے ٹہلتا ہوا اس دروازے پر آیا ایک کنیز کسی کام کو نکلی صفوان نے اسکو الگ بلایا موتیون کا مالا گلے مین ڈالدیا کنیز موتیون کا مالا پہنکر نہال ہوگئی کہا ای پہلوان دوران و ای رستم زمان کچھ ارشاد فرمائیے صفوان نے کہا ای گلچہرہ کوئی ترکیب ایسی ہوسکتی ہی کہ مین ملکہ نرگس کو دیکھون گلچہرہ نے دست بستہ عرض کی بہت آسان ہی اس مکان کو تنہا جانکر صحن خانے مین بلاتکلف بیٹھی ہین زبان مین سوزن ہاتھون مین مار سیاہ سحر کے بنے ہوئے ہین دوپٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ کھلا ہوا آپ دوسرے پہلو سے اپنے کو بام پر پہونچائیے بلاتکلف دیکھ لیجیے آپ کی طرف سے پیغام بھی کرونگی مگر بڑی ظالم اظلم ہی زرنگار نے اپنا گھر بار تباہ و برباد کیا اس ظالم نے آجتک پہلو مین بھی نہ بٹھایا نام پر بدیع الزمان کے جان دیتی ہی ساحرہ بھی زبردست ہی اگر زبان مین سوزن نہ ہوتا لڑ بھڑ کر نکل جاتی میان زرنگار غفلت مین پکڑ لائے انتہا کی زخمدل ہین جس وقت سے ہوش آیا ہای بدیع الزمان ہای بدیع الزمان زبان پر ہی بچپے کی دھڑکن ہونٹھ سوکھے ہوئے آنکھون مین تری رنگ زرد چہرۂ انوری ہر وقت یہی ذکر ہی یہی فکر ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان پر کیا گذری صفوان نے کہا مین کوٹھے پر آتا ہون گلچہرہ اندر گئی ملکہ سے کہا صحن مین بیٹھیے دالانمین تکلیف ہوتی ہی ملکہ بیتاب و بیقرار صحن مین آکے بیٹھین ہاتھون مین مار سیاہ لپٹے ہوئے ہین زبان مین سوزن اپنی جان سے بیزار صحن مین آکے بیٹھین صفوان بھی آکر کوٹھے سے دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عجب حسن و جمال سے کانپا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا وہان تنہائی مین کون تھا کہ گلاب و کیوڑہ چھڑکے یہان زرنگار کھانا کھا چکا کہا بھائی صاحب کہان گئے خدمتگارون نے کہا باہر تشریف لیگئے ہین زرنگار گھبرا کر باہر نکلا پھرتے پھرتے پشت مکان پر آیا دیکھا

گمند لٹکی ہوئی ہو گھبرا گیا جست کرکے کوٹھے پر آیا دیکھا میان صفوان بیہوش پڑے ہین یقین کامل ہوا کہ اسنے ملکہ کو دیکھا اس ظالم کا حسن عابد کش زاہد فریب ہو اُسی کی محبت مین یہ ناشکیب ہو غصے مین دل مین آیا کہ سر کاٹ لون پھر سوچا کہ ای زرنگار اسکے ساتھ والے آفت برپا کرینگے اب یہانسے بھاگ کر کہان جاؤنگا کسکو معین قرار دون بس اُٹھا کر زیر قصر لایا بارگاہ مین پہونچایا خدمتگار دوڑے زرنگار نے کہا آقا تمھارے بیہوش ہوگئے ہین انپر گلاب و کیوڑا چھڑکو خدمتگارون نے تلوے سہلائے ہوشیار کیا آنکھ کھلی چہار جانب گھبرا کے دیکھنے لگا زرنگار کو جو قریب دیکھا چپ ہوگیا زرنگار نے پوچھا کیون بھائی کیسا مزاج ہی صفوان نے کہا کیا بیان کرون نظم

که بر قیبان نظرے داشتے
بست بکنم کمر از ناله ام
دود دلم گر اثرے داشتے
ہاے چہ می شد چو کبوتر اگر
کاش بزلف تو سرے داشتے
آه کجا شد که من پیش ازین
گردم گرمم اثرے داشتے

یار بدرد سخنم می رسید
کاش فلک گوش کرے داشتے
شہر ز جور تو گشتی خراب
نامہ من بال و پری داشتے
کار جہان در ہم و برہم شدی
ہم نظرے ہم گذرے داشتے
داغ تو مردانہ بدل سوختے

یار ز من گر خبرے داشتے
درد سخن گر قدرے داشتے
دیدہ این سنگدلان تر شدی
دہر اگر دادگرے داشتے
گشت پریشان دل من بیسبب
چون تو جہان گردگرے داشتے
نرم شدی آہن از ہمچو موم
واقف ما گر جگرے داشتے

زرنگار نے گھبرا کر پوچھا بھائی صاحب یہ کیا جواب دیا صفوان سنبھلکر چپ ہورہا کہا بھائی کچھ نہین یہ شعر یاد تھے تمھین خوش کرنے کو یہ شعر پڑھدیے زرنگار صفوان کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا قدمون پر گر پڑا کہا بھائی سچ کہو تمپر کیا گذری مین تمکو بہت پریشان پاتا ہون برائے لات و منات میرے حال پر رحم کرنا مین آوارہ ہوکر تمھارے پاس آیا ہون صفوان نے کہا مین تمھارا املاک و مال دلوا دونگا زرنگار خاموش ہورہا دل مین کہتا ہی کہ صفوان ملکہ نرگس پر عاشق ہوا دیکھیے کیا ہو یہ بھی جانتا ہی کہ یہان سے نکلا اور مارا گیا اس وجہ سے سرنگون بیٹھا ہی صفوان اپنے رفقا سے باتین کررہا ہے بالاے کوہ قلعہ سب صحرا معلوم ہوتے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی کچھ شعلہ ہاے آتش بھی بھڑکے صفوان دیکھنے لگا سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا شاہزادہ بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار پشت پر بارہ ہزار سوار ان جرار ایک طرف آتشبار جادو اژدر سحر پر سوار چار سی ساحر شعلے بھڑکتے ہوئے آکر سامنے کوہ شقاقل کے اُترے صفوان نے کہا ای برادر ابتو شام ہوچکی کل صبح کو لشکر لیکر پہاڑ سے اُترونگا پسر حمزہ کو سزا دونگا یہ مزاج مین غرور رہا کہ ہم پر لشکر کشی کی زرنگار کو ایک قصر رہنے کے واسطے دیا زرنگار اُس قصر مین آکر بیٹھا مگر بیتاب کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی یہ اشعار پڑھتا ہی نظم

شب ہجر تو کہ در دیدہ راہ خواب میدادم
اگر از گلخن عشقم قبا خاکستری میشد

دما دم خانہ را از گریہ با سیلاب میدادم
ہزاران عور را پیراہن سنجاب میدادم

اگر می بستی ای پیمان گسل عہد وفا با من | سر زلف ترا ہار رشتۂ جان تاب میدادم
ببالای قامتش عمریست میگریم چہ حاصل شد | ثمر میدادم روزی گر نخل این آب میدادم
نمیگردد کم از اظہار درد دل چنین دانم | مگر روزی نہ من درد سر احباب میدادم
طبیعت شیوۂ ذاتے بود سیماب را لیکن | شب از بیطاقتی پیوند دل بیتاب میدادم
محبت رنگ شرکت برنتابد ورنہ من واقف | صلای گریہ خونین بشیخ و شاب میدادم

اس پریشانی مین رات کٹ رہی ہی صفوان بہر رات رہے اُٹھا کنیز نے کہلا بھیجا تھا گلچہرہ باہر آئی صفوان نے کہا جا کر میری تقریب کر مجکو ضرور قبول کریگی زرنگار جادو اگر جادوگر ہی مین پہلوان ہون گلچہرہ نے جا کر ملکہ سے کہا کہ حضور آپ بڑی صاحب نصیب ہین صفوان ببر سوار میان زرنگار جسکے پاس دامن پناہ لیکر آئے ہین وہ آپ پر عاشق ہوا ہی کہتا ہی اگر آپ مجھے قبول کرین ہر مہینے مین صدہا قافلے لوٹ لیتا ہون زر و جواہر کی کبھی کمی نہ ہوگی میان زرنگار کی گردن مین ہاتھ دونگا بدیع الزمان کو قتل کرونگا یہ خبر تو سن چکی ہین کہ سامنے بدیع الزمان فروکش ہین سعین کہ ای نرگس صفوان شاید لشکر مین پہنچنے کیونکہ پہلوان ہی زبان سے سوزن نکالے گلچہرہ سے کہا اچھا اُسکو بلا لاؤ ہم تیری خاطر سے کلام کرینگے وہ پہلوان زبردست ہی ہمارے اُسکے خوب بنیگی گلچہرہ خوشی خوشی باہر آئی کہا میان صفوان تمھارا نام سنتے ہی ملکہ بیتاب ہوگئین چلو تمکو بلاتی ہین زرنگار کے مقدمے مین کبھی اتنا بھی نہین فرمایا صفوان خوشی خوشی تمتاتا ہوا اندر آیا ملکہ نے اپنے کو چادر مین چھپایا صفوان نے کنیزون کو ہٹا دیا قدمون پر سر رکھا کہا مین غلام ہون قلعہ وغیرہ سب آپ کے نام لکھدونگا ساٹھ ہزار فوج کا حاکم ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ ہماری زبان سے سوزن تو نکالدے ہمکو بڑی تکلیف ہی یہ یاران سیاہ ہاتھون مین پڑے ہین بہت ستاتے ہین صفوان نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا ملکہ نے زبان کو دہن مین لیا اب جو اشارہ کیا یاران سیاہ جلکر گرے کہا او صفوان کیا کہتا ہی صفوان نے کہا مین غلام ہون ملکہ نے ایک طمانچہ مارا وہ طمانچہ سحر کرکے مارا تھا صفوان بیہوش ہوکر گرا اور ملکہ نکلکر چلین کنیزین پیٹتی ہوئی باہر آئین جا کر زرنگار سے خبر کی حضور بڑا غضب ہوا ملکہ نرگس گلگون پوش کی زبان سے سوزن نکلگیا میان صفوان کو تو ایک طمانچے مین بیہوش کیا سحر کرتی ہوئی قلعے سے نکلی ہین کئی سو ساحر مار ڈالے آپ کے ساحر روگ رہے ہین یہ سنکر زرنگار گھبرا گیا کہا صفوان کہان ہی کنیزون نے آکر خبر دی کہ بیہوش پڑے ہین ملکہ نے ایک طمانچہ مار دیا روتا پیٹتا اُس قصر مین آیا دیکھا حقیقت مین صفوان بیہوش پڑا ہی گھبرا کر اُٹھایا صفوان روتا ہوا اُٹھا گھبرا کر کہا ملکہ عالم کہان گئین زرنگار نے کہا تمنے بڑا غضب کیا ملکہ نکلگئین اب روئے کئے جاتا ہون صفوان ہائے وائے کرتا ہوا اُٹھا کہا ای بھائی زرنگار مین زندہ نہ بچونگا وہ ظالم تو قیامت کر گئی زرنگار نے کہا ہم تم دونون مرین سامنے لشکر بدیع الزمان ہے

وہ وہان پہونچ جائیگی میرے پاس جو سحر کائنات مے ہین انکو گردنگا دیکھیے جو چلچا مین وہ تو شعلہ جوالہ ہی یہ کہکے زرنگار نکلا باہر آکر دیکھا مجمع ساحران پر گری ہین تمام پہاڑ جل رہا ہے نخل جل جلکر گر رہے قیامت برپا کر دی ہی جدہر جاتی ہین ساحر چاہتے ہین روکین سحر کردیا شعلے بھڑک کر گرے دس مین نخل جلے دس مین پتھر گرے جادوگرون کے سر پھٹے ہنگامہ گیر ودار بلند ہی ساحر چاہتے ہین پکڑلین کوئی قریب نہین آسکتا زرنگار نے دہین سے پکار اکہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای سرو باغ محبوبی مجکو تباہ کر کے کہان جاتی ہو تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا نظم

ستم ساز خوش انداز محبت
مقام بیٹھ کم بازی چہ سازم
نہان در پردۂ دل بود رازم
جز این بازی نمی بازی چہ سازم
سپید از انتظارت گشت چشمم
تو آنرا گر براندازی چہ سازم

بحال من نپردازی چہ سازم
گرم از لطف ننوازی چہ سازم
دل و دین مرا بردی بغارت
سر شکم کرد غمازی چہ سازم
شدم یکسان بخاک رہگذارت
سیہ مست می نازی چہ سازم
چہ سازم چارۂ کار تو واقف

نمیسوزی نمیسازی چہ سازم
دل از کف می بری دردا دلم
ہمان ترکانہ می تازی چہ سازم
وفا باز نیست کارت با حریفان
گذر بر من نیندازی چہ سازم
برایت کردم از دل خانہ سازی
اسیر شوق طنازی چہ سازم

ملکہ نے پکار کر آواز دی او بیغیرت وہ جو تمھارے بڑے دوست صادق مددگار و الفت ہین وہ آئے تھے ہمپر دست اندازی کرنے ارادہ ہوا تھا کہ سر انکا کھینچ لون مجھے تیرے حال پر رحم آگیا نہین تو ایک ماش کا دانہ پھینکدیتی وہ جلکر خاک ہوتے عمر بھر اپنی گستاخی پر روتے ہمکو کوئی بازاری کسبی مقرر کیا ہی زرنگار نے دو چار سحر کیے ملکہ نے وہ سحر اشارون مین دفع کر دیے لڑتی بھڑتی پہاڑ سے اتر ین بڑی سختی جھیلی یہان شاہزادہ بدیع الزمان و آتشبار بوقت سحر کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین کو دیکھا سامنے سے برق چمکی آتشبار نے جو بیٹی کو دیکھا خوش ہو گیا کہا ای شہریار آپ کی کنیز آپہونچی خون بھی تمام جسم سے بہ رہا ہی ساحرون کو مار کر آئی ہین آتشبار یہ کہکر دوڑا ملازمون کو اشارہ کیا سب ملازم ملکہ عالم کہکر دوڑے زرنگار نو پلٹ گیا روتا پیٹتا کوہ شقاقل پر آیا صفوان سے کہا جاتی تھتے بڑا غضب کیا صفوان نے کہا مین نے کہا کوئی کنیز ملکہ کی اسنے یہ آفت برپا کی مگر کہان جائیگی مین تو گرفتار کر الونگا یہ کہکے حکم دیا کہ لشکر تیار رہو یہان تو آتشبار نے ملکہ کو ایک خیمے مین داخل کیا بدیع الزمان کا رنج و ملال دفع ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھے آتشبار نے جا کر بیٹی سے سب حال پوچھا ملکہ نے تمام کیفیت اپنے جفاؤن کی بیان کی کہ علاوہ میان زرنگار کے میان صفوان نے بھی ایسا قصد کیا خدا نے آبرو بچائی زبان سے اسنے سوزن نکالا پھر مجھے کون روک سکتا تھا آتشبار نے کہا اب مین جا کر ساتھ شاہزادہ بدیع الزمان کے تمھاری نسبت کرتا ہون ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا آتشبار نرخ خوشبوئی لیکر بارگاہ مین آیا سینے پر شاہزادہ بدیع الزمان کے لگا یا نذرین گذرانے لگین مشہور ہوا آتشبار نے اپنی دختر بلند اختر کی

ساتھ بدیع الزمان کے منسوب کیا بدیع الزمان نے کہا ای آتشبار اب ہمکو تسکین
حاصل ہوئی انشاء اللہ شادی بعد واپس ہونے طلسم نور افشان کے ہوگی یہ ذکر تھا
کہ امیہ نے آکر خبر دی کہ صفوان ببر سوار ساٹھ ہزار فوج لیکر زیر کوہ آیا زرنگار جادو
اپنے ساحرونکو لیکر آیا ہو طبل جنگی بھی بجوایا ہو بدیع نے کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے آتشبار نے کہا انشاء اللہ زرنگار کی قضا لیکر آئی ہو ابکی مقابلہ پڑا
اور اسکو مارا یہ کیا زندہ بچ کے جائیگا اپنے حماقت کی ضرور سزا پائیگا یہان بھی طبل جنگی
بجا صفوان بھی انتظام جنگ مین مصروف ہو صفوان تو قزاق ہو اُسکا عیار طرار یعنی
سرہنگ قطرہ زن خوب خبر لاتا ہو بشرہ شناس دوندہ بے نظیر صفوان نے کہا
ای سرہنگ قطرہ زن ہو سکتا ہو کہ تو ملکہ نرگس کو چرا لا عرض کی کہ غلام جاتا ہو
عیار بدیع الزمان امیہ بن عمرو بڑا منتظم ہو اُسکے سامنے عیاری ہونا نہایت دشوار ہی
وہ بھی ہمارے لشکر مین نہین آسکتا غلام کو بھی تردد ہو اُسنے آنکھین خواجہ عمرو
کی دیکھی ہین جب سے بدیع الزمان اس طرف آئے لڑائی مین اتنا زمانہ گذرا جاتا ہون
یہ کہکے سرہنگ چلا طبل جنگی بج چلے ہین ملکہ نے ایک خیمے مین ہومخانہ آراستہ کیا ہو
باپ سے سن چکی ہین کہ زرنگار جادو اپنے ساحرون کو لیکر آیا ہو سحر تیار کر رہی ہین
کنیزون سے کہا کل ہم بھی میدان مین جائینگے بدیع الزمان نے آتشبار سے
فرمایا کہ تمھاری صاحبزادی کا کل ارادہ ہو کہ زرنگار سے مقابلہ کرین ہمارے یہان کا
یہ قاعدہ نہین عورتون پہ جہاد ساقط ہو کہا حضور یہ تو ہمارے خاندان کا طریقہ ہے
عورتون کے سحر مردون سے زیادہ ہوتے ہین حضور ملاحظہ فرمائین کہ مجھسے ملکہ
نرگس گلگون پوش کا زیادہ ہو حقیقت مین اگر وہ لڑیگی تو میان زرنگار جادو کا جینا
دشوار ہوگا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا منع کردو کہ ملکہ باہر آنیکا ارادہ نہ کرین
ہمارے قبلہ وکعبہ اگر سنینگے تو بہت شاق ہوگا آتشبار نے جاکر ملکہ سے کہا ملکہ
نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہورہین زرنگار نے رات بھر ہومخانے مین سحر تیار کیا
سرہنگ عیار کہ بصورت مبدل لشکر بدیع الزمان مین آیا پھرتے پھرتے قریب
خیمۂ ملکہ نرگس پہونچا باہر سے اُسنے دیکھا کہ خیمے سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین گوگل
جلنے کی بو آتی ہو اُسنے پشت سے آکے نقب دینا شروع کی رات قلیل باقی تھی کہ پورہ
نقب کا جاکر اُس خیمے مین توڑا اکر جس خیمے مین ملکہ سحر کر رہی ہین دیکھا کہ جابجا اسباب
سحر رکھا ہو سرہنگ دیکھا کیا کہ سحر کرتے کرتے ملکہ نے تکیے پر سر رکھا سرہنگ
جھپٹ کر قریب آیا بیہوشی دماغ مین دی ملکہ نے ارے کہکر آنکھ کھولی مگر بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرین بیہوش ہوگئین سرہنگ قریب آیا ملکہ کا پشتارہ
باندھا نقب مین کودا نقب سے نکالکر چلا کنیزین جو اسباب سحر پہونچا رہی تھین جب
تھوڑی دیر آواز نہ آئی گلشن نامے ایک لونڈی پکارتی ہوئی اندر پہونچی کہا داری

کیا سو گئین جب بھی کچھ آواز نہ آئی پردہ اُٹھا کے یہ اندر گئی دیکھا ملکہ نہین ہین اور رہرہ نقب کا لگا ہی ایک چیخ ماری کہ یارو شہنشاہ کو خبر کرو کوئی ملکہ کو چرا لیگیا آتشبار نے جو یہ خبر سُنی بدحواس ہو کر دوڑا دیکھا کنیزین رو رہی ہین پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور کوئی نقب دیکر آیا ملکہ کو چرا لیگیا آتشبار نقب مین کود پڑا نقب کو طی کر کے باہر نکلا صفوان نے زرنگار سے کہا بدولت کا عیار خالی نہ پلٹیگا ضرور جا کر کچھ کام کریگا زرنگار بھی رات بھر جاگا پانچ ہزار جادوگر لیے ہوئے کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا ہی آتشبار جو لشکر سے نکلا دیکھا ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہی للکارا ارے تو کون عیار آواز آتشبار سُنکر تیز بھاگا آتشبار سمجھ گیا کہ یہی عیار ہی ملکہ کو لیے جاتا ہی یہ پھر آواز پیدا کر کے چلا سرہنگ نے زرنگار کو آواز دی ای زرنگار جلد دوڑ وہ مین پشتارہ تو ملکہ کا لایا مگر ساحر میرے پیچھے آتے ہین زرنگار و آتشبار سے سحر چلنے لگا سرہنگ پشتارہ لیکر بھاگا ساحران آتشبار نے عیار کا پیچھا کیا بدیع الزمان پڑے سو رہے تھے یکایک ہنگامہ جو ہوا خدمتگارون سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی خدمتگارون نے عرض کی غلامون کو نہین معلوم بدیع الزمان اُٹھ بیٹھے کہ امیہ آ کر پہونچا کہا آقا بڑا غضب ہوا سرہنگ نامے عیار صفوان کا عیاری کر کے آیا ملکہ نرگس کو چرا لیگیا آہ کر کے شاہزادہ بدیع الزمان اُٹھے فرمایا فلک آرام نہین دیتا ہر وقت نیا رنگ دکھاتا ہی ای امیہ صندوق سلاح لاو امیہ نے عرض کی آتشبار جادو ساحرون کو ساتھ لیکر تلاش کو گئے ہین یقین ہی کہ جا کر اسکو گھیر لین کہ دوسرا شاگرد امیہ کا دوڑا ہوا آیا عرض کی زرنگار جادو رات بھر اسی فکر مین پھرا کی سرہنگ عیار صفوان گیا ہی ملکہ کو لائیگا وہ بھی دوڑ پڑا ہی جنگل مین جا کر مقابلہ پڑا آتشبار نے بڑھکر سحر کیا سرہنگ عیار گرا زرنگار بھی پہونچا دونون مین لڑائی ہونے لگی سحر چل رہا ہی یہ سُنکر بدیع الزمان آہ کر کے اُٹھے فرمایا ای امیہ حقیقت یہ ہی آٹھ پہر فکر رہتی تھی ملکہ نرگس کے آنے سے دل کو تقویت ہوئی تھی اگر خدانخواستہ وہ گرفتار ہو کر سامنے زرنگار کے پہونچین مین نے سُنا ہی کہ صفوان سبز سوار بھی انپر عاشق ہوا زرنگار جادو سے سوال کیا تھا زرنگار نے جواب صاف دیا اسیوجہ سے صفوان بگڑا ہوا ہی مین اپنا حال کیا کہون کہان تک خاموش رہون ضبط کا یارا نہین نظم

اشک خون مین جگری می خواہم
از پے بسمری می خواہم
سرب منظور نظر نیست مرا
از خدا گوشہ گرے می خواہم
نازک افتادہ مزاجم در عشق
لائق دام پری می خواہم
ز آتش وادی ایمن و تف

آہ آتش اثرے می خواہم
در مزاجم رگ سودائی ہست
قدر خاک درے می خواہم
تا بداد لب خشکم برسد
دلبرے موکمرے می خواہم
آرزومند شہادت چو شوم
ہمچو موسیٰ شررے می خواہم

من از مشت زرے می خواہم
زان مژہ نیشترے می خواہم
نشنوم تا سخن بیدردان
بدعا چشم ترے می خواہم
نیستم قابل فیض صیاد
در خور تیغ پری می خواہم

امیہ نے عرض کی ای شہریار

ملکہ کہے نہ جا سکیگا لڑائی پڑ گئی بدیع الزمان نکالکر گھوڑے پر سوار ہوئے دنائے وسنائے کی آواز کان مین آئی شاہزادہ بدیع الزمان نے بڑھکر دیکھا سر ہنگ عیار بیچ مین کھڑا ہی اِدھر آتش بار اُدھر زر نگار چاہتا ہی عیار پر قبضہ کرون ملکہ کا سر کاٹ لون ادھر سے آتش بار سحر کرتا ہی دونون کے سحر چل رہے ہین ملازم بھی دونون کے پہونچے دو دو سو ساحر مر کر گر چکے ہین بدیع الزمان نے نعرہ شیرانہ کیا زمین کانپی سحر جو چلے ہوا اچلی ملکہ کو اندر پشتارے کے ہوش آگیا دیکھا مین چادر مین بندھی ہون کسی نے مشکین بھی باندھی ہین باپ کے نعرے کی آواز آتی ہی سحر ساحران سے زمین تھراتی ہی تڑپ کر پشتارے سے نکلی ہاتھ جو ہلایا برق گری سر ہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی سر ہنگ کے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین زر نگار کو جو سامنے دیکھا جلگئین للکار کر چڑھین زر نگار نے گولہ مارا ملکہ نرگس نے ہاتھ ہلا دیا برق گری گولے کو کاٹا دوسرا سحر اسنے کیا ملکہ بلند ہوئین ستارہ سحری بنکر سحر اسکے دفع کیے اب جو وہان سے گری کئی ساحرون کے سر اُڑا دیے اُنکے سر کاٹتی ہوئی برابر زر نگار کے پہونچی زر نگار نے نیمچہ کمر سے کھینچا ملکہ نے آواز دی یہ چھری جو ہمارے ہاتھ مین ہی یہ تو لے اور تلوار ہمین دے یہ کہکے ملکہ نے چھری پھینکی دوڑ کر زر نگار نے چھری اُٹھا لی ملکہ نے تلوار لیلی جب چھری زر نگار نے دیکھی سر پیٹنے لگا کہ ارے مین نے بڑا غضب کیا کیا ستم کا سحر اس قاتل نے کیا وہی چھری لیکر دوڑا اگر صورت زیبا دیکھکر بیتاب وبیقرار ہوا جاتا ہی پکار اُٹھتا ہی کلیجے پر ہاتھ ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے غزل آتش

پردے یہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون — مائل سوے سجود سر پر غرور ہون
تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین — ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسار کے نور ہون
پہلے ہی دیکھتا ہون مین انکو خواب صاف — سمجھا مین اب جو یار بڑے بے شعور ہون
آنکھون مین تاک چشمون کے پھر بھی رہین فیل مست — ہر چند ناتوانی سے مین پاے مور ہون
بعد فنا بھی خاک رہ یار ہونگے ہم — ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون
کرتا ہی کیا یہ محتسب سنگدل غضب — شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون
خلخال پاے یار مین آواز صور ہی — بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون
کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک — سنگِ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون
مرتا ہی غیر کسلیے کٹتا ہے یار کیون — حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون
ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے — رنگِ شراب سرخ سے جام بلور ہون
ثابت جو یار کرتے ہین مجھپر خطاے عشق — انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون
دل مین ان آنسوؤن کے سوا سبھرا ہی زنگ — ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون
رونے کی جا ہی حالتِ دیوانگان عشق — ہر بہار دیدۂ وحش و طیور ہون
عزم طواف کعبہ ہی اب کچھ غرض نہین — آتش بتان ہند پری ہون کہ حور ہون

ملکہ نے آواز دی او بچیا دیکھ تیرے عشق کا علاج ہوا جاتا ہے زرنگار نے چھری ماری ملکہ نے
تلوار سے کاٹ دی لپیٹ کے ہاتھ مارا زرنگار کے دو ٹکڑے ہوئے زرنگار کے مرتے ہی
ایک ہنگامہ ہوا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگار جادو بود صفوان پر سوار
زبر کوہ شقاقل تیار ہو کر کھڑا ہوا ہے لشکر بھی آراستہ ہے پوچھ رہا ہے ارے یار کیا ہوا ہرکاروں
نے آکر خبر دی کہ آپ کا عیار مارا گیا ملکہ نرگس گلگون پوش نے اپنے عاشق کو قتل کیا
اب ساحروں کو قتل کر رہی ہیں یہ سنتے ہی صفوان نے گھوڑا بڑھایا فوج بھی اسکے ساتھ
چلی سامنے آکر دیکھا ملکہ نرگس گلگون پوش ساحروں کو قتل کر رہی ہیں بدیع الزمان
سامنے ہتھیار لگائے کھڑے ہیں صفوان نے پکار کر آواز دی ای فرزند صاحبقران میں
سحر و ساحری کے جھگڑے نہیں جانتا ہوں آپ کے مقابلے کا مشتاق ہوں بدیع الزمان
نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای صفوان میں خود خواہش رکھتا ہوں کہ تمسے
مقابلہ ہو صفوان نے گھوڑا بڑھایا ملکہ نرگس چلی تھیں کہ لشکر صفوان پر جا پڑوں
صفوان کو بھی قتل کروں بدیع الزمان نے آواز دی ای ملکہ عالم پلٹ آؤ آپ ہٹیے اور
صفوان سے مقابلہ ہونے دو ملکہ نرگس نے آواز دی حضور کو تکلیف ہوگی ایک
سحر میں سب کا خاتمہ کر دوں لاشہ ہائے کوہیان سے میدان بھر دوں لاچار ملکہ پلٹیں
بدیع الزمان نے کہا ملکہ میں اپنا گلا کاٹ ڈالونگا ہمارے یہاں کے ضابطے سے یہ بات
خلاف ہے ساحر غیر ساحر سے نہیں لڑتا ملکہ توصف پر آئیں آتشبار بھی کنارے ہوا
صفوان نے گھوڑا میدان میں نکالا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان نے مرکب
بڑھایا صفوان کی نگاہ جمال جہان آرائے بدیع الزمان پر پڑی حیران جمال محو دیدار ہوا
شاہزادے کو سلام کیا کہا ای شہریار آپ مجھسے مقابلہ کرینگے مجھے آپ سے محبت ہوئی
چاہتا ہوں کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو ساحروں کا بھروسا نہ کیجیے میں یہ چاہتا ہوں
کہ آپ میری اطاعت کریں آپ کو بادشاہ لشکر کروں مجھ ایسا پہلوان آپ ایسا بادشاہ تمام
دنیا میں عملداری کرا دوں گا سکہ آپ کے نام کا جاری کروں بدیع الزمان نے کہا اگر مذہب
اسلام قبول کرو تمکو رونق بارگاہ اسلام کروں صفوان نے منہ پھیر لیا کہا ای شہریار میں نے
تو یہ چاہا تھا کہ میرے آپ کے مقابلہ نہ ہو آپ نہیں چاہتے بہتر ہے حربہ کیجیے آپ کا حوصلہ
نکلجائے بدیع الزمان نے کہا ہمارا یہ بھی دستور نہیں ہے تمہارے حربے سے جب پروردگار
بچائیگا تب میں بھی حربہ کرونگا صفوان نے نیزہ مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپسمیں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں ملکہ نرگس مع آتشبار
ایک جانب صف جمائے کھڑے ہیں صفوان کو اپنے زور بازو کا بڑا گھمنڈ ہے نیزہ بازی
میں یہی کہتا جاتا ہے ای شہریار مجکو ڈر ہے کہ میرے ہاتھ کا کوئی نیزہ نہ پڑ جائے میں بچا
بچا کے نیزہ بازی کرتا ہوں بدیع الزمان نے فرمایا اب تمہارا نیزہ نکلا چاہتا ہے
کہا حضور میرے نیزے کا نکلنا بہت مشکل ہے مشت کم شست نہیں ہوتی بدیع نے

گھوڑا بڑھا کر نیزہ صفوان کا گاتھا تھپیڑا مارا صفوان نے ہر چند روکا نیزہ ہاتھ سے
نکلگیا اسکو غصہ آیا کہا آپ نے بڑی گستاخی کی اب آپ کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تیغ
کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے بارہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا صفوان
نے کہا کیا ارادہ ہے بدیع الزمان نے کہا ارادہ ہے کہ تمسے کشتی لڑین صفوان خوش ہو گیا
سوچا کہ زور مین میرا کیا کر لینگے تبھی گینڈے سے کودا بدیع الزمان بھی کودے
کشتی ہونے لگی صفوان نے دیکھا کہ یہ جوان کشتی مین طاق ہے حقیقت مین شہرہ آفاق ہے
ہر چند چاہتا ہے اپنے کو بچاؤن بدیع الزمان کے وہ وہ پیچ بند مارتے ہین صفوان
دنگ ہے استادان سخنور تحریر کرتے ہین کہ صفوان شاہزادہ بدیع الزمان سے
دو شبانہ روز لڑا تیسرے دن پہر دن رہے اسنے جھلا کر کہا ای شیر بیشہ صاحبقرانی مین
زور آخر کرتا ہون اپنے کو بچائیے یہ کہکے لے دوڑا بدیع الزمان دم کے بھروسے پر
قدم کے شمار پر نو قدم تک ہٹ کر آگئے صفوان نے کہ مارا بایان گھٹنہ شاہزادے
کا جھکا صفوان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا ایسے ایسے زور کیے چہرہ سرخ ہو گیا انگلیون
سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین تھکا مگر ہاتھ اٹھا لیا عرض کی آپ کے زور کا
مشتاق ہون بدیع الزمان اٹھے صفوان کو ریل کرتے دوڑے پچیس قدم تک
ریل کر لائے وہان پر لا کر کہ مارا صفوان کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوگئے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرہ کوہ شگاف کیا پہلے ہی زور مین تا بہ گھٹنہ
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا صفوان کو انتہا کا غصہ
ہے بدیع الزمان نے چرخ دیکر زمین پر مارا مثل مردے کے گر کر بیہوش ہو گیا بدیع الزمان
نے اسی حال مین مشکین باندھین امیہ کے حوالے کیا امیہ نے لا کر ایک خیمے مین قید کیا
بدیع الزمان نے پلٹتے پلٹتے اسکی فوج والون کو آواز دی یارو تمہارا کیا قصد ہے
بدیع الزمان کی جرأت دیکھکر دو لاکھ آدمی دائرہ اسلام مین آئے صبح کو فرمایا ای امیہ
صفوان کو لاؤ امیہ لایا دنگل آہنی بیٹھنے کو ملا بدیع الزمان نے فرمایا ای صفوان
ہمنے تمکو کیونکر زیر کیا صفوان نے غصے مین جواب دیا آپ کے ساتھ لشکر ساحران تھا
مین خوف سے زیر ہوا یہی خیال تھا کہ ساحر سحر کر رہے ہین ورنہ مجھکو کون زیر کر سکتا
بدیع الزمان نے کہا پھر لڑوگے اسنے جھلا کر جواب دیا چھ مہینے کی مہلت ملے مین
آپ کا مذہب نہین اختیار کرونگا خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے بدیع الزمان نے غصے
مین حکم دیا اسکو لیجا کر قید کرو جب انکا غرور کم ہوگا سمجھا جائیگا فضل کو بلا کر حکم دیا
چلنے کی تیاری کرو فضل نے لشکر آراستہ کیا آتشبار بھی فوراً اٹھا بدیع الزمان
نے کہا بھئی آتشبار ان سب شہرون پر تم قبضہ کرو انشاء اللہ وہان سے پلٹ کر
اسی مقام پر آئینگے ملکہ سے شادی بھی کرینگے آتشبار نے عرض کی طلسم نور افشان
پر لشکر کشی ہے ایک ایک ساحر وہان کا بلاے بیدرمان آفت جہان ہے غلام کا ساتھ ہونا

ضرور ہے راستہ بھی بتاؤں نگاہ میں خالی ہوتا تو وہ بھی جاتا کنیز تو حضور کی جان ہی دیدیگی کیا کیا دباؤ و اسیر پڑے مگر اسکا عشق صادق ہے وہ بھی ضرور ساتھ چلیگی ایک سوداگر لیکر آگے یہ بھی بیان کیا کہ قاسم طرف طلسم نور افشان کے گئے انکے ساتھ بھی ساحر ہیں لاچار ہو کر شاہزادہ بدیع الزمان نے قبول کیا فضیل و قارن کل لشکر کو آراستہ کر کے سامنے لائے ایک تخت سحر پر آتشبار جادو و ملکہ نرگس گلگون پوش پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار چھکڑے مال و اسباب کے لدے ہوئے اس گرد سے طرف طلسم نور افشان کے متوجہ ہوئے ملکہ نرگس و آتشبار کا لشکر اپنے لشکر سے الگ رکھا دیکھیے یہ سب کہاں پہونچیں ذکر انکا وقت پر تحریر ہو گا اب انکو راہ میں چھوڑیے

دو کلمہ داستان صاحبقران پہونچنا قریب علامت طلسم نور افشان و داخلہ صاحبقران خاص طلسم میں و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جلد جام شراب — کہ دل ہجر ساقی میں ہو گا کباب
شراب ولا کی مجھے تاک ہے — کہ ساقی مرا مست و بیباک ہے
عبث زلف پیچاں کا سودا ہوا — پریشان دل غمزدہ ہو گیا
اثر عشق کا دل پہ ظاہر ہوا — کہ پیر مغان نے یہ ہنس کر کہا
عبث رند کرتے ہیں آکر ہوس — اڑاتے ہیں پیمان شکن سب کے ہوش
اٹھا جام ای ساقی خود پسند — کیا ہجر ساقی نے پھر درد مند
جوانان گلشن ہوئے سبز بخت — ہوا نہر کو بحر الفت کا جوش
ہوائے فرح خیز چلنے لگی — ہر اک شاخ پر میوہ پھلنے لگی
گہر ہائے شبنم کی ہے آبرو — یہ موتی کے گنٹھے میں ہے گلو
جو نرگس کی دیکھیں نگہ بازیاں — تو سوسن نے کہیں خوب غمازیاں
اٹھایا قلم ای قلم سحر ساز — لکھوں داستان حقیقت طراز
عمرو کی ہوں تحریر عیاریاں — کہ عیاریاں صاف مکاریاں

شراب محبت کا سودا رہا — عوض مے کے خون جگر بھی پیا
دل غمزدہ پر ہجوم الم — ترے میکدے سے پریشاں ہیں ہم
پریشان حیران و ششدر رہے — گرے ظلم اس میکدے میں سہے
نہ مے ہے نہ ساقی خود کام ہے — جو دیکھا تو مے سے تہی جام ہے
اسی دور میں ساقی مہ لقا — مے لالہ گوں جام میں بھر کے لا
اٹھا ابر رحمت بصد شد و مد — کریں آگے میخوار کی بھی مدد
طیوران گلزار ہیں نغمہ زن — کہ جوبن پہ ہے آج رنگ چمن
نسیم گلستان کی اٹکھیلیاں — چمن کے ہیں فرحت کے ساماں یہاں
یہ ثابت ہے نرگس کو ہے انتظار — دکھائی ہے تحریر فن نے ابھی بہار
جو دیکھا طبیعت نے رنگ بہار — ہوئی نظم رنگین کی ہر سو پکار
ہے طبع اولو العزم والاتبار — کریں ساحروں کو تحیرات شکار

چہرہ فتاحان طلسمات مصیبت انتما و برباد کنندگان مرحلہ جات پر بلا اس داستان سحر عنوان کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں شعر
واقفانے کہ در سخن فردند + شرح این داستان چنین کردند + صاحبقران زمان کا احوال بیان کیا تھا کہ بالشکر گران قریب علامت طلسم نور افشان نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا ساحر و غیر ساحر جسقدر ساتھ تھے علامت کو دیکھکر گھبرا گئے دیکھا ایک قلعہ فولادی سر بہ فلک کشیدہ گرد شعلہاے آتش موج زن ایک طاؤس سحر کا پر فن منقار سے چنگاریاں آگ میں گرا رہا ہے شعلہ آتش بھڑک کر آسمان پر پہونچتے ہیں طبل سکندری پر جو چوب پڑی زمین ہلگئی سحر العجائب و مصر الغرائب بارگاہ میں بیٹھے تھے آواز نقارے کی سنکر کوبے پر آئے لشکر ظفر اثر صاحبقران کو دیکھا بہت ہنسے کہا ان سب کی قضا لیکر آئی ہے لیکن مقام تعجب ہے

کہ راہ مین انکو کسی نے نہ روکا طاؤس نے مثل انسان کے آواز دی ای شہنشاہ آپ نہین جانتے یہ طلسم کشائے اصلی ہی جسنے روکا انکے ہاتھ سے مارا گیا یا مسلمان ہوا مین نے رات کو خواب مین دیکھا کہ حمزہ مع لشکر گران برابر کوہ عجائب وغرائب کے فروکش ہی بہت خونریزی کو کاوش کر رہا ہی یہ بھی مین نے خواب مین دیکھا کہ روح سامری پر بڑا صدمہ ہی جو عبادت گزار بڑے ساحران غدار صدہا سال سے پیوندزمین تھے وہ نکلے ہین آپ تیاری کرین ایسا نہ ہو یہ خواب سچا ہو سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا ای طاؤس طلسمی اب یہ خواب کسی کے سامنے نہ بیان کرنا جو ساحر کہ پیوندزمین ہوئے وہ خدمت سامری مین رہتے ہونگے مگر مین سختیون کی تدبیر کرتا ہون کیا مجال کہ جو یہان سے ایک قدم بڑھا سکین سب جل بھنکر خاک ہونگے یہ کہکے دونون قصر سے اترے دربار مین آکر بیٹھے سب سردار جمع ہین کہا لو صاحبو آمادہ جنگ رہو صاحبقران آ گئے مقام بہت خونریزی پر اگر ہزار سال جنگ کرین تو بھی نہ پہونچین بلکہ شاخسار جادو کو بلا کر دروازے باغ ویران کے بند کرلے اور جادوگر یہانسے لیجائے انتظام کرلے شاخسار بلائی گئی سحر العجائب نے عرصہ دراز تک سمجھایا کہا قیدیون پر سختی بھی کرنا اور بہت کچھ کہا کہ سب باتون کا ذکر آجائیگا شاخسار نے بارہ ہزار ساحر اور لیے اگر جا بجا پہرے چوکی مقرر کیے کوکب روشنضمیر نے پوچھا کیون بی شاخسار جادو کیا انتظام کر رہی ہو شاخسار نے غصے مین جواب دیا تمھارے معین و مددگار حمایتی بعد دو برس کے آکر علامت طلسم پر پہونچے ہین کوکب نے خوشی خوشی آکے بران سے کہا شہنشاہ زرین پوش ہنستا ہوا سامنے سکندر کے آیا آمد صاحبقران کا حال بیان کیا سکندر نے پکار کر ایرج سے کہا ایرج نے نور الدہر سے ذکر کیا نور الدہر نے تینون شاہزادون سے کہا لاچین نے بھی کہا سب خوشیان کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب صاحبقران طلسم توڑینگے نمکحرام مارے جائینگے شاخسار نے جو قیدیون کو خوشی دیکھا جلگئی کہا ہائے کیا کرون سامری و جمشید کے علم کو آگ لگے طلسم بنایا میعاد بھی لگا گئے اسکی کیا ضرورت تھی نہین تو آج ان سبھون کی بوٹیان کاٹ کے چیل کوون کو دیتی سب بیچارے خاموش ہو رہے سحر العجائب و مصر الغرائب دربار مین بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ سامنے سے لکہ ابر مرواریدی اٹھا موتی برستے ہوئے ابر آکر پھٹا دیکھا ایک شاہزادی تاج شہریاری بر سر لباس بھاری پہنے ہوئے تاج سر پر کج رکھا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب دریائے جواہر مین غوطہ زن گلعذار و غنچہ دہن شکرشکن نازک بدن نہایت حسین سحر العجائب نے کہا ملکہ زنار گوہر پوش تشریف لاتی ہین انکے آنیکا کیا باعث ہوا ساٹھ ہزار ساحر بھی پشت پر کنیزین گھیرے ہوئے وہ تخت آکر اترا ساتھ والے باہر ٹھہرے زنار نے آکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا دونون بھائیون نے پوچھا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال دائی ماہ آسمان جاہ و جلال خلاف وقت آنیکا کیا باعث ہی

زنّار نے کہا ہم آج رخصت ہونے کو آئے ہین اب ہم طلسم مین نہ رہینگے سحر العجائب نے کہا کیون خیر تو ہی کہا حضور آج نئی بات ہوئی میان کاہن صاحب نے ہمکو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ آج وہ دن ہی کہ بی سامری کو درد زہ شروع ہوئے تھے ہم وعظ کہینگے تشریف لائیے شیرینی بھی تقسیم ہوگی اس تقریب مین بلا تکلف چلی گئی پہلے شیرینی تقسیم کی پھر ممبر پر گئے نہ تعریف سامری کی کہی نہ پیدائش کا ذکر کیا کہنا شروع کیا آج وہ دن ہی کہ طلسم کشا قریب علامت آگیا اب اسکو راستہ ملیگا زندانخانہ ٹوٹیگا ہر ایک قیدی چھوٹیگا سردار بڑے بڑے مارے جائینگے اور مذہب کا چلن ہوگا مذہب سامری کا کوئی نام بھی نہ لیگا جب وہ ممبر سے اُترے تو مین نے کہا ای پیر نابالغ کوئی ایسی باتین بیان کرتا ہی اسپر یہ کمال کیا کہ کتاب سامری کھولکر دکھاتے ہین ایک ایک سے کہتے ہین دیکھو صاحبو خود سامری اپنی کتاب مین لکھ گئے ہین طلسم کشا کی تصویر بھی موجود ہی مجھسے اُنسے بہت تکرار ہوئی وہ تو آپ کو برا جانتے ہین وہ وہ کلمات کہے کہ جو کبھی کوکب و براں نے بھی نہ کہے تھے اس وقت اُنھون نے اشتہار جابجا بھجدیے ہمسے حضور یہ باتین نہ سُنی جائینگی آپ فرمایئے یہ بات سچ ہی کہ طلسم کشا قریب علامت آگیا سحر العجائب نے کہا طلسم کشا کون ہے صاحبقران آئے ہین اُنکی تدبیر ہو جائیگی عمر بھر اُنکو رستہ نہ ملیگا پڑے پڑے حیران ہوکر چلے جائینگے ہم اُنکو زندہ جانے دینگے گرفتار نہ کرینگے اب وہ کہان جانے پاتے ہین زنّار نے کہا لونڈی رخصت ہوتی ہی بہتر یہ ہی کہ اپنا انتظام کیجیے یا نہ کیجیے آپ کو اختیار ہی اتنا عرض کرتے ہین کہ یہ کاہن مسلمان ہی ہر وقت مسلمانون کی تعریف کرتا ہی صاحبقران کی محبت کا دم بھرتا ہی یا تو اسکو سزا ہو یا لونڈی کو رخصت فرمایئے سحر العجائب نے کہا ملکۂ عالم اس وقت مین ساتھ چھوڑتی ہو معرکہ عظیم پڑینگے ہم خود نکلکر لڑینگے زنّار نے کہا اب کچھ نہ فرمایئے کاہن کے لیے سزا نہ ہوگی تو مین نہ رہونگی یا مجکو بتلا دو کہ صاحبقران کہان ہین مین اُنکا سر کاٹ کے پاس میان کاہن کے بھیجون اور کہون کہ دیکھو بڑے بڑے ساحر مارے گئے بڑا فخر اُنکے واسطے یہ ہی کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا اسکی اور تدبیر ہو جائیگی اسم اعظم بند کرینگے ہم کیا کسی بات سے عاجز ہین سب کچھ کر سکتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند ساحر دوڑے ہوئے آئے عرض کی آج صاحبقران مع اپنے سردارون و ساحرون کے قریب خندق آتش جا کر کھڑے ہوئے کئی مرتبہ قصد ہوا کہ خندق مین پھاند پڑون آگ کو طی کرکے قلعے مین جاؤن نمکحرامون کو مارون دو جادوگرنیان لالہ عذار و ماہ رخسار ساتھ ہین وہ قدمون پر گرین عرض کی ای شہریار آج کنیزون نے بطور کہانت دریافت کیا ثابت ہوا اسی ہفتے مین حضور کو راستہ اصلی دریافت ہوگا یہ راہ اصلی نہین ہی صاحبقران پلٹ گئے مگر ہر وقت یہی فکر ہی کہ قلعے مین جاؤن بڑا لشکر ساتھ ہی ملکہ زنّار اُٹھین کہا ای شہنشاہ مجھے اجازت دیجیے مین جا کر صاحبقران کو پکڑ لاؤن دیکھون وہ جادوگرنیان نمکحرام کون ہین جلا کر خاک کردون علم کہانت

وہ کیا جانیں ہم لوگ جانتے ہیں ہر چند سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا زنار
نے نہ مانا اُسی وقت تخت پر سوار ہوئیں سحر العجائب و مصر الغرائب نے دو سردار
مسطور جادو و منظور جادو کہ لاکھ ساحروں کے افسر ہیں ان دونوں کو ساتھ کیا تاکید
کردی کہ خبردار ملکہ کو زبان نہ ہلانے دینا تم جاکر اسم اعظم صاحبقران بند کرو امیر کو
گرفتار کرکے ملکہ زنار کے حوالے کرو انکو اختیار ہے چاہیں قتل کریں چاہیں بخشیں
یہ راز داران طلسم میں سے ہیں راستے معلوم ہیں بت خونریز ہمیشہ ہر سال میں
ایک مرتبہ دعوت کرتا ہے اور کاہن کو میں سزا دونگا ملکہ تم آزردہ نہ ہونا اسکی کیا
مجال کہ تمھارے سامنے زبان درازی کرے ہم اسکو عہدے سے معزول کرینگے ہمکو
بھی طریقے سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمانوں کا خیر خواہ ہے جب دباؤ پڑیگا شریک مسلمانان
ہوجائیگا ہم اسکو مہلت نہ دینگے پہلے ہی گرفتار کرلینگے ملکہ زنار دو لاکھ ساحرونکی
جمعیت سے چلیں حقیقت میں صاحبقران نے قصد کیا تھا کہ اپنے کو خندق میں گرادو
لالہ عذار و ماہ رخسار نے منع کیا کہ اے شہریار اسی ہفتے عشرے میں ایک سامان
پیدا ہوگا کہ راستہ اصلی آپکو معلوم ہو جائیگا کوئی پہاڑ ہے جہاں کا حاکم
بت خونریز ہے وہاں سرکار کو پہونچنا چاہیے اس راستے سے مطلب نہ نکلیگا یہ سنکر
صاحبقران زبان خاموش ہو رہے بیرون بارگاہ بیٹھے ہیں کہ دریاے آتش نے
جوش مارا بیچ سے آتش شق ہوئی آمد لشکر ساحران شروع ہوگئی دو چار ہزار ساحر
اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے اسی آگ سے نکلے سب کے بعد دو جادوگر گردن مست
پر سوار گینڈے اڑاتے ہوئے باہر نکلے ایک تخت زرین پر ایک نازنین مگر حجاب
سحاب گرد اُس سحاب سے موتی برستے ہوئے ہزارہا نازنینان مہ جبین اس تخت کو
گھیرے ہوئے ایک بارگاہ گوہر نگار اژدر دن پہ لدی ہوئی آکر آراستہ ہوئی وہ تخت
اُسی بارگاہ میں داخل ہوگیا دونوں جادوگر جو گینڈوں پر سوار تھے وہ اس بارگاہ
سے آدھ کوس بڑھکر اُترے ایک بارگاہ اور استادہ ہوئی اسکے گرد آکر سب ساحر
اُترے وہ دونوں جادوگر ٹہلتے ہوئے کنارے لشکر پر آئے پکار کر آواز دی یا امیر
بہتر یہ ہے کہ ابھی یہاں سے چلے جائیے آج رات کو اسم اعظم بند کرلونگا کل ایک کو بھی زندہ
نہ چھوڑونگا یہاں سے غازیوں نے آواز دی او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے اسی واسطے
ہم لوگ آئے ہیں کہ کوکب کو چھڑائیں نمکحراموں کو ماریں کوئی ساحر زندہ نہ بچے اس طلسم کو
اسلام آباد کریں کفر آباد نہ رہنے پائے دونوں جادوگر جھلائے ہوئے پلٹے اپنی بارگاہ میں
آئے حکم کیا طبل جنگی بجے دن سے طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے خبر سنی امیر نے
بھی طبل جنگی بجوایا عمرو نے دیکھا برق فرنگی کھسکا عمرو نے کہا میاں برق صاحب کہاں
چلے برق نے کہا لشکر میں اپنے جاتا ہوں عمرو نے کہا عیاری کرنے جائیے گا دو ساحر
ہیں دونوں کی فکر واجب و لازم ہے میں نے خبر سنی دونوں ملکر سحر کرینگے اسم اعظم کی بھی

فکر ہوگی آپ جائینگے عیاری تو خاک نہ ہوسکیگی بدگمان کردوگے برق نے تو کچھ جواب نہ دیا
باہر نکلا طرف لشکر مسطور و منظور کے بھاگا جی مین کہتا ہے ان دونون کو دن ہی کو جاکر مارون
اُستاد کہین عیاری اسکا نام ہے لشکر مسطور و منظور مین بصورت مبدل آیا خبر دریافت
کی کہ دونون ہومخانے مین ہین کنارے آکر ایک کنیز نوجوان خوبصورت کی شکل بنا دو بچے
خوک ہاتھ مین لیے ٹہلتا ہوا دروازے پر ہومخانے کے آیا خدمتگار بیٹھے ہوئے تھے کہا
عرض کردو ایک کنیز فرستادہ ملکہ زنار در دولت پر حاضر ہے امیدوار ہون کہ مجکو
اندر بلائیے ملکۂ عالم نے یہ بچہ ہاے خوک بھیجے ہین اسکا حال عرض کرونگی خدمتگارون نے
جاکر کہا مسطور و منظور نے کہا بلوا لو اندر آیا دونون کو جھککر سلام کیا دونون سے اشارے
کرنے لگا وہ بھی دونون ہنسے پوچھا کیون صاحب ملکۂ عالم نے کیا فرمایا ہے کہا حضور یہ دو
بچے آپ کے واسطے بھیجے ہین انگیٹھی آگ کی منگائیے اسمین کوئلے سلگایئے گوگل منگایئے
گوگل روشن ہوتے ہی یہ دونون بچے لڑینگے اسم اعظم حمزہ بند ہو جائیگا آسمان سے
آگ برسیگی مسطور و منظور خوش ہو گئے انگیٹھی منگائی اُسمین دس سیر کوئلے رکھے
خود ہی بیٹھکر سلگائے کہا گوگل مین لیتی آئی ہون اپنے پاس سے گوگل نکالا آگ پر ڈالا
کہا آپ دونون صاحب آگ کو بہ نگاہ غور دیکھین اسمین سے ایک پری نکلیگی وہی ان
دونون کو لڑائیگی دونون جھککر بیٹھے خدمتگار بھی دیکھ رہے ہین برق نے گوگل ڈالا دھوان
جو نکلا پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب دماغ کے جو پہونچا چھینک مارکر دونون بیہوش ہوگئے
خدمتگار ارے کہکر اُٹھے وہ بھی بیہوش ہوکر گرے برق خنجر پکڑ کے جو گرا مسطور و منظور
کا سر کاٹا ملکہ زنار گوہر پوش اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کہ ابھی مسطور و منظور قیامتین
برپا کرینگے مصاحبان شہنشاہ ہین یکایک ایک آندھی سیاہ اُٹھی کنیزین سر پیٹنے لگین کہا
ہیہے کسی نے بارگاہ مسطور و منظور مین آگ لگادی زنار نے سر اُٹھاکر دیکھا کان مین
آواز آئی کشتی مرا نام من مسطور و منظور بود زنار نے کہا ارے بڑھکر خبر تو لو کنیزون
نے بڑھکر دیکھا بارگاہ اُنکی جلی پڑی ہے لاشے سر کٹے ہوئے پڑے ہین غصے مین کانپنے لگی کہا
ارے دن دہاڑے مارے گئے خیر اب صبح کو ان سب سے سمجھونگی میرے نام پر طبل جنگی بجے
گرد خیمے کے آگ روشن کردو ہمارے پاس کوئی آنے نہ پائے کنیزون نے گرد بارگاہ کے
خندق کھودی ملکہ نے صرف اشارہ کردیا شعلہاے آتش آسمان پر پہونچے چار اژدہے
بھی بٹھا دیے جس کسی نے آنیکا قصد کیا اژدہے منہ پھیلائے ہین قلابہ آتشین منہ سے
چھوڑ رہے ہین یہان خواجہ کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین ابوالفتح کو بلایا کہا اے فرزند
ذرا دریافت تو کرلو کہ مسطور و منظور کیا کر رہے ہین کہ لشکر کفار مین ہنگامہ ہوا ابوالفتح
نے کہا دیکھیے ماموجان اُنھون نے سحر سے آتش روشن کی عمرو حیران دیکھنے لگا
کہ دیکھا سامنے سے برق دو سر رومال مین باندھے ہوئے بدحواس دوڑا ہوا آتا ہے
برق نے آتے ہی سر دونون کے قدمون پر عمرو کے ڈالدیے کہا اُستاد مین نے دونونکو

مارا عمرو نے کہا اسباب وہان کا کیا ہوا برق نے کہا اُستاد وہان اسباب کچھ نہ تھا عمرو نے
کہا بچا بڑے حرامزادے ہو ہمنے منع کیا تم وہان کیون گیے عیاری کو خراب کرتے ہو بڑے
چھوٹے ہوئے آگے تلاشی دیجیے برق نے چاہا بھاگ جاؤن عمرو نے برق کی کمر پکڑی اب
جو تلاشی لی انگوٹھیان چھلے وغیرہ کمر سے نکلے برق نے کہا اُستاد یہ سب اسباب مین نے
خریدا ہی خواجہ کب مانتے ہین اچھا اچھا کر کے زنبیل مین رکھ لیا کہا ابے مسطور و منظور کیا تھے
مین خود نہ گیا دیوانے ہو چلے تھے اپنے ہاتھ سے انھون نے سر کاٹ لیے تمھارا کیا کمال ہوا
جب برق بہت رویا پیٹا دو پیسے نکالکر دیے گلے سے لگا کر کہا بیٹا لڑکون کے پاس
یہ چیزین رہنا اچھی بات نہین ہی جو تمھارے پاس ہی وہ میرا ہی جو میرا ہی وہ میرا ہی
ان پیسون کی ریوڑیان کھانا برق نے ہر چند منتین کین عمرو نے کچھ نہ مانا برق تو الگ ہوا
خواجہ تلاش مین زنار کے چلے لشکر مین زنار کے آئے قریب بارگاہ پہونچے دیکھا گرد
آگ جل رہی ہی چار اژدہے آتش فشان مُنھ کھولے ہوئے بیٹھے ہین جو کوئی قصد کرتا ہی
چاہتے ہین نگلجاتے ہین خواجہ نے بڑی کد و کاوش کی مگر اندر نہ جا سکے خواجہ پلٹ کر آتے تھے
راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا اُستاد کیا ہوا عمرو نے کہا زنار
نے اپنی بارگاہ کا راستہ بند کر دیا ہی چار اژدہے بیٹھے ہین برق نے کہا اُستاد مین تو
جاؤنگا عمرو نے ہر چند منع کیا برق نے نہ مانا خواجہ طرف لشکر کے چلے برق ٹہلتا ہوا
لشکر زنار مین آیا دیکھا ہمراہیان مسطور و منظور بھاگے جاتے ہین برق ساحر کی صورت
بنا ہوا ہی اُسنے پوچھا یارو کہان جاتے ہو اُن سب نے کہا ہمارے افسر مارے گئے ہم
اب نہ ٹھہر ینگے کنیزان ملکہ سمجھا رہی ہین برق نے ایک کنیز کو تا کا شعلہ گر مجنون اُسکا نام
تھا برق نے خدمتگار کی شکل بنکے اُسکو الگ بلایا کہا دیکھو سب ساحر بھاگے جاتے ہین
وہان خیمے کی آڑ تھی برق نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے شعلہ کے ساتھ گر پڑی
اُسے بیہوش کیا کنارے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر کنیزون مین آملا گریہ و بکا کرتا ہوا اُنکے
ساتھ چلا جب قریب آگ کے پہونچین کنیزون نے پکار کر آواز دی ملکۂ عالم کنیزین
حاضر ہین زنار کو اسقدر احتیاط ہی کہ خود نکل آئی کنیزون کو بہ نگاہ غور دیکھا آواز دی
اندر آؤ برق بھی سب کے ساتھ اندر آیا دیکھا ملکہ زنار نے بڑا سامان کیا ہی جا بجا
منقل ہاے آتش روشن سنہری پتلیان ہار پھول ہاتھ مین لیے ہوئے ڈھول بجا رہی ہین
ملکہ زنار سے آنکھ ملائی کہا حضور کوئی غزل گاؤن ابھی کنیزان سرکاری باہر گئی تھین
لونڈیون کو کھٹکا ہوتا ہی ملکہ نے کہا اچھا کوئی غزل گاؤ جب شک گذرے مجکو ضرور
اطلاع کرو یہ تو تمنے خبر دی تھی کہ نگوڑا اچھوڑا جسنے مسطور و منظور کو مارا لشکر مین
پھر رہا ہی کنیزون نے ڈھول بجانا شروع کیا برق بھی اُنکے شریک ہو کر بجا رہا ہی
کہ پتلیون نے کیا باتین کین سات پتلیان سنہرے کپڑے پہنے ہوئے یہ غزل گانے لگین نظم

دیکھا ہی سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ		یاد آیا ہی ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ	

دامن کا خیال آتا ہے جب جیب دری مین — دیوانون کے ہو جاتے ہین اوپر کے تلے ہاتھ
دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب — دشمن کا کبھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ
گرمی نہ تمھاری سہی ہو آتش گل سے — گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ
یاد آتا ہے وہ قدِ کشیدہ جو چمن مین — ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ
تبدیل شبِ وصل سے ہو روز جدائی — بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ
عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین وہ آنکھین — مژگان جو چھوئے رکھ دو یا خنجر کے تلے ہاتھ
مستی مین طلبگار تو ساقی سے ہے مے کا — گر لونگا مین کانپے گا جو ساغر کے تلے ہاتھ
صحرا کو چلو چاک گریبان کرو آتش — لشکر مین نہ ہین پاؤن نہ پتھر کے تلے ہاتھ

یہ غزل گا کر وہ پتلیان اپنے مقام سے اُٹھین برق نے ہاتھ جوڑ کے کہا ملکۂ عالم ذرا مین باہر کی خبر لون ملکہ نے دیکھا شعلہ کانپ رہی ہے کہا بی شعلہ ذرا ٹھہر جاؤ ہماری بہنون نے جو غزل گائی اور شک ہمارا بڑھگیا ہاتھ ردیف ہے تیرا حال کیون کثیف ہے کہا حضور مین شک و شکوک سے بہت گھبراتی ہون کڑھائی چڑھی ہوتی تو مین گولہ اُٹھا لیتی مین شک سے بہت ہی گھبراتی ہون مجھے آزاد کیجیے میرا ٹھہرنا بہتر نہین پتلی نے جھپٹ کے پہلے ہار گلے مین برق کے ڈالا برق نے ایک چیخ ماری رنگ و روغن عیاری کا جلکیا صورت اصلی نکل آئی دیکھا ایک انگریز چست و تنگ پتلون جاکٹ پہنے کھڑا ہے پتلی نے کہا واری دیکھیے میان برق کھڑے ہین مین نے آپ کو خبر دی تھی کہ برق آپ کے لشکر مین آیا ہے دیکھیے یہان بھی گھس آیا مسطور و منظور کو مار کے اس نگوڑے نے خون منھ کو لگا گیا یہان بھی دوڑا آیا زنار نے جو برق کو دیکھا تیغہ کھینچکر دوڑی پتلی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا واری اسکا قتل کرنا بہتر نہین جب اسکے استاد کو پکڑ لیجیے گا تب اسکو قتل کیجیے گا ملکہ نے آواز دی ارے باہر سے سالار کوتوال کو بلاؤ کنیز نے آواز دی ایک جوان نیلی وردی پہنے ہوئے اندر آیا ملکہ نے کہا اے سالار برق کو لیجا کر قید کرو صبح کو اسم اعظم حمزہ سر میدان بند کرینگے تلنبے کو بھی پکڑ لائینگے تب انکو بھی قتل کرینگے سالار نے برق کا ہاتھ پکڑ لیا پتلی نے اپنا سحر اُتارا سالار نے مشکین باندھین برق کو کشتان کشتان لیچلا جب آگ کے پار آیا خواجہ عمرو بصورت مبدل کھڑے تھے برق کو قید دیکھکر تڑپ گئے سالار نے پیادون کو بھیجا کہ کوتوالی چبوترے پر جاکر لال خان کا لکڑا درست کرو اُسمین جلکر اسکو باندھو رات بھر حفاظت کرو تم سب کو جاگنا پڑیگا پیادے اُدھر بھاگے سالار برق کو تنہا لیے ہوئے جاتا ہے برق چپکے چپکے کہتا ہے مجھے چھوڑ دیجیے یہ اچھی بات نہین ہے میرے بھائی بند آپ کو مار ڈالینگے خواجہ نے برق کو گرفتار دیکھا سوچے کہ بڑا غضب ہوا مبرا ہشور یا پکڑا گیا کیونکر چھڑاؤن ایک بات سوچکر دوڑے جو منظور رہا وہ صورت بنالی سالار جاتا ہے کہ اسنے دیکھا ایک سوداگر سر برہنہ دوڑا ہوا آیا دُہائی دیتا ہوا پکار کر کہا کوتوال صاحب غضب ہوا

مین لٹ گیا تین لاکھ کی چوری میری دوکان مین ہوئی تھوڑا مال آپ کے غلام کے پاس نکلا ہے غلام آپ کا نام لیتا ہے کوتوال نے کہا میان سوداگر صاحب ایسی بات نہ کہو مین کوتوال ہون سب کی حفاظت کرتا ہون چوری کرنا کیسا سوداگر نے کہا گریبان مین ہاتھ ڈالونگا ملکہ کے پاس چلیے فریاد کرونگا اپنی جان دیدونگا کوتوال نے کہا مین اس قیدی کو کوتوالی چبوترے پر پہونچا دون پھر تمھارے ساتھ چلکے تحقیقات کردون سوداگر بلبلا گیا کہ مین نہ مانونگا پہلے میرے ساتھ چلیے تحقیقات کر لیجیے ایسا نہ ہو آپ کے غلام کو آپ کے سپاہی سمجھا دین تو میرا نقصان ہو لاچار ہو کر سالار سوداگر کے ساتھ ہوا جب ایک خیمے کی آڑ مین پہونچے سوداگر نے کہا دیکھیے سپاہی آپ کے غلام کو سمجھا رہے ہین سالار یہ سنکے پلٹا کون غلام سوداگر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے تڑاق سے حباب مارا سالار لڑکھڑا کر گرا عمرو نے خنجر مارا سالار کو مار کر برق فرنگی کو رہا کیا لیکر بھاگے زنار سے پتلی نے کہا واری غضب ہوا کوتوال مارا گیا عمرو نے کوتوال کو مارا زنار نے کنیزون کو بھیجا جادوگر لاشہ اٹھا کر سامنے زنار کے لائے زنار نے دیکھا کوتوال کے کپڑے تک لیگئے برہنہ لاشہ آیا زنار تھرا گئی کہا صاحبو عیار بڑے غضب کے ہین کنیزون سے کہا تم بھی اب باہر جاؤ مین اپنی بہنون سے دل بہلاؤنگی لاشہ کوتوال کا لیجا کر جلاؤ آپ پتلیون کے ساتھ بیٹھی پتلیان تو بیقرار ہین کبھی گاتی ہین کبھی ڈھول بجایا زنار نے کہا ارے صاحبو چپ رہو پتلیان کب مانتی ہین کہا واری سچ تیار کیجیے کل تو آپ اور رنگ مین ہونگی اسی وجہ سے یہ غزل آپ کو سناتے ہین یہ کہکے باناز وادا چمک چمککر یہ اشعار گنگنا کے گانے لگین

نظم

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہان	روح سے چھوٹا ہے زندان آب و گل کہان
ہچکیان لیتے تھے کوچے مین ترے بسمل کہان	زخم ہنستے تھے کسی کے منہ پہ اے قاتل کہان
قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی	گورے گورے عارضون پر کالے کالے تل کہان
دسترس کس دن ہوا بند قبائے یار پر	وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان
صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب	کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان
جو نہ دے ایذا کوئی ایذا انہین دیتا اسے	سایۂ دیوار کو اندیشۂ حائل کہان
بھیک کسکے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے	دربدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان
بحر ہستی سا کوئی دریاے بے پایان نہین	آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان
وقت پر مین کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک	ہجر کی شب کے اندھیری مین مہ کامل کہان
کون سا ایسا کیا ہے مجھسے یارون نے سلوک	یاد آتی ہے عدم مین جاکے یہ محفل کہان
خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندے کی طرح	ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہان
جنبش ابروے قاتل مین نہ ٹھہریگا رقیب	چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان
عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیے	خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہان

یہ غزل گاکر کنیزون نے کہا واری کل آپ اس حال مین ہونگی کہ ہماری فکر بالکل نہ کیجیے گا زنار کہتی ہی ارے بختو صاف صاف کہو میری عقل مین تو یہ آتا ہی کہ کل سب کو گرفتار کرونگی حمزہ کا اسم اعظم بند ہوگا پتلیون نے کہا واری یہ تو بہت دور ہی نہین معلوم کیا کیفیت ہوگی ہمکو بڑا انتشار ہی ملکہ نے جھلا کر ہاتھ ہلادیا پتلیان جلکر خاک ہوئین خاک سے آواز آئی مبارک مبارک سحر کو صبح ہوجائیگی ہم تو جانتے تھے کہ ہم خدمت سامری مین جائینگے زنار جھلاگئی اب اکیلی سحر تیار کررہی ہی کہتی ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی طائر بنایا شیشہ تیار کیا وہ وقت آگر پہونچا کہ لشکر ثوابت وسیارگان نے فوج ضیا و شعاع سے شکست کھائی شہنشاہ زرین آفتاب تیغہ مہر حمائل کرکے توسن فلک پر سوار ہوا وارد میدان کارزار ہوا زنار اٹھی کنیزین قریب بارگاہ جمع ہین زنار باہر نکلی تخت حاضر ہوا تخت پر سوار نہ ہوئی طاوس زرین بال طلب کیا اسپر سوار ہوئی لشکر کو لیکر چلی کنیزین پشت پر ایک ایک شوخ دیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ انگیٹھی کو دی ہوئین حربہاے سحر ہاتھ مین زنار مروارید پوش سب کے آگے بڑھتی ہوئی ابر مروارید نگار سر پر سایہ فگن اپنے حسن وجمال پر مغرور اپنے سایے کو دیکھتی ہوئی مانگ مین سیندور بھرا ہوا پردہ ظلمات مین کہکشان کا دخل ہوا طاوس کو ملکہ نے روکا صاحبقران نے نماز سحر سے فراغت حاصل کی بیرون بارگاہ تشریف لائے سردارون نے آکر سلام کیا بہرام نے عرض کی لشکر کفار میدان مین آگیا حضور کے نزول اجلال کی دیر ہی خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے امیر نے پوچھا خواجہ رات کو کیا گذری عمرو نے سب حال بیان کیا امیر سنکر خاموش ہورہے تلوار ٹیک کر پشت مرکب پر آئے گھوڑے کو بڑھایا اس وقت میدان کارزار مین پہونچے کہ ملکہ زنار طاوس سے اترکر نخل کے سایے مین ٹھہری ہی آمد لشکر صاحبقران دیکھ رہی ہی کہ یکایک دیکھا چند سردار اہتمام کرتے ہوئے آئے غرائے کی صدا بلند ہوئی دیکھا علم اژدہا پیکر سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی آواز آتی ہی غرائے کی آواز سے زمین تھراتی ہی علمدار لشکر اسلام طوق جران گرد ابوالمعجن گرد نے بڑھکر علم کو زمین پر نصب کیا زنار حیران ہی کہ یہ کیا اہتمام ہورہا ہی ایک کنیز نے عرض کی صاحبقران تشریف لاتے ہین ملکہ بنگاہ غور دیکھنے لگین دیکھا کہ بونڈلا گرد کا اڑا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا نگاہ پڑی آفتاب آسمان عربستان پشت مرکب سہ چشمی پر سوار نیزہ ہاتھ مین اسکو ہلاتے ہوئے چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرے ملکہ کی نگاہ لڑی ہوئی ہی جمال جہان آرا کو دیکھ رہی ہین کبھی ایسی صورت زیبا طلعت جہان آرا نگاہ سے نہ گذری تھی بیقرار ہوگئی ایک جوان رشک پیر کنعان سرتاج حسینان آفتاب آسمان عربستان رستم زمان صاحب شوکت وشان چہرے سے جرأت ہویدا ظاہر پیشانی سے نشان جلالت بالا سپر فولادی پشت پر مثل قرص قمر بھول دامن مین لپٹی بان اپنے آقا نہ بے اختیار آہ نکلگئی پسینہ آیا دل تھرایا بیقرار ہوکر پکار اٹھی اب مجھسے ضبط نہین ہوسکتا حقیقت مین جرأت وشوکت کی خوبی کیونکر لکھ سکے پیر کی تو یہ خوبی

تیغہ ہلالی زیب کمر قاتل پہلوانان خودسر جوہر ذاتی خدا نے دیے فتح وظفر پر قبضہ پایا آقا کے واہنے پر تکیہ کمان کیانی زیب دوش صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہتابان برج قوس مین آگیا دوسرے ہاتھ پر ہزار تیر دن کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہے طائران تیر گوشہ گیر جو کبھی خطا نہ کرین انکا زخمی چلا کے مرے نیزہ وہ جو دل سنگ کو توڑے دشمن کو زندہ نہ چھوڑے حرز ہیکل مثل ستارۂ سحری گلے مین چمک رہی ہے چونکہ یقین ہے کہ ساحرون سے مقابلہ ہے اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے پڑی پشت مرکب پر جمی ہوئی اس آن بان کو جو ملکہ نے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا لاکھ ضبط کیا نہ ہو سکا آخر تھرا کر طاؤس سے گرین دانت بیٹھ گئے کنیزین دوڑین آگے ملکہ کو ہاتھون ہاتھ اٹھایا کسی نے کہا بسبب نزاکت کے دل تھرا گیا اس وجہ سے غش آگیا کسی نے کہا نہین بوا کوا زاپنڈہ ہے کسی دیو پری کا گذر ہوا مین نے سنا سناٹا ہوا تھا کوئی دوڑ کے کیوڑا گلاب لائی کسی نے چھوئی مٹی کا ڈھیلا اٹھا لیا اسپر پانی ڈالکر ناک سے لگا دیا کوئی غل مچاتی ہے کوئی دعا مانگتی ہے کہ لات ومنات یہ کیا ہو گیا میری بی بی خیر وعافیت سے اٹھین پھر ہمسے باتین کرین کنیزین جو چیخین روئی بیٹھین بعض نے کہا جنگل سے چلو بارگاہ مین پہونچو لڑائی بھڑائی مین آگ لگے کل لڑائی ہو جائیگی مسلمان کہین بھاگ جائینگے وہ تو خود آمادہ حرب وپیکار ہین ملکہ کو ہوادار پر ڈال لیا سارا لشکر پلٹا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ کیا باعث ہوا کہ لشکر میدان کارزار مین آیا اور پھر پلٹ گیا خواجہ نے کہا مین ابھی خبر لاتا ہون یہ کہکے عمرو چلا یہان ملکہ کو کنیزین لیکر بارگاہ مین آئین ملکہ کی آنکھ کھلی سر اٹھا کر دیکھا سمجھی تھین کہ وہ شہر یار سامنے ہوگا اب اپنے کو بارگاہ مین پایا ٹھنڈی سانس کھینچی بے اختیار منھ سے نکلگیا نظم

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو
لالہ سمجھتا ہے دل داغ نمک سود کو

داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے
ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو

لعل شکر بار کا بوسہ مین کیونکر نہ لون
کوئی نہین چھوڑتا حلوۂ بے دود کو

پردۂ غفلت اٹھا پیش نظر یار ہے
دیر وحرم مین بیجا ڈھونڈھنے موجود کو

سجدے کے انکار سے فوق نہو جائیگا
خاکی مقبول پر ناری مردود کو

صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی
ایک شرارہ ہے بس تودۂ بارود کو

سینۂ بے معرفت حلقے مین اپنے نہین
رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو

صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا
آنکھ خدا نے ہے دی کوکب مسعود کو

طائر دل ہو گیا بستۂ زلف ایاز
بندہ کیا حسن کا عشق نے محمود کو

خاک سے بھرلے اسے چاہ جو بے آب ہو
آگ لگا دیجیے مطبخ بے دود کو

جھاڑ دیے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے
خاک برابر کیا پشے نے نمرود کو

یاد الٰہی مین جو نعرہ یا ہو کیا
بھول گئے وحش وطیر نغمۂ داؤد کو

ہجر کی ایذا سے چھٹ دل کو جلا پھر وصل — داغ کے اچھا کر اس زخم نمک سود کو
راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان — سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

کنیزین حیران ہو گئین عرض کی حضور مزاج کیسا ہے یہ کیسے اشعار پڑھے کنیزون کی سمجھ مین نہین آئے ملکہ خاموش ہو گئین کہا باہر جا کر ٹھہر و خود بخود دل گھبراتا ہے جی چاہتا ہے جنگل کو نکل جاؤن کنیزین تو باہر گئین ملکہ نے پردہ چھوڑ دیا دل کو غم سے خالی کرنے لگین طرف لشکر صاحبقران کے منھ پھرا یا تڑپ کے پکار اٹھین نظم

مده بر باد از شانہ سر زلف پریشان را — مکن سرگشتہ وادی تو اینک در ادکیشان را
نہ گل دیدم نہ بلبل را ازین بستان سر افتم — دغائی من صبا گوئی اگر بینی تو ایشان را
ز بس آہ و فغان کردم ز من بیگانہ شد بختم — ز خود بیگانہ من کردم بزور دست خویشان را
تو میرانی مرا از پیش و من چون بید لرزانم — کہ بس نازک دلی باشد گروہ صبر کیشان را
ہمیشہ دشت پیمایان لب از گفت و شنود در بند — مکن آزار ای مخفی بہ زہر آلود نیشان را

نہایت بیقرار ہو رہی ہے عمرو ساحرین کے لشکر مین آیا جس سے پوچھتا ہے کہ کیون صاحب لشکر کیون پلٹ آیا مسلمانون سے مقابلہ کیون نہ ہوا کوئی نہین بتاتا عمرو حیران حیران دربارگاہ پر آیا دیکھا سب کنیزین باہر کھڑی ہین آپسمین کھسر پھسر کر رہی ہین عمرو بھی ایک ساحرہ کی شکل بنکر اُنکے بیچ مین آیا کہا صاحبو مین توکل سے کام کو گئی تھی آج آ کے نیا معرکہ سُنا کہ لشکر میدان مین گیا اور پھر پلٹ آیا چند ساحر مارے گئے اُنکے خون کا بدلا بھی نہ ہوا ایک نے کہا ہوا ہین سمجھ گئی ملکہ ڈر کے پلٹ آئین کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہے ایسا نہو قتل کر ڈالے دوسری نے کہا بیٹھ خیالا کیا بیہودہ بکتی ہے تو جوان کمسن حمزہ کو جو بشوکت و شان دیکھا مر گئین ضبط نہ ہو سکا بیہوش ہو گئین ہم سب اُٹھا کے اُنکو بارگاہ مین لیکے یہانتک تو ہوا کہ شعر عاشقانہ پڑھتی ہین ہماری بات کو لکھ رکھنا ثابت ہو جائیگا طرف حمزہ کے چلی جائینگی اب یہ طلسم مین نہ رہینگی جوش محبت ہے چہرے کو تو دیکھو کیا کیفیت ہے بچپن سے ایسے معاملے بہت دیکھے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہین ہم اِن باتون سے بخوبی ماہر ہین تنہائی پسند آتی ہے مجمع مین گھبراتی ہے ہمکو نکالدیا آپ تنہا بیٹھی ہین عمرو نے یہ حال سُنا سمجھا کہ یہ کنیزین سچ کہتی ہین کہا لوا ہم جاتے ہین یہ کہکے عمرو دربارگاہ پر آیا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم ذرا راستہ کھولدیجیے مین حاضر خدمت ہوں کچھ حضور سے عرض کرونگی ملکہ نے جو آواز کنیز رفیق کی سُنی راستہ کھولدیا عمرو اندر پہونچا آکر سلام کیا مؤدب بیٹھا عرض کی حضور مزاج کیسا ہے ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا لوا نسرین کچھ نہین مجھسے کیا کہین جو دل پہ گذرتی ہے لائق بیان کے نہین عمرو نے کہا واری ہم تو سمجھ گئے آپ کے ڈر کے مارے کہ نہین سکتی آپ کسی پر مائل ہین جسپر آپ مائل ہوئین اُسکو بھی جان گئی کیسے تو کہدین ملکہ نے کہا کون کہا حضور صاحبقران پر مائل ہوئین حقیقت مین حمزہ ایسا مرد دنیا مین نہین ملکہ مہر نگار دختر شاہ ہفت کشور

گھر چھوڑ کر نکل گئین حمزہ کا ساتھ دیا آخر کو زہر کھا کر جان دی مگر دامن حمزہ نہ چھوڑا شاہزادیان
ایسا ہی کرتی ہین اگر حضور کو محبت ہی ہم پیغام کرین حمزہ خود مشتاق ہو کے دوڑا آئیگا
حمزہ خود جوان شوقین ہی بڑی بڑی شاہزادیان اسکے عقد مین آئین جو دنیا مین خوبصورت
تھین وہ سب انھین کے لشکر مین پہونچین اُسکے بیٹے پوتے بھی سب صاحب ذوق و شوق
ہین اگر حضور کی طبیعت آئی بہت مناسب ہوا اگر کسی کے سامنے ذکر آئے آپ کہہ سکتی ہین کہ
ہم ایسے شخص پر مائل ہوئے کہ جسکا دنیا مین مثل نہین پردہ قاف مین بھی جا کر دختر شہپال
پر مائل ہوئے بڑی سخت مزاج عورت تھی اٹھارہ برس صاحبقران کو تباہ رکھا آخر اپنی
ضد سے دنیا مین آئے اُنکا کسی طرح مثل نہین ملکہ نے کہا بو النسرین تمھین سب حال
اُنکا معلوم ہی عمرو نے کہا حضور مین نے مدتون کتابین دیکھین نوشیروان نامہ کہ
ابتدائے پیدائیش صاحبقران سے حال لکھا ہی وہ بھی مین نے دیکھا بطور احسن
پیغام کرونگی بلکہ وعدہ کرتی ہون کہ صاحبقران کو بلا لاؤنگی ملکہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
کہا بوا اگر اس راز کو تمنے چھپایا اور صاحبقران کو مجھ تک لائین دولت دنیا سے نہال کرونگی
کیا کہون کہ دل کا کیا حال ہی یہ کیفیت ہی اگر سامنے آجائین تو عرض کرون نظم

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
لطیفہای عجب زیر دام و دانۂ تست
علاج ضعف دل ما لب حوالت کن
دلی خلاصۂ جان خاک آستانۂ تست
من آن نیم کہ دہم نقد دل بہر شوخی
کہ تو کسی چو فلک رام تازیانۂ تست

کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
دلت بوصل گل ای بلبل چمن خوش باد
کہ آن مفرح یاقوت در خزانۂ تست
چہ جای من کہ بلرزد سپہر شعبدہ باز
در خزانہ مہر تو و نشانۂ تست
سرود مجلست اکنون فلک برقص آرد

بلطف خال و خط از عارفان بود دل
کہ در چمن ہمہ گلبانگ عاشقانۂ تست
بہ تن مقصرم از دولت ملازمت
ازین حیل کہ در انبانۂ بہانۂ تست
تو خود چہ لعبتی ای شہسوار شیرین کار
کہ شعر حافظ شیرین سخن ترانۂ تست

عمرو نے کہا ملکۂ عالم مین سب سامان درست کرونگا ملکہ نے کہا ای نسرین میرا اشتیاق
نہ ظاہر ہونے پائے کہا واری ایسا اُنسے کہون کہ وہ خود مشتاق ملاقات ہون اور یہان آنیکا
قصد کرین آپ کی طرف ناز اُنکی طرف سے نیاز اُنکی طرف سے خواہش آپ کی طرف سے
کاہش اُدھر سے خوشامد آپ کی طرف سے رد بصد جد و کد ملکہ خوش ہو گئین کہا نسرین اگر تو نے
اس لطف سے اس کام کو کیا عمر بھر احسانمند رہونگی ہائے کیا غضب ہو گیا سنہری پتلیون کو
ہمین نے جلا دیا وہ یہ کتنی تھین کہ کل آپ اور رنگ مین ہونگی آخر وہی ہوا اب لڑون تو لشکر
صاحبقران تباہ ہوگا کیون نسرین آخر کیونکر نباہ ہو عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم صاحبقران
بڑی خواہش سے ملینگے آپ انکو راستہ طلسم کا بتائیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا یہ نہین
ہو سکتا ہمارے سب عزیز و اقارب قتل ہو جائینگے تمام طلسم ساحرون سے بھرا ہوا ہی جا بجا
روکینگے معرکۂ عظیم پڑینگے کیونکر مین قبول کرون عمرو نے کہا خیر مین جاتی ہون یہ کہکے عمرو باہر نکلا
خدمت صاحبقران مین چلا مگر وہ ساحر جو بھاگے تھے سامنے سحر العجائب کے پہونچے
دونون نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی حضور کیا گزارش کرین مسطور و منظور مارے گئے سالار کو نوالک

قتل ہوا ملکہ طبل جنگ بجوا کے گئین میدان کارزار سے بیہوش ہو کے پلٹ آئین ہم لوگ صحرا مین
اُترے رہے اس خیال سے کہ جب ملکہ اسم اعظم بند کرینگی لشکر اسلام لٹیگا لوٹ مین ہم بھی
شریک ہونگے مسلمانون کو قتل بھی کرینگے اب کئی دن گذرے کہ ملکہ زنار اپنی بارگاہ مین ہین
نہ لڑائی نہ جھگڑا مسلمان عیش کر رہے ہین سحر العجائب اُٹھا پشت پر کوٹھری تھی وہ کھولی ایک
سنہری پتلی تڑپ کر نکلی دونون بھائیون نے سلام کیا کہا ای ہم شبیہ ساحری ملکہ زنار میدان کارزار
سے کیون پلٹ آئین پتلی قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای شہنشاہ عاصیان وہ حمزہ پر عاشق ہو گئی ہیٹی
جلد انتظام کرو اب انتقام بدعت ہوگا یہ کہکے بھاگ گئی ایک برق چمکی کہ سب کی آنکھین جھپک گئین
اندر سے تین مرتبہ افسوس کی آواز آئی سردار بھی پریشان ہوئے دونون نے کہا یہ پتلی دیوانی
ہی اسکی بات کا کیا اعتبار یہ کہکے حکم دیا ملکہ زعفران زرد پوش کو بلاؤ سب نے دیکھا کہ ابر
زعفرانی پیدا ہوا تخت پر ایک نازنین زعفران پوش تاج پہنے ہوئے آئی اُسنے آکر سلام کیا
سحر العجائب نے کہا ای زعفران تمنے سنا کہ بی زنار صاحبہ نے جا کر مین مٹکا کیا تم جا کر اُسے
تاج و تخت لیلو اُنسے کہدو کہ آپ طلسم مین جایئے اگر تمھارا جی چاہے اسم اعظم حمزہ بند کرکے
سب کو پکڑ لاؤ ورنہ پلٹ آنا زعفران کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا مین بی زنار کا ابھی سر کاٹ لاؤنگی
کوئی ایسا امر نالائق کرتا ہی انھون نے بہت بُرا کیا کنیز خاتمہ کرکے آئیگی اُسی وقت تخت پر
سوار ہوئی ڈیڑھ لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر چلی یہان صاحبقران کو عمرو نے مشتاق کیا
صاحبقران نے کہا خواجہ یہان سے قریب ایک باغ ہی وہان تشریف لائین ہم ملاقات کو
چلینگے عمرو یہان سے چلا بلا تکلف بارگاہ زنار مین آیا زنار سے سب حال کہا یہ بھی ظاہر کر دیا
کہ مین عمرو عیار ہون زنار نے شرم سے سر جھکا لیا خواجہ سے کہا اچھا کل مین فلان وقت
باغ مین آؤنگی وقت وعدہ پر عمرو نے صاحبقران کو ساتھ لیا زنار نے اول ہی آکر
باغ مین فرش بچھوایا شرمائی ہوئی ٹہل رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی مین اُنسے کیونکر بات کرونگی
پہلے تم اُنسے بات کرنا میرا اشتیاق ظاہر نہ ہو تم خاطر کرنا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے
ملکہ گھبرا گئین کہا کیون خواجہ اب مین کیا کرون عمرو نے کہا مہمان کی خاطر کیجیے اتنا خیال
رکھیے کہ صاحبقران بھی انتہا کے نازک مزاج ہین ذراسی بات مین آزردہ ہو جاتے ہین
ملکہ نے کہا خواجہ مین تو بات نہ کر سکونگی تم بات کرو اسباب یہان سب طرح کا موجود ہے
شراب و کباب آئین یہان بیٹھین یہ ذکر تھا کہ صاحبقران مرکب پر سوار باغ مین تشریف لائے
ملکہ تو منھ پھیر کر بیٹھین صاحبقران آکر کھڑے ہوئے فرمایا کیون خواجہ ہم کسکے پاس آئے
ہمارا میزبان کہان ہی تم بیٹھو ہم جاتے ہین ملکہ یا تو کنکھیون سے دیکھ رہی تھین یا گھبرا کے
بول اُٹھین بیٹھیے میرا گھر نہین ہی امیر نے ہاتھ پکڑ لیا لا کے مسند پر بٹھایا باتین ہونے لگین ملکہ
ہر مرتبہ فرماتی ہین اب آپ پر بڑی بڑی لشکر کشیان ہونگی مین تو پلٹ جاؤنگی جا کر کہدونگی
کہ ساحر میرے مارے گئے اسم اعظم نہ بند ہوا لیکن یا صاحبقران جس وقت مین جواب دونگی
ایسا کوئی ساحر آئیگا کہ آپ کو یہان ٹھہرنا مشکل پڑیگا یہان کے ساحرون کے نزدیک اسم اعظم

بند کرنا کچھ بات نہین ہی کچھ اور تدبیر کیجیے اول آپ کو یہ مناسب ہی کہ اپنے کو زندانخانہ طلسمی تک پہونچایئے کوکب و لاچین کو چھڑایئے اور سب شاہزادے قید ہین بعد اُسکے آپ کا گذر قریب کوہ عجائب دغائب ہوگا مت خونریزے مقابلہاے عظیم پڑینگے اگر وہان سے گذر رہے تب لوح کا پتہ ملیگا اُسکی سختیون کو کیا عرض کرون نہایت مشکل سے لوح ملیگی ابتو حال کی فکر کیجیے وہان سے کوئی ساحر بر دست آئیگا بہت سخت لڑائی پڑیگی صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہی ملکہ بیر انکیہ پروردگار پہ ہی اس علامت پر کیا تدبیر ہو ملکہ نے کہا جب خدا افضل کرے خندق کی جانب نہ جایئے سامنے نگاہ اُٹھاکر دیکھیے ایک نخل سر سبز و شاداب ہی اسپر ہزارہا طائر بیٹھے ہین اس نخل کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑیے وہ راستہ ہے لیکن وہ طائر فوراً خبر پہونچا دینگے راہ مین روک ٹوک ہوگی زندانخانہ طلسمی مین بڑے بڑے لوگ قید ہین قہار قبلہ دار جو تیران پہ عاشق ہوا تھا جبیشہ کر مخوار مالک مرحلہ جات اسپر عاشق ہی آج تک اُسکے دل مین لذت محبت ہی جس وقت سُنیگی کہ قیدخانہ کو ناصر در اسکی مدد کو آئیگی بن پڑیگا تو لیجائیگی وہ بھی ہنگامہ برپا کریگا فتاحی طلسم تو آپ کی ذات پر موقوف ہی اصلی مقام پر سواے آپ کے کوئی نہ پہونچیگا کچھ قریات تباہ کر دیگا وہ نوجوان جو قید ہین سب صاحبان شوکت و لیاقت بلکہ تازمیدان جرأت ہین وہ بھی زمین ہلا دینگے مراد تو یہ ہی کہ طلسم مین غدر ہو جائے تمکو اسون کو چین نہ ملے یہ سب مضمون مین نے کتاب سامری مین پڑھا ہی صاحبقران ایک ایک لفظ کو بغور سُن رہے ہین خواجہ سے اشارہ ہی کہ یہ سب مقامات خیال مین رکھو اب صاحبقران نے ملکہ زنار سے اطاعت اسلام کو کہا ملکہ مطیع اسلام ہو مین امیر نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کچھ گاؤ عمرو نے زنبیل نکالی شراب چلنے لگی عمرو نے ملکہ سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کر دی نظم

ذکر ان پلکوں کی کاوش کا شب غم میں رہے / چھیڑ اک لطف کی مجھ میں مرے ہمدم میں رہے
یا خدا خوش ہی رہے جبتک وہ مرے غم میں رہے / روئے ہنس ہنسکے مجھے عید محرم میں رہے
ہم وہ تاثر ہے ہین ناصح کو سنا کر عاشق / وہ بھی ہو جائے ہمین سا جو کوئی ہم میں رہے
سرد بھری مرے داغون کی دکھا کے وہ اثر / جو محبت کی نہ کافور کے مرہم میں رہے
آدم اچھے رہے جنت سے نکلکر پھر بھی / ہم گلی سے تری نکلے تو جہنم میں رہے
جان کھنتی تھی وفاداری کی نہ میں دل کیطرح / کر گئی کام وہ اپنا ہم اسی دم میں رہے
دیکھا پیر مغان کی نظر لطف کا فیض / عمر بھر رند جوانی ہی کے عالم میں رہے
شک بلبل نہ ہمین ہو جو چمن میں بیقدر / گر گئے رہنے کی روش قطرۂ شبنم میں رہے
ہوش میں مجکو جب آتا ہو تو کہتا ہو وہ شوخ / جو کبھی آپ میں رہتا نہو وہ ہم میں رہے
گل ہے داغ جگر خواہ نے انگارا / چاہے جنت میں رہے چاہے جہنم میں رہے
ناخون کا مری پڑ جائے کبھی پھر ایسا / زخم بھر لائیگی تاثیر نہ مرہم میں رہے
دل عاشق میں فلک نے کبھی رہنے نہ دیا / کشتی پھرتی ہے خوشی ہم تو اسی غم میں رہے

اُسکے قابو سے نکل آئے جو قابو پا جاے
قتل پر میرے اُٹھے ہاتھ جو اُسکا یا رب
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہم اُس صنمِ یکتا کو
یار سوجی ہون تو صدقے تری جان بخشی پر
ایڑیان رگڑین ہمیشہ وہ ملے پائون جلال

دل سے یہ چال نہ بیتابی پہیم مین رہے
پھر وہ کچھ کام نہ آئے مرے ماتم مین رہے
سب ہے ماکر جو الگ سب سے دو عالم مین رہے
لاکھ دم عاشق جانباز کے اک دم مین رہے
ہاتھ وہ پائے جو برسون مرے ماتم مین رہے

اس وقت صحبت گرم ہی صاحبقران بھی مست بیٹھے ہین پہلو مین ملکہ زنار مروارید پوش چند کنیزان ہمراز بھی حاضر ہین زنخواجہ نئے نئے طور سے بجاتی ہی دل کو ایک وجد ہی دمن مین جیسے ہوئے بجا رہے ہین اشعار عاشقانہ گا رہے ہین قضاے کار ملکہ زعفران زرد پوش بحکم شاہان طلسم جو چلی تھی تخت ہوا پر اُڑا ہوا آتا ہی مصاحبین پہلو مین کہتی چلی آتی ہی اس وقت مین کئے بڑا کیا مجھے کیونکر ہو سکیگا کہ مین ملکہ زنار سے کہون کہ مین نے تمکو معزول کیا مجھسے تو نہ ہو سکیگا تم لوگ چلے سے کہنا کہ شہنشاہ نے آپ کو بلایا ہی جب وہان جائینگی وہان حال کھلجائیگا مصاحبین کہتی ہین ایسا ہی ہوگا کہ زنکی آواز کان مین آئی ملکہ زعفران کو علم موسیقی مین نہایت سواد ہے گھبرا کر کہا ارے سنتی ہو کوئی ظالم زنی بجا رہا ہی کس قیامت کے اشعار گا رہا ہی مصاحبون نے عرض کی بیشک کوئی کامل واکمل ہی زعفران نے کہا اسی جانب کوئی کھینچے لیے جاتا ہی چلو چلکر زنی بھی سنلین یہ بھی دیکھین کہ یہ کون شخص ہی یہ کہکے تخت اُسی جانب پھیرا جون جون قریب جاتی ہین دل کی دھڑکن بڑھتی جاتی ہی فرماتی ہین ارے ظالم کیا میل دے رہا ہی کمبخت نے کلیجے کے ٹکڑے اُڑا دیے آخر اسقدر بد حواس ہوئین کنیزون سے کہا تم آہستہ آہستہ آؤ مین بڑھتی ہون دیکھون تو کون ہے یہ کہکے بڑھی باغ پر آکر ٹھہرائی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک جوان غفس گردن بلند و بالا خوب رونیکخو سلاح سے آراستہ چہرہ آفتاب عالمتاب پہلو مین ملکہ زنار مروارید پوش اتنے دھوان دماغ سے نکلگیا مگر خاموش جی مین کہتی ہی کہ یہ کیا غضب ہی اکنارے کھڑے ہو کر سُنا کہ ملکہ زنار صاحبقران کو راستہ بتا رہی ہین دل بھر اگیا ارادہ ہوا کہ اُتر کر سر کاٹ لون پھر سوچی کہ صاحبقران بیٹھے ہین ضرور دخل دینگے صاحب اسم اعظم ہین سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا اس وقت خاموش ہی رہنا بہتر ہی یہ سوچکر ہٹ آئین کنیزین راہ مین ملین پوچھا واری کون گاتا تھا ملکہ نے کہا یہ نہ پوچھو مقدمہ لائق بیان کرنے کے نہین ہی دنیا مین آگ لگگئی وقت زوال طلسم نور افشان ہی دیکھیے کیا ہو طلسم کشا راہ طلسم سے باہر ہوا کنیزون نے کہا واری کسنے ظاہر کیا کون جاننے والا ہی ملکہ نے کہا اب کھلجائیگا کسی کے جان پر بنیگی کوئی طلسم سے نکالا جائیگا آبرو مین فرق آئیگا کنیزین خاموش کہ یہ کسکا ذکر ہی ملکہ کیا فرماتی ہین سمجھ مین نہین آتا مگر زعفران بقہر و غضب تمام طرف بارگاہ زنار کے چلی زنار صبح ہوتے ہی صاحبقران سے رخصت ہوئی کہا کیون شہریار اب ملاقات کب ہوگی امیر نے فرمایا تم صاحب اختیار ہو ہم مجبور و لاچار ہین جب قصد کروگی چلی آؤگی امیر نے فرمایا نہ جاؤ ہمارے لشکر مین چلو انشاءاللہ ہمتو طلسم مین داخلہ کرینگے تم لشکر کی حفاظت کرنا زنار نے انتخانے مین جانا ہمکو واجب و لازم ہی

علاوہ فرزندون کے ایک ہمارا دوست صادق ساحر زبردست بادشاہ طلسم مینوسواد ملک اخضر سبز پوش جاکر قید ہوگیا ہی بڑا کارنمایان اُسنے کیا تھا ساحرون کے ہوش اُڑادیے نور افشان واکئے بھاگے بھاگے پھرتے تھے عین وقت پر وہ گرفتار ہوا اسکے واسطے دل بیقرار ہی کہا اے شہریار مین رخصت تو ہوتی ہون خود بخود دل گھبراتا ہی سوائے ان کنیزون کے کوئی میرے راز سے واقف نہین مگر دل کہتا ہی راز کھلگیا شاہان طلسم کو خبر پہونچی امیر نے فرمایا اگر ایسا ہی تم بلا تکلف ہمارے لشکر مین چلی آنا بادشاہ طلسم تو کیا اگر تمام عالم قصد کرے تمپر ہاتھ نہ ڈال سکے بلکہ تم نہ جاؤ ہمارے ساتھ لشکر مین چلو مین جاتے ہی طرف زندانخانے کے قصد کرونگا مجھے بھی یقین ہی کہ بڑی لڑائی پڑیگی اگر اُن دلیرون کو چھڑا لیا بڑا مطلب نکلیگا ایک ایک اُنمین شیر صولت اسفندیار ہیبت ہی نور الدہر بن بدیع الزمان ایرج نوجوان وہ کافر بھی قید ہی ملکہ نے کہا حضور وہ تو ضرور چھوٹینگا جنیشہ و حلیسہ دونون اُسپر جان دیتی ہین ضرور ہاتھ پانون ہلائینگی ایسی باتین بہت سی رہین چلتے وقت ملکہ زنار نے دامن صاحبقران کا پکڑ لیا رو رو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگین نظم

پھینکو بھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے
واقف نہین ابتک مرے نالونکے اثر سے
حیران ہین بہادر تری آنکھون کے ہنر سے
یہ شعلہ عذار آپ نکل پڑتے ہین گھر سے
وہ پاس مرے آئے یہ کہتے ہوئے گھر سے
آنکھون نے ہمین مار لیا سحر نظر سے
کیون مانع ترغیب ہو وصلت کی لڑائی
اللہ مجھے جان کے بھی پڑ گئے لالے
منھ بوسے کا مشتاق ہی دیدار کی آنکھین
ہم الفت دندان مین پسے جاتے ہین آنسو
اے وعدہ فراموش تری آنکھون کی سوگند
ہمنے جو تجھے دل مین جگہ دی تو غضب کیا
رومال بھگوتے ہوئے بالین سے پھر آتے
کیونکر نہ گل افشان ہون مری آہ کی شاخین
یون ترک محبت سے مری وہ ہوئے بیچین
دلسوز بتون کی ہی جو ہو الفت ذاتی
ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا

برماتا ہوا دل کو نکلجائے جگر سے
اے تو سہی دل پکڑے نکل آئیے گھر سے
دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
کس طرح رہا جاتا ہی پتھر ہین شرر سے
ایسا نہ گمان تھا ترے نالونکے اثر سے
شرمایئے اپنے لب اعجاز اثر سے
اس معرکے مین ضبط تو مشکل ہی بشر سے
کچھ دل تو سوا ہوگیا سوزش مین جگر سے
دیکھون تو مری جان نکلتی ہی کدھر سے
ایک اشک کا قطرہ ہوا پنہان نہ گھر سے
ہمنے جو لگائی ہو پلک چار پہر سے
احباب چھپاتے ہین جبینون کو نظر سے
دیکھا نہ گیا حال مریض اُنکی نظر سے
اس نخل کو سینچا ہی بہت خون جگر سے
جیسے کوئی چونک اُٹھتا ہی مرنے کی خبر سے
پتھر کا کلیجہ نہین پھٹتا ہی شرر سے
ناسخ کے مقلد مین تلمذ ہی سحر سے

اس غزل کو ملکہ نے اس سوز و گداز سے سامنے صاحبقران کے پڑھا صاحبقران زمان بیقرار ہوگئے امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا ملکہ جہان بلاؤ گی وہین آئینگے ملکہ بہر نوع رخصت ہوئین

یہان زعفران پہلے سے آکر بارگاہ مین ملکہ زنارکے بیٹھین کنیزون سے پوچھ رہی ہین آپ کی مالک کہان گئین کنیزین عرض کر رہی ہین سحر تیار کرنے گئی ہین زعفران کنیزون پر بگڑ رہی ہی کہ تم کیسی رفیق و شفیق ہو مفصل حال مالک کا نہین جانتین کنیزین عرض کرتی ہین ہمنے جو پوچھا بھی تو فرمایا کہ ہم سحر تیار کرنے جاتے ہین یہ ذکر تھا کہ ابر سامنے سے چمکا زعفران دیکھنے لگین دیکھا ملکہ زنار بدحواس چلی آتی ہین چند کنیزین پشت پر اُنسے کچھ باتین کرتی ہوئی آپہونچین جیسے ہی ملکہ زنار آکر اُترین زعفران نے پوچھا کہان تشریف لیگئی تھین ملکہ زنار اس وقت ہوش مین نہین ہین مُنھ سے نکلگیا کہین نہین زعفران نے کہا بوا ذرا ہوش مین آؤ زنار کے مُنھ سے بے اختیاری مین نکلگیا بند واسوخت

دوستان سخت بجان آمدم از زاری دل
صرف شد عمر عزیزم بہ پرستاری دل
جان بلب آمدہ از دست جفاکاری دل
بیش ازین چند کشم رنج گرفتاری دل
نتوانم کہ کنم چارۂ بیماری دل
کیست جز مرگ کہ آید پی غمخواری دل
من ازین خانہ برانداز بجان آمدہ ام
زین شرر ہمچو سپندی بفغان آمدہ ام

گاہ در زلف بتان بردہ گرفتارم ساخت
بسمل تیغ نگہ گشتہ و خونبارم ساخت
بلبل نرگس فتان شدہ و بیمارم ساخت
روز ہجران شدہ دیوانہ و ہشیارم ساخت
ہدف تیر بلا گشت و دل افگارم ساخت
در شب وصل بخواب آمد و بیدارم ساخت
با من دلشدہ صد نرد دغا می بازد
رخنہ در کار من شیفتہ می اندازد

چہ نگاری بت زرین کمرے عیاری
مہوشی کبکی شوخی و خوش گفتاری
ترک جادو نظری سیمبرے دلداری
رہزنی دشمن جان و جہان آزاری
دلبرے تند مزاجے صنمی مکاری
گلرخی شمع جمالی و جفاکرداری
ناگہان آمد و دل بردو نہان شد آخر
جان بس وصفت گرو دان شد آخر

ملکہ زعفران نے کہا ذرا ہوش مین آؤ کیا بیہودہ بکتی ہو کون آیا دل کو لیگیا اب جان کو صبر کرو ہمکو سب کچھ معلوم ہی ای زنار افسوس تمنے عزیزون کا بھی پاس نہ کیا طلسم کشا کو راستہ بتا دیا زنار نے گھبرا کر کہا بوا میرے اشعار پڑھنے پر ایسے کلمات کہتی ہو مین نے کلیات شہید کو جو دیکھا اُنکے واسوخت کے تین بند یاد رہگئے وہ مین نے پڑھ دیے تم کچھ اور سمجھین اور کسی کا بات کا دل مین خیال نہ کرو مین ایک کام کو گئی تھی زعفران نے کہا بوا زیادہ باتین نہ بناؤ مینے آنکھون سے اپنی دیکھا طلسم کشا کے پہلو مین آپ بیٹھی تھین بت خونریز کا بھی نام آیا زندانخانے کا ذکر ہوا لوح طلسمی کا بھی نام آیا تمکو بوا غیرت نہ آئی اب بھی انکار کرتی ہو مشکین باندھکر تمھاری لیچلونگی سامنے شاہان طلسم کے انکار و اقبال کرنا شاہان طلسم ہر زمان و ہمہ گیر ہین اُنکو معلوم ہو گیا تمکو معزول کیا حکم ہی کہ مشکین باندھکر لاؤ بس بہتر اسی مین ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لو اور چلی چلو ورنہ ہم بذلت تمکو لیجائینگے وہان جاکر جو مالک کرین زنار نے جو یہ کی باتین سُنین کہا بوا چپ رہو واہیات باتین نہ بکو وہ کون ہین معزول کرنے والے مین گیا اُنکے باوا کی لونڈی ہون وہ خود مکار و نمکحرام ہین اپنے مالک کو قید کرلیا اسیر یہ گھمنڈ زعفران اُٹھ کھڑی ہوئی گولہ مارا زنار نے گولہ کاٹا لڑتی بھڑتی باہر نکلی زنار نے پکار کر آواز دی ای ساحران غدار مین نے تم سبھونکی جان بچانے کے واسطے یہ فکر کی ہی سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہی آمد طلسم کشا کی دھوم ہے

تمام ساحران غدار کانپ رہے ہین صاف صاف سامری نے لکھدیا کہ جو طلسم کشائی اطاعت و
فرمانبرداری کریگا جان بچیگی ورنہ ذلیل ہوگا مارا جائیگا یہ جو ملکہ نے آواز دی چالیس ہزار
ساحر تیار ہوئے زعفران نے لشکر کو گھیر لیا زعفران بلائے روزگار ہی جسپر کڑک کر گری اُسکے
دو ٹکڑے کیے کئی ہزار ساحر مارے پکار رہی ہی کہ بی زنار تمکو جانے نہ دونگی زنار چاہتی ہے
ہین نہ لڑون نکلجاؤن زعفران نے سحر سے کانٹے بچھا دیے لکہ ہاے ابر بنائے جدھر زنار
گئی اندھیرا معلوم ہوا سحر کرکے ابر کو توڑا دوسرا ابر حائل ہوگیا اس طرح زنار لڑتی بھرتی ہی
صاحبقران جو صبح ہوتے لشکر مین آئے چاہتے ہین کہ اپنی بارگاہ مین جائین کہ دیکھا لشکر حریف
مین ہنگامہ ہوا ساحرون کے مرنیکی بھی آواز آئی لکہ ہاے ابر نمایان ہوئے امیر نے گھبرا کے
فرمایا خواجہ بڑھکر خبر تو لو کہ کیا معرکہ ہی خواجہ نے کہا ہرکارے وہان موجود ہین خبر لیکر آتے ہونگے
کہ نامیان و تومیان دوڑتے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار کوئی ساحرہ زعفران زردپوش
آئی اس سے اور ملکہ زنار سے مقابلہ پڑگیا وہ ساحرہ چاہتی ہی ملکہ زنار کو گرفتار کرلون ملکہ زنار
بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین ارادہ ہی کہ لڑبھڑ کر نکلجاؤن اسنے بیچ مین سحر حائل کردیے
یہ سنکر صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے عمرو نے ہرچند کہا مین جاکر خبر لاتا ہون امیر
نے فرمایا ہرکارے صاف صاف بیان کر رہے ہین اب خبر کی کیا احتیاج ہی صاحبقران
کا گھوڑا بڑھا تھا کہ چارسی سردار عقب مین چلے طوق حران گرد و ابو المعجن گرد سرداران
لشکر اسلام نے علم اژدہا پیکر کو کاندھے پر اُٹھایا خواجہ عمرو بھی صورت بدلکر ساتھ چلے یہان
زعفران نے کئی مرتبہ چاہا کہ ملکہ زنار سے مقابلہ کرون ملکہ زنار تڑپ تڑپ کے ابر
توڑ رہی ہین جتنے ابر زعفران نے حائل کیے زنار نے سب ابر مٹائے کئی ابرون مین
جادوگرنیان تھین اُنکو بھی مارا کہ اُنکے مرنے سے زعفران کو غصہ آیا زعفران کا چہرہ
زرد دل مین درد گھڑی سحر کر رہی ہین کہ زمین کانپی طائر نخل سے اُڑے ساحر بھاگنے لگے نعرہ
صاحبقران کی صدا آئی زمین تھرائی زعفران نے پوچھا ارے یہ کیا ہی کہا حضور صاحبقران
فوج لیکر آگئے زنار نے جو صاحبقران کو دیکھا پکار کر آواز دی آپ نے کیون تکلیف فرمائی
مین لڑبھڑ کے نکل آتی اور یہ بھی اشارے سے کہا کہ ہمارا حال کھلگیا زعفران نے مجھکو اور
آپ کو ایک جگہ دیکھ لیا اب مین طلسم مین جانے کے لائق نہ رہی اگر جانیکا قصد کرونگی وہ بیجیا
نگرام بہ بدی پیش آئینگے صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا زعفران نے جو دیکھا کہ صاحبقران
لڑتے ہوئے آتے ہین سحر کرتی ہوئی بڑھی صاحبقران اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہے ہین
جو زعفران نے سحر کیا وہ باطل ہوا زعفران غصے مین تیغ کھینچکر جا پڑی کئی سردارون کو
اسنے مارا صاحبقران نے جو یہ بدعت زعفران کی دیکھی نعرہ کرکے جا پڑے زعفران نے
کئی گولے مارے وہ پھٹ کر گرے اسی کے لشکر کے ساحر مرے زعفران جھلا کر جا پڑی کئی پیچھے
ہارے امیر روک رہے ہین زنار نے جو دور سے دیکھا جھپٹی منظور ہوا کہ مین زعفران سے
مقابلہ کرون ایسا نہ ہو امیر کا اسم اعظم بند کرلے ساحرون نے زنار کو روکا مگر صاحبقران نے

کئی وار اسکے دفعہ کیے ایک مقام پر نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے گھبرا کے سپر سر کو اُٹھا دیا تیغہ عقرب تڑ سے پکڑ گرا اسم اعظم پڑھ رہے ہین سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر کی تاج کو کاٹ کر مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے زعفران کا مرنا ابر زرد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من زعفران جادو بود زنّار نے بھی سُنا اور دیکھا کہ زعفران قتل ہوئی اب جو زنّار ملازمون پر گری برق بنکر تڑپی بارہ چودہ ہزار ساحر مارے گئے قدم سب کے اُٹھے جو اسباب ساتھ لائے تھے ملازمان زنّار نے لوٹ لیا خیمے بارگاہین جلا دین سیران جادو زعفران جادو کی بہن کہ سب لشکر کی افسر ہی جب زنّار نے جاکر اسکو بھی زخمی کیا زخمی ہوکر سیران بھاگی لیکن پکار کر آواز دی بھلائی زنّار دیکھو شہنشاہ کو خبر ہوگی تو کیا بلا نازل ہوگی بڑی ساحرہ کو تمنے مارا یقین ہی کہ شہنشاہ کو بڑا قلق ہو زنّار نے چاہا کہ اسکو نہ جانے دون گرفتار کرلون وہ خندق آتش مین پھاند پڑی سب ساحر آگ مین گھسکر غائب ہوئے صاحبقران نے آکر ملکہ زنّار کو ساتھ لیا کہا ملکہ اب یہان ٹھہرنے سے کیا فائدہ زنّار نے دست بستہ عرض کی مجکو دونون طرح مشکل ہی اگر طلسم مین چلی جاؤن آبرو کا ڈر ہی ایسا نہ ہو وہ مجکو بھی قید کرلے اگر نہ جاؤن دل کا یہ حال ہی نظم

زندے وہی ہین جو کہ ہین تیر مرے ہوئے ... باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوئے
مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین ... مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوئے
اللہ رے صفائے تن نازنین یار ... موتی ہین کوٹ کوٹ کے اوپر دھرے ہوئے
دو دن سے پاؤن جو نہین دبوائے یار نے ... بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے
اُن ابروؤنکے حلقے مین وہ انکھڑیان نہین ... دو طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوئے
بعد فنا بھی آئیگی مجھ مست کو نہ نیند ... بے خشت خم لحد مین سرھانے دھرے ہوئے
نکلین جو اشک بے اثر آنکھوں سے کیا عجب ... پیدا ہوئے ہین طفل ہزارون مرے ہوئے
لکھے گئے بیاضون مین اشعار انتخاب ... رائج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوئے
اُلٹا صفون کو تیغ نے ابروے یار کی ... تیر مژہ سے درہم و برہم پڑے ہوئے
آتش خدا نے چاہا تو دریاے عشق مین ... کودے جو اُسکی ہم تو ورے سے پرے ہوئے

یہ کہکے زنّار بہت روئی عمرو نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ملکہ کیون گھبرائی ہو انشاء اللہ تمنے جو کتاب سامری مین پڑھا ہی وہی ظہور ہوگا ملکہ لاچار صاحبقران کے ساتھ ملیٹن لالہ عذار و ماہ رخسار بھی واسطے استقبال کے آئین لشکر مین آکر داخل ہوئین تین لاکھ ساحر کا لشکر ایک جانب آکر فروکش ہوا ملکہ زنّار اپنی بارگاہ مین آئین دل دھڑک رہا ہی کہ دیکھیے شاہان طلسم کیا کرین ضرور فساد برپا کرینگے یہان سحر العجائب و مصر الغرائب بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ سیران جادو زخمدار آکر پہونچی تمام کیفیت زعفران کے مارے جانیکی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ بی زنّار نے راستہ اصلی تعلیم کیا یقین ہی کہ صاحبقران داخلہ کرین ساحر گھبرانے لگے سحر العجائب نے کہا صاحبقران کی کیا حقیقت ہی شاخسار کو بلاؤ اُسی وقت شاخسار طلب ہوئی دونون شاہ نے

کہا ای شاخسار ہمنے سنا بی زنار لشکر صاحبقران مین پہونچ گئین اب وہ راستہ بتا ئینگی شاخسار
نے کہا واری کیا مجال بی زنار ایسی دس لاکھ اگر ہون تو کیا ہوتا ہی مین جا کے راستہ روکے دیتی ہون
شاخسار قید خانے مین آئی کچھ اسباب سحر لیکر دو کوس آگے بڑھگئی اور بھی جادوگریان ساتھ ہین
قضائے کار خبیثہ کرمخوار اُس وقت دربار مین بیٹھی تھی کہ جسوقت یہ خبر پہونچی سُنکے بہت خوش ہوئی
یہ کہکر اُٹھی کہ لونڈی بھی جا کر شاخسار کی شراکت کرے سحر العجائب نے کہا ای خبیثہ کرمخوار یہ وقت
دستگیری ہی جو کام کرو گی کل اہالیان طلسم پر احسان کیا اگر تو جا کر اپنا کوڑہ کرکٹ اور اشیائے نجس
راہ مین طلسم کشا کے پھیلا دے یہ مین خوب جانتا ہون کہ مسلمانون کو بہت احتیاط ہی جان دینگے
مگر مقام نجس پر قدم نہ رکھینگے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا پلٹجائے خبیثہ نے کہا حضور ملاحظہ کرینگے لیکن
ایک فرمان بنام شاخسار مرحمت ہو کہ بی شاخسار کو ابتک مجھسے شک ہی قید خانے مین مجکو
نہین آنے دیتین سحر العجائب نے چند فقرات بخوشامد لکھے ای شاخسار آجتک ہمنے ایسا
انتظام کیا کہ کوئی قیدی قید خانے سے نہین نکلنے دیا خبیثہ کرمخوار کہ خیر خواہان دولت
مین سے ہی برائے انتظام آتی ہی کسی طرح کا شک نہ کرنا خبیثہ وہ انتظام کریگی کہ طلسم کشا گھبرا کر
پلٹ جائیگا یہ فرمان اپنے ہاتھ سے لکھکر خبیثہ کو دیا خبیثہ وہان آئی دیکھا شاخسار نے تین کوس
آگے بڑھکر کچھ پہاڑ بنائے ہین اُسپر ساحر مقرر کیے کچھ خارستان کچھ صحرائے پُربہار جابجا
ساحرون کو مقرر کر رہی ہی ایک ایک پر یہی تاکید ہی کہ مین تم سبھون کی مدد کو موجود ہون
طلسم کشا کو دام مکر مین پھنسانا کہ خبیثہ کرمخوار آکر پہونچی شاخسار نے پوچھا بی عاشق صادق
کہان چلین میان قہار فیلزور کو نہین دیکھا خبیثہ نے کہا یہ فرمان ملاحظہ فرمائیے شاخسار
چونکہ انتظام مین تھی سحر بھی کر رہی ہی در بند تیار کیے فرمان کو پڑھکر جھولی مین رکھ لیا
ہنسکر کہا بی خبیثہ مجھے تمھین دیکھکر خوف آتا ہی خبیثہ نے کہا نہین حضور شاہان طلسم نے
بڑی پرورش فرمائی ہین سنے جو عذر کیا کہ ویرانے مین رہتے رہتے گھبرا گئی مہینون گوشت نہین
نصیب ہوتا دیہات مین ماش چنے کی روٹیان بڑی جوار کے چانول اور وہان کیا میسر ہی
تو وعدہ کیا ہی کہ تمکو شہر کا حاکم کرینگے آج وہ کوڑہ کرکٹ پھیلاؤن کہ طلسم کشا گھبرا کے
پلٹجائے شاخسار نے کہا جاؤ خبیثہ وہانسے بھاگی جنگل مین جابجا سحر کرتی ہوئی ٹھیک دوپہر کا
وقت ہی دھوپ تھراتی ہوئی ہر طرف سناٹا قید خانے مین پہونچی قہار فیلزور پڑا ہوا سو رہا ہی
آتے ہی ایک لات ماری کہا او خفتہ بخت جلد اُٹھ مین تیرے چھڑانے کو آئی ہون قہار
زنجیرین ہلاتا ہوا اُٹھا خبیثہ نے قید کاٹی جلدی مین تخت بھی نہ بنا سکی کمر مین پنجہ دیکر لے بھاگی ملکہ
نسیم آتشخو معشوقۂ سکندر برج مین بیٹھی ہوئی رو رہی تھی کہ سناٹا ہوا دیکھا کہ خبیثہ کرمخوار
قہار فیلزور کو پنجے مین دبا کر لیے جاتی ہی سکندر کو جگایا کہا ای شہریار معلوم ہوتا ہی
صاحبقران لڑتے ہوئے آ پہونچے دیکھیے خبیثہ کرمخوار قہار کو لیے جاتی ہی دیکھین فلک
ہمکو اور آپ کو کب رہا کرائے سکندر کی بھی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ملکہ نہ گھبراؤ
خداوند شجر سر سبز کرینگے وہ بھی دن آئیگا کہ قید سے رہائی پائینگے تمھارا مرتبہ اعلیٰ ہی

اڑنے پھرتے نکل چلینگے بحکم خداوند سنجر تابع طلسم نور افشان پہونچینگے لطف

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو / ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
موئے کمر ہی یون بدن یار مین عیان / در نجف کے جرم مین جس طرح بال ہو
گل کی زبان گنگ ہی تو لنگ پاے سرو / کیا عندلیب و کبک مین یہ بول چال ہو
ادنیٰ بھی پہونچے رتبہ اعلیٰ کو ایک دن / سیدھی جو مثل خانہ شطرنج چال ہو
رندو ضرور رقص ہو بزم شراب مین / ہاتھ آئے گر نہ بھانڈ تو صوفی کا حال ہو
موذی کو بعد مرگ بھی آرام ہی محال / کس طرح زیر تیغ نہ گینڈے کی ڈھال ہو
دو دو نہ میری آنکھون مین کیونکر ہون پتلیان / آٹھون پہر جو تیرا تصور مین خال ہو
کیا نیند آئے ہو جو یہی رات بھر خیال / گل تکیے کی عوض کوئی مخمل سا گال ہو
تا حشر ہی فراق ہوا گر فراق مین / ناسخ کہین وصال مین تیرا وصال ہو

یہ اشعار پڑھکر عاشق و معشوق روئے سلطان زرین پوش بھی اٹھے سکندر کو گلے سے لگایا کہا ای فرزند خداوند سنجر سے سب امید قوی ہی خبیثہ قہار کو لیکر نکلگئی اپنے قریات پر آئی ایک آواز دی ہمارے ملازم کہان ہین کچھ گنوار پاسی چہار طرف سے جمع ہوکر آئے خبیثہ نے قہار کو لباس پہنایا ہتھیار جسم پر آراستہ کیے کہتی جاتی ہی دیکھ مین نے تیرے واسطے جان دینے کا ارادہ کیا شاہان طلسم سے دشمنی مسلمانون کی رہزنی سب طرف تیرے دشمن ہین خبیثہ لشکر آراستہ کرا رہی ہی جلیسہ سردار خوار کا حال سنیے اپنے مقام پر بیٹھی ہی گرد کنیزین کالی کالی صورتین میلی ساریان باندھے ہوئے جس باغ مین بیٹھی ہی چمن اجاڑ گلشن پہاڑ ہر طرف سے ہوائے گرم چل رہی ہی ہر طرف اشیاے نادرست کا انبار کہتی ہی صاحبو کیا کہون قہار کا ساتھ چھوٹا شاہان طلسم بڑے زبردست ہین زور نہ چلا کنیزین کہتی ہین واری جان بچگئی سب سردارون کی یہی صلاح تھی کہ بی جلیسہ نے بہت خلاف کیا یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری آپ نے سنا آج تو بڑا ہنگامہ ہو سنتے ہین طلسم کشا آتا ہی بی شاخسار جنگل مین انتظام کر رہی ہین نئے نئے پہاڑ بنائے جنگل آباد ویران کردیے ایک خبر مین نے اور بھی پائی آنکی بہن صاحبہ کو بھی حکم ملا ہی کہ راستہ طلسم کشا کا روکو بی خبیثہ بھی گئی ہین یہ خبر سنکر جلیسہ بھی اٹھی کہا آج وہ دن ہی کہ قیدخانے مین جا سکونگی معشوق کو دیکھ لون جس دن سے فراق ہوا اُس دن سے صورت ایسی نہ ہوئی کہ اسکی صورت تو دیکھتی وہ بھی میرے واسطے تڑپتا ہوگا جب اسکو قید کرنیکا حکم ہوا تھا نگاہ حسرت اسکی آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی شاید کوئی صورت ایسی بن پڑے کہ رہا کرلون کنیزون نے کہا ہم بھی چلین کہا کسی کا کام نہین آج ہنگامہ ہی دیکھین وہ کیا کرتا ہی میرا ہی نام لے لیکے روتا ہوگا بہت مضطرب ہوتا ہوگا یہ کہکر ایک خر ناشخص پر سوار ہوئی اپنے کو سنبھالتی ہوئی چلی یہان وہ وقت ہی کہ خبیثہ گرمخوار نے قہار کو آراستہ کیا ہی یہ گینڈے پر سوار اکڑ رہا ہی کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ایک مرتبہ لوح دلوا دے طلسم توڑتا ہوا سر پر نکلگر اموں کے پہونچون دونون بھائیون کو قتل کردون خبیثہ

کہتی ہی تیری عہد شکنی سے گھبراتی ہون یہ کہکر مسکراتی ہوئی قریب آئی ہاتھ پھیلا دیے کہا ارے
مدت گذری جی چاہتا ہی اسی وقت مقدمۂ اصلی کا سامنا ہو قہار نے کہا ارے سب اہالیان فوج
کھڑے ہین خبیثہ نے کہا یہ سب نوکر ہین ان لوگون سے کیا شرمانا قہار نے کہا مین کئی مہینے کے
بعد قید سے چھوٹا ہون کچھ نہ ہوسکیگا جہان قہار کھڑا تھا وہان ایک نخل ہی اسمین کچھ پھل لگے ہین
خبیثہ نے ایک پھل توڑ کر کہا لے یہ کھالے کہ تجکو خواہش ہو قہار نہ کھاتا تھا خبیثہ نے
زبردستی کھلا یا پھل کھاتے ہی مبہوت ہوا گینڈے سے کوڑا اچھل کھانیکا پھل ملا ہاتھ پھیلا کر کہا
ذرا سینہ تو کھولدو خبیثہ نے کہا مجھے کیا تجھسے انکار ہی یہ کہکے ساری کھولکے پھینکدی گنوارون
نے منھ پھیر لیے قہار خبیثہ پر جا پڑا مقدمۂ اصلی ہونے لگا خبیثہ کے راز و نیاز تھے قہار
کے نوچ رہی ہی کبھی کہتی ہی مجھے مار ڈالیگا ارے بس چھوڑ دے قہار کہتا ہی بعد کئی مہینے کے
یہ دن نصیب ہوا جلدی کیا ہی اسی ریت مین خبیثہ قاعدے سے لیٹی ہی قہار مطلب اصلی مین
مصروف ہی جلیبسہ جو اڑی ہوئی جاتی تھی گنوارون کا ہنگامہ جو سنا پلٹ پڑی سر جھکا کے
جو یہ معاملہ دیکھا منھ مین پانی بھر آیا پکار کر آواز دی ہمشیرہ یہ میرا فرزند ہی مین نے کبھی
اس سے کسی بات کا انکار نہین کیا بس ہٹجا مین اس وقت ہوش مین نہین ہون تجکو کچھ
شرم نہ آئی سر بازار ایسی باتین خبیثہ کہتی ہی اے قہار اسکو بکنے دے قہار بھی بدل معروف
ہی ہٹنا اسکا خبیثہ کی راے پر موقوف ہی جلیبسہ نے اترتے اترتے ایک گولہ مارا پکار کر
آواز دی یا سامری یہ دونون جلجائین مین نے یہ معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا مجھسے صبر
نہ ہوسکیگا اب تو خبیثہ اٹھی قہار سے کہا اے فرزند اب اور وقت کا وعدہ رہا حوصلہ
دل کا دل ہی مین رہا اس حرامزادی نے عین وقت پر آکر ستایا تو بھی ہوشیار ہوجا نظم

نظر بر روے او وز دیده بکشا
صبا گو غنچۂ ناچیده بکشا
بگلشن بگذر و در طعنۂ گل
شکنج طرۂ ژولیده بکشا
ز رمز عشق آگاہی نظیری

ز خود گم کرده بردی دیده بکشا
مبادا عالمی را جان بر آید
زبان بلبل شوریده بکشا
گره بر جبین ابرو از چه داری
معما از دل نشنیده بکشا

گل پژمرده تا باغبان چیند
گره از زلف خود فهمیده بکشا
برافشان کاکل شمشاد را گو
سر این نافۂ پیچیده بکشا

قہار ہنسنے لگا جلیبسہ تو غصہ
مین کانپ رہی ہی کہتی ہی دونون کو مار ڈالونگی اے خبیثہ تو نے دل مین آگ لگا دی میرے
سامنے یہ حرکت ناشایستہ کاشکے اندھی پیدا ہوتی یہ معاملہ تو اپنی آنکھون سے نہ دیکھتی قہار
تو الگ کھڑا ہی خبیثہ اسی طرح برہنہ بال سر کے کھلے ہوئے جلیبسہ کو سمجھا رہی ہی کہ جا چلی جا
تو نے اس وقت مطلب مین خلل ڈالا صبر کرتی ہون جلیبسہ کہتی ہی مین اپنے فرزند کو تیرے
پاس نہ چھوڑونگی میرا بھی تو مطلب ہوا اگر تو جا نبری چاہتی ہی قہار کو حکم دے کہ میرا بھی دل
خوش کردے یہ کہکے اسنے بھی ساری پھینکدی ململ کا لنگڑا قہار کو دکھاتی ہی کہتی ہی ارے دیکھ تو
خبیثہ کو یہ غنچۂ گل کہان ممکن ہی یہ گوہر ناسفتہ کلمۂ ناگفتہ تیری آبرو بڑھ جائیگا اس ملعونہ سے
کیا ہاتھ آئیگا قہار شرما کر سر جھکا لیتا ہی کہتا ہی اری بیغیرت ساری تو باندھ لے کہتی ہی

بیٹا کیون چھپاؤن اسکی کیا شرم ہی مطلب اصلی پہ دل سرگرم ہی دونون برہنہ گود رہی ہین
خبیثہ اپنی تعریف کرتی ہی کہتی ہی ارے یہ شگافت قلم ہی یا شگاف گندم آدم فریب ہی سحر دونون
مین چل رہے ہین نخل صحراے ویران کے جل رہے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند دونون مطلب
اصلی کی خواہش مین دردمند خبیثہ بہت تیز و طرار ہی مقام اصلی کے بال نوچکر جلیسہ پر
پھینک مارے ہزارہا ماران سیاہ جلیسہ کو لپٹ گئے لاکھ یہ چیختی غل مچاتی رہی اسقدر
کاٹا کہ جلیسہ جلنے لگی لاشہ اسکا زمین پر گرا خبیثہ نے کہا چل نکل چل اب ٹھہرنا مناسب
نہین ہی قہار نے گینڈا بڑھایا عوض مین نقارون کے ڈھلے جھانج بجتے ہوئے خبیثہ ایک
خوک صحرائی پر سوار کہتی ہی اس ویرانے سے نکلچل تمام جنگل ویران جدھر قہار گینڈا
بڑھاتا ہی صحراے ویران نظر آتا ہی کہتا ہی ای مادر مہربان اس صحراے ویران سے کیونکر نکاسی ہو
خبیثہ کہتی ہی جلیسہ کا مرنا غضب ہو گیا فوراً خبر پہونچیگی سب سے زیادہ ڈر شاخسار
کا لگا ہوا ہی وہ مصروف اہتمام ہی پہاڑ بنا رہی ہی یہ کہتی ہوئی چلی جاتی ہی لیکن شاخسار
ایک صحراے ویران بنا کے پلٹی ہی کہ ایک طرف سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے پر دونون سے
سر پیٹتے ہوئے آواز دیتے ہوئے ہاے جلیسہ مردارخوار کا خاتمہ ہوا مردارخواری
مین اب کون ہمارا ساتھ دیگا مرے ڈھونڈھکر لاتی تھی آپ بھی کھاتی تھی ہمکو بھی خوب
کھلاتی تھی شاخسار نے جو یہ معرکہ دیکھا اشارہ کیا ایک زاغ آکر اسکے ہاتھ پر بیٹھا پشت
سہلا کر شاخسار نے کہا ارے جلیسہ کو کسنے مارا زاغ نے آواز دی خبیثہ نے
جلیسہ کو مارا آپ کو کچھ خبر بھی ہی خبیثہ زندانخانے سے قہار کو لیگئی یہ سنتے ہی شاخسار نے
زاغ کو تو چھوڑ دیا کہا بیشک اب عمر طلسم تمام ہوئی سامری نامے مین مرقوم ہے
کہ پہلے وہ ساحرہ قتل ہوگی جو بیحیا ہو بے شرم ہو امورات خلاف پر سرگرم ہو
سب اہالیان طلسم اُس سے بھاگتے ہون یہ بھی لکھا ہی کہ بخس کو بخس قتل کرے یہ کہکر ایک
چیخ ماری آواز دی او ذلیل جادو لینا خبیثہ کو یہ حرامزادی جانے نہ پائے یہ آواز
دیتے ہی پہاڑ سے ایک ساحر سیہ فام بدانجام چالیس زنگی ساتھ ایک عرقی باندھے ہوئے
سونٹا ہاتھ مین کہا ملکہ کیا حکم ہوتا ہی شاخسار جادو نے کہا خبیثہ قہار طرف سے
صحراے ویران کے جاتے ہین زیر کوہ بوقلمون جاکے روک لے یہ سنتے ہی ذلیل
چلا چالیس زنگی پشت پر اسی حال سے عرقیان باندھے ہوئے میلے چادرے بغل مین
سونٹے ہاتھ مین جست و خیز کرتے ہوئے چلے ان سب کا ذکر وقت پر کیا جائیگا اب یہ حقیر
بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت ناظرین والا مقام مین عرض کرتا ہی ناظرین والا مقام
آگاہ ہون کہ جس روز ملکہ زنار مروارید پوش آکر شریک ہوئین صاحبقران نے
حکم دیا کہ کل صبح کو سمت طرف طلسم کے جائینگے اُس دن لشکر مین انتشار ہی جس بارگاہ
مین صاحبقران تشریف رکھتے ہین خواجہ عمر و بھی حاضر ہین مہتر برق فرنگی و مہتر قران حاضر
خدمت ہین خبر جو مشہور ہوئی کہ کل صاحبقران ضرور جائینگے ملکہ لالہ عذار و ماہ جبین

خبر سنکر آئین ملکہ زنار بھی حاضر ہین امیر فرما رہے ہین کہ خواجہ اب لشکر بعد خدا کے تمھارے سپرد ہی عمرو نے عرض کی ای شہریار جہان حضور جائینگے غلام بھی پہونچیگا ملکہ زنار نے بھی عرض کی کہ کنیز ضرور ساتھ چلیگی صاحبقران نے فرمایا تم ہی نے تعلیم کیا کہ تنہا جانا چاہیے اب مین اکیلا جاتا ہون تم لوگ وقتاً فوقتاً آجانا ملکہ زنار رونے لگین کہا ای شہریار کالی راتین ہجر کی مجھسے نہ کاٹی جائینگی خاص آپ کی ملازمت کے واسطے عزیز واقارب سب چھوٹے بتاہان طلسم کو اپنا دشمن بنایا مجھے کیونکر آرام پڑیگا نظم

ہجر مین کرتا ہون منت ای جنون حداد کی — طوق کے بدلے بنا لادے چھری فولاد کی
ہی فقیری کا سبب الفت قد آزاد کی — چاہیے ہم نکھوار رکھین چھڑی شمشاد کی
پھر گئی جب کوچہ جانان کیجانب کی ہوا — قب ہماری خاک تو نے ای فلک برباد کی
راہ مین نقش قدم تصویر آتے ہین نظر — پا ہے جانان مین روش ہی خامہ بہزاد کی
زاد ہاے طبع کی کثرت ہوئی ہی اسقدر — ہے اک بستی زمین شعر مین آباد کی
بت نے مارا ہی جو مجکو تھی یہ تقدیر خدا — حکم حاکم تھا شکایت کیا کرون جلاد کی
زندگی بھر سایے کے مانند میرے ساتھ ہی — عشق گیسو مین ہی عادت افعی ہمزاد کی
قتل تو کرتا ہی مجکو چھوٹتا ہون رنج سے — یاد ہی سفاک خونریزی تجھے فصاد کی
عشق کب محروم رکھتا ہی کسی جانباز کو — گوش شیرین مین صدا اٹھی تیشہ فرہاد کی
ہی الف سا قد تصور مین مجھے آٹھون پہر — دل ہمارا ہی کہ پیشانی کسی آزاد کی
رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست — کسطرح ہو شاد مان خاطر ناشاد کی
بتکدے مین میرے نالوں سے جو آیا ہی تپناب — اُس صنم کے سامنے ناقوس نے فریاد کی
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے — جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی
نطق عیسیٰ سے زیادہ ہی اثر مین اُسکی بات — کھولدیتا ہی زبان وہ گنگ مادرزاد کی
یار کے در تک رقیب آتے ہی مرجائے شتاب — یاالٰہی موت اُسکو بھی ملے شداد کی
کنج غربت مین ہی جز غم خاک ناسخ ہان مگر — خط کوئی آیا کبھی پڑھکر طبیعت شاد کی

صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ زنار ہمارے جانے سے راستہ کُھلجائیگا تم لوگ بھی چلے آنا انشاءاللہ ملاقات ہوگی لشکر مین آکر ملجانا اب تو دیکھین کیا سامان ہوتا ہی رات بھر انھین باتون مین گذری صبح کو صاحبقران آگے آگے سب سردار گھیرے ہوئے جب صاحبقران قریب خندق آتش کے پہونچے طاؤس نے قلعے سے آواز دی یا صاحبقران ادھر آئیے یہی راستہ طلسم کا ہی آپ کو راستہ بتاتا ہون صاحبقران نے چاہا ٹھہرون زنار نے کہا ای شہریار اسکا کہنا نہ دیکھیے یہ دھوکا دیتا ہی صاحبقران طرف صحرا کے چلے جب قریب اُس نخل کے پہونچے اُسپر جو طائر بیٹھے تھے غل مچانے لگے سر پر صاحبقران کے چرخ مارتے تھے غل مچا کر آوازین دیتے تھے اُن آوازون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ شعر پڑھ رہے ہین نظم

والله نبود عارم گر یار بود یارم — نی مومن نی مسلم نی کافر نی ملحد
من عاشق بدنامم دیوانه و بدکارم — نی فاسق نی صالح والله که چه دیندارم

ازدیر چرا گردم چون ملحد بیدینم
نی مدبر بد راہم نی مست نہ ہشیارم
گہ روضۂ رضوانم گہ بلبل بستانم
گہ بربط و مضمارم گہ چنگ گہے تارم
من دلبر پنہانم بصورت انسانم
گاہے بتہ نارم گاہے بسر دارم

در کعبہ چرا باشم چون در پی زنارم
سیمرغ گہ قافم زالست چنین لافم
گہ صبح گہے شامم گہ شمع گہے نارم
من عاشق جانبازم معشوق سرافرازم
من قادر جبارم جبارم و ستارم
احمد تو مخوان مارا جز حق تو مدان مارا

نی صالح شب زندہ دم نی فاسق شب گردم
شہباز جہانگیرم پرواز جہاندارم
گہ ساقی و گہ جامم گہ مطرب ناکامم
من ترک سر اندازم من دلبر عیارم
فرد ازلی ہستم حی ابدی ہستم
از مذہب پنداری بیزارم و بیزارم

صاحبقران نے کچھ خیال نہ کیا زنار نے بھی آواز دی ای شہریار بسم اللہ اپنے مقام پر جاتے
رہیے نہین صاحبقران نے جھپٹ کر نخل کو اُکھیڑا حقیقت مین اسقدر مضبوط تھا کہ امیر
نے زور صاحبقرانی ختم کیا جب نخل اُکھڑا آج وہ زور تھا کہ جو روز قتل ارجنگ آہن شاخ
کیا تھا موے جسم استادہ تھے انگلیون سے قطرات خون ٹپکے چہرہ سُرخ ہو گیا عمرو نے کہا ای
زنار سوا‌ے صاحبقران کے کوئی اس نخل کو نہین اُکھیڑ سکتا تھا زنار نے عرض کی خواجہ جسکی
زندگی ہوگی وہ دیکھیگا کہ صاحبقران اس طلسم کو ضرور فتح کرینگے اُکھیڑنا نخل کا علامت طلسم کشائی
ہی صاحبقران نے دیکھا دہرہ نقب کا ظاہر ہوا ایک اژدر نے سر نکالا زنار نے کہا ای
شہریار خوف نہ کیجیے گا دہن اژدر مین پھاند پڑیے صاحبقران بسم اللہ کرکے دہن اژدر
مین پھاندے دہنہ نقب کا بند ہو گیا صحرا مین سناٹا ہوا عمرو دیوانہ وار وحشی مثال فراق
مین اپنے آقا کے پھرنے لگا پکارتا تھا آقا میرے کہان ہین زنار نے کہا خواجہ ہم تو رخصت
ہوتے ہین عمرو نے کہا ملکہ مجکو بھی لو آگے آگے زنار اُسکے پیچھے ماہ رخسار اُسکے عقب
مین لالہ عذار تینون جادوگرنیان روانہ ہوگئین عمرو نے دیکھا زنار قندیل فلک ہوئی
نظرون سے نہان ہو گئی نہین معلوم کہان گئی لیکن خبیثہ کرمخوار قہار کو لیے ہوئے آئی ہی
کہتی جاتی ہی ای قہار جلیسہ کا مارا جاتا بڑا غضب ہوا شاخسار کو خبر ہو گئی یہ کہتی ہوئی
جاتی تھی کہ پہلو سے گرد اُڑی آواز آئی منم ذلیل جادو داد خبیثہ کہان جاتی ہی بھگوڑے
کو بھی اپنے لیے جاتی ہی ہرچند کہ ذلیل ہون مگر شاخسار کا کفیل ہون یہ کہکے گنواردن پیر
جا بڑا تیر گھٹے چلنے لگے جس زنگی پر تیر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذر ا ذلیل جادو نے جسکو پکڑا
چیر کے پھینکدیا بلاسے بیدرمان ہی خبیثہ نے جو یہ معرکہ دیکھا جھوٹے موتیون کی ہیکل گلے
سے اُتاری گلے مین قہار کے ڈالدی کہا اس ذلیل کو لینا جانے نہ پائے زور مین نے تیرا
زیادہ کردیا قہار چلا ذلیل نے آواز دی او ملعون میرے پاس نہ آنا یہ کہکے سامنے سے
بھاگا طرف خبیثہ کے چلا پکار کر آواز دی ارے خبیثہ ساری کھولدے مین چھوٹی خبیثہ
کا بہت مشتاق ہون خبیثہ نے کہا بیٹا تجھے کیا انکار ہی تو قہار کا فلان بھائی کہلائیگا
تجھ مین اُسمین کیا فرق ہی اُسکو پرورش کیا تجکو دودھ پلایا ذلیل قریب پہونچا خبیثہ کرمخوار
نے ساری ہٹائی ذلیل جادو قاعدے سے پہونچگیا قہار گالیان دیتا ہی کہ او حرامزادی
یہ کیا کرتی ہی کچھ تجکو شرم نہین آتی خبیثہ نے ہنسکر کہا بیٹا ان باتون مین دخل نہ دو قہار

کب مانتا ہی ہر مرتبہ گیند اڑھاتا ہی کہ خبیثہ پر جا پڑوں جب قریب پہونچتا ہی گیند اسکو ہٹا لاتا ہی
جب تین مرتبہ یہی ہوا کہ قہار کو گیند اہٹا لایا ذلیل سے خبیثہ منھ کالا کرلینے مین مصروف ہی آخر
قہار گیند ے سے کود اتلوار کھینچکر چلا خبیثہ نے بہت منع کیا کہ ارے یہان نہ آنا ورنہ پچہتائیگا اور
بحسرت مارا جائیگا قہار تلوار کھینچکر قریب ذلیل کے پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا سر پر ذلیل کے پھیلا
پڑا سر ذلیل کا زخمی ہوا ابتو خبیثہ سے الگ ہوکر قہار پر جا پڑا قہار نے ہاتھ تلوار کا مارا
ذلیل نے کلائی پکڑلی دونون مین کشتی ہونے لگی خبیثہ کھڑی رو رہی ہی قہار کو کوستی ہی کہتی ہی
غارت کرے لات و منات تجھے غارت کرین تو نے ہمارے مزے مین خلل ڈالا قہار گالیان
دیتا ہی کہ ارے سحر کر ہر زور مین مجھسے زیادہ ہی زیر کرلیگا میرا اسپر زور نہین چلتا خبیثہ کو رونے
سے فرصت نہین ہلاک ہلاک کے رو رہی ہی گنوار بھی سب کھڑے دیکھ رہے ہین قہار کہتا ہی کہ
او نامردو کھڑے دیکھ رہے ہو اسکو مار لو مجکو زیر کیا چاہتا ہی وہ سب کہتے ہین ہماری بیوی کا
آشنا ہی اسکو ہم کیونکر مارین قہار حیران ہی کہ یہ کیسے ملازم ہین میرا کہنا نہین مانتے ذلیل
قہار کو نے دوڑا قہار لاکھ چاہتا ہی کہ مین اپنے کو روکون ذلیل گالیان دیتا جاتا ہی اور
کہتا ہی کیون بے نامردے اسی منھ پر تو نے میرے مزے مین خلل ڈالا اب میرے ہاتھ سے
کیا بچیگا تجھ ایسے مین نے ہزارون مار ڈالے خبیثہ میری جورو ہی ہمیشہ اس سے مزے
اڑاتا ہون اسکی مجال ہی کہ میرے سامنے تیری شرکت کرے یہ سب جتنے کھڑے ہین میرے
دیکھے بھالے ہین رشتے مین میرے سالے ہین یہ اپنے بہنوئی کو ستا سکتے ہین قہار کی بیقراری
اپنی جان سے بیزار پیچھے ہٹتا چلا آتا ہی یقین ہی کہ اب وہ زیر کرلیگا کہ پہلو سے نعرۂ شیر کی
آواز آئی زمین تھرائی دیکھا صاحبقران زمان نعرہ کرتے ہوئے چلے آتے ہین نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
کن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

بلے تیغ صمصام و قمقام نام

بے تیغ عقرب ...

امیر نے جو قہار و ذلیل کو لڑتے ہوے دیکھا
خبیثہ نے گنوارون سے کہا کہ طلسم کشا کو مار لو سب پاسی اور گنوار صاحبقران پر ٹوٹ پڑے
امیر نے تیغہ عقرب کو کھینچا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بہتیرے قلم ہوئے دس بارہ گنوار
مارے گئے تھے کہ رام رام کرتے ہوئے بھاگے خبیثہ نے پکار کر آواز دی ارے نامردو تم سب
بھاگکر کہان جاؤگے اب قریات مین نہ رہنے پاؤگے کسی نے جواب بھی نہ دیا صاحبقران
سب کو بھگا کر طرف قہار و ذلیل کے چلے اب خبیثہ کو تاب نہ آئی صاحبقران پر جا پڑی
آگ برسا دی بسبب اسم اعظم کے صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی جب خبیثہ پر ابر پہونچی صاحبقران
پر پانی برسایا بوندے گرد کے بنائے امیر پر کسی نے تاثیر نہ کی خبیثہ نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے تیغہ عقرب پر اسکی تلوار کو کاٹا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر تلوار ماردی خبیثہ کر مخوار کے
دو ٹکڑے ہوئے مرنا خبیثہ کا کہ آسمان سے آگ برسی قہار و ذلیل دونون صاحبقران پر
جا پڑے دونون نے دو طرف سے ہاتھ مارا امیر نے شپلیان مار کر دونون کی کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوارین چھینکر پھینکدین کمر مین ہاتھ ڈالکے دونون کو اُٹھا لیا غصے مین بھرے ہوئے تھے

دونون

دونون کے سر ٹکرا دیے لاشے دونون کے پھینککر صاحبقران آگے بڑھے شاخسار جادو
انتظام کرکے چاہتی ہی کہ پلٹون کہ ایک زغن اُڑتی ہوئی آئی پر فن سے سر پیٹتی ہوئی اور بآواز
بلند پکارتی ہوئی ای ملکہ عالم طلسم کشا نے ذلیل و قہار و خبیثہ کو مارا اس طرف آتا ہے
یقین ہی کہ آکر آپ سے مقابلہ کرے یہ کہکر زغن جلکر گری ساخسار نے ایک چیخ ماری آواز دی
ای ساکنان صحرا طلسم کشا آگیا اسکو بڑھکر روکو بارہ ہزار ساحر درۂ کوہ سے نکلے افسر انکا
سلطان ازرق چشم آگے بڑھا ہوا شاخسار نے پکارکر آواز دی لینا وہ سب کے سب
جھپٹے صاحبقران اُن دونون کو مارکر بڑھے ہین قریب ایک صحراے ہولخیز وحشت انگیز
کے پہونچے ہین کہ دیکھا بارہ ہزار ساحر آگے آگے ایک ساحر گینڈے پر سوار نعرہ کرتا ہوا
کہ منم سلطان ازرق چشم ساتھ والون سے کہا طلسم کشا کو مار لو بارہ ہزار ساحر صاحبقران
پر جا پڑے امیر نعرہ کرکے ان ساحرون سے لڑنے لگے چاہتے ہین کہ اپنے کو لڑبھڑ کر قریب
افسر کے پہونچاؤن ممکن نہین ہوتا ساحر جان دیے دیتے ہین ایک کو مارا دس آگئے امیر
نے لاشون کے انبار لگا دیے ہنگامہ گیر و دار بلند ہی دریاے خون جاری سر مثل اولون
کے برس رہے ہین ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین لکھا ہی کہ دن بھر گذر گیا ہی صاحبقران
کو ساحرون سے مہلت نہین ملتی صحراے ہولناک اندھیرا جنگل مین پڑا ہی ساحر سحر کر رہے ہین
امیر کو پریشانی اندھیرے مین صاحبقران زخمی ہونے لگے سلطان ازرق چشم نے نعرہ کیا
کہ یارو طلسم کشا پر سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے مار لو زندہ نہ بچے اگر طلسم کشا مارا گیا سارے طلسم
کی جان بخشی کی صاحبقران تاریکی مین بہت گھبرائے بیقرار ہوکر دعا کرنے لگے کہ پروردگار
اس اندھیرے سے نجات دے بڑا افسوس یہ ہی کہ کوکب اپنے دل مین کہیگا صاحبقران
نے مجکو قید سے نہ چھڑایا انصاف یہ ہی کہ ہوشربا اسی کی فکر سے فتح ہوا اگر کوکب شریک
نہ ہوتا فتاحی طلسم ہوشربا دشوار تھی پروردگار مجکو تا بہ زندانخانہ پہونچا دے اگر موت بھی
آئی ہو تو اتنی مہلت ملے کہ مین کوکب کو رہا کرون بعد اسکے حکم ہو کہ ملک الموت قبض روح
کرے تہِ دل سے امیر نے دعا کی ایک شعلہ آکر آنکھون کے سامنے چمکا اُسکی روشنی مین امیر
بڑھے صاف ثابت ہوتا ہی کہ ہمکو کوئی روشنی دکھا رہا ہی ازرق چشم نے جو دور سے دیکھا کہ
صاحبقران روشنی مین چلے آتے ہین ساحر اندھیرے مین ٹھوکرین کھا رہے ہین ازرق چشم
نے روشنی پر گولہ مارا روشنی بلند ہوگئی گولے برعکس پڑا گولہ پلٹ کر ایک ساحر کے سینے پر پڑا
توڑکر پشت کو پار گذرا ساحرون نے پکارکر آواز دی ای سلطان کیا کہنا آپ نے اپنے
ملازم کو مارا طلسم کشا کا کیا نقصان ہوا سلطان نے کہا مین نے تو قصد کیا تھا کہ روشنی کو
نگل کرون دوسری بات ہوئی وہ روشنی پھر صاحبقران کے سامنے آکر چمکی سلطان کا قصد
ہی کہ سحر کرکے روشنی کو نگل کرون ساحر سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین شاخسار کا حال سنیے دن بھر
انتظام کرکے چاہتی تھی کہ زندانخانے مین جاؤن کہ ایک ساحر دوڑا ہوا قریب آیا کہا حضور
سلطان نے جاکر طلسم کشا کو گھیرا طلسم کشا پہ سحر تاثیر نہین کرتا کئی ہزار ساحر مارے گئے مگر گرفتار ہونا

طلسم کشا کا دشوار ہی شاخسار نے کہا بڑے تعجب کی بات ہی حمزہ اکیلا آیا مشہور ہی کہ عمرو حمزہ کا ہمزاد ہی وہ کیون نہین آیا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون ارے شیران جادو کہان ہی نام شیران لیکر جو اسے ورستاک دی جنگل سے ایک شیر دم ہلاتا ہوا سامنے آیا شاخسار نے کہا ای شیران جہان عمرو ملے اسکو گرفتار کرکے لاؤ وہ شیر چلا شاخسار پلٹ کر قیدخانے مین آئی دیکھا سب قیدی خوشیان کررہے ہین کنیزون نے جو ذکر کیا سب قیدیون نے سن لیا کہ صاحبقران علامت سے گذر چلے طرف قیدخانے کے آتے ہین ایک سے ایک بغلگیر ہورہا ہی نورالدہر زنجیرین ہلا رہے ہین اور آواز دیتے ہین او تاجزادے کہ پاس فروش بازاری اب ہم چھوٹینگے طلسم نور افشان تو لوٹینگے تم نہین قید مین پڑے رہوگے ایرج نے پکار کر آواز دی او کشتی گیرزادے دادا جان مجکو آکر رہا کرینگے تمھارے تو نام سے بیزار ہین دونون نے زنجیرین ہلائین شاخسار نے جو دیکھا کہ ایرج و نورالدہر زنجیرین ہلا رہے ہین طعن و تشنیع آپسمین ہو رہے ہین سماک جادو اسکا غلام پہلو مین کھڑا تھا کہا ای سماک ان دونون کو منع کر سماک بڑھا نورالدہر کو جھڑکا کہا او نبیرۂ حمزہ خاموش رہو ملکہ عالم خفا ہوتی ہین نورالدہر تو سلیس ہین سر جھکا کر چپ ہو رہے آنکھون مین آنسو بھر آئے جب نورالدہر خاموش ہوئے پھر طرف ایرج کے پلٹا کہا ای جوان اب زنجیرین نہ ہلانا غل ہوتا ہی ملکہ عالم خفا ہوتی ہین ایرج نوجوان شاگرد خواجہ عمرو ہین ہنس پڑے کہا بھائی میرے پاس آؤ مین تمھین سمجھادون اس کشتی گیرزادے نے شاہان طلسم کو برا کہا ہم انکا نمک کھاتے ہین ہمکو ناگوار ہوا ایک بات ایسی ہی اسکو چلا کے نہین کہہ سکتے قریب آؤ سمجھادین سماک قریب ایرج نوجوان گیا ایرج نے کہا پاس آؤ کان مین تمھارے کہینگے جب یہ بالکل قریب آیا کہا دیکھو ملکہ شاخسار جادو نورالدہر کو مار رہی ہین کیا برا کلمہ کہا شاہون کی انکا نام لیا ہی سماک جادو پلٹا جیسے ہی منہ اسکا پھرا ایرج نوجوان نے ہتھکڑی اسکے سر پر ماری پکار کر کہا اب یہ کہا تھا سماک جادو کا سر پھٹ گیا ساحر غل مچانے لگے ارے سماک جادو کو قیدی نے مار ڈالا ایرج نے نورالدہر سے نگاہ ملا کر آواز دی مردان صف شکن جوانان تیغزن جان جانے سے نہین ڈرتے ہین شاخسار نے جو پلٹ کے دیکھا سماک کا لاشہ پڑا ہوا ہی نورالدہر و ایرج سے تکرار ہو رہی ہی قید توڑا چاہتے ہین شاخسار سر پیٹتی ہوئی سامنے سحر العجائب کے آئی کہا ای شہنشاہ پسران حمزہ نے قیدخانے مین ہنگامہ ڈالدیا کیسی لاچاری ہی کہ انکو قتل نہین کرسکتی انکے واسطے کچھ حکم فرمائیے یا کہیے دونون کو چھوڑدون تلوارین ہاتھ مین دیدون لڑ بھڑ کر دونون مر جائین ایک کو ایک قتل کریگا سماک جادو ایسا ساحر مارا گیا کہ مین نے بچہ تھام لیا سحر العجائب نے کہا ظلمات سیاہ دل کو بلاؤ دونون کو لیجائے اپنے قصر مین قید کرے آب و دانہ بند کرے کوکب دبران کو بھی ملال ہوگا دونون وہان تڑپ تڑپ کر مر جائینگے اسی وقت خادم گئے ظلمات سیاہ دل کو بلا کر لائے وہ ساحر بدہیبت ہی دن کو دیکھکر خوف آتا ہی دربار مین سب دیکھکر کانپنے لگے سحر العجائب نے کہا ای ظلمات سیاہ دل نورالدہر و ایرج کو اپنے قصر مین لیجا آب و دانہ بالکل موقوف کر تیسرے دن لاشے نکلیں

ظلمات نے کہا حضور مین آج ہی ایسے صدمے دون کہ آج ہی تڑپ کے مر جائین یہ کہکے ظلمات چلا یہان ان دونون جوانون نے اسفدر زنجیرین ہلائین کہ ساحران غدار گھبرا رہے ہین بران اپنے مکان سے نکل آئین ایرج سے اشارہ کیا اے شہریار یہ کیا ضرور ہے ایرج نے کہا تم اس مقدمے مین نہ بولو تران نے ہاتھ باندھے کہ شہریار برائے خدا قید خانے مین کوئی اور آفت نہ آئے دل دھڑکتا ہے کو کب بھی قصر سے نکل آئے سکندر بھی اپنے قصر سے نکلے ایرج سے دل محبت کرتا ہے پکار کر آواز دی اے شہریار جانے دیجیے کیا ضرور ہے ایسا نہ ہو شاہان طلسم کوئی آفت برپا کرین سب جمال سکندر دیکھنے لگے نسیم و شاہین و گلشن بھی افسوس کر رہی ہین یہ دونون شیر نہین مانتے کہ ظلمات سیاہ دل آکر پہونچا ایک چیخ ماری کہ باغ ویران کی دیوارین ہلنے لگین آتے کے ساتھ ہی نور الدہر و ایرج کی کمر مین پنجہ دیا سحر بھی کیا کہ دونون شیرون کے منکے ڈھلکگئے لے اڑا قید خانے مین غریو بلند ہوا ملکہ تران نے کلیجہ پکڑ لیا پکار اٹھین ہائے کیونکر ضبط کرون نظم

راز رکھنا ہی نہان جو مر رہی
بے ہوا سرگشتہ ہی میرا غبار
ہاتھ مین ہر دم قلم ہی فر رہی
بوے گل لائی نہین ہر دم نسیم
مجکو ناسخ گنج باد آور رہی

فصل گل ہی کیون نہ ہمسر بہار
سامنے آسکے بگولا گر رہے
قاصد محبوب کی آمد نہین
اسکے بازی گاہ کی یہ گرد ہی

یان ہنسی ہی لب پہ دلمین درد ہی
سرخ آنسو ہین تو چہرہ زرد ہی
اسقدر ناموں کے لکھنے مین حرف
اسلیے ہر شعر مین آدر رہے
نامۂ محبوب جو لائے صبا

منکہ ڈھلنا جو نور الدہر کا سب لوگون نے دیکھا یقین ہوا ظلمات نے مار ڈالا سکندر زرین پوش اسقدر رو یا کہ بیہوش ہوگئے گرانسیم نے جوش محبت مین سر زانو پہ رکھ لیا اشک حسرت جو ٹپکے سکندر نے آنکھین کھولدین کہا اے ملکۂ عالم بڑا غضب ہوا عجب شیرون کو لیگیا دیکھیے کیا کرتا ہی شاہین نے کہا اے شہریار اب طلسم کشائی ... ہو ئی اسی طرح سب کو قتل کرینگے یہان تو سب ہلاک رہے ہین ظلمات ایرج و نور الدہر کو لیے جاتا ہی صاحبقران لشکر سلطان ازرق چشم سے لڑ رہے ہین شیران جادو جو تلاش ... عمرو کی نکلا تھا بعد جلنے امیر کے خواجہ کو تین دن اسی جنگل مین گذرے فراق مین امیر کے رو رہا ہی کہ ہائے میرے آقا اکیلے گئے وہ تو بدھے سپاہی ہین ساحر بڑے بڑے مکر کرینگے ایسا نہ ہو آقا گرفتار ہو جائین وہ مکر و حیلے کو کیا جانین تیسرے دن اسی جنگل سے تین مسافر نکلے عمرو نے تینون کو بیہوش کیا عمرو نے اُنکے کپڑے اُتارے اسباب لے رہا ہی کہ شیران ... دور سے اسنے دیکھا کہ عمرو عیار مسافرون کو لوٹ رہا ہی وہین سے تڑپکر شیر بنا ہوا جست جو کی گردن عمرو کی لی خواجہ بول بھی نہ سکے عمرو کی گردن دبا کر پر پرواز پیدا کیے اُڑا ہوا جاتا ہی جہان صاحبقران لڑ رہے ہین حوالی مین اس پہاڑ کے پہونچا شیران اس پہاڑ پر اُترا خیال مین آیا کہ دیکھون یہ شعلۂ آتش کیسے بھڑکتے ہین عمرو کو پہاڑ پر ڈالہ یا آپ گردن اُٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا جنگل مین سحر چل رہے ہین حیران ہوا کہ یہ کون لوگ ہین ... ارہا درخت جلے جنگل تمام آتش بہار ہو رہا ہی شیران حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی لیکن

ظلمات سیاہ دل جو ایرج و نور الدہر کو لیکر بلند ہوا اسکی نگاہ جو پڑی کہ شیر کسی جانور کو اُٹھا لایا ہے کھانیکا ارادہ ہے ایٔ ظلمات یہ جانور بھی عجب صورت کا ہے لاؤ اسکو حمزہ البین آپنے قصر مین لیچلینگے قفس آہنی مین بند رہیگا مکان مین رونق ہوگی یہ سوچکر بر سر کوہ ٹھرا ایرج و نور الدہر کو ایک ہاتھ مین لیا جھولی سے نکالکر دو سحر کھینچ ماری شیر ان کے جسم سے پار گذری شیران مرکر گرا عمرو پہ سے سحر اُترا حیران ہوا کہ یہ کسنے احسان کیا اس ساحر کو مار لاؤ کپڑے اُتار لین ظلمات سیاہ دل نے دیکھا کہ وہ جانور مثل آدمیون کے شیران کے کپڑے اُتار نے لگا مرنے سے شیران بصورت اصلی ہوگیا ہے ظلمات سیاہ دل اُتر آیا عمرو نے جو ایک ساحر کو دیکھا قصد کیا کہ بھاگون ظلمات نے سحر کیا ایک پنجے مین دونون جوانون کو دبائے ہوئے ہی عمرو کی نگاہ پڑی ایک ساحر بد صورت کہ خوف آتا ہے صورت دیکھکر قلب تھراتا ہے ظلمات نے کہا ارے تو کون ہے یہ ساحر تجکو کہان سے لایا عمرو نے کہا آپ کا تابعدار گوتیا ہون جنگل مین گا رہا تھا یہ شیر پہونچا مجکو پکڑ لیا مین نہین سمجھا کہ یہ ساحر ہے آپ نے احسان کیا یہ دو لو کون ہین جنکو آپ لیے جاتے ہین ظلمات نے کہا یہ پسران حمزہ ہین اپنے قصر مین لیے جاتا ہون باغ ویران مین قید تھے اب انکو اپنے قصر مین لیے جاتا ہون عمرو نے جو ایرج کو اس حال مین دیکھا دل تڑپ گیا کہ میرا فرزند کس حال زار مین ہے کہا میان ساحر صاحب میرے پیر کیون زمین سے تھاٗے آپ نے احسان کیا مجکو چھوڑ دیجیے ان دشمنون کو قتل کرین انکے تو ظلم سے بستیان کی بستیان ویران ہوگئین انکو قتل کرین کہ ساحرون کی آبادی ہو ظلمات نے کہا مجھے تجپر شک ہوتا ہے مین نے اس ساحر شیران کو خدمت مین ملکہ شاخسار کی دیکھا تھا یہ کہکے ہاتھ زمین پر مارا آواز دی یا سامری مجکو معلوم ہو کہ یہ کون شخص ہے پتھر ٹھرایا اسمین سے شرارہ نکلا اُسنے آواز دی ای ظلمات یہ عمرو عیار ہے کیون دھوکا کھاتا ہے سامری وجمشید نے بے مشقت تجکو اس ایسے کو دلوایا یہ سُنکر ظلمات خوش ہوگیا اب اسنے شاخین نخل کی توڑکر تخت بنایا عمرو بہت تڑپا ظلمات کب مانتا ہے عمرو و ایرج و نور الدہر کو تخت پر ڈالکے اُڑتا ہوا چلا اُس مقام پر پہونچا کہ جہان سلطان زرق چشم نے صاحبقران کو گھیرا ہے لڑتے لڑتے رات ہوگئی جب صاحبقران گھبراتے ہین شعلہ چمکتا سامنے آجاتا ہے اسی کی روشنی مین صاحبقران ساحر کو قتل کرتے ہین سلطان نے کئی گولے اُس روشنی پر مارے شعلہ بلند ہوجاتا ہے سلطان نے غصے مین آکر پیشانی پر نشتر مارا خون اپنا لیکر ترنج پر ڈالا وہ گولہ شعلے پر مارا شعلہ بلند ہوا تھا قطرہ خون کا شعلے پر پڑا شعلہ ٹھر آیا اب سلطان کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین مہ جبین دریائے جواہر مین غوطہ زن پیشانی انور تختی الماس آنکھ ہونٹون مین لال ڈورے کہ رشتۂ حیات عاشقان کو قلم کرین لب اعجاز نما مسیحا بھی انکی محبت کا دم بھرین بوٹا سا قد شکم صاف و شفاف لوح زبرجدی سلطان بیقرار ہوگیا اتنی تو آواز دی کہ او ظالم او غارتگر ہوش تو ہی نے اب تک حمزہ کو بچایا ورنہ اب تک طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوتا یہ کہتا ہوا بلند ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم تھراتا ہوا قلب کو بیقراری تھی خیال آیا کہ اس نازنین پر قبضہ کرون طلسم کشا گرفتار ہو سامنے شاخسار کے

خوشی خوشی جاؤن زنار نے جو دیکھا کہ میرے تعقب مین سلطان آتا ہی چاہا چمکر نکلجاؤن اُدھر سے تخت اُڑائے ہوئے ظلمات آتا ہی اسکی نگاہ پڑی ایک نازنین حور پیکر کو دیکھا بھاگی ہوئی آتی ہی ایک ساحر اسکے تعقب مین ہی غصے مین آکر گولہ جھولی سے نکالا سلطان پر کھینچ مارا سینۂ پرکینہ سلطان پر پڑا اور ٹکر پشت کو پار کر گیا اب ظلمات نے تخت کو تو ہوا پر چھوڑا لاشہ سلطان تو مجمع ساحران مین گرا سب ساحرون کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من سلطان ارزق چشم بود ساحر سب گھبرائے مرتے ہی سلطان کے اُس صحرا مین قصر ظاہر ہوا دروازہ اُسکا کھلا ہوا صدہا قیدی شاہزادے وزیرزادے معلوم ہوتے ہین ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے بیٹھے ہین ظلمات نے ملکہ زنار پر دباؤ ڈالا پکارتا ہوا بڑھا ای جان جہان مجھسے کیون خائف ہوتی ہی مین نے تیرے دشمن کو مارا مین تیرا عاشق صادق ہون یہ کلمہ جو ظلمات نے کہا ملکہ کا قلب ہلگیا خیال مین آیا کہ ای زنار اگر صاحبقران سُنلینگے زبان کھینچلینگے یہ ساحرہ سفلہ مزاج ہی ترت پکڑ جا پڑی جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک سُنہری پتلی نکالی اُس سے کہا اس ساحر بدفرجام کو لینا پتلی کو ہاتھ سے چھوڑا پتلی چلی ظلمات نے دیکھا اور نازنین اس سے زیادہ خوبصورت آتی ہی ظلمات نے اُٹھا کر چاہا گولہ مارون اُسنے مسکرا کر کہا ای نامنصف ہم تو دور سے تیرے مشتاق ہوکر آئے ہین تو ہمپر سحر کرتا ہی دیکھ تو تیری کیا اصل ہی او اندھے کونسی فصل ہی نظم

قدح لیے ہوئے گل مثل بادہ خوار آیا — خزان چمن سے گئی موسم بہار آیا
کسی طریق سے دل مین اگر غبار آیا — ہوا یقین یہ مجکو وہ شہسوار آیا
شراب کیون نہ چلے فصل گل ہی ای زاہد — کہ نہرین جاری ہوئین موسم بہار آیا
دیے فلک نے مرے سر کو کتنے ہی گل داغ — گلہ نہین کوئی پاؤن تلے جو خار آیا
لب اُسکے پستہ ذقن سیب آنکھین ہین بادام — کھلے جو دانت ہنسی مین نظر انار آیا
جو گوش گل نہ سُنے باغ مین تو کیا چارہ — قفس سے نالۂ بلبل ہزار بار آیا
دکھا کے باغ مین آنکھین چڑھی ہوئی اپنی — وہ نشۂ دیدۂ نرگس سے آج اُتار آیا

اُس نازنین نے اس دھن مین یہ شعر گائے کہ ظلمات کی آنکھون مین اندھیرا آیا عشق کا جوش ہوا ہاتھ پاؤن سنسنائے پکار اُٹھا ای زینت محفل عاشقان وای تاجدار اقلیم حسینان کیا آواز سُنائی یہ آوازین کبھی کان مین نہ پڑی تھین مین تیرا مشتاق ہون زنار نے سحر کرکے اپنے کو نظر سے مخفی کر دیا ہی وہ نازنین ناز و کرشمہ دکھا رہی ہی دوپٹہ سینے سے سرکا دیا نار پستان کا اُبھار دکھا دیا ظلمات نے کلیجہ تھام لیا کہا صاحب ان سنالون نے دل کو مشتاب کیا جو حکم ہو بجا لاؤن نازنین نے کہا تلوار کھینچو تو ہم بتائین ظلمات نے تلوار کمر سے کھینچی خوش ہو کر کہا تمہارا حکم بجا لائے سر ہتھیلی پر ہی اُس نازنین نے کہا جھوٹ نہ بولو تلوار گلے پر رکھو موت کا مزہ چکھو تب ہم راضی ہون تمہارے ساتھ شادی کرینگے بس اب دیر نہ ہوا اسنے تلوار کھینچکر گلے پر رکھی ملکہ زنار نخل کی آڑ سے دیکھ دیکھکر سحر کر رہی ہین پکارتی ہین او ننگ عشق دیر نکر کیون بدنام ہوتا ہی ہنستا ہی نام عشق کو ڈبوتا ہی قیس پکار رہا ہی فرہاد للکار رہا ہی ظلمات نے تلوار گلے پر رکھکر کھینچلی سر کٹ کے دھڑ سے لاشہ زمین پر گرا زنار نے

تلاش مین صاحبقران کے چلی صاحبقران اسی مکان مین پہونچے جو بعد مرنے کے سلطان کے
ظاہر ہوا بارہ سو قیدی وہان قید تھے اُن سب کو قید سے رہا کیا اس قصر سے اُن سب کو ساتھ لیکر
نکلے وزرا و امرا اپنے حال کہتے ہوئے ہمراہ صاحبقران باہر آئے ایک بارگاہ بھی اُس مکان مین تھی اُسکو
نکلوا کر استادہ کرایا اُسمین صاحبقران اُن جوانون کو لیکر داخل ہوئے اُن سب نے حال بیان کیا کہ
باغ ویران جو قیدخانہ ہی جب سے آپ کے عزیز قید ہوئے ہمکو سلطان نے لاکر یہان قید کیا
سلطان ہمارا نگہبان تھا مگر یہ کہا کرتا تھا کہ تمکو آکر صاحبقران رہا کرینگے صاحبقران نوان تاجدار
کے ساتھ اس بارگاہ مین بیٹھے ہین زخم دزری ہوئی وہی تاجدار مصروف علاج ہین دل وجان سے
اطاعت کی ہی لیکن جب ظلمات مرا ملکہ زنار نو طرف صاحبقران کے چلنے ارادہ ہوا چلکے ملاقات
کردن پھر خیال مین گذرا اُنکے خلاف ہوگا ایک عقاب کی شکل بنکر ایک نخل قریب بارگاہ تھا اسپر آکر
بیٹھی لیکن وہ تخت جو لوٹا اسپر خواجہ و ایرج و نور الدہر تھے عمرو نو آکر قریب لشکر صاحبقران
زیر نخل گرا دریافت کرکے براے ملاقات صاحبقران چلا نور الدہر ایک باغ مین آکر گرے
شہلاے نازک چشم ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل خراج گذار طلسم نور افشان بیٹھی شراب خواری
کر رہی تھی اسنے دیکھا ایک ستارہ آسمان سے گرا کنیزون سے کہا دیکھو تو یہ کیا ہی کنیزین چھپکر آئین
شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا شاہزادے کی آنکھ کھلی ایک جانب چلے کنیزین دیکھکر بھاگین کنیزون نے
آکر ملکہ سے اطلاع کی کہ ایک جوان آسمان سے گرا چمن طے کرتا ہوا جاتا ہی ایسا حسن وجمال ابھی ہماری
نگاہ سے نہین گذرا شہلا اشتیاق مین اُٹھی چمن مین آکر نور الدہر کو آواز دی میان جانیوالے
ذرا ٹھہر جاؤ حیرت کی بات ہی ہمارے باغ مین گرے آسمان پر کیونکر گئے تھے یہان کیونکر پہونچے
آپ کے حال پر بڑی حیرت ہی نور الدہر بیٹے اب جو نگاہین ملین دونون آپسمین فریفتہ ہوئے
شہلا نے آکر ہاتھ تھام لیا شہلا لیے ہوئے نور الدہر کو بارہ دری مین آئین مسند پر آکر بیٹھین شاہزادہ
نور الدہر کو پہلو مین جگہ دی حال پوچھا نور الدہر نے سب حال بیان کیا اور یہ فرمایا کہ ہمکو سیر
طلسم نور افشان جانا منظور ہی شہلا ہنسی کہا صاحب آج مین کتاب سامری دیکھ رہی تھی تمھارا
ذکر لکھا تھا بیچ مین کوہ بلا ہی وہان کا حاکم بلاخوار جادو اگر آپ وہان پہونچے اور بلاخوار کو مارا
تو کوہ عجائب وغرائب سے راستہ ملیگا مگر بلاخوار بلاے روزگار ہی کنیز براے جانبازی حاضر ہی یہ بھی
کتاب مین پڑھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی یہ کنیز آپ کی ہمیشہ خدمت ملکہ بران مین رہی اسی امید پر اس
باغ مین بسی تھی کہ ایک دن اپنے مالک کو رہا کرینگے مگر آپ فتاح طلسم نہین ہین نور الدہر نے کہا
فتاح طلسم ہمارے دادا جان ہین انشاء اللہ اُنکا ساتھ دینگے شہلا نے نور الدہر کو بخاطر ومدارات
اس باغ مین رکھا اور قصد کرتے ہین کہ طرف کوہ بلا کے جاوین شہلا بخاطر روک لیتی ہی کہ جانا اُنکا طرف
کوہ بلا کے تحریر ہوگا ایرج نوجوان جو تخت سے گرے ملکہ ریحان گلعذار دختر مدہوش خونخوار قزاق
اپنے باغ مین مصروف عیش تھی جب ایرج کو دیکھا ایک شعلہ گرا کمسن تھی دوڑی آکر سیتیر بشبہ صاحبقرانی کو
دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی اپنی صحبت مین شاہزادے کو لائی مطیع اسلام ہوئی یہ بھی کہا کہ باپ میرا
مدہوش قزاق پہلوان زبردست ہی شاہان طلسم نور افشان کا ملازم محافظ کوہ سنگین کہ اُدھر سے

راستہ طلسم کا ہی جس دن سُن پائیگا قیامت برپا کریگا مین آپ کے ساتھ نکلچلونگی ابرج نے کہا اے
ملکہ عالم ہم آمادہ منازل راہ طلسم نور افشان ہین تمھارے والد سے مقابلہ کرینگے اگر وہ زیر ہوئے تو
راستہ بتا دینگے ہم طرف سے کوہ سنگین کے جائینگے نہین معلوم کشتی گیر زادے پر کیا گذری یہ بھی اُن باغین
ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا جب خواجہ صاحبقران سے ملے صاحبقران نے فرمایا خواجہ اب
کل ہمارا ارادہ ہی کہ اپنے کوتابہ باغ ویران پہونچائین لیکن ہمراہیان ازرق چشم جو بھاگے چند کس
پاس سحر العجائب کے آئے عرض کی نہین معلوم ہمارے آقا کو کسنے مارا طلسم کشا لڑتا بھڑتا قصر زندان
پر پہونچا قیدی وہانکے رہا ہو گئے انہین قیدیون کے ساتھ اسی صحرا مین فروکش ہی یہ سنکر سحر العجائب
نے حکم دیا کاہن کو بلاؤ سہیل اختر شمار حاضر ہوا سحر العجائب نے کہا اے سہیل تمنے سنا ابرج
دلنور الدہر رہا ہوئے نہین معلوم کدھر گئے طلسم کشا سلطان کو مار کر اُسی مقام پر فروکش ہوا ہی
فوج بھی اُسکے ساتھ کم ہی یہ بارہ سو جوان سالہا سال سے قید تھے انکا رہا ہونا نہ ہونا برابر ہی کوئی
ساحر جائے اسم اعظم بند کرے وہ بارہ سو پھر قید ہون تو بہت مناسب ہی سہیل نے کہا مین جاؤن
سحر العجائب نے کہا تمھارا جانا مناسب نہین مینے سحر خیز کو بلایا ہی وہ جاتے ہی آفت برپا کریگا
دس دن کا کام ایک دن مین کریگا یہ ذکر تھا کہ سحر خیز بارہ ہزار جادوگردن سے آکر موجود ہوا
دست بستہ عرض کی آج حکم قضا شیم پہونچا غلام فوراً حاضر ہوا کیا ارشاد ہوتا ہی سحر العجائب
نے کہا طلسم کشا صحرائے کہنہ مین آکر اُترا ہی اگر جاکر گرفتار کرلو تو گویا کل طلسم کی جان بچائی
سحر خیز نے عرض کی آپ کے اقبال سے کتنی بڑی بات ہی حکم ہو سر لاؤن یا زندہ حاضر کرون
سحر العجائب نے کہا وہ صاحب اسم اعظم ہین سحر خیز نے کہا اسم اعظم بند کرنا کیا بات ہی سحر غلام کا
کرامات ہی یہ کہکے وہی بارہ ہزار ساحر لیکر چلا پہلو مین صحرا کے آکر اُترا لشکر کو مخفی رکھا کہ کوئی
ہمارے آنے سے آگاہ نہ ہونے پائے رات کو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر لشکر صاحبقران مین
آیا دیکھا جابجا وہی جوان فروکش ہین مگر لشکر مین گہما گہمی ہی پھرتا ہوا کنارے آکر ٹھہرا یہ بھی دور
سے دیکھا کہ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین صاحبقران نے پکار کر فرمایا چوکی پر پانی رکھو خدمتگار
آفتابہ لیکر چلا سحر خیز نے بڑھکر اُسکو بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر آفتابہ پانی کا رکھا اسی مقام پر
کھڑا ہو رہا صاحبقران اُٹھکر آئے باہر آکر دیکھا خدمتگار کھڑا رو رہا ہی صاحبقران نے پوچھا
خیر تو ہی خدمتگار نے عرض کی ابھی ایک ساحر کہتا ہوا گیا ہی کہ اسم اعظم صاحبقران بند کرلیا
غلام کا قلب اُلٹ گیا اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو ہم لوگ کیونکر زندہ بچینگے صاحبقران نے فرمایا
مجھے اسم اعظم یاد ہی عرض کی حضور پڑھین تو غلام کو آرام آئے صاحبقران خلق مجسم ہین اسم اعظم
پڑھنے لگے نصف اسم اعظم پڑھا تھا کہ خدمتگار نے ایک طائر چھوڑا طائر نے گرد سر صاحبقران بارہا
چرخ مارا چرخ مارکر سامنے خدمتگار کے آیا خدمتگار نے طائر کو شیشے مین لیا پکار کر آواز دی مہم
سحر خیز دیکھ حمزہ یون اسم اعظم بند کرتے ہین صاحبقران نے بڑھکر ایک طمانچہ مارا دو انگلیان ٹوٹین سحر خیز
لڑکھڑا کے گرا شیشے کو بچائے ہوئے امیر نے چاہا گرفتار کرین سحر خیز لوٹ مارکر بھاگا امیر نے نعرہ کیا کہ
یارو لینا اسم اعظم لیے جاتا ہی اب وہ وقت ہی کہ سحر خیز بیر اعظم بصد شوکت و حشم ہو مخانہ مغرب سے

برآمد ہوکر تخت زرجدی پر جلوہ فرما ہوئے کوہ صاحبقران کے نعرے سے سب سردار دوڑے عمرو
طلائے کی گشت سے پلٹا ہی کہ ہلڑ سنا بڑھ کے آیا دیکھا کہ ایک ساحر بھاگا جاتا ہے گال کو سہلاتا ہوا عارض
پر عارضہ ہر مقام پر جست کرتا ہے کئی سردارون نے تیر مارے اسنے سحر کرکے جلادیے امیر قریب نہین
پہونچ سکتے عمرو حیران کہ مین کیا عیاری کرون کنارے سے لشکر کے سحرخیز نکلچکا اب اسنے راستہ صحرا کا
پکڑا عقب مین سب ملازم غلمچاتے ہوئے یارو اسکو لینا جانے نہ پائے اسم اعظم لیے جاتا ہے صحرا مین
پہونچکے اسنے دیکھا کہ ملازم پیچھا نہین چھوڑتے صاحبقران تو کنارے پر لشکر کے ٹھہر گئے اور ملازم چلے
اسکو کب پاسکتے ہین سحرخیز نے پلٹ کر ایک گولہ مارا پندرہ بیس ملازم جو دوڑے چلے جاتے تھے وہ
بیچارے غش کھاکر گرے عمرو تو پیچھے ہٹا سحر سے اپنے کو بچایا دیکھا کہ سحر جو اسکا آیا گولہ فولادی تھا
شعلہ جوالہ بنکر سب کے گرد پھرا اب شعلہ آتش دور تک بھڑک رہے ہین مراد یہ ہے کہ سحرخیز نے راستہ
آنیکا روکا کہ جو کوئی ادھر آئے شعلہ آتش کا عکس پڑے وہین بیہوش ہوکر گرے عمرو تو دور سے جاکر ٹھہرا
مگر جو سردار گرے غلغلہ کر رہے ہین ہلڑ جو ہوا ملکہ زنتار درخت پر بشکل عقاب شاخ پر سر رکھکر سوگئی
تھین اب جو آواز کان مین پہونچی آنکھین کھولکر دیکھا ایک ساحر داہنے ہاتھ سے سحر کر رہا ہے سردار
گرے پڑے ہین امیر کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین زنتار کو تاب نہ باقی رہی سوتے سوتے اٹھی ہی
اپنے کو نعرہ کرکے شاخ نخل سے گرادیا سحرخیز تو چالاک وچست اسباب سحر سے درست اسنے جو
دیکھا کہ ایک ساحرہ سمنبر پری پیکر نخل سے نعرہ کرکے گری اسنے ماش کے دانے کچھ پیکان کے کچھ
گولے ترنج و نارنج سب پھینک مارے اتنے سحر جو زنتار پر پڑے سوتے سوتے گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر
گری جب تاب چاہا جھولی پر ہاتھ ڈالون جھولی پر ہاتھ نہ پہونچا اسباب سحر ہاتھ نہ آیا لڑکھڑا کے گری
آنکھین پھر گئین ہاتھ پاؤن بیکار سحرخیز نے قصد کیا اسکو مار لون مگر دیکھا اسنے بہت سے سردار
مین نے بیہوش کیے جو اپنے قابو مین ہین دوڑے چلے آتے ہین اس خیال سے کہ ایسا نہو مجھے
گرفتار کرلین زنتار پر دست انداز نہ ہوا زنتار زیر نخل تڑپتی رہگئی کئی مرتبہ اٹھی لڑکھڑا کر گری
سحرخیز نے پکار کر آواز دی ای ساحرو نکل آؤ ملازمان حمزہ میرا پیچھا نہین چھوڑتے بارہ ہزار ساحر
درہ کوہ سے نکلے غلغلے کرتے ہوئے ای شہنشاہ ہم آگئے اسنے اشارہ کیا لشکر حمزہ کو گھیر لو ساحرون
نے سحرخیز کو بیچ مین لیا گولے ترنج و نارنج لشکر اسلام پر چلنے لگے جو آگے بڑھا لڑکھڑا کے گرا
ہزارہا جوان محبت مین صاحبقران کی دوڑے تھے سحر سے ساحرون کے گرنے لگے ہمراہیان سحرخیز آپڑے
ملازمان امیر کو قتل کرنے لگے کچھ قتل ہوئے کچھ بیہوش پڑے ہین اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے امیر نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا عمرو سے کہا غضب ہوا یہ پیچھا نہین مانتے ہر چند کہ اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل تو
گلے مین ہے ان بیچارون کو بچاؤن سحرخیز طرف زنتار کے چلا ہے وہ بھی قتل ہوا چاہتی ہے عمرو نے
مرکب لاکر پہونچایا صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے تلوار پکڑ کے جا پڑے جس ساحر نے
کسی سردار کے قتل کا ارادہ کیا جھپٹ کے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے دس
پانچ ساحرون کو جو امیر نے بڑھ بڑھ کر مارا ساحرون مین شور و فریاد بلند ہوا سحرخیز نے پلٹ کے
دیکھا حمزہ شیرانہ نہنگانہ لڑتا ہوا چلا آتا ہے کئی ساحر نامی مارے گئے ساحرون نے آگ برسادی وہ

آگ صاحبقران پر تاثیر نہین کرتی شعلہائے آتش سے گھوڑا اچھکا کر نکلتے ہین حرز ہیکل کو جنبش ساحرون کے قتل کی کوشش ہا تو طرف زنتار کے چلا اتھا کہ یہ ساحرہ کون ہی اسکو مار لون حسن و جمال دیکھکر یہ بھی خیال مین ہی کہ اپنے قبضے مین کرون یہ نازنین مہ جبین قمر پیکر پری صورت کہان سے آئی اس سے صحبت آرا ہونگا شاہان طلسم بھی دیکھکر خوش ہونگے کہ خوب معشوقہ پائی سرداران صحبت کو رشک ہوگا ہنگامہ جو اسنے دیکھا جھولی سے گولہ نکالکر زمین پر مارا آواز دی ای سحر جمشیدی اب حمزہ پر کیون نہین سحر تاثیر کرتا گولہ پھٹا ایک شعلہ بھڑکا آواز آئی تو بیوقوف ہی حمزہ ساحر کشی مین مصروف ہے اسم اعظم بند ہوا اسکے پاس حرز ہیکل ہی یہ آواز سنکر سحر خیز پلٹا یہ کہتا ہوا یارو سب ملکر لپٹ پڑو حرز ہیکل گلے سے امیر کے اتار لو آگے آپ بڑھا ساحر بھی نیزے تلوار لیکر بڑھے صاحبقران کو گھیر لیا بارہ ہزار ساحر اسکے ساتھ ہین چند ساحر تو اسنے برائے قتل ہمراہیان صاحبقران مقرر کیے باقی ساحرون کو لیکر امیر پر بلوہ کیا امیر نے دیکھا کہ اب ساحر نیزے تلوارین لیکر آئے جس مرکب پر امیر سوار تھے وہ مارا گیا امیر گھوڑے سے گرے پیدل لڑنے لگے ساحرون مین بھی یہی ہنگامہ ہی کہ حمزہ کو لپٹجاؤ حرز ہیکل گلے سے اتار لو آٹھ نو ہزار ساحر بیچ مین اونکے سحر خیز ہر مرتبہ ترغیب دیتا ہی کہ یارو حمزہ اکیلا ہے بلوہ کرکے پکڑ لو سحر نہ کرو سامنے شاہان طلسم کے چلو سب کو انعام دلواؤنگا ایک ایک کا عہدہ بڑھاؤنگا سارے طلسم مین نام ہو کہ سحر خیز نے سب کی جان بچائی صاحبقران نے دیکھا ساحر چاہتے ہین لپٹ پڑین امیر بدحواس ہوئے عمرو نے جو صاحبقران پر یہ بلوہ دیکھا گلیم اتار کر ظاہر ہوا گرد صاحبقران کے پھرنے لگا انتہا کا زخمی ہوا بلکہ پکار اٹھا ای کریم کارساز و ای بندہ نواز میرے آقا کو اس مصیبت سے بچالے صاحبقران بھی رجوع قلب سے پکار اٹھے نظم

الغیاث ای والی ملک ولایت الغیاث
المدد ای دارو درد دل ہر دردمند
ہمدم ہر اہل غم وقت مصیبت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر
ہمدم و دمساز اندر رنج و رحمت الغیاث
ذوالجلال قادر قیوم و رحمان رحیم

الغیاث ای دادبخش اہل حاجت الغیاث
الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث
منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا
معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
مالک و فرمانروا و اہل حکم و اہل زور
خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

الغیاث ای حاکم تخت حکومت الغیاث
الغیاث ای حامی وقت مصیبت الغیاث
دافع ہر محنت و غم رافع رنج و الم
مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث
دستگیر بندۂ بیدست و پا در بیکسی
اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث

بلکہ جو صاحبقران نے دعا کی
عمرو بھی مصروف دعا ہی قریب ہی کہ سب ملکر صاحبقران کو پکڑلین کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گلنار ماہتابان اسمین چمکتا ہوا آکر پہونچا ابر کو دیکھکر سحر خیز جھلایا سمجھا کہ شاہان طلسم نے مدد بھیجی ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو یارو یہ مجکو ناگوار ہی مجھے سب طرح کا اختیار ہی جھپٹ کے لڑو حمزہ کو پکڑ لو کسی کی مدد گوارہ نہ کرو وہ ماہتابان ابر سے چمککر نکلا گرد لشکر صاحبقران کے چرخ مارا چاندنی پھیلگئی معلوم ہوتا تھا کہ وقت سحر ہی چاندنی نے کھیت کیا وہ ماہتابان چرخ مارکر سر پر زنتار کے آیا عکس ماہتابان جو زنتار پر پڑا اینچہ پیچ کراٹھی سحر کرنے لگی ساتھ والون نے سحر خیز سے کہا دیکھیے زنتار اٹھی اب اسکے سحر مین تاثیر ہی سحر خیز پلٹا یہ کہتا ہوا کہ ابر والے میرے دشمن ہین ابر کی طرف متوجہ ہوا پکار کر آواز دی ارے اس ابر مین کون ہی دشمن کو ہوشیار کردیا ابر سے تیر چلا

گئی ساحرون کے سینے توڑ کر نکلگیا انتو سحر خیز نے گولہ مارا گولہ جو ابر سرخ پر پڑا ابر پھٹا ایک نازنین گلگون پوش کو دیکھا سحر کر رہی ہی تیر چل رہے ہیں گھبرا گیا کہ یہ کون ہی اُس نازنین نے نعرہ کیا منم کنیز صاحبقران عالیوقار ملکہ لالہ عذار یہ کہکے کڑکڑ کر گری ماہتابان دو ٹکڑے ہوا ماہ رخسار ایک مرغ زرین پہ سوار سحر کرتی ہوئی زمین پر گری ایک طرف سے لالہ عذار ایک جانب سے ماہ رخسار ایک طرف ملکہ زنار سحر کرنے لگین زنار کو نہایت غصہ ہی سحر کرتی ہوئی طرف سحر خیز کے بڑھی للکارا او نامرد ادھر متوجہ ہو ہمارے تیر سے سامنا پڑے تو کچھ کیفیت حاصل ہو سحر خیز پلٹا گولہ مارا ملکہ زنار نے گولے کو گولے پر لیا دونون گولے لڑ کر زمین پر گرے لالہ عذار نے کلاہ زرین پھینک ماری ماہ رخسار نے چشم نرگسی سے اشارہ کیا تیر چلنے لگے تین طرف سے جو سحر چلا سحر خیز گھبرایا چاہا تڑپ کے نکلجاوے تڑپکر بلند ہوا زنار نے نعرہ کیا کہ کہان جاتا ہی سحر خیز پلٹا دو تین سحر آپسمین ہوئے زنار نے تیغ کھینچکر جا پڑی لالہ عذار نے تیر مارا نشانہ اسکا نشانہ ہوا لالہ عذار نے بڑا داغ دیا ماہ رخسار نے عکس ڈالا شیشہ ہاتھ سے چھوٹا زنار نے ایک گولہ مار دیا شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران زمان یا تو سست لڑ رہے تھے یا چست ہوئے گھوڑا ملازمون نے پہونچایا امیر پشت مرکب پر سوار ہوئے لشکر کفار پر تلوار کھینچکر جا پڑے ماہ رخسار نے کئی گولے ایسے مارے کہ جو سردار بیہوش پڑے تھے وہ اپنے مقام سے اُٹھے لڑائی مین مصروف ہوئے جب زنار نے شیشہ توڑا سحر خیز نے قصد کیا اڑ بھڑ کر نکلجاوے بلند ہوا زنار سحر کر کے برابر پہونچی گولہ مارا سحر خیز چاہتا ہی نکلجاوے زنار نے ایک دستک دی ایک پتھر کئی ہی من کا آسمان سے چرخ مارتا ہوا طرف سحر خیز کے آتا ہی سحر خیز نے دیکھا سر پر پڑیگا ہزار ٹکڑے ہو نکلے زمین پر گرا اُس مقام پر صاحبقران لڑ رہے تھے صاحبقران نے للکارا تڑپکر اُٹھا صاحبقران جو قریب پہونچے سحر خیز نے ہاتھ تلوار کا مارا کسی طرف سحر خیز نہ ہٹا تین طرف سے آگ برس رہی ہی کدھر جاوے لالہ عذار نے آگ لگا دی ماہ رخسار کے سحر کی چاندنی پھیلی ہوئی ہی دہان زخم کافران سے الامان کی صدا آتی ہی زنار نے تلوارین برسائین یہ ہنگامہ دیکھکر سحر خیز نے سپر اُٹھا دی تیغہ برقتاب صاحبقران جو تڑپ کر گرا سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے جو تلوار گری سر پر سحر خیز کے پڑی اب صبح ہو گئی چہرہ فق دل مین قلق سحر خیز کے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی برفباری و سنگباری ہوئی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا بیرون نے آواز دی کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر کو آواز آئی کشتی مرا نام من سحر خیز جادو بود لشکر حمزۂ صاحبقران والے بہرام و مقبل و طوق حران گرد و ابو لمعجن گرد غیرہ جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی جانے سے صاحبقران عالیشان کے انتشار مین تھے آپسمین سب سردار صلاحین کر رہے ہین کہ یارو ایسی سختی پڑی کہ آقا ہمارے اکیلے گئے ہم کیونکر اپنے آقا تک پہونچین یہان جس وقت سحر خیز مارا گیا جس نخل کو صاحبقران اُکھڑ آئے تھے اُسپر ایک شعلہ گرا وہ جلکر خاک ہوا طبقہ زمین کا اُڑ کر آسمان پر گیا سرکار دن نے دیکھا صاحبقران زمان کے نعرے کی آواز آتی ہی درختون پر چڑھ کر دیکھنے لگے دیکھا نین کوس پر صاحبقران لڑ رہے ہین وہان سے خوشی خوشی پلٹے سردارون کے سامنے آئے عرض کی یارو چلو صاحبقران مصروف جنگ ہین سب نے چلے

بہرام سوار ہوا آواز دی یارو چلو معلوم ہوتا ہی جس ساحر نے راستہ بند کیا تھا وہ مارا گیا سردار فوراً سوار ہوئے
رواروی کرتے چلے اسوقت آکر پہونچے کہ صاحبقران مصروف جنگ ہین سردار آکر پہونچے مصروف لڑائی
ہوئے ساحر غدار بھاگے افسر کا اپنے لاشہ اوٹھالیا روتے پیٹتے بھاگے یہان صاحبقران جو لڑ بھڑ کے ملے
ملکہ زنار و ماہ رخسار نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار اب حضور نہ ٹھیرین یونہین چلے چلین یہان تک آپکے
آنے سے قید خانے مین تہلکہ پڑ گیا آپ کے دو فرزند ایرج و نورالدہر نکل بھی گئے اُن دونون صاحبو
نشان بھی نہین جلد چلیے ورنہ وہ فوج روانہ کرین گے صاحبقران نے کل فوج کو ساتھ لیا ماہ رخسار
ولالہ عذار و زنار لکہ ہاے ابر بناکر اسمین مخفی ہوئین کنیزین مثل ستارۂ سحری چمکتی ہوئین صاحبقران
سب کے آگے لشکر پشت پر بڑھے ہوئے جاتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ صحراے ویران ملا تل جلے ہوئے
خاک اوڑ رہی ہی آواز جغد و بوم بھی اوس مرز بوم و شوم مین نہین اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا منھ کھولکر
زمین پر گرا زبان نکال دی پر پُرزے جل گئے ایک جانب دریاے ریگ جوش مار رہا ہی لشکر صاحبقران
مین تشنگی سے ایک کو ایک مستیع بیتا تھا پیاس کے مارے گر گر پڑے جانور منھ کھولے ہوئے ہانپ رہے
تھے انسان کانپ رہے تھے بونڈے گرد کے براے تعظیم اُٹھ رہے ہین سمت ویران صحرا او داس پانی
کا نشان نہین حیوان کوئی معلوم نہین ہوتا شیر کچھار مین سر ٹکرا رہے ہین ہر جو لشکر ہی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ بڑھکر خبر لو عمرو فقطو سے لگا کر بڑھا مگر نگاہ اوٹھاکر دیکھا تینون ابر جو سایہ فگن تھے وہ ابر غائب ہوئے
ٹکڑے ابر کے چیخ مار کر زمین پر گرے عمرو گھبرایا پلٹ کے صاحبقران سے کہا معلوم ہوتا ہی تینون [illegible]
پکڑ لی گئین آپ گھوڑا بڑھائیے اسم اعظم بآواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم جو بآواز بلند پڑھا
آگ دیتا ہوا عمرو نے دیکھا ایک ساحر پہاڑ پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی لالہ عذار و ماہ رخسار بیہوش سامنے
پڑی ہین وہ ساحر دھتکار رہا ہی کہ تم طلسم کشا کے کیون ساتھ آئین کیون بی زنار بادشاہ کا ساتھ چھوڑ کر کیا
مزا پایا ایک ادنی ملازم ہون دیکھو تمھارے ابر کا کیا حال کیا اسی واسطے بی شاخسار مجھکو چھوڑ گئین حکم تھا
کہ طلسم کشا آنے نہ پاے اب دیکھو لشکر حمزہ کو بھی مٹاتا ہون وہ رنگ دکھاؤن کہ تڑپ تڑپ کے مرین
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا شاہان طلسم نے عجب فقرہ کہا کہ جسنے طلسم کشا کو مارا اُسنے ساکنان طلسم پر احسان
کیا ہم اپنا نائب کرین گے ایک دن یہ ہی کہ بی شاخسار کا ملازم ہون ایک دن وہ ہوگا کہ جب عہدۂ نیابت
پاؤنگا بی شاخسار سلام کی مشتاق ہونگی ہم سلام نہ لین گے کل اہالیان طلسم پر احسان کرین گے زنار
زمین پر پڑی ہوئی ہی کچھ جواب نہین دے سکتی صاف ثابت ہی کہ سحر فراموش ہوا لالہ عذار و ماہ رخسار
کا بھی یہی حال ہی عمرو نے دور سے یہ سب سانحہ دیکھا کہ صاحبقران نے جو اسم اعظم پڑھا پہاڑ کا سب حال
ظاہر ہوا عمرو نے کنارے آکر کچھ تدبیر کی جو صورت منظور رہی اس صورت پر چلے سرخاب فراق نصیب
نے دیکھا یہ کیا ہوا کہ پہاڑ مخفی تھا ظاہر کیون ہوا کھڑے ہوکر دیکھا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے
آتے ہین زمین پر ایک دوہتڑ مارا آواز دی ای ہژبر آدمخوار لینا حمزہ بڑھا آتا ہی اسکو روکو صاحبقران
گھوڑے کو بڑھائے لشکر سے آگے بڑھ آئے تھے کہ صحراے گرداگرد سے چند شیران صحرائی دم اوٹھائے ہوئے
دھاڑ کے مارتے ہوئے صاحبقران پر اُترے جاتے ہین صاحبقران کو گھوڑے سے اوتارلین گھوڑا
اخنقر دیوزاد ایسا زیر ران ہی مگر شیرون سے سخت حیران ہی آخر ناشستگی بھولا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی

صاحبقران کو پشت سے گرادون امیر اسم اعظم پڑھکر پشت مرکب پر ہاتھ رکھتے ہین گھوڑا نہین تھمتا طرارے بھر رہا ہو جاہتا ہو رانون کے نیچے سے نکل جاؤن صاحبقران حیران و پریشان شیرون سے بھی لڑ رہے ہین گھوڑا نہین سنبھلتا سرخاب فراق نصیب نے پکار کر آواز دی او حمزہ اب کیا پڑھ سکتا ہو اب یہ شیر گھیر لین گے چیر پھاڑ کر کھائین گے نام میرا سرخاب فراق نصیب ہو مرکب و راکب مین جدائی کرا دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ہاتھ ہلایا گرمی زیادہ ہوئی لشکر اسلام تڑپنے لگا پیاس کی شدت صحرائے غربت دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت شدت نیر اعظم سے ٹوٹا گھوڑون سے سردار گرنے لگے لشکر مین پھر ہنگامہ ہوا گرمی نے اپنا رنگ باندھا نیر اعظم گویا قریب آگیا ریت کے دریا نے جوش مارا سردارونکو اضطراب ریگ ماہی کباب زمین سے دھوین نکلے اُن دھوین کی گرمی سے منہ جھلسنے لگے بیہوش ہو کر گرے فریاد فریاد کی صدائین دینے لگے امیر شیرون مین گھرے ہوئے مصروف جنگ اپنی زندگی سے تنگ ہین سرخاب فراق نصیب نے دونون طرف سحر کرکے صاحبقران کو شیرون مین پھنسایا لشکر پر شدت گرمی آپ جھکر بیٹھا چاہا ان تینون جادوگرنیون کو مارون پھر سوچا کہ ان دونون کا کیا قصور ہو جو کچھ کیا بی زنار نے کیا بادشاہون سے جدا ہوئین حمزہ پر عاشق ہو گئین کہا کیون بی زنار حمزہ کی محبت مین مزہ پایا گرفتار ہوئین اب تمہارا سر سامنے شاہان نور افشان کے لے چلونگا زنار بیقرار جان سے بیزار ٹھنڈی سانس کھینچی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے یہ اشعار عبرت و عشق انگیز پڑھنے لگی

نظم

کون زندہ ہو جو اُس چشم کا بیمار نہین
مارے جاتو نکلے جنون جیب مین ستار نہین
دیکھکر اپنے خریدار کو جھنجھلا کے کہا
کوے جانان مین کبھی سایۂ دیوار نہین
جل گیا دھوپ مین اب گھر مین مجھے آنے دے
کوئی ہمچشم بجز روزن دیوار نہین
دشت وحشت مین ہے کھٹکے چلا جاتا ہو
بجز مین بس مو نہین جو عضو ہی بیکار نہین
لعنت زن زاہد بیدین عبث ہو ناسخ
مر کے چھوٹا ہو جو زلفون مین گرفتار نہین
پردۂ چشم اوٹھا مجمع اغیار نہین
میرا کوچہ ہی یہ کچھ مصر کا بازار نہین
ہمین دھر کو ہم ڈھونڈھ پھرے مثل نسیم
دو پہر ٹھیک ہوئی سایۂ دیوار نہین
آبلے ہین مرے پاؤن مین جستجو یار
کوئی گویا کہ مرے آنکھون مین خار نہین
خانہ مستی ہی نہین مستی قلندر دولت ہی نہین
کون بندہ ہو خدا کا جو گنہگار نہین
کیا ترے ہاتھ سے سر پر مرے دستار نہین
بندہ موسیٰ کی طرح طالب دیدار نہین
مثل خورشید احاطہ کیے ہو جو جمال
پھر جام ہی گلگون گل بے خار نہین
کوے جانان مین نقش قدم نظر مین سیماب کو
ہنبہ داغ جنون سر پہ ہو دستار نہین
آنکھین کھبا مین ال جلتا ہو سر پھرتا ہو
اس خرابات مین ہم رند نہین میخوار نہین

سرخاب قہقہہ مار کر ہنسا اٹھا علم عالم عشق سر پر سوار ہو دیکھو تو تارے دیتا ہون ایک وار مین سر بھی نہ رہے جس مین سودے کا جوش ہو یہ کہکے تلوار کھینچی کہ زنار کا سر کاٹ لون کہ آسمان سے آواز آئی او ناہنجار بدکردار کیا کرتا ہے ہمارا رفیق شفیق ہے خبردار قتل نہ کرنا ورنہ آتش قہر و غضب مین جلا دونگا سرخاب فراق نصیب نے سر اوٹھا کر دیکھا شاہزادہ سحر العجائب تخت کو اڑاتا ہوا آتا ہے سرخاب کھڑا ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا آپ نے کیون تکلیف فرمائی سحر العجائب تخت سے کود کہا اے گدے اس کا امتحان ہمکو منظور تھا ہمین نے سحر کرکے حمزہ پر عاشق کرایا تو مرنے لگا سحر او تر جائیگا تو سمجھا نہین سرخاب نے کہا آپ تو بہت گھبرائے ہوئے ہین آپ کیا فرماتے ہین سحر اٹھا رہے آپ کی محبت کا دم بھرے کہا رہے مین گھبرایا ہوا ہون اسکے عزیز بارگاہ مین بیٹھ رہے ہین سب یہی کہتے ہین اگر زنار قتل ہوگی ہم طلسم کشا

کے شریک ہو جائین گے دیکھ بھائی صاحب بھی آتے ہین سب عزیز روتے ہوے ساتھ ہین بھائی صاحب
کا تاج بھی اُتار لیا تیری بدعت نے یہ حال کیا دربار والونکو ملال دیا سرخاب نے پلٹ کے دیکھا
برابر تو پہونچ چکے تھے کوکھ پر خنجر مارا ہاے کہکے سرخاب گرا خواجہ کو دکر بھاگے کپڑے جلتے جلتے
اُتار لیے زنار و ماہ رخسار ترپ گرا وہین پہاڑ کے ٹکڑے اوڑ گئے آواز آئی گنتی مرا نام من
سرخاب فراق نصیب بود شیران صحرا جو امیر کو گھیرے تھے اُن سب کے منہ سے شعلۂ آتش نکلے
جل کر خاک ہوئے سردار وہا لیان فوج جو شدت گرمی سے بیتاب تھے اُن پر ہوائے سرد چلی
دیکھا صحراے سبزہ زار نواح دلکشا چشمے آب صاف و شفاف سے معمور عندلیبان خوش نوا کو
سرو و نرگس آنکھین جھکا رہی ہے شمیم گل کیفیت دکھا رہی ہے صبا کو اپنی چال پر ناز زلف سنبل کا سو دو
گداز سردار خوش ہوئے لشکر صاحبقران قریب آیا امیر نے فرمایا عمرو ہی کا یہ کام تھا اُسنے جاکر شاید
ساحر کو مارا سب سردار خواجہ کو دعائین دے رہے ہین دیکھا خواجہ منہ پھلائے ہوئے آگے کہا
آقا سرخاب کو تو مارا مگر دو صندوقچے جواہر کے میرے پاس موجود تھے وہ گر گئے امیر نے فرمایا
یہان کچھ ملتا نہین کہا مین تو تباہ ہو گیا مہاجن میرے ساتھ فساد کرین گے امیر نے فرمایا خواجہ
یہ باتین نہ بناؤ اب کہو کیا راے ہے بہتر ہو چلیے چلین زندان خانہ طلسمی تک پہونچین کوکب کی ملاقات کا
بڑا اشتیاق ہے عمرو نے کہا چلنا بہتر ہے مگر اب مین آپ کے کسی کام مین دخل نہ دونگا جس بارے مین
آپ کو نفع ہو اُسکا نقصان بھی گوارہ کیجیے امیر نے فرمایا مین نے کچھ مال پایا کہ تمکو نہین دیا بلا وجہ مین
لڑتا نہین دونگا عمرو نے کہا تمکو بھی یہ نصیب ہوا ہے امیر نے منہ پھیر لیا امیر نے بہرام سے فرمایا لشکر کو
تیار کرو چلنے کی تدبیر ہو اگر خدا نے بخیریت تا بہ زندان خانہ پہونچایا اور کوکب کو رہا کیا بخدا بڑی عید ہو گی دہر
مخمور و بہار کا خوف ہے منہ جبین تو مدت سے مصیبت پسند ہین اسد کے ساتھ سات برس قید رہین انکو جا کر رہا کرین
کوکب ہماری شکایت کرتے ہونگے زنار و لالہ عذار و ماہ رخسار نے ابر بنیائے اُسمین تینون مختفی ہوئین
بہرام لشکر تیار کر کے لاے امیر نے قصد کیا کہ لشکر بڑھے سحر العجائب و مصر الغرائب دربار مین
بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ شاخسار نے خوب انتظام کیا کہ اول لاشہ سلطان آکر بہونچا دونون
بادشاہ پریشان ہوے بعد اُسکے ہرکارون نے اکر خبر دی کہ سرخاب نے قیامتین برپا کر دین
لشکر حمزہ کے صدہا آدمی ہلاک ہوے صاحبقران بلنا چاہتے ہین دونون بادشاہ کہہ رہے ہین
کہ سرخاب فراق نصیب بلاے روزگار ہے قیامتین برپا کریگا اُسکے سحر سے کون بچ سکیگا اُسکے
سحر جتنے ہین خود لی سامری کے سامنے اُسنے تیار کیے اسنے دعوی بیجا نہین کیا ہے یہ ذکر تھا کہ رونیکی
آواز بلند ہوئی گھبرا کے دیکھا آسمان سے لاشہ اوڑا ہوا سرخاب فراق نصیب کا چلا آتا ہے
پیر غل مچا رہے ہین غل ہے کہ آقا ہمارا مارا گیا اب سحر العجائب کے ہوش اوڑ گئے لاشہ آکر بارگاہ مین
گرا زاغ و زغن غل مچاتے تھے ساحرون کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ایک ایک کا قلب تھرا گیا
بادشاہون نے آواز دی یارو کوئی ایسا ہے کہ جاکر صاحبقران کو روکے تا بہ زندان طلسمی نہ جانے
پاوے شاخسار کی بہن اشجار خزان نصیب اپنے مقام سے اُوٹھی کہا اے شہنشاہ بڑا یہ کام ہے
کہ اسم اعظم حمزہ بند کیا جاے عیارون کے فتور سے بچے کچھ بات نہین ہے برابر مسلمان ہلاک ہو جائینگے

کنیز جاکر روکتی ہی یہ کہکر اوٹھی ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہوے بڑی دھوم سے چلی بارگاہین اژدرون پر لدی
ہوئین ساحران غدار بازبط و قرقرے پر سوار علمہاے زنگاری کے پھرہرے کھلے ہوے آپ ایک اژدہے پر
سوار تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین صاحبقران کوس بھر راستہ طے کر چکے ہین قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچے تو
دیکھا ایک پہاڑ بیچ مین حائل ہی تینون جادوگرنیون نے بڑھکر سحر کیا پہاڑ تھرا تھرا کے رہگیا امیر نے ان کو
ہٹا یا بڑھکر پہاڑ پہ ہاتھ رکھا اسم اعظم پڑھا ایک سناٹا ہوا اندھیرا چھاگیا بعد عرصۂ دراز دیکھا اوس پہاڑ مین ایک
درہ پیدا ہوا اسی درے مین لشکر لیکر صاحبقران پہاڑ سے گذرے دیکھا صحراے پر بہار جوانان
چمن کا نکھار دن قلیل باقی ہی طائران زمزمہ سرا نخلستان پر جمع ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرین
آب صاف و شفاف سے مملو گل خودرو کی بھینی بھینی خوشبو کوڑیالے کی آن بان زرخیز نہرون کے
فوارے دست تمنا اوٹھاتے ہین بلند ہو کر دور تک جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا لشکر
اسی مقام پر ٹھہراؤ آج شب کو اسی مقام پر رہین گے کل سویرے سے کوچ کرین گے انشاءاللہ تا بہ
زندان خانۂ طلسمی پہونچین گے لشکر اُترنے لگا صاحبقران پشت مرکب سے اُترے صحرا مین ٹہلنے لگے
خواجہ عمرو ساتھ ہین ایک جانب تینون جادوگرنیان پشت پر چند سردار کہ صحرا سے گرد اوڑی
نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران دیکھنے لگے دیکھا ایک ساحرہ زرد مہ بد خو اژدر کوڑیالے
ہوے پشت پر لشکر ساحران رنگ روے کبر و غرور ظاہر علم سحر سے بخوبی ماہر ہی گروہ سحر سے
اسباب سحر ہاتھ مین وہ ساحرہ اژدہے پر اوتری سامنے لشکر صاحبقران کے فروکش ہوئی ہرکارون نے
اگر صاحبقران کو خبر دی غلام اسکے لشکر مین حاضر تھے اشجار خزان نصیب نام ہی آپ کے روکنے کو
آئی ہی انتظام جنگ ہو رہا ہی صاحبقران نے فرمایا ہم انشاءاللہ کل ضرور جائین گے اگر لشکر کو بند رہو گا
اکیلے قصد کرین کے برق و مہتر قران سامنے کھڑے تھے برق نے بڑھکر عرض کی حکم ہو تو خبر لون ابھی
اس فاحشہ کا سر لاؤن مگر استاد خفا ہوتے ہین عمرو نے کہا اے فرزند جانیکا تمھین اختیار ہی سمجھ کے
عیاری کرو تم بلاؤ ڈالدیتے ہو برق نے اتنا اشارہ جو استاد کا پایا تڑپ کے جست و خیز کرتا ہوا
چلا مہتر قران بھی کنارے کنارے روانہ ہوے اشجار لشکر کو اُتار کر جنگل مین جا بجا پھر رہی ہی
درختون پر سحر کرتی پھرتی ہی کہین ماش کے دانے ڈالدیے کہین ترنج پھینک دیا کہین کچھ پیکان کے
گاڑ دیے کہ جب مسلمان اس نخل کے قریب آئین تو تیر چلین کہین خنجر دفن کیا کہین تلوار
توڑ کے ڈالدی یہی سحر کرتی ہوئی کوس بھر بڑھگئی کسی کو اپنے ساتھ نہین آنے دیا اکیلی چلی
جاتی ہی ایک نخل بڑا سایہ دار دیکھا پلٹ پڑی دیکھا ایک طرف ایک ساحر بڈھا نحیف و ضعیف
منقل آتش آگے روشن ہی ایک جام مین خون بھرا رکھا ہی بیٹھا سحر کر رہا ہی دھونی سے دھوان
نکل رہا ہی نگاہ جو اشجار جادو کی اس ساحر پر پڑی حیران ہوگئی کہ یہ کیا سحر کر رہا ہی یہ کیسے ٹہلتی
ہوئی سامنے آئی پکار کر آواز دی شاہ صاحب کیسا سحر کر رہے ہو اس صحراے ویران مین
کس سے مقابلہ ہی ساحر نے سر اوٹھا کر جواب دیا اے بی بی دشمن سرکش جنھون نے مشمش
اپنے کو مار ڈالا شاہ خسار مجکو یہان بھیجکر مین فرمایا تھا کہ دشمنون کو گرفتار کرکے لانا مین نے
سب تدبیر کرلی چل کے منڈیا مین دیکھو کن کن صاحب کی تدبیر ہوگئی سب تصویرین تیار

ہین مگر آپ کون ہین جب اہالیان بنگالہ سے مقابلہ پڑا ایک دن مین ہمین لاکھ ساحر مارے سب کے ہیر بنائے سب بلائین ڈبیا مین بند ہین ملاحظہ فرمائیے آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی یہ کمسنی دونون وقت ملنے کو ہین ایسے وقت مین اس جنگل مین آکر پھر نا تمھین زیبندہ نہین ہی مین نے تو آجتک کبھی ایسی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کا ہیکو دیکھی تھی بہرے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا جی چاہتا ہی اپنے دل کا حال کہون خاموش نہ رہون ذرا حال تو میرا سن لیجیے نظم

چار دن کے بعد یہ سب پر عیان ہو جائیگا
دوست تو ہو گا تو دشمن آسمان ہو جائیگا

شعبدہ اک اور او قاتل عیان ہو جائیگا
تیر اگر زخم کے منہ مین زبان ہو جائیگا

کسقدر شوق شہادت سے ندامت ہی مجھے
یہ یہ سمجھا تھا کہ قاتل مہربان ہو جائیگا

سینۂ سوزان پر اشک آئین تو آنے دیجیے
جلتے جلتے آگ پہ پانی دھوان ہو جائیگا

گر خدنگ نالہ کر دینگے مشبک غم نہین
دو دو دل پیوند زخم آسمان ہو جائیگا

میرے تلوونکا لہو چکھے تو ہر ہر خار دشت
توبہ کرنے کے لیے اکثل زبان ہو جائیگا

آرزو جنت کی مین کرتا نہین اسواسطے
نام سنکر جور کا وہ بدگمان ہو جائیگا

آب ہو جاتا ہی آہن وہ اثر نالون مین ہی
دیدۂ زنجیر سے آنسو روان ہو جائیگا

پا کمر جانینگے تیری یا دہن سمجھینگے ہم
جو نشان آنکھون کے آگے سے نہان ہو جائیگا

شعر مضمون نرالے جارہ نہ افسردہ نسیم
ایکدن کوئی نہ کوئی قدردان ہو جائیگا

اسطرح ان اشعارون کو اس بڈھے نے پڑھا اور یہ بھی آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کہ سینے پر جو مشکین رکھی ہین یہ بے آب ہین جی چاہتا ہی منہ لگا دین تشنۂ وصال سیراب ہون اشجار سمجھی کہ یہ بڈھا مجھپر عاشق ہوا سحر بھی کہتا ہی کہ بڑے بڑے تیار ہین جی مین کہتی ہی بڈھا ہی تو بلا سے جانے والا کسے ملتا ہی اسی کے ہاتھ سے مسلمانون کا خاتمہ کراؤ آپ اگر رہو عیار بھی اسی کی فکر کرینگے مارا گیا تو بلا سے بچا تو خدمتگزار رہیگا کہا میان تمھارا نام کیا ہی کہا مجکو سرو بلند قامت کہتے ہین مان باپ جینے کیواسطے لبد و لبد و کہا کرتے تھے یہ نام بھی بہت مشہور ہی بی شاخسار بھی لبد و لبد و کہتی ہین اُنپر بھی ہاتھ صاف کر چکا ہون اشجار نے مسکرا کر کہا یہ بھی معلوم ہی کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہی کہا حضور تدبیر ہو گئی دوسری بات آپ کو نہین معلوم وہ حنزہیکل ہی سب سامان کر چکا چھپر مین چلکر دیکھیے ڈرے منہین مین جانتا ہون چھوٹی اشجار عجیگل ہو گی یا شگاف قلم کہون بے آپکے حکم کے ہاتھ نہ لگاؤ نگا اشجار نے کہا میان لبدو ان باتون کا ذکر تو بعد فتح مسلمانان دیکھا جائیگا کیا تمسے کسی بات مین انکار ہی لبدو نے کہا ایک جل جائیگا اسم اعظم حمزہ کو بھلا دینگا حنزہیکل بھی لیتا آئیگا چھپر مین چلیے سب سامان دیکھ لیجیے بڈھے نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اندر چلیے اشجار اسکے ساتھ ساتھ چلی بڈھے نے بڑھکر ٹٹی کو ہٹا یا اشجار بھی اندر گئی دیکھا کہ ایک منکار رکھا ہی اُسپر ایک گھڑا ڈھکا ہی اشجار نے ہنسکر کہا میان ساحر صاحب یہان تو صرف ایک منکا رکھا ہی میان لبدو نے کہا حضور سب سحر بنا کے اسمین بند کر دیے ہین آپ کھولکر اسے دیکھیے سب سحر پکارتے ہوئے نکلینگے اپنی اپنی صفت بیان کرینگے جلدی دیکھیے

ورنہ دیکھیے یہ کہکر اپنی غرقی سنبھالنے لگے اشجار نے کہا دیکھو مجھکو ہاتھ نہ لگانا مین سحر دیکھنے آئی ہون
یہ کہکر اشجار بڑھی جیسے ہی گھڑا اُٹھانے لگی مہیان لبدو نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے اُسنے
چاہا پلٹون لبدو نے حباب مارا اشجار بیہوش ہوئی خنجر پکڑ کے چاہا قتل کرون اسکی کنیز گل بہار
اپنے مالک کی تلاش مین نکلی تھی اسنے دور سے دیکھا ملکہ اندر جھپر کے کیٹین دوڑ کے اندر آئی دیکھا
ایک عیار قتل کیا چاہتا ہے گل بہار نے للکارا او نا عیار کیا کرتا ہے مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ
مالک کو دیہ ہوئی عیار کے دام مکر مین پھنسین برق نے چاہا کہ کودکر بھاگون گل بہار نے
ایک دو ہتھڑ مارا برق گرا گل بہار نیمچہ کھینچکر چلی کہ دوسری کنیز پکارتی ہوئی آئی ارے اسے قتل
نہ کرنا مالک کو ہوشیار کر شہنشاہ کا بھی نامہ آیا ہے مین اسی نامے کو دیکھکر دوڑی اسمین بھی مرقوم ہے
کہ برق نے اشجار کو چھپایا ایسا ہو اسکی شامت حیات قلم ہو اب عیارون کا پتہ بھی نہ ملیگا شہنشاہ
نے جڑ کی بات بتائی ہے یہ کہکر وہ کنیز قریب آئی آتے ہی لپٹ کے خنجر مار دیا گل بہار کا گل حیات مرجھایا
گرتے گرتے دوپچہ کھینچا زیر جامہ بھی کھینچلیا برق سے کہا مار ہاتھ اشجار کو قلم کر برق نے اُٹھتے
ہی کرچ کا ہاتھ مارا اشجار کے دو ٹکڑے ہوئے برق نے بھی اسکی انگوٹھیان لے لین برق
نے کہا اُستاد دیکھیے کون آتا ہے فوج والے آ گئے عمرو اُدھر ملتے برق کودکر بھاگا عمرو نے اشجار
کے کپڑے اُتارے لیکر بھاگے بلکہ جو ہوا آواز بلند ہوئی کشتی مرا نام مین اشجار و بہار جادو و بود کنیزین
دوڑین ساحر غل مچاتے ہوئے چلے عمرو نے نکلتے نکلتے گلیم اوڑھلی ساحرون نے کہا ابھی ایک
دبلا پتلا خنجر لیے ہوئے خیمے سے نکلا کہان غائب ہو گیا زمین مین ٹٹولنے لگے کنیزون نے بڑھکر جو
دیکھا دونون لاشے تڑپ رہے ہین مگر برہنہ پیٹنے لگین کہا ارے نگوڑون نے مار لیا اس بھی
نہ چھوڑا لاشے اُٹھائے روتے پیٹتے سب بھاگے عمرو نے جو دیکھا کہ لشکر والے بھاگے جاتے
ہین عمرو نے سفید مہرہ بجایا اسمین یہ آواز تھی اے مہرام فوج لیکر آ جاؤ ساحر بھاگے جاتے ہین اور
اسباب بھی لیے جاتے ہین آ کے لوٹ لو مہرام دس ہزار فوج لیکر پہونچا ساحرون نے جو فوج کو
آتے دیکھا خیمے چھوڑ کے بھاگے عمرو نے لوٹنا شروع کیا خیمہ اُکھیڑ انھین زنبیل کیا خزانہ بھی جاکر
لوٹ لیا مہرام نے دیکھا چند خیمے خالی پڑے ہین کہا استاد مجھے کسواسطے بلوایا عمرو نے کہا ساحرہ
تھوڑی دیر کے لیے آئی تھی اسی وجہ سے خزانہ ساتھ نہین لائی بھی تمکو تکلیف ہوئی معاف کرنا
مہرام نے کہا فوج والون نے کچھ نہ پایا آپ تو صفائی کر دیتے ہین عمرو نے کہا چپ رہو یہ ذکر تو
نہ کرو سپاہی رہتے آئے تنخواہ نہین پاتے ہین مہرام سے باتین کرتے ہوئے خواجہ ملنے کو میری
کمر سے انگوٹھیان لیکر برق لیکر بھاگا وہ انگوٹھیان مہاجن کی ہین وہ دعوی کریگا وہ مجھے
جا نگلیگی منہ اسی مین ہے کہ انگوٹھیان حوالے کر دین یہ ذکر تھا کہ برق سامنے سے آیا برق نے کہا
اُستاد مین تو فوج دیکھکر بھاگ کھڑا ہوا خواجہ مجھے بیٹے برق سے انگوٹھیان نہ دین کہ بھاگ جہان ان
بارگاہ سے نکل آئے عمرو نے کہا یا امیر مہیان برق کو منع کر دیجیے یہ عیاری کرنے نہ جایا کرین
مین نہ پہونچتا تو معلوم ہوتا امیر نے زبردستی برق کو چھڑایا فرمایا خواجہ لشکر تیار کر دیتا ہے زندانخانہ
پہونچین ہمکو گرفتاری کوکب کا بڑا قلق ہے اسی وقت نقارہ ہوا لشکر تیار ہونے لگا صاحبقران نے

سلاح ذات پر آراستہ کیے اشقر سامنے آیا قصد ہی کر سوار ہون کہ صحرا سے گرد اڑی علمہاے سیاہ آمد
نشان لشکر کفار ظاہر ہوا امیر بھی دیکھنے لگے دامنہ گرد کا لنگا فتق ہوا کئی ہزار علم پھریرے کھلاے ہوے
سامنے آکر جمے فوج چلی آتی ہے کئی پلٹنون رسالون کے بعد دیکھا ایک جوان دیو خصال گینڈے
پر سوار چوڑا تیغہ کمر مین سپر فولادی پشت پر ایک کمان کلان شانے پر پڑی ہوئی تیرون کا ترکش
معلوم ہوتا ہے کہ قصر کلان مین گھنٹا شتاب لٹک رہا ہے بڑے بڑے جوان اسکے ساتھ دو لاکھ فوج
ہمراہ اس جوان نے گینڈے کو بڑھا کر آواز دی اے طلسم کشا اب نہ آگے بڑھنا حکم شہنشاہ صادر
ہوا ہے بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جائیے سنو اقران کوہ پیکر یہان سے غازیون نے آواز دی او بیہودہ
کیا بیہودہ بکتا ہے جوان صف شکن و بہادران تیغزن جا کر سر حد طلسم پر ٹھہرینگے پلٹ جانا کیسا طلسم
شکست کرینگے تمھارے بھی قتل کا بندوبست کرینگے اقران اتر پڑا فوج جا بجا فروکش ہوئی ایک
بڑی بارگاہ استادہ ہوئی اسمین اقران داخل ہوا صاحبقران کو بھی اترنا پڑا مصنف عرض کرتا ہے جب
لاتشہ اشجار پہونچا سحر العجائب و مصر الغرائب نے اقران کو نامہ لکھا یہ اسی وقت روانہ ہوا اسوقت
آکر پہونچا چار سو پہلوان زبردست ساتھ ہین ایک ایک فیل پیکر دیو صورت شیطان خصلت ٹہلنے
لگے اقران نے اترتے ہی حکم دیا طلسم کشا کے ساتھ والے بڑے سرکش ہین طبل جنگی بج جائے
کل آفت برپا کرونگا اقران نے یہ کہکر طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے آکر صاحبقران کو خبر دی
امیر نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجے پہر دن رہے سے طبل جنگی بج گیا اقران کوہ پیکر طبل جنگی
بجوا کے مسلح ہوا اسپ عربی منگوایا چند خدمتگار ساتھ لیے رنگ داستان حیرت بیان تحریر کرتا ہون
کہ اقران نہایت آراستہ ہو کر باہر نکلا ایک خدمتگار سے کہا ہمارے مہربان مدہوش قزاق
سے جا کر اطلاع کرو کہ اقران کوہ پیکر تشریف لاتے ہین اس لڑائی کے بعد ہماری منسوبہ کو بھی
رخصت کر دین ورنہ ہمین ملال ہوگا خدمتگار گیا تھوڑی دیر مین پلٹ کے آیا عرض کی وہ خود آپ کے
مشتاق ہین گھبرا رہے تھے کہ میرا خویش فوج لیکر کہان گیا اب انکو اطمینان ہوا خود تشریف لاتے
تھے مین نے روکا آپ تشریف لے چلیے اقران دو کوس راستہ طے کر کے قریب کوہ منیر پہونچا مدہوش
نے آکر استقبال کیا اقران کو با آبرو لیگیا لاکے بارگاہ مین بٹھایا جام مے ارغوانی گردش مین آیا
اقران نے کہا اے پہلوان دوران مین اسواسطے حاضر ہوا ہون کہ فرمان شہنشاہ میرے پاس آیا
مضمون یہ تھا کہ طلسم کشا کو جا کر پھیر دو مین مقابلہ حمزہ مین پہونچ گیا کل خاتمہ کر دونگا امیدوار
ہون کہ بس فردا جو حاضر ہون مجھکو سرفراز فرمائیے میری منسوبہ کو رخصت کیجیے مدہوش عیار نے
کہا اے پہلوان نامی و اے جوان گرامی مین سب سامان کر چکا جہیز وغیرہ مہیا ہے مین خود آپکو
نامہ لکھنے والا تھا کہ اب تکلیف فرمائیے برات لیکر آئیے اقران کوہ پیکر خوش ہو گیا
تو لشکر مین اپنے آیا مگر مدہوش محل مین گیا زوجہ سے پوچھا صاحبزادی کہان ہین زوجہ نے
کہا کئی دن سے باغ مین ہین مدہوش نے کہا بلا لو میان جب ایرج باغ مین ملکہ ریحان گلعذار
کے آنے ایرج ریحان پر عاشق ہوے ریحان جمال جہان آرا سے ایرج دیکھ کر گشتہ
تیغ ابرو ہوئی اس عشق کو مفصل نہین تحریر کیا سامعین پہ باعث ظاہر ہو جائیگا کہ ناظر آپ سے پہونچا

ملکہ سے کہا آپ کے والد بلاتے ہیں ملکہ نے ایرج کو ہٹا دیا تھا ملکہ نے ناظر کو رخصت کیا کہا میں ابھی آتی ہوں ملکہ پاس ایرج کے آئیں کہا اے شہریار پیرا چند ساعت باپ کے پاس جاتی ہوں ایرج نے کہا اے ملکۂ عالم مجھکو تو فراق تمہارا اشاق ہو گا کیا کہوں دل نہیں چاہتا کہ تم دم بھر جدا ہو نظم

ڈلایا خون اشارہ کر کے انگشت حنائی سے
کیا انداز ہوا ہے بت تراساری خدائی سے

دل صد چاک الجھا ہے ترے گیسوے پیچان میں
رسائی کم نہیں اپنی بھی شانے کی رسائی سے

عبث مجھسے چھڑایا دشمنوں نے میرے دلبر کو
رقیبوں کو ملا کیا روح و قالب کی جدائی سے

ہے تنگ مہر روشن ہیں تمہارے عارض تابان
خجل ہو کر نہ ہو آئینہ گالوں کی صفائی سے

بھلا وہ گلبدن کسطرح پہنے پھولوں کا گہنا
نہیں اٹھتا ہے بار عکس گل نازک کلائی سے

بنا درویش جب سے میں تو نگر جمع رہتے ہیں
مجھے رتبہ امیری کا ملا ہے بینوائی سے

تصور رات دن رہتا ہے دل کو نار پستان کا
ملے دو پھل مجھے اک سرو قد کی آشنائی سے

پڑھی آخر دعا ہے توبہ میں نے دل لگانے سے
ہوا تنگ اسقدر میں ان بتوں کی بیوفائی سے

یہی اے سیمتن میں حشر کے دن غل مچاؤنگا
لیا تھا اسنے کار برق زنجیر طلائی سے

ترے لعل لب جان بخش سے ہیں لعل شرمندہ
خجل ہے پنجہ مرجان کف دست حنائی سے

ہزاروں انگلیاں اٹھتی ہیں جس کوچے میں جاتا ہوں
ہلال عید ہوں ابرو کمان کی آشنائی سے

ایرج نوجوان نے جو یہ اشعار آنکھوں میں آنسو بھر کے پڑھے ملکہ نے تھرا کر سر جھکا لیا کہا اے شہریار میں ابھی حاضر ہوتی ہوں میں دیر نہ کرونگی ایرج نوجوان کو سمجھا کر کنیزوں سے کہا دیکھو شاہزادے کو تکلیف نہ ہو سبھی یہ فرما کر سوار ہو گئیں محل میں جو آئیں دیکھا ماں باپ میں کچھ باتیں ہو رہی ہیں کہتیں ہیں ہنستی جاتی ہیں ملکہ نے آکر باپ کو سلام کیا باپ نے گلے سے لگا لیا کہا بی بی اب باغ میں رہنا موقوف کرو ملکہ نے سر جھکا کر عرض کی ایک ہفتے کی مہلت ملے پھر میں کبھی باغ میں نہ جاؤنگی پوچھا کیوں بیٹا ایک ہفتے میں کیا ہے عرض کی میرے سب کھیلنے کا اسباب وہاں جمع ہے وہ سب لے آؤں پھر میرا باغ میں کیا کام ہے ایسی ملکہ گھبرائی کہ سوائے اس کلام کے کوئی حیلہ نہ بن پڑا یہ کہکر باپ سے رخصت ہوئیں باغ میں آئیں جب سے ملکہ گئی تھیں ایرج نوجوان گھبرا رہے ہیں باغ میں ٹہل رہے ہیں کنیزیں خدمتگزاری میں مصروف ملکہ کو ایرج دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گئے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا مگر ایرج نے دیکھا ملکہ کا رنگ رو متغیر نہایت پریشان حیران صورت زیبا ایرج کو دیکھ رہی ہیں کبھی سراپا دیکھا کبھی آہ کر کے کہا ہم آپ سے جدا ہوتے ہیں اب ہمارے آپکے ملاقات مشکل ہے اب ہم سخت مجبور ناچار ہوئے مگر اتنا خیال رکھیے گا کہ ہم آپکے بعد زندہ نہ رہینگے جب خبر ملے کہ اس فراق دیدہ کی جان گئی تو جنازہ کا ساتھ دیجیے گا مسیحائی نہ فرمایئے گا ٹھوکر نہ لگائیے گا عدم میں بھی جا کر روح بھٹکیگی ایرج نے کہا ملکہ خیر تو ہے مفصل حال کہو کیا معرکہ ہوا میں سخت پریشان ہوتا ہوں کیا ہوا گھر سے کیا سنکر آئیں کہ اسقدر پریشان ہو ملکہ نے منہ بند کر لیا کہ کیا عرض کروں کہہ نہیں سکتی ایرج نے کہا ہمارے سر کی قسم مفصل کہو ملکہ رونے لگیں کہا اے شہریار کیا عرض کروں اصل تو یہ کیفیت ہے

کہ منہ سے نہین نکلتا جب ایرج نے بہت تسکین دی تب ملکہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا ای شہریار اقران کوہ پیکر کہ پہلوان زبردست ہے اسکے ساتھ میرے والد نے مجھکو منسوب کیا تھا کئی برس کا زمانہ گذرا اب وہ بیچیا کسی حریف سے لڑنے کو آیا ہے باپ سے ملاقات کی اُسنے کہا ہے کہ کل حریف کا خاتمہ کرونگا پس فردا ملکہ کو بیاہ لونگا والد نے اقرار کر لیا اب کوئی گفتگو کی جگہ نہین باقی رہی والد نے بلاکر مجھسے کہا تھا کہ اب باغ مین نہ جاؤ مین نے اس پریشانی مین جواب دیا کہ ایک ہفتے کی مہلت دیجیے ہفتے سے زیادہ اب یہان نہین رہ سکتی یہ کہکر اسطرح بھاگ کر دمین کہ وہان و گر بیابان طے ہو گیا یہانتک آگئی ایرج نے کہا ملکہ وہ کہان فروکش ہے ملکہ نے کہا یہان سے دو کوس پر کسی حریف کے مقابلے مین اُترا ہے بڑا زبردست جوان ہے کل حریف کا خاتمہ کردیگا ایسا ہی جوان ہوگا یہ زیر کریگا یا مار ڈالیگا چار سو پہلوان زبردست اُسکے ساتھ ہین اور شہریار باپ میرا ہر چند کہ شمشیر قزاقی کرتا ہے سب پہلوانون مین سرگروہ ہے باپ کی میرے یہ شرط تھی کہ جو مجھکو زیر کر لے وہ میری بیٹی کے ساتھ شادی کرے اسی شہریار اقران جیسا کہ آیا باپ سے میرے مقابلہ کیا دو دن اور دو رات کشتی رہی آخر وہ غالب آیا تب میرے باپ نے منسوب کیا ایک سال کا وعدہ کیا تھا دو سال گذر گئے اب اُسنے تقاضا کیا اب کیا غدر ہے ایرج نے کہا اُس سے ضرور مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا جب اسنے میرے باپ کو زیر کیا آپ کے مقدمے مین کیا عرض کرون کچھ فرمایئے نہین اتنا آپ سے عرض کیے دیتی ہون کہ میرا مردہ جائیگا مجھکو زندہ نہ پائیگا آپ کے پہلو مین بیٹھکر اب کسی کے پہلو مین خدا نہ بٹھائے اس سے خاطر جمع رکھیے

نظم

خدا جانے ہوا کس لفتۂ دل کی خاک سے پیدا	کہ خوشے آبلون کے ہین نہال تاک سے پیدا
لحد پر ابر مایوسی ہوا افلاک سے پیدا	بھلا آخر خاک کیا ہوگا ہماری خاک سے پیدا
غضب کی لذتین تیر نگہ نے تیرے بخشی ہین	کہ لاکھون حسرتین ہین بستہ فتراک سے پیدا
وہ جلوہ ایک ہی دیکھے اگر چشم حقیقت سے	کہین ہے نور مین ظاہر کہین تہ خاک سے پیدا
تعشق مین خیال و فہم سب بیکار رہتے ہین	محبت سے وہ ہو جو کچھ نہو ادراک سے پیدا
مقرر دل ہوا خون آہ ٹھنڈے اشک گلگون ہین	خبر ہے جابجا منزل بمنزل ڈاک سے پیدا
حلاوت ہے کلام تلخ مین شیرین زبانی کی	مزا ایسا ہی دشنام بت چالاک سے پیدا
حجاب اکثر برہنہ خلقوں کو کام آتا ہے	کہ زینت روح کی ہے جسم کی پوشاک سے پیدا
وہ کین دو چار کو زلفین تری عالم کی سانپ ہین	کہان تھے سانپ ایسے شانۂ ضحاک سے پیدا
نہین یہ قوس الفت ہے کسی قشقہ برہمن کی	نشان رشتۂ زنار ہے افلاک سے پیدا
ادب آموز ہون مدت سے طرز بیحجابی مین	مزے کیا کیا نہین ہین خاطر بیباک سے پیدا
اثر تھا گردش چشم کا ایسا میری مٹی مین	ہوا دور تسلسل کاسہ گر کے چاک سے پیدا
سخن نا فہم سے تکلیف تحسین نامناسب ہے	نہو یہ مرتبہ بیگانہ ادراک سے پیدا
عجب دور تسلسل ہے سمجھ مین کچھ نہین آتا	کہ پیدا تاک دانے سے ہے دانہ تاک سے پیدا
نسیم اپنے سخن کے خوف سے حاسد جلتے ہین	یہ رتبہ ہے ثنائے صاحب لولاک سے پیدا

ان اشعار کے مضامین پر عاشق و معشوق خوب روئے کنیزون نے آوازدی بارہ دری مین تشریف
لیچلیے ملکہ شاہزادے کو لیکر بارہ دری مین آئین ایرج نے اس ذکر کو ٹالدیا کنیزون سے اشارہ
کیا صحبت شراب کی آراستہ ہوئی ایرج نے ملکہ کو اور کنیزون کو پیہم شراب پلائی ملکہ بھی سو گئین
کنیزین بھی بیہوش ہوئین ایرج نے ایک مرکب کہ موسوم بہ صبا رفتار کو ہی تھا آجتک کوئی اسپر
سوار نہوا تھا ملکہ کے باپ نے لوٹ مین پایا تھا بسبب بدلگامی کے یہان بندھوادیا سوار کے
نام سے وہ لنیان لشکین مارتا ہر الف ہوتا سوار کو گرادینا یہ تو اس مرکب کا کام تھا ایرج اسی کے
سامنے گئے گھوڑے کو چمکارا گھوڑا روئے زیبا دیکھنے لگا سر جھکا لیا ایرج جب قریب گئے
اسنے منھ سینے پر رکھدیا ایرج نے اسکو کسا اب جو پشت پر سوار ہوے حقیقت مین صبا رفتار
نام جا سے تھا طرارے بھرنے لگا ایرج نے راتون مین سیلاد یوار کو فرا کر اُسپار گیا ایرج بہت
خوش ہو سے طرف لشکر اقران کے چلے جب لشکر مین اسکے داخل ہوے دیکھا جا بجا تیاری
ہو رہی ہو ایک لشکر دوسری طرف بھی فروکش ہو حاضر باش و ناظر باش کی آواز آتی ہو ایرج یہ نہین سمجھے
کہ یہ لشکر ہمارے دادا جان کا ہر گھوڑا اُڑائے ہوے دربارگاہ اقران پر آئے دیکھا درگہ سالار بیٹھا
ہو ایرج نے گھوڑے سے اُتر کر درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے جوان آفتاب مثال کو دیکھکر
پوچھا کیون اے جوان کیا ہو ایرج نے کہا اپنے آقا سے جاکر کہو کہ ایرج نوجوان آپ کی ملاقات
کے طالب ہو کر آئے ہین کچھ کہتے ہین درگہ سالار نے جاکر اقران سے کہا جا رسی پہلوان دربار مین
بیٹھے ہین اقران مقام صدر پر جیسے ہی ایرج سامنے پہونچے مثل اہل اسلام کے سلام کیا پہلوان
بل کھانے لگے اقران نے کہا اے جوان تو کون ہو جو ہمارے سامنے نام خدائے نادیدہ کا لیتا
ہو ایرج نے کہا اے پہلوان مین تمھاری گوشمالی کرنے آیا ہون اگر اپنی جان کو غنیمت جانتا ہو
ابھی لشکر کو اُٹھا اور یہان سے چلا جا خبردار خبردار کبھی دختر مدہوش کا نام زبان پر نہ لانا ورنہ
زبان کھینچکر پھینک دونگا اقران غصے مین اُٹھا پہلوانون نے کہا حضور تامل کرین ایک پہلوان
جنید بلند تنی جھپٹ کر قریب آیا اقران سے کہا آپ ہٹیے اس معشوق کو مین زیر کرون مجھکو
شراب پلایا کریگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا سر جنید کا
اُڑ گیا اقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا کہا اے جوان غضب کیا میرے رفیق کو مارا مجھے
تیری صورت پر رحم آتا ہو اسی مین خیر ہو کہ چلا جا مین معاف کرونگا ایرج نے کہا مین تیرا سر لینے
آیا ہون تو نے ہمارے معشوق کا نام لیا یہ سنکر اقران جلگیا کہا اے جوان اب زندہ نچھوڑونگا
حربہ کر لے کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ رہے ایرج نے کہا یہ ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے
سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اقران نے کہا اے جوان باہر چل مین تجھکو گھوڑا
واسطے سواری کے دون اُسپر سوار ہو کے مقابلہ کر ایرج نے کہا میرا مرکب موجود ہو تو اپنا گھوڑا
منگوا ایرج باہر نکلکر پشت مرکب صبا رفتار پر سوار ہوے اقران گردن مست پر سوار ہوا
اقران نیزہ ہلاتا ہوا سامنے ایرج کے آیا وقت شب ہی چند گمیدان رسالہ دار جو قریب تھے وہ
ہلا سنکر آ گئے ہر ایک حیران ہو کہ کون جوان منچلا ہو کہ اتنے بڑے لشکر کے افسر کو یون آ کے ٹوکا

بعض کہتے ہین آخر باعث کیا ہی کہ یہ جوان اسطرح جان دینے پر آمادہ ہو گیا ہے سر دربار آکر تو کا کچھ
جان کا خوف نہین ایک نے کہا یہ مقدمہ نازک معلوم ہوتا ہی یہ جوان کہتا ہی اپنی منسوبہ کا نام
نہ لیجیے شاید اُس ستمبر پر یہ بھی عاشق ہی جب تو یون جھلا گیا ایک نے کہا یہ جوان خود حسین و
جمیل ہی وہ نازنین خود اسپر مائل ہوگی آپسمین تو یہ ذکر ہو رہے ہین اقران نے نیزہ مارا ایرج
سے نیزہ چلنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین ایرج نے نیزہ ہوا کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے اوجھڑ سپر کی لگائی کہ تلوار اقران کی ٹوٹ گئی پہلی شکست یہ تھی ایرج نے دست حق پرست
بڑھا کے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا قاش زین سے اقران کو اُٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے
پھینکا کبھی گز زمین سے بلند ہوا اقران کو چور نگ ہوا قلم کیا لشکر مین غریو بلند ہوا کافرون کے رنگ
کٹ گئے جو افسر سامنے کھڑے تھے تلوارین کھینچکر ایرج پر آپڑے ایرج نے کئی زخم بھی کھائے
سر کاٹ کے اقران کا فتراک بند سے باندھ لیا سر افسر کا تھا شکار بند سے بند عام تب بلند ہوا پشت
مرکب پر سوار ہوے دو تین افسر قتل کرکے مرکب کو پھیر اڑاتے ہوے چلے جس پلٹن یا رسالے مین
پہونچے افسر کو قتل کیا آگے بڑھے فوج کو جھیلتے ہوے جان پر کھیلتے ہوے فوج سے نکلے سرکارے
لشکر اسلام کے جو پڑے سو رہے تھے ہنگامہ سنکر اُٹھے دوڑے دیکھا پہچان نہ سکے یہ دیکھا
کہ ایک جوان اقران کا سر لیے ہوے جاتا ہی حیران ہو گئے کہ یہ کون شیر نر تھا اتنے بڑے لشکر
کے افسر کو مار کر نکل گیا فوج والے بھاگنے لگے کوئی طرف جنگل کے بھاگا بعض کہتے ہین اُنکی
سسرال چلو مدہوش سے چلکر یہ حال بیان کرو وہ کچھ تدبیر کریگا حمزہ سے یہان کون لڑ سکیگا
بوقت سحر صاحبقران نامور مسلح ہو کر نکلے سامنے لشکر کفار کو نہ دیکھا فرمایا خواجہ یہ کیا معرکہ ہی عمرو
نے کہا شب کو ہنگامہ ہوا تھا نہین معلوم کیا ہوا ہرکارے آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
آگئے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شب کو کوئی جوان یکہ و تنہا آیا میان اقران کو وہ یکہ گو
قرین مرگ کیا سنتے ہین سر کاٹ کر لیگیا فوج رات ہی کو بھاگ گئی صاحبقران نے فرمایا
کون ایسا مردانہ شیر فرزانہ تھا کہ اتنے بڑے لشکر مین آیا افسر کا سر کاٹ کر لیگیا ہرکارون نے
عرض کی ہم پہچان نہین سکے وہ جوان دریاے خون مین نہایا ہوا صحرا مین پہونچ چکا تھا
ہمنے تعقب کیا مرکب چھلاوا تھا طرارے بھرتا ہوا نکلگیا امیر نے فرمایا ہم بر سر منزل ہین سب
تو تیار موجود تھے بارگاہین لدوانے کی دیر تھی اشارہ کیا عادی نے بارگاہین لدوائین طرف
زندانخانہ طلسمی کے چلے انکا حال وقت پر نحریر ہوگا مگر وہ سوختہ آتش دوری و افروختہ
نار مہجوری شہنشاہ اقلیم حسن و جمال ماہ آسمان کمال شہر عشق کی تاجدار ملکہ ریحان گلعذار
شراب پیکر بیہوش ہو گئی تھی ہوا سے سر دجو چلی ملکہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا سب کنیزین پڑی سو رہی
ہین اپنے محبوب کو قریب نہ پایا گھبرا کے اُٹھین سب کو جگایا کہا صاحب شہریار کہان ہین سب
کنیزون نے ڈھونڈھا کہین نشان نہ پایا ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا حضور وہ گھوڑا
جسکا خونی لقب تھا وہ بھی تھان پر نہین ہی جس کمرے مین زین و لجام رکھا تھا وہ کمرہ بھی خالی پڑا ہی
یہ سنتے ہی ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا صاحب معلوم ہوتا ہی ہاے بڑے ضدی ہین جو کہتے تھے

وہی کیا برا سے مقابلۂ اقران گئے مجھ بدنصیب کو تنہا چھوڑا محبت سے منھ موڑا اپنا حال دل کس سے کہوں کیونکر خاموش رہوں نظم

۱۹۰ خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کاکل سے
نہیں ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر
چمن سرسبز ہو باران رحمت کے تفضل سے
اگر نام آوری مقصود ہو نیکوں سے صحبت کر
ہوا ہو شہرۂ آفاق لفظ طیب سنبل سے
پری لاتی ہو صندل گھسکے مجھ دیوانے کی خاطر
جو سر میں درد ہوتا ہو کبھی زنجیر کے غل سے
اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی
بنے گرداب دور دامن اشکوں کے تسلسل سے
چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے
طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے
خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا
یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے
ضرر ہو جاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق
پھٹے ہیں پردہ ہائے گوش گل فریاد بلبل سے
اثر پیدا کیا گردش نے ایسے دور ساغر کا
تری آنکھوں نے کیفیت اٹھائی ساغر مل سے
منغض کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے
شب مہ میں جو دریا کے کنارے جا کے روتا ہوں
گذر جاتی ہے کشتی یار کر ٹھوکر سر پل سے
قیامت میں بھی کوئی حال کو انکے نہ پوچھیگا
کیا ہے کشتہ تو نے جنکو شمشیر تغافل سے
نہایت دشت خاک آتش بیکس کو حسرت ہے
کبھی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

روتی ہوئی ملکہ بارہ دری سے نکلیں کہا صاحبو تلاش کرو اس ماہ تابان کے جاؤ تلی کنیزوں نے عرض کی حضور وہ گھوڑے پر سوار ہو کے گئے ہیں آپ انکو کہاں پائینگی رات کا وقت ہے کیونکر جستجو کریں ملکہ نے کہا صاحبو مجھے آنکھوں سے نہیں سوجھتا دیکھو صاحبو محبت اسے کہتے ہیں تجھ کمبخت نے بات کو نہ سمجھا اقران کا ذکر کر دیا مرد مردانہ شیر فرزانہ انسے ضبط نہو سکا آخر ہمارے مقابلہ کو گئے ہیں یہ اکیلے وہاں دولاکھ اقران خود زبردست ہے دشمنوں کو گرفتار کر لیگا اگر سن پایا کہ میرے رقیب ہیں تو قتل کریگا ہائے کیونکر خبر منگاؤں کہ کیا گذری یقین ہی جا کر بھڑ گئے ہوں وہ آتش خو شعلہ مزاج ہیں سپاہیوں کے سر کا تاج ہیں وہ دبینگے نہیں دروازے پر آکر دونے ملکین صحرا کی جانب دیکھ رہی ہیں جس نخل کو جنبش ہوئی معلوم ہوا کوئی آتا ہے گھبرا کر چاہتی ہیں کہ دروازے سے نکل جاؤں کنیزیں لپٹ جاتی ہیں ملکہ فرماتی ہیں اس مشکل کو پروردگار آسان کریگا نظم

۵۴ می کشاید حضرت حق پیچ و تاب کائنات
دور عیسا زد زولیا اضطراب کائنات
گاہ شد در روز روشن آفتاب کائنات
گاہ در شب جلوہ گر شد ماہتاب کائنات
گاہ ظاہر گرد از گل رنگ موجودات خویش
گہ نمود از روے سبزہ آب و تاب کائنات
شد عیان از ذرہ تا خورشید تابان در نظر
چون خدا بر داشت از چہرہ حجاب کائنات
خلق را از نشۂ جام محبت مست کرد
حق کشید از شیشۂ قدرت شراب کائنات
محرم اسرار جزو کل خداے اکبر است
ہست خالق واقف عیب و صواب کائنات
ہند یا در پارسی تحریر کن حمد خدا
تاکہ دیوان تو باشد انتخاب کائنات

ملکہ بیقرار ہو ہو کر طرف صحرا کے دیکھ رہی ہیں کہ آواز مرغ سحر کان میں آئی ملکہ اور زیادہ گھبرائیں کنیزوں نے
کہا صاحب صبح ہو گئی اب تک اُس مہر ایرج جرأت کا پتہ نہ ملا نہیں معلوم اُسپر کیا گذری طائر درختوں پہ زمزمہ
کرنے لگے ملکہ بہ نگاہ یاس طرف صحرا کے دیکھ رہی ہیں کہ دیکھا گرد کے ٹاپ سم مرکب کے آواز آئی نخلستان
سے جسطرح آفتاب تاباں یا ماہ درخشاں پردۂ شفق میں مخفی ہو کر نکلے ملکہ نے گھوڑے کو پہچانا کہا
مرکب تو وہی معلوم ہوتا ہے گھوڑا خونی جنونی کئی سوار مار ڈالے اب تو کس شائستگی سے چلا آتا ہے
کنیزوں نے عرض کی ماشاء اللہ شست تو دیکھیے اگر ہاتھ میں جام آب لیں ایک قطرہ پانی کا نہ گرے
گھوڑا پاے خون میں نہلائے ہوئے سر میں ایک کنیز نے کہا دیکھیے ایک سر بھی شکار بند سے بندھا ہے
ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہیں گھوڑے کو اُڑائے ہوئے قریب
آئے مرکب سے کود پڑے کنیزیں گھوڑے کو دیکھکر بھاگ گئیں لیکن ایرج نے کہا اب یہ مرکب کسی کو
نہ ستائیگا شائستہ ہو گیا کنیزوں نے سنبھال لیا ایرج اندر آئے سر اقران کو پیکر کا شکار بند سے کھولا
سامنے ملکہ کے ڈال دیا کہا گنہگار کا سر حاضر ہے یہی دعوی نسبت کرتا تھا ملکہ گھبرا گئیں حیران ہو کے کہا
سر اس ملعون کا کیونکر لائے ایرج نے کہا مقابلہ پڑا پروردگار نے اسپر غالب کرایا ملکہ گھبرا کے
دوپٹے سے خون جسم ایرج پاک کرنے لگیں ایرج نے کہا اوچھے اوچھے زخم ہیں ایرج کو ساتھ
ملکہ کے مصروف عیش و نشاط ہوتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا لیکن مدہوش جرعہ خوار قزاق
اسباب شادی کا جمع کر رہا ہے صبح کو بیٹھا ہوا یہی حساب لکھوا رہا تھا کہ سامنے سے کچھ پلٹن کچھ رسالے
بھاگے ہوئے آئے افسر نہ دارد مدہوش نے پوچھا تم کون لوگ ہو سب نے عرض کی آپ کے داماد
کے ہمراہی ہیں شب کو ایک جوان آیا اُنکا سر کاٹ کر لیگیا کئی افسر لڑے وہ بھی مارے گئے چند کس نے
آکر لاشہ بھی اقران کا رکھدیا مدہوش نے لاشہ جلانے کا حکم دیا پھر فرمایا ہمارے عیار کو بلاؤ
معمور قطرہ زن کس مقام پر ہے دیکھا سامنے سے ایک عیار طرار قنطورہ زربفتی پہنے ہوئے وہ سقرلاتی
لگائے ہوئے سامنے مدہوش کے آیا مدہوش نے کہا اے معمور تم نے سنا اقران کا کوئی سر کاٹ کے
لیگیا کچھ سحر کر دیا ہو گا آج دنیا میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ اقران سے مقابلہ کرے اقران نے بادولت
کو زیر کیا دیکھو تو کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں جلد پتہ لگاؤ کہ وہ کون جوان تھا کہ اقران کا سر کاٹ لیگیا
مجھے بڑا قلق دیا میں اپنی جان دونگا جلد دریافت کرو معمور نے کہا آج ہی میں اُس جوان کو
پکڑ کے لاؤنگا یہ کہکر چند شاگردوں کو بھی حکم دیا اور آپ بھی کوچہ کوچہ پھرنے لگا اول کوتوالی چبوترے
میں آیا مہترانیوں کو بلا کر اقرار نامہ لیا کہ جلد پتہ لگاؤ وہ کون جوان ہے جو اقران کو پیکر کا سا کاٹ
لیگیا میاں تو سب سے اقرار نامے ہوے معمور قطرہ زن پریشان و مضطر گلی گلی پھرتا ہے
شاگردوں سے حکم دیا ہے کہ جلد تلاش کرو دو دن میں معمور نے سارا شہر چھانڈالا قریب شام کوتوالی
چبوترے میں آکے ٹھہرا دس پانچ شاگرد بھی جمع ہیں ہر ایک نے یہی خبر دی کہ حضور کوئی محل
شہر میں نہیں چھوڑا کہ جہاں تلاش کرنے نہیں گئے ایک شاگرد نے کہا استاد باغ ملکہ ریحان بلغدا
کا باقی ہے معمور نے کہا بھلا وہاں کہاں وہ اپنے شوہر کے دشمن کو اپنے گھر میں جگہ دیگی ایک شاگرد
نے کہا یہ خبر تو میں نے مفصل پائی تھی کہ ملکہ عالم نے جب سنا کہ اقران نے میرے باپ کو زیر کیا

اور نسبت پختہ ہوگئی کئی دن کھانا نہین کھایا کنیزون کی زبانی سنا کہ فرماتی تھین کہ اقران میرا جنازہ لے جائیگا معمور نے کہا آج جاؤ لنگارات کو پہر رات گئے معمور چلا قریب باغ ملکہ ریحان آیا دیکھا دروازہ بند ہو رہا تھا کھٹکا دل مین خیال آیا یہ تو نئی بات ہی ملکہ کے باغ کا دروازہ کبھی بند نہ رہتا تھا کسی کا مزاج ہر وقت کھیل کود کا سامان تھا پشت پر آیا کان لگا کے سنا گانے کی آواز آتی ہی کمند مار کر دیوار پر چڑھا وہ رنگ دیکھا کہ قلب الٹ گیا ملکہ ریحان بھاری جوڑا پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن کنیزین سامنے بیٹھی ہین ایک مہ جبین غزل عاشقانہ گا رہی ہی دل توڑ توڑ کے بتا رہی ہی ایک طرف ایک نوجوان کو دیکھا صاحب حسن و جمال سپر و شمشیر آگے رکھی ہی دمبدم ملکہ سے کہ رہا ہی اقران سے یون مقابلہ پڑا مین نے چورنگ ہوائی قلم کیا افسرون نے روکا بارہ افسر میرے ہاتھ سے مارے گئے لڑ بھڑ کے نکل آیا پھر اسکا درخت مین کیون لٹکایا سر اُس خود سر کا کسی جنگل مین پھنکوا دیا ہوتا ملکہ نے کہا صاحب اگر باغ کے قریب پھنکواتی تو ڈر تھا دور پھنکواتی کوئی پاتا پتہ لگاتا اس وجہ سے مین درخت مین لٹکا دیا وہ جوان کہتا ہی ای ملکہ عالم اب ہمارا رہنا بہتر نہین ہم زندان طلسم مین قید رہے پروردگار نے اپنی قدرت سے رہا کیا دادا جان کا طلسم مین داخلہ ہوا اسکے پہلے ہمکو جانا چاہیے ملکہ بولی وہ قید ہون اور ہم نہ پہونچین بڑے شرم کی بات ہی ملکہ کہتی ہین صاحب مجھکو بھی لیچلو معمور نے چاہا بلٹون مدہوش کو خبر کرون پھر جی مین کہتا ہی مین خود اسکو قتل کرون مجھسے کیا بچیگا بڑے غضب کی بات ہی کہ نبیرہ حمزہ ہمارے مالک کی دختر کے پہلو مین بیٹھے یہ سوچکر دیوار سے کودا تمام باغ مین روشنی ہو رہی تھی وہین سے آواز دی او نبیرہ حمزہ تجھکو کچھ خوف نہ آیا ملکہ کو آواز دی او کسبیہ بدکار ایسے نامی گرامی شوہر کو قتل کرایا مسلمان کو پہلو مین بٹھایا جسوقت تمھارے باپ کو خبر ہوگی کیا آفت برپا کریگا وہ دو ہزار جوان لیکر دس دس ہزار کو لوٹ لیا تجھکو کچھ خیال نہ آیا ملکہ نے جو معمور عیار کو دیکھا کانپنے لگین کنیزین چیخین مار کر بھاگین ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ کیون گھبرائی ہو ملکہ نے کہا ای شہریار یہ بڑا زبردست عیار ہی والد کا صلاح کار ہی ابھی ہی خبر پہونچاتا ہی تب والد ہمارے لوٹنے کو جاتے ہین معمور قریب آگیا ملکہ نے چاہا بھاگون مگر ایرج نے ہاتھ پکڑ کر بٹھایا آپ کود کے سامنے معمور کے آگئے اُسنے پیچھے ہٹکر پتھر کلہ گوپھن مین دیکر ایرج پر مارا ایرج نے خالی دیا اُسنے دوسرا پتھر مارا ایرج نے پہلو تہی کر کے خالی دیا یہ تعلیم کردہ خواجہ عمرو مین سارا توبڑا اُسکا خالی ہوا سب پتھر یا دہوائی گئے اب پیچھا پکڑ کے معمور برس پڑا ایرج خالیان دے رہے ہین دبڑھ پتے پر کھڑے لڑ رہے ہین ملکہ ریحان گلعذار کی بیقراری جب وہ پیچھا لگاتا ہی ملکہ گھبرا جاتی ہین یقین ہوتا ہی کہ شاہزادے کا سر اڑ جائیگا ایرج اپنے کو بچا لیتے ہین ملکہ ریحان گلعذار بیقرار ہوکے دعائین مانگ رہی ہین کہ ای کریم کارساز وای رب بے نیاز میرے وارث کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے تو بلا رے روزگار ہی تو پروردگار ہی تیری ذات سے سب امید ہی ہماری زبان نہین کہ تیری صفت کر سکین تو وحدہ لا شریک ہی یہی اعتقاد و ثواب ہی

نظم

ز ہے شمعے کہ روشن کرد نورش جملہ محفل را
ز ہے نوری کہ داد از پرتو خود روشنی دل را

زہے معطی کہ چون دست عطا بر خلق بکشاید — چو ابر تیر پر از گوہر کند دامان سائل را
زہے عقدہ کشا کانروی کشاید عقدہ لاحل — کند آسان بوقت کارسازی کار مشکل را
زہی ہادی کہ در راہ ہدایت رہبری باشد — زہی غافل کہ در غفلت کند آگاہ غافل را
خداوندیکہ ہرگز نیست انکار از خدائیش — چہ دانا را چہ نادان را چہ عالم را چہ جاہل را
زہی خالق زہے قادر زہے صانع کہ ہر یوم — برآرد برگ و بار از چوب خشکی گل کند گل را
زہی قاصد کہ در قصد سفر محکم بود پایش — زہی سالک کہ طی در راہ عرفان کرد منزل را
ز حرف ہیچ منطق عالمان را علم وحدت بس — زہی حرف ہیچی یک الف کافی است فاضل را
ز ہر حالت خوش است اندر جدائی عاشق مولے — غم ہجران مذاق وصل بخشند مرد واصل را
بجز جانان غم جان ہم ندارد عاشق بیجان — بغیر از دلربا دل تعلق نیست بیدل را
شہید تیغ ہجران زندہ تا محشر نمی گردد — غریق لجہ الفت نہ بیند روی ساحل را
بجز ذکرش ندارد مرد ذاکر بر زبان ذکرے — بجز شغلش نباشد شغل دیگر مرد شاغل را
درین مشغل سلامت ماند از دست عدو جانش — کشد ہر کسکہ با تیغ ریاضت نفس قاتل را
خداوندی بخلاق زمین و آسمان زیبد — شہنشاہی سزاوار است آن سلطان عادل را
مہ نورا دہد نور جمالش حسن روز افزون — کند بر مطلع خوبی منور بدر کامل را
بہ گنج دولت عرفان غنی گردی و مستغنی — کنی حاصل اگر ہمتدی حصول اہل حاصل را

ایرج نے صدہا وار عمور کے خالی دیے چور ہوگئے ایک مقام پر اُسنے قریب آکر ہاتھ مارا ایرج نے خالی دیکر بیٹھ کے جو پالٹ کا ہاتھ مارا ایک بیر کمٹ سے عمور کا کٹ گیا لڑکھڑا کے گرا ایرج نے بڑھکر سر کاٹ لیا ملکہ نے کہا صاحب اسکا لاشہ نہین باغ مین دفن کردیا جائے کنیزون نے کنج باغ مین کھودکر لاشہ معمور کا گاڑدیا جب صبح ہوئی مدہوش آکر اپنے مقام پر بیٹھا سب غول جمع ہوے شاگردان معمور بھی آئے سب نے عرض کی رات سے استاد نہین ملتے مدہوش نے کہا یارو اسپر کوئی اُفتاد پڑی مگر تلاش کرو مین جانتا ہون کسی دشمن نے اُنکے گھر مین قاتل قران کو جگہ دی میرے عیار کو بھی پکڑکے مار ڈالا تلاش کردیتہ لگاؤ کہ چہ بدار نے بڑھکر عرض کی زرد وست پرشتر سوار فرستادہ شاہان طلسم حاضر ہی مدہوش نے کہا بلالو شتر سوار نے اندر آکے فرمان شاہی پیش کیا مدہوش نے پڑھا طرف سے شاہون کے لکھا تھا کہ ای مدہوش طلسم کشا اندر علاقے آگیا کئی ساحر گئے وہ قتل ہوے تمکو لکھا جاتا ہی جسطرح سے طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرو اسقدر تمکو انعام ملیگا کہ قزاقی کا کبھی نام نہ لوگے مدہوش یہ سنکر خوش ہو گیا کہا مین جاتے ہی طلسم کشا پر شبخون مارونگا میرے خود خیال مین تھا کہ طلسم کشا کو مت دعوی جرات ہی جا کر مٹا اُنکو لوٹ لینا تو ہمارا کام ہی اسمین نام ہی چلتے چلتے ایک اوچھا سا ہاتھ بھی چھوڑ دیا مار ڈالا جو تاجر ہین ہمارا بلوہ دیکھ بیٹ جاتے ہین انکو چھوڑ دیتے ہین جیسے اپنے ساتھ والون کو لڑوایا اکثر ایسا بھی ہوتا ہی کہ گود مین اُٹھا کے گھوڑے پر بٹھالیا سپاہ پر آکے اُنپر سختی ڈالی پشت پر اُنکے سولہ بھی نہ آئے دو لاکھ منگا لیے جب اُنکو چھوڑا طلسم کشا ہزار روپے والا ہی بطور اول کے ملکیٹ لاونگا دس لاکھ

سے پہلے کم نہ لونگا روپیہ منگا لونگا پھر بھی نہ چھوڑونگا اُنکے بیٹے پوتے بھی بڑے بہادر ہین وہ سن پائینگے کہ ہمارے باپ دادا گرفتار ہین فرداً فرداً سب کو پکڑ لونگا جو ملک قبضہ مسلمانان مین ہین اُنپر قبضہ کرونگا شاہان طلسم سے انعام نہ لونگا اُنکی حوالی مین رہا اُنکی مہربانی کہ کبھی مجھپر ساحر کو نہ بھیجا آج ایک کام کو حکم دیا ہی تو اسکو انجام ایسے طور سے کرون کہ شاہ ہمارے خوش ہون اسطرح کے مضمون طولانی ایک کاغذ پر لکھکر شتر سوار کو دیے شتر سوار کو بڑا بھاری خلعت ملا اسکو تو رخصت کیا قزاقون کو بلا کر حکم دیا کہ یارو تیاری کرو ایاب ایک کو صاحب ملک کرونگا اب قزاقی چھوٹ جائیگی ساٹھ ہزار کا لشکر فوراً تیار ہوکے حاضر ہوا پھر دن پچھلا باقی تھا کوچ کیا قزاقون مین بڑی خوشی ہی کہتے ہین خوب مال لوٹینگے طلسم کشا بڑا روپیہ والا ہی باختر ایسا ملک انھین کے قبضے مین ہی مشہور ہی کہ تین مہر آفتاب حوالی باختر مین رہتا ہی مہر بھر مین اور تمام عالم کی گشت کرتا ہی یارو سنا ہی کہ جب وہ ملک صاحبقران نے فتح کیا ایک ایک سپاہی بوجھ لوٹتا تھا جب خزانہ اشرفیون کا دیکھا روپیہ پھینکا اشرفیان لوٹین جب جواہر خانے پر پہونچے اشرفیان پھینکدین جواہر لیا ایک ایک لکھ پتی ہوگیا استعفا دیکر اپنے گھر چلے گئے جاگیر علاقے خریدے اب سلطنت کرتے ہین پھر رات گئے آکے قریب باغ ملکہ ریحان گلعذار اترے مدہوش کا ارادہ ہوا کہ بیٹی سے بھی ملاقات کرلون ساتھ والون سے کہا مین ذرا جاکر ریحان سے ملاقات کر آؤن اب اُسکی شادی طلسم نورافشان مین ہوگی تصویر دکھادونگا شاہ بہ خواہش طلب کرینگے یہ کہکر طرف باغ کے چلا ملکہ پہلو کے ایک برج مین بیٹھی ہین کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی آپکے والد آتے ہین ملکہ قدمون پر ایرج کے گر پڑین کہا برائے خدا چند ساعت کے واسطے ہٹ جائیے اسباب عیش ونشاط ہٹانا شروع کیا کس کس شے کو ہٹائے ملکہ کے کہنے سے ایرج کمرے مین چلے گئے کہ مدہوش آکر پہونچا دیکھا اسنے کہ تیاری باغ کی خوبی سے بہشت معلوم ہوتا ہی روشنی کی آراستگی ہر چمن مین رونق قفس ہاے زرین طائران زمزمہ سرا کے لٹکے ہوئے روش پشریان درست کنیزین چالاک وچست ملکہ واسطے استقبال کے آئین کہا بی بی آجکل باغ تو خوب درست کیا ہم تو بارے مقابلہ طلسم کشا جاتے ہین اب عرصے مین آنا ہوگا تم پریشان نہونا ملکہ نے شرماکے سر جھکا لیا خوف سے آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے مدہوش اُنکے گلے سے لگا لیا کہا بی بی ہم مرد ہین بڑی خوشی کی بات ہی ایسے مقام پر جاتے ہین کہ ایک ایک سپاہی تمھارا بادشاہ ہوجائیگا ہر چند کہ افراسیاب مارا گیا اب شادی تمھاری شاہ طلسم کے ساتھ ہوگی بادشاہزادی طلسم نورافشان کی کہلاؤگی ایسی ایسی باتین کرتا ہوا بارہ دری مین آیا سب حال صاحبقران کا بیان کیا کہا جاکر وہ شبخون مارون کہ مسلمانون کو بھاگنا بھی مشکل پڑ جائے دل مین کھٹکا کہ اسقدر تیاری کا کیا باعث ہی مگر کچھ نہ کہا تھوڑی دیر بیٹھکر مدہوش تو چلا گیا ایرج جو کمرے سے نکلے کہا لو ملکہ خدا حافظ ملکہ نے گھبرا کے دامن پکڑ لیا کہا کیون شہریار کہان جائیے گا کہا آپکے والد لشکر پر دادا جان کے شبخون مارنے جاتے ہین اگر یہ خبر مشہور ہوئی گشتی لیکر زاد وطعن کریگا یہ لشکر سلاح ذات پیا

آراستہ کیے مرکب تیار کیا ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار ساتھ ہزار فراق ایک ایک بلاے روزگار ہا
جب آپ ہی آپ گریہ نکلیے اگر ایک سے بھی مقابلہ پڑگیا بچنا دشوار ہوگا ایرج نے کہا اے ملکۂ عالم جو رنگ
ہوگا سن لیجیے گا خدا میرے دیوانے کو سلامت رکھے اُسنے ایسے ایسے شبخون مجھپر مارے کہ مین سب طریقے
سے آگاہ ہوگیا ملکہ نے کہا اے شہریار مین اپنے دل کو کیا کہکر سمجھاؤن اپنی تو یہ کیفیت ہے ہر وقت
طبیعت پہ جوش وخروش دریاے الفت کا جوش طبیعت مدہوش ترک نا دوش نظم

گل ہی کیا مجروح ہے تیغ نگاہ یار کا
اپنے سر کو اندلون سودا ہے زلف یار کا
ہے جھپکنا مشکل اپنے دیدۂ بیدار کا
نکلے کیا ارمان اُس محبوب کے دیدار کا
ہے تصور مجھکو ہر دم ابروے خمدار کا
ہو گیا ہون فرقت جانان مین ایسا ناتوان
اڑ کی جائیے یون بسر کرتا ہون کوے یار مین
گھل گیا ہون پر نظر بازی ہے آنکھون مین وہی
رو رو پھر سے جلتے ہین ہم مثل دود رخ دھوپ مین
دیو کا سایہ اتر جاتا ہے اکثر اے پری
پلکین اپنی رو نکلتے ہین آنکھین ہین داغ جنون
ہم چلے اپنے وطن کو ہو کے غربت مین فقیر
ہو نہ ہو ہم تجھکو دیتے ہین جو یوسف سے مثال
کون ہے کافر جو تیرا محو نظارہ نہین
لوٹتے ہین دیکھنے والون کے دل بے اختیار
عجز سے عیسیٰ کو بھی لکنت ہو موسیٰ کی طرح
زہر مجکو ہوگئی ہے ہجر مین ساقی شراب

ہر گل پہ بھی ہے بہا ہا مرہم زنگار کا
پارچہ جان بنگیا جو پیچ تھا دستار کا
چہرے پر نقشہ ہے تیرے روزن دیوار کا
بخت ہے خوابیدہ اپنے دیدۂ بیدار کا
دل نہین گویا بغل مین میان ہے تلوار کا
توڑنا مشکل ہوا ہے آنسوؤن کے تار کا
خاک کا بستر ہے مخمل سایہ دیوار کا
چشم مین عالم ہے شاخ نرگس بیمار کا
سنتے تھے کوچے مین عالم خلد کے گلزار کا
پر اُترتا ہی نہین سایہ تری دیوار کا
ہے سراپا اے صنم طالب ترے دیدار کا
گشتی دریوزہ ہے عزم کنگا یار کا
بند منھ کسنے کیا ہے مردم بازار کا
بنگیا تار نظر رشتہ ترے زنار کا
ہے غضب انداز او کافر تری رفتار کا
اے صنم اعجاز ہے ایسا تری گفتار کا
شیشۂ مے کیا پھپھولا ہے دہان مار کا

اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ ایرج کا دل ہلگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ملکہ مین بہت جلد آؤنگا
یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے ملکہ تو روتے روتے بیہوش ہوگئین ایرج نوجوان گھوڑے کو
اڑا کر چلے جب قریب لشکر مدہوش پہونچے دیکھا طلایہ پھر رہا ہے حاضر باش وناظر باش کی صدا
بلند ہوا ابھی اول شب ہے مدہوش بارگاہ مین بیٹھا ہے سردار اسکے جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ لشکر
حمزہ سے بہت لطف سے لڑنا کہ مسلمان گھبرا جائین جب بھاگنے لگین بارگاہین جلا دینا یہ ذکر
تھا کہ نعرۂ تکبیر کی آواز کان مین آئی طرف سے مشرق کے صدا بلند ہوئی نعرۂ صاحبقران

منم سرکن لشکر کافران
منم اختر برج عز وجلال
ہمہ خاک از کفر شد پاک و صاف

بہ شمشیر نگون شد سر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کوچک لقب شد بقاف

منم سرہبر دین وراہ خدا
سمنون بہ شمشیر قاری شدہ
ہمہ شہر آباد اسلام شدہ

کہ سرکوب کفار و کشورکشا
ہمہ عزت از تیغم عاری شدہ
کہ صاحبقران در جہان نام شد

مدہوش نے جو نعرہ صاحبقران کی صدا سنی کہا لو حمزہ نے خود شبخون مارا ارے بڑھکر روکو اسنے
ابھی سنلیا ہوگا کہ مدہوش ایسا قزاق آتا ہی وہ خود دوڑ پڑے کہ مغرب کی طرف سے صدا بلند
ہوئی منم دارائے صاحب رائے سواد اعظم ملک ہندوستان جانشین صاحبقران نعرہ
لندھور جزیرہ ہائے دریا اگر قسمت تا بہ ہندستان + اگر نامم بہ پیدائی منم لندھور بن سعدان +
مشرق والے مغرب کو گئے آپسمین گوشت خر دندان سگ ہونے لگا ایرج نے طرف جنوب کے
آ کے نعرہ کیا نعرہ رستم

علمشاہ رومی شہ فیل زور
ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
نسبت علمشاہ چو رستم لقب

اودھر سے طرف شمال آئے
گھوڑا اڑایا نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری +
ایک طرف آ کر نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان مہر برج خوبی شہ انجمن + بدیع الزمان گرد لشکر شکن +
ان سب نے نعرہ کرکے ایک طرف لڑنے لگے خیمون کی تنابین کاٹ دین پلٹن رسالون مین مہلکہ
پڑگیا قزاق آپسمین لڑ رہے ہین رسالہ دار صاحب کہتے ہین جسکو قتل کرو اسکا سر کاٹ لو بوقت سحر
ملاحظہ انسرمین گذر رہا گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہی ایرج نے چند سردار قتل کیے ایک
طرف گھوڑے کو ڈال کر لڑتے ہوئے نکل گئے ملکہ دروازے پر مشتاق کھڑی تھین ایرج کو
جو آتے ہوئے دیکھا دریائے خون مین نہائے ہوئے خانہ ہائے زرہ خون سے معمور تختے
خون کے جمے ہوے چلے آتے ہین ملکہ باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھکر اتروایا کہا اے شہریار
کوئی زخم کاری تو جسم اقدس پر نہین آیا ایرج نے کہا تمھاری پریشانی کے خیال سے بہت جلد
چلا آیا خدا نے بچایا یہ سب خون لشکر کفار کا ہی ابھی وہ آپسمین لڑ رہے ہین ایرج نے جو یہ حال
بیان کیا ملکہ ہنسنے لگین کہا صاحب عجب کمال کیا کفار کو آپسمین لڑوا دیا کفار لڑ رہے ہین ایرج
نے کہا رات بھر لڑینگے ایک کنیز کو واسطے خبر کے بھیجو ملکہ نے ایک کنیز کو حکم دیا وہ کنیز مردانے
کپڑے پہنکر لشکر کفار مین آئی صبح کو دیکھا جابجا یہی چرچے ہین کہ حمزہ دس لاکھ فوج سے شبخون لایا
ہم ساٹھ ہزار دس لاکھ سے لڑا کیے ہزارون مسلمان مارے ایک کہتا ہی حمزہ بڈھا تھا ایک کہتا ہی
ابھی جوان ہی ایک کہتا ہی عقل کو دخل دو جسکے بیٹے پوتے جوان جوان ہون وہ بڈھا نہوگا تو کیا
جوان ہوگا رسالہ دار کہتے ہین تم دونون جھوٹے ہو مجھسے تو مقابلہ پڑا مین نے تو سر کاٹا چار
تلوارین اسنے لگائین مین نے ایک وار مین سر کاٹ لیا پھر میان لندھور کو مارا کنیز ہنستی ہوئی
بارگاہ مین پہونچی دیکھا میان مدہوش بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہوئی ایک رسالہ دار
سے کہہ رہا ہی کہ مین حمزہ سے لڑتا تھا تمنے مجھکو زخمی کیا رسالہ دار کہتے ہین حضور اسنے سر کاٹے
کہ خرجیان بھری ہوئی ہین کمیدان آستینین چڑھا کر اٹھے کہا پلٹن ہماری ایسی لڑی اسنے سر کاٹے
کہ چاندنیون مین بندھے ہین ایک کمیدان نے کہا وہ چاندنی اٹھا لاؤ جا کر پلٹن والے چاندنی
اٹھا کر لائے چاندنی کو جو کھولا رسالدار نے سر پیٹ لیا کہا اے شہنشاہ یہ تو میرے رسالے والون کے
سر ہین مین حیران تھا کہ ہزار جوانون کے دو سو رہ گئے کمیدان نے سر جھکا لیا کہا بھئی اندھیرے مین
کچھ نہ سوجھا جو سامنے آیا اسکو قتل کیا آپ خرجیان تو منگا دیجیے خرجیان آئین سر جو انڈیلے

کمیدان رونے لگے کہا حضور یہ سب سر میری پلٹن والون کے ہین اب جو مدہوش نے دریافت کیا بارہ ہزار سوار و پیدل مارے گئے ایک مسلمان کا بھی لاشہ نہ ملا مدہوش حیران ہوگیا کہا یارو یہ کیا ہوا افسرون نے کہا حضور مسلمان بہت تھے لڑتے بھڑتے نکلنے ہمارے بارہ ہزار قتل ہوے اُنکے بھی لاکھو جوان سے کم نہین قتل ہوے اُنکے ساتھ ڈولیان تھین جو مارا گیا اُٹھا لیا مدہوش نے کہا اب تو اُنکے منھ خون لگا اب وہ پھر آوینگے اگر آج آئین تو کیا تدبیر ہو ہمکو یقین یہ آتا ہی کہ آپ لوگ آپسمین لڑے بھائی نے بھائی کو مارا باپ کے ہاتھ سے بیٹا قتل ہوا افسرون نے سر جھکا لیا خوب جانتے ہین کہ ہم آپسمین لڑے مدہوش نے کہا آج سب کو یہ تدبیر ہو کہ جب نعرۂ حمزہ کی صدا آئے جوان خیمے سے نکلے روشنی لیے ہوے آئے کہ معلوم ہو جائے کدھر سے مسلمان آئے اُنکو گھیر لینگے ممور کا بھائی رنجور تیر رو اسنے عرض کی صفدر جنگ آرہا آپ کے بھائی صاحب میرے ساتھ رہین جسوقت نعرۂ حمزہ کی صدا بلند ہوئی مین صفدر کو لیکر مقابلے مین پہونچ جاؤنگا پہلوانون کو جا بجا سے لاؤنگا یہ صلاح پختہ کرکے ہر خیمے مین مشعلچی مقرر کیے کنیز یہ خبر لیکر خدمت ایرج مین آئی تمام کیفیت عرض کی ایرج نے کہا مین آج ضرور جاؤنگا ملکہ رونے لگین کہا صاحب کیفیت سن چکے آج ٹال جایے کل دیکھا جائیگا ایرج نے کہا آج کے نہ جانے مین میرے دادا جان کے واسطے بدنامی ہی وہ بھیا کہینگا کہ حمزہ نہ آیا ملکہ نے کہا ای شہریار لونڈی کو قتل کرکے جایے مجھسے یہ جفا نہ اُٹھیگی نظم

بڑھتے بڑھتے لاغری پنہان بدن ہو جائیگا — تن کمان ہوگا گمان آخر کو تن ہو جائیگا
گر یہی ہی ناتوانی فکر عریانی ہی کیا — دامن نظارہ تن پہ پیرہن ہو جائیگا
ایک چادر خاک کی ہی اک رداے آسمان — اس تن عریان کا بے منت کفن ہو جائیگا
لذت تکلیف تازہ سے نہونگے بے سبب ہم — زخم کھائینگے جو داغ دل کہن ہو جائیگا
اشک دیدہ ہین ہمین کیا خانہ ویرانی کی فکر — گر پڑے جس جا وہین اپنا وطن ہو جائیگا
خار ہونگے نخل گل ہوگا حنا ہر سبزۂ کاہ — اشک خونی سے مرے صحرا چمن ہو جائیگا
بسکہ ہی مضمون نازک مین تو کامل ای نسیم — شہرۂ آفاق تیرا بھی سخن ہو جائیگا

ایرج نے کہا ملکہ آج کے نہ جانے مین واسطے بزرگون کے بدنامی ہی پہر رات گئے ایرج نے کمر باندھی پشت مرکب پر سوار ہوے ملکہ روتی ہنستی رہگئین یہان رنجور صفدر کو ساتھ لیے ہوے طلایہ دیتا پھرتا ہی ایرج نے جیسے ہی صاحبقران کے نام کا نعرہ کیا جا بجا ہلڑ ہوا حمزہ کو لینا رنجور اگیا چھپتا بڑھکر دیکھا ایک جوان آفتاب جمال شمشیر زنی کرتا ہوا آتا ہی چہار طرف سے اسنے ہلہ کیا ہر خیمے کے دروازے پر یہی کہتا پھرتا ہی کہ یارو ایک جوان ہی چہار طرف سے گھیرلو صفدر گھوڑے کو بڑھاکر چلا رنجور نے جو غل مچایا ہر خیمے سے افسر نکلے روشنی سب کے ساتھ جو نکلا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان خورشید جمال تیغہ ہلالی ہاتھ مین جنگ رستمانہ کرتا ہوا آتا ہی صفدر جنگ آزما قریب ایرج کے پہونچا رنجور سمجھا اس جوان کیلیے یہی کافی ہی تماشا دیکھنے لگا صفدر نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پہ

گا تھا جیسے ہی تلوار مارکر وہ پلٹا ایرج نوجوان نے ہاتھ تیغہ سکندری کا مارا تلوار تڑپ پڑے گے
گری صفدر جنگ آزما کے تیغ گیند سے چار ٹکڑے ہوئے رنجور نے جو یہ معرکہ دیکھا
جی چھوٹ گئے جی مین کہتا ہے یہ جوان تو بلاے روزگار ہے جھپٹ کر کے نقیبون سے کہا
بارو کل فوج کو ترغیب دو اس جوان کو گھیر لین ایک پہلوان کے ہاتھ سے یہ جوان
نہین مارا جائیگا ہمراہیان صفدر جنگ آزما نے آگے ایرج نوجوان کو گھیرا تلوار چلنے لگی
نقیبون نے بہ آواز بلند ہی نظم

بسا پہلوانان اہل شجاعت
بسا رہروان واقفان حقیقت
بسا اہل عزت بسا اہل حرمت
امیران ذیجاہ وارکان دولت
گذشتند ورفتند آخر ز دنیا
نہ آن زور ماند ونہ قوت نہ طاقت
نیامد نظر اندران تا ابد ہی
ہمیشان نکردند رین رہ رفاقت
ہمہ خویش وبیگانہ بر مال مردہ
بعیش ونشاط وخوشی وفراغت

بسا تاجداران اہل حکومت
بسا زورمندان پر زور وقوت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت
بسا اہل عصمت بسا اہل عفت
کہ بودند وردار دنیاے فانی
نبردند باخود بجز رنج وحسرت
از ایشان بجز نام باقی نشانی
نہ تاج حکومت نہ تخت امارت
ہمہ دولت ومال وملک وخزانہ
کشادند ہر چار سو دست غارت
کنون از دست خود مال وزر شد ہبا

بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا بندگان سالکان طریقت
بسا اہل عظمت بسا اہل شوکت
شہان جہان والیان ولایت
شب وروز سرگرم در عیش وعشرت
نہ آن مال ماند ونہ دولت نہ سامان
دوبارہ نماند اندرین دار حیرت
کس از دوستداران ویاران وہمدم
بیفتاد وردست اہل وراثت
بہر حیلہ بردند وبیباک خوردند
وگر نہ بدل زو بماندند ندامت

نقیبون نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ لڑنے والے جھوم رہے ہین نقشہ موت کا سامنے آنکھون کے
پھر گیا مزا لطف دنیا رے دون کا نگاہون سے گر گیا یہی آرزو تھی کہ بڑھکر لڑین جان نیاز ہی
کرین ہمارا ابھی نام مالک کا کام ہو سنبھون نے ایرج نوجوان کو چہار جانب سے گھیر لیا
یہی چاہتے تھے کہ گھوڑے سے اس جوان کو اتار لین مگر وہ شیر بیشۂ جرأت شہسوار میدان
جلادت ہمہ تن چشم بنا ہوا دشمنون سے لڑ رہا ہے جس پر جا پڑے اسے قتل کیا کسی کے سر پہ
ہاتھ مارا کسی کی کمرگاہ پہ وار کیا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیے کسی کی بناگوش گردن پر
ہاتھ مارا اسکو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا زنگ شمشیر زنی کا جما دیا مصنف تحریر یہ کرتا ہے کہ مدہوش قزاق
دور سے کھڑا ہوا شمشیر زنی کو ایرج نوجوان کی دیکھ رہا ہے مثل بید کانپ کانپ جاتا ہے
کہتا ہے یا رب اس جوان کا نام ونسب دریافت کرو میرے لشکر سے اسکو بغض کا کیا باعث ہے
قزاق جنگ دیدہ کار آزمودہ صفین باندھے ہوئے جیسے کھڑے ہین ایرج نوجوان
ہر چند کد وکاوش کرتے ہین کہ مین ٹرسٹ کے نکل جاؤن قزاق نہین نکلنے دیتے ایک قتل
ہوا دو اسی مقام پہ آ کے جم گئے نکلنا مشکل ہے رات ساری اسی کشاکش مین گذری
غم مین ایرج نوجوان کے گریبان سحر چاک ہوا نیر اعظم بصد رنج والم مہمان خانۂ
مغرب سے نکلا دست شعاع سے سر پیٹتا ہوا دریا کے خون مین غرق راحت وآرام
مین فرق میدانگاہ جہان مین جلوہ فرما ہوا تماشاے جنگ ایرج نوجوان دیکھنے لگا

اب مدہوش نے بھی شاہزادے کو اچھی طرح دیکھا چند واقف کارون نے پہچانا بڑھکر عرض کی یہ نور نگاہ قاسم عالیشان ہی نام اس شخص کا ایرج ہی مدہوش نے کہا یہ کلیجہ تو دیکھو اکیلا اتنے بڑے لشکر پر آیا کچھ خوف نہ کیا لیکن یہ نوجوان مہمان کیونکر آیا ملازمان اقران جو موجود تھے اُنھون نے کہا حضور اسی نے آپ کے خویش کو بھی مارا خاص بارگاہ مین جا کر تو کا تلوار چلی آخر وہی مارا گیا نہین معلوم مہمان کیونکر آیا مدہوش نے کہا اب تو گھیر کے مار لو چہار جانب سے کفار نے بلوہ کیا ایرج نے رات کو بھی بہت بہت قصد کیا اسوقت بھی کوشش کر رہے ہین کہ جا کر افسر کو مارون مگر وہان تک نہین پہونچتے ایرج نوجوان مصروف جنگ ہین ایک ٹیکرا مل گیا ہی اُسپر سے اُتر اُتر کے جنگ کرتے ہین جب زیادہ بلوہ ہوا پھر اُسی بلندی پر چلے جاتے ہین لیکن جب مدہوش نے کوچ کیا ہی اُسکے پہاڑ سے بارہ کوس پر ایک اور قزاق رہتا ہی کہ اُس قزاق کو منہنگ شعلہ زن کہتے ہین پہلوان زبردست اُسکو بھی مدہوش نے نامہ لکھا تھا کہ بھائی وقت امتحان ہی طلسم کشا مسلمان ہی ہم جاتے ہین تم بھی آؤ منہنگ شعلہ زن بارہ ہزار قزاقون سے چل نکلا کہتا ہوا کہ یار کو یہ معرکہ عظیم ہی حقیقت مین اگر طلسم نور افشان فتح ہوا ہم سب کو تکلیف ہوگی ہم لوگ نہ رہنے پائینگے طلسم کشا طالب مذہب ہوگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی مگر ملکہ ریحان گلعذار شب بھر تڑپتی رہین رات بھر ہجر کے فراق سہی جب گریبان سحر چاک ہوا کہا لو صاحبو صبح ہوگئی اب تو صبح ہوئی دیکھین تقدیر کیا دکھائے ہمارے وارث پلٹکر نہ آئے ذرا خبر تو لو اب تو میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین

نظم

خاک اُڑوائی کیا جنگل مین آوارا مجھے
چرخ سمجھا گرد باد دامن صحرا مجھے

وصل کی شب عیش ہی از ماہ لیکن غم بھی ہی
آفتاب حشر ہوگا صبح کا تارا مجھے

ساقیا بے یار کیا ساغر لگاؤن منہ سے مین
ہر حباب بادہ ہی ہونٹھون کا تبخالا مجھے

مثل ماہی پڑ گئے کانٹے زبان مین پیاس سے
پر نہ ہمت نے کیا منت کش دریا مجھے

دل بست ہی میری جہان مین گوسفند کی طرح
آسمان نے ذبح کرنے کے لیے پالا مجھے

سرد ہوتا ہون تڑپ کر کوئی دم مین ہمدمو
وصل کا یاد آگیا ہی موسم سرما مجھے

داخل خلوت سرا ہونگی کسکو تاب ہی
دیکھ زنجیر در کو ہوگیا سودا مجھے

ہوگیا مانند خورشید آشکارا داغ عشق
صبح سان چاک گریبان نے کیا رسوا مجھے

باندھتا ہون جبکہ مین دست حنائی کا خیال
خواب مین موسی دکھائی ہین ید بیضا مجھے

ہجر مین مثل پلنگ اب پھاڑے کھاتا ہی پلنگ
کاٹنے کو دوڑتی ہی صورت دیبا مجھے

پوچھا ہی ناسخ نہ کچھ میری اُداسی کا سبب
آپ مین دن رات حیران ہون ہوا ہی کیا مجھے

ہر چند کنیزین سمجھا رہی ہین کہ ملکہ عالم خدا آپ کے وارث کو صحیح و سالم ملائے دشمنون کو رنج و ملال نہ دکھائے جب آفتاب عالمتاب نکل آیا ملکہ اور زیادہ گھبرائین کہا صاحبو ذرا بڑھکر خبر تو لو دو کنیزین مردانے کپڑے پہنکر دوڑین تھوڑے ہی عرصے کے بعد دونون روتی ہوئی آئین کہا واری غضب ہوا رات بھر لڑتے ہوئے گذری اب سارا لشکر اُنکو گھیرے ہوئے ہی

زخمی بھی ہوے خدا انکو ہاتھ سے دشمنون کے بچائے ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ کی اور بیہوش ہو گئین بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوئین کہا کہ اب مجھکو آرام نہ آئیگا نیمچہ ہاتھ مین لیا مادیان مشکین پر سوار ہوئین کنیزون نے کہا ہم بھی ساتھ چلینگے ملکہ نے کہا صاحبو مین جان دینے جاتی ہون جسکو جان اپنی بچانا ہو وہ میرے ساتھ نہ چلے چالیس کنیزون نے ساتھ دیا گھوڑیون پر سوار ہوئین ملکہ اس پریشانی مین باغ سے نکلین کہ نقاب بھی چہرے پر نہ ڈالی گھوڑیان اڑاتی ہوئین باغ سے نکلکر چلین صحرا مین حیران مضطر چلی جاتی ہین کبھی کنیزون نے بڑھکر کہا کہ حضور سنیے تو اتنے بڑے لشکر مین کیونکر جائیے گا وہان تک پہونچنا دشوار ہوگا اگر دس سوارون نے بڑھکر روک لیا انسے تلوار چلیگی ملکہ فرماتی ہین صاحبو مرنے والے کو کوئی نہین روک سکتا جہان نشان نقش قدم ہوگا وہان تک تو پہونچ جائینگے نشان نقش قدم کو تاج سر بنائینگے گرد کنیزین بیچ مین وہ ماہ آسمان خوبی گل گلزار محبوبی کہ سامنے سے گرد اڑتی سب نے دیکھا نہنگ شعلہ زن گھوڑے کو اڑائے ہوے چلا آتا ہے پشت پر بارہ ہزار قزاق یہ تو خبر سن چکا تھا کہ مدہوش کوچ کر گیا تھا اس وجہ سے جابجا پوچھتا ہوا آتا ہے کہ ہمارے بھائی صاحب کہان فروکش ہین چند سوارون نے عرض کی سامنے نخلستان مین چند سوار کھڑے ہین انسے دریافت کیجیے نہنگ شعلہ زن نے گھوڑے کو اڑایا قریب جو پہونچا دیکھا ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن سیمتن ماہ آسمان کمال پری پیکر حور مثال رشک مرکب پر سوار گرد کنیزین جس سے ثابت ہے بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان نہنگ شعلہ زن کا یہ حال ہوا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے کنیزون نے آواز دی ای شخص اسطرف نہ آنا نہنگ شعلہ زن ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنے مالک سے عرض کرو کہ بارہ ہزار فوج کا مالک راہ جرأت کا سالک روپیہ بھی بہت کچھ رکھتا ہون بڑے بڑے شاہون نے چاہا مجھے گھیرین یا گرفتار کرین مین کسی شاہ سے دبتا نہین ملکہ عالم کے قدم پر جان نثار کرونگا کنیزون نے گالیان دینا شروع کین ای شخص کیا بیہودہ بکتا ہے خبردار قریب نہ آنا پہلے تو نہنگ شعلہ زن نے منتین کین جب دیکھا ملکہ نہین مانتین کلام ہاے سخت کرتی ہین ملکہ نے برے اٹھائے جب لو اسنے فوج والون کو آواز دی کہا آگے ان سب کو گھیر لو ملکہ ریحان نے دیکھا دریاے فوج مین تلاطم ہوا بارہ ہزار نے آکے چہار جانب سے گھیر لیا نہنگ شعلہ زن نے کہا اب مین نہ جاونگا میاجانی نہی نظم

ہو جو نیزا روے رنگین ہر کو اگلن آب مین
جا ے ماہی بلبلون کا ہو نشیمن آب مین

کھولدے زلفین لب دریا کہ لہرین شرم سے
ڈوب جائین صورت زنجیر آہن آب مین

تو لب دریا اگر جائے اندھیری رات کو
قمقمے سارے حبابون کے ہون روشن آب مین

ہو جو افتادہ اسے کیا ضرب دشمن سے گزند
تیر لگنے سے نہین پڑتا ہے روزن آب مین

لعل خندان کا تصور دیدہ گریان مین ہے
دیکھنا لعل بدخشان کا ہے معدن آب مین

جمع ہوتے ہین نہانیکو ہزارون گلبدن
نظر آتے ہین فطر پھولون کے خرمن آب مین

پاک ہین آلودگی سے جو ہین وارستہ مزاج ۔ تر نہین ہوتا کبھی صرصر کا دامن آب مین
تونے منھ دریا مین دھویا ہی جو اے رشک چمن ۔ شاخ گل موجین نہین پھولا ہی گلشن آب مین
جو ہوا با آبرو دنیا مین وہ ہی دلفگار ۔ جیسے پڑتا ہی گہر بننے سے روزن آب مین
وہ اُدھر رخصت ہوا اُٹھا ادھر طوفان اشک ۔ تیرتا جاتا تھا اُس قاتل کا توسن آب مین
ہین بری اہل فنا سیل بلاے دہر سے ۔ غرق ہوتا ہی کوئی کب بعد مردن آب مین
دیتی ہی اکثر زبان چرب آفت سے نجات ۔ جسطرح ہوتا نہین ہی غرق روغن آب مین
کیون سراپا مچھلیان پر خار آتی ہین نظر ۔ کیا تری ملکین ہوئی ہین سایہ افگن آب مین
کسقدر اعمال سے خفت اُٹھائی بعد مرگ ۔ کیا عجب تیرتا پھرے گر سنگ مدفن آب مین
جو کوئی نکلا وطن سے خون ہوا اُسکا جگر ۔ سبز ہی جبتک کہ ہی مرجان لگا مسکن آب مین
ہون جہان مین پہ ہی رزق عالم بالا پہ دھیان ۔ ہی صدف محتاج نیسان اور مسکن آب مین
مئےکشی سے یہ دل سوزان ہی نالان ہجر مین ۔ آگ کا معمول ہی کرتی ہی شیون آب مین
گریہ ہی ترسا بچون کے غم مین ناسخ جوش اشک ۔ کیا تعجب غرق ہو جائے جو لندن آب مین

ساتھ والے سمجھاتے ہین حضور صبر کرین نہین معلوم کسکا ناموس ہی کچھ فساد نہ برپا ہو نہنگ شعلہ زن کہتا ہی مجھسے کون فساد برپا کر سکتا ہی مین کیا کسی سے پاپہ کمی کا رکھتا ہون ہم لٹیرے ہین یہی مال لوٹ لیا ملکہ اُن سب کے بیچ مین گرد قزاق گھیرے ہوے منھ دوپٹے سے ملکہ نے چھپا لیا زار زار مثل ابر نوبہار روتی ہین کنیزین بھی پریشان گھیرے ہوے ان سب کو اپنے صحرا مین لایا قزاقون سے کہا ایک بارگاہ استادہ کرو بارگاہ زربفتی آراستہ ہوئی گھوڑے سے کود کر قریب ملکہ کے آیا کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان چلو ملکہ نے کہا اے شخص میرے پاس نہ آنا ورنہ مجھکو زندہ نہ پائیگا مفت مین بار ملال اُٹھائیگا نامحرم کو مناسب ہی کہ الگ رہے صاحب عصمت کے قریب نہ آئے یہ کہکر نیمچہ کھینچا چاہا گلے پر رکھلون جان دیدون نہنگ ٹھہر کر الگ ہوا کہا آپ خود اُتر کر بارگاہ مین جائین ملکہ مجبور ناچار اندر بارگاہ کے گئین اب نہنگ شعلہ زن قصد کرتا ہی کہ مین بارگاہ مین جاؤن ملکہ رو رو کر غل مچاتی ہین اے شخص اندر نہ آنا اپنا روے سیاہ مجھکو نہ دکھانا کنیزین بھی فریاد کر رہی ہین اُس وقت دشت مین ایک شور ہی نہنگ شعلہ زن ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ اندر خیمے کے گھس جاؤن ملکہ زمین پر پڑی ہوئی دعائین مانگ رہی ہین پکارتی ہین کہ اے رب بے نیاز اس مصیبت سے بچاے اس ملعون کے ہاتھ سے نجات دے تو سمیع و علیم رحیم و کریم ہی

نظم

روز و شب گردد بحکم ایزد دادار چرخ ۔ نیست یکدم یا عات ز کار بندگی بیکار چرخ
عرش بر فرش اطاعت سرنگون باشد مدام ۔ مہر و مہ حلقہ بگوش است و غلام زار چرخ
مینماید جلوۂ حق در جہان ہر چار سو ۔ مطلع انوارش زمین و معدن اسرار چرخ
ابر جائی آب بارد گوہر از فضل خدا ۔ میشگفاند گل بہ لطف ایزدی از خار چرخ
نہ بخاک عجز سر شام و سحر اے سرفراز ۔ تا کند صد سجدہ بر خاک درت ہر بار چرخ

مخور و پابند حرص و آز بہر یک دو نان
چون مہ و خور رو روند و شب ہر کوچہ و بازار چرخ

دل درین دنیای فانی فارغ از ہر کار دار
تا کہ ننہد بر سرت از ہر تعلق بار چرخ

روز و شب یک روز از عمر عزیزت بگذرد
قاطع سر رشتۂ امید نیست ای یار چرخ

ہند پا ہرگز مترس از گردش دور زمان
نیست در کارت خلاف حکم حق مختار چرخ

اس طرح ملکہ نے بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردۂ بیابان گرد سے برخاست شاہزادہ ملک قاسم ایک پہلو مین سوفار پر سوار ایک جانب قیماس نامدار پشت پر تین لاکھ فوج دور دور اس مین ثریا نے ستارہ پیشانی قاسم فرما چکے ہین کہ ای ثریا اگر ہمارے ساتھ رہتی ہو جب تک ہم نہ حکم دین کسی پر سحر نہ کرنا قاسم نے دیکھا ایک صحرا مین ہنگامہ گرم ہی سمک سے کہا دیکھو تو یہ کیسا غل ہی کوئی عورت بلک بلک کر رو رہی ہو دل ٹکڑے ہوتا ہی سمک گیا روتا ہوا سامنے قاسم کے آیا کہا ای شہریار نہنگ قزاق ایک عورت کو لیکر آیا ہی چاہتا ہی اُسپر قبضہ کرون وہ نہین قبول کرتی یہ چاہتا ہی جبر کرون وہ نام خدائے جہان آفرین کا لیکر رو رہی ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ مسلمان ہی قاسم نے پلٹ کر طرف سوفارہ کے دیکھا فرمایا کہ بڑھکر دیکھو تو سوفار اتنا حکم پاتے ہی مثل تیر کے چلہ گوشے سے نکلا گینڈے کو بڑھایا سوفار نے چلا کر آواز دی او نامرد عورت پر ظلم کرتا ہی ایک طرف سے قیماس خان نے نعرہ کیا نہنگ شعلہ زن نے کہا ان دونون کا سر کاٹلو قزاقون نے قیماس خان و سوفار پر سوار کو گھیرا یہ دونون جوان شمشیر زنی کرنے لگے قاسم نے جو دور سے دیکھا کہ میرے سردارون کو قزاقون نے گھیرا ابلق رگ افراسیابی کو کھینچکر جا پڑے تمام فوج نے بلوہ کیا قاسم لڑتے بھڑتے قریب نہنگ شعلہ زن گئے پہونچے نہنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے روک کے ہاتھ تلوار کا مارا نہنگ شعلہ زن کے دو ٹکڑے ہوے قزاقون کو چن چن کر مارا چار ہزار نے اطاعت کی قاسم ٹہلتے ہوے دروازہ پر خیمے کے آئے پکار کر آواز دی ای نازنین تو کسکی طالب ہی یہ کہنا تھا کہ ملکہ ریحان گلعذار بلک کر رونین کہا ای مونس و غمگسار ای غربت کے مددگار تونے بڑا احسان کیا میری آبرو بچالی مین عاشق جمال شاہزادہ ایرج نوجوان ہون وہ شیر ایک معرکے مین جا کے پھنس گیا اب مین چلی تھی کہ جا کر جان دون یہ ملعون گھیر کے پکڑ لایا وہ شیر اکیلا بارہ ہزار سے لڑ رہا ہی میرا منسوب تھا افراسیاب کو وہ پیکر پہلے اُسنے گھسکر مارا پھر میرے باپ کا حال سنا کہ صاحبقران کو روکنے جاتا ہی بیتاب ہو گئے کہ میرے دادا کو روکنے جاتا ہی پہلے دن شبخون مار کر چلے آئے دوسرے دن اُنھون نے سامان کیا وہ سب قزاق فنون مکر و حیلہ مین طاق اُس شیر کو گھیر لیا ہی رات سے اکیلا لڑ رہا ہی قاسم نے جو فرزند کا حال سنا کلیجہ پکڑ لیا کہا ای قیماس خان تمنے سنا مین اپنی بہو کو گلے تو لگا لون اس کلیجے کو تو دیکھو کہ چالیس عورتین بارہ ہزار پر چلی تھین یہ کہکر اندر آئے ملکہ کو معلوم ہوا کہ یہ شاہزادے کے والد ہین جھک کر سلام کیا قاسم نے گلے سے لگا لیا قیماس خان سے کہا لشکر تیار کر و سمک تو کلیجہ پکڑ کے دوڑا کہا حضور مین تو اپنے کو پہونچا دون

دیکھون آقا کس طرح لڑتے ہین قاسم نے ثریائے ستارہ پیشانی کو تو اُس مقام پر چھوڑ غرضکہ
ابھی سب مہین پر اُتارے سنا کہ ساٹھ ہزار قزاق ہین پانچ ہزار جوان لیے سوفار اشتیاق مین آگے
بڑھا ہوا قیماس خان کہتے ہین مین پہونچون قاسم نے گھوڑے پر کوڑا کیا تڑپکر گھوڑا سب سے آگے
بڑھگیا اب سوفار و قیماس گرد کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین قاسم دعا کرتے ہوے چلے کہ الٰہی
پروردگارا اپنے فرزند کو صحیح و سالم پاؤن اُسوقت پہونچے دور سے دیکھا کہ ایرج بیدل مصروف جنگ
ہین گھوڑا مارا گیا اس حال مین بھی کوئی قریب نہین آتا قزاق تیرے مار مار کر بھاگتے ہین قاسم کا
کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری بہ شہسوار لال پوش خاوری ہا
نعرہ کرکے جا پڑے ایکطرف سے قیماس خان ایکطرف سے سوفار تلوار پکڑ کر جا پڑے سمک ایرج کو
اس حال مین دیکھکر بیقرار ہوگیا قزاقون کو پتھر مارتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا کئی زخم بھی کھائے
شنا نہ جا کر سنبھالا دیکھا ایرج زخمون مین چور چور فرش خاک پر گرنیکو تھے سمک نے ایک قزاق کو پتھر مارا
وہ گھوڑے سے گرا سمک نے ایرج کو مرکب پر سوار کیا ایرج نے ہٹکر جو اپنے والد کو دیکھا چہرہ بحال
ہوگیا نعرہ کرکے قزاقون پر جا پڑے قاسم نے جو اپنے فرزند کو دریائے خون مین نہائے ہوئے دیکھا
کہ اس حال مین بھی شمشیرزنی کررہے ہین نعرہ کرکے مدہوش پر جا پڑے مدہوش نے کئی ہاتھ تلوار کے
مارے قاسم کو یہ بھی خیال ہے کہ اُس آفت رسیدہ کا باپ ہے جہانتک ہوسکے اسکو گرفتار کرلین
بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا آواز دی شناخت
نہین پروردگار نے کیا کیا ہے تو میرا برادر دینی ہے تیری بیٹی ریحان گلعذار ایرج پر عاشق ہوئی اسکو
نہنگ قزاق لیچلا تھا مین نے اُسکو مارا ریحان کو اب خیمے مین چھوڑ کر آیا ہون مدہوش نے
آواز دی ہین غلام تابعدار ہون چلکر ایرج کے قدمون پر مجھکو گرا دیجیے خطا معاف کراؤن قاسم
مدہوش کو ساتھ لیکر سامنے ایرج کے آئے ایرج نے جو قبلہ و کعبہ کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑے
قدمون کو بوسہ دیا قاسم نے گلے سے لگایا کہا بھئی اسکی خطا معاف کرو ایرج نے کہا یہ میرے
بزرگ ہین مدہوش ایرج کے قدمون سے لپٹ گیا گرد پھرنے لگا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا
اہالیان فوج کو پکار کر آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے ہمنے دل و جان سے اطاعت کی
دس ہزار قزاق داخل جہنم ہوے پچاس ہزار قزاقون سے مسلمان ہوا قاسم و ایرج کو ساتھ لیے
ہوے اُس صحرا مین آئے جہان نہنگ قزاق کو مارا تھا قاسم آکر اُسی صحرا مین اُترے ایرج
کی زخمدوزی کی بعد زخمدوزی ایرج کو لیکر خیمے مین ملکہ کے آئے ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا دوسرے
دن مدہوش نے ترنج خوشبوئی ایرج کے سینے پر لگایا کہ مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا ایرج
کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے بڑان کی یاد آگئی سر جھکا کر فرمایا کہ شادی ہم بعد فتح طلسم
نور افشان کرینگے قاسم سمجھ گئے مدہوش سے پختہ وعدہ کیا اب ایرج و سوفار و قیماس خان
و سمک و ثریائے ستارہ پیشانی ان سب کو ساتھ لیکر قاسم نے بساعت سعید طرف
طلسم نور افشان کے کوچ کیا قاسم کو بہت جلدی ہے کہ اپنے تو بہ تعجیل طلسم نور افشان پہنچ
پہونچا دین الٰہی پروردگار بجز تیرے اور کسی کا احسان نہ ہونے پائے اسطرح دعائین کرتے ہوے جاتے ہین [illegible]

دو کلمہ داستان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کہ باغ مین شہلاے نازک چشم جادو کے فروکش ہین و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی ہوشمند
ہوس ہے ابھی طبع چالاک مین
نہال گلستان ہوے سبز پوش
کہ سوزش ہے لالے کے بھی داغ مین
گلابی اٹھا ساقی سیم بر
چمن سے نکلکر کہان جاؤنگا
گل و غنچہ و برگ و نخل و ثمر
چلے دورۂ مے مین گل کا ایاغ
گل طبع بیباک کا رنگ ہے
دکھایا طبیعت نے اپنا کمال
دکھائین طلسمین خوش ہوے میفروش
کہ پیر مغان کو بھی کاہش ہوئی
بیان مجمع خلق و انصاف ہے
طلسمات کی دیکھ لینگے بہار
چلے ہین طلسمات کی سیر کو
نہال گلستان ہوے ہین نہال

کیا مے پرستی نے پھر دردمند
کہ ہو سامنا تو ساقی پیمان شکن
ہر دریاے الفت کا نہرونکو جوش
پپیہے جو پی پی کا کرین خروش
کہ فصل بہاری کی آئی خبر
ہوے باغبان محو سیر چمن
یہ دیتے ہین ہنس ہنس کے سبکو خبر
چلے رند ہنستے ہوے بیدرنگ
کہ رنگین مزاجون کا آہنگ ہے
ہوا دورۂ مے کا سامان درست
ہوا میکشی کا چمن مین خروش
لکھون داستان جلالت نشان
یہ مضمون تو صاف تھا صاف ہے
بدیع الزمان گرد لشکر شکن
نہ تحریر تقریر مین دیر ہو

مری عمر گذری اسی تاک مین
کہ ہے جوش پر رنگ فصل چمن
ہوئین بلبلین نغمہ زن باغ مین
اٹھا ہو بحر الفت کا گلشن مین جوش
کہ گلچین کو صدمہ ہزار پاؤنگا
ہوئین قمریان سرو پر نغمہ زن
چمن مین ہوا فرش گلہاے داغ
جمایا گلون نے مضامین کا رنگ
مضامین رنگین کا آیا خیال
ہوے رند بیباک چالاک چست
چلے جام ساقی کی خواہش ہوئی
کہ حیران رہین ناظران جہان
امیر اولوالعزم والا تبار
شہنشاہ خاور بل تیغ زن
قمر طبع روشن کا دیکھین کمال

چہرۂ رنگین مزاجان نازک خیال و برہم کنندگان محفل قیل و قال اس مضامین رنگین کو بصد تزئین یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف نزہت سرایان شیرین ادا + بدست آورد نوگل مدعا + داستان نورالدہر بن بدیع الزمان کو یون تحریر کیا ہے کہ جب وہ شیر دلیر تخت سے گرا ملکہ شہلاے نازک چشم اپنے باغ مین صحبت آرا ہے اسنے دیکھا کہ ایک ستارہ آسمان سے گرا یہ کہتی ہوئی دوڑی ارے صاحبو دیکھو تو یہ کیا گرا نیا شعبدہ ہے دوڑی ہوئی آئی دیکھا زیر نخل ایک گل باغ حسن و جمال بیہوش و مدہوش پڑا ہے ہاتھ پاؤن سرو چہرے پر گرد مہتاب ہو کر بیٹھ گئین کنیزون سے کہا اسکو بارہ دری مین اٹھا کے لیچلو کنیزین بھی محو جمال ہو گئین انہین اشارے سے کہا جوان خوب رو ہے ملکہ اٹھوا کر بارہ دری مین لائین خود تلوے سہلانے لگین کنیزون نے گلاب کیوڑہ چھڑکا شاہزادے کو ہوش آیا گرد اپنے حسینونکا جماؤ دیکھا قریب اپنے ایک نیر آسمان خوبی آفتاب عالمتاب آسمان محبوبی کو جو دیکھا نورالدہر اٹھ بیٹھے گھبرا کر کہا مین اس مجمع مین کیونکر پہونچا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے کہا واہ واہ صاحب پرائے گھر مین بلا تکلف چلے آئے اب بھولی بھولی باتین بناتے ہو نورالدہر کو ناگوار ہوا نہایت غصے سے اٹھے کہا لو ہم جاتے ہین تمہارے کہنے کو دروغ بیفروغ جانا یہ کہکر چاہا اٹھین شہلا نے جلدی سے دامن پکڑ لیا نورالدہر بیٹھ گئے حیران جمال باکمال کے

دیکھ رہے ہین ملکہ نے کہا واہ صاحب ہمنے خاطر کی آپ ہمکو گنہگار بناتے ہین اپنا حال مفصل فرمائیے
نور الدہر نے کہا ہم باغ وہان مین قید تھے ایرج سے تکرار ہوئی ظلمات سیہ دل ہمکو لیچلا تھا راہ مین
کچھ شعلے بھڑکے کچھ ہنگامہ ہوا اب ہمنے اپنے کو یہان پایا خود اپنے حال مین حیران ہون کہ یہان کیونکر
پہونچا نہین معلوم ہمارے ساتھ کے جوان پر کیا گذری آپ لوگ ہنستے ہین ہمین ناگوار ہوتا ہے ملکہ
شہلا نے ماتھا کوٹ لیا کہا اے شہریار بڑے غضب کی بات ہے باپ میرا غراب شورانگیز جادو
ناظم شاہان نور افشان کا اس حوالی کا مالک ہے مین نے یہ باغ اپنا سیرگاہ بنایا ہے آپ آسمان سے
گرے میرے باغ مین پہونچے اگر باپ کو خبر پہونچیگی کہ شہزادہ صاحبقران کو مین نے باغ مین رکھا ہے
قیامت برپا کریگا نور الدہر نے کہا ملکہ ہم تمھاری تکلیف نہین چاہتے ہمپر جو گذریگی جھیلینگے اس
افسوس مین یہ فقرہ نور الدہر نے کہا کہ ملکہ کے دل پر چھری پھر گئی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ابھی آپ
جانے کا قصد نہ کرین جو کچھ پڑیگا ہم کرینگے آپ کو بچا لینگے یہ کہکر شمشاد سے کہا دروازہ بند
کرو انتظام رہے غیر نہ آنے پائے دروازہ باغ کا بند ہوا کنیزین سر راہ کو دیکھ رہی ہین ملکہ نے
نور الدہر کو پہلو مین بٹھایا مطیع اسلام ہوئین صحبت عیش آراستہ ہے غراب شورانگیز اپنے قلعے مین
ہے نہایت ساحر زبردست ہے تین لاکھ ساحرونکا مالک تخت پر بیٹھا ہے کہ فرمان شاہی پہونچا اے غراب
ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا اندر علامت کے آگیا اور سبھی مسلمان جا بجا لڑ رہے ہین لشکر گران لیئے ہوے
آتے ہین آجکل خالی نہ بیٹھے رہو گشت کرو جس مقام پر جو مسلمان ملے یا گرفتار کر دیا قتل کرو یا بخدمت
ماہ دولت روانہ کرو جیسا مناسب جانینگے ویسا کیا جائیگا غراب اپنے مقام سے اٹھا فرمان ہاتھ مین
لیا طرف باغ ملکہ کے چلا کہ بیٹی سے بھی اطلاع کردون جہان مسلمان کمینے ملے فوج روانہ کر دیا خود جاؤ
ملکہ بیٹھی ہین صحبت عیش آراستہ نور الدہر گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کہ کنیز نے بڑھکر عرض کی
آپ کے والد تشریف لائے ہین ملکہ نے نور الدہر کے قدمون پر سر رکھدیا کہا برائے خداجلد سے
کیواسطے ہٹجائیے ملکہ کے کہنے سے نور الدہر ہٹ گئے غراب آیا بارہ دری مین آکر دیکھا کشتیان
کباب کی گلابیان شراب کی گلدستے پھولون کے اکناف سے آراستہ عطر کی شیشیون کے منہ کھلے ہوے
ہر چند کہ ملکہ نے بہت کچھ ہٹایا پھر بھی بہت سامان رہگیا غراب نے کہا بی بی آج کیا کوئی تہوار تھا
ملکہ نے سر جھکا کر کہا جی گھبرایا جلسہ آراستہ ہوا کنیزین سوانگ بنی تھین آج جھمگھٹ بنایا تھا ہماری
کنیزین خوب نقل اتارتی ہین غراب نے کہا بی بی اگر یہ دن ہم بھی دیکھین ملکہ نے کہا اب اسوقت تو
سرفراز فرمائیے پھر کسی دن عرض کرونگی غراب اچھا کہکر اٹھا دل مین تاؤ پیچ مقدمات کا خیال کرتا ہے
کہ اسی طلسم مین اکثر نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین نے مسلمانون سے آشنائیان کرکے
گھر اپنے بزرگون کے تباہ کیے یہ سوچکر قلعے مین آیا دہیم تیز پا عیار کو بلا کر کہا اسوقت مجھکو خود بخود
انتشار ہوا باغ شہلا سے خبر تو لا کیسا جلسہ آراستہ ہے میرا دل یہی کہتا ہے کسی مسلمان کا اس
باغ مین گذر ہوا نہایت لطف سے جلسہ آراستہ تھا دہیم چلا یہان نور الدہر نے ملکہ سے کہا بارہ دری
مین دل گھبراتا ہے ملکہ اٹھین چبوترے پر فرش ہوا سب سامان عیش و عشرت رکھا گیا ملکہ آکے بیٹھین
نور الدہر پہلو مین ملکہ نے باتین کرتے کرتے کہا اے شہریار والد نابکار اسی فکر مین تشریف لائے تھے

آپ کے بزرگ جا بجا لڑ رہے ہین شاہو نکو فکر ہے کہ ہم لوگ جا کر انکو گرفتار کرین طلسم کشا کا تو کوئی کچھ نہ بگاڑ سکا
سنا ہے انپر سحر تاثیر نہین کرتا عیار بھی انکے ساتھ بلا سے روزگار ہین سامان صحبت دیکھ کر والد کو ملکہ کا
بھی ہوا کہ وہ مہیم عیار کمند مار کر دیوار باغ پر آیا نور الدہر کو پہلو سے ملکہ مین پایا جا بجا کے ذکر بھی سنے
بیقرار ہو کر بھاگا میان نور الدہر نے ملکہ سے پوچھا آپ کے والد کس کس کا ذکر کرتے تھے ملکہ نے
کہا کہتے تھے ایک طرف طلسم کشا انکیطرف انکا بیٹا بدیع الزمان طلسم کے ساحر بھی ان لوگون کے
ساتھ ہو لیے ہین ایکطرف پوتا طلسم کشا کا خاور سپاہ بصد شوکت و جاہ فوج گران ساتھ کہین لڑائی
پڑی تھی اپنے بیٹے کی مدد کی کہ انکا ایرج نوجوان نام ہے بڑے کسی پہلوان کو مارا ہے قرانون کو
تہ تیغ کیا ملک کے ملک بے چراغ کر دیے اب طلسم کشا قریب باغ ویران پہونچ چکا ہے اب کل
ساحرونکو حکم ہے کہ شاہ خسار کی مدد کرو سا خسار نے بڑے سامان کیے ہین میان سے تین لوگ پر
مغلوب گرگدن سوار تین لاکھ فوج سے اترا ہے وہ بھی طلسم کشا کو روکنے جاتا ہے یہی سب خبرین فرماتے تھے
نور الدہر نے کہا ملکہ طلسم کشا ہمارے جدعالی تبار ہین مین مغلوب کو جا کر مارون دادا جان تک نہ جانے دون
یہین اسکا کام تمام کرون ملکہ نے کہا آپ تنہا اسکے ساتھ بارہ ہزار فوج ہے نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم
ساتھ والے سب تماشا دیکھا کرتے ہین دو لہا دلھن سے معرکہ پڑتا ہے ایک مرکب چاہیے ملکہ کو خوش ہونے
کا شوق ہو جا باغ مین عمدہ عمدہ مرکب بندھے ہین ملکہ ہان ہان کرتی رہین ایک مرکب دو رکاب
نہایت خوبصورت نور الدہر نے اسکو کسا طرف باغ کے چلے ملکہ نے دامن تھام لیا رو رو کر عرض کی نظم

ہے فصل گل سے کام نہ گلزار سے غرض	رکھتا ہون بلبلو گل بیجار سے غرض
گھر بیٹھے بیٹھے مول لیا ہے یہ درد سر	سودائے عشق کو نہین بازار سے غرض
غافل ہم اتنے ہین کہ نہین کوئی ہوشیار	ہے خواب مین بھی دولت بیدار سے غرض
نرگس کو دیکھیگا تو ہے آنکھون کے آگے ون	کیا پیش تند رست ہے بیمار سے غرض
یکسان ہے چشم سر سے ہو یا چشم دل سے ہو	مجھکو ہے اپنے دوست کے دیدار سے غرض

نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم صبر کرو دلیر بنو اسوقت دل مین یہی ہے کہ مغلوب پر جا کر غالب ہون اگر دادا جان
تک جائیگا انکے دشمنون کو تکلیف ہو نچائیگا علاوہ اسکے تمھاری زبانی بھی معلوم ہوا کہ ایرج
میرے ہم چشم نے اقران ایسے کوہ پیکر کو مارا اب اپنے باپ کے ساتھ گئے ہین دونون سے ملکے
زمین ہلا دینگے وہ ناچیز سفلہ مزاج ہے طعن و تشنیع کریگا بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہو گا اور اسکے
ساتھ والے بھی لعن و تشنیع کرینگے ملکہ شہلا سے نازک چشم نے کہا اگر آپ آزردہ نہون تو
ایک بات عرض کرون ابھی ایک سحر کرون کہ مغلوب گرگدن کا سوار دوڑتا ہوا چلا آئے ہاتھ
پانون مین طاقت نہ رہے آپ قتل کر ڈالیے شاہزادہ نور الدہر نے کہا معاذ اللہ اگر میرا ہمچشم
سن پائے تو سر در بار کہے کہ جادوگرون کے بھروسے پر کام کرتے ہین جادوگرنیون کی مدد پر نام
کرتے ہین دریائے غیرت مین ڈوب جاؤنگا بہر نوع ملکہ کو سمجھا کر پشت مرکب پر سوار ہوے
گھوڑے کو اڑا کر چلے ملکہ شہلا سے نازک چشم حیران حیران دیکھتی رہگئین ومہیم عیار نے جا کر غراب
سب حال کہا غراب غصے مین خود سوار ہوا غصے مین شہلا سے بات نہین نکلتی اثنا راہ مین دیکھیم سے کہا

ای عیار تیرے کہنے سے چلا ہون مگر میرے دل کو یقین نہین آتا وہ صاحب عفت و عصمت ہو گئی سب
نامے اور تصویرین شاہان جہان کی اسکی خواہش مین آئین مین نے پیش کین اُسنے یہی کہا کہ باوا جان
مجکو مرد کے نام سے نفرت ہے مین کیونکر کہون کہ اسنے مسلمانون کو پہلو مین بٹھا لیا الٰہی اسنے
شہتیر بنایا تھا مین کسی کو شاہزادہ قرار دیا ہوگا وہیم کہتا ہے مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا غراب
نے کہا مین تو خود چلتا ہون وہیم نے کہا چل کے آنکھون سے دیکھیے تب میری بات کا یقین
آئیگا غراب غصے مین کانپتا ہوا وہیم رکاب سے لپٹا ہوا ملکہ جب ان حیران در باغ پر کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہین معشوق کا انتظار دل بیقرار باپ کو جو آتے ہوئے دیکھا کنیزون نے عرض کی
کہ آپ کے والد نامدار آتے ہین ملکہ باپ کو دیکھکر بھاگی جا کر بارہ دری مین پہونچی اسباب عیش نشاط
اُٹھنے لگا دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھرتھراتا ہے غراب دروازے پر پہونچا وہیم نے کہا مین بھی آپکے
ساتھ چلونگا حضور نے دیکھا کہ دروازے پر کھڑی ہین آپ کو دیکھکر بھاگین غراب نے کہا کہ
یہ بھی کچھ خطا ہے اپنے دروازے پر کھڑی تھی مجکو جو آتے دیکھا ہٹ گئی ای وہیم اگر نبیرۂ حمزہ ہے
تو اُسکو قتل کرونگا اور شہلاے نازک چشم کی قضا ہے سارے باغ کو اُسکے پامال کرونگا خون سے
مسلمان کے سارا باغ رنگین کرونگا اور اگر خلاف نکلا تو اب تمہاری میرے ہاتھ سے قضا ہے وہیم عرض
کرتا ہے کہ حضور مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کانون سے بھی سب یہ حال سنا اب کہین خلاف
ہو سکتا ہے غراب نے کہا ای وہیم آج وہ لعین تو نے میرے روبرو کہین کہ قلب اُلٹ گیا دل
چاہتا ہے اپنے کو بھی ہلاک کر دون تجکو کچھ خیال نہ آیا وہیم کہتا ہے میرا تو اعتقاد یہ ہے کہ نبیرۂ حمزہ بارہ دری
مین بیٹھا ہے آپ کو دیکھکر بھاگین نبیرۂ حمزہ کو ہٹانے گئی ہین سارے باغ کی تلاشی لیجیے کسی صندوق یا
پٹارے مین چھپائینگی غراب چپکا چلا آتا ہے اندر باغ کے داخل ہوا وہیم بھی ساتھ ساتھ ہے جا بجا
دیکھتا ہوا کنیزین جا بجا کھڑی ہین ذکر ہو رہا ہے ایک سے ایک کہتی ہے کہ بوا کیا غضب ہے کہ عیار کسی
ساتھ چلا آتا ہے کسی کے پردے کا خیال نہین چند کنیزین دوڑین کہ جا کر ملکہ سے اطلاع کرین کہ ہشیار ہو
باغ مین چار جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہے جیسے ہی کنیزین چلین وہیم نے للکارا کہان جاتی ہو اطلاع
کرنے جاتی ہو دشمن کو ہشیار کہا ہے خبردار وہان نہ جاؤ مین خوب سمجھتا ہون کنیزین بڑبڑانے لگین
کہا کہ او وہیم کون دشمن ہم نہین جانتے غراب نے کہا ای وہیم سنتا ہے کنیزین کیا کہتی ہین وہیم
نے کہا حضور ان سب کو سمجھا دیا ہوگا بھلا یہ قبولین گی یہی باتین ہوتی ہو مین غراب تلوار تولتا
ہوا قریب بارہ دری کے آیا ملکہ نے اُٹھکر سلام کیا وہیم کو دیکھکر پیچھے ہٹین اور پکار کر کہا کہ حضور
آج مجھے وہیم کے سامنے کر دیا غراب نے کہا کہ بیٹا تم ہمکو دیکھکر کیون بھاگین آج تمپر بڑی تہمت
ہے یہ سچ نکلا تو مقام حسرت ہے سچ بتا ورنہ قتل کر دونگا نبیرۂ حمزہ کو باغ مین جگہ دی ملکہ نے تھرا کر کہا کہ کون
نبیرۂ حمزہ مین نہین جانتی وہیم نے کہا حضور کمرون مین دیکھیے ملکہ نے کہا ای وہیم مین اسی مقام
پر کھڑی ہون تم خود آنکر دیکھو مجھے کسی سے کیا کام وہیم سب جگہ ڈھونڈھنے لگا جس کمرے مین
جاتا ہے صندوق و پٹارے کھول کھول کر دیکھتا ہے کہین نشان بھی نہین سب کنیزین بھی دوڑ کر چلی آئین
عرض کرتی ہین ای شہنشاہ یہ وہ باغ ہے رشک [illegible] دل مین داغ ہے ہماری ملکہ نے کبھی مرد

پھول بھی باغ مین نہین رکھا کنیزون کو یہان دروازہ پر آنے کا حکم نہین ہی ہم لوگ اپنے اپنے شوہر کی صورت دیکھنے کو ترس گئے ہین اندر باغ کے مرد کا آنا کیسا یہ کس نے آپکو خبر دی آپ تلوار لیے کھڑے ہین بی بی آپکے ہول سے مری جاتی ہین رنگ رو متغیر میان دہیم سب کمرون مین گھستے پھرتے ہین ہماری صحنچیون مین تلاشی لین شاید ہمنے چھپا یا ہو دہیم حیران ہی سارے باغ کو چھان ڈالا زمین باغ کو دیکھتا ہی کہ جس مقام پر زمین نرم ہو کھود کر دیکھون ملکہ نے تو پیٹنا شروع کیا اور کہا بابا جان آج آپنے میرے باغ کو بے پردہ کرایا آپکی صورت خونخوار دیکھکر میرا تو دم نکل گیا اتنے غراب تلوار کھینچکر سر پر دہیم کے آیا کہا او حرام زادے دیکھ تو آج چھوکری کا کیا حال ہی ہماری بیٹی کے پاس مرد آئے تو نے یہ بھی خیال نہ کیا کر پردے مین بات کو کہتا بتلا کہ نبیرۂ حمزہ کہان گیا دہیم خاموش کھڑا ہی کبھی کہتا ہی حضور مین نے جلسہ مین بیٹھے ہوئے دیکھا نہین معلوم کہان چھپا دیا میری مجال تھی کہ ایسا دروغ بے فروغ سامنے شاہ کے عرض کرتا ملکہ نے پکار کر عرض کی کہ بابا جان یہ نگوڑا دشمن اپنی ہی کہے جاتا ہی اور آپ سن رہے ہین غراب نے ایک ہاتھ مارا کہ دہیم کے دو ٹکڑے ہوئے کنیزون سے اشارہ کیا کہ لاش اس نمکحرام کی بیرون باغ پھینکدو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا بی بی تمام طلسم مین غدر ہی اکثر شاہزادیان ساتھ پسران حمزہ کے نکل گئین خبردار خبردار کنیزون پر بھی تاکید رہے کہ باہر نہ نکلین کوئی غیر مرد نہ آنے پائے ملکہ نے کہا حضور میرے باغ مین مرد کا نام نہین حضور کیا مجال غراب چلا گیا ملکہ نے سجدۂ شکر پروردگار کیا کنیزون سے کہا کیون صاحبو اسوقت وہ یہان ہوا تے تو کیا قیامت برپا ہوتی سب نے کہا حضور بڑی خیر ہوئی اب اُنکو خدا دشمن سے بچائے ملکہ نے کہا صاحبو میرا دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی اتنے بڑے پہلوان پہ اکیلے گئے ہین اپنے دل کی تو یہ کیفیت ہی

نظم

یہان تلک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا
کہ آفتاب بھی ایک نقطۂ جمال ہوا
نہ گھورئیے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا
تری کمر تو نہ تھا مین جو موت کو نہ ملا
وہی عروج ہی میرا کہ جب نہ زوال ہوا
درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہی
چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا
بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہے

خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا
ہزار شکر کہ میرا بھی اب وہ حال ہوا
رقیب دل مین سمجھو لو اگر ملال ہوا
خیال زلف اگر ہی تو زندگی خیر نہین
شب فراق مین مرنا ہی کیون محال ہوا
برہنگی کی ندامت رہی یہ تن کے ساتھ
جسے زمانے مین کہتے ہین نو وسال ہوا
گھلا گھلا کے گھٹایا یہ سوز پنہان نے
نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا

عروج حسن مین وہ یار کو کمال ہوا
دعا کو ہاتھ اٹھے آپ کو خیال ہوا
فروغ زیست ہوا سر کٹا کے صورت شمع
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا
بسان آخر روز وہ شکل اول شام
کہ بعد مرگ بھی فرد ور انفعال ہوا
کھلا یہ عقدہ قدمبوسی لغ سے ہمکو
گلے مین طوق گران صورت ہلال ہوا

کنیزین سمجھانے لگین کہ واری نہ گھبرائیے انشاء اللہ وہ خیر و عافیت سے آئینگے ملکہ تو اس حال مین ہی مگر نورالدہر کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ دو پہر رات سے گئے نورالدہر بن بدیع الزمان قریب لشکر مغلوب پہونچے لشکر کو دیکھا کہ پہرہ پھر رہا ہی اعدان اثدر پہلوان بارہ ہزار جوانون سے طلایہ دے رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی نورالدہر نے مرکب بڑھایا قریب لشکر آکر اپنے باپ کا نعرہ کیا نعرہ

بدیع الزمانم کہ در روز کین | توانم کشم آسمان بر زمین | ز تیغم بسے ملک اسلام شد | کہ سر فتنۂ باختر نام شد

نعرہ کرتے طرف مشرق سے آئے چند ساعت شمشیر زنی کر کے طرف مغرب سے کے پہونچے
نعرۂ بہرام کیا نعرۂ بہرام منم کرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ادھر سے طرف جنوب
کے آ گئے اپنی صاحبقران کے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

بحکم خدا بستہ شمشیر چار | یکے تیغ صمصام و قمقام نام | امیر عرب ضیغم روزگار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد | یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام | بن کافران از جہان پاک کرد

لشکر کفار میں ہنگامہ ہوا حمزہ شبخون آیا چہار طرف سے کافر دوڑے آپس میں
گوشت خر و دندان سگ ہونے لگا مگر نور الدہر لڑتے ہوئے طرف شمال کے آئے نعرہ کیا
لندھور کیا نعرۂ لندھور منم صاحب عمود و جانشین حمزہ درگردان شہنشہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان
ادھر سے لڑتے ہوئے چلے آتے تھے کہ اعدان طلایہ دار اسکے ساتھ روشنی
بھی ہمراہ دور سے اسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال شمشیر زنی کرتا ہوا چلا آتا
ہے اعدان سمجھا کہ یہی حمزہ ہے کفار میں تلوار چل رہی ہے یہ سب کو ہٹاتا ہوا قریب نور الدہر
کے پہونچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے شمشیر پر روکا تیغۂ خارا شگاف کا ہاتھ
مارا کہ اعدان کے دو ٹکڑے ہوئے کفار میں غل ہوا کہ سپر طلایہ مارا گیا چند کس دوڑتے ہوئے
دربارگاہ مغلوب پر آئے پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران اٹھیے طلسم کشا نے لشکر پر شبخون
آیا طلایہ دار مارا گیا مغلوب یہ آواز سنکر گھبرایا ہوا باہر آیا دیکھا سارے لشکر میں تلوار چل
رہی ہے کچھ بھاگے جاتے ہیں بعض لڑائی میں الجھے ہوئے ہیں بھائی نے بھائی کو مارا باپ
نے بیٹے کو قتل کیا مغلوب کا بھائی اسلوب گردن سوار سامنے سے لڑتا ہوا آیا
کہا بھائی صاحب چالیس لاکھ فوج مسلمانان نے آپ کے لشکر کو گھیرا ہے آپ کے لشکر والے بڑے
زور و شور سے لڑ رہے ہیں بھائی صاحب انصاف کیجیے میں نے صدہا مسلمان قتل کیے بلوہ کم
نہیں ہوتا ہر چند میں نے چاہا اپنی فوج کو الگ کر دوں مگر فوج کا علیحدہ ہونا دشوار ہے ایک طرف
آپ بڑھکر شمشیر زنی کریں ایک طرف میں جاتا ہوں لڑائی فتح کر لیں گے مسلمان جانے نہ پائیں
شبخون مارنے کا مزہ اٹھائیں اتنا تو یاد ہو مسلمانوں پر ایسی بیداد ہو کہ پھر کسی پر شبخون مارنے
کا ارادہ نہ کریں ایک طرف مغلوب چلا ایک طرف اسلوب شب تیرہ و تار میں اپنی فوج
کو قتل کر رہے ہیں سکان صبا رفتار عیار مغلوب کا تھا نہایت طرار و فرار ہے جب اسنے یہ سنا
کہ کئی سو پہلوان مارے گئے اسنے روشنی جابجا درست کرائی جس مقام پر روشنی ہوئی اپنی فوج
کو لڑتے ہوئے دیکھا اسنے غل مچایا کہ یارو آپس میں لڑ رہے ہو مسلمان کہاں ہیں ہر مقام پر یہی
انتظام دیکھا یہیں کی پلٹنیں یہیں کا رسالہ ہے عیار دوڑا ہوا سامنے مغلوب کے آیا عرض کی کہ ای پہلوان
دوران غلام سارے لشکر میں پھرا جہاں میں نے دیکھا یہی ہنگامہ تھا کہ آپس میں لڑ رہے ہیں میں نے
جدا کیا صاف ظاہر ہے کہ مسلمان شبخون مار کر بھاگ گئے ذرا سمجھکر لڑیے صدہا پہلوان مارا گیا بھائی
کے ہاتھ سے بھائی قتل ہوا اب لاشوں پر رو رہے ہیں باپ کہتا ہے کہ میں نے جوان بیٹے کو
مارا کیونکر زندگی ہوگی ہر طرف شور گریہ و زاری بلند ہے ہر کس و ناکس دردمند ہے یہ دریافت کیجیے کہ مسلمان

کہان ہین مغلوب نے کہا کہ ای سکان صبا رفتار مین بھی اندھیرے مین جا پڑا اب خیال کرتا ہون کہ میرے ہی پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے ابھی تک مین نے کسی مسلمان کو نہین دیکھا فوراً بڑھکر دیکھو تو سکان بڑھا تھا کہ ایک طرف ہٹ ہوا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال رستم خصال شیرانہ لڑتا ہوا آتا ہے جو سامنے پہونچا اُس دلیر کے ہاتھ سے مارا گیا تیغ برق کے مثال چمک رہا ہے مگر اسلوب بھائی مغلوب کا گیندا بڑھا کر جا پڑا مغلوب دیکھ رہا ہے کہ اسلوب اور اُس جوان سے تلوار چلنے لگی اسلوب نے کئی ہاتھ مارے اُس جوان نے روکے روک کر ہاتھ مارا اسلوب کے کمرگاہ پر پڑا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مغلوب نے سر پیٹ لیا اور کہا مارے غضب ہوا حمزہ کے ہاتھ سے بھائی صاحب مارے گئے ای سکان میرا بازو ٹوٹ گیا مگر کیا غضب کی بات ہے کہ اکیلا اتنے بڑے لشکر پر آیا یہ کہکر آواز دی یارو چہار جانب سے حمزہ کو گھیر لو اب جو فوج نے نور الدہر کو گھیرا نیزہ تیر تفنگ تلوارین چہار جانب سے شاہزادے پر پڑنے لگین شاہزادہ ہمہ تن چشم بنا ہوا مجمع کفار سے لڑ رہا ہے ناگاہ دیکھا کہ شہنشاہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان فوج ظفر موج شہنشاہ زرین پوش سے شکست کھا کے جانب مغرب بھاگا قلعہ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ نیر اعظم بصد شوکت و حشم مع فوج ضیا تکت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام فوج نے نور الدہر کو گھیر لیا ابتو چہار جانب سے بلوہ ہوا نور الدہر کو یقین کامل ہوا کہ اب نکلنا غیر ممکن ہے ہر چند کد و کاوش کرتے ہین کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن ایک غول سے نکلے دوسرے غول مین پھنسے اب نور الدہر پریشان فوج کے ریلے ہر طرف سے چلے آتے ہین جو وقت سے اسلوب مارا گیا اُسوقت سے خوف غالب ہوا مغلوب سامنے نہین جاتا دور سے لینا لینا کر رہا ہے نور الدہر دیکھ رہے ہین کہ سب طرف سے کفار چلے آتے ہین ہر طرف سے غلغلہ ہے کہ اس جوان کا سر کاٹ لو نور الدہر جانبازی کر رہے ہین اُس بیقراری مین شہلائے نازک چشم کا خیال آیا کہ نہین معلوم اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق پر کیا گذری ہوگی رات بھر ہمارا انتظار کیا ہوگا اب یقین کامل ہوگیا ہوگا کہ نور الدہر وہان پھنس گئے ای کریم کارساز اس بلائے ناگہانی سے نجات دے

نظم

کرم بر بندگان کن بادشاہا ۔ الہی چہرۂ مقصود بنما ۔ بروے مادری از فیض بخشا ۔ الہی بر غریبان لطف فرما
الہی بر من عاصی ببخشا ۔ الہی حارم اندہر دو عالم ۔ من بیکس بذات تو تو لا ۔ الہی مرحمت کن بر گنہگار
تو رزاقی تو خلاقی تو مولا ۔ ترا اوانہ بہر جا مرو دانا ۔ ترا بینندہ بہر سو چشم بینا ۔ تو ستاری تو غفاری تو دادار
کنندہ خلق وہ آفاق غوغا ۔ تو بیشک واحدی و لا شریکی ۔ تو لا ثانی و بے مثلی و یکتا ۔ ز عشقت در زمانہ شور برپا
قضا از حکم تو ای خلاق پیدا ۔ زبوے غنچہ بویت مید ہد بو ۔ ز رنگ گل شود رنگ آشکارا ۔ زمین و آسمان عرش و کرسی
بدرگاہت چہ اسکندر چہ دارا ۔ تو والی و کریمی و رحیمی ۔ بلطف خویش بر بندی ببخشا ۔ غلامی رتبہ دارد ای شہنشاہ

نور الدہر نے دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی شاہزادہ بدیع الزمان جو طرف طلسم نور افشان کے چلے تھے اسوقت آکر پہونچے دیکھا ایک مقام پر تلوار چل رہی ہے صدائے گیر و دار بلند ہے ایک جوان پر سارا لشکر ٹوٹا ہوا ہے امیہ سے فرمایا بڑھکر خبر لو کون لڑ رہا ہے ایک

جوان گوہر ارون نے گھیرا ہی دور سے دیکھکر دل بیقرار ہوگیا امید گیا دم بھر مین رودتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار آپ کا نور نظر نور الدہر نامور گھرے ہوئے ہین شاہزادہ اکیلا لڑرہا ہی شاید شبخون مارا تھا صبح ہوگئی نکل نہ سکے مگر ماشاء اللہ اتنے بڑے لشکر سے کس لطف سے لڑرہے ہین زخمون مین چور چور ہین مگر اسوقت تک کوئی قریب نہین آسکتا دور سے وار کرکے بھاگتے ہین یہ سننے کے ساتھ ہی **بدیع الزمان** کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مرکب کو اُڑایا سرداران **بدیع الزمان** بڑھے دور سے آواز دی ای نور نظر نہ گھبرانا ہین آپہونچا **نور الدہر** نے پلٹ کر دیکھا **بدیع الزمان** بصد شوکت و شان مع جوانان تیغزن و سرداران صف شکن شمشیر زنی کرتے ہوئے آپڑے آتے ہی فوج کفار کو زیر شمشیر رکھ لیا سرداران تہمتن نے زمین ہلادی **مغلوب** نے جو دیکھا کہ فوج آپہونچی **نور الدہر** کو زخمی دیکھ چکا ہی کہ شاہزادہ زخمی ہی خیال مین ہی کہ جاکر مارلون گینڈے کو بڑھائے ہوئے قریب **نور الدہر** کے پہونچا شاہزادے پر برس پڑا اکئی ہاتھ تلوار کے مارے **نور الدہر** نے تلوار پر گاتے چوتھے وار مین نعرہ کیا او نامرد مردان عالم کا ایک وار قبول کر یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر چمک کر گری **مغلوب** کے دو ٹکڑے ہوئے غریو بلند ہوا ہر طرف سے یہی آواز بلند تھی **مغلوب** پر شاہزادہ غالب ہوا وہ اپنی موت کا خود طالب ہوا علم فوج کو بڑھکر شہزادہ **بدیع الزمان** نے قتل کیا **فضل و قارن** بڑھکر لڑے تمام کا فرد وہائی دینے لگے افسران فوج نے امان طلب کی افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے **بدیع الزمان** نے سب کو پناہ دی اُسی مقام پر لشکر اُترا **نور الدہر** کی زخم دوزی کی شفا خانے مین شاہزادہ داخل ہوا شاہزادے کے جو ٹانکے لگائے گئے پٹیان مرہم کی چڑھین آرام جو ملا آنکھ جو کھلی اُسوقت وہان شاہزادہ تھا شاہزادے کو شہلائے نازک چشم کی یاد آئی بیقرار ہوکر اُٹھ بیٹھے بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

خدا آہ دل مظلوم مین اتنا اثر دیگا
خوشی شب بھر رہیگی رنج ہنگام سحر دیگا
رہ تاریک مین کیا کام ہی نازک خیالی کا
فقیر مست کا کاسہ مئے وحدت سے بھر دیگا
تمہارا حال پوشیدہ نہین رہنے کا عاشق سے
اگر لالے کو دیگا داغ تو گل کو وہ زر دیگا
دکھا کر عارض گلگون چمن مین صورت بلبل
خدا الفت بتان سنگ دل کی دلمین بھر دیگا

بتون نے کے دلمین گھر یہ تیر بے آواز کردیگا
ملا کر منہ سے منہ بوسہ جو شب کو دو قمر دیگا
نزاکت کبھی ہی دیگا حواس گل کو کم دیگا
جہان وہ ہوگا سبزہ رو وہین اڑکے پہونچو نگا
ہمارا ایک دل ہر وقت کی ہمکو خبر دیگا
کسی پہلو چین آئیگا مجکو مین وہ بسمل ہون
ہمارا دامن نظارہ پھولنے وہ بھر دیگا
کہے مین شعر وصف سلک دندان مین نئے

یہ کیا معلوم تھا داغ جدائی وہ قمر دیگا
دعائین سیکڑون خوش ہوکے عاشق رات بھر دیگا
خدا کا خاص بندہ ہوگا مینا مین بیا بھی
زمرد کے خدا شانون کے بدلے مجکو یہ دیگا
خدا کے سامنے شادی و غم دونون برابر ہین
بہت تکلیف ہجر یار مین رو جگر دیگا
خبر کیا تھی ہزارون سختیان جھیلونگا فرقت کی
کوئی تو قدردان منہ موتیون سے تو بھر دیگا

ہرچند ضبط کیا ضبط نہو سکا آخر کو شاہزادہ سہولیت مین اُٹھا کہ سب کو خبر نہو نے پائے مرکب آراستہ کیا یہان سب لڑے بھڑے غافل سو رہے ہین شاہزادے نے مرکب تیار کیا سوار ہوکر طرف باغ ملکہ شہلا کے چلے یہان ملکہ شہلائے نازک چشم کو دن بھر تو اس [illegible] مین گذرا کہ **عزاب جادو** کا مع **فہیم** [illegible] آنا باغ کی تلاش ہونا آخر مین **فہیم** مارا گیا اب شام سے دروازے پر انتظار مین کھڑی ہین کہ شاید شاہزادہ پلٹ کر آئے یہ تو خبر کنیزون نے سنادی [illegible]

اُنکے باپ لشکر گران سے آئے مغلوب پہلوان مارا گیا سوچ رہی ہین کہ باپ اُنکے کاہیکو
آنے دینگے اُنھون نے ذکر بھی یہان کا نہ کیا ہوگا اپنے باپ کے ساتھ طرف طلسم نور افشان
کے جائینگے یہان اب کاہیکو آئینگے ایک کنیز سمن بر نام ہے بڑی شوخ و شنگ تھی بڑھکر عرض
کی ای ملکۂ عالم بارہ دری مین چلیے کہانتک آشنا کا انتظار کیجیے گا اوس پڑتی ہے وہ اپنے باپ کے
پاس ہونگے آپ کا ذکر بھی نہ کیا ہوگا آپ اسقدر بیمروت ہین ذرا صبر کیجیے پہلی آشنائی مین یہی ہوتا ہے
ملکہ نے پلٹ کر کہا او بدزبان کیا بیہودہ بکتی ہے کنیزون نے بھی کہا کہ او سمن بر یہ تو نے کیا جھک مارا
کوئی ایسی بات ملکۂ عالم کو کہتا ہے ملکہ نے کہا اسکے دانت توڑ دو ایک کنیز نے طپانچہ مارا کلمات سخت و
سست کہے سمن بر سر جھکا کر چپ ہو رہی جی مین کہتی ہے اگر اسوقت وہ شخص ہوتا تو اسکے باپ
سے جا کر کہتی افسوس ہے وہ چلا گیا فہیم بیوجہ مارا گیا ملکہ نے چاہا کہ پلٹین کہ نخلستان مین روشنی معلوم
ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑا اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہین ملکہ
بیقرار ہوگئین کہا لو بی سمن بر دیکھو ہمارے آشنا آگئے یہ کہکے نکل پڑین نور الدہر کی رکاب پر
ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہریار آپ کے انتظار نے مار ڈالا نور الدہر نے فرمایا کہ ملکہ اسوقت مین نے
بڑا کمال کیا والدین دقت پر مدد کو آئے مین شفاخانے سے اُٹھکر چلا آیا ہون چاہتا ہون دو دو
باتین کر کے چلا جاؤن ملکہ نے کہا کہ چند ساعت ٹھہریے نور الدہر اندر آئے بارہ دری مین آکر
بیٹھے سمن بر تو جلی ہوئی تھی نکلکر بھاگی کہ جا کر غراب جادو سے اطلاع کرے ون غراب
اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے فرمان شاہان طلسم اسکو بھی پہونچ چکا ہے کہ جہان مسلمان آئین اُنکو روکو ساحرون
کو جمع کر رہا ہے کہ خبر ہوئی سمن بر کنیز ملکہ شہلا کی در دولت پہ حاضر ہے غراب نے کہا کہ بلا لو
سمن بر تو جلی ہوئی ہے روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی کہ ای شاہنشاہ ساحران صاحبزادی نے
تو خوب پیٹ سے پیر نکالے ہین دن کو تو ہم نہ عرض کر سکے دہیم ناحق مارا گیا سچ کہتا تھا کہ
نبیرۂ حمزہ دو دن سے باغ مین ہے کوئی پہلوان تھا اُسکو مارنے چلے گئے تھے دہیم جھوٹا پڑا
ہم اُسوقت نہ عرض کر سکے اب اسوقت پسر حمزہ آیا ہے اُنکے باپ بھی بہت فوج سے آگئے باپ کو دھوکا
دیکر آئے ہین حضور دونون کے دلکو لگی ہے ادھر یہ بیقرار اُدھر وہ اشکبار وہ تو نہ ٹھہرتا تھا انھون نے
منت کر کے ٹھہرایا ہے جلد چلیے ایسا نہو کہ مثل دہیم کے مین بھی جھوٹی پڑون یہ سنکر غراب جل گیا
کہا ای سمن بر کام تو تمنے قتل کا کیا کہ عیار ہمارا مارا گیا اُسوقت تمنے ہمسے نہ اطلاع کی اگر جھوٹ نکلا
تو بوٹیان کاٹ کر چیل کوون کو دونگا خطا تمھاری ظاہر ہے وہ عیار ہمارا بڑے کام کا تھا جا بجا سے
خبر لاتا تھا بکتا جھکتا باغ کے قریب آیا کنیزین چند دروازے پر بیٹھی ہین غراب جادو کو دیکھکر گھبرا گئین
ایک بھاگی یہان نور الدہر ملکہ سے کہ رہے ہین کہ مین شفاخانے سے اُٹھکر چلا آیا اگر قبلہ و کعبہ آگاہ
ہوئے کہ نور الدہر نہین ہین تو پریشان ہونگے انشاءاللہ پھر آؤنگا آجکل کسی کو مہلت نہین ہے سب
اسی کے طالب ہین کہ اپنے کو تا بہ طلسم نور افشان پہونچائین یہ باتین تھین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ آپ کے والد آتے ہین سمن بر نے جا کر کچھ آتش افروزی کی در باغ کے قریب
آگئے ہین اپنے کو بچائیے شاہزادے کو کہین چھپائیے ملکہ گھبرائین کہا ای شہریار مین کیا کرون

اور تو جلدی مین کچھ نہ بن پڑا شاہزادہ ہان ہان کرتا رہا ملکہ نے اُٹھتے ہی نور الدہر کو پنجے مین دبا لیا لیکر اُڑین جدہر نور الدہر نے کہا تھا کہ ہمارے قبلہ و کعبہ کا لشکر اُترا ہی اُسی طرف چلین عزاب جادو دروازے کے اندر آیا ہی کہ اسنے دیکھا کنیزین بھاگی جاتی ہین سمن بر نے کہا واری دیکھیے کھلبلی پڑ گئی سر اُٹھا کر دیکھا شہلائے نازک چشم نور الدہر کو پنجے مین دبائے ہوئے اُڑی جاتی ہی عزاب نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی یہ کہکے گولہ مارا شہلا بھی سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہی اسنے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا گولہ پھٹکر گرا عزاب جادو اور زیادہ جھلایا آواز دی کہ ہمنے اسیواسطے سحر بتلایا تھا کہ ہمسے مقابلہ کرے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا سامری کی آواز دی زمین تھرائی شہلا زمین پر گری نور الدہر جو پنجے سے گرے شہلا بیتاب ہو گئی نور الدہر نے چھوٹتے ہی نعرہ کیا کہ او ملعون عورت پر کیا داو ڈالتا ہی ہمسے آکر مقابلہ کر عزاب اس طرف پلٹا شہلا نے چاہا کہ پھر پنجہ مین دبا کر نور الدہر کو لے بھاگون عزاب نے سحر کیا کہ زمین نے پانوٴن تھام لیے نور الدہر بیکار ہو گئے قدم نہ اُٹھا عزاب جب چلا تھا تو پیچھے اسکے جادوگر بھی چلے تھے اسوقت آکر پہونچے اب تو جادوگرون کا تانتا لگ گیا کئی ہزار جادوگر آپہونچے ملکہ سحر سے لڑ رہی ہی یہی قصد ہی کہ نور الدہر کو لیکر نکل جاؤن عزاب سحر کر رہا ہی ملکہ برابر لڑ رہی ہی جب اُسنے سحر کیا ملکہ نے جواب دیا کئی سو جادوگر عزاب کے مرکر گرے مرنے کی ساحرون کے صدا بلند ہوئی ہنگامہ گرم ہو گیا نور الدہر ایک مقام پر سحر مین عزاب کے پھنسے ہوئے کھڑے ہین چل بھی نہین سکتے شہلا گرد پھر رہی ہی جس طرح شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین بیقراری مین زبان سے نکلتا ہی پروردگار شیر بیشۂ صاحبقرانی کو بچالے عزاب پکارتا ہی اے گنہگار کے قریب نہ جا ملکہ ٹھنڈی سانس کھینچکر فرماتی ہی

نظم

بلبل نالان کہان جائے گلستان چھوڑ کر
وصل جانان مین نظر آیا مہ شعبان مجھے
خار جاتے ہین کوئی صحرا کا دامان چھوڑ کر
وصل جانان کسکی قسمت مین ہمیشہ ہی دلا
لعل قیمت کو پہونچتا ہی بدخشان چھوڑ کر
ہو اگر وصل جنت مین بھی مجکو یار کا
جل لیے ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑ کر
دیکھلو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق دلبر کی
مسجد و نہین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر

چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہونا روح کا
سبزہ کیا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑ کر
روح لیلی کا عبث ہی تجکو مجنون انتظار
جاتی ہی ایک روز آخر جسم کو جان چھوڑ کر
ہوتی ہی غربت مین ہر وقت پڑھی ابتدا کے بعد
کب وہ انسان ہی جو ہوگئے ماحور انسان چھوڑ کر
آج تو پوشاک پر مرتا ہی تو کل دیکھیو
خندہ زن جاتا ہی ظالم مجکو گریبان چھوڑ کر

جیتے جی جائینگے نہین کیونکر کوئے جانان چھوڑ کر
دامن قاتل کو لون اپنا گریبان چھوڑ کر
کاوش غم دور ہو میرے دل ویران سے کیا
بوئے گل کب عود کرتی ہی گلستان چھوڑ کر
ہو وطن مین خاک میرے کو ہر مضمون کی قدر
رنج اُٹھائے کسقدر یوسف نے کنعان چھوڑ کر
سر ٹپکتی پھرتی ہین امواج سنگ وحشت سے
جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر
مر گیا کیا ناسخ مہوش جو ساکن سرو وش

اس طرح کے اشعار عاشقانہ بلک بلک کے پڑھتی ہی کہ سننے والون کے کلیجے پھٹتے ہین عزاب جھلا جھلا کر سحر کرتا ہی کہ شہلا کو پکڑ لون شہلا مثل برق تڑپ رہی ہی ایک مقام پر نہین ٹھہرتی ہی چاہتی ہی کہ نور الدہر کو لیکر نکل جاؤن مگر عزاب کب جانے دیتا ہی قضائے کار وہ وقت آیا کہ ساحر زرین پوش بصد جوش و خروش ہوم خانۂ مغرب سے جھولی ضیا کی گلے مین ڈالے ہوئے میدان چرخ زبرجدی مین آیا احوال روشن ہوا ظاہر ہوا لویا وہ

صبح ہو گئی ملکہ شہلا کا چہرہ فق دل مین قلق یہان شاہزادہ بدیع الزمان جو سو کر اُٹھے فرمایا دیکھو
تو نور الدہر کا مزاج کیسا ہے کہ جراح دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار نور الدہر شفا خانے مین
نہین ہین بدیع الزمان گھبرا گئے امیہ سے فرمایا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہوا سائیس نے عرض کی گھوڑا
بھی نہین ہے بدیع الزمان نے فرمایا وہ جوان کہین نکل گیا جب ٹانکے دیے جاتے تھے اُسی وقت
وہ بیقرار تھا معلوم ہوتا ہے کسی نازنین پر عاشق ہے وہین وہ گیا امیہ بڑھکر دیکھو تو میرا بھی گھوڑا لاؤ
فضل و قارن ایک جانب دوڑے امیہ ایک جانب چلا ہرکارے ہر طرف دوڑے
بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہو چکے ہین قصد ہے کہ کسی جانب جاؤن کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا
عرض کی ای شہریار یہان سے کوس بھر پر ساحرون نے نور الدہر کو گھیرا ہے ہنگامۂ سحر گرم ہے ایک
نازنین سحر مین بھی زبردست ہے نہایت حسین شاہزادے کو بچا رہی ہے جان لڑا رہی ہے چاہتی ہے کہ جان
دون نور الدہر کو بچاؤن یہ سنکر بدیع الزمان گھوڑے کو بڑھا کر اُسی جانب چلے یہ تو ناظرین
کو یاد ہوگا کہ بدیع الزمان کے گلے مین ایک تختی پڑی ہوئی ہے کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا قبضہ پر ہاتھ ڈالا
فضل و قارن بھی چلے اُسوقت آکر پہونچے کہ دور سے دیکھا عزاب جادو نے ملکہ شہلا
کو زخمی کیا ہے ملکہ نے گھٹنے ٹیک دیے رو رہی ہے مگر سحر ایسا کر رہی ہے کہ اپنے پاس کسی کو نہین آنے
دیتی ہے کبھی دو تیتر زمین پر مارا نہ پورا اپنے پھینک رہی ہے کسی پر بجلی پھینک ماری اُسپر برق گری اُسکے
دو ٹکڑے ہوئے کسی پر گرڑا پھینک مارا اُسکا سر پھٹ گیا عزاب کہتا ہوا آتا ہے او گیسو بریدہ تو نے
کئی ہزار ساحر مارے میرے رفیق شفیق تھے اُسکے بدلے مین تجکو بھی مٹا دونگا کہ بدیع الزمان نے

نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان	بدیع الزمان گرد لشکر شکن · مہ برج خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد رزمین
تو انجم گشتم آسمان بر زمین	کہ سر فتنہ با خترنام شد · ز تیغش بسے ملک اسلام شد	تلوار کھینچکر آ پڑے

آواز دی کہ او عزاب خانہ خراب اُدھر کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کر اُسنے لپک کر گولہ
مارا بدیع الزمان نے تختی کو چمکایا سحر باطل ہوا دو چار مرتبہ سحر کیا بدیع الزمان لڑتے بھڑتے ساحرون
کو قتل کرتے ہوئے قریب عزاب کے پہونچے عزاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان
نے تلوار کو تلوار پر روکا جب اُسکا وار دفع کر چکے ہاتھ تلوار کا مارا عزاب نے سپر سحر کو اُٹھوا دی
تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سر پر گری عزاب کے دو ٹکڑے ہوئے عزاب کا کام تمام آندھی
سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عزاب
جادو بود شہلا جو سحر سے چھوڑی تھی ٹپ کے کفار پر جا پڑی کئی ہزار ساحرون کو مارا صدائے فریاد بلند ہوئی
ساحر غل مچانے لگے رومال سے ہاتھ باندھکر اُٹھے ملکہ سب کو لیکر خدمت مین بدیع الزمان
کے آئین جھک کر سلام کیا بدیع الزمان نے شہلا کو گلے سے لگا لیا شہلا قدمون سے لپٹ گئی
سب ساحر مطیع اسلام ہوئے بدیع الزمان ان سب کو ساتھ لیکر قلعۂ عزاب مین آئے ارادہ
یہ ہے کہ نور الدہر کا عقد ساتھ شہلا کے کرون نور الدہر نے قارن سے کہلایا کہ قبلہ و کعبہ سے
عرض کرو ابھی عقد وغیرہ نہو جلد کوچ کیجیے یہ خبر ہمکو ملی گئی کہ صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے
ہین ہم اُنسے پیشتر پہونچین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ قاسم و ایرج جا چکے بدیع الزمان نے

۱۱

یہ جملہ سنکر شہلا نے کہا ای فرزند اب تم اس قلعہ کا انتظام کرو ہم کل جائینگے شہلا قدمون سے لپٹ گئی کہا
کہ لونڈی بھی ساتھ چلیگی یہان سے تین کوس پر پہاڑ ہی کوہ خاکبار اُسکا نام ہی خاکبار جادو وہانکا
حاکم ہی اُسنے راستہ بند کردیا کنیز وہان کام آئیگی بدیع نے کہا کہ اچھا لشکر تیار کرو پہلے کوہ خاکبار پر
معرکہ پڑے شہلا نے کہا کہ لونڈی پہلے پہونچیگی یہ کہکے کنیزونکو حکم دیا سامان سحر تیار کرو صبح کو کوچ ہوگا
خدا نے چاہا تو کوہ خاکبار کو سحر کرکے اوڑا دونگی پہلے ہمارے شہریار کا کوہ خاکبار پر داخلہ ہو اس
راہ سے کوئی آگاہ نہین ہی بدیع نے سردارونکو حکم دیا کہ سویرے لشکر تیار رہے کل ہی کوہ خاکبار پر
پہونچین اگر خدا نے فضل کیا چلکر کوکب کو رہا کرلین یہ حکم دیکر آرام فرمایا صبح کو نماز پڑھکے باہر آئے
لشکر کو تیار دیکھا قصد کیا سوار ہون کہ چند خادم دوڑے ہوئے سامنے آئے عرض کی نور الدہر
و شہلا فرش خواب سے غائب ہین بدیع کے ہوش اوڑ گئے کہا اُمیہ سُنا کوئی نور الدہر و شہلا کو
لے گیا اُمیہ نے کہا ابھی غلام تلاش کرتا ہی بدیع لاچار اُتر پڑے قلعہ غراب پر مقام کیا اُمیہ واسطے
تلاش کے چلا اب حال نور الدہر و شہلا عرض کیا جاتا ہی قیطوس صحرانشین یہان سے پانچ کوس پر
رہتا ہی مدت سے شہلا پر عاشق ہی اُسکو ہرکارے نے خبر دی کہ بدیع الزمان نے قلعہ غراب
تسخیر کیا اپنے فرزند کے ساتھ شہلا کی شادی کرنے کو ہی قیطوس یہ ذکر سنکر گھبرا گیا اپنے عیار اوباش
کو بلایا کہا ای اوباش تو نے سُنا مین کئی سال سے عشق شہلا مین بیقرار ہون اکثر غراب کو پیغام
دیا اُسنے بھی یہی کہلا بھیجا کہ مین شادی کرونگا اب غضب ہوا کہ نبیرۂ حمزہ کے ساتھ شادی ہوتی ہی مین کیونکر
زندہ رہونگا اب میری تو یہ کیفیت ہی بموجب نظم

از رشک کرد انچہ بمن روزگار کرد
چون دیدکان نماند نہان آشکار کرد
لنگر گسست صبر و کشتی شکست موج
بند مرا گسستن بند استوار کرد
نامی بر عمر من فتد از دست من بخاک
نتوان فزون ز حوصلہ جبر اختیار کرد
غالب کہ چرخ را بہ نوا داشتی سماع
در خستگی نشاط مرا دید خوار کرد
بد کرد چون سپہر بمن گرچہ من بدم
دانا خورد دریغ کہ نادان چہ کار کرد
عمری بہ تیرگی بسر آوردہ ام کہ مرگ
افراط ذوق دست مرا رعشہ دار کرد
نومیدی از تو کفر و تو راضی نہ بکفر
امشب غزل سرود و مرا بیقرار کرد
در دل ہمی ز بینش من کینہ داشت چرخ
باید بدین حساب زنیکان شمار کرد
از بسکہ در کشاکش از کار رفت دست
شادم بہ روشنائی شمع مزار کرد
کوتہ نظر حلیم کہ گفتے ہر آئینہ
نومیدیم دگر تبو امید وار کرد

عیار کے سامنے اسقدر رویا کہ دامن
گریبان تر ہو گیا اوباش نے کہا حضور نہ گھبرائیے مین جاکر دونون کو چُرا کر لاتا ہون یہ کہکر چار عیار
ساتھ لیئے طرف لشکر بدیع کے چلا رات کو انکے دونون خیمون مین نقب لگائی نور الدہر و شہلا کو لیگیا
لاکر سامنے قیطوس کے پہونچایا ہی ساحرہ کو کبھی گرفتار تو کیا نہ تھا زبان مین شہلا کے سوزن ندیا
قیطوس نے کہا آہنگرون کو بلاؤ دونون کو مسلسل کیا کہا ہوشیار کرو پہلے نور الدہر کو ہوشیار کیا
نور الدہر کی جو آنکھ کھلی ایک پہلوان کو دیکھا بہ عتاب خطاب کرتا ہی کہ او نبیرۂ حمزہ میری معشوقہ
کے ساتھ نکاح کرتا ہی تجھکو قتل کرونگا عیار سے کہا ذرا ملکۂ عالم کو تو بیدار کر کہ مین اپنا حال دل عرض کرون کئی
سال ہوئے ہجر مین تڑپتے ہوئے اب تو مجھے شاد کرین زمانہ جنگ و جدل قریب ہی شاہان طلسم کا نامہ آگیا
کہ ای قیطوس لشکر تیار رکھو اسطرف طلسم کشا آئیگا ہی مین بھی جاکر روکونگا اوباش نے ملکہ کو ہوشیار کیا

آنکھ کھولکر دیکھا نور الدہر قید بیٹھے ہین ایک ساحر سیہ فام غصہ کر رہا ہی آواز دیتا ہی کہ جلاد کو بلاؤ میرے رقیب کو
قتل کرے ملکہ نے بنگاہ قہر طرف اُس پہلوان کے دیکھا ذرا جو سکتی ہو قید آہن ٹوٹ کر گری پھر طرف
نور الدہر کے اشارہ کیا کہ ای شہریار اوٹھیے یہ کہکر نگاہ جو کڑی ڈالی نور الدہر کی قید کٹکر گری نور الدہر
بھی بل کرتے ہوے اُٹھے ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا خیمہ جلنے لگا جلاد جو خنجر لیکر آیا تھا اُسکا سر کٹکے گرا قیطوس
بھاگا کہتا ہوا کہ ای اوباش یہ کیا کیا اوباش نے چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن ملکہ نے نگاہ ڈالی نعرہ کیا کہ او
ملعون کہان جاتا ہی برق کڑک کر گری اوباش کے دو ٹکڑے ہوے نور الدہر نے ایک جوان کو مار کر
تیغہ کیا ملکہ کو منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرو یہ سراسر خلاف ہی یہ بات مشہور ہوگی کہ سحر سے نور الدہر
لڑے ہمارے سر کی قسم سحر نکرو ملکہ تو رک گئین نور الدہر تیغہ لیے ہوے باہر نکلے قیطوس نے
کل فوج کو تیار کیا حکم کر دیا رقیب کو تو مار لو نور الدہر لڑتے ہوے بڑھے ایک سوار کو مار کے گھوڑا
لیا لڑتے ہوے سامنے قیطوس کے پہونچے ملکہ دور سے دیکھ رہی ہین جنگ دیکھکر شاہزادے
کے نثار ہو رہی ہین فرماتی ہین ماشاءاللہ ہزارون سے اکیلے لڑ رہے ہین یہی خیال مین ہی
کہ جب یہ بیچارا نامرد اُنکے دشمنون کو پکڑ لینے کا ارادہ کرین تب سحر کرون ابھی تو بڑی جرأت سے لڑ رہے
ہین چند ساعت مین نور الدہر جنگ رستمانہ کرکے قریب قیطوس کے پہونچے قیطوس نے کئی
ہاتھ تلوار کے مارے نور الدہر نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینک دی کمر بند مین ہاتھ
ڈالکر اوٹھا لیا چاہا زمین پر مارون قیطوس نے فریاد کی کہ ای شہریار غلام مسلمان ہوتا ہی نور الدہر
خوش ہوگئے چھوڑ دیا قیطوس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والونکو آواز دی مین نے تو اس
شیر کا مذہب اختیار کیا جسکو مسلمان ہونا ہو آکر حاضر ہو ورنہ میرے صحرا سے نکلجاے سب خوشی خوشی
مسلمان ہوے شہلا کو بڑی خوشی ہوئی کہا ای شہریار آپ کے والد تو قلعہ پر آپ کے انتظار مین ہونگے
اب چلکر قلعہ خاکبار لیجیے کہنے ساتھ ہی نور الدہر نے قیطوس کو حکم دیا لشکر تیار کرو ملکہ شہلا نے ایک ابر
گلنار بنایا اسمین مخفی ہوئین نور الدہر قیطوس کو ساتھ لیکر چلے ابر سر پر سایہ فگن برق کی چمک
رعد کی گرج اس گروہ سے طرف کوہ خاکبار کے چلے خاکبار جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی
کہ یارو طلسم کشا اندر علاقت کے داخل ہو چکا فرمان میرے نام بھی پہونچا ذرا دریافت تو کرو طلسم کشا
اسطرف کو نہین آیا یقین تو یہی ہی کہ اس راہ سے کوئی واقف نہین شاخسار کی جانب جاینگے یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی خبر صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نہین معلوم
کسطرح پہونچے قیطوس مسلمان ہوا اُسکو ساتھ لیے ہوے طرف آپ کے آتے ہین خاکبار اُٹھا سردار
جادو سپہ سالار سے کہا بڑھکر روکو اسطرف سے کوئی نجانے پائے اگر ادھر کا راستہ کھلا قید خانہ سامنے
ملیگا ایک نامہ خدمت شاخسار مین روانہ کرو کہ وہ بھی آگاہ رہے کہ کوہ خاکبار پر معرکہ پڑ گیا نہین
معلوم یہ راستہ کسنے تبلایا کوئی واقف کار شریک ہوا سالار جادو نے نامہ اُسی وقت روانہ کیا ایک ساحر
لیکے چلا دس ہزار ساحر ساتھ لیکر سردار جادو چلا دو کوس پہاڑ سے بڑھا تھا کہ طرف سے صبح لگکر دھر ی
دیکھا کہ مفہوم کوہ پیکر پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہی سردار نے بڑھکر ملاقات کی سردار نے پوچھا
ای مفہوم کیا قصد ہی مفہوم نے کہا میرے پاس فرمان شاہی پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو مین برائے مقابلہ

سامعان

صاحبقران جاتا ہون سردار نے کہا کہ ای مفہوم نبیرۂ حمزہ آتا ہی تم بڑھکر روکو مفہوم نے کہا کہ
مین ابھی جاکر روکتا ہون بلکہ تم جاکر کیا کروگے مین مشکین باندھکر لاتا ہون تم جانتے ہو کہ میرے
نام کا تمام جہان مین شہرہ ہی سردار کو روک کے مفہوم بڑھا نورالدہر ایک صحرا مین پہونچے ہین کہ
دیکھا صحرا سے گرد اڑی مفہوم کوہ پیکر نے آکر راستہ روکا رات کو مفہوم نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر
کو خبر پہونچی انھون نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے صفین درست ہو رہی ہین قاسم کا حال تحریر کرتا ہون جب ایرج کو ساتھ قاسم نے لیا
رات کو ایرج کے خیال مین آیا کہ ای ایرج قبلہ وکعبہ کے ساتھ رہنا شوکت ظاہر ہوگی رات کو اٹھکے مرکب
تیار کیا یکہ وتنہا طرف صحرا کے نکل گئے یہان مفہوم میدان مین نکلا سراپا دکھا رہا ہی نورالدہر کا قصد
ہی کہ نکلون کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا کہ نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مرکب اوڑاتے
ہوئے چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر نہایت غصہ آیا کہ کشتی گیر زادہ با فوج قاہرہ موجود ہی اس
پہلوان کو جاکر مارون انکی گردن پر احسان رکھون یہ سوچ کر مرکب بڑھایا مقابلہ مین مفہوم کے آیا
مفہوم جمال جہان آرا دیکھکر آئینہ وار حیران ہوگیا سراپا کو دیکھ رہا ہی پوچھا ای جوان تیرا کیا نام
ہی ایرج نے جواب دیا ملک الموت جان کافران ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مفہوم نے نیزہ
مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونوین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر
دیکھ رہے ہین نورالدہر کو ایرج کا آنا بہت شاق ہوا اپنے مقام پر کہتے ہین اس کرپاش فروش
بازاری کی شامت آئی ہی اپنی شوکت دکھاتا ہی کیا کیون چھوٹے قبلہ وکعبہ کا خیال آتا ہی نہین ابھی
جاکر سزا دیتا ایرج نے چند طعنون مین نیزہ مفہوم کا نکلا اسنے تلوار کا وار کیا ایرج جلد ہی
سے بازو بچاکر لپٹ پڑے اسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا گھوڑون سے کودے کشتی ہونے لگی
چار پہر کامل کشتی ہوئی دو گھڑی دن پچھلا باقی تھا کہ ایرج مفہوم کو لے دوڑے بیس قدم پیلکر
لائے بکہ مارا دونون گھٹنے اشنان زمین ہوئے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر مفہوم کو اٹھا لیا مفہوم مع
فوج بصدق مسلمان ہوا ایرج کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا جب صحبت گرم ہوئی ایرج نے کہا
ای برادر ہمکو منظور ہی کہ تا طلسم نورافشان جائین مفہوم نے کہا کہ ای شہریار میرے نام جو فرمان
شاہ طلسم پہونچا کہ جاکر طلسم کشا کو روکو مین چلا تھا قریب کوہ خاکبار پہونچا سردار جادو سپہ سالار
خاکبار نے مقابلہ نورالدہر آتا تھا مین اسکو روکنے آگے بڑھا اب جو اسکو خبر ہوگی ضرور
فساد کریگا اس مقام پر دو راستے ہین ایک رات تو طرف سے کوہ خاکبار کے دوسرا راستہ طرف سے
کوہ زخار کے ہی زخار جادو وہان کا حاکم ہی میرے اسکے بڑی ملاقات ہی آپ اپنے کو مخفی کیجیے
مین زخار سے کہونگا کہ برائے ملازمت شاہ طلسم جاتا ہون وہ ضرور راستہ دیگا اس جبل سے نکل چلیے
ایرج خوش ہوگئے رات ہی کو کوچ کردیا ایرج طرف کوہ زخار کے چلے نورالدہر جو میدان
کارزار سے پلٹے نہایت غصہ مین فرماتے ہوئے کہ یہ تاجر زادہ ہمیشہ بانکپن کی لیتا ہی رات کو
آرام کیا صبح کو جو نورالدہر اٹھے ہرکارون نے خبر دی ایرج نوجوان مع مفہوم کوچ کر گئے
نورالدہر اسی وقت سوار ہوئے طرف کوہ خاکبار کے چلے بعد جانے مفہوم کے سردار جادو

بھی پلٹ گیا تھا دربار مین خاکبار کے بیٹھا ہی خاکبار سے کہہ رہی ہو کہ مین نے مغموم کو روانہ کر دیا ہی
وہ نور الدہر کو زیر کر کے آتا ہوگا خاکبار کہتا ہی کہ تمنے اسکے جانے پر کیون اعتبار کیا فرزندان حمزہ بہادر
صف شکن ہین مغموم کے روکے نہ رکین گے یہ فکر تھا کہ ہرکارے روتے پیٹتے ہوے دوڑے آکے
عرض کی ہنیرہ سا جتھران سے لشکر ظفر اثر آب کے پہاڑ کے قریب اوترے ہین ارادہ ہی کہ کل ہی پہاڑ سے
گذر جاوین خاکبار نے کہا کہ ای سردار تمنا اسیوقت جاکر رو کو سرداب ادھر خاکبار نے کہا
جسقدر فوج چاہو ساتھ لو کہا حضور مین اکیلا ہی جاؤنگا وہ سحر کرون کہ خود اٹھکر بھاگے یا تڑپ تڑپ کر
مرے یہ کہکے اکیلا چلا ایک گھاٹی پر جاکر بیٹھا سحر کرنے لگا ایک ابر تنگ تیار ہوا اس ابر مین چھریان
کٹاریان پیکان تیر تلوارین خنجر بھر کر بلند کیا یہان جب نور الدہر بارگاہ مین داخل ہوے لشکر
اپنے مقام پر اترا جب تخلیہ ہوا شہلاے نازک چشم ابر سے نکل کر پاس نور الدہر کے آئین صحبت
عیش و نشاط آراستہ ہوئی شہلا نے کہا کہ کیون ای شہریار کل خاکبار سے مقابلہ ہی اگر خدا نے فضل
کیا اور کوہ خاکبار فتح ہوا قریب شاخسار جادو ہی بچے وہ مالک زند اخگر ہی اس سے مقابلہ
پڑیگا نور الدہر نے فرمایا کہ ملکہ وہ حافظ حقیقی مالک تحقیقی وہان تک پہونچاے اگر کوکب دیران
کو رہا کیا تو اس تاجرزادے پر بڑا احسان ہوگا سب قیدی چھوٹینگے عاشق و معشوق مسند پر
بیٹھے ہین کہ لشکر مین غل ہوا وقت وہ ہی کہ سلطان انجم سپاہ نے لشکر سلطان زرین پوش کی آمد
سنکر فرار پر قرار کیا سلطان زرین پوش فوج نور ہمراہ لیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر
مین جو گجر ہوا نور الدہر و شہلا باہر نکل آئین دیکھین تو ایک ابر سیاہ لشکر پر محیط ہوا اس ابر سے
تیر تلوارین گر رہی ہین ایک تلوار قریب نور الدہر کے بھی آکر گری ایک خدمتگار کے دو ٹکڑے
ہوے شہلا نے کہا یہ تو سحر کی علامت ہی مین خبر لیتی ہون یہ کہکر بلند ہوئین سر اٹھا کر
دیکھا پہلوے کوہ سے لکہ ہاے ابر اٹھتے ہین آگر اس ابر کو زور دیتے ہین ملکہ اسی جانب چلی ایک
نخل پر بیٹھکر خیال کیا دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی ملکہ نے جھولی سے ایک کارد سحر
نکالی اسم سحر پڑھکر سینہ پر کینہ اسکا تاکا کارد پھینک ماری سردار کے سینہ پر پڑی پشت کو
توڑ کر پار گذر گئی مرنا جادوگر کا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا ملکہ نے بھی سحر کیا بالکل نشان
ابر کا ملکہ شہلا نے مٹا دیا لاش کو اس سردار کی دیکھ رہی ہین وہان خاکبار اپنی بارگاہ مین
بیٹھا تھا دمبدم بارگاہ سے نکلکے دیکھ رہا تھا کہ میرے سردار کا سحر بڑے زور شور سے گیا ہی
جب یہ کامل ہوکر برسے گا اگر لاکھون کا لشکر ہوگا تو ایک دم مین مٹ جائیگا اب جو اسنے
نکلکر دیکھا وہ ابر غائب ہوگیا زانوون پر ہاتھ مار کر کہا کسنے میرے سردار کو مارا غصہ مین چلا
اسیوقت آکر پہونچا کہ شہلا نے اسکا سر کاٹ لیا چاہتی ہین کہ لیکر چلین کہ نعرہ ہم خاکبار جادو
او ساحرہ تو نے غضب کیا میرے سردار کو مارا ملکہ پلٹین خاکبار پہچان گیا پکار کر کہا او روسیاہ
دختر خراب اپنے باپ کے گھر کو برباد کر کے یہان آئی میرے سردار کو مارا اب تیری قضا
لیکر آئی ہی یہ کہکے نارنج مارا ملکہ نے نارنج کاٹا آپس مین سحر چلنے لگے تیغ گرد بلند شعلے بھڑکنے لگے ۰۰۱۰
شہلا ہنسی ایک برق کڑک کر گری شانہ خاکبار کا زخمی ہوا دو چار سحر چلے تھے کہ خاکبار نے

اپنے شانے کا خون ملکہ پر پھینک مارا ہر چند شہلا نے روکا خون جسم پر گرا لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی خاکبار نے آکر زبان مین سوزن دبا شہلا کو گرفتار کر کے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر نے دیکھا کہ وہ ابر دفع ہوا فرایا ملکہ نے جاکر اُس ساحر کو مارا سحر دفع ہو گیا کہ دیکھا سامنے سے ایک جادوگر نعرہ کرتا ہوا آتا ہی لشکر پشت پر ہزارہا ساحر لینا لینا کا ہُلڑ ہی نور الدہر پریشان ہوے تلوار کھینچکر بڑھے قیطوس تو عاشق جمال ہی اُسنے کہا ای شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ گرفتار ہو ئین پہلے ملکہ نے جاکر اس ساحر کو مار لکسی اور نے آکر ملکہ کو پکڑ لیا جب تو یہ ملعون باطنیان چلا آتا ہی نور الدہر و قیطوس بڑھے خاکبار نے آواز دی کہ ای سحر سامری مسلمان بچنے نپائین یہ کہکر زمین پر دو ہتھڑ مارا ایک غبار اوٹھا سارے لشکر کو گھیر لیا نور الدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہر چند روکا نہ رُکا نور الدہر و قیطوس گھوڑے سے گر کر بیہوش ہو گئے سارے لشکر کا یہی حال ہوا کہ سب بیہوش ہو گئے سب کو تو اُسنے اسی مقام پر چھوڑا نور الدہر و قیطوس کو اُٹھا لیا لشکر پر سحر سخت کر دیا کہ یہ لوگ ہوشیار نہون قیطوس و نور الدہر کو لیکر اپنے باغ مین آیا شہلا اور نور الدہر و قیطوس کو زمین پر شہلا با سحر کیا گرد ان تینون کے شعلۂ آتش بھڑکنے لگے شہلا کی زبان مین سوزن نور الدہر کو اس حال مین دیکھکر بھڑک رہی ہی آنکھون سے آنسو جاری قلب بھڑک رہا ہی اشارون سے یہ مضمون ادا کر رہی ہی نظم

آنکھ جب سے پڑ گئی موے میان یار پر
رونگٹا بار گران ہی میرے جسم زار پر

ہی نگاہ یار ہردم میرے جسم زار پر
بجلیان گرنے لگین ہین سیکڑون اک خار پر

جو پری رو ہی وہ دیوانہ ہی چشم یار پر
ہی گریبان چاک ہر گل نرگس بیمار پر

زلف کے صدمے زیادہ زیست سے ہین جسم زار پر
دن سے افزون رات بھاری ہوتی ہی بیمار پر

ناتوانون کے الم سے اہل غفلت کو ہی عیش
خوش ہوا ہی ناخن مطرب لگا جب تار پر

لوح تربت کی جگہ شایان ہی تیرا نقش پا
مر گیا ہون ای پری پیکر تری رفتار پر

خط نہین ہی مانع نظارۂ رخسار یار
سیر گلشن مین نظر پڑتی ہی کسکی خار پر

گھر مین ہی پر ہین خریدار اسکے یوسف سے زیاد
خود فروشی کب بھلا موقوف ہی بازار پر

جسم خاک آلودہ مجھ حیران کا ہی دیوار سان
ہی عیان روزن کا عالم دیدۂ بیدار پر

ہو گیا ہین قتل فرقت مین جو دیکھا ماہ عید
خون ثابت ہی مرا اس مغز بے تلوار پر

بس یہی تدبیر اب انکے بھگا دینے کی ہی
جیتے جی ہو جاؤن عاشق چند روز اغیار پر

اپنی قسمت مین ہی غم کھانا گوارا کیون نہو
آگ کھانا شاق ہی کب مرغ آتشخوار پر

وان وہ انگشت حنائی سے بجاتے ہین ستار
یان دل پر خون کے ٹکڑے ہین غرہ کے تار پر

جب گیا گلگشت کو گلزار مین وہ شرمگین
پٹیان بند ہوائین چشم نرگس بیمار پر

جگیا ہی اسقدر میرا لہو جھلتا نہین
شاخ مرجان کا ہی عالم یار کی تلوار پر

جوش سودا سے بہا تھا گیا ہی ناسخ کا لہو
ہی سیہ تاب اُس بت سفاک کی تلوار پر

ملکہ کو بھی یہی خیال ہی کہ شاہزادہ چھوٹ جائے ہم قید رہین تو بہتر ہی الیاس حسن و جمال پہ جاہ و

جلال کیونکر نہ گھبرائین قید سحر سے اُنکو کیا کام نور الدہر پر تو یہ گذری ایرج کا حال سُنیے یہ مفہوم کو ساتھ لیے ہوے طرف کوہ زرخار کے جاتے ہین ایک صحرائے سبزہ زار ملا مفہوم نے کہا آج یہان فرودش ہو جیے کل برابر کوہ زرخار کے پہونچ جائینگے مگر حضور زرخار جادو بڑا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی ایرج نے کہا خدا مالک ہی اسکا خیال نکرو کوئی سبب کر دیگا کہ ہم اسیر غالب آئینگے چونکہ صحرائے سبزہ زار ملا یاد مین یاران کے بیقرار رہتے ہین راتین تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کہ دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اوٹھا دیکھا شاپور شیر دل عیار ہمارا چلا آتا ہی ایرج نے اُسکو گلے سے لگا لیا پوچھا شاپور کیونکر رہائی پائی شاپور نے کہا مین اور شبرنگ ایک ہی مقام پر قید تھا ایک دن یاد مین حضور کے بیقرار ہوا شبرنگ نے کہا کہ کچھ دل بہلاؤ مین گانے لگا آجکل شاخسار کو برائے انتظام بہت جادوگر ملے ہین ایک ساحرہ قتیل جادو میرے گانے پر عاشق ہوئی رات کو اُسنے آکر سوال وصل کیا مین نے کہا کہ ہتھکڑیان بیڑیان تو پہنے ہین کیونکر وصل ہو قید خانہ مین کوئی دیکھ لے تو غضب ہو جائے ہم دونون کو چھوڑ اگر یہان سے لے چلو ہم دونون حاضر ہین تمھارا دل بھر دینگے وہ خوشی خوشی ہمکو نکال لائی جنگل مین اُسے لا کر مارا وہ ڈھونڈتا ہوا تو اور طرف کو گیا مین آپکی خدمت مین آیا ایرج نے بارگاہ زربفتی آراستہ کرائی آکر مسند پر بیٹھے کہا اے شاپور دل گھبراتا ہی اسوقت کچھ گاؤ شاپور نے باجا چھیڑا یہ غزل گانے لگا

غزل

کیون ہو گیا دوچار مین اُس شہسوار سے
تاخ شکستہ ہون نہین مطلب بہار سے
آتی ہی بوے گُل دہن داغدار سے
روشن ہی آفتاب قیامت عذار سے
منھ کھولتا ہو نہین کر برباد کوئی شراب
سیکھے ہین طرز رونیکا ہم آبشار سے
جلتے ہین سوز غم سے مرے استخوان آج
قوس قزح نمود ہوا ابر بہار سے
ناسخ یہ وہ غزل ہی جنون زا کہ سنتے ہی
جاتی رہی عنان شکیب اختیار سے
چشمے رواں ہین مژۂ اشکبار سے
آج اے نسیم آتی ہی کیا کوے یار سے
محو خیال عارض تابان ہی اسقدر
ہر دم جماہیان نہین لیتا خمار سے
نقش وجود محو ہوا مثل نقش پا
پروانہ لیا جلا کوئی شمع مزار سے
وحشت نہی ہین سوختنی زیر آسمان
سودا کفن کو پھاڑ کے نکلے مزار سے
نخل بریدہ ہون مجھے کیا برگ و بار سے
رتبے مین کام نہین یان کو بہار سے
برپا ہوا ہی حشر جو رفتار یار سے
آئینہ آفتاب ہو میرے غبار سے
عریانی مین ہی چادر آب اپنے جسم پر
نکلے نہ بعد مرگ بھی ہم کوے یار سے
اے چشم تر تصور ابروے یار باندھ
کیونکر نہ نکلے آتش حسرت غبار سے

اس لطف سے غزل شاپور نے گائی صحبت خلیہ بلا تکلف بیٹھے ہین گرد بارگاہ کے تمام سردار دل سے سُن رہے ہین سر پٹک رہے ہین جانور آشیانون سے گر رہے ہین آہوان صحرا بیتاب و بیقرار پھر رہے ہین کہ ایک برق چمکی صدہا شعلہ ہاے آتش زمین پر گرے ایرج کی آنکھین جھپک گئین شاپور گھبرا کر چپ ہو گیا اب جو ایرج نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین بیباک چست و چالاک دریاے جواہر مین غوطہ زن معشوق پرفن غنچہ دہن سیمتن گلبدن رشک چمن زلفین رشک مشک ختن دونون عارض آئینہ حلب مسکراتی ہوئی سامنے ایرج کے آئی مسند پر بیٹھ گئی کہا صاحب ہم تمھاری صحبت کے مخل ہوے میان گانے والے صاحب آپ کے گانے کے اشتیاق مین چلے آئے

آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین زرخار جادو کی بیٹی ہون ملکہ کاوس گلبدن سے زرخار کو
خبر ہوئی کہ نبیرہ صاحبقران ایرج نوجوان میری جانب آتے ہین مجھسے فرمایا بیٹا کشت تمھارے
تعلق ہے دیکھو تو نبیرہ حمزہ کس مقام تک آیا مین تلاش مین نکلی مگر آپ بڑے صاحب اقبال ہین
جب لشکر کو مین نے دیکھا قصد ہوا کہ سحر کرون آگ لگا دون پانی برسا کے ٹھنڈا کر دون گانے
کی آواز کان مین پہونچی ہمیشہ سے اس علم کا شوق ہے سُننے سُنانے کا بڑا ذوق ہے اے شہریار یہ بھی
خیال رہے ہمارے بلند پرواز میرا نام ہے لیکن آپکو سمجھاتی ہون کہ لشکر کو ہٹا لیجے اگر زرخار
جادو سے مین نہ کہونگی اور ہرکارے خبر پہونچا دینگے وہ خود تشریف لائینگے اُنکا سحر تو قیامت
ہے زمین ہلا دیگا بات کرنیکی مہلت نہ ملے گی ہٹ جانے پر مین بھی سمجھا دونگی کہ آپکی طرف
نہین آتے ہین ایسے مقام عجائب و غرائب پر آپ چلے آئے کوئی سامان سحر کا آپ کے ہمراہ
نہین ہے آفت آئیگی تو کون روکیگا دو ساحر خدمت شاہان طلسم سے آئے ہین جاذب
مجذوب نام ہین وہ تامل نکرینگے جب اُس رشک چمن نے غنچۂ دہن کو وا کیا گل کلام
پیش کیے ایرج نوجوان نے فرمایا اے گل گلزار خوبی وائے غنچۂ نو دمیدۂ حدیقۂ محبوبی ہمارا تکیہ
پروردگار پر ہے ہم ساحر نہین ہین ساحر کش ہین صدہا ملک ساحرون کے برباد کیے بڑے بڑے
ساحر قتل ہوے کبھی ساحر کو ساتھ نہین رکھا ہمیشہ اپنے پروردگار پہ تکیہ رہا اگر قضا لیکر آئی
ہے کوئی بچا نہین سکتا اگر قضا نہین ہے کسکی مجال نہین کہ ہمکو قتل کر سکے کل ہم ضرور قریب کوہ زرخار
پہونچینگے جو کچھ ہوگا وہ ملاحظہ فرمایئے گا اُس نازنین نے زانوون پر ہاتھ مارا کہا آپ تو بڑے
سخن ناشنو ہین جب سامان ممکن ہو چلے جایئے گا ایرج نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہین ہم اسیطرح
جائینگے وہ نازنین لاچار عرصۂ دراز تک سمجھایا کی ایرج نے نمانا رات کم باقی تھی کہا صاحب
جو سمجھانا تھا ہمنے سمجھایا آئندہ آپکو اختیار ہے ہم رخصت ہوتے ہین ایرج نے دامن تھام
لیا کہا صاحب تمھارا جانا تو بہت شاق ہے دل انھین باتونکا مشتاق ہے تمھارے جانیکے بعد بڑا
افسوس ہوگا دل لیکر آپ جاتی ہین ہم تڑپینگے یاد تمھاری پریشان کریگی یاد آئینہ رخ حیران کریگی نظم

کیا کام ہے کیوں اپنی دعا میں اثر آئے
مایوس ہی پھر اُنکی امید بر آئے
وہ شوخ ستاتا ہے ہمیں دیکھکے بیتاب
ہو شوخی کی تمنا ہے کہ منھ کو جگر آئے
کیا نکلیں ابھی ارمان کہ آخر ہے شب وصل
کیا دو گھڑی ہمیں تم جو کچھ اچھی خبر آئے
پہونچا کسی محفل میں جو ہے دل ہے ہمارا
مل لیجیو ہم پھر کے سلامت اگر آئے
داغ اسکا جدا ہوگا کلیجہ سے نہ اے دل
جس غم میں بنجائے ہیں ناپے بھی پڑے

امید ہی ہم وہ نہیں رکھتے جو بر آئے
حاصل نہیں کچھ آپ میں آئینگا ہمارے
بڑھ جائے غضب میں جسے رحم آپ پر آئے
ایک بات نکی اس بت مغرور نے مجھسے
ہم آپ میں بھی آئے تو ذلت سے ہر آئے
تنہائی فرقت میں رہے آئینہ تک دور
ہم تم سے بھی دو چار گھڑی پیشتر آئے
خوش ہو کے جتا کر مجھے اب سامنے تم کیا
یہ درد نہیں ہے کہ ادھر سے اودھر آئے

بھیجا ہے کہیں جلد مرا نامہ بر آئے
جب کھوئے ہوئے ہیں کہ کہاں تجھے کدھر آئے
بوسہ یہ ہیں اس تیر کے پیکانکا ملجائے
یارب یہی کہتا ہوا پیغامبر آئے
کہتا ہے یہ دل جب سے گیا ہے کہیں قاصد
بہتر ہے جو اپنی بھی نہ صورت نظر آئے
ہمدم یہ جانی ہے کہیں بیخودی ابتو
سینے تھے جنہیں دیکھکے وہ زخم بھر آئے
دشمن کوئی کیا ہوگا جلال اپنا دہاں دوست

ایرج نے جو یہ اشعار پڑھے اس سوختۂ آتش محبت دا فروختہ

نار الفت نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار آپنے میرا کہا نہ مانا اگر لشکر ہٹا لیجاتے ایسے ساحرون کو لیکر آتے کہ جنسے مطلب نکلتا مجھے خوف آتا ہی کہ اگر ایک ساحر آجائیگا تو آپکو مشکل پڑے گی اُسوقت عاشق و معشوق مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ایرج کی بیقراری شاپور بھی تڑپ رہا ہی کہتا ہی ای شہریار انھین کا کہنا کیجیے دو کوس ہٹ چلیے مین وہان کی خبر لاؤنگا قضاے کار زرخار جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی جاذب و مجذوب کہہ رہے ہین ہمکو بتلائیے ہم گرفتار کر لائین زرخار نے کہا ہمنے ہماے بلند پرواز کو بھیجا ہی وہ خبر لیکر آتی ہوگی جاذب نے کہا ہمکو عرصہ ہوتا ہی شاہان طلسم آجکل وقت پڑا ہی ہم رفیق خاص ہین آجکل خدمت سے جدا ہونا نہین چاہتے یہ کہکر جاذب اُٹھا کہا مین خود جاکر خبر لاتا ہون گرفتار کرکے لیے آؤن لیکر خدمت شاہ مین جاؤن مجذوب نے منع بھی کیا کہا بھائی ملکہ ہماے بلند پرواز گئی ہین خبر لیکر آتی ہونگی جاذب نے کہا عورت کا کیا اعتبار فرزندان حمزہ صاحب حسن و جمال ہین ایسا نہو کہ عاشق ہوکر بیٹھ رہین مین جاکر سمجھ لونگا یہ کہکے جاذب چلا قریب لشکر ایرج پہنچا لشکر کو دیکھتا ہوا جی مین کہتا ہی سارے لشکر کو دیکھ لون ایسا سحر کرون کہ سب دیوانے ہو جائین افسر کو تو دیکھون کہ کہان ہی اُسکو اٹھا کر لیجاؤن یہ سوچتا ہوا آسمان پر اوڑتا ہوا آتا ہی ابھی سحر نہین کیا کہ اسکی نگاہ پڑی ملکہ ہماے بلند پرواز دامن ایرج کا پکڑے اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین ایرج بھی بیقرار ہی جاذب جلگیا جی مین کہتا ہی کہ یہ مین پہلے ہی سمجھا تھا میان زرخار بیٹی کی عصمت داری کی بہت بیان کرتے تھے اسیطرح ان دونون کو گرفتار کرکے لیے چلون کہ میان زرخار شرمائین یہ سوچکر وہین سے نعرہ کیا او گیسو بریدہ تو گشت کو اُٹھی تھی دھگڑ یکا دامن پکڑے رو رہی ہی شاپور آواز ساحر کی سنتے ہی لوٹ مار کر زیر قنات چھپا ملکہ نے چاہا سحر کرون جاذب تو آراستہ ہوکر آیا ہی ایک شیشہ پانی کا پھینک مارا ملکہ نے قصد کیا تھا کہ جھولی پر ہاتھ ڈالون قطرہ پانی کا سر پر گرا بیہوش ہوگئی ایرج بھی اُٹھتے اُٹھتے گرے جاذب کڑک کر زمین پر آیا ایک پنجہ مین دونون کو دبا یا پر پرواز پیدا کرکے چلا لشکر والون پر ایک مٹھا ماش کے دانون کا مار دیا جب بیہوش ہوگئے شاپور گرفتار ہوتے ہی ایرج و ہما کے نکل بھاگا صحرا مین آکر یہ معرکہ دیکھا کہ جاذب نے ایرج و ملکہ کو پنجہ مین دبا یا لیے ہوے جاتا ہی لشکر پر بھی سحر کر گیا تمام اہالیان لشکر فریاد فریاد کر رہے ہین سب نابینا ہوگئے شاپور چلا جاذب ایرج و ہما کو لیے ہوے جاتا ہی ابھی کوہ زرخار یہان سے کئی کوس پر ہی دونون کو پنجہ مین دبائے ہوے ہی صحرا مین او زبرا خیال مین گذرا ایک تخت سحر بناؤن او سیران دونون کو بٹھالون شاخین نخل کی کاٹنے لگا چاہتا ہی کہ تخت بناؤن کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ساحر کامل کیا کہنا بڑا کام کیا چلو ہمنے بھی خاتمہ کر دیا طلسم کشا کو پکڑ لیا اب کوئی جھگڑا فساد نہین ہی شاہان طلسم کو بڑا تردد تھا اسی کنیز بے تمیز نے جاکر اسم اعظم بند کیا حرز ہیکل کو لے لیا سب گرفتار ہوے اب شاہ کو اطمینان کامل ہوا جاذب نے پلٹ کر دیکھا ملکہ شاخسار جادو تعریفین کرتی ہوئی چلی آتی ہین جاذب نے جھککر سلام کیا شاخسار نے کہا ای جاذب یہ عورت کون ہی جاذب نے کہا کہ آپنے نہین سنا میان زرخار کی صاحبزادی

بی ہماے بلند پرواز ایرج کو سمجھا رہی تھین کہ یہان سے چلے جاؤ مین وقت پر پہونچا مین نے جاکر سحر کیا دونون کو پکڑ لیا لشکر کو آفت مین پھنسا دیا سب نابینا ہو گئے بی ہما کو ساتھ زخار کے لیجاؤنگا کھونگا عشق نے بڑا زور کیا ایرج پر جاکر عاشق ہوئین کہنے لگی تھین کہ بھاگ جاؤ مجھکو بھائی مجذوب نے بھی منع کیا مین نے نہ مانا اپنا مطلب اپنے ہی ہاتھ سے ہوتا ہی شاخسار نے کہا تمھاری خیر خواہی کی خبر دونون بھائیون کو پہونچیگی اب تمکو عہدہ وزارت ملیگا دیکھو دونون بھائی آتے ہین وہ سہرہ ابر چمکا تمھارا استیصال کرنے کو آتے ہین جاذب ناخوش ہوکر پلٹا شاخسار نقلی نے حلقہ ہاے کمند گلے مین جاذب کے ڈالدیے اور کہکر جاذب پلٹا اُسنے حباب ماردیا جاذب بیہوش ہوکے گرا شاپور نے خنجر مار اشکم چاک قصہ پاک ایرج و ہما کو ہوش آیا اپنے یار وفادار و عیار نامدار کو اپنے قریب پایا گلے سے لگا لیا ہما نے کہا اے شاپور بڑا کام کیا ورنہ یہ ملعون مجھکو ساتھ باپ کے اسیطرح لیجاتا تو بڑی ذلت ہوتی اسکا لاشہ چھپادو مین انکے لشکر کی آمد کی خبر کہونگی اسکے مرنے کا حال انکو نہ معلوم ہو تو بہتر ہی شاپور نے لاش جاذب جادو کی دفن کردی ایرج کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے پلٹا ملکہ طرف دربند کے چلین ایرج لشکر مین آئے دیکھا سب خوشیان کر رہے ہین ایرج نے سب حال بیان کیا اُسی وقت لشکر تیار ہوا طرف کوہ زخار کے چلے یہان زخار جادو دربار مین اپنے بیٹھا ہی مجذوب کہ رہا ہی بھائی صاحب بہت بدمزاج ہین جاتے ہی لشکر نبیرۂ حمزہ کو غارت کر دینگے یہ ذکر تھا کہ ملکہ ہما آکر پہونچین زخار نے پوچھا لشکر نبیرۂ حمزہ کس مقام پر ہی ملکہ نے کہا لشکر مسلمانان آ پہونچا زخار گھبرا گیا مجذوب نے کہا آپ کیون پریشان ہوتے ہین بھائی صاحب پلٹ کر آلین تو ہم دونون جاکر لشکر کو تباہ کر دین زخار نے کہا مقام تعجب ہی جاذب کو بڑا عرصہ ہوا واپس نہین آئے زخار بالاے قلعہ آیا دیکھا لشکر ایرج نوجوان بڑے زور و شور سے چلا آتا ہی سامنے کوہ زخار کے آکر فروکش ہوا بارگاہ استادہ ہوئی مغموم گردن پر سوار انتظام کر رہا ہی شاپور شیر دل بھی مصروف انتظام ہی زخار نے ساحرونکو حکم دیا جاکر تلاش کرو کہ جاذب کیون نہین آئے ساحر گئے چہار جانب پھرے کہین پتہ نملا زخار بہت گھبرایا مجذوب نے کہا بھائی صاحب کے مزاج مین وحشت ہی کہین سیر کرتے ہوے چلے گئے مین جاکر انتظام کرتا ہون یہ کہکر مجذوب چلا زخار دربار مین آیا ملکہ ہماے بلند پرواز کو بیقرار ہی تصور ایرج نوجوان آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی باپ سے آکر پوچھا کیون حضور جاذب کا کہین پتہ ملا زخار نے صاف صاف کہدیا کہ مجذوب لشکر ایرج کو تباہ کرنے گیا ہی جاذب کا پتہ نہین ملتا ہما یہ خبر سنکر گھبرا گئی کہا مین بھی گشت کر آؤن لیکن زخار نے بیٹی کا چہرہ دیکھا نہایت اداس رنگ رو متغیر دل مین کہتا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی مگر چپ ہو رہا اتنا ضرور خیال مین آیا کہ چلکر دریافت کرون یہ کہکے اپنے مقام اُٹھا پہلے سر قلعہ پر آیا سر اُٹھا کر دیکھا مجذوب نے ایک پہاڑ کی گھاٹی پر بیٹھکر سحر جو کیا لکہ ابر سیہ لشکر ایرج پر چھایا پانی برسانے لگا شاپور نے ابر کو دیکھتے ہی نکل بھاگا لیکن پانی جو برسا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر گرا لشکر مین ہلڑ ہوا ایرج گھبرا کے بارگاہ سے نکلے دیکھا کئی بارگاہین گرین کئی ہزار آدمی بیہوش ہو گئے لشکر مین غلغلہ ہی لوگ بھاگے جاتے ہین بھاگ کر نکل نہین سکتے

کوئی دس قدم پر جا کر گرا کوئی بستر پر بیٹھے بیٹھے بیہوش ہو کر گرا عجب طرح کا ہنگامہ ہی ایرج گھبرا کر بارگاہ مین چلے آئے چند سردار گھبرائے ہوے آئے عرض کی لشکر مین بڑا انتشار ہی یہ کیسا ابر اگر برسا کہ لوگ بیہوش ہو رہے ہین ایرج نے کہا مجھے بھی انتشار ہی ظاہرہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسینے سحر کیا اب لشکر کو ہٹا بھی نہین سکتے شاپور ابر کو دیکھتے ہی بھاگا شاید کچھ کام کرے سرداروں نے عرض کی اگر کوئی شخص بھاگنے کا قصد کرتا ہی دس قدم پر جا کر بیہوش ہوتا ہی گرد لشکر کے دھوان اٹھ رہا ہی سحر کرنیوالے نے حصار کر دیا ہی یہان تو لشکر مین یہ انتشار لیکن ملکہ ہماے بلند پرواز جو دربار سے باپ کے نکلین اسی فکر مین کہ مجذوب جا کر کیا سحر کر نگا دیکھیے وہ شیر کیونکر بچے تمام عالم دشمن ہجر و ساحری سے انکو نفرت بچنے کی کون صورت اصلی حقیقت تو یہ ہی دل کو پریشانی آئینہ رخ کو حیرانی نظم

اسکے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا
نے کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین ...
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا
ایک اک مونس کی فرقت کا ملک نے سحر ...
پہونچے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا
فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پہ نہ یار ...

بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا
جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
نشئے ہی مین پائی میکشون کو موت نے
درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا
رنج دنیا سے فراغ ایذا و ہند ...
دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

کوے جانان مین کبھی اب آ سکا پایا نہین
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا
واہ رے اندھیر بے رونقی شہر مصر
کیا گھر کی قدر جب آپ گھر جاتا رہا
حسن ٹھوکر آشنا ہے ہوا وہ نونہال
کب تپ شیرا تری کس دن درد سر جاتا رہا

بلند ہو کر جو دیکھا لشکر ایرج مین تلاطم ہوا ابر سیہ چھایا ہوا ہی پانی برس رہا ہی ملکہ گھبرا گئین سوچین مجذوب نے جا کر سحر کیا اسکے سحر کی یہ تاثیر ہی قتل لشکر ایرج کی تدبیر ہی اس مقام پر آ کر پہونچین دور سے دیکھا مجذوب ایک گھاٹی پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی ملکہ پشت پر اس کوہ کے چلین جب قریب پہونچین اسکو مفصل دیکھا کہ منقل آتش بھی روشن ہی جام مین پانی بھی موج زن ہی دونون چیزون پر سحر کر رہا ہی ملکہ نے کارد جھولی سے نکالی اپنے خون سے نگین کی پشت پر سے آ کر نعرہ کیا او ظالم ہوشیار ہو جا منم ہماے بلند پرواز مجذوب پلٹا ملکہ نے چھری پھینکی چھری سینہ پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری ملکہ گھاٹی پر آئین آگ بجھائی پانی کو پھینکا منظور ہوا کہ اسکا سر کاٹ لون شب کو جو پراے ملاقات جاؤنگی سر اس عدو کا انھین دکھاؤنگی ملکہ تو گھاٹی پر کھڑی ہین زخار جادو قلعہ سے دیکھ رہا تھا کہ لشکر مسلمانان پر ابر سیہ چھایا ہی پانی اس سے برس رہا ہی کہ یک دناٹا ہوا ابر شق ہو گیا لخت لخت ہو کر غائب ہوا زخار نے زانوون پر ہاتھ مارا جادوگر جو پاس کھڑے تھے اُنسے کہا مجذوب مارا گیا یہ کہکے اسباب سحر ہاتھ مین لیا ڈھونڈتا ہوا چلا قریب اس گھاٹی کے پہونچا بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ ہماے بلند پرواز مجذوب کا سر کاٹ رہی ہین زخار نے جو بیٹی کو دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب بھر آگیا جانتا ہی کہ یہ سحر مین طاق ہی غصہ مین ماش کے دانہ لی گوے کئی نارنج اسم سحر پڑھکر پھینک مارے ملکہ پلٹی تھین کہ سحر کرون لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی زخار نے اُتر کر زبان مین سوزن دیا ہوشیار کر کے کہا کہ او گیسو بریدہ تو نے مجذوب کو کیون مارا دل نے میرے گواہی دی تھی کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی مین نے اپنے پیرون سے دریافت کیا جاذب بھی تیری وجہ سے مارا گیا

نہین معلوم کہ لاشہ اسکا کہان پھینکا گیا یہ کہکر پہاڑ پر چڑھا ملکہ کے بدن مین مار سیاہ لپٹا دیئے دیکھکر آوازہ دی کہ او کمبخت اس عذاب سے تجھکو قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ زاری کرین مجھکو ترس نہ آئے پہلے ان سبکی خبر لون کہ جنکے واسطے جاذب و مجذوب مارے گئے یہ کہکے کڑکا لشکر اسلام پہ آگ برسانے لگا خنجر پھینکے تلوارین پھینکین جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک ڈبیہ نکالی اس ڈبیہ سے بہت سے پیکان نکالے لشکر اسلام پہ پھینک مارے لشکر اسلام مین ایک قیامت برپا ہوگئی کوئی بیہوش ہوکر گرا کسی پر تیر پڑا کسی پر برق گری پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا تڑپکر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نوجوان اپنے بارگاہ سے گھبراکر نکلے دیکھا لشکر تباہ ہو رہا ہے پانی برس رہا ہے شعلۂ آتش بھڑک رہے ہین لکے اجسے گڑک رہے ہین زخار نے جو ایرج نوجوان کا شان وشوکت دیکھا جلالت ولیاقت دیکھکر جلگیا خود زرین سر پر قبائے زرلبعی زیب جسم موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو جوان خوشرو خوشخو غزال چشم شیر خشم جھلاکر وہین سے نعرہ کیا باش او برباد کن خانمان ساحران عالم تو نے غضب کیا وہ صدمۂ عظیم پہونچایا کہ قلب ہل گیا ایرج نے تلوار کھینچی اس ملعون نے اشارہ کیا تلوار نے جوہر دکھائے سپر پشت سے گری تیغ باقی نہ رہی کمان مین خم غنچہ بدم مرغ تیر طائر پر بند ترکش مین نظر بند ایک دو ہتھڑ مارا ایرج زمین پر گرے زخار نے دوڑ کر ایرج کی کمر مین پنجہ دیا لے اوڑا جس مقام پر ہمائے بلند پرواز تھی وہین پر لیکر ایرج کو بھی آیا ملکہ ہما کو اور ایرج کو پنجے مین دباکر اپنے باغ مین لایا دونون کو ایک نخل کے سایہ مین بٹھاکر سحر کیا گردونکے آگ جلنے لگی گرد آگ بیچ مین یہ دونون بیٹھے ہین اس عذاب الیم سے قید کرکے باغ کے باہر نکلا دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا آتا ہے پکارتا ہوا کہ اے شہنشاہ ساحران گیا کہتا شہنشاہ طلسم نے آپکی بڑی تعریف کی آپ کو نامہ بھی لکھا ہے یہ کہکے قریب آیا ہاتھ مین نامہ دیا زخار نے دیکھا سحر العجائب ومصر الغرائب کی مہر ہے زخار جادو نے اسکو کھولا نامہ مین لکھا تھا کہ اے زخار نابدولت کو معلوم ہوا کہ تمنے ایرج کو اور اپنی بیٹی کو قید کیا اسرار سحر بند کہ ہمارا ساحر معتبر ہے اسکی معرفت تمکو نامہ لکھا مناسب ہے کہ اس نامہ کو پڑھکر اسی کے ہاتھ سے ایک جام شراب پینا سو برس تمھاری عمر بھی بڑھ جائیگی ہمنے تمکو عہدۂ وزارت دیا طلسم کشا کی گرفتاری کو تمھین بھیجینگے یہ بھی تمھارا نام ہوگا زخار نامہ پڑھکر پھول گیا کہا اے اسرار جادو تم نظر کردۂ سامری و جمشید ہو جلکر مجھکو ایک جام شراب پلاؤ کہ میری عمر بڑھ جائے تمنے بڑا احسان کیا کہ مجھکو سرفراز فرمایا خوشی خوشی اسرار کو باغ مین لیکر آیا بارہ دری مین سب سامان عیش ونشاط موجود ہے گلابی اٹھاکر سامنے رکھی کہا مہربانی فرمائیے مجھکو جام پلائیے انجام بخیر ہو اسرار نقلی نے کہا مین اپنے ہاتھ سے جام سامری و جمشید کو پلاتا ہون صحبت سامری مین اکثر جاتا ہون زخار نے جب بہت منت کی تب اسرار نے جام بھرا دو چار اشعار پڑھے زخار جادو بنگاہ حسرت طرف اسرار نقلی کے دیکھ رہا ہے کہتا ہے کہ آپنے بڑی تکلیف فرمائی کہ یہان تشریف لائے مین ہمیشہ احسان مند رہونگا اگر اسرار نقلی نے یہ اشعار عجب دھن مین گائے **نظم**

راز تو کلامیست کہ تفسیر ندارد
در کنہ کمال تو کہ تحریر ندارد

ناز تو پیامیست کہ تقریر ندارد
مسجود کواکب شدن یوسف حسنت

بشکست خرد خامہ دبگرفت دو ہم
دشمن شدہ خوابیست کہ تعبیر ندارد

صد سال وریں رہ نکند مرحلہ طی
تقدیر الست است کہ تدبیر ندارد
در جنبش بادی کہ ترا خانہ خراب است
چون نقش حباب است کہ تصویر ندارد

گر راہ رہ عشق تو شبگیر ندارد
در مذہب ما دم زدن عشق حرام است
این خانہ خراب این ہمہ تعمیر ندارد

رنجیدن معشوق بغمزہ از گنہ ما
مرغی کہ ہوای گل کشمیر ندارد
مخفی بہ خزان ساز کہ بستان تمنا

زخار نے خوشی خوشی جام لیا چاہا کہ پی جاؤن شراب جوش مارنے لگی جام ٹوٹا شراب گری زخار نے کہا کہ اری تو کون مین نے سنا تھا کہ عیار بڑے غضب کے ہین تدبیر کر رکھی ہی کہ جب کوئی بیہوشی ملی ہوئی شراب مجھکو دیگا جام ٹوٹے شراب زمین مین گرے شاپور خنجر کھینچکر اٹھا زخار نے ایک دو ہتھڑ مار دیا آواز دی مگر شاپور کے ہاتھ سے خنجر گرا پاؤن زمین نے تھام لیے زخار نے اٹھکر منہ پر ہاتھ پھیرا نیرنگ و روغن اوڑ گیا ایک عیار دبلا تپلا چھوٹی چھوٹی آنکھین زخار نے تلوار گلے پر شاپور کے رکھدی کہا بتلا تو کون ہی شاپور نے کہا شاپور میرا نام ہی فرزند عمرو عیار ایرج نوجوان زخار شاپور کو کھینچتا ہوا چلا جہان ایرج و ہما قید تھے شاپور کو بھی لا کر دھکیل دیا کہ گیا کہ کل تم تینون کو قتل کرونگا یہ کہکے طرف بارگاہ کے گیا ایرج نے جو شاپور کو دیکھا ہوش اوڑ گئے پوچھا ای شاپور یہ کیا ہوا شاپور نے سب حال بیان کیا ایرج نے کہا ای شاپور قضا لیکر آئی تھی زخار جو دربار مین آیا سب ساحرون نے کہا اسوقت حضور پریشان معلوم ہوتے ہین اپنے سب کیفیت مجذوب و ایرج و شاپور و ملکہ کی ہما کے سامنے بیان کی کہا مین نے بیٹی کا پاس نہ کیا نمک کا خیال رہا اب کل انکے سر کاٹ کے خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کرونگا نہایت مجھکو ملال ہی تحمل جادو اسکا سپہ سالار ہی مدت سے ملکہ ہما پر جان دیتا ہی اکثر معرفت کنیزون کے پیام بھی کیا ملکہ نے جواب سخت دیا وصل سے مایوس تھا اُسنے جو یہ حال سنا بیقرار ہو گیا اُٹھکر اپنے مقام پر آیا ملکہ کی تصویر آنکھون کے نیچے پھری بیقرار ہو کے رو یا دلمین کہتا ہی کیونکر اُس محبوب کے پاس جاؤن اپنا حال دل عرض کرون کہ یہ عاشق صادق مرتا ہی میرا علاج کیجیے

نظم

دل سے الفت مین بت حسرت و ارمان نکلے
گھر سے دشمن بھی نہ یون ہو کے پریشان نکلے
ہاے جس ہاتھ مین تھا گیسوے جانان و دل
مجمع حشر سے ہم اور پریشان نکلے
شیخ ہو گبر ہو دیندار ہو کافر ہو جلال

اور جو رہ گئے وہ جان کے خواہان نکلے
جستجو اپنے نخود رفتہ کی تم آپ کرو
صبح کو دیکھا کہ کچھ تار گریبان نکلے
جسکے انداز تھے دم توڑ نکلے قابل دید
اس صنم ہی کے یہ سب بندہ احسان نکلے

جسطرح ڈھونڈنے نکلی ہی اسے میری نظر
صاحب خانہ کو خود ڈھونڈنے مہمان نکلا
گلا یار کو ہر چند بیان بھی دیکھا
نیم جانون مین کسکے وہی ہیجان نکلے

دیر تک رویا سوچتا تھا کہ کیا کرون آخر یہ سوجھی کہ باغ مین چلو اُس گل حدیقہ خوبی کو اسوقت مین قید سے چھڑاؤ مجبور و لاچار ہو رہی ہی ضرور قبول کریگی ایسے ایسے مطلب سوچکر چلا مگر زخار سے خوف بھی کرتا ہی جانتا ہی اگر زخار آگیا بڑی آفت برپا کریگا یہ سوچتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا در باغ پر کئی ساحر بیٹھے ہین زخار ایسی تاکید کر گیا ہی کہ ہوا سے بیٹھے لڑ رہے ہین اگر کوئی طائر بھی نکلا آتش کا دانہ مار کر گرا دیا اگر کسی مسافر کا اُس طرف گذر ہوا اس حیلہ سے لوٹ لیا کہ تو عیار ہی تحمل پشت باغ پر آیا سحر کر کے دیوار پر چڑھا باغ مین کود ا پشت و پہلو سے ہوشیار سامنے پہونچا دیکھا ایرج و شاپور بیہوش

پڑے ہین ہتھکڑیان بیڑیان اُنکی حدت آتش سے سرخ ہوگئین ایڑیان رگڑ رہے ہین ملکہ ہمائے
بلند پرواز زبان مین سوزن آنکھون مین آنسو بھرے ہوے حال ایرج کا دیکھکر رو رہی ہین
کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھکر فرماتی ہین ای شہریار اُٹھیے آنکھ کھولیے قطعہ

مگر جو آئے ہی قاصد تو کے اضطراب تھا
کسی نے دیکے تسلی ہمین قیامت کی
وہ شب بھی وہ فسانہ تھے وہ خواب تھا
زمانہ ہجر کا جا جاکے کیون نہ پھر آتا
ادھر ادھر کی صدا تھی ترا جواب تھا
دکھا دیا ہے طبیعت نے ہمکو جو عالم
بتے کو کوئی خرابات کا خراب تھا
جلال پاس سے اُسکے اُٹھے نہ زور خیال

کسے خبر جو ہوئین مجھ مین یار مین باتین
کر آج ہی جو تڑپ کل یہ اضطراب تھا
ہم اور رہ جاتا نہ پیر مغان کی صحبت مین
شب وصال نہ تھی موسم شباب تھا
دکھائے ہین تماشے ہمین جو غفلت عشق
ترا ابھی رنگ یہ اثر آمد شباب تھا
مزا تھا عہد ہی کے توڑنے مین کج ادائی
حیا تھی آنکھ مین اُسدن نہ اسا حجاب تھا

اگرچہ ایک وہی تسلیمن کا جواب تھا
یہان خطاب تھا کچھ وہان جواب نہ تھا
جھپک تھی آنکھ مری وصل یار مین جو کھلی
بہت اُبھارنے والے تھے انکے شباب تھا
کلیم نے جو سُنین لن ترانیان سر طور
وہ سب ہین یاد کوئی بھولنے کا خواب تھا
بُرا شراب کو واعظ کہا کیا سر بزم
ہماری توبہ نہ تھی شیشہ شراب نہ تھا

یہ حال زار ملکہ کا دیکھکر جی بھر آیا مدت سے عاشق تھا لوٹی کلیجہ ہلنے لگا طپش محبت سے ہر ایک استخوان جلنے لگا ملکہ کو جھککر سلام کیا ملکہ نے کہا کہ کیون ای سرخیل اسوقت کہان آئے ہم گنہگارون سے بات کرنا یا سلام بندگی کیا ضرور ہی میان زنخار نے ہمکو قید کیا یہ بیچارہ بھی بلا مین پھنسا سرخیل نے دست بستہ عرض کی مین تو غلام قدیم ہون یہ بھی ظاہر ہے کہ آپکے والد کا ندیم ہون آپکا حال زار سنکر دلکو تاب نہ آئی چھپکر حاضر ہوا آپکو رہا کرنے کو آیا ہون اگر حکم ہو تو سحر دفع کرون ملکہ خفا ہونے لگین کہا او بیحیا ہم نیت تیری بخوبی واقف ہین ہمارا اعدا ہمکو رہا کریگا ان باتون مین شاید کوئی گانٹھ کھلی کہا ای سرخیل ہم سچ عہد کرتے ہین کہ ملکہ کو راضی کر دینگے جو جو باتین زنخار نے بیان کین وہ غلط ہین ملکہ تمہاری خیر خواہی کا ذکر کرتی تھین اور فرماتی تھین کہ دربار مین ایک ہمارا عاشق ہے ضرور ہماری رہائی کرنیکو آئیگا سرخیل خوش ہوگیا اب سحر دفع کیجیے ملکہ کو اشارہ کیا کہ خاموش رہیے اس آفت سے تو نکلین پھر سمجھا جائیگا سرخیل سحر دفع کرنے لگا ابر سحر بنایا اُسکو برسایا پانی جو گرا شعلہاے آتش بجھنے لگے جھکڑ اُسنے ملکہ کی زبان سے سوزن نکالا سوزن نکالنا کہ ملکہ نے سحر کیا ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹین ایرج کو بھی قید سے رہا کیا زنخار جادو کو بڑا تردد ہے دربار مین بیٹھا ساحرون سے کہہ رہا ہے مین نے سنا ہے کہ مسلمانون کے مددگار زمین سے پیدا ہوے ہین مین نے اسی واسطے ایک چراغ روشن کیا ہے جب کوئی وہان سحر کرکے آگ بجھائیگا یہ چراغ گل ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ چراغ جھلملایا زنخار نے کہا کہ غضب ہوا کوئی قریب سحر سحر کے پہنچا چراغ جھلملا رہا ہے یہ کہکے چلا ساحر بھی ہزارون ساتھ ہوے سرخیل بعد رہا کرنے ملکہ کے دست بستہ عرض کر رہا ہے اب تو مین نے بڑا احسان کیا میری عرض قبول ہو سعادت حاصل ہو خدمتگزاری کرونگا ایرج یہ لفظین سنکر جھلائے کہا او بیحیا کیا بکتا ہے اسنے سحر کیا ایرج گرے ملکہ ہما نے جو دیکھا سرخیل ایرج کو قتل کیا چاہتا ہے نعرہ کیا کہ او بیحیا یہ تو نے کیا بے ادبی کی اُنکو ہاتھ نہ لگانا سرخیل نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون ملکہ نے سینہ سپر کر دیا ایک سنگ پر مارا کہ سرخیل

کا سر کٹ گیا ایرج کے ہاتھ مین تلوار دی کہا اب نکل چلیے شاپور کہتا ہی کہ دروازے پر بھی نگہبان ہین ضرور روکین گے ملکہ نے کہا وہ کیا روک سکتے ہین مجھے ڈر ہی کہ زخار نہ آجائے یہ ذکر تھا کہ زخار آپہونچا دور سے دیکھا لاشہ سحر خیل زمین پر پڑا ہی جل گیا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سر خیل کیونکر مارا گیا انکو کسنے رہا کیا سحر کرتا ہوا چلا جو سحر اسنے کیا ملکہ نے اُسکو دفع کیا ملکہ نے ایرج کو دیکھا کہ یہ بڑھے جاتے ہین موتیونکا مالا اپنے گلے سے اوتار شاہزادے کے گلے مین پہنادیا کہا اب کسیکا سحر اپنا اثر نکریگا زخار نے کئی گولے مارے ایرج پر تاثیر نہوئی جھلا کر آواز دی او ظالم تو نے ایرج کو بھی سحر سکھا دیا ایرج نے نعرہ کیا مردان عالم کا دستور نہین شکر ہی کہ سر مین غرور نہین زخار نے ایک زمین پر گھونسا مارا آواز دی یا سامری مجھپر ظاہر ہو کہ ایرج پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا زمین سے ایک طائر نکلا زمزمہ سرائی کرکے آواز دی کہ ای زخار ایرج کے گلے مین موتیون کا مالا ہی اسی وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا۔ ہما نے اپنی آبرو بڑھائی یہ سنتے ہی زخار جوش مین آیا چند دانے ماش کے پھینکے موتیونکا مالا ٹوٹ کر زمین پر گرا دانے بھی ٹوٹ گئے اب جو اسنے سحر کیا ایرج لڑکھڑا کر گرے زخار نے آواز دی اس نوجوان کا سر کاٹ لو یہ زندہ نہ بچے ساحرون نے چہار جانب سے بلوہ کیا کہ سر کاٹین ملکہ ہما نے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سینہ سپر کردیا جس کسی نے ایرج پر وار کیا اُسکو بڑھکر مارا اشارے آنکھون سے چلے جاتے ہین بخشش یا بئیس جادوگر بھی فکر کر رہے ہین کہ ایرج کا سر کاٹین ملکہ کسیکو قریب نہین آنے دیتین پنجہ ہلالی ہاتھ مین جو بڑھا اُسکو مارا ساحرون نے فریاد کی کہ ای شہنشاہ ساحران صاحبزادی کے سحر سے مہلت نہین ملتی ملاحظہ فرمایئے کئی سو ساحر مارے گئے ہم نہین بڑھ سکتے یہ سنکر زخار جوشان و خروشان بہ کف منھ سے جاری ملکہ نے جو باپ کو آتے دیکھا گھبرا گئی دل پر چھریان چل رہی ہین لڑ رہی ہی زخار پر کئی سحر کیے زخار اسکے سحر کو کب مانتا ہی جب اُسنے سحر کیا دفع کردیا ملکہ نے زلف عنبرین کو جنبش دی ایک زنجیر طلائی پیدا ہوئی قریب تھا کہ گلے مین زخار کے پڑے زخار نے زنجیر کو سحر کرکے کاٹا ایک دو پتھر مارا برق گری کہ سر ملکہ ہما کا زخمی ہوا ملکہ نے تیغہ سحر کھینچکر وار کیا زخار نے تیغہ بھی توڑا جھولی سے ہاتھ ڈالکر ایک طائر نکالا طائر کو دیکھکر ہوش اوڑے طائر نے ایک چیخ ماری منھ سے ایک شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا خاک جو اُسکی ملکہ کے سر پر گری بیہوش ہوگئی ایک طرف ایرج پڑے ہین ملکہ ہما بیہوش ہیں ایرج کے جوش محبت مین سینہ پر ہاتھ رکھ دیا پکار کر آواز دی ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی کنیز بیکار ہوئی گاہے گاہے مزار پر آیئے گا فاتحہ پڑھ دیجیے گا قطعہ

جند بہ خواہم کہ بر قلب پریشانم زند
گو جنونی تا کہ دستی در گریبانم زند
کشتی عمرم رود در موجۂ طوفان غم
آتش در خانمان کفر و ایمانم زند
ہر زمان مخفی خدنگ غمزۂ فتانہ‌اش

آتشی در سینہ داغ دل و جانم زند
رہ بہر وادی کہ آرم در رہم آوارگی
تا خدائی گو کہ ہم آن موج طوفانم زند
جان فدای نرگس مستانہ اش گر زدی ناز
در درون سینہ و دل زخم پنہانم زند

سینہ و خالی و مال در دو دیدہ تیر سر ...
از قضا اندیشہ دستی بدامانم زند
وہ چہ خوش باشد اگر برق شیشۂ ...
بہ جگر از یک نگہ صد زخم پیکانم زند

ایرج نے آنکھ کھولدی ہاتف غیب جو اس پریشانی مین دیکھا دل تھرا گیا فرمایا ای ملکہ کام صبر کر خدا مالک ہی رزاق مطلق سے دعا کر وقت بیکسی و بےبسی مین وہ مدد کرتا ہی سب بلاؤن کو رد کرتا ہی ملکہ نے بلبلا کر جو آواز دی ای خالق کارساز ای بیچ بچا

اسوقت سوائے تیرے کون مدد کریگا زخار قہقہہ مار کر ہنسا کہا او نادان تیرا خدا ہے نادیدہ کہان
ہی اب وقت قضا تیرا آگیا جاذب و مجذوب کا خون رنگ لایا سرخیل نے نمک حرامی کی جلد
سزا ملی ہم سمجھ گئے کہ وہ بھی تجھپر عاشق تھا یہ کہکر تیغہ کھینچکر آگے بڑھا ملکہ و ایرج کے پہلو سے
ایک ساحر نکلا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران ایرج تو خطاوار ہی اسکو قتل کیجیے ملکہ کو قتل نہ کیجیے
انکی سزا یہ کافی ہی کہ کان پکڑ کے دو طمانچے مار دیجیے بارہ برس کی مشقت آپکی تباہ ہوئی جاتی ہی آپنے
کس ناز و نعم سے پالا تلوار نہ کھینچیے رحم فرمائیے زخار نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی مین نے دلپر پتھر رکھ لیا
مجھے کچھ خیال نہین بادشاہ کا طلسم مٹاتا ہی سب عزیز و اقارب قتل ہونگے اس ننگ خاندان سے
کسیکا پاس نہ کیا مین اسکو ضرور قتل کرونگا ساحر نے قریب آکر کہا دیکھیے ابر آتش فشان اٹھا بادشاہ
آتے ہین زخار پلٹا ساحر نے لپٹ کر خنجر مارا نعرہ کیا منم شاپور شیر دل زخار کا شکم چاک قصہ پاک
اندھیرا ہوگیا ملکہ جو اٹھی ساحرون پر جا پڑی تمام ساحر فریاد کرنے لگے عرض کی ہم غلام ہین ملکہ نے
سب کو امان دی سب ساحر مطیع اسلام ہوے دربار مین زخار کے آئے ملکہ نے اپنی کنیزون کو جمع
کیا ایرج نے کہا کہ ہم آج ہی کوچ کرینگے ملکہ نے کہا کہ آج کے دن تامل فرمائیے بہ عنایت خدا لشکر جمع ہوگیا ہی
بارہ ہزار غیر ساحر بارہ سو جادوگر یہان یہ سب کنیزین میری تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر کمی نہ کرینگی ساحرون
کا بھی افسر قرار دون وزیر زادی ماہ منظر اسکو کنیزون پر افسر کرون یہ کہکر ماہ منظر کو بلایا کہا ای
ماہ منظر ہمنے تمکو کنیزون پر افسر کیا چونکہ ایرج نوجوان کے اس آفت سے بچنے کا بڑا خیال ہوا حکم ہوا
کہ آج روشنی ہو جلسہ آراستہ کیا ملکہ و ایرج مسند پر آکر بیٹھے گانیوالیان سامنے آئین تمام قلعہ مین
روشنی ہوئی ایرج نے شاپور کو حکم دیا آج تو کچھ گاؤ شاپور آکر محفل مین بیٹھا تمام شہر مین روشنی ہی
کنیزون کو نئے جوڑے ملے ہین جلسہ آراستہ ہوا شاپور نے یہ غزل شروع کی عاشق و معشوق
ایک مسند پر جلوہ مہر و ماہ ثابت ہوتا ہی کنیزین حور پیکر پریوش ماہ منظر ایک جانب اسوقت
شاپور کی شوخیان غزل کو آتش کے اس تکلف سے گایا آگ لگادی **نظم**

نفس شمعی بھی سوز کے ہمراہ تن مین ہی	یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہی	دیوانے تیرے سو دونون ہوا ہی بہار حسن
زندہ نہ پیرہن مین نہ مردہ کفن مین ہی	عاشق کو زہر دیجیے صاحب نہ پیسکر	الماس ہی جو دانت تمہارے دہن مین ہی
سونگھے سے زلف یار کے سودا کا یا عجب	عنبر مین ہی یہ بو نہ تو مشک ختن مین ہی	خالی زمانے کو نہ سمجھ حسن و عشق سے
پروانہ اور شمع ہنوز انجمن مین ہی	زلفین ہٹائیے رخ روشن سے مہربان	اختر شناس کہتے ہین سورج گہن مین ہی
حسن و جمال کا ترے شہرہ ہی دور دور	آب حیات حسرت چاہ ذقن مین ہی	ابرو ہر اک صنم کا ہی رشک ہلال عید
خوش قسمتی ہی تو بتکدہ برہمن مین ہی	فرقت مین دل جلاتا ہی شوق وصال یار	اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہی

اس ڈھنگ سے شاپور نے غزل گائی عاشق مزاج تو تڑپ گئے ماہ منظر وزیر زادی نے جو جمال
جہان آرائے ایرج کو دیکھا ملکہ کو پہلو مین دیکھکر رشک ہوا دل مین خیال کرتی ہی ہائے اس
جوان کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی کیا صاحب نصیب ہی ایسے معشوق کے قریب ہی ای ماہ منظر کیا کرون
ہین کیا حسن مین ملکہ سے کم ہون سینہ ابھار ابھار کر سامنے ایرج کے آتی ہی ایرج خاموش بیٹھے
ہین دو پہر رات گئے محفل برخاست ہوئی ملکہ نے جاکر آرام کیا ماہ منظر فرش خواب پر کب

جاتی ہو دل بیقرار کلیجہ تڑپ رہا ہی یہ دل چاہتا ہی کہ ایرج کے ساتھ مسند پر بیٹھون یہ معشوق
پہلو مین ہو خوابگاہ مین آئے دیکھا ایرج سو رہے ہین ملکہ بھی نشہ مین شراب کے غافل ہی قریب
ہی شمعہاے مومی و کافوری لہرا کر گل ہو گئین جو دو چار باقی ہین اُنکو ماہ منظر نے گل کیا ایرج کے
کمر مین پنجہ دیکر لے بھاگی خیال مین گذرا اب یہان رہنا مناسب نہین جب اس جوان سے وصل
حاصل ہو جائیگا کسی اور مقام پر بسین گے قصبہ یا قریہ آباد کرینگے یہ سوچتی ہوئی دل مین جاتی ہی یہان
ملکہ کی جو آنکھ کھلی پہلو مین ایرج کو نہ پایا کنیزونکو آواز دی اری دیکھو تو شاہزادہ کہان ہی کنیزون
نے عرض کی کہ ہم سب سو گئے تھے ہمین نہین معلوم کسی نے یہ کہا باہر تشریف نہین لائے ایک نے
عرض کی مین نے دیکھا تھا کہ ماہ منظر اندر آئی شاہزادہ کو پنجے مین داب کر نکل گئی یہ سُنکر ملکہ اُٹھی
جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا ای صورت سامری بتلا تو کہ ماہ منظر کدھر گئی پتلی نے انگلی سے
اشارہ کیا ہماے بلند پرواز اسی جانب چلی دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی بکمال پریشان
پریشان دور سے دیکھا ماہ منظر بھاگی جاتی ہی مگر بہت دور ہی ملکہ نے نہین سے نعرہ کیا او خفیف
کہان جاتی ہی آگے نہ بڑھنا پلٹ آ جو خطا کی اُسکی سزا نہ دونگی وہی عہدہ ملیگا ماہ منظر تیز ہو کر
بھاگی ایرج کو گلے سے لگائے ہوے کہ اس جوان کو صدمہ نہ پہونچے اسکے واسطے گھر بار
چھوڑا راحت سے مُنھ موڑا ماہ منظر آکر کوہ خاکبار پر تڑپی خاکبار جادو ٹہل رہا ہی
دلمین سوچ رہا ہی کہ کل نورالدہر و شہلا کو قتل کرون سر انکے خدمت مین شاہان طلسم کے
روانہ کرون طلسم کشا کی فکر مین جاؤن کہ اتنے دیکھا ایک نازنین ایک جوان کو پنجہ مین دبائے
ہوے بھاگی جاتی ہی خاکبار نے آواز دی اری تو کون ہی یہ جوان تو اُسکا ہم شبیہ ہی کہ جو
میرے یہان قید ہی ماہ منظر نے کہا کہ ای شہنشاہ یہ جوان نبیرۂ حمزہ ہی میان زنجار کی صاحبزادی
ہماے بلند پرواز باپ کو مار کر اسکو پہلو مین لیکر بیٹھین ہین جو کہا کہ یہ دشمن شاہ طلسم ہی
دشمن ہو گئین ہمارے قتل پر آمادہ ہو گئین مین ابھی اسکو لیکر خدمت مین شاہ طلسم کے جاؤن گی
میرے قتل پر آمادہ ہو کر آتی ہین خاکبار نے کہا کہ کیا مجال جو تجھ سے بول سکین تو ہمارے
پاس اوتر آ ہم اونسے سمجھ لین گے ماہ منظر گھبرائی ہوئی تھی اوتر پڑی ہماے بلند پرواز
جو آکر پہونچی دیکھا کہ بی ماہ منظر آبنار سے بیٹھی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی آبنار نے
ماہ منظر کو پسند کیا لگاوٹ کی باتین کر رہا ہی ماہ منظر کہتی ہی ابھی اس جوان کو بھی قتل نہ کیجیے
مہینے یا دو مہینے مین دیکھا جائیگا اس بات پر آبنار کھٹکا کہا بی ماہ منظر کیا تم بھی اس جوان پر
عاشق ہو ماہ منظر نے سر جھکا لیا خاکبار نے کہا کہ ای ماہ منظر یہ عزیزداران طلسم کشا ہین
کسیطرح نہ بچین گے ڈھونڈھ کر قتل کیے جائینگے انکے ساتھ محبت کرنا سراسر حماقت ہی ماہ منظر نے
کہا کہ اسواسطے تو مین نہ دونگی کہ تم اس آفتاب جمال کو قتل کرو خاکبار نے کہا مین نے اپنی بیٹی کا
پاس نہ کیا اُسکو قید کیا اسی جوان کا بھائی میرے یہان قید ہی اسی کے ساتھ مین دختر بھی مقید ہی
مین اُسکو زندہ نہ چھوڑونگا اس بات پر ماہ منظر گھبرا گئی کہا حضور مجھے جانے دیجیے مین نہ ٹھہرونگی
خاکبار نے کہا کہ مین تحقیق جانے نہ دونگا انتہاے مہربانی یہ ہی کہ نبیرۂ حمزہ کو چھوڑ دو تم اپنی

جان کو غنیمت جانکر نکلجاؤ ماہ منظر نے گولہ مارا خاکبار نے وہی گولہ ہاتھ مین روک لیا کھینچ کر مارا ماہ منظر کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام تھا ماہ منظر بود ملکہ ہما نے جو یہ صدا سنی گھبرا گئی کہ ماہ منظر کوکسنے مارا تڑپ کے اسی جانب آئی دیکھا ایرج فرش خاک پر پڑے ہین لاشہ ماہ منظر کا ایک جانب ایک ساحر سیہ فام ٹہل رہا ہے اور کوئی اُس مقام پر نہین ہے ملکہ نے پہچانا کہ یہ تو خاکبار ہے اگر اس سے مقابلہ پڑا تو مجھ پر غالب آئیگا پیچھے ہٹکر کارد سحر جھولی سے نکالی اپنے خون سے رنگین کر کے کھینچ ماری خاکبار کی پشت پر پڑی توڑ کر سینہ کے پار گذر گئی ہما نے جھپٹ کر پشتارہ ایرج کا لیا طرف اپنے قصر کے چلین نور الدہر و شہلا ہے نازک چشم اسی خاکبار کے سحر مین مبتلا تھی یہ جو مرا آگ بجھی ہتھکڑیان و بیڑیان کٹکر گرین شبرنگ بن عمر ڈھونڈھتا ہوا پہونچا دیکھا شاہزادہ نو رہا ہوا اپنے مقام سے اٹھا ہے شہلا کی زبان مین سوزن ہے اشارہ کر رہی ہے کہ میری زبان سے سوزن نکالیے نور الدہر کے سمجھ مین نہین آیا شبرنگ نے آکر شہلا کی زبان سے سوزن نکالا سوزن نکلتے ہی ملکہ اُٹھین نور الدہر سے فرماتی ہین خاکبار کو کسنے مارا آتش سحر بجھی ہمنے اور آپنے رہائی پائی یہ ذکر تھا کہ دیکھا ہزارون جادوگر چلے آتے ہین ملکہ شہلا ابر جاتی ہین شبرنگ نے حقۂ آتشبازی مارا آگئی سو ساحر جلے کئی سو ملکہ نے مارے سب نے امان مانگی ملکہ شہلا نور الدہر کو لیے ہوئے مکان خاص مین آئین تب ساحرون نے عرض کی کہ لاشہ خاکبار اور ایک اور ساحرہ کا لاشہ کوٹھے پر پڑا ہے ملکہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ کسنے خاکبار کو مارا اس عورت کا لاشہ کہان سے آیا لاچار لاشے تو اُٹھوا دیے کوہ خاکبار کو اسلام آباد کیا لشکر سب آکر پہونچا نور الدہر نے فرمایا کوچ کی تیاری کرو تم یہین رہو شہلا رونے لگی کہا اے شہریار آپ یہ کیا فرماتے ہین آگے بڑھکر بڑے بڑے ساحرون سے مقابلے پڑینگے لونڈی کام آئیگی شہلا نے لشکر تیار کیا بارہ ہزار نخیر ساحر بارہ ہزار جادوگر و جادوگرنیان ایک طاؤس پر سوار ہوئین اس دھوم سے کوچ کیا کوہ خاکبار سے چلے شہلا سے نازک چشم نور الدہر کے ساتھ گئین اسی فکر مین جاتی ہین کہ ذکر انکا تحریر کیا جائیگا اُدھر ایرج نوجوان جب کوہ زانغار پر پہونچے ملکہ ہما نے سب انتظام کیا دوسرے دن شاہزادہ سے عرض کی اے شہریار ہم بھی ضرور ساتھ چلینگے ایرج نے قبول کیا کہا ملکہ ہمارا یہ دستور نہین ہما نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگی ایرج نے کہا کہ ہمارے جد عالی تبار کبھی ساحر کو ساتھ نہین رکھتے ہما نے کہا اس سفر مین تو ضرورت پڑیگی ایرج لاچار ہوئے ملکہ ہما نے جادوگر و جادوگرنیان جمع کین سبکو ساتھ لیکر طرف زندانخانہ طلسم کے اُنھون نے بھی کوچ کیا کہ انکا بھی ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دو کلمۂ داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران طرف زندانخانہ کے جانا اور راہ کے ہنگامے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

شتابی سے اٹھ ساقی سیم تن ہوا باغ مین بلبلونکا خروش گل و غنچہ و برگ و نخل و ثمر	گیا ابر بھی وقت سیر چمن ہوا گل غنچہ نکل ہین ... خوشی کی مناتے ہین ہر دم خبر	گل باغ پر رنگ جوبن ہوا سر سرو قمری کو بھی وجد ہے اٹھا پردۂ چشم نرگس شتاب	مرصع نگار آج گلشن ہوا کہ قیس حزین داخل نجد ہے کہ ہر شاہد گل کا وقت شباب

جسے دیکھیے مائل دید ہے
گل بزم پر اوس پڑنے لگی
بڑھا رنگ باغ نکوکار کا
ہوے رند مہمان پیر مغان
ہر اک گل ہے گلشن میں کیسی بہار
جمایا جو رندوں نے گلشن میں رنگ
نہ بھائی جو سوسن کو مسی دھڑی
ہر اک سمت ہے میکشی کا خروش

کہا بلبلوں نے کہ پھر عید ہے
کہ مضمون گلشن میں تازے بنائے
کہ ہے سامنا آج گلزار کا
ہوا دختر رز کا جو امتحان
جلائے ہیں لالے نے گھی کے چراغ
ہوئی سبزۂ باغ کو بھی امنگ
مسی کی جمائی لبوں پر دھڑی
اڑائے ہیں بلبل نے گل کے بھی ہوش

ہوئی گلشن فکر پر تازگی
قمر فکر رنگیں سے یہ نام ہے
منور گگن کو ہوئی انجمن
گلابی کے غنچوں کی رنگین ادا
ہواے فرحناک آنے لگی
تڑپ بڑھ گئی اسکی سیماب سے
جما میکشوں کا چمن میں جو رنگ

ہوئی طبع نازک کو پھر دل لگی
کہ مضمون زلف سیہ فام ہے
کہ ہر رنگ پر جوش فصل چمن
شراب مصفاے شبنم پلا
صبا نشے میں لڑکھڑانے لگی
اٹھا آنکھیں ملتا ہوا خواب سے
پپیہے نے پی پی کہا بے درنگ

چہرۂ سیاحان منازل طلسمات و فتاحان عجائب طلسمجات

اس داستان شوکت عنوان کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین شعر مصنف سخن سنج مغوص شیرین مقال و حقیقت رقم نگار رز کلک خیال + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ صاحبقران لڑتے بھڑتے بہ ہدایت ملکہ زنارہ گلگون پوش کئی منزلین طے کر چکے ہین کئی ساحر واسطے مقابلہ کے آئے واصل جہنم ہوئے اب برابر کوہ فیروزہ کے پہونچے ہین قضاے کار ملکہ فیروزہ سیمبر اپنے قلعہ مین بیٹھی ہے کنیزون نے ذکر کیا کہ واری بی زنار صاحب براے مقابلہ طلسم کشا گئی تھین عاشق ہوکر صاحبقران کے شریک ہوئین آج لشکر صاحبقران قریب حضور کے پہاڑ کے اترا اپنے قلعہ سے ملاحظہ فرمایئے اسقدر لشکر ہے کہ تمام صحرا بھر گیا ساحر بھی ماشاء اللہ ساتھ ہین بی لالہ غدار و ماہ رخسار و ملکہ زنار لشکر گران لیے ساتھ ہین فیروزہ گھبرا کر بالاے قلعہ آئی لشکر ظفر اثر صاحبقران کو دیکھکر گھبرا گئی بارگاہ مین آکر خاموش ہو کے بیٹھی سوچ مین ہے کہ ای فیروزہ کیا کرون کہ عرض ہوئی در دولت پر ایک نامہ دار آیا ہے امیدوار باریابی ہے فیروزہ نے کہا بلالو نامہ دار سامنے آیا نامہ ہاتھ مین دیا ملکہ فیروزہ نے پڑھا صاف صاف لکھا تھا کہ ای فیروزہ طلسم کشا قریب تمھارے کوہ کے پہونچا ہے جسقدر مدد مانگو ہم روانہ کرین اب نہ ٹھہرنے پائین لشکر کو لیکر مقابلہ مین جا اترو فیروزہ نے یہ پڑھکر نامہ دار کو رخصت کیا پریشان ہوکر شمس تاجدار ایک ساحر ہے کہ وہ مصاحبت مین ملکہ فیروزہ کے رہتا ہے نہایت عقیل و فہیم ملکہ فیروزہ کا ندیم ہے اشارے مین کہا کہ ذرا شمس کو تو بلالو یہ بھی کہدینا کہ اپنے کتاب سامری لیتے آؤ ساحرون نے جاکر شمس کو خبر دی اسوقت شمس کتاب سامری پڑھ رہا تھا جیسے ہی چوبدار نے آکر کہا کہ ملکہ نے آپکو بلایا ہے دیکھکر ہنسا کیا چوبدار سے کہا چلو مین آتا ہون چوبدار نے آکر فیروزہ سے کہا کہ تشریف لاتے ہین فیروزہ نے سبکو ہٹا دیا اکیلی قصر پر بیٹھی ہے نہایت انتشار کبھی اٹھتی ہے اور کبھی بیٹھتی ہے کبھی ٹھنڈی سانس کھینچتی ہے کہ شمس آکر پہونچا ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا کہ ای شمس تمکو اسوقت واسطے صلاح کے بلایا ہے لشکر طلسم کشا ہمارے کوہ کے قریب آگیا ہے حکم شاہنشاہی پہونچا کہ طلسم کشا کو روکو ای شمس یہ بھی خبر پا چکے کہ جو براے مقابلہ طلسم کشا گیا پھر زندہ نہ پلٹا بڑے بڑے ساحر مارے گئے بی شاخسار مالک باغ ویران نے بڑے بڑے سامان بنائے ہین تم بتاؤ کہ ہم کیا کرین طلسم کشا کے شریک ہو جائین انکو راستہ بتائین باغ ویران کیسا تا بہ مرحلہ تبت غونخوار جا لگین یہ سنکر شمس کانپنے لگا کہا ملکہ عالم یہ تو مین کس زبان سے کہون کہ آپ شریک ہو جائین عزیز و اقارب کو قتل کرائین لڑنے مجھ نے

کو بھی مین نہین کہہ سکتا ایسی ایسی جادوگرنیان شریک ہین کہ جنسے مقابلہ دشوار ہے زنار رازدار طلسم ہو وہی
لیکر آئی اگر مقابلہ پڑگیا تو اُس سے جان بچنا دشوار ہی ملکہ نے کہا ای شمس دیکھو کتاب سامری مین کیا
لکھا ہی شمس نے کہا مین پڑھ چکا صاف صاف مرقوم ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب کی قضا
ہاتھ سے صاحبقران کے ہی اور ایک مضمون اور پڑھا کہ جس سے ہوش اوڑ گئے اسی سلسلہ مین بادشاہ
طلسم ہفت پیکر پر بھی زوال ہی کوئی فرزند صاحبقران کا اس طلسم مین قید ہو کر جائیگا اسی سلسلہ
مین کوئی فرزند صاحبقران کا رستم پیلتن نہایت صف شکن ہی اُس طلسم کو جاکر فتح کریگا معرکہ ہائے عظیم
پڑینگے یہ آپکو بخوبی معلوم ہی کہ طلسم ہفت پیکر کا بادشاہ ساحر بے نظیر صاحب جاہ و توقیر ہی مگر اسکی بھی
قضا رستم ہی کے ہاتھ سے ہی مین سناٹے مین بیٹھا تھا یہی مضمون پڑھ رہا تھا یہی نوشتہ پایا کہ جو ہمراہ
صاحبقران کے شریک ہوگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بحسرت مارا جائیگا مجھکو بڑا تردد ہی ظاہر مین کوہ
عجائب و غرائب مقام بہت خونریز ایسا مقام نہین ہی کہ کوئی اُسکو فتح کر سکے لیکن صاف صاف مرقوم
ہی طلسم مین بھی معلوم ہی کہ وہین سے لوح کا پتہ ملیگا خداوند سامری کو کیونکر جھوٹا جانون اپنے قلم سے
لکھ گئے ہین کہ لوح ملیگی وہ ہنگامے پڑینگے کہ جو ہوش ربا مین نہین ہوا وہ ہوگا ملکہ فیروزہ نے کہا
مین تو پاس طلسم کشا کے جاتی ہون حفاظت جان واجب لازم ہی علاوہ ازین ستم یہ کیا کہ کوکب والا جاہ مین
کو قید کرلیا کوکب بڑا بچا مسلمان ہی جفائے قید اُٹھائی تو بہ نکی نہ کی ورنہ کسکی مجال تھی کہ کوکب کو
نگاہ تیغ دیکھتا طبقۂ زمین کو ہلا دیتا زمین کو آسمان پر پہونچا دیتا مگر جو زبان سے کہا وہ کیا بر ان اسکی
بیٹی صاحب اولاد اُسپر یہ ظلم و بیداد فیروزہ نے جو اسطرح کہا شمس نے کتاب رکھدی کہا آپ ملاحظہ
فرمائیے مین تھوڑے عرصہ مین حاضر ہوتا ہون آپکی شراکت طلسم کشا کی میری صلاح ہی میرے نزدیک بھی
اسی مین فلاح ہی مین بھی آپکے ساتھ چلونگا یہ کہکے کتاب رکھدی فیروزہ نے سب کنیزون کو جمع کیا افسر لشکر
فوج کو بھی بُلا یا سبکے سامنے کتاب سامری کا مضمون پڑھنا شروع کیا کنیزین وافسر بھی یہی کہتے جاتے
ہین حضور پاس طلسم کشا کے چلیے دونون شاہ کے غلام ہین فیروزہ کہتی ہی مین ابھی چلتی ہون لشکر تیار
کرو لشکر تیار ہونے لگا شمس جو نکلکر بھاگا خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچا دربار مین سحر العجائب
و مصر الغرائب کے بہت ساحر جمع ہین یہی صلاح ہو رہی ہی کہ کیا تدبیر کرین یکایک خبر پہونچی کہ کوہ زنگار
کوہ خاکبار فتح ہوگیا ایرج و نورالدہر بڑے جادو سے طرف قید خانے کے آتے ہین سب ساحر گھبرا گئے
سحر العجائب و مصر الغرائب کہتے ہین کہ یارو کیون گھبراتے ہو اگر قید خانہ فتح ہوا تو ہمارا کیا
نقصان ہی جلالت طلسم کشا کا امتحان ہی یہ ذکر تھا کہ شمس آکر پہونچا گھبرایا ہوا رنگ بر و متغیر پسینے پسینے
عرض کی ای شہنشاہ نورافشان طلسم کشا برابر کوہ فیروزہ کے پہونچا بی فیروزہ نے ارادہ کیا ہی کہ جاکر
طلسم کشا کے شریک ہو جاوین مجھسے بھی کہتی تھین کہ چلو بڑی بڑی وثیقین کرلی ہین جان بچانے پر مرتی ہین
جلد فکر کیجیے ورنہ وہ چلی جائینگی سحر العجائب نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی جلد جاکر فیروزہ کو گرفتار
کرے سامنے لشکر طلسم کشا کے قتل ہو پھر کوئی نمک حرام ایسا ارادہ نکرے ایک کو سزا ہو دس آگاہ ہو جائین
قتال نامے ایک جادوگر یہ کہکے اُٹھا کہ غلام کو فوج ملے ابھی جاکر بی فیروزہ کو گرفتار کرونگا طلسم کشا
کو بھی اسیر کرونگا ہمارے بزرگ ہمیشہ اس طلسم کے کفیل رہے ہم کیونکر تامل کرین ساٹھ ہزار ساحر دونگا افسر شمس

بھی اسکے ساتھ ہوا سحر العجائب نے چلتے چلتے ایک سحر بھی قتال کو دیدیا کہا جاتے ہی یہ سحر کرنا سب
بیہوش ہوجائینگے یہ بھی سمجھا دیا کہ اے قتال ملکہ فیروزہ کامل و اکمل ساحرہ ہی علاوہ کمال سحر کے رملکے بھی
جانتی ہی لوح کا حال مفصل تو نہین جانتی ذکر سُن چکی ہی اسکا بڑا خوف ہی بجلی سمجھا کر قتال کو بارہ ہزار
ساحرون سے روانہ کیا یہان وہ وقت ہی کہ فیروزہ نے سب سردارون کو مضمون کتاب سامری
سُنا کر چلنے پر آمادہ کیا چالیس ساحر کہ افسران نامی ہین اسباب سحر سے آراستہ ہوکر بارگاہ مین حاضر ہین لشکر
دس ہزار ساحرونکا تیار ہوکر حاضر ہوا اب ارادہ یہ ہی کہ خدمت امیر مین چلین کہ آسمان پر ابر سیاہ ظاہر ہوا
فیروزہ نے ابر کو دیکھکر کہا کوئی ساحر آتا ہی ارے شمس کہان گیا سردارون نے عرض کی حضور وہ
تو آپ کے پاس سے نکلتے ہی طرف طلسم کے بھاگا فیروزہ نے کہا غضب ہوا شاید حال کھل گیا شاہان
طلسم کو خبر پہونچی سب صاحب ہوشیار ہوجائین اتنا کہا تھا کہ قتال جادو ابر سے ظاہر ہوا آواز دی او کمبخت
تو کہان جاتی ہی شاہان طلسم نے تجھکو طلب کیا ہی مشکین باندھکر لیجاؤنگا اب جان بچاؤ فیروزہ نے
سر اُٹھایا قصد کیا کہ سحر کرے قتال نے بیضہ دیا ہوا شاہان طلسم کا پھینک مارا وہ بیضہ پھٹا اُس سے دھوان نکلا
فیروزہ کی آنکھ مین دھوان لگا ٹھوکر کھاکے گری سردارون نے قصد کیا وہ بھی سب گرے بیہوش ہوے
فوج والون نے قصد کیا کہ ہم جا پڑین اپنے مالک کو بچائین قتال نے ایک گولہ پھینکا وہ پھٹا سب
بیہوش ہوکے گرے بعض بصورت تصویر بیٹھے نہ ہاتھ مین حرکت نہ آنکھون مین بصارت چپ کھڑے
ہین ایک سے ایک کلام نہین کرتا بھائی کو بھائی کی خبر نہین قتال آسمان سے اُترا آکر فیروزہ کو
گرفتار کیا اسکی زبان مین سوزن دیا لشکر فیروزہ جو سحر مین مبتلا ہی اُس سے آگے بڑھکے بارگاہ
استاد گرامی لشکر اوتارا قیدیون کو اپنے خیمہ مین لائی ایک گوشہ مین سبکو بٹھا دیا کلمات سخت سُنا کے
کہا ہاے او فیروزہ تو نے غضب کیا تیرا ارے جا کہ شمس نے کہا آجکل شاہان طلسم کو بڑی احتیاط ہی
جو خبر پاتینگے اسکا فوراً انتظام ہوگا تو وہ عجائب وغرائب پر بھی نامہ جا چکا ہی خونریز کو لکھا گیا
کہ ایسا انتظام کرو کہ طلسم کشا نہ آنے پائے اے فیروزہ یہ صورت جان بچنے کی ہی کہ جب سامنا شاہان طلسم کا ہو
قدمون پر گر پڑنا عرض کرنا کہ اے شاہان طلسم اس وقت مین مین طلسم کشا کو پکڑنے جاتی تھی
اسوجہ سے لشکر تیار کیا تھا مین بھی سفارش کرونگا فیروزہ کچھ جواب نہین دیتی مگر حال صاحبقران
تحریر ہوتا ہی کہ صاحبقران بارگاہ مین داخل ہین ملکہ زنار و لالہ عذار و ماہ رخسار تینون جادوگرنیان
حاضر ہین جملہ عیار خواجہ عمرو و برق فرنگی وغیرہ سب موجود ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اب آج کوچ کیا جائے
زنار عرض کرتی ہی کہ اے شہریار تخنہ خسار نے بڑے سامان کیے ہین امیر فرماتے ہین کہ خواجہ تم
بڑھکر خبر لو دیکھو تو کوئی ساحر آیا یا نہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی حضور کا لشکر قریب کوہ فیروزہ فرودش ہوا ہی ملکہ فیروزہ جادو یہان کی حاکم ہی اُسنے
کتاب سامری دیکھی یا اور کوئی باعث ہوا آپکی اطاعت کا قصد کیا تھا شاہان طلسم کو خبر پہونچ گئی وہان
سے قتال جادو آیا اُسنے ملکہ فیروزہ کو پکڑ لیا لشکر والون پر سحر کردیا وہ سب بیکار ہوے فیروزہ پر
ظلم ہو رہا ہی وہ ثابت قدم کوے محبت جواب نہین دیتی بیقرار ہوکر یہ کہا تھا کہ یارو کوئی ہماری خبر
تا بہ صاحبقران پہونچا دے انکو معلوم ہوجاے شاید وہ فکر کرلین اتنا دریافت ہوجاے اگر کینہ

کیا

ہوتی ہے امیر قتال بھی خفا ہو رہا ہے قتال فکر میں مصروف ہے ارادہ ہے کہ حضور کا اسم اعظم بند کرے ملکہ زنار نے کہا میاں قتال کو ہم خوب جانتے ہیں کبھی ہمارے سامنے اُنکی بات نہ پوچھی جاتی تھی میرا عمدہ اُنکو ملا اگر اسم اعظم بند کر دینگے تو اُنکا احوال کھلجائیگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو ہماری ملازمت کا ارادہ کرے وہ یون گرفتار ہو میں ابھی براے رہائی فیروز جاتا ہون انشاءاللہ اُسے لیکر آؤنگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا ایک طائر ہفت رنگ در بارگاہ سے زمزمہ سرائی کرتا ہوا ظاہر ہوا زنار نے کہا دیکھیے شہریار طائر آتا ہے آپ بیٹھے رہیں یہ کنیز حاضر ہے وہ طائر طرف صاحبقران کے چلا زنار نے جھولی سے کاغذ سیاہ نکال کر ایک زاغ کاٹا اُسے چھوڑ دیا اسماے سحر پڑھنے لگی دستک دی کہ زاغ جاکر طائر سے لپٹ گیا آپس میں پنجہ اور منقار چلنے لگا زاغ نے طائر ہفت رنگ کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا اب جو لاشہ زمین پر گرا ایسے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام کا لاشہ پڑا ہے امیر نے فرمایا لاشہ باہر پھینک دو ملازم ساحر کا لاشہ کھینچکر لے گئے کنارے پر لشکر کے پھینک دیا یہاں جب عرصہ ہوا قتال گھبرایا ساحرون سے کہا دریافت تو کرو میرا ساحر گیا تھا اسم اعظم لیکر نہ آیا ہرکارے گئے تھوڑے ہی عرصے میں پلٹ کر آئے عرض کی اُس ساحر کو زنار نے قتل کیا قتال نے کہا میں ابھی زنار کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اسباب سحر جھولی سے نکالا ایک تیلی سنہری بالی اُس سے کہا جاکر زنار کو بلا لا اتنا کہنا تھا کہ قتال نے بلایا ہی تیلی روانہ ہوئی اتفاق سے ملکہ زنار بیرون بارگاہ آئی ہے لشکر کا انتظام کر رہی ہے اپنی کنیزون کو بھی بلایا اُسنے کہا رہی ہیں صاحبو تمنے سنا میان قتال سحر کر رہے ہیں ابھی اُسنے طائر بھیجا تھا میں نے اُسکو مارا اب پھر کچھ تدبیر کرینگے یہ ذکر تھا کہ ایک نازنین گلنار پوش سامنے سے آئی زنار کو جھک کر سلام کیا کہا اے ملکہ عالم ابر آسمان پر آیا مجھے یہ غزل میں نے ہی یاد کی ہے میان ناسخ استاد کامل و اکمل تمام عالم میں مشہور ہیں یہ غزل اُنکی تصنیف کردہ ہے شاعر سبک جانکر مشاعرون میں پڑھواتے ہیں اشعار عاشقانہ کو سنکر وجد میں آتے ہیں کنیز کو منظور ہوا کہ حضور کو بھی سناؤن انعام سرکار سے پاؤن زنار نے چاہا کچھ سحر کرون تیلی نے ایسی باتیں بنائیں کہ زنار کچھ جواب نہ دے سکی نازنین نے بیرون کی دھن میں یہ اشعار شروع کر دیئے

نظم

رکھو سواد خط رخ رشک قمر سے دور
بجلی کو دیکھ بھاگتی ہے ابر تر سے دور
لپٹینگے آکے جال میں ہم صوفیونکی طرح
بھاگا کہیں آشیانۂ مرغ سحر سے دور
کرتا نہیں کبھی وہ نگہ میرے داغ پر
زنجیر میرے یار نے کی اپنے در سے دور
ناسخ جو اس پری کو اُڑ جانیکا خوف ہے

رہتی ہے شام جیسے الگ سحر سے دور
کیا روز بد میں ساتھ رہے کوئی ہمنشین
بیٹھے ہیں گرچہ بزم میں مطرب پسر سے دور
میں ناتوان نالہ ہوا تار بیخ سکون
شمشیر یار رہتی ہے میری سپر سے دور
یعقوب روئے گر غم یوسف میں تھا بجا
موئے کمر کو رکھتا ہے تار نظر سے دور

رویا ہوں جب ہوا ہے گریزان وہ شعلہ رو
پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں شجر سے دور
اپنے صنم کو لیکے شب وصل باغ میں
لیتا ہے گھر دو اپنے لیے میرے گھر سے دور
بیٹھے یہ ضد کیے ہیں کہ میں دیوانہ جو ہو
رونے ہی کی جگہ ہے بسیر ہو پدر سے دور

اس وضع میں اس غزل کو گائی کہ زنار جھومنے لگی تیلی نے ہاتھ پکڑ لیا کہا میرے ساتھ چلو زنار ساتھ ہوئی جب کنارے پر پہونچی چند قدم چلی تھی کہ تیلی نے کمر میں پنجہ دیا کہا پیدل آپکو تکلیف ہوتی ہے میں آپکو اٹھاکر لے چلوں یہ کہکے تیلی اُڑی لشکر میں غل ہوا ایک کنیز زنار کی دوڑی ہوئی سامنے آئی امیر سے آکے عرض کی اے شہریار تیلی سحر کی

آئی تھی ملکہ زنار کو لے گئی یہ سنکر صاحبقران اُٹھے فرمایا قتال کی شامت آئی ہی یہ کیا سمجھا ہی مین ابھی جاتا ہون
زنار کو لاتا ہون یا جان دونگا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوے ہر چند عمرو نے روکا امیر نے نہ مانا گھوڑے
کو اُٹھا کر چلے میان قتال نے تیلی کو جو بھیجا تیلی بلا کر زنار کو لے گئی پنجہ مین دبائے ہوے زنار کو لیکر
اُڑی سامنے پہونچی کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ زنار متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئی ہی قتال نے زبان
مین سوزن دبا پاس فیروزہ کے جا کر بیٹھا دیا کہا لو بی فیروزہ یہ تمھاری مددگار آئی ہی پہلے انھون
نے فساد برپا کیا دوبارہ مجکو شوق ہوا اب اسم اعظم حمزہ بھی بند کرتا ہون یہ کہکر بیٹھا چاہتا ہی کہ اسمائے
سحر پڑھے کہ صدائے گیر و دار کی بلند ہوئین گھبرا کر قتال نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی چند کنیزین دوڑی ہوئی
آئین عرض کی صاحبقران زمان لشکر پر آپڑے کئی سو ساحران زبردست مارے گئے بڑھتے ہی
چلے آتے ہین سمت بارگاہ قصد ہی قتال باہر نکلا دیکھا صاحبقران قلب فوج مین لڑ رہے ہین لالہ عذار
و ماہ رخسار بھی لڑتی ہوئی آتی ہین پرے کے پرے درہم برہم کر دیے قتال نے پڑھا لالہ عذار پر سحر کیا
لالہ عذار لڑکھڑا کر گری ملازمان قتال نے پکڑ لیا ماہ رخسار نے سحر کیا برق چمک کر گری سر قتال کا زخمی
ہوا اسنے خون سر کا لیکر ماہ رخسار پر کھینچ مارا ماہ رخسار بھی گری ساحرون نے پکڑ لیا لالہ عذار و
ماہ رخسار کا گرفتار ہونا تمام ساحرون نے صاحبقران کو گھیر لیا قتال نے آواز دی نیزہ و شمشیر
سے لڑو سحر نکرو ہر طرف سے ساحرون نے نیزہ و تیر لگانا شروع کیا قتال سحر کر رہا ہی ایک طائر بنایا
ایک شیشہ کا لا طائر کو چھوڑا طائر اُڑتا ہوا گیا گرد سر صاحبقران پہونچا گرد سر امیر کے چرخ مارا
امیر کی زبان مین لکنت آئی طائر بھاگا ہوا قریب قتال آیا قتال نے طائر کو شیشے مین بند کیا شیشہ جھولی
مین رکھا مگر دیکھا کہ صاحبقران اسیطرح لڑ رہے ہین اسنے اپنے سحر سے دریافت کیا حرز ہیکل گلے
مین ہی جب تک حرز ہیکل نہ لی جائیگی صاحبقران بیکار نہونگے یہ سوچ کر پڑھا زنار کی شکل بنکر
قریب صاحبقران آیا کہا ای شہریار میرے کلیجے مین درد ہی مین سحر کر کے نکلی کسی نے سحر کر دیا کہ کلیجہ
جل رہا ہی ذرا حرز ہیکل مجھے دیجیے امیر نے حرز ہیکل اُتاری قتال کے ہاتھ مین دی حرز ہیکل لیتے ہی قتال
نے نعرہ کیا منم قتال جادو صاحبقران لڑکھڑا کر گھوڑے سے گرے قتال نے کمر مین پنجہ دیا صاحبقران
کو لے اُڑا جہان سب ساحر قید تھے وہین لا کر امیر کو بھی قید کیا لشکر صاحبقران بھی آپڑا اتبو قتال
نے نکلکر قیامت برپا کی جب گولہ مارا سو دو سو کے سر کٹ کٹ کے گرے کوئی بیہوش ہوا ہنگامہ گیر و دار
بلند ہیان جسوقت زنار نے صاحبقران کو بیہوش پایا بیقرار ہو گئی ماہ رخسار و لالہ عذار سے
کہا کیا فلک نے گردش دکھائی صاحبقران بھی پکڑ لیے گئے اسم اعظم بند ہوا حرز ہیکل چھن گئی جب
تو صاحبقران پکڑے گئے آنکھون سے آنسو جاری ماہ رخسار و لالہ عذار بھی بیقرار ہین اُس
حسرت و یاس مین یہ اشعار زبان پر جاری

نظم

کیا فرہاد نے جو عشق کامل اسکو کہتے ہین
کہ دیدی جان شیرین مفت مین دل اسکو کہتے ہین
جو حیرت سے سوے منھ دیکھتا ہو لوگ کہتے ہین
کسی آئینہ عارض کا مائل اسکو کہتے ہین
شکن فرش زمین مین پڑگئی میرے تڑپنے سے
فراق یار مین بیتابی دل اسکو کہتے ہین
ہزارون زخم ہین تیغ نگاہ ناز کے تن پر
رفو تک ہو نہین سکتا ہی گھائل اسکو کہتے ہین

ہزارون صدمۂ فرقت اٹھائے ہین جو اس دلپر
کہ بار حزن مورد و غم کا حامل اسکو کہتے ہین
ہوا جب دم فنا پہونچا سرائے گور مین انسان
عدم کے جانیوالے ختم منزل اسکو کہتے ہین
تڑپتا ہون جو مین درد تپ فرقت کی شدت سے
تو وہ کہتے ہین ہنسکر رقص بسمل اسکو کہتے ہین
لبون پر آہ و نالے پاؤن مین بیڑی محبت کی
جلاجل اسکو کہتے ہین سلاسل اسکو کہتے ہین
نہ وصل یار ہوتا ہے نہ مجھکو موت آتی ہے
کشاکش مین پڑی ہے جان مشکل اسکو کہتے ہین
گناہون سے جو اپنے مین نے وقت مرگ کی توبہ
کیا داخل مجھے جنت مین عادل اسکو کہتے ہین

اسمین ایک سے ایک اشارہ کرتا ہے صاحبقران کا حال دیکھکر تاسف کر رہے ہین قتال نے تہلکہ ڈالدیا ہے عبدالجبار و عبدالقہار کو پنجہ مین دبا کر اٹھا لایا اسی مقام پر لاکر قید کر دیا ہے ہمکو وہان بیڑیان سحر کی ڈالدین صاحبقران بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھلی آہ آہ کرکے فرماتے ہین میرے کلیجہ مین آگ لگی ہے یہ فرماکر پھر بیہوش ہوجاتے ہین عبدالقہار و عبدالجبار کہتے ہین کوئی ہمارا سر کاٹ لے مگر آقا کو اس تکلیف سے چھڑائے یہان اب سرداران نامی مین صرف بہرام باقی ہے فوج کو لیے لڑ رہا ہے ساحرون کے سحر سے مجبور و لاچار جوش انتشار ساتھ والونکو دیکھتا ہے کیسے کیسے جانباز و سرفروش بحسرت گھوڑون سے گرے ہین زمین مین پڑے تڑپ رہے ہین تلوار قبضہ سے نکل گئی سپر پشت سے گری گھوڑے نے بدلگامی کے سوار کو گرادیا اب بھاگا بھاگا پھرتا ہے مرکب کوتل سوار بیکل قتال نے بہرام کو بھی تاکا اڑتا ہوا چلا جب سامنے پہونچا للکارا کہ او بہرام ٹھہر ارہ یہ شیر بیشۂ جرات یکہ تاز میدان جلالت صاحبقران کے ساتھ رہے بڑے بڑے معرکے دیکھے جیسے ہی اسنے للکارا تلوار کھینچ کر چلے قتال نے سحر کیا گھوڑا رانون مین تڑپنے لگا چاہتا ہے سوار کو گرادون بہرام نے کئی کوڑے مارے گھوڑا نہ رکا الف ہوا بہرام پشت مرکب سے گرا قتال نے جھپٹ کر بہرام کو پکڑ لیا لاکر انکو بھی قید کیا اب لشکر سے اشارہ کیا پڑاو مسلمانون کا لوٹ لو پڑاو لٹنے لگا ایک ایک ساحر نے لاکھون روپیہ کا مال لوٹا ایک طرف دیکھا بارگاہ شاہی استادہ ہے یہ بھی خبر پاچکا ہے کہ اسی بارگاہ مین صاحبقران رہتے ہین باشتیاق بارگاہ صاحبقران مین در بارگاہ پر پہونچا سبکو منع کیا کہ ساتھ کوئی نہ آئے اکیلا اندر بارگاہ کے گیا دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی گلدستے پھولون کے لگے ہوئے ہین کل اسباب عیش و نشاط آراستہ مسند پر ایک نازنین پری پیکر سیمبر ماہ منظر عارض رشک قمر نازک کمر سرو قد خورشید خد ڈولالی منھہ پر لپیٹے ہوئے رو رہی ہے قتال نے جو صورت زیبا دیکھی بیقرار ہو گیا کلیجہ پہ ہاتھ رکھ لیا اس نازنین نے قتال کو دیکھکر منھہ اپنا چھپالیا قتال نے قریب آکر ہاتھ باندھے کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان کیون روتی ہو مین تیرا طالب دیدار ہون مین تیرا عاشق زار ہون مجھسے حال اپنا بیان کرائیی تو یہ کیفیت ہے

نظم

اے جوش شوق آج تو تو ہی مخل ہوا
حاصل تھا وہ فروغ چراغ فراق کو
شعلہ تپ فراق مین جب مشتعل ہوا

تدبیر نیک دیتی ہے آخر کو آبرو
خورشید داغ سینہ سے میرے خجل ہوا
رخسار کے جو وصف مین مضمون ہو رقم

چھیڑا جو ہمنے یار کو شب مین خجل ہوا
شیشہ مین آکے قطرۂ مے مثل دل ہوا
ہر استخوان بدن مین مر خاک ہو گئے
عارض کا نقطہ صفحۂ کاغذ پہ تل ہوا

اظہار آرزو سے ندامت ہوئی مجھے | سنکر وہ حال شوق مرا منفعل ہوا | پھر سامنے مصیبت سابق ہوئی سیم

پھر اندنون فرشتہ اک بت چنچل ہوا اُس نازنین نے منہ چھپا کر کہا مجھ مصیبت زدہ کو کیون ستاتا ہی ایک نا
لگا دے کہ بارے مرجاؤن تیرا احسان ہوگا ہم مصیبت سے چھٹ جائین قتال نے کہا آخر جان سے
بیزار ہونے کا کیا باعث ہی اپنا حال تو مفصل بیان کرو ہم تو سنین یہ سنکر وہ نازنین بلک کر رو دی کہا
ای شخص تو نے اسوقت حال پوچھکر بیقرار کردیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا میرا باپ خواجہ
بازرگان خواجہ ماہتاب لاکھون روپیہ کا اسباب لیکر اس لشکر مین آیا کسی وجہ مین حمزہ نے
مجھکو دیکھ لیا میرے باپ کو زہر دلوا کر مارا مال سارا لٹوا لیا آج آٹھ دن گذرے اور اور باتون
کو کہا مگر سبب میرا لات پرست تھا حمزہ مسلمان ہی مقام امتحان ہی مین نے ابھی تک قبول نہین
کیا لیکن اسکو اپنا وارث سمجھی تھی اب سنتی ہون کہ وہ بھی مارے گئے یا پکڑے گئے میرا صبر پڑا لیکن
اب مین کہان جاؤن اس سے بہتر ہی کہ مجھکو قتل کر ڈال کہ مین کشاکش سے نجات پاؤن قتال
نے کہا وہ مین ہی ہون کہ حمزہ کو پکڑا اسکو گرفتار کرچکا اب پڑا اولٹ رہا ہی نازنین نے کہا صاحب
تم نے برا کام کیا مگر مین کیا کرون میرے نصیبہ پر تو فلک ٹوٹ پڑا مین اپنا حال دل کس سے کہون جی چاہتا ہی
کہ تیری بلائین لون عجب کیفیت ہی کیا حال کہون

نظم

آنکھین ملین تلوون سے ملے گور بنا ہو
محبوب کی یاد سحر سے نہ بیری لقا ہو
حسن ہو وہ بھی کوئی جو تماشا ہوئے
رو رو کے وہ شب ہجر کی طرح سحر نہ ہو
روح کو جسم سے چھٹنے مین جدا ہونا ہوئے

جنبش لب یار کا در باب سعادت کہیے
شک کا جو یقین ہو یہ ہر کہ سوا ہوئے
اُس بیابان مین یاد مجھے الٰہی تقضا ہی
کس طرح سے نہ زمانہ تہ و بالا ہوئے
ملکو خوش رکھتی ہی نا مہی تم غم آتش

کس کس ادا سے لب یار سے گویا ہوئے
زیر دیوار ہما سایہ سے پیدا ہوئے
یار نے پردہ کیا ہے بہت خوب کیا
شہسوار و ننگ جہان گرد نہ پیدا ہوئے
الفت آئینہ مین جو کی تھی عوض اسکا نہ سمجھ
کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا جیسے

قتال بھی آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای ملکہ عالم حقیقت مین تُمنے بڑے صدمے اٹھائے قدرت لا
دمنات کہ مین یہان پہونچ گیا اب آپ کے واسطے آرام ہی مذہب بھی بجا مسلمان کا ساتھ چھوٹا
تمہاری بد دعا سے حمزہ غارت ہوا آج مین نے سارے لشکر کو مٹا دیا اب پڑا اولٹ رہا ہی میری
تقدیر کی رسائی کہ مین تم تک پہونچا ملکہ نے کہا مینے تین دن سے کھانا نہین کھایا کہ دھرم ناس ہو برادری سے
اٹھائی نہ جاؤن تمہارے ہاتھ کی کوئی شی ملے تو کھا لون اُسنے گلابی اٹھائی جام بھر کر دیا کہا لو ملکہ پیو ملکہ
نے منھ سے لگایا کہا صاحب تم محسن ہو پہلے تم پیو پھر ہم پئینگے قتال خوش ہوگیا انجام کو نہ سوچا جام
پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ای ملکہ عالم میرے کلیجے مین آگ لگ رہی ہی ملکہ نے کہا صاحب نئی شراب تھی
اُٹھکر چلو قتال اٹھا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا نعرہ ہوا

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے کمری گرد پاپوش کو

ترا فندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہانگیر و طرار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اور اودون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

خنجر مارا قتال کا قصہ پاک شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا حمزہ بیکل ہوکر بھاگے یہان صاحبقران تڑپ
رہے تھے شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا صاحبقران کو ہوش آیا اٹھتے ہی زبان سے نعرہ کے

سوزن نکالا زنار نے لالہ عذار و ماہ رخسار کو بھی رہا کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سب سردارونکو ہوش آیا امیر نے ملکہ فیروزہ کو بڑی مہربانی سے رہا کیا محبت فرمایا تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی فیروزہ نے بڑھکر پوچھا کہ ای شہریار قتال پر کیا گذری امیر نے فرمایا عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو ہمارے یار وفادار عمرو عیار نے مارا فیروزہ حیران ہو گئی کہا شہریار وہ تو بڑا ہوشیار ساحر تھا اُسے کیونکر مارا سحر العجائب و سحر الغرائب اُسکو اپنا قوت بازو جانتے تھے اسی وجہ سے اُسکو بھیجا اسنے آتے ہی مجھکو گرفتار کیا مین زبان نہ ہلا سکی سارے لشکر کا یہ حال ہوا امیر باتین کرتے ہوے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سنگ باری و برف باری ہو رہی ہی آواز آئی کشتی مرا نام مین قتال جادو بود صاحبقران نے کہا کہ ملکہ سنو ملازمان قتال نے جو یہ آواز سنی گھبرا گئے اُدھر سے فیروزہ و زنار و لالہ عذار و ماہ رخسار نے سحر کیے امیر سرداروں سے لڑتے ہوے قلب فوج مین آئے زنار و فیروزہ نے قیامت برپا کر دی آگ برسائی ہزارون کو جلایا ناریون کو خاک مین ملایا ہنگامہ ڈالدیا کسی نے دریاے سحر تیار کیا ہزارون کو ڈبو کر مارا جب کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوے گرفتار زندان غم ہوے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی افسران فوج رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے صاحبقران کے آئے امیر نے تلوار کو روکا زنار و فیروزہ نہ مانتی تھین امیر نے جھڑک دیا کہا سب مطیع ہوتے ہین اب انپر سحر نکرو فیروزہ نے ہاتھ روکا سامنے سے خواجہ آئے خزانہ لوٹا ساحرون کے کپڑے اُتارے دل نہین بھرا آئے تو صاحبقران کے سامنے رونے لگے امیر نے کہا خیر تو ہی عمرو نے کہا کہ مین لٹ گیا دو صندوق تھے جواہر کے میری کمر مین تھے جب مین نے قتال کو قتل کیا بدحواسی سے بھاگا دونون صندوق نیچے گر گئے اب مہاجن کیا کہینگے امیر نے کہا کہ تمپر ہمیشہ مصیبت ہی رہتی ہی خیر سمجھا جائیگا خوشی خوشی جب در بارگاہ خشامی پر آ گئے ایک بارگاہ زر نفتی استادہ کرادی ملکہ زنار و فیروزہ وغیرہ اسمین داخل ہوئین امیر نے بہرام کو حکم دیا کل بعد نماز صبح لشکر تیار رہے ہم اپنے کوتاہ زندان خانہ پہنچائین خدا فضل کرے تو کوکب و لاجین کو چھوڑائین دوسرے دن بعد نماز صبح لشکر امیر تیار ہوا کہ ہرکارے دوڑے ہوے سامنے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ یہان سے چار کوس پر ایک کوہ فلک شکوہ حائل ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ راستہ بند کیا ہی جانا سرکار کا کیونکر ہوگا زنار و فیروزہ اسباب سحر سے آراستہ ہو کر حاضر ہوئین امیر نے فرمایا کہ صاحبو تمنے سُنا کہ چار کوس پر ایک پہاڑ ہی بہت مقام اُجاڑ ہی راستہ اسمین نہین فیروزہ نے کہا کہ سرکار چلین یہ شاخسار کے شعبدہ ہین ریگستان جادو ایک ساحرہ ہی اُسکو شاخسار نے میرے سامنے مقرر کیا تھا بڑی ساحرہ زبردست ہی مگر سرکار چلین اُس سے مقابلہ ٹھہرا نگار زنار نے کہا کہ مین اُسے پہچانتی ہون امیر نے حکم دیا فیروزہ و زنار لشکر ساحران لیکر آگے بڑھین عقب مین صاحبقران نے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو روانہ کیا طبل سکندری پر چوب پڑی اس کروفر سے امیر نے کوچ کیا طرف زندان طلسم کے چلے کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ عندلیبان خوش نفس تا شاخ گل بر زمزمہ سرائی کر رہی مین گل خوبرو سے

جنگل نمونۂ گلشن ہی بوے زلف و عنبر بوئے بنفشہ سے صحرا رشک ختن ہی گو ر یا لکھا ہو اصاف ثابت ہی کہ فرش زمردین پر جال مروارید کا پڑا ہی ہر سمت جوش بہار نخل سر سبز و شاداب ہر نہر کا پانی مثل عاشق بیتاب چشم حباب سے سر کیفیت کا نگران مثل چشم معشوقان موجین شمشیر آبدار یا خنجر برہنہ کہیے کیون خاموش رہیے عندلیبان خوش نوا پہلوے گل مین زمزمہ سرائی کر رہی ہین دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھر رہی ہین موسم گل کو دیکھتے ہی بھول گئین مصیبت فصل خزان کی بھول گئین کبھی اس شاخ پر کبھی اُس شاخ پر ہر مرتبہ رخسار گل پر نظر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین نظم

بدنما کپڑے ہین مجھ وحشی کے جسم زار پر ۔ یون کلہ سر پر ہی جیسے آبلہ ہو خار پر
دور جام مئے تصدق ہی اگر رفتار پر ۔ خون دل مینا سے مے ہی قامت دلدار پر
لخت دل سینہ سے دوڑے آئے ہین سوی مژہ ۔ دیکھ اعجاز محبت گل ہین عاشق خار پر
ایسے ہم روئے ہوا پرواز سے مرغ نگاہ ۔ بھیگنے سے طائرونکے ہوئے ہین بیکار پر
کسقدر ہی آپکے دست حنائی کا اثر ۔ لیتے ہی چٹکی مین رنگ آیا لب سوفار پر
او بت کافر ترے موے کمر کے شبہہ مین ۔ مدتون مرتے رہے ہم رشتۂ زنار پر
ہی گل تر سے گل تصویر کی قیمت زیادہ ۔ فوق ہی بیان بے حقیقت کو حقیقت دار پر
گل ہین خوش خلقی سے مقبول نظر اے تندخو ۔ باغ عالم مین نظر پڑتی ہی کسکی خار پر
قطرۂ شبنم گلو پر جبکہ دیکھے باغ مین ۔ سوجھی پھبتی خندۂ دندان نمائے یار پر
ساغر گل ہی دوات اپنی پئے مطرب قلم ۔ لکھتے ہین اشعار دیوار و در خمار پر
عازم گلگشت وہ مہوش ہی گیا جو آسمان ۔ تا نتاہی شامیانہ ابر کا گلزار پر
بندھ گیا مضمون جو اسکے روے آتشناک کا ۔ پڑ گئے چھالے زبان کلک گوہر بار پر
عندلیبین کہتی ہین سنکر صریر کلک فکر ۔ نوڑین منقار روزن کو اب اس زاغ کی منقار پر
دیکھکر اس گل کو ہر غنچہ بھی چلانے لگا ۔ نالے کب موقوف ہین بلبل تری منقار پر
جان لے عالم کو عطر ہی تاریخ مینخوار کا ۔ جا ہیے بوتل کے ٹکڑے ہونا مرغی کی ٹھوکر پر

ہنگامہ بہار ہی ہر عندلیب بیقرار ہی صاحبقران نے زنارہ و فیروزہ کو بلایا فرمایا ریگستان جادو کا کہان مقام ہی فیروزہ نے عرض کی حضور اور آگے بڑھین یہ صحراے سبزہ زار ہی اسی مکار نے بنایا ہی نہین معلوم کس مقام پر بیٹھی ہی حضور آگے بڑھین حال معلوم ہوگا صاحبقران آگے بڑھے فیروزہ و زنارہ ساتھ تھین صحراے سبزہ زار سے نکلے تھے کہ دیکھا صحرا ویران درخت جلے ہوئے تھے مثل چہرۂ مدقوق زرد رخسار گل پر گرد ہواے گرم چلی رنگ روے صاحبقران متغیر ہو گیا زنارہ نے جو چہرۂ صاحبقران کو متغیر دیکھا چونکہ عاشق صادق ہی پریشان ہو گئی عرض کی حضور دیکھتے ہین اسوقت کیسی ہوا چلی ہی صحرا کی بگڑ گئی ہوا ہمالی ہی ہوا باندھتی ہی اپنی چال بھول گئی دکھاتی ہی یہ کہکر فیروزہ آگے بڑھی کہا مین زنارہ شہر جادو مین سحر کرتی ہون یہ کہکے گولہ فولادی مارا پہاڑ پر گولہ پھٹا جیسے ہی گولہ پہاڑ پر پھٹا ہزاروں زاغ و زغن گوشۂ کوہ سے پیدا ہوے غل مچانے لگے غبار اوڑا ایک ابر سیہ آسمان پر آیا کڑک کے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صاحبقران اندھیرے

مین چھپ گئے زنار و فیروزہ و لالہ عذار و ماہ رخسار سب ملکے سحر کرنے لگین مشعلہائے
سحر روشن کین سحر کرتی ہوئی آگے بڑھین صاحبقران کو یہ معلوم ہوا کہ زمین گردش مین ہے کوئی
میرے گرفتار کرنے کی کوشش مین ہے جب زنار و فیروزہ نے ملکر سحر کیا چراغ روشن کر دیے
دیکھا صاحبقران ندارد اشقر دیوزاد مرکب کوتل کھڑا ہے حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے
فیروزہ نے کہا کہ اے زنار غضب ہوا صاحبقران زمان اسم اعظم سے غافل ہوے سحر
ریگستان کا خاک اوڑا کر صاحبقران کو اوڑا لے گیا ہم بھی چلے چلتے ہین یہ کہکر فیروزہ و زنار چلین
لالہ عذار ماہ رخسار بھی چلین کل لشکر کو لیکر بہرام صحرائے سبزہ زار مین ٹھہرا عمرو نے جو دیکھا کہ صاحبقران
غائب ہوے ایک جانب بھاگا نہایت متردد و متفکر صورت تو اپنی بدل لی اسی جنگل مین بھاگا
ہوا جاتا ہے ہر طرف نگاہ زبان پر آہ آہ کہ کہین کوئی ساحر ملے تو اسکو قتل کرون ایک طرف سے
دیکھا ایک ساحر پسینے پسینے گھبرایا ہوا چلا آتا ہے عمرو نے جو اسکو آتے ہوے دیکھا ایک مسافر کی
شکل بنکر آواز دی بھائی جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہے وہ ساحر رکا عمرو بصورت مسافر
اسکے پاس پہونچے کہا بھائی کہان سے آتے ہو اسوقت اس صحرا مین بہت گرمی ہے تمکو دیکھکر گھبرا گیا
مین تو خود جنگل مین پھنسا تھا تم کیونکر آگئے یہ صحرا اس لائق نہین ہے اس ساحر نے کہا مجھکو ملکہ شاخسار
نے بھیجا ہے پاس ریگستان کے جاتا ہون اسکو خبر پہونچاؤن کہ طلسم کشا آگیا اسکی فکر چاہیے
عمرو نے پوچھا بی ریگستان کہان ہین ساحر نے کہا سامنے پہاڑ پر کسی پتھر کی آڑ مین ہونگی مین
ڈھونڈ لونگا عمرو نے کہا کہ تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ شاخسار کا نوکر نیمروز جادو میرا نام ہے
دوپہر مین دو ہزار کوس اڑ کر جاتا ہون بی شاخسار نے نیمروز نام رکھا عمرو نے باتین کرتے کرتے
ساحر کو جب مارا وہ بیہوش ہوا عمرو نے اسکو اٹھا کر زنبیل مین رکھا اسکی شکل بنکر چلے قریب کوہ کے
پہونچے پکارتے ہوے ملکہ ریگستان جواب دو کہان ہو مین بھیجا ہوا ملکہ شاخسار کا تمھاری
تلاش مین آیا ہون ریگستان کے کان مین آواز پہونچی اسکی کنیز عنصر جادو کہ سحر مین مصروف تھی
ریگستان نے کہا کہ عنصر کوئی میرا نام لیکر پکار رہا ہے قاعدہ کے خلاف آواز ہے تو میری شکل بنکر
جا دیکھ تو کیا کہتا ہے عنصر بشکل ریگستان پہاڑ سے کودی آواز دی کہ ارے ہمین کون پکارتا ہے
عمرو نے دیکھا ایک ساحرہ پہاڑ سے اتری کان سے ناک سے ریگ گر رہی ہے خاک کا پتلا ہے
عمرو سمجھا یہی ریگستان ہے پکار کر آواز دی اے ملکہ ریگستان مین نیمروز جادو بھیجا ہوا ملکہ شاخسار
کا تمھارے پاس آیا ہون نامہ بھی ملکہ کا لایا ہون یہ کہکے کاغذ ہاتھ مین دیا وہ پڑھنے لگی عمرو نے حلقہ ہائے
کمند گلے مین ڈالدیے حباب بھی مارا وہ غش کھا کر گری عنصر کا سر کاٹ لیا ریگستان نے دیکھا
پہاڑ مین جنبش ہوئی سمجھی کہ عنصر قتل ہوئی پہاڑ سے جھک کر دیکھا عمرو کپڑے اتار رہا ہے کنیزون سے
کہا صاحبو مین سمجھ گئی تھی عمرو بشکل نیمروز آیا دیکھو اُسنے عنصر کو مار کر کپڑے اتار رہا ہے گورے نے
دھوکا کھایا یہ کہکر پہاڑ سے اتری نعرہ کیا او ساربان زادے اب کہان جائیگا منم ریگستان جادو
عمرو نے جو ریگستان کو دیکھا ہوش اڑ گئے قصد کیا کہ گلیم اوڑھون اُسنے سحر کیا عمرو کے پاؤن
زمین نے پکڑ لیے ریگستان نے آکر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا لے اوڑی کنیزون سے آواز دی مین نے

عمرو کو پکڑ لیا اب حمزہ کو گرفتار کرنے جاتی ہون نگہبانی مین فرق نہ آنے پائے یہ کہکر ریگستان اور روانہ ہوئی اب حال صاحبقران کا محرر ہوتا ہی کہ امیر کو یہ معلوم ہوا کہ مین سو گیا اب جو بیدار ہوے دیکھا نہ ہمارا لشکر ہی نہ فیروزہ نہ زنار ہی ایک باغ کے دروازے پر کھڑا ہون حیران تھے کہ مین یہان کیونکر پہونچا لشکر والے کہان گئے اس سوچ مین کھڑے تھے کہ اندر سے باغ کے آواز آئی یا صاحبقران یہان تشریف لائیے ہم سب حال آپسے عرض کرینگے آپ کیون حیران ہین صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا بلکہ فیروزہ ہنستی ہوئی چلی آتی ہین عرض کی کہ ای شہریار تشریف لائیے شکر ہی کہ مین پہلے پہونچی بی ریگستان نے بڑا سحر کیا تھا کنیز نے آکر دفع کیا بی زنار بھی آتی ہین خواجہ بھی آتے ہونگے کنیز کو بڑا تردد تھا مگر خیر گذری اصل کیفیت یہ ہی کہ ہر وقت آپکا اشتیاق دل تردد منزل مین ہی کہ

نظم

دل جہان تجا وہان اندوہ و حرمان ساتھ ہی — آنکھ پڑجائے جہان وان اشک باران ساتھ ہی
ہر جگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتھ ہی — جسطرف یہ مور جاتا ہی سلیمان ساتھ ہی
دل مین ہر اب بھی خیال گیسوے پیچان یار — گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہی
نرگس بہلا او گے کیونکر نہ میری خاک سے — مر گیا ہون پر خیال چشم فتان ساتھ ہی
پانون کا چکر ہوا یارب یہ دور آسمان — مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہی
خار صحرا ہی اگر سوزن تو رشتہ آہ دل — قیس سے بے جاک دل بخیہ تو سامان ساتھ ہی
گلرخون کے عشق مین گل کھائے ہین ای عندلیب — میرے پہلو مین کہان ہی دل گلستان ساتھ ہی
واہ رے جذب محبت خوب دکھلایا اثر — وہ مرے لاشے کے تا گور غریبان ساتھ ہی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے — باغبان آیا ہی اور مرغ غزلخوان ساتھ ہی
کوچہ محبوب ہی موسی نہین یہ کوہ طور — حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہی
عاشق بیتاب کی اللہ رے بے صبریان — وقف حسرت ہی زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہی
واہ ری قسمت جو ہون تو بات بھی کرتے نہین — گر نہون کہتے ہین مردان علیخان ساتھ ہی
لاشہ رعنا کے ہی ہمراہ بس اک بیکسی — درد پابیچارہ تا گور غریبان ساتھ ہی

اسطرح فیروزہ نے یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران کو محبت پیدا ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ تمہارے آنے سے مجھے بڑی خوشی ہوئی یہ کہکے صاحبقران اندر باغ کے آئے ایک طرف سے دیکھا زنار ہنستی ہوئی آئی ہی جھک کر سلام کیا عرض کی ای شہریار آج فیروزہ نے بڑا کام کیا آتے کے ساتھ ہی ریگستان کو مارا لونڈیون کا اشتیاق و غم اشتیاق حضور پر ظاہر ہی یہین آتے ہی باغ کو پر بہار کیا خواجہ عمرو بھی آتے ہین خواجہ عمرو نے بڑے بڑے جادوگر مارے سب کے لاشے پڑے ہین کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے نظم

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کرتے
تمہارے بوسہ کی کس منہ سے آرزو کرتے
ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر
ہمیں رقیب سیہ رو کے سرخرو کرتے

بلند اشکون کی کوثر سے آبرو کرتے
نہ نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس
مجال تھی کہ رفو گر اسے رفو کرتے
کبھی جو مست جو آتا شراب نوشی کو

بھلا کس آنکھون سے شوق رخ نکو کرتے
عدم سے آئے تھے کیا گیا ہم آرزو کرتے
چبا گئے یہان اٹھاتے جو قتل پر بیڑا
ہم اپنے دیدہ دل ساغر و سبو کرتے

ٹھیگا حرف محبت نہ منھ سے دل سے
گئے ہین آپ لقا سے وہ تر گلو کرتے
کہو خیال ہین کسکے اداس ہو رعنا
یہ لوح مشق ہین جسکی نشست و شو کرتے
کیا ہی خانۂ دل ہین تصور دلدار
کسی سے تم جو نہین آج گفتگو کرتے
ترے شہید نہ دیکھین گے پھر کبھی کوثر کو
تلاش کس لیے ہم اسکو چار سو کرتے

فیروزہ و زنار صاحبقران کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارہ دری کے لے گئین صاحبقران دونون معشوقون کو بنظر محبت دیکھ رہے ہین ایک طرف سے دیکھا خواجہ عمرو جست و خیز کرتے ہوے چلے آتے ہین امیر عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوے پکار کر آواز دی کہ خواجہ کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا ای آقاے نامدار و مولاے قدرشناس رہی کی فکر مین نکلا تھا ریگستان جادو نے بڑے بڑے مکر کیے آپ کے اقبال سے اسکو مارا یہ مقام پاک ہوا اشاخسار بڑی کوشش کر رہی ہی یہ کہکے خواجہ بھی آکر بیٹھے ایک طرف زنار ایک جانب فیروزہ سامنے خواجہ امیر گھیر لیا ہی ہنس ہنس کے باتین ہو رہی ہین فیروزہ نے کہا خواجہ کچھ کھاؤ چند سیب نکالکے رکھے کہا شہریار اسے نوش فرمایے عمرو نے چاقو نکالکر دیا جب امیر چاہتے ہین کہ سیب کو تراشون دل دھڑکتا ہی کلیجہ بھر آتا ہی جی گھبراتا ہی عمرو افشار عبرت سامنے گا رہا ہی یہان تو ان مکار دل نے امیر کو گھیرا مگر ریگستان نے جو عمرو کو پکڑا تھا ایک مکان مین لاکر بٹھا دیا پکار کر آواز دی ارے ویلم جادو حاضر ہی ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی مین تو حاضر ہون فرمایا کہ حال کی ناظر ہون ریگستان چلی گئی ویلم بیٹھی خواجہ رونے لگے ویلم نے کہا کیون خواجہ رونے کا کیا باعث ہی عمرو نے کہا ارے ملکہ عالم خوف یہ ہی کہ اب جان جائیگی ہمکو بچالو کچھ تمہے کہینگے اندر آؤ ویلم اندر گئی عمرو نے کمر سے اشرفیان نکالین کہا ای ویلم میرے پاس بہت کچھ ہی اگر آپ لین تو مین حاضر کردون ویلم نے کہا کہ خواجہ اتنا روپیہ کہان رکھا عمرو نے کہا میرے پاس زنبیل ہی وہ ہر حال مین کفیل ہی سب کچھ زنبیل مین رکھتا ہون تم میری سفارش کروگی ویلم نے کہا کہ خواجہ مین دل و جان سے حاضر ہون جو تم کہو وہ کرون عمرو نے دو توڑے نکالکر دیے کہا اور بہت سے ہین ویلم حیران ہوگئی کہ چھوٹا سا بٹوا اسمین سے کئی توڑے نکالے کہا مین بھی دیکھون عمرو نے کہا کہ بے ایمانی نکرنا یہ کہکر زنبیل کھولی ویلم دیکھنے لگی دیکھا ایک دریا بہہ رہا ہی اسمین ہزارون بجرے بجرون پر ہزارہا نازنینان مہ جبین ناؤ اڑا کھیل رہی ہین مچھلیون کا شکار ہو رہا ہی شراب چل رہی ہی ایک جانب مطبخ گرم ہی کھانا تقسیم ہو رہا ہی ایک سمت توڑے روپیون کے ایک جانب اشرفیون کا انبار ایک طرف تاج رکھے ہین ایک جانب جواہرات ایک جانب صدہا باغ بنے ہین ہر طرف جوش بہار ہی کہ ہم عمرو کے نوکر ہین ویلم کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ بڑا مال جمع ہی عمرو نے کہا کہ ابھی آپنے کیا دیکھا یہ سب مال ہماجون کا ہی آپ تھوڑی اشرفیان اور لے لیجیے اور کسی شی کو ہاتھ نہ لگائیے ویلم نے آدھا دھڑ زنبیل مین ڈالدیا چاہتی ہی کہ جواہرات اوٹھاؤن یا ایک تاج لیلون عمرو نے جو ٹانگون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین گرا دیا جیسی ہی ویلم گری کالی کالی لونڈیان دوڑین کہا اری کپڑے اوتار ویلم کا کچھ زور نہ چلا کنیزون نے کپڑے اتروا لیے کہتی جاتی ہین ہمکو حساب

سمجھانا ہوگا ویلم کو ایک غوتی بند ہوا دی سر پر ٹوکری رکھی دنیا نیٹ کھینچتا ہوا لے گیا ویلم ٹوٹو کری ڈھونڈنے لگی سحر فراموش حیران پریشان کر ہیں کس بلا میں پھنسی عمرو ویلم کو قید کر کے قید خانہ سے نکلا ایک جانب چلا گشت پر باغ کے پہونچا کمند مار کے دیوار پر پہونچا نگاہ غور جو دیکھا عجب طرح کا سامان نظر آیا میری شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہوا گا رہا ہے ایک جانب فیروزہ جادو ایک طرف زنار خوش خوش صاحبقران سے باتیں کر رہے ہیں یہی ترغیب ہے کہ سیب نوش فرمائیے اب عمرو گھبرایا کہ اگر میں آواز دوں میرا ہم شبیہ مجھکو مکار بتلائے تو میں کیا کروں یہ تو بڑی خرابی ہوئی عمرو ایسی ایسی باتیں سوچکر کنارے آیا ایک مالن حسین پھر رہی ہے دم دیکر اسکو بیہوش کیا اسکی شکل بنکر ایک ڈالی لگائی وہ ڈالی لیکر بارہ دری میں آئے صاحبقران کو سلام کیا عمرو نے اشارہ کیا کہ سیب نہ کھانا امیر سمجھے یہ مالن مجھے لگاؤ کرتی ہے مسکرا کر سیب چھیلنے لگے چھیل کے سیب کو تراشا چاہا کہ نوش کریں عمرو بیتاب ہو گیا حیران تھا کہ کیا کروں ہر چند اشارہ کرتا ہے امیر کی سمجھ میں نہیں آتا یہی چاہتے ہیں کہ سیب کھاؤں دل کانپ رہا ہے یہی خیال ہے کہ ای عمرو اگر آقا نے سیب کھایا تو آسیب رہیں گے کیونکر امان پائینگے اس خیال میں تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ فیروزہ و زنار دلالہ غدار و ماہ رخسار پہونچیں دیکھتے ہی امیر کو گھبرا گئیں خیال میں تھا کہ یہ کیا غضب ہوا ہماری شکل پر ریگستان کی جادوگرنیاں بھیجی ہیں رنگ اپنا جما چکی ہیں امیر سیب کھانے پر آمادہ ہیں مگر فیروزہ نے بڑھکر نعرہ کیا صاحبقران زمان خبردار سیب نہ کھائیے گا ورنہ مبتلائے بلا ہوجئے گا فیروزہ نقلی نے ان چاروں کو دیکھکر کہا ای شہریار ریگستان کی بھیجی ہوئی جادوگرنیاں آپہونچیں ہم اصلی ہیں وہ نقلی ریگستان نے جڑا مکر کیا یہ کہکر فیروزہ نقلی اٹھی کہا ہم ابھی انکو مارنے جاتے ہیں زنار نقلی بھی اٹھی دونوں نے ان چاروں پر سحر کیے چاروں لڑکھڑا کر چلیں زنار نقلی باہر نکل گئی یہ کہتی ہوئی کہ جاکر سبکو قتل کروں فیروزہ نقلی جھک کر سحر کرنے لگی عمرو بشکل مالن کھڑا تھا حلقے کمند کے فیروزہ نقلی کے گلے میں ڈالدیئے فیروزہ نقلی ارے کہکر بلی عمرو نے خنجر مارا فیروزہ نقلی کا شکم چاک ہوا جو بصورت عمرو بیٹھا تھا اسنے اٹھکر کہا کہ او مالن یہ تو نے کیا کیا عمرو نے اسکو بھی جا ایک مارا یہ بھی گرا اسکو خنجر مار کر بھاگا سامنے فیروزہ کے آیا کہا ای ملکہ فیروزہ نہ گھبرانا میں آپہونچا پھر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو ہوں میں عیار صاحبقران ٭ مرے مکر سے کانپتا ہے جہان ٭
خراشندہ رکشیں گفتار ہوں ٭ زمانے کا مکار و غدار ہوں ٭ مرا تیز رفتار ہو کر قدم
حبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم ٭ اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو ٭ بنائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہوں ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہوں ٭ زنار و عمرو نقلی بیٹھے جا کر سحر کرتی فیروزہ اصلی برق بار گری دونوں کے چار ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہو گیا نخل باغ کے جلنے لگے ہر گل و غنچہ سے شعلے نکلنے لگے دیواریں گریں ایک آندھی سیاہ اٹھی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ریگستان جادو و حیلہ ساز جادو و شہباز جادو بوا تب صاحبقران کے ہوش درست ہوتے ورنہ مبہوت ہو چکے تھے اسم اعظم فراموش ہو گیا تھا چاروں جادوگرنیاں

قریب آئین وہ پہاڑ جو بیچ مین حائل تھا وہ گرا بہرام نے جو دیکھا کہ پہاڑ گر گیا اُس پار سے پہاڑ کے
صاحبقران کے بولنے کی آواز آتی ہر اُسوقت آگر پہونچے کہ صاحبقران و خواجہ عمرو عیارون
جادوگرنیان باتین کر رہی ہین زنار وغیرہ عرض کر رہی ہین شاخسار جادو نے بڑا انتظام
کیا ہر ریگستان جادو اُسی کی بیجی ہوئی آئی تھی عمرو نے اپنے گرفتار ہونیکا ذکر کیا کہ غضنفر
جادو شکل ریگستان آئی مین نے غضنفر کو مارا ریگستان نے مجھکو پکڑ لیا مجھکو قید کر کے
میری شکل پر کنیز کو بھیجا اُسکو گمان تھا کہ عمرو قید ہر مگر مین چھوٹا وقت پر پہونچا خدا نے اپنا
فضل کیا امیر نے فرمایا خواجہ اب مجھکو سبب پر اسقدر توجہ تھی کہ جسطرح عاشق معشوق کا
جویان ہوتا ہر کہ لشکر صاحبقران بھی آکر پہونچا امیر نے اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی لشکر کو
لیکر اترے ارادہ ہر کل کوچ کرین شاخسار جادو اور ریگستان کا بڑا بھروسا ہر مجمع مین
بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہر ریگستان بڑی عیارہ ہر مجھکو خبر ملی کہ عمرو کو بڑے دھوکے سے
پکڑا صاحبقران کو لگا کر باغ مین لے گئی ہر یقین ہر کہ گرفتار کرے گی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر
طائر غل مچاتا ہوا آیا سامنے شاخسار کے گر اشک افشان کے گویا ہوا عرض کی کہ ای ملکہ عالم
ریگستان جادو مع اپنے مصاحبون کے قتل ہوئی حمزہ کا عیار قید ہوا و نیلم نگہبان کا
پتہ نہ ملا کہ کیا ہو گئی عمرو نے قید سے چھوٹ کر آفت برپا کر دی ورنہ حمزہ کا خاتمہ تھا
اب لشکر اس باغ ویران مین اترا ہی باغ ریگستان جلکر خاک ہوا شاخسار گھبرا کر اُٹھی
انتظام کی فکر کرنے لگی اسکی کنیز سرشت جادو نہایت زبردست ساحرہ ہر سب پر اُسے اختیار ہی
ٹہلتی ہوئی ایک طرف جو آئی دیکھا کہ ایک نوجوان تاج شاہی بر سر و قبائے قلمکار زیب
جسم انور تہور و شجاعت چہرۂ زیبا سے آشکار زبان مین سوزن سر نگون کلیجہ خون سر جھکائے
ہوئے بیٹھا ہر جسم بن سنگر متلاشی ہر کہ مفصل خبر صاحبقران کی کس سے سنون سرشت جادو
کو جو دیکھا بطور خوشامد سلام کیا کہا نیکبخت برائے مہربانی اتنا بتلا دے کہ صاحبقران کہانتک پہونچے
ہی شاخسار نے انتظام کیا کیا سرشت نے فصاحت زبان پر آفرین کی دلکو مزہ ملا اسی مقام پر بیٹھ گئی
کہا ای شخص تیرا کیا نام ہر کس جرم پر قید ہوا کیا خطا کی تھی اُس بادشاہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے
کہا نیکبخت کوئی خطا نہین زبردستی سے قید کیا یہ البتہ خطا ہر دین حق اختیار کیا بڑے بہادر کا ساتھ
دیا نامردون کو ناگوار ہوا ہمکو قید کیا سرشت جادو نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہر
اُس بادشاہ نے کہا ملک اخضر میرا نام ہر بادشاہ طلسم مینو سواد سنجر العجائب و مصر الغرائب
نے اپنا سحر روانہ کیا ایک غلام زنگی گرفتار کر کے لے آیا اسوقت ہمارا دل بیقرار ہر اگر
نازنین اگر رہائی پاؤن تو تجھکو مقرب صاحبقران بنادون صاحبقران وہ خلیق ہین کہ دشمن بھی جائے
تو دوست ہو جائے ایسے رئیس جلیل اپنے ملازمون کے کفیل نگاہ سے نہ گذرے ہونگے سرشت
نے کہا ای بادشاہ مجھکو بھی تمہارے حال پر افسوس ہوا لیکن کیونکر رہا کرون شاخسار انتظام
کر رہی ہر کئی ہزار ساحرون کو حکم ہوا کہ برائے گرفتاری طلسم کشا جاؤ جلد گرفتار کر کے لاؤ کئی سو
جادوگرنیان جا چکین اب سب آمادہ ہین کہ روانہ ہون اخضر نے کہا کہ میری زبان سے سوزن

نکال دے دیکھ پھر کیا کرتا ہوں بی شاخسار مجھکو کیا روکینگی لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگا شامت جو آئے
سرشت جادو نے زبان سے اخضر کے سوزن نکالا سوزن نکلنا اخضر نے سحر کیا ماران سیاہ
جو لپٹے تھے جلکر خاک ہوئے قید آہن ٹوٹی ملک اخضر بل کرکے اٹھا سرشت نے کہا کہ ای
شہنشاہ کہان چلے اخضر نے کہا خدمت صاحبقران مین جاتے ہین سامنے ملکہ نسیم آتش خو و شاہین
بلند پرواز و گلشن سحر طراز و سکندر و شہنشاہ و سکندر کا عیار قید بیٹھا ہے شاہین اسکے منہ سے
نکلا کہ ای شہنشاہ ہمین عرصہ گذرا اس مقام پر قید ہین اگر چھوٹین تو فتاحی طلسم کی تدبیر کرین یہ شیر بیشہ
جرأت یکہ تاز میدان جلالت انقلاب فلکی سے پھنس گیا ورنہ انسے کون مقابلہ کر سکتا ہے فلک کو
انکی جرأت پر سکتا ہے اخضر نے پلٹ کر سکندر کو دیکھا فشانی اولاد صاحبقران کی پائی دل بیقرار
ہو گیا زبان سے نسیم کے سوزن نکالا سرشت جادو و اخضر کے پیچھے کہتی ہوئی لگی اے شہنشاہ
اس خیرخواہ کا خیال رہے شاخسار مجھکو مار ڈالے گی اخضر نے بلند ہو کر ایک گولا مارا جہان پر
شاہزادہ ضیغم فرزند اسد قید ہے وہ گولا وہان آکر پھٹا ضیغم کے جسم کی قید کٹ گئی ضیغم نے عیار
کو چھڑایا جھٹ گرا ایک نخل کے نیچے چھپے ضیغم نے اپنے کو ایک اغار مین گرایا عیار بیتوں بکین چھپا
ہوا ہے شاخسار کی نگاہ اخضر پر پڑی آواز دی او مکار کہان جاتا ہے اخضر نے کہا او ملعونہ تیری
بھی یہ مجال ہے کہ ہمکو روکے اتفاق سے پھنس گئے تھے شاخسار طرف اخضر کے چلی تھی
کہ ٹھنڈی ہوا آئی نسیم نے اٹھتے اٹھتے ماں باپ کو رہا کیا سکندر و شہنشاہ کو پیچھے مین
لیا عیار کو شاہین نے اٹھایا نسیم نے منہ سے شعلۂ آتش چھوڑا نعرہ کیا منم نسیم آتشخو شاہین پر لگا
بلند ہوا گلشن بھی اٹھی باغ ویران مین تہلکہ ہوا قضائے کار شہنشاہ کوکب ملکہ پیران شہریار
ہلاتے ہوئے اپنے قصر سے نکلے دیکھا نسیم و شاہین و گلشن و سکندر و شاہنشاہ بلند ہو کر آسمان
پر پہونچے سکندر کہتے ہین کہ ملکہ مجھے چھوڑ دو لاچین بھی اپنے قصر سے نکل آیا ان سبکو جو جاتے
ہوئے دیکھا شاخسار دیوانہ وار کبھی طرف اخضر کے جاتی ہے کبھی طرف نسیم کے پلٹتی
ہے شاہین ساحر زبردست ہے وہ سحر کیا کہ شاخسار پیچھے ہٹی کوئی شے سحر کی پاس نہین
گلشن نے باغ ویران مین آگ لگا دی لاچین کا بہار سے گھبرا کے کہنا تمکو کون بچا کرے بہار
نے کہا ای شہنشاہ باغبان قضا و قدر اپنی قدرت سے ہمین رہا کر گیا ہے حبین کا بابک کہنا
تمہارا فرزند بھی نکل گیا عیار بھی ساتھ ہو لیا مہران جوان بخت و شاہزادہ سروسہی قد بھی بحیرت دیکھ
رہے ہین کوکب نے اپنے قصر سے آواز دی ای شیر دن نہ گھبراؤ تمہارا ابھی وقت رہائی قریب ہے
نمکحرام بدنصیب ہین ہمارے آقا کے قریب آئیگی یہ برکت ہے لیکن افسوس ہے کہ ملک اخضر کو
ہمارا خیال نہ آیا پادشاہ طلسم مدتون قید رہا پریشانی مین کچھ خیال نہوا یہ سب تو بحیرت کلام کر رہے
ہین مہران جوان بخت زنجیرین ہلا رہا ہے چاہتا ہے کہ قید توڑ ڈالون سروسہی قد فرماتے ہین
کہ ای مہران کیون کوشش کرتے ہو یہ قید سحر ہے انشاء اللہ دادا جان آکر رہا کرینگے مگر جو تمنے
سوچا وہ نہوا خدا کرے دادا جان ہمکو قید مین نہ دیکھین ہم پہلے چھوٹ جائین اسوقت قید خانہ سے
ایک غریو بلند ہے شاخسار جو اڑکر قریب اخضر کے پہونچی اخضر نے شاخسار کی کلائی پکڑ کے ایک

ہاتھ

طمانچہ مارا شاخسار اٹھکر اکر گری سر پیٹ اور بلانے لگی ارے شاہون کو خبر کرو سرشت جادو نے غضب کیا اس نے اخضر کو چھوڑ دیا بادشاہ طلسم ملک اخضر اس باغ ویران کے شعبدون کو کب مانتا ہی جادوگر نیا جو قریب پہنچین نسیم نے بھی ہاتھ پایا ہوا جو کھنڈ سی چلی کنیزین ناچنے لگین رقص کرتی ہوئی سامنے شاخسار کے آئین ہر چند شاخسار منع کرتی ہی ناچتی ہین غزلین گاتی ہین

نظم

خبر قتل کیا ہی عشق کے بیمار کا علاج
کرتے ہو خوب عشق کے آزار کا علاج
ہان جوش خون ہی سبب کمانداز کو
مشکل ہی خشک رشتہ زنار کا علاج
منگواو جا کے خاک شفا خاک کوے یار

سو اب رفو کرتے ہین دوچار کا علاج
جراح جانتا نہین جلاد کے سوا
کر لے نہ خشکی لب سوفار کا علاج
جز مشت خاک اور نہین خاک ہیکشو
منظور ہی جو نسخہ بیمار کا علاج

ہم انتظار شربت دیدار مین ہو
مجروح تیغ ابروے خمدار کا علاج
آزار رشتہ ہو تو شفا کی امید ہو
زخم دہان و غمزہ مکار کا علاج

شاخسار نے اٹھکر کئی کنیزونکو قتل کیا وہ جب ہوئین اخضر جو چلا سرشت جادو کو ساتھ لیے ہوے کہتا ہوا ای سرشت نہ گھبرانا تیری ملاقات صاحبقران سے کرا دونگا صاحبقران تجھکو سرفراز فرمائینگے سرشت کہتی ہی مین جمال ہمایون آراے صاحبقران کی خود مشتاق ہون اخضر نے کہا کہ دیکھنا خلق مجسم محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ابھی شاخسار کو معلوم ہوگا یہ کہتا ہوا بلند ہوا دور سے بارگاہ حشامی کو دیکھا سرشت نے کہا وہ بارگاہ صاحبقران استادہ ہی صاحبقران مع زنار و فیروزہ ولالہ عذار و ماہ رخسار کنارے پر لشکر کے کھڑے دیکھ رہے ہین فیروزہ عرض کرتی ہی تمام جنگل سحر سے مملو ہی یہی آرزو ہی کہ صبح کو بلوہ کر کے چلین قید خانہ پر جملہ مقابلے ہون کوکب ولاچین کو رہا کرین زنار کہتی ہی کل کا دن خالی نجائیگا اب ادھر سے بڑی کوشش ہوگی دیکھنا کتنے ساحر آتے ہین کہ صاحبقران نے دیکھا برق چمکی گھبرا گئے فیروزہ نے کہا کوئی ساحر ہیگا اور آپ کو روکنے آتا ہی زنار نے کہا یہ سحر تو بہت خوبصورت ہی کہ ملک اخضر آگیا پہونچا تہ زمین سے صاحبقران کو دیکھکے سلام کیا صاحبقران نے فرمایا ای فیروزہ استقبال کرو تمھارا دوست صادق آپہونچا جادوگر نیان آگے بڑھین ملک اخضر اتر کر سامنے آیا سب حال اپنا بیان کیا سرشت قدمون پر گری اخضر نے کہا کہ یہ ہماری جان بخش ہی امیر نے سرشت کو بہت بھاری خلعت دیا قریب فیروزہ جگہ ملی اخضر نے کہا کہ یہ کنیز مجھے مرحمت ہو صاحبقران نے برائے خدمت اخضر سرشت کو مقرر کیا یہان شاخسار جادو نے جب کنیزونکا سحر اوتارا روتی پیٹتی طرف بارگاہ شاہان طلسم کے چلی سحر العجائب و مصر الغرائب بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ شاخسار روتی پیٹتی آئی پکاری شہنشاہ غضب ہوا ملک اخضر ہماری قید سے چھوٹ گیا نسیم و شاہین و گلشن و سانیدہ مع عیار وشہنشاہ بھی نکلگئے لونڈی نے شمار نہین کیا اور کسکی مجھکو خبر نہین کہ قید ہونیا پر کیا گذری یہ سنکر سحر العجائب و مصر الغرائب غصے سے کانپنے لگے شاخسار نے کہا اخضر نے مجھکو طمانچہ بھی مارا دیکھیے عارض پر عارضہ ہی گال سوجا ہوا ہی ایسا ہنگامہ ہوا مجھسے کچھ نہ بن پڑا یہان رات کو ضیغم شیر شکار مع اپنے عیار عجب دلدار بہاند کر نکلے حیران و پریشان دونون طرف ایک صحرا کے چلے عیار نے کہا شکر صاحبقران مین چلیے ضیغم نے کہا کہ مین اس حال سے تو نہ جاونگا

انشاءاللہ آرزو دیدہ ہر کہ فوج و لشکر ہمراہ ہو صاحبقران سے مقابلہ کرنے کی بڑی ہوس ہے یہ
کہتے ہوئے دونون ایک صحرا مین آئے ایک نخل کے سایے مین بیٹھے دیکھا سردون کے
کئی کھیت لہلہا رہے ہین سردے نہایت عمدہ لگے ہین کچھ سڑ گئے ہین تخم کے انبار ہین ضیغم نے
اپنے عیار رنگ رنگ عیار فتار فرزند ضرغام سے کہا اے عیار طرار یہ کیسے کھیت ہین معلوم ہوتا ہے
کہ انکے پھل کبھی توڑے نہین جاتے ایک پھل توڑ لاؤ تو کھائین اسی سے دل بہلائین تیز رنگ
نے جا کر ایک سردہ توڑا چاہا تھا ہین کہ کھائین کہ ایک مرتبہ کان مین زنجیرون کی آواز آئی دیکھا
ایک دیوانہ ژولیدہ مو لنگر پیر مین بندھا ہوا کمر مین زنجیر ضیغم کو جو دیکھا کہ سردہ کھا رہے ہین
چیخ مار کر رویا چیخ مار کر آواز دی کہ اے جلاد صاحب بیداد تو کون ہے میرے فرزند کا خون کیا تجھ
جو زمین پر پڑے سے آنکھ دیکھ کر آواز دی ارے بچون کو زمین پر ڈال دیا ضیغم حیران ہو گئے
کہ مین نے کسکے بچے کو مارا لیکن دیوانہ چوبدست گران سنگ کو گردش دیتا ہوا قریب پہنچا عیار
تو کود کر الگ ہوا دیوانے نے چوبدست لگائی ضیغم نے جست کر کے چوبدست کو خالی دیا اسنے
چیخ ماری اور آواز دی اے آفتاب سرخ مارا گیا بڑا خوبصورت تھا مگر مین نے اپنے فرزند کا
بدلا لیا ضیغم نے گرد سے نکل کر نعرہ کیا او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ او نامعقول تو نے کسے مارا مین
موجود ہون دیوانہ نے چوبدست پھینک دی دونون ہاتھ ضیغم پر مارے ضیغم صرف کرتے
پنجے ہوئے ہین تمام بدن سے خون جاری ہوا لپٹ پڑے دیوانہ نے شانے پر ایک جھٹکا
ماری ضیغم کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قریب تھا کہ ضیغم کی زبان سے آہ نکل جائے ضبط کر کے ایک
گھونسہ مارا کہ ایک گیا منہ سے بوٹی گوشت کی نکل پڑی کہ دوسرا جو گھونسہ ضیغم کا پڑا دیوانہ تحسین کرنے لگا
کہ آفتاب سرخ اب گھونسہ نہ مارنا مین خفقان بڑا جاتا ہون ضیغم نے کہا جو کاٹ لے تو گھونسہ پڑ لگا ابھی
سر پھٹ جائیگا دیوانہ نے ہاتھ باندھ کر کہا اب نہ کاٹونگا ضیغم اور دیوانے مین کشتی ہونے لگی ناخن
سے تمام بدن ضیغم کا غربال کر دیا ہے دیوانے کا جو زور نہین چلتا تو نعرہ کرتا ہے منم نعمان مردم در
یہ کیا معرکہ ہے کہ مین آفتاب سرخ پر غالب نہین آتا دوپہر مین ضیغم نے دیوانے کو زیر کیا جب چھاتی پر
سوار ہوئے گھٹنہ زانو دبایا دیوانہ تڑپ گیا کہا آفتاب سرخ نام تو بتاؤ سینہ اسقدر نہ دباؤ میرے
درد ہوتا ہے ضیغم نے کہا اب شناخت پروردگار عالم مین کیا کہتا ہے نام میرا ضیغم شیر شکار فرزند
اسد نامدار ہے نام سنتے ہی دیوانہ قدمون سے لپٹ گیا کہا اے آفتاب سرخ ایک بوڑھے آفتاب سرخ
خواب مین آئے تھے نام آپکا بتا گئے تھے اور فرمایا تھا کہ انکی اطاعت کرنا مین غلام ہون ضیغم نے
کہا تم کب سے یہان ساکن ہو نعمان نے کہا اے شہریار یہان سے قریب ایک ملک ہے کہ اسکو قلعہ
نعمانیہ کہتے ہین باپ میرا ایلمان مردم در وہان کا بادشاہ ہے جب مین سن تمیز کو پہونچا وحشت
طاری تھی ایک دن خواب دیکھا کہ یہان سے نکل جا صحرائے محیط مین جا کر سکونت اختیار کر شاہزادہ
ضیغم شیر شکار آئیگا اسکی اطاعت کرنا مین نے یہان آکر اس صحرا مین عمل کیا بارہ ہزار دیوانے مغل
اپنے مجتمع کیے کیا مجال جو شیر بھی اس جنگل مین آسکے آپ میرے ساتھ میرے مقام پر چلیے جہان مین نے
دیوانہ زبردست سنا وہان گیا اسکو زیر کر کے لایا بارہ ہزار جوان جمع ہین یہ کہکر ضیغم کو اپنے ساتھ

لیا ایک بنگلہ عمدہ بنا ہوا تھا وہاں پر آکر نعمان نے ایک چیخ ماری بارہ ہزار دیوانے زنجیرین ہلاتے
آئے نعمان نے کہا یہ ہمارا آقا ہے یہ سنتے ہی سب نے قدمون پر سر رکھا ضیغم نے کہا کل سے ہم تمکو قواعد سکھاینگے
اب ضیغم نے یہ انتظام کیا کہ صبح کو صفین جمائین اب سونٹا لیکر کھڑے ہوئے انکو قواعد بتانا شروع
کیا دوانی کی الفاظین سکھانے لگے اے قزاقان بد در رو یدجب ہم کہین لشکر دشمن سے نکلجاؤ جب
ہم بزتید کہین لشکر دشمن کو قتل کرو یہ قواعد چالیس دن مین ضیغم نے ان دیوانون کو تعلیم کیا [illegible]
قزاق تیار کر کے ضیغم شیر شکار ان قزاقون کو ساتھ لیکر قلعہ نعمانیہ پر آئے یلمان مردم دار باپ
نعمان کا ضیغم شیر شکار سے بڑے مقابلہ کو نکلا طبل جنگ بجوایا ضیغم سے مقابلہ کیا دو پہر مین ضیغم نے
یلمان کو بھی زیر کیا یلمان بارہ ہزار جوانون سے شریک ہوا چالیس ہزار جوان ساتھ لیے یلمان کو تخت پر
سوار کیا نعمان و دیوانہ منتظم فوج چوبیس ہزار کا لشکر لیکر بڑی دھوم سے کوچ کیا اسی تلاش مین چلے
کہ جسطرح ہو سکے اپنے کو طلسم پر پہونچائین فرماتے ہین اے نیرنگ صبا رفتار خدا وہ وقت
کرے کہ ہم قید خانہ تک پہونچین کوکب و ثریا ان کو ہم چھوڑائین تاجر زادہ کریا ہی فروش
بازاری پر احسان کرین انھین کی جو بدولت قید ہے انپر احسان کرنا واجب و لازم ہے قبلہ و کعبہ انکو یہان
کر چکے ہین جسکا جی چاہے ایرج نامہ دیکھے میان ایرج کو جان بچانا دشوار تھا اسقدر شبخون مارتے
کر بھاگتے پھرتے تھے وہ پردہ قاف پر گئے قبلہ و کعبہ وہین پہونچے ایسے شبخون مارے کہ میان ایرج
کی جان پر بنگئی اب بھی جہان ہین وہ تاجر زادہ ملجائیگا مین انکی گردن لونگا اس انتظام سے چوبیس
ہزار کا لشکر ساتھ ہے بعہدہ سپہ سالاری نعمان و یلمان انتظام کرتے ہوئے نیرنگ صبا رفتار عیار
و ضیغم شیر شکار نے نقاب شب کے کمال کے رنگ کی چہرون پر ڈال کے روا روی کرتے ہوئے
جاتے ہین انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا مگر صاحبقران زمان جب اس منزل پر فروکش ہوئے
ملکہ اختر بھی ملا عرض کی حضور جلد تدبیر کرین غلام حال قید خانے کا بخوبی دیکھ چکا ہے شاخسار جادوگر
جو منتظم قید خانہ ہین جب سرشت نے مجھکو چھوڑا یا مجھکو روکنے کو آئین ایک طمانچہ مارا لڑکھڑا کے زمین پر
گرین حضور تشریف لیجائین اب وہ کیا روک سکتی ہین انکی کیا مجال ہے زنار و فیروزہ بھی حاضر
ہین عرض کرتی ہین کہ سرکار چلیین آج ہی قید خانہ فتح کر لینگے آپ نہین پہونچے وہان کھلبلی پڑگئی
جب مین نکالا سیم اشتر و شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز و سکندر و شاہنشاہ و جواہر خنجر زن
عیار یہ سب نکل گئے یہ بھی دیکھا کہ شاہزادہ ضیغم شیر شکار مع اپنے عیار کے نکلا ہے جسم کیا
وہ گولہ انکے قریب گرا قید انکی ٹوٹ گئی اے شہریار وہ شیر ایسی جلد نکلا کہ ملازمان شاخسار دیکھ کے
نکل ہی قید خانہ مین کھلبلی پڑگئی یقین کوکب و بلقیس بیچارہ حسرت خیز دیکھکر نہایت بیقرار رکھتین خدا
وہ وقت کرے کہ انکے بخت بیدار حضور وہان پہونچین اور کوکب و بلقیس کو رہا کرین ملکہ فیروزہ
لشکر صاحبقران کو حکم دینے لگین کہ یارو تیار ہو جاؤ مگر یہ بھی خبر سنی ہے کہ شاخسار نے بڑے
انتظام کیے ہین دیکھین کیا گذرے فیروزہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے اپنے خیمہ مین آئی
کنیزون سے کہا کہ صاحبو اب سفر در پیش ذرا اسکا لیس و پیش ہے اتنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

رفعت کبھی کسیکی گوارا یہان نہین ۔ جس سرزمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین
دور ذرا ایک وضع پر رنگ جہان نہین

وہ کونسا حسین ہی جسکو خزان نہین
صبح شب وصال ہی دم توڑتا ہون مین
گویا تری کمر ہی ہمہ استخوان نہین
حاصل تجھے بشارت یعقوب ہوا اگر
باغ جہان مین فصل بہار خزان نہین
خونریزیان جہان مین رہتی ہین ہر زمان
باغ جہان مین سبزہ گل زعفران نہین
جھکے سرو پیر آپ مگس ان رہی ہما
مسجد ہین مرغ زیرکی کی ناسخ و دوکان تنہا

دشمن اگر وہ دوست ہوا ہی تو کیا عجب
نالان ہین میرے غم مین ہو دن انکے نہین
بولا جو بوسے گل سے ہوا یار دے دماغ
یوسف بغیر کوئی بیان کاروان نہین
ساقی لگائے رکھہ مرے منہ سے خم شراب
کچھ اسکے ساتھ قدر نسیان مین
زردار جو ہین کیون نہون خندان ہر گل کا
انکا لحد مین آج کوئی استخوان نہین

یان غنا و دوستی جسم و جان نہین
رخسار ناز مین یہ جھلک جاتی ہی کہین
کہتا ہی کون آتش گل کا دھوان نہین
پژمردہ ایک ہی تو شگفتہ ہی دوسرا
دریا نمی کی مچھلی ہی میری زبان نہین
رنگ بہار زرد ہوا تیرے سامنے
باغ جہان مین زر بھی کم از زعفران نہین
دھوکا نہ کھا ظریف جنون کو تو دیکھ

فیروزہ جو بلک کر روئی ملکہ زنار نے اگر فیروزہ کو گلے سے لگایا کہا بوا انتشار کیسا بیقرار کیون ہوتی ہو خدا طلسم کشا کو ہمارے سر پہ سلامت رکھے چلا ہی شاخسار کی شاخ حیات قلم کرینگے دشمنو کا پتہ بھی نہ ملے گا یہ ذکر تھا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سبکو خبر ہوئی کہ صاحبقران طرف قید خانہ کے جاتے ہین فیروزہ و زنار نے ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا تین لاکھ ساحرون کا لشکر تیار ہو کر چلا یکبلک لشکر بڑے زور و شور سے جاتا ہی یہان شاخسار قید خانے مین آ کر ٹھہری انتظام کر رہی ہی کہ آسمان پر لکہ ابر سیہ پیدا ہوا ہزارون برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین شاخسار کھڑی ہو گئی کہا کوئی ساحر آتا ہی ابر پھٹا ایک ساحرہ کو دیکھا تاج زرین سر پہ سیہ لباس پہنے ہوے خود بھی سیہ فام ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پہ بجنگ بجنگ کہتے ہوے آتے ہین شاخسار نے خود دیکھا جھک کر سلام کیا اس ساحرہ نے نعرہ کیا منم شنگول بنت شنکال سیہ پوش بادشاہ شہر اشکالیہ ای شاخسار حکم شہنشاہ ہی کہ جا کر صاحبقران کو روکو یہ بھی خبر ہمکو ملی کہ تین لاکھ ساحرون سے ملک اخضر آگے آگے آتا ہی انکی تدبیر کیجاتی ہی ہنگامہ ڈالدون کہو تین قید خانہ مین ٹھہرون شاخسار نے کہا کہ ٹھہر جانا بہتر ہی شنگول تخت اوڑاتی ہوئی گئی کوکب نے لاچین سے کہا ای شہنشاہ صاحبقران پہ بڑی چڑھائیان ہین خدا انکو بچائے لاچین نے کہا ای کوکب دعا کرنا تو ضرور ہی صاحبقران انکے روکنے سے کب رکتے ہین ساحر بھی بہت ساتھ ہین ملک اخضر نے خوب رہائی پائی بڑی بات ہاتھ آئی مگر سب گھبرا رہے ہین صاحبقران کے لیے دعا مانگتے ہین بُران کی بیقراری دلون کو ہلاتی ہی دل پہ ہاتھ رکھ کے کہا کہ فلک نے مجھکو لوٹ لیا میرا فرزند مجھ سے چھوٹا فلک جفا شعار نے ہمارے انکے جدائی ڈالی دیکھیے اب کیا ہو دل کی کیفیت ہی کہ شل مرغ بسمل تڑپتا ہی گھبراتا ہی پسلیان توڑ کر نکلا چاہتا ہی اب کہانتک سنبھالون اب دل نہین سنبھلتا یہ کیفیت ہی جوش دریا حیرت ہی دم نظم

مرگ عیسی ہی ترے چشم نے بیمار کو
گرد و خاک شفا ہی ترے بیمارون کو
وحشی نرگس جادو ہون جو ویرانے مین آسیب
آسیا دم مین بنادیتی ہی کہسارون کو
آج صنم عہد مین تیرے یہ ہوا کفر عزیز

گو رہا ازادی ہی زلفو نکے گرفتارون کو
کب کہو وحشی رہے قید می زندان وطن
کرلین مژگان مری تلوو نکے اچھی خارونکو
کافر عشق ہون حاجت نہین زنار کی بھی
کہ رگ جان کا ملا مرتبہ زنارون کو

ناز رفتار سے پاتے ہین جسد روح حیوان
بوے گل چاندنی ہی باغ کی دیوارونکو
ہین وہ سرگشتہ کہ تاثیر مرے قدمون کی
تار تسبیح مبارک رہے دیندارون کو
وعیان آیا جو مجھے زمزمہ پردازی کا

رہ گئے مرغ چمن کھوکے لگے ستفاروں کو | پاک کر آنکھونا سخ عرق خجلت سے | انتقال اپنا شفاعت ہی گنہگارون کو

کوکب نے گلے سے لگایا کہا بی بی صبر کرو خدا فضل کریگا صاحبقران آتے ہی ہین تمھین چھڑا لینگے
بعد سلطنت پا لینگے یہان ملکہ اخضر نے مارہ فیروزہ ماہ رخسار کو ساتھ لیے ہوئے تیس لاکھ
ساحر پشت پر لگے بڑھے ہوئے چلے آتے ہین لشکر صاحبقران پشت پر روا روی کرتے ہوئے
آتے ہین ملکہ اخضر چاہتا ہی کہ پہلے قید خانہ مین پہونچون تاکہ خسار سے مقابلہ پڑے کہ دیکھا طرف
سے قید خانہ کے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا برقین لوٹ رہی ہین صدائین مہیب آ رہی ہین
اخضر تو رکا ابر قریب آکر چھٹا ایک ساحرہ چار لاکھ ساحرون سے آکر پہونچی آواز دی او اخضر اب
لشکر آگے نہ بڑھانا سبکو سحر کرکے مٹا دونگی طلسم کشا کہان ہین اخضر نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی نکھو
بار کر قید خانہ پر جا پہونچیگے شنگول نے وہین لشکر اوتارا اخضر بھی اوتر پڑے صاحبقران کو خبر ہوئی
کہ شنگول نامی ساحرہ مقابلہ اخضر مین آئی ہی صاحبقران سردارون کو ساتھ لیکر لشکر اخضر مین آئے
بارگاہ بھی وہین استادہ کرائی صاحبقران بارگاہ مین آئے جملہ سردار و ساحر آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا
شنگول جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی شراب پینے لگی جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ
طبل جنگ بجے ہرکارے نے امیر کو خبر دی کہ شنگول نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ ہی کہ
کل نکلکر مقابلہ کرے صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی
طبل جنگ بجے یہان بھی نقارہ رزمی گرگرایا طبل سکندری پر چوب پڑی سبکو معلوم ہوا کہ کل
شنگول سے مقابلہ ہی خواجہ عمرو برق فرنگی بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر واسطے مکر
کے نکلے صورتین بدلکر لشکر شنگول مین آئے دیکھا بارگاہ استادہ ہی خدمتگارون سے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ شنگول سحر تیار کر رہی ہی خواجہ کنارے آئے ایک خدمتگار کو
بیہوش کیا اسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے گئے دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی اسباب
سحر جمع ہی برق فرنگی بھی خدمتگار بنکر آیا اندر پہونچا استاد شاگرد نگاہین ملا رہے ہین برق
چاہتا ہی مین عیاری کرون خواجہ کا قصد ہی کہ مین عیاری کرون برق حیران ہی کہ استاد منع
کر رہے ہین اگر عیاری کرونگا استاد کے خلاف ہوگا یون بھی مشکل ہی اس سوچ مین دونون
کھڑے ہین حوصلہ نہین پڑتا کہ عیاری کرین شنگول ہر طرح ہوشیاری سے سحر تیار کرنے مین لگی
جاتی ہی دیکھو صاحبو عیارون کا خیال رہے عیارون کے حال سے تم لوگ آگاہ نہین ہوا آجتک
جتنے جادوگر گئے بعض کو مقابلہ کرنا بھی نصیب نہوا عیارون نے عیاری کرکے مار لیا اسکا بڑا خیال رہے
یہ کہکر اٹھکر ٹہلنے لگتی ہی اور یہی کہے جاتی ہی کہ عیارون کا خیال رہے خواجہ نے کلیجے پر پتھر رکھا جھک کر
عرض کی حضور بہت خوب غیر کی کیا مجال ہی جو آپکی بارگاہ مین آسکے برق بھی لپٹا جاتا ہی کبھی
کوئی شے اٹھا کر دیتا ہی کبھی بچہ خوک ذبح کرنے لگتا ہی کہتا ہی حضور چوکا تو دیجیے اتنا قریب پہونچ گئے
ابھی خواجہ نے کوئی جاوفر دیے دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہے زلف لیلائے شب کمر سے گذری ہی
لیلائے شب نے چادر سیہ اوڑھی ہی بتلاش مجنون روز الصد سوز گشت عالم کر رہی ہی دفعتاً ایک
لشکر مین ہنگامہ ہوا آواز آئی منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ دمید

امیر عرب ضیغم روزگار بیکے تیغ عقرب بکے نعرۂ جار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ قمقام و صمصام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

پھر نعرہ ہوا منم دارائے ہند لندھور بن سعدان نعرہ لندھور ؛ جزیرہ ہائے دریا اگر تم ما بہ ہندوستان اگر نام نے دانی منم لندھور بن سعدان ؛ پھر آواز آئی نعرۂ مالک ؛ منم مالک اژدر خشمگین ؛ سپہ دار در لشکر اہل دین ؛ پھر صدا بلند ہوئی نعرۂ بہرام ؛ منم گرد بہرام خاقان چین ؛ کہ از ہیبت من بلرزد زمین ؛ جملہ صاحبقران کے سرداروں کی آواز آئی شنکول نے گھبرا کر کہا کہ غضب ہوا حمزہ بطور شبخون آیا خرابی یہ ہے کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا لشکر کی خرابی ہوئی عمرو و برق چلے نکلے برق نے کہا استاد یہ صاحبقران نے کیا کیا شبخون مارنے کو تو عیب جانتے تھے عمرو نے کہا حمزہ نے کبھی ایسا نہ کیا ہوگا یہ کوئی مرشد کامل ہیں کہ جنہوں نے یہ حرکت کی دیکھو اب چلکر دیکھتے ہیں صاحبقران جب عاجز و لاچار ہوتے ہیں تب تو شبخون کا ارادہ کرتے ہیں اللہ کی عنایت سے لشکر بے پایان اُنکے ساتھ ہے وہ کیا شبخون مارینگے دیکھو تو اب احوال کھلیگا یہ کہکر ایک نخل کے سایہ میں جا کر کھڑے ہوئے دیکھا ایک نقابدار برپوش چوبیس ہزار جوان ایک جانب کھڑے ہوئے تیراندازی کر رہے ہیں ساحر جو چہار جانب سے چلے بھائی نے بھائی پر سحر کیا باپ نے بیٹے کو مارا لاکھوں جادوگر کشتہ ہو چکا مرنے کی ساحروں کے صدا بلند گولہ ترنج و نارنج آپس میں چل رہا ہے جدھر سے جادوگر چلے آپس میں ملکر لڑنے لگے عجب ہنگامہ ہے نقابدار برپوش لڑتا ہوا چلا جاتا ہے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑ بھڑ کے نکل جاؤں ساتھ والے چست و چالاک جوانان بیباک جس ساحر نے منھ کھولا کہ سحر کروں تا کہ اُسی کے حلق میں تیر مارا کہ اُسکی گدی کو توڑ کر پار نکلا دور سے شنکول نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ تمام لشکر میں ہنگامہ گرم ہے یہ کیا قیامت برپا ہے گولہ ہاتھ میں بیچ ہوئی جاتی ہے کہ دشمن کو دیکھوں تو ایک گولہ ایسا ماروں کہ ہزار دو ہزار کا سر پھٹ جائے مگر جہاں پر دیکھتی ہوں اپنے ہی ساحر کو پاتی ہے ہاتھ روک لیتی ہے برپوش نے دور سے دیکھا شنکول گولہ ہاتھ میں لیے پھر رہی ہے آواز دیتی ہے یارو مسلمان کہاں ہیں کتنے دشمن ہیں معلوم نہیں ہوتے جدھر جاتی ہوں اپنے ہی ملازموں کو پاتی ہوں برپوش نے عیار سے کہا کہ شنکول کو لینا بدحواس ہو چکی ہے اسی حال میں اُسکو لوٹ لو اگر وہ ہم لوگوں کو دیکھ لیگی ایک ہی سحر میں خاتمہ کریگی عیار چلا ایک گوشہ میں آکر صورت بدلی ایک ساحر کی صورت بنکر قریب شنکول پہونچا مگر چونکہ کم سن ہے خوف سے کانپ رہا ہے یہی ڈر ہے کہ پہچان نہ لے برپوش نے جو دیکھا عیار میرا خائف دلرزان مضطر و پریشان ہے اس سے کام کیونکر نہیں بڑھیگا نقاب اپنے چہرہ سے بدلی ایک ساحر کی قطع بنکر آواز دی ای ملکۂ عالم سب لشکر تباہ ہوتا ہے جلد آئیے میں نے مسلمانوں کو پہچانا آپ بہن ملکر سحر کروں شنکول خود گھبرائی ہوئی تھی کہ میں کدھر سحر کروں اب جو ساحر نے پکارا اسی طرف دوڑی پکارتی ہوئی کہ میں آ پہونچی ساحرہ برابر ساحر کے پہونچی نقابدار نے کہا کنارے آئیے میں بتا دوں شنکول کنارے آئی نقابدار نے جلدی میں خنجر مارا شنکول ارے کہکر ملٹی ران زخمی ہوئی حیران ہو کر گری نقابدار

نے چاہا کہ سر کاٹ لوں اور کئی ساحر وہ ڈرے عیار نے بھی دل مضبوط کر کے ایک خنجر مارا شانہ بھی شانہ
ہوا شنکول نے ایک چیخ ماری ارے یارو مجھے بچاؤ اب نقابدار نے دیکھا کہ شنکول کو
چند ساحروں نے اٹھایا لیکر بھاگے نقابدار نے خیموں میں شنکول کے آگ لگا دی
ایک حملہ تیروں کا اور کیا کئی ہزار ساحر مر کر گرا اندھیرا ہو گیا نقابدار لڑتا ہوا نکل گیا
اسباب بھی لوٹا خواجہ عمرو برق کھڑے دیکھا کیے کہ ایک نقابدار برپوش بیس ہزار
جوانوں کو لیکر نکل گیا برق و عمرو پلٹے لشکر میں صاحبقران کے آئے صاحبقران بارگاہ
میں بیٹھے ہیں ہرکارے خبر دے رہے ہیں کہ آپ کے نام سے کسی نے شبخون مارا خوب لشکر
کفار کو قتل کیا یہ بھی سنا کہ شنکول کو زخمی کیا شنکول کو ساحر ساتھ لیکر بھاگے صاحبقران
فرما رہے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں کہ میرے نام سے شبخون مارا کہ عمرو و برق آکر یہ سب
حال صاحبقران کے سامنے آکر بیان کیا امیر نے فرمایا کیوں خواجہ تمھارے نزدیک یہ کون
صاحب تھے عمرو نے کہا آقا میں نہیں سمجھا کہ یہ کون صاحب تھے کیا کام کر گئے مگر سنا ہے کوئی جوان
اسد غازی کے طریقہ کا تھا شنکول کو بھی زخمی کیا اسکے ساتھ والے اسکو لیکر بھاگے تب
غلام اسطرف پلٹے صاحبقران تو اسی فکر میں ہیں ایک ایک سے دریافت فرماتے ہیں کہ یہ شبخون
میرے نام سے کسنے مارا ہر شخص عرض کرتا ہے کچھ ثابت نہیں ہوا کہ کون صاحب تھے لیکن شنکول
کو جو ساحر لیکر بھاگے اول راہ میں شاخسار ملی شاخسار نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا شنکول
ہوشیار ہوئی رونے لگی کہا اے شاخسار کیا کہوں جو سانحہ گذرا حمزہ نے شبخون مارا شاخسار نے
کہا حمزہ کا یہ دستور نہیں کہ شبخون مارے حمزہ کے ساتھ لشکر بہت ہے انکو کیا ضرورت ہے کہ
شبخون مارتے لیکن میں دریافت کرتی ہوں یہ کہکر شاخسار پلٹی قید خانہ میں آئی انتظام
کرنے لگی لیکن شنکول جادو جو زخمی ہو کر دربار میں سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچی
عرض کی یہ معرکہ گذرا لونڈی کا سحر بھی پورا نہ ہونے پایا لونڈی انتہا کی زخمی ہوئی سوائے
بے جائے آنیکے کچھ نہ بن پڑا اب شہنشاہ لونڈی نہایت پشیمان ہے سحر العجائب و مصر الغرائب نے
کہا ہم تمھارے زخمی ہونے سے مجبور نہیں ہوئے ہم اوسکو بھیجتے ہیں یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر
بجلی چمکی ہزاروں برقیں لوٹ کر زمین پر گریں ستون بارگاہ کے شعلۂ آتش ہو گئے سحر العجائب
نے پکار کر آواز دی بے ادبی سے نہ آؤ یہاں سب دوست ہیں کوئی دشمن نہیں وہ برقیں شق
ہوئیں دیکھا ابر سے ایک ساحرہ نہایت حسین تاج زریں سر پر جب مسکراتی ہے برقیں چمک کر
گرتی ہیں سحر العجائب نے کہا اے برقان برق وش جلد جاؤ لشکر مسلمانان قریب زندانخانہ
پہونچا چاہتا ہے ہوشیار ہو کے جانا ایک بات سے اور آگاہ کرتے ہیں کہ شنکول گئی تھی اسپر
غیر شخص نے شبخون مارا راہ میں دیکھتی ہوئی جانا چہار جانب خیال رکھنا اگر کوئی شخص ملجائے
گرفتار کر لینا برقان برق وش مع ساٹھ ہزار کنیزوں کے چلی تین کوس پر جا کر اتری ٹہلتی ہوئی سیر کو
نکلی قضائے کار شاہزادہ ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار شنکول پر جو شبخون مار کر آئے تھوڑی دور پر
آکر اتر پڑے جب لشکر اتر چکا خود ٹہلتے ہوئے ایک نخل کے سایہ میں آکر بیٹھے عیار کو حکم دیا جا کر

دریافت تو کرو اب کون ساحر آیا عیار تو اودھر گیا شاہزادہ کھڑا ہی برقان برق وش ٹہلتی ہوئی آئی نگاہ پڑی جمال جہان آرائے ضیغم پر ایک صاحبزادہ آفتاب جمال خورشید مثال شیر بیشہ جرات یکتا نازنین میدان بسالت رستم صولت سہراب شوکت غزال چشم شیر خشم سینہ چوڑا کمر چست ارادہ قتل دشمن پر درست مونچھ کالے بیٹھا ہی برقان برق وش بھی گئی بے اختیار منہ سے نکل گیا نظم

خیال دزدی دل رات دن مجھے رہا

ہمیشہ ڈر مجھے رہزن کا رہگذر میں رہا
نہ تندرست کبھی ہجر سیمبر میں رہا
ہجوم کب نہ بتوں کا خدا کے گھر میں رہا
تمام خلق نے آنکھوں میں دی جگہ آنکھو
قرار سے نہ گھڑی بھر بھی رات بھر میں رہا

تصور رخ پرنور چشم تر میں رہا
جو دل سے درد گیا کوئی دم تو جگر میں رہا
پیام یار کو سنکر ہوا میں شادی مرگ
وہ پتلیوں کی طرح چشم ہر بشر میں رہا
یہ خشک ہو گئے آنسو کہ بن گئے موتی

کہیں یہ بادہ پر پردہ مری نظر میں رہا
جو دل کو عشق حسینان ڈھونڈھو وہ رہ نہ
میں جہان سے گیا خط دست نامہ بر میں رہا
شب فراق میں تڑپا کیا دل مضطر
کوئی سرشک کا قطرہ نہ چشم تر میں رہا

شاہزادہ نے یہ سنکر سر اٹھایا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت خوبصورت حسین جمیل شکیل آنکھیں نرگس شہلا لب لعلین رشک مسیحا سینہ پر ابھار ناریستان پر بہار شکم صاف شفاف رشک غنچہ بلور موے میان جسکو عدم سے مثال یا آئینہ سکندر نخیں بال ہم آئینہ ذکر کے حجاب ہے دلکو پیچ و تاب ہے کلک قدرت نے لام الف لکھا یا شگاف گندم سے مثال دون خرابی آدم کا خال کہوں جو رہشت چہرہ زیبا قمر سرشت ہے شاہزادہ ضیغم شیر شکار ان امورات سے نابلد بے اختیار پکار اٹھے نظم

حرارت جگری بے اثر نہیں ہوتی
ہماری آنکھوں میں کسدن سحر نہیں ہوتی
خدا کی شان کہ سرگرم اہتمام ہو غیر
اور اس الیسی تو شمع سحر نہیں ہوتی
جھلک بیک شب صلت کی گو مگو کی بات ہے
تمام عمر ہم اسکی خبر نہیں ہوتی
ہمارے بند جو ٹوٹے تو چوڑیاں انکی
کہ میرے آنے کی پہروں خبر نہیں ہوتی
کہا کہ تمہیں ہر جائی کیا گناہ ہوا
کہ آنکھوں میں تو ہیں واقف نظر نہیں ہوتی
سنبھل کے بیٹھو محبت کا تمکو دعوی ہے
کہانی تیری کبھی مختصر نہیں ہوتی

ابھی حضور کو اسکی خبر نہیں ہوتی
بوقت نزع ہے یہ کس صنم کی منتظری
یہ رہ تجلے کی ہمیں کو خبر نہیں ہوتی
میں اس بناوٹ کے صدقے گھڑی پہر ہو کر
یہ جنگ صلح میں سے سر نہیں ہوتی
نظر لڑاتے ہیں وہ ہم زبان لڑاتے ہیں
یہ جنگ وہ ہے کہ کسیکی ظفر نہیں ہوتی
ہمیں تمہاری محبت نے کر دیا بیچین
ہنسی ہمارے تمہارے مگر نہیں ہوتی
جنہیں ہے شور محبت وہ روکے رہتے ہیں
کہ دل جلوں کی فغان بے اثر نہیں ہوتی

وصال یار میں کب جاگتی ہیں تقدیریں
دم آنکھوں میں ہے خدا پر نظر نہیں ہوتی
ارادہ جان کا کیا دل میں ٹھن کیا دم سے
تمام رات تو یونہیں بسر نہیں ہوتی
شب وصال کے جھگڑے ہیں یہ قابل
زیادتی یہ طبیعت کہ کدھر نہیں ہوتی
نشانہ مجھے سر تیرے در پہ میں دونگا جان اسکے لئے
وگرنہ یار زنگی میلی نظر نہیں ہوتی
یہ انتہا ہے حسینوں کے منہ چھپانیکی
کہ بے حرارت دل چشم تر نہیں ہوتی
صفیر بس یہ طلاقت زبان الکن پر

شاہزادہ ضیغم نے جو ان اشعار عاشقانہ میں اپنا حال دل سنایا برقان برق وش ہنس پڑی دانتوں سے برق گری شاہزادے نے ہاتھ تھام لیا برقان برق وش نے شرما کر سر جھکا لیا ضیغم نے کہا کہ صاحب بیٹھ جاؤ برقان برق وش نے جواب دیا میرا بیٹھنا مناسب نہیں ضیغم نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا ہمارا سر کاٹ کر بیٹھی جاؤ ضیغم نے حسرت سے جو کہا ملکہ بیٹھ گئیں آپس میں باتیں ہونے لگیں برقان برق وش نے کہا صاحب میں مقرر ہوئی ہوں کہ جا کر طلسم کشا کو روکوں ایسا نہ ہو کہ کوئی تعقب میں آیا ہو شنکول بن شنکال جادو واسطے رونے کے آئی تھی کسی صاحب نے اسکو مار ڈالا تمام

صاحبقران کا لیا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ صاحبقران کا یہ طریقہ نہین ہی شبخون مارنے کو عیب جانتے
ہین نہین معلوم وہ کون صاحب تھے کہ شبخون مارا ضیغم نے کہا مین نواسہ ہون صاحبقران کا ابھی قید
سے رہائی پائی لشکر کسی قدر ممکن کیا ساحر کوئی میر کے ساتھ نہین ہی میرے دوستان صادق قیدخانہ
مین قید ہین اسقدر شبخون مارون کہ شاخسار جادو تک پہونچون ان شیرون کو چھوڑاؤن تب
میرے دلکو آرام آئے برقان برق وش نے منہ پیٹ لیا کہا ای شہریار بڑا آپنے غضب کیا اگر آپکا
قیدخانے پر جانیکا ارادہ ہی بہت دشوار ہی شاخسار جادو نے بڑا انتظام کیا ہی ایک انتظام یہ ہی کہ
شاخسار جادو نے شاہان طلسم کو اطلاع دی وہان سے ساحرون کا تار بندھا ہوا ہی مجھکو بھی یہی
حکم ہوا ہی کہ جاکر صاحبقران کو روکو آپ اپنے کو مخفی رکھیے ایسا نہو کوئی آگاہ ہوجائے تو گرفتار کرلے
یہ دونون عاشق و معشوق باتین کررہے ہین شاہان طلسم اپنی جگہ پر بیٹھے ہین رات کا دربار ہی ایک
وزیر نے کہا ای شہریار دیکھیے تو برقان برق وش نے کیا کیا یقین ہی برق نیلگری ہوگی کاٹ
کے سبکو پھینک دیا ہوگا سحر العجائب اٹھا دروازہ کوٹھری کا کھولا ایک پتلی سنہری نکالی اس سے
پوچھا ای تصویر سامری ملکہ برقان برق وش نے جاکر کیا کیا مسلمانون کو قتل کیا یا نہین پتلی
ہنسی اور کہا ای شہنشاہ آپ کو کیا معلوم کہ برقان برق وش پر کیا گذری وہ جاکر ضیغم شیرشکار
پر عاشق ہوئی دونون عاشق و معشوق آپسمین باتین کررہے ہین یہ سنتے ہی سحر العجائب و مصر الغرائب
غصہ مین کانپنے لگے پلٹ کر دیکھا سوہان ببر دندان ایک ساحر زبردست بیٹھا ہی کہا ای سوہان
برقان و ضیغم کو لینا اس حرامزادی نے غضب کیا ہا کہ دشمن کے پاس بیٹھی ہی مشکین باندھکر لا
سوہان اٹھا سحر العجائب نے پتلی سے پھر پوچھا کیون ای تصویر سامری ضیغم شیرشکار نے
شنکول بن شنکال کے ساتھ کیا کیا پتلی نے کہا یہ فرزند اسد نامور حسن مین رشک قمر
شیوہ عیاری مین بھی کامل ہی نعمان دیوانہ کو بھی زیر کیا ان سبکو قواعد سکھائی مثل اپنے باپکے پیشہ
قزاقی پر کمر باندھی ہی شنکول پر شبخون اسی نے مارا اسی نے زخمی بھی کیا یہ سب باتین سوہان نے
سنین کہا حضور تردد نفرمائین غلام گرفتار کرکے لائیگا یہ کہکر سوہان ببر دندان چلا یہان ضیغم
ملکہ برقان سے باتین کررہی ہین دونون جوش و خروش مین کبھی ہنستے ہین کبھی اپنے عیب پر
روتے ہین نیرنگ صبا رفتار عیار ڈھونڈتا ہوا شاہزادہ کو آیا اس حال مین دیکھکر سلام کیا
اشارے سے پوچھا آقا یہ کیا معرکہ ہی ضیغم نے اشارہ سے آگاہ کیا کہ مین اسپر عاشق ہوا ہون
نیرنگ نے اشارہ سے کہا یہ ساحرہ ہی سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق بات کرنے مین منہ
سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہین دندان برق نما سے برقین چمک رہی ہین ضیغم نے اشارہ کیا
مین مجبور ولاچار ہون ہاتھ سے عشق کے بیکار ہون دیکھون فلک کیا رنگ دکھائے یہ باتین ہو
رہی ہین برقان برق وش نے پوچھا ای شہریار یہ کون صاحب ہین ضیغم نے کہا یہ ہمارا بھائی فرزند
خیر عام نامدار نبیرہ خواجہ عمرو عیار ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی او برقان غضب کیا
کہ دشمن شاہنشاہ کے پاس بیٹھی کچھ خدمت سرکار کا نہ کیا برقان نے سر اٹھاکر دیکھا سوہان ببر دندان
گولہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین کلمہ سخت کہتا ہوا زمین پر گرا گولہ مارا برقان اٹھی برقان و سوہان

سے سحر چلنے لگا جو سحر سوہان نے کیا برقان نے ہنسکر دفع کر دیا ابھی تک غصہ نہین آیا سوہان نے
جو دیکھا شاہزادہ ضیغم شیر بیشۂ جرأت تیغ لیے کھڑا ہی عیار کود کر الگ ہو گیا ایک غار مین جا کر چھپا
دیکھا سوہان و برقان مین سحر چل رہا ہی برقان برق جندہ جب کڑک کر گری سدو سوختل
کنگر گرے زمین تپ رہی ہی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوے پتھر چٹکنے لگے ہر طرف سے آواز الامان لاامان
آتی ہی زمین جنگل کی سحر برقان سے تھراتی ہی سوہان نے کار دسحر کھینچ ماری اس کار دسے شانہ
برقان کا نشانہ ہوا قطرات خون زمین پر گرے برقان تڑپی برق بنکر آسمان پر پہونچی اسطرحسے
کڑک کر گری سوہان نے ہر چند روکا برق کب رکتی ہی خرمن حیات پر سوہان کے بجلی گری سوہان
کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی سوہان کے اندھیرا چھا گیا سنگ باری دبرف باری ہونے لگی
آواز آئی کشتی مرا نام من سوہان بیر دندان بو برقان اٹھ کھڑی ہوئی بیٹی چہرہ غصہ سے سرخ کہا ای
شہریار غضب ہوا حال ہمارا کھل گیا ہماری خبر شاہان طلسم تک پہونچ گئی یہ ساحر میری گرفتاری کو
آیا تھا ای شہریار اب مین لشکر مین جا کر کیا کرونگی ضیغم نے کہا میرے ساتھ چلو اپنے لشکر مین جا کر کیا
کروگی وہان جو کوئی تو کیگا سمجھا جائیگا برقان نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے عرض کی
ای شہریار میرا کب دل چاہتا ہی کہ مین آپکے ساتھ سے جاؤن دل کب مانتا ہی دل یہی کہتا ہی کہ تمہارے
ہی پاس رہون مگر شاہان طلسم بڑی کد و کاوش کرینگے کیا عرض کرون جو دلپر گذر رہی ہی نظم

نکہت زلف جنون خیز ہی کچھ مہکی
مچھلی بجن جائیگی ای بحر کرم بازو کی
ذرۂ افشان کے چمکتے ہین تارونکی طرح
آج جلتی ہی پریشان ہوا گیسو کی
قرب عارض مین جلتی ہین ہوا کے افعین
تا سحر ٹوٹی نہ آنکھون سے لڑی آنسو کی
طاق محراب حرم مین ہین چڑھانے چلے
مچھلیان چشمۂ خورشید مین ہین بازو کی

ہوش پران کیے دیتی ہی مہک گیسو کی
خم گیسو کا نہین میری طرح سودا ای
رہ گئی ہی شب ظلمت مین غضب گیسو کی
تازہ مضمون کم ہاتھ نہین آئینہ کا
آندھی کعبہ سے یہ اٹھی ہی سیہ گیسو کی
در پس نکہت کاکل سے ہوا ہی پیدا
مجھکو ملجائے اگر کوئی کمان ابرو کی
بارش اشک کی کثرت یہ شب ہجر رہی

شعلہ پر در رنگ حنائی جو ہوا ہاتھون مین
وحشت آگین ہو نہ کیون آنکھ ہرن آہو کی
ای جنون کیون نہ ہو مجموعۂ خاطر برہم
دلکو رہتی ہی عبث فکر نئے پہلو کی
شب کو سالک دُر دندان کا تصور جو بندھا
عطر گل سے بھی سوا تیز ہی بو گیسو کی
عکس رخسارۂ انور مین نہین ہاتھون کا
نہ تھمی تا بہ سحر نور جھڑی آنسو کی

اس سوز و گداز سے یہ اشعار پڑھے آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے ضیغم شیر شکار بیقرار ہو گئے فرماتے
ہین ای ملکۂ عالم تم کیون گھبراتی ہو انشاء اللہ جلکر قید خانہ فتح کرینگے یہ باتین کر کے چلے تھے وہان
سحر العجائب کو قتل سوہان بیر دندان کی خبر ہوئی زانو پر ہاتھ مار کر کہا لو سوہان مارا گیا
بڑے غضب کی جادوگرنی جا کر شریک ہو گی اب قید ہونا دشوار ہی ارے یار دا ایسے
ایسے جادوگر مٹے ہین کہ جنکو کب اپنا قوت بازو جانتا تھا کوئی برقان کو نہین لا سکتا اپنے معلم
سے مغلول بن اغلال کہ نہایت ساحر زبردست ہی بل کر کے اٹھا کہتا ہوا ای شہنشاہ آپکے حکم کی دیر
ہی غلام جا کر لائیگا یہ کہکے بلند ہوا اژدہے زور شور سے چلا ملازمون نے اسکے جا ہا کہ ساتھ چلین اس نے
قبول نہ کیا اکیلا چلا آسمان پر جا کر جھکا دیکھا اسنے کہ برقان عقب مین ضیغم آگے بڑھا ہوا جاتا ہی زرہ بکتر
کر ضیغم کی کمر مین پنجہ دیا ایسا کہ شاہزادہ بیہوش ہوا برقان نے چاہا کہ یون برق بنکر مغلول کو مارون

اُسنے گولہ مارا اندھیرا ہنگیہ برقان پر چھا گیا تلوارین گرنے لگین برقان نے سپر تلوار دونون کو روکا اتنا عرصہ ہوا مغلول نکل گیا برقان بیتاب ہوکر چلی نیرنگ نے کہا ملکہ تم تکلیف نکرو اگر مجھکو مل گیا تو راہ مین لونگا کل گیا تو مجبوری ہی برقان نے کہا اگر نیرنگ تم نپاؤ گے مین ہر جگہ تلاش کرونگی یہ کہکر مثل برق جہندہ چلی آسمان مین ڈوب گئی مگر مغلول جو چلا سوچا کہ دربار مین جاکر کیا کرینگے حرف مصر الغرائب ہی غرائب جادو کہ انتہا کا سنگدل ہی بے آب و دانہ اُسکو مار ڈالیگا ظلم سے مطلب نکالیگا اسکی بدعت کی پرسش بھی نہین ہی جلاد طلسمی لقب انتہا کا بے ادب یہ سوچکر طرف طلسم غرائب کے متوجہ ہوا ایک مکان بنا ہوا ہی ہیبت ناک دیوارین گری ہوئین صورت سے ویرانی ظاہر غرائب جادو اپنی صحنچی مین چٹان پر بیٹھا ہی کہ مغلول کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ مصاحب شاہنشاہ کس گنہگار کو لیئے جاتے ہو مغلول نے کہا ای غرائب تمھارے پاس آئے ہین گنہگار شاہنشاہ کو لائے ہین ضیغم کو سامنے غرائب کے لایا کہا اس طفل گستاخ کو قید کیجیئے ایسی بدعت ہو کہ تڑپ تڑپ کے مرجائے غرائب نے کہا میری قصر کا قیدی تمام عمر نہین چھوٹتا اسکا تیسرے دن لاشہ لینا یہ کہکر ضیغم کو لیا چہرۂ آفتاب جمال دیکھکر گھبرا گیا کہا میان مغلول جاؤ مین اب ہتھکڑیان بیڑیان پنہاتا ہون یہ کہکر سحر کیا ضیغم کے ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان طوق آراستہ ہوگیا مغلول نے کہا کہ ذرا ہوشیار تو گرو غرائب نے اشارہ کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا دو جادوگر کھڑے ہین اپنے کو مسلسل پایا مکان تاریک کو دیکھکر دل گھبرایا غرائب نے کہا کیون ای نبیرۂ حمزہ تجھے خوف نہ آیا برقان کو کیا سکھا دیا کہ وہ تیری مطیع ہوئی شاہان طلسم نور افشان سے باغی رہکر کہان رہیگی آخر قید کی جفا سہیگی ضیغم مبہوت لب بمہر سکوت کچھ جواب نہ دیا مغلول تو چلا گیا غرائب نگہبانی کر رہا ہی ڈراتا ہی کہتا ہی کہ اب یہان آب و دانہ نہ ملیگا ضیغم نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ایسے کلام ہو رہے ہین غرائب تلوار لیکر اوٹھا کہا یہ مقام طلسم نہین ہی ابھی قتل کرونگا سر کاٹ کر خدمت مین شاہان طلسم کے بھیجونگا ضیغم نے کہا کہ اگر ہماری قضا تیرے ہاتھ سے ہی کیا چارہ اگر قضا نہین ہی تو کیا مجال کہ تو قتل کر سکے غرائب نہین مانتا قتل کرنے پر آمادہ ہوا شاہزادے کی آنکھون کے نیچے تصویر ملکہ برقان پھر رہی ہی کبھی آنکھون سے آنسو ٹپکے کبھی ٹھنڈی سانس کھینچی کبھی اپنے معبود سے دعا کی ای خالق بے نیاز رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تو رحیم و کریم سمیع و علیم ہی **نظم**

ذات واحد خالق و رزاق و رب العالمین — حاکم و فرمانروائے کشور دنیا و دین
خاک بوس آستان درگہش شام و صباح — سر فرازان زمانہ صاحب تاج و نگین
ابتدا را ابتدا و انتہا را انتہا — کار فرمائے گروہ اولین و آخرین
خود بخش بر صورت ہر صاحب صورت عیان — جلوہ می بخشد بہر یک چہرۂ حسن آن حسین
گاہ مالک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار — گاہ نامی تاجدار و مسند و مسند نشین
گاہ در روم و گہے در روس و گہ اندر عراق — گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین
گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر — گاہ در ملک و ولایت چار اطراف زمین
حاضر و ناظر لیس و حیثیت خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

شاہزادے نے جلا بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ برقان برق وش بیقرار و بیتاب بادین

شاہزادے گئے تڑپتی پھرتی تھی قصر غرائب پر آکر چمکی اب جو دیکھا یہ معرکہ کہ غرائب سپر و تیغ کھینچے ہوئے آمادہ قتل ہے وہین سے نعرہ کیا اور بجلی گرتا ہے کڑک کے جو گری ہر چند غرائب نے چاہا کہ بچون بجلی سے کب بچ سکتا ہے غرائب کے دو ٹکڑے ہوئے ضیغم کی قید ٹوٹ کر گری برقان نے پنجہ کمر مین دیا لیکر اڑی مغلول خدمت مین شاہان طلسم کے پہونچا سب حال بیان کیا کہ مین نے قصر غرائب مین ضیغم کو قید کیا سحر العجائب نے کہا وہان کوئی افتاد ہوگی نیرنگ تم جاکر قیدی کو یہان لے آؤ مین باغ ویران مین بجوا دون ہر چند کئی باغ ویرانے پڑے ہین لیکن شاخسار بڑی منتظم ہے یہ سنتے ہی مغلول چلا قصر غرائب پر پہونچا دیکھا قصر گرا پڑا ہے لاشہ غرائب ایک جانب پڑا ہے سر پیٹ لیا تلاش مین برقان کے چلا برقان صحرائے محیط مین پہونچی صبح ہو چکی تھی شاہزادہ کو اُتارا نیرنگ بھی پھرتا ہوا آیا برقان کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا جب آپ نے غرائب کو مارا مین بھی سامنے قصر کے پہونچا تھا مگر شکر ہے کہ آپ شاہزادہ کو لے آئین یہ باتین کر رہے تھے کہ مغلول آکر چمکا برقان کو دیکھکر نعرہ کیا طرف ضیغم کے چلا ملکہ برقان بیچ مین آگئی ضیغم تک نہ جانے دیا مغالبہ ہونے لگا برقان نے ایک سحر کیا کہ ایک دیوار قریب ضیغم کے حائل ہو گئی مغلول ضیغم کو نہین دیکھ سکتا ابتک تو یہی دھن مین تھا کہ ضیغم کو لیجاؤن برقان سے نہ اُلجھون اب برقان سے لڑائی بگڑی کیسے کیسے سحر کر رہا ہے کچھ نہین بن پڑتا جب اکثر بہت سحر کیے برقان نے دفع کیے لاچار ہو کر زبان کاٹی برقان پر خون پھینک مارا قطرے جو برقان پر گرے بار تو مثل برق تڑپ رہی تھی بالآخر لڑکھڑا کر گری آنکھین بند ہو گئین مغلول نے چہار جانب دیکھا ضیغم کو کہین نہ پایا سوچا کہ کل آکر پکڑ لیجاؤنگا برقان کی کمر مین پنجہ دبا ٹہلتا ہوا چلا نیرنگ صبا رفتار ایک غار مین چھپا ہوا یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا ضیغم نے بھی روزن دیوار سے دیکھا کہ برقان کو مغلول لے چلا نیرنگ بھی پیچھے پیچھے چلا کبھی آگے بڑھ گیا نخلستان کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہے مغلول کو سن پھر نکلا تھا کہ کان مین اسکے آواز آئی نظم

فرش ہے ای یار خاک دوست دشمن زیر پا ہم گریبان پھاڑ کے آیا جو دامن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارے آبلون کا سرخ ہے نقش پا سے پھولتا جاتا ہے گلشن زیر پا

انگلیان کانون مین دیتا ہے دم رفتار یار ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

شاہراہ ہستی موہوم مین وہ چال چل اپنی آنکھون کو بچھا دین دوست دشمن زیر پا

رہگذر مین قتل کرنا ای عزیزو تم سب مجھے شاید آجاے کسیکے میرا مدفن زیر پا

پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے ہیے گوش زد ہو وے تمھارے تا نہ دشمن زیر پا

سرفروشان تک نوازش خاکساری نے کیا صورت نقش قدم ہے میرا مدفن زیر پا

پلٹ کے مغلول نے دیکھا کہ ایک نازنین پریچہرہ دیوانہ وار وحشی مثال گریبان تار تار بیتاب و بیقرار اشعار رنجش آمیز پڑھتی ہوئی چلی آتی ہے مغلول حسن ادا دیکھکے بیتاب ہو گیا پکار کر آواز دی بی جانیوالی ذرا ادھر دیکھو وہ نازنین دیوانہ وار اپنے رنگ مین کب جواب دیتی ہے مغلول نے برقان کو ہاتھ سے رکھ دیا دوڑ کر اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کیا وضع اختیار کی ہے کس گل کی جستجو ہے کس شمع انجمن کی آرزو ہے آوارہ ہو نیکا کیا سبب ہوا کوئی ساتھ نہین

اس صحراے ویران مین تجھ ایسی گلعذار کا حال دیکھکر صدمہ ہوتا ہی اُس نازنین نے آہ کی اُس جہان تباہ کی کہا اے شخص تو ہمارا حال کیون پوچھتا ہی تجھے کیا فائدہ فلک نے آوارہ کیا ہم گوشہ نشین اس صحراے ویران سے کیا کام تھا نہین معلوم کس جستجو مین نکلے ہین کسی نے ساتھ نہ دیا انیسون جلیسون نے ساتھ چھوڑا سب نے ہماری محبت سے منھ موڑا یہ کہکر ایک تصویر بغل سے نکالی کہا دیکھو اس ظالم نے بیتاب کیا خواب و خور حرام ہوا کوچۂ عشق مین کیا خوب نام ہوا مغلول ان کلمات حسرت آیات سے بیتاب ہوگیا تصویر ہاتھ سے لی بغور دیکھنے لگا یہ تو تصویر دیکھنے مین مشغول ہوا مگر دیکھ رہا ہی کہ ایک تصویر واہیات اس مرد سیہ فام بد انجام کی تصویر کس نے کھینچی ہی جب یہ غصہ مین تصویر دیکھنے لگا دل سے کہتا ہی یہ نازنین عجب بیہودہ ہی کہ ایسے سیہ فام پر مائل ہوئی اس سے تو لاکھون درجہ یہ خود بہتر ہی کیون بیتاب و ششدر ہی اس نازنین نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا گرنے گرتے خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک اپنے نام کا نعرہ کیا منیم نیرنگ صبا رفتار ضیغم نے عیار کو گلے سے لگایا ضیغم شیر شکار و برق خان برق وش داخل لشکر ضیغم ہوئے ہین کہ انکا حال وقت مناسب پر تحریر ہوگا لیکن شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم و شہنشاہ زرین پوش و ملکہ نسیم آتشخو و شاہین بلند پرواز و ملکہ گلشن سحر طراز و جواہر خنجر زن عیار یہ لوگ جو قید خانے سے چھوٹکر چلے مگر بے سامان نہ خیمہ نہ بارگاہ ایک صحرا مین آکر پڑے نسیم نے کہا ہماری ہوا بگڑی ہی کیا انتظام کرین اس سوچ مین کھڑے ہین کہ آسمان پر لکہ ابر کا پیدا ہوا گرد اُڑی نسیم دیکھنے لگی ملکہ سیلاب جادو سات ہزار ساحرون کی جمعیت سے بحکم شاہان طلسم تلاش طلسم کشا مین نکلی ہی سیلاب نے جو دیکھا کہ چند کس ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہین ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال ایک جانب ایک نازنین ماہ پیکر ایک شخص کوئی چالیس برس کا سن اُسکی برابر ایک عورت ایک مرد ضعیف ایک عیار سر برہنہ لباس پارہ پارہ جلالت چہرون سے ظاہر بے سامانی صاف ہویدا ہی کہ کہین سے بھاگ کر آئے ہین سیلاب نے حیران ہوکر ایک ساحرہ سے کہا جاکر دریافت توکر یہ کون لوگ ہین راہ مین چلتے چلتے یہ بھی سُنا تھا کہ کچھ قیدی قیدخانے سے نکل گئے وہی لوگ تو یہ نہین ہین ساحرہ براے دریافت چلی سامنے سکندر کے پہونچی رعب و دبدبہ دیکھکر سلام کیا سکندر نے کہا کیا ہی ساحرہ نے کہا ہماری مالک سیلاب جادو فرماتی ہین کہ آپ لوگ وہ تو نہین ہین کہ جو قید خانے سے بھاگے ہین نسیم نے چاہا کہ چھپائے سکندر جھلاکر بول اُٹھے کہ بی سیلاب کے باپ کا اجارہ ہی کہدو کہ شاہزادہ سکندر فرزند سلطان زرین پوش بیشک قید خانہ سے بھاگ کر آئے ہین جو تمھین منظور ہو وہ کرو ساحرہ بھاگی سیلاب سے کہا کہ حضور سکندر نامے جوان مع نسیم آتشخو ساحرہ قید خانہ سے بھاگ کر آئے ہین یہ سنتے ہی سیلاب نے کہا میرے چچا کی بیٹی شاخسار جادو اس مقدمے سے بہت پریشان ہین اری انکو گرفتار کرلو نسیم یہان سکندر سے کہ رہی ہین صاحب آپ نے مفصل کیون کہدیا چاہیے کہ حال چھپاتین کنارے بیٹھکر سامان مہیا کرین یہ فکر تھا کہ دیکھا سو دو سو جادوگر ادھر آتے ہین نسیم نے کہا کہ لیجیے ساحرہ ہمارے دشمن اور آپ کی گرفتاری کو آتے ہین سکندر نے کہا کہ پھر

جو کچھ ہو نسیم و شاہین و گلشن نے درخت سے کچھ پتے غنچے پھول شاخیں توڑ کر ہاتھ میں لیں دو سو ساحر پکارتے ہوئے بڑھے تھے کہ چلو ملکہ بلاتی ہیں سکندر نے کہا او ملکہ لڑائی شروع ہو گئی نسیم نے غنچے پھینک مارے غنچے چٹکے شاہین نے بھی سحر کیا تینوں نے جو یکایک سحر کیا دو سو جادوگر تھرا کے سر جھکا یا مبہوت ہو گئے یہ اشعار پڑھنے لگے ـ نظم

عاشق کے یون کو حکم ہی آب سبیل کا
راہ عدم کو جاتے ہیں خاموش قافلے
رہزن سلوک مجھسے کریگا دلیل کا
یوسف کی جستجو میں روانہ ہیں قافلے
رنجور کا انیس ہی ہمدم علیل کا
بندہ ہی کسکا پوچھینگے جب منکر و نکیر
مختار ہی کریم کثیر و قلیل کا
آتش ہی دعا ہی خدا سے کریم سے

طے کس طرح سے ہوئے رہ عشق دیکھیے
بہر جرس ہی سرمہ غبار اس سبیل کا
محتاج خضر راہ نہیں تیری راہ میں
نالان جرس ہیں شور ہی کوس رحیل کا
باغ و بہار آتش نمرود کو کیا
عاشق ہوں میں کہونگا کہ بندہ جمیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہی بسکہ گوش زد
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

کیا داد خواہ ہو کوئی اسکے قتیل کا
سنگ نشان کا دخل ہی آہیں نہ میل کا
آوارہ ہوں میں گور کی منزل نہیں
کرتا ہی کام شوق ہمارا دلیل کا
عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہیں
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا
سائل ہوں مجھکو قید کم و بیش کی نہیں
پنجے سے زور چل نہیں سکتا ہی فیل کا

یہ سب ساحر جھومتے ہوئے قبضہ شمشیر چومتے ہوئے لشکر شہلا پر جا پڑے ساحروں کو قتل کرنا شروع کیا سیلاب جادو ہر چند سحر کرتی ہی کہ انکو روکوں وہ لوگ نہیں رکتے سیلاب نے دو چار کو قتل بھی کیا مر گئے مگر عشق سے نہ باز آئے کوئی پکارتا ہی نسیم کا ہوا خواہ ہوں کوئی پکارتا ہی شاہین کا غلام ہوں کوئی پکارتا ہی گلشن کے گلزار کا نکتہ چین ہوں جان دونگا اُنکی محبت سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگا سیلاب گھبرا گئی ایک گھڑی بھر کے عرصے میں دو ہزار ساحر قتل کیے سیلاب گھبرا کر سحر کرنے لگی ملکہ نسیم مسکرائی جاتی ہی جب مسکراتی ہیں اُن ساحروں کو جوش زیادہ ہوتا ہی دو گھڑی کے عرصہ میں جب کئی ہزار جادوگر مارے گئے سیلاب نسیم پر جا پڑی ملکہ نسیم نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا سیلاب چرخ کھا کر زمین پر گری نسیم نے دوڑ کر اٹھا لیا زبان میں سوزن دیا سامنے سکندر کے لائیں کہا اے شہریار یہ حاضر ہی سکندر نے کہا مذہب شجر پرستی قبول کر سیلاب نے کہا میں کنیز ہوں سکندر نے زبان سے سوزن نکالا سیلاب قدموں پہ گری ساحروں کو پکار آواز دی ہمنے سکندر کی اطاعت قبول کی سب ساحروں نے آواز دی ہمکی حضور نے اطاعت کی ہم بھی تابعدار ہیں ان سب ساحروں کو لیکر بارگاہ زرلفتی استادہ ہوئی بجاہ و جلال شاہزادہ سکندر اُس بارگاہ میں داخل ہوئے سلاح جنگ ذات پر آراستہ ہوا سب سامان مہیا ہوا سلطان تخت پر آکر بیٹھے یہ سردار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے نسیم نے کہا اے سیلاب ہمارے شاہزادہ والا قدر کا یہ ارادہ ہی کہ طلسم نور افشان کو فتح کریں اسی سودے میں نکلے تھے جاکر گرفتار ہوے ایک سال برابر قید رہے اب خداوند نے سرسبزی دکھائی کہ قید سے چھوٹے وہی شاہزادہ کا قصد ہی تمھاری کیا رائے ہی اسمیں کیا کوشش ہو سکتی ہی یا نہ فکر کریں سیلاب نے سر جھکا لیا کہا اے ملکہ عالم ایک تدبیر ہی حضور کا سحر بھی میں نے دیکھا حقیقت میں ساحران نور افشان سے لطف سے مقابلہ پڑیگا اول مناسب یہ ہی کہ طرف کوہ عجائب و غرائب کے چلیے اگر بت خونریز کو مار لیا تو وہاں سے لوح کا پتہ ملیگا اگر حضور لوح پا گئے طلسم کشا علامت میں داخل ہو چکے طرف قید خانے کے جاتے ہیں آپ چلیں

بت خوبرو سے مقابلہ ڈال دیجیے اگر جت خو خونریز پر غالب آئے اور لوح مل گئی تو طلسم فتح کیا یہ صلاحین ہوتی تھین
سکندر ہر مرکب پر سوار ہوے سلطان تخت پر ملکہ نسیم طاؤس زرین بال پر شاہین عقاب پر ملکہ گلشن
ایک باز بلند پرواز پر جواہر خنجر زن عیارہ بابہانے کے عیاری سے آراستہ پشت پر سات ہزار
ساحرون کا لشکر اسی کروفر سے طرف کوہ عجائب وغرائب کے چلے اب صاحبقران کا حال
تحریر ہوتا ہی جب صاحبقران کو خبر پہونچی کہ کسی جوان شیر دل نے لشکر شگول پر شبخون مارا لشکر
ساحران بھاگ گیا صبح کو صاحبقران نے ملک اخضر و زنار ذی فیروزہ و لالہ غدار و ماہ رخسار افسر
ساحران تین لاکھ ساحر پشت پر روانہ ہوا اخضر کا قصد ہی مین پہلے قید خانے پر جا پڑون صاحبقران فرماتے ہین
ای ملک اخضر لشکر کو روک کر چلو یا ایت لشکر پر رہو اخضر کہتا ہی ایسا ہی ہوگا صاحبقران ذرا
جو غافل ہوے اخضر نے کہا کہ ای زنار لشکر بڑھا دین یہ چاہتا ہون کہ قید خانہ پر پہلے ہو کیونکہ شہنشاہ
کوکب کو جا کر رہا کرون زنار نے کہا کہ صاحبقران منع کرتے ہین اخضر نے کہا کہ وہ آقا ہے
نامدار مولاے قدر شناس جو مناسب جانتے ہین وہ فرماتے ہین ہم چاہتے ہین آقا کو تکلیف نہو یہ کہکے
اپنا طاؤس اڑایا تین لاکھ کا لشکر ولولہ گردین روا روی کرتا ہوا جاتا ہی صاحبقران نے نگاہ اوٹھا کر دیکھا
کہ لشکر اخضر کا نگاہون سے غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو اخضر نے اپنا
ہی کہا کیا لشکر بڑھائے گیا تم بڑھ کے خبر لو ملکہ انگورو کو خواجہ بھاگے لیکن شاخسار جادو
چالیس ساحران نامی چار لاکھ فوج لیے بیٹھی ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی
حضور صاحبقران کا لشکر پیچھے رہا اخضر و زنار وغیرہ آگے بڑھ آئے یہان سے دو کوس پر
لشکر اگر اترا ابکی جو وہ چلینگے تو قید خانے پر آ پڑینگے یہ سنتے ہی شاخسار اٹھی پکار کر آواز دی تم سب
ساحرون کو شاہ طلسم نے کسواسطے تکلیف دی کون ایسا ہی کہ جا کر لشکر ملک اخضر کو پامال کرے
یہ سنتے ہی ان چالیس افسرون مین سے بہمن چہار دست بادۂ کبر و نخوت سے مست آواز دی ای ملکہ شاخسار
ابھی جا کر قیامت برپا کرتا ہون راستہ روک دون یہ کہکر بہمن چہار دست چلا ایک صحراے
ہولناک مین پہونچا بہمن چہار دست زمین مین اوترا جھولی سے ایک تخم نکالا اسکو زمین مین بویا
ہنگر زمین پر سحر کرنے لگا تھوڑے عرصہ مین شاخین پھوٹین وہ شاخ بلند ہونے لگی پہر پہر کے عرصہ
مین وہ شجر بلند ہو کر لہرایا ہر مقام پر پتون کے خنجر اور تلوارین چمک رہی ہین ہزارہا پیکان تیر شاخون
مین نصب ہین یہ شجر سحر بنا کر بہمن چہار دست بدمست ایک خیمہ استاد کرکے بیٹھا اسماے سحر پڑھ رہا ہی
قطع اسکی تحریر کرون ایک ساحر سیہ فام بد انجام توند نکلا ہوا کھاردے کی دھوتی باندھے ہوے
موے زہار نکلے ہوے منڈا ہوا سر اسپر سرخ کلاہ آنکھین چھوٹی اسمین کیچڑ بھرا ہوا ناک بہ رہی ہی
زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی پر شیطنت کی نشانی پالتھی مارے بیٹھا ہی ایک ڈفلی ہاتھ مین
مسخرا پن بات بات مین ڈفلی بجاتا ہی بھجن سامری کے گاتا ہی گویا بھیا اترا رہا ہی نہین معلوم کیا کیا
بکا رہا ہی جون جون غل مچاتا ہی نخل کو زور ہوتا جاتا ہی خنجر تلوارین چمک رہی ہین بجلیان کڑک رہی
ہین بہمن بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا سامنے سے گرد اڑی ملک اخضر سبز پوش بصد جوش و خروش مرکب بر سمند
اڑاتا ہوا پشت پر سردار و ساحران نامدار جنکے نام لکھ چکا ہون اخضر نے جو شجر کو دیکھا پکار آواز دی کہ اے

بہمن چہار دست یہ کیا تعجب ہے جا کر بیٹھا ہی کہین جانیوالے رہ گئے ہین یہ کہکر اخضر طرف سردارون کے
پلٹا کہا یارو اس ملعون نے ہمارا راستہ روکا ہی تم لوگ نہ آنا مین ابھی جا کر اس نخل کو کاٹتا ہون
شاخ بدعت کو چھانٹتا ہون یہ کہکر مرکب پرند کو اڑایا بلندی پر نخل کے آیا گولا مارا منھ سے شعلے نکلے
اُتنے سنہری پتلے تلوارین کھینچے ہوے سامنے اخضر کے آ گئے کہا کیا حکم ہوتا ہی اخضر نے کہا اس
نخل کو کاٹ کر گرا دو آپ ہوا پر ٹھہرا رہا پتلونکو جو حکم دیا سب پتلے نیچے کھینچے ہوے نخل پر
گرے تلوارین توڑنے لگین خنجرون کو مٹایا چند شاخین کاٹین بہمن نے ایک چیخ ماری اسکے ایک
چیخ مارتے ہی تلوارین چمکین جس پتلے پر پڑی پتلے کے دو ٹکڑے ہوے پتلے مر مر کے گرنے لگے
زیر نخل لاشونکے انبار رہین پتلے سب بیکار ہین جان دیتے ہین تلوارین توڑ رہے ہین لیکن اخضر
بھی سر نخل سے سحر کر رہا ہی بدن اپنا کاٹ کاٹ کر پھینک رہا ہی جب بدن کاٹ کے پھینکا پتلون
کو زور ہو جاتا ہی پتلے قتل ہو رہے ہین ایک پہر بھر کے عرصہ مین سب پتلے کٹ کے گرے اخضر
نے جو دیکھا کہ سب پتلے مارے گئے گرد کر گرا کچھ بہت سے پتے نخل کے ٹوٹ کے اخضر پر
گرے تلوارون نے زخمی کیا پیکان تیر زخم پر پڑے تیورون مین لپٹ کر اخضر زمین پر گرا
زنارہ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اخضر زمین پر بیہوش نظر آیا تاب نہ باقی رہی زنار گر کے کر
گری بہمن چہار دست نے ایک زمین پر دہتھڑ مارا زنارہ بھی لڑکھڑا کے گری ایک طرف سے
فیروزہ دو دڑی جھک کر گری یہی حال فیروزہ کا بھی ہوا ماہ رخسار و لالہ عذار بھی یونہین جا کر
چھپین لشکر پھر نہ تیر پڑنے لگے ہزارہا ساحر مارے گئے آخر سب کے سب بھاگ کے جا کر درہاے کوہ
مین چھپے بہمن نے موچھونپر تاؤ دیا اسیطرح بیٹھکر بہمن گانے لگا خواجہ کو جو امیر نے روانہ
کیا تھا خواجہ نے آکر یہ سانحہ دیکھا کہ تمام سردارون کے زیر نخل پڑے ہین ساتھ والے سب
بھاگ گئے عمرو حیران ہی کہ اب مین کیا کرون اسی سوچ مین کھڑے ہین کہ کیا تدبیر ہو کہ صحرا سے
گرد اڑی دیکھا صاحبقران زمان آگے بڑھے ہوے سب سرداران نامی پشت پر لشکر بھی
سواری کرتا ہوا آتا ہی امیر کو بڑھکر ہرکارون نے جانبازی اخضر کی خبر سنائی عرض کی
کہ آخر یہانتک لڑا کہ بیہوش ہو کر نخل کے تلے پڑا ہی زخم مین چور چور انتہا کے زخم کھائے برداشت
نہوسکی یہ سنکر صاحبقران پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگے عمرو نے جو دیکھا کہ اگر صاحبقران
جا پڑے نخل کا سحر بہت سخت ہی ایسا نہو کہ بلا مین پھنس جاوین ایک جانب بھاگا درۂ کوہ
مین آیا تخت زبرجدی زنبیل سے نکالا سحر العجائب کی شکل بنکر تخت پر سوار ہوا پائین پہ
سے تخت کو اڑایا اڑاتے ہوے چلے بہمن اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا سحر العجائب
تخت کو اڑاتے ہوے آتے ہیں اٹھکے سلام کیا پکار کر آواز دی ای بہمن چہار دست
کیا کہنا کیا سحر کیا ہمنے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے دیکھا معلوم ہوا کہ تمنے ساحرونکو بیکار کیا بہمن نے کہا اخضر کو
بڑا دعوی تھا کیسا بیکار کیا دیکھیے بیہوش پڑے ہین سحر العجائب نے کہا ہمکو سب حال معلوم ہی
کنیزان سامری نے سب کچھ ہم سے کہدیا بہمن جھک جھک کے سلام کر رہا ہی تخت اترا بہمن چہار دست
نے پایہ تخت کو بوسہ دیا کہا اگر حضور نے سرفراز فرمایا ایک احسان اور کیجیے کہ چند ساعت تشریف رکھیے

لشکر حمزہ بھی آ پہونچا انکی تباہی بھی دیکھ لیجیے دیکھیے تو کسطور سے اسم اعظم بند کرتا ہون حمزہ کو بھی اپنے
اسم اعظم پر بڑا دعویٰ ہی سحر العجائب نے کہا ہم اسی واسطے آئے ہین کہ تباہی لشکر حمزہ دیکھین
یہ کہکر سحر العجائب نے کہا یہ تھال مین کیا رکھا ہی بہمن نے کہا شراب ہی واسطے پوجا پات کے
رکھی ہی بھوگ سامری کا کر رہا ہون سحر العجائب نے گلابی اٹھائی کہا یہ جے کی سامری
کی شراب ہم پئینگے بہمن نے کہا ای شہنشاہ اس شراب کو مین کیونکر عرض کرون کہ آپ اس شراب
کو نوش فرمائیے سحر العجائب نے کہا تصویر سامری نے خبر دی کہ جاکر اس شراب سے
ایک جام بہمن کو پلاؤ ایک تم بھی پیو سو سو برس عمر بڑھے گی یہ سنکر بہمن خوش ہو گیا
سحر العجائب نے کہا مین اسی واسطے آیا کہ بہمن نے اتنا بڑا کار نمایان کیا اسکا بدلا ابھی تو
مین کرون سو برس تمھاری عمر بڑھ جائے بہمن خوشی مین آکر گرد پھرنے لگا کہا ای شہنشاہ بڑا احسان
کیا غلام بھی خدمتگزاری کو حاضر ہی ابھی لشکر حمزہ کو تباہ کرتا ہون سحر العجائب نقلی نے
جام شراب بھرا قصد کیا کہ بہمن چہاردست کو پلاؤن لیکن سحر العجائب و مصر العجائب
تخت پر بیٹھے ہین ایک ساحرہ حاضر ہوئی اسنے آکر عرضی دی سحر العجائب نے پڑھی سے طرف
شاخسار کے مرقوم تھا کہ ای شہنشاہ مبارک ہو بہمن چہاردست کے ساحران طلسم کشا کا خاتمہ
کیا آپ مرآت واقعہ مین ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا کا بھی خاتمہ ہوتا ہی اسم اعظم بند ہوگا تو کیا حشر کیا
مسلمانون کا ملاحظہ فرمائیے سحر العجائب نے حکم دیا کہ ساحرہ کو خلعت دو کوٹھا کھولکر مرآت واقعہ
نکالا ایک آئینہ قدآدم اسپر گردپوش پڑا ہوا گردپوش اٹھاکر سحر العجائب ایک پانون سے
کھڑا ہوا آواز دی یا خداوند حال معلوم ہو کہ بہمن کیا کر رہا ہی آئینے مین دیکھا کہ بہمن پالتی مارے بیٹھا ہی
میری شکل کا ایک آدمی شراب پلایا چاہتا ہی گھبرا کر سحر العجائب نے آواز دی یا خداوند میری
شکل پر کون بیٹھا ہی آئینے سے آواز آئی عمرو عیار تمھاری شکل پر بیٹھا ہوا بہمن کو شراب پلا کر مارا
چاہتا ہی جلد اسکی خبر لو یہ دیکھتے ہی سحر العجائب نے ایک چیخ ماری کہ ارے کوئی ایسا ہی کہ جاکر
بہمن کو بچائے مگر بہت جلد ہو بچے یہ سنتے ہی صمصام تیغ زن ایک ساحر اٹھا کہا مین ابھی جاکر
بچاتا ہون سحر العجائب نے گردپوش ڈالدیا انتظار کرنے لگے صمصام چلا یہان وہ وقت ہی
کہ بہمن کے ہاتھ مین جام شراب خواجہ کہ رہے ہین کہ پیو یہ دعا مین دے رہا ہی کہ آسمان سے آواز
آئی ای بہمن خبردار شراب نہ پینا یہ لٹتا ہوا زمین پر گرا عمرو نے کہا ای بہمن دیکھو حمزہ نے کیسکو
بھیجا یہ اس شراب کی صفت کو کیا جانے ناحق منع کرتا ہی بہمن نے اٹھاکر گولہ مارا صمصام سنبھلنے
نپایا تھا گولہ جو پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے یہان پہنچے سحر العجائب سے کہا تصویر سامری سے پوچھیے
اسنے پتلی نکالی سحر العجائب نے پوچھا صمصام نے کیا کیا پتلی نے کہا کہ صمصام مارا گیا بہمن نے
مارا پھر عمرو بہمن کو مارا چاہتا ہی سحر العجائب نے کہا کہ یارو یہ کیسا غضب ہوا دریافت کرنے
مین دیر ہو گی پہلے انتقام کر لون ارے کوئی ادہر جائے اشفاق جادو اٹھا سحر العجائب نے
ایک گولہ بھی دیدیا اشفاق چلا اسوقت پہونچا کہ بہمن شراب پیا چاہتا ہی کہ اشفاق نے آواز دی
خبردار شراب نہ پینا یہ کہکر اسکو گولہ مارا بہمن و عمرو دونون گرے دونون بیہوش ہوے

بہمن کی تو زبان مین سوزن دبا عمرو کی کمر مین پنجہ دبا لیکر چلا ہرکارون نے خبر دی کہ اشفاق جادو آیا تھا عمرو و بہمن کو لیے جاتا ہی صاحبقران نے جو دیکھا نعرہ کرکے چلے جاکر نخل کے قریب پہونچے نخل سے تلوارین برسنے لگین ایک طرف سے برق بھاگا تڑپتا ہوا جاتا ہی صاحبقران زیر نخل تلوارون سے لڑنے لگے تلوارین خنجر نخل سے گر رہے ہین اسم اعظم پڑھ کے تلوارون کو خنجرون کو دفع کر رہے ہین اشفاق جادو لیے ہوئے بہمن و عمرو کو جاتا ہی کوس بھر بڑھا ہی کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادو گرد دوڑا ہوا چلا آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای اشفاق ٹھہر جا مجھے کچھ کہنا ہی مجھکو شہنشاہ نے بھیجا ہی اشفاق ٹھہر گیا وہ ساحر قریب پہونچا آنے کے ساتھ ہی اشفاق کو سلام کیا کہا شہنشاہ نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ عمرو کو زندہ ہمارے پاس نہ لاؤ قتل کرکے سر خواجہ کا مانگا ہی کہ اس شخص نے بڑے بڑے ساحر مارے اسکا آنا ہمارے قلعہ مین بہتر نہین اشفاق نے کہا ہم عمرو کو قتل کرینگے یہ کہکے عمرو کو چھین لیا اشفاق بھی بڑھ گیا اُس ساحر نے خنجر کھینچا اشفاق دیکھ رہا ہی ساحر چلا کہ عمرو کو قتل کرے گھبراکر کہا دیکھیے شہنشاہ بھی آتے ہین اُنکو چین نہ پڑا جیسے ہی اشفاق پلٹا ساحر نے کوکھ پر خنجر مارا اشفاق کا شکم چاک قصہ پاک عمرو کو ہوش آیا دیکھا برق فرنگی کھڑا ہی عمرو نے کہا بہمن کا بھی سر کاٹ لے برق نے بہمن کا بھی سر کاٹا دونون کے مرنے کی آواز آئی صاحبقران زیر نخل لڑ رہے تھے کہ وہ نخل گرا تلوارین خنجر سب بیکار ہوے پتے جل گئے ملک اخضر و زنار و فیروزہ ہوشیار ہوکر اُٹھے اخضر نے کہا کہ ای آقا اب تامل نہ کیجیے سب لشکر کو خضر نے تیار کیا اسطرح روا روی کرتا ہوا چلا صاحبقران غیر ساحرون کا لشکر لیکر بڑھے فرماتے ہوئے کہ ای اخضر پیچھے پیچھے چلو اخضر کہتا ہی کہ مین حضور کی بات کو نہین مانونگا آرزو ہی کہ جاکر شاخسار کو مارون کوکب کو رہا کرون یہ کہتا ہوا بڑھا صاحبقران بھی اخضر کو ہمیز کیے ہوئے آتے ہین شاخسار جادو باغ ویران مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم بہمن چہار دست مارا گیا صاحبقران بڑے زور و شور سے آتے ہین تین لاکھ جادوگرون سے ملک اخضر آگے بڑھا ہوا آتا ہی یہ سنتے ہی شاخسار گھبرا گئی جو ساحر تیار ہوکر بیٹھے ہوے ہین اُنسے کہا صاحبو کیا اخضر آتے ہی پائے جالنیس افسر اُٹھے بائیس لاکھ کا لشکر کوکب و برآن و لاچین و بلقیس و مخمور و بہار و مہ جبین و شاہزادہ سرو سہی قد و مہران جوان بخت ان سب قیدیون نے جو ہنگامہ سنا خوشیان کرنے لگے کہتے تھے آقاے نامدار آپہونچے سب تو خوشیان کر رہے ہین مگر ملکہ برآن حیران و پریشان مان سے عرض کرتی ہین ای والدۂ ماجدہ ہمین امید نہین کہ زندگی مین آقاے نامدار کو دیکھین دل کی یہ کیفیت ہی۔

نظم

جو دلکو زلف صنم کا خیال ہوتا ہی
جواب صاف سے جان ملال ہوتا ہی
ذلیل و خوار ذرہ تو جستہ حال سودائی
تمھاری باتونسے مجھکو ملال ہوتا ہی

یہ وہم الجھتا ہی سودے کا حال ہوتا ہی
جو دل مین بوسۂ رخ کا خیال ہوتا ہی
فراق یار مین آخر یہ حال ہوتا ہی
وہ سرو ناز جو کہتا ہی سیر گلشن کو

کبھی جو وصل کا اُنسے سوال ہوتا ہی
تو اُنکا لال نزاکت سے گال ہوتا ہی
جو چھیڑتا ہون مین اُنکو بگڑکے کہتے ہین
خوشی سے پھول کے غنچہ نہال ہوتا ہی

تمھارے سر کی قسم کھا کے یار کہتا ہون
مرے چھپانے کو کیا رجال ہوتا ہی
گئے عیادت بیمار جب وہ آتے ہین
کلام کا بھی تو کرنا محال ہوتا ہی
گلے پہ چلتی ہی یان فرنگ سے چھری کی طور

وہ چال چلتے ہو دل پائمال ہوتا ہی
اب اپنا دور ہی آ گئے تھا دور مجنون کا
مریض عشق کا چہرہ بحال ہوتا ہی
یقین ہوا کہ یہ کچھ رنگ لائیگی مہندی
کوئی جو تیغ نگہ سے حلال ہوتا ہی

نہالے جاتے ہین پتے سلائی سے دن بھر
ہر اک نے مانتے ہین اُن دی کمال ہوتا ہی
بہ رنگ غنچہ سر بستہ ہی رہین اُنکا
وہ ہاتھ ملتے ہین ہمکو ملال ہوتا ہی

ماں نے کہا بی بی یہان کی باتین تو پروردگار نے یہ دن دکھایا کہ لشکر صاحبقران قریب آیا خدا فتح نصیب کرے دشمن قتل ہو جائین افسر گئے ہین بائیس لاکھ فوج ہی یا سمندر کی موج ہی لشکر صاحبقران کا کم ہی سحر وغیرہ تمہیں جوان بخت اشارہ کر رہے ہین کہ جب زند انخانہ ٹوٹے جھٹ پٹ نکل چلنا یہان ملک اخضر بڑھتا ہوا آیا کہ دو افسر ستار و قہار آگے بڑھے ہوے نو لاکھ فوج انکے پشت پر دونون نے بڑھکر نعرے کیے اے اخضر اب نہ آگے بڑھنا منم ستار و قہار جادو ایک طرف سے آواز آئی منم معکوس آئینہ دار چار لاکھ جادوگر انکے ساتھ ہین اخضر تو آمادہ تھا ستار و قہار کے لشکر پر جا پڑا زنار جلیسو کو لیکر معکوس پر جا پڑی فیروزہ اسکی مدد کو پہونچی دونون نے جو سحر کیے زمین ہلا دی اخضر نے بال نوچکر اپنے آسمان پر پھینکے باران سیہ آسمان سے برسنے لگے جسکو کاٹا پانی ہو کر بہگیا ستار قہار نے تلوارین برسائین اخضر نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی دو کالے کالے جوان سامنے سے آئے تلوار و نکو روکنے لگے تلوار و نکو توڑ کر پھینک دیتے ہین ملک اخضر کو بچاتے ہین اپنا سر آگے کر دیا انکے سر و پیر تلوار تاثیر نہین کرتی جو تلوار گری چھن سے ٹوٹی ستار و قہار نے آگرتیغہ سحر کا وار کیا اخضر نے دونون کی تلوارین چھینکر پھینک دین دونون کو چیر کر پھینکا دونون کے مرنے کی آواز آئی ستار و قہار کے مرتے ہی نو لاکھ ساحرون نے شکست کھائی اخضر انکو مارتا ہوا جاتا ہی جب گولہ مارا سو دو سو کے سر اوڑ گئے ہنگامہ برپا کیا ہی لیکن معکوس آئینہ دار جو تین لاکھ فوج سے معروف جنگ ہی اسکے کان مین مرنے کی ستار و قہار کے آواز آئی کہا یارو انکو کس نے مارا نو لاکھ فوج کے افسر تھے معکوس آئینہ چمکاتا پھرتا ہی جسپر عکس پڑا حیران ہو کر جلگیا ایک ہرکارے نے خبر دی ملک اخضر سبز پوش بادشاہ طلسم مینو سواد بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی انہوں نے ستار و قہار کو مارا یہ سنکر معکوس آئینہ دار تلاش کرتا ہوا اخضر کو چلا اخضر نے فوج کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہین ملکہ زنار و فیروزہ بڑھتی ہوئی سامنے چلی آئی ہین معکوس نے جرأت سکندری کی آئینہ بڑھ کے زنار کو دکھایا جیسے ہی عکس آئینہ کا زنار پر پڑا اشل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان اسباب سحر پھینک دیا معکوس بڑھا کہ زنار کا سر کاٹ لون فیروزہ نے بڑھکر گولہ مارا معکوس نے آئینہ چمکایا گولہ الٹا پلٹا پاؤن پر فیروزہ کے پڑا پاؤن فیروزہ کا زخمی ہوا فیروزہ و زنار عکس آئینہ سے بیکار ہوئین جھولیان دونون نے پھینکنی بھی چاہتی ہین دم شمشیر پر گلا رکھین معکوس نے اُس نو لاکھ فوج کو بھی روکا آواز دی یارو اگر تمھارے افسر مارے گئے مین برائے جانبازی تمھارے ساتھ موجود ہون جمکر لڑو دیکھو مین نے فیروزہ و زنار کو بیکار کیا تمھارے مالک کے قاتل کو بھی ڈھونڈھکر مارتا ہون اخضر نے دور سے دیکھا زنار و فیروزہ

قتل ہوا چاہتی ہین جھپٹ کر جیسے ہی سامنے معکوس کے آیا معکوس کی چوٹ بندھی ہوئی ہے آئینہ دکھا دیا آئینہ دیکھتے ہی اخضر گھبرایا مثل زنار و فیروزہ کے جھولی تو نہ پھینکی مگر سحر کرنا موقوف رہا ساحرون نے جو دیکھا کہ اخضر ایسا جوانمرد حیران کھڑا ہی سحر کرنا موقوف پریشانی مین معروف معکوس پڑھتا ہوا چلا آتا ہی کہ ان تینون افسرونکو قتل کرون ملازمون نے بڑھکر سینے اپنے سپر کر دیے معکوس بخوف ساحرون کو قتل کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع لشکر غیر ساحران پیدا ہوئے امیر نے دیکھا لاکھون لاشہ پڑا ہی فرمایا اخضر نے ہمارا کہنا نہ مانا آکر معروف جنگ ہوئے ساحرون کے بڑے جادو ہین اسم اعظم پڑھتے ہوئے بڑھے طرف سے قید خانے کے بھی گرد اڑی رحیل جادو و قتیل جادو سات لاکھ فوج لیکر پہونچے صورت یہ ہی کہ شاخسار جادو آپ تو قید خانہ مین ہی افسرونکو فوراً فوراً بھیج رہی ہی اپنا یہ ارادہ ہی کہ جب ان نوجوان سے کچھ نہو سکے تو قیدیون کو لیکر طرف کوہ سیاہ کے نکلجاؤن رحیل و قتیل جو پہونچے معکوس نے آواز دی تم سب بڑھکر صاحبقران کو روکو ذرا بھی غافل ہون تو میں اسم اعظم بند کرون حمزہ یکبھی جھلون رحیل و قتیل اسم اعظم سے ناواقف رحیل نے بڑھکر صاحبقران پر ہاتھ تیغ سحر کا مارا امیر نے روک کر اسم اعظم پڑھا تیغ عقرب کا ہاتھ مارا رحیل کی رحلت ہوئی قتیل جا پڑا کئی سحر کیے صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین قتیل نے بڑھکر جا ہاکم مین پنجہ دون امیر نے اسپر بھی ہاتھ مارا قتیل بھی مقتول ہوا دونون ساحرون کے مرنیکی آواز معکوس نے سُنی کہتا ہی یارو یہ کیسا سحر کرتے ہین رحیل و قتیل کے مرتے ہی سات لاکھ ساحر بھاگے کہ پھر گرد اڑی نعرہ ہوا منم مسحوب و مکتوب جادو پانچ لاکھ فوج سے یہ بھی آئے صاحبقران زمان شیرانہ جنگ کرتے ہوئے مسحوب و مکتوب جادو پر جا پڑے مکتوب کا نوشتۂ قسمت بگڑا ہوا امیر نے تاک کر تیر مارا مکتوب کا شیرازہ کھل گیا تیر نے خطا نکی قربان جرأت صاحبقران۔ مکتوب زمین پر گرا مسحوب بڑھا تھا امیر نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار گذرا مسحوب بھی زمین پر گرا ان افسرون کے مرنے کی آواز سُنکر معکوس آئینہ دار چیختا ہی کہتا ہی یارو یہ کیا ستم ہی جو افسر آیا مارا گیا جھپٹکر بڑھا اخضر و زنار کو بیکار کر چکا ہی ایک دستک دی آئینہ چمکایا سب نے دیکھا کہ معکوس غائب ہوا صاحبقران جس مقام پر کھڑے لڑ رہے تھے دیکھا زمین شق ہوئی معکوس نے سامنے آکر آئینہ چمکایا جیسے ہی عکس آئینے کا صاحبقران پر پڑا اسم اعظم فراموش ہوا اشقر اسی مقام پر بیٹھ گیا خواجہ عمرو کلیم اوڑھے ہوئے یہ سب معرکہ دیکھ رہے ہین طرفہ سے معلوم ہوا کہ اسم اعظم صاحبقران کو فراموش ہو گیا پریشان ہوا یا تو مردونکو برہنہ کر رہے تھے یا ایک جانب چلے ہوش اڑے ہوئے کہ ای عمرو کیا کرون حمزہ کو اسم اعظم فراموش ہوا اس سوچ مین جاتا ہی معکوس نے دیکھا اسم اعظم صاحبقران کو مین نے بند کیا مگر صاحبقران پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا اسطرح شیرانہ لڑ رہے ہین چہرہ اداس عالم یاس اشقر نہین بڑھتا ساحرون نے جو بلوہ کیا ایک مقام پر کھڑے لڑ رہے ہین جو صاحبقران کے قریب آیا سحر کیا امیر نے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے گرد اشقر لاشون کا انبار امیر مصروف جنگ ساحر اپنی جان سے تنگ معکوس نے آئینہ چمکا کر آواز دی

اے آئینہ سحر حمزہ کی قلعی کھولدے سب حال آئینہ ہو گیا سبب ہی کہ حمزہ اسیطرح اسم اعظم کے بند ہونے پر بھی اسی زور شور سے لڑ رہے ہین اگرچہ زخم کھاتے ہین ایک طور پر جنگ ہی ہر ایک مرجانے سے تنگ ہی آئینہ سے آواز آئی ای معکوس تو نے اسم اعظم حمزہ کو بھلایا اُسکے پاس حرز ہیکل موجود ہی اُسپر فضل معبود ہی جب تک حرز ہیکل بچائے گی حمزہ اسیطرح لڑیگا یہ سنکر معکوس پھر غائب ہوا خواجہ عمرو تو فکر مین معکوس کی نکلے ہین لالہ عذار و ماہ رخسار جو بڑھکر آئین معکوس نے انکو بھی آئینہ رکھا دیا یہ بھی دونون بیکار ہوئین لشکر ساحران پر آفت غیر ساحرون پر مصیبت خوار ہا بندگان خدا بے بس و بیکس ہو کر قتل ہوئے پھر صحرا سے گرد اڑی نعرہ ہوا انسم ذلال و ملال جلاد دو افسر ساحران دونون آتے ہی چار لاکھ ساحرون سے سحر کرنے لگے لشکر بہرام کے تمام جنی گلچینی کر رہے تھے تیر اندازی مین مصروف ذلال نے آبرو داری دکھائی گولہ مارا کئی سو جنی گر سے بہرام نے جو دور سے دیکھا ذلال نے ہنگامہ ڈال دیا بہرام ایک گوشہ مین آیا تاک کر تیر مارا ذلال بھی مارا گیا ملال کو بڑا رنج ہوا بہرام پر گولہ پھینکا بہرام کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی پیر اشت سے گری مرکب بدلگامی کرنے لگا مقبل نے جو دور سے دیکھا کہ بہرام سحر مین ملال کے پھنسا تاک کر تیر مارا سینہ کو توڑ کر پس پار گذرا ہنگامہ ہوا معکوس فکر مین ہی کہ حرز ہیکل صاحبقران سے لون اسم اعظم تو بند کر چکا ہون ایک جانب چلا کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای دوست صادق محب موافق کیا مزے سے لڑے ہو خوب سبکو بیکار کیا پلٹ کر معکوس نے دیکھا سحر العجائب تخت اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین معکوس نے جھککر سلام کیا کہا حضور نے کیون تکلیف فرمائی مین نے سبکا خاتمہ کر دیا اسم اعظم بھی بند کر دیا یہ تبلائیے کہ حرز ہیکل حمزہ سے کیونکر لون سحر العجائب نے آواز دی مین آتا ہون ترکیب لینے حرز ہیکل کی بتاتا ہون یہ کہکر سحر العجائب تخت سے کود معکوس سے کہا کہ میرے پاس اب ایک ایسا سحر بتاؤن کہ حرز ہیکل حمزہ کے گلے سے اتر کر چلی آئے معکوس دوڑا قریب سحر العجائب کے آیا کہا ای معکوس آئینہ کو چھپائے اسکا عکس مجھکو بیقرار کرتا ہی معکوس بھول گیا کہ میرے سحر سے بادشاہ طلسم بھرائے ہین آئینہ بغل مین چھپایا جیسے ہی سحر العجائب کے قریب آیا کہا ای معکوس دیکھو بڑے بھائی صاحب آتے ہین تمھاری تعریف کرتے ہین خلوت بھی لائے معکوس خوش ہو کر پلٹا نعرہ ہوا انم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری یہ کو کر خنجر مارا معکوس کا شکم چاک قصہ پاک معکوس کا مرنا تھا جعفر وغیرہ نے مہلت پائی فوج ساحران پر جا پڑے جب گولہ مارا ہزار دو ہزار کے سر چھٹے صاحبقران کا اسم اعظم کھلا اشقر کو بڑھایا بائیس لاکھ فوج نے شکست کھائی ہر غول مین یہی غلغلہ تھا کہ زنار و فیروزہ نے آگ لگا دی اخضر نے تہ و بالا کر دیا لاشہائے ساحران سے میدان کارزار بھر گیا ملکہ شاخسار قید خانہ مین ٹہل رہی تھی کہ افسرونکو بھیج چکی کنیزین بڑھکر خبر لائی ہین کہ افسران فوج سب مارے گئے معکوس نے جنگ کو روکا ہی یکایک باغ ویران مین اندھیرا ہوا دیکھا سب ساحر بھاگے ہوئے چلے آتے ہین پکارتے ہوئے کہ حضور معکوس بھی مارا گیا لشکر صاحبقران زیر دیوار باغ ویران آ پہونچا شاخسار گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئی دیکھا صاحبقران دریائے خون مین

نہائے ہوئے شمشیر برہنہ ہاتھ مین ساحرونکو قتل کرتے ہوئے آتے ہین اخضر و زنار و فیروزہ
و لالہ عذار و ماہ رخسار نے آگ لگادی پانی برسایا سامنے باغ ویران کے گیارہ لاکھ ساحرونکا
کھیت ہی شاخسار نے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھ گئی کہ معکوس ایسا جادوگر مارا گیا اب مین کیا کر سکونگی
یہ سوچکر کوٹھے پر سے اتری سخت سحر تیار کیا مہران جوان بخت و سرو سہی قد کو ایک تخت پر
سوار کیا شمیم جادو کو حکم دیا انکی قید لیکر طرف قصر سیاہ کے چلو شمیم جادو دس ہزار ساحرونکو
لیکر مع قید سرو سہی قد چلی شاخسار نے شہنشاہ لاچین و بلقیس و مخمور و بہار و مہ جبین کو ایک
تخت پر سوار کیا مکمل جادو سے کہا تم لیکر طرف قصر سیاہ کے چلو مکمل جادو ان قیدیون کو لیکر چلی
کوکب و بران و ناسید کو بھی تخت پر سوار کیا سجنجل جادو سے کہا تم انکو لیکر طرف قصر سیاہ کے
چلو یہ سب ساحر قیدیون کو لیکر روانہ ہوئے شاخسار ان سب کو بھیجکر باغ ویران سے نکلی دیکھا
صاحبقران گرز سام بن نریمان ہاتھ مین لیکر خندق کے قریب آئے مرکب کو مہمیز کیا خندق کو اڑاے
قریب پھاٹک کے پہونچے گرز مارا کہ پھاٹک گرا شاخسار سر پیٹنے لگی پر پرواز پیدا کرکے بھاگی
صاحبقران نے کئی تیر مارے تیرون نے خطا کی شاخسار نے سحر کرکے جلادیے اور آواز دی
کہ حمزہ باغ ویران مین کیا رکھا ہے قیدی سب نکلگئے یہ کہکر مثل ستارہ سحری چمکی آسمان پر جاکر غائب
ہوئی صاحبقران مع اخضر وغیرہ باغ ویران مین آئے دیکھا حقیقت مین باغ ویران ہی جنگل
جلے ہوئے زمین کوئی ہوئی ہی صاحبقران آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہین کہ کوکب کہان قید ہی
حیرت ہو ایسی کی زینت پہلو کدھر ہی مکانون مین گھسے سب سے زیادہ عمرو کو ملاقات کوکب کا
اشتیاق ہی کہ اپنے برادر بجان برابر کو بہارون ہر مکان مین دوڑ دوڑ کر جاتے ہین ہر مکان کو خالی
پاتے ہین ایک جادوگرنی ضعیفہ بیٹھی تھی اُس سے صاحبقران نے پوچھا ارے سب قیدی کیا ہوئے
اُس ساحرہ نے کہا ای شہریار شاخسار سب قیدیون کو تخت پر ڈالکر لے گئی صاحبقران نے کہا
آخر کس مقام پر گئی اُسنے کہا ای شہریار یہ ثابت نہین ہوا یہ مین نے دیکھا کہ جب معکوس کے مرنے
کی خبر آئی تب شاخسار نے سب قیدیون کو تخت پر سوار کرکے کہین روانہ کردیا صاحبقران
بہت روئے فرمایا شاخسار نے بڑا قلق دیا یہ فتح نہین شکست ہوئی روتے ہوئے باغ ویران سے
باہر نکلے پہلو سے باغ ویران مین لشکر کو اتارا زنار نے عرض کی اب حضور کو تدبیر طلسم کشائی طرف
کوہ عجائب و غرائب کے چلنا چاہیے خدا نے فضل کیا تو وہین سے لوح کا پتہ ملیگا صاحبقران کو
جدائی کا کوکب کے قلق تھا انکو یہی مقدم فتح طلسم کی تدبیر ہی یہ فرماکر اخضر کو بلایا بلاکر حکم دیا کل سویرے
لشکر تیار ہو طرف کوہ عجائب و غرائب کے کوچ کرینگے امیر تو اس فکر مین ہین کہ وقت پر دیکھئے کیا تحریر
ہوگا لیکن شمیم جادو جو مع شاہزادہ مہران جوان بخت و شاہزادہ سرو سہی قد کو لیکر چلی تھی رواروی
کرتی ہوئی جاتی ہی شاہزادہ ضیغم شیر شکار مع برقاق و برق وش ساحرہ صحرا مین فردکش ہین نیرنگ
چھپا رفتار عیار انکا دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار باغ ویران فتح ہوا صاحبقران پہونچ گئے اس
جنگ مین مشہور ہی لاکھون آدمی کا کھیت ہوا شاخسار جادو نے قیدیون کو جابجا روانہ کیا شمیم جادو
ساتھ بارہ ہزار ساحرون سے مہران جوان بخت و سرو سہی قد کو لیے ہوئے طرف قصر سیاہ کے

جلو

جاتی ہی یہ سنتے ہی ضیغم نے فرمایا ہمارا مرکب تیار کرو برقان برق وش اٹھ کھڑی ہوئی کہا اے
شہریار شمیم جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی بارہ ہزار جادوگر ساتھ ہین آپ کے یہان کوئی نام سے بھی
سحر کے واقف نہین سب دیوانے جنگلی وضع آپنے مار مار کے انکو آدمی بنایا ہی جو وقت ساحرون نے سحر کیا
یہ سب بیکار ہو جائینگے آپ آنکھ سے تماشہ دیکھین مین جا کر سحر کرتی ہون وہ سب آپسمین لڑینگے آپ
دونون شاہزادون کو رہا کر لیجیے گا ضیغم نے کہا اے ملکۂ عالم بڑے شرم کی بات ہی کہ میرا بھائی مہران
جوان بخت دوسرے یہ شاہزادہ سرو سہی قد فرزند بادشاہ جمجاہ اس مصیبت مین ہون اور مین
سنجاؤن کیونکر زندہ رہون یہی آرزو ہی کہ لڑ بھڑ کر جان دون یا ان شیرون کو چھڑاؤن ٹھہرنا مناسب نہین
ہر چند برقان نے کہا ضیغم نے نمانا سوار ہوے بوق ترکی کو بجایا نعمان و سلمان تیسری آواز مین
مع فزاقون کے تیار ہو کر آئے برقان تڑپ گئی جی مین کہتی ہی دیکھیے انکی محبت مین کیا رنگ ہوتا ہی
عجب دیوانہ کا ساتھ ہی جو کہتے ہین وہی کرتے ہین ضیغم نے نیرنگ سے کہا بڑھ کر خبر لاؤ کہ شمیم کدھر
سے جاتی ہی عیار چلا تھا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا شمیم جادو طاؤس پر سوار مہران جوان بخت
و سرو سہی قد ایک ارابہ پر چہار جانب ساحر گھیرے ہوے نمایان ہوئی ضیغم نے بوق بجایا ای فزاقان
بدر رو یہ بوق بجتے ہی سب منتشر ہوے ضیغم نے قریب لشکر کفار جا کر پھر بوق بجایا آواز دی ای فزاقان بزنید
تلوارین کھینچکر دیوانہ گرے پہلے وار مین دو ہزار ساحر مارے شمیم حیران تھی کہ کیونکر سحر کرون گھوڑے
برق وش نیزہ مارا اور بھاگے کبھی تیر چلائے کبھی نیزے چلے کبھی برق شمشیر چمکی برقان برق وش
برق جندہ بنکر گری ہزارون کو کاٹ کر نکل گئی سحر کر رہی ہی کہ ساحر گھبرا جائین ہر طرف سے ماش کے دانے
مار کر بھگاتی ہی کبھی جھک کر گری دس بیس کو کاٹ کر نکلگئی ملکہ برقان بڑھتی ہوئی سامنے شمیم کے پہنچی
للکارا او شمیم بہتر یہ ہی کہ شاہزادہ ضیغم شیر شکار کی اطاعت کر ورنہ زندہ نہ بچیگی برقان کو دیکھکر
شمیم نے کہا تمھاری تلاش تو شاہان طلسم کر رہے ہین مشہور ہی کہ تم برقان نکل گئین تم یہان بھی ہو دنیا
دکھلا گیا مین مشکین باندھ کر تمھین لیجاؤنگی شاہان طلسم تمکو سزا دینگے برقان معشوق نازک مزاج شاہان
عالم کے سر کا تاج یہ کلمہ سنکر جھلا گئی غصہ مین چہرہ سرخ ہوا جواب دیا مین کیا شاہان طلسم کی لونڈی ہون
جو مجھکو سزا دینگے اپنی تو جان بچائین ضیغم لڑتے ہوے سامنے پہونچے شمیم کی جو نگاہ پڑی اک جوان
معقول آفتاب تمثال خورشید جمال یکہ تاز میدان جلالت شہسوار عرصۂ لیاقت نبیرۂ صاحبقران
صاحب شوکت و شان وارث سریر جہانبانی حسن مین یوسف ثانی شمیم دیکھکر مرگئی پسینہ آگیا قلب
تھرا گیا کہا ای برقان نگینہ الماس کا چھین لیا خوب معشوق پایا پکار کر آواز دی ای جوان میرے پاس آ جہان
کہیگا مین لیجاؤنگی وہ مرتبہ دون کہ عالم رشک کرے برقان نے جو یہ باتین سنین کڑک کر گری
شمیم کے دو ٹکڑے کیے سب ساحر فریاد کرنے لگے پکارے کہ ملکہ برقان ہم آپکے تابعدار ہین شمیم
نے آواز دی چار ہزار جادوگر شریک ہوے ضیغم نے آکر مہران جوان بخت کو قید سے رہا کیا
پشت مرکب پہ سوار کیا شہزادہ سرو سہی قد کے واسطے تخت طاؤسی تیار کیا نقارہ پہ چوب پڑی
اس شوکت و شان سے اپنے لشکر مین آئے شہزادہ سرو سہی قد نے فرمایا ای ضیغم اب طرف طلسم نور افشان
کے چلو چار ہزار ساحر دنکو برقان نے آراستہ کیا تینون شہزادون کے عیار خبر لائے کہ صاحبقران

زمان طرف کوہ عجائب وغرائب کے گئے ضیغم نے کہا چلو دوسرے دن بڑے کروفر سے کوچ کیا
برقان برق وش نے ایک سنہرا ابر تیار کیا اُسمین مخفی ہوئی چار ہزار ساحر ونکا لشکر اُسی ابر مین چھپا ہوا
طرف طلسم نور افشان کے چلے تینون جوانون نے نقابین چہرون پر ڈالین کوچ کرکے چلے پانچ کوس لشکر چلا ہر
ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہوے لشکر اتر رہا ہی کہ صحراے گرد اڑی ضیغم دیکھنے لگے سرو سہی قد
بھی کھڑے ہین برقان برق وش نے لشکر اپنا عقب مین اوتارا گرد جو اڑی تھی دیکھا ایرج نوجوان
مع سرداران عالیشان بیٹے مغموم گردن سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا اُنت لشکر پر ابر فیروزی آسمین
ہماے بلند پرواز اپنے کو چھپاے ہوے ایرج کا لشکر آگر اُترا ضیغم نے کہا اے شہریار اگر سرکار کے
خلاف نہو تو اس کرپاس فروش بازاری کی گردن توڑون سرو سہی قد نے فرمایا ای برادر صاحبقران
زمان کوچ کرکے طرف کوہ عجائب کے گئے یہ بھی وہین جاتے ہین لہذا اگر انکو ستایا زور سلمانان
گھٹایا جنگ ہو جاتے ہین جانے دو مہران جوان بخت نے کہا حضور کیون حارج ہوتے ہین
انکی گردن لینے دیجیے ہم بھی شکار کھیلین سرو سہی قد چپ ہو رہے ضیغم لئے دو پہر رات گئے
بوق ترکی کو بجایا نعمان بارہ ہزار قزاق لیکر آیا ضیغم جا پڑا ایرج پر شبخون مارا نعرہ کیا منم شیر بیشہ
جرأت یکتاز میدان جلالت شاپور نے جاکر ایرج کو خبر دی کہ کسی نے آپکے لشکر پر شبخون مارا ایرج
نوجوان سلاح سے آراستہ ہوکر نکلے دیکھا آج تو مدت کے بعد قزاقون کو دیکھا کہ لڑ رہے ہین
حیران ہی کہ اے ایرج کون ہین دور سے دیکھا ایک نقابدار پر جوش شمشیر زنی کر رہا ہی جسپر جا پڑا
جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے افسرون کو تاک تاک کر مار رہا ہی خیمون مین آگ لگا رہا ہی
طنابین کاٹ دین خیمے گراے گئے سوارون کو روند ڈالا ایرج نوجوان جا پڑے پکار کر آواز
دی کہ او نقابدار مغلوب خبردار آگے نہ بڑھنا منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان
نقابدار نے نیزہ دکھایا ایرج نے اپنا نیزہ اٹھایا نقابدار نے نیزہ گھوڑے کی آنکھ مین مار دیا
گھوڑے نے چرخ مارا ہرچند ایرج نے سنبھالا گھوڑا کیونکر سنبھلے آنکھ مین نیزہ اترا ہوا ہی اوپر سے
نقابدار نے سر ایرج پر ہاتھ مارا ایرج گھوڑے پر سے کودے سر ایرج کا بخوبی زخمی ہوا اس زخم داری
مین ایرج کو یہ خیال ہی کہ مع گھوڑے نقابدار کو اٹھا لون نقابدار نے گھوڑا بھگایا ایرج نے چاہا کہ
پیچھا کرون نقابدار نے پلٹکر ایک اور نیزہ مارا کہ شانہ بھی ایرج کا نشانہ ہوا ایرج لڑکھڑا کر گرا نقابدار نے
نکلتے نکلتے بوق ترکی کو بجایا کہ اے قزاقان بد رسید سب قزاق سمٹ کر ایک طرف آئے جمع ہونے پائے
تھے کہ نقابدار قزاقون کو لیکر نکل گیا ایرج کو سپاہیون نے اُٹھایا دیکھا سر زخمی شانہ زخمی عجب
پریشانی مین ایرج کو پایا شاپور قریب آیا ایرج نے فرمایا ای شاپور آج معلوم یہ ہوا کہ اسد
نے آکر شبخون مارا شاپور نے کہا کہ مین دریافت کرونگا یہ کہکر شاپور وہان سے خبر کے چلا یہان جو ضیغم
لشکر مین آیا حکم کیا ابھی لشکر تیار کرو اُسی وقت لشکر تیار ہوا سرو سہی قد نے کہا یہان سے آج کوچ
نہ کیجیے ضیغم نے فوراً اسی وقت لشکر تیار کرکے کوچ کردیا شاپور جو آیا دیکھا لشکر ندارد کوئی ایک
دو بوڑھے جو چلنے کے لائق نہ تھے وہ رہ گئے ہین اُنسے پوچھا کچھ حال نہ ثابت ہوا لاچار پلٹ کر
خدمت ایرج مین آیا عرض کی کچھ ثابت نہین ہوتا ایرج نے اس زخم داری مین کوچ کیا ضیغم پانچ

کوس پر آکر اترے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شبتاب کو وہ بیکر ساٹھ ہزار فوج سے جاتا تھا مگر ضیغم کو دیکھکر ٹھہر گیا ہرکارون کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو یہ کسکا لشکر ہی ضیغم کنارے کھڑے تھے اُنسے ہرکارون نے پوچھا یہ لشکر کسکا ہی ضیغم نے کہا سرکوب کافران ملک الموت ساحران تمھارا افسر کیون پوچھتا ہے کیا ہم اُسکے باپ کے نوکر ہین ہرکارون نے جاکر افسر سے یہی فقرہ کہدیا افسر نے غصے مین آکر طبل جنگی بجوایا کہا ہم جانتے ہین آجکل سب طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی یہ نقابدار چھپے ہوے جاتے ہین ہم نہ بڑھنے دینگے یہ کہکر لشکر کو تیاری کا حکم دیا تیاریان ہونے لگین ضیغم کو بھی خبر پہونچی کہ شبتاب نے طبل جنگی بجوایا ضیغم نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے نعمان نے کہا اگر حکم ہو تو اسپر شبخون مارین ضیغم نے کہا اگر تاجزادے کو حیران کرنا منظور تھا ان الیسون پر کیا شبخون مارین صبح کو سمجھا جائیگا شب بھر تیاری کی ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین شبتاب میدان مین نکلا اسنے بھی دیکھا کہ نقابدار لڑکے لڑکے ہین انکو لڑکے مارون سر اُنکے خدمت شاہان طلسم مین بھیجون یقین ہی کہ شاہ بہت خوش ہون پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے وہ کون صاحب ہین جو ملک الموت جان کافران ہین مہران جوان بخت نے قصد کیا تھا کہ نکلون ضیغم نے بڑھکر منع کیا کہا بھائی صاحب آپ تماشا دیکھیں مین ابھی اسکا سر لاتا ہون بادشاہ نے قصد کیا ضیغم قدمون سے لپٹ گئے عرض کی ای شہریار آپ نور نگاہ بادشاہ جمجاہ ہین آسمان سلطنت کے ماہ ہین ہم آپ کو میدان مین کبھی نکلنے نہ دینگے جانباز کسدن کے واسطے ہین یہ کہکر دوبارہ عرض کی غلام کو اجازت دیجیے بادشاہ نے بمجبوری اجازت دی ضیغم شیر شکار مقابلے مین شبتاب کے پہونچے بعد نگاہ ورزنی کے شبتاب نے پوچھا آپ لوگ کہان جاتے ہین یہ طریقے سے ظاہر ہی کہ آپ لوگ مسلمان ہین اتنا بڑا لشکر لیے ہوئے جو آپ اُترے ہین تو کیا قصد ہی ضیغم نے کہا ارادہ ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب جو تلسم اُم ہین اُنکی جاکر گوشمالی کرین بیچاؤن نے غضب کیا کہ اپنے بادشاہون کو قید کرلیا انشاء اللہ اسکا بدلا ہوگا یہ سنکر شبتاب نے کہا وار کیجیے کہ حوصلہ نہ باقی رہے ضیغم نے کہا ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے شبتاب نے نیزہ مارا ضیغم نے نیزہ اُٹھایا ہی کہ جواب دون صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع اپنی فوج کے چلے آتے ہین دور پشت پر ایک ابر سیاہی بجلیان چمکتی ہوئین ایرج نے دیکھا وہی نقابدار ایک پہلوان سے لڑ رہا ہی دونون مین نیزہ چلنے لگا ایرج نے گھوڑا روک لیا شاپور سے کہا یہ وہی نقابدار ہی جسنے مجھپر شبخون مارا تھا شاپور نے کہا حقیقت مین وہی جوان ہی اسکی جنگ ملاحظہ فرمائیے اب تماشاے جنگ دیکھنے لگے سارا لشکر آکر ٹھہرا ملکہ ہماے بلند پرواز جو ایرج کے ساتھ ہین ایرج نے کئی مرتبہ کہا کہ ای ملکہ عالم اب تم چلی جاؤ اگر دادا جان سنینگے تو اُنکے خلاف ہوگا اُنکا دستور نہین کہ ساحر ساتھ رہین کھڑے دیکھ رہے ہین شاپور سے باتین کرتے جاتے ہین ملکہ ہماے بلند پرواز بھی قریب آگئی ہین ضیغم نے بھی دیکھا کہ ایرج کے ساتھ ایک ساحرہ زبردست ہی ضیغم و شبتاب سے نیزہ چل رہا ہی ایرج نوجوان فرماتے ہین نقابدار جوان کمسن ہی اگر شبتاب غالب آیا تو مین ضرور دخل دونگا اور اگر نقابدار غالب آیا الحمد للہ مرد مسلمان ہی میرا بیوجہ دشمن ہوا کچھ سمجھ مین نہ آیا

کہ اسے مجھپر کیون شبخون مارا یہ ذکر ہو رہا ہے کہ دوسری گرد صحرا سے اُڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان لشکر عمدہ ساتھ ابر تیرہ دتار آسمان پر چھایا ہوا گرد اڑتا ہوا چلا آتا ہے
نورالدہر نے جو دیکھا کہ ایک جانب ایرج لشکر لیے ہوئے کھڑے ہین میدان کارزار مین نقابدار
ببر پوش ایک دیو خصال پہلوان سے لڑ رہا ہے ایک طرف آکر نورالدہر ٹھہرے ببر پوش نے جو دیکھا
نورالدہر و ایرج آکر ٹھہرے ہین جہاں چمککر لڑنے لگا نیزہ لڑتے لڑتے وہ تو نیزہ دستہ تاک کے
مارتا ہے ببر پوش نے سینے کی طرف نیزہ اُٹھایا شبتاب نے سینے کو بچایا نقابدار نے نیزہ گھوڑے
کی آنکھ مین مار دیا گھوڑے نے چرخ کھایا نقابدار نے نیزہ زمین مین ڈالدیا ایک ہاتھ تلوار کا
گھوڑے کی گردن پر مار دیا گھوڑیکا قتل ہونا شبتاب گرا نقابدار نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا اسکی
خود سر کا زخمی ہوا نقابدار برس پڑا آخر کو شبتاب بھاگا فوج والون کو پکار کر آواز دی اے دیکھو تم
دیکھ رہے ہو یہ نقابدار مجکو مارے ڈالتا ہے فوج والے دوڑ پڑے ببر پوش نے جو دیکھا گھٹا کفر
کی آئی ہے تلوار کھینچکر جا پڑا اُدھر سے نقابدار گلگون پوش یعنے مہران جوان بخت و نقابدار بادلہ پوش
یعنے شاہزادہ سرو سہی قد وغیرہ تلوارین کھینچکر جا پڑے ملکہ برقان برق وش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
ببر پوش کو کفار نے گھیر الملکہ برقان برق وش نے چاہا کہ مین جاکر سحر کرون ببر پوش نے عیار سے
کہا کہ جاکر ملکہ کو منع کرو کہ یہان جنگ مین شریک ہونیکا ارادہ نہ کرین سامنے تاجزادہ کھڑا ہے
وہ طعن و تشنیع کریگا یہ سنکر ملکہ رونے لگی زبان سے بے اختیاری مین نکلگیا نظم

جھکائے ہین جو سر قدمون پر دونا وہ بگڑتے ہین
خدا کی شان ہے ہم ان بتون کے پانون پڑتے ہین

خرامان ناز سے ہوتا ہے وہ خوش قد جو گلشن مین
زمین مین سرو گلشن تا کمر حسرت سے گڑتے ہین

کلام سخت مین بھی ان گلون کے لطف حاصل ہین
نہین یہ گالیان دیتے ہین منہ سے پھول جھڑتے ہین

ارادہ سیر گلشن کا جو فصل گل مین کرتا ہون
تو خار وادی وحشت مرا دامن پکڑتے ہین

وہان اغیار چپکی کر رہے ہین پاے جانان مین
یہان ہم ایڑیان سوز تپ غم سے رگڑتے ہین

بلا سے جان ہے پھر مرغ دل دام محبت بھی
غضب مین پھنستے ہین جو عشق کے جھگڑے پڑتے ہین

ملکہ برقان برق وش یہ اشعار پڑھکر رو رہی ہین اور فرماتی ہین کہ عجب جاہل پر طبیعت آئی جو ہم کہتے ہین
وہ خلاف معلوم ہوتا ہے لشکر کفار بیحد و بیحصر انکا لشکر کم مزاج شاہزادے کا برہم مگر بادلہ پوش شیرانہ
لڑ رہا ہے نورالدہر گھوڑا بڑھا کر قریب ایرج کے آئے فرمایا اے برادر یہ تو ظاہر ہے کہ یہ تینون شیران
دشت نبرد ہین نہین معلوم کون ہین لیکن ظاہر ہے کہ مرد مسلمان ہین لشکر اُنکا شکست کھانے کو ہے انکی
مدد کرنا واجب و لازم ہے ایرج نے کہا بسم اللہ ایرج و نورالدہر تلوارین کھینچکر جا پڑے سردار
بھی انکے جا پڑے چارون لشکر ملگئے نورالدہر و ایرج نے ہنگامہ ڈالدیا شیران دشت نبرد
ہین شبتاب نے پلٹ کر دیکھا ان دونون شیرون نے آتے ہی قیامت برپا کر دی ایرج نے بڑھکر
چاہا کہ علم فوج سرنگون کرون نورالدہر جا پڑے ایرج نے للکارا کہ او کشتنی گبرزادے علم فوج کو قلم نہ کرنا
ورنہ تمھاری شامت آئیگی نورالدہر کب سنتے ہین سامنے جو علمدار کے پہونچے گھوڑے کو اشارہ کیا
گھوڑے نے دونون پانون ہاتھی کی مستک پر رکھدیے علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے

ادھر سپر گری ادھر تلوار اُسکے قبضے سے نکلگئی نور الدہر نے ہاتھ مارا مع علم علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے
غل بلند ہوا ایرج نے آواز دی او کشتی گیر زادے تو نے بُرا کیا مانا شوکت دکھائی یہ کہکر نور الدہر
پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا اگر نور الدہر ہٹ رہ گئے تو دو ہی ٹکڑے ہوتے نور الدہر نے تلوار پر روکا
اب ہاتھ مارنا پڑا دونون مین تلوار چلنے لگی ایرج نے کمر کو بچا کر سر پہ ہاتھ مارا سر نور الدہر کا زخمی ہوا
نور الدہر نے غصے مین ہاتھ مارا شانہ ایرج کا نشانہ ہوا دو دو زخم دونون نے کھائے قریب ہے
کہ دونون جوان گھوڑون سے گرین کہ صحرا سے گرد اُڑی داہنی جانب سے شاہزادہ بدیع الزمان مع
سرداران نامی پیدا ہوئے ایک طرف سے قاسم نوجوان مع لشکر ظفر اثر ظاہر ہوئے بدیع الزمان
نے جو دیکھا کہ سر نور الدہر کا زخمی ہے آنکھون مین خون اُتر آیا وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ بدیع الزمان
مہ برج خوبی شہ انجمن + بدیع الزمان گرد لشکر شکن + او کرپاس فروش بازاری ہاتھ تلوار کا نہ اٹھانا ورنہ
زندہ نہ چھوڑونگا دوسری طرف سے نعرہ ہوا باش او کشتی گیر آگے نہ بڑھنا نعرۂ قاسم آفتاب
مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر قاسم بدیع الزمان
پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا سر بدیع الزمان کا زخمی ہوا بدیع الزمان نے غصے مین ہاتھ مارا سر قاسم کا
بھی زخمی ہوا دونون نے دو دو زخم کھائے پشتہائے مرکب پر دونون جھوم رہے ہین لشکرون مین بھی
تلوار چل رہی ہے اُس صحرا مین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے نقابدار ببر پوش نے جو دیکھا کہ ایرج نوجوان
و نور الدہر و بدیع الزمان و قاسم سے تلوار چل رہی ہے دو دو چار چار زخم دونون نے کھائے ہین تمام
صحرا مین برق تلوار چمک رہی ہے ببر پوش نے بڑھکر شبتاب کو ڈانٹا شبتاب ببر پوش سے ایسا
ڈر گیا ہے کہ جیسے ہی ببر پوش نے ڈانٹا شبتاب گینڈے کو ہٹا کر بھاگا اسکا بھاگنا کہ فوج بھی اسکی
شکست کھا چکی تھی پیر اُٹھ گئے ببر پوش و گلگون پوش و بادلہ پوش مارتے ہوئے چلے جاتے ہین
ایک دم بھر مین فوج شبتاب بھاگکر صحرا مین پہونچی ببر پوش بھی وہین پہونچا گلگون پوش و بادلہ پوش
بھی ساتھ ہین فوج شبتاب صحرا مین جاکر غائب ہوئی مگر چارون شیر اُسی طرح میدان مین لڑ رہے ہین کہ
آسمان پر نوبت و نقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش برائے شکار جاتا تھا ستر لاکھ
نرہا دیو ہمراہ کئی سو نقارہ بجتا ہوا عیار نے عرض کی اے شہریار ادر غضب دیکھیے ایرج نوجوان
و نور الدہر و قاسم و بدیع الزمان آپسمین مصروف جنگ ہین ہزار دو ہزار جوان مر کر گر پڑے ہین زرین پوش
نے تخت ٹھہرایا عیار سے کہا کہ یہ جاہل اجہل اسی لائق ہین کہ آپسمین لڑین جو حوصلہ نکالنے دو مین
جاکر انکو ابھی جدا کر سکتا ہون لیکن لڑنے دو انہین جوانون نے لشکر صاحبقران کو خراب کیا
لقا بھاگتا ہوا تا بہ غرو بہ پہونچا آجتک اُسکا خاتمہ نہین کر سکتے مین بھی تماشا دیکھونگا یہ کہکر کنارے
کھڑا ہوا دیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا آپ تماشے مین مشغول ہے قضائے کار شاخسار جادو
تین لاکھ ساحر ساتھ قیدیون کو بھیجکر طرف قصر سیاہ کے چلی ہے منظور ہے کہ مین بھی جا کر وہین سکونت
اختیار کرون سر جھکا کر دیکھا بدیع الزمان و قاسم و نور الدہر و ایرج آپسمین لڑ رہے ہین یہ بھی
چارون قید ہو چکے مین بھیجا نا اشارہ کیا کہ ان سب کو پکڑ لو تین لاکھ جادوگر لینا لینا کہکر گرے سحر جو
کرنے لگے ملازمان بدیع الزمان و قاسم و ایرج و نور الدہر جا بجا گرنے لگے ایرج و نور الدہر نے

جو یہ قیامت دیکھی آپسمین اشارے کیے کہ ہم تم پھر کسی مقام پر لڑ لینگے اب ساحرون کا علاج کرو دونون شیر جدا ہوئے شہلاے نازک چشم و ہماے بلند پرواز بھی اگر گرین بدیع الزمان و قاسم نوجوان بھی مصروف جنگ ہوئے اور ثریاے ستارہ پیشانی مع اپنی جادوگرنیون کے قاسم کے ساتھ ہے یہ بھی لشکر شاخسار پر جا پڑین بدیع الزمان کے ساتھ ملکہ اطلس گلگون پوش تھین یہ بھی لڑائی مین مصروف ہوئین ناظرین کو یاد ہوگا کہ بدیع الزمان کے پاس لوح محفوظ ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار زرین پوش یہ معاملہ کھڑا دیکھ رہا ہے عیار سے کہتا ہے کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ لشکر ساحران بہت ہے عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو کہ اس ساحرہ کو ان شیرون سے کیا کد ہے عیار ساحرون سے دریافت کرکے آیا عرض کی یہ لوگ قید خانے مین قید تھے اسی کی قید سے چھوٹے اس وجہ سے یہ چارون شیرون کو بھاتی ہے نقابدار کو تاب نہ آئی گھوڑا اٹھا کر چلا تھا کہ مقدوش کوہ پیکر تین لاکھ فوج سے آتا تھا نقابدار کو دیکھکر حکم دیا اس نقابدار کو پکڑلو جانے نہ پائے مقدوش کوہ پیکر کی فوج نے نقابدار کو گھیر لیا چہار جانب سے نقابدار پر تلوار پڑنے لگی نقابدار لشکر دیوون کو رخصت کرچکا ہے فقط بارہ ہزار جوان ساتھ ہین وہ مصروف جنگ ہوئے مگر گھر گئے تین لاکھ مین بارہ ہزار دال مین نمک گردش فلک مگر نقابدار کو کچھ ہراس نہین نہنگانہ و پلنگانہ لڑ رہا ہے جدھر جا پڑا پرے کے پرے خالی کردیے لیکن اپنے ساتھ والون کے گھر جانے سے گھبرایا ہوا ہے جس غول پر جاتا ہے اگر ایک طرف والون کو بچایا دوسری طرف والے قتل ہوئے اس آمد و رفت مین نقابدار زخمی ہونے لگا نقابدار گھبرا گیا عیار بھی پریشان کہ دیکھیے نقابدار کی کیونکر جان بچتی ہے دعا کر رہا ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز میرے آقاے نامدار کو بچالے عجب آفت مین مبتلا ہین نقابدار زرین پوش پریشانی مین یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے اور لڑ رہا ہے نظم

باز آ و تسلی بدہ این دل نگران را
بدنام مکن سلسلۂ زلف بتان را
سروش چو برفتار در آید بلب جو
قربان کمان تو کنم این دل و جان را
اجزاے دل خویش بتدبیر کنم جمع
از ہیچ خبر نیست من ہیچمدان را

گر گریہ من ہم خرابی ست جہان را
از محفل خوبان نتوان کرد برونم
رفتار فراموش شود آب روان را
پیمان گسل افتادہ اے شوخ دگر نہ
شیرازہ توان بست گر اوراق خزان را

اے دل ز ازل نام تو دیوانہ نہادند
داغم من دل سوختہ این لالہ ستان را
کردہ است من غمزدہ را شادیہ بتیر
پیچیدہ بزلف تو کنم رشتۂ جان را
واقف ز دہان و کمر یار چہ پرسی

اس طرح کی پریشانی مین ہے چاہتا ہے لڑتا بھڑتا افسر تک پہونچون ممکن نہین فوجون کے پرے بندھے ہوئے ہین ایک پرا توڑا دوسرا پرا بندھ گیا ہر طرف ہنگامہ ہے نقابدار کو گرفتار کرلو لیکن جو افسر نقابدار کے قریب آیا طعمۂ شمشیر نقابدار ہوا صدہا سردار مارے گئے مگر نقابدار کا تعاقب نہین چھوڑتے چہار جانب سے کفار گھیرے ہوئے ہین تلوار تبرہ و تیر ہر طرف سے پڑ رہے ہین نقابدار ہمہ تن چشم بنا ہوا ہے جب نقابدار بہت پریشان ہو جاتا ہے چاہتا ہے کہ گھوڑا ڈالکر نکلجاؤن ممکن نہین کہ صحرا سے گرد اڑی طبل سکندری کی آواز کان مین آئی نقابدار نے کہا کہ اے عیار یقین ہے کہ صاحبقران آتے ہین عیار دیکھنے لگا گرد بہت رہوار دی مین آتی ہے قریب گرد دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا سب کے آگے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سب کے آگے ملک اخضر و ملکہ زنار و ملکہ فیروزہ ماہ رخسار

ولالہ عذار وغیرہ سب ساتھ ہین ساحران نامدار پشت پر ایک طرف سے صاحبقران مع بہرام وغیرہ
صاحبقران سے عمرو نے عرض کی دیکھیے کیا قیامت برپا ہی ایرج و نور الدہر و قاسم و بدیع الزمان
کو ساحرون نے گھیرا ہی نقابدار لشکر غیر ساحران سے لڑ رہا ہی دیکھیے باز سفید کسقدر بیقرار ہے
حقیقت مین نقابدار کا عاشق زار ہی صاحبقران نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ جاکر بدیع و قاسم و
ایرج و نور الدہر کو بچاؤ ملک اخضر شاخسار کو دیکھکر مثل شیر غضبناک چلا جاتے ہی گولہ مارا
جن ساحرون نے بدیع الزمان اور قاسم کو گھیرا تھا انکے سر اڑ گئے شیرانہ بیباکانہ لڑنے لگا امیر نے
عمرو سے کہا اس نقابدار عالیمقدار سے مین ممنون ہون جا بجا اسنے مدد کی ہی اسوقت جاکر اسکو بچاؤن
یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

لی تیغ صمصام و قمقام نام	امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد	لگے تیغ عقرب لگے ذوالحجام	بن کافران از جہان پاک کرد

نعرہ کرکے لشکر کفار پر جا پڑے نقابدار انتہا کا زخمی ہو چکا تھا
عیار نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو حالت زخمداری مین حال نقابدار کا کھلجائے فوراً نقابدار کو ہوادار
پر ڈالا سردارون کو آواز دی جملہ سردار زخمدار پریشان لڑتے ہوئے قریب ہوادار کے آئے عیار
نے کہا صاحبقران زمان آ گئے اب اطمینان ہی کہ ان شیران دشت نبرد کو کون قتل کر سکیگا اب
اپنے آقا کو نکال لیچلو سب سردارون نے اپنے آقا کے ہوادار کو گھیر لیا لڑتے بھڑتے ایک طرف
نکلگئے کفار نے چاہا روکین نہ ہو سکا سرداران جانباز نے اپنی جان دی مگر اپنے آقا کو نکال لیگئے
صاحبقران لڑتے ہوئے اول قریب قاسم و بدیع پہونچے دونون کو گھڑکا فرمایا یہ کیا حرکت ہی آپسمین
لڑنا کیسا دونون شیر جدا ہوئے کہا ارے کمبختو آپسمین لڑکر دشمن کو زور دیتے ہو ان دونون کو الگ کرکے
پھر بڑھے قریب ایرج و نور الدہر پہونچے انکو بھی الگ کیا ایرج نے دست بستہ عرض کی حضور
جانتے ہین مین ہمیشہ طرح دیتا ہون نور الدہر نے بھی عرض کی غصے مین دونون کی آنکھون سے
آنسو جاری ہین صاحبقران کو یا تو غصہ تھا کہ آج ان دونون کو سزا دون روتے ہوئے جو دیکھا
غصہ اتر گیا شاخسار ساحرون کو ترغیب دے رہی ہی کہ یارو طلسم کشا کو پکڑلو تمام ساحرون کا
صاحبقران پر بلوہ ہوا ایرج و نور الدہر و بدیع و قاسم کے ساتھ جو جادوگرنیان ہین ان سبھون
نے ملکے ہلا دیے صاحبقران دمبدم فرماتے ہین ای فرزندو اپنے ساتھ والون کو منع کرو کہ کیون
اسقدر کوشش کرتے ہین ہم تو موجود ہون اس ساحرہ کا تو مین متلاشی تھا یہ وہی ساحرہ ہے
نہین معلوم اسنے قید اون کو کیا کیا سب قیدیون پر حاکم ہی اگر اسکو قتل کیا تو کیا تعجب ہی کہ ہمارے
یار وفادار گوکب نامدار سے ملاقات کی کوئی صورت نکلے لڑتے بڑھتے قریب شاخسار کے پہونچے
شاخسار نے جو صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا آگ برسا دی ہر طرف سے تلوارین گرنے لگین مگر
صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین سب سحر دفع ہو گیا اب ساحر اسیر متوجہ ہین کہ جس طرح بنے
شاخسار کو مارین ملک اخضر سبز پوش لڑا بھڑا وہ وہ سحر کیے ایک ایک سحر مین دو دو سو کو مارا
ایک طرف ملکہ زنار نے بھی خوب خوب سحر کیے ہزارون جادوگرون کو مارا صاحبقران سب کے
آگے بڑھے ہوئے قریب شاخسار کے پہونچے شاخسار نے جب امیر کو قریب پایا گھبرا کر تیغہ سحر مار دیا

امیر نے اسم اعظم پڑھ کر تیغۂ عقرب پر رو کا اپنا دار کیا شاخسار نے سر سحر کو اُٹھا دیا برق شمشیر
گری سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے سر شاخسار کا زخمی ہوا اپنے کو گرا دیا تڑپکر اُٹھی بلند ہوئی آواز دی
یارو نکلو طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا تمام جادوگر باز داط دقرقرے بنکر اُڑے لاکھون جادوگر مرے
ملک اخضر کی خوب بن پڑی جو ساحر اُڑا اتنی سحر مارا ہزارون کو چیر کر پھینکدیا تھوڑے ہی عرصے
مین صحرا تمام پاک ہوگیا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ایرج دلنور الدہر دقاسم و بدیع انتہا کے
زخمی ہین ان چارون کو اُٹھوایا بارگاہ ہشامی استادہ ہوئی ان سب زخمیون کو لیکر بارگاہ مین آئے
سب کی زخمد وزی کی بعد کئی دن کے ان جوانون کو ہوش آیا مزاج درست ہوئے چالاک و
چست ہوئے اب جو لشکر ساحران کا شمار کیا مع ساحران بدیع دقاسم دایرج دلنور الدہر
سات لاکھ کا لشکر جمع ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ بدیع الزمان کے پاس لوح محفوظ ہی اس بات سے امیر کو
بہت خوشی ہوئی ملکہ زنار نے عرض کی اب حضور کو مناسب ہی کہ طرف کوہ عجائب وغرائب کے
چلیین کنیز کو اسکی خبر ہی کہ اُس کوہ کا حاکم بت خونریز ہی وہان بڑی لڑائیان پڑینگی تین دن امیر نے
اس صحرا مین مقام کیا چوتھے دن سات لاکھ ساحر تین لاکھ غیر ساحر لیکر اس کردفر سے طرف کوہ عجائب و
غرائب کے چلے لیکن شاخسار جادو جو شکست کھا کر بھاگی خدمت مین شاہان طلسم کے آئی
یہ دونون بچیا تخت پر بیٹھے ہین یہی صلاح ہو رہی ہی کہ نہین معلوم طلسم کشا پر کیا گذری کہ شاخسار آگر
پہونچی سب نے دیکھا زخمدار بیقرار سب ساحر شکست خوردہ زخم کھائے ہوئے انتہا کے گھبرائے ہوئے
شاہان طلسم نے گھبرا کر پوچھا ای شاخسار یہ کیا معرکہ گذرا شاخسار نے سب کیفیت بیان کی
کہ طلسم کشا ایرج دلنور الدہر و بدیع وقاسم کو پا گیا اب لشکر بیشمار کے ساتھ ہی مین اُسی کے
ہاتھ سے زخمی ہوئی ایک مین نے کار نمایان کیا کہ کوکب والاچین کو قید خانے سے نہین نکلنے دیا
قصر سیاہ مین قید پہونچا دی ایوان جادو جسکے پاس بارہ لاکھ فوج ہی قصر سیاہ کا حاکم ہے
سرکار کا بہت بڑا ناظم ہی وہ بڑی حفاظت کریگا اُس قصر تک پہونچنا حمزہ کا بہت دشوار ہی ایوان
کسی بات مین قصور نہ کریگا مین بھی وہین چلی تھی راہ مین طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا کنیز زخمی ہو کر آئی
یہ ذکر تھا کہ چند ساحر آکر پہونچے عرض کی طلسم کشا لشکر گران سے طرف کوہ عجائب وغرائب کے گیا
لاکھون ساحر ساتھ ہین یہ بھی عرض کرتے ہین کہ چار سردار یعنے فرزندان نامدار حمزہ کے ساتھ ہو گئے
بدیع الزمان کے پاس لوح محفوظ ہی اُسپر بھی سحر تاثیر نہین کرتا جو مناسب ہو وہ انتظام کیجیے یہ سنکر
شاہان طلسم گھبرا گئے سردارون نے عرض کی حضور کوہ عجائب وغرائب تک پہونچنا بہت دشوار ہے
بہت خونریز قیامتین برپا کریگا یہ سُنکر دونون بادشاہ کھڑے ہو گئے کہا ملکہ مہران آسمان سیر کو
بُلاؤ یہ ذکر تھا کہ ملکہ مہران آسمان سیر تخت پر سوار بارہ لاکھ ساحر پشت پر مہران نے آکر سلام کیا
واضح رہے کہ ملکہ مہران آسمان سیر سحر العجائب کی زوجہ ہی یہ ہنگامہ سُنکر قصر بلند لقمان سے
کوچ کر کے آئی سحر العجائب نے کہا ای ملکہ عالم تمنے سُنا طلسم کشا طرف کوہ عجائب وغرائب
کے گیا لشکر ساحرون کا بہت ساتھ ہی تمہارے نام حکم ہوتا ہی کہ جا کر اپنے قصر فیروزہ نگار کے پہلو
مین لشکر لیکر اُترو اُس طرف سے لشکر طلسم کشا گذریگا ای شہنشاہ اقلیم حسن وخوبی وای رنگ و بوے

گل حدیقۂ محبوبی جب لشکر صاحبقران کا قریب صحراے فیروزہ نگار پہونچے عقل سے رو کشنا شاہان
در ہند کو نامہ لکھو کہ حمزہ دہان سے بڑھ نہ سکین مہران آسمان سپر نے عرض کی ای شہنشاہ ایک طلسم کشا
کیا اگر ہزار طلسم کشا ہونگے تو بھی نہ جا سکینگے مین ابھی جاتی ہون یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی لشکر کو لیکر چلی
شاہان طلسم نے یہ بھی کہدیا کہ لشکر ساحران پے در پے پہونچیگا مین نے بھی شاہان در ہند کو نامے لکھے ہین
ہر ایک کا یہی جواب ہی کہ ہم حاضر ہوتے ہین مہران آسمان سپر بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر ساتھ تھا
راہ سے چار لاکھ ساحرون کا لشکر اور لیا جس راہ سے گذری تعلقہ دار ناظم و راجہ باوجود مقام کے ساتھ لیے
برابر قصر فیروزہ نگار کے آکر پہونچی بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی لشکر بے انتہا آکر اُسی مقام پر اُترا
صاحبقران زمان جو کوچ کرکے چلے تین لاکھ غیر ساحر کو لیے ہوئے آگے بڑھے ہوئے آتے ہین
ملک اخضر سے کہدیا کہ تم لشکر ساحران عقب سے لیکر آؤ اسکا ہمیشہ خیال رہے کہ اگر کوئی غیر ساحر
ہمارے مقابلے مین آئے تو تم دخل نہ دینا تماشا بھی دیکھنے نہ آنا ملک اخضر لشکر ساحران کو جمائے ہوئے
یہ کیفیت آتا ہی صاحبقران دو کوس بڑھے ہین کہ صحراے گرد اُڑی لیکن اسقدر گرد اُڑی کہ روے
آفتاب چھپ گیا لشکر مین اندھیرا ہوا صاحبقران اشقر کو بڑھا کر دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا ایک پہلوان رستم خصال سہراب جلال گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ سوار و پیدل فوج کے
دل کے دل نیزہ ہاتھ مین دریاے آہن مین غوطہ زن پہلوان پرفن آگے بڑھا ہوا ایک عیار
بانہاے عیاری سے آراستہ لشکر صاحبقران کو وہ پہلوان دیکھکر کا عیار سے کہا ای مہتر خبر تو لے
یہ کسکا لشکر ہی عیار گیا خبر لیکر آیا عرض کی کہ یہ لشکر طلسم کشا ہی منہاج گرہ پیشانی نے حکم دیا کہ لشکر
اُتارو ہم انہین کی تلاش مین نکلے تھے لشکر اُتر پڑا صاحبقران نے بھی اپنے لشکر کو روکا یہ دونون
لشکر مقابلے مین اُترے منہاج گرہ پیشانی اکڑتا ہوا داخل بارگاہ ہوا سریع السیر یعنی اسکے عیار نے
کہا ای شہنشاہ پہلوانان اگر حکم ہو تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن منہاج نے کہا کیا ضرورت ہی مین سب کو
گرفتار کرلونگا عیار نے کہا حضور عمرو کو اپنی عیاری پر بڑا دعوی ہی نام اپنا شہنشاہ عیاران رکھا ہی
ورا اُسکو بھی ثابت ہو کہ عیار ایسے ہوتے ہین منہاج نے ہرچند روکا سریع السیر نے نہ مانا
بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش عمرو بن امیہ ضمری مین چلا جب لشکر اُتر چکا تو عمرو نے کہا
یہ پہلوان جو آیا ہی موسوم بہ منہاج گرہ پیشانی بڑا مغرور ہی عیار اسکا سریع السیر نہایت
طرار و فرار مکار و غدار پانچ ہزار پیکچون کا حاکم ہی یہ بھی خبر ملی کہ بہت بل کر رہا ہی ذرا جاکر اُنکی
خبر لون بلکہ گرفتار کرون یہ کہکر خواجہ چلے صحرا مین آئے دیکھ رہے ہین کہ طرف سے لشکر منہاج
گے زنگ کی آواز آئی خواجہ نے دیکھا ایک عیار قنطورہ ہاے زربفتی سے آراستہ چلا آتا ہی
خواجہ نے طریقے سے پہچانا کہ یہی مہتر سریع السیر ہو کنارے چھپ گئے سریع السیر تو جا کر لشکر امیر
مین پھرنے لگا خواجہ عمرو کو ڈھونڈھا کہین نہ پایا دل مین کہتا ہی شرم کی بات ہی خالی ہاتھ پلٹ کر جاؤن
صاحبقران کو لیجاؤن یہ سوچ کر اس فکر مین پھرنے لگا کہ رات ہو تو صاحبقران کو چرا دن لیکر خدمت مین
اپنے آقا کے جاؤن مگر خواجہ جو لشکر مین منہاج کے پہونچے یہ تو خوب یقین ہی کہ سریع السیر میرے
لشکر مین گیا ہی اُسکی شکل بنکر لشکر مین آئے بازارون کو دیکھتے بھالتے جاتے ہین جو ساحر ملا کہا

ہوشیار رہنا سب کو ہوشیار کرتے ہوئے دربارگاہ منہاج پر پہونچے سب شاگردون کو حکم دیا کہ بازار مین جاکر ٹھہرو اگر کوئی شخص میری شکل آئے گرفتار کرلینا لاکہ چیخے پیٹے نہ ماننا عمرو میری صورت بنکر آئیگا مین خبر پاچکا ہون عیار ادھر گئے آپ اندر بارگاہ کے پہونچے منہاج نے کہا کیون مہتر صاحب کیا کیا خواجہ نے کہا حضور سب پتہ لگا آیا ہون کل عمرو کو پکڑ لونگا بڑی عیاری عمرو کی یہ ہی کہ علم موسیقی مین بڑا دخل رکھتا ہی ساقی گری کرنے مین بیہوشی ملاکر سب کو بیہوش کرتے ہین میرا ارادہ ہی کہ مین بھی آپ کے سامنے گاؤن ساقی گری بھی کرون منہاج نے کہا خوشی تمھاری عیار نے کہا آپ آگاہ بھی ہو جائیے کہ جب عمرو ایسی باتین کرے اُسکو پہچان لیجیے کلید میخانہ لی میخانے مین جاکر شراب مین بیہوشی ملائی کئی سو گلابیان لیکر محفل مین آئے شراب کو حکم دیدیا کہ سب لیجاوین آج ہم ساقی ہوے کوئی باقی نہ رہے ملازم فوج کے شراب اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے کوئی پتلہ لیگیا کسی نے گلابی اُٹھائی باہر جاکر پینے لگے ہنگامہ گرم ہوا یہان خواجہ نے کئی سو گلابیان لاکر دربار مین پیش کین منہاج گرہ پیشانی خوش بیٹھا ہی کہ رہا ہی حقیقت مین میرا عیار نقل کو اصل کرکے دکھا رہا ہی خواجہ عمرو نے اول جام بھر کے گھنگرو پاؤن مین باندھے منہاج سے آنکھ ملاکر یہ غزل شروع کی

نظم

مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین
ملنے ملگینگے ارض و سما ایک آہ مین
کیونکر بچیگا خرمن صبر اپنا دیکھیے
پھرتی ہی کوہ طور کی بجلی نگاہ مین
اک دم کے دم بچاؤ تو کچھ اور لطف ہو
ملجائینگے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
مشکل نہین ہی جان ہزار دینے بن پڑی
باتین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین
کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ہر روز کون کہتا ہی آنے کیواسطے
ہی قہر کی تڑپ تری برق نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچالے خدا تجھے
بسمل کا رقص دیکھ تو لو قتل گاہ مین
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ
ہی لطف ای صفیر تو اُسکے پناہ مین
چھپتا نہین ہی کوئی تمھاری نگاہ مین
ظالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہی تو
ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر نہین ای جان دیکھکر
دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
لازم ہی جستجو سے نہون ہم بھی دست کش
قصہ تمام ہی تری ترچھی نگاہ مین

اس رنگ سے خواجہ یہ غزل گاتے منہاج تڑپنے لگا کہتا تھا کہ ای سریع السیر تو نے کمال کیا عمرو کا رنگ دکھاویا جو مین سنتا تھا وہ آنکھو سے دیکھا عمرو نے جام دیا منہاج پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا سارے اہالیان محفل کو شراب پلائی تھوڑی دیر مین جرگی بیزار ہونے لگی بھائی کو بھائی جان جہان کہتا ہی باپ کو بیٹا گھور رہا ہی بعض یہ کہکر اُٹھے ہم اس محفل مین نہ بیٹھینگے دوسرے نے پوچھا کیا خطا ہوئی کہا اس صحبت مین سب پاجی بیٹھے ہین ہم شریف ہین اپنے گھر جاتے ہین جب محفل مین یہ ہنگامہ ہوا منہاج خفا ہوکر اُٹھا کہ تم سب نے میری صحبت کو بازار بنایا ہی اُٹھتے ہی لڑکھڑا کر گرا بارگاہ والے بھی اُٹھے مصاحب رفیق و شفیق خدمتگار جب سب بیہوش ہوئے خواجہ نے سب بارگاہ کا اسباب لیا منہاج کو بندر والا بناکر بٹھادیا منہاج کا بھائی سیراج کوہ پیکر اُسکو بندر بنایا ساری محفل کو اپنے طور سے آراستہ کرکے خواجہ نے سب مال لیا گٹھا کاندھے پر رکھکے چلے مہتر سریع السیر جو لشکر صاحبقران مین گیا تھا پھرتے پھرتے پشت بارگاہ صاحبقران پر پہونچا نقب کھودی بارگاہ مین مہرہ نقب کا توڑا باہر نکلا صاحبقران کو سوتے ہوئے دیکھا دارو بیہوشی نکالی صاحبقران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا نقب سے نکلکر طرف صحرا کے چلا جنگل مین پہونچا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے بھی آواز زنگ سنکر

خواجہ نے آواز دی کون آتا ہی سریع السیر نے پکارا تو کون ہی عمرو نے پکار کر کہا الشکر منہاج مین گئے اسباب لوٹ کر لائے ہمارے آقا کا حکم نہین ورنہ سر بھی کاٹ لیتے سریع السیر نے بھی پکار کے کہا او ساربان زادے مین صاحبقران کو خیرالاباد کہہ یہ کام کیا یہ سُنکر عمرو بیقرار ہو گیا کہا او سریع السیر مین تجکو جانے نہ دونگا بہتر اسی مین ہی کہ پشتارہ رکھدے سریع السیر نے کہا یہ پشتارہ سامنے منہاج کے جائیگا عمرو نے کہا کیا مجال یہ فرما کر نیمچہ کھینچکر جا پڑے سریع السیر نے پشتارہ زمین پر رکھا خواجہ نے مال زنبیل مین رکھ لیا سریع السیر سے لڑنے لگا صحرا کا سناٹا خواجہ چاہتے ہین کہ پشتارہ قبضے مین کرون سریع السیر چاہتا ہی کہ عمرو کو مار کر نکلجاؤن پشتارہ سامنے منہاج کے پہونچاؤن عمرو نے خیال کرکے دیکھا سریع السیر بلاے روزگار ہی چوٹ نہین کھاتا بیٹھکر الٹ کا ہاتھ مارا سریع السیر نے جست کرکے اپنے کو بچایا جواب مین سریع السیر نے بھی اُسی طرح بیٹھکر ہاتھ مارا عمرو نے جست کی شاخ نخل سر پر لگی ارے کہکر گرا سر مین بھی چوٹ لگی سریع السیر نے دوڑکر بیہوشی پھینکی خواجہ بیہوش ہو گئے سریع السیر نے مشکین باندھین درخت سے باندھ دیا اب خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ نے آنکھین کھولکر اپنے کو اس حال مین دیکھا منتین کرنے لگے کہ ای مہتر تجھ ایسا عیار میری نگاہ سے نہین گذرا سریع السیر خوب ہنسا کہا او ساربان زادے مین ان باتون کو کب مانتا ہون تیرا سر کاٹ لیجاؤنگا خواجہ ہرچند عذر کرتے ہین کہ ہم شاگرد ہوتے ہین مال بھی لے لے مجھے چھوڑ دے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی سریع السیر نے تلوار نیام سے نکالی سنگ چٹانے لگا چاہتا ہی عمرو کا سر کاٹون عمرو دلبک رہا ہی دعائین مانگ رہا ہی ای رب بےنیاز و ای خالق کارساز وقت مدد ہی تیرے حکم سے سب بلا ردہی

نظم

فی الحقیقت خانۂ دنیا سرای محنت است — معدن رنج و غم و آلام و کان آفت است
طالبان ذات حق را فقر و فاقہ دولت است — خاکساران خدا را خاکساری عزت است
حب دنیا وحشت است و نخوت است و غفلت است — زحمت است و ذلت است و حسرت است و حیرت است
دان غنیمت ہر قدر از مرگ حاصل فرصت است — زانکہ این وقت ست اندک وقت و اندک مدت است
بر سر استادہ است در دنیاے دون پیک اجل — آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقت رحلت است
ہر چہ ہست اندر کف امروز حق دیگر است — مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت است
قوتش ناقوتی و طاقتش ناطاقتی — فرحتش غمگینی و عزت سراپا ذلت است
ہند یا ہرگز منال اندر غم مال و منال — زانکہ در دنیا مآل مال داغ حسرت است

اس طرح بلکر جو عمرو نے دعا کی ستارۂ سحری چمک چکا ہی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک لقا بدار تاجدار بادلہ پوش تین لاکھ فوج سے تخت پر سوار بڑے کروفر سے آتا ہی عمرو کو جو بندھے ہوئے دیکھا گھوڑے پر سوار ہوکر قریب آیا نیزہ سینے پر سریع السیر کے رکھدیا کہا خبردار کیا کرتا ہی یہ شہنشاہ عیاران ہی تیرے قبضے مین کیونکر آیا خبردار کیون عمرو کو قتل کرتا ہی عمرو نے کیا خطا کی عمرو نے رورو بیان کیا کہ میرے آقا کو لیے جاتا ہی مین اُسکی محفل کا مال لوٹ لایا لقا بدار نے کہا ہم انصاف کرتے ہین کہ تم امیر کو لیجاؤ مال تم لیجاؤ عمرو چیخا کہ او نامنصف یہ کیا انصاف کرتا ہی کجا صاحبقران زمان

کیا مجال بحقیقت نقابدار نے کہا کہ بس چپ رہو سریع السیر سے کہا پشتارہ بیجا عمرو کی مشکین کاٹ دین کہا اپنے لشکر کو جاؤ عمرو نے قصد کیا کہ سریع السیر کا پیچھا کرون نقابدار نے نہ جانے دیا جب سریع السیر نظرون سے مخفی ہوا تب نقابدار تخت پر سوار ہوا اُسی زور و شور سے طرف صحرا کے چلا گیا عمرو دوڑا سریع السیر جا چکا دیکھا وہ اپنے عیارون مین پہونچا عیارون نے اُستاد کو گھیر لیا عمرو روتا پیٹتا اپنے لشکر مین آیا بہرام وغیرہ سب سردار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین ہرکارون کو حکم دیا ہی کہ جاکر دیکھو صاحبقران کو کون لے گیا کہ دیکھا خواجہ عمرو آگئے بہرام نے کہا خواجہ غضب ہوا صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو نے کہا کہ مجکو معلوم ہوا لیکن ایک نقابدار مغلوک نے عجب انصاف کیا اور مرد مسلمان تھا انشاء اللہ صاحبقران کو لاؤنگا اسوقت تو مجسے کچھ نہ بن پڑا عمرو نے بدیع الزمان وغیرہ سے کہا لشکر اُتارو مین صاحبقران کو لے آؤنگا ایرج و نورالدہر بگڑے ہوئے ہین کہ ہم ابھی جائینگے عمرو نے سب کو روکا سب ٹھہر گئے کچھ قلیل دن باقی تھا کہ عمرو صورت بدلکر چلا لشکر کفار مین آکر دیکھا کہ ایک خیمے مین امیر کو قید کیا ہی کئی سو پلیچے گرد بیٹھے ہین کیا مجال جو کوئی قریب جانے پائے عمرو حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی کوئی صورت قریب جانے کی نہ پائی رات تک عمرو ٹھہرا عیارون کے مجمع بڑھتے جاتے ہین دو پہر رات گئے پھر گیا جا کے عجب ہنگامہ دیکھا کہ چالیس عیار بیہوش پڑے ہین ایک نقابدار سیاہ پوش سب کو قتل کر رہا ہی عمرو حیران کہ یہ کون بزرگ ہین جو دشمنون کو قتل کر رہے ہین دیکھون انجام کیا ہو عمرو الگ سے دیکھا کیا وہ سیاہ پوش عیارون کو قتل کر کے پردہ اُٹھا کر اندر خیمہ قیدخانے کے گیا صاحبقران زمان سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین ہتھکڑیان بیڑیان بھاری پہنے ہوئے امیر نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین سراپا خوب معشوق خوش اسلوب دیکھکر بیقرار ہوگئے اُس نازنین نے کہا ای شہریار مین منہاج کی بیٹی ہون آپ کو دیکھکر مائل ہوئی واسطے رہائی کے آئی شکر ہی عیارون کو قتل کیا آپ تک پہونچی ہاتھ اُٹھائیے مین نیچے سے ہتھکڑی کاٹ دون امیر نے فرمایا اگر وقت رہائی آگیا رہا ہو جاینگے اگر وقت رہائی نہین ہی کوئی نہین چھڑا سکتا یہ کہکے ہلکارا قید ٹوٹی نعلون سے خون بہنے لگا یہ حالت دیکھکر ملکہ آہوے دشت نشین ڈوپٹے سے خون پونچھنے لگین عمرو الگ سے یہ معرکہ دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران خیمے سے نکلے وہ نقابدار پیچھے پیچھے چہرہ چھپائے ہوئے قضائے کار سریع السیر عیارون کو لیے ہوئے پھرتا ہوا آتا ہی اُسنے صاحبقران کو جو دیکھا جھٹ کر مینوش کوتوال کو خبر کی کہ صاحبقران رہا ہوگئے تم روکو مینوش چار سو جوانون سے آپڑا صاحبقران نے ایک جوان کو مار کر گھوڑا لیا تلوار بھی لی نازنین کو گھوڑے پر سوار کیا آپ پیدل مینوش سے لڑنے لگے کئی سو سوار مارے مینوش نے پلٹ کر سریع السیر سے کہا کہ جا کر منہاج گرہ پیشانی سے خبر کرو ہمارے تمہارے روکے نہ رکینگے سریع السیر نے لشکر مین غل مچایا ہر طرف سے لوگ دوڑے صاحبقران کو گھیر لیا سریع السیر نے منہاج گرہ پیشانی سے خبر کی منہاج سوار ہو کر چلا اسنے جو نعرہ کیا سب فوج تیار ہوئی عمرو نے جو یہ نمود صاحبقران پر دیکھا وہ بھاگ کر لشکر مین پہونچا بدیع و قاسم کو خبر کی سنتے ہی یہ دونون شیر فورًا سوار ہوئے نورالدہر و ایرج بھی خبر سنکر

اپنے اپنے خیمون سے نکلے لپٹ تہاے مرکب پر سوار ہو کر لشکر کفار پر جا پڑے پہلے بدیع و قاسم کا نعرہ ہوا
پھر ایرج و نور الدہر پہونچے جس سردار نے سنا دہ چلا دیوانہ بن قندس اشقر لیکر پہونچا چوبدست
کاندھے پر یہی کہتا ہوا چلا جو کوئی ہمکو روکیگا سمجھا جائیگا چوبدست ہلاتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا کہا
یا امیر گھوڑے پر سوار ہو جیسے صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے تیغہ عقرب قبضے مین آیا اب تو
صاحبقران جا پڑے بہرام بھی نعرہ کرتا ہوا پہونچا منہاج گرہ پیشانی نے جوان سردارون کو دیکھا
کہ ایک جوان شیرانہ لڑتا ہوا آتا ہی جس غول پر گرا صفون کو درہم و برہم کر دیا کئی سو پہلوان امیر کے
ہاتھ سے مارے گئے حیران ہی کہ صاحبقران خوب جمے ہوئے لڑ رہے ہین یہ باتین دل سے کرتا ہوا قریب
صاحبقران کے پہونچا للکارا کہ او حمزہ تو نے سراسر وعدے کے خلاف کیا قید مردان عالم کیون جسم سے
دور کی امیر نے فرمایا او نامرد تیرا عیار مجکو گرفتار کرکے لایا اگر تو نے مردی زیر کیا ہوتا تو البتہ قید کا
دور کرنا خلاف تھا منہاج نے کہا اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤگے یہ کہکے قریب آیا ساتھ والون پر
تاکید کی کہ حمزہ کو گھیر کر مار لو چہار طرف سے کفار نے گھیرا امیر لڑ رہے ہین کہ ایک طرف سے شاہزادہ
بدیع الزمان تلوار لیے ہوئے پہونچے منہاج پر جا پڑے جیسے ہی انکا گھوڑا قریب پہونچا منہاج نے
جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا سر بدیع الزمان کا زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون امیر بیقرار ہو گئے اشقر
کو بڑھا دیا فرمایا او نامرد کیا کرتا ہی زخمی پہ ہاتھ نہ اٹھانا اُسنے صاحبقران پر وار کیا امیر نے
تلوار پر روکا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی امیر نے وار کو رد کرکے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا
منہاج نے سپر کو اٹھایا تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار سر پر گری خود کو کاٹکر تلوار تا دو ابرو
پہونچی منہاج نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا تڑپ کے وہ تیغہ مرکب کی گردن پر پڑا مرکب منہاج
کا مارا گیا منہاج زمین پر گرا اُس وقت امیر نے چاہا منہاج کو پامال کرون یا گھوڑے سے کودکر
مشکین باندھ لون منہاج نے ایک چیخ ماری کہ یارو ہمکو آکر بچاؤ فوج والے ٹوٹ پڑے سینے
اپنے سپر کر دیے اپنی جانین دے رہے ہین اپنے آقا کو بچاتے ہین آخر بمشکل منہاج کو بچایا سریع السیر
نے کہا طبل امان بجوادو اُسی وقت طبل امان پر چوب پڑی لشکر علحدہ ہوئے منہاج جب اپنی بارگاہ
مین آیا سریع السیر نے پوچھا ای شہریار یہ حال نہ کھلا کہ صاحبقران کو کسنے رہا کیا مین نے صرف
اتنا دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش پشت پر تھا نہین معلوم وہ کون تھا منہاج نے کہا مین بھی نہین
سمجھا جب اسکی زخم وزری ہوئی محل مین آیا دیکھا انیسین جلیسین دائیان دداین آہوے دشت نشین
کی رو رہی ہین منہاج نے کہا ارے خیر تو ہی سب نے کہا ملکہ آہوے دشت نشین کا پتہ نہین ان
کو سیاہ کپڑے پہنے یہ کہکر نکلین کہ اپنے باغ مین جاتی ہون ہم باغ مین بھی گئے وہان بھی اُس
گل بوستان شاہی کو نہ پایا منہاج یہ خبر وحشت اثر سنکر باہر آیا چپکے سے سریع السیر کے کان مین
کہا ملکہ آہوے دشت نشین کا پتہ نہین کنیزین کہتی ہین رات کو سیاہ لباس پہنکر نکلین اُسوقت
سے پلٹکر نہین آئین کیون ای سریع السیر تو نے جو دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش صاحبقران
کی پشت پر تھا کہین وہ ہی بدنصیب تو نہین پہونچی حمزہ کا حسن تو ایسا ہی کہ اکثر شاہزادیان اُنپر
مائل ہوئین تیغ ابرو کی گھائل ہوئین یہ تو مین نے بھی دیکھا کہ حمزہ کو نقابدار سیاہ پوش کا بڑا اقبال تھا

اگر زخم کھائے لیکن نقابدار کو بچاتے تھے جس طرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہی آپ پیدل رہے نقابدار کو
سوار کر لیا سریع السیر نے کہا حضور نے بہت بڑی بات فرمائی حقیقت مین کچھ تعجب نہین ہی کہ وہ
ملکہ ہو غلام جاکر دریافت کرتا ہی یہ کہکر سریع السیر چلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر صاحبقران مین آیا
امیر جب لڑائی سے پلٹے بہرام سے فرمایا ایک بارگاہ الگ استادکرو چند چوبداریان ترکنین حبشین چند
کنیزین ملکن کرو بہرام انتظام کرنے گئے امیر نے ملکہ کو بارگاہ مین داخل کیا اتنے عرصے مین کنیزین بھی
پہونچگئین اب سب کو معلوم ہوا کہ ملکہ آہوے دشت نشین دختر منہاج گرہ پیشانی امیر کے
ساتھ نکل آئین سریع السیر پھرتا ہوا اس طرف آیا نئی بارگاہ دیکھکر کر ایک بقال سے پوچھا یہ بارگاہ
کسکے واسطے استادہ ہوئی ہی بقال نے کہا ہم نہین جانتے کسکی مجال ہی کہ ناموس صاحبقران زبان کا
نام لے سریع السیر کھڑا رہا گلاب نامے ایک کنیز کسی کام کو نکلی سریع السیر نے اُسکو بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا ملکہ نے پوچھا ارے گلاب کہان گئی تھی سریع السیر نے عرض کی اے
ملکہ عالم مین باہر گئی تھی خبر سُنی میان منہاج جو شکست کھاکے گئے سُنا بیٹی غائب ہوگئی بیٹھے رو رہے ہین
آج صاحبقران زمان سویرے سے تشریف لائینگے آپ نے کچھ سامان نہ کیا مین کچھ عرض کرونگی ذرا
کنارے چلیے مین نے کچھ خبر پائی ہی عرض کرو دن ہم سب آج رات کو جاگتے رہینگے مین نے خبر سُنی ہی
کہ ایک عیار فکر مین نکلا ہی ہوشیار رہنا چاہیے صاحبقران تشریف لائینگے اُنسے بھی اطلاع کرونگی
ملکہ یہ خبر وحشت اثر سُنکر گھبرا گئی تخلیے مین آئین عیار نے کہا مین نے سریع السیر کو دیکھا تھا عجب عیار
بنا پھر رہا تھا حضور دو انگلیان مسی کی لگائیے گلوری کھائیے آپ کا چہرہ اُداس ہو رہا ہی یہ کہکر
گلوری کھلائی گلوری کھاتے ہی ملکہ بیہوش ہوئین سریع السیر نے پشتارہ باندھا پشت پر آکے سراچہ
چاک کیا دیکھا اُدھر سناٹا ہی پشتارہ لے بھاگا یہ تو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی خواجہ عمرو جو خدمت
صاحبقران مین آئے امیر نے کہا خواجہ تمنے سُنا کہ برق فرنگی نے خبر دی ہی کہ سریع السیر
برائے گرفتاری ملکہ آیا ہی ذرا خبر لینا عمرو یہ سُنکر باہر نکلا ایک خیمے کی آڑ مین دیکھا ایک کنیز
بیہوش پڑی ہی عمرو نے کہا غضب ہوا اُسکو ہوشیار کیا اب معلوم ہوا کہ گلاب کنیز ملکہ کی ہی پوچھا
ارے گلاب تو یہان کہان آئی گلاب نے کہا حضور مین ایک کام کو نکلی تھی ایک ضعیفہ نے مجھکو
بیہوش کیا عمرو نے گھبراکر کہا غضب ہوا سریع السیر اندر پہونچگیا در خیمے پر آیا وہان بھی بد انتظامی
دیکھی اندر جاکر کنیزون سے پوچھا ملکہ کہان ہین کہا گلاب سے باتین کرتی ہوئی تخلیے مین گئی ہین عمرو
نے وہان آکر پشتارہ باندھنے کا نشان پایا سراچہ چاک دیکھا باہر نکلا آکر صاحبقران سے عرض کی
عیار ملکہ کو لیگیا امیر نے فرمایا بڑے شرم کی بات ہی خاص دربار مین ملکہ کو بُلائیگا مین ابھی جاتا ہون
یا جان دونگا یا ناموس کو لاؤنگا عمرو نے کہا جب تک مین پلٹکر نہ آؤن حضور تکلیف نہ کرین ملک اخضر وغیرہ
نے عرض کی غلامان جانباز جائین مقدمہ ناموس ہی کوئی دیکھنے نہ پائیگا امیر نے کہا یہ طریقہ جرأت
کے خلاف ہی غیر ساحرون پر ساحر کو بھیجنا ہم نہ منظور کرینگے برق سُنتے ہی بھاگا عمرو نے پلٹکر دیکھا
کہا دیکھیے برق گیا اب یہ جاکر عیاری کو خراب کریگا امیر نے کہا کہ خواجہ برق تو بڑی تیزی کرتا ہی
عمرو نے کہا عیاری کو خراب کرتا ہی مین نے ہزار مرتبہ منع کیا نہین مانتا امیر نے کہا خواجہ تم کیون

بیچ

رشتاب کرتے ہو برق جلد در کام کرے گا خواجہ عمرو بھی بیزار ہو کر نکلے کنارے پر لشکر کے سریع السیر پہونچا تھا کہ شاگردون نے کہا کیا کام کیا کہا ملکہ کو لایا شاگردون نے چہار جانب سے گھیر لیا تھا تھا ہوا سریع السیر چلا کہ سامنے سے دیکھا شعلہ جوالہ اسکا ایک شاگرد ہی دوڑا ہوا سامنے سے آیا کہا اُستاد کیا کام کیا پشتارہ مجھے دیجیے عیاران اسلام آ گئے تلوار چلنے لگی ہین ملکہ کو جا کر کہین چھپاؤن شعلہ جوالہ نے ایسی گرما گرم باتین کین کہ سریع السیر نے گھبرا کر پشتارہ دیا جب پشتارہ دیچکا تو پوچھا کیون شعلہ جوالہ پشتارہ کہان لیجائیگا شعلۂ جوالہ دور جا کر کھڑا ہوا اور پکر جواب دیا شعلۂ جوالہ کوئی اور ہوگا مین تو مہتر برق فرنگی جوان پکر لگی ہون یہ کہکر بھاگا سریع السیر نے کہا ارے لینا جانے نہ پائے سب شاگرد دوڑے جب برق فرنگی لشکر سے باہر نکلا شاگردان سریع السیر نے آواز دی ارے یارو لینا جانے نہ پائے برق نے نیمچہ کھینچا لیکن پریشان ہی کہ مین پر یار وہ سب یکبار جھپٹ چمکا کر پیچھے مار رہے ہین برق زخمی ہونے لگا پشتارہ دوش پر جست و خیز نہین کر سکتا کہ خواجہ عمرو آگے پہونچے دور سے دیکھا کہ برق پر پیچھے پڑ رہے ہین نیمچہ کھینچکر خواجہ بھی جا پڑے اب برق و خواجہ دو کس وہان عیارون کا تانتا بندھا ہوا ہی کئی سو بیکون نے آ کر گھیرا ہی عمرو و برق لڑ رہے ہین خواجہ چاہتے ہین ذرا پلک جھپکے مہلت پاؤن پشتارہ ملکہ کا لیکر زنبیل مین گھونسون مہلت نہین ملتی ہنگامہ جو ہوا منہاج گرہ پیشانی بارگاہ کے باہر نکل آیا پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی خدمتگارون نے عرض کی سریع السیر عیار آپ کا ملکہ عالم کا پشتارہ لایا تھا برق نے آ کر پشتارہ چھین لیا اب عمرو و برق کو عیارون نے گھیرا ہی تلوار چل رہی ہی یہ سُنکر منہاج سوار ہوا گینڈے کو بڑھا کر چلا اسکے پیچھے فوج بھی چلی بارہ ہزار سوار تیار ہو کر اسکے پیچھے ہو لیے خواجہ عمرو و برق عیارون کو برابر جواب دے رہے ہین عمرو نے تیس پچیس قتل کیے دس بارہ کو زخمی کیا کہ سامنے سے نعرہ ہوا انتم منہاج اوسارہان زادے خبردار او برق فرنگی پشتارہ ڈالدے ورنہ نیزے پر اُٹھا لونگا یہ کہا اور نیزہ ہاتھ مین لیکر چلا اب عمرو گھبرایا کہ اس پہلوان سے کیونکر جان بچیگی ایسا نہ ہو یہ آ کر نیزے پر اُٹھا لے ای خالق بے نیاز اس آفت سے بچا لے ایسا نہ ہو کہ پشتارہ چھن جائے تو غضب ہوگا ای مالک اے حاکم ای وارث مدد کر اس بلا کو رد کر تیرا بندہ بہت بیقرار ہی مجبور و لاچار ہی تو کریم کارساز و بے نیاز ہی نظم

بندہ ام پابند حرص و آز و غفلت الغیاث / بیکسم درماندہ در زندان حیرت الغیاث
نازل است از گردش گردون گردان بر سرم / تازہ غم تازہ مصیبت تازہ آفت الغیاث
دیدہ میگرید بسوزد درد دل شام و سحر / بر جگر خندہ ہمیشہ داغ فرقت الغیاث
رفت از جسم نحیفم قوت و تاب و توان / از تن ما طاقتم طاق است طاقت الغیاث
وقت لطف است اندرین موقع بعالم ای لطیف / موقع امداد و افضال و اعانت الغیاث
میکنند در بارگاہت ہر دم ای فریاد رس / اہل غم اہل مصیبت اہل نکمت الغیاث
دل نہ بندد ہندی اندر بندگی واحسرتا / نفس سستی میکند اندر عبادت الغیاث

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان واسطے شکار کے گئے تھے پلٹے ہوئے آتے تھے ہنگامہ جو سُنا پلٹ پڑے دیکھا خواجہ عمرو و برق گھرے ہوئے ہین منہاج نیزہ ہلاتا ہوا طرف خواجہ و برق کے جاتا ہی نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا او بیحیا خبردار

اُدھر نہ جانا مردان عالم سے آنکھہ چار کر ہمپروار گربہ کہلے اپنے گھوڑے کو بڑھایا فوج منہاج پر جا پڑے
انکے ساتھ سرداران تہمتن شبرنگ بن عمرو عیار قریب خواجہ کے پہونچا سریع السیر کو للکارا کہ اُو
نامرد ہمسے آکر مقابلہ کر سریع السیر شبرنگ پر جا پڑا آپسمین تیغچہ چلا عمرو نے پشت پر سے سریع السیر کو
تیغچہ مارا سر سریع السیر کا زخمی ہوا چیخ مار کر بھاگا وہان جب لشکر مین ہلڑ ہوا تھا ایرج نوجوان نے
سناکہ ملکہ کو عیار لیگیا داداجان پریشان کھڑے ہین الگ آکر مرکب پر سوار ہوئے سب کی نگاہ بچا کر
نکلگئے اسوقت آکر پہونچے دیکھا نورالدہر فوج منہاج سے لڑ رہے ہین برق کو تیغ مین لیا اب
چاہتے ہین کہ جاکر منہاج کو قتل کردین ایرج نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ ایرج + منم ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اگر تیغ کین بر کشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + او کشتی گیرزادے
منہاج پر ہاتھ نہ ڈالنا نورالدہر کو اور زیادہ غصہ آیا ہاتھ تلوار کا مار دیا منہاج زخمی ہو کر بھاگا
ایرج نے آواز دی کیون نورالدہر تمنے میرے سامنے بل کی لی شوکت دکھائی منہاج کو تمنے کیون
زخمی کیا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے روکگر ہاتھ مارا شانہ زخمی ہوا ایرج نے زخمی ہو کر نورالدہر
کو بھی زخمی کیا اہالیان فوج منہاج منہاج کو اُٹھا لیگئے فوج کفار نے دباؤ ڈالا عیار تو سب بھاگے
ملازمان نورالدہر نے عمرو و برق کو بیچ مین لیا ایرج و نورالدہر سے تلوار چل رہی ہے لشکر کفار کا
ہر طرف سے بلوہ ہے سرداران نامی نے جو دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ قتل ہوجائین چہار طرف سے کوشش
کر رہے ہین صدران ماہ منظر نے آواز دی ای شاہزادہ ایرج نوجوان آپسمین جنگ کیا
ضرور ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ صدران کو بھی کو مارا صدران کا بھی سر زخمی ہوا نورالدہر
نے فرمایا کیون ایرج تمھاری جہالت نہین جاتی لشکر کفار کا زور بڑھتا ہے ایرج زخمداری مین بھی
جھکے پڑتے ہین کہ نورالدہر پر ہاتھ ماردون سر کاٹ لون نورالدہر ہٹجاتے ہین فرماتے ہین بیٹا ایرج
ایسا نہ ہو کہ تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ ایرج جھلاکر بڑھتا ہے سردار بیچ مین آتے ہین عرض کرتے ہین
ای شہریار غصہ نہ فرمایے دیکھیے لشکر کفار زور ڈالتا ہے ایرج اُن سردارون کو زخمی کرتے ہین شاہزادہ
نورالدہر کو انتہا کا ناگوار ہے مگر ٹال دیتے ہین ایرج نوجوان کا غصے سے چہرہ سُرخ ہے یہی ملال ہے کہ
منہاج کو نورالدہر نے کیون زخمی کیا کہ سامنے سے دیکھا صاحبقران آتے ہین امیر نے دونون
جوانون کو زخمی دیکھا وہین سے نعرہ کرکے فرمایا ان نوجوانون کی چشمک نے لشکر مین ہلکہ ڈالدیا ہے
امیر کو دیکھکر ایرج طرف صحرا کے بھاگے نورالدہر نے بھی گھوڑا بھگایا امیر آکر فوج منہاج پر گرے
کئی سو جوان قتل کئے آخر لشکر کفار طبل امان بجوا کر پلٹا صاحبقران نے عمرو و برق کو ساتھ لیا لشکر مین
داخل ہوئے برق نے ملکہ کا پشتارہ محل مین پہونچایا صاحبقران کو بڑی خوشی حاصل ہوئی مگر منہاج
جو پلٹا روتا ہوا بارگاہ مین آیا سریع السیر بھی پہونچا دیکھا منہاج زخمدار بیٹھا ہے ٹانکے دیے جاتے ہین
منہاج نے کہا ای سریع السیر پسران حمزہ بھی سب بہادر ہین سریع السیر نے کہا حضور اس لڑائی
کے فتح کرنے کی ایک صورت ہے ملکہ مہران آسمان سپہر ساٹھ لاکھ لشکر سے برابر قصر فیروزہ نگار پر
اُتری ہین اُنکو ایک عرضی لکھیے وہانسے کوئی ساحر زبردست آئے تو علاج مسلمانون کا ہوجائے منہاج نے
اُسیوقت ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم غلام تو مقابلہ مسلمانان مین فروکش ہے بیٹی میری نکلگئی انتہا کا

بھی

زخمی ہوا ایسی ساحر کو روانہ کیجیے کہ مسلمانون سے مقابلہ کرے میری جان بچے یہ عرضی سر شتہ دار کو دیکر
ملکہ مہران آسمان سیر صحرا سے فیروزہ نگار مین فرد کش ہین ساٹھ لاکھ فوج ساحرون کی جابجا اُتری ہے
سحر تیار ہو رہے ہین بار بار مین اسکے شاہزادیون کا جماؤ کیے ہو جادوگرنیان بیٹھی ہین کہ شتر سوار لیکے عرضی
پیش کی ملکہ مہران نے مسکرا کر کہا ہمارے خراجگزار منہاج گرہ پیشانی نے حمزہ کو زک دی لیکن ان حرام
زادیون نے سارے طلسم مین ہنگامہ ڈالدیا جس طرف سنتی ہون یہی ذکر ہے دیکھو صاحبو مین حکم دیتی ہون
ایک ساحرہ یہان سے جائے جا کر حمزہ کو روکے جو صاحب جائین سمجھ کر جائین کہ اخضر جادو ایسا ساحر وہان
موجود ہے بی زنار بھی وہین ہین بی فیروزہ بھی ہو چکین لالہ عذار و بادرخسار شریک ہین ان صاحبون سے
بچین اور جمال بیمثال فرزندان حمزہ دیکھکر بیقرار نہ ہو جائین عشق زور نہ کرے آفتاب شعلہ مزاج
اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی لونڈی جاتی ہے اخضر وغیرہ کو دیکھ لونگی اس ناز سے آفتاب کو جھوسا
آئی مہران نے ہنسکر کہا بوا آفتاب تمھارا جمال تو قلب سوز ہے ہر ایک عارض باد عالم افروز ہے ذرا
حمزہ یا پسران حمزہ پر عاشق نہ ہو جانا اسوقت تم اس طور سے سامنے آئین ہی ٹھٹی دلھن بنی ہو کہیو عروسہ ا
دیکھیگا کیونکر عاشق نہ ہوگا پھر پسران حمزہ بانکے ترچھے صف شکن تیغزن پھسل نہ جانا آفتاب نے کہا
کہ واری آپ سب کو ایسا ہی جانتی ہین ہمسے کبھی ایسا فعل نہ ہوگا پسران حمزہ کی کیا حقیقت ہے مجھے کبھی
تصویر یوسف پر بھی نگاہ نہین ڈالی پھر کون نگوڑا انپر نگاہ ڈال سکتا ہے ہم انکی کیا حقیقت سمجھتے ہین ملکہ نے کہا
بوا بگڑو نہین تمکو ایسا غصہ آیا ذراسی بات پر بگڑتی ہو تم تو ہوا سے لڑتی ہو آفتاب نے کہا آپ نے
بات ہی ایسی کہی بی آہوے دشت نشین نکلگئین مرد کے واسطے بیقرار تھین صبر نہ ہو سکا ہم تو مرد کا
نام لینا عیب جانتے ہین آپکے جیٹھ خاص میان مصر الغرائب کیسے کیسے طالب رہے کنیزون کو ہزارون
روپے دیے میرے روبرو جب کبھی سوال کیا مین نے یہی جواب دیا کہ اپنا منھ تو بنواؤ جلوہ خور دلکا
روئے بابیہ آجتک وہ ہزارون روپیے اسی فکر مین مٹاتے ہین ملکہ مہران نے کہا اگر بھائی صاحب
کو منظور ہوتا اور انکے دل کو خواہش ہوتی تو تمھاری بھی مجال تھی کہ تم قبول نہ کرتین بادشاہ کی جورو
بنا سب چاہتے ہین انکا خیال شرط ہے بی آفتاب ایسی باتین زبان سے نہ نکالو اگر مجھسے وہ کہلا بھیجین
تو مین مشکین باندھکر بھیجدون چھوٹا منھ بڑی بات انکے پاس بڑی چکنی ہے کہ جو بھائی صاحب نے قصد کیا
انھون نے نہ مانا سر دربار اپنی آبرو بڑھاتی ہین بڑی باتین بناتی ہین اُنکے یہان کی لونڈیان تمسے
بہتر ہین آئینہ تو نہ نصیب ہوا ہوگا جسمین موت کے تو اپنی صورت دیکھی ہوگی بس لو جاؤ کنارے بیٹھو
مجھسے زبان نہ لڑاؤ شاہان طلسم نور افشان ایسے ہین ابھی جو انکے نوکر اشارہ کرین تو بھی کھو لگے
پڑ جائین سب کے سامنے باتین بناتی ہین ملکہ مہران نے جو غصے مین یہ کلمات کہے ملکہ آفتاب کا چہرہ
زرد ہوگیا کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا واری ذرا زبان سنبھالیے مین انکے خط دکھاؤن
آپ کو یقین نہین آتا میری بات جھوٹ نہ جانیے آپ کے سامنے مین کیا آبرو بڑھاؤنگی آپکے میان
نے بھی کئی مرتبہ کہا کہ بھائی صاحب ہمارے تمھارے واسطے بہت بیقرار ہین ملکہ مہران نے کہا
بس بوا زبان سنبھالو ایسا نہ ہو کہ سر محفل ذلیل ہو آپسمین تکرار ہونے لگی جب طول کلام ہوا مہران
نے کہا بوا آفتاب آج تمھاری شامت آئی ہے مشکین باندھکر خدمت مین بھائی صاحب کے بھیجدونگی

وہ تنبیہ ارسال اُنکو دا دینگے تب احوال معلوم ہوگا طلسم سے نکلوا دینگے مکان ضبط کرا لینگے طلسم مین رہنا دشوار ہوگا آفتاب نے کہا کہ مین کسی کی لونڈی ہون دبکر نہین رہونگی آج سے اس دربار کو بھی چھوڑا اب نہ حاضر ہونگی مہران نے جھلا کر کہا ہمکو معلوم ہوتا ہی یہ مسلمانون سے ملگئی اسکی مشکین باندھ لو ارے کوئی حاضر ہی مہران آسمان سیر نے جو یہ کہا کئی سو کنیزین کھڑی ہوگئین شہرت نامے ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے جوتی پانون سے اُتاری آفتاب نے ایک طمانچہ مارا شہرت کا سر اُڑ گیا اب تو سب کنیزین بلوہ کر کے چلین آفتاب نے گولہ مارا کئی سو کے سر پھٹگئے کنیزین جو مر کر گرین آفتاب نے چاہا کہ تڑپ کر نکلون مہران نے کہا ارے اس خونی کو روکو جو آگے بڑھا آفتاب نے سحر کیا بارگاہ مین دریاے خون جاری ہوا لاشے پھڑک رہے ہین مہران اپنے مقام سے اُٹھی آفتاب نے گرمی دکھائی بارگاہ مین اندھیرا ہوا مہران نے سحر کیا کہ آفتاب کی رنگت زرد ہوئی مثل بید کانپی مگر آفتاب نے جیداری کر کے سحر کو رد کیا ایک سحر ایسا کیا کہ مہران کے دو ٹکڑے ہوئے وہ دونون ٹکڑے آفتاب پر گرے ایک نے شانہ زخمی کیا دوسرے نے سر زخمی کیا پھر مہران سالم ہوگئی ایک دو ہتھڑ مارا آفتاب تھرا کے زمین پر گری سب کنیزین ٹوٹ پڑین اندر دے بلوے سے کے آفتاب کو پکڑ لیا زبان مین سوزن دیا ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق مسلسل کرکے سامنے مہران کے لائین مہران نے کہا کیون بی آفتاب اپنے کو کس حال مین پاتی ہو ہم شرط کہ دار پر کھینچون مجکو یقین کامل ہی کہ تمنے بی فیروزہ و زنار سے میل پیدا کیا ایک کنیز نے کہا اری بی زنار کی خانہ زاد یہی ہین انھون نے نامہ لکھا ہو تو عجب نہین آفتاب نے کہا اب ملے تجھے تو ملے ہین اور نہین ملے تھے تو ملے ہین اگر کوئی ہرکارہ لشکر اسلام کا اس دربار مین حاضر ہو تو جاکر خواجہ عمرو سے اطلاع کردے کہ ملکہ آفتاب نادیدہ آپ کے مذہب کی مطیع ہوئی بیخطا کنیز قتل ہوتی ہی آکر لونڈی کو بچایئے مہران نے کہا اُس نگوڑے ساربان زادے کی کیا مجال ہی کہ ہمارے لشکر مین قدم رکھے اتنی مدت سے ہمارا لشکر اُترا ہی ساربان زادہ کبھی نہ آیا آتا تو سزا پاتا لیجاؤ لیجا کر آفتاب کو قید کرو کل اسکو دار پر کھینچینگے سویرے سے میدان خونی کی تیاری ہو آفتاب کو قیدخانے مین سب کنیزین لیگئین نسیم نامے ایک جادوگرنی اُسکے سپرد کیا اسنے آفتاب کو قید کیا خواجہ عمرو اپنے دربار مین بیٹھے تھے کہ ہرکارے آکر پہونچے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری غضب ہوگیا مصاحب ملکہ مہران فلک سیر کی آفتاب قید ہوگئی وہ آپ کا نام لیتی ہی کہ ہمکو آکر خواجہ رہا کرین یہ خبر مشہور ہوئی صاحبقران نے بُلا کر فرمایا کہ خواجہ تمنے سُنا ملکہ آفتاب بلاوجہ ہمارے میل کی تہمت پر گرفتار ہوئی کل صبح کو قتل ہوگی میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی اگر تم سے کچھ نہ ہو سکے تو ہم وقت پر جائینگے یا اپنی جان دینگے یا اُسکو رہا کرینگے عمرو نے کہا کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین جاکر تدبیر کرتا ہون اگر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو آپ سے عرض کرونگا یہ کہکر خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر نکلے برق نے پوچھا اُستاد کہان عمرو نے کہا ای برق ایک دوست ہمارا قید ہوگیا کہ جس سے ناواقف ہم اُس سے ناآشنا لیکن وہ ہماری محبت کا دم بھرتی ہی یہی جا بجا ذکر ہی کہ اہل اسلام کی دوستی مین آفتاب قتل ہوتی ہی ای فرزند ہم جاتے ہین

اگر ہو سکے تو جا کر تدبیر رہائی کرو یہ سنکر برق نے کہا کہ آپ تکلیف نہ کرین مین جا کر رہا کر لاؤنگا عمرو نے کہا کہ تمھاری بات کا یقین نہین آتا جا کر آفت نہ برپا کروگے وہ تدبیر کرو کہ رہائی ہو قتل نہ ہونے پائے برق نے کہا اُستاد فکر کرنا میرا کام ہی آئندہ خدا کے اختیار ہی ایک طرف برق چلا ایک جانب سے خواجہ چلے ان دونون کا حال تحریر ہوگا مہران آسمان سیر نے ایک نامہ اپنے شوہر کو لکھا قاصد سے کہا یہی سب کیفیت بیان کر دینا یہان سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پر بیٹھے ہین دربار جما ہوا ہی صلاحین ہو رہی ہین کہ صاحبقران صحرائے اقلیم مین اُترے ہین منہاج گرہ پیشانی سے کئی لڑائیان ہوئین کچھ مفصل نہ معلوم ہوا کہ کیا گذری یہ ذکر تھا کہ نامہ دار ملکہ آسمان سیر کا پہونچا اُسنے عرضی لاکر دی سحر العجائب نے پڑھی کہا بھائی صاحب آپ نے سنا بی بی آفتاب شعلہ مزاج بہ نسبت آپکے کلمات سخت کہتی تھین آپ کی بھاوج کے خلاف گذرا لڑائی ہوئی کئی سو جادوگرنیان قتل ہوگئین ملکہ نے لکھا ہی کہ وہ شریک مسلمانان ہی کسی پر عاشق ہی مصر الغرائب نے کہا ای افتخار جادو تم یہانسے جا کر رات بھر حفاظت کرنا بوقت سحر اُسکو قتل سے بچانا بھابھی صاحبہ سے عرض کرنا کہ برائے مہربانی اسکی قید ہمارے پاس بھیجدو افتخار جادو بارہ ہزار ساحرون سے چلا سحر العجائب کے خلاف گذرا بڑے بھائی کا مقدمہ تھا کچھ کہہ نہ سکا اتنا کہا بھائی صاحب آپ نے وہی کیا جو مشہور رہا ہر شخص یہی کہیگا کہ عاشق نہ تھے تو کیون بلوایا تمام عالم مین یہی مشہور ہوگا کہ شاہ طلسم آفتاب پر عاشق ہونے قید کر کے مطلب نکالا مصر الغرائب نے کہا بھائی صاحب آپ اس مقدمے مین دخل نہ دین ہم جو کچھ مناسب جانینگے وہ کرینگے دونون بھائیون مین بھی سوء مزاجی ہوئی یہ مضمون بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے افتخار جادو لشکر کو لیکر دریائے سنبر نگ سے پار گذرا شام قریب ہی لشکر وہین اُتارا کرسی بچھا کر بیٹھا سیر صحرا دیکھنے لگا دیکھا جنگل سے ایک نازنین پری پیکر سیمبر رشک قمر چلی آتی ہی افتخار بیقرار ہو گیا خدمتگارون سے کہا اس نازنین کو تو بلا لو خدمتگار چلے تھے کہ اُسکو بلائین اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی کہ ای بندگان سامری و جمشید اگر میری آبرو بچاؤ خدمتگار دوڑے پشت پر سے دیکھا سب نے کہ ایک زنگی سیاہ رو خنجر بکف دوڑا ہوا آتا ہی پکارتا ہوا او گیسو بریدہ آج میرے ہاتھ سے نہ بچیگی وہ نازنین حور پیکر سیمبر دوڑے جو چلی نخل کی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گری وہ زنگی برابر پہونچا چاہا کہ اُسکا پائجامہ اُتارے خدمتگار قریب پہونچے افتخار بھی کھڑا ہو گیا آواز دیتا ہے خدمتگارون سے کہ اس زنگی کو پکڑ لو جب زنگی نے دیکھا کہ خدمتگار میرے قریب آگئے افتخار بھی حکم دے رہا ہی چند ساحر بھی دوڑے آتے ہین خود افتخار بھی چاہتا ہی کہ سحر کرون زنگی لاچار ہو کر بھاگا بھاگتے بھاگتے ایک خنجر بھی مار دیا کہ ران اُس محبوب دلفریب کی مجروح ہوئی زنگی تو بھاگ کے نکل گیا خون جوران سے نکلا وہ محبوب پریوش بیہوش ہو گئی افتخار قریب اُس معشوق کے پہونچا دیکھا منکا ڈھلا ہوا آنکھین بند چہرہ زرد ایڑیان رگڑ رہی ہی افتخار بیقرار ہو گیا فوراً ہوادار منگوایا اُسپر نازنین کو سوار کیا طرف اپنی بارگاہ کے لیگیا لاکر بارگاہ مین پہونچایا ہی جراح کو بلایا سب کو ہٹا دیا جراح نے جوران کھولی ساق بلورین دیکھکر بیقرار ہو گیا سب کو ہٹا دیا کہا صاحبون ہٹجاؤ کمبختو دیکھ رہے ہو کہ میری جان جاتی ہی اس نازنین کا علاج کرونگا خاتون محل قرار دونگا مین برائے مدد ملکہ مہران آسمان سیر

جاتا ہون خداوند سامری وجمشید نے یہ حور بے قصور مجکو عطا فرمائی ہو ٹانگے دلوائے پٹی مرہم کی جرح ہوائی افتخار جادو حیران ہو کہ یہ نازنین کون ہو کیونکر آئی یہ زنگی کون تھا کیون خنجر مار کے بھاگا اس اشتیاق مین بیٹھا لمس پرائی کر رہا ہو دم محبت کا بھر رہا ہو دل بھی بیقرار ہو کبھی جمال جہان آرا کو دیکھکر وجد کرتا ہو دل سے باتین کر رہا ہو کبھی شوق وصل مین خوش ہوتا ہو کبھی گردھرتا ہو کہ اس نازنین کی آنکھ کھل شرما کے سر جھکا لیا کہا ای شخص تو کون ہو کہ یہ احسان عظیم کیا افتخار جادو نے کہا کہ مین برائے مدد مہران آسمان سیر جاتا ہون مصاحب شہنشاہ طلسم نور افشان ہون زنگی تمکو خنجر مار کر بھاگا مین نے اپنے لوگ بھیجے مگر وہ ظالم نکلگیا مین نے تلاش کو لوگ بھیجے ہین آخر ای ملکہ عالم یہ کیا معرکہ تھا وہ نازنین چیخین مار کر رونے لگی کہا ای شہنشاہ ساحران نظم

چہ گویم از سر و سامان خود کہ سست چون گل
مین کیا بتاؤن تجھے کون خستہ تن ہون مین
سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم
غریب بیکس و بے یار و بیوطن ہون مین
شہنشاہ تاجران ملک اقلیم باز رگان

اسکی مین کمبخت دختر بلند اختر ہون یہ غلام زنگی سیاہ رو مجھپر مائل ہوا اکثر پیغام دیے مین نے اسکو جواب سخت دیا اس روز میرے والد کسی شاہ کی ملاقات کو گئے یہ ملعون خیمے مین گھس آیا سب نوکرون کو اسنے ملا لیا تھا مین لاکھ چیخی پیٹی کوئی میری مدد کو نہ پہونچا آخر پردہ دری اپنی قبول کی خیمے سے نکلکر بھاگی یہ ملعون تلاش کرتا ہوا یہان بھی پہونچا چاہتا تھا عصمت پر ہاتھ ڈالے آپ کو سامری وجمشید سلامت رکھین آپ کے لوگون کو دیکھکر بھاگا آپ اٹھا لائے مان باپ وہان بیٹھے ہونگے افتخار نے قدمون پر سر رکھدیا کہا مین جان و دل سے خدمتگزاری کرونگا نازنین مسکرائی کہا تمھاری تقدیر نے زور کیا سامری وجمشید نے ہمکو یہانتک بھیجا مین کیا تمھاری خدمتگزاری سے انکار کرونگی تمنے جان بخشی کی افتخار خوش ہو گیا کہا ملکہ عالم دربار شاہان طلسم نور افشان مین میری بڑی آبرو ہو سحر العجائب کے زوجہ کی مدد کو جاتا ہون نازنین نے پوچھا کس سے لڑائی ہو کہا طلسم کشا نے زندان طلسم کو فتح کیا طرف کوہ عجائب و غرائب کے جاتا ہو راہ مین مقابلہ بھی پڑا ہو ایک پہلوان منہاج گرہ پیشانی طلسم کشا کو رد کے ہوئے ہے اسکی بھی ایک دختر نکلگئی اب ہم یہانسے جاکر مدد روانہ کرینگے نازنین یہ سنکر خاموش ہو رہی افتخار نے شب کو جلسہ آراستہ کیا جب گائین گا چکین تخلیے مین نازنین کو لیکر آیا نازنین نے کہا صاحب ایک جام شراب تو پیلو افتخار دوڑ کر گلابی لایا جام بھر کے دیا افتخار پیتے ہی بیہوش ہوا اس نازنین نے نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی افتخار جادو کی زبان مین سوزن دیا ایک صندوق مین بند کیا پھر بیہوشی کی دماغ پر چڑھا دی صبح کو فوج کو حکم دیا طرف صحرائے فیروزہ نگار کے چلو صندوق چھکڑے پر رکھوا لیا برق فرنگی تو اس طرح سے چلا کہ شکل افتخار جادو کی بنا ہوا ہو منظور یہ ہو کہ جاکر دربار مین ملکہ مہران آسمان سیر کے مہلکہ ڈالدون ملکہ آفتاب شعلہ مزاج کو رہا کردون مگر خواجہ عمرو جو اسی تلاش مین نکلے صحرا مین آکر پہونچے دیکھا ایک لشکر جادوگرون کا اترا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ سہیل جادو مصاحب سحر العجائب برائے ملاقات زوجہ شہنشاہ جاتی ہو خواجہ نے ایک کنیز کو بیہوش کیا نام جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کنیز مقرب ملکہ سہیل ہے شعلہ مزاج نام ہو بشکل شعلہ لشکر مین ملکہ سہیل کے خواجہ داخل ہوئے طرف فیروزہ کے چلے یہان امیر نے علاوہ برق و عمرو کے اور ہرکارے بھی روانہ کیے ہین کہ آفتاب شعلہ مزاج کا حال ہمکو معلوم ہو اگر

وہ قتل ہو گئی تو ہمکو بڑا قلق ہوگا نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہین ومعدوم کی خبرین دے رہے ہین رات سے میدان خونی کی تیاری ہوئی چار پہر رات ہنگامہ رہا جبکہ قیدی زندان مغرب نے رہائی پائی زمجر یا شعاع مین جلوہ گر ہوا میدان خونی چرخ زبرجدی مین آیا یہان دار بن استادہ ہین جلاد غلغلہ مین لگا رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ بی آفتاب شعلہ مزاج آج قتل ہونگی مالک سے سخت زبانی کی مالکہ نے کہا بجا فرمایا تھا کہ تو اجاتی ہو پسران حمزہ پر عاشق نہ ہونا بڑی صاحب عصمت تھین آپسے باہر ہو گئین مالک سے لڑنے لگین اب اسکا انجام ہوا مہران آسمان سیر تخت پر سوار ہوئی نقارے بجے تین لاکھ کا لشکر تیار ہوا کہ گرد اڑی اول افتخار جادو آکر پہونچا دیکھا کہ دار بن استادہ ہین برق تڑپ گیا جی مین کہتا ہی ای برق فرنگی ایسی آسانی سے ملکہ کو رہا کر لیتے مگر وقت پر نہ پہونچے صبح ہو گئی اب کیا تدبیر کرین آکر ملکہ کو سلام کیا ایک طرف آکر ٹھہرا ملکہ نے پوچھا ای افتخار جادو کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی حکم شہنشاہ ہوا کہ جاکر حاضر خدمت ہو ہم حاضر ہوئے ملکہ نے کہا اے افتخار جادو عجب معاملہ گذرا بی آفتاب مجھسے بگڑ گئین مجکو طرفے کے معلوم ہوتا ہی کہ بی زنار و فیروزہ لشکر امیر مین موجود ہین انکے نامے پہونچے یہ مسلمانون سے ملگئین آخر یہ ہوا کہ ہمسے تکرار کی اب ہم انکو قتل کرتے ہین برق نے دست بستہ عرض کی آج معاف رکھیے آج شب کو ہم سمجھائینگے اسکو راہ پر لائینگے قدمون پر سرکار کے گرائینگے ملکہ نے کہا ہرگز ایک لمحہ ہم تامل نہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اڑتی دیکھا ملکہ سہیل جادو بارہ ہزار ساحرون سے آکر پہونچی افتخار تو الگ ہی ٹھہرا ہوا تھا سہیل مصاحب خاص ہی پہلو مین آکر بیٹھی کہا واری یہ کیا معرکہ ہی میدان خونی کسکے واسطے تیار ہی کیا طلسم کشا گرفتار ہو گئے ملکہ مہران آسمان سیر نے کہا ای سہیل طلسم کشا کو کون گرفتار کر سکتا ہے منہاج گرہ پیشانی سے صاحبقران کو ردکا ہی بہانے سے مدد جائیگی نامہ اسکا آیا ہی اسکی دختر امیر پر عاشق ہوگئی ہی بہنے بھی آفتاب شعلہ مزاج کو سمجھایا وہ بگڑ گئین کہ مین صاحب عصمت ہون مرد کے نام سے نفرت رکھتی ہون انھین کے قتل کا سامان ہی شعلہ مزاج کنیز قدمون پر گر پڑی کہا واری آج تامل کیجیے ہم سمجھائینگے آپ کے قدمون پر گروائینگے برق فرنگی جو بشکل افتخار جادو ہی حیران ہی کہ یہ کنیز کیون اسقدر بیتاب ہی یہ بھی ومعدوم یہی کیے جاتی ہی کہ آج کے دن قتل موقوف رکھیے ہم اقرار کرتے ہین کہ یہ ایسی حرکت نہ کرینگی مالک سے تکرار کرنا خطاے فاحش ہی اب جو برق نے آنکھ ملائی شعلہ مزاج کو پہچانا کہ ہمارے پیر مرشد ہین پکار کر آواز دی بی شعلہ مزاج ذرا میرے پاس تو آئیے شعلہ مزاج نے جو آنکھ ملائی خواجہ بھی خوش ہوئے کہ ہمارا انجھور یا آگیا بڑے کروفر سے پہونچا افتخار و شعلہ مزاج نقلی قدمون پر گرے ہرچند منت کی مہران نے نہ مانا کنیزون کو حکم دیا اس گنہگار کو لاؤ ہم فوراً قتل کرین سر خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کردین حکم امون کے کان کو جائین اب کوئی ایسی حکم امی نہ کرے ای افتخار شعلہ مزاج مین خطا معاف کرتی مگر خطا معاف کرنے کے لائق نہین خوف زوال سلطنت ہی طلسم کشا بڑے زور و شور سے آتا ہی حکم امون کا حوصلہ بڑھیگا کنیزین دوڑی ہوئی گئین سرکارے لشکر اسلام کے بھی موجود ہین آپسمین کہہ رہے ہین یارو یہان تو وقت قتل آگیا جب اسکو بلاکر زیر تیغ بٹھائین صاحبقران سے چلکر اطلاع کرین

نہین معلوم عمرو و برق پر کیا گذری صاحبقران ضرور تشریف لاوینگے اس حال مین ہرکارے کھڑے تھے کہ یکایک غل ہوا کنیزین روتی پیٹتی سامنے آئین نگہبان غل مچاتے ہوئے مہران نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور قید خانے مین نقب لگی ہوئی ہے کوئی آفتاب کو نکال لیگیا قید اُنکی کٹی پڑی ہے اتنا سنکر ہرکارے بھی دل مین خوش ہوئے نامیان و تومیان یہی سمجھے کہ عمرو و برق اُسکو رہا کرکے لیگئے ہرکارے تو بھاگے خواجہ عمرو و برق بھی خوش ہو گئے مگر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ گذرا صاحبقران پوچھینگے تو ہم کیا عرض کرینگے خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ ابتو یہانتک آچلے آج شب کو دو چار گھڑی کا روزگار کرین برق نے اشارہ کیا بہت خوب غلام سب طرح حاضر ہے مہران آسمان سیر جھلاتی ہوئی پلٹی ہرکارون کو حکم دیا کہ اپنے کو لشکر حمزہ مین پہونچاؤ دریافت کرو کہ آفتاب کو کون چرا لیگیا ملک اخضر سا ساحر وہان موجود ہے وہ ہی آیا آفتاب کو لیگیا حمزہ نے سب طرح کا سامان ممکن کر لیا ہے طلسم نور افشان پر لشکر کشی ہے وہ سامان جمع کیے ہین مگر ہمارا ایک ساحر اُنکے سب جادوگرون کو کافی ہے یہ کہتی ہوئی مہران آسمان سیر پلٹی بعد تھوڑے عرصے کے ہرکارے جو گئے تھے واپس آئے عرض کی حضور سرکارے صاحبقران کے اس لشکر مین موجود تھے عمرو و برق عیار بھی آئے ہوئے ہین ہم دربار مین جا کر صاحبقران کے حاضر ہوئے ہرکارون نے خبر دی کہ آفتاب کو کوئی چرا لیگیا صاحبقران نے ہمارے سامنے فرمایا کہ دریافت کرو آفتاب کو قید خانے سے کون لیگیا مہران بہت گھبرائی کہا صاحبو نئی بات ہے یہ تو کسی ساحر کی کرامات ہے ہمکو گمان غالب تھا کہ طلسم کشا نے چرا منگوایا اُنکو بھی آفتاب کی جستجو ہے ملک اخضر وغیرہ کو بڑی آرزو ہے کہ آفتاب ہم تک آجائے تو منہاج کا فیصلہ کرین طرف کوہ عجائب و غرائب کے کوچ ہو مگر ہرکارے جائین چہار جانب تلاش کرین افتخار وغیرہ دربار مین حاضر ہوئے باتین سن رہے ہین مہران نے ایک عرضی اس حال مصیبت مال کی بخدمت شاہان طلسم روانہ کی سحر العجائب و مصر الغرائب بھی اس حال کو سنکر دنگ ہو گئے کہتے تھے کہ یارو یہ کیا معرکہ ہے صاحبقران نے بھی بڑی جستجو کی لیکن آفتاب کو کوئی اور لیگیا یہان رات کو ملکہ مہران کی بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہوا شعلہ مزاج تڑپتی پھرتی ہے سہیل سے کہتی ہے واری شب کو مین نے خواب دیکھا سامری و جمشید میرے خواب مین آئے میرے گلے پر ہاتھ رکھا فرمایا علم موسیقی ہمنے تجکو دیا مالک بھی سامنے بیٹھے ہین ذرا سازندون کو حکم ہو میرا امتحان لین سہیل کہتی ہے چپ رہو یہ ملکہ عالم کا دربار ہے ملکہ عالم تخت پر بیٹھی ہین مین گستاخی کر سکتی ہون ملکہ مہران نے پوچھا سہیل کیا ہے کہا حضور ایک ایسی بات ہے ہمارے خداوندون کی کرامات ہے شعلہ مزاج میری مقرب اسکو کبھی علم موسیقی کا خیال بھی نہین رہا آج کہتی ہے کہ رات کو خواب مین سامری و جمشید آئے مجکو علم موسیقی کا عالم کر گئے مزاج مین آئے تو سماعت فرمائیے ملکہ مہران نے کہا کیا مضائقہ ہے شعلہ مزاج بھڑک کے صحبت مین آئی سب نے دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل سازندون سے کہتی ہے ذرا ساز درست کرو سازندون نے ساز درست کیا شعلہ مزاج گنگنا کے یہ غزل گانے لگی شعلہ مزاج نام ہے آتش کی غزل شروع کی نظم

روشنی اُس رُخ کی کرجاتی ہے کار آفتاب	حُسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
ہم کیے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب

ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل
رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب

نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے
کونسا گھر ہے نہین جسمین گذار آفتاب

مُنھ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پُر نور سے
کیجیے اپنے کفِ پا کو دوچار آفتاب

حُسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے
بیحساب اُن عارضون مین ہے شمار آفتاب

یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حُسن
روشنی طور دے پروردگار آفتاب

کیفیت مے سے تُمہارا رُخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا
ہم بہار باغ لوٹے ہم بہار آفتاب

خانۂ دل مین جگہ دیجے خیال یار کو
دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب

دم فنا اُس روے روشن کے نظارے نے کیا
طائر جان ہو گیا اپنا شکار آفتاب

روتے روتے پہلوے گل مین گذر جاتی ہے رات
یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب

صبح محشر کا ہے آنکھون کو آنکھون کے اشتیاق
ہجر کی شب مین ہین جو امیدوار آفتاب

غور رہنے مین تصور سے شب ہجر مین گرم
روے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب

مرگئے پر بھی نہ بھولیگا رُخ زیباے یار
ذرے اپنی خاک کے ہونگے نثار آفتاب

پاؤن اپنے اُسمین اے محبوب دھلوا لیجیے
ہاتھ آجاے جو طشتِ زرنگار آفتاب

روے یار اپنی طرف سے پھیرلے اے آتش نہ دے
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

اس لطف سے خواجہ نے یہ غزل گائی بقول شخصے شعلہ مزاج نے آگ لگا دی ملکہ مہران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کہا اے شعلہ مزاج کیا خوب اشعار گائے ہین آفتاب چوری گئی ردیف آفتاب اشعار لاجواب شعلہ مزاج نام آتش کی غزل سے کام اے شعلہ مزاج حقیقت مین تمکو خداوند سامری وجمشید نے کمال دیا شعلہ مزاج نے کہا ایک اور حکم ہوا کہ میان افتخار جادو ساقی گری مین کامل ہین صحبت ملکہ مین ساقی گری کرین افتخار اٹھا عرض کی حضور حقیقت مین شعلہ مزاج سچ کہتی ہے مجکو حکم ہوا کہ تمکو کمال عمرو کا دیا ساقی گری کرنا یہ کہکے افتخار نے کلید مینخانے کی لی شراب مین جاکر بیہوشی ملائی جام گلابیان درست کرکے صحبت مین لایا شعلہ مزاج نے کہا مین رقص کرون تم شراب پلاؤ ابتو استاد شاگرد شریک ہوئے خواجہ نے رقص شروع کیا برق نے جام سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا اشعار عاشقانہ گاتا ہوا سامنے ملکہ مہران کے آیا سر جھکایا تان لگائی نظم

بیمروت ناتوان مین ہنس دے روتا دیکھکر
دل دیا مین نے اُسے کیا جانیے کیا دیکھکر

خواب مین کیا عشق ہو یوسف کو زلیخا دیکھکر
کھل گئین آنکھین تجھے اے جلوہ آرا دیکھکر

تھی جہنم وہ نگاہِ گرم بھی سوے عدو
سوجھی اپنی عافیت کی ہمکو دنیا دیکھکر

قیس کی دیوانگی مین عقل کیا حیران ہے
مجکو وحشت ہوگئی تصویر لیلا دیکھکر

چشم نرگس بد نظر ہے اور گل بے اعتبار
بیوفا سیر گلستان کیا کریگا دیکھکر

خاک مین کیونکر نہ لوٹون بندھ گیا سودا مین دھیان
اُسکے صحن خانہ کا پہناے صحرا دیکھکر

تابش کا ہمدم کفن لانا کہ بس مین مرگیا
چلمنون سے جلوہ خورشید سیما دیکھکر

یاد آیا سوے دشمن اُسکا جانا گرم گرم — پانی پانی ہو گیا مین موج دریا دیکھکر
اُسکے ہٹتے ہی اندھیرا آگیا ایسا کہ بس — گر پڑا مین روزن دیوار کو وا دیکھکر
کیا تماشا تھا جھپکنا آنکھ کا بے اختیار — آئنہ کو ہاتھ سے اُسنے نہ چھوڑا دیکھکر
مین نہ مانونگا کہ چشم آبلہ بے دید ہے — یہ نہ دیکھے روے غیر اپنے کف پا دیکھکر
پھر گئی آنکھونکے آگے اُسکی چشم سرمگین — پھر گئین آنکھین مری نرگس کا جھکنا دیکھکر
دشمنی دیکھو کہ تا الفت نہ کھل جائے کہین — لے لیا منھ پر ڈوپٹہ حال میرا دیکھکر
کیون نہ گھبرائے وہ مین گھبرا گیا ہے ہجوم — حسرتین آتی ہین کیا کیا اُسکو تنہا دیکھکر
انتظار یا ہوش مین تو نہ ہون آنکھین سفید — شب یہ وہم آیا ہے سوے چرخ خضرا دیکھکر
کاٹ لینے دو گلا تم شوق سے گھر جائیو — ایک رقص نیم بسمل کا تماشا دیکھکر
گرد یا خاک آپ کو اُس بت کے در پر آئے ہائے — جلگیا جی لاش کو مومن کی جلتا دیکھکر

اس رنگ سے یہ غزل گائی کہ مہران آسمان سیر مبہوت ہوئی جام پی گئی اسکو دورہ بند ہوا کہا حضور یہ بھی خداوند نے کہا تھا کہ تم ساقی ہونا کسی کو باقی نہ رکھنا باہر بھی شراب بھیجی گئی بائیس لاکھ کا لشکر گئی سی پتہ باہر پہونچا گلابیان محفل مین صرف ہو رہی ہین تمام محفل اور لشکر مین ہنگامہ پڑ گیا چھوٹے بڑے سب پی رہے ہین گتھے جاتے ہین مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہے کوئی ایسا نہین ہے جو شراب نہ پیے رنڈیان ننگی پھر رہی ہین تماشہ مین سر پیٹتے پھرتے ہین نائکہ پریشان ہین کہتی پھرتی ہین منجھلی نکلگئی ہر طرف یہی ہنگامے ہین قضائے کار سحر العجائب کی زوجہ مہران آسمان سیر ہی رات کو بھی اسکو چین نہ پڑا یہان تو وہ وقت ہے کہ خواجہ نے سب کو بیہوش کیا دربار کو لوٹ رہے ہین برق پر دھولین پڑ رہی ہین کہ ابے کیون زیور اُتارتا ہے برق بھلا کب مانتا ہے مار کھاتا جاتا ہے لوٹ مین مصروف ہے سحر العجائب نے جب دیکھا کہ زلف لیلائے شب کمر سے گذری یعنی دوپہر سے شب نے تجاوز کیا سحر العجائب نے بیٹھے بیٹھے کنیز سامری سے پوچھا ہماری زوجہ صاحبہ کیا کر رہی ہین پتلی سر پیٹنے لگی کہا اے شہنشاہ کیا عرض کرون عمرو عیار و مہتر برق فرنگی دربار مین ملکہ عالم کے پہونچ گئے سب کو بیہوش کیا قتل و غارت کر رہے ہین یہ سنکر سحر العجائب گھبرا گیا کہا ارے سار بان زادہ وہان کیونکر پہونچا پتلی نے کہا پھر پوچھیے گا جلد جائیے ایسا نہ ہو وہ ملکہ عالم کو قتل کر ڈالے سحر العجائب گڑ کا یہان وہ وقت ہے کہ خواجہ نے بارگاہ کو مزبلہ قصابان بنا دیا ہے دریاے خون بہ رہا ہے برق تڑپتا پھرتا ہے ساحرون کے مرنے کی صدا بلند اندھیرا چھایا ہوا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ سحر العجائب عمرو نے کہا ابے برق بھاگ خواجہ نے توگلیم اوڑھ لی برق چاہتا تھا کہ تڑپکر نکلون سحر العجائب نے سحر کیا برق کے پانون زمین نے تھام لیے سحر العجائب نے باران سحر برسایا سب اہالیان دربار ہوشیار ہوئے مہران آسمان سیر گھبرا کے اُٹھی کہا اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہے سحر العجائب نے کہا اُلٹا مجھسے پوچھتی ہو کنیز سامری نے خبر دی مین بیقرار ہو کر آیا ساربان زادہ کیا طرار ہے ذرا سی دیکھتے دیکھتے نظرون سے غائب ہوا برق کو مین نے گرفتار کیا اسے قید کرو جب لشکر حمزہ تمھارے مقابلے مین آئے اُسکے سامنے اسکو دار پر کھینچنا کہ حمزہ کو رنج عظیم پہونچے مہران نے گھبرا کر کہا

(۱۰)

ارے افتخار کہان ہی لشکر والون سے پوچھا وہ سر پر ہاتھ رکھے رو رہے تھے کوئی کہتا ہی بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہی بیٹا کنوئین مین گرا کوئی کہتا ہی ہائے مین جورو غائب ہوئی طبیعت جان دینے کی طالب ہوئی سحر العجائب نے اُسکی بارگاہ مین جاکر دیکھا ایک صندوق کلان رکھا ہی اُسکو جو کھولا افتخار کو اُسی صندوق مین پایا افتخار نے کہا مجھے حکم ہو کہ مین جاکر منہاج گرہ پیشانی کی مدد کرون مہران نے حکم دیا افتخار اُسی وقت سوار ہوا برائے مدد منہاج گرہ پیشانی چلا گلپوش جادو کو حکم دیا کہ لیجا کر برق کو قید کرو گلپوش نے ایک خیمے مین لاکر برق کو قید کیا خواجہ جو پلٹ کر خدمت مین امیر کے آئے صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ کیا گذری عمرو نے سب حال بیان کیا یہ بھی عرض کی کہ برق قید ہو گیا صاحبقران نے فرمایا بڑے افسوس کی بات ہی اگر خدانخواستہ ان لوگون نے برق کو قتل کیا تو بڑے افسوس کی بات ہی عمرو نے کہا مین برائے رہائی جاتا ہون امیر نے فرمایا کہ بسم اللہ خواجہ عمرو پھر چلے لشکر مین مہران کے آئے دور سے دیکھا کہ گلپوش جادو بطور نگہبان خیمے کے دروازے پر بیٹھی ہی چالیس کنیزین بھی ہمراہ ہین عمرو نے کسی سے پوچھا تو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس جگہ برق فرنگی قید ہی خواجہ نے قریب آکر ایک ضعیفہ کی صورت بنائی قریب اُس خیمے کے آئے ایک کنیز موسوم بہ نرگس اُسکو دیکھکر رونے لگی گلپوش نے پوچھا کیون بڑی بی صاحبہ خیر تو ہی کیون اسقدر روتی ہو کہا میری لڑکی اسی نے انتقال کیا آج اُسکی صورت دکھائی دی نرگس پر جو اشارہ کیا گلپوش نے کہا ای نرگس بڑی بی کے پاس جاکر بیٹھ اسکی لڑکی اسی کی صورت تیری صورت سے ملتی ہی نرگس جو پاس آئی بڑھی بی نے اپنے پاس سے نکالکے کچھ روپیے دیے کہا بیٹا سامنے میرا گھر ہی اگر وہان چلے تو مین تجکو اُسکے کپڑے پہناؤن زیور بھی اُسکا تجھے دیدون نرگس نے آکر افسر سے کہا ایک تھوڑی دیر کی مجکو مہلت دیجیے مین تھوڑی دیر کے واسطے ہو آؤن بڑی بی کو ذرا صبر آجائیگا افسر نے بھی کہا ہو آؤ بڑھیا نے نرگس کو ساتھ لیا تھوڑی دور آکر کہا بیٹا زیور سب اُس ناشاد کا رکھا ہی اُسکو دیکھ دیکھکر روتی ہون تجھے پہناؤن کہ میرا دل خوش ہو نرگس بہت خوش ہی کہ مفت مین زیور ملیگا باتین کرتے کرتے حباب مارا نرگس بیہوش ہوئی کنارے لاکر اُسکے کپڑے اُتار لیے پھر بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کر کنارے ڈالدیا اُسی کی صورت بنکر سامنے گلپوش کے آئی سب نے دیکھا بی نرگس کئی ہزار روپیے کا زیور پہنکر آئین موتیون کے مالے پہنے ہین سب نے پوچھا نرگس نے کہا بڑی بی نے مجکو بیٹی کیا وعدہ ہو گیا کہ شام کو کھانا یہین کھا جایا کرو اور یہ زیور بھی دیا سب کے کام خدمت کرنا شروع کر دن جو گذرا رات کو کہا آج سرکار شراب نہین آئی حکم ہو تو جاکر لے آؤن گلپوش نے کہا جاؤ مگر ادب سے کہنا نرگس گئی اور ملکہ مہران سے عرض کی کہ آج کنیزان حضور کو شراب نہین پہونچی حکم ہوا مئے خانے سے پتلہ لے لو خواجہ نے آکر پتلہ لیا راہ مین بیہوشی ملائی خیمے مین آکر پہونچے سب کو وہی شراب پلائی سب کنیزین بیہوش ہوئین خواجہ اندر خیمے کے آئے برق کو دیکھا مثل مردے کے پڑا ہی سسک رہا ہی پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور گلپوش کا سحر ہی عمرو نے کہا اب تجھے کیونکر لیچلون برق نے کہا اُستاد میرا پشتارہ باندھیے وہان اخضر وغیرہ سحر اُتار لینگے عمرو کو یہ بات پسند آئی برق کا پشتارہ باندھا اور قید خانے سے نکلے

خیال مین گذرا گلپوش کا زیور اُتار لین خواجہ نے کہا بیٹا برق دو چار گوڑی کا روزگار کر لین برق نے کہا آپ کو اختیار ہی آپ مالک ہین خواجہ عمرو گلپوش کا زیور اُتارنے لگے مہران آسمان سیر پڑی ہوئی سو رہی ہی کہ پلنگ کا پایہ ٹوٹا تڑاقا جو ہوا آنکھ کھل دیکھا پایے سے ایک پتلی نکلی گنگنا کے گانے لگی وہ اُنکو لیے جاتے ہین وہ اُنکو لیے جاتے ہین ملکہ نے کہا ارے کون کسکو لیے جاتا ہی کہا حضور ساربان زادہ عمرو عیار گلپوش کے کپڑے اُتار رہا ہی مہران یہ سُنکر جھلائی بڑی نازک مزاج ہی سحر العجائب اس سے بہت محبت کرتا ہی خود سحر کرکے چلی آسمان سے دیکھا عمرو گلپوش کے کپڑے اُتار رہا ہی برق بندھا ہوا پڑا ہے دمبدم پکارتا ہی اُستاد نکلچلیے خواجہ فرماتے ہین ابے چلتے ہین مرا کیون جاتا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او ساربان زادے عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا مہران آسمان سیر آئی ہی چاہا گلیم اوڑھ لون اُسنے وہین سے سحر کیا زمین نے پاؤن خواجہ کے تھام لیے مہران اُتر کر نیچے آئی گلپوش کو ہوشیار کیا اپنا زیور جو جسم پر نہ پایا پیٹنے لگی مہران نے کہا تو اُخبر گذری مین وقت پر پہونچگئی ساربان زادہ اسباب لیکر نکلجاتا اتنو کپڑے اُتار رہا تھا دم بھر مین سر کاٹ کے لیجاتا ای گلپوش برق کو تو ہم یہان قید کرتے ہین اور کنیزین موجود ہین تم ساربان کو لیکر خدمت مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے جاؤ گلپوش عمرو کی کمر مین پنجہ ڈالے اُڑی صبح کا دربار ہے سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پر بیٹھے ہین شب کا ذکر کر رہے ہین مصر الغرائب کہتا ہی بھائی بڑا کام کیا اب عیارون کی آمد شروع ہو گئی تمنے بڑا کام کیا جاکے برق کو گرفتار کر لیا یہ ذکر تھا کہ گلپوش آ کر پہونچی عمرو کو دیکھکر دونون شاہ اُچھلنے لگے کہا ای گلپوش بڑا کام کیا عمرو کو کسنے پکڑا کہا حضور ملکہ عالم نے خود گرفتار کیا ہی برق تو میرے سحر مین مبتلا ہی یہ پشتارہ باندھ کے باہر نکلچلا تھا میرا زیور اُتار لیا اگر ہو سکے تو میرا زیور دلوا دیجیے گا شاہون نے کہا ارے ہم تمکو موتیون کا زیور دینگے یہ ساربان زادہ ملا طلسم کشا کا زور کم ہوا یہ کہکے آواز دی دیکھو تو اختر جادو کہان ہی لوگون نے کہا حضور کہین نے بجا رہا ہوگا خادم گئے اختر کو تلاش کر کے لائے مگر اُداس و پریشان سحر العجائب و مصر الغرائب نے کہا ای اختر تمکو آج بہت پریشان پاتے ہین عرض کی ای شہنشاہ کیا عرض کرون جو کچھ دل پر گذتی ہی دل کا عجب حال ہی جی چاہتا ہے ایک ایک حسین کے پاس جاؤن یہ کہون نظم

ای رشک عجم غیرتِ خوبان قبائل	از خیل گدا این تو بدین شکل و شمائل
پروانہ زبزم آمد و بلبل ز گلستان	بر شمع عذارِ گلِ رخسار تو مائل
بر عشق ہوس را کہ ز دل رفع نماید	صیقل کند این زنگ ازان آئنہ زائل
ہر موے من از مہر تو در وجد و سماع ست	در عشق مرا بہتر ازین نیست مسائل
یارم چہ کرم میکنی اے مایۂ احسان	کز درگہ جودت نشوم کم کف سائل
از مہر تو خون در بدن خصم بسوزد	آئی چو تو در معرکہ شمشیر حمائل
ایمن نشوانند شد از بحر ہلاکت	گر اہل یقین از تو بجویند وسائل
در سایۂ مہر تو ظہیر ست کہ از لطف	ایمن کندش مہر تو زان درجہ ہائل

یہ کہکے رونے لگا ہر چند سحر العجائب نے پوچھا اختر نے کوئی وجہ نہ بتائی اور معرکہ یہ گذرا کہ مدت سے ملکہ آفتاب پر عاشق تھا جب اسنے خبر پائی کہ ملکہ کل قتل ہوجاینگی رات کو پہونچا ملکہ کو چُرا لایا ہر چند چاہا کہ میرے قبضے مین آئے اُسنے کہا مین تو مسلمان ہوچکی تمکو نہ قبول کرونگی اختر نے مجبور ہوکر ایک قصر مین کہ جسکا حیبنان فرنگ نام ہے اُسمین ایک مقام پر قید کیا اُس قصر کا یہی حاکم ہے سحر العجائب نے حکم دیا قصر حیبنان فرنگ مین لیجا کر اسکو قید کرو جب طلسم کشا مقابلے مین ملکہ مہران کے پہونچیگا تو اسکو اور برق کو دار پر کھینچینگے اختر جادو خواجہ کو لیکر چلا کئی کوس اُڑا ہوا گیا ایک مقام پر آ کے مائل بہ پستی ہوا عمرو نے دیکھا کہ ایک قصر کلان کسی درجے کا بنا ہے درجہ اسکے جلنے پر لا کر اسنے عمرو کو قید کیا عمرو چیخین مار کر رونے لگے اختر نے پوچھا کیون خواجہ کیون روتے ہو کہا بھائی جسبدن زیور کے واسطے پکڑے گئے وہ زیور ہم دیدین ہمکو قید سے رہا کردو حمزہ نے ہمکو مار مار کے بھیجا پیٹ کیواسطے چلے آئے اختر سوچا کہ زیور اس سے لو کون پوچھیگا کہا خواجہ زیور کہان عمرو نے کہا زنبیل مین رکھا ہے اختر نے کہا خواجہ اتنا سا بٹوا اُسمین زیور کیونکر سمایا عمرو نے کہا یہ بٹوا کرامات ہے حضرت آدم کے بہانسے ہمکو ملا ستان کے دروازے چہار جانب سے بند ہین سحر اُتار لو مین اس بٹوے کی سیر کراؤن اختر سوچا حقیقت مین دبلا پتلا تا نتیا کہان بھاگ کے جائیگا گردن پکڑکے دبا دونگا سحر اُتارا عمرو کے ہاتھ پانون کھولے خواجہ اُٹھے کہا مین زنبیل دکھاتا ہون اے اختر تمکو حیران و پریشان بہت پاتا ہون مجسے حال بیان کرو اختر کا دل بھرا ہوا تھا رونے لگا کہا خواجہ کیا کہون اصل کیفیت یہ ہے نظم

بیمزہ ہو کر نمک کو بیوفا کہنے کو ہین
کھل گئے زخمون کے منہ کسلئے بُرا کہنے کو ہین

سب جفا جو اُس ستمگر کے سوا کہنے کو ہین
جنکو چرخ و مرگ کہتے ہین سُنا کہنے کو ہین

نالہ ہی نکلے ہی گو ہم مدعا کہنے کو ہین
لب نہین کہنے مین اب کیا جانے کیا کہنے کو ہین

تیری تیغ و دشنہ کے کیون لب پہ چھالے پڑ گئے
گرم خونی کا مرے کیا ماجرا کہنے کو ہین

دوست کرتے ہین ملامت غیر کرتے ہین گلہ
کیا قیامت ہی مجھی کو سب بُرا کہنے کو ہین

ترجمانِ التماس شوق ہے تغیر رنگ
جون زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہین

جلگیا دل تو بھی اُٹھتا ہی دھوان سر سے کہ اب
مرثیہ ہم اس چراغ کشتہ کا کہنے کو ہین

ایک دن کو تو زبان شعلہ دوزخ قرض دے
قصہ شبہائے غم روز جزا کہنے کو ہین

شکوہ حرف تلخ کا یا شور بختی کا گلہ
ہم جو کچھ کہنے کو ہین سو بیمزہ کہنے کو ہین

ہین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سُن غیرون کی بات
ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین

وہ نہین آتے نہ آوین مرگ ظالم تو تو آ
یان لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہین

غیر سے سرگوشیان کر لیجیے پھر ہم بھی کچھ
آرزوہائے دل رشک آشنا کہنے کو ہین

تیغ غمزہ کو لگا لے جلد سنگ سرمہ پر
حرفِ مطلب آرزومند جفا کہنے کو ہین

دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا
بخت تیرے عاشقون کے نارسا کہنے کو ہین

ہوگئے نام بتان سُنتے ہی مومن بیقرار
ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہین

اے خواجہ کیا عرض کرون ملکہ آفتاب جادو جو بسبب کج بختی کے قید ہو مین مدت سے میری جان

اُنکے نام پر جاتی ہے شربت وصل سے محروم ہون کیا عرض کرون آجتک سیراب نہ ہوا تشنۂ زلال
وصال رہا اب خبر سُنی کہ اُنکے دشمن قتل ہوگئے بیٹھے بو تیر چلیبا کوشش کرکے ہمین رات کو ہپونچا قید سے
چھڑا لایا ہر چند منت خوشامد کی وہ آہوے وحشی رام نہین ہوئی لاچار ہوکر ہمین نے اُسکو قید کیا
چھریان کلیجے پر چل رہی ہین عمرو نے کہا آخر کہان قید کیا ہم تو تمھارے دوست ہین اگر دیکھ پائین
تو راضی کردین ہمارا تو یہی پیشہ ہے بڑی بڑی بہو بیٹیون کو آوارہ کرا دیا جو سات پردون مین رہتی ہین ہم
اُن تک پہونچتے ہین وہ باتین کین اور راضی کرلیا اس طرح کی جو عمرو نے تقریر کی یہ دل مین سوچا کہ ایسا ہو
مین سامنا کراؤن یہ عیار ہے کچھ فتور برپا کرے عمرو نے دیکھا اختر کے پھر تیور پھرے عمرو نے باتین
کرتے کرتے کہا اے اختر دیکھو شہنشاہ ساحران آتے ہین جیسے ہی اختر پلٹا عمرو نے ایک خنجر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک ادھر تو اختر مر کر گرا زمین شق ہوئی کسی نے عمرو کو اندر زمین کے کھینچ لیا خواجہ
چیخ مار کے بیہوش ہوئے عرصہ دراز کے بعد ہوش آیا دیکھا ایک زنگن سیاہ فام خواجہ عمرو کا
ہاتھ پکڑے کھڑی ہے کہتی ہے کیون او ساربان زادے تو نے دم دیگر اختر کو مارا اب ہے شرط کہ تجھکو
قتل کرون عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم مین نے تو اختر کو نہین مارا وہ معشوق کی جدائی کے
رنج مین آپ گلا کاٹ کے مرگئے مین کہتا تھا کہ آپ کے معشوق کو راضی کردونگا میرا کہنا نہ مانا اپنا
گلا کاٹ لیا مجھے آپ نے ناحق پکڑا زنگن نے کہا مین ان جھگڑون کو نہ مانونگی مجھے کچھ دے تو تیری
جان بچے عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہے زنگن نے کہا کہان رکھا ہے عمرو نے کہا میرے پاس
زنبیل ہے وہ ہی ہمہ وقت کفیل ہے آپ ملاحظہ فرمائیے زنگن نے کہا مین دیکھون مال کہان رکھا ہے
عمرو نے زنبیل کی چار گھنڈیان کھولین زنگن نے جھانککر دیکھا لاکھون روپئے کا مال جابجا رکھا ہے
ہزارہا تاج جواہر اعلیٰ جابجا روپیون کے ڈھیر چہار جانب قلعے بنے ہوئے اُن قلعون پر
لڑائیان ہو رہی ہین قلعے پر سے آواز آتی ہے دہائی ہے خواجہ عمرو کی ہمسے خراج نہین ہوسکتا
جو پہلوان ملیغر کیے ہوئے جاتا ہے وہ کہتا ہے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا خراج دے باغات کے دروازے
جابجا کھلے ہوئے نازنینان مہجبین باغ مین ٹہل رہی ہین ہر باغ پر جوش بہار عندلیبان خوشنوا
کی پکار چراغ لالہ جابجا روشن رشک بزم خوبان گلشن زنگن نے گھبرا کے کہا خواجہ تمھاری تو
بڑی عملداری ہے مین چار تاج لونگی عمرو نے کہا بے ایمانی نہ کیجیے ایک تاج لیجیے زنگن جھانککر
دیکھنے لگی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنگن کو زنبیل مین ڈال لیا زنگن جو گری چہار طرف سے
کالی کالی لونڈیان دوڑ پڑین کہا ارے کپڑے اُتار ہمکو حساب دینا پڑیگا زنگن سحر یاد کرتی ہے
سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش ایک طرف سے دیکھا ہزارہا مزدور چلے آتے ہین ٹوکریان
مٹی کی اُنکے سرون پر ایک میٹ ساتھ ذرا مزدور رُکا اور سونٹا اُسکے چوتڑون پر پڑا ابلک کر گیا
بی زنگن کے بھی سر پر ٹوکری مٹی کی رکھدی زنگن چیختی ہے پیٹتی ہے میٹ نے کہا حرامزادی شام کو
ہمکو حساب دینا پڑیگا دوپہر سے آئی ہے کام دن بھر کا کرنا پڑیگا زنگن حیران و پریشان ہے
خواجہ عمرو زنگن کو زنبیل مین ڈالکر ایک جانب چلے قصر وسیع عمارتین ہر طرف رفیع نظر آئین کہ
کان مین آواز رونے کی آئی آواز آتی ہے اے خالق کارساز داے بندہ نواز داے خداے نادیدہ

اس کنیز کے حال پر رحم کر اس بلا سے مجھے نجات دے نظم

دیده در جوش محبت هست گریان الغیاث ۔ ز آتش پر سوز هجرت سینه بریان الغیاث
وحشتم آواره میسازد بهر شهر و دیار ۔ میکشد دیوانگی سوی بیابان الغیاث
رهزنان در راه عرفان هر زمان استاده اند ۔ شهوت و حرص و هوا و نفس و شیطان الغیاث
دشمن جان است هر کس اندرین دنیای دون ۔ نیست غیر از ذات تو دیگر نگهبان الغیاث
بهر دنیا هست لاحق این دل طماع را ۔ اضطراب و حیرت و افسوس و ارمان الغیاث
میرود سوی نفس کج هر زمان از راه راست ۔ الغیاث ای رهنمای راه عرفان الغیاث
از ره لطف و کرم هندی خدا دادش دهد ۔ میکند هر کس که بر در بار یزدان الغیاث

عمرو اس صدا پر کئی کوٹھریان طی کرکے گئے صحن مین حیران کھڑے ہین کہ مین نے اختر کو مار زنگمن کو زنبیل مین ڈالا اس قصر دسبع سے کیونکر نکلنا ہوگا اس پریشانی مین خواجہ جاتے ہین کہ ایک مقبرہ تاریک وتنگ مین پہونچے عمرو نے فتیلہ عیاری روشن کیا دیکھا ایک نازنین مہ جبین پری پیکر قمر منظر تسکین قلب عاشقان لیکن گریان و نالان سر خم لبون پر دم بیٹھی رو رہی ہی اور خدا ے نادیدہ کا نام لیکر دعائین مانگتی ہی عمرو نے قریب جاکر کہا ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای رنگ و بوے گلشن محبوبی تو کون ہی آخر وہ نیکا کیا باعث ہی کیون اسقدر پریشان ہی تجھین کس ظالم نے قید کیا تمھارے حال پر رحم نہ آیا وہ نازنین رونے لگی کہا ای شخص کیا حال مجھ بدنصیب کا پوچھتا ہی مجکو آفتاب شعلہ مزاج کہتے ہین سحر و ساحری خوب حاصل کی لیکن تقدیر کے لکھے کو نہ دیکھا مجھے خواب مین ایک بزرگ نے فرمایا کہ خواجہ عمرو تجکو آکر رہا کرینگے مین حیران ہون کہ ابتک خواجہ مجھ تک نہین آئے عمرو نے کہا ای آفتاب صاحبقران تمھارے واسطے بیقرار ہین دربار ملکہ حیران کا مین نے لوٹ لیا مگر برق فرنگی قید ہوا مین بھی قید ہوا اختر جادو مجکو لیکر اس قصر مین آیا مین نے اختر کو مار زنگمن کو زنبیل مین رکھ لیا تب یہانتک پہونچا جسکو تم یاد کرتی ہو مین وہی غلام ہون تمھاری تلاش مین یہانتک پہونچا ملکہ آفتاب نے کہا خواجہ تمھین خدا سلامت رکھے کہ آپ یہانتک پہونچے عمرو نے زبان سے آفتاب شعلہ مزاج کے دہن نکالا سوزن نکلتے ہی ملکہ آفتاب اپنے مقام سے اٹھین کہا خواجہ یہ قصر حسینان فرنگ کہلاتا ہی اب آپ الگ الگ چلین جا بجا عورتون سے مقابلے پڑینگے آپ الگ الگ رہیے یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا غفر گرا کہ سامنے سے دیکھا تین سو عورتین ساڑے پہنے ہوئے کمرین بندھی ہوئین ٹوپیان بڑی بڑی پہنین آفتاب کو دیکھکر دور ین آواز دی تجھے کسنے رہا کیا خواجہ عمرو دگلیم اوڑھکر کنارے ہوئے آفتاب نے سوچ کر چاہا اس نازنین افسر پر سایہ ڈالون اسنے ایک چیخ ماری اور کہا کہ لاٹ صاحب لینا ایک شعلہ بھڑک کر گرا آفتاب لڑکھڑا کر گری وہ افسرہ بڑھی کہ آفتاب کا سر کاٹ لون آفتاب کی بیقراری پکار رہی ہی خواجہ کہان گئے جیسے ہی وہ افسرہ بڑھی عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سو پانچ سیر کا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلہ گوپھن مین دیکر آواز دی افسرہ ہوشیار ہو جا افسرہ پلٹی عمرو نے پتھر مارا کہ اسکا سر پھٹا آفتاب کو ڈک کر اٹھی آواز دی خواجہ برا کام کیا اس ملعونہ نے قیامت کا

سحر کیا تھا مرنے سے اُس عورت کے کئی قصر گرے اینٹون کے جابجا انبار زمین سے دھوان نکل رہا ہی آفتاب نے کہا خواجہ یہان سے بھاگو کوئی آفت آیا چاہتی ہی آفتاب آسمان پر چمکتی ہوئی خواجہ کلیم اوڑھے سایہ آفتاب مین جاتے ہین کہ سامنے سے ایک انگریز گٹ پٹ کرتا ہوا آتا ہی للکارتا ہوا کہ او آفتاب غضب کیا مس جولیٹ کو مارا اب کہان جائیگی یہ کہکے جیب سے ایک ادھا نکالا آفتاب پر کھینچ مارا قطرے شراب کے جو آفتاب پر پڑے بدن سے شعلے نکلنے لگے بلکہ لڑکھڑا کر گری پہلو سے نعرہ ہوا منم مس جولیٹ صاحب بہادر کہان جاتی ہی مجھے کون قتل کرسکتا ہی مین نکل آئی اُس میم کو دیکھکر انگریز خوش ہو گیا وہ نازنین قریب پہونچی کہا ارے آفتاب کو کیون جلاتا ہی یہ باتین کرتی ہوئی قریب پہونچی لپٹ کے خنجر مارا انگریز لڑکھڑا کے گرا آفتاب پر پانی گرا شعلے آگ کے موقوف ہوئے آفتاب نے کہا خواجہ تکلو تمنے جان بچائی یہ سب ظالم طلسم کے جھگڑے تھے اس قصر کو عالمان مذہب سامری نے بنایا تھا عجائب وغرائب سے طلسم کو معمور کردیا بڑی بڑی بلائین اسمین بھری ہین بچنا یہان سے مشکل ہی مگر آپ نے بڑا کمال کیا خواجہ نے کہا ای آفتاب ابھی کوہ عجائب وغرائب پر لشکر کشی باقی ہی آفتاب تھرا گئی کہا خواجہ کوہ عجائب وغرائب پر بڑے مجمع ہین اس قصر سے نکلے خواجہ زمین کا راستہ طی کرتے ہوئے جاتے ہین کہ ایک مقام سے زمین شق ہوئی زمین سے فوارہ نکلنے لگا اسقدر پانی برسا کہ زمین پانی سے معمور ہو گئی آفتاب شعلہ بنکر چمکی پانی کو مٹایا پانی کا نکلنا زمین سے موقوف ہوا اب آفتاب نے خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا لیکر بلند ہوئی جابجا جو اینٹین پڑی ہین جو مکان گرے ہین اُنھین سے آواز ہیبتناک آتی ہی یہی ہلڑ ہو رہا ہی کہ آفتاب جاتی ہی عمرو لیے جاتا ہی کئی ساحر مارے گئے ارے اسکو کوئی روکے آفتاب نے آگ برسادی مکان مین آگ لگ گئی جب وہ مکان جلا تب آوازین مہیب موقوف ہوئین خواجہ کو لیے ہوئے آفتاب ایک صحرا مین آئی چند قدم چلی تھی دیکھا کہ چند غول غولون کے چلے آتے ہین غولون نے آکر ملکہ آفتاب و خواجہ کو گھیرا آفتاب لڑنے لگی خواجہ نے دیکھا غول پیچھا نہین چھوڑتے ہین زنبیل سے منقے نکالے لگے پھینکنے وہ منقے غولون نے کھائے کھاتے ہی بیہوش ہوئے بیہوش ہو کر گرے عمرو نے سب کے سر کاٹے آفتاب نے کہا خواجہ یہ تمنے بڑا کام کیا یہ غولان مجہول دور تک پیچھا نہ چھوڑتے مرنے سے غولان بیابانی کے چند درخت جلے اب دیکھا سامنے لشکر مہران آسمان سیر معلوم ہوتا ہی آفتاب نے کہا خواجہ مین جاکر برق کو رہا کرتی ہون وہ سامنے جو خیمہ سیاہ معلوم ہوتا ہی جسکے گرد کنیزین بیٹھی ہین اُسی مین برق فرنگی قید ہی آپ کنارے ہو جیے مین اُسے جاکر نکالتی ہون یہ کہکر غرق زمین ہوئی جہان برق قید تھا وہان جاکر نکلی دیکھا برق بندھا پڑا ہی اپنے حال زار کو دیکھکر تڑپ رہا ہی بیکار رہا ہی ای خالق بے نیاز اس آفت سے نجات دے عجب بلا مین پھنسا ہون نہ ہاتھ مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت ہر وقت تیری اطاعت مین ہون حقیقت مین یہ کیفیت ہی نظم

نباشد غیر ذات حق دگر کس در جہان وارث	کہ بعد از نقل ہر اہل مکان گردد ہمان وارث
بہر زیر و بہ بقابض بہر ملک و مکان وارث	بہر خانہ مکان دارد بہر یک خاندان وارث

ہر ملک و ہر کشور ہر شہر و ہر قریہ ... خدائے انس و جان مالک خداوند جہان وارث
گہے مالک بہشتی و گہے در شبیتی حاکم ... گہے اندر زمین فرمانروا و در زمان وارث
خدائے بادشاہی ذوالجلال لے حی و قیومی ... بدل حاضر بجان ناظر نہان مالک عیان وارث
بدست خویش کن صرف ای غنی گنجینۂ زر را ... کند برباد ورنہ بعد تو دریکزمان وارث
نہ شہر ماند باقلیم شہنشاہی نہ شہزادہ ... نہ این مالک بود برمسند دولت نہ آن وارث
بدار آخرت بفرست گنج مال و دولت را ... کہ بعد از تو گنجینہ بیابد زان نشان وارث
چو از ملک جہان سعدی و جامی رخت بربستند ... باقلیم سخن شد ہندی اہل زبان وارث

تڑپ تڑپ کے دعائیں مانگ رہا ہی کہ آفتاب نے برق پر سے سحر اُتارا ہاتھ پاؤن درست ہوئے ملکہ نے کہا ای برق فرنگی اُستاد تمھارے ضعیفہ بنے ہوئے باہر پھر رہے ہین مین تمھین رہا کرنے آئی ہون یہ کہکے برق کی کمر مین پنجہ دبا اول سحر کیا کہ مجکو کوئی نہ دیکھے یہ سوچ کے اُڑی برق فرنگی کو لیکر بلند ہوئی صحرا مین لاکر برق کو اُتارا خواجہ بھی اُسی مقام پر آئے آفتاب نے کہا خواجہ خدا حافظ و ناصر ہم رخصت ہوتے ہین خواجہ نے کہا ملکہ لشکر مین چلو آفتاب نے کہا خواجہ مین کیا مُنھ لیکے لشکر مین جاؤن مجکو شرم آتی ہی جب مجھسے کوئی کار نمایان سرزد ہوگا تو حاضر ہونگی عمرو نے کہا ای ملکہ عالم بخدا جب تمھاری گرفتاری کی خبر پہونچی تھی تو صاحبقران نے بتاکید مجھسے فرمایا تھا کہ خواجہ جس طرح بنے ملکہ کو جاکر رہا کرو برق فرنگی افتخار جادو بنکر آیا مین بھی پہونچا صبح کو خبر پائی کہ آپ کو کوئی لیگیا خیال مین آیا کہ دربار اسکا لوٹ لین دربار مہران آسمان سیر کا لوٹا اُسی مین گرفتار ہوئے صاحبقران تمکو طلب فرماتے ہین آپ چلیے آفتاب نے کہا خواجہ ہم کوہ عجائب و غرائب پر ملاقات کرینگے جب ہمسے کوئی خیرخواہی ہوگی تب حاضر خدمت صاحبقران زمان ہونگے عمرو ملکہ سے باتین کر رہا ہی قضائے کار ملک اخضر و زنار صلاح کرتے ہوئے صحرا مین آگئے ہین عمرو کو جو اخضر نے دیکھا دوڑ پڑا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری صاحبقران زمان آپ کے واسطے بہت بیقرار ہین اور یہ بھی فرماتے ہین کہ آفتاب کا غائب ہونا مجھپر بہت شاق ہوا عمرو نے کہا ملکہ آفتاب موجود ہین مگر وہان جانے مین انکار رکھتی ہین انہون اخضر نے آواز دی کئی سو ساحر آگئے ملکہ کو طاؤس پر سوار کیا باعزاز و اکرام لیکر طرف لشکر صاحبقران کے چلے صاحبقران دربارگاہ پر جلوہ فرما ہین کہ خبر پہونچی ملکہ آفتاب کو لیے ہوئے ملک اخضر آتے ہین صاحبقران سُن چکے ہین کہ آفتاب جادو ساحرہ جلیل ہی دربار مین سحر العجائب کے بڑی آبرو رکھتی ہی خود کنارے تک لشکر کے آئے دیکھا کہ آفتاب جادو کو اخضر و زنار گھیرے ہوئے اس کروفر سے لیے ہوئے آتے ہین صاحبقران نے پکار کر آواز دی ای ملکہ ہم تمھارے مشتاق تھے ملکہ طاؤس پر سے کود پڑین صاحبقران کو جھککر سلام کیا امیر نے ایک معشوق پریچہرہ کو دیکھا نہایت پسند فرمایا سر جھکا لیا ملکہ زنار جادو واقف کاران طلسم سے موجود تھی ملکہ آفتاب بھی رازداران شہنشاہ طلسم سے ہی عرض کی کہ ای شہریار حقیقت مین شاہان طلسم نے اہالیان دربند کو طلب کر لیا بت خونریز کو نامہ پہونچگیا وہان تیاریان ہو رہی ہین راہ کے تمام ساحر آپ کے انتظار مین ہین اب حضور جلدی کرین الیسا نہ ہو

مجمع ساحران بہت ہو جائے تو حضور کو مشکل پڑیگی اب حضور جلد سفر کرین امیر نے فرمایا منہاج گرہ پیشانی مقابلے مین فروکش ہی اس سے مقابلہ پڑیگا منہاج اپنی بارگاہ مین اُترا ہوا ہی اسکو آمد ملکہ آفتاب کی خبر پہونچی تردد مین بیٹھا تھا کہ اتنے مین افتخار جادو آکر پہونچا کہا ای منہاج گرہ پیشانی مجکو حکم شہنشاہی ہی کہ جاکر منہاج گرہ پیشانی کی مدد کر طبل جنگی بجوا دو مین کل میدان مین سمجھ لونگا امیر اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ صداے طبل جنگی کان مین پہونچی ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کی واسطے مدد منہاج کے افتخار جادو آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی عیارون پر بڑا غصہ کر رہا ہی امیر نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے برق فرنگی نے جو سُنا کو وہی افتخار جادو ہے جسکو مین نے بیہوش کیا تھا اگر اسکو قتل کر ڈالتا یہ آفت کاہیکو ہوتی یہ سوچکر نکلا لشکر مین منہاج کے آیا دیکھا افتخار کی بارگاہ استادہ ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا آفتاب کی شکل بنکر چلا قریب بارگاہ افتخار کے پہونچا افتخار کو ملازمون نے خبر دی ملکہ آفتاب جادو آتی ہین افتخار مرتبے سے بخوبی آگاہ ہی جانتا ہی کہ آفتاب چرخ فصاحت کی ماہ ہی واسطے استقبال کے نکل آیا نگاہ پڑی کہ آفتاب شرمائی ہوئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے آتی ہے افتخار نے کہا ای ملکہ عالم کیونکر اتفاق آنیکا ہوا کہا ای افتخار اپنی کج بختی پر شرمندہ ہین کہ ہمنے ملکہ سے کیون تکرار کی جسکا انجام یہ ہوا کہ لشکر صاحبقران مین پہونچے صاحبقران نے میری آبروہ کی مجکو نہایت ناگوار ہوا مین نے کہا افتخار کے ذریعے سے اپنی صفائی کرون اگر ہوسکے تو ہمکو شاہان طلسم سے ملوا دو اُنکی زوجہ ہماری خطا معاف کرین افتخار نے کہا مین آنکھون سے چلونگا یہ کہکے اپنی بارگاہ مین لایا مسند پر بٹھایا کہا ای ملکہ عالم مین جلکر صفائی کرا دونگا ملکہ نقلی نے کہا مین بھی صفائی کر دونگی ای افتخار مین کل سے لشکر صاحبقران مین آئی آب و دانہ ترک رکھا ایک جام شراب تو منگواؤ افتخار نے گلابی اُٹھا کے سامنے رکھی برق فرنگی نے جام بھر کے کہا لو برادر پیو افتخار جادو تو عاشق ہوا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جام پی کے جو نشہ ہوا کہا ای ملکہ عالم ذرا اس گلابی کو ملاحظہ فرمائیے کیا عمدہ شراب ہی بموجب غزل نظم

خم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے مین
یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین

ہنوز ہے کئی ساغر شراب شیشے مین
ہنوز باقی ہی اپنا حساب شیشے مین

وہ ہیر زامنش آنگے شاید ای ساقی
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین

ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین

خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہون
بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین

زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے
رہیگی درد کی مٹی خراب شیشے مین

وہ پیرہن مین ترے رنگ سُرخ کو دیکھے
بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین

کھلی ہی چاندنی مے پیجیے تو موقع ہے
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین

ہر ایک مست کی ہمرحق ہی نالۂ بلبل
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین

بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجے
یہ ہمسے نشئے مین ہووےگی بیمحل حرکت
وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر ہے

عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین
شراب پیگیے بھرینگے کباب شیشے مین
کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

برق فرنگی نے جھپٹ کر جام شراب لیا کہا لو صاحب پیو تمھین تو دیوان کے دیوان یاد ہین برق نے جام افتخار کو پلایا پیتے ہی افتخار گھبرایا کہا ملکہ عالم میرے کلیجے مین آگ لگ گئی برق نے کہا ذرا ٹہلیے جیسے ٹہلنے کو اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گرا برق نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک خیمہ جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام مین افتخار جادو بود منہاج گرہ پیشانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی تھا یکایک ہلڑ سُنا باہر نکل آیا دیکھا افتخار جادو کا خیمہ جل رہا ہے آوازین مختلف آرہی ہین لشکر ساحران بھاگا جاتا ہے ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہے کہ یارو کسی نے افتخار جادو کو قتل کیا جو مسلمانون کے مقابلے مین آئیگا یونہین مارا جائیگا منہاج گرہ پیشانی نے دیکھا اب مجھے مقابلہ پڑیگا مین حمزہ سے نہ لڑ سکونگا یہ سوچ کر لشکر تیار کیا طرف صحرا کے بھاگا صبح کو جو صاحبقران زمان اُٹھے برق فرنگی نے آکر سلام کیا عرض کی حضور افتخار جادو مارا گیا لشکر منہاج گرہ پیشانی سب بھاگ گیا اب تو میدان پاک ہوا کہ ملک اخضر آکر حاضر ہوا عرض کی ای شہریار مبارک ہو کہ مہتر برق فرنگی نے جا کر افتخار جادو کو مارا ایسا کار نمایان کیا اب سرکار تیاری کرین کیا حضور صاحب اقبال ہین کہ ملکہ آفتاب شعلہ مزاج آپ کی شریک ہوئین اگر یہ شریک نہ ہوتین تو اُدھر کے راستے تابہ کوہ عجائب وغرائب بہت خراب ہین پہونچنا مشکل ہوتا اب ملکہ آفتاب رہبری کرینگی بعد فتح کوہ عجائب وغرائب لوح کا پتہ ملیگا صاحبقران نے فرمایا لشکر تیار کرو لشکر ساحران سات لاکھ کا تیار ہوا اخضر و ملکہ زنار و ملکہ فیروزہ و آفتاب شعلہ مزاج و لالہ عذار و ملکہ ماہ رخسار یہ سب افسران فوج ساحران ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے صاحبقران زمان کو سلام کیا عرض کی ای شہریار بعنایت پروردگار سات لاکھ کا لشکر ساحران جمع ہے اب کوہ عجائب وغرائب پر مقابلہ پڑیگا بہت خونریز وہان کا حاکم بلاے روزگار ہے صاحبقران نے غیر ساحر سپرد بہرام کیے کوچ کرکے چلے اب انکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو کہ نعمان ساحرہ کو اپنے ساتھ لیکر عقاب ابر سوار سے جدا ہوئین پہونچنا بر سر طلسم ہوشربا اور مقابلے وہانکے

باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ خمسہ عوض ساقی نامہ

غیرت گل ہے ہر اک داغ جنون یان سرپر
نالہ کرتی ہین صدا بلبل نالان سرپر
بوستان اور ہوا تازہ نمایان سرپر
تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سرپر
جوہرون کے ہوئے پیدا چمنستان سرپر

اب حور شک عقیق جگری دیکھینگے
صاف آب دُرِ دندان کی تری دیکھینگے
اسطرح جیسے تری ہم جلوہ گری دیکھینگے
سر جھکا کے تجھے اے رشک پری دیکھینگے
حشر کو ہونگے جب دیدۂ انسان سر پر

اے پری دام بلا کتنے ہیں عشاق اسکے
خم سر مو میں ہیں کاکل کے ہزارون پھندے
ڈر ہے جنجال میں گر الجھینگے کہیں پیچ اسکے
دام کاکل میں نہ مچھلی کہن رنگین کے پھنسے
ہاتھ یون رکھکے نہ بیٹھا کرو جانان سر پر

پیچ میں کاکل پیچان کے جو دل الجھا ہے
روز روشن مری نظرون میں شب یلدا ہے
پیچ در پیچ خدا جانے یہ الفت کیا ہے
بال بال اپنا گرفتار بلا رہتا ہے
روز لاتی ہے بلا زلف پریشان سر پر

رحم کر رحم خدا کے لیے اے ظلم شعار
چار دن کے لیے ہو آنے دے سوے گلزار
پھر یہی کنج قفس پھر وہی ہم آخر کار
آئینگے وقت خزان چھوڑ دے آئی ہے بہار
لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان سر پر

حلقۂ گیسوے پیچان میں پھرا شام و سحر
ہائے قسمت نہ ملی راہ جو نکلے باہر
ہو گئی عمر دو روزہ اسی چکر میں بسر
جا کے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر
کوچۂ زلف ہے یا بھول بھلیان سر پر

ٹل گئی ہجر کی شب بچ گئی اب جان مری
آئی تھی کالی بلا دور ہوئی دور ہوئی
نقش عامل کی بھی تاثیر نہ ہوگی ایسی
اے پری کے اثر نقش قدم سے بھاگی
آ گئی تھی جو بلائے شب ہجران سر پر

ہفت اقلیم جنون اب ہے مرے زیر نگین
کون سی بات میں یان شوکت شاہانہ نہیں
سر پہ یہ داغ جنون تاج سے بہتر ہے کہیں
غیرت تخت ہے ہم خاک نشینون کو زمین
صورت چتر ہے یہ گنبد گردان سر پر

رنگ بدلے فلک پیر نے کیسے کیسے
گل شگفتہ چمن دہر میں کیا کیا نہ ہوئے
پاؤن پھیلا نسکے زندان سے نہ باہر نکلے
مدت قید اسیران کہن کیا کہیے
گل کے سو بار کرے تختۂ زندان سر پر

زندگی میں کبھی آرام نہ میں نے پایا
عمر بھر کوہ غم و درد و الم سر پہ رہا
اب عدم کو بھی نہ میں ہو کے سبکدوش چلا
ہون وہ مزدور کہ ہرگز نہ ہوا چھٹکارا
لے چلا بار غم فرقت یاران سر پر

لون میں احسان کسی کا یہ نہیں میری خو
دور ہو دور ہو کیون ابر ہے آیا کمدو
دھوپ میں غم نہیں سایہ جو مرے سر پہ نہ ہو
ناتوانی نے کیا ایسا خمیدہ مجھکو
زیر پا چاک گریبان ہے تو دامان سر پر

کہتی تھی جا کے زلیخا یہی با درد و بکا
قید میں کیون ہوئی تیرے عوض او ویلا
تاج سر اپنا بنا دون جو چلے زور مرا
قید یوسف تھا جہان جا کے زلیخا نے کہا
اٹھ سکے تو میں اٹھا لون ابھی زندان سر پر

کیا کرے آپسے کیون آج ہے سودا دلگیر
عشق مژگان میں تھی کھانے سے غافل تقدیر
لیس ہے مو بدن قتل پہ تھا صورت تیر
یاد ابرو میں ہوا سر بگریبان جو فقیر
آ گیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر

بہروبہروان منازل ہوشربا وطے کنندگان مراحل لطف و عطا داستان حیرت بیان ملکہ حیرت جادو
گو یون زیب گوش سامعان و بیہوش کرتے ہیں

اشعار

درین پردہ پردۂ آسمان — درین پردہ آواز نالم چونی
سخن سنج و دانائے شیرین مقال — چنین مینگارد ز کلک خیال

معنی فغانے کہ آمد بجان
باحوال جم یا باحوال کی
داستان شوکت بیان ملکہ

حیرت جادو کی یہانتک تحریر ہوئی ناظرین کو یاد ہوگا کہ ملکہ نعمان جادو آکر ملکہ حیرت جادو کی شریک ہوئی ہیں عرض کی کنیز وعدہ کرتی ہے کہ طلسم ہوشربا چل کیجیے سر قاتل شہنشاہ افراسیاب مجھے بھیجیے اگر صاحبقران زمان کو دیوانہ کرکے نہ مارا تو اپنا نام نعمان جادو نہ پایا ملکہ حیرت

چونکہ عقاب ابر سوار سے جدا ہو چکی ہیں لاچار و مجبور تخت پر سوار ہوئین نعمان جادو منتظم لشکر ہے بقصد کرد فرطرف طلسم ہوشربا کے چلین جب شہنشاہ لاچین جادو قلعۂ ہوشربا سے نکلے اوہار برفبار جادو اسکو طرف سے اپنے حاکم کیا تھا کہ یہ سحر کرتا ہی بعد جانے شہنشاہ کے یہ بھی اسنے خبر سنی کہ شہنشاہ لاچین جا کر طلسم نور افشان مین قبضہ ہوئے اوہار برفبار نے قلعے کو آراستہ و پیراستہ کیا بیٹھا ہوا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد عظیم اُڑی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملکہ حیرت جادو تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے برائے تسخیر قلعۂ ہوشربا آ پہونچین یہ سنتی ہی اوہار برفبار نے بارہ ہزار ساحران ابر برائے مقابلہ ملکہ حیرت جادو جمع کئے قلعے پر توپین سحر کی لگا دین اور خندق قلعے کی آتش سحر سے معمور کردی انتظار کرنے لگا کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی ملکہ حیرت جادو تخت پر نعمان جادو وانتظام لشکر کرتی ہوئی تین لاکھ ساحرون سے سامنے قلعے کے اُتری نعمان جادو نے اوہار جادو کو اُسی وقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای اوہار جادو آکر خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہو ورنہ کل صبح کو قیامت برپا کردنگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اوہار نے جواب اُس نامے کا لکھا کہ ہماری جانب سے ملکہ حیرت جادو سے عرض کرو کہ یہ قلعہ بے وارث ہی مین ایک ادنی ملازم شہنشاہ لاچین ہون اگر شہنشاہ مجکو نامہ لکھین تو مین قلعہ خالی کردون ورنہ آپ کو اختیار ہی جیسا مناسب ہو کیجیے ملکہ حیرت جب بارگاہ مین آکر بیٹھین تو ایک کنیز موسوم بہ سحاب ہنستی ہوئی سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی کہا واری کنیز کے نزدیک تو یہ بہتر و مناسب ہے کہ قلعے پر یورش نہ کیجیے صاحبقران عالیشان طرف طلسم نور افشان کے گئے ہین چلکر صاحبقران اور خواجہ عمرو کو قتل کیجیے یا اُنکا فرمان لائیے یہ قلعے کو خالی کر دیگا اُس وقت اگر سرکشی کرے تو البتہ لائق قتل ہی ملکہ حیرت جادو نے جو نگاہ سے نگاہ لڑائی آنکھون سے چالاک کو پہچانا کہا آپ مہربانی فرمائیے آپ کچھ اسمین نہ کہیے آپ کو ان مقدمات مین کیا دخل ہی بس خاموش رہیے یہ سُنکر چالاک کنارے ہوا ملکہ حیرت نے اُسی وقت حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے اوہار جادو کو خبر پہونچائی اوہار نے کہا صاحبو مین تو عذر کر چکا کہ مین ملکہ حیرت جادو کا مقابلہ نہین کر سکتا اُنھین زبردستی منظور ہی تو مین مجبور و لاچار ہون چالاک بن عمرو نے جو دیکھا کہ صبح کو سب مسلمان بیگناہ قتل ہونگے بیتاب ہو گیا رات کو خیمۂ نعمان سیرتاب سا زمین آیا نعمان کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا اپنے کو قلعۂ اوہار مین پہونچایا اوہار جادو سے کہا اول تو اسے لیجیے کل صبح کو جب یورش ہووے تو برج نعمان کو زیر تیغ بٹھا دیجیے گا اور حکم قتل دیجیے گا اور ملکہ حیرت جادو سے کہیے گا کہ پلٹ جاؤ ورنہ ہم اسکو قتل کرینگے اپنے سردار کے خوف جان سے فوراً پلٹ جائینگی اور قصد سرکشی نہ کرینگی اوہار نے نعمان جادو کو لیکر قید کیا حیرت جادو جو صبح کو بیدار ہوئین خبر پہونچی کہ نعمان کو اہالیان قلعہ نے چرا لیا ملکہ حیرت کو یہ سُنکر بڑا غصہ آیا طاؤس پر سوار ہوئین سامنے قلعے کے آئین بقہر و غضب پکار کر آواز دی کیون اوہار تمنے کیا غضب کیا خوف نہ آیا ہماری مصاحب کو چرا منگوایا اوہار جادو نے جواب دیا ای ملکۂ عالم آپ بادشاہ

طلسم ہوشربا کی زوجہ ساحرہ یکتا ہین آپ کے مقابلے کے لایق نہین ہون اگر آپ یہان تشریف لانیکا قصد کرینگی ہین نعمان جادو کو قتل کرونگا ملکہ حیرت جادو وہان سے رنجیدہ و کبیدہ ہوئین کنیزون سے فرمایا کہ ذرا جا کر چالاک کو تو ڈھونڈھو ایک کنیز اُٹھی اُسنے عرض کی واری چالاک آپ کے سامنے آتے ڈرتا ہی جو حکم دیجیے مین اُس سے جا کر کہدون ملکہ حیرت نے پہچانکر ہاتھ پکڑ لیا کنیزون سے کہا تم سب ہٹجاؤ جب کنیزین ہٹگئین حیرت نے کہا کیون چالاک مین جانتی ہون یہ آفت تمنے برپا کی او ہار جادو کی کیا لیاقت تھی چالاک قدمون پر گر پڑا کہا ملکہ عالم اس قلعے پر آپ دست انداز نہون صاحبقران عالیشان طرف طلسم نور افشان کے جاتے ہین اُنکو چلکر روکیے اور مقابلہ کیجیے مین او ہار سے کہکر نعمان جادو کو دلوا دون یہ کیونکر مجکو گوارہ ہو کہ صدہا بندگان خدا بیگناہ قتل ہون اور مین اپنی آنکھ سے دیکھون حضور خطا معاف فرمائین اب طلسم ہوشربا کے عجائب و غرائب سب فتح ہوئے اب صرف ایک قلعہ باقی ہی اسپر آپ قبضہ کر کے کیا کیجیے گا یقین ہی کہ جب جا کر تخت پہ بیٹھیے گا تو قلب کو بندگان عالی کے صدمہ ہوگا یا تو وہ سلطنت تھی کہ اٹھارہ سو ملک سے خراج آتا تھا بڑے بڑے شاہان اولوالعزم آپکے نام سے خائف تھے اب کسی ملک سے خراج نہین آتا ہی کیسا ملال ہوگا اس طرح چالاک نے ملکہ حیرت کو سمجھایا کہ حیرت جادو نے کہا تم جا کر نعمان کو رہا کرا دو ہم قلعے کو چھوڑ دینگے چالاک نے کہا انشاء اللہ کل مین نعمان جادو کو حاضر کرونگا چالاک کنارے ہوا ملکہ حیرت جادو تخت پر آکے بیٹھین صبح کا وقت ہی ملکہ حیرت بیٹھی ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی افغان بلند قامت ایک پہلوان تین لاکھ فوج سے دریاے نیل پر اسنے شکست کھائی تھی ناظرین والا تمکین کو بخوبی یاد ہوگا اشکال زرین علم کے ساتھ یہ پہلوان تھا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے ہاتھ سے زخمی ہو کر نکلا تھا فتح کرتا ہوا چلا آتا ہی اب اسنے تین لاکھ فوج جرار جمع کی ہی تلاش مین مسلمانون کی نکلا ہی اسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ حیرت نے قلعۂ ہوشربا کو گھیرا ہی گیند سے اُترا لشکر کو اُسی مقام پر ٹھہرایا آپ بارگاہ مین ملکہ حیرت کی آیا قدمون کو بوسہ دیا گرد تخت ملکہ حیرت پھرا دست بستہ ہو کر عرض کی حضور کو بعد عرصہ دراز کے دیکھا ملکہ حیرت جادو اپنی حکومت یاد کر کے رونے لگین کہا اے افغان بلند قامت تم کہان سے آئے ہو اور کہان جاتے ہو افغان بلند قامت نے عرض کی غلام نے جنگ دریاے نیل مین شکست کھائی تھی ہاتھ سے شاہزادہ نور الدہر کے زخمی ہوا تھا مین نے اُسکے بدلے کئی قلعے مسلمانون کے فتح کیے ہزارون مسلمان میرے ہاتھ سے مارے گئے حضور نے فتح کرنے مین ہوشربا کے کیون عرصہ کیا ملکہ حیرت نے کہا ایک بل پڑ گیا نہین تو مین آج اندر قلعے کے ہوتی مگر مجبوری یہ ہی کہ نعمان جادو میری سپہ سالار کو او ہار بر فیار نے قید کر لیا افغان بلند قامت نے کہا حضور تامل فرمائین کل صبح کو غلام ایک ایک کو قتل کریگا شاید کہ وہ سحر سے روکے اسکا حضور خیال رکھین ملکہ حیرت نے کہا کیا مجال افغان بلند قامت نے آکر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہرکارون نے او ہار کو پہونچائی او ہار نے کہا آنے دو اسنے بھی طبل جنگی بجوا دیا چالاک کو

بہت ناگوار ہوا ایک نامہ پیکان تیر مین باندھ کے پھینکا یا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای اوہار بدشعار افغان بلند قامت نے طبل جنگی بجوایا وقت پر بی نعمان جادو کو زیر تیغ بٹھانا اگر اسیر نہ آئین تو مہلت لینا پھر مین سمجھ لونگا اوہار اُس نامے کو پڑھ کر خاموش ہو رہا چار پہر رات گذر کر افغان زرین پوش یعنے آفتاب تابان سلح خانۂ مغرب سے تیغۂ مہر حمائل کرکے نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیے ہوے توسن فلک پر سوار ہو کر میدان چرخ نیلی مین آکر ٹھہرا افغان بلند قامت گینڈے پر سوار ہو کر بصد کروفر سامنے قلعے کے آیا اوہار جادو کو دیکھا کہ بالاے قلعہ بیٹھا ہی افغان بلند قامت نے پکار کر آواز دی ای اوہار بہتر اسی مین ہی کہ قلعے کو خالی کردو حق بحقدار خواہد رسید حیرت سامنے موجود ہین اوہار جادو نے کہا یہ حق شہنشاہ لاچین کا ہی اسمین اور کسی کا حق نہین ہی وہ فی الحال مبتلاے بلا ہین یہ کسی طور ممکن نہین کہ قلعہ خالی ہو سکے جو ہو سکے اُسمین قصور و کوتاہی نکرو افغان بلند قامت نے اہالیان فوج سے کہا کہ تم سب کا کیا ارادہ ہی سب نے عرض کی کہ حضور ہمین لاکھ فوج ہی بہتے ہوئے سمندر کی موج ہی ہم سب غل مچائینگے تو مسلمانون کے کلیجے پھٹ جائینگے افغان بلند قامت نے کہا لینا اوہار جادو نے جب دیکھا کہ فوج نے بلوہ کیا چہارم میدان سب طی کر چکے تھے تو اسنے موشک بران یعنے ہوائی کو داغا گولہ اندازون نے دہ دہ توپین مارین کہ تمام میدان دھوان دھار کردیا بارہ ہزار ملازمان افغان بلند قامت اُڑ گئے فوج نے شکست فاش کھائی بھاگی دور جا کر ٹھہری افغان بلند قامت نے جو یہ معاملہ دیکھا غصے سے کانپنے لگا ملکہ حیرت جادو بھی اپنے لشکر کو جمائے ہوئے کھڑی ہین افغان آگے بڑھا پکار کے فوج والون سے کہا کہ کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا تھا مین ابھی جاکر قلعہ لیتا ہون یہ کہکے یکہ و تنہا چلا ہر چند اہالیان قلعہ نے گولے مارے اسنے گولون کو نہ مانا طی کرتا ہوا گولون کو قریب خندق پہونچا آواز دی کیون اوہار اب بہتر یہ ہی کہ قلعے سے نکل آ اسمین تامل نہ کر ورنہ مین قلعے مین آکر جتنے ذیحیات ہین سب کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اوہار جادو نے نعمان کو زیر تیغ بٹھایا کہا ای افغان بلند قامت بہتر اسی مین ہی کہ پلٹ جا ورنہ اسکو مین قتل کرتا ہون اسنے نہ مانا آگے بڑھا اوہار نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے بیچارہ یک رجوع قلب سے پکار اٹھا

ای خالق بینیاز اس آفت سے بچا لے نظم

ای کریم نام تو قربان جسم و جان ما — دے بذات تو تصدق دین و ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما — روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
می طپد در سوز عشقت سینۂ سوزان ما — در غم ہجر تو گردد دیدۂ گریان ما
کن نظر یارب بحال بیسر و سامان ما — گوش نہ ما بر صداے نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما — تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
باوجود قرب ہستم از بساط وصل دور — حیف بر مہجوری ما واے بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا ای خبرگیر جہان — مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر و سجود — عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما

ازز بان خامہ عرض حال داغ دل کنیم ــ چون زریزد جوش خون کلک گہر افشان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا مولے مگر ــ صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
حین ہر مشکل فقط مشکلکشاے ما تو لی ــ وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی ــ در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان ــ از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پُر ساختے ــ بستۂ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
تشنہ گردد گر آب دیدۂ ما نسبت دور ــ نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم ــ دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

تو دل سے جو اوہار جادو نے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی قضاے کار نقابدار زرین پوش اسی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کان مین جو توپ کی آواز پہونچی اپنے عیار سے کہا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہی چہار جانب سے ہرکارے دوڑے نقابدار زرین پوش کو خبر دی کہ افغان بلند قامت نے قلعہ ہوشربا پر پلہ کیا ہی اہالیان قلعہ حیران و پریشان ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش پلٹا اُس وقت پہونچا کہ افغان بلند قامت چاہتا تھا کہ خندق کو فراؤن داخل قلعہ ہون کہ نقابدار نے نعرۂ شیرانہ کیا او افغان خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچھتائیگا اس سرکشی کی سزا پائیگا پلٹ گے افغان بلند قامت نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش بارہ ہزار جوانون سے آتا ہی اسکی نگاہ مین بھی نہ جچا نقابدار کے کہنے کو نہ سُنا نقابدار زرین پوش گھوڑے کو اُڑا کے قریب آیا فرمایا کہ ملعون ہم تجکو منع کرتے ہین تو پلٹتا نہین ہیبت بیار انچہ داری زمردی نشان + کمان کیانی و گرز گران + یہ سُنکر افغان بلند قامت نے نیزہ مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ افغان کا ہوائی کیا افغان بلند قامت نے بقہر و غضب تمام قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا نقابدار زرین پوش کو مارا نقابدار نے اسکے وار کو تیغہ بر قتاب پر رد کا تلوار کو اسکی رد کر کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا افغان بلند قامت نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو تڑپ کے گرا مع سپر مع گینڈے افغان بلند قامت کے چار ٹکڑے ہوگئے غریو بلند ہوا تین لاکھ سوار و پیدل نقابدار زرین پوش پر جا پڑے اوہار جادو بھی مع اہالیان قلعہ قلعے سے باہر نکل آیا شریک جنگ نقابدار ہوا خطا یہ کی کہ نغمان جادو کو بھی اپنے ساتھ لیتا آیا چند کس نغمان جادو کو پکڑے ہوئے کشان کشان لیے لیے پھرتے ہین قضاے کار ایک مقام پر جنگ عظیم واقع ہوئی نقابدار زرین پوش تین لاکھ فوج مین ڈوبا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی ایک شخص نے آکر ہٹو ہٹو کر کے نغمان جادو کی زبان سے سوزن نکالا نغمان تڑپ کر بلند ہوئی سحر کرنے لگی نقابدار زرین پوش نے بالاے آسمان دیکھا کہ ایک ساحرہ کڑک کڑک کر سحر کر رہی ہی کئی سو ملازم نقابدار کے کام آئے نقابدار کو بہت ناگوار ہوا تاک کر تیر مارا اگر سینے پر پڑے تو خاتمہ تھا ران پر پڑا تا بہ استخوان پہونچا چلا کے اسنے آواز دی ای ملکہ حیرت آپ ہماری شراکت نہین کرتین ملکہ حیرت جادو نے بھی لشکر کو حکم دے دیا

نقابدار زرین پوش قتل کرتا ہوا چلا باز سفید قیامتین برپا کر رہا ہی جس پر عکس ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوا ہزارون ساحرون کو باز سفید نے جلا دیا فوج افغان بلند قامت تو شکست کھاکے بھاگی فوج ملکہ حیرت لڑ رہی ہی ملکہ حیرت جادو نے بڑے بڑے سحر کیے نقابدار زرین پوش پر سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی جس کسی نے جھپٹ کر سحر کیا اُسی کو نقابدار نے جھپٹ کر مارا کوئی ساحر مُنھ پر نہین چڑھتا آگے نہین بڑھتا خوف جان سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین نقابدار نے لاشون کے انبار لگا دیے ہزارہا ساحر قتل کیے ملکہ حیرت جادو پریشان ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی نقابدار زرین پوش پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا نقابدار صدہا ساحرون کو قتل کرکے قریب تخت ملکہ حیرت پہونچا حیرت جادو نے کئی سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی نقابدار زرین پوش با آواز بلند اسم اعظم پڑھتا ہوا جب قریب پہونچ گیا تو ملکہ حیرت نے سیپچہ سحر مارا نقابدار نے روک کے ہاتھ مار دیا سر ملکہ حیرت کا زخمی ہوا حیرت جادو نے اپنے کو تخت سے گرا دیا مگر ہزارون جادوگر اُس مقام پر مارے گئے ہر طرف صداے الامان الامان بلند ہی نقابدار نے قصد قتل ملکہ حیرت نہ کیا تلوار روک لی رحم آگیا کہ عورت کو کیا قتل کرون اپنے عیار کی زبانی یہ بھی سُن چکے ہین کہ چالاک بن عمرو اسپر مائل ہی اسکے نام پر جان دیتا ہی عیار نقابدار نے بھی یہی کوشش کی کہ حیرت جادو نکلجائے بڑا خیال ہی کہ اگر حیرت قتل ہوگی تو قلب نازک پر چالاک کے بڑا صدمہ عظیم ہوگا کیا عجب ہی کہ ہلاک ہو جائے لوگ ملکہ حیرت کو لیکر بھاگے نقابدار زرین پوش نے پیچھا بھی نہ کیا نعرے کردیے اہالیان فوج کو اشارہ کیا خبردار پڑاؤ نہ لوٹنا صرف ایک دو خیمون مین آگ لگا دو ایک خیمے مین بڑھکر عیار نے آگ لگائی آگ لگنا تھا کہ بارگاہین اُکھڑوا کے حیرت جادو کے ملازم لے بھاگے نقابدار تھوڑی دور تک نعرے کرتا ہوا گیا جب حیرت جادو کے لوگ بھاگ گئے تو چالاک نے بھی اُسی وقت اپنی کملی کتھری سنبھال چلتے چلتے حاکم طلسم ہوشربا یعنے ادہار جادو سے اتنا کہدیا کہ دیکھو خدا نے اپنا فضل کیا اب تم قلعے مین جاکر بیٹھو کسی طرح کی فکر نہ کرو اب بی حیرت صاحبقران عالیشان پر لشکر کشی کرینگی حیرت جادو مع لشکر شکست خوردہ کے بارہ کوس پر جاکے اُتری یہان نقابدار زرین پوش بصد کر و فر طرف صحرا کے روانہ ہوا نعمان جادو بھی زخمی پہونچی ملکہ حیرت جادو سے کہا حضور نقابدار زرین پوش پر سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا کیا باعث ہی حیرت جادو نے کہا مین نے کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھا مگر حقیقت مین یہ نقابدار مثل صاحبقران ہی جس طرح حمزہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا اُسی طرح اسپر بھی کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا کیون نعمان جادو دیکھا تمنے ان مسلمانون کی مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی ہمنے کسی مقام پر انکو برباد ہوتے نہین دیکھا کوئی نہ کوئی انکی مدد کو ضرور پہونچ جاتا ہے اب کیا کرنا چاہیے نعمان جادو نے کہا اب چلکر لشکر صاحبقران کو گھیرین اگر صاحبقران کو مار لیا خاتمہ ہو جائیگا پھر ہمسے کون لڑ سکیگا ملکہ حیرت نے کہا اے نعمان جادو یہ تو بہت دشوار ہی صاحبقران زمان کو کون قتل کر سکتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُنپر دست اندازی کرے

وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہین عیار اُنکا بلاے روزگار نام اُسکا لیتے دل کانپتا ہی کہ جسنے منتمش
ایسے ساحر کو جاکر دریاے قلزم مین مارا النعمان نے کہا واری آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی
ہرکارون کو بلاکر حکم دیا کہ جاکر لشکر سے صاحبقران کے خبر لاؤ کہ جب صاحبقران تلاش
لوح مین جائینگے لشکر اُنکا خالی رہیگا چلکر لشکر کو مٹائیے خواجہ عمرو کو گرفتار کریے حیرت جادو
نے کہا کسکی مجال ہی کہ جو خواجہ عمرو پر دست انداز ہو نعمان جادو نے کہا حضور کو ناحق کا خوف ہی
ہرکارے جو گئے ہوئے تھے چند عرصے کے بعد پلٹ کے آئے عرض کی ای ملکہ عالم سات لاکھ
ساحرون کا لشکر صاحبقران کے ساتھ ہی تین لاکھ غیر ساحر دس لاکھ کا لشکر چھوڑکر ایک منزل
پر صاحبقران عالیشان تلاش کوہ عجائب و غرائب مین گئے ہین خواجہ عمرو بھی نہین ہین ہینگے
النعمان جادو نے کہا ملکہ عالم کوچ کیجیے ملکہ حیرت نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا کوچ کرتے چلین
یہان وہ دن ہی کہ صاحبقران جب منزل ورقہ پر پہونچے وہان ایک باغ تھا اُسمین اُترے
آفتاب جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو تنہا جانا چاہیے ہم لوگ اپنے کو خدمت حضور مین
پہونچا ئینگے آج حضور شب کو رجوع قلب کرین کہ مین تا بہ کوہ عجائب و غرائب جانا چاہتا ہون
ملکہ زنارہ و فیروزہ نے بھی یہی کہا شب کو صاحبقران نے عبادت کی ایک بزرگ خواب
مین آئے فرمایا اسی باغ مین شرق کی جانب ایک نخل ہی نہایت سرسبز و شاداب رعنائی مین
لاجواب اُسکو اکھیڑنا وہین نقب کا پیدا ہوگا وہی راستہ کوہ عجائب و غرائب کا ہی صبح کو صاحبقران
سب سے رخصت ہوئے ملک اخضر نے عرض کی دو تین دن مین غلام بھی اپنے کو فرداً فرداً خدمت
مین پہونچا ئینگے صاحبقران عالیشان اُسی طرح بطرز مذکور نقب مین داخل ہوئے ایک صحراے
سبزہ زار مین پہونچے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک بادشاہ جلیل
تخت پر سوار تاج شہریاری برسر لباس شاہنشاہی دربر موتیون کے مالے گلے مین چتر ہما
کا سر پر گردش کرتا ہوا تین لاکھ فوج جرار پشت پر سب مسلح و مکمل اُس بادشاہ نے آکر ادب سے
صاحبقران زمان کو سلام کیا عرض کی ای شہریار غلام کو مقبول تاجدار کہتے ہین یہ حوالی
غلام کے قبضے مین ہی اور غلام مسلمان صاحب ایمان ہی جناب پیغمبر آخرالزمان آج ہی کے دن پیدا
ہوئے ہین غلام اُس وقت حالت کفر مین بتخانہ دیر مین جو پوجا کرنے گیا دیکھا بت اوندھے پڑے ہین
دیر مین سناٹا برہمن گنگ ہوگئے مین نے کاہنون کو جمع کیا اُنسے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی اُنھون نے
کہا آج پیغمبر آخرالزمان پیدا ہوے ہین جملہ دین منسوخ ہونگے خانہ کعبہ سے بت نکالے جائینگے ہر
مذہب والے شکست کھائینگے ای شہریار مجکو یہ اعتقاد ہوا کہ مین نے بتون پر لعنت کی دائرہ
اسلام مین آیا شب کو مجکو خواب ہوا کہ کل تیرے یہان جشن مولود مسعود ہی صاحبقران زمان
شوہر ملکہ آسمان پری و شوہر ملکہ مہرنگار ادھر تشریف لائینگے ای مقبول تاجدار فخر کر انکو
با عزاز و اکرام استقبال کرکے لانا ہرچند کہ اہالیان طلسم تیرے دشمن ہو جائینگے مگر کچھ مقام
خوف نہین اُنکو بھی بلاتکلف جشن مولود مسعود مین شریک کرنا وہ صاحب شوکت و حشم حضرت کے
عم فراش راہ دین اسلام مشہور خاص و عام ہین حضور مین وہ سب اوصاف پائے جاتے ہین

غلام

غلام نے ہر کارے مقرر کیے تھے حضور کو لینے آیا ہون مرکب بادرفتار پیش کیا صاحبقران عالیشان پشت مرکب پر سوار ہوئے مقبول تاجدار تخت پر سوار نہ ہوا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے نہایت خوش وخرم مگر اہالیان لشکر افسوس کرتے ہین کہ ہمارا بادشاہ دیوانہ ہو گیا ایک شخص بک بینی و دوگوش اُسکا یہ عظم وشان کہ بادشاہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہی افسران فوج کے دل مین جو یہ خیال آیا پہلو سے ایک سناٹے کی آواز ہوئی دیکھا ہمارے طلسمی سر پر صاحبقران عالیشان کے آکر قائم ہوا جس طرح نقیب آواز دیتے ہین صاف ظاہر تھا کہ کوئی فصیح و بلیغ عجم بہ تکلف کہہ رہا ہے کہ ہذا طلسم کشائے نور افشان جو انکی اطاعت کریگا شرف آخرت پائیگا اور جو گردن تابی کریگا مثل سگ صحرائی مارا جائیگا ہمارے جو بلند ہو کر آواز دی تمام طلسم مین یہ آواز پہونچ گئی بت خونریز کو وہ عجائب و غرائب پر بیٹھا ہی کہ اسنے دیکھا ہمارے طلسمی آواز دے رہا ہی کہ ہذا طلسم کشا گھبرا کر مقام سماد بزرگان دین پر آیا پکار کر آواز دی ای بزرگان دین وای عالمان مذہب سامری تم عابد وزاہد ہو کیا شرف حاصل ہوا کہ سمادگی یہ کیا معرکہ ہی ہمارے طلسمی کیا آواز دیتا ہی یہ کیا ہنگامہ ہی اُس مقام سے آواز آئی ای بت خونریز زمانہ انقلاب قریب آگیا طلسم کشا مقام پر مقبول تاجدار کے پہونچا ہمارے طلسمی اُسی کے سر پر آواز دے رہا ہے مقبول تاجدار اپنے یہان صحبت مولود مین طلسم کشا کو لیگیا یہ جو آواز آئی بت خونریز خاموش ہو رہا اس حال کی عرضی سحر العجائب دمصر الغرائب کو تحریر کی کہ اے شاہان طلسم فتنہ نور افشان ہوشیار ہوجائیے طلسم کشا آپہونچا مقبول تاجدار کے مکان مین مہمان ہی ہمارے طلسمی نے سر پر اُسکے آواز دی وہ آواز ہمارے کان مین آئی کہ طلسم کشائے نور افشان نے نزول اقبال دوردو اجلال فرمایا جب مین برائے دریافت حال مقام سماد بزرگان دین پر گیا دیکھا کہ قبرین ہل رہی تھین زمین کو جنبش بزرگان مذہب کو نکلنے کی کوشش مین ہے جو دریافت کیا آواز آئی کہ وقت انقلاب آگیا ہم سب کو تکلیف پہونچیگی گوش ہوش سے پنبۂ غفلت کو نکالیے انتظام مین مصروف ہو جیے انتظام یہ ہی کہ اگر فکر نہ کیجیے گا کف افسوس ملنا ہوگا وقت وہ ہی کہ شاہان طلسم تخت پر بیٹھے ہین سب اہالیان دربند جمع ہین کہ عرضی بت خونریز کی لیکر ایک ساحر پہونچا عرضی جو پڑھی گئی سب کو سناٹا آگیا سحر العجائب دمصر الغرائب نے کہا یار وغضب ہوا طلسم کشا مقام پر مقبول تاجدار کے پہونچا بڑا افسوس یہ ہی کہ بموجب قاعدے کے ہمکو بھی جانا پڑیگا ہم کن آنکھون سے طلسم کشا کو دیکھینگے ساحرون نے کہا حضور کیون گھبراتے ہین عین جشن مین طلسم کشا کو قتل کرینگے مقبول تاجدار کی شامتین آئی ہین یہ تو آپ خوب جانتے ہین لوح طلسم مفقود ہی جب کو وہ عجائب و غرائب فتح ہو تب پتہ لوح کا ملے لوح ملنا تو انسان کا کام نہین کہ کوئی لوح کو حاصل کر سکے کوکب روشن ضمیر نے ایسے مقام پہ لوح کو رکھا ہی کہ اُس حوالی کین کون جا سکتا ہی جواب لکھیے کہ ای بت خونریز نہ گھبرانا یہ طلسم نور افشان ہی اسکی عمر بہت ہی کاہنون کے قول کا کیا اعتبار تم نہ گھبراؤ ہم جشن مین جائینگے تم بھی وہین آنا طلسم کشا کو عین جشن مین قتل کرینگے طلسم کشا اپنی خبر منائے ہمین کیا تردد ہی یہ جواب بت خونریز کو پہونچا

بہت خونریز نے زانو پیٹا کہا یارو پنبۂ غفلت گوش ہوش سے شاہان طلسم کے نہ نکلا طلسم کشادہ شخص ہے کہ جسکو کوئی قتل نہیں کر سکتا صاف صاف تحریر ہے بہت معقول تقریر ہے سامری و جمشید لکھ گئے کہ طلسم کشا مقبول تاجدار کا مہمان ہوگا وہ ہی بنائے بربادی طلسم ہے صاحبقران عالیشان طلسم کشا کا اسم ہے یہاں تو یہ ہنگامے ہیں مگر صاحبقران ساتھ ساتھ مقبول تاجدار کے قصر عقیق نگار میں آکر پہونچے تخت زبرجدی بچھا تھا مقبول تاجدار نے کہا اے شہریار یہ حضور کا مقام ہے صاحبقران نے فرمایا میں مرد سپاہی ہوں مجھے تاج و تخت سے کیا کام مقبول تاجدار نے کہا یہ پہلو میں جو منبر بچھا ہے عین جشن میں اسپر بیٹھکر آپ کو مولود مسعود جناب اشرف انبیا پڑھنا ہوگا قاعدہ و قانون سے صاحبقران عالیشان لاچار ہوئے تخت یاقوت نگار پر بیٹھے صاحبقران نے مقابلے میں قصر عقیق نگار کے ایک قصر گوہر نگار دیکھا ادھر بھی ایک تخت بچھا ہے صاحبقران نے مقبول تاجدار سے پوچھا کہ یہ کسکا مقام ہے عرض کی حضور پر واضح ہوگا میری مجال نہیں کہ میں اپنی زبان سے صاحب تخت گوہر نگار کا نام لوں اب اس محفل میں نو سامان ہونے لگا آمد شاہان جلیل کی شروع ہوئی جو آیا صاحبقران عالیشان کو ادب سے سلام کر کے بیٹھا انشاء اللہ آمد شاہان طلسم بوجہ احسن تحریر کرونگا مگر اب لشکر صاحبقران کا حال لکھنا واجب و لازم ہے کہ جب صاحبقران زمان ادھر تشریف لائے ملک اخضر و ملکہ زنار و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ گھبرا رہے ہیں کہ ہم خدمت صاحبقران میں کیونکر جائیں خواجہ عمرو نے خواجہ زادوں سے پوچھا فرزندان بزرجمہر نے اپنی کتاب کو ملاحظہ کیا کہا اے خواجہ عمرو ابھی ان سب صاحبوں کو منع کیجیے کہ جانیکا قصد نہ کریں بعد تین دن کے وقت روانگی کا قرار دینگے فی الحال کچھ پریشانی لشکر کی معلوم ہوتی ہے ملک اخضر و جملہ ساحران مذکور بارگاہ ہشامی میں بیٹھے ہیں بہرام کہہ رہا ہے ملک اخضر ہمکو خدمت میں صاحبقران عالیشان کی پہونچاؤ ملک اخضر نے کہا اے بہرام خواجہ زادوں نے مجبور کیا ہے جب تک تاریخ و وقت روانگی قرار نہ پائے کیونکر جائیں ہم سب خود گھبرا رہے ہیں خواجہ عمرو کبھی گھبرا کر بیرون بارگاہ جاتے ہیں کبھی اندر آتے ہیں فراق صاحبقران میں بیقرار پھر رہے ہیں برق فرنگی بھی تڑپ رہا ہے قران بھی بغدہ لیے حاضر ہیں ابو الفتح اصفہانی بھانجا عمرو کا کہتا ہے خواجہ زادوں سے کیوں پوچھا کہ وقت و تاریخ کے پابند ہوئے ہم تو آج ضرور جائینگے اخضر کہتا ہے یارو راستہ کسی کو نہ ملیگا یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی پردے بارگاہ کے اٹھا دیے ہیں خواجہ دیکھنے لگے یکایک دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا ایک لکہ ابر گلنار آسمان پر چھایا ہوا ہے اس لکہ ابر سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑے کروفر سے آکر ابر ٹھہرا ایک دو ٹاٹا ہوا ابر شق ہوگیا دیکھا عمرو نے ملکہ حیرت جادو تخت پر ملکہ نعمان جادو و انتظام لشکر ساحران کرتی ہوئی ہیں لاکھ ساحر علم شعبدہ سے ماہر بازو ولاد قرقرے پر سوار اپنے سحر کے جوش میں بیقرار آکر پہونچی حیرت جادو نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ عمرو نے جو حیرت جادو کو دیکھا فرمایا کہ ملک اخضر یہ باعث تھا کہ تاریخ روانگی نہ نکلتی تھی بی حیرت جادو آپہونچیں عمرو نے

سامنے آکر ملکہ حیرت جادو کو سلام کیا ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے کہا ملکہ عالم کیا ارادہ ہی ملکہ حیرت نے ڈرتے ڈرتے کہا جو ارادہ ہی وہ ظاہر ہو جائیگا خون شہنشاہ افراسیاب بالا بالا نہ جائیگا رنگ لائیگا خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ حیرت جادو کیون اپنے کو آفت مین پھنسایا بہتر اسی مین ہی کہ واپس جاؤ ملکہ حیرت نے کہا خواجہ سب حال کھلیگا خواجہ عمرو نے کہا یہ تو فرمایئے کہ میان چالاک صاحب کہان ہین حیرت جادو نے کہا میری پاپوش جانے ایک کنیز نے بڑھکر سلام کیا خواجہ نے کہا کیون شامتین آئی ہین ایسے کیون اپنی جان کو آفت مین ڈالا ہی کنیز نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ ذرا ہوشیار رہیے گا خواجہ عمرو نے بگڑ کے کہا اے ملکہ حیرت ہم آجکل مبتلاے رنج وغم ہین ہمارے آقاے نامدار براے طلسم کشائی گئے ہین اے ملکہ حیرت جادو تمھارے آنے سے اب ہمکو رکنا پڑیگا دیکھین کیا ہوتا ہی خواجہ عمرو ملکہ حیرت سے یہ باتین کر کے پلٹے حیرت کانپتی ہوئی بارگاہ مین آئی کہا اے نعمان جادو بڑے شکر کی بات ہی کہ صاحبقران یہان نہین ہین مگر ساربان زادے کی باتین سنین ابھی جو کنیز خواجہ عمرو سے باتین کر رہی تھی وہ کہان گئی کہ ایک کنیز ہنستی ہوئی سامنے آئی حیرت نے کہا اے چالاک اب پردہ کیا ضرور ہی جو نقد مین لکھا ہی وہ ضرور ہو گا مگر ساربان زادے کی صورت دیکھکر میرا دل کانپتا ہی مین کیا کرون جب گھوڑے کی مکاریان ذہن مین آتی ہین دل کانپ جاتا ہی کیون چالاک اب کیا ہو گا ایسے مکار کا سامنا ہی چالاک نے کہا حضور آپ خاطر جمع رکھین کیا مجال خواجہ کی جو زبان بھی ہلا سکین لیکن آپ سے عرض کرتا ہون کہ آپ بربادی مسلمانان کا قصد نہ کرین اس ارادے سے باز رہین آپ کو لازم ہی کہ ایک گوشۂ عافیت مین بیٹھیے شہنشاہ لاچین وکوکب روشنضمیر اسی مقام پر قید ہین صاحبقران عالیشان اُنکی فکر مین گئے ہین حیرت جادو نے چاہا ہین جواب دون کہ نعمان تڑپ گئے اُٹھی کہا اے چالاک اگر خواجہ عمرو کو اسی میدان مین قتل نہ کیا تو نام اپنا نعمان جادو نہ پایا مین نے وعدہ بیوجہ نہین کیا ہی یہ سنکر چالاک نے سر جھکا لیا کہا آپ کو اختیار ہی دیکھا چالاک تو غائب ہوا اور صورت پر بارگاہ مین آیا بمقدمہ حیرت جادو چالاک کو بڑی فکر ہی کہ اے چالاک قبلہ وکعبہ ضرور آئینگے نعمان نے جو حیرت جادو کو پریشان پایا کہ سر خم کیے خاموش بیٹھی ہین نعمان نے گانیون کو بلایا حیرت کہتی ہی ارے مجمع نہ کرو ایسا نہ ہو ساربان زادہ چلا آئے شراب وکباب کا بھی چرچا صحبت مین نہ ہو نعمان جادو نے کہا آپ کیون گھبراتی ہین یہ کہکے ایک طائفے کو اشارہ کیا ایک نازنین نہایت حسین وجمیل گلنار پوش مسکرا کر اُٹھی گت ناچنے لگی تڑپ کے ناچی حیرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل گانے لگی

نظم

تصور ہمنے جب تیرا کیا پیش نظر پایا	تجھے دیکھا جدھر دیکھا تجھے پایا جدھر پایا
کہان ہمنے نہ اس دردِ نہان کا اثر پایا	یہان اُٹھا وہان چمکا ادھر آیا اُدھر پایا
پتا اُسنے دیا تیرا ملا جو عشق مین خود گم	خبر تیری اُسی سے پائی جسکو بیخبر پایا
کیا ترکش جو خالی میرے تیر انداز نے مجھپر	پکارے سب دہان زخم او سفاک بھر پایا

دل بیتاب کے پہلو سے جاتے ہی گیا سب کچھ
نہ پائین سینے مین آہین نہ آہون مین اثر پایا

وہ چشم منتظر تھی جسکو دیکھا آکے وا اٹھنے
وہ طالع تھا ہمارا جسکو سوتے رات بھر پایا

مین ہون کم و ناتوان پنہان ہا خود آنکھ سے اپنی
ہمیشہ آپ کو گم صورت تار نظر پایا

اچھالا رات کو یون اضطراب دل نے سوتے مین
کہ بستر بیٹھ کے نیچے نہ تکیہ زیر سر پایا

سمجھتا ہمکو تمکو کیون نہ یکسان عشق منصب تھا
ہمین پایا تھا نازک دل تمھین نازک کمر پایا

کسی کو اپنی از خود رفتگی کا حال لکھنا تھا
پتا خط کا نہ کچھ اب تک سراغ نامہ بر پایا

نہ ملنے کا وہ شاکی ہو اگر ہمسے عجب کیا ہی
کہ اسنے آپ سے باہر بھی ہمکو بیشتر پایا

ہماری آنکھ اور اک اشک حسرت تک نہین آئی
بھرا دیکھا کیے اکثر جسے خالی وہ گھر پایا

حبیب اپنا اگر دیکھا تو داغ عشق کو دیکھا
طبیب اپنا اگر پایا تو اک درد جگر پایا

کیا گم ہمنے دل کو جستجو مین داغ حسرت کے
کسی کو پا کے کھو بیٹھے کسی کو ڈھونڈھ کر پایا

لے وہ پائون جنسے چھانے خاک اسکے کوچے کی
پٹکتے آستان یار پر جسکو وہ سر پایا

نہ دبالا کیا کچھ انکو ایسا بیقراری نے
جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا

بہت سے اشک رنگین ای جلال اس آنکھ سے ٹپکے
مگر بیرنگ ہی دیکھا نہ کچھ رنگ اثر پایا

نازنین گلنار پوش نے جو چہک چہک یہ غزل گائی نعمان جادو برابر ملکہ حیرت جادو کے بیٹھی ہی ملکہ حیرت نے نعمان جادو سے کہا کس لطف سے یہ نازنین گا رہی ہی دل بیتاب ہی کہین ساربان زادہ تو نہین آگیا مجھے شک پایا جاتا ہی یہ سنکر نعمان جادو نے ہاتھ چمکا دیا ایک برق کڑک کر گری نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے نعمان نے کہا یہی ساربان زادہ عیار تھا اب اسکی تیزی کہان گئی بڑے عیار بنتے تھے ہمارے سامنے مکاری نہ چلی نائکہ بیٹھی ہوئی تھی پیٹتی ہوئی دوڑی کہ ہی ہی بی بی یہ کیا غضب کیا میری چودہ برس کی کمائی مٹ گئی نعمان جادو نے کہا ارے یہ ساربان زادہ تھا چالاک خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا گھبرا کے اندر بارگاہ کے آیا حیرت جادو نے کہا ارے نعمان یہ تو نے کیا کیا چالاک نے بھی آنکے دیکھا خدمتگار بنا ہوا تھا کہا واہ بی نعمان یہ تمنے کیا غضب کیا نعمان نے کہا ملکہ حیرت جادو نے کہا شاید یہ ساربان زادہ ہی صاحب جسپر ہمین گمان ہو گا ہم اسکو ضرور قتل کرینگے مگر ساربان زادے کو اس صحبت مین نہ آتے دیکھے کہ اتنے مین ایک نازنین شوخ و شنگ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی جام شراب لیکر آئی حیرت کے منہ سے نکل گیا کہین یہ عمرو نہ ہو نعمان جادو نے پھر بارش کا دانہ مار دیا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے اب تو بارگاہ مین ہنگامہ پڑ گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا لو النعمان ذرا سمجھ بوجھ کے سحر کرو مین کیا اپنی زبان کاٹ ڈالون ایک کنیز سر پر کھڑی رومال ہلا رہی ہی اسنے بھی کہا واری ذرا سمجھ کے قتل کیجیے نعمان جادو نے کہا اب مین کسی پر سحر نہ کرونگی مین تو ملکہ کی نگہبان ہون جسپر ذرا بھی گمان کرینگی اسکو زندہ نہ چھوڑونگی دونون لاشے اٹھوائے چالاک بھی حیران و پریشان پھر رہا ہی کہ قبلہ و کعبہ کو کیونکر پہچانون ایک ایک کنیز کو دیکھتا پھرتا ہی جو کنیز رومال سر پر ملکہ حیرت کے ہلا رہی تھی اسنے عرض کی واری نعمان جادو کا دربارگاہ پہ پہرا مجھے حکم دیجیے [illegible]

اندر بارگاہ کے نہ آنے دین آپ چلکر آرام فرمائیے دو پہر سے زیادہ شب گذر چکی ہی ملکہ حیرت جادو
اُٹھین مگر گھبرا کے کہتی ہین مجکو معلوم ہوتا ہی کہ ساربان زادہ میرے ساتھ چلا آتا ہی اس وقت
میرے دل کی عجب کیفیت ہی خود بخود دل گھبراتا ہی نعمان جادو نے کہا وارثی جسپر گمان کیجیے
اُسکو قتل کرون کنیزین بدحواس بھاگتی پھرتی ہین جسکو ملکہ حیرت جادو بلاتی ہین وہ ڈرتی ہی
خوف جان سے قریب نہین آتی کہتی ہی کہ بی نعمان جادو مجھپر سحر نہ کردین یہ بلاتی ہین وہ خوف کے
مارے بھاگی جاتی ہی وہ کنیز جو نرگس پرانی کر رہی تھی وہ پیچھا نہین چھوڑتی چالاک نے کئی مرتبہ اُس سے
آنکھ ملائی یہ تو گمان تھا کہ سب چیزین تبدیل ہونگی جب آنکھ ملائی دیکھا بڑی بڑی آنکھین ہین
آفت کا پرکالہ مسکراتی ہوئی پیچھے پیچھے ملکہ حیرت جادو کے سایہ سان ساتھ ہی دمبدم کہتی ہی
ای ملکہ نعمان جادو کوئی خفا ہو یا خوش تم اپنے انتظام مین رہنا مین حضور کے ساتھ ہون
کئی مرتبہ ملکہ حیرت جادو نے کہا بھی ای نرگس مجکو تیری آنکھون سے ڈر معلوم ہوتا ہی نرگس
نے کہا واری مین شام سے اسی فکر مین تھی کہ نگوڑا عمرو آئے تو اُسکو مار ڈالون نعمان نے
دربارگاہ پر کئی کنیزون کو مارا ملکہ حیرت جادو جو اندر آئین نرگس ساتھ ساتھ جب ملکہ حیرت
پلنگ پر بیٹھین نرگس نے کہا واری کوئی جام نوش فرمائیے حیرت نے کہا ہائے کیا کرون
مین نے آج کھانا تک پیٹ بھر کے نہین کھایا معلوم ہوتا ہی ہر دیوار و در سے عمرو چلا آتا ہی
نرگس نے کہا واری یہ خیال دل سے دور رکھیے یہان عمرو کہان بی نعمان جادو دربارگاہ
پر انتظام کر رہی ہین کئی کنیزین عمرو کے دھوکے مین دروازے پر قتل ہوئین اُمین تو کوئی
عمرو نہ تھا آپ میرے ہاتھ سے جام نوش کرین کیا مجال ہی کہ کوئی فتور پڑے مین بھی سحر تیار کیے
بیٹھی ہون اب جو کوئی اندر آئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دروازے پر بی نعمان جادو نے
انتظام کیا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای نرگس مجھے ایک جام پلا دے مگر جو شراب اندر رکھی ہے
اسی مین سے جام بھر کے واسطے سامری و جمشید کا باہر نہ جانا میرا دل کانپ رہا ہی نرگس نے
فوراً جام لبریز کیا ملکہ حیرت کے دکھانے کو خود بھی پی لی حیرت نے جام لبون سے لگا لیا کہا
کیا کہون نرگس بی نعمان مجکو لیکر تو آئین میرے دل کو آرام نہین آتا مین ایک تھوڑی دیر کے
واسطے سوتی ہون مجھے جلدی جگا دینا مین جاگکر بسر کرون تڑپ تڑپ کر سحر کرون نرگس نے کہا
واری آپ آرام فرمائیے مین جاگتی رہونگی کیا مجال جو مجھے نیند آئے جام حیرت پی گئی جب لیٹی
تو نرگس نے کہا واری آرام فرمائیے آج چپی والیون کو بھی نہین بلایا ملکہ حیرت نے کہا کسی کا آنا
اچھا نہین مجھے تجھسے بھی خوف آتا ہی نرگس نے کہا مجھے منھ دھلا کے پہچان لیجیے یہ پیر غلام تو
عرصے سے حاضر خدمت ہی ذرا اچھی طرح پہچانیے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری ہنر
دشت طراری و نہنگ بحر مکاری لونڈا اُچھک جھک کے مجھے دیکھتا تھا وہ ابھی سفلہ ہی اُسے عیاری
مین کیا دخل اُسکو عمر بھر عیاری نہ آئیگی حیرت جادو ہی کہ کہکے اُٹھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو
نے زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھ کے لے نکلے چالاک پہلو سے بارگاہ پر
بیٹھا ہی اسنے دیکھا سراپچہ چاک ہوا چالاک گھبرا گیا دیکھا اسنے ایک سیہ پوش اندر سے بارگاہ کے

پشتارہ بدوش نکلا چالاک حیران ہوا قبلہ وکعبہ کیونکر آئے نعمان نے پانچ چار کنیزون کو مارا مین نے سب کو پہچان لیا یہ کہکر طرف جنگل کے بھاگا یہ اسنے دیکھ لیا کہ خواجہ پشتارہ حیرت کا لیے جاتے ہین کبھی سوچتا ہے جاکے قدمون پر گردن منت کرکے کہون کہ قبلہ وکعبہ ملکہ حیرت کو چھوڑ دیجیے کبھی مین کہتا ہے وہ مانینگے انکو دھوکا دیجیے برق کی شکل بنکر دوڑا جنگل مین آواز دی ای شہنشاہ اوج عیاری ماشاء اللہ کیا کام کیا غلام بھی وہان حاضر تھا نعمان جادو پر پرواز پیدا کرکے لشکر مین پہونچی ہے آپ کے ملازمون کو قتل کررہی ہے پشتارہ مجھے دیجیے جیسے چالاک بصورت برق قریب آیا خواجہ عمرو نے کہا لونڈے کچھ دیوانہ ہوا ہے خبردار قریب نہ آنا ورنہ پتھر مارونگا سر تیرا پھٹ جائیگا اب چالاک منتین کرنے لگا کہ براے خدا اسکو چھوڑ دیجیے ورنہ مجکو زندہ نہ پائیے گا میرا دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے اس وقت اسکو بیہوش دیکھکر دل کا عجب عالم ہے کہ بیان سے باہر ہے بموجب اشعار کہ کچھ میرے احوال کے موافق ہین نظم

رحم آجاتا ہے دشمن کی پریشانی پر
زخم خون روتے ہین شمشیر کی عریانی پر

کیون رکھا کاتب قدرت نے فلک پر خورشید
نقطہ دینا تھا یہ تری خط پیشانی پر

صاف رکہ قاتل عالم شکن ابرو کو
مورچہ جم نہ رہے تیغ خراسانی پر

آمد فصل بہاری ہے پے استقبال
کھولے ہین شوق مین مرغان گلستانی پر

نالہ زنجیر سے چھپ چھپ کے نکل جاتا ہے
پاسبان پاتے ہین الزام نگہبانی پر

ہوگئی بے سخنی قفل دہن غنچون کو
تھا شک بے ادبی خندۂ پنہانی پر

برہمی کرتی ہے مجموعۂ خاطر برہم
صبر کھو دیتے ہین زلفون کی پریشانی پر

نقطۂ حسن ہے تل مصحف رخ پر تیرے
کفر ہے صورت شک آیۂ قرآنی پر

تیرے آنے تو فروغ رخ روشن معلوم
دیجیے نقطۂ شک یوسف کنعانی پر

آسمان صحبت احباب سے کب خالی ہے
نالے رہتے ہین ہمارے فلک ثانی پر

ہم وہ مشتاق اذیت ہین کہ ہردم قاتل
زخم کھاتے ہین امید نمک افشانی پر

مرگئے ایک ہی جلوے مین پریرویون کے
پائون رکھا بھی نہ تھا تخت سلیمانی پر

راہ برگشتہ نصیبی نظر آئے کیا کیا
خضر کا شک ہے مجھے غول بیابانی پر

مرگئے کہتے ہی سنتے ترے گیسو کا حال
مختصر جھگڑے ہوئے قصۂ طولانی پر

قبر مین جوشش گریہ نے ابھارا ہے نسیم
ہم تہ خاک بھی رہتے ہین سدا پانی پر

عمرو نے کہا اگر تم مر بھی جاؤگے تو مین اسکو نہ چھوڑونگا اگر مین اسکو قید نہ کرونگا تو یہ صبح کو قیامت برپا کریگی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ ملک اخضر و ملکہ زنار و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ سحر مین اس سے کم نہین یہ زوجۂ افراسیاب خانہ خراب ہے سحر مین بھی لاجواب ہے جا دور ہو سامنے سے چالاک سوچا یہ یون نہ مانینگے یہ سوچکر ایک جانب بھاگا نظرون سے عمرو کی غائب ہوا عمرو نتنا ہوا چلا آتا ہے چالاک نے کنارے آکے ایک کھال آہو کی نکالی اپنے جسم پر آراستہ کی آہو بنکر چھلانگین بھرتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے خواجہ کے آیا عمرو نے

آنکھیں دیکھکر ایک پتھر گوپھن میں رکھکر مارا اور آواز دی کیون پاجی ہمارے سامنے عیاری ہمین سے یہ
کھال لی تھی چالاک پھر بھاگا خواجہ عمرو بھی چوکنے چلے آتے ہین اب چالاک آگے بڑھا صحرا مین
دیکھا کہ مقام گذرگاہ پر ایک پل خاکی بنا ہوا ہے وہان جھاڑی بھی تھی جھپٹ کر جھاڑی مین بیٹھا پل پر
حلقے کمند کے بچھا دیے بنگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین
چالاک دل مین خوشی کر رہا ہے جب خواجہ قریب پل کے پہونچے دل دھڑکا پکار کر آواز دی او سفلے
جھاڑی سے نکل آتے ہین تو ایک پتھر مارونگا کہ سر پھٹ جائیگا چالاک نے اور اپنے کو مخفی کیا اپنے
دل مین سمجھ رہا ہے کہ قبلہ و کعبہ تقدم کرتے ہین خواجہ عمرو نے تین آوازین دین سمجھے کہ ناحق کو دل
دھڑکتا ہے خواجہ جب جست کرکے حلقہاے کمند مین آگئے چالاک نے شیر کی آواز دی خواجہ عمرو
نے جست نہ کی سمجھے کہ جست کی اور حلقہاے کمند پاؤن مین پھنسے چالاک جھپٹ کے نکلا دیکھا
خواجہ عمرو کھڑے ہین خوف کے مارے تھرا گیا حلقہاے کمند چھوڑ کے بھاگا مگر یہ کہکے بھاگا کہ
قبلہ و کعبہ آپ کو جانے نہ دونگا عمرو نے کہا اے سفلہ ہے کیون بیہودہ بکتا ہے جا دور ہو اب چالاک
جو کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنا آنکھون پر اسنے شیشے چڑھائے
پشت سے دوڑا للکارتا ہوا امنم مہبات جادو او ساربان زادے تو ملکہ حیرت جادو کو
لیے جاتا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا ٹھہر جا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیہ فام
بدانجام گولہ ہاتھ مین لیے ہوئے جھپٹا ہوا آتا ہے اب عمرو گھبرا گیا کہ اگر اسنے گولہ مار دیا تو زمین
پاؤن تھام لیگی خواجہ عمرو نے حقۂ آتشبازی نکالا اور آواز دی ای مہبات جادو کیون تیری
شامتین آئی ہین خواجہ عمرو نے تو حقۂ آتشبازی مارا جادوگر نے گولہ پھینکا عمرو نے ہاتھ مارا
گولہ پھٹا جب پانی نکلا تو خواجہ نے کہا او لونڈے تو نے غضب کیا چھینٹین پانی کی منھ پر خواجہ
کے پڑین خواجہ عمرو گرکے بیہوش ہوئے چالاک کانپتا ہوا قریب آیا پشتارہ پشت سے
خواجہ عمرو کے کھولا چاہا گرفتار کرکے خواجہ کو بھی لیتا جاؤن دل کانپا کہ ای چالاک قبلہ و کعبہ
مار ہی ڈالینگے بس اسی کو غنیمت جانو پشتارہ حیرت جادو کا لیا دیر تک سوچا کیا کہ کیا تدبیر کرون
عقل نے یہی کہا کہ انکو پڑا رہنے دو یہ بھی ڈرتا ہے کہ کوئی اور دشمن نہ آجائے سوچا یہ جانین اور انکا
کام جانے اگر اور کوئی گرفتار کریگا سمجھ لینگے پشتارہ لیکر چالاک تو بھاگا خواجہ بیہوش پڑے ہین
یہان بعد حیرت کے چوری ہونیکے نعمان جادو بارگاہ مین ملکہ حیرت کے آئی دیکھا ملکہ حیرت
ندارد ایک چیخ ماری کہا یارو غضب ہوا انیسین جلیسین دوڑین پوچھا ملکہ کیا ہوا نعمان نے
کہا کوئی ملکہ حیرت جادو کو لیگیا مین تو جاتی ہون اگر حقیقت مین عمرو لیگیا ہے تو جان دونگی
یا ملکہ حیرت کا پشتارہ لاؤنگی یہ کہکر چلی چالاک تو اور راستے آیا نعمان جادو نے آسمان
سے دیکھا کہ کوئی شخص جنگل مین بیہوش پڑا ہے اب جو قریب آئی دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
بیہوش پڑے ہین خوش ہوگئی جی مین کہتی ہے کہ یہ ساربان زادہ یہان کیونکر پہونچا جھپٹ کے گری
خواجہ عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا پانی کا چھینٹا مار کے ہوشیار کیا خواجہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا نعمان جادو
میرا ہاتھ پکڑے کھڑی ہے پشتارہ حیرت جادو کا ندارد اب تو خواجہ عمرو گھبرائے نعمان سے

سحر بھی کیا کہا او ساربان زادے ملکہ کی نیند بھوک جاتی رہی کیا تجھسے رنج و ملال اُٹھاتے ہین اب چلکر تمکو سامنے ملکہ حیرت کے قتل کرونگی خواجہ عمرو کی مشکین باندھین خواجہ تعریفین کرتے ہین ای ملکۂ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری حقیقت مین آپ نے مجکو گرفتار کیا خواجہ عمرو حیران ہین کہ یہ کیا ہوا شاید وہ جو ساحر آیا تھا وہ چالاک تھا وہی پشتارہ لیگیا اس سوچ مین خواجہ ہین باتین بھی بناتے جاتے ہین نعمان جادو کسی فقرے کو نہین مانتی کشان کشان لیے جاتی ہی چالاک نے ملکہ حیرت جادو کو لاکر پلنگ پر لٹایا زبان سے سوزن نکالدیا کنیزون کو آواز دی چند کنیزین آئین چالاک نے کہا ملکہ عالم آرام فرمائی ہین حفاظت کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون یہ کہکے چالاک بھاگا دل سے باتین کرتا ہوا ایسا نہو قبلہ و کعبہ کو کوئی گرفتار کرلے یہ کیسی بدنامی ہوگی کہنے والے اپنے مقام پر کہینگے کہ چالاک نے معشوق کے واسطے باپ کو گرفتار کرادیا اس سوچ مین جاتا ہی جنگل مین جو پہونچا بولنے کی آواز آئی اب جو نخل کی آڑ پکڑ کر دیکھا نعمان جادو خواجہ کو گرفتار کیے ہوئی آتی ہی چالاک کے ہوش اُڑ گئے دل سے کہتا ہی ای چالاک غضب ہوا اگر خدانخواستہ ملکہ حیرت کے سامنے لیکر پہونچی حیرت ایسی جلی ہوئی ہی کہ فوراً قتل کر ڈالیگی ای چالاک اگر خدانخواستہ قبلہ و کعبہ قتل ہوگئے پھر ہم کسی کو مُنھ دکھانے کے لائق نہ رہینگے صاحبقران زمان فرمائینگے کہ جوش محبت حیرت مین باپ کو قتل کرایا کچھ خوف خدا نہ آیا تو مین کیا جواب دونگا کھڑا سوچا کیا تھوڑے عرصے مین ایک بات سوچی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ملکہ حیرت جادو کی شکل بنکر تیار ہوا سامنے سے دوڑا ہوا آیا پکار کر آواز دی ای نعمان جادو تمنے بڑا کام کیا ہماری جان تو چالاک نے بچائی حقیقت مین ہمارا عاشق صادق ہی اب مین چالاک کے کہنے سے کسی بات مین انکار نکرونگی اُسنے میرے ساتھ بڑے بڑے احسان کیے ہین کہ لائق بیان کے نہین اُسنے اپنی جان میرے واسطے مٹائی طلسم مین گھس پڑا طلسم کو توڑا مجھے رہا کیا اس وقت بھی اُسی نے جان بچائی ورنہ عمرو گرفتار کرکے لیجاتا مجھے یہان سے لیگیا وہان جاکر ہوشیار کیا اپنے باپ پر عیاری کی کچھ اسکا بھی خیال نہ کیا کہ بدنام ہوجاونگا ای نعمان جادو تمنے اس ساربان زادے کو کہان پایا نعمان جادو نے کہا واری اب آپ کسی کا خوف نہ کیجیے مین نے خاتمہ کردیا خواجہ عمرو کو لشکر سے جاکر پکڑ لائی حیرت نقلی نے کہا ای نعمان جادو تمنے بڑا کمال کیا ابھی چلکر اسکو قتل کرین خون شہنشاہ افراسیاب کا بدلا ہوجائے اگر اسکو مارا تو صاحبقران زمان کا بازو ٹوٹ جائیگا یقین تو یہ ہی کہ سپاہگری ترک کرین اور اگر مقابلہ پڑا تو اُنکا مار لینا کچھ مشکل نہین ہی کوئی سردار با عیار مثل خواجہ عمرو لشکر صاحبقران مین نہین ہی خواجہ نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے یہ کہتی ہوئی حیرت نقلی قریب نعمان آئی نعمان جادو بل کر رہی ہی کہ حضور ہین لشکر مین صاحبقران کے پہونچی تڑپ کر گری خواجہ عمرو کو پکڑ لیا سب جادوگر دوڑے ہین نے سحر کیا کئی ساحرون کے سر پھٹے میان اخضر و زنار و ماہ رخسار وغیرہ سامنے سے بھاگے حیرت نقلی نے کہا ای نعمان جادو تمھارے سامنے کون سحر کرسکتا ہے

ہین تو تمہارے بھروسے پر آئی ہون خواجہ عمرو نے جو آنکھ ملائی چالاک کو پہچانا خوش ہو گئے کہ
میری فکر مین آیا سر ہلا کر کہا ہائی حیرت جادو کیا کہنا ہین سمجھ گیا چالاک نے سر جھکا لیا چالاک
باتین کرتا ہوا بصورت حیرت جادو ساتھ نعمان جادو کے چلا جب کوس بھر راستہ طی کیا ایک مقام
پر گھبرا کر ٹھہر گئے کہا ای نعمان دیکھ لکہ ابر اُٹھا ملک اخضر وغیرہ آتے ہین یہ بھی چالاک جانتا ہی
کہ قبلہ و کعبہ اسکے سحر مین مبتلا ہین بے اسکو قتل کیے مطلب نہ نکلیگا جیسے ہی کہا لکہ ابر اُٹھا نعمان
پلٹی چالاک نے خنجر مارا النعمان ارے کہکر گری ساحرہ نہایت زبردست تھی لاشہ جلنے لگا آوازین
مہیب آنے لگین آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من
نعمان جادو بود چالاک نعمان جادو کو مار کر بھاگا خواجہ عمرو کے ہاتھ پاؤن چھوٹے خواجہ نے
پکارا ابے ٹھہر تو جا چالاک نے دور جا کر عرض کی حضور میری گستاخی کو معاف فرمائیگا اب کبھی
ایسی خطا نہ ہوگی خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے پلٹے چالاک لشکر حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو
جو صبح کو بیدار ہوئین چالاک بشکل کنیز آیا ملکہ حیرت نے کہا کیون گلنار تو نے سنا عمرو مجکو
گرفتار کرکے لیگیا تھا چالاک نے کیا کمال کیا خواجہ عمرو پر عیاری کی مگر نعمان کہان ہی کنیزون نے
عرض کی جب ظاہر ہوا کہ آپ کو گرفتار کرکے عمرو لیگیا نعمان بھی آپ کی تلاش مین گئی ہین اُس وقت
سے پلٹ کے نہین آئین حیرت گھبرا گئی کنیزون سے کہا جا کے تلاش کرو جنگل مین جا کر دیکھو مجھے
یقین ہی کہ نعمان پر کوئی افتاد پڑی کنیزین جنگل مین گئین پھرتے پھرتے ایک مقام پر پہونچین دیکھا
لاشہ نعمان کا پڑا ہی کنیزین بہت پریشان ہوئین لاشہ نعمان کا اُٹھایا ملکہ حیرت جادو
بیرون بارگاہ بیٹھی ہین چالاک ایک کنیز کی شکل بنا ہوا باتین بنا رہا ہی کہ حضور رات کو
چالاک نے بڑا کام کیا نعمان جادو کا اب زندہ ملنا مشکل ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ رونے
کی صدا بلند ہوئی دیکھا کنیزین لاشہ نعمان جادو لیے ہوئے آتی ہین چالاک نے ملکہ حیرت
کے کاندھے پر ہاتھ رکھدیا کہا دیکھیے حضور مجھے بھی خوف تھا کہ ساربان زادہ بڑا مکار و غدار ہی
نعمان کو مارا کنیزون نے لاکر لاشہ سامنے رکھا ملکہ حیرت بہت روئین کہا صاحبو مین تو
اسی کے بھروسے پر خروج کرکے آئی تھی چالاک نے اُس وقت بھی ہنستے ہنستے سینے پر ملکہ کے
ہاتھ رکھدیا کہا حضور آپ کی لونڈیان اُس سے بہتر ہین آپ کیون اسقدر رنجیدہ ہوتی ہین ملکہ
حیرت نے کہا عقاب ابر سوار بادشاہ پردہ ظلمات میرے نام پر جان دیتا تھا وہ بیچارہ
خستہ و شکستہ ہو کر بھاگا اب دیکھیے کیا ہو چالاک نے کئی مرتبہ گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا حضور
رنج و غم نہ کرین جو آپ کو منظور ہوگا وہی ہوگا خون شہنشاہ افراسیاب بالا بالا نہ جائیگا
ضرور رنگ لائیگا آپ خاطر جمع رکھیے عقاب ابر سوار کا نام نہ لیجیے وہ ملعون گیا جو کچھ
اُسپر گذری ہوگی اخباروں سے حال کھلیگا لاشہ نعمان کا جلا دیا گیا ملکہ حیرت جادو لرزان و
ترسان بیٹھی ہین کہ ایک لکہ ابر آسمان سے اُٹھا سب اُس ابر کو دیکھنے لگے وہ ابر قریب آکر شق ہوا
دیکھا ایک جادوگر تخت سحر پر سوار تین لاکھ ساحر پشت پر قریب آکر اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ ملکہ حیرت
کہان ہین ملازمون نے خبر دی کہ وہ سامنے بیٹھی ہین وہ ساحر دست بستہ قریب آیا جھک کے

ملکہ حیرت کو سلام کیا عرض کی اے شہنشاہ اقلیم ہوشربا اے صاحب جود و عطا غلام کو آپ نے پہچانا مخزم جادو ملازم شہنشاہ ہوشربا جنگ افراسیاب مین شکست کھائی مارا مارا پھرتا تھا پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ ملکہ حیرت جادو مقابلے مین مسلمانون کے پہونچی ہین غلام اس واسطے حاضر ہوا کہ کچھ خدمتگزاری بن پڑے تو کرون ملکہ حیرت کو مخزم جادو کا آنا غنیمت ہوگیا کہا اے مخزم لغمان جادو قتل ہوئی اُسی کے بھروسے پر آئی تھی سامری و جمشید نے اُسکو بلا لیا کچھ نہ بن پڑا اب تم اتنا کام کرو کہ میری حفاظت مین رہو عمرو عیار مجھ تک نہ آنے پائے اسکا خیال رہے تصویر خواجہ عمرو کی نکال کے مخزم جادو کو دکھائی مخزم نے کہا بس غلام سمجھ گیا اس صورت کا آدمی نہ آنے پاویگا ملکہ حیرت نے کہا وہ عیار ہے مکار و غدار ہے اس صورت پر نہین آئیگا بھائی کے سامنے بھائی بنکر آوے باپ کے سامنے بیٹا بنکر صورت دکھادے لغمان جادو اتنی بڑی ہوشیار ساحرہ تھی اُس سے کچھ زور نہ چلا دم بھر مین قتل ہوگئی جو شخص ذرا بھی تیزی کرکے آئے اُسکا مُنھ دھلانا نام پوچھنا اگر تمکو ذرا بھی شک ہو اُسکو قتل کرنا مخزم جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا آپ خاطر جمع رکھیے یہ ذکر تھا کہ طرف سے کوہ عجائب و غرائب کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام طاؤس سحر پر سوار دو لاکھ ساحر پشت پر آمادہ تباہی لشکر اسلام کہتا ہے آج کی شب مجکو یہان رہنا پڑیگا ایک دن مین سب کا خاتمہ کرونگا چالاک حیران حیران دیکھ رہا ہے اُس ساحر نے قریب آکر پوچھا کیون صاحبو یہ منبر الشکر کسکا ہے ایک جادوگر نے عرض کی کہ یہ لشکر ملکہ حیرت جادو زوجہ افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا کا ہے وہ بھی بربادی مسلمانان پر آمادہ ہین اخگر جادو نے یہ سُنکر کہا کہ ملکہ حیرت کو کیا مطلب ساحرون نے عرض کی وہ اپنے شوہر کے خون کا معاوضہ لینے آئی ہین اخگر جادو نے کہا انسے بھی مقابلہ پڑیگا یہ کہتا ہوا لشکر سے نکلا قضائے کار حیرت جادو لشکر مخزم جادو کا انتظام کر رہی ہین کہ اخگر جادو آکر سامنے کھڑا ہوا نگاہ جو پڑی جمال بیمثال حیرت جادو پر دیکھا ایک نازنین دلفریب غارتگر صبر و شکیب خورشید طلعت ماہ صورت حسین و جمیل دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے کھڑی ہے اخگر جادو دیکھکر مرگیا یہ تو حُسن ہی چکا ہے کہ شوہر نے اسکے انتقال کیا تھراتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا جادوگرون کو باہر ہٹا دیا اور دکر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم بطور خمسہ۔

رنگت سے اسکی بڑھکر رنگت نہین ہے کوئی
خلقت سے اُسکی افزون خلقت نہین ہے کوئی
حور و پری ہے اُس سے نسبت نہین ہے کوئی
صورت سے اسکی بہتر صورت نہین ہے کوئی
دیدار یار سی بھی دولت نہین ہے کوئی

خلوت مین بیٹھ موقع ہاتھ آئے گفتگو کا
موقوف کردے پھرنا بیکار چار سو کا
شب بھر خیال کرلو دلدار ماہرو کا
آنکھونکو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہے کوئی

الفت ہے قند لب سے نفرت ہے زہر و سم سے
اچھا کیا جو بوسے ہمنے لیے ہین دم سے
کس بات کی حکومت ملتا ہے کیا ستم سے
یہ کیا سمجھ کے کڑوے ہوتے ہین آپ ہمسے
پیجائیگا کسیکو شربت نہین ہے کوئی

میزان عقل مین کیا گھاتونکو کوئی تولے
قاتل کی بیرخی سے دل مین پڑے پھپھولے
دفتر شکایتونکا کل راہ مین جو کھولے
مین نے کہا کبھی تو تشریف لائیے بولے
معذور رکھیے وقت فرصت نہین ہے کوئی

اس عمر مین نہ پایا ہمنے شفیق اپنا | اک دل تھا جو نہین ہر وہ بھی رفیق اپنا | زن بتکدہ ہر گھر نی بیت العتیق اپنا
ہم کیا کہین کسی سے کیا ہی طریق اپنا | مذہب نہین ہر کوئی ملت نہین ہر کوئی

حال فقیر سے تم ابتک نہین ہو ماہر | ہو دیگا رفتہ رفتہ سب راز تمپہ ظاہر | مجکو کبھی نہوگا کچھ ناگوار خاطر
دل لیکے جان بھی سائل جو ہو تو حاضر | حاضر جو کچھ ہر اُسمین حجت نہین ہر کوئی

جو کہتے ہین وہ ہوگا مجذوب ہم ہین گویا | کرتی ہر فکر عالی سیر تمام دنیا | مضمون معرفت کا ہر رنگ سے ہی بندھتا
ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہی عارفون کا | نا آشنائے معنی صورت نہین ہی کوئی

جلوہ نہ ہو جو تیرا ہی چارسو اندھیرا | بیجا نہین ہر ہرگز یہ اعتقاد میرا | مردود خلق ہر وہ منھ تجھسے جسنے پھیرا
ہر دہ ہزار عالم دم بھر رہا ہی تیرا | تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہر کوئی

اُنکا پتا نہین ہر شہرا بہت تھا جنکا | دنیا مین رہگیا ہر دور شباب کنکا | یہ رنگ روپ تیرا سب مقتضی ہی سن کا
نازان نہ حسن پر ہو مہمان ہی چار دن کا | بے اعتبار ایسی دولت نہین ہی کوئی

آرام قلب کھو کر کسلیے ہون محزون | مجکو جو کوئی چاہے اسپر نہ کیون ہون مفتون | پالے ہوے کو اپنے بیداد گر کو کیون دون
جان سے عزیز دلکو رکھتا ہون آدمی ہون | کیونکر کہون کہ مجکو حسرت نہین ہی کوئی

اپنے ستم کا ہمکو پامال کچھ نہ سمجھو | جانباز ہون کا میرے احوال کچھ نہ سمجھو | سمجھوگے آخر اکدن فی الحال کچھ نہ سمجھو
یون مہ کہا کرو تم یون مال کچھ نہ سمجھو | ہمسا بھی خیر خواہ دولت نہین ہی کوئی

آنے کبھی نہ دونگا پاس اپنے رنج و غم کو | بھولونگا مین نہ ہرگز محبوب کے کرم کو | اچھے حواس خمسہ اسنے دیے ہین ہمکو
ہین پانچ وقت سجدے کرتا ہون اس صنم کو | مجکو بھی ایسی ویسی خدمت نہین ہی کوئی

تجکو نہین کسی کی ہی بے نیاز پروا | تیری ہی ہر بشر کو ہر رات دن تمنا | ہر لب پہ تو ہی تو ہی ای کارساز یکتا
بادشاہ کہ وہ ہر کرتا ہے ذکر تیرا | اس داستان سے خالی صحبت نہین ہی کوئی

سچ ہی بہت ہی غافل انسان سست بنیاد | ہر سنگدل کے آگے بیکار کی ہر فریاد | مثل زری کرو تم ایمان کو نہ برباد
شہرستان ہی آتش اللہ کو کرو یاد | اسکو نگار کیسے ہو حضرت نہین ہی کوئی

ایسا محبت نے جوش کیا کہ عرصہ دراز تک ڈاڑھین مار مار کر رویا حیران ہی کہ کیا کرون اُس محبوب پریوش کی خدمت مین پہونچون اور کیونکر وصل حاصل کرون آخر سوچتے سوچتے ایک نامہ لکھا اپنا علم و شان آخر مین لکھا تھا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو باغ محبوبی یہ حقیر شاہان طلسم کا مصاحب خاص ہی برائے تباہی مسلمانان آیا ہون آپ کے جمال باکمال کو دیکھکر مائل ہوا تیغ ابرو کا گھائل ہوا کچھ حال لکھ نہین سکتا ہون جان پر بنی ہی برائے خداوند سامری و جمشید مجکو سرفراز فرمائیے میری جان بچائیے عمر بھر خدمتگزاری سے گردن تابی نہ کرونگا ایک اپنے ہمراز ظہیر جادو کو بلایا اپنے حال سے اُسکو باخبر کیا کہا ای ظہیر جادو یہ نامہ لیکر خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے جا میر اعظم و شان ظاہر کر ملکہ حیرت کو راضی کرکے لا ای ظہیر جادو عمر بھر تمھارا احسان مانونگا پریشانی میری ظاہر کردینا عرض کرنا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان اے ماہ آسمان خوبی و ای بدر کامل چرخ محبوبی اب تو

تیرے عاشق کی یہ کیفیت ہی نظم

قید ہستی سے ہنوز آرزو کی حاصل کہان | روح سے چھوٹا ہی یہ زندان آب و گل کہان

ہچکیان لیتے تھے کوچے مین ترے بسمل کہان
زخم ہنستے تھے کسی کے منھ پر ای قاتل کہان

قدرت اللہ ہی نیرنگ سازی حسن کی
گورے گورے عارضون پر کالے ۲ تل کہان

دسترس کس دن ہوا بند قبائے یار پر
وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہان

طوف کوے یار کی حسرت نہین نکلی ابھی
طی ہوئی ہی کعبۂ مقصود کی منزل کہان

صورت ریگ روان گرم سفر ہون روز و شب
کچھ نہین معلوم جاتا ہون کدھر منزل کہان

جو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہین دینا اُسے
سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہان

بھیک کیسے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہی
در بدر پھرتے ہین مثل کاسۂ سائل کہان

بحر ہستی سا کوئی دریا ہے بے پایان نہین
آسمان نیلگون سا سبزۂ ساحل کہان

وقت بد مین کون ہوتا ہی مصیبت کا شریک
ہجر کی شب کے اندھیرے مین مہ کامل کہان

کونسا ایسا کیا ہی مجھسے یارون نے سلوک
یاد آتی ہی عدم مین جا کے یہ محفل کہان

خندہ زن دیکھا نہ اک مردے کو زندے کیطرح
ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہان

جنبش ابروے قاتل مین نہ ٹھہریگا رقیب
چہرۂ نامرد زخم تیغ کے قابل کہان

عشق کے صدمے اُٹھانیکو جگر بھی چاہیے
خون ہوا میری طرح آلتش کسی کا دل کہان

اگر آپ نے سرفراز نہ فرمایا عاشق صادق کی جان جائیگی یقین ہی کہ آپ کو بھی قلق ہو حضور خیال فرمایئے کہ ہمارا چاہنے والا مرگیا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گیا ملکہ کو خوب خوب سمجھا نا طہبہ چلا اخگر جادو خیمے مین چپ بیٹھا ہی ملکہ حیرت جادو تخت پر جلوہ فرما ہین چالاک دربار گاہ پر حاضر ہین نگہبان بنا ہوا ہر وقت دروازے پر بیٹھا رہتا ہی اگر کسی نے پوچھا کیون میان فتح دھڑکیم خان آج کچھ پریشان معلوم ہوتے ہو کیسا مزاج ہی چالاک کو سالہا سال ہوچکے راتین ہجر کی کاٹتین صدمات فراق اب نہین اُٹھتے عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی بے اختیار کہتا ہی صاحبو کیا کرون کیا کہکے دلکو بہلاؤن نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنیکا ہوتا
سائے کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفون کی ہمین پر تھی مقرر
آئینہ دکھاتے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصے مین ہمارے
تو کان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودازدہ زلفون کا نہ تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور ہم ای دوست تھے یکجان دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

بے اپنے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تمکو
مجبوری سے رہجاتے تھے مختار ہمین تھے

ہمسا نہ کوئی چاہنے والا تھا تمہارا
مرتے تھے ہمین جان سے بیزار ہمین تھے

بدنام محبت نے تری ہمکو کیا تھا	رسوائے سر کوچہ و بازار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا	اک خاک مین ملتے وہم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا تو	الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

چالاک اس حال مین بیٹھا ہے کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر نامہ لیکر آیا چالاک سے کہا ملکہ عالم سے عرض کردو کہ اخگر جادو کا نامہ دار در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے چالاک نے پوچھا اے شخص یہ نامہ کیسا ہے اُسنے کہا ملکہ عالم کو حال معلوم ہو جائیگا اور کسی کو ہم حال نہین بتا سکتے چالاک سمجھ گیا جاکر ملکہ حیرت سے کہا کہ در دولت پر نامہ دار اخگر کا حاضر ہے حیرت نے کہا بلا لو ملازم گئے نامہ دار کو اپنے ساتھ لیکر اندر بارگاہ کے آئے نامہ دار نے جو ملکہ حیرت جادو کو دیکھا بہت ادب سے برائے تسلیم خم ہوا دستار سے نامہ نکالا ہاتھون پر رکھکر پیش کیا ملکہ حیرت نے وہ نامہ نامہ بر کے ہاتھ سے لیلیا پڑھنا شروع کیا جون جون نامے کو پڑھتی جاتی ہین رنگ متغیر ہوتا جاتا ہے چہرے سے غصہ ظاہر ہے ابروے خمدار ہلنے لگے نامہ پڑھ کر ملکہ نے چاک کرکے اگالدان مین ڈالدیا کہا جا کر اُس ملعون سے کہدینا کہ کیون تیری شامتین آئی ہین کیا ہمکو کوئی خانگی کسبی تصور کیا ہے جو چاہا لکھ بھیجا شاہان طلسم کے ہم کیا نوکر ہین آیا ہے تو ہمین کیا ملکہ حیرت نے جو غصے سے یہ باتین کین نامہ بر نے عرض کی اے ملکہ عالم آپ اسقدر گرم نہ ہون وہ آپ سے سحر مین عظم و شان مین زیادہ ہین لشکر بھی بیحساب ہمراہ ہے آپ کو لازم ہے کہ شہنشاہ اخگر کو بدل و جان قبول فرمایئے ورنہ آپ کے واسطے بڑی خرابی ہوگی اُنکو سب طرح کا اختیار ہے اگر بخوشی نہ راضی ہو جیے گا تو ایک سحر مین آپ کے لشکر کو مٹا دینگے اور آپ کو ایک ہنسی پڑھکر راضی کر لینگے آپ کو ایسی محبت ہوگی کہ اُنپر جان فدا کیجیے گا اگر مناسب ہو تو جواب نامہ براہ راست تحریر کیجیے فساد سے کیا حاصل ہوگا نامہ بر نے جو اس طرح حیرت کو سمجھایا اور عظم و شان اخگر کا سنانے لگا ملکہ نے کہا اس شخص کی گردن مین ہاتھ دو باہر نکالو ظہیر باہر نکالا گیا ہر چند اسنے چاہا زبان آوری کرون ملکہ حیرت نے کہا اب مجھے بات نہ کرنے پائے نامہ دار بہت ذلیل ہوکر نکالا گیا ملکہ کا غصہ کم نہین ہوتا فرماتی ہین صاحبو ایسے مہمل لوگون کو میری بارگاہ مین کیون آنے دیتے ہو جبکہ بڑا قلق ہوا اس وقت حیرت جادو کو بڑا رنج پہونچا اپنا زمانہ سلطنت یاد آگیا بے اختیار تصور کرکے رونے لگین کہ ایک روز وہ تھا اٹھارہ سو تاجدار میرے زیر فرمان تھے کوئی ترچھی نگاہ سے نہین دیکھ سکتا تھا مگر فلک نے یہ گردش دکھائی کہ وہ سب سلطنت مٹی اب جنگل جنگل مارے مارے پھرتے ہین جسکا جی چاہتا ہے

عاشق ہوتا ہے اے گردون غدار یہ نیرنگی کبتک دکھائیگا نظم

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ	نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
بڑھ گئی آہ و فغان اور وہان سے آگئے	نظر آیا نہ مگر عرش معلا دلچسپ
جائے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس	ہان مگر سنتے ہین ہے عالم بالا دلچسپ
کچھ تسلی نہ ہوئی گلشن ایجاد سے آہ	ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
دام گیسو سے تمناے رہائی ہے خطا	ہے دل آویز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ

جابجا مسکن یاران شاد و ست ملا | نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ
کردیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج | ساقیا اُٹھ کہ ہی دور می و مینا دلچسپ
نقش دل مانی بہزاد نے اُسکو سمجھا | کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
سرگذشت اپنی سنا روز اسی طرح نسیم | کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ

ملکہ کی تو یہ کیفیت ہی چالاک بعد جانے ظہیر کے اپنی صورت تبدیل کرکے بارگاہ مین آیا دست بستہ عرض کی کہ کیون حضور یہ کس مضمون کا نامہ لیکر آیا تھا ملکہ نے کہا دیوانہ ہی اپنا عشق جتاتا ہی بیقراری بیان کرتا ہی خبردار اس طرح کے لوگ ہمارے سامنے نہ آنے پاوین دربارگاہ پر اور زیادہ چوکی پہرے ہوئے چالاک نے خوب انتظام کیا اخگر نے طبل جنگی بجوایا جب کسی طرح صبر نہ ہو سکا تب اسپر آمادہ ہوا کہ لڑے دن یہ خبر خواجہ کو پہونچی خواجہ نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگی بجوایا حیرت نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا صبح کو تینون لشکر میدان مین آئے جب صفین جم چکین اخگر مرکب پرند اُڑا کر میدان مین آیا حیرت کو جو دیکھا تخت پر سوار ناز و کرشمہ دست بستہ ساتھ تخت کو انھین جلیسین گھیرے ہوئے لشکر تین لاکھ ساحرون کا پشت پر محتزم کے آنے سے بڑی چہل پہل ہوگئی ہی اخگر میدان مین نکلا طرف لشکر حیرت کے رُخ کیا پکار کر آواز دی ای ساحران ہوشربا جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے مجکو شاہان طلسم نے برای گرفتاری مسلمانان روانہ کیا تھا منظور یہ ہی کہ پہلے تمھارا خاتمہ کرین مسلمانون کو تو یہانسے آگے نہ بڑھنے دینگے حمزہ وہان دم اجائیگا اخضر نے یا انکلون عمرو نے روکا کہا ای اخضر تمسے کیا کام وہ تو حیرت سے مقابلہ کرنے آیا ہی دیکھا رنگ چہرے کا اُڑا ہوا ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری مگر سحر و ساحری مین چالاک و حسیت مرکب پرند کو ہمیز کر رہا ہی محتزم کو تاب نہ آئی صف سے گھوڑا نکالا سامنے ملکہ کے آیا عرض کی ای ملکہ عالم اجازت میدان حیرت نے کہا میرا خود ارادہ ہی محتزم نے کہا ہم اپنی زندگی مین آپ کو نہ جانے دینگے زبردستی آپکو اختیار ہی محتزم کو ملکہ نے اجازت دی محتزم جیسے ہی سامنے اخگر کے آیا اخگر نے گولہ مارا محتزم نے گولہ کاٹا تمام صحرا آتش بہار ہوگیا درخت جلنے لگے ہزارہا طائر کباب ہوکے گرے دو چار سحر آپسمین چلے اخگر نے جھلا کر تلوار کھینچ ماری وہ تلوار جوا کر گلے پر پڑی محتزم کے دو ٹکڑے ہوئے اخگر نے وہ ہی تلوار پھر اُٹھالی چمک کر نعرہ کیا ای ملکہ عالم یا تو آپ آئیے یا اور کسی کو بھیجیے بس حیرت کو تاب نہ رہی ہرچند انیدن جلیسون نے سمجھایا ملکہ حیرت نے کہا صاحبو اگر تمام دنیا میرے واسطے بیتاب ہو مگر مین نہ مانونگی یہ کہکر میدان کارزار مین طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر مقابلے مین اخگر جادو کے آئین اخگر صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا گاتی بندھی ہوئی سینے پر نار پستان کا اُبھار معشوق حسیت و چالاک قاتل عالم بیباک ہاتھ باندھکر قریب آیا کہا ای ملکہ عالم اب تو میری جان جاتی ہی سرفراز فرمائیے اپنا غلام حلقہ بگوش بنائیے میری کیا مجال ہی کہ نگاہ بھر کے حضور کو دیکھ سکون کٹین وہ ہاتھ جو تجھ ایسی معشوقہ پر اُٹھین ای معشوق خوب رو بن تیرے میری آنکھون مین دنیا تاریک ہی اپنے وصل سے میری خاطر ناشاد کو شاد فرمائیے آپ کی کیا صفت کرون

نظم

دکھلاتی ہی رنگینی رخسار عجب روپ | رکھتا ہی ترے حسن کا گلزار عجب روپ | کہتا ہی گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر
لایا ہی ترا جلوۂ دیدار عجب روپ | نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک | بدلے ہوئے ہی مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین
پانے مین نہین تیرے خریدار عجب روپ
جب دیکھیے کچھ اور ہی عالم ہی تمھارا
ہر گام دکھا دیتی ہی رفتار عجب روپ

دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ
اُس رشک مسیحا کا جو کرتا ہی کوئی ذکر
ہر بار عجب رنگ ہی ہر بار عجب روپ
سلجھا نہین تجھسے معنی توحید جو آتش

دلدارون کی قیمت کا یقین آتا ہی کسکو
ہوتا ہی مرا صورت بیمار عجب روپ
چلتے ہو جو تم ناز سے اٹکھیلی کی چالین
پھر دیکھین تو دکھلا مین گل خار عجب روپ

ملکہ نے ان اشعارون کو سنکر کہا واہ اخگر جادو یہ میدان کارزار ہی تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین اب اہل اسلام بھی دیکھ رہے ہین تمام لشکر اسکا جما ہوا ہی کہ اخگر نے گولہ مارا ملکہ حیرت نے سحر کیا وہ گولہ سر پہ اُسکے مرکب کے پڑا یہ نہ ثابت ہوا کہ مرکب گیا ساری بد لگامی بھولا ایسا پھولا کہ جھوم رہا ہی حیرت نے غصے مین آکے چھپکا مونیے کا سر پہ لگا تھا اُسکو اُٹھا کر پھینک مارا آواز دی لینا یہ آواز دیتے ہی ایک جھونکا ہوائے سرد کا چلا صحرا پر بہار ہوا عندلیبان خوش نوا زمزمہ سرائی مین مصروف تمام زرد پتے سبز ہو گئے شاخین ہاتھ بڑھاتی ہین نخل جھوم رہے ہین حیرت جادو نے اور ایک دستک دی پھول آسمان سے برسنے لگے اخگر خاموش کھڑا ہی کچھ بول نہین سکتا تاثیر عشق ولبر غالب جان دینے کا طالب ایک کنیز نے آکے بیلے کا ہار گلے مین اخگر کے پہنا دیا ابتو حیرت نے کئی سحر کیے اخگر مبہوت ہو گیا یہی جی چاہتا تھا کہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالون سر قدمون پر ملکہ حیرت جادو کے رکھون تصدق ہون نثار ہو جاؤن اس بیقراری سے مہلت پاؤن یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا پکارا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال وای آسمان خوبی کے ماہ کمال نظم

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین
پھیر کر منہ کو دکھاتے ہین وہ زلفین لیتی
ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھ کے سینے کا اُبھار
تم خفا ہیسے ہو ہم تمسے نہین آزردہ
دل سے آتی ہی محبت نے جو ئے مین چھیدا
غزل خواجہ ہی مطلب کو پہونچی اے آتش

کھیل سے ہر کوئی جسکو وہ یہ شطرنج نہین
سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین
کہتے ہین تو ترے جسکو وہ یہ نارنج نہین
ہمسے ہی رنج تمھین تمسے ہمین رنج نہین
جان پر کھیلنے والون کو شش و پنج نہین
نالۂ سینہ اثر مرغ نوا سنج نہین

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ حیرت کے چلا لشکرون مین غل ہوا کہ ملکہ حیرت نے سحر کیا دیکھو یارو وہ سحر اسکا نام ہی جب اخگر قریب پہونچا ملکہ نے فرمایا کیون ای اخگر مزاج کیسا ہی اخگر نے عرض کی حضور غلام کی جان جاتی ہی شمع جمال کا پروانہ ہون سودائے زلف عنبرین مین دیوانہ ہون امیدوار ہون کہ سرفراز فرمائیے اب تو غلام سے ہجر کی راتین نہین کاٹی جاتین ہوش و حواس پراگندہ ہین دیکھیے یہ زمانہ کیونکر کٹے اب دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا نظم

دل را بیاد مہر و وفا آشنا مکن
یعنی کہ جز بروے گلی دیدہ وا مکن
از دست تیر و سر بہ بعیش طلب چو شمع
خواہی اگر شکار تو گرد دوعا مکن

غافل لبسوسہ خوشی نظر فنا مکن
ہر دم کہ صاف بلیتی آئینہ خود مباش
چشم طمع سفید بہر توتیا مکن
تا چند نالہ تا بکی افغان جرس نہ

چون غنچہ نقد عمر تلف کن براہ دل
افشای راز چہرہ کشای صفا مکن
آگہ نئی ز خوی فلک دیو سیر پست
خود را اسیر بیہدہ بر زرہ درا مکن

اُسوقت خواجہ عمرو دیکھ رہے ہین کہ پایۂ تخت ملکہ حیرت کو جالاک تھامے ہوئے تصدق و نثار ہو رہا ہی

خواجہ فرماتے ہین ای برق جانتے ہو یہ کنیز کون ہی عرض کی ملکہ حیرت کی لونڈی ہی خواجہ عمرو نے کہا آپ کے خلیفہ صاحب ہین مصروف اطاعت ہین اُنکے واسطے یہ سامان راحت ہین اسقدر جانبازی کی کہ اب ملکہ حیرت کو بھی توجہ ہوئی بلکہ مین تو سنتا ہون کہ حیرت نے خود وعدہ کیا ہی کہ ای چالاک چندے تامل کر تمھاری بیتابی کا جواب دیا جائیگا برق نے کہا خلیفہ صاحب نصیب ہین اپنے معشوق کے قریب ہین اخگر رقص کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا قریب حیرت جادو کے پہونچا حیرت نے کہا ای اخگر کیا چاہتے ہو اخگر نے سر جھکا لیا کہا حال دل آپ پر روشن ہی اب تو سرفراز فرمائیے اپنے چاہنے والے کو نہ ترسائیے حیرت نے کہا تلوار کھینچو اخگر نے تلوار کھینچی حیرت نے کہا گلے پر رکھو ہمتو دیکھین کیسے مرتے ہو ہماری یہی خوشی ہی اخگر نے تلوار گلے پر رکھکر کھینچ لی تسمہ لگا رہا سر کٹ گیا مرنا تھا اخگر کا کہ اندھیرا چھا یا سنگباری و برفباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من اخگر جادو بود لشکر والون نے جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا لیا لیا کہکر دوڑ پڑے حیرت تخت سے کودی ایک طاؤس پر سوار ہوئی اب جو سحر کرنا شروع کیے برق بنکر چمکی ستارہ سحری بنکر گری شعلے بھڑکے کے گرے ہزارون کے سر اُڑ گئے صدہا کے خرمن حیات جلے لشکر والے تماشا دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو اخضر سے کہ رہے ہین کہ ای اخضر تمنے سحر حیرت کا دیکھا حیرت جادو سے کون مقابلہ کر سکتا ہی حقیقت یہ ہی کہ وقت زوال آگیا تھا ورنہ ہوشربا پر کون قبضہ کر سکتا تھا جاہ و جلال سے افراسیاب کے فلک گرفتار کر سکتا تھا حیرت تو لشکر کو اخگر کے قتل کر رہی ہی ساحر بھاگے بھاگے پھرتے ہین ڈر سے حیرت کے سحر کے منھ کے بل گرتے ہین لیکن یہ وہ وقت ہی کہ شاہان طلسم نور افشان سریر جہانبانی پر بیٹھے ہین سات سو تاجداران جلیل طلسم نور افشان کے کفیل ونگلون پر بیٹھے ہین ذکر آمد صاحبقران ہو رہا ہی کہ مقبول تاجدار نے غضب کیا صاحبقران کو اپنے قصر یاقوت نگار مین فروکش کیا تاجدار کہ رہے ہین حضور اُس قصر سے نکلنا مشکل کرینگے جشن سے نکلنے نہ دینگے اب کیا وہ وہان سے زندہ بچکر جانے پائینگے صاحبقران نے اپنے کو بلا مین پھنسایا اور اگر وہان سے نکل گئے اور کوہ عجائب و غرائب پر پہونچے بت خونریز وہ شخص ہی کہ ٹھکا ٹھکا کے مار لیگا تین سو عالمیان مذہب سامری و جمشید اُس کوہ فلک شکوہ مین ساکن ہین جسوقت وہ لوگ نکل پڑینگے اُنکے سحر کو کون روکیگا وہ لوگ بلاے روزگار ہین کسی کے منھ سے نکلا کہ ای شہنشاہ یہ تو ملاحظہ فرمائیے کہ اخگر جادو پر کیا گذری یہ سنتے ہی سحر العجائب و مصر الغرائب نے شبیہ سامری کو بلایا پکار کر آواز دی ای ہمصورت سامری اخگر جادو پر کیا گذری پتلی ہنسی رقص کرنے لگی سحر العجائب حیران ہی کہ آج ہمصورت سامری کو کیا ہوا ہے کیون ناچ رہی ہی چند ساعت ناچی بعد اُسکے عرض کی ای شہنشاہ طلسم نور افشان میان اخگر حیرت جادو پر عاشق ہوئے مقابلہ پڑا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا حیرت جادو نے لشکر کو اُنکے تباہ کیا اور تباہ کر رہی ہین قیامتین بپا کی ہین کئی لاکھ جادوگرون کو مارا یہ سنتے ہی سحر العجائب و مصر الغرائب غصے مین کانپنے لگے کہا ہالیان ہوشربا کو بھی یہ دعوی ہوا کہ اُنھون نے ہمارے ملازمون پر ہاتھ ڈالا اخگر جادو کو یون مٹایا ارے کوئی حاضر ہی کہ پہلوے بارگاہ سے آواز حاضر حاضر کی آئی سب نے دیکھا ایک زنگی قفس آہنی ہاتھ مین لیے ہوے سامنے آیا

عرض کی گیا ارشاد ہوتا ہی کہا جلد جاؤ حیرت جادو کو گرفتار کرکے قصر سیاہ مین پاس شاخسار جادو کے پہونچا دو یہ سننا تھا کہ وہ زنگی چلا میان حیرت جادو لڑ رہی ہین کہ آواز آئی منتم قہر سامری او حیرت تو نے کچھ خوف نہ کیا اگر جادو کو مٹایا اُس زنگی نے کہا ای حیرت ٹھہر جا اب نہ آگے بڑھنا یہ سحر خاص سحر العجائب ومصر الغرائب کا ہی آواز دیتے ہی حیرت خاموش ہوگئی سحر کرنا موقوف ہوا گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی بیقرار ہو کر کبھی داہنے کبھی بائین دیکھ کر پکار اٹھی نظم

سنبھالنا تمھین تو کچھ نہین دشوار پہلو مین
ہین مشکل ہی اٹھنا تھپکہ ای یار پہلو مین

تڑپ میری وہی ہی لاکھ فرقت مین تسلی دے
کسی کی یاد سینے مین دل غمخوار پہلو مین

خیال غیر ہی سے آپ کو باتین جو کرنی تھین
جگہ دی ہی بلا کر پھر ہین بیکار پہلو مین

کروگے وصل کی شب خون شاید حسرت دلکا
ادھر ہم ہین ادھر رکھی ہی اک تلوار پہلو مین

جدائی مین ہوے ہین دل جگر یون سوکھکر کانٹا
جو کروٹ لی ہی بستر پر چبھے ہین خار پہلو مین

شب فرقت مین ہی درد جگر تسکین کا باعث
سمجھتے ہین کہ بیٹھا ہی وہ دل آزار پہلو مین

سحر تک اسنے کین رنج فراق یار سے باتین
کراہا رات بھر کیا کیا دل بیمار پہلو مین

کہین سر کاٹ لے قاتل کہین لے لے ہمارا دل
کہ اک بار گران ہی دوش پر اک بار پہلو مین

جلال اس جذب دل نے بھی فریب آخر دیا ہمکو
یکایک ہوگیا گم بیٹھے بیٹھے یار پہلو مین

اسطرح یہ اشعار حیرت جادو نے پڑھے کہ سننے والون کے دل کانپ گئے وہ زنگی قریب آیا پکار کے آواز دی ای ملکہ عالم شہنشاہ طلسم نور افشان نے آپ کو یاد فرمایا ہی آپ کے واسطے حکم قضا شیم صادر ہوا ہی کہ بدعت زیادہ مناسب نہین ہی قصر سیاہ آپ کے واسطے تجویز ہوا ہی شاخسار جادو خدمتگزاری کریگی ہر وقت دست بستہ خدمت مین حاضر رہیگی اب دیر نہ کیجیے جلدی تشریف لیچلیے عرصہ دراز کرنا مناسب نہین ملکہ حیرت نے بنگاہ حیرت دیکھا کہا ای زنگی میری کیا خطا ہی کیا شاہان طلسم نور افشان نے مجھپر غصہ کیا زنگی نے عرض کی نہین ملکہ عالم بہ محبت طلب فرمایا ہی حیرت نے سر جھکایا زنگی نے قفس آگے کیا ملکہ خود قفس مین داخل ہوئین زنگی نے قفل بند کیا پکار کر آواز دی ارے کوئی حاضر ہی ایک ساحر سامنے آیا موسوم بہ اصیل جادو زنگی نے قفس اُسکو دیا کہا ای اصیل قفس ملکہ کا قصر سیاہ مین پاس ملکہ شاخسار کے پہونچا دو اصیل نے قفس ملکہ کا لیا طرف قصر سیاہ کے چلا چالاک نے جو یہ معاملہ دیکھا تڑپ گیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے روتا ہی اور پکار پکار کے یہ اشعار پڑھتا ہی نظم

گر غبار چشمہ سار دل سحاب من شود
دیدہ دریا گین وان حباب من شود

نقطۂ سہوی کہ رفت از یاد قاصد و فرلیست
مردم چشمے نگاہ انتخاب من شود

میدہم دانستہ آخر اضطراب دل بباد
شور محشر تو تیای چشم خواب من شود

گر کتاب وحشت دل را توان شیرازہ بست
چشم آہو لفظ از انتخاب من شود

ابر رحمت گر نشوید نامۂ اعمال من
سنبلستان قیامت پیچ و تاب من شود

آنکہ باغ دیدہ از شبنم غبار آلودہ است
سپر دار دگرد و چار آفتاب من شود

دیدہ وشستم لنہ آئینہ داغ لالہ را	گر چمن مست شراب دل کباب من شود
باوجود آنکہ استادم فصیحے بود اسپہ	مصرعہ صائب تواند باب کتاب من شود

حال چالاک کو دیکھکر ساحر روتے ہین چالاک چاہتا ہو کہ اگر بن پڑے تو اصیل جادو پر عیاری کرون جب اصیل صحرا مین پہونچا تو دیکھا سامنے سے ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کر آواز دی ای اصیل شہنشاہ طلسم نور افشان نے ارشاد فرمایا ہی یہ نامہ بھی تمھارے واسطے لکھا ہی کہ ملکہ حیرت کو لیکر یہان آؤ ہم ملکہ حیرت کی صورت دیکھنا چاہتے ہین ہمنے جیسی تعریف سنی چاہتے ہین ملکۂ عالم کی زیارت سے مشرف ہون ای اصیل پڑھو اصیل نے نامے کو دیکھا پڑھکر کہا ای سرہنگ جاؤ شاہان طلسم نور افشان بہت ملکہ کے مشتاق ہین سرہنگ نے کہا قید ہمکو دیدو قید ہم لیجائین تم بعد اسکے آنا اصیل نے کہا یہ تو غیر ممکن ہی ای سرہنگ مین تمھارے ساتھ چلتا ہون سرہنگ نے اصیل کو ساتھ لیا باتین کرتا ہوا چلا تھوڑی دور جاکر کہا ای اصیل دیکھو خود شہنشاہ تشریف لاتے ہین بڑے مشتاق تھے اصیل پلٹا سرہنگ نقلی نے نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بعیاری منم آنکہ ہیبت چالاک ❊ بچشم دشمن اندازم کف خاک ❊ نہ آید یاد کس را تینہ گامم ❊ خلیفہ ولد چالاک نامم ❊

نعرہ کرکے خنجر مارا اصیل جادو کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اصیل کے قفس ٹوٹا ملکہ حیرت یا تو مبہوت تھین یا ہوش آیا قفس خود بخود ٹوٹا پکار کر کہا ای چالاک مین اپنے ہوش مین نہ تھی جب اُس زنگی نے آواز دی مین اپنے ہوش مین نہ رہی خود قفس مین جا بیٹھی مگر تونے اسوقت احسان عظیم کیا چالاک نے کہا مین تو غلام ہون مین نے تو اپنے کو آپکے نام پر نثار کیا گھر بار چھوٹا دو ہی چار دن کا ذکر ہی لیکن مین نے اپنے واسطے جہنم مول لیا قبلہ و کعبہ سے مقابلہ کیا اب تو میرے حال پر رحم کیجیے حیرت نے کہا تو مزدور ہی اپنی جو آپکی مزدوری چاہتا ہی ننگ عشق بنا چاہتا ہی ای چالاک اب بڑا غضب ہوا کہ شاہان طلسم نور افشان دشمن ہوے تونے اسوقت کمال کیا اصیل جادو کو مارا اگر کوئی بلا نازل ہوا چاہتی ہی یہ ذکر تھا کہ سنا ٹا ہوا ایک آواز ہیبت ناک آئی چالاک تو بھاگ کے ایک غار مین چھپا ایک زنگی سیہ رو گرزہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا آتا ہی او عیار غضب کیا اصیل جادو کو مارا اب کہان جائیگا نکل آ یہ کان مین آواز جو چالاک کے پہونچی قلب تھرا گیا پکار اٹھا حاضر ہوا حیرت نے جو دیکھا کہ چالاک مبہوت ہوکے آتا ہی اسکی جانبازی کا خیال ہوا دل کو اُسکی غربت کا ملال ہوا بجلی کان کی نکالکر پھینک ماری برق گری کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے کہا ای چالاک بھاگ جا شاہان طلسم کو خبر کردہ ہی اور کوئی آیا چاہتا ہی اسکو تو مین نے مارا اب ایسا آئیگا کہ میرا زور نہ چلیگا یہ کلام تمام نہوا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا ای حیرت بڑا غضب کیا دیکھا حیرت جادو نے ایک نازنین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہی

نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا	جب قصد کیا عرش بریں زیر قدم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت	یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
لطف ایک طرف اُس ستم ایجاد کے گئے	ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا

تھا شیشہ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی ۔ دل تھا یہ بغل میں کہ دل آزار صنم تھا
جو پاے کمر تھی نگہ شوق جو ای یار ۔ منظور شب وصل تماشاے عدم تھا
پایا بھی جو دیدۂ و دل میں تو اُسیکو ۔ دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا
رہبر نہ ملا آہ ہمیں کوے وفا کا ۔ مٹتا جو بتاتا وہ ترا نقش قدم تھا
دل دیکے اُنھیں جان دی اتنی رہی ہمت ۔ پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا
پامال جلال آ رہا کوے بتان میں ۔ وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

چالاک تو پھر بھاگ کے ایک درۂ کوہ میں چھپا اُس نازنین کی آواز سنکر حیرت کا چہرہ سرخ ہوا خاموش صاف ظاہر ہی کہ اپنے ہوش میں نہیں اُس نازنین نے آکر سلام کیا کہا کیون ملکۂ عالم آپ کو شاخسار جادو نے بلایا ہی بادشہ طلسم کا نامہ پہونچگیا آپ کے واسطے تیاری ہی قصر سیاہ آراستہ ہی کنیزیں واسطے خدمت کے ہتھکڑیوں کو حسرت دست بوسی بیڑیاں قدموں پہ گرین طوق گرد پھرین بلبلیں نغمہ سرائی کرتی ہیں آپکی محبت کا دم بھرتی ہیں آپ کا چلنا واجب و لازم ہی شہنشاہ طلسم آپ کی خاطر کرینگے چالاک درۂ کوہ سے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ حیرت کچھ جواب نہیں دیتیں خاموش کھڑی ہیں جب اُس نازنین نے بہت کہا تو ملکہ حیرت نے جواب دیا کہ مجھے کیا حکم سے شاہان طلسم کے انکار ہی عیار کے حرکات پر مجھکو بھی برا معلوم ہوا میں منع کرتی تھی اُسنے اصیل جادو کو مار ڈالا چالاک دیکھتا ہی کہ ملکہ حیرت قصد کر رہی ہیں کہ میں زیور اُتاروں سحر کروں مگر جیسے کوئی مجبور ہوتا ہی کہ بجلیوں بالیوں پہ ہاتھ ڈالا اور پھر ہاتھ رُک گیا آخر اُس نازنین نے شاخہاے نخل توڑیں ایک تخت بنایا اُسپر ملکہ کو سوار کیا ملکہ اُس تخت پر بخوشی سوار ہوئیں وہ نازنین میٹھی میٹھی باتیں کرتی ہوئی ملکہ کو بہلاتی ہوئی کبھی ہاتھ اُٹھاتی ہی اور کہتی ہی ملکۂ عالم طلسم فتنۂ نور افشان میں میان قمر صاحب نے کیا عمدہ شعر لکھے ہیں لونڈی کو یاد ہیں سماعت فرمائیے یہ کہکر بناز و کرشمہ یہ اشعار عاشقانہ سنائے

نظم

فکر ہے جو کروں وصف لب رشک چمن میں ۔ پاسنگ دھروں لعل کے میزان سخن میں
مصروف ہی دل وصف لب غنچہ دہن میں ۔ مستی کی دھڑی تلتی ہی میزان سخن میں
کیا دور پہونچتی ہی تری نظروں کی تعریف ۔ پلے ترے تیروں کے ہیں میزان سخن میں
لکھتے ہیں تمھارے قد موزون کی صفت ہم ۔ ارکان قیامت کے ہیں میزان سخن میں
روشن سخنی ختم ہی اے شمع تجھی پہ ۔ کیا شعلۂ آواز ہی فانوس دہن میں
سب حرف نظر آتے ہیں آئینۂ رخ سے ۔ کیا بات چھپاتا ہی شرارت سے دہن میں
کھلتا نہیں منھ تنگ دہانی کے سبب سے ۔ سو باتوں کا جمگھٹ ہی ترے کنج دہن میں
انکار ہی اقرار ہی گالی ہی دعا ہی ۔ اب لاکھ زبانیں ہیں ترے ایک دہن میں
وصف لب لعل و در دندان سے صفیر آج ۔ تلتے ہیں جواہر مری میزان سخن میں

ملکہ حیرت خاموش ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوگئیں چالاک دیکھا کیا کہ ملکہ حیرت کو نازنین لیلئی اسی جستجو میں چلا یہ تو سمجھ گیا کہ سحر تھا سحر العجائب و مصر الغرائب کا ورنہ ملکہ حیرت ایسے ویسے کے سحر کو نہ مانتی سحر کرنے کا قصد کیا مگر نہ ہو سکا آخر ناچار چلی گئیں ای چالاک کہاں تلاش کروں کدھر جاؤں

ساری میری مشقت خاک مین ملی بقول میان قمر صاحب نظم ناسازی زمانہ کہیے کہان کہان تک + بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک + رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا + خویش و عزیز و سارے بس تھے فقط ہیان تک + حقیقت مین ای چالاک اب ملنا ملکہ کا بہت دشوار ہی اور اسقدر جانبازی کی کیا پھل پایا لشکر مین جاؤ گا تو قبلہ و کعبہ طعن و تشنیع کرینگے میان ہمق ہمارے حال پر ہنسینگے مادر مہربان ملکہ صرصر بیقرار ہو کر حال پوچھینگی اور تو حال کیا بیان کرونگا تصنیف میان قمر صاحب کے اشعار پڑھدونگا نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	ای وامقشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نئے کہے انسے	باتون مین بھینسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچے کی تر سے کھینچی	فردوس اٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
تاریخ کہے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہی استاد اسے کہتے ہین

اسقدر چالاک بیقرار ہی دمبدم اشکبار ہی کہتا ہی ہاے کیا کہونگا قبلہ و کعبہ جو پوچھینگے تو کیا جواب دونگا صاحبقران زمان فرمائینگے کیون چالاک کئی برس سے کہان غائب تھے آقاے نامدار کو کیا جواب دونگا اسی جستجو مین سر پھوڑ پھوڑ کے مرونگا اس حال کثیر الاختلال مین چالاک مبتلا حال رنج و بلا صحرا مین خاک اڑاتا ہوا تلاش مین قصر سیاہ کے جاتا ہی کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان کہ امیر قصر مین مقبول تاجدار کے جلوہ فرما ہین جشن مولود مسعود ہو نیکو ہی عجب داستان جلالت عنوان ہی یقین ہی ناظرین بہت پسند فرمائینگے باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

چل ای تو سن کلک نیرنگ ساز
قدم با قدم پاؤن اپنے نکال
مجھے تیری الفت نے مجنون کیا
تو ہی رستم وقت صحرا نورد
زمین شعر کی آج جنبش مین ہی
نئے رنگ کا آج چرچا ہوا
ہر اک سطر ہی مائل امتحان
کہین زلف پیچان کا سامان عیان
کیا کلک نے خوب سامان درست
کہ سامان موزون مبہم ہو گیا
مسی کی ہوس نے لب پر دھری

دکھا دے جہان کا نشیب و فراز
طرارون مین تو رستم وقت ہی
کہ بانی کو بھی قطرہ خون کیا
مرا تو سن کلک چالاک ہی
کہ مضمون نو رنگ کوشش مین ہی
طبوران گلزار کی دھوم ہی
کہان کے مضامین رقم ہین بیان
نہان تھے جو مضمون عیان ہو گئے
مضامین الفت ہین چالاک جست
ہر اک حرف ہی روے گل کا جواب
صف سرو مین ہی اکیلی کھڑی

پسند آگئی ہی تری چال ڈھال
کریگا منازل کو الفت کی طی
تری چال سے ہوینگے گرد و برد
یہ پوئی مین بھی چست و بیباک ہی
گل مدعا بھی شگفتہ ہوا
کہ مضمون توصاف مرقوم ہی
ہر اک حرف ہی عارض مہوشان
کہ فقرات معیوب سب دھو گئے
مرا مدعا بھی رقم ہو گیا
نہ ہو زلف سنبل کو کیون پیچ و تاب
ہوا سرو پر قمریون کا خروش

اُڑائے ہین کیون گل نے بلبل کے ہوش
ہوا آراستہ بزم انجم فروز
سر بزم ہین مائل گیر و دار

چل ای بلبل فکر نغمہ سرا
کہ نوروز سے بڑھکے ہی آج روز
قمر بلبل فکر ہی نغمہ زن

چمن مین بھی عشرت کا سامان ہوا
امیر ہنر مند والا تبار
شگفتہ ہی مضمون نو کا چمن

چہرہ انجمن افروزان محفل خاص و عالم و مشاطگان آرایش چہرۂ زیبائے کلام اس داستان رنگین کو بصد تزئین یون تحریر فرماتے ہین شعر منور کن بزم رنگین ادا ٭ چنین می نگارد بصد التجا ٭ تحریر کرچکا ہون امیدوار ہون کہ ناظران تحسینہ اطوار و سامعان سعادت کردار اس داستان جشن عنوان کو بمہربانی لفظاً لفظاً ملاحظہ فرمائین یقین ہی کہ لطف تازہ اُٹھائین صاحبقران زمان داخل قصر یاقوت نگار ہین اور یہ بھی گذارش کرچکا ہون کہ مقبول تاجدار نے امیر با توقیر کو بصد منت و خوشامد تخت جواہر نگار پر بصد کرامت بٹھایا سامنے قصر یاقوت نگار کے ایک قصر گوہر نگار ہی ایک تخت نہایت تکلف سے آراستہ سامان عیش و نشاط پیراستہ گرد اُس تخت گوہر نگار کے چند نخلہائے گل بصد تجمل اسیر عندلیبان خوشنوا جواہر کے طائر منقارین کھولے ہوئے مصروف زمزمہ سرائی گلون کی رعنائی و زیبائی صاحبقران نے مقبول تاجدار سے پوچھا کہ اُس تخت پر کون بیٹھیگا مقبول تاجدار نے عرض کی غلام کی مجال نہین کہ نام تخت نشین شاہد رعنا کا زبان پر لائے اگر نام لون زبان لال ہوجائے صاحبقران کی حیرت اور بڑھی یکایک آمد تاجداران جلیل کی ہوئی سلطان تاجدار چالیس امرا و وزرا ساتھ لشکر صحرائے مینو سواد مین اُترا اہالیان فوج قصر کو گھیرے ہوئے مشتاق آواز صاحبقران آپس مین چرچے کر رہے ہین کہ طلسم کشائے بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر رستم خصال سہراب جلال زال ہیبت نریمان سطوت دارا شوکت اسکندر سعادت حقیقت مین ایسے شیر نگاہ سے نہ گذرے تھے قصر یاقوت نگار روشن ہی آج تو قصر یاقوتی رشک دو صحن گلشن ہی سلطان تاجدار چالیس امرا و وزرا کو ساتھ لیے ہوئے اندر آیا پہلوے تخت مین کرسی بچھی ہی اُسپر جگہ ملی کلی آرزو کی کھلی ایک اور گرد اُڑی گلزار تاجدار شگفتہ مزاج گلون کے سر کا تاج سات ہزار فوج سے آیا فوج گرد قصر اتری گلزار باغ محفل مین آیا جو شاہ آتا ہی دعاو ثنائے بادشاہی بجالاتا ہی یہ اشعار زبان پر جاری ہوتے ہین قطعہ نوروز رسید عید اکبر گردید ٭ برگرد سر ساقی کوثر گردید ٭ امروز علی نشست بر تخت نبی ٭ زانسنت کہ روز و شب برابر گردید ٭ صاحبقران جواب دیتے ہین بخلق اپنے برابر جگہ دیتے ہین کس کسکے نام تحریر کرون تاجداران جلیل مقبول تاجدار کے کفیل مقبول تاجدار محفل مین ترنم سرا ہی کہتا ہی ای تاجداران عالیوقار و ای مشتاقان جمال صاحبقران نامدار ای شہریار والاقدر و ای آسمان خوبی کے بدر قطعہ تا مقدم عید حج اکبر باشد ٭ شاہا حکمت بہر کشور باشد ٭ ہر دشمن تو بصورت قربانی ٭ ہموارہ بزیر تیغ و خنجر باشد ٭ اہالیان محفل آمین آمین کہ رہے ہین ہر سمت ہنگامۂ عیش و نشاط محفل انبساط نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین غزلین گارہی ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم معشوقان پریجمال چشم صاحبقران سے آنکھین ملاکے یہ غزل آتش کی بصد سوز و گداز بھیرون کی دھن مین گارہی ہین نظم

عجب تیری ہوا ای محبوب صورت
اس آئینے کو ہی مطلوب صورت

نظر سے گر گئے سب خوبصورت
نقاب الٹو رخ زیبا سے جلد

صفائے قلب سے ہوتا ہی روشن
نہین بھاتی ہمین محبوب صورت

جبین پہ سے گرہ چین و شکن صاف
تمھاری شکل سے محبوب صورت
مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے
لبوں کی مرا مکتوب صورت
ہلادین دل نہ کیونکر شعر آتش

حسینوں کو ہو یہ مسبوب صورت
وہ عاشق ہوں مرے آگے ہو آتا
اگر دیکھیں تری ایوب صورت
سر بازار تمسے جبکہ جا ہے
صفا بندش ہی یعنی خوبصورت

بہی و حور بھی رکھتے منہ نکلے
بنا کر حسن خوش اسلوب صورت
اُڑ ریگا شوق سے ہید اگر لیگا
ملائے یوسف یعقوب صورت
لفظ صورت کو اسطرح پہ اس

نازنین نے تبلایا اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیرلی ہی آئینہ رخسار دکھائی ہی کبھی شرماتی ہی عجب ہنگامہ برپا ہی کبھی دامن صاحبقران کا تھام لیا مچلنا شروع کیا صاحبقران بھی خاموش بیٹھے ہین مقبول عرض کرتا ہی اب ساحرون کی بھی آمد ہوا چاہتی ہی مصنف عرض کرتا ہی چالیس تاجدار جہانبان نامدار گردون شوکت صاحبقران عالی وقار مودب بیٹھے ہین یکایک آسمان پر لکۂ ابر سیاہ اُٹھا مقبول تاجدار کا چہرۂ متغیر ہوا عرض کی اے شہریار بہت خونریز آتا ہی خدا اُسکے شر سے حضور کو محفوظ رکھے یہ بادشاہ کوہ عجائب و غرائب ہی بڑی دھوم سے آئیگا سرکار کو بعد اس قصر کے اسی بادشاہ سے مقابلہ پڑیگا مگر اے شہریار اسوقت ہوشیار رہین صاحبقران زمان نے خود بہ خود سر پر پہنا زرہ داؤدی زیب جسم انور کی تیغۂ صمصام و قمقام تیغہ سہراب یل سپر گرشاسپ نوجوان کمان کیانی شانے پہ ڈالی ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضے پہ ہاتھ پڑا ہوا گرز گرشاسپ کا ہاتھ میں دو زانو ہو کر صاحبقران بیٹھے مقبول تاجدار نے دیکھا رعب و جلالت سطوت و شوکت چہرۂ زیبا سے آشکار چہرۂ آفتاب عالمتاب کہ وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار زرہ و روز رد مو گونہ گردن تنگ پیشانی تین لاکھ ساحر پشت پر مقبول تاجدار کا رنگ رو متغیر ہو گیا وہ تاجدار ساحر اترا تین لاکھ ساحر باہر اُترے یہ اکیلا قصر مین آیا صاحبقران سے دور جو دنگل بچھے تھے اس کرسی پر اسکو جگہ ملی بہت برہم ہوا مقبول تاجدار سے کہا آپ نے ہمکو بلا کر ذلیل کیا قریب طلسم کشا ہمکو جگہ کیون نہ ملی مقبول نے کہا مین نے قاعدے کے موافق کیا جو کتاب مین مرقوم تھا ساحرون کا یہی مقام ہی وہ قصر ہی کہ جسمین چھت پر سے بھی مینہ جا بجا ابابیلون کے جھونجھ زاغ و زغن کے پر پڑے ہین اُسی قصر مین جاکر بہت خونریز بیٹھا متغیر ہو رہا ہی خدمتگار تک ساتھ نہین اب ساحرون کی آمد شروع ہوئی جو ساحر آیا وزیر و خدمتگار باہر رہ گئے اکیلا اندر آنے پایا جو آیا اُسکو قریب بہت خونریز جگہ ملی کرسیان شکستہ قصر ان خلاف بندوبست ساحر شرمندہ سرنگون بیٹھے ہین ایک تخت چوبی بیچ مین بچھا ہی جب سب ساحر آ چکے سب کو یہ منظر سیاہ فام جو قصر کے اندر آیا اسکو معلوم ہوتا ہی کہ مین سر برہنہ ہون و تاجداران جلیل کہ جو قریب صاحبقران ہین تاج ہائے مکلل بجواہر سب کے سرون پر ساحر سب سر برہنہ لباس واہیات پہنے ہوئے کہ ایکی ایک ابر ہفت رنگ پیدا ہوا بڑی رعنائی زیبائی سے بارش مروارید ظاہر ہین سامان سعید جب تک وہ ابر سر حد صحرائے سبزہ زار سے الگ تھا پھول برستے ہوئے موتیون کی بارش جب ابر صحرائے سبزہ زار مین پہونچا بارش مروارید موقوف ہوئی پھول سوکھے ہوئے ابر سے گرتے تھے یا تو زیبا بر عندلیبان خوشنوا کا شور و شور تھا جب صحرائے سبزہ زار مین پہونچے تو زاغ و زغن کا زیرا

ہنگامہ ہوا سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پر سوار ہین حیران ہو رہے ہین کہ یہ زاغ و زغن کہان سے آئے
عندلیبان خوشنوا کو کون لیگیا ہم ہمیشہ جو آتے تھے ابر تین اپنے رعنائی و زیبائی پاتے تھے برسے
ہوئے ابر معلوم ہوتے ہین ساتھ والے بیقرار ہائیس لاکھ فوج پشت پر بڑی تو خرابی یہ ہی کہ سب برہنہ
کسی کے سر پر تاج نہین معلوم ہوتا ہی فریادی آتے ہین جھولیان سحر کی شانون سے گر گئین موت کی شکلین
نیچے آنکھون کے پھر گئین چونکہ بلقیتا مشتاق تھا دل جشن و دیدار طلسم کشا کا مشتاق تھا ناچار قریب قصر آگے
لشکر باہر چھوٹا دونون بھائی یکہ و تنہا چلے اسوقت انصاف کرتے ہین کہ نگرامی نے یہ سامان ہمکو دکھایا
کوکب کو قید کر کے یہ مزہ اٹھایا سر نگون کلیجہ خون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سر برہنہ جیسے ہی
قصر مین آئے ہمارے طلسمی نے آواز دی سب صاحب دیکھ لین کہ نگرام آئے دونون بھائیون کی شہنگی
سر فلک بند گی حیران و مضطر بقیہ اروش سدر اندر آکے دیکھا مجمع ساحران ایک قصر غیر انتظام مین تخت چوبی
بچھا ہوا اکثر جگہ چھت پڑی ہے بے ندارد سات سو ساحر سر برہنہ بیٹھا ہی ہمارے طلسمی نے آواز دی اے طلسم کشا
اے شہریار یکتا شاہان طلسم نور افشان نگاہ روبرو صاحبقران نے سر اٹھا کر دونون بادشاہون کو دیکھا
مجبوری و ناچاری شاہون نے سلام کیا صاحبقران نے جواب وعلیکم السلام کا دیا ان بیچارون کو محبت
ناگوار ہوا الٹ کے بھائی نے بھائی سے کہا کسقدر طلسم کشا مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی کہ سر پہ
ہاتھ بھی نہین رکھتا امیر نے یہ بات سنی فرمایا اے شاہان طلسم مقام افسوس ہی جبسر و ناسد نے افراسیاب
کو مارا ہی اور مین آکر سپہچا عمرو نے کوکب کو پکڑ لیا تھا سب سردار کوکب کے دربار مین آئے تم بھی
دربار مین آئے تھے تمھین یاد ہی کہ ہمسے کسطرح ملے تھے آج تمھین یہ غرور ہی کہ بادشاہ کو اپنے قید
کیا اب بھی بہتر یہین ہی کہ راہ راست پہ آؤ اور کوکب کو طلسم سے چھوڑ دو حکومت اسکی جا اپنی کرو ورنہ
انشاء اللہ اس نگرامی کی سزا ملیگی دونون نے کچھ جواب معقول نہ دیا اتنا کہا کہ اس مقدمے کی آپکو
خبر نہین امیر نے فرمایا یہ بھی خدا کی قدرت ہی آج ایسے مقام پہ داخلہ ہی کہ سب شاہ شہریار جمع ہین جو کچھ
کوکب سے خطا ہوئی ہو وہ مقدمہ قبل از ذکر پیش کر دو ابھی فیصلہ ہو جائے سحر العجائب و مصر الغرائب
خاموش ہو رہے امیر نے فرمایا اے مقبول تاجدار اُن سے دریافت کرو کہ تمھین فیصلہ منظور ہی دونون
شاہون نے کہا بعد برخاست جلسہ ہم بیان کرینگے امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی کہ صحرا مین گرد بلند
ہوئی امیر نے دیکھا ایک مرد بزرگ ہوادار پر سوار شیر و شکر کی پگڑی قبائے اطلس زر اندود سلیمانی
زیب جسم خنجر شگفتے دار برابر ناف کے لعل و یاقوت کی انگوٹھیان زیب دست حق پرست عصائے بادام کا
قریب رکھا ہوا چار سو جوانان سفید پوش چہار جانب سے گھیرے ہوئے صاحبقران نے فرمایا اے
مقبول تاجدار یہ کون بزرگ ہین مگر ایک نقابدار گلگون پوش ہوادار کے پائے کو ہاتھ رکھے ہوئے
مرکب باد رفتار زیر ران ہر چند نقاب چہرے پر ہی مگر مانع حسن و جمال نہین صاف ثابت ہی کہ ماہتاب ان
ابر مین یا شمع انجمن پردہ فانوس مین لو نور کی نکل رہی ہی شمع جمال جل رہی ہی جب وہ بزرگ قریب قصر پہونچے
صرف وہ نقابدار اور وہ مرد بزرگ اندر تشریف لائے ہمارے طلسمی نے آواز دی شہنشاہ حکما نگاہ روبرو
صاحبقران نے سر اٹھایا حکیم نے سلام کیا نقابدار نے ہاتھ سر پہ نہ رکھا مقابل مین جو قصر مرد اید نگار
تھا قریب گئے جو کرسی تھی یاقوت نگار اُسپر نقابدار بیٹھا بائین پہ جو کرسی الماس نگار تھی اسپہ

حکیم صاحب جلوہ فرما ہوئے کہ ایک مرتبہ ہنگامہ ہوا بارہ سو کنیزیں بھاری جوڑے پہنے ہوئے رنگ کھیلتی ہوئی سامنے سے گذریں سب کی سب نوجوان حسین و جمیل آپس میں چہلیں ہوتی ہوئیں قصر مروارید نگار میں جا کر ٹھہریں جیسے کوئی کسی کا مشتاق ہوتا ہے ہمارے طلسمی نے آواز دی سب صاحب ہوشیار ہو جائیں شاہد رعنا معشوق یکتا قمر برج رعنائی گوہر درج یکتائی یوسف ثانی صاحب قول لن ترانی تشریف لاتی ہیں کہ پہلوئے قصر سے ایک برق چمکی صاحبقران نے دیکھا اتنا تو قاعدے سے ثابت ہوا کہ ایک معشوق پری چہرہ حور پیکر قمر منظر خراماں خراماں چار ہزار کنیزان زریں پوش نہایت حسین و جمیل اپنے عاشقوں کی تکمیل بناز و ادا صف بستہ چلی آتی ہیں بعد عرصہ دراز جب نگاہ صاحبقران کی قائم ہوئی نظم

آنکھیں ملکہ کی جو دیکھوں ہوں تو اک بادہ پرست | سر سے لے غرق جواہر میں ہے وہ پاؤں تلک
حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چار دہم | یک بیک دیکھیے تو لگنے ہی رہ جائے جھپک
چہرے میں ایسی ہے گرمی کہ شب و روز جیسے | ہاتھ کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفیں یوں چہرے پہ بکھری ہوئی ناگنیں تھیں لہرا | جسطرح ایک کھلونے پہ ہیں بیٹھیں دو بالک
جعد وہ قہر کی سنبل میں ہو جیسے ہر لہر | گھر ڈبا دیتے کو عشاق کے دریائے اٹک
ناگنیں پیچ میں آنکے نہ مانگے پانی | کھیل جائے دہن کا لاجوڑ سے اُسکی لٹک
جبین ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جائے داغ | اُسکی تشبیہ سے جب اُسکو بتا دے فلک
قتل کرنے کا یہ جوہر ہے خم شمشیر کے بیچ | اُسکے ابرو سے مشابہ نہ بنا دیں جبتک
وحشت وہ ہے کہ عالم میں نہیں جسکی پناہ | چشم وہ ترک کہ ہو قوم جنون کا اُزبک
فتنہ اُس چشم کا ایسا کہ مژہ سے خونخوار | متصل چوکتے پا کر دیا کرتے ہیں تھپک
حسن سے کان کے آویزے میں لطف کہ جوں | مستعد قطرۂ شبنم کو ہے جیسے گل سے ٹپک
بحر خوبی کی گویا مچھلی ہے قلاب کے بیچ | نتھ کے حلقے میں نہاں جو دکھے کوئی پھنسکی پھڑک
نظر آیا نہ دہن ہی کو تنگی کے سبب | منخرین اپنے سے گویا دن نے تماشی جھنک
مسی آلودہ لب اخگر تھے تہ خاکستر | کہ ہوا سے وہ سخن کہنے کو جاتے تھے دہک
سلک گوہر کی صفا دام سے اُن دانتوں نے | برق در لرزہ کرے موج تبسم کی چمک
دونوں عارض گویا شیشے ہیں پُر گلگوں کے | رشح اُن دونوں میں یوں جیسے نمکدان میں گلک
وصف میں اُسکی ملاحت کے پڑھوں اک مطلع | جسکے آگے نہ رکھے مطلع خورشید نمک

مطلع

رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی دمک | آگئے غصے کے خجالت زدہ سونے کی ڈلک

امیر کا یہ حال ہوا کہ ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا ہاتھ پاؤں تھرانے لگے ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگے آنسو بہنے لگے اعضائے جسمی مثل شمع کافوری جلنے لگے ہر مرتبہ نگاہ غور دیکھتے ہیں اور بے اختیار یہ صاحبقران زمان کی زبان سے نکل جاتا ہے نظم

سر بشمشیر قضا باید داد | تن بتسلیم رضا باید داد
خون دل را بجرح باید ریخت | غم دل در وصل باید داد
دلبران از دل صد پارۂ ما | ہرچہ باشد بست بجا باید داد
گر بخوبان نہ دہیم دل ناصح | خود بفرما کی کرا باید داد

چون وفا نیست ترا کم میرو	وعدهٔ وصل مرا باید داد	کردہ بالبیت نگاری چو تو	بوسہ بدست حنا باید داد
چند خاموش نشینم بر تو	رخصت حرف مرا باید داد	شمع سان در نظر یار لیلی	ہستی خود تنہا باید داد
گذری کن بسر تربت ما	خون بہای شہدا باید داد	کردہ بیمار غمت واقف را	بوسہ مہر دوا باید داد

مقبول تاجدار نے بڑھکر عرض کی کیون شہریار مزاج مبارک کیسا ہی اے شہریار یہ جلسہ مولود مسعود ہی وقت خواندن درود ہی آپ کو چاہیے کہ ہوشیار رہین اپنے کو پراگندہ نہ کرین ایسا نہو کہ خدانخواستہ ساحر غدار آپ کے ساتھ درپئے آزار ہون ایسا نہو غفلت مین کوئی حضور کو ایذا پہونچائے حضور چاق و چوبند رہین درد مند ہون حضور کو عجیب حال مین دیکھتا ہون امیر نے جواب نہ دیا حجاب سے سر جھکا لیا کہ ہمارے طلسمی پھر ظاہر ہوا اگر دوسرا امیر چرخ مار الفصاحت و بلاغت آواز دی ای شہریار یا صاحبقران نامدار ای بر دشت جرأت ای نہنگ دریاے شوکت جبکہ آپ طلسم کشاے طلسم نور افشان ہین ان جادون کا اُٹھانا بھی آپ ہی کا کام ہی ہر ملک و دیار مین آپ کا نام ہی گوش سامعان ذہوش مشتاق صداے سرکار دولت مدار ہین آپ کی زبان معجز بیان سے کچھ فقرات مولود مسعود سنین آواز دی ای مقبول تاجدار برائے طلسم کشا منبر لاؤ کہ اسپر بیٹھکر صاحبقران مولود مسعود جناب اشرف انبیا پڑھین درود کا غل محفل مین غل ہو شمع کلیات کل فران گل ہو یہ کہکر ہما طلسمی غائب ہوا مقبول تاجدار نے ایک منبر بلور کا لاکر بچھایا لیکن ملکہ سلماے گوہر پوش معشوقہ نامدار دختر بلند اختر مقبول تاجدار کہ تخت گوہر نگار پر جلوہ فرما ہین جب صاحبقران منبر پہ آئے وزیزادی ملکہ لیلاے عنبرین مو جو پہلو مین بیٹھی ہی کہا کیون لیلا تو نے جمال آفتاب مثال صاحبقران دیکھا مالک سر پر اورنگ جہانبانی ہین اس زمانے مین یوسف ثانی ہین سطوت و صولت رعب و دبدبہ مشہور شجاعت مثل چاکران کمترین حاضر خدمت ہین نہایت صاحب شوکت ہین ای لیلا دل بیقرار ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت دل کی عجب حالت ہی کیون لیلا مجھے کیا ہو گیا قلب میرا اسوقت تھرا رہا ہی کلیجہ منہ کو آرہا ہی

نظم

در سرم شور بس از بس ہوای گریہ است	گر خورم چون ابر آبی از ہوای گریہ است
مشرب مینائے می داریم در بزم طرب	قاہ قاہ خندہ ما ہای ہاے گریہ است
دیگران را گریہ کز ضعف بصر مے آورد	چشم ما چون شمع روشن از لقای گریہ است
می برد از ضعف سیلاب سرشکم ہر طرف	سیر من اکنون درین وادی بپای گریہ است
ہیچکس از بیکسی آبی بخاک من نریخت	گریہ کن بر تربتم ای غم کہ جاے گریہ است
کی دریغ از گریہ میداریم خون خویش را	ہر جگر در دل بہ پیش ما فداے گریہ است
پیش خیل درد مندانیم در میدان عشق	شمع سان در دست ما واقف لواے گریہ است

جانبین سے نگاہین مل رہی ہین لیلاے عنبرین مو منہ دیکھ رہی ہی کہ ملکہ عالم پریشان ہو ان طرف صاحبقران کے دیکھ رہی ہین کہتی ہین کیون لیلا اب طلسم کشا کیا پڑھینگے عرض کی او صاف باانصاف سید عالم جناب اشرف انبیا صاحب قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى یکہ تاز میدان سُبْحَانَ الَّذِي کہ اسرے جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمائینگے ملکہ فرماتی ہین گوش ہوش مشتاق ہین

اب چند ساعتین شاق ہین صاحبقران بھی حیران حیران اسی طرف دیکھ رہے ہین زبان سے کلام نہین نکلتا ہر چند قصد کرتے ہین کہ نثر مولود مسعود جناب اشرف انبیا پڑھون ہونٹو جنبش کرکے رہجاتے ہین مقبول تاجدار سامنے آیا عرض کی وقت مین فرق آتا ہی ساحر گھبرا رہے ہین صاحبقران نے آواز دی سب حاضرین جلسہ گوش برآواز ہون نثر مولود مسعود جناب اشرف انبیا عرض کرتا ہون شاعر شیرین سخن نثار ناظم مدح سرا شاعر یکتا صاحب فضل و ہنر منشی احمد حسین قمر نے یہ نثر مولود مسعود جناب حبیب خدا التصنیف فرمائی ہی نثر کا تحریر ہوتی ہی

نثر مولود مسعود جناب حبیب خدا من تصنیف منشی احمد حسین قمر مصنف کتاب ہذا

اول چہرہ ملاحظہ ہو۔ مدحت طرازان باعث ایجاد خلق اعنی صاحب خطاب لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک وخلاقان مخلوق مضامین تقدس آگین آفریدہ خرد و ادراک مقتبسان انوار آفتاب عالمتاب ذکر تولد مہر سپہر نبوت وہادیان سبیل تحریر مہر تنویر دیباچہ کتاب آفرینش سر دفتر رسالت مقرران تقریر لطیف ثنا ے حبیب حضرت لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وثنا خوانان عالم پناہ وجہ قیام ارض وسما وممتاز کارخانہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ سامعان مژدہ فیض رتبہ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ ومعترفان کلام قدسی نظام وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۝ موظفان درود مسعود مخاطب بخطاب یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ ومبشران بشارت مولود صاحب توصیف یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا احال عشرت اشتمال پیدایش پیغمبر آخر الزمان مین یون طب اللسان وعذب البیان ہین اور پرورش اطفال توصیف مولود مسعود خیر البشر مین یون گہوارہ جنبان ہین کہ جب خلاق زمین وزمان پروردگار انس وجان موصوف بہ صفت ذوالجلال والاکرام رزاق مطلق خاص و عام بمصداق کلام قدسی نظام تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَتُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ کی مشیت اسپر متقاضی ہوئی کہ خلقت فرش وعرش وکرسی ولوح وقلم وانبیاے مرسلین وملائکہ ونار وجنان وماہ وخورشید وثابت وسیارگان وجملہ اشیاے موجودہ کو کتمان عدم سے بجلوہ ظہور لائے تو اول نور کرامت ظہور فخر عالم و نبی آدم سر دفتر الواح کُنْ فَیَکُوْنُ باعث ایجا کون ومکان شمس الضحٰی نور الہدیٰ بدر الدجیٰ کہف الوریٰ اعنی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ حبیب خدا اشرف انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بفحواے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پیدا کیا وہ نور پر ضیا دس ہزار سال تک حمد الٰہی مین بیش خداے جہان آفرین مصروف رہا نظر رحمت سے دیکھکر رب ذوالجلال بکمال لطف فرماتا تھا کہ ذات میری معبود خلق ہی نور میرے حبیب کا مقصود خلق ہی پھر اُسی نور سے بصد وقار بارہ حجاب خلق فرماے اول بحکم خداے جہان آفرین وہ نور مبین داخل حجاب قدرت ہوا بارہ ہزار سال حجاب قدرت مین تسبیح خوان رہا ہر حجاب مین سالہا سال وہ نور کرامت ظہور پنہان رہا اُسی نور گوہر صدف قلزم نبوت سے بیس دریاے نور بصد سرور صانع بحر و بر نے خلق فرمائے ہر دم اُس نور پر جوش رحمت رب ذوالمنن رہا ہر بحر نور مین وہ نور غوطہ زن رہا جب بحر آخر سے وہ نور برآمد ہوا ارشاد رب صمد ہوا اے باعث

کون ومکان واہی پیغمبر آخر الزمان شعر تیرا اشرف سوا ہی کہ عالیجناب ہی * تو اے رسول شافع یوم الحساب ہی * جب یہ ارشاد فیض بنیاد رب کارساز ہوا وہ نور ہمین محو طاعت و مصروف سجدہ بے نیاز ہوا جس وقت اُس نور کرامت ظہور نے سر سجدے سے اُٹھایا کئی ہزار قطرہ جبین نور آگین سے ٹپکا جملہ انبیاے کرام اُنھین قطرات سے پیدا ہوے محو طواف نور پیشواے ہر دوسرا ہوے تسبیح و تہلیل حضرت عزوجل مین مشغول ہوے کہ ناگاہ احکامات وحی خدا کے اُنپر نزول ہوے کہ مین تم سب کا کون ہون مجھکو کچھ جانتے ہو میرے تئین پہچانتے ہو جب اُن سبھون سے یہ خطاب باصواب ہوا پہلے سب سے نور مہتر بن عالم نے جواب دیا کہ اے رب اکرم تو رب المشرقین والمغربین ہی تو ارحم الراحمین مالک کونین ہی شعر مختار خلق ومالک روز شمار ہی * واحد ہی لا شریک ہی پروردگار ہی * حضرت ذو العلا کی جناب سے یہ ندا آئی عجب طرح کی محبت آمیز صدا آئی کہ اے حبیب خدا سرتاج انبیا خیر البشر پیشواے جہان ہادی انام رہنماے خاص و عام مین نے تجھے مرتبہ پیغمبری دیا مگر تیری ذات کا مرتبہ سب سے افضل کیا نظم مسدس

پھر کی نظر جو حق نے سوے نور نامدار
اُسکو کیا دو نیم زہے شان کردگار
اک جوہر اُس سے خلق کیا واہ رے وقار
ہیبت سے نصف حصے کو دیکھا پھر ایکبار
مفتوح شان حق کا وہین باب ہو گیا
کیا رحمت خدا ہی کہ وہ آب ہو گیا

اُس نیمہ دگر پہ جو شفقت سے کی نظر
جس وقت عرش کو بھی کیا ساکن آب پر
اُس سے بنایا عرش کو خالق نے سربسر
پھر نور عرش سے کیا کرسی کو جلوہ گر
معبود کا ہر ایک پہ فضل و کرم ہوا
کرسی سے لوح لوح سے پیدا قلم ہوا

پھر حکم منشی دفتر قضا و قدر صادر ہوا کہ اے قلم لکھ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قلم نے ہزار برس مین بسم اللہ لکھی بعد اُسکے لکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جبکہ نام نامی اشرف انبیا قلم نے لکھا ہزار برس تک سربسجود رہا جب سجدے سے سر اُٹھایا مسدس

کی عرض تب قلم نے کہ اے رب خاص و عام
ہی تیرے اسم پاک سے ملحق یہ کسکا نام
فرمایا کبریا نے کہ پیغمبر انام
محبوب حق امین خدا عرش احتشام
گر اسکو بھیجتے نہ ہمارے حضور مین
کتم عدم سے کوئی نہ آتا ظہور مین

اوصاف مصطفےٰ کے قلم نے سنے جب
بالاے لوح سر کو جھکایا بصد ادب
بولا کہ السلام علیک اے حبیب رب
فرمایا آپ نے وعلیک السلام تب
کیا فیض ہی پیمبر والا مقام کا
واجب ہوا جواب ہر اک پر سلام کا

اُسی طرح حصہ چہارم و پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم سے ماہتاب و آفتاب و بہشت و شب و روز و ملائکہ و کرسی بنائے دسوین حصے سے روح محمدی پیدا کرکے عرش کے داہنی طرف چار ہزار سال

تسبیح و تقدیس میں مشغول رکھا الغرض وہ نور کرامت ظہور ستر ہزار سال عرش پہ اور پانچ ہزار سال تک کرسی پر جلوہ فرما رہا نظم مسدس

وہ نور جلوہ گر ہوا پہلے فلک پہ جب
وہ نور اُنکے صلب میں آیا بحکم رب
خلاق دہر نے کیا آدم کو خلق تب
آدم کو سجدہ کرنے کا ہاں اب کھلا سبب
توقیر قدسیوں نے جو کی اُس جناب کی
تعظیم تھی یہ نور رسالت مآب کی

حضرت آدم سے عبد المطلب اور عبد المطلب سے عبد اللہ تک وہ نور مبین بصد تمکین منتقل ہوتا رہا ایکدن عبد اللہ نے عبد المطلب سے کہا کہ جب میں بطحا کی طرف جاتا ہوں ایک نور عظیم الشان میری پشت سے ظاہر ہوکر دو حصے ہو جاتا ہی نصف جانب مشرق اور نصف جانب مغرب منتقل ہوتا ہی پھر وہی نور بصورت پارۂ ابر میرے سر پہ سایہ کرتا ہی پھر طرف آسمان کے متوجہ ہوتا ہی در ہاے آسمان بصد عظم و شان کھلجاتے ہین جب زمین پہ بیٹھتا ہون آواز آتی ہی کہ نور محمدی تیری پشت میں جلوہ افروز ہی تجھپر سلام ہو جب اب راوی شیرین کلام بصد تعظیم و تکریم تحریر فرماتا ہی کہ وہ نور منیر کہ بارھوین تاریخ جمادی الآخر شب جمعہ کو عبد اللہ سے منتقل ہوکر حضرت کی والدہ آمنہ کو تفویض ہوا نظم

جب آمنہ کو نور نبی سے شرف ملا
ہر ذی حیات دیتا تھا خوش ہوکے یہ صدا
شادی کا شور فرش سے تا عرش تھا بپا
ظاہر جہان میں ہونگے بس اب ختم انبیا
اب عرش سے فزون طبق خاک ہوئیگا
اب کفر و شرک و شک سے جہان پاک ہوئیگا

قمی نے کتاب فضائل میں روایت کی ہی جبکہ ایک مہینا حمل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذرا آسمان و زمین اور پہاڑ اور درخت آپسمین ایک دوسرے کو بشارت و مبارکباد دیتے تھے اور کہتے تھے مبارک ہو کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے شکم مادر مین قرار دیا جب دو مہینے گذرے پروردگار نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ مابین زمین و آسمان صدا دیتا تھا کہ صلواۃ بھیجو محمد و آل محمد پر ہر مہینے مین عجائب و غرائب کرامتین وقوع پذیر ہوتی تھین جب چھ مہینے گذرے اہل مدینہ اور اہل یمن عیدگاہ جاتے تھے ایک درخت عظیم تھا کہ اُسکی پرستش کرتے تھے جب قریب اُسکے پہونچے تو ایک صدائے عظیم اُس سے آئی کہ اے اہل یمن و اے اہل مدینہ آگاہ ہو جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا یعنی حق نے اپنے مقام پر قرار پکڑا اور نیست و نابود ہوا باطل تحقیق کہ باطل نیست ہونے والا ہی اے گروہ باطل وقت قریب آیا تمھاری ہلاکت کا وہ سب ڈرے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے جب نوان مہینا شروع ہوا پروردگار نے ہفت آسمان کے فرشتون کو حکم دیا کہ زمین پر جاؤ دس ہزار فرشتے زمین پر آئے ہر فرشتے کے ہاتھ مین قندیل نور روغن نور سے روشن تھی اور ہر قندیل پر لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وہ سب فرشتے گرد مکہ معظمہ کھڑے ہوئے ان سب امور کو حضرت عبد المطلب چھپاتے تھے جب نو مہینے تمام ہوئے حضرت آمنہ نے اپنی ماں سے کہا میں چاہتی ہون کوٹھری مین جاکر تنہا اپنے شوہر کیواسطے روؤن اور کوئی میرے پاس نہ آئے اُنکی ماں نے اجازت دی پس

حضرت آمنہ داخل حجرہ ہوئین ایک شمع روشن ہوئی اور مصروف ہوئین رونے مین اُسی حال مین درد زہ شروع ہوا اُنھین کہ دروازہ کھولین دروازہ نہ کھلسکا حضرت آمنہ اپنی تنہائی سے گھبرائین ناگاہ چھت حجرے کی شگافتہ ہوئی اور چار حورین مشابہ بصورت دختران عبدمناف پیدا ہوئین کہ اُنکی نور رخ سے تمام حجرہ روشن ہوگیا اور حضرت آمنہ سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ ہم تمھاری خدمت کے واسطے آئے ہین ایک سامنے ایک پشت پر ایک داہنے ایک بائین بیٹھین پس حضرت آمنہ بیہوش ہوگئین اب مومنین وقت ولادت باسعادت جناب حبیب خدا قریب ہی ساقی نامہ بطور مسدس

ہان ساقیا زلال شراب طہور دے
بزم طرب ہی مژدۂ عیش و سرور دے
پر ساغر بلور مین صہباے نور دے
یعنی پیام وصلت غلمان و حور دے
طالب ہون پاک طیب و طاہر شراب کا
ہر چشم و دل کو نور دکھا آفتاب کا

وہ مے پلا جو شرع نبی مین مباح ہو
شب ہو سرور مین تو فرح مین صباح ہو
وہ مے پلا کہ جس سے جہان مین فلاح ہو
رکھدون سبو پہ منھ کو جو تیری صلاح ہو
موج شراب کم نہو کوثر کی موج سے
گردون کا سر جھکا رہے شیشے کی اوج سے

ساقی شراب ناب کی ہی جستجو مجھے
کرنا ہی آج آب بقا سے وضو مجھے
جان آئے جس سے تن مین سنگھادے وہ بو مجھے
سیر بہار خلد کی ہی آرزو مجھے
وہ مست ہون کہ شیشے کا منھ چومنے لگون
ایسی پلا شراب کہ مین جھومنے لگون

ہان مومنو خوشی ہو کہ عشرت کا دن ہی آج
الطاف و شادمانی و صحبت کا دن ہی آج
شب ہی سرور کی تو مسرت کا دن ہی آج
محبوب کبریا کی ولادت کا دن ہی آج
روشن تمام خلق ہی فیض حضور سے
گویا زمین عرش ہی افراط نور سے

سرسبز ہین چمن تر و تازہ ہین برگ و بار
غنچے لیے ہین مٹھیون مین زر پئے نثار
شاخون پہ بلبلین بھی چہکتی ہین بار بار
گلزار مشک بیز ہی عنبر فشان بہار
پھولے نہین سماتے ہین جو حق پرست ہین
ہر گل مین یہ مہک ہی کہ طاؤس مست ہین

اک چشم انتظار ہی نرگس کا ہی یہ حال
چہرہ ہر ایک گل کا ہی فرط خوشی سے لال
کوکو سے قمریون کی ہر ایک سرو ہی نہال
مرغان خوشنواے چمن شاد ہین کمال
سوزش نہین ہی لالۂ احمر کے داغ مین
خود ڈالیان لگائی ہین پھولون نے باغ مین

آراستہ ہی از سر نو گلشن جہان
رونق نئی فزا ہی نئی اور نیا سمان

رضوان ہو شادکام تو حورین ہین شادمان
لہرا رہی ہین کوثر و تسنیم ہر زمان

صدقے ہون یہ خوشی ہو ارم کی بہار کو
گوہر لیے ہی خازن جنت نثار کو

چہرے سے ہر ملک کے سرور آشکار ہی
غیرت دہ ارم حسین روزگار ہی

ہر جا نزول رحمت پروردگار ہی
صل علی کی عرش برین پر پکار ہے

تعظیم کو کھڑے ہوے غول انبیا کے ہین
مشتاق سب زیارت خیر الوریٰ کے ہین

اک دوسرے کو دیتا ہی خوش ہوکے تہنیت
معبود نے عطا کیا سامان مغفرت

محبوب ذوالجلال کی ہر لب پہ ہی صفت
نزدیک ہی ولادت سلطان شمس جہت

کوہ مدینہ رشک دہ کوہ طور ہین
بالاے کعبہ نصب علمہاے نور ہین

ہی آمنہ کے گھر مین عجب نور لاجواب
واشوق مین ہی رحمت رب علا کا باب

حجرے کی ہی ضیا سے خجل برج آفتاب
عشرت کا ہی وفور مسرت ہی بیحساب

سامان ظہور ختم رسل کیے جو پاتے ہین
گردون سے فوج فوج ملک آتے جاتے ہین

ناگاہ مثل عرش منور ہوئی زمین
آیا نظر جمال رخ ختم مرسلین

ہنگام شب طلوع ہوا آفتاب دین
ہان اب پڑھو درود محل دیر کا نہین

محبوب ذوالجلال کی تکبیر کو اُٹھو
پیدا رسول حق ہوے تعظیم کو اُٹھو

خلد برین تمام جہان ہی پڑھو درود
پیدائش نبی کا بیان ہی پڑھو درود

ہر سمت حق کا نور عیان ہی پڑھو درود
مولود بادشاہ جہان ہی پڑھو درود

خوشبوے مشک و عود بسی ہی دماغ مین
صل علی کا شور ہی جنت کے باغ مین

آیا ہی وہ جہان مین جو ہی ختم مرسلین
نور خدا ضیاے فلک رونق زمین

محبوب حق سراج جہاں آفتاب دین
سردار خلق خاتم کونین کا نگین

مسعود سب جہان ہی سعادت سے آپکی
اللہ بھی خوش ہی ولادت سے آپکی

حضرت آمنہ ارشاد فرماتی ہین کہ ایک لمحہ پیشتر وضع حمل سے تمامی اعضاے جسمی میرے تھرانے لگے بعد اسکے انتہا کا مکان کو روشن دیکھا ایک خوف مجھپر غالب ہوا ناگاہ ایک مرغ سفید رنگ پیدا ہوا اور پر اپنا شکم سے میرے مس کیا وہ خوف و ہم میرا زائل ہوا اور پیاس نے مجھپر غلبہ کیا ایک کاسہ شربت کا میرے سامنے آیا اُسکو مین نے پیا کہ قلب کو خنکی حاصل ہوئی اور چند زنان بلند بالا قد

پیدا ہوئین مشابہ بصورت دختران عبد مناف کہ وہ دمبدم مجھکو تسکین دیتی تھین اور ہزارہا طائران خوشرنگ کہ منقارین اُنکی زمردی تھین اور پیر یاقوت احمر کے گرد میرے پرواز کررہے تھے اور اسقدر روشنی تھی کہ تمام مکان خانۂ کعبہ مجھکو دکھلائی دیتے تھے اور بام کعبہ پر علمہاے رفیع بلند نصب تھے یکایک دیکھا مین نے جناب محمد مصطفےٰ متولد ہوے شعر دامن آمنہ روشن چو شد از روے رسول ٭ گفتی از چرخ برین مہ بزمین کرد نزول ٭ شب میلاد ز لیس کرد کرامت اظہار ٭ مشرکین راہمہ دل گشت ز اندیشہ ملول ٭ نظم مسدس

فرماتی ہین یہ مادر محبوب کردگار ۔ بعد از ولادت شہ دین شاہ نامدار
وان مجھکو تین شخص نظر آئے ایکبار ۔ چہرون سے جنکے نور الہی تھا آشکار
تھی یہ ضیا ہر ایک کے رخ لاجواب کی
شرمائے جسکو دیکھکے ضو آفتاب کی

ابریق زر لیے ہوے تھا ایک بایقین ۔ تھا دوسرے کے ہاتھ مین طشت زمردین
وہ طشت چار گوشے کا تھا اسمین شک نہین ۔ یاقوت جسپہ نصب تھے اور گوہر ثمین
شرمندہ کیون نہ گنبد فیروزہ رنگ ہو
دیکھے تو آفتابہ خورشید دنگ ہو

تھا تیسرے کے ہاتھ مین پیچیدہ اک حریر ۔ نورانی و سفید برنگ مہ منیر
انگشتر ایک اُسمین تھی بےمثل و بےنظیر ۔ پڑجائے اُسکا عکس تو روشن ہو چرخ پیر
حلقہ تمام اُسکا جواہر نگار تھا
جسپر خراج ملک سلیمان نثار تھا

حضرت کو غسل دیچکے وہ سات بار جب ۔ رکھا میان کتف اُس انگشتری کو تب
نقش اُسکا پشت پہ ہوا ظاہر بحکم رب ۔ اُس مہر پاک کرنے کا ہان اب کھلا سبب
ہین مصطفےٰ کتاب رسالت کا خاتمہ
حق نے کیا انھین پہ نبوت کا خاتمہ

جناب آمنہ فرماتی ہین کہ یہ صدائین میرے کان مین آتی تھین نظم

یا محمد تو ئی آن کس کہ پدیدار و نہان ۔ ہرچہ در وہم در آید ہمہ برپا داری
متصف چون بصفات احدیت شدہ ۔ خواجگی بر سر ہر بندہ و مولا داری
ہریک از خیل رسل ہست کمالی بخصوص ۔ تو چنانے کہ کمال ہمہ یکجا داری
وقت آنست کہ اینجا بمناسب گویم ۔ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور منادی ندا کرتا تھا کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چار طرف عالم مین لیجاؤ اور تمام جن وانس و ملائکہ کو جمال جہان آرا دکھاؤ تا سب پہچانین کہ جو کمالات اور انبیا کو جدا جدا عنایت ہوے تھے وہ سب حضرت کو ملے ہین یعنے خلافت آدم ملک سلیمان حسن یوسف خلت ابراہیم کلام موسیٰ دم عیسیٰ عبادت یونس شکر نوح لشان اسمٰعیل گریہ یعقوب صوت داؤد صبر ایوب زہد یحییٰ اور علاوہ اُسکے یہ اوصاف بھی عطا ہوے تھے

لطف و سخا و مرحمت و ہمت و حبا اعجاز و عزت و شرف و ہیبت و عطا	صبر و رضا و منزلت و جود و اتقا اکرام و عصمت و حشم و طاعت خدا

دل کیون نہو نثار شہ خاص و عام پہ
ان سب کا خاتمہ ہو اخیر الانام پہ

تمام اہل ایمان جلسہ گوش برآواز ہین گہر ریزی بیان معجز بیان کی سن رہے ہین محفل مین شور درود بلند ہی ہر ایک کا قول ہی کہ یہ فصیحان عرب ہین فصاحت و بلاغت انپر ختم ہوئی ہی حقیقت مین کیا نثر پڑھی کیا کیا فقرات فرمائے ہین ایک ایک کو مبہوت کر دیا صاحبقران منبر سے اُترے نگاہ طرف ملکہ سلیمان گوہر پوش کے دل کو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری چاہتے ہین اپنے کو کسیطرح قہر گوہر نگار مین پہونچاؤن سلیمان گوہر پوش کے اشارے دل پر تاثیر کرتے ہین لیلائے عنبرین مو وزیرزادی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی امیر کو اشارون مین تسکین دیتی ہی اُسوقت صاحبقران کا افسوس کہ خواجہ ساتھ نہوے اگر خواجہ ساتھ آتے علاج درد دل کرتے کسی طرح ہمکو اس معشوق خودپسند تک پہونچاتے مقبول تاجدار نے خوان شیرینی کے لاکر پیش کیے اُن خوانہاے شیرینی پر امیر نے حضرت کی نذر دی مقبول تاجدار نے اول تاجداران جلیل کو وہ شیرینی تقسیم کی جب اُس قصر مین گئے جہان ساحر بیٹھے ہین سحر العجائب نے کہا اے مقبول تاجدار سو برس کے یہ رسم چلا آتا ہی کہ ہم لوگ اس جلسے مین شریک ہوتے ہین مگر آج تمنے ہمکو خوب ذلیل کیا خیر اسکا معاوضہ ہوگا مقبول نے دل کو سنبھال کے کہا اے شاہان طلسم جو امر تمسے سرزد ہوا اُسکی حکایت و شکایت قسیبہ سے مہوت کے کوکب کرینگے ہماری کیا مجال ہی یا طلسم کشا کو اختیار ہی ہمنے اپنا فخر جانکر طلسم کشا سے شرمولود مسعود پڑھوائی ہم نہ سمجھتے تھے کہ آپ کے اسقدر خلاف ہوگا سحر العجائب و سحر الغرائب سر پر جو ہاتھ ڈالتے ہین اپنے کو سر برہنہ پایا اور زیادہ قلق ہوا کل تاجدارونکے سر برہنہ تھے کہا اب رخصت ہوتے ہین شیرینی کا حصہ کیا لین آپ تو ہمکو حصہ دیجیے نہایت برہم ہو کر سب ساحر اُٹھے کاہن طلسم نے پکار کر آواز دی اے شاہان طلسم کیون اسقدر برہم ہوتے ہو کتاب ساحری مین دیکھلو صاف صاف مرقوم ہی کہ طلسم کشا داخل قصر یاقوت نگار ہوگا اور تمام مجمع عام مین اوصاف بالفاظ اشرف انبیا بیان ہونگے ہم ہر ایک خرد و کلان کو آگاہ کرتے ہین جلالت صاحبقران کی واضح ہی کہ ہمارے طلسمی سنے سر برہنہ اُٹھ گئے آواز دی گئی سو برس سے یہ جلسہ علما فضلا بڑے بڑے شاعر نامی گرامی اس جلسے مین آئے کبھی کسی کا حوصلہ نہین پڑا کہ اوصاف حضرت زبان پر لا سکے طلسم کشا ہی کی یہی صفت ہی کہ کسی سے خوف نہین کیا حال حضرت کی پیدائش کا پڑھا اب سب صاحب بگوش ہوش سنلین جو انکی اطاعت کریگا عزت و آبرو پائیگا اور جو انکے ساتھ دشمنی کریگا بذلت قتل ہوگا سحر العجائب نے بنگاہ قہر و غضب طرف کاہن کے دیکھا کاہن یعنے سیارہ ستارہ شناس نے کہا اے شاہان طلسم اب مجھے تمہارے قہر و غضب سے کچھ ڈر نہین ہین اب خدمت مین طلسم کشا کی رہونگا ہر امر کی ہدایت کرونگا یہ خوب واضح رہے کہ شاہان متعلقہ کو عجائب و غرائب بھی موجود ہین سب بدل و جان سنلین کہ طلسم کشا التفات تھوڑا ہماری ہدایت سے تاکو عجائب و غرائب پہونچیگا شاہان طلسم

وتمام ساحران عذار محبوب وشہر مساراس محفل خلد منزل سے نکلے اُدھر تو ساحر باہر گئے صاحبقران
کرسی پر آکے بیٹھے ہین سیارۂ ستارہ شناس سامنے آیا اتنا لفظ کہا کہ حضور جلدی کرین اب حضور
کے تامل فرمانے مین سامنا رنج و ملال کا ہی اتنا کہا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا کاہن نے آواز دی
ای شہریار غلام کو سنبھالیے یہ کہکر گرا زبان بند ہوگئی اُس حال مین بھی سیارۂ ستارہ شناس نے
قلم دوات طلب کیا کانپتے ہوے ملمع تھوڑے سے مشکل لکھا کہ ای شہریار مین مجبور و ناچار ہوا سب تاجدار پر
آفت آیا چاہتی ہی حضور جلد جائین یہ کہکر جا ہاتھا کچھ اور لکھے کہ ملمعون نے دستگیری نہ کی بیہوش
ہوگیا اور تاجدارون نے گھبرا کے عرض کی حضور دیکھین کاہن پر کیا گذری ابھی اسنے اطاعت کی
آج تک اپنا اسلام مخفی رکھا اب آپ جلد جائین تمام تاجدار تو یہ کہہ رہے ہین صاحبقران حیران
حیران چہار جانب دیکھتے ہین ملکہ سلمائے گوہر پوش سوار ہوگئین اب جو صاحبقران نے طرف
قصر گوہر نگار کے دیکھا برج قصر کو اس ماہ تابان سے خالی پایا بے اختیار پکار اُٹھے **نظم**

سالک راہ محبت کو پس و پیش نہین — مصلحت بین نہین ہین عاقبت اندیش نہین
مصحف رو کی تلاوت ہی نہایت مشکل — اسمین ای قاری زیر و زبر و پیش نہین
ناخن غم سے ترے ہجر مین ای رشک بہار — دل نہین وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہین
خون کو مومن و کافر کے ہی جائز رکھتا — نیک اعمال تراہندہ بدکیش نہین
شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا — نوش چاہے جو زمانے مین تو بے نیش نہین
شہر مین پھرتے ہین وہ سیل حوادث کی طرح — کونسا گھر ہی خرابی جسے درپیش نہین
قید مذہب کی نہین حسن پرستون کے لیے — کافر عشق ہون مین کوئی مراکیش نہین
عشق مین سر و سے قد کے ترے ای خسرو حسن — ذکر قمری سے سوا کوئی درویش نہین
غیر کے ہاتھ نہ بیچینگے ہم آئینۂ دل — یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین
نکہت گل ہی نہین جامے سے اپنے باہر — کون دیوانہ وہ تیرا ہی جو بے خویش نہین
خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے — روے سادہ کا یہ عاشق ہی بداندیش نہین

مقبول تاجدار نے عرض کی ای شہریار والا قدر حضور اپنے کو سنبھالین اس شاہد رعنا کی شادی
حضور کے ساتھ ہوگی آج تک بڑے بڑے تاجداران جلیل شاہان جمیل خواہان وصال رہے
لیکن اُس محبوب مطلوب نے آجتک کسی کو قبول نہین کیا یہی قول رہا کہ جو کچھ میرے جد تحریر فرما گئے
ہین وہی میرے واسطے ہوگا اُسکو بھی آپ کا اشتیاق ہی زاہد حق رس میرے والد نامدار حلیم کاہن
زبردست تھے ایک کتاب لکھ گئے ہین اُسمین حالات یہ سب درج ہین اب حضور اُنکی قبر پر تشریف
لے چلین فاتحہ پڑھین وہ آپ کو ہدایت فرمائینگے چاہتا تھا مقبول تاجدار کچھ اور کہے کہ ایک
آواز ہیبت آئی کہ او مقبول تاجدار تیری قضا قریب ہی یہ طلسم نورافشان ہی بادشاہ ہمیان کا صاحب
شوکت و شان ہی ایسے شعبدے سبت گذرینگے اپنی خبر لے مقبول تاجدار آہ کرکے ایڑیان رگڑنے لگا
زبان بند دل دردمند آنکھین بے نور حواس مین فتور سب تاجدار اسی طرح لڑکھڑا کے گرے سب اسی
حال مین مبتلا ہوے صاحبقران نے دیکھا کوئی کلام نہین کرتا ہی لاچار ہوکر حیران و پریشان تھرسے لگے

حال ابتر مضطر و ششدر چہار جانب دیکھتے ہین کبھی بیقراری مین فرماتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی یہ اشعار پڑھتے ہین نظم

نگہ ورزد فریبد رم آن آہو را
مسید مع مہر جا کہ منم پہلو را
در نظر سیر و تماشای ضیای دارم
تا نظر کردہ از گردش چشم آہو را

خو بہر ہم نزنم تا نکنم رام او را
دشت را نالہ ناقوس دلم بتکدہ ساخت
صیقل از گریہ دہم آئینہ زانو را
ہر زہ خندی نشود گوش زد غنچہ امید

گشت عمری کہ نظر کردۂ آشوب دست
چون نگاہ تو فرنگی نکند آہو را
چہ غباری کہ پری دیدۂ آشوبی نیست
باغبان بر کند از باغ گل خودرو را

صاحبقران حیران و پریشان ہین کہ کس سے پوچھون مقبرۂ زاہد خدا رس کس مقام پہ ہی یہ سوچتے ہوے جاتے ہین کہ دیکھا سامنے ایک نخل نہایت سرسبز و شاداب ہی ایک طائر ہفت رنگ اسپر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا پہ بڑی جفا پڑی مقبرہ زاہد خدا رس کا ڈھونڈھ رہا ہی اگر دست راست کو جائے تو کیا عجب ہی کہ منزل مقصود کو پہونچے صاحبقران یہ سنکر اسی سمت پلٹے دل مین سمجھے یہ بھی مدد غیبی ہی ہدایت لا رہی ہی تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک طرف آفتاب چمکتا ہوا معلوم ہوا صاحبقران حیران کہ کس طرف نکل آئے اس مقام پہ پہونچے کہ نیر اعظم ظہور فرما رہا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا خارستان صحرا تسبیح خدا پڑھ رہے ہین طائر حمد الٰہی مین زبان کھول رہے ہین ایک طائر زمزمہ سرا التعریف پروردگار کر رہا ہی ہر مرتبہ اسکی زمزمہ سرائی سے یہ آواز آتی ہی نظم

بیرون کشم ز سینہ دل غمکشیدہ را
از خط مردمے چہ عجب گر بعہدہ ما
چون حکم نیست حکم چکیدن نمیدہد
بگرہ بحالم ار نبت شیرین دہان مجبند
صد آفرین بزلف پریشان دلبران
باور کجاست انچہ ز زلف تو می کشیم
فکر دگر کنیم کہ در پیش دلبران
تا کی فراق مژدۂ وصلی بما فرست
واقف ز حسرت بجز آرمیدگان

تسکین دہم ز گریہ باین حیلہ دیدہ را
در گریہ اتفاق نماندہ ودیدہ را
سیدروی تو اشک بمژگان رسیدہ را
نشان عمل کن این دل مژگان گزیدہ را
نگذاشت جمع خاطر یک آفریدہ را
در عمر خویش خواب پریشان ندیدہ را
قدری نماندہ خون دل و آب دیدہ را
تا راحتے رسد دل محنت کشیدہ را
آرام نیست این دل از خود رمیدہ را

صاحبقران اس آواز کو سنکر نہایت بیقرار ہین مگر سامنے دیکھا ایک گنبد مشت پہل نہایت تکلف آراستہ ایک مرد بزرگ داڑھی سفید در گنبد پہ کھڑا ہی صاحبقران کو سلام کیا امیر نے فرمایا یہ گنبد کیسا ہی پیر مرد نے عرض کی تشریف لائیے زاہد صاحب نے شب کو خواب مین فرمایا کہ صبح کو طلسم کشا تشریف لائینگے مین منتظر تھا صاحبقران بسم اللہ کہکر مقبرے مین داخل ہوے دیکھا لوبان روشن ہی بوے گل سے وہ مقام رشک گلشن ہی ایک قبر نہایت تکلف سے آراستہ مقام تعویذ پر سنگ سفید نصب ہوا اسپر بھی کچھ مرقوم ہی اور زاہد خدا رس نام لکھا ہی صاحبقران نے نوشتے کو دیکھا ذہن مین پڑھ لیا یہ لکھا تھا ای آئندہ و روندہ ہمارے مقبرے مین آنے کا ارادہ نہ کرنا سوا ے

طلسم کشائے کوئی ہمارے مقبرے مین نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو بار رنج و مصیبت اٹھائیگا صاحبقران نے
لوح کو پڑھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا بعد فاتحہ پڑھنے کے تمکو ہدایت ہوگی جبتک شعبدہ باز جادو
قتل نہوگی مقبول تاجدار کا مزاج درست نہوگا نسبت جلدی کرنا چاہیے اور ای طلسم کشا فراق ملکہ
سلماے گوہر پوش مین اپنے کو سنبھالنا انشاءاللہ وہ تمھاری زوجہ ہی تم اُسکے شوہر ہو اسیر
بھی صدمات مثل تمھارے گذر رہے ہین آج شب کو خواب مین اُسکو بھی سمجھا آئینگے والسلام صاحبقران
نے یہ دیکھکر ہاتھ قبر پہ رکھا فاتحہ پڑھنا شروع کیا فاتحہ پڑھنے مین صاحبقران کو غنودگی حاصل ہوئی
دیدۂ ظاہر بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے عین خواب مین ایک زاہد پاکباز کو دیکھا کہ پاس میرے
بیٹھے ہین فرماتے ہین ای طلسم کشا جسوقت بیدار ہونا طرف جنوب کے جانا کہ شعبدہ باز سے مقابلہ
ہو مقبول وغیرہ نہایت تکلیف مین ہین رفع تکلیف کے تمھین باعث ہوگے یہ اسم تعلیم کرتے ہین مقبرے
سے نکلکر اسکو پڑھنا دیوار قصر شعبدہ باز ظاہر ہوگی یہ خواب دیکھکر صاحبقران بیدار ہوے مقبرے سے
نکلے اب جو پلٹ کے دیکھا مقبرہ نظروں سے نابود ہوا اور زیادہ حیرانی ہوئی تھوڑا راستہ طی کیا تھا
خیال کیا کہ اسم تعلیم کردہ یاد ہی اُس اسم کو چند بار پڑھا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک طائر کوہ الجثہ
آسمان سے پیدا ہوا اتر کر زمین پر گرا چاہا امیر کی کمر مین منقار دے امیر وہ اسم پڑھکر پشت پر اُس طائر
کی سوار ہوے طائر صاحبقران کو لیکر اڑا برابر فلک کے پہونچا اب مائل بہ پستی ہوا ایک صحراے پر بہار
مین لاکر صاحبقران کو اتارا شکل انسان کے وہ طائر گویا ہوا کہ ای طلسم کشا یہی صحراے عملداری شعبدہ باز
ہو امیر یہ سنکر آگے بڑھے طائر غائب ہوا دیکھا سامنے سے ایک گرد بلند ہوئی ملک اخضر سبزپوش مع
بارہ ہزار فوج کے آیا صاحبقران کو سلام کیا کہا ای شہریار جشن مولود مسعود مبارک ہو غلام نے خبر پائی
کہ آپ برائے قتل شعبدہ باز جاتے ہین دل بیقرار ہوا غلام سے نہ رکا گیا اب حضور کے ساتھ چلونگا امیر کو
حیرت ہوئی کہ ملک اخضر کیونکر پہونچا شعبدہ باز نے سب راستے بند کیے ہین اخضر نے باتون مین
لگایا بارگاہ استادہ کرائی ہمراہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا صاحبقران مقام صدر پہ بیٹھے اخضر مودب
خدمتگذاری عرض کی ای شہریار کل سے حضور نے آب و طعام تک نہ نوش کیا ہوگا مین ایک جام
حاضر کرون مگر یہ مقدمۂ طلسم ہی ایسا نہو مین کوئی مکر کرنے والا ہون صاحبقران نے کہا ای اخضر تم
ہمارے رفیق قدیم ہو تمسے یہ امید نہین اخضر نے جھپٹ کے گلابی منگوائی جام لبریز کرکے صاحبقران
کے سامنے لایا صاحبقران کو دینے لگا پہلو سے آواز آئی ای طلسم کشا جام نہ پینا انجام بد ہوگا امیر نے
اخضر سے کہا حضور نوش فرمائین صاحبقران نے کہا ای اخضر اب مجھکو شک ہوتا ہی یہ کہنا تھا
کہ اخضر نقلی نے سحر کیا پیچھے ہٹکر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کر گرا بارہ ہزار جادوگر
چہار طرف سے امیر پر آپڑے گولے ترنج نارنج پڑنے لگے صاحبقران زمان تیغہ غضب کو کھینچا
جا پڑے جنگ شروع ہوئی جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اب جو ملاحظہ فرماتے ہین ایک
ساحر سیہ فام کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی ملک اخضر کی صورت کا دھوکا تھا کہ رہا ہی یارو کیسے نامرد ہو
تم بارہ ہزار طلسم کشا اکیلا سحر نہ کرو تیر و تفنگ سے مارو چارون طرف سے ساحر تیر و تلوار لیکر
گرے امیر ہر چند کوشش کرتے ہین کہ اپنے کو تا بہ شعبدہ باز پہونچاؤن ساحر جان دینے پر آمادہ ہین

جانے نہین ہے تیے اگر ایک کو مارا دس اُسی مقام پر جمع ہو گئے صاحبقران شیرانہ یگانہ لڑ رہے ہین
نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش تخت زرین پر سوار لشکر دیوان ہمراہ سیر کرتا ہوا جاتا تھا عیار نے عرض کی
اے شہریار صاحبقران زمان ساحرون مین گھرے ہوئے ہین نقابدار نے جھک کے دیکھا حقیقت مین
صاحبقران نہایت حیران و پریشان جنگ مین مصروف ہین زخم کھا رہے ہین ہر طرف سے تلوار و تیر
مار کر ساحر بھاگتے ہین امیر شیرانہ یگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین جسکے جھپٹ کے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
کیے ساحر تیر مار مار کے بھاگتے ہین دور سے خطا شعار تیر مار رہے ہین نقابدار کا کلیجہ منہ کو آگیا اشارہ
کیا فوج دیوان الگ ہوئی نقابدار پشت مرکب حبشی پر سوار ہوا وہین سے نعرہ کیا منم نقابدار زرین پوش
صاحبقران عصر صاحبقران اس نعرے کو سنکر ٹھہرا جاتے ہین جاہ و جلال پر نقابدار کے عش عش فرماتے
ہین تین سو جوانون کو لیکر بارہ ہزار ساحرون پر آپڑا باز سفید سر پر سایہ فگن جسپر عکس ڈالدیا وہ جلگیا کسی کو
منقار ماردی کسی کو پنجہ مارا سر پر نقابدار کے گردش کر رہا ہے جیسے پروانہ گرد شمع پھرتا ہے لاکھ لاکھ ساحر
سحر کرتے ہین مگر نقابدار پکار پکار کے اسم اعظم پڑھ رہا ہے صاحبقران حیران کہ یہ نقابدار اسم اعظم
سے بھی ماہر ہے حالت جلالت اسم اعظم بھی اسپر ظاہر ہے تھوڑی ہی دیر مین نقابدار نے ستھراؤ کردیا
صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوئے قریب شعبدہ باز پہونچے شعبدہ باز نے سحر کرنا شروع
کیا ہر چند سحر کیا صاحبقران پہ تاثیر نہوئی امیر قریب پہونچ گئے گھبرا کے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے روک کے ہاتھ مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا ہاے کر کے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کے بلند ہوا آواز دی
خیر او حمزہ کہان جائیگا وہ بلا نازل کرون کہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ کے مرجائے نقابدار نے ہنسکر
آواز دی اے شہریار سبحان اللہ دشمن جان بچائے ہوئے جاتا ہے صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا غصے مین
قربان سے کمان ترکش سے تیر لیکر بچر کمان مین پیوست کیا تاک کے تیر مارا سینہ پر کینہ شعبدہ باز پر تیر
پڑا اتوڑکر پشت کو پار گذرا شعبدہ باز کا لاشہ زمین پر گرا جسم سے اُسکے شعلہ ہاے آتش نکلے تمام
ساحر جلکر خاک ہوئے نقابدار نے جو صاحبقران کو زخمی دیکھا گھوڑا اُڑاتا ہوا قریب آیا بازو امیر کا
تھام لیا ساتھ والون سے اشارہ کیا جلد بارگاہ استادہ کرو صاحبقران کو یہ حرکات نقابدار کے
بہت ناگوار ہوئے فرماتے ہین اے بہادر مین بہت اچھی طرح ہون زخم کا مجھکو صدمہ نہین ہے عرض کی
جبکہ موجود ہے تو کیون تکلیف فرمایئے یہ خانہ بے تکلف ہے آپ کیون عذر فرماتے ہین
مین تو نیاز مند ہون مجھکو ملازمان قدیم سے جانیے آپ کے فرزندان نامی نبیرہ ہاے گرامی بڑے
جلیل ہین اکثر اس طلسم نور افشان مین ملاقات ہوئی صاحبقران نے فرمایا بدیع الزمان و قاسم و
ایرج و نور الدہر میرے ہمراہ ہین ماشاء اللہ سب نے ایک ایک طلسم فتح کیا او بڑے بڑے ساحرون کو ساتھ لیکر
آئے ہین نقابدار نے عرض کی مین گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ دست راست دست چپ کا جھگڑا اٹھا ہے
ایسا نہو کہ اس فساد مین کفار کا زور بڑھے یہی باعث ہے کہ ابتک لقا نہین مارا گیا امیر نے فرمایا اے
نقابدار بہادر مین اس مقدمے مین خود حیران ہون سردارون کو ایرج و نور الدہر سے اسقدر محبت
ہے کہ سردار اُنکے نام پر جان دیتے ہین نقابدار صاحبقران کو بہلاتا ہوا بارگاہ مین لایا زخمون مین
ٹانکے دیے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین رات بھر نقابدار نے خدمت کی سب خادم بھی خدمت

صاحبقران مین حاضر رہے صبح کو صاحبقران اُٹھے بارگاہ نقابدار مین آکر بیٹھے نقابدار نے اشارہ کیا ساقی بچے حاضر ہوے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب دو دو جام پیے دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا نقابدار عالیمقدار بشیر مر ہوا قبضے پر ہاتھ رکھکر جھومنے لگا کہا کیون شہریار ایسا غلام کو بانے نہ ملینگے امیر نے فرمایا مین تو کہہ چکا جس وقت مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجیے اگر زیر کیجیے تو مانے لیجیے شاید مین غالب آیا و بیا کچھ ہوگا نقابدار نے کہا بڑے غضب کی بات ہے کہ آپ ایک ہی بات فرماتے ہین مین چاہتا ہون میرے آپ کے مقابلہ نہو امیر نے کہا یہ غیر ممکن عرصہ دراز تک نقابدار سمجھایا کیا جب امیر نے نہ مانا تب نقابدار رخصت ہوا تخت زبرجدی پر سوار ہوا لشکر دلیران بے اکر گھیرا پری ہیفت? ہاتھ مین لیے ہوے سائبان زرلفتی کا سر پر سایہ نقارے پر چوب پڑی اس اعظم و شان نقابدار تو چلا گیا صاحبقران اُٹھے یکہ و تنہا چلے چند قدم چلے تھے کہ ایک قصر عقیق نگار جلوہ گر ہوا قصر کو دیکھتے ہی صاحبقران بیقرار ہو گئے بے اختیار ہو گئے آنکھون سے آنسو جاری ہوے اُنہیں بے اختیار پکار اُٹھے

نظم

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجیے
لشت و سر موجود ہے شمشیر عریان کیجیے
وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجیے
خود بھی عریان ہو جیے انکو بھی عریان کیجیے
کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی
صبح ہو جائے جو چاک اپنا گریبان کیجیے
اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
توڑ کر آئینہ اُس خود بین کو حیران کیجیے
اس مین اکثر کندوان بنواتے ہین لوگ آپ بھی
فی سبیل اللہ چاہ و زنخدان کیجیے
منہ تو دکھلا دے خدا تیرا گلون سے بیشتر
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجیے
یہ سیہ دل صورت گیسو نہو گا روسفید
خال وہ ہندو نہین جسکو مسلمان کیجیے
چھپکے آؤ آشکارا میرے گھر آئے تو کیا
اجر ہو اسکا بنا جو خسیہ پنہان کیجیے
بلبل شیدا کے نالون سے یہ آتی ہے صدا
فصل گل ہے چار دن سیر گلستان کیجیے
اپنے کہنے سے اک آب تلخ تم پیتے نہین
آگ مین ہم کو دیتے ہین آپ اگر ہان کیجیے
یہ صدا ہو کے مشتاقون کے گھر مین سے بلند
وعدہ دل مین کشش پا انا نو مہمان کیجیے
تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہین آئی بہار
بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اشغل گریبان کیجیے

صاحبقران چلے گئے قصر کو دیکھکر جوش مین جاتے ہین دل سے کہتے ہین بر وقت جانے کے گو قدر راستہ بعید تھا آنے کے وقت بہت جلد پہونچے دیکھا کہ مقبول تاجدار اور سہا کو ستارہ شناس اور جملہ تاجدار برائے قدمبوسی حاضر ہوے امیر نے فرمایا آپ لوگون پر کیا گذری عرض کی ہملوگ تین دن بے آب و دانہ رہے جب آپ نے شعبدہ باز کو مارا ہمنے صحت پائی یہ دولت ہاتھ آئی کہ قدمبوسی سے مشرف ہوے صاحبقران زبان حجاب سے یہ نہین کہ سکتے کہ ملکہ سلما گوہر پوش کا مزاج کیسا ہے امیران سب کے ساتھ قصر مین آکر داخل ہوے ملکہ سلماے گوہر پوش جو بہت سے آئین اُداس بہ پریشان رنجیدہ لیلاے عنبرین مو سیدہ سمجھاتی ہے کہ اے ملکہ عالم انشاء اللہ بعد طلسم کشا سے ملاقات ہوگی ملکہ فرماتی ہین اے لیلا صاحبقران معرکہ عظیم پڑ گئے ہین خدا فضل اپنا کرے کے

گل باغ کی سیر کو گئی بلبل ہیوا کو گریان و نالان دیکھا کیا کہون رات کس پریشانی مین گذری کیفیت تھی نظم

الجھا ہی مثل زلف مرا دم تمام شب — تھا صاف اختصار کا عالم تمام شب
گستاخ اُس حسین سے رہے ہم تمام شب — کس لطف سے بسر ہوئی باہم تمام شب
دل کو وصال مین نہ رہا غم تمام شب — انگیا ہوئی نہ ہاتھ سے محرم تمام شب
آنکھون مین رات ہجر کی اے ماہ کٹ گئی — جھپکے نہین ہین دیدۂ پرنم تمام شب
کیا پوچھتے ہو جان پہ فرقت مین بن گئی — دیکھا کیے ہین لوگ مرا دم تمام شب
کسکو شب فراق مین تھی صبح کی امید — آنکھون مین درد دل سے رہا دم تمام شب
مین نے پلائی بار کو جو یار نے مجھے — بدمستیون مین کٹ گئی باہم تمام شب
عاشق ہی یہ بھی خندۂ گل پر جو اے نسیم — تھمتا نہین ہی گریۂ شبنم تمام شب
تم روٹھکے مسہری پہ جاکر جو سو رہے — تڑپے ہین فرش خاک پہ یاکن ہم تمام شب
اُس شعلہ رو کا حیف ہی پگھلا نہ دل ذرا — گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب
آفت کا سامنا ہی شب ہجر یار مین — آتے ہین یاد گیسوے پرخم تمام شب
مر مر کے صبح کی ہی تمھارے فراق مین — برپا رہا ہی شیون و ماتم تمام شب
نالہ تھما تو شدت درد جگر ہوئی — تھا یہ تمھارے ہجر مین عالم تمام شب
بوسہ جبین نے لوٹ لیا اُنکی زلف کا — گیسو کی کشمکش سے رہے برہم تمام شب

اس حال پرملال مین ملکہ تھین کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے ملکۂ عالم مبارک ہو صاحبقران نے جاکر شعبدہ باز کو مارا بخیر و خوبی تشریف لائے سب تاجدارون نے صحت پائی اسوقت صاحبقران قصر مین داخل ہین سب تاجدارون کا یہ کیفیت حمایۂ ہی آپ کے والد نے بھی صحت پائی ملکہ نے گھبرا کے کہا لیلا کوئی حیلہ ایسا ہو تاکہ ہم بھی قصر مروارید مین جاتے عرض کی کنیز جاتی ہی اگر بن پڑیگا تو کوئی پہلو پیدا کرونگی یہان صاحبقران سیارۂ ستارہ شناس سے باتین کر رہے ہین کاہن عرض کر رہا ہی ابھی کئی طور سے راستہ بند ہی اشفاق جادو و مرواق آئینہ داران دونون نے سرکار پر رستے روکے ہین یہ منھ سے کاہن کے نکلا ہی کہ آسمان سے برق چمکی کاہن پر گری کاہن بیہوش ہو گیا ملازمان کاہن رونے لگے سب نے عرض کی اے شہریار شاہان طلسم کاہن کے دشمن ہین یا تو رہبر تھے اب رہزن ہین اب حضور جاکر اشفاق جادو کی فکر کرین تاوقتیکہ ان دونون کی فکر نہوگی راستہ کوہ عجائب و غرائب کا نہ کھلیگا صاحبقران اُسی وقت اُٹھے دروازے سے نکلے مقبول تاجدار مثل چاکران کمترین دست بستہ ساتھ ہی کہ لیلا سے عنبرین مو آکر پہونچی لیلا نے صرف اتنا دیکھا کہ صاحبقران قصر زمرد نگار سے نکلے پشت مرکب پہ سوار ہوے بموجب اشارۂ مقبول تاجدار طرف شمال کے روانہ ہوے لیلا نے بڑھکے مقبول سے پوچھا اے شہنشاہ گیتی ستان اب صاحبقران کہان گئے مقبول نے کہا اے لیلا صاحبقران پر معرکہ ہاے عظیمہ درپیش ہین خدا انکی جان بچائے کاہن طلسمی کہ ہمیشہ سے مرد مسلمان تھا قیدیان طلسم کو بچاتا رہا جب کبھی سحر العجائب و مصر الغرائب نے قصد کیا کہ کوکب و لاچین کو قتل کرے یہ فوراً پہونچا اور مانع ہوا [illegible]

قید ہی طلسم کو قتل کرنے کے آپ مجاز نہین ہین اب جشن مین آکر مسلمان ہوا شاہان طلسم اُسکے دشمن ہین اور
اسوقت بھی بیہوش ہی اب صاحبقران بتلاش اشفاق و مرواق گئے ہین خدا اُنکی مدد کرے پھر خبر عافیت
اسے ہمسے ملین لیلالہی آگے ملکہ سے عرض کی ملکہ کی بیقراری اور بڑھ گئی مگر اشفاق و مرواق کو جب
شاہان طلسم نے لکھا کہ تم راستہ صاحبقران کا روکو اُنھون نے سحر اپنے قائم کیے دونون ایک مقام ہر
آگے ٹھہرے اشفاق نے کہا ای برادر لشکر حمزہ علامت طلسم پر فروکش ہی سات لاکھ جادوگر جمع ہین بی بی
زنار و فیروزہ نے رہبری کرکے صاحبقران کو یہان روانہ کیا بی آفتاب بھی جا کر چمکین اپنی روشنی
دکھائی اب چلو سب کو گرفتار کر لائین یہ سوچکر دونون مجمعیت ہفت لکہ جادوگر طرف لشکر صاحبقران کے
چلے یہان ملک اخضر وغیرہ بارگاہ مین صلاحین ہو رہی ہین کہ خدمت مین آقا کی چلنا چاہیے آفتاب
جواب دیتی ہی کہ ای ملک اخضر تم بادشاہ طلسم ہو کر ایسی بات کہتے ہو جب تک منسوبات نہ فتح ہونگے
ہملوگ نہین جا سکتے ملک اخضر کہتا ہی جو کچھ ہو مین اپنی جان دونگا خواجہ عمرو و برق لشکر سے نکلے
ہین کہ راستہ پیدا کرین اپنے کو خدمت آقا مین پہونچائین خواجہ کے واپس نہ آنے سے ملک اخضر نہایت
پریشان ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دیکھا دو جادوگر تنہا بے زرین پر سوار مثل موسیقی
کے لشکر پشت پر اس گروہ فرسے لشکر آکر پہونچا اخضر نے گھبرا کے کہا اسے دریافت کرو یہ کسکا لشکر
ہی اور کس ارادے پر آیا ہی ہرکارے گئے اور آکر عرض کی حضور مرواق آئینہ دار و اشفاق جادو
انھون نے صاحبقران پر بھی راستہ روکا ہی اور آپ کے مقابلے کے واسطے آئے ہین یہ سنکر ملک اخضر
نے طرف اپنے سردارون کے دیکھا ملکہ زنار و فیروزہ تیاری کرنے لگین مگر آفتاب شعلہ فراج سر نگون
رنگ رو متغیر اخضر نے کہا کیون آفتاب خیر تو ہی تمھارا چہرہ کیون زرد ہی آفتاب نے عرض کی ای شہریار
کیا عرض کرون عجب طرح کی ایک خبر وحشت خبر سنی ہی شب سے کنیز بہت بیقرار ہی ایک کنیز نے
خبر دی کہ مین تو ملکہ مہران فلک سیر کے ساتھ آئی تھی تکرار ہوئی جو آفتاد پڑی ہی وہ مشہور ہی خواجہ
کی عنایت سے قید سے رہائی پائی جناب والدہ ماجدہ کہ آج اُنکا مثل نہین ہی ملکہ شیدا ے شعبدہ باز
اُنکو جو میرے نکلجانے کی خبر ہوئی وہ دوڑی ہوئی دربار مین سحر العجائب کے پہونچین کہا ای شہنشاہ
بیٹی کو اپنے مقدمے کا اختیار ہی مین مذہب سامری سے پھرنا نہین چاہتی اگر سرکار کو سزا دینا منظور
ہو تو یہ کنیز حاضر ہی مگر مین سراسر بیگناہ ہون خبر سنی ہی کہ شاہان طلسم بہت لطف سے پیش آئے
یہ بھی تو جانتے تھے کہ یہ راز داران طلسم سے ہی اگر انکے ساتھ کوئی سختی کرینگے ایسا نہو یہ بھی جاکر
طلسم کشا سے ملجائے خلعت دیا مگر کنیز نے کہا کہ مین نے جو صورت زیبا کو دیکھا رنگ رو متغیر تھا
زیبا وہ کلام نہین کیا فقط اتنا عذر کیا اور خاموش ہو رہین مجھکو بڑا افسوس ہی کہ جناب والدہ ماجدہ نے
ہملوگ بالکل فراموش کیا شب سے نہایت زرد ہی اخضر نے کہا ای آفتاب اب وقت جنگ و جدل
آ ذرا حی بیکل ہی ملکہ فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ طلسم منو سواد مرواق آئینہ دار عالم دربند طلسم ہی آئینہ دار
اسم آئینہ جمشیدی لایا ہوگا اگر اُسنے آئینہ دکھایا کسی کا سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا اخضر نے کہا سمجھا جائیگا
اشفاق و مرواق اگر اُترے لشکر والے بھی اپنے مقام پر آگے اُترے اسی وقت اشفاق
نے سہکر طبل جنگی بجوایا اخضر نے لشکر بڑھایا خود بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین

اخضر کہتا ہی یارو خواجہ عمرو و برق فرنگی کہان ہین آج کئی دن سے پتہ نہین ملتا ہی تلاش مین صاحبقران کے گئے ہین سارے لشکر مین ڈھونڈھا عمرو و برق کا پتہ نہین ملا تیاریان ہونے لگین ہرکارے لشکر اسلام کے چار پہر رات کبھی لشکر کفار مین کبھی اپنے لشکر مین پھرے پہر رات رہے ہرکارون نے دیکھا مرواق آئینہ دار اپنی بارگاہ سے نکلا ہرکارے دیکھتے ہوے پیچھے پیچھے چلے میدان مین آکے ایک آئینہ رکھدیا کچھ دستکین دین کچھ ماش کے دانے چہار جانب پھینکے میدان مین کھڑے ہوکر عجب سحر کیے آئینہ زمین مین غائب ہوا ہرکارے طرف اپنے لشکر کے پلٹے آکر اخضر سے اطلاع کی اخضر نے کہا سمجھا جائیگا بوقت سحر کہ ساحر نیر اعظم بصد شوکت و حشم ہو مخانہ مغرب سے برآمد ہوا جھولی ضیا کی ڈالی اسباب سحر ضیا آراستہ و پیراستہ چرخ زبرجدی پر آکے ٹھہرا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے آفتاب چونکہ رازدار ہی کانپ رہی ہی چہرہ زرد ہو نٹھون پر آہ سرد نہایت متردد کبھی گھبرا کے پکار اٹھتی ہی نہین معلوم صاحبقران پر کیا گذری تا بکوہ عجائب و غرائب پہونچے یا نہین فیروزہ نے بنفزا ہو کے کہا ہوا صاحبقران زمان کا نہونا ہمین فلک کجرفتار نے اپنا رنگ دکھایا ہی حقیقت مین برسر گردش ہی ہمارے مٹانے کی پیر فلک کو کوشش ہی

نظم

بس ہی عذاب ہجر ترے دل کباب کو   مرقد مین آئینگے نہ فرشتے عذاب کو
ہنسیے نہ دیکھ دیکھ کے حسرت پر آپ کو   حاجت نہین ہی برق کی اکچھ اس سحاب کو
ہم رند بے شراب تھے ساقی مرے ہوے   عیسی کا لب کہین لب جام شراب کو
وہی عشق رخ نے قید غم دہر سے نجات   چھٹی ملی جو پڑھ چکے ہم اس کتاب کو
چھٹکر بھی ہم ملینگے کبھی اُس سے ای فلک   پھر انقلاب ہوگا ترے انقلاب کو
کہتے ہین مجھسے بوسہ وہ دیکر شب وصال   صاحب ذرا نہ بھولیے گا اس حساب کو
دکھلا دے ساقیا لب ساغر کا معجزہ   اُمڈا دے دود آتش مے سے سحاب کو
لو پھر کمند جنبش موج ہوا ہوئی   شوق چمن ہوا دل خانہ خراب کو
قطرے کی جا ٹپکنے لگے غنچہ ہاے گل   دھو یا جو یار نے رخ رشک گلاب کو
دل مین ہواے رخ کو ترے دیتے ہین جگہ   رکتے ہین عہد غنچہ مین بوے گلاب کو
آغوش پر کرم تو کیا ہر شب مین مگر   چھپکر وہ میری آنکھو مین آتے ہین خواب کو
بہکا ہی بام پر ترے جلوے کو دیکھکر   بھولا ہوا ہی وقت غروب آفتاب کو
زیبا ہی سب غرور حسینون کے واسطے   ہی ماہ کو جمال جلال آفتاب کو
خالی پلا نہ شربت دیدار وقت قتل   قاتل ملا لے تیغ تبسم کی آب کو
جوتے سے روند ڈالیے مجھ سوختہ کی خاک   سرمہ ضرور چاہیے چشم رکاب کو
دوبارہ دور ساقی کوثر نے ای صفیر   پھیرا ہی جام مے کی طرح آفتاب کو

لشکر مین سمجھائی ہوئی بڑے کر و فر سے آگے میدان کارزار مین لشکر پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نقابت کی لشکرون مین سناٹا آیا اشفاق نے قصد کیا تھا کہ میدان مین نکلون مرواق آئینہ دار نے کہا بھائی تم تکلیف نہ کرو مین میدان کو مسخر کر چکا سردارون کے نکلنے کی دیر ہی یہ کہکر مرواق

میدان مین آیا آواز دی ای فرقہ خدا پرستان شہنشاہ طلسم نے تمکو طلب فرمایا ہی ہر کاردان نے الگ سے دیکھا شب کو تو وہ آئینہ غرق زمین ہوگیا تھا اسوقت وہی آئینہ قد آدم ایک نخل مین لٹک رہا ہی کہ عکس اُسکا لشکر اسلام پر پڑتا ہی سب کے پہلے اخضر نکلا قصد کیا سحر کردن آئینے سے برق چمکی سب نے دیکھا اخضر قریب آئینے کے دوڑا ہوا گیا آئینے پر ایک ٹکر ماری یہ نوبت ہوئی کہ آئینے مین غائب ہوا آفتاب حباب گرگری کہ آئینہ نوزدن آئینے کو جنبش ہوئی آفتاب کا بھی رنگ زرد ہوا آئینے مین غائب ہوئی زنار جا پڑی چاہا جنبو کا ہاتھ مارون غریو بلند ہوا زنار بھی اُسی آئینے مین ناپدید ہوئی فیروزہ نے جا کر اپنا رنگ دکھایا مگر آئینے پر کسی کا زور نہین چلتا جب آئینےکو جنبش ہوئی سردار اُسی آئینے مین غائب ہو جاتا ہی وہ پھر ڈھلتے ڈھلتے لالہ عذار و ماہ رخسار و بڑے بڑے ساحران نامدار اُسی آئینے مین جا کر غائب ہوے مرواق نے آئینہ ہاتھ مین لیا عکس آئینے کا لشکر پر ڈالا یہ آئینہ ہوا کہ سب اہالیان لشکر گر کر بیہوش ہوے مرواق نے آئینے کو گردش دی دیکھا سب نے چالیس سرداران نامی و گرامی جسم مین ماران سیاہ لپٹے ہوے ذہن پر قفل مار آتشین نہایت اندوہگین ظاہر ہوے مرواق و اشفاق نے ان چالیس سرداران زبردست کو آرابے پر ڈال لیا ایک عرضی کھڑے کھڑے تحریر کی مضمون یہ تھا کہ ای شاہان طلسم غلامون نے صاحبقران پر راستہ بند کیا اب طرف کوہ عجائب و غرائب کے نہ جا سکینگے صحرا مین بھٹکتے پھرینگے یہان غلامان جانثار لشکر اسلام پر آئے چالیس سردار جو نامی گرامی تھے انکو گرفتار کر لیا کل لشکر کو بیہوش کیا چالیس سردارون کو لیکر آتے ہین امیدوار آبرو ہین کسی کو ہمارے استقبال کے واسطے بھیجیے طرف سے صحراے گارہ ناگ کے آتے ہین عرضی لیکر ساحر اُدھر چلا اشفاق و مرواق نے کوچ کیا طرف طلسم کے چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا یہ داستان اس مقام پر چھوڑی یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ صاحبقران تلاش مین اشفاق و مرواق کے نکلے ہین صحراے گارہ ناگ مین بھٹک رہے ہین

دو کلمہ داستان ملکہ شیدا ے شعبدہ باز والدہ ماجدہ آفتاب جادو تحریر ہوتے ہین

اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کمیت قلم مائل جنگ ہی — زمانہ بکلے اجر ایسے تنگ ہی
بتا یا ہی حال زمین آسمان — کئی مرتبہ لے چکا امتحان
کبھی نغمہ زن بلبل زار ہی — کبھی مثل نرگس یہ بیمار ہی
کبھی عاشق غنچہ و گل ہوا — کبھی نغمہ زن مثل بلبل ہوا
کبھی نجد مین جا کے نالان ہوا — کبھی ہیر کے آگے غزلخوان ہوا
کہے اسکو مرآت اسکندری — کہ کرتا ہی حیرت مین جادوگری
حسینونکی صورت پہ مائل ہوے — عبث تیغ ابرو کے گھائل ہوے
خم زلف جانان مین اٹکا ہی دل — اندھیرے مین جا کر ہوا مضمحل

سعائی مین ہی توسن بدلگام — صبا تیز رو ہی کہ رنگ خرام
چمن مین جو جائے کبھی بید رنگ — اڑا دے گلونکے رخونکے یہ رنگ
کبھی رات کو زلف محبوب ہی — کہ ظلمات کی راہ کرتا ہی طی
اسے قیس مجنون سے الفت ہوئی — کہ لیلا و مجنون سے صحبت ہوئی
قصیدے لکھے امتحان کیلیے — رباعی کے مضمون ہوکے دیے
اس آئینے مین عکس محبوب ہی — تماشا ہے حسن بتان خوب ہی
جو دل عشق مین ہو شمین بیتاب ہی — کریگا رہ زلف پیچان کو طی
نہ دنیا کی خواہش نہ دین کی ہوس — کہ ہر وقت نالان ہی مثل جرس

قمر دام الفت مین ہی مبتلا	غزالان صحرا کی صحبت نہین
یہ مشہور ہی اسکو سودا ہوا	پہاڑون کی سختی سے کلفت نہین
کبھی دشت پرخار کی سیر ہی	مجھے صحبت غیر سے بیر ہی

چہرہ نوردان منازل مہر و وفا و طی کنندگان مراحل ظلم و جفا اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف قمر داستان مرصع لکھون + اسی فکر مین آج حیران ہون + سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ جب ملکہ آفتاب شعلہ مزاج قید سے چھوٹ کر شریک لشکر اسلام ہوئی ملکہ شیدائے شعبدہ باز مادر مہربان آفتاب کی خبر سنکر زرد ہوگئی لیکن چونکہ شاہان طلسم کا خوف تھا یہ بھی سنا کہ زوجۂ شہنشاہ سے تکرار ہوئی ملکہ مہران آسمان سیر زوجۂ شہنشاہ طلسم سے تکرار ہوگئی اب صورت صفائی کی کیا ہی اسی تردد مین دربار مین آئی سحر العجائب سے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان جو کچھ کنیز نے گستاخی کی کنیز کو اس مقدمے مین دخل نہین اگر سزا منظور ہو کنیز حاضر ہی لائق سزا کی ہون اسکی گستاخی پر مجبور ہون ناچار ہون شاہان طلسم جانتے ہین کہ شیدائے شعبدہ باز رانداز کوہ عجائب و غرائب ہی حال سے لوح کے کسی قدر ماہر ہو خطا معاف کی شیدائے شعبدہ باز بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر آکر پہونچا عرضی اشفاق و مرواق کی پیش کی شیدائے شعبدہ باز و چالیس وزیر دست راست پر بیٹھے ہین سحر العجائب نے تاج کو کج کرکے کہا لو صاحبو مبارک ہو اشفاق و مرواق نے صحرائے گلرنگ کو سحر سے مملو کیا عمر بھر طلسم کشا کو راستہ نہ ملیگا زبان خار سے کلمات طعن سنینگے ویرانہ دیکھکر سر دھنینگے دوسرا کار نمایان یہ کیا کہ جاکر سیاہ اخضر کی مشکین باندھین چالیس سرداران نامی و گرامی پکڑ لیے انکو ایک طرف سے صحرائے گلرنگ کے آتا ہی آفتاب کی رنگت زرد ہی ہمنشینون پر آہ سرد ہی بڑی حسرت سے انکو گرفتار کیا خوب خوب لڑین مگر آنے سے کیا ہوتا چلتا مرواق نے قبل سے صحرا سحر بند کیا تھا اب آفتاب کو دار پر کھینچونگا سر دربار ذلیل کرونگا جیسی انھون نے حرکت کی ملکہ مہران آسمان سیر سے زبان لڑائی انکو شرم نہ آئی سحر العجائب نے جو بہ نخوت یہ دربار مین کہا اور وزیر دست راست صبا دوام دار کو حکم دیا کہ تم جاکر استقبال کرو اشفاق و مرواق کو باآبرو لاؤ دریائے ذخار سے باہر دلا نا کشتیان دریائے ذخار مین چھوڑی جائین سب اہل طلسم دیکھین کہ اشفاق و مرواق نے جیسا کام کیا اسکا بدلہ پایا اب ہمنے اُن دونون کو وزیر کیا ماہدولت بہت خوش ہوے کہ بی آفتاب بھی پکڑی گئین صبا دوام دار چار لاکھ فوج کو ساتھ لیکر کشتیان چھکڑون پر لدوائین برائے استقبال اشفاق و مرواق چلا اشفاق و مرواق بڑے زور و شور سے آتے ہین جب صبا دوام دار جاچکا ملکہ شیدائے شعبدہ باز مادر آفتاب نے بیٹی کا جو یہ حال سنا کلیجہ منہ کو آگیا دربار سے شاہان طلسم کے آئی سحر العجائب نے پوچھا کیون ملکہ شیدائے شعبدہ باز بیٹی کا گرفتار ہونا ناگوار ہوا عرض کی سچ ہے مجھے کیون ناگوار ہوگا جسنے جیسا کیا ویسا پایا یہ کہکر باہر آئی اپنے مکان پر آکے منہ ڈھانک کر رونے لگی مصاحبین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کیون واری خیر تو ہی ملکہ شیدا نے کہا کیا کہون اسوقت صاحبزادی کا حال سنا قلب پہ اختیار نہ رہا ہاے بچی تمکو اسدن کے لیے پالا تھا کہ دشمنون کے ہاتھ سے قید ہو اب دشمن اُنکے دار پر کھینچے جائینگے سر دربار سزا پائینگے ہاے کیا کرون مجھکو کچھ بن نہین پڑتا افسران فوج بول اُٹھے غلامان جانباز کو بھی بہت ناگوار ہی ان دونون نمکحرامون نے غضب کیا کہ ایسے بادشاہ کو قید کرلیا ہی لاچین نے

کیا خطا کی تھی ہم سب آمادہ ہین آپ چلیے ہرچند کہ اشتغاق و مرداق ساحران زبردست ہین لڑبھڑ کر
مرتو جائینگے اپنی آنکھون سے اپنی شاہزادی کو گرفتار نہ دیکھین جنگجو دیوون مین پلا ایک دن وہ تھا
کہ وہ اسی صحن مین پھرتی تھین ہم لوگ آنکھین بچھاتے تھے کیونکر آنکھون سے دیکھینگے کہ دشمن اُنکے
دار پہ کھینچے جائین یہ سنکر ملکہ شہیدا خوش ہوگئین کہا صاحبو امتحان اقبال طلسم کشا اس جان دینے
مین بھی مزا ہو اگر طلسم کشا ہمکو ملگیا تو غنچۂ آرزو کھلگیا شہیداے شعبدہ باز نے کہا طلسم کشا کے
پاس کوئی تحفہ نہین ہی ساحرون نے کہا علاوہ تحفے کے وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اگر ایسا نہوتا تو
ابتک ساحرون نے اُنکو گھیر کر مار لیا ہوتا قصر زمردنگار مین سب طرح کے ساحر جمع تھے خود شاہان
طلسم موجود تھے طلسم کشا نے تعریف بزرگان دین پڑھی کسی سے پلک نہین جھپکی شاہان طلسم ہل کرتے
رہے مگر اُنپر ہاتھ نہ ڈال سکے وہان سے آکے یہ انتظام کیا کہ اشتغاق و مرداق کو بھیجا اُنھون نے
یہ انتظام کیا حضور چلین ہم سب ساتھ ہین افسرون نے ساٹھ ہزار ساحر جمع کیے چالیس کنیزین مقرب
بارگاہ کی سحر کرنے والیان ایک ایک نے اپنے کو آراستہ کیا ملکہ شہیداے شعبدہ باز کے سر پہ تاج رکھا
لباس فاخرہ پہنایا ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے ملکہ شہیدا نے کوچ کیا طرف صحراے گلرنگ
کے چلین اشتغاق و مرداق سرداران مذکور کو گرفتار کرکے چھوڑے ہوے اپنے کو بھولے ہوے
صحراے گلرنگ مین آکر اُترے اب اس امید مین ہین ساحرون کو بھیجا کہ دیکھو طلسم کشا کس مقام پہ
ہی ساحر جاتے ہین اور پلٹ کے آتے ہین عرض کرتے ہین کہ طلسم کشا کا نشان نہین ملتا صاحبقران
پر یہ معرکہ گذرا کہ پھرتے ہوے قریب ایک قریے کے پہونچے دیکھا ایک مقام پہ چالیس زنگی ایک
طفل کو گرفتار کرکے لائے ہین وہ لڑکا زیور چاندی سونے کا پہنے ہی اُس لڑکے کا زیور اُتار رہے
ہین صاحبقران نے جو دیکھا طریقے سے معلوم ہوا کہ یہ قزاق ہین اس لڑکے کو گرفتار کرکے لائے
ہین کوئی رئیس زادہ ہی وہ بلک بلک کے روتا ہی کہ مجھکو چھوڑ دو یا میرے ماں باپ کے پاس مجھکو لیچلو
میرے ماں باپ بہت روپیہ دینگے وہ ظالم نہین مانتے مار مار کے اُسکا زیور اُتار رہے ہین صاحبقران
نعرہ کرکے جاپڑے زنگیون سے تلوار چلی امیر نے اُن سب کو تہ تیغ کیا اُس لڑکے کو اپنی پشت پہ لیا
جب کسی نے چاہا کہ لڑکے پر ہاتھ ڈالے صاحبقران نے سینہ سپر کیا لڑکے کو بچایا جب وہ زنگی مارے
جاچکے تو وہ لڑکا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی آپ نے میری جان بچائی ان بچاؤن کو مارا قریے کا
حاکم میرا باپ رئیس قریہ دار ہی بہت آپ کا شکریہ ادا کریگا صاحبقران نے فرمایا صاحبزادے تمھارا
کیا نام ہی عرض کی مجھکو راز دار ابن رئیس کہتے ہین صاحبقران اُس لڑکے کے ساتھ چلے میان
رئیس قریہ دار گھبرایا ہوا پھر رہا ہی اپنے ملازمون سے کہتا ہی میرے لڑکے کو کوئی پکڑ لیگیا اسباب
کے واسطے اُس لڑکے کی جان گئی چار ہزار آدمی اس قریے مین رہتے ہین سب تلاش کرتے پھرتے
ہین دور سے دیکھا صاحبزادہ چلا آتا ہی ساتھ ایک جوان آفتاب جمال خود زرین سر پہ تیغہ خون آلودہ
رومال سے پاک کرتے ہوے سب ملازم دوڑے صاحبزادے آپ کہان گئے تھے رئیس نے
دوڑ کر گود مین اُٹھا لیا پیشانی پیر بوسے دیے اُس طفل نے کہا اے شہریار یہ جو شہریار آتے ہین
یہ باعث میری زندگی کے ہوے زنگی مجھکو پکڑ لیگئے تھے اسباب اُتار کر قتل کیا چاہتے تھے

اس شیر بیشۂ جرأت نے کیا کام کیا کہ زخم کھائے اُن گیارہ زنگیون کو قتل کیا اگر یہ نہوتے تو آپ مہر الاشہ خاک و
خون مین غلطان پاتے رئیس گودی سے لڑکے کو اُتار کر طرف صاحبقران کے بڑھا آکے قدمون کو بوسہ
دیا گر دپھرا کہا ای جان بخش آپ نے بڑا احسان کیا میرے نور نظر کو بچا لیا جو کچھ حجرۂ آتش اس ذرہ بمقدار کو
میسر ہی جلکر اُسے نوش فرمائیے دعوت قبول ہوا ور امیدوار ہون کہ نام نامی اسم گرامی سے آگاہی پاؤن
طرف سے شاہان نور افشان کے اس قریے کا حاکم ہون صاحبقران ناچار رئیس قریہ دار کے ساتھ
چلے رئیس اپنے مکان پر آیا صاحبقران کے واسطے قصر آراستہ کیا گیا مکان چھوٹی مٹی سے لیا ہوا ایک
تخت کا چوکا اسپر فرش بچھا ہوا چار ہزار آدمی رہنے والے قریے کے مشتاق ہو کر آئے ہین جب صاحبقران
بیٹھے رئیس نے طائفہ بلوایا دیہاتن بی زلفن گوری گوری صورت گلبدن کا پائجامہ طول کی گوٹ
زرنگاری دوپٹہ اُسپر چنگی کی چھڑیان لگی ہوئی چاندی کا طوق چاندی کے جوشن بازوون پہ ڈھلکے ہوئے
ہنستی ہوئی آئی ڈھلیے بجنیے چاچا ماما ساتھ مین بی زلفن پیچ و تاب کرتی ہوئی آئین تیور پر بل پڑے
ہوے قریے بھر سے آشنائی کا ارادہ سلام کر کے بیٹھین اُسوقت رئیس قریہ دار دست بستہ اُٹھا عرض
کی ای شہریار آپ کی صورت سے لیاقت و جلالت ظاہر ہی امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ فرمائیے اس صحراے ہولخیز مین آنے کا اتفاق کیونکر ہوا یہ سنکر امیر نے فرمایا ای رئیس قریہ دار
مین بہ امید فتاحی طلسم نور افشان نکلا ہون شاید تمنے ذکر سنا ہو کہ قصر زمردی مین جشن ہوا اور سترہ سو
ساحر مع تما لعنا بنت پر دہ گاش مولود سعود پڑھی ساحرون کو بہت ناگوار ہوا کا ہن طلسم لعنا بنت سب کیر
مسلمان ہوا ہمارے مذہب کا اُسکو اعتقاد ہوا اُسکی ہدایت سے جا کر مین نے ایک ساحرہ کو مارا
سب نے صحت پائی اب تلاش مین اشفاق و مرواق کی نکلا ہون تین دن گذرے کہ اسی صحرا مین
پریشان پھر رہا ہون راستہ نہین ملتا رئیس قریہ دار نے عرض کی اشفاق جادو مرواق آئینہ دار
بلاے روزگار ہین خدا اُنکی بدعت سے آپ کو بچائے اور ابھی آپ نے خبر پائی ہم تو آپ کے غلام تابعدار
ہین آپ کے مذہب کا بھی اعتقاد ہوا اب ہم آپ کے ساتھ رہینگے دامن دولت نہ چھوڑینگے اشفاق
معرواق بڑا لشکر لیکر آپ کے لشکر پر گئے ہین صاحبقران نے کہا ای رئیس احسان کا بدلہ احسان ہی اب
مناسب یہ ہی کہ زنگی ہمکو خبر منگادو کہ ہمارے لشکر پر کیا گذری ان دونون نے جا کر کیا کیا دو پاسی رئیس
نے روانہ کیے اور کہا مفصل خبر لا کر سناؤ دونون پاسی بہت خوب کہکر روانہ ہوے رئیس نے اشارہ کیا
بی زلفن آئین بالون کو بناتی ہوئی صاحبقران کے سامنے ناچنے لگین نہایت تکلف سے ناچ رہی ہین
بھاؤ بتا رہی ہین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

بڑھاپے مین محبت کے مزے کو یاد کرتے ہین ۔ نہ تم بیداد کرتے ہو نہ ہم فریاد کرتے ہین
تبسم کو شریک چشمک بیداد کرتے ہین ۔ مزے کی حرکتین خوبان تو ایجاد کرتے ہین
تو ایجاد ون کے انداز و ادا کو یاد کرتے ہین ۔ ہم اپنی اُڑ و سن مین سیر عالم ایجاد کرتے ہین
ہماری بت پرستی کا یقین ہی دل مین زاہد کے ۔ خدا کے گھر مین بیٹھے ہم بتون کو یاد کرتے ہین
شب فرقت مین گھبرا کر خیال وصل آتا ہی ۔ سحر ہونے کو ہم تیری تمنا یاد کرتے ہین
تعلق دونون عالم سے نہین رہتا ہی عاشق کو ۔ حسین جسکو پھنساتے ہین اُسے آزاد کرتے ہین

ہمین کافر نہ سمجھو زاہد و اس بت پرستی پر
نوید امن ہی قاتل شہادت تیرے ہاتھون سے
لحد مین گھر گئے ماتم کا ہی عالم دفن ہونے پر
دلون کے صید کرنے کا تجھے وہ ڈھب ایسا آتا ہی
تبسم لوٹتا ہی اُنکے لب پر صورت بسمل
مرادین تیرے ملنے کی ہی رکھتا سینۂ سوزان
بیان سوز دل مین چھالے پڑ جانیکا کھٹکا ہی
خدا آباد رکھے خوشخرامون کے زمانے مین
بیان ورد مین حاجت نہین اسباب کی ہمکو
جگہ اتنی تو ملجائے کہین پر بیٹھ رہنے کی
ہجوم شوق ہی افراط عشرت وصل کی شب ہی
جو کچھ فرماتے ہو منھ سے وہ اپنے دل مین رہنے دو
سنبھلنے دے مجھے ای ضعف دل قابو سے جاتا ہی
پسند خاطر احباب ہو جائے تو ہو جائے

بتون کے ظلم سہتے ہین خدا کو یاد کرتے ہین
جو دم باقی ہی اب صرف مبارکباد کرتے ہین
وہ تلقین پڑھ رہے ہین اور ہم فریاد کرتے ہین
کہ صاد ای بت نگاہون پر تیرے صیاد کرتے ہین
وہ جب تخم ستم کے اہل شوق پر بیداد کرتے ہین
تمنا ہا نہین کرنے کی لب فریاد کرتے ہین
زبان کو داب کر کسطرح فریاد کرتے ہین
ہماری خاک کو ٹھوکر سے وہ برباد کرتے ہین
لبان حلقۂ در بے زبان فریاد کرتے ہین
بگولے اُٹھتے مین جتنی زمین آباد کرتے ہین
تمنائین ہمین کیا کیا نہین اُنکو یاد کرتے ہین
جواہر کے یہ ٹکڑے یون نہین برباد کرتے ہین
مری جانب نظر ہی گو یا وہ کچھ ارشاد کرتے ہین
صغیر اپنی غزل پڑھتے نہین فریاد کرتے ہین

ہین شبانہ روز صاحبقران کو یہان جشن مین گذرے رئیس بڑے تکلف سے دعوتین کر رہا ہی خود بھی خدمتگزاری مین مصروف تیسرے دن صبح کا وقت ہی پری زلفین بال کھولے ہوے بھیرون گا رہی ہین دل اہل محفل کا لبھا رہی ہین کہ دو نون پاسی آکر پہونچے عرض کی ای شہریار اشفاق و مرواق آپ کے لشکر پر پہونچے چالیس سردار نامی گرامی پکڑ لیے اُنکو لیے ہوے آتے ہین سارے لشکر کو وہان بیہوش کر دیا صبا و دوام دار وزیر اعظم برائے استقبال سرحد سے نکلگیا یقین ہی جا کر اشفاق و مرواق کا استقبال کرے یا کچھ اور انتظام منظور ہو یہ سنتے ہی صاحبقران اُٹھے سلاح جسم پر آراستہ کیے فرمایا مرکب تیار کرو رئیس نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلیگا امیدوار ہون کہ تا حیات دامن دولت نہ چھوڑون چار ہزار ملازم تیار ہو کر آئے صاحبقران ان سب کو ساتھ لیکر چلے صبا و دوام دار وزیر اعظم ساتھ لاکھ لشکر سے صحرائے ویران مین پہونچا یہ واضح رہے کہ سرحد طلسم سے نکلگیا تلاش مین مرواق کی جاتا ہی ہر کارون نے عرض کی حضور اسی مقام پر اُترین ہم اشفاق و مرواق کو تلاش کرکے حضور سے اطلاع کرینگے صبا و دوام دار وزیر اسی مقام پر اتر پڑا ایک پہاڑ اسی صحرا مین ہی پہاڑ کے دامان شاہزادۂ ضیغم شیر شکار فرزند اسد نامدار فروکش ہین ہمقان برق وش ساحرہ پہلو مین عیار انکا نیرنگ تیز رفتار بھی خدمت مین حاضر ہی اٹھارہ ہزار دلاوران قزاق وضع قواعد قزاقی سے ماہر فروکش ہین کہ نیرنگ کسی کام کو گیا تھا دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار صبا و دوام دار وزیر سحر العجائب اس صحرا مین آکر اترا ہی یہ بھی غلام نے خبر پائی کہ اشفاق و مرواق کوئی ساحر ہین انہون نے جا کر لشکر صاحبقران کو مبتلا سحر کیا اُنکے استقبال کو آیا ہی یہ سنکر ضیغم نے سلاح ذات برابر آراستہ کیے کہا بھلا طلسم تک تو ہمارا جانا دشوار ہی مگر میان صبا دم پہ تو جال پڑے طائر روح انکا پھڑکے

شاید قفس جسم خاکی سے پھڑک کر پرواز کر جائے سب قزاق تیار ہون اُسی وقت بارہ ہزار قزاق تیار ہوے
برقان برق وش نے ہرچند کہا کہ ای شہریار صیاد بڑا ساحر زبردست ہی وزیر شاہان طلسم اسپر جانیکا
قصد نہ کیجیے کنیز جانبازی کریگی ضیغم نے کہا یہ ہمارا شیوہ نہین ہی کہ ارادہ کرین اور اُس سے باز رہین
یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے بارہ ہزار قزاق ساتھ برقان بلند ہوئی یہ بھی اُڑتی ہوئی چلی پہاڑ کے
اُس پار جاکر ضیغم نے گھوڑا اردو کا عیار نہ پرشکم مرکب رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ضیغم نے سر اُٹھاکر دیکھا
سائیسون سے کہا تم ملنا ہین خیمون کی کاٹنا فتیلے باروت کے اپنے پاس رکھو خیمون پر پھینکتے جانا سائیس
کہین درست کرکے الگ ہوے ضیغم نے آکر نعرہ صاحبقران کیا نعرہ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ در خاک کرد
الٰہی تیغ صمصام و قمقام نام
الٰہی تیغ عقرب بلی دوالحجام
امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد

نعرہ کرکے دوسری طرف آگے لندھور کے نام کا نعرہ کیا تیسری طرف آکے
اپنے باپ کے نام کا نعرہ کیا نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بہ رم دل شیر و چرم پلنگ ٭
شہنشاہ نام آور و کامران ٭ اسد شیر دل ابن صاحبقران ٭ چوتھی طرف آکے علمشاہ کے
نام کا نعرہ کیا نعرہ علمشاہ

گرز تحت فرق الگندہ ہتور
آر شند اولاد امیر عرب
الیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ پیلزور

چہار طرف سے جو ضیغم نے نعرے کیے ایک سمت قتل کرتا ہوا خود چلا برقان
گرگ گرگی آڑی ترچھی گرنے لگی جس غول پر گری اُسکو جلا دیا بیدلون نے ملنا ہین کاٹین کئی سو خیمے جلا دیے
لشکر کفار مین ہلہ ہوا کہ حمزہ شبخون آیا صیاد و دام دار جلا کے نکلا لشکر اپنے دیکھا بعضے گھبرا کے خیمے سے
نکلے سائیس سے کہا گھوڑا تیار کر وہ اپنی بات سائیس بھول گیا کہ اگاڑی کھولی پچھاڑی نہ کھولی میان گھوڑے پر
سوار ہوے ایڑ کرتے ہین گھوڑا کیونکر بڑھے پچھاڑی اُسکی بندھی ہی میان نے جھلا کے کوڑا مارا گھوڑے
نے جست کی میخین جو اُکھڑین وہ میان کے سر پر پڑین میان سمجھے کسی نے گرز مارا ہاے کہکر سر جھکایا قزاق
نے آکر ایک ہاتھ مارا سر کٹکر زمین پر گرا بعضے گھبراتے ہوے نکلے سائیس کو آواز دی جلد گھوڑا تیار کر اب
جو سر اُٹھاکر دیکھا بائین طرف تلوار کم چلتی ہی سمجھے اسی جانب نکل جائین مگر شامت اعمال جست کرکے جو گھوڑے
پر سوار ہوے دم کی طرف منھ کیا بجاے باگ کے پوزی کا تسمہ پکڑ کے کھینچتے ہین گھوڑا اُسطرف
بھاگتا بجاے تلوار کے سپر ہلا رہے ہین گھوڑا ادھر لیے جاتا ہی جدھر زیادہ تلوار چل رہی ہی ایک نے
دیکھا کہ رسالہ دار صاحب سپر ہلاتے ہوے جاتے ہین اُسنے کہا رسالہ دار صاحب ذرا ہوش مین آئیے
تلوار کے بدلے سپر ہلاتے ہین کہا بھائی مین قول شیخ سعدی کا بہت پابند ہون شعر نہ ہر جاے مرکب
توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ قزاق آکر میوہ بیچے ایسے گدھے کو دیکھا کہ گھوڑے پر اُلٹا
سوار ہی دم کی طرف منھ منھ کی طرف پشت ہنگامہ زد و کشت وہ تلوارین پڑین سر کٹ کے زمین پر
گرا سبھی طرح کے لوگ ہین اسیطرح مر مرکے گرے صیاد نے خیمے سے نکلتے ہی شکار پر ہاتھ
بڑھایا دیکھا تلوار چل رہی ہی یہ تو آگاہ ہوا کہ میرے ہی ملازم لڑ رہے ہین اندھیرے مین ایک نے
ایک کو مسلمان جانا بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ نے بیٹے کو مارا جب سر کٹ کے دھڑ سے
لاشہ زمین پر گرا اب جو لاشہ جوان بیٹے کا دیکھا ہاے فرزند جوان کہکر رونے لگے قزاق نے
آکر ہاتھ مارا سر اُڑ گیا باپ بیٹے ایک ہی مقام پر ہو گئے صیاد نے جھولی سے گولہ نکالا کر اُڑاکے

گولہ مارا اور نعرہ کیا منم صیاد دوام دار وزیر شہنشاہ عالیجاہ اسکے گولے سے بارہ ہزار جادوگر مرکے گرے
تین سحر حمیکر کیے پچاس ہزار ساحر مرکے گرے لشکر مین فریاد کی صدا بلند ہوئی اب تو دیکھا کہ اپنے ہی
ساتھ والے مارے گئے کہا ارے یارو مسلمان کہان ہین روشنی تو کرو بادشاہ نے جو آواز دی چند مشعلچی
مشعلین لیکر آئے اب جو روشنی بلند ہوئی دیکھا سب ساحرون کے لاشے پڑے لوٹ رہے ہین بیقرار
ہوگیا کہا یارو یہ کیا غضب ہو سب میرے ہی ملازم مارے گئے روتا پیٹتا ایک جانب چلا ہر مقام پہ
دیکھتا ہو ساحر ہی لڑ رہے ہین سب کو ہٹاتا ہوا ایک مقام پہ پہونچا دیکھا چند قزاق لڑ رہے ہین ایک گولہ
مارا چالیس پچاس گرے ضیغم نے دور سے دیکھا کہ افسر اعلی آگیا گولے مار رہا ہی تھوڑی دیر مین کئی ہزار
قزاق گھوڑون سے گرے ضیغم نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا دل ہلگیا نیرنگ سے کہا اے نیرنگ بڑا
غضب ہوا ہمارے قزاق گھوڑون سے گرے وہ اسی جانب اڑتا ہوا آتا ہی نیرنگ تڑپ کر چلا ملکہ برقان
نے جو آسمان سے دیکھا کہ ملازمان شاہزادہ ضیغم گھوڑون سے گرے زمین پہ پڑے تڑپ رہے ہین
برقان نے خون کاٹ کے پھینکا سوارون کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی اپنے اپنے مقام سے
اُٹھے گھوڑون پر سوار ہوے پھر لشکر کفار پر گرے صیاد دوام دار کو غصہ آیا حیران تھا کہ یہ لوگ
اپنے مقام سے کیونکر اُٹھے سر اُٹھا کے دیکھا ایک ساحرہ ماہ پیکر مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہی صد ہا
خیمے جلادیے صیاد نے پہچانا آواز دی او برقان برق وش مین نے پہچانا دربار مین شہنشاہ کے
ذکر رہتا ہی کہ بی برقان غائب ہوگئین آپ یہان موجود ہین یہ کہکر گولہ مارا برقان برق وش نے چاہا کچھ
اُلٹ گئین دھم سے زمین پر گرین صیاد چلا کہ سر کاٹ لون عیار ساحر بنکر دوڑا پکار کر آواز دی اے
شہنشاہ کیا کہنا انکی تو تلاش تھی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا حلقہ ہائے کمند مارون ایک شعلہ جو
بھڑک کے گرا عیار کا رنگ و روغن اُڑ گیا زمین پہ گر کے ایڑیان رگڑنے لگا صیاد نے جو دیکھا کہ یہ
عیار ہی تیغہ کھینچکر چلا ضیغم نے گھوڑا اُڑا کا یا گھوڑے سے کود پڑے ڈھاٹا باندھے ہوے نیمچہ جلالی
پہلو مین جھپٹ کر قریب پہونچے عرض کی اے صیاد خوب شکار کیا کیا کہنا تمھارا کون سامنا کرسکتا ہی
جیسے ہی صیاد نے منہ پھیرا نعرہ ہوا نعرۂ ضیغم منم ضیغم بیشۂ صفدری ✤ بہ آواز من میشود ابتری ✤ یہ
کہکر ہاتھ مارا صیاد خود شکار ہوا ملعون بیکار ہوا سر کٹ کے زمین پر گرا الا شور ہوا آندھی سیاہ اُٹھی بعد
عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من صیاد دوام دار بود لشکر مین ہلچل پڑ گیا جادوگر بھاگنے لگے ہر طرف
یہی ہنگامہ تھا غضب ہوا ہمارا افسر مارا گیا اب نہین پیر رہ گئے برقان برق وش آڑی تیغ نیچی لیکے
لگی ہزارون کے سر کاٹ کے ڈال دیے زمین لاشون سے بھر گئی آخر سب کے پیر اُٹھے سب بھاگے
ضیغم نے تمام پڑاؤ لوٹ لیا صیاد کو شکار کرکے بیٹھے اسی صحرا مین فروکش ہوے برقان نے ہاتھ
چوم لیے کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاء اللہ کیا کارنمایان کیا کس لطف سے صیاد کو شکار کیا
آپ گئے دام مین پھنسا عیار بھی بیکار ہو چکا تھا مجھکو بھی اُسنے سحر مین پھنسایا تھا خوب وقت پہ پہونچے
ضیغم نے کہا انشاء اللہ یقین کامل ہی کہ اب طلسم نور افشان پر زوال آیا برقان نے کہا اب
چند روز اسی صحرا مین ٹھہریے جب طلسم کشا کے ہاتھ سے منسوبات فتح ہونگے راستہ کھلیگا صاحبقران
زمان رئیس قریہ دار کو ساتھ لیکے تلاش اشفاق و مرداق مین نکلے تھے یکایک دیکھا ایک

لشکر بھاگا ہوا ہاتھ منھ کٹے ہوئے لاکھوں جادوگر بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں صاحبقران نے کہا امیر نمیس دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہیں دو پاسی گئے دریافت کر کے آئے عرض کی صیاد دام دار وزیر شاہان طلسم کا تلاش میں اشفاق و مرواق کے چلا تھا راہ میں آپ نے شبخون مارا مشہور ہی کہ حمزہ کے ہاتھ سے صیاد مارا گیا صاحبقران ہنس پڑے اور فرمایا کہ کسی بزرگ نے بڑا کام کیا کہ ہمارے نام سے شبخون مارا خدا شبخون مارنے والے کو مظفر و منصور کرے رنج و الم اُسکے دل سے دور کرے یہ فرما کر تلاش میں اشفاق و مرواق کے چلے لیکن ملکہ شیدائے شعبدہ باز جو ساٹھ ہزار ساحر لیکر نکلی تھین ایک جادوگر موسوم بہ گیرنگ جادو ملعون بدخو گمراہ ہی جب ملکہ کو دیکھا کہ کل اسباب گھر کا لدوا کر اس فکر مین نکلین کہ اشفاق و مرواق کو جاکر ماروں اپنی بیٹی کو رہا کرون یہ حال سب سے کہدیا ہے گیرنگ جادو یہ کہکر بھاگا کہ مین اپنے گھر سے اسباب سحر لے آؤن ملکہ تو چل نکلین یہ بھاگا ہوا خدمت مین شاہان طلسم کی آیا شاہان طلسم کو سلام کیا عرض کی بی شیدائے شعبدہ باز بیٹی کے گرفتار ہونے سے بہت ملول ہوئین اطاعت اسلام کی طلسم کشائی کی مشتاق ہوئین ساٹھ ہزار ساحر لیکر جاتی ہین یہ سنکر سحر العجائب و مظہر الغرائب غصے مین کانپنے لگے آواز دی ارے تم مین کوئی ایسا ہی کہ اس مکارہ کو گرفتار کر کے لائے مطبخ جادو ملازم شہنشاہ و سات ہزار جادوگروں سے اُٹھا عرض کی غلام سر لائیگا سرکار سے خلعت ملا بقہر و غضب تمام چلا ملکہ مین کوس نکلی تھین کہ دیکھا مطبخ جادو دوڑا دوڑی کرتا ہوا آتا ہی اُسنے وہین سے آواز دی ای ملکہ شیدائے شعبدہ باز کہان جاتی ہو شاہون نے طلب کیا ہی شیدا غصے مین بھری ہوئی پلٹ پڑی سحر چلنے لگا مگر شیدا بلائے روزگار ہو کڑک کے جو گری ایسے دو چار گولے مارے کہ کئی سو ساحر مر کر گرے مطبخ جادو محبت کر سامنے آیا آواز دی ای ملکہ شیدا میرے ساتھ سب ملازمان شاہی ہین انہین سے جو قتل ہوگا اُسکا بدلا ہوگا شیدا نے کہا او بیحیا ہم اپنے ہوش مین نہین ہین اپنی تو اب یہ کیفیت ہے

نظم

دیکھتے ہی دوست کو کچھ اور ہی چتون ہو گئی
آنکھ میری اُس کے سے ملکر میری دشمن ہو گئی

دونون آنکھون نے لگا دی اشکباری کی جھڑی
ایک بھادون دوسری فرقت مین ساون ہو گئی

وحشت اک ہوتی ہی اس سے کیون نہ پھاڑون پیرہن
کوس سے ہر آستین صحرا کا دامن ہو گئی

کیا جھلکی پڑتی ہی تیرے روبرو او ترک مست
بزم مین مے کی صراحی میری گردن ہو گئی

دل کو عیب کر گلی مین یار کی لٹوا دیا
شمسا بنکر لگا شوق راہزن ہو گئی

ہجر کی شب کا اندھیرا کچھ نہ میرا کر سکا
آہ جب دل سے کھینچی اک شمع روشن ہو گئی

لے اُڑی بلبل قفس کو خانۂ صیاد سے
بال و پر آخر ہوائے شوق گلشن ہو گئی

تھی دنیا بھی جو بعد مرگ اسپر بار تھا
ایک مٹھی خاک مجھکو سیکڑون من ہو گئی

بزم جانان سے مین ایسا مردہ دل ہو کر اُٹھا
بجھکے شمع زندگانی شمع مدفن ہو گئی

سارے عالم سے لڑے رو ٹھے ہو کیا ای جلال
شاید اُس بدخو سے پھر کچھ مشفق من ہو گئی

مطبخ ہر چند چاہتا ہی مین ایسا سحر کرون کہ ملکہ شیدائے شعبدہ باز بیہوش ہو جو سحر اس نے کیا ملکہ نے بہ آسانی دفع کیا مطبخ نے زبان اپنی کاٹی آگ برسائی خون کا منھ برسا سب سحرون کو ملکہ شیدا نے دفع کر دیا

مطلغ گھبرایا ملکہ شہیدا جاپڑین چاہتی ہین اگر یہ مل جائے تو اسکا خاتمہ کرون ہر طرف گڑک گڑک کر گرتی ہین مطلغ جادو
اپنے کو بچاتا ہی لیکن بچنا دشوار ہی ملکہ نے کئی ہزار آدمی مار کے ڈالدیے مطلغ حسبت کرکے الگ ہوا چیخ مدد کو
آواز دی ای شاہان طلسم مین شہیدا کو ایسا نہ سمجھا تھا غلام عاجز ہوگیا تیغہ نہین قابض ہوتا یہ جو چلا گئے کہا
وہین سے ایک طائر نکلا دیکھنے والون کے ہوش اڑے طائر اڑتا ہوا چلا سحر العجائب مصر الغرائب تخت پر
بیٹھے تھے کہ وہ طائر آکے سامنے بیٹھا پکار کر آواز دی شہیدا اے شہیدہ باز صحرائے گلرنگ مین پہونچ گئین
میرے مالک سے مقابلہ ہوا مدد طلب کی ہی سحر العجائب نے آواز دی ای سموم جادو جاتے ہی اپنی ہوا
باندھ دے جھونکون سے ہوا کے شہیدا سنبھلنے نہ پائے سموم جادو اٹھا کڑک کر جو اڑا سب نے دیکھا کہ
غائب ہوگیا یہان شہیدا نے برق چمکائی سر مطلغ کا زخمی ہوا بھاگتا پھرتا ہی شہیدا چاہتی ہین کے تلوار کی
اسکے دو ٹکڑے کرون جو بیچ مین آگیا اسکو مارا ستھراؤ کردیے تیغہ کھینچکر چلی ہین کہ ہاتھ مارون کہ ایک جھونکا
ہوا کا چلا ملکہ شہیدا کھڑی ہوگئین ہوا ٹھنڈی بھی چلی تھرا گئین یہ ہیبت آواز آئی منتم سموم جادو ای شہیدا
آگے نہ بڑھنا حکم شہنشاہی نافذ ہوا سرکار مین طلب ہی سر مطلغ جادو کا زخمی کیا سرکشی کا انجام ہوا اسم
اب آگے نہ بڑھنا ورنہ ذلیل کرکے لیجاؤنگا ملکہ نے جھولی سے گولہ نکال کر مارا وہ گولہ بلند ہوکے پھٹا
جھونکا ہوا کا چلا ملکہ لڑکھڑا کے گرین نعرہ ہوا منتم سموم جادو ملکہ بیہوش ہوئین اب سموم جادو ظاہر ہوا
مطلغ کو دیکھا زخمون سے چور چور سموم نے ایک دستک دی جھونکا ہوا کا چلا سب ساتھ والے بھی شہیدا
کے بیہوش ہوے اب یہ تلوار پکڑ کے چلا اسوقت ملکہ کی بیقراری کہ آنکھین کھلی ہوئین زبان بند دل درد مند
دل سے کہہ رہی ہین کہ ای خداے نادیدہ میری مدد کر دشمن کے ہاتھ سے بچاے فقط اتنا چاہتی ہون
کہ بیٹی کو ایک نگاہ دیکھلون تب ملک الموت کو حکم ہو اسوقت تو اپنا رحم شریک کردے دامن مدعا گل
آرزو سے بھردے مطلغ جادو سے سموم جادو کھڑا باتین کر رہا ہی کہتا ہی شہیدا کا ایسا ہی خیال تھا کہ شاہ نے
مجھے حکم دیا ملکہ شہیدا نے جو بیقرار ہوکے دعا کی باب اجابت وا تھا دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا ایک
صحرا سے گرد اڑی زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان مع رئیس قریہ وار سامنے سے پیدا ہوے
دیکھا ایک ساحر زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست تلوار کھینچے ہوے ایک شاہزادی کو قتل کرنے جاتا
ہی ہاتھ اس شاہزادی کے طرف آسمان کے اٹھے ہوے ہین صاحبقران سمجھے کہ وہ نازنین خدا سے
التجا کر رہی ہی صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہی خبردار شاہزادی کو قتل نہ کرنا تلوار
کھینچکر جا پڑے سموم نے سحر کیا کہ ہوائے تند چلی امیر جھومے رئیس قریہ وار نے آواز دی ای شہریار
اسم اعظم پڑھیے یہ ساحر سموم جادو صاحب سحر العجائب ہی اسکے سحر سے سب پناہ مانگتے ہین امیر نے
بفصاحت اسم اعظم پڑھا وہ ہوا موقوف ہوئی اسم اعظم کی ہوا بندھی سموم کی ہوا بگڑی ڈر تھا سموم شہو جادو
زبان مین لکنت آئی تیغہ کھینچکر دوڑا صاحبقران کے قبضے مین تیغہ عقرب سلیمانی جرات مین لاثانی سموم نے
ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے گردہ سپر گرشاسب کا اٹھا دیا اسم اعظم بھی پڑھا تلوار ٹوٹ گئی امیر نے
اوپر سے ہاتھ مارا سموم کے دو ٹکڑے ہوے سموم کا مرنا کہ شہیدا کو ہوش آیا گنوارون نے تیر مارے
ہمراہیان مطلغ کو قتل کیا مطلغ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ سموم جادو کو طلسم کشا نے قتل کیا شہیدہ اٹھی کڑک کڑک کے
کرنے لگی مطلغ کے دو ٹکڑے کیے مطلغ کو مار کے صاحبقران کے گرد پھری عرض کی ای شہریار سر کا گو

ابھی کنیز کی بھی خبر ہی آفتاب شعلہ مزاج دختر کنیز کی گرفتار ہو گئی اشغاق و مرواق قید لیے ہوے آئے ہین صاحبقران نے شیدا کو ساتھ لیا اسکے ساتھ سولہ ہزار کنیزین تھین سب ساتھ ہوئین صاحبقران شیدا کو ساتھ لیکر چلے شیدا انتظام کرتی ہوئی جاتی ہی کبھی گرد صاحبقران کے پھرتی ہی گفتی ہی ایسے وقت پر حضور نے سرفراز فرمایا لونڈی کو بچا پایا گیا پرورش ہو جو آفتاب رہائی پائے اور لونڈی خدمت مین رہے تو لونڈی کو شرف حاصل ہو صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ ای شیدا تمہارے ساتھ چلتا ہون مجھے بھی کئی دن سے بیقراری ہی خواب پریشان دیکھا نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری مجھے بڑا تعجب ہی کہ اشغاق و مرواق بہو نچے لشکر پر قبضہ کیا خواجہ نے کوئی عیاری نہ کی نہین معلوم اُنپر کیا گذری برق ایسا تھا کوئی عیاری نہ کرتا برق بڑا ماہر عیار ہی ملکہ کہتی ہین حضور مرواق آئینہ دار مشہور ہی اُسنے سحر آئینے کا کیا اُس سحر کی کوئی برداشت نہ کرسکا صاحبقران ساتھ لیے ہوے ملکہ شیدا کو جاتے ہین اشغاق و مرواق تین دن تک کنارے دریاے زخار کے رہے حیران تھے کوئی ہمکو لینے نہ آیا مطنج تو مارا گیا انکے لینے کو کون آئے ناچار سحر کرکے دریا سے اترے سواروی کرتے ہوے آتے ہین ایک آراے پر ساحرا اخضر وغیرہ سحر مین انکے پھنسے ہوے آئینہ چمکاتا ہوا مرواق آتا ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار مطنج جادو براے استقبال آتا تھا ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا سموم براے مدد آیا وہ بھی مارا گیا اب طلسم کشا آتا ہی وہ دو بگیے گرد اُڑی صاحبقران آن کی آ پہونچے اشغاق و مرواق نے فوج کو حکم دیا یارو ہوشیار ہو جاؤ طلسم کشا خالی نہ جائے سات لاکھ ساحر لینا لینا کہکر چلے اُسوقت ملک اخضر کی بیقراری کہتا ہی ای آفتاب ای طلسم کشا سے مقابلہ پر گیا ہاے اسوقت مین نہ رہا ہوا نہین تو قیامتین برپا کرتا اشغاق و مرواق لشکر کو لیکر صاحبقران پر گرے اور شیدا نے دور سے دیکھا کہ لشکر کفار آ پہونچا صاحبقران نے دیکھا کہ شیدا نے پھریری کی بلند ہو کے گری صفین کی صفین درہم و برہم کردین مرواق نے آئینہ چمکایا جیسے ہی آئینے کا عکس بلند ہوا ملکہ شیدا نے کہا او ناہنجار یہ آئینہ ہمارے واسطے اب آئینہ کی قلعی کھلی کیا مجکو بھی تو نے ملک اخضر بنایا ملک اخضر اپنی بوٹیان کاٹ رہا ہی ملکہ آفتاب ملک اخضر سے کہ رہی ہین ای شہنشاہ طلسم مینو سواد والدہ ماجدہ کے سحر دیکھیے دو سحر کیے دو لاکھ جادوگر مارے اشغاق و مرواق دوڑتے پھرتے ہین مرواق نے جیسے ہی آئینہ چمکایا ملکہ شیدا نے آواز دی ارے آئینہ رخسار جلد حاضر ہو حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا گوشۂ صحراے ایک نازنین مہ جبین موسوم بہ آئینہ رخسار ہنستی ہوئی سامنے آئی آواز دی او مرواق منم آئینہ رخسار تیرا آئینہ بیکار ہی یہ آئینہ رخسار ہی مرواق نے آئینہ اُٹھایا اُس نازنین نے مسکراکے آواز دی ای مرواق کچھ دیوانہ ہوا ہی دیکھ تو میان تسنیم صاحب کیا فرماتے ہین نظم

زخم بالیدہ ہوے اتو پہ جوبن آگیا
دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
کونسا خاکسار آتا ہی دیکھا و شہسوار
کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
بہ گیا دل خون ہوکر رہ گیا وردو فراق

پرورش پایا گیا جو زیر دامن آگیا
اشک خون آلودہ ہی پیرہن بلبل فراق
اک بگولہ سا قریب گرد توسن آگیا
شورش بے جز تشنہ نے جگا تا تھا مگر
ہمت کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا

دور ہی امید آخر کھینچ لائی متصل
اور کہا نگینیون پر اب تو دامن آگیا
دست وحشت نے منادی آج ہو تولی کا
میری آنکھونکو لحاظ خواب مدفن آگیا
توڑکر تسبیح میں رشتۂ زنار ہی

ابد مدت یاد اگ طفل برہمن آگیا	ای فلک شاید گمان خندہ اسیری ہوا	جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا
آج حسرت پائی احسان اجل ہے ای نسیم	فاتحہ پڑھنے لحد پہ یار بہ ظن آگیا	مرواق آئینہ دار نے آئینہ دکھایا

اسنے آئینہ رخسار چمکایا آئینہ رخسار میں مرواق آئینہ دار کو اپنی صورت جو نظر آئی طبیعت گھبرائی آئینےکو اٹھا کے دے مارا کہا یہ آئینہ کس کام کا ہے آئینہ رخسار سے خجل ہے دل مضمحل ہے آئینے کو دے مارا آئینہ ٹوٹا آئینے کا ٹوٹنا تھا کہ آندھی سیاہ چلی وہ نازنین آئینہ رخسار ملکہ سے کہکر رخصت ہوئی میں اپنے قصر مراۃ میں جاتی ہوں کوہ عجائب و غرائب پر حاضر ہونگی مگر آئینہ جو ٹوٹا ایک آندھی سیاہ اٹھی آوازیں مہیب آئیں صدا بلند ہوئی آواز آئی آئینہ چینی شکست ہوا ہزار شکر کہ اسباب خود بینی شکست ہوا عجب طرح کا بند و بست ہوا ہوا سے پھول پر سے ساحر ایک ایک قطرہ آب کو ترسے ملک اخضر وغیرہ کو ہوش آیا آفتاب چمپاک کے اٹھی مادر مہربان کہتی ہوئی چلی مرواق نے جو دیکھا آفتاب جاتی ہے جھپٹ گئے سحر کیا آفتاب لڑکھڑائی شیدا نے جو دور سے دیکھا کہ آفتاب پہ سحر ہوا پکار کر آواز دی ارے اسی دن کے واسطے کہا کرتی تھی مصرع کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی + ایک ناہنجار مرواق آئینہ ابھی دربار میں مقام معقول نہ ملا کبھی شاہان طلسم نے اسپر توجہ نہ کی آئینہ پا کر ایسا مغرور ہوا یہ کہکر کمین آواز دی او مرواق چھوکری پر کیا سحر کرتا ہے ہمسے تو آنکھ ملا مرواق نے گولہ مارا شیدا نے اسی گولے پر سحر کیا گولہ الٹا پلٹا مرواق کے سینے پہ پڑا توڑ کر پشت کو پار نکلا ہنگامہ عظیم برپا ہوا مرواق جو مر کر گرا بیرون نے آواز دی بڑا شخص مارا گیا آئینہ بھی ٹوٹا عہدہ بھی چھوٹا اشفاق نے جو لاشہ بھائی کا دیکھا پیٹتا ہوا دوڑا پھر پلٹ کے دیکھا کہ ملک اخضر وغیرہ نے رہائی پائی اخضر و آفتاب و زناد و فیروزہ چمک چمک کے گرے کسی نے ہزار مارے کسی نے دو سو قتل کیے ہنگامے ہو گئے زمین کانپ رہی تھی ساٹھ لاکھ ساحر اشفاق سے کہتے ہیں اے شہریار آپ کے بھائی صاحب مارے گئے ہمارے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ نکل چلیے شیدا نے شعبدہ بازی کے شعبدوں نے ہزاروں کو دیوانہ کر دیا کوئی سر سنگ رہا ہے کوئی لگاتا پھرتا ہے کوئی منہ کے بل گرتا ہے سیدان میں مقتولوں کے ہزارہا سر کٹا ہوا پڑا ہے آوازیں بھی مہیب آرہی ہیں اشفاق نے چاہا نکل جاؤں عقاب بنکر چمکا شیدا نے آواز دی او حرودا اپنے بھائی کے پاس نہ جائیگا کہاں بھاگا جاتا ہے وہ عقاب بنکر چلا تھا ملکہ نے آواز دی اے شہباز عقاب حقیر کو لینا پہلے صحرا سے ایک باز سفید پیدا ہوا اسنے آکر عقاب کو گھیرا عقاب و باز سے منقار و پنجہ چلنے لگا ملکہ شیدا مسکرا کمین آواز دی او باز باز نہیں آتا کیوں دیکھتا ہے عقاب کو چیر پھاڑ کر پھینک دے یہ ملعون بچنے نہ پائے اسنے بڑی بدعتیں کیں سرداران اسلام کو گرفتار کر کے لایا باز نے عقاب پہ دباؤ ڈالا ایک پنجہ مارا کہ بال اسکے ٹوٹ کر گرے عقاب نے چاہا تڑپ کے نکل جاؤں باز نے دونوں پاؤں تھامے چیر کر پھینک دیا باز بھی غائب ہوا کسی کی جرأت سے باز نہ آیا ملکہ نے آواز دی وہ مارا ملک اخضر وغیرہ نے چار لاکھ جادوگر قتل کیے تین لاکھ بھاگے اشفاق و مرواق کا مرنا وہاں لشکر اسلام کو مبہوت کرکے آیا تھا فقط چالیس سردار گرفتار کر کے لایا بہرام نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤں بیکار زمین پہ پڑے لوٹ رہے ہیں تین دن سے بے آب و دانہ تھے یقین مرگ تھا جس وقت یہاں یہ دونوں مرے وہاں آندھی سیاہ اٹھی سب کو ہوش آیا کلمے پڑھ پڑھ کے اپنے مقام سے اٹھے کلمہ پڑھنے لگے گویا عید ہوئی

بہرام نے کہا یارو افسران ساحران گرفتار ہو گئے معلوم ہوتا ہے اشفاق و مرواق مارے گئے جب تو ہمنے نجات پائی اب یارو چلو لیکن ساحر الگ رہین سات لاکھ ساحرون کا لشکر پشت پر لیا کہا ہمسے تین کوس الگ رہو اگر کوئی ساحر ہمسے لڑنے آئے تب شراکت کرنا غیر ساحر اگر آئے دخل نہ دینا ہم بھی خدمت مین آقا کی پہونچین برق و خواجہ تین دن صحرا مین پھرے راستہ نہ ملا پلٹ کر لشکر کو دیکھا لشکر کوچ کر گیا تھا چند کس جو وہان باقی رہگئے تھے اور راہالیان شہر سے بھی معلوم ہوا کہ بہرام لشکر کو لیکر گیا خواجہ ایک جانب چلے ایک پہاڑ پر آکے بیٹھے برق فرنگی الگ سے دیکھ رہا ہے کہ اُستاد پہاڑ پر جا کے بیٹھ گئے نے نکالی نئے طور سے بجانے لگے اس لطف سے بجا رہے ہین کہ خود مست ہین جھوم رہے ہین یاد مین اپنے آقا کے اس غزل کو بجا رہے ہین

غزل نسیم

پریون کا پس و پیش جو سامان نظر آیا
جو کوئی مہمان چاک گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند
گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم
پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح
کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا
تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
بے قید کیا جسم کو احسان جنون نے
مہمان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
افزائش وحشت سے ہوا حال یہ پیسون
ہر اشک نہ سایۂ مژگان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بھی ہے طرۂ گیسو
ہم رنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
افسوس نسیم جگر افگار محبت
سمجھا ہمین اُسے عاشق دیوانہ تمھارا
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
دیکھا نہ کہین ورنہ کہین صورت دیوار
جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمھارے
جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد
ہر زلف کی مانند پریشان نظر آیا

برق حیران ہے کہ آج اُستاد کو کیا ہوا ہے سوچا کہ آقا کا فراق بہت شاق ہے آقا کے دیدار کا یہ شخص مشتاق ہے مگر خواجہ خوب کھپے ہوئے بجا رہے ہین طائر آشیانون سے گر رہے ہین زیر کوہ شیر و روباہ سر اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہے ہین طائرون کا یہ حال ہے کہ گرد پھر رہے ہین قضائے کار مشیر جادو اس کوہ کا حاکم اپنے قصر مین بیٹھا ہے کہ ایک دلچسپ آواز کان مین آئی گھبرا کر کہا یہ کیسی آواز ہے سر اُٹھا کے دیکھا کہ صدہا طائر آواز کی جانب جاتے ہین بعضے زمزمہ سرا بعضے خاموش مشیر اپنے قصر سے نکلا اُڑ کے بلند ہوا بلندی پر آکے دیکھا کہ ایک جانور کیا مزے سے زمزمہ سرائی کر رہا ہے کسی جزیرے کا جانور ہے ہزارہا طائر گرد گھیرے ہوئے بیٹھے ہین طاؤس جابجا رقصان باز عقاب تیہو سب طرح کے طائر اس مقام پر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کرنے والے کو گھیرے ہین مشیر حیران ہو گیا یہ سوچا کسی جزیرے کا جانور ہے نہین معلوم ماده یا نر ہے بلبل ہزار داستان ہے کیا مزے سے گا رہا ہے یہ طائر تو اس لائق ہے کہ اسکو خدمت شاہ مین لیچلون ملکہ مہران آسمان سیر بہت خوش ہونگی یہ سوچکر گرا کمر مین خواجہ کی پنجہ دیا سب طائر اُڑ گئے عمرو کو مشیر نے اُڑا راہ مین پوچھا اے جانور تو کس جزیرے کا ہے عمرو نے بھی ڈرانے کو باؤ کر کے منہ کھولدیا مشیر کو یقین ہوا کہ یہ جانور ہے قضائے کار صبح کا وقت ہے ملکہ مہران آسمان سیر تخت پر سوار چار پانچ مصاحبین ساتھ ہرا ہے سیر نکلی ہین ہوا نے جو مزہ دکھایا اُڑ لی چلی جاتی ہین صحرا ہائے سبزہ زار کی سیر کر رہی ہین کہ سامنے سے ایک جادوگر کو دیکھا پنجے مین کچھ دبائے ہوئے اُڑا ہوا اسی طرف آتا ہے ملکہ مہران کو دیکھکر مشیر نے سلام کیا پایۂ تخت تھام کے دعائین دینے لگا کہا حضور پہاڑ پر آج

یہ طائوس طرح کی زمزمہ سرائی کررہا تھا کہ ہزار ہا طائر گھیرے ہوے بیٹھے تھے غلام سرکار کے واسطے اُٹھا لایا کہ حضور اس سے کھیلینگی تو بہت خوش ہونگی مہران نے کہا سامنے گرداب جو ملکہ مہران کی نگاہ پڑی کہا ارے مشیر تو نے بڑا کمال کیا سرحد کوہ تجھکو بخشی وہان کی تجھکو سلطنت دی جو تو مانگے وہ دون یہ تو عمر عیار ہی اسی نے ہمارے دربار مین آکے قیامت برپا کی تھی اسکو تو نے کیونکر پایا کہا حضور میرے پہاڑ پر بیٹھا زمزمہ سرائی کررہا تھا جو پنج اسکے ہاتھ مین تھی مصاحبون نے کہا حضور فی بجاتا ہو گا کنیزون نے پایۂ تخت چھوڑکر عمرو کو گرفتار کیا ملکہ وہین سے پلٹین بڑی اسکو خوشی ہوئی برق نے جو دیکھا کہ استاد کو ساحر اُٹھا لیگیا بہت گھبرایا پہاڑ سے اترکر ایک جانب چلا اس تلاش مین کہ وہ ساحر ملجائے تو اُستاد کو رہا کرون تلاش کرون کہان لیگیا اس فکر مین جاتا ہو نہ برق کا ذکر کیا جائیگا وہ مقام کوہ بہت بلند ہے کئی کوس تک دوڑتا ہوا گیا کہین نشان نہ پایا مہران آسمان سیر خواجہ کو لیکر چلی میان شید اکے ہاتھ سے اشغاق ومرداق مارے گئے صاحبقران اپنے ساحرون کو ساتھ لیے ہوے بہ ہدایت شید اطرف کوہ گلرنگ کے جاتے ہین کہ انکا ذکر تحریر ہوگا بہرام جو فوج غیر ساحران ساتھ لیکر وارد ہی کرتا ہوا آتا ہے خیال مین ہے کہ جلدی کرون پاس آقاے نامدار کے پہونچون دوسرا دن ہو لشکر ساحران پشت پر کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال موسوم بہ سام کرگدن سوار تین لاکھ فوج سے آتا ہے بہرام کو دیکھکر کا عیار سے کہا دریافت توکرو یہ کسکا لشکر ہے افسر کا اس لشکر کے کیا نام ہے یہ لوگ کہان جاتے ہین عیار نے آکر دریافت کیا سام سے سب کیفیت بیان کی سام نے کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ ملازمان طلسم کشا کو دیکھون اور جانے دون اُسی مقام پر اُترپڑا بہرام کو بھی ٹھہرنا واجب ہوا سام نے طبل جنگی بجوایا بہرام نے بھی جواب مین نقارۂ رزمی کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین کل رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سام میدان مین نکلا پکارکر آواز دی اے سپاہ لشکر طلسم کشا آکر ہمسے مقابلہ کرو یا ہماری اطاعت قبول کرو شاہان طلسم نے ہمکو لکھا تھا کہ لشکر مسلمانان آتا ہے جاکر انکو گرفتار کرلاؤ یہ کہکر میدان مین آیا بہرام نے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین سام کے آئے نیزہ چلا مطلب نہوا نیزے پھینک کر تلوارین کھینچین سام کو اپنی کشتی پہ بڑا ناز ہے دو چار ہاتھ تلوار کے چلے آخر بہرام وسام سے کشتی ہوئی شام تک ایک طور پر لڑے شام کو بہرام کا کولہ اُٹھا لیا وہ ملعون بہرام کو اُسی حال مین باندھ لیگیا سب سرداران لشکر پریشان رات کو آکے لشکر مین صلاح کی کہ ایسا نہو یہ بہرام کو لیجائے اگر ہین پڑے تو اس سے مقابلہ کرین بہرام کو چھین لین یہ تو اس فکر مین تھے کہ شام کو صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار ببر پوش بارہ ہزار قزاقون سے آکر اسی صحرا مین اُترا عیار سے کہا دریافت کرو یہ دونون لشکر کسکے ہین عیار نے خبر دی بہرام ملازم صاحبقران کو سام پکڑلیگیا ہے مقام انتشار ہے نقابدار اُسوقت تو چپکا ہورہا دو پہر رات گئے برق ترکی کو بجایا آوازدی اے لشکر ترکان ہوشیار شو بدقزاق تیار ہوکر سامنے آئے نقابدار چلا جب سامنے لشکر سام کے آیا نعرۂ قنبرانہ کرکے شبخون مارا بہرام قید خانے مین تھا قید توڑی یہ خبر عبدالجبار و عبدالقہار نے سنی محیط قنبلیہ بھی لشکر مین موجود ہے سب لشکر تیار ہوکر آیا بہرام کو دیکھا سر برہنہ خود و زرہ ندارد لڑرہا ہے سب آکر شریک ہوئے بہرام کو تو یہ سب نکال لیگئے نقابدار تنہا کھڑا تا قریب سام کے پہونچا سام نے

گیند اٹھایا نگاورزن ہوا نقابدار نے لگا ور خالی دی نقابدار نے نیزہ آنکھون اسکے گیند سے کے مار دیا لہذا
نے حسبت کی سام گرا نقابدار نے پانچ چار ہاتھ ایسے مارے کہ پشت وپہلو سام کا زخمی ہوا سام
زخمی ہوکر سامنے سے نقابدار کے بھاگا نقابدار نے پڑاؤ لوٹ لیا لڑتا بھڑتا لشکر سام سے صبح ہوتے
نکلگیا سام بیسروسامان اُترا بہرام اس کا تعقب کرکے پہونچے بہرام نے کہلا بھیجا او ملعون تو نے
مجھکو کولا اُتر جانے مین گرفتار کرلیا پروردگار نے تیری سرکوبی کو نقابدار سبز پوش کو بھیجا ہم تیرے
مقابلے کو آئے ہین چار لاکھ ساحر بھی ہمارے ساتھ ہین مگر ہمارا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر سے ساحر
لڑین ابھی اشارہ کردین تو وہ تیرے دھوئین اڑا دین مگر اپنا یہ دستور نہین زور و طاقت مین نا چار و
مجبور نہین یا تو ہمسے مقابلہ کرو ورنہ آکر اطاعت کر اُسنے ایلچی کو جواب معقول نہ دیا یہ کہلا بھیجا کہ ہمارے
پاس کچھ اسباب جنگ نہین نقابدار نے بارگاہین ہماری جلا دین ہمے پھونک دیئے جتنے سامان
منگوایا جو سامان جنگ مہیا ہوے تو تمسے مقابلہ کرین بہرام صبح کو مسلح ہوکر یکہ و تنہا گھوڑے پر سوار
ہوکر چلا سرداروں نے کہا بھی کہ آپ اکیلے نہ جایئے بہرام نے نہ مانا اکیلا اسکی بارگاہ مین آیا آگے
للکارا کہ او نامرد آ شکر مقابلہ کر سام نے جو بہرام کو تنہا پایا ساتھ والون سے کہا اس جوان کو مار لو
بہرام نے تلوار کھینچی لڑنے لگا عین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار سبز پوش تلاش کرتا ہوا آتا ہی
آسمان پر ایک لکہ ابر ہی چھایا ہوا ہی اُس ابر سے چشمک زنی برق کی مگر بر وقت جنگ وہ ابر الگ ہو جاتا
ہی سبز پوش نے جو دیکھا کہ بہرام لشکر کفار مین لڑ رہا ہی قصد کیا کہ جا پہونچون کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ
سکندر بہ نشست مرکب پر سوار سبز پوش کو للکارا او نقابدار یہ کیا حرکت ہی سبز پوش سکندر پر جا پڑا ابھی
نیزہ چلنے لگا برقان برق وش نے جو دیکھا کہ ضیغم سے ایک جوان حسن ملبہ انکا ہمصورت مقابلہ
کر رہا ہی چلی تھی کہ سحر کرون ابر سے نسیم آتشخو نے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او ساحرہ مین نے دیکھا آگے
نہ بڑھنا جتنے بہانا برقان برق وش کو نسیم آتشخو سے سحر چلنے لگا نہین پر سکندر و ضیغم لڑ رہے ہین مگر
برقان نے دو تین سحر ایسے کیے کہ سر ملکہ نسیم کا زخمی ہوا برقان نے چاہا کہ نسیم کو پکڑ لوں کہ شاہین نے
جھپٹ کے گویہ مارا آواز دی او ساحرہ خبردار برقان برق وش شاہین پر جا پڑی پشت پر سے
آگے گلشن نے کمند سحر لگائی برقان کو پکڑ لیا نسیم آتشخو نے زبان مین سحر زن دیا اپنے ابر مین چھپایا
نسیم نے زخم سر باندھا اب جو اشارہ کیا ہاتھ پاؤن ضیغم کے بیکار ہونے لگے سکندر پیٹ پڑے
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا نیرنگ صبا رفتار عیار نکل کے بھاگا سکندر ضیغم کو پکڑ لیے لشکر صحرا مین
آیا سپاہیان لشکر بہرام عین گرمی جنگ مین آپہونچا عبد الجبار و عبد القہار ایک جانب سے جھپٹا فیلدر
اب جو لشکر سام پر دباؤ پڑا اسنے چاہا کہ نکلجاؤن بہرام نے للکارا او مکار کہان جاتا ہی سام پلٹ پڑا
ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گھوڑے سے دونون کو دے کشتی ہونے
لگی بہرام نے دو پہر مین سام کو زیر کیا لشکر نے اسکے شکست کھائی لشکر طرف ایک درہ کوہ کے
بھاگا بہرام سام کو لیے ہوے اپنے لشکر مین آیا شام ہو چکی تھی کہا بجا کر اتے قید کرو سام کو قید
کیا آپ اپنی بارگاہ مین آیا جب سام نے پہلے شکست کھائی تھی اور بے سامان ہوا تھا تو اُسنے
ایک عرضی خدمت مین شاہان طلسم کے روانہ کی تھی کہ غلام یہان آیا ایک نقابدار نے مجھے لوٹ لیا

بارگاہ مین جلادین غلام بے سامان صحرا مین اُترا ہی کچھ سامان روانہ کیجیے شاہان طلسم نے مشہور جادو کو
بارہ ہزار ساحرون سے روانہ کیا مشہور تلاش کرتا ہوا صحرا مین پہونچا وہان لشکر شکست خوردہ سام کا فروکش
تھا اُن سب کو ساتھ لیا بہرام کو خبر پہونچی مشہور جادو طرف سے شاہان طلسم کے سامان لیکر آیا ہی لشکر کو
سام کے ہمراہ لیا ہمارے مقابلے مین آیا ہی بہرام بہت حیران ہوا برق فرنگی پھرتا پھرتا شام کو حیران
تھا کہ کہان ٹھہرون ایک پہاڑ پر جو چڑھ گیا لشکر بہرام کو دیکھا بخدمت بہرام حاضر ہوا بہرام نے کہا
اے برق یہ تو بتلاؤ کہ اُستاد کہان گئے برق تڑپ گیا کہا اُستاد کو ایک ساحر اُٹھا کے لیگیا اُنکی
تلاش مین پھرتا ہون کہا تمنے سنا ہم تلاش مین آقا کی جا رہے تھے سام پہلوان سے مقابلہ پڑا اُسے ہمنے قید
کیا ہی اب مشہور جادو فرستادہ شاہان طلسم ہمارے مقابلے مین آیا ہی جیسی تمہاری صلاح ہو برق نے
کہا مین ابھی جاکر اُنکی خبر لیتا ہون مشہور نے ارادہ کیا ہی کہ صبح کو سام کو رہا کرونگا بہرام کو گرفتار کرکے
لیجاؤنگا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی برق بانہ ہائے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا کنارے لشکر مشہور کے
اگر رنگ و روغن عیاری کا نکالا سام کی شکل بنکر لشکر مین آیا ملازمون نے جو دیکھا پوچھا اے پہلوان
دوران کیونکر رہائی پائی کہا بھاگ کر نکلا ہون شکر ہی کہ اپنے لشکر مین آگیا مشہور جادو کہان ہی جلکے
اُس سے کہون کہ اپنی فکر کرے مسلمانون کا ارادہ ہی کہ تمھین مارین کہیدان رسالہ دار سے باتین کرتا ہوا
بارگاہ مشہور مین آیا مشہور سام کو دیکھکر اُٹھا کہا اے سام کیونکر چھوٹے کہا حضور رات کو بھاگ نکلا ذرا
کنارے چلیے مین آپ سے کچھ باتین کرونگا مشہور نے ہاتھ پکڑ لیا پوچھا کیا خبر ہی کہا سب کے سامنے
کہنے کی بات نہین ہی خلوت کیجیے خیمے مین لیکر آیا باتین کرتے کرتے برق نے کہا دیکھیے یہ کاہے کی آواز آتی ہی
مسلمان آپہونچے اب قیامت کی تلوار چلیگی مشہور گھبرا کے دیکھنے لگا برق نے حلقے کمند کے گلے مین
ڈالدیے حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ باندھکے بھاگا خادم خدمتگار جو اندر آئے آقا کو نہ پایا ہاہا
لشکر مین ہوا مشہور کو کوئی لیگیا صلاحین ہونے لگین کیا کرین کچھ بن نہین پڑتا مگر برق لیے ہوئے
مشہور کو جاتا ہی نیرنگ صبا رفتار عیار ضیغم شیر شکار اسی فکر مین نکلا تھا کہ اپنے آقا کو رہا کرون
کہ کان مین زنگ کی آواز آئی جھک کے جو دیکھا کہ برق فرنگی شاگرد خواجہ عمرو ایک پشتارہ لیے
ہوئے جاتا ہی نیرنگ نے حلقے کمند کے راہ مین لگا دیے ایک درخت مین چھپکے بیٹھا برق جب اُس
مقام پر پہونچا دل دھڑکا حیران ہوا کہ اے برق مین تو بہت اُنسیت لایا ہون دل کیون دھڑکتا ہی سوچا
کہ ساحر لوٹا یا دل گھبراتا ہی تڑپ کے نکل چلو جیسے ہی جست کی نیرنگ نے شیر کی آواز دی برق رکا
حلقہ ہائے کمند کے بیچ مین تھا نیرنگ نے جھٹکا مارا برق گرا پشتارہ پشت سے الگ ہوا کمند مین
کاٹ کے اُٹھا دیکھا ایک لڑکے نے چاہا تھا گرفتار کرے برق تیغچہ پکڑ کے سامنے آیا تیغچہ چلنے لگا
برق جہان دیدہ کار آزمودہ تعلیم کردہ خواجہ عمرو جھکائی دیکر ہاتھ مارا کہ میان نیرنگ کا سر زخمی ہوا
نیرنگ لڑکھڑا کے گرا جب برق چلا کہ سر کاٹ لون نیرنگ نے تڑپ کر کہا اے برق مجھکو قتل
کرکے شرمندہ ہو گے نام بتانا مناسب نہین مین بھی تمہارے باغ کا پھول ہون برق نے ہاتھ
روک لیا قریب آکر پوچھا صاحبزادے تمنے مجھے کیون ستایا نیرنگ نے کہا ایک دل لگی سوجھی میرے
آقا لشکر سکندری مین قید ہو گئے ہین ملکہ برقان برق وش کو بھی نسیم نے پکڑ لیا ہی اُنکی تلاش مین نکلا تھا

تمکو جو آتے ہوئے دیکھا خیال مین آیا انکا پیچھا کرو یہ انجام ہوا برق نے گلے سے لگایا مشہور کا پشتارہ ایک درہ کوہ مین رکھدیا کہا چلو ہم چلکر تمھارے آقا کو رہا کرین برق فرنگی نیرنگ کو ساتھ لیکر چلا دونون نے صورت بدلی خدمتگار بنے ہوے لشکر سکندر مین آئے دیکھا لشکر سکندر مین بڑی چہل پہل ہے ایک خیمے کے دروازے پر چالیس پچاس کنیزین بیٹھی ہین برق تو نہایت تیز ہے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک کمیدان کی صورت بنا نیرنگ کو مزدور بنایا ایک بنڈلہ انکے کاندھے پر رکھکر اُس خیمۂ قیدخانے پر آیا جو کنیزین بطور نگہبانی بیٹھی ہین ایک نے پکار کر آواز دی کون آتا ہے برق نے جواب دیا شاہزادے نے شراب بھیجی ہے بنڈلہ لیکر آیا ہون اور رنگ کنیز نے قریب بلایا برق نے بنڈلا رکھوا دیا اور رنگ نے اور کنیزون سے کہا لو پیو تم لوگ شراب کی شکایت کر رہے تھے پوچھا کمیدان صاحب یہ شراب کسنے بھیجی کہا اسوقت شاہزادہ سکندر نے جلسہ کیا تمھارا خیال آیا مجھسے ارشاد فرمایا کہ ہماری کنیزون کے واسطے شراب لیجاؤ مین لیکر حاضر ہوا برق و نیرنگ کنارے ہو گئے اور رنگ نے شراب سب کو پلائی پی پی کر سب بیہوش ہوئین نیرنگ برق کی عیاری پر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہے کہ یہ تعلیم کردہ خواجہ عمرو کی تاثیر ہے کیا جھٹ پٹ عیاری کی سب کو قتل کر کے اندر آیا دیکھا ملکہ برقان برق وش زندان مین سوزن مبتلاے دام رنج و محن اپنی گرفتاری کا قلق ہے یاد مین ضیغم کے یہ اشعار پڑھ رہی ہین

اشعار

مین اگر آپ سے جاؤن تو قرار آجائے	پر یہ ڈرتا ہون کہ ایسا نہو یار آجائے
باندھو اب چارہ گرو چلیے کہ وہ بھی شاید	وصل دشمن کے لیے سوے مزار آجائے
کر ذرا اور بھی اے جوش جنون خوار و ذلیل	مجھسے ایسا ہو کہ ناصح کو بھی عار آجائے
نام بدبختی عشاق خزان ہو بلبل	تو اگر نکلے چمن سے تو بہار آجائے
جیتے جی غیر کو ہو آتش دوزخ کا عذاب	گر مری نعش پہ وہ شعلہ عذار آجائے
کلفت ہجر کو کیا روؤن ترے سامنے مین	دل جو خالی ہو تو آنکھون مین غبار آجائے
محو دلدار ہون کس طرح نہون دشمن جان	مجھپہ جب ناصح بیداد کو پیار آجائے
ٹھہر جا جوش تپش ہر تو تڑپنا لیکن	چارہ سازون مین ذرا دم دل زار آجائے
حسن انجام کا مومن مرے بارے ہے خیال	یعنے کہتا ہے وہ کافر کہ تو مارا جائے

نیرنگ نے بڑھکر سلام کیا زبان سے سوزن نکالا برقان نے کہا اے نیرنگ کیونکر پہونچے اسنے سب حال بیان کیا برقان نے کہا اب مین جاکر شاہزادے کو رہا کرتی ہون تم لوگ ہٹ جاؤ برق و نیرنگ الگ ہوے برقان برق وش بلند ہوئی دیکھا سامنے ایک خیمہ ہے دروازے پر اُس خیمے کے ایک کمیدان کئی سو جوان حفاظت کر رہے ہے جو کوئی اسطرف سے نکلتا ہے حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند برقان نے سحر کیا کہ سب سو گئے ملکہ برقان برق وش اندر ہی نیرنگ صبا رفتار نے آکر شاہزادے کو دیکھا حیران و پریشان ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے مگر شاہزادہ بمزاج زنجیر ہلا رہا ہے خانۂ زنجیر مین غل ہر مرتبہ یہی قصد ہے کہ قید توڑ ڈالون لڑتا بھڑتا نکلون مگر قید آہن گران ہے قید نہیں ٹوٹتی اسی وجہ مین بمزاج بیٹھا ہے برقان نے آکر سلام کیا شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ دارا نیرنگ کیونکر پہونچے نیرنگ نے کل احوال بیان کیا برقان نے کہا اے شہریار چلیے ضیغم کو نہایت غصہ ہو کہا ملکہ میرا دل نہیں چاہتا کہ مین قیدخانے سے نکلو

اس لونڈے سے سمجھونگا اسکے ساتھ جادوگر بیان ہین ضیغم نے کہا ہمارے قزاق کیا ہوے نیرنگ نے
کہا سب درۂ کوہ مین موجود ہین ضیغم نے کہا مین ابھی اگر شبخون مارونگا نیرنگ کی تو مراد یہ ہی کہ رہائی
پاکے نکل چلیے شاہزادہ کب مانتا ہی نیرنگ نے ہتھکڑی کاٹی شاہزادے نے خانۂ زور مین آکے
قید کو توڑا خاردار لوہو لہلوں سے پار ہو گئے برقان نے چاہا مین پنجہ کمر مین دیکرے لکلوں ضیغم نے
کہا ملکہ یہ ارادہ نہ کرنا مین اپنی جان دیدونگا برقان حیران ضیغم بل کرتے ہوے نکلے ایک ورکیا لیا
اسپر سوار ہوے نیرنگ نے رکاب پہ ہاتھ رکھا برق تو چلا گیا ملکہ برقان عقب مین انکے مرکب کے
قریب طلایہ کے پہونچے نیرنگ نے کہا آقا کنارے سے نکل چلیے کہا ہم تو اسی طرف سے جائینگے
کامگار سنگرد کوتوال بارہ سو جوانون سے طلایہ دے رہا تھا اُسنے جو دور سے دیکھا ایک جوان
آفتاب جمال گھوڑے پر سوار نہایت بدمزاج گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہی کامگار نے آواز دی
کون آتا ہی ضیغم نے کہا دیوانے آپ ہین ہم آپ کے باپ ہین خبردار ہمکو نہ روکنا کوتوال نے آواز پہچانی
مشعلین جو مشعلچیون نے دکھائین کامگار نے کہا تو قید ہی جاتا ہی گھبرلو جانے نہ پائے تمام ملازم
لینا لینا کہکر چلے اُسوقت برقان کی بیتابی ہر مرتبہ بیقرار ہوکر پکار اُٹھتی ہین ای شہریار اپنے کو بچائیے
کنیز کو مہت نہ ستائیے اب تو میری یہ کیفیت ہی

نظم

جا پہنچیگے نالے مرے افلاک پر
روح عاشق باحجاب آرزو
حسرت مین لوٹا کیگی خاک پر
داغ دل بیکار جانے کا نہین
آج عالم ہی تری فتراک پر
کیا عجب مجھ رند کا آنسو رہے
رشک ہی اس تو سن چالاک پر

ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
ہی گمان کیا کیا تری پوشاک پر
تیغ غم کس کس طرح روز فراق
پھول لائے گا اُگیگا خاک پر
بوسۂ لبہاے گلگون جو ئیے
دانۂ انگور سبز تاک پر
جان و دل محو محبت ہین نسیم

غل اگر آہین کرینگی خاک پر
یہ ارادے ایک مشت خاک پر
چھپ سکیگا تجھسے کیا میرا مزاج
ناز کرتی ہو دل صد چاک پر
صید جو دو چار مین لٹکے ہوے
رنگ ہی ہر رشتۂ مسواک پر
حسرت افزا ہی مری طبع روان
مین فدا ہون صاحب لولاک پر

شاہزادے سے کامگار سے مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ضیغم نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع مرکب
اُسکے چار ٹکڑے ہوے کوتوال چبوترے کے پیادون مین غل ہوا کہ کوتوال صاحب مارے گئے سب نے
چہار جانب سے گھیرا ضیغم نے بڑھکر شمشیر زنی کی دس پانچ پیادے جو مارے گئے غل مچاتے ہوے
بھاگے دور ہی سے کہتے ہین ارے ہتھیار پھینکدے ارے ہتھیار پھینکدے جس نے کہا ہتھیار
پھینکدے لپک کے ہاتھ مارا سر اُسکا اُڑ گیا دوسرا دُہائی دیتا ہوا بھاگا یہ جوان ہتھ چھٹ ہی اس
قیدی سے ڈرنا چاہیے ہنگامہ جو ہوا قزاق انکے درہاے کوہ مین چھپے تھے اپنے آقا کی آواز سنکر
دوڑے دیکھا شاہزادہ لڑ رہا ہی قزاق بھی جھپک کے گرے لشکر مین آفت برپا کر دی جواہر نے جاکر
سکندر کو جگایا کہا آقا نہین معلوم کیا باعث ہوا کہ ضیغم قید خانے سے چھوٹ گئے میر طلایہ مارا گیا
سکندر جھلا کے اُٹھا کہا اس طفل کی شامت آئی ہی مردان عالم کی قید جسم سے دور گی ابھی مشکین
باندھکر لاتا ہون گھوڑے کو اُڑا کر نکلے دیکھا ضیغم مجمع عام مین لڑ رہا ہی کئی سو جوانون کو مار کر گرا دیا
نعرے پر نعرہ بلند ہی منم ضیغم بیشۂ صفدری قہر برمیدان کلاوری سکندر نے بھی نعرہ کیا نعرہ سکندر

سکندر منم مالک تخت و تاج ٭ بنوک فلک می ستانم باج ٭ وہ جوان آگے نہ بڑھا ضیغم سکندر کو
دیکھکر چلا پہلا ضیغم نے طرار فرار جوان سے کہا دیکھو تمہارے پیچھے کون آتا ہی جیسے ہی سکندر پلٹے اوسنے
ہاتھ تلوار کا مارا سکندر کا سر زخمی ہوا چاہا پلٹکر جواب دین ضیغم نے نیزہ گھوڑے کی آنکھ مین مار دیا گھوڑے
نے طرارہ بھرا سکندر پشت مرکب سے گرے ضیغم نے چلتے چلتے ایک ہاتھ اور مارا نشانہ بھی سکندر کا
نشانہ ہوا اب سکندر پر آئینہ ہوا کہ جوان بڑا جری دلیر ہی اب ضیغم لڑتا بھڑتا نکلا برقان کی بیقراری
دیسیم بڑھکر حملہ کرتی ہی اے شہریار نکل چلیے ضیغم نے کہا اب نکل چلینگے میان سکندر کو خشم نمائی ہولی
نسیم و گلشن و شاہین جب تک اٹھین اٹھین ضیغم لئے مرکب دبایا اپنے قزاقون کو ساتھ لیکر لڑتا بھڑتا
نکلگیا سکندر کو آکے جواہر نے اٹھایا نسیم و شاہین پہونچے دیکھا سکندر آہ آہ کر رہے ہین سر زخمی
نشانہ نشانہ جھلاتے ہوئے کہ ہر کوئی شہید اتھا میرے گھوڑے کی آنکھ پہ نیزہ مارا ہی جواہر تلاش
کرو اگر ملجائے تو اسکی بارگاہ مین گھسجاؤن مشکین باندھ لاؤن نسیم نے کہا صاحب وہ ساحرہ چھوٹی
وہ اس شیر پہ مائل ہی قید خانے مین بھی گریان و نالان تھی وہ ضیغم کو لیکر نکلگئی سکندر کو اٹھا کر لائے
جواہر کو تلاش مین ضیغم نے چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر برق فرنگی مشہور جادو کو درہ کوہ
مین چھوڑ گیا تھا ساتھ کیرنگ لے گیا ضیغم دہقان برق وش کو رہا کیا اب صبح کو ہلنا کہ جاکے
مشہور کو لون بہرام کے پاس پہونچا دون مشہور پہ یہ معرکہ گذرا کہ برق فرنگی درہ کوہ مین رکھ گیا تھا
صبح کو اسطرف گھسیارے آئے گٹھڑے کو کھولا مشہور بیدار ہو چکا تھا اسنے گھسیارون سے لکڑبان
سون نکلوایا کاہ فروشون کو کچھ انعام دیا اپنے لشکر مین آیا لشکر والے دوڑے کہا مجھکو ایک عیار لیگیا
تھا سردارون نے کہا ہی سردار آپ کو کون لیگیا تھا مشہور نے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کوئی عیار
لشکر اسلام کا تھا اب آج دیکھو کیا قیامتین برپا کرتا ہون سام کو بھی رہا کرونگا سام کو بھی خبر پہونچی
کہ مشہور جادو میری مدد کو آیا ہی لاکھ بہرام نے سمجھایا یہ مسلمان نہوا بہرام نے اسکو قیدخانے مین
بھیجدیا پہر دن چڑھا تھا کہ صدائے طبل جنگ لشکر کفار سے آئی بہرام نے بھی طبل جنگی بجوایا برق
نے آکر خبر دی کہ مین نے مشہور کو پکڑ لیا تھا کسی نے مشہور کو رہا کردیا بہرام نے کہا اب تو اسنے
طبل جنگی بجوایا ہی اب مقابلہ پڑیگا کہ ہرکارون نے بڑھکر خبر دی مشہور لشکر کو لیکر میدان مین آگیا
بہرام بھی لشکر کو لیکر پہونچے دیکھا مشہور میدان مین کھڑا للکار رہا ہی بہرام کو دیکھکر آواز دی اے
بہرام تجھے بڑا غضب کیا سام پہلوان کو قید کرلیا بہتر یہی ہی کہ اسکو قید سے رہا کردو بہرام نے
کہا اسکو قتل کرینگے یا یہ ہمارا مذہب اختیار کرے گا مجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر مشہور نے آواز دی
کہ میرے مقابلے مین آؤ بہرام مقابلے مین گیا مشہور نے چند دانے ماش کے پھینکے بہرام گھوڑے سے
گر کر بیہوش ہوا عبد الجبار و عبد القہار گئے انکو بھی بیہوش کرکے پکڑ لیا محیط قنبلہ ریگا یہ بھی
گرفتار ہوا کل لشکر کو اسنے اپنے سحر مین پھنسایا ساحرون کا لشکر انکے ساتھ تھا انھون نے جو
دیکھا سردار ہمارے گرفتار ہوے گولے ترنج نارنج لیکر پہونچے وہ اثر ہی جب گولہ مارا دو تین
گر کر بیہوش ہوے شام ہوتے ہوتے اسنے سب کو پکڑ لیا آرا لے پرگال کیے لیے چلا
سام کو قید سے رہا کیا سام و مشہور قید لیے ہوئے سرداران صاحبقران کی جاتے ہین

اب انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا خواجہ عمرو کو جو ملکہ مہران آسمان سیر نے پایا چند جادوگرنیون نے بھیجا تاکہ حضور یہ وہی عیار ہے کہ جسنے آفتاب کو مارا کیا تھا مہران عمرو کو لیکر اپنے لشکر مین آئین رفیق جادو سے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو اور ایک عرضی شہنشاہ طلسم نور افشان کو لکھی مضمون یہ تھا کہ سامری و جمشید کی عنایت سے ہوئی ایک جادوگر عمرو کو جانور جانکر پکڑ لایا مین نے اُسے قید کیا ہے جیسا ارشاد ہو بجا لاؤن سحر العجائب و مصر الغرائب نے جو نام عمرو کا سنا کلاہ کو کج کیا کہا صاحبو دیکھو یہ عنایت سامری ہے کہ ملکہ عالم نے عمرو کو پایا اگر عمرو مارا گیا حمزہ کا بازو ٹوٹ جائیگا اسی ظالم کی وجہ سے ساحر مارے جاتے ہین کیسے کیسے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے جواب مین لکھا اے ملکہ عالم ہمارا اقبال یاور ہے طالع مددگار ہین مناسب یہ ہے کہ عمرو کو قید خدمت مین مفتی طلسم کے روانہ کر دیجیے وہ مسئلہ درست کر کے اسکو سزا دیگا ہزارون جادوگرون کا خون اسکی گردن پر ہے ملکہ کو جو نامہ پہونچا رفیق جادو کے ساتھ ساٹھ ہزار ساحر گئے کہا قید عمرو کی لیجاؤ رفیق قید عمرو کی لیکر طرف مفتی طلسم کے چلا مفتی طلسم عالم فارغ التحصیل جادو دشمن مفتی گری پر بیٹھا ہے تمام اہالیان دربار جمع ہین کہ ہرکارون نے خبر دی رفیق جادو مصاحب ملکہ مہران آسمان سیر قید عمرو کی لیے ہوے آتا ہے مفتی نے زانو پر ہاتھ مارا کہا شاہان طلسم نے بڑا غضب کیا صاف صاف میری کتاب مین مرقوم ہے کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہے مگر یار جسوقت وہ آکر پہونچے تم لوگ مسئلہ خون ساحران پیش کرنا مین انکا شریعت حکم دونگا کہ عمرو کو قتل کرو فوراً قتل کر ڈالنا مین احکام سامری مٹا دونگا ہر کتاب مین یہی لکھا ہے کہ عمرو کا قتل ہونا دشوار اگر عمرو پر کوئی تکلیف ہوتی ہے روح سامری پر صدمہ پہونچتا ہے یہ ذکر تھا کہ عرض ہوئی کہ قید عمرو کی حاضر ہے کہا جلد لاؤ عمرو زنجیرون مین بندھا ہوا اندر بارگاہ کے آیا مفتی کو جو مسند قضیات پر دیکھا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اسپر ہو جیو جو خداوند سامری و جمشید کو برحق جانتا ہو خداوند لقا کو پیشوا مانتا ہو مفتی صاحب کا نائب فضلہ فاضلان گھر سے بھی فاضل اپنے نزدیک بڑا عاقل و عالم بلکہ علماء سنے مسئلہ لکھا مضمون یہ تھا کہ کیا فرماتے ہین علماے دین سامری جس شخص نے ہزارون ساحر قتل کیے ہون اُسکو کیا سزا دیجائے فضلہ نے یہ مسئلہ پیش کیا مفتی صاحب نے قلم اٹھایا تھا کہ کچھ لکھین کہ عمرو نے پکار کر آواز دی جناب مفتی صاحب چند باتین متعلق شریعت ہین ملاحظہ کر لیجیے آپ اس مسئلے مین کیا فرماتے ہین خدا کی شان مین مصرعہ ہے یعنی سامری و جمشید کے مقدمے مین کہا جاتا ہے مصرع بے رضاے او کی برگ نہ جنبد ز درخت ✤ یہ جھوٹ ہے یا سچ ہے یا آپ کو اس مضمون کے ماننے کی ترچ ہے آپ نے بڑا سا پتھر سر پہ باندھ لیا یہ بار گناہ ہے جلد حکم لگایے مفتی نے کہا بیشک قدرت سامری ہے کیا اک تنکا بھی بے اُنکے حکم کے نہین ہلسکتا ہاتھ پانون آنکھ ناک سامری نے ہر کام کے واسطے بنا دیے ہے کہ انسان امور ضروری مین مصروف ہو ہاتھ دستگیری کرے قدم با قدم راہ راست سامری پر چلین آنکھین تماشاے قدرت دیکھین دنیا مین کوئی ذلیل کوئی جلیل کوئی قاتل کوئی مقتول بے حکم خداوند ذرہ اپنے مقام سے جنبش نہین کرتا عمرو نے کہا اسی حکم کے پابند رہیے ساحران نامی ملعبان خداوند گرامی میرے مقابلے مین آئے بیشک مین نے انکو بیہوش کیا قتل کرنے چلا حق قدرت ملک الموت کو نہ حکم دیتے مین کیونکر قتل کرتا آپ اسمین مفصل فرمائیے جو کچھ فعل ہوا حکم سامری سے کام کیا مجھکو کیون بدنام کیا اُن سب کا خون گردن پر سامری و جمشید

کے ہین مجھکو ناحق مطعون کیا سامری و جمشید کے نام پر لعنت کیجیے مجھکو رہا کر دیجیے ورنہ آپ کی بھی گردن لونگا اس قلعے کو بھی برباد کرونگا مفتی صاحب سنائے مین آ گئے قلم ہاتھ سے گر پڑا کہا ای نائب من عمرو نے عجب مسئلہ پیش کیا اگر انکار کرون خدائی باطل ہوئی جاتی ہی شاہان طلسم کو جواب لکھو کہ عمرو کو ہم قید کرتے ہین ازروے شریعت کے قتل عمرو جائز نہین اپنے طور پر آپ کو اختیار ہی ہم نہین حکم دیسکتے عرضی تو اُسطرف روانہ ہوئی نائب صاحب کو حکم ہوا قصر عیش گاہ مین اُسکو قید کرو فضلہ عمرو کو لیکر قصر عیش گاہ مین آیا عمرو نے دیکھا سو نازنینان مہ جبین اس قصر مین مصروف عیش ہین ڈھول بج رہا ہی فضلہ نے قفس عمرو کا وہین لٹکا دیا شکیل پردہ در اُن سب کی افسر ڈھول آگے رکھا ہوا ہی گا رہی ہی سو نازنین مہ جبین اُسکے ساتھ تانین پڑ رہی ہین غزل نسیم دہلوی کی گا رہی ہین

غزل

سوال طرز سخن سے تمھارے پیدا ہی
ہمارے سر کی قسم تمکو آرزو کیا ہی

امید مرگ ہین قطع امید تمسے کی
مزاج عاشق افسردہ آج اچھا ہی

خفا ہین جسکے سبب آپ کل سے اسدم تک
ہمین تو آج کی شب بھی وہی تمنا ہی

سیاہیان شب فرقت ہین تھین کہان ایسی
مگر یہ دود جگر کا مرے اندھیرا ہی

نہ چین ہی مجھے گھر مین نہ دشت مین راحت
عجب طرح کا بکھان روزون حال میرا ہی

عجب طرح کی آلی ہین لکھنئین شب و روز
کسی کا عقدۂ گیسو پھر آج کل وا ہی

اُداس ہو سبب انفعال کچھ تو کہو
یہ کیون عرق ہی جبین پر مزاج کیسا ہی

کہان بسر ہوئی اوقات پاک بندہ نواز
بہت دنون مین تمھین ہمنے آج دیکھا ہی

خوش انصیب چھپاتے ہو راز دل ہر دم
مجھے بھی آپ نے بدخواہ کوئی سمجھا ہی

وہی لحاظ کی ہوتی ہین باتین چلمن سے
ابھی تک آپ کو ایجان ہمسے پردا ہی

ہزار کوئی کہے کب کسی کی سنتا ہی
نسیم آپ کی باتون پہ دل سے شیدا ہی

خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ یہ لوگ گانے مین خوب مصروف ہین عمرو نے ایک تان لگائی کہ بجلی چمک گئی شکیل نے ہاتھ روک کر کہا ارے یہ کسنے تان لگائی کلیجے پر چھری چل گئی سب نے کہا حضور ہمنے تو تان نہین لگائی ہم تو آپ کے ساتھ گا رہے تھے شکیل پھر گانے لگی عمرو نے پھر تان لگائی ابکی تو شکیل نے دیکھ لیا کہا ارے قیدی تجھکو گانا بھی آتا ہی عمرو نے کہا حضور گانا رونا سب کو آتا ہی اپنی جان سے بیزار مجبور رونا چاہا آپ لوگون مین آکر قید ہوا ہون دل بہلاتا ہون شکیل نے کہا جو شعر گائے تھے اُنھین شعرون کو پھر گاؤ خواجہ نے کہا ملکہ یہ کون گانے کی صورت ہی آپ ایسی حسین و جمیل میری نگاہ سے نہین گذری امیدوار ہون کہ مجھکو قید سے رہا کیجیے اس قصر سے نکلکر کہان جاؤنگا عیش خانۂ طلسم مین عمر بھر چین کرونگا آپ لوگون کی خدمتگذاری مین مصروف رہونگا آپ کے ساتھ گاؤنگا بجاؤنگا ایسے مکان عیش کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا شکیل نے ساتھ والیون سے کہا حقیقت مین سچ کہتا ہی دبلا پتلا تانتیا حلقشین موجود ہین ایک طمانچہ ماردیگی تو مر جائیگا سب نے کہا حضور بجا ہی اگر بھاگنے کا ارادہ کرے تو بوٹیان کاٹ کے کھا جائین کنیزون نے اُٹھکر خواجہ کو قفس سے نکالا کہا او قیدی گا عمرو نے کہا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان کیا خاک گاؤن طوق گلوگیر نے گلا گھونٹا

رہا

آواز کب نکلیگی شکیل نے کہا قید بھی کاٹ دو خواجہ کی قید کاٹی گئی اب تو خواجہ قید سے رہا ہو کے بیچ مین بیٹھے شکیل نے ڈھول ہاتھ مین لیا ملکہ شکیل سے آنکھین ملا کے چونکہ وقت شب ہی عمرو نے یہ غزل بہ سوز و گداز شروع کی

غزل

ہجر مین میرے سیہ خانے کی رکھ پروا نہ شمع — ہائے دیکھون آج کی شب یا ایک جا پروانہ شمع
جب پڑی زنجیر گریہ پھر کہان آزادگی — دام مین لائیگا تجھکو اشک کا ہر دانہ شمع
دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئے — کہ گئی پوشیدہ میرے حال کا افسانہ شمع
بات کچھ ہو یا منھ آنسو بہا دینا اسے — رکھتی ہی پیری مین حسن گریہ طفلانہ شمع
روسیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئی — بیگناہی کے لیے پیدا ہوے پروانہ شمع
زندگی تک آتش الفت کی تھین سب گرمیان — جان پروانے کی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع
وائے قسمت نخل گریہ ایک بھی اُگتا نہین — بوتی ہی ناحق لگن مین اشک کا ہر دانہ شمع
دن کو پنہان رات کو فانوس کے رخ پر نقاب — کسقدر رکھتی ہی پاس فرقت پروانہ شمع
دامن گریہ چھپا دیتا ہی عریانی کا عیب — تن پہ رکھتی ہی ردائے اشک بیتابانہ شمع
کیا غضب ہی ہوئے گل معشوق بلبل بنگئی — کچھ نہ آیا تجھکو پاس الفت پروانہ شمع
صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے — حاجت مشاطہ رکھتی ہی نہ فکر شانہ شمع
قیدی زنجیر گریہ کیون ہی دیوانون کی شکل — مانگ لے پرواز کرنے کو پر پروانہ شمع
بعد مردن عاشقون کے پاسبان معشوق مین — رات بھر کرتی ہی حفظ لاشۂ پروانہ شمع

خواجہ نے جو یہ غزل گائی شکیل اور تمام کنیزین کوئی ہنستی ہی کوئی روتی ہی رنگ صحبت دگرگون ملکہ شکیل بے اختیار ہو کے روتی ہی کہتی ہی خواجہ نے آگ لگادی مضمون شمع سنکر دل روشن ہو گیا رنگ محفل کا نمونہ گلشن ہو گیا کوئی بلائین لیتی ہی کوئی گرد پھرتی ہی عمرو نے پوچھا کیون ملکہ شکیل اس قصر مین مفتی صاحب بھی آتے ہین شکیل یہ سنکر شرمائی اور سر جھکا لیا کہا اس حقیر پہ اُنکو بڑی توجہ ہی نہین معلوم کہان سے مجھکو بلوا یا بلا مین پھنسا یا روز تشریف لاتے ہین مفتی گری دکھاتے ہین اب تک تو مین نے اُنکو قبول نہین کیا یہی میرا جواب ہی کہ مجھکو قتل کیجیے مین کبھی اپنی عصمت ہاتھ سے نہ دونگی ایسا نگوڑا بدصورت ضعیف ساحر کامل اس قلعے والے اُنکو بعہدہ مفتی گری جانتے ہین اپنا پیر و مرشد مانتے ہین بڑی بڑی کتابین جمع ہین حجرے سے پوچھا جائے کوئی کتاب پڑھ بھی سکتا ہی سب کتابین گرد رکھتا ہی اُنکے بیچ مین بیٹھتا ہی کہتا ہی صحبت تاثیر کریگی مسئلے پوچھنے والے آتے ہین اسی کے حکم پر چلتے ہین عمرو نے جو یہ حال سنا اور زیادہ برائیان مفتی کی بیان کین شکیل نے کہا اے قیدی جان سے اپنی بیزار ہون کہان نکلجاؤن کیونکر اپنے کو اس ظالم سے بچاؤن اگر نکلجاؤن اُسکے نوکر جاکر تلاش کرنے لگین عورت گوشہ نشین کوئی بات نہین بن پڑتی عمرو نے کہا کنارے چلیے مین ایک بات آپ کو تعلیم کرون کہ کبھی وہ آپ سے قصد نہ کرین ملکہ شکیل خوش ہو گئین عمرو کے ساتھ تخلیے مین آئین پوچھا کیون اوقیدی کیا کہنا ہی تیری کیا خوشی ہی عمرو نے شکیل کو باتون مین لگایا باتون مین لگا کر کہا اے شہنشاہ خوبان وائے سرو باغ محبوبی گلوری کھاؤ ایک جام شراب کا پیو طبیعت کو فرحت ہو شکیل رونے لگی

کہا اے قیدی کیا اپنے دل کا حال کہون آٹھ پہر تڑپتی ہون جی چاہتا ہے جان دیدون کچھ بن نہین
پڑتا عمرو نے جھٹ پٹ جام لبریز کیا گھالی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی جام شکیل کو پلا کر بیہوش کیا
شکیل کو تو تنزیل کر لیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شکیل کی شکل بنکر تیار ہوے چلا چلا کے رونا
شروع کیا پکار کر آوازدی صاحبو دوڑو ارے قیدی بھاگ گیا مجھے دھوکا دیا یہ تو بڑا طرار فرار تھا
ابھی تو کوٹھے سے کود آنکھون کے سامنے غائب ہو گیا سب کنیزین دوڑین کہا واری کیا ہوا کہا وہ
قیدی مجھسے باتین کرتے کرتے بھاگ گیا کوٹھے سے کود اسامنے جاکر غائب ہوا اب مین اسکو کہان
ڈھونڈھون مین اب مفتی صاحب کو کیا جواب دونگی پوچھینگے قیدی کو کیا کہا نہین معلوم اس قیدی سے
کیا خطا ہوئی تھی یہ کہکر پھر زمین پہ دے مارا کپڑے پھاڑ ڈالے سر سے قطرے خون کے ٹپکے کنیزون نے
کہا واری قیدی کو آگ لگے گیا گیا اپنے کو کیون آپ ہلاک کرتی ہین ایسا نہو کوئی اعضا بیکار ہو جائے
شکیل کہتی ہے مین اپنی جان دونگی غرض جو ہوا مفتی صاحب کو خبر پہونچی کہ آج شکیل کا عجب حال ہے
جان دینے پر آمادہ ہے دریاے رنج و غم کی طغیانی ہے زلفون پہ پریشانی یہ سنتے ہی مفتی صاحب دوڑے
قصر مین آکر دیکھا سو کنیزین ہر چند ملکہ کو سمجھاتی ہین شکیل کا حال ابتر بیقرار و مضطر صحن مین کنوان ہے
چاہتی ہین جاکر کنوئین مین گر پڑون کنیزون سے کہتی ہین مجھکو چھوڑ دو مین آج اپنی جان دونگی آخر مفتی
نے آکر کہا آخر ملکۂ عالم کیا ہوا شکیل نے منہ چھپا لیا کہا مین بدنصیب آپ کو صورت دکھانے کے
قابل نہین ہون میرے مقدمے مین دخل نہ دیجیے آپنے تو یہ مہربانی صرف فرمائی کہ قصر عیش کا مجھکو
افسر کیا مجھسے یہ خطا سرزد ہوئی کہ آپکے قیدی کو چھوڑ دیا آخر یہ قیدی کون تھا مفتی نے کہا اے شہنشاہ
خوبی و اے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی یہ وہ شخص تھا کہ اسنے مشمش کو دریاے قلزم مین جاکر مارا
دمامہ کو سر میدان قتل کیا عنظلی آبادمین بڑی دھوم کی عیاری کی قطر سحر آفرین کو مارا بڑے
بڑے کارنمایان کیے ملکہ مہران آسمان سیر نے اسکو قید کرکے بھیجا تھا میرے واسطے بڑی بدنامی
ہوگی بادشاہ پوچھینگے کہ عمرو کی قید کو کیا کیا تو مین کیا جواب دونگا شکیل نقلی نے کہا حضور مین کیا جانون
مجھے یہ گمان نہ تھا ایسا دبلا پتلا اسطرح تیز بھاگا کہ حبشن نہ دوڑ سکی مین ارے ارے کہکر رہگئی
مفتی صاحب خاموش ہو رہے کچہری مین آئے کئی سو چاووگرون کو حکم دیا کہ عمرو کو تلاش کرو چاووگر
براے تلاش نکلے بموجب عادت قدیم رات کو مفتی آئے شکیل کے پاس بیٹھے لگاوٹ کرنے لگے آج تو
شکیل نے بھی کاندھے پہ ہاتھ رکھدیا مفتی ایسے خوش ہوگئے جی مین کہتے ہین کہ آج معشوق نے پھیر کے
بڑا احسان کیا لگاوٹ کی بات کی سب کنیزون سے کہا کہ اسباب عیش و نشاط مہیا کرو یہ سنکر سب دوڑین شراب و کباب
لائین سب سامان مہیا کردیا مفتی نے کہا صاحب آج کچھ لگاوٹ کی مہین شکیل نقلی نے ہنسکر جواب دیا میرے
سر مین خلل ہے دیکھو پیندا چھینکا ہے مگر تمھارے کہنے کا خیال ہے سنو صاحب مین نے جو اپنی مقام پر سوچا
تو معلوم ہوا کہ چاہنے والا نہین ملتا کئی سال تمھکو ہو چکے آخر مین کیا پتھر بن جاؤن جو تمھاری خوشی ہوگی قبول
کرونگی چھری گلے پہ پھرتی ہے ان باتون پر مفتی پھولا جاتا ہے شکیل نقلی کے لگاوٹ کبھی چٹکے لیتے کبھی دو ہتھڑ مارتے
کبھی ہنسی کبھی خفگی دل لگی ہوتے ہوتے مفتی نے ہاتھ باندھکر کہا ملکۂ عالم آج تو سرفراز فرمانے کا وعدہ
کیا ہے کہا تمھاری خوشی بھی کرونگی یہ کہکر محصول لیکر صحن سامنے مفتی کے محصول جو بجایا مفتی بیقرار ہوگیا

سامنے

شگلین یہ اشعار عبرت آثار ڈھول بجا بجا کے گا رہی ہی اشعار

سر و محفل کیسے رکھتی ہی جو یہ دستور شمع
رہ سے تکتی ہی تیرا عارض ہہ نور شمع
پارسائی کے ہین دعوے کیون نہو مغرور شمع
اتحاد تیرہ باطن سے نہین منظور شمع
جلوۂ عارض سے تیرے کیون نہ بھاگے دور شمع
آبلے اشکون کے رخ سے کر رہی ہی دور شمع
کونسے دقت اسکو یا دسوز پروانہ نہین
شعلہ کا ہیکو ہی سر پہ ہی یہ چوٹی نور کی
خود مٹا دیتی ہی جب ناسور کو بھر دیجیے
عکس تیرے عارض شفاف کا جو پڑ گیا
تملیا ہی جا بجا دو دجگر پروانے کا
آنکھ بھی پائی ہی قسمت سے تو وہ ناسور کی
شاہدان شعلہ رو کو چہ گردی عیب ہی
ان تنائی کر رہا ہی تاج شعلہ فرق پر
قصد بیداد یلیکر کتنے ہین سو سو ناز سے
صدقے ہین اُس تیرگی کے جسمین تم ہو حجاب
زخم ملتا ہی حسینون کو بھی جور چرخ سے
اس زمین مین اک غزل لکھو مضامین زا نسیم

ایک ہی پاسے کھڑی رہتی ہی شب بھر دور شمع
دیکھو تو کیا دیکھتی ہی اوبت مغرور شمع
بندہ فانوس مین ہی شاہد مستور شمع
دو دو شعلہ سر سے رکھتی ہی نہایت دور شمع
سامنے خورشید کے رکھتی نہین ہی نور شمع
پالگن مین بھر رہا ہی دانہ انگور شمع
کب بحال رکھتی ہی شعلہ سا سینہ مخمور شمع
جب یہ جلوے ہون نمایان کیون نہو مغرور شمع
جانتی ہی نمک اپنے زخم پر انگور شمع
کسقدر چمکی ہی گویا ہو گئی بلور شمع
سر نگین رکھتی ہی ہر ہر دیدۂ ناسور شمع
اسکو دکھلانے یہ اپنا دیدۂ بے نور شمع
دوسرے پاسے ہوئی ہی اس لیے منظور شمع
آج تو دکھلا رہی ہی کچھ فر وغ طور شمع
کچھ حیا کر دیکھو تو وہ دیکھتی ہی دور شمع
جلد اُٹھو گل کروا بجان نہین منظور شمع
رکھتی ہی سینے مین اپنے جا بجا ناسور شمع
جلوۂ افکار سے ہی خاطر مسرور شمع

خواجہ نے اسطرح یہ غزل گائی کہ مفتی صاحب بیقرار ہو گئے بلائین لینے لگے اب خواجہ نے لگاؤ جو کیا مفتی صاحب مچل گئے رال ٹپکی پڑتی ہی کبھی قدم چھوتے ہین کبھی وجد مین گر دپھرتے ہین کنیزین مسخرا پن کر رہی ہین کوئی چہل کر کہتی ہی مفتی صاحب آج تو اسی گھر بہلا لیجیے ایک کہتی ہی پوتی سے سامنا ہی ایک کہتی ہی بیٹی پر دست انداز ہو نگے مفتی صاحب نے جھڑک دیا کہا نالائقو کیا بیہودہ بکتی ہو یا ہر جاؤ طعن و تشنیع کرتی ہو ہماری معشوقہ ہی جو کچھ کہیگی ہم اُسکا حکم بجا لائینگے اُسکو راضی کر دینگے ہم اُسکی خوشی کے امیدوار ہین خیال تو کرو برسون سے بیقرار تھے ہمکو کچھ نہ بن پڑتا تھا آج جان جہان نے سرفراز کیا ہی خواجہ نے جام بہر بہر کرکے کہا مفتی صاحب تو بہ شکنی کا وقت ہی مفتی صاحب پکار اٹھے شعر گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے ٭ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ٭ لاکھ جان میری ایک ناخن پا پر نثار ہی جب جام خواجہ نے پلایا مفتی صاحب کے دانت تارون سے بندھے ہوئے بوئے بد منھ سے آرہی ہی خواجہ عمرو تو بہ کر رہے ہین کہتے ہین عیار ہی بہت بری چیز ہی ایسا نہو حرامزادہ دست انداز ہو آدمی موٹا تازہ قد و قامت مین رومی دروازہ دیکھیے کیا ہوتا ہی مفتی صاحب شراب پی کر چٹکیان بجانے لگے چونکہ مفتی صاحب عابد و زاہد ہین یہ غزل عارفانہ گانے لگے غزل

گاہ روشن ذات حق مانند خود در وحدت است — گاہ مثل ماہ تابان جلوہ گر در کثرت است
ناظر اندر خلوت است و حاضر اندر جلوت است — ذات حق موجود اندر کثرت است و قلت است
لب بجنباند بفرمانش کرا این قدرت است — دم زند در حکم تقدیرش کرا این جرأت است
حسن رونا فزون آن جان جہان صبح و مسا — گاہ در صورت نمایان گاہ اندر سیرت است
سرکشان دارند سر بہ خاک عجزش سرنگون — گردن گردن کشان خم زیر بار منت است
میرساند روزی ہر روز آن روزی رسان — جا بجا گسترده اندر دہر خوان نعمت است
بعد عسرت مینماید چہرۂ عشرت خدا — آب حیوان رخ نہفتہ درمیان ظلمت است
کی نماید جلوہ نور ذات اندر دیدہ اش — بر رخ ہر کس کہ افتادہ حجاب غفلت است
دست و پای خود بجنبان در عبادت روز و شب — نہ ہانکہ ہندی اندرین حرکت سراپا برکت است

مفتی جی نے خوب چٹکیاں بجا بجا کے یہ غزل پڑھی کنیزین دوسرے قصر مین چلی گئین خواجہ نے انگوچھی شلوار بھیجی مفتی صاحب گاتے گاتے اُٹھے نشے کے جوش مین ٹھنڈا سا سر سے گر گیا بند قبا کھلے ہوے پائجامہ کھسکا جاتا ہی تو ندپر پہنین ٹھہرتا اُٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا خواجہ خنجر لیکر چلے کہ مفتی صاحب کو مفت مین قتل کرون جیسے ہی خنجر کھینچکر چلے قصر بھی سناٹا ہی کنیزین دوسرے قصر مین بیہوش پڑی ہین ایک آواز عمرو کے کان مین آئی کہ او قبیدی کیا کرتا ہی دار العلم کو سونا کیے دیتا ہی عمرو دیکھنے لگا کہ یہ کون ہی کسنے آواز دی کوئی معلوم نہ ہوا عمرو پھر چلا پھر آواز آئی کیا کرتا ہوارے نیرے ہاتھ مین اندھیر ہی تجھکو کچھ خدا کا خوف نہین سیلوگون کی بیعزتی کون کریگا ایک ایک اس شہر کا ٹھوکرین کھاتا پھریگا اگر یہ مارا گیا سارے شہر کو افسوس ہوگا عمرو حیران ہی کہ یہ کون آواز دیتا ہی کہ دیوار مکان شق ہوئی دیکھا وہی فضلہ گردمین آتا ہوا چیختا ہوا آتا ہی برابر عمرو کے پہونچا عمرو نے اُسوقت جی داری کر کے فضلہ پر حلقہ ہاے کمند مارے فضلہ نے آہ کی منھ سے دھوان نکلا حلقہ ہاے کمند جلگئے جلدی مین تین دار عمرو نے پیے وہ تینون خالی گئے چاہا عمرو نے حسبت کرکے نکلون فضلہ نے دو ہتھر مارا عمرو لڑکھڑا کر زمین پر گرا مثل لوٹن کبوتر کے لوٹنے لگا فضلہ نے بڑھکر چاہا کہ مفتی صاحب کو ہوشیار کرون عمرو نے کہا بھائی صاحب مین مجبور و ناچار ہون میرے قتل کرنے سے آپ کو کیا ملیگا اگر قدرت سفین سی فرشتے کو حکم ہوجائیگا وہ مجھکو بچائیگا تمھاری کیا مجال جو مجھکو قتل کرو فضلہ نے کہا ارے یہ تو بتا کہ شکیل کو کیا کیا عمرو نے کہا مجھو کا تھا کھا گیا جب فضلہ مفتی صاحب کو ہوشیار کرنے جاتا ہی عمرو ایسا جملہ لگا دیتا ہی فضلہ پھر باتون مین مصروف ہوجاتا ہی باتین کرتے کرتے عمرو نے فضلہ سے کہا میرے قریب آئیے تو مین آپ کو دکھا دون کہ شکیل کہان ہی آپ شکیل کو بلا لیجیے شکیل کہتی تھی مین نائب صاحب سے راضی ہون مفتی صاحب مجھے ہاتھ نہ لگائین فضلہ کہ گھر سے فاضل تھا کہا کیون خواجہ کیا وہ میرا نام لیتی تھی عمرو نے کہا تمھارا نام لیکر روتی تھی کہتی تھی ہاے کیا کہون مفتی صاحب زبردستی مجھے دبائے ڈالتے ہین نائب صاحب مجھکو اپنی خدمت مین لیتے تو بڑا احسان ہوتا کہا خواجہ اُسے کہان رکھا عمرو نے کہا میرے ہاتھ پاؤن کھولو سحر اُتارو مین تمھین دکھا دون اس بھڑوے کو بیہوش پڑا رہنے دو تم اپنا مطلب کرو مین منھ پھیرے کھڑا رہونگا مفتی کو مفت مین قتل کرو تم مفتی قلعہ بنکر بیٹھو فضلہ نے

سحر اُتارا عمرو نے زنبیل کھول کے کہا دیکھیے وہ سامنے کنارے دریا کے بیٹھی ہی اب جو اُسنے سر جھکا کر
دیکھا حقیقت مین کنارے دریا کے شکیل فرش قالین پر بیٹھی ہی ایک بجرے پر چند نازنینان جمع ہو آئی
ہین اور شکیل کو بلا رہی ہین شکیل کہتی ہی مجھے دریا سے خوف معلوم ہوتا ہی اب تو نائب صاحب نے پکارا
ارے بی شکیل میان آؤ آج سناٹا ہی شکیل نے پلٹکر کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مین میان تو اڑا کھیلنے آئی
ہون دوسری کشتی آئے تو مین جاؤن اس بجرے مین خوف ہی فضلہ نے کہا صاحب میان بھی دریا
ہی مین بجرہ درست کرا دونگا تمہاری کنیزین تمہارے ساتھ شکار کھیلینگی وہان تم کیون پریشان بیٹھی
ہو مین ہمیشہ سے قتیل تیغ ابرو تھا میرے حال پر رحم کرو جب دیکھا عمرو نے کہ فضلہ خوب تماشے مین
مصروف ہی باتین بھی کر رہا ہی چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا کہا پاس جا کے باتین کرو کرتے ہی
انکا علاج ہونے لگا میٹھو نے کپڑے اُتروا لیے ٹوکری مٹی کی سر پہ رکھی تڑانے تڑائے تو ایک سونٹا
پشت پر پڑا کہا صاحب مین کس مصیبت مین پھنس گیا نہایت ہی بہتر تھی میان تو شکیل نہین معلوم
ہوتی مٹی ڈھونا پڑی میٹھو نے ایسے دو تین سونٹے مارے کہ نائب صاحب چوتڑ سہلا رہے ہین عمرو
نے جھپٹکر مفتی صاحب کو بھی زنبیل مین ڈالا انکا بھی اچھی طرح علاج ہوا اب نائب اور مفتی دونون
ٹوکریان ڈھو رہے ہین لیکن ایک کنیز کو دیکھا تاج پہنے ہوے ایک کرسی پر بیٹھی ہی حیران حیران دیکھ رہی
ہین ہیبت کے ڈر کے مارے منھ سے بول نہین سکتے ذرا اشارہ کیا یا کسی طرف چلنے سونٹا پشت پر پڑا
خواجہ عمرو رنگ روغن عیاری کا لگا کر مفتی صاحب کی شکل بنے ایک پلنگڑی پر آرام کیا صبح کو کنیزون کو
ہوش آیا آ کے دیکھا مفتی صاحب اکیلے سو رہے ہین کنیزین بیٹھکر پاؤن دبانے لگین اور کہنے لگین
مفتی صاحب اُٹھیے ہماری بی بی شکیل کو کیا کیا مفتی نقلی گھبرا کے اُٹھے کہا صاحبو اُسکا ذکر نہ کرو کیا
مرتبہ اُسکو خدا نے دیا ہی وہ چین کر رہی ہی افسران فوج کو بلاؤ ہم لشکر تیار کر کے برائے قتل مسلمانان
جائینگے اور یہ مسئلہ دستخط کر دینگے کہ سب مسلمان قتل کیے جائین ان سب کی گردن پر ساحرون کا
خون ہی کنیزین گئین چند افسر آ کر حاضر ہوے مفتی صاحب نے حکم دیا لشکر تیار کرو جسقدر فوج ہو سب
عجلت کی اسی ہزار ساحر وغیر ساحر اس قلعے مین رہتے ہین کہا سب کو تیار کرو اسی ہزار کا لشکر ہمراہ لیکر
چلین ساحر طائران سحر پر سوار ہوے مفتی صاحب کے واسطے ایک سنہرا تخت آیا خواجہ اس تخت پر
سوار ہوے مگر شاہان طلسم نے حسب درخواست سرداران تصویر ساحر کو بلایا پوچھا دیکھو تو
مفتی صاحب کیا کر رہے ہین پتلی نے سر پیٹ کے کہا وہ تو عمرو کی زنبیل مین ٹوکری ڈھو رہے ہین
عمرو کی کچھ تدبیر کیجیے عمرو نے مفتی صاحب کو پکڑ لیا لشکر کو لیے ہوے طرف ملکہ مہران آسمان پیکر
جاتا ہی یہ سنکر سحر العجائب نے آواز دی یارو غضب ہوا مفتی صاحب پکڑ لیے گئے سحر العجائب نے
کہا کوئی ساحر تم مین ایسا ہی کہ جا کر عمرو کو پکڑ لے یہ سنتے ہی سیخوار بدمست یہ کہکر اُٹھا کہ مین جا کے
علاج کرونگا عمرو کو گرفتار کر لونگا ساٹھ ہزار فوج لی کوچ کر کے چلا خواجہ بعد قطع منازل و طے مراحل
مرحلہ پیمائی کر کے قریب لشکر مہران پہونچے مہران کو کنیزون نے خبر دی نہین معلوم کیا افتاد پڑی
کہ مفتی صاحب مع فوج جنگی تشریف لاتے ہین مہران نے اپنی کنیز سوسن سمن زبان کو روانہ کیا کہا
سوسن دریافت تو کر مفتی صاحب سے ملاقات کرنا دریافت کر کے آ کہ تشریف لانے کا کیا باعث ہی

خواجہ عمرو تخت پر سوار حکم نہ احکام سب پر جاری سوسن آکر پہونچی خواجہ لشکر مہران سے دس کوس
ہٹکر ایک صحرا مین اُترے بارگاہ استادہ ہی بارگاہ مین آکر بیٹھے ہین کہ عرض ہوئی سوسن صعدہ زبان
کنیز ملکہ مہران آئی ہو مفتی صاحب تخلیے مین جا بیٹھے حکم ہوا سوسن کو یہان بھیجدو سوسن اندر آئی
پوچھا مفتی صاحب کہان ہین سب نے کہا اندر تشریف رکھتے ہین سوسن اندر آئی دیکھا مفتی صاحب
مسند پر بیٹھے ہین سوسن نے آکر سلام کیا خواجہ نے کہا بی سوسن آؤ ہم تمہارے مشتاق تھے
سوسن نے کہا ملکہ عالم نے پوچھا ہو آپ کے تکلیف کرنے کا کیا باعث ہوا کہا بیٹھو جاؤ بتائے دیتا
ہون تمکو راضی کرکے بھیجونگا سوسن بیٹھی باتین کرنے لگی خواجہ نے باتین کرتے کرتے گلوری اُٹھاکر
دی سوسن بیہوش ہوئی سوسن کو بھی نذر زنبیل کیا مصاحبون کو حکم دیا ہم تنہائی کے خیمے مین ہین کوئی
ہمارے پاس آنے کا ارادہ نہ کرے ہم کچھ حل مسئلہ کر رہے ہین یہ کہکر تنہائی مین آئے رنگ و روغن
عیاری کا لگا سوسن کی شکل بنے گلیم اوڑھ کر باہر نکلے کسی نے نہ دیکھا کہ مفتی صاحب کہان گئے
جانتے ہین تخلیے مین داخل ہین کوئی دخل نہین دیتا خواجہ بصورت سوسن لشکر مین مہران کے آئے
مہران آسمان سیر مشتاق بیٹھی ہی سوسن نے آکر سلام کیا مہران نے پوچھا کیون سوسن مفتی صاحب
کے آنے کا کیا باعث ہی سوسن نے کہا حضور بادشاہون کی بات بہ اعلان نہ عرض کرونگی تنہائی کیجیے
تب عرض کرون مہران اُٹھ کھڑی ہوئی خواجہ مہران کو لیکر باتین بناتے ہوے تخلیے مین آئے باتین
کرتے کرتے ہنسکر کہا واری چہرہ آپ کا اُداس معلوم ہوتا ہی ایک جام شراب نوش فرمایئے چہرے پر
رونق ہو یہ کہکر جام بھر کے مہران کو دیا مہران بخوف پی گئی پیتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے کپڑے
اسکے اُتار لیے زیور بھاری بھاری وہ لیکر آپ پہنا اسی کی صورت بنکر بارگاہ مین آئے اور برہنہ
کرکے پلنگ کے نیچے مہران کو ڈالدیا آپ تو آکر تخت پر بیٹھے سرداروں کو بلاکر حکم دیا خیمہ سنے تخلیے کا
استادہ کیا ہی روپیہ پیسہ کوڑی جواہر لاکر خیمے مین جمع کرو ہمکو معلوم ہوا کہ عیاران اسلام چلے ہین
ایسا نہو عیاری کرکے مال کے واسطے تمھاری جان بھی لین مین سب کی حفاظت چاہتی ہون افسران
فوج ڈھیرے مال لاکر جمع کرنے لگے رات کو خواجہ اُس خیمے مین تشریف لائے دیکھا نقد و جنس
لاکھون روپیے کا اسباب رکھا ہی گٹھرون مین مال نام صاحبان مال کا لکھا ہوا ہی جال مارا سب
مال لیکر نذر زنبیل کیا صبح کو ارادہ ہی کہ سارے لشکر کو لیکر کوچ کرون حمزہ کے ہاتھ سے سب کو
قتل کراؤن رات بھر اسی بات کے پہلو ڈھونڈھا کیے صبح کو تخت پر آکر بیٹھے ارادہ ہی کہ تیاری لشکر کا
حکم دین وہان سحر العجائب نے مصر الغرائب سے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ عمرو عیار قتل ہوا یا نہین
وہی پتلی سنہری آئی زرد بٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس عالم یاس گھبرائی ہوئی سحر العجائب نے
پوچھا کیون ای تصویر سامری عمرو پہ کیا گذری پتلی قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای شہنشاہ عمرو کا حال
نہ پوچھیے طول کلام سے کیا فائدہ ایسا نہو کہ جار بندگان سامری کہین کہ تصویر سامری نے
دھوکا دیا کیا کہا مین صاف صاف بتلاتی ہون کہ بصورت مہران آسمان سیر عمرو عیار تخت پر
بیٹھا ہی مال لے چکا اب جان لینے کی فکر مین ہی ایسا نہو کوئی افتاد پڑے سحر العجائب نے کلیجہ پکڑ لیا
خود تڑپ کر چلا خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے ہین حکم جاری کیا چاہتے ہین کہ آسمان پہ ہوا ے نیرہ و تار چلی

ابر اٹھا عمرو گھبرا گیا ابر زعفرانی بڑے رور و شور سے جو چمک کے آیا عمرو نے چاہا تخت سے اٹھون گلیم
اوڑھ کے بھاگون کہ آسمان سے ایک مرغ زرین پیدا ہوا آواز دی او عیار بانی زادے خبردار اپنے مقام
سے نہ اٹھنا عمرو نے حسبت کی مرغ زرین نے کہا یہ کیسی حماقت ہے عمرو دھم سے گرا پائون زمین نے تھام
لیے سب سردار ہان ہان کرکے دوڑے کہ ابر زعفرانی پھٹا سب نے سحر العجائب کو دیکھا تاج ڈھلکا ہوا
خراش ناخن غم جا بجا آنکھون سے آنسو جاری دل بیقرار ہائے ملکہ عالم کہان ہین یہ کہتا ہوا زمین پر
آیا خواجہ عمرو پر نگاہ قہر ڈالی رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی سحر العجائب نے کہا
بتا او عیار بانی زادے تو نے ملکہ مہران کو کیا کیا عمرو نے وہی مسخرے پن کا جواب دیا کہ مین بھوکا تھا
کھا گیا سحر العجائب کوڑا لیکر اٹھا کہا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا عمرو نے کہا آپ کو اختیار ہے لیکن اگر
میرے ساتھ محبت سے پیش آئیے گا ملکہ مہران کو بتا دونگا اور اگر زبردستی کا ارادہ ہے تو اب وہ پیٹ مین
ہضم ہو جائینگی سحر العجائب نے کہا یہ باتین اور کہین بنانا مین شہنشاہ طلسم نور افشان کو کب اب بھی قید مین
ہین تصویر ساحری سے پوچھ لونگا کوئی حال مجھپر مخفی نہین رہ سکتا عمرو نے بھی سوچا یہ صاحب اختیار ہے
اسکو ضرور معلوم ہو جائیگا اور یہ بھی خیال ہے کہ وہ زوجہ شاہ نور افشان ہے کہین مخفی نہ رہ سکیگی لاچار عمرو نے
کہدیا کہ زیر پلنگ ملکہ پڑی ہین مین نے بڑی خطا کی کہ زنبیل مین نہ رکھ لیا سحر العجائب نے اپنی زوجہ کو نکالا
دیکھا بالکل برہنہ کہا کیون خواجہ لباس اسکا کیا ہوا عمرو نے کہا بس جورو کو غنیمت جانیے لباس جسکا حصہ تھا
وہ لیگئے زیور و لباس ہمارا حق ہے سحر العجائب نے کہا او عیار بانی زادے جہانتک تیرا جی چاہے چبا چبا کے
باتین کر اب جام عمر تیرا لبریز ہوا کیا مجال کہ اب کوئی تجھکو بچا سکے یا مجھ تک آسکے یہ کہکر خواجہ کو کھینچتا ہوا بارگاہ
مین لایا سب کو خفا ہوا کہ کیون صاحب اسی طرح حفاظت کرتے ہین عمرو نے یہ قیامت برپا کی سب حیران
ہوگئے کہ ہمنے بڑے بڑے انتظام کیے یہ عیار یہان تک کیونکر آیا سب کو مار لیا ہوتا مگر شاہ نے بڑا
احسان کیا کہ اپنے کو عین وقت پر پہونچایا سحر العجائب نے مہران آسمان سیر کو تاج وغیرہ پہنایا تخت پر
بٹھایا عمرو کو ایک خیمے مین قید کیا ترانہ محفل افروز سے حکم ہوا اے ترانہ ہوشیار رہنا اور مہران سے کہا خبردار
کل صبح کو میدان خونی کی تیاری کرکے اسکو جب قتل کر لینا تب اور کوئی کام کرنا اور بعد قتل عمرو تم کوچ کرکے
قلعہ طلسمی مین آنا ہمکو تمھارا یہان رہنا بہت شاق ہے عمرو جو قتل ہو جائے پھر طلسم کشا کا قتل ہونا بہت
آسان ہے ہر چند کہ طلسم کشا محترم و محتشم صاحب اسم اعظم ہے لیکن عیارون نے انکی صاحبقرانی کو زور دیا ہے
ہر مقام پر اسی عیاری کی وجہ سے بچتا ہے اگر اسکا قدم ہم تک نہ ہوتا کیسی مجال تھی کہ ساحر مشمش کو دریائے قلزم مین
جاکر گرفتار کرتا وہ مقام اُسنے اپنے رہنے کا مقرر کیا تھا کہ جہان ہوا بھی نہ جا سکتی تھی یہ ظالم وہان بھی
پہونچا زوجہ کو بخوبی سمجھا کر سحر العجائب تو چلا گیا مہران نے دربار کو درست کیا کئی لاکھ ساحر دربار مین بیٹھے
ہین لیکن ترانہ محفل افروز صاحب ملکہ مہران جو عمرو کو لیکر آئی ایک خیمے مین لاکر عمرو کو قید کیا آپ
دروازے پر بیٹھی دو سو کنیزین گرد پھر رہی ہین تھوڑی دیر عمرو کی قید کو گذری ہے اُسنے سنا کہ عمرو کسی عورت
سے باتین کر رہا ہے ترانہ نے جھانک کر دیکھا ایک عورت نہایت حسین و جمیل عمرو کے ہاتھ جوڑ رہی ہے
اور کہتی ہے برائے خدا مجھکو کسی کے ہاتھ فروخت نہ کرنا خواجہ جواب مین فرماتے ہین مین تو تاجر زنگی سے
بیچا نہ بیچا اب آج تو مین قید ہو گیا کل کسی وجہ سے رہا ہو جاؤنگا تم اُس سے لیکر تمھین حوالے کر دونگا

عمرو رو رو کر منتین کر رہی ہو کہ خواجہ زنگی کے ہاتھ مجھکو نہ بیچنا یہ گفتگو سنکر ترانہ حیران ہوگئی کہ یہ نازنین عمرو کے
پاس کہان سے آئی جیسے ہی پردہ اُٹھاکر اندر خیمے کے آئی عمرو نے جو پاؤن کی آہٹ سنی عورت کو اُٹھاکر
گھر تک لاکر غائب کردیا سر جھکاکر بیٹھے ترانہ نے کہا خواجہ یہ نازنین کون تھی مین حیران ہون کہان غائب ہوگئی
عمرو نے کہا آپ نے بڑا غضب کیا کہ اندر بے دون پکارے چلی آئین ہم آپ کے قیدی بندے ہین ہمارے
مقدمات مین دخل نہ دیجیے اور جب کبھی اندر آئیے تو اتنا پکار کر کہدیجیے کہ خواجہ ہم آتے ہین ہوشیار ہوجاؤ
ایسا نہو کہ آپکو ہمسے کچھ رنج پہونچے ترانہ نے کہا خواجہ تمکو اپنے آقا کے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ یہ نازنین
کون تھی اور کہان گئی عمرو نے کہا آپ ان باتون کو مجھسے نہ پوچھیے یہ مقدمات راز و نیاز ہین یہ مین نہ بتاؤنگا
خواہ قتل کیجیے خواہ بخشیے اول تو میان قیدخانے مین نازنین کہان آپکی کوئی کنیز آئی ہوگی اُسی کو آپ نے
دیکھا ہوگا اور اگر ہوگی تو آپ پوچھنے والی کون ہین یہ باتین مجھسے نہ پوچھیے ترانہ نے کہا خواجہ ہمکو یہ حیرت
ہے کہ یہ عورت آپ کے قدمون پر گری ہوئی کہہ رہی تھی کہ مجھکو زنگی کے ہاتھ فروخت نہ کیجیے گا آپ نے
جواب مین فرمایا تھا کہ مین تو زنگی سے بیعانہ لےچکا ہون آج قید ہوگیا کل رہا ہوکر تمکو بیچونگا عمرو نے کہا
یہ کسکا ذکر ہے میری سمجھ مین نہین آتا اپنے مقام پر جاکے بیٹھیے ورنہ پکار کے کہونگا کہ ملکہ ترانہ مجھسے مسخری کرتی
ہین ترانہ نے کہا خواجہ ہم سامنے ملکہ مہران کے تمھاری سفارش کرینگے ہم دمبدم گذارش کرینگے کہ
عمرو بیٹھا ہے اسکو رہا کردیجیے عمرو نے کہا آپ کی مہربانی مین تو قید سے آج ہی چھوٹ جاؤنگا اب
کیا مین رہ سکتا ہون آپ سفارش نہ کرین ترانہ بعجز ہے منتین خوشامدین کررہی ہے کہ اُس نازنین کو
مجھے دکھادو بھلا خواجہ کب قبول لیتے ہین آخر ترانہ نے کہا اُس نازنین کو میرے ہاتھ فروخت کیجیے عمرو نے
کہا اب ٹھکانے راہ کی بات کہی آپ اُس نازنین کا کیا دیجیے گا ترانہ نے کہا وہ ملکہ مہران سے بھی زیادہ
خوبصورت ہے مصر العجائب کی خدمت مین پیش کرونگی عمرو نے کہا قیمت تو طے کیجیے ترانہ نے کہا مین
سب کچھ دےسکتی ہون لاکھ روپیہ حاضر کرونگی عمرو نے کہا سنو صاحب شرع مین شرم کیا ہے بردہ فروشی
ہم عیارون کا پیشہ ہے سرکار سے حمزہ کی تین روپیہ مہینا ملتا ہے ہم لوگ نشے باز عیاش ہین دس پانچ روپیہ
روز کا خرچ کیونکر نبھے اصل یہ ہے کہ جہان کوئی عورت خوبصورت دیکھی اُسکو چرالائے سوداگرون کے
ہاتھ بیچ لیا مین سب عیارون کا اُستاد ہون مجھکو دوہرا حصہ ملتا ہے یہ ایک راجہ کی بیٹی ہے اسکے واسطے
بڑی بڑی مصیبتین اُٹھائین راتون کو جنگلون مین پڑے رہے ایکدن یہ شوالے مین پوجا کرنے آئی مین بت کے
پہلو مین بیٹھا تھا فوراً اسکو بیہوش کیا نکال لایا وہ کہتی تھی کہ میرے ماں باپ کے پاس مجھے لیچلو جو تم
کہوگے وہ دلوادونگی حقیقت مین ایک سوداگر زنگی جوان بکرتگی ہے وہ مدت سے اسپر مائل تھا دس ہزار
اُس سے پیشگی لیچکے ہین اب آپ فرماتی ہین اگر آپ لاکھ دینگی اُنکے دس ہزار پھیر دینگے لیکن وہ سوداگر
بہت فساد برپا کریگا آپ ایک مرتبہ خریدینگی وہ ہمیشہ کے خریدار ہین ترانہ یہ حال سنکر کانپ گئی کہا خواجہ
تمھارے دبدبے سے ڈرنا چاہیے پرائی بہو بیٹیون کو چرالانا اور جسکے ہاتھ چاہا بیچ ڈالا کچھ خوف نہین
عمرو نے کہا حضور ہمارا پیشہ بردہ فروشی ہے سب طرح کی عورتین آجاتی ہین ترانہ نے کہا خواجہ صاحب
میرا دل کانپ رہا ہے تمسے بات کرنے کو دل نہین چاہتا لیکن جس نازنین کے ذکر سے تم باتین کررہے تھے
سب حال تو تمنے بتادیا یہ نہ بتایا کہ اُسکو کہان رکھا عمرو نے کہا یہ بڑے راز کی بات ہے

اس مین کرامات ہی یہ ہڑا جو ہمارے گلے مین پڑا ہی اسی مین رکھ لیتا ہون مگر مہربان تمکو پار یا کہدیا اور کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا ایسا نہو کہ مہران کو خبر ہو جائے یہ اصل مین زنبیل ہی ہر مہم مین میری کفیل ہی بعد گفتگوے بسیار ترانہ نے کہا کہ خواجہ اب اُس مہ جبین کو نکالو جب مین نے باہر سے دیکھا تھا کہ وہ بیچاری قدمون پر سر رکھے ہوے کہ رہی تھی کہ خواجہ زنگی کے ہاتھ مجھکو نہ بیچنا میرے مان باپ کے پاس مجھکو لیچلو تمہارے دل مین بالکل رحم نہین تم بہی کہے گئے کہ مین تو بیچا نہ لیجاؤنگا اُسکی بھولی بھولی باتون پہ دل دکھ رہا ہی عمرو نے کہا صاحب بیٹھے ورہ رحم کرے تو پھر پیٹ کیونکر بھرے تو صاحب اب مین نکالتا ہون میری سفارش ملکہ سے کرنا ایسا نہو مجھکو قتل کرین ہر چند کہ مین اب رہا ہو جاؤنگا ترانہ نے کہا خواجہ میری قید سے نکلنا بہت دشوار ہی عمرو نے کہا آپ کی جستجو بالکل بیکار ہی یہ کہکر گھنڈیان زنبیل کی کھولین کہا اندر تیتھی ہی اُسکو پکار لیجیے ترانہ خوشی خوشی حجاب کر دیکھنے لگی دیکھا وہ نازنین ایک قصر عالی مین بیٹھی ہوئی گھور ہان بنا رہی ہی ہر سمت نازنینان مہ جبین کا مجمع ہی کہین رنگ اُچھل رہا ہی کہین سانہ بج رہا ہی کہین ناچ کہین گانا ترانہ نے پکار کر آواز دی بی بی آؤ مین نے تمکو عمرو کی قید سے چھڑا دیا مین تمکو خرید لونگی اُسنے آواز دی کچھ دیوانی ہوئی ہی مین تجھکو خود خرید لونگی خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے ہمین کون خرید سکتا ہی اب تو ترانہ نے کمر تک اپنے کو زنبیل مین ڈالدیا جب عمرو نے دیکھا بی ترانہ تماشا دیکھنے مین مصروف ہوئین اور چلا چلا کے کہتی ہین اری آنکل عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دیکر ترانہ کو زنبیل مین ڈالدیا جیسے ہی ترانہ زنبیل مین گری کالی کالی لونڈیان دوڑین کہتی ہوئی اری یہ کپڑے اُتار دے ہمکو حساب سمجھانا ہوگا ترانہ رونے لگی لونڈیان ہنین سنتین بی ترانہ کے کپڑے اُتروا لیے ایک غرقی ہمکو باندھنے کو دیدی باورچی خانے مین لاکر داخل کیا کہا میان پتیلیان دھو یا کر کھانا ملجایا کریگا ترانہ بلک بلک کر روتی ہی کہ ہاے مین کس مصیبت مین پھنسی اُس نازنین کو دیکھا بھاری جوڑا پہنے ہوے کنیزون کے ساتھ پھر رہی ہی کبھی کہتی ہی لیما نرگس بوا سوسن آؤ تو ڈا کھیلنے نہ چلو گی آج تو دریا بڑے جوش مین ہی چند نازنینان مہ جبین کو ساتھ لیکر کنارے دریا کے پہونچی بجرا موجود تھا اُسپر سوار ہوئین مانجھنین قوم کی بنگالنین ڈانڈین ہاتھ مین دریا سے ڈانڈا ٹیڑھی پڑگئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی مین غزل

فصل گل آئی ہی گل اور بہی ساماں ہونگے — میرے دامن مین مرے دست وگریبان ہونگے
سب یہ کافر ہین حسینون کی نہ سن تو اے دل — چار دن بعد یہی دشمن ایمان ہونگے
شکر ہو جائینگے انجام کو اپنے شکوے — رنج کے خوف سے ہم اُنکے ثنا خوان ہونگے
کھینچیے تیغ تامل ہی یہ کیون بسم اللہ — سر جھکا دینگے جو یان بندۂ احسان ہونگے
کسطرح جائین کہ مانع ہی ہمین خوف مزاج — زلف برہم ہی تو کچھ وہ بھی پریشان ہونگے
ناجوانی ہی گرانی نہوا ے دل بیتاب — پھر تو بوسے لب جان بخش کے ارزان ہونگے
یان نہین جلوۂ جانان سے ذرا جا خالی — اشک آکر جو ہی آنکھون مین پشیمان ہونگے
شوق کہتا ہی کہ لوٹینگے مزے وصلت مین — درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے
شوخیان کرلے جنون آج کہان سے پھر کل ہم — خاک اڑائیگی زمین دشت یہ ویران ہونگے
گرہ اے الحباب تبسم ہی نہ ہنس اے غافل — خون رو دینگے وہی زخم جو خندان ہونگے

یاد آئیگا کس مرگ ہمارا یہ کمال — حال کھلیگا جب خاک مین پنہان ہونگے
تجھکو کرینگے خبر زیر لحد سونے کی — سر پٹکتے ترے در پہ مرے ارمان ہونگے
خانہ زادون کو کہان قید محبت سے فراغ — ہم وہ بلبل ہین یہین خاک گلستان ہونگے
دم نکلجائیگا گر ہاتھ لگاؤ جب آج — وہ نہین زخم جو شرمندۂ احسان ہونگے
دور ہر نخل کرینگے صفت گردن نسیم — ہم پس مرگ بھی قربان گلستان ہونگے

ترانہ یہ سب معاملے دیکھ رہی ہے اور اپنے حال زار پہ رو رہی ہے کہ مین کس بلا مین پھنسی ہوئی ہاے مین نے عمرو سے کیون پوچھا کہ اُس ظالم نے مجھکو اس آفت مین مبتلا کیا ترانہ تو اس حال مین پھنسی کہ اپنی جان سے بیزار لیکن خواجہ عمرو بعد قید کرنے ترانہ کے ہتھکڑیون کی کیل کانٹے بیڑیان وغیرہ کاٹکر ترانہ کی شکل بنکر تیار ہوے آواز دی کہ ایک کنیز اندر آوے سمن نامے کنیز اندر آئی خواجہ نے باتون مین لگا کر اسکو بیہوش کیا اسکو اپنی صورت بنایا قید مہیا کے خیمے مین ڈالدیا ترانہ کی شکل بنکر باہر نکلکر دوڑے ہوے دربار مین ملکہ مہران آسمان سیر کے آنے عرض کی اے ملکۂ عالم آج عجب معاملہ درپیش ہوا کنیز عمرو کی حفاظت کر رہی تھی ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا میری آنکھ بند ہوئی مین نے عالم خواب مین دیکھا کہ اپنے دو سو خداوند تشریف لائے ہین فرماتے ہین اے ترانہ محفل افروز آج تو نے سامری و جمشید پر احسان کیا عمرو ایسا شخص جو ہمارا دشمن ہے بڑے بڑے ہمارے پوجا کرنے والے ہاتھ سے اس ظالم کے مارے گئے اب بہتر اسی مین ہے کہ اس ظالم کو قتل کر تاکہ ہماری روح کو خوشی ہو اگر یہ مارا گیا اور قتل ہوا تو مذہب سامری قائم رہجائیگا اور بحر العجائب و مصر الغرائب سے اطلاع کردے کہ حمزہ کے ہاتھ سے فتح اس طلسم کی ممکن نہین ہے اس طلسم کی عمر دراز ہے کچھ خوف نہ کرین یہ بھی فرماگئے کہ کوہ عجائب و غرائب پہ جا کے حمزہ پھنسیگا اب واری میدان خونی کی تیاری کیجائے صبح ہوتے ہی اس ظالم کو قتل کیا جائے اب یہ بندہ نہ چپکے لونڈی امیدوار ہے کہ آج جلسہ آراستہ کرون قدرت کو عالم خواب مین دیکھا آج تو ایسی خوشی ہو کہ تمام اہالیان لشکر شادی کرین ہر مقام پہ ناچ ہو شراب تقسیم کی جائے سب کو شراب پہونچے مہران نے کہا اے ترانہ تجھے اختیار ہے جسطرح جی چاہے جلسہ آراستہ کر ترانہ پہلے میخانے مین پہونچی شراب کو درست کیا کئی سو گلابیان لیکر محفل مین آئی شراب کو لا کر سامنے رکھا اور یہ بھی حکم دیا کہ شراب کو ہنسے عام کیا جسکا جی چاہے شراب لیجائے اپنے اپنے مقام پہ پیئے آج ایسا جشن ہو کہ روح سامری و جمشید رشک کرے ہر جانب سے ہنگامہ ہوا لوگ دوڑے شراب پینے لگے پیپے کنیز اٹھا اٹھا کے لے گئے باہر ہنگامہ ہوا شراب چلنے لگی دوکان پر بھی شراب تقسیم ہونے لگی سارے لشکر مین یہ ہوا کہ بی ترانہ نے سامری و جمشید کو خواب مین دیکھا اُسی کا جشن ہے ملکہ ترانہ نے آج یہ فیض جاری کیا ہے اب خواجہ نے سامنے کھڑے ہو کر ملکہ مہران کے غزلین گائین رنگ جمایا ملکہ مہران آنکھین ملاکر فرماتی ہین اے ترانہ حقیقت مین تجھے خوش آوازی بھی مرحمت ہوئی ہے کوئی مستندل لونگا عمرو نے یہ غزل شروع کی غزل

نقش مطلب نہ ملا وہ بت جاہل سمجھا — حسن باطل کو وہ حق حق کو وہ باطل سمجھا
چاند کو عارض پہ نور کا مین تل سمجھا — مہر کو عکس رخ حور شمائل سمجھا
ہجر مین شب کو جو کی سیر کواکب مین نے — صبح خورشید کو اس ماہ کی منزل سمجھا

رہگیا تول کے جو تیغ مری جان کو
نہیں معلوم کہ کیا دل مین وہ قاتل سمجھا

شام سے تا بہ سحر صورت بسمل تڑپا
کتنا سمجھایا مگر خاک نہ یہ دل سمجھا

عارضی حسن پہ زیبا نہ تھا اتنا بھی غرور
مہروش کو بھی نہ وہ مہ مقابل سمجھا

ایک جھٹکے مین کیا جوش جنون مین ٹکڑے
طوق کی اصل نہ کچھ اصل سلاسل سمجھا

یا دیلی مین جو صحرا کی طرف جا نکلا
جو بگولہ نظر آیا اُسے محمل سمجھا

منھ چھپا کر وہ دوپٹے سے جو شب کو بیٹھے
شمع فانوس مین روشن سر محفل سمجھا

بے تلب گھر مین جو وہ ماہ دو ہفتہ آیا
گو مین ناقص ہون ہر اک جذب مین کامل سمجھا

گل شاداب جو اُفتادہ چمن مین دیکھا
صاف مین لخت دل عاشق بیدل سمجھا

اسقدر نغمۂ بلبل سے ہی نفرت اسکو
چٹکا غنچہ تو وہ گل صوت عنادل سمجھا

تپ فرقت کی حرارت سے لہو جو سوکھا
کوئی دق سمجھا تو کوئی مرض سل سمجھا

عید قربان مین کیا ذبح جو خنجر سے مجھے
مصلحت تو کچھ اسمین بھی وہ قاتل سمجھا

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ مہران آسمان سیر نے تاج کو لچک کے اشارہ کیا فخر کا مقام ہی کہ میری کنیز ہوئی سامری و جمشید خواب مین آکے اسکو خوش آواز کر گئے باہر لشکر مین ہنگامہ ہی جو تی پیزار چل رہی ہی صحرا مین گرر ہے ہین بھائی کو بھائی مارتا ہی باپ کو بیٹا للکارتا ہی مہران کو خواجہ نے جام دیا محفل مین دور ابند ہوا بیٹھے بیٹھے مہران خوب ہنسی کہا لو مزہ دیکھو سامری و جمشید پھر آئے ہین مجھسے اشارے کر رہے ہین ترانہ نے کہا واری بلا لیجے آپ کے مشتاق ہوکر آئے ہین صورت زیبا دیکھ رہے ہین حقیقت مین اسوقت آپ کے جمال پر ایک عالم ہی مہران یہ کہکر اُٹھی یا خداوند آئیے مجھے لیا آپ سے انکار ہی پاٹجامہ اُتار کر پھینک دیا دوڑی کہ یا خداوند لیجیے یہ کہکر کھنچی ہی بہت خوش ہوجیےگا جیسے ہی اُٹھکر چلی بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری سب کنیزین لپٹا لپٹا کہکر اُنھین جو اُٹھی جہان سے اُٹھی تھوڑے عرصے مین سب بر لب فرش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا چلا کہ مہران کو اُٹھالون سحر العجائب و مصر الغرائب اپنے تخت پر بیٹھے ہین پہر رات پچھلی باقی ہی دربار برخواست ہوا چاہتا ہی کہ مصر الغرائب نے کہا ای برادر ذرا کنیز سامری کو بلاؤ حال دربار ملکۂ عالم کو دیکھو سار بان زادہ قید ہی کچھ فتور نہ ہٹا ہو دروازہ کوٹھری کا کھولا آواز دی ای کنیز سامری دربار ملکہ مہران آسمان سیر کا کیا حال ہی پتلی رونے لگی کہا ای شہنشاہ غضب ہوگیا ملکہ مہران کو بیہوش کیا عمرو اب اُٹھایا چاہتا ہی جلد فکر کیجیے سحر العجائب نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک طائر سبز رنگ نکالا کہا لینا سار بان زادہ نہ جانے پائے طائر اسوقت پہونچا کہ عمرو نے دوپٹہ مہران کا کھینچا اب پائجامہ اُتارا چاہتا ہی کہ آسمان سے آواز آئی خبردار او سار بان زادے کیا کرتا ہی ملکہ کا لباس اُتارتا ہی عمرو نے تاکہ آسمان سے طائر گرا عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے وہ طائر مہران کے سر پر آیا پرون کا عکس ڈالا مہران ہوشیار ہوئی دیکھا عمرو کھڑا چپ رہا ہی سر پیٹ لیا کہا ارے او ظالم میری مصاحب کو کیا کیا عمرو نے کہا مین بھوکا تھا کھا گیا باہر دیکھا لشکر مین ہلڑ بپا ہی ہزار ون نے جان دی ہزار ون سر ٹکرا رہے ہین مہران نے باران سحر برسایا سب کو ہوشیار کیا جو ہوشیار ہوا روتا پیٹتا اُٹھا کوئی بھائی کو روتا ہی کوئی بیٹے کا نام لیکر روتا ہی کہ ہائے فرزند نوجوان کنوئین مین گر گیا مہران نے کہا

جیسا تمنے کیا ویسا فرا پایا اب کیون روتے ہو سب آمادہ ہو جاؤ شہنشاہ نے جان بچالی طایرنے آکے عمرو کے ہوش اُڑا دئے اب مین آرام نہ کرونگی میدان خونی کی تیاری کرو عمرو قتل ہو اُسی وقت تدبیر ہونے لگی دارین استاد ہوئین ہزارہا جلاد حاضر ہوئے شکنجین لگا رہے ہین اتنی رات مہران آسمان سپہر نے جال کر کاٹی عمرو پہ بڑی بڑی بدعتین کین مگر خواجہ نے ترانہ کو نہ قبولا آخر کو مہران اُٹھی تخت پر سوار ہوئی اٹھارہ بیس لاکھ کا لشکر تیار ہو کے آیا دارین استادہ ہین مہران نے جھلا کر کہا جب سب میرا لشکر تباہ ہوا دو لاکھ ساحر مارے گئے مین یہی خیال کرونگی کہ ترانہ بھی قتل ہو گئی افسوس عجب مصاحب تھی ہر وقت میری خوشی کی طالب تھی عمرو کو دار پہ لٹکا دو عمرو کو دار پر لٹکایا تیر و کمان ہاتھ مین لیا بارہ ہزار ساحرون نے تیر و کمان لیے چاہتی ہی تیر مارون حکم ہی جب میرا تیر گوشے سے چلے بارہ ہزار تیر چل جائین نگوڑے کو مشبک کردو قضائے کار صاحبقران نامدار روا روی کرتے ہوئے آتے ہین ملک اخضر و نار و فیروزہ و آفتاب وغیرہ ساتھ ہین اول صاحبقران ایک دشت مین پہونچے لشکر اتر رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار مطیخ جادو سام پہلوان کی مدد کو آیا آپ کے لشکر کو گرفتار کر لیا قیدیون کو لیے ہوئے آتا ہی صاحبقران تلوار کھینچکر چلے مطیخ جادو نے خبر پائی کہ طلسم کشا بڑے رسالی سرداران نامی آتے ہین بارگاہ سے نکل آیا چاہا تھا انتظام کرے کہ اول ملک خضر کا نعرہ ہوا نار لڑک کے گرمی آفتاب نے گرمی دکھائی بیچھے جادوگرون کے کٹنے لگے لالہ عذار و ماہ رخسار ایک طرف آ کے سحر کرنے لگیں جسطرف سحر کیا صفین کی صفین اُلٹ دین ماہ رخسار نے جسکو جمال دکھایا دیوانہ ہو گیا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سر ٹکراتا پھرتا ہی صاحبقران لڑتے ہوئے قریب مطیخ کے پہونچے اسکو گمان ہی کہ مین صاحبقران کو مار لونگا کئی سحر کیے جب تاثیر نہوئی تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے وار روک کر مطیخ کو قتل کیا مطیخ کو مار کے حملہ اپنے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو قید سے چھڑایا بارگاہین خیمے لوٹ لیے بہرام آکر قدمون سے لپٹا عرض کی آقا یہ قید بھی ہمارے واسطے سعادت ہو گئی کہ آپ تک پہونچے اب لشکر گران صاحبقران نے ساتھ لیا منزل بمنزل چلے ملک اخضر بڑی کوشش کر رہا ہی جہان صاحبقران نے کوچ کیا ترب کے بلند ہو گیا چہار جانب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھتا ہی جس مقام پہ کانٹون کا جنگل پایا اُسکو سرسبز و شاداب کیا جہان کہین اندھیر تاریکی دیکھی اُسکو مٹایا آج پہر رات رہے سے لشکر صاحبقران کا تنہا ہوا روا روی کرتا ہوا آتا ہی اخضر حسب عادت قدیم اُڑا ہوا آتا ہی ایک طرف دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی سوار پیدل مسلح و مکمل کھڑے ہین آسمان پہ ایک بادل چھایا ہوا تماشا دیکھنے لگا ایک طرف دیکھا خواجہ عمرو دار مین لٹکے ہین بلبل بلبل کے دعائین کر رہے ہین پکار رہے ہین ای خالق بے نیاز اس مشکل کو آسان کر عجب بلا مین پھنسا ہون دیکھیے آج جان بچے یا نہ بچے

نظم

ای دریغا کہ یار یارم نیست
دوستان دوست دوستدارم نیست
گفتم ای دوستان رہ مرحمتی
گفت ای خام طاقت کارم نیست
مے خورم بادۂ فراق مدام

ہیچ رحمے بروزگارم نیست
سوخت از آتش فراق دلم
گفت این رسم در دیارم نیست
مفلسانیم بے زر بے زور
گرانہ و حظ خب فگارم نیست

دست و پاے ہمی زنم ز فراق
یک نظر بر دل فگارم نیست
گفتم آخر بہ سوے ما نظرے
ما بجز نالہاے زارم نیست
جہد کردیم ہیچ سود نداشت

اندرین کار بخت یارم نیست
شفقتے کن گدائے کوے توام
بخدا ہیچ اختیارم نیست
غرق دریاے غم شدہ الحمد

غم بجانم رسید وگرفت تمام
چون مرا جز تو شہریارم نیست
ہیچ وقتے دلت بمن نہ گشد
چکنم یار در کنارم نیست

ای دریغا کہ غمگسارم نیست
بندہ ام خواہ لطف کن یا قہر
بر عبدت ہیچ وقت بارم نیست

اخضر کی جو لگاہ خواجہ عمرو پر پڑی آسمان سے آواز دی یا صاحبقران جلد لشکر کو بڑھائیے خواجہ عمرو تیر باران ہوتے ہین ساحرون نے دار پہ لٹکا دیا صاحبقران نے مرکب بڑھایا اخضر کڑک کے گرا پہلے اخضر نے دار کو کاٹا خواجہ کو پنجے مین لیکر جھٹکا دار کو اس بیدار مغز نے گرا دیا عمرو کو ربا کیا مہران آسمان سیر نے جو دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آیا عمرو کو لیے جاتا ہی مہران نے سحر کیا گولہ مارا اخضر کی کلائی پر آبلہ پڑ گیا اُف کر کے نیچے سے عمرو کو چھوڑ دیا مہران نے کہا لینا یارو یہ سارا بان زادہ نہ جانے پائے سب جادوگر دوڑے کہ زمین پر گرے تو پکڑ لین مگر عمرو نے ہتوڑا حضرت داؤد کا نکالا ایک ساحر کے سر پر مارا اُسکا سر پھٹا اندھیرا ہوا عمرو نے گلیم اوڑھلی اخضر گھرا ہوا ہی کہ آفتاب آکے چمکی مہران نے کہا او نمکحرام ابھی آگئی آفتاب نے پکار کر کہا تو نمکحرام ہی کہ اپنے ولی نعمت کو گرفتار کر لیا طلسم پر قبضہ کیا آجتک وہ خفا مین ہین تم لوگون کو شرم نہین آتی شکر ہی ہم باطل پرستون سے نکلے راہ حق پر پہونچے طلسم کشا کے شریک ہوے مہران نے گولہ مارا آفتاب نے شعاع سے کاٹا گولہ جو پھٹ کر گرا ہزارون ساحرونکی سر پھٹے غل بلند ہوا کہ زنار آگہ پہونچی ملک اخضر پر بن پڑا پایا پکار کر آواز دی اے آفتاب اخضر کو بچاؤ آفتاب جھک کر غول پر گری کئی ہزار ساحرون کے سر پھٹے ہنگامہ گرم ہوا زنار کے بعد فیروزہ پہونچی لشکر مہران کا بلوہ ہی کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ صاحبقران

منم اختر برج عز وجلال
ہمہ قاف از کفر کردم پاک و صاف
ہمہ شہر آباد و اسلام شد

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کو چاپ لقب شد لقاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

ہمندون بہ تیغم فراری شدہ
ز کافران زجہان پاک کردہ

ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا سیارہ ستارہ شناس کاہن طلسمی قصر نعردین سے چلا تھا اسوقت آکر پہونچا بلند ہو کر آسمان پہ دیکھا ہنگامہ عظیم ہی لاکھون کے بیچ مین صاحبقران لڑ رہے ہین گرد اسپر کا ہاتھ مین ہی تیغہ عقرب کے قبضے پہ ہاتھ جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ہر چند کہ چہار جانب سے گھوتے ہین مگر امیر اُس بلوے کو نہین مانتے جہان اپنے کسی سردار کو پھنسے دیکھا اُس غول پر جا پڑے مہران نے دیکھا ایک نیا معاملہ ہی کہ ہمارے سب ساحر سر برہنہ لڑ رہے ہین غول کے غول ملک اخضر نے تباہ کر دیے مگر جب مہران سحر کرتی ہی ملک اخضر کانپ جاتا ہی اسکا سحر مہران پہ تاثیر نہین کرتا مہران نے زنار و فیروزہ کو زخمی کیا آفتاب کی حدت سے پریشان ہی جب آفتاب چمکی ہزار دو ہزار کو مارا صاحبقران کا آٹھ نو لاکھ کا لشکر بیس لاکھ فوج مین گھرا ہی بہرام وغیرہ سر برہنہ خواجہ عمرو کو بھی آتش جوش ہی برق بھی صورت بدلے ہوے مہتر قران بندہ لیے ہوے ان دونون عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی کی بوچھار کر دی مہران نے کئی سحر صاحبقران پر کیے بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہولی حیران ہی کہ اے مہران تیرا سحر خالی جائے بڑے افسوس کی بات ہی آخر طلسم کشا مین کیا کرامات ہی امیر نے اپنے کو تا بہ دار پہونچایا عمرو کو نہ پایا دار کو قلم کیا بیقرار ہو کر آواز دی یارو عمرو پر کیا گذری دار خالی پڑی ہی اگر خدا نخواستہ

میرے عیار کو قتل کیا اسقدر لڑونگا کہ جان اپنی دیدہ دیگا ہیان سے تا بہ نور افشان لڑتا ہوا جاؤنگا ایسے یار وفادار کا مارے جانا بہت طبیعت پرشاق ہو گا امیر نے اُس مقام پر بہت حال اپنا ابتر کیا عمرو نے دور سے دیکھا کہ میرے واسطے بہت بیقرار ہین عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا عرض کی اے شہریار خدا نے مجھکو بچایا ملک اخضر نے رہا کیا صاحبقران پھر لڑائی مین مصروف ہوے ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ملکہ آفتاب شعلہ مزاج غرب روز و شور سے لڑ رہی ہین ہزارون مار ہے ہمارے مہران آسمان سیر نے دیکھا لشکر کو شکست ہوا چاہتی ہے افسرون کو آواز دی یارو یہ کیا ستم ہے حمزہ کے ساتھ بہت کم لوگ ہین تم سب زیادہ ہو لشکر حمزہ کا گھرا ہوا ہے گھیر کر قتل کرو زندہ بچکر نہ جانے پائین سب کو گھیر کر مار لو ادھر نقیبان بلند آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار عبرت آثار تصنیف کردہ سعدی پڑھ رہے ہین نظم

جہان بر آب نہادہ است و زندگی بر باد	غلام ہمت آنم کہ دل برو ننہاد
جہان نماند و خرم روان آدمیے	کہ باز ماند ازو در جہان بہ نیکی یاد
سرای دولت باقی نعیم آخرت است	زمین سخت نگہ کن چو مے نہی بنیاد
کدام عیش درین بوستان کہ باد اجل	ہمے برآورد از بیخ قامت شمشاد
حیات عاریتی خانہ الیست در رہ سیل	چراغ عمر نہادہ است بر دریچہ باد
بہ آنچہ میگذرد دل منہ کہ دجلہ بسے	پس از خلیفہ بخواہد گذشت در بغداد
گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم	ورت ز دست نخیزد چو سرو باش آزاد
بسے بدیدۂ حسرت ز پیش نگاہ کنند	کسی کہ برگ قیامت ز پیش نفرستاد
وجود خلق بدل مے کنند ور نہ زمین	ہمان ولایت کیخسرو است ملک قباد
نداست چشم بصیرت کہ گرد کرد و نخورد	ببرد گوے سعادت کہ صرف کرد و بداد
باین نصیحت من گوش دار و نیکی کن	کہ دانم از پس مرگم کنی بہ نیکی یاد
یکی دعا کنمت بے رعونت از سر صدق	خدات در نفس آخرین بیامرزاد
تو ہم زبان نہ کنی گر بصدق دل گوئے	کہ آفرین خدا بر روان سعدی باد

ان اشعار سے ساحرون کو پھر دو بنایا صاحبقران پر سحر کرنے لگے امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین ملک اخضر جان دینے مین مصروف آفتاب جھک رہی ہے جسطرف جاکے اشارہ کیا شعاع گری روشنی ہوئی سو دو سو جلے سو دو سو بھن گئے کسی پہ برف گری کسی پر شعلہ ہاے آتش گرے جلکر رہگئے صاحبقران لڑتے بھڑتے چلے سرداران نہمتن دہنے بائین مثل بہرام گرد بن خاقان چین و محیط اژدر رور و عبد القہار و عبد الجبار و گرنیس سپہ گرد ان زنعمان بن منذر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رود باری و سیف ذوالیزن و ابو المحجن گرد و طوق حران گرد علمداران لشکر اسلام یہ دونون بھائی علم فوج لیے ہوے جہان پر علم فوج نصب کر دیے اُسی مقام پہ لڑائی ہولی سرداروں نے شمشیر زنی کی پھر ہرا علم کا رنگین ہو گیا دونون بھائی علمداری میں مصروف جانبازی صاحبقران اس شان و شوکت سے قریب مہران آسمان سیر کے پہونچے مہران نے آگ برسائی صاحبقران پر تاثیر نہوئی صاحبقران جب بالکل قریب پہونچے مہران آسمان سیر نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر گشاسپ کو اٹھایا وار اسکا

روک لیا ہزارہا شعلے گرے تلوارین خنجر چلے مگر کسی سحر نے صاحبقران پر تاثیر نہ کی صاحبقران نے اُٹھا دیے
ہاتھ لنگلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا مہران نے کئی سپرین چہرے پر حائل کین وہ سپرین تیغۂ عقرب سے
کٹین سر پر مہران کے تلوار پڑی جب مہران نے آہ کی صاحبقران کو رحم آیا ہاتھ روک لیا مہران تڑپکر
الگ ہوئی آواز دی یارو نکل چلو سب کے پاؤن اُٹھے صاحبقران نے دیکھا اخضر وغیرہ تعقب کیے
ہوے جاتے ہین صاحبقران کو زخمی ہونا مہران آسمان سیر کا بہت شاق ہوا پلٹ پڑے خواجہ سے
فرمایا اخضر وغیرہ کو روکو مجھے عورت کے حال پر رحم آتا ہی جس دن اُن نمکحرامون کا سامنا ہوگا زندہ تو بھی ہی
کہ تعقب نہ چھوڑو لگا جان تک ہو سکیگا قتل ہی کرونگا اُن بیحیاؤن نے اپنے ولی نعمت کو قید کیا کچھ خوف
خدا نہوا ملک اخضر وغیرہ رک گئے تمام لشکر کا مہران آسمان سیر نکلگئی ایسی شکست فاش کھائی
کہ راہ مین بھی نہ رُکی طرف طلسم کے روانہ ہوگئی سحر العجائب و مصر الغرائب تخت پہ بیٹھے ہین صاحبقران کی فتح
فیروزی سے بھرے سحر العجائب و مصر الغرائب بیٹھے ہوے گھبرا رہے ہین بھائی سے بھائی کہتا ہی آج بڑا
تنہ وہی خود بخود طبیعت گھبراتی ہی مصر الغرائب کہتا ہی بھابھی صاحب سے طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا سحر العجائب
کا قول ہی کہ یہ تو آپ جانتے ہین ملکہ مہران سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہی اک اُنسے مقابلہ نہین کر سکتا مگر حمزہ
صاحب اسم اعظم ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ کیا کریگی خواہ مخواہ انتشار ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہزارہا جادوگرنیا
لاکھون جادوگر خستہ شکستہ پریشان زخمدار بیقرار آکر پہونچے گھبراکر سحر العجائب نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض
کی حضور عمرو کو دار پر کھینچا تھا صاحبقران مع لشکر ساحران آگئے جنگ عظیم واقع ہوئی ہملوگون نے
شکست فاش کھائی ہر چند کہ لشکر اُسکا بہت کم تھا مگر سب جانباز سر فروش اس رنگ سے سب لڑے
ساٹھ لاکھ جادوگر مارے گئے آخر کو شکست ہوئی فرار پر قرار کیا ملکہ بھی زخمی ہو کے آتی ہین کہ مہران
بھی آکے پہونچی دیکھا سر سے خون بہ رہا ہی حیران و پریشان سحر العجائب تخت سے اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ
ملکہ کہکہ چلا ملکہ نے ایک دو ہتھڑ مارا کہ او بیحیا ظالم جلاد تو نے مجھکو مقابلۂ طلسم کشا مین بھیجدیا حمزہ پر
سحر تاثیر نہین کرتا کیسے کیسے سحر کیے لیکن اُنپر تاثیر نہوئی آخر مین زخمی ہوئی لشکر نے شکست کھائی اور یہ
عرض کرتی ہون کہ اب صاحبقران کوہ عجائب و غرائب پر پہونچ جائینگے تمام لشکر صاحبقران کا آگیا
ساحر وغیر ساحر سب موجود ہین جو قید ہو کر آئے تھے اُنھین صاحبقران نے چھڑایا اب تو دس لاکھ کا لشکر
اُنکے ساتھ ہی یہ جو نمکحرام جا کر شریک ہوئے ہی آفتاب کا چمکنا زنا سو فیروزہ سینہ پر پیے ہوے لڑرہی
تھین یہی اُنکے دلون مین تھا کہ مجھکو قتل کرین لیکن حمزہ کو کوئی صدمہ نہ پہونچے مگر حمزہ نے احسان
کیا مین زخمی ہوئی تو ہاتھ روک لیا اگر طلسم کشا کد کرتا تو مین قتل ہو جاتی حمزہ کا مزاج نہایت غریب
ہی یہی فرماتے تھے کہ تو میرے سامنے سے ہٹ جا اُن نمکحرامون کو بھیج جنھون نے کوکب کو قید کیا
ہی اصل یہ ہی کہ صاحبقران کو کوکب کا بڑا خیال ہی قاسم ربیع الزمان وایرج و نور الدہر بھی
اُنھین کے ساتھ ہین اب تو وہ لشکر طلسم کشا کے ساتھ ہی کہ گویا زمین بار نہین سنبھال سکتی سحر العجائب
و مصر الغرائب نے معدوم گلپوش ایک ساحرہ ہی اُسکو بلایا کہا اے معدوم لشکر لیجا و اسم اعظم
حمزہ کا بندکر آؤ طرفت کوہ عجائب و غرائب کے نہ جانے پائین پانچ لاکھ ساحر لیکر معدوم گلپوش
چلی اب ذکر بہت خونریز واجب و لازم ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ بہت خونریز بادشاہ کوہ عجائب و غرائب

اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ چند ساحر ہمراہیان ملکہ مہران شکست خوردہ اسطرف سے گذرے اسنے پوچھا یارو کیا ہوا
سب حال بیان کیا بت خونریز نے زانوون پر ہاتھ مارا کہا یارو غضب ہوا یہی حال کتاب سامری مین بھی
صاف صاف تحریر ہی کہ طلسم کشا بعد جشن قصر زمردنگار زوجۂ شاہ کو شکست دیگا پھر نہ گذرا اُنکا کوہ عجائب و
غرائب پر ہوگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ملکہ معدوم کلپوش تخت پر سوار پانچ لاکھ ساحر پشت پر
بت خونریز سے آکر ملاقات کی بت خونریز نے پوچھا ملکہ کہان جاتی ہو کہا ای شہنشاہ شاہان طلسم نے عجب
قیامت کی آخر ملکرامی سرچڑھی طلسم کشا آگیا ملکہ مہران شکست کھاکے آئین مین روکنے جاتی ہون میرے
خیال مین آیا کہ آپ سے بھی ملاقات کرلون شاید قضا لیے جاتی ہو ملکہ مہران خلق واخلاق کی طلسم کشا کے
بڑی تعریف کرتی ہین بت خونریز نے کہا ہمنے روز جشن آگاہ کیا تھا کہ اس نوجوان مین سب علامتین طلسم کشائی
کی موجود ہین بڑے نادان ہین جو اس سے لڑتے ہین جو لڑیگا مارا جائیگا معدوم نے کہا ای بت خونریز پھر کیون
نہین شریک طلسم کشا ہو جاتے بت خونریز نے کہا مذہب کا پاس ہی معدوم کے منہ سے نکلا ہمکو یہ مذہب
بھی واہیات معلوم ہوتا ہی کل مین اپنے قصر مین بیٹھی تھی ایک دو ورق کتاب مسلمانان کے دیکھے اسمین صاف
صاف مرقوم تھا کہ لات ومنات پتھر کے پتلے تھے سامری وجمشید مثل ہمارے تمھارے انسان تھے
ابھی ابلیس خود پرست کو مارا اسالوس کو قتل کیا مذہب ساحران کی یہ حقیقت ہی مین نے تو آج تک
کوئی اُسکا جواب نہین تجویز کیا اور برابر سوچتی ہون حقیقت مین اس بات کا کیا جواب ہر سوال اُنکا انتخاب
ہی میان کے علمانے اپنی کتابین جو لکھی ہین اُسمین کچھ جواب وسوال نہین لکھے تعریفین جابجا لکھی ہین یہ کونسی
خدائی ہی بت خونریز نے کہا ای معدوم تیرا اعتقاد پلٹ گیا تو تو سزا کے لایق ہی عجب امورات تیرے
ذہن مین آگئے جی چاہتا ہی تیری مشکین باندھکر بھیجدون معدوم نے کہا آپ اسکے مجاز نہین کیا مین آپسے
پایہ کمی کا رکھتی ہون آپ کو کیا کوئی بڑا مرتبہ ہی اپنا اپنا دل اپنا اپنا مزاج آپ ہی جواب دیجیے کہ سامری
وجمشید مثل ہمارے تمھارے تھے اُنکی پیدائش کا مقام مشہور ہی مان اُنکی بی منکر یا باپ اُنکے میان
پہلاد دادا اُنکے رحبس ظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بھوت پلید تھے کون اُنکو کہتا ہی کہ سعید تھے سامری و
جمشید کے باپ میان پہلاد خداپرست کامل واکمل باپ پہلاد کے ہمیشہ منع کرتے تھے کہ نام خدا نہ لے پہلاد
نہ مانتا تھا رحبس نے پہلاد کو پہاڑ سے گرایا خداے نادیدہ نے اُسکو بچایا کمھار کے آنوین مین اُس
ناری نے چاہا جلادون خداے نادیدہ نے وہان بھی اُسکو بچایا پوتھیون مین دیکھو لوکہ آنوین مین بلی نے
بچے دیے تھے کمھار بجھے لگانے گیا وہان پہلاد کو پایا ای بت خونریز خداے حقیقی کو اُسکو بچانا منظور تھا
کس کس طور سے بچایا آخر مین رحبس نے پہلاد کو ایک ستون سے باندھا کہا آج اپنے خدا کو بلا پہلاد
ایسا کامل خداپرست تھا کہ اعتقاد سے سست نہ ہوا یہی کہے گیا کہ مین نام لینا اپنے پیدا کرنے والے کا نہ چھوڑونگا
رحبس نے چاہا کہ ہاتھ تلوار کا ماردون سر اُس خداپرست کا جدا کردون اُسنے تہ دل سے نام خداے نادیدہ
کا لیا پکار اُٹھا ای پیدا کرنے والے تیری قدرت کا قائل ہون یہ بھیا مجھکو بے خطا قتل کرتا ہی تیری انوار
قدرت کو بدل دیکھتا ہون آنکھین

نظم

ہرکجا اندر گلستان عندلیب زار دید	ہمسر گل در چمن استادہ نوک خار دید	فی الحقیقت اندرین دنیا چہ بنیاد دید
در رہ ورنج دست واندیشۂ وآزاد دید	بر رخ شمس و قمر اہل نظر بار دید	جلوہ گر از چہرۂ ہر ذوالجلال یار دید

در دیار معرفت سوداگری ہر کس کہ کرد
ہر کہ اندر ابتدا انتہاے کار دید
گفتگو ناگفتنی آورد ہر کس بر زبان
سینۂ خود را چو منبر می معدن اسرار دید

او ز سوداے محبت گرم ہر بازار دید
عارف آن پردہ نشین گوشۂ توحید را
حالت نادیدنی از دیدہ آخر کار دید

نیک شد انجام آن مرد خدا از جذبہ
گاہ اندر خلوت و گہ بر سر بازار دید
گرد بر یاران گہر در نظم این دیوان نثار

اسطرح ملاک کے دعا کی اعتقاد کامل تھا اپنی پوتھی مین دیکھیے ستون شق ہوا ایک شیر بر انسان پیدا ہوا کہ اُسکی قطع لکھنا مورخین کو بن نہین پڑا بس قہر خدا تھا اچپس کو قہر خداوند قہار نے ہلاک کیا افسوس اے بت خونریز ایسے معتقد کے فرزند دعوی خدائی کرین سب کو برگشتہ کرکے یکتائی پر مرین جون جون زیادہ کہتا ہے دیکھین شکوک بڑھتے بت خونریز نے کہا اے معدوم گلپوش تو تو پکی مسلمان ہے لشکر حمزہ مین تیرا نباہ ہوگا ہملوگون مین کیون رہتی ہے اب مین تجھکو جانے نہ دونگا معدوم بل کرکے اُٹھی اور کہا اے بت خونریز تمھاری کیا طاقت ہے کیا مین تمسے سحر مین کم ہون جسطرح تمھارا جی چاہے سمجھ لو مین مقابلۂ حمزہ مین جاتی ہون دو چار سوال اُنسے کرونگی وہ فصیحان عرب سے ہین بیشک جواب باصواب دینگے مین مسلمان ہو جاؤنگی رہبری کرونگی حمزہ کا مین ضرور ساتھ دونگی گمراہون کو مٹاؤنگی یہ کلام دلیرانہ معدوم گلپوش کے سنکر بت خونریز کانپنے لگا کہا کیون اے معدوم یہ باتین تمھارے دل مین بھری ہین تمتو کھلی ہوئی شاہان طلسم کی دشمن ہو اب مین تمکو مقابلۂ طلسم کشا مین جانے دونگا کہ وہان جاکے یہ فساد برپا کرو معدوم نے کہا اے بت خونریز تمھاری کیا مجال ہے مقدمۂ مذہب نہایت محال ہے انسان کو مناسب ہے کہ تحقیقات مذہب کرے ہنسے جو کچھ سوال کیے اُسکا جواب نہ دیا اُلٹا غصہ کرتے ہو ہم کسی کے لونڈی غلام نہین ہین حقیقت مین افعال سحر العجائب و مصر الغرائب تمام ایسے گمراہون کو پسند آئے ہونگے ہمکو تو بہت ناگوار ہوا کہ اپنے ولی نعمت کو قید کیا دامن پناہ نہ دیا ابتک اُنکی رہائی کی کوئی صورت نہین شاہان طلسم کو یہ مناسب تھا کہ کوکب کے قدمون پر گرتے خطا معاف کراکے رہا کردیتے وہ جاکر امیر کو سمجھاتے شکست طلسم کے طور نہوتے یہی سلطنت قائم رہتی بت خونریز نے کہا سحر العجائب و مصر الغرائب کو کیا ضرورت تھی کہ خطا معاف کراتے وہ تو غضب سامری مین مبتلا ہین مغضوب درگاہ خداوند ہین کون عذر کرے معدوم نے کہا خداوند سامری کہان ہین جہنم مین جل رہے ہین اب تو بت خونریز اُٹھا کہا او معدوم تیری زبان قلم کرونگا تو نے خداوند کو ایسے کلمات کہے کہ جہنم مین ہونگے یہ لنگر کولہ مارا معدوم کا قلب تھرایا پیشانی پر پسینہ موت کا آیا معدوم نے زبان اپنی کاٹ کے خون بت خونریز پر پھینک مارا وہ خون جو جسم پر بت خونریز کے پڑا ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے بت خونریز نے ایک چیخ ماری آواز دی اے عالمان مذہب سامری میری مدد کرو اس ظالم نے مجھکو بیکار کردیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا اُسی مقام پر ایک چھوٹا سا گنبد سنگین بنا تھا اُسمین سے ایک آواز مہیب آئی کہ اے فرزند ہمین ہواے دنیا کی تکلیف دی بت خونریز نے آواز دی اگر آپ تشریف نہ لائینگے اپنے خدمتگزار کو زندہ نہ پائینگے اعضا جل رہے ہین ہر رگ و ریشے سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین اُس گنبد سے آواز آئی کہ زمین تمھاری وہ یہ آواز تھی کہ اے فرزند برف برس رہی ہے خیال کرکے دیکھا ایک ابر آسمان پر آیا اُس سے برف برسنے لگی بت خونریز نے اُس برف کو اپنے اوپر لیا سب شعلہ ہاے آتش گل ہونے لگے تمام جسم صاف ہوا معدوم نے کہا او ملعون تو نے اپنے بزرگون کو براے مدد بلایا اُنھین کے بھروسے پہ بت خونریز بنا ہے لیکن

گولہ گنبد پر مارا اور آواز دی ای شیطان مجسم باہر تو نکل وہ گنبد پھٹا اندر سے ایک ساحر سیہ فام بدانجام نکلا
پوست جسم کا گلا ہوا ہڈیون کا مالا پہنا ہوا ڈھرو کا جو ماکر نکلا استخوان جنبش مین ہوے منہ جو کھولا وہ بو بے
آئی کہ دماغ اُلٹ گیا معدوم نے ایک چیخ ماری منہ سے شعلہ ہاے آتش نکلے اسی ساحر پر وہ شعلے پہونچے
اُس ساحر نے قہقہہ مارا کہا بحکم سامری تم بھی اس لایق ہو کہ ہم عالمان مذہب سامری پر سحر کرو ہمنے
اپنی عمر کو عبادت سامری مین بسر کیا اپنے کو گر دوا یا عیش دنیا کا ترک کیا یا سامری اسکو لینا ہمارے
ساتھ یہ گستاخی اسکی زبان بند ہو جائے یہ جو ساحر نے چیخ مار کے کہا معدوم چپ ہوئی زبان بند ہو گئی
تھر تھر کانپی زمین پر لہرا کر گری ساتھ والون نے جو یہ معاملہ دیکھا اپنے افسر کا خیال کر کے اپنے اپنے
مقام سے دوڑے آواز دی ہمارے افسر کو کیا کیا اُس ساحر نے آواز دی تم سب کی شامت آئی ہے اپنے
اپنے مقام پر جاؤ غنیمت جانو کہ ہمنے تمکو سزا نہین دی مگر وہ سب بلوہ کر کے چلے سحر کرنے لگے گولے
ترنج نارنج مارے وہ ساحر ہنسا کہا ای بت خونریز ہمین افسوس ہوتا ہی کہ بندگان سامری ہمارے ہاتھ
سے مارے جائین ان سب کو منع کرو ایک اشارے مین سب کا خاتمہ ہی بت خونریز نے کوہ پر سے آواز دی تم
لوگ کیون ملال کرتے ہو تمھارا افسر مسلمان ہو گیا اس وجہ سے گرفتار کیا جناب مین سامری کی ایسے کلمات
کہے کہ ہمسے صبر نہو سکا پہلوے سامری چھوڑ کر چلے آئے اب ہواے دنیا کھائی لطف ملا غنچہ آرزو کھلا
یہ ہم خوب جانتے ہین وقت انقلاب ہی لیکن جنکے شریک ہین اُسکا ساتھ دیتے ہین سب سامری کو روشن
کرتے ہین فوج والون نے نہ مانا سحر کیا گولے جو پہاڑ پر مارے پہاڑ تھرایا اس ساحر نے ایک چیخ ماری
یا سامری کہکر دستک دی جھونکا ہوا کا چلا وہ سب ساحر بیہوش ہو گئے پھر اسنے دستک دی سب
ہوشیار ہوے کہا کیون صاحبو تمنے اپنی حقیقت کو دیکھا ہم صاحبان شریعت ہین ہمکو سب کا خیال ہی اگر ایک
ہاتھ ہلا دون تو سب کے سر اُڑا دون اب ہم اپنے مقام خاص سے نکل آئے اب ہمکو کیا خوف ہی یہ جو للکار کر
اسنے کہا وہ سب ساحر ہوشیار ہوے سمجھے کہ سچ کہتا ہی بھاگے کئی کوس پر جا کے ٹھہرے املاق جادو
کہ طرف سے معدوم کے سپہ سالار تھا دل اسکا دکھا شمس خاک بسر نے ملکہ معدوم کو قید کیا جس گنبد سے
نکلا تھا اُس گنبد کی جانب اشارہ کیا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا معدوم کو کھینچ لیگیا معدوم غرق زمین ہو گئی
مگر املاق جادو جب سارے لشکر کو لیے ہوے صحرا مین آکر اُترا اسنے کہا یارو بڑے تاسف کی بات ہی کہ ہمارے
افسر کا حال محبت صاحبقران مین یہ ہوا کہ اپنی آبرو گنوائی شمس خاک بسر زمین سے نکل آیا ان لوگون نے
کیا کہنا عمرین اپنی سحر و ساحری مین کاٹین سجادہ لیکر بیٹھے اب نکل آئے اب اُنکا سحر کون روک سکے صاحبقران
کو اطلاع کرنا واجب و لازم ہی لشکر والون نے کہا ای املاق ہم تمھارے ساتھ ہین جہان کہو وہان چلین اور
صاحبقران کی خدمت مین چلنا تو واجب و لازم ہی املاق جادو نے سب کو ساتھ لیا جو خام اعتقاد
تھے وہ تو نکل گئے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کو ساتھ لیکر املاق جادو چلا صاحبقران زمان ملکہ مہرخ آسمانسیر
کو بھگا کر جشن کر رہے ہین آفتاب دمبدم عرض کرتی ہی اب حضور دیر نہ کرین جلد تشریف لے چلین سب
غلامان جانباز مین لشکر آراستہ ہی صاحبقران فرماتے ہین اس جشن سے فراغت حاصل کر لون تو مین
کوچ کرون کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان املاق جادو ڈیڑھ لاکھ
ساحرون سے قریب لشکر حضور آتا ہی نہین معلوم کیا ارادہ ہی صاحبقران نے فرمایا دریافت کرو

ہرکارے گئے جاکر املاق سے پوچھا املاق نے کہا صاحبقران زبان سے عرض کرو ہم فریادی آئے
ہین صاحبقران نے کہا بلاؤ لشکر کو کنارے پر ٹھہراؤ انکی حفاظت کرو آفتاب شعلہ مزاج واسطے استقبال
کے گئین املاق کو لیکر سامنے آئین املاق نے جو دربار دُربار صاحبقران دیکھا ملاک اخضر سبز پوش
بادشاہ طلسم مینو سواد ایک جانب ملکہ شیدائے شعبدہ باز اور ملکہ آفتاب شعلہ مزاج بڑی آبرو سے
کرسی جواہر نگار پر نہایت تکلف سے بیٹھی ہین ایک جانب ملکہ زنار ایک طرف ملکہ فیروزہ چار سو سرداران
نامی کئی سو پہلوانان گرامی دربار دُربار نہایت تکلف سے آراستہ ملکہ شیدائے شعبدہ باز نے املاق
کو پہچانا املاق نے دنگل صاحبقران کو بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعاے ثناے بادشاہی بجالایا ملکہ شیدا نے
کہا اے شہریار یہ ساحر آبرو دار ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا افسر ہی حضور سماعت فرمائے خواجہ عمرو بھی کرسی
پہ بیٹھے ہین برق فرنگی بھی حاضر خدمت ہی کہ املاق نے تمام کیفیت ملکہ معدوم گلپوش کی بیان کی
عرض کی حضور کے مذہب کی محبت مین اُنسے تکرار بڑھی آخر مقابلہ ہوا ایک ساحر زمین سے نکلا اُسکا نام تھا
ششمش خاک بسر پوست گل کے گر گیا تھا ہڈیون کا مالا کہنا چاہیے اُسنے ملکہ کو گرفتار کیا زبان بند کردی آخر
گرفتار ہو ہین کیا تعجب ہو کہ اُنکو قتل کرنے کا ارادہ کرے اب عرض بخدمت بحر العجائب و مصر الغرائب جائیگی
جو تعلیم وہان سے آئے مگر اے شہریار اُسنے عالمانہ سوال کیا کہ بت خونریز اُسکا جواب نہ دیسکا اور حضور سے
بھی اگر زندہ بچین تو چند سوال کرینگی صاحبقران نے فرمایا جو پوچھینگی اُسکا جواب دیا جائیگا یہ فرما کر طرف
خواجہ کے پلٹے فرمایا کہ خواجہ کوئی صورت رہائی معدوم کی کرو عمرو نے عرض کی مین محتاج مفلوک
میرے کیے کیا ہو سکتا ہی قرضدارون نے گھیرا ہی اگر نکلا پکڑا گیا اس وجہ سے لشکر سے نہین نکل سکتا امیر
نے فرمایا خواجہ جب تمسے کوئی بات کہی تمنے ایسا ہی ایک جھگڑا پیش کیا آفتاب یہ کہکر اُٹھی کہ کنیز جاکر جستجو کریگی
ملکہ شیدا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی وہ ملعون عالم مذہب سامری ہی جسکے ہر اعضا مین کیفیت سحر و ساحری
بھری ہی جتنے ساحر دربار مین صاحبقران کے حاضر ہین یہ کوئی اُسپر غالب نہ آئیگا آئندہ سرکار کو اختیار ہی
یا تو یہ مرحلہ سخت بسبب دست زبردست شہنشاہی سے انجام پائیگا یا شہنشاہ اوج عیاری فکر کرین تو
کوئی صورت فتح ہو ششمس بلاے روزگار ہی ثانی ششمش ہی ایک ایک سحر مین قیامت برپا کریگا لیکن اب
حضور جلدی کرین املاق نے کہا مین براے جانبازی حاضر ہون ہم لوگون نے سحر کیا ایک سحر مین اُسنے
سب کو بیہوش کر دیا اور ہوشیار کر کے کہا آپ لوگ چلے جائین ہم لوگ جان بچا کے بھاگے ملکہ شیدا
اُٹھین کہا کنیز جاتی ہی اگر پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا تو معدوم کو لیکر آتی ہون اور ریا جان
دینے جاتی ہون بہرام نے دو ہزار روپیے سامنے خواجہ کے رکھے کہا خواجہ یہ تو حاضر ہی آپ بھی تکلیف
فرمائین عمرو نے کہا آپ سب صاحب کچھ کچھ دین سب ساحرون اور غیر ساحرون نے موافق اپنی اپنی
حیثیت کے حاضر کیا مبلغ خطیر جمع ہوے خواجہ نے نذر زنبیل کیے شیداے شعبدہ باز اُٹھکر چلین شیدا
کے بعد خواجہ خواجہ کے بعد برق فرنگی برق کے بعد مہتر قران یہ سب فرداً فرداً چلے آفتاب نے
عرض کی یا صاحبقران زمان آپ بھی چلیے بے حضور کے جائے کچھ نہو گا صاحبقران بھی اپنے مقام سے
اُٹھے پشت اشقر پر سوار ہوے اُسی جانب چلے بت خونریز ششمس خاک بسر مہا دیو پہ بیٹھے تھے ششمس
نے جو آتے ہوے ابنبوہ و تار دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے بت خونریز کوئی آتا ہے طلسم کشا کو خبر ہوگئی کچھ پاشکع دینے

میرے پاس رکھدو اسباب سحر و ساحری قریب رکھدیا شمس دیکھ رہا ہی لگا اوپر چڑھا ملکہ شیدا ارے شعبدہ باز
اگر جگہین للکارا او مردود ازلی و ابدی تونے معدوم کو قید کیا یہ کہکر کوک کے گرین پہاڑ کے کئی پتھر لوٹے
اپنے مقام سے شمس خاک بسر اٹھا ایک نعرہ کیا کہ او شیدا خبردار ارے اس کوہ بزرگ پر یہ بے ادبی
یہ کوہ مقام نزول سامری ہی شیدا نے تڑپ کر چاہا اُس گنبد مین گھس جاؤن شمس نے بڑھکر روکا اندر گنبد کے
نہ جانے دیا شیدا نے آواز دی معدوم گلپوش بی بی الگ آؤ دیکھا زمین شق ہوئی لپٹین پھولون کی آئین دور تک
شمس نے ایک دو پتھر مارا ابھی معدوم غرق زمین ہو گئی شیدا نے تین مرتبہ نکالا اور اُسنے تینون مرتبہ غرق زمین
کیا اب شیدا سے اور شمس سے سحر چلنے لگا شمس ہنس ہنسکر سحر کرتا ہی مقابلے کو ہنسی سمجھتا ہی شیدا نے برق
چمکائی اور کبھی بجلی کھینچ ماری برق تڑ پڑ گری وہ زخمی کیا ہوتا ہڈیان ہلکر رہگئین کھڑ کھڑ آواز آئی جواب دیا
او شیدا کیون شامتین آئی ہین ایسا ہو تجھکو قتل کر ڈالون مین اپنے کو گناہ سے بچاتا ہون کیا مجھکو گناہ مین
پھنسائیگی شیدا نے دوسرا گولہ مارا اس گولے نے ہڈیون کو کھڑ کھڑا دیا ایکی تو شمس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا ایک
چیخ ماری بچا ہو اس ظالم کو لینا زمین کانپی پتھر آپس مین لڑنے لگے ایک پتھر اُڑکر شیدا کے شانے پڑا کہ شیدا
لڑکھڑا کے گری شمس بڑھا کہ پکڑ لون کہ آسمان سے آواز آئی لیا کرتا ہی شمس نے دیکھا تخت اُڑا ائے ہوے
سحر العجائب آتا ہی تخت کو دیکھتے ہی ہنسا کہا ای بت خونریز پہچانا یہ کون آتا ہی اسنے کہا ہمارے شہنشاہ
ہین کہا یہ ساربان زادہ ہی یہ سب فرداً فرداً چلے ہین مین اسکے مکر کو کب مانتا ہون آج اسکی بھی گردن لیتا ہون
عمرو نے بھی وہان سے تیور شمس کے بد دیکھے پریشان ہو گئے دل سے کہتے ہین خواجہ غضب ہو گیا اس
ملعون نے پہچانا بت خونریز بڑھا قضائے کار سنگین جادو زوجہ بت خونریز کھڑی ہوئی الامان الامان
کر رہی ہی کہتی ہی ای مقبول بارگاہ سامری تمنے کمال کیا اشارے کر رہا ہی تم لوگ چلو دخل نہ دو بت خونریز
تو اشارہ شمس سمجھ گیا سنگین جادو حیران ہی کہ شہنشاہ کے آنے پر کیون کان کھڑے کیے ہین یہ جھک جھک کر
سلام کر رہی ہی خواجہ نے اُسی جانب تخت اُتارا تخت تو رکھتے رکھتے تند زنبیل کیا منھ سے آواز دی ای
سامری غائب ہو جا شمس نے کہا ای شہنشاہ آئیے یہ چاہتا ہی میرے قریب آئین تو گرفتار کر لون خواجہ
اسکے تیور پہچان گئے ہین کب قریب جاتے ہین دور سے حاضر حاضر کر رہے ہین جیسے ہی سنگین کے قریب
ہوے سنگین نے کہا ای شہنشاہ آئیے عمرو نے سنگین پہ حلقہ کمند کا مارا جیسے ہی یہ گری اتنا جلد تند زنبیل
کیا کہ بت خونریز کو پلک جھپکانا مشکل پڑ گیا ایک چیخ ماری کہ استاد غضب ہوا میری زوجہ کو عمرو نے لیا
شمس نے چاہا دو پتھر مارون خواجہ نے گلیم اوڑھ لی شمس کے ہوش اُڑ گئے بت خونریز سر پیٹ رہا
ہی کہتا ہی ای استاد مین تو کہین کا نہ رہا شمس نے کہا او نادان بیوقوف ہمارے اشارے کو نہ سمجھی ہمنے
تو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ یہ سحر العجائب نہین ہی عمرو عیار ہی اب اُسنے گلیم اوڑھ لی اب نہین دکھائی دیگا
چارون طرف دوڑتا پھرتا ہی قضائے کار برق فرنگی جو چلا تھا اسنے دور سے دیکھا اُستاد کا تو پتہ نہین ہی
بت خونریز ہائے بی بی ہائے بی بی کہکر رو رہا ہی شمس دوڑا دوڑا پھر رہا ہی کہتا ہی مین عمرو کو دیکھون تو
پکڑ لون میری نگاہون سے غائب ہو گیا ہائے سنگین نے بڑی غفلت کی برق طریقے سے سمجھا کہ استاد نے
کسی جادوگرنی کو پکڑ لیا اُسی کا سنگین نام ہوگا یہ وقت ہی کہ عیاری کرو ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا قریب
شمس کے آیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ہمارے شاہ دربار مین بیٹھے ہین تمھاری جانبازی دیکھ رہے ہین

ای مقبول بارگاہ سامری کیا کہنا شمس حیران ہی صورت دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا کلیجہ ہی یہ عیار ذرہ برابر خوف نہین کرتے برق تڑپتا ہوا برابر پہونچا کہا دیکھیے شہنشاہ آتے ہین شمس نے چاہا سحر کرون برق نے حلقہ ہائے کمند مارے بھلا شمس کب حلقے کھاتا ہی حلقہ ہائے کمند سے تڑپ کر نکلا منہ سے اُف نکل گئی برق زمین پر گرا پاؤن زمین نے تھام لیے برق بھی پکڑے گئے جہان شیدا پڑی تھی اُسی مقام پہ برق گرا برق و شیدا دونون پکڑے گئے خواجہ گلیم اوڑھے ہوے دیکھ رہے ہین کہ برق پکڑا گیا دل مین کہتے ہین کہ یہ بچہ کیون آیا جہان جاتا ہی عیاری کو خراب کرتا ہی احق کو ہوشیار کیا شمس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہتا ہی او بت خونریز تیری زوجہ کا غائب ہونا بڑے افسوس کی بات ہی سنگین جادو نے اپنے کو پھنسا پایا کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ مجھکو بچائیے ساربان زادہ مجھکو قتل کیا چاہتا ہی شمس نے دیکھا سنگین جادو دوڑی ہوئی آتی ہی سمجھا تو یہ ضرور کہ اصلی سنگین نہین اتنا نہین سمجھا کہ عمرو عیار ہی سمجھا کوئی تیسرا عیار ہی یہ بھی سن چکا ہی کہ عمرو کے بہت سے شاگرد ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ مشہور ہی اتنا اسکے منہ سے نکلا کہ ای سنگین کیونکر بچین عمرو نے لگاوٹ ملائی تیور بدل پائے سمجھے کہ ای خواجہ اسنے پھر پہچانا کہا ای شہنشاہ ساحران عمرو نے مجھکو صحرا مین جاکر درخت سے باندھا اتنا اُسنے دھوکا کھایا کہ زبان مین سوزن نہین دیا مین نے چاہا جھٹک کے اُسپر گرون وہ کود کر بھاگا اگر آپ چلین تو مین گرفتار کرا دون یہ کہکے سنگین پہاڑ سے کودی شمس نے کہا مین بھی آتا ہون بت خونریز اڑا کہتا ہوا کہ صاحب ٹھہرو شمس بھی کود پڑا عمرو تو یہ سوچکے بھاگے کہ مجھکو پہچان گیا ایسا نہو بگڑے شمس بھی سوچکے چلا کہ ایسا نہو بت خونریز کو ساربان زادہ گرفتار کرے مگر خواجہ ایک نخل کی آڑ مین آئے تھے کہ شمس نے سحر کیا درخت سے ایک ناگن پیدا ہوئی یہ کہکے لپٹ گئی کہ او ساربان زادے کہان جاتا ہی عمرو نے خنجر مارا ناگن لڑکھڑا کے گری اندھیرا ہوا اُس ہنگامے مین عمرو نے پھر گلیم اوڑھ لی شمس دوڑا دوڑا پھر رہا ہی بت خونریز کہتا ہی استاد یہ کیا معرکہ تھا مین تو اپنی زوجہ کو دیکھکر دوڑا تھا شمس نے کہا ارے یہ تیری زوجہ نہ تھی ساربان زادہ تمھاری زوجہ کی شکل بنکر آیا تھا ناگن کو مار کر نکل گیا یہ ہمیشہ سے اسی درخت مین رہتی تھی برگ شجر خوار اسکا نام تھا یہ اسکو شمر ملک ملکہ شیدا پہاڑ پہ بیہوش پڑی ہین برق بھی اُسی مقام پہ پڑا تڑپ رہا ہی بت خونریز و شمس صحرا مین عمرو کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ پہلو سے نعرہ شیر کی صدا آئی نعرۂ صاحبقران

امیر عرب حمزہ ذی حشم
چو رستم بہ سنجان پئے گیر و دار
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
ز دیو دد و عفریت را در مصاف
کہ ارژنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
کہ گنجاب ملعون کردہ فرار
لندھور چون بچولا نکو قاف شدہ
بلرزند از خوف دیوان قاف
در انجا چو جادہ واد رب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گنہگاری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائے پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

شمس نے جو صاحبقران کو دیکھا کہ امیر تلوار پکڑکر جا پہونچے کئی ہزار ساحر پہاڑ سے اترے صاحبقران کو گھیر لیا عمرو نے بھی اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کرکے جا پڑا نعرۂ عمرو

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
مری نسل سے ملک پیدا ہوا
مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پہ غدر شیدا ہوا

اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شہر پروردگار

مرا نکر ہی گلشن فیض و قتال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
ہمی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

کسی کو پتھر مارا کسی پر حلقے کمند کے ڈال دیئے کسی پر حباب مارا لوگ حیران تھے کہ یہ دبلا پتلا تا نتیا کیا قیامت کرتا پھرتا ہی شیداے شعبدہ باز اس حال مین دیکھ رہی ہین دل مین اپنے کہتی ہین کہ صاحبقران کو اپنے لونڈی غلامون کا بڑا پاس ہی خود بھی تشریف لائے ہین پروردگار انکو بچائے ای معبود ایسا نہو انکے دشمنون پر کوئی زوال ہو خاص ہمارے واسطے صاحبقران زمان نے اپنے کو یکہ و تنہا یہان پہونچایا پروردگار انکو صحیح و سالم رکھے زمان انقلاب ہی دنیا کی کیا حقیقت ہی ہمارے واسطے یہ کد و کاوش کر رہے ہین اگر مع لشکر تشریف لاتے لطف سے معرکہ پڑتا ای کریم رحم کر مین نے تیرا مذہب اختیار کیا سامری و جمشید پر لعنت کی تو عنایت کر ہر طرح تو اپنا فضل و کرم شریک کرسکتا ہی نظم

گہ از خاک گردید اظہار قدرت
گہ از مہر بکشود اسرار قدرت
خداوند دین و دنیا نوشت است
بہر گلشن ابر گہربار قدرت

گہ از گل شگفتہ گلزار قدرت
بہر خطہ شد حکم نافذ بہ جاری
خدا کرد تسخیر طومار قدرت

گہ از ماہ و مہ و انوار قدرت
بہر شہر شد گرم بازار قدرت
ہمی بخشد از فیض خود آب و تابے

اسطرح ملک ملک کے ملکہ شیداے شعبدہ باز دعائین مانگ رہی ہین برق بھی تڑپ رہا ہی دیکھ رہا ہی کہ استاد کس رنگ سے لڑ رہے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بت خونریز نے کہا ای شمس یہ کیا باعث ہی کہ آگ برس رہی ہی اور حمزہ پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا شمس نے کہا اس کو کیا پوچھتا ہی اگر یہ شخص ایسا نہوتا تو براے فتاحی طلسم نور افشان کیون قصد کرتا صاحب اسم اعظم محترم و محتشم یا دیکھو اسم اعظم بند کرتا ہون یہ کہکر پڑھا ایک شیشہ جھولی سے نکالا ایک دستک دی ایک طائر پیدا ہوا طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا اگرچہ ہیکل گلے مین نہوتی تو بیہوش ہوکے گرتے زبان مین لکنت آگئی قلب تھرا گیا وہ طائر اڑتا ہوا قریب شمس کے آیا شمس نے شیشہ کھولا طائر کو بند کیا ہاتھ اٹھا کر آواز دی ای بت خونریز مین نے اسم اعظم بند کرلیا اب حمزہ میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی شیشے کا ہاتھ جو شمس نے اٹھایا عمرو نے سر سے گوپھن کھولا پتھر مارا کہ شیشے کے ہزار ٹکڑے ہوے طائر مر کر گرا صاحبقران کا اسم اعظم کھلگیا شمس تڑپ گیا عمرو نے پھر گلیم اوڑھ لی مصنف عرض کرتا ہی تین مرتبہ اسی طرح شمس نے اسم اعظم صاحبقران بند کیا عمرو نے پتھر مار مار کے ہر مرتبہ شیشے کو توڑا چوتھی مرتبہ شمس نے آواز دی او ساربان زادے دیکھ اسم اعظم یون بند کرتے ہین کیا مجال کہ جو بہرام فلک بھی ہاتھ ڈال سکے اگر سامری و جمشید ہوتے تو وہ بھی ہاتھ چوم لیتے پتھر سے سر ٹکرایا کر جب یہ طائر بھیجتا ہی شیشے مین بند کیا اور عمرو نے پتھر مارا ابکی مرتبہ آواز دی ارے کوئی حاضر ہو پہلوے کوہ سے ایک زنگی سیاہ و تیرہ درون حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے آیا شمس نے آواز دی ای سیہ پوش سامری اسم اعظم لینا اب ساری چالاکی تیرے ہاتھ ہی اسم اعظم لیکر وہین چلا جا زنگی تیغہ برہنہ لیے ہوے بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا

آواز دی یا امیر ذرا مجھسے مقابلہ کیجیے تو آپ کو مزا ملے میں آپ کی جرأت و لیاقت کا مشتاق ہوں یہ کہکر ہاتھ تیغے
کا مارا امیر نے تیغے کو سپر پر روکا تھا جیسے ہی وہ تیغہ مار کر پلٹا امیر نے ہاتھ مارا زنگی نے سر آگے کر دیا اس سر سے
کوئی آگاہ نہ تھا سر امیر سر کٹ گیا اُس خود سر کے سینے تک تلوار پہونچی صندوق سینہ کھلا ایک طائر تڑپ کر نکلا
اُس طائر نے گرد سر امیر چیخ مارا اکثر عرض کر چکا ہوں کہ اسم اعظم بند ہونا یہ چیز ہے کہ زبان میں لکنت آجاتی ہے
طبیعت گھبراتی ہے الفاظ کامل زبان سے نہیں نکلتے سحر کرنے والا زبان پر قبضہ کرتا ہے صاحبقران خاموش
ہوئے وہ چیخ مار کر زمین میں گر کر غائب ہوا زنگی نے دونوں پاؤں زمین پر مارے غرق زمین ہو گیا اب
عمرو حیران کہ کیا کروں شمس سحر کرتا ہوا بڑھا خواجہ تو ہر مرتبہ گلیم اوڑھ لیتے ہیں جادوگروں کا بلوہ ہے ہزاروں سے
ساحر اترتے چلے آتے ہیں ایک مارا گیا سو آگئے صاحبقران نے سہرا اُڑ کر دیا دامن صحرا لاشوں سے بھر دیا
لیکن اجماع عالم انبوہ خلایق جسنے جہان سنا کہ طلسم کشا سے مقابلہ پڑا ہے زبکلوہ عجائب و غرائب لڑ رہا ہے
دیہاتی قریاتی جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کوئی کمان لیکر یا کسی نے نوک کی لی سنان نیزہ چمکائی کسی نے
ہاتھ تلوار کا مارا چار طرف سے صاحبقران پر وار پڑ رہے ہیں صاحبقران بھی شیرانہ لڑ رہے ہیں شمس تو
کھڑے کھڑے غائب ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب ایک نخل کے پہونچے پہلو سے آواز آئی آقا مجھے بچائیے امیر
نے دیکھا خواجہ عمرو نخل کے سایے میں کھڑے رو رہے ہیں سارے بدن پر آبلے چہرہ اُداس عالم یاس
خواجہ سے امیر نے کہا اسم اعظم بند ہو گیا منھ سے لفظ پورے نہیں نکلتے دل پر ہجوم غم والم ہے اسم اعظم کے بند ہونیکا
بڑا غم ہے تمھارا کیا حال ہے عمرو نے عرض کی بت خونریز نے سحر کیا میرے کلیجے میں درد ہے بدن پر آبلے پڑے
برائے خدا حرز ہیکل مجھے دیجیے میں اپنے کلیجے پر رکھوں ورنہ جلکر خاک ہو جاؤنگا دیکھیے ہر سر مو سے چنگاریاں
نکل رہی ہیں رگوں تک جسم کی جل رہی ہیں امیر گھبرائے عمرو گلیم اوڑھے ایک سمت کھڑا ہے اب جو نگاہ اٹھا کر
دیکھا صاحبقران میرے ہم شبیہ سے باتیں کر رہے ہیں آواز دی آقا ہوشیار ہو جائیے حرز ہیکل نہ دیجیے گا
ورنہ پچھتائیے گا صاحبقران حرز ہیکل اُتار چکے تھے عمرو کی آواز گوش زد نہوئی حرز ہیکل ہاتھ میں عمرو نقلی
کے دیدی دیتے ہی اُسنے آواز دی منم شمس خاک بسر صاحبقران لڑکھڑا کے گرے شمس نے چاہا صاحبقران
کو اُٹھا لوں کہ آسمان سے نعرہ ہوا او بیحیا کیا کرتا ہے منم ملکہ زنار زرکرنگ گرگری صاحبقران پر سینہ سپر
کر دیا دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ فیروزہ جادو خود کہ ایک ابر اور پہلوے کوہ سے اُٹھا مگر ابر فیروزی
رنگ کرتا ہوا ناظرین کو یاد ہو گا ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش دختر عقاب جادو صاحبقران پر عاشق ہوئی
تھی چالاک سے وعدہ کرکے چلی تھی اسوقت آکر پہونچی شمس پر ابر گرایا شمس لوٹا مندا پیر کے بند ہوا
فیروزہ فیروزہ پوش نے دوڑ کر صاحبقران کو اُٹھایا صاحبقران آہ آہ کر رہے ہیں فرماتے ہیں اے میرا
حرکات لو مجھسے یہ صدمہ نہیں اُٹھتا کلام کرنا ناگوار ہے دل سمت بیقرار ہے فیروزہ فیروزہ پوش ہوادار
پہ ہاتھ رکھے ہوئے چلی آتی ہے ایک طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ گلشن سحر طراز زوجۂ سالوس دوسری
طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ ناہید قمر طلعت دختر سالوس دیو نژاد عاشق صاحبقران ایک طرف سے
نعرہ ہوا منم ملکہ یاسمن گلگون پوش دختر جیحون عاشق خواجہ عمرو فخر کرتا ہوں کہ آج چالیس جادوگر
نامی وگرامی اس زور و شور سے آکر گرے کہ شمس خاک بسر کو دیوانہ کر دیا میدان کارزار لاشوں سے ساحروں کے
بھر دیا چار سو سرداران نامی وگرامی ہوادار کو صاحبقران کے گھیرے ہوئے مصروف جنگ و جدل ہیں

صاحبقران جب آہ کرتے ہین سب ساحر بیقرار ہو جاتے ہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش جمال صاحبقران دیکھکر اسقدر بیقرار ہی کہتی ہی مین ایسی بدنصیب ہون جمہیون کا راستہ طی کیا صاحبقران کو اسحال مین پایا کاشکے نابینا پیدا ہوتی اس حال پر ملال مین صاحبقران زمان والی قاف و دنیا کو نہ دیکھتی نظم

واہو ہرگز نہ وہ عقدے جو تجھے تقدیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے

ہے کمان داری ہو دم تک عاشق دلگیر کے
اس نشانے کو اُڑا کر یہ کھینچینگے تیر کے

بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
فتنے ہوتے ہین مرید اُس کافر بے پیر کے

آشنا معنی سے بھی ہو جائینگے صورت پرست
دیکھو لینگے تجھکو بھی عاشق تری تصویر کے

ایک میرے قتل سے دو لطف اے قاتل ہوے
زنگ سے دل تیرا اٹھا جوہر کھلے شمشیر کے

کھائے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پہ
داغ چند اس عشق مین تھے اپنی بھی تقدیر کے

بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہی طمانچہ مار کر
دیجیے تعزیر اُسے قابل جو ہو تعزیر کے

گفتگو تونے غرور حسن سے اے بت نہ کی
رہ گئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے

شہرہ ہے گیسوے پیچان کا تمھارے ہر طرف
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے

جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلیگا شکار
سینے کے تودے لگا دینگے یہ دستے تیر کے

اپنے دیوانون کو صحراے عدم پہونچا دیا
چیر ڈالا آرے سے مانگ اُس پری نے چیر کے

آنکھ سے حسن پر وہ نازنین نازان نہین
عاشقون پر پیسکر توڑے ہین دندان شیر کے

قہقہے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض
عاشق شیدا تمھاری چاندنی تصویر کے

دولت دنیا سے اکثر ہمنے جب پھیری نگاہ
جس طرف آنکھ اٹھ گئی تو دے لگے اکسیر کے

عجب بیقراری ہی ناامیدی کا نگاہ حسرت دیکھتا کہتا کیون فیروزہ ہلوگون کو کس وقت خدانے پہونچایا لیکن شمس ملعون حببیر جا پڑا زخمی کیا فیروزہ و آفتاب نے وہ گولے مارے کہ طبقات زمین ہلا دیے عمرو نے دیکھا جادوگرنیون نے زمین ہلا دی لاشون کے انبار لگا دیے کوہ عجائب وغرائب کانپ رہا ہی بت خونریز گھبرا گیا کے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو مین حمزہ کے اسا تھو ایسا معرکہ نہ سمجھا تھا مثل فوج طلسم نور افشان حمزہ کے ساتھ ساحرون کا جاتا ہی کل فوج بھی آپڑی مگر عمرو بہت بیقرار و پریشان ہی کہ کیا تدبیر کرون اس ملعون کے سامنے جس صورت سے جاتا ہون نگاہ ملتے ہی پہچانتا ہی دیکھیے اس بہپا ڑپر کیا ہوتا ہی معدوم کی کیونکر رہائی ہوگی اگر صاحبقران کو لڑتے بھڑتے نکال لیجائین تو کیا نفع ہو حال صاحبقران کا یہ ہی کہ حضر مشکل بھی گئی اسم اعظم بند ہوا کیا تدبیر کرون سوسو تدبیرین عمرو سوچ رہا ہی کوئی عیاری ذہن مین نہین آتی بت خونریز تو سر پیٹتا پھرتا ہی افسران فوج نے پوچھا کہ کیون اے شہنشاہ کوہ عجائب وغرائب آپ کیون اسقدر بیقرار ہین کہتا ہی یارو مین لٹ گیا عمرو نے میری زوجہ کو پکڑ لیا عمرو نے فیروزہ کو الگ بلا لیا کہا مجھکو ایک طاؤس سحر بنا دیجیے اگر خدا چاہتا ہی تو مین اس شمس کو کو مارتا ہون مین نے کیا معقول تدبیر کی کہ جب اُسنے اسم اعظم بند لیا مین نے پتھر مارکر شیشہ توڑا نئے طور سے اُسنے اسم اعظم بند کیا اب بدون قتل شمس کچھ نہوگا فیروزہ و آفتاب نے بموجب کہنے عمرو کے ایک ہنس بنا دیا عمرو رنگ و روغن عیاری کا لگا کے شکل بران شمشیر زن بنا رومال سے ہاتھ باندھے

ہنس کو اُڑایا آواز دی فریاد ہے اے سامری و جمشید کے بندہ خاص الخاص شاہان طلسم نے میری خطا معاف کی لگار شاد فرمایا کہ حمزہ کے ہاتھ سے شمس خاک بسر کو یہ صدمہ پہونچا کہ اپنے مسکن قدیم سے نکل آیا اگر وہ خطا معاف کرے تو مین تمکو عہدہ قدیم دون مین نے سحر سے بھی توبہ شکنی کی مذہب مسلمانان چھوڑا سامری و جمشید کو سجدہ کیا رومال سے ہاتھ بندھے ہوے ہین تم میری خطا معاف کرو مذہب کے لالچ مین باپ کو بھی قتل کرونگی میرا سحر میرے قابو مین آیا یہ کہتے ہوے خواجہ ہنس کو اُڑا کر پہلوے کوہ سے نکلے شمس نے جو سر اُٹھا کر دیکھا جی مین کہتا ہی کیا ستم کا عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی اب اسکو آنے دو آتش قہر و غضب مین پھونک دونگا یہ بھی تو یاد رکھے کہ سحر اسکا نام ہی خوب جھگڑا بنا کے آیا ہی پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم آپنے خواجہ نے بھی تیور دیکھکر پہچان لیا کہ یہ مجھکو پہچان گیا لیکن ایسی بات سوچے ہین کہ ہنستے ہوے چلے آتے ہین سب ساحران لشکر اسلام خاص افسران فوج کہ اس راز سے آگاہ ہین کہ خواجہ بشکل بران جاتے ہین شمس ہنس ہنسکر بلا رہا ہی کہتا ہی بی بی میرے پاس آؤ اب ہم سب ملکر تمکو سلطنت دلائینگے سحر العجائب و شہر الغرائب تمھاری تابعداری کرینگے خواجہ کے رومال سے ہاتھ بندھے ہوے آنکھون سے آنسو جاری فرماتے جاتے ہین کہ وہ مصیبتین اُٹھائین کہ ہمارے غلامون نے بھی کبھی یہ مصیبت نہ دیکھی ہوگی شاخسار نے قید خانے مین کیا کیا صدمے دیے سامری و جمشید نے پھر رحم کیا کہ ہم اپنے مذہب قدیمی پر آئے سحر اختیار کیا ہنس اُڑاتا ہوا چلا آتا ہی شمس بھی ہر مرتبہ مسکراتا ہی اپنے جی مین کہتا ہی اسکو گرفتار کرکے کیا کرونگا ہاتھ کھولکر آتش قہر مین پھونک دونگا جب خواجہ عمرو برابر پہونچے ہاتھ رومال سے بندھے ہین روتے ہوے چلے آتے ہین شمس بھی کہے جاتا ہی کہ بی بی تمھارا کیا اختیار تھا سارے فتور ذات سے لوگون کی ہوے ہم تمھاری شاہ کے ساتھ شادی کرینگے اس کوہ عجائب و غرائب کے قریب جو تاجدار رہتے ہین اُن سب کی تصویرین منگا دینگے جسکو تم پسند کروگی اُسکے ساتھ بڑی دھوم سے شادی ہوگی بران نقلی عرض کرتی ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی جیسے ہی برآپ بائین ہاتھ مین چند دانے ماش کے ہین اسواسطے کہ عمرو کے سر پہ ڈالدونگا عمرو جل جائیگا داہنا ہاتھ اپنے رومال پہ ڈالا گرہ لگی تھی یہ کہکر جھٹکا مارا کہ لو بی بی تمھاری خطا معاف ہوئی جیسے ہی رومال سے ہاتھ کھلا بیہوشی اُڑا دی اسے کہکر شمس لڑکھڑایا وہ بیہوشی تھی کہ رتی بھر مین دس بیہوش ہون دماغ مین پہونچی ہا سے کہکر گرا عمرو نے ہتوڑا حضرت داود علیہ السلام کا نکالا اس زور سے مارا کہ سر کے شمس کے ہزار ٹکڑے ہوے ہڈیان تک چورا ہو گئین صاحبقران جس مقام پر ہین آندھی سیاہ جو اُٹھی ہوادار سب نے رکھدیا آفتاب نے دیکھا اُسی مقام پر حرز ہیکل پڑی ہی صاحبقران کے ہوش درست ہوے فورًا چالاک و چست ہوے حرز ہیکل اُٹھا کر گلے مین ڈالی ایسی آندھی سیاہ اُٹھی کہ پہاڑ سے بھی رونیکی آواز آئی پتھر سر ٹکراتے تھے بت خونریز گھبرا گیا اپنی زوجہ کو بھی بھولا کہتا ہی صاحبو ایسا ہوشیار ساحر یون مارا گیا عمرو نے کمال کیا کئی مرتبہ پہاڑ سے رونے کی آواز آئی کوئی پکار پکار کے کہتا ہی ہمارا بھائی مارا گیا افسوس ہی ایسا پہلو نشین سامری یون مارا گیا دو سو برس کے بعد سماد سے نکلا کچھ نہ بن پڑا اسم اعظم بند کیا مگر لشکر کوہی نے اسقدر ریلا کیا ادھر پہاڑ پہ سے برق کہ واشبیلی چھوٹین شیدا نے آکر وہ سحر کیا کہ زمین ہلا دی بت خونریز سب کو جواب دے سکتا ہی مگر لاشہ شمس دیکھکر سلگتا ہی کہتا ہی

بار و غضب ہو گیا جسوقت عالمان مذہب جمع ہوے اور یہ صلاح ہوئی کہ سب ملکہ نما دلین جب گرند
گھند کر تیار ہوے تو سب رُکتے تھے پہلے سب سے گڑھے مین یہی کودا پہلوانشین سامری یہی تھا افسردن
نے صلاح دی سارا دن لڑتے لڑتے گذرا اب طبل بازگشت بجوائیے پلٹ چلیے بت خونریز مجبور ہو کر
سحر مین کسی سے کمتر نہین ہی یہ نئے سردار جو آئے تھے اُنکو بھی سحر کرکے زخمی کیا فقط مارے جانے سے
شمس کے گھبرا گیا تھا ہو کو بھی اپنی بھولا حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پہ چوب پڑی سرداران
صاحبقران بھی زخمدار بیقرار و حیران ہو رہے تھے طبل بازگشت کا بجنا غنیمت ہوا سب سرداروں کو
لیکر صاحبقران پلٹے کوہ عجایب و غرایب سے ہٹکر ایک صحرائے سبزہ زار تھا اُسمین لشکر آ کے
اُترا بارگاہ استادہ ہوئی معدوم گلپوش بھی آکر پہونچی ملکہ شیدا نے معدوم کو پہونچایا جاہ و جلال
صاحبقران دیکھا رنگ ہو گئی عرض کی بتصدق حضور کنیز مطیع اسلام ہوئی سامری و جمشید پہ
لعنت کی زمرہ سرداران عالی مین ملکہ معدوم گلپوش کو بھی کرسی ملی امیر تو بارگاہ مین آکر مصروف
عیش و نشاط ہوے خواجہ عمرو کو بڑا بھاری خلعت ملا سرداروں نے بھی خدمتگزاری کی ملکہ یاسمن
کی ملازمت کرائی صاحبقران سب ساحروں سے فرما رہے ہین آپ لوگون نے بڑی تکلیف فرمائی
اپنے اپنے ملک پر جاییے ملک سالوس و ابلیس خود پرست کے ملک آپ سب صاحبون کے
قبضے مین ہین اُنکو آباد کیجیے عدل و انصاف کے ساتھ بسر ہو سب ساحر قدمون سے لپٹ گئے عرض کی
لونڈیاں غلام اس واسطے نہین آئے ہین کہ پلٹ جائین چاہتے ہین کہ تا بہ فتح طلسم نور افشان زیر
سایہ دامن دولت رہین ملک اخضر نے بھی عرض کی ابھی ان ساحرون کا جانا مناسب نہین ہی معدوم
بڑی لایق ساحرہ ہی معدوم کو کل سرداروں کا افسر کیا معدوم عرض کرتی ہی وہ نمکحرام تدبیر سے غافل
نہونگے حضور بھی دیر نہ کرین بموجب سمجھانے سب کے صاحبقران زبان بھی آمادہ ہین کہ انشاء اللہ
کوہ عجایب و غرایب کو بہت جلد فتح کرکے چلتے ہین کیون بلکہ معدوم گلپوش لوح طلسم نور افشان
کیونکر دستیاب ہو معدوم گلپوش نے عرض کی اس راز سے لونڈی بخوبی آگاہ نہین ہی اتنا تو سنا ہی
کہ کوئی باغ ہی کہ اُسکو باغ گلرنگ کہتے ہین وہان لوح ہی نہین معلوم کسی پھول مین ہی یا کسی غنچے مین
پنہان ہی یہ کبھی نہین واقف کہ باغ گلرنگ کہان ہی صاحبقران نے فرمایا عنایت پروردگار سے
سب مقام ثابت ہو جائینگے لوح نہ پائینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا ضرور اب لوح کا پتہ ملیگا یہان تو یہ
کیفیت ہی بت خونریز جو پلٹکر آیا اُسی وقت اسنے ایک نامہ بخدمت سحر العجایب و مصر الغرایب
لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہان نور افشان ملکہ معدوم کا تشریف لانا تو باعث فتور و فساد ہوا
وہ تو پکی مسلمان ہی اُسکو جو قید کیا قیامت برپا ہو گئی ایک لڑائی پڑی شمس خاکبسر اپنے جر پیسے
نکلا عمر کے ہاتھ سے مارا گیا جو مناسب ہو وہ کیا جائے صاحبقران صحرائے نرگستان مین فروکش
ہین ہمنے تو سامان لشکرکشی کیا ہی مین لاکھ ساحر پہاڑ سے اتر چکے ہین اب پھر جاکر طبل جنگی بجواونگا
وہان سحر العجایب مہران آسمان سیر سے کہ رہا ہی کیون صاحب کیا اب تم رونے کو طلسم کشا کے نجاؤگی
مہران کے خود جی چھوٹے ہوے ہین کہ چوبدار نے پڑھکے عرض کی نامہ دار بت خونریز آیا ہی لوگون کے
۴۰ کان کھڑے ہوے حکم دیا بلالو نامہ دار نے آکے ہاتھ مین نامہ دیا وزیر طلسم کاوس نیرنگ ساز

اپنے مقام سے اٹھا عرض کی ای شہنشاہ اگر وہ عجائب وغرائب جسکے طلسم کشا اندر گیا تو اس شہر کا پتہ ملیگا
جسکا نام لینا مناسب نہین سرداران طلسم بول اُٹھے ای شہنشاہ طلسم نور افشان کو کون فتح کر سکتا ہے
لوح مفقود ہے سبب شاہزادہ جہانگیر نے اُس لوح کو لیا اور پھر کوکب نے لوح پائی اپنے مقام پر
پہونچ کر اب تک وہین ہے کون وہان تک جا سکتا ہے کسکی لیاقت ہے کہ وہان تک پہونچے راہ مین لوح کے طلسم
سنگین بند ہوا ہے کون ایسی لیاقت رکھتا ہے کہ وہان پہونچے اور طلسم توڑے اور اُس مقام پر جا سکے
اول تو جسکی معرفت لوح کا نشان ملتا ہے وہ قید ہے اُسکو کون رہا کر سکتا ہے سحر العجائب نے کہا چپ رہو
ان باتون کا ذکر نہ کرو کاؤس نے کہا مین خود جاؤنگا پہلے عمرو کو گرفتار کر کے قتل کرونگا سحر العجائب
خوش ہو گیا گیارہ لاکھ فوج کاؤس کے ہمراہ کی گئی اور جمیع عجائب وغرائب وزیر شاہ طلسم ہے ساتھ لیے
کہتا ہے مین گیا ہے مٹائے طلسم کشا کے پہونچونگا انما جاہ وحشم وحشمت سے کاؤس نیرنگ ساز چلا منزلین
طے کرتا ہوا جاتا ہے کہ ذکر اسکا تحریر ہوگا صاحبقران زمان دربار مین جلوہ فرما ہین سب سرداران نامی
حاضر ہین امیر خواجہ عمرو سے رجوع کر رہے ہین کہ اگر ہو سکے تو کوہ عجائب وغرائب سے لشکر کی خبر
کرو خواجہ کانون پر ہاتھ رکھتے ہین کہ حمزہ مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا اصل یہ ہے کہ پراگندہ روزی پراگندہ دل
امیر نے فرمایا تمہین کبھی قرضداری سے نجات ہوئی ہے عمرو نے عرض کی آمد کم خرچ زیادہ یہ باتین
ہو رہی ہین کہ ناصیان خیبری و توصیان خیبری و چند بناگ ملکی و ابو طاہر خونریز سامنے آکے
حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کاؤس نیرنگ ساز وزیر اعظم سحر العجائب گیارہ لاکھ فوج
کی جمعیت سے براے مقابلہ حضور آیا ہے صاحبقران کچھ فرمانے نہ پائے تھے کہ برق فرنگی اپنے
مقام سے چلا خواجہ عمرو نے کہا دیکھیے شہریار یہ بھوسا پھیر جاتا ہے جانے ہو شنبا کہ دیکھیگا عیاری تو
اسکو تعالی ہے نہ آئیگی امیر نے کہا خواجہ تمہارا مین ہے کہا حضور مین تو آپ سے کہہ چکا یہ میرے مقدمہ
مین دخل نہ دین جھٹ پٹ جا پڑتے ہین تو وہ عجائب وغرائب پر پہونچے دیکھا پڑے تڑپ رہے ہین
مین ہی نے جاکر چھڑایا برق نے کہا مین وہان نہین جاؤنگا یہ کہکر چلا گیا عمرو نے ہاتھون پھیلائے دس پانچ ہزار
روپیہ لیے تب بارگاہ سے نکلے لیکن برق فرنگی تڑپتا ہوا جاتا ہے دل سے باتین کرتا ہے کہ ای برق وزیر طلسم
آیا ہے اسکی اگر گردن توڑی تو کچھ کام نہ کیا اسی سوچ مین جاتا ہے کہ زنگ کی آواز کان مین آئی جھاڑی مین چھپکر
دیکھنے لگا دیکھا ایک عیار قنطورہ ہاے زرلفتی سے آراستہ دوڑتا ہوا چلا آتا ہے مگر ڈیل ڈول سے ثابت ہوتا ہے
کہ یہ ساحر نہین ہے برق نے حلقہ ہاے کمند بچھا دیے وہ عیار جب وہان آکر پہونچا جست جو کی بیچ حلقہ ہاے
کمند مین آیا برق نے شیر کی آواز دی عیار رکا برق نے جھٹکا مارا وہ گرا برق نے حباب مار کر بیہوش کیا
تو بڑے کو اسکے ٹٹولا ایک کاغذ نکلا مضمون یہ تھا کہ ای مسطورہ جیسا دم اگر تو عمرو کو گرفتار کرے گی لاکھون
دولت دنیا سے نہال کر دینگے جی مین کہتا ہے برق خدا نے غیب سے سامان کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اس
عیار کو خواجہ کی شکل بنایا آپ مسطورہ کی شکل بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگائے ہوے اڑتا ہوا
جاتا ہے یہان کاؤس نیرنگ ساز بارگاہ مین بیٹھا ہے مسطورہ کو براے گرفتاری عمرو بھیج چکا ہے کچھ
اوراق ہاتھ مین لیے ہوے دیکھ رہا ہے اور ورق کو پڑھ پڑھ کر ہنستا جاتا ہے سرداران نے پوچھا ای وزیر اعظم
بلا وجہ حضور کا ہنسنا کیا معنے کاؤس نے کہا کیا کہون عجب طرح کی بات ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ مہتر مسطورہ جب

لچھوا افتاد پڑی بروے ستارہ شناسی ثابت ہوتا ہے کہ لشکر عمرو تک کوئی نہ پہونچ سکا سب چپ ہو رہے یکایک
لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی مہتر صاحب عمرو کو پکڑ لائے کاوس نے کہا بڑا
کام کیا عمرو کہان بیٹھا تھا جو اُسکے ہاتھ لگ گیا یہ کہکر پھر ورق دیکھا ورق تو جیب مین رکھ لیا مسکرانا جاتا ہے
لوگون نے پوچھا کیون حضور خیر تو ہے کہا برق فرنگی شاگرد عمرو کا ہے یہ عیار مسطور کو عمرو بنائے ہوے
آتا ہے مجھکو معلوم ہو گیا اس بات کا چرچا ہوا جو درباریون نے جو سنا باہر آئے ایک مرد ہا ہنس ہنس کے برق
کو دیکھنے لگا برق نے پکارا مرد ہے صاحب ذرا یہان تو آیئے جب وہ مرد ہا قریب آیا برق نے پوچھا
مرد ہے صاحب تم کیا ہنستے تھے مجھکو گھور گھور کے بہت دیکھتے ہوا اسنے کہا حضور مین آپ کے سراپا کو دیکھتا
تھا کہ کسی اعضا مین فرق نہین ہمارے آقا بھی اپنے کمال کا بڑا زور رکھتے ہین فرما رہے ہین کہ ہمارے
عیار کو برق نے پکڑ لیا برق نے کہا وہ مالک ہین میرا منہ دھلائینگے حال کھلجائیگا اب برق گھبرایا ہوا چلا
اتنا سمجھ گیا کہ ای برق یہ تو اُسکو حال معلوم ہو گیا شبرنگ خلیفہ عیار ہوا کہا اُسکو کنارے بلایا کہا بیٹا ایک کام
کر دو عمر بھر کے واسطے میری شکل بنجاؤ مین نے عمرو کو جو پکڑا کئی سو عیار میری تلاش مین نکلے ہین مین اُنکی
فکر کرون خبردار یہ نہ بولنا یہی کہنا کہ مین مسطور صیاد ہون انعام خوب دل بھر کے لینا لاکھ دو لاکھ
پر راضی ہو جانا اُسنے کہا بہت خوب شبرنگ خوشی خوشی اُستاد کی شکل بنا مسطور کو بشکل عمرو ہی پشتارہ
اپنے پشت پر لگایا تنتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا کاوس ہنسا کہا مہتر صاحب آیئے مین تو آپ کا مشتاق
تھا عمرو کو پکڑ لائے بڑا کمال کیا شبرنگ تنتا ہے اور کہتا ہے حضور خوب تلوار چلی کئی پیک بچے مین نے قتل
کیے عمرو کو بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عمرو بلا سے روئیگا رہے آپ کا اقبال شریک تھا جو جو شبرنگ
یہ باتین کرتا ہے کاوس ہنس رہا ہے کہتا ہے میرے پاس تو آیئے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا شبرنگ نے
کہا حضور پانچ لاکھ روپیہ لونگا کاوس نے کہا جو مانگیے گا وہی دونگا میرے قریب تو آیئے شبرنگ
سلام کرتا ہوا قریب آیا پشتارہ عمرو کا ڈالدیا پایہ تخت کو بوسہ دینے کو جھکا تھا کہ کاوس نے ایک ہاتھ مارا
اور لغو کیا منہم کاوس نیرنگ ساز ہمارے سامنے مکاری او برق فرنگی انگریز بڑے تیز تھے شبرنگ کے
دو ٹکڑے ہوے بارگاہ والے کانپنے لگے کہا حضور آپ نے اپنے عیار کو مار ڈالا کاوس نے کہا تم کیا جانو یہ
مکار برق فرنگی عیار تھا اب جو شبرنگ مرے گرا مسطور کی آنکھ کھلی گلے مین گیند عیاری کا پھنسا ہوا ہے بات نہین
کر سکتا غین غین کر رہا ہے کاوس نے کہا یہ میرا عیار ہے اسکے گلے سے گیند عیاری کا نکالو شبرنگ کا جو خون بہا
عیارون سے کہا اسکا منہ دھلاؤ منہ جو دھلایا دیکھا شبرنگ خلیفہ مسطور کا ہے میان برق خدمتگار بنے
ہوے کھڑے ہین ہنس ہنسکر تعریفین کر رہے ہین حضور نے کہا ہاتھ مارا مسطور کے جو گلے سے گیند نکالا
یہ سر پیٹنے لگا کہا حضور میرے خلیفہ کو کیون مار ڈالا اب تو میان کاوس کو سناٹا آگیا برق تو باہر نکلا پھر
کاوس نے اُٹھا کر ورق دیکھا کہا یارو برق خدمتگار بنا ہوا باہر کھڑا ہے مسطور دوڑا برق چوبدار بنکر
کھڑا ہو گیا دیکھا اندر سے کئی سو پیک بچے نکلے خدمتگار پٹنے لگے کسی پر جوتی کسی پر لات خدمتگار چیختے ہین
غل مچاتے ہین بیرون بارگاہ ہنگامہ ہے سب خدمتگار گرفتار ہو کے سامنے کاوس کے آئے کاوس
نے کہا ان خدمتگارون مین تو برق فرنگی عیار نہین ہے سب نے کہا حضور پھر کہان گیا خدمتگار دہائی دیتے
ہین کہ ہم مفت مین ذلیل ہوے کاوس نے کہا باہر چوبدار بنا ہوا برق فرنگی کھڑا ہے برق فرنگی تو

یہ سب ہنگامے دیکھ رہا تھا ایک ساحر کی شکل بنکر کھڑا ہوا تھا اندر سے خدمتگار تو روتے ہوے نکلے کہ ہمکو مفت ذلیل کیا گئی سو پیک بچے نکلے غلغلہ کرتے ہوے کہ یار و چوبدارون کو پکڑ لو چوبدارون کی پگڑیان اتار لین عصا چھین لیے پکڑ کے سب کو اندر لائے کاؤس نے کاغذ اُٹھا کے دیکھا کہا ارے یار وہ تو چھلاوہ ہی اب تو ساحر بنا ہوا کھڑا ہی عیارون نے عرض کی حضور ساحر تو لاکھون ہین کسکو پہچانین کوئی پہچان معقول بتایے کہ گرفتار کرکے لائین یکایک دربار گاہ پر ہلہ ہوا کاؤس نے پوچھا ارے یہ کیا ہی کہا حضور شہنشاہ کا نامہ آیا ہی یہ خبر آپ کی پریشانی کی اُنکو بھی معلوم ہو لی کیا پرورش خاوندانہ ہی فوراً ساحر کو روانہ کیا اب آپ کاغذ نہ دیکھیے ساحر کیا کہتا ہی کہا بلا لو دیکھا ایک ساحر سیہ فام نامہ ہاتھ مین لیکر تا ہوا شہر فرستادہ شاہان سحر العجائب و مصر الغرائب آتے ہی بلا تکلف نامہ ہاتھ مین کاؤس کے دیا کاؤس نے کہا ای ساحر تمھارا کیا نام ہی کہا حضور خیر خواہ طلسم ہون خیراندیش نام بھی ہی جن صحراے مار خیز کا حاکم ہون جہان صرف ماران سیاہ رہتے ہین اُن سب پہ میری حکومت ہی یکایک میرے نام حکم پہونچا کہ ای خیراندیش جلد آکے حاضر ہو آواز دیتے ہی مین پہونچا یہ نامہ دیا اور زبانی بھی کچھ فرمایا ہی وہ تخلیے مین عرض کرونگا کاؤس نے نامہ پڑھا یہی مرقوم تھا کہ ہم خیراندیش کو روانہ کرتے ہین ای کاؤس اسکی صلاح سے کام کرو یہ عمرو و برق کو گرفتار کردیگا برق کی ذات سے تمنے بڑے ملال اُٹھائے اگر یہی حرکتین کروگے سب لشکر مین غدر ہو جائیگا پوچھا ای خیراندیش زبانی کیا فرمایا ہی کہا حضور الگ چلین تو مین عرض کرون کاؤس خیراندیش کے ساتھ ہوا تنہائی کے خیمے مین لیکر آیا کہا حضور آگ منگا لیے مین لوبان آگ پر ڈالونگا دھوان پیچیدہ ہوکر جائیگا زنجیر بنکے مین عیارون کے لپٹ جائیگا کاؤس نے منقل آتش رکھی میان خیراندیش نے اپنے پاس سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ پر ڈالیے بغور دیکھتے رہیے دھوان زنجیر و طوق آہن بنکر جائیگا دونون عیارون کو پکڑ لائیگا یہ کہکر مٹھی بھرکے لوبان انگارون پر ڈالا دھوان جو نکلکر پیچیدہ ہوا کاؤس بیہوش ہو کے گرا نعرہ ہوا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ہون چشم مہتر جہان	مری نسل سے مکر پیدا ہوا	مرا نام ہی خواجہ خواجگان
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین	جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین	مرے نام پہ غدر شیدا ہوا
مری چال سے ہو صبا پائمال	فلک کی جو گردش کا سامان ہو	مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
مرا فرو حشم تاجدار	امیر عرب شیر پروردگار	نشان تمھارا ہی گرد پاپوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے		یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو نے جلدی مین کاؤس کا پشتارہ باندھا جبال تدر ہا سوزن ندیا سراچہ چاک کرکے بھاگے یہان ہزار ہا ساحر بارگاہ مین کھڑے ہوے کہ رہے ہین کہ نہین معلوم خیراندیش فرستادہ شاہ سے کیا صلاح ہو رہی ہی جب عرصہ ہوا تو سب ساحر اندر آئے مسطور عیار تو اپنا سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی یارو مین نے کیا ذلت اُٹھائی شاگردون نے میرے مجھکو ذلیل کیا شب تک میرا قوت بازو زینت پہلو آگیا اور پھر برق کا پتہ نہ معلوم ہوا آخر سب اندر گئے جا کے دیکھا وزیر اعظم بہن ہین اسباب بھی اُس خیمے کا ندارد ایک طرف سراچہ چاک ہی ساحرون نے غل مچایا مسطور جو اندر آیا اُسنے کہا یارو عمرو عیار لیگیا بد حواس ہو کے دوڑا برق ساحر بنا ہوا ٹہل رہا ہی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہوا معلوم ہوتا ہی ہم تو صورتین بدلنے مین رہے استاد کاؤس کو لیگئے یہ بھی پلٹا دیکھا مسطور گئی سو یک چونکو

ساتھ ایک دو امیران صاحبقران جلوہ فرما ہین بارگاہ مین سب ساحر بیٹھے ہین ذکر خواجہ عیاری ہو رہا
ہی ہمارے صاحبقران فرماتے ہین خدا عمرو کو ساحرون سے بچائے یہ ذکر تھا کہ ہانپتا ہوا خواجہ پشتارہ بدوش
آئے ہین عمرو اندر آیا شیدائے شعبدہ باز نے کہا ہرچند کہ خواجہ نے کارنمایان کیا مگر انجام بخیر نہین معلوم
ہوتا ہی عمرو نے آتے ہی کاؤس کو ستون سے باندھ دیا آپ بھی سامنے کھڑے ہین امیر نے کہا خواجہ اسے
ہوشیار کرو عمرو نے سوزن کا تو خیال نہ کیا کاؤس کو ہوشیار کر دیا اب جو کاؤس کی آنکھ کھلی اسنے دربار
صاحبقران کو دیکھا معدوم گلپوش کو عہدۂ جلیل پر پایا سب ساحرون پر افسر ہو معدوم گلپوش
کی نایب شیدائے شعبدہ باز ہین بعد ملک اخضر اس انتظام سے دربار آراستہ ہی عمرو نے للکار کے
آواز دی او کاؤس دیکھ قدرت خدا کو برق نے وہ تماشے برپا کئین کہ تمنے خود شہر رنگ کو قتل کیا اب
بہتر یہ ہی کہ اطاعت کر نام سامری و جمشید پر لعنت کر کاؤس نے بنگاہ قہر و غضب طرف عمرو کے دیکھا
خیال کیا میری زبان مین سوزن نہین ہی غصے مین آواز دی او ساربان زادے قدرت سامری و جمشید دیکھ
صاف ظاہر ہی کہ تجھ ایسے ہوشیار نے یون دھوکا کھایا زبان مین سوزن دینا بھول گیا عمرو کے ہوش
اڑ گئے کود کے بھاگا آواز آئی معدوم ہوشیار ہو جاؤ کاؤس نے قید توڑی تڑپ کے اٹھا معدوم نے
گولہ مارا کاؤس نے گولے کو باطل کیا بلکہ پھٹ کے گر گئی سو ساحر مرے آفتاب نے للکارا کاؤس نے
کسی کو جواب نہ دیا سب ساحرون نے سحر کیے کاؤس نے کسی کے سحر کو نہ مانا تڑپ کے نکل گیا خواجہ عمرو نے
گلیم اوڑھ لی معدوم نے کہا ای شہریار یہ ملعون بلائے روزگار ہی نکل گیا کاؤس جو چلا مسطور نے بھی آکے
خبر لی کہ وزیر اعظم لڑ بھڑ کر نکلے کاؤس صحرا مین اڑتا ہوا جاتا ہی خواجہ عمرو جو گلیم اوڑھکر بھاگے تھے صحرا مین
آکے ٹھہرے دیکھا ایک مسافر آتا ہی منہ مین پانی بھر آیا اس مسافر کو بیہوش کر کے لوٹنے لگے ادھر سے
کاؤس اڑتا ہوا آتا تھا اسنے جو آسمان سے عمرو کو دیکھا تڑپ کے گرا عمرو کو پنجے مین دبا یا آواز دی او ساربان زادے
تونے مجھکو بہت رنج پہونچایا باغ کیمیائے خاک ریز مین پہونچاتا ہون کہ جہان کا قیدی تا قید حیات چھوٹے
تڑپ تڑپ کے مرے عمرو نے کہا معلوم یہ ہوتا ہی کہ اس باغ کی ویرانی کا وقت آگیا کاؤس نے کہا اچھا
او ساربان زادے تیری قضا اس باغ مین ہی یہ کہکر بلند ہوا عمرو کو بیہوش کر لیا کہ یہ راستہ نہ دیکھنے پائے
پس پرواز پیدا کیے ہوے کوہ عجائب و غرائب سے گذرا بت خونریز مکدر بیٹھا تھا مارے جانے سے
شمس خاک بسر کے کوہ پر سناٹا ہی اسنے دیکھا کاؤس کسی کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی پکار کے
آواز دی ای وزیر اعظم ذرا مین بھی اس خونخوار سے آگاہ ہو جاؤن کاؤس اتر پڑا بت خونریز نے
پوچھا یہ وہی ساربان زادہ قاتل شمس ہی کاؤس نے کہا یہ مجھکو گرفتار کر کے لیگیا تھا ای بت خونریز میرے
پہونچتے ہی ان ظالمون نے ہنگامہ ڈالدیا آخر مجھکو لے بھاگا مگر عنایت سامری و جمشید شریک تھی کہ
یہ زبان مین سوزن دینا بھولا مین نکلا ہوا آتا تھا یہ ظالم ایک مسافر کو لوٹ رہا تھا بت خونریز نے
کہا ہمارے کوہ مین قید کرو کاؤس نے کہا ای بت خونریز مین اسکو ایسے مقام پر لیے جاتا ہون کہ تا قید
حیات قید سے نہ چھوٹے بت خونریز نے کاؤس کو شراب پلائی کہا کیا کہون جسدن سے شمس خاک بسر
مارا گیا پہاڑ پر سناٹا ہی کاؤس رونے لگا کہا ای بت خونریز مین نے اپنی آنکھون سے کتاب مین دیکھا
کہ سب بزرگون سے تکلیف پہونچیگی بڑے افسوس کی بات ہی بت خونریز نے کہا بھائی تجربہ کا کیا اعتبار ہی

تمنے آج خاتمہ کر دیا ایسے شخص کو گرفتار کیا اگر یہ مارا گیا تو خاتمہ ہی کاوس نے کہا ایسے مقام پر بیجا ہی
کہ تا قید حیات رہائی غیر ممکن ہی یہ کہکر عمرو کو دیا بالیکہ اُڑا خواجہ بیہوش ہین کاوس باغ کاوس میہ مین
آکر پہونچا اس باغی نے عمرو کو کوٹھری مین بند کر دیا جو انتظام میہان کا ہی ناظرین پر واضح ہوگا اب
کاوس وہان سے پلٹا دربار مین سحر العجائب کے آیا سب حال بیان کیا سحر العجائب نے کہا اے
کاوس تمنے غضب کیا سازبان زادے کو اُس مقام پر قید کیا جہان وہ قتال عالم قید ہی اگر کسی وجہ
سے وہ رہا ہوگئی تو زمین ہلا دیگی زمین و آسمان متزلزل و متحرک ہونگے کاوس نے کہا حضور غلام نے
وہ ترکیب کی ہی کہ عمرو تڑپ تڑپ کے مریگا قتل کرنا مناسب نہ تھا صاحبقران اندر طلسم کے گر چکے
ہین کوہ عجائب و غرائب پر سامنا ہی ملعون گلپوش سے مقابلہ ہی دربار مین صاحبقران کے
عہدۂ جلیل ملا ہی افسر بنی ہوئی بیٹھی ہین قدرت سامری و جمشید کی آپ کے غلام کو روکتی نہین مجھے
گرفتاری عمرو کی فکر تھی اس وجہ سے مین نہین الجھا اب جاتا ہون طبل جنگی بجوا کے سب کو گرفتار کر کے
زندان طلسمی مین پہونچا دونگا بڑے عرصے تک ٹھہرا گیا کہا کہ اے شہنشاہ آپ تحریر کتب کا خیال فرمائیے
سامری و جمشید نے جو چاہا لکھدیا طلسم نور افشان نہین فتح ہو سکتا یہ کہکر کاوس شاہان طلسم سے
رخصت ہو کے اپنے لشکر مین آیا مسطور حیران تھا کہ وزیر اعظم کہان چلے گئے اُسنے آ کے سب سے حال
بیان کیا کہا کل سے خاتمہ کرنے پر لشکر اسلام کے کمر باندھتا ہون یہ کہکر شام کو طبل جنگی بجوایا ہرکارے
لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر چلے دربار صاحبقران مین آ کے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے
بادشاہی بجالائے قطعہ گل ریاض جلالت ہمیشہ خندان باد ﴿﴾ نسیم لطف تو آرام دردمندان باد ﴿﴾ ہزار
نعمت و دولت نصیب خدا ماں ﴿﴾ بکام خاطر ما سرفراز ہمدمان باد ﴿﴾ عرض کی اے شہریار کاوس نے طبل جنگی
بجوایا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و فساد کو دوبالا کرے خواجہ عمرو کو بہی
قید کر آیا خواجہ عمرو کا حال سنکر صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا فرمایا خدا اُنکا حافظ ہی ہمارے یہان بھی
کہدو طبل جنگی بعنایت رب اکبر بجے یہان بہی طبل جنگی پر چوب پڑی برق نے اُس قران سے کہا اے
خلیفہ صاحب تمنے سنا استاد کو اس کاوس ملعون نے نہین معلوم کہان جا کے قید کیا ہی قران نے
کہا انشاء اللہ فکر کرینگے مگر مین نے خبر پائی کہ بیچ مین دو مقام حائل ہین کہ جہان سے گذر ہونا بہت دشوار
ہی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین برق مہرات نئے لشکر مین کاوس کے ایک بڑھیا کی شکل بنکر
جابجا پھرنے لگا دردولت پر کاوس کے پہونچا دیکھا ہزارہا ساحر دروازے پر کاوس کے جمع
ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ یارو کوئی عیار نہ آنے پائے وزیر اعظم نے آرام فرمایا ہی برق فرنگی تو بڑھیا کی
شکل بنا ہی ہوا ہی اسنے بڑھکر اُن ساحرون سے سوال کیا وہ سب ساحر لینا لینا کہکر دوڑے یہی
کہتے ہوے کہ عیار آیا عیار آیا برق فرنگی تڑپ کے بھاگا الگ آ کے ٹھہرا حیران کہ کیا تدبیر کرون یہ
ملعون دیکھتے ہی پکارتے ہین ایسا خوف دل مین سمایا ہوا ہی تھوڑی دور بڑھا ہی کہ ایک طرف سے
گانے کی آواز کان مین آئی برق فرنگی نے پلٹ کے دیکھا ایک خیمہ ہی اُسکا پردہ اُٹھا ہی ایک نازنین
بیٹھی ہوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی غزل

د	ولا یا یاد شب اُسنے جو تیری ساق سیمین کو		ہلایا صبح تک ہنس ہنس کے ہنسانے شمع بالین کو	

خزان نے پیشتر کار گل و بلبل کیا آخر
جزاے خیر دے اللہ صبا اور گلچین کو

ہزار افسوس ہی ارے بیمروت تو نہین آیا
غشی آجاتا ہی اکثر تیرے بیتابون کی تسکین کو

تماشا دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کو
بنایا ہی مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو

تکلف سے مبرا ہی مزاج عاشق شیدا
نہ دیکھا قمریون کی گردنون مین طوق زرین کو

نئے ہر سال سرکار جنون سے داغ ملتے ہین
بہار گل کیا کرتی ہی جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہی آمین کو

عدم پہونچائیگا شوق اُس کمر کا مجھکو ہستی سے
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کے گام نخستین کو

سوار اسپ ای گلگون قبا تجھکو اگر دیکھین
منجم منزل مریخ سمجھین خانۂ زین کو

پری سے چہرے پر لہرا کے سو سو بار آتی ہی
ہوا ہی آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

تمھین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سواری مین دکھائی دینگے میری خاک کے ذرے
ہوا ہون دیکھکر اک آفتاب خانہ زین کو

حسینون کو ہی لازم رحم اپنے عشقبازون پر
رعیت پر رعایت چاہیے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
قلم کی چال ادا چلوائے اُن پاے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہی ہوتی قدر نعمت کی
غنیمت جانتا ہی لنگ اپنے پاے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہی جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس قصے مین عقل مصلحت بین کو

قدردان جمع ہین تعریفین کر رہے ہین نائکہ کہ رہی ہی آج شہنشاہ نے یاد فرمایا ہین برق فرنگی کنارے آیا عقل سے سمجھ گیا کہ یہ کاوس کی معشوقہ ہی چوبدار بنکر سامنے آیا کہا ملکۂ عالم چلیے شہنشاہ نے آپ کو یاد فرمایا ہی منظور یہ ہی کہ آج شب بھر جاگین صبح کو مسلمانون سے مقابلہ ہی نائکہ نے کہا بیٹا جلد ہی کر وارے گلعذار تو ہمیشہ جانے مین دیر کرتی ہی چوبدار نے کہا بی گلعذار مین کچھ عرض کرونگا آج کل مسلمانون سے مقابلہ ہی عیارون کا ڈر لگا ہوا ہی مین تمکو بھی طریقے تعلیم کر دون بی گلعذار ساتھ ہو دیے کے تنہائی کے خیمے مین گئین چوبدار نے کہا بی گلعذار آج کل بڑا احتیاط چاہیے باتین کرتے کرتے گلعذار کو گلوری کھلاکے بیہوش کیا کپڑے اسکے اُتار لیے زیور بھی اُسکا لیا اسی کی شکل بنکر باہر نکلے گلعذار کو زیر پلنگ ڈالدیا باہر آ کے کہا امی جان چلو۔ بہلی پر سوار ہو کے چلے جب دروازے پر بارگاہ کاوس کے پہونچے ملازمون نے آواز دی کون آتا ہی گلعذار نقلی کو وہ پڑ ہین کہا ارے جمعدار کچھ دیوانہ ہوا ہی ہم ہین وزیر اعظم سوتے ہین کہ جاگتے ہین افسر نے کہا ابھی سو کے اُٹھے ہین اسباب سحر تیار ہو رہا ہی برق بلا تکلف سامنے آیا جھک کے سلام کیا کاوس نے پوچھا کیون جان جہان آج تمھین عرصہ کیون ہوا کہا حضور آپ کے بلانیکا انتظار رہتا کنیز ہر وقت بیقرار رہی حکم ہوا بیٹھو کہا ای گلعذار کیا کہون کہ کیا تکلیف گذری کل پھر مقابلہ ہی گلعذار نے باتون مین لگایا مسکرا مسکرا کے باتین کین کہا لیکہا پان نوش کیجیے کاوس نے جیسے ہی گلوری کھائی گلوری کھاتے ہی بیہوش ہو کے گرا برق فرنگی خنجر پکڑ کے چلا کہ اسکو قتل کر دون کہ زمین شق ہوئی ایک زنگی نے سر نکالا برق فرنگی دیکھتے ہی کود کے بھاگا زنگی نے کاوس کو ہوشیار کیا اب ملپٹ کے دیکھا گلعذار غائب ہلتہ ہوا کہ عیار بشکل گلعذار آیا تھا سامری وجمشید نے بچا لیا خیر لو گلعذار پہ کیا گذری ملازم

دوڑے ہوے گئے ناگہ یہ حال سنکر رونے لگی تمام مکان مین ڈھونڈھا دیکھا زیر پاینتاب بی گلعذار برہنہ
پڑی ہوئی ہین گلعذار کو سب نے ہوشیار کیا لیکن سحر ہو چلی ہی گلعذار یہین ٹھہری مگر وہان کاؤس
سوار ہوا لشکر کو ہمراہ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا یہان تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی
دردولت صاحبقران پہ حاضر ہین کہ صاحبقران زمان برآمد ہوے چار سو ساحران غدار سرداران
تا چہار سات لاکھ ساحر لشکر پہ ایک جانب مہرام گرد بن خاقان چین لشکر غیر ساحران سے لیے
ہوے صاحبقران سب لشکر کو ہمراہ لیے ہوے طرف میدان کارزار کے چلے قریب اپنی رکاب کے
خواجہ عمرو کو جو نہ پایا فرماتے تھے کہ نہین معلوم خواجہ عمرو پہ کیا گذری برق فرنگی عرض کرتا ہی
مین اس فکر مین تھا کہ کاؤس کو پکڑ لاؤن یا اس ملعون کو قتل کرون مگر کچھ نہ بن پڑا صاحبقران کلام حسرت
کرتے ہوے میدان کارزار مین آئے ملکہ معدوم گلپوش لشکر ساحران کو جمانے لگین مہرام بھی لشکر
غیر ساحران درست کر رہا ہی اُدھر سے کاؤس لشکر ساحران لیکر بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین
آیا صفین جمائین جب صفین جم چکین تو کاؤس میدان مین نکلا پکار کے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان و
اے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ شیدائے شعبدہ باز مادر آفتاب شعلہ مزاج نے طاؤس
اپنا بڑھایا ملک اخضر نے پلٹ کے دیکھا کہ ملکہ شیدائے شعبدہ باز پاس صاحبقران کے پہونچین
دست بستہ عرض کی اجازت میدان صاحبقران زمان نے اجازت دی ملکہ شیدائے شعبدہ باز
طاؤس اُڑا کے سامنے کاؤس کے پہونچین آپسمین سحر چلنے لگے مگر کاؤس بلاے روزگار ہی جو سحر ملکہ
شیدائے شعبدہ باز نے کیا ہنس ہنس کے کاؤس نے دفع کر دیا آخر مین ایک دو پتھر زمین پہ مارا ایک برق
چمکی شیدائے شعبدہ باز کا شانہ نشانہ ہوا شیدا لہرائی کاؤس نے چاہا کڑک کے گرون اسکو
دو ٹکڑے کرون آفتاب شعلہ مزاج کو تاب نہ آئی بھڑک کے جاپڑی سینہ سپر کر دیا کاؤس نے
پھر سحر کیا ایک برق پھر چمک کے گری آفتاب شعلہ مزاج کا بھی سر زخمی ہوا دونون مان بیٹیان زخمی
ہوئین معدوم گلپوش کڑک کے جاپڑی زبان کا خون کاٹ کے پھینک مارا کاؤس پر جو خون نہالنکا
پڑا کاؤس بیہوش ہو کے گرا معدوم گلپوش نے چاہا اسکو لون تمام ساحر دوڑ پڑے اپنے مالک کو
اٹھا لیا ادھر سے ملک اخضر وغیرہ پہونچے مغلوبہ ہونے لگی ملک اخضر جا کے مصروف جنگ ہوا اب تو
صاحبقران زمان بھی نعرہ کر کے پہونچے بعد چند ساعت کاؤس کو ہوش آیا مغلوبہ مین شریک ہوا
دوپہر تک خوب تلوار چلی اور خوب سحر ہوے معدوم گلپوش نے پھر کاؤس کو للکارا کاؤس سحر سے
معدوم گلپوش کے زخمی ہوا اب اسنے ناچار ہو کے ساتھ والون سے کہا یارو دوپہر لڑتے لڑتے
گذرے اگر تم سب کی خوشی ہو تو طبل امان بجے سب نے عرض کی جو کچھ آپ کے نزدیک مناسب
ہو وہ سامان کیجیے حکم ہوا اُسی وقت طبل بازگشت پہ چوب پڑی لشکر جانبین کے الگ ہوے
صاحبقران زمان سب ساحرون و غیر ساحرون کو لیے ہوے پلٹے شیدائے شعبدہ باز و ملکہ
آفتاب شعلہ مزاج زخمدار ہین آ کے اُنکی صاحبقران نے زخمدوزی کرائی کاؤس بہت حیران
و پریشان پلٹا جب اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین آ کے بیٹھا کہا یارو بڑے غضب کی بات ہی صاحبقران
کے ساتھ بڑے بڑے ساحرون کا جو ... یہ اقبال مندی صاحبقران کی ہی کہ لیا لیا افتاد پڑی

اُس اُس طور سے جا کر ساحر شریک ہوے ملکہ معدوم گلپوش رازداران طلسم سے صاحبقران
کی شریک ہین آج اُسکے سحر سے مین زخمی بھی ہوا تم سنبھون کی اگر صلاح ہو تو ایک عرضی شاہان طلسم کو
لکھون سب نے کہا بہت مناسب ہی اُسیوقت کاؤس نے ایک عرضی لکھی سب حال جنگ مندرج
کر دیا سحر العجائب کو یہ عرضی پہونچی کہا یارو حقیقت یہ ہی کہ کاؤس اپنا مثل نہین رکھتا مگر جنگ مسلمانان
مین بہت پریشان ہوا معدوم گلپوش کے ہاتھ سے زخم کھایا ہر چند اُسنے وہ کار نمایان کیا کہ کسی ساحر سے
نہ ہو سکتا یعنی عمرو عیار کو گرفتار کر کے جا کر باغ کاؤسیہ مین قید کیا جو عمرو پر گذری ہی حال اُسکا تحریر ہوگا
سحر العجائب نے کہا یارو تم مین سے ایک ساحر کو چاہتا ہون کہ جا کے کاؤس کی مدد کرے محرم اسراردان
ایک ساحر زبردست ہی بڑا اسکو ناز ہی کہ مین رازدار طلسم ہون سب شاہان طلسم مجھسے دبا کیے بل کر گئے اُٹھا
کہا غلام ابھی جاتا ہی تین لاکھ فوج ساحران ساتھ ہوئی محرم اسراردان چلا ایک صحرا مین آ کے اترا
رات کو وہان مقام کیا صبح کو بموجب قاعدے کے دھوتی باندھے ہوے برنجی لٹیا مین پانی بھرا ہوا بارگاہ
سے نکلا ساتھوالون سے کہا یارو دیکھو تو یہان کوئی شوالہ بھی ہی ٹھاکر کو جا کر نہلا دین پھر سوار ہون
ملازمون نے جا کے دیکھا کنارے پر قریے کے ایک شوالہ ہی قریے والے وہین پوجا پاٹ کرنے آتے ہین
محرم اسراردان بھی جا کر پہونچا مورت کو نہلا کے باہر نکلا ہی چاہتا ہی طرف اپنے لشکر کے جاؤن کہ دیکھا
طرف سے قریے کے ایک برہمن خوب ماتھے کو رنگے ہوے بڑبڑاتا ہوا اترا آتا ہوا معلوم ہوتا ہی بھنگ کے نشے
مین ہی قریب پہونچکر محرم اسراردان کو سلام کیا محرم نے جواب دیکر کہا کیون دیوتا کہان چلے کہا آپ
کون صاحب ہین کہا میرا نام محرم اسراردان ہی افسر لشکر ہون براے مقابلہ مسلمانان جاتا ہون اس
صحرا مین آ کے اترا تھا پوجا کرنے شوالے مین چلا آیا برہمن نے کہا اے محرم اسراردان مجھے ایک بات
مین بڑا شبہ ہی ہمارے باپ دادا سامری و جمشید پرست رہے لیکن خیال جو کیا تو سب جلسازی و شعبدہ تھا
تھے مسلمانون کا خداے نادیدہ بڑا زبردست ہی اُنکے یہان کی کتاب مین لکھا ہی ایک کلمۂ کن کہدیا
زمین و آسمان تیار ہو گیا حقیقت مین خدا ایسا ہی ہونا چاہیے ایک دن تو وہ تھا کہ سامری و جمشید
کنارے دریا کے چٹائی بچھائے ہوے بیٹھے رہتے تھے جسدن کمن پڑا دو چار من اناج مل گیا اُسمین
بسر اوقات ہوتی تھی یا چار صاحب ساحر ایسے ملے اُنھین دس پانچ نے مل کر اُنکو خداوند بنایا یہ خدائی
کیسی ہین تو شک ہوتا ہی آپ اُس مقام پر جاتے ہین کہ جہان وزیر اعظم موجود ہین اُنسے ذرا یہ سوال
ضرور کیجیے گا برہمن نے جو ایسے ایسے سوال کیے کہ محرم اسراردان کے اعتقاد مین فرق آگیا اب یہی
خیال مین ہی کہ جا کر پوچھونگا دل سے باتین کرتا ہوا چلا برہمن تو سوالات بتا کے چلا گیا محرم اسراردان
دل مین حیران ہی کہ یہ کیسے سوالات برہمن نے کیے کہ جنکے جواب ذہن مین نہین آتے ہین یہ سوچتا ہوا
محرم اسراردان اپنے لشکر مین آیا اُسی وقت سے اُسنے جنیو توڑ ڈالا بتون کو ایک لات ماردی
نہایت گھبرایا ہوا لشکر مین آیا سردارون نے دیکھا افسر صاحب کچھ گھبرائے ہوے ہین پوچھا کیون مزاج کیسا
ہی کہا صاحبو بڑے تعجب کی بات ہی اگر دمڑی کی ہانڈی بھی لیتے ہین تو اُسے بھی ٹھونک بجا لیتے ہین نہ کہ
مقدمہ مذہب اگر تصور کرتے ہین تو کوئی جواب ذہن مین نہین آتا ہی اُسوقت غیب سے ایک برہمن پیدا ہوا
حسب و نسب سامری و جمشید بیان کیا ایسے سوال کیے کہ ہم اُسکو رد نہین کر سکتے ہین سنبھون نے کہا

حضور ایک جواب کافی ہی کہ جو باپ دادا ہمارے کرگئے ہین وہی ہم بھی کرتے ہین محرم اسرار دان ہنسا کہا یارو بڑے شرم کی بات ہی کہ آدمیون کو خدا بنایا آدمی بھی کون سے قوم کے برہمن ہاتھ پھیلانے والے یا تو کنارے دریا کے بیٹھے رہتے تھے جو کچھ نصیب ہوا وہی وجہ معاش تھی یا خداوند بن بیٹھے مصاحب جو کارساز علم انھون نے گھر گھر مشہور کردیا حالات روزنامچہ سامری مین یہی مضمون لکھا ہی مدعی سوال کرنا ہی کیا جواب دیا جائے سبھون نے کہا حضور ان خیالات کو دل سے دفع کیجیے دل مین شک پڑتا ہی محرم اسرار دان نے کہا یارو میرا دل نہین مانتا اب مین چلکر وزیر اعظم سے سوال کرونگا محرم اسرار دان کے سردارون کے دل مین بھی شک پڑا ایک سے ایک کہتا ہی مین نے تو یہ سبق نہین پڑھا تھا پر ہمین نے بھی ترجمہ کیا عالمان مذہب اس مقام کو ساتھ تصریح کے پڑھاتے ہین محرم اسرار دان کے سارے لشکر مین ہر مقام پر یہی چرچا ہی کہ یارو مذہب کیا چیز ہی اس حال کا نہ تحقیق کرنے والا نہایت بدتمیز ہی جو جس سے پوچھتا ہی وہ کہتا ہی ہمین بھی اس بات مین شروع ہی مین لاکھو ساحرون مین یہی ذکر ہو رہے ہین ایک مقام پر دس بارہ افسر بیٹھے ہین کہ پھر ایک برہمن آیا افسرون نے کہا اے برہمن دیوتا اسوقت کہان چلے ہم تمسے کچھ پوچھا چاہتے ہین برہمن نے کہا داتا پوچھو ان سبھون نے کہا آپ نے سب پوتھیان پڑھی ہین کہا ہان داتا اگر پوتھیان نہ پڑھتا تو ستارہ شناسی کو کیونکر اوج ہوتا سب آئین مقامات سیارگان سب ثابت ہوتا ہی اپنی بیقراری پر دل روتا ہی برہمن نے کہا بھائیو جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو سب نے کہا برہمن دیوتا یہ بتلاؤ کہ خداوند سامری و جمشید کون تھے برہمن نے کہا ہمارے خداوند تھے افسرون نے کہا دیکھو کتب مین ہمارے تمھارے لکھا ہی کہ قوم کے برہمن تھے کنارے دریا کے بیٹھے رہتے تھے جو لوگ آتے تھے وہ نہاتے تھے کچھ دیجاتے تھے وہ بسر اوقات تھی جب تیس برس کا سن ہوا ایکا ایک دعوی خدائی کیا کنارے دریا کے کچھ پیڑ تھے وہ خشک ہوگئے تھے انکو سرسبز کیا یہ ظاہر ہی کہ نمونہ سحر تھا ہم بھی خشک درخت کو ہرا کر سکتے ہین آئین ہم مین کیا فرق ہی اسی زمانے سے خدائی بڑھ گئی تمام زمانہ خداوند جاننے لگا اب بتاؤ کہ وہ خداوند کیونکر ہے مثل ہمارے تمھارے ساحر تھے علم نیرنج و شعبدہ سے ماہر تھے برہمن نے کہا ہان بھائیو یہ تو سب سچ ہی سوال یہ لکھے ہین جواب کہین نہین مرقوم ہی اس بے اعتدالی کی دھوم ہی اسکے آگے نہین معلوم ہی خدائی ماننا انکو اپنا اپنا مفہوم ہی اگلی باتین ہین انکو نہ پوچھو خداوند جانو یہ کہکر برہمن نے پوتھی بند کرلی چلا گیا سب ساحر آپس مین تکرار کرتے ہوے سامنے محرم اسرار دان کے آئے عرض کی اے شہنشاہ ساحران ابھی ایک برہمن آیا تھا ہمنے سوال اس سے آپ کے لیے اسنے کیا بھونڈا جواب دیا اور زیادہ شک پڑا یہی وہ کہ گیا کہ اگلی باتون مین دخل نہ دو محرم اسرار دان نے کہا خیر سمجھا جائیگا مگر ان باتون کو دل مین رکھو کسی کے سامنے بیان نہ کرو بڑی ذلت ہوتی ہی مذہب کے مقدمے مین بڑی خجالت ہوتی ہی اُس دن رات بھر وہین مقام کیا صبح کو کوچ کر کے چلے پہلے مقام بت خونریز پر پہونچے بت خونریز سب کو لیکر بالائے کوہ آیا پوجا پاٹ کے مقام بتانے لگا کہ یہ جا حاضر و دیکھیے ان مقامون پر بزرگان دین دفن ہین محرم نے کہا کیون بھائی یہ سب کون تھے کہ سب دلیکر بیٹھے بت خونریز نے کہا ہمارے بھائی بند تھے محرم نے کہا دل خوب محرم ہو بھائیو لکا تمھارے کیا پوجا کرین بت خونریز نے کہا تمھارا طریقہ کلام معدوم گا ہوش سے بہت مشابہ ہی ایسے ہی اُسنے بھی سوالات کیے تھے محرم اسرار دان خاموش ہو رہا اتنا کہدیا

کہ مین پوجا پاٹ نہ کرونگا رات بھر وہان رہا صبح کو کوچ کیا کاؤس جادو کئی میدان داریان کرچکا برق فرنگی
نے بھی کئی عیاریان کین کاؤس جادو گرفتار ہوا کبھی کوئی زلزلہ زمین سے پیدا ہوا کبھی کسی طائر نے آواز دی
برق فرنگی حیران ہوگیا چارون میدان داریون مین سب سرداران تاجدار زخمی ہین صاحبقران زمان کو
نہایت انتشار ہی دل خواجہ عمرو کے واسطے بہت بیقرار ہی کہ کاؤس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ایک ساحر
محرم اسراردان آتا ہی کاؤس خوش ہوگیا کہا بادشاہان طلسم نے بڑے شخص کو بھیجا یہ تو ایک ہی دن مین
خاتمہ کردیگا حکم دیا جاؤ اسکو استقبال کرکے لاؤ جب کئی سو ساحران خود سر برائے استقبال گئے تب
محرم اسراردان کو لیکر آئے محرم بارگاہ مین کاؤس جادو کی آیا کاؤس سے صاحب سلامت کی محرم اسراردان
نے کہا ای کاؤس مجھے تمسے چند باتین پوچھنا ہین کاؤس نے کہا بھائی بیٹھو شراب و کباب کا چرچا ہو پھر
جو باتین کرنا منظور ہونگی وہ باتین کرنا محرم اسراردان نے کہا کسی شی کو دل نہین چاہتا کاؤس جادو
نے انکے لشکر کو ہٹوا دیا تخلیہ کرایا جب تخلیہ ہوا کاؤس نے پوچھا فرمائیے آپ کیا فرماتے ہین محرم اسراردان
نے کہا مجھے مقدمہ مذہب مین چند سوال کرنا منظور ہین کاؤس نے کہا ای بھائی کیا ضرور ہی میرا خود قلب ناصبور
ہی محرم اسراردان نے کہا تم وزیر اعظم دستور معظم ہو اگر تم عاجز ہوے تو شاہان طلسم نور افشان بالکل
نابینا ہین وہ مذہب کا خیال نہین کرتے صاف صاف بتاؤ کہ سامری و جمشید کون تھے کاؤس نے
کہا سامری و جمشید برہمن تھے محرم اسراردان نے کہا خداوند کیونکر ہے کاؤس نے کہا اُنکے مصاحبون نے
خداوند بنایا محرم اسراردان بول اُٹھا جعلساز شعبدہ باز ہووے خداوند کیسے خداوند حقیقی مالک حقیقی
خدائے نادیدہ ہی کہ جسنے زمین و آسمان بنایا ستارے آسمان پر روشن کیے ماہ و خورشید کو کیا لیاقت دی
کہ ایک شمع انجمن شب ہی ایک کو دن کی گردش سے مطلب ہی جس شی کو دیکھتے ہین اُس سے ظہور قدرت پیدا
پایا جاتا ہی نام سے سامری و جمشید کے نفرت ہوتی ہی ہنسے تو اس مذہب کو چھوڑا یہ سنتے ہی کاؤس
کانپنے لگا کہا ای محرم اسراردان تم وحشیون کی باتین کیون کرتے ہو ارے ہمارے باپ دادا کیا کچھ
دیوانے تھے کہ اس مذہب کو اختیار کیا ایسے کلمات دربارہ مذہب نہ کہو اس سے ذلت مذہب ظاہر ہوتی
ہی محرم اسراردان نے کہا ذلت کیسی مذہب مین تحقیق ضرور ہی چاہیے ہی کہ آدمی مناظرہ کرے مذہب کے
عیوب لگائے جو مذہب پاک و صاف ہو اُسکو اختیار کرے کاؤس جادو نے کہا کہ آپ مذہب کے عیب
لگا کے مسلمانون کے شریک ہو جاتے ہین سب عیب کھل جائینگے محرم اسراردان نے کہا اگر مسلمانون کی شراکت
سے مذہب پاک ہوتا ہی تو ضرور شریک ہونگے یہ کہکر بارگاہ سے محرم اسراردان اُٹھا ساحرون کو حکم دیا
کہ ہماری بارگاہ الگ استادہ کرو اسکے سردار سنگی تو سب بھرے ہوے ہین اسی شک مین سب مبتلا ہین
اپنے مالک کے واسطے الگ بارگاہ استادہ کی جاے کہ محرم اسراردان وہان بیٹھا سردار سب آکے جمع ہوے
کہا صاحبو تمنے سوال و جواب سنے سب نے کہا حضور خوب سنے جب سے برہمن آیا اور یہ فقرے کہ گیا اسی وقت
سے انتشار ہی دل بیقرار ہی ہزار ہزار طرح جواب سوچتے ہین مگر نہین ملتا محرم اسراردان نے کہا بھائیو یہ
بھی سنا ہو ون شراکت مسلمانون کے ممکن نہین مگر یارو مقام افسوس ہی کہ مسلمانون کے کیونکر شریک
ہون کیا منہ لیکر صاحبقران کے سامنے جائین کوئی ایسا کار نمایان ہوتا کہ انکو کچھ فائدہ پہونچتا اگر یون
گئے تو کیا قدر ہوگی ایک بول اُٹھا کہ شہر یار اتنا بڑا کام بتائین کہ صاحبقران پر احسان ہو یہ تو خوب

آپ کتاب ساحری مین دیکھو چلے کہ یہ طلسم فتح ہوگا اور صاحبقران ضرور فتاح ہین منازل عجائب وغرائب کے سیاح ہین پس ہمکو بھی بخوبی ظاہر ہوا بلکہ آپ کو بھی یقین کامل ہوا نہ صاحبقران زمان طلسم نورافشان فتح کر لینگے طلسم اب نہین بچیگا عمر طلسم اب تمام ہوئی سب کتابون مین جو جو علامتین مرقوم ہین وہی ہو رہی ہین کوہ عجائب وغرائب پر شمس کا نکلنا اور مارے جانا یہ کیا چھوٹی بات ہوئی جنکو سب لوگ بزرگان دین جانتے ہین ای محرم اسراردان وزیر اعظم صاحب خواجہ عمرو کو قید کر آئے ہین دریافت کر کے انکو رہا کیجیے اور عمرو کے ساتھ بخدمت صاحبقران چلیے محرم اسراردان کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اب زیادہ بلوہ نہ کرو ابھی مین جا کے کاؤس سے پوچھتا ہون کاؤس برہم بیٹھا ہوا بارگاہ مین کہہ رہا ہے صاحبو محرم اسراردان کو بھی سودا ہوا اب وہ ہماری شراکت نہ کریگے امروز فردا مین بخدمت صاحبقران چلے جائینگے کہ خبر لوگون نے پہونچائی کہ محرم اسراردان آتے ہین اسنے اپنے سردارون سے کہا اب اگر ویسے سوال وجواب کرین تو چہار جانب سے گھیر کے گرفتار کر لینا سب ساحر سنبھل سنبھل کے بیٹھے اسباب سحر بھی آگے رکھ لیے کہ محرم اسراردان ہنستے ہوے آئے کہا بھائی کاؤس میری باتون کو معاف کرنا مین اپنے ہوش مین نہ تھا ایک برہمن دیکھا نہ واہیات باتین مجھسے ہو گیا تھا اسوقت جا کے جو مین نے سوچا تو یہ خیال دل مین آیا کہ باپ دادا ہمارے کیا بیوقوف تھے کہ جو مذہب جمشید پرستی مین مصروف تھے جو بزرگون نے کیا اُسکی پیروی واجب ولازم ہی جو اُنکے نزدیک بہتر تھا وہی ہم بھی بہتر جانتے ہین کاؤس جادو نے کہا بھائی سچ کہتے ہو کاؤس نے کہا بھائی جو مذہب کا نہ اعتقاد کرے وہ دیوانہ ہی بزرگون نے ہمارے ان سب عیب وہنر کو سمجھ لیا ہوگا ہم کیون تحقیق کرین بس ہمین اتنا کافی ہی کہ باپ دادا اسی مذہب پر تھے جان سے سرکش جائے مگر مذہب مین فرق نہ آئے محرم اسراردان نے کہا بھائی ہم اس بات پر قائم ہین کاؤس نے محرم اسراردان کو گلے لگا لیا شراب وکباب کا چرچا ہوا جب محرم اسراردان نے دیکھا کہ یہ ہمسے محرم ہوا رفع رنج والم ہوا طرز کلام مین گھل مل کے پوچھا بھائی مین نے سنا ہی کہ عمرو عیار کے شاگرد تلاش مین پھر رہے ہین ایسا نہو عمرو کو رہا کر لین تمنے کوئی انتظام ایسا کیا ہی کہ عمرو چھوٹ نہ سکے بے اختیار منہ سے کاؤس جادو کے نکل گیا بھائی ایک شاگرد کیسا اگر ہزار شاگرد اُسکے پیروی کرین اور جان بھی اپنی مٹا دین تو کبھی ممکن نہوگا کہ مقام قید عمرو تک پہونچ سکین محرم اسراردان نے کہا ایسا تو کوئی مقام نہین دیکھو قریب کوہ عجائب وغرائب آنا کیسا دشوار تھا سب مسلمان بھی آ گئے عیار بھی پہونچے کاؤس نے کہا بھائی مین نے اسکو باغ کاؤسیہ مین قید کیا ہی جس قصر سے سلسلہ مکان محل کا ملا ہوا اور قصر اسرار بھی قریب ہی وہ سب مکان ایک ہی سلسلے مین ہین سوائے ہمارے تمہارے کون جا سکتا ہی جو کوئی جائیگا گرفتار ہوگا پہلے کوہ عجائب وغرائب ملیگا اسکے بعد جو جو مقام ہین وہ تم خود جانتے ہو یہ سنا محرم اسراردان چپ ہو رہا رات کو اپنی بارگاہ مین آیا کاؤس سے یہ بھی کہہ آیا کہ اب ایک ہفتہ تامل کرو اب ہم چلتے ہین کہ ہمکو تکلیف نہو مقدمہ مقابلہ مسلمانان کو ہم سمجھ لینگے مین نے ایک سحر تیار کیا ہی کہ ایک ہفتے مین وہ سحر کامل تیار ہو جائیگا قلب تسکین پائیگا جب محرم اسراردان اپنی بارگاہ مین آیا گلگون جادو کل لشکر کا سپہ سالار ہی اس سے کہا ای گلگون مین تو جاتا ہون یا تو اپنی جان دونگا یا عنایت سے خدا ے نادیدہ کے عمرو کو رہا کر کے لاؤنگا

ایک ہفتہ جناب کی نہوگی تمسے جو کوئی پوچھے یہی کہدینا کہ سحر تیار کرنے صحراے فرح افزا مین گئے ہین گلگون جادو نے کہا بسم اللہ جائے آپ کو پروردگار مظفر و منصور کرے دو خدمتگار محرم اسرار دان نے چھانٹ لیے کہا کل دن کو جاؤنگا برق فرنگی چوبدار بنا ہوا دربار مین محرم اسراردان کے حاضر تھا وہ جو دو خدمتگار چھانٹے گئے تھے انہین سے ایک خدمتگار کو رات کو برق فرنگی نے بیہوش کیا اُسکو تو درہ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر بستر پہ اُسکے سو رہا صبح کو محرم اسراردان اُٹھا جمعدار سے کہا دونون خدمتگارون کو بلاؤ برق باتین بناتا ہوا ساتھ ہوا محرم اسراردان تخت کو اُڑاکے چلا کاؤس بردن بارگاہ کھڑا تھا محرم اسراردان نے کاؤس کو پکارکے آواز دی بھائی صاحب جب تک مین نہ آؤن طبل جنگی نہ بجوایئے گا یہ مقدمہ مسلمانان مین نے اپنی ذات پہ لیا مین سحر تیار کرکے آؤنگا گرفتاری طلسم کشا کی بھی صورت نکل آئیگی کاؤس جادو خوش ہوگیا کہا اچھا بھائی جاؤ محرم اسراردان تخت اُڑاتا ہوا جاتا ہی اول راہ مین کوہ عجائب و غرائب ملا بت خونریز بیٹھا تھا بت خونریز نے پکارکر آواز دی ای بھائی محرم اسراردان آج الگ الگ جانا کیسا محرم اسراردان اُترآیا جیسے ہی خدمتگار اُترے پہاڑ مین جنبش پیدا ہوئی جابجا سے شعلے نکلنے لگے بت خونریز نے حیران ہوکے کہا بھائی محرم اسراردان یہ کیا معرکہ ہی پہاڑ کو جنبش ہی کسی کے مٹانے کی کوشش ہی کسی مسلمان کا قدم آیا کوہ کیون تھرایا محرم اسراردان نے کہا بھائی مجھسے خطا ہوئی مناظرے مین ایک دن میرے منھ سے نکلگیا کہ مذہب لات و منات باطل ہی اب مین صحراے فرح افزا مین جاتا ہون سحر تیار کرکے پلٹونگا یہی باعث ہی کہ پہاڑ تھرانے لگا لو بھائی مین جاتا ہون ہرچند بت خونریز نے بہت سعی کی محرم اسراردان نہ ٹھہرا جب تخت کو بلند کرچکا خدمتگارون سے کہا تمھارا اعتقاد کیا ہی مجھکو شک ہوتا ہی کہ تم مین کوئی عیار تو نہین ہی صاف صاف کہو ورنہ ابھی تخت سے گرادونگا یہ سنکہ برق فرنگی قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور عیار کی کیا حقیقت تھی جو آپ کے ساتھ آتا آپ جس خیال مین ہین وہی خیال ہملوگون کو بھی ہی محرم اسراردان نے کہا اب میان سے تھوڑی دیر کے بعد منزل باغ گہربار ملیگی گہربار جادو وہان کی حاکم دنا ظم ہی اُسکی منزل سے خدا خیر کرے اسواسطے پوچھتا ہون ایسا نہو وہان جاکے کچھ خرابی ہو باغ گہربار جادو مقام عجائب و غرائب ہی برق فرنگی نے کہا جہان چاہیے چلیے ہماری ذات سے سواے نفع کے نقصان نہوگا محرم اسراردان چپ ہورہا وہ پھر تخت اُڑا اتھا کہ سامنے سے ایک باغ بہشت آئین دکھائی دیا دروازے پر چند چوبدار خادم و خدمتگار حاضر ہین اندر باغ کے گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین بجوش و خروش بہ رہی ہین فوارے ہزارون چھوٹ رہے ہین خزانے مروارید بے بہا کے لٹ رہے ہین چمن ہاے طولانی ہر نخل لاثانی بلبلون کی نغمہ سرائی باغ کی رعنائی زیبائی عندلیبان خوشنوا چہچہے کر رہی ہین ہر سمت جوش بہار بلبلون کی پکار طائران نغمہ سرا بزبان بے زبانی تعریف مین ایزد منان کے مصروف ہین الغرض عندلیبان خوشنوا بصد سوز و گداز اس غزل کو گا رہی ہین

غزل

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغان بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہی سامان بہار
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم

شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوان بہار
عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار
طشت گل مین دھوئے شبنم پاے مہمان بہار

گل ہو ساغر بادہ ہو شبنم تو ساقی ہو صبا ۔ میکدہ ہو صحن گلشن مہر مستان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہون ۔ نشتر فصاد کا نٹے مہر مرغان بہار
رقص کبک و نغمہ بلبل سے جنت ہو چمن ۔ نرگس و گل کا لقب ہو حور و غلمان بہار
ہر روش گلدستہ گل اس سے ہین آراستہ ۔ تختہ گلزار ہو اورنگ سلطان بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تاک زیر نگین ۔ کشور گلزار مین جاری ہو فرمان بہار
عندلیبون کو گلون سے ہو ہم آغوشی نصیب ۔ وصل اب بواسطہ ہو مہر مرغان بہار
فصل گل مین تو بہ مل سے ہو رعنا کو الم ۔ بے مے و ساقی ہو سب برباد سامان بہار

محرم اسراردان نے کہا اچھا جو ہو شیار رہو باغ ملکہ گلفام گوہر بار آگیا اسی باغ کو باغ گوہر بار کہتے ہین یہ کہکر تخت اُتارا برق فرنگی ساتھ ساتھ مگر جسپٹ و چالاک انگلیون مین حباب بیہوشی دبے ہوے کمندین کاندھے پر کمر کو باندھے ہوے دل دھڑک رہا ہو جیسے ہی باغ مین اُترے چند نازنینان مہ جبین واسطے استقبال کے آئین محرم اسراردان کو لیکر چلین کنیزین پلٹ پلٹ کے برق فرنگی کو دیکھتی جاتی ہین برق بھی آنکھین ملاتا جاتا ہو آخر ایک کنیز نے محرم اسراردان سے پوچھا یہ میان خدمتگار آپ کے نئے ملازم ہوے ہین محرم اسراردان نے کہا نہین ہر انے ملازم ہین کنیزین خاموش ہو رہین آتے آتے بارہ دری مین آکے پہونچے ملکہ گلفام گوہر بار واسطے استقبال کے اُٹھین برق فرنگی نے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین سرو قد خورشید خد عنبرین مو خال ہندو چشم جادو حقیقت مین زیبندہ ہو جو یہ کہون

نظم

حور سے بڑھ کے ہو اس شوخ مین نازکبدنی ۔ گل سے رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
سخت مغرور ہو اور خو مین بہت کم سخنی ۔ حیلہ عادت مین ہو خصلت مین ہو تو بہ شکنی
حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا ۔ اک خدائی کو صنم کے پئے شیدا دیکھا
جذب الفت کا یہ عالم ہو کہ ہو عالم گیر ۔ ایک عالم کو کیا حسن پری نے تسخیر
سحر باتون مین ہو اعجاز کی گویا تقریر ۔ کوے محبوب مین رہتا ہو عجب جم غفیر
دل فریبی سے ہو خود رفتہ و والہ عالم ۔ کونسا دل ہو جہان مین جو نہین وقف ستم
قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے ۔ باکہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
الف نور لکھا ہو ید قدرت نے ولے ۔ قامت یار کو زیبا ہو قیامت کہیے
قامت سرو روان لگے پکارے کو کو ۔ بولے حق سرہ قمری یہ ہو گویا جادو
شب دیجور ہو کافر کی سراسر چوٹی ۔ ہو وہ ظلمات پھرے خضر بھی بھٹکا تا جی
ہو شب ہجر سے عشاق کی چوٹی لمبی ۔ ناگ کالا سر گنجینہ پہ بیٹھا ہو کوئی
دیکھ چوٹی مین یہ موباف نرمی سے لٹکا ۔ صبح کاذب ہو کہ ہو جلوہ فرق پیدا

عنبرین جعد سے بیماری ہوئی جب یکسر بو
فرق رکھتی نہین کچھ نکہت عنبر سر مو
لوگ کہنے لگے تب عنبر سارا ہر سو
کاکل و زلف بلا دام ہین جعد و گیسو

مشک چین مشک ختن نافۂ تبت تاتار
سامنے چارون کے کافور ہی بوے ہر چار

مانگ دل مانگ کے عاشق کا نہین دیتی آہ
خال تابندہ ہی وہ یا ہی گہن مین یہ ماہ
کہکشان ہی شب یلدا مین کہ ظلمات کی راہ
جا پڑے گر دل عاشق تو بس انا للہ

نہ لڑی موتیون کی اُسمین پڑی ہین زیبا
صبح کاذب کا شب تار مین پایا ہی جلوا

کیا اُڑا لے گئی کاکل کی صبا مشکین بو
پھرتے آوارہ وحشی ہین خطا سے آہو
ناز نافہ کو ختن مین جو ہوا ہے ہر سو
مو بمو سحر سے معمور ہین موے گیسو

زلف جادو کا اگر سایہ پری پہ پڑ جاے
نقش تصویر ہو تصویر سے سایہ نظر آے

رات چوٹی ہی تو ہی ماہ جبین ماہ مراد
صبح صادق بھی اُسے کہتے ہین اہل اوراد
وہ ہی واللیل یہ والشمس کی دیتا ہی یاد
سورۂ نور کا مطلع ہی وہ بالرب عباد

حسن مطلع ہی جبین اور ہی مطلع ابرو
ابرو محراب حرم کی ہین تو آنکھین آہو

اژدہا چوٹی ہی کافر ہی بلا ہی جادو
دام دلکش ہین بلا کے وہ پریشان گیسو
کاکلین سانپ ہین اور زلف چلیپا بچھو
ہو گئے صید و شکار اُنہین حرم کے آہو

خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسائے یہ غزال
آہو چشم کو ہی زلف کا جال اک جنجال

عید کا چاند ہی یا ہی وہ جبین مہ پارا
صبح صادق ہی شب قدر کی یہ نام خدا
افق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما
ہی یہ وہ مہر کا نور اُسکے مقابل پھیکا

حرف تقدیر نظر آئے نہ پیشانی کی
ہی سکندر کا بھی آب آئینہ پانی پانی

دامنی ماتھے پہ زیبا ہی بصد خوش وضعی
چاند کا ماتھا ہی ٹیکے یہ ہی تارا پھبتی
جس طرح گرد ہو مہتاب کے ہالہ کوئی
زلف سے تا بکمر لٹکی ہی موتی کی لڑی

مار گیسو ہو تو ہے کینچلی سلک گوہر
ہی وہ انداز حسینون کا تو یہ ہے زیور

بحر خوبی کی وہ موجین ہین کہ ہین چین جبین
چاند تارہ کی عجب زیب ہی ماتھے کے قرین
رشک سے ماتھے کو بکلا ہی پھوڑے لعبت چین
ہی جو یہ ماہ تو وہ صاف ہی عقد پروین

عرق ناصیہ کے قطرون سے یہ پیدا ہی

چرخ خوبی کا یہ ثابت ہی وہ سیارہ ہی

سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا معشوق یہ بچہرۂ حسین جمیل خوش خلق آنکھین نرگس شہلا دہن غنچہ بادام موے میان غنچہ دہان برق فرنگی صورت زیبا دیکھکر تڑپ گیا جی مین کہتا ہی ای برق ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا ملکہ گلفام گوہربار نے جھک کے محرم اسرار دان کو سلام کیا محرم نے مسکرا کر جواب دیا ملکہ گلفام نے پوچھا ای محرم اسرار دان مزاج کیسا ہی محرم نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے سنا ہوگا کہ طلسم پہ بڑی آفت پڑی ہی طلسم کشا آگیا مجھکو شہنشاہ نے بڑے مقابلہ کمسلمانان بھیجا مین صحراے فرح افزا مین سحر تیار کرنے جاتا ہون مسلمان تو خیر مگر عیار مسلمانان قیامت کے پرکالے ہین اُس نازنین نے محرم اسرار دان کو لا کے مسند پہ بٹھایا برق فرنگی پشت پہ کھڑا ہوکر مگس پرانی کرنے لگا مگر گلچینی گلشن جمال کی اُس نازنین کی کر رہا ہی سراپا کو دیکھتا ہی سب اعضا درست چالاک و چست نہایت حسین و جمیل باتین کر رہی ہی مگر لو ہونٹان جو کھلجاتے ہین برق ہی کہ دل کو جلا دیتی ہی لیکا یک اُس ماہ پیکر نے پوچھا ای شہریار ہر چند کہ آپ مصاحب ہین آپ کے برابر کسکا مرتبہ ہی لیکن اسوقت آپ سے مجھکو عجب طرح کی بو آتی ہی کہ اُس بات کو زبان پہ نہین لاسکتی مجھکو شرم آتی ہی کہ آپ کے خلاف نہ گذرے مگر مین یہ عرض کرتی ہون کہ آپ پلٹ جائیے طرف صحراے فرح افزا کے جانا مناسب نہین ہی رنگ روے محرم اسرار دان اُڑ گیا کہا ملکہ یہ کوئی بات ہی مین ملک نہین جاسکتا ہون مین ایک کار ضروری کو جاتا ہوان صحراے فرح افزا مین وہ سحر تیار کرون کہ مسلمانونکو خبر نہو اور سب گرفتار ہو جائین اور کہین ایسا سحر تیار نہین ہوسکتا ملکہ گلفام گوہربار نے کہا سنیے یہ راز مخفی نہ رہیگا ارے نرگس کو تو بلاؤ ایک کنیز نہایت حسین و جمیل سامنے آئی کہا نرگس ایک غزل تو گا مگر ملکہ ہین میان محرم اسرار دان پر بدگمانی ہی اسی مضمون مین غزل ہو اُس کنیز نے عرض کی حضور ایسا ہی ہوگا وہ نازنین گنگنائی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

مسیحا تجھکو درد عشق کو تیرے دوا سمجھے
ہمین تم بیوفا اغیار کو تم باوفا سمجھے
تمہارے غم کو شادی جانتے ہین رنج کو راحت
جفا سے باز آ غم سے لبون پر جان آئی ہی
ہوئی گر جان صدقے عاشقون کی تیرے صدقے سے
فراق یار مین اوقات کاٹی اس مصیبت سے
خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جو ای بلبل
طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو ہمنے
رخ و زلف صنم ہمکو نظر آئے جو ای رعنا

تری خاک قدم کو ای صنم خاک شفا سمجھے
سمجھ پر آفرین ہی آپ کی سمجھے تو کیا سمجھے
شہید ناز کوچے کو تمہارے کربلا سمجھے
ارے اونا سمجھ اب بھی سمجھ تجھسے خدا سمجھے
تغافل کیش کیا پروا تجھے تیری بلا سمجھے
دلون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے
تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے
مکان اُس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے
اسے واللیل سمجھے اور اُسے بدر الدجیٰ سمجھے

جیسے ہی اُس نازنین نے یہ غزل گائی محرم اسرار دان کا رنگ رو متغیر ہونے لگا جب اُسنے غزل تمام کی تو محرم اسرار دان گھبرا کے بول اُٹھا مین تو عمرو عیار کو چھڑانے جاتا ہون یہ کہنا تھا کہ گلفام گوہربار نے آواز دی آداب و تسلیمات اب مین آپ کو جانے دونگی محرم اسرار دان کو بھی ہوش آیا کہا تو مجھے اولکا تہ کیا روک سکتی ہی جیسے ہی محرم اسرار دان اپنے مقام سے اُٹھا برق نے ایک ستون کی آڑ پکڑی گلفام گوہربار نے ایک

چیخ ماری کہ او نامحرم کہان جاتا ہی ارے اس باغ طلسمی سے دشمن نکلا جاتا ہی یہ کہتے ہی ملکہ گلفام گوہربار سر
کے چٹخنے گل تھے قہقہہ مار کے ہنسے غنچے مسکرائے شاخین سر پیٹنے لگین پتے درختون سے گرے نخل بھی
تھرائے بلبلون نے دھوم مچائی طائر سر پیٹتے تھے ہر ایک کی زبان پہ یہی فقرہ تھا دشمن شہنشاہ
جاتا ہی چند قدم محرم اسراردان چلا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا کہ لہرا کے محرم اسراردان گرا زبان مین
لکنت آئی آنکھین بند دل دردمند ایڑیان زمین پر رگڑنے لگا آنکھین کھلین مگر حیران و پریشان چاہتا ہی
اٹھون دل بیٹھا جاتا ہی گلفام گوہربار نیمچہ کھینچکر چلی کہ سر کاٹ لون آواز دی کیون ای محرم اسراردان
دیکھا اسطرح قبولوا لیتے ہین یہ باغ طلسمی ہی باغی کے لیے راستہ بند ہی کیا مجال کوئی باغی جا سکے گل حیات
مرجھائے غنچہ آرزو نہ کھلے جانے والا خاک مین ملے برق فرنگی نے جو دیکھا کہ محرم اسراردان اب مارا
جاتا ہی حال سے تو اسکے بخوبی تمام محرم ہی حیران ہو گیا کہ ای برق غضب ہو گیا ہم سمجھتے تھے کہ اس حیلے
سے استاد کی رہائی ہوگی اور جب اتنا بڑا ساحر یون گرفتار ہو گیا ہم بچکے کیونکر جا سکتے ہین ادھر یہ قتل ہوا
پھر ہماری بھی فکر ہوگی یہ سوچ کے برق فرنگی تڑپ گیا کلیجہ پتھر کا کرکے ایک کنیز کی صورت بنا دوپٹہ
ڈھلکا ہوا پائچے چھوٹے ہوئے بال کھلے ہوئے تڑپ کر دوڑا پکار کے آواز دی واری اس ظالم کی مشکین
باندھیے میرے سپرد کیجیے مین اس نگوڑے کو قتل کرون تو آپ کو مزا ملے یہ تو اپنے منھ سے قبول چکا یہ
نگوڑا عمرو عیار کو رہا کرنے جاتا ہی اس جلدی مین برق فرنگی قریب گلفام گوہربار کے آیا کہ معلوم ہوا بجلی چمکی
چہار طرف سے کان مین گلفام گوہربار کے آواز آئی ارے بچنا برق فرنگی عیار آگیا یہ بجلی ہی اپنے کو بجلی سے
بچانا گلفام گوہربار ارے لپکی پلٹی تھی کہ برق فرنگی نے خنجر مارا محرم اسراردان حیران ہی کہ باغ سے کیا
آوازین آرہی ہین یہ خنجر اسنے کیون مارا خنجر جو پڑا شکم چاک قصہ پاک گلفام گوہربار ٹکڑا ہو کے گری اندر باغ
کے چٹخنے ذبیحات معلوم ہوتے تھے سب جلنے لگے درختون سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے طائر سب اپنے
اپنے پرون سے سر پیٹنے لگے اور جل جل کے گرنے لگے ہر طرف سے آوازین آتی ہین ارے غضب ہوا باغ
طلسمی مٹا ظالم نے غضب کیا محرم اسراردان اٹھا اسنے بھی کچھ گولے پھینکے دیوارین گرین مکانون مین بھی
آگ لگ گئی درخت جلکر خاک ہوئے برق فرنگی محرم اسراردان کے پیچھے پھر خدمتگار کی صورت بنکر
کھڑا ہو رہا وہ خدمتگار دوسرا یہ ہنگامہ دیکھکر بیہوش ہو گیا زمین پہ پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی محرم اسراردان
نے اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تو معلوم ہوا کہ سارا باغ جلکر خاک ہوا دیوارین گر گئین قصر سب جلے محرم اسراردان
نے دوڑکر برق فرنگی کو گلے سے لگا لیا کہا ای برق کیا کہنا کیا بات ہی یہ عیاری ہی یا کرامات ہی تم کیونکر
آئے ای برق تمنے میرا دل شاد کر دیا برق فرنگی نے کہا حضور جب شب کو آپ نے صلاح کی مین سمجھ گیا
اب آپ استاد کے رہا کرنے کو جائینگے مین نے اس خدمتگار کو بیہوش کیا وہ تو درہ کوہ مین پڑا ہوگا مین آپکے
ہمراہ ہون آپ کا حال دیکھکر میرے ہوش اڑ گئے محرم اسراردان نے کہا ای برق فرنگی جوان بلکہ نگی
یہ راستہ ایسا سخت ہی کہ کبھی اس راستے سے کسی نے گذر نہین کیا سامری نامے مین یہی تحریر ہی کہ ایک
ساحر بدست اس راہ سے گذر کریگا لیکن ای برق اس راہ سے گذرنا نہایت دشوار ہی اب مقام سے
معلق جادو کے گذرنا بہت دشوار ہی ای برق فرنگی تمھارے ہونے سے دل کو بڑی تقویت ہوئی
مجھے مذہب سامری و جمشید سے نہایت نفرت ہوئی یہ دل مین میرے بھی تھا کہ اگر کوئی عیار میرے ساتھ

شاید راہ مین کوئی مشکل پڑے مگر شکر ہی کہ تمھارا ساتھ ہوا اب تم پہونچے ہو مقام مت خونریز پر کیا مقام ہی لہ کوہ عجائب و غرائب ملنے لگا مین حیران تھا کہ پھر کیا معرکہ ہی اب کھلا کہ تمھاری وجہ سے پہاڑ کانپتا تھا اسقدر شدیطان اُس پہاڑ پہ جمع ہین کہ مسلمانون کو قدم رکھنا دشوار ہی برق فرنگی نے کہا نکل چلیے میان اب ٹھہرنا مناسب نہین آپ تو ساحر زبردست ہین دیکھیے ہوائین مختلف چل رہی ہین محرم اسرار دان نے اپنے خدمتگار کو جو بیہوش ہوگیا تھا اُسکو اُٹھایا وہ خدمتگار کانپتا ہوا اُٹھا روتا ہی کہتا ہی حضور میرا بھائی کہان گیا یہ کون صاحب ہین محرم اسرار دان نے کہا چپ رہو تیرا بھائی بخیر و عافیت ہی کیون گھبراتا ہی محرم اسرار دان و برق فرنگی اور وہ خدمتگار تخت پر سوار ہوے لاشہ گلفام گوہر بار کا پڑا ہوا ہی سناٹا ہو گیا چاہتا ہی محرم اسرار دان کہ تخت اُڑا لے کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی اور محرم اسرار دان تونے باغ گوہر بار کو برباد کیا گلفام گوہر بار کو مارا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا برق فرنگی تخت سے کود کر کنارے ہو آواز آئی اُو نا عیار پتھرون مین کیون چھپتا ہی نکل پتہ تیرا ملگیا ہمنے تیری عیاری مین شاخ نکالی محرم اسرار دان نے دیکھا ایک ساحر ترسول ہاتھ مین سیاہی کی گانٹھ بنا ہوا ایک اژدر مہیب پر سوار اژدہا قلا بہ آتشین چھوڑتا ہوا اژدر کے زمین پر آتے ہی اُس ساحر نے ترسول زمین پر مارا آواز دی او قاتل گلفام گوہر بار میرے سامنے آ مین تجھے قتل کرونگا اب میرے ہاتھ سے زندہ بچکر کہان جائیگا برق فرنگی بازو پتھرون مین چھپا ہوا تھا فریاد کرتا ہوا نکل آیا محرم اسرار دان نے پلٹ کے دیکھا برق فرنگی بصورت اصلی کمندین اُتار کے پھینک دین تو بڑا پتھر ون کا ایک جانب پھینکا اپنے ہوش مین نہین ہاتھ باندھے ہوے آتا ہی اُس ساحر نے آواز دی منم باغبان جادو کیون اے محرم اسرار دان اسی پر بڑا ناز تھا یہ کہکر ترسول کو جنبش دی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش محرم اسرار دان پر گرے محرم اسرار دان جھپک کے شعلہ ہاے آتش سے نکلا کڑک کے جو گرا باغبان جادو تو الگ ہوا اژدر کے دو ٹکڑے ہوے محرم نے چاہا تھا کہ جھپک کے بالاے آسمان جاؤن کہ باغبان جادو نے ایک چیخ ماری آواز دی ارے کیا مین اپنے عہدے سے جاتا رہا گلہا سے رنگا رنگ جلے کیا رنگ سحر بھی مٹا یہ جواسنے پکار کے کہا زمین سے ایک گلدستہ پیدا ہوا محرم اسرار دان پر کئی شعلے گرے اُن شعلون کو چاہتا ہی بجھاؤن لیکن وہ شعلہ ہاے آتش نہین بجھتے دیکھا محرم اسرار دان نے کہ مین مبتلاے سحر ہوا چاہتا ہون برق فرنگی تو فریاد و فریاد کر رہا ہی یہی دمبدم کہتا ہی میری خطا معاف فرمایئے مین نے بہت برا کیا محرم اسرار دان نے میان لاکے مجھکو محرم کیا آنکھون سے آنسو جاری ہین اسقدر رو رہا ہی یقین ہی کہ روتے روتے جان دیدیگا محرم اسرار دان نے دیکھا برق فرنگی ہوش مین نہین ہی باغبان جادو نے سحر کی بوچھار کر دی ایک دستک دی اور ایک گلدستہ زمین سے نکلا طرف محرم اسرار دان کے یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا اشعار

پھل گئی نخل مراد دل مخمور کی شاخ — بار انگور سے سجدے مین ہی انگور کی شاخ
لڑکھڑاؤن جو کبھی باغ مین ہو کر سرمست — بڑھ کے ہاتھون کو مرے تھامے انگور کی شاخ
ابکی تو مے ہی بڑے زورون پر اے ساقی مست — نشے سے آپ جھکی جاتی ہی انگور کی شاخ
باغ سبزاب نہ دکھا ناصح بے کیف مجھے — ہوگئی آجکل انگور سے انگور کی شاخ
مست ساقی ازل ہون جو ہوس ہو مے کی — شجر طور سے پیوند ہو انگور کی شاخ

خون یہان دوڑتا پھرتا ہی وہان بادۂ سرخ | کم نہین ہر رگ میخوار سے انگور کی شاخ
ہجر ساقی سے یہ اندھیر زمانے مین ہوا | مار پیچان نظر آنے لگی انگور کی شاخ
اب نہ وہ رنگ اور ہی اردو کا ہوا واصفیہ | برھی نخل چمن ناسخ مغفور کی شاخ

گلدستے سے ان اشعارون کی جو آواز آئی محرم اسراردان کا حال ابتر ہوا لہراتا ہوا چلا تھا کہ ایک طائر نے سر پہ محرم کے آکے آواز دی ای محرم اسراردان ہوشیار ہو جاؤ ہوش و حواس اپنے درست کرو یہ کیا غضب ہی آپ نے بڑے کارنمایان پر ہاتھ ڈالا ہی اور ایسی غفلت منہم از طیوران گنبدیہ آواز دیکے اس طائر نے پھر یہ اشعار پڑھے

نظم

سب ملتے ہین ایسا کوئی کامل نہین ملتا | دل اُنکا مسخر ہو وہ عامل نہین ملتا
سمجھانے سے بھی وہ بت جاہل نہین ملتا | اللہ ری رکاوٹ کہ ذرا دل نہین ملتا
معشوق کوئی حور شمائل نہین ملتا | مین ڈھونڈھتا ہون جسکو وہ ای دل نہین ملتا
کیا گیسوے محبوب کی پر پیچ ہین راہین | سالک کو بھی یان جادۂ منزل نہین ملتا
وصیان اسکا رہے فن محبت مین نہ آئے | رُک جاتا ہوا یجان تو پھر دل نہین ملتا
دریاے محبت کا ہی وہ پاٹ کہ ای دل | پیراک کو بھی دامن ساحل نہین ملتا
سر شوق شہادت مین مجھے بارگران ہی | ای واے مقدر کوئی قاتل نہین ملتا
ڈھونڈھا جو مجھے راہ حقیقت کا بتادے | ایسا تو کوئی سالک منزل نہین ملتا
عاشق کی اُنہین بات ہی گالی سے زیادہ | بے لطفیان رہتی ہین جہان دل نہین ملتا
قربان گہ عالم مین ہون مشتاق شہادت | کیون میرے گلے خنجر قاتل نہین ملتا
مین نقد دل ای نور حوالے کرون کس کے | کوئی بھی حسین اُنکے مقابل نہین ملتا

یہ اشعار جو طائر نے سنائے محرم اسراردان کے ہوش درست ہوے زبان کاٹ کے خون اپنا باغبان پر پھینک مارا خون نے عجب طرح کی رنگینی دکھائی خون محرم اسراردان رنگ لایا قطرات خون جو سر پہ باغبان جادو کے پڑے یہ ثابت ہوتا تھا کہ چنگاری آگ کی تودۂ بارود مین ڈال دی باغبان جادو مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا جل جل کے خاک ہوا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین باغبان جادو باغبان باغ ملکہ گلفام گوہر بار بود برق فرنگی کے بھی ہوش و حواس درست ہوے کہا ای محرم آپ نے کیا کارنمایان کیا اب دیر نہ کیجیے بہت جلد نکل چلیے محرم اسراردان نے بہ تعجیل ایک تخت سحر کے بنایا اُسی تخت پر برق فرنگی و خدمتگار کو بٹھا یا تخت کو اُڑاتا ہوا چلا برق فرنگی تھرتھر کانپتا ہی اور کہتا ہی کہ ای محرم اسراردان اس راہ سے کیونکر گذر ہوگا محرم اسراردان نے کہا ای برق فرنگی جوان یکرنگی تم کیون اسقدر گھبراتے ہو خدا مالک ہی جب سے یہ طلسم تیار ہوا ہی وہ مقام ہی کہ کوکب روشن ضمیر ایسا بادشاہ بہران شمشیر زن ایسی کامل و اکمل کبھی اس راہ مین نہین آئین کوکب نے سب ملکون کی گشت کی لیکن اس راہ سے وہ بھی کبھی نہین گذرے ہمیشہ اس راہ کو ترک رکھا دیکھیے مقام معلق پر کیا گذرے برق فرنگی نے پوچھا ای محرم اسراردان مقام معلق جادو کیا چیز ہی محرم اسراردان نے کہا ایک مقام ہی کہ اُسکو کوہ بطلیموس کہتے ہین کوئی حکیم کامل اکمل تھا اُسنے اس راہ کو بنایا ہی اُس

مقام کو سحر سے معمور کیا ایک ساحر بشکل کوکب معلق ہوا پر ٹھہرایا کرتا ہی اگر کوئی طائر بھی اس براہ سے نکلتا ہی تو ہمشبیہ کوکب اسپر تڑپ کے گرتا ہی اسکا سایہ پڑا اور انسان مبہوت ہوا دیکھیے وہان کیا کیفیت ہو مین نے سر اپنا ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا یہی خیال ہوا کہ عمرو ایسا شخص قید ہی مقابلہ کو عجائب و غرائب بولا یا ہوا اگر انکا قدم نہو گا کبھی یہ مہیا فتح نہو گا دیکھون کیونکر گذر ہو خدا بات رکھے گلگون جادو و سپہ سالار کو یہ کہکے لشکر مین چھوڑ آیا ہون کہ مین خواجہ عمرو کو رہا کرنے جاتا ہون اگر کاؤس پوچھے تو یہ کہنا کہ وہ صحراے فرح افزا مین ہمہ تیار کرنے گئے ہین صحراے فرح افزا ایک مقام ہی کہ ساحران طلسم نورافشان جا کے وہان سحر کو زور دیتے ہین بڑی بڑی مصیبت اپنے سر لیتے ہین اس نام سے کیا عجب ہی کہ کاؤس جادو بھی خاموش رہے اگر اسپر یہ راز کھلگیا کہ محرم اسرار دان براے رہائی عمرو عیار گیا ہی تو قیامت برپا کریگا میرے سارے لشکر کو قتل کر ڈالیگا ایک بھی زندہ نہ بچیگا خداے نادیدہ ان سب لوگون کا حافظ و نگہبان ہی عمر میری بھی سحر کرنے مین گذری ان مقامون پر جانا بنیکہ تائید غیبی شریک نہو گی گذر ہونا دشوار ہی اے برق فرنگی کیا کہون براے رہائی خواجہ عمرو جو دل پہ گذر رہی ہی اگر خدا نے فضل کیا اور خواجہ عمرو کو رہا کیا اور جس جس کی تلاش مین چلا ہون وہ سامان ممکن ہوگیا اور اسی سامان سے آیا تو ان اشعارون کو سامنے کو وہ عجائب و غرائب کے پڑھونگا

نظم

نہین ہی سبزۂ خط عارض محبوب کے فن پر
ہوے ہین جمع پروانے یہ اگر شمع روشن پر

گریبان چاک گل بھی ہین جو دیوانون کی صورت تھے
ہوا ہی اشتباہ کوے جانان مجھکو گلشن پر

کیا کیون عشق ابرو چھوڑ کر طوف حرم مین نے
نہین شمشیر قاتل پہ وبال اسکا ہی گردن پر

بجاے شمع گل ساق بلورین پاے رنگین ہون
کبھی یا رب گذر ہو اس پری کا میرے مدفن پر

جگر ہوتا ہی ٹکڑے میکشی سے تیری فرقت مین
مئے گلرنگ سبقت لیگئی ہی آب آہن پر

لگا کر آنکھ نظارہ مین کر سکتا نہین ڈر سے
گمان ہی چشم دربان کا در جانان کے روزن پر

مین وہ شوریدہ سر لیلا نہ تھا جو بعد مردن بھی
چڑھا جاتے ہین پتھر لوگ اگر میرے مدفن پر

تسلی دل کو دیتا ہی تری مژگان کی دوری مین
مسیحا ورنہ عاشق ہی معاذ اللہ سوزن پر

نہ دیکھا زیست بھر اس غیرت مہتاب کو ہمنے
چڑھاتا ہی فلک کیا کیا گل مہتاب مدفن پر

اسی صیاد کو گلگشت کا کیا آج ارادہ ہی
ہزارون بلبلین ہین منتظر دیوار گلشن پر

خبر ہی جان و تن کی صیدگاہ عشق مین کس کو
جگر ہی محو ناوک پر نظر ہی ناوک افگن پر

شفق مین ماہ نو کو دیکھکر حسرت یہ آتی ہی
لہو میرا نہین لگتا کسی کے لعل توسن پر

گرے تھے اکدن دو چار آنسو چشم جانان سے
بجاے سبزہ نرگس پھولتی ہی میرے مدفن پر

کسی کے ساتھ ہو کر گرم سوتا ہون جو خار و [illegible]
تو یاد آتے ہین مجھکو جو پڑے رہتے ہین گلخن پر

نہین اس خوف سے ہوتا مین قتل غیر سے راضی
نہ لگ جائے کہین اسکا لہو قاتل کے دامن پر

تصور بعد مردن بھی جو ہی اس روے تابان کا
تو گنبد کے عوض ہی برج خورشید اپنے مدفن پر

کسی کا درد ہوتا ہی کسی کو لب زمانے مین
کہ جام و گل ہین خندان شیشۂ و بلبل کے شیون پر

الم ہوتا ہی اک دانہ بھی اسمین میری قسمت کا
فلک بجلی گرا دیتا ہی ناحق میرے خرمن پر

برق فرنگی نے کہا خدا اپنا فضل شریک کرے جو آپ کی آرزوے دلی ہے اُسکو خدا پورا کرے جسکو رہا کرنے
آپ جاتے ہین وہ رہا ہو جائین محرم اسرار دان تخت کو اُڑاتا ہوا چلا آتا ہے جو جو راستہ طے ہوتا ہے برق فرنگی
دیکھ رہا ہے کہ رنگ روے محرم اسرار دان متغیر ہوتا جاتا ہے تخت پر سب اسباب سحر مہیا ہے محرم اسرار دان
کہتا ہے اے برق فرنگی جوان یکرنگی اب مقام قید خواجہ عمرو قریب آگیا معلق جادو ہمشبیہ کوکب روشنضمیر کا
مقام بھی تھوڑے عرصے مین ملا چاہتا ہے یہ ذکر ہو رہا ہے کہ دور سے ایک دھوان سا معلوم ہوا برق فرنگی نے
دیکھا کہ دھوئین کو دیکھکر آتش غم و الم اور زیادہ شعلہ ور ہوئی محرم اسرار دان وہ دھوان دیکھکر گھبرا گیا
کہا اے برق فرنگی ہوشیار ہو جاؤ یہی مقام کوہ بطلیموس ہے اُس حکیم با فراست نے نہایت تکلف سے
اس مقام کو آراستہ و پیراستہ کیا ہے یہ سنکر برق فرنگی نے دس حباب دسون انگلیون مین دبائے حلقہ ہاے
کمند ہاتھ مین لیے توبڑا پتھرون کا کاندھے پر رکھا خوب چاق و چوبند ہوکے بیٹھا محرم اسرار دان نے
بھی جھولی پر ہاتھ ڈالا کل اسباب سحر جھولی سے نکالا اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے ہے سناٹا بھرے ہوے
بڑے زور و شور سے تخت کو اُڑائے ہوے جاتا ہے اب جو قریب پہونچے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ ہے اُس
کوہ سے دھوان نکل رہا ہے اور کوہ سے دس گز بلند ایک ساحر ہمشبیہ کوکب روشنضمیر ہوا پر کھڑا ہوا ہے
جو طائر اُدھر سے نکلا اُسکے ہوش اُڑ گئے اس ساحر نے اشارہ کیا ایک شعلہ بھڑک کے اُس طائر پر گرا وہ
وہ طائر کباب ہوکے زمین پر پہونچا زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اُسنے اُس کباب کو کھا لیا یہی تار بندھا ہوا ہے
محرم اسرار دان تھرتھرا رہا ہے مثل بید کانپ رہا ہے مہمان کے حال سے بخوبی محرم ہے مگر احوال مہمان کا دیکھکر
مبتلائے غم و الم ہے جیسے ہی ہمشبیہ کوکب نے محرم اسرار دان کو آتے ہوے دیکھا وہین سے آواز دی
کیون اے محرم اسرار دان کہان جانے کا قصد ہے تمہارے حال سے ہم بخوبی محرم ہین اب مناسب یہی ہے
کہ پلٹ جائیے آگے جانے کا قصد نکیجیے جنکی رہائی کے واسطے آپ جاتے ہین وہ تا قید حیات اب ہاتھ لگے
محرم اسرار دان نے یہ سنتے ہی سب اسباب سحر اُٹھایا چاہا سحر کرون برق فرنگی نے چاہا کہ مین تڑپ کے
زمین پر گرون کچھ بیہوشی وغیرہ اُڑاؤن یا کہین جاکے مخفی ہو جاؤن ہمشبیہ کوکب نے آواز دی کیا کرتا ہے
او برق فرنگی جوان یکرنگی یہ مقام ادب ہے اسکو کوہ بطلیموس کہتے ہین یہان بڑے بڑے حکمایان
اشراقین آکے اس کوہ فلک شکوہ کی زیارت کرتے تھے تو نے اس کوہ کو ایسا حقیر سمجھا اب راستہ نہ ملیگا
غنچۂ آرزو نہ کھلیگا محرم اسرار دان غصے مین آیا سب اسباب سحر ماش کے دانے رائی کے دانے
ترنج نارنج کچھ پیکان کے پھینک مارے ہزارون برقین ہمشبیہ کوکب پر آکے گرین ہمشبیہ کوکب
ہنس پڑا پکار کے آواز دی یا بطلیموس تو بھی جو کچھ تھا یا مصر دیوس تھا اسوقت میری مدد کو آ
اس ظالم کے ظلم سے بچا یہ فقرہ اُس ساحر کے منہ سے پورا نہ نکلنے پایا تھا کہ سب سحر باطل ہوکے زمین
پر گرے برق فرنگی نے جھولی پر ہاتھ ڈالا بیہوشی نکالی چاہا کہ بیہوشی اُڑاؤن ہوا کی وجہ سے
تا بہ دماغ پہونچے یہ ساحر مر کے گرے یا بیہوش ہو تو قتل کر ڈالون بیہوشی برق فرنگی کے ہاتھ
مین نہ آئی اُس ساحر نے پکار کے آواز دی میان برق فرنگی اب تڑپتے نہین لو ابر آگیا بوندیان
پڑنے لگین تمھارا تڑپنا مناسب ہے تمپر خوف کیون غالب ہے برق فرنگی دیوانہ ہو گیا محرم اسرار دان
نے دو چار سحر اور کیے لیکن کوئی سحر پاس اُس ساحر کے نہ پہونچا اُس ساحر نے ایک قہقہہ مار کے

آواز دی کیون اے محرم اسرار دان حوصلہ پست ہوا اب تو کبھی سحر کا نام نہ لو گے محرم اسرار دان نے فریاد کی آواز دی اے ہشبیہ کوکب اب توبہ کرتا ہون کبھی قصد ایسا نہ کرونگا یہ کہکر محرم اسرار دان نے ایک چیخ ماری سب اسباب سحر پھینک دیا تخت سے اترا برق فرنگی کا ہاتھ پکڑ لیا وہ جو دو سرا فسونگار رسا تھا وہ تو جل کے خاک ہوگیا برق فرنگی کا ہاتھ محرم اسرار دان نے تھام لیا زیر کوہ رقص کرنے لگا چلا چلا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

غزل

نئے ڈھب کا کچھ جوش سودا ہوا ہی
بہت دن کا یہ خواب دیکھا ہوا ہی
نہ ہے قیس آگے مرے نام وحشت
وہی حال اگلا سا میرا ہوا ہے
وہ وادی ایمن پہ موقوف کیا ہی
بڑی مدتون مین دل اچھا ہوا ہی
ترقی پہ ہی نوجوانی بھتا رہی
عبث ہمسے ظاہر مین پردا ہوا ہی
نہ گھبراؤ جانان ابھی ہم بھی سمجھے
بہت روز امروز فردا ہوا ہی
نسیم اب کہان قدر دان سخن ہین

خدا جانے ابکی مجھے کیا ہوا ہے
نہ عالم مین تھسبا نہ مجسبا جہان ہین
ابھی کل کی ہی بات پیدا ہوا ہی
لہر بار سے دیدۂ اشکبار سے
ہمارا ہر اک دشت دیکھا ہوا ہی
کہا مین نے تنہائی ہی بات سن کو
ابھی کیا ہوا ہی ابھی کیا ہوا ہی
ہمارے تمہارے تو ہین دل کی باتین
لیین اور بھی آج وعدا ہوا ہی
اگر تم بھی دیکھو تو رونے لگو
کیے شعر یہ بھی جو چرچا ہوا ہی

تعلق اُن آنکھون سے پیدا ہوا ہی
نہ ایسا ہوا ہی نہ ویسا ہوا ہے
پھر اُٹھتا ہی درد محبت جگر سے
مرا دامن آغوش دریا ہوا ہی
ذرا دم تو لینے دے اے چشم جادو
کہا ہنسکے تمکو تو سودا ہوا ہے
حجاب نظر سے کھلے بھید دل کے
نما لو اگر اسکا چرچا ہوا ہے
نما ہین گے ہم آج تو نے پہ چلینگے
مری جان یہ حال اپنا ہوا ہی

اس حال پرملال مین یہ دونون اُسی پہاڑ کے نیچے پھر رہے ہین اور ہشبیہ کوکب قہقہہ مارکے ہنس رہا ہی جب پکار کے پوچھتا ہی کہ میان محرم اسرار دان کہان چلے تھے محرم اسرار دان سب حال بیان کرتا ہی کہ مجھے مذہب سامری و جمشید سے نفرت ہوگئی مذہب مسلمان سے محبت ہوئی براے رہائی خواجہ عمرو چلا تھا انکو رہا کرون یہان آکے پھنسگیا اب اگر تم رہا کردو تو مجھسے کبھی ایسی خطا نہو گی ہشبیہ کوکب آواز دیتا ہی اے محرم اسرار دان ایسے خطا دار کو رہائی نہ ملیگی مہینا بھر کے بعد شاہان طلسم نور افشان جب ادھر سے گذر کرینگے تو انکی خدمت مین تمکو پیش کیا جائیگا وہ جیسا حکم تمھارے واسطے دینگے ویسا ہوگا ہم کچھ دخل نہین دے سکتے دیکھین اب کیا ہوتا ہی یہ دونون تو اس حال پرملال مین یہان مبتلا ہوے ہین دیکھیے انپر کیا گذرے انکا حال تحریر کیا جائیگا لیکن اب حال مصیبت مآل مہتر مہتران و بہتر بہتران و سرہنگ سرہنگان بساط بلاد نبی آدم مولانا ے معظم و مکرم جامع الفضل والکرم دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ مردان را سرسنگ و نامردان را پالہنگ صاحب قنطورہ ورنگ اعنی کہ جناب قطرب تاب شیخ الاصحاب خنجر گذار عیار طرار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بیان کیا جاتا ہی کہ جب کاوس جادو نے لاکے خواجہ کو ایک مکان تنگ و تاریک مین قید کیا جسوقت خواجہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ مین ایک مکان تنگ و تاریک مین قید ہون بہت حیران و پریشان ہوے دل سے کہتے تھے کہ اے خواجہ یہ کس مقام پر قید ہوے یہانسے تو رہائی غیر ممکن ہی دن و رات یکسان معلوم ہوتا ہی اپنی مصیبت پر دل روتا ہی عجب طرح کا سامان ہی چار پہر دن جب گذر چکا شام قریب ہوئی تو یکایک خواجہ عمرو نے دیکھا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تاج شاہی

سر پہ دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا ہاتھ مین سامنے سے نمایان ہوے کہا لو خواجہ نوش کرو عمرو نے
خوش ہو کے کہا اے شہنشاہ کیا آپ نے سحر سے توبہ شکنی کی آپ یہان تک کیونکر پہونچے کوکب وہ روٹیان
اور آبخورہ پانی کا رکھکر چلے گئے خواجہ عمرو نے لاکھ لاکھ پوچھا کوکب نے کچھ جواب نہ دیا جب کئی دن
خواجہ عمرو نے یہی معرکہ دیکھا بلکہ ایک ہفتہ گذرا جب کوکب کھانا لیکر آتا ہے خواجہ عمرو پوچھتے ہین کچھ جواب
نہین ملتا جب ایک مہینا اسی حال پر ملال مین گذرا ایک دن خواجہ عمرو نے کوکب کا دامن پکڑ لیا کہا اے
شہنشاہ مقام افسوس ہے ہم آپ سے حال پوچھتے ہین آپ جواب نہین دیتے محبتہاے سابقہ مین فرق آیا
یہان تک آپ کیونکر پہونچے یہ خدمت کیونکر متعلق ہوئی میرا حال آپ کو کیونکر دریافت ہوا جب عمرو
نے دامن پکڑا تو وہ جادوگر جو بصورت کوکب روشن ضمیر تھا قہقہہ مار کے ہنسا کہا او سارہان زادے
کچھ دیوانہ ہوا ہے کیسا کوکب مجھکو معلق جادو ہمشبیہ کوکب کہ دامن میرا چھوڑ دے خواجہ عمرو نے کہا
اے شہنشاہ ساحران آپ ایسا ساحر صاحب عجائب و غرائب میری نگاہ سے نہین گذرا ہمشبیہ کوکب خوب
قہقہہ مار کے ہنسا کہا خواجہ یہ تو بتاؤ کہ تم یہان کیونکر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا کاؤس جادو
وزیر اعظم شاہان نور افشان نے مجھکو گرفتار کیا قید کر کے یہان پہونچایا ایک مہینا گذر چکا اُس ساحر
نے کہا مجھکو کوکب نہ جاننا کوکب تیرا دوست ہے مین تیرا دشمن ہون وہ تیرا رہبر مین تیرا رہزن ہون
ایک مہینا تمھاری میعاد مین اور باقی ہے خورک مار و کژدم ہو جاؤ گے بعد ایک ہفتے کے ہر گوشے سے
ماران سیاہ پیدا ہونگے وہ تمکو ڈس لینگے بس تمھاری عیاری ہو چکی اے خواجہ یہ طلسم نور افشان
ہے حکمایان سابق نے جو جو مقام تعمیر کیے ہین وہ اب تک قائم ہین اس راہ کا انتظام بڑے لطف سے
کیا گیا ہے خواجہ عمرو نے اُس ساحر کو باتون مین پھنسایا وہ ساحر باتون پر خواجہ کی ہنستا جاتا ہے عمرو
نے کہا کیا کہون اے شہنشاہ ساحران مین ایک لالچ مین پھنسا ایک شاہزادی نے مجھکو بلا کہین پیغام
بھیجا تھا مدت سے کسی فرزند حمزہ پر عاشق تھی مجھکو اُنکا رازدان جانکے بلایا مین نے اسکو اپنے پاس
رکھ لیا حیران ہون کہ اُس بیچاری کو کیون بلا مین پھنسایا دے کیون نہ دیا اب اُسکو کسکے سپرد کرون یہ فقرہ
سنکر ہمشبیہ کوکب خوش ہو گیا کہا خواجہ اُس عورت کو ہم بھی دیکھین اگر پسند آگئی جو کہو گے دی تمکو
دینگے خواجہ عمرو نے کہا مین اُس عورت کو بیچ نہین سکتا اگر وہ بھی پسند کرے تو لیجانا ہمشبیہ کوکب
نے کہا اچھا اُس عورت کو لاؤ تو خواجہ عمرو نے کہا آپ منہ پھیر کے کھڑے ہون تو مین اُسے نکالون
ہمشبیہ کوکب منہ پھیر کے کھڑا ہوا خواجہ عمرو نے زنبیل سے ایک نازنین کو نکالا نہایت حسین و جمیل سرو قد
خورشید خد کہا حضور یہ حاضر ہے آپ کو دیکھکر بیقرار ہو گئی وہ بھی ہنسنے لگی وہ ساحر ہمشبیہ کوکب
پلٹا جمال جہان آراے نازنین کو دیکھکر مبہوت ہو گیا اب تو بیٹھ گیا کہا خواجہ میری تو جان اس نازنین
پر جاتی ہے جو کہو مین دینے کو موجود ہون خواجہ عمرو نے کہا اسکی قیمت سر حضور ہے یہ سراسر بقصور ہے
یہ نازنین رشک حور ہے ہمشبیہ کوکب نے کہا سر کیسا خواجہ عمرو نے کہا اسکو راضی کرو ہمیں ساحر ہمشبیہ
کوکب نے اُس نازنین کے آگے ہاتھ باندھے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین اس
مرحلے کا حاکم ہون اس صحراے سبزہ زار کا ناظم ہون خاتون محل قرار دونگا دو ہزار کنیزان زرین پوش
حاضر خدمت کرونگا محل نہایت عمدہ رہنے کو دونگا دن کو تو کار سرکاری مین مصروف رہتا ہون

یعنی عشق ہوا پر اُڑا کرتا ہون شام کو چھٹی ہوتی ہی پہلے قیدی کو کھانا پہونچا کے تمام سے آپ ہی کی خدمت مین رہونگا کبھی خدمت سے گردن تابی نہ کرونگا جب اُس ساحر نے یہ باتین کین اور نازنین نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو نے کہا اے شہنشاہ ساحران آپ ذرا منھ پھیر کے بیٹھیے تو مین اُسکا منشاے دلی پوچھ لون کہ اسنے آپ کو منظور کیا یا نہین نام اس نازنین کا غنچہ دہن ہی نہایت کم سخن ہی مجھسے مانوس ہی حال دل بیان کر دیگی یا آپ دم بھر کے واسطے باہر چلے جائیے ہمشبیہ کوکب اُٹھکر باہر گیا خواجہ عمرو نے اُس نازنین کو اپنی صورت بنایا اور آپ اُس نازنین چہار دہ سالہ کی صورت بنکر تیار ہوے بلک بلک کے رونا شروع کیا اور اُس نازنین کو سکھا دیا ہی کہ میری صورت پر تو ہی ذرا باتین معقول کہنا آواز دی اے شہنشاہ آئیے اب جو وہ ساحر ہمشبیہ کوکب اندر آیا دیکھا وہ نازنین بلک بلک کے رو رہی ہی خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہین ہمشبیہ کوکب نے کہا کہون صاحب کیون اسقدر روتی ہو اُس نازنین نے کہا کیا کہون صاحب اپنی تقدیر کو روتی ہون کہ میری تقدیر کہان آ کے کھلی کہ تم تو دن بھر مجھسے جدا رہو گے ہجر کی رات مشہور ہی لیکن ہجر کا دن کیونکر کٹیگا مہیا ہو جائیگا تڑپ تڑپ کے مر جاونگی میری تو یہ کیفیت ہی کیون صاحب نظم

لپٹیں منصوبے گئے اُس سے نہ کچھ تدبیر کے — کون سنتا ہی گلہ کس سے گلے تقدیر کے
مبتلا اکثر رہے ہم تو رہے مہر و ماہ پہ — رشک ہوے کیا کیا نہ روے یار کی تنویر کے
یہ حرارت ہی کہ دوزخ کے اُڑائے ہین دھوئین — برق سے بڑھکر ہین شعلے نالۂ شبگیر کے
کافر گیسو ہین ہم کفران نعمت کیون کرین — مار کاکل کی پڑے منکر ہون گر تکفیر کے
ہی حرم کاکل بلا دل پھنسکے بچتا ہی نہین — دام کے پھندے نہ یہ حلقے ہین کچھ زنجیر کے
ق کل شبستان تصور مین عجب دیکھا ہی خواب — شمع نے بوسے لیے یعنی لب گلگیر کے
جلد ہوگا شمع رو سے وصل مجھکو بھی نصیب — ہمنشین معنی یہ ہین اس خواب کی تعبیر کے
مر گئے حسرت مین لاکھون کشتۂ تیغ نظر — دیکھیے ہنتے جو ہر ای قاتل تری شمشیر کے
جان کر دی ہی تمھارے زلف و ابرو پر نثار — قتل کے قابل نہ ہم لائق ہین دار و گیر کے
بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار — ہین خریدار ابنوا ہی یوسف تری تصویر کے
خفتگان خاک چونک اُٹھین نہ رعنا کیطرح — شور ہین گور غریبان تک مری زنجیر کے

اس مزے سے اُس نازنین نے ان اشعارون کو پڑھا کہ اتنک تو ہمشبیہ کوکب ہنستا تھا اب ہاتھ باندھکر بیٹھ گیا کہا اے جان جہان واے آرام دل عاشقان مین تمھارا دل و جان سے تابعدار ہون مین تمکو اپنے مقام خاص پر لیے چلتا ہون مکان تجرید مشہور ہی یہ کہکر ہمشبیہ کوکب نے خواجہ عمرو یعنے اُس نازنین کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا عمرو نقلی نے پکار کے آواز دی کیون اے شہنشاہ ساحران ہم یہین رہین ہمشبیہ کوکب نے کہا اے خواجہ تمھاری بھی مدد کرونگا یہ کہکر وہان سے چلا ایک مکان مین لیکر آیا نازنین نقلی یعنے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک مکان نہایت تکلف سے سجا ہوا ہی ایک طرف ایک چھپر کھٹ بچھا ہوا ہی ایک گوشے مین اُس مکان کے کھڑکی لگی ہوئی تھی خواجہ عمرو نے جو سر جھکا کے دیکھا ایک صحرا معلوم ہوا اُس صحرا مین ایک ساحر کو دیکھا کہ برق فرنگی کا ہاتھ پکڑے ہوے تمام صحرا مین گاتا پھرتا ہی ریتی سے

نکل نہین سکتے کمر تک دھنس جاتے ہین بمشکل نکلتے ہین خواجہ عمرو نے حیران ہو کے پوچھا کہ یہ ساحر کون ہی
ہمشبیہ کوکب نے کچھ جواب نہ دیا لا کے پلنگ پر بٹھایا کھڑکی بند کر دی خواجہ عمرو نے پھر پوچھا یہ ساحر
کون ہی تو اُس ساحر ہمشبیہ کوکب نے کہا محرم اسرار دان مصاحب شہنشاہ نور افشان عمرو کی رہائی
کو جاتا تھا یہان آ کے اس بلا مین پھنسا اور مین عمرو کو دم دیکے تمکو لے آیا یہ دونون میرے سحر مین مبتلا
ہین یہ باتین کر کے اُس ساحر نے گلابی اُٹھائی خواجہ عمرو نے اُسکے ہاتھ سے گلابی چھینکر کھائی سے پُھپا بیہوشی
کی ڈالدی جام لبریز کر کے کہا لو صاحب یو ہمشبیہ کوکب نے خوشی مین وصل کی کچھ خیال نہ کیا ایک آئینہ
قد آدم وہان لگا تھا اُسمین ایک سنہرا پنجہ وہ جنبش کر رہا ہی عمرو اُسطرف پیٹھ کر کے بیٹھا ساحر خوش ہی
آرزوے وصل مین جام پی گیا پیتے ہی جام کے ہمشبیہ کوکب کے ہوش اُڑے لڑکھڑاتا ہوا قریب خواجہ
کے آیا ہاتھ بچا ڈالنے لگا عمرو نے دل سے کہا یہ تو بڑا غضب ہوا اسکا قصد آبرو لینے کا ہی ایسا نہو کہ یہین
اصل مطلب بر آرہے تو عمر بھر کی آبرو خاک مین ملجائیگی یہ سوچکر خواجہ عمرو نے کہا صاحب گلابی اُٹھاؤ
ایک جام ہم بھی تو پین تمنے شراب پی ہمین نہ پلاؤ گے ہمشبیہ کوکب اُٹھا کہ گلابی اُٹھاؤن بیہوشی تاثیر کر چکی
تھی لڑکھڑا کے گرا چارطرف سے ہان ہان کی آواز آئی خواجہ عمرو نے ہزارون ساحرون کو دیکھا کہ
چلے آتے ہین آئینہ شق ہوا ایک ساحر اُسمین سے نکلا آواز دی او عمرو کیا کرتا ہی خواجہ کب مانتے ہین
خنجر مارا ہمشبیہ کوکب کا شکم چاک قصہ پاک سب ساحر لینا لینا کہکر دوڑے خواجہ عمرو نے حقہ ہاے
آتشبازی مارا ہزارون ساحرون کے منھ جلے اُس صحرا مین محرم اسرار دان لڑکھڑا کے گرا برق فرنگی بھی
پڑا ان دونون کو ہوش آیا محرم اسرار دان نے دیکھا خواجہ عمرو ایک صحرا مین کھڑے ساحرون سے
لڑرہے ہین حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین محرم اسرار دان نے کہا لو اے برق خواجہ نے ہمشبیہ کوکب
کو مارا محرم اسرار دان تو اُن ساحرون پر آپڑا برق فرنگی نے خنجر کھینچا ساحرون سے لڑنے لگا خواجہ عمرو
کو اب اور زیادہ تقویت ہوئی محرم اسرار دان نے آواز بھی دی کہ خواجہ نہ گھبرانا مین آپہونچا عمرو نے بھی
بڑھکر ایک ساحر کے خنجر مارا محرم اسرار دان تو لڑنے لگا برق فرنگی جوان یکرنگی حقہ ہاے آتشبازی مار رہا
ہی خواجہ عمرو نے جو اُس ساحر کو مارا زمین شق ہوئی خواجہ زمین مین سما گئے الامان الامان کرتے ہین لیکن کچھ
زور نہین چلتا آنکھ بھی بند ہو گئی اب جو خواجہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان تنگ و تاریک ہی لیکن اُسمین
شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین ایک تخت پر ایک نازنین مہ جبین مسلسل و مطوق بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو
جاری زبان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ماران سیاہ لپٹے تھے وہ تو چلگئے ہین لیکن حیران حیران چارجانب
وہ نازنین دیکھ رہی ہی شمعین لہرا لہرا کے گل ہوئین اُس نازنین نے خواجہ عمرو کو آتے ہوے جو دیکھا
سوزن کی جانب اشارہ کیا اور اُنگلی سے تخت پر بھی لکھا کہ اگر آپ خواجہ عمرو ہین تو میری زبان سے
سوزن نکالیے مین دل و جان سے آپ کی شریک ہون شکر ہی کہ وقت رہائی میرا آیا خواجہ عمرو
ہر چند کہ اس راز سے آگاہ نہ تھے لیکن تیور اُس مہ جبین کے دیکھے کہ بنگاہ محبت دیکھ رہی ہی یہ حسرت
یہ کلمہ کہا کہ میری زبان سے سوزن نکالیے کئی برس اس بلا مین گذرے رات کو خواب مین بزرگان دین
آئے اُنھون نے بھی فرمایا تھا کہ کل خواجہ عمرو آئینگے تمکو قید سے چھڑائینگے عمرو نے فوراً زبان سے سوزن
لیا چارطرف سے آواز آئی او ظالم یہ کیا کیا گنہگاران شاہی کو قید سے رہا کر دیا خانہ دل ہم سمجھون کا

سمجھا

غم و الم سے بھر دیا خواجہ عمرو نے دیکھا دس ہزار جادوگر گوشۂ قصر سے پیدا ہوئے سحر کرتے ہوئے خواجہ پر
چلے ایک ساحر نے دوڑ کے ایک دو ہتڑ مارا اور پکار کے آواز دی یارو اس سارہ بان زادے کو پکڑ لو اسنے
روح تطلیموس کو صدمہ دیا ساحر معلق مارا گیا اب ہمارے دل کو کہاں آرام ہی عمرو اٹھ کھڑے ہوئے گر اُدہر
نازنین اپنے مقام سے اُٹھی صرف آنکھ سے اشارہ کر دیا تیر چلے تیر مژگان نے صدہا کے کلیجے مشبک کیے
لیکن وہ نازنین مہ جبین بسبب ضعف کے ٹہر اری ہی جدھر نگاہ اُٹھا کے دیکھا کسی پر تیر پڑا کسی پر
تلوار پڑی کئی سو ساحر کشتہ ہو کے گرے کہ یکایک ایک طرف سے نعرہ ہوا منم محرم اسراردان عمرو
مرنے سے ساحروں کے اُٹھا خنجر ہاتھ میں جرأت بات بات میں جسکو خنجر مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
محرم اسراردان نے جو اُس نازنین کو دیکھا سراپا خوب محبوب مرغوب سب اعضا چالاک و چست ارادہ درست
بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہی فقط ہاتھ ہلا دیتی ہی یا نگاہوں سے تیر چل رہے ہیں تیر مژگان نے
خطا نہ کی کوئی قربان ہوتا ہی کوئی سہم کے بھاگا کوئی گوشہ گیر ہوا محرم اسراردان نے بھی آ گے زمین
ہلا دی ساحران زبردست تاک تاک کے مارے خواجہ عمرو پر جب کسی ساحر نے سحر کیا لڑکھڑا کے
گرے اُس نازنین مہ جبین نے تاک کے اُسی ساحر کو مارا زبان میں سوزن عرصہ دراز سے دبا ہوا تھا
اب جو سوزن نکلا ابھی زبان قابو میں نہیں ہی زبان کو دہن میں لیا قصد کرتی ہی کہ نعرہ کروں چونکہ زبان
قابو میں نہیں ہی تو زبان کھول کے رہجاتی ہی مگر نگاہوں سے لڑ رہی ہی تیر مژگان چل رہے ہیں جسپر اشارہ
کیا وہ مر کے گرا کئی ہزار ساحر مرے محرم اسراردان بھی خوب خوب لڑ رہا ہی ساحر بھی کم نہیں ہوتے اگر دس
مرے تو سو اور پیدا ہو گئے مجمع قائم ہوا اُس نازنین نے پکار کے آواز دی اے محرم اسراردان تم رازدار ہو کر
ایسی حرکت کرتے ہو منم خورشید برق وش دختر سیماب تاجدار اس قصر کو گراؤ مقصور جادو ظاہر ہو گا
اُسکو قتل کرو تب مہلت ملیگی ورنہ اس لڑائی میں جان جائیگی ایسا نہو شاہان طلسم نور افشان کو خبر
ہو جائے یا بت خونریز چل نکلے پھر کون روکیگا میرا سحر رفتہ ابھی قابو میں نہیں آیا ہی دو برس کے بعد یہ
دن نصیب ہوا انشاء اللہ اب مدعاے دلی حاصل ہوگا اے خواجہ عمرو شب کو بزرگان دین آئے تھے
سب کچھ بتا گئے ہیں جمال باکمال صاحبقران دکھا گئے ہیں محرم اسراردان طرف قصر کے چلا تھا کہ ملکہ
خورشید برق وش نے زلفین عنبرین کو گردش دی ایک گولہ قصر پر پڑا مکان گرا دیکھا ایک ساحر زبردست
ایک تخت پر بیٹھا ہوا گولیاں آٹے کی بنا بنا کے پھینک رہا ہی انھیں گولیوں سے ساحر پیدا ہوتے ہیں
ملکہ خورشید برق وش نے پکارا او مقصور جادو اب تیرے قتل میں قصور نہوگا مقصور جادو
یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھا چاہا گولہ مارے محرم اسراردان نے جھپٹ کے کارد سحر لگائی مقصور جادو
نے کارد سحر کو کاٹا ملکہ خورشید برق وش نے ایک ٹکڑا کارد کا اُٹھایا اپنی زلفوں سے جو مس کیا پوری
کارد بنگئی ملکہ نے تاک کے سینہ پر کینہ مقصور جادو پر پھینک ماری اُسکے سینے کو توڑ کے پار گذری
اندھیرا ہو گیا زمین و آسمان نہ دکھائی دیتا تھا بعد عرصۂ بانگ آئی کشتی مرا نام میں مقصور جادو بود مقصور
کا مرنا اندھیرا انتہا کا ہوا سب ساحر بھی جلنے لگے کوئی جلکر خاک ہوا کوئی قطرۂ آب نایاب تھا زمین میں
جذب ہو گیا کوئی سر ٹکراتا تھا کوئی کنوئیں میں جا کے گرا کسی نے اپنے کو جھیل میں گرا دیا محرم اسراردان
قریب ملکہ خورشید برق وش کے پہونچا تھا خواجہ عمرو برق فرنگی بھی قریب ہیں کہ ایک دُنا کا ہوا

آواز آئی منم گلعذار رنگین قبا وزیرزادی ملکہ خورشید برق وش آپ آرام سے باغ مین آئیے وقت رنج و ملال دفع ہوا خدا نے اپنا فضل شریک کیا خواجہ عمرو نے دیکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا سب کی آنکھین بند ہوگئین بعد تھوڑی دیر کے اب جو سب کی آنکھین کھلین دیکھا باغ بہشت آئین گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون چمن ہاے نرگس کیسے رعنا زیبا چشم معشوقان پہ کہپرہ کیے سنبل پر پیچ و تاب زلف محبوب کا جواب عشق پیچا اپنی رعنائی پر پیچ و تاب کر رہا ہی برائے شکار مرغ دل عاشقان دام ہی بلبلین خوشی مین دیواروں پہ چہچہین ہین تماشا باغ کا دیکھ رہی ہین باغبان قضا و قدر نے ڈالیان لگائی ہین سبز پوشان چمن ڈالیون پر لگا ہوا ڈال رہے ہین ہر نہال اپنی رعنائی پر نہال روشین آئینہ نور سڑک تختی بلور سرو چمن اکڑ رہے ہین قمریان طوق محبت بہ گلو مصروف کو کو عندلیبان خوشنوا بڑے لطف سے زمزمہ سرائی کر رہی ہین یہ اشعار بہاریہ بزبان بے زبانی تعریف مین بہار کی پڑھ رہی ہین

نظم

پھر شجر سر سبز ہین کہتے ہین آتی ہی بہار
رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مشتاق جنون
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار

دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم یہ ہی
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہی بہار

رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گرمیان
چارون کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار

سبز کر دیتی ہی پتے سرخ کر دیتی ہی پھول
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہی بہار

کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار

جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہی راحتین
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار

چھپ کے خود پردے مین کرتی ہی ظاہر جوبن
آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار

جان ہو جاتا ہی ابتر رنگ عاشق کی طرح
سنتے ہی نام خزان کچھ سہم جاتی ہی بہار

غیر ممکن ہی کہ چھوڑے بے ہنسائے صبح کو
رات بھر غنچون کو لیا لیا کے گدگداتی ہی بہار

خندۂ گل کی صدائین بے سبب آتی نہین
جوش وحشت کے ہمین مژدے سناتی ہی بہار

اپنے استقبال اول سے نہ کیونکر خوش رہے
پہلے سب سے باغ مین بلبل کو پاتی ہی بہار

آدمی کو دیکھنا لازم ہی چشم غور سے
لب بھلا ہنستے ہین غنچے مسکراتی ہی بہار

آمد فصل خزان ہی لطف رخصت ہی نسیم
چلیے اب سوے چمن سنتے ہین جاتی ہی بہار

جوش پر بہار ہی غنچے مسکراتے ہین گل خوشی مین پھولے جاتے ہین جھونکے نسیم کے چل رہے ہین بوے عطر مجموعہ سے تمام باغ مملو فاختہ قلندر مشرب کی حق سرہ کاٹنے بھی توک کی لیتے ہین نسیم نے خوشخبری سنائی بہار آئی بہار آئی اشعار فرحت افزا بلبل باغ مین سوسن نے گفتگو تیری ✤ چٹک گیا کوئی غنچہ تو آئی بو تیری ✤ فلک کو نالۂ سوزان سے پھونک دے اے دل ✤ لگا تے نہین دیتا یہ آرزو تیری ✤ مطلع ✤ گلشت اگر گھر سے وہ گلرو نکلے ✤ پیشوائی کے لیے باغ سے بھی بو نکلے ✤ عاشق چشم کا دل چیر کے دیکھے جو کوئی ✤ عوض لخت جگر نافۂ آہو نکلے ✤ اس باغ کو دیکھکر خواجہ عمرو حیران ہو گئے کہ کیا باغ عالیشان ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا یہ کسکا باغ ہی ملکہ خورشید نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری یہ باغ آپ کی کنیز کا ہی ہمارے والد نامدار توسن تاجدار نے نامہ بہ تھے میان کوکب نے انکے ساتھ

بغاوت کی کچھ فتور ہوا آخر لڑائی پڑی والد اُنکے ہاتھ سے مارے گئے مگر پھر کوکب کو خوف خدا آیا ہمکو نہین ستایا
اب جب زمان انقلاب ہوا کہ سحر العجائب و مصر الغرائب بادشاہ ہوے مطر الغرائب بھیجا کا کسی وجہ ہین
اسلاف گذر ہوا کنیز کو دیکھکر مائل ہوے میری والدہ کو پیام وصل دیا اُنھون نے جواب دیا اس قسم کا منعقد ہونا
شہنشاہ کو زیبا نہین ہمین معاف فرمائیے پس اُس بھیجائے فوج کو بھیجکر گھر کو گھر والیا آخر والدہ قتل ہوئین ہمین
اُسنے گرفتار کرا منگایا طالب وصل ہوا مین نے بھی جواب صاف دیا کہ جو تجھسے ہو سکے قصور دکوتاہی نکر
ہم قبول نہ کرینگے آخر اُسنے ہمکو قید کیا کچھ دنون پیغام سلام رہے وزرا امرا آتے تھے ہمنے قبول نہین کیا
تھوڑے دنون کے بعد انقلاب ہوگیا بد لیع دقاسم دلبرج و نورالدہر بسبب آپڑے اپنی جان کی
پڑگئی لڑائیان ہونے لگین اب کئی مہینے سے کوئی نہین آیا تھا کئی دن کا زمانہ ہوا کہ مین نے عالم خواب مین
دیکھا ایک بزرگ فرماتے ہین کہ اے خورشید کیون گھبراتی ہے خواجہ فید ہوچکے اب تیری بھی رہائی کی تدبیر ہوگی
آج شب کو بھی خواب مین بزرگ تشریف لائے فرمایا مبارک ہو کل صبح کو معلق جادو مارا جائیگا اس قصر کا خاتمہ ہے
مین انتظار مین تھی کہ آپ کا داخلہ ہوا یہ باغ ہماری جاگیر سے باقی رہگیا میری وزیرزادی گلعذار رنگین قبا
اس باغ مین قید تھی وہی نعرہ کرکے آئی تھی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گلعذار ظاہر ہوئی نہایت حسین و جمیل
پانچ ہزار کنیزین پشت پر مگر حیران و پریشان بال بڑھے ہوے ناخن بڑھے ہوے کپڑے میلے صورتین عمدہ
صاف ظاہر ہو کہ ماہ تابان گہن مین آگیا اُس نازنین نے دیکھا خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے جواب سلام دیا محرم اسرار دان
کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہے تھرتھر کانپ رہا ہے برق سے کہتا ہے خواجہ بڑے صاحب اقبال ہین ان لوگون سے
اسطرح ملنا انھین کا کام ہے ان شاہزادیون سے کس طرح کلام کر رہے ہین گلعذار رنگین قبا نے لاکر بارہ دری
مین پہونچایا دیکھا مکان کمہت آراستہ ملکہ کو لاکر مقام صدر پر جلوہ دی وزیرزادی پہلو مین آکر بیٹھی ایک طرف ملکہ
خورشید ایک جانب محرم اسرار دان وزیرزادی نے کچھ ڈالیان خدمت مین حاضر کین ملکہ نے کہا خواجہ تکلیف
تو ہے کوئی غزل گائیے یہ بھی خبر ہم پاچکے ہین کہ اس فن خاص مین کوئی آپ کا مثل نہین اول تو خواجہ نے انکار کیا
جب ملکہ نے منت کی اور خواجہ مجبور و ناچار ہوے لے نکالی یہ غزل عاشقانہ بصد سوز و گداز گائی

غزل

صبر وحشت اثر نہو جائے
نامہ بر راہ بر نہو جائے
کثرت سجدہ سے وہ نقش قدم
تجھکو اپنی نظر نہو جائے
بات ناصح سے کرتے ڈرتا ہون
وہ مری گور بہ نہو جائے
غیر سے بے حجاب ملتے ہو
معنت جی کا ضرر نہو جائے
مومن ایمان قبول دل سے مجھے

کہین صحرا ہی گھر نہو جائے
ہجر پردہ نشین مین مرتے ہین
کہین پامال سر نہو جائے
میرے آنسو نہ پونچھنا دیکھو
کہ فغان بے اثر نہو جائے
مانع ظلم ہے تغافل بار
شب عاشق سحر نہو جائے
اے دل آہستہ آہ تاب شکن
وہ بت آزردہ گر نہو جائے

رشک پیغام ہے عناں کش دل
زندگی پردہ در نہو جائے
میرے تغییر رنگ کو مت دیکھ
کہین داماں تر نہو جائے
اے قیامت نہ آئیو جب تک
کثرت بد کو خبر نہو جائے
رشک دشمن کا فائدہ معلوم
دیکھ ٹکڑے جگر نہو جائے

ملکہ خورشید برق وش عرصے
تک رویا کین وزیرزادی نے اشک رومال سے پاک کیے کہا واری صبر مناسب ہے جو گذرا سو گذرا
محرم اسرار دان بھی بہت رویا ملکہ خورشید برق وش نے گلعذار رنگین قبا وزیرزادی سے کہا

اب جلد لشکر کشی کا سامان کرو وزیرزادی نے عرض کی ڈیڑھ لاکھ ملازمان شاہنشاہی گروہ شراب خواران
پر قید ہین کنیزو ہان جاتی ہو شراب خوار کو مارکے سب کو رہا کرلاے تب سامان لشکر کشی کو جو احسن
ہو ملکہ خورشید برق وش نے کہا اچھا خواجہ عمرو کی تو خدمت کنیزون نے کی ایک عمدہ مکان رہنے کو
محرم اسرار دان کو ملا میان برق فرنگی تڑپتے پھرتے ہین کبھی اس قصر مین کبھی اُس قصر مین خواجہ عمرو
نے کہا بھی ابے کہان دوڑا دوڑا پھرتا ہی ایک جگہ نہین بیٹھتا برق فرنگی نے کچھ جواب نہ دیا محرم اسرار دان
نے کہا خواجہ برق نے بڑا کار نمایان کیا اگر برق ساتھ نہوتا تو اس راہ کا طی ہونا نہایت دشوار تھا
ایسی جادوگرنی کو مارا کہ مین تو مجبور ہو چکا تھا یقین تھا کہ گرفتار ہو جاتا مگر اسنے اُسکو مارا خواجہ عمرو نے
کہا کوئی ایسی ویسی شغل ہوگی محرم اسرار دان جو جو تعریفین کرتا ہی خواجہ عمرو خفا ہوتے ہین کہتے ہین
بھائی یہ عیاری کیا جانے سپاہیون مین نوکر تھا لشکر مین آیا مین نے اسکو شاگردون مین داخل کرلیا اب
اور عیارون کو دیکھ کے کچھ حال جان گیا ہوگا وہ بیچارہ عیاری مین کیا دخل رکھتا ہی شب کو کمال لطف
سے ملکہ خورشید برق وش نے دسترخوان بچھایا محرم اسرار دان و خواجہ عمرو و برق فرنگی کو بھی شریک
کیا رات بھر جلسہ عیش و نشاط گرم رہا بوقت سحر دیکھا گلعذار رنگین قبا مع ڈیڑھ لاکھ ساحرون کے
آ کے پہونچین خیمے بارگاہین سراپردے اژدرون پر لدے ہوے ملکہ خورشید برق وش نے کہا لو
خواجہ عمرو سامان ہوگیا اب جو کچھ کیفیت ہوگی آپ کو معلوم ہو جائیگی گلعذار رنگین قبا وزیرزادی سے
کہا احسان کا بدلا احسان کرو وزیرزادی نے اُسی وقت ایک تخت طاؤسی کو بڑے لطف سے آراستہ
کیا اُسپر ملکہ خورشید برق وش سوار ہوئین پہلو مین گلعذار رنگین قبا وزیرزادی پانچ ہزار کنیزین
ڈیڑھ لاکھ ساحران زبردست پشت پر علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے
ہوے اس کروفر سے ملکہ خورشید برق وش کوچ کرکے چلین خواجہ عمرو تو منزلین طی کرتے ہوے
ساتھ ساتھ ملکہ خورشید برق وش کے جاتے ہین کہ انکا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا لیکن اب
حال لشکر صاحبقران زمان والی قاف و دنیا تحریر کیا جاتا ہی کہ امیر عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہین ملکہ معدوم گلپوش عرض کرتی ہین ای شہنشاہ اب عرصہ کرنا اس پہاڑ پر مناسب نہین ہی جلد اس
پہاڑ کو فتح کرکے طلسم نور افشان توڑیے اب لڑائی کیون معطل ہی فکر کیجیے لڑائی شروع ہو جائے میان
ٹھہرنا مناسب نہین ہی قضاے کار مسطور صبا رفتار عیار کاؤس اسنے ایک دن بیٹھے بیٹھے کاؤس سے
کہا قصور یہ کیا معرکہ تھا کہ اول مین تو آپ نے جلد جلد طبل جنگی بجواے لڑائیان ہوئین اب توقف کیسا
ایسا نہو کہ لڑائی موقوف رہنے سے کچھ خرابی پڑے اب جنگ آغاز کیجیے کاؤس نے کہا ای مسطور
ایک مقدمے مین مجھکو بڑا انتشار ہی کہ میان محرم اسرار دان جسدن آئے نہیب کے بارے مین
بُرے مناظرے کیے پھر جو ملے تو دوست بنکر ملے ایک ہفتے کا وعدہ کرکے گئے ہین ابھی تک پلٹ کے
نہین آئے ہم جانتے ہین اُسی فکر مین وہ گئے مسلمانون سے اُنکو رغبت ہی یا طلسم کشا کا کچھ پیام سلام کیا
ہو مسطور نے کہا مین بدون تحقیق کیونکر دخل دون کاؤس نے کہا تم ہرکارے ہو فوراً دریافت کرو مسطور
بہت خوب کہکر اُٹھا ایک ساحر کی شکل بنکر بارگاہ محرم مین آیا گلگون بارگاہ مین موجود ہی سب سردارون کو
سنبھالے ہوے اگر کسی نے کچھ ذکر کیا گلگون خاموش ہو رہا مسطور ساحر بنا ہوا آیا ایک گوشے مین بیٹھکر رونے لگا

لوگون نے پوچھا کیون ای برادر خیر تو ہی رو کر کہا نہین معلوم ہمارے آقا پر کیا گذری ابھی تک واپس نہ آئے کیون حضور راہ بھی بہت بڑی ہی گلگون نے کہا خدا انکا حافظ و نگہبان ہی عجب مقام پر تشریف لے گئے ہین گلگون کے منھ سے نکلا اگر خواجہ کو رہا کر لیا تو بڑا کمال ہی اگر خواجہ نہ رہا ہوئے تو بیشک مشکل پڑیگی اب تو مسطور نے کھود کھود کے پوچھنا شروع کیا باتون باتون مین گلگون نے سب ذکر کر دیا کہ جس سے سب حال ظاہر ہو گیا کہ مجرم برای رہائی خواجہ گیا ہی بخوبی دریافت کر کے مسطور ہجا کا خدمت مین کاؤس کی آیا عرض کی ای شہنشاہ حقیقت مین مجرم مسلمان ہو گیا جا کر مسلمانون سے ملگیا برای رہائی خواجہ عمرو گیا ہی صرف دو خدمتگار ساتھ مین کسی مصاحب کو بھی ہمراہ نہین لیا ہی سب احوال مفصل میان گلگون کی زبانی معلوم ہوا کہ میان مجرم نے بھی سوچا کہ آخر صاحبقران سے کیونکر ملون عمرو کو چھڑا لاؤن یا صاحبقران سے جا کر ملون یہ سنکر کاؤس غصے مین کانپنے لگا کہا کل اسکے لشکر کو قتل کر ڈالونگا کوئی حاضر ہی چند آدمی حاضر آئے کہا کہ جاؤ گلگون کو پکڑ لاؤ اول تو بسہولیت کہنا اگر آنے مین عذر کرے تو مشکین باندھ لانا چند سردار کمیدان رسالدار بارگاہ مین گلگون کے گئے گلگون سے بسہولیت کہا آپ کو ہمارے آقا میان کاؤس نے بلایا ہی گلگون نے صاف کہا کہ ہمارا سر مرا ہم جائیگا دربار مین نہین ہی ہمارے آقا ہمکو منع کر گئے ہین جب وہ تشریف لائینگے تب ہم بھی حاضر ہونگے ہم انکی غیبت مین حاضر خدمت نہین ہو سکتے اب تو سردار بگڑے سرداروں نے کہا ای گلگون اسکے کیا معنی وزیر اعظم تمھین بلاتے ہین اور تم انکار کرتے ہو گلگون نے کہا ہم ہرگز نجاینگے پندرہ دن ہوے جبسے ہم غم والم مین مبتلا ہین ہم دربار مین بے آقا کے تشریف لائے ہوے نہ حاضر ہونگے ان مقدمات کو آقا ئے نامدار جانتے ہین ایک سردار بول اٹھا کہ ای گلگون اب تمھاری شامت آئی ہی تمھارے آقا تمکو ڈبو گئے تم لوگون نے غضب کیا تمکو مناسب یہ تھا کہ جو مجرم سے خطا ہوئی تھی اسکو ہم لوگون سے اطلاع کرتے آپ نے خبر نہ کی آپ گنہگار ہین آپ کو دربار مین حاضر ہونا پڑیگا اگر آپ حاضر نہ ہونگے تو طرف سے شہریار کے تمھین سزا ہوگی آپ لشکر کشی کی جائیگی شہنشاہ کاؤس کا ایسا حکم نہین کہ اسکو کوئی منسوخ کر سکے اسکو مزاج مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے کیسا دخل ہی دربار مین ہر مقدمات انھین کی رای سے ہوتا ہی آپ نے اپنے حق مین برا کیا گلگون نے کہا جاؤ جو سمجھتے ہو سکے وہ ہمارے حق مین کرو جو ہمارے آقا نے کیا وہ مناسب کیا ہم بھی تمھارا حکم نہ مانین گے وہ لوگ چلے گئے جا کر کاؤس سے کہا کہ گلگون کو حاضر ہونے مین بڑا عذر ہی ہر چند ہمنے کہا مگر وہ کہتا ہی کہ ہم اپنے مالک کے بے آئے ہوے نہ جائینگے مین نے دریافت کیا مفصل معلوم ہو گیا کہ وہ دل و جان سے اطاعت مین مسلمانون کی ہین بدون حکم صاحبقران پتہ نہ ہلیگا یہ سنکر کاؤس نے حکم دیا کل صبح کو لشکر تیار ہو بلا زمون کو مجرم کے گرفتار کیا جاے گرفتار کر کے ہمارے دربار مین لاؤ سرکشی کی انکو سزا ملے انکو بھی دریافت ہو کہ عدول حکمی کا یہ انجام ہی مگر اس وقت کوئی خبر اسکی نہ کیجاے یہ حکم دیکر خاموش ہو رہا گلگون صبح کو بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھا تھا صاحب سردار آئے

جاتے ہین گلگون نے شب کا ذکر کیا کہ یہ معرکہ ہی سب سرداروں نے کہا سمجھا جائیگا یہ باتین تھین
کہ سامنے سے دو سو جوان مسلح و مکمل موجود ہوئے کہا ای گلگون چلو تمکو سرکار نے بلایا ہی
گلگون نے کہا ہم نہین جائینگے تکرار ہونے لگی تھوڑے عرصے مین اور فوج آئی تھوڑے عرصے
کے بعد دیکھا نقارے پر چوب پڑی کاؤس نیرنگ ساز گینڈے پر سوار لشت پر سات لاکھ کا لشکر
حکم عام دیا ان سبکو پکڑ لو لینا لینا کہکر سات لاکھ ساحر چلے اب تو گلگون گولہ لیکر اٹھا کاؤس
نے پکارکر آواز دی کہ یہ سب جانے نہ پائین گنہگاران شہنشاہ طلسم ہین سارے لشکر نے بلوہ
کیا گولے ترنج نارنج چلنے لگے گلگون لڑ رہا ہی ہرکارے لشکر اسلام کے وہان حاضر تھے سب
کیفیت دریافت کرکے چلے خدمت مین صاحبقران کی پہونچے جملہ ساحران نامدار بیٹھے ہین
ایکطرف ملکہ معدوم شعبدہ ساز ایک جانب ملکہ سبز پوش ملکہ آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ اپنے اپنے
مقام پر سب بیٹھی ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ لشکر کفار مین فساد
ہوگیا مجرم مع سرداران برائے رہائی خواجہ عمرو گیا ہی ملازمان کاؤس کی زبانی معلوم ہوا
کہ مجرم برائے رہائی خواجہ عمرو گیا ہی اسی جرم پر کاؤس کا حکم ہے کہ سبکو گرفتار کرلو یہ بیچارے
کم وہ بہت دیکھیے کیا ہو ابھی تک تو تلوار چل رہی ہی اخضر سبز پوش نے کہا ای شہریار یہ خبر غلام
کو بھی ملی تھی برائے مدد گلگون جانا واجب و لازم ہی ہرکارے قبرائے جاسوسی جو حاضر تھے یہ حال
سنکر پھر بھاگے آکر عرض کی لڑائی ہو رہی ہی ملازمان گلگون بہت مارے گئے وہ سات لاکھ یہ تین
لاکھ آنکا بلوہ ہی یہ لوگ شکست کھایا چاہتے ہین مگر گلگون بڑا شیر جوان ہی خوب زور و شور سے
لڑ رہا ہی اتنے ہی عرصے مین ہزارہا کا کھیت ہوا لاشے پڑے پھڑک رہے ہین یہ سنتے ہی صاحبقران
اپنے مقام سے اٹھے فرمایا جس شخص نے بلا تکلف اطاعت کی اسکی مدد کرنا واجب و لازم ہی
صاحبقران بھی سوار ہوکر روانہ ہوئے سب ساحر اٹھے سب کے پہلے ملک اخضر چلا معدوم
نے پکار کر آواز دی ای اخضر ٹھہر جاؤ تم غیر ملک کے ساحر ہو مجھے جانے دو یہ کہکر معدوم بڑھی
ایک طرف سے شیدا اسے شعبدہ باز و آفتاب شعلہ مزاج آسمانپر چلی کاؤس لڑ رہا ہی کہ معدوم
کے نعرے کی آواز آئی گلگون کو آواز دی ای گلگون نہ گھبرانا اگر تیرا آقا گیا ہی تو ہمارے
آقاے نامدار موجود ہین بجرأت و جلالت تشریف لاتے ہین معدوم نے گرتے گرتے گولہ مارا
کئی ہزار جادوگر مرکر گرے شیدا نے جو سحر کیا ہزاروں کے سر کٹے آفتاب گہری زنار نے آکر
زمین ہلا دی فیروزہ بھی آکر گری جو پہونچا اسنے ہزاروں جادوگروں کو مارا کہ نعرۂ صاحبقران
کی آواز آئی زمین میدان کارزار تھرائی نعرہ ہوا انم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر
عالیشان و امادلنو شیروان تلوار کھینچکر جو گرے کفار ونکو قتل کرنا شروع کیا ایک طرف سے ساحر غیر ساحر
آکر گرے تلوار چلنے لگی معدوم نے علم فوج کو قلم کیا شیدا نے ایسے گولے مارے کہ تہ و بالا کر دیا جو سامنے
آیا اس نے زمین ہلا دی غیر ساحر بھی لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ مین مہتر قران نے کاؤس کی
زبان سے یہ سنا کہ مجرم کے ساتھ برق بھی گیا یقین ہی کہ خواجہ عمرو کی رہائی ہوئی ہو مہتر قران
بھی نعرہ لیے ہوئے لڑ رہے ہین ہنگامۂ کارزار بلند ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب کاؤس کے پہونچے

کاؤس نے بہت سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھا تاثیر نہ ہوئی اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کے ہاتھ مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس کسنے اپنے کو زمین پر گرادیا لوٹ مارکر بھاگا علم فوج گرچکا تھا اسکا تخت جو گرا سب بھاگے ہر چند افسر روکتے ہین اب نہین کسی کا قدم رکتا بھاگے بھاگتے بھاگتے قریب کوہ عجائب وغرائب پہونچے کاؤس نے آواز دی ای بت خونریز مسلمان یہان تک آگئے معدوم نے جو کڑک کے گولے مارے پہاڑ پر پڑے پتھر پھٹے تین جادوگر لمبے لمبے قد آنکھیں زرد جسم برہنہ نکلے آواز دی ای بت خونریز نہ گھبرا انا ہم ستوبان وگوبان وفیلان پہلو نشین سامری دو سو برس پہلوے سامری مین رہے کیا کیا رنگ دیکھے کہ لائق بیان نہین کیا ذکر کرین ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بڑے بڑے کمالات خلوت سامری مین ہین ان سبکو مار ڈالین یا بھگا دین یا گرفتار کرلین یا زمین کو حکم دین کہ انکو نگل جاسے کوئی انمین سے بچنے نہ پاوے بت خونریز نے کہا ای عاملان مذہب سامری تمھاری ذات سے سب امید ہی تمھارا سحر جمشید ہی انھون نے پتھر اُٹھا کے طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے جسکے سر پر پتھر پڑا پتھر کا ہوکر رہگیا کوئی منہ کے بھل زمین پر گرا کوئی اُلٹا منہ رہا ہی کسی کے ہوش نادرست کوئی بیہوش ہوگیا کوئی بھاگا کسی نے فریاد کی ای بت خونخوار الامان ہم تیرے تابعدار ہین ہمنے مسلمانونکا ساتھ چھوڑا انپر رونگٹے قلب اُلٹ گئے اب ہمسے کبھی ایسی خطا نہ ہوگی ہزار ہا دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عبرت آثار پڑھتے تھے نظم

رات دن زلف عرق بار پہ رونا ٹھہرا
چشم پوشی نہ ہوئی آنکھ مچولا ٹھہرا
نہ ہوئی مہر خموشی دم فریاد کبھی
درہم زر نہ ہوا رنگ حنا کا ٹھہرا
دم ترتیغ ہین جو کیے قتل ہزارون اُسنے
مثل سیماب کبھی دل نہ ہمارا ٹھہرا

جھٹپٹا وقت ہوا پر نہ یہ دریا ٹھہرا
حسرت دید ہے دم بھر کے لیے ایقال
منہ کو آآ کے کئی بار کلیجا ٹھہرا
یار و اغیار ہین ہر وقت لڑائی ہی ہی
سرمہ نظر دہین مری تیغ کا ڈورا ٹھہرا

ای صنم کھیل جو نظرونکا چرانا ہوتا
پھیر خنجر کو مرے حلق پہ ٹھہر ٹھہرا
ہاتھ مین اسکے کبھی اسکے کبھی ہاتھ مین ہم
بدن زار مرا ساہی کا کانٹا ٹھہرا
ہر نفس ہجر مین ای شاد تڑپتے گذری

ہر چند ساتھ والے سمجھاتے ہین بھائی کس حال مین ہو کیون زوال مین ہو بھائی کا بھائی کہنا نہین مانتا بھائی کو بھائی قتل کرتا ہی سیکڑون نے پہاڑ سے سر ٹکرائے سیکڑون جھیل مین گرے غوطے کھائے بحر فنا مین ڈوبے تمعل بیڑا نہ لگا کشتی حیات طوفانی ہوئی مشکل یہ نایابی ہوئی وہ تینون ساحر کھڑے ہوے ہاتھ ہلا رہے ہین آواز دیتے ہین ای کاؤس لشکر کو جاؤ شکست نہ ہو لڑائی کا بندوبست ہو آج تیرا کوئی مثل نہین ہی ہم تیرے معین و مددگار ہین ہم کیا مجبور و لاچار ہین سامری جمشید نے ہمکو سب طرح کا اختیار دیا ہی دو سو برس خدمت سامری مین رہے عجائب وغرائب سحر کے دیکھے اب ہمین کس بات کی پروا ہی ایک ہی شعبدے مین مسلمانونکا حال تباہ ہی آخر بھاگ کر کہان جائینگے ہمارے ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے دیکھو ہزارون پامال ہوے اور ابھی سحر کامل نہین ہوا جسوقت سحر کامل کرینگے لاشون سے میدان بھر دینگے آج ان سب پر جفاے کامل ہی صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین تامل اسکا یہ ہی کہ خود بچے ہین اور کوئی اسم اعظم سے محفوظ نہین رہتا صاحبقران بھی کھڑے ہوے ہین ساحران کاؤس جا تو بھاگے جاتے تھے اب تو پلٹ پڑے کاؤس نے آواز دی حمزہ کو تیر وتفنگ سے مار لو سحر نہ کرو تیرے

تلوارین لیکر کئی لاکھ ساحر صاحبقران پر لوٹ پڑے صاحبقران بھی بڑے لطف سے جنگ کر رہے ہین ہمہ تن چشم بنے ہوئے اعضائے جسمی تیر ونیزے چھنے ہوئے کوئی نیزہ مار کر بھاگا کسی خطا شعار نے تیر مارا قریب نہین آتے دور سے وار کرتے ہین جو صاحبقران کے قریب آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مار دیا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے اشقر و بہزاد بھی اپنے آقا کو بچا رہا ہی طرارے بھر رہا ہی کسی کو ٹاپ مار دی کسی کو پشتک کسی پر دولتی بہادر کا مرکب بھی جنگی ہی جب صاحبقران زمان لڑتے بھڑتے قریب کوہ عجائب و غرائب پہونچے ساحران ہمراہی صاحبقران کڑک کڑک کے پہاڑ پر گرے اُن تینون نے پتھر برسائے لشکر صاحبقران تباہ ہونے لگا امیر نے جو دیکھا کہ سب ساحر حیران پریشان پھر رہے ہین اول مرتبہ جو ساحرون نے گولی ماری اور پہاڑ پر گرے سوہان و کوہان و فیلان تین جادوگر پہاڑ سے نکلے اور بت خونریز نے فریاد کی اُن بتون سے نکل کر ایک ایک پتھر طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی ای سامری جمشید تینون ساحر ننگے کھڑے ہوئے ہین موٹے زہار بڑھے ہوئے پتھر اوچھال رہے ہین صاحبقران نے خیال کرکے دیکھا کہ معدوم و شیدا تو اس لائق ہین کہ سحر کر رہے ہین اور سب ساحر زخمی ہو گئے کسی کا سر زخمی کسی کا شانہ اور معدوم و شیدا ابھی سحر کر رہے ہین اپنے کو بچاتے ہین صاحبقران بیقرار ہو گئے دعا مانگنے لگے پکارتے ہین ای خالق لیل و نہار ای پروردگار وقت مدد ہی **نظم**

بندۂ ناچیز فریادی خدا فریادرس ۔۔۔ آدمی مظلوم و ذات کبریا فریادرس

بندہ را در بندگی دارد خدای لایزال ۔۔۔ کے پسند د مبتلا را در بلا فریادرس

کارفرمائے عدالت منصف انصاف دوست ۔۔۔ صاحب صدق و صفا و بے ریا فریادرس

بشنود فریاد بخشد داد خلق آن داد گر ۔۔۔ میرسد بہر حمایت جابجا فریادرس

از ستمگاران عوض گیرد جناب منتقم ۔۔۔ ظالمان را میدہد سنگین سزا فریادرس

در زمانہ چون مدار معدلت بر ذات اوست ۔۔۔ بیخبر ز احوال ما باشد چرا فریادرس

چون کند فریاد بہر داد خواہی دادخواہ ۔۔۔ از زبان صد بار گوید مرحبا فریادرس

میدہد در عالم ایجاد از راہ کرم ۔۔۔ مدعائے خلق حسب المدعا فریادرس

بر درت آمد ز نفس خویش ہندی دادخواہ ۔۔۔ گوش کن فریاد این مظلوم یا فریادرس

صاحبقران نے جو بیقرار ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز بزہید ل آسمان پر ابر تیرہ و تار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی کڑک ہزار ہا بجلیان چمک چمک کے گرتی ہوئین سب اسی جانب دیکھنے لگے کہ وہ ابر اس کوہ عجائب و غرائب پر لہرایا ایک قرنا کی آواز آئی کہ تمام کوہ تھرانے لگا وہ تینون ساحر جو برہنہ کھڑے تھے گھبرا کے اُن تینون نے آواز دی ای بت خونریز اس ابر کو تو پہچان دیکھ تو اس ابر مین کون ہی معلوم ہوتا ہی کہ حق اپنے مرکز پر آیا و رانشت نے زور دکھایا ای بت خونریز غضب ہوا بت خونریز نے کہا مین پہچان گیا مگر نام نہ لونگا ای بزرگان دین زبان اینٹھی جاتی ہی طبیعت بہت گھبراتی ہی بربادی کوہ کا وقت قریب آیا وہ ابر آسمان پر آ کے چرخ مارنے لگا اُسکے چرخ مارنے سے یہ نفع ہوا

اگر پتھر برس رہے تھے اُس ابر پر آکے ابر ٹھہرا اُس ابر کو اس ابر نے توڑا پتھر برس رہے ہین
لیکن یا تو پتھر اہل اسلام پر گرتے تھے سحر شکیہ او معدوم کے باطل ہوئے جاتے تھے یا
زبانون نے قوت پائی یا لو جھولیان شانو نپر بار تھین اب جھولیون سے اسباب سحر نکلنے لگا
جس ساحر کو گولہ مار دیا اُسکا سر پھٹا سوہان و کوہان و فیلان ننگے پہاڑ پر دوڑے دوڑے
پھر رہے ہین بت خونریز کا چہرہ فق دل مین قلق پکارتے ہین کہ ای بت خونریز کچھ تدبیر کرد
بت خونریز کہتا ہی مین کیا کردن آپ بزرگان دین ہین جب آپ ایسے گھبرا گئے تو مین کیا کر سکتا
ہون سات مرتبہ اُس ابر نے چرخ مارا پتھرونسے ہزارون ساحرونکو مارا سنگدلونکے سر پھٹتے ہزارون کے
سر کٹے جا بجا پڑے تڑپ رہے ہین کہ وہ تینون ساحر برہنہ پتھر اُٹھا اُٹھا کے طرف اُس ابر کے
پھینکتے ہین جیسے ہی یہ پتھر جا کے ابر پر پڑے ابر سے آواز آئی او نامردو پیدا کرنے والے کو بالکل بھولے
مکر و حیلہ کر کے ایسے پھولے گڑگڑ کے بیٹھے ہمارے حق کو فراموش کیا منم ملکہ خورشید برق وش
مالک طلسم نور افشان صاحب شوکت و شان یہ جو آواز آئی صداے معشوقانہ تھی مگر وہ
ہیبت ہوئی کہ یہ تینون ننگ خاندان پہاڑ پر دوڑنے لگے ایک کو ایک نے نگاہ قہر دیکھا پھر
سوہان نے کہا او کوہان بیہودہ تو کیون نکل آیا کوہان نے کہا بت خونریز نے پکارا مین
کیون نہ نکلتا فیلان نے لپٹ کے طمانچہ مارا کوہان نے سوہان کے موے زہار پکڑ کے جھٹکا
مارا فیلان نے کہا ای کوہان کیا کرتا ہی اُس نے اُسکے موے زہار پکڑ لیے کملیونکے تار کھنچنے لگے
جب چرچر بال ٹوٹتے ہین وہ اُف اُف کر کے بیٹھ جاتے ہین فیلان نے سوہان کے گلے مین
موے زہار ڈالدیے ملکہ خورشید نے چمک کر آواز دی ہان او نامردو ایک کا ایک بدلا ـــ
اور لشکر سے آواز دی ہان یارو لینا گلعذار رنگین قبا نے جو یہ آواز ملکہ کی سنی کہا خواجہ تخت سے
اُتر جا وزیرزادی ڈیڑہ لاکھ فوج لیکر پہاڑ پر گری جب اُن تینون کے موے زہار ٹوٹے اور خون کے
قطرے ٹپکے تینون دوڑ کے بت خونریز سے لپٹے کہا ابے نامردے دھوتی کھول جیسا تو نے
ہمکو ستایا اُسی طرح ہم تجکو ستائینگے بت خونریز نے گھبرا کے دھوتی کھولکے پھینکدی اب موٹے
موٹے چوتڑ جو کھلے فیلان اپنا ستون لیکر دوڑا ستون جو اُسکے جسم سے لگایا بت خونریز نے
ایک چیخ ماری کہا ارے میرا دم نکلا جاتا ہی کوہان نے کہا مین بھی تو شریک ہون تینون یہ ستکے
بت خونریز کو لے پڑے ایک تو چار مرتبہ ہلا کر ہٹا دوسرے نے کہا مین بھی آیا وہ ہٹا تیسرے نے
کہا مین بھی آیا ملکہ خورشید برق وش نے آواز دی ای گلعذار رنگین قبا اُسطرفسے منہ پھیر لو
یہ بڑے ساحری پرست ہین کیا آپس مین چہل ہو رہی ہی بت خونریز چیخ رہا ہی کہ ارے اب
مجکو چھوڑ دو مین مر جاؤنگا یہ بڑے بڑے ستون میرے واسطے تھے اب مجھے صدمہ زرگری
نہین اُٹھتا ارے اپنے اپنے گھر مین جاؤ وہ تھون کہتے ہین اب گھر مین کیونکر جا سکتے ہین اب ہمارا
مقام بند ہو گیا یہی دروازہ کھلا ہی اسی دروازہ مین جائینگے ارے ابھی تجھے کیا صدمہ پہونچا ہی
ابھی سے نخرے کرتا ہی ہمارے سر کہان جائینگے اسی کھڑکی مین رہینگے اب یہان کی جھنانہ سنینگے بت خونریز
کہتا ہے ایک بار سر کاٹ لو ارے خطا معاف کرو ابتو میرے ہوش درست نہین ہین میرا

دم نکلا جاتا ہے اب کہاں تک صبر کروں کیونکر دل پر جبر کروں اب جبر و صبر نہیں ہو سکتا ہے مگر تینوں
جتنے ہوئے ہیں ملکہ خورشید تڑپ تڑپ کے گرنے لگیں جس گھاٹی پر گریں اُسے جلا دیا سیکڑوں
گھاٹیاں ویران کر دیں کسی گھاٹی سے شیر و اژدہا کا مار کے نکلا ملکہ خورشید برق وش تڑپ کے گریں
دو ٹکڑے کیے کسی گھاٹی سے ہاتھی نکلا سونڈ ہلاتا ہوا باہر آیا چاہتا تھا تڑپ کر گردن کسی ساحر پر سونڈا مارا
وزیرزادی نے آواز دی واری دیکھیے گھاٹی سے ہاتھی نکلا کئی سو جوان کو پامال کر چکا برق بنکر ملکہ گریں
ہاتھی کے بھی دو ٹکڑے کیے ایک گھاٹی سے ایک عقاب نکلا چاہا اُس نے جا کر بت خونریز
پر سایہ ڈالوں اس جفا و مصیبت سے اس کو بچاؤں ملکہ گلعذار جھپٹی آواز دی او عقاب کہاں
جاتا ہے آگے نہ بڑھنا عقاب حیران حیران دیکھنے لگا ملکہ گلعذار نے ایک دستک دی ایک طاؤس
اُڑتا ہوا آیا طاؤس نے پر سے طمانچہ مارا عقاب کے پر نوچکر پھینک دیے عقاب نے چیخ ماری طاؤس نے
بت خونریز پر سایہ نہ ڈالنے دیا راہ میں روکا کئی طمانچے مارے آخر منقار سے سر عقاب کا فگار کیا
عقاب جوم کر پہاڑ پر گرا ایک صدائے مہیب آئی کہ او بت خونریز تو نے ہمکو مصیبت میں پھنسایا
کیوں ہمکو بلایا بلا کے ذلیل و رسوا کرایا سب نے دیکھا عقاب تو جلکر خاک ہوا اُسی مقام سے ایک
طاؤس ہفت رنگ پیدا ہوا طاؤس گلعذار پر جا پڑا طاؤس ہفت رنگ نے طاؤس کو گلعذار کے مارا طاؤس
جوم کر گرا صدائے ہیبت ناک آئی گلعذار کا سر بھی زخمی ہوا تمام جسم خون سے رنگین ہوا طاؤس ہفت رنگ
چلا کہ جا کے سر پر منقار ماروں وزیرزادی نے آواز دی واری مجکو بچائیے ملکہ خورشید نے
جو پلٹ کے دیکھا وزیرزادی خون میں نہائی ہوئی سر زخمی طاؤس چلا وزیرزادی لہرا رہی ہے ملکہ
خورشید دوڑ پڑیں آواز دی او ہفت رنگ دیکھ کہاں وغیرہ کیا کر رہے ہیں بت خونریز کا
کیا حال ہے یہی حال تیرا کروں یہ کہکے دستک دی طاؤس ہفت رنگ نے منہ سے شعلہ چھوڑا خورشید نے
اُنگلی ہلا دی شعلہ بجھا جھونکا ہوا کا چلا طاؤس اندھیرے میں نہ ملا تھوڑے عرصے کے بعد اندھیرا
موقوف ہوا سب نے دیکھا ایک زنگن بہت موٹی تازی برہنہ کھڑی ہے اور ہنس رہی ہے ملکہ خورشید
نے آواز دی کیوں او فاحشہ اب کیا چاہتی ہے زنگن نے کچھ جواب نہ دیا چاہا بھاگ کے ٹل جاؤں
ملکہ خورشید تڑپ کے پاؤں گھاٹی پر گری اُس گھاٹی سے سات زنگی پیدا ہوئے جھپٹ کر زنگن
سے لپٹ گئے جو بت خونریز پر جفا تھی وہی آفت زنگن پر ہونے لگی زنگن چیخ رہی ہے آواز دیتی ہے
اے ملکہ عالم توبہ ہوئی یہ زنگی مجھکو مار ڈالینگے میں زندہ نہ بچونگی اے بت خونریز تو نے کیا گناہ کیا جسکا
معاوضہ مجھسے لیا گیا کوئی جواب نہیں دیتا زنگن کا چیخنا غل مچا خواجہ عمرو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ملکہ
خورشید برق وش دریائے خون میں نہائی ہوئی پھر زمین پر آئی عمرو نے دوڑ کر ہاتھ چوم لیے
کہا ملکہ تمنے ان بیحیاؤں کو خوب سزا دی ملکہ نے کہا خواجہ اب لشکر کفار گھبرایا ہوا ہے اب آپ
ہی ان سب کو قتل کیجیے ماشاءاللہ صاحبقران زماں بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں یہ
سنتے ہی عمرو نے ایک آواز دی ہاں یہ دوستان عیار جھپٹ کے دوڑے عمرو نے الگ ہو کر تیغہ کھینچا
اپنے نام نامی کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم حشمت مہتران	مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مری نسل سے مکر پیدا ہوا	مرے نام پر غدر شیدا ہوا

اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

برق نے جو سنا نعرہ خواجہ عمرو کا سنا تڑپ گیا موزون طبع ہی اسیوقت نعرہ اپنا نظم کیا

نعرۂ برق تصنیف مصنف

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
ہنر پر قدم غرب ہی شرق ہی

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار غدار ہون
وہ مکر پر میرے پہرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

یہ جو دونون کے نعرے ہوے ایکطرف سے آواز آئی نعرۂ قران

جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
سریع السیر چون باد بہاری
منم مہتر قران شیر ژیانم

جدہ کھینچکر کرے ہزارون جادوگر مارے یہان زنگیون نے زنگمن کا حال ابتر کردیا بیہوش ہوکر زمین پر گری زنگی بچیا نہین چھوڑتے کوئی آگے کوئی پیچھے ستون ہاتھ مین سر کوبی کر رہے ہین زنگمن نے آنکھ کھولی کہا ارے کمبختو اب تو مجھ مین جان نہین باقی ہی آگا پیچھا دونون شگاف کیا یہ کہکے اپنے جسم کا خون چلو مین لیا اُن آلوون پر چھیک مارا نگی زنگمن مثل ہیزم خشک جلنے لگے اعضاے جسمی کے سے بچیا ونکے شعلے نکلنے لگے جل کے خاک ہوے جیسے خورشید آگر پہونچی اور اُسنے اپنے سحر کے عجائب و غرائب دکھائے گھاٹیون کو تباہ کیا صاحبقران نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا آجتک ایسی حسین نگاہ سے نہین گذری بوٹا سا قد غنچہ دہن چوٹی کھجوری گندمی ہوئی پشت پر پڑی ہی پیچ و تاب سے ظاہر ہوتا ہی کہ دو مار سیاہ لپٹے ہوئے جنگ کر رہے ہین بقول ناسخ

چوٹی نہین ہی پشت پہ اُس نونہال کے * دو مار گتھ گئے ہین نہال نہال کے *

دوپٹہ آب رواں کا ڈھلکا ہوا پانچے تازے جنبھالے ہوئے سینے پر اُبھار براے دل عاشق دو سنان ہین یا دو گنبد بلورین یا حباب دریاے حسن کہون کس شی سے مثال دون ساق یا ستون مصفا جسپر بناے حسن قائم ہی گورے گورے پائون نقش قدم تاج سر عاشقان ترچھی نگاہین خنجر بران بقول مصنف شعر

انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی * ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی *

صاحبقران بنگاہ غور ملاحظہ فرما رہے ہین براے نظارۂ جمال گرنے مثال ایک بلندی پر چڑھ آئے ہین ملکہ خورشید نے بھی پلٹ کے دیکھا آفتاب آسمان عربستان خود بسر پر زرہ داؤدی زیب جسم تیغۂ صمصام و قمقام نیچہ سہراب یل سپر گرشاسپ نوجوان ہلال و ماہ کامل کا ساتھ کمان کیانی بصد عظم و شان ہاتھ بازو پر تیر کی تختی صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ہی ہزار تیر خدنگا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر پیکان تیر ترکش سے نکلے ہوئے معلوم ہوتا ہی ماران سیاہ نے باہنبی سے منھ نکالا جب تیر کسی پر مارا وہ سہم کر گرا ملکہ پکار اُٹھی قربان اس تیرانداز کے صاحبقران مسکرا دیتے ہین جواب دیتے ہین کہ صاحب تمہارے سحر نے زمین ہلا دی میان بت خونریز کس آفت مین مبتلا ہین بت خونریز نے دیکھا کہ سوہان و کوہان و فیلان میرا پیچھا نہین چھوڑتے

ایک چیخ ماری پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم جیسا تمھارا حق غضب کیا اُسکا بدلا پایا اب آپکی
دہائی دیتا ہون ملکہ نے آواز دی او جہنمی ابھی تجھکو کیا سزا ہوئی ہی تو نے غضب کیا شہنشاہ گیتی
ستان کو زمانے مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے کس رسوائی سے قتل کیا کوکب
روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر کو قید کیا انشاء اللہ عجول قوت آلہی انکو جاکر رہا کرینگے قدمونپر سر دھرینگے
عرض کرینگے کہ ای شہنشاہ گیتی ستان آپکے دشمنون کو سزاے معقول دی بہت خونریز نے کہا
مین آپسے پناہ مانگتا ہون ملکہ نے مسکرا کر آواز دی فیلان و کوہان و سوہاق ذرا ادھر
دیکھو جیسے ہی اُنھون نے اُسطرف دیکھا ملکہ نے جو غنچہ دہن وا کیا تینون مبہوت ہوئے گھبرا کر
اُٹھے چیخین مارتے تھے کہتے تھے ای ملکہ عالم ہمین اپنی غلامی مین قبول فرمایئے ایک مرتبہ
ہمسے نگاہ اور ملایئے ملکہ نے جواب دیا او بیحیاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو تینون بلک کر پکار اُٹھے ای
شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی و ای آفتاب جمال ماہ تمثال **نظم**

تو رخ کرے سوے آئینہ وار آئینہ
سیاہ رو نکرے ترک الفت گلفام
چراغ صبح ہی شبہاے تار آئینہ
وہ سخت جان ہون کہ دکھلائین گیر دم شمشیر
نہ ٹھہر اگ یہ سیماب دار آئینہ
شکست رنگ میستی ہین سنتے ہین جو ہی
اور آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ
سمجھ تو مومن اگر نار دا ہو خودبینی

لگے ہو دیکھنے رخسار یار آئینہ
مین بو الہوس کو دکھاؤن ہزار آئینہ
سمجھ لیا مگر اُس سبز رنگ کو طوطی
تو توڑ دے کمر کو سہار آئینہ
سہارے ہین مگر تیرے نو نہو جلوے
دکھا بینگے انھین وقت خمار آئینہ
بلا ہی منع و فا نور اڑ گیا ناصح
تو دیکھین کا ہیکو ہر ہیز گار آئینہ

جو تیرے منھ سے نہ ہو شرمسار آئینہ
کہ اُس صفائی پہ صدقے نثار آئینہ
صفائی دل کی کہان قدر تیرہ ذہنین
کہ ہی نظارہ کا امیدوار آئینہ
مقابل اس رخ روشن کے کھلگئی قلعی
کہ بنگیا ہی طلسم سہار آئینہ
مجھے تو کہتے ہو مت دیکھو میری جانب تو
تو لیکے دیکھ تو رنگ عذار آئینہ

یہ اشعار تینون پڑھتے ہوئے
عاشق جمال محو دیدار طرف ملکہ کے دوڑے ملکہ نے ہاتھ ہلا کے کہا ارے نامرد بہت خونریز کا سر لاؤ
بہت خونریز پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کسی مقام سے خون جاری ہی ناظرین سمجھ گئے ہونگے تین کس
مشرف ہوئے یہ تینون اب جو دوڑے کہتے ہوئے او بہت خونریز اب ہمارے ہاتھ سے
کیونکر بچیگا ہماری معشوقہ پری چہرہ نے سر مانگا ہی بہت خونریز نے چاہا اُٹھ کے بھاگوں تینون
نے ایک دو ہتڑ مارا زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا بہت خونریز کو لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر
چڑھکے سر کھینچ لیا اُن تینو نے آگے پیش کش کر دیا فیلان نے سر ہاتھ مین لیا دونون ہاتھ سے
ملکہ کے سامنے لاکر سر پیش کیا مرنے سے بہت خونریز کے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اڑ گیا ہزار ہا
زاغ و زغن سر پیٹتے ہوئے نکلے ہائے ہمارا افسر اس ذلت سے مارا گیا جنے عمر بھر ساتھ
دیا آج علیحدہ ہوئے ہزار ہا زاغ و زغن یہ کہتے ہوئے نکلے اور جل گئے خاک اُن سب کی بگولا
بنکے اُڑی جسطرف سے بونڈلے کا گذر ہوا جو ساحر اُس بونڈلے کے قریب پہونچا جلکر رہگیا ہا
ہزار ساحر یون مرے شیدا سے شعبدہ باز و معدوم نیرنگ ساز یہ دونون تڑپ تڑپ کے
بڑھتے ہین چاہتے ہین ملکہ خورشید سے آگے بڑھجائین قدم ہمت بھی اُٹھائین مگر کیا مجال
۲۰ کہ جو قدم آگے بڑھتے ملکہ کھڑی مسکرا رہی ہین فرماتی ہین ای شیدا تمھارے بڑے مرتبے ہین

خدا نے تمکو بھی آفتاب جمال مرحمت فرمایا ہی ایک طرف سے محرم اسرار دان نعرے کرتا ہوا چلا آتا ہی خوشی مین سامنے صاحبقران کے آیا جھک کے سلام کیا عمرو نے آکر سب حال بیان کیا کہا ای شہریار حقیقت مین محرم نے ایسا کار نمایان کیا کہ امکان بشر سے باہر ہی اپنی جان لگا دی ہر ہر مقام پر ایسے ایسے مقابلے پڑے آخر ساحر معلق نے ایسا سحر کیا کہ دیوانہ کر دیا کئی دن دیوانہ وار وحشی مثال اسی صحراے ریگستان مین پھرا محرم نے کہا خواجہ کو خدا سلامت رکھے کہ معلق کو کس مزے سے مارا صاحبقران نے محرم کو گلے سے لگایا محرم گلے سے لپٹا عرض کی شکر پروردگار کہ خدا نے اس حشیشہ کہ ابت پر پہونچایا یہ مرتبہ ہاتھ آیا کہ غلام صاحبقران مشہور ہوئے کہ دیکھا امیر نے ملکہ خورشید برق وش لڑتی ہوئی چلی آتی ہین ان تینون جادوگرون نے لاکر شربت خونریز کا نذر گیا ملکہ نے کہا اے فیلان کوہان طعن کرتا ہی تو کیا اسکا علاج نہین کر سکتا فیلان نے عرض کی غلام اس کے باپ سے لڑ سکتا ہی ملکہ نے اشارہ کیا کہ مار لے فیلان کوہان پر جا پڑا فیلان نے کوہان کا سر کاٹ لیا سوہان نے جو دیکھا کہ ایک بھائی مارا گیا یہ جھلا کے جا پڑا اور آواز دی او نامردیہ تو نے کیا کیا ان دونون مین سحر چلنے لگے کیا کیا غضب کے سحر دونون چلے ہین ہزارون اور جادوگر جل گئے ہین شعلے بھڑک کر گر رہے ہین نخل جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین دور سے ساحر دیکھ رہے ہین انکی طرف والے کہتے ہین ای بزرگان دین یہ کیا کرتے ہو ذرا دل کو سنبھالو آپس مین نہ لڑو مذہب مین فتور آتا ہی جب یہ ذرا لڑتے لڑتے تھم جاتے ہین ملکہ پھر نگاہ ڈال دیتی ہین نگاہ لڑی اور غضب ہوا وہ جوش و خروش ہوتا ہی کہ دونون کے چہرے سرخ ہو جاتے ہین بیتاب ہو ہو کے پکارتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہے اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

الجھے نہ زلف سے جو پریشانیوں مین ہم
کرتے ہین اسپہ ناز ادا دانیوں مین ہم

سرگرم رقص تازہ ہین قربانیوں مین ہم
سرخی ہے کسکی آگے ہین جولانیوں مین ہم

ثابت ہی جرم شکوہ نہ ظاہر گناہ رشک
حیران ہین آپ اپنی پشیمانیوں مین ہم

مارے خوشی کے مر گئے صبح شب فراق
کتنے سبک ہوئے ہین گرانجانیوں مین ہم

آتا ہی خواب مین بھی تری زلف کا خیال
بے طور گھر گئے ہین پریشانیوں مین ہم

دیکھا ادھر کو تو نے کہ بس دم نکل گیا
اترے نظر سے اپنی نگہبانیوں مین ہم

اب قید سے امید رہائی نہین رہی
ہمدرد پاسبان ہین زندانیوں مین ہم

ورد زبان ہین اس نگہ سرمگین کے وصف
تلوار کر رہے ہین صفاہانیوں مین ہم

آہون نے اپنی بوالہوسون کو رلا دیا
ہین رشک چشم یار فسون خوانیوں مین ہم

وہ صید ناتوان ہین کہ اس اضطراب پر
اچھلے نہ آب تیغ کی طغیانیوں مین ہم

معمور اسقدر ہین تری وحشیو سے دشت
گنتے ہین شہریون کو بیابانیوں مین ہم

پیش نظر ہی کسکا رخ آئینہ گداز
روتے ہین اپنے حال پہ حیرانیوں مین ہم

کھا کھا کے زخم سوے نمک زار بردریغ
کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانیوں مین ہم

مومن حسد سے کرتے ہین سامان جہاد کا
ترسا صنم کو دیکھ کے نصرانیوں مین ہم

عشق کے جوش مین ظاہر مین ہوشیار ہین مگر انتہا کے مدہوش ہین جب یاد کرتے ہین کہ ہم کس بلا مین پھنسے چیخین مار مار کے روتے ہین مگر محبت یہی کہتی ہی کہ بھائی کا سر کاٹ لین معشوق کے آگے پیش کرین شاید راضی ہوجائے وعدۂ وصل کرے دل شاد ہوجائے ورنہ تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اسی جوش وخروش مین لڑرہے ہین جب ملکہ نے دیکھا کہ عرصہ دراز گذرا ایک کی ایک چوٹ نہین کھاتا للکار کر آواز دی ارے نالائقو اسقدر دیر کی ایک نے ہاتھ مارا ایک کا سر اڑگیا اپنے گلے پر تلوار رکھی آواز دی کہ حضور مین نثار ہوتا ہون ملکہ نے کہا خوشی تمھاری ہم تو تمھاری خوشی کے پابند ہین اُسنے اپنے گلے پر تلوار پھیری سر کٹ کے گرا طلسم لگار ہگیا آوازین بلند ہوئین آندھیان سیاہ چلین بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من کوہان وسوہان وقیلان جادو بود پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکے اڑگیا پھر آگ برسی جب پہاڑ گرا تو کئی طاؤس کئی فیل سیاہ جل جلکر گرے پہاڑ سے نکلے اپنی ہی آگ مین آپہی جلے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوا آخر مین ایک ہوائے سیاہ چلی اِس زور سے جھونکا آیا پہاڑ اڑکر آسمان پر پہونچا ایک گڑھا اُس مقام پر پڑگیا خورشید برق وش نے بڑھکر ایک سوا ایک تختی الماس کی نکالی صاحبقران کو نذر دی عرض کی ای شہریار مبارک ہو کہ حضور نے کوہ عجائب وغرائب کو فتح کیا ان بیحیاؤن نے کنیز پر ایسے ظلم کیے خدا نے اگر فضل کیا تو اسکا بدلا ہوگا ان ظالمون نے بڑے بڑے ظلم کیے کوکب تو بادشاہ عادل ومنصف تھا ظلم کرکے خیال عدالت مین رک گیا ان بیحیاؤن نے اپنے زمانے مین قیامتین برپا کردین ہرچند ہمنے چاہا کہ اپنے کو بچائین مگر نہ بچ سکے آخر قید کیا اُس مقام پر قید کیا تھا کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہو سکے جب وقت رہائی آیا خواجہ بھی اُسی مکان کے متعلق جاکر قید ہوئے کاؤس نے دیکھا کہ پہاڑ اڑگیا بیت خونریز مارا گیا بزرگان دین پر یہ زوال آیا ساتھ والونسے کہا یارو اب نہین کوئی بچ سکیگا طلسم کشا صاحب اسم اعظم خورشید برق وش بلاے روزگار اُسکے سحر کو کون روک سکیگا اب مین جاتا ہون تم سب بھی نکل آؤ ملکہ خورشید اسکی جانب چلین کاؤس تڑپ کر بلند ہوا باز بنکر بھاگا لڑائی سے باز آیا طائر ہوش اُڑے اسکے ساتھ والے بھی باز الیظ قرقرے بنکر نکلے اکثر مارے گئے کاؤس نے آسمان پر جاکے آواز دی یا طلسم کشا آپکی دہائی ہی امیر نے خورشید کا ہاتھ پکڑ لیا خورشید بھی رک گئین سب ساحر بھاگ کر نکل گئے کوئی زخمی کسیکا ہاتھ کٹا ہوا کسیکے چہرے پر زخم ہر کوئی بھائی کا نام لیکر روتا کوئی بیٹے کا نام لیکر روتا تھا کوئی کہتا تھا میان ہماری تو جان بچی روتے پیٹتے سب تو نکل گئے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا لیکن صاحبقران بفتح وفیروزی پلٹے دربار مین پہونچے آج بڑا دربار دُربار ہی ملکہ خورشید برق وش وزیرزادی الکی گلعذار رنگین قباد وملکہ معدوضم گلپوش وآفتاب شعلہ مزاج وفیروزہ فیروزہ پوش وملکہ فیروزہ خورزد ولالہ عذار وماہ رخسار وناہید وگلشن وباسمن گلگون پوش وملکہ اختر پیشانی ومہر طلعت وملکہ سحاب جادو وملک اخضر سبز پوش وغیرہ چارسو ساحران زیب وسعد ربد مین صاحبقران کے بیٹھے ہین ایک جانب بہرام وغیرہ سرداران غیر ساحر عین گرمی صحبت مین خورشید برق وش اپنے مقام سے اٹھین دست بستہ عرض کی ای شہریار اب حضور

ویر ملکرین خواجہ کو ساتھ لیکر واسطے تلاش لوح کے جائین کنیز ہمراہ چلیگی شاید وہ بیچیا وہان سے لوح کا کچھ انتظام کرین ہر چند کہ یہ ممکن نہین ہو ایسا نہ ہو لاچاری کہین اور روانہ کرین تو پھر تلاش کرنا لوح کا دشوار ہوگا صاحبقران آمادہ ہوئے لیکن کاؤس جو بھاگ کے گیا دربار مین جا کے سحر العجائب کے پہونچا تمام کیفیت بربادی کو وہ عجائب و غرائب بیان کی اور کہا خورشید برق کے آنے سے لڑائی فتح ہوئی اور مریدگان دین کی کیا گذارش کردن ایک کے ایک سونے نہار نوچتا تھا ایک نے ایک کو مارا مذہب کی آبرو مٹی بہت خونریز یہ جفا پڑی سیہ تاب جادو نکالتی تھی نہ نکلن نکلے اسپر ار دلی اُتر گئی ملکہ خورشید نے بہت ذلیل کیا آپ کے خون کی پیاسی ہین کاؤس وزیر و منجوار خوش تدبیران دو وزیر انکو واسطے روکنے صاحبقران کے روانہ کیا یہ فوجین چلتی ہین کہ ذکر انکا کیا جائیگا یہان صاحبقران تلاش لوح مین جانیکو ہین اب ان سب کو اس حال مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان سکندر زرین پوش تزرین علم تحریر ہوتے ہین مخمس عوض

ساقی نامہ

عنادل گل روے تو گلعذار انند | اسیر دام بلاے تو دل شکار انند | غبار راہ وفاے تو شہسوار انند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند | خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہماری مد نظر تھے بہت نشیب و فراز | نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز | یہ کیا کرے کہ ہے اقتضاے راز و نیاز
ترا چیادم را آب دیدہ شد غماز | دگر نہ عاشق و معشوق راز دار انند

خرام ناز سے پامال ہے جہان یکسر | ہر عاشقوں کا ترے ساتھ ساتھ اک لشکر | ولے نہین تجھے احوال پر کسی کے نظر
نہ زیر زلف دوتا چون نگہ کنی بنگر | کہ در یمین و یسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجھکو کیون لگی ہے بلا | سنے نہ ایک تری تو بنا ہے باتین سو | یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تک و دو
نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو | کہ مستحق کرامت گناہگار انند

کہے ہے پیر مغان دیکھنا یہ رنگ سخن | ہے تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن | بکے ہے تیرہ و درون واعظ اسکی بات نہ سن
بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانی کن | مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

وہ کون ہے کہ نہین پاے بند دام ہوس | ہوئے ہین زمزمہ سنج و فاکس و ناکس | پڑا ہے شور زمانے مین اے نسیم نفس
نہ من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس | کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

سیاہ پوش ہے اک خلق اک جہان غمگین | وہ کون ہے کہ پریشان و خستہ حال نہین | ہمارے کہنے کا تجکو اگر نہ آئے یقین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار ببین | کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

مین اور چند ہوسناک عاشق و دشمن | ہوئے ہین راہرو جلوہ گاہ رشک چمن | ہین خاریان تہ پا و ان مین پیران کوکن
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من | پیادہ میروم و ہمرہان سوار انند

ہمین امید رہائی نہ آرزوے خلاص | نہ چھوٹنے کی تک و دو نہ جستجوے خلاص | ہے کر ناگوار بلاجی کو گفتگوے خلاص
زدام زلف تو دل را مباد روے خلاص | کہ بستگان کمند تو رستگار انند

ہر سر و خاک گلہ گرد ہی لباس بدن	کدورت دل غمگین عبیر پیراہن	غبار فرق سے آئینہ جبین روشن
ز نقش چہرہ حافظ ہمی توان دیدن	کہ سالکان رہ دوست خاکسار اند	

چہرہ سالکان منازل نیرہول سخنوری و طی کنندگان مراحل سد سکندری داستان حیرت بیان سکندر کو یون تحریر فرماتے ہین **شعر مصنف** + لبالب است ز خون جگر پیالۂ دل + نوشتہ است ازین خون ہین قبالۂ سابق مین تحریر کیا ہی کہ سکندر زرین پوش زرین علم ہاتھ سے شاہزادہ ضیغم شیر شکار کے زخمی ہوئے ضیغم کے ساتھ ملکہ برقان برق وش ضیغم پر عاشق ہین اور انھین کے ساتھ ہین کہتی ہین سکندر کو بڑی فکر ہوئی کہ یہ نقابدار کون تھا شب کو تخلیہ مین آ کے ملکہ نسیم آتش خو نے دیکھا شاہزادہ خاموش ہی ملکہ نے پوچھا کہ کیون صاحب مزاج کیسا ہی سکندر نے کہا اے ملکہ عالم بعنایت خداوند شجر بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلے پڑے ہین کبھی کسی مقام پر کسی سے دبا نہین مگر اس نقابدار نے ایسا پریشان کیا کہ مین مجبور ہو کے زخمی ہوا اسقدر جلد نکل گیا کہ مین تعاقب نہ کر سکا عقل سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہی جھٹ پٹ نکل گیا ہرکارے مین نے بھیجے ہین اگر پتہ مل جائے تو پہونچ جاؤن ملکہ نے کہا اتنا خیال رہے کہ یہ آپ کو واضح ہو چکا کہ کوئی ساحرہ اسکے ساتھ ہی اگر پتہ ملے تو ہم کو اطلاع کر کے جایئے گا اکیلے جانیکا قصد نہ ہو غرض بہت سی باتین رہین صبح کو سکندر آ کے بیٹھے نسیم وش اور شاہین و گلشن زنانے خیمہ مین ہین سلطان تخت پر بیٹھے ہین سلطان نے بھی اسی مرتبہ پوچھا کہ اے نور نظر مزاج کیسا ہی سکندر نے کہا کیا عرض کرون مجھے نقابدار سبز پوش کا ایسا افسوس ہی ایسا لاچار کر کے مجھے زخمی کیا یہ ذکر تھا کہ عیار آگے پہونچا عیار نے کان مین عرض کی نقابدار سبز پوش یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی وہان پڑا وہ فروکش ہوا اور یہ بھی عرض کرتا ہون ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل اسکے ساتھ ہی عیار بھی اسکا نہایت طرار و فرد ہی خود بھی صاحب حشمت و وقار ہی سپاہی بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دنگل زرین پر بیٹھا تھا لشکر فروکش ہی آپ ہی کے لشکر کا ذکر کر رہا تھا نہین معلوم ایسے کیا کہی سکندر نے کہا اے عیار اب اس بات کا ذکر نہ کرنا مین اکیلا ہی جاؤنگا خداوند شجر نے چاہا تو پامال کر کے آؤنگا عیار نے کہا حضور اسکے ساتھ ساحرہ ہی جب آپ پر کوئی جفا پڑیگی ساحرہ ضرور سحر کریگی سکندر نے کہا سحر کی کیا حقیقت ہی تلوار وہ چیز ہی کہ جب کھنچی سب بھوت پلید بھاگ جاتے ہین عیار چپ ہو رہا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا سلطان نے پوچھا اے نور نظر کہان جاؤگے سکندر نے کہا فقط لشکر کو دیکھنا منظور ہی لشکر کے دیکھنے کے حیلے سے چلے رسالے پلٹنین دیکھتے ہوئے عیار ساتھ ہی ایک مقام پر آ کے ہوا جو لگی مرکب نے پھر پھری لی اب جو ایڑ کی طرارہ بھرتا ہوا گھوڑا چلا عیار چاہتا ہی مین ساتھ دون مگر گھوڑا طرارہ بھر کے نکل گیا عیار پیچھے دوڑا ہوا جاتا ہی سکندر صحرا مین اگر پہونچے ایک مقام پر دورا ہا ہی اب سکندر حیران ہو کر رک گئے کہ کدھر جاؤن نہین معلوم نقابدار کس طرف ہی یہ سوچکر رکے خیال ہوا کہ عیار ہمارا آتا ہوگا وہ راستہ بتائیگا اس سوچ مین کھڑے ٹہل رہے ہین دیکھا ایک تیہو اڑا ہوا آیا سکندر نے اسپر تیر مارا جھپٹے کہ مین اسکو اٹھا لون کہ ایک فقیر سامنے سے پیدا ہوا

ہو حق کرتا ہو۔ اُس فقیر نے تڑپ کر بیہو کو اُٹھا لیا ساتھ سہولیت کے ذبح کیا کہا اے شہریار آپ کو
تکلیف نہ ہو مین کباب لگا دون اُس فقیر نے کباب بنائے اپنے پاس سے نمک نکالا کباب پر
ڈالا سکندر نے کباب کھائے کھاتے ہی دل گھبرایا اُٹھکر ٹہلنے لگے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے نعرہ کیا
منم سعید شعبدہ باز یہ کہکے پشتارہ باندھا لیکر بھاگا ناظرین پر واضح ہو کہ اسی حوالی مین ایک قلعہ ہی
وہان کا حاکم مسمّی ہیرہ باز نہایت زبردست بیٹی اُسکی ملکہ ارمغان زعفران پوش نے خواب مین
ایکدن سکندر کو دیکھا بیقرار و بیتاب ہوئین جب حال بابتر ہوا ولیدپیروز پیر زادی نے پوچھا درد کچھ
حال بیان کیا کہ میری یہ کیفیت ہی اس صورت کے جوان کو خواب مین دیکھا ہی جب دوبارہ ارمغان
نے خواب دیکھا ملکہ نے خواب مین نام پوچھا کہا سکندر زرین پوش زرین علم میرا نام ہی ملکہ نے
سعید کو نام بتایا تقریر مین تصویر دکھائی سعید اپنی ہن کی خاطر سے تلاش کرنے نکلا جب شاہزادے
کو دیکھا پہچانا نا یقین کامل ہی یہی نوجوان ہی جب کباب کھلاکے تو نام بھی پوچھا جب شاہزادے
نے نام بتایا تو یقین کامل ہوا کہ اسی نے متاع صبر و شکیب ملکہ کو لوٹا پشتارہ لیے ہوے بھاگا بھاگ
جاتا ہو دو کوس راہ طی کی تھی ایک چشمے پر پہونچا پشتارہ رکھدیا پانی پیا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش پیدا
ہوا چادر چہرے سے ہٹ گئی تھی قریب آکر پوچھا ارے تو کون ہی یہ کسکا پشتارہ ہی کہان لیے جاتا ہی
عیار نے سب حال مفصل بیان کیا کہا اپنے مالک کے واسطے لیے جاتا ہون نقابدار نے
تیر سے سعید کو زخمی کیا کہا تو بردہ فروش معلوم ہوتا ہی سعید جان بچا کر بھاگا نقابدار نے
ساتھ والون کو اشارہ کیا ساتھ والون نے شاہزادے کو اُٹھا کر گھوڑے پر ڈال لیا سکندر کو اپنے
باغ مین لایا مسند پر بٹھا کر ہوشیار کیا اپنی صورت دکھائی برق نگاہ نام ساحرہ زبردست ہی ملازم
سحر العجائب ہی سکندر بھی عاشق ہوئے برق نے اپنے باغ مین سکندر کو رکھا یہان پھر
سعید جو پلٹ کے آیا ملکہ ارمغان سے کیفیت بیان کی کہ حضور وہ جوان نہایت صاحب شوکت
و لیاقت ہی بہادر جری صف شکن ہی مین نے صحرائے پرآشوب مین اُسکو گرفتار کیا ایک نقابدار
چھین کر لیگیا ارمغان نے کہا تو جانتا ہی وہ نقابدار کون تھا کہا حضور اُسنے تیر سے مجھکو زخمی کیا مین
گھبرا دیکھا کیا ایک جانب نکل گیا ملکہ نے کہا اے سعید پتہ لگا تو نے بڑا کار نمایان کیا لیکن نہین معلوم
یہ دشمن سخت کہان سے پیدا ہوا ہی سعید نے کہا حضور جان لگا دونگا ملکہ نے لاکھ روپی کا
سوتیونکا مالا دیا کہا اے سعید اگر پتہ لگا لایا دولت دنیا سے نہال کر دونگی سعید قنطورہ زر بغلی
لگا کے چلا لیکن جواہر خنجر زن تلاش مین شاہزادے کی آتا تھا اُس صحرا مین آکے دیکھا مرکب
شاہزادے کا کوتل کھڑا ہی کباب لگانے کا نشان پایا بیہوشی پڑی پائی پشتارہ باندھنے کا نشان پایا
جی مین کہا اے جواہر یہ کیا معرکہ گذرا کون دشمن لگا ہوا تھا یہ سوچکر نشان پا پر چلا کوس بھر آگے دیکھا
ایک چشمے پر پشتارہ رکھنے کا نشان ہی چند قطرات خون بھی پڑے ہوے ہین جواہر کو اور حیرت
بڑھی کہ ایک طرف سے آواز زنگ کی معلوم ہوئی جواہر نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپا یا دیکھا
ایک عیار بدحواس چلا آتا ہی چیاں جانب حیران حیران دیکھتا ہی کبھی غصہ کرتا ہی کبھی حیرت مین
اس حال مین قریب کمندون کے آیا جواہر نے شیر کی آواز دی سعید رکا جواہر نے جھٹکا مارا سعید گرا

جواہر نے نکلکر حباب یار ابیہوش کر کے اُسکی مشکین باندھین ایک درخت سے باندھ کے ہوشیار کیا سعید نے جو جواہر کو دیکھا دل مین ایک محبت پیدا ہوئی کہا ای مہتر والا گہر مین سب حال مفصل کہدونگا جواہر کو بھی یقین ہوا کہ یہ دھوکا نہ دیگا جواہر نے کھولا کہا بھائی ہمسے مکر نکرنا سعید نے سب حال مفصل کہا جواہر نے کہا کچھ یہ بھی معلوم ہی نقابدار کون تھا کہان گیا سعید نے کہا مین بھی اسی تلاش مین نکلا ہون جواہر نے کہا میرا آقا ہی اب دونون ملکر تلاش مین چلے سعید جواہر کا شاگرد ہوا تلاش کرتے پھرتے ہین تیسرے دن قریب اس باغ کے پہونچے رات کو گانے کی آواز سنی جواہر کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ آقاے نامدار مولائے قدر شناس پہلو مین ایک معشوق کے بیٹھے ہین جواہر خوش ہوگیا سعید نے پوچھا کیون اُستاد یہی نقابدار تھا جواہر نے کہا اب تو مین نے پہچان لیا مگر چاہتا ہون بلا تکلف سامنے نہ جاؤن تم کنارے ٹھہرو مین جاکر نخلستان مین چھپتا ہون کوئی کنیز آئے تو اُسکی شکل بنکر محفل مین جاؤن سعید بالو پر جواہر کی بہت حیران ہی سعید تو گوشے مین چھپ کے بیٹھا جواہر چبوترے سے دس قدم ہٹ کر ایک نخل کی پشت پر چھپا قضائے کار ایک کنیز رنگین نام واسطے پیشاب کے آئی جواہر نے اس کو بیہوش کیا اُسیکی شکل بنکے محفل مین آیا جب گانے کا وقت آیا گنگنا کے یہ غزل گانے لگا

غزل

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا
وہ دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا
دو لو لٹے شر مسار رہا اضطراب مین
کچھ دم کو عکس مہ جو ردائے مزار تھا
پیت سے بخیہ گر کے مری جان نکلگئی
جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا
ای جوش شوق تو نے کیا پھر لیے دوا
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا
منت بھی کی مگر نہ کسینے مری سنی
صیاد الی مین زبان نکالے جو خار تھا
مشل خیال یار ہین گردشین مجھے
مین روز بازہ برس بھی تنگ تمار تھا
سے لحد مین بالش و مسند سے الکریم النسیم

تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان کی
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم پر ذلیل کیا تو نے ای ہوس
ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی
ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا
ہر سون رہا نہ بان صغیر و کبیر پر
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
ای روزگار مجھسے دو رنگی تھی کیا ضرور
آیا اُسیکے دل مین جو امیدوار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

کیا پوچھتے ہو اتنا اسیر قفس ہوئین
ای روزگار مین بھی ہمکو زلف یار تھا
وہ بھی مثال خیال سیاہی زلف سے
وہ استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
کرتے تھے مرگ بازوے قاتل پہ آفرین
مین بعد مرگ خلا جبین مزار تھا
کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو گیا
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے وہان آبلہ مین اُسکو لے لیا
مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت
تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

ملکہ برق نگاہ بیقرار ہو گئین کہا رنگین آج تو کیا رنگ جمایا ہی قلیل رات آئی اول کی تاریخین ہین فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا ہی وہ رات دن سے بہتر جواہر باتین بنا رہے ہین قضائے کار آسمان پر سناٹا ہوا ابر فیروزی چھاتا ہی برقین ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرین ملکہ برق نگاہ نے کہا معلوم ہوتا ہی ہمشیرہ آئی ہین ابر خق ہوا دیکھا ایک نازنین تخت پر سوار ملکہ نے جھک کے سلام کیا کہا کہو

شیرین عذار کہانسے آتی ہو شیرین کی نگاہ جو جمال جہان آرائے سکندر پر پڑی بیٹھی میٹھی باتین کرنے لگین گھبراکر پوچھا اس شہریار کا کیا حسب ونسب ہی برق نگاہ نے کہا یہ ایک بہادر صف شکن تیغزن لڑتے بھڑتے اپنے ملک سے نکلے اسطرف گذر ہوا مین نے بھی رات بھر کے واسطے روک لیا سامان دعوت مہیا کیا شیرین نے کہا ای شہریار ایک شب کے واسطے ہمین بھی سرفراز فرمائیے نگاہون سے کھائے جاتی ہی سراپا کو دیکھ رہی ہی برق نگاہ حیران کہ بوا شیرین کا تو عجب حال ہی دلسے باتین کر رہی ہی کہ اگر مین جانتی کہ بوا شیرین آتی ہین تو اس یوسف ثانی کو چھپا لیتی یہ تو اپنے آپ سے باہر ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی شیرین نے دیکھتے دیکھتے کہا کیون صاحب تمنے کچھ جواب نہ دیا سکندر نے رنجیدہ ہوکر کہا مین تو ملکہ برق نگاہ کا مہمان ہون مین اور کہین نہین جا سکتا لیکن بعنایت خداوند سنجر کبھی اتفاق ہوگا تو آپ کے مکانپر بھی آئینگے شیرین نے کہا کیون صاحب خداوند سنجر کون صاحب ہین سکندر نے بدمزاج ہوکر جواب دیا کہ وہی تو خداوند ہین ابروے خمدار پر سکندر کے بل جو پڑے معلوم ہوا نیمچہ ہاے اصفہانی کو جنبش ہوئی شیرین ذبح ہوگئی اور شاہزادے کو جھلا کرنے لگی کہتی جاتی ہی کیون صاحب یو نے دوسو خداوندون مین تو میان سنجر کا نام نہین ہی سکندر نے کہا وہ سب انکے بندے ہین اونکے ضمن مین آپ کا نام کیون ہوتا انکے اوصاف مین الگ کتابین ہین انمین اوصاف خداوند سنجر کے مرقوم ہین انصاف کرو اگر خداوند سنجر نہو تے بہار کی فصل موقوف ہوجاتی سرسبزی و شادابی پھول پھل انہین کی قدرت سے پیدا ہوتے ہین کسکی مجال ہی کہ خداوند سنجر کے اوصاف بیان کرسکے شیرین نے کہا ہمنے تو صاحب نام بھی نہین سنا تھا لات ومنات سامری جمشید اریل خرمل یہ سب نام لکھے ہین مگر آپ نے نئی شاخ نکالی جنکا پتون مین بالکل پتہ نہین کوئی جوڑی بات کہیے سکندر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا او نالائق کیا بیہودہ بکتی ہی کون جریل خرمل وہ سب بندے ہین شیرین ہنس پڑی کہا صاحب غصہ کیون کرتے ہو شیرین نے گھل مل کے جو سکندر سے باتین کین ملکہ برق کو ناگوار ہوا کہا بوا تم ہماری ملاقات کو آئی ہو تمکو اسنے کیا مطلب اور باتین بھی ایسی کرتی ہو کہ جو انکو ناگوار ہون ہمسے بات کرو اسنے کیون بات کرتی ہو شیرین نے کہا بوا تم تو ایسی بگڑین مین کیا کسی کے موتی توڑ لونگی کیا انہین جواہر لگے ہین برق نگاہ نے کہا بوا تم تو شعلہ جوالہ بنگئین ایسی بگڑین کہ آپس مین تکرار ہونے لگی برق نگاہ کے منہ سے نکلا بوا سیر کرنے آئی تھین اب جاؤگی کہ نہین جاؤگی اب نہ جائیگی کیا وجہ شیرین نے کہا بوا تمکو شرم نہین آتی ایسی بگڑ بگڑ کے کہتی ہو کہ ہمارے گھر سے جاؤ تمہین شرم نہین آتی تم گھر پر آئے ہمارے دو دو دن رہتی ہو جواہر اس تکرار پر گھبرا رہا ہی کہ ای جواہر کیا کرون جواہر تو اس سوچ مین سعید عیار بھی دیوار پر سے دیکھ رہا ہی کہ استاد ایک کنیز بنکر وہان پہونچے ہین مگر کیا ہوا جو تکرار ہونے لگی دیکھیے کیا ہوتا ہی سعید حیران وپریشان ہی کہ یہ کیا ہوگا ہی یہ تو اسی فکر مین ہی مگر برق و شیرین عذار سے یہان تک تکرار ہوئی کہ شیرین عذار اٹھی اور کہا بوا کچھ شامتین آئی ہین ایک گولہ مارونگی کہ سر پھٹ جائیگا برق نگاہ تنی جا ہاتھ پڑون کہ

شیرین عذار نے جھولی سے ایک ڈبیا نکالی یا ساحری کرکے خاک اُڑا دی جیسے ہی غبار منھ پر برق نگاہ کے پہونچا ارے کرکے بیہوش ہوئی شیرین عذار نے جان جہان کہکر سکندر کی کمر میں پنجہ دیا لے اُڑی سعید تو پیچھے پیچھے شیرین عذار کے چلا جواہر نے یہان برق نگاہ کو ہوشیار کیا برق نگاہ نے کہا کیون نرگس یہ کیا غضب ہوا جواہر نے کہا آپ جانتی ہین کہ یہ کہان رہتی ہین برق نگاہ نے کہا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو شکر ریز کہتے ہین وہی اس کا مکان ہی وہان کی حاکم ہی جواہر نے کہا آپ مجھکو پہونچا دیجیے مین اُسکی گردن لونگی برق نگاہ نے کہا ای نرگس جب اُسنے مجھکو بیہوش کیا تو تیری کیا حقیقت ہی تب جواہر نے اپنا سب حال ظاہر کیا کہ مین اُس شیر بیشۂ جرأت کا عیار ہون اُسی کی فکر مین آیا کنیز کی شکل مین یہان تک پہونچا آپ مجھکو دور سے قلعہ دکھا دین مین اُسکو راضی کر دونگا برق نگاہ بہت خوش ہوئی کہا ای عیار طرار زہے کمال کیا جواہر نے کہا اگر یہ ملعونہ نہ آجاتی تو مین اب گا بجا کے آپ کو بیہوش کرتا برق نگاہ نے آواز دی جواہر چلو جواہر نے جا کر دیوا دیکھا سعید کو نہ پایا سمجھا کہ وہ اسی کی فکر مین گیا عیار طرار و فرار ہو گیا عجب ہی کوئی کام کرے برق نگاہ نے تخت تیار کیا جواہر کو ساتھ اپنے بشکل نرگس بٹھا لیا تخت اُڑاتی ہوئی چلی شیرین عذار کا حال سنیے کہ شاہزادے کو لیے ہوئے جمال خورشید مثال دیکھتی ہوئی جی مین کہتی ہی کیا جواہر بے بہا کو لائی تھی اگر مین نہ پہونچتی اُسکا اس سے وصل ہوتا اپنے سر پر مکان بناؤنگی ایسے معشوق شیر صولت کسکو نصیب ہوتے ہین دلمین خوشی خوشی چلی جاتی ہی سوچی کہ اگر قلعے مین جاؤنگی تو عرصہ ہوگا دل کی عجب کیفیت ہی یاد مین اس ظالم کے یہ صورت ہی دلمین بھڑکن قلب مین جلن نظم

حسن جمال یار سے دل شاد کیجیے ۔ معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے
داؤد کا دکھایئے اعجاز آپ بھی ۔ آہن کو موم موم کو فولاد کیجیے
سودا ہوا ہی گیسوی عنبر شمیم کا ۔ کاجل سے کھینچکر الف آزاد کیجیے
ای شاہ حسن آپکا بندہ غلام ہی ۔ اس عبد با وفا کو نہ آزاد کیجیے
مشک ختن جو زلف کو باندھا خطا ہوئی ۔ عفو قصور عاشق ناشاد کیجیے
باغ جہان مین بلبل بے خانمان ہین ہم ۔ ای گل نہ مثل بو ہمین برباد کیجیے
مجھکو سوال وصل کا کچھ دیجیے جواب ۔ منظور جو حضور ہو ارشاد کیجیے
تشریف خانہ باغ مین دم بھر کو لائیے ۔ ہم کو نہال صورت شمشاد کیجیے
کرتا ہی یہ حضور کے قد سے برابری ۔ سرو سہی کو باغ سے آزاد کیجیے
وہ ہم کہان وہ آپ کہان اب وہ دن کہان ۔ بھولی ہوئی نہ صحبتون کو یاد کیجیے
دل لیجیے ہاتھ مین بہت نازک مزاج کا ۔ عنقا کو صید صورت صیاد کیجیے
سنتا ہی کب فقیر کی وہ بادشاہ حسن ۔ ای دل ہزار نالہ و فریاد کیجیے
آگاہ واقعہ سے ہون آب حیات کے ۔ بوسہ کوئی تو مہوش کا امداد کیجیے
ہائے نہ مانے چھوڑے نہ چھوڑے وہ دیکھیے ۔ کیون ہر گھڑی لجاجت صیاد کیجیے

لخت جگر کو لعل کی جا پر لگائیے | اک نور تن مین آپ یہ ایجاد کیجیے
کرنا ہی عرض حال ضروری حضور سے | تنہائی مین کبھی تو ہمین یاد کیجیے
نالون نے آسمان کو سر پر اٹھا لیا | ای نور بند اب لب فریاد کیجیے

اس پریشانی مین ایک پہاڑ سے تیز تری سکندر کو ہوشیار کیا کہا ای جان جہان برق نگاہ ساحرہ
مکارہ تھی مین تمکو اُسکے قبضے سے نکال لائی مین تمھارے واسطے وہ سامان کردون کہ تمام عالم
تمھارے واسطے رشک کرے سکندر نے کہا او لکاتہ کیا بکتی ہی الگ ہٹ کے بیٹھ ورنہ
ایک طمانچہ ماردونگا کہ سر اڑ جائیگا تو دہانسے مجکو کیون اٹھا لائی سعید نے دور سے دیکھا کہ سکندر
کو لیکر شیرین عذار ایک پہاڑ پر اتری سعید ایک بڑھیا کی شکل بنکر قریب پہاڑ کے پہونچا
دعائین دینے لگا بی بی حسن وجمال کی ترقی ہو معشوق تمھارا تمسے راضی رہے شیرین نے
پلٹ کے کہا بڑی بی ذرا یہان آؤ دیکھو یہ ظالم مجسے سرکشی کرتا ہی بڑھیا ٹہلتی ہوئی پہاڑ پر
آئی سکندر کی بلائین لین کہا بیٹا ایسی معشوق حور طلعت جان ودل سے مہربان کسے ملتے
ہین کہتی ہی بادشاہ ہونگا مرتبہ کردنگی سر پر لیے لیے پھرونگی کیون نہین قبول کرتے تمھین کیا عذر ہی
سکندر نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی بڑھیا نے باتین کرتے کرتے حلقے کمند کے گلے مین شیرین
کے ڈالدیے چاہا کہ پلٹے حباب مارا بیہوش کرکے خنجر ماردیا شیرین عذار مری سعید نے
اپنے کو سکندر پر ظاہر کیا جب یہان شیرین عذار مری تو اُسکے قلعے مین یہ ہنگامہ ہوا کہ جو
اس کے سحر کے بنائے ہوئے مکان تھے وہ گر پڑے قلعے کی دیوارین بھی سحر سے بنی تھین وہ دیوارین
بھی گرین اہالیان شہر گھبرائے رعایا نکل بھاگی سب نے کہا یارو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی شیرین عذار
کو کسی نے مارا قلعہ ویران پڑا ہی جواہر دبرق نگاہ جو وہان پہونچے دیکھا قلعہ ویران پڑا ہی
دریافت جو کیا لوگونکی زبانی سنا کہ بنائے ہوئے مکان ملکہ شیرین کے گر گئے اہالیان رعایا
سمجھ گئے کہ کسی نے شیرین کو مارا اس وجہ سے شہر والے بھاگے اب جواہر وبرق نگاہ
گھبرائے کہ شیرین عذار کو کس نے مارا یہ کیا غضب ہوا اب جواہر وبرق تلاش مین سکندر
کی نکلے لیکن احوال لشکر سکندر عرض کیا جاتا ہی کہ جب صبح کو ملکہ نسیم آتش خو وگلشن کو خبر
ہوئی ملکہ نسیم آتشخو نے یہ بھی سنا ہی کہ جواہر تلاش مین سکندر کی گیا ہی سلطان زرین توش
سے کہہ گیا ہی کہ جبتک مین پلٹ کے نہ آؤن کوئی انتظام نہ کرنا نسیم نے کہا میرا دل نہین مانتا یہ کہکر
ملکہ نسیم نے ایک طاؤس زرین بال آراستہ کیا تلاش مین شاہزادے سکندر کے چلین باپ سے
کہدیا کہ لشکر کی حفاظت رکھیے گا آپ تکلیف نہ فرمائیے مین ڈھونڈھ کے اُس شیر کو لاتی ہون
جھونکا ہوا کا چلا نسیم غائب ہوئی اُدھر سے تو ملکہ نسیم برای تلاش سکندر جاتی ہین ادہر
سکندر سعید کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اترے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے سکندر کہہ رہے
ہین ای سعید کسطرف سے چلین سعید کہہ رہا ہی ای شہریار کس طرح عرض کرون کو لسنا وقت تھا جو
مین آپ کو چرا کے لایا کیا افتاد پڑی راستہ بیاز مند کو یاد نہین نہین معلوم اُستاد جواہر پر کیا گذری یہ
باتین ہورہی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی مشقال تیغزن نامے پہلوان مع چالیس ہزار فوج کے

تواسیطے تو دوسکے طلسم کشا کے چلا ہی اسکو نامہ سحر العجائب دمصر الغرائب کا پہونچا ہو کہ ایک جوان
آفتاب جمال نظر پڑا اپنے عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ کون جوان ہی عیار قریب سکندر کے آیا
رعب دو دبدبہ دیکھکے سلام کیا نام پوچھا سکندر نے اپنا نام مفصل بتایا عیار سیماب نامے تڑپ
کے اپنے آقا کے پاس پہونچا مثقال سے بیان کیا کہ سکندر زرین پوش زرین علم کسی افتاد
مین اپنے لشکر سے جدا ہوے صرف ایک عیار ساتھ ہی مثقال نے کہا یہ جوان تو قید خانے سے
بھاگا چہار جانب سے گھیر کے اس جوان کو پکڑ لو ساٹھ ستر ہزار فوج کے سوار چہار جانب سے چلے
سکندر نے بڑھکر ایک سوار کو مارا اسکا نیزہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگے سعید
بھی جانبازی کر رہا ہی سکندر نے دو چار سرداروں کو جو بڑھ بڑھ کے مار اکسیکو کمر مین ہاتھ دیکے
اٹھا لیا چورنگ ہوائی کا ناگھوڑا اسپنر کرتے ہین مثقال نے جرأت سکندر کی دیکھی حیران ہو گیا
کہ اس جوان کو کیونکر گرفتار کرین یہ جوان برق جہندہ ہی کسی کے روکے نہین رکتا سیماب سے کہا
ای سیماب یہ جوان تو بلاے روزگار ہی جنگ مین گرفتار ہونا اسکا دشوار ہی عیار نے کہا اگر حضور کے
خلاف نہو تو مین اس جوان کو پکڑ لون مثقال عاجز و مجبور ہو رہا تھا سکندر نے کئی سو جوان مار کے
ڈالدیے سیماب نے چالیس عیار حلقہ ہائے کمند سب کے ہاتھ مین پہر دن پچھلا باقی ہی زور شور سے
تلوار چل رہی ہی سکندر لڑتا ہوا درختونکی جانب آیا سیماب نے ایک رسالدار کو اشارہ کیا
رسالدار نے گھوڑا دوڑایا نیزہ شاہزادے کو مار کے بھاگا سکندر نے چاہا اس مکار کو مارون
جیسے ہی درختونکی طرف آئے چالیس عیارون نے حلقے کمند کے مارے شاہزادے کے ہاتھ پانون
مین حلقے پڑے چہار طرف سے سوار بھی ٹوٹ پڑے از روے بلو کے سکندر کو پکڑ لیا سعید
کنارے ہوا صورت بدل کے لشکر مین پھرنے لگا مگر حیران کہ کیا تدبیر کرون مثقال تیغزن
نے جب سکندر کو گرفتار کیا ساتھ والونسے دریافت ہوا کہ یہ جوان بھی فرزند انخانہ طلسمی سے
بھاگا ہی ملکہ شاخسار کو بڑے ملال ہوے تھے سکندر کو تو قید کیا ایک عرضی لکھکر شتر سوار کو روانہ
کیا کہ یہ نامہ ہاتھ مین ملکہ شاخسار کے دینا زبانی بھی عرض کرنا کہ مثقال تیغزن نے سکندر کو زیر کیا
کہیے زندہ روانہ کرون کہیے سر بھیجون شتر سوار نامہ لیکر چلا ملکہ شاخسار قصر تاریک پر فردوکش ہی
قید یونکا انتظام کر رہی ہی کہ شتر سوار آکر پہونچا سلام کر کے نامہ دیا شاخسار نامے کو دیکھکر خوش
ہو گئی اپنے مصاحبون کی طرف دیکھ کے آواز دی ای مطیر جادو جاؤ سکندر کی قید ہمارے پاس
لے آؤ مطیر دو سو ساحرون کو ساتھ لیکر چلی تیسرا دن ہی مثقال اسی صحرا مین فرودکش ہی
سکندر کے قید کی حفاظت کر رہا ہی سعید بھی بصورت مبدل پھر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ اپنے کو قید خانے
مین پہونچاؤن شاہزادے کو رہا کرون پہر دن پچھلا باقی ہی مثقال نے دیکھا آسمان پر برق چمکی
مطیر جادو دو سو ساحرونسے آکے پہونچی مثقال کھڑا ہو گیا جھک کے سلام کیا نامہ
شاخسار کا مطیر نے دیا مثقال نے کہا آپ کو اختیار ہی مثقال نے حکم دیا سکندر کو لاؤ داروغہ
جیلخانے کا سکندر کو لیکر بارگاہ مین آیا مطیر کی جو نگاہ پڑی ایک جوان خورشید مثال پری تمثال
زلفین خلیلی تا بدوش صاحب عقل و ہوش بیت اگر کے پہنچو تلے سجل پہ چلنا نہ کیونکہ گشتہ ہون اس ادا کا

سجا سجایا کھنچا کھنچا پایا یہ حسب تو دیکھو غضب خدا کا جاہ و جلال سطوت و صولت مثل جاگیر ہمراہ چہرۂ آسمان خوبی کا ماہ ابر ڈرے تھمد ارکھنچی ہوئی تلوار تیر مژگان دل دوز کلام مین سوز مطیر دیکھتے ہی مرگئی آہ آہ کرنے لگی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا اُسیوقت اُٹھی لیکن بیقرار ہی کہ ہاے افسوس یہ کلائیان بلوری آہین ہتھکڑیان گورے گورے پائون مین بیڑیان گلوے نازک مین طوق حسن کو آفتاب پر فوق الیسا شیر اس مصیبت مین اُسیوقت اُسنے اپنے جادوگر تیار کیے ایک آراسے پرستاشرادے کو سوار کیا اُسیوقت لیکر روانہ ہوئی سعید نے دیکھا اب مین اس لشکر مین رہکر کیا کرون یہ ایک بہشتی کی شکل بنکر پانی پلاتا ہوا چلا دن تو قلیل تھا پانچ کوس پر آکے شام ہوگئی مطیر کا مدعاے دلی بہی تھا اُسی مقام پر اُتر پڑی بیت شب آمد ستارہ گار عشقبازان ہ شب آمد انداز داد عشقبازان ہ رات کو اُسنے بارگاہ مین تخلیہ کیا مسند آراستہ کی شراب و کباب درست کر دیے سکندر کو تنہائی مین بلایا قید سے رہا کیا کہا اے جان جہان اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

دیکھو اے قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
چارہ گر سے درد نالان درد سے دل سے ہم

ہاے کیا بیخود کیا ہے غفلت امید نے
حال دل کہتے ہین اپنا پھر اُسی قاتل سے ہم

رشک اعدا نے کیے روشن بدنمین استخوان
شمع محفل ہو کے اُٹھے آپکی محفل سے ہم

اسکو کہتے ہین وفاداری کہ بعد از قتل بھی
داغ خون ہو کر چھٹے دامن قاتل سے ہم

طول تھی راہ عدم گھبرا کے سوئے قبر مین
پائون پھیلائے تھکے جب دوری منزل سے ہم

جسم روشن سے نظر آتے ہین جلوے روح کے
حسن لیلی دیکھتے ہین پردۂ محمل سے ہم

خالی از احسان نہین یہ بھی کہ وقت اضطراب
خوش تو ہو جاتے ہین تیرے وعدۂ باطل سے ہم

آہ آپس مین سمجھ لین غیر کا ہے کو سُنے
تم کہو دل سے ہمارے کچھ تمھارے دل سے ہم

سُنکے رو دیتے ہین اکثر صورت زخم جگر
آپ شرماتے ہین اپنے خندۂ باطل سے ہم

رشک ہے حسرت پہ اُسکی دلمین آتا ہے یہی
اپنے قالب کو بدل لین قالب بسمل سے ہم

سینۂ دل مین ہجوم داغ حسرت ہے نسیم
پھول چن لیتے ہین اپنے گلشن حاصل سے ہم

اگر تم میرا وصل قبول کرو تو مین تمکو رہا کردون سکندر نے غصے مین جواب دیا اوبیحیا کیا بکتی ہے غرض دراز تک تکرار رہی سکندر انکار ہی کیے گئے جب مطیر نے دیکھا کہ سکندر کسی طور سے نہین ہاتھ اور تیغہ پکڑ کے اُٹھا مطیر نے سحر کر کے پھر گرفتار کیا قید خانے مین بھیجدیا اپنے سرداروں کو بلایا اُسنے صلاح کرتی ہے کہ صاحبو مین کیا کرون مین نے اپنے مالک کی عدول حکمی کی اگر شاخسار کو خبر ہوئی تو کیسا خلاف گذریگا کسی کا خیال نہ کیا وہ ظالم کسی طرح نہین مانتا ہے سبھون نے کہا ڈر اپنے میدان خونی کی تدبیر کیجیے دارین استادہ ہون اُسوقت جانکے خوف سے کیا عجب ہے جو قبول کرے مطیر کا تکلیف دینے کو دل نہین چاہتا کہنے سے صلاح کار ونکے حکم دیا تیاری میدان خونی کی ہونے لگی اور مشہور یہی کیا کہ کل سکندر کو قتل کرونگی رات بھر ڈھنڈھورا پٹا اشتہار جسپان ہوئے جب کہ سکندر آفتاب تابان براہ عالم ظلمات کو طے کر کے چرخ زبرجدی پر برآمد ہوا آئینہ مہر ہاتھ مین فوج ضیا و شعاع پشت پر میدان چرخ زبرجدی مین صفوف آرا ہوا یہان میدان

خونی تیار ہو چکا مطیر نے سکندر کو آرابے پر سوار کیا طرف میدان خونی کے چلی جلاد
شلنگین لگا رہے ہین مطیر دیکھ رہی ہی سکندر اُسی طور سے شیرانہ سر خم کیے بیٹھا ہی سعید آنکے
ساتھ ہی ایک گوشے مین کھڑا ہوا رو رہا ہی جی مین کہتا ہی ہائے یہ شیر اگر قتل ہوا اُستاد کو اپنی جان دید ینگے
رہائی کیصورت نہین معلوم ہوتی اُستاد و اللہ شرادہ پر کیا گذری برق نگاہ و جواہر بھرتے پھرتے عاجز آئے
آخر جواہر نے کہا آپ بالاے آسمان آئیے ہم یہین تلاش کرونگا برق نگاہ نے جواہر کو اُتار دیا
جواہر ڈھونڈھتا ہوا چلا برق نگاہ ایکطرف پریشان ہی جا بجا ڈھونڈھتی پھرتی ہی تیسرے دن جواہر
ایک پہاڑ پر چڑھگیا سر اُٹھا کے دیکھا ایکطرف ہنگامہ دیکھا اودہر سے اُترکے چلا قریب آکے دیکھا
شاہزادہ سکندر زیر تیغ بیٹھے ہین کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا ایک فقیر کی شکل بنکے لشکر مین
آیا ہر چند کہ خاندان خواجہ سے اُسکو عیاریان نہین پہونچین مگر وہی شوخی شرارت غول مین آکر
کھڑا ہوا اُسر سے گوپھن کھولا تاک کر جلاد کو مارا سر اُسکا اُڑگیا مطیر نے کہا ارے یہ کیا ہوا کہا
حضور جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا پھرا کے اپنے سر پر مار لیا دوسرے جلاد کو حکم ہوا وہ خنجر کھینچکر چلا
جواہر کو کب تاب ہی اسکی کلائی پر پتھر مارا اُسکا ہاتھ ٹوٹا ایک کنیز نے مطیر کی دیکھ لیا کہا حضور
وہ شخص کھڑا ہوا پتھر مار رہا ہی لینا لینا کہکے جادوگر دوڑے جواہر نے نعرہ کر کے خنجر کھینچا سعید
نے جو دیکھا یہ بھی جا پڑا اتنا تو پکار کر کہا اُستاد کہان تھے کہا بھائی کیا بیان کرین فلک نے کیا
گردش دکھائی جیسے ہی ساحر جواہر پر چلے جواہر نے حقۂ آتشبازی مارا حقہ جو پھٹا کئی ساحر کے
منہ جلے سعید نے بھی حقۂ آتشبازی مارا الغرض برق نگاہ اُڑتی ہوئی آسمان پر آتی تھی گیرودار کی
جو آواز سنی متوجہ ہوئی دیکھا شاہزادہ سکندر ایک جانب مسلسل بیٹھا ہی وہی عیار جو میرے
ساتھ تھا وہ حقہ ہائے آتشبازی مار رہا ہی بیقرار ہو کے دوڑی نعرہ کر کے گری آکے قریب جو پہونچی کہا
ای جواہر نہ گھبرانا ارے یہ کیا معرکہ ہی جواہر نے کہا حضور مین بھی ابھی آیا آقا کو اس بلا مین مبتلا
دیکھا لڑائی مین مصروف ہوا کہا ای سعید یہ کیا معرکہ ہی سعید نے تمام کیفیت بہ تعجیل بیان کی کہ
مثقال پہلوان سے مقابلہ پڑا اُس ملعون نے مکر سے قید کیا مطیر شاہزادیکو لیکر طرف
شاخسار کے جاتی تھی خواہش وصل کی شاہزادے نے انکار کیا اس حرامزادی نے قتل
کا ارادہ کیا مطیر جادو ملازمان شاخسار سے ہی برق نگاہ کڑک کڑک کے گرنے لگی دونون
عیارون کو بھی بچاتی جاتی ہی ارادہ ہی شاہزادے کی کمر مین پنجہ دون لیکر نکل جاؤن مطیر بلاے روزگار
ہی وہان تک نہین جانے دیتی قریب ہی کہ برق نگاہ زخمی ہو کے گرے ساحرونکا چہار جانب
سے بلوہ ہی اس نے تڑپ تڑپ کے صدہا کو قتل کیا زخمی ہونے سے مجبور و لاچار مطیر ملازم
شہنشاہ طلسم نور افشان کسی بحر مین بند نہین ہوئی یکایک ٹھنڈی ہوا چلی غنچے مسکرائے پھولون
نے آنکھین کھولین چراغ ہائے لالہ دشت مین روشن ہوئے صحراہائے خارستان رشک گلشن ہوئے
جواہر کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ نسیم آتشخو آتی ہین جواہر نے سر اُٹھا کے دیکھا ملکہ نسیم آتشخو
طاؤس زرین بال پر سوار بیتاب و بیقرار سکندر کو جو اس حال پر ملال مین دیکھا بیتاب ہوگئین
خوشنوا عندلیبان تھرائے کل پھول برسنے لگے دی ستنگ نہ گھبرانا اے جواہر کیا نعرہ سے دونوں

مصروف زمزمہ سرائی ہیں پھولون کی رعنائی زیبائی طائران خوش الحان سنے بزبان بے زبانی

یہ اشعار نسیم نے پڑھے

نظم

دل کسی مشتاق کا ٹھنڈا کیا
چاہنے والا کوئی پیدا کیا
کچھ تو کہنی انھین سمجھا دیا
ترچھی نگاہون سے وہ دیکھا کیا
کہتے ہے آتے ہین تمھین ہوشیار
آج نہ اُسنے کوئی پیدا کیا
نام میرا سنتے ہی شرما گئے
کیا کہون کیا آپ کو سمجھا کیا
پھر وہ نہائے عرق شرم مین
شانہ عبث زلف سے اُلجھا کیا

خوب کیا اپنے اچھا کیا
ہائے رے ہمان شگفتگی کے غنچے
ہم جو گئے آج تو پردا کیا
آہ کی تقصیر نہین ہے مگر
یہ نہ کیا جنے تو پھر کیا کیا
آپ کے احسان کی تعریف ہو
تمنے تو خود آپ کو رسوا کیا
مین نے تو اے جان جہان جاندی
کسنے مرے عشق کا چرچا کیا
اُسکی نظر مین ہوا ہلکا نسیم

آج حیا آنکھ کی کچھ ادا ہو
جیب مین گیا وعدہ وفا کیا
اگو کہ نہ تھا میر پیطرف منھ مگر
بے اثری نے مجھے رسوا کیا
صدقے کے صدقے کہ کہتی تھی ادا
مین نے اگر شکوہ اعدا کیا
قدر میری تمنے نہ کی ورنہ مین
تمنے ادا حق وفا کیا کیا
مین دل صد چاک کا کہتا تھا حال
مجھسے مرے شوق نے یہ کیا کیا

مطیر کو دیکھا کہ صد اطائران زمزمہ سرائی سنکر جھومنے لگی ہر برق نگاہ انتہائی زنگی ہو برق نگاہ لہرائے چلی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک زنگی نے زمین سے نکل کر ایک چھینٹا پانی کا مارا یا تو برق نگاہ مبہوت لبونپر مہر سکوت تھی یا پھر ہوشیار ہوئی سحر کیا نخل جلے درختون سے شعلہ ہائے آتش نکلے طفلان غنچہ نے دہن کھولے خون غلطان کرنے لگے شعلہ سے شعلہ ہائے آتش نکلے اپنی آگ مین آپ ہی جلے کچھ مدتون مین جو چمنستان تیار ہوئے تھے وہ جلکر رہ گئے مطیر نے پانی برسایا ہوائے سرد چلنے لگی دریا جوش مار کے آیا طرف نسیم کے چلا نسیم نے دستک دی موجے کی تلوار چلنے لگی حباب مثل چشم عاشق بحسرت نگران تھے مثل آئینہ حیران تھے مچھلیان چلین نہنگ بھگے آخر پانی کی بھی آبرو مٹی پناہ پانی مشکل ہوئی دریا پانی پانی کنارے دریا کے غار پیدا ہوا اسمین جا کے دریا غائب ہوا مطیر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا نسیم سے سحر ہونے لگا جب دو چار سحر کیے مطیر نے اتنے سحر کیے کہ نسیم کو عاجز کر دیا نسیم کی ہوا بگڑی جواہر و سعید نے جب یہ معرکہ دیکھا کہ نسیم کے سحر کا ہنگامہ کم ہونے لگا جب مطیر نے بڑھکے سحر کیا جسطرح برق نگاہ کو زخمی کیا تھا اُسیطرح نسیم کو بھی زخمی کیا برق نگاہ نے جو اپنے حال پر مہربان پایا قریب ملکہ نسیم کے آئی زخمون مین جھوم رہی تھی برق نگاہ نے شانہ پکڑ کے سنبھالا اُٹھایا ملکہ عالم ہوشیار ہو جیسے لشکر دشمن کا بلوا ہے نسیم نے آنکھین کھولین دیکھا کہ برق نگاہ کا بھی رنگ متغیر ہے دشمنون پر خشکی ہے آنکھون مین تری حواس مین ابتری نسیم سمجھی کہ یہ بھی شیدا ہے اور عاشق ہے اس پریشانی مین پوچھا کیون لو امزاج کیسا ہے تمنے بہت زخم کھائے برق نگاہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا حضور کلیجے مین زخم ہین دو زخم کیونکر دکھاؤن الہٰی شیر بیشہ جرأت پر

یہ غضب افسوس صد ہزار افسوس نظم
مجھے حسرت ہے یہ کیا ہو گیا آج

خلش نا آشنا کو ہر عدو تھا
ابھی کل تک مرے پہلو مین تو تھا

نگر ہمکو خیال گفتگو تھا
خفا ہو ہو کے دلمین رہ گئے کیون

تمھین کسکا خیال آبرو تھا
مرا داغ جگر کیا اسکو سمجھا تا
یہ کیسا داغ تھا کسکا لہو تھا

جدا تمنے کیے کیون میرے اعضا
کہ وہ گل تھے اگر محتاج بو تھا
قصور اپنی نظر کا تھا نسیم آہ

اجی کیا ہین بھی لفظ آرزو تھا
تمھیں تا آجتک دامن سے تیرے
وگرنہ اسکا جلوہ چار سو تھا

نسیم ہنسنے لگی مسکرا کر کہا اس شیر کو بھی جس نے دیکھا مائل ہوا کیون لوا تمنے کیونکر انکو دیکھا برق نگاہ نے خلاصہ طور پر اپنا حال بیان کیا نسیم خاموش ہو رہی برق نگاہ نے پوچھا کہ آپ کو انسے کیا تعرف ہے نسیم نے کہا مین انکو نہین جانتی ہون مجھے عیار سے تعرف ہے میرے یہان ملازم رہا اسکو جو مصیبت مین پھنسا دیکھا چلی آئی برق نگاہ سمجھ گئی کہ یہ بھی شاہزادے پر مائل ہے مطیر نے جو مہلت پائی سحر کرتی ہوئی قریب پہونچی نسیم اور برق نگاہ کو دیکھکر اسنے خاک اڑادی غبار جو اڑا اقلب پر غبار غم و الم چھایا ملکہ نسیم و برق نگاہ بیہوش ہو کے گرین مطیر نے اشارہ کیا کنیزین لوٹ پڑین ملکہ نسیم و برق نگاہ کو گرفتار کر لیا عیارون کو دیکھنے لگی کہ وہ شخص جو آگ برسا رہے تھے وہ کیا ہوئے یہ دونون بصورت مبدل ایک گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے تھے سعید نے کہا استاد اب کیا ہوگا جواہر نے کہا اگر خداوند سحر نے چاہا تو رات کو چھڑا لینگے اپنی جان مٹا دینگے یہ دونون تو کنارے ہوئے مطیر ان دونون کو لیکر چلی ہے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا مشتال تیغزن ساٹھ ہزار فوج کی جمعیت سے آتا ہے مطیر نے دیکھکر اسکا گھوڑا روکا دیکھا ہزارون لاشہ پڑا ہے ساحر مارے گئے گھبرا کے پوچھا ملکہ عالم یہ کیا ہوا کہا اس نوجوان کے مددگار آئے تھے کہ اسکو چھڑا لین ہم نے آنکھین شاخسار کی دیکھی ہین مین نے دونون کی گردن لی ہے مشتال بھی اترا اب دونون لشکر ایک ہی مقام پر فروکش ہوئے مطیر بہت بیقرار ہوئی دلسے کہتی ہے اس بدعت سے بھی کچھ نہ ہوا کنیزو ںسے باتین کرتی جاتی ہے کہتی ہے صاحبو کوئی تدبیر کرو اب تو مشتال بھی آگیا یہ راز کھلے گا ایک فقیرنی نے سوال کیا دیکھا بڑھیا لٹھیا ہاتھ مین ہاتھ پاؤن مین رعشہ جھریان چہرے پر پڑی ہوئین کمر مین خم دعائین دیتی ہے کہ بی بی آرزوے دلی پوری ہو دل کو راحت رہے مطیر قلق مین مبتلا ٹھنڈی سانس بھر کے کہا بڑی بی آرام جان تو اڑ گیا آٹھ پہر رنج و ملال ہے یہی خیال ہے دیکھین تقدیر کیا دکھائے بڑھیا نے کہا واری یہ صورت زیبا یہ جاہ و جلال رنج و ملال کیسا کہا بڑی بی کیا کہین ایک جلاد کے پاس ہمارا دل ہے وہ صدمے دکھاتا ہے اپنے حال پر رونا آتا ہے جی چاہتا ہے طرف صحرا کے نکل جائین قیس مجنون بنجا کے بیٹھ رہین اپنا حال دل انسے کہین شاید کچھ تدبیر بتائین وہ استاد والا نژاد ہین انکو بڑے بڑے چلے یاد ہین عشق لیلی مین کیا کیا صدمے اٹھائے ہمیشہ وصل سے محروم رہے آخر مین سنا ہے کہ قبر لیلی پر جا کے آنکھین پتھرا دین بڑھیا نے کہا واری وہ کون نامنصف ہے کہ جو آپ سی معشوقہ کو نہین قبول کرتا طرف سکندر کے اشارہ کر کے کہا بیت ابنست کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را ٭ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ٭ بڑھیا نے کہا واری اس لڑکے کا راضی کرنا کتنی بڑی بات ہے نگاہون سے تو اسکے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم پر مرتا ہے مگر تمنے کوئی اسے تکلیف دی کہ تمسے نفرت ہو گئی نگاہ مین محبت کی پڑ رہی ہین مین تو بشرہ شناس ہون کوئی وقت ایسا تھا کہ ہمارے بھی چاہنے والے تھے

اب بھی نگوڑے دروازہ گھیرے رہتے ہین بیٹا مین نے کسیکا دل نہین دکھایا دو چار اب بھی سنگھیا
لیے کھڑے رہتے ہین بڑھیا نے ایسی ہنس ہنس کے باتین کین کہ مطیر نے ہاتھہ پکڑ لیا کہا مادر مہربان
تمھاری باتونسے مزہ ملتا ہی آج یہین رہجاؤ کہا بی بی اسوقت مین سب نے ساتھہ چھوڑ دیا ایک نواسی
تھی اُسکو بھی سامری جمشید نے بلا لیا آج اُسکا نقشہ بعد موت کے دکھائی دیا کتاب سامری بیچ
مین اس صورت سے بہت مشابہ تھی ایسے ہی پھولے پھولے گال ننھے مسکرا مسکرا کے باتین کرتی
تھی بی بی وہ بھی بہت فیاض تھی دروازہ پر لڑکونکا جمگھٹا رہتا تھا لوگون نے لونڈون گھیری نام رکھدیا تھا
اُسکو نظر لگ گئی اسّی برس کے سن مین مزے کیے لڑکے فقیر ہوگئے جھولیان گلے مین ڈالے ہوے
کفنیان کالی بیچارہ نکے گلے مین ہو حق کیا کرتے ہین کبھی مین بھی اُسطرف جا نکلتی ہون ایک دن
خواب مین دیکھا کھڑی کہہ رہی ہی کہ نانی امان تم نے ہمکو کیون جلا دیا چھاتیان اور چھوٹی نواسی کو کاٹ
رکھا ہوتا چھاتیونکو خشک کرکے برادہ بنا رکھا ہوتا جس کا مانجھا ہوتا آسکے بٹنے مین اُسکو ملا دیا
جاتا کہ لوجوان کے ہاتھ ایک تو خاک پہونچتی اور چھوٹی نواسی کا برادہ جب کسیکی مسلمانی ہوتی برادہ
اُسکا وہان تک پہونچتا روح کو راحت قلب کو قوت آنکھونمین بصارت حاصل ہوتی بی بی مین بہت
روئی مین نے جا کے اُسکی نذر دلوائی اور قبر پر جاکے کہا کہ بی بی مجھسے بڑی خطا ہوئی اب اپنے واسطے
بھی وصیت کردونگی ہر وقت مرنیکے کہ جاؤنگی کہ یہی کام میرے واسطے کرنا مطیر جادو وہ ہنستی ہوئی بڑھیا
کو ساتھ لائی کہا نانی امان آج تو یہین رہجاؤ کہا اری لونڈی کیا بیکار ہی اس لونڈے سے جلدی
بات نہ کرنا جب کسی بات کا ارادہ کرے کہنا میرے سر مین درد ہی خوب جلانا تڑپانا جب قدمون پر گر
ناک رگڑے وقت پر یہ باتین کرنا چاہیے ہین میرے سر مین درد تھا آج تو مجھے حلال کر ڈالا غنچۂ ناشگفتہ
کو شگفتہ کردیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا ہی دیکھو بخار چڑھ آیا پنڈا اچھیکا ہی سر مین خلل جی بیکل ان
باتون مین مردوے بہت خوش ہوتے ہین جانتے ہین ہم بڑے مرد ہین بیٹا مجھے تو خبر بھی نہین ہوئی کان
کی بہری ہی جو دل چاہتا ہی وہ کس سے کہین مطیر لیے ہوئے بارگاہ مین آئی سکندر کو قید خانے مین
بھجوا دیا کہا بیٹا مین ذرا اس چھوکرے کے پاس جا کر جی چاہتا ہی اس لونڈے کو خوب جلاؤن دیکھین
کیا کہتا ہی مطیر نے کہا مادر مہربان آپ کو اختیار ہی جو آپ نے فرمایا ہی اُسکو بجا لاؤنگی کہا بیٹا ان مردون
پر اپنی چاہت نہ ظاہر کرے اپنے یارون مین بیٹھ کے کہتے ہین فلان عورت ہم پر مرتی ہی جان دیتی ہی
نگوڑے بھول جاتے ہین تو نے اپنی محبت ظاہر کرکے یہ بلا اپنے سر لی اگر اپنا عشق ظاہر نہ کرتی
وہ تو خود تمکو دیکھکے مرا جاتا ہی مین جاکے ابھی دریافت کرتی ہون ہانکے بڑی بی چلین سعید بھی ایک
کنیز کی شکل بنا باتین اُستاد کی سن رہا ہی جی مین کہتا ہی اے سعید حقیقت مین خاندان مین عمرو کے
عیاری کا خاتمہ ہی کیونکہ بیمثل بے نظیر ہی کہان کہان رہا یہ تو فرزندی سے عمرو کی انکار کرتا ہی یقین کامل
ہی کہ اس خاندان سے کوئی لگاؤ ضرور ہی جواہر قید خانے مین آیا سکندر کے قریب نسیم و برق انگا
مسلسل بیٹھی ہین زبان مین سوزن جسم مین مار سیاہ لپٹے ہوئے بڑھیا نے سکندر کو سلام کیا
کہا کیون بیٹا ہماری بچی مین کیا عیب ہی ابھی کم سن ایک کم تیس برس کا سن ہی نگوڑی کے دودھ
کے دانت بھی ابھی نہین ٹوٹے تمنے اُسکو جلایا نگوڑی سر پیٹتی ہی کیون بیٹا کیا وجہ انکار ہی سکندر نے

کہا وہ بھی ہو جو اہر قدمون پر گر پڑا عرض کی آقا اگر آپ کو سمجھایا کہ جادوگرنی کو ایسی جرأت و شوکت دکھانا سراسر حماقت ہی نیم جو اہر خنجر زن آپ چلکر صحبت مین بیٹھین مین ابھی تو اسکی فکر کرتا ہون سکندر نے جو اہر کو گلے سے لگا لیا کہا بھائی ہین کیا کہون میرا بات کرنے کو دل نہین چاہتا ہی نسیم کا قید ہونا تو مجھپر بہت شاق ہوا جو اہر نے کہا مین سمجھ لونگا آپ اتنا فرمائیے کہ بڑی بی سے مین نے سب دلکا حال کہدیا بڑی بی صاحب جو فرمائینگی مین قبول کرونگا ملکہ نسیم نے بھی دامن جو اہر کا پکڑ لیا کہا بھیا قید سے چھڑا دو طرف برق نگاہ کے اشارہ کیا کہ اس سوکن سے کیونکر پیچھا چھوٹے یہ تو شاہزادے کے نام پر جان دیتی ہی جو اہر نے کہا سب کی تدبیر ہو جائیگی بی بی ان باتون پر رشک نہ کیا کرو یہ گل گلزار جاہ و وقار ہین ہر باغ مین انکے واسطے خار ہین جہان گل ہوگا وہان بلبل کا ہونا ضرور ہی جہان شمع وہان پروانہ تم پروانہ کرنا سکندر کو سمجھا کر جو اہر سامنے مطیر کے آیا کہا لو بی بی جو مین کہتی تھی وہی ہوا وہ کہتا ہی میری خود جان جاتی ہی یہ بھولے بھولے گال بڑی بڑی چھاتیان پیڑو اُبھرا ہوا چھوٹی مطیر کیسی مزیدار ہوگی مگر ملکہ نے مجھپر جبر کیا اس وجہ سے مجکو بھی ضد ہوگئی مگر خبردار دیکھو سفلہ پن نہ کرنا ہم تم شراب بیٹھ کے پین اس نگوڑے کیطرف منھ اُٹھا کے نہ دیکھنا مطیر پھولون نہین سماتی مادر مہربان کے گلے لپٹ لپٹ جاتی ہی کہ امی مادر مہربان آپنے بڑا احسان کیا اگر اسکا وصل نہ ہوتا وصال ہو جاتا تمنے بڑی مشکل آسان کی بڑھیا نے کہا میخانے کی کنجی مجھے دو مین شراب سبکو بانٹ دون سب پینے والے تڑپ رہے ہین لشکر بھر مین ہلڑ ہو جاے کہ آج بی لونڈ دن گھیری ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے مطیر نے خوشی خوشی کنجی دی جو اہر میخانے مین آیا داروغہ کا شملہ اوچھال دیا کہا نگوڑے باہر جا اب شراب تقسیم ہوگی ہم ساقی ہون تو کوئی باقی نہ رہے سپاہیون نے کہا پکارو دکہ شراب لیجاؤ نیچلے اور قرابے باہر نکلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو چلے تقسیم کرکے پچاس گلابیان کنٹر الماس نگار اسمین مرار غوانی بھر کے بڑی بی بیگم کی محفل مین آئین بڑی بی تالیان بجاتی ہین شعر کہتی ہین کبھی کان پکڑ کے دو طمانچے مار دیے کہتی ہین ارے ازار بند مین دو چار گرہین اور دے لے ارے ازاربند کی بڑی ڈھیلی ہی اصل بات کو نہ ماننا مطیر گلے مین ہاتھ ڈال دیتی ہی کہتی ہی مادر مہربان تمنے تو ہمکو مول لے لیا بڑا احسان کیا بڑی بی نے جام بھر اگنگنا کے یہ شعر گانا شروع کیے

نظم

کرتے ہین پس فرنج کی مشتاق تماشا
ہو خواہش تعلیم جو اتری ہی کمر سے
کرتی ہی تمنا مری ہنگام دعا رقص
بیہودہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیو ن سے
زیبا ہی جو چھپ چھپ کے کرے دزد حنا رقص
غم خوردہ طبیعت کو نہین عیش سے مطلب
بسمل [illegible] نیا رقص
آنکھون کے اشارے [illegible]

رہتا ہی تری افعی گیسو کا تصور
سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص
وہ ناز اٹھائے ہین دم مرگ تمھارے
کرنے لگی بے ساختہ پابند حیا رقص
خود رفتگی کیف محبت سے خبر کیا
کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص
جانبار ز وفا جد فنا ہوتے ہین زندہ
ہر سر ترے انداز سے ہوتا ہی نیا رقص

آدیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتی ہی مری پیش نظر روز بلا رقص
یاد آتے ہین جب لطف طواف در الجبا
فرش سر مقتول پہ کرتی ہی جفا رقص
ٹھوکر نے سکھایا تری انداز غضب خیز
مردون کے نزدیک ہی چال قضا رقص
ہی منزل بیتابی دل ضبط سے خالی
ہی اسلیے بالاے مزار شہدا رقص
شب چادر ماہتاب بچھاتی ہی سحر تک

کرتی ہو یہاں پیش لحد آکے صبا رقص
نالونگی مرے وصوم زمین پر یہی شب بھر
دکھلاؤ ہمیں جان جہان بہر خدا رقص

افسانۂ شب سنکے نکل آیا ہو خورشید
ایوان فلک پر مری آہونکا رہا رقص
سوچو تو نسیم آپکی کس لطف سے گذرا

کس دھوم سے محفل میں تری یار ہوا رقص
لے لیتے ہو جان عاشق جانباز کی کیونکر
ہر سون ہی سر شام سے تا صبح رہا رقص

اس سوزوگداز سے اس غزل کو گایا کہ مطیر برس پڑی سو تیون کا ہار اڈیا اور جام پی گئی اب تو دور چلنے لگا جب بڑھیا نے دس میں کنیزون کو بھی جام پلایا تو مطیر نے چلا کے کہا ارے حرامزادیو اپنے ہاتھ سے پیو میری نانی اس کس کو شراب پلائیگی یہ بھی ملحوظ رہے کہ جواہر نے سکندر کو بلوا کے دربار میں بٹھا لیا ہو قید کٹوادی فقط اتنا کلمہ سکندر سے کہوا دیا کہ صاحب مجھے تمہاری خواہش ضرور ہو قلب ناصبور ہے تمہاری بدعنت کی وجہ سے انکار کرتا تھا مطیر نہال ہو گئی لشکر مین شراب چل رہی ہو جوتی پیزار کی نوبت آگئی ہو لوگ بیہوش ہو کر گر رہے ہین یہان دربار مین بھی اب دست درازیان ہونے لگین ایک کنیز نے ایک کو بنگاہ غور دیکھا اسنے کہا بوا کیا وبکتی ہو چوٹی کو اسکی دیکھکر اسنے کہا بوا سانپ تمہاری پشت پر آیا ہی ہو کہکے وہ اٹھی گر کر بیہوش ہوئی دوسری یہ کہکے اٹھی یہ ہی بیری بوا کو کیا ہوا جب دس پانچ خواصین اسطرح بیہوش ہوئین بڑھیا نے کہا بیٹا یہ کنیزین کیسا ہلڑ کر رہی ہین انکو منع کرو ذرا گانے بجانے کا مزہ ہو معشوق کو کیفیت حاصل ہو تمسے وصل کا سوال کرے مطلب نکلے مطیر جھلا کے اٹھی اٹھتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا الٹر کھڑا کے گری جواہر خنجر پکڑ کے چلا سعید بھی ایک کنیز کی شکل بنکے یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جواہر تو کنیزونکو قتل کرنے لگا سعید سوچا کہ اگر مطیر قتل ہوئی سکندر رہائی پائیگا اپنے لشکر مین جائیگا میرا مطلب نہ نکلا جواہر نے جو پانچ چار کنیزونکو مارا اندھیرے مین ٹٹولتا پھرتا ہو شاہزادہ سکندر اسی تاریکی میں دوڑا نسیم کی زبان سے سوزن نکالا جواہر چاہتا تھا مطیر کو قتل کرے راہ مین اور کنیزین ملین انکو قتل کرنے لگا سعید نے مطیر کو ہوشیار کر دیا کہا بلا اٹھیے مطیر جو بیدار ہوئی دیکھا آفت کی ہو را شہ ترپ رہا ہو ایک عیار طرار خنجر گذار کنیزونکو قتل کر رہا ہو للکاری خبردار کیا کرتا ہی جواہر نے آواز دی میان سعید مین نے آپکی حرکت دیکھی مطیر کو ہوشیار کر دیا سعید پیچھے ہٹا جواہر نے چاہا سعید پر جا پڑن یہ دشمن ٹھہرا اسمار ار ہزن ہوا مطیر نے ایک دو ٹھوکر مارا جواہر زمین پر گرا سکندر باہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوئے ملکہ نسیم آسمان پر چمکی دربار مین آکے پہونچی دیکھا دریا خون کا بہ رہا ہو نسیم نے برق نگاہ کی زبان سے سوزن بھی نکال دیا تھا برق نگاہ نسیم سے رشک رکھتی ہو سمجھ گئی کہ یہ اصلی معشوقہ ہو پشت پر نسیم کے چلی آئی ہو نسیم نے جو دیکھا کہ مطیر جواہر کو قتل کیا چاہتی ہو وہین سے نعرہ کرکے گولہ مارا برق تڑپ کر گری مطیر نے چاہا چون برق نے مطیر کے دو ٹکڑے کیے جواہر نے رہائی پائی سعید کی طرف دوڑا سعید نے پیچھا مارا جواہر نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ سعید کے دو ٹکڑے ہوئے برق نگاہ نے دیکھا مطیر قتل ہو گئی اب سکندر سے ملنا دشوار ہوگا تیور جو کر کے ڈالے برق گری نسیم کا سر زخمی ہوا پلٹ کے دیکھا برق نگاہ نے مجکو زخمی کیا جھک کے جا پڑی نعرہ کیا کہ بوا کیا عوض احسان کا یہی تھا تمکو مجھ سے رشک ہو برق نگاہ کڑک کے گری کہ نسیم کے دو ٹکڑے کر دون نسیم نے پنجہ ہلالی ہلا دیا برق نگاہ کے بھی دو ٹکڑے ہوئے نسیم ساحرونکو قتل کر رہی ہو ہنگامۂ گیر و دار بلند ہو اس بیہوشی مین جو اٹھا ہاتھ سے نسیم کے واصل جہنم ہوا اشتعال تعزیزن

نے جو یہ ہنگامہ سنا گھبرا کے پوچھا یارو یہ کیا معرکہ ہے خدمتگاروں نے کہا حضور نہیں معلوم یکایک
کیا آفت برپا ہوئی مرنے کی ساحروں کی علامت ظاہر ہے آواز آتی ہے کشتی مرا کہ نام من مطیر وبرق نگاہ جادو بود
یہ گھبرا کے نکلا سوار ہوا دیکھا قیامت برپا ہے حشر زار ہے لاشہ تڑپ رہا ہے سکندر کو دیکھا لڑتے
ہوئے آتے ہیں ستارۂ سحری چمک چکا ہے گریبان سحر غم میں کفار کے چاک ہوا شہنشاہ ماہ تابان بصد
پریشانی فوج انجم کو ساتھ لیکر داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش
تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہو چکا ہے مشتقال کی سب فوج تیار ہو چکی ہے سکندر بے خوف فوج مشتقال
پر جا پڑے مشتقال ہو ہو کرتا ہوا سامنے سکندر کے پہونچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا سکندر
نے تلوار کو تلوار پر روکا غصے میں لڑ رہے ہیں کہ مشتقال نے متواتر کئی ہاتھ تلوار کے
لگائے سکندر نے سب وار روکے آخر میں جھلا کے ہاتھ مارا مشتقال کا سر زخمی ہوا چاہا بھاگے
سکندر نے دوسرا ہاتھ مارا مشتقال کا گھوڑا مارا گیا مشتقال گرا اسکندر کود پڑے مشتقال
نے پھر ہاتھ مارا سکندر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر
میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا چاہا زمین پر ماروں مشتقال نے آواز دی الامان سکندر نے کہا
امان بایمان عرض کی جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نکرونگا مشتقال بصدق دل
خنجر پرست ہوا تمام فوج کو منع کیا سب اس کے ہمراہی خنجر پرست ہوئے صبح ہوتے ہوتے لڑائی
فتح ہوئی سب فوج کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے متوجہ ہوئے جواہر خنجر زن ساتھ ہے
قضائے کار مسحوب نیزہ باز باپ ملکہ ارمغان زعفران پوش کا اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ
ہرکاروں نے خبر دی شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم فوج لیے ہوئے آ نکلے
ڈانڈے سے جاتا ہے مسحوب کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہے یہ تو خبر مل چکی کہ یہ سب لوگ برائے
تباہی طلسم نور افشان جاتے ہیں مسحوب نے لشکر تیار کیا کہا یارو شاہان طلسم کا نامہ پہونچ
چکا ہے کہ یہ سب جوان برائے بربادی طلسم نور افشان جاتے ہیں انکا روکنا واجب و لازم ہے
لشکر تیار ہونے لگا مسحوب محل میں آیا ملکہ ارمغان زعفران پوش سکندر کی یاد میں علیل
ہو گئی ہے آٹھ پہر رویا کرتی ہے باپ جو محل میں آیا زوجہ سے اپنی بیان کیا کہ میں برائے مقابلہ سکندر
جاتا ہوں ملکہ ارمغان نے جو یہ معرکہ سنا پوچھا والد امجد یہ جوان سکندر کون ہے کہا بی بی یہ
جوان صاحب جرأت ولیاقت برائے فتح طلسم نور افشان جاتے ہیں ہر طرف سے طلسم پر
بلا ہے ہمارے نام حکم آیا ہے کہ یہ لوگ نکلنے نہ پائیں سنتا ہوں کہ جادوگروں کو مار کے پلٹا ہے یہ بھی خبر
ہرکاروں نے دی کہ اسکے ساتھ ایک ساحرہ بہت کامل واکمل ہے یہ کہکے کمر باندھتا ہوا باہر آیا تخت پر
سوار ہوا نقارے پر چوب پڑی ڈیڑھ لاکھ فوج ساتھ لیکر چلا شاہزادہ سکندر فوج کو لیے ہوے
آتے ہیں انکو بھی خبر ملی ہے کہ مسحوب نیزہ باز بادشاہ قلعہ ارمغان ہمیں روکنے آئیگا لشکر کو
لا کے ایک صحرا میں اتارا جواہر و مشتقال ساتھ ہیں ملکہ نسیم ایک بارگاہ میں داخل ہیں سکندر
نے کہدیا ہے ملکہ عالم اگر مسحوب ہمکو روکنے آئے تم دخل نہ دینا جب کوئی ساحر ہمارے
مقابلے میں آوے تو البتہ دخل دو دیکھا سامنے سے گرد اڑی ملکہ نے کہا صاحب اسنے تو

یہ مقدمہ درپیش ہوا ورنہ اتنک تا بہ طلسم پہونچتے راہ مین الجھا وے پڑے سکندر ملکہ کو سمجھا کر باہر نکلے
ہین کہ دیکھا طرفے قلعے کے گرد اُتری مسحوب نیزہ باز ڈیڑھ لاکھ فوج لے کے مقابلے مین پہونچا
ملکہ ارمغان زعفران پوش بعد جانے باپ کے پریشان پریشان اپنے باغ مین آئین یاد مین
شاہزادے کی منہ ڈھانک ڈھانک کے رونے لگین وزیرزادی نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج
ہے کئی دنسے آپ کو پریشان پاتی ہون ملکہ نے آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا وزیرزادی کیا
پوچھتی ہے اصل تو یہ ہے

غزل

کعبہ و دیر مین ہے کسکے لیے دل جاتا
خدمت یار مین مین جیکے ہون سائل جاتا
ترے دانتون نے جو ہونے کو مقابل جاتا
پھل ملا ہے یہ تری تیغ سے ہمکو ای ترک
رخ کے ہوتے ہوئے ڈھونڈھا ذہن کا مضمون
پر تو کترے ہین یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے
زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی
طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت
راہ مین شان کریمی ہے تری بھر دیتی
ای صبا تو ہی اُڑا کر رخ لیلی دکھلا
کون سی راحت جان کی ہین یہ آنکھین مشتاق
آمد یار کی کانون سے سنی ہے جو خبر

یار ملتا ہے تو پہلو ہی مین ہے ملجاتا
کچھ نہ کچھ بوسہ و دشنام سے ہے ملجاتا
صورت اشک گہر خاک مین مل ملجاتا
پھوٹ کیطرح ہر اک زخم ہے کھل کھلجاتا
سہل کو چھوڑ کے کیون جانب مشکل جاتا
زمزمون سے مرے صیاد ہے ہل ہلجاتا
رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا
ہوشیار آگے ہے اس بزم مین غافل جاتا
پھر کے خالی جو کسی در سے ہے سائل جاتا
دشت مجنون نہین تا پردہ محمل جاتا
گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا
چھپکے کانون سے ہے آنکھون کی طرف دل جاتا

ملکہ تو اس حال پریشان مین ہین خواصین سمجھاتی ہین ملکہ کو آرام نہین آتا اب یہ خوف پیدا ہوا کہ باپ
سے اور شاہزادے سے مقابلہ ہے اگر کوئی باپ پر زوال آیا تو باعث بربادی باپ کی جرأت مشہور ہے
اگر باپ نے شاہزادے کو مارا تو ای ارمغان زندگی بیکار ہے کیونکر صبر آئے دیکھیے فلک کیا دکھائے
یہان مسحوب نے سکندر سے کہلا بھیجا کہ ہمارے ڈانڈے سے نہ جاؤ سکندر نے کہا ابتو
واجب و لازم ہوا کہ اسیطرف سے جائینگے اب لشکر کو نہ ہٹا ئینگے مسحوب نے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا
سکندر نے جواب مین حکم دیا کہ طبل جنگی یہان بھی بجواؤ دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین مثقال عرض کر رہا ہے کمبرا اگا اندا مسحوب سے ملا ہوا تھا اکثر مین نے دیہات و قریات دبا لیے
کبھی کچھ نہ کر سکا اکثر اسکے تھانے دار بھی مارے دیہات لوٹ لیے ہمیشہ چڑھ جاتا تھا لیکن میرے
مقابلے مین کبھی نہ آیا غلام اس سے مقابلہ کریگا سکندر فرماتے ہین جبھی تم ہمارے قالون سے
آگاہ ہو چکے جب ہمارا نام لیکر پکاریگا ممکن ہے کہ ہم نہ جائین اور اُسنے اگر بطور عالم آواز دی تو ہمکو
اختیار ہے چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی بوقت سحر شاہزادہ سکندر سوار ہوئے طرف
میدان کارزار کے چلے جب لشکر تھوڑی دور رہا صحرا مین آ کے صفین آراستہ کین باجے
بج رہے ہین صفین جم رہی ہین نقیب نقابت کر کے ہٹے مسحوب نیزہ باز نے مرکب نکالا دل

مین اپنے پہلوؤن نہین سماتا ہی اسطرف لڑکا افسر ہر لڑکے پکڑ لونگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا گھوڑے کو نکالا میدان مین آیا سرا پاؤ کہا یا جب مرکب خوب غرق عرق ہوا پکار کر آواز دی ای فرقۂ شجر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مین سکندر کا مشتاق ہون مثقال نے قصد کیا تھا ہونٹ چبا کے رہگیا سکندر نے مرکب نکالا مقابلے مین مسحوب کے آئے ارمغان زعفران پوش نے رات کاٹی بوقت سحر کنیزون سے کہا جاکر ذرا خبر تو لاؤ دیکھو تو وہان کیا گذری چند کنیزین فیروزی کپڑے پہنے ہوے واسطے خبر کے آئین مسحوب کے مقابلے مین سکندر آگے نیزہ بازی مین مسحوب کو بڑا ناز ہی لقب بھی مسحوب نیزہ باز ہی نیزے کو ہلاتا ہوا سامنے آیا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی مین سکندر نے نیزہ ہاتھ سے مسحوب کے نکالا مسحوب نے ہاتھ تلوار کا مارا سکندر لپٹ پڑا اژدر دون پر چڑھا ہی بندر صوان برس شروع ہی دونون سے کشتی ہونے لگی مثقال دیکھ رہا ہی کنیزین ملکہ کو خبر پہونچا رہی ہین دعائین مانگ رہی ہی کہ یا لات و منات دونون کی خیر ہو پہر دن رہے سکندر و مسحوب سے کشاکش کے زور ہونے لگے ایک مقام پر سکندر ریل کرلے چلے مسحوب پلٹا سکندر نے چاہا نہ بڑھنے دون قدم بڑھایا وہان پر موشخانہ تھا دونون پاؤن سکندر کے موشخانے مین پڑے مسحوب نے ہکہ مارا کولا سکندر کا اتر گیا مسحوب نے کچھ خیال نہ کیا سکندر کی مشکین باندھ لین مثقال رنجیدہ ہو کر پلٹا جواہر کو بھی انتہا کا قلق ہوا سکندر کو بلا کے قیدخانے مین بھیجدیا کولا بٹھانے کا حکم ہوا کنیزون نے جا کے ملکہ کو خبر دی بیقرار ہوگئی یہ بھی سنا ہی کہ مسحوب نے حکم دیا ہی کہ صبح کو سکندر کو قتل کریگا نہایت بیتاب و بیقرار ہوگئی تڑپی کہ روتے روتے بیہوش ہوگئی جب اسکی وزیرزادی نے آکر گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ کو ہوش آیا کہا داری آپ کو پریشان پاتی ہون ملکہ سے ضبط نہ ہوسکا بے اختیار کہہ اٹھین کہ دلپذیر تو نے سنا شاہزادہ سکندر قید ہوگیا باپ نے قتل کرنے کو کہا ہی کوئی تدبیر ایسی کر کہ وہ قید سے رہا ہی جائے دلپذیر نے عرض کی کھانا تیار کرائیے بیہوشی ملا کر لے چلیے قید سے سکندر کو چھڑا دون ملکہ نے کھانا پکوایا دلپذیر ساتھ ہوئی ملکہ کو بیچ مین کیا قریب قیدخانے کے پہونچی مشغول چغزان بعہدۂ نگہبانی بیٹھا تھا آواز دی کون آتا ہی دلپذیر نے آواز دی ای مشغول ملکہ عالم بیمار ہوگئی ہین یہ کھانا تو لات و منات کی نظر کا پکوایا تھا بھیجا ہی کہ قیدی کو بھی کھلادو مشغول نے کہا رات کو دروازہ نہ کھلے گا یہ قیدی ایسا نہین ہی دلپذیر نے کہا تم لوگ تقسیم کرلو ہم کہدینگے کہ قیدی کو کھلا دیا مشغول نے اپنا دوہرا حصہ لیا سب ساتھ والونکو کھانا تقسیم کیا دلپذیر نے کہا اس کھانے کو رکھنا نہین سب ملکے کھالو سب نے ملکر کھانا کھایا کھا کھا کے بیہوش ہوگئے دلپذیر نے کہا اب شاہزادے کو رہا کر لیجیے ملکہ ارمغان اندر گئین دیکھا شاہزادہ سکندر سر بزنجیر سر خم کیے بیٹھا ہی ارمغان نے دوپٹہ چہرے سے ہٹایا سکندر کی نگاہ جو چہرے پر پڑی دیکھا ایک مہ جبین حور مثال نہایت حسین جمیل آنکھون مین آنسو بھرے کھڑی ہی سکندر بیقرار ہوگئے کہا ای شہنشاہ خوبی کس ارادے سے اتفاق ہوا شرما کے کہا تمھارے حال پر رحم آیا منظور ہوا رہا کردین سنا تھا کہ کولا اترا ہی اپنے دل مین درد ہی کیکی تکلیف نہین دیکھی جاتی

اسوجہ سے یہ اتفاق ہوا یہ کیسے ملکہ نے ہتکڑی کاٹی سکندر نے قید توڑ ڈالی شاہزادہ اٹھا ملکہ گھبرا گئی
کہا صاحب ایسی کیا جلدی تھی سکندر باہر نکلے ملکہ کے ہاتھ سے تیغچہ لے لیا دلپذیر نے بڑھکر کہا
کہ طرف باغ کے چلیے تھوڑی دور چلے تھے کہ انزلال شبگرد کوتوال طلایہ پھرتا ہوا جاتا تھا ایک سپاہی
نے دیکھا کچھ لوگ جاتے ہین کوتوال سے کہا دیکھیے وہ لوگ جاتے ہین انزلال نے بڑھکر آواز دی
کون جاتا ہی سکندر نے کہا ملکہ ہٹ جاؤ انزلال گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا ملکہ تو ایک نخل کی آڑ
مین ہوگئین سکندر نے تیغچہ کھینچا انزلال قریب آیا کہا ای جوان تو کون ہی کہان جاتا ہی صورت پر جو
نگاہ پڑی پہچانا کہا ارے یہ تو وہی قیدی ہی جسکو ہمارے آقا پکڑ لائے تھے کیونکر رہائی پائی بڑھکے
ہاتھ تلوار کا مارا سکندر نے روک کے ہاتھ مارا کوتوال صاحب کے دو ٹکڑے ہوے اُسی کے
مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ نکل جاؤن پیادون نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ ہمارا مالک مارا گیا چہار
جانب سے سکندر کو گھیر لیا تلوار پڑنے لگی ملکہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا پریشان
وحیران کہ کیا کرون ٹہلتی ہوئی طرف باغ کے چلین مگر قدم نہین اُٹھتا پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہین
بلوہ بڑھتا جاتا ہی کسی نے جا کے خبر مسحوب کو بھی کی یہ آنکھین ملتا ہوا اُٹھا گھوڑے پر سوار ہوا
افسران فوج بھی تیار ہو کے دوڑے پلٹنین رسالے چلے آتے ہین ہر طرف سے ہلڑ ہی کہ قیدی
نکلا جاتا ہی مسحوب اُسوقت پہونچا کہ چہار طرف سے شاہزادہ گھرا ہوا ہی مگر سکندر شیرانہ ننگانہ لڑ رہا
ہی جسکو جھپٹ کے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کرتا تنخواہی کا جسم مین بلٹو ہوا مسحوب نے
دور سے للکارا او قیدی کہان جاتا ہی تجکو کسنے چھڑایا ملکہ قریب باغ پہونچی تھین کہ ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی آپ کے والد آ گئے ملکہ بہت پریشان ہوئین کہا کیون صاحبو اس حال مین یہ شیر
کیونکر مقابلہ کریگا ملکہ چھپٹین اسوقت پہونچی کہ شاہزادے اور مسحوب سے مقابلہ ہوا چاہتا ہی
مسحوب قریب آیا شاہزادہ بھی پاس گیا مسحوب نے کہا ای جوان تجکو کسنے رہا کیا شاہزادے نے کہا
مجکو خداوند تعالی نے رہا کیا مسحوب نے نیزہ مارا شاہزادے نے گلوگاہ بچا کے ڈانڈ پر ہاتھ
ڈالا جھٹکا مارا نیزہ توڑ کے پھینک دیا مسحوب نے تلوار کا ہاتھ مارا شاہزادے نے بچایا کلالی پر ہاتھ
ڈالون تلوار چلگئی شانہ شاہزادہ کا نشانہ ہوا ایک بچیا نے بڑھکر نیزہ مارا کہ استخوان توڑ کر سنان
نکلگئی جب کئی زخم سکندر نے کھائے اور چند سردار آپڑے انھون نے نیزہ و تلوار سے شاہزادے کو
زخمی کیا شاہزادے کی لاچاری مگر اُس عالم مین بھی تلوار ہلا رہا ہی کسی نے بڑھکر گھوڑے کو مارا شاہزادہ
گھوڑے سے گرا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے تلوار ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسکو ہاتھ مار دیا جواہر خنجر زن
اپنے لشکر مین طلایہ دے رہا تھا ہنگامہ سنکر ہرکارون سے کہا خبر تو لو کیا معرکہ ہی ہرکارون نے آکر
یہ حال دیکھا کہ سکندر پر ہجوم رہے ہین گھٹنے ٹیکے ہوے تلوار ہلا رہے ہین ہرکارے چلے کہ جاکر شقال
سے خبر کرین لیکن مسحوب نے جو یہ حال دیکھا سردارون سے کہا یارو اسقدر یہ شیر زخمی ہی نہین
ہوسکتا کہ پکڑ لو پھر یہ رائے ٹھہری کہ کمندین مار کے پکڑ لو چہار جانب سے رسیان اور زنجیرین جو پڑین شاہزادہ
گر کر بیہوش ہوا اس حال مین مسحوب نے پکڑ لیا ہلڑ ہوا سکندر پکڑ لیا گیا ملکہ در باغ تک پہونچی تھین
کہ کنیزون نے آکے عرض کی وہ اری غضب ہوا شاہزادہ پکڑ لیا گیا وہ دیکھیے کشان کشان لیے

جاتے ہین کلیجہ منھ کو آگیا پکار اٹھین ارے فلک نے یہ کیا سامان دکھایا ہاے دلپذیر دیکھو تو شاہزادے کا کیا حال ہو دلپذیر نے دیکھا سر پیٹ لیا ملکہ نے کہا خدا دشمن کا بھی یہ حال نہ دکھائے کون انکو یہ خبر کرے کہ لونڈیکی یہ کیفیت ہے نظم

نظر مہر سے پہلے وہ ادھر دیکھین تو
دیکھنا آتے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو

عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو
کسطرح دلکی یہ لیتا ہے خبر دیکھین تو

آخر اس جذبۂ دل کا کچھ اثر دیکھین تو
ملتفت گو وہ نہون مڑ کے ادھر دیکھین تو

ہجر جانان مین وہ دن ہین نہ وہ راتین اپنی
انقلاب فلکی شمس و قمر دیکھین تو

خوب شرمندہ شب وعدہ دعاؤن نے کیا
کس یہ ہنستی ہوئی آتی ہے سحر دیکھین تو

دلکو تھامے ہوے کیون بیٹھے ہین شیلا دینگے
آپ آئینے مین انداز نظر دیکھین تو

جوش مارا کرین الفت مین شریک ذگین
آہین کہتی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو

آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہے ای حضرت دل
کون ہے آپکا منظور نظر دیکھین تو

گر میان عشق کی دیکھو کہ تقاضا ہے یہی
کیونکر اٹھتے ہین ترے دل سے شرر دیکھین تو

ڈھونڈتی ہے دہن یار کو خاموشی بھی
ناز کی خود یہی کہتی ہے کمر دیکھین تو

آزمائینگے قفس مین تجھے ای شوق چمن
لے بھی اڑتے ہین یہ ٹوٹے ہوے پر دیکھین تو

تمسے کہدینگے حقیقت ہے جو اسکی موسے
جلوہ کہ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو

دل مین بھی ایک دن آنا تھا ضرور انکو جلال
حسرتون سے ہے جو آباد وہ گھر دیکھین تو

وزیرزادی اس غزل کو سنکر رونے لگی کہا واری آپ کے جوش نے تو بیقرار کر دیا ملکہ نے کہا مجھے دیکھا نہین جاتا چالیس کنیزین ساتھ ہین سب نے کہا واری ہمارا ابھی کلیجہ منھ کو آتا ہے کس بیدردی سے شاہزادے کو کھینچ رہے ہین ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی مادیان مشکی پر سوار ہوئین چالیس کنیزون کو لیکر چلین جب سامنے پہونچین تو نعرہ کیا ہنم نقابدار بادلہ پوش کانہین شانون سے اتارین چالیس تیر مارے سپاہی منھ کے بل گرے ملکہ تلوار کھینچکر آپڑی اس جلدی مین آکے سکندر کو لیا مسحوب آگے بڑھ چکا تھا ملکہ نے سکندر کو اپنے گھوڑے پر ڈالا اب جو مرکب کڑکڑایا گھوڑونکی جھپٹ نیچھوتی چمک سوار پیدل ہٹے ملکہ سکندر کو لیکر نکل گئین چند سپاہیون نے چاہا پیچھا کرین کنیزون نے پلٹ کے تیر مارے دو چار ادھر گرے سب سپاہی ٹھہر گئے ملکہ نکل گئین چوبدار لیساول حاضر ہین دروازہ باغ کا کھلا ملکہ سکندر کو لیکر اندر آئین ستارۂ سحری چمک چکا ہے الحمد خورشید درخشان سلطنت کو لیکر بارہ دری مین آئین تکیے اپنے ہاتھ سے لگائے کنیزین عرض کرتی ہین واری دیکھیے زخم شانے پر بھی ہے ایک نے کہا ہے سینے پر بہت تیر کھائے ملکہ رونے لگین کہا صاحبو یہ شیر بیشۂ جرأت جنگ و جدل مین یکتا ہے اسحالت مین بھی کہ گھوڑے سے گرے کوئی قریب نہ آسکتا تھا سب نے بلوہ کرکے گرفتار کیا وہان مسحوب جو آیا دیکھا پچاس ساٹھ لاشے پڑے تڑپ رہے ہین کسیکا ہاتھ کٹا ہے کسی کا منھ کٹا ہے کئی سو جوان زخمی پڑے ہین مسحوب نے پوچھا ادھر کیا ہوا کہا حضور ایک نقابدار آیا شاہزادے کو چھڑا کے لیگیا ادھر کدھر گیا کہا حضور اسکے پیچھے بھی نہ جاسکے جن لوگون نے پیچھا کیا وہ بھی مارے گئے مسحوب

غصے مین پلٹا کہتا ہوا کہ یار داس نقابدار کو تلاش کرو وہان جواہر کو خبر جو پہونچی کہ شاہزادہ لڑر ہا ہی پھر
مشتقال بھی جنجھے سے نکلا فوج کو لیکر چلے تھوڑی دور چلے تھے جواہر نے کہا ای مشتقال مین جاکر
ذرا دیکھہ آؤن تم ٹھہرتے ہوے آؤیہ کہکے جواہر بڑھا تھوڑی دور گیا تھا کہ دیکھا شاگرد بیٹے ہوے
آتے ہین جواہر نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور شاہزادہ لڑتے لڑتے گھوڑ لیسے گرا اُن بیچیاؤن سے نے
لسندون مین گرفتار کیا لیکر چلے تھے کہ ایک نقابدار بادلہ پوش آکر پہونچا اسطرح لڑا کہ سو دو سو کو
قتل کر کے شاہزادے کو لیگیا یہ نہین کھلتا کہ کہان گیا مسجوب اب پلٹ کے گیا ہی اس سے لڑنا
بیکار ہی مشتقال لاچار پلٹا جواہر نے کہا ای پہلوان دوران آپ چلکر اُترئیے مین جا کے شاہزادے
کو تلاش کرتا ہون یہ کہکے جواہر ہاتھا ے عیاری سے آراستہ ہوکے چلا یہان جب مسجوب پلٹ کے
آیا اپنی بارگاہ مین بیٹھا اپنے عیار مہتر تیز رفتار کو بلایا کہا ای تیز رفتار نہین معلوم سکندر کو کسنے
رہا کیا اور یہ نقابدار کون تھا کہ جو چھڑا کے لیگیا کیون مہتر ہوسکتا ہی کہ دریافت کر کے آؤ مہتر نے عرض
کی آپکا اقبال شریک حال ہی تو ابھی پتہ لگا کے حاضر ہوتا ہون یہ کہکے مہتر چلا تمام شہر مین چھانتا
پھرتا ہی خیال مین گذرا شاید کوئی کنیز عاشق ہوکر لے گئی ہو ملکہ کے باغکی طرف چلون یہ سوچ کے
طرف باغکے چلا پشت پر باغ کی پہونچا گانے کی آواز کان مین پہونچی مہتر پشت پر آیا کمند مار کے
دیوار پر چڑھا دیکھا شاہزادہ سکندر دالاحشم پہلو مین ملکہ ارمغان زعفران پوش کے
بیٹھے ہین ایک گائن سامنے گارہی ہی ہنگامہ عیش دلنشاط گرم نازنینان مہ جبین بے شرم بناز دکرشمہ
حاضر خدمت مہتر یہ معاملہ دیکھکر جل گیا قضاے کار دوسرے گوشے کی دیوار پر میان جواہر آکے
بیٹھے تھے اُنھون نے اپنے آقا کو بیٹھے دیکھا بیقرار ہوگیا دیوار سے کودا مہتر تو ادھر بھاگا جواہر
سامنے سکندر کے بلاتکلف چلا آیا سامنے آ کے سلام کیا عرض کی آقا مین نے ایک سیاہ پوش
کو جاتے ہوے دیکھا کیا عجب ہی کہ عیار شہنشاہی ہو اب اس جگہہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی سکندر
نے کہا ای جواہر اگر فوج شہنشاہی آئیگی ایسا مقابلہ پڑے گا کہ وہ بھی یاد کریگا جواہر نے کہا
اُسکا ملک ہی فوج بھی زیادہ رکھتا ہی بہتر یہی ہی نکل چلیے جواہر کے کہنے سے سکندر سوار ہوے
ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈال لی چالیس کنیزین ساتھہ مین باغ سے نکلے مہتر نے جاکر مسجوب
کو خبر کی غصے مین سوار ہوا رات کا وقت تھا اس نے کسی سے کچھ نہین کہا اکیلا چلا گھوڑے کو ڈالے
ہوے غصے مین آتا ہی مہتر نے جو دیکھا کہ آقا اکیلے گئے ہین اسنے آکر فوج مین خبر کی ہالیان فوج چلے
سکندر کوئی پاؤ کوس نکلے تھے آگے بڑھے ہوے چلے آتے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی سکندر
نے دیکھا کہ مسجوب نیزہ باز گھوڑے کو ڈالے ہوے چلا آتا ہی سکندر نے کہا آنے دو وہان سے
مسجوب نے للکارا کون جاتا ہی سکندر نے جواب دیا کردنی خویش آمدنی پیش معنی اسکے سمجھ سلے
یہ سنکے مسجوب غصے مین بڑھا مہتر کی زبانی تو حال سن ہی چکا ہی کہ ارمغان کی ذات سے یہ سارا
فساد برپا ہوا گھوڑے کو بڑھا کے سامنے سکندر کے آیا شاہزادے نے پلٹ کے کہا کہ ملکہ تم ایک
نخل کی آڑ مین ہو جاؤ نقابدار تو نخل کی آڑ مین پوشیدہ ہوگیا مسجوب اور سکندر سے نیزہ چلنے
لگا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ طرف صحرا کے گرد اُڑی عیار فوج کو لیے ہوے آ کے پہونچا سکندر نے کہا

ای مسحوب تمھارے حمایتی بھی آگئے مسحوب بہت خفا ہوا پکار کر کہا او مختبر تو نے ان سب کو کیون نہ
خبر کی فوج والے آکے دیکھنے لگے ہرکارے نے مشتقال کو خبر پہونچائی مشتقال بھی فوج لیکے پہونچا
سب دیکھنے لگے رات کم باقی تھی تھوڑے ہی عرصے مین گریبان سحر چاک ہوا اسکندر نے نیزہ مسحوب
کا نکالا مسحوب نے ہاتھ تلوار کا مارا اسکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا مسحوب نے گریبان مین ہاتھ
ڈالا دونون گھوڑے سے کود پڑے ملکہ نسیم بھی آئی ہین آسمان سے تماشا دیکھ رہی ہین کہ شاہزادہ سکندر
کس مزے سے لڑ رہے ہین جب دن ہوا تو کشتی ہونے لگی سکندر کس زور و شور سے لڑ رہے ہین
مسحوب کو تنگ کر دیا ہی مسحوب جان دیے ہوے لڑ رہا ہی جمال سیتال دیکھکے ایک محبت ہوئی
ہی کہ ای مسحوب اگر یہ جوان مجھسے زیر ہو جاے اور میری اطاعت کرے تو اس کو اپنے لشکر کا بادشاہ
کردون زور و شور سے لڑ رہا ہی تمام دن لڑتے لڑتے گذرا شام کو مسحوب نے کہا ای جوان تیرا لشکر
بھی آگیا ہی دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے ہی سکندر نے کہا ہمارا دستور نہین
مسحوب نے کہا رات کو ہم تم جانبازی کرینگے کون دیکھے گا سکندر نے کہا تو جہان کا بادشاہ
ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی روشنی کو حکم دے رات کا دن کرنا کتنی بڑی بات ہی مسحوب نے
عیار سے اشارہ کیا اسی وقت روشنی ہو گئی کشتی ہونے لگی چار پہر رات اسی طور سے گذری جواہر
نے دیکھا کہ بعد آٹھ پہر کے شاہزادہ زیادتیان کرنے لگا جس مقام پر پکڑ لایا دو چار گھسے دیے
زرہ پارہ پارہ پیشانی سے خون جاری مسحوب چاہتا ہی مین زیر ہو جاؤن مصیبت سے چھوٹون
اپنی جان سے بیزار ہو رہا ہی شاہزادہ چاہتا ہی مین مسحوب کو زیر کردون یہ اپنے کو بچاتا ہی ایک مقام پر
سکندر مسحوب کو پکڑ لاے مسحوب نے زمین تھامی ہی یہ چاہتے ہین زیر کرین جواہر بھی بنگاہ
غور دیکھ رہا ہی کہ شاہزادہ کس لطف سے مصروف جنگ ہی مسحوب اپنی جان سے تنگ ہی شاہزادے
نے ایک ہاتھ سے اندری چڑھائی چاہتے ہین دوسرے ہاتھ کی بھی اندری کھینچون کہ آسمان سے پنجہ گرا
سکندر کو پنجہ اٹھا لے گیا جواہر بیقرار ہو کے دوڑا کہ یہ کون شاہزادے کو لیے جاتا ہی اتنا تو پلٹ کے
مشتقال سے کہا کہ آپ اہالیان فوج و لشکر سے ہوشیار رہیے گا مین تلاش مین شاہزادے کی
جاتا ہون نسیم نے کہا بھیا جواہر یہ تو بڑا غضب ہوا شاہزادے کو کون لے گیا دل پر داغ دیگیا اہ
جواہر کیا فلک کی شکایت کرین جسدن سے ادہر مائل ہوے مصیبت ہی اٹھاتے رہے

نظم

ہی کعبۂ دل برائے محبوب ‍ ‍ ہی گھر مین خدا کے جائے محبوب
کیا حسن ہی کیا لقائے محبوب ‍ ‍ ہی حور و پری فدائے محبوب
سونے کا ڈلا ہو کیون نہ پایا ‍ ‍ اکسیر ہی خاک پائے محبوب
پتھر تو نہین ہون آدمی ہون ‍ ‍ کبتک مین سہون جفائے محبوب
ہی قلزم عشق بھی قیامت ‍ ‍ کہتے ہین یہ آشنائے محبوب
دیکھا ہو اگر بتون کی جانب ‍ ‍ اندھا کر دے خدائے محبوب
جبتک زندہ ہو ساتھ دینا ‍ ‍ ای عاشق باوفائے محبوب
دم ہی اکسیر پھڑک رہا ہی ‍ ‍ سو جان سے ہون فدائے محبوب
اللہ رے فیض دولت حسن ‍ ‍ مغفور ہی بینوائے محبوب
شرمندہ شفق خجل ہی مرجان ‍ ‍ خوش رنگ ہی کیا حنائے محبوب
دشمن مین حور ہی پری ہی ‍ ‍ کس منہ سے کرون ثنائے محبوب
آنکھون کو نصیب دید رخ ہو ‍ ‍ ہر کان سنے صدائے محبوب
ابرو و چین مصلحت ہی ‍ ‍ جس بات مین ہو رضائے محبوب

ملکہ نسیم نے کہا ای جواہر بے صبرے قلب کو آرام نہین
جواہر نے کہا ابھی آپ نہ گھبرائیے مین پتہ لگا کے آتا ہون نسیم کو کب آرام آتا ہی نسیم اڑتی ہوئی چلین

جواہر خنجر زن اُسی نشان پر چلا جسطرف پنجہ شاہزادے کو لیگیا تھا دور سے اسنے دیکھا ایک برق چمکتی ہوئی جاتی ہی معلوم ہوا کہ شاہزادے کو کوئی ساحرہ لیے جاتی ہی جواہر بھی جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی دیکھا کہ وہ لکۂ ابر ایک باغ مین اترا جواہر کھڑا رہا اندر سے کچھ کنیزین نکلین ایک کنیز کو جواہر نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا یہان مسحوب یہ کہکر پلٹا تھا کہ اب لشکر سے سکندر کے ہمجولیکا مقابل تیغزن مرد مردانہ وشیر فرزانہ ہی اس نے کہلا بھیجا کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نکر مسحوب کا ارادہ ہی کہ طبل جنگی بجوا دن جواہر جو اندر پہونچا دیکھا ایک جادوگرنی نہایت حسین شاہزادے کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی شاہزادہ بنگاہ حسرت اُسکو دیکھ رہا ہی منتین کر رہی ہی کہ ای شیر بیشۂ جرات وای یکہ تاز میدان جلادت سابق مین جب آپ لشکر کو لیکر طرف طلسم نور افشان کے چلے تھے مین نے راہ مین آپ کو دیکھا مائل ہو گئی مین آپکی تلاش مین پھرتی تھی آج دشمن سے لڑتے دیکھا آپ کو اٹھا لائی ای سکندر اگر میرا وصل قبول کیجیے کا طیران جادو میرا نام ہی دربار مین سحر العجائب کے جاتی ہون آجکل روز انجمن مشاورت منعقد ہوتی ہی اب مشہور ہی کہ طلسم کشا نے کوہ عجائب وغرائب کو فتح کیا ہی اب تلاش لوح مین جائینگے ملکہ خورشید برق وش جو بادشاہ سابق کی دختر بلند اختر ہین کہ سحر مین اُنکا مثل نہین کوہ عجائب وغرائب پر آفت برپا کی وہ صاحبقران کے ساتھ جائینگی مین جواب خدمت مین سحر العجائب کے جاؤنگی اب جو صلاح ہو گی تو مین شاہ ہون سے پوچھ لونگی کہ لوح کسکے پاس ہی اُسکا نام دریافت کر کے آپ کو خاص اُسی مقام پر پہونچا دونگی سکندر نے کہا ای ملکہ طیران جادو ملکہ نسیم آتشخو دختر شاہین بلند پرواز سحر مین طاق شہرۂ آفاق آپکے ساتھ میری نسبت قرار پا چکی ہی طیران نے کہا ای شہریار اگر غیر مقام کی ساحرہ سالہا سال تک کدو کاوش کریگی تو نشان لوح کا نہ ملیگا اور مین پوچھ کے چلی آونگی نسیم آتشخو بیچاری کہان ہین اگر تمام عالم کے ساحر اکٹھا ہو جائین تو بھی لوح کا پتہ نہ ملے سکندر نے کہا بیحو نگی ملکہ نسیم کے کوئی فعل ہم نہین کر سکتے طیران نے کہا ای سکندر اگر مجھسے انکار کرو گے تو بہت پچتاؤ گے جواہر بشکل سنبل کنیز صحبت مین پہونچا جب طیران کو بہت پریشان پایا تو کہا ای ملکہ عالم آپ رنجیدہ نہو فلان راضی کر دونگی یہ کہکے شراب وکباب کا چرچا کیا چاہتا ہی جھٹ پٹ اسکو مار کے نکل چلون بیٹھکر سامنے طیران کے بایان چھیڑ کے یہ غزل گانے لگا نظم

اپنے گلے کا ہار جو وہ گل اُتار دے · تربت پہ اپنی چڑھکے یہ پیلا بہار دے
مانگے وہ دل تو جان کوئی جان نثار دے · اتنا تو حوصلہ مرے پروردگار دے
دل مین مجھے جگہ کوئی کسطرح یار دے · تو ہاتھ رکھکے دل کو تو پہلے قرار دے
کیا بس چلے مرا جو ابھی پھیر لو تم آنکھ · اللہ ان نگاہون کو کچھ اعتبار دے
کافر ہون اس صنم سے جو راحت طلب ہوئین · توفیق رنج دینے کی پروردگار دے
آنے لگے جو پردہ نشینون پر اپنا دل · بہتر ہی اسکے حق مین کہ پہلے پکار دے
کہتا ہی دل جگر سے کہ احسان ہی ترا · شب بھر کو اپنا درد اگر مستعار دے
جب چاہون کھینچ لائے اُسے جذب یا خدا · مجبور عشق کو بھی تو کچھ اختیار دے
بستی ہی بزرگون کی یہ دشت جنون بھی کیا · رد کے ہین خار راہ کہ گر کے اُتار دے

ملتا نہین ہی یون کوئی روٹھا ہی ہمسے آج — بگڑے ہوئے نصیب کو یارب سنوار دے
گھبرا نہ ہجر مین بہت ای جان مضطرب — تھوڑی سی رہگئی ہی اسے بھی گذار دے
اکر کسیکی ابھری ہی ہوئی گات کا خیال — اک چوٹ میرے دل مین ہی اُسکو ابھار دے
ہوتی ہی صبح جاگ اُٹھین اب کسیکے بخت — پر بھی شب وصال موذن پکار دے
کہدو جلال رہتا ہی اور اضطراب دل — جھوٹی تسلیان نہ کوئی بار بار دے

یہ غزل جواہر نے گائی ملکہ طیران جادو چونکہ دلسے شاہزادے پر عاشق ہی آنکھونسے آنسو جاری ہوے کہا سنبل آج تو تمنے گانے مین زلف محبوب کا مزہ دکھایا دام مصیبت مین پھنسایا سنبل نے کہا نثار لیسے آپ تامل کرین مین راضی کیے دیتی ہون طیران نے کہا ای سنبل یہ دعوی کھاتے ہین میرے ساتھ رہنے سے پتہ لوح کا ملیگا اگر لوح پاگئے اور ساتھ میدار مغربی کے فتح طلسم مین مشغول ہوئے کیسا کا اسپر زور نہ چلیگا مین خبرین پہونچاؤنگی آپکو بہ تکلف تا بہ طلسم نور افشان کے جاؤنگی ایسے مقام پر لوح کو کب نے رکھی ہی کہ طائر عقل کا بھی وہان گذر نہین ہوسکتا جو جائیگا دعوی کا کھائیگا ہرچند کہ طلسم کشا کے ساتھ خورشید برق وش ساحرہ بےنظیر ہی مگر وہ معرکہ پڑیگا کہ طلسم کشا کی جان پرین جائیگی طلسم کشا مین بڑے بڑے اوصاف ہین صاحب اسم اعظم آپ کے پاس کیا تحفہ ہی عیار انکا عمرو بلائے روزگار ہی سنبل نے کہا داری عیار تو انکا بھی قیامت کا پرکالا ہی طیران نے کہا ای سنبل جو عمرو مین اوصاف بھرے ہین وہ فطرتین کون کرسکتا ہی ہوش ربا مین جب بجرۂ پنجم کھلا ملک اخضر گوہر پوش اپنی بیٹیون کو لیکے آیا ملک اخضر کو اپنی لیاقت پر بڑا دعوی تھا عمرو نے سرمیدان پکار کے کہا یہ جو گینہ اخضر کے پاس ہی کل چھین لونگا سرمیدان اُسنے آکے عیاری کی اخضر کو پکڑ لیگیا کسی کا زور نہ چلا کسی مجال تھی کہ عمرو کو روکتا جواہر خنجرزن اگر بڑے عیار ہونگے کسی کی صورت بنکر جا بیٹھینگے جو عمرو پاس چیزین ہین وہ کہانسے لائینگے یہان یہ باتین ہورہی ہین قضائے کار ملکہ نسیم آتشخو تلاش کرتی ہوئی آسمانپر آئے چمکین دیکھا شاہزادہ مسند پر بیٹھا ہی ایک کنیز بیٹھی سمجھا رہی ہی ملکہ نسیم اُتر پڑین طیران نے کہا لو ملکہ نسیم بھی آگئین انسے اب صلاح کرو ملکہ نسیم بھی صحبت مین آکے شریک ہوئین کہا ای ملکہ عالم تمنے انکو فتاح طلسم قرار دیا ہی یہ بتاؤ کہ لوح کی فکر کیونکر ہوگی ملکہ نسیم نے کہا خداوند شجر کو اختیار ہی جستجو ہمارا کام ہی آئندہ جو مرضی خداوند شجر کی ایک دفعہ جا کے پھنس چکے ہین اب بھی جان دینے کو موجود ہین یہ جانتے ہین کہ جسوقت سحر کرینگے زمین ہل جائیگی والد کا سحر قیامت ہی طیران نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا جب مقام نہ معلوم ہوگا کیا کیجیے گا اپنی کل کیفیت طیران نے بیان کی ملکہ نسیم نے کہا کیا مضائقہ ای شاہزادہ والا قدر ایک خیرخواہ ایسا بھی ممکن ہوا اگر یہ ساتھ رہینگی بیشک لوح کا پتہ ملیگا راہ راست بتائینگی ہم اسقدر نہ جان سکین گے یہ دریافت کرکے آئینگی انکی جستجو سے کام بن پڑیگا آخر یہ صلاح کامل ہوئی کہ ملکہ طیران کو شاہزادہ قبول کرے اور ملکہ طیران اس مقدمے خاص مین جستجو کرین ملکہ نسیم بھی اسپر راضی ہوئین سکندر نہ قبول کرتے تھے نسیم نے کہا ای شہریار کیا مضائقہ ہی اب آپ لشکر میں چلیے یہ بھی اپنا لشکر تیار کرین ہمارا لشکر بھی تیار ہی فوج کا حال دریافت کرین آپ کو خبر دین صاحبقران

نہ پہونچنے پائین کہ ہم آپ پہونچ جائین اس صلاح کو سب نے منظور کیا ملکہ طیران نے اسیوقت بیس ہزار کبوتران زرین پوش دس ہزار ساحر تیار کیے ملکہ طیران نے کہا آپ لشکر کو لیکر چلیے مین دربار مین سحر العجائب کے جاتی ہون حال لوح دریافت کرتی ہون لیکن اے شہریار حال دلسے بہت مجبور ہون یہ کیفیت ہی نظم

جلوۂ داغ جگر یاد آیا
بعد مدت یہ اثر یاد آیا
اپنا لوٹا ہوا گھر یاد آیا
بات تک کی نہین گھر یاد آیا
کیا کسی اور کا گھر یاد آیا

مجکو احسان نظر یاد آیا
بیکسی اپنی وہ رونا تیرا
کیون لگادی ہی چھری بے دھڑک
بوسہ مانگا تو کہا شرما کر
دل ہوا چاک کتان کی صورت
ہر سمی پھر نظر آتی ہی نسیم

جب نہ اموے کمر یاد آیا
مجکو ہنگام سفر یاد آیا
کیا تجھے دیدۂ تر یاد آیا
تھا فراموش مگر یاد آیا
پھر کوئی رشک قمر یاد آیا
طرۂ زلف و دسر یاد آیا

جب نظر جانب خورشید گئی
کھینچ لائی کشش دل انکو
خلد مین جا کے نہ ٹھہرا دم بھر
کیا قیامت ہی یہ جلدی تیری
ہمسے رخصت طلبی کا باعث
ملکہ نسیم نے گلے سے

لگا لیا کہا اے طیران نہ گھبرا خداوند شجر اس مشکل کو آسان کرین حقیقت مین معرکہ عظیم ہی تمام لشکر اپنا طیران نے سکندر کے ساتھ کیا سکندر پشت مرکب پر سوار ہوے چالیس ہزار ساحر پشت پر ملکہ نسیم طاؤس زرین بال پر طیران جادو طرف دربار سحر العجائب کے روانہ ہوئین یہان مسحوب نے طبل جنگی بجوایا متقال کب مہلت دیتا ہی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین متقال کہتا ہی میان مسحوب مقابلہ تو مجسے کرین شاہزادے کے ہاتھ سے تو بچ گئے میرے ہاتھ سے نہ بچینگے چار پہر رات گذر گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی مسحوب لشکر کو لیکر میدان مین آیا متقال مقابلے مین نکلا آپس مین پہر بھر کامل نیزہ چلا مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین کھینچین مسحوب نے ہاتھ مارا متقال نے چاہا زیر بغل جا کے تلوار رد کون تلوار پڑی شانہ لشانہ ہوا چاہا سر کاٹ لون اور کمیدان رسالدار آپڑے متقال کو اٹھا کر لیگئے سردار زخمی ہوے کئی جانسے مارے گئے مسحوب بلبلا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا شاہزادہ سکندر والا حشم وقت پر آکے پہونچے چالیس ہزار ساحر پشت پر ایک طرف سے گرد اڑی شاہین بلند پرواز و عادان قزاق و گلشن سحر طراز ڈیڑھ لاکھ کے لشکر سے آکے پہونچے مسحوب گھبرایا سکندر نے سبکو منع کیا کہ آپ سب صاحب الگ رہین یہ جو دیکھا کہ چند سردار ہمارے مارے گئے کئی زخمی کھڑے معلوم ہو رہے ہین آنکھو نکے نیچے اندھیر آگیا سبکو منع کیا آپ لوگ الگ رہین اگر ہمکو میان مسحوب قتل کرین کوئی دخل نہ دے مجسے مشتاق ہو گا سحر و ساحری کا موقع طلسم پر جا کے پڑیگا ساحر الگ جمکر کھڑے ہوے متقال تیغ زن ہرچند زخم دار تھا مگر گھوڑے پر سوار دیکھ رہا ہی کہ سکندر مقابلے مین مسحوب کے پہونچے تگاور زن ہوے نیزہ چلا تلوار چلی مطلب حاصل نہ ہوا آخر نوبت کشتی کی پہونچی آٹھ پہر کی کشتی مین سکندر نے مسحوب کو زیر کیا مسحوب بصدق دل شجر پرست ہوا مسحوب نے عرض کی میرے قلعے پر تشریف لے چلیے کل لشکر کو ساتھ لیکر سکندر قلعۂ ارمغان مین آئے لشکر بیرون قلعہ اترا سکندر اندر قلعے کے آئے مسحوب کو تخت پر بٹھایا آپ ذی شوکت برابر آکے بیٹھے مسحوب جو محل مین آیا زوجہ سے کہا کہ صاحب ہم تو شجر پرست ہوے سکندر کی اطاعت کی تم سب یہ کہو کہ اعتقاد خداوند شجر کیا لات و منات سے جدا ہوے اب

لات و منات سے کیا کام ہی ملکہ ارمغان نے جو یہ سنا دوڑی ہوئی آئین باپ سے پوچھا ای والد خبیر تو ہی کہا بیٹا سکندر والا حشم کی اطاعت کی انھین کا مذہب بھی اختیار کیا اُنکا مذہب شجر پرستی ہی اب ملکہ کو تردد ہوا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی تنہائی مین آ کے دلپذیر سے یہ کل کیفیت بیان کی دلپذیر نے عرض کی مین آپکے والد سے تقریب کر دون ملکہ نے کہا تمکو اختیار ہی دلپذیر نے جا کے مسجوب سے کہا ایسا شیر جوان صاحب شوکت و لیاقت آپ کو میسر ہوا بیٹی کی تصویر دکھائیے عرضی دیجیے اگر شاہزادہ قبول کرے بڑا مقام فخر ہی مسجوب نے اُسیوقت عرضی لکھوائی تصویر ملکہ کی کھنچوائی وہ عرضی لا کے پیش گاہ شاہزادۂ سکندر والا حشم پیش کی پہلو مین ملکہ نسیم بیٹھی ہین شاہزادہ تصویر کو دیکھکر بیقرار ہو گیا نہ القوبد سے لگا پیشانی پر پسینہ آیا شاہزادہ سمجھ کہ نہ سکا مسجوب سے اشارہ کر دیا کہ ہمنے اس مقدمے کو منظور کیا ہمارا ناموس ہی بعد فتح طلسم بحکم خداوند شجر اس شادی کو کرینگے مسجوب بھی خاموش ہو رہا محل مین آ کے ملکہ سے کہا مبارک ہو کہ شاہزادے نے بعد فتح طلسم وعدہ کر لیا ملکہ کی بیقراری بڑھ گئی کہا کیون دلپذیر یہ زمانہ ہجر کا کیونکر کٹے گا راتین فراق کی ستائینگی اس اندھیرے کو کون دفع کرے دیکھین تقدیر کیا دکھائے رنج و ملال کی ترقی دل کی بیتابی آنکھونکی بیخوابی نظم

افسانۂ غم نے اور ہی عالم دکھا دیا	نقش قدم سمجھ کے ہر اک نے مٹا دیا	پر درد اسقدر تھی مری داستان غم
دریا بہا دیا جسے قصہ سنا دیا	احسان بڑا یہ تو نے کیا ہم پہ اے صبا	اک مشت خاک تھی ہوا نے بھی اڑا دیا
سمجھا وہ کھیل کار قضا و سپہر کو	ہارا جو چشم سے تو لبوں نے جلا دیا	ہین عندلیب نالہ کے زور و نے مجھے
داغوں نے بوستان مرا سینہ بنا دیا	یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی	پردہ پڑا جو یار نے پردہ اٹھا دیا
گم گشتگی نصیب کہ دیکھو لوائے نسیم	قاتل نے یاد کر کے مجھے پھر بھلا دیا	وزیرزادی نے کہا اری صبر

کیجیے یہ تو اطمینان ہوا کہ یہ شادی ضرور ہوگی ملکہ نے کہا ای دلپذیر زندگی کی کسے امید ہی ملکہ کو اس حال مین ہر وقت یہی ذکر ہی کہ دیکھین کیا انجام ہو سکندر تیاری مین لشکر کی مصروف ہین تین لاکھ بخبر ساحر دولا کھ ساحران زبردست طیبران کے آنیکا انتظار ہی کہ وہ خبر لیکر آئے تو چلین طیبران جادو کا حال تحریر کرنا واجب و لازم ہی طیبران دربار سحر العجائب مین آئی جھک کر سلام کیا عرض کی ای شہنشاہ طلسم کشا نے کوہ عجائب و غرائب فتح کیا اب سنا ہی کہ تلاش مین لوح کی جائینگے ملکہ خورشید شریک ہو گئین ملکہ ہی کار دون سے خبر پہونچائی کہ ملکہ خورشید صاحبقران پر عاشق ہین اب لوح کا حضور نے کیا انتظام کیا کئی دن سے صلاح نہین ہوئی آج شبکو سب مشیران سلطنت و وزیران ابهت جمع ہون اس مقدمے مین صلاح کامل ہو جائے یہی دمبدم کہے جاتی ہی کہ حضور لوح طلسمی کہان ہی اب لوح کسکے پاس ہی کئی مرتبہ سحر العجائب نے ٹالا مگر طیبران نہین مانتی پوچھتی جاتی ہی اب سحر العجائب کو شک پیدا ہوا کہا کل اندام جادو خجو بالک باغ سبز پوشان ہی اُسکے پاس لوح ہی اب جیسا تم لوگ صلاح دوگے ویسا کرینگے طیبران جادو یہ سنکر خوش ہو گئی عشق مین سکندر کے گھبرائی ہوئی کہا کنیز رخصت ہوتی ہی شب کو جلسے مین حاضر ہوگی جب یہ چلی گئی تو سحر العجائب نے مشیرون وزیرون سے کہا آج عجب طرح کی بات ہوئی کہ بی طیبران گھبرائی ہوئی آئین حال لوح طلسم پوچھتی تھین مین نے کہدیا کل اندام کے پاس لوح ہی جاتی ہوئی گئی ہین یارو اسکو دریافت کرد سمندر جادو کہ مشیرون مین دخل ہی

۲۸

اس نے کہا صاف طریقے سے ظاہر ہی کہ حال مقام لوح دریافت کرتے ہین کسیکو بھیجیے کہ جاکر خبر لائے
اور غلام جاتا ہی جوش محبت شاہان طلسم مین سمندر چلا کہ جاکر حال دریافت کرون ملکہ طیران مکان پر
آئی چالیس ہزار فوج کو شاہزادے کے ساتھ روانہ کر چکی اب سو دو سو کنیزین جو باقی ہین اُنکو جمع کیا
اُنسے صلاح کر رہی ہی صاحبو بڑی بات ہوئی کہ سکندر نے مجکو قبول کیا بی نسیم نے بھی اقرار کر لیا
اب تم سبھو نے کیا صلاح ہی میرا ارادہ ہی بی گل اندام کو اپنے یہان دعوت مین بلاؤن مالک باغ
سبز پوشان جب وہ میرے یہان دعوت مین آئین بیہوشی پلا کے اُنکو پکڑ لون قید کر دون یہ صلاح کر رہی
ہی کہ ایک کنیز گلشن نامی اُسنے کہا مجکو نامہ دیجیے مین لیکر طرف اُنکے جاؤن اپنے ساتھ لیکر آؤن
یہان گرفتار کر لیجیے گا طیران نے خوشی خوشی نامہ لکھا گلشن کو دیا مضمون یہ تھا کہ بوا ہمارے یہان
جشن ہی تم بھی آکر شریک ہو پھر ہم تم سب ملکر برائے مقابلۂ طلسم کشا بھیجے جائینگے گلشن نامہ لیکر چلی
اودھر سے گلشن جاتی ہی اُدھر سے سمندر جوش وخروش مین آتا ہی سمندر نے جو گلشن کو
دیکھا آواز دی ای گلشن کہان جاتی ہو ذرا ٹھہر جاؤ گلشن ٹھہری سمندر نے ہاتھ پکڑ لیا حال
پوچھا اُسنے صاف صاف کہدیا کہ بی طیران نے گل اندام کی دعوت کی ہی بلانے جاتی ہون
سمندر نے کہا صاف صاف کہو کیونکہ تمکو سامنے شہنشاہ طلسم کے بھیجونگا سچ کہو طیران نے
یہان سے جا کے کیا صلاح کی جب بہت دباؤ ڈالا سمندر آمادہ ہوا کہ قتل کردن گلشن لاچار
ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ ملکہ طیران سکندر پر عاشق ہوئی چالیس ہزار کا لشکر روانہ
کیا اب تدبیر یہ ہی کہ گل اندام کو بلا کے قتل کرین لوح حاصل کر کے سکندر کو دین سمندر
یہ حال سنکر بہت گھبرایا گلشن کو ترغیب دی کہ خبردار نامہ لیکر نہ جانا ورنہ گھر بار تمہارا صاف
ہو جائیگا اور وہ کاغذ بھی چھین لیا کہا خبردار اب پاس طیران کے نہ جانا گلشن تو اپنے گھر چلی
لیکن بڑا قلق ہی جی مین کہتی ہی یہ کیا ہوا حال میرے مالک کا کھل گیا اب یہ جا کے نیرنگ پر دباؤ
ڈالیگا جا کر سکندر سے اطلاع کر دی کہا ای سکندر غضب ہوا ملکہ طیران جادو نے جا کے لوح
کا حال پوچھا وہان سب حال کھل گیا سمندر اُنکے گرفتار کرنیکو گیا ہی نامہ مجھسے لے لیا مجکو منع
کر دیا کہ ملکہ کے پاس نہ جانا ورنہ گھر بار ضبط ہوگا مین آپکی خدمت مین حاضر ہوئی ملکہ نسیم آئین کہا
مین جا کے سمندر سے سمجھ لونگی شاہین نے کہا بیٹا مین جاتا ہون جواہر نے کہا آپ سب صاحب یہین
مین جا کر اُنکی تدبیر کر لونگا ہر چند سکندر نے سمجھایا جواہر نے نہ مانا یکہ وتنہا بانہاے عیاری سے
آراستہ ہو کر چلا سوچتا ہوا چلا آتا ہی کہ ای جواہر جلد اپنے کو پہونچا وہان ملکہ طیران اپنی بارگاہ مین
بیٹھی ہی یہی ذکر ہی کہ اب گل اندام آتی ہوگی گلشن نامہ لیکر پہونچی ہوگی کھانا بھی بیہوشی ڈال کے
پکوایا شراب مین بیہوشی ملائی کہ آسمان پر برق چمکی سمندر جادو آ کر پہونچا ملکہ سمندر کو دیکھکر گھبرا گئین
سمندر نے کہا بی طیران چلو تمکو شاہان طلسم نے یاد فرمایا ہی طیران نے کہا آپ چلیے مین حاضر
ہوتی ہون ابھی تو دربار سے آئی ہون ایسی کیا ضرورت ہی مین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہون کہ کوئی
تدبیر ایسی نکلے کہ جا کر طلسم کشا سے مقابلہ کرون سمندر نے کہا او خانہ خراب تو سکندر پر
مائل ہوئی ہی اُس سے وعدہ کر لیا ہی کہ مین لوح دلوادونگی بربادی طلسم نور افشان چاہتی ہی ملکہ طیران

انکار کر رہی ہو سمندر کہتا ہے میں نے مفصل حال سنا ہے جسے انکار خدمت میں شاہان طلسم نور افشان کے چل طیران و سمندر سے یہان تک فساد بڑھا سمندر آمادہ ہوا کہ زبردستی پکڑ لیجاؤنگا طیران نے کہا میں تو نہ جاؤنگی سمندر پکڑنے کے خیال سے اٹھا طیران نے کہا ای سمندر اپنی آبرو بچاؤ چپکے چلے جاؤ ایسا نہ ہو خرابی پڑے آخر دونون اپنے اپنے مقام سے اٹھے آپس میں سحر ہونے لگے سمندر سحر پر طیران کے ہنستا ہے کہتا ہے قدرت سامری و جمشید کہ ہمارے مقابلے میں سحر کرتی ہو اگر سحر کے دریا جاری کرون اگر ثانی سامری ہو تو ڈوب جائے جو سحر طیران نے کیا سمندر نے دفع کیا دو چار سحر ایسے کیے کہ سر طیران کا زخمی ہوا دوبارہ شانہ نشانہ ہوا پانچ چار زخم طیران نے کھائے سمندر نے ایک دو ہتھڑ مارا ابرق چمکی کنیزیں سب بھاگ گئیں طیران گرکر بیہوش ہوئی پھر سمندر نے مشکیں باندھیں زبان میں سوزن دیا ایک طرف گولہ پھینکا اور آواز دی ای خوشباش کو پکڑ پہلا آؤ تھوڑی دیر میں ایک جادوگر دس ہزار ساحر و لیے آکر پہونچا سمندر نے کہا خوشباش یہ دشمن شہنشاہ نور افشان ہے اسکی قید لیکر دربار شہنشاہی میں آؤ بادولت چلتے ہیں خوشباش نے بہت خوب کہکے اداب پر قبضہ کیا سمندر تو اسیطرح جوش مارکے چلا گیا خوشباش قید طیران لیکے چلا شاہزادہ سکندر انتظار آمد طیران کر رہے ہیں کہ چند کنیزیں آکے پہونچیں تمام کیفیت بیان کی کہا حضور شاہان نور افشان نے سمندر کو بھیجا سمندر نے ملکہ طیران کو پکڑ لیا شاہزادے نے چاہا سوار ہون نسیم اٹھکے قدمون پر گری کہا حضور تکلیف نہ فرمائیں میں جاتی ہون خدا چاہتا ہے تو انکو رہا کر کے لاتی ہون نسیم چلی ہر چند شاہزادہ سکندر نے منع کیا مگر ملکہ نسیم نے نہ مانا کہا میرا جانا ضرور ہے ایسا نہ ہو جواہر پر کوئی افتاد پڑے جواہر عیار ایسا ہی ہے مگر ساحران نور افشان بڑے بڑے ہوشیار ہیں ایسا نہ ہو جواہر گرفتار ہو جائے سمندر نے کہا کسی ایسے ویسے کو قید سپرد کی ہوگی سکندر کو تو ہمت کہدیا کہ آپ قصد کیجیے گا ملکہ نسیم اٹھکر چلیں خوشباش قید لیے ہوئے جاتا ہے دور سے جواہر نے دیکھا حیران ہے کہ سر راہ کیا کرون آخر کنارے آیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر سقے کی شکل بنکر تیار ہوا مشک دوش پر رکھی پانی چھڑکتا ہوا پیاسونکو پلاتا ہوا لشکر کے ساتھ چلا خوشباش نے آواز دی ارے او بہشتی تو کون ہے کہا حضور کا ملازم گرمی کی فصل ہے اس واسطے پانی پلاتا ہون کہ پیاسونکو تکلیف نہ ہو اہل لشکر سیراب ہیں خوشباش نے کہا ارے تیرا نام کیا ہے کہا حضور نام میرا دفتر میں آبرودار لکھا ہے بخشش لگوا کے دیکھ لیجیے خوشباش نے کہا میں تجھے نہیں پہچانتا جواہر نے عیاری تو کی مگر باتیں کرنے میں کچھ اٹک گیا کہا حضور مشک میں پانی نہیں رہا ہے جا کے بھر لاؤن یہ کہکے پیچھے ہٹا خوشباش سمجھ گیا کوئی عیار ہے ایک دستک دی کہا یارو اسے گرفتار کر لو پیادے دوڑے ایک پیادے کو جواہر نے خنجر مارا اور دو تین جادوگرون کو مارا اور چاہا تڑپ کر نکل جاؤن خوشباش نے سحر کیا زمین نے پاؤن جواہر کے تھام لیے رنگ و روغن چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک دبلا پتلا عیار قطور سے لگائے ہوئے کہا ارے تو کون ہے جواہر نے اپنا نام بتایا میں جواہر خنجر زن عیار سکندر برائے رہائی طیران آئے تھے یہان گرفتار ہوئے خوشباش نے انکو بھی گرفتار کیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر برابر طیران کے بٹھا دیا طیران یاد میں سکندر کی سخت پریشان ہے جواہر کو

دیکھکر تڑپ گئی دل مین کہتی ہی خداوند شجر اُسکو سرسبز رکھے کیسا بیر اُسکو خیال تھا کہ عیار کو روانہ کیا دیکھیے انجام کار کیا ہو عشق نے عجب رنگ دکھایا یہان آکے گرفتار ہوے نہین معلوم وہ شیر بیشہ جرأت کس حال مین ہوگا سامنے ہوتے تو عرض کرتی نظم

کہیے اسکو الف قیامت کا
لعنت عشق بنتی ہی لیلے
روسیہ منکر امامت کا
حسن سے عشق ہی ہمین ازلی
کس سے وعدہ نہین قیامت کا
گھر بناتے اگر یقین ہوتا
وہ جو ہی خاتمہ امامت کا

نیم جان چھوڑنا نہ اے قاتل
مستحق ہو جو اُس کرامت کا
مرد میدان کا حال کیا جانے
ہم بھی دم بھرتے ہین قدامت کا
وصل مین ہجر کی خبر تھی کسے
اس خرابے مین استقامت کا

وصف لکھا جو تیرے قامت کا
فعل ہی یہ بڑی ندامت کا
پیروی پیشوا کی لازم ہی
راہرو کوچۂ سلامت کا
واہ ری عاشقوں کی دل جوئی
تھا نہ معلوم روز شامت کا
حسب دلخواہ دے تجھے آتش

خیال مین بیٹھی ہی کہ ای طیران ہمارے ساتھ عیار بیکار گرفتار ہوا یہ اُس شہریار کا زینت پہلو قوت بازو ہی اس کی ذات سے بڑے بڑے کام نکلتے تھے ایسا نہ ہو وہ شیر کسی بلا مین مبتلا ہو جائے اسی سوچ مین طیران تھی کہ آسمان پر برق چمکی ہوا ٹھنڈی چلی آسمان سے آواز آئی منم ملکہ نسیم آتشخو او ساحر خبردار آگے نہ بڑھنا ای طیران نہ گھبرانا مین آپہونچی نسیم نے پاٹ کے سحر کیا جادوگر تھرائے خوشباش نے ماش کے دانے پھینکے اس کے ساحر بیتاب ہوے تھے مگر اسنے ماش کے دانے جو پھینکا ساحر یا تو بگڑا چاہتے تھے یار کے ملکہ نے سامنے آکر اپنے نام کا نعرہ کیا مسکرا کر ہاتھ اُٹھایا کہا کیون صاحب قید کو طیران کی کہان لیے جاتے ہو ملکہ نے جو مسکرا کے کہا دندان گوہر نما سے برق چمکی سب ساحرونکے قلب الٹ گئے جھومنے لگے نظم

باز آئینگے نہ بازی عیش و نشاط سے
دو طاق ہین بلند فلک کی رباط سے
جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہ ہون
بسمل تمھاری تیغ سے کس کس انبساط سے
انجام ہو بخیر قیامت کا آتشا

باہر ہین اس جو مین ہم اپنی بساط سے
حلقے مین آہو ہونگے مین دیوانے [illegible]
خوشرو سے خوشجمال سے خوش اختلاط سے
خواہان مرگ دل ہی جدائی مین یار کی
داخل بہشت مین ہو گذر کر صراط سے

حیران اُن ابروون کو مین معمار دیکھکر
عامل حصار مین نہ ہون اس احتیاط سے
کیا کھا کے زخم کرتے ہین ستونکیطرح ہم
بیزار روح جسم کے ہی ارتباط سے

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے ناچ رہے ہین سب ہی کہتے ہین ہم تمھارے عاشق ہین خوشباش گھبرا گیا کہ یہ کیا غضب ہوا کبھی ماش کے دانے پھینکتا ہی کبھی سامری وجمشید کو یاد کرتا ہی ہزار ہزار طرح کے سحر کیے کسی سحر کی تاثیر نہوئی لاچار ہو کے منھ پیٹنے لگا کبھی پکارتا ہی یا شہنشاہ نور افشان اگر غلام کی حفاظت کیجیے اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سب ساحر دشمن ہوگئے کھینچتا ہی غل مچاتا ہی اُن ساحرونکا ولولہ بڑھتا جاتا ہی حرکات لغو کر رہے ہین کبھی ناچتے ہین کبھی گاتے ہین کبھی ہاتھ اُٹھا کے کہتے ہین ای ملکہ عالم ہماری جان جاتی ہی ملکہ نے کہا ارے کیون جان دیتے ہو طیران دیو اور خنجر زن کو چھوڑ دو اسی مین خیر ہی کہ ان دونون کو رہا کرو اگر اسکے خلاف کیا قتل ہو گے کئی نے تلوارین کھینچکر اپنے گلے کاٹ ڈالے جو ساحر باقی رہے وہ قہقہے مار کے ہنس رہے ہین خوشباش انکی بالتو نہین ہنس رہا ہی یہانتک نوبت بہم پہونچی کہ اپنے ہوش مین نہین رہے افسر کو کلام سخت و سست کہتے ہین کبھی کہتے ہین او نامرد ہمین کیون

ساتھ لایا تو نے طیران کو کیون قید کیا کچھ ساحر یہ کہکے بڑھے کہ ہم تجکو بھی قتل کرینگے تیرے خون کا دریا بہائینگے ملکہ طیران اور جواہر کو چھڑا کے لیجائینگے ملکہ نسیم نے کہا ہم خود آئے ہین نسیم نے بڑھکر طیران کی زبان سے سوزن نیا کہا بوا اٹھو طیران جو اُٹھی اس نے جواہر کی قید کاٹی نسیم نے کہا تم نکل جاؤ مین خوشباش سے سمجھ لونگی خوشباش سحر کر رہا ہے سحر تاثیر نہین کرتا نسیم مقابلہ پر طیران نے کہا ملکہ عالم آپ تکلیف نہ کرین مین اس ملعون سے سمجھ لونگی نسیم تو الگ ہوئین طیران و خوشباش سے سحر چلنے لگا دو چار سحر چلے تھے طیران نے جھولی سے کارد سحر نکالی نکالکر خوشباش کو کھینچ ماری سینے پر خوشباش کے پڑی پشت کے پار گذری آندھی اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من خوشباش جادو بود خوشباش کا مرنا سب ساحر بھاگے ملکہ طیران و نسیم و جواہر ساتھ ساتھ چلے سمندر ریلٹ کے دربار مین آیا سحر العجائب نے کہا کیا کہا حضور حقیقت مین وہ سکندر پر عاشق ہوئی جو نام آپنے بتلایا اُسکی فکر مین تھی راہ مین مین نے اسے گرفتار کیا جاکر طیران سے لڑا اُسکو گرفتار کرکے بدست خوشباش روانہ کیا ہی کیا سبب کہ وہ ابھی تک نہین پہونچا ہرکارونکو حکم ہوا کہ جاکر خبر لاؤ ہرکارے چھپے تھے کہ ہمراہیان خوشباش آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہ خوشباش کو آکر نسیم الشخوے مارا طیران کو قید سے چھڑا کر لیگئی یہ سنکر سمندر اُٹھا کہا حضور یہ بے ادبی تو جبر ساتھ کی ابھی جا کے گرفتار کرکے لاتا ہون طیران جو ساتھ نسیم کے چلی کہا مین ملکہ گل اندام کے پاس جاتی ہون اگر اُسکے پاس لوح ہی تو لاتی ہون نسیم نے کہا کہ پہلے شاہزادے کی ملاقات کو چلو جیسا کچھ وہ فرمائینگے ویسا کرنا نسیم نے کہا مجکو شرم آتی ہی کہ جاکر کیا روے سیاہ دکھاؤن ہی ملکہ نسیم نے رد کا طیران نہ رکی تڑپ کے بلند ہوئی طرف مکان گل اندام کے چلی باغ سبز پوشان مشہور ہی جب پہر دو پہر رہبر دی کر چکی سامنے سے باغ سبز معلوم ہوا باغ بہشت آئین حقیقت مین باغ سبز پر جوش بہار ہی طائر بے شمار ہی زمزمہ سرائی کر رہے ہین سبزہ خوابیدہ بیدار ہوا ہر گرداب بحر آئینہ رخسار ہوا موج دست تمنائے معشوق ساحل کنار مراد نخل سر سبز شاداب پتے مثل برق کے چمک رہے ہین شاخین ہاتھ بڑھاتی ہین آمد بہار کا مژدہ سناتی ہین عندلیبان خوشنوا الصید ادا یہ غزل گا رہی ہین نظم

غزل جو ہے وہ محبوب نکتہ دان سنتا
زمین شعر کا افسانہ آسمان سنتا

فراغ رنج سے ہی بعد مرگ بھی دشوار
زمین کے نیچے بھی ہون مین تو آسمان سنتا

کھلے نہ حالت دل کا زبان کو احوال
سنا کرے ہی اگر گوش بے زبان سنتا

خوشی سے جامے مین پھولا نہین سماتا ہی
بہار گل کی جو آمد ہی باغبان سنتا

زبان کو نسی مشغول ذکر خیر نہین
کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا

قریب ہی یہ کہ حاصل کرون حضور رسی
پتا لگا یا ہی دل ہون ترا مکان سنتا

خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے
جرس سے مژدۂ منزل ہی کاروان سنتا

نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا ہی کس کس نے
پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا

فسانہ رخ رنگین یار کیا کہتے
چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مری یوسف کہا نہیں جاتا
نکلتا ہی جو وہ خونخوار اوپچی بن کر
کچھ احتیاج نہیں مجھکو خنجر زبارو کی
مری فغان سے ہی گیسوے یار بل کھاتا
بہار آئینہ دکھلا رہی ہی حیران ہی جو
کیا ہی زرد یہ سوداے خال مشکین نے
چمن کو کوچۂ قاتل نگہ ہی سمجھا تو
یہ شوق بوسہ ہی منہ اُسکا چوم لیتا ہون
مجھے وہ وحشی صحرا نہ یاد آتا ہے
جواب اُلٹ کے نہ کیونکر مین اُسکے بدلے دون
رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
اُن ابرو دن کو مین شاعر بھی کہ رہے کچھ کچھ
کہون جو بال مین اُسکو تو بال شیشے کا
فراق یار مین اے صبر زور تو جتا
قضا کے تیر کو دیکر نشانہ بنتا مین
قصور مجھسے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
بر چل رہی ہی ہوا باغ دہر مین کیسی
نہال قد کے ہو سوکھے جیسے زرد آتش

تمھارے حسن کے سودے کیو ہون گران سنتا
ہر اک طرف سے ہون آواز الامان سنتا
اجل کو اپنے ہون اپنا نگاہبان سنتا
ملال ہوتا ہی کافر ہی جب اذان سنتا
ہزار کیسے نہیں ایک باغبان سنتا
وہ رنگ ہی کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا
شہید تجکو ہون اے نخل ارغوان سنتا
زبان سے جسکے ترے رخ مین ہون دہان سنتا
کسی کے گھر مین جو ہون دوست میہمان سنتا
کڑی مرے لیے ہی گوش بے زبان سنتا
شہون کو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا
پچھاڑتا ہی یہ جسکو ہی پہلوان سنتا
کوئی جو ابروے خمدار سے کمان سنتا
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

عجب باغ پر بہار ہی ہمہ سمت بلبلو نکی پکار طیران دیکھتی ہوئی اس باغ سے گذری چاہتی تھی کہ باغ سے گذر جاے کہ ایک غنچہ مسکرایا پتون نے آواز دی اے ملکہ طیران کہان جاتی ہو دیکھیے ملکہ گل اندام بلا رہی ہین پلٹ کے طیران نے جو دیکھا چبوترے پر باغ کے ملکہ گل اندام مسند پر بیٹھی ہین گرد لگی سو نازنین مہ جبین سامان عیش و نشاط مہیا گل اندام نے مسکرا کے کہا بوا آؤ کہان جاتی ہو نسیم سحری نے ہمکو خبر دی تھی کہ ملکہ طیران آپکی ملاقات کو آئینگی لہذا علیحدہ جانے کا کیا باعث ہم تو تمھارے بہت مشتاق ہین طیران جادو اُتر پڑی دل سے اپنے کہتی ہی اسکی تحفظ و شان سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ صاحب پوچھ ہی اسنے تو ہمارا حال نہ سنا ہوگا اگر سامنے ملکہ گل اندام کے بیٹھی گل اندام نے کہا بوا خیر و عافیت کہو طیران نے کہا شکر خداوند سامری و جمشید کا تمنے سنا ہوگا طلسم کشا نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کیا ملکہ خورشید برق وش نے رہائی پائی اب بربادی طلسم کی تدبیرین ہو رہی ہین انھین ہے طلسم کشا اس راہ سے آئے ہو اتم اپنے کو بچانا گل اندام نے کہا طلسم کشا یہان آ کے کیا کریگا طرف سے باغ لالہ زار کے راہ ہی یقین ہی وہ ادھر ہی سے چلے دین کہ طلسم کشا کو دانتون پسینا آجا کے باغ لالہ زار ملازمان طلسم کشا کو جلا دیگا آجتک کبھی

کسی ساحر وغیر ساحر کا طرف باغ لالہ زار کے گذر نہین ہوا جو اُسطرف نا سے گیا باغ مین جا کے
پھنسا آفت مین مبتلا ہوا بھئے تو نہین سنا کہ کوئی اُسطرف سے گذرے اپنے زمانے مین کوکب نے
کبھی اُس باغ سے گذر نہین کیا ملکہ ہیران شمشیر زن کہ ساحرہ بہر فن تھی دریاے خون روان
توڑا باغ لالہ زار کی سیر نہ کر سکی اور بوا یہ باغ سبز پوشان کہلاتا ہی یہان بھی آدمی کے ہوش اُڑتے
ہین لوح سے ہمین کیا کام ہی اُسکے پاس ہوگی جو سحر مین یکتا ہوین تو صرف مالک باغ سبز پوشان کہلاتی
ہون آج کیا باعث ہی غنچے ہمکو دیکھکر مسکراتے ہین گلون نے آنکھین کھولدین نرگس اسی جانب
تک رہی ہی سنبل نے پیٹیان سنوارین عشق پیچہ پیچ وتاب مین چشم معشوقی کی کیفیت نہر کے
حباب مین کیا کسنے شاہان طلسم سے کچھ رنج و ملال ہوا طیران نے کہا نہین بوا مجھے کیا ضرورت
تھی جو شاہان طلسم سے تکرار پیدا کرتی تھو اُنھون نے کہا تمام طلسم پر روشن ہی خود اُنکو مناسب
تھا یا نہ تھا گل اندام نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا کہا بوا ہم دونکی بات بڑھ دنکے ساتھ ہی یہ جام نوش کرو
اپنے باطن کا حال کہو طیران کے مدے جسم کھڑے ہوگئے انکار مناسب نہ جانا یہ دل نے کہا
کہ شراب پی اور غضب ہوا لیکن پیو اب کیا چارہ ہی بونڈی کی کیا مجال تھی کہ ان تک آتی اور بلا
کے لیجاتی انکا یہی فیض عام ہی نام ہی ملکہ گل اندام ہی ایسی ایسی باتین دلین کین جام لے لیا جیسے
ہی جام لبو لسے لگایا طفلان غنچہ نے غون غان شروع کی عندلیب خوشنوا ہنسی بتون نے کف افسوس
ملے شاخون نے ہاتھ بڑھاے کہ سر پر طیران کے سایہ کرین ہواے معتدل چلنے لگی نہردن
مین جوش وخروش طاؤسان بدمست کو بیہوشی مین ہوش کا کل سنبل کا کوڑا بنا غنچون کو دل لگی سوجھی
نرگس کی آنکھین اُبل آئین جام پیتے ہی طیران کو نشہ ہوا گل اندام نے پوچھا کیون بوا ایسا رنج
ہوا تو صاف صاف کہو کہ کس ضرورت پر اتفاق ہوا ہمارے واسطے کوئی نامہ بھی لکھا تھا تحریر
غنچہ و گل سے ثابت ہوا کہ تقدیر کا لکھا کیا پیشانی تھی اب نہ تامل کرنا شراب دشباب نمنے پی انہو صاف
صاف کہدو کہ یہ باتین جو گل اندام نے کہین طیران نے کہا بوا ہم گنہگار شاہان طلسم نورافشان
مین بیٹھے بیٹھے ہاتھ ہمارا پہاڑ کے نیچے دبا شاہزادہ سکندر زرین پوش زرین علم سے مائل ہوئی
انکی معشوقہ اصلی کہ جس کے ساتھ نسبت بھی ہوچکی ہی ماں باپ نے اُنکے منسوب کیا فرنج خوشبوئی
سینے پر پڑا آخر وہ بھی راضی ہوئین اُنسے یہ اقرار کیا کہ فکر لوح طلسم کردینگے عہد وپیمان ہوے شاہان
طلسم سے جاکے پوچھا کہ لوح کسکے پاس ہی اُنھون نے آپکا نام لیا منظور ہوا آپ کو بلوائین
بیہوشی دیکے قتل کرین کنیز نامہ لیکر چلی تھی راہ مین سمندر نے گرفتار کیا ہم گرفتار ہوے ایک
ساحر ہمکو لیکر چلا النسیم نے آکے مار ڈالا اب ہم خاص اسواسطے آئے کہ تمکو قتل کرین لوح کیونکر
لیجائین لیکن اب تو دام تزوین پھنسے یہ جو حال ملکہ طیران نے بیان کیا گل اندام نے کہا بوا کیا
کہنا حقیقت مین بڑا کام کیا شاہان نورافشان نے تمکو دھوکا دیا میرے پاس لوح کہان لوح کا
راستہ جہان ہی وہان ہی اس طلسم کا فتح ہونا بہت دشوار ہوگا بوا تمنے ناحق بیٹھے بیٹھے اپنے کو آفت
مین پھنسایا ہماری بوا کے واسطے زیور لاؤ کنیزین دوڑ گئے اُسکے واسطے ہتھکڑیان بیڑیان لائین ہتھکڑیان
بیڑیان سامنے رکھدین بجاے سوزن ایک تکلا بھی لاکے رکھدیا گل اندام نے کہا بوا یہ زیور

پہنو طیران نے اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین تکلادیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنین طوق گلے مین پہن لیا گل اندام نے دوسرا جام پلایا جام پیتے ہی ہوش آیا اپنے کو اس مصیبت مین دیکھا گھبرا گئین کہ مجکو کس نے قید کیا گل اندام نے کہا ہوا تمہارے اطوار نے تمکو گرفتار کرایا آواز دی ارے کوئی حاضر ہی سنبل جادو سامنے آئی کہا سنبل اسکی قید خدمت مین شاہان طلسم کے لے جا راہ مین ہوشیار رہنا شاہزادہ سکندر بڑے زور و شور سے قلعۂ مسحوب نیزہ باز پر فروکش ہین اگر انکو خبر ہوئی وہ ضرور انکی رہائی کو آ بلینگے بی نسیم آتشخو ایک حقیر ساحر کو مار کے بہت بلبلائی ہین انکی بھی ہوا بگڑیگی گرفتار ہو کر آمینگی ایک بار قید ہو چکی ہین سنبل نے طیران کو ارابے پر سوار کیا پانچ سو کنیزین اسکے ساتھ مین قید لیکر طرف شاہان طلسم کے چلی یہان شاہزادہ سکندر قلعۂ مسحوب پر فروکش ہین ملکہ نسیم و جواہر آکر پہونچے کیفیت رہائی طیران بیان کی کہا حضور ملکہ طیران فکر لوح مین گئی ہین سکندر نے زانو پر ہاتھ مار اکہا یارو ہمسے تو صلاح کر لی ہوتی کیون ملکہ کو روانہ کر دیا ہمسے صلاح نکی ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائین نسیم نے مسکرا کے کہا آپ کو بڑا اقلیق ہی سکندر نے کہا مقام انصاف ہی کہ اُسنے ہمارے واسطے گھر بار چھوڑا شاہان طلسم نور افشان کی دشمن ہوئی ہم کیونکر اُسکا خیال نہ کرین اُسکی رنجیدگی کا ملال نہ کرین سکندر نے اُسیوقت حکم دیا خبر منگاؤ اگر خدا نخواستہ طیران کہین گرفتار ہو گئی تو ہمکو بڑا اقلیق ہوگا جواہر نے اُسیوقت ہرکارے روانہ کیے دوسرے دن ہرکارے پریشان آکر پہونچے عرض کی اے شہریار غضب ہوا ملکہ طیران کو گل اندام نے قید کیا سنبل جادو قید لیے ہوئے جاتی ہی ابھی ڈانڈ لیسے فوج گذریگی سکندر نے ارادہ کیا تھا جواہر قدمون پر گر پڑا کہا حضور تکلیف نہ کرین مین اُنکو رہا کر کے لاتا ہون سلطان زرین پوش بیقرار ہو گئے کہا اے جواہر طلسم نور افشان کے ساحر بڑے بڑے ہوشیار ہین ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے جواہر نے کہا کہ ہمکو افسر شاطران کیا ہی یہی ہمارا کام ہی عیاری ہی ہمارا نام ہی حضور منع نہ کرین یہ کہکے جواہر خنجر زن برائے رہائی طیران چلے سوچتے ہوئے کہ کیا کرون جواہر ابھی قریب لشکر نہ پہونچے تھے کہ گل اندام اپنے باغ مین بیٹھی ہی باغ اُسیطرح پر بہار ہی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ایک عندلیب نے پرونکو جنبش دی ملکہ گل اندام سے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم ذرا ہوشیار ہو جائیے آپ باغ سبز پوشان کی حاکم ہین اس مقام عجائب و غرائب کی ناظم ہین ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے آپ کو کچھ معلوم ہوا غنچے مسکرا رہے ہین گلون نے آنکھین کھولین سرو چمن اکڑ رہے ہین بی طیران جادو کی قید لیے ہوئے بی سنبل جاتی ہین سکندر کو خبر ملگئی میان جواہر صاحب عیاری کرنے چلے ہین یہ سنتے ہی اُٹھکر چلی آواز دی ارے کوئی حاضر ہی بی نسیم نے مجکو ہوا کا جھونکا جانا ایک لڑکے کو ساتھ لیکر برائے فتاحی طلسم نور افشان چلی ہین کیا کھیل سمجھی ہین یہ جو گل اندام نے آواز دی بارہ ہزار کنیزین سرو قد غنچہ دہن ہنستی ہوئی سامنے آئین کہتی ہوئی وای کیا ارادہ ہی ہم سمجھ گئے بی سنبل کو پریشانی ہوئی گل اندام نے کہا اب اُنکی شامت آئی ہی بی نسیم نے اپنے نزدیک بہت بڑا کام کیا شاہین و گلشن بھی ساتھ ہین ایک اشارہ مین ہوش نہ درست رہینگے جب حاکم باغ سبز پوشان نکلے گشت کرے میان طلسم کشا بھی گرفتار ہون اس لڑائی کا خاتمہ

بھی کر دیں تمام ملکوں میں خبر پہونچ گئی کہ طلسم نور افشان پر چہار جانب سے بلوہ ہے طلسم کشا نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کر لیا اب تلاش یہ نہ کرنے پائیں راہ میں گرفتار کیا جائے یہ آگے تخت پر سوار ہوئی تحریر جادو سہلو میں بیٹھی ہے کہا ایک نامہ واسطے سکندر کے لکھو مضمون یہ ہو کہ عیار کو براے سنبل کیوں بھیجا خود تشریف لائیے منتظم باغ سبز پوشان حاضر ہوتی ہے بی نسیم اور شاہین و گلشن یا آپ طیران کو رہا کر دیجئے یا ہم آپ کے دل سے ارادہ فتاحی طلسم نکالینگے تحریر نے نامہ لکھا جو جو مضمون گل اندام نے کہا وہ درج ہوا گل اندام نے کہا نامہ کیونکر بھیجوں صلاح ہوئی کہ قاصد صبا کے سپرد کرو تحریر نے نامہ ہتھیلی پر رکھا جھونکا ہوا کا نامے کو اڑا لیگیا ملکہ گل اندام چلیں یہاں سکندر قلعۂ مسحوب میں بیٹھے ہیں شہنشاہ زریں پوش تخت ہے ملکہ نسیم و شاہین و گلشن سحر طراز سب دربار میں حاضر ہیں دربار سکندر معمور کہ ایک ہوا چلی سب کی آنکھ بند ہو گئی اب جو نسیم نے آنکھ کھولی ایک نامہ اپنے ہاتھ میں پایا اب جو پڑھا تو مضمون مذکور تحریر تھا کہا اے شہریار ملکہ گل اندام مالک باغ سبز پوشان آپ کو تحریر فرماتی ہیں کہ اے شاہزادۂ سکندر والا حشم آپ ارادہ فتاحی طلسم نور افشان رکھتے ہیں مقام افسوس ہے کہ عیاروں کے بھروسے پر طلسم کشائی اگر دعوی فتاحی طلسم ہے تو خود لشکر کشی کر کے آئیے مقابلہ پڑے احوال کھلجائے سکندر نے کہا لشکر تیار کرو اسیوقت لشکر تیار ہونے لگا ملکہ نسیم و شاہین و گلشن صلاح کر کے سوار ہوئے ملکہ نسیم نے مشقت کی ایک بازو بند عمدہ تیار کر کے بازو پر سکندر کے باندھا اور کہدیا کہ آپ پر سحر ایک کا سحر تاثیر نہ کریگا جو ہم پر غالب آئیگا اُس کا سحر تاثیر کریگا یہ انتظام کر کے لشکر نے کوچ کیا جواہر کا حال تحریر ہوتا ہے کہ یہ جو قریب لشکر سنبل پہونچے ایک پہاڑ پر سے چڑھ کے دیکھا ایک خیمے میں ملکہ طیران قید ہیں سنبل کی بارگاہ استادہ ہے جادوگرنیاں جا بجا پھر رہی ہیں جب جواہر پہاڑ سے اترا ایک ضعیفہ کی صورت بنا چاہا لشکر میں جاؤں اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھا صحرا خالی معلوم ہوتا ہے لشکر سنبل کا کہیں نشان بھی نہیں تین مرتبہ جواہر پہاڑ پر چڑھا اور تین مرتبہ اترا جب پہاڑ پر جاتا ہے لشکر نظر آتا ہے جب زیر کوہ آتا ہے لشکر معدوم ہو جاتا ہے دل میں کہتا ہے جواہر کچھ سمجھ میں نہیں آتا جب پہاڑ پر جاتا ہوں لشکر نظر آتا ہے جب پہاڑ سے اترا لشکر غائب ہو گیا اس فکر و بیں تھا کہ پشت سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل زیور گل میں لدی ہوئی بارہ ہزار فوج پشت پر نہایت کر و فر سے لشکر پیدا ہوا اب جواہر نے دیکھا کہ سنبل بھی استقبال کو آئی نہایت درجہ جواہر حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے اتنے میں سنبل جادو بھی ظاہر ہوئی ملکہ عالم کھڑکے پایۂ تخت پر سنبل نے ہاتھ ڈالا دوسری گرد اڑی جواہر بیان ہو کے دیکھنے لگا دیکھا لشکر سکندر والا حشم بڑے کر و فر سے پیدا ہوا شاہزادہ دلپشت مرکب پر ملکہ نسیم طاؤس زریں بال پر شاہین بلند پرواز ایک عقاب پر سوار و گلشن سحر طراز طاؤس زریں بال پر شہنشاہ زریں پوش تخت پر ساحر و غیر ساحر ملا کر تین لاکھ کا لشکر اس کر و فر سے شاہزادہ بھی آ کر پہونچا ملکہ گل اندام نے پکار کر آواز دی اے شاہزادہ والا قدر آپ عیار کے بھروسے پر طلسم کشائی کرنے نکلے ہیں آپکا عیار طیران کو رہا کرنے آیا تھا پہاڑ پر چڑھا تین مرتبہ اترا بیچارہ اس سختی سے حیران تھا آپ

اب لشکر کو لیکر آئیے حال کھلجائیگا بی نسیم ہوشیار رہیگی مین حاکم باغ سبز پوشان ہون برائے گرفتاری سکندر آئی ہون نسیم نے کہا کیا مجال جو شاہزادے پر نگاہ ڈالے تو آنکھین پھوڑدین گل اندام ہنسنے لگی کہا غصہ نکیجیے لشکر اتاریے جب ہمارے آپکے مقابلہ پڑیگا تو حال کھلجائیگا دونون لشکر آکر مقابلے مین اُترے گل اندام نے پکار کے کہا آج شب کو انتظام ہوگا مگر میان جواہر ہمارے لشکر مین آنیکا ارادہ نہ کیجیے گا آپ ہزار کوس پر تھے ہمکو خبر ہوگئی دونون لشکر مقابلے پر اُترپڑے لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ساحرون نے جابجا بارگاہین استادکین بارگاہ سکندر استادہ ہوئی گل اندام نے اُترتے اُترتے ایک بدھی پھولونکی اپنے گلے سے اُتار کے پھینکی ایک ابر سیاہ پیدا ہوا لشکر پر سکندر کے آکے چھایا ملکہ نسیم اُترکے بیٹھی ہین شاہین نے کہا ای فرزند بڑے ظالم سے مقابلہ ہی یکایک ابر ظاہر ہوا گلشن نے کہا لو بی بی سحر شروع ہوگیا ملکہ نسیم باہر نکل آئین دیکھا ابر بڑھا ہوا ہاہر لشکر کو گھیرتا جاتا ہی ملکہ نسیم نے کھڑے ہوکر سحر کیا جیسے ہی گولہ طرف ابر کے پھینکا ابر پھٹا ابر سے ایک نازنین مہ جبین خوش آواز باکرشمہ و ناز گوری گوری صورت کمر چپت ارادہ درست مسکرا کے سامنے نسیم کے آئی فراش ماہتاب نے فرش چاندنی بچھایا ہی غضب کی رعنائی دیکھکر اس نازنین نے جو ابر سے نکلی ہی ملکہ نسیم سے آنکھ ملائی کہا بی بی یہ چند شعر نسیم کے میری زبان سے سن لیجیے یہ کہکے بالحان یہ اشعار آبدار گانے لگی

نظم

طرۂ مشکبار ہی جلوۂ آبدار شب	نسبت زلف یار ہی باعث افتخار شب
شفق من خدا معاف جھوٹ ہی آگے گزاف	چشم غنودہ مین ہی صاف حسرت انتظار شب
آنکھین چلد بے وفا دل نہین مانتا مرا	چہرۂ روز پر جھکا گیسوے تابدار شب
حال نہ پوچھ ہمنشین ہی غم دلبر حسین	شعلۂ آہ آتشین ہوتا ہی ہمکنار شب
وعدہ ہی وصل یار کا اور رے بخت نارسا	اول شام سے ہوا پہلے ہی اختصار شب
ہر کوئی آسمان جناب جسنے کیا یہ انتخاب	حافظ روز آفتاب ماہ ہی پاسدار شب
نالہ آتشین سے ڈر آب کہین نہ ہو جگر	ہوتی ہی شام صبر کر اے دل خواستگار شب
سہتے کبھی نہ ایکدم فرقت یار کے ستم	صبح نہ ہونے دیتے ہم ہوتا اگر اختیار شب
دیکھتے ہین نسیم ہم لحظہ بہ لحظہ یہ ستم	ہجر مین طول روز غم وصل مین اختصار شب

جب اُس نازنین نے یہ غزل سامنے ملکہ کے گائی نسیم نے کہا مین تعجب کرتی ہون کہ تو ایسے ایسے اشعار آتش خیز شعلہ انگیز گارہی ہی تیرے منہ سے کوئی شعلہ نہین نکلتا جل نہین جاتی کیا ہی جیسے جلتی ہی مثل شمع کیون نہ پگھلتی ہی شاہین نے شرارت کی ایک شعلہ بھڑک کر اُس نازنین پر گرا ہر بن مو سے اُس نازنین کے آگ نکلی جلتی ہوئی قریب ابر کے پہونچی ابر مین روئی کے گالے سے تھے وہ بھی جلنے لگے ابر جلکر خاک ہوا شور ہوا کشتی مرا نام من ریحان سبز پوش بود گل اندام اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ یہ آواز کانون آئی بس یہ آواز سنکر گل اندام جھلاگئی آواز دی ارے نیرنگ تو نے سنا کہ کیا معرکہ ہوا بی نسیم نے اپنی ہوا باندھی میان شاہین نے اپنی بلند پروازی دکھلائی بی گلشن نے بڑا سحر کیا تو کیا کرتی ہی انھین کنیزون سے ایک کنیز اٹھی عرض کی جو ارشاد ہو کسکا مجال جو کوئی

زبان ہلاسکے پھر لب پھڑک کے رہین وہ فریاد والغیاث بلند ہو کہ بی نسیم بھی اپنا سحر بھولین ہوائے ایک ہوا اُڑا ئی ہی کہ اپنے معشوق کے واسطے ایک بازو بند بنایا ہی بازو پر سکندر کے باندھا ہی گل اندام نے کہا شیرنگ کسی بات کا خیال نہ کرنا وہ شعبدہ ہو کہ اپنی جان سے بیزار ہون دیکھیے تو کیا آفت بر پا کرتی ہون شیرنگ نام ہی شعبدہ بازی میرا کام ہی یہ کہکے وہ کنیز غائب ہوئی نسیم بلقیسکی آئی ہین سکندر کے دربار مین کرسی پر بیٹھی ہین ذکر ہو رہے ہین نسیم نے کہا صاحب تمنے سنا انھون نے ایک سحر کیا تھا اسکو بھی مٹایا اب اور کوئی شعبدہ ہوگا آج رات تو آرام نہ کرنا کہ دیکھا ایک ابر گلنار اُٹھا نسیم نے چاہا اپنے مقام سے اُٹھون آواز آئی کہ اپنے مقام پر بیٹھی رہو اب اُٹھنے کا قصد نکرنا شاہین نے بھی قصد کیا تھا کہ اُٹھکے سحر کرون ایک آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی اُس آواز مہیب مین یہ صدا اتھی کہ ای ملکہ نسیم اپنے سحر پر ناز نکرنا ہم لوگ سکان طلسم نور افشان ہین مالک باغ سبز پوشان صاحب عظم و شان ہم پر کبھی کسی نے زیادتی نہین کی ہمارے باغ پر کسی شہنشاہ سابق کا بھی گذر نہین ہوا بادشاہ حال کی تو کیا مجال کہ جو اس راہ سے گذر کرین ہمارا مقام مشہور ہی ہم حاکم دو شبہ سحر ہین ہمارے قبضے مین کمند سحر ہین نسیم اُٹھتے اُٹھتے بیٹھ گئین لشکر مین بوندیان پڑنے لگین ابابیلان لشکر نے دیکھا ایک زنگن سیہ فام لہراتی ہوئی سامنے آئی سبکو دیکھکر ہنسی کہا صاحبو مقام افسوس ہی کہ تمنے عجائب و غرائب طلسم مین پانون رکھا نظم

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجرائے خط
وہ پڑھتے پڑھتے سمجھ لگیا ماجرائے خط
فرصت کہان ہی ضعف سے بیحال ہیکسکو
کہنا کہ تمنے جان لیا مدعائے خط
گر خط نہ پڑھ سکین تو زبانی ہی نامہ بر
اب اور ہی ہوا ہی نہین ہم ہوئے خط
تھا دھیان نامہ بر کا لگا وقت و اسپر
کیونکر لکھون کہ وہ ہین مرے آشنائے خط
آجائے نامہ بر کسیکے فریب مین
تعریف مدعا مین کرون یا ثنائے خط
پڑھکر وہ خط شوق مرا اٹھکر کھڑے ہوئے
مضمون پاک ڈھونڈھ رہے ہین برائے خط
رخسار مدعا کے نظارہ کا شوق ہی
دیتا ہون نقد جان مین تجھے رونمائے خط

کہنا کہ اور آتا ہی اک خط قفائے خط
افسانہ ہائے ہجر کی طولانیان نہ تھین
قاصد ہمارا شوق ہی بس ہی بجائے خط
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہو
کہدینا مدعائے مصیبت فزائے خط
غفلت یہ تھی القصور رخسار یار سے
نکلا ہزار بار ہی منھ سے ہائے خط
آجائے نامہ بر جو بس مرگ ہم نشین
ڈر ہی نہ مدعی یہ کھلے مدعائے خط
مضمون خون دل کو بھی تنجرف سے کہا
تعظیم خواستگار ہوا ماجرائے خط
برسون گذر چکے ہوس انتظار مین
قاصد دکھا دے ناصیۂ خوشنمائے خط
آخر نسیم نامہ و پیغام تا کجا

گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
برسون پڑھا کیے نہ ہوئی انتہائے خط
خط نامہ بر کو پھیر دیا اور یہ کہا
جلدی نہ کیجیو مرے قاصد برائے خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہی یان
لکھا ہزار بار وہی مدعائے خط
سمجھین نہ مگر صاف کہین حال واقعی
دیتا مرے مزار پر لا کر ہوائے خط
قاصد جواب نامہ لکھا یار نے تجھے
کس رنگ پر ہی شوخی رنگ حنائے خط
ہی بیخبر نگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے
معلوم کچھ نہین سبب التوائے خط
قاصد زیادہ اس سے سوین کیا ضرور ہی
بہتر یہی کہ آپ چلو تم بجائے خط

جسوقت اُس زنگن نے یہ غزل گائی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھے غائب ہوئی کہین مین بوندیان پڑنے لگین لشکر مین سکندر کے غریو بلند ہوا گھبرا کے سکندر نے فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ ہلڑ کیسا ہی ہرکارون نے آکے خبر ظاہر کی کہ نخل سب جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل

رہے ہین سیکڑون بندگان خداوند شجر جل گئے سکندر نے پلٹ کے دیکھا کہ سب ساحر خاموش ہین اور بازو پر جو اکہ بندھا تھا اُسکے حرف مٹ گئے سکندر نے چاہا آہ کرے دن جواہر بیقرار ہوگیا کہا اے شہریار سارا لشکر آفت مین مبتلا ہے۔ رونے کی سبکے آواز آتی ہی بوندیان پڑرہی ہین ابر چھایا ہوا ہی اب لشکر سکندر مین سب جادوگر خاموش ہین ملکہ لنسیم جواب نہین دیتین شناہین کے ہوش اُڑے ہوے ایک گوشے مین جا کے ٹھہرا سحر نہین کرسکتا گلشن بھی لاکھ طرح چاہتی ہین کہ سحر کرے دن ممکن نہین ہوتا کئی مرتبہ گلشن آئین کچھ سوچکر بیٹھ گئین باہر کے اندر کے ساحر سب ایک ہین کسیکو سحر نہین بن پڑتا ہر چند قصد کررہے ہین کوئی ساحر اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا شناہین و گلشن نے بڑے بڑے زور مارے مگر کچھ نہ ہوسکا اب لشکر مین فریاد بلند ہی لشکر والے پریشان صاف معلوم ہوتا ہی بدن مین آگ جل رہی ہی ہڈیان جل کے خاک ہوجائینگی فریاد و الغیاث کی صدا بلند کررہے ہین پکار رہے ہین ای خالق بے نیاز ای رب کارساز وقت مدد ہی اب مدد کر اس بلا کو رد کر

نظم

حاضر و ناظر بود ذات خدا نزدیک و دور
مالک از بندہ نمیگردد جدا نزدیک و دور

حکم حق جاری است در ارض و سما نزدیک و دور
ہست آن فرمان روا فرمان روا نزدیک و دور

میرساند روزی ہر روزہ در ہر روز و شب
حضرت رازق بہر شاہ و گدا نزدیک و دور

جستجو در مسجد و بت خانہ ناحق میکند
ہست چون نور خدا جلوہ نما نزدیک و دور

باعث حرص و ہوا خاک تن این خاکسار
می پرد مثل غبار اندر ہوا نزدیک و دور

گاہ در مشرق برفت و گاہ در مغرب رسید
کرد بہر رزق تگ و دو تا کجا نزدیک و دور

ہر کجا باشی مددگار تو حق ہمراہ تست
در گذرگاہ طریقت ہند یا نزدیک و دور

عجب لشکر مین ہنگامہ ہی ہر شخص رورہا ہی ابر گھر کر لشکر پر چھا گیا شاہزادہ اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتا لنسیم و شناہین و گلشن اپنے اپنے مقام پر حیران و پریشان جھوتی ہین جب ہاتھ ڈالتے ہین اسباب سحر جھولی سے نہین نکل سکتا مجبور ہو کے رہجاتے ہین کسیکے بنائے کچھ نہین بنتا ہی ابر اپنا زور دکھا رہا ہی بوندیان پڑرہی ہین ابر کا زور بڑھتا جاتا ہی سیاہی ابر کی دیکھ کے قلب ٹھہرا جاتا ہی قضائے کار شاہزادہ ضیغم شیر شکار آتشخو کو مار کر اسی صحرا مین پہاڑ کے اُس پار فرو کش ہی اپنے لشکر کی نگہبانی کررہے ہین یکایک فریاد و الغیاث کی آواز کانون مین آئی نیرنگ صبا رفتار عیار ساتھ ہی نیرنگ سے کہا دیکھو تو یہ کیسی آوازین آتی ہین کوئی رورہا ہی اشکو لئے منہ دھر رہا ہی ہزارون آدمی فریاد کررہے ہین یہ کیا غضب ہوا کس پر آفت آئی ہی نیرنگ صبا رفتار باتمامے عیاری سے آراستہ ہو کے چلا آواز کے نشان پر آتا ہی پہاڑ پر چڑھکے دیکھا دو لشکر مقابلے مین اُترے ہین ایک لشکر پر ابر چھایا ہی ابر سے بوندیان پڑرہی ہین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہی نیرنگ فرزند ضرغام شیر دل ہی نہایت عاقل و کامل ہی پہاڑ سے اُترا قریب لشکر کے آیا ایک فقیر بنکر ساحرو لنسے پوچھا کیون صاحبو یہ کیا معرکہ ہی اس لشکر والے کیون رو رہے ہین کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہین ساحر نے کہا وہ لشکر سکندر زرین پوش نے ہی علم ہی یہ لشکر ملکہ گل اندام ہی ملکہ گل اندام نے سحر کیا صبح ہوتے ہوتے سب کا خاتمہ ہوجائیگا ایک پہر رات اور باقی ہی یہ سنکر

نیرنگ روتا ہوا بھاگا آکر دیکھا شاہزادہ ضیغم کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ہین کہ دیکھا نیرنگ روتا ہوا آیا ضیغم نے پوچھا خیر تو ہی عرض کی حضور لشکر سکندر پر بڑی آفت ہی گل اندام نامے کوئی ساحرہ ہی مالک دربند طلسم نور افشان ہی انتہا سے سحر یہ ہی کہ جو اس خنجر زن نے ارادہ یہان عیاری کا کیا وہان انکو خبر ہو گئی لشکر لیکر آئین سبکا خاتمہ ایک ہی سحر مین کیا اب پہر بہر اور باقی ہی ابا لیان لشکر سکندر کا خاتمہ ہو جائیگا ضیغم کا بھی دل کانپ گیا کہا بڑے افسوس کی بات ہی ہمارا تاجر زادہ نیا لقال ہی اُسکو اپنا فرزند سمجھتا ہی جہان اُنکی خدمتگزاری کی اُنکی مدد بھی کرنا واجبات سے ہی نیرنگ نے عرض کی جادوگر کا مقدمہ ہی سمجھ کے چلیے گا ضیغم نے کہا سمجھا بوجھا ہی برقان برق وش کہ عاشق جمال شاہزادہ والاقدر ہی شاہزادے نے جو بوق ترکی بجایا یہی آواز تھی کہ ای قزاقان تیار شوید پہلی آواز مین گھوڑون پر کاٹھیان پڑین دوسری آواز مین پشت ہائے مرکب پر سوار ہوئے تیسری آواز مین سب جمے ہوئے سامنے آگئے ضیغم بھی گھوڑے پر سوار ہو چکے ہین دیوانون کو ساتھ لیکر بڑھے جب لشکر گل اندام مین پہونچے بوق ترکی بجایا قزاقان بزنید مگر بہ ہوشیاری اب جو قزاق تلوارین کھینچکر گرے لشکر کفار مین مہلکہ ڈالدیا گرد و غبار اُڑنے لگا قزاقون نے خیمون کی کاٹین بارود کے فتیلے پھینکے خیمے جلنے لگے اس اندھیرے مین جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اول نعرہ نام صاحبقران کا کیا پھر نعرہ لندھور پھر نعرہ مالک پھر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ضیغم شیر شکار تصنیف مصنف

منم ضیغم بیشۂ صفدری	منم حامل رایت برتری	منم شیر میدان گوشت بزد	صف دشمنان میکنم گرد برد
کشایم تیغ کین درمیان مصاف	بلرزند از خوف دیوان قاف	منم سالک مسلک رستمی	بفوج عدو درہمی برہمی
منم نام آوریل پہلوان	عدو میکند الامان الامان	منم نیر برج صاحبقران	منم گوہر درج صاحبقران

اس زور و شور سے شاہزادہ آکے گرا کہ لشکر مین مہلکہ ڈالدیا جادوگر دیکھے مرنیکی صدائین بلند ہوئین گل اندام خیمے سے نکلی نکلکر دیکھا سب لشکر قتل ہو رہا ہی جادوگرنیون سے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہی جادوگرنیون نے عرض کی طلسم کشا آگئے لندھور مالک کے نعرے کی آواز سنی چالیس لاکھ فوج ہی سارا لشکر آپکا گھبرا ہوا ہی گل اندام نے کہا حقیقت مین ہر مقام پر تلوار چل رہی ہی ساحر اپنے تئین کیا بچا سکتے ہین آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا جو جسطرف نکلا جسکو آتے دیکھا اُسی پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سحر ہو رہے ہین ہزارہا جادوگر مر کے گر پڑے لاشے پھڑک رہے ہین خیمون مین آگ لگا دی گل اندام حیران ہو گئی اپنے کنیزون سے کہا ارے یہ تو دریافت کرو کہ لشکر حمزہ کسطرف ہی اور ہمارا لشکر کہان ہی کوئی سردار ہمارا معلوم نہین ہوتا ہمارے ملازمون کے مرنیکی آواز بھی آرہی ہی دمبدم آواز آتی ہی منم صاحبقران زمان کشندۂ کافران آخر دیکھو تو صاحبقران کدھر ہین کنیزین کہتی ہین واری اندھیرے مین کدھر جائین کیا دریافت کرین افسر کو کیونکر پائین اگر دشمن کو دیکھ لین قیامتین برپا کرین دشمن سے لڑین ہم نہین کر سکتے ہین خوف ہی کہ ایسا نہ ہو اپنے ساتھ والے پریشان ہون مقام تردد ہی گل اندام نے کہا پھر آخر کیا کرین لشکر کو قتل ہو جانے دین یہ کہکے منہ سے

ایک شعلہ آتش چھوڑا مثل مشعل وہ شعلہ روشن ہوا اُسکی روشنی میں چلی جس مقام پر آئی دیکھا ہمارے ملازم پڑے ہیں گوشت خرد دندان سگ علیحدہ علیحدہ جاتی ہی کہ نعرے کی آواز آئی اے صنم صاحبقران دانا دل شیروان گل اندام نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک شاہزادہ کمسن خود زرین کج سر پر زرہ سونے چاندی کی کڑیونکی زیب جسم انوار سطوت و صولت ساتھ ساتھ جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے گل اندام جرأت و شوکت دیکھکر ہلاک گئی کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری اَحواس مین ابتری چھاتی پر ہاتھ مار کے کہتی ہی یا رو حمزہ تو ابھی بہت کمسن ہی ابھی سبزہ بھی اچھی طرح آغاز نہین ہوا ہی کیا حسین و جمیل ہی یہ تو معشوق طرحدار ہی کیا جری بہادر ہی یہ کیسکے آگے تیری منظور ہوا کہ یونہین گھوڑے سے اُتار لون جوش محبت مین سحر بھی نکلیا آواز دی اے یکہ تاز میدان جلالت اے صاحب شوکت و لیاقت **نظم**

گل سے وہ اپنے شگفتہ ناز کیا ہوے
غنچے چمن سے دیتے ہین آواز کیا ہوے
پوچھینگے اُٹھ کے کھینچکے نالہ شب وصال
ہمسے چھپائے جاتے تھے جو راز کیا ہوے
کہتا ہی دل کہ ذکر تو ہوتا ہی پیش یار
ہم ساتھ ہین وہ کہتے ہین جانباز کیا ہوے
کہتا ہون اُسکے وعدے مین اسکی نہیم
ہر دل عزیز ہوتے تھے انداز کیا ہوے
خود کہہ رہے ہین میرے وہ انداز کیا ہوے
کہتے ہین نالے تنگ جو ہوتا ہون قفس مین
اب آسمان تفرقہ پرداز کیا ہوے
ذکر اُن لبونکا سنکے یہ کہنے لگے مسیح
اکدن ملو گے ہاتھ کہ غماز کیا ہوے
ہمسے چھپائین مرغ چمن راز عشق گل
کیا ہو گیا یہ تجکو ترے ناز کیا ہوے
کیسے ہزار دن ناز تھے ہر دلبری چلبلی
شاید کوئی طلسم ہی بلبل یہ فصل گل
یاد آپ کیسے گا وہ دمساز کیا ہوے
رسوا کرے جو دل ہی تو کیونکر کہو نہ تم
خود پوچھنے لگے مرے اعجاز کیا ہوے
سمجھے ہین بے سلسلے ہوے بھی مبتلا ہو
اُڑنے لگے یہ قابل پرواز کیا ہوے
بہتر ہی تیرا بندہ ہو زاہد جو اے صنم
دل کیا ہوا وہ آپکا وہ ناز کیا ہوے

یہ اشعار جو پکار کے گل اندام نے پڑھے نیرنگ نے کہا اے شہریار ہوشیار ہو جایئے نیرنگ تو الگ ہو گیا ضیغم گھوڑا بڑھا کر طرف گل اندام کے چلے تیغہ کھینچے ہوے ہین تلوار سے خون ٹپکتا ہی صد ہا لاشے گرد پڑے تڑپ رہے ہین جس ساحر نے منہہ کھولا کہ سحر کرے ضیغم نے نیزہ مارا اُڑیکو توڑ کے سنان نیزہ پار گذری کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا کسی کو قبضہ مار اسوار دنکو جھکائیان دید یکے مارا گل اندام کے کلیجے پر سب تلوارین پھر گئین قزاق لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جیسے ہی قریب پہونچے ضیغم نے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا گل اندام نے کہا اے آرام جان اے نور دیدہ عاشقان ابروے خمدار کیا کم ہین کہ جو تلوار اُٹھاتا ہی لے ہاتھ لگا کہ حوصلہ نہ باقی رہے ضیغم نے ہاتھ تلوار کا مارا ہاتھ انکا خشک ہو گیا گل اندام نے ارادہ کیا کہ کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ ساتھ والے اسکے سب بھاگ جاینگے ضیغم نے دوسرا ہاتھ مارا گل اندام ہنس پڑی شاہزادہ بیکار دوسرا ہاتھ بھی خشک ہو گیا جسم بیکار مجبور و لاچار گل اندام نے کہا اسی دعوی پر شمشیر زنی ہی ضیغم نے کہا کیا بکتی ہی گل اندام نے کہا ہٹ جاؤ میرے قریب کوئی نہ آؤ سب جادوگرنیان نہین جا ہا بڑھکر اُٹھا لون ہاتھو نکا خشک ہونا بہت ناگوار ہی نیرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا بیکار ہوے ایک کنیز کی شکل بنکر تیار ہوا اور سامنے ملکہ گل اندام کے آیا پکار کر آواز دی اے ملکہ لینا یہی حمزۂ عرب ہی آجتک کبھی کسی نے انکو گرفتار نہین کیا ہی نیرا اے سحر تھا جو ایسی تاثیر کی یہ ساحر کش مشہور ہی عنطلی آباد چاہ ماران ام لجبال فرعونیہ زبرجد نگار یہ سب ملک ساحر دنکے اسکے ہاتھ سے تباہ ہوے بڑے بڑے

ساحر مارے گئے آپ بڑے صاحب اقبال ہین یہ کہتا ہوا قریب پہونچا ایک طرف سے برقان بھی پہونچی قیامت کر رہی ہو دور سے جو دیکھا شاہزادے کو تڑپ کر چلی کئی ہزار آدمیون کو کاٹ کے چمکی گل اندام نے چاہا بڑھون کمار سے یہ کون جادوگرنی ہو شبرنگ نے کہا ٹھیرئیے دو سر املکہ ابر اٹھا جیسے ہی گل اندام نے اسطرف کو دیکھا شبرنگ نے لپٹ کر خنجر مارا اور نعرہ کیا منم شبرنگ عیار قتال گل اندام لڑکھڑا کر گری وہان ملکہ نسیم کو ہوش آیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام سن گل اندام جادو ابود ادھر نسیم و شاہین و گلشن ہوش مین آئے سحر کرتے ہوئے بارگاہ سے نکلے سکندر گھوڑے پر سوار ہوئے ضیغم نے جو دیکھا کہ اب لشکر سکندر آتا ہی نقاب چہرے پر ڈالی بوق ترکی بھی بجایا نفراق جمعی کہ پشت پر ضیغم کے آئے ضیغم ان سب کو ساتھ لیکر لڑتے ہوئے نکل گئے چلتے چلتے خزانہ لوٹ لیا ایک ایک فزاق نے ایک ایک توڑا اٹھا لیا ضیغم تو لڑتے بھڑتے نکل گئے برقان برق وش آسمان پر جا کے چمکی سکندر نے آکر لشکر گل اندام کو تہ تیغ کیا صبح ہوتے ہوتے فتح نصیب ہوئی ساحرون نے فریاد کی الامان الامان کی صدا بلند ہوئی سب مال و اسباب سکندر نے قبضے مین کیا جواہر نے عرض کی ای شہریار وہی نقابدار سبز پوش آج کس دھوم سے آکے لڑا گل اندام کو اسکے عیار نے مارا ورنہ آج سرکار کی فتح نہ ہوتی اسی مقام پہ بارگاہ زر بفتی استادہ ہوئی سکندر عالی حشم و سلطان زرین پوش کل سرداران نامی و ساحران گرامی آکر داخل بارگاہ ہوئے محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی دماغ ترین جام ارغوانی گردش مین ہر ایک کو خوشی ہوئی کہ شاگردان جواہر دوڑے ہوئے آئے ہاتھ اٹھا کے دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای شہریار ابھی خبر ملی ہی کہ طلسم کشا نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کیا اب تلاش لوح کا قصہ ہی سکندر طرف نسیم کے متوجہ ہوئے کہا کیون ملکہ عالم اب کیا ارادہ ہی ہم تو طلسم پر جائینگے ہمین بڑا تاسف ہی نسیم نے کہا ای شہریار چلنے کا آپ کو اختیار ہی خواہ جائیے خواہ نہ جائیے یہ ایک ساحرہ وہان کے دربند کی حاکم تھی اُسنے یہ رنگ دکھایا خاص ساحران طلسم کیسے ہونگے سکندر نے کہا خداوند شجر مالک ہین دیکھا اُسنے کیا شاخ پیدا ہوئی ہم عاجز ہوے خداوند نے اور سبب پیدا کیا نہین معلوم یہ نقابدار سبز پوش کون ہی اس لاچاری مین آکے مدد کی حسب لوح بالائی قیامت برپا کردی اور اگر تقدیر مین نہاین ہی پھر جا کر قید ہونگے طیران نے عرض کی واری مجھے سحر العجائب نے فقرہ دیا حضور چلین باغ سبز پوشان تک تو آپ کا قبضہ ہوا باغ لالہ زار پر جو کچھ گذرے گی کھل جائیگا مین مرا ہے جانبازی حاضر ہون ہرچند کہ قتل گل اندام کا دعو کا تھا بڑا مرحلہ فتح ہو اب آگے باغ سبز پوشان کے گذر کر جیسی گذریگی دیکھینگے سکندر نے ملکہ طیران کو کل لشکر کا منتظم کیا ملکہ نسیم نے ایک ابر سوسنی تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئین تین لاکھ فوج سکندر ساتھ لیکر بہ ہدایت طیران چلے طیران سب کے آگے آگے ہدایت درہبری کرتی ہوئی سکندر کو لیے ہوئے جاتی ہی کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب انکو راہ مین چھوڑ

دو کلمہ داستان صاحبقران زمان شریک ہونا ملکہ خورشید برق وش دختر بادشاہ ساباکل روانہ ہونا طرف کوہ لالہ زار کے اور ذکر سحر لالہ زار کا و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا سافی نامہ مصنف

پلا ساقیا جلد پھر جام مے
یہ تالاش لوح طلسم نگار
منازل کی طے مین مصیبت پڑے
منازل سے گو لوح کے دور ہون
فراست کا دم بھر رہا ہی قلم
کہ تالاش مشکل کے سائل ہوکے
منم آئینہ ساز میدان جنگ
شہنشاہ اقلیم میدان جنگ
منم ضیغم بیشۂ صفدری
منم قاتل کافر خود سری
ضمیرم چو آئینہ صاف ہست
شدم در جہان مدح خوان امام
نہال گلستان فضل و کمال
نہین صاحب علم کا قاعدہ
دو سب صاحب فہم خود دیکھ لین
کرینگے وہ انصاف کے خود کلام
طلسمات کے خوب دریا ہے
طبیعت کا جی ہوگیا امتحان

کہ تالاش کا لوح کی قصد ہی
عجب جستجو ہی بڑی آرزو
کہ ساحر طلسمات کے بھی لڑے
مگر جستجوے قلم ہی ضرور
کہ طے ہو یہ راہ مصیبت شمیم
منم رستم محفل شاعری
زکلکم شود دبیرن و گیو تنگ
منم ستگی مسند گیر و دار
منم کاتب جنگ فرمان بری
فریدون ملک سخن گستری
دلم مائل نظم انصاف ہست
منم صاحب علم و فضل و ہنر
منم سرو گلزار باغ جلال
سخن سنج ہین ناظر ذی کمال
مطالب مراتب ہین موجود ہین
کہینگے بانصاف و لطف عطا
یہ اشعار رنگین بجودت کہے

چلے ہین امیر عرب نامدار
کہ کرنا پڑی لوح کی جستجو
قلم کی روانی پہ مغرور ہون
کہ نزدیک ناہی عقل سے راہ دور
بڑے ساحر دلنے مقابل ہوے
منم صفدر بزم اسکندری
منم فاتح لشکر روم و زنگ
نہ ناظم شود در دلق کارزار
منم افسر لشکر شاطری
کہ سہراب یل یافتہ برتری
منم ناظم و نثر خوان امام
سخن آفتاب و تخلص قمر
قمر اس بیانسے ہی کیا فائدہ
کہ انصاف مین ہین خجستہ خصال
سمجھ لینگے نیکی بدی کو تمام
قمر آفرین مرحبا مرحبا
یہ کہہ دین ہون صاف کج مج زبان

چہرہ رہروان منازل طلسمات حسرت آیات و گام فرسایان صحرا سے پر آفات مصیبت سمات، گلہاے مضامین خجستہ آئین کو پیش گاہ ناظرین والا یون پیش کرتے ہین شعر مصنف سخن سنج دانا ے شیرین مقال ✣ چنین می نگارد ز کلک خیال ✣ سابق مین تحریر کرچکا ہون کہ کوہ عجائب و غرائب پر بڑی لڑائی پڑی ملکہ خورشید نے وہ سحر کیے کہ عالمان مذہب سامری نہایت تنگ ہوے آپس مین مصروف جنگ ہوے سب دربار مین آکے داخل ہوے لاکھون ساحر کوہ عجائب و غرائب پر مارا گیا کوئی افسر الیسا نہ بچا کہ جاکر سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر کرتا مگر یہ خبر ایسی نہ تھی کہ مشتہر نہ ہو سیماب سیمتن ساحر کہ ہر سال کوہ عجائب و غرائب پر مال لیکے اُترتا ہی اب جو پہونچا تو لشکر صاحبقران اُترا ہوا دیکھا یہ تاجر خود سامری پرست ہی خبر دریافت کی مال بھیجا طرف شاہان طلسم کے چلا بعض بعض مقام پر تاجرون نے خبر پہونچائی زاغ و زغن اُڑتے ہوے پہونچے ہر ایک کی زبان پر صداے افسوس تھی ہیہات ہیہات پکارتے تھے بہت خونریز کا نام لیکر پیٹتے تھے ہر ایک طائر کا بھی غل تھا کہ آج رونق طلسم نور افشان مٹی بڑا شخص مارا گیا سحر العجائب و مصر الغرائب دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحران طلسم بھی بیٹھے ہین صلاح گرفتاری طلسم کشا ہورہی ہی کہ چوبدار نے عرض کی سرکار کا تاجر قدیم سیماب سیمتن در دولت پر حاضر ہی حکم ہوا آنے دو سیماب سامنے آیا بیتاب و بیقرار

گویا سیماب خود کشتہ ہوا یہی اکسیر ہوا کہ مال بک گیا سحر العجائب نے پوچھا کیون ای سیماب اسقدر کیون بیتاب ہو سیماب نے کہا حضور کو کچھ خبر بھی ہی ہزیمت خونریز بار آگیا کوہ عجائب و غرائب پر مسلمانون نے قبضہ کر لیا جس مقام پر بزرگان دین کا قبضہ تھا اُس مقام پر لشکر مسلمانان کو دیکھا گیا کہون کہ غلام کا کیا حال ہوا بزرگان دین کا ملنا جب مین جاتا تھا نذر و نیاز چڑھاتا تھا وہان مسلمانون کو پھرتے دیکھا کلیجا ٹکڑے ہو گیا حضور نے سلطنت لی کوئی فکر نہ کی کوکب کے واسطے صاحبقران اپنی جان مٹا دینگے آپ تک لڑتے ہوے ضرور آئینگے جبدن سے آپ نے سلطنت کی کوئی ساعت راحت بھی پائی چہار طرف سے مسلمانون کا بلوہ ہی دوسرا اہر کارہ آکر پہونچا اُسنے عرض کی ملکہ گل اندام مالک باغ سبز پوشان قتل ہوئی یہ سنکر سحر العجائب گھبرا گیا ایک مشیر نے اُٹھکے عرض کی حضور کوہ عجائب و غرائب کی کیا حقیقت تھی کبھی شاہان کوہ عجائب و غرائب کسی مقام پر لڑے مقام پوجے پاٹ کا تھا بزرگان دین نے اُس مقام پر سمادھ لی تھی اور وہان کیا فتح تھا سحر العجائب نے کہا کوئی ایسا ہی کہ جاکر صاحبقران کو رد کے سمندر نے عرض کی حضور زبا کسنے نکالنا مناسب نہین مقام نوح تک تو پہونچنا نہایت دشوار ہی اگر کوکب قید سے چھوٹین اور سحر بھی اختیار کرین اور صاحبقران کو ساتھ لیکر چلین تو شاید مقام نوح تک پہونچین سمندر نے کہا اگر حکم ہو تو غلام جائے جاکر لالہ زار کو آگاہ کرے سمندر جادو بجوش و خروش اپنی فوج لیکر بارہ ہزار ساحر سے واسطے خبر کرنے ملکہ لالہ زار کے چلا یہان صاحبقران زمان دربار جلالت شعار مین جلوہ فرما ہین کہ ملکہ خورشید برق وش اپنے مقام سے آئین دست بستہ عرض کی اب بربادی کوہ عجائب و غرائب کا طلسم مین ہنگامہ ہو گا یقین ہی کچھ تدبیر ہو اب حضور تلاش لوح مین چلین اسوقت صاحبقران یاد مین ملکہ سلماے گوہر پوش کے بیٹھے تھے ملکہ خورشید برق وش نے جو یہ کہا صاحبقران نے بیقرار ہو کے جواب دیا ای ملکہ مین کیا بتاؤن کہ مین کون ہون اسوقت کہان ہون خود بخود طبیعت پریشان ہی نہین معلوم سلماے گوہر پوش کا مزاج کیسا ہی کس سے کہون کہ جاکر سامنے عرض کرے

نظم

اپنی میت پر کسیکو نوحہ گر پاتے نہین
ٹکڑے اپنے دل کے بالخت جگر پاتے نہین
تام نے لیکر پکارا اُٹھتے ہو شبگو غیر کا
کیا طرفدار دکھین یہ درد جگر کے ہو گیا
واہ رے میرے دل خود گم کہین تو اکھاڑ
کاش مرجاتے تو بہتر تھا فراق دوست مین
پھر کے آیا تو کہان ابتک اُسکے پاس ہی
اُنتو لینے پہلے آتا ہی جدھر آتا ہی تو

اب بھی عشق بے اثر مین کچھ اثر پاتے نہین
دیدۂ گریان سے کیا فرقت مین بھر پاتے نہین
تمکو سوتے مین بھی اُس سے بے خبر پاتے نہین
دلکو پاتے تھے جدھر پہلے اُدھر پاتے نہین
وہ بھی اپنے پاس تجکو بیشتر پاتے نہین
دشمنون کی بھی دعا مین ہم اثر پاتے نہین
آپ ہی مین ہم تجھے او نامہ بر پاتے نہین
فتنے تیری چال کو ای فتنہ گر پاتے نہین

دیکھتے ہین کیون آنکھونکو ہر دم کچھ نہ پوچھ
بے تامل دے دیا ہی اُسنے ظالم کو جو دل
صورت درد نہان دلمین ہمارے ہو نہان
خوب ہنستا ہی تڑپ پر دل کے اور زخم جگر
لیگئی کیا جانے از خود رفتگی ہمکو کہان
حوصلہ ہی میرے نظارے کا دلمین رہگیا
یار مست حسن ہی تم بیخود عشق ای جلال

نشے حود لکے جو رانگین وہ نظر پاتے نہین
خود دہ کہتے ہین کہ تجھسا بے جگر پاتے نہین
تم جہان ہو جانتے ہین ہم مگر پاتے نہین
بسمل تیغ ادا کب تجھسے بھر پاتے نہین
بے خبر وہ ہین کہ اپنی بھی خبر پاتے نہین
آنکھ پائی ہی مگر تاب نظر پاتے نہین
ہوش مین دونون کو ہم دو دو پہر پاتے نہین

ملکہ خورشید برق وش نے سر جھکا لیا عرض کی حضور طلسم کشا ہین اور حضور کو معرکہ ہاے عظیم درپیش ہین حضور اپنے کو ہوش مین رکھین ایسا نہو ساحران غدار صدمات پہونچائین باغ لالہ زار پر خون کے دریا بہا ئینگے بڑے بڑے ساحر باغ لالہ زار پر آئینگے یہ ذکر تھا کہ برق نے بڑھکے عرض کی آگے آگے ایک نازنین نہایت حسین گیسو کمر کے نیچے تک کھلے ہوے گریبان و دامان پشت پر کئی سو کنیزین اسطرف آتی ہی صاحبقران نے فرمایا پردے بارگاہ کے اُٹھادو پردے جو اُٹھے صاحبقران نے بنگاہ اول پہچانا ملکہ لیلاے عنبرین مو بال کھولے ہوے خراش ناخن غم جا بجا پشت پر کئی سو کنیزین ہاے ملکۂ عالم کہتی ہوئی آتی ہین صاحبقران گھبرا کے باہر نکل آئے لیلاے عنبرین مو مجنون وار بیقرار پکارتی ہوئی ہاے میرے وارث پر کیا گذری کسطرف جا کے ڈھونڈھون امیر کو دیکھکے قدمونسے لپٹ گئی عرض کی ای شہریار بعد تشریف لانے حضور کے سیارہ ستارہ شناس کاہن طلسمی سے ملکۂ عالم باتین کر رہی تھین کہ ای سیارہ دیکھو تو صاحبقران عالیشان کہان ہین وہ خبرین نزول اجلال وورود اقبال حضور کی پہونچا رہے ہین کہ تابہ کوہ عجائب وغرائب پہونچے جو جو لڑائیان پڑین ان سکے نقشے کھینچ رہے تھے خیمے نصب تھے قصر مین حاضر تھے اسطرحکی ایک آواز آئی کہ قصر زمردین تھرا گیا کئی دیوارین قصر گوہر نگار کی گرین اُس صدانے ایسا پریشان کیا کہ ہم کنیزونکو ساتھ لیکر قصر سے بھاگ نکلے جب قصو ہوا باہر نکلکر دیکھا اس قصر پر اندھیرا چھایا ہی بعد عرصہ دراز وہ تاریکی دفع ہوئی قصر مین ہنسنے جا کے دیکھا مقبول تاجدار اور ملکہ سلماے گوہر پوش و سیارا اختر شناس غائب ہو گئے آج ایک ہفتہ گذرا حضور کا پتہ دریافت کرتے ہوے گرتے پڑتے یہان تک پہونچے صاحبقران بیتاب ہو گئے کلیجا تھام لیا جلال مہمات عالم کا نام لیا سب سردارون نے دیکھا کہ صاحبقران کا رنگ متغیر خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کیون خواجہ یہ کیا ہوا کچھ تمھاری سمجھ مین آیا کہ یہ کیا سحر کیا ہوا حقیقت مین دنیا عجب مقام ہی یہ کیفیت ہی

نظم

خدا یاد آگیا مجکو بتونکی بے نیازی سے
رسائی مصر تک اسکی تو تھی عرش تک جو ہو
طرحداری کریگی عاشقون کو جامے سے باہر
صفائے قالب سے زیر نگین ہین ہجر دیر دو تو

ملا بام حقیقت زینۂ عشق مجازی سے
مہ کنعان کو کیا نسبت ہی خورشید مجازی سے
گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سائی سے ای بت تیرے کوچے کو سر آنکھیں / نہ دکھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے
پناہ ای پر فریبو قہر سے اللہ کے مانگو / سزا دیتا ہی حاکم آدمی کو قلب سازی سے
ہزاروں کشتی تن پار اُتری گھاٹ سے اُسکے / رہے دریائے خون جاری تری تیغ جہازی سے
تن مجروح کا میرے پڑے اُسپر جو پیراہن / یقین ہی موم شرما جائے آہن کی گدازی سے
رہے ہین بند اک کان ملامت کے الفوزین / مزا لوٹا ہی آنکھوں نے مری نظارہ بازی سے
غضب آدینہ بھی آتا نہیں گور غریبان پر / ہنوز آگے نہین وہ شمع مسکین نوازی سے
کمیت خامہ خوش رفتار ہی کس مرتبہ آتش / قدم ہین نزد سے آگے رہا سرپٹ ہین تازی سے

الغرض صاحبقران نے یہ اشعار پڑھے کہ عمرو نے کلیجہ تھام لیا دست بستہ عرض کی
ای صاحبقران آپ کیوں گھبراتے ہین ملکہ خورشید برق وش کو بلائیے وہ علم کہانت مین بھی کامل
ہین فقط سمت بتلا دین مین پتہ لگا لاؤنگا تردد نہ ہو اُسیوقت ملکہ خورشید برق وش کو طلب کیا
یہ بھی صاحبقران جانتے ہین کہ ملکہ خورشید برق وش مجھپر عاشق ہین شرما کر فرمایا ای ملکہ عالم دیکھو
تو ملکہ سلمائے گوہر پوش کو کون لے گیا ہی دست بستہ عرض کی ابھی کنیز دیکھتی ہی خواجہ سمت کیسی ہین
نام و نشان سب تعلیم کرونگی ہین سب پتہ نشان آپ کو تعلیم کرتی ہوں لیکن صاحبقران زمان سے
عرض کیجیے کہ آپ برائے تلاش لوح تکلیف فرما وین البتہ نہ ہو کوئی اور انتظام ہو جائے ملکہ نے
اُسیوقت تختۂ تعقل پر قرعۂ تفکر کو پھینکا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا عرض کی ای شہریار شاہان طلسم کا
یہ کام نہین ہی جبار جادو مالک باغ نیلگوں اُڑا ہوا جاتا تھا جمال جہان آرائے ملکہ کو دیکھکر عاشق ہوا
یہ اُسیکی ہیبت ناک آواز تھی ملکہ عالم و سیار ستارہ شناس کاہن و مقبول تاجدار کو اُٹھا کر لے گیا
باغ نیلگون مین جاکے رکھا ہی اگر حکم ہو تو کنیز خود جائے اور ملکہ عالم کو رہا کرکے لائے خواجہ نے کہا
کچھ آپ کی ضرورت نہین ہی باغ نیلگون کی کیا کیفیت ہی عرض کی ای خواجہ عمرو بائین پر اُسی صحرا کے
صحرائے نرگس ہی خوش نگاہ جادو وہاں کی حاکم ہی وہ ضرور فساد برپا کریگی اگر اُس صحرا سے آپ
نکل گئے تو آگے بڑھکے باغ نیلگون ملیگا وہین ملکہ عالم و مقبول تاجدار قید ہین خواجہ یہ پتے
سنکر چلے برق نے بھی یہ حال سُنا پہلے برق فرنگی چلا خواجہ نے پلٹ کے دیکھا کہا ای شہریار
میاں برق گئے اب جاکر ہوشیار کرینگے مین ہر چند منع کرتا ہوں وہ نہین مانتے اب جاکر آفت برپا
کرینگے یہ کہکے خواجہ بھی چلے گئے برق کا حال تحریر ہوتا ہی کہ یہ شلنگین لگاتا ہوا جاتا ہی کہ جاکر خوش نگاہ
کو مارون سامنے پہونچا دیکھا ایک صحرا نخلہائے نرگس لاتعد ولاتحصیٰ ہین برق فرنگی ایک بڑھیا
کی شکل بنکر چلا جیسے ہی قریب نخلستان نرگس پہونچا ایک آواز آئی کوئی مکار آیا ہی ای خوش نگاہ
آگاہ ہو جاؤ آخر بیچ صحرا کے ایک گنبد تھا اُسکا دروازہ کھلا ایک ساحرہ کو دیکھا کالے کپڑے پہنے
ہوئے بڑی بڑی آنکھین جھپکاتی ہوئی چارونطرف دیکھتی ہوئی برق بھاگ کر ایک غار مین پہونچا
خوش نگاہ نے پکار کر آواز دی ای محافظان صحرا کیا ہی نخلوں سے آواز آئی نام ہم نہین جانتے
کوئی مکار اس صحرا مین آیا ہی یہ بھی عرض کرتے ہین کہ وہ مرد مسلمان ہی کہ اُسکا عکس جو زمین پر پڑا ہمارے
دلپر صدمہ پہونچا خوش نگاہ نے چہار جانب نگاہ اُٹھا کے دیکھا کسی کو نہ پایا کہا دیوانے ہوئے ہو

یہان کون آسکتا ہی یہ کہکے پھر گنبد مین چلی گئی دروازہ کھلا ہی چند کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے سامان رقص شروع کیا وہان تو گانا ہونے لگا برق فرنگی بیٹھے بیٹھے سوچا اب مین باہر نکلون اپنے کو پاس خوش نگاہ کے پہونچاؤن گڑھے مین بیٹھے بیٹھے برق نے پوست آہو نکالا اسکو اپنے جسم پر آراستہ کیا آہوی وحشی بنکر گڑھے سے نکلا جیسے ہی گڑھے سے نکلا صحرا مین چرا کرنے لگا وہان کے آہوون نے آکے گھیرا کوئی سینگ مارتا تھا کوئی دولتی مار دیتا ہی کوئی لپشتک مارتا ہی برق طرف گنبد کے بھاگا خوش نگاہ دیکھ رہی ہی آنکھ ملتے ہی یہ سمجھی یہ آہو ملول وحزین بھاگا ہوا آتا ہی اسنے آنکھ ملا کر چمکارا وہ آہو بھاگ کر قریب خوش نگاہ کے پہونچا اور آہو در گنبد پر بیٹھے غل مچا رہے ہین سب آہو آکر دروازے پر جمع ہین دیکھا برق جو بھاگا تھا خوش نگاہ کے قدمون سے آکے لپٹ گیا رانون مین منہ ڈال دیا خوش نگاہ نے پشت پر ہاتھ پھیرا چمکارتی جاتی ہین آہو قدمون پر سر رگڑ رہا ہی کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ آہو کسی کا پالو ہی وحشت کا نام نہین آہوان صحرا اسکو ستاتے ہین یہ کہکے کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے ساز بجائے ایک نازنین گانے لگی آہو کو دیکھا کہ سم پر پاؤن پڑتا ہی خوش نگاہ نے کہا حقیقت مین کسی نے خوب سکھایا ہی دیکھو تو کیا کمال کر رہا ہی سم پر پاؤن پڑتا ہی جس دھن مین گانے والے گاتے ہین اسیطرح زبان ہلتی ہی پاؤن کو بھی لطف سے گردش ہی خوب سکھانے والے نے سکھایا یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے عرض کی آج کیا ہو گیا گل ہائے صحرا غنچہ ہائے گل بنٹے غل مچاتے ہین کوئی غیر آیا یہ کون پکار رہے ہین ایک کنیز نے شبر ہکر عرض کی پھول غل مچاتے ہین خوش نگاہ نے جھلا کے کہا ایک یہ آہوے وحشی غیر صحرا سے ہو آگیا تو پھولون کو یہ جوش ہی غل مچا رہے ہین مین اسکو پالونگی آہو بھی ملکہ کو لپٹا جاتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی کبھی رانون مین منہ ڈال دیتا ہی کبھی منہ سے منہ ملاتا ہی کہ ایک کنیز نے عرض کی ایک بیچارہ بڈھا گویا در گنبد پر حاضر ہی فقیر بھیک مانگنے والا حضور کو دعائین دیتا ہی اسی کو دیکھکر پھول غل مچا رہے ہین خوش نگاہ نے نگاہ قہر پھولون پر ڈالی آواز دی اے کمبختو جب عیار آئیگا تو کوئی نہ دیکھا کوہ عجائب وغرائب ایسا مقام وہان نہ روکا سب مسلمان وہان جاکر پہونچ گئے کسی موکل نے نہ روکا یہ کہکے جو نگاہ قہر ڈالی سب پھول جل گئے چند پاش کے دانے آہوون پر مار دیے آہو بھی جل کر خاک ہوئے موکلون کو ہزارون باتین سنائین سبکو جلا دیا گویا اندر آیا دیکھا ایک شخص نحیف ضعیف آب روان کا کرتا پہنے ہوے اسپر چکن کی بوٹیان بنی ہوئین مگر ان بوٹیون کو کیڑے کھا گئے ہین گلہ سرخ دوپٹہ جسکو چیرا کہتے ہین سر پر باندھے ہوے جوتا گھٹیلا بھاری زر دوزی سلما ستارے اسکے اڑے ہوے زرد ہوت ظاہر ہی چلنے مین خاک اڑ کر سر کو پہونچتی ہی طنبورہ بڑا سا ہاتھ مین کھڑے ہو کر دعائین دینے لگا آہو نے بھی پلٹ کے بڑے میان کو دیکھا کانپنے لگا بڑے میان نے کہا بیٹا اچھے رہے آہو دوڑ کے بڑے میان کے قدمون سے لپٹ گیا خوش نگاہ نے کہا بڑے میان اس آہو کو خوب سکھایا سم پر پاؤن بجاتا ہی زبان اس طور سے ہلاتا ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ غزل گاتا ہی بڑے میان نے کہا حضور غریب کا گھر ٹوٹی کھول کے بھاگ آیا یہ آہو مرا پالو ہی اب اس کی کرامتین دیکھیے میرے ساتھ شریک ہو گا خوش نگاہ سمجھی کہ بڑے میان کیا گائینگے کچھ مسخرا ین

کرینگے آواز بھی نہ نکلے گی کچھ کالیت ہو گا مگر آہو خوب ناچے گا بڑے میان نے طنبورہ ملایا خوش نگاہ سے آنکھ ملاکے کہا ملکہ عالم سنیئے کہا ہان بیٹا آہو کو دیکھا کہ طنبورے کا ساتھ دینے لگا گنگنانے کی آواز آتی ہی اور بڑے میان نے گنگنا کے ساتھ تکلف کے دھن مین ڈوبا ہوا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی عمدہ گویا یہ اشعار گا رہا ہی

نظم

بہار آئی چھکا ساقی شراب روح پرور سے
صفائے قلب کو حاصل کیا مین نے مقدر سے
نگاہ ناز کا سائل ہون خوبان ستمگر سے
جدائی دل کو پیش آئی ہی کس پاکیزہ گوہر سے
کیا ہی عشق پیدا گردش چشم فسون گر سے
یہ خط لیجائے ہیرا تا کوئی پھر جان کے ڈر سے
لکھے مین سیکڑون یک لخت مضمون لب شیرین
کمال عشق حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
شگفتہ خاطر افسردہ کیے خالون کے بوسے نے
پھنسانا چاہتا ہی باغبان بلبل کو پھندے مین
صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
کسی دیوار کے سایے کا عالم یاد آئیگا
غریبہ ارانگ نہین اسکا ہزار دن اٹھکے گا ہمکنین
بیگانہ پری اردھکو مین دیوانہ ہون جسکا
جفائے حسن کا جسکو گلہ ہی سخت نادان ہی
قفس مین بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہی
خیال سینہ کب آتا ہی دل کو کعبہ رو مین
عداوت بے شعورونکی خبر پہونچا نہین سکتی
خدا نے حسن کا رتبہ کیا ہی عشق پر غالب
پریزادون کے کوچے مین ہوے ہین گرد آلودہ
ہوس بوسے کی خط کے پیشت لب سے کھو بیٹھا ہی
قیامت کی دل مشتاق ہی سیر گلستان نے
دو ماتم دوست ہون رویا کیا ہون رات بھر آکر
خزان کا غم بھلادے بادۂ گلگون کے ساغر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہون ترکون کے لشکر سے
قوی ہی رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے
یہ کیفیت ہمین حاصل ہوئی ہی دو دو ساغر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے
گلوے خامہ کو بھر بھر دیا ہی مین نے شکر سے
صباد پھول اڑالائی تھی اکدن تیرے بستر سے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجون عنبر سے
کمر بند ہوائی ہی صبا دکی پھولونکی چادر سے
نمود گرد کی بنیاد ہی تحریک لشکر سے
قیامت ہوگی ہم پر گرمی خورشید محشر سے
دل وحشی مرا بیقدر ہی جنگلی کبوتر سے
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچا تا ہی شکر سے
نہین خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے
چمن کی سیر کر لیتا ہون مین دل کے صنوبر سے
بھرا ہی کون جا کر آجتک اللہ کے گھر سے
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے
جو اسکو باز سے ہی شوق تو مجکو کبوتر سے
ہمارے پانون کو دھوئینگے آب حوض کوثر سے
کسی نے قنفذ کو چھوڑا نہین زنبور کے ڈر سے
کوئی بوٹا سا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے
چراغ گور اگر گل ہو گیا ہی باد صرصر سے

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ خوش نگاہ رونے لگی اب یہ کیفیت ہی کہ خوش نگاہ پھول لئی ہاسلے آثار آثار کے دی رہی ہی اب عمرو نے اپنا رنگ جمایا برق بھی آہو بنا ہوا اپنے تماشے کر رہا ہی منہ کھول کھول کے گاتا ہی خوش نگاہ کہتی ہی اے صاحبو بڑا غضب یہ ہی اسکی زبان سے لفظین حرف اشعار کی سمجھ مین آتی ہین بڑے میان صاحب آپکا نام کیا ہی آپنے آہو کو بڑی مشقت سے پالا ہی

بڑے میان نے کہا کہ مجکو اُستاد خورد و برد کہتے ہین میری زوجہ ٹیان خانم رات رات بھر اسکے سامنے الاپتے ہین خود بھی پیر بجاتے ہین اُسکو بھی سکھلاتے ہین رات کو اپنے پاس لیکر سوتے ہین ای حضور یہ آہو نہر ہی رات کو اُس پر چڑھ بیٹھتا ہی مین نے اکثر دیکھا مگر ٹال گیا سوچا کہ آدمی سے بچے آہو میرا رقیب ہی وہ اسکے اُدہر ہی اب خواجہ کا قصد ہوا کہ رنگ جم چکا انہین جلیبین سب تعریف کرتی ہین کوئی کہتی ہی میان خورد و برد وہی غزل گاؤ سب خواجہ کے قہقہے ہین ہین برق بشکل آہو اشارے کررہا ہی کہ عمرو نے کہا ملکہ عالم سمجھین یہ کیا اشارے کرتا ہی میری زوجہ اسکو شراب پلاتی ہی اب اسوقت شراب منگوایئے دیکھیے کس مزے سے یہ شراب پیتا ہی حضور شراب پیکر یہ آہو بڑا رنگ لائےگا شراب کا جو نام لیا آہو اچھلنے لگا کودتا ہی میخانے کی طرف اشارے کرتا ہی خواجہ کا رنگ بندھا ہوا ہی چاہتے ہین کہ شراب منگاؤن کنیزین دوڑین کہ جاکر شراب لاوین آہو بڑے تماشے کررہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی عمرو نے دیکھا ایک کرگدن مست کس زور شور سے آتا ہی جس نخل پر ٹکر مارتا ہی وہ نخل زمین پر گرا سیکڑون نخل گراتا ہوا چلا آتا ہی عمرو سمجھے کرگدن صحرائی ہی صحرا مین آتے آتے غائب ہو گیا خوش نگاہ نے دیکھا گنبد کی چھت ٹوٹی ایک ساحر سیہ فام نعرے کرتا ہوا اور کہتا ہوا اباش او ساربان زادے عمرو گھبرا کر اُٹھا چاہا گلیم اوڑھ لون جست و خیز کرکے نکل جاؤن مگر اُسنے نعرہ کیا منم کرگدن جادو ایک دو ہتھڑ مارا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے آہو کی گردن پکڑی کہا ای ملکہ عالم عجب معرکہ گذرا آپ جانتی ہین مین صحرا الزرد رہتا ہون باغ نیلگون مین برائے ملاقات چینار گیا ہیرے منہ سے نکلا ای چینار تمنے بڑا غضب کیا کہ مقبول تاجدار اور سلمائے گوہرپوش اور سیارہ ستارہ شناس کو پکڑ لائے اب تمھاری تلاش مین عیار پہ چلینگے ساربان زادہ ہوا کی خاصیت رکھتا ہی انھون نے ورق سامری نکالا اُس مین دیکھ کے منہ پیٹ لیا اور کہا بڑا غضب ہوا عمرو بشکل بیہ کلالوت گنبد خوش نگاہ مین پہونچ گیا اور ایک غضب یہ ہی کہ مہتر برق فرنگی آہو بنا ہوا عیاری کیا چاہتا ہی تب مین وہان سے چلا کرگدن بنکر آیا چھت توڑکر پہونچا خواجہ باتین بنانے لگے کہ مین تو گونگا ہون کوئی یار دوست نہین رکھتا کرگدن نے منہ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی برق فرنگی پر کوڑا پکڑ کے کھڑا ہوا کہ میان برق اب نکلو آہو بن چکے برق نے کھنڈیان کھولین اب برق بھی ظاہر ہوئے خواجہ کا بھی حال کھلا خوش نگاہ کے ہوش اُڑ گئے کہا ای کرگدن ان دونون کو لیتے جاؤ کرگدن نے کہا آج چینار خدمت سحر العجائب و مصر الغرائب مین گئے ہین یہ بڑے غضب کی بات ہی کہ وہ ملکہ سلماے گوہرپوش پر عاشق ہین سلماے گوہرپوش قبول نہین کرتی شاہ کو اپنا معین قرار دینگے سب کنیزونکو رخصت کیجیے یہ جاکر صحرا مین ٹھہرین ہم آپ شب بھر ان دونون کی حفاظت کرین صبح کو خدمت چینار مین لیجاؤنگا خوش نگاہ کے ہوش و حواس پراگندہ برق کو آہو سے انسان بنتے دیکھا عمرو کا گانا سنکے دل بیقرار کنیزین سب سحر کی تھین خوش نگاہ نے اشارہ کیا سب کنیزین غائب ہوئین کرگدن جادو و ملکہ خوش نگاہ نے عمرو و برق کو ایک کونے مین بٹھا دیا اب دونون شرابخواری مین مصروف ہین کہ مہتر قران نامدار حسب خواجہ و برق چل چکے مہتر قران بھی انکے

تعقب میں آئے برق کا آہو بنکے جانا دیکھا ایک گوشے میں بیٹھے وجد کر رہے تھے کہ حقیقت میں برق اہی
کس لطف سے گنبد میں پہونچا پھر دیکھا قران نے کہ استاد کو تو بنکر پہونچے پھر دیکھا
کہ کرگدن نے آکر خواجہ دبرق کو پکڑ لیا مہتر قران کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا اب دیرانے
میں مہتر قران کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ کرگدن اور خوش نگاہ شراب خواری کر رہے ہیں
استاد اور برق سرنگون آخر سوچے کہ ای مہتر قران یا تو آج جان دی یا استاد کو چھڑایا یہ تو سمجھ لیا
کہ استاد و برق کرگدن کے سحر میں ہیں اسی کی گردن تو یہ سوچے مہتر قران نے شیر کی کھال نکالی
اپنے جسم پر آراستہ کر کے شیر بنے ہوئے جست وخیز کرتے ہوئے چلے کئی آہو گوشۂ صحرا سے
نکلے مہتر قران کو دیکھکر چھپا لیں سر نے لگے قران نے جھپٹ کر ایک آہو کو چیر ڈالا اور آہو
بھاگے کرگدن نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا تو ملکہ شیر آتا ہی بڑھکر سحر کرون اسکے ہاتھ پاؤں بیکار ہون
ورنہ گنبد میں گھس آئے گا ہمارا امتحان تو کیا کر سکتا ہی قیدیوں کو کھا جائے گا یہ کہکر کرگدن
نکلا مہتر قران نے جھولی سے بیہوشی نکالی وہ بیہوشی زمین پر گرا دی پنجوں سے اڑاتے ہوئے
چلے جیسے ہی کرگدن جھپٹ کے آیا اور قصد کیا کہ گولہ ماروں یا ایسا سحر کرون کہ زمین اسکے پاؤں
تھام لے مہتر قران نے ایک دھپڑ کا مارا کرگدن کے ہاتھ سے گولہ چھوٹا یہ جھکا کہ گولہ اٹھاؤں
قران نے دونو پنجے زمین پہ مارے غبار جو اڑ کر منھ پر کرگدن کے پڑا ارے کہکر گرا مہتر قران
نے ایک پنجہ مارا اسکا کلہ نوچ لے گئے دوبارہ دونوں ہاتھوں سے پاؤں تھام کے پھر اٹھا مارا
کرگدن کو چیر کر پھینک دیا خوش نگاہ غل مچانے لگی کہ ارے شیر نے کرگدن کو مارا کرگدن جو
مرا اندھیرا ہو گیا خواجہ دبرق کو دکے بھاگے خوش نگاہ سحر کرتی ہوئی باہر نکل آئی مہتر قران
تو ایک جانب بھاگ گئے اب یہ کب ٹھہرتے ہیں عمرو نے گلیم اوڑھ لی برق ایک غار میں جا کے
چھپا خوش نگاہ یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ارے شیر صحرائی نے کرگدن کو مارا جب اسنے دیکھا
کہ شیر بھاگ کے نکل گیا پلٹ کے طرف گنبد کے چلی کہ قیدیوں کو جا کے دیکھوں کہ پہلو سے
آواز آئی سنو کرگدن جادو ای خوش نگاہ کیوں گھبرائی ہی شیر صحرائی مجکو کیا مار سکتا ہی اسی دن کے
واسطے ہم شبیہ رکھتے ہیں خوش نگاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ کرگدن اکڑتا ہوا چلا آتا ہی کہا ای
کرگدن یہ لاشہ کسکا پڑا ہی کہا ای خوش نگاہ ایسے شعبدے نبرد کرتا ہوں شیر کی آواز
سے میں بیہوش ہوا میرے گرتے ہی میرا ہم شبیہ آیا مجکو ہٹا دیا اپنی جان دی مجھے کون مار سکتا ہی
خوش نگاہ خوش ہو گئی کہا ای کرگدن بڑی چالاکی کی کرگدن باتیں کرتا ہوا طرف گنبد کے چلا
اور کہا ملکہ غضب ہوا قیدی بھاگ گئے گنبد میں تو سناٹا معلوم ہوتا ہی خوش نگاہ نے کہا کہاں جائینگے
اب میں صبح کو ایسے سحر کرونگی کہ جہاں کہیں ہونگے چلے آئینگے گرفتار کر لونگی کرگدن نے پیچھے
ہٹ کے کہا وہ دیکھیے نخلستان میں دونوں بیٹھے ہیں صورتیں بدل رہے ہیں ملکہ میرے تو ہوش
درست نہیں تم سحر کرو گولہ مارو کہ ان دونوں کے پاؤں زمین تھام لے خوش نگاہ نے جیسے ہی
منھ پھیرا کہا کہاں کرگدن نے حلقے کمند کے گلے میں ڈال دیے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان	عمر فخر چشم مہتر مہتران	مری نسل سے مکر پیدا ہوا	مرے نام پر غدر شیدا ہوا

آ آتا ہوں کفار کے بیچ میں یعنی | جھکاتا ہوں کفار کو میں ہمیشہ
فلک کی جو گردش کا ساماں ہوا | نشاں تمہاری گردنا پوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی | کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی
مرا لنگر ہی گلشن فیل و قال | مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار | امیر عرب شیر پروردگار

خنجر مارا کہ بی خوش نگاہ کا بھی خاتمہ ہوا آواز آئی تھی مرا نام تھا خوش نگاہ جادو بود عمرو نے دونون کے کپڑے اتار لیے برق سے ملاقات کی کہا ابے نہ تو سمجھتا ہی نہ بوجھتا ہی عیاری کر بیٹھتا ہی کہ مشہر قران بھی آئے عمرو نے کہا ای قران تم آج بہت ہنستے ہوا نے نزدیک آپ نے بڑی عیاری کی یہ کوئی بات نہ تھی قران نے کہا استاد میں تو کبھی دخل بھی نہیں دیتا ہون عمرو نے کہا اب میرے ساتھ کوئی نہ آئے میں طرف باغ نیلگون کے فکر مین چنار کی جاتا ہون اگر خدا چاہتا ہی تو ان قیدیان بلا کو لیکر آتا ہون یہ کہکر خواجہ طرف باغ نیلگون کے چلے برق و قران الگ گئے اور خواجہ عمرو دو تین کوس راستہ طی کر کے ایک صحرائے ویران مین پہونچے دیکھا بیچ مین صحرا کے ایک باغ چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی ایک ابر نیلا آسمان پر چھایا ہوا ہی خواجہ ڈرتے ڈرتے قریب باغ کی دیوار کے آئے کمند مار کر دیوار پر چڑھے باغ مین اترے دیکھا اس باغ مین ایک چمن لگا ہوا ہی سناٹا ہی خواجہ حیران کہ انسان کا نام و نشان بھی نہیں یہ کیا معرکہ ہی خواجہ گلیم اوڑھ کے بیٹھے جب گل آفتاب شاخ کہکشان پر مرجھایا ہوا ے خزان چلی برگ سیارگان ثابت ہوئے گل صد برگ ماہتاب بصد رعب و داب باغ اخضری مین کھلا ہوا سے سر د چلی اب جو خواجہ عمرو نے نگاہ اٹھا کے دیکھا سبحان اللہ ایک باغ دلکشا دیکھا کہ گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون ہر پھول قطع دار باغ پر جوش بہار ہر چمن سرسبز و شاداب سنبل کا پیچ و تاب نرگس آنکھین لڑا رہی ہی عندلیبان خوشنوا وقت غضب ہی لیکن یہی مطلب ہی کہ پہلوئے گل مین پھول کے زمزمہ سرائی کرین باغ کے بھید دیکھین جوانان چمن اکڑ رہے ہین بلبل خوشنوا چاہتی ہی غزل حافظ شیراز گا کر پھولون کو لبھاؤن نظم

مطرب خوشنوا بگو تازہ بتازہ نو بنو | بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشین بخلوتے | بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو
بر ز حیات کی خوری گر نہ مدام می خوری | بادہ بخور بیاد او تازہ بتازہ نو بنو
ساقی سیم ساق من مست میم بیار پیش | زود کہ بر کنم سبو تازہ بتازہ نو بنو
شاہد مہ دلربائے من میکند از برائے من | نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو
باد صبا چو بگذری بر سر کوے آن پری | قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

نہر مین فوارے چھوٹ رہے ہین حباب نہر مثل چشم معشوق موجۂ آب روان تیغۂ بران یا آئینہ صاف و شفاف کہون آب مروارید آب آب ہو اگر آب ہو تو ایسا آب ہو آئینہ کہو تو زیبا ہی یا صفائی کو شکل محبوب سے مثال دون خود غرق آب خجالت ہون دریا دلی اپنا مزہ دکھاتی ہی سامنے اس کی پانی کے دریا کی بھی آبرو مٹی جاتی ہی خواجہ حیران تھے کہ تھوڑے ہی عرصے مین صرف پلک جھپکی باغ تیار ہو گیا وہ نخل چنار جو وسط باغ مین ہی پتیاں اسکی دہکنے لگین مثل ماہ تاباں چمکنے لگین بیچ نخل شق ہوئی اہر نیلگون سے ایک ساحر نکلا لباس تو عمدہ پہنے مگر سیہ فام بد انجام

کالی کالی صورت پاکالی کی مورت ٹہلتا ہوا قریب بیخ نخل چنار آیا چبوترے کی جانب اشارہ کیا ایک ہوا چلی پلک جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا کہ نہایت عمدہ فرش بچھا ہی اب اُس ساحر نے بیخ نخل پر ہاتھ ڈالا بیخ نخل چنار شق ہوئی اُتھی مین قفس لیکر ایک زنگی نکلا یہ جو ساحر ابر سے آیا تھا اُسنے تینون قفس لے لیے صاحبقران نے جن صورتون کا پتہ دیا تھا ایک قفس مین مقبول تاجدار کو دیکھا ایک قفس مین سیارۂ ستارہ شناس ایک مین ملکہ سلماے گوہر پوش کو دیکھا جال بیتال سلما دیکھکر عمرو کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا جی مین کہتا ہی ای عمر وحمزہ کی بیتابی بہت جاے ہی سر جھکاے ہوے قفس مین بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرا چہرے پر آراستہ کیا ہی چند اشک اٹک کر نوک مژگان مین سے لگے ہین شاخ مژگان پھلی بار لائی ثمر طلا گیڑے پیلے جسم مین تیلے پتلے ہونٹھ گوہر دندان سفید و براق جب چمک جاتے ہین ستارہ ہاے آسمان شرماتے ہین عمرو دیکھ رہا ہی کہ اُس ساحر نے تینون قفس قریب مسند رکھے اکیلا بیٹھا ہی ملکہ سلما کے سامنے ہاتھ باندھ کے اُٹھا کہا ای ملکہ عالم چنار جادو میرا نام ہی اس باغ نیلگون پر میرا قبضہ ہی سحر العجائب و مصر الغرائب شاہان طلسم حال میری نہایت آبرو کرتے ہین کوئی کام بدون میری صلاح کے نہین ہوتا اب طلسم کشا سے مقابلہ ہی مجکو سب خبرین معلوم ہین ای ملکہ عالم ہو جاہلون نے مشہور کیا ہی کہ طلسم شکست ہوگا اسی طلسم مین طلسم کشا کے قتل کا بند و بست ہوگا حکمایان اشراقین نے ایسے انتظام سے اس طلسم کو بنایا کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پاجائے تو مرحلہ جات فتح نہ کر سکے ہر مرحلے پر وہ وہ مصیبت پڑے کہ انسان اُسکی برداشت نہ کر سکے وہ سختیان لوح ملنے موقوف مین لوح ملنا تو ممکن ہی نہین یہ گمان آپ ہرگز نہ کرین ای مقبول تاجدار تمہاری بھی صفائی سامنے شاہان طلسم نور افشان کے کرادونگا میان کاہن آپ بھی اپنی خبر منائیے آپکے سلمان ہونے سے شاہون کو اثر صدمہ ہوا تم کاہن ہوکر اس بات کے قائل ہوے کہ طلسم نور افشان فتح ہوگا نہایت ناممکن ہم سیار کی زبان مین سوزن مبتلاے دام رنج و محن لیکن جواب دیا کہ ای چنار جادو کیون غرور کرتا ہی طلسم کشا صاحبقران زمان ہین جنھون نے کوہ عجائب و غرائب کو فتح کیا اب صاحبقران کو کون روک سکتا ہی مرحلے خواہ سخت ہون یا نرم صاحبقران ضرور اس طلسم کے فتاح ہین بزم جرأت کے مصاحب ہین سب جری بہادر اُنکے مداح ہین ہم اُنکے خیر خواہ ہین ای چنار جادو یہ گمان تمہارا باطل ہی ہماری اگر موت آگئی جب بھی طلسم فتح ہوگا اور تم ہم سزا پاؤگے ہماری روح کو راحت ہوگی پروانہ بنکے شمع عیش و طیش مین آئینگے خواب مین مبارکباد دینگے یہ کلمات سیار کے سنکر چنار کانپنے لگا کہا ای سیار کیون سودا ہوا ہی یہ خیالات دل سے نکال ڈالو ملکہ سلما کی جانب متوجہ ہو کہا ملکہ عالم اب تک مین نے اپنی بیقراری کو آپکی راے پر چھوڑا اپنی غلامی مین قبول فرمائیے کہانتک جفائین اُٹھاؤن ڈر ہی کہ تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا اب جو یہ کیفیت ہی نظم

قبضہ ہی اسیر تمہارے حسن سے خونریز کا
کشتہ ہو سو جان سے دل نرگس خونریز کا

کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغ تیز کا
سر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا

جب لب شیرین سے گالی دی ہی ہمکو یار نے
تاابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی
بیستون پیچھے بنا کہود اُسکو پہلے کوہکن
چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے
عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے
نشے مین دکہلا کے آنکھین قتل کرتا ہی وہ ترک
بہولتی آنکھین نہین اک دم مجھے ای شہسوار
جیسے دکہلایا ہی آنکھون نے ترا حسن شباب
کم نہین عباسیون سے مفسدہ پرداز غیر
مہربانی حال پر میرے نہ فرمائین طبیب
خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا مفت ناگوار
صور اسرافیل کا پھکنا اُسے افسانہ ہی
مین کنائے کی بہی گفتگو کرتا نہین

ذائقہ حاصل ہوا ہی شہد زہر آمیز کا
عشق ہی روز ازل سے حسن شور انگیز کا
دل مین شیرین کے ہوا ہی وہ جو گھر پرویز کا
دل کو لہراتا ہی جوبن سبزۂ نوخیز کا
رنگ گلگون کر دیا اُس ماہ کے شبدیز کا
کام کرتی ہی شراب تند تیغ تیز کا
یاد ذہبری دل سے رکھتی ہی خلش مہمیز کا
نشہ رہتا ہی ہمین اک ساغر لبریز کا
توڑ دیتے دکہلا کے آنکھ اُنپر غضب چنگیز کا
درد سر ہوگا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا
ہاتھ سے قاصد کے آتا اُسکی دست آویز کا
کشتہ ہی جو تیرے بالائے قیامت خیز کا
ناگوار آتش ہی سننا حرف طنز آمیز کا

ملکہ سلما نے جواب دیا ای چنار اگر تو جان کا خواہان ہی بسم اللہ مگر ہماری عصمت پر حرف نہ آئیگا اپنے اختیار پھر تو نہ قبول کرینگے دیوانے ہو جائین سڑی ہو جائین جو کچھ چاہے ہو جائے چنار نے کہا ای ملکہ عالم شاہان نورافشان کے پاس ایک گلدستہ ہی اُسکی یہ صفت ہی جہان کسیکو سنگھا دیا جائے وہ اُسپر مائل ہو جائے عشق کا دم بھرے عمر بھر انکار نہ کرے ای ملکہ عالم دور دراز ور سمجھاتا ہون ورنہ وہ گلدستہ پھر پھر کو مانگ لاؤنگا تب آپ کو معلوم ہوگا جو میری کیفیت ہی وہ آپکی صورت ہوگی ملکہ سلما رونے لگی کہا ای چنار اگر تو نے ایسا کیا تو جب کبھی ہوش مین آؤنگی مجھے مردہ پائے گا نہ زندہ نہ دیکھے گا اول تو خدائے تحقیق نے ازل سے میرا پیوند ساتھ طلسم کشا کے قرار دیا ہی جب کبھی یہ ذکر سنتی تھی پھر دل سرد ہوتی تھی کہ نہین معلوم کس خاندان سے ہونگے مگر شکر کرتی ہون پروردگار کا کہ طلسم کشا فرزند مجاور خانۂ کعبہ ہی فراش راہ دین اسلام لقب صاحبقران اعظم محترم و محتشم یقین تو یہ ہی کہ اگر تو نے یہ حرکت کی تیرے اہل و عیال سے ایک کو باقی نہ رکھینگے ہمنے حال دل اپنا کہدیا اب تجھکو اختیار ہی چنار مجبور ہو مقبول تاجدار سیارۂ ستارہ شناش کو سمجھ کے کیا کنارے قفس ملکہ کا رکھا ہی ٹہلتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا طرف سے صحرا کے ایک بڑھیا بال سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوئے ہمودی کی چادر سر پر آتے آتے ایک نخل کے سائے مین پہونچی بلک بلک کے رونے لگی کبھی لات و منات سے فریاد کرتی ہی کہ یا لات و منات میرے واسطے حکم ہوجائے کہ مین اپنے فرزند کو دیکھون کبھی سامری و جمشید کو پکارتی ہی کہ یا سامری و جمشید آؤ میرے فرزند کی صورت مجھے دکھاؤ چنار قریب پہونچا کہا ای مادر مہربان کیون روتی ہو تمہارے رونے سے دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی بڑھیا نے منہ کھول کے صورت چنار کی دیکھی بلائین لینے لگی کہا مین تصدق سامری و جمشید کے ہو جاؤن کہ ابھی میرے فرزند کی صورت دکھا دی کیون ای نور نظر

تیرا کیا نام ہی چنارہ نے کہا مادر مہربان کیا نام بتاؤن اس رنج والم مین مبتلا ہون کچھ کہ نہین سکتا جی چاہتا ہی کسی صحرا مین نکل جاؤن فلک نے وہ رنج دکھایا ہی کہ قبر مجنون پر جا کے فقیر بنکے بیٹھون اُستاد مجنون سے کچھ سیکھون شاید رنج وملال رفع ہو اتنو یہ کیفیت ہی نظم

محبت حلقہ در گوش دل ماست
مئے اُلفت فراموشی ندارد
ادب یک جام سرجوش دل ماست

چہ دریاہا کہ در یک قطرہ خون ست
دو عالم بیخودی ہوش دل ماست
مئے معنی کشند از جام صورت

فراموشی فراموش دل ماست
زمین و آسمان جوش دل ماست
بساطے چیدہ ام از سینہ صافی
اسیر آئینہ ہوش دل ماست

یہ سنتے ہی بڑھیا نے بلائین لین کہا بیٹا کیا درد ہی کیا رنج ہی پیارے بین تو آج شاد ہو گئی اصل کیفیت یہ ہی کہ مین قریہ گرد آباد کی زمیندارنی ہون شوہر میرا بڑا صاحب دولت وجاہ ایک اولاد چھوڑ کر مرا اُس بیٹے کے ساتھ جان ومال صرف کیا اتنا بڑا تماشبین ہوا کہ لاکھون روپے مٹائے مین نے اُسکے واسطے لاکھون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا گھر پر ہجوم رہتا تھا ڈولیان چلی آتی ہین وہ شیر بیٹھا گونج رہا ہی وہ ترکیبین بتائی تھین جو آئی اُس پر عاشق ہوئی جو نتھا دن ہوا کہ بیمار ہو کے مرا گلیان چھانتی پھرتی تھی کہ میرے بچے کو کون لیگیا صدہا عورتین اُسکی عاشق زار روتی پھرتی ہین اب بھی میرے پاس سب کچھ ہی جس شی کی خواہش ہو تو لے مثل اُسکی صورت کے تیری صورت زیبا دیکھی بالکل یہی صورت یہی خال یہی خط یہی قد زیبا یہی رعنائی زیبائی اسوقت ملک کے جو مین نے دعا کی سامری و جمشید نے اُسکے ہمشبیہ کو دکھا دیا بیٹا جو ضرورت ہو مجھسے لو رنجیدہ ہونیکا کیا باعث ہی کیون رنج کرو علاقہ موجود ہی بیچ ڈالو روپیہ پیسا سب کچھ حاضر ہی چنارہ نے بھی مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ای مادر مہربان تمنے بیٹھے بیٹھے اپنی جان کو ایک عذاب لگایا قصر زمردنگار جو مشہور ہی وہان کی شاہزادی ملکہ سلمائے گوہر پوش اپنے قصر مین جلوہ فرما تھی میرا اُدھر سے گذر ہوا عاشق ہو کے اُسے اُٹھا لایا آج سات دن گذرے ہین کہ منت خوشامد کرتے کرتے زبان گھس گئی وہ کسی طرح قبول نہین کرتی ہی سوائے انکار کے اقرار کا نام نہین سب سامان عیش مجھسے ترک ہوا دن بھر حفاظت مین رہتا ہون ایک خادم تک پاس نہین رکھا بڑا ڈر یہ ہی کہ وہ معشوقہ ہی طلسم کشا کی ایسا ہو سارباں زادہ اُدھر کا قصد کرے اس خوف مین خادم تک ساتھ نہین رکھا بڑھیا نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا ارے مور کھ تو جدھر نگاہ اُٹھا دے صفین پامال ہو جائین معشوقان پری چہرہ آرام نہ پائین تو نے کچھ خلاف کیا ہی تو خطا ایسی سرزد ہوئی کہ معشوق کو اسقدر ناز ہی تیری باتون مین سوز وگداز ہی بین تو دیکھون کہ وہ سرکش کون ہی چنارہ خوشی خوشی بڑھیا کو اندر لیکر چلا کہ ایکطرف ایک نازنین مہ جبین دیوانہ وار وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی زبان پر یہ الفاظ جاری نظم

روئے گلگونش چو یاد آمد بدردان بہار
شد صبا استادہ حسن عروسان بہار
لوح تعلیم ست ہر برگ درختان غنچہ را
لذت دل جائے گل افشاند صدا ماکی بہار
غنچہ بامن در سخن آمد کہ بشنو انچہ گفت

سود کہ تسخیر شد خاک شہیدان بہار
باغبان ہر دم بیاد ساغر چشم نگار
تا بخواند وصف تو طفل دبستان بہار
خار در پیراہن گل دیدم و حیران شدم
بسمل یکتا چمن پیرائے بستان بہار

صبحدم بر عارض گل طرہ سنبل شکست
جام گل سامی نہد بر طاق بستان بہار
صبحدم تکلیف سیر بوستانم داد عشق
کاین چنین نشتر چرا بشکست در جان بہار
تا نگہ دو دست فرسود نگاہ عندلیب

خار در پہلوے گل آمد نگہبان بہار | حیف چون گرد الہ آباد میدارم شہید | خانہ ہو دوش ہوا از یاد مستان بہار

پکار کر آواز دی صاحب ٹھہر جاؤ ذرا مین صورت زیبا دیکھ لون میری جان جاتی ہی دوڑ کے اُس نازنین نے چنار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون صاحب کہان تھے خواب مین آکر متاع صبر و شکیب کو لوٹ لیا اور پھر چھپتے پھرتے ہو قریب آکر دامن تھام لیا چنار حیران ہی کہ یہ کون ہی کہا صاحب یہ کیفیت ہوئی مین اپنے گھر مین پڑی سوتی تھی نام محبت سے قلب کو نفرت شعر غزل رباعی کا پڑھنا عیب جانتی تھی اُستاد عشق نے دیوان کے دیوان یاد کرادیے اب آٹھ پہر بیتابی بیخوابی ہی آج تین دن کے بعد آپ کو پایا اگر باغ مین جاتی ہون خاک اُڑاتی ہون عندلیبان خوشنوا ہمارے حال پر ہنستے ہین پھول آوازے کستے ہین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

حالم از یاد خط سبزش بدوران بہار
باد چون پروانہ میگردد بفرمان بہار
در گلستان گر کنم وصف بیاض گردنش
لالہ سر بر زد برنگ لعل از کان بہار
تا ز رخسارش نمک سود ملاحت شد چمن
من ز شوخی ہا در افتادم بہ مستان بہار
از ازل ربط نیاز آمد بناز بے نیاز
عادت خمیازہ دارد صبح خندان بہار
در الہ آباد یاد لکھنؤ دارم شہید

ہمچو طاؤس ست رقصان در گلستان بہار
آسمان یک لخت گلگون شد ز موج رنگ گل
گل کند صبح قیامت از گریبان بہار
دامن گلگون چرا از گریۂ من میکشی
گل ز شور عندلیب آمد نمکدان بہار
دامنہا در مجمر ہر سالہ میسوزد چو عود
تا قیامت دست گلچین ہست دامان بہار
در میان زورق گل میز ند دستان شوق
در قفس خواہیم وصال ہم صفیران بہار

بسکہ از گلہا فروزان شد چراغان بہار
بعد ازین خون شفق بارد ز باران بہار
تا حدیث آن لب گلرنگ آمد بر زبان
گاہے از شبنم نشد آلودہ دامان بہار
سنبل و گل بود باہم خفتہ در آغوش ہم
غیرت عطر ست امشب جیب و دامان بہار
تا صفائی گردن آن ماہ پیکر دیدہ است
اندرین باغ ست بلبل نوح طوفان بہار

چنار حیران ہی کہ یہ نازنین کون مجھپر عاشق ہوئی صورت کو دیکھکر تڑپا جاتا ہی بڑھیا نے جو اُس نازنین سے آنکھین ملائین کچھ اشارے بھی آپس مین ہوے بڑی بی قہقہہ مار کر ہنسی کہا دیکھ نگوڑے خواب مین تو نے جاکر اُسکی دولت صبر و شکیب کو لوٹا دیوانی ہوکر گھر سے نکل آئی یہ میری بہو ہی اب عمدہ مکان بنواؤنگی بہو کو اُس مکان مین بٹھاؤنگی اپنی بہو کی خدمت کرونگی نازنین جو روئی بڑھیا نے اپنی چادر سے آنسو پونچھے کہا بی بی کیون روتی ہو تمکو یہ خاتون محل قرار دیگا کیون بیٹا جو مین کہتی تھی وہ ظاہر ہوا اصطبل بنانا اتنی گھوڑیان آئینگی کہ مشکل پڑیگی وہ کونسی عورت ہی کہ جو تجھ ایسے شیر سے انکار کرتی ہی نازنین رونے لگی کہا ہی اماں جان میری سوت بھی ہی سوت کا کیونکر ساتھ دونگی جان دیدونگی بڑھیا نے کہا بی بی کیون گھبراتی ہی تو بیاہتا ہوگی وہ اُڑھری ہی تو گھر والی وہ بازاری کیون بیٹا اسکو دیکھکے راضی ہوئے چنار پھولا جاتا ہی دل مین اپنے خوش ہی کہ مادر مہربان نے کیا مرتبہ بڑھایا یہ نازنین گھر سے آوارہ ہوکر نکلی میری محبت مین یہ سودا ہوا اب دونون کو ساتھ لیکر طرف باغ کے چلا بڑھیا کہتی جاتی ہی بیٹا اُس سے بات نہ کرنا منہ پھیر کر بیٹھنا مین سمجھا دونگی نازنین کہتی ہی سوت سے دن رات جھگڑا رہیگا بڑھیا گلے لگا لیتی ہی کہتی ہی بی بی تم کیون روتی ہو شب کو میرا بچہ تمھارے ہی گھر مین رہیگا وہ بھی بڑی بہیگی مرد ہی اُسپر طبیعت آگئی اب مین وہ فقرے کرونگی کہ وہ خود عاشق ہو جاے آٹھ پہر تڑپے اُسکو بھی لطف زندگی نہ ملے بیٹا اسکے پاس آنا اُسکو ترسانا چنار دیکھ رہا ہی غنچۂ دل مہک رہا ہی پھولا ہوا دل مین کہتا ہی اے چنار کیا خوش نصیبی ہی یہ معشوق اُس سے زیادہ خوبصورت ہم اگر بانے مانے نہ مانے تہ ہ...

لیکن میری مادر مہربان اسکو بھی راضی کر دینگی کیا زبان مین تاثیر ہی بڑی بی ہنستی جاتی ہین نازنین لپٹی جاتی ہی صاحب مین تو بہت بیقرار ہون کبھی بڑھیا سے آنکھ ملا کے کہتی ہی جلد کام ہو مطلب نکلے بڑھیا ہنستی جاتی ہی کہتی ہی کہ پھر کیون گھبراتی ہو سب مطلب ہو گا اب زمانہ قریب ہی مقام تردد نہین بڑا کام کیا اب کام کیے لیتے ہین نازنین کہتی ہی خوشنود امن صاحب مین تو جانتی تھی کہ میری ساس بڑی خلیق ہی رفیق و شفیق ہی ویسی ہی آکر پایا اب بآسانی مطلب نکلے گا یہی باتین کرتی ہوئی اندر باغ کے آئی قفس ملکہ سلما کے گوہر پوش کا رکھا ہی یاد مین صاحبقران کے رو رہی ہی اُس بیقراری اشکباری مین یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل جاتے ہین

نظم

غنچہ سان خاموش بیٹھے ہین سخن کی فکر ہین — قافیہ کیا تنگ ہی وصف دہن کی فکر ہین
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا — بیکسی سے جان تھی اپنی کفن کی فکر ہین
شوق مردن کو بھی سامان سفر درکار تھا — سو ہی از خود رفتگی ترک وطن کی فکر ہین
تلخی خسرو ہو شیرین کام شادی مرگ کیا — بعد ناکامی ہی انتقام کوہکن کی فکر ہین
ہم عشق لالہ رو سے داغ دل کیا کیا کھلے — جانکر گلچین کو تاراج چمن کی فکر ہین
سر سے شعلے اُٹھتے ہین کسطرح روکون کیا کرون — جل گیا جی ضبط آہ شعلہ زن کی فکر ہین
ہی گریبان گیر وان ناز تغافل اب تلک — جی چلا یان باعث دیر آمدن کی فکر ہین
گر نقیبی وان دعا ہوتی ہی ای مومن قبول — جائینگے کعبے بھی طفل برہمن کی فکر ہین

چنار نے دیکھکر کہا ای مادر مہربان دیکھیے طلسم کشا کے واسطے رو رہی ہی کہا ارے گدھے احمق تیرے واسطے بیقرار ہی طلسم کشا کیا تجسے بہتر ہو گا یہ نارسا قد قابل مرقد یہ کالی کالی صورت یہ بہوﻟے بھوﻟے گال قلب پر ہجوم غم و ملال یہ صفتین طلسم کشا مین کہان ہین ہین نے تصویر دیکھی ہی چربی کا پتلا ہین ایسے پر عورت کیا مائل ہو خیال کر تیرا نام لے لیکر رو رہی ہی ان نکتون کو ہم سمجھتے ہین تو کیا سمجھے گا مین انکو جانتی ہون نازنین تو لپٹی ہی جاتی ہی بڑھیا بڑھکے قریب قفس کے آئی کہا بیٹا تم اپنی معشوقہ سے باتین کرو مین انکو سمجھائے لیتی ہون بعد اُسکے اس سے بھی مطلب ہو جائیگا چنار تو خوشی خوشی اُس نازنین پر دست اندازی کرنے لگا نازنین نے پٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا نگوڑے پیچھلے میرے دل کا تو حال پوچھ مطلب کی جانب رجوع ہوتا ہی ارے ایک جام شراب کا پلا دے مین کمبخت بیہوش ہو جاؤن بیہوشی مین سر کاٹ لے خنجر گلے پر پھیر دے یون تو نا ممکن ہی میرے کلیجے پر چھری پھر جائیگی اپنو تیرے قابو مین ہون جسطرح جی چاہے جان لے لے گھر بار چھوٹا پہلا شوہر ڈھونڈھتا پھرتا ہو گا ایک ایک سے کہتا ہو گا کہ میری جورو بھاگ گئی ہائے کہان ڈھونڈھون مجھے اُسکی بھی یاد ہی کبھی کبھی وہان بھی جاؤنگی اُسکی بھی خیر و عافیت پوچھ آؤنگی ورنہ گھر برباد ہو جائیگا مزا یہ ہی کہ دونون گھر آباد رہین تجھسے بات کو اُس سے دن کو بڑھیا نے یہان سر جھکا کر ملکہ سلما سے کہا ملکہ نہ گھبرا ہم منم مہر چہر عیاری وہ میرا شاگرد برق فرنگی ہی دام مکر مین پھنسا گئے ہین اب قتل کیا چاہتے ہین دیکھو برق اپنا رنگ جما رہا ہی تم بھی اتنا زبان سے کہدو کہ میری تجھپر جان جاتی ہی تو نے ابتدا سے ظلم و بدعتی کی اسوجہ سے نفرت ہوئی اگر تو میرے ساتھ محبت کریگا مین تجھسے کیا انکار کرونگی ملکہ نے کہا خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے

تمنے بڑا کام کیا لیکن مجھسے کچھ نہ کہوائیے میری زبان سے نہین نکلتا ہین اس مردود ازلی کی معشوقہ ہون
اس طلسم مین خواجہ ہمیشہ سے ہمارے بزرگ مسلمان ہین میرے باپ کی عملداری ہے اُس ملک کا
اسلام آباد نام ہے ہمیشہ جشن مولود مسعود اشرف الانبیا ہوے کبھی کوئی ساحر دخل نہ دیسکا اب جو بے اعتدالی
شروع ہوئی ساحرونکو یقین کامل ہوا کہ اہل اسلام سے فساد شروع ہو گیا اس وجہ سے یہ
حرکتین ہوئین وال کا قید ہونا یہ کیا چھوٹی بات ہے عمرو نے کہا خیر مین سمجھ لونگا آپ کو کلام کرنا بھی سخت
دشوار ہے خیر مین دیکھون کیا ہوتا ہے عمرو نے پلٹ کے دیکھا کہ برق فرنگی نے چنار کو ایسا عاجز کیا کہ
ہاتھ پکڑے ہوے برق کا چنار طرف باغ کے چلا ملحوظ رہے کہ ان جھگڑون مین ساری رات
گذری اب خواجہ کو جلدی ہے پکار کر کہا کہ بھئی اپنا کام کرو چنار سے آنکھین ملا کے کہا دیکھو صبح
ہو گئی اُسنے مہلت کرو تو پھر انکو تو جسکے عشق کا تمہین اعتبار ہے پہلے اسی کو تنہائی مین لے جاؤ پھر
برق فرنگی نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا صاحب ساری رات کاٹین کا ٹین مین گذری اب صبح کو بھی دین
تو منا لو دل کی آرزو تو نکالو چنار سر جھکائے ہوے ساتھ برق کے اندر بارہ دری کے چلا
جیسے ہی قصد کرتا ہے کہ بارہ دری کے اندر جاؤن کہ ایک پتہ درخت سے گرا وہ اُڑ کے ہاتھ مین
چنار کے آیا چنار نے دیکھا کہ اسمین مرقوم ہے کہ یہ عیار مکار نہ جانے پائے ای چنار ہوشیار ہو چلا
برق نے پلٹ کے دیکھا ایک پتہ ہاتھ مین ہے چنار کچھ پڑھ رہا ہے تیور بیر بل پڑتے جاتے ہین
برق نے دیکھا کہ کسی نے چنار کو ہوشیار کیا پکار کر آواز دی اُستاد ہوشیار ہو جائیے ملکہ کو راضی
کیا کہ نہین برق پیچھے ہٹا چاہتا ہے کہ عیاری کر کے نکل جاؤن لیکن چنار نے پتہ پڑھتے ہی یہ نگاہ
قہر طرف برق کے دیکھا برق نے حلقے کمند کے مارے چنار تڑپا حلقے کمند کے جل گئے اسی
دستنجر مارا برق تڑپ کر گرا ملکہ سلما نے کہا او خواجہ غضب ہوا عمرو ہان ہان کرتا ہوا دوڑا کہ ای
چنار کیا کرتا ہے خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا جست کر کے برابر ہو بچے چنار کے منہ سے نکلا او مکار
الگ رہ میرے پاس نہ آنا عمرو نے لپک کے حلقے کمند کے مارے وہ تڑپ کے نکلا قصد کیا عمرو
پر بھی دو خنجر ماروں برق نے حباب مار دیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق تو تصنیف مصنف

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
کرون سیکڑون کو میں پل مین کام
بزیر قدم عزب ہی شرق ہی

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
ارسطو سے تعلیم شاگرد ہے
جیلا وا ہون مین نام ہے برق آہ

تڑپنے مین مین برق رفتار ہو
در مکر پر میرا سپہ سالار ہا

کہے کون مکار و غدار ہون
تڑپ سے مری چرخ بیزار ہا

چنار دم سے گرا عمرو نے لپیٹ کے خنجر مارا

چنار کا شکم چاک قصہ پاک ہوا قفس تو کے مقبول تاجدار اور ملکہ سلما کے گوہر پوش نے رہائی
پائی اور سیارہ ستارہ شناس جو جیوٹا اُسنے مقبول سے کہا کہ جلد نکل چلیے عمرو نے بڑھ کر ملکہ
سلما کو تو زنبیل مین رکھا کہا مین وعدہ کر کے آیا تھا ملکہ سلما کو لیے جاتا ہون مین جا کے پیش کرونگا
دو چار کوڑی کا روزگار ہو جائیگا اب جو پلٹ کے عمرو نے دیکھا باغ ویران ہو گیا نخل سب جل گئے دیوارین
گر گئین تمام ویرانہ ہو گیا خواجہ برق کو ساتھ لیکر چلے مگر پلٹ کے دیکھا ایک بونڈ لا گرد کا زمین سے
بلند ہوا لاشہ چنار اُٹھا کر لیگیا عمرو نے کہا ای برق جلد ہی نکل چلو چنار کا لاشہ کوئی لے گیا برق
اور خواجہ دوڑتے ہوے چلے تھوڑی دور راہ طے کی تھی دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ اُسکے درے مین

کچھ مال رکھا ہی صندوق کھلے ہوے رکھے ہین عمرو نے کہا برق سے کہ بیٹا تم تو آگے بڑھو مین آتا ہون
برق نے کچھ خیال نہ کیا برق تو آگے بڑھا خواجہ درۂ کوہ مین آئے اسباب اُٹھا کے زمین مین رکھنے
لگے خواجہ اسباب اُٹھا اُٹھا کے زمین مین رکھتے جاتے ہین چہار جانب دیکھ رہے ہین انسان کیسا
حیوان بھی نہین ایک نخل پر دیکھا کہ ایک بندر بیٹھا ہی اُسنے بہ نگاہ غور طرف خواجہ کے دیکھا مثل انسان
کے آواز دی کہ او ساربان زادے مین نے دیکھ لیا مال تو نے اُٹھا کر زنبیل کیا یہ مال ہی ملکہ
نریمان سبز پوش کا تو نے غضب کیا خواجہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا اب جو چاہا دوسرا صندوق
اُٹھاؤن بندر نے کہا او بے ادب اب بھی نہین مانتا یون نہ مانے گا آواز دی ارے سیمتن کہان ہی
صندوق سے ایک پتلی چاندی کی اچک کے نکلی خواجہ نے چاہا جست کر کے نکل جاؤن پتلی
ہاتھ مین لپٹ گئی بندر تو جلکر خاک ہوا پتلی نے اس زور سے خواجہ کا ہاتھ پکڑا یقین ہوا کہ ہڈی
ٹوٹ جائیگی ہر چند خواجہ چیختے پیٹتے ہین وہ چاندی کی پتلی جواب بھی نہین دیتی کمر مین لپٹ کر لے اڑی
خواجہ نے دیکھا ایک دریا بیچ مین موج مار رہا ہی کس زور و شور سے بہ رہا ہی کہ دیکھکر خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی
ایک بڑی مچھلی منھ کھولے ہوے بیٹھی ہی کہا ای سمک بی مچھلی نے منھ کھولا پتلی نے خواجہ کو مچھلی کے
منھ مین ڈال دیا خواجہ بیہوش ہو گئے یہ نہ معلوم ہوا کہ مین کہان گیا شکم مین کیا معرکہ گذرا اب جو آنکھ کھلی دیکھا
ہاتھ پاؤن مین بیڑیان ہتھکڑیان ایک زنجیر کمر مین بندھی ہی دو زنگی کشتان کشان لیئے جاتے ہین خواجہ
نے گھبرا کے کہا بھائیو ہمنے تمھاری کیا خطا کی ایک زنگی نے ایک گھونسا منھ مین مار کہا ساربان زادے
مال ملکہ نریمان سبز پوش کا لیکر زنبیل مین رکھ لیا اور پھر کہتا ہی کہ مین نے کیا خطا کی میمون نے منع
کیا اسکا بھی کہنا نہ مانا پھر ہمسے پوچھتا ہی اب تیری روبکاری سامنے ملکہ نریمان سبز پوش کے ہوگی
جیسا حکم دینگی ویسا کیا جائے گا علاوہ اسکے اُنکے بھائی چنار کو مار ا باغ نیلگون کو برباد کیا اب تو
خواجہ خاموش ہوے اندر شہر کے آئے دیکھا شہر نہایت آباد دو کانین رنگی ہوئین شہر مین آئینہ بندی
نازنینان مہ جبین کمرون پر ناچ مجرے کر رہی ہین دو کانون مین بزاز صراف جوہری بچے سبز سرخ زرد
پگڑیان سرون پر ہنگامہ خرید و فروخت گرم دلال بے شرم خواجہ دیکھتے بھالتے زنگی خواجہ کو لیے
جاتے ہین جسطرف سے گذرتے ہین وہ اُن زنگیون سے پوچھتا ہی کہ کیون بھائی یہ کون ہین زنگی
رونے ہین جواب دیتے ہین کہ یارو یہ ساربان زادہ عمرو عیار قاتل چنار جادو ہی گستاخی تو دیکھیے درۂ
کوہ مین جو مال رکھا رہتا تھا وہ اُٹھا لیا جس سے زنگی مارے جانے کا چنار کے حال کہتے ہین
وہ چیخین مار مار کے روتا ہی یہی کہتا ہی کہ ہائے ایسا ساحر زبردست منتظم کار کا اس طور سے مارا گیا
کچھ زور نہ چلا عمرو یہ باتین سنتا ہوا دلمین کہتا ہی کہ عمرو کس مصیبت مین پڑے برق کا بھی ساتھ
چھوٹا اسکو بھی رخصت کیا وہ بیباک چست و چالاک تھا بہت جلد عیاری کرتا تھا زنگی لیے ہوے خواجہ
کو دار الامارۂ شہنشاہی پر آئے دروازے پر چوبدار ایسا دل حاجب دربان بڑے بڑے ساحر
شغل رہے ہین جس نے عمرو کو دیکھا آنکھین بند کر لین اور یہی کہا ای افسر سیہ پوشان تم اس کو اس
شہر مین کیون لائے ساحری جمشید سبکی جان بچائین عجب ظالم کا قدم آیا ہی جہان اسکا گذر ہوا
وہ ملک ویران و برباد ہوا دیکھین اس شہر آباد پر کیا گذرے زنگی خواجہ کو لیے ہوے اندر بارگاہ گئے

آئے عمرو نے دیکھا بڑی بارگاہ ہے کئی سو جادوگر زنگیوں پر بیٹھے ہیں تخت پر ایک ساحرہ سیہ پوش
بہ نخوت تاج سر پر بیٹھی ہوئی عدل و انصاف کر رہی ہے زنگیوں نے پکار کر آواز دی ای ملکہ نریمان یہ
قیدی حاضر ہے اسنے چنار کو مارا تمام راستہ ویران ہوا سرکار کا مال بھی لے لیا ہیمون نے ہر چند
کہا کہ یہ مال ملکہ نریمان کا ہے اسنے نہ مانا یہ سنکر نریمان نے چیخ ماری روئی کہا صاحبو غضب ہوا اب
مین اسکو قتل کرونگی زندان سیاہ مین لیجا کر اسے قید کرو اس اقلیم کے آفتاب کو اسنے مارا زندان سیاہ
مین شب بھر قید رہے گا تمام اہل شہر کو خبر کر دی جائے ڈھنڈھورا پٹنے لگا زنگی خواجہ کو لیے ہوے
ایک مکان کہ قفل اُسکا بند تھا زنگیون نے خواجہ کو اُس مکان مین داخل کیا عمرو نے دیکھا مثل گور
سیہ و دان تنگ تاریک ہے حقیقت مین پردہ ظلمات ہے بلکہ ظلمات کی سیاہی بھی مات ہے حال جیرہ شب گھون
اُلٹے توے سے مثال دون اس حال کے تحریر مین چشم قلم سے اشک سیاہ ٹپک رہے ہین کہ خواجہ
ایسے مکان مین جا کے قید ہوے عمرو دیوانہ ہو گیا چیخین مار مار کے روتا ہے کسی شے پر نگاہ نہین جمتی ہے
اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہین معلوم ہوتا ہے گھبرا کے عمرو اپنے اعضاے جسمی کو ٹٹولتا ہے کہ میرے اعضا
تو سب صحیح ہین یا اعضا کٹ گئے اس مصیبت مین یہ دوست بھی ایسے وقت مین جدا ہوے اور چیخین
مار مار کے روتا ہے ایک آواز مہیب کان مین آئی کہ او سار بان زادے تو نے ملک کے ملک ساحرون
کے تباہ کیے آج آ کے مصیبت مین پھنسا مصیبت ساحران کو بھول گیا ذرا سی مصیبت جو پڑی
تو روتا ہے آج روح سامری کو راحت ہوئی تجھ ایسا دشمن اس بلا مین پھنسا اب صبر کرو اب نہین بچو گے
صبح کو دار پر کھینچو گے عمرو چپ ہو جاتا ہے رات بھر عمرو نے کیا کیا فقرے کیے ہر مرتبہ پکارتا ہے ای آواز دینے
والے ذرا سامنے تو آؤ ہم تمسے کچھ کہینگے جواب ملتا ہے کہ ہماری قضا دامنگیر نہین ہے ہم تمھارے
سامنے نہ آئینگے ہمنے کتاب سامری پڑھی ہے صاف لکھا ہے کہ عمرو سے آنکھ ملی اور مارا گیا اسواسطے
ہم پردے مین تمسے بات کرتے ہین تمھارے سامنے آنا نہین چاہتے ہم تمھارے سامنے نہ آئینگے
صبح کو صورت دکھائینگے رات بھر خواجہ تڑپے غل مچایا یہی پردے مین باتین رہین ہر چند خواجہ نے
آوازین دین کوئی سامنے خواجہ کے نہ آیا وہ وقت آیا کہ قیدی زندان فلک یعنی ماہ تابان جا کر داخل
قید خانہ مغرب ہوا اور شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش خنجر مہر کمر مین نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین
فوج ضیاء ہمراہ بعد شوکت و جاہ میدان فلک زبرجدی مین فسلنگین لگانے لگا دروازہ زندانخانہ کا کھلا
بارہ ہزار زنگی با تیغ برہنہ آ کر پہونچے خواجہ کو قید خانے سے نکالا باہر نکل کر دیکھا کہ لاکھون ساحر
خیل خیل ذیل ذیل طرف میدان خونی کے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ آج روز عید ہے وہ شخص
قتل ہوگا جس نے نام سامری مٹانے کا قصد کیا چنار ایسے شخص کو مارا گھر کے گھر ویران کیے
آج قتل ہوگا روح سامری شاد ہوگی مذہب لات و منات کی حفاظت ہوئی زنگی خواجہ کو کشان
کشان لیے جاتے ہین کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا عمرو نے کہ ملکہ نریمان تخت پر سوار گرد ساحر گھیرے ہوے
لاکھ جادوگر پشت پر ملکہ نریمان کہتی ہوئی کہ ارے قیدی کو لاؤ تمام شہر والے چلکر تماشا دیکھین اپنے اپنے
گھرون مین عید کرین آج وہ شخص قتل ہوتا ہے کہ جسنے چنار ایسے شخص کو مارا اب ہم یہان سے خروج
کرینگے طلسم کشا کو بھی دم دیکر پکڑ لائینگے وزیرون نے عرض کی داری طلسم کشا پر کیونکر پنجہ قابض ہوگا

کہا اب تو آسان ہو گیا عمرو کو قتل کر کے اسکی شکل بنین گے لشکر حمزہ مین پہونچین گے اسم اعظم
حمزہ کا بند کر کے گرفتار کر لائینگے اب بہت آسان ہوا زیرا امیر خوشیان کرتے ہوے خواجہ کو
لیے ہوے طرف میدان خونی کے جاتے ہین حال مختصر برق عرض کرتا ہون کہ جب خواجہ سے
برق جدا ہوا کئی کوس پر جا کے ٹھہرا جب عرصہ گذرا اور خواجہ پلٹ کے نہ آئے برق کا دل دھڑکا
کہ استاد کسی بلا مین پھنسے خیال مین آیا کہ جلد لشکر مین چلو صاحبقران سے اطلاع کرون استاد
کہین لالچ مین پھنسے جیسی مجھسے کہا تم آگے بڑھو مین آتا ہون مین ساتھ ہوتا تو کوئی تدبیر کرتا اسی
سوچ مین برق جاتا ہی لیکن ملکہ خورشید برق وش بعد جانے خواجہ عمرو و برق دقران کے
ایک دن شب کو بیٹھکر علم نجوم مین دیکھنے لگین کچھ ایسا مضمون دیکھا کہ صبح کو رنجیدہ و کبیدہ خدمت
صاحبقران مین حاضر ہوئین صاحبقران نے کہا کیون ملکہ مزاج کیسا ہی ملکہ خورشید نے کہا کیا
عرض کرون عجب معاملہ شب کو نجوم مین دیکھا کہ خواجہ عمرو پر کوئی افتاد پڑ گئی ہر چند کہ میری بھی تاکید
رہتی ہی کہ حضور براے تلاش لوح چلین مگر اب عرض کرتی ہون کہ جبتک خواجہ نہ آئین تب تک سفر
نہ کیجیے کنیز براے تلاش خواجہ عمرو جاتی ہی بڑا خوف مجکو ملکہ طیران جادو کا ہی چنانچہ پر تو خواجہ
غالب آئینگے برق کی زبانی تمام حال معلوم ہوا ہر وقت انکی روانگی کے مین نے سب کچھ سمجھا دیا تھا
ملکہ یاسمن گلگون پوش گھبرا کے اٹھی عرض کی اے ملکہ عالم آپ تکلیف نہ کرین مقام طیران مجکو
بتائیے ملکہ خورشید نے جواب دیا اے یاسمن گلگون پوش مین تمھارے حالات کو دیکھتی ہون
کہ ہر وقت پریشان رہتی ہو یاسمن کا یاد مین خواجہ کی دل بھرا ہوا تھا بر وقت رخصت خواجہ سے
ایسی ایسی باتین ہوئین کہ اسکی یاد مین بول اٹھین اے ملکہ بر وقت روانگی خواجہ عمرو نے لطف سے

کلمے الطاف و عنایات کے فرمائے بہت
صورت مہر فلک خوف سے تھرائے بہت
ایک صورت پہ نہ دیکھا چمن دنیا کو
منع کردو مرے سر پر نہ یہ چلائے بہت
خود نمائی سے سوا ہو گئی انکو نخوت
چھوڑکر مجھسے ملاقات وہ پچھتائے بہت
خط جو قاصد نے دیا آ گیا غصہ انکو
سنکے دیوانے کے چکر کو وہ چکرائے بہت
سیر گلشن کو دم صبح جو وہ جا نکلے
نور سے کہدو کہ گوہین نہ رہے آئے بہت

مجکو مہتاب جو دیکھا تو وہ گہنائے بہت
یار سے بوسۂ رخسار جو مین نے مانگا
شعبدے چرخ فسون ساز نے دکھلائے بہت
یار سے بوسے پہ تکرار نہین لازم ہی
شکل آئینہ مین دیکھی تو وہ اترائے بہت
مرغ دل دام مین آیا نہ کسی صورت سے
نام پڑھکر سراسر نامہ پہ جھنجھلائے بہت
ایسا معشوق نہ زمانے مین کہان ملتا ہی
دیکھکر غنچۂ گل باغ مین بیتائے بہت

کان مین قدسیون کے شور جو نالون کا گیا
سر جھکائے ہوے بیٹھے رہے شرمائے بہت
سن کے غل نالۂ عاشق کا کہا اس بت نے
باتون باتون مین نہ جھگڑا کہین بڑھ جائے بہت
ہاتھ ملتے رہے مہندی کے بہانے برسون
ناز سے گیسوے صیاد نے بل کھائے بہت
نہ رہی دشت نوردی سے کوئی جا خالی
ظلم تھوڑا کرے عاشق پہ ترس کھائے بہت
وائے تقدیر کہا یار نے در بالون سے

صاحبقران گفتگو سنکر پریشان ہو گئے یاسمن نے سب کو
روکا کہ مین جاؤن اور جو جہاں خواجہ پر ہوا اسکی تدبیر کرون خورشید نے کہا بی بی خواجہ بعزت و آبرو
مقام چنار سے چلے بڑے زور و شور سے چنار کو مارا برق بھی خواجہ سے ملگیا تھا دونون نے ملکے
عیاری کی دونون نے ملکر اسے مارا وہان سے خواجہ چلے راہ مین آ کے طمع مین پھنسے تم اس مقام
پر نہ پہونچ سکو گی شب سے مجھے بڑی بیقراری ہو رہی ہی جانتی ہون کہ خواجہ کسی آفت مین پھنس گئے

مین نے شب ہی کو قصد کیا تھا کہ جاؤن پھر خیال مین آیا کہ صاحبقران سے عرض کر لون تو جاؤن اب
میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا نہ ہو اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے مین خود پریشان ہون کب دل چاہتا
ہی کہ سامنے سے صاحبقران کے آٹھون آٹھ پہر یہی خیال ہی کہ انکو لوح طلسمی ملے فتاحی طلسم مین معروف ہون
صاحبو اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

بہار نقش و نگار بن ہی یار کے باعث
نمود گل کی ہی صورت ہزار کے باعث
نہ کوئی چاہنے والا تھا جب مین عاشق تھا
فزاے باغ ہوا گل ہزار کے باعث
گلے لگا کے گنہگار ہو گیا انکو
حواس باختہ ہین انتشار کے باعث
نموے حسن ہی عاشق نثار ہی اک جہان انکا
ملال ہوتا ہی اب دل کو یار کے باعث

نہان ہون چشم سے مین چشم زار کے باعث
چمن ہی گھر مرا اس گلعذار کے باعث
گرا دیا مری عظمت نے اُنکی نظرون سے
ترقیان ہوئی ہین خاکسار کے باعث
شگفتہ گلشن دل داغ سے ہی پھلون کے
خجل ہوے ہین فشار مزار کے باعث
نہ اختلاط مناسب تھا بے رضا اُنکے
ہجوم بلبلون کا ہی بہار کے باعث

عدم ہون عشق میان نگار کے باعث
عبث وہ نالۂ عاشق سے تنگ ہنستے ہین
سبک ہوا ہون مین کوہ وقار کے باعث
خزان مین پھر یہ کہان چہچے عنادل کے
بہار باغ ہی اس لالہ زار کے باعث
بلا ہی زلف پریشان یار کا سودا
خفا وہ ہو گئے بوس و کنار کے باعث
نہ پوچھو لوٹ تلوّن مزاجیان انکی

اسوقت بارگاہ مین ہر ساحر کا یہی ارادہ تھا کہ خواجہ کی مدد کو جائین
خورشید برق وش نے سب کو منع کیا کہ آپ لوگون کو راستہ نہ ملیگا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ
ملکہ جلد جاؤ ایسا نہ ہو ہمارا یار وفادار قتل ہو جائے ملکہ خورشید اُسی وقت طاؤس زرین بال پر سوار
ہوئین اسباب سحر جھولی مین رکھکر تلاش مین خواجہ عمرو کے چلین یہان خواجہ عمرو رات بھر قید خانے
مین چلاتے رہے کوئی عیاری نہ چلی جب گریبان سحر اُنکے غم مین چاک ہوا عمرو کو قید خانے سے نکالا چند
زنگیان سیہ فام نے گھیر لیا خواجہ نے دیکھا ملکہ نیریمان جادو تخت پر سوار انمیں جلیسین گھیرے
ہوے خواجہ کو لیکر طرف میدان خونی کے چلی دیکھا عمرو نے دار مین استادہ ہین جلاد شلنگین لگا رہے
ہین نیریمان نے پکار کر آواز دی خواجہ رات بھر خوب مکر کیے کوئی پیش نہ آیا یہ مقام طلسم نور افشان ہی
یہان کوئی مکر و عذر نہین چلتا خواجہ نے کہا ملکہ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری مجھے
اپنی خدمت مین رکھیے بہت راضی کرونگا نیریمان نے کہا آپ مہربانی فرمایے ای عمرو بیس پچیس کتابین
میرے پاس تصنیف کردۂ سامری موجود ہین سب مین یہی مرقوم ہی ہر ایک ساحر کو بھی یہ حال معلوم ہی کہ
عمرو کی قضا کسی جادوگر کے ہاتھ سے نہین آج مین حکم سامری جمشید مٹاتی ہون اب اگر شہنشاہ طلسم
بھی لکھکر بھیجین تو مین نہ مانون سر کاٹ کے بھیجون خواجہ تمھین غنیمت تھا اگر میری سرحد مین نہ آتے
چنار جادو کا مارے جانا ہمیں بہت شاق ہوا جسوقت چنار جادو کو تمنے مارا ہمکو اُسیوقت خبر ہوگئی
جبنے انتظام تمھاری گرفتاری کا کر لیا عمرو کو لا کے میدان خونی مین پہونچایا ہر چند خواجہ روئے پیٹے
مگر نیریمان نے کچھ سماعت نہ کی جلادون کو اشارہ ہوا جلادون نے خواجہ کا پیر باندھ کے دار مین
لٹکایا نیریمان جادو نے تیر و کمان لیا بارہ ہزار جادوگرنیان پشت پر آگئین اُسوقت عمرو نے بیقرار ہو کے
دعا کی پکار رہا ہی کہ ای رب کارساز ای مالک بے نیاز مین کس بلا مین آ کے پھنسا یہ انجام نہ سمجھا تھا
اب تو جان بچنا دشوار معلوم ہوتی ہی آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کہ ہمارا غلام نہین آیا یہان غلام
اس بلا مین پھنسا یہی آرزو ہی کہ اپنے آقا کی زیارت کر دن اس خیال مین بیقرار ہو کے آواز دی ای

آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس نظم
زیر تیغش طپیدنم ہوس است
کہ گریبان دریدنم ہوس است
یارب آتش فتد بہ بال پرم
از لب او شنیدنم ہوس است
چون قبا سرو جامہ زیب ترا
وصل در خواب دیدنم ہوس است

گل ز وصل تو چیدنم ہوس است
چہ قدر آرمیدنم ہوس است
بکشائید بند از پایم
از قفس گر پریدنم ہوس است
چہ قدر وحشت است در طبعم
تنگ در بر کشیدنم ہوس است

خار از دل کشیدنم ہوس است
بگذارید دست من یاران
سر بصحرا کشیدنم ہوس است
زان بخشم آرمش کہ دشنامے
کہ ز خود ہم رمیدنم ہوس است
روز و شب خواب میکنم واقف

عمرو نے جو بانگ بانگ سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نریمان نے تیر بحر کمان مین پیوست کیا بارہ ہزار کنیزین لیس ہوئین نریمان نے کمان کو کھینچا عمرو نے بیقرار ہوکر آنکھین بند کرلین بارہ ہزار تیر چھوٹے طرف سینۂ بے کینۂ خواجہ کے چلے جب قریب خواجہ کے پہونچے ایک ہوا کا جھون کا چلا کہ تیر اُلٹے پلٹے انھین کنیزون کے سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے بارہ ہزار کنیزین گرین عمرو نے دیکھا جادوگرنیون کے مرنے کی صدا بلند ہوئی پھر بجلی چمکی اندھیرے مین ایک برق زنگیون پر گری زنجیر کٹی خواجہ عمرو زمین پر گرے دیکھا ملکہ خورشید برق وش اُس تاریکی مین خواجہ کے جسم کی قید دور کررہی ہین خواجہ نے کہا ای ملکہ تمنے بڑا احسان کیا ملکہ نے کہا خواجہ اب ٹھہرنا نہین نکل جاؤ خواجہ تو کود کر ایک جانب ہوے یہ بھلا کب بھاگتے ہین ہزارون کنیزون کے لاشے پڑے ہین کنیزین زیور پہنے ہین گلیم اوڑھ کے زیور اُنکے اُتارنے لگے نریمان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا ایک چیخ ماری کہ یہ کیا معرکہ ہی گرد دار کے اندھیر چھایا ہوا ہی خورشید نے ایک گولا مارا اُس گولے سے شعلے چمکے تاریکی کو برطرف کیا نریمان نے دیکھا عمرو دار پر نہین ہی ملکہ خورشید نے چاہا کہ اُڑکر بالاے آسمان جاؤن نریمان نے گولا مارا آواز دی او گیسو بریدہ تو نے عمرو کو چھڑایا میری اقلیم سے نہ جانے پائیگا ای سوفار عمرو کو لینا ای پیکان عمرو کے کلیجے کو شبک کردے یہ کہکے نریمان طرف ملکہ خورشید کے متوجہ ہوئی نریمان نے گولا مارا ملکہ خورشید نے اشارہ کیا گولہ پھٹا ہزار ہا برق گری کئی ہزار کنیزین نریمان کی واصل جہنم ہوئین بجلی چمکنے لگی رعد گرجا بوندیان پڑین جیسے بوندیان پڑین جلکر رہگئی بوندی کیا انگاری ہی کئی ہزار کنیزین قتل ہوگے گرین خواجہ مردون کو لوٹتے پھرتے ہین کسی کے کپڑے اُتارے کسی کا زیور اُتارا کسی کے مردے کو گود مین لیکر بھاگے ایک درخت کے سائے مین آکے بالطمینان زیور و لباس اُتار لیا لاشہ پھینک دیا کنیزون نے دیکھا لاشے کنیزون کے برہنہ پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین ہر طرف الامان الامان کی صدا بلند ہی کنیزین چاہتی ہین ہم بھاگین کیا مجال جو وہان سے ٹل سکین صاف ظاہر ہی کہ پاؤن مین زنجیر پڑی ہی ہنگامۂ گیرودار بلند ہی خواجہ نے ہزارونکے لباس اُتار لیے گلیم خواجہ نے اُتاری خورشید نریمان سے لڑرہی ہین پکار کر آواز دی خواجہ ہنوز اُٹھہرنا بہتر نہین ہی دیکھو کوئی اُفتاد نہ پڑے خواجہ کب مانتے ہین گلیم اوڑھے کے کہا مین گیا ملکہ خورشید تو سمجھین کہ خواجہ نکل گئے خواجہ لوٹتے پھرتے ہین خزانے پر جاکے مال مار اتوڑے لیکر زنبیل کیے خزانہ دار کو یہ فقرہ دیکر ہٹایا کہ تمھین ملکہ بلاتی ہین جب وہ ہٹا خزانہ لوٹ لیا خورشید و نریمان سے اسقدر سحر چلا کہ ہزار ہا نخل جلے ہزار ہا کنیزین نریمان کی قتل ہوئین جو باقی ہین وہ بھاگی پھرتی ہین اسقدر آگ برسی کہ تمام لشکر

نریمان کا قتل ہوا ساحر جل جلکر گرے نریمان نے دیکھا خورشید کے سحر کو ترقی ہی آفتاب سحر ساحر کی
بلند کفار در ومند اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور چلا کے آواز دی ای پیکان دسو فار میرے پاس
نہ آؤ گے تیر اندازی نہ دکھاؤ گے پہلو سے آواز آئی حاضر ہون بس اسنے ایک تیر نکالا تیر کو
اپنے خون مین رنگین کیا پھر کمان مین پیوست کرکے مارا ملکہ خورشید نے دیکھا یہ تیر خالی نہ جائیگا نشانے
کو نشانہ کریگا اپنی انگلی کاٹ کے چند قطرے خون کے زمین پر ٹپکا دیے اُسی خون پر آکے وہ تیر گرا
نریمان نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو باطل کیا گھبرا گئی ملکہ خورشید نے وہی تیر اُٹھایا سینگ کی کمان بنائی
وہی تیر نریمان پر مارا نریمان کا شانہ نشانہ ہوا قطرے خون کے جو ٹپکے وہی خون اسنے چلو مین
لیکر کھینچ مارا ملکہ خورشید پر خون برسنے لگا کئی خنجر بھی گرے خورشید ایسے سحرون کو کب مانتی ہی ہنس ہنس
ہنس کے ایسے سحر دفع کردیتی ہی نریمان نے زبان اپنی کاٹی وہ خون پھینکا خورشید نے اُسکو بھی
دفع کیا نریمان نے خوب آگ برسائی خنجر گرے تلوارین چلین ملکہ خورشید نے سب حربون کو دفع کیا
نیمچہ ہلالی بنام انتقام سے کھینچا آواز دی ای نریمان مین چلونگی یہ کہکے نیمچہ کھینچ مارا نریمان نے ہرچند
چاہا دفع کرون عین گلوگاہ پر آکے پڑا سر کٹ کے نریمان کا گرا اندھیر ہوگیا قلقہ ویران ہونے لگا سب
جادوگر بھاگے ملکہ خورشید نے تڑپ تڑپ کے لاکھون کو قتل کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا
نام من نریمان جادو بود ان سب کو مار کر خورشید نے چہار جانب ڈھونڈھا آواز بھی دی مگر خواجہ کو
نہ پایا دل گھبرایا کہ ای خورشید یہ کیا ہوا خواجہ کو کیا کوئی لے گیا آپ سے تو وہ نہ گئے ہون گے
خدانخواستہ کوئی پکڑ لے گیا سب طرف سے خاک چھان کے ایک جانب چلین خواجہ پر یہ سانحہ
گذرا کہ مردون کے کپڑے اُتارتے پھرتے تھے جب نریمان کا سر کٹا اور لاشہ زمین پر گرا خواجہ
نے پہلے تاج لیا پھر چاہا لاش کے کپڑے اُتار لون لاش خواجہ کو پٹ گئی اُسی اندھیرے مین لیکر
روانہ ہوگئی ملکہ خورشید تلاش کر کے ناچار ہوئین حیران و پریشان کہ خواجہ کیا ہوے اس بدحواسی
مین لاشے کا نریمان کے خیال نہ کیا ایک جانب چلین خواجہ کا احوال سنیے کہ وہ لاشہ خواجہ کو لیے ہوے
ایک پہاڑ پر پہونچا وہان پر جا کے آواز دی کہ ای سامان جادو یہ قیدی خدمت مین سحر العجائب
کی لیجا لاشہ نریمان کا زمین مین غرق ہوگیا ایک جادوگر زمین سے نکلا اُسنے خواجہ کو گرفتار کیا ایک قفس
آہنی مین بند کرکے ایک سمت چلا منظور یہ ہی کہ خدمت مین سحر العجائب کے عمرو کو لے جاؤن خواجہ
حیران ہین باتین کرتے ہین وہ جواب تک نہین دیتا اب خاموش چلے جاتے ہین کہ دیکھین کیا ہوتا ہی کس
بلا مین پھنسے کا پیسکو اُسکے کپڑے اُتارے وہ ساحر خواجہ کو لیے ہوے پھر پھر کامل اُڑا ایک مقام
پر آیا ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا دم لینے لگا چاہتا ہی دم لے لون ٹھہر کر تو پھر اُڑون خواجہ منتین
خوشامدین کر رہے ہین فرماتے ہین ای سامان تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا
مین تمھاری اطاعت کرتا ہون مین ساحری پرست ہون پہلو مین اُسی نخل کے ایک شوالہ تھا پرانا
اُس مین سے آواز آئی سامان جادو ہمارے دشمن کو ہمارے سامنے لاؤ ہم اُسکو جہنم مین
پھینک دین سامان حیران ہوگیا اب جو خیال کرکے دیکھا تو ایک پرانا بت شوالے مین رکھا ہی
ہار وغیرہ وہان بہت سے پڑے ہین معلوم ہوتا ہی کسی کا گذرگاہ ہی سامان نے بت کے سامنے

کھڑے ہو کے عرض کی جو آپ نے مجکو آواز دی تو مین حاضر ہوا آواز آئی ہم خداوند سامری ہین اسوقت پھرتے ہوے چلے آئے کچھ دعا مانگ تو ہمارے دشمن کو لایا ہی ہمکو خوشنود کیا ہمنے تمکو اپنے پاس بلایا سامان نہایت پریشان کہ آجتک کبھی پتھر کے بت نے بات نہ کی تھی بیشک یہان ظہور خداوندی ہی وجد مین آکر بیٹھ گیا پکار کر آواز دی یا خداوند یہ دشمن آپ کا حاضر ہی آواز آئی دروازہ بھیڑ لو ہم تمسے ملاقات کرینگے تمھاری بہت بڑی آبرو ہی سب بھائی ہمارے تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین تمکو آسمان پر لے چلین گے بہشت و دوزخ دکھائینگے جہنم مین زیادہ ٹھہر نا وہ تمھارا مقام ہی سامان نے دروازہ بھیڑ اعمرو کا پشتارہ ایک طرف پڑا ہی اسی کے سحر مین خواجہ مبتلا ہین سامان نے دیکھا پہلو سے چھم چھم کی آواز آئی دیکھا ایک شخص پہلوے بت سے پیدا ہوا سر سے پانک سرخ لباس پہنے ہوے آواز دی ہم خداوند سامری صورت اصلی دیکھے گا یہ کہکے نقاب چہرے کی اُٹھائی ایک طرف سے چہرہ دیکھا ایک نازنین مہ جبین ناک مین نتھ سامان یہ دیکھکر مر گیا دوسری طرف سے چہرہ دیکھا ایک جوان مرد کو دیکھا بڑی سی آنکھ تلوار کمر مین لگی ہوئی سامان نے چاہا جھک کے سجدہ کرے کہا ہمین ابھی سجدہ نہ کرنا تیرے جسم مین کثافت بھری ہی پہلے پاک تو ہولے پہلو مین اسی بت کے ایک شیشہ رکھا ہی اُسکو اٹھالے سامان نے اُٹھایا کہا سب لے جا پینہ آئیگا ساری کثافت نکل جائیگی اسنے گلابی پی شراب پیتے ہی کہا یا خداوند ہڈیان جلی جاتی ہین کہا یہ شراب محبت ما بدولت ہی رگین بڑھینگی ہڈیون مین نرمی ہوگی ذرا ٹہلو جیسے ہی دو قدم چلا بیہوشی نے طمانچہ مارا دھم سے گرا جیسے ہی گرا نعرہ بجا نعرۂ برق تصنیف مصنف

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	لیے کون مکار و غدار ہون	لقب ہی مرا برق خنجر گذار	کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
دو رکر بر میرا اچھرار رہا	تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا	گردن سیکڑون کوس کی راہ کو	ارسطو ذی العلم شاگرد ہی
		بزیر قدم غرب ہی شرق ہی	چھلاوہ تو ہون مین نام بھی برق ہی

یہ کہکے خنجر مارا سامان کا شکم چاک قصہ پاک خواجہ کو ہوش آیا برق کو گلے سے لگایا کہا بیٹا آج تمنے عیاری کی یہان تک کیونکر پہونچے کہا اُستاد مین تلاش مین جاتا تھا مین نے دیکھا آپکو جادوگر لیے جاتا ہی مین اس شوالے مین چلا گیا بارے عیاری بن پڑی اگر حکم ہو تو مین یہ کپڑے اُتار لون خواجہ نے کہا بس الگ رہیے یہ بھی کوئی عیاری تھی خواجہ نے کپڑے سامان کے اُتار لیے دونون جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین دیکھا سامنے سے ایک ساحر آتا ہی پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین جیسے ہی اُسکو خواجہ نے آتے دیکھا کہا بھیا بھاگو ہماری تمھاری فکر مین آتا ہی اسی جانب دیکھ رہا ہی ایک طرف برق تڑپ کے بھاگا اُس ساحر نے وہین سے آواز دی ای برق ٹھہرو کہان جاتے ہو غضب کیا سامان کو مارا حکم شہنشاہ طلسم ہی کہ دونون کو گرفتار کرکے لاؤ یہ کہکے ایک گولا پھینکا ایک طرف خواجہ گرے ایکطرف برق گرا اُسنے جیب سے دونون کو گرفتار کیا نعرہ کیا منم ارقم جادو دونون کی مشکین باندھ کے چلا وہان ملکہ خورشید قریب اُس شوالے کے پہونچین دیکھا سامان کا لاشہ پڑا ہی سمجھین کہ اسکو مارا نگران پر ہاتھ رکھ کے دیکھا کہا ارے غضب ہوا خواجہ و برق گرفتار ہوگئے یہ کہکے تلاش کرتی ہوئی چلین ایک مقام پر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام خواجہ و برق کو کشان کشان لیے جاتا ہی تڑپ رہے ہین کچھ ہو نہین سکتا ملکہ کا کلیجا منہہ کو آگیا للکار کے جا پڑین ارقم نے جو ملکہ خورشید کو دیکھا

کانپ گیا کہا ای ملکہ غضب کیا تم نے شاہان طلسم سے بغاوت کی چاہا عمر و و برق کو لیکر نکلون ملکہ نے دو ہتھڑ مارا ارقم منھ کے بھل زمین پر گرا عمر و و برق چھوٹے جستین کر کے بھاگے ارقم دوڑا کہ عمر و و برق کو پھر گرفتار کرون ملکہ نے طرف عمر و و برق کے نہ جانے دیا ملکہ پر گولا مارا ملکہ نے گولے کو کاٹا کئی سحر اسنے کیے ملکہ نے خالی دیے جب پانچ چار سحر یہ کر چکا تو آواز دی کہ ارے ہمارا ابھی کوئی وار رو کیگا آواز دی ای سیاہ پوش لینا کالی کالی بصورت کا ایک آدمی سامنے پہونچا ارقم نے گولا مارا سیاہ پوش نے گولا ہاتھ مین رکھ لیا جب سحر ارقم نے کیے سیاہ پوش نے بہین رد کیے آخر کو تلوار چھین لی اور ٹانگین ارقم کی پکڑ کے چیر ڈالین سلام کر کے سیاہ پوش رخصت ہوا کہا گیا جب غلام کو یاد کیجیے گا حاضر ہونگا ملکہ خواجہ و برق کو ساتھ لیکر چلی مین یہان صاحبقران بیقرار ہو رہے ہین کبھی یاد خواجہ کی آتی ہی کبھی سلمائے گوہر پوش کے واسطے طبیعت گھبراتی ہی اخضر وغیرہ نے عرض کی سرکار کو بہت تشویش پاتے ہین امیر نے فرمایا کیا پوچھتے ہو خواجہ ابتک پلٹ کے نہین آئے خورشید کو بھی گئے ہوے کئی دن گذرے ابتک کچھ حال نہ معلوم ہوا نہایت انتشار ہی **نظم**

دل بیتاب کو گر باندھ کر رکھون نہ ٹھہریگا
تپش سے خاک مین بھی عاشق مدفون نہ ٹھہریگا
نہ ٹھہرا بوسہ تو دیوانہ دل مفتون نہ ٹھہریگا
اگر گردش یہی ہی مبتلا ہون کی چشم میگون کی
مرے خط مین شکایت اسکی شکلباز نظر کی ہی
اسے خو پڑ گئی ہی بے طرح زانوے جانان کی
سراپا بس کہ محو شوخی قاتل ہون محشر تک
کیا بھر عیادت گر ارادہ اسنے آنے کا
ہوئی تاثیر گر تھوڑی سی بھی ہم سرو موزون کو
نہ بو نکلے ہم طول شبہائے جدائی سے
وہ شاعر ہون کہ باندھونگا خم زنجیر کاکل سے
طواف کعبہ کا خوگر ہی دیکھو صدقے ہونے دو

سوا آس در کی زنجیرون کے یہ مجنون نہ ٹھہریگا
کہ گنبد قبر کا جون گنبد گردون نہ ٹھہریگا
اگر دان دن نہ ٹھہریگا تو یان بھی یون نہ ٹھہریگا
کف ساقی مین جام بادہ گلگون نہ ٹھہریگا
پر و بال کبوتر ایک اک لکھدون نہ ٹھہریگا
یہ سر تکیے پہ ہمدم جسطرح رکھون نہ ٹھہریگا
مرے زخمون سے جاری ہی رہیگا خون نہ ٹھہریگا
تو جبتک جان ہی درد دل محزون نہ ٹھہریگا
زمین کیا آسمان پر نالۂ موزون نہ ٹھہریگا
کہانتک دیکھیے وہ حسن روز افزون نہ ٹھہریگا
اگر دل کے تعلق کے دعمیان مین مضمون نہ ٹھہریگا
ہو سمجھو ذرہ مومن ہی مومن یون نہ ٹھہریگا

دربار مین صاحبقران کے یہی ذکر ہو رہا ہی ملکہ زنارہ نے کئی مرتبہ عرض کی کہ کنیز جائے انکی خبر لائے امیر نے فرمایا کہ وہ راستہ ایسا ہی کہ آپ لوگون کو نہ ملے گا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی سیار مقبول ماجد اولاد کو تخت پر سوار کیے ہوے پسینے پسینے گھبرایا ہوا آکر پہونچا مقبول دوڑ کے صاحبقران کو لپٹ گیا عرض کی خدا حضور کو سلامت رکھے کہ اس قید مین حضور نے مدد کی خواجہ نے جا کر چنار کو مارا مگر ابھی تک خواجہ تشریف نہین لائے امیر نے فرمایا کہ مین نہایت مشتاق ہون آپ لوگون نے خواجہ کو کہان چھوڑا مقبول نے عرض کی جہان چنار مارا گیا خواجہ نے ہمسے کہا تم چلو مگر نجوم ہماری خبر دیتی ہی کہ راہ مین بڑے بڑے مصائب اٹھائے امیر نے کہا ملکہ خورشید برق وش انکی تلاش مین گئی ہین سیار نے کہا فضل الہی شامل حال ہی ملکہ خورشید کا حضور رنج نہین جب سحر العجائب و مصر الغرائب

سے مقابلے پڑینگے آج وہ یکتا سحر و ساحری مین طاق ہین شہرۂ آفاق ہین لیکن حضور یہ بھی اُنکے سحر کا
جواب دینگی وہ بادشاہ عالم پناہ کہ اس طلسم کا حاکم تھا کوکب نے کسی فتور سے اُسکو پکڑا ملک و مال
پر قبضہ کیا یہ صاحبزادی اُسی شاہ کی دختر بلند اختر ہی حضور صاحب اقبال ہین کہ ایسی ساحرہ اس طرح آکے
شریک ہوئی اُسکی جستجو سے لوح طلسمی حاصل ہوئی ورنہ لوح طلسم نور افشان کا کون پتہ لگا سکتا ہی اُنکو
نشان بتایگا ہر چند کہ غلام کا ہمہ طلسم ہی حال لوح سے آگاہ نہین یہ ذکر تھا کہ دوسری برق چمکی دیکھا خواجہ
عمرو و برق فرنگی و ملکہ خورشید برق آوش آکے پہونچے ملکہ لیلاے عنبرین مو کہ اپنی شاہزادی
کی مشتاق تھین گھبرا کے نکل آئین عمرو جیسے ہی سامنے آیا ملکہ لیلا نے پکار کر آواز دی خواجہ برائے خدا
ملکہ کا حال تو بتاؤ عمرو نے جو نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک ماہ تابان مہر درخشان تاجدار اقلیم معشوقان زلیخاے
مصر خوبی لیلاے نجد محبوبی شیرین قصر فرہاد دلربائی عذراے گلعذار گلستان زیبائی گورے
گال زلفین عنبرین کا اُسیر تھا اتا صبح و شام کی کیفیت عارض کو صبح شب وصل عاشقان کہیے گیسوے
عذار کو شب ہجر دشمنان کہیے کان کان ملاحت خوبصورت حسین و جمیل دہن غنچۂ دلربائی عذار گل بوستان
زیبائی قد سرو باغ دلبری بالکل حدیقہ خود سری کمالات ظاہر و باطن سے معمور حور بیقصور عمرو کے ہاتھ
پانون مین رعشہ آگیا بے اختیار یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

پیش ابرو مژہ قوس عبث تیر عبث
آنکھین کھل جائین جو خاک قدم یار ملے
کیون مین کھینچا کرون بھلا یار کی تصویر عبث
سر سے جائیگا نہین زلف سیہ کا سودا
گالیان دیتا ہی کیون ادہت بے پیر عبث
پھر پھر اگر مرا دم تن سے نکل جائیگا
کیون فلک سے مین کرون شکوۂ تقدیر عبث
زلف دلدار کا پابند ہین دیوانہ ہون
آنکھ مین کھینچتے ہو سرمے کی تحریر عبث
نور رادسون سے بھلا پیاس کہین بجھتی ہی

کشتۂ ابروے خمدار ہون مین بدعت ہے
آگے اس خاک کے ہو جاے پھر اکسیر عبث
بوسۂ زلف کا مذکور کیا کب مین نے
غل مچاتی ہی مرے پانون کی زنجیر عبث
کام کی بوئی ہی وہ یار کا قد بوٹا سا
تنگ کرتا ہی مجھے طوق گلوگیر عبث
فائدہ صورت بلبل جو تھکاؤن مین گلا
مجھکو جلاد تو پہناتا ہی زنجیر عبث
حال عاشق پہ تو اے گل ہی مقام گریہ
ہی مرے پیش نظر یار کی تصویر عبث

تو و ابروے نگہ یار ہی شمشیر عبث
قتل کرنے کو مرے لاے ہو شمشیر عبث
ہر دم آنکھون کے تلے پھرتی ہی صورت انکی
مجھسے کرتے ہین وہ الجھی ہوئی تقریر عبث
دہن تنگ کا سوتے ہین لیا کب بوسہ
کیون ہوس مین کرون خواہش اکسیر عبث
پیش آئیگا وہی جو کہ ہی پیشانی مین
کیون مین صیاد کرون نالۂ شبگیر عبث
جوہرون کی نہین شمشیر نگہ کو حاجت
سنتے کیا ہو صفت غنچۂ تصویر عبث

یہ کہکے لڑکھڑا کے جو گرے تو بیہوش
ہوگئے ملکہ حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی امیر نے دوڑ کے سر تو عمرو کا زانون پر رکھا اور ہٹ کے کہا کہ بھائی صاحب
تمنے بڑی آفت برپا کی ہمارے عیار کو ہاتھ سے کھویا اتنا سمجھ لو کہ اب یہ بھیا نہ چھوڑینگے لیلا نے کہا حضور
تو بجا فرماتے ہین مگر یہ تو پوچھیے کہ ملکہ کہان ہی سیار وغیرہ نے کہا خواجہ کی زنبیل مین ہین ہمارے سامنے اُنکو
زنبیل مین رکھ لیا تھا امیر نے گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا خواجہ کو بڑی دیر مین ہوش آیا لیلا کو بنگاہ
حسرت دیکھ رہے ہین لیلا نے کہا خواجہ ہماری ملکہ کو تو لائیے عمرو نے کہا صاحب مین لیکر چلا راہ مین
ایک قرضدار ملگیا اُسنے ملکہ کو چھین لیا روپیہ دیا جاے تو وہ ملین نہین تو زیور اُتار لینگے امیر نے کہا اے
احمق معشوق کا زیور لیگا عمرو نے کہا قرضداری تو بہت بری چیز ہی نہین آپ ادا کیجیے امیر نے کہا میرا مال
تمھارے دینے کے لایق نہین ہی ساحرون نے دو دو ہزار چار چار ہزار کرکے دس بارہ ہزار روپیہ دیے

تب خواجہ نے بارگاہ حشامی میں آکر ملکہ کو نکالا مسند پر بٹھایا لیلا نے بلائیں لیں کہا واہی بڑے صدمے اُٹھائے ملکہ نے سر جھکا لیا امیر نے جلسہ آراستہ کیا لشکر میں روشنی کا حکم ہوا مقبول تاجدار نے بہت کچھ ساماں منگوایا رات کو بڑی دھوم سے جلسہ آراستہ ہوا نازنینان پری پیکر حاضر ہیں امیر نے کہا ملکہ خواجہ سے گواؤ خوب نے بجاتا ہے اس جلسہ میں ملکہ خورشید ملکہ آفتاب ملکہ لالہ عذار وغیرہ سب جمع ہیں ملکہ سلمیٰ نے خواجہ سے کہا آج آپ نَے بجائیے عمرو تو اسکا مشتاق تھا صورت تو بہت مبارک ہے کوئی پسند نہیں کرتا ہے یہی خیال ہے کہ گانا میر الیلا بھی سن لے شاید مجھ مجنون پر رحم آوے اُچک کے بیچ میں جلسہ کے آبیٹھے خواجہ نے زنبیل سے نَے نکالی نئے طور سے یہ غزل گائی

نظم

جلوے ہیں شیش محل میں ترے رخساروں سے — آئینے گر نہ پڑیں ٹوٹ کے دیواروں سے
گال ملنے دے پری رو مجھے رخساروں سے — سرد مہری تری جائیگی ان انگاروں سے
نور گرے ہیں یہ پھیلا ترے رخساروں سے — گر پڑا سایہ پھسلتا ہوا دیواروں سے
آئینے پشت بہ دیوار نظر آتے ہیں — بیٹھے ہیں آئینہ رو مل کے جو دیواروں سے
تیرے گھر ہی پہ حسینان سلف کا نقشہ — سب کی تصویریں ہیں چپکی ہوئی دیواروں سے
ہجر میں جس سے مخاطب ہوئے ہم اُسکے ہوئے — پہروں ہی باتیں کیا کرتے ہیں دیواروں سے
روک لیگی نہ ہمیں پردہ نشینی تیری — تاک لینگے کوئی روزن ابھی دیواروں سے
نور وش پر جو چلا سکتے کا عالم یہ ہوا — نہ اُڑے مرغ چمن باغ کی دیواروں سے
قوت نامیہ بخشے گا جو یوں سایہ قد — سرو اک روز نکل جائینگے دیواروں سے
یوں نہ چلائے شب وصل میں تقریر کرو — کان اغیار لگائے نہ ہوں دیواروں سے
تو نے گلگشت جو موقوف کیا اے گل تر — پھول مرجھائے چلے آتے ہیں گلزاروں سے
پیچ پڑ جائینگے دم گھٹ کے نکل جائینگے — نہ اُلجھ بیٹھیے زلفوں کے گرفتاروں سے
ناوک اندازیوں کی مشق کہاں تک اے ترک — خون اُنگلی کا ٹپکنے لگا سوفاروں سے
غل یہ کیسا نہیں پالی یہ بٹیروں کی صفیر — مرغ مضموں کو لڑاتے ہیں یہاں یاروں سے

رات بھر نہایت تکلف سے جشن رہا ملکہ لیلا کو گانا خواجہ کا بہت پسند آیا خواجہ کا ارادہ ہے کہ بوقت سحر صاحبقران سے تقریر کرونگا آپ کا عقد ساتھ سلمیٰ کے ہو اور مجھے لیلا قبول کریں جب صبح ہوئی جلسے کی عجیب کیفیت ہے نازنینان مہ جبین کے چہرے اُداس گلوریاں طلعت میں پھینکی ہیں صاف ثابت ہے کہ یاقوت کے ٹکڑے یا لخت دل عاشقان ہے طائر آشیانوں سے نکلے ہیں فرش میں جابجا شکنیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ گانے کا جلسہ جو موقوف ہوا فرش بھی چین بر جبین ہے لگن میں جابجا پروانے جلے ہوئے پڑے ہیں عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں مقبول تاجدار کا یہ ارادہ ہے کہ صاحبقران سے بمقدمہ عقد سلمیٰ عرض کروں امیر خود مشتاق ہیں کہ معرفت خواجہ کے تقریب کروں بعد اس عقد کے تلاش لیلا کو جاؤں سب ساحر بھی رفع ضرورت کو گئے ہیں امیر کو منظور ہے کئی دن جلسہ رہے اسی عقد میں جشن بھی ہو عمرو بھی منتظر بیٹھا ہے کہ ملکہ سلمیٰ نے لیلا سے اشارہ کیا کہ چوکی پر پانی رکھوا دو لیلا نے خود آفتابہ ہاتھ میں لیا آگے آگے ملکہ سلمیٰ پیچھے پیچھے لیلا خیمہ بیت الخلا میں گئیں دونوں کا اُس خیمے

ہین جانا اور خواجہ صاحبقران سے کہ رہے ہین آقا میرے مقدمے مین ضرور فرمائیے مین نے واسطے ملکہ سلمیٰ کے اپنی جان لگادی صاحبقران فرماتے ہین لیلا کو اختیار ہی نہ مانین گی تو مین کیا زبردستی کرونگا عمرو نے کہا میرے دل کو یقین ہی کہ میرے گانے پر اُسکو بھی توجہ ہوا کی رات کو اشارے بھی ہوئے توجہ پائی جاتی ہی صاحبقران فرماتے ہین مجھسے تو یہ کہتی تھی کہ مین کسی طرح عمرو کو قبول نہ کرونگی عمرو نے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے آپ میری سفارش کرینگے مقبول تاجدار کو بھی یہی منظور ہی کہ خواجہ کا عقد ساتھ لیلا کے ہو وہان کنیزین در بیت الخلا پر کھڑی ہین جب عرصہ گذرا تو انھون نے آواز دی کچھ صدا نہ آئی ایک کنیز نے پکار کر کہا خواجہ یہان تشریف لائیے ملکہ و وزیرزادی کو بیت الخلا گئے ہوئے عرصہ ہوا ہمنے کئی آوازین دین کوئی جواب بھی نہین دیتا عمرو گھبرا کے دوڑا کنیزون سے کہا تم رازدار ہو اندر جاؤ کنیزین جو اندر گئین دیکھا ملکہ سلمیٰ و لیلا نہین ہین زمین سے معلوم ہوتا ہی کوئی نکلا طبقہ زمین کا پھٹا ہوا کچھ ماش کے دانے بھی پڑے ہین عمرو نے تو ہائے ملکۂ عالم کہکے چیخ ماری صاحبقران عمرو کی آواز سنکر دوڑے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا ای شہریار بیت الخلا سے شاہزادی اور وزیرزادی غائب ہوگئین صاحبقران گھبرا کے دوڑے مقبول تاجدار سیارہ اختر شناس قریب آیا ملک اخضر و آفتاب وغیرہ و ملکہ خورشید برق وش سب نے آکے سمجھاؤ کیا ہرچند جستجو کی عقل دوڑائی یہ ذہن مین نہ آیا کون لیگیا امیر نے فرمایا کہ فتاحی طلسم ہوچکی جبتک ملکہ کا پتہ نہ ملیگا حمزہ تلاش لوح کو نہ جائیگا عمرو کا تڑپنا پھڑکنا عرض کرنا یہ کون دشمن لگا ہوا تھا ملکہ خورشید برق وش نے کہا خواجہ بیقرار نہ ہو صبر کرو یہ مقدمہ معشوق طلسم کشا ہی پتہ ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا کوئی انکو رکھ نہین سکتا تقدیر مین جو رنج و ملال ہی وہ ضرور ہوگا خواجہ کو ہاتھ پکڑ کے الگ لائین کہا خواجہ صاحبقران کو تلاش لوح پر آمادہ کرو عمرو نے کہا انکے ہوش درست نہین ہین تلاش لوح کون کریگا ملکہ خورشید نے کہا خواجہ بدون حصول لوح کوئی مطلب نہ نکلیگا لوح کنجی ہی قفل طلسم کی مقامات طلسم باطن پر پہونچنا دشوار ہوگا یہ بخوبی ظاہر ہی کہ سب ساحر آپکے نام کے دشمن ہین میرے واسطے بھی زہر ہین آٹھ پہر سب کو یہی فکر ہی کہ ملکہ خورشید کو صاحبقران سے جدا کرین مین سلطنت طلسم کی ذی حق ہون میرے باپ کو ابن بدعت نے مارا مین سالہا سال قید رہی اتفاق کی بات کہ یہ بات بن گئی مگر آپ تلاش لوح مین تامل نہ کرین عمرو نے کہا مین عرض کرونگا جانے نہ جانے کا انکو اختیار ہی صاحبقران جو پلٹ کے بارگاہ حشمت مین آئے سر جھکا کے بیٹھے کسی سے کلام نہین کرتے عمرو نے عرض کی ملکہ خورشید فرماتی ہین کہ آپ تلاش لوح مین مصروف ہون امیر نے فرمایا کہ خواجہ میری تو عجب کیفیت ہی مجھے تو کلام کرنا دشوار ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی آب و دانہ ترک کرون طرف کسی صحرائے وحشت خیز کے نکل جاؤن یا قبر مجنون پر جاؤن فقیر بنکے بیٹھون ابھی جفا سے اُسنے مہلت پائی تھی فلک نے پھر گرفتار پنجۂ تقدیر کرایا مجھسے نہین ممکن ہی کہ مین تلاش لوح مین جاؤن یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی سمندر جادو طرف سے شاہان طلسم کے ایک لاکھ فوج لیکر آیا ہی امیر نے رو کے فرمایا ہم اپنے حال پر ملول ہین یہ شاہان طلسم چین نہین لینے دیتے ملک اخضر نے عرض کی حضور اسکا فکر نہ کرین ملکہ خورشید برق وش بھی تباہ ہوگئین اخضر نے عرض کی ای افسر ساحران

ایک موجود ہے اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ملکہ خورشید برق وش نے سب لشکر تیار کیا لشکر
ساحران سے آگے بڑھکے اُتری ملکہ خورشید و آفتاب ٹہل رہی ہین سب ساحر و سردار انتظار مین
ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ سمندر جادو بنہایت جوش وخروش ہین دریادلی دکھاتا ہوا
فوج ہین مہلکہ اُسکی فوج مین تین لاکھ ساحر اُسکی پشت پر کھڑے ہو کے سمندر دیکھنے لگا کہ ملکہ خورشید
سب کے آگے زنتارہ وغیرہ بنہایت رعنائی سے کھڑی ہین آمد آمد فوج ساحران دیکھ رہے ہین دو کوس
بہ لشکر کو اُتارا ساحران عذار جا بجا اُترنے لگے ساحرون نے اپنے اپنے خیمے استادہ کیے اب سب
ساحرون پر حکم ملکہ خورشید کا ہے سب لشکر کا انتظام کر رہے ہین غصے مین کانپ کے فرماتی ہین کہ
نمک حرامون کو کچھ خوف خدا اور رسول نہین ملک و مال کیا آبرو کی خواہش ہوئی اب جان کے طالب ہین
کیا یہ سمجھا ہم پر غالب ہین سمندر نے جو ملکہ خورشید برق وش کو دیکھا دور سے سلام کیا ملکہ نے فرمایا
او نمک حرام بد انجام مردود خاص و عام تجکو شرم نہین آتی ہمکو سلام کرتا ہے طعن وتشنیع کرتا ہے خیر میدان کارزار
مین سمجھا جائیگا سمندر کانپتا ہوا بارگاہ مین آیا مشیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحبو بڑی مشکل
کی بات ہے کہ ملکہ خورشید برق وش سب کی افسر ہین پری زنتارہ و آفتاب بھی موجود ہین مین سب سے
مقابلہ کرونگا اگر ملکہ خورشید نکلین تو مجھے اُنسے مقابلے مین حجاب ہوگا ایک دن وہ تھا کہ بطور ملازم
اُنکے والد کے پاس حاضر ہوا شہنشاہان نور افشان کو نامہ لکھا جاے کہ ایک ساحر کوئی اور
روانہ کیجیے کہ اگر ملکہ خورشید میدان مین نکلین تو اُنسے مقابلہ کرے اور مین سب سے سمجھ لونگا اسی
مضمون کا نامہ روانہ کیا شاہان نور افشان تخت پر بیٹھے ہین نامے کو پڑھکے سحر العجائب نے آواز
دی کہ سمندر نے مدد طلب کی ہے ایک ساحر ہے مشیران سلطنت مین کہ نام اُسکا سرخاب دریانشین ہے
اپنے مقام سے اٹھا کہا حضور خورشید سے جا کر مین مقابلہ کرونگا میان سمندر عبث خوف کرتے ہین مین جا کر
مقابلہ کرونگا بی خورشید کی مشکین باندھ کے لاؤنگا سحر العجائب نے تین لاکھ ساحر اسکے بھی ساتھ کیے
سرخاب دریانشین اُسیوقت لشکر تیار کر کے چلا سمندر کو آئے ہوے دو دن گذرے طبل جنگی
نہین بجوایا کہ رہا ہے مجھے بڑا خوف ہے بڑے شرم کی بات ہے جسکے ملازم رہے اُسی سے مقابلہ کرین جب
سامنے جائینگے تو آنکھ نیچی ہم کیونکر مقابلہ کرینگے یکایک ہرکارون نے خبر دی کہ سرخاب دریانشین
آتا ہے سمندر نے جو سنا کہ سرخاب دریانشین قریب آپہونچا برائے استقبال چلا سرخاب دریانشین
گھوڑے پر سوار تین لاکھ ساحر پشت پر راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی سمندر نے سرخاب کو
سلام کیا سرخاب نے جواب دیا سمندر نے کہا بھائی بڑے تعجب کی بات ہے تم مجھسے زیادہ مقرب ہو
اگر ملکہ خورشید برق وش میدان مین نکلین ایک دن وہ تھا کہ انکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے
رہتے تھے آج اُنسے مقابلہ کرین سرخاب نے کہا ہم تو ملکہ خورشید کی مشکین باندھینگے کیا اُنسے
سحر مین کم ہین سمندر نے کہا بھائی ذرا سمجھ کے بات کرو ایسے کلمات سخت نہ کہو حقیقت مین سحر العجائب
و سحر الغرائب نے بڑی نمک حرامی پر کمر باندھی ہے ملکہ کو قید کیا کچھ خوف نہ آیا دیکھیے اُنکی خدا نے کیا مدد کی
کسطرح عمرو پہونچا کس لطف سے رہا کیا خداے نادیدہ کے گھر مین انصاف ہے سرخاب نے کہا اے سمندر
تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو شاہان نور افشان کو برا کہتا ہے اور تعریف مذہب خداے نادیدہ کرتا ہے کیا ساحری ترک کی

جمشید پرستی بری چیز ہی اگر تیرے نزدیک برا ہی تو مسلمان ہوجا ملکہ کا بڑا پاس ہی تو انکی شراکت کر سمندر
نے کہا امی برادر دل تو یہی چاہتا ہی اصل یہی ہی کہ مذہب سامری مین ہزارون خرابیان مین کسی مسلمان
نے کیا کتاب لکھی ہی جسکا تردید مذہب سامری نام ہی شرط اول اسمین یہ لکھی ہی کہ سامری و جمشید قوم
کے برہمن تھے جسدن گہن پڑتا تھا کنارے دریاے نیل کے بیٹھکے اناج لینے گئے تھے یا یکایک دعوی خدائی
کیا مصاحب وغیرہ ملگئے انہون نے گھر گھر انکی تعریف کی خدائی کرنے لگے یہ کیا حرکت ناشائستہ تھی کیونکر انکو
خدا کہین سرخاب نے کہا تو تو پورا مسلمان ہی جس کتاب مین سامری کی برائی تھی وہ کیون پڑھی اب تو
سمندر بھی بگڑا جوش مین آیا کہا کتب بینی سے روشن ہوتا ہی انسان کو چاہیے نیکی بدی کو سمجھے اتنا تو آگاہ ہو
کہ مذہب مین کیا برائی ہی کیا بھلائی ہی انسان کو چاہیے اسکو سمجھے یہان تک آپس مین تکرار ہوئی کہ رفقا آگئے
دونون کے رفیق جمع ہوے کسی کے منہ سے نکلا آپ بادشاہ مین آپس مین تکرار نہ کیجیے ایک نے بڑھکے
اسکو گولا مارا ایک کا سر پھٹا اب تو آپس مین گولا نارنج چلنے لگا لاکھون کا بلوہ ہزارون ساحر مر کے گرے
سمندر نے پکار کر کہا سامری پر لعنت ہی ساتھ والون نے کہا جمشید پر لعنت ہی یہ جو سرخاب نے سنا
بھن گیا کہا ارے کمبختو لات و سامری و جمشید تینون پر لعنت کرتے ہو سرخاب والون نے کہا ان سبکی
زبانین کاٹ لو ارے جاگتی جوت کے خداوندون پر لعنت کرتے ہو اور پکار پکار کے سرخاب کو اپنے
سحر پر بڑا ناز ہی سحر کرتا ہوا طرف سمندر کے بڑھا ان دونون مین آپس مین سحر چلنے لگا سرخاب نہایت
تیز ساحر ہی دو چار سحر جو سمندر نے کیے وہ خالی گئے سرخاب نے جو سحر کیا برق تڑپ کر گری سر سمندر کا
زخمی ہوا اور ساحر بیچ مین پھاند پڑے رفیقون نے اپنی جان دی سمندر کو بچایا غصے مین سرخاب
قتل کرتا ہوا آتا ہی لشکر پر سمندر کے طریقہ شکست ہی ظاہرا بھاگنے کا بندوبست ہی ملکہ خورشید برق وغیرہ
ملک احمر و زنار و آفتاب وغیرہ سب بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان عجب معرکہ درپیش ہوا کہ
سرخاب و سمندر سے مقابلہ پڑا سمندر راہ اصلی پر ہی اب لڑائی ہورہی ہی جانبین کے ہزارون ساحر
مارے گئے سمندر زخمی ہوا اب وقت شکست ہی ملکہ خورشید نے فرمایا سمندر کی خیر آفتاب شعلہ مزاج
جھک سے اٹھی زنار نے کہا مین بھی آئی ملکہ خورشید نے فرمایا آفتاب کافی ہی مین جاکے کیا کرونگی
پکار کر کہا اے آفتاب جھک سے سحر کرنا سرخاب کو بڑے گھمنڈ ہوگئے ہین سمجھونگی تو مشکین باندھکے
لانا زنار نے کہا رشتہ بگڑ گئے مین پڑ دن دیکھیے تو کس رنگ سے لاتی ہون آفتاب جو باہر نکلی اور جھک کے
بلند ہوئی اسوقت پہونچی کہ سمندر کے لشکر کو شکست ہوئی سرخاب ہنستا ہوا آتا ہی کہتا ہی کیون ملاعنو
بھگوڑو بتون پر لعنت کرو گے سمندر کہتا ہی اگر دو بھی دیگی لعنت کیے جاؤنگا بیشک سامری و جمشید برے
تھے اگر برے نہ ہوتے تو مذہب مین رخنہ کیون ڈالتے سیدھا اُن نے مذہب حقیقی کو یون مٹایا قوم کے برہمن
مانگنے والے برسون بتون کو سجدہ کرنے والے پھر آپ خداوند بن بیٹھے آفتاب نے آسمان سے
دیکھا کڑک کر گری وہ گرمی ہوئی کہ ہمراہیان سرخاب تپنے لگے الف الف کی صدا مانند جیسے ناک
کی راہ گرنے لگے ہزارون جہنم مین پہونچے کڑک کے جو گری کئی ہزار کو قتل کرکے جھکی نعرہ کیا منم
آفتاب شعلہ مزاج کس معصوم سے آفتاب لڑ رہی ہی زنار نے بھی جھک کے ہزارون کو مارا یہی ہنگامہ

تھا

ہو کہ ان دونون کو پکڑ لو چہار طرف سے ساحر بلوہ کرتے ہین جب آفتاب نے اشارہ کیا غول سے نکلکر
مثل نیر اعظم چمکتی ہو جس غول پر جا پڑی ہزارون کے سر کاٹ لیے زنار نے بڑھکر سرخاب پر سحر کیا آفتاب
خوب زور و شور سے لڑ رہی ہو سرخاب کا جو سامنا پڑا للکارا او نامرد کہان جاتا ہو آگے نہ بڑھنا ورنہ
بہت پچھتائیگا سمندر نے کہا بچا کیا مذہب کو پختہ کرتا تھا تجھے کیون ناگوار ہوا جو ہزار ہا بندگان خدا
کو قتل کرایا کیا تجھکو نفع ہوا سرخاب نے گولا مارا آفتاب نے جھک کے وہ گولا کاٹا گولا جو کٹ کے
گرا اسمین سے برق چمکی سر پر سرخاب کے گری سرخاب کا سر زخمی ہوا سرخاب نے اپنا خون ملکہ
آفتاب پر کھینچ مارا آفتاب تڑپ کر الگ ہوئی اپنے کو گولے سے بچایا ہاتھ جو ہلایا برق تڑک کر
گری کہ سر سرخاب کا زخمی ہوا تب سمندر بھی پلٹ پڑا فوج سرخاب کو قتل کرنا شروع کیا سرخاب
چاہتا ہو بھاگ کے نکل جاوے آفتاب و سمندر نے فوج کو گھیر لیا بڑے زور و شور سے قتل کر رہے
ہین قضائے کار ملکہ مہران آسمان سیر واسطے سیر و شکار کے نکلی ہین تخت پر سوار سات آٹھ لاکھ
ساحر ہمراہ سیر کرتی ہوئی جاتی ہین کہ ہاہو کی صدا کان مین پہونچی یون جو سر اٹھا کے دیکھا ملکہ
آفتاب شعلہ مزاج تڑپ تڑپ کے گر رہی ہین ایکطرف سمندر جادو جوش و خروش مین قتل کرتا ہوا
سرخاب کے لشکر کو جاتا ہو مہران یہ کہ رہی ہو کہ میرے سامنے سمندر واسطے روکنے طلسم کشا کے
گیا تھا اور سرخاب اسکی مدد کو بھیجا گیا تھا انکے لڑنے کا کیا باعث کنیزون نے بڑھکر خبر دی کہ ان
دونون مین تکرار ہوئی آپس مین لڑے ملکہ آفتاب نے اگر سمندر کا ساتھ دیا سرخاب کو زخمی کیا اب
لشکر سرخاب نے شکست کھائی وہ قتل کرتی ہوئی چلی آتی ہین کئی لاکھ جادوگر مارے گئے لاشون کے
انبار ہین مگر اتنا عرض کرتے ہین کہ سمندر نے مسلمانون سے فریاد نہین کی انھون نے خبر پائی وہ دوڑ
پڑے انکو نہین معلوم خبر کسنے دی یہ سنکر مہران کو غصہ آیا کہا مسلمان بڑے حاکم ہین یہ لوگ آپس مین
لڑے تھے انھون نے کیون دخل دیا لڑتے بھڑتے ہمارے دربار مین فریادی آتے انصاف کیا جاتا
جسکی خطا ہوتی اسکو سزا دیجاتی یہ کہکے تخت سے اٹھی سات لاکھ جادوگر بھی ہمراہ لیکر بڑھے کہ مفسدون
تکلیف نہ کرین جسکو حکم ہو مشکین باندھ کے سامنے لائین کہا صاحبو آفتاب کو دیکھکر میرا کلیجا جل گیا
یہ وہی ہین کہ دربار مین مجھسے اکڑین مسلمان چھڑا کر لے گئے ہائے طلسم کشا کی عاشق مشہور ہین بلی زنار
نے بھی یہی کام کیا ایک طلسم کشا پر یہ صدہا نازنینان مہ جبین عاشق ہوئی ہین حمزہ کے یہان اصطبل بن
جائیگا ایک میان طلسم کشا اور اسقدر معشوقان پریچہرہ ان حرامزادیون نے اپنی خرابیان کی ہین مین آج
آفتاب کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے تخت سے اٹھی جیسے ہی آفتاب گرتی کہ پہلو سے نعرہ ہوا صنم ملکہ
مہران آسمان سیر خاتون محل شہنشاہ طلسم آفتاب کی جو نگاہ پڑی گھبرا گئی چاہا نکل جاؤن مہران نے
سحر کیا آفتاب مین گھن لگا ایک عقرب سیاہ پیدا ہوا اسنے اکڑ کر ڈنک مارا آفتاب تھرا گئی لڑکھڑا کر
گری چہرہ سیاہ حال تباہ کنیزون نے چاہا سنبھالین مہران نے سحر کیا کنیزون جلنے لگین کئی ہزار کنیزین
جلکر گرین سمندر پر نعرہ کیا او سمندر بڑا جوش و خروش ہو تونے مسلمانون کو برائے مدد بلایا ہو سمندر
نے پلٹ کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہو ہم آپکے غلام ہین ہمارے مالک نے خبر پائی آپ ہی نے تو مجکو حکم دیا
زد جنہ ہو ملکہ امون کو کچھ پاس نہ آیا شہنشاہ کوکب کو قید کر لیا اس پر یہ غرور اور حکم ام کی حکم ام زیادہ

دربان نہ لڑا سامنے سے ہٹ جا ورنہ بہت پچھتائیگی کل کا ذکر ہے شہر مہرانیہ مین کمرے پر بیٹھی تھی جا کر
سحر العجائب کے گھر مین بیٹھی بڑی شانزادی ہو گئی مہران جل گئی سمندر پر سحر کیا ایک حباب گرا موج
دریا زنجیر بنکر گلے مین پڑی سمندر کو پکڑ لیا چہار سمت سے ساحر ٹوٹ پڑے کشان کشان سامنے لیکر
آئے تخت اسکا ٹھہرا ہوا ہے کل ساحر جمع ہین آفتاب و سمندر مشکین بندھی ہوئی سامنے آئے مارے
غرور کے زبان مین سوزن بھی نہین دیا مہران نے پکار کر آواز دی ارے دیکھو جنگل مین اسوقت
عجیب آدم خوار پھر رہا ہوگا انکو کہا جا دیکھا کنیزین گئین جا کے دیکھا جنگل مین نخل کے سایے مین ایک
جادوگر بیٹھا ہے جانور مرے ہوے اسکے سامنے پڑے ہین ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ گوشت انکا کھاؤن آپ ہی آپ
کہ رہا ہے کہ بھلا کس جانور کو کھاؤن جو کوئی کئی دن کا مرا ہوا ہو اُس سے شروع کرون کہ کنیزون نے پکارا اے
عجیب آدم خوار چلو ملکہ مہران آسمان سیر بلاتی ہین دو گنہگار تمکو کھانیکو ملینگے عجیب جھومتا ہوا
چلا یہان جب آفتاب اور سمندر پکڑے گئے تو زنار بھاگی لشکر مین آئی اور خورشید برق وش سے خبر
کی خورشید یہ سنکر اُٹھی کہا ابھی جا کر حرامزادی سے سمجھونگی مہران آسمان سیر بڑی مغرور ہو گئی ہے اخفر
وغیرہ ہان ہان کرتے ہوے اُٹھے کہ حضور تکلیف نہ فرمائین ہم لوگ جاتے ہین انکو چھڑا کر لاتے ہین خورشید
کے ساتھ سب ساحر تیار ہونے لگے کوئی کمر باندھ رہا ہے کوئی اسباب جمع کر رہا ہے کوئی کہتا ہے ابھی
جا کر قیامت برپا کرینگے مگر اخفر نہایت عقلمند ساحر ہے بادشاہ طلسم مینو سواد یہ کہہ رہا ہے کہ مین نے مہران
کو نہین دیکھا سنتا ہون کہ سحر العجائب کی جورو ہے انھون نے زرجا کو تحفے وغیرہ بھی دیے ہونگے اشیاے
طلسم اُسکے قبضے مین ہونگے ملکہ خورشید سے اُسکا مقابلہ ہونا مناسب نہین صاحبو جہانتک ہو سکے
ملکہ کو روکو برائے مقابلہ مہران آسمان سیر نہ جائین اول تو اس بات پر وہ زیادہ رشک کریگی کہ سحر العجائب
اسکا عاشق تھا قید کیا تھا اسی واسطے کہ اپنے قبضے مین کرون خواجہ عمرو رہا کر لاے وہ دونون بھیا
آٹھ پہر اسی فکر مین رہتے ہین کہ صاحبقران سے اور فلان ساحرہ سے کیا گذری پتلی ہمشبیہ ساحری
اُنکے پاس ہے مرآت واقعہ مین بھی حال آئینہ ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو وہ خود آ پڑے کنیزین ملکہ سے بڑھ
بڑھ کے عرض کرتی ہین ملکہ جواب دیتی ہین صاحبو تم ان باتون مین دخل نہ دو بڑے افسوس کی بات ہے
کہ ہمارا اسروزارجا کے قید ہو ہم اُسکی مدد کو نہ جائین کل کو کوئی ہمسے کیا امید رکھیگا صاحبقران زمان
اپنے ملازمون کا کسقدر پاس کرتے ہین دیکھو اُنکی سلطنت کو کیا زوال ہے اگر ایک خدمتگار کہین قید
ہو جاتا ہے تو اُسمین کد و کاوش کرتے ہین مین بھی تو انھین کی کنیز ہون کیون اپنے ساتھ والون کو عزیز نہ کرون
یہان تو ساگر خورشید کو روک رہے ہین ملکہ نہین مانتی اشیاے سحر ذات پر آراستہ کر رہی ہین تاج یاقوت نگار
عطیۂ صاحبقران سر پر رکھا ہے بھاری لباس زیب جسم فرمایا کنیزین بھی آراستہ ہوئین گلعذار رنگین قبا
اباالبیان لشکر کو ترغیب دے رہی ہین کہ آج خوب مقابلہ پڑیگا مہران سے مقابلہ ہے کنیزین کہتی ہین دو کسبی
بازاری کیا لڑے گی فوراً بھاگ نکلے گی یا مشکین باندھ لائینگے لشکر مین تلاطم ہے یہ خبر صاحبقران کو پہونچی
بارگاہ سے نکل آئے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین امیر نے اُسکے ہاتھ پکڑ لیا فرمایا اے ملکہ عالم تم کیون
غصہ کرتی ہو اگر اُنپر کوئی جفا پڑیگی ہم خود جائینگے رہا کر کے لائینگے خواجہ عمرو ہو نیچے کہا تمھارا تکلیف
کرنا بہتر نہین ملکہ نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی حضور ایسا نہ فرمائین مین ضرور جاؤنگی امیر کے آنے

سے جملہ سردار بہرام وغیرہ بھی آ گئے ملکہ خورشید شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے امیر کو تو کچھ جواب نہیں دیتی ہیں مگر اوروں سے یہ جواب ہی کہ آپ لوگ کیوں کد و کاوش کرتے ہیں میں ضرور جاؤنگی بیان تو یہ رنگ ہی جملہ سردار ملکہ کو سمجھا رہے ہیں اور ملکہ نہیں مانتیں آخر میں لاچار ہو گئے یہ فرمایا کہ جو مجھکو زیادہ روکا جائیگا تو میں چھپ کے چلی جاؤنگی مگر آفتاب و سمندر کو اپنے ساتھ لاؤنگی وہان کنیزیں مہیب آدم خوار کو ملا کرنے گئیں مہران آسمان سیر نے دونوں کی زبان میں سوزن دلوایا سمندر رو آفتاب بندھے ہوئے کھڑے ہیں کہ مہیب آدم خوار آکر پہونچا غلغلہ کرتا ہوا دم سے نعرہ کیا منم مہیب آدم خوار غلام شہنشاہ طلسم نور افشان دس جانور روز کھاتا ہوں جب آدمی کا گوشت ملتا ہی اُس نعمت کو کھا کر بہت خوش ہوتا ہوں شہنشاہ کو دعائیں دیتا ہوں مہران نے کہا ای مہیب آدم خوار یہ دونوں گنہگار حاضر ہیں انکو لے جاؤ حکم ملگیا کہ انکو کھا لینا مہیب خوب قہقہے مار کے ہنسا مہران نے کہا ای مہیب کیا ہنستے ہو کہا میں اپنی عقل پر ناز کرتا ہوں کہ اسوقت کیا خوب بات سوجھی جو سمجھ جاؤ ہی ہوا ملکہ نے کہا ان دونوں کو تو مہیب نے دونوں کو اُٹھا لیا کہا اپنا سحر تو اُتار لیجیے جب انکو چیر پھاڑ کر نگلا اُون تو انکو تکلیف پہونچے مہران نے دونوں پر سے سحر اُتار لیا زبان میں سوزن دے دیا اُسوقت ملکہ آفتاب کی بیقراری یاد میں صاحبقران کی اشکباری رو رہی ہیں یہ اشعار عبرت آثار زبان حال سے فرما رہی ہیں

غزل لونز

کلام یار لب کچھ تنگی دہن میں نہیں
یہ گفتگو ہے کہ موے کمر بدن میں نہیں

خیال رخ پہ نہ دل کسطرح ہو پروانہ
یہ روشنی تو کسی شمع انجمن میں نہیں

وہ ناتوان ہوں کہ کہتے تھے لوگ دفن کے وقت
کفن ہی قبر میں سرد مگر کفن میں نہیں

خدا کے واسطے سر کو اُٹھاؤ ذرا تو سے
غضب کی شرم ہی یہ شرم تو دلھن میں نہیں

مثال دیتے ہیں شاعر سمجھ کے کیا اُس سے
تمھاری آنکھ کی شوخی کسی ہرن میں نہیں

سوال وصل کا دیتے نہیں جواب مجھے
عجیب بات ہی گویا زبان دہن میں نہیں

عبث ہی شہرۂ بوے عروس دنیا میں
یہ بھینی بھینی تو خوشبو کسی دلھن میں نہیں

کیے ہیں نالۂ سوزان یہ کسنے گلشن میں
وہ کون شاخ ہی جو سوختہ چمن میں نہیں

کرینگے صید یہ صیاد کسکو حیران ہوں
نشان بلبل بے خانمان چمن میں نہیں

برائے سیر چمن کوئی آئے گا یارب
خوشی سے ہر گل تر اپنے پیرہن میں نہیں

ہی بعد مرگ بھی وحشت کا زور شور وہی
ہزرنگ جیب کوئی تار تنگ کفن میں نہیں

تمہارے پھول سے عارض میں ہی جو شادابی
یہ رنگ روپ تو نسرین و نسترن میں نہیں

سنی ہی آمد صیاد کی خبر شاید
ہجوم بلبلوں کا آج کل چمن میں نہیں

بہار گلشن الفت ہی دید کے قابل
چمن میں پھولوں کے جھولونکے گل بدن میں نہیں

تمہارے گیسوے عنبر فشان کی بو ای گل
تتار میں تو کہاں نافۂ ختن میں نہیں

عجیب حسن سے بل رخ پہ کرتے ہیں گیسو
یہ پیچ و خم تو کسی مار و یاسمن میں نہیں

جو کنگھی کرتے ہو تو دیکھ بھال کر کرنا
دل غریب تو گیسوے پر شکن میں نہیں

کیا ہی گرمی رخسار آتشین نے خشک
تری کا نام بھی سرچشمۂ ذقن میں نہیں

نجات نار جہنم سے غیر ممکن ہی | جو نور صرہ خاک شفا کفن مین نہین

صہیب نے کہا چپ رہ کیا بیہودہ بکتی ہی یہ کہکے دونون کو ہاتھہ پر اُٹھا لیا کہا ملکہ عالم لیے جاتا ہون
مہران نے کہا تمہین اختیار ہی صہیب اُسیوقت آفتاب وسمندر کو لیکر چلا چلتے وقت ایک پرچہ کاغذ
کا ہاتھہ مین دیا کہا ملکہ اسکو پڑہ لیجیے گا غلام نے ایک مہینے مین اتنے آدمی کھائے آپ کے اقبال سے شکم
پر رہتا ہی پرچہ پھینک کر صہیب لیے ہوے دونون کو بھاگا چشم زدن مین آنکھون سے مخفی
ہوا مصاحبون نے کہا ملاحظہ تو فرمائیے اس پرچے مین کتنے آدمی لکھے ہین ملکہ نے جو پرچہ کھولا
اُس مین لکھا تھا او ملعونہ تیری مجال نہ تھی کہ ملازمان صاحبقران کو قید کرتی الغرہ قران تصنیف مصنف

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سر سہنگ در خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم | ستم مہتر قران شہیر زبانم

او قحبہ دیکھا تو نے ملکہ آفتاب وسمندر کو لیے جاتا ہون مہران آسمان سیر کو سناٹا آگیا رنگ رو متغیر
ہوا مصاحبون نے پوچھا حضور خیر تو ہی مہران نے کہا صاحبو بڑا غضب ہوا صہیب آدم خوار
مارا گیا مہتر قران نے پہلے ہی اُسکو پکڑ کے زندہ در گور کر دیا اُسی کی شکل بنکر بیٹھا تھا ہمنے اُسے بلوایا
ہی آفتاب وسمندر کو لے گیا یہ کہکے رنجیدہ پلٹی کہا مین جا کر شاہان طلسم نور افشان سے فریاد کرونگی
مہتر قران نے یہ حرکت کی عذاب شہنشاہی مین مبتلا ہو گا یہ کہکے رنجیدہ پلٹی طرف قلعۂ طلسمی کے
جاتی ہی یہان صاحبقران زمان وغیرہ ملکہ خورشید برق وش کو سمجھا رہے ہین کہ سامنے سے گرد
اُٹھی دیکھا کہ مہتر قران سمندر و آفتاب کو لیے ہوے زبان سے سوزن نکالتے ہوے آپہونچے
آفتاب وسمندر نے دیکھا کہ جملہ ساحران نامی وسرداران گرامی ایک مقام پر کھڑے ہین لشکر ساحران
تیار ہو رہا ہی سمندر بڑھکر صاحبقران سے قدمبوس ہوا دہرنے لگا صاحبقران نے فرمایا کیونکر
رہائی پائی عرض کی آپ کے عیار مہتر قران عالی وقار ہمکو رہا کر کے لائے صاحبقران نے مہتر قران
کو بہت بھاری خلعت دیا عمرو نے کہا یہ کیا بڑی بات ہوئی ایک جادوگر کی شکل بنکر سامنے چلے گئے
واہ کیا خوب عیاری ہی لاؤ میان قران خلعت اُتارو بادشاہون کی دی ہوئی چیزین آٹھہ پہر نہین پہنے
رہتے ہین ہم احتیاط سے رکھہ چھوڑینگے قران نے سہولیت مین خلعت اُتار دیا خواجہ نے
چوم چاٹ کے نذر زنبیل کیا شاہان نور افشان دربار مین بیٹھے تھے کہ مہران روتی ہوئی آکے پہونچی
شاہون سے سب حال بیان کیا پرچہ بھی دکھایا کہ مہتر قران نے یہ بے ادبی میرے ساتھہ کی
سحر العجائب بائین طرف پلٹے کہا ارے کوئی حاضر ہی قلماق جادو برادر ارماق ایک ساحر ہی اپنے
دنگل سے اُٹھا ارماق وہ ساحر ہی کہ ذکر آئیگا جب قلماق سامنے آیا اور کہا غلام کو حکم ہو کہ غلام جا کے
مسلمانون کو سزا دے سحر العجائب نے کہا کہ ہمکو عیارون سے بڑا رنج پہونچا مناسب ہی کہ جا کر پہلے
عیارون کی فکر کرو عمرو و قران و برق اگر ان تینون کو ساتھہ پکڑ لاے تو عہدۂ وزارت ملیگا کئی وزیر
مارے گئے جگہ اُنکی خالی ہی وہی عہدہ تمکو مل جائیگا قلماق نے کہا غلام ایسا ہی کریگا یہ کہکے قلماق تخت
پر سوار ہوا تین لاکھہ فوج کی جمعیت سے چلا جب باہر نکلا تو ارماق اسکا بھائی بیقرار ہو کے آیا کہا اے برادر
اگر عمرو کو گرفتار کرنا تو میرے پاس روانہ کرنا مجھے عمرو کے دیکھنے کا بڑا اشتیاق ہی اُسکی عیاریان
جو ہوش ربا مین دیکھین تو ہوش اُڑ گئے کہ یہ عیاریان اُسکو کہان سے دستیاب ہوئین میرے پاس

آئے تو مین قتل کردن اور پوچھون کہ یہ عیاریان کہان سے دستیاب ہوئے ہین قلماق نے کہا مین ضرور قید عمرو کی روانہ کرونگا یہ کہکے تین لاکھ ساحرونکی جمعیت سے طرف لشکر اسلام کے چلا تیسری منزل مین راہ مین ایک قلعہ ہے کہ زرمہر جادو وہان کا حاکم ہے خبر سنی کہ قلماق آتا ہے سنا کہ مصاحبان شہنشاہ سے ہے زرمہر جادو تخت پر سوار ہو استقبال آیا استقبال کرکے قلماق کو اپنے قلعے مین لایا سامان دعوت مہیا کیا قلماق واسطے سیر کے نکلا پھرتے پھرتے قریب ایک باغ کے گذر ہوا سحر کرکے بلند ہوا اب جو دیکھا تو سبحان اللہ باغ بہشت آئین بیچ مین باغ کے چبوترہ بلور کا مسند پر ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین بیٹھی ہے گانا ہو رہا ہے ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ اورنگ یہ غزل گا رہی ہے

نظم

موسم گل مین عبث کرتی ہے نالے بلبل
دست صیاد سے اللہ بچائے بلبل
اشک بھر آتے ہین آنکھون مین بہ رنگ شبنم
گھر کو صیاد ذرا باغ سے جانے بلبل
آتش گل دم نظارہ فروزان جو ہوئی
چھوٹے لگتے ہین ہر نخل کے ڈالے بلبل
کوئی صیاد کے کردے نہ حوالے بلبل
موسم گل یہ کہان اور کہان کنج قفس
یاد آتے ہین جو برسات کے جھالے بلبل
گھات سے ہاتھ نہین لاسا ہے چھپایا
ٹوٹ گئے پائے نظر مین مرے چھالے بلبل
ہے کئی روز سے وہ فکر گرفتاری ہین
تجھکو اللہ مصیبت سے نکالے بلبل
شوق سے شاخ گل تر پہ نشیمن کرنا
آشیانے سے نہ باہر کو نکالے بلبل
وجد گلزار کو ہوتا ہے ترے نغمون سے

کنیزون کے نام لینے سے معلوم ہوا کہ ملکہ منیر آفتاب طلعت دختر زرمہر جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہین ناچ گانا ہو رہا ہے قلماق مر گیا لاکھ ضبط کیا نہ ہوسکا آخر سحر کرتا ہوا اُتر آیا ملکہ منیر کو خبر ہوئی کہ قلماق جادو جسکو بادا جان نے بطور دعوت اُتارا ہے وہ بلا تکلف ہمارے باغ مین چلا آیا منیر نے بنفشہ چنبش سے کہا جاکر اُنکو روکو کہنا کہ یہان ملکہ منیر آفتاب طلعت دختر شہنشاہ جلوہ فرما ہین مرد کا اس جلسے مین کام نہین یہان آنے کا ارادہ نکرنا بنفشہ نے جاکر قلماق سے کہا قلماق بنفشہ کے قدمون پر گر پڑا کہا اے بنفشہ ہماری تقریب کرو ملکہ ہمین سرفراز کرین بنفشہ نے جاکر ملکہ سے کہا ملکہ نے سنکر اُسکے کہا کچھ دیوانہ ہے کہدیا کہ خبردار شامت نہ آوے بڑے بڑے شاہون کے نامے آئے ہین نے اُنکو نہین قبول کیا تم کس شمار مین ہو اپنی صورت تو بنوا کوبیرے یہان وہ کنیزین پری چہرہ جمع ہین کہ اگر راجہ اندر کا گذر ہوتا پریون کو بھول جاتا یہ اپنے دل مین کیا سمجھا ہے جو ایسی باتین کرتا ہے جاؤ جاکر کہدو کہ باغ کے باہر جائے بلا تکلف بے ہمارے پوچھے باغ مین چلے آئے تم والد کے مہمان ہو تمسے کیا کام ہے قلماق نے کنیزون سے کہا ملکہ عالم سے کہنا کہ میرا یہ عرض کرنا بالا بالا نہ جائیگا اب ہم اُنکے باپ سے کہین گے زرمہر کبھی ہمسے انکار نہ کریگا ہم مشیران سلطنت مین سے ہین برائے گرفتاری عیاران جاتا ہون عہدہ وزارت ملیگا یہ کہکے قلماق غصے مین کانپتا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس دل سے باتین کرتا ہوا کہ مین شکار کو آیا تھا خود شکار ہوا ایسا مجبور و لاچار ہوا دیکھون زرمہر کیا کہے اگر اُسنے انکار کیا تو فساد ہوگا یہ تو دل سے یہ باتین کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا لیکن خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری جو سامنے صاحبقران کے آئے دیکھا صاحبقران ملول بیٹھے ہین پوچھا کیون شہریار خیر تو ہے امیر نے فرمایا خواجہ کل سے بدیع الزمان واسطے شکار کے گئے ابھی تک پلٹ کے نہین آئے ہین ہمنے تاکید کی تھی کہ اے نور نظر ساحرون سے یہ ملک مملو ہے شب کو کہین نہ رہنا نہین معلوم کیا معرکہ گذرے امیر نے ہزار برید

منگوا کر خواجہ کو دیے اور کہا تلاش کر کے بدیع الزمان کو لاؤ خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلے کنارے پر آئے سوچنے لگے کہ مین کسطرف جاؤن دیکھا سامنے سے ہرکارے آکر پہونچے عرض کی استاد قلماق جادو طرف سے شاہان طلسم نور افشان کے برائے گرفتاری عیاران آتا ہی یہی ارادہ کر کے چلا ہی کہ مین سب عیارون کو جا کر گرفتار کرونگا یہان سے بارہ کوس پر قلعۂ زرمہر ہی وہان ٹھہر گیا فردا یا پس فردا ننگ ضرور لائیگا یہ سنکر خواجہ طرف قلعۂ زرمہر کے چلے قلماق بارگاہ مین آیا مشیران سلطنت سے اپنے حال اپنے عشق کا بیان کیا سب نے کہا حضور زرمہر جادو سے کہین وہ اپنا فخر جانکر اپنی بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کر دیگا حضور کیون ملول ہوتے ہین جوش عشق مین بیقرار قلماق بارگاہ زرمہر مین آیا اسکے بھی جملہ سردار بیٹھے ہین زرمہر نے برابر اپنے تخت کے جگہ دی پریشان پاکر پوچھا کیون برادر مزاج کیسا ہی قلماق کا دل بھر آیا مقابلے اختیار پکار اُٹھا ای برادر کیا کہون عجیب کیفیت ہی انوبہ حالت ہی نظم

پنہان ملول بودن و پیدا گریستن
من خود کنم کہ گریہ بحالم کنی دلے
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن
عمرم بگریہ ہاے ہوس صرف شد کنون
تا کی زشوق سدرۂ و طوبی گریستن
عرفی زگریہ دست نداری کہ در فراق

ای دیدہ شرم دار کہ مقبول عشق کو
می زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن
بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
عمرے بتازہ بادمم دوا گریستن
ہر کس کہ ہست گریہ بحالش روا ست لیک
در رہت ز دل نمی برد الا گریستن

خوش در خور است حسرت طوبی گریستن
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن
گر کام دل بگریہ میسر شدی زیار
خندیدہ آشنا نبود ما گریستن
گاہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش است
نتوان لعالیے تن تنہا گریستن

زرمہر نے گھبرا کر کہا بھائی کیون خیر تو ہی قلماق نے ضبط کر کے کہا ای برادر تم مرتبے سے میرے آگاہ ہو کہ شہنشاہ طلسم نور افشان کا مشیر کہلاتا ہون اب برائے گرفتاری عیاران حکم ہوا ہی عہدۂ وزارت ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا مین تمھاری بیٹی پر مائل ہوا اسپر آفتاب طلعت کو دیکھا اپنے ہوش مین نہین ہون اگر چاہتے ہو کہ میری جان بچے تو ابھی شادی کر دو یہ بھی خوب جانتے ہو کہ اگر مین شاہان نور افشان سے کہونگا تو وہ بھی تمسے کہینگے تمکو قبول کرنا ہوگا یہ بھی خوب آگاہ ہو کہ مین تمسے کسی بات مین کم نہین ہون سحر میرا مشہور عالم ہی اگر سامری و جمشید بھی زندہ ہوتے تو حلقہ غلامی میرا کان مین ڈالتے اسطرح سے کہا کہ زرمہر کو نہایت ناگوار ہوا مگر ضبط کر کے خاموش ہو رہا یہ جواب دیا کہ بھائی تمنے بہت بجا فرمایا شاہان نور افشان کو کسی کی بیٹی بیٹا پر کیا اختیار ہی آج مین اُسکی مان سے ذکر کرونگا کل تمکو جواب صاف دونگا ابھی مین اقرار و انکار کچھ نہین کرتا قلماق غصے مین بارگاہ زرمہر سے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے کہا ہم جانتے ہین اسی مقام پر فساد ہوگا زرمہر نے ایسا مہمل جواب دیا کہ جی چاہتا ہی چہائی پر چڑھ بیٹھون میری عجیب کیفیت ہی کس سے اپنی حالت دل بیان کرون اگر اٹھ معشوق پیچہرہ کا سامنا ہو تو قدمون پر سر رکھدون ہر وقت یہی خیال ہی قلب ہجوم غم و ملال ہی نظم

کیا قہر ہی بتون کی توجہ جیا کے ساتھ
یکسان رہا ہی کون کسی مہ لقا کے ساتھ

دیکھا تو آئنے پر نگہ نارسا کے ساتھ
وصل و فراق و شادی و غم ہین وفا کے ساتھ

انگڑائی لی چمن میں جو تم نے ادا کے ساتھ — پردے میں بو کے گل ہے صبا نے صفا کے ساتھ
چھوٹا ہوا ہے دور زمان اپنے حال پر — اب بوم میں بدی نہ سعادت ہما کے ساتھ
ہنستا ہے کھلکھلا کے نہیں بے سبب گلو — کچھ اختلاط کرتے ہیں غنچے صبا کے ساتھ
گیا پاس تیری خاطر نازک کا غیر کو — اے دوست دشمنی بھی ہے خوب آشنا کے ساتھ
سایہ جو پڑ گیا مرے سلطان حسن کا — اڑتا پھرے گا ظل سعادت ہما کے ساتھ
چمکا جو مہر رخ مرے شاہ جمال کا — سایہ کبھی ٹھہر نہ سکیگا ہما کے ساتھ
دانتوں کا بوسہ زر کے لیے غیر کو نہ دو — بیچو نہ آبرو گہر بے بہا کے ساتھ
سینہ جو کھل گیا تو وہ مجھسے لپٹ گئے — ڈٹا طلسم شرم بھی بند قبا کے ساتھ
قدرت کا ڈاک صاف ہے یاقوت کے تلے — دیکھو چمک ہتھیلی کی رنگ حنا کے ساتھ
یہ استخوان حق سگ جانان ہیں اے فلک — منڈلا رہے ہیں زاغ و زغن کیوں ہما کے ساتھ
تاج شہے کلاہ فقیری یہین کی ہے — دو گز کفن ہی جائیگا شاہ و گدا کے ساتھ
مہندی لگا کے مٹھیاں اس گل نے بند کیں — باندھا گیا ہے دزد حنا بھی حنا کے ساتھ
دل میں خیال عشق حسینان کو دے نہ راہ — اڑنے لگیگا آگ کا شعلہ ہوا کے ساتھ
قہر الٰہ ہے سفر کشور وفا — کوچے بلا کے ظلم کے ٹھیکے بلا کے ساتھ
بے آپ سے کے نہ آئیگا اک آن مجکو چین — لیجائیو وقت صبح مجھے بھی اٹھا کے ساتھ
ظالم شب فراق میں یاد آئیگا بہت — یہ دیکھ بھال لینا ترا اس ادا کے ساتھ
کیا دل میں حسرتیں تھیں جو بھیجا انھیں پیام — سمجھانے منزلوں گئے ہم بھی صبا کے ساتھ
لاشا مرا پڑا رہا تنہا تمام رات — اک روح تھی غریب گئی وہ قضا کے ساتھ
غمخوار درد تو ہو گیا مجبور پھر صفیر — اک شوخ لے چلا ہے ہمیں پھر لگا کے ساتھ

رفقا امرا سمجھانے لگے کہ حضور نہ گھبرائیں زر مہر اپنی زوجہ سے صلاح کر یگا وہ خوشی خوشی جلدی بہت دھوم سے شادی ہو جائیگی حضور نہ گھبرائیں قلماق کب مانتا ہے نہایت بیتاب و بیقرار ہے ملکہ منیر آفتاب طلعت واسطے شکار کے نکلیں ملکہ کو خیال بھی نہیں کہ یہ کیا جھک مار گیا مغرور حسن و جمال سپاہ گری کا شوق صحرا میں آ کے شکار کھیلنا شروع کیا ایک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا کئی کوس پر جا کے اسکو شکار کیا آہو پڑا ہوا ہے ملکہ ساتھ والوں کا انتظار کر رہی ہے کہ بونڈلا گرد کا اڑا دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا آتا ہے چوکڑیاں بھرتا ہوا الپشت بر آہو کے ایک جوان بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر آفتاب طلعت صاحب شوکت و لیاقت ادھر اس جوان کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حور خصال کھڑی ہوئی ہمارے شکار کو دیکھ رہی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑا جو روکا آہو نکل گیا لڑکھڑا کے گھوڑے سے گرے سلطان عشق کی دل پر چڑھ آئے اسقدر بد حواس ہوئے کہ رکاب سے پیر نکل گئے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے اس نازنین نے جب چہرۂ زیبا کو دیکھا ہاتھ پاؤں کانپے گھوڑے سے اتری ملازم نہ آئے تھے نہ انکے پہونچے جوش محبت میں سرہانے اپنے بیمار کے آئی سر اٹھا کے زانو پر رکھا عارض پر عارض رکھ دیا چاہتی ہے کلام کرو شاہزادہ

بیہوش ہے بیقرار ہے کہ کیا کرون کیونکر ہوشیار ہو کہ کلام کرے دل نہین معلوم کس گلستان کا پھول ہے کس فلک کا قمر ہے بائین شانے پر کمان کیانی پڑی ہوئی نیچۂ ہلالی زیب کمر سپر فولادی پشت پر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم حیران حیران روے زیبا کو دیکھتی ہے اس خیال مین ہے کہ صحرا سے گرد اُڑتی کچھ بہلیے قرادل سامنے سے معلوم ہوے شرم آئی دل مین یہ خیال ہوا کہ اسی کے ملازم آتے ہین شہزادہ کو لاچار سبزہ زمین پر رکھدیا اپنی مادیان پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے چلی یہان جو بہلیے قرادل آگے پہونچے شاہزادے کو بیہوش پایا گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا شاہزادہ ہوشیار ہوا گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگا ملازمون نے پوچھا کیون شہریار مزاج کیسا ہے شاہزادے نے بیقرار ہو کے فرمایا کیا حال بیان کرون عجیب حالت ہے کیا کیفیت اپنی کہین کیونکر خاموش رہین دل نہین مانتا نظم

اور کیا الفت مہر دین دلا ملتا ہے
عشق کامل جو بتون سے ہو خدا ملتا ہے
مین سناتا ہون جو اُنکو تو وہ یہ کہتے ہین
دہن تنگ کا غنچون سے پتا ملتا ہے
کس زبان سے کرین ہم شکر تری رحمت کا
دوڑ کر تیغ سے قاتل کی گلا ملتا ہے
ناوک فکر سے کرتا ہون مین عنقا کو شکار
بار کیا ملتا ہے اک عقدہ کشا ملتا ہے
دیکھکر ہوتی ہے تسکین شب غم مین لکھو

سر کو اک داغ جنون ہوشربا ملتا ہے
کیون یہ بیکار جلاتے ہین دل عاشق کو
گالیان کھاتے ہین کچھ تجکو مزا ملتا ہے
فرقت یار مین اتنا بھی نہ گھبرا اے دل
جو کہ ہم مانگتے ہین اُس سے سوا ملتا ہے
داغ دل ہوتے ہین افراط خوشی سے زائل
کمر یار کا مضمون جو نیا ملتا ہے
تو نیا جان کے آنکھو نہین لگاتے عشاق
چاند مین یار کا نقشہ جو ذرا ملتا ہے

زاہدا عشق مجازی ہے حقیقی کی دلیل
داغ دیتے ہین جو مہرو انھین کیا ملتا ہے
رگ گل تو کمر یار سے اشبہ ہے کمال
جو بچھڑ جاتا ہے اک روز وہ آ ملتا ہے
شوق کہتے ہین اسے شوق شہادت دیکھو
جب گلے سے مرے وہ بالقا ملتا ہے
کھولتا ہے گرہ دل کو وہ ناخن کیطرح
نہین اُس گل کا غبار کف پا ملتا ہے

ساتھ والے حیران کہ شاہزادہ کیا فرماتا ہے نہین معلوم مزاج پر کیا گذری ہے شاہزادہ اسی فکر مین ہے کہ خواجہ بھی اُسی مقام پر آ کے پہونچے دیکھا بدیع الزمان زمین پر پیر پھیلائے بیٹھے ہین گریہ و زاری کر رہے ہین نہایت پریشان ہے عمرو نے آ کے کان پکڑ لیے کہا تم تو یہان بیٹھے رو رہے ہو وہان آقاے نامدار کا عجب حال ہے تمھاری یاد مین بیقرار ہین چلو گھر چلو بدیع الزمان کی آنکھون سے آنسو ٹپکنے لگے کہا عم نامدار عجب کیفیت ہے اگر آپ مجکو گھر لے جائینگے زندہ نہ پائینگے اسوقت یہ کیفیت ہے نظم

غنچہ ہر اک مرے دیوان کا صف ماتم ہے
دل مین آتا ہے کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
اپنے مجموعہ کا ہر ایک ورق برہم ہے
دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
عالم الغیب صبا کو بھی نہین محرم ہے
کھینچ لاتا ہے جو چل جاتی ہے جذب دل کی
شانہ و آئینہ ناواقف و نامحرم ہے
وعدہ شربت دیدار ہے بیمارون سے
زخم فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہے

خاکساری سے جھکا ہے سر شوریدہ مرا
ہم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے
کسنے دیکھا ہے محبت کی نظر سے آنکو
نہ سمجھتے تھے ہم اسکو بھی نمک ہی کم ہے
زندگانی سے جو تنگ آئے ہے دل گھبراتا
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جبتک دم ہے
بام پر جب سے ہے اک رشک پری کو دیکھا
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا جاتا ہے
وصلت حور کی حسرت نہ رہیگی اکس

واقعہ دل کا جو موزون ہے تو مضمون غم ہے
واے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہے
دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
صف مژگان ہے تلے زلف سیہ برہم ہے
کیا کہون مین کمر یار ہے کیسی نازک
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہے
زلف رخ کو مین حیا سے وہ چھپاے کہنے
روح دیوانہ اسیر فلک اعظم ہے
دردمندان محبت کا ہے تو تسکین بخش
خلد میراث سمجھ اپنی بھی آدم ہے

عمرو نے کہا یہ غم و ستم چلائے اپنے باپ کے سامنے بیان کیجیے ہیں یہ مہملات نہیں سُنتا آج دو دن آپ کو آئے ہوئے گذرے بدیع الزمان نے بازو سے جوشن کھولا کہا عمّ نامدار یہ بازوبند ملکہ ہمیشہ خاتون نے مجھکو دیا تھا کہ وہ ماں ملکہ گوہر ملک کی میری خوش دامن ہیں ایک سال کا خراج ملک سنجان کا اسمیں صرف ہوا عمرو نے کہا بیٹا حمزہ وہاں روتا ہی رونے دو مجھسے اپنا حال مفصل کہو بیٹا ماں باپ بھی تو بیٹی بیٹا کے بچھڑے ہوتے ہیں ڈھونڈھ کے شادی کریں گھر میں پردے والی لاؤ بیٹا یہ بازوبند مجھے دو مفصل حال کہو بدیع الزمان نے بازوبند دیکر عرض کی میں شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ایک قاتل عالم کو اس نخل کے سائے میں دیکھا میں بیہوش ہو کے گرا دیکھ لیجیے نشان سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ قاتل یہاں بیٹھا سر میرا زانو پر رکھا ملازموں کی آمد دیکھکر جدا ہوئی عمرو نے کہا بیٹا تم یہاں اترو میں فکر میں جاتا ہوں میں تلاش کرکے لاتا ہوں انشاء اللہ پتہ لگا کے آؤنگا بدیع الزمان نے اسی مقام پر بارگاہ استاد کرائی حیران حیران اترے خواجہ جستجو کرتے ہوئے چلے یہ تو خبر زبانی ہرکارہ دن کی پا چکے تھے قلماق واسطے روکنے لشکر اسلام کے آتا ہی اب قلعہ زر مہر پر ٹھہرا ہی خواجہ عمرو اسی طرف چلے یہاں قلماق جب بہت گھبرایا زر مہر نے اپنی صحبت میں کہا کہ قلماق کچھ دیوانہ ہوا ہی اپنی صورت تو دیکھے مصرالعزا نے پیغام دیا تھا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردیجئے قبول نہ کیا نہ کہ یہ بیچا کیا سمجھا ہی قلماق کے ہرکارے گئے ہوئے تھے انھوں نے آکر قلماق سے کہا قلماق یہ سنکر برہم ہوا کہا یہ زر مہر کیا سمجھا ہی میں دم بھر میں کھڑے کھڑے معشوق لونگا یہ کہکے ایک نامہ لکھا کہ اے زر مہر بہتر یہ ہی کہ بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ بہت پچھتاؤ گے یہ نامہ جو زر مہر کے پاس پہونچا زر مہر نے نامے کو چاک کیا اور جواب صاف دیا قلماق نے لشکر اپنا علیحدہ کیا قلعے سے تین کوس ہٹ کے اترا زر مہر نے بھی سامان لشکرکشی کیا جانبین سے طبل جنگی بجے صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے قلماق میدان میں نکلا چار جادوگر زر مہر کے دن بھر میں قتل کیے زر مہر رنجیدہ کبیدہ ہوا زر مہر کو بڑا تردد ہی قلماق یہ کہکے پلٹا کہ او زر مہر کل میدان میں میرے تمہارے مقابلہ ہوگا کھڑے کھڑے قلعہ لونگا یہ کہکے پلٹا ایک ہفتے کی مہلت قلماق سے زر مہر نے لی پریشان تھا کہ کیا کروں کبھی خیال میں آتا ہی کہ شاہان نور افشان کو عرضی لکھوں اس تردد میں یہ کہکر مہلت لی ہی کہ آٹھویں دن یا شادی کردونگا یا مقابلہ کرونگا یہ تو اس تردد میں ہی خواجہ جو وہاں پہونچے یہ سحر کہ دیکھا رات کو ایک کنیز کی شکل بنکر باغ میں ملکہ منیر کے آئے جب جلسہ آراستہ ہوا اس جلسے میں پہونچے ملکہ سے ملاقات کی اپنا حال ظاہر کیا ملکہ رونے لگیں کہا خواجہ تمہارا احسان ہوگا یہاں قیامت برپا ہی قلماق نے والد کو بہت حیران کیا ہی ایک ہفتے کی مہلت بہ مشکل لی ہی شاہزادہ یہاں آتے ہیں اسکے ساتھ نکل جاؤں خواجہ جاکر بدیع الزمان کو اس باغ میں لائیے عاشق و معشوق سے ملاقات ہوئی اور دفتر حکایت و شکایت کھلے جب جلسے میں آکے بیٹھے خواجہ نے اس روز خوب نے نوازی کی ملکہ منیر کی وزیرزادی یعنی شعلہ رخسار اسپر خواجہ مائل ہوئے ملکہ سے کہا یہ میری بلائیں لیتی ہی شعلہ رخسار نے کہا اس نگوڑے کے منہ میں آگ لگے اس نگوڑے کی آنکھوں میں چربی چھائی ہی نگوڑا مارا جائیگا خواجہ نے بہ مشکل اسکو بھی راضی کیا لیکن بدیع الزمان نے ملکہ کو بہت متردد پایا شاہزادہ

بدیع الزمان نے بہ مشکل پوچھا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا عرض کرون بڑا ستم آپ کے آنے کا
تھا تقدیر نے آپ کو ملا دیا مجھے اپنے محبت دار لوگون سے یہ امید نہ تھی مگر خدای نادیدہ نے بڑا
فضل کیا اپنی تو یہ کیفیت ہی

نظم

ہی جنون خار سون صحرا کی ہوا سے پیدا
ہو گئے رگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا
لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پر ہی شفق
گل کی ہی بات ہوے تھے جو ذرا سے پیدا
دھوپ مین تو جو نکلتا ہی کبھی ای شہ حسن
کیسے ربط کسی مہر لقا سے پیدا

رعد کا شور ہو مور کی صدا سے پیدا
آبلے ہوتے ہین اپنے کف پا سے پیدا
چاہیے اشک بھی ہون جانے کے پیچھے پیچھے
رنگ کیا کیا ہوے خون شہدا سے پیدا
تخت پریون کے اڑا لائے جو دیوانون کو
سایہ ہوتا ہی پر و بال ہما سے پیدا

چھوٹتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
نہ تو ہو کے ہوے تھے ہم نہ بہا سے پیدا
آمد قافلہ ہی بانگ درا سے پیدا
قد کشی آج وہ سرو دن سے ہین کرنے جاتے
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا
عذر ہو موسم سرما ہی قریب ای آتش

کہا خواجہ بڑا ستم یہ ہی کہ قلماق جادو نہایت زبردست ہی دالدیر و باد ڈالا استادی کا طالب ہی بدیع الزمان سنکر خاموش ہو رہے ملکہ کہا اسکی کیا مجال ہی سمجھا جائیگا وعدے کا ہفتہ گذرنے دو ملکہ نے عرض کی ای شہریار اگر خدا نخواستہ یہ ہفتہ گذرا اور اُسنے طبل جنگی بجوایا اور والدیر غالب آیا تو باغ مین آنیکا قصد کریگا کنیز کی آرزو یہ ہی کہ چار دن گذرے ہین چار دن مہلت مین اور باقی رہین ابھی آپ مجکو نکال لے چلیے مشہور ہو جائیگا ملکہ غائب ہو گئین اگر والدیر غالب بھی آئیگا تو کیا کریگا انکو بھی کہنا مناسب ہوگا کہ ملکہ کا نشان نہین بدیع الزمان نے کہا ملکہ واہ مثل چور دن کے ہم تمکو نکال لے جائین مصنف اس داستان کو یون تحریر کرتا ہی کہ چار شبانہ روز اسی گریہ و زاری مین گذرے خواجہ بھی شعلہ رخسار کی محبت مین پھنسے پڑے ہوے ہین یہ بھی بدیع الزمان سے نہین کہتے کہ چلیے وہان ساتوین دن قلماق نے غصے مین طبل جنگی بجوایا ملکہ نے عرض کی ای شہریار اب رات بیچ مین ہی صبح کو قیامت برپا ہوگی وہ ملعون لڑائی فتح کرکے ادھر توجہ کریگا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مجھسے بھی اُسنے سوال وصل کیا تھا مین نے اپنے باغ سے نکال دیا بدیع الزمان نے کہا کل کی لڑائی کا ذکر سن لین تو تمکو لے چلین گے پھر رات تک یہی باتین رہین پھر رات رہے شاہزادہ بدیع الزمان نے مرکب تیار کیا کہا ملکہ تمھارے باغ کے قریب صحراے سبزہ زار ہی ہم شکار کھیلنے آئینگے تمکو لے چلینگے ملکہ کہنے لگین کہا ای شہریار مین آپ کے لشکر کا مقام دریافت کر چکی ہون لشکر صاحبقران کا دہنے کوہ عجائب و غرائب پر فروکش ہی مین وہان چلی جاؤن گی صاحبقران سے اپنا حال عرض کرونگی کہ ای شہریار مین مسلمان ہون وہ کافر مجبیر جبر کرتا ہی مجھے کافر کے ظلم سے بچائیے اپنے سایۂ دامن دولت مین چھپائیے بدیع الزمان نے کہا بعد ہمارے آنیکے سمجھا جائیگا بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہوکر طرف صحرا گئے روانہ ہوے صحرا مین جاکر نقاب چہرے پر ڈالی یہان رات بھر لشکر زرمہر مین اور قلماق مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قلماق جو شان حرد شان تخت پر سوار ہو مین کر گردن مسلح اس جاہ و حشم سے کھڑا دیکھ رہا ہی صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑ کا کہکر ہٹے میدان مین سناٹا ہوا قلماق میدان مین آیا کر گردن کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی ای زرمہر ہمسے مقابلہ کرو زرمہر تخت سے اُترا کمر باندھنے لگا ساحرون نے آکے گھیرا کہا ای شہریار ہم جاکے مقابلہ کرین زرمہر کی آنکھون سے آنسو

سمجھلے کہا یارو آج وہ خود میدان مین آیا ہی تم مین سے کوئی اُسکے مقابلے کے لائق نہین ہی مین جا کر آگ برسا دونگا قلماق کو مہلت نہ دونگا اگر میرا حربہ سحر چلگیا تو مین نے اُسکو مارا حقیقت مین نہایت زبردست ہی بادۂ سحر و ساحری سے مست ہی مین بھی آج کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا لشکر مین زرمہر کے ایک غریو افسر قدمون سے لپٹے ہوے کہ رہے ہین کہ ہم حضور کو نہ جانے دینگے غلامان جانثار جا کے لڑین آپ تماشا دیکھین زرمہر نہین مانتا اسباب سحر جمع کر رہا ہی قلماق نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ مین پکار کر آواز دی ای زرمہر کیا مین دین اگر خدمت کرون زمین ہلا دونگا میرا کہنا نہ مانا اب میرے مقابلے مین کیون نہین آتے ہو شور گریہ و زاری بلند ہی کیون اپنی جان دیتا ہی اب بھی معاف کرتا ہون کہ اگر منیر آفتاب طلعت کی شادی میرے ساتھ کر دے یہ قلعہ تجھکو جاگیر مین دلا دونگا جہانتک میرے اختیار مین ہی تیرے مرتبے کی ترقی ہوگی ورنہ دین آ کے سبکو پھونک دونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی مین وہ ساحر ہون کہ شاہان طلسم نے واسطے رد کئے طلسم کشا کے مجھکو قرار دیا ہی اور عیارون کے قتل کا بھی میرے نام حکم ہی تھا کی کیا حقیقت ہی قلماق بلبلا رہا ہی میان زرمہر کو جب سردارون نے بہت سمجھایا تو اُسنے بتقرار ہوکے کہا کہ مین نے آٹھ دنکی مہلت لی پورے دو سو خداوندون سے التجا کی کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو کہ قلماق سے میری جان بچے پورے دسوین سے ایک نے میری نہ سنی یہ آٹھ دن مجھکو پوجا پاٹ کرتے گذرے اسوقت یاد دین عہد کرتا ہون مسلمانون کے خدائے نادیدہ کو یاد کیا اگر وہ خدا برحق ہی میری مدد کرے مین طلسم کشا کی نصرت کرونگا یہ کہکے بلک کے اسنے آواز دی ای آسمان کے خدائے نادیدہ میرے حال پر رحم کر اپنی جانب سے مدد بھیج مین مجبور و لاچار ہون خوب سمجھتا ہون کہ یہ سحر مین مجھسے زیادہ ہی تیرا ندیشہ اعتقاد کرنے پر یہ حقیر آمادہ ہی بلک لے جو اسنے دعا کی قلماق نے گینڈے کو مہمیز کیا آواز دی کہ او زرمہر آتا نہین مین خود آتا ہون چاہتا ہی گینڈے کو بڑھائے سب نے دیکھا کہ از پردۂ بیابان گرد برخاست ایک طرف گرد بار یک اڑی دیکھا ایک نقابدار زمردپوش بصد جوش و خروش گھوڑا کوڈائے ہوئے آتا ہی مرکب بادرفتار طرارے بھرتا ہوا دہین سے نقابدار نے نعرہ کیا او قلماق خبردار اس لشکر کی طرف نہ جانا مین تیرا حریف آپہونچا سب حیران ہین کہ یہ نقابدار عالی مقدار کون ہی مین شیکون مین مرکب نقابدار کا قریب قلماق کے پہونچا ایک تختی مثل ستارۂ سحری کے گلے مین پڑی ہوئی زرمہر کی طرف آواز دی ای زرمہر تو کیون کمر باندھتا ہی ہم تیری مدد کو آئے ہین نقابدار جب سامنے قلماق کے آیا قلماق نے کہا ای نقابدار عالی مقدار تو کیون اس مقدمے مین دخل دیتا ہی نام تیرا کیا ہی نقابدار نے کہا ملک الموت جان کافران نام ہمارا ز زبان سنان نیزہ بتا دیگی قلماق نے غصے مین آکر ایک گولہ مارا ہزار ہا شعلۂ آتش نقابدار پر گرے گھوڑا چراغ پا ہوا نقابدار کو کچھ صدمہ نہ پہونچا مرکب شعلہائے آتش سے چمک کے نکلا قلماق نے جھک کے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا قلماق جب نیزہ مارتا ہی سحر بھی پڑھتا جاتا ہی مگر سحر تاثیر نہین کرتا فنون سپہ گری کو صرف کر رہا ہی سحر کا بھی دم بھر رہا ہی نقابدار نے گانٹھ کے جھپٹ مارا اگہ نیزہ ہاتھ سے قلماق کے نکل گیا آسمان پر جاکے چمکا زمین پر گرا لشکر زرمہر

ہین غریو ہوا وہ مار اقلماق نے غصے مین آ کے تیغہ سحر کھینچا کئی سحر پڑہے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا لقابدار نے گرد اسپر کا آگے کیا تختی کو بھی چمکایا صاف وار کو رد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا نعرۂ شیرانہ کیا بیت تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ❊ ہمہ شادی از دل فراموش کن ❊ دور مجنون گذشت و نوبت ماست ❊ ہر کہ را پنج روزہ نوبت اوست ❊ یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا تھا تیغہ برق مثال نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت تھا کہ مار سیاہ کینچلی جھاڑ کے نکلا یا لکۂ ابر سیاہ سے خورشید درخشان نکلا یا آہ دل مظلومان لقابدار نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا تختی کا بھی عکس لا الاس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ برق تاب جو گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر گری تاج کو کاٹ کر یا تو سر پر گئی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا اہالیان لشکر نے جو اپنے آقا کو اس طرح پایا تین لاکھ سوار پیدل فوج کے دل بدیع الزمان پر آ پڑے بدیع الزمان نے نعرہ کیا منم برد غشت و غالیہ تاز میدان ہیجا نعرۂ بدیع الزمان تصنیف مصنف بطرز نو

سنم قاتل کافران جہان زتیغم شود در صف کافران علم تیغ در باختر شد بجنگ	نہال گلستان صاحبقران ہمہ ساحران الامان الامان لقا گشتہ حیران چو آئینہ رنگ	بدیع الزمانم یل شیر دل ز گنجاب گشتم چون جنگ آزما یل صف شکن نامور پہلوان	کہ سہراب و رستم زتیغم خجل فراری شدہ آن کافر پر دغا بدیع الزمان ابن صاحبقران

تلوار کھینچکر جا پڑے سب ساحرون سے تلوار چلنے لگی ادھر سے زرمہر نے حکم دیا کہ یارو اس شیر کو بچاؤ مشتاق جادو بھائی قلماق کا اس جنگ مین شریک ہی اس نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بھائی میرا ہاتھ سے لقابدار کے مارا گیا اور نعرے سے معلوم ہوا کہ بیٹا صاحبقران کا شاہزادہ بدیع الزمان ہی اسنے کنارے آکر اپنے سحر سے دریافت کیا کیا باعث ہوا جو بھائی میرا مارا گیا سحر سے اسکو معلوم ہوا کہ اس شاہزادے کے پاس ہر زہیکل ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جنگ سے نکل کے بھاگا ملکہ منیر کی صورت یہ بھی دیکھ چکا ہی جی مین کہتا ہی کہ بھائی صاحب اس حسرت مین گئے مین اس معشوق کو اپنے قبضے مین کرون یہ سوچ کے میدان جنگ سے نکلا خواجہ عمرو الگ سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین کہ یا تو یہ افسر اعلی فوج کو حکم دے رہا تھا یا فوج سے نکلا کیا معاملہ ہی خواجہ عمرو دیکھتے ہوے چلے جب مشتاق جادو نکلا پانچ سو ساحرون کو اسنے اشارہ کر کے اپنے ساتھ لیا طرف باغ ملکہ منیر کے چلا خواجہ الگ الگ دیکھتے چلے آتے ہین قریب باغ ملکہ کے آ کے ساحرون کو حکم دیا چہار جانب سے گولے مارو ملکہ منیر فراق شاہزادۂ والا قدر مین پریشان بیٹھی ہین کنیزون سے کہ رہی ہین کہ معلوم ہوتا ہی شاہزادہ جاکر شریک جنگ ہوا ہمارا کہنا نہ مانا ہر وقت فلک درپئے آزار ہی اپنے اوپر مصیبت ہی قلب کی یہ کیفیت ہی

نظم

کب ہین فارغ قید وحشت سے لڑکپن ہین رہا	پانؤن مین زنجیر پہنی طوق گردن مین رہا
دل پریشان تھا سو آنسو بھی پریشان ہو گئے	ایک ٹھہرا آنکھ مین تو ایک دامن مین رہا
آتے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا	ایکدم بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا
ریخ ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپ کی	پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا
کھلتے کھلتے تن لبسان رشتۂ باریک تھا	مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی غیر نے لیکن کدورت کم نہین	بعد صیقل مورچہ ویسا ہی آہن مین رہا
کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے	فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا
ابتدا مین راحت دامان مادر تھی نسیم	انتہا کا پھر مزا آغوش مدفن مین رہا

اس تردد مین تھین کہ چہار جانب سے باغ پر گولے پڑنے لگے ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزون نے دوڑ کے دیکھا کہ ایک جادوگر آگے آگے پانچ سو ساحرون سے باغ گھرا ہی سبکے سب گولے مار رہے ہین ملکہ نے اشارہ کیا ان سب کور وکو کنیزین تو کوٹھون پر چڑھکے گولے روکتی ہین اور گولے مار رہی ہین مگر مشتاق بلند ہوا آسمان سے دیکھا کہ ملکہ ایک نخل کے سائے مین کھڑی ہوئی ہین مگر حیران پریشان کہ یہ کیا سحر کہ ہی مشتاق سحر کرتا ہوا آسمان سے اترا قریب نخل آکر خاک قبر جمشیدی پھینکی ملکہ بیہوش ہو کے گرین مشتاق نے ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا کنیزون نے جو دیکھا ایک ساحر ملکہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی غل مچا کر بھاگنے لگین کوئی کہین نکل گئی کوئی کسی مقام پر چھپی خواجہ اسوقت قریب باغ پہونچے کہ مشتاق ملکہ کو لیکر مع پانچ سو ساحرون کے باغ سے چلا عمرو نے اسکا پیچھا کیا سمجھ گئے کہ ملکہ منیر آفتاب طلعت کو لیے جاتا ہی یہان بدیع الزمان نے لڑائی فتح کی سب ساحر بھاگ گئے زرمہر شاہزادہ بدیع الزمان کو باعزاز و اکرام لیے ہوے پلٹا بارگاہ مین آکر عرض کی تاج و تخت حاضر ہی جلوہ فرما ہو جیسے بدیع الزمان نے کہا ای زرمہر تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہمین خواہش رواج دین حقیقی ہی اطاعت اسلام کی اختیار کرو زرمہر بصدق دل مطیع ہوا مگر حیران ہی کہ اس شیر نے میری مدد کیون کی تخت پر بیٹھا ہی مگر سر جھکائے بیٹھا ہی وزرا امرا سے کہہ رہا ہی کہ اس شہریار کے آنیکا سبب نہ ثابت ہوا در بارگاہ سے رونیکی آواز آئی دیکھا چند کنیزین روتی پیٹتی سامنے آئین عرض کی ای شہریار آپ تو باغ سے اسطرف آئے وہان مشتاق جادو پانچ سو ساحر لیکر پہونچا ملکہ کو گرفتار کر کے لیگیا یہ سنکر بدیع الزمان پریشان ہوے اب زرمہر کو بھی کنیزون کی زبانی دریافت ہوا کہ شاہزادے پر ملکہ عاشق ہین شاہزادہ باغ سے ملکہ کے حال سنکر یہان آیا گویا اپنے رقیب کو مارا بدیع الزمان نے کہا کچھ تمکو معلوم ہوا کہ کس مقام پر گیا زرمہر نے عرض کی اور تو مجھے نہین معلوم ایک خبر مین نے سنی ہی کہ یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہی وہان کا حاکم کہ اسکو اخرس صحرا النشین کہتے ہین اسکے نام پر اسکو بڑا گھمنڈ تھا کئی مرتبہ اسنے ذکر کیا کہ اگر اخرس کو لکھون تو وہ آکے قیامت برپا کر دے کیا تعجب ہی کہ وہین گیا ہو بدیع الزمان نے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت لشکر تیار ہوا بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار ہوے زرمہر تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر ساتھ ہو کے طرف صحراے اخرس کے چلے لیکن خواجہ عمرو جو عقب مین مشتاق کے چلے تھے خواجہ نے دیکھا مشتاق جادو اترا جیسے ہی یہ زمین پر آیا ملکہ کی زبان مین سوزن دیکر ایک محافے مین سوار کیا اسی صحرا مین کھڑا ہی کہ پہلوے دشت سے گرد اڑی دیکھا ہزار ہا خرس آگے آگے ایک خرس کلان ایک خرس خورد پر سوار آکر پہونچا زمین پر اترا پکار کر آواز دی کیون بھائی مشتاق کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مشتاق نے اپنے بھائی کے قتل کا حال بیان کیا اور کہا اس معشوق خوبرو کو مین نکال لایا چاہتا ہون کہ تمھارے ملک مین رہون اخرس نے کہا تمھارا

پھر ہر یہ کہکے مہمانی کو ساتھ لیا مشتاق بھی ہمراہ ہوا خواجہ پیچھے پیچھے چلے گوشہ صحرا مین جا کر
سب غائب ہو گئے عمرو نے دیکھا وہی صحراے ویران نہ انسان نہ حیوان کف دست میدان عمرو
حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا اسی سوچ مین تھے جنگل سے باہر نکلے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا شاہزادہ
بدیع الزمان و زرمہر مع لشکر کے آکر پہونچے خواجہ عمرو نے بدیع الزمان سے ملاقات کی پوچھا
ای نور نظر تمنے اس صحرا کی کیونکر خبر پائی کہا زرمہر نے بیان کیا خواجہ نے پوچھا ای زرمہر یہ کیا معرکہ
ہے کہا اخرس آکر مشتاق کو لے گیا اسی صحرا مین جا کر غائب ہوا مین تلاش کرتا ہون مگر نہین ملتا
زرمہر نے کہا ای شہنشاہ ابیج عیاری یہان سے بارہ کوس پر ایک باغ ہے اُسمین اخرس مشتاق کو
لیگیا مین آپ کو بطور ایلچی کے روانہ کرتا ہون اور ایک انگشتر دیتا ہون وہ دستگیری کریگی مقام اخرس کا
آپ کو ملیگا آپ اپنے کو پاس اخرس کے پہونچائیے پھر جو کچھ آپ سے بن پڑے وہ کیجیے بدیع الزمان
نے کہا ای زرمہر بشکل ایلچی مجھکو روانہ کرین دربار مین اُسکے جا کے ہنگامہ ڈالدونگا خواجہ نے کہا
ای نور نظر تمہارا جانا مناسب نہین ہے زرمہر نے نامے مین یہ مضمون لکھا ای اخرس صحرا نشین
ہمارے تمہارے بھی مدت سے ملاقات ہے مقام تاسف ہے کہ تمنے مشتاق کو اپنے گھر مین جگہ دی
وہ ہماری دختر کو چرا کر لیگیا بہتر یہ ہے کہ دختر کو ہماری روانہ کرو خواجہ یہ نامہ لیکر ایک جادوگر
کی شکل بنے انگوٹھی زرمہر کی طرف باغ اخرس نگار کے چلے کوئی تین کوس راستہ طے کیا تھا
کہ دور سے دیکھا ایک صحراے ہول خیز دہشت انگیز ہے بیچ مین ایک باغ ہے گرد اُسکے ہزارہا ساحر
اُترے ہین باغ سے شعلے نکل رہے ہین خواجہ عمرو حیران کہ یہ ساحر مجھے کاہیکو جانے
دینگے ضرور روکین گے ایک چشمے پہ آکر ٹھہرے ٹہل رہے ہین کہ آسمان سے برق چمکی ایک
ساحر آکر پہونچا اُسنے قصد کیا کہ چشمے پر پانی پیون خواجہ بشکل ساحر تھے پکار کر آواز دی او
بھیا کیا کرتا ہے خبردار پانی نہ پینا ورنہ اُمر دہر بنیگی ہمیشہ موج مین رہیگا بہت بڑی جفا سہے گا پناہ
پانی مشکل ہوگی غرق دریاے خجالت ہوگا اُس ساحر نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر گالیان دیتا
ہوا آتا ہے کلمات سخت کہتا ہے اُس ساحر نے کہا بھائی زبان سنبھالو عمرو نے کہا ای گدھے تیرے
واسطے زبان کیا سنبھالین مناسب یہ تھا کہ جو تم سنبھالتے تجھکو ذلیل کرتے لوگون ہی جو بلا تکلف پانی
پینے کا ارادہ کرتا ہے یہ مقام ورود سامری و جمشید ہے اس پانی مین بڑا بھید ہے پیا اور مرا اُس ساحر
نے کہا سحر العجائب و مصر الغرائب نے مجھکو بھیجا ہے کہ جا کر اخرس کو آگاہ کرو کہ مشتاق کو مع معشوقہ
کے ہمارے پاس بھیجدے ہمارا اتنا بڑا سردار مارا گیا ہم اُسکا بدلا کرینگے یہ نامہ لیکر پاس اخرس
کے جاونگا عمرو نے کہا بھائی اب معلوم ہوا کہ ہم تم ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین ہم بھی شاہان
طلسم کے ملازم ہین اس پانی کو سواے سامری و جمشید کے کوئی نہین پیتا ہے ساحران یہان
آکر نہاتی ہین جب وہ بال دھوتی ہین ہزارہا ماران سیاہ اُنکے بالون سے گرتے ہین وہ سب سانپ
اسی مین گل کے رہجاتے ہین جو کوئی اس پانی کو پیتا ہے پانی ہوکر بہجاتا ہے اسواسطے تمکو منع کیا ہے
اگر پیتے پانی ہوکے بہجاتے وہ ساحر منتین کرنے لگا عمرو نے باتون مین لگا کے
اس ساحر کو بیہوش کیا وہ نامہ اُسکی جیب سے نکالا اس ساحر کو درہ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل

بنکے چلے جب قریب اُن ساحرون کے پہونچے اُن سبھون نے پوچھا میان پلنگ جادو کہان سے
آتے ہو کہا نامہ لیکر آتا ہون ساحرون نے جاکر اخرس کو خبر کی اخرس پہلو مین مشتاق کے بیٹھا
ہی کہا ای مشتاق سنا تمنے یہ نامہ وار آتا ہی سمجھے کہ نامہ دار کون ہی مشتاق نے کہا بھائی مین نہین
سمجھا اخرس نے کہا عمرو عیار ہی پلنگ جادو کو بیہوش کر کے ڈال آیا اُسکی شکل بنکر آیا ہی لیکن آنے دو
مین گرفتار کر لونگا چند ساحر آئے انھون نے کہا میان پلنگ صاحب چلیے عمرو نے دیکھا ساحرون نے
مجھے گھیر لیا خواجہ سمجھ گئے کہ شاید تمکو پہچانا ساحر کہتے ہوے کہ میان پلنگ چلو شہنشاہ اخرس نے یاد
فرمایا ہی خواجہ سرنگون مگر سوچ مین کہ اُنکے قبضے سے کیونکر نکلون سب ساحرون نے چہار جانب
سے گھیر لیا یہ سوچتے ہوے چلے آتے ہین اندر باغ کے پہونچے دیکھا ہر نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہی
یعنے شعلہ جوالہ طائر آگ کے پتلے بنے ہوے خواجہ عمرو کی جانب دوڑتے ہین وہ ساحر جو گرد ہین وہ
منع کرتے ہین کہ یہ گنہگار نہین ہی پلنگ جادو کو ملک اخرس نے بلایا ہی شعلے ٹھہر جاتے ہین آتے
آتے دربارگاہ اخرس پر پہونچے دیکھا ایک بارگاہ کلان استادہ ہی پردہ زنبوری کھنچا ہوا درگہ سالار کرسی پر
بیٹھا ہوا ہی جن جادوگرون نے خواجہ کو گھیرا ہی اُن سب کا افسر قتیل جادو ہی عمرو نے کہا
ای قتیل یہ دربار شاہان طلسم ہی بادشاہون کا دستور ہی بقول سعدی کہ بسلامے برنجند گاہے
بدشنامے خلعت دہند تم جاکر عرض کر دو دیکھو کیا ارشاد ہوتا ہی خواجہ کو چھوڑکر قتیل اندر گیا
خواجہ نے ساحرون سے کہا ذرا الگ کھڑے ہو مین کچھ اشیا پوجا پاٹ کے نکالونگا ٹھاکر کو
نہلاؤنگا وہ ساحر پیچھے ہٹے عمرو نے بارگاہ دانیال نکال کے استادہ کی اب ساحرون نے دیکھا
ایک پلنگڑی نہایت معقول گنگا جمنی پائی اُس پر خواجہ لیٹے ہین ایک کنیز نہایت حسین پاؤن دبا
رہی ہی پانچ گرگے سیاہ سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے ٹہل رہے ہین کنیز نے جو پیر دبائے خواجہ
نے آنکھ کھول کے کہا ارے تو نے مہندی لگائی ہی رنگ حنا میرے پاؤن مین چھٹتا ہی جا کر ہاتھ
دھو آ ب تو ساحر لپٹا لپٹا لیکہ دوڑے جو قریب بارگاہ پہونچا طناب پر ہاتھ رکھا سر نیچے ٹانگین اوپر
دھم سے گرا لٹکا لٹک گیا گرگے نے دوڑ کے سونٹا مارا بھیجا پھٹا مغز نکلی اُسکے صدا بلند ہوئی ہزار ہا
ساحر مرنے لگے گر کون کا سونٹا چل رہا ہی وہان قتیل نے جا کر عرض کی کہ دروازے پر پلنگ نقلی
حاضر ہی اخرس نے چاہا تھا کچھ جواب دے کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا لیجیو پکڑیو کی آواز آئی
مشتاق نے کہا ارے یہ کیا معرکہ ہی ہرکارون نے بڑھکر عرض کی عمرو عیار پکڑ گیا ہزارون جادوگر
اڑے لگے ہوے ہین اخرس اُٹھکر دوڑا مشتاق سے کہا کیا آفت میرے ملک مین لائے مشتاق
نے کہا آپ نہ گھبرائیے کیا مجال کسیکی جو آپ سے آنکھ چار کر سکے جادوگرون نے پردہ بارگاہ کا اٹھایا
دیکھا ہزارون جادوگر مرے پڑے ہین خواجہ عمرو اپنی چارپائی پر لیٹے ہوے پڑے ہین کنیز پاؤن
دبا رہی ہی مشتاق چلایا کہا ارے اس ساربان زادے کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ لو ایک جادوگر نے کہا
کہ آپ رئیس ہین ٹانگ پکڑ کے گھسیٹیے مشتاق جو جھلایا دوڑ کے قصد کیا کہ بارگاہ مین گھس جائے
طناب پر جیسے ہی ہاتھ رکھا دھم سے منہ کے بل گرا گرگے نے ٹانگ پکڑ کے کھینچا دو تین سونٹے مارے
مشتاق فریاد کرنے لگا اخرس پکارتا ہوا دوڑا کہ ارے کیا کرتا ہی عمرو نے کہا اُسکی ٹانگ کاٹ لو

اخرس نے کھڑے ہو کے سحر کیا اسقدر سحر کیا کہ آسمان سے آگ برسی ہزارون جادوگر جلے پتھر برسا
صدہا کے سر پھٹے جادوگرون نے کہا حضور معاف فرمایئے آپ کا لشکر تباہ ہو رہا ہی اخرس نے ہاتھ
رد کا دیکھا ہزارون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین اخرس نے ہاتھ رد کا سحر کر کے بھی شرمندہ
ہوا دیکھا مشتاق کی چھاتی پر ایک گرگا چڑھا بیٹھا ہی اب یہ منتین کرنے لگا کہ ای عمرو یہ میرا مہمان
ہی اسکو چھوڑ دو عمرو نے کہا ای اخرس اگر تو اسکی زندگی چاہتا ہی تو ملکہ کو میرے حوالے کر دے
نہین تو اسکو مار ڈالونگا اور ملکہ معشوقہ بدیع الزمان ہی اسکو کوئی رکھ نہین سکتا زمین و آسمان
ملا دیگا لشکر لیے ہوے صحرا مین اترا ہی جسوقت مین واپس جاؤنگا تو وہ یکہ و تنہا تمھارے لشکر
مین گھس آئیگا صاحب لوح محفوظ ہی کوئی جواب نہ دلیگا اسطرح عمرو اور اخرس سے کلام ہوے
اسنے مشیرون سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ حضور اس بلا کا ٹالنا ہی بہتر ہی ایسا نہ ہو کہ ملک پر کوئی
آفت آجاے اسنے ملکہ کو بلوایا ملکہ بہت دن سے آب و دانہ بند تھا ہزار ہزار سمجھانے والون نے
سمجھایا یہ خبر کنیزون نے آکر کہی کہ آپ کے واسطے عمرو نے قیامت برپا کر دی مثل گل کے شگفتہ ہوئین کہا
مجھکو کون رکھ سکتا ہی شکر ہی کہ انکو ناگوار ہوا اس حرامزادے نے عین گرمی جنگ مین یہ فساد برپا کیا یہ ذکر
تھا کہ اخرس آکر بہو نچا کہا ای ملکہ عالم عمرو نے قیامت برپا کی ہی چلیے ملکہ کو لیکر آیا ملکہ نے نقاب چہرے پر
ڈالی عمرو نے بہانہ کر کے سے کہا مشتاق کی زبان تو کاٹ لو اسنے فورًا زبان کاٹ لی اخرس نے کہا
خواجہ مشتاق کو ہمین دیجیے ملکہ کو لیجیے عمرو نے کہا ملکہ کو لاؤ ملکہ کو اپنے پاس بلا لیا پاس بٹھا لیا
اخرس سے کہا مین مشتاق کو ابھی دیتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر کچھ دیر ٹھہر کے عمرو نے ملکہ کو
داخل زنبیل کیا اخرس سے کہا کچھ نقد دلوایئے بہت اسقدر خرچ ہوا لاچار ہو کر دس ہزار روپے بھی دیے
خواجہ نے کہا اب آپ سب لیے جاتے ہین مین مشتاق کو چھوڑ کر نکل جاؤن سبھون نے دیکھا کہ
مشتاق بیہوش پڑا ہی سب کو ہٹا کے عمرو نے بارگاہ و انیابی کو اٹھایا پکار کر آواز دی لو بھائی ہو جاتے
ہین سب نے دیکھا خواجہ غائب ہوے دو چار حقے آتشبازی کے بھی مار دیے کچھ ساحر جلے پھر
جادوگر ڈر کے بھاگے اب دوڑ کے اخرس نے آکر مشتاق کو اٹھایا دیکھا تو منہ سے نہین بولتے
کہا بھائی بات کا جواب تو دو مزاج کیسا ہی منہ جو کھولا دیکھا زبان کٹی ہوئی ہی تڑپ تڑپ کے
اسی صدمے مین مشتاق مر چلا کے اسنے کہا عمرو میرے ساتھ بڑا فریب کر گیا جہان ملیگا اسکو
لاؤن گا قہر و غضب مین آکر تلاش عمرو مین چلا یہان خواجہ لشکر بدیع الزمان مین آئے بدیع الزمان
نے دیکھتے ہی پوچھا کہ عم نامدار کیا ہوا عمرو نے کہا بیٹا معشوق کا ملنا بہت مشکل ہی بدیع الزمان
کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگین قبضے پر ہاتھ ڈال کے اٹھے کہا ابھی جا کے لاؤنگا جسوقت
بدیع الزمان اٹھے عمرو نے کہا بیٹا ٹھہر جاؤ وہان سے تو مین لایا راہ مین قرضداروں نے چھین لیا
تسد ٹھہر نے کئی ہزار روپے دیے تب خواجہ نے ملکہ کو دیا زرمہر نے بڑی دھوم سے سامان شادی
کیا اپنے قلعے کو پلٹ گئے آئے خواجہ وزیرزادی پر عاشق ہین خواجہ بانجھا کہتے پھر رہے ہین
کہ اخرس اڑتا ہوا آیا اسنے جو خواجہ کو دیکھا کڑک کے گرا آواز دی ہم اخرس جادو خواجہ کو
اٹھا لے چلا لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے جا کے بدیع الزمان کسے کہا بدیع الزمان نے ۱۲۰

غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا میرے واسطے عمر نامدار گرفتار ہوئے زرمہر نے عرض کی اسکے ملک پہ جانا بہتر نہین ہے ایسا ہو کہ سرکار کے ساتھ کچھ مکر و حیلہ کرے ہر چند سب نے کہا بدیع الزمان نے نہ مانا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے گھوڑے پر سوار ہوئے ساحرون نے قصد کیا سبکو منع کر دیا کہ ہمارے تعقب مین کوئی نہ آئے یکہ و تنہا چلے یہان اخرس نے خواجہ کو لا کے اپنے باغ مین باندھا گھبرا رہا ہے کیون ساربان زادے تو نے مجھکو دم دیا یہ وہیہ بھی لیا مشتاق ہے میرے ملک مین مرا مجھکو بڑی شرمندگی ہوئی اُسکے عزیز مجھسے شکایت کرینگے یہ خبر تا بہ شہنشاہ نور افشان پہونچیگی کہ مشتاق کے واسطے یہ ذلت ہوئی تمنے کچھ دخل نہ دیا اب مین تیرا سر بخدمت شاہان نور افشان روانہ کرونگا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اور نعرہ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرۂ بدیع الزمان نو تصنیف مصنف

صنم قاتل کافران جہان	نہال گلستان صاحبقران	بدیع الزمانم یلی شیر دل	کہ سہراب و رستم زہیم خجل
زتیغم شود وصف کافران	ہمہ ساحران الامان الامان	زر گنجاب گشتم چو جنگ آزما	فراری شدآن کافر بد دغا
علم تیغ و در ہاتھ مستد بجنگ	لقا گشت حیران چو آئینہ دنگ	یل صف شکن نامور پہلوان	بدیع الزمان ابن صاحبقران

لشکر مین ہنگامہ ہوا اخرس نے پوچھا ارے یہ کیا معرکہ ہے کہا پسر حمزہ نے قیامت برپا کر دی اخرس نے نکلکر جو دیکھا بدیع الزمان لڑتے ہوئے آتے ہین اخرس نے بڑھکر سحر کیا بدیع الزمان پر آگ برسائی کئی گولے مارے مگر تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے بڑھکے علم فوج کو قلم کیا شاروق کہ یہ سالار کل لشکر کا تھا اُسنے بڑھکے تیغے کا ہاتھ مارا کئی سحر بھی کیے لیکن تاثیر نہ ہوئی بدیع الزمان نے سرکو بتا کے گرز کا ہاتھ مارا شاروق جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اتنے مین اخرس گھبرا گیا چاہا نکل جاؤن کئی گولے بدیع الزمان پر مارے لیکن تاثیر نہ ہوئی اندھیرا ہو گیا غصے مین بدیع الزمان اُس اندھیرے سے جبتک نکلین اخرس نے سحر کیے اپنے بازوؤن پر پر پیدا کیے تڑپ کے بلند ہوا بدیع الزمان نے دیکھا کہ اخرس جاتا ہے قریب آنے سے کمان ترکش سے تیر نکال کے تاک کر مارا سینۂ پر کینہ پر پڑا سینے کو توڑ کر پار گذرا لاشہ اسکا زمین پر گرا آواز آئی کشتی مرا نام مین اخرس جادو بود اس عرصے مین زرمہر بھی مع فوج آکر پہونچا خواجہ کو درخت سے کھولا خواجہ نے کھلتے ہی لوٹنا شروع کیا سیکڑون لاشہ برہنہ پڑا ہے زرمہر نے آکر فوج کو قتل کیا فوج والون نے فریاد کی بارہ ہزار جادوگر دائرۂ اسلام مین آئے بدیع الزمان نے سبکو ساتھ لیا قلعۂ زرمہر مین آئے ملکہ منیر مطیع اسلام ہوئین کلمہ پڑھا سحر سے توبہ کی زرمہر نے کہا غلام بعد فتح طلسم نور افشان کلمہ پڑھیگا ابھی حضور کو بڑے بڑے معرکہ ہائے عظیم درپیش ہونگے شاہان نور افشان سے مقابلہ پڑیگا وہ بہت بڑے ساحر زبردست ہین جو غلام سے بن پڑیگا وہ ضرور کریگا بدیع الزمان نے بخوشی قبول کیا ساٹھ ہزار لشکر ساحران ساتھ لیکر طرف لشکر صاحبقران کے چلے کہ انکے پہونچنے کا ذکر عرض کیا جائیگا خواجہ عمرو کو پہلے روانہ کر دیا کہ جا کر صاحبقران سے بیان کرین خواجہ تو روانہ ہو گئے اب لشکر کو لیکر بدیع الزمان طرف صاحبقران کے چلے ہین لشکر ساحران وغیرہ ساحران سرداران نامی و پہلوانان گرامی شاہزادے کے ہمراہ ہین دشمنون کو فکر ہے کہ اس شیر کو روکین تا بہ طلسم نور افشان نہ جانے دین اگر یہ شیر پہونچ گیا بڑی قیامتین برپا ہونگی لوح محفوظ پاس اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کے موجود ہے جسطرح فضل معبود ہے انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمے داستان صاحبقران کے لکھے جاتے ہین کہ جانا واسطے تلاش لوح کے اور خواجہ کا برائے تلاش ملکہ سلماے گوہرپوش اور لیلاے عنبرین مو کے جانا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

چل ای توسن کلک جادو نگار
خبر تجھکو کچھ ہی کہ میلا ہوا
ترے گلشن نظم مین ای نگار
ہوے نسپرے ہر سمت تحسین کے
شگفتہ ہین گلہاے اوراق نظم
سنین قصۂ نو بطرز کہن
شگفتہ ہوا غنچۂ آرزو
سراپاے ظاہر ہی رنگ ادا
سراپا کی تعریف و توصیف ہی
کہ مضمون رنگین مجھے مل گیا
مسیحا لب یار کو لکھدیا
نگینے ہین یاقوت کے بید رنگ
سیاہی زلف پرخم کہ دام بلا
کہ منزل سیاہی کی کرتا ہی طی
قدش سرو گلزار شیرین ادا
کہ ابھرے ہوے دو ہے جسپر ثمر
دلم مائل سیر بستان حسن
ہوا طبع نازک کا پھر امتحان
دکھا مجھکو باغ سخن کی بہار
ہوے جمع زندان صحرا بیان
ہوا جوش پر رنگ فصل بہار
ہر اک سمت ناہی ابر چھایا ہوا
بلندی پہ ہی قصۂ طاق نظم
کہ ہی بلبل طبع پھر نغمہ زن
نئے رنگ کی ہی قمر جستجو
رخ یار کو چاند کیونکر کہون
مجھے منزل شست کرنا ہی طی
دہن درج گوہر تو دندان گہر
مرا کلک ہی آج معجز نما
یہ اعجاز طبع رسا پا گئی
شب ہجر عاشق کا دھوکا ہوا
گلو ہی صراحی آب بقا
لبش قوت جان و دل خستہ ہا
دیا ہین حباب یم حسن یار
قمر جیون نبا شم ثنا خوان حسن
بہار مضامین کا ریلا ہوا
قمر کا ہوا آج پھر امتحان
شگفتہ ہوے گل مضامین کے
صبا نے یہ مژدہ چمن مین دیا
کدھر ہین سخن سنج شیرین سخن
سناتا ہی رنگ بہار چمن
مرا ساقی گلعذار آگیا
ضیا دیکھکر دنگ خاموش ہون
مرا غنچۂ آرزو کھل گیا
چمکنے مین ہین فخر شمس و قمر
دکھایا ہی سرخی نے کیا خوب رنگ
مرے کلک مین جان پھر آگئی
یہ ہی مانگ یا راہ ظلمات ہی
دریا شیشۂ مو بلطف دعا
دہ سینہ حسینون کی مد نظر
دہ ہین مرہم زخم جان فگار
نثار سراپاے جان جہان
چہرہ فتاحان طلسم پر آفت سحر و ساحری و مستیان تلاش

لوح افسون گری اس داستان شوکت بیان کو گوہر گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین قطعہ
مرا بلبل طبع ہی نغمہ زن + سناتا ہی پھر قصۂ صف شکن + لکھون اب طلسمات کے مرحلے + کہ حالات ظاہر کرون لوح کے + جب خواجہ عمرو خدمت بدیع الزمان سے پلٹ کے آئے سب حال جنگ وجدل بیان کیا ملکہ خورشید برق وش نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری آپ آگاہ نہ تھے جس مقام پر اخرس کو قتل کیا تھا وہین سے پتہ ملتا تو رہائی ملکہ سلماے گوہرپوش و لیلاے عنبرین مو کی ہوتی شکر ہی کہ اس حیلے سے وہ بھی مارا گیا اب صاحبقران کا واسطے تلاش لوح کے جانا واجب و لازم ہی خواجہ عمرو نے بھی عرض کی کہ بدیع الزمان منزلین طی کرتے ہوے آتے ہین قلعۂ زرمہر قبضہ مین آیا یقین ہی اگر پہونچینگے زرمہر جادو آنکے ساتھ ہی ساتھ ہزار ساحرون کا لشکر ہمراہ قاسم نے

جو حال شوکت بدیع الزمان سنا تنہائی مین اگر ملکہ خورشید سے کہا ای ملکہ عالم ایک بزرگ نے مجھکو تلوار دی تھی
کہ تیغہ سحر کش اُسکا نام مقاجب سحر العجائب و مصر الغرائب مجھکو گرفتار کرکے لے گئے ہین نہین معلوم وہ
تیغہ کیا ہوا ملکہ نے اُسیوقت بطور ستارہ شناسی کہا ای شہریار ای دلبند صاحبقران عالی وقار قلعہ کیوس یہانسے
چالیس کوس پر ہی نہایت خارستان وکوہستان ہی اگر کیوس مردار خوار قتل ہو اور قلعہ کیوس فتح کیا جاے تو
یقین کامل ہی کہ وہ تلوار آپ کو دستیاب ہو ملکہ خورشید سے یہ پوچھکر قاسم اپنی بارگاہ مین آئے قیماس خان
وغیرہ کو بلایا شاہزادہ عمرو گورزاد ختنی فرزند صاحبقران کہ انکے لشکر کے بادشاہ ہین اُنسے بھی کہا کہ آپ
نے سنا کہ کشتی گیر نے جاکر کیا کیا بسبب لوح محفوظ کے اخرس جادو کو مارا ملکہ خورشید سے مین نے پوچھا تھا
اُنھون نے نشان بتلایا تیغہ جو مجھکو ملا تھا وہ بھی جسکے پاس ہو اُس پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی مین لشکر مین اُمیر کے
بیٹھے بیٹھے کیا کرونگا اگر آپ سب صاحبونکی خوشی ہو تو جاکر قلعہ کیوس کو فتح کرون اگر تلوار حاصل ہو جاے تو مین بھی
دادا جان کے ساتھ طلسم مین داخلہ کرون مہتر سمک یلداقی کہ انکا عیار ہی فرزند خواجہ عمرو آنسے عرض کی کہ
حضور ضرور تشریف لے چلین اگر خدا نے فضل کیا اور تیغہ سحر کش ملگیا تو جوہر جراءت کھلینگے کشتی گیر کی کیا
مجال ہی کہ مثل آپ کے جراءت دکھاے رات کو قاسم نے اپنے رفیقون سے کہدیا سب آمادہ ہوے قاسم
نے عمرو گورزاد ختنی سے بھی کہا عمرو گورزاد ختنی بحیلہ شکار نکل گئے سمک بھی مع سامان صحرا مین پہونچا
قیماس خان خاوری فوج کو لیکر صحرا مین آئے شب کو قاسم نے مرکب اپنے ہاتھ سے تیار کیا شبرنگ زہرہ
جبین سلیمانی پر سوار ہوکے صحرا مین آئے عمرو گورزاد ختنی کو تخت پر سوار کیا سمک نے رکاب پر ہاتھ رکھا
پانچ ہزار سوار و پیدل سب کو اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ کیوس کے چلے صبح کو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ قاسم
مع فوج کے نکل گئے صاحبقران واسطے سلما کے خود سوار ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا فرمایا سب صاحبونکو
اختیار ہی مین کس کس کو سمجھاؤن شوکت بدیع الزمان سنکر اُنکو تاب نہ آئی خدا اُنکا حافظ و نگہبان ہی ملکہ خورشید
کو طلب کیا ملک اخضر کو کل لشکر کا سردار کرکے فرمایا ہم تلاش لوح مین جاتے ہین آپ لوگ بھی اگر راستہ پایئے گا
چلے آیئے گا خورشید نے عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگی جس مقام پر کوئی مشکل ہوگی کنیز فوراً پہونچیگی شب کو
صاحبقران نے عبادت کی دعا مانگی ہدایت ہوئی کہ مع خورشید تلاش لوح مین طرف کوہ ہفت جوش کے جاؤ
وہین سے پتہ لوح کا ملیگا اول وہان میلہ ملاحظہ فرمائیگا بعد ختم میلے کے پتہ لوح کا ملیگا صبح کو صاحبقران نے یہ
سب حال ملکہ خورشید اور عمرو سے کہا عمرو نے کہا مین بھی پہونچونگا مفلس کا میلہ دیکھنا بہت دشوار ہی
غرضکہ بڑے صاحبقران نے ملکہ خورشید سے پوچھا خورشید نے عرض کی سامنے کوہ عجائب و غرائب کے
ایک دریاے قہار ہی حضور کشتی پر سوار ہوکے جائین جب وسط دریا مین پہونچیے گا کشتی چرخ کھایگی ایک نہنگ
دریا سے پیدا ہوگا منہ کھولکے حضور کی جانب چلیگا اُسوقت مالک بحر و بر کو یاد کرکے دہن نہنگ مین کود پڑیے گا
راستہ کوہ ہفت جوش مین پہونچیگا مین بھی اپنے کو پہونچا دونگی صبح کو صاحبقران نے کل لشکر اُسی مقام پر
چھوڑکے یکہ و تنہا قریب دریا تشریف لائے دیکھا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا موجہ پڑ رہا ہی صاف ظاہر ہی
کہ تلوار چل رہی ہی حباب مثل چشم حیران نظر رہا مچھلیان بہی جاتی ہین نہنگان خون آشام سر نکالتے ہین آواز
مہیب آ رہی ہی مچھلیون کی ماہیت سمجھ مین نہین آتی ہی کہ کیا حال ظاہر ہوگا اپنی فوج مین ہین امیر نے کمر ٹوٹے
ہو کر دریا کو دیکھا اسم اعظم پڑھا کہ کشتی پیدا ہوئی کشتی پر صاحبقران بسم اللہ کہکے سوار ہوے کشتی بڑھ گئی

کشتی روانہ کی گرتی ہوئی چلی خواجہ عمرو کنارے سے دیکھ رہے ہیں ملکہ خورشید آگر آسمان پر چمکیں کہا خواجہ تمھارا بھی جانا واجب و لازم ہی دریا میں خیال کر کے دیکھو ایک ماہی کلان تمھاری جانب دیکھ رہی ہی اُسکے دہن میں پھاند پڑنا خوف نہ کرنا مقام مقصود پر پہونچوگے خواجہ نے دیکھا حقیقت میں ایک ماہی کلان دریا سے منھ کھولے نکلی طرف خواجہ کے دیکھ رہی ہی خواجہ نے جو اُس مچھلی کو اس حال سے دیکھا جان پر بن گئی دریا کے نام سے ڈرتے ہیں جانتے ہیں کہ پانی میں گرے اور ڈوبے مگر دل کو مضبوط کر کے جسم سے پھاند پڑے مچھلی نے خواجہ کو دہن میں لیا یہ نہ سمجھی کہ گیا شی ہی خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہ میں کسی بلندی سے گر پڑے تلے پاؤن اوپر معلوم ہوتا ہی چلا جاتا ہون اُدھر سے امیر وسط دریا میں پہونچے کشتی نے چرخ مارا ایک نہنگ نے دریا سے منھ نکالا امیر کی طرف چلا امیر دونون پیر جما کے پھاندے عرصۂ دراز تک افتان و خیزان گئے بعد عرصہ دراز زمین پر پاؤن قائم ہوے دیکھا تو پہلو میں خواجہ کھڑے ہیں امیر نے فرمایا خواجہ تم پر کیا گذری عمرو نے عرض کی پھر تو آپ کے پاس پہونچا جو سانحہ گذرا تھا وہ بھی بیان کر دیا کہا دیکھیے ملکہ خورشید کیونکر پہونچتی ہیں امیر فرما رہے ہیں کہ وہ رازدان صاحب شوکت و شان ضرور پہونچ جائینگی ہم تک آئینگی عمرو نے صورت بدل لی ہی خدمتگار بنا ہوا امیر سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار جلیل تخت پر سوار ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کار پہلو میں کوتل پشت پر فوج کے دل کے دل بارگاہین خیمے چھکڑون پر لدے ہوے اُس بادشاہ نے تخت سے اُتر کر امیر سے صاحب سلامت کی کہا ای خواجہ شمس بازرگان آپ کا مال میلے میں گیا امیر نے بھی مصلحتاً جواب دیا کہ ہان گیا تھے ہمارے روانہ ہو گئے تاجدار نے کہا کیون سوداگر صاحب کیا مجھکو نہین پہچانا امیر نے سر ہلایا کہ مین بخوبی پہچانتا ہون تاجدار نے کہا اسرار تاجدار میرا نام ہی میلے میں کوہ ہفت جوش پر جاتا ہون خواجہ ہمارے ساتھ چلو وہان گماشتون نے تمھاری دوکان آراستہ کی ہوگی میلے میں چلکے اپنی دوکان پر بیٹھنا گماشتون نے سب سامان درست کر دیا ہوگا امیر سوچے کہ اس تاجدار کے ساتھ براحت تا بہ کوہ ہفت جوش پہونچینگے جو جو وہ کہتا ہی صاحبقران ہان ہان کرتے جاتے ہین اُس تاجدار نے دو مرکب پیش کش کیا امیر اُسپر سوار ہوے خواجہ عمرو دمبدم دیکھتے ہین کہ میرے آقا کی صورت تو نہین بدل گئی کہ یہ دمبدم خواجہ شمس کہتا ہی امیر پشت مرکب پر سوار تاجدار کے ہمراہ چلے جاتے ہین وہ تاجدار نہایت تکلف سے پیش آیا ہی خارستان و کوہستان کو طی کرتے ہوے جاتے ہین امیر فرماتے ہین کیون خواجہ جو ہم تنہا ہوتے تو ان مقامات کو کیونکر طی کرتے عمرو بھی سرنگون خواجہ تو صورت بدلے ہوے ہین تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا بڑے بڑے پہاڑ راہ مین ملے کہین درہ ہاے کوہ سے راستہ ملا کہین چوٹی پہاڑ کی چڑھنا پڑا پہاڑ سے اُترے اسطرح دو پہر رہ گئی کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی امیر نے پوچھا ای اسرار تاجدار یہ کیسی آواز کان میں آتی ہی اسرار نے کہا سوداگر صاحب آج تو آپ [illegible] کوہ ہفت جوش آگئے امیر نے کہا ہان مجھکو مقام فراموش ہوا ایک باغ اور طی کیا تھا دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ اُسپر ایک حجرہ بنا ہی اسمین تصویر سنگ مرمر سفید کی گرد حجرے کے گھنٹ نواز ناقوس نواز جمع ہین ہار پھول چڑھ رہے ہین دامنہ صحرا میں ہزار ہا دوکانین بڑے بڑے تاجران جلیل کی آراستہ ہین کٹور دکھنک رہا ہی دوکان بزازان سراپا ناز کپڑے عمدہ مین سلمہ کی کشتہ گلبدن خارہ اطلسون کی تعریف بیکار ہی پستا لالی بڑے جوہری جنسی حل سے بیٹھے یاقوت لب کافور گوش گہر دندان نہایت تکلف سے اپنی دوکانون پر بیٹھے ہین جواہر اعلی و بیش قیمت کا ڈھیر حقیقت مین دوکان جوہری کی گنجینہ ہی

دلال گرد جمع ہین باتین بیچ کھوچ کی ہو رہی ہین ایک جانب گلفروش بسے ہین زیور گل بن رہا ہی بو باس اُنکے
گلے کی ہار گل اندام خریدار اُس بازار پر سو بار ہی ہر طرف یہی پکار ہی پلنگ توڑ بیلا خریدار البیلا سب طرح کے پھول
دوکان پر بندھن ہار بنا رہے ہین ہر طرف یہی ہلڑ ہی کہ ہار جوہی کے ایک جانب ہلڑ ہنگامہ مداری اپنا تماشا کر رہا
ہی ایک لڑکے کو ٹھہرا لیا اُس سے کہہ رہا ہی میان لڑکے ایک پہلوان سے لڑوگے کہ ڈولے نے کہا اُسکے باپ سے
لڑینگے مداری نے کہا اُسکے چار بھائی ہین لڑکے نے کہا میرے دس بھائی ہین یہی بات مجھکو بھائی مداری نے
کہا اُسکے دس دوست ہین لڑکے نے کہا میرے پچاس یار ہین دیکھنے مین ذلیل وخوار ہین مداری نے باتون مین
لگا کر کہا میان لڑکے تمھارے حریف کے دس باپ ہین لڑکے نے کہا بیوقوف آپ ہین اُس شخص کے پندرہ باپ
باپ ہین سب تماشائی ہنستے ہین ایک جانب نوبت بج رہی ہی ماران سیاہ لہرا رہے ہین ایک جانب سے آواز
آتی ہی خیال کی زبان میٹھی ہوئی جاتی ہی مزہ پیڑ دن مین ایک جانب جماو ہین بہت سے دھوبی دل کے اُجلے ظاہر
کے میلے کندی کرنے پر آمادہ اپنے حریف کی جان کو کلپ رہے ہین آواز سے چھینکتے ہین دھوبی کا کتانہ ٹھرکانہ کھاٹ کا
ایک جانب اُبرو دار بہشتی گلبدن سے پائجامے سرخ لنگیان کمر سے بندھی ہوئی چھڑکاو کر رہے ہین دھوبیون پر پرب
پڑ رہے ٹھنڈ ہو رہے ہین سُنے والے لوٹ لوٹین کر رہے ہین ایک جانب نہرار ہا کبڑین سبزہ رنگ سانک بدن سلیقہ دار
عجیب طرحکا اس میلے مین ہنگامہ ہی ایک جانب نہرار ہا چٹاکی مچی ہی مدک کے چھینٹے اُڑا رہے ہین ایک جانب نہرار ہا
جوان چہرے زرد رنگت سے دھوین اُڑ رہے ایک کا سر ایک کا پیر نگالیان عمدہ ہاتھ مین خوانچہ درست پہنے ہین
چالاک وچست چاند دا اُنکا رہا ہی ایک جانب سرخ پالین استاد ہین بھنگیڑ ہین تختون پر بیٹھی ہین جو رٹے تر چپے بندھے
ہوئے پینے والے دم مار رہے ہین آواز دیتے ہین پی ساقی سال جہان کا مزہ پلوا کو جوانون کے لٹتے نہین جمے
ایک جانب بھٹیان شراب کی لاؤ لاؤ کی صدا بلند جبہ وعمامے رہن ہو رہے ہین شراب کے مضمون کے شعر
ساقی بچے پڑھ رہے ہین ایک جانب گاڑھی چھن رہی ہی سبزی کی پیالے بن رہے ہین پینے والے پکار رہے ہین
ای معشوق سبزہ رنگ ایسی گاڑھی چھنی کہ پینے والے کی جان پر بنی جوتے کا تلا کھڑا ہی آنکھ مین ڈورا پڑا ہی ایک جانب
سے آواز آتی ہی لونڈے کی گنڈیر بربان کھین آواز ہی مزہ پیڑ دن مین کس لطف پر میلا ہی تماش بینون کا ریلا ہی
صاحبقران اُس تاجدار کے ساتھ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے چند گماشتے سرخ وسبز وزرد
پگڑیان باندھے ہوئے نیمے جامے زیب جسم امیر کو آکر سلام کیا عرض کی خواجہ صاحب دوکان پر چلیے گاہک
چلے آتے ہین آپ کے نہ ہونے سے پھر جاتے ہین امیر نے طرف تاجدار کے دیکھا تاجدار نے کہا خواجہ صاحب
جائیے اپنی دوکان پر بیٹھیے ہین بھی آلے مال خریدونگا امیر نے چاہا گھوڑے کو بڑھاوین مرکب نے قدم نہ بڑھایا
اسمرالد تاجدار نے کہا آپ تکلیف فرمائیے پیدل ہی جائیے آپکی دوکانداری کا وقت ہی امیر گھوڑے سے
اُترے ان گماشتون کے ساتھ چلے بلحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ خورشید نے سمجھا دیا تھا کہ جو معرکہ
گذرے خاموش رہے گا صاحبقران گماشتون کے ساتھ چلے خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ صد ہا تاجدار چلے
آتے ہین جو اثر الشکر کو اپنے اُتار انگشتیان جواہرات کی لیکر طرف پہاڑ کے چلا یہی غلغلہ ہی کہ خداوند ہفت جوش
کو نذر چڑھائین اپنی اپنی مرادین پائین خواجہ سوچے کہ اب حمزہ کا ساتھ چھوٹا امیر کو تو گماشتے اپنے ساتھ
لیکر چلے ایک دوکان نہایت تکلف سے آراستہ تھی گماشتون نے عرض کی آپ دوکان پر تشریف رکھیے امیر مسند
پر بیٹھے گماشتے دست بستہ حاضر ہین جو خریدار آیا امیر نے اشارہ کیا گماشتون نے مال حاضر کر دیا غلے مین

روپے جمع کرنے جاتے ہین خواجہ عمرو جو ملا ہے کو وہ پہونچے دیکھا دروازہ حجرے کا کھلا ہی گھنٹ نواز ناقوس نواز
جمع ہین ایک شخص مہنت وضع بت سنگین کے آگے بیٹھا ہی ایک حوض ہی کہ اُسمین جواہرات لیکر ڈھیر کرتا جاتا ہی شاہان
جلیل نے کشتیان جواہرات کی چڑھائی ہین سامنے اُس مال کو رکھ دیتے ہین ہزار ہا بنیے مہاجن کھڑے ہین اُس مقام
پر جو نذر چڑھاتا ہی ایک ہار گیندے کا مہنت سے پاتا ہی خواجہ کھڑے دیکھ رہے ہین حوض کو جو جواہرات سے بھرا
ہوے دیکھا منہ مین پانی بھر آیا جی مین کہتے ہین یہ مہنت بڑے خوش ہین خواجہ نے کنارے آکر رنگ روغن عیاری
کا نکالا ایک تاجر جلیل کی شکل بنکر تیار ہوے دو کشتیان جواہرات کی بڑی بڑی تختیان الماس کی کنٹھے یاقوت
احمر کے اور چند اشرفیان ایک کشتی مین دو گلابیان شراب کی دو کشتیون مین کباب سر برہنہ لیے ہوے ننگے پاؤن
تعریفین خداوند ہفت جوش کی کرتے ہوے آگئے ہین صاحبو مین مردی سے بیکار تھا خداوند ہفت جوش
کے یہان دعا مانگی اب ڈیڑھ سو محل ہین چار سو لڑکا پیدا ہوا گاؤن میرے نام کا آباد ہی ملا یہ ہوا کہ ایک تاجر آیا ہی
جواہر اعلیٰ واسطے نذر کے لایا ہی جسنے دیکھا کہا تاجر جلیل کس خضوع و خشوع سے آتا ہی خواجہ جاتے جاتے قریب
حجرے کے پہونچے دو کشتیان سامنے مہنت کے رکھین سجدے کے واسطے جھکے مہنت اُٹھ بیٹھا خواجہ نے
سجدہ کیا دو انگلیون کی محراب بنا کر دلسے عرض کی سجدہ پروردگار کو زیبندہ ہی دست بستہ سامنے مہنت کے کھڑے
ہوے کہا میری مراد دلی پوری ہوئی خداوند نے مجھکو مرد بنایا نہ یقین ہو تو دیکھ لیجیے یہ کہکے خواجہ نے دامن
ہٹایا مہنت کو غرا کرکے دکھایا کہا آپ نائب خداوند ہین ذرا ہاتھ لگائیے سو محل اور کرون مہنت ہٹا جاتا ہی خواجہ
سب کو دکھا رہے ہین جو دیکھتا ہی منہ پھیر لیتا ہی فرماتے ہین یارو دیکھو یہ فیض خداوندی ہی بالکل کھڑا نہین ہوتا
تھا جسدن سے خداوند نے نظر عنایت کی ڈیڑھ سو محل میرے ہین مہنت جو پیچھے ہٹا خواجہ نے کہا آپکو ہاتھ
لگانا پڑیگا بہت ہاتھ لگائیے آخر مہنت نے لاچار ہو کر ہاتھ لگایا خواجہ نے غل مچایا دیکھو صاحبو نائب صاحب نے
جو ہاتھ لگایا دو گز اور بڑھ گیا یہ کہکے ہاتھ باندھکے سامنے کھڑے ہوے جواہر تو سب حوض مین ڈال دیا حوض کو دیکھکر
وجد کر رہے ہین دلسے کہتے ہین کہ خواجہ اگر یہ جواہرات ملے تو اس سال کا سودا ہو جاے کہا مہنت جی صاحب یہ
شراب نذر خداوندی کی ہی اگر حکم ہو تو لیجاؤن کسکو پلاؤن امیدوار ہون کہ ایک جام نوش فرمائیے اگر قبول فرمائین تو ایک
جام خداوند کو پلائیے بت سنگین سے آواز آئی اے نائب قدرت اسکا کہنا بدل و جان قبول ہی ایک جام بھر کے قدرت کے
دہن سے لگا دو اسکی اولاد سے قریہ آباد ہوا ابتو عمرو نے جام بھرا دہن سے بت سنگین کے لگا دیا وہ پتھر کا بت شراب پی گیا ایک
چھینک کی آواز آئی اندر اس بت کے ہفت جوش رہتا ہی شراب پیتے ہی بیہوش ہوا کہا مہنت صاحب آپ بھی نوش
فرمائیے عمرو سمجھ گیا کہ جو کوئی ملعون اس مین تھا وہ تو بیہوش ہوا دروازہ حجرے کا بھیڑ کے عمرو اندر آیا پکار کر آواز دی کوئی دم
نہ دیکھے قدرت سے راز و نیاز کا وقت ہی مہنت کے سامنے ہاتھ باندھے بہ منت جام پلایا مہنت پیتے ہی گھبرا گیا کہا سوداگر
صاحب اس شراب مین کیا تھا دل گھبراتا ہی عمرو نے کہا اُٹھ کے ٹہلیے ٹہلتے ہی مہنت اُٹھا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے اُسکو
اُٹھا کے نذر زنبیل کیا مہنت کی شکل بنکر بیٹھے دروازہ کھولا نذر چڑھانے جو لوگ آئے تھے اُنسے کہا میلے مین آواز دو
ٹکے شراب کی لیکر آؤ آج فیض خداوندی جاری ہوگا لوگون نے جو میلے مین آواز دی سب دوڑے امیر دوکان پر بیٹھے رہے
امیر نے دیکھا ڈنکے پر چوب پڑی اسرار تاجدار دوڑا ہوا آیا عرض کی خواجہ شمس صاحب بالاے کوہ جائیے
فیض خداوندی جاری ہوتا ہی امیر نے فرمایا آپ چلیے مین آتا ہون امیر کو یقین کامل ہوا کہ عمرو پہونچا یہ اُسی کا فقرہ ہی
امیر عقب مین اسرار تاجدار کے چلے یہان تھوڑے عرصے مین پہاڑ پر جا کے ہر سمت نے لا کر مٹکے شراب

اب تو خواجہ نے بیخوف بیہوشی ملائی چند کو تو اپنے ہاتھوں سے جام دیے اور آواز دی یارو ایک ایک جام سب صاحب پی اب تو سب پینے لگے یہ جو عمرو نے آواز دی کہ سو سو برس کی عمر ہو گی اب تو غریب و امیر گرے سب پینے لگے ایک پہر مین عمرو نے سب کو شراب پلائی صاحبقران ایک کونے مین آ کے ٹھہرے عمرو نے جب دیکھا کہ سب میلے والے پی چکے اور جا بجا گرنے لگے اب ہنگامہ ہوا نشے مین شراب کے حرکتین لغو ہونے لگین کوئی ننگا دوڑا جاتا ہے کوئی اپنے کو سنبھالتا ہے سنبھلے مین منہ کے بھل گرا بیہوش ہوا دوکاندار نے جو شراب پی گھبرا کے کہا میری دوکان کی بکری مین فتور ہوا مین جلد جاؤن جا کے اپنا مال بیچون یہ کہکہ چلا ٹھوکر جو لگی منہ کے بھل گرا بیہوش ہوا تاجداران جابلیں محو گریں کھاتے پھرتے ہین جب عمرو نے دیکھا کہ سب بیہوش ہوئے تو عمرو نے نعرہ کیا

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف بطرز جدید

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجہ خواجگان
مرے نام پر عدو شیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو فن شم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھجیان
مری چال سے ہر صبا پایمال
مرا فن و نیرنگ ہم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

امیر دیکھ رہے ہین کہ عمرو نے اول تو اس حوض پر جال مارا آواز دی اے جال جنجال ہو گئے پڑا تو کوئی نہ مہرہ چھوٹنے نہ پائے تمام جواہر زنبیل کر گئے اب عمرو باہر نکلا تلوار کھینچکر گرا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے لباس اُتار لیا لیکن عرصہ جو ہوا ہفت جوش جادو کو ہوش آیا اب جو دیکھا اسنے پہاڑ پہ آفت برپا ہے تصویر کو توڑ کے نکلا خواجہ عمرو نے ہزار دو ہزار کو مارا ہے دو چار گر گئے نکال کے چھوڑ دیے دو سو کے مارے پھرتے ہین عمرو نے تاج سب کے لے لیے کپڑے سب کے اُتار لیے جاتے ہین کہ تاجدارون کو قتل کرون کہ پشت سے آواز آئی او سار بان نادرے منہ خداوند ہفت جوش عمرو نے پلٹکر دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام اُس بت ہنگین سے نکلا ہے پکارتا ہوا آتا ہے ارے ظالم غضب کیا ارے مہمان تیرا کیو مگر للہ ہوا عمرو نے چاہا جست کرکے پہاڑ سے کود دون ہفت جوش نے ایک دو تھپڑ مارا عمرو لڑکھڑا کے گرا زمین نے پاؤن تھام لیے ہفت جوش تلوار کھینچکر چلا یہ بھی اسنے دیکھا کہ ہزار ہا لاشہ پہاڑ پہ تڑپ رہا ہے کلیجہ پھٹ گیا ایک چیخ ماری کہا او ظالم تو نے میرے اتنے بندے مارے اب انکو قدرت زندہ و کر بنگے پتلے بنا کینگے پھر روح پھونکینگے قدرت کو بڑی تکلیف ہوگی عمرو ہاتھ جوڑ کے کہ رہا ہے یا خداوند مین تو آپ کا تابعدار ہون یہ فعل آپ کے بھائیون کا ہے سامری و جمشید نے یہ کام کیا ملک الموت کو کیون بھیجا اگر ملک الموت نہ آتا تو مین کیا کر سکتا تھا یہ سب فعل اُنھین نالائقون کے ہین ہفت جوش نے کہا کیون بزرگان دین کو مطعون کرتا ہے تیرے ہاتھ سے یہ ظلم ہوا تو نے بندون کو ہمارے قتل کر ڈالا ارے او ظالم یہ تو تھا میرے راحت روح قوت جسم و جان آرام روح روان مصیب جادو میرے نائب کو کیا کیا عمرو نے کہا مین بھوکا تھا کھا گیا ہضم ہو رہا ہے آپ اپنا سحر اُتار لیجیے تو مین تدبیر کر دون ہفت جوش نے کہا ہرگز سحر نہ اُتارونگا سر کاٹکر

تیر اپاس شاہان نورافشان کے پہونچیگا یہ کہکر اسنے ایک تیغ خون آلود اٹھالیا پیچھے عمرو کے چلا اُسوقت خواجہ کی بیقراری ملک ملک کے دعائین مانگنے لگے اے پروردگار اس آفت سے بچائے نظم

خداست واحد و یکتا و بی مثال احد | خداست ذات صمد لم یلد و لم یولد
ز رنگ احمر و اخضر عیان شد آن رنگین | نمود جلوہ گہ از ابیض و گہ از اسود
انیس بیکسی است و جلیس تنہائی | کند بوقت غم و عجز و درد و رنج و مدد
بہر لطیفۂ روحی خدا است پوشیدہ | خداست وصل بہر عضو و استخوان جسد
بچشم اہل بصیرت ہمی دہد جلوہ | خدا بہ بتکدہ و دیر و کعبہ و مسجد
خدا است طالب ہر بندہ بی طلب بخشد | دہد مآرب و مقصد بصاحب مقصد
کند فقیر و امیر و غریب و دولتمند | ز دار و ہر مکان آخرش بکنج لحد
نہ والیان ولایت نہ مالکان مکان | نہ اہل تخت بماند و نہ صاحب مسند
بغیر ذات جناب احد بوقت حساب | بود بحد بقا یا نہ صد ہزار نہ صد
ز ہر شمار برون ست فضل ربانی | ز ملتفات زیادہ عنایتش بحد
خدا در آئینۂ دل صفا نظر آید | چو پاک سینہ شود از غبار کبر و حسد
نوشت ناظم ہندی بحمد باری نظم | چنان نفیس کہ مطبوع اہل طبع شود

عمرو نے جو بلبلاکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جیسے ہی ہفت جوش تیغ کھینچکر چلا صاحبقران گوشے مین کھڑے دیکھ رہے ہین اب جو پلٹ کے دیکھا کہ عمرو تو پڑا زمین مین لوٹ رہا ہی دل بیقرار ہوگیا ایک ساحر تیغ کھینچے ہوے قتل کرنے جاتا ہی ہوش درست نہ رہے وہین سے آواز دی او بیحیا کیا کرتا ہی میرے سامنے میرے قوت بازو و زینت میلو کو قتل کرتا ہی نعرۂ صاحبقران

تصنیف مصنف بطرز نو

منم قاتل کافران جہان
کہ کنجاب ملعون گروہ فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزید از خوف دیوان قاف
درانجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر ہمہ از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ فرخ شیم
چو رفتم بہ سجان پئے گیر و دار
ببازو شدہ فتح و نصرت نثار
ز روم و دلہا عفریت راد و مصاف
کہ از جنگ بیدین ذلیل و نزار

پلٹ کے ہفت جوش نے دیکھا آواز دی او حمزہ کیا کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا منم خداوند ہفت جوش محافظ مقام لوح طلسم نورافشان او حمزہ کیون کد و کاوش کی ناحق کوشش کی لوح تک نہ پہونچیگا اگر مین بھی تامل کرون اور راستہ نہ روکون تو بھی مقام تک لوح کے نہ پہونچیگا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے چلے ہفت جوش نے کئی سحر کیے صاحبقران پر بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی قہقہہ مار کے ہفت جوش ہنسا آواز دی اے کوہ ہفت جوش جلد آگاہ کر کیا باعث ہی کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہ جو اسنے آواز دی ایک طائر پتھر کو توڑ کے نکلا پکار کے آواز دی او ر ایک شاخ پر جا کے بیٹھا نغمہ سرائی کرنے لگا بفصاحت آواز دی یا صاحبقران یہ اشعار سنیے

یقین ہی محبت پسند خاطر ہون آپ کے بزرگان دین کی تعریف و توصیف ہی یہ مقام حقیقت مین کشف ہی نظم

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا	غل نالۂ زنجیر مین ہی حلق سے علے کا
بیہوش کیا ہی کسی باہوش نے مجھکو	جھگڑا نہ رہا یاد عذاب دو سرا کا
صدقے ترے او شافع روح و تن عاشق	وہ غیظ مین اب وقت ہی وعدے کی وفا کا
تو پیش نظر روح فدا شوق ہم آغوش	اب ہاتھ نہ احسان اُٹھائینگے دعا کا
دوزخ کو بجھا دون عرق شرم سے اپنے	ایما ہو جو تیری نگہ لطف فزا کا
مرنے پہ بھی لائی نہ تری نکہت گیسو	احسان نہ ہوا روح پہ بھی باد صبا کا
خبر بیخودی شوق نگریہ ہی نہ فریاد	اے دوست چھٹا ہمسے تعلق رفقا کا
کیا فکر عذاب لحدی مردہ دلون کو	ہی اور ہی جھگڑا ترے مفتون لقا کا
خاموش زبان شرم سے آنکھین سوز الو	مین صدقے یہ انداز ہی تسلیم و رضا کا
شمشیر محبت سے ہوا چاک جو سینہ	ہی زخم جگر نقطہ بنا صل علے کا
قربان اُٹھا عارض پہ نور سے پردہ	مرجاؤن نہ عاشق پہ ہو احسان قضا کا
مدت سے ہی یہ دھن ترے کوچے مین بنے قبر	ہوا وج پہ اقبال مرے بخت رسا کا
عاشق کی ہی یہ خاک قدم رکھ کے گذر جا	بوسہ ہی ملے کوئی عذار کف پا کا
مطلب ہی مرا عارض پر نور کا جلوہ	عاشق ہون ترا نام کو بندہ ہون خدا کا
اعمال لئیم اپنے برے ہین کہ بھلے ہین	لیکن ہی بھروسا ہمین محبوب خدا کا

اس طور سے اُس طائر نے یہ اشعار نعت پڑھے کہ صاحبقران حیب ہو گئے آنکھون سے آنسو جاری حضرت کا نام لیتے ہین اور روتے ہین تلوار کو ہاتھ سے پھینک دیا سپر پشت سے گر گئی کمان کیانی مین خم خنجر بیدم دل دردمند طائر تیر پر بند ہوش و حواس باختہ ہوئے اپنے جسم کا ہوش نہ رہا طائر زمزمہ سرائی کیے جاتا ہی قصیدے سے اشعار پڑھتا ہی کبھی حمد مین کبھی نعت مین منقبت جوش تیغ کھینچکر طرف صاحبقران کے چلا کہ حمزہ پہلے تجھکو قتل کرونگا اسکے بعد عمرو کو قتل کرونگا یہ کہکر طرف صاحبقران کے چلا صاحبقران ایسے مبہوت ہین کہ خود فرماتے ہین مین خود جان دینے پر آمادہ ہون اے منقبت جوش میری مشکل آسان کر دے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون تصور کیا تو دنیا ناپائدار ہی اس چند ساعت کا کیا اعتبار ہی نظم

نہ بر تخت شہی شاہنشہ فرمان روا ماند	نہ اندر حالت تنگی فقیر بینوا ماند
نہ حسن جانفزا ماند نہ شکل دلربا ماند	نہ یار و آشنا ماند نہ خویش و اقربا ماند

درین دنیاے دون چیزی کہ باقی از فنا ماند
خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

نہ این دولت نہ این حشمت نہ این شوکت نظر آید	نہ این مکنت نہ این عزت نہ این حرمت نظر آید
نہ این فخر و نہ این وقر و نہ این عظمت نظر آید	نہ این حسن و نہ این خوبی نہ این صورت نظر آید

درین دنیاے دون چیزیکہ باقی از فنا ماند

خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

کنند باد چون باد خزان ہر تختۂ گل را
نہ ریحان را بو و جلوہ درین بستان نہ سنبل را
نماند خواہش سیر چمن اہل تجمل را
نہ بیند کس درین گلزار بلبل را نہ صلصل را

درین دنیا ے دون چیز یکہ باقی از فنا ماند
خدا ماند خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

نہ دارا ماند در دار جہان باقی نہ اسکندر
نہ آن ملک و نہ آن مال و نہ آن موج و نہ آن لشکر
نہ آن تخت و نہ آن تخت و نہ آن تاج و نہ آن افسر
نہ آن انبار سیم و زر نہ آن گنجینۂ گوہر

درین دنیا ے دون چیز یکہ باقی از فنا ماند
خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

چو فرمان قضا آید درین دوران نماند کس
بدیوان خانہ عالم نہ از کا نان نماند کس
بدار الملک دنیا از شہنشاہان نماند کس
ہم از وحش و ہم از طیر و ہم از انسان نماند کس

درین دنیا ے دون چیز یکہ باقی از فنا ماند
خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند و خدا ماند

صاحبقران نے رو رو کے یہ اشعار پڑھے ہفت جوش نے کہا حمزہ دنیا کو تو جانتا ہی کہ ناپائدار ہی ہزارون جادوگر تیرے ہاتھ سے مارے گئے تمام ملکون مین کھلبلی ڈالدی امیر نے اُس حال مین کہ مبہوت ہو رہے ہین طائر کی زمزمہ سرائی موقوف نہین ہوتی اُسی طرح بھول بھول کے آنکھین صاحبقران سے ملائے ہوے تعریف خدا و رسول کر رہا ہی ہفت جوش چاہتا ہی کہ صاحبقران کو قتل کرون عمرو تو ہوش مین ہی بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہی کہ پروردگار میرے آقا کو بچانا مجھکو روز سیاہ نہ دکھانا حقیقت مین کس بلا کا سحر ہی اُسی طائر کی جانب متوجہ ہین کہ خود اپنی زبان سے فرماتے ہین ای ہفت جوش بار میرے سر سے اُتار دے اب ذلت و رسوائی گوارا نہین چاہتا ہون دنیا کو چھوڑون خدمت مین اُسکی پہونچون جسکی طائر صفت کر رہا ہی تعریف اُس معبود کی زیبندہ و سزاوار ہی صفت جناب اشرف انبیا صفت پروردگار ہی وہ مقبول بارگاہ خدا محبوب کردگار ہی عمرو نے بلک کر چیخ ماری او ہفت جوش پہلے مجھکو قتل کر میرے آقا پر ہاتھ نہ اُٹھانا اب نہ قدم بڑھانا ہفت جوش کب سنتا ہی طرف صاحبقران کے تیغہ کھینچے ہوے چلا چاہتا ہی جیسے ہاتھ پاؤن کہ سر صاحبقران کا اُڑ جائے قضائے کار ملکہ خورشید برق وش جو پر پرواز پیدا کرکے چلی تھین اسوقت آگئے آسمان پر چمکین پہلے سے دل کو یقین تھا کہ ہفت جوش پر فساد پڑیگا نجوم مین کامل سحر و ساحری مین عاقل رازدار طلسم خورشید برق وش اسم مقامات عجائب و غرائب کو دیکھتی چلی آسمان پر چمکین اول تو پہلے کو نشا ہوا پایا دل ہی دل مین اپنے خوش ہوئین خواجہ کا تشریف لے جانا خالی کب جا سکتا ہی لیکے مکر و حیلے سے فلک نیلی کو سکتا ہی سب دوکانین اجاڑ پڑی ہین دل مین خوش ہوتی ہوئی چلی آتی ہین ایک طرف سے کراہنے کی آواز آئی بلبث کے ملکہ نے دیکھا تو ہفت جوش پر ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہی کسی کا ہاتھ کٹا ہی کسی کا منہ کٹا ہی کسی کا شکم چاک ہی

مگر سب لاشے برہنہ پڑے ہین ملکہ اپنے مقام پر ہ... جی مین کہتی ہین کہ خواجہ کلام بوجہ احسن ہوا وہی عیار طراران سب کا رہزن ہوا خیال کرتے کرتے ایک جو... دیکھا خواجہ پڑے زمین پہ لوٹ رہے ہین اب تو پریشان ہوئین کہا اہ خورشید یکیا غضب ہوا اس سوچ مین تھین کہ دیکھا ایک جانور ایک شاخ نخل پر بیٹھا ہوا مذمت دنیا مین یہ اشعار پڑھتا ہی نظم

هست اندر چشم اصحاب توکل مال هیچ — تخت و دولت تاج و حشمت مسند و اجلال هیچ
گذرد اند هر که لا طائل بدنیا عمر خویش — هست حالش کمیسر اندر حال و استقبال هیچ
نیست قدر مال و زر در دیدهٔ اهل کمال — هیچ حکم و هیچ ملک و دولت و اقبال هیچ
منزلت حاصل نگردد بنده را جز بندگی — هست حسن صورتش بی زینت اعمال هیچ
در سر انجام مهام عالم فانی بود — بهر انسان تلاش سعی و استقلال هیچ
هیچ قوت هیچ طاقت هیچ زور و هیچ شور — هیچ حاکم هیچ سام و هیچ رستم زال هیچ
هیچ شکل و هیچ صورت هیچ حسن است جمال — خوبی رخسار هیچ و زیب خط و خال هیچ
هند یا در زندگی از یاد حق غافل مباش — هیچ وقت و هیچ روز و هیچ ماه و سال هیچ

اور صاحبقران زمان ان اشعار کو بگوش ہوش سن رہے ہین تلوار پھینک دی ہی سپر زمین پہ پڑی ہی کمان کو شانے سے اتار کے پھینکدیا تیر ترکش سے گرے ہین مثل طائر پر بندہ اسیر ملول و حزین و دردمند ملکہ کے ہوش اڑ گئے یقین کامل ہوا کہ ہفت جوش نے دیوانہ کیا یہ اسی ملعون کا سحر ہی نگاہ پڑگئی دیکھا ہفت جوش تیغہ کھینچے ہوے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا جاتا ہی یہی کہتا ہی کہ کیجون حیرہ دیکھا منہم خداوند ہفت جوش جن لوگون نے تمکو ہدایت کی کہ تلاش لوح مین جاکر میلہ دیکھو وہ تمہارے دشمن تھے وہ راہبر نہین رہزن تھے یہ نہ کسی نے بتایا کہ وہان خداوند ہفت جوش رہتے ہین جنھون نے سب کو پیدا کیا چند ساعت کے واسطے اسقدر بندگان خدا کو قتل کیا کچھ خوف ہمارا نہ آیا ملکہ خورشید برق وش بلند ہو کے طرف نخل کے آئین نشتر نکال کر پیشانی پر مارا چند قطرات خون ہاتھ مین لیے رنگ رو متغیر نہایت حیران و پریشان دل مین یہ کہ اپنی جان مٹادو صاحبقران کو اس آفت سے بچاؤ وہ خون ہتھیلی پر رکھا سامنے طائر کے آواز دی ارے تو مدت سے بھوکا پیاسا ہی یہ تیری خوراک موجود ہی کیون زیادہ باتین بناتا ہی قفس سے کیونکر چھوٹا ہاتھ آفتاب تما اسپر چند قطرات خون دیکھے طائر نے خون پر منقار کھی سیر ہو کر وہ خون پیا خون پیتے ہی جب ہوا پکارنے لگا یا صاحبقران ہوشیار ہو جائیے صاحبقران مبہوت لب پر مہر سکوت آہ آہ کر رہے ہین دمبدم اپنی زبان سے فرماتے ہین ای ہفت جوش تو نے بڑا کام کیا حال دنیا تیری وجہ سے کھلگیا یہ مقام لائق سکونت نہین کسکو اس آئینے کے سامنے جرأت نہین مین سمجھ لیا اب مین نے اس دنیا کو ترک کیا ملکہ خورشید برق وش نے اس طائر سے آواز دی ارے ہوش مین آیا طائر نے کہا مین تابعدار ہون میرے ہوش اڑ گئے آپ نے کیا نعمت کھلائی اب رخصت ہوتا ہون یہ کہکر سر آگے کردیا ملکہ نے باطمینان طائر کا سر کاٹا قطرات خون طائر کے لیکر طرف ہفت جوش کے پھینکے ہفت جوش نے جو ملکہ خورشید برق وش کو دیکھا آواز دی او کمبخت ملکہ

تو نے طلسم کو برباد کرایا پھر وشتاک دی دوسرا طائر پیدا ہوا ملکہ نے خون طائر کشتہ کا اُس پر پھینک مارا وہ جلکر گرا ہفت جوش نے سات طائر بنائے ساتون جل جلکر گرے ساتوان طائر جو آیا ملکہ نے اُس طائر کو بڑھکر گرفتار کیا تیر نگاہ سے اُسکو شکار کیا اُسکا سر ہاتھ مین سحر کرتی ہوئی ہفت جوش پر جا پہونچی آسمان سحر سے جلنے لگے پہاڑ پر آگ برس رہی ہو دریا جوش مار رہے ہین ہر طرف سے تلوار تیر خنجر اسقدر گرے کہ میدان مین انبار ہوگیا ہفت جوش کو پہاڑ پر ٹھہرنا بار ہوگیا اُسکو معلوم ہوتا ہو کہ ہزار ہا نازنینان مہ جبین تیر نگاہ مجھپر پھینک رہی ہین سنبھلکر رہجاتا ہو کبھی چلاتا ہو گوشۂ تنہائی کی تلاش پکارتا ہو کہان جاؤن چھپون اس قتال عالم کے ہاتھ سے بچون ملکہ نے بڑھکر نعرہ کیا آواز دی دیکھ یہ طائر عجائب و غرائب ہو اب تو موت کا طالب ہو اب جان نہ بچیگی وہ طائر ہفت رنگ سامنے آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دی یا خداوند ہفت جوش اب جوش و خروش کا وقت گیا وقت اختتام آیا ذرا ادھر متوجہ ہو جیسے ہوش مین آ اپنے خدائی کر چکے اب جہنم کا سامنا ہو دیکھیے کیا خوب شعر کہے ہین انکو سماعت فرمایئے یہ کہکر یہ اشعار پڑھنا شروع کیے

نظم

کیا غم ہے واسطہ مجھے دل میرا شاد ہے
بھولے وہ یاد غیر انہین میری یاد ہے

کیا آمد آمد گل نخل مراد ہے
جو آج عندلیب کا دل شاد شاد ہے

باطن مین انکو مین جو فراموش ہون تو ہون
ورنہ وہ بات بات پہ کہتے ہین یاد ہے

تو چند یون مین جاتا ہون درگاہ اسلیے
اے ماہ تجھسے ترک نہو یہ مراد ہے

غیرون کو اپنی بزم مین آنے نہ دیجیے
مطلب اسی سے ہے یہی اپنی مراد ہے

نیرنگیے زمانہ کا عالم نہ پوچھیے
ناشاد دل کبھی ہے کبھی میرا شاد ہے

لکھی ہے یہ غزل تری آنکھون کے وصف مین
خوبی مین چشم حور ہے جو اسمین صاد ہے

دم بھر مفارقت انہین عاشق کی شاق ہے
ان روزون ایسا ربط ہے یہ اتحاد ہے

وہ روز عید آکے گلے سے چمٹ گئے
اب کچھ نہ رنج اُنسے نہ دل مین عناد ہے

دل سے اصول خسرو دین کا مقر ہون مین
ہے عشق پنجتن کے فکر معاد ہے

رو رو کے پھر وہ لڑتے ہین منھ پھیر پھیر کے
آیا جو لفظ بوسہ زبان پر فساد ہے

بیتاب ہو نہ اُس بت کافر کے عشق مین
دل کو سنبھال نفس کشی بھی جہاد ہے

وحشت ہوئی ہے آمد فصل بہار مین
اگلے برس سے بھی مجھے سودا زیاد ہے

مہندی نہ وہ لگاتے نہوتا ہمارا خون
آرائش صنم کا یہ سارا فساد ہے

در زیب فراق صنم کیا بیان کرین
کچھ کل سے نبض دل مین ہمارے زیاد ہے

نقطہ ہے نور خال نہین چشم یار پر
جاہل ہے وہ جو صاد کو سمجھے کہ صاد ہے

اُس طائر ہفت رنگ نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ ہفت جوش بشکل آئینہ حیران مثل زلف پریشان تلوار ہاتھ سے پھینک کے فریاد کرتا ہوا طرف حجرہ کے بھاگا ملکہ نے کہا کہان جاتا ہے میرے مین نہ جانا طائر نے پر پرواز پیدا کرکے دروازہ حجرے کا بند کیا ہفت جوش نے

پلنگ پر تلوار اٹھالی ملکہ نے کہا تلوار کو گلے پر رکھ لے کیون اسقدر بدحواس ہوتا ہی بہت دنون خدائی
کی او ملعون اب جہنم مین جائیگا دل مین ہجوم غم ہوگا اب تو جان بچاؤ اس قدر نہ گھبراؤ طائر نے جب
دروازہ بند کیا کڑک کر سامنے آیا ہفت جوش کے سر پر سایہ کیا ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی
منھ سے شعلہ نکلا وہ طائر جلا خاک اُسکی ہفت جوش پر گری یہ معلوم ہوا کہ تو وہ بارود مین
چنگاری آگ کی ڈالی آہ کرکے ایک چیخ ماری مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر اعضائے جسمی
سے شعلۂ آتش نکلنے لگا سارے پہاڑ پر دوڑا دوڑا پھر رہا ہی جسم سے شعلے بلند ہوکر ان دکانون پر
شعلے گرے کہ جو دوکانین بازارون مین آراستہ ہین بیچنے والے بزسر کوہ جمع ہین دوکانین سب جلین
ایک آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ملاوند
ہفت جوش بود مالک کوہ ہفت جوش جب یہ آواز آئی ملکہ خورشید برق وش تڑپ کر آسمان
پر پہونچین پکار کر آواز دی یا صاحبقران اپنے کو بچائیے اس صدا سے صاحبقران کو ہوش آیا
خواجہ عمرو نے بڑھکر پوچھا ای آقائے نامدار دا ای مولا ے قدرشناس اسقدر آگ لگی ہی
تمام صحرا جل رہا ہی ہر نخل سے شعلۂ آتش نکل رہا ہی بالکل کچھ سوجھتا نہین صاحبقران بھی
فرمارہے ہین اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا ہی یہ وہ ظلمات ہی کسقدر تاریکی نے جوش کیا ہی
دو گھڑی کامل یہی ہنگامہ رہا بعد عرصۂ دراز آواز آئی کہ ہفت جوش برباد ہوا صاحبقران
نے دیکھا کہ وہ پردے اندھیرا دفع ہوا خواجہ عمرو قریب کھڑے ہین ایک پرچہ کاغذ کا آگے
پڑا ہی پرچہ اُٹھا کے دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ہفت جوش مارا گیا ورنہ کوہ مین بہت جلد
داخلہ پہنچیے اخرس جادو جو مارا گیا تھا اُسی کا مقام ملیگا اُس باغ مین داخلہ ہو اس کاغذ کو بھی ملاحظہ
فرمائیے گا صاحبقران اُسی وقت کوہ سے اُترے دیکھا سب میلہ برباد دوکانین جلی پڑی ہین عجب
بربادی ظاہر ہوتی ہی صاحبقران نے فرمایا مین بموجب ہدایت کے طرف باغ اخرس کے
جاتا ہون عمرو نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلون امیر نے فرمایا کاغذ سے ممانعت ظاہر ہی تمھارا ساتھ
چلنا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا ای شہریار مین اس صحرا مین کیا کرون کیونکر آپ تک پہونچون امیر
نے فرمایا جو ن پڑے کاغذ سے ممانعت ظاہر ہی ملکہ خورشید برق وش نے تحریر فرمایا ہی تاکید
لکھا ہی کہ اپنے کو بہ تعجیل باغ اخرس مین پہونچائیے مین اب نہین ٹھہر سکتا خواجہ تو اُسی دشت ویران
مین حیران و پریشان ہین کہ انکا حال تحریر ہوگا صاحبقران بسم اللہ کہکر درہ کوہ مین داخل ہوئے
دیکھا نہایت اندھیرا ہی صاحبقران اُس کاغذ کو ملاحظہ فرما چکے ہین اسم جو حاشیہ کاغذ پر مرقوم تھا
اُسکو ورد زبان کیا اُس اسم کے پڑھنے سے روشنی ہوئی روشنی مین صاحبقران درۂ کوہ سے
باہر نکلے دیکھا بیچ مین صحرا لق و دق صحرا کے دروازہ ایک باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی در باغ پر
مرقوم ہی کہ باغ اخرس جادو صاحبقران نے کاغذ کو دیکھا طرف سے ملکہ خورشید برق وش
کے مرقوم تھا کہ ای شہریار اندر باغ کے جائیے جب امیر اندر باغ کے آئے دیکھا ایک نخل نہایت
سرسبز و شاداب پھولون سے بوے خوش آتی ہی پھل اُسکے مثل سر انسان لب و دندان آنکھین مثل انسان
وہ پھل آپس مین باتین کر رہے ہین ایک نے کہا بھائی کیا ارادہ ہی دوسرے نے کہا طلسم کشا آگیا

تیسرے نے کہا ہمارا وقت اختتام آیا ہمارا افسر اخرس پہلے ہی مارا گیا چوتھے نے کہا ہمارا کیا اختیار ہے پانچوین نے کہا مین مجبور ہونا چارہون چھٹے نے کہا اُنکو ملاتا ہون ساتوین نے کہا مین تو جاتا ہون آٹھوین نے منھ سے شعلۂ آتش چھوڑا سب سر جلنے لگے امیر نے بڑھکر نخل کو اُکھیڑا نخل الگ گرا وہینہ نقب کا ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر نقب مین داخل ہوے دیکھا ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا طائران زمزمہ سرا نغمہ بان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف ہین نہرین موج مار رہی ہین موجۂ آب کی تلوارین چل رہی ہین ہزارہا مچھلیان اُبھرتی ہین ہاے اخرس کا نعرہ کرتی ہین صاحبقران اُس حوض مین پھاندے ایک غوطا ہوا آواز آئی او طلسم کشا یہ کیا کیا پانی مین جاگے اپنی آبرو بچانا تھوڑے عرصے کے بعد پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحرا رشک گلشن چراغ لالہ روشن شگلہاے بیابان مثل جوانان سبزپوش بصد جوش وخروش اکڑ رہے ہین چشم نرگس شہلا مین سرخ ڈورے پڑ رہے ہین سنبل نے زلف عنبرین کو بنایا پٹیان درست ہو رہی ہین کاکلین بنائین صاف ظاہر ہو کہ ماران سیاہ لہرا رہے ہین اپنی زلف پہ نازہے رعنائی آغازہے تار تار زلف عنبرین کا زلف محبوب پر طعن کرتا ہو بوے عنبر آرہی ہو زمین مشک بیز ہوا عنبر خیز کسی طرف سے آواز آتی ہو اس زلف پیچان کا ہمکو بھی سودا ہے دام زلف معنبر نے ہمکو گھیرا ہے دیکھین اس دام سے کیونکر نکلین کب تک اس بلا مین پھنسے ہین دیکھین تقدیر کیا دکھائے آرزو ہو کہ زلف عنبرین نظر آئے نظم

وہ گوندھی یار کی مشاطہ نے پری چوٹی
کہ صدقے کرتی ہے جسپر ہر اک پری چوٹی
نہ بھٹکے پھر دل سودا زدہ کبھی اپنا
کرے جو کوچۂ کاکل کی رہبری چوٹی
جو پرورش دل عشاق کی ہو مد نظر
تو ہو دراز نئے سایہ گستری چوٹی
لگائے میرے دل مبتلا کو اک کوڑا
ضرور دے اسے تقدیر خود سری چوٹی
جو بال کھلتے ہین تو کے مہکتی ہین گلیان
کہ مشک نافہ ہے جوڑا تو عنبری چوٹی
اگر کوئی چمن آرا ہو تیری مشاطہ
بنا دے سنبل گلزار دلبری چوٹی
جلال دیکھے کبھی شانۂ دل صدچاک
نکل کے ایک کی چوٹی سے دوسری چوٹی

عجب طرح کا اس صحرا مین ہنگامہ ہے بلبل نالان زمزمہ سرائی کر رہی ہے قمری کوکو کا دم بھر رہی ہے سرو اپنی سرکشی پہ نازہے ہر نخل چمن کو اعجاز صاحبقران بنگاہ شوق سیر صحرا دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف سے گرد اُڑ رہی ہزارہا آہوان صحرا پشت پر اُنکے جھولین زربفتی گلون مین زنگولے پڑے چھم چھم کرتے ہوے چلے آتے ہین بیچ مین ایک آہوے کلان سنگوٹیان مثل زلف محبوبان پیچ وتاب کھائے ہوے پشت پر اُس آہو کے زین مرصع کا کسا ہوا پشت پر ایک معشوق پری چہرہ گل اندام سرو قد عنبرین مو چشم عین جادو خال ہندو شعر پر خندہ کہ لب بہ انگبین نمک بر دل خستگان ریختنے بلکہ یہ شعر صادق آتا ہے بیت زلف عنبر بہ رویت تیرہ شب است ووادی موسی جاہ صبر موریگ عشق دامن یوسف دست زلیخا اگر سراپاے حسن دلفریب کی تعریف کرون صرف او صاف زلف عنبرین مین ہزار تختہ کاغذ پر سطر ریحان لکھون تو بھی تعریف ختم نہو قطعہ مصنف
عجب حسن ہے یار کا دلفریب
کہ دیکھے سے دل ہے مرا ناشکیب
وہ زلف معنبر ہے دام بلا

کہ دل عاشقوں کا اُسی میں پھنسا
حباب یم حسن میں چھپا تھا ان
کہ مشتاق ہوں اُسکے دیدار کا
سراپا کی توصیف مرقوم ہو
مہ رخ کی توصیف منظور ہے
تو ہیں شعلہ رخ کے گیسو دھوان
قد یار ہے سرو گلزار حسن
کہ عالم میں اس نظم کی دھوم ہو
کہوں میں پری یا کہ وہ حور ہے
سحر ہے رخ پر ضیا یار کا
تو ہے زلف جانان شب تار حسن

صاحبقران کی نگاہ جو اُس قتال جمال پر پڑی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرایا آہ کرکے ایک تھرائے ہرچند چاہا ضبط کروں نہو سکا آخر گر کر بیہوش ہوے وہ سوار خرامان خرامان قریب صاحبقران آیا جمال جہان آرا دیکھا مائل ہوئی آہو کو بھگا کر چلی گئی مگر پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہے یاں تو ساتھ والیاں پیچھے رہی تھیں ملکہ کو دیکھ دوڑیں قریب آئیں دیکھا رنگ روشتغیر ہے ہونٹوں پر خشکی سرنگون کلیجہ خون گرفتار دام محبت آوارۂ دشت مودت آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے چاہتی ہیں کہ کلام کروں مگر صاحب ربط و ضبط دل پر سودا و خبط ہے قصد ہی کلام کروں زبان قابو میں نہیں ٹھنڈی سانس بھر کے کہا صاحبو مجھکو دیوانہ نہ بناؤ میرا بات کرنے کو جی نہیں چاہتا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ دختر سحر العجائب مقبول خاص و عام غنچۂ آرزوے دلکشا نام سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق اسوقت یہی جی چاہا کہ آہو پر سوار ہوکے نکلی صحراے طلسمی کی سیر کر رہی تھی آہو پر سوار ہوئی شکار ہوکے پلٹی اپنے باغ میں آئی چپ خاموش دریاے حیرت کا جوش کنیزوں سے کہا ذرا یہ تو دریافت کرو کہ صحراے نیرنگ اخز میں طلسم کشا کا داخلہ ہوا کس فکر میں آئے ہیں کنیزیں واسطے خبر کے چلیں صاحبقران جب بیہوش ہوکے گرے عرصہ درازتک اسی ریتی میں پڑے رہے آنکھ جو کھلی وہی ہو کا مقام چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھنے لگے دل پر ہجوم غم و الم غم کی ترقی راحت کم مزاج برہم زلف پر پیچ کی یاد دل مائل فریاد آنکھوں کو شغل اشکباری دل پر ہجوم بیقراری کبھی آہ کرتے ہیں کبھی ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں کبھی گریان و نالان کبھی یہ اشعار ورد زبان

نظم

اے دل سمجھ نہ پاس عزیز و یگانہ فرض
عاشق کے واسطے نہیں رسم زمانہ فرض
تدبیر بھی ضرور ہے ہر قصد کے لیے
کرلو ابھی سے قتل عدو کا زمانہ فرض
ناصح کی پند لغو ہے احباب سن چکے
کرتے نہیں کسی کو ہم اپنا یگانہ فرض
کرنی پڑیگی خدمت صیاد عندلیب
دو دن کے واسطے نہ سمجھ آشیانہ فرض
رک جاؤ گفتگو میں نہ ہنگام بازپرس
عاشق کے قتل کا کوئی کرلو بہانہ فرض
زینت سے کیا غرض ہے پس مرگ ہم نفس
چادر کی ہے ضرور نہ ہے شامیانہ فرض
کمل بس ہے خلعت زرتار گر نہیں
محتاج پر نہیں ہے کباب شبانہ فرض
کرتے ہیں ہم وہی کہ جو آتا ہے ذہن میں
کب جانتے ہیں طاعت رسم زمانہ فرض
مفلس ہوں اسقدر کہ میسر ہے کچھ نہیں
کرتا ہوں اپنے سائے کو دیوار خانہ فرض
خدمت کا پاس ہوتا ہے ظالم کو بھی ضرور
صیاد جانتا ہے مرا آب و دانہ فرض
ایجان جان خدنگ نگہ میں کمی نہ ہو
کرلو ہمارے دل کو بھی کوئی نشانہ فرض
اظہار مدعا سے بگڑنا ضرور کیا
ایجان کیجیے سخن دوستانہ فرض

انشا علی سے حسن خداداد پاک ہی
بگڑا ہوا ہی عمر کا رہوا ہر اس لیے
صدمے اُٹھا رہا ہون وہ نازک دماغ ہون
کیونکر نہ تیرے صدمے رہین جیسہ سائیان
چھوڑینگے خاک ہوکے بھی تیرا نہ آستان
آتا ہی تا بہ چشم تمنائے بذوق مین
عالی دماغیان نہ گئین بعد مرگ بھی
پاداش قتل سے مری ڈرتے ہو کس لیے
مضمون کے بھی شعر اگر ہون تو خوب ہین
ہر دم جلا رہی ہین دم گرم ہڈیان
جو قابل شنید ہو داستان غم
دیڈالو تم بھی خمس سخن جلد ای نسیم

زلفون کے واسطے نہین تزئین شانہ فرض
کرتا ہی ہر کشید نفس تازیانہ فرض
کرتا ہون موج نکہت گل تازیانہ فرض
عشاق کو ہوا ادب آستانہ فرض
ایمان کر وفا مین یہین تو لیگا نہ فرض
دامن ہر ایک اشک کو کرتا ہی دانہ فرض
کرتے ہین ہم ردائے فلک شامیانہ فرض
لاکھون قریب ہین کوئی کر لو بہانہ فرض
لکھو ہو نہین گئی غزل عاشقانہ فرض
کرتے ہین سوز دل کو ہم اپنے زبانہ فرض
کہتے ہین کیجیے اُسے تیر افسانہ فرض
ہر مالدار پر ہی زکوۃ خزانہ فرض

اس حال مین کہ یکہ و تنہا نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم رفیق حسرت و غم دیر تک اسی مقام پر بیٹھے رہے آخر ایک جانب چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ سامنے سے ایک شیر صحرائی دھاڑتا ہوا نمایان ہوا صاحبقران کو دیکھکر بڑھا امیر نے چاہا کترا جائین مگر وہ شیر جست کرکے قریب آیا جھپٹ کے چاہا صاحبقران کو پنجہ مارے امیر نے کئی مرتبہ پنجہ خالی دیا وہ کب مانتا ہی جب صاحبقران کو بہت ستایا صاحبقران نے ایک مقام پر جھکائی دیکر کلائی پکڑ لی تھوڑا لے کے گھونسا مارا کہ شیر کا سر پھٹ گیا جب وہ شیر مارا گیا تو صحرا مین اندھیرا ہوگیا علامت ساحر کے مرنے کی ظاہر ہوئی بعد ایک دم کے آواز آئی کشتی مرا نام مین ہیران جادو تب صاحبقران کو معلوم ہوا کہ چند ساحر مجھکو گھیرے ہین ہاتھ بڑھا بڑھا کے قصد کرتے ہین کہ امیر کو ستائین امیر تلوار ہلانے لگے بعد عرصے کے روشنی ہوئی دیکھا چند غلامان حبشی لاشہ اُس ساحر کا اُٹھا رہے ہین لاشہ اُٹھا کے لیگئے امیر حیران کہ یہ کیا معرکہ تھا اس صحرا سے ہول خیز مین ساحر کہان سے آیا سر جھکا کر اُسی مقام پر کھڑے ہوے یاد مین اُس نازنین مہ جبین کے بہت بیقرار ہین چہار جانب سر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہین کہ اُس محبوب کا کیونکر پتہ پاؤن کیونکر اُس ظالم سے ملون مگر خیال کرکے دیکھا کہ وہ صحرا بدل گیا صاحبقران ناچار ایک جانب چلے خیال مین آیا کہ اُس کاغذ مین دیکھون اب کیا لکھا ہی کمر کو ٹٹولا کاغذ بھی پاس نہ پایا صاحبقران نہایت پریشان چونکہ پیاس کی شدت ہی سر اُٹھا کر دیکھا بالائے کوہ چشمہ آب ہی صاحبقران پہاڑ پر آئے قریب چشمے کے پہونچے تھے کہ دیکھا ایک عورت سن رسیدہ بیٹھی رو رہی ہی امیر نے قریب آکے کہا ای مادر مہربان کیون روتی ہو اُسنے کہا میری نواسی نے انتقال کیا اُسی کی یاد مین روتی ہون صاحبقران نے کہا بڑی بی صاحب تمھارا مکان کہان ہی اُسنے کہا ملکہ غنچہ آرزو ہے دلکشا دختر صحر العجائب کی ملازم ہون کہ جو اکثر آہو پر سوار ہوتی ہین صاحبقران سمجھے اُسی نازنین کا پتہ دیتی ہی امیر نے فرمایا ای مادر مہربان ہو سکتا ہی کہ ہمکو بھی اپنے ساتھ لیچلو بڑھیا نے کہا ای فرزند

اس حوض مین نہاؤ معشوق کے سامنے چلنے کو صورت زیبا چاہیے امیر راضی ہو گئے سپر و شمشیر
کھولکر رکھی بڑھیا نے اپنے پاس سے کملی دی امیر نے لنگی باندھی لباس اپنا کنارے حوض کے رکھا
جیسے ہی حوض مین غوطہ مارا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر وسیع مین پایا صرف لنگی باندھے
ہوئے حیران و پریشان کہ یا صاحبقران یہ کیا ستم ہوا خیال کرتے ہین تو اسم اعظم بھی فراموش اب تو
صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا کہ یہ کس بلا مین مبتلا ہوا مگر وہ ضعیفہ موسومہ فرتوت جادو جب
ہفت جوش مارا گیا اور لاشہ ہفت جوش پاس سحر العجائب و عصر الغرائب کے پہونچایا واسطے
ہفت جوش کے بہت افسوس کیا اور فرتوت جادو سے فرمایا کہ اپنے کو صحرائے ریگستان
اخرس مین پہونچاؤ اگر ہو سکے طلسم کشا کو دھوکا دو فرتوت نے وعدہ کیا بصورت مذکور آئی اتنا
فرتوت کو ضرور ثابت ہوا کہ طلسم کشا غنچۂ آرزوے دلکشا پر عاشق ہوا ہی جسطرح عرض کیا
اسی طور سے لباس صاحبقران مع تیغ عقرب سلیمانی و سپر گرشاسپ و خنجر رستم و خود ہود و زرہ
داؤدی و حرز ہیکل و اسم اعظم دھوکا دیکر لیگئی صاحبقران آوارہ پریشان اُس شہر مین پہونچے
جسطرف جاتے ہین کوئی اپنی دوکان پر نہین آنے دیتا دن بھر صاحبقران اُس شہر مین پھرے شام کو
ایک گوشے مین جاکے ٹھہرے کہ دیکھا ایک جوان سپاہی وضع ایک دروازہ کھولکر نکلا صاحبقران کو
دیکھکر رونے لگا کہا اے جوان یہ کیا حال ہی کس بلا مین اپنے کو پھنسایا صاحبقران نے فرمایا گردش
فلکی اس طرح ایک ضعیفہ دھوکا دیکر سب اسباب لیگئی اُس جوان نے کہا میرے غریب خانے مین آئیے
اس شہر مین سب کافر رہتے ہین کوئی آپ کو کیونکر آنے دیگا مین مرد مسلمان ہون یہ بھی مشہور ہو گیا
کہ آپ غنچۂ آرزوے دلکشا پر عاشق ہین اسی وجہ سے وہ آپ کا اسم اعظم لیگئی اگر آپ مجھے سرفراز
کرین ملکہ کی ایک کنیز ہی گوہر آبرو خیر مقدم سے اُسپر میری جان جاتی ہی تو مین آپ کو تا بہ صحبت ملکہ
غنچۂ آرزوے دلکشا پہونچادون یون اگر آپ پھرینگے گرفتار ہو جاینگے اسم اعظم لیکر فرتوت
گئی ہی وہان سے حکم آئیگا میان کے ساحر آپ کو گرفتار کر لینگے اگر حضور گوہر آبرو کے ساتھ میری
شادی کرا دین تو میری ماں قوم کی مالن ہی وہ زیور گل لیکر روز جاتی ہی آپ کو بھی اپنے ساتھ لیجلیگی
امیر نے فرمایا اے جوان میرے لباس کے ملنے کی تدبیر ہو پھر اسم اعظم و حرز ہیکل بھی خدا دلوا دیگا
کہ مین اس ذلت سے نجات پاؤن وہ جوان موسوم بہ گلفروش صاحبقران کو لیکر اپنے مکان مین
آیا بڑھیا مان اسکی بیٹھی ہوئی زیور گل بنا رہی تھی صاحبقران کو دیکھکر کھڑی ہو گئی عرض کی اے شہریار
آپ نے کیونکر میان سرفراز کیا امیر اپنے حال زار پر بہت روئے فرمایا کہ اے مادر مہربان کیا بیان کرون
فلک نے یہ سامان دکھایا اسی آوارگی مین یہانتک آیا تمھارے بیٹے کو میرے حال پر رحم آیا اب
میری کفالت کرو کسی طرح میرا لباس مجھکو ملے کہ مین کہین جانے کے لایق ہون بڑھیا نے کہا اے فرزند
آج رات کو مین تمکو صحبت ملکۂ عالم مین لیجلونگی میرا فرزند بھی ایک کنیز پر عاشق ہی وہ بھی ساتھ جلیگا روز
اس سے وعدہ کرتی ہون مگر بخوف اب تک نہین لیگئی کہ ایسا نہو حال کھلجائے تو خرابی ہو جب تم ساتھ
ہوگے تو کیا خوف آج اسکا بھی وعدہ وفا ہو گوشے سے ملکہ کو دیکھ لینا خبردار کسی مقدمے مین دخل
نہ دینا یہ کہکر بڑھیا نے پلاؤ و مرغ کا تیار کیا صاحبقران و گلفروش نے بیٹھکر کھانا کھایا اے بڑھیا

مکان مین آرام فرمایا جب دن تمام ہوا شام ہوئی گل ماہتاب گلستان چرخ زبرجدی مین شگفتہ ہوا غنچہ ہاے سیارگان چمن چرخ نیلوفری مین ظاہر ہوے شاخ کہکشان پھولی پھل ستارون کے سرسبز و پختہ ہوے ضعیفہ نے کہا اے فرزند چلو امیر نے کہا اے مادر مہربان بڑے شرم کی بات ہے کہ مین اسطرح برہنہ تمھارے ساتھ جاؤن اگر کسی نے دیکھا کیا کہیگا بڑھیا نے کہا اے فرزند مین تو غریب آدمی ہون جو لباس میرے پاس موجود ہے اگر وہ پسند ہو تو بسم اللہ حاضر ہے امیر نے فرمایا برہنہ ہونے سے تو بہتر ہے بڑھیا ایک پٹارہ اٹھا کر لائی کہا اے فرزند کل ایک سبد فروش میرے ہاتھ یہ پٹارہ بیچ گیا یہ اُسنے کہا تھا کہ اسمین لباس قابل شاہان جہان کے ہے مین نے قیمت دیدی مگر کھول کے نہین دیکھا اسکو کھولو بسم اللہ جو اسمین سے نکلے اسکو زیب جسم کرو امیر نے جو اس پٹارے کو کھولا مثل گل کے شگفتہ ہوگئے خاص اپنا لباس اُسمین پایا زرہ داؤدی خود ہود تیغہ صمصام و قمقام صاحبقران نے کہا اے مادر مہربان یہ لباس تو میرا ہے کہا بیٹا مبارک ہو مینے کل ایک دست فروش بیچتا ہوا آیا بیچ گئی ہزار روپیہ دیکر خرید لیا دیکھا بھی نہین کہ اسمین کیا ہے بسم اللہ اگر تمھارا لباس ہے تو زیب جسم کرو صاحبقران نے خوشی خوشی وہ لباس زیب جسم کیا بڑھیا کے ساتھ چلے وہ جوان بھی ساتھ ہوا گلی کوچون مین چھپتے ہوے طلایہ پھر رہا ہے ہر شخص سے اپنے کو بچائے ہوے ساحر پکار رہے ہین کہ طلسم کشا اس شہر مین آوارہ ہے جو کوئی اپنے گھر مین جگہ دیگا سزا پائیگا چاہیے کوئی اپنے گھر مین جگہ نہ دے بڑھیا راہ مین کہتی جاتی ہے کہ اے فرزند سنتے ہو تمھاری تلاش ہو رہی ہے اگر کسی نے دیکھ لیا تو مین بھی گرفتار ہو جاؤنگی صاحبقران نے فرمایا کیا مجال کہ تمپر کوئی دست انداز ہو سکے ایک کوچے سے نکلے ہین وہ جوان کھڑے تھے انمین سے ایک افسر نے دیکھا پکار کر آواز دی کون جاتا ہے جوان گلفروش نے آگے بڑھکر کہا مین ہون گلفروش کہا پیچھے تمھارے کون ہے کہا مین ہون اور مادر مہربان ملکۂ عالم کے باغ مین جاتے ہین اُسنے کہا تیسرا شخص کون ہے پیادون سے اشارہ کیا اس تیسرے شخص کو پکڑ لو امیر نے تلوار کھینچی پیادے نے جیسے ہی چاہا ہاتھ پکڑے امیر نے تلوار ماردی اس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اب تو پیادون نے چہار جانب سے گھیرا امیر نے پلٹکر دیکھا کہ وہ جوان گلفروش اور وہ بڑھیا غائب ہوگئی صاحبقران نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین کہ ایک نقارے کی آواز ہوئی دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ضیاے نیر اعظم ظاہر ہوئی ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار پکارتا ہوا آتا ہے اے جوانو گرفتار کرلو اسنے ہمارے جوانونکو مارا میرے ملازم اسقدر مارے گئے سب کے خون کا بدلہ لونگا اب جو اُس بادشاہ نے یہ آواز دی چہار جانب سے سب ٹوٹ پڑے نیزے کی سنانین امیر پر پڑنے لگین امیر نے خیال کر کے دیکھا کہ میرا لباس میرے جسم پر نہین ہے حیران ہوے کہ مین جو لباس پہنے تھا وہ کیا ہوا اگر وقت جنگ دل دردمند سواے خاموش ہو رہنے کے اور کیا چارہ تھا جب زخم جسم پر آئے تب یقین کامل ہوا کہ وہ اشیا ہمارے نہین تھے تلوار بھی و اسباب سی ہاتھ مین ہے عوض تیغ گرشاسپ کے سپر وہ ہاتھ مین ہے کہ پھول جھلکے گرے ہوے سیاہی ندارد خود و اسباب سا

سر پر تلواریں چوٹیں خود سر سے گر گیا چند زخم کھا کر صاحبقران زمین پر گرے اُس بادشاہ نے کہا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو کافروں نے از روے بلوے کے گرفتار رلیا ہنگامہ ہوا کہ اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی ذات سے یقین تھا کہ تمام ساحران باقی نہ رکھیگا خدا اسکی شر سے بچائے پاس مغوار مشار خوار کے لے چلو وہ عدالت کریگا زنجیر کمر میں صاحبقران کے بندھی ہوئی مگر خانہ زنجیر میں غل ہے امیر جھوٹتے ہوے ساتھ اُن بھیاؤں کے چلے طرف دار الامارہ کے لیے جاتے ہیں مگر ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا نے وہ رات تڑپ تڑپ کے کاٹی ہر چند کنیزوں نے پوچھا ملکہ نے راز دل نہ بتایا صبح کو اُٹھیں چہرہ اداس عالم پاس منھ دھونے بیٹھی ہیں کہ ایک کنیز خوشی خوشی دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو طلسم کشا کو گرفتار کر لیا پاس منخوار مردار خوار کے لیے جاتے ہیں ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا کا کلیجہ ہلگیا کہا کہ تو نے آنکھوں سے دیکھا کنیز نے عرض کی واری میں بازار میں سودا لینے گئی تھی کہ میں نے ہلڑ سنا کہ سر شاہ حرام نوش وزیر اعظم منخوار فوج لیکر آیا اُسنے بلوہ کیا اُنکے ہاتھ سے دو چار سو جوان مارے گئے اکیلے کس کس سے لڑتے زخموں میں چور چار ہو کر گرے میرے سامنے گرفتار کر لیا یہ سنتے ہی ملکہ کی آنکھو آنسو جاری ہوے بے اختیاری میں منھ سے نکلگیا

نظم

محبت بیچین میری خاطر بسمل میں رہتے ہیں
اشارے تجھ میں تیغ ناز کے بسمل میں رہتے ہیں
کسی پر بار خود در قتل ہونے نہیں دیتے
ہمارے نالے میں یا بات ہی بھولی ہوئی کوئی
نہ سمجھینگے کہیں مشکل نگاہ نارسا ہم بھی
دل گم گشتہ زلف سیہ کو پا چکیں آنکھیں
کدورت دل کی چشم خشک کا آنسو یہ کہتا ہے
اجابت شوق سجدہ کی کشش جبتک نہیں کرتی
برابر وے کے پائے ہیں حسرت دونوں آنکھوں میں
جو طالب دل کے ہیں اُنسے یہ کہتا ہے دل سوزاں
فراق یار میں کہتا ہوں استقلال سے اپنے
کسی مجنوں کی میت دیکھکر تابوت میں دیکھوں
نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اس بحر خوبی کے
مجھے ڈر ہے دل شیدا کو قتل اک دن نہ بہکا دے
جلال اگر طریق عشق میں بہکا نہ دے کوئی

کسی سے پوچھ لینا تھا انھیں کس دل میں رہتے ہیں
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل میں رہتے ہیں
نہ رہنے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں
کہ آ سکتے نہیں غم لیسے لبوں تک دل میں رہتے ہیں
ہمارا نسے چلتے ہیں پھر اُسی منزل میں رہتے ہیں
انھیں تو ڈھونڈھ لیں چھپکر جو بے کل میں رہتے ہیں
نکلتے نہیں ہم آنکے آب و گل میں رہتے ہیں
محبت سے نقص جذب الفت کامل میں رہتے ہیں
شب و روز امتحان شاہد عادل میں رہتے ہیں
ہتھیلی کا پھپھولا ہم کف سائل میں رہتے ہیں
جو ثابت آشنا ہیں ساتھ ہر مشکل میں رہتے ہیں
نکل پڑتے ہیں یا لیلی ادا محمل میں رہتے ہیں
اشارے دوری سے کشتی و ساحل میں رہتے ہیں
یہ کیسے مشورے ہشیار میں غافل میں رہتے ہیں
اُدھر رخ بھی نہ کرنا خضر جس منزل میں رہتے ہیں

یہ غزل رو رو کے ملکہ نے پڑھی اور بیقرار ہوگئے اٹھیں اور یہ کلمہ گھبراہٹ میں منھ سے نکلگیا کہ کوئی اُس شخص پر دست انداز نہ ہو سکتا صاحب اسم اعظم امیر با کرم والا ہمم کون اُنپر ہاتھ ڈال سکتا تھا مجھ بد نصیب کے خیال سے اُنکو آفت میں پھنسایا قرقلوت نے اسم اعظم بند کر لیا ورنہ کسکی مجال تھی کہ اُنپر ہاتھ ڈالتا ملکہ یہ کہکر رو رہی ہیں کہ دوسری کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری مبارک ہو کہ

طلسم کشا قید ہو گئے پاس منجوار کے لیے جاتے ہین ہم شکار حرام نوش پکڑ لایا اب روبکاری ہوگی اب
وہ حکم دیگا ملکہ آہ کرکے اٹھین کہ آسمان پر سناٹا ہوا فرتوت جادوگر آکر پہونچی حجاب کے سلام کیا
خود و خود و زرہ داؤدی وغیرہ سلاح صاحبقرانی و حرز ہیکل و شیشۂ اسم اعظم سامنے ملکہ کے رکھدیا کہا
واری طلسم کشا کی آپ کے نام پر جان جاتی ہے مین نے آپ کے نام پر حوض خونخوار مین غوطہ کھلوایا
اسم اعظم بند کر لیا سلاح اپنے قبضے مین لیے اب آپ کو مژدہ دینے آئی ہون طلسم کشا آوارہ ہوگیا
اب اسی شہر مین پہونچیگا منجوار کے ملازم گرفتار کرینگے ملکہ نے کہا اے فرتوت بیٹھو ہم تمھین خدمت
مین دالہ کی بابر روانہ کرینگے تم نے بڑا کار نمایان کیا ایسے ہوشیار جوان سے اسم اعظم و حرز ہیکل
لینا تمھارا ہی کام تھا فرتوت کا ہاتھ تھام لیا ایک کمرے مین لائین کہا اے فرتوت شراب
پیلو یہ کہکر جام شراب پلایا فرتوت اٹھ اٹھ کے سلام کرتی ہے ملکہ ہر مرتبہ جام لبریز کر کے
اسی کو دیتی ہین ایسی شراب پلائی کہ فرتوت بیہودہ بکنے لگی اٹھی کہ کمرے سے نکلون لڑکھڑا کے
گری بیہوش ہو گئی ملکہ نے ایک گوشے مین اسے قتل کیا لاشہ کنج باغ مین دفن کردیا حرز ہیکل و سلاح
شیشۂ اسم اعظم صاحبقران حفظ کر کے نکلی کنیزون سے کہا خبردار میرے پیچھے کوئی نہ آئے
مین کار ضروری سے جاتی ہون کنیزون کی کیا مجال تھی کہ پیچھا کرین ملکہ یکہ و تنہا چلین پر پرواز پیدا
کرکے آسمان مین ڈھونڈین یہان صاحبقران کو دیکھو دربار مین منجوار مردار خوار کے آئے صاحبقران
نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی سب کافر بگڑنے لگے منجوار نے اشارہ کیا کہ جو شخص
چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہے اس سے تکرار کیا کرنا پکار کر آواز دی کیون یا صاحبقران
کوہ عجائب و غرائب کو فتح کرکے آپ کو تسکین نہوئی اس چھوکری کے بتانے پر ادھر چلے
آئے شاہان طلسم نے اس کو مہلا کے تمھارے پاس بھیجا ہے کہ تمکو آوارۂ دشت ادبار کرے یہ سودائے
خام ہے کہ لوح طلسمی کے متلاشی ہو طلسم نور افشان کی لوح ہی نہین بنی امیر نے کہا کیا بیہودہ
بکتا ہے کوئی مشکل ایسی نہین ہے کہ جسکا حل نہو انشاءاللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے منجوار نے کہا لیجا کر
قتل کرو صاحبقران کو ساحرون نے کھینچا بیرون قصر شاہی لا کے دار بن استادہ ہوئین جلاد
شلتلین لگانے لگے منجوار اپنے نائب کو ہمراہ لیے ہوے میدان خونی مین آیا حکم دیا کہ حمزہ کو
جلد قتل کرو آج یقین ہوا کہ ابھی زندگی ہم لوگون کی ہے کہ یہ شخص گرفتار ہوا اگر یہ شخص زندہ رہتا تو
کوئی ساحر اسکے ہاتھ سے نہ بچتا جلاد نے جیسے ہی بڑھکر صاحبقران کو کھینچا چاہا ہاتھ تلوار کا
مارے ایک برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے بادشاہ و وزیر دونون ہنسے یہ کہتے ہو
کہ ارے یہ کسکا فعل ہے کہ زیر تخت سے ایک اژدہا پیدا ہوا دونون نے چاہا کود کے بھاگین
جیسے ہی بادشاہ و وزیر کودے اژدہے نے منہ سے شعلۂ آتش چھوڑا دونون کی آنکھون مین
اندھیرا آیا اژدہے نے دم کھینچا مع تخت دونون کو نگلگیا ایک برق چمک کے گری زنجیر کٹی
صاحبقران بیہوش ہو گئے اب جو آنکھ کھلی اپنے جسم پر اپنا سلاح پایا حرز ہیکل گلے مین
اسم اعظم با دستہ عقرب کا قبضہ ہاتھ مین اب تو صاحبقران نعرہ کر کے جا پڑے دیکھا
ایک ساحر سیہ فام سب کا افسر لینا لینا کہہ رہا ہے امیر کے کان مین آواز آئی یا صاحبقران

ای غازی دیجا ہدای شہسوار معرکۂ جانبازی ای جوان مجازی یہ سیہ فام جو سامنے ہی اسکو تیر سے
مار و مراد دلی حاصل ہوگی صاحبقران نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست
کرکے مارا سینے پر اُس سیہ فام کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا اُسکا مرنا تھا کہ آندھی سیاہ چلی
صاحبقران کی اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا شہر غائب ہوا اپنے کو اُسی صحراے ویران مین پایا اس
مقدمے مین نہایت پریشان ہوے کہ یا صاحبقران وہ شہر وغیرہ کیا ہوا لاکھون جادوگر جو تھے
سب غائب ہو گئے شہر آباد تھا یا دلشاد یہ کیا معرکہ گذرا اس سوچ مین کھڑے تھے کہ ایکطرف سے
ایک جوان سامنے آیا جھک کر امیر کو سلام کیا عرض کی ای شہریار آپ کے ایک دوست صادق
نے یہ پرچہ کاغذ کا آپ کے پاس بھیجا ہی امیر نے کاغذ ہاتھ مین لیا دیکھا وہ کاغذ ہی جو ملکہ
خورشید برق وش نے دیا تھا اب اُسمین نوشتہ پایا کہ یا صاحبقران آپنے معرکۂ عظیم سے
مہلت پائی عمر بھر بھٹکتے یہ دن نصیب نہوتا شکر ہی پروردگار کا کہ بلاے ناگہانی سے فراغت
پائی اس پرچے کے حاشیے پر ملاحظہ فرمائیے عبارت مرقوم ہی اسکو پڑھکر کاربند ہوجیے امیر نے
حاشیۂ کاغذ پر نظر ڈالی لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم واہ بسیار این عجائبات اگر خدا اپنا فضل کرے
اور مبخوار سے مہلت ملے تو وقت خوشی کا آیا امورات عجیب وغریب ظاہر ہونگے عبارت کو بخوبی
نہ پڑھ چکے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا تاجدار جلیل تخت پر تاج شہریاری برسر چتر شہنشاہی
ند بر پشت پر چالیس ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نوبت نقارے بجاتا ہوا اسی جانب
آتا ہی صاحبقران پڑھنے سے کاغذ کے رک گئے وہ تاجدار تخت سے کود کہا اب آپ کیون
تکلیف فرماتے ہین غریب خانہ پر تشریف لیچلیے صاحبقران کو مرکب دیا آپ چوب و چماق ہاتھ
مین لیکر صاحبقران کو لیچلا صاحبقران حیران ہین کہ یہ کون بزرگ ہی کہ اس خاطر و مدارات سے
لیے جاتا ہی جیسے ہی یہ خیال دل مین صاحبقران کے آیا اُس تاجدار نے دست بستہ عرض کی میرا
نام ہی شہنشاہ مہمان نواز آپ چونکہ میری حوالی مین تشریف لائے اب مجھکو واجب و لازم
ہوا کہ اپنے غریب خانے پر لیجاؤن جو اس خاکسار کی جھجۂ آتش میسر ہو وہ تناول فرمائیے غلام کا
ہمیشہ سے یہی کام ہی ہمارے آبا و اجداد کا یہی طریقہ رہا کہ ہمیشہ مہمان نوازی مین بسر اوقات
کی چونکہ حضور کو متردد پایا یہ راز بھی ظاہر کردیا ایک ہفتہ حضور چلکر غلام کو سرفراز کرین ایک امر
اور بھی ظاہر کرنا منظور ہی اگر ایک مہینا حضور توقف فرمائین اور غلام کو سرفراز کرین جو جو تلاش
حضور رکھتے ہی غلام اُسکے نشان گذارش کریگا اس حوالی مین میرا رہنا تائید پروردگار ہی گرداگرد
ساحران زبردست رہتے ہین اُنکے بیچ مین ایک مرد مسلمان کا رہنا سب غلام کے دشمن ہین
بیچ مین اُن سب کے یہ غلام بسر کر رہا ہی اب حضور کا تشریف لانا اور سرفراز کرنا سارے طلسم مین
ہنگامہ ہو جائیگا یہ خبر تمام طلسم مین مشہور ہوگی کہ مہمان نواز آج طلسم کشا کو اپنے گھر لیگیا میرا ملک و
مال سب آپ کے نام پر نثار ہی کیا روز سعید ہی بلکہ بہتر از عید ہی کہ طلسم کشا مجھکو سرفراز کرکے میرے
کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائے صاحبقران خوش بیانی پر اُس تاجدار کی نہایت
خوش اہالیان لشکر بہ تعظیم و تکریم صاحبقران کو لیے ہوے جاتے ہین کوس رستہ طی کیا تھا کہ سامنے

ایک قلعہ معلوم ہوا بالکل چاندی کا مصقلہ اُسپر کیا ہوا عکس جو اُسپر نیر اعظم کا پڑا چمک رہا ہی ضو سے قلعے کے دامن قلعہ معمور روشنی اُسکی نزدیک و دور مہمان نواز نے عرض کی ای شہریار یہ قلعہ نقرہ نگار ہی جسروز سے اس قلعے کی بنا ہوئی جو بادشاہ تخت پر بیٹھا ایک نے ایک کو یہی وصیت کی کہ وہ بادشاہ خوش نصیب ہی آرام و راحت سے قریب ہی کہ جس تاجدار کے زمانے مین طلسم کشا تشریف لائے جسوقت غلام کو ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا تمھاری حوالی مین آگئے مجھے بڑا تعجب ہی کہ میلے سے صحرائے ہفت جوش کے کیونکر مہلت پائی صاحبقران نے فرمایا ای مہمان نواز وہان کے عجائب و غرائب کیا بیان کرون حقیقت مین فضل خدا شریک حال ہوا ورنہ مکر سے ہفت جوش کے نکلنا بہت دشوار تھا مگر خدا نے اپنا فضل کیا خواجہ عمرو نے میلہ لوٹا کیون ای مہمان نواز خواجہ عمرو سے اب کیونکر ملاقات ہوگی مہمان نواز نے عرض کی جہان حضور ہونگے خواجہ وہین پہونچینگے اُنکی بھی تعریفین ہمارے یہان کتابون مین مرقوم ہین اُنکے نام کی دھوم ہی ساحر اُنکے نام سے تھراتا ہی وہ ضرور آپ کے پاس آئینگے اس شوکت و شان سے صاحبقران کو ساتھ لیے ہوے مہمان نواز داخل قلعہ ہوا امیر نے دیکھا جیسے ہی میر داخل قلعے مین ہوا تمام شہر کا ندرا اپنی اپنی دوکانون سے کود کے کوئی سلام کرتا ہی کوئی دعائین دیتا ہی کہ آج ہمارے واسطے فخر ہوا بزرگ ہمارے اسی تمنا مین مر گئے آج جمال جہان آرا ہمنے دیکھا کلاہ فخر کو عرش اعلی پر پہونچائین تو زیبا ہی صاحبقران نہایت خوش ہین کہ یہان کے لوگ ہمارے بہت مشتاق تھے خود بھی صاحبقران خلق مجسم ہین ایک ایک سے تپاک سے ملتے ہین کسی سے مصافحہ کسی سے معانقہ سب سے باتین کرتے ہوے قریب دار الامارہ شاہی پہونچے در دولت پر سب کا سلام لیتے ہوے اندر بارگاہ کے آئے ایک جانب تخت زبرجدی ایک دنگل معقول الشکل دنگل رستم دیکھا امیر حیران ہو گئے فرمایا ای مہمان نواز یہ دنگل تمنے کہان سے پایا یہ وہ دنگل ہی جسپر ایرج و نوذر الکریم سے فرامرز تک کے کارنامے ہمکو بخوبی یاد ہین عرض کی جب کاہنان طلسم نے آپ کی تصویر کھینچی اور ملکہ غنچہ ارزو دلکشا سے عشق لکھا نام غنچہ ارزو کا سنکر خوش ہو گئے فرمایا کہ آپ لوگ نام سے اُس محبوب جانی یار جادو دانی کے بخوبی آگاہ ہین مہمان نواز نے کچھ جواب نہ دیا اور باتون مین ٹالا دنگل رستم کا جواب دیا کہ آپ یہ نہ جانین کہ یہ دنگل رستم ہی آپ کے واسطے اسباب شوکت و حشم ہی مہمان نواز نے صاحبقران کو تخت زبرجدی پر بٹھایا آپ اُس خوبصورت دنگل رستم پر بیٹھے وزرا امرا بھی اپنے اپنے مقام پر ہر ایک کی زبان پہ یہی جاری ہی کہ آج طلسم کشا نے سرفراز کیا صاحبقران بھی خوش بیٹھے ہین کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آگے ہاتھ اُٹھا کے دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ✤ گل سرخ تابد چو روشن چراغ ✤ نگین سعادت بہ نام تو باد ✤ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✤ شہریار عالم کی عمر دراز ہو نقابدار جواہر پوش تشریف لاتے ہین ہوشیار ہو جایئے مہمان نواز نے ایک کرسی جواہر نگار پہلو مین اپنے تخت کے بچھا دی اُٹھ کھڑا ہوا صاحبقران سے کہا ہوشیار رہیے امیر نے کئی مرتبہ پوچھا کہ نقابدار جواہر پوش کون ہی عرض کی کہ آپ پر حال کھلیگا دیکھا جو نہی پردہ بارگاہ کا اُٹھا گئی ہزار نقابداران جواہر پوش آئے آگے

اہتمام سواری کرتے ہوے بیچ مین نقابدار جواہر پوش نہایت شوکت و شان سے نقاب چہرے پر لیکین مانع حسن و جمال نہین لو نور کی چہرۂ زیبا سے نکل رہی ہی ہر چند چہرے پر نقاب ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ آفتاب تابان پہ پردۂ سحاب ہی مرکب مشکین پہ نقابدار سے بھرتا ہوا دم سے چھو رکر رہا ہی جہان مرکب کا نقش قدم جمتا ہی چارۂ ہلال ثابت ہوتے ہین صاحبقران نے جو نقابدار کو دیکھا اسقدر رعب و دبدبہ ہوا کہ صاحبقران بھی کھڑے ہو گئے نقابدار خرامان خرامان دربارگاہ ہمہ آگے پہونچا مرکب نے بدلگامی کی صاحبقران بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین جب گھوڑے نے بدلگامی کی تو نقابدار نے گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑے کے طرارہ بھرا صاحبقران نے دیکھا یہ وہ نقاب چہرۂ بینظیر سے ہٹا اسی حور پیکر قمر منظر رشک قمر آفتاب تابان مہر درخشان ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا جسکو آہو پہ سوار دیکھا تھا اسی پر نگاہ پڑی صاحبقران بے اختیار پکار اٹھے

نظم

اس شعلہ رو سے عشق ہی چشم پرآب کو — تجلی ہے ربط ہوئے نہ کیونکر سحاب کو
کرتے تھے فاش نشے مین بدمست سیر غیب — اس واسطے حرام کیا ہی شراب کو
ساقی تمام خشک و تر کائنات مین — پہنے کیا پسند شراب و کباب کو
ہر صاحب خزانہ کو ہی اوج ہی زوال — چھلکے نہ کیون اچھال کے فوارہ آب کو
جو داغ عشق چارۂ تردامنی نہین — کرتی ہی خشک گرمی خورشید آب کو
ہمصدوستون سے عیب ہی کرنا سوال کا — زلفون سے مانگتی ہی کمر پیچ و تاب کو
درکار ہو پلنگ کے بدلے حنا نہ آج — فرقت مین پہنے مرگ سے بدلا ہی خواب کو
محروم میری آنکھین ہون پاے فرس سے بھی — بوس و کنار ہاے حنائی رکاب کو
اس شعلہ رو کو ربط ہو مجھ ناتوان سے کیا — پہروا نہین کمان کی حنیہ شہاب کو
ساقی جہان دل کی اسی سے ہی بہ درشتی — کیونکہ نہ آفتاب کہین ہم شراب کو
ہی مشتغل جو فرقت ساقی مین نرگس ہم — منہ سے لگا کے جام جلادون شراب کو
طالب شب وصال مین ہو کیون نہ شام سے — شوق اسکی دید کا ہی کمال آفتاب کو
حب سے کیا ہی قتل در گوش یار نے — ہم آب تیغ کہتے ہین موتی کی آب کو
ای عندلیب ہین ترے گلہاے باغ کیا — گرمھائے میری آہ گل آفتاب کو
نکلینگے طفل اشک نہ باہر کہ ضبط نے — گرداب کر دیا مری چشم پرآب کو
آنکھین تمام کلہدحت کلمند ہوئین سفید — مدت سے ہم ترستے ہین قاصد جواب کو
بحر جہان مین تیری عدالت ہی اسقدر — ہر موج سنبل سرمہ ہی چشم حباب کو
صدمہ اٹھانے والے ہین روز فراق کے — کیا لائین ہم شمار مین روز حساب کو
چھوتا ہی چھاتیان عبث اس بحر حسن کی — ناسخ ستم ہی ہاتھ لگانا حباب کو

صاحبقران یہ غزل پڑھتے ہوے چلے غنچۂ آرزوے دلکشا نے مسکرا کے کہا اے شہریار آپ طلسم کشا ہین جرأت و لیاقت مین یکتا ہین آپ کو صبر و جبر چاہیے ہم گوشہ نشین نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار کس سے حال دل کہین نہ کوئی ایسا ہی کہ آپ تک اپنی خبر تو پہنچین اگر چاہتی ہون کہ نامہ لکھون

آپ کو اپنے حال سے آگاہ کرون میان قمر صاحب نے جو نامہ تصنیف فرمایا ہی اور ایک غزل بھی تصنیف فرمائی ہی وہ غزل یاد آجاتی ہی طبیعت گھبراتی ہی وہ غزل مصنف صاحب کی یہ ہی سن لیجیے

غزل

کیا لکھون حال چاک دامان کا
ڈونگڑا تھا یہ ابر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین
ہی عصا اب تو دست دربان کا
خارستان کی کیا لکھون تعریف
پاؤن چھلا جو دست جانان کا

تار باقی نہین گریبان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر
حال لکھون جو آہ و سوزان کا
دیکھ پائے جو دست رنگین کو
یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا

بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل
زخم اٹھا کیجو تیر مژگان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر
زرد ہو رنگ شاخ مرجان کا
ای قمر نقد جان عوض مین دون

اس رنگ مین یہ اشعار ملکہ نے پڑھے غنچہ دہن کھولا ہنس ہنس کے کلام کیا صاحبقران چونکہ عاشق شیدا مائل و مبتلا ہین ہر مرتبہ ہاتھ بڑھا کر فرماتے ہین ای ملکۂ عالم یہان تشریف لائیے عرصۂ دراز سے مشتاق ہین یہ کہکر جھپٹے ایک پیر فرش کی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کے صاحبقران گرے گرتے ہی بیہوش ہو گئے مہمان نواز نے دوڑ کر سر زانو پہ رکھا بیقرار ہوکر آواز دی یا صاحبقران آواز دیجیے اب جو امیر نے آنکھ کھولی اپنا سر زانوے مہمان نواز پہ دیکھا در دولت پر سناٹا پایا نقابدار نہ دارد نہ وہ ہمراہیان نقابدار تھے امیر نے گھبرا کے فرمایا ای تاجدار سچ بتلاؤ یہ کیا معرکہ تھا عرض کی ای شہریار آپ طلسم کشا ہین ایسے ایسے عجائب و غرائب آپ پر بہت گذرینگے یہ بھی قواعد مین مرقوم ہی کہ طلسم کشا حالت عشق مین طلسم فتح کریگا یہ مصائب سرکار پر رہنا واجب و لازم ہین امیر نے فرمایا یہ مفصل بتلاؤ کہ یہ خاص ملکۂ عالم تمکین با عجائب و غرائب ہے یہ واقعہ تھا مہمان نواز نے عرض کی غلام اسکو مفصل نہین عرض کر سکتا حضور پہ واضح ہوگا امیر بگڑ رہے ہین اور فرماتے ہین ای مہمان نواز تم اس تکلف سے مجھکو اپنے یہان مہمان لائے غم کو میرے تازہ کر دیا مہمان نواز صاحبقران کو سمجھا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اٹھی مہمان نواز نے کہا حضور ہوشیار رہون حریف آ پہونچے خبر آپ کے آنیکی مشتہر ہوئی امیر نے کہا جو کوئی میرے مقابلے مین آئیگا مین اسکو جواب دونگا تم مفصل بتلاؤ کہ یہ کیا معرکہ تھا مہمان نواز نے سردارون سے کہا لشکر تیار کرو امیر کی بات کا جواب نہ دیا وا منہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک ساحر قوی تن قوی سن کرگدن مست پہ سوار جھولی بائین ہاتھ پر پڑی ہوئی اسمین اسباب سحر بھرا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار ساحران غدار لکہ ابر سیاہ لشکر پہ چھایا ہوا اس کر و فر سے وہ ساحر آ کے پہونچا قلعے سے تین کوس ہٹ کر اترا یہان اتنے عرصے مین لشکر تیار ہو چکا تھا مہمان نواز نے عرض کی حضور سوار ہون صاحبقران مجبور و ناچار فراق محبوب مین بیقرار آنکھون کے آگے تصویر ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکشا پھر رہی ہی مہمان نواز نے اسقدر جلدی کی کہ آخر سوار ہوے مہمان نواز تخت پہ سوار ہوا چالیس ہزار سوارون کا لشکر اس کر و فر سے بیرون قلعہ آئے قلعے کو پشت پر لیکر اترے جادوگر نے ایک نامہ لکھا ایک ساحر سے کہا کہ یہ نامہ لیجا کر ہاتھ مین مہمان نواز کے دینا اور زبانی بھی کہنا کہ تمکو یہ مناسب نہ تھا کہ تم طلسم کشا کو اس اعزاز و اکرام سے اپنے قلعے مین لائے یہ قلعہ نقرہ حصار وہ مقام ہی کہ کبھی غیر کا قدم نہین آیا تم نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ دی کچھ خوف ہمارا نہ کیا ہم خارستان صحرا نشین

بہتر یہ ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو اگر اسکے خلاف کیا تو قلعے کو کھود ڈالینگے نامہ وار نے آگے نامہ ہاتھ مین مہمان نواز کے دیا مہمان نواز نے اُس نامے کو پڑھا کاغذ کو چاک کر ڈالا اُس ساحر نے کہا او مہمان نواز تو نے ہمارے شاہ کے نامے کو چاک کیا مین طلسم کشا کو پکڑ کے لیجاؤنگا یہ کہکر اُٹھا اور نعرہ کیا منم ریگستان خاکبار اسقدر خاک اُڑی کہ صاحبقران اُسمین مخفی ہو گئے امیر نے اسم اعظم الٰہی پڑھا وہ گرد و غبار دفع ہوا ساحر صاحبقران کے قریب آگیا تھا چاہا کمر مین ہنجہ دون لے اُڑون امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا ریگستان گرد ہو کر سر اُڑ گیا مرتا تھا کہ اندھیرا چھا گیا آواز آئی کشتی مرا نام من ریگستان خاکبار بود مہمان نواز نے کہا حضور نے بڑا غضب کیا اب خارستان قیامتین برپا کریگا صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای مہمان نواز بڑے تاسف کی بات ہی کہ جو ہم پوچھتے ہین اُسکا جواب نہین دیتے ہو مہمان نواز باتون مین ٹال رہا ہی لاشہ جو ریگستان کا بیرون لشکر پھینکا گیا ساحرون نے جا کر خارستان کو خبر دی خارستان نے لاشہ منگوایا حکم دیا طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی امیر مہمان نواز سے فرما رہے ہین کہ ہمارے دل کی عجب کیفیت تھی جواب باصواب نہین دیتے ہو ہماری تو اب یہ حالت ہی

نظم

بدلے پتلی کے ہی وہ نور نظر آنکھون مین
بنگیا تار نظر موے کمر آنکھون مین

پھر رہا ہی وہ صنم آٹھ پہر آنکھون مین
یان سفر دشت مین ہی اسکو سفر آنکھون مین

کور ہو جائینگے ہم منھ نہ چھپا او خورشید
عارضی نور ہی یان مثل قمر آنکھون مین

کس سے منظور ہین قاتل کو لڑائی انکھین
ہر سپاہی ونگہ تیغ و سپر آنکھون مین

نشے سے لال ہوئی ہین جو یہ چشمان سیاہ
آب کی ہی شفق شام و سحر آنکھون مین

حلم اگر دل مین نہو وے کہین سنگ پتھر
ڈھیلے اچھے ہین حیا ہو نہ اگر آنکھون مین

نگہ گرم سے ہو رنج نہ اس نازک کو
ہی یہان تار نظر اس لیے نہ آنکھون مین

ہو جدا جیسے کہ وہ لخت جگر آنکھون سے
مہر تسکین ہی یہان لخت جگر آنکھون مین

اسقدر کھپ گئی ہی تیری سنہری رنگت
ای پری اب تو سماتا نہین زر آنکھون مین

اسقدر سرمہ ہوا اسکو نزاکت سے گران
کہ سلائی نہ پھری بار دگر آنکھون مین

ہمکو پیری مین بھی ہی شوق نظر بازی کا
مئے شب کا ہی اترتا یہ سحر آنکھون مین

جب وہ خورشید درخشان نظر آجائیگا
صدمے ہو ویلگے وہین شمس و قمر آنکھون مین

ایک نگہ کرلی ہی قتل ایک نگہ لیتی ہی جان
آپ رکھتے ہین قضا و قدر آنکھون مین

رات دن دھوم مچا مین جو مرے طفل سرشک
سچ تو ہی خواب کا کیونکر ہو گذر آنکھون مین

پھنس گیا گیسوون کے جال مین جا کر ایسا
پھر ہوا مرغ نگہ کا نہ گذر آنکھون مین

کوٹ کر موتی بھرے ہین تری آنکھون مین اگر
قطرۂ اشک یہان بھی ہین گہر آنکھون مین

ہو جہان یار وہین اڑ کے یہ دکھو آتی ہین
میری پلکین ہوئین پرواز کو پر آنکھون مین

مستقبل آگ سے پانی یہ ہوا ہی ناسخ
جائے اشک آنے لگے دل سے شرر آنکھون مین

ہر چند صاحبقران یہ اشعار پڑھتے ہیں مگر مہمان نواز جواب باصواب نہیں دیتا کہ ہر کارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ خارستان نے طبل جنگی بجوا دیا اب اُسکا ارادہ ہے کہ لشکر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد کو دوبالا کرے مہمان نواز نے حکم دیا کہ ہمارے مہمان بھی بعنایت رب اکبر طبل جنگی بجے عرض کی اے شہریار بچے رہیے گا یہ بڑا ساحر ہے اس صحرا کی حوالی کا یہی حاکم ہے پہلے اسی سے مقابلہ پڑیگا اور ساحر بھی قصد کرینگے مہمان بھی طبل جنگی بجا ہر چند صاحبقران نے پوچھا ذکر جنگ و جدل میں مہمان نواز نے ٹالا حال مفصل نہ بتلایا تیاریان لشکر میں ہونے لگیں جب خاصے کا وقت آیا اور صاحبقران آگے بیٹھے امیر نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا اے مہمان نواز ہم ہرگز کھانا نہ کھائینگے تم کیسے مہمان نواز ہو کہ ایک بات نہیں بتاتے ہم ہرگز کھانا نہ کھائینگے تمھارے گھر میں رہینگے ہمنے آب و دانہ ترک کیا مہمان نواز نے عرض کی حضور خاصہ نوش کریں میں مفصل عرض کر دونگا غلام کو افسوس آتا ہے اور حضور کا انتشار بڑھ جائیگا جب اس جنگ سے حضور مہلت پاتے میں مفصل عرض کر دیتا حضور ضد کرتے ہیں تو عرض کیے دیتا ہوں اصل کیفیت یہ ہے کہ جب حضور کے آنے کی خبر مشہور ہوئی کوہ ہفت جوش ملکہ کی کوشش سے فتح ہوا وہ بھی حضور پر مائل ہوئی ہیں آپ سے زیادہ اُنکا حال ابتر ہے ادھر شکار کو آئیں آپ کی خبر معلوم ہوئی صرف آپ کی ملاقات کو آئی تھیں طلسم کے قاعدے نے اُنکو نہ ٹھہرنے دیا روتی ہوئی پلٹ گئیں وہ اب باغ نگارین میں ہیں باغ بہار کہ خاص اُنکا مقام ہے آپ ہی کے فراق میں انسے باغ بہار چھوٹا باغ بہار میں اُنکو حضور کی خبر نہ ملتی تھی اور باغ نگارین سے لمحہ لمحہ کی خبر اُنکو ملتی ہے صرف آپ کی خبر کے واسطے باغ نگارین میں رہنا اختیار کیا صرف اسلیے کہ آپ کی خبر ملتی رہے شاہان طلسم نے اعتراض بھی کیا کہ ملکۂ عالم باغ نگارین میں کیون جا کے رہیں نگار جادو اُس باغ کی نگہبان ہے نگار جادو نے تحریر کیا کہ آجکل ملکۂ عالم کی طبیعت بے لطف ہے صاحبقران نے فرمایا اے مہمان نواز میں تمھارا بہت ممنون و مشکور ہوں اور بڑا احسان ہوگا کہ تا بہ باغ نگارین مجھکو پہونچا دو عرض کی حضور اب تو طبل جنگی بج چکا کل اس سے مقابلہ کیجیے شب کو میں حضور کو باغ نگارین میں لیچلونگا جو جو کام میرے اختیار میں ہیں اُسمیں تامل نہوا ہے نہوگا اتنا کہنے سے مہمان نواز کے صاحبقران کو تسکین ہوئی خاصہ نوش کر کے چھپر کھٹ پر آکے لیٹے اختر شماری کر رہے ہیں ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں کبھی اُٹھتے ہیں کبھی لیٹتے ہیں خادموں نے کئی مرتبہ عرض کی مزاج اقدس کیسا ہے حضور آرام کیوں نہیں فرماتے صبح کو خارستان سے سامنا ہے امیر نے کہا تم لوگ باہر جا کر ٹھہرو ہمارے مقدمے میں دخل نہ دو جب مہمان نواز نے باغ نگارین کا ذکر کیا تھا تو ہاتھ اُٹھا کر نشان بتلایا تھا کہ فلاں جانب باغ نگارین ہے جب خادم باہر گئے تو امیر اپنے مقام سے اُٹھے لباس شبروی جسم پر آراستہ کر کے حلقہ ہاے کمند بازو پر باندھے سپر و شمشیر لیکر چلے جو نشان مہمان نواز نے بتلایا تھا اُس نشان پر چلے قریب دیوار قلعہ آئے کمند مار کر اسپار اُترے شب کا وقت جا بجا سناٹا صحرا کا ویرانہ طبیعت پر انتشار دل بیقرار سوچتے ہوے یا صاحبقران اگر تا بہ باغ نگارین پہونچے اُس محبوب کو دیکھا یہ مشقت قبول ہوئی اور اگر زیارت سے محروم رہے تو بڑی مشکل ہوئی دیکھیں فلک کیا دکھائے حقیقت میں فلک نے انقلاب دکھایا ہے اب تو صبر نہیں ہو سکتا نظم

سحر گز شوق بویش چون نسیم از خویشتن رفتم
دل خون گشتہ را جائی کشودم در چمن رفتم

چہ گرمی داشت یا پروانہ دیدم شمع محفل را
تغافلہای او در دل گذشت از انجمن رفتم

نہ گردد پای بند جا نگاہ از ان عطف دامانی
برنگ شمع در پیراہن واز پیراہن رفتم

بگلشن بے تو از بس مضطرب بودم تسلی را
گہی لب بر گل شستم گہی پیش سمن رفتم

برنگ بوی گل از ضعف نتوان ضبط خود کردن
نسیمی دست در دامن زد و از خویشتن رفتم

بروبیش لاف گل با قد او لاف صنوبر بین
تو باش ای بلبل و قمری درین گلشن کہ من رفتم

بہار مشرب آزادگان رنگ دگر دارد
بمسجد خندہا کردم ببیت لعنہ زن رفتم

شہیدان تو از زخم سوال آسودہ اند آنجا
بحمد اللہ کہ من زخم تو پنہان در کفن رفتم

ملب صد نغمہ از آزردہ یا حسرت در دل
باین داغ وفا از پیش یاران وطن رفتم

زمن ببہ بزم صہبائی اگر من از پی تحسین
متاعی ناروا برکف بہ اہل سخن رفتم

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے صاحبقران جاتے ہیں کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا جو ذکر مہمان نواز نے کیا تھا موافق اُسی بیان کے چہار دیواری باغ کی معلوم ہوئی صاحبقران قریب دیوار باغ پہونچے دیکھا دروازہ باغ کا بند ہی صاحبقران حیران ہوے کہ کیا کریں اور اندر سے باغ کے گانے کی آواز آتی ہی کہ کوئی مہ جبین زہرہ مثال اشعار عاشقانہ تصنیف کردہ قمر گا رہی ہی وہ اشعار یہ ہیں نظم مصنف

دیکھا اے ناصح اسے کہتے ہیں نقدیر فراق
خواب وصلت میں جو دیکھوں پاؤں تعبیر فراق

نقشہ وحشت دکھاتی ہی جو تصویر فراق
پاؤں میں اپنے پہن لیتا ہوں زنجیر فراق

رسم وراہ شہر فرقت گئے ہیں سب کوچے الگ
خضر کو رستہ بتا دیتے ہیں رہگیر فراق

ترکش سینہ سے اے قاتل نکلتا ہی نہیں
ہو گیا ہی کیا لب معشوق یہ تیر فراق

ملک غم کی اُسنے سب تحصیل ہمکو بخش دی
اے قمر ملتی ہی کسکو ایسی جاگیر فراق

کوئی نازنین یہ اشعار دن کو اس دھن میں گا رہی ہی کہ دل بیقرار ہو گیا اور ایک آواز نحیف و نزار آتی ہی اے رنگین ادا یہ کیسے اشعار پڑھے دل کو بیتاب کر دیا خانہ دل غم و الم سے بھر دیا دل چاہتا ہی کہ انہیں اشعاروں کو سنیں جائیں رنگین ادا نے جواب دیا انہیں مصنف صاحب کے دو تین شعر متفرق اور یاد ہیں کہا اے رنگین ادا پڑھو پھر یہ آواز آئی نظم تصنیف کردہ مصنف

آہ کرتے ہیں جو اشک آنکھوں میں بھر آتے ہیں
لب دریا ترے دیوانے بہو اٹھاتے ہیں

خار تلووں سے نکالے نہیں ہوش آیا
مدعای وحشت دل یار بیٹھے جاتے ہیں

صبر و طاقت بھی نہیں دشت میں اب دیتے ساتھ
الم ہوای وحشت دل یار بیٹھے جاتے ہیں

ان اشعار پر وہی صداے نحیف و ضعیف آئی کہ اے رنگین ادا کیا مصنف نے مطلع کہا ہی اور کیا خوب دونوں شعر فرمائے ہیں آج تو تو نے سب اشعار اسی رنگ کے گائے صاحبقران گرد باغ کے چرخ مارنے لگے پہلو میں باغ کے دیکھا ایک موری پختہ اُسمیں سلاخہاے آہنی نصب ہیں امیر نے ایک سلاخ کو کاٹا اُسی موری کے اندر سے گئے لباس پارہ پارہ ایک نخل کے سامنے میں جا کر بیٹھے دیکھا وسط باغ میں ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش معقول بچھا ہی ملکہ غنچہ آہ زرو ے دلکشا

سرنگون چہرہ فق درد ہونٹھون پر آہ سرد جھکی بیٹھی ہین اور ایک نازنین شعلہ جوالہ اس مزے سے یہ اشعار گارہی ہو سب قمر صاحب کے اشعار اسکو یاد ہین گویا شاگرد قمر ہو اب ان اشعارون کو گانا شروع کیا نظم قمر

مین پاؤن ہیسر و پا کسطرح وہان کی خبر
ہمیرون کو نہ اڑ دل ملی جہان کی خبر

وہ دل مین رہتے ہین پہ درد دل سے کام نہین
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر

لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

رنگین ادائے جو یہ شعر گائے چہل پہل کے بتانے لگی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ٹھنڈھی سانس بھر کے فرمایا اے صاحب شہریار سے تو صبح کو ساحر سے مقابلہ ہی مگر بیچاری سلماے گو سرپوش پہ کیا گذری قید خانے مین کیسی گھبراتی ہوگی نام ملکہ سلما کا سنکر صاحبقران بو گھبرائے آنکھون کے آگے تصویر ملکہ سلما کی پھری قصد ہوا کہ سامنے ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکشا کے جاؤن حال ملکہ سلما کا پوچھون کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کوئی ہزار جادوگرنیان تخت کو گھیرے ہوے وہ تخت آکے اترا ملکہ اس جادوگرنی کو دیکھکر گھبرا گئین اسنے آکر ملکہ کو سلام کیا کہا حضور کئی دن اس باغ مین گذرے شہنشاہ آپ کے مہمان تشریف رکھنے سے گھبراتے ہین آپ کو طلب فرماتے ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ صاحب میرے مقدمے مین کسی کو کیا دخل ہی جہان میرا دل لگیگا وہان رہونگی اس جادوگرنی نے کہا آپ ایسا نہ فرمائیے آپ کو اپنے مقدمے مین ایسا اختیار نہین ہی اسوقت چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی مطلب یہ ہی کہ آج صلاح گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہی آپ بھی صلاح مین شراکت کرین ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کے کہا کہ ای نگار جادو تجھکو میرا حال بھی معلوم ہی مین اپنا حال کیا کہون تیرے ساتھ کیونکر جاؤن یہ حال ہی کہ قلب پہ ہجوم غم و ملال ہے نظم

کشتۂ تیغ دلستان ہی دل
ہو سبک تن محبت گران ہی دل
سانس آتی ہی تن مین رک رک کے
آج خالی ترا مکان ہی دل
یاد مین کس کے دست رنگین کے
تودۂ تیر بے کمان ہی دل

مرغ بسمل صفت طپان ہی دل
آج کچھ صبح سے تڑپتا ہی
کسقدر میرا ناتوان ہی دل
نیند آتی ہی چین سے مجھکو
صورت چشم خونفشان ہی دل
نور مجھکو یہان نہ سمجھو تم

جان کے ساتھ جائے دل بھی مرا
صورت مرغ نیم جان ہی دل
نہ تو تو ہی نہ جان ہی تن مین
آج کل مجھپر مہربان ہی دل
تھک گیا ہون جو ہجر کی صورت
مین وہین ہون مرا جہان ہی دل

ہر چند ملکہ نے یہ اشعار رو رو کے پڑھے اپنا حال ظاہر بھی کیا اسنے یہی کہا کہ ای فگار مین اسوقت تو نہ جاؤنگی نگار نے کہا نہ جائیے مگر میرے تخت پر تو سوار ہو جیسے ملکہ اچک کے اس تخت پر بیٹھین ہا جادوگرنی نے ہاے یہ تخت پر ہاتھ ڈالا اور لیکر بلند ہوئی تمام کنیزین پر پرواز پیدا کرکے ساتھ چلین امیر بیقرار ہوکے دوڑے محل کی ٹھوکر لگی گرکے بیہوش ہو گئے اب جو آنکھ کھلی دیکھا سجادے پر بیٹھا نماز پڑھ رہا ہون مہمان نواز عرض کر رہا ہی ای شہریار چلیے لشکر میدان کارزار مین پہونچ گئے حضور کے سب انتظار مین ہین صاحبقران اپنے حال پر حیران کہ بقول شاعر فرد چمن مین دفن ہوا کوئی یار مین نکلا ✦ زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہون مین ✦ خیال مین یہ ہی کہ اگر مین مہمان نواز سے کہون کہ مین باغ مین ملکہ کے گیا تھا تو یہ کیونکر یقین مانیگا صندوق سلاح طلب فرمایا مسلح ہوکے طرف

میدان کارزار کے چلے مگر سوچ رہے ہین کہ یا صاحبقران یہ واقعہ تمنے خواب مین دیکھا یا اصل مین رستہ طے کرکے گئے کیا کسی سے ذکر کرین خواب تو نہ تھا عین بیداری تھی تقدیر کی کمی مزاج کی برہمی دیکھین اب میدان کارزار مین کیا گذرے افسوس ہی کہ ملکہ سے کلام نہ کرنے پائے صحبت مین بھی جا کر نہ بیٹھے اس مبتلاے دام مصیبت سے کچھ کلام ہوتا امیر تو اس خیال محال مین میدان کارزار مین پہونچے صفین جمین خارستان صحرا نشین لشکر کو ساتھ لیے ہوے نرگستان خوش چشم پہلو مین کھڑا ہی اول صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت نے کڑکا کہا نرگستان نے اپنا مرکب نکالا میدان مین آ کے آواز دی ای مہمان نواز تو نے یہ غضب کیا اپنے گھر مین طلسم کشا کو مہمان کیا اب میرے مقابلے مین آؤ صاحبقران نے مرکب باد رفتار بڑھایا سامنے مہمان نواز کے آ کے کہا ای مہمان نواز اجازت میدان مہمان نواز تخت سے کود دست بستہ عرض کی آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غلام مقابلے مین جائیگا دشمن کو جواب دیگا حضور تکلیف نہ کرین ایسا ہو سکتا ہی کہ میزبان تماشا دیکھے اور مہمان میدان کارزار مین جائے یہ ہمارے یہان کا دستور نہین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای مہمان نواز یہ غیر ممکن ہی ہرچند صاحبقران چاہتے ہین میدان کارزار مین جاؤن مگر مہمان نواز قدمون پہ گرتا ہی کہ مین آپکو میدان مین نہ جانے دونگا صاحبقران ہرچند غصہ کرتے ہین مگر مہمان نواز قدمون سے نہین ہٹتا ہی دیر جو ہوئی نرگستان نے آواز دی تم مین سے کوئی میرے مقابلے کو نہین آتا مین وہین آتا ہون صاحبقران نے فرمایا امیر تاجدار جلیل کیون ساحر سے ذلیل کراتے ہو اس ملعون کی یہ مجال ہی کہ ایسے کلمات کہے مین ابھی جا کے اسکو زبان تیغ سے جواب دیتا ہون صاحبقران دامن چھڑا کے چلے ہین کہ از پردۂ بیابان گرد بے برخاست گرد بار یک اڑی سب اسی طرف متوجہ ہوے دیکھا ایک مرکب مشکین بہ ہنر باساز مرصع کار طرارے بھرتا ہوا آتا ہی

نظم

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم باعدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی جسپہ ہمیشہ ہلال
بیرہ گران ہی وہ پاسنگ ہی
اس کیفیت سے مرکب آتا ہی

صبا ٹھوکرین کھا رہی ہی دونون لشکرون سے آسمنت وآفرینا کی صدا آرہی ہی پشت مرکب پر نقابدار جواہر پوش نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچپکاتا ہوا اسنان نیزہ مثل زبان افعی چمکتی ہوئی تیغۂ ہلالی حمائل کمر مین سپر فولادی پشت پر خنجر کمر سے لگا ہوا نہایت سج دھج سے قریب نرگستان آ کے پہونچا آواز دی او نامرد مردون کیے یا پوش کی گرد مہمان نواز نے تیرا کیا نقصان کیا ہی کہ تو اسپر لشکر کشی کرکے آیا جلد حربہ کر نرگستان نے کہا ای نقابدار بقول شخصے دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر شاہان طلسم کی عملداری مین رہتا ہی اور ہمارے مقابلے کو آیا ہی نقابدار نے کہا زمان عملداری شاہان طلسم گذر گیا اب زمانہ شاہی طلسم کشا کا ہی وہ جلیل سامنے کھڑا ہی ایسا نہو اسکو غصہ آ دے حربہ کر نرگستان نے کہا ای نقابدار تیرا کیا نام ہی اگر شاہان نور افشان پوچھینگے کہ کس سے مقابلہ کیا تو کیا نام بتاؤن نقابدار نے کہا نام ہمارا سنان نیزہ و جوہر شمشیر سے آشکارا ہوگا تیرا سحر کرنا بیکار ہوگا صاحبقران

یہ حال ہو کہ کلیجہ پکڑے ہین فرماتے ہین کیون ای تاجدار یہ وہی نقابدار ہی جو دربار گاہ تک آیا تھا مہمان نواز عرض کرتا ہی ای شہریار نقاب چہرے پہ ہی مین کیونکر پہچانون اتنا بھی نہین آگاہ کہ یہ نقابدار کہان سے آیا امیر حیران پریشان ہر مرتبہ چاہتے ہین گھوڑے کو بڑھاؤن مہمان نواز قدمون سے لپٹ جاتا ہی کہتا ہی غلام امیدوار ہی کہ یہان آپ بطور مہمان ہین کوئی تکلیف نہ پہونچے وہان نرگستان نے گولہ مارا نقابدار نے گولے پہ سنان نیزہ لگائی گولہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین مین غرق ہوگیا نیزے کو داہنی بغل مین پیچ و تاب دیتا ہوا اشتعل آہ عاشقان و کاکل معشوقان سینۂ نرگستان کو تاکا تاک کر نیزہ مارا نیزہ سینے نرگستان کے پڑا تو دو دست پشت کے پار گذرا یک دیگر پشت گردن سے اُسکو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا نرگستان فی النار والسقر ہوا نقابدار نے نرگستان کو مارکے نیزہ ہلایا آواز دی ہی خارستان صحرائی تمہارا اکا تا سب کی آنکھون مین کھٹکا اسوقت ہمکو بھی خار ہی کوئی بھی تیز آنخوار ہی کسی کو بھیج پیچ فساد کا پیچ جادو دوڑ پڑا بقول شخصے جڑ فساد کی آتی ہی پانچ چار سحر نقابدار پہ پہونچے نقابدار نے نیزہ مارا پیچ جادو کے سینے پر پڑا کہ پشت کو اسکی توڑکر پار گذرا سات ساحر پیچ و ثمر و برگ و ترک وغیرہ ایک کے بعد ایک نکلے شام تک نقابدار نے سات جادوگر مارے ہر ضرب پہ امیر آفرین کرتے ہین یہی فرماتے ہین نقابدار بڑا مرد سپاہی ہی ساحرون پہ کس زور و شور سے جا پڑا کون اسکا مقابلہ کر سکتا ہی جو مقابلہ کریگا مارا جائیگا اسکے ہاتھ سے پناہ نہ پائیگا شام کو نقابدار نے مرکب مہمیز کیا ہر چند پکارا مگر خارستان مقابلے مین نہ آیا انکھین چھانک کر رہگیا نقابدار مرکب اڑاتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا خارستان یہ کہکر پلٹا ای مہمان نواز آج تو یہ نقابدار مفلوک آیا تم سب بچے کل میرے ہاتھ سے کہان بچکر جاؤگے یہ کہکر پلٹا صاحبقران کو مہمان نواز ہمراہ اپنے خاطر و مدارات کرتا ہوا لیکر آیا صاحبقران قدم بقدم یہی پوچھتے ہین کہ ای مہمان نواز تمھاری مہمان نوازی نے شرمندہ کیا مین تمسے ممنون و محجوب ہون لیکن مقام تاسف ہی کہ جو کچھ ہم پوچھتے ہین اُسکا جواب صاف نہین دیتے اب آج اپنا وعدہ وفا کرو تمنے کہا تھا کہ باغ رنگین مین لے چلینگے مہمان نواز نے عرض کی حضور اب اسکو نہ پوچھین شب کی باتون کو حضور یاد کرین غلام پھر نہ بیدار کرین حال کھل جائیگا حضور اپنے نزدیک سوچکر خاموش ہو رہین حضور ہی کی گستاخی نے یہ تماشا دکھایا کہ نقابدار میدان کارزار مین آیا مجھے زیادہ بے ادبی کی باتین کہنا مناسب نہین آپ کے رنج و ملال کا طالب نہین یہی چاہتا ہون کہ حضور کو ملال نہ پہونچے جو دو چار روز مجھے سرفراز کرین کوئی ملال ذات اقدس کو نہ پہونچے اس نکتے کو سنکر صاحبقران خاموش ہوے حیران تھے کہ رات کو میرا جانا اسپر کیونکر کھلا سرنگون ہوے مہمان نواز صاحبقران کو لیکر دربار مین آیا صاحبقران کو دنگل رستم پر جلوہ دی امیر کے خیال مین گذرا کہ آج شب کو پھر جائینگے اور یہ بھی امیکو خیال آیا فرد کار خود بما خود کنم تا خوب آید گشت من بکس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من جیسے ہی صاحبقران کے یہ دل مین آیا مہمان نواز مسکرایا کہا ای شہریار جو کام حضور کرین سمجھکر کرین اپنی لیاقت کا خیال رکھین ایسا نہو دشمنون پہ کوئی افتاد پڑجائے صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران تو اس خیال مین کہ شب کو جاؤنگا معشوق پریچہرہ کو دیکھونگا جب خادمون کو ہٹا دیا امیر نے لباس شب روی ذات پہ آراستہ کیا نگار کا ذکر عرض کیا جاتا ہی کہ نگار جادو جو ملکہ اپنے ساتھ لیگئی اسنے مکان ہلالی عرض کی

ای ملکہ عالم آپ کی گستاخی شاہان طلسم تک پہونچ چکی مجھے آپ کی نگہبانی کا حکم ہی آپ کو آگاہ کرتی ہون کہ طلسم کشا آپ کے باغ مین آ گئے تھے یقین تھا کہ آپ سے ملاقات کرتے مین کتاب سامری دیکھ کے پہونچی آپ کو لے آئی اب آپ دو چار روز یہین تشریف رکھیے باغ نگارین مین نہ جائیے ملکہ نے کہا مجھسے تو ایک مقام پہ نہ بیٹھا جائیگا ای نگار جادو جس کسی نے ایسی خبر تمسے کہی ہی سراسر خلاف ہی مین گل واسطے شکار کے ضرور جاؤنگی نگار جادو نے ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا کو ایک بارہ دری مین رہنے کا مقام دیا ہی اور ایک پرچہ کاغذ کا کنارے آکے لکھا مضمون یہ تھا کہ ای سیلاب جادو گرفتاری طلسم کشا کی مین نے تدبیر کرلی تمپر بھی ایک روز آفت آئیگی تمنے ملکہ سلسلے گوہر پوش دلیلا سے عنبرین مو کو کلیت پہونچا پائی ہی طلسم کشا کو دو باتون کی تلاش ہی تلاش لوح اور تلاش قید ملکہ سلسلا جسوقت انکو معلوم ہو گیا کہ میان سیلاب جادو نے یہ آفت بپا کی ہی طلسم کشا ضرور تمہارے پاس پہونچیگا جسدن طلسم کشا لوح پا گیا کوئی کچھ نہ کرسکیگا بہتر یہ ہی کہ صبارے صبا دم عیارہ کو میرے پاس روانہ کرو مین طلسم کشا کو گرفتار کرادون اور خدمت مین شاہان طلسم کی بھیجدون یہ مقدمات راز و نیاز ہین کسی اور پر ظاہر نہونے پائین یہ نامہ ایک ساحرہ لیکر پاس سیلاب جادو کے پہونچی سیلاب نے نامہ پڑھتے ہی صبارے صبا دم عیارہ کو بلا کے حکم دیا کہ پاس ملکہ نگار جادو کے جاؤ جو حکم دین بجا لاؤ وہی جادوگرنی لیکر صبارے صبا دم کو پاس نگار کے آئی نگار کے پاس جب صبارے صبا دم پہونچی تو نگار اسکو لیکر ایک گوشے مین آئی ملکہ تو اُس بارہ دری مین ہین کنیزون کو الگ کر دیا تنہا بیٹھی رو رہی ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ ای پروردگار صاحبقران نامدار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا اپنی تو یہ کیفیت ہی کنگھی چوٹی سب چھوٹی آئینے کے نام سے نفرت ہی اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

ہو گیا ہی حیرتی روے دلبر آئنہ
پشت بر دیوار ہی رہتا ہی اکثر آئنہ

کیون مکدر ہو گئے ٹوٹا جو گر کر آئنہ
تمکو دل کا دینگے ہم بہتر سے بہتر آئنہ

ای حسین دکھلا نہ اپنا آتشین رخسار تو
پارے کی صورت بکھر جائیگا اڑ کر آئنہ

گر گئی ہی آنکھ کیا تجھسے کہ قسمت لٹ گئی
اسکو ہی آٹھون پہر تیرے برابر آئنہ

غسل کرکے آئنے خانے مین جانا کیا ضرور
رکھتا ہی مٹی کی لکڑی دخل چشم جو ہر آئنہ

ہی مرقع کا مرقع میرے سینے مین بھرا
دل مرا تصویر کھینچنے کا ہی دفتر آئنہ

صاف کر دل گو کہ منظور نگاہ حسن ہو
پریون کے جھرمٹ ہی مین رہتا ہی اکثر آئنہ

لازم و ملزوم دونون ہین ازل کے روز سے
مین ہون سیماب اور تو ہی ای ستمگر آئنہ

خاکسارون سے ملو دل جو چاہو حسن کی
خاک سے شفاف ہو جاتا ہی اکثر آئنہ

یون تو ہیش یار رہنے کو نہین کرتے ہین منع
آنکھ رغبت کی مگر ڈالے نہ اسپر آئنہ

صبح دم منہ دیکھ لیتے ہین تصور مین ترا
ہم نہین رکھتے سر بالین بستر آئنہ

رلب و یا لبس سے بھرے ہین اپنے سارے شعر صاف
جسطرح پر آب بھی ہی خشک بھی ہر آئنہ

لیکے دل میرا وہ شوخی سے یہ بولا ای صغیر
کیا ہوا وہ آپ کا ای بندہ پرور آئنہ

دل سے کہ رہی ہین کہ ای غنچہ آرزوے دلکشا دیکھیے غنچہ آرزو کیونکر کھلے اس شہریار سے اہالیان طلسم

باغی ہو رہے ہین تمام عالم دشمن ہی معبود تیمور نگے ہاتھ سے اس شہریار کو بچاتا مجھے روز سیاہ نہ دکھاتا جب یاد صاحبقران کی آتی ہی دل گھبراتا ہی شب بھر تڑپتی ہین صبح کو نقابدار ہنکر پہونچتین خارستان صحرائی کے سات جادوگر مارے شام کو خوشی خوشی آئین نگار جادو نے پوچھا واری آج کہان شکار کھیلا اسنے جواب دیا کہ آج خوب شکار ہوا بڑے بڑے سات آہو مارے نگار جادو خاموش ہو رہی کنیزون نے آکر گھیر لیا ملکہ جاکر بارہ دری مین بیٹھین نگار جادو نے صبائے صبا دم کو بلایا کہا ای صبائے صبا دم کل اہالیان طلسم کی جان بچاتا ہی تم باغ نگارین مین جاؤ بائین پر گلشن کے جو فلان نخل ہی اسکے سائے مین آکے صاحبقران بیٹھینگے ایسے طور سے پہونچنا کہ امیر تمکو نہ دیکھنے پائین صبائے صبا دم نے عرض کی واری ہو ابھی میرے سامنے ٹھوکرین کھاتی ہی اسطور سے جاکر چھپون کہ سایہ نخل بھی مجھے نہ دیکھ سکے مین تو ہمیشہ سے اسی فکر مین تھی جسروز سے میان سیلاب جادو ملکہ گوہر پوش کو عاشق ہو کے لائے اور اوپر جبر ہوتے ہین انکی بیتابی پر دشمن روتے ہین جبر انکا دن بدن بڑھتا جاتا ہی ملکہ کا ضعف بڑھ گیا مجھکو ہر وقت خیال تھا کہ میان سیلاب کی فکر کرنے خواجہ عمرو ضرور آئینگے کیونکہ لیلائے عنبرین مو پر خواجہ عمرو عاشق ہین لیلا انکے گانے پر مائل ہوئی قید خانے مین بھی یاد کیا کرتی ہی پہر رات گئے صبائے صبا دم روانہ ہوئی باغ نگارین مین آئی اُس درخت کو پہچان کر حلقہ ہائے کمند لگائے پتون پر بیہوشی ڈالی پھولون کو آغشتہ بہ بیہوشی کیا باغ مین اپنا رنگ جمایا مثل بوے گل ایک گوشے مین مخفی ہو کے بیٹھی لیکن صاحبقران زمان لباس شبروی جسم پر آراستہ کرکے قلعے سے باہر نکلے اندھیری رات صحرا کا سناٹا گھبرا کے چار جانب دیکھتے ہین بیتاب ہو کر فرماتے ہین نظم

نہ کٹنے پھر بھی عمر خضر زلف پریشان کو ۔۔۔ جو شاعر دیکھتے طول شب تاریک ہجران کو
بلا پاک مرغ دل مجروح عاشق کی اگر ٹانکو ۔۔۔ تو لاؤ سوزن مژگان مین تار زلف پیچان کو
مجھے سودا ہی اک لیلی ادا کی زلف مشکین کا ۔۔۔ کرون مین سرمہ چشم جنون خاک بیابان کو
وہ اٹھکر دو قدم چلتے ہین جب اک حشر ہوتا ہی ۔۔۔ قیامت جانتا ہون قامت موزون جانان کو
بُرے ہیں عقل ہین تشبیہ جو شاعر اس سے دیتے ہین ۔۔۔ ترے ہونٹھون سے کچھ نسبت نہین لعل بدخشان کو
چلا ہی درد و رنج و آہ و نالہ لیکے ساتھ اپنے ۔۔۔ تامل سے ذرا تم دیکھنا اس قول کے سامان کو
عجب تجھکو خدا نے نور کا پتلا بنایا ہے ۔۔۔ خجل کرتا ہی تیرا حسن عارض ماہتابان کو
یہی ای نور ہنگام سحر اپنا وظیفہ ہی ۔۔۔ خداوندا دکھا دے آج تو اس مہر تابان کو

اس تردد مین گرتے پڑتے اُس شب تیرہ و تار مین راہ کو طے کرکے قریب دیوار باغ پہونچے جس جگہ پہلے سینچے کاٹ کے گئے تھے اُسی موری سے سر نکال کے دیکھا کہ آج باغ مین سناٹا پڑا ہی سمجھے کہ کہین تشریف لے گئی ہونگی وقت پر آئینگی صاحبقران باغ مین آئے اُسی نخل کے سائے مین بیٹھے اسی انتظار مین کہ اب معشوق کی زیارت ہوگی خیال مین اُس گل خوبی کے پھول توڑ توڑ کے بو سونگھتے ہین دل سے فرماتے ہین اُسی گل باغ محبت کی بو آتی ہی غنچہ و گل توڑ توڑ کے سونگھ رہے ہین بیہوشی بھی وہان بچھی ہی جہان پیر رکھا خاک اڑی وہ بیہوشی دماغ مین پہونچی پھول بھی سونگھ رہے ہین وہ بیہوشی بھی تاثیر کرتی ہی صبائے صبا دم گوشے سے دیکھ رہی ہی دل مین اپنے خوش ہی کہ میری

عیاری تاثیر کر رہی ہی مگر صاحبقران پھولون کو سونگھتے جاتے ہین اور یہ اشعار جوش محبت غنچۂ آرزو مین پڑھتے جاتے ہین نظم

گل کر دیا جو اُس گل تر نے چراغ گل — ڈھونڈھا چراغ لیکے نپایا سراغ گل
زردار سب ہین نشۂ عشرت سے بے نصیب — لبریز ہو شراب سے کیونکر ایاغ گل
ہنسنے زبان موج ہوا سے سنی یہ بات — مانند داغ لالہ زر گل ہی داغ گل
اُس گل کی بو جو باغ مین گل لیگئی نسیم — ہر موج بوے گل ہوئی بوے دماغ گل
دشمن سے بھی نہین ہی حسینون کو کچھ ضرر — رہتے ہین آب و باد مین روشن چراغ گل
اے رشک گل خزان مین جو کرتی ہی جستجو — پاتی ہی تیری کفش مین بلبل سراغ گل
بلبل شراب عیش سے کیا بدنصیب ہی — لوٹا ہوا ہی روز ازل سے ایاغ گل
ملتا نہین خزان مین کہین جس روش سے گل — ملتا نہین بہار مین بلبل دماغ گل
طاؤس دیکھے بلبل شیدا کا حوصلہ — دل مین برنگ غنچۂ لالہ ہی داغ گل
اکثر وہان خزان ہی ہمیشہ جہان بہار — دل باغ باغ عشق ہی بلبل وہ باغ گل
ناسخ شراب پی شب تاریک ہی تو ہو — روشن ہین صحن باغ مین ہر سو چراغ گل

صاحبقران یہ اشعار پڑھتے پڑھتے گھبرائے معلوم ہوا کلیجے مین آگ لگ گئی حیران ہوے کہ بوے گل نے یہ کیا کیا اُٹھے کہ اُٹھکر ٹہلون کہ جلن دل کی موقوف ہو اُٹھتے ہی دل بیٹھا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے صباے صبادم گوشے سے نکلی اپنی عیاری پر ناز کیا کہ مجھسے بڑا کار نمایان سرزد ہوا اب ملکہ نگار کیسی خوش ہونگی اب طلسم کشا قتل کیے جائینگے سامنے شاہان نورافشان کے بیان کرونگی کہ بیچ لڑکے حمزہ کو زیر کیا صحرا مین حمزہ کو لوکا لڑتے لڑتے حباب مار دیا اور بیہوشی د باغ مین دی حلقۂ کمند سے ہاتھہ پانؤن باندھے چادر عیاری مین پشتارہ لپیٹا دوش پر پشتارہ لگایا لیکن دیکھا کہ صبح قریب ہی اے صباے صبادم دور جانا ہی باغ مین تو سناٹا ہی نہ انسان نہ حیوان دو چار بڑھیان جا بجا غنچون مین پڑی ہین بقول شخصے وہ ہوا کو گیا دیکھ سکین حسبت و خیز کرتی ہوئی در باغ سے نکلی طرف ملکہ نگار جادو کے قصر کے چلی یہ تو حسبت و خیز کرتی ہوئی صحرا مین جاتی ہی لیکن مہر سپہر عیاری جو کوہ ہفت جوش سے لوٹ مار کر اُترے صاحبقران کا جانا بھی دیکھا دوکانین بھی سب لوٹین اب حسبت و خیز کرتے ہوے بھاگے صورت صحرا کی تبدیل ہو گئی تھی عقل سے سوچے کہ ہفت جوش بیابان کا مالک تھا وہ مارا گیا اس وجہ سے صورت صحرا کی تبدیل ہوئی حسبت و خیز کرتے ہوے جاتے ہین اب صورت صاحبقران کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جوش محبت آقاے نامدار مین دل بیقرار خیال مین ہی اے خواجہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری اب یہی دل کو خیال ہی کہ اپنے آقا تک کیونکر پہونچون اے عمرو یہ طلسم سخت و سنگین ہی دو پہاڑ ایسے ایسے جلیل فتح ہوے کہ جنکا ذکر پہاڑ ہی اور پھر ابھی تک لوح کا پتہ نہین ملتا رات کا وقت صحرا کا سناٹا فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی کا بچھایا ہی ذرہ ہاے بیابان مہر آسمان سے ہمسری کر رہے ہین طائر آشیانی مین چہک رہے ہین اسطرح کا جو سامان صحرا مین نظر آیا ملکہ لیلا سے عنبرین موکی یاد آئی خواجہ کا

دل بیقرار ہو گیا دل سے کہتے ہیں خواجہ عمرو نہیں معلوم اُس گوہر ملتا ہے۔ بحر خوبی پر کیا گذری ہوگی بے اختیار پکار اُٹھے

نظم

تمھارے ہجر میں بنجہ ملال ہی کہ نہیں
ملاحظہ ہو مرا عجب حال ہی کہ نہیں

خدا ہی جانے اُنھیں کچھ خیال ہی کہ نہیں
مرے فراق کا دل میں ملال ہی کہ نہیں

کلام آپمین ہی رنج ملال ہی کہ نہیں
بتاؤ یار سے اب بول چال ہی کہ نہیں

دکھا کے عارض پہ نور وہ لگے کہنے
ترقیوں پہ یہ ماہ کمال ہی کہ نہیں

سبب وہ کہتے تھے نفرت ہی تیری صورت سے
رُچا لیا اُنھیں مجھ میں کمال ہی کہ نہیں

ہزاروں اُنگلیاں اُٹھتی ہیں مہر نظارہ
وہ کہہ رہے ہیں کہ ابرو ہلال ہی کہ نہیں

چکھا کے ذائقہ عتاب لب کا وہ بولے
بتاؤ اب تو طبیعت بحال ہی کہ نہیں

رکاب ہی جو مہ نو تو کہکشان ای چرخ
سمند نازکی یہ سر دوال ہی کہ نہیں

یہ آفتاب پرستوں سے پوچھیے اک دن
ضیا میں مہر درخشان وہ گال ہی کہ نہیں

سوال ہی مرا ای دل یہ موشگافوں سے
ثبوت اُنکی کمر کا محال ہی کہ نہیں

یہ بات پوچھنی زیبا ہی خوش جمالوں سے
وہ ماہ حسن عدیم المثال ہی کہ نہیں

کمر کو تار شعاعی کہا تو وہ بولے
کہ یاد اور بھی کوئی مثال ہی کہ نہیں

کھلیگا تجھسے معما یہ غیب دانوں سے
وہاں بار میں جاے مقال ہی کہ نہیں

ہلاک چلکے کیا نرد جان عاشق کو
خرام یار بھی چوسر کی چال ہی کہ نہیں

عبث ہی عذر تمھیں دل کے پھیر دینے میں
تمھارے پاس امانت یہ مال ہی کہ نہیں

کیا اسیر بلا میرے طائر دل کو
تمھارا گیسوے پر پیچ جال ہی کہ نہیں

بس فنا ہی قیامت کا سامنا غافل
کچھ اپنے جرم پہ بھی انفعال ہی کہ نہیں

وہ گل ہی صبح سے مصروف سیر گلچینی
شجر ہر ایک چمن میں نہال ہی کہ نہیں

وہ عکس زلف کا عارض پہ دیکھکر بولے
اس آئینے میں بتاؤ تو بال ہی کہ نہیں

سیاہ فتنہ دلیل لوز ہی گناہوں سے
مآل کار کا بھی کچھ خیال ہی کہ نہیں

ان اشعاروں کو خواجہ پڑھتے ہوے شب ماہ میں چلے جاتے ہیں یہی خیال ہی کہ اپنے آقا تک پہونچوں نہیں معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری خدا کرے لوح ملگئی ہو لیکن ای عمرو لوح کا ملنا بہت دشوار ہی قلیل رات باقی رہی کہ خواجہ تھک گئے ایک نخل کے سائے میں لیٹے انتشار میں نیند نہیں آتی خواجہ تڑپ رہے ہیں کہ یکایک دیکھا کہ عیار کامل ماہ تابان چرخ نیلی سے جست وخیز کرتا ہوا فوج شاطران ثوابت وسیارگان ہمراہ جاکر قلعۂ مغرب میں مخفی ہوا خواجہ عمرو تڑپ رہے ہیں سپیدۂ سحری ظاہر ہونے لگا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک عیارہ طرارہ قنطورہ ہاے زرلفتی سے آراستہ چست و چالاک بیباک پشتارہ دوش پر کھینچی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہو گیا کہ یہ کون ہی پشتارہ کسکا لیے جاتی ہی خواجہ آنکھیں ملتے ہوے اُٹھے شاہراہ ایک مقام دیکھکر حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے وہ عیارہ آتے آتے قریب کمند کے پہنچی

دل دھڑکا پشتارہ سنبھالنے لگی پشتارہ سنبھالنے مین چادر جو چہرے سے ہٹی عمرو نے دیکھا صاحبقران پشتارے مین بندھے ہین اب تو ایسا بیقرار ہوا کہ چاہتا ہی جا پڑون یہ کون ظالم ہی آقاے نامدار کو کہان پایا وہ عیارہ اُسی مقام پر ٹھہری دیر تک چہار جانب دیکھا کچھ نظر نہ آیا سوچی کہ اتنے بڑے شخص کو گرفتار کیا ہی جسکا عالم مین مثل نہین اُسکا پشتارہ لیے جاتی ہون کیونکر نہ دل بیتاب ہو یہ سوچ چار جست کی بیچ حلقہ ہاے کمند مین آ کے پہونچی عمرو نے شیر کی آواز دی صباے صبادم سمجھی یہی باعث دل دھڑکنے کا تھا گرنا تھا کہ عمرو نے جھٹکا مارا صباے صبادم گری عمرو نعرہ کرکے نکلا حباب مارا وہ بیہوش ہوئی عمرو نے پشتارہ صاحبقران کا کھولا خیال مین آیا کہ ابھی انکو ہوشیار نہ کرو امیر کو تو عمرو نے زنبیل مین رکھا عیارہ کی مشکین باندھین اب دن نکل آیا ہی عمرو نے صباے صبادم کو درخت سے باندھکر ہوشیار کیا صبا کی آنکھ کھلی دیکھا عمرو کوڑہ لیے کھڑا ہی کہا او مکارہ بتا تیرا کیا نام ہی آقا کا پشتارہ کیون لیے جاتی تھی کسنے تجھکو بھیجا تھا مفصل بتلا ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا صباے صبادم بھی الٹی خلاف باتین کہنے لگی عمرو نے کہا اے نازنین ان باتون کو مین قبول نکرونگا جب صاف صاف بتلائیگی تب مجھکو یقین آئیگا مین ان واہیات باتون کو نہ مانونگا عمرو نے خنجر کھینچا کہا اے مہ جبین صاف صاف کہو صباے صبادم سمجھی کہ اس ظالم کے سامنے یارا نہ چلیگا آخر کو کہا اے عمرو اگر تو مجھے رہا کردے تو مین مفصل بتلا دون عمرو نے کہا ضرور رہا کردونگا صباے صبادم نے کہا خواجہ نگار جادو نے مجھکو بلوایا صاحبقران زمان قلعہ مہمان نواز پر مقابلہ خارستان مین فروکش تھے ملکہ غنچہ آرزو دلکشا دختر سحر العجائب کے فراق مین بیقرار تھے باغ نگارین مین دیکھنے جاتے تھے نگار جادو کو ازروے ملاحظہ کتاب سامری معلوم ہوا کہ صاحبقران زمان باغ نگارین مین جاتے ہین مجھکو بلوا بھیجا مین نے جاکر صاحبقران کو باغ نگارین مین گرفتار کیا اب مین خدمت مین ملکہ نگار جادو کے جاتی ہون مگر خواجہ تمنے پشتارہ کیا کیا عمرو نے بٹوا دکھلایا کہا اسمین آقا کو رکھا ہی صباے صبادم حیران حیران ہوئی کہا خواجہ مین بھی دیکھنا چاہتی ہون کہ صاحبقران کس مقام پر ہین اور تمنے وعدہ کیا ہی مجھکو چھوڑ دینے کا اب وعدے کو وفا کرو عمرو نے صباے صبادم کو چھوڑ دیا کہا اب تمکو اختیار ہی چلی جاؤ صباے صبادم نے کہا مین صاحبقران کو دیکھونگی عمرو نے گھنڈیان زنبیل کی کھولین کہا لو تماشا بھی دیکھ لو صباے صبادم نے جھک کر دیکھا صاحبقران ایک دنگل زرین پر بیٹھے ہین بڑے بڑے سردار گرد بیٹھے ہین مقدمات ملکی و مالی پیش ہو رہے ہین صاحبقران فیصلہ کر رہے ہین صباے صبادم حیران حیران دیکھنے لگی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ خواجہ عمرو کے تابعدار ہین امیر حیران حیران مکانات کو دیکھ رہے ہین مال و اسباب خواجہ کا ملاحظہ فرما رہے ہین کسی جانب تاج ڈھیر ہین کسی جانب اشرفیون کا انبار ہی امیر فرما رہے ہین عمرو کا مال سب جمع ہی اور پھر رویا کرتا ہی ہمیشہ قول رہا کہ قرضدار ہون صباے صبادم نے پکارا حضور کیا کر رہے ہین عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر صباے صبادم کو زنبیل مین ڈال دیا جیسے ہی صباے صبادم گری دس پانچ لونڈیان دوڑی ہوئی آئین کہا ارے کمبخت کپڑے اُتار دے یہ غرقی باندھ لے توشہ خانہ کا داروغہ آیا اُسنے کہا ارے جلدی کپڑے اُتار کپڑون پر گرد پڑتی ہی صباے صبادم دوہائی دیتی ہوئی دوڑی کہ یا صاحبقران فریاد ہی امیر نے فرمایا

اسکے کپڑے نہ اُتارو ہم دشمن کی ذلت نہین چاہتے داروغہ نے دست بستہ عرض کی آپ کا حکم سر آنکھون پر
لیکن غلامون کی تنخواہ مین کمی ہو جائیگی اخبار نویس فوراً پرچہ لکھیگا حساب پوچھا جائیگا عورت کے کپڑے کیون
نہین اُتارے امیر نے داروغہ کو جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی داروغہ سرنگون ہوا صبا بے صبادم
اُسی میدان مین دوڑنے لگی بقول شخصے ہوا چل رہی ہی حیران ہو کہ کیونکر یہان سے نکلون ایک طرف سے
ایک حجرہ آگے لگا اُس حجرے سے ایک شاہزادی اُتری کئی ہزار کنیزان زرین پوش صبا بے صبادم
نے جھک کر سلام کیا شاہزادی نے پوچھا بی بی تم کون ہو یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا معلوم ہوتا ہی
تازہ وارد ہو صبا بے صبادم نے سب حال بیان کیا اور رونے لگی شاہزادی نے کہا ہمارے ساتھ
رہو ہمنے اپنی کنیزون مین شریک کیا طرف قصر زبرجدی کے چلی صبا بے صبادم نے پوچھا آپ یہان کی
حاکم ہین شاہزادی نے کہا ہم خواجہ عمرو کی کنیز ہین صبا بے صبادم کے ہوش اُڑ گئے صبا تو
اس حال پر ملال مین ہی لیکن خواجہ عمرو نے بعد داخل کرنے صبا کے رنگ و روغن عیاری کا نکالا
صبا بے صبادم کی شکل بنکر تیار ہوے ایک گنوار راہ مین جاتا تھا اُسکو حباب مار کے بیہوش کیا
حلق مین اُسکی گنبد عیاری کا ٹھونس دیا اپنی شکل اُسکو بنا یا پشتارہ اُسکا دوش پر لگایا طرف باغ
لگار جادو کے چلے یہان لگار جادو رات بھر انتظار مین جاگی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صبا بے صبادم
صاحبقران کو گرفتار کرنے گئی ہی ابھی تک واپس نہین آئی کیا معرکہ گذرا کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا
صبا بے صبادم پشتارہ بدوش آتی ہی پکار کر پوچھا اے صبا بے صبادم کیا معرکہ گذرا عرض کی
واری اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی وجہ سے صاحبقرانی صاحبقران کی روشن ہی خارستان اسلام اسی کی
وجہ سے رشک گلشن ہی گل گلزار صاحبقرانی عیار لاثانی ملک عظلی آبادو زبرجد نگار دفرعونیہ اسی نے
مٹایا مشمش کو بدر باد لی بحر قلزم مین جا کر گرفتار کیا لگار جادو نے پوچھا تفصیل حال کہو صبا نے عرض کی واری
مین حمزہ کی فکر مین تھی بیرون باغ سے زنگ کی آواز آئی مین نے نکلکر دیکھا عمرو آتا ہی مین اسپر جا پڑی
رات بھر غنچہ چلا صبح ہوتے گرفتار کیا لیکن واری اسکو ہوشیار نہ کیجیے آج مجھکو بڑی خوشی ہی اب
عیاری کا پردہ دنیا سے خاتمہ ہوا صحبت جشن آراستہ کیجیے خوب شرابین پیین خوب گائین پھر عمرو کو
قتل کرین لگار نے کہا ہوشیار کر کے اسکا حال تو پوچھین کہا واری نہین معلوم کیا کہیگا میرا تو اسکے
نام سے دل کانپتا ہی رات بھر مین اسنے ہزارون عیاریان کین مین نے نہین مانا آخر گرفتار کر لیا
اُسوقت تک کہتا تھا کہ مین عمرو نہین ہون ہوشیار ہو کے نہین معلوم کیا فیل لائیگا لہذا اسکا
ہوشیار کرنا مناسب نہین ہی یہ کہکر عمرو نقلی کو ایک ستون سے باندھا آج صبا بے صبادم
کے ہوش درست نہین ہین لگار جادو نے دیکھا اُچکتی پھرتی ہی لیکن عمرو حیران ہی کہ اسکے قتل
کرنے سے مراد کیا حاصل ہوگی لوح کا پتہ کیونکر ملے لگار جادو سے بیٹھکر باتین کرنے لگے
کہ واری اب طلسم کشا باغ لگار ین مین نہ آئیگا اگر حکم ہو تو مین لشکر مہمان نواز مین جاؤن
خارستان صحرا شکین مقابلے مین اُترا ہی وہان جا کے عیاری کرون حمزہ کو پکڑ لاؤن لیکن حضور
ایک بات کا خوف ہی ایسا نہو حمزہ کو لوح ملجائے تو غضب ہو لوح نہونے پر تو حمزہ کا مقابلہ نہین
کر سکتا ہی صاحب اسم اعظم مقبول بارگاہ رب اکرم لگار کے منھ سے نکلا کہ اے صبا بے صبادم وہ بات تو لگی

طلسم کشا کو فکر ہی اول حصول لوح بعدہ تلاش قید ملکہ سلطانے گوہر پوش اول مجھ تک آکے سیلاب جادو کو طلب کیا جائے جب سیلاب قتل ہو تب ملکہ سلطانے گوہر پوش کی رہائی ہو عمرو نے یہ سنا کہا ملکہ سیلاب کو بلوائیے سیلاب کا نام سنکر نگار نے کہا کہ سیلاب یہان آکے کیا کریگا ای صبائے صبا دم تو نے وہ کار نمایان کیا کہ اگر طلسم کشا کو بھی لائی تو یہ فخر حاصل نہوتا آج وہ شخص گرفتار ہوا کہ جسکا کوئی نظیر نہ تھا اسکو جلد قتل کرو سیلاب جادو کی معرفت سر جائیگا ہمتو سیلاب کے مطیع و منقاد ہین علاوہ سیلاب کے گرداب نے خوب انتظام کیا ہی صبائے صبا دم نے عرض کی کنجی میخانے کی تو کنیز کو دیجیے اس نگوڑے کو فن ساقیگری مین کمال ہی گانے پہ بڑا ناز رکھتا ہی آج وہ وہ گاؤن اور آپ کو رجھاؤن نئے طور سے ڈ بجاؤن نگار جادو خوش ہو رہی ہی کہتی ہی ای صبائے صبا دم جو تیری خوشی ہو مجھے سب منظور ہی صبائے صبا دم نقلی نے میخانے مین جا کے شراب کو خبر اب کیا کنیزون کو آواز دی ای شغلو کہان پھرتی ہو یہان آکے بیٹھو آج وہ شخص قتل ہوتا ہی کہ جسکی ذات سے یہ خوف تھا کو کوئی ساکن طلسم زندہ نہ رہیگا اب سب کی زندگی ہوگی طلسم آباد رعایا دلشاد سب کنیزین آکر جمع ہوئین سب کو صف باندھکر بٹھایا صبائے صبا دم سب کے بیچ مین آکے بیٹھی نے پاس سے نکالی کہا فاری سینے کمال اسکا نام ہی نے بجا کے یہ غزل گانا شروع کی نظم

جلوہ رخ پہ نور کا ہر سو نظر آیا — آئینہ خورشید مین بھی تو نظر آیا
زیر صف مژگان وہ نہین چشم فسون گر — شیرون کے نیستان مین آہو نظر آیا
آنکھون نے خیال لب جان بخش بھلایا — اعجاز سے بڑھکر ہمین جادو نظر آیا
پرتو جو پڑا گال کا خال سر مو مین — تابندہ چراغ شب گیسو نظر آیا
چمکا سر گیسو مین جو افشان کا ذرہ — ظلمات مین اڑتا ہوا جگنو نظر آیا
نشئے کے نہین دیدۂ مخمور مین ڈورے — باندھے ہوے تلوار ہلاکو نظر آیا
اللہ رے تیر مژۂ یار کا پلہ — سینے مین دل زار ترازو نظر آیا
وہ سو کا دہن کلۂ اژدر کا ہوا صاف — آنکھون کو اگر حلقۂ گیسو نظر آیا
دانتون کا پڑا عکس جو زیور پہ گلے کے — ہیرون سے جڑا یار کا جگنو نظر آیا
کہتے ہین کہ تلوار سے کاٹونگا مین کوچے — اب میری گلی مین جو کبھی تو نظر آیا
دھوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجھکو — بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
فانوس ہین مین شمع سر طور کو سمجھا — پردے مین جو اُس حور کا بازو نظر آیا
دم ڈھکہ ڈھلی مین حسرت دیدار مین انکا — گردن مین جو اُس حور کی جگنو نظر آیا
بار آیا مین مضمون سے بیتابی دل کے — عمدہ جو دم فکر وہ پہلو نظر آیا
حاصل ہوئی ای نور خوشی عید کی دل کو — جسوقت ہلال خم ابرو نظر آیا

اس رنگ سے اس غزل کو گایا کہ تمام اہالیان محفل دنگ ہوگئے نگار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای صبائے صبا دم تو نے کمال کیا مین ملک زیر جد نگار مین تھی جبن روز اس ظالم نے دختر داماد سامنہ جادو کو مارا اُس روز اس ظالم نے وہ نے بجائی کہ سر امیسی واقف کار

مبہوت ہوئی بی برق جادو شریک تھین اُس روز چاہ الماس مین قیامت بپا تھی ہر گلی کوچے مین یہی شور تھا کہ آفتاب چاہ الماس غروب ہوا اے صبا رے صبادم تو نے جسطرح نی بجائی قسم ہے سامری و جمشید کی یہی صدا تھی کہ دل کو برماتی تھی صدا اسے دلربا موسیقار کو شرماتی تھی اسی طور سے آج تو نے نی بجائی صبا رے صبادم نقلی نے حسن کی واری یہ کہا ساقیگری کو دیکھیے اسیطرح سب شراب مین بیہوش بھی ہون حکم ہو تو سب کو قتل بھی کرون اب کیا چوکونگی ایک ایک کے منھ مین تھوکونگی واری میری باتون کو خیال نہ فرمائیے مین آج خوش ہون جو دل مین آئیگا وہ کہونگی نگار نے کہا اے صبا رے صبادم شاہان طلسم کے سامنے تیری آبرو بیان کرونگی وہ مرتبہ ملیگا کہ شاہان جہان رشک کرینگے صبا رے صبادم نے جام لبریز کر کے نگار کو دیا اور یہ اشعار جھوم جھوم کے پڑھے

نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
دل کو کردیتی ہے کباب شراب
ہے سزاوار عیش آخر عمر
ساتھ اٹھو ہین جناب شراب
فصل مین یہ عجب نہین ہے اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل ہین نمک چھڑک اوپر
منہ مطرب چمن سحاب شراب

کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
ہین قلوب اُسکے نور سے روشن
صبح پیری ہے آفتاب شراب
ہے مری مستی اور ہشیاری
ابر برسائے جائے آب شراب
نرگس مست یار کے آگئے
کرنہ اے محتسب خراب شراب

ہجر مین آگ ہوگیا پانی
کیون نہ کہلائے آفتاب شراب
ہے مرا جام زندگی لبریز
کہ ہے بے لطف وقت خواب شراب
ساقیا ہے تری جدائی مین
ہوئی غیرت سے آب آب شراب
نہین ساقی تو کیا کرون ناسخ

اس غزل کو اس نوع سے گایا اور نگار کو جام پلایا تمام کنیزین بے شراب پیے مست ہوگئین اب تو خواجہ نے دورہ باندھا نگار نے کہا اری حرامزادیو اپنے مقام سے اٹھتی نہین ہو اپنے اپنے ہاتھ سے پیو وہ نازنین بیہوش دربار مین شاہ کے بھی کبھی اسطرح نہین اُٹھی آج اُسکو ایسی ہی خوشی ہے کہ خود سب کو شراب پلا رہی ہے تم بھی اپنے اپنے ہاتھ سے پیو کنیزین اپنے اپنے ہاتھ سے پینے لگین محفل مین ہنگامہ گرم ہوا تھوڑے ہی عرصے مین عمرو نے دیکھا دست دراز بیان ہونے لگین کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کشاکش ہونے لگی کسی نے پائجامہ اُتار کے پھینکدیا ننگی دوڑی دوڑی پھر رہی ہے دوسری نے آواز دی او ننگ خاندان کچھ شرم ہے تیسری نے کہا تو اُس کام مین سرگرم ہو ہر طرف ہلڑ ہو رہے ہین صبا رے صبادم کہ رہی ہے کہ بی نگار آج دیکھیے ان مستانیون کو کیا ہوا ہے کوئی جواب نہین دیتی کوئی چمن مین جا کر گری بیہوش ہوگئی کوئی شاخ نخل سے جاکے لپٹی کہ رہی ہے پیارے کہان تھے وعدے کے خلاف کیا آج بعد مدت کے آئے کوئی درخت سرو سے لپٹی جب دس بیس یون بیہوش ہوئین سب کنیزین دورہ باندھکر اُٹھین کوئی غزل گاتی ہے کوئی صبا رے صبادم سے آواز ملاتی ہے کوئی لڑکھڑاتی ہے سو دو سو یون بیہوش ہوئین نگار جھلائی کہا ارے ان کمبختون کو کیا ہوا کیون دیوانی ہوئی ہین نگار نے جھلا کے کہا ارے ایک جگہ بیٹھو دیکھو تو صبا رے صبادم خوب گا رہی ہے جیسے ہی جھلا کے اُٹھی لڑکھڑائی عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو | مرا نام ہے خواجہ خواجگان

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون گفار کے مین دمعوین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرے نام پہ غدر رشید ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
ہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

ہیچ پکڑے کے جو عمرو گرا پہلے نگار پر ہاتھ مارا نگار کے دو ٹکڑے ہوئے نگار کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا اب نیمچہ عمرو کا چل رہا ہی جسکو قتل کیا اُسکے کپڑے بھی اُتار لیے زنبیل سے دو گرگے نکالکر چھوڑے اُنسے حکم ہوا کہ کپڑے سب کے اُتار و گرگے گھبرائے ہوئے نکلے چاہتے ہین ذرا عمرو کی آنکھ بچے ہم بھاگ کے نکلجائین زنبیل مین سالہا سال گذرے مددوالے سے مہلت نہین ملتی یہان تو خواجہ سب کو قتل کر رہے ہین نگار کے بیر آسمان پر غلطیان تھے زمین پر کشتی مرا نام من نگار جادو بود سیلاب اپنے باغ مین بیٹھا ہی دریائے سحر جوش مار رہا ہی کہ دریا مین غرّاتا ہوا ایک مچھلی نکلی اُسنے پکار کر آواز دی ای سیلاب جادو تمکو خبر ہی کہ ملکہ نگار پر کیا گذری نگار کو عمرو نے بصورت صبائے صبادم مارا باغ نگار مین ہنگامہ برپا ہی یہ کہکے مچھلی گری جلکر خاک ہو گئی دریا مین شور پیدا ہوا حبابون نے آنکھین نکالین موجے کی تلوار چلی سیلاب گھبرایا تڑپکر اپنے مقام سے اُٹھا اتنا تو سر پیٹ کے کہا کہ یارو غضب ہو گیا آج وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ میرے باغ کا کوئی نگہبان باقی نہ رہا ساحرون نے چاہا ساتھ چلین سیلاب نے کہا میرے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ کرو ملکہ سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبرین موے ہوشیار رہو یہ کہکے سیلاب چلا یہان خواجہ نے دیکھا گریبان صبح چاک ہو رہا ہی ستارۂ سحری بلند ہوا عمرو قتل سے باز نہین آتا چاہا چمنستان مین جو کنیزین پڑی ہین اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے قتل کر رہا ہی کپڑے اُتار لیے کہ آسمان سے آواز آئی او ساربان زادے کہان جاتا ہی عمرو نے شعیل گلیم اوڑھ لی سیلاب زمین پر گرا لاشہ نگار دیکھکر گھبرا گیا چہار جانب دیکھتا ہے ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہی آنکھین سیاہ ہو گئی سیلاب دوڑ دوڑا پھرتا ہی کہتا ہی عمرو کیا ہو گیا سیلاب نے لاشہ نگار کا اُٹھایا بہت رویا پیٹا تخت پر لاشے کو ڈالکر طرف اپنے باغ کے لیچلا عمرو نے جو دیکھا کہ سیلاب لاشہ نگار لیے جاتا ہی ایک کنیز کی شکل بنکر آواز دی ای شہنشاہ لونڈی کو ساتھ لیجیے ورنہ مجھکو عمرو مار ڈالیگا سیلاب نے پلٹکر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین جمیل بے نظیر رشک ماہ منیر بقول میر حسن

کچھ حسن جگہ جیسے وان کچھی
تبسم حیا ناز شوخی غرور
جہان راستی چاہیے راستی
ہر اک اپنے موقع پہ وقت ضرور

خرامان خرامان دوڑی ہوئی آئی بال چہرے پر پریشان تمام فراق عاشقان نے چاند سورج کو آغوش مین لیا لب لعلین مین مسیحائی دندان گہر نما کی زیبائی قہرمان باغ حسن جمال عارض ماہتاب آسمان کمال غنچۂ دہن جو دکھایا صاف ثابت ہوتا ہی کہ درج گہر کھلا اس رعنائی و زیبائی سے پکارتی جاتی ہی کہ ای شہنشاہ لونڈی کی جان بچائیے سیلاب دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا ای گل گلزار خوبی و ای سرو حدیقۂ محبوبی تو اس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچی کہا واری شراب تو مین نے ضرور پی جب میری

آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا بارہ دری مین جا کے سو رہی اب جو نشہ اترا اُٹھی یہان یہ ہنگامہ دیکھا آپ کو دیکھکر دل کو تسکین ہوئی سیلاب نے کہا ای نازنین سنو ان مین جو بشکل عمرو بندھا ہی یہ کون ہی کہا حضور کسی گنوار کو اپنی شکل بنا کے لایا سیلاب چہرۂ زیبا کو دیکھکر شگفتہ ہو گیا کہا آؤ پاس بیٹھو مگر ظالم نام نہ بتایا دل کو بیقرار کیا مین آنکھون سے حاضر ہون تم میرے باغ مین رہا کرو اپنے مصاحبون مین شریک کرونگا وہ مرتبہ کرون کہ تمام نازنینان مہ جبین رشک کرین نام تو بتا دے کہ دل کو تسکین ہو وہ ہی نام ورد کرون اُس مہ جبین نے کہا مجکو نہال آرزو کہتے ہین مان باپ کے یہان اولاد نہ ہوتی تھی ایک شاہ صاحب نے آکے آواز دی کہا لڑکی پیدا ہوگی لیکن اسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہونگے جسکے گھر مین جائیگی اُس گھر کو ویران کریگی میان تم بھی اپنے کو بچانا سیلاب نے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین تجکو خاتون محل قرار دونگا شاہان طلسم کا یہ حکم تھا کہ جس شاہزادی کے ساتھ دل مین آئے شادی کرو سب شاہان طلسم شریک ہونگے حاکمان طلسم بھی آئینگے اس دھوم سے شادی ہو کہ سب عالیجاہ لوگ جمع ہون اب مین تمکو خدمت مین شاہان طلسم کے بھی لیچلونگا نہال آرزو سے باتین کرتا ہوا سیلاب طرف اپنے باغ کے جاتا ہی ملحوظ رہے کہ لاشہ نگار بھی تخت پر پڑا ہی بعد جانے سیلاب جادو کے ساحرون نے ملکہ سلماے گوہر پوش کو قید خانے سے نکالا لیلاے عنبرین مو بھی ساتھ ہی ملکہ سلما دبلی ہو گئی ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہین زردی موے مشکین پریشان کمر مین خم لبون پر دم جب بہت بیقرار ہوتی ہین بلک بلک کے روتی ہین یہ اشعار عبرت امیز وحشت انگیز زبان پر جاری ہین

نظم

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکل گیا ۔ تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکل گیا
تکلیف ہو نہ بازوے قاتل کو اسلیے ۔ اک ایک استخوان مرے تن سے نکل گیا
کیا تنگ گورکن دل بیتاب سے رہے ۔ تڑپا مین جب مزار کہن سے نکل گیا
کیا کیا نہ درد آہ نے کین سر بلند یان ۔ ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا
اللہ رے سوز ہاتھ ابھی تک بندھے نہ تھے ۔ شعلہ بھڑک کے تار رسن سے نکل گیا
بخشی دراز دستی وحشت نے مخلصی ۔ لاشہ مرا حجاب کفن سے نکل گیا
اب جاے حسن سبزۂ نوخیز ہی نمود ۔ آب حیات چاہ ذقن سے نکل گیا
لاشہ مرا لحد سے ہوا جاے کنار ۔ دولہا کا اشتیاق دلہن سے نکل گیا
مضمون آبدار نے جنبش لبون کو دی ۔ گوہر سخن کا درج دہن سے نکل گیا
تن کاہش فراق سے مثل خیال تھا ۔ گذرا لحد سے صاف کفن سے نکل گیا
پائی نہ قدر میرے سہی قد کے روبرو ۔ بل راستی کا سرو چمن سے نکل گیا
اصلاح کی یہ نکہت گیسوے یار نے ۔ سودا دماغ مشک ختن سے نکل گیا
یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین ۔ مین منہ چھپا کے اپنے وطن سے نکل گیا
مائل ہوئی نہ کچھ سپہر آسمان نسیم ۔ ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکل گیا

گھبرا گھبرا کے پوچھتی ہین کیون صاحبو آج مجھ کمبخت کو قید خانے سے کیون نکالا آج کیا مہربانی ہی

ہمین تو اپنی زندگی مین امید نہین کہ ہم قید سے نجات پائین سیلاب نے ہمارے بزرگون سے ہمین چھڑا لیا
یہان لاکے پہونچایا خدا اسکا بدلا اُسکو دیگا بیچارا دعوی عشق کرتا ہی ہمپر مرتا ہی خدا اسکو موت دے
کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرے یا مارا جائے ہمارے وارث کو خبر نہین ہوئی لیکن یہ ناممکن ہی ضرور
خبر ہوئی ہوگی رونا یہ ہی کہ ایک سر ہزار سودے یقین تو ہی کہ ضرور کوشش کرین خلاف ضرور
گذرا ہوگا وقت پر موقوف ہی یہ کہتی ہین اور ملکہ سلماے گوہر پوش بلک بلک کے روتی ہین ساحر
منتین کرتے ہین کہ ای ملکہ عالم بڑے افسوس کی بات ہی سیلاب جادو ساحر زبردست بادشاہ ملک کا
آجتک اور زیادہ اختیار ملے ہین اُسے آپ کیون نہین قبول کرتی ہین ہم لوگون نے آج اسی واسطے
آپ کو نکالا ہی کہ تنہائی مین سمجھائین وہ عاشق صادق ہی ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ کچھ بدعت کر بیٹھے
اتنا ہم عرض کرتے ہین کہ اب وہ لاچار ہو رہے ہین گرد تمام ساحر ہین بیچ مین ملکہ سلماے گوہر پوش
ولیلاے عنبرین مو شاہزادی وزیرزادی سے لپٹ لپٹ کے روتی ہی لیلاے عنبرین مو
بھی انتہا کی بیقرار ہی کہتی ہی حضور صبر کرین یہ مناسب نہین کہ آپ اپنے کو اسقدر پریشان کرین
ایسا نہ ہو دشمنون کی جان پر بنجائے ملکہ سلما فرماتی ہین ای بہن ہمارے برابر کوئی بدنصیب نہوگا
جس دن سے ہوش سنبھالا رنج و ملال ہی اُٹھائے جس دن سے یہ جشن ہوا اُس دن سے
گرفتار مصیبت ہین وا نماے اسرار الفت ہین اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے صاحبو ہمسے ان باتونکا
ذکر نہ کرو ہمنے ایسے امر کو مانا ہی نہ مانینگے ساحرون کے بیچ مین ملکہ سلما بھی ہین اور ساحر سمجھا رہے ہین
کہ ای ملکہ سیلاب جادو عمر بھر آپ کو قید مین رکھیگا اور قید سے نہ چھوڑیگا کیون لطف زندگی
آپ کھوتی ہین کیون اسقدر پریشان ہوتی ہین مناسب ہی کہ جو سیلاب کہتا ہی اُسکو قبول کیجیے ملکہ
انکار کر رہی ہین بلکہ اپنے حال زار پر بلک بلک کے روتی ہین کبھی شکوہ بخت واژگون کبھی خون
آنکھین جیحون لیلا سمجھاتی ہی کہ واری اپنے کو سنبھالیے اسقدر بیتاب نہ ہوجیے ایسا نہو دشمنون
کی جان پر بنجائے تو ہم کدھر کے ہونگے سیلاب جادو تو اُس کنیز کو لیے ہوئے آتا ہی مگر گرداب جادو
اپنے مقام پر بیٹھا تھا یہ سیلاب کا بڑا بھائی ہی اپنی صحبت مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ نگار جادو کو
کسی نے قتل کیا گھبرا کر اُسنے کہا ارے پہونچنے والا نگار جادو تک کیونکر پہونچا قصر سے باہر نکلا
طرف قصر نگار کے نگاہ اُٹھا کر دیکھا آندھیان کالی اُٹھ رہی ہین طائران نغمہ سرا غل و شور
مچا رہے ہین جل بلکر گر رہے ہین کچھ طائر اُڑتے ہوئے اس طرف بھی آئے ایک طائر سے اُسنے پوچھا
ارے تمھاری تباہی کا کیا باعث ہوا طائر نے کہا ہمارے مالک کو مار ڈالا پوچھا ارے کسنے مارا
طائر نے کہا یہ ہمین نہین معلوم یکایک ہلڑ ہوا کہ نگار قتل ہوگئی ہم لوگ قید سے چھوٹے نکل بھاگے
گرداب اپنے مقام سے چرخ مارتا ہوا اُٹھا آسمان مین ڈوبا ہوا جاتا ہی گذر اسکا طرف مکان
سیلاب کے ہوا نگاہ جو پڑی دیکھا سب ساحر بیٹھے ہین بیچ مین ایک نازنین سروقد خورشید خد
چہرہ آفتاب عالمتاب ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا تھا صورت زیبا دیکھکر ٹھٹھک گیا
آسمان سے اترتا ہوا زمین پر آیا سب ساحرون نے گرداب کو سلام کیا گھبرایا ہوا تھا پوچھا
بھائی سیلاب کہان ہین سب نے کہا حضور مرنے کی نگار کے خبر پائی مکان پر نگار کے گئے ہین

حضور کچھ پریشان معلوم ہوتے ہین گرداب گھبرایا ہوا تھا بے اختیار پکار اُٹھا یار و اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کسکو فرقت مین خواہش مل ہے
تھا جو گل آگے اب وہ بلبل ہی
دل نالان ہوا میرا جو اسیر
پائدار اسکے کفش کا گل ہے
خود ہی فصل بہار ہو شرما
سجدہ گہ نقش پائے دلدل ہی

پانی پینے مین پان تامل ہی
نہین تلوار آپ کی خمدار
مثل زنجیر زلف مین غل ہی
جلگیا تیرے رشک سے گلزار
بندہ بدمست ساغر گل ہی

تیرے عاشق ہوئے ہین سب معشوق
قلزم عشق کا یہی پل ہے
گل گلزار ہین جنات کہان
ہر نفس گل میرے ہاتھ کا گل ہی
بندہ مرتضیٰ ہون مین ناسخ

ملازمون نے کہا حضور یہ آپ کیا فرماتے ہین غلامون کی سمجھ مین نہین آیا امیدوار ہین کہ مفصل فرمائیے بس یہ بیجیا ٹہلتا ہوا قریب ملکہ سلما کے آیا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مجکو بغلامی قبول کیجیے سیلاب بیہودہ کیا ہی اُسکا اختیار بھی کم ہی سحر بھی میرا اُس سے زیادہ ہی جو ارشاد ہو بجالاؤن سب طرح کا مجھے اختیار ہی شاہان طلسم مجکو اپنا قوت بازو جانتے ہین نشان راہ لوح میری ذات پر موقوف ہین اگر نہ بتاؤن عمر بھر طلسم کشا بھٹکے میرے ہاتھ سے آخر کو قتل ہو مجھسے کون مقابلہ کر سکیگا طلسم کشا مجھسے کیا لڑ سکیگا عمر بھر بھٹکیگا مجھ تک نہ پہونچیگا عمر بھر بھٹکا دونگا یہ باوہ گوئیان سنکر ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای شخص یہ اختیارات تجھسے کون پوچھتا ہی ہمکو قتل کر ڈال ایسی باتین نہ کر ہمین ناگوار ہوتا ہی اگر طلسم کشا کا دشمن ہو ہمارا ابھی رہزن ہی ہمسے کیون کلام کرتا ہی کیون ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی جب گرداب نے دیکھا کہ میری باتین نہین مانتی اُلٹا مجھے قائل کرتی ہی چہار جانب دیکھ کے ساحرون سے کہا باہر جاؤ ساحرونکو جو غصے مین جھڑکا وہ تو سب خوف جان سے ہٹگئے اسنے سحر جو کیا تو اُتنا طبقہ زمین کا پھٹا اُس طبقے کو اُٹھا لیا طرف اپنے قصر کے چلا لاکے اپنے قصر مین پہونچا یا جب ملکہ نے نہ مانا تو قفس مین بند کیا لیکن سیلاب جادو وہ حسین کنیز کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر پہونچا دیکھا ساحر ہٹ رہے ہین پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور آپ کے بھائی صاحب ملکہ سلما کو لیگئے یہ سنکر سیلاب جھلایا کہا ارے تمنے کیون جانے دیا کہا حضور ہمکو جھڑکا کہا یہانسے ہٹجاؤ ہمکو کچھ بن نہ پڑا مجبور و لاچار ہوئے ایسا سحر کیا کہ طبقہ زمین کا پھٹا طبقے سمیت ملکہ کو اُٹھا لیگیا یہ سنکر سیلاب کو جوش آیا کہا ابھی جاکے ملعون کو سزا دونگا دیکھون تو کیسا ساحر ہی اپنے نزدیک علم رمل و شعبدہ سے بہت ماہر ہی یہ کہکے کمر باندھنے لگا وہ کنیز لپٹگئی کہا ای شہنشاہ اس کنیز کی یہان کیونکر بسر ہوگی تڑپ تڑپکر جان دونگی وہ گھر برباد ہوا آپ نے ہاتھ اُٹھایا اگر آپ پر کوئی جفا آئی کہا جاؤنگی سیلاب نے کہا مین ابھی آتا ہون اُس بیجیا کا سر لاتا ہون میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مجھے کیا مکر کریگا کنیز نے کہا مین ساتھ نہ چھوڑونگی اب چاہتی ہون کہ سایہ سان آپ کے ساتھ رہون ہمزاد کی طرح کسی وقت ساتھ آپ کا اور میرا نہ چھوٹے ہر چند سیلاب نے کہا کنیز نے نہ مانا لاشہ نگار زیبینگا ساحر و نے کہا اسکو جلاؤ و آپ تخت پر اُچکر بیٹھا کنیز بھی پہلو مین آئی کہا صاحب مین بھی ساتھ رہونگی تم اُس سے لڑو مین تماشا دیکھونگی ملکہ اگر موقع پڑیگا ایک ہاتھ تلوار کا مارونگی کسی طور سے اُسکا سر کاٹونگی اُسکو زندہ نہ چھوڑونگی سیلاب نے تخت اُڑایا کنیز بھی ساتھ ہی یہان گرداب مکان پر لپٹے بیٹھا ہی قفس ملکہ کا لٹکا ہوا ہی ہر مرتبہ گھبرا کے اُٹھتا ہی ہاتھ باندھتا ہی

کہ ای ملکہ عالم غلام کو قبول فرمائیے جان و مال سب حاضر ہی ملکہ فرماتی ہین ای گرداب قتل کرڈال ایسے کلمات زبان سے نہ نکال ہم بخوشی جان دینگے بربادی عصمت نہ گوارہ کرینگے کہ سامنے سے نعرہ ہوا او ملعون یہ تو نے کیا حرکت کی ہی شرط کہ قصر وغیرہ تیر اسب پھونکدون گرداب یہ کہکر اُٹھا کہ کیون شامت آئی ہی بس اب اس بات کا ذکر نہ کر ہو سکتا ہی کہ اس محبوب جانی کو تیرے حوالے کردن اپنی صورت تو دیکھ کریہ منظر بہ صورت خار صحراے جہالت بد سیرت مین شہریار ملک لیاقت ہون دیکھ کیسا خوبصورت ہون سیلاب تخت سے اُتر کر زمین پہ آیا نازنین لوگو کے غائب ہوئی دونون مین سحر چلنے لگا سیلاب نے کیسے کیسے سحر کیے تیر برسے خنجر گرے گرداب نے سب کو دفع کیا دو گھڑی کامل سحر چلے گرداب نے غصے مین آگر کئی ایک سحر کیے جب وہ سحر دفع ہوئے ایک قصر کی جانب بھاگا کارد سحر نکالکر لایا اپنی پیشانی کا خون اُس کارد پہ ڈالا آواز دی ای سیلاب جادو اسی مین خیر ہی کہ چلا جا مین وہ سحر لایا ہون کہ جسکا دفعیہ سامری و جمشید کو بھی نہین معلوم تھا یہ کہکے لاکھ ڈرایا دھمکایا مگر سیلاب جوش مین ہی گرداب نے بہت بہت سمجھایا نہ مانا خنجر پھینک مارا نشانہ گرداب کا نشانہ ہوا گرداب غصے مین پیچھے ہٹا وہی کارد سحر نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا وہی کارد کھینچ ماری سیلاب نے ہر چند روکا مگر چھری آکر سینہ پر گئی برچھی توڑ کر پشت کو پار نکل گئی لاشہ سیلاب کا گرا جلنے لگا ایک بونڈلا گرد کا اُڑا آواز آئی کشتی مرا نام مِن سیلاب جادو وہ بونڈلا لاشہ اُٹھا کے لیگیا گرداب چرخ مارتا ہوا سامنے قفس کے آیا کہا ملکہ عالم آپ نے دیکھا مین نے آپ کی جوش محبت مین اپنے بھائی کو مار ڈالا آپ نے میرے سحر کو دیکھا ملکہ نے کہا او بیحیا تجھپر لعنت ہی کہ بھائی کو تو نے یون مارا اُسپر فخر کرتا ہی جا دور ہو ہمارے سامنے نہ آ نا ہو سکے تو ویسی ہی کارد سحر ہمکو بھی مار دے گرداب قدمون پہ گرنے لگا ملکہ چیخ مار کر اُٹھین کہا او کمبخت خدا تجکو غارت کرے کیون ہم غریبون کو ستاتا ہی سامنے سے ہٹجا کلمات بیہودہ زبان سے نہ نکال ہم اپنے حال مین ہین زندگی سے بیزار مجبور و لاچار اب یہی بہتر ہی کہ ہمکو بھی ایک تلوار مار دے ہم اسی رشک مین اپنی جان دینگے اب نہ زندہ رہینگے قلب پر وفور غم و حسرت اپنی وہ کیفیت تیری یہ صورت بس قتل کرڈال یہی بہتر ہی ہم نہ جانتے تھے کہ یہ جفائین اُٹھائینگے کلمشکے جان جائے اس کشاکش سے چھوٹین یہ راتین سیاہ مثل پردہ ظلمات تڑپ تڑپکر کٹتی ہین جان وہ سخت ہی کہ جسم سے نہین نکلتی آہ کرنے مین کوئی ہڈی نہین جلتی اپنے حال پر تاسف آتا ہی اتنو یہ کیفیت ہی نظم

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوئے آرزو مین تھا
بادہ کوئی عروس ہی ساقی کہ رات بھر
یہ مدعا وہ ہی جو تری گفتگو مین تھا
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد
اتنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا
منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم

مین صورت نوالہ لحد کے گلو مین تھا
ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اُلجھ گئے
ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو
مانند دست یار میان عدو مین تھا
مطلب کی بات کہ سکے اُنسے رات بھر
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا
بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا
افسانہ میرا کیون نہ سراپا فریب ہو
آج انتہا کا ضعف صد اشور ہو مین تھا
تھا گو کہ ایک نقطہ تنہا ہزار شکر
معنی بھی منھ چھپائے ہوئے گفتگو مین تھا
اے گرداب کیون اپنے تئین

اس دریاے مصیبت مین ڈالا اس گرداب سے کیونکر نکلیگا آبرو پر بنیگی کیون پانی پانی ہوتے ہو ان باتون پر گرداب جھلا رہا ہی کہتا ہی اے ملکۂ عالم مین نے آپ کے واسطے جفا اُٹھائی اپنے بھائی کو قتل کیا ہمشیرہ صاحبہ بھی آپ ہی کی وجہ سے قتل ہوئین اور آپ ایسا فرماتی ہین نگار کے مارے جانے سے بازو ہمارا ٹوٹ گیا ہمکو بڑا افسوس ہی کہ نگار کو کسنے مارا نگار وہ علم شعبدہ سے ماہر تھی نہین معلوم اُسکو کیونکر مارا یہ باتین کر رہا ہی اور ملکہ سلما اپنے حال زار پر رو رہی ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ بھیا کیون روتے ہو اشکون سے مُنھ دھوتے ہو مین اس ظالم کو راضی کر دونگی اسکی مجال ہی کہ تمکو بشوہری نہ قبول کرے مجکو کون مار سکتا ہی مین نے بھی انتظام کر لیا تھا گرداب نے جو نگار جادو کو آتے ہوے دیکھا بحال ہو گیا کہا مین تجکو دیکھکر دل شاد ہوا سار بان زادے سے کیونکر جان بچائی نگار نے کہا اے گرداب خود بخود میرے دل مین آیا کہ مین نے اپنے ہم شبیہ کو چھوڑ دیا جب اتنا دل مین خیال آیا تھا کہ کوئی آفت آنیوالی ہی مگر کیون بھائی سیلاب کو کسنے مارا گرداب نے کہا سیلاب میرے ہاتھ سے مارا گیا مین تمھارے قتل کی خبر پاکر چلا باغ سیلاب مین گذر ہوا اس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوا اُٹھا لایا میان سیلاب کی قضا دامنگیر تھی دوڑے آئے مجھسے لڑنے لگے مجھے بُرے بُرے سحر کیے مین نے ایک کارد ماردی خاتمہ ہو گیا نگار واسطے سیلاب کے بہت روئی کہا بھیا غضب کیا قوت بازو زینت پہلو کو مارا تمکو یہ مناسب نہ تھا گرداب نے کہا اب تو میرے ہاتھ سے مارا گیا جو گذری وہ گذری اس نازنین پر میری جان جاتی ہی اگر اسنے قبول نہ کیا تو اپنی جان دونگا نگار نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی صاحب اسقدر کیون بیتاب ہوتے ہو اسکو ہم راضی کر دینگے یہ معشوقہ طلسم کشا ہی طلسم کشا کو بھی ہمین تم گرفتار کرینگے پھر چپکے سے کان مین کہا بھائی عورت کی راز دان عورت ہوتی ہی جلسہ آراستہ کرو مین ابھی راضی کر دونگی تمھارے پہلو مین اسکو بٹھاؤنگی کیون گھبراتے ہو نگار نے ایسی باتین کین کہ گرداب کو تسکین ہوئی نگار نے کنیزون کو آواز دی ارے شفتالو کیا ٹکر ٹکر دیکھ رہی ہو دیکھتی ہو کہ مالک بیقرار ہی شراب و کباب لاکے رکھو مین اپنے بھائی کے سامنے لگا دون اور باتین بھی ہو نگی اس نگوڑی کو ترسا دن گرداب حیران ہی کہ ہمشیرہ صاحبہ کیا کہتی ہین نگار نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا ارے نگوڑے مجھ مین اسمین کیا فرق ہی جو اسکے پاس وہ میرے پاس بھی ہی بس پہلے مجھسے مطلب حاصل کرو یہ دیکھکر چلے جب یہ سوال کرے انکار کرو آخر بیقرار ہو کر خود راضی ہو جائیگی گرداب نے کہا ہمشیرہ خوشی تمھاری شراب لاکے رکھی گئی کشتیان کباب کی گرداب کو مسند پر بٹھایا قفس ملکہ کا چھت مین لٹکا دیا آپ بیچ مین آکے بیٹھی کمر سے نکالی کہا بھیا سُنو اور وصل پہ ہمارے آمادہ ہو یہ کہکے یہ غزل عاشقانہ موافق وقت کے شروع کی

نظم

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین
ہاے اب کیا کیجیے یہ بھی اُسے ارمان نہین

اشک میرے پاؤن ہوئین خون دل ایل رہے ہا
تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین

آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہے
لطف بھی وہ اُسنے سوچا جسمین کچھ احسان نہین

التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کیا
دُرعبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین

سرنگون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال
یہ تو شرم گفتگو ہی شکوہ جانان نہین

دیکھ ظالم کیا سکھایا جلد اشتاب گرم سے — تر ہوا لیکن کہیں تر دامن مژگان نہیں
اس ترش روئی سے بے احسان ہی رہنا تھا خوب — گو لیے بوسے مگر کچھ بھی مزا اے جان نہیں
کسکی دزدیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گھر — پھر یہ کیون کہتے ہو میرے دل مین کچھ ارمان نہین
یہ تو مشکل ہی کہ مین ہون اور کبھی دیکھے نہ غیر — آدمی ہون کچھ تمھارا خندۂ نہان نہین
ہی جو اُس بیرحم کی مرضی تو برسون سے نسیم — کشمکش سے جسم کو حاصل فراق جان نہین

اس رنگ سے اس غزل کو بجایا کہ گرداب اُٹھکر بہن سے لپٹ گیا کہا اے ہمشیرہ کیا خوب نی بجائی ہی دل بیقرار کردیا نگار نے کہا بھیا ابھی کیا سُنا ہی آج ساری محفل کو خوش کرونگی پر کیون بھیا طلسم کُشا اُٹھتا پھرتا آتا ہی لوح کہان پائیگا گرداب کے منھ سے نکلگیا یہانسے بارہ کوس پر باغ ہیکلان بن قہار ہی اُسی ساحر کے قبضے مین لوح ہی یہ کہکے پھر منت کرنے لگا کہا ہمشیرہ اسوقت جوش مین میرے مُنھ سے یہ نکلگیا کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا آجتک کوئی ہیکلان بن قہار کے نام سے بھی آگاہ نہین سات سو تاجدار میرے یہان قید ہین وہ سب واسطے طلسم کُشائی کے لئے آخر یہان آکر پھنسے یہ طلسم کُشا بھی آکر پھنسیگا باغ ہیکلان عجائب و غرائب ہی اگر ارسطو و لقمان بھی وہان جائین تو دام فریب و مکر مین پھنسین یہ کہکے کہا بہن یہ نی نوازی تمکو کسنے بتائی کہا بھائی صاحب ایک دن رات کو سامری جمشید خواب مین آئے یہ سب کمال بتلا گئے اب شراب پلانا دیکھو یہ کہکے نگار نقلی نے جام بھرا اشعار عاشقانہ پڑھے کہا لو بھیا جام پیو گرداب نے جام پیا اب تو عمرو نے دور شروع کیا ایک گھڑی بھر مین دست درازیان ہونے لگین جوش مین گرداب اُٹھا چرخ مارنے لگا یہی کہے جاتا ہی کہ اب مین بہن کے پاس سوونگا بہن سے بہتر کون معشوق ہی یہ کہکر گرا بیہوش ہوا عمرو نیمچہ کھینچکر چلا کہ اسکو قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی او ساربان زادے کیا کرتا ہی تم گلرنگ جادو مصاحب گرداب واضح ہو کہ گلرنگ واسطے شکار کے گیا تھا جس وقت پلٹ کے آیا یہ معرکہ دیکھا عمرو نے چاہا جست کرکے نکلجاؤن اُسنے ایک دو تھڑ زمین پر مارا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلرنگ نے بڑھکر باران سحر برسایا گرداب کو ہوشیار کیا گرداب نے اُٹھتے ہی سر پیٹ لیا کہا اے گلرنگ تم خوب وقت پر پہونچے گلرنگ و گرداب باتین کرنے لگے باران سحر جو برسا اور ساحر بھی ہوشیار ہونے لگے جو اُٹھا یہی کہتا ہوا اُٹھا کہ گلرنگ جادو نے ہماری جان بچالی عمرو نے جو دیکھا کہ پاؤن میرے زمین نے تھام لیے گرداب و گلرنگ آپسمین بغلگیر ہو رہے ہین اپنے بچنے پر بڑا ناز ہی عمرو کو خیال آیا کہ زنبیل مین صاحبقران موجود ہین گرداب و گلرنگ خوشیان کر رہے ہین عمرو نے منھ زنبیل کا کھولا صاحبقران کو زنبیل سے نکالا کہا آقا اسم اعظم پڑھتے ہوئے نکلیے امیر نے زنبیل سے نکلتے ہی اسم اعظم پڑھا عمرو کے پاؤن چھوٹے امیر نے نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زنیغم فراری الوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بسنجان پی گیرودار
بباز و شده فتح و نصرت نثار

منم قاتل کافران جہان
کہ گنجاب ملعون کردہ فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد

جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بد بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

زدم دیو عفریت را در مصاف
کہ از جنگ ہیبین ذلیل و نزار

ہلرزند از خوف دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کر کے صاحبقران لڑنے لگے عمرو حقہ آتشبازی مار رہا ہے لگی سو ساحر جلکر گرے پہلو مین صاحبقران کے کھڑا حقہ آتشبازی مار رہا ہے گرداب نے جو لیٹکر یہ آفت دیکھی ہوش پراگندہ ہو گئے سحر کرنے لگا بسبب اسم اعظم کے سحر امیر پر تاثیر نہین کرتا گلرناک گھوڑا ڈھلکر امیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار گذرا گلرناک کے مرنے سے اندھیرا ہوا قفس سے ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبر بین مو دیکھ رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کیون لیلا تو نے دیکھا عمرو نے کیا غضب کیا حقیقت یہ ہے کہ عمرو کا عیاری مین مثل نہین کس وقت پر صاحبقران کو نکالا ہے دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے دل چاہتا ہے عمرو کے نثار ہون کس جرأت و شوکت سے جنگ کر رہا ہے اگر دور ہوتی تو عمرو کو یہ نامہ لکھکر بھیجتی نظم

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجرائے خط | کہنا کہ اور آتا ہے اک خط قفائے خط
گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو | وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجرائے خط
افسانہائے ہجر کی طول انیان یہ یقین | برسون پڑھا کیے نہ ہوئی انتہائے خط
فرصت کہان ہے ضعف سے کچھ حال لکھ سکین | قاصد ہمارا شوق ہی بس ہے بجائے خط
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہ ہو | جلدی نہ کیجیو مرے قاصد برائے خط
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہے یان | اب اور ہی ہوا ہے نہین ہے ہوائے خط
تھا دھیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین | نکلا ہزار بار ہی منھ سے ہائے خط
سمجھین نہ مگر صاف کہین حال واقعی | کیونکر لکھون کہ وہ ہین مرے آشنائے خط
آ جائے نامہ بر جو پس مرگ ہمنشین | دینا مرے مزار پہ لا کر ہوائے خط
قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے | تعریف مدعا مین کرون یا ثنائے خط
پرہیز گار شوق وہ ہمکو ہین جانتے | مضمون پاک ڈھونڈ رہے ہین برائے خط
قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا مزور ہے | دیتا ہون نقد جان مین تجھے رونمائے خط

لیلا ملکہ بلک کے رونے لگی کہا بی بی دعا کرو کہ انجام بخیر ہو چہار طرف سے ساحر سحر کر رہے ہین خدا انکو ہوسے ان ساحرون کے بچائے آگ برس رہی ہے وہ دیکھو نگوڑے گرداب نے دریائے سحر بنایا صاحبقران جب کسی ساحر کو قتل کرتے ہین اندھیرا ہو جاتا ہے صاحبقران اسی اندھیرے مین ساحرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے تیغہ عقرب علم کافرون کے کیون پیدم گرداب گھبرا کے کہتا ہے ارے یارو طلسم کشا کیونکر آ گیا ساحر کہتے ہین عمرو نے زنبیل سے امیر کو نکالا نکالتے نکالتے یہ کہہ دیا کہ آقا ہوشیار ہو جایئے برق شمشیر تڑپنے لگی ممکن نہین کہ کوئی اُس سے بچے حمزہ صاحب اسم اعظم حرز ہیکل کو جنبش قتل کفاران کی کوشش نگاہ صاحبقران کی کفار پر پڑ رہی ہے ہر مرتبہ چاہتے ہین تا بہ گرداب جاؤن گرداب سحر کرکے ہٹجاتا ہے ساحرون کو پکار رہا ہے کہ یارو اسکو مار لو سحر نہ کرو نیزہ و خنجر سے لڑو ساحر ہر چند کوشش کرتے ہین ارادہ قتل صاحبقران پر رہتے ہین

جو سامنے گیا ہلاک شمشیر آبدار ہوا کئی ہزار ساحر جب مارے گئے گرداب قصر سے نکلا صاحبقران بھی
نکل آئے اس خیال مین کہ گرداب کو قتل کرون باہر نکلکر گرداب نے ایک چیخ ماری کہ صحرا سے
چار ہزار ساحر اور پیدا ہوئے صاحبقران پر آپڑے تیر و تبر و تفنگ چلنے لگے صاحبقران ہمہ تن
چشم بنے ہوئے شیرانہ و رستمانہ لڑ رہے ہین چہار جانب نگاہ ہر مرتبہ چاہتے ہین جاکر گرداب
کو مارون گرداب سحر کرکے ہٹا تا ہی جب دیکھا گرداب نے کسی طرح مہلت نہین ہوتی تو ایک
گولہ زمین پر مارا ایک دریا جوش مارتے ظاہر ہوا گرداب دریا مین پھاند پڑا امیر کو فکر قتل
گرداب تھی اسم اعظم پڑھکر دریا مین پھاند پڑے گرداب نے چاہا بلا ہی کاٹ کے نکلجاؤن امیر
سب فنون مین طاق شہرۂ آفاق ڈبکی لگاتے ہوئے برابر گرداب کے پہونچے گرداب نے دیکھا
حمزہ نے پیرا دریا مین بھی پیچھا نہ چھوڑا آواز دی ای نہنگ طلسمی لینا ایک نہنگ نے سر نکالا
صاحبقران پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ نہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ماہی کلان
پیدا ہوئی اُسنے قصد کیا صاحبقران کو نگل جاؤن صاحبقران نے گلے مین ہاتھ ڈالکے چیر ڈالا
مچھلی کے مرتے ہی دریا خشک ہوا گرداب نے دیکھا کہ مین خشکی مین کھڑا ہون اب مایوس ہوا
تیغہ کمر سے کھینچا خبردار خبردار کہکر امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے صدائین مہیب آنے لگین خواجہ عمرو
لاشون کو لوٹتے پھرتے ہین جو ساحر مرکر گرا اُسکے کپڑے اُتار لیے ہزارون لاشے برہنہ پڑے ہین
خواجہ لوٹتے پھرتے ہین کہ یکایک آواز آئی کشتی مرا نام مین گرداب جادو بود ہوا چلی اندھیرا
موقوف ہوا امیر نے فرمایا خواجہ قصر مین جاؤ قفس ملکہ کا اُتار لاؤ عمرو دوڑا اندر جاکے دیکھا
قفس چھت مین ندارد عمرو روتا ہوا باہر نکلا کہا ای شہریار قفس ملکہ کا نہین ہی صاحبقران
نے سارا مکان چھان ڈالا کہین قفس کا پتہ نہ پایا بیتاب و پریشان ہوئے فرمایا کیون خواجہ
یہ کیا غضب ہوا عمرو نے کہا آقا میری سمجھ مین نہین آیا کہ کون دشمن لگا ہوا تھا کہ جو قفس لیگیا
صاحبقران یاد مین ملکہ سلما کی بیقرار ہین فرما رہے ہین نظم

حال دل کیونکر کہین ہٹ پر اُنھین پاتے ہین آج
سیر سے بوسون کی لب نازک قسم کھاتے ہین آج

حکم شمار و گزشتہ مین کہ ہم اُٹھتے ہین آج
جو کہا تھا کل وہی پھر آپ فرماتے ہین آج

رنگ عارض غیر کے بوسون نے پھیکا کردیا
دیدہ بیدار اُنکے ہمسے شرماتے ہین آج

مژدہ ای دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا
پانون آغوش اجل مین چلکے پھیلاتے ہین آج

اب تو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسی احباب دیکھنے آتے ہین آج

منزل مقصود تک جانیکی طاقت جو نہین
جا بجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہین آج

دم نہین لیتے جو منہ کھولین امان کے واسطے
منفعل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہین آج

آرزومند تعلق ہی مری دلہو انکی
دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج

غفلت قاتل سے حاصل ہی ہمین پژمردگی
زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہین آج

دیکھتے ہین ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے
ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہین آج

کی ہے تعلیم میاں تیغ ادب آموز نے / اسلیے منھ کھولتے مین زخم شرماتے ہین آج
خندہ دزدیدہ ہے ہر ہر دہان زخم مین / شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہین آج
شام فرقت نے سکھائے ہین مجھے کیا کیا خیال / ای فلک ہشیار پھر نالے مرے آتے ہین آج
آؤ قبل از حشر مل کر فیصلہ کر لین ہم / زندہ کر لینا ہمین تو تم پہ مر جاتے ہین آج
ہین خیالی نامہ و پیغام اُنسے ای نسیم / متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج

عمرو نے کہا آقاے نامدار صبر کیجیے انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہوگی نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا خواجہ سمجھا رہے ہین صاحبقران کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے ہر مرتبہ چاہتے ہین گریبان چاک کرون عمرو کہتا ہے ای آقا صبر کیجیے مطلع مصنف تنگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا + دامن بارے چھوٹے تو گریبان کیسا + امیر ہر دم انتشار مین فرماتے ہین خواجہ اب کہان تلاش کرون وہ ماہتابان کس ابر مین چھپا اُس آہوے رم خوردہ پر کیا گذری یہ کہتے ہوئے باہر نکلے ہین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا ہنس پر سوار تاج سر پر آ کر پہونچین عرض کی آقاے نامدار خدا نے اپنا فضل شراب کیا گرداب و سیلاب دونون مارے گئے اب دیر نہ کیجیے یہان سے دو کوس پر جائیے ایک چشمہ آب ملیگا کہ پانی اُسکا مثل آب گوہر صاف و شفاف ہوگا اُس چشمے مین بسم اللہ کہکے پھاند پڑیے گا قریب باغ ہیکلان بن قہار پہونچیے گا لیکن قید ہے کہ خواجہ بھی ساتھ ہون خواجہ کا وہان جانا واجب و لازم ہے امیر نے عمرو کو ہمراہ لیا امیر سے ملکہ نے عرض کی یہانسے حضور بائین سمت جائین دو کوس پر جا کے ایک چشمہ آب ملیگا اُسی چشمے مین اپنے تئین گرا دیجیے وہی راستہ باغ ہیکلان بن قہار ہے یہ کہکے ایک کاغذ بھی اپنے پاس سے دیا کہ اس پرچے کو ملاحظہ فرمائیے گا جو ضرورت سرکار کو ہوگی موافق اُس ضرورت کے اس پرچے کو ملاحظہ فرمائیے گا پرچہ امیر نے اپنے پاس رکھا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا تو امیر کو سمجھا کر چلی گئین صاحبقران بعد جانے ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا اُسی سمت روانہ ہوئے خواجہ عمرو ساتھ ہین دو کوس راستہ طے کر کے صاحبقران زمان نے پرچے کو دیکھا اُسمین مرقوم تھا کہ سامنے چشمہ آب ہے اُسمین اپنے تئین پہونچاؤ یہی راستہ باغ ہیکلان بن قہار کا ہے صاحبقران قریب چشمہ آئے عمرو نے کہا آقا مین تو پانی سے ڈرتا ہون پناہ پانی مشکل ہوگی میری آبرو دیکھو کیونکر بچیگی امیر نے پھر کاغذ کو دیکھا مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا واسطے شہنشاہ اوج عیاری کے یہ راہ مقرر ہے جب آپ پانی مین داخل ہون خواجہ کو مناسب ہے اسم حاشیہ کاغذ ورد زبان کرین صحرا سے ایک اژدہا پیدا ہوگا منھ کھولے اشارہ کریگا خواجہ اُسکے دہن مین کود پڑین آپ کے پاس پہونچینگے عمرو نے کہا ای آقاے نامدار مین دہن اژدر مین کیونکر پھاندونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہی حکم نکلتا ہے صاحبقران قریب چشمے کے پہونچے دونون پیر جامے جسم سے کود پڑے پانی نے جوش مارا عمرو نے وہ اسم ورد زبان کیا ایک اژدر صحرا سے پیدا ہوا عمرو لاچار ہو کر اُسکے منھ مین پھاند پڑا صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین پایا صحراے سبزہ زار نواح دلکشا صحرا ابر بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین طائران صحرا اچھل کود مین نہرین آب صاف و شفاف سے مملو قمریان کوکو کر رہی ہین فاختہ قلندر مشرب

دلی خاکستر ہی زیب جسم مصردہ صدائے حق سرۂ باغبان قضا و قدر کا انتظام نہر مین حباب کے معکوس جام موجے
کی گلابیان کباب مرغ دل طائر مست صاحبقران کو صحرا پسند آیا راہ کو طے کرتے ہو جاتے ہین
لیکن خواجہ عمرو جو دہن اژدر مین گرے یہ بھی اُسی صحرا مین پہونچے صورت بدل ایک مرد مسافر
کی صورت بنے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی ای فرزند تھوڑی دیر کا وعدہ کر کے نکلے تھے
آج کئی روز سے کیون نہین آئے عمرو یہ صدا سنکر گھبرا گیا ایک ضعیفہ گوری صورت معقول وضع نے
آکر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون بیٹا مجھسے کیا خطا ہوئی کہ تم جنگل مین مارے مارے پھرتے ہو بہنین تمھاری
روتی ہین قصبے والے پوچھتے ہین کہ بڑی بی صاحبہ تمھارا فرزند اسعد جوان کہان گیا خواجہ ان
باتون پر حیران ہین مگر خاموش ضعیفہ کی صورت دیکھ رہے ہین ضعیفہ نے سر سے پانون تک
بلائین لین کہا میرے بچے کو کسی نے کیا کر دیا کچھ جواب نہین دیتا خواجہ اس ضعیفہ کی باتون پر
حیران ہین کہ کیا جواب دین بڑھیا نے ہاتھ پکڑ لیا ہاتھ پکڑ کے چلی خواجہ چپکے چلے آتے ہین جب
رُکنے کا ارادہ کرتے ہین تو بڑھیا روتی ہی کہتی ہی بیٹا میری خطا تو بیان کرو آخر گھر مین کس سے ملال ہی
تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ ایک لڑکی بارہ تیرہ برس کے سن کی پکارتی ہوئی کہ ای امان بھیا ملے
بڑھیا نے رو کے جواب دیا کہ بھائی تمھارے ملے مگر کچھ منھ سے نہین بولتے نہین معلوم کسی نے
کیا کر دیا وہ لڑکی آئی بھائی بھائی کہکے لپٹ گئی یہی کہے جاتی ہی بھیا اسعد نوجوان کچھ تو بولو بات کا
جواب دو کس سے تمکو ملال پہونچا تھوڑا ہی راستہ خواجہ نے بڑھیا کے ساتھ طی کیا تھا دس بارہ
لڑکیان جمع ہو گئین بھیا بھیا کہکے لپٹی جاتی ہین خواجہ کسی کو جواب نہین دیتے سر جھکائے ہوئے
چلے جاتے ہین جب اُس جنگل سے نکلے دیکھا ایک قریہ نہایت آباد جا بجا کسان لوگ زراعت
کر رہے ہین جسنے اپنے کھیت پر سے دیکھا پکار کر آواز دی میان اسعد نوجوان کہان تھے بڑھیا
روتی پھرتی ہی تمھاری مان کا رونا ہمسے دیکھا نہین جاتا عمرو سر جھکائے چپکا چلا آتا ہی کہ ایک
نازنین چہاردہ سالہ سامنے سے آئی میان کہکے لپٹ گئی کہا امان جان آپ چلیے مین اپنے وارث سے
سبب پوچھ لونگی اب عمرو حیران کہ یہ نازنین کون ہی کہ مجھے وارث بتاتی ہی ضعیفہ نے اُسکے ہاتھ
مین عمرو کا ہاتھ دیا کہا بی بی تمھارا راج سہاگ قایم رہے نہین معلوم تمھارے شوہر کو کسی نے
کیا کر دیا کہ بات کا جواب نہین دیتے وہ نازنین رونے لگی ہر مرتبہ لپٹ لپٹ جاتی ہی اور کہتی ہی
کہ ارے میرے وارث کو کیا ہو گیا کہ بات کا جواب نہین دیتے عمرو حیران کہ اس بڑھیا سے چھوٹا تو
اس جوان عورت نے لیا لپٹی جاتی ہی دمبدم یہی کہتی ہی کہ صاحب کچھ بات کا جواب دو اگر تمھین
اپنی مادر مہربان سے کچھ ملال پہونچا ہی مجکو الگ لیکر رہو سب گرستی کرنا پڑیگی لیکن الگ ہونا
تو یہ خیال رکھو جو اسباب مجکو جہیز مین ملا ہی وہ اپنا پہچان کے الگ کر لینا ورنہ خانہ داری
مین مشکل پڑیگی عمرو حیران کہ کیسا اسباب کیسی شادی قریے مین جو ملتا ہی وہ یہی کہتا ہی کہ ای
اسعد نوجوان کہان گئے تھے زوجہ تمھاری کل سے بہت بیقرار تھی کھیت کھیت اسے تمکو
ڈھونڈھتا عمرو انکو بھی کچھ جواب نہین دیتا گویا منھ مین زبان نہین ہی قریے مین جاکے قریب ایک
مکان کے پہونچے دیکھا کچا مکان چھوٹی مٹی سے لیا ہوا دروازہ مکان کا کھلا ہوا قریب دروازے کے پہونچے

پانچ سات لڑکیان دوڑ پڑین گھر مین ہلڑ ہوا کہ صاحبزادہ آیا ایک بڈھا نکلا فرزند کہکر اُسنے گلے لگا لیا
کہتا ہی بیٹا کہان چلے گئے تھے مان تمھاری روتی تھی اب عمرو اور زیادہ حیران سب ملکر عمرو کو اندر
مکان کے لائے ایک طرف کونے مین اُس زن حسین نوجوان نے عمرو کو کمرے مین لا کے بٹھایا کہا
صاحب یہان بیٹھو ہمین کسی سے کیا واسطہ میرے ساتھ تمھارا عقد ہوا جو تمھاری خوشی ہو وہ کرو ان اگر تمکو
منظور ہو تو مکان کرائے کا لو ہے باپ کے وقت کے دو چار درخت لگے ہین اُنکو کٹوا کے دھنیان بنواؤ
زمین زمیندار سے لو مکان بنواؤ وہان اُٹھ چلین گھر بھر نے عمرو کو گھیرا ہی یہی کہے جاتے ہین کہ بات
کرو وہ لڑکیان بڑھیا بڈھا دوڑا گیا گھڑا بھر کے شراب لایا کہا لو بیٹا شراب پیو اپنو بات کرو عمرو حیران
کہ کہانتک خاموش بیٹھا رہونگا اب ان سب کی گردن لون بڈھے سے کہا ابا جان میرا کھیت سوکھ گیا
اُس قلق سے دل پر صدمہ ہی اسی وجہ سے بات نہ کرتا تھا بڈھے نے کہا بیٹا شراب پیو کھانا کھاؤ
زمیندار کا روپیہ مین ادا کرونگا تم کیون صدمہ کرتی ہو بڑھیا نے پکار کے بڈھے سے کہا صاحب
تمنے سُنا تمھارے بیٹے کی زراعت خشک ہوگئی اس وجہ سے وہ بات نہین کرتا ہی وہ روپے جو الگ
رکھے ہین وہ لا کر اسکو دیدو روپے کا نام سُنکر خواجہ نے بڑھیا سے کہا ای مادر مہربان مجکو ڈر
معلوم ہوتا تھا ایسا نہ ہو زمیندار مجکو پکڑ لیجائے اور قید کرے اس ڈر کے مارے نہ بولتا تھا بڑھیا نے
پچاس روپے لا کے عمرو کے آگے رکھے اب تو عمرو بھی ابا نجان کہکے لپٹ گیا سونے کے کڑے
بڑھیا پہنے تھی کہا ای مادر مہربان کڑے تمھارے میلے ہوگئے ہین لاؤ مین اُجلے کر دون بڑھیا نے
اُلٹے اُتارے عمرو نے کڑے بدل لیے پیتل کے کڑے بڑھیا کو پہنا دیے اب تو عمرو نے دست درازی
شروع کی لڑکیان جو بھیا بھیا کہکے پاس بیٹھین تھین عمرو نے اُنکے بھی زیور اُتارے اب بدل بدل کے
سب کو دیتے جاتے ہین شراب مین بھی بیہوشی ملائی جام بڈھے میان کو دیا کہا ابا جان پہلے آپ ایک
جام پیجیے تو پھر ہم لوگ پئین بڈھے نے کہا بیٹا مین تو تمھارے واسطے لایا ہون عمرو نے کہا پہلے
آپ پیین تو مین پیونگا عمرو نے زبردستی بڈھے کو شراب پلائی دوسرا جام بڑی بی کو پلایا زوجہ
جو اشارے کرتی ہی خواجہ کہتے ہین ٹھہر جاؤ تمھین بھی دیتا ہون پہلے بڑے بوڑھون کو پلانا چاہیے
اب تو عمرو نے اُن لڑکیون کو بھی پلایا بعد اُسکے زوجہ کو جام دیا جھک کے ایک بوسہ لیا زوجہ نے
ایک طمانچہ مارا عمرو نے بیہوشی ملا کر سب کو شراب پلائی تھی تھوڑے ہی عرصے مین قیامت برپا ہوئی
جھوٹی پیزار آپس مین چلنے لگی بڈھا یہ کہکے اُٹھا او اسعد تو نے یہ کیسی شراب پلائی دیکھ تو لڑکیان
ننگی ہوگئین سب چیزین اُنکی دکھائی دیتی ہین کیا اُنکے ساتھ بھی کوئی حرکت کریگا تجکو کیا منظور ہی یہ کہکے
طرف عمرو کے دوڑا بیہوش ہوا بڑھیا ہای ہی میرا وارث کہکر چلی یہ بھی گری وہ عورت نوجوان جو پہلو مین عمرو
کے بیٹھی تھی وہ یہ کہکے اُٹھی کہ جا نگوڑے مین تیرے گھر سے نکل جاتی ہون یہ کہکے دوڑی لڑکھڑا کر گری
بیہوش ہوگئی اب تو عمرو نے خنجر کھینچکر اُٹھا پہلے سارے گھر کی تلاشی لی مٹکورون مین اناج بھرا تھا وہ سب عمرو
نے اندڑیل لیا برتن بھی اُٹھا کے نذر زنبیل کیے اب عمرو نے پہلے بڑھیا کو خنجر مارا دو ٹکڑے ہوئے پھر سب
کو قتل کیا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من ببران جادو لو عمرو گھر سے باہر نکلا سب قریے والے
دوڑے ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ ببران جادو کو کسنے مارا عمرو نکلکر بھاگا قریے والے دوڑے چلے آتے ہین

سب پکار رہے ہین کہ یہ چور جانے نہ پائے ارے اس مکار نے غضب کیا ببران کو دم دیکے مارا
یہی علامت ہی طلسم کشا آگیا عمرو نے کئی حقہ ہاے آتشبازی مارے شعلہ ہاے آتش بھڑکے جب اُن
سواروں کے مُنہ جلے کچھ الکھینوں مین گرے یہ عمرو کے کان مین آواز آئی کہ ببران جادو ایک ساحر کو لگا کر
لائی تھی اُسنے سب کو قتل کیا اب نکلا بھاگا جاتا ہی عمرو بھاگکر صحرا مین پہونچا اب عمرو نے پلٹکر دیکھا وہ سب
پلٹ گئے عمرو صاحبقران کو تلاش کرتا ہوا چلا مگر صاحبقران صحراے سبزہ زار کو طی کرکے ایک نخل کے
سایے مین ٹھہرے حیران ہین کہ نہین معلوم عمرو پر کیا گذری کیونکر یار وفادار کا پتہ ملے اس ہیچ مین کھڑے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار فوج لبشت پر علمہاے زنگاری کے
پھر ہرے کھلے ہوئے اُس تاجدار نے جو صاحبقران کو دیکھا عیار سے کہا دریافت تو کر یہ کون ہی
عقل تو کہتی ہی کہ سوا طلسم کشا کے اس مقام پر اور کوئی نہین آسکتا ہی یہ کہکے اُس تاجدار نے عیار کو
بھیجا عیار قریب صاحبقران کے آیا جُھککر سلام کیا صولت و سطوت دیکھکر چپکا کھڑا ہی نام نہین پوچھ سکتا
صاحبقران نے کہا کیون ای عیار کیا ہی دست بستہ عیار نے عرض کی ہمارے تاجدار کامستان جہاد
لقب ہی قلعہ مینو شان کے حاکم واسطے گشت کے نکلے تھے آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی دریافت
فرماتے ہین صاحبقران خیال مین عمرو کے کھڑے تھے طبیعت مکدر بیدل رہی کی غصے مین فرمایا
ای عیار جاکے اپنے تاجدار سے کہدے تونے نام سُنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
امیر عالیشان داماد نوشیروان و داماد شہپال بن شہرخ شوہر آسمان پری مسخر کن پردۂ قاف
مورد عدل و انصاف فراش راہ دین اسلام مشہور خاص و عام براے فتاحی طلسم نور افشان
آیا ہون یہ سُنکر عیار بھاگا مستان تاجدار سے کہا صاحبقران زمان تشریف لائے ہین مستان تاجدار
نے طرف فوج کے دیکھا کہا صاحبو یہی شخص واسطے طلسم کشائی کے آیا ہی اگر تم سب نے گھیر کر گرفتار کر لیا
شاہان طلسم نور افشان بہت خوش ہونگے ملک جاگیر مین ملیگا اہلیان فوج نے کہا انکو گرفتار کرنا
کتنی بڑی بات ہی تمام سوار و پیدل لینا لینا کہکے طرف صاحبقران کے چلے صف سے گھوڑا بڑھاکر
ایک سوار نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو خالی دیکر اُس سوار کو گھوڑے سے اُتار لیا پشت مرکب پہ
سوار ہوئے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران تصنیف نو مصنف

امیر عرب حمزۂ ذیحشم کہ گنجاب ملعون کردہ فرار جزائر بر از عدل و انصاف شد کہ از جنگ بیدین لیل و نہار	منم قاتل کافران جہان چو در باختر جنگ شد آشکار زدم دیو عفریت را در مصاف در انجا چو جاہ و ادب یافتم	ز بیم فراری الوشیروان بباز و شدہ فتح و نصرت نثار بلرزید از خوف دیوان قاف سلیمان ثانی لقب یافتم	منم صاحب چتر و تیغ و علم چو در رفتم لبنجان پئے گیر و دار گذر چون بجولان گہ تاد شد سمندون بدبخت گشتہ شکار

نعرۂ صاحبقران سے
زمین تھرائی لڑنے لگے صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے جاتے ہین کئی رسالدارون کو مارا جب اُنمین پہونچے
تو کمیدان کو قتل کیا مستان تاجدار غل مچارہا ہی کہ جلد اس جوان کو گرفتار کرلو بچنے نہ پائے شاہان طلسم
خوش ہونگے حکم شہنشاہ طلسم نور افشان ہی کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے نہال ہوگا
لالچ مین پہلوان گینڈے بڑھا کے جا پڑتے ہین جب اُنھون نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے ہاتھ مارا
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوگئے کئی پہلوان نامی ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے مستان تاجدار

نہایت گھبرایا ہوا کہ کیسے کیسے پہلوان جنکو جرأت پر ناز تھا وہ اس جوان کے ہاتھ سے یون مارے گئے کہ جنکا عدیل و نظیر نہ تھا صاحبقران ہر مرتبہ گھوڑے کو بڑھاتے ہین کہ تاجدار پر جا پڑیون ساٹھ ستر ہزار سوار صدائے گیر و دار بلند نیزے تلوارین گرز کمندین پڑ رہی ہین صاحبقران سب کے حربون کو دفع کر کے جس جا پڑے اُسکو تہ تیغ کیا اور جس غول پر گئے صفون کو درہم و برہم کیا علمدار فوج کو دیکھا کہ بڑی جستجو کر رہا ہے علم کو گردش دیتا ہے صدا بھی دیتا ہے کہ ہان یارو بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ایک شخص کو تم ستر ہزار جوان گرفتار نہین کر سکتے دنیا پائدار ہے کیا ایک جوان سب کو مار ڈالیگا ایک دن مرنا ضرور ہے اس حال سے قلب ناصبور ہے خیال تو کرو بڑے بڑے شاہان جلیل جنکی تلوار کی دھاک تھی

وہ کیا ہوئے کہان گئے نظم

وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
سفر دور و دراز بست دنیا بجبر ہم

جنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر
بجنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم

جب علمدار ایسے اشعار پڑھتا ہے فوج کا جوش بڑھتا ہے چہار طرف سے بیچا صاحبقران پر ہجوم کرتے ہین مستان تاجدار پکار رہا ہے یارو ایک اکیلے کا گرفتار کرنا انبیاد شوار ہے چہار جانب سے بلوہ کرکے گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا صاحبقران مصروف جنگ ہین کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے ہیران جادو کو مار کر آئے ہین بھاگے ہوئے چلے جاتے ہین کہ ہا ہو کی صدا کان مین آئی ایک پہاڑ پر چڑھ کے دیکھا کہ صاحبقران زمان ستر ہزار فوج مین گھرے ہوئے جنگ رستمانہ کر رہے ہین قلب ہلگیا عمرو نے یہ بھی دیکھا کہ سب غیر ساحر ہین عمرو پہاڑ سے اُترا سامنے آکر خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے مگر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
میرا لشکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

عمرو و حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین جوئین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی ای آقائے نامدار غلام بھی آپہونچا یہ کہکر عمرو نے بھی جناب آغاز کی اپنی جنگ کا طریقہ شروع کیا اول دو تین حقہائے آتشباز کی مارے ایک مقام پر سوار بہت سے کھڑے تھے عمرو نے چھچھوندر زنبیل سے نکال گھوڑے کی دم مین باندھدی یہ ندا کی کہ اُسے داغ دیا بقول شخصے کافرون کو داغ دیا اب رسالے مین کھلبلی پڑی ہزار ہا سوار پائمال ہوئے امیر نے جو اتنی مہلت پائی تلوار کھینچے ہوئے قریب علمدار کے پہونچے علمدار علم کو گردش دے رہا تھا صاحبقران نے نعرہ کیا گھوڑے کو جوڑا نقودون مین ہلا دونون ٹاپین اُسنے ہاتھی کی مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بھی اُسکا وار رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا مع ہاتھی علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے ہاتھی جو گرا گھوڑا لیٹا امیر مرکب سے جدا ہوئے مستان تاجدار نے فوج کو لیکر بلوہ کیا گھوڑا امیر کا مارا گیا مسحور صبار فتار عیار اسکا تین سی پیچون کو لیکر آیا صاحبقران کو جو پیدل پایا حلقہ ہائے کمند پڑنے لگے امیر کمندو نکے پھندے چہار جانب سے بیچا ازرو بے بلوے کے ٹوٹ پڑے گرفتار کر لیا عمرو یہ حال دیکھکر ٹوٹ پڑا مسحور نے کہا یارو سار بان زادے کو پکڑلو عمرو گلیم اوڑھکر پوشیدہ ہوا مسحور نے ہر چند ڈھونڈھا

عمرو کو نہ پایا خواجہ اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح صاحبقران کو رہا کر دیں اُن بچیاؤں نے صاحبقران کو
مسلسل و مطوق کیا مستان نے جو شمار کیا چھ ہزار آدمی مارے گئے کہا یارو اکیلے طلسم کشا نے چھ ہزار آدمی
مارے عمرو ایک سپاہی کا لباس پہنے ہوئے قریب آرابے کے ہے مستان تاجدار نے مسحور عیار کو
بلایا کہا ارے عمرو کو تلاش کیا مسحور نے چپکے سے کہا حضور وہ عیار نہیں ہے چھلاوہ ہے لڑتے لڑتے غائب ہو گیا
لیکن صاحبقران قید ہوئے ہیں برلے رہائی آئیگا میں فکر میں ہوں یہ کہکے اسنے عیاروں کو مقرر کیا
دس کہیں کھڑے ہوئے دس آرابے کے ساتھ ہیں کچھ عیار اپنے پیچھے رکھے مستان تاجدار نے امیر کو آرابے
پر سوار کیا اب یہ فکر ہے کہ بخدمت شاہان نور افشان لیچلوں جاگیر انعام لوں جب طلسم کشا کو پیش کرونگا
یقین ہے مالک جاگیر میں ملے اُسی وقت اسنے کوچ کر دیا عمرو نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
نکالا ایک بہشتی کی شکل بنکر مشک دوش پر لگائی کٹورہ کھنکھناتے ہوئے سب کو پانی پلاتے ہوئے
چلے مسحور نے دور سے دیکھا عیاروں کو اشارہ کیا کہ عمرو بہشتی بنا ہوا آتا ہے ہوشیار رہنا عیار
کتراتے ہوئے چلے عمرو نے قریب آکے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا ارے قیدی پانی پیے گا ایک
سپاہی نے کہا قیدی کو پانی نہ پلانا امیر نے آنکھ سے اشارہ کیا خواجہ ہٹجاؤ عیار تمہاری تلاش میں ہیں
عمرو سمجھا مجکو قریب بلاتے ہیں عمرو آگے بڑھا جام میں پانی چھلکتا ہوا آخر صاحبقران بول اُٹھے کہ
خواجہ عیار تمہاری فکر میں ہیں عمرو نے چاہا ہٹوں مسحور نے پکارا ارے بہشتی پانی اس طرف لا
عمرو پیچھے ہٹا مسحور نے کہا او بہشتی ہم بلاتے ہیں ہمارے پاس نہیں آتا عمرو نے کہا آپکے پاس آکر کیا کرون
جواب کا مطلب ہے وہ میں سمجھ گیا عمرو نے کہا پانی پیجیے آپ عیار طرار ہیں ہم بھی اپنی فوج میں بڑے [illegible]
مسحور جھپٹ کر قریب آیا اُسنے تو ہاتھ بڑھایا کہ یہ کٹورہ مجھے دے تو میں پکڑ لوں عمرو نے وہ کٹورہ
کھینچ مارا مسحور کی پیشانی پر پڑا آواز دی ارے اسکو لینا جانے نہ پائے چہار طرف سے تین سو سیلیچی
عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے بھی پنجہ کھینچا لڑنے لگا کل فوج میں ہلڑ ہوا عمرو کو مسحور نے گھیرا ہے
مستان تاجدار گھوڑا بڑھائے ہوئے آگے فوج کے تھا یہ خبر سنکر پلٹا دیکھا تین سو سیلیچیوں میں عمرو تنہا
لڑ رہا ہے اسنے سواروں کو اشارہ کیا سوار بڑھے اب تو عمرو گھبرایا کئی ہزار نیزوں کے وار چلے عمرو نے
جست کی کہ ان سب کے بیچ سے نکلجاؤں عیار پیچھا کیے چلے آتے ہیں ایک مقام پر ایک سوار نے نیزہ
مارا عمرو نے خم ہو کے خالی دیا بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ مارا وہ سوار گرا سب سواروں نے نیزے مارے
کئی نیزے جسم پر پڑے عیاروں نے آگے حلقہ ہاے کمند مارے سب عیار ایک ہی مرتبہ ٹوٹ پڑے ہاتھوں ہاتھ
عمرو کو بھی گرفتار کر لیا اب تو مستان تاجدار پھول گیا کہا صاحبو میری اقبالمندی دیکھی عمرو و حمزہ دونوں
گرفتار ہوئے اب انکو لیکر خدمت میں شاہان نور افشان کے جاؤنگا ملک جاگیر میں ملینگے بادشاہ
خوش ہونگے عمرو کو بھی گرفتار کر کے اُسی آرابے پر سوار کیا لیکر چلا صاحبقران فرماتے ہیں خواجہ
بداعمالی اپنی ظاہر ہے کس کس مقامات سے اب نوح کا پتہ اتنا ملا تھا کہ باغ ہیکلان بن قہار میں
جانا چاہیے اب نہیں معلوم یہ بیجا کہاں لیجائینگے افسوس ہے کہ اس باغ سے الگ ہوئے جاتے ہیں عمرو کو
بھی بڑا افسوس ہے کہ باغ ہیکلان بن قہار سے دور ہوئے جاتے ہیں صاحبقران کو بڑا افسوس ہے
رات کو ایک منزل پر اُترے خواجہ بھی قید میں عمرو نے رات کو ایک جعل پھیلایا ایک عیار کو بلاکے

باتون مین لگا کے بیہوش کیا مسحور کا بھائی ہے منظور اسکا نام ہے عمرو تو منظور کی شکل بنکر باہر نکلا اس خیال مین کہ جا کے بادشاہ کو بیہوش کرون اُسی کی شکل بنکر صاحبقران کو چھڑا دون مسحور کو بڑا خیال ہے چار پائی کے نیچے بادشاہ کی یہ سو یا جیسے ہی عمرو بارگاہ کے اندر آیا مسحور نے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہے زیر پلنگ حلقہ ہائے کمند بچھائے جیسے ہی خواجہ قریب پلنگ کے پہونچے مسحور نے جھٹکا مارا عمرو گرا مسحور چھاتی پر چڑھ بیٹھا خواجہ کے گرنیکا دھماکا ہوا مستان تاجدار بھی جاگا کہا ای مسحور کیا ہے کہا حضور مین جانتا تھا کہ اس ساربان زادے کی شرارت سے فساد برپا ہوگا مین زیر پلنگ آ کے سو یا جو مین نے خیال کیا تھا وہ ہوا دیکھیے میرے بھائی کو گرفتار کرکے آیا مستان نے کہا ای مسحور ایک بڑی مشکل ہے سُنا ہے ان مسلمانون کے مددگار مثل قطرات باران ہیجل پیدا ہوتے ہین سر کاٹ کے بیچلو حفاظت انکی نہ ہو سکیگی مسحور نے کہا حضور میری بھی یہی رائے ہے خواجہ دوبارہ گرفتار ہوئے اب جو صبح کو مستان اُٹھا مقام تو لدیا کہ آج سب اسی مقام پر رہین میدان خونی کی تیاری ہو عمرو و صاحبقران کو قتل کرینگے ایک منزل مین تو اسنے یہ قیامت برپا کر دی ہے اتنی منزلین کیونکر طے ہونگی اسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی سب افسرون نے بھی کہا کہ حضور ہم بھی یہی چاہتے ہین انکا سر لیچلیے زندہ انکا جانا بہت دشوار ہے اسی وقت میدان خونی کی تیاری ہوئی دار بن استادہ ہو گئین جلاد آ کے شلنگین لگانے لگے ہر طرف یہی غلغلہ تھا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ٭ کسکا رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے بنغمہ ہائے جہد ا ر کہتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون قتل کرنا ہمارا کام جلانا کام لات و منات کا مستان نے حکم دیا صاحبقران و عمرو کو لاؤ داروغہ زندانخانہ گیا صاحبقران و عمرو کو میدان خونی مین لائے عمرو نے دیکھا میدان خونی کی تیاری ہے دار بن استادہ جلاد شلنگین لگا رہے ہین عمرو گھبرا گیا دعائین کرتا ہے کہ خداوند آقائے نامدار کو بچا بلک بلک کر دعائین کرتا ہے نظم

هر کرا حامی توئی ای کردگار
گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور
بهر عامان هر زمان لطف عمیم

پر گنهگاران کرم کن یا کریم
او نمیدارد ز دشمن خوف و بیم
میکنی ای چاره ساز جان و دل
تو قدیمی و علیمی و حکیم

بر غریبان رحم فرما یا رحیم
خاکساران از تو حاصل میکنند
چارهٔ بیماری درد الیم
بهر خاصان هست لطف خاص تو

عمرو تو بلک بلک کر دعا کر رہا ہے جب زیر دار صاحبقران کو لائے جلاد تلوار کھینچکر سر صاحبقران پر آیا عمرو نے آواز دی او بیحیا نامنصف یہ آقائے نامدار ہین انکا غلام خاکسار پہلے مجکو قتل کر آقا پر ہاتھ نہ اُٹھا جلاد طرف عمرو کے پلٹا امیر نے فرمایا او نامرد پہلے مجکو قتل کر مین طلسم کشا ہون جرأت و ہمت مین یکتا ہون اُس بیچارے کے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا مستان تاجدار نے اشارہ کیا دونون کے سر کاٹ لو جب جلاد طرف عمرو کے چلا امیر نے بلک کے دعا کی ای معبود حقیقی اتنی مہلت ملے کہ طلسم نور افشان کو فتح کر دن کوکب کو قید سے رہا کرلون تیر دعا امیر کا ہدف مراد پر پہونچا القصہ ابر زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ آواز گیر و دار کان مین آئی عیار سے کہا دیکھو تو یہ کیسا غلغلہ ہے عیار مثل عقاب کے آیا مثل چیل نظر بازی کے

روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار صاحبقران نامدار زیر تیغ بیٹھے ہین جلاد قتل کیا چاہتا ہی نقابدار نے مرکب
اڑایا پشت پر بارہ ہزار جوان ایک ایک اپنے زمانیکا رستم و سہراب ذکر قتل صاحبقران سے سب بیتاب
باز سفید سر پر سایہ کیے ہوئے نقابدار نے قریب فوج کفار آکے نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران ہیچ دغا
منم نقابدار زرین پوش معرکن بر و بحراین زمانیکا صاحبقران صاحب شوکت و شان سب سردار اسکے
تلوار کھینچکر گرے نقابدار نے دور سے دیکھا کہ جلاد صاحبقران کو قتل کیا چاہتا ہی نقابدار نے تیر سے
دونون جلادون کو مارا صاحبقران سے آنکھ ملاکر آواز دی حضور نہ گھبرائین غلام آپہونچا یہ کہکے پھر نعرہ کیا
زمین تھرائی صاحبقران کو غیرت آئی ایکبار اچھلکر ٹوٹی غصے مین قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے
پھینکدیا عیار نقابدار نے آکر عمرو کو رہا کیا یہ بھی کلمہ کہا خواجہ یاد رکھنا احسان کو فراموش نہ کرنا عمرو
نعرہ کر کے اٹھ کھڑا ہوا انم نہنگ بحر عیاری ہزبر دشت طراری غلام صاحبقران عالیوقار عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نقابدار نے جو صاحبقران کو پیدل دیکھا قریب آکے گھوڑے سے کودا عرض کی
حضور سوار ہون صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار یہ احسان کیا کم ہی کہ تم عین وقت پر آئے امیر نے
یہ کہکے ایک سوار کو مارا مرکب لیا لڑنے لگے جنگ مین مصروف ہین نقابدار ہر مقام پر ادب کرتا ہی
جہان صاحبقران نے مرکب بڑھایا نقابدار بسم اللہ کہکے پیچھے ہٹجاتا ہی عرض کرتا ہی غلام تو یہ ری
مین ہی کہ حضور کے دست حق پرست سے لڑائی فتح ہوگی میری کیا مجال ہی کہ آپ کے سامنے لڑون
صاحبقران فصاحت و بلاغت نقابدار کی دیکھکر حیران ہین دمبدم یہی عرض کرتا ہی ای شہریار میری
عرض قبول نہ ہوئی صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے پلٹ پڑتے ہین فرماتے ہین ای نقابدار یہ گوی
میدان ابھی امتحان ہو جائے نقابدار ہاتھ باندھ کے عرض کرتا ہی میری کیا مجال ہی کہ سرکار سے
مقابلہ کرون یہ ضرور چاہتا ہون کہ بانہ ہاے صاحبقرانی ملین امیر فرماتے ہین ای نقابدار بہادر ان
بانون کا ملنا بہت دشوار ہی جب تک مجکو زیر نہ کر دوگے بانے نہ پاؤ گے نقابدار عرض کرتا ہی میری
کیا مجال کہ جو سرکار کے سامنے نام جنگ و جدل لون یا بے ادبی کرون بانہ ہاے صاحبقرانی کی خواہش
ہی ہر وقت یہی کاہش ہی اگر میری صاحبقرانی تائید یزدانی سے ہی تو ضرور بانے ملینگے اور اگر مین نے
دعوی باطل کیا ہی تو بانے نہ ملینگے صاحبقران فرماتے ہین ای نقابدار بہادر جب ساٹھ برس شمشیر زنی کی
تمام عالم کی گشت ہوئی تب یہ اشیاے عمدہ میسر ہوئے کیونکر ہو سکتا ہی کہ انکو بے لڑے بھڑے حوالے
کر دون خواجہ عمرو دیکھتے ہین کہ عیار بھی چمک چمکر لڑ رہا ہی مسحور صبا رفتار تین سو ہیکلون کو ساتھ
لیے ہوئے مصروف جنگ تھا عیار یکہ و تنہا مسحور پر جا پڑا آواز دی او نامرد ہمسے تو مقابلہ کر تین سو ہیکلین
مین شمشیر چمکنے لگی کئی ہیکلیے مارے لڑتا بھڑتا برابر مسحور کے پہونچا مسحور نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے عیار
نقابدار نے سب وار خالی دیے جب وہ تلوار مار کے پلٹا آواز دی ایک وار مردان عالم کا تو قبول کر
یہ کہکے پالٹ کا ہاتھ مار دیا دونون پاؤن مسحور کے اڑ گئے گرتے گرتے عیار نے سر بھی مسحور کا کاٹ لیا
نیزے پر رکھ کے بلند کیا سب نے دیکھا کہ مسحور مارا گیا ہوش و حواس پراگندہ ہوے صد ہا سپاہی
بھاگنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ مسحور صبا رفتار ہاتھ سے عیار نقابدار کے مارا گیا اب انتظام لشکر
بہت دشوار ہی صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب مستان تاجدار پہونچے افسران فوج نے دیکھا کہ

صاحبقران ہمارے افسر پر جاتے ہین چہار جانب سے امیر پر بلوہ کیا نقابدار بڑھ کر دیکھا اُسی مقام پر آکر شمشیر زنی کی کئی سو کافر ہاتھ سے نقابدار کے مارے گئے سرداران نقابدار بھی اُسی مقام پر پہونچے امیر نے ذرا مہلت پائی لڑتے بھڑتے جنگ رستانہ کرتے قریب تخت تاجدار پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ شیرانہ کیا نظم

یکے نعرہ زد میر منزل مصاف
که سیمرغ لرزیده در کوه قاف
یکے نعرہ زد آن بحلقش بدر
که آهن دلی را دریده جگر

بارہ کوس تک صدائے نعرۂ صاحبقران پہونچی زمین تھرائی آسمان چکر مین آیا طائر آشیانوں سے اُڑے غلغلہ ہوا صاحبقران اعظم نے نعرہ کیا نقابدار نے عیار سے کہا اے عیار حقیقت مین یہ صاحبقران اعظم ہین انپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی لڑائیان جھیلے ہوئے جان پر کھیلے ہوئے بقوت صاحبقرانی لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُسکو درہم و برہم کردیا لاشون سے میدان کارزار بھر دیا جب مستان تاجدار کو امیر نے اُٹھایا دست حق پرست پر بلند کیا مستان نے عرض کی ای شہریار الامان اصل تو یہ ہی کہ مین ایسا صاحب اقبال آپ کو نہ سمجھا تھا امیدوار ہون کہ قدمبوسی میری قبول ہو مین بصدق مسلمان ہوتا ہون صاحبقران نے ہاتھ سے رکھدیا مستان کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا اہالیان فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہنگامہ نہ کرے سب امیران سلطنت و پہلوانان پایۂ ابہت رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے پچاس ہزار سوار سے مستان مسلمان ہوا ہر خرد و کلان صاحب ایمان ہوا مستان تاجدار صاحبقران کو لیے ہوئے اہتمام سواری کرتا دم محبت صاحبقران عالیشان کا بھرتا ہوا لشکر قلعۂ مہوشان مین آیا پہلے قلعے مین خبر پہونچی کہ ہمارا بادشاہ مسلمان ہوا طلسم کشا کی آمد ہی سب وزرا و امرا دوکاندار واسطے تماشے کے بازارون مین کھڑے ہین جب صاحبقران قلعے مین آئے دونون ہاتھون سے سب کا سلام لیتے ہوئے دارالامارۂ شاہی مین آئے مستان تاجدار نہ مانتا تھا امیر نے اُسکو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر آکے بیٹھے خواجہ عمرو کرسی پر صحبت عیش آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا خواجہ آج مدت کے بعد یہ دن نصیب ہوا فراق نے ملکہ سلماے گوہر پوش کے مارا دل بیقرار ہی اصل کیفیت تو یہ ہی کہ خواب و خور حرام ہی بیچینی مدام ہی بیتابی دل سوا ہی زندگی دشوار ہی ملکہ کے ملنے کا اشتیاق ہی کیفیت دل یہ ہی نظم

کھاتا ہی تھا بہت دل کو خطِ رخسارِ جانان کا	گھسیٹیگا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
رواں رکھتا ہی خون آنکھون سے ہر اک مہر تابان کا	شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا
خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا	جو آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا
جگر خون پان کھاکر چکھے لعل بدخشان کا	ملو مہندی جو پھیرا چاہتے ہو پنجہ مرجان کا
دل صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوے پیچان کا	نگہبان افعی مشکین ہی اس گنج شہیدان کا
یہی جو آتش حسن بتان کی گرمجوشی ہے	جلا ہندو کے مردے کیطرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا	روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو	ہمارا عطر خون ہی ہر اک پاٹ اُسکے دامان کا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت	نہ وہ ہمسنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا

۵۵۰

خط شبرنگ جنت ہو گیا جو اسکی ظلمت پر ٭ دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا
لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون ملک قلم اہن ٭ تماشا قتلگہ کا ہی مطالع میرے دیوان کا
بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے ٭ یقین ہی سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہی مہمان کا
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی ٭ بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
عدم کو بازگشت روح ہی اک روز ہستی سے ٭ ارادہ بندہ رہا ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
وہ جانیگا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہی ٭ اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا
نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی ٭ شہادت نامۂ بلبل ہی ہر پتّا گلستان کا
اٹھاوے نرگس شہلانہ آنکھ اوپر اگر دیکھے ٭ مرے مرزا منش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا
خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے ٭ دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

عمرو نے سمجھا یا کہ ای شہریار یہ تو ظاہر ہی جو ساحر لے گیا ہوگا اسی طلسم کا رہنے والا ہوگا انشاء اللہ ضرور ملاقات ہوگی نقابدار نے کہا اب خدا ہی سے کیا وعدہ فرماتے ہین امیر نے کہا ای نقابدار بار بار کہنے مین ہمکو صدمہ ہوتا ہی اگر زبرکر و بانے لو نقابدار نے کہا خیر ای شہریار ہم سمجھے تھے کہ حضور کے خیال مین اور ہی کچھ ہی جو قضا و قدر کو منظور ہی وہ ہوگا یہ کہکے نقابدار لوبت و نقارے بجاتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا صاحبقران جلسے مین آگے بیٹھے دیکھا امیر نے کہ مستان تاجدار کو مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہی صاحبقران جو بیٹھے اپنے ہاتھ مین چوب دچماق لیے مستان انتظام کرتا پھرتا ہی شراب اپنے ہاتھ سے لالا کے رکھتا ہی طائفے عمدہ عمدہ بلائے ہین کہتا ہی آج دماغ میرا آسمان پر ہی صاحبقران سنو کہن بروبحر ثانی سلیمان نے مجکو سرفراز کیا ہی مین نے اپنی لیاقت پہ ناز کیا ہی شوہر ملکہ مہرنگار نے مجکو اس طور سے مسلمان کیا کہ میرے گھر مین تشریف لائے مین نے کیا شرف پایا صاحبقران نے پوچھا تمھاری سلطنت کا خراج کہان جاتا ہی عرض کی حضور طلسم نور افشان کی خراج گزار ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کے تابعدار ہین امیر نے فرمایا کچھ تمکو معلوم ہی کہ باغ ہیکلان تنا قہار یہان سے کتنی دور ہی عرض کی یہ نام جو حضور نے لیا اس سے تو مین آگاہ نہین لیکن یہان سے پانچ کوس پر ایک باغ ہی جنت نظیر وہ مسکن ساحران کہلاتا ہی یہ بھی مشہور ہی کہ کوکب نے اپنے زمانے مین کہ جب جہانگیر بن صاحبقران نے لوح حاصل کی اور طلسم فتح کرتا ہوا چلا بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان تشریف لائے اور جہانگیر کو زیر کیا یہ ثابت ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہی ولادت باسعادت شاہزادہ جہانگیر بحوالہ دختر طہران پردۂ قاف کی ٹھہری ملکہ ریحانہ پری بادشاہ طلسم صاحبقران سے عشق لگا انکے بطن اور صلب صاحبقرانی سے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی پیدا ہوا لوح پاکر قیامت برپا کر دی تمام طلسم کوکب کو درہم و برہم کیا جب صاحبقران نے آکے اس شیر کو زیر کیا لوح کوکب کو دی حضور ہم سنتے ہین کہ کوکب نے لوح اسی باغ مین رکھی وہین ابتک ہی امیر نے طرف عمرو کے دیکھا عمرو نے کہا اب لشکر کشی کرنا اسی باغ پر واجب و لازم ہی حضور لشکر کشی کر کے چلین انشاء اللہ لوح وہان حاصل ہوگی صاحبقران نے مستان تاجدار سے فرمایا سامان لشکر کشی کرو اکیلے جانے تھے خدا نے تمھارا ساتھ کر دیا مستان تاجدار نے

افسران فوج کو بلاکے حکم دیا سات ہزار فوج مین تیاری ہونے لگی دوسرے دن عرض ہوئی کہ سب ملازمان شہنشاہی تیار ہین صاحبقران زمان سوار ہوکے لشکر کو ساتھ لیکر بیرون قلعہ تین کوس آگے بڑھکے اُترے ارادہ ہی کہ صبح کو کوچ کرین طرف باغ ہیکلان بن قہار کے چلین اتفاقات قضا و قدر مستان تاجدار نے صاحبقران سے عرض کی ای شہریار یہان سے صحراے غولان قریب ہی لشکر سرکاری بھی اس مقام پر آکے اُترا ہی ایسا نہ ہو کہ رات کو غولان بیابانی صحرا سے نکل آئین لشکر سرکاری کو ستائین اسکا انتظام حضور ضرور کرلین صاحبقران نے فرمایا ہم خود طلایہ دینگے ہر چند سردارون نے عرض کی کہ حضور تکلیف نہ فرمائین غلامان جان نثار انتظام کرلینگے صاحبقران لے نہ مانا چند سوار ساتھ لیے خواجہ عمرو بھی ہمراہ ہین سوار ونکو ہمراہ لیکر بازارون کا انتظام کرکے دو پہر رات رہے صرف خواجہ عمرو ہی ساتھ ہین کہ صاحبقران کے کان مین آواز کراہنے کی آئی صاف کان مین آواز آتی ہی ای فلک کجرفتار کہانتک میرے ساتھ جفا کریگا اب تو میری یہ کیفیت ہی نظم

باغبان ممنون ترے ہم اس گلستان مین نہین ۔ جز دل صد چاک گل اپنے گریبان مین نہین
ذکر کیا شاہ و گدا کا اصل مین دونون ہین ایک ۔ فرق مرجانے کے بعد انسان و حیوان مین نہین
رحمت حق جوش پر ہی کیون نہ عصیان کیجیے ۔ شغل بہتر میکشی سے ابر باران مین نہین
اسفل و اعلے مشابہ ہین بہم لیکن ہی فرق ۔ اوج انجم دیدۂ غول بیابان مین نہین
قدر کیا اُسکو بھلا داغ دل عشاق کی ۔ داغ چیچک تک کوئی اعضاے جانان مین نہین
غول کی آنکھین چراغ اور آشیان قندیل ہی ۔ اک شب تاریکی اپنی کنج ویران مین نہین
کیا مرے تلوے مین کانٹا ہی کسی نے دیکھنا ۔ غیر کا نقش قدم تو کوے جانان مین نہین
کسقدر گھونگھٹ مین تابان ہی وہ روے آتشین ۔ روشنی ایسی چراغ زیر دامان مین نہین
خانۂ دل ہی مشبک آہِ بے تاثیر سے ۔ آجتک روزن کوئی دیوار جانان مین نہین
کیون ہی حسن سبز کو عمر ابد مانند خضر ۔ آب حیوان گر ترے چاہ زنخدان مین نہین
دیکھتے جذب زلیخا کھینچتا کیونکر اُسے ۔ کیا کرین یوسف ترے چاہِ زنخدان مین نہین
دُم دبا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان ۔ غیر روباہ و شغال اب اُنکے ایوان مین نہین
کیا تری جالی کی کرتی مین چمکتا ہے بدن ۔ یہ فروغ ای سرو قد سرو چراغان مین نہین
آمدِ موسی و ہارون کی قوی ہی یہ دلیل ۔ کو لنا فرعون ہی جو فکر و سامان مین نہین
آب حیوان پر سکندر سے یہ ساقی نے کہا ۔ میکشی کر لطف کچھ بھی آب حیوان مین نہین
مثل مجنون کسلیے صحرا بصحرا ہی خراب ۔ کیا رسائی تجکو ناسخ کوے جانان مین نہین

صاحبقران اس صدا کو سنکر بیقرار ہوگئے کہا خواجہ یہ کس ہجران دیدہ آفت کشیدہ کی آواز ہی کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی کوئی بلک بلک کے روتا ہی کسی مصیبت مین قید ہی پھر آواز آئی کہ یا خداوند ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میرا قبض ارواح کرے اب مجھسے صدمات ہجران نہین اُٹھ سکتے امیر نے فرمایا بیشک کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی مبتلاے درد فراق اپنے معشوق کا مشتاق دیکھین تو کہ یہ کون ہی عمرو نے ہر چند منع کیا کہ آقا وقت شب ہی نہین معلوم کیا مطلب ہی یا کوئی غول بیابانی دھوکا دیتا ہو کیا ضرورت ہی صاحبقران نے

نہ مانا اُسی طرف چلے صدا دمبدم کان مین آتی ہی کبھی اشعار عاشقانہ کبھی الفاظ وحشت صاحبقران
گھبراتے ہین دمبدم یہی فرماتے ہین کہ خواجہ مصیبت زدہ کوئی شخص معلوم ہوتا ہی یہ کس درد رسیدہ کی آواز ہی
کوئی شخص عجب سوز و گداز سے روتا ہی عمرو ساتھ ساتھ صاحبقران کے صاحبقران نے مرکب بھی
کنارے لشکر کے چھوڑ دیا جو جو قریب جاتے ہین آواز سوز و گداز کان مین آتی ہی طبیعت زیادہ
گھبراتی ہی دو کوس راہ طی کی تھی کہ دیکھا ایک درخت ہی اُسکے سایے مین ایک جوان حسین و جمیل
خاک کا پتلہ بنا ہوا مطابق مضمون شعر فرد مارا ز خاک کویت پیراہن است بر تن + آن ہم ز اشک حسرت
صد چاک تا بدامن + کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی اگر کوئی آہوے صحرائی سامنے سے گذرا اُسکے پیچھے
یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ای آہوے صحرائی میرے غزال رم خوردہ کی خبر بتا آہو کر چھال بھر کے نکلگیا یہ زمین
پر گر اتر پڑا پیٹھ کا پھر اُٹھا طائران صحرا ملنے پر اُس جوان کے اشک حسرت بہاتے ہین بعضے جانور
یہ کہکے اُڑ جاتے ہین بقول قمر بیت جانور کہتے ہین یہ آپس مین + دل نہ ہو آہ غیر کے بس مین + ہر شب
کہ وقت شب ہی طائر آشیانون سے منہ نکال دیتے ہین اشک حسرت آنکھون سے بہاتے ہین بولنے
سے طائرون کے بیر ثابت ہوتا ہی کہ یہ بھی سمجھاتے ہین کہ ای جوان صبر کر تیری آہ سے دل ٹکڑے
ٹکڑے ہوتا ہی زمین کو جنبش ہوا کو سناٹے کی کوشش صاحبقران بیتاب ہو گئے زیر درخت
وہ جوان پڑا ہی آہ آہ کر رہا ہی کبھی آنکھین بند کین کبھی کھولین امیر نے قریب آکے فرمایا ای جوان
تو کون ہی اپنے نام نامی سے آگاہ کر کئی مرتبہ صاحبقران نے فرمایا اُسنے کچھ جواب نہ دیا امیر کو
رحم آیا اُسی مقام پر بیٹھ گئے فرش خاک کو اپنا بستر بنایا سر اُسکا اُٹھا کر اپنے زانون پر رکھکر گرد و
غبار رخسار سے پاک کیا تب اُس جوان نے آنکھ کھولی سر اپنا زانون پر صاحبقران کے پایا
کہا ای غریب نواز تو کون بزرگ ہی کہ مجھ مصیبت زدہ کے حال پر یہ رحم کیا جب سے ہم دیوانے ہوئے
جو اپنے تھے وہ بیگانے ہوئے تو نے بڑی مہربانی فرمائی یہ کہکے رونے لگا صاحبقران نے
سر سینے سے لگا لیا فرمایا ای جوان بس تیری آہ دل پر تاثیر کرتی ہی حال اپنا بیان کر انشاء اللہ مین
تیرے مطلب کی کوشش کرونگا اگر اپنے معشوق سے چھوٹا ہی اُس سے ملاؤنگا تیرے معشوق کو تیرے
پہلو مین بٹھاؤنگا یہ جواب امیر نے بمحبت کہا وہ جوان اُٹھ کے گرد پھرنے لگا کبھی کہتا ہی ای مسیحاے درد
الفت و ای چارہ گر بیمار مصیبت و حسرت ایسے کلمات تو نے کہے ہر چند کہ اصل امر کا ہونا ناممکن اُسی
حسرت و یاس مین تڑپ تڑپ کر مر جائینگے دل کو بیقراری آنکھون کو اشکباری تو نے ایسا کلمہ کہا
کہ دل پہ تاثیر کر گیا دل کو تقویت روح کو راحت آنکھون مین بصارت زبان کو خدا نے صاحب
تاثیر کیا اصل کیفیت یہ ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ گلپوشان کہتے ہین
باپ میرا گلپاش نیرنگ ساز وہان کا حاکم ہی مجھ بدنصیب کا نام نرگس تاجدار ہی جس دن سے
پیدا ہوا عملداری کو اپنے قلعے کی زور دیا کئی قلعے تسخیر کیے دور تک عملداری ہو گئی ایک دن برائے
شکار صحرا مین آیا یہان سے قریب ایک باغ ہی بوستان رضوان کو داغ ہی حقیقت مین ایسا باغ
نگاہ سے نہین گذرا لقب اُس باغ کا باغ نیرنگ ہی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی ہین
اتفاقات قضا و قدر وہان کا حاکم کوئی ساحرہ ہی مین اُس ملعون کے نام سے بھی آگاہ نہین ہوا اُسکی

دختر بلند اختر ملکہ بہ رنگ گلپوش وہ بھی واسطے شکار کے صحرا مین آئی مین نے اُسکو دیکھا اُسنے مجھ بد نصیب
پر نگاہ ڈالی آپسمین عاشق ہوئے چند ساعت اُسی صحرا مین صحبت رہی آپسمین وعدے رہے دوسرے
تیسرے دن یہان آنے لگی اُسی صحرا مین ملاقات ہوئی تھی اب یہ وعدے ہوئے تھے کہ اُسنے
ہمارے قلعے مین آنیکو کہا تھا ایک کنیز درانداز نے اُسکے باپ سے کہدیا اُس ظالم اظلم نے حکم لگایا
کہ خبردار صحرا مین شکار کو نہ جائے اُس روز سے مین آوارہ ہون اُس باغ مین ہزار ہا ساحر فروکش ہین
اب جانیکا ارادہ کیا اُن نگہبانون کے سبب سے ہوا بھی تھرانی ہوئی جاتی ہی فراق مین اُس محبوب
دلفریب کے مہینون تڑپا باپ نے میرے خبر سُنی اُسنے وزیر و ندیم بھیجے مین نے حال بیان کیا سنتا ہون
کہ باپ نے اُسکو نامہ لکھا باپ نے اُسکے جواب سخت دیا کہ اگر تم ساحر ہوتے تو ہم اپنی بیٹی کی شادی
تمھارے بیٹے کے ساتھ کرتے باپ نے مجکو آکے جواب صاف دیا کہ ای نور نظر اُس سے ہاتھ اُٹھاؤ
ایسی باتون کا ذکر نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہی باپ کے سامنے مین نے کچھ جواب نہ دیا باپ نے کہا اگر
اُسکا باپ انکار کرتا ہی مین تمھاری اور جگہ شادی کرتا ہون جب دل بہت بیقرار و پریشان ہوا دیوانہ
ہوکر نکل آیا ایک ہفتہ گذرا کہ اسی صحرا مین پریشان ہون چاہتا ہون روح قالب سے نکلجائے
صاحبقران نے ہاتھ پکڑکے گلے سے لگالیا کہا ای نرگس تاجدار اپنی اس ضرورت کو موقوف رکھونگا
پہلے تمھارے کام کو چلونگا تمھاری شادی کرکے اپنی ضرورت کو جاؤنگے نرگس تاجدار کو اپنے
ساتھ لیا لشکر مین لیکر آئے مستان تاجدار کو خبر ہوئی فرزند کے گلے لپٹ گیا کہا ای شہریار یہ میرا کلیجا ہی
پھر کہا ای فرزند تمنے یہ کیا حالت بنائی ہی پھر کہا ای شہریار وہ بڑا ساحر زبردست ہی آپ کن
کاٹون مین پھنسے ہین اُسکے باپ سے بڑے انتظام کیے کئی پہلوان بلائے بڑے بڑے حکیم آئے کاہن نجومی
پنڈت جمع ہوئے مگر کوئی مطلب نہ نکلا ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی خرابی واقع ہو صاحبقران نے فرمایا
ای مستان تاجدار ہم ایسی مصیبت کو راحت جانتے ہین کچھ مقام تردد نہین ہی صاحبقران نے
لشکر کو طلب کیا یہ خبر قلعہ گلپوشان مین پہونچی نرگس تاجدار کے باپ نے سُنا کہ میرے فرزند کو
بمحبت صاحبقران اپنے ساتھ لیگئے بیس ہزار فوج لیکر یہ بھی آکر صاحبقران سے ملا فرزند کو بہت
خوش و خرم پایا نہال ہو گیا کہتا تھا ای شہریار آپ نے بڑا احسان کیا اس دیوانے کو ہوش مین لائے
آپ کی وجہ سے پھر یہ ہوش مین آیا مین تو مایوس ہوچکا تھا صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ بڑے
دھوم سے انکی شادی کرینگے باپ بیٹے صاحبقران پر نثار ہوئے کئی دن صاحبقران نے اُسی
مقام پر قیام کیا ایک دن نرگس نے بھی کہا حضور غلام صبر کریگا دل پر جبر کریگا حضور ابھی کوچ نہ کرین
صاحبقران نے فرمایا تمھارا حال دیکھکر مجھے خود افسوس ہوتا ہی یہ کہکر صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر
تیار کرو لشکر آراستہ ہوا صاحبقران کوچ کرکے چلے نرگس بھی رہبری کر رہا ہی تین منزلین طی کرکے
چوتھے دن ایک صحرای سبزہ زار مین پہونچے دیکھا سامنے ایک باغ ہی دروازہ اُسکا کھلا ہی ساٹھ ہزار
فوج ساحرون کی در باغ پر فروکش ہی صاحبقران نے اُسی مقام پر قیام لشکر کا حکم دیا بارگاہ فلک اشتباہ
استادہ ہوئی طبل پر داخلے کی چوب پڑی جمشید خود پسند بارہ دری مین جا بیٹھا تھا وزرا سے کہا دیکھو تو
یہ نوبت و نقارہ کیسا بجا عیار اسکا کہ گاوِ سامری اسکا لقب ہے دوڑا ہوا گیا تھوڑی دیر کے بعد

۷۰

پلٹ گئے آیا عرض کی کہ صاحبقران زمان جو فکر فتاح طلسم نور افشان ہین کسی وجہ مین نرگس تاجدار سے ملاقات ہوئی سرکار کی دختر کے خواہان ہو کر آئے ہین لشکر صاحبقران اُتر رہا ہی جمشید خود پسند باغ سے نکل آیا لشکر صاحبقران کو دیکھکر ہنستا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی نرگس تاجدار کے ساتھ مین اپنی بیٹی کی شادی کرونگا میرے خدمتگار بھی اُس سے بہتر ہین اگر زبان ہلا دون تو زمین کو آسمان پر پہونچا دون سحر کرکے نرگس کو اور اُنکے مددگار کو جانور بنا کر صحرا مین چھوڑ دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے بہت مابدولت کو ناگوار ہوا کہ اس طرح بلا تکلف ہمارے لشکر کے سامنے چلے آئے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر صاحبقران فروکش ہو رہا ہی امیر داخل بارگاہ ہی کہ صداے طبل جنگی کان مین پہونچی امیر نے مستان سے پوچھا کہ دریافت کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی جمشید خود پسند نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین عناد و فساد دوبالا کرے صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قدرت نے ہماری قسمت مین رقم کیا ہی وہی پیش آئی ہی بموجب ارشاد صاحبقران خواجہ نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا خواجہ ٹہلتے ہوئے نکلے کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا کہ لشکر کفار مین تیاری ہو رہی ہی خواجہ ٹہلتے ہوئے ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر کفار مین آئے دروازے پر جمشید کے پہونچے دروازے پر درگہ سالار چوبدار لیساول جو حاضر تھے ایک چوبدار سے عمرو نے کہا کہ جاکر شہنشاہ سے عرض کرو در دولت پر ایک خدمتگار حاضر ہے سرکار سے کچھ عرض کریگا درگہ سالار نے جاکر عرض کیا حضور ایک خدمتگار در بارگاہ پر حاضر ہے عیار اسکا گاو سامری کرسی پر بیٹھا ہی اُسنے کہا حضور بلائیے مین خوب جانتا ہون لشکر مین امیر کے عیارون کا بڑا ہنگامہ ہی کیا عجب ہی کہ کوئی عیار آیا ہو غلام تو حاضر ہی میرے سامنے وہ کیا عیاری کر سکیگا بادشاہ نے کہا بلا لو چوبدار نے جاکے کہا خدمتگار اندر آیا بادشاہ کو جھککر سلام کیا بادشاہ نے کہا کہو اے خدمتگار کیا ضرورت ہی عرض کی حضور کے مقابلے مین طلسم کشا آیا ہی حضور کنارے چلین کچھ عرض کرونگا گاو سامری اپنے مقام سے اُٹھا کہا ذرا میرے پاس آو جیسے ہی خواجہ اُسکے قریب گئے اُسنے یہ کہکے حلقے کمند کے مارے کہ او عیار غدار غضب کیا مین تو جانتا تھا کہ لشکر حمزہ عرب کا آیا اب عیار ضرور آئینگے جیسے ہی اُسنے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین خواجہ کی پڑے خواجہ نے چاہا جست کرون یہی قصد ہوا کہ سبک ہو کر نکلجاؤن عمرو نے جست کی اب جو گاو سامری نے دیکھا کہ حلقہ ہاے کمند گرے عیار تڑپکر نکلچلا ہی یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ پہچانتا نہین ہے یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہی جیسے ہی عمرو جست کرکے الگ گرا گاو سامری کسیقدر سحر بھی جانتا ہی اُسنے یا سامری کہکر دو ہتڑ زمین پر مارا عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے جمشید خود پسند گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہا اے عیار طرار کیا ہی گاو سامری نے کہا اے شہنشاہ یہ عیار لشکر مسلمانان کا ہی یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا چند کس نے کہا یہ عمرو عیار ہی عیاری کرنے آیا تھا اسی نے تمام ملک برباد کیے حمزہ کی سب لیاقت اسی پر ہی گاو سامری نے کہا اگر اسکو مارا

تو دنیا کو پاک کر دیا روح سامری و جمشید بھی شاد ہو گی یہ کہکر گاوِ سامری برائے قتل خواجہ بڑھا پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب تجکو قتل کرونگا یہ نہ خیال آیا کہ گاوِ سامری وہان موجود ہے جیسے ہی نیمچہ کھینچکر بڑھا پہلو مین ایک چوبدار چاندی کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے کہا مہتر صاحب یہ عیار طرار مقبول بارگاہ خداوند جمشید ہے اسکی بزرگی مین بڑا بھید ہے اسکو قتل نہ کیجیے اسکو قتل کر کے بہت پچتایئے گا پھل نہ پایئے گا گاوِ سامری نے کہا تو کون ہے تجھے ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہم ضرور قتل کرینگے چوبدار نے کہا دیکھیے بادشاہ بھی منع کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کو خفا ہون دیکھیے کیا فرما رہے ہین گاوِ سامری پلٹا جیسے ہی اُسنے مُنہ پھیرا مرد ہے نے عصا سر پر مارا کہا او بیحیا ہمارے اُستاد کو قتل کرتا ہم دیکھ سکتے یہ ممکن نہین نعرہ قران

جہان سر سنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
سریع السیر چون بادِ بہاری
منم مہتر قران شیر ژیانم

عصا سر پر گاوِ سامری کے پڑا کہ سر اسکا پھٹا مرتے ہی اسکے اندھیرا ہوا خواجہ کے پاؤن چھوٹے مہتر قران ایک جانب نکلگئے خواجہ نے اندھیرے مین جمشید کو نیمچہ مارا جمشید جھک نیمچے کی دھمک بچا گا وار خواجہ کا خالی گیا جمشید نے چاہا سحر کرون خواجہ بارگاہ سے نکلکر بھاگے باہر نکلکر دیکھا عیار طرار جہانگرد ماہتابان مع شاگرد ثوابت و سیارگان قلعۂ مغرب مین پنہان ہو چکا ہے شہنشاہ روز مع فوج ضیا و شعاع بصد رونق تخت چرخ فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر ساحران طرف میدان کارزار کے جا رہا ہے عمرو حیران ہے کہ شب گذر گئی اُس وقت لشکر مین پہونچا کہ امیر گھوڑے پر سوار تخت پر شہنشاہ گلپاش ساٹھ ہزار فوج پشت پر خواجہ عمرو کو جو دیکھا گھبرائے ہوئے آئے ہین امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی کہا حضور جان بخش میرا وقت پر پہونچا امیر نے فرمایا مہتر قران کیونکر آیا عمرو نے کہا نہین معلوم کیونکر پہونچے کہ دیکھا سامنے سے مہتر قران بھی آتے ہین امیر نے فرمایا ای قران تمھارا کیونکر آنا ہوا عرض کی غلام حضور کی تلاش مین صحرا مین پھر رہا تھا راہ مین چند راہگیر جاتے تھے اُنکی زبانی سُنا کہ صاحبقران زمان نرگس تاجدار کو ساتھ لیکر گئے ہین غلام ڈھونڈھتا ہوا یہان پہونچا شکر ہے کہ یہ کام بن پڑا یہ کہکر مہتر قران بھی صاحبقران کے ساتھ ہوئے ادھر سے دیکھا تو آمد آمد لشکر جمشید خود پسند ہے جمشید گینڈے پر سوار نہایت غصے مین تاج کج کیے ہوئے کمیدان رسالدار گھیرے ہوئے ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار پشت پر صدائے یا سامری و جمشید بلند ساحران خود پسند یہ جو خبر پائی کہ غیر ساحرون سے مقابلہ ہے نہایت خوش چلے آتے ہین کہتے ہین ایک سحر مین خاتمہ کرینگے جب لشکر جمشید میدان کارزار مین پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر چکے گرد کبیت ہٹے جمشید نے پلٹ کے طرف ساحرون کے دیکھا ضیغم مغرور جادوگر نامی پہلو مین کھڑا ہے طاؤس کو اپنے بڑھا کر سامنے آیا عرض کی اجازت میدان جمشید نے ضیغم مغرور کو اجازت دی یہ ملعون میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان مین اور کسی کا خواہان نہین ہون جو مدد گار نرگس تاجدار بنے ہین فتاح نور افشان لقب پایا ہے اگر وہ آئین تو حال معلوم ہو نرگس تاجدار کا ارادہ تھا کہ مین سامنے صاحبقران کے جان دون میرے واسطے کد و کاوش ہے اسکے باپ کے بھی ملازم کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ میدان کارزار مین جائین اپنے مالک پر جان نثار کرین

امیر نے فرمایا خواجہ میدان کو قرق کر دو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران
نکلینگے پیدل ہوکر قریب صاحبقران کے آئے امیر ایک ایک سے رخصت ہوئے اُسوقت نرگس کی
بیقراری عرض کرتا تھا ای آقائے نامدار آپ غلام کے واسطے یہ کدو کاوش کرتے ہین حکم ہو تو مین نکلون
امیر نے فرمایا دہ میرا نام لیکر پکار رہا ہی سب رکے صاحبقران نے گھوڑے کو بڑھایا جب سامنے
ضیغم کے پہونچے فرمایا کہ ای ساحر بہتر یہ ہی کہ جاکر اپنے بادشاہ کو سمجھا کہ اپنی دختر کی شادی ساتھ
نرگس تاجدار کے کردے ورنہ بہت پچتائیگا ضیغم نے امیر پر سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا
آتش روشن کی دریاے سحر بنا یا کسی سحر نے صاحبقران پر تاثیر نہ کی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب
ضیغم کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب سلیمانی پر روکا
جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا مگر ایسا سحر کیا تھا کہ صاحبقران پر آگ برسی پانی گرا خنجر گرے تلوار برسین
تیر چلے مگر کسی شی کی بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی امیر نے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تیغہ عقرب سلیمان کا
مارا ضیغم نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ مارا ضیغم کے دو ٹکڑے ہوئے
ضیغم کا مارے جانا دیلم مردار خوار بھائی اسکا آپڑا دو گھڑی کامل سحر کیے صاحبقران پر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی امیر نے اُسکو بھی ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے خنجر بران ایک ساحر تھا وہ آپڑا اسنام تک
صاحبقران سے لڑا سحر کرتا ہی اور بھاگتا ہی کبھی جست کرکے شاخ نخل پر جاتا ہی کبھی لکہ ابر مین چھپکے
پانی برساتا ہی جب دو پہر کامل اسنے صاحبقران کو حیران کیا عمرو کے منھ سے نکلا کہ یا صاحبقران
تیر مارئیے یہ ملعون ایک مقام پر قایم نہین ہوتا ہی امیر نے تیر مارا خنجر بران بھی ہلاک ہوا گیارہ
ساحر طرف سے جمشید خودپسند کے نکلے امیر کے ہاتھ سے فرداً فرداً مارے گیے شام کو طبل بازگشت بجا
جمشید خودپسند جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہا یارو مین خود لڑونگا سبھون نے کہا آپ ایسا کام
نہ کیجیے گا غلامان جانباز کسواسطے ہین سب سے کہا یارو یہ تو بتلاؤ کہ حمزہ پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا ہی
ایک شخص نے جواب دیا کہ مین نے سنا ہی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی جمشید نے کہا مین اسکی بھی تدبیر کرونگا
یہ کہکے اسنے طبل جنگی بجوایا صاحبقران زمان جو پلٹ کے آئے بیٹھے تھے کہ صداے طبل جنگی کان
مین آئی یہ بھی ہرکارون نے عرض کی کہ آج اُسکے مصاحبون نے اُس سے حضور کے اسم اعظم کا ذکر
کیا ہی اُسنے دعوی کیا ہی کہ کل مین اسم اعظم بند کر لونگا امیر نے فرمایا خداے ما بزرگ است مین
اپنی جان دونگا مگر اس جنگ سے منھ نہ پھیرونگا نرگس تاجدار جو بارگاہ صاحبقران سے اُٹھا
اپنی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے کہا باہر جاکے ٹھہرو سب کو رخصت کرکے تنہا بیٹھا تصویر معشوق
کی آنکھون کے آگے پھری دل سے باتین کرنے لگا کہ ای نرگس دیکھین تقدیر کیا دکھائے گیارہ سردار
آج صاحبقران نے مارے لیکن جمشید خائف نہ ہوا اب اُسنے یہ دعوی کیا ہی کہ اسم اعظم حمزہ
بند کرونگا اگر خدانخواستہ اُسنے اسم اعظم بند کر لیا تو بڑی مشکل ہوگی معشوق کا ملنا بہت دشوار ہی
گیارہ سردار نامی صاحبقران زمان نے مارے اُسپر بھی جمشید آمادۂ حرب و پیکار ہی معشوق کا
ملنا مشکل ہوگا دل جو بیقرار ہی معشوق کے ملنے سے قلب کو یاس بدحواس اُسنے بے اختیاری مین بیساختہ
یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے نظم

بیخبر ہو انجمن بیہوش ہو جانانہ آج
خوب چکر دی رہی ہی گردش پیمانہ آج

حسرتین عاشق کی اپنے دیکھ لے ہنگام نزع
ایک دم لو اور بھی پہلو سے ظالم جانہ آج

صحبت اک حور بہشتی سے جو حاصل ہی مجھے
رشک فردوس معلا ہی مرا کاشانہ آج

تیری ناخن سے دامان جراحت چاک ہی
امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جان ثابت ہوا شب صرف بیداری ہوئی
محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جائے باہم اب ادھر ہون یا اُدھر
گفتگو کرتے ہین خود قاتل سے بیباکانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تھا مین فراق یار مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج

خیر ہی کسواسطے گھبرا رہے ہو اسطرح
کسطرف جاتے ہو کیون ہی حال بیتابانہ آج

پھر بہار آئی بڑھے جوش جنون کے ولولے
لیچلا پھر سوے صحرا شوق بیتابانہ آج

جام کیا خم کے خم خالی نہ کردین تو سہی
دیکھ لے ساقی کمال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
کرتی ہی موج حبابھی لغزش مستانہ آج

ہی ہجوم کیف مستی لڑکھڑاتے ہین قدم
لیچلے دیکھین کدھر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی مینا شوق مے کیفی ہی روح
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتھ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پر ہو سبو
کیجیے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکھتا ہی سوے ساغر کیون نگاہ تیز سے
دیکھیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

جوش مستی پانون کسیکسکے نہ ڈالیگا نسیم
گردش کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج

فراق محبوب مین اسقدر بیقرار ہوا یہ بھی خیال کیا کہ ای نرگس تاجدار ملنا معشوق کا مشکل ہی اسکو بھی تمھاری یاد ہوگی وہ گوشہ نشین کیا کرے مگر ایک بات مشکل کی ہی کہ وہ سحر سے آگاہ تھی اگر قصد کرتی تو ہم تک چلی آتی ہم مجبور و لاچار تھے وہ مجبور و لاچار نہ تھی یہ اُسنے ذکر کیا تھا کہ ہم سحر مین کامل و اکمل ہین مگر [illegible] فلک نے کیا گردش دکھائی اب معشوق تک پہونچنا بہت دشوار ہی جوش جو آیا تو لباس شبروی پہنکر ہتھیار لگائے یکہ و تنہا سمت باغ آتش فشان چلا اول سامنے فوج کے آیا اُدھر سے پلٹا پشت باغ پر مقام خارستان تھا پھرتا ہوا وہان پہونچا دیکھا دیوار باغ تک پہونچنا بسبب کانٹون کے دشوار ہی گرتا پڑتا درختہاے خار سے اُلجھتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا کمند مار کے دیوار پر چڑھا کچھ باتین کرنے کی آواز کان مین آئی دیوار سے اُترا ایک نخل کے سایے مین آکر کھڑا ہوا دیکھا ملکہ نیرنگ سر نگون بیٹھی ہین گرد کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری آپ اسقدر کیون ملول ہین اسقدر فکر نہ کیجیے ملکہ ٹھنڈی سانس کھینچتی ہین کہتی ہین صاحب کسی کو کسی کی کیا خبر ہی جو جسپر گذرتی ہی وہی خوب جانتا ہی نظم

باغ مین کیا اگر وہ لالہ رو ہو جائیگا
رنگ گل غیرت سے پنہان مثل بو ہو جائیگا

ہائے کچھ ہوتی چلی ہی آشنائی عشق سے
آرزومند اب دل بے آرزو ہو جائیگا

آبجو مین اوسہی قامت نہ اپنا عکس ڈال
شرم سے سرو لب جو آبجو ہو جائیگا

سخت حیران ہون جو بگڑونگا تو سننے کے نہین
گر دبونگا اور بھی وہ تند خو ہو جائیگا

پڑگئی ہی خو شراب تند پینے کی اُسے / اپنو آگے سے بھی دونا تند خو ہو جائیگا
دل مرا کھتا ہی صاف آئینہ کھتا ہی کہ مین / پاک یہ قصہ تمھارے روبرو ہو جائیگا
ہین وہ میکش لڑکھڑائینگے اگر مستی مین ہم / دستگیر اپنا وہین دستِ سبو ہو جائیگا
کوزۂ مرد اعظا خالی اگر ہوگا یہان / تیری مسجد کے لیے ظرفِ وضو ہو جائیگا
عشق اگر خونخوار ہی تو ہی یہان بھی جوش خون / غم نہین کچھ ای جنون کارِ لہو ہو جائیگا
غم اگر مجکو یہی ہی اُس بسنتی پوش کا / جسم تو کیا زرد سب میرا لہو ہو جائیگا
چاک اگر مجھ سوختہ کا ہی گریبان ناصحا / رشتہ ہاے شمع سوزان سے رفو ہو جائیگا
کیا پیون مے بحر ساقی مین کہ لگجادیگی ڈاک / بس گلو میرا بھی شیشے کا گلو ہو جائیگا
گر پڑینگے لڑکھڑا کر نشے مین ہوگی نماز / زاہد اپنا چشمۂ خم سے وضو ہو جائیگا
چین سے سویا کرون تیری بدولت حشر تک / خواب ہی مین میری تربت پر جو تو جائیگا
چھوڑ دیگا غیر سے ملنا لڑانا آنکھ کا / صلح پر راضی اگر وہ تند خو ہو جائیگا
کاکلِ پیچان جانان کا اگر غم ہی یہی / سوکھکر مارسیہ مانند مو ہو جائیگا
دوڑتے ہین اطفال سے کہنے کو ناسخ طفل اشک / شہرہ اب اپنے جنون کا کوبکو ہو جائیگا

آنکھون سے آنسو جاری کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری صبر کیجیے ملکہ فرماتی ہین صاحبو کیا خاک صبر کرون انصاف کرو کہ وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ کیونکر تا بہ طلسم کشا پہونچا طلسم کشا کو لیکر یہان آیا سُنا ہی گاد ساحری عیاری سے مارا گیا گیارہ ساحران نامی صاحبقران نے قتل کیے اُسپر بھی واللہ نہین دبے کل کے معرکے مین دیکھیے کیا ہو ہو مخالف نے مین داخل ہین اُنکا سحر زمین کو ہلا دیگا سُننے والون کے کان بہرے اگر صاحبقران کا اسم اعظم اُنھون نے بند کر لیا تو ایک سحر مین سارے لشکر کو گرفتار کر لینگے اگر میری رسائی اُس کمبخت تک ہوتی تو کہتی کہ اے خدا بچا لیجا ابھی کیا اس باغ پر بڑے جادو ہونگے اگر بھائی صاحب نے اُنکے خبر پائی تو وہ لشکر لیکر مدد کو آئینگے صاحبقران کا یہان سے بچکے جانا بہت دشوار ہی ساحرون کا تار بندھ جائیگا ہاے میری بد نصیبی طبیعت کہان جا کے الجھی یہ کہکے بیقرار ہوئی ڈوپٹہ منھ پر رکھکے رونے لگی اشک جو آنکھون سے معشوق کی نکلے تیر بنکر کلیجے پر پڑے کہ قلب کو مشبک کیا تاب نہ رہی چیخ مار کے رویا ہاے جان جہان کہکے زمین پر گرا ملکہ یہ کہکے دوڑین ارے یہ آواز تو اُسی سوختۂ آتش محبت کی ہی یہ کہکے دوڑین دیکھا زیر نخل گل بوستان محبت سرو روان باغ مودت بیہوش پڑا ایڑیان رگڑ رہا ہی اپنے عاشق کو دیکھکر بیقرار ہو گئین زمین پر بیٹھ کے سر زانوون پر رکھ لیا جوش محبت مین منھ پر منھ رکھ دیا پُکار کر آواز دی ای عاشق صادق وای یار موافق تیری محبت مین معشوق حاضر ہی آنکھین کھولو منھ سے بولو اشک حسرت جو آنکھون سے ٹپکے اشکون نے کام گلاب کا کیا بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا اُس کشتۂ تیغ ابرو نے آنکھ کھولی تو سر اپنا زانوے محبوب پر پایا دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچا لوٹ مار کے اُٹھ بیٹھا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا اُس مہ جبین نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب جوش محبت کو موقوف کیجیے مین ابھی تمھارا ذکر کر رہی تھی عشق صادق کی کیا تاثیر ہی کیون صاحب تمنے یہ کیا غضب کیا نرگس تاجدار نے

آنسو بھر کے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان جب صاحبقران کے ہاتھ سے گیارہ جادوگر
مار گئے مہترقران نے گاد سامری کو مارا لیکن جمشید خود پسند پر کچھ خوف طاری نہ ہوا اسوقت
یہ خیال آیا کہ جمشید فتنا مٹین پر پا کریگا معشوق کا ملنا مشکل ہی اس جوش مین چل نکلا شکر ہی کہ وقت
نیک تھا ملکہ ہاتھ پکڑ کے فرش پر لائین دونون سرنگون غم سے کلیجہ خون ایام ہجر یاد کر کے خوب روئے
کنیزین خاموش بیٹھی ہین جب ملکہ نے دیکھا کہ نرگس تاجدار نہایت بیقرار ہی گلے مین محبت سے ہاتھ ڈالدیے
کہا صاحب تمھارے رونے سے کلیجہ پھٹتا ہی جو تمھارا دل چاہے مین تمھارے ساتھ کرنے کو حاضر ہون
آخر تمھاری کیا مرضی ہی نرگس نے کہا ملکہ میرے ساتھ نکلچلو صبح کو مشہور ہوگا کہ ملکہ غائب ہو گئین اُسی وقت
دو مرکب منگائے ایک پر شاہزادہ سوار ہوا ایک پر ملکہ نکلکر باغ سے کنیزون سے اتنا کہا جسکو
منظور ہو ہمارے ساتھ آئے سات آٹھ کنیزین ساتھ ہو مین کہ وہ قدیم رفیق ہین باقی سب رہگئین
کوئی اپنے گھر گئی کسی نے جنگل کا راستہ لیا کوئی وہین چھپ رہی کہ بعد جانے ملکہ کے یہانکا اسباب
لیچلونگی یہ دونون عاشق و شیدا مائل و مبتلا گھوڑون پر سوار ہو کر باتین کرتے ہوئے طرف لشکر
صاحبقران کے جاتے ہین ایک کنیز موسوم بہ سرولب جو جو باغ سے نکلی تو دل سے کہتی ہی
ہم اسی شہر کے رہنے والے ہین اگر جمشید فکر کرے اور ہمکو پکڑ بلائے اور اعتراض کرے کہ تمنے ہمکو خبر نکی
تو ہم کیا جواب دینگے یہ سوچکر لشکر مین جمشید کے آئی اتفاق قضا و قدر جمشید ہو مجانے سے سحر کر
نکلا ہی اس فکر مین کہ اسم اعظم حمزہ کیونکر بند کرون پھر دل سے کہتا ہی میدان مین بروقت مقابلہ
بند کر لونگا کبھی سوچتا ہی رات ہی کو جا پڑون سوتے مین حمزہ کو جگاؤن کہ سامنے سے دیکھا ایک
کنیز آتی ہی پکار کر آواز دی کون آتا ہی بقول شخصے سرو لو آزادہی اُسنے پکار کر آواز دی کنیز شہنشاہی
کچھ ضرورت کو حاضر ہوئی ہی جمشید بھی آگے بڑھا کنیز قریب آ کے پہونچی جمشید نے پہچانا پوچھا
صاحبزادی کا مزاج کیسا ہی کہا حضور بزرگون سے سنتے تھے کہ تیرھوین صدی مین کنواریان
بر مانگینگی اب وہ آنکھون سے دیکھ لیا صاحبزادی نکلگیئن نرگس تاجدار نہین معلوم کس ترکیب
سے پہونچا دفتر حکایت و شکایت کھلے ابھی پہونچنے نہ پائے ہونگے وہ سامنے جو صحرائے خارستان ہی
ادھر سے گئے ہین یہ سنکر جمشید پلٹا شہلائے شبگرد کوتوال کھڑا ہی کہا ای شہلا لینا یہ زر دنکلے جانے
نہ پائے شہلا نے گھوڑا دوڑایا آگے آگے کنیز گھوڑا اڑائے شہلا پشت پر پانچ چھ سوار یہان دونون
جاتے ہین کہ کڑاکے کی سم مرکب کی صدا کان مین آئی ملکہ نے کہا خدا خیر کرے ایسی راہ سے ہم آئے اس راہ
سے انسان کا گذر نہین ہوتا معلوم ہوتا ہی کوئی آتا ہی نرگس تلوار پکڑ کے آگے بڑھا آواز آئی ای دزدان مکار
آگے نہ بڑھنا منم شہلائے شبگرد ملکہ نے کہا صاحب ہٹو کوتوال لشکر ہی سحر کریگا نرگس پیچھے ہٹا شہلا
نے بڑھ کر گولہ مارا ملکہ کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ملکہ کو دیر ہین جھولی مین ہاتھ ڈالکر کارد سحر نکالی یا سامری
کہکر کھینچ ماری کارد شہلا کے سینے کو توڑ کر پار گذری وہ پانچون چھوٹون سوار تلوارین پکڑ کے دوڑے
اُسپر نرگس جا پڑا ایکنے چاہا ملکہ پر وار کرے نرگس نے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کنیز کو ملکہ نے
تیر سے مارا ایک سوار گھوڑے کو کڑکا کر بھاگا ملکہ نے پیچھا کیا جمشید کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا
اُسنے آواز دی ای شہنشاہ دوڑیے یہ سنکر جمشید دوڑ آتے ہی للکارا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی

باپ کی آواز سنکر ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا پلٹ کر کہا تو خود بابا جان آگئے ایک سحر مین ہم ایسے ہزارون کو پامال کر دینگے جمشید جست کر کے سامنے آیا نرگس نے چاہا تھا کہ گھوڑا بھگا کے نکلون جمشید نے آواز دی ادہر کب خبردار رہ ہر دی نہ کرنا اسی مقام پر ٹھہر جا گھوڑے نے پانون زمین مین گاڑ دیے نرگس کوڑے مارتا ہی مگر مرکب قدم نہین اُٹھاتا ملکہ سیر نگ نے چاہا پرواز پیدا کر کے بھاگون جمشید نے ایک دو ہتڑ مارا سیر نگ بھی زمین پر گری جمشید کی پشت پر اور لوگ آگئے تھے سب کو منع کیا کوئی یہان نہ آئے شرم آتی اگر ہمارا فوج آئینگے تو طعن و تشنیع کرینگے ایک سوار سے کہا کچھ کنیزین لاؤ وہ سوار دس بارہ کنیزین لایا سوسن و گلبدن و یاسمن وغیرہ حاضر حاضر کہکر دوڑین وہان پہونچین جہان جمشید خود دیکھ رہا تھا جمشید نے کہا ہر چند یہ گنہگار ہی مگر ہمارا دادا مشہور ہی اسکی مشکین باندھو کنیزون نے بمشکل نرگس کو گھوڑے سے اُتار مشکین باندھین غصے مین اسنے ملکہ کی زبان مین سوزن بھی نہ دلوایا کہا اس گیسو بریدہ کی بھی مشکین باندھو تو ملکہ سیر نگ و نرگس کو گرفتار کر کے لیکے اپنا ملکہ کو تو محل مین بھیجا کنیزون سے کہا خبردار اسکی حفاظت کرنا چالیس پچاس کنیزین ملکہ کو لیکر محل مین گئین وہان جو یہ ہوشیار ہوئی بلک بلک کے رونے لگی بھی پکارتی تھی ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو میرے ساتھ کی کاٹکے باپ نے قتل کیا ہوتا مین اس کشاکش سے چھوٹ جاتی ہائے افسوس صد افسوس نظم

انصاف کی ترازو مین تو لا عیان ہوا
یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا

اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا
کس روز برج ماہ مین فرش کتان ہوا

معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا
افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا

دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہی
گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا

دیکھا جو مین نے اُسکو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا

ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا
کچھ اندنون مین مشک کا سودا گران ہوا

خوش چشمون کے فراق مین کھائے ہین پیچ و تاب
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پانون
جوش جنون مرے لیے تخت روان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حُسن کو غرور
کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا

پیوند خاک ہوگئے اک بت کی راہ مین
پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا

پھینکا گیا نہ پیر فلک لعل کی طرح
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا

تودے کھنچ گیا لب دریا جو چاندنی
استاد تجکو دیکھ کے آب روان ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع
سمجھے سبک اُسے جو کسی پر گران ہوا

اُس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی
کانٹے پڑے زبان مین جو میل بیان ہوا

انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا
ہوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا

قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی
آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند
آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

ملکہ اس حال پر ملال مین مان نے جو خبر سنی قریب آکے کہا بیٹا خاموش رہو ایسا نہ ہو وہ ظالم آکے قتل کرے

نیرنگ نے کہا اے مادر مہربان اگر مجھکو کوئی قتل کر ڈالے تو مین جانون میری مشکل آسان ہوگئی
وہ تاجدار وہان جاکے قید ہوا دیکھیے اب صاحبقران کیا کرین یہان صبح کو صاحبقران زبان
آکے بارگاہ مین بیٹھے کلپاسن تاجدار آکے تخت پر بیٹھا صاحبقران نے پوچھا تمھارا فرزند کہان ہے
عرض کی اے شہریار خوشی مین اُسکو ملال ہوا جس وقت سے حضور میدان سے ملٹے ہین اُسکو
نہایت غمگین پایا یقین ہے کہ اپنی بارگاہ مین ہو صاحبقران نے فرمایا کسی کو بھیجو اگر اُسکی خوشی ہو تو
مین ابھی تلوار پکڑ کے گھس جاؤن لڑ بھڑ کے نیرنگ کو نکال لاؤن شاہ نے عرض کی حضور یہ تو ہم
گوارہ نہ کرینگے کہ حضور لشکر دشمن مین اکیلے جائین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
عرض کی اے شہریار غضب ہوا نرگس گرفتار ہو گیا گھبرا کے صاحبقران نے فرمایا کیا باعث
ہوا رفیقون نے سب کیفیت بیان کی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بڑھ چلے دیکھو تو بخدا اگر
ایک موے جسم نرگس کم ہوا تو جمشید کی آنکھین نکال لونگا خواجہ بھی بیقرار ہوکر اُٹھے صورت بدلکر
لشکر جمشید مین آئے دیکھا لشکر مین جا بجا یہی چرچا ہے کہ اب جمشید نرگس کو قتل کریگا عمرو بارگاہ
جمشید مین آیا دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہے مگر نہایت درہم و برہم کوئی رفیق بات نہین کرسکتا ہے
تھر تھر کانپ رہا ہے رفیقون سے کہتا ہے نرگس کو جلد لاؤ عمرو نے دیکھا نرگس تاجدار زنجیرون مین
بندھا ہوا سامنے جمشید کے آیا زنجیرین ہلاتا ہوا خانۂ زنجیر مین غل ہے جمشید نے پکار کے آواز دی
کیون او نرگس تو نے ناموس شہنشاہی مین رخنہ اندازی کی کچھ خوف نہ آیا نرگس نے کچھ جواب
نہ دیا جمشید نے کہا جلد میدان خونی کی تیاری کرو دار استادہ ہو اس سردار کو دار پر کھینچو کل
حمزہ سے سمجھ لونگا اُسی وقت ملازمون نے بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کی دار استادہ ہوئی
جلاد بلائے گئے عمرو نے دیکھا بڑا غضب ہوا آقا کو جاکر خبر کرون یہان تو یہ رنگ ہے کہ جمشید
کانپتا ہوا نکلا رفقا سب خوف کر رہے ہین کہ دیکھیے آج کیا ہو عمرو بھاگا خدمت مین صاحبقران
کی آیا امیر نے پوچھا کیون خواجہ کیا گذری عمرو نے کہا آقا کیا عرض کرون وہ حال پر ملال
دیکھا کہ عرض نہین کرسکتا جمشید نے بیٹی کو تو محل مین قید کیا نہین معلوم اُسپر کیا گذری نرگس
کو گرفتار کرکے سامنے بلوایا اُس سے خطاب کیا وہ بیچارہ کیا جواب دیتا اب اُس ظالم نے میدان
خونی کی تیاری کی ہے یہ سُنتے ہی صاحبقران نے قبضے پر عقرب کے ہاتھ ڈالا یہ کہکے اُٹھے کہ
اگر نرگس قتل ہوا میرے قلب پر صدمہ پہونچیگا باپ نرگس کا یہ جلالت صاحبقران دیکھکر
تخت سے اُٹھا قدمون پہ گر پڑا کہا اے شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے معلوم ہوا اسکی یونہین قضا تھی
وہ ساحر زبردست ہے ایسا نہ ہو دشمنون پر سرکار کے کوئی افتاد پڑے مین سلامتی کو حضور کی فراق
فرزند سے اچھا جانتا ہون صاحبقران نے فرمایا اے عم نامدار آپ ایسا نہ فرمائین جہان
نرگس قتل ہوگا وہان حمزہ کا بھی سر پڑا ہوگا جو زبان سے مردان اللہ نے کہا وہ کیا نرگس کے باپ کو
یہ کہکے ہٹا دیا فرمایا کہ اب آپ دخل نہ دین جو آپ فرمائینگے مین قبول نہ کرونگا ایسا نہ ہو آپ کو
ملال ہو یہ کہتے ہوئے صاحبقران بارگاہ سے نکلے کیفیت یہ ہے کہ تیغۂ عقرب کے قبضے پر ہاتھ
زلفین غلیل پیچ و تاب کھا رہی ہین لشکر مین جو یہ خبر مشہور ہوئی سب سرداران نامی افسران عراقی

اکر جمع ہو گئے صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے سب خواجہ گوہر آگہ لکھتے ہین کہ خواجہ نے
غضب کیا یہ خبر صاحبقران سے مفصل نہ کہنا تھی عمرو نے کہا یار دہ تم کیا جانو یہ شیر بیشۂ عربستان
طوطا چشم بھی ہو اگر یہ خبر نہ کرتا مجھپر آفت آتی اُس وقت یہ کسی کی بات نہ مانتے مجھسے فرماتے کہ
نرگس تاجدار کو حاضر کرو مین کہانسے لاتا بس یہی مناسب تھا کہ جو کیا صاحبقران پشت مرکب
پر سوار ہوئے بقہر و غضب تمام چلے پشت پر سرداران نامی ہر ایک کا یہی قصد ہو کہ ایسے آقا پر
جان نثار کرین ہمارے سردار کے واسطے کیا کد و کاوش کر رہے ہین ایسے جلیل بھی پردۂ دنیا
مین ہین کہ غیر کے واسطے اپنی جان دیتے ہین یہان جمشید نے اشارہ کیا نرگس تاجدار کے پانو مین
زنجیر باندھی دار مین اُس سردار کو سرنگون لٹکا دیا بارہ ہزار تیر انداز پشت پر خود بھی تیر و کمان
ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا سب تیر اندازون سے کہا جمکر کھڑے ہو یہی جوان تمہارا نشانہ ہو اگر کسی کے
تیر نے خطا کی فوراً اُسکو قتل کرونگا بارہ ہزار تیر انداز پشت پر سہمے ہوئے سپر کمان لیے کھڑے ہین
طائران تیر پر کھولا چاہتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زبان تیغہ برق تاب
دست زبردست مین دہن سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اگر ایک موے جسم نرگس کم ہوا خون کے دریا بہا دونگا نعرۂ
صاحبقران سے زمین تھرائی سوارون کے ہاتھ سے تیر و کمان گر پڑے جانور آشیانون مین
غلطیانے تھے نخل کانپ رہے ہین ہرکارے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین صاحبقران اُن
تیر اندازون پر آکے گرے گوشہ ہاے کمان قلم کیے سو دو سو تیر انداز جو مار گئے تیر انداز
سہمے ہوئے گوشون مین جا کے چھپے عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی پھینکے دس پانچ کے منہ جلے
جمشید نے پڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی ہمراہیان صاحبقران گھوڑون سے گرے بعض کے گھوڑے
بد لگامی کرنے لگے طرارے بھرے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جمشید کے سحر کی تاثیر مٹی امیر
اڑاتے بھڑتے قریب دار کے پہونچے نرگس کو سرنگون دیکھکر قلب تھرا گیا جھپٹ کر زنجیر کو قلم کیا
نرگس رہا ہوتے ہی قدمون سے لپٹ گیا اور اپنی آنکھین قدمون پہ ملین باپ نرگس کا اسد قبا
ہوتا تھا کہ ای آقاے نامدار آپ کے تصدق ہے مین نے اپنے فرزند کو پایا صاحبقران زبان کے
نرگس کو گھوڑے پر سوار کیا نرگس پروانہ وار گرد صاحبقران پھرتا ہی ایک طرف گلپاش تیغہ
ہاتھ مین لیے ہوئے صاحبقران چاہتے ہین جمشید پر جا پڑون جمشید نے سحر سے آگ برسا دی
طرف جنگل کے گولہ مارا دریاے قہار پیدا ہوا مچھلیان نکلکر لشکر والون کو ہلاک کرنے لگین جسکے
سینے پر مچھلی پڑی توڑ کر پار گذر گئی کئی سو جوان لشکر کے مارے گئے جو قتل ہوا صاحبقران کو بہت
ناگوار ہوتا ہی امیر نے اسم اعظم پڑھکے اُس دریا کو بھی مٹایا جمشید نے جب دیکھا کہ صاحبقران
نے قیامت برپا کردی جو ساحر سحر کرتا ہی صاحبقران بے قتل کیے اُسکو نہین چھوڑتے یہ بھی
اسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر مرے زبان کاٹ کے خون ایک گولے پر ڈالا گولہ طرف صحرا کے
پھینکا آواز دی ای کیوس مردار خوار جلد آکر حاضر ہو مین نے عمر بھر تجکو خوراک کھلائی جنگل سے
مردہ ڈھونڈھکے لاتا تھا ہمیشہ بھوگ دیا تجکو راضی رکھا یہ وقت مدد کا ہی جو اسنے آواز دی

صحرا سے ایک کرگدن مست اُسپر ایک زنگی زبردست تیغہ ہاتھ مین صاحبقران کو للکارتا ہوا نام لیکر پکارا
یا صاحبقران ذرا مجھسے مقابلہ کیجیے صاحبقران طرف زنگی کے چلے دوسری طرف سے ایک غزال
پیدا ہوا اُسپر ایک جادوگر سوار ان دونون نے کیا فتور کیا جب امیر طرف غزال سوار کے چلتے ہین تو
کرگدن سوار پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی کہ یا صاحبقران مجھسے مقابلہ کیجیے آپ کے جرأت کی بڑی
تعریف سُنی تھی آ کے مقابلہ کیجیے ہم تو ہمیشہ سے سُنتے ہین کہ آپ نے بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا
یہ صدائے حیرت افزا اُسنکر صاحبقران پلٹ پڑتے ہین تب غزال سوار ایسے ایسے طعن و تشنیع کرتا ہی غزال سوار
کرگدن سوار نے ایسا صاحبقران کو حیران کیا ہی کہ پسینے پسینے ہو گئے جمشید کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی جب
سحر کرتا ہی زمین تھرا جاتی ہی آسمان سے الامان کی آواز آتی ہی چاہتا ہی صاحبقران کو اس حیرت مین
ڈالکے اسم اعظم بند کرون اس سحر سے یہ بھی ہوا کہ صاحبقران کی طبیعت پراگندہ ہی تردد بڑھتا جاتا ہی
چہرہ اُداس عالم یاس جمشید چاہتا ہی کہ صاحبقران تھک لین تو اسم اعظم بند کرون عمرو نے جو یہ
معاملہ دیکھا ایک ساحر کی شکل بنکر چلا ساحرون کا اسقدر بلوہ ہی کہ راہ چلنا دشوار ہی قضائے کار
تنبیہہ جادو مان ملکہ نیرنگ کی بیکا یک گھبرائی ہوئی سامنے بیٹی کے آئی کہا بی بی بڑا غضب ہوا
ابھی مجکو کنیز نے خبر دی تمھارے باپ نے نرگس تاجدار کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا صاحبقران
داماد نوشیروان یہ خبر سنکر آ پڑے سُنا ہی کہ ہزارہا جادوگر مارے گیے مگر تمھارے باپ سحر مین طاق
شہرۂ آفاق یہ بھی مشہور ہی کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین
اسی وجہ سے اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نرگس نے گھبرا کے کہا والدہ ماجدہ آپ کا احسان ہوگا کوٹھے
پر تشریف لے چلیے مین بھی ذرا تماشا دیکھون دونون طرح مجکو مشکل ہی اگر وارث مارا گیا تو عمر اپنی گوشے
مین بیٹھ کے بسر کرونگی زندہ نہ رہونگی کیا تعجب ہی فقیرنی بنکر اُسکی قبر پر بیٹھون اگر باپ پر کوئی افتاد پڑی
اُنکا بھی غم نہ اُٹھیگا اُنھون نے کس ناز و نعم سے مجکو پالا دل پر ہجوم غم و الم ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے نظم

رنج راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا — مشعلِ راہِ عدم داغِ عزیزاں ہوگا
گیسوون سا نہ کوئی رہزنِ ایماں ہوگا — خال ہندو سے ترے خون مسلماں ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو — گل تازہ کوئی اس باغ مین خنداں ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہی سرمے سے سیاہ — گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا
عود کرنے کی نہین روح نکلکر تن سے — پھر نہ ہوگا یہ گھر آباد جو ویراں ہوگا
نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر — دست صیاد مین گلچین کا گریباں ہوگا
بوے مے رکھتی ہی اس میکدے مین کیفیت — محتسب توڑ کے شیشے کو پشیماں ہوگا
نہری فریاد کا محتاج مین وا ماندہ نہین — ای جرس میرے لیے قافلہ نالاں ہوگا
سائے مین اسکے مری گور کھدیگی اکدن — ای پری رو تری دیوار کا احساں ہوگا
آتش عشق سے ہوتا ہی سراپا تن داغ — وہ گنہگار ہون جو سرو چراغاں ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہی رخ رنگین پر — خار و گل دیدۂ انصاف مین یکساں ہوگا
دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون ہنر — ایک دن یار مرے ہاتھ سے عریاں ہوگا

۹۱

حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا

بعد میرے نہ گرفتار ملیگا مجھسا
زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا

بے نیازی سے فریب ای بت عیار نہ دے
ہم نہ مانینگے خدا صورت انسان ہوگا

اُسکے عاشق ہین زبس خرد و بزرگ ای آتش
رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

اس طرح ملکہ نے یہ اشعار پڑھے کہ شبیہ جادو رونے لگی کہا بیٹا تیرے جوش و خروش نے کلیجے مین چھید کر دیے کہا ای مادر مہربان مضمون ہو گئے مجھے ضبط کرتے ہوئے تاب ضبط و صبر باقی نہین رہی یقین ہی کہ دل پہلو کو توڑ کے نکل جائے پسلیون کا دام روکے ہوئے ہی اس دام مین دل پھنسا ہی دو دام بے دام ایک دام زلف عنبر مجبوب اُسکے حلقون کی کشاکش معشوق ہوش دوسرا جال پہلو نکا دلکو روکے ہی دو جال کشاکش کر رہے ہین شبیہ جادو کا دل بیقرار ہو گیا بیٹی کو لیکے کوٹھے پر آئین ملکہ نیرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ نرگس تاجدار پہلو پر صاحبقران کے تیغہ آبدار ہاتھ مین کھینچے ہوے لڑائی پر تلا ہوا جب کسی نے سحر کیا اور نرگس بیکار رہا صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا اُس ساحر کو قتل کیا اس طرح نرگس کو بچا رہے ہین جہان حربہ ہائے سحر چلے اپنا سینہ سپر کر دیتے ہین نرگس کو بچاتے ہین ملکہ نیرنگ دعائین دینے لگین کہ ای پروردگار وای آسمان کے خدا اے نادیدہ اس جلیل کو آفت ارضی و سماوی سے بچانا کسی آفت مین نہ پھنسانا خدا اسکو ہر بلا سے بچائے ای رحیم تیری ذات سے سب کچھ امید ہی تیری مشیت مین بھید ہی نظم

حسن خلق و دوستی و اتحاد
میرساند خاک را بر اوج چرخ
در سخاوت ہر کہ دست خود کشاد
باش ساکت مثل خاک ای خاکسار
کن کمر مضبوط بہر این جہاد
خرچ کن در راہ مولے خرچ کن
ہر کہ اندر خاک گنج زر نہاد
کن کرم یارب بحالش کن کرم

بندہ را چیزیکہ شاہنشہ کند
عجز و تسلیم و نیاز و انقیاد
دم غنیمت ہست در دنیاے دون
تیزی و تندی مکن مانند باد
بر گنہ کردن مکن خود را دلیر
تا شود دولت غلام خانہ زاد
ہر کہ باشد شاغل اندر بندگی
ہست ہندی خاکسار و خان زاد

نامرادان را کنند اہل مراد
اعتقاد است اعتقاد است اعتقاد
حق نسازد بند باب دولتش
چون نباشد بر قیامش اعتماد
جنگ کن بالنفس کافر جنگ کن
بلکہ کن تدبیر بہر انسداد
خاک ہم حاصل نشد زان دولتش
ہست نعم العبد از جملہ عباد
جھک جھک کے زمین پر سجدے

کرتی ہی لیکن صاحبقران کو عمرو نے جو اس آفت مین دیکھا کہ کبھی غزال سوار کی جانب پلٹتے ہین کبھی گردن سوار کی جانب جاتے ہین عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر چلا اس فکر مین کہ ایسا نہ ہو آقا پر کوئی زوال آجائے یہ جو عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم رُک رُک کر پڑھتے ہین جمشید نے سحر کی بوچھار کر دی ہی ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کبھی زمین پر دو منتر مار کبھی ان سوارون کو زور دیا پکار پکار کے کہتا ہی ای کیوس مردار خوار مین تیرے واسطے دریا سے کھینچکے مردے لایا نیر ابھوگ کبھی ناغہ نہین کیا آج اسکا بدلا کر کہ حمزہ کی زبان بند ہو یہ مسلمان دوڑتے دوڑتے درد مند ہو کبھی ساحرون پر نعرے مارتا ہی کہ ارے یارو تم بہت ہو گھبرا کے سب کو مار لو ساحر بلوہ کرکے آتے ہین صاحبقران شیرانہ لڑ رہے ہین کہ عمرو قریب جمشید کے پہونچا نہر لیا ساحر

اُس مقام پر موجود ہی اسیکے حکم سے جنگ کر رہے ہین کہ عمرو نے پکار کے آواز دی ای جمشید تو ثانی
جمشید ہی تیری ذات سے علم ساحری کو رونق ملی پلٹ کے جمشید نے دیکھا کہ ایک ساحر
تعریفین کرتا ہوا آتا ہی نہایت نحیف و ضعیف جمشید نے جھککر سلام کیا ساحر نے کہا بیٹا جیتے رہو
کیا کمال کر رہے ہو تھوڑی کسر اور باقی ہی اسم اعظم حمزہ بند ہوا چاہتا ہی تمھارا ابر کیا کام کر رہا ہی
اسکو ہٹا دو کہ چست و چالاک ہو کے آئے ہمنے سامری کی آنکھین دیکھین ہین جب چست و چالاک
ہو کے آئینگے ابھی دور رہے ہین یہ ضرور گرفتار ہونگے جمشید نے دستک دی کر گدن سوار و غزال سوار
غائب ہوئے ساحر قریب آیا کہا ای جمشید اب ٹھہر کے بلانا کمال سحر دکھانا جمشید کہہ رہا ہی
آپ کی مہربانی آپ کا نام کیا ہی کہا بھیلا اسی جنگل مین رہتے ہین چالیس برس سے پوجا پاٹ کرتے ہین
اب سرکار سامری سے دو پوریان دو کچوریان دو آلو ایک اردی ہمارے واسطے آتی ہی
آلو ہم کھائین اردی تمھاری جورو کو کھلائین تمکو بھی سامری و جمشید نظر آئین وہ دیکھو درے
سے سامری اشارے کر رہی ہین آج تو لہنگا بھاری پہن کے آئی ہین چندری بھی اوڑھے ہین
نتھ بھی پہنے ہین جمشید اُدھر پلٹا پلٹنا تھا کہ بجلی چمکی عمرو نے جال الیاسی مارا جمشید کو جال
مین لیا جمشید چیخا کہ یارو مجھے بچاؤ ساحر دوڑے عمرو نے جال زنبیل مین ڈالا جمشید کو لے بھاگا
غلغلہ ہوا ارے لے گیا ارے لے گیا ملکہ نرگس نے جو کھڑکی سے یہ دیکھا ماں سے کہا کیون ای
مادر مہربان آپ نے دیکھا کہ باباجان کو خواجہ عمرو پکڑ لے گئے سارا سحر بھولے جب جمشید خود بیند
غائب ہوا صاحبقران لشکر ساحران پر اسم اعظم پڑھنے لگے ساحر سحر بھولے عمرو نے دو چار
حقہ ہاے آتشبازی مارے ساحرون نے فریاد فریاد کی صدا بلند کی ہر طرف یہی ہنگامہ تھا
یا صاحبقران الامان آپ کا مذہب اختیار کرتے ہین برق شمشیر سے پناہ نہین ملتی اب ہمکو
پناہ دیجیے غریبون کو تباہ نہ کیجیے امیر نے یہ صدا سُنکے تلوار روکی افسران فوج جمع ہو کر حاضر ہوئے
اطاعت اسلام قبول کی صاحبقران نرگس تاجدار کو ساتھ لیے ہوئے اُس باغ مین آکے بیٹھے
شبیہ جادو نے بیٹی سے کہا کہ ای نور نظر اب کیا ہوگا ملکہ نے کہا اب تو ہمارے تمھارے منقطع ہوئی
اب دیکھین باباجان پر کیا گذرے صاحبقران نے نرگس کو حکم دیا زنانی ڈیوڑھی کا بند و بست کرو
کوئی غیر وہان جانے نہ پائے نرگس دعائین دیتا ہی آنکھین قدم اقدس پر ملتا ہی اپنے ملازم زنانی ڈیوڑھی
پر بھیج دیے ملکہ کو خبر پہونچی کہ نرگس کا زنانی ڈیوڑھی پر انتظام ہی کہا لو مادر مہربان صاحبقران زبان نے
انتظام یہان کا آپ کے خویش کے سپرد کیا اُنہین کے ملازمون کا پہرا ہی شبیہ کو تردد ہی کہ دیکھون
میرے شوہر پر کیا گذرے یہان صاحبقران نے جب انتظام سے فوج کے فراغت پائی فرمایا
خواجہ جمشید کو لاؤ عمرو نے زبان مین سوزن دیکر مشکین بندھی ہوئین جمشید کو پیش کیا ستون سے
باندھ دیا اب عمرو نے جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کی جو آنکھ کھلی دیکھا تخت سلطنت پر گلپاش تاجدار
نرگس کا باپ جلوہ فرما ہی نرگس تاجدار کرسی پر صاحبقران زمان دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین
تمام رئیسان شہر و وزیران سلطنت دست بستہ کھڑے ہین صاحبقران نے فرمایا ای جمشید خدا
کو برحق جانو اور اُس سے ڈرو دیکھو پروردگار نے کیا سامان کیا نرگس تاجدار کو یہ دامادی قبول کی

نرگس تاجدار ہمارا فرزند ہی نرگس کے واسطے ہمنے آنکھون سے انتظام کیا عین آرزو ہی کہ یہ داماد کیا
قبول کرو پروردگار وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی لات و منات کیا سامری و جمشید کون
تھے چند کلمے امیر نے مذمت کفر مین اور چند باتین ہوت وحدانیت مین اس فصاحت و بلاغت سے
ارشاد فرمائین زنگ کفر آئینہ قلب سے جمشید کے دور ہوا دل کو سرور ہوا پکار اُٹھا کہ مین تابعدار ہون
بیٹی میری حضور کی کنیز ہی حضور یعنا بہت عزیز فرماتے ہین اپنے غلامون کا مرتبہ بڑھاتے ہین صاحبقران
نے اپنے دست حق پرست سے سوزن زبان سے نکالا جمشید رہا ہوتے ہی قدمون پہ گرا جمشید
حق پرست نام ہوا بصدق دل مطیع اسلام ہوا اُسی وقت ترنج خوشبوئی سینے پر نرگس تاجدار کے
لگایا نرگس کی آنکھون مین خنکی دل کو فرحت روح کو راحت ہر مرتبہ آنکھین قدم اقدس امیر پر
ملتا تھا جمشید خوشی خوشی محل مین آیا زوجہ اسکی شبیہ جادو دوڑ پڑی ملکہ نیرنگ چھپکی جمشید نے
کہا صاحب مبارک ہو ہم مطیع اسلام ہوئے صاحبقران نے نرگس کو فرزند فرمایا کیا رتبے کی بات ہی
کہ صاحبقران زمان کو سمدھی کہون بیٹی کو بلاؤن مین اُسپر قربان ہون اُسی کے تصدق مین یہ مرتبہ
حاصل ہوا ملکہ نیرنگ شرمائی ہری آئین باپ نے بیٹی کے ہاتھ آنکھون سے لگائی کہا بی بی نرگس
سے مین نے تمکو منسوب کیا ملکہ نیرنگ نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی جو حضور نے مناسب جانا
وہ کیا لونڈی کو کیا دخل ہی ملکہ شبیہ بھی مطیع اسلام ہوئین مصنف عرض کرتا ہی صاحبقران نے
بڑے دھوم سے نرگس کے ساتھ نیرنگ کی شادی کی عاشق و معشوق صاحبقران زمان کو
دعائین دیتے تھے جب جشن شادی سے صاحبقران نے فراغت پائی جمشید حق پرست تخت پر
ایک تخت پر والد ماجد نرگس تاجدار بھی کرسی پر بیٹھا ہی دورہ سردارون کا بندھا ہی
جمشید نے دست بستہ عرض کی اب حضور کا کیا قصد ہی صاحبقران نے بیقرار ہوکے فرمایا ای
جمشید حق پرست کیا بیان کرون دو طرح کی جستجو مجھے واجب و لازم ہی اول تلاش قید سلیمان گوہر کو
کن کن مقام پر تلاش کیا مگر ملنا اُنکا منظور پروردگار نہ تھا اور کوئی اُٹھا کے لیگیا ان دونون نازنینان مہجبین
کا قید ہونا مجھے بہت شاق ہی دل اُنکی ملاقات کا مشتاق ہی دوسرے تلاش لوح مین اسقدر خاک
چھانی ہی کہ جسکا ذکر نہین کرسکتا لشکر کہین مین کہین کیسا باعث پریشانی ہی دختر بادشاہ سابق
طلسم نور افشان ملکہ خورشید برق وش کہ خواجہ عمرو نے جان اپنی مٹا کے انکو رہا کیا اسی کی
ہدایت سے مین یہانتک پہونچا اب یہ پتہ ملا تھا کہ باغ ہیکلان بن قہار مین لوح ہی اُس جستجو مین
تھا کہ نرگس سے ملاقات ہوئی دل نے یہ کہا کہ جو زمانہ قید کوکب کا ہی اُسمین فرق نہ پڑیگا خدا اُسکو
رہا کرے باغ ویران کو کس کدوکاوش سے فتح کیا شاخسا جادو کو جب کچھ بن نہ پڑا قید کوکب و
ہیران دلاچین کو لیکر اور کہین چلیگئی ملکہ ـــ نے مجھسے کہا کہ اب آپ اُنکی رہائی کی فکر نہ کرین جب
جب لوح طلسمی ملیگی اور مرحلہ جات فتح ہونگے اُسی ضمن مین رہائی کوکب کی بھی ہوگی اب مین
جستجوے لوح مین مصروف ہون جمشید نے کہا ای شہریار ہیکلان بن قہار رشتے مین میرا بھائی
ہوتا ہی حضور یہان سے لشکر کشی کرین لشکر تو مقابلے مین اُترے وہ تو آپ سے جنگ مین مصروف ہوگا
پشت باغ سے یکہ و تنہا داخلہ کیجیے مین عرض کرتا ہون کہ وسط باغ مین ایک نخل چنار ہی پتیان اُسکی

مثل شعلۂ جوالہ دہکتی ہین اُسکی تیغ مین لوح ہی مگر غلام کا شریک ہونا اُس مکار کو ضرور خبر ہو گئی ہو گی ورنہ یہ عرض کرتا کہ حضور یکہ و تنہا جائین اب لشکر کشی ضرور ہی اُسی سے کوئی پہلو نکل آئیگا یہ سب حال سُنکے صاحبقران نے خواجہ سے بیان کیا عمرو نے عرض کی انشاء اللہ اس حیلے مین لوح ضرور ملیگی صاحبقران نے تیاری لشکر کو حکم دیا ساٹھ ہزار سوار و پیدل نرگس تاجدار و نرگس کا باپ تخت پر جمشید نے اپنے بیس ہزار سوار ساتھ لیے ساتھ صاحبقران کے ہو لیے اب کوچ کرکے بفر فیروزی مہ بہ حشمت جمشیدی طرف باغ ہیکلان کے چلے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہو گا

وو کلمۂ داستان شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ کہ تلاش مین تیغہ سحر گُش کے روانہ ہوئے ہین و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا

خمسہ عوض ساقی نامہ

من ز پیش آمدِ اغیار چو رفتم رفتم | مرد از راہ کہ بیزار چو رفتم رفتم | باچنین رنجش و آزار چو رفتم رفتم
از جفائے تو من زار چو رفتم رفتم | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جب کہ جی بیٹھ گیا ناز اُٹھانا معلوم | اُٹھ گیا دل تو سماجت سے بٹھانا معلوم | آ ہی جان پہ جسدم تو بچانا معلوم
پھر گئی تجھسے طبیعت تو پھر آنا معلوم | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

اور ہین جیسے آتے ہین گئے جاتے ہین | ہم نہین آنیکے ہر بار کہے جاتے ہین | جور بیجا نہ کسی سے بھی سہے جاتے ہین
اب کی پھر خاطر الفت سے رہے جاتے ہین | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کسلیے کوئی حریفِ غم و حرمان ہو گا | پائمالِ ستمِ رشکِ رقیبان ہو گا | تختۂ مشق جفاہاے نمایان ہو گا
چھوڑ دے جور نہین دیکھ پشیمان ہو گا | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ہی دیوانہ سمجھ کا تری ای یار ہون مین | قابلِ لطف عدو لائق آزار ہون مین | غیر کو عیش ہوا اور زلیست سے بیزار ہون مین
ہاتھ سے مجکو مگو دیکھو وفادار ہون مین | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

صبر آئے جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی | نہ لگے آگ جو اُسکو بھی جلائے تو کبھی | جی مین ہی جاؤن ہان اب کہ نہ آئے تو کبھی
گم کرون آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہین آتا تجھے بیمہر ظالم | دل ٹھہرتا نہین ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم | تیری محفل سے چلے سخت مکدر ظالم
ای دل زار جفا کیش ستمگر ظالم | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

ایسے دکھ دیکھکے پھر شکل دکھائیگا کوئی | یاد کیا کرکے یہ غم دل سے بھلائیگا کوئی | کونسی بات ہی جس بات پہ جائیگا کوئی
سر پھرا ہی کہ ترے پاس پھر آئیگا کوئی | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیون آزردہ ہون کچھ جان سے بیزار نہین | مجھ مین تاب ستم غیرت اغیار نہین | جس سے ملجاتے تھے لڑ بھڑ کے وہ آزار نہین
اب کی ہو ترک وفا ہمسے تو دشوار نہین | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق مین پائی ہی سراسر رنجش | یعنی موجود تھی ملنے کی برابر رنجش | بسکہ ہوتی گئی سو بار فزون تر رنجش
اب کی بیحد و نہایت ہی ستمگر رنجش | لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لاعلاج آہ جب آزار کو اپنے پایا	عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا	تو سمجھ یا نہ سمجھ مین نے تجھے سمجھایا
	شہ نہو گھر کہ گیا اور رقیب لے آیا	لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم
ای صنم رشک سے کب تک کوئی ناشاد رہے	مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے	دیر ویران سہی کعبہ مرا آباد رہے
	یعنی مومن ہون چلا جاؤنگا مین یاد رہے	لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

چہرہ رہروان جادۂ حیلہ سازی وطی کنندگان منازل سرفرازی داستان شوکت عنوان خاور سیاہ نوجوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ترنم سرایان شیرین مقال + چنین مینگارد زکلک خیال + شاہزادۂ ملک قاسم مع لشکر ظفر اثر چونکہ خبر جاہ و جلال بدیع الزمان سن چکے تھے کہ کئی قلعے فتح کرکے آتے ہین یہ خبر بھی سنی کہ بہار شیفتہ سحر کش پاس کیوس مردار خوار کے ہی اُسی جانب جاتے ہین بادشاہ لشکر عمر و گورزاد ختنی وغیرہ ہمراہ ہین سماک بلداقی عیار عرض کرتا ہی ای شہریار اگر قلعۂ کیوس پر پہونچے اور شیفتہ سحر کش ملکہ پالو آپ ہی کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا شاہزادۂ خاور سپاہ کو بھی جلدی ہی فرماتے ہین یہ تحفہ دستیاب ہو اتنا تو ہو جائے کہ ہمپر سحر کسی کا تاثیر نہ کرے سماک کہتا ہی مین نے سنا ہی شاہان نورافشان نے اُس تیغے کو باغ مین کیوس مردار خوار کے رکھا ہی اس طرح رہروی کرتے ہوئے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے نواح دلکشا کو دیکھکر شاہزادہ گھوڑے سے اُتر پڑا صحرا مین ٹہلنے لگا سماک سے فرماتے جاتے ہین کہ اگر مناسب ہو تو آج اسی مقام پر مقام ہو شاہزادہ ٹہل رہا ہی ساتھ والے بھی اُترنے لگے بادشاہ لشکر بھی ٹہلتے ہوئے قریب آئے فرمایا ای شہریار ابھی اس مقام پر اُترنا مناسب نہین ہی دو چار کوس نکل چلیے شاہزادے نے بند قبا کھولدیے یکایک آسمان سے ایک پنجہ گرا قاسم کو وہ پنجہ اُٹھا لیگیا شاہزادہ عمر گورزاد ختنی نے سر پیٹ لیا فرمایا ای سماک بلداقی غضب ہوا شاہزادے کو کوئی اُٹھا کے لیگیا جلد تلاش مین جاؤ سماک نے کہا اب آپ لوگ اسی مقام اُترین جب تک مین پلٹ کے نہ آؤن جب تک یہان سے لشکر نہ بڑھے جب آؤن تو حضور کو اسی مقام پر پاؤن یہ کہکے سماک بلداقی قنطورہاے زربفتی لگکے روانہ ہوا بادشاہ مجبور ولاچار مضطر و بیقرار اُسی مقام پر اُتر پڑے فرماتے ہین کہ یار وجو دل مین حسرت ہی کہ جا کر ہم طلسم نورافشان کو فتح کرین وہ تقدیر پورا نہین ہونے دیتی اگر ہمارے شاہزادے کے ہاتھ سے طلسم نورافشان فتح ہو بڑی خوشی کی بات ہی بڑا افسوس یہ ہی کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو قید کرلیا بادشاہ تو اسکس انتشار مین ہین سماک بلداقی بیقرار بیقرار جاتا ہی فکر ہی کہ ای سماک یہ کیا ہوا کون دشمن لگا ہوا ہی اب صورت بدلے ہوئے ہی مسافر کی صورت بنالی ہر مقام پر پتہ و نشان دریافت کرتا جاتا ہی لیکن قاسم کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام مسند پر بیٹھی ہی اپنے ہاتھ پاؤن بیکار پائے اپنا نام صنم جادو بتاتی ہی کہہ رہی ہی کہ ای قاسم میرا وصل قبول کر مین مدت دراز سے تجھپر عاشق ہون جب تو قیدخانے مین قید تھا مین ملاقات کو شاخسار کے گئی تجھپر عاشق ہوئی قصد کیا کہ تیری رہائی کی تدبیر کرون جب گئی تو یہ سنا کہ تم قید سے چھوٹ گئے تمام بیابان چھانے پہاڑ ڈھونڈے سر ٹکرایا آج اس دشت سبزہ زار مین تمکو پایا اُٹھا لائی اب میرا وصل قبول کر وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے قاسم گالیان دینے لگے کہ او ملعونہ کیا بکتی ہی تجھسے ہو سکے کبھی نہ کر صنم جادو نے قاسم کو قید کیا اب مصنف عرض کرتا ہی کہ کیوس مردار خوار کی دختر ملکہ زرین گیسو گستاخیہ اُسکی مصاحب ہی اُسنے کہا کہ مین کیوس مردار خوار کو قتل کرون دام تزویر

پھیلاؤن تمکو بادشاہ بناؤن جب قاسم نے نہ مانا ایک مکان مین قید کرکے اُٹھی چونکہ ملکہ زرین گیسو کشا کی مصاحب ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس ہین ابتری سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے صنم جادو کو جو اس حال مین دیکھا پوچھا کیون صنم جادو آج مزاج کیسا ہی صنم جادو کا دل بھر آیا ہوا تھا ضبط نہ ہوسکا عرض کی واری کیا کہون میرا تو یہ حال ہی نظم

سرکشی اور ہوا ب کسلی گوارا مجھکو ۔ راست خوش آئے نہ جب گردن مینا مجھکو
ہاتھ پر رکھے دیا جام شراب پرنور ۔ آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجھکو
نکہت گل کی طرح باغ جہان مین ہے محیط ۔ تجھسے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجھکو
گل سے چھپتی نہین بو راز چھپیگا کیونکر ۔ گر نہ دے چاک گریبان کہین رسوا مجھکو
روٹھکر اپنے صنم سے جو چلا مین افسوس ۔ نہ پکارا کوئی ناقوس کلیسا مجھکو
آج مہمان ہون اک مہر لقا کے گھر مین ۔ عشق مین بارے ملا اوج مسیحا مجھکو
وہ تو غفلت سے یہ کہتا ہی کہ کل آؤنگا ۔ اور اک دم نہین جینے کا بھروسا مجھکو
کھینچے جلاد اجل خط مری گردن پہ کہین ۔ یاد آیا ہی اب اُس طفل کا گنڈا مجھکو
بستر غم پہ یہ ہے ضعف کہ رہتا ہی خیال ۔ بیس ڈالے نہ کہین صورت دیبا مجھکو
تو بھی اشکون کی روانی کا نہ ہو مجھسے بیان ۔ بہر تقریر ملین گر لب دریا مجھکو
دست پیغامبر یار مین مکتوب نہین ۔ آگے موسے نے دکھایا ید بیضا مجھکو
رنج ہجران صنم دل کے برابر ہی عزیز ۔ ہی سوا اور شب دیجور سویدا مجھکو
وہ خریدار ہون بازار جہان مین ناسخ ۔ غیر سودا نہین ملتا کوئی سودا مجھکو

ملکہ زرین گیسو کشا نے فرمایا کیون ای صنم جادو مزاج کیسا ہی یہ تمنے اشعار کیسے پڑھے یہ پہیلی میری سمجھ مین نہین آتی ہی صنم جادو رونے لگی کہا ای ملکہ عالم کیا عرض کرون عجب سانحہ کنیز پر گذرا حضور تو بخوبی واقف ہین کہ ملکہ شاخسار جادو کہ جو داروغہ باغ ویران ہین میرے اُنکے بہناپا ہی ایک دن جو ملاقات کو گئی نبیرہ صاحبقران وہان قید تھا یعنے شاہزادہ خاور سپاہ صاحب عزت وجاہ اُسکو دیکھکر کنیز مائل ہوگئی کیا اُسکے حسن وجمال کی تعریف کرون ایسا جوان رعنا صاحب شوکت ولیاقت میری نگاہ سے نہین گذرا کوئی باعث ایسا ہوا کہ وہ قید سے چھوٹ گئے مین تلاش مین تھی آج اُسکو ایک صحرائے سبزہ زار مین پایا اُٹھا لائی لاکھ طرح پر سمجھایا وہ ظالم نہین مانتا اس طرح پر رو رو کے صنم جادو نے حال بیان کیا کہ ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی دل مشتاق ہوا کہ کیونکر اُس جوان کو دیکھون کہا کیون صنم جادو تو نے اب کیا کیا صنم جادو نے کہا مین نے قید کیا ملکہ نے کہا ای صنم تمکو اُسکے حال زار پر رحم نہ آیا صنم جادو رونے لگی کہا واری اُسکی بھولی بھولی باتون نے مجھکو مار ڈالا مگر بڑا کیا ہی جو بات کہی اُسکا جواب بکنت دیا تلوار چمکاتا ہی اس طرح جو صنم جادو نے حال قاسم کا بیان کیا کہ ملکہ کو بھی رغبت ہوئی کہ مین کسی طرح اس نوجوان کو دیکھون اور باتین کرون ملکہ اگر ہوسکے تو قید سے رہا کردون اس وقت خاموش ہو رہی ہی پوچھا اے صنم جادو اب کیا کرو گی کہا واری پھر سمجھاؤنگی شب کو ارادہ ہی کہ جلسہ آراستہ کرون اس جوان کو سمجھاؤن اگر اسنے مانا تو خیر ورنہ شاہان طلسم نورافشان کا یہ دشمن ہی اسی کا جد بعد جد وکد فتح کرتے ہوئے

چلے آتے ہین یہ جوان بھی اسی فکر مین ہی ملکہ خاموش ہو رہین صنم جادو گئی ملکہ نے کنیزون سے کہا صاحبو صنم جادو ایسی باتین کر گئی کہ میرا خود بخود دم گھبراتا ہی مجکو بخوبی یاد ہی کہ ایک دن والد نے بھی ذکر کیا تھا نہین معلوم کیا باعث تھا کہ پوتا حمزہ کا شاہزادہ خاور سیاہ برائے فتاحی طلسم نور افشان جاتا ہی یا جاتا تھا آج مین والد سے پوچھونگی یہ سوچکر چپ ہو رہی دن تو ملکہ نے تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو یہ کہکر کو ٹھے پر چڑھی کہ دیکھون بی صنم جادو کیا کرتی ہین جس وقت سے وہ گئی ہین دل کو خود بخود بیقراری ہی دل چاہتا ہی مین نکلجاؤن گریبان چاک کرون دل کی یہ کیفیت ہی نظم

بس ہی عذاب ہجر ترے دل کباب کو
ہنسیے نہ دیکھ دیکھ کے چشم پر آب کو
ہم رند بے شراب تھے ساقی مرے ہوئے
دی عشق رخ نے قید غم دہر سے نجات
چھٹکر بھی ہم لپٹینگے کبھی اُنسے ای فلک
کہنے ہین مجھسے بوسہ وہ دیکر شب وصال
دکھلا دے ساقیا لب ساغر کا معجزہ
لو پھر کمند جنبش موج ہوا ہوئی
قطرے کی جا ٹپکنے لگے غنچہ ہاے گل
دل مین ہوائے رخ کو ترے دیتے ہین جگہ
آغوش پر کرم تو بظاہر نہین مگر
بہکا ہی بام پر ترے جلوے کو دیکھکر
زیبا ہی سب غرور حسینون کے واسطے
خالی پلا نہ شربت دیدار وقت قتل
جوتے سے روند ڈالیے مجھ سوختہ کی خاک
دو بار دور ساقی کو ترے ای صفیر

مرقد مین آئینگے نہ فرشتے عذاب کو
حاجت نہین ہی برق کی کچھ اس سحاب کو
عیسی کا لب کہین لب جام شراب کو
چھٹی ملی جو پڑھ چکے ہم اس کتاب کو
پھر انقلاب ہو گا ترے انقلاب کو
صاحب ذرا نہ بھولیے گا اب حساب کو
اُمڈا دے دود آتش می سے سحاب کو
شوق چمن ہوا دل خانہ خراب کو
دھویا جو یار نے رخ رشک گلاب کو
رکھتے ہین مہد غنچے مین بوے گلاب کو
چھپکر وہ میری آنکھون مین آتے ہین خواب کو
بھولا ہوا ہی وقت غروب آفتاب کو
ہی ماہ کو جمال جلال آفتاب کو
قاتل ملا لے تیغ تبسم کی آب کو
سرمہ ضرور چاہیے چشم رکاب کو
بھیجا ہی جام مے کی طرح آفتاب کو

ملول و حزین ملکہ زرین گیسو گشا حیران و پریشان و مضطر و بیقرار کوٹھے پر آئین سر اٹھا کے دیکھا کہ صنم جادو سرنگون بیٹھی ہی سامنے ایک آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب ششجہت افروز جہانداری نہنگ بحر جرأت آفتاب عالمتاب آسمان جلالت ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہی صنم جادو منتین کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی کہتی ہی کیون او ظالم میرے قتل کا طالب ہی تیرا عشق میری جان پر غالب ہوا ای قاسم جان دیدونگی جب صنم جادو بہت کہتی ہی اول تو قاسم کچھ جواب نہین دیتے جب یہ درہم و برہم ہوکے کہتی ہی کہ او مغرور جواب تو دے ہاے کیا کرون فلک نے کیا سامان دکھایا راتون کو نیند نہین آتی ہی طبیعت رہ رہ کے گھبراتی ہی کدھر نکلجاؤن کسکو اپنا حال دکھاؤن نام کمبختون کا مشہور ہوگیا کل شب کو کیسی کیسی تڑپی کسی طرح نیند نہ آئی ہر مرتبہ غل مچاتی تھی تڑپ تڑپ کے رات کاٹی جب دم لبون پر آیا تب گریبان سحر چاک ہوا روتی ہوئی اُٹھی زبان پہ

یہ اشعار عاشقانہ جا رہے تھے غزل مومن

مین ہلاک اشتیاق طرز کشتن ہو گیا	دوستی کیا کی کہ اپنا آپ دشمن ہو گیا
دھو دیا اشک ندامت نے گناہون کو مرے	تر ہوا دامن تو بارے پاک دامن ہو گیا
ہو گیا سنکر نوید وصل شادی مرگ مین	لب تلک یہ زمزمہ آیا کہ شیون ہو گیا
کونسا گذرا یہان سے شہسوار ناز مین	سبزۂ تربت مرا پامال توسن ہو گیا
زخم تو بھی مرہم زخم کہن ہی چارہ گر	بند تیر یار سے سینے کا روزن ہو گیا
نیم جلوے کو بھی وہ کہتے ہین اب بے پردگی	جسم کا ہیدہ وہ کسکا صرف چلمن ہو گیا
بسکہ مین سارے برس روتا رہا غم مین ترے	جیٹھ اور بیساکھ کا بھی چاند ساون ہو گیا
اُف رے سوز عشق بریان دل کی تسکین کے لیے	خرمن گل پر جو لوٹا وہ بھی گلخن ہو گیا
پاؤن زندان سے اُٹھے کیا سر اُٹھا سکتے نہین	حلقۂ زنجیر آخر طوق گردن ہو گیا
جھانکتے ہین کیا ملائک اُس پری رخسار کو	پردۂ نُہ پردۂ افلاک چلمن ہو گیا
شہر مین ہی شہرہ کس قد قیامت زا کا کیون	جلوہ گاہ حشر ہر کو و برزن ہو گیا
خاک اُڑائی مین نے کیا طرز جنون قیس کی	شہر جہان آباد سارا نجد کا بن ہو گیا
مومن دیندار نے کی بت پرستی اختیار	ایک شیخ وقت تھا سو بھی برہمن ہو گیا

اسقدر بیقرار و بیتاب ہی قاسم سے ہر چند کہتی ہی قاسم سے جواب سخت ملتا ہی کبھی قدمون پر گرتی ہی کبھی گرد پھرتی ہی قاسم کی بیقراری صنم جادو کی اشکباری ملکہ نے جو یہ حال مصیبت مال دیکھا بیقرار ہوگئین جمال بیتاب قاسم دیکھکر ہوش درست نہ رکھ سکے کوٹھے سے اُتریں مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے خاموش ہو کر بیٹھین ہر چند کنیزین پوچھتی ہین کہ مزاج اقدس کیسا ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین جب کنیزون نے بہت پوچھا کہا حال مصیبت مال اس نوجوان کا دیکھکر دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کیون صاحب عشق و عاشقی زبردستی بھی ہوتی ہی یہ کیا قیامت ہی کہ وہ تو انکار کرتا ہی اب یہ حرامزدی لوٹی پڑتی ہی رات بھر ملکہ بیقرار رہین صبح کو اُٹھین محلدار نے عرض کی چوبدار شاہی آیا ہی آپ کے والد نے یاد فرمایا ہی کہ دو دن سے ہمنے ملکہ کو نہین دیکھا جلد بلا لاؤ ملکہ یہ سنکے اُٹھین کہا محافہ لاؤ محافہ زرین تیار ہوکے آیا ملکہ محافے مین سوار ہوکے گئین جب محل مین اُتریں ناظر نے جاکے کیوس مردارخوار سے کہا کہ صاحبزادی تشریف لائی ہین کیوس محل مین آیا بیٹی کو گلے سے لگایا ملکہ نے پوچھا ای والد نامدار مین سُنتی ہون کہ طلسم کشا نے کوہ ہفت جوش کو فتح کیا لوح طلسم کی فکر مین پھر رہے ہین ایک دن نبیرۂ حمزہ کا آپنے ذکر کیا تھا کیا فرزندان حمزہ بھی برائے طلسم کشائی آئے ہین آپ نے ذکر تھا ور سپاہ کیا وہ کس مہم مین تھا کیوس مردارخوار نے کہا ای نور نظر یہ ذکر نہ کرو ایک بیٹے نے حمزہ کے لوح محفوظ پائی ہی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نبیرۂ حمزہ نے تیغہ سحر کش پایا کئی ملک فتح کیے کوئی اُسکا سامنا نہ کر سکتا تھا شاہان طلسم جو گئے تیغہ اُنکے قبضے سے نکالا ای نور نظر چونکہ مین انتظام طلسم پہ ہون حفاظت میرے متعلق ہی وہ تیغہ شاہان طلسم نے میرے پاس بھیجدیا ہین نے اُسکو خزانے مین رکھا ہی اب بھی وہ نبیرۂ حمزہ کہین لڑ رہا ہی بڑی بات یہ ہی کہ ابھی تک یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ تیغہ میرے پاس ہی ورنہ وہ ادھر کا قصد کرتا

ملکہ نے فشان پوچھا کہ تیغہ تو آپ نے خزانے مین رکھا ہی مگر اُسکی کُنجی کہان ہی کیوس نے کہا کُنجی اُسکی میرے
پاس ہی خبردار اِی فرزند اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ میری جان پر بنیگی ملکہ چپ ہو رہی مگر دل کو خلش
بیقرار ہی کہ اُس جوان سے کیونکر ملاقات کرون بامید ملون اگر تیغہ اُسکے پاس پہونچگیا تو قیامتین
برپا کریگا شاہان طلسم سے بھی مقابلہ پڑیگا اپنے پلنگ پر جاکے سو رہی بیقراری مین نیند کہان
جب ملکہ زرین گیسو کشا نے دیکھا کہ رات کم باقی رہی اور محل مین سناٹا ہوا دبے پاؤن اُٹھی قریب
باپ کے آئی ازار بند سے اُسکے کُنجی کھولی دوڑی ہوئی قریب خزانے کے پہونچی قفل کھولا نشان تو
دریافت کر چکی تھی تیغے کو اپنے قبضے مین کیا لیکن دیکھا کہ رات بہت کم باقی ہی گھبرا کر چلی اسقدر
بیقرار تھی کہ ایک کنیز سوسن نامے جو پاس تھی اُسکو ہمراہ لیا دروازہ محل کا کھُلوا کے چلی کہا کیون
سوسن اسوقت صنم جادو کیا کر رہی ہوگی کہا حضور اُسی قیدی پر ظلم و بدعت کرتی ہوگی ہر چند جلدی چلی
مگر تیغہ بران پھرتا بان نیام مغرب سے نکلا یہان صنم جادو رات بھر قاسم کو لیے بیٹھی رہی ڈرایا دھمکایا
یہ ملحوظ رہے کہ جسم پر قاسم کے جسقدر قید ہی وہ سحر صنم جادو کی ہی جب صنم جادو نے دیکھا کہ اب
صبح ہوگئی یہ کہکر اُٹھی کہ ای جوان آج تجکو قتل کرونگی قتل کرکے مین بھی زندہ نہ رہونگی خادر سیاہ
بارہ دری مین بیٹھے رہے ماران سیاہ سحر جسم مین لپٹے ہوئے ہین پہلو بدل رہے ہین صنم جادو
غصے مین چلی اس خیال مین کہ کمرے سے تلوار نکالکر لاؤن اسکو ڈراؤن شاید جان کے خوف سے
قبول کرے ملکہ زرین جو چلی تلوار قبضے مین سوسن کنیز پشت پر خوف بھی دل کو ہی کہ صنم جادو
ساحرہ ہی اتفاق سے جس کمرے مین آکے ملکہ چھپین منظور یہ ہوا ہی کہ چھپ کر دیکھون قاسم کے
ساتھ کیا کر رہی ہی ملکہ نے دراسے دیکھا کہ صنم جادو افتان و خیزان آتی ہی شب بھر شراب پی
اُسکا خمار غصہ مزاج مین کہ ہاے رات بھر شراب پی ہی اُسکا بھی خمار نہ دفع ہوا غصہ از حد کہ
ہاے اس ظالم نے میرا کہنا نہ مانا تیغہ برہنہ کھینچکر سامنے جاؤن شاید بخوف قبول کرے اسی طرح مین
دل سے باتین کرتی ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی آتی ہی زرین گیسو کشا نے دیکھا کہ صنم جادو اسی کمرے مین
آتی ہی تیغہ کھینچکر کمرے سے نکلی للکارا کہ او صنم جادو ایک بندۂ خدا کو رات بھر ستایا تیرے کیا
ہاتھ آیا کوئی ایسا ستم کرتا ہی وہ تیرے اوپر تھوکتا نہین اور تو جان دیتی ہی عشق و عاشقی زبردستی
بھی ہوتی ہی صنم جادو نے جو سر اُٹھایا چونکہ اسکی نوکر رہی ہی ہنس پڑی کہا واری آپ کیون میرے
مقدمات مین دخل دیتی ہین حقیقت مین اس ظالم کو قتل کرونگی ملکہ نے تیغہ کھینچا کہا حرامزادی مین تجکو
قتل کرنے آئی ہون صنم نے حقیر جانکر آنکھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑے کچھ
اسم سحر بھی پڑھا وہ تیغہ سحر کش ہی سحر کب تاثیر کرتا ہی جیسے ہی اسنے سحر کیا نیچہ آنکھون کے نیچے چمکا
یہ سحر بھولی ملکہ نے بیتر ابد لکے ہاتھ مارا کہ صنم جادو کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ کے بے اختیار منہ سے
نکلگیا وہ مارا سوسن خواص نے کہا واری کیا کار نمایان کیا اس ظالم کو خوب واصل جہنم کیا یہی مناسب تھا
جو حضور نے کیا صنم جادو کے مرنیکی علامت برپا ہوئی بیر غلچیانے لگے قاسم کے جسم سے ماران سیاہ
جلکر گرے قاسم بھی اُٹھے سمجھے کہ کسی نے صنم جادو کو مارا جب تو مین نے رہائی پائی جا بجا ساحرون سے
لڑائی بڑی قاعدے سے آگاہ ہوگئے ہین ادھر کے قاسم چلے ہتھیار لنگے اُسی مقام پر رکھے تھے تیغہ حمائل کیا

کمان کیانی دوش پر ڈالی صحن کی جانب چلے دیکھا تو آسمان سے آگ برس رہی ہی آواز آرہی ہی کہ کشتی مرا نام من صنم جادو بود قاسم حیران ہین کہ کس دوست صادق نے اسکو مارا یہان ہمارے ساتھ دوستی کرنیوالا کون تھا معبود حقیقی نے غیب سے یہ سامان کیا ادھر سے ملکہ زرین گیسو کشا آتی ہین ادھر قاسم بارہ دری سے نکلے اب قاسم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حور وش ماہ آسمان حسن وجمال خورشید درخشان چرخ جلال بوٹا سا قد کمسن لباس بھاری پہنے ہوئے دریاے جواہر مین غرق فرد مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو ہلال + پنجۂ خورشید اُسکے گیسو نکا شانہ تھا + پنجہ ہلالی چمکاتی ہوئی غنچۂ دہن وا گوہر ابدار سے ضو نکل رہی ہی خواص سے فرماتی ہوئی آتی ہین کہ ایک بندۂ خدا کو اس حرامزادی نے ناحق قید کیا قتل کرنے چلی تھی یہ نہ سمجھی تھی کہ ہماری موت قریب ہی قاسم کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگئے پکار اُٹھے ای شہنشاہ خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تمھین نے اس سنگدل کو مارا ہمپر بڑا احسان کیا ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا ادھر سے قاسم جاتے ہین اُدھر سے ملکہ زرین گیسو کشا مسکراتی آتی ہین کبھی ہنسکر سر جھکانا کبھی شرمانا کبھی جلدی مین مُنھ سے نکلگیا کہ صاحب الگ رہیے میرے قریب نہ آیئے اسوقت خون میرے سر پر سوار ہی ایسا نہو پنجہ چلجاے قاسم مسکراکر فرماتے ہین میرے واسطے پنجے کی کیا ضرورت ہی جنبش ابرو کافی ہی ہم تو گرفتار طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہوئے اب تم کیون تامل فرماتی ہو تیر مژگان دل پر پڑے ہم تو زخمی بخوبی ہو چکے ہاتھ کیون ہلایے جنبش ابرو کافی ہی ملکہ نے مسکراکر کہا صاحب ان باتون کو مین نہین جانتی کہ آپ بے تلوار ذبیح ہوگئے ان باتون سے کیا فائدہ البتہ قلق تو ضرور ہوا ہوگا تمھاری چھینی قتل ہوئی یہ باتین اگر آپ اس سے کرتے تو زیبندہ تھین مین کمبخت کونے کی بیٹھنے والی سحر و ساحری کو بھی نہین جانتی ان باتون کو کیونکر سمجھون آپ بھی تلوار کھینچیے اپنے چاہنے والا کا بدلا لیجیے یہان تو یہ رنگ ہی وہان کیبوس مردار خوار کی جو آنکھ کھلی آواز آئی کشتی مرا نام من صنم جادو بود گھبراکر صحن خانہ مین آیا سر اُٹھاکر دیکھا قصر صنم سے یہ آوازین آرہی ہین یون پلٹے کے دیکھا خزانے کا دروازہ کھلا ہوا پڑا ہی ازاربند پر ہاتھ ڈالا کنجی کو جو نہ پایا مُنھ سے نکلا یار دغضب ہوا از وجہ اسکی صہباے جادو کہتی ہوئی دوڑی صاحب کیا ہوا اسنے کہا صاحب غضب ہوا رات کو تمھاری صاحبزادی بلند اقبال نے تیغۂ سحر کش کا مجھسے حال پوچھا یا شاید صنم جادو لیگئی اُسکے مرنیکی آواز کیون آئی ہے کہکے بلند ہوا آسمان پر آکے دیکھا کہ تیغۂ سحر کش زرین گیسو کشا کے ہاتھ مین ہی قاسم عذر کرتے ہوئے چلے آتے ہین یہ تصویر قاسم دیکھ چکا ہی تلوار کو بھی پہچانا کہ ملکہ کے ہاتھ مین ہی پکار کے کہ رہی ہی کہ صاحب اپنا تحفہ لیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے لشکر کو جایئے مین آوازے نہین سمجھتی قاسم فرماتے ہین تیغہ تمھارے پاس اتنا تیز ہی کہ ایک ہاتھ ہمکو بھی لگا دو اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کس منہ سے کہتے ہو کہ ترا وقت ٹل گیا — کچھ آپ کا مزاج نہ تھا جو بدل گیا
خالق کو بھی پسند جو ہے گشتگی مری — پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا
اب جاے خون دہان جراحت مین پیپ ہی — کیا انقلاب ہے کہ لہو تک بدل گیا
مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین — پیدا ابھی ہوئے آنکھ سے باہر نکل گیا
انجام عمر سے بڑھی کیا کیا خمیدگی — دن کم رہا تو سایہ دیوار ڈھل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہی آجکل
پھبتی سنائی یار نے آئے ہلال عید
ہان التفات یار سے بیمار جان بلب
بوسون سے غیر کے لب شیرین ہوئے ہین تلخ
کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہی
ممکن نہین کہ راست کبھی کچھ مزاج ہو
پھر کہدیا کچھ اُس بت وعدہ خلاف نے
تھا خوف اسقدر رچمن روزگار سے
صیاد ساتھ ہی چمن کائنات مین
مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم

ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
ملنے کو جھک کے جو مین قریب بغل گیا
اچھا تو کیا ہوا ہی اگر کچھ سنبھل گیا
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا
کس روز تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا
اس چرخ پیر کانہ جوانون سے بل گیا
پھر کچھ دلون مریض محبت سنبھل گیا
جب کوئی گل ہنسا تو مرا دل دہل گیا
قسمت تو کیا کریگی اگر دل بہل گیا
مضمون کی تازگی سے ذرا دل بہل گیا

آسمان سے یہ معرکہ کیوس مردار خوار نے دیکھا بیٹی کو للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہی خبردار تیغہ نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا باپ کی جو آواز سُنی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا اس زور سے کیوس نے آواز دی کہ زرین گیسو کشا تھر تھر کانپنے لگی نیمچہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا گھبراہٹ مین مُنھ سے نکلا بابا جان مجھسے خطا ہوئی لیکن اس جوان کو قتل نہ کیجیے گا اب تیغہ تو زمین پر پڑا ہی کیوس کندے باندھ کے چلا کہ تیغہ اُٹھالون قاسم نے جو دیکھا کہ یہ ساحر بڑے زور و شور سے آتا ہی ملکہ خوف سے زمین پر گر پڑی اُٹھتی ہی مگر دل بیٹھا جاتا ہی باپ کے خوف سے قلب تھراتا ہی قاسم نے چاہا دوڑکے نیمچہ اُٹھالون کیوس مردار خوار قریب آچکا ہی خیال مین آیا کہ ای قاسم پہلے اسکو مارو اگر اس محسن کو پکڑ کے لیجائیگا وہ سزا دیگا کہ یہ اُٹھا نہ سکیگی کیوس تو کندے باندھے ہوئے آتا ہی بیٹی کا بالکل خیال نہین یہ منظور ہی کہ تیغہ اُٹھالون قاسم نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرناب خدنگ سفتہ سوفار مرو پیکان عقاب پر بصد کر و فر بچر کمان مین پیوستہ کیا جیسے ہی کیوس نے چاہا تیغہ پر گردن قاسم نے تاک کے تیر مارا سینہ پر لگتے کیوس پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑکے پار گذرا کیوس دھم سے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئین کہا صاحب کیا کمال کیا اگر تیغہ اسکے قبضے مین جاتا قیامت برپا ہوئی ملکہ جھاڑ پونچھ کے زمین سے اُٹھین اب قاسم بڑھکے مین تیغہ اُٹھالون وقت وہ ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب اپنے دربار مین بیٹھے ہین ذکر طلسم کشا ہورہا ہی مصاحبون نے کہا حضور سامری سے پوچھیے اب طلسم مین کیا ہورہا ہی کوٹھا کھولا سنہری پتلی ہنستی ہوئی نکلی سحر العجائب نے کہا ای ہم شبیہ سامری طلسم مین کیا کیفیت ہی پتلی نے کہا اور معرکہ تو بیان کرونگی اس وقت ایک معرکہ حیرت افزا گذرا ہی شاہزادہ قاسم نبیرۂ صاحبقران اپنے دادا کے لشکر سے جدا ہوا دیکھیے موت نے کیونکر گھیرا صنم جادو مدت سے عاشق تھی سامری جمشید نے یہ تقدیر کی کہ زرین گیسو کشا دختر کیوس اسپر عاشق ہوئی تیغہ سحر کش چرا کے لائی اُسی تلوار سے صنم جادو کو مارا کیوس مردار خوار پہونچا پسران حمزہ سب صاحبان لیاقت و جرأت ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے قاسم نے کیوس کو تیر مارد یا اسپر مجکو ہنسی آئی ابھی تک

تیغہ زمین پر گرپڑا یہ سنتے ہی سحر العجائب نے آواز دی ای عقاب لینا ایک جادوگر تڑپکر اُٹھا عقاب بنکر چلا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ قاسم کی دور سے بلائین لے رہی ہین کہتی ہین صاحب کیا کمال کیا قاسم کہہ رہے ہین ای جان جہان تمھاری محبت نے یہ کام کرایا ورنہ مجھسے کیا ہوسکتا تھا تمنے بڑا کار نمایان کیا صنم جادو کو مارا اگر اب میرے حال پر مہربانی فرمائیے میری عجب کیفیت ہی اپنے قابو مین نہین ہون

نظم

شبنم ز ابر دیدہ فشانیم بر چمن
آتش شویم در دل شمع اثر کنیم
مخفی قطار ہفتہ ایام بگسلد
گو ہمدمی کہ نغمۂ داؤد سر کنیم
بہای غنچہ سرخ چو خون جگر کنیم
صد روز ہجر شب شود گشت کہ وصل بود
در کوی عاقبت چو نسیم از گذر کنیم
آہ دلی بہمرہ با دسحر کنیم
از آہ سرد خویش نہ در بیم چون اثر
نگذاشت روزگار کہ شامی سحر کنیم

ملکہ نے کہا ای شہریار پہلے تیغہ اُٹھا لیجیے اب مین آپ کے ساتھ ہون اب کہان جاؤنگی باپ مارا گیا مان صہبائے جادو رنڈا پا کیونکر کاٹیگی کہ صہبا بھی وہان سے چلی اُس وقت پہونچی کہ قاسم و ملکہ سے باتین ہورہی ہین لاشہ کیبوس کا زمین پر تڑپ تڑپکر سرد ہوا اُنچکار کر آواز دی او گیسو بریدہ تو نے باپ کو قتل کرایا ملکہ نے جوہان کو دیکھا ہاتھ باندھنے لگی کہا ای مادر مہربان میرے حال پر رحم کیجیے وقت فتح ہونے طلسم نور افشان کا آگیا اسی شیر کا ساتھ دیجیے صہبائے جادو نے کہا او گیسو بریدہ شوہر کا لاشہ دیکھون اور صبر کرون اور قاتل شوہر کا ساتھ دون مین اول تیغہ تو قبضے مین کرون یہ کہکے تڑپی کہ تیغے پر گرون اور اسی تیغے سے قاسم کو قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب جادو خبردار او صہبا تیغہ نہ اُٹھانا صہبا نے پلٹ کے کہا او ظالم میرے شوہر کو یہ تیغہ سرکار شاہان طلسم نور افشان سے ملا اب اسکی مین نگہبان ہون عقاب نے کلمات سخت کہے کہا او گیسو بریدہ اپنے گھر مین دشمن شاہ کو بٹھایا بیٹی کو پیش کیا شوہر کو قتل کرایا اب باتین بناتی ہی اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگی صہبائے سحر کیا عقاب جادو اسکے سحر کو کب مانتا ہی جھپٹ کے ایک منقار ماری سینے کو توڑ کے صہبا کے پار گذری لاشہ صہبا کا زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا صدائین ہیبتناک آنے لگین آخر مین آواز آئی کشتی مرانام من صہبائے جادو بود قاسم و ملکہ تو ٹٹولنے لگے عقاب جو تڑپ کے گرا اُسی تاریکی مین اُسنے تیغہ اُٹھا لیا اب جو روشنی ہوئی قاسم نے دیکھا ایک عقاب بلند پرواز تیغہ منھ مین دبائے قندیل فلک ہوچکا ہی ملکہ نے کہا صاحب غضب ہوگیا یہ ساحر پاس سے شاہان نور افشان کے آیا ہی تلوار لیے جاتا ہی قاسم نے تیر چھینکے عقاب تک نہ پہونچے ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا صاحب بڑا غضب ہوا قاسم نے کہا ای ملکہ عالم خدا پر نظر کرو اگر تیغہ ہماری تقدیر کا ہی جوہر جرأت کھلینگے کافر پناہ نہ پائینگے کسی تدبیر سے تو ہمکو تیغہ ملیگا یہ جو تلوار کمر مین ہی جہان کھنچے گی صفین کی صفین درہم و برہم کردونگا کئی سو کنیزان ملکہ آکر پہونچین کئی سو ساحر آئے ملکہ نے پکار کے آواز دی صاحبو یہ صف شکن تیغزن نبیرہ صاحبقران ہی صہبا و کیبوس دونون مارے گئے یہ بھی تم لوگ بخوبی سمجھلے کہ عمر طلسم آخر ہی اب طلسم نور افشان ضرور فتح ہوگا ان شیرون کو کون روکیگا ہمنے اپنی آنکھو نسنے کتاب سامری مین دیکھا جو مسلمانون کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا اسطرح ملکہ نے سمجھایا کہ کنیزین ملکہ کی اور ساحر قاسم کے شریک ہوئے اطاعت اسلام اختیار کی قاسم نے کہا

ملکہ ہمارا لشکر وہان پریشان ہوگا لشکر کو ساتھ لے لین تو طرف طلسم نور افشان کے چلین ملکہ نے کہا
صاحب یہ ملک ویران یونہین پڑا رہیگا قاسم نے اُنھین ساحرون مین سے ایک ساحر کو قائم کیا پانچ ہزار
ساحر باقی غیر ساحر سب شاہزادے کے ہمراہ ہوئے ملکہ زرین گیسو کشا کو محافے مین سوار کیا آپ
پشت مرکب پر سوار ہوئے اس فوج کو ہمراہ لیکر چلے تلاش لشکر مین جاتے ہین ہر مقام پر یہی فکر ہی
کہ لشکر ہمارا کس جگہ پر ہی نہین معلوم بادشاہ عالیجاہ پر کیا گذری ہمارے عمرو کو زراد ختنی کسقدر حیران
و پریشان ہونگے قیماس خان وغیرہ بیقرار ہونگے مگر اب حال سماک یلداقی کا عرض کیا جاتا ہی کہ
تلاش مین شاہزادہ خاور سیاہ کے صورت ایک سپاہی کی بنا ہوا قریہ قریہ تلاش کرتا پھرتا ہے
تین شبانہ روز پھرا جب نشان شاہزادے کا نہ ملا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ کے رونے لگا جی مین
کہتا ہی ای سماک لشکر مین کیا جاؤن خاک روے سیاہ دکھاؤن شاہزادہ عمرو کو زراد ختنی فرمائینگے
تو کیسا فرزند عمرو ہی ہمیشہ ہمچشمی کا دعوی کرتا ہی اپنے آقا کو تلاش کرکے نہ لایا سامنے ایک جھیل ہے
اُس جھیل پر باز و بط و قرقرے گر رہے ہین پانی پینے مین مصروف ہین دو آکر بیٹھے چار چلیگئے سماک
اُنکا تماشا دیکھ رہا ہی رات سے آب و دانہ بھی ممکن نہین ہوا ہی خیال مین آیا کسی جانور کو شکار کرون
اُسکے کباب لگا کے کھاؤن سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلّہ گوپھن مین دبا
نخلستان سے نکلا طائرون نے جو صیاد کو دیکھا سب جانور اُڑ گئے سماک بہت پریشان ہوا کہ
ای سماک کیا بدنصیبی ہی کہ سب جانور اُڑ گئے اب کوئی اور طائر تلاش کرون یا کوئی آ ہی ملے تو
اُسکو شکار کرون اس خیال مین چہار جانب دیکھ رہا ہی آسمان پر سناٹا ہی ادھر دیکھا ایک عقاب
برابر طاؤس کے نئی بات یہ ہی کہ ایک تیغہ منقار مین دبائے ہوئے پر مارتا ہوا آتا ہی سماک حیران ہی
کہ یہ کیسا عقاب ہی جسکو دیکھکر دل بیتاب ہی کسی کی تلوار اُٹھا لایا پانی کو دیکھکر عقاب اُترا سماک
آڑ مین چھپ گیا عقاب نے جھیل پر آکے تیغہ منقار سے زمین پر رکھا منقار پانی مین ڈالی پانی پینے لگا
یہ نہ سمجھا تھا کہ پناہ پانی مشکل ہوگی جیسے ہی عقاب نے منقار کو پانی مین ڈالا سماک نے تاک کے پتھر مارا
پتھر سر پر عقاب کے پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مرتے ہی عقاب کے اندھیرا ہو گیا سماک گھبرایا
کہ یہ کیا معرکہ ہی پانی کی طرف دوڑا دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا پھڑک رہا ہی سر پھٹا ہوا سماک حیران ہی
کہ یہ کیا معرکہ ہی تیغہ سماک نے اُٹھا لیا قاسم محافہ ملکہ زرین گیسو کشا کا لیے ہوئے آتے ہین راہ
مین ملکہ ہر مرتبہ فرماتی ہین کہ ای شہریار مین نے یہ سختی اُٹھائی کہ ماں باپ کو قتل کرایا افسوس ہے
تیغے پر قبضہ نہ ہوا دیکھین حضور شاہان طلسم نور افشان ہمہ دان و ہمہ گیر ہین معلوم ہوتا ہی اس معرکے
کی اُنکو سب خبر پہونچگئی عقاب جادو اُنھین کا فرستادہ تھا کتنا بڑا ساحر زبردست تھا کہ مادر مہربان
کے سحر نے تاثیر بھی نہ کی قاسم نے کہا ملکہ یہ آواز کہا نسے آئی ملکہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کسی نے
عقاب جادو کو مارا ہا ے تیغہ منتشر ہوا آپ کا قبضہ ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی قاسم نے کہا ملکہ
خدا کو یاد کرو رب اکبر ہمکو تیغہ دلائیگا یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا محافہ بھی پیچھے چلا آتا ہی جا دیکھا کہ بنیان
باز و بط بنکر بلند ہوئین ایک کنیز نے دیکھا کہ لاشہ عقاب جادو کا تو زمین پر پڑا ہی ایک عیار طرار
قنطورہ زریفتی سے آراستہ تیغے کو ہاتھ مین لیے ہوئے بنگاہ حیرت جوہر شمشیر کو دیکھ رہا ہے

دریا سے جواہر مین غرق ہو گئین یہ پڑھکر قاسم کو خبر دی قاسم نے گھوڑے کو چمکایا تازیانہ کیا دور سے اپنے
یار وفادار کو دیکھا کہ تیغہ ہاتھ مین ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہے سماک بلیداقی نے جو اپنے آقا کو آتے دیکھا
بیتاب ہو کے دوڑا عرض کی ای شہریار آج تین شبانہ روز گذرے کہ غلام آپ کو تلاش کرتا پھرتا ہے
شکر ہے کہ آپ کو بخیر و عافیت پایا ابھی ایک جادوگر کو مارا عقاب بنا ہوا آیا تھا یہ تیغہ غلام نے اُسکی منقار
سے پایا قاسم نے سماک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای سماک یہی تیغہ سحر کش ہے سب حال بیان کیا
سماک نے کہا آپ صاحب اقبال ہین قاسم اُس تیغے کو لیکر قریب محافے کے آئے کہا لو ملکہ خدا نے
تیغہ یون دلوایا راہ مین ہمارے عیار نے میان عقاب کی گردن لی ملکہ تیغے کو دیکھکر خوش ہو گئین
کہا حضور آپ کے ہاتھ سے طلسم نور افشان فتح ہوگا اب قاسم طرف اپنے لشکر کے چلے تیغہ سحر کش
بھی کمر سے حمائل کیا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے قضاے کار سکندر زرین پوش زرین علم طیران جادو
جو انکو لیکر چلی راہ مین کہا حضور اپنے چہرے پر نقاب ڈال لین کوئی آپ کو پہچانے نہین مین لوح کا
پتہ لگا دونگی وہ نشان تو خلاف شعر انقاب چہرے پر ڈالے ہوئے طیران و نسیم و شاہین بلند پرواز
و ملکہ گلشن یہ چارون ساحر رسالدارون کی شکل بنے ہوئے پشت پر سکندر کے نوبت و نقارے بجتے ہوئے
جواہر خنجر زن بھی نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے دیہات و قریات ویران کرتے ہوئے چلے آتے ہین
ادھر سے قاسم جاتے ہین کہ دیکھا گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر
فوج جرار کس زور و شور سے آتا ہے ادھر سکندر کی نگاہ جمال جہان آراے قاسم پر پڑی کہ ایک
محافہ فوج ہمراہ سکندر نے عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو عیار نے تمام کیفیت دریافت کی کہ شاہزادہ
ملک قاسم کسی جنگ سے واپس آتے ہین سکندر نے گھوڑا روک لیا عیار سے کہا اس شہریار سے
جاکر بیان کرو کہ طرف طلسم نور افشان کے جانیکا قصد نہ کرو ہتھیار اپنے ہمکو حوالے کرو قاسم سے
جو جاکے عیار نے کہا قاسم نے کہا نقابدار کی شامتین آئی ہین برقعہ بیحیائی منھ پر ڈال لیا جو چاہا
کہدیا عیار نے جاکے سکندر سے کہا کہ حضور وہ بہت خفا ہوتے ہین سکندر نے کہلا انکو زیر کیجے
آگے نہ بڑھونگا یہ بھی دریافت ہوا کہ یہ ایرج نوجوان کے والد ہین کہا ای سکندر اگر انکو زیر کیا
تو لطف ملیگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑے قاسم نے بھی بارگاہ استادہ کرائی ملکہ زرین گیسو کشا
بارگاہ مین داخل ہوئین قاسم نے ایک بارگاہ اپنے واسطے الگ استادہ کرائی سکندر کو یہی کد ہے کہ
انکو زیر کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی سماک بلیداقی
نے آکر یہ خبر قاسم سے کہی قاسم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون
لشکرون مین نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین یہ دونون لشکر تیار کر رہے ہین لیکن
ضیغم شیر شکار ملکہ برقان برق وش کو لیے ہوئے طرف طلسم کے جاتے ہین رات کو اس
دشت مین آکے لشکر پہونچا دیکھا دو لشکر مقابلے مین فروکش ہین نیرنگ صبا رفتار سے کہا دریافت
تو کرو یہ کون لوگ ہین عیار نے آکے خبر دی کہ حضور یہ لشکر نقابدار گلگون پوش کا ہے وہ لشکر شاہزادۂ
خاور سپاہ نبیرۂ صاحبقران کا ہے ضیغم بھی ایک گوشے مین اُتر پڑے چار پہر رات گذر گئے
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سکندر نے لشکر کو لیکر میدان مین آئے ادھر سے قاسم لشکر کو لیے ہوئے

میدان مین پہونچے مگر لشکر بہت قلیل ہی جب قاسم مرکب کو چھیڑ کر چلے ملکہ بیقرار ہوگئین کہا ای شہریار یہ نقابدار کون ہی کہ جو آپ سے مصروف کارزار ہی رات سے مین بیقرار ہون شاہزادہ قاسم نے کہا اس نقابدار کی قضا لیکر آئی ہی لشکر ہمارے پاس کم تھا اب لشکر معقول ہو جائیگا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار میرا خانمان سب برباد ہوا اب چاہتی ہون عمر میری زیر سایہ دامن دولت بسر ہو آپ میدان مین نہ جائیے اور جادوگرنیان موجود ہین اگر مین اس کوچہ سحر سے نابلد ہون ورنہ سحر کرکے گرفتار کرلیتی قاسم نے کہا لیاقت کے خلاف ہی کہ وہ جوان صاحب شوکت و لیاقت معلوم ہوتا ہی نہین معلوم نقاب کیون چہرے پر ڈالی ہی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار مین کیا کہکے دل کو سمجھاؤن جی چاہتا ہی مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون آپ کو تنہا میدان کارزار مین نہ جانے دون اس طور سے ملکہ نے یہ باتین کہین کہ قاسم کا بھی دل بھر آیا ملکہ سے فرمایا کہ ای ملکہ اگر مین اُسکے مقابلے مین نہ جاؤنگا تو وہ جوان بھی صاحب لیاقت و جلالت معلوم ہوتا ہی مجھے طعن و تشنیع کریگا مناسب وقت نہین ہی کہ مین میدان کارزار مین نہ جاؤن تم خاطر جمع رکھو ہر حال مین فضل خدا شریک حال ہی کیا ملال ہی اگر خدا نے چاہا تو اس مغرور کو زیر کرتا ہون جب ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ اب نہ رکیگا مجبور ہوگئی کہا صاحب یہ تو آپ سب صحیح و درست فرماتے ہین آپکے مقابلے کی کسکو تاب ہی کون لڑسکتا ہی لیکن میرا دل نہین قبول کرتا اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

کیا مری آغوش سے نفرت ہی اُس بے پیر کو
اسقدر وحشت نہین ہوتی کمان سے تیر کو
گر پسینے سے طلائی نقرئی زنجیر کو
کالبد تیرا بنایا گوندھ کر اکسیر کو
غش کیا موسی نے جب دیکھا تری تنویر کو
آگئی لکنت زبان مین سنتے ہی تقریر کو
کھیلنے مین لگ گئی مٹی جو اُسکی چشم پر
کردیا خاک مذلت رشک نے اکسیر کو
ہون وہ گریان اشک کردینگے مرقع کو خراب
کھینچنا بے چشم ادا مانی مری تصویر کو
اُس تمنا نے کیا دیوانہ مجکو ای پری
ڈالدے میرے گلے مین زلف کی زنجیر کو
ضبط مین کرتا نہین آتی ہی غیرت دوستو
کیا بھلا مُنہ سے نکالون آہ بے تاثیر کو
گر موافق ہوتی ہی تقدیر مجھسے زاہدا
ترک کرتا ہون کسی تدبیر سے تقدیر کو
ہی بشر گو خاک کا پتلا نہ جانو غافلو
ایک ہی صورت ملی ہی خاک اور اکسیر کو
ہوگیا ہی اسقدر بیقدر عالم مین ہنر
کیا عجب گر عیب سمجھین جوہر شمشیر کو
کیون نگہ ہم خاکسارون پر نہین پڑتی کبھی
خاک تودہ سے صنم ہی کام ہر دم تیر کو
اُس پریرو کے مسخر کرنے مین حیران ہون مین
ورنہ آسان جانتا ہون دیو کی تسخیر کو
کچھ نظر آیا نہ اس غفلت کدے مین غیر حسن
چاہیے یوسف ہمارے خواب کی تعبیر کو
یار کو پہونچاؤن اپنی ناتوانی کی خبر
مو قلم درکار ہی مکتوب کی تحریر کو
آسمان پر ان دنون رہنے لگا تیرا دماغ
چاہیے رنگ شفق ظالم تری تصویر کو
خط کترتا ہی ترا ای شمع رو حجام آج
کیون نہ سمجھون ایک اب مقراض اور گلگیر کو
واقعی ناسخ عبادت ہی جو دیدار علی
دیکھ لیتے ہین ملائک ہر سحر تصویر کو

قاسم نے کہا خدا کو یاد کرو انشاء اللہ تعالی میدان کارزار سے ابھی پلٹ کے آتا ہون بہر نوع
سمجھا کر میدان کارزار مین تشریف لائے سکندر لشکر مین کھڑے ہین میدان مین آکے ٹھہرے صفین
آراستہ ہوچکی تھین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سکندر نے گھوڑا بڑھایا سلح شوری
دکھلا کے آواز دی یا نبیرۂ صاحبقران میرے مقابلے مین تشریف لائیے آپ کی جرأت کے بڑے
ہنگامے ہین ایک گوشے سے یہ معرکہ ضیغم شیر شکار بھی دیکھ رہے ہین ہر چند کہ نیرنگ نے اپنے
بیان نہین کیا طریقے سے لشکر کے سمجھ گئے کہ یہ لشکر سکندر کا ہی سکندر نے جو قاسم کو پکارا قاسم نے
مرکب کو صف سے نکالا دو تلوارین حمائل ایک طرف تیغہ سحر کش دوسری جانب دوسری تلوار اور
کمان کیانی دوش پر ہزار تیر دان کا ترکش مثل دم طاؤس خود زرین سر پر اس جاہ وحشم سے
سامنے سکندر کے آکے پہونچے آپسمین تگاور چلی پانچ قدم مرکب سکندر کا اور تین قدم مرکب
قاسم کا پیچھے ہٹا سکندر کی نگاہ جمال بمثال قاسم پر پڑی حیران جمال ومحو دیدار ہی مین کہتا ہی
ای سکندر جو کچھ ایرج نوجوان نے کہا تھا اُسکا ظہور ہوتا ہی بالکل میری صورت سے مشابہ ہی
زلفین خلیلی سطوت وصورت وجلالت ورعب ودبدبہ وشوکت سب باتون مین طاق شہرۂ آفاق
دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھا کیا قاسم نے کہا او نقابدار کیا مجھے دیکھتا ہی یہ میدان کارزار ہی
زبان شمشیر سے کلام ہونا چاہیے سکندر نے نیزہ اُٹھایا قاسم کو مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا قاسم جہان دیدہ کار آزمودہ سکندر سے بڑے زور وشور سے
نیزہ چل رہا ہی قاسم نے اکثر مقامات پر خانۂ زرہ مین نیزہ رکھدیا اور فرمایا ای جوان ہوشیار ہوجا
جسم اقدس نور کے سانچے مین ڈھلا ہوا ہی جب سنان نیزہ جسم پر پہونچتی ہی قطرہ خون کا اُبھر آتا ہی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ بلورین پر شنجرف کے نقطے دیے ہین پہر بھی کامل نیزہ چلا آخر قاسم نے ایک
مقام پر گانٹھ کے تھپیڑہ مارا نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل گیا زمانہ سکندر کی آنکھون مین تیرہ و
تار ہوا بقہر وغضب تمام قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے چاہا تلوار پر
ردکون سکندر نے اس کن سے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کے جو تیغہ گرا سر قاسم کا زخمی ہوا
قاسم نے زخم کھا کے ہاتھ تیغۂ پلارک افراسیابی کا مارا ملحوظ رہے ملکہ طیران و نسیم
وشاہین وگلشن سحر کر رہی ہین کہ سکندر کا زور بڑھائین اور قاسم کا زور گھٹائین تیغہ سحر کش
زیب کمر شاہزادہ والا قدر ہی اس وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا لیکن قاسم نے جب ہاتھ مارا اُسی قدر
زخم سر پر سکندر کے آیا گھوڑا ابھی مارا گیا سکندر نے بیٹھ کے ہاتھ مارا مرکب قاسم کا بھی
مارا گیا اب دونون کو دے دونون آتشخو شعلہ مزاج سکندر کو یہ غصہ ہی کہ اس جوان
نے نیزہ کیون میرے ہاتھ سے نکالا ہاتھ اسکے قلم کرونگا قاسم کو زخمی ہونیکا ملال اُس زخمداری
مین کشتی ہونے لگی زخمی ہونے پر سکندر کے نسیم بیقرار ہوگئی گھبرا کر اپنے باپ سے کہا کیون باباجان
ہمنے تو اس مذہب کو ترک کیا ارواح سامری وجمشید مین تاثیر جاتی رہی گھٹا سحر کیجیے قاسم نے
لپٹتے ہی زیادہ نشان کرنا شروع کین جب پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ زخم سکندر زیادہ
کھلگیا زرہ پارہ پارہ لباس خون آلود نسیم نے بڑھکر کچھ اشیاے سحر پھینکے نیرنگ صبا رفتار نے

ضیغم کو خبر دی کہ شاہزادہ قاسم نے اس جوان نقابدار کو دنگ کیا ہی کشتی مین تنگ کیا ہی لیکن ادھر
ساحر بھی موجود ہین دیکھیے وہ جو رسالدار خود زرین پہنے ہی بڑھ بڑھ کے سحر کر رہا ہی شاہزادہ قاسم
زیر ہوا چاہتے ہین ابتک جلالت صاحبقرانی دکھلا رہے ہین ضیغم کو بہت ناگوار ہوا پلٹ کے طرف
قزاقون کے دیکھا اٹھارہ سو قزاق پشت ہاے مرکب پر سوار جھوم رہے ہین سب نے گھوڑے جھکا کے
کہا پڑاو کو لوٹ لو بوق ترکی جو بجا یا بوق مین آواز تھی ای قزاقان بزنید معلوم ہوا صور سرافیل پھونکا
لشکر سکندر رپر جا پڑے پڑاو لٹنے لگا بنیے بقال قتل ہوئے قزاق لوٹنے کے عادی غلہ سب بنیون کا
اٹھا لیا عورتون کے ہاتھ کاٹ لیے جو کوئی ہنسلی پہنے تھی سر کاٹا گھوڑے پر لادا اور چلے فریاد فریاد
کی جو صدا بلند ہوئی سکندر رنے پلٹ کے دیکھا نقابدار ببر پوش پڑاو لوٹ رہا ہی قاسم سے کہا ای
شیر بیشۂ صاحبقرانی اب اس وقت معاف فرمائیے یہ خیال نہ کیجیے گا کہ مین زخمی ہون کسی حال
مین آپ سے ہارا نہین ہون جس طور سے چاہیے گا مجھسے مقابلہ کیجیے گا اس نقابدار نے مجھے بہت عاجز کیا ہی
کئی مرتبہ میرے لشکر پر شبخون مار چکا ہی بھگوڑا بھاگ جاتا ہی آج اسکی گردن لونگا قاسم نے چھوڑ دیا
سکندر رنے کہا ملکہ پڑاو لٹا جاتا ہی طیران نے آگے بڑھ کے گولہ مارا گولہ جو چھٹا کئی سو قزاق منہ کے
بھل گرے ضیغم نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ساحر ملے سحر کیا ساتھ والے گرے کمان کیانی دوش
سے لی تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کے تیر مارا توڑ کے طیران کے سینے کو پار گذرا طیران جانب
گھوڑے سے گری قزاقون نے مہلت پائی اب نسیم نے گھوڑا اٹھایا نسیم و شاہین و گلشن چلے سکندر
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا زانون پر ہاتھ مارکے کہا تمھاری تقدیر مین فتاحی طلسم نہین ہی کیسا معین ہمارا
مارا گیا دل پریشان ہوا سکندر رنے چاہا تعاقب کرے جواہر نے عرض کی آپ زخمدار ہین سکندر
نے لشکر کو اشارہ کیا لشکر کو لیکر تعاقب کیا قاسم نے جب دیکھا کہ لشکر سکندر آنکھون سے ناپدید ہوا
قاسم گھوڑے پر سوار ہوئے چونکہ برسر منزل تھے اسی وقت لشکر کو تیار کرکے طرف اپنے لشکر کے
روانہ ہوئے عمرو گورزاد ختنی واسطے قاسم کے نہایت پریشان تھے خبر جو سنی کہ شاہزادہ آتا ہی
الماس خان وغیرہ واسطے استقبال کے آئے استقبال کرکے قاسم کو داخل لشکر کیا عمرو گورزاد ختنی نے
حال پوچھا قاسم نے سب کیفیت بیان کی زخمون مین ٹانکے دیے گئے مگر نسیم نے سکندر سے کہا ای شہریار
کیون گھبراتے ہین بتصدق خداوند سحر لوح طلسمی کا پتہ لگائینگے سکندر رنے اسی وقت کوچ کیا زخمدوزی
ہوگئی کوچ کرکے طرف طلسم نورافشان کے چلے شاہزادہ خاور سیاہ نے زخمدوزی کرکے اپنے
مقام سے کوچ کیا اب لشکر گران شاہزادے کے بھی ساتھ ہی اور قماقہ زرین کیسو کشا کا منظور تھا
کہ انکو انکے ملک پر چھوڑ دین ملکہ نے کہا ای شہریار ماں میری یون قتل ہوئی باپ یون مارے گئے اب مین
تنہا کسکے بھروسے پر رہونگی لاچار ہمراہ رکھنا پڑا دو کوس راہ طی کی تھی کہ توپ کی آواز کان مین آئی
قاسم نے کہا کوئی قلعہ کہین لڑ رہا ہی قاسم نے میر لشکر کو اشارہ کیا اس توپ کی آواز پر چلو اسی طرف
متوجہ ہوئے نخلستان سے نکلکر دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ اسپر ایک بادشاہ جلیل قلعے پر فریاد و
شور کر رہا ہی اور ایک پہلوان زنگی قوی تن قوی سن غریو کیے ہوے قلعے پر جاتا ہی بادشاہ قلعہ
فریاد کر رہا ہی زنگی نہین مانتا ہی یلغر کیے ہوے جاتا ہی شاہزادہ خاور سیاہ کو بہت ناگوار ہوا

گھوڑے کو بڑھا کے نعرہ کیا اور زنگی سیاہ رو یہ کیسی جرأت ہی وہ فریاد کرتا ہی تو نہین مانتا اب قدم آگے نہ بڑھانا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم تصنیف مصنف

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ من عبرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم نعمت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

زنگی نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال مرکب باد رفتار کو اڑائے ہوئے آتا ہی ہر ایک مقام پر یہی آواز ہی کہ اب قدم نہ بڑھانا ورنہ تیری فوج کو پامال کرونگا زنگی پلٹا آواز دی او نبیرہ حمزہ تجھے ان مقدمات مین کیا دخل ہی یہ بادشاہ ملک سلیمان زرنگاری ہی ہمارے شہنشاہ طلسم نور افشان کا خراجگزار ہی مجکو بادشاہ نے واسطے خراج لینے کے بھیجا ہی دو برس سے اسنے خراج نہین دیا ہی قاسم نے کہا تیرے بادشاہ نے جھک مارا وہ فریاد فریاد کرتا ہی تیرا دعوت کا قصد ہی زنگی نے پلٹ کے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا گیارہوین طعن مین قاسم نے اسکا نیزہ نکالدیا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے آخر یہ گھوڑے سے وہ گھوڑے سے کود داد بادشاہ بھی قلعے کو کھولنے نکل آیا اسنے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نبیرہ حمزہ میری مدد کو تشریف لائے ہین یہ بھی صف جمائے کھڑا ہی تماشا دیکھ رہا ہی قاسم نے اُترتے ہی جی چھوڑ دیا ایسے دو چار ہاتھ مارے سر زمین سے ملا ملا دیا رُک رُک کر لڑ رہا ہی مگر جان سے اپنی بیزار ہی دل مین کہتا ہی لمعان زنگی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بڑے سخت جوان سے مقابلہ پڑا ہی پسران حمزہ سب زبردست ہین جمال جہان آرا پر جب نگاہ پڑتی ہی تو حیران مجال محو دیدار ہو جاتا ہی یہ بھی زبردست ہی دیکھون اب کیا ہو دن قلیل باقی تھا شام تک لمعان زنگی قاسم سے لڑا شام کو رک کے کھڑا ہوا کہا اے شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے مگر دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے اب کل پھر مقابلہ ہوگا شب کو ہماری آپ کی جانبازی کون دیکھیگا قاسم نے کہا اے پہلوان دوران اپنا یہ دستور نہین اب یا تم ہمکو زیر کرکے پلٹنا یا شاید ہم ہی غالب آئین اگر تار یکی کا خیال ہی لشکر تمھارے ساتھ ہی روشنی کو حکم دو رات کا دن ہونا کتنی بڑی بات ہی یہ کیا کوئی کرامات ہی لمعان زنگی نے اہالیان فوج کو دیکھا اہالیان فوج روشنی لائے سماک بلد اقی نے بھی سامان روشنی کا کیا اُسی طرح مقابلہ ہونے لگا رات بھر بمشکل زنگی اُلجھ اُلجھ کے لڑا چار پہر رات گذر کے ستارہ سحری آسمان پر چمکا اب سب نے دیکھا کہ زنگی اُکھڑ رہا ہی قاسم اُسی طرح شیرانہ مصروف جنگ و جدل ہی انکی جرأت مین کب خلل ہی پہر دن چڑھے لمعان زنگی نے کہا ایک نذر آخر تجھ پر کرتا ہون یہ بھی ملحوظ خاطر نازنین ہی کہ سپر و شمشیر قاسم کی میدان مین رکھی ہی تیغہ سحرکش بھی سپر پر رکھا ہی لمعان زنگی سے کشاکش کے زور ہو رہے ہین قاسم چاہتے ہین اب اسکو زیر کرین لیکن دربار سحر العجائب و مصر الغرائب کا ذکر کیا جاتا ہی کہ عقاب جادو کو بھیجکر یہ خاموش ہو رہے بوقت سحر تمام رفیق و امیر آکر حاضر ہوئے کسی کے منھ سے نکلا حضور عقاب تیغہ لینے گیا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری سحر العجائب نے

عقاب

ہم شبیہ سامری کو آواز دی بتلی ہنستی ہوئی نکلی کہا شہنشاہ شاید عقاب جادو کا حال پوچھیے گا میان
عقاب کے پر کترے گئے خدمت سامری مین پہونچے اس وقت تیغہ سحر کش میدان مین رکھا ہے
قاسم ایک زنگی سے لڑ رہا ہے کوئی ایسا ساحر جلدی کرکے جائے تیغہ اٹھا کے آپ کے پاس لائے
ابیض جادو دربار سے اٹھا کہا اے شہنشاہ یہ غلام کا کام ہے سحر العجائب نے کہا بہت جلد جانا
شبیہ سامری سرداروں سے باتین کرنے لگی سب اپنے اپنے حالات پوچھ رہے ہین جس کسی نے
حال فتح طلسم نور افشان پوچھا بتلی ہنس کے چپ ہو رہتی ہے جب کوئی بہت کہتا ہے تو یہ کہتی ہے
ان باتون کو سامری جانے ہم نہین جانتے ابیض جادو بلند ہو گیا طرف میدان قلعہ زرنگار
کے چلا ہمصورت سامری نے پلٹ کے پوچھا اے شہنشاہ کسکو بھیجا سحر العجائب نے کہا ابیض جادو
ہمارا مصاحب گیا ہے بتلی نے کہا اے شہنشاہ آپ نے بہت غلطی کی ابیض جادو کا جانا مناسب نہ تھا
کیونکہ قلب ابیض جادو کا صاف نہین ہے تیغہ لیکر آپ کے پاس نہ آئیگا یہ سنتے ہی سحر العجائب
نے میگون جادو سے کہا اے میگون جلدی جاؤ ابیض جادو کو اس طرف پلٹا دینا تم تیغہ
لیکر ہمارے پاس چلے آنا کیونکہ ہمصورت سامری کہہ رہی ہے کہ دل ابیض کا ہماری طرف
سے صاف نہین ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے تیغہ مجکو نہ ملے تو مشکل ہو میگون جادو
چلی دو کوس پر ابیض پہونچا تھا دل مین اپنے سوچ رہا ہے کہ تیغہ سحر کش تو تحفہ نایاب ہے یہ
تیغہ قبضے مین رہے تو طلسم کشا بھی اطاعت کرے بڑے عجز سے مانگیگا اے ابیض چلکر تیغہ
قبضے مین کرو جوہر لیاقت دکھاؤ اپنے گھر مین بیٹھ رہو جب طلسم کشا تشریف لائین یہی تیغہ پناہ دیگا
اسی ذریعے سے طلسم کشا سے ملینگے کہ سامنے سے دیکھا میگون جادو آئی ہے ابیض کو جو صحرا مین
چلتے دیکھا پکار کر آواز دی اے ابیض جادو تمکو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہے تمکو تکلیف نہ ہو تیغہ
مین لے آؤنگی ابیض کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا اب ہم اس حکم کو نہین مانتے تم پلٹ جاؤ میگون
نے دیکھا ابیض تو آمادہ حرب و پیکار ہے کہتا ہے کہ آپ پلٹ جائیے مین خود جا کر تیغہ لاؤنگا ایسے تحفے
نایاب کو کیونکر چھوڑون ایسی عمدہ شے سے منہ موڑون تم جا کر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا نام ہوگا میگون
نے کہا اے ابیض حکم شہنشاہ نہین مانتے ابیض نے کہا ایسے حکم کا نہ ماننا مناسب ہے بی میگون
پلٹ جاؤ میگون نے دیکھا ایسا نہ ہو فساد ہو کہا کیون اے ابیض مین ہی جا کے شاہ سے کہدون
ابیض نے کہا مین نہ پلٹونگا یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے طرف میدان زرنگار کے چلا دل سے
باتین کرتا ہوا کہ جب تیغہ میرے پاس ہوگا طلسم کشا ہماری خواہش کریگا میگون سوچی کہ اب
اگر مین پلٹ کے خدمت شاہ طلسم مین جاؤنگی تو وہ فرمائینگے کہ تو نے کیون جانے دیا مین چلکر
الگ سے دیکھون کہ ابیض کیا کرتا ہے یہ سوچکر ایک طائر کی شکل بنکر چلی ابیض سے الگ الگ
دل مین کہتی ہے ہم شبیہ سامری کا کہنا شاید تخت نشین ہوا ابیض کے دل مین فساد ہے شاید
ابیض کا چراغ عقل روشن سالکان مسلک سامری کا رہزن ہوا بیان شاہزادہ خاور سیاہ
نے زنگی کو اٹھا کر مارا چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے سمک ہنگامہ غور دیکھ رہا ہے
قاسم نے کندہ زانون دبا کر کہا اے لمعان چمک دکھا چکے اب اطاعت مین کیا ہے کہتے ہو لمعان نے کہا

ای شہریار یہی شرط تھی کہ جو مجکو زیر کرے مین اُسکی اطاعت کرون قاسم نے چھوڑ دیا لمعان
قدمون پر گرا قاسم نے سر سینے سے لگایا کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا لمعان کلمہ پڑھکر
بصدق مسلمان ہوا قاسم پلٹے سلاح میدان کارزار مین رکھے ہوئے ہین خیال ہوا کہ جسم پر
آراستہ کرون لمعان طرف فوج کے متوجہ ہوا للکار کر آواز دی یارو مین نے لات و منات پر
لات ماری مذہب اسلام قبول کیا جن صاحب کو مسلمان ہونا ہو وہ شریک ہون نہین تو ہمارے
لشکر سے نکلجائین سب اہالیان فوج نے آواز دی ہم آپ کے تابعدار ہین جو مذہب آپ نے
قبول کیا وہی ہمکو بھی منظور ہی آپ کی رفاقت سے ہم خوش ہین سمک نے دوڑکے قاسم کے
ہاتھ چوم لیے کہا ای شہریار کیا سردار ملا ہی قاسم بھی خوش ہورہے ہین کہ ابھیض آکر پہونچا
اسنے دیکھا حقیقت مین تیغہ سپر پر رکھا ہی قاسم سمک سے باتین کررہے ہین ابھیض تڑپ کے گرا
تیغۂ سحرکش اُٹھالیا سمک نے جو پرچھائین دیکھی کہا ای شہریار غضب ہوا ساحر تیغۂ سحرکش
لیے جاتا ہی جب تک قاسم جھپٹے وہ تیغہ لیکر بلند ہوگیا آسمان پر جاکے نعرہ کیا منم ابھیض جادو
فرستادۂ شہنشاہ طلسم نور افشان دور سے میکون نے بھی یہ معاملہ دیکھا قاسم تڑپکر رہگئے
سمک بیقرار ہوگیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا تیغۂ سحرکش ساحر لیگیا قاسم نے کہا از صدقۂ
پاپوش کہان چھپلاتے پھرین حقیقت مین شاہان طلسم نور افشان ہمہ دان و ہمہ گیر ہین قلعۂ طلسمی
سے بیٹھے ہوئے سب حال دیکھ رہے ہین سلمان زرنگار بھی قریب شاہزادہ خاور سیاہ کے
آیا عرض کی ای شہریار خوشا نصیب کہ حضور نے غلام کو سرفراز کیا امیدوار ہون کہ قلعے مین
تشریف لیچلیے قاسم نے کہا ای بادشاہ جمجاہ اگر ہمسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو سلمان
نے عرض کی ای شہریار آپ کے قدمون کی قسم کھاتا ہون کہ جب لمعان زنگی نے مجھپر لیغر کیا
تو دل سے مین نے کہا کہ ای آسمان کے خدا اے نادیدہ میری مدد کر دل سے دعا مانگ رہا تھا
کہ صحرا سے گرد اُڑی آپ ظاہر ہوئے دل کو یقین ہوا کہ خدائی خدا اے نادیدہ کی برحق ہی
قاسم نے کلمہ پڑھایا سلمان زرنگاری بصدق دل مسلمان ہوا لمعان زنگی و بادشاہ
داخل قلعۂ زرنگار ہوئے تمام رعایا واسطے تماشا دیکھنے کے آئی محافہ ملکہ زرین گیسو کشا کا
قاسم کے ساتھ ہی تمام سوار و پیدل گھیرے ہوئے قضائے کار ملکہ الماس گلنار پوش
دختر سلمان اپنے محل مین بیٹھی ہین کہ کنیزون نے خبر دی آج عجب طرح کا معرکہ ہوا لمعان
نے آکے آپ کے والد کو گھیر اٹھا نبیرۂ صاحبقران فرزند رستم یعنے قاسم نوجوان مدد کو
آئے لمعان زنگی کو زیر کیا آپ کے باپ بھی بصدق مسلمان ہوئے اب شاہزادۂ والاقدر
قلعے مین آتے ہین تمام اہالیان شہر واسطے تماشے کے گئے ہین ملکہ الماس نے کہا ہم بھی واسطے
تماشا دیکھنے کے جائینگے چوک مین جو مکان شہنشاہی ہی اُسکو چلکر جلد آراستہ کرو کنیزین
سوار ہوگئین مکان جاکر آراستہ کیا ملکہ اُسمین اُترین اول دیکھا فوجین شاہی جاتی ہین
اُسکے بعد لمعان زنگی چوب و چماق ہاتھ مین لیے ہوئے مثل فیل مست جھومتا ہوا ملکہ نے جو
لمعان زنگی کو دیکھا کہا کیون صاحبو اس دیو کو کیونکر زیر کیا ہوگا کنیزون نے کہا واری

دس پہر کشتی ہوئی لیکن وہ شیر اسپر غالب آیا الماس کو حیرت ہوگئی ایک طرف سے دیکھا ہزار ہا کہاریان ماہ پیکر بھاری لہنگے پہنے ہوئے دریاے زیور مین غوطہ مارے ہوئے چند ناظر بچگانے ایک عیار پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوئے کنیزون نے کہا واری یہ محافہ ملکہ زرین گیسو کشا دختر کیوس مردار خوار کا ہی یہ معشوقہ شاہزادہ والا قدر ہین مشہور ہی کہ حسن و جمال مین رشک بدر ہین ملکہ حیران حیران محافے کو دیکھنے لگین ہنسکر کہا کریہ کہو صاحب انکا بڑا جاہ و پیار ہی محافہ ساتھ رہتا ہی کنیزون نے کہا کہ حضور ہمنے سنا ہی کہ یہ مدت تک عاشق رہین کسی وجہ سے ملاقات ہوئی ماں باپ انکے مارے گئے تب شاہزادے کو انکے حال پر رحم آیا محافہ اپنے ساتھ رکھا ایک طرف سے اپنے باپ کو دیکھا کہ تاج پہنے ہوئے چوب و چماق ہاتھ مین انتظام آمد شاہزادہ خاور سپاہ کرتے ہوئے چلے آتے ہین اب ملکہ بغور دیکھنے لگین سب دوکاندار جھک جھک کر سلام کر رہے ہین قاسم دونون ہاتھون سے جواب سلام دیتے ہوئے ایک ایک سے تخلق و اخلاق مزاج پوچھتے ہوئے سلمان زرنگاری سب کے نام بتاتا جاتا ہی جمال جہان آراے خاور سپاہ دیکھکر ملکہ کو تاب نہ رہی بیقرار ہو کر پکار اُٹھین ارے صاحبو حقیقت مین یہ شیر تو بے مثیل و بے نظیر ہی حقیقت مین ایسے شیر نگاہ سے نہین گذرے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

رونگٹے کہتے ہین جسکو سب وہ تن مین خار ہین
آدمی کے صورت ماہی بدن مین خار ہین

غیر تو کا ہے کو غیری انجمن مین خار ہین
ہان ہین بس ایک ای گل اس چمن مین خار ہین

یہ گل رخسائی پھیلی ہی گلشن مین بہار
پھول ہین ای رشک گل جتنے چمن مین خار ہین

سبزۂ خط سے بہار حسن دونی ہوگئی
خط نہین گالون پہ گل ہاے سمن مین خار ہین

ای گلو گنج لحد مین صورت راحت کہان
رنج دینے کو جو یہ ہی تنگ کفن مین خار ہین

سینۂ عاشق پہ بولے پھیر کر وہ ہاتھ کو
رونگٹے ہین یا تمھارے تن بدن مین خار ہین

کیا ہوا اُس رشک گلشن کو جو گھیرے ہین رقیب
قرب گل دیکھو ہزارون ہی چمن مین خار ہین

ہجر گل مین آسمان پہ دیکھکر خط شعاع
مین یہ سمجھا دامن چرخ کہن مین خار ہین

خشکی لب مانع گفتار ہوتی ہی صنم
یہ زبان عاشق تشنہ دہن مین خار ہین

چبھتے ہین پائے نظر مین صورت مژگان یار
کم نہین ہین نیش سے جتنے چمن مین خار ہین

جسم نازک مین چبھے جاتے ہین کانٹو کی طرح
گو کبھو بھی دامن گل پیرہن مین خار ہین

وصل مین ہنستے جو چمٹا مین تو بازو چھل گئے
تلکڑی ہی یا تمھارے نور تن مین خار ہین

دل مین حاسد کے کھٹکتے ہین مرے مضمون جو نو
ہون مین حیران کیا مرے شعر و سخن مین خار ہین

کنیزون نے عرض کی حقیقت مین ایسے صاحبان سطوت و شوکت و لیاقت نگاہ سے نہین گذرے مگر یہ شاہزادی کیا صاحب نصیب ہی کہ اپنے شاہزادے کے ساتھ رہتی ہی جب سواری شاہزادے کی سامنے سے نکلگئی ملکہ کو پسینہ آگیا اعضا کانپتے تھے چہرے پر ہوائیان کنیزون نے عرض کی واری خیر تو ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا صاحبو جس بات کو عیب جانتی تھی اُسی کا سامنا ہوا چاہتا ہی حقیقت یہ ہی کہ ایسے صاحبان شوکت و لیاقت کوئی دیکھکر کہیگا کہ لمعان ذکی کو

انھون نے زیر کیا میرے والد کے یہان کیسے کیسے پہلوان نوکر ہین کوئی سامنا نہ کرسکا زور مین طاقت مین اپسے بینظیر مقبول بارگاہ خدا صاحب جاہ چہرہ رشک بدر اس وقت طبیعت قابو مین نہین ہی اس شاہزادے سے کیونکر ملاقات ہو کنیزون نے کہا حضور اس ملکہ کی مصاحب کوئی صنم جادو نامے وہ قاسم پر جبر کرتی تھی انھون نے اپنے باپ کے خزانے سے تیغۂ سحر کش چرایا اُسی تیغے سے صنم جادو کو مارا پھر ملکہ کے مان باپ مارے گئے قاسم کے ساتھ احسان کیا تھا ملکہ نے کہا مین صورت اس نازنین کی دیکھا چاہتی ہون عرض کی واری متصل ڈیوڑھی خاص بازار جا کر اُتری ہین کل ملاقات کو تشریف لیجلیے آہ کرکے کہا کل تک زندگی کا ہیکو ہوگی آٹھ پہر کیونکر گذرینگے یہ پہاڑ سا دن کیونکر بسر ہوگا جو کچھ دل پر گذرتی ہی اُسکو کیا بیان کرون چشم زدن مین یہ کیفیت دل کی ہوگئی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون دل کو اشتیاق ہی قبر قیس مجنون پر جاؤن اُنکی قبر پہ فاتحہ پڑھون اور عرض کرون کہ ای استاد والا نژاد آپ پر عشق لیلی مین کیا گذری شاید کچھ جواب ملے فرہاد نے اپنی جان شیرین گنوائی سنگدل مشہور ہوا یون پہاڑ کو کاٹنا چھوٹی بات کرنا بھی پہاڑ ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے کنیزین سمجھاتی ہین واری اپنے کو سنبھالیے کسی کو انہین لطف نہین ملا فرہاد نے کیا پھل پایا پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرا تیشہ سر پر مار لیا عاشقون مین مشہور ہوئے قیس مجنون کہلائے اب کوئی نام بھی نہین لیتا حضور اس کوچے مین نہ جائین ملکہ نے کہا صاحبو مین کیا کرون دل قابو مین نہین گویا پہلو سے نکلگیا قلب کو دھڑکن روح قفس جسم مین گھبراتی ہی دیکھو سُن لو کلیجے کے دھڑکنے کی آواز آتی ہی کنیزون نے جوش و خروش دیکھکر منھ پیٹ لیا ایک کنیز نے کہا واری اگر حکم ہو تو مین اپنے کو تا بہ خاور سیاہ پہونچاؤن آپکے باغ مین بُلاکے لاؤن ملکہ نے مُنھ پیٹ کے کہا کہ یہ اور زیادہ ذلت ہی مرد دے پر ثابت ہو کہ عورت ہمپر جان دیتی ہی کتنا مغرور ہوگا جو کام بی زرین گیسو کشا نے کیا یہ کام مستورات پردہ نشین کا نہین ہی اپنے مان باپ کی آبرو کھوئی اپنے کو دریائے مصیبت مین ڈبویا بازاری عورتین ایسے کام کرتی ہین ہمسے تو یہ نہ ہوگا تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنے پاس بلا تکلف نہ بلاینگے مان باپ کو اختیار ہی اپنی خوشی سے جہان چاہین شادی کردین مگر زرین گیسو کشا سے ضرور ملاقات کرینگے اے سکھ چین تو نے اُس عورت کو دیکھا ہی کہا واری مین نے دیکھا نہین سُنتی ہون کہ بہت حسین و جمیل ہین ملکہ نے کہا اُنکو یہ زیبندہ نہ تھا کہ باپ کے یہان سے تلوار چرائین تیغہ لیکر دوڑی گئین بڑا کمال کیا مان باپ کو قتل کرایا ہر چند میرے دل کی یہ حالت ہی عجب کیفیت ہی نظم

جسم مین موجود ہی کیفیت میخانہ آج — روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج
دیدہ کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج — دختر رز کو لیے ہی گود مین پیمانہ آج
بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان — ہی خیال یار سے دل ہی مرا پیمانہ آج
بنگئے پہلے ہی کیفی ہم نگاہ مست کے — لب تک آنے بھی نہین پایا لب پیمانہ آج
بک نہ زاہد اسقدر چل سوے میخانہ چلین — دیکھ لے تو بھی بہار صحبت رندانہ آج
دل منور ہی خیال عارض پُر نور سے — مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہوکر می ٹپکتا ہی دہانِ زخم سے
چھٹ نہین سکتا وہ کی ہی بخیہ دوزی شوق نے
محتسب نے آکے محفل کو نمازی کر دیا
روح اپنا گھر سمجھتی ہی تو عشق اپنا مقام
زلف مین ہنگام آرایش نہان ہوجائیگا
التیام زخم کردیگی یہ آرایش تری
جل رہا ہون وصل مین بھی شعلۂ رخسار سے
ناز کرتا ہی تصور بھی جمالِ یار کا
چرخ پر روح مین زمانے مین بشر مشتاق ہین
شمع بالین کی تمنا ہی نہ پروا ے چراغ
بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی
جلگیا پروانہ دیکھو ایک ہی انداز مین
یہ غزل فرمایش احباب سے لکھی نسیم

بن گیا ہون مین شگافِ پہلوے پیمانہ آج
ہاتھ دہین گویا کہ پیو ندلب پیمانہ آج
جھکگئے خم گرپڑا سجدے مین ہر پیمانہ آج
دو کمین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج
جسم سو پیدا کریگا استخوان شانہ آج
چاک کیسو اے صنم بھر دیگا چاک شانہ آج
بنگئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج
دل کو حاصل ہی مرے تکلیف معشوقانہ آج
نار جانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج
بیکسی نہال رہی ہی ہمت مردانہ آج
جلوۂ مدفن دکھاتا ہی مرا کاشانہ آج
یار نے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج
ورنہ یہ سودا ے بیجا اپنے سر مین تھا نہ آج

اسی حال پر ملال سے سوار ہوئین اپنے باغ مین آئین یہان جب شاہزادۂ خاور سیاہ آئے ایک قصر معقول واسطے ملکہ زرین گیسو کشا کے خالی کردیا اُسمین ملکہ زرین گیسو کشا اُتر ین چوبدارنیان قلماقنیان ترکنین حبشنین در دولت پر حاضر ہین ملکہ زرین گیسو کشا رونق افزا ہوئین سلمان نے سامان عیش و نشاط وہان بھیجدیا ملکہ نے مکان کو آراستہ کرایا ملکہ بڑے تکلف سے اُس قصر مین داخل ہین سلمان زرنگاری جب محل مین آیا بیٹی نے پوچھا کیون والد یہ کیا معرکہ گذرا بادشاہ نے سب معرکہ بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ ناموس شہریار کا اس قصر مین داخل ہی ملکہ نے کہا بابا جان ہم بھی اُنکی ملاقات کو جائین بادشاہ نے کہا تمھاری مہمان ہین ضرور جاؤ دعوت کرو دعوت کا نام سُنکر ملکہ خوش ہوگئین کہا مین پیغام کیونکر دون کہا بیٹا محلدار یا ناظر کو حکم دو کہ وہ جائے اور جاکر پیغام دے یہان محل مین تیاری کرو گانیون کو بلواؤ اس طرح سامان دعوت کرو وہ بھی شاہزادی ہین ملکہ کو پہلو ملا کہا حضور مجکو عدم وقفیت ہی حضور پیغام کردین تو بڑا احسان ہو بادشاہ نے کہا بیٹا مین آج کہلا بھیجونگا خود شاہزادے سے عرض کرونگا کیا عجب ہی جو غلام نوازی فرمائین یہ فرماکر بادشاہ باہر آئے شاہزادۂ خاور سیاہ سے دست بدستہ عرض کی کنیزین بھی چاہتی ہین کہ جمال بیمثال ملکہ کو دیکھین دختر حقیر کی ملکۂ الماس گلنار پوش چاہتی ہین کہ ملکۂ عالم کی دعوت کرین قاسم نے کہا کیا مضائقہ ہی کہا حضور فرما دین کل جلوہ فرما ہون قاسم نے کہا مین کہدونگا شب کو قاسم محل مین آئے ملکہ سے ذکر کیا کہ دختر بادشاہ تمھاری ملاقات کی مشتاق ہین تمھین دعوت مین جانا ہوگا ملکہ نے کہا مین ضرور حاضر ہونگی اگر وہ میری مشتاق ہین تو مین بھی اُنکی مشتاق ہون دوسرے دن صبح کو ناظر محافہ لیکر در دولت پر حاضر ہوئے ایک ناظر اندر آیا ملکہ عالم کو سلام کیا

عرض کی مجھکو ملکہ الماس گلنار پوش نے بھیجا ہی آپ کی مشتاق ہین قدوم میمنت لزوم سے اُنکے کاشانے کو منور فرمایئے ملکہ نے کہا ہم شہریار سے پوچھ لین یہ کہکے قاسم کو بلوایا قاسم نے کہا ملکہ بسم اللہ دلشکنی کسی کی ہمارے مذہب مین جائز نہین بہت خلق سے پیش آنا اُنکی کنیزون کو خلعت دینا اور اسباب ضروری اپنے ہمراہ لو ملکہ نے کئی سو کشتیان خلعت کی صندوقچے جواہر کے اپنے ہمراہ لیے لمعان زنگی کو حکم ہوا ملکہ کے ہمراہ جاؤ ملکہ سوار ہوئین لمعان زنگی انتظام کرتا ہوا سواری کے ساتھ چلا نقارے پر چوب پڑی ملکہ کے کان مین آواز جو نقارے کی پہونچی کنیزون نے کہا واری سواری آتی ہی حضور بڑے اہتمام ہین لمعان زنگی جو لشکرکشی کرکے آیا تھا انتظام کرتا ہوا آتا ہی بازار مین حکم ہی سب دوکانین بند کردو عصمت کا ملکہ کو بڑا پاس ہی تمام شہر کی عورتین تماشا دیکھنے کو آئی ہین مردون کو حکم ہی کہ کوئی اپنے اپنے مکان سے نہ نکلے ملکہ بھی کوٹھے پر آبیٹھی دیکھا بڑے کروفر سے سواری آتی ہی لمعان زنگی اہتمام کرتا ہوا کوٹھون پر عورتون کا ہجوم عورتون نے چارپائیان کھڑی کی ہین کسی نے کسی کے پائون سے سر نکالدیا کسی نے کسی کے کاندھے پر سر رکھدیا ہمہ تن آنکھین ہی آنکھین معلوم ہوتی ہین ملکہ کوٹھے سے اُترین دل تو استقبال کو نہ چاہتا تھا مگر چونکہ مہمان بلایا ہی ڈیوڑھی مین آگے ٹھہرین ملکہ زرین گیسو کشا محافے سے اُترین بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی ملکہ الماس نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ تھام کے اُتارا صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہو گئین سراپا کو دیکھ رہی ہین جی مین کہتی ہین اُسی شہریار کے یہ لائق ہی کبھی جمال جہان آرائے ملکہ کو دیکھتی ہین کبھی آرسی مین اپنے چہرۂ زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہی صرف چربی کا پتلا ہے دریاے جواہر مین غرق قدم بقدم زرنثار ہوتا ہوا چوبدارنیان آوازین لگاتی ہوئین جب شک آتا ہی تو ملکہ چپ ہو جاتی ہین خیال مہمان نوازی سے کنیزون کو اشارہ ہوتا ہی ہر مرتبہ سونے چاندی کے پھول لٹتے ہین اس عظم و شان سے لیکر داخل بارہ دری ہوئین سب سامان دعوت آگے مہیا ہو کنیزان زرین پوش بھاری جوڑے پہن کے محفل مین آئین ناچ گانا شروع ہوا ایک کنیز شوخ و طرار موسوم بہ گلعذار سامنے بیٹھکر مچلنے لگی اور یہ غزل شروع کی نظم

لالہ بیداغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین — ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین
یاسمین مین عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہان — جو ملاحت خال مشکین مین ہی سوسن مین نہین
باغ ہی بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا — اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین
فصل گل مین سامنا چاک گریبان سے نہو — ہی نگہ بد بین کے رشتے چشم سوزن مین نہین
خط کو رکھوا کر نہ کر اندھیر اے خورشید رو — تیرہ و شب ہی روشنی جب روز روشن مین نہین
شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف — سنگ بنیے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین
شیوہ ہے دیوانون کو نفرت ظاہر آرائی سے کہ — پائون مین بیڑی نہین ہی طوق گردن مین نہین
ہڈیان کھدوا کے پھکوا دین ہین اُس سفاک نے — عاشقون کے مردے اپنے اپنے مدفن مین نہین
جلوۂ خورشید کر جائیگا اسپر کار برق — قطرۂ شبنم مین دانے اپنے خرمن مین نہین

ٹھگ کی پھانسی سے بلا حلقے ہین زلف یار کے ابرودن کی کج ادائی تیغ رہزن مین نہین
چشم بد بین کا نہین اندیشہ حسن یار کو کونسا ہی حرز جو بازو کے جوشن مین نہین
گھر مین اُس خورشید رو کے رہتی ہی حاضر صبا ذرے کو پروانگی آنیکی روزن مین نہین
بے چھری کرتے ہین کافر عاشقون کو اپنے ذبح جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین
آب کے بدلے شراب سرخ نہرون مین بہا باغبان جو پھول ہی وہ تیرے گلشن مین نہین
شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیے محو یاد دوست مین ہون فکر دشمن مین نہین
موم کے مانند ہی ہر چند جسم اُنکا گداز سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ و آہن مین نہین
اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ جان کو دل بھیجتا کس روز گردن مین نہین

ملکہ زرین گیسو کشانے پلٹے کے دیکھا کہ غزل عاشقانہ جو گائن نے گائی ملکہ الماس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ملکہ زرین گیسو کشانے پوچھا بہن تم اسقدر کیون بیقرار ہو ملکہ الماس نے سر جھکا لیا جب ملکہ نے بہت پوچھا تو ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ آپ کو خدا نے صاحب نصیب کیا ہی آپ کے سامنے کیا ذکر کرین ایسے کلمات ملکہ نے کہے کہ ملکہ زرین گیسو کشا سمجھ گئین کہ یہ کسی پر عاشق ہین اپنے ڈوپٹے سے آنسو پاک کیے اور کہا بہن خدا تمھاری مراد پوری کرے مگر افسوس ہی کہ تمنے حال مفصل نہ بیان کیا ملکہ خاموش ہو رہین کہ پہر رات گئے تک جلسہ رہا دو پہر رات گئے ملکہ زرین گیسو کشا گھبرائین یاد آیا کہ اب شاہزادہ محل مین آیا ہوگا بیقرار ہو کے کہا کہ بوا اب ہم رخصت ہونگے ملکہ الماس نے کہا آج شب کو اسی مقام پر رہیے ملکہ زرین نے جواب دیا بوا شہریار کو تکلیف ہوگی ملکہ الماس کو ناگوار ہو دل مین کہتی ہین کہ بے دھگڑے کے چین نہین ہی مگر قضا ہے کار لمعان زنگی جو یہان مسلمان ہوا ملازم تو یہ شاہان طلسم کا ہی قلعۂ اشراقیہ مین ملک اشراق شاہ فنون سیاہ گری مین نہایت طاق ہے نیزہ ہلانا خوب جانتا ہی لمعان زنگی نے بھی اسی سے نیزہ ہلانا سیکھا ہی چند سوار جو یہان سے بھاگے قلعۂ اشراقیہ مین آئے ملک اشراق بارگاہ مین بیٹھا تھا اُن سوارون نے آکر فریاد کی پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور لمعان زنگی جا کر قلعۂ زرنگار پر لڑے نبیرۂ حمزہ کے ہاتھ سے زیر ہوئے مسلمان ہو گئے اور سب بھی مسلمان ہوئے ہمکو منظور نہ ہوا کہ پولنے دو سو خداوندون کو چھوڑین اشراق نے زانوؤن پر ہاتھ مارا اور پوچھا کہ نبیرۂ حمزہ وہان کیونکر آیا کہا حضور راہ جاتے تھے ہنگامہ سنکر ادھر بھی آگئے اس وجہ مین مقابلہ ہوا ملک اشراق شاہ نے اُن سوارون کو رُخصت ہونے کا حکم دیا آپ تخلیے مین آکر بیٹھا شادان صبار فتار عیار اسکا جو دربار مین آیا پوچھا شہنشاہ کہان ہین ملازمون نے کہا نہین معلوم کیا صدمہ پہونچا کہ تنہا جا کے بیٹھے ہین ایسے ملول و حزین ہین کہ کسی کے آنیکا حکم نہین شادان سایۂ پرورش مین ہی گستاخ بھی ہی یہ کمرے مین آیا اشراق نے پوچھا کون کہا غلام آپ کا شادان کہا باہر ہی ٹھہر واسنے کہا غلام ضرور حاضر ہوگا کیا ہوا جو آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہی اشراق نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے یار شاطر تجکو بار خاطر کیون چھپا کہ آج صدمۂ عظیم گذرا ای شادان بیان نہین کر سکتا

اپنے مدعاے دل سے مایوسی ہوئی عیار نے عرض کی مفصل ارشاد ہو کہا کیا کہون عجب کیفیت ہی عرصہ دراز گذرا کہ زرین نگار کا بادشاہ سلمان زرنگاری ایک سوداگر نے اُسکی بیٹی کی تصویر مجکو دی مین اُسپر مائل ہوا پیغام بھیجا تصویر بھی میری گئی اُس محبوب جانی نے نہ قبول کیا میرا قصد تھا کہ لشکر کشی کرون جس دن جاؤنگا زیر کرلونگا پھر کیا مجال ہی کہ نہ قبول کرے آج اُس معاملے سے یاس ہوئی کل قلعۂ زرنگار مسلمان ہوگیا اب ہمارے اُنکے مذہب کا فرق ہوا اب قبول ہونا غیر ممکن ہے ہاے کیا کرون اب بڑے زبردست کا دہان گذر ہوا افسوس صد ہزار افسوس باتو اپنی یہ کیفیت ہی نظم

تن ضعف سے کہان کہ جو ہوتی بدن ہین روح
لپٹی ہوئی ہی جسم سمجھکر کفن ہین روح

ہی آپ اپنے دہر مین معشوق باطنی
محو برہنگی ہی کلباس بدن مین روح

قائل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی
کب سے اسیر دام ہی رکھاے تن مین روح

برسون سے ہین نظارہ باہم کے مشغلے
یان روح تن کی دید مین ہی دید تن مین روح

سینہ ہجوم داغ سے گویا ہی لالہ زار
رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن مین روح

ہر سو ہی مثل نکہت گل جوش انتشار
ہی جستجوے دلبر غنچہ دہن مین روح

دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ
رکھتا ہی ہر شگاف جراحت دہن مین روح

ایسے ہین حلقہ ہاے رگ جسم استوار
گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح

ممکن نہین کہ جائے مصیبت فراق کی
نکلیگی ایک دن اسی رنج و محن مین روح

ای عشق کچھ غبار بدن چھوڑ دیجیو
احباب سے لپٹ نہ سکیگی کفن مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہی
اٹکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح

کیبا لعاب افعی گیسو مین زہر تھا
پانی ہوئی جو دیکھتے ہی میرے تن مین روح

ای شمع رو بصورت پروانہ رات دن
رہتی ہی محو دید تری انجمن مین روح

عصمت شعار پاک ہین لوث نگاہ سے
پردہ کیے رہیگی حجاب بدن مین روح

ہر وقت ہی اذیت بیحد ہمین نسیم
بیچین ہی خیال بت سیمتن مین روح

اس طرح ملک سکے یہ اشعار پڑھے عیار گھبرا گیا کہا ای شہریار جس طرح کہیے اُس طرح پیغام سلام کرین ہم نامہ لیکر حضور کا جائین بادشاہ نے کہا اب قاسم اُنکا حمایتی ہی وہ ہمارے پیغام کو کاہیکو مانیگا ہرکارون نے مجھے خبر دی کہ سامان دعوت ہو رہا ہی طائفے جا بجا سے بلائے جاتے ہین آجکل اُسکے ہوش کاہیکو درست ہین لمعان زرنگی ساخدمتگذار ملا اب وہ کاہیکو قبول کرینگے آج مجکو یاس ہوئی جی چاہتا ہی گلا کاٹ ڈالون یا دیوانہ ہوکر کہین نکلجاؤن سختی فرہاد کو یاد کرون کوہستان مین فریاد کرون عیار نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام وعدہ کرتا ہی کہ اپنی جان مٹاؤنگا جس طرح سے بنیگا ملکہ کو چُرا لاؤنگا یہ جو عیار نے کہا بادشاہ نے تاج اُتار کے قدمون پر رکھدیا کہا ای شادان تاج و تخت کا تجکو اختیار ہی مجھے فقط صرف روزمرہ کو دیدے نصف تو لے لے عیار اُسی وقت یا نہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوا طرف قلعۂ زرنگار کے چلا جب قریب قلعہ پہونچا دیکھا فوجین اُتری ہوئی ہین علمہاے زرنگاری کے

بھر ہرے ہوا مین اُڑ رہے ہین لمعان زنگی کی فوج کے جماؤ قلعے مین نہین سما سکتے بیرون قلعہ
اُترے ہین پھرتا پھراتا لوگون سے پوچھتا ہوا اول اُس قصر پر آیا جہان ملکہ فرد کش ہین اُس
قصر کے دروازے پر آیا پوچھا آج یہان کیون سناٹا ہی کسی نے بیان کردیا کہ ہماری ملکہ عالم
دعوت مین ملکہ الماس کے یہان تشریف لیگئی ہین عیار طرار یہ سُنتے ہی بھاگا دربلغ بر آیکے
پہونچا ملکہ زرین گیسو کشا سوار ہورہی ہین کچھ کہاریان اندر جاتی ہین کچھ باہر آتی ہین دیکھا
اسنے کہ یہی موقع ہی ایک کہاری کی صورت بنکر اندر پہونچا ہی یہ عیار طرار ہی ایک کنیز کو
بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر انتظام کرنے لگا ملکہ زرین گیسو کشا سوار ہوگئین
بعد اُنکے جانے کے ملکہ الماس بارہ دری مین آکے بیٹھین اب غم کی اور زیادہ ترقی ہوئی جب
خیال آتا ہی کہ ہائے یہ عورت اُس شہر کے پہلو مین بیٹھتی ہی ہائے کیا کرون اس سوچ مین بیٹھی ہی کہ
شادان جو اندر آیا جمال جہان آرا پر ملکہ کے جو نگاہ پڑی ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے
جی مین کہتا ہی کیونکر بادشاہ کا غیر حال نہ ہو ایسی محبوب مرغوب خوش اسلوب حقیقت مین
نہین معلوم بادشاہ کے دل پر کیا گذرتی ہوگی اب جابجا پھرنے لگا باورچی خانے مین پہونچا
کھانے مین جاکے بیہوشی ملائی پانی مین جابجا بیہوشی ملاتا پھرتا ہی جہان پانی پایا بیہوشی اُسمین
ملادی جہان کھانا پکتا دیکھا وہان پہونچا وہی کھانا سب کو تقسیم ہوا کنیزون نے ملکہ سے
عرض کی ملکہ نے کہا مین کھانا نہ کھاؤنگی پلنگ پر جاکے لیٹین مگر ملول و حزین یہی خیال ہی
کہ کیون ای الماس یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا خواب پریشان دیکھا دیکھیے اسکی کیا تعبیر ہو اب موت
دامنگیر ہی جب رات کم رہی سب کنیزین جابجا بیہوش ہوئین جب سناٹا ہوا شادان نے
اوپر آکے دیکھا شمع ہائے مومی و کافوری روشن ہین سب گل کین پاؤن کی آہٹ جو ہوئی
ملکہ نے آنکھ کھول کے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہی ملکہ نے کہا کون شادان پیچھے ہٹا
ملکہ نے جب زیادہ آوازین دین خواصون کے نام لیے کسی نے صدا نہ دی ملکہ الماس
خود اُٹھین باہر کوئی دو چار حبشنین جو باقی تھین آواز سُنکر پوچھا ملکہ عالم کیا ہی کہا ایک
سیاہ پوش جاتا ہی حبشنین دوڑین شادان دیوار کود کے بھاگا فضائے کار بیرون باغ
فوج قاسم فرد کش ہی سماک پلید افی طلایہ دے رہا ہی سماک نے آواز سُنی کہ حبشنین
غل مچا رہی ہین ارے چور جاتا ہی سماک نے جھپٹ کے دیکھا ایک سیاہ پوش دیوار باغ سے
پھاندا سماک نے اُسکا پیچھا کیا عیار بھاگا جب صحرا مین پہونچا سب نور ہ گئے سماک پلید افی
چلا آیا شادان نے پلٹ کے کہا ای شخص تو کیا مجھے حلوہ سمجھا ہی چلا ہی آتا ہی یہ کہکے پلٹ پڑا
جانتا ہی مین عیار ہون جھکائیان دیکر مار لونگا سماک تیغہ کھینچکر جا پڑا اب جو شادان سے
تلوار چلی سماک خالیان بھی دے رہا ہی تلوار کو گانٹھ لیتا ہی ہر چوٹ کا جواب دیتا ہے
اب تو شادان گھبرایا چاہتا ہی بھاگ کے نکلجاؤن سماک نے للکار کے آواز دی مین
سمجھ گیا تو عیار ہی یہ جعفر فرزند عمرو نامدار ہی تجھ ایسے ہزارون میرے شاگرد ہین اب
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا ایک مقام پر ٹھہر کر شادان نے تیغہ مارا کہ دونون ہاتھ

سمک کے اڑا دون سماک نے جست کی شاخ نخل سر پہ لگی سماک گرا اسنے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا
سماک بیہوش ہوا اسنے مشکین باندھین ایک سوار پیچھے چلا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ سماک کی
ایک عیار مشکین باندھ رہا ہی اسنے پکار کے آواز دی ارے تو کون ہی ہمارے آقا کے عیار کی
مشکین باندھتا ہی اسنے پکار کے کہا منم شادان صبار فتار عیار ملک اشراق شاہ
آیا تھا ملکہ الماس کو لینے مگر یہی شکار ملا یہ کہکے لپشتارہ لے بھاگا سوار روتا پیٹتا پلٹا
لشکر مین ہلڑ ہی کہ ایک چور ملکہ الماس کے باغ مین آیا تھا سماک اُسکے پیچھے گیا وزدشبگرد
ماہتابان جا کر قلعۂ مغرب مین چھپا ہی قاسم باہر نکل آئے لباس بزم پہنے ہوئے ہین ایک
ایک سے پوچھ رہے ہین کہ سماک کہان گیا کہ وہ سوار آگے پہونچا اُس سوار نے رو رو کر
عرض کی ای شہریار وہ سیاہ پوش عیار ملک اشراق شاہ تھا اُسی کی زبانی معلوم ہوا کہ
دختر شاہ کو لینے آیا تھا سماک کو پکڑ لیگیا جب قاسم نکلے تو ملک سلمان زر نگاری بھی
نکل آیا قاسم نے پوچھا ای سلمان یہ اشراق شاہ کون ہی کہا حضور یہانسے بارہ کوس پہ
ایک قلعہ ہی وہا نکا حاکم و ناظم مجھسے دشمنی رکھتا ہی سابق مین اُسنے مجکو پیغام دیا تھا کہ اپنی
بیٹی کی میرے ساتھ شادی کر دو مین نے نامنظور کیا یہ سُنا کرتا تھا کہ انکا ارادہ ہی کہ مجھپر لشکر کشی کرین
اب اُسنے یہ فتور کیا ہوگا قاسم نے کہا ہمارا مرکب لاؤ سلمان زر نگاری نے عرض کی ای شہریار
فوج کو لیکر چلیے قاسم نے کہا اگر خدا نخواستہ اس عرصے مین میرے عیار کو قتل کر ڈالے تو مین
لشکر مین کیا منھ دکھاؤنگا اس عرصے مین اور سردار بھی آ گئے قاسم نے کسی کا کہنا نہ مانا
پشت مرکب پر سوار ہوئے یکہ و تنہا چلے عقب سے قیماس خان خاوری و لمعان بھی چلے
یہان اشراق رات بھر جاگا ہی اپنے عیار کے انتظار مین صبح کو اسنے دیکھا کہ شادان
پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا ای شادان کیا کیا کہا حضور بڑا انقلاب ہوا لیکن
ایک شکار معقول لایا قاسم کے عیار کو پکڑ لیا سماک پلید اقی فرزند عمر و اشراق نے
کہا اسکو بیڑیان پہنا کے لاؤ اسکو روپئے کا لالچ دو کہ دختر سلمان زر نگاری کو مجھ تک لائے عیار نے
کہا بہت مناسب ہی ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر سماک کو ہوشیار کیا سماک نے جو اس دربار کو دیکھا
مثل اہل اسلام سلام کیا ملک اشراق نے کہا ای عیار طرار جسقدر روپیہ مانگے مین دینے کو موجود ہون
مگر دختر سلمان زر نگاری کو لا دے سماک نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی باتون مین تکرار ہوئی اشراق
نے جلاد سے کہا اسکو قتل کر دو جلاد نے سماک کو آگے کھینچا بیرون بارگاہ زیر تیغ بٹھایا ہنگامہ جو
ہوا تمام فوج تیار ہوکے آ گئی جلاد حکم کا مشتاق ہی کہ لشکر مین زمین تلے کی اوپر ہوئی نعرۂ شبیر کی
آواز آئی نعرۂ قاسم تصنیف مصنف

منم شبیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ من غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم نعمت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

اب جو سیمون کی نگاہ پڑی ایکبار
شبیر غضبناک کو دیکھا کہ صفین درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہی عقب مین لمعان زنگی بھی آگے گرا

قاسم نے اول سمک کو رہا کیا جلاد کو واصل جہنم کیا اشراق شاہ تخت پر ساٹھ ستر ہزار فوج تیار ہوئی قاسم کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی قاسم چاہتے ہین کتابہ اشراق پہونچون بیچ مین اہالیان فوج آجاتے ہین قاسم وہان تک نہین پہونچ سکتے ہین قضائے کار ابیض جادو تیغہ سحر کش جو لیکر بھاگا گا قلعہ ابیض کا حاکم خیال مین آیا یہ تحفہ نایاب بادشاہ کو جا کے نہ دون آوارہ مارا مارا پھر رہا ہی اس وقت ادھر جو گذر ہوا گیرو دار کی آواز کان مین آئی جھجک کے دیکھا وہی جوان صاحب شوکت وجاہ شاہزادہ خاور سپاہ شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہا ہی خیال مین آیا ای ابیض اسی کو اٹھا کے لیچلو یہ سوچ کر ایک نخل پر آیا وہین سے سحر کیا قیماس خان نے دور سے دیکھا لڑتے لڑتے تلوار ہاتھ سے قاسم کے گری رنگ رو متغیر ہوا قیماس خان خاوری جھپٹ کر چلے کہ مین جا کے شاہزادے کو ہوشیار کرون یہ لڑتے لڑتے سست کیون ہو گئے ابیض نے جب دیکھا کہ قاسم مرکب پر جھوم رہے ہین تڑپ کے گرا قاسم کو اٹھا کے لیگیا یہان مغلوبہ مین لمعان زنگی و قیماس خان وغیرہ انتہا کے زخمی ہوئے سمک نے جو دیکھا کہ آقا کو کوئی اٹھا لیگیا یہ روتا ہوا قریب سلمان زرنگاری کے آیا کہا آپ ہمارے بادشاہ ہین آقا کو کوئی عین گرمی جنگ مین اٹھا لیگیا تلاش کرونگا سب سردار زخمی ہین جس طرح بنے ان سب کو نکال لیچلیے سلمان نے آکر ان سردارون کو بیچ مین لیا بارہ چودہ ہزار تیر انداز آگے تھے انھون نے تیر چلائے خطا شعار پیچھے ہٹے بعضے سہم کے بھاگے گوشون مین جا کے چھپے سلمان زرنگاری سرداران قاسم کو لڑتا بھڑتا لیکر نکلگیا ہر چند اشراق نے چاہا دو کون تیر اندازون نے خوب جانبازی کی قلعہ زرنگار مین آ کے داخل ہوئے لیکن اشراق نے پیچھا نہ چھوڑا یہ بھی فوج لیے ہوئے برابر پہونچا سلمان زرنگاری نے قلعہ بند کر لیا سمک یلداقی تو تلاش مین قاسم کے نکلگیا اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اشراق شاہ نے آ کے قلعے کو گھیرا آب و آذوقہ بند کیا سلمان زرنگاری حیران و پریشان اندر قلعے کے آیا زخمیون کو ٹانکے دلوائے زخم سب کے بگڑ گئے ہین اشراق قصد کرتا ہی کہ یلغار کر کے قلعہ فتح کرون وزرا نے کہا سرکار کو تکلیف ہوگی جلدی مین ان لوگون نے قلعے کو بند کر لیا ہی قلعے مین زراعت نہین ہوتی ہی اندر ایک ہفتے کے بیقرار ہو کے نکل آئینگے اشراق کو یہ بات پسند آئی یہ تو قلعے کو گھیر کر اترا ابیض جادو قاسم کو لیے ہوئے اپنے قلعے مین آیا اب حیران ہی کہ کیا کرون قاسم کو قید کیا تیغہ اپنے پاس رکھا یہان سے تین کوس پر قلعہ ہی شکیل جادو بہن اسکی جادوگری زبردست ہی خیال مین گذرا کہ بہن کو بلاؤن اس سے صلاح کرون بہن کو نامہ لکھا جادوگر اسکا نامہ لیکر چلا کہ جا کر شکیل کو نامہ دون سمک یلداقی پھرتا پھراتا آج کئی دن سے مارا مارا پھر رہا ہی ایک نخل کے سائے مین بیٹھا ہوا یاد مین اپنے آقا کے بیتاب و بیقرار کبھی کہتا ہے ای سمک کون دشمن لگا ہوا تھا کہ آقا کو ہمارے اٹھا کے لیگیا داغ دیگیا اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جادوگر پسینے پسینے دوڑا ہوا آتا ہی سمک یلداقی نے جھٹ پٹ صورت اپنی فقیر کی بنائی دو چار حقے بھی رکھ لیے ایک کندہ سلگا لیا پکار کر آواز دی میان جانیوالے کیون اسقدر دھوپ مین جاتے ہو دیکھو لون چل رہی ہی ساحر پلٹ آیا سمک نے کہا ای برادر اپنی جان کا خیال ضرور ہی ساحر نے کہا بھائی نوکری بری چیز ہی مجبور ہین آج ہی نامہ لیکر جائین آج ہی جواب لائین

سمک نے پوچھا کس قلعے پر جاؤگے کہا ہمارے آقا کی بہن ملکہ شکیل جادو انکو نامہ پہونچانا ہی جواب لیکر آنا ہی یہ بھی ساحر کے منہ سے نکلگیا کہ ایک مقدمہ سخت درپیش ہی سمک بلدانی نے پوچھا سخت مقدمہ کیا ہی ساحر نے کہا ہمارے آقا تیغہ سحر کش و قاسم کو گرفتار کر لائے ہین ملکہ شکیل جادو کو اسی واسطے بلایا ہی کہ اُنسے صلاح کرین سمک نے جلدی سے حقہ بھرا بیہوشی ڈالکے پیش کیا کہا بھائی ایک دم تو لگالو ساحر نے گڑگڑا کے دم مارا لڑکھڑا کے دھم سے گرا سمک نے ٹانگ پکڑ کے ایک کونے مین ڈالدیا نامہ اسکی جیب سے نکال لیا نامہ لیکر اُسی ساحر کی شکل بنا یہ تو پوچھ لیا تھا طرف اُسی قلعے کے چلا راہ مین خیال آیا کہ ای سمک تمنے نام نہ پوچھا مگر چلو سمجھا جائیگا جب سامنے قلعہ شکیل کے پہونچا دیکھا دروازہ قلعے کا کھلا ہی ساحرون کی آمد و رفت ہی ایک نے پکار کے کہا بھائی سرطان جادو خیر و عافیت تو ہی سمک سمجھا کہ میرا نام سرطان جادو ہی باتین کرتا ہوا اندر قلعے کے آیا دربار مین شکیل کے پہونچا شکیل نے بھی کہا ای سرطان کہو بھائی صاحب کا مزاج کیسا ہی سمک نے باتین بنانا شروع کین شکیل کو نامہ دیا شکیل نامہ پڑھکے رونے لگی کہا ای سرطان بھائی صاحب نے بڑا غضب کیا تیغہ لائے تھے تو خیر لیکن نبیرۂ حمزہ کو کیون گرفتار کیا جب کسی نے اُنسے بگڑی الجھائی وہ فورا مارا گیا ملک ویران ہوا ہر چند کہ سحر العجائب و سحر الغرائب بڑی بڑی کد و کاوش کر رہے ہین لیکن مین یہی جانتی ہون کہ اب طلسم نہ بچیگا طلسم کشا صاحبقران صاحب اسم اعظم ایسے شخص کو جسوقت لوح ملیگی تو کیا ہوگا کون اُنکی جنگ کی برداشت کریگا ساحر و غیر ساحر بجید اُنکے ساتھ ہین اقبالمندی یہ ہی کہ رازداران طلسم شریک ہوئے ملکہ خورشید برق وش ایسی ساحرہ کہ جسنے کوہ عجائب و غرائب فتح کرایا ہفت جوش جادو نے کیا کچھ نہ کیا مگر کچھ نہ ہوسکا کتے کی موت مارا گیا سمک نے کہا یہان فرمانے سے کیا فائدہ وہان تشریف لیچلیے شکیل نے کہا ای سرطان تھکے ماندے آئے ہو آج تو رہجاؤ کل چلینگے سمک نے کہا بہت مناسب ہی شکیل نے سرطان کی بڑی خاطر کی شکیل نے پوچھا نبیرۂ صاحبقران کہان ملا مین نے خبر سُنی تھی کہ وہ قلعہ جات وغیرہ فتح کرتا ہوا آتا تھا سمک نے کہا حضور قلعۂ اشراقیہ پر مقابلہ شہزادہ سلمان زرنگاری کو شادان عیار گرفتار کرنے آیا تھا اسی پر معرکہ پڑا مین نے تو یہ سُنا ہی کہ خود آپ کے بھائی صاحب بیان کرتے تھے کہ رات کو قید خانے مین قاسم بہت بیقرار رہتا ہی کل جو جاکے پہونچے تو سُنا کہ تڑپ رہا ہے قید خانے مین بھی اپنے معشوق کی یاد تھی لب پر یہی فریاد تھی

نظم

دلا ہر چند ساحر منہ کو اکثر بند کرتے ہین
مرا رونا بھلا دیکھون تو کیونکر بند کرتے ہین

نہین پروا اگر وہ روزن در بند کرتے ہین
تصور کے لیے ہم دیدۂ تر بند کرتے ہین

اسیری کا جو وقت آیا کہا رو رو کے یوسف نے
مجھے اب کنج زندان مین برادر بند کرتے ہین

درازی عمر کی ہی ہر کسی کی خاکساری سے
نہین بجھتے جو خاکستر سے اخگر بند کرتے ہین

سبق ای ماہ دیکھا خاک پھر خورشید کو دیکھین
ہمیشہ صبحدم آنکھ اپنی اختر بند کرتے ہین

سنا ہی کربلا کا حال رندون مین غضب اعظم
مے گلگون تو کیا پانی یہ کافر بند کرتے ہین

نہ کر پروا ابھی ای طائر جان ایک دم رہجا
وہ باہر آنے پر ہین اب کبوتر بند کرتے ہین

یہان صیاد ایسا رشتۂ نازک خیالی ہی
ہزارون طائر مضمون کو ہم پر بند کرتے ہین

وہ رشک حور جب رخسار تابان کھول دیتا ہی
ملائک اپنی آنکھین چوندہیا کر بند کرتے ہین

مرے چاک گریبان سے جنون جو تنگ آئے ہین
دکانین چوک کی سارے رفوگر بند کرتے ہین

اسی صندوق مین کل انکی لاشین بند ہوتی ہین
یہ غافل بے سبب کیون اب بھلا در بند کرتے ہین

تعجب کیا کوئی ادنی اگر غالب ہو اعلی پر
پیادے بھی شہ شطرنج کا گھر بند کرتے ہین

نہ دم مارو اگر غواص دریاے محبت ہو
کہ غواصی مین دم اپنا شناور بند کرتے ہین

بہت اکثر کے گرمی غیر سے وہ سوخت دیتا ہی
جبھی واسوخت کے مضمون ہم اکثر بند کرتے ہین

اُڑا لیجائیگا شوق چمن تکیے کے تکیے کو
عبث صیاد تکیے مین مرے پر بند کرتے ہین

شکیل نے آواز دی ای سرطان مین کل چلکر سب معاملے صاف کر دونگی لاشہ ہاے مسلمانان سے سب میدان بھر دونگی رات کو سامان دعوت وضیافت کا ہوا سرطان اُنگلی سامنے شکیل کے خوب گایا بجایا شکیل جادو کو خوب راضی کیا شکیل بہت خوش ہوئی کہا ای سرطان خوب گاتے ہو کہا حضور مین نے اپنا لاکھون روپیہ اسمین صرف کیا تب یہ کمال حاصل ہوا ساقی گری بھی خوب کرتا ہون سرے شراب پلاؤن ساری محفل کو راضی کرون شکیل نے کہا تمکو اختیار ہی کہا میخانے کی کنجی مجکو دیجیے کنجی سمک بلداقی کو ملی جاکر شراب کو خراب کیا حکم دیا کہ آج سب شراب لیجائین شراب تقسیم ہونے لگی جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے شراب تقسیم ہو گئی بقول شخصے مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہی پیتے ہی ہر طرف ہنگامہ گرم ہوا یہان سمک بلداقی نے کلا بیان جنین سرطان جادو کی شکل بنا ہوا پیشواز بھاری پہنی اہل محفل کو مبہوت کرنیکو یہ غزل گائی کہ جسکی ردیف بھی رقص ہی نظم

آفت جان ہی ترا ای سرو گل اندام رقص
ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص

طبع عالی باز رکھتی ہی تماشے سے مجھے
بام پہ گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص

کس طرح کرتا ہی وہ ذلت گوارا آدمی
فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص

چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہراتے ہین
بت کے آگے کرتے ہین کفار نا فرجام رقص

ای دل پُر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین
ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص

دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ
خرمن امید کو ہی برق کا پیغام رقص

حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہی خراب
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص

سینہ کوبی کی صدا ہی یہ کہ گھنگرو کی صدا
بیقراری ہی تری یا ای دل ناکام رقص

ایک دن لایا تھا جام مے ترے ہونٹھون تلک
آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص

چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہی
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص

اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے
کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص وعام رقص

میکدے مین جھلکے سر عالم نیرنگ کر
قلقل مینا ہی نغمہ اور دور جام رقص

دل اسی پہلو مین آتش ہیش ازین بیتاب کا
یہ جو ہی جا ہی جہان ہوتا ہی صبح وشام رقص

تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے شکیل جادو کہتی ہی تم نے ای سرطان کیا بلند پردازی کی ہے

حقیقت مین تمنے ناچنا خوب سیکھا ہی طبیعت مین کیا موزونی ہی ناچنے کے بعد وہ غزل گائی کہ جسکی ردیف رقص یعنی ہم تمھاری صفت نہین کرسکتے سماک بلداقی نے جھکر سلام کیا کہا آپ کی عنایت ہی ابھی آپکو بہت راضی کرونگا یہ کہکے جام پیش کیا شکیل نے جام پیا دو گھڑی کے عرصے مین سماک نے ساری محفل کو شراب پلائی ملازمون کا بیہوش ہونا جا بجا ذکر کر چکا سب بیہوش ہوئے سماک نے شکیل جادو کے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی صندوق مین بند کر دیا اُسکی شکل بنکر سو رہا صبح کو سب کی آنکھ کھلی تلاش ہوئی کہ سرطان جادو کہان گیا شکیل نقلی نے کہا کہ کہین چلا گیا ہوگا مصاحبون کو بیدار کیا کہا مصاحبو بھائی صاحب نے مجکو طلب کیا ہی میرا جانا واجب و لازم ہی مگر مین نے قسم کھائی ہی سحر مسلمانون پر ضرور کرونگی تم تخت اُڑا کر لیچلو مصاحبون نے عرض کی کنیزین حاضر ہین اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی چار جادوگرنیان کامل و اکمل اپنے پاس بٹھالین سحر سے تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی یہان ابیض جادو جس دن سے شاہزادہ خاور سیاہ کو لایا ہی تیغہ سحر کش قبضے مین ہی گھبرایا کرتا ہی مصاحبون نے اکثر کہا ای شہریار حقیقت مین آپ نے بُرا کیا مشہور ہی کہ جہان ان مسلمانون کو ستایا ایسی بلا نازل ہوئی کہ وہ قلعہ ویران ہوجاتا ہی ہزار ہا ساحر اطراف طلسم نور افشان مین مارا گیا طلسم کشائے اصلی کوہ ہفت جوش کو فتح کرچکے اب تلاش لوح مین نکلینگے یہ فرزند اُنکے سب اُنہین کے مددگار ہین آپ تردد نہ کرین ہمارے نزدیک یہ بہتر ہی کہ دونون چیزین خدمت شہنشاہ نور افشان مین روانہ کردیجیے ابیض جادو کہتا ہی مین نے ہمشیرہ کو نامہ لکھا ہی اگر وہ بھی یہی صلاح دیگی تو روانہ کردونگی اُنکا صلاح ضروری یہ ذکر تھا کہ شکیل نقلی کا تخت سامنے سے نمایان ہوا کہا لو صاحب ہمشیرہ صاحبہ بھی آگئین جادوگرنیون نے تخت اُتارا سماک بلداقی نے ابیض جادو کو دیکھا ایک ساحر مکار و غدار کہا کیون ہمشیرہ کیا مناسب ہی مین تیغہ سحر کش لایا اور قاسم کو بھی پکڑ لایا اب تمھاری کیا صلاح ہی شکیل نقلی نے کہا بھائی صاحب یہ نوجوان بھی نایاب ہی تیغہ بھی اسکا پاس ہی اگر اسکو رہنے دیجیے گا ضرور طلسم کشا مجکیگا آج شب کو جلسہ کرو کل صبح سے قلعے پر لشکر جمع کرین اول طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے اگر غالب آگئے گرفتار کرلیا تو شاہان نور افشان سے میل کرینگے اگر عاجز آگئے یہی چیزین دیکر اپنی جان بچائینگے ابیض نے کہا دیکھو بھائیو ہمشیرہ صاحبہ نے کیا خوب صلاح بتائی دو باتون مین جو مناسب ہوگا وہ کرینگے مذہب سامری و جمشید یہ نہین ابھی زمانے مین ہزارون جادوگر مسلمان ہوگئے طلسم مینو سواد طلسم کلبد وغیرہ فتح ہوئے راہ طلسم کھلیگی اب مرحلہ جات پر مقابلے پڑینگے طلسم کشا کو ضرور لوح ملیگی شکیل کے کہنے سے جلسہ آراستہ ہوا سماک نے اپنی عیاری قدیم پر شراب منگوائی ناچ گانے ابیض بہت خوش ہے کہ میری بہن خوب ناچتی گاتی ہی نشے مین اسپر جا پڑونگا مدعائے دلی حاصل کرونگا بہر رات رہے سماک بلداقی نے سب کو بیہوش کیا جب سب بیہوش ہوئے تو سماک بصورت اصلی بنا اب منظور ہوا کہ قاسم کو رہا کرون میگون جادو غصے مین تڑپتی پھرتی تھی اسکو یہ خیال تھا کہ اگر شاہان نور افشان کے پاس جاؤنگی وہ فرمائینگے ابیض کو کیون نہ پکڑ لائی تو مین کیا جواب دونگی ہائے تیغہ سحر کش ملعون لیگیا چلکر اسکے قلعے مین دیکھون کیا کر رہا ہی ایک باز کی شکل بنی ہوئی آسمان پر اُڑتی ہوئی آئی اسنے دیکھا قلعہ ابیض مین عجب ہنگامہ ہی دوکاندارون نے دوکانون کو چھوڑ دیا ہی بازارون مین

ناچ رہے ہین جو جدھر اُٹھکر دوڑا دھم سے گرا بیہوش ہوا میگون وہانسے یہ معرکہ دیکھتی ہوئی قریب بارگاہ کے آئی بارگاہ مین دیکھا سب بیہوش پڑے ہین سماک یلداقی قاسم کو قید خانے سے لایا ہی یا پہلے بلوالیا تھا بیڑیان کاٹ رہا ہی میگون نے یہ معرکہ دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین ابیض بھی بیہوش ہی کڑک کے نعرہ کیا کہ باش او نا عیار کیا کرتا ہی منم ملکہ میگون جادو سماک یلداقی نے چاہا جھپٹ کر نکلون میگون نے گولہ مارا سماک لڑکھڑا کے گرا آسمان سے اُتری نگاہ جمال بیمثال قاسم نوجوان پر پڑی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باران سحر برساتی ہوئی اُتری تھی سماک نے زمین پر پڑا ہی قصد ہوا کہ قریب خاور سیاہ کے جاؤن اپنا حال دل عرض کرون کہ ابیض ہوشیار ہوا جادوگر اُٹھنے لگے ابیض نے کہا ای میگون تمنے بڑا احسان کیا میگون نے کہا ای ابیض اب کہو کیا کہتے ہو دیکھو بہتر اسی مین ہی کہ تیغۂ سحر کش ہمکو دیدو شاہان طلسم سے بغاوت بہتر نہین ابیض نے کہا ملکہ اب اسی مقام پر رہو میگون نے کہا ارے نامنصف اب یہ دریافت کر کہ شکیل پر کیا گذری کہا اُسکو عیار نے مار ڈالا ہوگا اب بھلا وہ زندہ ملیگی ابیض یہ کہکے رونے لگا کہا ای ملکہ تمنے مجھپر بڑا احسان کیا آج تمھاری وجہ سے ہم سب بچگئے نہین تو ہم سب مارے جاتے سماک یلداقی و شاہزادہ قاسم کو پھر قید کیا میگون جادو کو بہت ناگوار ہوا مگر کچھ کہہ نہین سکتی حیران ہی کہ کیا کرون خیال مین گذرا آج رات کو تیغۂ سحر کش چرا ؤنگی قاسم و سماک کو لیکر نکلجاؤنگی اس احسان جان بخشی پر ضرور جھکیگا اور مجھے قبول کریگا یہ سوچکر رات کو اُسنے جلسہ آراستہ کیا ابیض کو اسقدر شراب پلائی کہ یہ بیہوش ہوا میگون جادو گھبرا کے اُٹھی قید خانے مین آئی شاہزادہ قاسم اور سماک یلداقی کو قید سے رہا کیا تیغۂ سحر کش لاکر قاسم کو دیا مسکرا کر یہ بھی کہا کہ ای شہریار اس احسان کو فراموش نہ کیجیے گا قاسم نے کچھ جواب نہ دیا سماک نے قاسم کا پیر دبایا کہا ای شہریار یہ تحفہ نایاب تو لے لیجیے یہ کب امید تھی کہ یہ تحفہ ہمکو ملیگا قاسم خاموش ہو رہے میگون نے قاسم و سماک کو تخت پر سوار کیا آپ پایہ تخت کو پکڑ لیا تخت اُڑاتی ہوئی نکلی قاسم نے کہا ای سماک یہ ساحرہ ساتھ ہی خواہش وصل کریگی تو کیا کیا جائیگا سماک نے کہا ای شہریار مین اسکو مارے لیتا ہون جب دو تین کوس تخت اُڑا کر نکل آئی سماک نے کہا ای ملکۂ عالم ذرا تخت ٹھہرالو اس کوہ پر ٹھہرو میگون جادو نے پہاڑ پر تخت اُتارا سماک باتین کرنے لگا کہ ای میگون تمنے بڑا احسان کیا ہم آقا کو تمھارے وصل پر راضی کرینگے باتین کرتے کرتے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے جب یہ گری خنجر مار کے اسکا خاتمہ کیا اب قاسم و سماک کوہ سے اُتر کر چلے خیال یہ ہی کہ اپنے لشکر مین چلین یہان صبح کو ابیض جو ہوشیار ہوا تو بہت گھبرایا تیغۂ سحر کش نہ پایا غصے مین کانپ گیا کہا مین ابھی جاکے میگون کی مشکین باندھے لاتا ہون وہان کئی دن کے بعد لوگون نے شکیل جادو کو صندوق سے نکالا شکیل جادو غصے مین قلعۂ ابیض مین آئی پوچھا بھیا یہ کیا معرکہ تھا میری شکل کون بنکر آیا اور اُسنے کیا کیا ابیض جادو نے سب حال بیان کیا کہا میگون بڑا غضب کر گئی قاسم و سماک کو لیگئی شکیل جادو نے کہا چڑھ چلو اور لشکر کشی کرو دونون بہن بھائی فوج لیکر چلے جب شہر سے نکلے یکا یک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من میگون جادو بود اُس صدا کی جانب آکے دیکھا لاشہ میگون کا پہاڑ پر پڑا ہی قاسم و سماک

لیجا چلے یہ دونون ساٹھ ہزار کا لشکر لیے ہوئے جاتے ہین راہ مین ملک اشراق شاہ سے ملاقات ہوئی اشراق نے کہا ای ابیض کہان جاتے ہو ابیض نے سب حال بیان کیا اشراق نے کہا قلعۂ زرنگار پر اُسکا ناموس موجود ہی اور سردار قاسم کے بھی دہین ہین چلکر سب کو گرفتار کرین میرے ہاتھ سے شکست کھاکے بھاگے ہین مین نے سب کو زخمی کیا ہی میرے ہاتھ سے بھاگ کے گئے ہین ابیض نے کہا جلد چلو ابیض و شکیل و اشراق شاہ تین لاکھ کا لشکر لیکر اس کروفر سے طرف قلعۂ زرنگار کے چلے یہان سلمان زرنگاری شکست کھاکے آیا المعان زنگی و قیماس خان وغیرہ کا علاج ہوا سب سے زیادہ بیقراری ملکہ الماس گلنار پوش کی ہی یہ خبرین جو گوش زد ہوئین کنیزون سے رو رو کے کہنے لگین ہمنے خبر سُنی ہی کہ قلعے کو آکر اشراق شاہ نے گھیرا ہی ایک ساحر نے خبر دی کہ ساحر بھی ہمراہ ہین اشراق نے کہلا بھیجا کہ ای شہنشاہ زرنگار آپ اگر اپنی جانبری چاہتے ہین تو اپنی دختر بلند اختر کو سوار کرکے ہمارے پاس بھیجدو تو ہم پلٹجائین ورنہ ایک کو نہ زندہ نہ چھوڑینگے بادشاہ گھبراتا ہوا محل مین آیا سامنے ملکہ کے ذکر کیا کہ ملک اشراق شاہ یہ پیغام دیتا ہی ملکہ نے کہا بابا جان میرا سر کاٹ کے دیدیجیے مین زندہ تو نہ جاؤنگی یہ کہکر بلک بلک کر رونے لگی سلمان زرنگاری نے کہا ای نور نظر کیون گھبراتی ہو مین تمھارے خلاف نہ کرونگا اگر سب قتل ہون تو ہو جائین مگر مین نہ گوارہ کرونگا یہ کہکے بالاے قلعہ آیا آلات حرب وضرب سے قلعے کو آراستہ کیا توپین لگائین گولہ انداز و برق انداز مقامات پر مقرر کیے اشراق شاہ نے طبل جنگی بجوایا شکیل و ابیض اسکے شریک ہین آراستگی قلعے کو دیکھکر ہنس رہے ہین جب اشراق نے طبل جنگی بجوایا اور قلعے مین خبر پہونچی تو سلمان گھبرا گیا کہنے لگا کہ اسکو جواب کون دیگا اُنکے سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائینگے قلعے مین ہلچل پڑ رہی ابیض کہ رہا ہی ابا لیان قلعے کی شامتین آئی ہین تو مین ہمارا کیا کرینگی جب سحر کرینگے گولہ اُگل دینگی ملکہ کہو تو یونہین اُنکو ہلاک کرین گولہ پلٹ کے اُنھین پر پڑے ہمارے لشکر والون کو خبر بھی نہ ہوگی تو مین اُنھین کو پامال کرین ساحر دن مین تیاریان ہو رہی ہین شکیل کہتی ہی مین اور ہی صورت کرونگی تڑپ کے آسمان پر جاؤنگی ایک لکہ ابر تیار کرونگی آسمان سے پانی برسیگا تمام قلعے مین دریا جوش مارے کہو تو آگ لگا دون کہو پانی برسا دون دونون باتون کا اختیار ہی مجھسے کون مقابلہ کرسکیگا غیر ساحرون کا مار لینا ہمارے نزدیک کتنی بڑی بات ہی سب ساحر الگ ہو گئے ہین تیاریان کر رہے ہین کوئی کہتا ہی آگ برساؤن ایک کہتا ہی آگ لگاؤن ایک کہتا ہی مین یونہین گھُسا ہوا چلا جاؤنگا منھ سے اُف اُف کرونگا شعلے نکلینگے غیر ساحر بھاگینگے جبکہ جمشید زرین پوش بصد جوش و خروش ہمہ مخانۂ مغرب سے برآمد ہوکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا منقل مہر گلے مین ڈالے ہوئے سحر تار شعاع تیار میدان گاہ چرخ زبرجدی مین ٹہلنے لگا سحر ضیا نے تمام عالم کو گھیر لیا یہان ابیض جادو و شکیل جادو و ملک اشراق گھوڑون پر سوار ہوئے فوج ساحران کو پشت پر لیا آکر قلعے کو دیکھا ایک اژدہا منھ پھیلائے بیٹھا ہی گولہ انداز ٹہل رہے ہین ملک سلمان زرنگاری تخت پر بصد شوکت و صولت جلوہ فرما ہی ملکہ الماس گلنار پوش سر منزلے سے کھڑی تماشا دیکھ رہی ہین اور ملکہ زرین گیسو کشا اپنے محل مین بیٹھی ہین جام زہر کے بھر کر رکھے ہین کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو اگر کسی نے یہان آنیکا ارادہ کیا تو ہمین زندہ نہ پائیگا جر

ہمکو برابر پہونچانا کنیزین آمادہ ہین کہ ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے چارسو کنیزین ملکہ کے ساتھ جان دینے پر آمادہ ہین چند کنیزین واسطے خبر کے مقرر کین کوٹھے سے ملکہ الماس بھی ملاحظہ کر رہی ہین اشراق شاہ نے اپنی فوج کو لیکر بلوہ کیا یہانسے وہ گولے پڑے کہ پانچ ہزار آدمی واصل جہنم ہوگئے اشراق شاہ نے کہا ای ابیض دیکھا تمنے قلعہ بڑے لطف سے آراستہ ہی گولہ غضب کا پڑ رہا ہے ایسے وقت مین نہایت مشکل ہی اشراق شاہ نے کہا ای ابیض کوئی تدبیر بتا او ابیض جادو نے کہا ہم تدبیر کیے دیتے ہین یہ کہکے ابیض بڑھا ایک گولہ اسم سحر پڑھ کے مارا قلعہ تھرایا توپین پھر ہتیون پر گر پڑین ہتیون مین آگ لگگئی گولہ انداز منھ کے بھل زمین پر گرے ایک طرف سے شکیل جادو نے سحر کیا پتھر برسنے لگا جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا شکیل تو آسمان سے سحر کر رہی ہی ابیض جادو نے سامنے سے دو چار گولے مارے زمین تلے کی اوپر ہوئی دھوان نکلنے لگا پانی نے خاصیت آگ کی پیدا کی جسپر قطرہ پڑا جلگیا نخل جل رہے ہین برج ہاے قلعے سے شعلے نکل رہے ہین ملکہ الماس نے جو کوٹھے سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئین دونون ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے پہلے کئی سجدے کیے پکار اٹھین ای کس بیکسان و ای والی غریبان و ای دستگیر افتادگان ہمارے حال زار پر نظر کر نظم

کن بحال زار خود ہر وقت ای عاصی نگاہ — توبہ کن توبہ ندامت کش بدرگاہ الہ
دور کن گر بندۂ از سر دماغ سرکشی — نہ جبین عاجزی بر آستان بارگاہ
مثل خور ہر روز اندر بندگی سرگرم باش — در اطاعت باش ہر شب مشتعل مانند ماہ
خاکسار دوست شو تا زر شوی ای خاکسار — شو گدای کوئے جانان تا کہ گردی بادشاہ
ذکر حق لذت نہ بخشد مر ترا در کام جان — گر بود اندر دلت خیلے خیال مال و جاہ
اشک غم ہر بار بارا از دیدہاے اشکبار — شستہ گردد تا کہ زاب دیدہ ات روی سیاہ
نیک و بد منسوب دان با ذات پاک ایزدی — قدرت خلاق اکبر بین تو اندر کوہ و کاہ
نور حاصل کن ز نور معرفت در بندگی — کن دل تاریک را روشن کہ ہر شام و پگاہ
حاضر و ناظر بس و بینت خدا آید نظر — زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

ملک ملک کے دعائین مانگ رہی ہین کنیزین گھبرا کر کہتی ہین واری آپ کیون اسقدر بیقرار ہین آپ کے تو نام پر وہ عاشق ہی آپ کے والد کو پیغام دیا تھا اگر ملکہ عالم کو میرے حوالے کردے تو مین پلٹ جاؤن آپ کے ساتھ یہ بدی نہ پیش آئیگا ملکہ الماس کہتی ہین خدا اسکو غارت کرے وہ دن پروردگار مجکو نہ دکھائے کہ مین اس بیحیا کے پہلو مین جاؤن مین یہ دعائین مانگتی ہون خدا میری دعا کو سنلے افسوس ہی مین نے حال زار اپنا اُس شیر بیشۂ جرأت کو نہ لکھا اب تو دل اُسی شیر کو ڈھونڈھ رہا ہی خدا اُنکے قدمون تک پہونچائے مثل ماہی بے آب دل تڑپ رہا ہی دیکھو تو کلیجہ دھڑک رہا ہی ابتو اپنی یہ کیفیت ہی نظم

کاٹے راہ طلب مین جو قدم اُٹھتے نہین — چھوڑ دے اُس سر کو جس سے کہ وہ غم اُٹھتے نہین
مرکے اُٹھنے کی دعا ہی یون تو ہم اُٹھتے نہین — ہاتھ اُٹھتے ہین ترے در سے قدم اُٹھتے نہین
ایک دو جھٹکے اگر ہون دل اُٹھالے عشق مین — لاکھ پیچ ای گیسوے پر پیچ و خم اُٹھتے نہین

ای گرانباری کو دڑا احسان تیرے بعد مرگ
آرزو ہمکو بھی ہی رہجائین بنکر سنگ در
بیٹھکر پہلو مین میرے چٹکیان لو دل مین تم
آنسو دنکے منہ کا اور آہون کی آندھی کا ہی ساتھ
جنکو راہ شوق مین ای دل تھکا دیتی ہو یاس
شام فرقت کی سحر کو حشر برپا ہو تو ہو
دور ہو غفلت تو دیکھین تیرا جلوہ چشم و دل
کسقدر نادم ہوا ہون لکھکے شکوے یار کے
مٹ نہین سکتی مٹا مین لاکھ اپنی سرنوشت
ناتوانی نے ہمین کیا دل کو بھی بٹھلا دیا
نقش پا ہین بیٹھتے ہین خاک ہونے کو وہان
پڑگئی ہی ایک مٹھی اُڑکے خاک کوے یار
بیچے گا نہک ہین ای زاہد ترے ایمان کے
طرفہ دکھلاتے ہین سیر اُسکی گلی مین دونون پاؤن
حشر برپا کر دیا تھا کل اُسکے اُسنے میری قبر
اشک بنکر کب نہین گرتے نظر سے ای جلال

کوچۂ محبوب مین لاکھو لینے ہم اُٹھتے نہین
بیٹھکر جس بت کی چوکھٹ پر صنم اُٹھتے نہین
ایسے صدمے ایسے رنج ایسے ستم اُٹھتے نہین
کب یہ دو طوفان فرقت مین بہم اُٹھتے نہین
بیٹھ جاتے ہین جہان پر لیکے دم اُٹھتے نہین
رات بھر جو جاگتے ہین صبحدم اُٹھتے نہین
پردۂ دروازۂ دیر و حرم اُٹھتے نہین
اُنگلیان حرفون پہ اُٹھتی ہین قلم اُٹھتے نہین
حرف اسکے صورت نقش قدم اُٹھتے نہین
ناز بھی تیرے ترے سر کی قسم اُٹھتے نہین
سایۂ دیوار و در مین گرکے ہم اُٹھتے نہین
بار احسان سر پہ ہی اس سے قدم اُٹھتے نہین
تیج ڈال اک جام مے پر وام کم اُٹھتے نہین
سو تو جاتے ہین بہم لیکن ہم اُٹھتے نہین
دیکھنے یہ سیر یاران عدم اُٹھتے نہین
دور ہو کر کب کسی محفل سے ہم اُٹھتے نہین

اُس وقت قلعے مین عجب جھلکہ پڑا ہی تمام اہالیان قلعہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کبھی ملکہ کہتی ہین ای پروردگار عالم زمین کو حکم ہو کہ یہ شق ہو مین سما جاؤن برق گرے کہ میرے دو ٹکڑے ہون اس مکار کا سامنا نہ ہو جب ابیض جادو و غلیل جادو نے یہ سحر کیا کہ اہالیان قلعہ بیکار ہوئے فریاد فریاد کی صدا بلند ہی ملکہ سلمان زرنگاری نے بیقرار ہوکے کہا پروردگار دوکا دست ظاہری کا تو وقت نکلگیا اب ہمنے دین شاہزادے کا اختیار کیا ہی یہ بھی اُنھون نے فرمایا تھا کہ پروردگار ہر مقام پر حاضر و ناظر ہی بس ہمارے حال کو دیکھ رہا ہی ضرور نظر کریگا یہ کہکے تاج سر سے اُتار امصروف دعا ہو رجوع قلب سے پکار اُٹھا **نظم**

حق بہ بخشد عاصیان را بیشک از افضال خویش
اہل غفلت مفت ضایع میکند عمر عزیز
مال بیگانہ مآل اندیش میدانند مدام
خود بہ بازار محبت قیمتش گردد فزون
کے کنند اہل خرد بر حالت دیگر نگاہ
فخر کے بر مال و دولت میکند مرد عقیل
بہر مرد بے تعلق ہست درہی از جہان
شکر کن ہندی کہ در دنیاے فانی مر ترا

گر گشتہ بار ندامت بندہ از افعال خویش
بگذراند در تغافل روز و ماہ و سال خویش
ہرچہ دارد در تصرف ملک خویش مال خویش
گر چو یوسف خود درین سودا شوی دلال خویش
زانکہ ہست او را نظر بر صورت احوال خویش
نیست نازان بندۂ مقبول بر اقبال خویش
اقربا عقرب عدو اولاد دشمن آل خویش
پرورش حق میکند در سایۂ اجلال خویش

جب قلعے مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ابیض و شکیل آگے آگے سب سے زیادہ اشراق شاہ کو
خوشی ہو رہا ہوا آتا ہی ابیض سے کہتا ہی مال قلعہ و مال مردمان قلعے کا تمکو بخشتا ہی مجھے صرف معشوق سے
مطلب ہی ابیض و شکیل کہتے ہین صرف قلعے پر ہم اپنا قبضہ کرینگے شاہان طلسم کو باج و خراج
پہونچیگا بڑی مشکل سے عماد ارہی ہوگی بڑا قلعہ زر ریز ہی اسم با مسمے اسی وجہ سے قلعۂ زرنگار
نام ہی بخدمت شاہان نور افشان سال مین کئی کرور روپیے جاتے ہین سلمان زرنگاری بیتاب
و بیقرار ہو کر پکارا کہ ای معبود ہماری ذلت گوارہ ہی علاوہ ہماری ذلت کے اُس شہریار کا
ناموس تباہ ہوتا ہی ہاے یہ کیسا ستم ہی ہم کیا جواب دینگے بلا مگر جو سب نے دعا کی صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ آگے آگے ہزبر دشت وغا یکہ تاز میدان ہیجا صاحب راے
صفوف آراے صاحب عزم مبارز رزم شاہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز
خاور سیاہ پشت مرکب پر سوار پشت پہ ساحر و غیر ساحر فریاد فریاد کی جو صدا اُٹھی سمک نے
عرض کی ای شہریار قلعۂ زرنگار پر کفار نے بلوہ کیا ہی قلعہ ہاتھ سے جایا چاہتا ہی قاسم نے
مرکب باد رفتار بڑھایا وہین سے نعرہ کیا یا شہدای کفاران ہیجا دای نابکاران پر دغا ہر کہ
داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد نعرۂ قاسم تصنیف تو مصنف

منم ابن رستم یل نامور
عن جنگ من غیرت ساحری
منم ابن فرزند صاحبقران

منم شیر میدان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار

منم نعمت خوان جنگ و جدل
منم حامل رایت گیر و دار

منم ماہم نقد فتح و ظفر
ز مدینہ جشم رعب اسکندری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

ساتھ والے بھی سب دوڑ پڑے ابیض نے جو دیکھا دیکھتے ہی ہوش اُڑ گئے
اتنا تو البتہ منہ سے نکلا غضب ہوا کہ وہ شیر آگیا تیغۂ سحر کش موجود ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے ایسا
گھبرایا کہ فوج کو بھی نہ اشارہ کیا تڑپکر زمین مین گرا چاہا طائر بنکے نکلجاؤن جیسے ہی بلند ہوا
قاسم نے تیر مارا تو ڑکر پشت کو پار گذرا ابیض کا زمین مین گرنا سلمان زرنگاری کے
ہاتھ پاؤن کھلے اہالیان قلعہ مطمئن ہوئے پھاٹک کھولکر باہر نکل آئے لشکر کفار پر جا پڑے تلوار
چلنے لگی سرداران قاسم لمعان زنگی و قیماس خان وغیرہ یہ جو فوج ساحران پر گرے
جسکو پایا چیر کر پھینکدیا لمعان زنگی مثل پیل مست جھومتا ہوا آتا ہی جس ساحر کو پایا کلائی اُسکی
مروڑ ڈالی اُسنے کئی ساحرون کو مارا اس طرح لڑتا ہوا آتا ہی جس صف پر جا پڑا اُس صف کو
درہم و برہم کیا شاہزادہ خاور سیاہ بصد شوکت و جاہ جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہین
لڑ رہے ہین جب ابیض مارا گیا شکیل کے ہوش اُڑے عاشق جمال بیمثال شاہزادہ دلاور
بھی ہو گئی ساحر سامنے سے بھاگنے بھی لگے شکیل نے مینھ برسانا موقوف کیا غول مین آگئی سمک
سے ملاقات کی کہا ای عیار طرار و ای رفیق و شفیق شاہزادہ عالیوقار مین چاہتی ہون شاہزادے
کی اطاعت کرون سمک نے قبول کیا سمک شکیل جادو کو لیکر پاس شاہزادہ قاسم کے
آیا عرض کی ای شہریار یہ مطیع اسلام ہوتی ہین چاہتی ہین خدمت مین حاضر ہین شکیل نے
قدمون پر سر رکھدیا کہا کنیز مدت مدید سے ملازمت کی خواہش رکھتی تھی گل رخسار قاسم کو
دیکھکر شگفتہ ہوئی جاتی ہو دل مین یہی خیال ہی کہ حاضر خدمت رہونگی قاسم نے پشت پر ہاتھ رکھا

فرمایا کہ تمکو اختیار ہی یہ سن چکی ہوگی اور کتاب سامری مین دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ
دست حق پرست زلزلہ قاف سے یہ طلسم فتح ہوگا انشاء اللہ ہم لوگ بھی جا کے شریک ہونگے شکیل
قدمون سے لپٹ گئی عرض کی چاہتی ہون بقیہ عمر زیر قدم اقدس بسر کرون قاسم نے سماک کو
ساتھ لیا شکیل نے آواز دی اب کوئی عذر نہ کرے جسکو قدمبوسی منظور ہو وہ رہے جسکو محبت سامری
جمشید ہو وہ ترک رفاقت کرے سب ساحر دست بستہ حاضر ہوئے اشراق ہاتھ سے قاسم
کے واصل جہنم ہوا رفیق اسکے بھی حاضر خدمت ہوئے یہانتک تا بہ قلعہ اشراقیہ قاسم کی
عملداری ہوئی ملکہ الماس نے کوٹھے سے دیکھا کہ آتے ہی قاسم کے لڑائی فتح ہوئی طرف قلعے
کے چلے لیکن چند ساحر یہانسے جو بچا گئے طرف طلسم نور افشان کے گئے یہان قاسم جو آگے
داخل قلعہ ہوئے محل مین ملکہ زرین گیسو کشا کے آ گئے ملکہ زرین نے جشن کیا اُس جشن مین یہ
خیال آیا کہا ای شہریار ایک بات کا بڑا خیال ہی خدا آپ کو سلامت رکھے پروردگار نے اس
بلاے ناگہانی سے بچایا آپ کے آتے ہی لڑائی فتح ہوئی لیکن ملکہ الماس گلنار پوش نے
میری دعوت کی خدا نے فضل بھی اپنا شریک کیا آج سامان جشن ہی آپ کی خوشی ہو تو ملکہ الماس کو
طلب کرین قاسم نے کہا بسم اللہ یہ تو واجب و لازم ہی ملکہ زرین نے کہا ای شہریار ایک
مقدمے مین مجکو بڑی حیرت ہی ملکہ الماس نے مجھسے ایسے طور سے باتین کین اس طور سے
ملین کہ جیسے کوئی کسی سے رشک کرتا ہی قاسم نے کہا وہ بھی شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال
مین رشک بدرہ ہی کچھ خیال اپنے جاہ و جلال کا ہوگا اسکا تصور نہ کرو پیغام بھیجو اُسی وقت ناظر کو
حکم ہوا کہ پیغام بھیجو اور ملکہ الماس گلنار پوش کو پیغام دو کہ ملکہ زرین گیسو کشا نے آپ کو دعوت
مین طلب فرمایا ہی خدا نے فضل کیا فتح نصیب ہوئی راحت قریب ہوئی کسی کو اپنی جان دآبرو
بچنے کی امید نہ تھی خدا نے فضل شریک کیا ناظر در دولت ملکہ پر پہونچا ملکہ خود بیقرار ہین صاحب
عصمت و عفت اُسپر یہ مصیبت و یاس ہی کہ اُس شیر بیشۂ جرأت سے کیونکر وصل نصیب ہوگا نہایت
خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کنیزون سے یہی باتین ہو رہی ہین اس وقت ملکہ یاد مین قاسم
کے رو رہی ہین کہ ایک کنیز نے عرض کی کہ ناظر فرستادہ ملکہ زرین گیسو کشا ڈیوڑھی پر حاضر ہی
امیدوار باریابی ہی ملکہ نے مسکرا کے فرمایا بلالو ناظر سامنے حاضر ہوا جھککر سلام کیا پیغام ملکہ کا پہونچایا
ملکہ یہ پیغام سنکر خوش ہو گئین فرمایا اُنھون نے مجکو سرفراز فرمایا مین ضرور حاضر ہونگی میری جانب سے
عرض کرنا کہ آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی ناظر پلٹ گیا ملکہ چونکہ پابند احکام مادر و پدر ہین ماں
باپ سے پوچھا باپ نے کہا بیٹا تمنے جو دعوت کی تھی یہ اُسکا معاوضہ ہی بہت خلق و محبت سے ملنا
ملکہ نے کہا ای والدنا مدار مین نے خیال کرکے دیکھا مزاج مین ملکہ کے غرور بہت ہی بادشاہ
نے کہا بیٹا اُنکا غرور بجا ہے ہی رستم پیلتن کی بہو رشتے کے طور پر نقد روح روان شاہزادہ
خاور سپاہ ایرج عالیجاہ کی والدہ ماجدہ کیونکر غرور نہ کرے اُنکا غرور بہت بجا ہے ہی ملکہ نے
کہا سبحان اللہ آپ نے تو اسقدر اُنکو بڑھایا کہ آسمان پر پہونچا دیا بادشاہ نے کہا ای نور نظر
مین نے انصاف کیا جو بات مین نے کہی اسمین کیا خلاف ہی بادشاہ نے جو ملکہ کی تعریفین کین

ملکہ نے منہ پھیر لیا فرمایا بس حضور آپ نے تعریفون کے انبار لگا دیے بادشاہ باہر گئے ملکہ نے تیاریان کین محافہ زرین طلب ہوا ملکہ کمال زیب و زینت سے سوار ہوئین ملکہ زرین گیسو کشا آگے واسطے استقبال کے آئین ملکہ الماس اُترین آج چہرۂ زیبائے زرین گیسو کشا کو دیکھا کر مثل ماہتاب ہی ہر عضو مثل ماہ فلک چہاردہم درخشان ہی قد سرو باغ محبوبی و دہن غنچۂ گلزار خوبی انکھڑیان رشک بادام ہر اعضا قابل پسند خاص و عام الماس نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ زرین نے بڑے اعزاز و اکرام سے مسند پر لاکے بٹھایا زر و جواہر بھی نثار کیا قاسم کوٹھے پر بیٹھے تھے جب ملکہ الماس داخل ہوئین قاسم نے دیکھا صحن خانے مین روشنی ہوگئی حیران ہوگئے کنیز سے پوچھا کہ دیکھو یہ روشنی کیسی ہی کنیز نے کہا واری ملکہ الماس جو تشریف لائی ہین اُنکے حسن کی چھوٹ پڑتی ہی قاسم کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا یہان سامان دعوت ہوا قاسم کوٹھے پر بیٹھے رہے دربار مین بادشاہ کے گئے بعد دوپہر رات گئے قاسم محل مین آئے ملکہ زرین واسطے استقبال کے گئین ملکہ الماس کو اور رشک ہوا خاموش ہو رہین مگر اشتیاق ہی کہ ای الماس شاہزادے کو کیونکر دیکھون قاسم تو کوٹھے پر گئے یہان ملکہ الماس کو زرین گیسو کشا نے شب بھر کا مہمان کیا اُسی وقت ایک شوخ و شنگ یہ غزل گانے لگی

نظم

دونون آنکھونسے جو تیری چار آنکھین ہوگئین / شکل نرگس اور بھی بیمار آنکھین ہوگئین
دُرجِ اشک گوہر سے مثل ابر آنکھین ہوگئین / ای پری پردہ جوہری بازار آنکھین ہوگئین
دل مین تھا کیا کیا شکایت ہم کرینگے یار سے / بات تک نکلی نہ جسدم چار آنکھین ہوگئین
سچ ہی نور چشم کھو دیتا ہی نور آفتاب / پرتو رخسار سے بیکار آنکھین ہوگئین
ہر کس و ناکس پہ اپنی کب بھلا پڑتی ہی آنکھ / تیری آنکھین دیکھکر ہشیار آنکھین ہوگئین
رات دن منہ کیطرح آنکھونسے برساتا ہون اشک / غیرت ابر بہار ای یار آنکھین ہوگئین
جان سے مارا اُسے بھر کر نظر دیکھا جسے / قتل عاشق کے لیے تلوار آنکھین ہوگئین
نشۂ الفت چڑھا رہتا ہی آنکھون مین مدام / عشق چشم مست سے سرشار آنکھین ہوگئین
پتلیان دل کی طرح ہر گام پر پس پس گئین / اسقدر روار فتنۂ رفتار آنکھین ہوگئین
کیا کسی گل نے ملی ہی اپنے ہاتھون مین حنا / بلبلون کی آج جو خونبار آنکھین ہوگئین
ای زہے قسمت وہ گل رکھتا ہی آنکھون مین مجھے / آشیان بلبل گلزار آنکھین ہوگئین
چارسو جلوہ اُسیکا نور آتا ہی نظر / اسقدر محو جمال یار آنکھین ہوگئین

یہ غزل جو نازنین نے گائی ملکہ الماس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے زرین گیسو کشا نے آنسو پاک کیے اور کہا بوا تم اشعار عاشقانہ پر بہت روتی ہو معلوم ہوتا ہی دل مین سوز و گداز ہی ملکہ نے سر جھکا کے کہا بوا سوز و گداز تمھارا جاسے ہی مین تو اس کوچے سے آگاہ نہین آپ البتہ اس کوچے سے ماہر ہین آپ پر بخوبی حال ظاہر ہین ملکہ زرین کو ناگوار تو ہوا خیال مین آیا یہ مہمان آئی ہین جواب دینا کیا ضرور ہی گانا موقوف ہوا بکاول نے آکر دسترخوان بچھایا دونون شاہزادیون نے ملکر خاصہ کھایا کھانا کھاتے مین کچھ طعن و تشنیع کے کلام رہے

بعد خاصے کے دونون صاحبون نے آرام فرمایا الماس جو پڑے پڑے گھبرائین پلنگ کاٹے کھاتا
ہی پلنگ درندہ معلوم ہوتا ہی آخر اسی بیتابی مین اُٹھین بآہستگی کوٹھے پر چلین اس اشتیاق مین
کہ اس ظالم کو ایک نگاہ دیکھ لون یون دل کو صبر دون ادھر قاسم کو بھی اشتیاق مین نیند نہ آئی
یہ بھی جوش مین اُٹھے ہین کہ چلکر جمال بیمثال ملکہ الماس دیکھون اُدھر سے قاسم آتے ہین ادھر سے
ملکہ الماس جاتی ہین دونون کی نگاہین اُٹھین قاسم نے دیکھا ایک حور پیکر سمنبر غنچہ دہن سرو قد
خورشید خد چہرہ رشک آفتاب روشن اندھیرے مین معلوم ہوتا ہی ماہتاب نکل آیا رعب
حسن وجمال سے تھرا کے گرے بیہوش ہوگئے الماس نے سرہانے بیٹھکر بوے زلف معنبر دماغ
مین پہونچائی قاسم کو ہوش آیا اضطرار مین سر قدمون پر رکھدیا کہا صاحب کوٹھے پر چلو چند
ساعت بیٹھے باتین کرین تمھارے تیر مژگان نے قلب زخمی کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ
ساتھ قاسم کے کوٹھے پر آئین قاسم کمرے مین گئے ملکہ صحن مین ٹھہر گئین قاسم نے کمرے مین آکر
فرمایا ملکہ عالم آئیے ملکہ حجاب سے آگے نہ بڑھین ملکہ زرین گیسو کشا کی جو آنکھ کھلی ملکہ الماس کا
پلنگ خالی پایا خواص کو آواز دی ایک چوبدارنی نے آنکھ کھولکر عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی
ملکہ اُٹھ بیٹھین کہا ارے دیکھ تو ہماری مہمان کہان ہین ایک خواص نے کہا واری مین دیکھ رہی تھی
گھبراکے اُٹھین کوٹھے پر تشریف لیگئین ہین ملکہ زرین غصے مین کہتی ہوئین کہ سبحان اللہ صلاح
نشد بلا شد گھر مین آکر ہمارے یہ گستاخی آج شہریار سے مین بہت لطف سے پوچھونگی کہ کیون
صاحب یہ کیا معرکہ ہی لونڈی کو رخصت کیجیے میرے مان باپ قتل ہوئے مین نے کیا کیا
جفائین اُٹھائین یہ جفا مجھسے نہ اُٹھینگی مین اپنی جان دیدونگی یہ کہتی ہوئی طرف کوٹھے
کے چلین قاسم نے جو آواز ملکہ زرین کی سُنی گھبراگئے ملکہ الماس سے کہا صاحب غضب ہوا
ملکہ جاگ اُٹھین ملکہ الماس نے چاہا مین اپنے کو کوٹھے سے گرادون جان دون بڑا غضب ہوا
بڑی ذلت ہماری ہوئی یہ خبر والد تک پہونچیگی کیا فرمائینگے یہ سوچ کے چاہا اپنے کو گرادون
قضائے کار دلبر جادو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اُسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ
کوٹھے پر کھڑی ہی متردد و متوحش کانپ رہی ہی تڑپکر گری ملکہ الماس کو اُٹھا لیگئی قاسم
حیران کھڑے تھے جانتے تھے اب ملکہ زرین کوٹھے پر آئینگی کہ قاسم کے کان مین آواز آئی اے
شہریار کنیز کو کوئی لیے جاتا ہی قاسم جھپٹ کر باہر آئے دیکھا ایک جادوگرنی ملکہ کو لیے جاتی ہی
آواز دی او ملعونہ کہان لیے جاتی ہی اُسنے جواب بھی نہ دیا قندیل فلک ہوئی قاسم بیقرار
کوٹھے سے اُترے ملکہ زرین نے پوچھا کیون شہریار کیا ہوا قاسم نے کہا ملکہ کوئی دختر
سلمان زرنگاری کو اُٹھا لیگیا ملکہ نے مسکرا کے کہا چاہ کندہ را چاہ درپیش اب جائیے اُنکو
ڈھونڈھیے آئی تھین مہمان کوٹھے پر کیون گئین قاسم نے کہا صاحب تمنے دیکھا نہین وہ اُٹھ کے
صحن قصر مین آئین کوئی جادوگرنی اُڑی ہوئی جاتی تھی ملکہ کو اُٹھا لیگئی سمک بلدا قی یہ خبر
سُنکے دوڑا ہوا محل مین آیا دیکھا قاسم رنجیدہ کھڑے ہین دعائین مانگ رہے ہین ملکہ زرین
قاسم پر غصہ کر رہی ہین سمک نے کہا ملکہ کیا ہی قاسم نے سب حال بیان کیا کہا اے سمک

غضب ہوا سمک نے کہا حضور نہ گھبرائین غلام ابھی پتہ لگاتا ہی شہزادۂ قاسم نے اشارے سے
کہا ای سمک بڑا غضب ہوا باپ سے اسکے مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی مگر دلیر جادو ملکہ کو لیے ہوئے
اپنے قلعے مین آئی ملکہ کو ایک قصر مین لا کے بٹھایا دست بستہ عرض کی حضور کا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہی یہ کیفیت دیکھکر ملکہ رونے لگین کہا ای ساحرہ تجھے میرے لانے سے کیا فائدہ
ہوا اسنے کہا حضور اصل یہ ہی کہ صحبت شہنشاہ نورافشان مین یہی ذکر ہین کہ طلسم کشا تلاش لوح
مین آتا ہی اسکے فرزندون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہی جو جسکو جہان پائے وہ مار ڈالے
مین نے جو آپکو دیکھا مین سمجھی کہ متعلقین طلسم کشا مین سے ہین مین اٹھا لائی ملکہ الماس نے جھلا کے
جواب دیا او نابینا نبیرۂ صاحبقران کمرے مین کھڑے تھے انکو نہ اٹھا لائی کہ ذرا انکو بھی سختی بھی
پڑتی دلیر جادو کو خیال آیا کہ یہ نازنین بہت حسین ہی اسکی تصویر اور عرضی اپنی خدمت مین شہنشاہ
نورافشان کی بھیجون یقین ہی کہ بہت پسند فرمائینگے دلیر جادو نے اسی وقت تصویر ملکہ الماس
کی کھنچوائی اور ایک عرضی بڑی شد و مد سے لکھی کہ ای شہنشاہ طلسم نورافشان معشوقۂ نبیرۂ
حمزہ کو لائی ہون حقیقت مین معشوق بےنظیر چہرہ رشک ماہ منیر اگر حکم ہو تو حاضر کرون شدید جادو
کہ کوکا اسکا ہی اسکو بلا کے کہا تو جلد جا اور دربار مین جا کے یہ نامہ شاہ کے ہاتھ مین دینا شدید
وہ عرضی لیکر چلا ادھر سے سمک بلداقی تلاش ملکہ مین چلا تھا صحرا مین پھرتے پھرتے ایک نخل
کے سائے مین ٹھہرا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھی ایک جادوگر گھبرایا ہوا جلدی جلدی جاتا ہی سمک
نے جلدی مین ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شدید آواز
سنتے ہی پلٹ پڑا کہا بھائی کیا کہتے ہو سمک نے کہا کہان جاتے ہو اس دھوپ مین اسقدر جلدی
اسنے کہا بھائی نوکری بری چیز ہی ہماری ملکۂ عالم نے حکم دیا ہی نامہ لیکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا
ہون اسوجہ سے بہت جلدی ہی سمک نے پوچھا کس بات کا نامہ ہی شدید نے کہا معشوقۂ نبیرۂ
حمزہ کو اٹھا کر ملکہ دلیر لائی ہین منظور ہی خدمت مین شاہ طلسم کی پیش کرین سمک نے قلعۂ
دلیر جادو کا نشان پوچھا اسنے سب بیان کر دیا سمک نے سب حال پوچھکر اسکو بیہوش کیا
ایک درۂ کوہ مین ڈال دیا نامہ اسکی کمر سے نکالا پیٹھ پر اس نامہ کے تحریر کیا کہ ای دلیر جادو
اس معشوق پریچہرہ کو لیکر ہمارے پاس جلد آؤ تمہارا مرتبہ اعلی کرینگے سمک طرف قلعۂ دلیر کے
چلا آ کے نامہ دیا دلیر نے جو پشت عرضی کو دیکھا خوش ہوگئی کہا ای شدید اسے کسطرح لیجاؤن
کہا حضور آج رات کو جلسہ آراستہ ہو اس نازنین کو سمجھا دیا جائے کہ خدمت شاہ مین جو جلسے
بہت لطف سے کلام کرے شدید نقلی نے کہا حضور ذرا کنارے چلین مین کچھ عرض کرونگا یہ
معشوقۂ نبیرۂ حمزہ ہی ضرور فساد برپا کریگی اسکو سمجھانا بیکار ہی حضور کنارے چلین تو مفصل
عرض کرون دلیر جادو اسکے ہمراہ کنارے آئی سمک نے باتین کرتے کرتے بیہوش کر کے
کنارے ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر باہر آیا چند جادوگرنیون کو قریب بلایا کہا صاحبو مین نے تو
قسم کھا چکی ہون جب مسلمانون سے مقابلہ ہوگا تب اپنا زور سحر دکھاؤنگی تم تخت کو اڑا کے
لیچلو چار جادوگرنیان اپنے پاس بٹھا لین ملکہ کو چپکے سے اپنا نام بتا دیا کہ منم سمک بلداقی

کہدیا حضور نہ گھبرائین آپکو خدمت شاہزادۂ خاور سیاہ مین لیے چلتا ہون یہ سنکر ملکہ خاموش ہو رہی سرنگون غم مفارقت سے کلیجہ خون سمک تو تخت اڑاتا ہوا چلا قضائے کار مصاحب سحر العجائب کا نیلگون جادو کسی کام کو اس صحرا مین آیا دیکھا ایک جادوگر درۂ کوہ مین بندھا ہوا پڑا ہی نیلگون نے اسکو اٹھایا شدید جادو گھبرا گیا نیلگون نے پوچھا ارے تو کون ہی کسنے تجھکو بیہوش کر کے ڈال دیا شدید رونے لگا کہا حضور ملکہ دلیر جادو نے مجھے نامہ و تصویر دی تھی خدمت شاہ طلسم مین جاتا تھا نامہ و تصویر کوئی لیگیا اور مجھکو بیہوش کر کے یہان ڈال گیا نیلگون نے سب حال پوچھا سنے سب کیفیت بیان کی نیلگون نے کہا یہ کام کسی عیار کا ہی اور سب جادوگر بھی اسکے آگئے اُسنے کہا جس عیار نے یہ کام کیا وہ اب قلعۂ دلیر جادو مین گیا ہو گا ملکہ کی فکر مین آیا تھا اب طرف قلعے کے چلنا چاہیے نیلگون جادو شدید جادو کو لیکر طرف قلعہ دلیر کے چلا تھا کہ سامنے سے تخت پیدا ہوا شدید نے کہا لو ملکۂ عالم آتی ہین نیلگون نے کہا ای شدید یہ تمھاری ملکہ نہین ہین یقین ہی کہ وہی عیار ہو سمک نے جو اُسی ساحر کو دیکھا ایک پہاڑ پر اُتر پڑا نیلگون نے پکار کے آواز دی کہ ای عیار مکار اب تیرا مکر و حیلہ نچلیگا بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کر دے تو جدہر چاہے چلا جا سمک نے چارون جادوگرنیون کو آمادہ کیا کہا صاحبو کیا غضب کی بات ہی ہم معشوقۂ شاہ کو لیے جاتے ہین اور نیلگون جادو ہمکو لینے آتا ہی جسطرح بن پڑے ہمکو بچاؤ یہ سنکر سب جادوگرنیان آمادہ ہو گئین نیلگون نے چاہا پہاڑ پر چڑھے چارون جادوگرنیون نے سحر کیا کئی ساحر نیلگون کے سر ٹکرا کے مرے جب تو نیلگون جھلایا پکار کے آواز دی او نالائقو تمھاری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہم پر سحر کرو یہ کہکر گولا سحر کا پھینکا اُس گولے نے سب کے ہاتھ پاؤن بیکار کیے نیلگون تیغہ پکڑ کے طرف پہاڑ کے چلا سمک کے بھی پاؤن زمین نے تھام لیے ملکہ الماس حیران حیران دیکھ رہی ہی کہ نیلگون جادو تیغہ پکڑے ہوے آتا ہی چہرے سے ملکہ کے گونہ رنگ اڑا گھبرا گیا جمال آفتاب مثال پر جو نیلگون کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا کہ ماہ تابان و مہر درخشان قلۂ کوہ پر چمک رہا ہی کلیجے پر ہاتھ رکھے ہوے یہ تو گھاٹیان طی کر رہا ہی ملکہ دعا کر رہی ہی نظم

خداست مظہر انوار و فالق الاصباح
برای مصلحت بندگان کند اصلاح
بخواہ ہرچہ طلب داری از خدای کریم
کہ از حجاب دل و جان و پردۂ ارواح
صلاح عالم ایجاد ہست زان مصلح
خداست مرہم داغ جگر خدا اجراح
خدا کند شکر از چوب نیشکر پیدا
بغیر مشورت انتظار استصلاح
بجو ربہ بخشش بدہ گنج سیم و زر ہندی

خداست کاشف اسرار و فاتح و فتاح
بشرق و غرب جہان مہر و مہ کند روشن
بصد نیاز و بصد عجز و زاری و الحاح
نجات کشتی نوح از بلای طوفان یافت
فلاح کار جہان ہست صرف آن فلاح
خدا بدیدۂ بے نور نور می بخشد
ز سنگ ذائقۂ شور و لذت املاح
خداست حاکم و محکوم آسمان و زمین
چو داد مالک مخزن بدست تو مفتاح

بہر معاملہ کان مصلح جہان خواہد
برای روز یکے بہر شب دگر مصباح
کہ از وجود دہد جلوہ حضرت موجود
وران جہاز چو گردید خود خدا ملاح
بحکم اوست ہمہ نیش و نوش در عالم
بشاہراہ ہدایت خدا نہد مصباح
بہ اختیار کند کار حضرت مختار
خداست حامد و ممدوح بندگان مداح

بیقرار ہو گئے جو ملکہ نے دعا کی

صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن شہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن پشت مرکب پر سوار تختی لوح محفوظ کی گلے مین پڑی ہوئی آستین عمر و رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے سمک کو جو امیہ نے دیکھا کہا ای شہریار غضب ہوا سمک بلیدا فی پہاڑ پر پھنسا ہی کوئی معشوقہ بھی ساتھ ہی یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا فوج کو اشارہ کیا کہ تم یہین ٹھہرو آپ گھوڑا بڑھا کے تنہا چلے للکارا او ہچیا کہان جاتا ہی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

بدیع الزمان تصنیف نو مصنف
بدیع الزمان یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در باختہ شد بجنگ
بدیع الزمان ابن صاحبقران

منم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز گرداب گشتہ چو جنگ آزما
لقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران
فراری شد آن کافر پر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان

نیلگون جادو نے جو پلٹکر دیکھا فوج تو سب ٹھہر گئی ایک شیر نر بصد کر و فر گھوڑا اڑاتے ہوئے آتا ہی نیلگون جوش مین اپنے کمال کے تیغۂ سحر کھینچکر دوڑا بدیع الزمان کے قریب پہونچا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا لوح محفوظ چمکی ہزار ہا شعلے شاہزادے پر گرے مگر شاہزادے کو گزند نہ پہونچی بدیع الزمان نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کے وار کیا کہ نیلگون جادو کے دو ٹکڑے ہوئے تخت سیاہ کا سناٹا ہوا اسکے ساتھ کے ساحر دوڑ پڑے سب ملکر سحر کرنے لگے بدیع الزمان تلوار کھینچکر اُن ساحرون پر جا پڑے تھوڑے عرصے مین سب کو قتل کیا کچھ ساحر جانور بنکر بھاگے شہزادے نے اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی اُمیہ سمک و ملکہ کو پہاڑ پر سے بُلا لایا ملکہ کو ایک خیمے مین داخل کیا کنیزین واسطے خدمت کے مقرر ہوئین تمام کیفیت سمک بلیدا فی نے بیان کی مگر آنا شہزادہ بدیع الزمان کا سمک کو بہت ناگوار ہوا جی مین کہتا ہی آقا کو بہت قلق ہو گا بدیع الزمان نے قاسم کا حال پوچھا سمک نے کل کیفیت بیان کی کہ کئی قلعے فتح کیے اُن ملعون پر حاکم مقرر کر دیے اب بفتح و فیروزی کوچ کیا چاہتے ہین طرف طلسم نور افشان انشاءاللہ آپکی دعا سے طلسم نور افشان شہزادۂ خاور سیاہ فتح کرینگے بدیع الزمان نے کہا بھئی خدا ایسا ہی کرے شب بھر سمک کو مہمان رکھا صبح کو ایک عمدہ محافہ منگایا اُسمین ملکہ کو سوار کیا چند سوار ساتھ کیے ہر چند سمک نے چاہا سوار ساتھ نہ لون بدیع الزمان نے نہ مانا کہا ای سمک ایسا نہو راہ مین کوئی اُفتاد پڑے مقدمۂ ناموس ہی سمک لاچار ہوا سوارون کو ساتھ لیکر چلا راہ مین سمک سے ملکہ نے پوچھا کیون سمک یہ کون صاحب ہین سمک نے کہا یہ عم نامدار ہین شاہزادۂ والا قدر کے اُنھین سے چشمک ہی یہ مدد کرنا شاہزادے کو ناگوار ہو گا کیا عجب ہی کہ وہ قصد کرین جا کر سیر و دن بیابان کرتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا شہزادۂ خاور سیاہ کنارے پر لشکر کے انتظار مین سمک کے ٹہل رہے ہین ملکہ کے باب کا عجب حال ہی قاسم نے دیکھا سمک پایۂ محافہ پر ہاتھ ڈالے ہوئے چند سوار بھی ساتھ ہین بڑھکر پوچھا ای سمک کیا معرکہ گذرا سمک نے چاہا چھپاؤن قاسم نے کہا ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو قسم دلانے سے سمک لاچار ہوا مفصل سب

حال بیان کیا یہ سنکر قاسم مثل بید کے کانپے کہا اونالائق تیری وجہ سے ہمپر احسان ہوا عمر ہماری گذر گئی اُنکی مدد کرتے کرتے آج تیری وجہ سے ہمکو خفت ہوئی دھوبی بچے کا احسان ہونا اب وہ جابجا ذکر کرینگے بارگاہ مین طعن وتشنیع کرینگے بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہوگا تمھارے نزدیک تو آسان ہی سلمان زرنگاری کو جو خبر پہونچی بیٹی سے حال پوچھا بیٹی نے کہا ای والد نامدار اصل تو یہ ہی کہ شاہزادہ والاقدر کے عیارنے بڑا کام کیا اگر یہ نہ پہونچتا ہمارا آپسے ملنا بہت دشوار تھا خدانے اپنا فضل شریک کیا ہم تو بہت ممنون ہوے سلمان زرنگاری نے ملکہ کو محل مین داخل کیا قاسم کو بڑا ملال ہوا سلمان زرنگاری محل مین آیا بیٹی سے کہا ای نور نظر میرا ارادہ ہی تجھین ساتھ شاہزادے کے منسوب کرون ملکہ دل مین تو خوش ہوگئین ظاہر مین عرض کی حضور کو اختیار ہی سلمان زرنگاری نے باہر نکل کر تصویر ملکہ کی خدمت مین شاہزادے کے پیش کی شاہزادہ خاور سیاہ نے بہ نگاہ محبت اُس تصویر کو دیکھا سلمان زرنگاری نے ترنج خوشبوئی سینے پر شہزادے کے لگایا قاسم نے کہا ای سلمان عقد شرعی ہو جائے ہم برسر راہ ہین جب پروردگار طلسم نور افشان فتح کرائیگا اُسوقت دیکھا جائیگا سلمان نے ایسا ہی کیا مگر شہزادہ قاسم کو بڑا ملال ہی حکم ہوا لشکر تیار کرو لمعان زنگی نے فوراً لشکر تیار کیا سب لشکر اپنے ہمراہ لیکر شہزادہ قاسم تعاقب مین بدیع الزمان کے چلے یہی منظور ہی کہ کسی مقام پر کشتی گیر کو مین سمجھادون کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہو قاسم تو فکر مین بدیع الزمان کی جاتے ہین کہ جس مقام پر چچا ملین تو چچا بنا کے چھوڑون کہ عمر بھر یاد کرین ایک سڑے ہوے جادوگر کو مارکے ہمپر احسان کیا ہم ایسا احسان کب مانتے ہین اگر خدا چاہے تو ایسا بدلہ کرین کہ عمر بھر یاد کرین کوئی لشکر والا اس رمز سے آگاہ نہین مگر قیماس خان خاوری نے لمعان زنگی سے کہا کہ آقا ہمارے فکر مین بدیع الزمان کی ہین دیکھیے چچا بھتیجے مین کیا گذرے بیشک فساد عظیم ہوگا لمعان کہتا ہی کسکی مجال ہی جو ہمارے آقاے نامدار سے آنکھ ملا سکے اب حال شہزادہ قاسم کا اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی کہ فکر شہزادہ بدیع مین جاتے ہین

دو کلمے داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کہ برا ے تلاش لوح زبانی جمشید حق پرست کی سنکر براے تلاش باغ ہیکلان بن قہار مین چلتے ہین اور پہونچکر باغ مین لوح کا ملنا اور پھر کھو جانا لوح کا اور امیر کا تباہ وپریشان ہونا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ای کلک سیاہ مست وطناز
مضمون ہو لاجواب تحریر
دے بادۂ خوشگوار ساقی
ہوتا ہی جگر کباب ساقی

ساقی نامہ کر ایک آغاز
ای ساقی گلبدن گل اندام
اب زند ہین بیقرار ساقی
دے بادہ کہ روح کو ہو طاقت

کر وصف شراب ناب تحریر
دے بھر کے مئے سرور کا جام
بے بادہ ہی اضطراب ساقی
اللہ رکھے تجھے سلامت

پوری ہو جو دل کی آرزو ہو
تو روے زمین کا بادشا ہو
بیٹھا ہون لگائے تاک جب ہی
مین دیر سے تجھکو تاکتا ہون
ہی حسن کی جسکے چار سو دھوم
ہر شب ہو وہی پری بغل مین
غارت گر ہوش ہی سراپا
شوخی چھل بل برنگ مستی
منھ جام شراب سے ملادون
کچھ دل کے ہین جو حوصلے نکالون
بو آئے شراب کی دہن سے

ساقی دنیا ہوا ور تو ہو
ہان پردے حجاب کے اُٹھادے
پہلو مین بٹھادے اُسکو لاکر
جو دسو نگہ رہا ہی جسکی بو مشک
کہتے ہین جسے رحیق مختوم
ہر گام پہ دل سے کام لون مین
عشوہ غمزہ ادا کرشما
آواز ملی ہی کب رسیلی
بوسے لب دخت رز کے لےلون
کیفیت مئے لالہ گون سوا ہو
مستی ٹپکے مرے سخن سے

ای پیر مغان ترا بھلا ہو
شکل بنت العنب دکھادے
اُس دختر رز کا آشنا ہون
جسکا ہی لقب خطاے ہو مشک
آرام کرون جو مین محل مین
بھر درد سے دل کو تھام لون مین
ہی فرق سے تا قدم پرستی
آنکھین پائی ہین کیا نشیلی
آغوش مین کھینچکر بٹھالون
مستی مین مساہی کا مزا ہو

چہرہ کشایان طلسم تحریر و تقریر و متولیان لوح حالات مرحلہ جات بلیظر اس داستان شوکت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر

سخن سنج و دانا ے این داستان ۞ چنین می نگارد زکلک بیان ۞

تحریر کر چکا ہون کہ جب صاحبقران نے جمشید کو مسلمان کیا اور اُسنے بیان کیا کہ لوح طلسم نور افشان باغ ہیکلان بن قہار مین ہی ظاہر مین تو حضور لشکر کشی کرین شب کو آپ داخلہ پشت باغ سے کیجیے وسط باغ مین نخل چنار ہی جب اُسکو کھودیے گا تو ایک صندوقچہ نکلیگا اُسمین لوح طلسم نور افشان ہی غلام نے یہ کیفیت زبانی سحر العجائب کی سنی ہی جب صاحبقران نے شاہزادہ جہانگیر کو زیر کیا لوح طلسم لیکر کوکب کو دی کوکب روشنضمیر نے اُس لوح کو پاس ہیکلان بن قہار کے رکھا ہیکلان نے آج تک کسی کو واقف نہین کیا دربار مین شاہان طلسم کے یہ ذکر نکلا تو غلام نے سنا یہ باتین سنکر صاحبقران چلے ہیکلان بن قہار کو یہ خبر پہونچی کہ بھائی ہمارا مسلمان ہوا فوراً اُسنے فرتوت جادو و برہوت جادو کو بلایا کہا لشکر صاحبقران مین چالیس سردار نامی و ساحران زبردست ہین تم جاکے اُن سب کو لاؤ فرتوت و برہوت روانہ ہوے ہیکلان نے یہ بھی کہدیا کہ چالیس سرداران کو قید کرکے لاؤ اور اُنکی صورت کے چالیس ساحر وہان چھوڑ آؤ کہ وہ اُسی شکل پر کل لشکر کو لیکر آئین اور سب کو گرفتار کرادین یہان وہ وقت ہی کہ ملک اخضر کو ہر لوپ و ملکہ زنار جادو و فیروزہ و آفتاب شعلہ مزاج و گلشن و ناہید وغیرہ اور غرساحرین بہرام وغیرہ ہین کہ ان سب کا ذکر کیا جائیگا لشکر کو لیے ہوے کوہ عجائب وغرائب پر فروکش ہین ملک اخضر کو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہین ملکہ آفتاب خبر دیتی ہین کہ کوہ ہفت جوش پر مقابلہ ہوگا وہان کے عجائب وغرائب سے خدا امیر با توقیر کو بچائے ملک اخضر بیٹھا ہی کہ دیکھا ایک زن نہایت حسین سامنے آکے ناچنے لگی کبھی اشعار گاتی ہی اخضر نے پوچھا اے نازنین تو کون ہی اگر کوئی مجھے رکھے تو رہیگی اُسنے عرض کی ہمارے پیر و مرشد ہمارے ساتھ ہین جنکی مین کنیز ہون اگر وہ کہین تو البتہ رہ سکتے ہین ورنہ کیونکر ممکن ہی آقا ارشاد فرمائے اور ہم وہ فعل نہ بجا لائین آپ بادشاہ

عالی جاہ مین آپکی خدمت مین رہنا باعث ہماری بہبودی کا ہوگا اگر آپکو منظور ہی تو ہمارے تاجر
صاحب کے پاس چلیے اُنسے تقریب کیجیے وہ ضرور ہمکو آپکے ساتھ کردینگے یا جو قیمت مانگین دیدیجیے
آپکی فصاحت و بلاغت دیکھکر ہمکو بھی ہوس ہوئی کہ آپکے پاس رہین مگر مجبور رہین کہ دوسرے کے
قبضے مین ہین ملک اخضر نے گانا سنا دل پر تاثیر ہو چکی ہی اکیلے اُس نازنین کے ساتھ چلے یہان
درۂ کوہ مین فرتوت و برہوت تاجر بنے بیٹھے ہین وہ نازنین لگا کر ملک اخضر کو لائی دست
بستہ عرض کی سوداگر صاحب عرصۂ دراز گذرا کہ ہم جو کچھ کماکے لاتے ہین آپکی خدمت مین حاضر
کرتے ہین یہ بادشاہ لشکر صاحبقران ہین اگر مناسب ہو ہمکو انکے ہاتھ فروخت کیجیے فرتوت و برہوت
سحر تو کر ہی رہے ہین اُٹھ کھڑے ہوے اخضر کی تعظیم کی اور کہا کہ آپنے ہمین سرفراز کیا جو حضور
دیدینگے ہم لیلینگے ہمنے لاکھون روپیہ دیکر انکو علم موسیقی سکھلوایا اسی امید پر کہ انکی بدولت جاہ پیے
پیدا کرین اخضر کو محویت تو ہو ہی چکی ہی انکی باتون پر ہان ہان کر رہا ہی فرتوت و برہوت نے
ایک جام شربت کا لبریز کر کے سامنے ملک اخضر کے پیش کیا کہا اسکو نوش فرمائیے موافق
اپنے طریقۂ مذہب کے اسکے ساتھ عقد کیجیے ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ اب اس سے توجہ کردی
چھوٹے آپکے ساتھ بہ عیش و راحت رہے اخضر نے جوش محبت مین اُس نازنین کے جام لیا
انجام سے آگاہ نہ تھا پیتے ہی بیہوش ہوا فرتوت و برہوت نے ملک اخضر کو تو قید کیا درۂ کوہ
مین رکھا اور ایک جادوگر اخضر کی صورت بنا کر روانہ کر دیا بصورت اخضر وہ ساحر بارگاہ اخضر
مین بیٹھا حکمرانی بطور اخضر کے کرنے لگا دوسرے دن ایک پری رقص کرتی ہوئی سامنے خیمۂ
آفتاب شعلہ مزاج کے آئی وہ غزل عاشقانہ گائی کہ آفتاب مبہوت ہوئی آفتاب کا چہرہ
زرد کہا اے نازنین تو یہ کیا پیشہ کرتی ہی ہم تجھکو اپنے مصاحبون مین درج کرین یہ سنکر وہ نازنین
رونے لگی اور کہا اے ملکۂ عالم مین ایک تاجر کی کنیز ہون جو کچھ دن بھر پیدا کرتی ہون اُسکی خدمت مین
حاضر کردیتی ہون وجہ معاش ہماری اُسی کے ساتھ ہی اگر آپ تشریف لیچلین ہمارے تاجر صاحب کو
کو راضی کرین تو ہمین آپسے کیا عذر ہی آفتاب شعلہ مزاج گھبرا گئی اُس نازنین کے ساتھ چلی درۂ
کوہ مین پہونچی فرتوت و برہوت سے ملاقات ہوئی ان دونون نے آفتاب کو بھی دم دیکے
جام پلایا بیہوش کر کے قید کر لیا ایک جادوگرنی مکار و عذار کو آفتاب کی شکل بنا کر بھیجدیا کہ اسکے
لشکر پر جاکے حکومت کرو جب حکم ہوگا لشکر لیکر آنا مصنف بے ہنر قمر بخدمت ناظرین عرض کرتا ہی کہ
اسی طریقے پر فرتوت و برہوت نے سب ساحران نامی لشکر کے پکڑ لیے بہرام و عبد الجبار و عبد القہار
و مقبل وفادار بھی گرفتار ہوے چالیس جادوگرون کو گرفتار کر کے یہ دونون بخدمت ہیکلان مین
حاضر ہوے حکم کیا انکو قید کرو فرتوت و برہوت نے عرض کی کہ تمام لشکر صاحبقران آپکے ساحرون
کے حکم مین ہی جب امیر لشکر کو طلب کرینگے وہی چالیسون جادوگر صاحبقران کو پکڑ لینگے قتل
کر ڈالینگے اُنکا کچھ زور نہ چلیگا ہیکلان نے کہا بقول شاعر مصرع صید را چون اجل آید بسوے
صیاد رود ۔ گرفت ؛ یہ نہ سمجھو کہ یہ باغ ماہ دولت کا ہی اور بھائی صاحب کی قضا دامنگیر ہی کہ مسلمان ہوکر
شریک صاحبقران ہوے وہی امیر کو اسطرف لاتے ہین اس طرح کے سامان کر کے بارگاہ مین آکر

بیٹھا اپنے سرداروں سے کہہ رہا ہے کہ یارو دیکھو شاہان طلسم نے بڑی غفلت کی جا کمان کو وہ عجائب و غرائب سے بھی کچھ نہ بن پڑا اہفت جوش بھی مارا گیا ساحر بڑی تعریف عیاروں کی کرتے ہیں عیار کیا عیاری کرینگے ابھی صاحبقران ہمارے مقابلے میں نہیں پہونچے اور ہمنے لشکر کو اپنے قبضے میں کر لیا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوئے ہیں لشکر سامنے تین لاکھ ساحروں کا فروکش ہے بخوف ہیکلان بن قہار بیٹھا ہے اپنی کوشش پر ناز مکار شعبدہ باز کہ صحرا سے گرد اُڑی ہیکلان بن قہار باہر نکل آیا آمد لشکر صاحبقران دیکھنے لگا اول اٹالہ بارگاہ کا پہونچا بعد اُسکے جمشید حق پرست و نرگس تاجدار و گلپاش باپ نرگس تاجدار کا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے نرگس وغیرہ ساتھ باپ نرگس کا تخت پر دو یا اڑھائی لاکھ فوج صاحبقران کے بھی ساتھ ہے ہر وقت یہی فکر ہے کہ لوح طلسم ملے تو طلسم باطن پر داخلہ کو ہن سحر العجائب و بصر الغرائب سے جنگ شروع ہو جب ملکہ سلما ئے گوہر پوش کا خیال آتا ہے قلب تھرا جاتا ہے فرماتے ہیں خواجہ نہیں معلوم سلما ئے گوہر پوش پر کیا گذر رہی عمرو کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں عمرو فرماتے ہیں ملکہ کیلا ئے عنبرین مو معشوق خوشخو نہیں معلوم کس حال میں ہوں کہتی ہونگی کہ خواجہ ہمسے دعوی محبت رکھتے تھے ہماری رہائی کو نہ آئے امیر فرماتے ہیں خواجہ کیا اپنا حال کہیں نظم

فکر سے میں نہیں خالی غم جاناں میں کبھی
کبھی زانو پہ مرا سر ہے گریباں میں کبھی

ناتوان ایسے ہیں ہم سایہ گلوں پر جو پڑے
نکہت گل سے نہ جنبش ہو گلستاں میں کبھی

ہے یہ ہیرے دل صد چاک سے نفرت اُسکو
شانہ کرتا نہیں وہ زلف پریشاں میں کبھی

قافلہ کیا کہ جرس کی بھی صدا دہشت سے
نہیں آتی مرے پُر ہول بیاباں میں کبھی

عالم آہوں کے شرار ونکا یہ ہے رونے کا
جسطرح اُڑتے ہیں جگنو شب باراں میں کبھی

ہم ہیں وہ وحشی عریاں کہ اگر قتل بھی ہوں
لہو اپنا لگے قاتل کے نہ داماں میں کبھی

فائدہ قرب تونگر سے تہی دستوں کو ہے
نظر آئے نہ گہر بحر مرجاں میں کبھی

راہ پائے ترے کوچے میں جو وہ آنے کی
نہ رکھے باد صبا پاؤں گلستاں میں کبھی

شوق قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال
لاشہ اپنا نہ رہے گور غریباں میں کبھی

کھدے اک روز کہ غیر آنے نہ پائے گھر میں
جنگ دیکھی نہ اگر ہو سگ درباں میں کبھی

یار آیا نہ نظر برسوں رہا میں گریاں
برق چمکی نہ مرے سامنے باراں میں کبھی

دن جدائی کا شب وصل سے رہتا ہے دراز
دخل ہوتا نہیں خورشید کا میزاں میں کبھی

سرد مہری یہ رہی شعلہ رخوں کی ناسخ
گرم پہلو نہوا فصل زمستاں میں کبھی

عمرو کا دل بھجا جاتا ہے ضبط کرکے عرض کرتا ہے ای شہر یار خدا انجام بخیر کرے ابھی بڑی بڑی جفائیں سرکار کو اُٹھانا ہیں کہ ہرکاروں نے عرض کی ای شہر یار وہ سامنے لشکر کے کنارے پر ہیکلان بن قہار ٹہل رہا ہے گرد اُسکے سب رفیق شفیق ہیں اور ایک امر اور یہ ہے کہ ہیکلان کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہے ایسا شخص ہے کہ بادشاہ طلسم نے اپنا دوست معتبر جانکر لوح طلسمی اسکے پاس رکھی ہے صاحبقران یہ سنکر اُسی مقام پر اُتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی سب بارگاہ میں آئے

اپنے مقام پر بیٹھے ہیکلان جو بیٹا اسنے کہا یارو دیکھا تمنے حمزہ مع لشکر آگیا آنے کا مزہ چکھین گے میرے
ہاتھ سے کہان جاتے ہین یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارے جو لشکر امیر کے
بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبر لیکر حاضر خدمت ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے
ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور ہیکلان بن قہار نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ
کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ رزمی پر چوب
پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صاحبقران جمشید سے صلاح کر رہے ہین
رات کو فرمایا اے برادر ریحان برائے تمہاری کیا راے ہی مین پشت باغ سے اندر باغ کے جاؤن
جمشید نے عرض کی اے شہریار مناسب تو یہی ہی خواجہ عمرو کو تو صاحبقران نے لشکر مین چھوڑا جب
زلف لیلاے شب طرے گذری صاحبقران نے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا تیغہ عقرب سلیمانی
کو بغل مین دبایا طرف صحرا کے تنہا صاحبقران چلے تمام راہ طی کرکے پشت باغ پر پہونچے قریب پہونچکے
دیکھا دیوار بہت بلند ہی صاحبقران نے خارستان کو جو طی کیا تمام جسم غربال ہوگیا لیکن برابر دیوار کے
کے پہونچے کمند ماری کسی محل مین جا کے کمند اٹکی ہوئی جست کرکے دیوار باغ پر آئے لیکن خواجہ عمرو
بھی لشکر سے چل نکلے اکیلے دل کو چین کہان شمع جمال صاحبقران پر پروانہ عمرو نے دور سے دیکھا
کہ صاحبقران دیوار پر چڑھے اور باغ مین کودے عمرو نے بھی برابر دیوار کے آکر جست کی
اپنے کو دیوار پر پہونچایا دیکھا صاحبقران چمنستان کو طے کرتے ہوے جاتے ہین عمرو بھی دیوار
سے کودا دبتا ہوا چلا امیر اُس نخل چنار کو تاکے ہوے جاتے ہین جب قریب نخل چنار پہونچے چھوٹی
خنجر کی کمر سے نکالی زمین کھودنے لگے مگر رنگ کیا ہی عمرو بنگاہ غور دیکھ رہا ہی ہر چند کہ وقت شب
ہی ہواے گرم چلی عمرو دعائین مانگ رہا ہی کہ اے پروردگار اے خالق لیل و نہار آقا کو لوح ملجائے
اگر صاحبقران نے لوح پائی فتاحی طلسم مین مصروف ہونگے کئی سال گذر چکے لڑتے ہوے آجتک
لوح طلسم نہین پائی کبھی پکار اُٹھتا ہی اے بانی بنائے عالم اے رب اکرم وقت مدد ہی تیری عنایت
سے یہ بلائے مبرم بھی رد ہی نظم

سائلم بر درگہ والا ے تو
اے شہنشاہ معلے الکن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش
بر مریض خود مسیحا کن کرم
مہر کن بر ذرہ اے ذرہ نواز
بادشاہ کار فرما کن کرم

بر من مسکین خدایا کن کرم
اندرین حالت کریما کن کرم
کن کرم اے صاحب جود و سخا
بر دعا گویان رحیما کن کرم
کن نظر بر حالت ما بیکسان
خود بہ بین قطرہ جو دریا کن کرم

کن کرم اے شاہ والا کن کرم
لطف کن اے بادشاہ دو جہان
فیض بخش دین و دنیا کن کرم
دہ دوا اے چارہ ساز درد دل
بر ہمہ اہل تمنا کن کرم
بندۂ ہندی غلام زار تست

عمرو تو دعائین مانگ رہا ہی یا تو جھونکا ہواے گرم کا چلا تھا یا
طائرون نے آشیانون سے نکالے چہکارین مارنے لگے بعضے اشعار عبرت آمیز پڑھتے تھے بعضے
کہتے تھے یارو غضب ہوا طلسم کشا آگیا چہار جانب سے گھیر لو طائر غل مچا رہے ہین عمرو گھبرا رہا ہی
جی مین کہہ رہا ہی کہ میرے آقا جلدی لوح پا جائین عمرو تو بیقرار ہی اور صاحبقران جلدی جلدی
زمین کھود رہے ہین ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوا جھک کے اُسنے امیر کو دیکھا

کئی ہاتھ زمین صاحبقران کھود چکے ہین جب خنجر مارتے ہین طبقہ زمین کا شق ہوتا ہی انگلیون سے قطرات خون ٹپک رہے ہین وہ طائر صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھکر دیوار باغ پر آیا پکار کے آواز دی ای ہیکلان بن قہار حفاظت لوح مین یہ غفلت ارے تجھکو کچھ خبر بھی ہی کہ کیا معرکہ گذرا طلسم کشا باغ پُر بہار مین آگیا قریب نخل چنار پہونچا زمین کھود رہا ہی ارے جلد آ و نگہبان کو اسقدر غافل ہونا مناسب نہین زرد رگ جادو طلایہ پر تھا زرد رگ دمرک طائر کی آواز سنکر ہوش تو اُڑے طرف ہیکلان کے بھاگے ہر چند سب نے منع کیا مگر ایک ائین سے بارگاہ کے اندر گھس گیا ہیکلان کا پانون پکڑ کے کھینچا وہ گھبرا کے اُٹھا زرد رگ نے حال جو کہا ہیکلان نے کہا یارو یہ پتہ کسنے بتایا اُسنے کہا جلد باہر نکلیے دیکھیے ہفت رنگ جادو غل مچا رہا ہی اور بھی ہزار ہا طائر غل مچا رہے ہین ہیکلان باہر آیا دیکھا دیوار باغ پر طائر ہفت رنگ غل مچا رہا ہی ہیکلان نے ایک چیخ ماری کہ یارو جلدی دوڑو چہار طرف سے ساحر چلے کل لشکر تیار ہوگیا ہفت رنگ نے جو دیکھا کہ صاحبقران زمین کھود چکے دیکھا ایک پختہ طاق بنا ہی اُسپر ایک صندوقچہ رکھا ہی غلاف مخمل کاشانی کا اُسپر چڑھا ہی کلید اُسمین لگی ہی صاحبقران نے صندوقچہ اُٹھایا ہیکلان تو بلوہ کیے ہوئے آتا ہی طائر ہفت رنگ نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے صندوقچہ نکالا ایک چیخ ماری کہ ای جانوران صحرائی کیا تم سب مر گئے امیر صندوقچہ لیکر سیدھے ہوئے ہین کہ ایک طرف سے ایک آہوے وحشی شاخون کو جنبش دیتا ہوا ایک طرف سے ایک کرگدن مست ایک طرف سے ایک فیل ایک طرف سے شیر ببر سات جانور سات قسم کے پیدا ہوئے جھپٹ جھپٹ کے صاحبقران پر حملہ کیے اب امیر کو واجب ہوا کہ انکے حربے روکون امیر نے صندوقچہ زمین پر رکھ دیا تیغہ عقرب سلیمانی نیام انتقام سے کھینچا شاخ آہو پر پھیلا شیر ببر پر قبضہ مارا کرگدن کو اوجھڑ سپر کی دی ہاتھی نے بھسونڈ امارا امیر نے بھسونڈا اسکا قلم کیا فیل نے زنفیل دی ایک چیخ ماری آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا وہ طائر تو سب بھاگے فیل کے بھسونڈے سے خون ٹپکتا ہوا غل مچا رہا ہی کہ یارو دوڑو اگر اسوقت غفلت کی بہت پچتاؤ گے وقت وہ ہی کہ فتاح طلسم تاریکی اعنی نیر اعظم بصد حشم لوح ضیا ہاتھ مین لیکر مرکب کہکشان فلک پر سوار میدان چرخ زبرجدی مین آیا فیل نے بڑھکر ٹکر ماری نخل چنار گرا صاحبقران پیچھے ہٹے بھسونڈا جو ہاتھی کا کٹا تھا اُس سے قطرات خون ٹپک رہے تھے جو قطرہ خون کا گرا طائر بنکر تیار ہوا ہزار ہا طائر بنگئے شور و غل کر رہے ہین ہیکلان اُدھر پہونچا کہ جدھر امیر مصروف جنگ تھے فیل پر امیر نے کئی ہاتھ مارے ایک دانت کٹ کے گرا جب ہاتھ مارا زخم کھاتا ہی مگر ہٹتا نہین گھسا پڑتا ہی ہیکلان نے وہین سے نعرہ کیا یا صاحبقران ہوشیار ہو جائیے ہیکلان نے ایک گولہ طرف آسمان کے مارا وہ گولہ پھٹا اُس گولے سے برق چمکی برق سے ایک طائر پیدا ہوا وہ طائر برابر عقاب کے تھا تڑپ کے گرا صندوقچہ منقار مین لیا اور بلند ہو چکا اور ہاتھی پر ہاتھ تلوار کا پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے عمرو نے تو سر پیٹ لیا صورت تبدیل کر کے جادوگرون مین ملگیا وہ سب سحر کر رہے ہین ہاتھی کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا اسقدر اندھیرا ہوا معلوم ہوتا تھا کہ پردۂ ظلمات ہی بلکہ تاریکی پردۂ ظلمات کی مات ہی اُس اندھیرے مین کوئی امیر کے حرز ہیکل پر ہاتھ ڈالتا ہی کچھ ہاتھ تلوار پر پڑ رہے ہین جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قصد تلوار چھین لینے کا ہی

اُس اندھیرے مین صاحبقران تلوار ہلا رہے ہین ایک اژدھا سامنے سے پیدا ہوا جب اُسنے منھ
سے قلابۂ آتشین چھوڑا تب کسی قدر روشنی ہوئی وہ اژدھا منھ پھیلا کر صاحبقران پر آیا قصد کیا کہ
صاحبقران کو نگل جاؤن ایک آواز کان مین آئی کہ یا صاحبقران خیر جو کچھ کیا بہتر کیا اس اژدہے
کے منھ مین پھاند پڑیے ورنہ جانبری بہت دشوار ہی اُس آواز سے ایک ہیبت نازل ہوئی صاحبقران
نے سر اُٹھا کے دیکھا ملکہ خورشید مثل ستارۂ سحری کے چمک جاتی ہی ہر مرتبہ یہی کہتی ہین کہ اپنے کو
دہن اژدر مین گرا دیجیے ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے آپ طلسم کشا ہین جرأت و لیاقت مین یکتا ہین
تقدیر ہماری یہ کہکر مثل ستارۂ سحری چمکین آسمان مین ڈوب گئین ہیکلان نے پکار کے کہا یارو یہ
کسنے آواز دی شاید طلسم کشا کا کوئی دوست تھا جبھی وہ اژدہا قریب آیا صاحبقران تو کل
بخدا کر کے دہن اژدر مین پھاند پڑے عمرو کے کان مین آواز آئی خواجہ دیر نہ کرو اگر ہمراہی
صاحبقران چاہتے ہو اپنے کو دہن اژدر مین گرا دو عمرو نے کہا پناہ بخدا ہم ساتھ رہنے سے
باز آئے چاہا کہ دیوار پھاند کے بھاگون کسی نے پنجہ کمر مین ڈال کر اُٹھا کے پھینکا خواجہ دہن اژدر
مین گرتے ہی بیہوش ہو گئے اہالیان لشکر صاحبقران جمشید وغیرہ جو فرو کش تھے اُنھون نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا کل لشکر کو تیار تو کیا ہی تھا کہ برائے مدد صاحبقران جائین ایک آواز کان
مین آئی یارو تمھارا اڑھنا مناسب نہین وہ صدائے ہیبت ناک تھی کہ جمشید حق پرست
نے کہا یارو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی نکل چلو یہ سنکر تمام لشکر نکل چلا ایک جانب قدم اُٹھائے
تھوڑی دور چلے تھے کہ وہ صحرا نابود ہو گیا دوسرے صحرا مین جا کر جمشید نے لشکر کو اُتارا لیکن عمرو
کو جو کسی نے دہن اژدر مین پھینکا ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا اب جو آنکھ کھلی دیکھا مین ایک
درخت کے نیچے کھڑا ہون خواجہ نے گھبرا کے جلدی سے گلیم اوڑھ لی حیران ہین کہ یہ کون صاحب
تھے جنھون نے مجھے دہن اژدر مین پھینک دیا اسی سوچ مین خواجہ کھڑے تھے کہ سامنے سے
دیکھا صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین لیکن بہت گھبرائے ہوئے چوکنا چار جانب دیکھتے
ہوئے عمرو نے گلیم اُتاری جھک کے سلام کیا کہا آقائے نامدار خیر تو ہی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ مین نے بڑی کد و کاوش کی اپنے ہاتھ سے زمین کھودی صندوقچہ نکلا تھا مگر ایسا معرکہ پڑا
سات جانورون نے مجھپر حملہ کیا ایک عقاب آسمان سے آیا وہ صندوقچے کو منقار مین اُٹھا لیگیا
اب مصنف مقدمۂ لوح تحریر کرتا ہی کہ جب صاحبقران باغ ہیکلان بن قہار مین داخل ہوئے
اور ہوائے گرم چلی اور طائرون نے آنکھین کھولین ایک طائر اُنمین سے اُڑ کے گیا خدمت
مین سحر العجائب کی پہونچا یہ پڑا ہوا سو رہا تھا طائر نے بالون پر منقار ماری سحر العجائب
نے آنکھ کھولی طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا اے شہنشاہ طلسم طلسم کشا نے باغ ہیکلان مین
داخلہ کیا اب لوح لیا چاہتا ہی سحر العجائب گھبرا کے اُٹھا ایک چیخ ماری آواز دی اے محافظان
طلسم جلد حاضر ہو ایک عقاب اُڑتا ہوا سامنے آیا کہا اے عقاب جلد باغ کی خبر لے وہ عقاب وقت
پر پہونچا یہان سے کچھ سحر العجائب نے بھی کیے بھائی اسکا مصر الغرائب بھی دوڑا ہوا آیا
دونون بھائیون نے ملکر دستکین دین تھوڑے ہی عرصے مین وہ عقاب صندوقچہ لیکر آیا جسو جہ مین

صاحبقران

صاحبقران کی نکاسی باغ سے ہوئی وہ حال بھی عرض کیا جائیگا جب صندوقچہ سحر العجائب نے اپنے ہاتھ مین لیا صبح تو ہو ہی چکی تھی سب وزیران سلطنت و مشیران انبہت حاضر ہوے سحر العجائب نے سب کیفیت بیان کی کہا کہ مین نے عقاب سحر کو اس لیے بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مع لوح لاو ہان کوئی درانداز موجود تھا کہ اُسنے حمزہ کو باغ سے نکال دیا خیر اور تدبیر ہو جاویگی مگر اب یہ بتاؤ کہ لوح کو کہان رکھون سب نے کہا ہیکلان بن قہار کے پاس بھیجدیجیے سحر العجائب نے کہا اب اُس مقام سے صاحبقران آگاہ ہو چکے اسوقت تو وہان سے چلے گئے جس رہبر نے وہان تک پہونچایا وہ پھر پہونچادیگا اب لوح کا اُس باغ مین جانا مناسب نہین ہیکلان بن قہار سے خوف بھی ہی اسکا بھائی مسلمان ہو چکا ایسا نہو وہ بھی طلسم کشا کی شراکت کرے لوح کا کسی اور مقام پر رہنا مناسب ہی دربار جمع ہی کئی سو شاہزادے و شاہان جلیل دربار مین حاضر ہین پکارکے سحر العجائب نے آواز دی کہ یاروتم مین کوئی ایسا ہی کہ لوح کو بحفاظت اپنے پاس رکھے کہ لوح کی حفاظت ہو ملکہ زمام ابلق سوار ایک ساحرہ نہایت سخت مزاج سیاہ رو تیرہ درون بڑے قد کی عورت بدصورت اُس مجمع سے اُٹھی کہا ای شہنشاہ اگر مناسب ہو تو لوح مجھے دیجیے اس طور سے لوح کو رکھون کہ اگر طلسم کشا سامنے آجائے ایک چیخ ماردون تو کلیجہ پھٹ جائے جو صاحب اُنکی حفاظت کرتے ہین اُنکا بھی پتہ لگاؤنگی ایک سحر مین سب کو شکست دونگی سحر العجائب و مصر الغرائب خوش ہو گئے کہا ای ملکہ زمام ابلق سوار ہمارے دل مین تھا کہ تمسے کہین مگر تمنے اسوقت ہمکو شاد کردیا خود ہی کہا اتنا سمجھ لینا کہ تمام اہالیان طلسم کی اس صندوقچے مین جان ہی اسی کی وجہ سے قوت ایمان ہی زمام نے کہا حضور نہ گھبرائین ایسے طور سے لوح رکھون اور وہ حفاظت کرون کہ پیک خیال بھی کسی کا نہ پہونچ سکے ساربان زادہ اور صاحبقران اور جو کوئی معین اُنکا ہی ان سب کو آپ مجھ سے لیجیے ڈیڑھ لاکھ کنیزین سحر العجائب نے ساتھ کین زمام تخت پر سوار ہوئی اسکا باغ صحراے زنگار رنگ مین کہ صیدگاہ غزالان اُسکا لقب ہی طرف اپنے باغ کے چلی اپنے باغ مین آئی ایک قصر معقول سحر سے بنایا مکان کچھ اصلی کچھ نقلی اُسمین صندوقچے کو رکھا سب جادوگرنیون کو حکم دیا کہ گرد اس قصر کے رہو ایک برج کہنہ تھا اُسمین خود آکے بیٹھی آٹھ پہر حفاظت لوح مین مصروف رہتی ہی انشاء اللہ ذکر اسکا وقت تحریر کیا جائیگا صاحبقران زمان نے جب عمرو سے ملاقات کی عمرو نے سب کیفیت سنی عرض کی ای شہریار اب لوح ایسے مقام پر جائیگی جہان پیک خیال بھی نہ پہونچ سکیگا امیر نے فرمایا خدا قادر و توانا ہی اگر ہم اس طلسم کے فتاح ہین تو رہبر کامل رہبری کریگا تا بہ لوح پہونچینگے امیر نے فرمایا خواجہ اب تم لشکر مین جاؤ سب ساحرون کو اسی صحرا مین لیکر آؤ پھر سامان لشکرکشی ہو پھر باغ ہیکلان بن قہار پر چلنا چاہیے عمرو نے عرض کی ای آقاے نامدار مولاے قدرشناس راہ ایسی خلاف ہی کہ تابہ لشکر پہونچنا دشوار ہوگا امیر نے فرمایا اب اس مقام پر رہبر کیونکر ممکن ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ خورشید برق وش نگر پریشان بیتاب و بیقرار خواجہ عمرو و صاحبقران کو جو ایک مقام پر دیکھا اُتر کے زمین پر آئین صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران خوش ہو گئے ملکہ نے عرض کی کیون شہریار بڑی مشقت بڑی حقیقت مین آپنے

بڑی مشقت اُٹھائی ہر مقام پر لونڈی بھی موجود تھی آپکی جرأت کو دیکھا کی ماشاءاللہ آپ ایسا شیر صولت کنیز کی نگاہ سے نہین گذرا کیا کیا کارہائے نمایان سرزد ہوے کسی مقام پر جرأت مین کمی نہین ہوئی مزاج مین برہمی نہین ہوئی نظم

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا — یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا
کیا شکر اللہ آب بقا پی گئے اُسے ہمنے — جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا
غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو — شرف ہی اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا
کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتا — وہ نادان ہی جسے خوف کراماً کاتبین آیا
اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے — فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا
جگہ بدبین نے کی پہلوے یار نیک طینت مین — آلہی خیر کیجو گرگ یوسف کے قرین آیا
بجا ہی عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا — دل اپنا نذر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا
دکھائے جوہر اپنے اُسنے فکر رنگین کے — مقر منکر ہوئے باطل گمانون کو یقین آیا
نہوگا حُسن کا تجھسا بھی عاشق کوئی دنیا مین — نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا
صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُسکو — زبان پر میری صدقے ہونے ماریاسمین آیا
نہ دیکھینگی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہی — غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا
کیا دجّال کو پیوند خاک اقبال ہدی نے — خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم حقیقت مین ہاتھ مین آکے لوح نکل گئی یہ آفت نہ تھی مجھے سات جانوران درندے نے چہار جانب سے گھیر لیا تھا اشتش و پیچ مین تھا کہ کیا کرون جب اُنہون نے حملے کیے روکنا پڑے ملکہ نے عرض کی اے شہریار حقیقت مین مین نے بڑی کوشش کی کہ اپنے کو وقت پر پہونچاؤن جو پیشانی مین لکھا ہی وہی پیش آنی ہی اگر چند ساعت اور قبل پہونچتی حضور صندوقچہ زمین پر نہ رکھتے اسم اعظم ورد زبان کرتے کسی کا مقدور نہ تھا یہ آپ تک نہ پہونچتا اب نہین معلوم کہ لوح کہان گئی اب حضور کے کل لشکر کا آنا واجب و لازم ہوا امیر نے فرمایا مین نے بھی خواجہ سے کہا تھا تم ہمارے لشکر مین جاؤ ملک احضر وغیرہ کو لاؤ انکو راہ بھٹکنے کا ڈر تھا ورنہ ابتک چلے گئے ہوتے ملکہ خورشید نے کہا خواجہ آپ چلیے مین رہبری کرونگی آپکو تابہ لشکر پہونچادونگی خواجہ آمادہ ہوے ملکہ خورشید نے کہا خبر لینا صاحبقران کی ضرور ہی آپ بائین پر جائین درۂ کوہ سیاہ ملیگا اُس درے مین داخلہ کیجیے لیکن خواجہ عرصہ گذر چکا ہی لشکر مین سمجھ کے جائیے گا میرا دل کھٹکتا ہی عمرو نے کہا سمجھا جائیگا خواجہ چلے کئی کوس کے بعد کوہ سیاہ ملا عمرو داخل ہوے اور درۂ کوہ کو طے کر گئے نکلے دیکھا سیدھا راستہ ہی کوئی دو کوس پر جاکے لشکر کی علامتین معلوم ہونے لگین یہان لشکر صاحبقران مین اُن چالیسون جادوگرون نے یعنے برہوت دمہوت کے مقرر کیے ہوے قیصر جادو و صفدر جادو و رہبر جادو وغیرہ ان چالیسون نے یہ کیا ہی کہ دو چار کو ایکے کسی کام کو بھیجتے ہین کہ صحراے خارستان مین شیر بھیڑیے کھا جائین کئی ہزار ملازمون کو یون تباہ کر چکے ہین عمرو ایک نخل کے سائے مین تھک کے بیٹھا سوچ رہا ہی کہ ملکہ خورشید برق وش نے یہ کیا کلمہ کہا تھا کہ اے خواجہ ذرا لشکر مین سمجھ کے جانا اس سوچ مین عمرو بیٹھا

کر دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک جادو اُڑا ہوا آتا ہی عمرو نے رنگ روغن عیاری
کا لگا کے ایک نازنین کی صورت بنائی پکار کے آواز دی میان جانے والے ہم راہ بھول گئے ہین ہمین راہ
بتادو اس ساحر کا نام اذفر جادو ہی اسنے دیکھا ایک عورت کمسن خوبصورت پکار رہی ہی جلد بلندی
سے اُتر آیا مسکرا کے پوچھا کیون صاحب کیا کہتی ہو عمرو نے کہا بھیا ہم راستہ بھول گئے ہین ہمکو راستہ
بتادو اذفر جادو نے کہا کیون صاحب کہان جاؤگی عمرو نے کہا نشیم آباد ایک گانون ہی کون خان
زمیندار حضیتین اُنکے نائب ہین مین اُنکی دائی ہون نانی میری جاتی تھین اُنہون نے انتقال کیا اب مین
جاکر اپنا رنگ جماؤن اُنکی جورو زہار انسا حاملہ ہی مین بھی جا کے بیٹھ جاؤنگی بچے کو ہاتھ ڈال کے
نکال لونگی مگر سنا ہی اُس بیبی کا لڑکا بڑے بڑے فیل لاتا ہی منھ نکال کے پوچھتا ہی اماّن مین آؤن تنکیب
لونگا تمھارے مُنھ مین بجا ہا لگاؤنگا بھول تو جمع کرو نیچے جھلکے بہار آئی ایسی ایسی باتین لونڈا کرتا ہی نانی جم
کیا کرتی تھین اُسنے کہا کیا تم وہین جاؤگی کہا ہان بھیا میرا ہاتھ پکڑ کے وہین پہونچادے ساحر خوش ہوگیا
کہ خوب معشوقہ ملی یہ کہکر پوچھا بھیا تم کہان جاؤگے جیسے ہمنے اپنا حال کہدیا ویسے ہی تم بھی اپنا حال بتادو
ساحر نے کہا ہمارے افسر اعلیٰ ہیکلان بن قہار ہین اُنہون نے مہبوت وبرہوت دو جادوگر بھیجے
تھے مہبوت وبرہوت نے چالیس سرداران مسلمانان جو کل دلاور ہین اُنکو پکڑ لیا اور گرفتار
کرکے لیگئے چالیس جادوگر ہمارے افسر اُن سب کا قیصر جادو کہ ملک اخضر بنا ہوا ہی چالیسون جادوگر لشکر
مسلمانان پر حکومت کر رہے ہین اب مین نامہ لیکر جاؤنگا مراد ہیکلان بن قہار کی یہ ہی کہ سب لشکر کو لیکر آؤ
یہان سب کو تباہ کیا اور باقی اب برباد کردیا جائیگا عمرو کے ہوش اُڑگئے کہ چالیس ساحرون نے لشکر اپنا
پر قبضہ کیا عمرو نے پوچھا وہ چالیسون افسر کہان ہین ساحر نے جواب دیا کہ برہوت ومہبوت کی قید
مین ہین قریب باغ ہیکلان ایک برج ہی کہ اُسکو برج شغال کہتے ہین اُسی مین چالیسون افسر قید ہین
عمرو نے سب حال سُنکے ایسی لگاؤ کی باتین کین ساحر خوش ہوگیا نازنین نے ہنس کے کہا میان کہین سے
ٹکے کا ٹھرا لاؤ ایک ایک جام ہین پھر راستہ چلین اذفر جادو دوڑا ہوا آگیا بھٹی سے شراب لایا خواجہ
نے اذفر کو پلا کے بیہوش کیا جھولی سے اسکی نامہ نکالا اسکو تو گوشے مین ڈال دیا عمرو بصورت اذفر
لشکر مین آیا دیکھا تو لشکر عجب تباہی مین ہی افسر نوکریان سخت لیتے ہین فوج کو رنج وملال دیتے ہین اُنکے ہلاک
کرنے پر آمادہ ہین عمرو بصورت اذفر تنہائی کے وقت پاس ہمصورت اخضر کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا کہا
اے ملک اخضر یہ نامہ مہبوت وبرہوت نے دیا ہی ہیکلان بن قہار کی طرف سے تاکید ہی کہ لشکر
مسلمانان لیکر چلے آؤ لوح ہمارے قبضے سے نکل گئی اب جلد آنا مناسب ہی ہمشبیہ اخضر نے کہا آج
رات کو جلسہ کرو سب کو شراب پلا کے بیہوش کرین سب کو قتل کرکے نکل چلین خواجہ عمرو نے اس بات کو
منظور کیا خواجہ کے خیال مین ہی کہ آج رات کو ان سب کو بیہوش کرون انکو قتل کرکے نکل جاؤن شب کو
بارگاہ ہشتامی مین سب سردار آکے بیٹھے اہالیان فوج سے کہلا بھیجا کہ آج جلسۂ عام ہی کل یہان سے
کوچ کرینگے سب کمیدان رسالدار آکے جمع ہوئے اخضر آکے مقام صدر پر بیٹھا اور سب سردار
دنگلون پر اور کرسیون پر خواجہ نے کہا اے ملک اخضر تمھین نہین معلوم مین نے فن علم موسیقی کو
خوب حاصل کیا یہ کہکر اذفر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے ساحرون کے متوجہ کرنے کو یہ اشعار شروع کیے غزل

فصلِ گل ہی لوٹیے کیفیت میخانہ آج — دولتِ ساقی سے مالامال ہی پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہی اپنا دلِ دیوانہ آج — داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
دولتِ دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج — گنجِ اُلگل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصلِ گل — عقلِ کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج
خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین — قیمتِ یوسف نہ تھی جو ہی ترا بیعانہ آج
وصل کی شب ہی اندھیرے کا ہی وعدہ یار سے — شمع کا ہونا نہین ممکن کہان پروانہ آج
نزع کی حالت ہی کوئی آشنا اپنا نہین — دیکھیے جسکو نظر آتا ہی وہ بیگانہ آج
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہی بزم مین — شمع اُڑ جاوے جو ہاتھ آوین پرِ پروانہ آج
امتیازِ خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین — ایکسان ہی آہوے مست و سگِ دیوانہ آج
جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین — ساتھ لیکر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج
مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب — دیکھتا ہون مین بھی ظرفِ شیشہ و پیمانہ آج
نقشِ آسیبِ پری ہی صورتِ زیبا تری — ہوش مین آتا ہی تجھکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پہ سو سو طرح — آئینہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج
میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھ کے نماز — کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند — بعدِ مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
مال ہی اپنا جو یوسف آگیا بازار مین — ہی زرِ قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج
چشمِ وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک — گرگ و یوسف سے برابر ہی ہمین یارانہ آج
خالِ مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون — قیمتِ خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر — شاہِ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

اب عمرو نے شراب سنگانی آکر رکھی تھی گلابیان عمرو نے اب آراستہ کین بیہوشی ملائی اب اس بات پر آمادہ ہوا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کرون تقاضائے کار وقت وہ ہی کہ ہیکلان بن قہار نے جب دیکھا کہ امیر غائب ہوے تمام صحرا اسنے چھانا لشکر تک صاحبقران کا پتہ نہ پایا حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ گذرا کہ لشکر بھی غائب ہوگیا صاحبقران کہان غائب ہوے اسی تردد مین اسنے مبہوت و برہوت کو بلایا کہا یارو تجویز تو کرو کہ حمزہ کہان گیا مین سوچا تھا کہ بعد نکلجانے لوح کے حمزہ کو پکڑ لینگے حمزہ تو مع لشکر غائب ہوا ان دونون ساحرون نے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی حمزہ کا مددگار ساتھ تھا شاید اُسی شخص نے حمزہ کو آگاہ کیا طرف صحراے ابر کیشم کے نکل گئے لشکر بھی وہین چلا گیا ہیکلان نے کہا اے مبہوت و برہوت کتنے لشکر حمزہ کے چالیس سردار قید کر لیے چالیس ساحر وہان اپنے چھوڑ دیے جس مددگار نے حمزہ کو بھگا دیا اور لشکر کو ہٹا دیا ایسا نہو کہ لشکر کو بھی بلاوے یا اس رمز سے آگاہ ہو جاوے تو بڑے غضب کی بات ہی دریافت کرنا مناسب ہی کہ وہان کیا رنگ ہی کچھ اوراق پریشان ہیکلان نے نکالے اُسے دیکھنے لگا سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا ساربان زادہ سب کو مارا چاہتا ہی اے برہوت وغیرہ جلد جاؤ دونون ساحر بدحواس ہوکے اُڑے جوش و خروش سے جاتے مین

یہان عمرو سب شراب اُٹھوا کر باہر نکلے ہین کہ اپنے افسران قدیم کو بھی اندر بلا لون عمرو دربارگاہ پر کھڑا ہی اپنے افسرون سے کہتا جاتا ہی کہ یارو اندر چلو یہی خیال مین ہی کہ انکے لگاؤ مین اُنکو ملاؤن اسی فکر مین کھڑا ہی افسرون کو بلا رہا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا عمرو نے دیکھا دو جادوگر آسمان پر اُڑتے ہوے جاتے ہین وہین سے دونون نے نعرہ کیا باش او ساربان زادے ہم تیری تلاش مین نکلے تھے اب بھاگ کے کہان جائیگا یہ کہتے ہوے وہ دونون تڑپ کے گرے خواجہ نے حسبت کی گلیم اوڑھ کے بھاگے مگر بدحواس کہ یہ کیا غضب ہوا بھاگ کر خواجہ نکل گئے ان دونون نے دیکھا تمام افسران فوج اسد جمع ہین ایسا نہو ہمارے جانے مین کوئی فتور ہو پلٹ چلو عمرو کو تو ہمنے بھگا دیا خواجہ بھاگ کے نکل گئے یہان لوگون نے اندر بارگاہ کے خبر دی کہ دو جادوگر آسمان پر آئے عمرو کو پکڑنے چلے خواجہ بھاگ گئے نہین معلوم وہ جادوگر کہان گئے اخضر نقلی نے کہا خیر خواجہ ملجائینگے کل کوچ کی تیاری کرو اب یہ سوچے کہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو سمجھ گیا ایسا نہو کچھ فتور برپا کرے خواجہ اس فکر مین بھاگے کہ مین جا کے صاحبقران کو خبر کرون کہ آقا غضب ہو گیا چالیس جادوگر لشکر مین افسر بنے ہوے بیٹھے ہین وہ صاحب اسم اعظم ہین سب کو مار لینگے یہ سوچ کر خواجہ چلے ہین خیال مین ہی کہ اپنے کو پاس صاحبقران کے پہونچاؤن عمرو بھاگا ہوا جاتا ہی قضا کا ایک مقام پر جو گذر ہوا سامنے دیکھا ایک باغ ہی اُسکے دروازے پر کرسیان بچھی ہوئی ہین ایک نازنین سب کی افسر اور چند کنیزین بیٹھی ہین عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر طرف اُس نازنین کے چلا اُس نازنین نے جو دیکھا پکار کے آواز دی اے کمیت جادو کہان سے آتے ہو عمرو سوچا کہ مین جو صورت بنا ہون یہ صورت کمیت جادو کی ہی دست بستہ عرض کی کہ اے ملکۂ عالم طلسم گشت باغ ہیکلان بن قہار سے غائب ہوا حکم ہوا ہی کہ تلاش کرو اسی تلاش مین نکلا تھا کہین پتہ نہین ملا ملکہ نے کہا اے کمیت ہمارے ساتھ چلنا آج ہم بھی برج شغال پر جائینگے ایک کنیز کی زبانی معلوم ہوا کہ اس نازنین کا سمران جادو نام ہی اور آشنا ہی برہنوت کی آج اُنہون نے لکھ بھیجا ہی کہ ملکہ ہمارے پاس آنا عمرو نے کہا اچھا ملکہ ہم بھی چلینگے اب عمرو سمران کے ساتھ باغ مین آیا دیکھا باغ نہایت آراستہ ہی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین نہرین جاری ہین باغ پر بہار طائرون کی پکار سمران باغ مین گئی بارہ دری مین جا کے بیٹھی عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر پھرنے لگے جب عیار طرار عالم گرد شہنشاہ زرین پوش گشت عالم سے فارغ ہوا اور قلعۂ مغرب مین جا کر داخل ہوا سمران نے بناؤ کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا ایک تخت بہت معقول آراستہ ہوا عمرو سب سے پہلے قریب آیا سمران نے کہا ابھی ہمنے کمیت جادو کو ٹھہرایا تھا وہ چلا گیا کہا واری باغ مین تو نہین ہی ملکہ کو خیال ہوا چلا گیا ہوگا سمران تخت پر سوار ہوئی خواجہ بھی اچک کے تخت پر بیٹھے تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ سمران سے باتین کر رہے ہین کہا واری مین نے آپ سے بیان نہین کیا کل مجھپر عجب معرکہ گذرا شب کو جو مین سوئی جبتک جاگتی رہی خیال مین تھا کہ افسوس اتنا سن ہمارا آیا مگر پیدا کرنے والون کو نہین دیکھا نہین معلوم خداوند کیسے ہونگے وہ تو خداوند ہین آٹھ پہر کچھ ہی کھاتے ہونگے وہ ایسی ویسی چیز کاہیکو کھاتے ہونگے بادشاہون سے بھی مرتبہ بڑھ کے ہی اس سوچ مین جو سوئی تو مین نے خواب مین سامری و جمشید کو دیکھا مجھسے فرمایا تجھے کہان ڈھونڈتے ہین آج سے تو گانے مین طاق ہوئی شہرہ آفاق ہوئی ناچنے کا بھی کمال تجھے دیا اور تجھکو شراب پلائینگی اسکی

سو برس عمر بڑھ جائیگی تو واری مین جب سے سوچ رہی ہون کہ آپکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن اُنکی عمر بڑھاؤن سمرن کہتی ہی کہ یہ تو تیرے واسطے بڑا کمال ہوا آج سامنے برہوت کے ذکر کرینگے بھلا ہمارے سامنے گاؤ تو یہ سنکر عمرو نے راہ مین گنگنا کے سامنے سمرن کے یہ چند اشعار گائے نظم

اٹھایا اُسنے بیڑا قتل کا کچھ دل مین ٹھانا ہی — چھپانا پان کا بھی خون بہانے کا بہانا ہی
زمانے مین زبان زد ہر بشر کی یہ فسانا ہی — مین یکتا عشق مین وہ حسن و خوبی مین یگانا ہی
جسے سب گور کہتے ہین وہ اپنا گنج عزلت ہی — اجل دنیا مین نا جنسون سے گویا منہ چھپانا ہی
اس آہ آتشین سے کام اب قاصد کا لیتے ہین — صنم کے گھر تلک یہ تار برقی بھیجتا نا ہی
خدا سے بھی معاذ اللہ مجھکو رشک ہوتا ہی — جو سنتا ہون کہ اُنکو بھی خدا کو منہ دکھانا ہی
براقِ حسن کو معراج ہی اُس جعد مشکین سے — گندھا ہو بافت زرین اور اُسپر تازیانا ہی
تلاطم خانہ برانداز مین گھر گھر بکتے ہین — کبھی بیت الحرم بیت الصنم اپنا ٹھکانا ہی
قریب ابرو کے ہی اُس آنکھ مین دنبالۂ سرمہ — لگایا شاخ مین آہو کے اور راگ شاخسانا ہی
جفائین سیکڑون اُس ترک ظالم کی سہین لیکن — وہ ابتک بھی یہ کہتا ہی کہ مجھکو آزمانا ہی
مرقع چین کا برہم کر دیا تصویر جانان نے — بت چین نے ادا انداز کو مانی نے مانا ہی
خضر سے پوچھتے ہین راہ ہم بھی کوے جانان کی — ارادہ حج بیت اللہ کا اب دل مین ٹھانا ہی
ہماری مرگ پر شادی عبث اغیار کرتے ہین — جہان سے رفتہ رفتہ ایک دن اُنکو بھی جانا ہی
وصالِ یار جنت ہی فراقِ یار دوزخ ہی — فقط بیم و رجا کے واسطے باقی بہانا ہی
ہم اُسکے وصل سے کسطرح ہاتھون کو نہ دھو بیٹھین — کبھی مہندی کبھی مسی لگانے کا بہانا ہی
عجب اللہ اکبر ہو گا اُسکے حسن کا عالم — قرینہ سکا ہی آئینہ شعاع مہر شانا ہی
نہین کم طائر سدرہ سے مرغ شوق کچھ اپنا — نشیمن دل ہی باغ جان مین اُسکا آشیانا ہی
مجھے اب بیٹھنے دیتے نہین غیر اُسکے کوچے مین — الٰہی جلد دنیا سے اُٹھا لے گر اُٹھانا ہی
ہمارے طائر جان کی تسلی کوئی کیا جانے — نشیمن عرش ہی اور لامکان پر آشیانا ہی
ڈبو دیتی ہی دولت مفت کی دنیا مین انسان کو — گیا قارون زمین مین بار غم سر پر خزانا ہی
خدا جانے اُنھین رعنا سے دل مین کیا کدورت ہی — ہمیشہ جب سنو غمزہ ہی حیلہ ہی بہانا ہی

عمرو نے یہ اشعار گائے کہ سمرن عمرو کی تسبیح پڑھنے لگی تعریفین کرتی ہی کہتی ہی کیون نرگس مجھپر خداوند نے نگاہ ڈالی تیرے خانۂ دل کو کمال کے خزانے سے بھر دیا خواجہ کہتے ہین ملکہ ابھی آپنے کیا دیکھا ہی یہ بات تو سچی نکلی یقین ہی میرے شراب پلانے سے عمر بھی بڑھے گی یہ رنگ جماتے ہوے خواجہ سامنے برج سنگال کے پہونچے پہلو مین اُس باغ کے ایک باغ بہشت آئین نئے تکلف سے آراستہ طائرون کی زمزمہ سرائی گلون کی رعنائی وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی مہبوت و برہوت دونون بھائی بیٹھے ہین مہبوت کی معشوقہ گلعذار جادو پہلو مین بیٹھی ہی جیسے ہی سمرن پہونچی برہوت بھی کھڑا ہو گیا کہا ملکۂ عالم بڑا عرصہ کیا کوئی اسقدر دیر لگاتا ہی ہم شام سے انتظار کر رہے ہین سمرن نے کہا اے برہوت آج ہمکو بڑا فخر حاصل ہوا ہماری کنیز نرگس اس انتظار دیدار مین سوئی کہ خداوند نے جمال جہان آرا دکھایا

سامری و جمشید خواب مین آئے علم موسیقی کا حاکم کر گئے اور یہ بھی فرما گئے کہ جو اسکے ہاتھ سے شراب پیے گا سو برس اُسکی عمر بڑھ جائیگی گانے کا تو امتحان ہو چکا مہبوت و برہوت نے کہا ہم بھی سنین خواجہ جلدی سے بیٹھ گئے کہا حضور اگر آپکو نہ سناؤنگی تو میرے کمال کی رونق کیونکر ہو گی سنیے سازندون نے ساز درست کیے خواجہ عمرو نے یہ غزل شروع کی غزل

ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید
گاہنک ہووین ہم کبھی مروے کے مال کے
رنج خمار اُٹھانے کی طاقت نہین مجھے
سنگر مقر ہوے ہین تمھارے کمال کے
شرمہ نہین ہوا ہی تجلی سے طور ہی
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے
افعی ہی زلف خال ہی افعی کی مردمک
سرمہ ہوے ہین پیسے ہوے تیری چال کے
معنی کے شوق مین یہ ہوا دل کو میل فکر
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے
آئینے سے کلام کو کیونکر کیا ہی صاف

زاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے
سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈال کے
شان و شکوہ نے ہمین برباد کر دیا
پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈال کے
اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
ہم بھی ہین سوختہ ترے برق جمال کے
اُس شمعرو کا واہ رے جسم گداز و صاف
عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف تمثال کے
اخوان دہر سے عجب اسکا نہ چاہیے
تصویر شعر بنگئے پُتلے خیال کے
شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو اے صنم
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

عاشق بزرگ لوگ ہین اس خورد سال کے
مضمون رفتگان ہی طبیعت کو اپنی تنگ
مثل حباب اُڑ گئے خیمہ نکال کے
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہاردہ
تودے لگائے خاک شہیدان کلال کے
شام شب فراق سے پہلے ہوے جو لوگ
اللہ نے بنایا ہی سانچے مین ڈھال کے
آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر انہین
یوسف کی فکر مین جو پھرین گرگ بال کے
سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
پنجے مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

یہ غزل اس رنگ مین عمرو نے گائی سب اہل محفل خوش ہو گئے مہبوت و برہوت کلیجہ پکڑے لیتے ہین ہر مرتبہ کہتے ہین اے نرگس جی چاہتا ہی تیری صورت دیکھا ہی کرون حقیقت مین تجھکو خداوند نے بڑا کمال دیا ایسا تو نے کمال دکھایا کہ دل بیقرار کر دیا نرگس نے عرض کی اے شہنشاہ جب خداوند نے مجھسے یہ فرمایا کہ ہمنے تجھکو یہ شرف عطا فرمایا کہ تو جس شخص کو اپنے ہاتھ سے شراب پلائیگی سو برس کی عمر بڑھ جائیگی مین نے تکرار کی یا خداوند بخشنے وعدہ فرمائیے تو فرمایا کہ ہم تو کئے ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کر چکے کہ تو جسکو شراب پلائے جسقدر تیرا جی چاہے اُسقدر اُسکی عمر بڑھ جائے کلید میخانے کی اب مجھکو مرحمت فرمائیے کہ مین شراب کو درست کرون سب آپکے ملازمون کو بھی دون مہبوت و برہوت نے کہا پہلے ہم لوگ پی لین پھر نوکرون کو شراب دیجائیگی نرگس نقلی نے کہا واہ ری یہی تو مشکل ہی کہ مجھسے خداوند نے یہ فرمایا تھا کہ کسی بندے کو کمتر نہ جانو سب کو برابر سمجھو قدرت کہتے ہین ہمنے سب کو پیدا کیا تم جو ہمارے بندون کو ذلیل جانتے ہو یہی باعث ہی کہ آفت تم لوگون پر آجاتی ہی کلید میخانے کی مہبوت نے دیدی کہا بی نرگس اب تمکو اختیار ہی جسطرح جی چاہے سب کو پلاؤ خواجہ نے آکر میخانہ کھولا پکار کے آواز دی یارو دوڑو جسکو اپنی عمر بڑھانا منظور ہو وہ شراب مجھسے لیجائے خبر تو پہلے ہی پہونچ چکی تھی اب جس ساحر نے آواز سنی وہ دوڑ اُتاولا ہوا کہ یہ بی نرگس کا فیض عام ہی بعضے کہتے ہین کہ ملا سمرن کی تسبیح پڑھو وہی تو اپنے ساتھ لیکر آئی نغمین کنٹر گلابیان قرابے تقسیم ہو رہے ہین سامنے برج شغال کے شراب چل رہی ہی آپس مین دست درازیان ہونے لگین کوئی ملبلا کے اُٹھا کسی نے کسی کو طمانچہ مارا کوئی لڑکھڑا کے گرا کوئی اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے بڑبڑا رہا ہی کوئی سرنگون ٹرا رہا ہی کوئی کہتا ہی اب مین جا کے بی نرگس کی آنکھین نکال لونگا کوئی کہتا ہی کیا تو اندھا ہی تیری آنکھون مین چربی چھائی ہی کوئی کہتا ہی

تم چار چشم ہو ایک کہتا ہی ادھر نہ دیکھو تم تو آنکھون مین کھائے جاتے ہو ایک کہتا ہی تم پردہائے چشم کے حساب بتاتے ہو یہان خواجہ نے شراب پلائی اور مبہوت اور برہوت نے جو یہ ہنگامہ دیکھا نرگس دیکھو تو یہ کیا ہو رہا ہی نرگس نے کہا داری عمر بڑھتی ہی رگون مین خون جوش مار رہا ہی اُسی کا جوش و خروش ہی دم بھر مین آپ دیکھین گے کہ ہر کس و ناکس بیہوش ہی عمرو نے بہ تعجیل پانوٴن مین گھنگرو باندھے اور گت ناچنا شروع کی ایسی گت ناچے کہ اہالیان محفل کی بُری گت کردی اشعار موافق مقام نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
جسکی جانب بتا کے ہسکی کی

وجد کرنے لگا تدرد ادا
جان اُسنے سسک سسک کردی

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

گت ناچ کے عمرو نے جام بلورین سر پر رکھا گاتے ہوئے ناچتے ہوئے ہر طرف پھرے کہ نرگس نے کیا کمال کیا جام بلورین سر پر تو ڑے لے رہی ہی ایک قطرہ شراب کا نہین گرتا سامنے مبہوت کے آکر سر جھکایا مبہوت نے خوشی مین آکر جام لیکر موتیون کا مالا گلے مین ڈال دیا دوسرا جام برہوت کو دیا اب تو دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب اہالیان محفل کو شراب پلائی محفل مین بھی دست درازیان ہونے لگین کوئی خود بخود ناک پکڑ کے غوطہ مارتا ہی کوئی اُٹھکر دوڑا عورتین ننگی بھاگی جاتی ہین تماشبینون کی بن پڑی رنڈیون کو گود مین لے بھاگے عمرو نے مسکرا کے کہا شہنشاہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ آپکی محفل بازار معلوم ہوتی ہی دونون جھلا کے اُٹھے پکار کے آواز دی اونالائقو کیا ہماری محفل کو بازار سمجھا ہی نرگس نقلی نے کہا لیناب کوئی دیکھے دونون جھلا کے چلے پانچ چار قدم بڑھے تھے کہ لڑکھڑا کے گرے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ تصنیف تو مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اُڑاتا ہون کفار کے مین تو جان
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم ہستم ستمگران
جھکاتا ہون گردن کو ہر دم کشو
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
کر آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرا امگر ہی گلشن قیل و قال
مرا افسر ذی حشم نامدار
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

کھینچ کر عمرو کا پر اکلا ہین دونون کی اتار لین ایک ایک بچہ جو عمرو نے مارا دونون کے سر کٹ گئے اندھیرا ہو گیا اب تو عمرو نے قتل کرنا شروع کیا وقت وہ ہی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی ہیکلان اپنے باغ مین بیٹھا ہی مصاحب گرد جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم طلسم کشا پر کیا گذری رفقا کہہ رہے ہین ہم پتہ لگائینگے صاحبقران کو ڈھونڈھ کر لائینگے مگر یہان عمرو نے جو اُنکو قتل کیا وہ برج گرا چالیسون جادوگر یا تو بیہوش پڑے تھے ملک اخضر وغیرہ کو بھی ہوش آیا گڑک گڑک کے اُٹھے کہتے تھے یارو یہ ہمپر کیا سانحہ گذرا کہ بیہوش پڑے تھے ملک اخضر یہ کہتے ہوئے نکلے کہ ہمین اتنا یاد ہی کہ ایک نازنین ہمکو بلا کے درہ کوہ مین لیگئی اُسنے جام شراب پلایا پھر ہمکو خبر نہین کہ ہمپر کیا گذری ملکہ آفتاب یہ کہکر اُٹھی کہ ہمارے ساتھ کسی نے مکر کیا ملکہ یاسمن گلگون پوش نے کہا کہ خداوند دگار لشکر اسلام کو سلامت رکھے خواجہ عمرو نے اُسکو مارا ہوگا جسنے ہمارے ساتھ یہ مکر کیا نازنے کہا اب سمجھ کے نکلو اتنا ہم سمجھائے دیتے ہین کہ معرکۂ عظیم پڑیگا یہ سرحد ہمکو تو باغ ہیکلان بن قہار کی معلوم ہوتی ہی اور تو وہان کیا ممکن تھا کچھ جنتین کچھ سنگریزے سب نے اُٹھا لیے سرحد برج سے یہ سب نکلا چاہتے ہین کہ ہیکلان بن قہار کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مبہوت و برہوت بود اسنے زانو پر ہاتھ مار کہا لو یارو ہم بیری لُٹ گئی وہ رفیق مارے گئے کہ جنکا کشتہ

ممکن نہین ہاے انگوسننے مار ایہ کہکر غل مچاتا ہوا باغ سے نکلا دیکھا برج ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا نخل صعر اجل رہے ہین زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز بلند اندر سے باغ سیاہ کے آوازین ہیبتناک آرہی ہین ہیکلان بلند ہوا اسپ ساحر اڑتے ہوے چلے یہان خواجہ نے اور سو دو سو ساحرون کو مار اکپڑے اتارنے مین مصروف ہین حبہ کا لاشہ جہان دیکھا لباس اتارنے لگے صاحبقران اسی نخل کے سایے مین بیٹھے ہین یہی انتظار ہی کہ خواجہ آلین اور لشکر بھی یہان پہونچے تو روانہ ہو جاوین کہ سامنے سے دیکھا ہزارون ساحر دوڑے ہوے جاتے ہین غل مچاتے ہین کہ عمرو کو پکڑلو صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی کھینچ کر چلے یہ آواز سنکر بیقرار ہو گئے کہ نہین معلوم خواجہ عمرو کہان ہین جو یہ سب بیچارے انکی فکر مین جلتے ہین یہان عمرو نے قتل کرتے کرتے دیکھا کہ آسمان سے جادوگر آتے ہین یہی غل مچاتے ہین کہ عمرو کو پکڑلو عمرو نے جلدی مین دو چار حقہ ہاے آتشبازی داغ کے مارے کہ ان وغبار زون سے دغا ایک حقۂ آتشبازی مار کے جست کرتا ہوا باہر نکلا جس ساحر نے اڑنے کا ارادہ کیا عمرو نے کسی پر حلقۂ کمند مارا اس زور و شور سے عمرو لڑ رہا ہی کہ کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا ہی ذکر کیا ہوا کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ عمرو کا نام لیتے ہوے ہزارون ساحران غدار دوڑے ہوے جاتے ہین اپنے رفیق کا نام سنکر صاحبقران اسوقت پہونچے کہ خواجہ ہزارون جادوگرون پر گرے ہین لڑائی ہو رہی ہی لیکن عمرو اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف

زتیغم فراری انوشیروان
بباز و شدہ فتح و نصرت نثار
بلرزند از خوف دیوان قاف
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب خنجر و تیغ و علم
چو زخمم بہ سنجان بیگیر گرا
لندر جون بجولانگہ قاف شد
سمندون بد بخت گشتہ شکار

امیر عرب حمزۂ نامور
کہ گنجاب ملعون گردہ فرار
جزا ئر بزرا ز عدل انصاف شد
کر از جنگ بیدین ذلیلان خوار

منم قاتل کافران جہان
چو دریا ختر جنگ شد آشکار
زدم دیو عفریت ادریصان
درانجا جو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کرکے تلوار کھینچی عمرو نے جو نعرۂ صاحبقران کی آواز سنی پکار کے آواز دی آقاے نامدار اپنے کو بچائیے قلب فوج مین نہ آئیے مین لڑ بھڑ کے نکلجاؤنگا یہ ہیکلان بن قہار کی فوج ہی حقیقت مین دریا کی موج ہی یہ ذکر تھا کہ آگ برسی دریاے قہار نے جوش مارا ہیکلان آگے پہونچا عمرو تو گلیم اوڑھ کے کنارے ہوا مگر صاحبقران کے واسطے بیقرار ہی گلیم اوڑھے ہوے دیکھ رہا ہی دعائین مانگ رہا ہی ای مالک حقیقی ای رب تحقیقی میرے آقاے نامدار کو اس بلوے سے بچالے ہیکلان نے آگ برسائی دریاے آب جوش مارنے لگا ساحران فوج کو بھی للکار رہا ہی کہ حمزہ کو گھیر کے مار لو اب اسکا کون بچانے والا ہی عمرو نے جو یہ بلوہ دیکھا بے اختیار ہو کے پکار اٹھا نظم

کی نہان مانند دل داغ نہان مستغیث
زانکہ سبت از شرح مستغنی بیان مستغیث
خانۂ اہل مصیبت وار رنج و آفت است
زین نشانہا میشود ظاہر نشان مستغیث
بشنو دیا گوش رغبت داستان جیستکا
آستان معدلت دار الامان مستغیث

زانکہ گوید راز چشم خون فشان مستغیث
آید اندر گوش ہر کس نالہاے داد خواہ
مسکن درد و الم باشد مکان مستغیث
ہر زمان ہر ساعت و ہر وقت ہر دم روز و شب
واقف حال درون راز دان مستغیث
ہند یا بردر گہ فرمان دہ کون و مکان

کی شود در گفتگو یا زبان مستغیث
میرود بر آسمان آہ و فغان مستغیث
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر و درد جگر
رو نماید صدمۂ تازہ بجان مستغیث
باب انصاف است یا طالب انصاف را
نالہ و فریاد و زاری کن بسان مستغیث

صاحبقران پر ہجوم عالم انبوہ خلائق ہی عمرو دیکھ رہا ہی ہیکلان بن قہار پکار رہا ہی کہ یارو طلسم کشا کو
گرفتار کر لو اسقدر انعام ملیگا کہ دولت دنیا سے نہال ہو جاؤ گے چہار جانب سے یہی غلغلہ ہی کہ جسنے
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا مالامال ہو جاویگا چہار جانب سے جادوگر بلوہ کر کے آتے ہین صاحبقران شیر بیشۂ
جرأت و یکہ تاز میدان جلالت شیرانہ نہنگانہ لڑ رہے ہین جب غول ساحرون کا جمع ہو کر آیا صاحبقران
اُس غول کو منتشر کر دیتے ہین جب مارا افسر کو تاک کر قتل کیا رسالون کو بے افسر کر دیا ایک طور پر
لڑ رہے ہین مگر جنگ سے عاجز ہو گئے ہیکلان نے سحر کیے صاحبقران پر تاثیر نہوئی امیر بہ آواز
بلند اسم اعظم پڑھ رہے ہین ہیکلان نے فوج کو پھر حکم دیا تیر و شمشیر و نیزہ سے جنگ کر دبلوہ کر کے
طلسم کشا کو گرفتار کر لو تمام جادوگر کمندین اور زنجیرین اور رسیان لیکر بڑھے اب عمرو بیقرار ہوا کہ یکایک
برج سے کڑکڑاہٹ کی آواز آئی ایک برق کڑک کے گری کہ کئی ہزار ساحرون کے سر اڑ گئے نیزون
مین قوت نہ باقی رہی خنجر بیدم جرأت حمزۂ صاحبقران محکم چیر کر گرے اُسکو قتل کیا یا تو برق چمک رہے
گر رہی تھی اب جو دیکھا تو ملک اخضر سبز پوش و آفتاب شعلہ مزاج و زنار جادو وغیرہ چالیس جادوگر
نامی گرامی ایک طرف سے بہرام و مقبل و عبد الجبار و عبد القہار تلوارین کھینچے ہوئے آگے گر رہے
امیر حیران ہین کہ یہ افسر کیونکر یہان پہونچے نہین معلوم فوج پر کیا گذری لیکن اخضر وغیرہ نے گرتے ہی
سینے سپر کر دیے لاشہاے کفار سے میدان کارزار بھر دیے اخضر لڑتا بھڑتا قریب صاحبقران
کے پہونچا امیر نے جو اتنی مہلت پائی ایک سوار کو مار کے گھوڑا لیا مرکب معقول تھا طرارے بھرنے
لگا اخضر نے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُس ہنگامۂ جنگ مین پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر پہونچے فوج
کہان ہی عرض کی مبہوت و مدہوت ہمکو قید کر کے لائے تھے خواجہ نے اُنکو مارا برج شغال
کرا تب رہائی پائی اسوقت آ کے جنگ مین شریک ہوئے دیکھیے غیر ساحر سردار بھی آپکے موجود ہین
نہین معلوم لشکر پر آپکے کیا گذری یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہ چالیسون جادوگر بشکل اخضر وغیرہ
لشکر خستہ و شکستہ راہ مین ان بیچاؤن نے صحراے خارستان مین ہزارون کو تباہ کیا اسوقت آ کے پہونچے
اب دیکھا کہ مغلوبہ ہو رہی ہی اُن چالیسون نے قصد کیا کہ لشکر صاحبقران پر جا پڑین اخضر و آفتاب
نے اپنی صورتین دکھائین اور پکار کے فوج کو آواز دی ان چالیسون کو مار لو ہم تمھارے افسر ہین یہ
چالیسون مکار شعبدہ باز ہین ہماری صورت بنکر تم سب کو تباہ کیا اب یہ نہ بچنے پاوین لشکر والے
حیران کہ ہم کسکو قتل کرین اپنے اپنے ہمشبیہ پر جا پڑے زنار نے اپنے ہمشبیہ کو مارا آفتاب نے اپنے
ہمصورت کو جلایا ملک اخضر نے ایک باغ بنایا اُسمین کئی ہزار ساحرون کو قید کیا بہرام اپنے ہمشبیہ پر
چلے تھے اُسنے سحر کیا بہرام کے پاؤن زمین نے تھام لیے ملکہ فیروزہ کی نگاہ پڑی کہ بہرام اصلی کو بہرام
نقلی نے سحر سے بیکار کیا فیروزہ نے بڑھکر گولہ مارا اُسکے سینے کو توڑ کے پار گذرا مقبل کے ہمشبیہ کو
زنار نے بڑھکر لڑکا ایک سحر مین واصل جہنم کیا یہ چالیسون ساحر جو مرے انکے مرنے کی آوازین کان مین
ہیکلان بن قہار کے آئین یہان سب ساحران زبردست و رازدار ان طلسم ملک اخضر بادشاہ طلسم موجود
زمین ہلا دی دریا سحر کے خشک کیے آگ برسائی اخضر لڑتا بھڑتا ہیکلان پر جا پڑا ہیکلان نے للکارا او
اخضر اس طلسم والے کسی ملک کے ساحر سے نہین دبتے ہیکلان سنے وہ سحر کیا کہ برق چمک کر سر پر اخضر کے گری

سر احضر کا زخمی ہوا زنار جاثرین زنار نے مقابلہ کیا آفتاب شعلہ مزاج نے بھی جا کے مقابلہ کیا اب زنار رو آفتاب شعلہ مزاج نے ہیکلان بن قہارہ کو گھیرا ہی آگ برس رہی ہی کسی ساحر کی مجال نہین ہی کر اُس مقام پر ٹھہر سکے کہ فیروزہ جاثرین تینون ساحرون نے جو ملکہ ہیکلان بن قہارہ پر سحر کیا ہیکلان نے زنار کے سحر کا جواب دیا تھا کہ آفتاب شعلہ مزاج گر کے گرین سر اسکا زخمی کیا ہیکلان نے زخمی ہو کے اپنے ساتھ والون کو آواز دی یارو ان جادوگرنیون کو لینا یہ سنتے ہی سب جادوگرون نے بلوہ کیا زنار نے پکار کے آواز دی او بحیا اس بلوے پر تجھے بڑا ناز ہی انکا قتل کرنا کیا مشکل ہی ہر ایک ساحر اُنین جاہل ہی یہ سنتے ہی ملکہ آفتاب جمکین کئی ہزار ساحرون کو جلا دیا زنار نے جنیوا اپنے گلے سے اُتارا جنیو کو جنبش جو دی کئی ہزار ساحران غدار کے سر کٹکر اُس رشتے مین بندھ گئے فیروزہ فیروزہ پوش نے ابر فیروزئی گرایا ملکہ ناہید نے اپنے سحر کے ستارے گرائے جسپر ستارہ گرا دہ جلکر خاک ہوا بہرام و مقبل وغیرہ ساحرون کے قریب تو نہین جاتے دور سے تیر اندازی کر رہے ہین ہزار ہا خطا شعارون کو داصل جہنم کیا چہار سمت تیرون کی بوچھار کچھ گوشون مین چھپتے ہین بعضے چلا چلا کے بھاگتے ہین صاحبقران دوڑتے بھڑتے تیغۂ عقرب چمکاتے ہوے اُس مقام پر پہونچے کہ ہیکلان بن قہار کا سر زخمی کھڑا ہوا زخم سر کو باندھ رہا ہی امیر کی جو دور سے اُسپر نگاہ پڑی للکار کے آواز دی او ملعون خبردار وہین کھڑا رہ آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف نعرہ کر کے ہیکلان پر جا پڑے ہیکلان نے آگ برسا دی دور سے یہ جو آفتاب نے دیکھا کہ امیر پر آگ برس رہی ہی جھپٹ کے آگ کو رد کیا ہوا ٹھنڈی چلی زنار نے اپنا کمال دکھایا فیروزہ نے ابر فیروزئی گرایا طائرون نے زمزمہ سرائی کی منقارین کھول کر اہالیان لشکر ہیکلان کو یہ غزل بہ الحان داؤدی سنانا شروع کی

غزل

مین نگاہون مین بہار زلف جانان ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہو گیا

تھا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہو گیا
ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہو گیا

نار سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی
مین تو اپنے جیتے جی گور غریبان ہو گیا

طعنۂ کم ہمتی اُٹھے نہ میرے اشک سے
گو کہ قطرہ تھا مگر شرما کے طوفان ہو گیا

تھا مین طفلی سے بغل پروردۂ بے رونقی
صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہو گیا

رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجھکو نیم ذبح
خط خنجر میری گردن کو گریبان ہو گیا

طول عمر درد فرقت کا نہ پوچھو مجھسے حال
اسقدر دل مین رہا میرے کہ ارمان ہو گیا

جو یہان تشریف لائے پھر نہ پائے مخلصی
دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہو گیا

عشق مین رنگ دورنگی عمر بھر دیکھا کیے
ہاے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہو گیا

شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری
قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہو گیا

زیر دستون کو زبردستون سے کچھ چارا نہین
درد فرقت جبر سے سینے مین مہمان ہو گیا

ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون
کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہو گیا

اشک خونی شل گل رہتے ہین اسمین ہر گھڑی
اب تو دامن بھی مرا جیب گلستان ہو گیا

ساغر مے بنتے ہی دو صورتین پیدا ہوئین
زاہدون کی توبہ مین زندون کا ایمان ہو گیا

نازنینان مہ جبین نے جو اس سحر کو ملاحظہ کیا سب کو یہی حوصلہ ہوا کہ ہم بھی ایسا ہی سحر کرین ہزار دو ہزار ساحر
ناامیدئے مارے ہر نازنین نے اسی طرح کے سحر کیے کوئی گریبان چاک کرتا ہی کوئی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کوئی
کہتا ہی دشت نجد کہان ہی کوئی گھبرا کے کہتا ہی مزار شیرین کدھر ہی کوئی کہتا ہی اپنے تن پر بار سر ہی کوئی غل مچاتا ہی
کسی کو ربط کسی کو ضبط کسی کو خبط دس بارہ ہزار ساحر چیختے پھرتے ہین کوئی ملکہ زنار کو پکارتا ہی کوئی روے
آفتاب دیکھکر ذرہ ہوتا ہی کوئی غم معشوق مین گرد برد ہوتا ہی کوئی سر جھکائے بیٹھا رو رہا ہی کوئی آنسوؤن سے
اپنا چہرہ دھو رہا ہی کوئی کہتا ہی میری فصد کھولو اور پھر آپ ہی یہ بھی کہتا ہی میری فصد نہ کھولو شعر فصد مین کیا
بدن سے نکلیگا ✿ خون تو خون مجھ مین دم بھی نہین ✿ عجب ہنگامہ اُسوقت برپا تھا امیر با توقیر نے تو
ہیکلان بن قہار کو ٹوکا ہیکلان نے دیکھا جتنے ساحر طلسم کشا کے ساتھ آئے ہین سب نے میرے لشکر
کو دیوانہ کر دیا کوئی اپنے ہوش مین نہین ہی دریا سحر کے بجھا دیے اگر کسی ساحر نے سحر کیا زنار وغیرہ نے مثادیا
سب سے زیادہ کد و کوشش ملکہ آفتاب نے کی ہی جس پرے مین گھس پڑی بڑے بڑے ساحرون کو مار ڈالا
ہیکلان گھبرایا ہوا بھاگا جاتا ہی صاحبقران نے ٹوکا ای ہیکلان بن قہار کہان جاتا ہی یہ سنتے ہی ہیکلان پلٹا
تلوار امیر پر کھینچ ماری ہزارون تلوارین صاحبقران پر گرین امیر نے اسم اعظم پڑھا سب تلوارین ٹوٹ کر زمین
پر گرین امیر قریب پہونچے اُسنے خنجر پھینک مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے اُسکو بھی دفع کیا جبتک امیر قریب
ہیکلان کے پہونچے اسنے کئی سحر کیے امیر نے قریب پہونچ کر تیغہ برقتاب چمکایا جب ہیکلان نے دیکھا کہ اب کچھ
بن نہین پڑتا ہی اور طلسم کشا قریب آ گیا اسنے اسم سحر پڑھکے تیغہ مارا امیر نے وار اسکا تیغہ عقرب پر روکا گھڑی بھر
کامل تلوار چلی اسنے امیر کو سنبھلنا مشکل کر دیا امیر نے للکار کے کہا او نامرد شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش
کن ✿ ہمہ شادیہا از دل فراموش کن ✿ یہ کہکر اُچھا دے سے ہاتھ نکالا اس کن سے ہاتھ مارا کہ ہیکلان کے
دو ٹکڑے ہوے ہیکلان کا مرنا کہ ایک ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ہیکلان بن قہار بود ناظرین
پر واضح ہو کہ جسقدر افسران طلسم ہین سب کی تصویر دربار مین شاہان طلسم کے آراستہ ہین یہان ہیکلان مرا وہان
اسکی تصویر مین آگ لگ گئی سحر العجائب نے کہا یارو ہیکلان مارا گیا پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا کہا یارو
بدعت طلسم کشا کی بڑھتی جاتی ہی ہم سمجھے تھے کہ چالیس سردار جو جو طلسم کشا کے شریک ہوے ہمنے اُنکو قید کر لیا اب
مردنہ پہونچیگی مگر اب وہ بھی شریک جنگ ہوے ہونگے مبہوت و برہوت نے بڑا کام کیا تھا یہ چالاکی
اُنکی پیغام موت تھا اب راہ زمام ابلق سوار کے باغ کی کھل گئی کوئی ایسا ہی کہ اپنے کر وہان جلد پہونچائے
طلسم کشا کو روکے تا بہ زمام نہ جانے دے شبرنگ برق رو ایک ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی کہا لونڈی
جاکے انتظام کریگی اسی جنگ مین طلسم کشا کا بھی خاتمہ کر دونگی سحر العجائب نے بہت بھاری خلعت اسکو دیا
اور کہا اگر تو نے جاکر اپنا رنگ جمایا اور طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہم تجھکو وزیر طلسم کرینگے اسنے کہا ایسا ہی
ہوگا شبرنگ برق رو تین لاکھ ساحر لے کر چلی یہان ہنگامہ گیر و دار بلند ہی تلوار بڑے زور و شور سے چل
رہی ہی آب شمشیر کی طغیانی ساحرون کی پریشانی سب بھاگنے پر آمادہ ہین سحر ملک اخضر وغیرہ سے لاچار اتنا بڑا امام
مارا گیا کوئی روکنے والا نہین سب بھاگ نکلے بعضے فریاد کر رہے ہین بعضے پکارتے ہین ای طلسم کشا بچا لے ہم سب کو
امان دے یکایک آسمان پر ایک لکہ ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پیدا ہوا شبرنگ برق رو مع تین لاکھ ساحرون
کے آکے پہونچی آتے ہی اسنے اشارہ کیا سب ساحر پلٹکر پھر لڑنے لگے شبرنگ کد و کاوش کر رہی ہی

اسنے بھی کئی سحر صاحبقران پر کیے جب تاثیر نہوئی تو گھبرائی مقبل کو اسنے دیکھا بارہ ہزار تیراندازون سے تیرزنی
کی بوچھار کر رہا ہی جب بارہ ہزار تیراندازون نے تیر مارے بہت سے ساحر مر کے گرے شبرنگ نے بڑھکر بہرامیان
مقبل پر سحر کیا بہت سے تیرانداز گرے اسنے ساحرون کو اشارہ کیا انکو مار لو ملکہ آفتاب نے دور سے دیکھا
کہ شبرنگ کے سحر نے مقبل کے تیراندازون کو بیکار کر دیا پکار کے آواز دی بی شبرنگ اسقدر رکید حریان نکرد
خوش قدم رہو ایسا نہو کہ ڈگمگی بھولو قدم بڑھاؤ ساحرون پر کوڑا اگر دو شبرنگ برق رو نے جو یہ دیکھا کہ
آفتاب غصے مین میری طرف آتی ہی گھبرا کے پیچھے ہٹی آفتاب نے اپنا ابر گرایا مقبل کے تیرانداز چھوٹے
پھر تیراندازی مین مصروف ہوئے ہزارہا ساحر مار کے ڈالدیے شبرنگ نے دیکھا کہ لڑائی اب بگڑ چکی سنبھالنا
دشوار ہی اسوقت یہان سے نکلجانا بہتر و مناسب ہی پھر تدبیر کر کے انسے لڑینگے یہ سوچ کر اسنے قدم پیچھے ہٹایا
اپنے ہمراہیون کو علیحدہ ایک مقام پر جمع کر کے ایک دو منتر زمین پر مارا ایک آندھی چلی کہ صحرا مین دور تک
اندھیرا چھا گیا دو گھڑی کامل رعد گرجا برق چمکی ساحران امیر با توقیر نے اپنے اپنے سحر کیے مگر وہ تاریکی دفع نہوئی
بعد تھوڑے عرصے کے اُسی تاریکی مین سے آواز آئی کہ خیر ای ملکہ سم کنتا اسوقت مین نے تمسے مقابلہ کرنا مناسب
نہ جانا پھر اور وقت تمسے سمجھا جائیگا اور بی آفتاب وغیرہ تم سب کو بھی دیکھ لیا جائیگا میں ملکہ شبرنگ برق رو
اب ہم جاتے ہین جسکا جی چاہیے روکے ہم کسی کے روکے سے نہ رکینگے تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی
اب جو سب نے دیکھا سب لشکر شبرنگ سامنے سے غائب ہو گیا خیمے بارگاہین سب ندارد امیر حیران ہو گئے
ایک ایک کو یہ تردد تھا کہ یہ لوگ کہان گئے صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے بارگاہ حشامی استادہ ہوئی جو جو
ساحر زخمی ہوئے تھے اُنکی زخمو زنی کرائی گئی صحبت عیش آراستہ ہوئی جشن نوروزی کی بنا ہوئی تین دن
اس فتح کی خوشی رہی تیسرے دن اس جشن سے فراغت حاصل ہوئی تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ خورشید
ابر نارنجی سر پر سایہ فگن ہنس پر سوار تاج شہنشاہی سر پر طائر گرد ابر کے زمزمہ سرائی کرتے ہوئے اس شان سے
خورشید آئین سب نے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے امیر کو ایک سو ایک تختی الماس کی نذر دی عرض کی ای شہریار مبارک
ہو خدا نے بڑا فضل شریک کیا بڑا ساحر مکار و غدار مارا گیا مگر حضور اب کوچ مین جلدی کرین کنیز نے دریافت کر لیا
لوح زمام ابلق سوار کو ملی ہی اب عقاب جادو و شبرنگ برق رو حضور کو روکینگے میرا رہنا تو لشکر مین مناسب
نہین لوح آپکو ملجائے تو قلب تسکین پائے ایسا نہو کہ دشمن کسی آفت مین مبتلا کر جائین تو طبیعت کو بڑا قلق ہوگا کنیز
رخصت ہوتی ہی صبح کو اٹھکر آپ اس صحرا مین جائین ایک طائر پیدا ہوگا قصد کریگا کہ آپکو اٹھا لیجائے اُسوقت جرات
و شوکت کو کام فرمائیے گا جست کر کے اُسکی پشت پر سوار ہو جیے گا پھر وہ جانور آپکا دست ہو جائیگا مگر اُسوقت
وہ آپکی جرات و شوکت کو آزمائیگا ایک دم بھر مین وہ آپکو صحرائے برفبار مین پہونچا دیگا آپ اُسکی پشت سے
اُتر کے جو وہ کہے اُسپر عمل کیجیے گا اگر اتفاقات وہ آپکی مدد کریگا بڑی دقت و سختی سے رسائی آپکی تا بہ زمام
ابلق سوار ہوگی انشاء اللہ اگر یہ فتح ہوگا تو مین بھی حضور کی شراکت کرونگی اور ملک اخضر سبز پوش کو
سمجھا دیا کہ تم لشکر کو طرف سے صحرائے نیرنجات کے آڈالقین ہو جلد پہونچو سب سرداران حیران ہین کہ یہ کیا باتین کر رہی
ہین ملکہ خورشید صاحبقران کو سمجھا کر اُسی وقت ابر نارنجی مین جا کے غائب ہوئی شب کو امیر نے آرام کیا
بوقت سحر سرداران نامور سے رخصت ہوئے صحرا مین آئے کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا صاحبقران اُسی جانب
متوجہ ہوئے دیکھا ایک طائر قوی الجثہ پیدا ہوا تڑپ کے گرا چاہا کہ منقار کو زمین دے کر صاحبقران کو

اُٹھا لیجائے صاحبقران نے حلقہ ہائے کمند مارے وہ طائر زمین پر گرا امیر جست کرکے اُسکی پشت پر سوار ہوئے طائر لے کر امیر کو اُڑا جب بلندی پر پہونچا تو منہ پھیر کے عرض کیا کہ اے طلسم کشا خدا آپکو مظفر و منصور کرے محفوظ جنی میرا نام ہی بروقت ملنے لوح کے جہان دشمنون پر سختی پڑیگی فوراً حاضر ہوکر خدمتگذاری کرونگا مگر حضور کو بھی میرا خیال رہے شبرنگ برق رو آگئی ہی بڑا اپنا رنگ جمائیگی یہی اُسکو خیال ہی کہ لوح طلسم کشا کو نہ ملنے پائے مین ہر مقام پر خیر خواہی کو حاضر ہون پہر بھر کامل محفوظ اُڑا بعد پہر بھر کے مائل بہ پستی ہوا ایک پہاڑ پر آکے امیر کو اُتارا کہا اب دو دن آپ اسی مقام پر رہیے تیسرے دن ایک زنگی اس مقام پر آئیگا اُسکو قتل کیجیے گا پھر مین آکے عرض کرونگا یہ کہکر محفوظ غائب ہوا امیر پہاڑ پر کھڑے رہے کہ دیکھا بوقت سحر ہوائے سرد چلی اب جو امیر کی نگاہ پڑی سب پہاڑ سفید ہوگئے طرفے سے معلوم ہوا کہ برف پڑی سمجھے کہ یہی صحرائے برفبار ہی جو جو دن چڑھا نیر اعظم کی حدت بڑھی برف غائب ہوگئی تیسرے دن امیر نے دیکھا ایک زنگی تلوار کھینچے ہوئے آیا پکارکے آواز دی اے طلسم کشا یہ صحرائے برفبار ہی آپ تلاش لوح کو جائیے یہان رہنا مناسب نہین صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا زنگی نے ہاتھ بڑھا دیا اسکا ہاتھ کٹا ہاتھ کٹتے ہی زنگی بھاگا کان مین امیر کے آواز آئی اے امیر اسی زنگی کے پیچھے جائیے امیر بھی چلے صحرائے برفبار مین ایک کنوان تھا زنگی اُسمین پھاند پڑا امیر کے کان مین آواز آئی اے طلسم کشا تم بھی اپنے کو اسی کنوئین مین گرا دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو امیر فوراً کنوئین مین پھاند پڑے بعد عرصۂ دراز پانؤن زمین سے آشنا ہوئے دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی اُسکی سیر دیکھتے ہوئے امیر جاتے ہین کہ محفوظ جنی آکے پہونچا عرض کی یہ انگشتر حضور کو دیتا ہون جب آپکے سامنے کوئی ساحرہ آئے اس انگوٹھی کو اپنے جسم سے مس کیجیے گا اور فرمائیے گا اے انگشتر سلیمان نبی سلیمان میری صورت مثل شبیہ سوار رسالہ داران ہو جائے ایک جوان ہی کہ اُسے میناے میفروش کہتے ہین اُسکی شکل آپ بن جائیے گا اُسی کی شکل پر اپنے کو محفل زمام ابلق سوار مین پہونچانا مناسب ہی انشاء اللہ ضرور لوح دستیاب ہوگی یہ کہکر محفوظ تو چلا گیا امیر آگے بڑھے نخل کے سائے مین آکے ٹھہر گئے اُسی انگوٹھی کو بسم اللہ کہکر ہاتھ مین پھیرا اب جو دیکھا صورت اپنی مبدل پائی بصورت میناے میفروش ہو گئے اب امیر ایک جانب چلے یہ بھی سمجھ چکے کہ جسکی صورت پر مین ہون نام اُسکا میناے میفروش ہی اسی سوچ مین چلے جاتے ہین زمام ابلق سوار اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ شبرنگ برق رو آپکی مدد کو آگئین ملکہ نے مصاحب اپنے برائے استقبال بھیجے شبرنگ آکر پہونچی کہا لو اسنا ہی تمنے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے واقفکار رہین طلسم کشا یہان ضرور آئیگا مین فکر مین طلسم کشا کی جاتی ہون زمام نے کہا بوا انکو اختیار ہی مین نگہبان لوح طلسمی ہون یہان سے ہٹ نہین سکتی ہون جب میرے مقام تک آئینگے مدبیر ہو جائیگی شبرنگ جو پر پرواز پیدا کرکے چلی لشکر امیر با توقیر پر آکے عراقی منظور ہوا کہ دن مین سحر ایسے کرون کہ سب مسلمان بیکار ہو جائین اسی فکر و تردد مین ایک نخل پر آکے بیٹھی قضائے کار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جانے سے امیر کے مکدر لشکر سے باہر نکلے ہین خیال مین یہ ہی کہ جا کر آقا کو تلاش کرون اے عمرو ایسا نہو آقائے نامدار گرفتار ہو جائین تو بڑا غضب ہوگا پھر کچھ کسی کے بنائے نہ بنیگی شبرنگ نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا خوش ہو گئی جی مین کہتی ہی اگر اس ساربان زادے کو مارا تو طلسم کشا کے لشکر کا خاتمہ کیا

گر ڈالکے گر ہی کمر مین پنجہ دیکر خواجہ کو لے اُڑ ی لشکر مین ہلڑ ہوا ملک اخضر نے خبر سنی کہ کوئی خواجہ کو اُٹھا لیگیا اخضر نے قصد کیا کہ مین تعاقب مین خواجہ کے جاؤن ملکۂ آفتاب نے کہا ہم اس ملک کے واقفکار ہین ہم تلاش مین جاتے ہین زنار نے کہا مین جاؤنگی فیروزہ نے کہا مین فکر کرون زنار نے کہا ای اخضر تم لشکر لیکر آؤ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ملک اخضر نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا زنار تلاش مین خواجہ کی چلین شبرنگ نے خواجہ کو لاکے ایک پہاڑ پر اُتار الہا کیون او ساربان زادے اب تجھے کس عذاب الیم سے قتل کرون ہی شرط کہ تجھکو جانور بناکے چھوڑون کہ طائران صحرائی تجھکو کھاجائین عمرو نے ہر چند منت کی مگر شبرنگ نے نہ مانا عمرو پر سحر کیا کہ عمرو کی صورت ایک عندلیب خوشنوا کی بن گئی شبرنگ نے مار کے ہٹا دیا کہا جا ساربان زادے اب کوئی باز وغیرہ تجھے شکار کر لیگا عمرو زمزمہ سرائی کرتا ہوا ایک جانب بھاگ گیا کبھی کسی نخل پر ٹھہرا جس شاخ پر جا بیٹھا ہزارون طائر جمع ہو گئے عمرو کو بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہی ایک جادوگرنی منیر جادو نہایت شوقین علم موسیقی مین کامل اُڑ ی ہوئی آسمان پر جاتی ہی کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی نخل خوشنوا عجب رنگ مین اس غزل کو گارہا ہی غزل

حکم تھا روز گذشتہ مین کہ ہم آتے ہین آج
جو کہا تھا کل وہی آپ فرماتے ہین آج

حال دل کیونکر کہین ہٹ پر انہین پاتے ہین آج
میرے بوسون کی لب نازک قسم کھاتے ہین آج

رنگ عارض غیر کے بوسون نے پھیکا کر دیا
دیدۂ بیدار اُنکے ہمسے شرماتے ہین آج

مژدہ ای دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا
پانوُن آغوش اجل مین چل کے پھیلاتے ہین آج

اب تو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسی احبا دیکھنے آتے ہین آج

منزل مقصود تک جانے کی طاقت جو نہین
جا بجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہین آج

دم نہین لیتے جو منھ کھولین امان کے واسطے
متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہین آج

آرزو مند تعلق ہی مری دیوانگی
دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج

غفلت قاتل سے حاصل ہی ہمین پژمردگی
زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہین آج

دیکھتے ہین ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے
ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہین آج

کی ہی تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے
اس لیے منھ کھولنے مین زخم شرماتے ہین آج

خندۂ دزدیدہ ہی ہر ہر دہان زخم مین
شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہین آج

شام فرقت نے سکھائے ہین مجھے کیا کیا خیال
ای فلک ہشیار پھر نامے مرے آتے ہین آج

آؤ قبل از حشر مل کر فیصلہ کر لین بہم
زندہ کر لینا ہمین لو تم پہ مرجاتے ہین آج

ہین خیالی نامہ و پیغام اُنسے ای نسیم
متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج

منیر جادو بیقرار ہو گئی پلٹ کے چہار جانب دیکھنے لگی جب کہین کوئی آدمی نظر نہ آیا ساخہاے نخل پر نگاہ ڈالی دیکھا ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار مذکور گارہی ہی تمام طائرون کی آنکھون سے آنسو جاری بعض طائرون نے اپنے پرون کا اسپر سایہ کیا ہی وہ عندلیب بدنصیب کیا چہکارین مار رہی ہی منیر بیتاب ہو گئی جی مین کہتی ہی یہ طائر خوش الحان کس لطف سے زمزمہ سرائی کر رہا ہی خوش آواز صدا مین سے زندہ کر ... اشعار بخوبی ثابت ہوتے ہین گانے مین تاثیر ایک ڈھیلا اُٹھا کے مارا سب طائر تو اُڑ گئے عندلیب کیا ...

اُس شکل ہو نے پکڑ لیے عندلیب زمزمہ سرا ہو کر گانے لگی خواجہ نے دیکھا ایک جادوگرنی آئی اُسنے مجھکو اُٹھا لیا
دل مین حیران ہین کہ دیکھون خدا اب کیا دکھائے منھ سے منھ ملا کر باتین کرنے لگی منیر جادو لیے ہوے
خواجہ کو اپنے باغ مین آئی سامنے اپنے بٹھا لیا سازندون سے کہا ساز ملاؤ دیکھو میری بلبل کیا گاتی ہی
سازندون نے ساز ملائے منیر جادو نے چٹکی بجا کے کہا بی بی گاؤ عندلیب نے منقار کھولی تال سم پر
گانے لگی منیر جادو کیسی خوش ہوتی ہی کبھی قفس سے نکال لیا بلبل بھی اُسکے سینے پر منھ رکھدیتی ہی کبھی رانون
مین منھ ڈالتی ہی چاہتی ہی دل مین گھس جاؤن منیر چھاتی سے لگا لیتی ہی کئی دن اسی رنگ مین گذرے
منیر جادو اپنے پاس سے جدا نہین کرتی ایک دن گود مین لیے بیٹھی ہی پیار کر رہی ہی جب چٹکی بجا کے کہتی ہی
عندلیب اشعار عاشقانہ گاتی ہی اُسکے دل کو لبھاتی ہی منیر کے ہوش تو ضرور اُڑتے ہین مگر دل باغ باغ
ہوگیا طائر خوش الحان مجھکو ملا ہی ہاتھ سے پرون کو ٹٹولنے لگی سر پر جو ہاتھ پڑا ایک سختی سی معلوم ہوئی اب جو پرون
ہٹا کے دیکھا ایک کیل آہن کی سر مین کسی نے ٹھونک دی ہی منیر نے سب کنیزون کو ہٹا دیا ہی کیل کو نکالا کیل
کا نکلنا تھا کہ عندلیب زمین پہ گری غلط لگ مار کے اُٹھی دیکھا ایک انسان دبلا پتلا تانتیا ہی اُٹھتے ہی
اشعار پڑھنے لگا منیر عاشق تو آواز کی ہو ہی رہی تھی گھبرا گئی کہا اے شخص تو کون ہی عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم
اس گانے ہی کی بدولت یہ مصیبت اُٹھائی ایک جادوگرنی شبرنگ جادو ہی اُسکے یہان مجرے مین گئے
رات بھر گایا صبح کو چار آنے پیسے دینے لگی ہمنے بگڑ کے کہا صاحب ہمارے پانچ روپیہ مجرے کے ہین
اُسنے جھلا کے یہ کہا کہ وہ سزا دون کہ کوئی باز تمھکو کھا جائے میرا ہاتھ پکڑ کے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین
بشکل طائر بن گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا خوش نصیبی کہ آپ ایسی قدردان کو ملا باز ہی سے بچا منیر نے
کہا نام تیرا کیا ہی کہا مجھکو اُستادی نواز کہتے ہین حضور نے میرے نانا جان کا نام سنا ہوگا میان سعدو خان
خیالی نانی امان میری بی جنگلو ہے باز اب فلک میرے ساتھ درپئے آزار ہی مسلمانون نے سب ملکون پر
قبضہ کر لیا ہمارے دینے والے نہ رہے جہان جائے دیکھو مسلمانون کی حکومت ہی انہین لوگون کی عملداری
کی کثرت ہی مسلمان کسی کو ایک پیسا نہین دیتے منیر یہ باتین سنکر بہت خوش ہوئی کہا اُستاد نہ گھبراؤ
اب اس طلسم مین سب شاہان طلسم جمع ہونگے بہت بڑا جلسہ ہوگا آجکل طلسم کشا نے بڑے بڑے مقام
فتح کیے ہم تمکو لباس معقول پہنا کر خدمت مین شاہان طلسم نور افشان کی لے چلینگے یہان سے قریب
باغ ہی زمام الیق سوار کا اب لوح طلسمی اُنکو ملی ہی بڑی حفاظت کرتی ہی آٹھ پہر تین لاکھ جادوگر
نگہبانی کیا کرتے ہین وہ میری بڑی بہن ہین اُنکے یہان بھی جلسے مین لیچلونگی سب تمھارا گانا سنینگے بہت کچھ
ہم تمکو دلوا دینگے عمرو نے کہا ملکہ کچھ طلسم کشا کا بھی پتہ ہی کہان گئے ہمنے ذکر سنا منیر نے کہا صحراے برفبار
تک پہنچ پائی تھی ہمشیرہ کی زبانی سنا کہ طلسم کشا صحراے برفبار تک آئے صدہا ساحرون کو قتل کیا
اب نہین معلوم کہان گئے حال زمام الیق سوار سنکر خواجہ کو اشتیاق ہوا کہ اپنے کو باغ زمام مین پہنچاؤ
ونکو اپنا اسم جاؤن منیر نے کہا اُستاد تمھارے گانے کا دل بہت مشتاق ہی اشک تو جانور کے بھیس
مین سنے اب انسان بنکے ایک غزل سناؤ خواجہ عمرو نے منیر کے راضی کرنے کے واسطے زنبیل سے لے
نکالی نئے طور سے شروع کی بجا کے غزل

یون تو نت سے ہجر مین دریا ہی کیسا خشک ہو	سب کے دامن تر ہین پر کب دیدۂ تر خشک ہو

آہ کی گرمی سے دنیا مین ہو جو تر خشک ہو ۔ نوح کا طوفان بھی ہو تو خشک ہو پر خشک ہو
اُف رے سوز نالہ و اللہ رے سیل سرشک ۔ اس سے تر روے زمین اُس سے سمندر خشک ہو
سوز دل آب جگر لینے دے دم تو کب تلک ۔ تر رہین آنکھین ہمیشہ اور لب اکثر خشک ہو
موج زن ہی ایک دریا ہاے جوش اشک ہی ۔ آستین ہو جائے تر دامان تر گر خشک ہو
شمع سان مین سوز گریہ سے سراپا جل گیا ۔ ہی تعجب گر شجر پانی کے اندر خشک ہو
ابر بھی گھل جائے ہی دریا بھی گہ تھم جائے ہی ۔ دیدۂ پُر نم کبھی تو بھی تو دم بھر خشک ہو
روز محشر آپکے اس تشنۂ دیدار کا ۔ حلق تشنہ تر نہو اور حوض کوثر خشک ہو
گریۂ خونی کو قصد عالم بالا ہی پھر ۔ کیون نہ خون روحانیون کا آسمان پر خشک ہو
تشنہ کام عشق ہون گر خاک سے میری بنے ۔ آب جو اُن جام مین بھریئے دو دن اندر ساغر خشک ہو
رونے کی جا ہی اگر ہو بعد مرنے کے فراق ۔ ہی غضب گر نخل کوئی پھول پھل کر خشک ہو
شعر تر وہ ہین مرے مومن کہ ہنگام جواب ۔ خوف سے منھ اور زبان ہر سخنور خشک ہو

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل بجائی منیر جادو بیتاب ہو گئی کہا اُستاد چلو تمھین باغ ہمشیرہ ملکہ زمام ابلق سوار مین لیچلین وہ تمھاری بڑی قدر و منزلت کرینگی عمرو نے کہا ملکۂ عالم میرے کمال کا تمام عالم مین شہرہ ہی گانے مین اکثر نام بھی کیا ہی جادوگر میرے نام کے دشمن ہین اپنی کسی کنیز کی شکل بناکے مجھے لیچلو منیر جادو نے کہا صورت کیونکر بدلی جائے عمرو نے کہا ایک بہروپیہ کا اور میرا ساتھ مدت تک رہا ہی مین روپ بدلنا بھی خوب جانتا ہون جس کنیز کو یہان چھوڑنا منظور ہو اُسی کی شکل بنکر آپکے ہمراہ چلون آپ اُنسے کہیے گا کہ مین ہزار روپیہ صرف کرکے اپنی کنیز کو گانا سکھلوایا ہی منیر نے کہا کیا مضائقہ ہی زعفران نامے ایک کنیز تھی منیر جادو نے کہا اُستاد اُسکی شکل بنکر آؤ خواجہ نے کنارے آکے رنگ و روغن عیاری کا نکالا زعفران کنیز کی صورت بنکر تیار ہوے سامنے منیر جادو کے آئے منیر بیقرار ہو گئی کہا اُستاد کیا کہنا خال مین خط مین کسی بات مین کمی نہین عمرو نے کہا مین خدمت مین حاضر رہکر اور کمالات اپنے حضور کو دکھاؤنگا منیر جادو بہت خوش ہی خواجہ نے کہا حضور میرے چند کمال آج باغ مین اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے چلکر ملاحظہ فرمائیے گا سب کو آپکے سامنے شراب پلاکے بیہوش کرون اور پھر ہوشیار کرون جی مین آئے تو سب کو قتل کر ڈالون منیر نے کہا اُستاد کچھ گستاخی نہ کرنا آج سب کاملین جمع ہونگے آج ہنگامۂ عظیم ہی اُستاد ایک بڑا باعث ہی بانیان طلسم نے لکھا ہی کہ آج کی تاریخ شب کو خواجہ عمرو اور صاحبقران بھی اُس محفل مین ضرور آئینگے ملکہ زمام نے اسی واسطے یہ جلسہ کیا ہی اور شاہان طلسم کو لکھ بھیجا ہی کہ آج طلسم کشا نے اصلی اور عیار اُسکا خواجہ عمرو میرے باغ مین ضرور آئینگے اسواسطے جلسہ کرتی ہون کہ جس صورت مین آئین گرفتار کرلون اسی واسطے آج مین نے واقفکاران طلسم کو بھی طلب کیا ہی خواجہ نے کہا آپکی عنایت سے جس رنگ مین طلسم کشا آئیگا ہم پہچان دینگے ملکہ نے کہا اُستاد تمنے بھی طلسم کشا کو دیکھا ہی عمرو نے کہا برسون مین اُنکی صحبت مین رہا حمزہ سے مجھسے بڑی ملاقات تھی جس رنگ مین آئینگے مین ضرور پہچان لونگا ملکہ منیر جادو بہت خوش ہوئین تخت پر سوار ہوکے خواجہ کو شکل زعفران اپنے پہلو مین بٹھالیا چند کنیزین اور خواجہ بزمانہ کرشمہ منیر جادو نے باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور

رہ گئی تھی سامنے باغ معلوم ہوا منیر نے کہا اُستاد دیکھو وہ سامنے باغ ملکہ زمام کا ہی ہر طرف سے جادوگر چلے آتے ہین لکہ ہاے ابر سیاہ و سرخ اُمڈ رہے ہین سب افسر دستار دار چلے آتے ہین خواجہ دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ وہ ابر شق ہوا کسی تخت پر کوئی نازنین کوئی ساحر عذار کسی ابر مین آفتاب کی صورت دکھاتا ہی کسی کے ہمراہ کنیزین لیکے ساتھ ساحر سیاہ رو چلے آتے ہین ملکہ منیر کا بھی تخت آگے پہونچا دیکھا باغ وسیع عمارت ہاے رفیع گرد باغ عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون مین بیٹھی ہین لالٹینین مثل قطرہ ہاے نور روشن بہار بر گلشن ہر طائر کا نشیمن وہ زلف سنبل پیچ و تاب سے باغ رشک گلشن شبنم گر رہی ہی یا مروارید بے بہا برس رہے ہین خواجہ سیر باغ کرتے ہوے ساتھ منیر کے تخت سے اُترے منیر زعفران نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوے آکے محفل مین بیٹھی زمام ابلق سوار تخت شاہی پر بصد نخوت لباس فاخرہ پہنے ہوے اسباب سحر سامنے رکھا ہی شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین اکثر طائر زمزمہ سرا آکے کاندھے پر بیٹھے سرگوشی کرنے لگے پھر اُڑ کے چلے گئے ایکجانب ملکہ کمیت تیز قدم مگر سرنگون غم سے کلیجہ خون رنجیدہ کبیدہ معلوم ہوتی ہی ملکہ زمام ابلق سوار نے پلٹ کر پوچھا کیون کمیت مزاج کیسا ہی عرض کی واری سب ساحر آتے ہین شوہر میرا میناے مینوش نہین معلوم کیا سبب ہوا جو ابتک تشریف نہین لائے کنیز کو بڑا تردد ہی ملکہ زمام نے کہا بی کمیت تمھارے شوہر بدلگام ہین طرارے بھرتے ہین اُس صحرا مین صدہا گھوڑیان پھرا کرتی ہین اُنپر سواری گانٹھتے ہونگے آتے ہونگے کیون گھبراتی ہو عرض کی واری آج مجمع عام ہی مین چاہتی ہون میرے شوہر پر کوئی بات نہ آنے پاوے دروازے پر باغ کے کنیزان خوش طبع حاضر ہین مستانیان مرد کے نام پر جان دیتی ہین ایسا نہو کہ کسی پر اُنکی نگاہ پڑے بیٹھے بیٹھے کون ان مستانیون سے لڑے ملکہ زمام نے کہا کیا مجال کوئی تمھارے شوہر سے کلام کر سکتا ہی منیر جادو مصاحبون مین آکے بیٹھین زعفران نقلی گویا جھونکا ہواے خزان کا ہی سر پر کھڑی ہوئی ملکہ منیر کے رومال جھل رہی ہی چپکے چپکے منیر سے پوچھ رہی ہی لوح کس مکان مین رکھی ہی منیر جادو نے فرمایا پہلو مین جو قصر ہی اسی قصر کے بام پر لوح کو بڑی حفاظت سے رکھا ہی کوٹھے پر کسی کو جانے کا حکم نہین ہی ملکہ خود دن رات مین کئی مرتبہ کوٹھے پر جاتی ہین لوح کو دیکھ آتی ہین اندر باغ کے یہ جماؤ ہی گرد باغ یہ کیفیت ہی تین لاکھ ساحران غدار فروکش رہتے ہین آج سب جمع ہین ایک ایک سامری عہد جمشید زمان اپنے کمال پر سب کو ناز ہی شعبدہ ہاے سحر کا اعجاز ہی اب صاحبقران کا حال تحریر کرتا ہون کہ بشکل میناے مینوش طرف باغ ملکہ زمام کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ محفوظ جنی آکے پہونچا پکار کے آواز دی آقاے نامدار ذرا ٹھہر جائیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہی صاحبقران گھبرا گئے کہ میرا تو نام میناے مینوش زنگی ہی محفوظ قریب آیا ہاتھون کو امیر کے بوسہ دیا عرض کی اے شہریار اگر ایسے آپ جاتے پہچاننے والے پہچان لیتے یہ انگشتر ہاتھ مین رکھیے کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر انگوٹھی صاحبقران کو دی کہا اسکو حضور لیلین یہ دستگیری کریگی آپ انگشت نما ہونگے مین بھی وقت پر پہونچونگا چند باتین عرض کرنا منظور ہین اسواسطے حاضر ہوا اے شہریار آپکا نام نامی میناے مینوش زنگی دوسرے یہ کہ کمیت تیز قدم آپکی زوجہ ہی اُس سے اچھی طور سے باتین کیجیے گا غلام حضور کو آگاہ کرتا ہی کہ خواجہ عمرو پہونچ گئے شب رنگ جادو نے خواجہ کو بشکل عندلیب بنایا منیر جادو اُنکو لیگئی اُسی کے ساتھ خواجہ نے داخلہ باغ زمام ابلق سوار مین کیا زعفران کنیز کی شکل پر ہین اول ملاحظہ کر لیجیے گا یہ کہکر محفوظ نے

خال مین خط مین بھی درست کر دیا کہ مشابہت مین کوئی بات رہ نہ جائے سیدھا راستہ صاحبقران کو بتادیا محفوظ جنی رخصت ہوا کہا غلام وقت پر آئیگا یہ کہکر محفوظ رخصت ہوا صاحبقران بشکل مینای مینوش طرف باغ زمام کے چلے کئی کوس راستہ طی کیا کہ سامنے باغ زمام کا معلوم ہوا جو علامتین محفوظ جنی نے بتادی تھین وہ ظاہر ہوئین امیر با توقیر نے بھی دیکھا کہ گرد باغ کے لاکھون جادوگر فروکش ہین جو بادشاہ یا بادشاہزادی اُترتی لشکر کو باہر چھوڑا خود وزیر و مشیر و چند خدمتگار لیکر اندر گیا منقار جادو و ببران جادو و تبران جادو و شمیم جادو و سیام جادو و ان چند ساحرون نے راہ مین صاحبقران سے صاحب سلامت کی ہر ایک نے یہی پوچھا ای مینائے مینوش زنگی مزاج تو اچھا ہی جسطرح محفوظ جنی نے تعلیم کردیا ہی صاحبقران ہر ایک کو ویسا ہی جواب دیتے ہین کہ صاحبو دعائے ترقی سلطنت سحر العجائب مین مصروف رہتے ہین یہ باتین کرتے ہوے در باغ پر آئے چند کنیزین بطور نگہبانان بیٹھی ہین جیسے ہی اُنہون نے مینائے مینوش کو دیکھا کھڑی ہوگئین کہا ای مینائے مینوش آج آنے مین کیون عرصہ لگایا امیر با توقیر نے ویسا ہی جواب دیا کہ ایک کار ضروری مین مصروف تھا یہ کہکر باغ مین داخل ہوے دیکھا بڑے بڑے شاہ و شہریار باغ مین ٹہل رہے ہین صحبت مین جاکر ملکہ زمام ابلق سوار کی بیٹھے دل جو گھبرایا پھر باغ مین چلے آئے جسنے صاحبقران کو دیکھا کہا ای وزیر اعظم دستور معظم آج تو جلسۂ عام ہی چل کر صحبت مین شریک ہوجیے صاحبقران اُن سب کے ساتھ بارہ دری مین آئے جیسے ہی صاحبقران پہونچے امیر نے دیکھا زمام تخت پر بیٹھی ہی ناگوار تو ہوا مگر فہمائش محفوظ یاد آئی بکراہت سلام کیا گیت نے کہا صاحب آؤ تمھارا انتظار تھا لیکن زمام نے کہا ای طائر ساحری کیا کہتا ہی نخل سے ایک طائر اُڑکے آیا اُسنے کان مین کہا ملکۂ عالم مینائے مینوش سے ہوشیار رہنا زمام نے بہ نگاہ قہر دیکھا اُس طائر نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران کھڑے رہے انگشتر محفوظ اُنگلی مین ہی طائر نے پکار کے آواز دی ای ملکۂ عالم شک نکل گیا یہ بھی مضمون درج کتاب تھا کہ مینائے مینوش سے ہوشیار رہنا بی گیت پانیچے سنبھال کے کھڑی ہوگئی کہا واہ حضور میرے شوہر پر گمان بد ہی اگر حکم ہو تو مین اپنے وارث کو ساتھ لیکر نکل جاؤن آپ جانتی ہین کہ شوہر میرا صف شکن تیغزن محافظ لوح طلسم اگر اسپر کوئی بدگمانی کریگا تو مین محفل مین نہ بیٹھونگی زمام نے کہا بوا خفا نہو کتاب کے مضمون کو دیکھو جس واسطے ہمنے یہ جلسہ کیا ہی سامری و جمشید نے اپنے علم سحر سے لکھا کہ آج کی شب عمرو و صاحبقران اس جلسے مین ضرور آئینگے جو شک ہمکو ہوگا اُسکی تفریح ضرور کرینگے گیت نے ایک ڈنگل دیا صاحبقران زمرۂ ساحران مین آکے بیٹھے زمام ابلق سوار نے کہا صاحبو ابتک تو خبر گذری کہ طلسم کشا ہمارے باغ مین نہین آئے اب جلسہ شروع کرو گویون نے گانا شروع کیا کسی نے غزل کسی نے ٹھمری کسی نے ترانہ سب نے اپنا اپنا کمال دکھایا کوئی سو تاجدار اور شاہزادیان جمع ہین عین گرمی صحبت مین ملکہ منیر جادو اپنے مقام سے اُٹھی صاحبقران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ محفوظ جنی نے کہا تھا کہ آج اس جلسے مین عمرو بن اُمیہ ضمری بھی ہوگا ابھی تک گذر نہین ہوا کس صورت پر تلاش کرون کہ منیر جادو نے دست بستہ عرض کی کہ دادی اس جلسے کی خبر تو سالہا سال سے ہلوگون کو معلوم تھی مین نے بھی بہت روپیہ صرف کرکے اپنی ایک کنیز کو تیار کیا ہی ایسا گاتی ہی کہ کلیجہ برماتی ہی زمام ابلق سوار نے کہا بوا بلاؤ آج کی شب اسی جلسے مین

بسر ہو صبح کو مژدۂ خوشخبری جاکر شاہان طلسم کو سنائین قواعد مین مرقوم تھا کہ اگر آج کی شب لوح کی حفاظت ہو گئی تو ہزار برس تک طلسم کشا کو لوح نہ ملیگی دو پہر رات بسر ہو گئی دو پہر رات اور باقی ہی اسی عیش و عشرت مین رات بسر ہوئی زعفران کہان ہین جیسے ہی امیر نے گانے کا نام سنا یاد آیا کہ محفوظ جنی نے سمجھا دیا تھا کہ یہ انگشتر جسم مین عمرو کے بھی مس کر دیجیے گا ورنہ صورت تبدیل ہو جائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ بی زعفران ذرا میرے پاس آؤ عمرو حیران حیران سراپا کو دیکھتا ہی کہ آخر میرے آقا کہان ہین مطلق نہ پہچان سکا قریب صاحبقران کے آیا امیر اس خیال سے کہ شاید یہی خواجہ ہون یہ بھی پہچان نہ سکے صرف گمان سے ہاتھ پکڑ لیا باتین کرتے کرتے انگشتر جسم سے عمرو کے مس کر دی اب خواجہ تڑپ کر سامنے ملکہ زمام کے آئے جھک کے سلام کیا زمام کی نگاہ پڑی نازنین مہ جبین گل رخسار کبک رفتار شیرین گفتار گلعذار شوخ خال ہندو چشم جادو خنجر ابرو سرو قد خورشید خد نہایت سلاست سے سلام کیا ملکہ زمام نے دیکھکر مسکرا کے پوچھا بی زعفران مزاج تو اچھا ہی عمرو نے ہاتھ اُٹھا کے دعا دی حضور کے عالے عالے مراتب رہین کیا لطف سے آپنے لوح کی حفاظت کی ہی یہ کہکر چہار جانب دیکھا جس تاجدار سے نگاہ مل گئی اُسنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا زمام نے کہا بی زعفران تمنے خوب گانا سیکھا ہی عمرو نے شرما کے کہا واری رو بہ ملکہ عالم کا شفقت کنیز کی آج آپکو خوب راضی کرونگی سننے والے کھینچیگے کہ ایسا گانا نہین سنا چاہتے ہین خواجہ کہ گانا شروع کرین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک لکہ ابر گلنار اُس سے خون ٹپکتا ہوا طاؤسان زرین بال رقص کرتے ہوے زمام نے ابر کو دیکھکر کہا بی زعفران ذرا ٹھہر جاؤ ہماری دوست صادق منتظم صحرائے طلسم ملکہ شبرنگ تشریف لاتی ہین نام شبرنگ کا سنکر عمرو کے ہوش اُڑ گئے سر جھکا لیا محفل مین تو بیٹھا ہی مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا ابر شق ہوا عمرو نے دیکھا شبرنگ جادو ایک مار سیاہ پر سوار بڑے کر و فر سے آئی کئی سو کنیزین گرد گھیرے ہوے محفل مین آئی زمام کو بہ ادب سلام کیا زمام نے کہا بوا شبرنگ آج کی تاریخ کو لکھا تھا کہ عمرو صاحبقران اس صحبت مین ضرور آئینگے مین نے جلسہ آراستہ کیا ابھی تک تو کسی کا گذر نہین ہوا شبرنگ جادو نے کہا حضور خواجہ کو کوئی باز یا بہری نے کھا لیا ہوگا مین نے جانور بنا کے چھوڑ دیا ہی اسی واسطے مین گئی تھی بھلا اب اس صحبت مین کیا آسکتا ہی اب تو اُسکی ایک ہڈی بھی نہ باقی ہو گی ملکہ منیر جادو نے کہا بوا کس رنگ کا جانور بنایا تھا شبرنگ نے کہا گانا سنو تمھاری کنیز زعفران کے گانے کے سب مشتاق ہین عمرو نے بھی سازندون سے کہا جلد ساز درست کرو ساز درست ہوے عمرو نے لنگنا کے سامنے ملکہ زمام اپنی سوار کے وہ وہ ٹھمریان گائین زمام تعریفین کر رہی ہین بتانے کا یہ رنگ ہی جو ٹھمری شروع کی ایک ایک لفظ کو سو سو طرح بتایا تمام اہالیان محفل رجوع عمرو نے اس غزل کو شروع کیا سب کی طرف بتا بتا کے گانے لگے

نظم

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا ایسے لب چوسے کہ بوسون کا مزا جاتا رہا
دل جو پہلو مین نہین کچھ مجھکو بیہوشی سی ہی ڈھونڈھتا ہون یہ نہین معلوم کیا جاتا رہا
وہ شب فرقت مین نکلا منتون سے موت کی اب تغیر ابھی وہ احسان جفا جاتا رہا
استعبر آنکھیں ملین مین نے ہجوم شوق مین پاؤن سے اُس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا
یہ تلافی کس لیے مجھ یاد وہ باتین کرو مر گیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

گھگھے ہم کچھ رہ گئے سمجھون اُسے کیا خاک مین | لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا
وہ نہ سمجھے میری بیتابی مین بہکی گفتگو | ہائے عرضِ شوق سے بھی مدعا جاتا رہا
مجھسے وہ مین اُنسے لپٹا از دیاد شوق مین | یان لحاظِ وضع وان پاسِ حیا جاتا رہا
تم رقیبون سے ملے ہمنے بھی دل بہلا لیا | اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا
کیا گلا اسکا خلافِ وضع دونون ہو گئے | ضبط مجھسے تمسے اندازِ وفا جاتا رہا
عالمِ پیری مبارک باد مدفن ای نسیم | ولولے ٹھنڈے ہوے سب حوصلہ جاتا رہا

اس رنگ سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ تمام اہالیان محفل تعریفین کر رہے ہین یہان تو خواجہ گا رہے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ اب عمرو کا ارادہ ہی کہ جرعہ شراب کا کرون محفوظ جنی جسکے دل کو لگی ہوئی ہی لشکر صاحبقران ایک صحرا مین فروکش ہی وہی باغ قبضے مین ہی جہان پر بیلان بن قہار کو مارا سرداران صاحبقران بارہ دری مین بیٹھے ہین ملک اخضر و آفتاب وغیرہ صلاحین کر رہے ہین کہ نہین معلوم ہمارے آقاے نامدار کو لوح طلسمی دستیاب ہوئی یا نہین کسکو بھیجین کون خبر لائے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا محفوظ جنی گھبرایا ہوا آکے پہونچا کہا ای سردار صاحبقران امیر اور خواجہ عمرو کا داخلہ قصر زمام ابلق سوار مین ہوا جلد آپ لوگ اپنے کو پہونچائین اب حال کھلا چاہتا ہی یہ سنتے ہی چالیس جادوگر اُٹھ کھڑے ہوے بہرام و مقبل نے کہا ای محفوظ جنی ہم بھی کسی طرح وہان پہونچین محفوظ جنی نے کہا آپ لوگ بہ مشکل پہونچینگے ساحرون کو جانے دیجیے ملک اخضر و زناس وغیرہ جتنے جسقدر ساحر تھے باز نطاق قرقرے بنکر روانہ ہو گئے کوئی طاؤس بنکر روانہ ہوا کوئی مار سیاہ بنکر غرق زمین ہوا کوئی اژدہا بنکر اُڑا محفوظ جنی تو خبر دیکر چلا گیا کہ میرا نام محفوظ ہی جاکر صاحبقران کی حفاظت کرون ایک جادوگر کی شکل بنکر پہونچا سر پر صاحبقران کے رومال جھلنے لگا عمرو نے محفل مین اپنا رنگ باندھا ہی تڑپ تڑپ کے گا رہا ہی اہالیان محفل کو لبھا رہا ہی محو کرنے کو سب کے یہ غزل شروع کی نظم

دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے | فلسِ ماہی کے گل شمع شبستان ہونگے
ناوک انداز جدھر دیدۂ جانان ہونگے | نیم بسمل کئی ہونگے کئی بے جان ہونگے
تاب نظارہ نہین آئنہ کیا دیکھنے دون | اور بن جائینگے تصویر جو حیران ہونگے
تو کہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے | ہم تو کل خوابِ عدم مین شبِ ہجران ہونگے
ناصحا دل مین تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم | لاکھ نادان ہوے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے
کر کے زخمی مجھے نادم ہون یہ ممکن ہی نہین | گر وہ ہونگے بھی تو بے وقت پشیمان ہونگے
ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس | ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کے ارمان ہونگے
صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہین | چارہ فرما بھی کبھی قیدیِ زندان ہونگے
منت حضرت عیسیٰ نہ اُٹھائینگے کبھی | زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے
غور سے دیکھتے ہین طوف کو آہوے حرم | کیا کہین اُسکے سگِ کوچہ کے قربان ہونگے
داغِ دل نکلینگے تربت سے مری جون لالہ | یہ وہ اخگر نہین جو خاک مین پنہان ہونگے
عمر ساری تو کٹی عشقِ بتان مین مومن | آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی محفوظ جنی رومال ہلا رہا ہی زمام ابلق سوار ہر مرتبہ صاحبقران کو دیکھتی ہی اور رکیت سے کہتی ہی لو اخفا ہونا مجھے ومہدم تمھارے شوہر بد شگن ہوتا ہی کمیت جادو خفا ہوتی ہی اور کہتی ہی بات سمجھ کے کہو میرا شوہر تو کبھی اس صحرا کے باہر نہین گیا اور ادھر عمرو نے اہل محفل کو دنگ کر دیا ہی ہر لفظ کو پچاس پچاس طرح سے بتایا قیامت برپا کر دی تمام اہالیان محفل نے کلیجے پکڑ لیے صاحبقران بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ پشت پر سے کسی نے چٹکی لی امیر نے پلٹ کے دیکھا محفوظ نے کہا ای آقاے نامدار اب رات بہت کم باقی ہی آپ کوٹھے پر جائین لوح حاصل کرین اب بلوہ ہوا چاہتا ہی صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے زمام ابلق سوار نے پوچھا کیون ای میناے مینوش کیا ارادہ ہی کہا حضور کوٹھے پر جاؤنگا لوح کی حفاظت کراؤن یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی ای زمام ابلق سوار ہوشیار ہو جا منم فرستادۂ شہنشاہ نور افشان سب نے دیکھا ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا چلا آتا ہی آواز دی جبکہ کتاب مین لکھا پایا اسپر کیون نہ عمل کیا تحریر ساحری جمشید کہین غلط ہوتی ہی ایسی غفلت یہ جو میٹھا گا رہا ہی یہ بہار بان زادہ ہی اور میناے مینوش جوان یکتا طلسم کشا ہی دونون کو گھیر کے مار لو صاحبقران سیڑھیون پر کوٹھے کے پہونچے تھے یہ ہنگامہ سنکر پلٹے دیکھا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے عمرو کے اڑ گیا اس طائر نے امیر پر عکس ڈالا انکی بھی صورت تبدیل ہو گئی سامنے آئینہ تھا اسمین جو اپنی صورت دیکھی اصلی پائی اب تیغہ نیام انتقام سے کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

ز تیغم فراری انوشیروان
به بازو شده فتح و نصرت تمام
بلرزه از حرف دیوان قاف
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب جبر و تیغ و علم
چو رفتم به سنجان پی گیرودار
گذر چون به جولانگہ قاف شد
سمندون بهجت گشته شکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
که گنجاب ملعون گروه فرار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
که ارجنگ هیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جهان
چو در باختر جنگ شد آشکار
زدم دیو عفریت را در مصاف
ورا انجا چه جاه و ادب یافتم

نعرۂ امیر کی جو آواز عمرو نے سنی اسنے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اڑاتا ہون گفتار سے مین معشوق
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم ...
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مگر پیدا ہوا
مرا انکس ہی گلشن قیل وقال
مرا افسر ذی حشم نامدار

مرے نام پر عذر شیدا ہوا
مری چال ایسی ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

تمام ساحران غدار جھپٹ جھپٹ کر قریب صاحبقران کے آئے روکنے لگے کہ یہ کوٹھے پر نہ جانے پائین چہار جانب سے گھیر لیا ہزارہا ساحر ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ طلسم کشا کو گھیر کے مار لو مگر صاحبقران و عمرو و ننگا نہ وبلنگا نہ لڑ رہے ہین صاحبقران کا یہ حال ہی کہ جسکے جھٹکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے عمرو پر بھی اسم اعظم پڑھتے ہین عمرو بن امیہ ضمری کبھی شعلۂ جوالہ بنا ہوا لڑ رہا ہی صد ہا حقہ ہاے آتشبازی مارے کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مارے ہزارون ساحرون کے لاشے پھڑک رہے ہین بجلی چمک رہی ہی ابر سحر گرج رہے ہین ساحرون کے سحر سے مکان جل رہے ہین ابر سحر سے کسی نے آگ برسائی پانی کے دریا بہہ رہے ہین ہزارہا ماران سیاہ دوڑ کے پھرتے ہین مگر امیر پر کوئی حربۂ سحر مطلق تاثیر نہین کرتا جو سحر آیا برکت اسم اعظم سے باطل ہوا زمام ابلق سوار نے بڑھ کے آواز دی یارو تم آٹھ سات لاکھ ساحر جمع ہو دو شخص تمسے نہین گرفتار کیے جاتے اگر ایک مرتبہ تم سب کے سب ملکر بلوہ کر لو تو اچھا طلسم کشا سب کو مار ڈالیگا دس پانچ ساحر مارے جائینگے باقی سب ملکر گرفتار کر لینگے

ساحرون نے بلوہ کیا سب طرف سے لینا لینا کہکر چلے حربے ہاتھون مین نیزے اُٹھاتے ہین تلوارین چمکاتے ہین دور سے دھمکاتے ہین امیر جھپٹ جھپٹ کے اُنھین قتل کرتے ہین سنبر انہ نہنگانہ پلنگانہ لڑرہے ہین خواجہ عمرو نے لاشون کے انبار لگا دیے جادوگر کو مارا اور گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے جادوگر ڈھونڈتے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے ارے وہ دبلا پتلا تا نعیبا ابھی تو اسی مقام پر تھا ایک مقام پر کٹکیتون نے جو کرکا کہا پکار کے یہ بند پڑھا بند مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر — ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر — وجہ ہر اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر — زاد رہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم — سفر دور و دراز نیست وما بیچاریم

بعض پکار اُٹھتے ہین خمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے — مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرعے لکھے اُس جا پہ مضمون خیالی تھے — مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

جھوم جھوم کے ساحر چاہتے ہین صاحبقران پر جا پڑین مگر امیر ہاتھ قبضۂ تلوار چمکاتے ہین سب کافر ہاتھ ہین اپنی جان کا خوف کرتے ہین جو بڑھا مارا گیا ہزار ہا لگہ ہاے ابر گرج رہے ہین یہ معرکہ درپیش ہی کہ ایک لکۂ ابر سیاہ بروے ہوا بڑے زور و شور سے پیدا ہوا سب ساحر اُسی طرف دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہی وہ ابر آکے سامنے شق ہوا سب نے دیکھا ملک اخضر و زنار جادو آفتاب شعلہ مزاج دنا ہید و گلشن و یاسمن پہونچے اخضر آگے قریب شبرنگ کے پہونچا شبرنگ نے بڑھکر سحر کیا ساتھ والون سے کہتی جاتی ہی ارے یارو مین نے تو سار بان زادے کو طائر بنا کے چھوڑ دیا تھا یہ یہان کیونکر پہونچا مسلمانون کی باتین سمجھ مین نہین آتین اخضر سے مقابلہ بڑا کئی سحر اسنے اخضر پر کیے اخضر نے سب سحر دفع کردیے اُسنے جھپٹ کر پنجہ مارا اخضر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر شبرنگ کا اُڑگیا منیر جادو جھپٹی چاہا اخضر کو مارون آفتاب بیچ مین آپڑی منیر و آفتاب سے سحر چلنے لگا گھڑی بھر کامل دونون مین سحر چلے مگر زمام ابلق سوار نے جو دیکھا للکارا کہ او نمک حرام تجھے کچھ نمک شاہی کا پاس نہین آفتاب شعلہ مزاج نے جواب دیا او مکارہ جس بادشاہ کا نمک کھایا تو نے اُسکا پاس نہ کیا ان نمک حرامون کا کیا خیال کرین فتنہ و فساد برپا کرنے والے جنھون نے اپنے ولی نعمت کو قید کرلیا اُنکا کیا پاس زمام جادو نے ایک چیخ ماری کہ ارے شعلہ مزاج کو لینا ایک مار سیاہ لکۂ ابر سے پیدا ہوا طرف آفتاب کے وہ مار سیاہ چلا آفتاب پیچھے ہٹی فیروزہ نے بڑھکر سحر کیا ایک عقرب اسکے سحر سے پیدا ہوا عقرب نے اُس مار سیاہ پر ڈنک مارا کہ مار سیاہ پانی ہوکے بہگیا زمام ابلق سوار کے ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہتی ہی کہ صاحبو دیکھو راز داران طلسم طلسم کشا کے شریک ہین کیونکہ اُسکو قوت نہو طلسم کشا بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ حقیقت مین ایسے جری نگاہ سے نہین گذرے جب ساحر آگئے تو صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کے گھوڑا اُسکا لیا اُس قصر سے لڑتے ہوے باہر نکل آئے چالیس ساحر نامی سحر مین گرامی کس حسن سے لڑرہے ہین اُس گرمی جنگ مین محفوظ جنی قریب صاحبقران کے آیا عرض کی ای شہریار آپ لڑتے ہوے باہر کیون چلے آئے اب آپکو کوٹھے پر جانا پڑیگا لوح طلسمی کوٹھے پر ہی اب جو صاحبقران کوٹھے پر جانے کا قصد کرتے ہین تو لاکھون

جادوگرون نے پرے باندھے کسی طرف سے جانے نہین دیتے سب یہی کہتے ہین طلسم کشا کو مار لو کہ طبل سکندری
پر چوب پڑی دیکھا تمام لشکر آ کے پہونچا سب کے آگے آگے بہرام بڑھا ہوا طبل سکندری بجتا ہوا ایک جانب
مقبل وفادار بارہ ہزار تیر اندازون کو ساتھ لیے ہوے کس دھوم سے آ کے لشکر پہونچا مگر ساحر صاحبقران
کو کوٹھے پر نہین جانے دیتے کئی مرتبہ صاحبقران کوٹھے پر لڑ بھڑ کے پہونچے مگر لاچار ہو کے پلٹ آئے جب امیر
نے ساحرون کا بلوہ زیادہ دیکھا لشکر پر توکئی تاجدار جا پڑے لشکر پامال ہو رہا ہی جب ساحرون نے بڑھ کر
سحر کیا کوئی منھ کے بھل گرا گھوڑے بدلگامی کرنے لگے پیدل پا بہ گل سوار مضمحل کئی ہزار سوار وپیدل
مارے گئے مقبل اپنے کو سحر سے بچائے ہوے ایک گوشے سے تیر اندازی کر رہا ہی جب تیر چلے ہزار دو ہزار
مر کر گرے چاہا مقبل پر سب ملکر جا پڑین مگر یہ کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو بڑھا وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا مگر
ہزارہا غیر ساحر بھی کام آئے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ایک طرف مہتر قران لبغدہ پکڑے
ہوے لڑ رہے ہین برق فرنگی نے کرچ سے سیکڑون کو ٹھنڈا کیا جسپر جا پڑا اکسی کو حباب مار اکسی پر کمند کے
حلقے ماردیے ساحرون نے زمین ہلادی زنار جادو نے جب جنیو کو گردش دی اُسنے ہزارون آدمی مارے
آفتاب نے آگ لگادی جب آفتاب بنکر چمکی وہ حدت ہوئی کہ جادوگرون کے بھیجے پک گئے عین گرمی جنگ ہی
مگر صاحبقران خیال کرتے ہین کہ قصر کو لاکھون جادوگر گھیرے ہوے چاہتے ہین صاحبقران نہ جانے پائین کہ
نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش پشت مرکب سہ چشمی پر سوار بارہ ہزار جوان شمشیر زن صف شکن
پشت پر ہمراہ زور وشور سے آ کے گرا بارہ دری کے برابر آ کے جنگ کی لاشے ساحرون کے لوٹنے لگے باز
سفید سر پر سایہ فگن جسپر عکس ڈال دیا جل کر رہگیا پنجے اور منقار سے جنگ کر رہا ہی جسنے نقابدار پر سحر کرنے کا قصد
کیا باز نے اُسپر سایہ ڈالا منقار ماردی نقابدار نے پکار کے آواز دی اے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان آپ اس
جانب تشریف لائیے جا کر لوح کو قبضے مین کیجیے صاحبقران لڑتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نقابدار صفون کو
توڑتا ہوا جاتا ہی جو صف کوئی صاحبقران اُس صف پر پہونچے زمام نے دیکھا کہ کئی سو تاجدار مارے گئے
ایک صف پر دو ساحر منقار آتش ریز و شیدائے سنگ خیز موجود تھے ان دونون نے اسقدر لشکر سے
نقابدار کے جنگ کی کہ کئی ہزار جوان لشکر نقابدار کے مارے گئے نقابدار لاشے اپنے رفقا کے اُٹھوا تا
ہی مگر آنکھون سے اشک حسرت ٹپک رہے ہین جب دیکھا کہ میرے رفقا سب مارے گئے منقار آتش ریز
کو تاکا ایک تیر کمان مین جوڑ کے مارا اُسکے سینے پر پڑا الپشت کو توڑ کے پار گذرا منقار کے مرنے سے اندھیرا
ہوا شیدائے سنگ خیز بڑھا کہ نقابدار کو مارون پہلو سے آواز آئی باش او کافر ادھر کہان جاتا ہی ہمسے
مقابلہ کر شیدا نے پلٹکر دیکھا امیر لڑتے ہوے قریب پہونچے اسنے ترنج سحر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھ کے
گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا اطرارہ بھر کے قریب پہونچا شیدا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے غصے مین کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے شیدا کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے چورنگ
ہوائی قلم کیا نقابدار یہ شوکت وجرأت دیکھکر جھوم گیا تعریفین کرنے لگا اے شہریار کیا کہنا حقیقت مین
آپ فراش راہ دین اسلام ہین آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی صاحبقران لڑ بھڑ کے قریب بارہ دری کے
پہونچے دامن گردان کر گھوڑے سے کودے نقابدار نے گرد صاحبقران پھر کے جنگ کی صدہا کافرون کو قتل
کیا اسم اعظم بھی ورد زبان سر پر باز سفید سایہ فگن شمشیر زنی دافع رنج ومحن جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے

کوئی وار نقابدار کا خالی نہین جاتا ہی زمام ابلق سوار نے جو دور سے دیکھا سر پیٹنے لگی پکارتی تھی یارو
دوڑو طلسم کشا برائے حصول لوح جاتا ہی بدون حصول لوح یہ جنگ ہو رہی ہی کہ کوئی لڑ نہین سکتا اگر یہ شخص
لوح پا جائیگا تو کون مقابلہ کر سکیگا کہ آسمان پر ابر دھوندھکار اٹھا کہ آفتاب و مہتاب چھپ گئے اندھیرا چھایا
ستارے معلوم ہونے لگے زمام ابلق سوار نے بہ نگاہ حسرت طرف ابر کے دیکھا ابر شق ہوا آفتاب جمکا مہتاب
نے مشعل دکھائی سب نے دیکھا سحر العجائب مرکب پرند پر سوار آتے ہی ایک گولہ مارا تمام فوج نقابدار
درہم برہم ایک گولہ طرف لشکر صاحبقران کے پھینکا سب مبہوت ہوگئے آپس مین تلوار چلنے لگی آوازین مہیب
آتی ہین نیر اعظم نے تابش دکھائی یہ جلا تھا کہ مین خود کوٹھے پر جاؤن لوح لیکر نکل جاؤن محفوظ جنی قریب
صاحبقران کے پہونچا عرض کی آقا سحر العجائب آگیا اگر ایکی لوح کو پایا اور لیگیا پھر عمر بھر لوح دستیاب
نہوگی بڑی خرابی پڑیگی صاحبقران جھپٹ کے پھر پشت مرکب پر سوار ہوے نقابدار نے چاہا سحر العجائب
پر جا پڑون مرکب اپنے مقام سے نہ ہٹا صاحبقران اسم اعظم الہی پڑھتے ہوے بڑھے گھوڑے کو کوڑا مارا
سحر العجائب نے چاہا تھا کہ بازوؤن کو بہ دیگر پرواز پیدا کرون کوٹھے پر جاؤن کہ پہلو سے آواز آئی او بحرام

بدانجام نعرۂ صاحبقران	امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا البتہ شمشیر جار	بلے تیغ صمصام و قمقام نام
بلے تیغ عقرب بلے ذوالجام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان حملہ در خاک کرد	نعرہ کرکے سحر العجائب

پر جا پڑے سحر العجائب نے ہاتھ تلوار کا مارا آواز دی او حمزہ تو لڑتا ہوا یہان تک پہونچا امیر نے عقرب سلیمانی
کو آگے کر دیا تلوار پر تلوار پڑی جھنّاٹے کی صدا بلند ہوئی امیر نے اُجھاوے سے ہاتھ نکالا اسم اعظم الہی پڑھ کر
ہاتھ تلوار کا مارا سر سحر العجائب کا زخمی ہوا اس بیحیا نے زخمی ہو کے ایک چیخ ماری آواز دی ای نگہبانان
شاہان نور افشان کہان ہو جلد میری مدد کو آؤ یہ جو اسنے آواز دی آسمان سے ایک طائر اُڑتا ہوا بڑے
زور و شور سے پہونچا تڑپ کے گرا سر سے خون جو بہتا ہوا سحر العجائب کے دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے
آواز دی ای شہنشاہ نہ گھبرائیے ہم آپکے نگہبان ہین یہ کہکر طائر نے منقار کمر مین سحر العجائب کے دی بلند
ہوتے ہوتے طائر کے صاحبقران نے تیر مارا اب تو ن سحر العجائب کا زخمی ہوا لیکن طائر لے اُڑا ادم بھر
مین قندیل فلک ہو گیا آواز دی ای زمام ابلق سوار اب کد و کاوش بیکار ہی یا بدولت آکے زخمی ہوے
حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہی ایک طرف سے آواز آئی شہنشاہ نے ایک سحر مین لشکر نقابدار کو مٹا یا یعنے بیکار کیا
ایک سحر مین لشکر حمزہ کو ساکت کر دیا مگر حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا یہ جو آواز آئی ساحران غدار گھبرائے زمام
کہتی ہی طلسم کشا کو لوح نہ لینے دو نگی یہ طرف قصر کے چلی محفوظ جنی نے بڑھ کر صاحبقران کے کان مین کہا ای
شہریار غضب ہوا زمام کوٹھے پر جاتی ہی اگر اسنے لوح کو پایا لیکر نکل جائیگی امیر نے اول بڑھ کے اسم اعظم
پڑھا کہ اہالیان فوج جو بیکار ہو رہے تھے سب کے ہاتھ پانوؤن مین طاقت آئی لشکر نقابدار بھی درست ہوا
امیر بارہ دری پر چڑھ آئے جب کوٹھے پر جانے کا قصد کرتے ہین لاکھون ساحر سد راہ ہوتے ہین امیر اسم اعظم
پڑھتے ہوے پیدل جنگ کرتے ہوے جاتے ہین کوٹھے پر چڑھ گئے زمام بھی پہونچی سیڑھیون پر سرداروں کے
اپنے پھرے کیے ملک اخضر و آفتاب وغیرہ ہر سیڑھی پر لڑ رہے ہین جو ساحر پہونچا اُسکو مار کے گرا دیا امیر
نے دیکھا ایک پودھا نخل کا کہ سات شاخین اُسکی مثل برق کے چمک رہی ہین مگر ایک شاخ کو ہفت تابان
و درخشان دیکھا محفوظ نے آواز دی یہ جو شاخ ہفت تابان و درخشان ہی مثل ستارون کے پتے اُسکے چمکتے ہین

اسی شاخ پر بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالیے امیر بڑھے تھے کہ زمام ابلق سوار ٹوٹ پڑی پکار کے کہا باش او حمزہ کہان جائیگا یہ کہکر چاہا شاخ پر ہاتھ ڈالون امیر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ زمام کا اُڑگیا دوسرا ہاتھ مارا کہ زمام کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا تھا کہ تمام ساحران غدار بھاگنے لگے آسمان سے آگ برسنے لگی آوازین مہیب آئین آخر مین آواز آئی کُشتی مرا نام من زمام ابلق سوار بود امیر نے جھپٹکر ہاتھ مارا جھنّاٹے کی آواز آئی اب جو دیکھا ہاتھ مین لوح طلسم نور افشان ریشم مین گندھی ہوئی الماس کی تختی یاقوت کے حرف امیر نے بسم اللہ کرکے لوح کو گلے مین ڈالا کوٹھے سے اُترے جادوگرون نے دیکھا کہ صاحبقران لوح پہنے ہوے آتے ہین بخوف جان بھاگنے لگے ہزارون رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرے کہتے تھے ای شہریار ہم تو تابعدار ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کے نام سے نفرت کرتے ہین ان دونون بھائیون نے غضب کیا شہنشاہ کوکب کو قید کرلیا ہم تو دل و جان سے آپکے تابعدار ہین جو اسطرح حاضر ہوے صاحبقران نے اُنکو دامن پناہ دیا ایک اور مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ منیر جادو کو جو صاحبقران نے گرفتار کیا قدمون پر گرپڑی کہا ای شہریار خواجہ عمرو کے لانے کی تو مین باعث ہوئی سبز رنگ جادو نے انکو طائر بنادیا تھا میرے دل کو تقویت تھی کہ جب صاحبقران تشریف لائینگے اور لوح طلسمی حاصل کرینگے تو ہم ملازمت مین حاضر ہونگے مین دل و جان سے اطاعت اسلام قبول کرتی ہون دل مین تو منیر کے خلوص ہی ظاہر ہین اسنے اطاعت کی صاحبقران نے چھوڑدیا بڑے بڑے افسرون کو اسنے لاکے ملایا انتظام مین مصروف ہی نقابدار تو بعد فتح جنگ روانہ ہوگیا صاحبقران سے چلتے چلتے کہہ گیا کہ بابہ حضور سے ضرور لونگا امیر نے فوراً یہی جواب دیا کہ آپ کہکر چلے جاتے ہین جسدن مزاج اقدس مین آوے ٹھہر جائیے طبل جنگی بجوائیے میدان مین نکل کر میرے آپکے امتحان ہوجائے نقابدار نے کہا خیر جو حضور یہی چاہتے ہین تو مین مجبور رہون مین یہ نہین چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کرون اگر آپکو یہی منظور ہے تو بندہ مجبور ہی آجکل پردۂ قاف مین ایک مقابلہ درپیش ہی مجھکو پس و پیش ہی اُس سے فراغت کرکے حاضر ہونگا یہ باتین کرکے نقابدار تو بصولت و شوکت روانہ ہوا دو لاکھ جادوگر صاحبقران کے شریک ہوے منیر جادو نے منظر جادو و رہبر جادو و معنبر جادو تین افسر لاکے ملائے کہا ای شہریار یہ رازداران طلسم ہین وقت پر رہبری کرینگے صاحبقران نے فرمایا ای منیر مین رہبری اپنے پروردگار کی چاہتا ہون دیکھو بہ عنایت پروردگار لوح ملی اب مرحلہ نجات بھی فتح ہوجائینگے ای منیر خوشی ہمین اُس دن ہوگی کہ اپنے برادر دینی کوکب روشن ضمیر کو قید سے رہا کرینگے منیر جادو نے کہا یقین کامل ہی کہ حضور کے دست حق پرست سے یہ سب کام ہون یہان تو صاحبقران جملہ سردارون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے سحر العجائب یہان سے جو زخمی ہوکے گیا بارگاہ مین مصر الغرائب بیٹھا ہی تمام اہل دربار جمع ہین کہ سحر العجائب آکے پہونچا مصر الغرائب نے گھبرا کے پوچھا بھائی صاحب خیر تو ہی اور وقت وہ ہی کہ ملکہ مہران آسمان سیر زوجہ اسکی بھی حاضر ہوا اپنے شوہر کو زخمی دیکھکر رونے لگی سحر العجائب نے کہا صاحب کیون روتی ہو مصر الغرائب نے کہا کیون بھائی جو جو کچھ کتابون مین لکھا ہی وہ کرسی نشین ہو رہا ہی اگر آپ سب صاحبون کی راے ہو تو ہم کوکب سے اصلاح کرلین سردارون نے کہا حضور مناسب تو یہی ہی سب کو یقین کامل ہوا اب طلسم ٹوٹ جائیگا طلسم کشا لڑتا بھڑتا قلعہ طلسمی تک آئیگا سحر العجائب کے منھ سے نکلا کہ ایک نامہ

شاخسار جادو کو لکھا جائے کہ قید کو کب لیکر آئے مصر الغرائب نے کہا بھائی صاحب کیا بیہودہ بکتے ہو سامری و جمشید کے ہاتھ مین قلم تھا جو چاہا لکھ دیا لوح ملنے سے کیا ہوگا وہ سحر کرین کہ حمزہ کو برسون یہ ثابت ہو کہ ہم زندہ ہین یا مردہ جس مقام پر ہین وہان سے جنبش نہ کر سکین فتح طلسم مین کوشش نہ نہ کر سکین مرحلہ جات طلسم ایسے کہ جنکو ایک انسان ضعیف البنیان فتح کر سکے مقام حکما کہ جہان بھٹک بھٹک کے صاحبقران رہینگے فلاسفہ نے کیا کوئی بات اُٹھا رکھی ہوگی ہم دیکھین تو صاحبقران کیسے مذہب کے پابند ہین حکیم وہ دھوکے دینگے کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار ہو جائیگا ہمارا کیا نقصان ہی جس مرحلے پر جائینگے بڑے بڑے صدمات اُٹھائینگے بھائی صاحب نے یکایک فرمایا اب ہمسے سلطنت کا مزا نہ چھوٹیگا لٹی پرین ہمنے حکمرانی کی اب کیونکر ہو سکتا ہی کہ اب سپہ سالار بنکے رہین دوسرا سلطنت کرے یہ ہمسے کب ہو سکیگا جب کوکب کو یاد آئیگا کہ انہون نے ہمکو قید کیا ہمارے ساتھ فطور فساد کرینگے مابدولت سے کلمات سخت نہ سنے جائینگے وہ لڑائیان پڑینگی کہ اگر صاحبقران کے جملہ دوست جمع ہو جائین تو ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائین ایک سحر مین دس بیس لاکھ کو مار سکتے ہین مہران آسمان سیر نے کہا ایک مقدمہ دریافت کرو کہ منیر جادو پر کیا گذری وہ ہماری بہن کی بیٹی ہی وہ ضرور فساد برپا کریگی ہرکارے جائین مفصل خبر لیکر آئین کون کون سردار شریک ہوئے کون کون مارے گئے یہ رائے سب کو پسند آئی کہ اسکا دریافت کرنا واجب و لازم ہی دو ساحر تیز رو سرخاب و عقاب واسطے خبر کے روانہ ہوئے یہ دونون ساحر لشکر اسلام مین پہونچے یہان وہ وقت ہی کہ صاحبقران داخل بارگاہ مین صحرائے برفبار تک لشکر اُترا ہوا ہی منیر جادو انتظام کرتی پھرتی ہی فکر مین ہی کہ کسی طور سے لوح طلسمی لے نکلون میری خالہ امان گھبراتی ہونگی عمرو نے کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا بھی کہ ای آقا اور سردار تو بدل و جان مطیع و منقاد ہوئے مگر منیر جادو مجھکو مکارہ معلوم ہوتی ہی اسکے مکر سے خدا بچائے اسکا لشکر مین رہنا مناسب نہین امیر نے فرمایا خواجہ تم خود مکار ہو اورون کو بھی مکار جانتے ہو منیر جادو نہایت راسخ الاعتقاد ہی ہر وقت خدمت مین حاضر رہتی ہی مرحلہ جات کا پتہ دیتی ہی دونون ہرکارے مفصل خبرین لیکر بھاگے دربار مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچے اپنے سب افسرون کے نام بتائے اور منیر جادو کا حال کہا کہ انتظام لشکر کر رہی تھی ہمارا یہ حوصلہ نہ تھا کہ ہم اُس سے بات کرتے مہران نے کہا کوئی ایسا ہی کہ پاس ملکہ منیر کے جائے تنہائی مین جا کے ملاقات کرے اسفل جادو مصاحبہ خاص ہی مہران فلک سیر سے کہا کنیز جائیگی مہران نے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھ کر دیا مضمون یہ تھا کہ ای نور نظر مقام افسوس ہی کہ ہمارا تو زوال دولت ہوا اور تم آرام سے بیٹھو اب بڑی خیر خواہی یہ ہی کہ کسیطرح لوح طلسم کشا سے لاؤ اسفل یہ نامہ لیکر چلی لشکر اسلام مین بصورت مبدل آئی کنیز بنکر پھرنے لگی کہ دیکھا منیر جادو خدمت امیر سے اُٹھی کچھ پٹھنین در رسالے کہ صحرائے خارستان مین فروکش تھے اُن سب کو اسنے لاکر صحرائے برفبار مین اُتارا کہ یہ مقام محفوظ ہی آپ لوگ یہان رہین اب چندے لشکر یہین فروکش رہے گا صاحبقران برائے فتاحی طلسم جائینگے ہم لوگ آپکی خدمتگذاری مین رہینگے منیر جادو صحرائے برفبار سے پلٹی ہوئی آتی ہی ایک نخل کے سائے مین اسفل جادو کھڑی تھی اسفل نے پکارکے کہا ملکہ منیر جادو مجھکو تم عرض کرنا ہی منیر پلٹ پڑی کنیزون کو اپنی دور ہٹا دیا اسفل نے نامہ پیش کیا منیر جادو آنکھون مین آنسو بھر لائی نامے کو پڑھا نامہ تو ہاتھ مین چھپا لیا کہا ای اسفل خالہ امان کو میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا

اور کہنا حضور اسی واسطے مین رہگئی ہون طلسم کشا سے اپنا اعتبار ظاہر کرتی ہون جسوقت موقع پاؤنگی لوح لیکر
حاضر خدمت ہونگی ای اسفل جادو اب تمھارا ٹھہرنا مناسب نہین ہی جدائی مین ملکہ کی آٹھ پہر تڑپا کرتی ہون
مگر اسوقت جواہر مین نے کیا یہی بہتر تھا یہ باتین کرکے اسفل جادو تو طرف دربار سحر العجائب کے روانہ
ہوئی نامہ منیر جادو کا ہاتھ مین اُسکو دیکھتی ہوئی چلی آتی تھی کہ اُسطرف سے خواجہ عمرو کا گذر ہوا دیکھا کہ
منیر جادو اُداس ایک کاغذ ہاتھ مین اُسکو پڑھتی ہوئی چلی آتی ہی عمرو نے بڑھکر سلام کیا منیر نے کہا ای شہنشاہ
عیاران اسوقت کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا بازار بزازان مین تھا پھرے مقرر کرا رہا تھا یہ کاغذ تمھارے
ہاتھ مین کیسا ہی منیر جادو نے جلدی سے کاغذ کو چاک کرڈالا کہا اسمین کچھ گھر کا حساب لکھا تھا اس حرکت سے عمرو
کے کان کھڑے ہوے اُسی وقت دوڑا خدمت مین امیر با توقیر کی آیا کہا ای آقاے نامدار جو گمان میرا تھا وہ
کرسی نشین ہوا منیر جادو کے پاس کوئی کاغذ پاس سے شاہان طلسم کے آیا تھا ایک عورت کو بھی مین نے
اُسکے پاس سے جاتے دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ تمھارا گمان سراسر غلط ہی وہ بڑی منتظم ہی دیکھ چند
رسالے صحراے خارستان مین تھے انکو بھی جا کر صحراے پر غبار مین جگہ دی باغ جو خالی پڑے تھے وہ لبنائے
عمرو نے کہا آپ یون نہ مانینگے مین اسکو اچھی طرح ثابت کردونگا اب خواجہ اسی فکر مین ہین منیر جادو نے
کسی کنیز کو بھی رازدان نہین کیا اس راز کو سب سے پوشیدہ کیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سوچ رہی ہی کہ کیونکر
صاحبقران پر پنجہ قابض ہو کیا تدبیر کرون کہ لوح لیکر نکل جاؤن وہان میری خالہ امان کیسی پریشان ہونگی
فرماتی ہونگی منیر جادو نے بھی ہماری خیر خواہی نہ کی اگر آج میری والدہ ماجدہ زندہ ہوتین تو انکو کیسا قلق ہوتا
ضرور اُنسے خالہ امان شکایت کرتین یہی سوچ رہی ہی اکیلی بارگاہ مین سر جھکائے بیٹھی ہی کبھی سوچتی ہی کہ آج رات
کو لوح طلسم لون مگر کیونکر دست انداز ہوسکونگی خوابگاہ صاحبقران پر زنارہ و آفتاب شعلہ مزاج کا پہرا
رہتا ہی ملک اخضر بھی آٹھ پہر اسی انتظام مین مصروف ہی اور بڑا غضب یہ ہی کہ اور چالیس سردار ان نامی
نگہبان طلسم کشا ہین اگر کسی کنیز نے پکارا کہ مین حاضر ہون جواب دیا ابھی باہر ہی ٹھہرو سب کنیزین در دولت پر حاضر
ہین یہ اندر بارگاہ کے بیٹھی ہی چاہتی ہی غرق زمین ہوکر اپنے کو بارگاہ صاحبقران مین پہونچاؤن جا کر لوح گلے سے
اُتار لون پھر سوچتی ہی کہ اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ نہ بچونگی سب ساحر ملکر دشمنی کرینگے سب سے زیادہ ملک اخضر کو
امیر کی محبت کا جوش ہی ہر ایک زہد مشرب اُنکی ہٹے ولا مین بیہوش ہی کچھ بن نہین پڑتا کہ پہلو سے آواز آئی بیٹا
مزاج کیسا ہی کیون چپ بیٹھی ہو منیر جادو نے پلٹ کے دیکھا کہ ملکہ مہران آسمان سیر لیکن بدحواس ڈوپٹہ ڈھلکا
ہوا بیقرار و مضطر منھ پر خاک ملے ہوے کپڑے بھی گرد آلود جس سے ثابت ہوتا ہی کہ غرق زمین ہوکر آئی ہی منیر نے
جھک کے سلام کیا کہا مادر مہربان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مہران نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا بی بی جسوقت
ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ منیر مطیع اسلام ہوئین تمھارے خالو صاحب بہت بگڑے فرماتے تھے کیون صاحب
تمھاری بھانجی سنگدل محبت اہل اسلام مین ایسی کامل کہ لشکر اسلام کا انتظام کرتی پھرتی ہی محبت امیر مین مرتی
ہی جہان تمھاری بھانجی گئی تم بھی جاؤ اس ہفتے مین بڑے بڑے صدمے اُٹھائے مین نے دربار مین جانا چھوڑ دیا
اسوقت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہ جاکر اپنی بچی سے ملاقات کرون سنو بی بی اگر تم بصدق مطیع اسلام ہوئین تو مجھے بھی
چلکر قدمون پر صاحبقران کے گرادو اگر بصلاح ایسا امر کیا تو لشکر سے نکل چلو جا کے اپنے خالو سے ملاقات کرو
یہ سنکر منیر رونے لگی کہا آپنے ناحق تکلیف فرمائی بھلا مین صدق دل سے مسلمان ہوتی مجھکو مسلمانون کے نام سے نفرت

آپکا نامہ آیا تھا مین نے اسفل جادو سے زبانی بھی کہدیا تھا کہ خالہ امان نہ گھبرائین مین حاضر ہوتی ہون مگر یہ
کام کرکے آؤنگی مین ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ غرق زمین ہو کر جاؤن لوح گلے سے صاحبقران کے اُتار لاؤن
مگر خوف یہ ہی کہ ای مادر مہربان یہ چالیس ساحران نامی رازداران طلسم دل وجان سے کوشش کر رہے ہین
کہ کوئی دست اندازی ممکن نہین ملک اخضر عقاب بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھتے ہین بی آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ
یہ لوگ حسن مین رشک ماہ منیر سحر مین بینظیر یہ سب رازداران طلسم ہین جس کام کو کرتے ہین بحفاظت وبسلامت
کون اُنکی بات کا جواب دے سکتا ہی اور ملک اخضر نے وہ انتظام کیا ہی کہ سارا لشکر آٹھ پہر آراستہ وپیراستہ
رہتا ہی ساحرون کو سحر نوسکھائے جاتے ہین کم علم تعلیم پاتے ہین وہ انتظام لشکر قرار پایا ہی کنیز کو بڑا تردد ہی کہ
لوح کیونکر دستیاب ہو مین اسی فکر مین ہون ملکہ مہران نے کہا بیٹا مین جو پلٹ کے جاؤنگی تو خالو تمھارے اور زیادہ
درہم وبرہم ہونگے مین چاہتی ہون کہ اُنکا غصہ مٹے منیر جادو نے کہا ایسے عشرے مین یہ سب انتظام تو جب حسن
ہو جائیگا آپ تردد نہ فرمائین مین ہر وقت مقام نشیب وفراز دیکھتی رہتی ہون لوح ضرور لاؤنگی صاحبقران
کو دھوکا دونگی مہران نے کہا بیٹا میرے نزدیک ایک بات بہتر ہی کہ تم اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھو مضمون اسکا
یہ ہو کہ خالو جان مین مکر سے مطیع صاحبقران ہوئی ہون اسی فکر مین ہون کہ کوئی تدبیر بن پڑے تو لوح لیکر
آؤن جسدن موقع پاؤنگی لوح آپکی خدمت مین حاضر کرونگی یہ بھی ذہن مین ہی کہ اگر ذرا طلسم کشا کو غافل پاؤن تو
بعنایت سامری اُسے بھی گرفتار کر لاؤنگی اور سارباں زادے کو تو ضرور لاؤنگی یہ سب مضمون اپنے ہاتھ سے
ایک پرچے پر تحریر کرکے مجھے دیدو مین جاکے تمھارے خالو ابا کو دکھاؤن پھر بیٹا تمھارا نام ہوجائیگا مجھکو بھی بڑی
تقویت رہیگی منیر نے کہا بہت خوب خالہ امان مین آپکی بدنامی نہین چاہتی منیر نے اُسی وقت کاغذ اُٹھایا اسپر
مضمون مذکور اپنے ہاتھ سے بہ تصریح لکھا مہر بھی اپنی کردی مہران آسمان سیر نے وہ کاغذ ہاتھ سے منیر جادو کے
لیلیا کہا لو بی بی جاتے ہین تمھارے خالو صاحب کو تسکین دینگے منیر نے کہا کدھر سے جائیے گا مہران نے کہا
بی بی تم منھ پھیر و تو مین نکل جاؤن مین غرق زمین ہوکے جاؤنگی کہ مجھے کوئی نہ دیکھ سکے منیر نے منھ پھیرا مہران
سراپچہ چاک کرکے نکل گئین صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین اخضر وغیرہ جمع ہین مہر حلہ جات پر جانے کی فکرین
ہو رہی ہین صاحبقران فرماتے ہین مجھے اب مرحلہ جات طلسم پر جانے کی جلدی ہی اخضر کہتا ہی جہان آپ جائیے گا
ہم لوگ بھی بفضل خدا وقت پر پہونچینگے آفتاب شعلہ مزاج نے عرض کی ای شہریار کل مین طلایہ پہ بھی کہ ملکہ
منیر جادو اپنی بارگاہ سے نکلی آپکی بارگاہ کو دیکھ رہی تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپکے دشمنون
کی فکر مین ہی مجھکو کھٹکا ہوتا ہی ذرا اسکے مقدمے مین لوح سے دریافت کیجیے امیر نے تیور بدل کے کہا ای آفتاب
مجھے ناگوار ہوتا ہی منیر کی بُرائی نہ کرو منیر نہایت راسخ الاعتقاد ہی کس خضوع وخشوع سے وہ خدمتگذاری
کرتی ہی جو فوج اُسکے سپرد ہی آٹھ پہر تیار رہتی ہی یہ صاحبقران فرمارہے تھے کہ دربارگاہ سے نعرہ ہوا منم ملکہ
مہران آسمان سیر باش ای گمراہو اب کہان بھاگ کے جاؤگے میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے ایک ایک
کو جلادونگی خاک مین ملادونگی یہ آواز سنتے ہی سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا آفتاب کے منھ سے نکلا
لو یارو غضب ہوگیا زوجۂ سحر العجائب آگئی اسوقت بڑے غصے مین ہی ای شہریار ہوشیار ہو جائیے صاحبقران
نے تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا آواز دی او لکاتہ خبردار کہان جاتی ہی منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
امیر عالیشان صاحبقران زمان جب امیر بانو قیر تیغہ کھینچکر دوڑے تو مہران آسمان سیر نے ہنس کے کہا یا صاحبقران

فوراً ہوش مین آئیے ایسا نہو تلوار ہاتھ سے گر پڑے اسم اعظم تو یاد کیجیے صاحبقران نے جو آنکھ ملائی ہنس پڑے
کہا او ساربان زادے ہر بات مین حیران کر دیتا ہی یہ کیا میٹھے میٹھے سخن این سوجھا سب سردار حیران کہ شاید
صاحبقران سحر مین پھنس گئے یا تو یہ غصہ تھا یا ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین امیر نے فرمایا یارو یہ ساربان زادہ
ہی ہر بات اسکی ایسی ہی قیامت کی ہوتی ہی میٹھے میٹھے غمزے دکھاتا ہی سب سردار خوش ہو گئے اخضر نے دوڑکے
خواجہ کو گود مین اٹھا لیا کہا خواجہ بے سبب آپنے صورت مہران کی بنائی عمرو نے وہ نوشتہ ملک اخضر کو دیدیا
ملک اخضر نے بڑھکر سر پیٹ لیا کہا آقاے نامدار ذرا اس پرچے کو ملاحظہ کر لیجیے خواجہ نے بڑا کام کیا اُسکے
جو باطن مین تھا اُس سے دریافت کر لائے غلامان جانباز کو حکم دے کہ ہم ابھی اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے لائین
صاحبقران نے فرمایا مین کسی کا حقیر کرنا نہین چاہتا اے زنار تم جاکر منیر سے کہو اب تم چلی جاؤ لشکر مین تمھارا رہنا مناسب
نہین ہی اور جس فکر مین تم ہو اُسکا ہونا بہت دشوار ہی طرف سے سحر العجائب کے فوج لیکے آنا ہمکو دھوکا دینا جسطرح
بن پڑے اُسکو لینا یہ ذکر تھا کہ منیر جادو آکر پہونچی اُسکو تو اس بات کی خبر نہ تھی بلا تکلف بارگاہ مین چلی آئی خواجہ
بشکل مہران آسمان سیر سب سے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین منیر جادو کے ہوش اُڑ گئے صاحبقران نے
فرمایا اے منیر آؤ دیکھو تمھاری خالہ امان بھی تشریف لائی ہین اطاعت اسلام قبول کرتی ہین عمرو نے قریب آکے
کہا بیٹیا مین تو یہان آکے گھر گئی تمنے جو کاغذ دیا تھا وہ چھین لیا امیر نے فرمایا کیون منیر ہمین تمسے یہ امید نہ تھی منیر
قدمون پر گر پڑی کہا اے شہریار اب مجھکو اعتقاد دین اسلام ہوا اب دل سے مطیع ہوتی ہون عمرو نے پیشانی
دیکھکر کہا بیشک نور اسلام اب اسکی پیشانی پر چمکا صاحبقران کو بہت خوشی ہوئی ملکہ منیر بصدق دل مطیع اسلام
ہوئین ہرکارے شاہان طلسم کے حاضر تھے یہ خبر بین لیکر بھاگے یہ نامہ جو معرفت اسفل کے پہونچا مہران آسمان سیر
نے خوش ہوکے کہا کہ دیکھیے میرا قول کرسی نشین ہوا وہ کبھی صدق دل سے شریک مسلمانان نہوگی اب دو چار
روز مین موقع پاکر لوح طلسم کشا سے چھین لائیگی اور اگر موقع ہوگا تو طلسم کشا کو بھی قید کرکے لائیگی یہ ذکر تھا کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے تمام کیفیت جو یہان گذری تھی سب بیان کی کہ ساربان زادے نے آپکی صورت
بنکر تمام حال دل ملکہ سے دریافت کر لیا اور جاکے اپنے آقا طلسم کشا سے کہدیا ملکہ قدمون پر طلسم کشا کے گرین
اور منت کہنے لگین کہ آقاے نامدار و مولاے قدر شناس ابتک تو میرے دل مین مکر تھا مگر اب بصدق دل مسلمان
ہوتی ہون مہران کے ہوش اُڑ گئے کہا اے اسفل تم کسی طرح اپنے کو پھر لشکر مسلمانان مین پہونچاؤ باطن
منیر کا دریافت کرو اسفل نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر اسفل جادو چلی ایک عقاب کی شکل بنکر لشکر اسلام مین
آئی دیکھا منیر جادو پہلو مین آفتاب کے بیٹھی باتین کر رہی ہی عقاب پر نگاہ پڑی دیکھتے ہی پہچانا ملک اخضر سے
کہا اے ملک اخضر اسفل جادو آئی ہی آپ لوگ اسکو گرفتار کرین میری فکر مین بیٹھی ہی یہ سنتے ہی ملکہ آفتاب
تڑپ کے اُٹھین عقاب سے آنکھ ملائی چاہا عقاب نے کہ اُڑکے نکل جاؤن آفتاب نے ایسا سحر کیا کہ اسفل جادو
بصورت عقاب منھ کے بل گری زنار نے ایک تیر مار دیا کہ اسفل اُڑ نہ سکی اتنے عرصے مین آفتاب جا پڑی
عقاب کو پکڑ لیا ملکہ فیروزہ دوڑکے آئین صاحبقران فرماتے ہین کہ اسکو گرفتار نہ کرو مگر آفتاب و زنار نے
اپنے سحر مین مبتلا کیا منیر نے اُسکے سر پر ہاتھ رکھا اسفل بصورت اصلی ہو گئی کہا اسکو لیجاکر قید کرو اسفل قید ہو گئی کئی ساحر
اسی طرح طرف سے شاہان طلسم کے آئے منیر نے سب کو پہچان پہچان کے گرفتار کرایا تیسرے دن امیر نے فرمایا کہ
لو صاحبو ہم اب رخصت ہوتے ہین اب تم سب صاحبون کو مناسب ہی لشکر کی حفاظت کرنا اپنے کو ہمارے پاس پہونچانا

عمرو دوڑ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا مین بھی آپکے ساتھ چلونگا امیر نے فرمایا خواجہ تمھارا جانا مناسب
نہین طلسم کشائی مین قید ہی کہ طلسم کشا اکیلا جاتا ہی عمرو و برق و قران الگ الگ روانہ ہوے کہ انکا ذکر
تحریر کیا جائیگا صاحبقران نے صبح کو بعد نماز سحری لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشای فتاح طلسم اگر
پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو جس مقام پر تخت تمھارے بادشاہ کا بچھا ہی اُس تخت کو بزور
صاحبقرانی اُٹھاؤ ایک نقب پیدا ہوگی اُسمین سے ایک اژدھا پیدا ہوگا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا تمھارے
سامنے آئیگا دہن اژدر مین اپنے تئین گرادو یہی راہ مرحلۂ قارن بن قدرت بن مقرون کی ہی نہایت
مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز فسون ساز ہی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا صاحبقران سب سے رخصت
ہوے سب نے یہی عرض کی یا صاحبقران جہانتک ہو سکے بے لوح دیکھے قدم نہ بڑھائیے گا ورنہ لوح قبضے سے
نکل جائیگی امیر باتوقیر نے بزور صاحبقرانی تخت اُٹھایا فرش کو ہٹایا ایک نقب پیدا ہوئی اُسمین سے ایک اژدہا
قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا نکلا صاحبقران بسم اللہ کہکر دہن اژدر مین پھاند پڑے بعد عرصۂ دراز پانؤن اُن
کے زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک صحرا جسمین خس و خاشاک کا مطلق نشان نہین سنسان ویران
کیفیت میدان بونڈلے واسطے استقبال کے اُٹھے صداے چغد و بوم شوم بھی اُس مرز و بوم مین نہین آتی
ہوا گرم چل رہی ہی نخلون مین شاخین جل گئین پتے کف افسوس ملتے ہوے معلوم ہوتے ہین اپنی بے ثمری
پر نخل گریان اگر زبان قائم ہوتی یہی صدا دیتے کہ افسوس خارستان دنیا مین ثمر نہ ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا کسی درخت
مین پھول کا نام نہین غنچے کا کچھ کام نہین دام زلف سنبل کھینچا نرگس شہلا سرنگون آنکھون کے آگے بیتابی
عالم کا نقشہ پھر رہا ہی صحرائی بے برگی پر بونڈلے اُٹھتے ہین خاک اُڑاتے ہین صحرا مین دوڑے دوڑے پھرتے
ہین کبھی منھ کے بل گرتے ہین امیر باتوقیر اس حال پریشان کو دیکھکر حیران مضطر اُس صحراے ہول خیز کو
طے کر رہے ہین تلاش مین سایہ کے بہت دور رہبری کی مگر سواے دھوپ کے جب کہین سایہ نہ ممکن ہوا
تمازت و حرارت آفتاب نے پریشان کیا ایک پہاڑ کی آڑ مین آکے کھڑے ہوے حیران تھے کہ دیکھیے انجام کار
کیا ہو کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا پشت مرکب پہ بہرام گرد بن خاقان چین چلا آتا ہی پشت پہ دس بارہ سردار
ایک خیمہ چھکڑے پہ لدا ہوا بہرام نے آکے سلام کیا صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا ای بہرام کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا عرض کی بعد تشریف آوری حضور کے سحر العجائب نے لشکر ساحران بھیجا سب ساحر آپکے خوب
لڑے ملک الخضر مارے گئے آفتاب وغیرہ کو گرفتار کر لیا جب غلام نے دیکھا لشکر تباہ ہوا ان چند جوانون نے
میرا ساتھ دیا حضور کی خبر پائی کہ ایک صحراے وحشتناک مین گذری غلام تلاش کرتا ہوا آیا شکر ہی کہ حضور سے
ملاقات ہوئی جتنے نامی ساحر آپکے لشکر مین تھے وہ تو گرفتار ہو گئے باقی تمام لشکر اُسی مقام پر بیکار پڑا ہی
غلام پہلے ہی نکل آیا اگر لشکر مین رہتا مین بھی گرفتار ہو جاتا یہ کہکر خیمہ استادہ کیا عرض کی خیمے مین تشریف لائیے
کہ حضور دھوپ سے بچین صاحبقران ساتھ بہرام کے خیمے مین داخل ہوے تباہی لشکر کا حال سنکر بڑا ملال
ہی غصے مین کانپ رہے ہین فرماتے ہین ای بہرام عجب خبر وحشت اثر سنائی ان شاہزادیون کے گرفتار ہونے کا
بڑا ملال ہی یہ نازنینان مہ جبین اپنی اپنی افسری چھوڑ کے میری شریک ہو گئین اُنکے لیے کوئی خرابی ہونا
باعث رنج و ملال ہی اگر مجھکو معلوم ہو جائے کہ قید اُن افسرون کی فلان مقام سے جاتی ہی تو اپنے کو فوراً وہان
پہنچاؤن جا کے اُس ساحر کو راہ مین روکون اپنے سردارون کو قید سے چھڑاؤن بہرام نے عرض کی آقا

اب انکا ملنا مشکل ہی انشاء اللہ حضور وہان تک پہونچینگے یہ ظاہر ہی کہ وہ ان سردارون کو قتل نہین کرسکتے
جس سردار نے بڑھکر سحر کیا اور کسی کو گرفتار کیا وہ بھی کہتا تھا کہ بڑی لاچاری ہی یہی تم لوگ داخل سرحد طلسم ہو
قتل تم سب کا بدون اتمام میعاد ممکن نہین سب قید رہینگے جفاے زندان مصیبت سہینگے صاحبقران سے بہرام
باتین کرتا ہوا خیمے مین لیکر آیا امیر آکے بیٹھے بہرام نے عرض کی آقا آپنے اس صحرا مین بڑی مصیبت اُٹھائی پانی
غلام کے ساتھ ہی حکم ہو تو حاضر کرون یہ کہکر جام بلورین مین پانی بھر کے لایا امیر نے گھبرا کے ہاتھ بڑھایا مگر
دل دھڑکا خیال مین گذرا یا صاحبقران مرحلۂ طلسم پر آنا اور لوح طلسم کو نہ دیکھنا جیسے ہی یہ خیال آیا امیر نے
پانی پینے سے ہاتھ روکا بہرام نے عرض بھی کی حضور پانی نوش فرمائین کیون تامل فرماتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا
لوح پر جو نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم یہ آپکا سردار بہرام نہین ہی یہی جام اس ملعون پر
پھینک مارے امیر با توقیر نے وہی جام آب ہاتھ سے بہرام نقلی کے لیا چاہا بہرام نے کہ پیچھے ہٹے امیر نے وہی
جام اُسپر پھینک مارا قطرے پانی کے جو جسم پر پڑے مثل ہیزم خشک جلنے لگا سا تھ والے چیخ مار کے بھاگے
مگر بہرام نقلی جل کے خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من اشترار جادو دربان طلسم بود عرصے تک اندھیرا رہا
بعد اُسکے صاحبقران نے اپنے کو صحراے سبزہ زار مین پایا ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرے سوچ رہے
تھے کہ ای امیر خداوند کریم نے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی علمہاے سیاہ
نشان لشکر کافران خیل خیل ساحر چلے آتے ہین ایک ساحر بد صورت کریہ منظر تخت پر سوار گرد ساحران
غدار نعرے کرتا ہوا کہ ای طلسم کشا بڑی تو نے بے ادبی کی منم قارن بن قدرت بن مقرون مین منتظم مرحلۂ
طلسم ہون اب تو یہان سے نہ گذر سکیگا تمام لشکر صاحبقران کے سامنے اُسی صحرا مین اُتارا صاحبقران
حیران کھڑے ہین کہ کیسے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ساتھ کوئی نہین بارگاہ یا خیمہ بھی کوئی ہمراہ نہ آیا یہ خیال
دل مین آیا ہی کہ لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا مقیدان مرحلۂ اول اسی مقام پر ہین وہی تمھاری فوج ہی
اُنہین رہا کرو اور یہ جو جادوگر آیا ہی یہی منتظم مرحلۂ اول ہی صاحبقران نے حیران ہو کے پھر لوح کو دیکھا مراد
یہ تھی کہ آخر وہ قید خانہ کہان ہی حاشیۂ لوح پر یہ مضمون نکلا کہ جس نخل کے سائے مین آپ کھڑے ہین اسم حاشیۂ
لوح پڑھ کے دم کیجیے قصر قید خانہ ظاہر ہوگا امیر نے حاشیۂ لوح پڑھ کے دم کیا دنا تا ہوا دیکھا ایک قصر
سیاہ ظاہر ہوا دروازے پر قصر کے ایک جادوگر بیٹھا ہی چند ساحر اُسکے گرد اُسنے دیکھتے ہی آواز دی لو یارو
طلسم کشا آیا اسکو گرفتار کر لو امیر نے بموجب حکم لوح تلوار نہ کھینچی لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا اجل گیا داروغہ
نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن جیسے ہی یہ اُڑ کے بلند ہوا صاحبقران نے تیر مارا داروغہ مر کے گرا
سب ملازم بھی اسکے مرے دروازہ ٹوٹا صاحبقران اندر قید خانے کے آئے دیکھا کئی ہزار بندگان خدا مسلسل
و مطوق بیٹھے ہین ماران سیاہ گرد اُنکے جو بیٹھے تھے وہ سب پانی ہو کے بہگئے آپس مین سب قیدی کہنے لگے کہ آج
کسی جلیل نے داروغۂ زندانخانہ کو مارا کہ ماران سیاہ ہمارے قریب سے ہٹے بلکہ پانی ہو کے بہگئے خدا اُس جلیل کا
جمال جہان آرا ہمکو دکھائے کہ سامنے سے صاحبقران کو سب نے آتے دیکھا سب جوان اپنے اپنے مقام سے
براے استقبال اُٹھے جھک جھک کے سلام کرنے لگے ایک جوان کو دیکھا تاج یاقوتی سر پر مگر کہنہ سرنگون بیٹھا
ہوا اور رہا ہی امیر ہتھکڑیان بیڑیان سب کی کاٹتے ہوے قریب اُس جوان کے آئے فرمایا ای برادر وزر اسر
اُٹھاؤ اب تمھارا وقت رہائی آگیا تم کیون ملول ہو اُس تاجدار نے کہا ہمارے واسطے رہائی کہان ہم قید تعلق

سے رہائی چاہتے ہین امیر باتوقیر نے فرمایا ای تاجدار تمھارے ساتھ کے سب قیدیون نے رہائی پائی خدا وہ دن دکھائے کہ ہم لڑتے بھڑتے اپنے برادر کے قید خانے تک پہونچین تم قید تعلق سے کیون رہائی چاہتے ہو کیا پس وپیش ہی کون سی مصیبت درپیش ہی اُس تاجدار نے روکے عرض کی مین افسوس کرتا ہون آپکے حال اور اپنے حال پر قارن بن قدرت بن مقرون آپکے مقابل آیا ہوگا افسوس ملعون سے مقابلہ سخت پڑیگا آپنے ان قیدیون کو رہا کیا انکی رہائی قید حیات تک ممکن نہ تھی مگر وہ بڑا امکار وحعلساز ہی ہرچند کہ حضور نے بڑا احسان کیا کہ ہم لوگون کو رہا فرمایا مگر آپکو خدا اُسکے مکر وحیلے سے بچائے مین اسی حوالی کا تاجدار ہون یاقوت گلگون پوش میرا لقب ہی اور ایک ساحرہ الماس جگرخوار جادو کہ وہ اس حوالی مین بطور انتظام آئی مجھ بدبخت کو دیکھکر عاشق ہوئی مجھکو گرفتار کرلائی ہمر روز درپئے آزار ہی آج شب کو اُسنے خبر دی تھی کہ کل طلسم کشا آئیگا سب کو رہا کریگا مین نے سامان ایسا کیا ہی کہ تجھکو اور طلسم کشا کو قتل کرونگی لہذا غلام کو حضور رہا نہ کرین اسی مقام پر رہنے دیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا ای برادر تم اس بات کا مطلق تردد نہ کرو انشاء اللہ اُس ملعونہ کو بھی قتل کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ فتح نصیب ہوگی اس حوالی کی سلطنت تمکو پھر ملیگی صاحبقران نے اُس تاجدار کو رہا کیا جملہ جو ان تین ہزار آدمی رہا ہوے یاقوت نے اُٹھتے ہی اُن سبکو اشارہ کیا کہا یارو سجدۂ شکریہ پروردگار کرو کہ طلسم کشا نے آکے رہا کیا اُسکی قدرت سے یہ بھی یقین ہی کہ جانین سب کی بچ جائین طلسم کشا مرد جلیل ہی ظلم سے اُس ظالم کے امان پائینگے کوٹھڑون مین اسباب تھا تھوڑے عرصے مین اُن سب جوانون نے مال واسباب نکالا ایک بارگاہ زربفتی صاحبقران نے لدوائی یاقوت کو تخت پر سوار کیا اس عظم وشان سے مقابلے مین قارن بن قدرت بن مقرون کے آئے اب جو قارن نے صاحبقران کو اس شان سے دیکھا گھبرایا ایک نامہ اُسی وقت لکھا الماس کو جب نامہ اُسکے پاس پہونچا اُسنے جواب دیا کہ ای قارن کیون گھبراتا ہی تو طبل جنگی بجوا یہ مرحلۂ طلسم نور افشان ہی اسکا فتح ہونا نہایت دشوار ہی مین بھی وقت پر آؤنگی طلسم کشا کی سرکشی مٹاؤنگی قارن نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین ہمراہیان امیر باتوقیر بھی آمادۂ حرب و پیکار رہین چار پہر رات گذر کے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قارن نے گینڈا میدان مین نکالا پکار کے آواز دی ای طلسم کشا میرے مقابلے مین آجا چاہتا امیر نے کہ مقابلے مین اُس ملعون کے جائین کہ صحرا سے گرد اُڑی امیر نے دیکھا کہ ملکہ آفتاب چار سو جادوگرنیان ہمراہ مین وہین سے پکار کے آواز دی ای شہریار آپ ہرگز قصد نہ کیجیے گا کنیز اس ملحد سے مقابلہ کریگی حضور کے فراق مین کنارے دریا کے گئی اور پریشانی بڑی کنیزون سے بیقرار ہوکے کہتی تھی ای فلک کجرفتار میرے امیر نہون اور مین دریا کی سیر کرون افسوس صدہزار افسوس دل بھر آتا ہی اپنے حال پر رونا آتا ہی

نظم

عاشق مہجور کے مانند ہی بیتاب موج
پیچھے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج
اپنا مہمان طفیلی جانتے ہین ہم اسے
آب دریا خشک ہوجائے تو ہونا یاب موج
چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حسن
خواب مین بھی پھر نہ دیکھے صورت نایاب موج

رکھتی ہی دریا مین حال ماہی بے آب موج
ڈوبے ہین دریا مین تیرے عاشق بیتاب بھی
آئیگی گھر مین ہمارے ہمرہ سیلاب موج
کیا سمجھکر بحر ہستی مین کرون راحت طلب
قدرت اللہ دیکھیگی شب مہتاب موج
گنج باد آور بہالادے جو خسرو ہو کوئی

غرق ہونا پار اُتر جانا ہی بحر عشق سے
مثل خنجر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج
دم فنا ہووے تو ممکن ہی سخن گوئی کا ترک
دیکھتا ہون روز وشب دریا مین ہی بیخواب موج
بحر اُلفت کے شناور ہو اگر میری طرح
ابھی ہی آتش بیان عالم اسباب موج

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ جس سے یہ رنگ بخوبی ثابت ہوا جو جادوگرنیان ساتھ ہین اُنکو تو طرف امیر کے بھیجا آپ مقابلے مین قارن کے ہو نجی صاحبقران نے دیکھا کہ قارن و آفتاب سے سحر ہونے لگے جو سحر ملکہ نے کیا ملکہ چلبین شعاع گرائی ضیا دکھائی سحر کو قارن کے دفع کیا لڑتے لڑتے قارن نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ آفتاب نے آواز دی او بحیا سمجھکر سحر کر دیکھ تو خطوط تار شعاعی مین اُلجھا شمشیر کہکشان علم ہی اپنا گلا کاٹ لے یہ آواز سنکے قارن بد حواس ہو گیا حیران داس ہو تلوار اپنے گلے پر رکھی ملکہ نے کہا جو ہر جرأت دکھا اب مثل تلوار کے خم ہونا قارن نے کہا ملکہ کیا مجال مین عشق مین تمھارے شمشیر بران ہون مثل سپر سیاہ رو ہونگا یہ کہکر تلوار کھینچی سر کٹ کے گرا ملکہ آفتاب اُن چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لشکر قارن پر جا پڑین امیر نے دیکھا آفتاب کس زور و شور سے لڑ رہی ہی کہ ساری فوج کو شکست دی کچھ بھاگ گئے کچھ مرے کچھ گرفتار ہوے قریب شام ملکہ لڑائی فتح کرکے چلبین قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار فتح مبارک ہو مرحلہ اول کے حاکم کو آپنے مارا یاقوت تاجدار دمبدم عرض کرتا ہی ای شہریار ایک مقدمے مین مجھکو بڑا انتشار ہی کہ الماس جو مرحلہ اول سے واسطے کمک کے آئی تھی وہ کیون نہ آئی آفتاب نے جل کر جواب دیا ای یاقوت تمکو بھی کیا کیا سوجھتی ہی اُسکی مجال تھی کہ ہمارے مقابلے مین آسکتی اب کل تک لشکر صاحبقران کل آجائیگا ای شہریار زنار وغیرہ نے بڑے کام کیے جب آپ یہان چلے آئے تو لڑ بھڑ کے راستہ پیدا کیا مجھے آپکی قدمبوسی کا بڑا اشتیاق تھا مین سب سے آگے بڑھ آئی دو تین دن کے عرصے مین سب لشکر حضور کا آجائیگا ای یاقوت اب اسی طرح لڑتے بھڑتے مرحلہ جات کو مٹاتے ہوے تا بہ طلسم نور افشان پہونچینگے قلعۂ طلسمی پر اُن نمک حرامون سے مقابلہ پڑیگا اشتیاق دیدار صاحبقران مین آگے بڑھ آئی ہون ای یاقوت اب ذرا انداز ہی نہ کرو ہنسے سب سامان کر لیا اپنی کیفیت کس سے کہین ہمارا عجب حال ہی نظم

بزم مین رنگین خیالون کے جو ہو روشن چراغ ——— سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ
چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہوگئین ——— پر تو مہتاب سے بن جاتے ہین روزن چراغ
روشنی طور ہو یارِ دگر ممکن نہین ——— ترے صدقے کا گمان سے لائیگا روغن چراغ
دن کو بیداری مین رہتا ہی خیالِ روے یار ——— رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ
سیکڑون پروانون کو اسنے کیا خاک سیاہ ——— موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ
دل ہمارا مردہ ہی سینہ ہمارا گور ہی ——— داغ سینے کا ہی گویا گور پر روشن چراغ
یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ ——— آتش افروزی سے ہونے کا نہین دشمن چراغ
صبح تک جلتی ہی آہون سے ہماری باد تند ——— شام سے فانوس رکھتی ہی تہِ دامن چراغ
دھیان آجاوے جو مضمونِ چراغِ کشتہ کا ——— واسطے تشبیہ کے ہو دین گلِ سوسن چراغ
گنجِ زر رنگِ طلائی نے کیا منھ یار کا ——— لعل لب کو مین نے سمجھا مال پر روشن چراغ
منزلِ ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر ——— رات ہو جاوے تو دکھلادے تجھے رہزن چراغ
داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین ——— غم نہین اسکا ہوا نے سر مدفن چراغ

اُسکی قدرت سے یقین کامل ہی کہ نمک حرامون کا انتظام کامل ہو جائیگا جسقدر سردار ان مرحلہ جات ہین وہ سب جمع ہوکے پاس سحر العجائب و مصر الغرائب کے گئے ہر ایک نے یہی کہا کہ طلسم کشا لوح طلسمی پا گیا وہ بڑا امر جلیل ہی بڑے بڑے طلسم توڑ چکا یہانتک کہ طلسم ہزار اسپ مین داخل ہو لڑے بڑے مکار غدار ساحرہ ہان

جمع تھے کسی گے گیے کچھ نہ ہوسکا صاحبقران نے وہ طلسم بھی شکست کیا اپنا بندوبست کیا لہذا اب اصلاح کرلو کوکب کو بادشاہ کرو موافق قدیم طریقے کے منتظم امورات سلطنت رہو ان صاحبان غرور نے یہ جواب دیا کہ اب سلطنت لی ہمسے نیابت نہو سکیگی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جب کوکب کو خیال آئیگا کہ ہمکو قید کیا صدمہ دیا غالب ہونگے کہ سزا دین ہمسے یہ جفائین نہ اٹھینگی دیکھو تو مرحلہ جات پر کیا گذرتی ہی کیا مجال کوئی طلسم شکست کرسکے اس طلسم کے آگے کسی طلسم کی کیا حقیقت ہی وہ عجائب وغرائب اس طلسم مین بھرے ہین کہ انسان کو زبان ہلانا دشوار ہوگا مرحلہ جات پر جب طلسم کشا جاویگا فورا گرفتار ہوکے آویگا لہذا ای شہریار حضور اسی مقام پر دو چار روز رہین امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم انشاء اللہ بہ لطف فتح ہو جائیگا ان قیدیون کو لیجا کر قید کرو جیسی تمھاری راے ہوگی ویسا کیا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے پھر گرد اڑی ملکہ آفتاب نے عرض کی ای شہریار مبارک ہو لشکر بھی آپکا آکے پہونچا کنیز انتظام کرکے آئی تھی جو مین نے سوچا تھا وہی ہوا شکر ہی کہ مین نے قارن کو مارا لشکر کو اسکے شکست دی یہ ذکر تھا کہ ملک اخضر سبز پوش و ملکہ زنار و فیروزہ آکر پہونچے قدوم میمنت لزوم کو امیر کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار انشاء اللہ اب بہت جلد طلسم کشائی ہوگی صاحبقران سب کو ساتھ لیے ہوے خوشی خوشی بارگاہ مین آئے نہایت خوش ہین اب سب ساحر ذہین نے صاحبقران کو گھیرا یاقوت کو پاس نہین جانے دیتے جو جو شاہزادیان صاحبقران پر عاشق ہین وہ اپنے اپنے ناز و کرشمہ دکھا رہی تھین صاحبقران سب کے بیچ مین بیٹھے ہین جب یاقوت تاجدار کسی بات مین بولتا ہی ملکہ آفتاب منع کرتی ہین کہتی ہین ای شہریار اپنی سرحد پر آپ قبضہ کیجیے ہم لوگ افسر خدمت صاحبقران مین آگئے اب کل لشکر بھی آجائیگا یاقوت دمبدم یہی چاہتا ہی کہ مین امیر سے عرض کرون کہ حضور قارن مارا گیا لڑائی فتح ہوئی سب آپکے رفیق آگئے لوح بھی ملاحظہ فرمائیے آفتاب و زنار یاقوت کو کلام نہین کرنے دیتین ان سبھون نے ملکر صاحبقران کو بارگاہ مین بٹھایا جلسہ آراستہ ہوا ہی اپنی جرات سامنے صاحبقران کے بیان کر رہے ہین کوئی کہتا ہی اس ہفتے مین طلسم فتح ہو جائیگا کوکب رہائی پائیگا کوئی کہتا ہی ای ملکہ فیروزہ تم ساحرہ جلیل ہو اہل اسلام کی کفیل ہو تمکو تخت پہ سوار کرکے لے چلینگے صاحبقران فرماتے ہین ہمنے ملک اخضر کو بادشاہ کیا یہ عہدہ انہین کو دیا سب جادوگرنیان عرض کرتی ہین ہم انکے بادشاہ ہونے کے رضامند ہین اب بھی انہین کی راے سے کام کرتے ہین اسطرح سب نے ملکر صاحبقران سے باتین کین کہ صاحبقران نے رنج کو نہ دیکھا آفتاب نے جھپٹ کر ایک جام شراب لبریز کیا کہا حضور نوش فرمائین تنہائی مین بڑی بڑی تکلیفین گذرین اسباب عیش و نشاط ممکن نہوے امیر نے جام نوش کیا آفتاب نے ایک نازنین سے کہا بوا کچھ گاؤ جب کل لشکر آئیگا سب سامان مہیا ہو جائیگا امیر جب جام نوش کرچکے تو ایک نازنین نے بڑھکر پان اپنے ہاتھ سے چھیڑا یہ اشعار آبدار بصد ناز و ادا گانے لگی

غزل

شرف بخشا گہر کو صرف کرکے اپنے زیور مین	نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانۂ زر مین
رہا کرتا ہی نظم شعر کا سودا مرے سر مین	عروس فکر ان روزون لدی رہتی ہی زیور مین
تکلف برطرف ای نازنین موقوف آرائش	نزاکت سے دبا جاتا ہی کیون پھولون کی زیور مین
کرینگے سیر شب کو کیمیاگر تیرے کوچے کی	بھگو دینگے فتیلے روغن گوگرد احمر مین
قیامت تک یہی گردش رہیگی روز و شب انکو	مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین

مرے ویرانے کی حد مین کبھی اڑ کر جو آنکلے
پلاؤن چند کر پانی ہما کے کاسۂ سر مین

نکل کر کنج عزلت سے نہ کر ہنگامہ افروزی
شرر یاقوت کا ہمسنگ ہی جبتک ہی پتھر مین

کرے بوٹا سا قد ہر چند پیدا اسکی موزونی
ترے کالون کے پتون سے کہان ہے صنوبر مین

شرف اللہ نے بخشا ہی آدم پر محمد کو
فضیلت ہی مقدم سے زیادہ یان موخر مین

جہان چاہے بسر اوقات کرلے جابجا بلبل
چمن مین آشیانہ ہی قفس صیاد کے گھر مین

خدا چاہے تو نالون سے مرے پگھلے دل اُس بت کا
یہ شان اُسکی ہی نرمی موم کی پیدا ہی پتھر مین

نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین ہی نہین پیتا
نہین مہمان تو فاقہ ہی خلیل اللہ کے گھر مین

الٰہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے
روانی ہو اُسی کے دم سے آب خشک خنجر مین

دگرگون عشق حسن یار سے ہی رنگ عالم کا
کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین

کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑے
نہ پاوے جوہر انصاف قاتل تیرے خنجر مین

دہن اے حور ہی تیرا بعینہ چشمۂ جنت کا
تبسم سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال بام سودا ہی ترے دروازے تک پہونچے
پر جبریل کپیدا ہون جو بازوے کبوتر مین

یہ راہ و رسم خود بینی حسینون مین ہی مدت سے
کھلے تھے جوہر اس آئینے کے عہد سکندر مین

خیال آتا ہی جنت کا تو آنکھون مین ہین پھر جاتی
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین

ترے دانتون کا دھوکا دے چکا تھا میری آنکھون کو
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہی مثل قبر مجھکو خاکساری نے
رہونگا باغ باغ آتش مین اک پھولونکی چادر مین

اس غزل کے سنتے ہی صاحبقران کو ایک مبہوتی سی ہو گئی سر دھننے لگے جام شربت بنا کر آفتاب شعلہ مزاج نے مسکرا کے کہا یہ نوش فرمائیے اسوقت حضور پر ہجوم گرمی کا معلوم ہوتا ہی اسکے پینے سے طبیعت کو خنکی حاصل ہو امیر باتوقیر اشعار سن چکے تھے فوراً وہ سب شربت بھی پیگئے جب شربت بھی امیر پی چکے تو آفتاب نے عرض کی لوح طلسمی ذرا اُتاریے حرز ہیکل بھی ہمکو دیجیے ہم بھی دیکھنا ہی امیر نے لوح طلسمی اور حرز ہیکل اُتار کے بلا تکلف دیدی ملک اخضر نے سر اُٹھا کے کہا وہ مارا زنار نے کہا مشکین باندھو لو فیروزہ نے کہا کاٹ لو بڑے بڑے شاہان طلسم مارے گئے ہمارے کلیجون پر چھریان چل رہی ہین ہمارے دل کو کیا آرام آئیگا آفتاب نے لوح طلسمی اور حرز ہیکل رومال مین لپیٹ کر سامنے امیر کے جھولی مین رکھ لی اخضر نقلی نے کہا اے الماس کیا کہنا تمنے وہ کار نمایان کیا اگر اسوقت ارسطو و لقمان ہوتے تو حلقۂ غلامی تمھارا کان مین ڈالتے ایسے تو مکر کبھی کسی نے نہ کیے ہونگے آفتاب نے کہا کہ اے برادر یہ طلسم نور افشان ہی اسمین بڑے بڑے لوگ موجود ہین بڑے بڑے کار نمایان کیے زنار جسکا نام تھا اُسکے بڑھ کر آدا ز دی باش او حمزہ اسی بھروسے پر ارادہ تھا کہ طلسم فتح کرین اب کیونکر بچوگے صاحبقران نے اب جو سر اُٹھا کے دیکھا جو بصورت آفتاب تھی ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام کریہ منظر لباس میلا عجب شکل قبیح ہی بقول سعدی تو گوئی تا قیامت زشت روئی ؀ بر و ختم است بر یوسف نکوئی ؀ اُسنے نعرہ کیا منسم الماس جگر خوار کیون حمزہ ہمارا مکر دیکھا صاحبقران نے چاہا اسم اعظم پڑھون اسم اعظم بھی فراموش الماس نے شیشہ اٹھا کے دکھا دیا کہا دیکھو یہ اسم اعظم بھی بند ہی امیر جھلا کے اُٹھے سبغۂ عقرب سلیمانی

کھینچ کر چلے الماس نے کہا حمزہ ہوش مین آؤ اب تلوار نہ کھینچ یہ کہکر ایک دو ہتھڑ مارا امیر لڑکھڑا کے گر پڑے تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی ہاتھ پاؤن بیکار اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے ہر چند قصد کرتے ہین کہ اُٹھون مگر ممکن نہین کئی مرتبہ اُٹھ کے گر پڑے الماس نے آواز دی ارے طلسم کشا کو گرفتار کر لو چہار طرف سے جادوگر نہان ٹوٹ پڑین امیر کو ہاتھون ہاتھ گرفتار کر لیا ایک گوشے سے قارن بھی نکل آیا کہتا ہی ای الماس کیا کہنا جب تمنے لکھا تھا کہ مین وقت پر آونگی تو مین دل مین کہتا تھا کہ ملکہ یہان آ کے کیا بنائینگی یاقوت تاجدار کو بھی گرفتار کیا اور جملہ قیدیان مرحلہ جو کہ امیر نے رہا کیے تھے اُن سبھون کو بھی مسلسل و مطوق کر لیا اشارہ کیا کہ آمدا یہ لاؤ ان سب قیدیان بلا کو اُسپر ڈال کر لیچلو لیجا کر شاہان طلسم کے سامنے پیش کرین قارن کہتا ہی ای الماس بڑا کام کیا ہمین یہ یقین نہ تھا الماس کہتی ہی ای قارن اگر ارسطو اس زمانے مین ہوتا تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالتا مگر وہ کہ موذون بڑے شاہان طلسم کیسے خوش و مسرور ہونگے جس روز سے حمزہ کو لوح طلسمی ملی اُس دن سے دربار مین شاہان طلسم کے آہ بہر شور گریہ و زاری ہی سحر العجائب و مصر الغرائب بھی یہی کہتے تھے کہ یارو نہ گھبراؤ مرحلہ جات پر طلسم کشا ضرور دھوکا کھائیگا جانتے تھے کہ الماس ایسی ساحرہ مکارہ موجود ہی یہ میرا ہی کلیجہ تھا کہ بشکل آفتاب چہکی حمزہ کو آپ سے باہر کر دیا پہلے جام مین ہوش اُڑا دیے دوسرے جام مین اسم اعظم بند کیا سب تعریفین کر رہے ہین کہ ای ملکہ الماس کیا کہنا حقیقت مین تیرا مثل و نظیر نہین کیا خوبصورت مکر کیا ہی کون ایسا تھا کہ اس مکر مین نہ پھنستا عاشقانہ اشعار کیسے کیسے پڑھے ہین اخضر فہیم لشکر ہی یہ سب مین جانتی تھی ان ساحرون کو اُسی صورت پہ لائی جانتی تھی کہ مین گئی اور لوح لے لی ہائے ملکہ مہران آسمان سپہر نے آب و دانہ ترک کر دیا ہی سحر العجائب کے دل کو بڑی تقویت ہی وہ کہتے تھے کہ اگر کچھ نہ بن پڑیگا تو ہم لشکر کشی کرینگے ہمارے سحر سے زمین کانپنے لگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا تخت پر شہنشاہ سحر العجائب پہلو مین مہران آسمان سپہر چہرہ اُداس عالم یاس سحر العجائب کہتا ہوا صاحب اب کیون گھبراتی ہو الماس نے خانہ گرد یا تصویر سامری نے مجھکو خبر دی اب چلکر آنکھون سے دیکھو مہران کہتی ہی صاحب مجھکو یقین نہین آتا حمزہ گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ لوح طلسمی پاس موجود ہی اسیر کیسکا مگر چل سکتا ہی سحر العجائب کہتا ہی صاحب اسقدر نہ گھبراؤ ہماری سلطنت اب کون مٹا سکتا ہی ہمارے رعب و دبدبے سے فلک کجرفتار کو سکتا ہی ارے صاحب ہمنے بے سبب نہین طلسم پر قبضہ کیا سب تحفہ جات طلسمی ہمارے قبضے مین ہین اگر مین اُن تحفہ جات کو صرف کروں تو زمین و آسمان کو تزلزل ہوگا لاکھ لاکھ سحر العجائب سمجھاتا ہی مہران کی بیقراری موقوف نہین ہوتی الماس نے کہا لو یارو شہنشاہ خود تشریف لاتے ہین دیکھو زوجہ کو سمجھا رہے ہین مگر اسکی بیقراری موقوف نہین ہوتی حقیقت مین اتنی بڑی سلطنت اُسکا یکایک یون تباہ ہونا کیونکر خلق ہو الماس نے پکار کے آواز دی ای شہنشاہ آپکو مبارک ہو کہ مین نے حضور کے اقبال سے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح طلسمی لے لی حرز ہیکل بھی ہمارے پاس ہی اسم اعظم بند کیا اب طلسم کشا بالکل بیکار ہی یہان یاقوت تاجدار شریک ہوے تھے رات سے بلک بلک کے روتے تھے مین نے نگاہ بد سے انپر تھے ڈالے کہ خبردار آپ کسی مقدمے مین ہمارے دخل نہ دیجیے یہ ہر مرتبہ یہی چاہتے تھے کہ کہون مگر مین نے منع فرمایا کہ تم طلسم کشا سے بات نہ کرو ورنہ یہ صاحب فطرت ضرور آگاہ کر دیتے انکی بھی گردن لی ایسے طور سے ڈالتا کہ انکے منہ سے بات نہ نکل سکی سحر العجائب نے مہران سے کہا لو صاحب اب تو خوش ہو ملکہ الماس نے کیا کار نمایان کیا

ای الماس ہم تو خیر رنجیدہ تھے یا خوش تھے ملکۂ عالم نے جسوقت سے سنا آب و دانہ ترک کردیا کہتی ہین اب سلطنت مٹتی ہی ہائے ہمکو کب بڑے بڑے ظلم سے قتل کریگا جسنے اُسپر بڑے بڑے ظلم کیے اُسکی بیٹی کو قید کر لیا قید خانے مین بڑے بڑے آزار دیے اُس بدعت کے خیال سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی ای الماس ذرا انکو سب قیدیون کو دکھادو سب ساحر دوڑے پایۂ تخت ملکہ سے پٹ گئے تخت لا کے اُتارا سب ساحرہ گرد آ کے جمع ہوے مہران نے کہا طلسم کشا کو لاؤ ایک ساحر گیا سر زنجیر تھام کے صاحبقران کو لایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پانوُن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو بازون پر چوڑے فولاد کے ہر چند کہ اسم اعظم بند دل دردمند مگر بل کرتے ہوے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پکار کے کہا سامری و جمشید پر لعنت کرتا ہون سحر العجائب نے کہا ای حمزہ خوف کر کُل اہالیان طلسم نام سے تیرے جل رہے ہین بڑے بڑے افسر ہاتھ سے تیرے مارے گئے اب تمھارے لشکر پر بھی لشکر کشی ہوگی میان اخضر وغیرہ کو ایک سحر مین مٹا دینگے بی آفتاب کی بھی جدت دیکھی جائیگی بی زنار کا جنیو ٹکڑے ٹکڑے ہو اُس رشتۂ جام پر اُسکو بڑا ناز ہی ایک ایک کی فکر کی جائیگی اب آپ کیونکر میرے ہاتھ سے امن پائیے گا امیر نے کہا تیری کیا مجال ہی مہران تیغ کھینچ کر اُٹھی الماس نے ہاتھ پکڑ لیا کہا واری آپ کیون تکلیف کرتی ہین غلامان جانباز حاضر ہین آپکے ملازم قتل کرینگے ارے یاقوت تاجدار کو بھی لاؤ یاقوت نے کہا او ملعونہ جو تجھسے ہو سکے تقصور نہ کر ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین اپنے اپنے طور پر سب کلام کرنے لگے یاقوت نے صاحبقران سے کہا ای شہریار افسوس ہی آپنے لوح کو ملاحظہ نہ کیا امیر نے فرمایا ای برادر بجان برابر جو قضا و قدر کو منظور تھا وہی ہوا یہ بھی یا ہمارے قتل پر قابض نہین ہی اور اگر قضا دامنگیر ہی تو کون روک سکتا ہی اور اگر قضا نہین ہی تو خدا وند عالم کو سب طرح اختیار ہی ان ملعونون کو یہ غرور بالکل بیکار ہی بقول سعدی

ای قطرۂ منی سر بیچارگی بنہ تا بردہ سنج گنج میسر نمی شود سعدی بہر نفس کہ برآورد در سحر	کابلیس را غرور منی خاکسار کرد مردان گرفت جان برادر کہ کار کرد چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد	بخشندہ کہ سابقۂ فضل و رحمتش ہر کو عمل نہ کرد و عنایت امید داشت شاید گر التفات کند خلعت مزید	مارا بحسن عاقبت امیدوار کرد دانا نہ کرد ابلہ و دل انتظار کرد سعدی کہ شکر نعمت پروردگار کرد

صاحبقران نے اس فصاحت و بلاغت سے یہ اشعار پڑھے کہ یاقوت کے دل کو تقویت ہوئی کہا ای شہریار بہت بجا ارشاد فرمایا اُس کریم و رحیم کی رحمت پر نگاہ کرنا چاہیے اُسی کو سب طرح کا اختیار ہی انسان بالکل مجبور و لاچار ہی کیا اشعار آبدار حضور نے پڑھے کہ اُنکے سننے سے دل کو میرے تقویت ہوئی کوئی ہمارے قتل پر قادر نہین اگر وقت آگیا تو انتشار بیکار ہی ایک دن پیوند خاک ہونا ضرور ہی اُسکی عنایت بے نہایت سے کیا دور ہی کہ ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے اُنکی کیا لیاقت ہی جو ہم سب کو قتل کرین صاحبقران نے فرمایا اپنے معبود حقیقی و رب تحقیقی سے رجوع کرو امیر نے جو یہ فرمایا یاقوت نے بیقرار ہو کے دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای کریم کارساز ای سامع الدعوات ای رحیم و کریم اس عبد خاکسار کو ان دشمنان خدا کے ہاتھ سے بچائے

نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ بہر وقت و بہر حالت خداے کبریا حافظ بجز ذات خداے واحد و یکتا و لا ثانے	خدا والی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ خدا در ابتدا مالک خدا در انتہا حافظ نمی باشد کسے اندر سراے دوسرا حافظ

بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولے
برائے بندۂ مسکین مسکینی وتنہائی
بنہ در مخزن حق نقد سیم و زرکہ میداری
نباشد خوف رہزن سالکِ راہ طریقت را
کجا آن بلبلانِ خوش بیان طوطی زبان رفتند
چہ جسم وجان عالم در حفاظت روز و شب داری

بود حق گو بہ گوخانہ بخانہ جابجا حافظ
خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ
کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
اگر باشد براہ حق رہی آن رہنما حافظ
کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
بحال شہدی بیکس کرم فرما نو یا حافظ

بیقرار ہوگئے یاقوت دعائین کر رہا ہی صاحبقران آمین فرماتے ہین لیکن مہران آسمان سیر نے کہا صاحب سنو میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی ایسا نہو یہ ظالم رہا ہو جائے یہ تمھارے یہان کا برا قاعدہ ہی کہ دشمن کو لیکر قید کرو اُسی عرصے مین وہ لوگ چھوٹ جاتے ہین کون کون لوگ قید تھے کس کس طور سے رہائی پائی صدہا ملک اسلام آباد ہوگئے ایک طرف وہ شجر پرست قیامتین برپا کر رہا ہی جس ملک مین پہونچا اُسے شجر پرست کیا کئی ملک اُسکے بھی قبضے مین آگئے اسی طرح جب سالہا سال قید رہینگے کوئی صورت انکی بھی رہائی کی نکل آئیگی اسوقت طلسم کشا کو قتل کرو سحر العجائب نے کہا بہتر صاحب تمھاری خوشی کے واسطے مین برائی بھی گوارہ کرونگا تمھین یاد ہوگا کہ نبیرۂ حمزہ کا بھی تو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اُسی وقت کنگرہ مکان کا گرا کئی سو ساحر ایک شخص کو نہ قتل کرسکے بلاسے طلسم برباد ہو جائیگا مگر صاحب مین تمھارا کہنا کرونگا ای الماس جگر خوار شراب لاؤ ایک منتر مجھے یاد ہی سامری نامے مین لکھا ہی وہ منتر اگر دم کرونگا جو اس شراب کو پیے گا سو برس عمر بڑھ جائیگی الماس نے کہا ای شہنشاہ آج تک اسکو کیون نہ صرف کیا کیسے کیسے رفیق مارے گئے سحر العجائب نے جواب دیا کتب ہاے پارینہ جو میرے پاس ہین انمین بڑے بڑے حالات درج ہین ایک مقام پر سامری نے یہ منتر بھی لکھا ہی سامرن باندی پر گئین تب سامری نے یہ منتر تصنیف کیا شراب پلائی لنگا جھاڑ کے اُٹھ کھڑی ہوئین پھر باندی بھی نہین ہوئین شراب کا مٹکا لاکے رکھا گیا سحر العجائب نے ایک بڑا سا منتر پڑھا جسمین القاب سامری مع لونے دسو خداوندون کے نام کے شریک تھا وہ منتر پڑھا جو چھکا بھی کہا سحر العجائب نے اپنے ہاتھ سے جام الماس کو پلایا مہران آسمان سیر نے کہا صاحب ہمکو پلایا ہوتا کہا صاحب یہ میری جان کی نگہبان ہی مین نے اسکو آج سے اپنا وزیر اعظم کیا انتظام طلسم اسی کی ذات پر چھوڑا اسکے ساتھ بڑے بڑے احسان کرونگا الماس نے اُٹھ کے سلام کیا جام پیگئی اب تو جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا بقول شخصے پے بانون جام چل رہا ہی پینے والے خوش ہو رہے ہین مہران دمبدم کہتی ہی صاحب سب کے پہلے حمزہ کو قتل کرو سحر العجائب نے کہا ہی تمھاری خاطر سے مین نے یہ بھی گوارا کیا بلاسے طلسم برباد ہو جائیگا تمھاری خوشی تو ہوگی ابھی اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے سر اور لاشہ اُسی مقام پر چھوڑ دینگے کہ آکر راہگیر بھی دیکھین ہر جگہ مشہور ہو کہ طلسم کشا مارا گیا سب شراب پینے لگے سحر العجائب کہنے جاتے ہین کہ سب کو راضی کرونگا کبھی یہ احسان کسی پر نہین ہوا ای مہران آسمان سیر تمھارے کہنے سے وہ چیز صرف کی یہ انجام اپنے واسطے رکھا تھا کہ جب طلسم کشا قلعۂ طلسمی پر آئیگا یہی جام پی کے بیٹھ رہونگا مگر آج اپنے معشوق کا کہنا دل وجان سے قبول کیا سب کو شراب پلادی یہ چالیسون جادوگر مقبول بارگاہ سامری وجمشید ہوے کیونکہ الماس

تو اب کیا معلوم ہوتا ہی الماس نے کہا ای شہنشاہ مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی سحر العجائب بہت ہنسے کہا ای الماس اب تم مقبول خداوند ہو مین اب خداوند کی خدمت مین جاؤنگی جو تمنے کیا تھین بہت جلد انعام ملا جاہ کنندہ را چاہ در پیش الماس نے کہا ای شہنشاہ یہ باتین میری سمجھ مین نہین آتین سحر العجائب نے کہا اب سمجھ مین آجائینگی تھوڑی دیر مین خاتمہ ہوتا ہی اب نہ گھبراؤ اپنے مقام تک پہونچ جاؤگی آج ماہ دولت کی زبان سے ایک غزل بھی سن لو اسے یاد رکھنا دیکھو ہمارے شہر کے اُستاد ناسخ والا جناب کیا خوب ارشاد فرماتے ہین **نظم**

مر چکا ہون جلد ساقی سے کہو لائے شراب — صاف اگر باقی نہو ہی مغتنم لائے شراب
ہون وہ صاحب ظرف پی جاتا ہون خمہای شراب — ایک کوزے مین سما جاتا ہی دریائے شراب
بزم مین کیا دوڑتے پھرتے ہین ای ساغر کشو — دست ساقی کو کہون کیونکر نہ مین پائے شراب
مست ہون دیوانہ بھی اور سنگ زان اطفال بھی — غم نہین سر کا کہین ٹوٹے نہ مینائے شراب
ساغر داغ جنون سے مست مین دیوانہ ہون — کیا خرابات جہان مین مجھکو پروائے شراب
تجھسے کب ای محتسب ڈرتے ہین رند سر فروش — کر رہے ہین ہم سر بازار سودائے شراب
ہجر ساقی مین ہی ایسا شور بختی کا اثر — سرکہ ہوجائے جو میری بزم مین آئے شراب
ہو گیا لبریز ای ساقی پیالہ عمر کا — فرقت ساقی مین ہی کسکو تمنائے شراب

سحر العجائب نے اس رنگ مین یہ غزل گائی مہران کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے کہا ای شہنشاہ ماشاء اللہ کیا کہنا الماس جگر خوار گھبرا کے اُٹھی کہا ای شہنشاہ آپ گاتے ہین تو مین ناچونگی سحر العجائب نے کہا جلد اپنے مقام سے اُٹھو پھر خاتمہ ہو قارن نے کہا ای ملکہ مین بھی تمھارا شریک ہون قارن و الماس دونون ہاتھ تھام کے اُٹھے دونون کا اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے اور ساحر لیننا لیننا کہکر چلے جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا جالیسون جادوگر بیہوش ہوے سحر العجائب نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

مرا نام ہی خواجہ خواجگان
اُڑا آتا ہون گفتار سے مین جہان
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
جھٹکاتا ہون دشمن کو ہر دم مین
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرا گھر ہی گلشن قیل و قال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مرے نام پر غدر پیدا ہوا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

عمرو نیمچہ پکڑکے اُٹھا ملکہ خورشید برق وش کو خواجہ مہران آسمان سیر کی صورت بناکر لائے تھے یہ معرکہ اسلح پر گذرا کہ جب یہان امیر گرفتار ہوے خواجہ عمرو فکر مین پھر رہے تھے کہ مین اپنے کو خدمت مین آقائے نامدار کے پہونچاؤن ایک صحرا مین بیٹھے رو رہے تھے کہ افسوس مین اپنے آقا سے جدا ہون کہ ملکہ خورشید آکے پہونچین مگر آمدید کہا خواجہ تمنے سنا صاحبقران مرحلۂ قارن بن قدرت بن مقرون پر قید ہو گئے الماس نے بڑا مکر کیا صاحبقران نے بڑا دھوکا کھایا ہر چند کہ مین سحر مین اُس سے کم نہین ہون مگر مقدمۂ مرحلۂ طلسم ہی اگر کسی آفت مین پھنس گئی تو رہائی دشوار ہوگی عمرو نے کہا ملکہ مجھکو لیچلو خواجہ بصورت سحر العجائب اور خورشید کو بصورت مہران بناکر بشکل مذکور آکے پہونچے عیاری بن پڑی سب کو بیہوش کیا خواجہ نے جھپٹ کے الماس و قارن کو قتل کیا ملکہ خورشید نے برق چمکائی اور سب ساحرون کے سر اُڑ گئے عمرو نے سب کے کپڑے اُتار لیے صاحبقران کی قید خود بخود جسم سے دور ہوئی شیشۂ اسم اعظم کا ملکہ نے توڑ ڈالا صاحبقران ہوشیار ہوے خورشید نے قدمون پر

سر رکھدیا یاقوت تاجدار خواجہ کے گرد پھرنے لگا کہا خواجہ آپ خوب وقت پر پہونچے خورشید نے کہا اے شہریار ایسی غفلت آپکو لازم نہین اگر حضور لوح کو ملاحظہ فرما لیتے تو اس آفت مین مبتلا نہ ہوتے امیر نے فرمایا اب انشاء اللہ ایسا نہوگا اب قدم بقدم لوح کو دیکھتا رہونگا خواجہ عمرو نے کہا آقا غلام بھی ساتھ رہیگا امیر نے کہا طریقہ طلسم کشائی سے سراسر خلاف ہے مین تنہا طلسم کشائی کر جاؤنگا عمرو نے تمام مکان لوٹ لیا اسباب بہت نکلا ہرچند صاحبقران نے کہا خواجہ اس مال مین غازیون کا حق ضرور ہے عمرو نے کہا غازیون کے واسطے دانہ گھاس بہت ہے اپنے اپنے تھان پر پہنچا یا کرین اب وہ تین ہزار جوان جو قید سے چھوٹے وہ بھی ہمراہ ہین یاقوت تاجدار کو بڑی خوشی ہوئی خورشید نے کہا حضور اب دیر نہ کرین دیکھیے لوح کیا خبر دیتی ہے امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیاح این عجائبات اگر خدا اپنا فضل کرے الماس جگر خوار سے مہلت ملے تو اُسی کے قصر مین بیٹھ کے یہ اسم ورد زبان کرو جو کچھ مقدمات ظاہر ہون لوح کو دیکھکر کام کرنا ملکہ خورشید تڑپ کر بلند ہوئین خواجہ گلیم اوڑھ کے الگ ہوے صاحبقران نے ایک گوشے مین بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھنا شروع کردیا قضائے کار ایک نخل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ گلہائے رنگا رنگ و شگفتہ ہائے بوقلمون اُسمین بے انتہا ہین ایک عندلیب خوشنوا اُسپر آکے بیٹھی اُس عندلیب نے شاخ گل پر بیٹھکر زمزمہ سرائی شروع کی پہلوے گل مین پھول کے بیٹھی ہے نظارہ چہرہ محبوب جو نصیب ہوا ہے رقص کر رہی ہے دم محبت کا بھر رہی ہے رنگ محبت گل مین ڈوبی ہوئی بلبل کی خوش ادائی پر طفلان غنچہ مسکرا رہے ہین ایک آہو بھی چرا کرتا ہوا صحرا مین آیا دونون سنگوٹیان مثل زلف محبوب پیچ وتاب کھائی ہوئی پشت پر سفید لکیر مثل کہکشان فلک آہو نے جست کرکے جو طرارہ بھرا چند پھول جست کرنے سے آہو کے زمین پر گرے بلبل تڑپ گئی پھولون کا گرنا بار ہوا آہو پر جھپٹ کے منقار ماردی اسقدر پر پشت آہو پر لگائے کہ آہو پھولون کو پامال نہ کرسکا ایک غنچہ بھی شاخ سے گرا تھا بلبل نواسنج نے اُس آہو کو بھگا کے غنچے کو منقار مین اُٹھایا شاخ گل پر بیٹھی زمزمہ سرائی تو موقوف کردی چاہتی تھی کہ غنچے کو اُسی مقام پر نصب کردون یا تو صاحبقران اسم حاشیہ لوح پڑھ رہے تھے جوش طلسم کشائی مین سب کچھ بھولے ہوے تھے بلبل نے جو غنچے کو منقار مین اُٹھایا آہو کو بھگایا گلون کو پامال نہ کرنے دیا غنچے کو منقار مین لیے ہوے شاخ گل پر بیٹھی ہے صاحبقران نے اسم پڑھنا تو موقوف کیا اس تماشے کو بنگاہ غور دیکھا غنچے ٹوٹ کے گرنا آہو کا آنا یاد آیا تو جو جوش طلسم کشائی مین تھے یا اسم موقوف کرکے ایک آہ کی ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر تحریر کرچکا ہے کہ صاحبقران غنچہ آرزوے دلشاد دختر شاہ طلسم پر عاشق ہوے تھے یا تو بالکل بھولے ہوے تھے اب اسوقت اس حرکات پر عندلیب کے صاحبقران کو یاد آگیا بیقرار ہو گئے آنکھون کے نیچے تصور غنچہ آرزو پھر گئی اسم وغیرہ موقوف کردیا تڑپنے لگے بیقرار ومضطر ہوکے پکار اُٹھے نظم

آہ مظلوم سے ڈرا کر
گل ہنستے ہین خوب کھلکھلا کر
توبہ توبہ خدا خدا کر
انصاف تو بندہ خدا کر
وہ آپ سے بیٹھے پاس آکر
چھپنائے ہم اُنسے دل لگا کر

کرتے ہو شہید یان بُلا کر
اے دل ہے یہ مقتضائے الفت
اللہ بچائے مرغ دل کو
ہاتھ اُسکی کمر مین ڈال اے دل
قسمت نہ شب وصال جاگی
اے موت ہے جان تن مین الٹا کر

باتین نہ کرو چبا چبا کر
شکوے سے زبان نہ آشنا کر
پھرتے ہین وہ زلف کو بنا کر
عنقا کو شکار پر ملا کر
سوئے سر شام سے وہ آکر
ناخن سے نہ گوشت کو جدا کر

عاشق پہ نہ بے سبب جفا کر
روتا ہون چمن مین جا جا کر
کیا نام بتون کا جپ رہا ہے
کیا رحم سے کام ہے بتون کو
ممنون ہین جب شوق کے ہم
تا زیست نہ نام عشق لینگے
ہے سامنا بعد مرگ کسکا

غافل اعمال سے حساب کر
اندھیر نہ دن کو مہ لقا کر
خود کو صرف رہ فنا کر
بیٹھے مرے پاس سر جھکا کر
دیکھو تو ادھر نظر اٹھا کر
بوسہ لطیف کی سنگھا کر
ردے سے جمال کو دکھا کر

مانگے کا جو مانگتا ہوں بوسہ
دونی ہو تا بصارت چشم
عاشق سے نہ چاہیے کدورت
اللہ نے دی ہی گر بصارت
شعلے نکلیں نہ کیوں دہن سے
گر جاؤ گے خلق کی نظر سے

کہتے ہیں کہ ہوش کی دوا کر
خاک اُسکے قدم کی توتیا کر
دل آئینہ ہی اُسے صفا کر
آنکھوں کو نثار نقش پا کر
دل خاک کیا جلا جلا کر
سر پر اغیار کو چڑھا کر

بالوں سے چھپا نہ رُخ روشن
غافل لازم ہی فکر عقبیٰ
صدقے اس شرم اس حیا کے
مشتاق نگاہ لطف کا ہوں
دنیا کی ہوس او ہوس نے کھویا
بیہوش کیا بزنگ موسیٰ

صاحبقران نے اسم پڑھنا بالکل موقوف کیا اُس عندلیب خوشنوا نے غنچے کو تو منقار سے پھینکا اُڑ کے چلی اب حال لکھنا اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا بھی ضرور ہوا کہ ملکہ غنچۂ آرزو اپنے باغ دلکشا میں گرد کنیزیں آج جو شب کو محل میں گئی سحر العجائب نے آ کے کہا بڑا غضب ہوا اے پارہ جگر اب بڑی مشکل ہوئی طلسم کشا کو لوح مل گئی وہ وہ ساحر قتل ہوئے جنکا مثل ممکن نہ تھا غنچۂ آرزو کو کچھ تسکین ملی کلی ارزو کی کھلی بوقت سحر باغ میں شگفتہ ہو کے آئیں کنیزیں پرا باندھے کھڑی ہیں ملکہ صحن باغ میں آکر بیٹھیں کنیزوں سے کہنے لگیں کہ صاحبو طلسم کشا لڑتا بھڑتا چلا آتا ہی الماس جگر خوار نے گرفتار کیا تھا وہ بھی قتل ہوئی دیکھیے اب والد کیا انتظام کرتے ہیں لاکھوں جادوگر اُسکے انتظام کے بھیجے گئے ہیں ہر ایک کو یہی حکم ہی کہ جسطرح ہو سکے مکر سے سحر سے زور سے زر سے طلسم کشا کو گرفتار کرو زندہ نہ بچیں ہر طرف سے ساحر آگئے ہیں اُنکا خداے نادیدہ دشمنوں کے شر سے اُنکو بچائے ایک حرمی و بہادر اُسکے لاکھوں دشمن یہ باتیں کر رہی تھیں کہ دیکھا ایک عندلیب خوشنوا اُڑی ہوئی جاتی ہی غنچۂ آرزو نے آواز دی اے عندلیب جادو کہاں جاتی ہو کہا واری میں نے اپنے دام مکر میں طلسم کشا کو پھنسایا تو اسم پڑھ رہے تھے اب کچھ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہیں ملکہ نے کہا تو نے کیا حرکت کی عندلیب جادو نے کہا غنچۂ گل جو شاخ سے ٹوٹ کے گرا میں نے اُسکو منقار میں اُٹھا لیا طلسم کشا بیتاب ہو گیا رنگ تبدیل ہوا اُسوقت سے اسم نہیں پڑھا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہیں میں شہنشاہ کو خبر کرنے جاتی ہوں اب بلا نازل ہوگی طلسم کشا گرفتار ہو جائیگا ساحران غدار فکر میں چلینگے ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے طرف اپنی کنیز نسترن کے دیکھا کہا اے نسترن حقیقت میں کیا خوب کسی نے شعر کہا ہی فرد میان عاشق و معشوق رمزیست ٭ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ٭ اور اس مقام پر میاں نعمت خان عالی کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں دل کو عاشق کے برماتے ہیں

اشعار

بسکہ عاشق در خیالش کفر و دین یکجا کند
تا شدی در سینہ پنہان آرزو در خاطرم
ہر نگاہ چشم حیرانش بہاے یوسف است
مردم ای یاران گران جان اند چون سنگ مزار
عالی از خود رفتہ دل در فکر یارے گم شدہ است

تا منہ انگشت را بر لب گل رعنا کند
ہر نفس گردو برنگے تا ترا پیدا کند
گر تو سودا اسکنی عاشق دکان را وا کند
کو سبک روحی چو بوئے غنچہ در دل جا کند
صید ہم جان مژدگان گر کسے پیدا کند

کیوں نسترن اگر یہ جا کے شاہ سے کہیگی تو کیا ہوگا نسترن نے کہا واری بڑی آگ نکلیگی ملکہ نے باتوں میں عندلیب جادو کو روکا ملکہ چاہتی ہی عندلیب کو جانے نہ دو کن اگر یہ جائیگی تو بڑی آفت برپا ہوگی یہ کہکر کہا اے عندلیب جادو ذرا ٹھہر کے جانا کہا واری طلسم کشا کے مددگار بہت ہیں ایسا نہو کوئی ہوشیار کر دے

جلد انتظام ہو اگر طلسم کشا تے پھر اسم پڑھ لیا پھر ہمارا مطلب دلی بر نہ آئیگا عندلیب نہین مانتی چاہتی ہی جلد
جاکے شاہ سے خبر کرون پھول نرگس کا غنچہ کے ہاتھ مین تھا ملکہ نے کہا کیون عندلیب جادو تجھکو پھول سے بڑی
محبت ہی دیکھ تو یہ پھول کیسا ہی عندلیب جادو نے پھول ہاتھ مین لیا یہ بھی اسنے پہلے کہدیا تھا کہ مین جو شہنشاہ
سے کہونگی وہ دس ساحر دل کو روانہ کردینگے وہ جادوگر جا کے آفت برپا کردینگے اور اگر مین نہ پہونچی تو مالک
مرحلہ سمندر آب بار فکر کریگی مگر مین نے جو کار نمایان کیا خلعت کی امیدوار ہون اور دوسری تدبیر بھی
ہو جائیگی یہ کہکر اسنے گل نرگس سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہوئی نسترن کنیز کہ رازدان ہی یہ سمجھ گئی کہ ملکہ نام
پر طلسم کشا کے جان دیتی ہی نسترن نے کہا واری اب کیا ہوگا کہا نسترن مین تیرے صدقے ہو جاؤن تو
اپنے کو خدمت طلسم کشا مین پہونچا دیکھو تو کیا کر رہے ہین اگر تجھسے ہو سکے تو جاکر ہوشیار کردے یہ تو بات راز
کی ہی اگر موقع پانا تو عندلیب جادو کے حال سے آگاہ کرنا کہ ای صاحبقران آپ طلسم کشا ہین لوح کو کیون
نہین دیکھتے نسترن نے کہا مین ابھی جاتی ہون جب یہ جانے پر آمادہ ہوئی تو ملکہ نے اسکے گلے مین ہاتھ ڈالکے
کہا ای نسترن تجھے ہمارے سر کی قسم اگر ہو سکے تو مدد بھی کرنا عندلیب جادو کو تو مین نے نہین جانے دیا
ہی مگر قضاے کار عندلیب کی بہن بلبل بے خانمان نخل چنار سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھی صاحبقران
جو سیر باغ دیکھنے لگے مبہوت سے بیٹھے ہین غنچۂ آرزو کا صحرا مین ملنا یاد آیا حیران ہین کہ کیون ای امیر اب
غنچۂ آرزو تک کیونکر پہونچنا ہوگا اُس نخل خلد منزل تک کیونکر رسائی ہو اسی سوچ مین امیر بیٹھے ہین اور
بلبل بے خانمان نے یہ تو دیکھا کہ میری بہن عندلیب جادو نے عجب شعبدہ کیا کہ طلسم کشا دیکھنے سے لوح کی
اور پڑھنے سے اسم کے محروم ہین یہ سوچ کر ایک آواز چیخ کے دی ای سمندر آب بار اب جلد اپنے کو پہونچاؤ
یہی وقت گرفتاری طلسم کشا ہی بلبل بے خانمان نے جو یہ آواز دی غنچے مسکرائے گلون نے آنکھین کھولین نرگس
کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل نے زلفین عنبرین کو درست کیا عروسان چمن نے اپنے کو چالاک و چست کیا
ایک مقام پر سے زمین شق ہوئی امیر نے دیکھا زمین شق ہوئی ملکہ خورشید برق وش نے زمین سے
سر نکالا تھر تھر کانپتی ہوئی قریب آئین کہا ای شہریار سارے طلسم مین ایک کھلبلی پڑی ہوئی ہی حضور کیون حیران
حیران چہار جانب نگران ہین مین ابھی آپکو دربار شاہان طلسم مین لیے چلتی ہون آپکو دربار مین شاہون کے فوراً
پہونچاؤنگی وہان پہونچ کر جنگ رستمانہ کیجیے تیغ برق مثال چمکے اگر آپنے دونون تکڑا مون کو مار لیا تو طلسم
فتح ہو گیا مرحلہ جات اگر نہ لوٹین تو کچھ نقصان نہین مال طلسمی پر قبضہ ہو جائیگا قلب حضور کا تسکین پائیگا لیکن
لوح طلسمی مجھکو دیجیے مین اسکو پختہ کردون امیر یاد مین ملکہ غنچۂ آرزو کے ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ اسوقت
خورشید کی باتون پر یقین کامل ہوا کہ یہ جان دیے ہوے بربادی طلسم کی تدبیرین کر رہی ہی ساحرۂ
زبردست بادۂ عشق و عاشقی سے مست امیر نے گلے پر ہاتھ ڈالا خورشید اسی طرح کی باتین کر رہی ہی
کہتی ہی ای شہریار اب آپنے طلسم فتح کیا اب مشکلین نہ پڑینگی کوکب کو بھی ہم رہا کرا دینگے اب سب مشکلین
آسان ہوئین جیسے ہی امیر نے گلے پر ہاتھ ڈالا نسترن جادو فرستادہ غنچۂ آرزو ایک طائر کی شکل پر
پہونچی دیکھے تو یہان عجب رنگ ہی طلسم کشا دنگ ہی سمندر آب بار بصورت خورشید برق وش
طلسم کشا سے لوح لیا چاہتی ہی دیکھتے ہی بیتاب ہو گئی سوچی کہ اگر طلسم کشا نے لوح دیدی تو پھر یہ ملعونہ دریا ہی
دکھائیگی طلسم کشا کی آبرو پر بنیگی پکار اُٹھی ای شہریار مقام افسوس ہی کہ آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ نہین فرماتے

لوح کو جلد ملاحظہ فرمائیے آپنے لوح طلسمی دی اور غضب ہوا امیر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ آواز دینے والا
تمہارا دوست ہی اگر تمنے لوح دیدی پھر تمہاری جان نہ بچیگی یہی لوح اسکے جسم سے مس کر دیجیے سمندر نے
پلٹ کر طرف طائر کے دیکھا کہ یہ طائر نے کیا آواز دی پکار اُٹھی کہ او فتنہ انگیز مین نے تجھکو پہچان لیا اتنے عرصے
مین صاحبقران نے لوح طلسمی جسم سے خورشید نقلی کے لگا دی اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی او طلسم کشا
غضب کیا مگر کہان جائیگا منہ سے سمندر کے ایک شعلۂ آتش نکلا اُس سے سارے جسم مین آگ لگ گئی
دم بھر مین جل کے خاک ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین سمندر آب بار ہون وہ طائر زمین پر گرا امیر نے
دیکھا ایک کنیز کمسن چلی آتی ہی آکے اُسنے کہا ای شہریار ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا نے بعد اشتیاق ملاقات کے
عرض کیا ہی کہ طلسم کا ایک گل بوٹا آپکے واسطے خار ہی بہت ہوشیاری سے کام کیجے امیر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای
ناز نین تجھکو واسطہ اپنے دین و مذہب کا مجھکو ابھی پاس اپنی ملکہ کے لیچل مین اُسی کے اشتیاق مین مبہوت ہون
اسوقت کسی شی کا ہوش نہین ابھی عندلیب نے عجب رنگ دکھایا غنچہ کو زمین سے اُٹھایا چاہتی تھی شاخ
پر نصب کرے یہ کیفیت جو مین نے دیکھی بس تصویر خیالی ملکہ کی میری آنکھون کے نیچے پھر گئی بقول مصنف
فرد ہون تصور مین ترے صورت تصویر گلی ٭ جسم بیحس ہی مرا پیکر بیجان کی طرح ٭ ای قاصد ملکۂ عالم
نام نامی تو اپنا بتادے کہ اسوقت ملکہ نے تجھکو ہم تک بھیجا ہمارا یہ مطلب نکل گیا کہ سمندر آب بار کو
مین نے قتل کیا نسترن نے دیکھا کہ انکی باتون سے اشتیاق پیدا ہی یاد زلف معنبر مین پریشان تصور مین
آئینۂ رُخ کے حیران بیتاب و بیقرار آہ آہ کرتے ہین کہا حضور اب کنیز کو جلد رخصت کیجیے یہان میرا زیادہ
ٹھہرنا مناسب نہین مین مقرب صحبت ملکۂ عالم ہون اگر کسی بد انداز نے اس خبر کو سُن لیا یا مجھکو یہان
دیکھلیا ملکہ پر گمان کریگا اور وہان شاہان طلسم سے جا کر کہدیگا ملکہ سے یہ صدمات نہ اُٹھ سکینگے اگر
سحر العجائب وغیرہ نے انکی گرفتاری کا قصد کیا وہ فوراً جان دیدینگی نسترن نے جو یہ باتین کین امیر
نے جلدی ہاتھ چھوڑ دیا قصد کیا تھا نسترن نے اب چلون کہ پہلو سے نعرہ ہوا باش او لکاتہ مین نے
تجھکو پہچانا منم ذخار جادو برادر سمندر دیکھا امیر نے کہ ایک ساحر زبردست جھومتا ہوا پیدا ہوا
جیسے برق تڑپ کے آسمان سے گرتی ہی اسطرح ستون پر گرا النسترن کی گردن لی یہ بھی کہتا جاتا ہی کہ مین نے
پہچانا تو ہی نے میری بہن کو قتل کرایا اب تجھکو شاہ کے سامنے لیچلونگا نسترن نے آواز دی یا امیر بڑا
غضب ہوا مجھکو ذخار جادو لیے جاتا ہی امیر نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر ذخار نسترن
کو لیگیا تو تمہارے دوست کا پردہ کھل جائیگا یہ بھی امیر نے دیکھا کہ ذخار جادو بلند ہو چکا نسترن مثل
مرغ بسمل تڑپ رہی ہی مگر اُسکے پنجہ بدعت سے نہین چھوٹتی امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا اُسنے تیر کو جلا دیا اسطرح امیر نے کئی تیر لگائے اسنے سب کو
جلا دیا تیرون نے خطا کی امیر تڑپ کے رہگئے دل مین کہتے ہین کہ یا صاحبقران غضب ہوا جو نسترن
کشتی تھی وہی ہوا اگر یہ گرفتار ہو کے سامنے ملکوا موق کے گئی کنیز ہی اگر کہ بیٹھی کہ مجھکو ملکہ نے بھیجا تھا
امیر اس سوچ مین کھڑے ہین یا دمین غنچۂ آرزو کے سب کچھ بھولے ذخار جادو نیکر نسترن کو چلا
ایک صحرا مین آکے ٹھہر النسترن کو نخل سے باندھ دیا متوجہ ہوا اسے بیہوش ہوگئی تھی اسنے ہوشیار کیا
کوڑا دیکر ٹھکے سامنے آیا کہا کیون نسترن اب تیرا کیا حال کرون نسترن نے آنکھین کھول کے دیکھا کہ ایک

ساحر کھڑا ہی اور کہ رہا ہی کہ تو نے طلسم کشا کو کیون ہوشیار کیا اور سمندر آب بار ایسی ساحرہ کو قتل کرایا مجھکو
کیا نفع ہوا یہ کہکر اسنے ایک کوڑا مارا نسترن بلبلا گئی جسم کی بوٹیان اڑنے لگی بلبلا کے اسنے کہا ای ذخار
مین جسکی کنیز ہون اُسنے جو حکم دیا وہ مین بجا لائی میری کیا خطا ہی اگر مجھکو سزا دینا چاہتا ہی تو کوڑا نہ مار ایک ہاتھ
تلوار کا مار دے کہ سر اُڑ جائے یہ صدمے میرے اُٹھانے کے لائق نہین ہین مجھکو قتل کر ڈال مگر انصاف شرط ہی
کہ مالک نے میرے مجھکو بھیجا تھا مین کیونکر نہ اُسکے حکم کو بجا لاتی ذخار نے کہا ای نسترن زیادہ باتین نہ بنا کیا
تجھکو ملکہ غنچۂ آرزو نے بھیجا تھا وہ بھلا کیون اپنے باپ کا گھر برباد کرتین نسترن ایک کوڑا کھا چکی ہی نہایت
بیچین ہی ضبط ہو سکا کہنے لگی کہ وہ تو طلسم کشا پر جان دیتی ہین ایک روز صحرا مین برای شکار گئی تھین وہان
طلسم کشا سے آنکھ لڑی اُس دن عاشق ہو گئے آئین جیسے طلسم کشا اُنکے واسطے وہ برای طلسم کشا بیقرار ہین
آٹھ پہر رویا کرتی ہین عنبر لیب جادو کو گرفتار کر لیا بیہوش کر کے ایک چمن مین ڈال دیا مجھکو اسواسطے بھیجا
تھا کہ جا کے طلسم کشا کو آگاہ کر دے دشمنون کے شر سے بچالے مین چلی آئی میری اسمین کیا خطا ہی جو مالک نے
حکم دیا وہ کیا ذخار جادو نے کہا مین ابھی جاکر ملکہ کو بھی گرفتار کراتا ہون ہر چند کہ وہ دختر بلند اختر بادشاہ
طلسم ہی صاحب قہر و خشم ہی مین جاکر غفلت مین سحر کر کے بیہوش کر لونگا یہ کہکر اسنے کنیز کو درخت سے کھولا
کمر مین پنجہ دیا چاہتا ہی کہ لیکر اُڑون کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی ذخار جادو آواز کی طرف
متوجہ ہوا دیکھا ایک عورت منھ ڈھانپے ہوے رو رہی ہی ذخار نے نسترن کو پھر نخل سے باندھ دیا آپ
قریب آیا چادر عورت کے منھ سے ہٹائی اب جو اُس نازنین سے آنکھین چار ہوئین نازنین نے پھر منھ ڈھانپ
لیا اور کہنے لگی ای شخص تو نامحرم ہی میرے قریب چلا آیا مجھے کیون ہاتھ لگایا ذخار جادو صورت زیبا دیکھکر
بیقرار ہوا بخوشامد پوچھنے لگا ای نازنین تو کون ہی اُسنے شرما کے چپکے سے کہا مین خواجہ جمشید بازرگان
کی دختر ہون میرے باپ کا قافلہ اس صحرا سے جاتا تھا مین بھی اُنکے ہمراہ تھی کہ قزاق آ کے گرے سب مال
لوٹ لیا بہت سے آدمیونکو جان سے مار ڈالا نہین معلوم میرے باپ پر کیا گذری مین نے یہ معرکہ دیکھکر
اپنے تئین ایک جھنڈی مین چھپا دیا تین روز ہوئے بے آب و دانہ اس جنگل ویران مین پڑی ہون
ایسا نہو کوئی جانور درندہ مجھکو کھا جائے ذخار جادو نے جو یہ سانحۂ مذکور سنا بہ وفور محبت پاس بیٹھ گیا کہا
ای نازنین مہ جبین مین شہنشاہ نور افشان کا سردار معزز و سرفراز ہون بڑے ساحرون مین ممتاز ہون
یقین ہی کہ اب مجھکو عہدۂ وزارت ملیگا تجھکو خاتون محل قرار دونگا قزاقون کو گرفتار کرا دونگا مان باپ کو تیرے
قید سے چھڑا دونگا اُس نازنین نے کہا صاحب اگر تمکو اسوقت میرے حال زار پر رحم آیا تو اتنا احسان اور کرو
ایک ہاتھ تلوار کا مار دو کہ مین اس کشاکش سے نجات پا جاؤن ذخار نے کہا میری جان تیرے نثار ہی مین تمکو اپنے
ساتھ لیچلونگا یہ کہکر نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا کہا میرے ساتھ چلو مین تخت سحر تیار کر کے اُسپر بٹھا لونگا وہ جو سامنے
نخل سے کنیز بندھی ہوئی کھڑی ہی اُسکو بھی لیلون تو چلون وہ نازنین شرمائی ہوئی اُٹھی ساتھ ساتھ ذخار کے چلی
چند قدم چل کے گر پڑی کہا صاحب بھوک کے مارے میرا عجب حال ہی قدم اُٹھانا محال ہی ذخار نے پھر ہاتھ تھام لیا
نازنین نے کہا صاحب میرا ہاتھ چھوڑ دو دیکھو کوئی اور مردوا چلا آتا ہی ذخار اُدھر پلٹا نازنین نے اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرہ خواجہ عمرو

زمانے کا مکار و عیار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار رہو قدم

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

تراشندۂ ریش کفار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش

عمرو نے نعرہ کرکے حلنے		جہانگیر عالم کا عیار ہون	ڈھونڈھ جہانگرد طرار ہون		نہ پاوے مری گرد پاپوش کو

گھمنڈ کے مارے اسکی گردن و کمر مین بچی ہوے اٹھے اٹھے گرا کرتے کرے عمرو نے خنجر مار دیا نیمچہ عمرو کا ٹوٹ گیا ذخار نہ مرا ادھر صاحبقران پریشان و حیران اُسی گوشے سے نکلے نسترن کے گرفتار ہونے کا بڑا صدمہ ہی کر دیکھا خواجہ نے ذخار کو نیمچہ مارا مگر وہ نیمچہ ٹوٹ گیا کچھ اثر نہ کیا امیر نے آواز دی ای دوست صادق ای یار موافق یہ تمنے بڑا کام کیا یہ ملعون نسترن کو گرفتار کرلایا تھا وہ بیچاری کیا ہوئی عمرو نے کہا وہ سامنے نخل سے بندھی ہی اس ملعون نے بڑے صدمے پہونچائے امیر نے آگے تیغۂ عقرب سلیمانی سے ذخار کو قتل کیا نسترن قید سے چھوٹی روتی ہوئی سامنے صاحبقران کے آئی عرض کی ای شہریار خواجہ نے بڑا کار نمایان کیا کنیز پر بڑے بڑے صدمے گذر گئے صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا فرمایا ای نسترن کوئی صورت ایسی بتاؤ کہ ملکہ کو ایک نظر دیکھ لین ہماری تو اب عجب کیفیت ہی بقول آتش نظم

عشق اُسکا جان کھاتا ہی برنا و پیر کی
سیدھی ہی سمجھے تو اگر الٹی لکیر کی
بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے
اتنا ثواب اسمین بھی ہی دعاے اسیر کی
زنجیرہ ہو گئی ہین بدن کی مرے رگین
زنجیر مین ہماری صدا ہی فقیر کی
خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
آواز بیٹھ گئی ہمصفیر کی
دیکھا شمشیر کار نہ دیوانے کا کوئی
لی ہی قسم بتون سے خداے کبیر کی
جیسا کہ شادمان ہون مین روز وصال مین
بو آتی ہی ہمارے دہن مین سے شیر کی
تیری ہی زیادتی مین ہوگی کبھی کمی
رخ مین صفا ہی سینۂ روشن ضمیر کی
دیکھے اگر مرا دل سودا زدہ وہ زلف
لڑک مزاجی مجھکو خوش آتی ہی پیر کی

اُس شاہِ حسن کو یہ دعا ہی فقیر کی
صحرا سے لیچلا ہی ہمین شہر کی طرف
مولے مرے سوال ہی صورت فقیر کی
غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن
کھینچی ہی ناتوانی نے تصویر اسیر کی
اللہ ری اُس صنم کے بدن کی ملایمت
رنگ اسمین ہی گلال کا بو ہی عبیر کی
وہ لعل لعل لب ہی مرے شاہِ حسن کا
اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی
جس تودے مین شریک ہوئی اپنی خاک گم
شیعہ کو یہ خوشی نہو عید غدیر کی
آنکلے تھے کدہر سے کہان یان سے جا چکی
ای عشق خیر چاہیے حسن شریر کی
تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون
ہر مو سے ہو بلند صدا دار و گیر کی
اُس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہی نہ سنا

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
گم ہو گئی ہی عقل جنون سے مشیر کی
پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
باران غم سے ہی گِل آدم خمیر کی
دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہی دل
جامہ ہی جسم کا کہ قبا ہی حریر کی
دم بند اُسکا مضمون ذہن نے کر دیا
سودے مین جسکے بکی ہی گدڑی فقیر کی
چھیڑا ہی مین نے جلکے برہمن کو دیر مین
حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی
اُس طفل شوخ کا جو لیا ہی زبان نے نام
اوّل کی کچھ خبر ہی نہ ہمکو اخیر کی
اُس ماہ چاردہ کو ہی حاصل کمال حسن
طفلی مین تھی یہ رسال چمکتی تھی بیر کی
اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان
آتش قسم ہی ذات سمیع و بصیر کی

نسترن نے عرض کی وہ اری جسوقت آپ باغ سیاہ فتح کر لینگے اُسوقت ضرور باغ ملکہ مین گذر ہوگا امیر نسترن سے یہ باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی نسترن نے عرض کی ای شہریار اور ساحران غدار آپکی تلاش مین آتے ہین میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی نسترن تو چلی گئی دیکھا یاقوت تاجدار تین ہزار جوان ساتھ امیر نے فوراً لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ طلسم کشا یہ سب تمھارے سردار ہین تمھاری تلاش مین آتے ہین یاقوت نے جو صاحبقران و عمرو کو دیکھا عرض کی ای شہریار غلامان جانباز نے صرف ایک آواز سنی تھی کہ ای اہالیان طلسم مبارک ہو طلسم کشا قید ہو گیا اس صدا کو سنکر دل ہمارا بیقرار ہو گیا تاب نہ باقی رہی آپکی تلاش

ہیں لیکے شکر ہی کہ آپ بعافیت و عافیت پایا امیر نے فرمایا ہان گرفتار ہو گئے تھے مگر حافظ حقیقی نے بچالیا دو
افتادین بڑین تو دونون سے نجات پائی ابھی نہ خار جادو کو نہین سے آگیا مار اگر تم سب صاحبون کا اسوقت
آنا ہوتا تو سب ہوا این شاہ پاکستم تھا اُنہین شبانہ روز ایک طور پر گذرے مین نے طلسم ہزار اسپ
مین جب داخل ہوا تھا وہان کے بھی ساحر جب سے نکالا جو غدار تھے گو یہان کے ساحر اُنکے زبردست
اور حیلہ ساز ہین خداوند کریم ان ملعون کے مکر و غدر سے بچائے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی امیر
داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تین ہزار جوان بھی گرد بارگاہ اُتر پڑے سرداروں نے اپنے اپنے خیمے استاد
کیے بارگاہ امیر کو مثل دل کے بیچ مین لیے ہوے صاحبقران بارگاہ مین خواجہ کا ہاتھ تھامے ہوے فرما رہے
ہین کہ خواجہ کسی تدبیر سے اپنے کو خدمت مین ملکہ غنچۂ آرزو دلگشا کی پہونچاؤ دیدار ملکہ کا دل مشتاق ہی ایک
ایک پل جدائی ہمیر شاق ہی عمرو نے کہا آقا کوشش کرونگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر
پیدا ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ پوش پشت پر اُسکے بارہ ہزار آدمی سب سیاہ کپڑے پہنے ہوے علمہاے
سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے مقابلے مین لشکر صاحبقران کے آکے اُترا سامنے آکے آواز دی اے طلسم کشا
منم سیہ پوش جادو بہتر یہ ہی کہ یہان سے اب پلٹ جائیے اب ایک قدم آپکو آگے نہ بڑھنے دونگا مجھکو
حکم ہی شاہان نور افشان کا کہ طلسم کشا کو جلد گرفتار کر کے لاؤ اگر آپ پلٹ جائین تو مین شاہون سے
جا کر عرض کر دونگا کہ طلسم کشا سے ملاقات نہین ہوئی مین جس مقابلے پر گیا کبھی خالی نہین پلٹا تین دن کی
آپکو مہلت ہی یہ کہکر لشکر مقابلے مین اُتارا صاحبقران نے جواب مین کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی اجل تیری شاید
گریبان گیر ہی یہی تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکر امیر داخل بارگاہ ہوے سیہ پوش جادو لشکر مین داخل ہوا
مگر طبل جنگی نہ بجوایا صاحبقران نے انتظار کیا جب نسترن گئی تھی تو اُسنے اتنا کہا تھا کہ اے شہریار
یہان سے تین کوس پر باغ ہی کہ اُسکو باغ گلعذاران کہتے ہین وہان ملکہ تشریف لاتی ہین اگر آپ شب کو
وہان جائینگے تو کیا عجیب ہی کہ ملاقات ہو جائے صاحبقران کو یہ بات یاد تھی پہر رات گئے دربار برخاست
کیا خواجہ کو اس بات کا خیال نہ تھا امیر سے وعدہ کیا کہ مین پتہ لگاؤنگا جب رات زیادہ آئی دل امیر کا
بہت گھبرایا اُٹھ بیٹھے خیال آیا کہ اسوقت چل کے اپنے محبوب مطلوب کو دیکھو آئین باغ بتایا ہوا تھوڑی دور
ہی راہ طی ہو جائیگی یہ سوچ کر لباس شبروی جسم پر آراستہ کیا تیغہ عقرب سلیمانی کو بغل مین دبایا اُسی شب
تیرہ و تار مین راہی ہوے صحرا کا سناٹا درختون کی ہوا بڑے بڑے پہاڑ جب ہوا چلتی ہی پتے کھڑکھڑا
کرتے ہین جانوران درند کی آوازین کسی طرف سے شیر ببر دھاڑ کا مارتے نکلا کسی جانب سے اژدہا منہ
سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا ظاہر ہوا کسی سمت ماران سیاہ جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین صاحبقران
جوش اشتیاق ملکہ مین چلے جاتے ہین قلیل رات باقی ہی کہ اُسی صحرا مین دور سے ایک سمت روشنی معلوم
ہوئی صاحبقران نے بہ نگاہ غور دیکھا تو چار دیواری باغ کی معلوم ہوئی جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا
کہ دروازہ باغ کا بند ہی سناٹا معلوم ہوتا ہی امیر پہلو پر باغ کے آئے دیوار پر کمند ماری کسی نخل
مین جا کے پھنسی امیر کمند مار کے دیوار باغ پر آئے دیکھا کہ باغ مین سناٹا پڑا ہی امیر دیوار سے اُتر
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھے یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ آرزو دلگشا بیٹھے بیٹھے گھبرا کے اُٹھین کہا اچھا جو اسوقت
میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی کیا کرون صحن باغ مین چلو ذرا دل کشی کرو عجب مزاج کی کیفیت ہی جی چاہتا ہی

طرف صحرا کے نکل جاؤن کیون ہوا نسترن صاف کہو تمنے ہمارے واسطے تکلیف اُٹھائی یہ تو بتاؤ کہ طلسم کُشا کس کام مین ہین کیونکر وہان کی خبر ملے نہایت پریشان ہون نظم

تا چند کرون سینہ مین مین آہ و فغان بند — لبتک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند
اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم — دن رات رہا مثل حباب اپنا مکان بند
ہم الفت دین ہی اسے ہم لذت دنیا — وہ گنج ہی دل جسمین ہی نقد دو جہان بند
منھ دیکھتا ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا — آنکھین تو کھلین مین مری لیکن ہی زبان بند
گردش ہی جو قسمت کی سو موجود ہی وان بھی — گر شیشۂ ساعت مین رہے ریگ روان بند
پھرتا ہی یہ کوئی تو ترے کوچے مین شب کو — تا صبح نہین ہوتی ہی آواز سگان بند
تنگ آکے شب وصل مین ہو جاے برہنہ — اندام کو اس گل کی قبا کے ہون گران بند
سرسبز گلستان ہون چلے باد بہاری — کھولے اُسے ساقی جو ہی مدت سے دکان بند
آوازہ یہی کوچۂ قاتل سے ہی آتی — ہوتا ہی جدا بند سے انسان کا یان بند
سودے نے تری زلف مسلسل کے کیے ہین — زندان محبت مین ہزارون ہین جوان بند
دکھلائیگا اللہ مجھے یار کا کوچہ — مومن ہون رہے گا نہ در باغ جنان بند
قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی — آتش خفقانی کو قیامت ہی مکان بند

نسترن نے عرض کی واری صبر کیجے دل پر جبر کیجیے یہ تو خبر کنیز دیتی ہی کہ سیہ پوش جادو بڑے زور و شور سے مقابلے مین اُترا ہی کچھ مکر و غدر کی فکر کر رہا ہی اب اُنکا خدا ہے نادیدہ اُس ملعون کے ہاتھ سے اُنکو بچائے ادھر نورعۂ نخلستان مین سے صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ کنیزون نے آگے چبوترے پر فرش بچھایا ملکہ غنچۂ آرزو جو گلکشتے کو دیکھا کہ گل سا چہرہ مرجھایا ہوا بال پریشان حسن مین لاثانی آئینۂ رخسار پر حیرانی اُسوقت صاحبقران کی بیقراری ہر مرتبہ یہی قصد کرتے ہین کہ جاکے قدمون پر سر کو رکھدون اور دست بستہ عرض کرون کہ للّٰہ بار اُتار لیجے اب ہمسے بار سر نہین اُٹھتا مگر جبر کرکے رک جاتے ہین دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی ملکہ بھی جو گئی چہار جانب دیکھ رہی ہین فرماتی ہین کہ آج کیا ماجرا ہی کہ بیتابی کو ترقی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون بوے لباس صاحبقران آتی ہی طبیعت لہراتی ہی نسترن ہر مرتبہ سمجھاتی ہی کہ واری مین نے شہریار سے کہدیا تھا کہ بعد فتح جنگ سیاہ پوشان آپ باغ گلعذاران مین آئیے اب یہ دعا کیجیے کہ پروردگار اُنکا سیہ پوش سے اُنکو مہلت دے آئینۂ آرزو مین صورت فتح و ظفر دکھائی دے رنج و غم دفع ہون ملکہ نے کہا اے نسترن ہمین ہم بخت واژگون و طالع نگون سے یہ اُمید نہین کہ باغ سیاہ پوشان فتح ہو اور ہم اُنسے بخیر و عافیت ملین باغ مین دیکھو ہر وقت انقلاب ہی دیکھا غنچہ کھلا گل ہوا عندلیبان خوشنوا پھول کے پہلوے گل مین بیٹھین زمزمہ سرائی کرنے لگین اُسی وقت گلچین آیا اُسنے دست بدعت دراز کیا پھول کو توڑ لیا بلبل بحسرت نگران ہی کہ صیاد کا گذر ہوا اُسنے دام بچھایا بلبل گرفتار ہوئی کنج قفس جاے مسکن ہوا بلبل کا کچھ زور نہ چلا عاشق و معشوق دونون کو ثبات نہین ہم بھی مثل حباب لب جو دنیا سے کنارہ کیے ہوے ہین زندگی کا کیا بھروسا اگر بعد ہمارے اُنسے ملاقات ہو تو میری طرف سے عرض کرنا ای شہریار دہ کشتۂ تیغ حسرت و یاس انتقال کر گئی اب قبر پر جاکے فاتحہ پڑھیے کیا عجب ہی کہ تشریف لائین ہمکو یاد کرین ہماری روح کو شاد کرین نظم

چون کند پردہ نشین چہرۂ نور افشان را
دوش بر دوش رود دانۂ اشکم ز نظر
بے مہ روے تو روشن نہ شود خانۂ دل
غنچۂ شیرین نہ کند لب ز تبسم بہ چمن
نالۂ آہستہ کہ خاموش محبت مخفی

پنجہ در پنجۂ مژگان کندم مژگان را
حلقہ در حلقہ بود سلسلۂ طوفان را
بے سر زلف تو ایمان نہ بود ایمان را
پر ز خوناب جگر تا نہ کند دامان را
صید صیاد کند بلبل خوش الحان را

نسترن نے عرض کی داری کیون اسقدر حضور مایوس ہوتی ہین خدا نے چاہا تو یہ لطف ملاقات ہوگی یہ کلام حسرت انجام سنکر صاحبقران کو تاب نرہی بیقرار ہوکے آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاق یہ مصیبت زدہ حاضر ہی اپنی محفل خلد منزل مین ہمکو بھی جگہ دیجیے یہ کہکر صاحبقران بیتابانہ دوڑے ملکہ نے پلٹکر دیکھا امیر لباس شبروی پہنے ہوے تیغۂ برق مثال بغل مین دبا ہوا دیکھتے ہی ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین پکار کے آواز دی ای شہریار ذیوقار آئیے تشریف لائیے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ✽ جھپٹ کے صاحبقران جو چلے ایک نخل کی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے آنکھ جو کھلی دیکھا خواجہ عمرو سر زانو پر رکھے ہوے کہ رہے ہین کیون شہریار خیر تو ہی کیا آپ بد خواب ہوے امیر نے بہ نگاہ حیرت طرف عمرو کے دیکھا کہا ای یار وفادار یہ کیسے عجائب و غرائب ہین کہان تھا اب کس مقام پر ہون جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون یہ کیا ستم ہوا کاشکے روح قالب خاکی سے نکل جائے کیا کہون کیا سانحہ گذر گیا دل میرا قابو مین نہین ہی جی چاہتا ہی خوب روؤن

نظم

خیال یار مین دل شادمان ہی
تماشا ہی تو آتش دھوان ہی
تکلم ہی فقط ہی اُس صنم کا
طلوع صبح ہی وقت اذان ہی
نقاب اُلٹی گل عارض سے اُسنے
کرہ دل کا مثال آسمان ہی
ہما تا کوے جانان مجھکو پہونچائے
زمین فیض قدم سے آسمان ہی
خیال زلف مین نالان جو ہی دل
گویائے حسینان آشیان ہی
غزل اک اور پڑھیے اس زمین مین

نہین ہی غم جو نظرون سے نہان ہی
تصور سیم تن کا دل مین ہی گنج
خدا کی طرح گویا بے دہان ہی
سراپا ہون غم فرقت سے مین زرد
گل خورشید کی بھی اب خزان ہی
نہ کیون اُس شمع رو کے گرد ہو خلق
کہ نامہ ہی مرا جو استخوان ہی
دہان سنگ مین ہی مانند مشعل
لبسان اژدہا آتش فشان ہی
ہر اک انگلی ہی اُسکی شمع کافور
کہ سب مشتاق بزم دوستان ہی

مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی
خیال یار کا کل پاسبان ہی
کرون نالے کہان آخر شب وصل
مرا قد مثل شاخ زعفران ہی
تصور ہی جو اک خورشید رو کا
کہ فانوس خیالی آسمان ہی
ستارے جھڑتے ہین جو کفش پا کے
یہ سوزان میرا ہر اک استخوان ہی
برنگ طائر رنگ حنا ہون
ہتھیلی اک بلورین شمعدان ہی
بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ
جسکی سند امام انس و جان ہی

اس طور سے امیر نے یہ اشعار آبدار پڑھے کہ عمرو نے گھبرا کے کہا ای آقا مفصل ارشاد فرمائیے کیا معرکہ گذرا جو آپ اسقدر بیقرار و مضطر ہو رہے ہین امیر نے فرمایا ای مونس تنہائی شب کو جو مین اُٹھا طبیعت میری گھبرائی فراق یار نے بہت پریشان کیا اُس کنیز نے چلتے وقت مجھسے اتنا فقرہ کہا تھا کہ آج کی شب ملکہ باغ گلعذاران مین تشریف لائیگی مین خود لباس شبروی پہنکر

چلا گیا باغ مین پہونچا ملکہ صحن باغ مین آکے بیٹھین حکایت و شکایت کر رہی تھین مین زیر غرفہ گلستان مین سے
بیقرار ہوکے دوڑا انجل کی ٹھوکر لگی گر پڑا بیہوش ہوا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو یہان پایا حیران ہون کہ یہ
کیا معرکہ گذرا عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہا آقا آپکو سہو ہوا خواب دیکھا ہوگا امیر نے فرمایا خواجہ یہ خواب
نہین دیکھا مین سہروی کرکے گیا تھا صحرا مین اژدہے دیکھے ماران سیاہ ملے کئی جانورون نے جا بجا مجھ پر حملہ
کرین مین نے اپنے کو اُنسے بچایا وہان پہونچ کر عرصہ دراز تک بیٹھا رہا عمرو نے کہا ای شہریار او کیا کچھ
یہ سب عجائب و غرائب طلسم ہین ذرا لوح تو ملاحظہ کیجیے امیر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم
اگر پروردگار فضل کرے ذخار جادو مارا جاے اور سیاہ پوش سے مقابلہ ہو وہ طبل جنگی نہ بجوائے شب
کو کہین جانے کا ارادہ نہ کرنا اب آپ عجائب و غرائب سیہ پوشان مین گھرے ہوے ہین وہ جو اسم حاشیہ لوح پر
ہے بلفظ ادا تمام نہین کیا اُسی کی یہ تکلیفین ہین اپنے کو جسطرح ہوسکے بارگاہ سیہ پوشان مین پہونچاؤ اُسی
بارگاہ مین مقابلہ پڑے اور بہت کچھ مضمون صاحبقران نے دیکھا فرمایا خواجہ ہم عجائب و غرائب مین
سیہ پوشون کے مبتلا ہین نہین معلوم اُس محبوب جانی یار جادو دانی نے ہمکو دیکھا یا نہین مگر خواجہ اصل یہ ہے کہ
ملکہ کو بھی ہماری ملاقات کا اشتیاق ہے خوف شاہان طلسم ایسا ہے کہ زبان نہین ہلا سکتین اگر خدا نے فضل کیا
اور شاہان طلسم سے مقابلہ پڑا اور ہمنے اُنکو قتل کیا تب ملکہ سے ملاقات ہوگی بیچ مین ملاقات بھی ناممکن ہے
امیر نے فرمایا مین اپنے کو بارگاہ سیاہ پوشان مین کیونکر پہونچاؤن منہ ہاتھ دھو کے اپنے مقام پر بیٹھے عمرو
بارگاہ سے باہر نکلے لشکرون کو دیکھتے پھرتے ہین سیہ پوش جادو اپنی بارگاہ مین ہے اپنے ساتھ والون سے
کہہ رہا ہے مین نے طلسم کشا پر رنگ معمولی جما دیا اسی تین دن کے اندر لوٹ لے لونگا شب بھر مین نے سحر تیار
کیا ہے شہنشاہ نے کہا تھا عمرو کو گرفتار کرکے جلد روانہ کرنا مین ابھی جا کے عمرو کو گرفتار کر لاؤن یہ کہکر کھڑا ہوا
ایک عقاب پر سوار ہوکے روانہ ہوا خواجہ بازارون مین پھر رہے ہین دکاندارون سے روپیہ تحصیل رہے
ہین سیہ پوش نے آسمان سے جو عمرو کو دیکھا کڑک کے گرا پنجہ کمر مین دیکر لے اُڑا عمرو نے ایک چیخ ماری
برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد کو ایک جادوگر لیے جاتا ہے برق تڑپتا ہوا بھاگا خدمت امیر مین
آیا عرض کی ای شہریار ابھی اُستاد بازارون مین پھر رہے تھے کہ سیاہ پوش جادو آ کے گرا اُستاد کی کمر مین
پنجہ دیکر لے اُڑا امیر سنکر گھبرا گئے کہا بڑھکر خبر تو لو کہ میرے یار وفادار پر کیا گذری برق نے کہا
ہرکارے گئے ہوے ہین یقین ہے خبرین لیکر آتے ہونگے یہان سب بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ سیاہ پوش
عمرو کو لیے ہوے آ کے پہونچا تمام سردار اُٹھ کھڑے ہوے کہا ای شہریار کیا کار نمایان کیا شہنشاہ کی یہی تمنا
تھی کہ جسطرح ہوسکے عمرو کو پکڑ کے قتل کردا اگر ساربان زادے کا سر کاٹ کے بھیجا تو شہنشاہ طلسم بہت مسرور
ہونگے اور آپکو مرتبہ وزارت ملیگا جاگیرین معاف ہو جائینگی اور یہ بات جو آپنے شاہون کے سامنے عرض
کی تھی کہ طلسم کشا کو مع لوح طلسمی مجھسے لیجیے اب آج اُسکا ظہور ہوگا اصل یہ ہے کہ ساربان زادہ ہی یہان
طلسم کشائی کر رہا ہے اسنے وہ وہ کار ہائے نمایان کیے کہ جسکا ہونا ناممکن تھا ورنہ اب تک طلسم کشا قتل
ہو جاتا اگر اب حضور ساربان زادے کے قتل مین تامل نہ کرین فوراً دار پر کھینچ دیجیے سر کاٹ کر روانہ
کر دیا جائے اور یہ لکھ بھیجیے کہ امروز فردا مین طلسم کشا بھی گرفتار ہوکے آجائیگا سیہ پوش جادو نے
جلاد کو فوراً طلب کیا خواجہ ہر چند داد فریاد کرتے ہین کہ ای سیہ پوش تو گون نے تمھارے سامنے

جلاد بیان کیا ہان اگر مجھکو نوکر رکھو تو بیشک تمھاری خدمتگذاری کرون خوب راضی کرون ہر چند عمرو نے
خوب خوب باتین بنائین سیہ پوش جادو کب مانتا ہی اگرا سکے دل مین کچھ مزہ بھی آیا تو اس بات کو سردار
مٹا دیتے ہین رنگ نہین جمنے دیتے آخر کار لاچار ہو کے خواجہ چپ ہو گئے بیٹھے جی مین کہتے ہین مین نے تو
اُس بری چیز کو یاد بھی نہین کیا وہ جو شخص مجمع کو منفرق کر دیتے ہین عورتون کو بیوہ لڑکون کو یتیم کرتے پھرتے
ہین بین کبھی اُنکا نام بھی صفحۂ قلب پر تحریر نہین کرتا اور اگر زبردستی وہ مقصد کرتے ہین تو اُنکی بزرگی سے
بعید ہی وہ بھی جانتے ہین کہ عمرو مرد سعید ہی وہ میرے پاس نہ آئینگے اس عرصے مین جلاد بھی آ گیا لیکن
تڑپتا ہوا آواز دیتا ہوا ای شہنشاہ کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی ناحق کی حیرانی ہی ایک ہاتھ مین سر کو
تن سے قلم کرتا ہون یہان تو جلاد نے گردن پر کوے کا خط دیا جاسوسان لشکر اسلام موجود تھے خبر کو لیکر
بھاگے اُفتان و خیزان لشکر مین جو پہونچے ہر شخص خبر پوچھتا ہی کہ اُستاد پر کیا گذری مگر ہرکارون کے منھ سے
بات نہین نکلتی گھبرا گھبرا کے ہر ایک سے یہی کہتے ہین خدا اُستاد کی جان بچالے تو بڑی بات ہی سارا دربار
دشمن ہی ہر ایک ساحر در پے ہی روتے پیٹتے ہوے سامنے صاحبقران کے پہونچے امیر نے گھبرا کے
پوچھا ارے خیر تو ہی ہرکارے رونے لگے دست بستہ عرض کی اُستاد گرفتار کیے گئے تھے اب وہ ملعون
اُستاد کو قتل کیا چاہتا ہی ہمارے سامنے اُستاد کے قریب جلاد آ چکا تھا گردن پر کوے کا خط دیا صرف حکم
لینے کی دیر تھی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا ای مقبل وفادار مرکب جلد تیار کرو مقبل وفادار نے
مرکب تیار کیا امیر جھٹ پٹ سوار ہوے یاقوت تاجدار نے قصد کیا امیر نے فرمایا خبردار کوئی
میرے ہمراہ نہ آوے مین اپنی جان دونگا یا اپنے یار وفادار کو رہا کر کے لاؤنگا یہ فرما کے امیر بانوقر
چلے فرماتے ہین کہ یارو برق فرنگی کہان ہی ہرکارون نے عرض کی حضور وہ تو عاشق جمال خواجہ عمرو
ہی جسوقت سے اُسنے خبر سنی کہ خواجہ گرفتار ہوے اُسی وقت سے غائب ہی یقین ہی کہ بارگاہ سیہ پوشان
مین پہونچا ہو یہ فرما کے امیر نے مرکب کو مہمیز کیا یہان سیہ پوش نے جلاد سے اشارہ کیا ارے جلد
سارہبان زادے کا سر کاٹ لے خبردار اب مجھسے حکم نہ لینا جلاد نے کہا اسکے ساتھ بہت سے سر کٹینگے بعض
نے کہا حضور دیکھیے جلاد کیا کہتا ہی جلاد نے کہا کیا مین بیجا کہتا ہون سب مسلمان مارے جائینگے
یہ کہکر وہ جلاد قریب خواجہ عمرو کے آیا عمرو نے جو نگاہ ملائی دیکھا میرا بھوریا جلاد بنا ہوا آیا ہی
اشارہ کیا اُستاد سنبھل بیٹھے عمرو درست ہو بیٹھے برق فرنگی نے لیک کے تیغہ مارا عمرو نے ہاتھ اُٹھایا
وہ وار ہاتھ پر خواجہ کے پڑا ہتھکڑی کٹی دوسرے ہاتھ مین بیڑی بھی کاٹ دی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

برق فرنگی تصنیف مصنف

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بہ زیر قدم غرب ہی شرق ہی

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار غدار ہون
و رہگذر یہ ہیرا ابھرا ارہا
چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہی

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بیمار ہی

خواجہ عمرو بھی اُٹھے اُٹھتے ہی فلق
نے حقہ ہاے آتشبازی داغنا شروع کر دیے بارگاہ سیاہ پوشان مین چہار سمت اندھیرا چھا گیا اُس
دھوئین نے صدہا کو بیہوش کیا اندھیرے مین دونون نے بڑے بڑے ساحر مارے برق فرنگی نے کہا
اُستاد اب یہان سے جلدی نکل چلو خواجہ عمرو و برق فرنگی لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلے بارگاہ مین

بعد تھوڑے عرصے کے روشنی ہوئی سیہ پوش نے کہا اگر یہ دونون نکل گئے تو قیامت برپا ہوگی دیکھو جانے نہ پائین گھیر کے مار لو جادوگر باہر نکلے خواجہ و برق بھاگے ہوے جاتے تھے سیہ پوش نے بڑھکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا خواجہ و برق غش کھا کر گرے سیہ پوش نے کہا یارو مین نے سحر سے بیکار کیا اب یہ عیار نہین جانے پائینگے دوڑکے مار لو ساحر دوڑے تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے کوئی نیزہ لیکر چلا کوئی خنجر کھینچ کر آیا عمرو برق نے دیکھا کہ چہار جانب سے ساحرون کا بلوہ ہے بلبلا کر دعا کی ای خالق لیل و نہار ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی ہیبت سے ان کافران غدار کی بچائیے نظم

ہست در اقلیم دل ذات خدا فریاد رس — شاہ عادل مالک ملک قضا فریاد رس
خالق خلق و رحیم و راحم و پروردگار — دادبخش و حاکم و فرمان روا فریاد رس
وقت حاجت میکند امداد آن حاجت روا — حل کند ہر مشکل آن مشکلکشا فریاد رس
حاجت ہر بندہ می بیند بچشم عاطفت — بشنود با گوش قدرت ہر صدا فریاد رس
باز دارد از کمال لطف بر ہر مستغیث — باب عدل خویش ہر صبح و مسا فریاد رس
کیست غیر از ذات آن فرمان روای جن و انس — بندہ پرور سایہ گستر بادشا فریاد رس
بندہ را در بندگی دارد خدای لایزال — گر کند مبتلا در بلا فریاد رس
کارفرمای عدالت منصف انصاف دوست — صاحب صدق و صفاؤ بے ریا فریاد رس
بشنود فریاد و بخشد داد خلق آن دادگر — میرسد ہر حمایت جا بجا فریاد رس
بر درت آمد ز نفس خویش ہندی دادخواہ — گوش کن فریاد این مظلوم یا فریاد رس

عمرو و برق نے جو بیقرار ہو کے دعا کی چاہتے ہین ساحر کہ دونون عیارون کو قتل کرین کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

زیغم فرار ی انوشیروان
بہ بازو شدہ فتح و نصرت شعار
بلرزند از خوف دیوان قاف
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
چو رفتم بہ سنجان پئے گیرودار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
سمندرون بدبخت گشتہ شکار

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
کہ گنجاب ملعون کردہ فرار
جزا ئیر پر از عدل و انصاف شد
کہ از جنگ بیرون ذلیل و خوار

منم قاتل کافران جہان
چو در باختر جنگ شد آشکار
زدم دیو عفریت را در مصاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

دور سے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو و برق زمین پر پڑے ہین ساحر قتل کیا چاہتے ہین امیر تلوار کھینچ کر جا پڑے لوح کا عکس دونون پر ڈالا یہ دونون یا تو بیکار پڑے تھے یا اٹھ کھڑے ہوے تیغے پکڑکے لڑنے لگے سیہ پوش سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے پیچھا کیا لوح لے ہی چکے تھی گر اسکی بارگاہ مین جانا چاہیے سیہ پوش اپنی بارگاہ مین پہونچا امیر بھی اسکے پیچھے چلے جاتے ہین یہی فکر ہی کہ بارگاہ مین جاکر تلوار چلے جب سیہ پوش نے دیکھا کہ طلسم کشا بارگاہ مین گھس آئے ساحرون کو آواز دی یارو گھیر لو چہار طرف سے ساحرون نے بلوہ کیا امیر بھی لڑنے لگے سیہ پوش جادو بھی لڑنے لگا بارگاہ مین تلوار چلنے لگی صاحبقران اکیلے لڑ رہے ہین لوح کی حفاظت کرتے جاتے ہین سیہ پوش کہتا ہے یارو سب ملکر لپٹ جاؤ لوح طلسمی چھین لو جس ساحر نے ہاتھ بڑھایا امیر نے ہنھکٹی کا ہاتھ مار دیا ہاتھ اسکا اڑ گیا چیخ مار کے بھاگا امیر نے ہزارہا ہاتھ اڑا دیے امیر شیرانہ لڑ رہے ہین ملک یاقوت بھی آگے پہونچا سرداران صاحبقران بھی آگئے عین گرمی جنگ ہی اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہی کہ لگا ابر سرداری پیدا ہوا

نعرہ ہوا ای برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا اسم نیلی پوش جادو سب نے دیکھا ایک جوان نیلی پوش فلکۂ ابر
سے پیدا ہوا بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ تھے نیلی پوش بھی مع اپنے ہمراہیون کے آکے شریک جنگ ہوا
امیر نے دیکھا کہ ہمارے ساتھ والے قتل ہونے لگے اب صاحبقران کو مشکل ہی اگر سردارون کو بچاتے ہین
تو ساحر ارادہ لوح لینے کا کرتے ہین لوح کو بھی بچاتے ہین سردارون پر بھی سینہ سپر کرتے ہین اس آمد و رفت
مین صاحبقران نے چند زخم بھی کھائے ایک مقام پر انتہا کا بلوہ ہوا ہی صاحبقران کو کئی ہزار ساحرون
نے گھیرا ہی چاہتے ہین لپٹ پڑین امیر کو نہایت پریشانی ہوئی کہ اب لوح کا بچنا دشوار ہی بیقرار ہو کے
دعا کی ای پروردگار مجھکو اس آفت سے بچالے امیر نے دعا جو کی آسمان سے ایک برق کڑک کے گری
کئی سو ساحرون کے سر اُڑ گئے برق گر کے پھر بلند ہوئی سیاہ پوش نے ایک گولہ مارا برق شق ہوئی سب
نے دیکھا ایک طاؤس زرین بال پر ایک مہ جبین ہمشکل پری بیٹھی ہاتھ ہلا رہی ہی دسون انگلیون سے وہی
برقین چمک کے گرتی ہین سو سو کے سر اُڑ جاتے ہین سیاہ پوش نے ملکہ خورشید برق وش کو پہچانا کہا
کیون ای خورشید تمھین مٹانے سے ساحرون کے کیا حصول ہوا ملکہ نے آہ سرد کھینچ کر فرمایا او ظالم
ہمارے باپ کی سلطنت کو جو تم سب نے مٹایا کیا پھل پایا اب انشاءاللہ تم سب کتّے کی موت مارے جاؤگے
یہ کہکر پنجہ بلائی کمر سے کھینچا پہلو بہ صاحبقران کے آگئین جب پنجہ مارا دس دس کے سر اُڑ گئے جب گولہ مارا
کافرون کے سینون کو بہا کے نکل گیا کبھی ماش کے دانے مار دیے سو دو سو بدمعاش یون قتل ہوے ملکہ کے
لڑنے سے امیر کو مہلت جو ملی جھپٹ کے قریب نیلی پوش کے آئے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح کو چمکایا
نیلی پوش کی آنکھون مین اندھیرا چھایا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا نیلی پوش کے دو ٹکڑے ہوے دور
سے سیاہ پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ نیلی پوش ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا گھبرا گیا سوچتا ہی کیا تدبیر کرون
مگر کچھ بن نہین پڑتا بھاگا جاتا ہی چاہتا ہی پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن صاحبقران اسکا تعاقب کرتے
ہین ملکہ خورشید برق وش نے قیامت برپا کر دی ہی جسطرف سحر کیا ہزارون ساحرون کو مارا دریاے
خون بارگاہ مین بہ رہا ہی کشتی جسم کافران طوفانی بھیاؤن کو حیرانی آب تیغ کی طغیانی دریاے خون کی روانی
ہزار ہا سر مثل حباب تیر رہے ہین تیر مثل ماہیان دریا دریاے خون مین پیر رہے ہین خون برس رہا
ہی صاحبقران کا یہ قصد ہی کہ مثل نیلی پوش کے سیاہ پوش کو بھی مارون مگر یہ اپنے کو بچاتا پھرتا ہی خوف
جان سے منہ کے بھل گرتا ہی ہر چند ساحر چارطرف سے امیر کو گھیرتے ہین ملکہ خورشید برق وش
جب تڑپ کے گرتی ہین مجمع متفرق ہو جاتا ہی کچھ ساحر بھاگتے ہین کچھ قتل ہوتے ہین پھر بلند ہو جاتی ہین دم
سیاہ پوش نے بڑے بڑے سحر کیے کسی سحر نے ملکہ خورشید پہ تاثیر نہ کی ایک مقام پر خورشید گرین
کئی سو کو مارا چاہا تڑپ کے بلند ہو جاؤن کہ سیاہ پوش نے پشت پر آکے گولہ مارا چونکہ ملکہ کا خیال
اُس طرف نہ تھا گولے سے ایک برق گری کہ شانہ ملکہ کا نشانہ ہوا شانے سے خون جاری ہوا امیر نے
جو پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ زخمی ہوئین صاحبقران غصّے مین جھپٹ کر سیاہ پوش پہ جا پڑے سیاہ پوش
نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا امیر نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہی جلدی لوح پہ نگاہ ڈالی مرقوم تھا
اگر یہ مفسد نکل گیا تو بڑا فساد برپا کریگا امیر نے قربان سے کمان ترکش سے تیر نکال کے بحر کمان مین پیوست
کیا دست زبردست امیر جان گیر تین تمیال کا تیر اب جو تاک کر مارا سینہ پر کینہ پر سیاہ پوش کے بیٹھ گیا

پشت کو توڑ کے پار گذر الاشہ سیاہ پوش کا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ چلی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ پوش جادو منتظم طلسم نور افشان بود ملکہ خورشید برق وش نے آگے امیر کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی بسم اللہ اب مرحلہ سلسلہ بن مسلسل پر گذر ہوگا ذرا ہمت سمجھ بوجھ کے کام کیجیے گا وہان بڑی مشکل سرکار کو پڑیگی صاحبقران نے دیکھا وہ بارگاہ جل گئی کسی ساحر کا پتہ نہین صحرا بھی سنسان معلوم ہوتا ہی امیر اپنے ہمراہیون کو لیے ہوے وہان آئے جہان لشکر اترا ہوا تھا دیکھا وہ مقام بھی ویران پڑا ہی بارگاہین خیمے سراپردے وغیرہ موجود ہین صاحبقران بہت پریشان ہوے مگر یاقوت تاجدار سے کہا تم اسی مقام پر اترو ہم اب مرحلے پر جاتے ہین یاقوت تاجدار لشکر کو لیکر فرد کش ہوے ملکہ خورشید تو قتل ہوتے ہی سیاہ پوش کے چلی گئین امیر نے اب لوح کو دیکھا جو ملکہ خورشید برق وش نے کہا وہی اسمین بھی مرقوم تھا کہ سلسلہ بن مسلسل سے مقابلہ کرنا ہوگا ای طلسم کشا اب مقام ہوشیاری ہی امیر نے فرمایا مین کیا ہوشیاری کر سکتا ہون وہ حافظ حقیقی مالک ہی جو مناسب وقت ہوگا وہ کریگا خواجہ عمرو بہت پریشان تھے امیر نے فرمایا خواجہ تم بھی اسی مقام پر رہو عمرو نے کہا مین کدو کاوش کرونگا کہ حضور کے پاس پہونچون جب حضور نہین ہوتے تو مجھے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا ہی امیر نے فرمایا خواجہ چندے صبر کرو دل پر جبر کرو لاچار خواجہ بھی اسی مقام پر رہے صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے بعد قتل سیاہ پوش اسی اسم کو ورد زبان کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے حصار کر کے اسم شروع کیا دیکھا صحرا پر بہار ہوا طائرون کی زمزمہ سرائی بڑھی عندلیبان خوشنوائے نواسنجی شروع کی گلہای خود رو سے جنگل نمونۂ گلشن بوٹے گرد کے اٹھے صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ ایک بونڈلا گرد کا بہت بڑا اٹھا پیچ و تاب کھاتا ہوا صحرا مین بڑھنے لگا اسقدر وسیع ہوا کہ تمام صحرا کو اس بونڈلے نے گھیر لیا اب جو امیر نے لوح کو جھکایا دیکھا تو وہ صحرا نہین ہی سامنے ایک باغ ہی کہ دروازہ اسکا مثل آغوش عاشق کھلا ہی امیر حیران ہو رہے ہین کہ وہ صحرا کیونکر تبدیل ہو گیا لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ یہی باغ سیاہ پوشان ہی بالاے قصر جا کے بیٹھو جو سانحہ گذرے اسکو ملاحظہ کرو مگر خبردار خبردار بے دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا صاحبقران باغ مین آئے دیکھا باغ ویران روش و پٹریان ٹوٹی ہوئی درختون مین خم شاخین بے دم پتے مندار و پھول کسی شاخ مین نہین غنچے کا نشان کیسا جانور حیران و پریشان سرنگون ان شاخہاے ویران پر بیٹھے ہین بنگاہ حسرت امیر کو دیکھنے لگے کوئی طائر منقار نہین کھولتا ہی امیر اس باغ ویران کو دیکھتے بھالتے بالاے قصر تشریف لائے دیکھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی جنگل ویران معلوم ہوتا ہی نخل بڑے بڑے گرے ہین غرض امیر دیکھ رہے تھے یکطرف نظر جو اٹھائی گنوارون کو دیکھا دوکانین طرح سے لگانے لگے آگے جا بجا جمنے لگے ایک ٹوکرے مین بہت سی ہنڈیان ایک مٹکی مین مٹھائی سب طرح کی بھری ہوئی صحرا مین آ کے مٹی کی ہانڈیون مین مٹھائی چن دی ایک چادر گاڑھے کی اسپر ڈال دی زمیندار آتے جاتے ہین ڈھال پھٹکے باندھے ہوے دوہری مرزائی نیچے ٹینو اوپر پینسکو دھوتیان گاڑھے کی باندھے ہوے کسی درخت کے نیچے ایک دوکاندار بیٹھا ہی ایک سفید چادر پر بہت سا گانجہ لا کے ڈھیر کر دیا ایکطرف کچھ کنڈے سلگا دیے کسی گنوار نے آ کے ایک پیسا پھینکا کہا بھائی گانجہ بلاؤ اسنے ایک کلی گانجے کی اٹھائی توڑ مروڑ کے چلم مین رکھی اوپر سے کنڈے کی آگ توڑ کے رکھدی کہا لو میان دم لگاؤ گنوار نے بیٹھ کر دم مارا

غلہ سی آنکھیں نکل آئیں لٹھ کاندھے پر رکھکر چلا گیا میلے مین گشت کرنے لگا بعض نے آکے کہا ایک پیسے کی چرس بلواؤ اِس دُکاندار نے جلدی سے چلم جاکر اُسمین کنڈے کی آگ رکھدی گنوار کچھ بلبلایا کچھ فقرات مہمل زبان پر لایا ایک فقرہ اسمین یہ تھا کہ یارو یہ چرس ہی اسکا بیٹے والا مچرس ہی گانجہ اسکا بھائی گانجے نے یہ آواز سنائی کھانسی گردن کھرا گردن اسپر بھی نہ مرے تو کیا کردن کسی طرف کچھ کبڑ نین ہوتی گاجر کے جھوے آگے رکھے ہوے ایک دھوتی باندھے بیٹھی ہین کالی صورت ملکہ کالی کی مورت گنوارون سے اشارے کر رہی ہین اس طرح کا میلہ جمع ہی سب طرف گنوار ہی گنوار جمع ہین بہت سے گنوارون نے آکر لکڑیون کا انبار کیا صاحبقران حیران ہو رہے ہین کہ یہ سب لکڑیون کا انبار کیون کرتے ہین بغور اُس میلے کو دیکھ رہے ہین ایک مرتبہ ڈفلے کی آواز آئی دیکھا امیر نے ڈفلہ بجتا ہوا ہزارہا گنوار لٹھ بڑے بڑے کاندھون پر رکھے ہوے بڑھے ہوے چلے آتے ہین جب ہزارہا گنوار گذر گئے دیکھا ایک تخت پر ایک مہ جبین چہاردہ سالہ نہایت حسین خوبصورت بھاری لہنگہ پہنے ہوے چُندری بہت بھاری پُرزر کسقدر وہ چندری اُس نازنین پر زیب دیتی ہی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے نتھ ناک مین ایک موتی اُسمین پڑا ہوا القبول برق نتھ کے موتی سے صاف پہچانا ہی الہ ماہ کا ستارہ ہی صاحبقران اُسکی صورت دیکھکر بیقرار ہو گئے مگر وہ نازنین بالون پھیلائے ہوے گوٹلے بہت سے روشن پانؤن اُن ٹوٹلون پر رکھے ہوے اُسپر ایک دیگچی چڑھی ہوئی ست ست پکارتی ہوئی چلی آتی ہی ایک تخت پر ایک لاشہ تافتے مین لپٹا ہوا وہ بھی اُسکے ہمراہ ہی صاحبقران اُس نازنین کو دیکھکر بیقرار ہو گئے تمام میلے والے دوڑے پکارتے ہوے کہ ستی آگئین ستی آگئین ہمارا میلہ قبول ہوا ایک ٹھاکر صاحب کی کل شادی ہوئی نہین معلوم رات کو کیا ہوا کسی نے سوتے مین ٹھاکر صاحب کو مار ڈالا اُسی کی جورو ستی ہونے آئی ہی ہمارے واسطے بڑا اشرف ہوا سب گنوار خوش ہو رہے ہین صاحبقران مبہوت ہو کے قصر سے اُترے کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہی شاید ان سب کا یہی ارادہ ہی کہ زندے کو بھی مردے کے ساتھ جلادین ایسی مہ جبین آگ مین جل جائے امیر سوچتے ہوے طرف میلے کے چلے جاتے ہین سوقت پہونچے کہ جب تخت پر لاش مردے کی رکھی ہی وہ قریب آگ کے رکھا گیا ہی اور وہ مہ جبین بھی ست ست کہتی ہوئی قریب آگ کے جاتی ہی چاہتی ہی لاش کو لیکر لکڑیون پر چڑھ جاؤن کہ صاحبقران نے قریب آکے نعرہ کیا خبردار ای کافران بیحیا یہ کیا بدعت ہی کمر باندھی ہی تلوار کھینچ کر صاحبقران لڑنے لگے دس گنوار قتل ہوے امیر نے جھپٹ کے اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا گنوار سب بھاگے فرمایا اے نازنین مہ جبین اے قمر منظر اے پری پیکر یہ کیا حرکت ہی سراسر حماقت ہی اپنے کو مردے کے ساتھ جلاتی ہی ہمارے پاس آ ہم طلسم کشائی کرنے جاتا ہون یہ جو اُس نازنین نے دیکھا اور یہ باتین سنین بنگاہ محبت صاحبقران کو دیکھنے لگی صاحبقران نے اس نازنین سے فرمایا اصل تو یہ ہی کہ جان دینے سے کچھ فائدہ نہین ہی کیا خوب نسیم دہلوی فرماتے ہین

نظم

مجھکو سمجھاتا تھا یا تو آپ شیدا ہو گیا — مین تو دیوانہ تھا اے ناصح تجھے کیا ہو گیا
آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے — میرے لاشے پر جو وہ آئے تماشا ہو گیا
مین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین — صدقے جاؤن حال میرا سا تمھارا ہو گیا
اب تو افسانے کی میرے ہر طرف اک دھوم ہی — مر گیا گو مین بلا سے نام شہرا ہو گیا

شکر ہی دنیا سے اُٹھا آج شیدا آپ کا
دشمنی کی مجھسے میرے از دیاد شوق نے
سو گئے اُنکے فریب وعدہ سے شب کٹ گئی
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تھا
یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے
پھر وہی دھومین پڑین وحشت کی میری ای نسیم

جان دینا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پردا ہو گیا
ہاے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا
کیون جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا
مجھکو حیرت ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا
پھر وہی جوش گذشتہ دل مین پیدا ہو گیا

نازنین نے سر جھکا لیا کہا ای شخص تو نے بڑا غضب کیا اتنی خونریزی کرکے مجھکو بچا لیا اب مین برادری کے لائق نہین رہی مجھکو چھوڑ دو مین اسی صحرا مین سر ٹکرا ٹکرا کے مر جاؤنگی اب کسکو یہ روے سیاہ دکھاؤنگی گاؤن والے کہینگے یہ مکار تھی تیری جرأت پر مجھے بھی تو جہ ہوئی ہمارے مذہب لات و منات مین یہ منع ہی کہ جب کوئی عورت ستی ہونے کا ارادہ کرے اور پھر اپنے فعل سے باز رہے تو اُسنے لات و منات پر جبر کیا امیر نے فرمایا تو میرے ساتھ چل میرا لشکر ہی فوج ہی اُس نازنین نے پوچھا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی امیر نے فرمایا صاحبقران زمان فتاح طلسم نور افشان داماد نوشیروان ثانی سلیمان میرا لقب ہی اُس نازنین نے کہا ای شخص تو اپنی جلالت مجھپر ظاہر کرتا ہی مجھے یقین نہین اگر تو اپنے زمانے کا صاحبقران ہوتا تو لاکھ دو لاکھ فوج ساتھ ہوتی رفیق شفیق وزرا امرا سب تیرے ساتھ ہوتے اگر یہ نہین ہی تو آپ صاحبقران ہونگے مجھے کیا معلوم نہ آپکے ساتھ فوج نہ لشکر امیر نے فرمایا ای نازنین تو بھی جا سے کہتی ہی مین واسطے فتاحی طلسم آیا ہون یہی لوح کا حکم ہی کہ طلسم کشا اکیلا مرحلہ جات فتح کرے اُس نازنین نے کہا پھر مجھے کہان لیجائیےگا مین گاؤن مین جانے کے لائق نہین ہون بڑے بڑے مکانات میرے گاؤن مین بنے ہین مگر اب میرا وہان جانا ممکن نہین امیر با توقیر نے فرمایا تم ہمارے ساتھ چلو اُسنے شرما کے سر جھکا لیا کہ اب تو مین تمھارے ساتھ ہون اور کہان جاؤنگی اب صاحبقران محبت مین اس نازنین کی طلسم کشائی بھولے اُس نازنین کے ساتھ ہوے امیر تو یہ سوچ کر چلے کہ آگے بڑھکر ہمارا لشکر ملیگا وہین اسکو چھوڑ دینگے اور ہم براے طلسم کشائی چلے آئینگے اپنے دل سے یہ باتین کرتے ہوے اُس معشوقہ کو ساتھ لیکر چلے دن بھر رہروی کی مگر لشکر کا کہین نشان نہ معلوم ہوا ایک مقام پر آگے پہونچے دیکھا آبنون کا باغ ہی اسمین ایک چھوٹی سی منڈیا پڑی ہی اندر اُسکے بہت سا پیال بچھا ہی وہ نازنین امیر کو لیکر اُس باغ مین آئی منڈیا مین جاکر بیٹھ گئی اور چیخین مار کے رونے لگی کہا ای شہریار اب مجھسے نہین راستہ چلا جاتا ہی صاحبقران نے کہا اچھا شام بھی ہو گئی ہی اسی جگہ مقام کرو امیر بھی اُسی جھپریا مین آ بیٹھے وہ نازنین بھی قریب آ بیٹھی امیر نے فرمایا غربت مین چراغ کہان جب لشکر مین پہونچینگے سب کچھ ممکن ہوگا آنکھون مین آنسو بھر کے اُس نازنین نے کہا ای شخص مین نے تیرا ساتھ دیا کل عزیز و اقارب سے چھوٹی دن بھر گذرا ہی کہ مین نے کچھ کھایا نہین ہی امیر نے تیر و کمان ہاتھ مین اُٹھایا باہر نکلے سب طرف نگاہ دوڑائی دیکھا ایک آہو ایک مقام پر چرا کر رہا ہی امیر نے تیر کو کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا وہ آہو تڑپا کے گرا امیر جھپٹ کے قریب گئے اُس آہو کو بقربانی پہونچایا کھینچ کر اندر باغ کے لائے گوشت عمدہ عمدہ صاف کرکے نکالا پلنگ پتھر ہی سے آگ نکالی لکڑیان صحراسے چنکر لائے آگ کو روشن کیا جب دھوان نکل گیا تو ٹکڑون پر کباب لگائے جب تیار ہوے نازنین

کے سامنے پیش کیے کہا لو صاحب آج ہی غنیمت ہی اُسنے ایک کباب اُٹھا کر ہاتھ بڑھایا کہا اب تو تمھین ہمارے مالک ہو ہمنے لات و منات پر لات ماری تمھاری ہمراہی اختیار کی اب تمھین ہمارے ہاتھ سے کباب کھاؤ امیر نے بفرط محبت اُسکے ہاتھ سے کباب نوش کیے جب امیر کباب کھا چکے وہ نازنین ایک دُلائی اُٹھے ہوے تھی دُلائی کے بیچ ایک دو پٹہ اوڑھے تھی دُلائی اپنی بچھا دی کہا امیر بیٹھیے اب ہم تمھارے ساتھ ہین جس حال سے ہمین رکھوگے ہم رہینگے صاحبقران اُس نازنین کے پاس بیٹھے اختلاط ظاہری کرنے لگے گلے سے جو لگایا لوح چبھی سسکی لیکر کہا کیون صاحب یہ کیا ہی یہ تختی میرے چبھتی ہی اسکو اُتار کے رکھ دو امیر نے لوح کو اُتار کے رکھا اندھیرے مین اُس نازنین نے لوح اُٹھالی کہا مین رفع حاجت کر آؤن یہ کہکر باہر نکلی پکار کے آواز دی ہاش او طلسم کشا منم سلسلہ بن مسلسل اب جو امیر نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد کی عورت بدصورت دسون انگلیان مثل بچشاخے تھے روشن ہین پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گئی صاحبقران گھبرا کے جھیرا سے باہر نکلے مگر حیران و پریشان رات کا سناٹا صحرا پرہول اب نہایت تردد ہوا کہ کسطرف جاؤن تاریکی اسقدر رہی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا اسی انتشار و تردد مین امیر خاموش کھڑے ہین کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی صاحبقران نے دیکھا ایک نازنین خوبصورت کمسن ایک شمعدان ہاتھ مین لیے ہوے جابجا تلاش کرتی ہوئی کئی مرتبہ یہ بھی ٹھنڈھی سانس بھر کے آواز دی ہاے افسوس کا مقام ہی ساری رات مجھکو اسی صحرا مین گذری مگر افسوس ہی کہ صاحبقران نہین ملتے صاحبقران نے جو یہ آواز سنی کہ کوئی مجھکو تلاش کرتا ہی پکار کے آواز دی ای نازنین آوارگان دشت محبت و دیوانگان صحرائے الفت اس مقام پر حاضر ہین کیون نازنین تجھکو مجھ غمزدہ سے کیا مطلب ہی جو تو تلاش کرنے نکلی اپنی تو اب یہ کیفیت ہی بقول آتش نظم

حسن کس روز ہمسے صاف ہوا
درد اُس میں ہوا کہ صاف ہوا
زہر پر سبز ہو گیا مجھکو
سینہ اپنا زمین صاف ہوا
وعدہ جھوٹا نہ کر وہ مرد نہین
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا
رند مشرب ہون مجھکو کیا ہووے
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گنہ عشق کب معاف ہوا
تیغ قاتل پہ اپنا خون جمکر
درد درمان سے المضاف ہوا
کمر یار نے دکھائی آنکھ
قول سے فعل جب خلاف ہوا
اُس کمر کے ثبوت مین عاجز
مذہبون مین جو اختلاف ہوا
گرد اُس کوچے کے پھرا آتش

لے لیا شکر کرکے ساقی سے
مخمل سرخ کا غلاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج
مردم دیدہ خال ناف ہوا
فاتحہ کو جو وہ پری آیا
فکر کرکے ہو شگاف ہوا
وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
حاجی سے کعبے کا طواف ہوا

اب جو وہ نازنین قریب آئی امیر نے پہچانا وہی کنیز غنچۂ آرزو دلکشا کی نسترن ہی دیکھتے ہی شگفتہ ہوئے صاحبقران نے پوچھا ای نسترن کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ابھی لوح ہمارے قبضے سے نکل گئی نسترن نے منھ پیٹ لیا کہا ای شہریار حقیقت مین کہنے والون نے سچ کہا ہی کہ دل کو دل سے راہ ہی آج دن ہی سے ملکہ کچھ پریشان تھین دمبدم یہی فرماتی تھین کہ اب طلسم کشا کا گذر مقام سلسلہ بن مسلسل پر ہی وہ از حد مکارہ ہی جب شام کیوقت ملکہ کو بہت متردد پایا تو عرض کی حضور کنیز جائے ملکہ خوش ہوئین کہا ای نسترن اگر ایسا کام کرو تو مجھپر بڑا احسان ہو مین وہان سے چلی شام سے اس صحرائے عجائب و غرائب مین ٹھوکرین

کھائی پھرتی ہون مگر ملکہ نے یہ فرمایا تھا کہ ای نسترن خدا ایسا نہ کرے کہ طلسم کشا کو غمگین پاؤ سو آپ کی
زبان سے ایسے کلمات سننے کہ دل بیقرار ہو گیا کیا سانحہ گذرا امیر نے فرمایا کسی طرح یہ لوح مجھ سے مانگ کے
لیگئی اُسنے عرض کی حضور یہان سے باغ ملکہ کا بہت قریب ہی تشریف لیچلیے نسترن کے ہمراہ ہوے امیر
کو نسترن لیکر چلی رہبری کرتی ہوئی جب قریب باغ پہونچی نسترن نے کہا حضور ٹھہر جائین مین جا کے
ملکہ سے اطلاع کرون یہان ملکہ سرنگون بیٹھی ہین اگر کسی کنیز نے کچھ کلام کیا فرمایا صاحبو میرا بات کرنے کو
جی نہین چاہتا باہر جا کے ٹھہرو کنیزین بیرون بارہ دری آئین ملکہ اکیلی بیٹھی رو رہی ہین کہ نسترن آکے پہونچی
اشارے سے عرض کی کہ مین طلسم کشا کو لائی مگر حضور لوح قبضے سے جا چکی ملکہ نے سنتے ہی منہ پھیر لیا کہا
نسترن بڑا غضب ہوا سلسلہ لوح لیگئی ہوگی مین تو جانتی تھی وہ بڑی مکارہ ہی بڑے دام مکر ہین طلسم کشا جیسے
خدا صاحبقران کو بچائے صبح سے مین کہہ رہی تھی کہ آج بڑے مقام سخت پر طلسم کشا کا گذر ہوا نسترن کنیزون
کو ہٹا دو کسی پر ظاہر ہونے پائے پشت باغ سے طلسم کشا کو لاؤ نسترن نے آکے کنیزون سے کہا جا کر سب
اپنے اپنے مقام پر آرام کرو آتی رات آچکی مگر تم سب کو نیند نہین آتی ملکہ اسوقت تنہائی مین کسی کتاب
کا مطالعہ کرینگی یہ سنکر سب کنیزین اپنے اپنے مقام پر گئین نسترن باہر گئی صاحبقران کو پشت باغ پر
لائی کھڑکی کھول کے اپنے کو اندر باغ کے پہونچایا ساتھ ساتھ صاحبقران ملکہ باغ مین ٹہل رہی ہین کہ
چمنستان مین روشنی ہوئی صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماہ تابان شب تیرہ و تار مین نمایان ہوا ملکہ نے بغور
دیکھا آگے آگے نسترن پیچھے صاحبقران مگر پریشان حال باغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہوے جب امیر
قریب پہونچے تو ملکہ کو حجاب آیا ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑی ہوئین صاحبقران نسترن کے ہمراہ اندر
بارہ دری کے تشریف لائے بارہ دری کو خالی پایا فرمایا کیون نسترن ہمارا آنا ملکہ کو اسقدر ناگوار ہوا
بارہ دری خالی پڑی ہی نسترن نے لا کے صاحبقران کو مسند پر بٹھایا ملکہ ستون کی آڑ سے دیکھے لگین
نسترن نے آگے عرض کی حضور مہمان کی خاطرداری ضرور ہی ملکہ نے کہا ای نسترن مجھے شرم آتی ہی
نامحرم کے سامنے یکایک چلے جانا سراسر خلاف ہی مین تیرے ہمراہ چلتی ہون تیری خاطر سے بات بھی
کرلونگی نسترن نے کہا حضور تشریف تو لائیے آگے آگے نسترن ملکہ اُسکے پیچھے چھپی ہوئی نسترن
نے لا کر ملکہ کو قریب صاحبقران پہونچایا ملکہ سرنگون شرم سے پسینے پسینے کلام نہین کرتین نسترن نے
دیکھا صاحبقران بھی خاموش بیٹھے ہوے ہین اسنے گلابی کھینچ کر سامنے کی دست بستہ عرض کی ایک
جام نوش فرمائیے صاحبقران نے گلابی کھینچی اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا ملکہ کے سامنے پیش کیا ملکہ نے
حجاب سے کچھ پروا نہ کی جام نوش کیا پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر کے صاحبقران کے سامنے کیا امیر
نے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا تیوری پر بل پڑ گئے خنجر ابرو جنبش مین آئے ضبط کیا مگر نہو سکا
فرمایا سبحان اللہ شاید انکو ہمارے ہاتھ کے جام سے انکار ہی خورشید نے اپنی چمک دکھائی ہی عہد لیلیا
ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا امیر نے فرمایا ملکہ مجھکو کوئی منع نہین کر سکتا صرف مذہب کا خیال ہی
ملکہ نے سر جھکا لیا فرمایا فرد کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست ؎ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
ہم تو اس کوچے مین قدم رکھکر سب کچھ کھو بیٹھے جو آپ فرمائیے بسر و چشم بجا لاؤن جام پیا نشہ بھی ہو چکا
خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا امیر نے کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشائے کھلا

ای معشوق

ای شہریار ابھی آپکو مقدمات سخت درپیش ہین لوح طلسمی آپنے کھولی سلسلہ کے دام تزویر مین پھنسے آج دیرسے مین بیقرار تھی مین نے اطاعت دین اسلام بدل وجان قبول کی اب اوّل کوشش و جستجوے لوح واجب و لازم ہی صاحبقران اور ملکہ اور نسترن کنیز ہین بیچ مین لالٹین یاقوت احمر کی روشن ہی صاحبقران ملکہ سے باتین کررہے ہین ملکہ حجاب سے سرجھکائے ہوے جواب دے رہی ہین یکایک وہ لالٹین یاقوت احمر کی خود بخود زمین سے اُٹھی کمر کے برابر جا کے غائب ہوگئی ملکہ صاحبقران سے لپٹ گئین کہا ای شہریار شاید اس مقام پر کسی بھوت پلید کا گذر ہوا یکایک نسترن نے ایک چیخ ماری کہا ای ملکہ عالم غضب ہوگیا خدا غارت کرے کسی نے منھ پر میرے منھ رکھدیا عجب طرح کا کلمہ کہا کہ اُسکو مین کہہ نہین سکتی لیکن صاحبقران سے پٹی کہا حضور نگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین سینے پر بھی ہاتھ رکھدیا گال مین آواز دی ہاے مرتا ہون یہ کون نگوڑا موا مونڈی کاٹا ہی خدا اُسکو غارت کرے ہاتھ مین کوڑھ ٹپکے یہ کہکر صاحبقران سے لپٹنے لگی ملکہ کو ناگوار ہوا کہا دیکھو بی نسترن اپنی حد سے آگے نہ بڑھو کہا واری میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی امیر بھی گھبرا کے دعائین پڑھنے لگے کہ ملکہ نے پلٹ کے دیکھا پاندان غائب ہوا اب تو ملکہ نے گھبرا کے کہا دیکھیے میرا پاندان بھی غائب ہوگیا امیر کچھ سمجھے پکار کے فرمایا کہ خواجہ سامنے آؤ یہ باتین کیا ضرور تھا کی ایسا نہ کرو نسترن نے کہا حضور بھوت پلید بھی آپکے بھائی ہین امیر نے فرمایا بی نسترن چپ رہو خواجہ آؤ ہمارا دل تمکو ڈھونڈھتا ہی ملکہ بھی دیکھ رہی ہین نسترن کے پہلو سے آواز آئی یہ غلام حاضر ہی مگر میری سفارش کیجیے نسترن نے گھبرا کے دیکھا ایک شخص عجیب الخلقت سامنے کھڑا ہی ٹوے کا کرتہ بندے کی ٹوپی کھاروے کی جانگھیا گاڑھے کی گوٹ اُسمین زنگ ٹنکے ہوے نسترن نے ایک چیخ ماری کہا ارے یہ بد مانس کہان سے آیا عمرو نے ہنسکر کہا مین تو اچھا خاصا بھلا مانس ہون ملکہ بھی حیران حیران دیکھنے لگی پوچھا ای شہریار یہ کون صاحب ہین دل خود بخود کانپ رہا ہی امیر نے فرمایا یہ ریش تراشندہ کافران جنھون نے اپنے پیشاب سے زمرد شاہ بے ایمان کی ریش تراشی تھی ملکہ نے کہا آئیے تشریف لائیے خواجہ آگے بیٹھے نسترن کنکھیون سے دیکھ رہی ہی کلکلا کلکلا کے کوس رہی ہی دمبدم یہی قول ہی کہ نگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین امیر نے فرمایا خواجہ اسوقت کچھ گاؤ ملکہ تمھارے گانے کی بہت مشتاق ہین ملکہ نے بھی کہا ہان خواجہ مناسب تو ہی خواجہ تو جانتے ہین کہ میری صورت کوئی پسند نہین کرتا جبتک سیرت نہ ظاہر ہوگی کوئی پسند نہ کریگا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بایان چھیڑا سامنے ملکہ کے بے تکلف آ بیٹھے بہ تکلف تمام سامنے ملکہ کے گنگنا کے یہ غزل شروع کی

غزل

لبھاتا ہی نہایت دل کو خط رخسار جانان کا	گھسیٹیگا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
روان رکھتا ہی خون آنکھون سے ہجر اک مہر تابان کا	شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا
یہی جو آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہی	جلا ہندو کے مردے کی طرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا	روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فرداے محشر کو	ہمارا محضر خون ہی ہر اک پاک اُسکے دامان کا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت	نہ وہ ہمسنگ ہی لب کا نہ وہ ہمپلہ دندان کا
خط شبرنگ حجت ہوگیا جو اُسکی ظلمت پر	دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا

لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون کلیم اسمین ۔۔ تماشہ قتلگہ کا ہی مطالع میرے دیوان کا
بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے ۔۔ یقین ہی سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہی مہمان کا
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی ۔۔ بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
عدم کو باز گشت روح ہی اک روز ہستی سے ۔۔ ارادہ بندہ رہا ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
وہ جانے گا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہی ۔۔ اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا
نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی ۔۔ شہادت نامہ بلبل ہی سر بپا گلستان کا
اُٹھاوے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے ۔۔ مرے مرزا غنش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا
کیا ہی خانۂ زنجیر مین جو یا وصحرا کو پھنسے ۔۔ ہوا ہی دور بین ہر ایک روزن میرے زندانکا
پھنسے ہین لسکہ دل سودا زدون کے تیری زلفون مین ۔۔ ہر اک موے رسا پر اُنکے عالم ہی رگ جان کا
ہوا ہی تیری خوش چشمی کا شہرہ اے صنم ہر سو ۔۔ عجب کیا اُڑکے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہانکا
قلمرو حسن عالمگیر کی یہ ربع مسکون ہی ۔۔ کہ دمہ ہفت کشور مین ہی تابع تیرے فرمان کا
خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے ۔۔ دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

عمرو نے اس رنگ مین یہ غزل گائی نسترن کو علم موسیقی مین نہایت دخل ہی اشارے سے کہا اے ملکۂ عالم حقیقت مین یہ شخص اس علم مین کمال رکھتا ہی خواجہ اشارے کنائے سب سمجھے ہین ملکہ سے متوجہ ہو کے کہا اے ملکۂ عالم دیکھیے بی نسترن صاحب مجھسے اشارے کرتی ہین کہتی ہین مجھے گانا سکھا دو نسترن نے کہا واری ستیاناس جائے جو مین نے نگوڑے کی جانب دیکھا بھی ہو عمرو نے کہا ابھی تم میری بلائین لیتی تھین اب یہ باتین بنائی ہو نسترن جو شرما کے رونے لگی امیر نے فرمایا نسترن تم کیون روتی ہو یہ ساربان زادہ جسپر عاشق ہوتا ہی اُسکو ذلیل کرتا ہی تم کیون روتی ہو یکایک شاہ انجم سپاہ نے لشکر سلطان زرین پوش سے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جا کے چھپا دبیر فلک نے خط شعاع سے حاشیۂ صفحۂ فلک نیلی کو مزین کیا مسطر کہکشان کھنچا سطور ضیا ظاہر ہوئین عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے نکل کے درختون پر چہچین زمزمہ سرائی کرنے لگین سب کنیزین منہ ہاتھ دھو کے واسطے سلام کے آئین بارہ دری مین آ کے دیکھا ایک بد مانس اور ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال صحبت ملکہ مین بلا تکلف بیٹھے ہین بی نسترن بھی کھلی ملی ہوئی باتین کر رہی ہین سب کنیزون نے جھک کے سلام کیا حیران حیران امیر و عمرو کو دیکھ رہی ہین ملکہ نے نسترن سے اشارہ کیا کنیزین سب حیران ہین ذرا انکو تم جا کے کہدو کہ خبردار کوئی انمین سے باہر نہ جانے پائے ایسا نہو در اندازی کرین نسترن نے سب کو الگ بلا کے اپنے طور سے سمجھایا اتفاق سے ملکہ واسطے رفع حاجت کے جاتی ہین نسترن آفتابہ لیے پشت پر کھڑی ہوئی ہے پرون کے سنائے کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک عقاب بلند پرواز اُسکے گلے مین ایک کاغذ بندھا ہوا ایجوش و خروش اُڑا ہوا جاتا ہی ملکہ غنچۂ آرزو نے نسترن سے کہا دیکھو شاید یہ کسی کا نامہ وا اسکو بڑی ضرورت سے جاتا ہی نسترن نے کہا واری شاید مقدمۂ طلسم کشا ہو ذرا دریافت تو کیجیے ملکہ نے اشارہ کیا انگلی ہلاتے ہی عقاب دھم سے زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا نسترن نے بہ تعجیل نامہ کھول لیا نامے کو کھول کے جو ملکہ نے پڑھا چہرہ زرد ہو گیا عرضی طرف سے سلسلہ بن مسلسل کے شاہان طلسم کو اس مضمون کی ہی کہ اے شہنشاہ طلسم نور افشان آپکو مبارک ہو لوح طلسمی تو مین نے طلسم کشا سے لے لی

لیجیے

چونکہ آگاہ ہون کہ طلسم کشا صاحب اسم اعظم الٰہی ہی حرز ہیکل بھی گلے مین موجود ہی میرا حوصلہ نہ پڑا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون مقدمہ لوح جو حکم ہو بجالاؤن اپنے باغ مین بیٹھی ہون اور نشیب عرضی پر طرف سے شاہ کے جواب تحریر ہو اے سلسلہ جنبان سلسلۂ حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا جہانتک ہو سکے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرو اور لوح کو فوراً ہمارے پاس روانہ کرو ایسا نہو کوئی خرابی پڑے ملکہ اُس نامے کو لیکر پلٹین صاحبقران کو آگے وہ نامہ دکھایا خواجہ نے یہ مضمون نامے کا سنا کہا ملکہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ مجھکو اُسکے باغ تک پہونچا دو عقاب جادو کو تو ملکہ نے مار ڈالا کہا خواجہ مین خود چلتی ہون عمرو نے کہا مجھے ساتھ لیچلیے صلاح مین جانے کی ہونے لگین عمرو نے کہا مین تو بشکل کنیز چلون صاحبقران کو بھی بصورت کنیز بنالین صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو لونڈی کی شکل بنکر نہ جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا آقا برائے خدا اب اس امر مین تامل نہ فرمائیے لوح ہاتھ سے جاتی ہی یہ تدبیر خدا کی طرف سے نکل آئی امیر نے کہا لوح گئے نہ ملنے سے جان جائیگی از صدقہ پاپوش مین جان دونگا مگر یہ امر گوارہ نہ کرونگا ملکہ نے کہا ای شہریار وہ میرے نام پر جان دیتی ہی اُسکا ہمیشہ قصد رہا کہ ملکہ مجھکو صحبت مین جگہ دین مین حاضر خدمت رہون وہ بڑی فاحشہ ہی عورت عورت مین جو مقدمے ہوتے ہین اُنہین کی طالب رہی مین نے کبھی منھ نہین لگایا مین جو اُسکی صحبت مین جاؤنگی وہ بہت خوش ہو جائیگی عمرو نے کہا یا امیر آپ یہین رہیے مین جاکر لوح لے آؤنگا ملکہ غنچہ آرزو دلکشا نے کہا خواجہ قاعدہ کے سراسر خلاف ہی کتاب سامری مین مرقوم صاف صاف ہی کہ سوا طلسم کشا کے مالک مرحلہ بھی کسی کے ہاتھ سے قتل نہوگا اُسکا قتل دست طلسم کشا پر موقوف ہی وہ ملعونہ یہی انتظام کر رہی ہی آخر بعد بحث بسیار یہ راے قرار پائی ملکہ نے کہا افغان تیغزن میرا اسپہ سالار جوان ترکی ہی سب طلسم والے اُسکو بخوبی پہچانتے ہین اُسکی صورت پر آپ میرے ہمراہ چلین خواجہ نے امیر کو بشکل افغان تیغزن بنایا آپ ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آئے نسترن سے آگے لپٹ گئے کہا کیون صاحب تم بھی ملکہ کے ہمراہ چلوگی نسترن جمال دیکھکر بیتاب ہو گئی گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ارے نوبہار آج تو کچھ بڑا جوبن ہی سینہ پر ہاتھ رکھکے کہا یہ تیغ حسن کا اثر ہی صاحبقران نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ دیکھو خواجہ نوبہار بنکر آئے ہین اُنسے ملکہ نسترن کیا گھل ملکر باتین کر رہی ہین تمنے دیکھا کسطرح گلے مل رہی ہین صاحبقران جو ہنسے ملکہ نے پلٹ کے کہا ارے نسترن تو کس سے گھل مل کے باتین کر رہی ہی یہ نوبہار نہین ہی وہی نگوڑا جعلساز شعبدہ باز ہی نسترن ایسی شرمائی کہ پسینے پسینے ہو گئی پلٹ کے ایک دو ہتڑ مارا کہا نگوڑے خدا تجھکو غارت کرے سب کے سامنے تو نے میری آبرو لی عمرو نے کہا میان بیبی ملتے ہین کسی کا اجارا ہی حمزہ کے مزاج مین تو فساد کرانا ہی یہ نہ بتاتے تو کیا ہوتا اب عمرو نے امیر کو بشکل افغان تیغزن بنایا ملکہ نے تقریر مین تصویر دکھائی عمرو نے وہی نقشہ بنادیا ملکہ بہت خوش ہوئین صاحبقران ہتھیار لگا کے ملکہ کے ساتھ تخت پر سوار ہوے عمرو بشکل نوبہار چند کنیزون کو ملکہ نے ساتھ لیا تخت اُڑاے ہوے چلین چالیس کنیزین باغ مین چھوڑ دین ایک کنیز ہی اُسکا نام بد باطن جسوقت سے اسنے صاحبقران کو دیکھا ہی بھولی ہوئی ہی کسی کنیز نے پوچھا کیون بوا بد باطن آج تم کچھ بھولی ہوئی ہو خود بخود غصہ چلا آتا ہی آج کیا باعث ہی بد باطن سے ضبط نہو سکا ناظرین ملاحظہ فرمائین جتنے صاحبان کم ظرف ہوتے ہین اُنکے مزاج کا یہی طریقہ ہوتا ہی جب کسی نے پوچھا کیون بی بد باطن کیا کیفیت ہی کیا تردد ہی بد باطن نے جھلا کے جواب دیا صاحبو میرا غصہ ظاہر ہی کہ بی غنچہ آرزو ایسی

بلبلائین وحکمڑے کو بلا کے پہلو مین بٹھا لیا یا تو یہ شرم و حجاب تھا کہ باغ مین جب برائے سیر جاتی تھین اگر پھول کوئی مردانے نام کا ہوتا تھا تو فرماتی تھین یہ نگوڑا پھول مجھکو بہ نگاہ غور دیکھتا ہی اُس پھول کو توڑ کے پانوٴن سے ملتی تھین یہی ہمیشہ قول تھا کہ سرو کو شاعرون نے قد سے مثال دی ہی مین اسکے سایے مین نہ چلونگی اُسکا عکس مجھپر پڑیگا یا یہ کہ مرد واجبی خوبصورت پایا پہلو مین بٹھا لیا وہ شرم حجاب اُنکا کیا ہوا ہم لوگون کے دکھانے کی باتین تھین ہوا مین سچ کہون مجھکو بہت ناگوار ہوا مین چاہتی ہون عاشق و معشوق دونون آج قتیل ہو جائیں تیغ بیدریغ شاہان طلسم سے مہلت نہ پائین جسوقت شہنشاہ کو خبر ہو جیگی وہ اس زور و شور سے آئینگے کہ انکو جان بچانا دشوار ہوگا شاہان طلسم انتظار کر رہے ہین کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا کو گرفتار کرین خبر پاتے ہی گرفتار کر لینگے ہوا مین تو جاتی ہون ابھی خبر کرتی ہون سنو صاحبو ناک چوٹی ہماری تمہاری کاٹی جائیگی شاہ بھی فرمائینگے کہ تم لوگون نے بھی ہمکو خبر نہ کی ہماری بات کون مانتا ہی بی غنچۂ آرزو اسقدر بہکو لین کہ نامزد ار اکو بھی اپنے باپ کے مارڈالا یہ جوش محبت کا کہ کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ اسکا انجام کیا ہوگا مین سب حال جاکر کہونگی ذرا خاموش نہ رہونگی ہوا مجھکو بہت ناگوار ہوا کنیزون نے گھبرا کے کہا ہو ابد باطن تمھین ان باتون سے کیا کام کہا واہ ہوا کام کیون نہین ہم سب اُنکی معلم ہین ہمکو بڑا افسوس آتا ہی ای ہوا مین نے صبح کو سنا ہی تو اُس بات پر بھی راضی تھین مگر طلسم کشا کے مذہب مین یہ قید ہی کہ بدون عقد و نکاح فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے دوسرا بڑا اعتراض یہ ہی کہ ملکہ ساحرہ ہین جب سحر سے توبہ کرین سامری و جمشید کو برا کہین ای ہوا ملکہ کو اب سزا دو کو انا ہمین تو اب ہی سامری جمشید کو برا کہہ چکین اب تو انکو قتل کرنا سامری جمشید کو راضی کرنا ہی ہر چند کنیزون نے سمجھایا مگر بد باطن نے نہ مانا کہا ہوا بیٹھو بھلا مین اُٹھکن جبین لینے دونگی باپ کے قتل پر کمر باندھی ہی سب سامری پرست قتل ہون گر خدائے نادیدہ کا مذہب جاری ہو دیر گھڑین خداوند دون کو گھوموت مین پڑا دو تمھین مجھے نہ سمجھاؤ میرے آگ لگی ہوئی ہی اور کنیزین بیچاری چیختی رہگئین بد باطن اس ارادے پر چلی گئی دربار مین شاہان طلسم کے جاؤن کنیزین دعائین مانگ رہی ہین کہ خدا ملکہ کی آبرو بچائے یہ حرامزادی دشمن خدا افشائے راز کرنے گئی ہی وہان صاحبقران کا حال سنیے کہ ساتھ ملکہ کے چلے ہین نقشکل افغان و خواجہ بلبل لوبہار ملکہ راہ مین سمجھاتی جاتی ہین کہ ای شہریار اگر اب کی مرتبہ لوح نہ ملی تو بڑا غضب ہوگا خواجہ کہتے ہین مین چلتے ہی رنگ جما دونگا ملکہ نے کہا اُس حرامزادی کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین اُسکو مٹا سکتی ہون یہان سلسلہ بنت مسلسل دربار کو آراستہ کیے بیٹھی ہی لوح طلسمی جھولی مین رکھی ہی گھبرا گھبرا کے کہتی ہی ارے کیا ستم ہوگیا ابھی تک نامہ دار سیراپلٹ کے نہین آیا افسوس ہی طلسم کشا کو گرفتار نہ کر سکی علاوہ لوح طلسمی کے اطلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی صاحب اسم اعظم الٰہی ہین مین نے جلدی کی ورنہ اسم اعظم بھی بند کر لیتی یہی خیال تھا ایسا نہو کوئی در انداز آجائے انکو ہوشیار کردے اسوجہ سے لوح لیکر بھاگی اسی سوچ مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ملکہ غنچۂ آرزو آتی ہین سلسلہ بنت مسلسل اُٹھی کہ ارے آج کیا ہی کہ جو ملکہ میرے یہان آتی ہین میرا دل کھٹکتا ہی برسون سے مین کہ کرتی تھی کہ کبھی گھڑی بھر آکے میرے پاس بیٹھیے یا مجھکو صحبت مین اپنی بلائیے کبھی ایسا اتفاق نہوا آج کیا باعث ہی صاحبو جا بجا سے یہی خبرین سننے مین آئین کہ شاہزادیان فرزندان حمزہ اور حمزہ پر عاشق ہوکے سلطنتون کے مٹانے پر آمادہ ہوئین ایسا نہو کہین ملکہ بھی حمزہ پر بھیلی ہون حقیقت یہ ہی کہ طلسم کشا نہایت حسین و جمیل ہے

ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان بعد مہر نگار ملکہ مہر گہر تاجدار حمزہ پر عاشق ہوئین نسل کیان کو برباد کیا آخر انکی کیا سزا ہوئی زہر پیکے مرگئین آج تک پناہ نہین پرنے دو سو خدایا ان عورتون کو چھوڑکے کوئی بھی آباد نہ ہوتا ہی میرا دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی یہ ذکر تھا کہ تخت ملکہ غنچۂ آرزو کا ظاہر ہوا سلسلہ برائے تعظیم کھڑی ہو گئی برائے تسلیم خم ہوئی ملکہ نے مسکرا کے پوچھا بہن مزاج تو اچھا ہی سلسلہ نے عرض کی دعائے دولت حضور پر نور مین مصروف رہتی ہون تخت ملکہ کا اُتارا سلسلہ نے لاکے مسند پر ملکہ کو بٹھایا دست بستہ عرض کی اسوقت آنے کا کیا باعث ہوا ملکہ نے تیوری پر بل ڈال کے کہا ارے کیا ہمارا آنا ناگوار ہوا ہم نہ آئین چلے جائین کیا تجھپر شاق ہی سلسلہ منت کرنے لگی ملکہ نے کہا ہمنے سنا ہی کہ آج تمنے بڑا کار نمایان کیا ہی لوح طلسمی طلسم کشا سے لے آئی ہو سلسلہ نے عرض کی واری مین نے تو بڑا جھگڑا پھیلایا تھا سنی بنکر گئی یہان طلسم کشا تو بڑے شوقین ہین مجھپر مائل ہوے لڑکے سب کو بھگایا جب مجھکو لیکر تنہائی مین بیٹھے مین نے فقرے سے لوح لے لی واری مین گھبرا گئی خوف ہوا یہ بھی سنتی ہوں کہ اس طلسم مین طلسم کشا کے مددگار رہتے ہین ملکہ نے کہا ای سلسلہ تمنے بڑا کام کیا اب ہم بابا جان کی ملاقات کو جاتے ہین وزارت طلسم اب تمھین کو ہوگی سلسلہ نے کہا مجھکو سلطنت ملگئی کہ آپ نے مجھکو سرفراز کیا مین نے آپکی عنایت پر ناز کیا مجھکو سلطنت ملی کہ آپ آگئین ملکہ نے کہا آج ہمکو بڑی خوشی ہی کہ طلسم ہمارا بچا ہماری کنیز نوبہار اُسنے ایسا کمال حاصل کیا ہی ذرا اسکا گانا سنو دیکھو کیا خوب گاتی ہی نوبہار جو چمک کے سامنے سلسلہ بنت مسلسل کے آئی چونکہ کار مذکور مین طاق ہی شوق مین جان دیتی ہی بیتاب ہو گئی کہا ارے نوبہار آج تو تو عیسی بنکے آئی کہا اب مین تمھارے پاس تنہائی مین ضرور آؤنگی سلسلہ بنت مسلسل خوش ہو گئی سازندون کو اشارہ کیا کنیزون نے ساز ملائے نوبہار نے سامنے سلسلہ کے بیٹھکر پوچھا کوئی ٹھمری چھیڑون یا غزل گاؤن سلسلہ نے کہا کوئی غزل گاؤ نوبہار نے یہ غزل شروع کی غزل

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گمنام و نامی کا — یہ لکھواتا ہی خط مولا سے بندہ کی غلامی کا
لہو کا اپنے مقتل کو ہی مین اب پیاسا ہون — مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا
بلا سے مجھکو ایذا ہو برا ای جوش جنون پہنچے — زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا
گیا گو جان سے مین ای سوز غم پر شکر کرتا ہون — کباب دل مین تونے نقص کو رکھا نہ خامی کا
گلوے نالہ کو کرتا ہون وقف تیغ خاموشی — مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا
تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہی — نہ تھا اندیشہ ای فرعون تجھے موسی کی حامی کا
حلاوت کچھ تو ہی جو دیکے اپنی جان شیرین کو — مزہ چکھتے ہین ہر دم جانکنی کی تلخ کامی کا
شکار اپنے ہمارے حسن کا شاید کہ کھیلے گا — پہنتا ہی مرا صیاد پیراہن دو دامی کا
بسر ہو جائیگی کمل کے سائے مین فقیرون کی — مبارک اہل دولت کو ہو نمگیرہ تمامی کا
ابھی سیف زبان سے لون مین کار ذوالفقار آنستر — کرلی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل بیتاب ہو گئے کنیزین رونے لگین ملکہ کا ارادہ ہی کہ کسی حیلے سے لوح نکلواؤن یہ قتل ہو لوح ملے غنچۂ آرزو کھلے مگر یہان ہر باطن جو چلی دو کوس دربار باقی تھا تھک گئی ایک پہاڑ پر ٹھہری تھمل رہی ہی کہ کمیل زنگی غلام تحیر العجائب کسی کار ضروری کو جاتا تھا

اسطرف گذر ہوا دیکھا ایک عورت گدبدی گال بھولے بھولے چاندی کا زیور پہنے ہوے بہاڑ پر ٹہل رہی ہے
کمیل پلٹا مسکرا کے پوچھا ای نیکبخت تو کون ہی اسوقت تجھکو دیکھکر دل ٹھہر گیا بد باطن نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی
مین شاہان طلسم کی ملاقات کو جاتی ہون وہ خوشخبری لائی ہون کہ دس پانچ کے سر کاٹے جائین دس بیس
قید ہون ہمین انعام ملے ہمارا غنچۂ آرزو کھلے کمیل نے کہا وہ خبر ہمسے بھی بیان کرو ہم بھی سحر العجائب کے
غلام خاص ہین بد باطن نے کہا او کلموہے تجھسے کیا بیان کرون کمیل نے کہا ذرا اِدھر کنارے آؤ دیکھو مین بہت
بیقرار ہون تمہارا کیا ہرج ہوگا ہمارا مطلب نکل جائیگا یہ کہکر آگے بڑھا ساری پکڑ لی بد باطن نے کہا او
بیحیا لچہ شامتین آئی ہین مین وہ خبر لائی ہون کہ شاہان طلسم خوش ہو جائینگے ارے ہماری ملکہ غنچۂ آرزو طلسم کشا
پر عاشق ہوئین سلسلہ کو قتل کرتے نہین ہین حمزہ اور عمرو عیار ملکہ کے ساتھ گئے ہین کمیل نے کہا اری ان
باتون کو بالاے طاق رکھو ذرا لپٹ جا میرا مطلب ہو جائے بد باطن نے کہا ارے بہلے مجھے دربار شاہی
مین پہچل کیا مجھے تجھسے کسی بات مین انکار ہی مین وہان ہو آؤن خبر کر دون ساحر روانہ کیے جائین طلسم کشا
اور غنچۂ آرزو گرفتار ہو کے آئین پھر مین تیرے ہمراہ یہین چلی آؤنگی مین بھی اسی بات کی متلاشی تھی کہ
کوئی جوان معقول مل جائے تو اس سے آشنائی کرون کمیل نے کہا مین تو اسوقت بیتاب ہون تو کل کا وعدہ
کرتی ہی مین نہ مانونگا کمیل نے چاہا سحر کرے کہ بد باطن نے نیچے سے ہٹکر ایک گولہ مار دیا کہ کمیل جل کے
خاک ہوا مرنے کی جو کمیل کے آواز بلند ہوئی زیر کوہ سے کئی ہزار زنگی دوڑے غل مچاتے ہوے ارے
کمیل کو کسنے مارا بد باطن بھاگی سوچی کہ جو اب قلعہ مین جاؤنگی اسکے بھائی بند مجھکو مار ڈالینگے اڑی ہوئی
جاتی ہی قضاے کار گذر اسکا گذر طرف سلسلہ بنت سلسل کے ہوا جھک کے جو دیکھا بی غنچۂ آرزو مسند پہ بیٹھی ہین
سلسلہ نثار ہو رہی ہی صاحبقران بصورت افغان شمشیر زن عمرو بشکل نوبہار تانین مار رہا ہی ساری
محفل رجوع ہی کنیزین ملائین لے رہی ہین یہ کیفیت دیکھکر بد باطن جل گئی سوچی کہ اب یہ کام بجائے لوح
لیلیگا آسمان سے اُتر آئی ملکہ نے جو بد باطن کو آتے ہوے دیکھا کنیزا اکٹین پوچھا ای بد باطن تم اسوقت
کہان سے آتی ہو بد باطن نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ نے کہا اری ہم تجھسے پوچھتے ہین کہان سے آتی ہی یہ ملعونہ
جلی ہوئی تھی کمیل کے مرنے کا دل پر داغ کہ ہاے مین نے اُسکا کہنا نہ مانا ہاے مطلب دل ہی رہگیا جھلا کے بول اُٹھی
بی سلسلہ کیا غافل بیٹھی ہو ہماری ملکہ صاحبہ عمرو و حمزہ کو لیکر آئی ہین ہوشیار ہو جاؤ سلسلہ نے جو یہ سنا
گھبرا گئی غل مچانے لگی ارے طلسم کشا کو مار لو امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد
بکف تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد
امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام

عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گزارد استاد عیاران عالم
جہان بسر یک در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
ہر کشور بلاے جان کفار را
بہ باغ دین زگلرش اسب باری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

سلسلہ نے ایک دو پتھر مار از زمین ٹھہرائی منظور یہ تھا کہ اندھیرا ہو تو مین نکل جاؤن اسکے دو پتھر مارنے
سے تاریکی ہوئی چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکلون ملکہ نے آواز دی او شقیہ اب کہان جائیگی یہ کہکر ہاتھ ہلایا
کہ سلسلہ زمین پر گری ملکہ نیمچہ کھینچ کر جھپٹی کہ اسکا سر کاٹ لون سلسلہ نے لوح چمکا دی لوح جو چمکی ملکہ
لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہوئین سلسلہ بڑھی کہ سر کاٹ لون صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی کھینچ کر آپہنچے

سلسلہ نے جو طلسم کشا کو دیکھا بھاگی کنیزون نے جو عمرو کو گھیرا خواجہ نے سب کے پہلے بدباطن پر نیمچہ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اسکے عمرو نے ایک حقۂ آتشبازی داغ دیا گئی کنیزین جل گئین سلسلہ نے پھر قصد کیا کہ تڑپ کے نکل جاوٗن لوح کو چھپا کے جھولی مین رکھا جیسے ہی یہ بلند ہوئی امیر نے تیر مارا سینۂ پرکینہ پر پڑا توڑ کے پشت کو پار گذرا سلسلہ نبت مسلسل چرخ کھاکر گری ملکہ نے اُسکی جھولی سے لوح لی گلے مین صاحبقران کے بسم اللہ کہکر ڈال دی امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین مرقوم تھا اے سیار این عجائبات اے فتاح طلسم اگر بعد قتل سلسلہ لوح حاصل ہو تو مناسب ہے کہ اُسی وقت واسطے طلسم کشائی کے جاؤ مرحلہ ماران زہر بار ملیگا اپنے کو ماران سے بچانا بدون ملاحظۂ لوح قدم نہ بڑھانا سب کنیزین سلسلہ کی قتل ہوئین ملکہ نے کسی کو نکلنے نہین دیا خیال تھا جو انمین سے بچ جائیگی شاہان طلسم سے جاکے اطلاع کریگی راز کھل جائیگا جب سب کی صفائی ہو چکی خواجہ نے تمام اسباب مکان کا لوٹ لیا امیر نے فرمایا خواجہ سلسلہ الگ مرحلہ تھی خزانہ یہان نہین نکلا عمرو نے کہا آقا کچھ بھی نہین تھا کچھ پھٹی ہوئی دریان چاندنیان پڑی تھین امیر نے فرمایا خواجہ تمھاری وجہ سے خزانہ نہین بچتا عمرو نے کہا آقا اگر خزانہ ہو تو مین کیا کرون امیر طرف ملکہ کے متوجہ ہوے کہا اے ملکہ ہم مرحلۂ ماران زہر بار پر جاتے ہین ملکہ بیقرار ہوگئے رونے لگین عرض کی شہریار وہ مقام بہت سخت ہے ایسا نہو وہ سانپ آپکو آزار پہونچائے جی چاہتا ہے مین بھی ساتھ چلون اپنی بدنامی کا خیال ہے امیر نے فرمایا کہ تمام مدارج لوح ہی مین دیکھ چکا ہون سواے ذات پروردگار کسی کی احتیاج نہین ہے لوح نے مجھکو خبر دی ہے کہ دم بدم لوح کو دیکھنا ملکہ نے کہا ہرچند کہ میرا راز ابھی تک نہین کھلا ابھی تو یہ مقام آپکو مرحلہ جات طلسم باطن جو متعلقۂ طلسم ہین مل رہے ہین جب انسے مہلت حاصل ہو تب دوسری تدبیر کی جائیگی ملکہ مع نسترن طرف اپنے باغ کے چلین خواجہ ایک طرف راہی ہوے صاحبقران نے بموجب حکم لوح تخت سلسلہ کو اُٹھایا وہین نقب کا ظاہر ہوا پختہ نقب بنی ہوئی تھی امیر اُس نقب مین داخل ہوے جب نقب کو طے کر چکے تو دیکھا صحراے خارستان ہے اُسمین ہزارہا مار سیاہ دوڑتے پھرتے ہین امیر کو ماران سیاہ نے دیکھا اپنے اپنے پھنے بلند کرکے طرف صاحبقران کے چلے ایک ایک قدم امیر کو اٹھانا مشکل ماران سیاہ کا زمین پر فرش ہے ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی صاحبقران روشنی کی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک اژدر مہیب منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا آتا ہے اُس پر ایک ساحر سیہ فام بدانجام وہین سے للکارتا ہوا آتا ہے اے نگہبانان مرحلہ طلسم کشا آگیا یہ آواز سنتے ہی وہ ماران سیاہ اُڑے ساحر بن بن کے صاحبقران پر گرنے لگے وہ ساحر کھڑا ہوا نعرہ مار رہا ہے منم ماران زہر بار ارے یارو تم اتنے ہو اور طلسم کشا اکیلا ہے جلد چارون طرف سے گھیر کے مار لو یہان سے طلسم کشا بچ کے نہ جانے پائے ساحرون نے بلوہ کیا امیر بھی لڑنے لگے سب ساحر اژدر سوار کے کہنے سے لڑ رہے ہین صاحبقران نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا نابینا ہو گیا جب ساحر بہت سے مارے گئے امیر قریب ماران پہونچے ماران نے اژدہے پر تازیانہ مارا آتشین کا مارا آب اژدر سے کود پڑا اژدر تڑپ کے چلا منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑا درخت جلنے لگے دم کھینچا جسم اقدس صاحبقران کو معلق جنبش ہوئی امیر خود جھپٹ کے قریب اژدہے کے پہونچے اژدہے نے چاہا امیر کو اپنے منھ مین لون امیر نے بحکم لوح لوح کا عکس ڈالا اژدر نابینا ہوا ماران نے جو دیکھا اژدہا بیکار ہوا قریب آکے چاہا کمر مین پنجہ دیکر لے اژدر امیر نے عکس لوح کا ڈالا ماران زمین پر گرا چاہا غرق زمین ہو جاوٗن عکس لوح سے زمین سنگ لاخ ہو چکی تھی

امیر نے تیغۂ عقرب سے اسکو قتل کیا ماران سیاہ اُچھلنے لگے اژدہے کے جسم سے شعلے نکلے سب ساحر جلکر خاک ہوے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من ماران زہر بار بود امیر نے دیکھا معا سامنے سے خواجہ آتے ہین ملکہ خورشید برق وش بھی آکے پہونچین ایک جانب کو دیکھا ملک یاقوت شاہ لشکر کو لیے ہوے پہونچا ایک جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی ملک اخضر و زنار و آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ مع لشکر ظفر اثر آگے پہونچے صاحبقران نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ سب تمھارا لشکر ہی کوئی شعبدہ نہین اب بڑی ہوشیاری چاہیے کہ مرحلہ جات سخت باقی ہین امیر خاموش ہو رہے لشکر مین ملکہ خورشید نے داخلہ کیا صاحبقران اور سب سردار بارگاہ مین آکے بیٹھے امیر نے اس فتح کا بڑا جشن کیا دو سرا دن ہی مصروف جشن ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک لشکر گران ایک تاجدار تخت پر سوار بارہ لاکھ ساحر پشت پر بڑے کر و فر سے آکے اُترا ایک بارگاہ کلان استادہ ہوئی وہ تاجدار امیر کے لشکر کو دیکھتا ہوا بارگاہ مین داخل ہوا ملکہ خورشید نے کہا ای شہریار صفیر کوہکن تاجدار سرحد غرائب آپکے مقابلے کو آگیا اب اس سے مقابلہ پڑیگا صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین فرماتے ہین آیا ہی تو آنے ہمارا بھی خداوند کریم مددگار ہی

دو کلمے داستان شوکت بیان حال شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم نوجوان بصد عظم و شان تحریر ہوتے ہین غزل عوض ساقی نامہ

حق نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو
جسطرح نشو و نما ہی گل سے اول خار کو

ہو یقین دیکھے جو دونون ابروے خمدار کو
دوسری بھی کھنچتی ہی کھینچے جو اک تلوار کو

دی ہی خالق نے ازل سے آبرو تلوار کو
کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروے خمدار کو

ہی بجا مشکل جو گھر مین بیٹھنا ہی یار کو
جو کہ یوسف ہی بکا دے کسطرح بازار کو

رحم آجائے اگر موران کوے یار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میرے جسم زار کو

کون ہی گلگشت کا عازم کہ استقبال کو
گل پیادہ ہوکے گلشن سے چلے بازار کو

آبلے جبتک نہون جاتا نہین صحرا کو مین
تا نہ میرے سخت تلوون سے ہو ایذا خار کو

چربی و نرمی بچالیتی ہی خونخوارون کو بھی
زنگ کھا جائے نہ چکنا مین اگر تلوار کو

قتل کرتا ہی مجھے تیرا یہ انداز نماز
سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروے خمدار کو

ہی اگر دربان سلامت یار کا تیر نگاہ
غم نہین تو بند کردے روزن دیوار کو

کیا دلا شکوہ بتون کا قصۂ موسیٰ ہی یاد
رنج دیتا ہی خدا بھی طالب دیدار کو

سورۂ یٰسین کے بدلے حشر کی صورت پڑھون
مرتے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو

ہین جو خونریزون کے پیر و شاد رہتے ہین مدام
رات دن ہنستے ہی دیکھا ہی لب سوفار کو

سامنے خالق کے ہی ناسخ کراما کاتبین
روز لیجاتے ہین لکھ لکھ کر مرے اشعار کو

چہرہ کشایان داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین مسودان عنبر دار و یکہ تازان میدان جلالت شعار اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش ۔ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ۔ اب حال شہزادہ قاسم و بدیع الزمان

کا لکھا جاتا ہے کہ بدیع الزمان بشوکت تمام سفر کیے ہوے آتے ہین قلعے فتح کیے کئی تاجدار ساتھ مال واسباب
کے چھکڑے لدے ہوے فضل و قارن چھکڑا مال کا لدا ہوا اسپ پہلوان گرد تک تک کی صدا بلند ہے فرحان
وشادان صاحبقران کی تلاش مین آتے ہین کہ پشت کی جانب سے گرد اڑی فضل آگے بڑھکر کھڑا ہوا
کہ یہ کون آتا ہے دیکھا شہزادۂ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ پشت مرکب پہ بیٹھے ہی جمی ہوئی
کئی ہزار سوار عقب مین گھوڑے بگٹٹ ڈالے ہوے آتے ہین قاسم کو دیکھکر فضل کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آگیا کہ اس جاہل کا سامنا ہے دیکھیے یہ کیا فتور برپا کریگا یہ جوان بڑا بیخوف و بیم نبیرۂ صاحبقران ہے کہ قاسم
سامنے آگے پہونچے کہا اے فضل ہٹ جا یہ مال ہمسے متعلق ہے غازیون کو تنخواہ ملیگی فضل نے ہاتھ باندھکر کہا
مال تو یہ آپہی کا ہے آپکے عم نامدار لائے ہین بڑے بڑے ملک فتح کیے ہین بادشاہون کو زیر کیا قاسم نے کہا
بس ہٹو اسی مین تمھارے واسطے خیر ہے باتین نہ بناؤ مجھے یہ خوشامدین ناگوار ہوتی ہین فضل نے کہا اے شہزادے
غلام تو ہٹیگا سر غلام کا کاٹ لیجیے مجھکو نگہبان کیا ہے یہ جو فضل نے کہا قاسم تلوار کھینچ کے جا پڑے فضل
نے بھی قبضہ پر ہاتھ رکھا کہا آقا سر لیجائیے یہ مال سر کے ساتھ ہے قاسم نے کہا وار کر فضل نے کہا میری کیا مجال
ہے ہاتھ کٹین جو آپ پر وار کرون قاسم نے ہاتھ مارا فضل کا سر زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون کہ قارن جا پڑا
قارن بلند کمان کے منہ سے نکلا ہم کہان تک خاطر کرین گئی ہاتھ تلوار کے قارن نے قاسم پر مارے
قاسم نے روک کے جو ہاتھ مارا اسکا بھی سر زخمی ہوا یہ دونون سامنے سے ہٹے شاہزادہ بدیع الزمان
نے جو دیکھا کہ چلتے چلتے لشکر رک گیا پلٹکر فرمایا یہ کیا معرکہ ہے کہ فضل و قارن زخمدار آگے پہونچے گھبرا کے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا عرض کی حضور قاسم نے زخمی کیا مال آپکا لوٹ رہے ہین ہمنے جو منع کیا ہمارا کہنا نہ
مانا ہم زخمی ہوے یہ سنتے ہی بدیع الزمان مثل شعلۂ جوالہ چلے آگے دیکھا کہ چھکڑے مال کے قاسم اپنے قبضے مین
کر رہے ہین سوارون نے نگہبانون کے سینون پر نیزے رکھدیے وہ چھکڑون سے کود پڑے قاسم نے اپنا
قبضہ کیا کہ نعرۂ بدیع الزمان کی آواز کان مین آئی قاسم نے آواز دی او کشتی گیر خبردار اب آگے نہ بڑھنا
بدیع الزمان نے کہا اس مال کے ساتھ جان بھی ہے قاسم نے کہا تو آئیے آپکی قضا لائی ہے خدا کی قدرت تو
ہمکو شوکت دکھاتا ہے جیسے ہی بدیع الزمان قریب آئے بہ سلامت کہتے ہوے کہ اے فرزند جسقدر خواہش ہو
لیجاؤ مگر محبت مانگو تم تو جرأت دکھاتے ہو قاسم نے کہا ہم کیا لوے لینگے ہین ہم زبردستی لیتے ہین بدیع الزمان
نے کہا یہ مال یون نہ جائیگا یہ سنتے ہی قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو اٹھا دیا تیغہ پلارک
سپر سے کب رکتا ہے سپر کے دو ٹکڑے ہوے عاشقون کو خوشی ہوئی حقیقت مین شب ہجر کٹی سر پر زخم آیا
اب تو بدیع الزمان کو بھی غصہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ طلسم طیمورس دلیر بند اور دست زبردست
بدیع الزمان تڑپ کے تلوار گری قاسم کا نشانہ نشانہ ہوا آپس مین تلوار چلنے لگی قضا سے کلہ یہان سے
صاحبقران کا لشکر بہت قریب ہے ایرج کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین کہ شاپور نے آکے خبر سنائی کہ قاسم
و بدیع الزمان سے مقابلہ پڑا ایرج اپنے باپ کی مدد کو جاتے ہین نورالدہر گھوڑے پر سوار ہو کے
قریب ایرج کے آئے کہا کیون بھائی اسوقت کہان جانے کا ارادہ ہے ایرج نے کہا کہ کشتی گیر کی شامت آئی
ہے نورالدہر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے گلاب کیوڑے سے کلی کر نام قبلہ و کعبہ کا لینا یہ کہکر گھوڑے کو اڑا
گیا ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر نورالدہر کا زخمی ہوا نورالدہر نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچا

خبردار خبردار کہکر مارا ایرج کا بھی سر زخمی ہوا دونون لشکر تیار ہوگئے آپس مین تلوار چلنے لگی صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار قاسم و بدیع الزمان سے راہ مین تلوار چلی یہان ایرج و نور الدہر آپسمین لڑرہے ہین لشکرون مین ہنگامہ ہوگیا تین لاکھ جوانون مین تلوار چل رہی ہے ہزارہا لاش گرگئی صاحبقران تیغہ عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے فرماتے ہوے ان جھگڑون نے کلیجہ کباب کردیا دور سے آگے دیکھا لشکرون پر نعرہ کیا امیر کو دیکھکر لشکر والے الگ ہوے ایرج و نور الدہر نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا نور الدہر گھوڑا بھگا کے بھاگے ایرج نے اپنے تئین ایک جانب پوشیدہ کیا صاحبقران نے پکار کے فرمایا خبردار اگر اب کسی نے دست چپ و دست راست کا نام لیا اُسکو قتل کرونگا یہ کہکر صاحبقران طرف صحرا کے چلے ایرج و نور الدہر کو سردار لیکر شفاخانے مین آئے یہان قاسم و بدیع الزمان مین تلوار چل رہی ہے لشکر والون نے بھی بلوہ کیا ہے عین گرمی جنگ ہے بعضی پلٹنین خاموش کھڑی ہین ابھی ذکر ہو رہے ہین کہ یار و کیا کرین چچا بھتیجے کی جنگ مین کیا دخل دین کہ صحرا سے گرد اُڑی بیجن بن سہراب سات لاکھ فوج سے جاتا تھا شاہان طلسم نور افشان سے کہکر چلا ہے کہ مین طلسم کشا کی جلکر شکین باندھ لونگا اس مقام پر جو پہونچا دیکھا دو شخصون مین تلوار چل رہی ہے عیار سے کہا بڑھکر دریافت کر یہ کیا ماجرا ہے عیار آیا سب حال دریافت کرکے عرض کی فرزندان طلسم کشا آپس مین مصروف جنگ ہین لاکھون روپیہ کا مال ساتھ ہے اس بیحیا نے گینڈا بڑھا کے کہا دونون کو قتل کرکے اس مال پر ہم قبضہ کرینگے یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا ان سب کو مار لو سات لاکھ فوج نے جو بلوہ کیا قاسم نے پلٹکر کہا اے عم نامدار غضب ہوا فوج کفار آپڑی بدیع الزمان نے کہا اے فرزند تم اپنے کو بچاؤ مین ان سب سے سمجھ لونگا قاسم نے کہا اگر خدا نخواستہ آپکا کوئی موے جسم میلا ہوا تو مین دادا جان کو کیا منھ دکھاؤنگا بدیع نے کہا تم بھائی کے نور نظر ہو اگر تمپر کوئی آنچ آئی تو مین اُنکو کیا منھ دکھاؤنگا دونون شیر دلیر زخم باندھ کے لشکر کفار پر گرے ایک طرف سے قاسم نے نعرہ کیا نعرہ قاسم بطرز نو تصنیف مصنف

منم قاسم نشد فتح و ظفر
منم نعمت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ سن غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

نعرہ کرکے لشکر کفار سے لڑنے لگے بدیع الزمان دوسرے پہلو پر فوج کے آئے بیجن بن سہراب کو تاکا بڑھکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان تصنیف نو مصنف

منم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز گنجاب گشتہ چو جنگ آزما
لقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران
فراری شد آن کافر پر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان

بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ و رباختر شد بجنگ ٭
بدیع الزمان ابن صاحبقران

دونون شیر جنگ مین مصروف ہوے سردار بھی انکے آپڑے بدیع الزمان کے سر مین زخم تھا بڑھ بڑھکے جو لڑے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گردن مین گھوڑے کی ڈال دیے فرمایا اے مرکب اصیل اگر تجھسے ہو سکے تو ہمکو اس جنگ سے نکال کے لے چل

بدیع الزمان کو گھوڑا اپنے نکلا قاسم پشت مرکب پر جھوم رہے ہین سمک نے آگے خبر دی کہ حضور لشکر بدیع الزمان کو بچائیے وہ تو زخمی ہو کے کسی سمت نکل گئے لشکر انکا معروف جنگ ہی ہر ایک جوان بجنگ ہی بیجن بن سہراب لڑتا بھڑتا ہوا چلا آتا ہی قاسم کو جو آتے دیکھا آواز دی او جوان کہان جاتا ہی میرے مقابلے مین آ منم بیجن بن سہراب یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی فوراً جا پڑے اُسکے ٹوکتے ہی تلوار چلنے لگی انکی آنکھون پر قطرے خون کے آتے ہین اُسنے جو ہاتھ مارا زخم سر قاسم چہ پارہ ہوا فیماس خان وغیرہ بیچ مین آ پڑے قاسم کو ہٹا یا سینہ سپر کر کے مقابلہ کیا بیجن نے سردارون کو بھی زخمی کیا اب بیجن جنگ کرتا ہوا بڑھتا ہوا چلا آتا ہی چاہتا ہی کہ شہزادۂ خاور سپاہ کو گھیر کے مار لون بیچ مین ملکمدان رسالدار آ پڑتے ہین اسکا ہاتھ بے پناہ چل رہا ہی تیغہ لنگردار جوان طاقت دار جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے کسی کو زخمی کیا لڑتا بھڑتا سامنے آتا ہی سب سردار پریشان ہین کہ ایسا نہو ہمارے آقا پر کوئی چشم زخم پہونچے جانبازی کر کے لڑ رہے ہین کہ دفعتہً نعرۂ شیر کی آواز آئی جوانان تہمتن کے کلیجے سینون مین ہلنے لگے سب نے دیکھا کہ ثانی سلیمان امیر عالیشان حمزۂ صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار تیغۂ برقتاب ہاتھ مین آگے پہونچے دیکھا قاسم انتہا کا زخمی ہی بیجن بن سہراب کو دیکھا کہ ایک عفریت خود سر بصد کر و فر معروف جنگ ہی بڑے بڑے جوانون کو اسنے قتل کیا امیر نے وہین سے نعرہ کیا منم ہژبر بیشۂ وغا یکہ تاز میدان ہیجا نعرۂ صاحبقران بطرز نو

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بہ سنجان پئے گیر و دار
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
ز دم دیو عفریت را در مصاف
کہ از جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
کہ گنجاب ملعون گردہ فرار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
بلرزند از خوف دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

صاحبقران لڑنے بھڑنے بطرف بیجن کے چلے یہ ہیجا عفریت مثال جھومتا ہوا بڑے زور و شور سے آتا ہی صاحبقران جس غول پر گرے اُسکو درہم و برہم کر دیا علمدار کی جانب چلے علمدار نے ہاتھی بڑھایا علم کو گردش دیتا ہو آتا ہی نقیب آوازین لگا رہے ہین پکارتے پھرتے ہین یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی یہان بڑے بڑے نامی و نامدار آئے اور حسرت و یاس سے کر اُٹھ گئے نظم

گر شود آباد اندر دار دنیا دار حرص
در بہار باغ دل گر شگفد گلزار حرص
ہان منہ بر دوش خود تا زندہ انبار حرص
از مسیحا گر کند حاصل دوا آزار حرص
حق کند اہل طمع را در جہان خوار و ذلیل
تا دم آخر بہ زندان طمع پابند ماندہ
سینہ گر خواہی مصفا از غبارہ ما سوا
کور باشد در طمع چشم جہان بین خرد

زانکہ بے بنیاد باشد سر بسر دیوار حرص
کہ بر آید بندہ را از پائے خاطر خار حرص
زانکہ روزے گردنت خواہد شکست این بار حرص
کہ شفا یابد ازین مہلک مرض بیمار حرص
از فلک نازل بران مہ بر شود ادبار حرص
شد مقید ہر کہ مثل نقطہ در پرکار حرص
اولا از آئینۂ دل دور کن زنگار حرص
در تاسف خون بگرید دیدۂ خونبار حرص

صاحبقران کس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ تمام کفار بھاگتے پھرتے ہین اس عرصے مین بہرام وغیرہ بھی
آگئے ایک طرف دیکھا کہ بارہ ہزار تیرانداز لیکر مقبل بھی آگئے انہون نے آتے ہی تیرون کی بوچھار کر دی
سیکڑون خطا شعار گھوڑون سے گر رہے ہین گوشون مین چھپ رہے ہین بعضے سہم کے چلاتے ہین بہرام کے
چینی بھی معروف گلچینی ہین چن چن کے افسرون کو مار اجس غول پر جا پڑے اُسے پراگندہ کر دیا تھوڑے عرصے
مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا سب بچیا الامان الامان کہہ رہے ہین صاحبقران لڑتے بھڑتے
اول سامنے علمدار کے پہونچے علم فوج کو مع علمدار قلم کیا علمدار کو قتل کر کے پلٹے ہین کہ بیجن سامنے آیا کہا
حمزہ تیری جرأت کے بڑے شہرے ہین مگر آج میرے ہاتھ سے تیری قضا ہی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے تلوار کو اسکی تیغۂ عقرب سلیمانی پر گانٹھا جیسے ہی تلوار مار کے پلٹا خبردار خبردار کہکر امیر نے
ہاتھ مار دیا بیجن کا سر زخمی ہوا بیچ مین اسکے سردار آپڑے ورنہ امیر کا یہ ارادہ تھا کہ یہ نکل کے جانے
نہ پائے بے بس ہوکے رہگئے یہ سوچ رہے ہین کہ ای معبود بدیع پر کیا گذری عمرو نے آکے خبر دی
کہ حضور بدیع الزمان کو جنگ سے گھوڑا نکال لیگیا پہلے دونون شیر آپس مین لڑے بھتیجے کے ہاتھ سے
زخمی ہو چکے تھے لڑائی مین قوت و توانائی نہ باقی رہی ہرکارون نے خود دیکھا کہ مرکب اُنکو نکال لیگیا
صاحبقران نے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا اُنکو خدا کے سپرد کیا پروردگار اُنکا حافظ و نگہبان ہی دن
بھی کم باقی رہگیا تھا بیجن زخمی ہو چکا علم فوج بھی گر چکا دیکھا اتنے لشکر کو شکست فاش ہو بھاگنے کی تلاش
ہو اب اگر جنگ ہوگی لشکر نہ رک سکیگا گھبرا کے عیار سے کہا مین تو بدون قتل حمزہ یہان سے واپس ہونگا
تو جلدی طبل بازگشت بجوا دے طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران نے تلوار روک لی سرداران
بدیع الزمان و قاسم کو لیکر داخل لشکر ہوے مقابلے مین لشکر بیجن کے آکے لشکر اُتارا امیر نے یہان قاسم کی
زخم وزخمی کی ہرکارون کو حکم دیا دیکھو تو بدیع الزمان کو گھوڑا کہان لیگیا امیہ تو اُسی وقت روانہ ہوا
اور ہرکارے بھی چلے صاحبقران نے کئی مرتبہ دربار مین فرمایا دیکھیے دنگل رستم کا جھگڑا آگیا کرتا ہی کیون صاحبو
وست راستی و دست چپی مذہب ہوگیا ہر روز یہی جھگڑا در پیش ہی کس مزے سے لشکر آتا تھا آپس مین
لڑکے اپنے کو پراگندہ کیا نہین معلوم اُنکو مرکب کہان لے گیا مگر اب شہزادہ بدیع الزمان کا حال تحریر ہوتا ہی
کہ انکو جو مرکب جنگ سے لیکر نکلا ہا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی تھی ایک سبزہ زار مین پہونچے
صبح کا وقت ہی نسیم سحری چل رہی ہی گھوڑے نے گھانس پر منھ ڈالا بدن کو جنبش دی بدیع الزمان عالم غشی
مین تھے زمین پر گر پڑے گھوڑا ہر مرتبہ گھٹنے ٹیک دیتا ہی زبان سے ہر مرتبہ زخم کو چاٹتا ہی اب یہان سے
ذکر کیا جاتا ہی کہ جب سحر العجائب و سحر الغرائب کو خبر پہونچی کہ سلسلہ بن مسلسل کو صاحبقران نے مارا
اور لوح اپنے قبضے مین کرلی اور اب مع لشکر فلان صحرا مین فروکش ہین گھبرا کے کہا یارو سنتے ہو کیسی خرابی ہوئی
سلسلہ نے کیا کام کیا تھا لوح طلسم کشا سے لے لی تھی ہمین خیال تھا کہ اب طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائیگا
یارو یہ مین نے سنا کہ امیر مکان پر سلسلہ کے پہونچے یہ نہ معلوم ہوا کہ کیسے وہان تک طلسم کشا کو پہونچایا
سب سردار عرض کرتے ہین بیشک حضور اس بات کی مفصل خبر نہین ملی رات کا وقت ہی دربار مین یہی
ذکر ہو رہا ہی کہ آسمان پر ایک برق چمکی لکۂ ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پیدا ہوا سب اُسی سمت دیکھنے
لگے دیکھا ملکہ نجم درخشان ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل سرحد طلسم کی حاکم قریب سرحد سلسلہ کے

اسکا ملک واقع ہوا ہی قتل سلسلہ بن مسلسل کی خبر سنکر گھبرائی دربار مین شاہان طلسم کے آئی اگر سحر العجائب
و مصر الغرائب کو سلام کیا سحر العجائب نے پوچھا ای نجم درخشان اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
انجم درخشان نے کہا حضور مین نے قتل ملکہ سلسلہ کی خبر سنی تھی کہ اُسکو طلسم کشا نے اُسکے مکان پر آکے مارا
کنیز گھبرائی خیال ہوا کہ اب جا کر کچھ تدارک کرون یہ یقین ہوا کہ اب طلسم کشا میرے ملک کی جانب توجہ کرینگے
اسوجہ سے چلی آئی کہ مین خود اُنکا استقبال کرون سات لاکھ کا لشکر جمع کر کے لائی ہون اب طلسم کشا کا دن
بدن عظم و شان بڑھتا ہی نمک حرامون نے بہت سر اُٹھایا ہی سحر العجائب نے کچھ تحفہ جات اسکو دیے اور
کہا مقابلے مین طلسم کشا کے بہجن بن سہراب پہونچ گیا تم بھی جاؤ ہم اور فوج بھی عقب سے روانہ کرینگے اور
سہردار پڑدری پہونچینگے یہ حکم لیکر نجم درخشان مع فوج دریا موج روانہ ہوئی اسنے بھی اُسی صحرا مین لشکر اُتارا
انجم درخشان ٹہل رہی ہی کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی کہ ایک گھوڑا اٹہل رہا ہی باگین کٹی ہوئی زین ڈھلا ہوا
کنیز نے عرض کی واری دیکھیے کسی کا گھوڑا اکڑتل پھر رہا ہی ایک کنیز نے کہا حضور سوار بھی اُسکا زخمی پڑا ہی
انجم درخشان یہ کہکر دوڑی کہ ارے کسی جلادنے اکیلے کو گھیر کے مارا اور سے دیکھتی ہی کہ وہ نخل نخل
وادی ایمن معلوم ہوتا ہی صاف ستارۂ سحری چمک رہا ہی جب قریب پہونچی دیکھا ایک جوان قوی تن قوی تن
طریقے سے ظاہر ہی کہ ضعف شکن قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا زیور جواہرات پہنے ہوے زرہ سونے چاندی
کی کڑیون کی سپیر پر تیرون کا جال پڑا ہوا خنجر کمر مین نیزہ ایک سمت پڑا ہی خون کے لختے جسم پر جمے ہوے
انجم درخشان جمال بیمثال دیکھکر گھبرا گئی تھر تھر کانپنے لگی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ٹھنڈی سانسین
بھرنے لگی لپٹ کے کنیزون سے کہا جلد چارپائی لاؤ جوش محبت مین سینے پر ہاتھ رکھا پا تو آنکھون مین آنسو
بھر آئے دیکھے پا آمد و شد نفس دیکھکر خوش ہو گئی کہا یہ سامری و جمشید کی عنایت ہی ابھی تک اس جوان
مین روح باقی ہی مین لاکھون روپیہ صرف کرونگی مگر اسکا علاج ضرور کرونگی کنیزین دوڑ کے چارپائی اُٹھا
لائین ملکہ نے کہا ارے اس بیچارے کو چارپائی پر ڈالو کنیزین رکین ملکہ نے خود سر کے نیچے ہاتھ دیا اب تو
سب کنیزین بھی لپٹ گئین ہاتھون ہاتھ اُٹھا کے شاہزادے کو پلنگ پر ڈالا انجم درخشان کبھی پاؤن پر ہاتھ
رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحب کمال کیا صدہا تیر اس گورے گورے جسم پر پڑے ہین مگر جان بچالی کیا کمال کیا
کہ ہال اپنا نہین دیا صاف ظاہر ہی کہ قزاقون نے کسی مقام پر اس شیر کو گھیرا ایسے لڑے کہ اسباب نہین دیا لڑ
بھڑ کے نکل آئے سامری و جمشید اس جوان کی جان بچائین کنیزین دیکھتی ہین کہ ملکہ انتہا کی پریشان ہین
یہ باتین کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین بدیع الزمان کو لیکر آئین کنیزون سے کہا جو جراح کہ اعلے درجے کا
کاکاریگر ہو اسکو جلد لاؤ کنیزین فوراً گئین جراح کو لیکر آئین ملکہ نے ہاتھ باندھ کے جراح سے کہا ای جراح
جو تو کہیگا وہ دونگی مگر اسطور سے علاج کر کہ اس جوان کو تکلیف نہو دیکھ تو زخمون مین چور ہی واہ ری
جرات کہ لڑائی سے منہ نہین پھیرا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کئی ہزار جوانون سے لڑائی پڑی جسم پر تیر بھی
پڑے ہین سب نشان معلوم ہوتے ہین جراح نے عرض کی حضور مین نے زخمون کو بخوبی دیکھا کوئی رگ وٹھا
ایسا نہین کٹا کہ جس سے خوف ہلاکت ہو یہ کہکر جراح نے زخمون کو شراب سے دھویا ٹانکے لگانے لگا
شاہزادہ تو بیہوش ہی جب سوئی کسی مقام پر رکتی ہی تو ملکہ جراح کا ہاتھ تھام لیتی ہین فرماتی ہین ای شخص
تیرے دل مین ذرا رحم نہین ہی انسان کا گوشت ہی یا زمین ہی ذرا اسہولیت سے ٹانکے لگا روح پر صدمہ پہونچیگا

میرا صرف یہ مطلب ہی کہ یہ جوان صحت پائے اور ہوشیار ہو مین اس سے حال لڑائی کا پوچھون اس عملداری مین ہم لوگون کا دخل ہی اسقدر قزاق کہان سے آئے کچھ تو نشان پایا جائیگا قریات والون کا یہ کام ہی سب قریے ویران کردونگی زمیندارون سے کہا جائیگا ایک مسافر گھرا اور تمنے اپنے مقام سے نکل کے مدد نہ کی اگر لینا لینا کہکر نکل آتے تو چورون کی حقیقت کیا تھی بھاگ جاتے جراح تو زخم دوزی کرکے پٹیان مرہم کی چڑھا گے گیا ملکہ نے کنیزون کو بھی ہٹا دیا پلنگ کے پاس خود تنہا بیٹھی مگس پرانی کر رہی ہین کبھی تلوے سہلائے کبھی پیشانی پر ہاتھ پھیرا بعد دو پہر کے بدیع الزمان کو ہوش آیا آنکھ کھول کے دیکھا ایک خیمہ شاہانہ ایک نازنین مہ جبین سرو قد گل اندام مقبول طبع خاص و عام پھول سے رخسار خنجر ابروے خمدار سرنگون بیٹھی ہوئی مگس پرانی کر رہی ہی دل و جان سے مصروف خدمتگذاری ہی جیسے ہی بدیع الزمان نے آنکھ کھولی نجم درخشان نے مگس پرانی سے ہاتھ روک لیا مسکرا کے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہی بدیع الزمان نے کہا الحمد للہ چاہا اُٹھ بیٹھون فرط ضعف سے قلب تھرایا پھر غش آگیا ملکہ رونے لگین اشک جو عارض پر ٹپکے بدیع الزمان نے آنکھ کھول دی ملکہ نے کہا صاحب لیٹے لیٹے بات کرو اُٹھو نہین ابھی آپنے قصد کیا تھا کہ اُٹھون پھر غش آگیا اب نہ اُٹھیے گا مگر دل مین یہ کھٹکا گذرا کہ پہلے اس جوان نے الحمد للہ کہا سمجھ گئی کہ یہ مسلمان معلوم ہوتا ہی پوچھا کیون صاحب قزاقون نے کس مقام پر گھیرا اتنا مال کے واسطے تمنے اپنی جان لگا دی بدیع الزمان نے کہا قزاق کیسے ہم غافل آتے تھے بیجن بن سہراب ہمپر آ پڑا زخمی ہوے گھوڑے پر جھک گئے غش آگیا گھوڑا لیکر اسطرف ہمین نکل آیا ملکہ نے گھبرا کے کہا کیا طلسم کشا آپہی ہین بدیع الزمان نے کہا میرے والد نامدار صاحبقران عالی وقار طلسم کشائی مین مصروف ہین ہمارے بھی ہاتھ سے اکثر ملک فتح ہوے طلسم کلید فتح ہوا اُسکی کنجی ہمارے ہاتھ آئی لوح محفوظ گلے مین پڑی ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا حسب و نسب شہزادیکا سنکر ملکہ خاموش ہوگئین کہا اے شہریار اسوقت جیسے آپنے صاف صاف کہدیا کنیزون کے سامنے یہ ذکر نہ کیجیے گا بدیع الزمان نے کہا اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا تو ہمین ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہی اگر کوئی پوچھیگا ہمین جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہی ملکہ خاموش ہوگئین بدیع الزمان نے تکیہ پر سر رکھا پھر بیہوش ہوگئے ملکہ وہان سے اُٹھین مگر لڑکھڑاتی ہوئی دربار مین آکے تخت پر بیٹھین کنیزون نے کہا کیون واری مزاج کیسا ہی ہم آپکو اسوقت بہت پریشان پاتے ہین ملکہ نے کہا سب طرح خیریت ہی کچھ خود بخود دل کی عجب کیفیت ہی صاحبو مین کیونکر نہ گھبراؤن ایسے شخص کے مقابلے مین جاتی ہون جسپر سحر تاثیر نہین کرتا کیسے کیسے ساحر مارے گئے کنیزون نے عرض کی واری آپنے دعوی کیا شاہان طلسم نے اجازت دی ملکہ نے کہا اگر ارادہ نہ کرتی تو کیا کرتی بعد تباہی سرحد سلسلہ بسلسل میری عملداری ہین طلسم کشا کا ضرور گذر ہوتا شاید اسی تدبیر سے کوئی بات نکل آئے مین تم سبھون سے ایک صلاح کرتی ہون جواب باصواب دینا شاہان طلسم نور افشان کے دشمن طلسم کشا ہین اگر انکا کوئی بیٹا یا پوتا ہمارے پاس رہے تو شاہون کا کیا ہرج ہی کنیزون نے کہا واری شاہان طلسم یہ کاہیکو گوارا کرینگے ضرور فساد پڑیگا آخر آپکے پاس کون شخص ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کیا بیان کرون میرے منھ سے نہین نکل سکتا کلیجہ خود بخود اُچھلتا ہی کہان تک خاموش رہون اپنے دل کا حال کس سے بیان کرون

نظم

ہنگام نزع محو ہون تیرے خیال کا		مشتاق ہون فرشتۂ صاحب جمال کا	

پیراہن اُس جوان نے جو پہنا ہی چھال کا
ملتا نہین چمن مین مزاج اک نہال کا

آلودہ بیگناہون کے خون سے ہی تیغ چرخ
نافہمون کو گمان ہی شفق مین ہلال کا

شانہ بنینگے بعد فنا اپنے استخوان
عقدہ کھلیگا گیسوون کے بال بال کا

بینی سہیل مشتری و زہرہ گوش ہین
قطب سپہر حسن ہی تل تیرے گال کا

کس کس بشر کو لائی ہی دنیا فریب مین
کیا کیا جوان مرید ہی اس پیر زال کا

لاتی ہی وان قضا و قدر مرغ روح کو
پانی جہان قفس کا ہی دانہ ہی جال کا

امرد پرست ہی تو گلستان کی سیر کر
ہر نونہال رشک ہی یان خوردسال کا

اک دم مین جا ملونگا عزیزان رفتہ سے
کیا عرصہ ہی زمانۂ ماضی سے حال کا

سرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہی آشکار
وہ جسم نازنین ہی عبیر و گلال کا

تیری قضا نہ آئے اُدھر ٹکٹکی نہ باندھ
گولی کا سامنا ہی یہ نظارہ خال کا

بوسہ دیے سے حسن مین ہوگی کمی نہ یار
ہوتا نہین زکوۃ سے نقصان مال کا

وہ چشم ہی نہین دلِ وحشی کی فکر مین
ہر ترک کو ہی شوق شکار غزال کا

زنجیر و طوق ہر برس آکے پہنا گئی
دیوانہ ہون مین بادبہاری کی چال کا

روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا

رونے کے بدلے حال پر اپنے ہنسا کیے
پردہ ہوا نہ فاش ہمارے ملال کا

دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہو گیا
وہ روے سادہ نقش ہی صاحب کمال کا

گرتی ہی یان زبان کمرِ یار مین کلام
معدوم ہی جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اُٹھونگا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہون مین یار کے حسن و جمال کا

اس خضوع و خشوع سے ملکہ نے یہ غزل پڑھی کنیزین گھرا گئین سب نے عرض کی واری ہمارے ذہن مین کچھ نہین آتا بہت حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ نے کہا صاحبو کیا بیان کرون جو دل پر رنج و ملال ہین یہ جوان جو زخمی ہوکے آیا یہ فرزند صاحبقران ہی مجھکو خوف ہی ایسا نہو کہ شاہان طلسم کے خلاف گذرے کنیزون نے منہ پیٹ لیا کہا واری غضب ہوگا اگر شاہان طلسم سن لینگے تو فساد برپا کرینگے حضور سے اُنکو ملال ہوگا ملکہ نے کہا جو کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب تو مین نے اُسکا علاج کیا اب بدون صحت اُسے کیونکر رخصت کرون دل کو بڑا قلق ہی کنیزون نے کہا واری اس بات کا انجام بہت بُرا ہوگا دیکھیے کیا آفت برپا ہوتی ہی ملکہ نے کہا اب جو قضا و قدر کو منظور ہوگا وہی ہوگا میرے کلیجے پر تو چھریان چل رہی ہین ملکہ یہ سوچتی ہوئی بارگاہ مین ٹہلنے لگین کنیزون نے عجب طرح کا فقرہ کہا شاہان طلسم ضرور دشمنی کرینگے مگر اسوقت دیکھا جائیگا جان لینا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی یہان کنیزون نے آپس مین یہ صلاح کی کہ ملکہ تو اپنے ہوش مین نہین ہین یہ کلمہ فرماتی ہین کہ اگر شاہان طلسم مجھسے آزردہ ہونگے تو میرا کیا بگڑ جائیگا ایسا فساد برپا ہوگا کہ بڑی خرابی ہوگی ترقی پر دل کی بیتابی ہوگی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا مین کیا کہون دل نہین مانتا جو گذریگی جھیلینگے جان پہ کھیلینگے نظم

آئینے کی طرف نہین آتا خیال دوست
قربان شانِ حسنِ عدیم المثال دوست

پتلی ہوا ہی آنکھ کی اپنی خیال دوست
حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
سنکر فسانہ یوسف و یعقوب کا کہا
اُن ابروون کے حسن کی تعریف کیا کرون
یاد آئی دن کو رات ملاقات یار کی
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے ای کریم
دل پر یقین ہوتا ہی مجھکو اسی کا
وہ قد ہی مثل سرو ہمیشہ بہار پر
رخسار سے صباحت کا فور ہی عیان
چین جبین یار سے بنتی ہی جبان پر
مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان
گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
انداز جو ہی یار کا ہی مصلحت وہی
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے
مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے
رخسار یار پر ہی کسے آرزوے خط
آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا

یان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست
ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست
کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست
ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست
شب کو رہا تصور روز وصال دوست
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست
جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست
اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست
ہوتا ہی ناگوار طبیعت ملال دوست
پہنے لباس سرخ تو ہی حسب حال دوست
گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست
اک ایک سے ہی خوب جمال و جلال دوست
تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست
آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست
ای یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست
ہو روسیاہ اُسکا جو چاہے زوال دوست
خونشترز گوشوارہ بود گوشمال دوست

ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ صاحبو تمکو اختیار ہی جس کسی کو در اندازی کرنا منظور ہی وہ فوراً جاکر ابھی شاہان طلسم سے کہدے کہ پسر طلسم کشا کو اپنے گھر مین نجم درخشان نے مہمان کیا ہی کنیزون نے عرض کی حضور ہماری کیا مجال ہی جو ہم ایسی گستاخی کرین سرکار کو اپنے فعل کا اختیار ہی ہمنے آپسے براہ خیرخواہی عرض کیا تھا کہ تمام اہالیان طلسم کو حضور سے ملال ہوجائیگا سب کو حضور کے دشمنون کی بربادی کا خیال ہوگا آئندہ ہرچہ رائے مولا ازہمہ اولی ملکہ نے کہا جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا وہان سے اُٹھ کر ملکہ قریب شاہزادے کے آئین دیکھا شاہزادہ بیٹھا ہی کچھ زخمون نے صحت پائی ہی ملکہ نے آکے اُسی وقت بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شہریار بارگاہ مین تشریف لے چلیے لیکن شہزادہ بدیع الزمان کسی قدر مکدر ہین خیال آتا ہی کہ یہ ساحرہ ہی شاید سحر سے ایسی صورت بنائی ہو ملکہ نے جو شہزادے کو مکدر پایا عرض کی ای شہریار باعث پریشانی کیا ہی بدیع الزمان نے کہا ای ملکۂ عالم ہمکو یہ خیال ہی ممالک ساحران مین پھرے حال سے ساحرون کے آگاہ ہین تمھاری صورت پر توجہ ہوتی ہی بلکہ دل بخوبی مائل ہی بڑا خیال یہ ہی کہ شاید تمنے سحر سے صورت ایسی بنائی ہو صورت زیبا دکھا کے ہمکو مائل کرو ملکہ نے کہا ای شہریار یہ طلسم نور افشان ہی یہان کی سب شاہزادیان حسین وجمیل کو کوکب نے جب دیکھا کہ ہوش ربا کو افراسیاب نے نازنینان مہ جبین سے آراستہ کو کب نے بھی بڑے بڑے ملکون سے شاہزادیان بلوا بلوا کے اپنے طلسم مین بسائین ہمارے

بزرگون کی سکونت قدیم طلسم ہفت پیکر مین ہی مہر عالم افروز میرے والد کا خطاب تھا مادر مہربان
کمال ماہ تابان مشہور تھین مجھکو کمسنی مین گوشتب نے ملو کیا اپنے طلسم مین بسایا اپنی جاگیر مرحمت فرمائی
ہمیشہ صحبت شہنشاہ مین جاتی تھی لطف مجلس اُٹھاتی تھی اب بھی اکثر طلسم ہفت پیکر سے میرے نام نامے
آتے ہین ہمارے عزیزون نے کئی مرتبہ طلب کیا ہمنے قبول کرنا مناسب نہ جانا کہ شاہان نور افشان
بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آتے ہین ای شہریار طلسم ہفت پیکر عجب مقام ہی ہوش ربا و نور افشان
کی اُسکے سامنے کیا حقیقت ہی طلسم وسیع ممالک بیشمار شاہزادیان حسین و جمیل بادشاہ وہان کا ہفت پیکر
خورشید جمال دعوی خدائی رکھتا ہی نائب اُسکا آفتاب ماہ کمال زوجہ اُسکی ملکہ سیارہ عالم افروز
دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم ملکہ پروین آسمان سیر مشہور ثریاے فلک شکوہ ایسے سامان طلسم
ہین خداوند کا کوہ آتش بار پر ظہور ہی حقیقت یہ ہی کہ آج وہ سامان طلسم ہفت پیکر مین ہی کہ کبھی اہالیان
نور افشان نے آنکھ سے بھی نہ دیکھا ہوگا پہاڑون پر خلقت آباد ہی خداوند کی تصویرین ہر کوہ پر ہر خرابہ گلزار
کی حاجت ہر مقام پر دفع ہوتی ہی ہر کوہ پر ہر مہینے مین میلہ ہوتا ہی تمام شاہان طلسم جمع ہوتے ہین حضور میلون
کی رعنائی ہر مہینے مین ہر کوہ پر جانا عاشق تن بھی جمع ہوتے ہین بڑی بڑی شاہزادیان سیمبر حور پیکر
بالاے کوہ اپنی اپنی بارگاہون مین جلوہ فرما ہوتی ہین خداوند کی عدالت بادشاہون کی شوکت ایک سمت
مرادمندون کا جمع ہونا جو لوگ مبتلاے ہجر ہین اُنکا ملک ملک کے رونا جب عاشق تن بیقرار ہوکے
تصویر کے پاس جاتے ہین تو خداوند عدالت فرماتے ہین اُنکے مان باپ کو حکم ہوتا ہی کہ جن عاشقون نے
جفائین جھیلین ثابت قدم رہے ظلم عشق سہے اُنکے ساتھ اُنکی شادیان کردی جائین سب عاشق تن معشوق
کے وصل کی امید پاکر نکلتے ہین یا تو وہ پریشان تھے یا خندان و فرحان نکلتے ہین شاہون کو جھک جھک کے
سلام کرنا خداوند کا شکریہ انھین پہاڑون پر شادیان ہوتی ہین ناشادون کی شادیان ویرانے مین خانہ
آبادیان حضور آپکے سامنے کون کون سی کیفیت عرض کرون صرف مصنف کو ایک نشان دینا منظور تھا اگر
مجمل حالات تحریر کرون تو دو چار جزو سیاہ کردون تب ناظرین کو پتہ ملے مصنف عرض کرتا ہی کہ انشاء اللہ
بعد ختم فتنۂ نور افشان اس طلسم حیرت عنوان کو ضرور تحریر کرونگا یا کوئی اہل مطبع یا کوئی رئیس بلند اقبال
اسکی خواہش کریگا تو تحریر ہوگا ملکہ نجم درخشان نے عرصۂ دراز تک اس خوش بیانی سے حال طلسم
ہفت پیکر بیان کیا کہ بدیع الزمان کو ایک لطف حاصل ہوا فرمایا کہ ای ملکہ تمنے عجب طرح کا جلسہ بیان کیا کہ
مجھکو اس طلسم کے دیکھنے کا شوق ہوا ملکہ نے عرض کی حضور کیا مجال بہرام فلک کی کہ اُس طلسم کا نظارہ کرسکے ہر
کوہ پر تصویر خداوند ہمہ دان ہمہ گیر اُس لاکھون کے مجمع مین اگر ایک بھی غیر مذہب کا آیا تو تصویر خداوند سے
آواز آگئی کہ فلان شخص ہمارا پرستار نہین ہی تاجرین کے ہمراہ اکثر غیر لوگ آئے مگر خداوند نے پہچان لیا
اُنکو سزائین دی گئین کیا محال کہ وہان غیر کا گذر ہو جائے اور لوح اُس طلسم کی مفقود ہی کبھی تمنے لوح کا
نام بھی نہین سنا اگر کبھی شاہ کے سامنے لوح کا ذکر آیا تو شاہ نے یہی فرمایا کہ ہمارے طلسم کی لوح نہین ہی
بانیان طلسم نے اس قفل کو بے کنجی کا بنایا کسی شخص کی کیا مجال ہی اس طلسم پر دست اندازی کرسکے اگر لاکھ
جان رکھتا ہو تو ایک سلامت لیکر اسمین سے نہ نکل سکے اور علامتین بھی اس طلسم کی ایسی سخت ہین کہ اگر طلسم کشا
کیسا ہی جری و بہادر ہو مگر علامت دیکھکر گھبرا جائے کیسا ہی دلیر ہو مگر قلب تھرا جائے بدیع الزمان نے فرمایا

اگر اسکی قدرت سے کیا بعید ہی کہ ہم لوگون کا اُس طلسم مین داخلہ ہو انشاء اللہ کلیجہ پتھر کا بنائینگے اور میلون
مین بھی جائین لطف میلے کا اُٹھائین بدیع الزمان کو جب اطمینان ہوا کہ ملکہ کی صورت اصلی ہی گئی یعنی گلشن
جمال کی کرتے ہوے ملکہ کے ساتھ بارگاہ مین آکے بیٹھے چونکہ بدیع الزمان نے غسل صحت بھی کیا ہی ملکہ نے
حکم دیا کہ روشنی کی تیاری ہو ملکہ کے حکم دیتے ہی روشنی کی تیاری ہونے لگی جھاڑ کنول نکل رہے ہین
صحرا تمام پاک وصاف ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ بھی دیکھنے لگین نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی
ہزارہا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اُسپر تعریف سامری وجمشید مرقوم ملکہ ادھر متوجہ ہوئین
سب کنیزین بھی دیکھنے لگین ایک ابر تیرہ وتار بھی گرد چھایا ہوا ہی قریب آکے ابر شق ہوا گرد وغبار اُٹھا
دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ نہایت شان وشوکت سے تخت پر سوار اسباب شکار ہمراہ چھ لاکھ فوج پیش پیش
پر نوبت نقارے بجتے ہوے ملکہ نے دیکھکر کہا اے شہریار آپ تھوڑی دیر کے واسطے دوسرے خیمے مین
تشریف لیجائیے ملک مہران آفتاب سیر شکار کھیلتا ہوا آتا ہی خاص مشیران سلطنت شہنشاہ طلسم سے
ہی مجھکو جاکے اسکی ملاقات کرنا چاہیے بدیع الزمان اُٹھکر دوسری بارگاہ مین چلے گئے ملکہ نجم درخشان
کنیزون کو ساتھ لیکر واسطے استقبال مہران کے چلین مہران تخت پر سوار شکار کھیلتا ہوا آتا ہی آگے وزرا
نے بڑھکر عرض کی ملکہ نجم درخشان تشریف لاتی ہین طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی کے مقابلے جاتی ہین
یہان لشکر انکا دو کوس تھا خطور کو دیکھکر واسطے استقبال کے نکل آئین مہران نے سر اُٹھاکے دیکھا عرصہ ویران
ہوا کہ اسنے بارگاہ شہنشاہ مین دیکھا تھا اب جو نگاہ پڑی ایک شعلۂ جوالہ گویا پا زلفین عنبرین چہرے پر لہرا رہی ہین
عارض انور رشک قمر پیشانی تختی نور دندان گوہر دریاے ظہور گلا صراحی دار سینے پر اُبھار دوپٹہ ناز سے ڈھلکا
ہوا پائنچے سنبھالے ہوے گرد کنیزان ماہ طلعت بیچ مین وہ آفتاب شوکت قدم بقدم دیکھنے والے پائمال ہوتے
ہین نقش قدم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین کہ ہم قدمون سے جدا ہوے مہران جمال جہان آرا دیکھکر تھرا گیا
پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار زبان سے نکل گیا اے در بے بہاے بحر حسن وجمال اے ماہ درخشان آسمان
کمال اس صحرا مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہر چند کہ ملک مہران بہت معزز رہی جوش اشتیاق مین تخت
سے کود ملکہ کا ہاتھ تھام لیا ملکہ لیکر مہران کو اپنی بارگاہ مین آگئین مہران کا یہ حال ہی کہ سراپاے ملکہ
کو بغور دیکھ رہا ہی مگر رعب ملکہ کا اسقدر غالب ہی کہ زبان سے کچھ کہہ نسکا مگر دل دھڑک رہا ہی قلب مثل مرغ
بسمل پھڑک رہا ہی ملکہ کو یہان یہ بیقراری ہی کہ یہ ملاقات کو آیا ملاقات ہو چکی اب مجھے اسکا بیٹھنا دشوار ہی
اب یہ اپنی بارگاہ مین جائے تو مین شاہزادے کو بارگاہ مین بلاؤن وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی تنہا بیٹھا ہوا
گھبراتا ہوگا اُدھر شاہزادے کو بھی ملکہ کی جدائی کا خیال ادھر مہران کے دل پر ہجوم فوج رنج وملال دونون
متردد اسکو انتشار وہ بیقرار معشوق کے راز ونیاز عاشق کو سوز وگداز اسکو حیرت اُسکو نفرت دونون
خاموش آخر دامن صبر دست استقلال مہران سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا ضبط
نہو سکا دریاے محبت نے جوش مارا آخر بے اختیار دست بستہ ہوکے کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم مین کچھ
عرض کیا چاہتا ہون اگر آپ حکم دیجیے تو عرض کرون ملکہ نے مسکرا کے فرمایا ہم آپ تو ایک ہی نخل کی شاخین
ہین یہ تو آپ پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مین مقابلۂ طلسم کشا مین جاتی ہون یہ صحرا پر فضا لگیا یہان چندے کے
واسطے ٹھہر گئی اور آپکے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ براے شکار چلے تھے مہران آفتاب سیر نے کہا

اے ملکہ عالم تم بخوبی جانتی ہو صرف شکار کے طور پر چھ لاکھ آدمی ساتھ ہین اگر لشکر کشی کرون تو لگا زمین بار نہ اٹھا سکے دشمن آنکھ نہ ملا سکے براے شکار نکلا چند کس ہمراہ ہو گئے مجھکو بھی یہ خبرین معلوم ہین کہ طلسم کشا کی بدعت بڑھتی جاتی ہی چند نمک حرام بھی شریک ہو گئے ہین وہ رہبری کرتے ہین مذہب کے شائق ہر سب پہ مرتے ہین لیکن کیا ہو سکیگا جسدن کوئی خداوند قصد کریگا مسلمانون کو کھا گئے کا راستہ نہ ملیگا ملکہ نے کہا کہ صاحب جو تمکو لکھا ہو لکھ بھیجا مہران لڑکھڑاتا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے خاموش اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھا مشیرون سے کہنے لگا صاحبو تمنے سنا کیا غضب ہو گیا میری تو عجب کیفیت ہے دم ہے اب مجھکو جینا دشوار ہو گیا نظم

سامنا تجھسے جو ای ناوک فگن ہو جائیگا
جو گرامی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا

نام تیرا جسکو ورد ای گلبدن ہو جائیگا
غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائیگا

موسم گل مین بدن کو کپڑے بھاری جائینگے
دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی
سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا

حسن کا عالم دکھادیگی مجھے سیر چمن
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا

عشق شیرین مین عبث دونون کو ہی آپس مین رشک
کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائیگا

خلعت شاہی نہین ای بوالہوس تشریف عشق
جسنے پہنا اسکو یہ جامہ کفن ہو جائیگا

بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے
روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا

ہمکنار اک دن مری تمثال ہوگی یار سے
آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا

پھاڑکے پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس
پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائیگا

چشم کے چشمون مین انکا اتفاق اچھا نہین
اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا

موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے
پھٹ کے اُتریگا شگفتہ پیرہن ہو جائیگا

روئے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نہ ڈال
سامنا قصاب کا ای برہمن ہو جائیگا

سکہ ہو داغ وفا اک دن مرے کام آئیگی
عشق کی بازار مین انکا چلن ہو جائیگا

مدعی کیا نقشۂ دیدار ہو وینگے ترے
آب زہرا دیکھکر چاہ ذقن ہو جائیگا

چار دن ہی گرم بازار شباب ای نونہال
کوڑیون کے مول یہ چاہ ذقن ہو جائیگا

شاعرون کے کہنے پر اترا نہ ای گیسوئے یار
عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہو جائیگا

خط کے آنے کی خبر تھی روئے رنگین پر کسے
کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا

دختر رز ہو گی حلقے مین ہمارے بے نقاب
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا

منزل مقصود دکھلادیگی توفیق ازل
دوست دشمن ہونگے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائیگا

ملک مہران نے کہا یارو مین نے جسوقت سے اس قاتل عالم انجم درخشان کو دیکھا عجب دل کی کیفیت ہو دل پر چھریان چل گئین جی چاہتا ہی جاکے قدمون پر گر پڑون سر کاٹ کے تصدق کر دون اُس ظالم کے تیور سے مجھکو اور ہی کچھ پایا جاتا ہی لیکن مین اب ایک نامہ اُس معشوق سرکش کو لکھتا ہون یہ لکھکر

قلم ہاتھ مین لیا پرچہ کاغذ پر لکھا ای شہنشاہ اقلیم خوبی نوبادۂ حدیقۂ محبوبی آفتاب آسمان حسن و جمال گوہر بحر ذخار فضل و کمال لعل بدخشان دلبری الماس خزانۂ حسن پروری عندلیب بوستان فصاحت گل خوشبوے حدیقۂ بلاغت رتبہ شناس عاشق بیدل توجہ فرمائے حال پر ملال گریۂ عنادل انیس و مونس شب تنہائی رونق بخش محفل عاشقان بے صبر و شکیبائی سرفراز و معشوق طناز صاحب عشوہ و ناز بہ معشوقان ممتاز ادام اللہ حسنہ۔ عالم عالم آرزوے محبت و جہان جہان تمنائے مودت جسوقت سے اس حقیر نے جمال بمثال حضور کو دیکھا آئینۂ دل کو حیرت ہی کیا عرض کرون جو کیفیت ہی ان اشعار سے ظاہر ہی بقول مصنف

ہاتھ پاؤن مین درد رہتا ہی
تیری فرقت نے دل کو توڑ دیا
اب تو دل پر قلق زیادہ ہی

رنگ چہرے کا زرد رہتا ہی
ناتوانی چڑھی ہی زور رون پہ
جان دیدین یہی ارادہ ہی

صبر و طاقت نے ہاتھ چھوڑ دیا
رنگ لاتا ہی روز خون جگر

ای ملکۂ عالم سرفرازی فرمائیے یہ نیاز نامہ حاضر خدمت فیضدرجت ہوتا ہی سرفرازی حاصل ہو تسکین دل ہو اگر سرفراز نہ فرمایا تو اس اپنے چاہنے والے کو زندہ نہ پاؤگی سر جسم پر بار ہی دل کی عجب کیفیت ہی ہر چشم اشکبار اگر اشتیاق دل مفصل لکھون ہزار تختۂ کاغذ پر بخط ریحان نہ تحریر ہو آخر مین عرض کرتا ہون معرفت قاصد صبا کے پیام ہی آپکی خدمت مین روانہ کرتا ہون نظم

نامہ بر حال کہیگی یہ سارا
تار باقی نہین گریبان کا
نہ تڑپیے ذرا دل مضطر
حال لکھون جو آہ سوزان کا
نار پستان کی کیا لکھون تعریف
پاؤن پھیلا جو دست جانان کا
در و دیوار کو مین تکتا ہون

دیگر

اس غزل کو قمر کی پڑھ دینا
بھر گئے دو گھڑی مین سب علی الحل
زخم اُٹھا لیجیو تیر مژگان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر
یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا
اوج پر اب تو درد فرقت ہی
وحشیون کی طرح سے بکتا ہون

کیا لکھون حال چاک دامان کا
دو ٹکڑا تھا یہ ابر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین
ہی عصا اب تو دست دربان کا
ای قمر نقد جان عوض مین دون
میرے جینے کی کون صورت ہی

امیدوار ہون کہ طلب فرمائیے صحبت مین بار حاصل ہو آفتاب عالمتاب حسن و جمال تابان و درخشان رہے۔ یہ نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم کو دیا اور کہا ملکۂ عالم کو دینا اور زبانی بھی حال اشتیاق عرض کرنا کہ غلام نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہی وقت عنایت و پرورش ہی ملازم نامہ لیکر چلا ملکہ اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین شاہزادہ بدیع الزمان پہلو مین بیٹھے ہین فرما رہے ہین ملکہ ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہمین جنگ درپیش ہی ایسا نہو سرداروں پر کچھ اُفتاد پڑے ساحرون کا ہجوم ہی یہی دھوم ہی کہ طلسم کشا کو مار لو چہار طرف سے کافر چلے آتے ہین میرے سامنے نیچن بن سہراب آیا تھا اُسکو اپنے زور بازو پر بڑا ناز تھا سنا ہی کہ جنگ مین قبلہ و کعبہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر پھر اُس سے مقابلہ پڑیگا کیا عجب ہی کہ اُسکی مدد کو جادوگر آوین قبلہ و کعبہ لڑتے بھڑتے آگے بڑھین یہ ذکر تھا کہ مردہے نے سامنے آکے عرض کی در دولت پر نامہ دار مہران آفتاب سپہر کا حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ نے بے تکلف فرمایا بلا لو نامہ و پیام کا کیا کام ہی ابھی تو وہ خود ہمارے پاس سے گئے ہین یہ ذکر تھا کہ نامہ دار سامنے حاضر ہوا ہاتھون پر رکھکر نامہ پیش کیا ملکہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید اس نامے مین جنگ و جدل کا ذکر ہوگا فوراً نامے کو ہاتھ مین لیکر کھولا دیکھا تو اُسمین القاب عاشقانہ مرقوم ہی اپنی بیتابی و

بیقراری

وبیقراری تحریر ہای جو جو ملکہ نامہ پڑھتی جاتی ہین غصہ بڑھتا جاتا ہی چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ملکہ نے نامہ وال
سے پوچھا یہ کیا مہملات لکھا ہی نامہ وار نے عرض کی کچھ زبانی بھی عرض کیا ہی کہ ہماری جان پر بنی ہی وقت
رحم ہی ہمکو سرفراز فرمائیے ورنہ غلام آپکے قدمون پر نثار ہو جائیگا ملکہ نے غصے مین نامہ چاک کر ڈالا کہا
او نامہ دار بس خبردار زبان بند کر بیہودہ نہ بک جا کے اُس بیحیا سے کہدینا کہ کیون شامتین آئی ہین
سامنے شاہان نور افشان کے ہمارے تمھارے کلام ہو گا نامہ دار نے جو ملکہ کے تیور بد دیکھے مارے
خوف کے تھر تھر کانپنے لگا جلدی دربار سے بھاگا ملکہ کو کمال غصہ آیا کنیزون نے کہا حضور اس نامے
مین کیا مرقوم تھا فرمایا خدا کی قدرت ہی کہ میان مہران صاحب ہمپر عاشق ہوے ہین اشعار عاشقانہ
لکھے ہین اپنی بیقراری تحریر کی ہی کیون شہریار آپکو یاد ہو گا مین نے آپسے ذکر کیا تھا کہ طلسم ہفت پیکر
مین یہ دستور ہی کہ عاشق تن سامنے تصویر خداوندی کے حاضر ہوتے ہین تصویر خداوندی سے انصاف
ہوتا ہی عاشقون کی شادیان ساتھ معشوقون کے ہوتی ہین لیکن برغبت و رضاے جانبین اُنکے مان باپ
سے بھی پرسش ہوتی ہی مگر یہ صاحب ایسے بلبلائے اور آپ سے باہر ہوے کہ فرماتے ہین ہمکو بلائیے
اپنی صحبت مین جگہ دیجیے بدیع الزمان نے جو یہ کیفیت سنی غیظ و غضب مین آئے زلفین خلیلی کو پیچ و تاب
ہوا چہرہ سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اگر حکم ہو مین ابھی جا کر زبان تیغ سے جواب دون ملکہ نے فرمایا آپ
غصہ نہ کرین اُس ملعون کے کہنے سے کیا ہوتا ہی اپنے مقام پر بکا کرے اب وہ اگر ملاقات کا بھی مجھسے طالب
ہو گا تو ملاقات نہو گی مجھے صرف یہ خیال گذرا تھا کہ مصاحبان خاص شاہان طلسم مین سے ہی ایسا نہو کہ مجھسے
شاہ شکایت کرین کہ تمنے مہران کا استقبال کیا نہین معلوم وہ اپنے دل مین اس تعظیم کو کیا سمجھا آپ غصہ نہ کرین
مجھسے تو وہ جواب صاف پا گیا اب بھی اگر کچھ خیال دل مین رہے تو محض بیغیرتی و نادانی ہی اور تو ہین کیا کیون نامہ وال
وہان پلٹ کے جو پہونچا ملک مہران نے پوچھا ای قاصد خوشخرام محبوب خوش رو نے کیا جواب دیا نامہ بر
نے کہا حضور اُنہون نامے کو پڑھ کے چاک کر ڈالا ملکہ کو نہایت غصہ آیا آپکی شان مین کلمات سخت و سست
کہے بھلا حضور کو وہ کیا قبول کرے پسر حمزہ کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی بوس و کنار آپسمین ہو رہا ہی یہ سنتے ہی
مہران پر آگ جلنے لگا بل کرنے لگا کہا ملکہ کو جا کے پیغام دو کہ آمادہ حرب و پیکار ہو جائین کل صبح کو اگر
گرفتار کر کے نہ لایا اور جبر سے وصل نہ حاصل کیا تو نام اپنا مہران آفتاب سیر نہ پایا دربار مین ہمسے
کون آنکھ چار کر سکتا ہی اگر ہم یہ پیغام شاہان طلسم کو دیتے تو وہ بھی ضرور قبول کر لیتے تمنے ہمکو یہ جواب سخت
دیا کل ہم تمکو اور پسر طلسم کشا کو سر میدان قتل کرینگے دیکھین ہماری مدعت سے تم دو نون کو کون بچاتا ہی اور
پسر طلسم کشا ہمارے ہاتھ سے بچ کے کہان جاتا ہی تمنے غضب کیا شاہون کا کچھ خوف نہ آیا مسلمان کو اپنے
گھر مین جگہ دی تم شاہنشاہ نور افشان کی دشمن ہو اب کل سب کیفیت تمپر ظاہر ہو جائیگی گرفتار کر کے تمکو
لیجلینگے جب وہ حکم محکم دینگے تب تو راضی ہو گی یہ باتین سمجھا کر اور ساحر کو روانہ کیا اُسنے جا کے دربار مین یہ سب
باتین بیان کین ملکہ کو سناٹا آ گیا مگر بدیع الزمان نے غصے مین فرمایا اس ملعون سے کہدینا کہ تجھکو دانے
ہاتو کا کھانا حرام ہی اگر طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین نہ آئے دیکھو تو کیسا تلوار کھیلتے ہین کیا شاہان طلسم
کا کوئی لونڈی غلام ہی کہ جو تو اُنکے نام سے ڈراتا دھمکاتا ہی اگر وہ بادشاہ ہین اپنے گھر کے بادشاہ ہین کسکی
عصمت پر اُنکا کیا اختیار ہی یہ کہکر حکم دیا اس پیغامبر کی گردن مین ہاتھ دو نامہ دار تہور شاہزادے کے دیکھکر بھاگا

مہران سے کہا ملکہ تو کچھ نہیں بولیں مگر اُنکے آشنا بہت جھلائے شاہان طلسم کو گالیاں دینے لگے یہ سنکر مہران بہت جھلایا غصے میں حکم دیا لشکر میں طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکاروں نے آکر سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے خبر کی کہ اُس ملعون نے طبل جنگی بجوادیا ملکہ شہزادے کو سمجھا رہی ہیں کہ ای شہریار یہ بڑا ساحر زبردست ہے بدیع الزمان فرماتے ہیں ملکہ تمہیں اسمیں کیا دخل ہے تم لشکر کو ساتھ لیکر علیحدہ کھڑی ہوکے تماشا دیکھنا ہرکاروں کی زبانی جو بدیع الزمان نے سنا کہ اُسنے طبل جنگی بجوادیا ارشاد فرمایا کہ ملکہ بمدد فضل ایزدی و بہ تائید ربانی تمہارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے لیکن اگر ہمسے تمکو محبت ہے تو لات و منات پر لعنت کرو ملکہ بصدق مطیع الاسلام ہوئیں کنیزوں نے بھی اطاعت کی تمام لشکر میں مشہور ہوا کہ ملکہ نجم درخشاں مطیع الاسلام ہوئیں شہزادۂ بدیع الزمان کی اطاعت کی دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے ملکہ کی شب بھر بیقراری فرماتی ہیں آپکے مذہب میں سحر کرنا عیب ہے میرا دل دھڑکتا ہے ساحر کو کیونکر جواب دیجیے گا بدیع الزمان فرماتے ہیں ملکہ بروقت دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہے جتنے بڑے بڑے ساحر ہیں سب کتے کی موت مارے جائینگے انشاءاللہ ہمارے ہاتھ سے امان نہ پائینگے جس وقت شہنشاہ زریں پوش آفتاب خروج ثابت و سیارگان کو شکست دیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر ضیاء و شعاع نے صف باندھی تیغۂ حمائل کیے ہوے کمان کہکشاں کاندھے پر اس شان و شوکت سے تماشاے جنگ میں مصروف ہوا ادھر سے ملکہ نجم درخشاں نے لشکر تیار کیا بدیع الزمان بھی سلاح جسم پر آراستہ کیے ہوے خیمے سے برآمد ہوے ملکہ تخت پر سوار ہوئیں بدیع الزمان اسپ خوش خرام پر سوار ہوے تمام فوج کو پشت پر لیا طرف میدان جنگ کے روانہ ہوے نجم درخشاں فرماتی ہیں آپ تماشا دیکھیے گا میں سمجھ لونگی بدیع الزمان فرماتے ہیں ہمارے مذہب میں عورت پر جہاد ساقط ہے ہمارے ہوتے تم کیونکر جاؤ گی تم نہ گھبراؤ ای ملکۂ عالم اگر ہمکو یہاں قضا لیکر آئی ہے کچھ عذر نہیں ورنہ ملاحظہ کرو گی کہ کسطرح اُس ملعون کو مارتا ہوں تم ناحق پریشان ہوتی ہو دوسری طرف سے مہران بھی لشکر کو لیے ہوے میدان میں آکے پہونچا دیکھا اسنے کہ سب سے آگے بڑھا ہوا شہزادۂ بدیع الزمان مرکب کو جولان کر رہا ہے قلب لشکر میں تخت ملکہ نجم درخشاں کا سات لاکھ فوج جنگی ہمراہ سامان جنگ تیار سب اشیاے جنگ و جدل ہمراہ ہیں صفوف لشکر آراستہ ہونے لگیں نقارے بلند آوازے لغایت کی کڑکیت کڑکا کہ کلیجے پھٹے مہران نے قصد کیا تھا کہ نکلوں کہ پہلو سے شنگال تیرہ درون بارہ ہزار فوج کا سپہ سالار ہے گینڈے کو ٹھکراکے سامنے مہران کے آیا کہا ای شہنشاہ غلام بہت مشتاق ہے کہ حضور میدان میں جائیں اور غلام دیکھا کرے میں جاتے ہی ایک سحر میں پرے کے پرے غارت کر دونگا مہران نے اجازت دی شنگال میدان میں آیا پکار کے آواز دی ای دشمنان شہنشاہ طلسم جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ کی کنیزوں نے ارادہ کیا تھا کہ بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا سامنے ملکہ نجم درخشاں کے آئے موافق اپنے لشکر کے قاعدہ کے دست بستہ عرض کی ای ملکۂ عالم اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ نے تخت رکھوادیا بیقرار ہو گئیں کہا ای شہریار کس زبان سے عرض کروں کہ آپ میدان کارزار میں جائیے کیونکر میں گوارہ کروں آپ تو جرأت کے پابند ہیں وہ سب ساحر ان خود بسینہ میں جانے ہی آپکے وہ ایک سحر کردیگا آپ بیکار ہو کے زمین پر گر پڑینگے بدیع الزمان نے کہا ملکہ تم نہ گھبراؤ ہم بھی سحر کرینگے ملکہ نے کہا کہ آپکے مذہب میں تو سحر کرنا بہت معیوب ہے بدیع الزمان نے کہا

اب ملاحظہ کر لینا یہ کہکر شہزادے نے مرکب بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا مرکب باد رفتار سوار بہادر دیندار کس سج دھج سے مرکب میدان مین آتا ہی طرارے بھرتا ہوا گنڈھا مثل ماہ نو کے کیے ہوے دم سے چنور کرتا ہوا سامنے فسنکال کے پہونچا بدیع الزمان نے للکارا کہ او نابکار اپنی شعبدہ بازی دکھا اپنی ساحری سے باز نہ آ یہ سنتے ہی فسنکال نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے مارے مراد اس سحر سے یہ تھی کہ یہ گھوڑا شہزادے کو اپنی پشت سے گرادے بدیع الزمان نے لوح چمکائی وہ دانے تصدق ہو گئے فسنکال نے اپنے دل مین کہا شاید سحر حقیر تھا کچھ اثر نہ دکھایا کوئی سحر کامل کرنا چاہیے یہ سوچ کر گیند اچھالا تلوار پر خوب خوب سحر کیے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا بدیع الزمان نے تختی کو چمکا کے سپر پہ روکا بہت سی تلوارین برسین خنجر گرے آگ کے شعلے بھڑکے ملکہ نے یہان کلیجہ پکڑ لیا کنیزون سے کہا صاحبو غضب ہوا ارے شہزادے پر تلوارین برس رہی ہین ہاے مین جا کے سینہ سپر کر دون مین رو گئی تھی مگر میرے کہنے کو مطلق سماعت نہ کیا میری بات کو خلاف جانا یہان شہزادۂ بدیع الزمان نے تختی کو چمکایا سب سحر باطل ہوے آگ برسی خنجر گرے مگر سب چیزین مرکب سے الگ گرین کسی شے نے بدیع الزمان پر تاثیر نہ کی اب تو بدیع الزمان نے نعرۂ تکبیر بلند کیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا چمک کے جو تیغۂ برق تاب گرا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوے جسطرح ابر تیرہ و تار سے برق جہندہ تڑپ کے گرتی ہی سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین تلوار در آئی سراسر کلے جبڑے کو کاٹا یا تو تلوار قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے دم دیا ملکہ تو اُچھل پڑین کہا صاحبو خداے نادیدہ نے کیا فضل کیا ہی دوسرا ساحر لشکر مہران سے آ پڑا برستا ہوا آیا ہزارون سحر کیے زنگی بھی سامنے آئے فیلان سحر نے بھی غل کیا شیر ببر دھڑ دکے مار کے آئے شیر نے شہزادے پر حملہ کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدیع الزمان گھوڑے سے کود پڑے شیر نے چنگل مار دیا بدیع الزمان نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹ گیا کئی شیر اسی طرح آئے بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارے گئے جب ساحر نے سب سحر اپنے باطل پائے جھپٹ کے ترسول مارا بدیع الزمان نے قلم کیا سر کو تہا کے کمر پر ہاتھ مارا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مصنف عرض کرتا ہی کہ سولہ ساحر شام تک شہزادے کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے مہران نے بنگاہ غور دیکھا کیا کہ ساحرون نے وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہلادی مگر شہزادے پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی بدیع الزمان نے نام لیکر بھی للکارا کہ او مہران کیون ان بیچارے غریبون کو تیل ماش کرتا ہی تو خود میرے مقابلے مین آ تو کیفیت ظاہر ہو تو بھی میرے کمال سے واقف ہو مگر مہران خاموش کھڑا رہا پرے سے نہ نکلا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی آخر شام کو اسلئے طبل بازگشت بجوایا رنجیدہ و کبیدہ پلٹا بارگاہ مین آ کے بیٹھا ملکہ نے بدیع الزمان کو آ کے روک لیا زر نثار کرتی ہوئی ساتھ ساتھ مثل گل شگفتہ پوچھتی ہوئی کہ ای شہریار یہ کیا باعث تھا وہ وہ سحر ہوے کہ زمین ہلگئی مگر آپ پر مطلق تاثیر نہوئی بدیع الزمان نے کہا عنایت پروردگار شامل حال تھی جب ملکہ نے بحث کہا مین نہ مانونگی مجھے مفصل فرمائیے بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ یہ عنایت پروردگار لوح محفوظ میرے پاس ہی اسی کے سبب سے کسی ساحر کا سحر مجھپر تاثیر نہین کرتا یہ بات سنکر ملکہ کو بڑی خوشی ہوئی کہا ای شہریار مجھے اس بات کا بڑا تردد تھا کہ آپ سحر ساحران سے کیونکر محفوظ رہیے گا بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ جا بجا بڑے بڑے ساحرون سے مقابلے پڑے ہے بعنایت خداوند کریم طلسم کلید کو فتح کیا مال طلسمی دستیاب ہوا اگرچہ

لوح محفوظ نہ ہوتی تو ان ساحرون سے کیونکر مقابلے پڑتے ملکہ بہت خوش ہین کہتی ہین ای شہریار اب قلب کو قوت روح کو راحت ہوئی یہان تو ملکہ نے جشن کی تیاری کی ساقی بچے جمع ہین ناچ ہو رہا ہی جام مئے ارغوانی گردش مین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی لیکن مہران جو میدان سے پلٹ کے آیا عرصہ دراز تک تو خاموش بیٹھا رہا بعد عرصۂ دراز سرداروں سے کہا یارو تمنے دیکھا ایک غیر ساحر کے ہاتھ سے سولہ ساحران نامی و نامدار مارے گئے اسکا کیا باعث تھا اگر یہ خیال کرون کہ نجم درخشان نے ایسا سحر کر دیا کہ بدیع الزمان پر سحر نے تاثیر نہین کی تو مین بنگاہ غور دیکھ رہا تھا اور مین نے خود بھی اپنے سحر پوشیدہ روانہ کیے تھے کوئی سحر ملکہ نے نہین کیا اپنے اپنے طور پر سب سردار کہ رہے ہین مہران کہتا ہی یارو وہ بات کہو کہ قرین قیاس ہو اور دل بھی اُسے قبول کرے جب کوئی بات نہ نکلی تو اسنے کہا اچھا جو کیا مین کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی کو نکالا ایک چراغ روشن کیا چراغ کو روشن کر کے پتلی کو سامنے بٹھایا پوچھا ای ہنرمند جلد آگاہ کر دے کہ کیا سبب ہوا کہ حمزہ کے فرزند پر سحر نے کیون نہ تاثیر کی یہ سنتے ہی وہ پتلی قہقہہ مار کے ہنسی کہا ای مہران آفتاب سیر اتنا بڑا ساحر زبردست ہو کے مجھسے سبب پوچھتا ہی اتنے ساحر جو تیرے مارے گئے انمین سے کوئی برا نہ تھا ایک ایک ساحر ہی عہد جمشید زمان تھا مگر کسی کی سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ ہمارا سحر کیون جواب دے رہا ہی آخر کتے کی موت مارے گئے ارے بے وقوف پسر طلسم کشا کے گلے مین لوح محفوظ ہی جسمین اسماے خداے نادیدہ تحریر ہین سحر کی کیا مجال کہ جو اُسکے قریب جا سکے اگر اُسکے مقابلے مین تو بھی جائیگا تو فوراً مارا جائیگا جانبری دشوار ہوگی اسی بھروسے پر پسر حمزہ تم لوگون کے مقابلے مین آیا ورنہ ساحرون سے کیا لڑ سکتا تھا یہ سنکر مہران کے ہوش اُڑ گئے چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد چہرہ پر گرد رفیقون سے کہنے لگا یارو اب کیا کرون جب تو حمزہ طلسم کشائی کرنے نکلا ہی بڑے بڑے تحفہ جات حاصل ہو چکے ہین وہ پتلی پھر بول اُٹھی کہا ای مہران اس جوان کا بھتیجا شاہزادہ خاور سیاہ ہی اُسکے قبضے مین تیغۂ سحر کش ہی آپس مین دونون جوانون مین چشمک ہی ساحرون کی شامت آتی ہی آپس مین دعوے رہتے ہین کہ کسنے زیادہ کافر قتل کیے آپس مین لڑتے ہین ساحرون پر آفت برپا ہوتی ہی ان دونون کے دو فرزند ہین کہ نام اُنکے ایرج و نور الدہر اُنہون نے اب ہاتھ پانون نکالے ہین وہ جس لشکر پر جا پڑتے ہین اُسے بالکل تباہ و برباد کر دیتے ہین جتنے ملک اسی طلسم کے ان چارون جوانون کے قبضے مین آ گئے اس پتلی موسوم بہ ہنرمند نے سبب یہ سب جھگڑے سامنے مہران اور اسکے رفقا کے بیان کیے یہ سب باتین سنکر مہران اور زیادہ گھبرایا سب سردارون کو اپنے پاس سے ہٹا دیا صرف اپنے عیار سمند تیزرو کو بلایا یہ عیار بھی ہی اور سحر بھی جانتا ہی کہا ای یار شاطر کیا تدبیر کی جائے تجھسے ہو سکتا ہی کہ تو پسر طلسم کشا کو پکڑ لائے بڑے غضب کی بات ہی پسر حمزہ کے پاس لوح محفوظ ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا مین فراق دیدہ ہجران کشیدہ مرتا ہون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین اُسکے جمال جہان آرا سے جیسے نگاہ پڑی ہی ہر وقت دل یہی چاہتا ہی سامنے اُس محبوب کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھون نظم

رخ پہ ترے بکھرا ہوا گیسو نظر آیا
خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا
ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا

رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
میزان عدالت ہین میرے دیدۂ پُرآب
سنگ پر جو تمہارے خم ابرو نظر آیا
سرے کا جو دنبالہ تری آنکھون مین دیکھا

قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے
ہمو زن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
قاتل ادب ذبح سکھایا گیا ہر روز
اک ناوک تیران بسین آہو نظر آیا

ای یار حبذا ہر آنکھ پڑی تو نظر آیا
سمجھا مین ہم بدر و ہلال ای فلک حسن
برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

رو رو کر عیار کے سامنے جو اسطرح کہا عیار نے کہا حضور نہ گھبرائین غلام پسر طلسم کشا کو پکڑ لاویگا حضور کیون پریشان ہوتے ہین اسنے کہا اگر تو پسر حمزہ کو پکڑ لائے تو نجم درخشان کا گرفتار کرنا کوئی بڑی بات نہین ہی میرے سحر کے سامنے کیا دم مار سکتی ہی یہ کہکر سمند تیز رو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کے چلا لشکر مین ملکہ نجم درخشان کے آگے دیکھا جشن کی تیاریان ہو رہی ہین سب ملازم خوش بیٹھے ہین جہان ایک سپاہی کا بھی پہرا ہی وہان بھی ناچ ہو رہا ہی طائفے درست ہو رہے ہین سمند بشکل خدمتگار پھرتا ہوا بارگاہ مین ملکہ کی آیا دیکھا ملکہ نجم درخشان بہت بھاری جوڑا اپنے ہوے تخت پر بیٹھی ہین اور شہزادہ بدیع الزمان ونگل شوکت پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین سمند بدنگاہی کرنے لگا دل مین یہی خیال ہی کہ افسوس ہمارے آقاے نامدار اس معشوق پر جان دیتے ہین اور یہ ظالم پہلو مین پسر طلسم کشا کے بیٹھی ہی کیا شادان و فرحان ہو رہی ہی بڑے افسوس کی بات ہی ایک گوشے مین کھڑا ناچ دیکھا کیا دورۂ جام بھی چل رہا ہی جب رات کم باقی رہی بدیع الزمان نے فرمایا ملکہ کیا سبب ہی کہ لشکر حریف مین طبل جنگی نہین بجا ہرکارون نے عرض کی کہ حضور آج انجمن مشاورت منعقد تھی کچھ صلاحین ہو رہی تھین حضور ہوشیار رہین سمند تیز رو عیار اسکا فکر مین حضور کی نکلا ہی ملکہ نے چند جادوگرنیون کو حکم دیا کہ تم سب گرد خیمۂ شہزادہ کے رہنا یہ خبر سنکر مجھے بڑا تردد ہوا ہی چالیس جادوگرنیان شاہزادے کے ساتھ رہین شاہزادہ بدیع الزمان خیمے مین آئے سب جادوگرنیان باہر خیمے کے ٹھہرین سمند تیز رو فکر مین پھر رہا ہی جادوگرنیان سامنے والون کا انتظام کر رہی ہین اگر کسی نے قصد کیا کہ قریب سے بارگاہ کے گذرے سب نے منع کیا آسمان کا بھی انتظام کر رہی ہین اگر کوئی طائر بھی نکلا تو اُسے تیر مار دیا وہ زمین پر گر پڑا سمند تو عیار منھ زور ہی پھرتے پھرتے قریب ایک مزبلہ کے آیا نقب کھودنا شروع کی مہرہ نقب کا بارگاہ بدیع الزمان مین توڑا اگرد مین اٹا ہوا نکلا شمعہاے مومی وکافوری کو گل کیا قریب بدیع الزمان کے آیا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا دیکھا ایک تختی گلے مین پڑی ہی کچھ مین بیہوشی ڈال کر شاہزادے کے دماغ مین پھونکا شہزادہ چھینک مار کے بیہوش ہو ادروازے پر سے آوازین حاضر باش و ناظر باش کی آرہی ہین سمند نے پشتارہ باندھا دوش پر لگایا اُسی نقب سے لے نکلا سوچا کہ اگر سیدھا راستہ جاؤنگا شاید کوئی روک لے گے پشت لشکر پر نکل گیا چار کوس جریدہ کے چلا صحرا کو طے کرتا ہوا آتا ہی جب دو کوس راہ طے کی چونکہ تھک گیا تھا ایک تختۂ سنگ پر پشتارہ رکھا جھیل پر منھ دھویا ٹہلنے لگا قضاے کار امیہ بن عمرو جو تلاش مین اپنے آقا کی نکلا تھا رات کو اسی صحرا مین درۂ کوہ مین پڑ رہا صبح کو اُٹھا جا ہا بر سر راہ ہون کہ نگاہ پڑی ایک عیار بانہاے عیاری سے آراستہ ٹہل رہا ہی پشتارے پر نگاہ نہین پڑی خیال مین آیا دریافت کرون کہ یہ عیار کون ہی ٹہلتا ہوا قریب سمند کے آیا پکار کے آواز دی ای عیار تو کون ہی سمند زور دن پر چڑھا ہوا ہی بیساختہ بول اُٹھا مین عیار ہون مہران آفتاب سیر کا اُسنے حکم دیا ہی کہ پسر طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن اُسے گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہون وہ سامنے تختۂ سنگ پر پشتارہ رکھا ہی امیہ نیچہ کھینچ کر سامنے آیا کہا او ملعون

منہ امیہ بن عمرو بھلا اب مین تجھے کب جانے دیتا ہون آپسمین یہ کہہ چلنے لگا امیہ تو بلاے روزگار ہی چھوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین امیہ کی پلک نہین جھپکتی تیغہ بے پناہ چل رہا ہی کمند کے حلقے حباب ہیہوشی پڑ رہے ہین سپر پر ٹرتی ہین بڑے زور و شور سے دونون لڑ رہے ہین امیہ نے کئی زخم بھی لگالئے جب سمندر زخمی ہوا خیال مین آیا ای سمند کہانتک بگد عریان کروگے ثابت قدم رہنا چاہیے طرارے بھرون سحر کرون یہ سوچ کے لڑتے لڑتے چند دانے ماش کے نکالے وہ دانے اُس بدمعاش نے امیہ پر پھینک مارے امیہ بن عمرو لڑکھڑا کے گرا اسنے جھپٹ کے اسکی بھی مشکیں باندھ لین اتنا تو امیہ نے کہا کہ ای شخص تونے مجھکو سحر سے بیہوش کیا عیارون کا یہ شیوہ نہین ہی سمند نے جواب بھی نہ دیا دونون پشتارے لیکر چلا امیہ نے راہ مین کئی مرتبہ کہا ای عیار مین فرزند عمرو ہون تیرا شاگرد ہوتا ہون سمند کب مانتا ہی دونون کا پشتارہ لیے ہوے خدمت مین اپنے آقا کی پہونچا مہران نے لوح محفوظ لے لی اپنے خزانے مین داخل کی امیہ و بدیع الزمان کو قید خانے مین بھجوا یا منتظر ہی کہ شام ہو تو طبل جنگی بجواؤن یہان صبح کو ملکہ جو اُٹھین بارگاہ مین آئین کہا کیا شہریار آج براے نماز نہین اُٹھے خود طرف خوابگاہ کے چلین در بارگاہ پر دیکھا چالیسون کنیزین دروازے پر موجود ہین اُنسے پوچھنے لگین کیا باعث ہوا کہ شہریار ابھی تک بیدار نہین ہوے یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے آئین دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی پہلو مین مہرہ نقب کا پایا ایک چیخ ماری کہ صاحبو غضب ہوا کوئی شہریار کو چرا لیگیا کنیزین دوڑین ہرکارون نے عرض کی ہمنے تو حضور کو سرشام خبر دی تھی کہ سمند عیار فکر مین شہزادے کی چل چکا ہی ہوشیاری چاہیے ملکہ نے کہا یارو بڑا غضب کر گیا روتی ہوئی بارگاہ مین آئین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا عیار شہزادے کا امیہ بن عمرو راہ مین اُس سے خوب لڑا سمند خود کہتا تھا کہ میرا کچھ زور اس سے نہ چل سکا آخر سحر کرکے گرفتار کر لیا عیاری مین امیر غالب نہ آسکا لوح تو اُسنے لیکر اپنے خزانے مین داخل کر دی اور دونون کو قید خانہ مین قید کر دیا ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا اب اس ملعون کے ہاتھ سے کیونکر ہم سب کی جان بچیگی افسوس صد ہزار افسوس اپنی تو عجب کیفیت ہی

نظم

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا
تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا

شام مرقد چاندنی تھی تیرے رخ کے دھیان سے
جو اندھیرا سامنے آیا اُجالا ہو گیا

وہ سخی تھا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان
گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہو گیا

حلقۂ رخ زلف تھی تھا نور رخ کا گرد زلف
ہالۂ مہ شب ہوئی مہ شب کا ہالا ہو گیا

اوس گل کو زندگی تھی زہر موذی کو ہوئی
سانپ نے چاٹی جو شبنم منہ مین چھالا ہو گیا

ساغر امید بن جاتی ہی انسان کی دعا
ہاتھ جب سوے فلک اُٹھا پیالا ہو گیا

دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سے ہی شگاف
تیرے مژگان کا تصور ہمکو بھالا ہو گیا

ابر نیسان کی ٹپین بوندین جو تیری زلف پر
موتیون کا گرد افعی مین مالا ہو گیا

مر گئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا
چین برسون کا ہوا دم بھر کسالا ہو گیا

انتظار سنگدل مین سنگ برسے آنکھ سے
تا بہ دامن اشک آتے آتے نالا ہو گیا

ناسخ مغفور تھا اُستاد یکتا ای نسیم
لکھنؤ والون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا

روروکر ملکہ نے یہ اشعار پڑھے بارگاہ مین سناٹا پڑا اہی دن بھر ملکہ کو اسی تڑپن پھڑکن مین گذرا شام کو صدائے طبل جنگ لشکر مہران سے ملبند ہوئی ملکہ نے سر اُٹھا کے فرمایا رو یہ نقارہ کیسا بجا ہرکارون نے آگے دست بستہ عرض کی حضور غضب ہوگیا اسنے طبل جنگی بجوادیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ خود نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو حضور کے واسطے بہت بیقرار و مضطر ہورہا ہی ابھی اپنے رفقا سے کہتا تھا کہ اگر ملکۂ عالم کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا ملکہ نے فرمایا وہ ملعون کیا کرسکتا ہی ہمارا خدائے نادیدہ حافظ و نگہبان ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرگڑا یا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین لشکر مین ملکہ نجم درخشان کے سب ساحر گھبرا رہے ہین ہر ایک یہی کہ رہا ہی کہ اب غضب ہوا اُس شیر کی وجہ سے بڑی قوت تھی کوئی مقابلہ نہین کرسکتا تھا بڑے بڑے ساحرون کے جی چھوٹے ہوئے تھے اب تو وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی قید ہوگیا وہ بیچیا کل خود میدان مین نکلیگا بھلا اُسکا کون جواب دے سکیگا دربار مین شاہان طلسم کے مشہور ہی کہ مہران آفتاب سیر کو سحر مین بہت دخل ہی شاہان طلسم اسکو قوت بازو زینت پہلو جانتے ہین کوئی ہم مین اُسکے سحر کا جواب نہ دے سکیگا ملکہ بھی اُسکے مقابلے کے لائق نہین ہین اگر خدا نخواستہ ملکہ کو اُسنے گرفتار کرلیا تو بڑی سختی پڑیگی یہ سوچکر سپاہی بھاگے جاتے ہین اپنی اپنی جان بچاتے ہین ملکہ کو بھی خبر ہوگئی کہ لشکر والے سب بھاگے جاتے ہین کہا صاحبو ہمارے لشکر مین کہدو کہ جن صاحب کو جان دینا منظور ہو وہ میرے لشکر مین رہین ورنہ ابھی وقت شب ہی جسطرف دل چاہے چلے جائین مین تو کبھی اُس ملعون کی اطاعت قبول نہ کرونگی اپنی جان دونگی جسکو اپنی جان عزیز ہو چلا جائے مین کسی کو نہین روکتی کیونکر اس بات کو گوارہ کرون وہ شیر بیشۂ جرأت قید ہو اور مین اپنی جان بچاؤن فلک نے کیا سامان دکھایا ہین قضا لیکر آئی تھی چار پہر رات اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جلاد دبیر اعظم خنجر مہر ہاتھ مین کمان کہکشان دوش پر تیر شعاع ترکش مین جلادی پر کمر باندھے ہوے میدان فلک نیلی مین برآمد ہوا دونون لشکر قاعدے سے میدان مین پہونچے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرنے لگے کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے مہران نے خود مرکب اُڑایا میدان کارزار مین آیا پکار کے آواز دی ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای سرو باغ محبوبی مین تو آپکے گلشن جمال کا گلچین ہون مجھے اپنا غلام و تابعدار جانیے لشکر و فوج و ملک و مال سب آپکے قبضے مین ہی کسی کو آپ سے نہ عذر ہی نہ ہوگا کیون آپنے یہ تکلیف گوارہ کی صدمۂ جنگ نہ اُٹھائیے بہ آسانی چلی آئیے پلکون سے جاروب کشی کرونگا پردۂ چشم مین آپکو چھپا کر رکھونگا کوئی وقت ایسا نہین ہوتا کہ مجھے آپکی یاد فراموش ہو کیونکر نہ دل مین محبت کا جوش ہو آٹھ پہر آپکی یاد ہی دل مائل فریاد ہی اب مجھ سے کنارہ نہ کیجیے بہ آسانی چلی آئیے پھوٹے وہ آنکھ جو بنگاہ بد سے تمھین دیکھے ٹوٹین وہ ہاتھ جو تصور برائی کا کرین ملکہ نے جواب دیا او بیچیا کیا بیہودہ بکتا ہی تیری آرزو کبھی پوری نہوگی جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی ہرگز نہ کرو ہم لڑینگے مرینگے مگر یہ امر ہرگز نہ گوارہ کرینگے ملکہ نے جو جواب سخت دیا مہران رونے لگا ہاتھ باندھکر آواز دی ای ملکۂ عالم مین کیونکر آپ سے لڑنے کا نام لون میرا دل مثل مرغ بسمل تڑپ رہا ہی

نظم

آتارے ہین عشاق تو ہی ماہ کامل کی طرح	آسمان سے مل گئی ہی تیری محفل کی طرح
خانمان بر دوش چپ آمادہ وقت وداع	بزم عالم مین رہا کر شمع محفل کی طرح

سوز دل ہو خاک روشن انپہ مجھ دلگیر کا
آگ زبان ہی وہ بھی گونگی شمع محفل کی طرح

وہ کھڑے ہوکر ادھر گرم سخن ہین غیر سے
ہم ادھر جلتے ہین بیٹھے شمع محفل کی طرح

اب کہان وہ بزم مہرویان کہان عیش و نشاط
داغ دل پر رہگیا ہی شمع محفل کی طرح

ہم الگ بیٹھے ہین لو دیکھو ابھی کچھ خیر ہی
کیون سمٹتے جاتے ہو تم فرش محفل کی طرح

کیا کسی کے جلسہ مین بیٹھین وہ دن جاتے رہے
بزم عالم سے اٹھا دل فرش محفل کی طرح

خشمگین ہوتے ہین تجھپر غیر ہین سرگرم کار
بے طرح بگڑی ہوئی ہی تیری محفل کی طرح

شیشے خالی ہوتے تھے کل تک تو بزم عیش مین
آج دل خالی کرین رو رو کے محفل کی طرح

شاعرون نے ایسا آنا جانا چھوڑا ای صفیر
خوف ہی جلسہ نہ اٹھے فرش محفل کیطرح

مہران بہت تڑپا بھڑکا ملکہ نے جواب سخت دیے جب تو اسنے پکار کے آواز دی ای ملکۂ عالم آپ بھی آییے اب تو مجھسے بے ادبی ہوگی ملکہ نے گاتی باندھی جھولی سحر کی سنبھالی طاؤس زرین بال کو اڑایا آئیس مین سحر جلنے لگا آگ برس رہی ہی دریاے آب سحر جوش مار رہے ہین گرم مزاجی سے نخل جل جل کے گر رہے ہین ہزارہا طائر صحرائی مارے گئے زاغ و زغن خوف کے مارے بھاگ گئے ملکہ کے سحر سے عندلیبان خوشنوا پیدا ہوتی ہین زمزمہ سرائیان کر رہی ہین کئی مرتبہ مہران جھوم جھوم گیا ملکہ نے ستارے چمکائے اس ملعون نے سورج پیدا کیا سب ستارے غائب ہوگئے آخر جب مہران نے دیکھا کہ یہ معشوق سرکش میرے سحر کو نہین مانتی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہی اسنے اپنی جھولی سے ایک بیضۂ دندان فیل نکالا اسکو ہتھیلی پر رکھکر ہوا پر پھینکا پکار کے آواز دی ای سرپوش سامری اس معشوق سرکش کو لینا اسکے آواز دیتے ہی آسمان سے ایک دنّاٹا ہوا ایک برج چرخ مارکر ملکہ نجم پر گرا سب نے دیکھا اس برج مین یہ ماہ تابان بند ہوگئی غصے مین لشکر پر جا پڑا اسکے ساتھ والون نے بھی ملبوہ کیا کنیزین خوب خوب لڑین ہزارون قتل ہوئین جب اہالیان فوج نے دیکھا کہ مہران نہین رکتا جسطرف جھپٹکر سحر کرتا ہی ہزارون بے گناہون کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی آخر مین سورج سحر چمکایا آفتاب نے حدت دکھائی ہزارون گرمی سے ہلاک ہوے ہزارون شدت گرمی سے بیہوش ہوکے گرے جب سب بیہوش ہوگئے بارگاہین اس ملعون نے قبضے مین کین خزانہ اٹھوا لیا قریب برج کے گیا یا سامری کہکر دستک دی برج کا دروازہ کھلا سب نے دیکھا ملکہ نجم درخشان مبہوت بیٹھی ہین زبان بند دل درد مند خاموش دریاے حیرت کا جوش اس ملعون نے بڑھ کے ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا جب یہ لیکر ملکہ کو چلا دل مین بہت خوش ہی اور دوسرا باعث ملکہ کی گرفتاری کا یہ ہوا کہ لوح محفوظ اسنے اپنے گلے مین پہن لی تھی جب یہ کسی سحر کے رد کرنے مین عاجز ہوتا تھا لوح کو چمکا دیتا تھا اب قفس سامنے کیا ملکہ ایسی مبہوت تھین کہ خود قفس مین چلی گئین اسقدر اسکو اپنے سحر پر ناز تھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن بھی نہ دیا قفس اٹھا لیا چند سردار جنگجو لیے انکے اپنے ہمراہ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا تمام لشکر والے اسکے مالا مال ہوگئے خزانے لوٹے خیمے قبضے مین گئے کنیزین تو سب بھاگ کے نکل گئین یہی خیال ہی کہ اگر ہم گرفتار ہونگے ہماری آبرو ریزی ہوگی ساٹھ ہزار عورتین صحرا مین جا کر پوشیدہ ہوئین اس خیال سے کہ دیکھین انجام کیا ہو اگر خدا نخواستہ اسنے ملکۂ عالم کو قتل کیا ہم لوگ کہین چلے جائینگے اور اگر خداے نادیدہ نے اپنا فضل شریک حال کیا اور کوئی صورت

رہائی کی پیدا ہو تو اپنے مالک کا ساتھ دینگے ہر طرح اپنی آبرو بچائینگے ہرکارے چند مقرر کر دیے گئے کہ ہمکو ہردم کی خبر دینا دیکھیں اب کیا گذرتی ہی مہران آفتاب سپہر نے اُسی وقت ایک عرضی بخدمت شاہان طلسم روانہ کی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ ملکہ نجم درخشان برائے مقابلہ مسلمانان چلی تھیں راہ مین پسر طلسم کشا پر مائل ہوئین وہ پسر حمزہ جسکے پاس لوح محفوظ تھی مین نے پسر حمزہ کو قید کر لیا فرزند عمرو امیہ بھی قیدی ملکہ نجم درخشان کو اس جرم پر گرفتار کیا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن نامہ دار نامہ لیکر روانہ ہوا سحر العجائب تخت پر بیٹھا ہی کہ نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ جو پڑھا گیا سحر العجائب نے سر پیٹ لیا کہا یارو دشمنون کا کیا اقبال ہی کس کسطرح کے ہمارے سردار جا کر اُنکے شریک ہوتے ہین نجم درخشان کیسی راسخ الاعتقاد تھی نام پر خداوندون کے جان دیتی تھی مسلمانون کا کبھی نام نہ لیتی تھی اب وہ پسر طلسم کشا پر مائل ہوئی نامہ دار نے سب حال بیان کیا کہ حضور سمندر عیار نے بڑا کام کیا پسر طلسم کشا کو مع عیار گرفتار کرکے لایا مہران نے اپنے عشق کا بھی حال لکھا تھا کہ ایک بات کا امیدوار ہون کہ میری شادی ساتھ نجم درخشان کے ہو جائے سرکار کا غلام پر احسان ہوگا وعدہ کرتا ہون کہ طلسم کشا کو بھی قید کر لاؤنگا وہ عیار طرار میرے پاس ہی کہ قیامتین برپا کرینگا ساربان زادے کی مشکین باندھ لائیگا سحر العجائب نے نامہ دار کو حکم دیا کہ تو جا کر مہران سے کہنا کہ ای مصاحب ملکہ سامری و جمشید کے نائب تجھے بڑا کار نمایان کیا ہم تجھسے بہت راضی ہوے تمھاری شادی بڑی دھوم سے ساتھ نجم درخشان کے کرینگے نجم درخشان کو تمھین کو بخش دیا یہ بھی زبانی نامہ دار کی ثابت ہوا کہ تم اسیر عاشق ہو کچھ تردد نہ کرنا ہم اُس دھوم سے تمھاری شادی کرینگے کہ شاہان جہان رشک کرین یہ جواب دیکر نامہ دار کو روانہ کیا یہان مہران ملکہ کو قفس مین بند کرکے لایا سب کو ہٹا دیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا ای ملکۂ عالم تیرے فراق مین مرتا ہون کل ملک و مال کا آپکو اختیار ہی پسر حمزہ کو مین نے پکڑ لیا لوح محفوظ میرے گلے مین پڑی ہوئی ہی اب تو سامری و جمشید بھی مجھسے مقابلہ نہین کر سکتے قیامتین برپا کرونگا طلسم کشا میرا کیا کر سکیگا میرا عیار سمندر ساربان زادے کو پکڑ لائیگا واسطہ سامری و جمشید کا مجھکو قبول فرمائیے ملکہ نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے جب اسنے بہت کہا تو ملکہ نے روکے جواب دیا کہ او مہران خبردار مجھکو ہاتھ نہ لگانا مین اپنی جان دونگی مگر تجھکو قبول نہ کرونگی شیر بیشۂ صاحبقرانی کا کیون نام لیتا ہی اُنکی کیا غلامی مین جان دینے پر آمادہ ہون قسم ہی خداے نادیدہ کی اگر تو نے مجھے ہاتھ لگایا یہ سمجھ لے کہ مجھے زندہ نہ پائیگا بہت پچھتائیگا جب بہت منت کی اور ملکہ نے نہ مانا چند کنیزون کو بلایا قفس ملکہ کا اُنکے سپرد کیا کہا آج شب بھر تم سب ملکر ملکہ کی حفاظت کرو صبح کو وہ سحر کرونگا کہ یہ خود مجھپر عاشق ہو جائے یہ کہکر بوتخانے مین داخل ہوا چونکہ دیگر مصروف سحر خوانی ہوا شب بھر مین اپنے سحر کامل تیار کر لیا صبح کو بڑے جوش و خروش مین آکر بارگاہ مین بیٹھا اپنے سحر کے تیار کرنے پر بڑا مغرور ہی کنیزون سے پکار کے کہا قفس ملکہ کا جلد میرے سامنے لاؤ کنیزین گئین بارگاہ مین قفس لیکر حاضر ہوئین مہران نے کہا پسر طلسم کشا اور عیار کو بھی اُسکے میرے دربار مین حاضر کرو اُن دونون کو اس ظالم کے سامنے قتل کرون کہ وہ ناامید ہو کر عاشق تو میرا مارا گیا اب کون میرا چاہنے والا ہی جسپر اپنی جان فدا کرون جب تو مجھے قبول کریگی داروغہ زندانخانہ گیا اور جا کے شہزادہ بدیع الزمان اور امیہ بن عمرو کو مسلسل و مطوق سامنے مہران کے لایا اسنے دیکھتے ہی حکم دیا جلاد کو بلاؤ

جلاد طلب ہوے میدان خونی کی تیاری ہونے لگی ہنگامہ گرم ہی بدیع الزمان اور امیہ جب سامنے اسکے آئے اسکو منظور یہ ہی کہ ملکۂ عالم اپنی آنکھون سے دیکھ لین کہ عاشق صادق تمہارا قتل ہوا اب کون میرا چاہنے والا ہی یقین ہی ضرور قبول کرے جلاد صاحب بیداد خنجر ہاتھ مین شور و غل مچا رہے ہین ملکہ کا قفس سامنے رکھا ہوا ہی یہ ملعون جوش قہر و غضب مین کہتا جاتا ہی کیون ملکۂ عالم یہی تمہارا عاشق صادق ہی تمکو قفس مین قید دیکھتا ہی اور کچھ تدبیر رہائی کی نہین کرتا اب مین اسکو تمہارے روبرو قتل کرتا ہون کہ تمہارے دل پر صدمہ ہو تجھے اب تو مجھے ضرور قبول کرنا پڑیگا ملکہ نجم درخشان کی بیتابی و بیقراری بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین ای کریم کارساز ای رب بے نیاز واسطے تجھکو اپنے عزت و جلال کا اس شیر بیشۂ جرأت کو اس بلاے ناگہانی سے بچا لے مجھ حقیر کے واسطے یہ شاہزادہ بے گناہ قتل ہوتا ہی تو ہی اسکی جان کا حافظ و نگہبان ہی اگر تیری عنایت شریک حال ہو تو کیا بڑی بات ہی تیرا حکم کرامات ہی تو نے زمین و آسمان کس کیفیت سے بنائے جن و انس کو پیدا کیا چاند و سورج کو کیا ضیا و شعاع عطا فرمائی بہشت و دوزخ کو بنایا تو عالم بر و بحر ہی کیا کیا چیز پیدا کین تو معبود حقیقی ہی

نظم

ازدل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدایا صاحب عصیان نمود لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد ذرہ را ابر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود
ہر زبان را کرد در اوصاف خود رطب اللسان خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان درد عصیان را بچون کرم درمان نمود
سر بہ پیچید از سجود بندگی و آخر تا کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
در دل آمد صوفیان صاف طینت را پسند عمدہ مضمونے کہ سہندی درج این دیوان نمود

بلک بلک کے ملکہ قفس مین دعائین کر رہی ہین اُدھر شہزادہ بدیع الزمان اور مہران آفتاب سیر سے سخت گفتگو ہو رہی ہی جب یہ کہتا ہی کہ او پسر طلسم کشا تجھکو ابھی قتل کرتا ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا تو نے غضب کیا میری معشوقہ پر قبضہ کر لیا تھا اب وہ مجھسے بگڑی ہوئی ہی ایک تختی کے بھروسے پر مجھسے لڑے میرے سولہ ساحر بھی مارے یہ نہ سمجھے کہ انجام اسکا کیا ہوگا مین سب باتون پر قادر و حاکم ہون ایک عیار ناچیز سے تجھکو گرفتار کرا سکتا یا اب تجھکو قتل کرونگا بدیع الزمان نے تیور پر بل ڈال فرمایا او بچہ کیون بیہودہ بکتا ہی زیادہ یاوہ گوئی بیکار ہی تو ہمارے قتل پر ہرگز قادر نہین ہی ہم اپنے پیدا کرنے والے کو قادر و توانا جانتے ہین وہی ہماری مدد کریگا یہ بلا غیب سے رد کریگا تو کیا قتل کر سکتا ہی مہران نے جو یہ گفتگو شہزادے کی سنی بہت جھلایا کہنے لگا دیکھو ابھی قتل کرتا ہون یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضاے کار اتفاقات روزگار نقابدار زرین پوش تخت زبرجدی پر سوار سر پر باز سفید سایہ فگن عیار پشت پر مگس پرانی کر رہا ہی عیار کی نگاہ پڑی کہا ای شہریار غضب ہوا دیکھیے وہ سامنے شہزادہ بدیع الزمان مسلسل و مطوق زیر تیغ بیٹھے ہین

بیچارہ

نقابدار یہ سحر دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا کہا یارو حقیقت مین اس زمانے مین فرزندان حمزہ بڑی آفت مصیبت
مین ہین طلسم نور افشان فتح ہو رہا ہی صاحبقران کو لوح طلسمی حاصل ہو چکی چند مرحلے فتح ہو چکے
فنا حی طلسم مین مصروف ہین خدا اس طلسم سے اُنکو مہلت دے ارے جلد مرکب لاؤ دیوزادون کی فوج
کو ہٹاؤ فوج دیوان طرف صحرا کے روانہ ہوئی بارہ ہزار جوان قریب آئے نقابدار پشت مرکب پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوانون سے زمین پر اُتر آیا نعرہ کیا ہنم نقابدار زرین پوش مسخر کن بر و بحر بارہ ہزار
جوانون نے تلوارین کھینچین عیار بھی خنجر زنی کرتا ہوا بڑھا جس ساحر نے ارادہ کیا سحر کردن تیر گیفچے مین رکھکر
مار دیا کسی کو حباب مار کے بیہوش کیا نقابدار زرین پوش شیرانہ نہنگانہ لڑتا بھڑتا طرف مہران
کے جاتا ہی مہران نے کیسے کیسے سحر کیے مگر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر کیا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا
سحر دفع ہوا باز سفید نے اپنا سایہ سر پر نقابدار کے ڈالا یا اُس ساحر پر سایہ کر دیا سحر اُسکا باطل کر دیا
ساحر جل کر خاک ہوا نقابدار لڑتا ہوا قریب شہزادہ بدیع الزمان کے پہونچا آواز دی ای فرزند امیر
اُٹھیے لیکن خیال رہے کہ صاحبقران زمان کو سمجھایئے اس حقیر سے مقابلہ نہ کرین بانہ ہاے صاحبقرانی
بہ آسانی دیدین بدیع الزمان نے کچھ جواب نہ دیا جوش مین آ کے ایک نعرہ مارا اسب قید ٹوٹ کے گری
نعرۂ شیرانہ کر کے اُٹھے مصروف جنگ ہوئے مگر جب کوئی ساحر سحر کرتا ہی تو پانون شہزادہ بدیع الزمان
کے زمین تھام لیتی ہی جب کوئی اُسے مارتا ہی تب یہ رہائی پاتے ہین نقابدار کے باز سفید نے جو ملکہ کو
قفس آہنی مین دیکھا بڑھکر اپنا عکس ڈالا قفس ٹوٹا ملکہ قفس سے نکلین زبان مین بھی طاقت آئی تڑپ کر
اُٹھین مہران نے جو نجم درخشان کو تڑپتے ہوئے دیکھا گھبرا گیا قریب تھا کہ جوش عشق مین لڑکھڑا کے گرے
مگر سنبھلا کہ نقابدار جھپٹ کے سامنے آیا للکار کے آواز دی او بھیا خبردار کہان جاتا ہی اپنے سحر کو کے ملکہ کو
بیکار کیا نقابدار لڑتا ہوا سامنے اسکے آیا اسنے نقابدار پر سحر کیا نقابدار نے ہاتھ مارا کہ مہران
کے دو ٹکڑے ہوئے لشکر ملکہ نجم درخشان کا جو درہ کوہ مین پوشیدہ تھا اسکو جو ہرکارون نے خبر دی
کہ ملکہ عالم نے رہائی پائی ایک نقابدار نے آ کے مدد کی ملکہ رہا ہو گئین لڑ رہی ہین یہ سنتے ہی تمام لشکر آ پڑا
فوج مہران کو گھیر لیا اہلیان فوج مہران گھبرا گئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کشتی مرا نامم مہران
آفتاب سیر بود سب کو معلوم ہوا کہ افسر مارا گیا سب بھاگنے لگے بعض نے چادر ہلائی فریاد کرنے لگے ای
شہریار ہم آپکی اطاعت دل و جان سے قبول کرتے ہین بدیع الزمان نے تلوار روکی لوح محفوظ اُسکے
گلے سے اُتار لی آپ بسم اللہ کہکر پہنلی جب لوح محفوظ گلے مین آئی ہاتھ پانون مین طاقت زیادہ ہوئی سحر ہونا
موقوف ہوا بدیع الزمان بفتح و فیروزی ملکہ نجم درخشان کو ساتھ لیے ہوئے ملیے مگر ملکہ نجم درخشان
کو بڑا انتشار ہی کہ اب کیا ہوگا یقین ہی شاہان نور افشان کو ضرور خبر پہونچ گئی ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف
بارگاہ کے جاتی ہین ابھی بارگاہ تک نہین پہونچے پائین ہین کنیزین بارگاہ مین استادہ کر رہی ہین بارہا زرین فرش
بچھ رہی ہین نجم درخشان چاہتی ہین کہ بارگاہ مین داخل ہون بدیع الزمان اہلیان فوج کو تسکین
دے رہے ہین نقابدار بعد فتح اپنے لشکر کو علٰحدہ کر کے ایک طرف کو روانہ ہو گیا یہان سب اہلیان
لشکر میں مشغول رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا علمہاے سیاہ نمایان ہوئے صمصام
زرین کوش چھ لاکھ جادوگرون سے آگے پہونچا صمصام نے آتے ہی دیکھا کہ صحرا مین لاشون کا انبار ہی

لوگون سے پوچھا جو ہمراہیان مہران بھاگ کے چھپے تھے وہ آکے حاضر ہوے صمصام سے سب حال بیان کیا
کہ حضور مہران نے خاتمہ کر دیا تھا مگر مسلمانون کی مدد غیب سے ہوئی ہی ایک نقابدار زرین پوش
آکے پہونچا اُسنے سب کو دہا کیا پسر طلسم کشا کو لوح دلوائی لڑائی فتح ہوئی مہران آفتاب سیر مارا گیا
ملکہ نجم درخشان نے بڑی بغاوت پر کمر باندھی ہی بادشاہ کی دشمن ہو گئی ہی صمصام نے کہا شاہان طلسم
نور افشان ہمہ دان ہمہ گیر ہین وہین سے بیٹھے بیٹھے اُنکو معلوم ہوا کہ مہران مارا گیا حکم ہوا کہ جا کے پسر
حمزہ کو رد کو مین وہان سے لوح محفوظ لینے آیا ہون ایک دن مین سارے لشکر کا خاتمہ کردونگا میرے
ہاتھ سے نجم درخشان کی قضا ہی اب اُنکے قتل کی تدبیر ہو گئی یہ کہکر صمصام زرین پوش اُترا حال
مہران سنکر بہت ملول ہوا بارگاہ مین بیٹھ کر صلاح کرنے لگا کہ یارو کیا تدبیر ہو ساتھ والے کہ رہے
ہین کہ اول تو ملکہ نجم درخشان ساحرہ زبردست صاحب سحر حلال ہی اور پسر حمزہ کے پاس لوح محفوظ
موجود ہی کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی نہایت تدبیر سے مقابلہ کیجیے بدیع الزمان بارگاہ مین آئے
ملکہ بھی آکے مسند پر بیٹھین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ صمصام زرین پوش براے
مقابلہ حضور آیا ہی بدیع الزمان نے کہا مین دیکھ چکا ہون سمجھا جائیگا یہ کہکر باہر آئے لشکر صمصام
کو دیکھنے لگے کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر نیزے
ہاتھ مین تلوارین لیے ہوے آکے صمصام کے لشکر کے پاس اُتر اجا کے صمصام سے ملاقات
کی کہا حضور میرا نام شعبدہ جنگ آزما ہی شاہان طلسم نے مجھکو حکم دیا کہ براے مقابلہ طلسم کشا جاؤ
ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ صمصام زرین پوش بمقابلہ پسر حمزہ فروکش ہی غلام اسوجہ سے حاضر
ہوا ہی کہ مین فیصلہ کرتا ہوا طلسم کشا کے مقابلے کو جاؤن پسر حمزہ کو گرفتار کرکے آپکے سپرد کرون پھر جاکر
طلسم کشا سے لڑون یہ سنکر صمصام خوش ہو گیا کہا اے شعبدہ جنگ آزما تمھارے آنے سے مجھکو بڑی
تقویت حاصل ہوئی شعبدہ جنگ آزما یہ باتین کرکے اپنے خیمے مین آیا بدیع الزمان کو بھی آکے امیر
نے خبر دی کہ ایک ساحر موسوم بہ شعبدہ جنگ آزما آپکے مقابلے کے واسطے آیا ہی شہزادے نے
فرمایا کیا خوف ہی وہان شعبدہ جنگ آزما نے طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان نے ہرکارون کی زبانی خبر
سنی انہون نے بھی طبل جنگی بجوایا نجم درخشان نے گھبرا کے کہا اے شہریار اب شاہان طلسم سے مقابلہ پڑا
ہی اسقدر فوجین آئینگی کہ ہمکو آپکو دم لینا مشکل ہو جائیگا بدیع الزمان نے کہا ملکہ ہمارا مددگار وہ ہی کہ
جو سب سے قادر و توانا ہی ہم خود قصد رکھتے ہین کہ اُنکے قلعے پر جائین یا وہ خود مقابلے مین ہمارے آئین
تو بہت بہتر ہی دونون لشکر دن مین تیاریان ہونے لگین بدیع الزمان نے غیر ساحرون کا لشکر علیحدہ
کر لیا فرمایا اے ملکۂ عالم یہ خیال رکھیے گا کہ شاید شعبدہ جنگ آزما سوال کرے کہ مین پہلوان ہون اور
مجھسے مقابلہ پڑے کوئی ساحر سحر کرنے نہ پائے اور اُسکے سحر کا بھی دھیان رکھنا اُسکے ساتھ ساٹھ ہزار جوان ہین
اور میرے ہمراہ بیس ہزار غیر ساحر ہین یہ کہکر آگے بڑھکر لشکر کو اُتارا صمصام نے شعبدہ سے کہدیا ہی
کہ تو پہلے جنگ آغاز کر باقی مین سمجھ لونگا مین ایک سحر نایاب تیار کرتا ہون ملکہ نجم درخشان نے ہرچند کہا
اے شہریار سب لشکر کا ایک مقام پر رہنا مناسب ہی مگر بدیع الزمان نے قبول نہ فرمایا لشکر آگے بڑھا کے
اُتارا شعبدہ جنگ آزما جب اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھا اپنے مشیرون سے پوچھنے لگا کہ پسر حمزہ کے ہاتھ سے

شعبدہ

کون کون پہلوان زیر ہوے وزیرون نے مشیرون نے جابجا کے ذکر کیے اور یہ بھی ذکر کیا کہ اسی جوان کے ہاتھ سے طلسم کلیدر فتح ہوا اکثر پہلوانون نے جا کے روکا کہ تا بہ طلسم کلیدر نہ جانے دین پسر حمزہ نے اُن سب کو زیر کیا بعض کو قتل کیا ان سب آفتون کو جھیل کے تا بہ طلسم کلید پہونچے پھر تو اُس طلسم کو بڑے زور وشور سے فتح کیا جابجا مقابلہہاے عظیم پڑے مگر کوئی کچھ نہ کرسکا طلسم کلید کے بڑے بڑے نگہبان تھے لوح محفوظ اس جوان کے قبضے مین آئی یہ سنکر شعبدہ جنگ آزما کو سناٹا آگیا کہا صاحبو بڑے ستم کی بات ہی شہنشاہ نے میرے نام نامہ لکھا مین کوچ کرکے چلا آیا یہ نہ ذہن مین آیا کہ مجھسے جو زیادہ شہزور پہلوان تھے وہ تو ہاتھ سے پسر حمزہ کے قتل ہوگئے مین بیچارہ سر میدان کیا کرونگا میان صمصام صاحب تلوار چمکاتے ہین کہ مین سحر نایاب تیار کررہا ہون پسر طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ موجود ہی کوئی سحر تاثیر نہ کریگا صاحبو میرا ارادہ ہی کہ پسر طلسم کشا پر شبخون ماردون سب نے کہا حضور بہت مناسب ہوگا اُسی وقت اسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کل فوج تیار رہے بعد بارہ بجے کے ہم لشکر دشمن پر شبخون لیکر جائینگے سب اہالیان فوج تیار ہوگئے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری گیسوے مشکین آراستہ ہوے زلف کی اندھیری ہوکا وقت آگیا شعبدہ اپنے مقام سے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا ستر ہزار فوج کے چار غول کیے طرف لشکر بدیع الزمان کے چلا اور صمصام سے کہلا بھیجا کہ مین تو شبخون لے کر پسر طلسم کشا کے لشکر پر جاتا ہون اگر شاہدبی نجم قصد کرین تو اُنسے آپ سمجھ لیجیے گا صمصام نے بھی ہرکارے مقرر کردیے کہ اگر شاید ملکہ نجم درخشان سحر کرین تو مجھکو اُسی وقت خبر دینا غرضہ ہنوز ایک جملہ اور مصنف گوش گذار کرتا ہی کہ جب شہزادہ بدیع الزمان زخمی ہوکے لشکر سے نکلے تھے تو انکا سردار قارن بلند کمان بھی انکی تلاش مین نکلا تھا وہ بھی یہان آکے پہونچا تو وہ آجکی شب لشکر مین طلایہ پھر رہا ہی کہ اسنے دیکھا صحرا مین روشنی ظاہر ہوئی گینڈا اڑھا کے آواز دی اسطرف کون آتا ہی شعبدہ نے نعرہ کیا منم شعبدۂ جنگ آزما با خیدای مسلمانان اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے کئی سو پہلوانون نے قارن پر بلوہ کیا قارن زخمون مین چور چور ہوا ساتھ والے لیکر بھاگے اُدھر سے فضل بن گیا ہور خون آشام اپنی بارگاہ سے نکلا اسنے دیکھا قارن کو لوگ زخمداری مین لیے جاتے ہین بڑھکر پوچھا کیا معرکہ ہی لوگون نے کہا شعبدۂ جنگ آزما بطور شبخون آیا ہی فضل بڑھا اسنے چاہا کہ اپنے آقا کو خبر نہ کرون بڑھکر لڑون کئی سو پہلوان اسپر بھی ٹوٹ پڑے فضل بھی زخمون مین چور چور ہوا ملازم اسکو بھی لیکر بمشکل بھاگے امیہ بازار غلہ فروشان سے پلٹا ہوا آتا ہی کہ اسنے دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہی جھپٹ کر آیا دیکھا فضل و قارن زخمون مین چور چور ملازم چاہتے ہین دونون کو لیکر نکل جائین مگر فوج کفار نے چہار طرف سے گھیرا ہی نکلنے نہین دیتے امیہ بھاگا کہ جاکے شہزادے کو خبر کرون بدیع الزمان اُٹھکے بیٹھے ہین کہ امیہ نے آکے سب خبر عرض کی کہا حضور شعبدہ شبخون لیکر آگیا ہی فضل و قارن انتہا کے زخمی ہوے بدیع الزمان اُٹھے نکلتے ہی گلگون باختری پر سوار ہوے بڑھ گئے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان تصنیف مصنف

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صفت کافران
فراہی شد آن کافر پُر دغا

بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در باختر شد بجنگ

منم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز گنجاب گشتہ چو جنگ آزما
لقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

پیل صف شکن نامور پہلوان بدیع الزمان ابن صاحبقران نعرہ کرکے تلوار کھینچی شعبدہ
کئی سو پہلوانون کو لیے پھر رہا ہی طنابین خیمون کی کاٹتا پھرتا ہی بڑھکے اسنے طناب خیمہ بدیع الزمان
کاٹی اپنے نزدیک یہ ذہن مین تھا کہ پسر حمزہ دب جائیگا بارگاہ گری اور کئی سو نگہبان و بدیع الزمان
نکل چکے تھے نعرہ شیر کی صدا آئی اسنے دیکھا شیر بیشہ صاحبقرانی صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے آتے ہین
جرأت سے بدیع الزمان کی فوج کے پانون رکے ہین یا توسب بھاگے جاتے تھے یا صدائے بدیع الزمان
سنکر تھم گئے مگر فوج شہزادے کی سب کم ہی شعبدہ کے اسی ہزار جوانون نے چہار جانب سے گھیرا
تلوار چل رہی ہی لاشون کے انبار کردیے شعبدہ نے ساتھ والون سے کہا پسر حمزہ کو گھیر لو چہار جانب سے
پہلوانون نے گھیرا ایک نے سامنے سے ٹوکا دوسرے نے پشت پرسے آکے ہاتھ تلوار کا مار دیا شہزادہ زخمی
ہوا سر سے خون بہ رہا ہی لختے خون کے جسم پر جمے ہوے شاہزادے نے اُس عالم مین بھی کئی سو آدمی مارے
جب ہنگامۂ گیرودار بلند ہوا کنیزون نے یہ خبر ملکہ نجم درخشان کو پہونچائی ملکہ نجم درخشان بصد شوکت و
شان اپنے مقام سے اُٹھین گھبرا کے کہا ہم تو پہلے ہی کہتے تھے یہ سب مکار ہین کچھ فتور ضرور کرینگے آخر ثابت
ہوا کہ شبخون مارا مین اپنے دل کے حالات کس سے کہون مجھ کمبخت کے کہنے کو نہ مانا مین نے کہا تھا کہ یہان سے
اپنا لشکر علیحدہ نہ لیجایے مگر میری بات کی کچھ سماعت نہ کی آخر یہ انجام ہوا اب دشمنون کی جان پہ بنجائیگی اب
مین کدھر نکل جاؤن اور کیا کرون **نظم**

اکثر اس بات پہ آتا ہی تبسم مجھکو
آئے عیسی بھی تو فرماتے ہوے قم مجھکو
کیا ہنسی ہی دہن یار کا اب گم رہنا
رات بھر آتی ہی آواز تکلم مجھکو
لخت دل مضطر بانہ کوئی آیا سوی چشم
دیکھتا تھا مین فلک کو مہ و انجم مجھکو
مستعد نیش زنی پر رگ جان ہجر مین ہی
ظلم کے ڈھنگ اُسے آئین تظلم مجھکو
بیخودی سی ہی جو شب وصل ہی کچھ دونون طرف
ہوگئی موت کی ہچکی کی صدا اُم مجھکو
غم نصیبون مین محبت کی خوشی کا کیا کام
سر شوریدہ ملا ہی عوض خم مجھکو
کوکب بخت سیہ کر یہ اشارے تھے فلک
بھولتے جاتے ہین انداز تکلم مجھکو

دہن اُنکو نہ ملا تاب تکلم مجھکو
دل کو تعویذ دو قتل کرو تم مجھکو
کچھ نشان جب ملے آثار تبسم مجھکو
یارب آباد رہین زیر فلک ہاے دوست
دے رہا ہی خبر اشکون کا تلاطم مجھکو
کاٹنا حلق کا آسان تھین لیکن مشکل
سانس کہتی ہی کہ سمجھے رہو گزدم مجھکو
سب کی آنکھون کی مین پتلی ہون وہ کہتا ہی
بدگمانی اُنھین ہوتی ہی تو ہم تم مجھکو
دامن دشت جنون پر مجھے پڑھنے دی نماز
کہین ہنسنے تو نہ آیا ہو تبسم مجھکو
ڈھنگ سے پڑتے ہین ہر گام ترے کوچے مین
آنکھ شب بھر جو دکھایا کیے انجم مجھکو
خواہش دل ہی کہ گھوڑا دوہین جاکے جلال

اپنے کوچے سے اُٹھانے نہین آلم مجھکو
حال دشمن پہ بھی آتا ہی ترحم مجھکو
دل کو سمجھاتی تھی کچھ یاد تری سینے مین
لاکے میخانے مین گاڑا ہی تہ خم مجھکو
اک تماشا نگہ یاس ہوئی تھی شب ہجر
قطع کرلی ادھر امید ترحم مجھکو
عشق منصف بھی ہی ایسا کہ بتاتا ہی تو سا
دیکھتے نہین اسوجہ سے مردم مجھکو
کوئی آیا تھا دم نزع کہ مین جی اُٹھا
تربت قیس یہ کرتا ہی تبسم مجھکو
دل سرشار بغل مین ہی مری جامے سبو
غیر کے نقش قدم ہوگئے گزدم مجھکو
لاکھ احسان تری بزم مین خاموشی کے
عقل کہتی ہی وہان بیٹھے کر دم مجھکو

اسطرح بلبل کے یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کنیزون نے کہا واری آپ نہ گھبرائیں ہم ابھی خبر لاتے ہین کنیزین
دوڑین اُسوقت یہ خبر لائیں کہ شہزادہ بدیع الزمان مجمع مین پہلوانون کے گھرے ہوے زخمدار لڑ رہے ہین
کنیزین بلبلاکر آئین عرض کی ای ملکہ عالم غضب ہوا شاہزادہ انتہا کا زخمی ہو رہا ہی چارون طرف سے کافرون نے

گھیر لیا ہی یقین ہی شہزادہ قتل ہو جائے ماشاء اللہ کس کمال سے اتنے ظالمون مین تنہا جنگ کر رہا ہی یہ
سنتے ہی ملکہ نجم درخشان کا قلب تھرا گیا بیقرار ہو کے جھپٹین مگر فرماتی جاتی ہین کہ ہاے مین کیا کرون دیکھیے
انکی محبت میرے ساتھ کیا کرتی ہی آٹھو پہر مجھے یہی خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی لطف زندگی سے
ہاتھ دھویا خدا انکو اس آفت سے بچائے ہر طرف سے بلاؤن کا سامنا ہی لشکر غم و الم مین گھر گئی ہون
میرا دل بہت بیقرار ہی

نظم

منکہ دانم کہ زمن رنجہ شود یار عبث — پس چرا درد دل خود کنم اظہار عبث
صبح روشن شدن از راز تو درست بنور — شوقم از خواب عدم ساختہ بیدار عبث
ہست در این ہمہ پیدا شدہ پنہان شدہ — نیست گردیدن این گنبد دوار عبث
سعی بردیم بکار این ہمہ نافہمیدیم — سعی بیجا و طلب بیہدہ دکار عبث
گر نشد کام روا شکوہ ز تقدیر مکن — کلمۂ تلخی دار وست ز بیمار عبث
ای کہ برداشتۂ پای طلب در رہ آز — دست بردار چرا می کشی آزار عبث
از بلندی نشود خاک بجز آفت چشم — دیدہ بکشا و مکن نخوت پندار عبث
گر دل آزار نۂ ایمنی از شر بدان — رنج نادیدہ کسی را ہرگز دمار عبث
در نیاید بدل مردہ دلان روح سخن — عیسئی ما چہ کشاید لب گفتار عبث
بہرہ نیست ز نرمی بہ اراذل کردن — آب باری بہ زمین ہای پراز خار عبث
قول و فعلش ہمگی پوچ بر آید چو حباب — بہ تنگ ظرف مدہ ساغر سرشار عبث
ذکر پیوستہ بہ تسبیح مسلمانی کرد — تہمت کفر مبندید بہ زنار عبث
نخل پر غنچہ شد و غنچہ گل و گل ثمر — تو بیا تا نہ شود محنت گلزار عبث
شکوۂ عالی ازین سنگدلان نیست بجای — جنگ دیوانہ بود باد ر و دیوار عبث

اسوقت ملکہ نجم درخشان میدان جنگ مین پہونچین کہ شہزادہ بدیع الزمان زخمون مین چور چور
ہو کے ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے ہین جب فوج حملہ کرتی ہی دو چار کو مارا پھر اُسی نخل کے
سایے مین آگئے مگر اب گھوڑے سے گرا چاہتے ہین بجوش جرات اس طور سے لڑ رہے ہین یہ کیفیت
جو ملکہ نے دیکھی کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا چیخ مار کے آواز دی یارو غضب ہو اشہریار انتہا کے زخمی ہوے
جھپٹ کے ایک گولہ مار دیا کئی ہزار سوار گھوڑون سے گرے قریب تھا کہ شعبدہ شکست کھا کر بھاگے
یہ خبر ہرکارون نے صمصام کو پہونچائی کہ شعبدہ نے پسر طلسم کشا کو زخمی کیا تھا قریب تھا کہ قتل کرے
نجم درخشان نے آکے قیامت برپا کر دی کئی گولے مارے لشکر والے بھاگتے پھرتے ہین صمصام
یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اُسوقت آکے پہونچا کہ ملکہ نے آگ برسا دی جب بدیع الزمان پر نگاہ پڑتی
ہی دل بیقرار ہو جاتا ہی بدیع الزمان اُس حالت مین بھی غل مچاتے ہین ای ملکۂ عالم کیا کرتی ہو خصم دام
سحر گروہم پر شاق ہوتا ہی ایسا نہو یہ خبر مشہور ہو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہوگی ملکہ نے منہ پھیر لیا
گرد کے گرین کئی پہلوانون کو اُٹھا لیگئین چیر چیر کے پھینکدیا صمصام نے جو آکے سحر کیا شعلے جو آسمان سے
گر رہے تھے اُنکو روکا دریاے سحر جو جوش مار رہا تھا اُسکو مٹایا چہار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہی جس مقام

اسنے پہلوان بیہوش پاے اُنکو ہوشیار کیا آو ازدی ای شعبدۂ جنگ آزما مین آپہونچا بی بی نجم درخشان کو لیتا ہون اب شکست دیتا ہون امیہ بن عمرو کہ پشت پر شہزادے کے پشتیبانی کررہا تھا اسنے کہا ای شہریار آپ ناحق ملکہ کو منع کرتے ہین اُسطرف سے صمصام بھی آگیا جنگ سحر آغاز ہوئی دیکھیے صمصام نے دریاے سحر کو مٹا یا اب آپ نہ منع کیجیے بدیع الزمان لاکہ اپنے کو سنبھالتے ہین مگر سنبھل نہین سکتے ملکہ نجم درخشان نے بڑھکے صمصام کو ٹوکا کہ او بدانجام کہان جاتا ہی اب تیرا زندہ بچنا دشوار ہی مکر کی لڑائی پر بڑا ناز کیا صمصام پلٹ پڑا آپس مین سحر چلنے لگے صمصام نے تلوار کمر سے نکالی کچھ اسم سحر پڑھکے ملکہ پر کھینچ ماری ہرچند ملکہ نے روکا تلوار نہ رکی سر پر پڑی کہ ملکہ زخمی ہوا اب تو کنیزین ٹوٹ پڑین ملکہ کو ہوادار پر ڈال لیا شہزادہ گھوڑے پر جھوم رہا ہی کہ سامنے سے کنیزین ہوادار ملکہ کا لیے ہوے پہونچین ملکہ کے سر سے خون جاری چہرہ گلنار ہاتھ پاؤن مین رعشہ جھولی زمین پر گر گئی شعبدہ نے جو بدیع الزمان کو اس حال مین دیکھا جھپٹ کے قریب آیا شبرد لیر پر برس پڑا ابدیع الزمان نے اُس حالت مین بھی کئی ہاتھ خالی دیے ایک ہاتھ سر پر پڑ گیا زخم سر شہزادے کا چوپارہ ہوا شعبدہ نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون لوح محفوظ گلے سے اُتار لون سب سردار ہرچند کہ زخمدار تھے مگر بیچ مین آپڑے امیہ نے دیکھا شہزادے کو غش آگیا آوازدی یارو شہزادے سے ہشیار رہنا اُس ہنگامے مین ملازم دوڑکے ہوادار لائے شہزادے کو ہوادار پہ ڈال لیا تکان جو پہونچی شہزادے نے آنکھ کھول دی دیکھا سردار ان تہمتن زخمدار ہوادار لیے ہوے بھاگے جاتے ہین بارہ ہزار تیرانداز تیر و کمان لیکر آگے بڑھ آئے ہین اُن سب کا افسر کہتا ہی ای امیہ تم شہزادے کو لیکر نکل جاؤ ہم اپنی جان دینگے مگر شہزادے تک کسی کو نہ آنے دینگے شعبدۂ جنگ آزما تیراندازون پر آپڑا امیہ تو بدیع الزمان اور نجم درخشان کو لیکر بھاگا فوج پر شکست فاش ہوئی سب کو بھاگنے کی تلاش ہوئی شعبدہ و صمصام نے سب پڑاؤ لوٹ لیے بارگاہین اپنے قبضے مین کین لشکر بدیع الزمان کو شکست ہوئی بھاگے جاتے ہین صمصام و شعبدہ مارتے ہوے چلے آتے ہین جلاد فلک تیغہ مہر کھینچے ہوے نمایان ہوا حکم قتل عام دیا صمصام سحر کرتا ہوا شعبدہ گینڈے کو ڈھ جاتے ہوے ہزارون کو قتل کر رہا ہی صمصام کے سحر نے زمین ہلا دی غبار ہر مقام سے اُٹھ رہا ہی ہنگامہ گیر و دار بلند بار ان سحر آسمان سے برس رہا ہی دریاے سحر کی طغیانی سر مثل حباب کے دریاے خون مین بہ رہے ہین سپرین ہزارون ہاتھون سے گرین صاف ثابت تھا کہ کچھوون نے دریا سے سر نکالا ہی تیر جو ترکشون سے گرے معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان پھر رہی ہین بدیع الزمان نے اُس عالم زخمداری مین سر اُٹھا کے دیکھا کہ چہار جانب سے بلوہ ہی کفار چڑھتے چلے آتے ہین ہمارے لشکر کو شکست ہوئی آنکھون سے آنسو جاری ہیقرار ہوا انتہا کے بیقرار زخمدار اشکبار دست دعا طرف آسمان کے اُٹھا دیے بلبلا کے دعا کرنے لگے ای خالق کارساز بندہ نواز اب تو وقت مدد ہی

نظم

خدا انکہ دہد ہر یکے طریق صلح و صلاح — خدا رساند ہمہ را بمنزل اصلاح
بسے کشائش باب امید مخلوق است — بدست حضرت فتاح ہر زمان مفتاح
مطیع حکم خداوند مالک الملک است — ہمہ ولایت اجسام و عالم ارواح
بدل قرار و بتن قوت و بجان آرام — رسد ز فضل کمالش بروح فرحت و راح

خدا بہر دل تاریک می کند روشن ز نور روشن ایمان و معرفت مصباح
ز نور روز نماید خدا شب تاریک کند ز شام ہویدا ظہور نور صباح
بشرق و غرب بگردد فلک بفرمانش بحکم اوست مہ و مہر بر فلک سیاح
بہ بارگاہ مقدس سران ملک کنند ہمیشہ سجدۂ تسلیم و زاری و الحاح
خدا بہ آئینۂ سینہ روشنی بخشد ہمیشہ حالت بد را خدا کند اصلاح
بذکر اوست ہمہ خلق در جہان مشغول زمانہ ہست ثنا خوان و واصف و مداح
خدا بہ کشتی امید نا خدا باشد درین جہاز نہ باشد کسے دگر ملاح
بہ اوج معرفت حق رسید در یک دم کشادہ ہر کہ سیان ہوائے شوق جناح
جہاد بر سر میدان بہ نفس شیطان کرد ز صبر و شکر و ریاضت بہ بست ہر کہ سلاح
چو ہست سائل درگاہ پاک تو ہمہ دی کشادہ دار بمداد باب فضل یا فتاح

بدیع الزمان نے جو بیقرار ہو کے دعا کی کئی کوس تک بھاگ کے آ چکے ہین ایک صحرا مین آ کے ٹھہرے ہین بدیع الزمان نے زخم سر باندھا فرمایا یارو بس بھاگ چکے اب اس مقام پر ٹھہر جاؤ لڑ بھڑ کے مر جائین اپنی جان دین یا کافرون کو قتل کرین بڑی شکست اٹھائی بدیع الزمان نے زخم سر کو باندھا فرمایا مرکب لاؤ امیہ نے مرکب حاضر کیا شہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا انجم درخشان نے آنکھ کھولی سر پیٹ لیا کہا اے شہریار آپ کیا غضب کرتے ہین فوج کفار بیحساب ہے وہ ملعون بلوہ کرتے ہوے آتے ہین بدیع نے کہا ہمین خود لڑ بھڑ کے مر جانا منظور ہے اُسکی عنایت سے کیا دور ہے کہ وہ ہمکو فتحیاب کرے لشکر جما یا لو تباہ و برباد ہوا اسی مقام پر جان دینا بہتر ہے ملک سے اُٹھا نہین جاتا زخم سر بہت کاری ہے بدیع الزمان آمادۂ حرب و پیکار ساتھ والے بھی زخم باندھ باندھ کے تیار ہوے کہ دیکھا شعبدہ جنگ آزما و صمصام بدانجام لشکر کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین بدیع الزمان نعرہ کرکے جا پڑے نجم درخشان کو بھی اُٹھنا پڑا اپنے کو ہوادار سے گرا دیا کہا صاحبو ہم بھی اپنی جان دینگے شاہزادہ زخمداری مین جاتا ہے کہ شعبدہ اور صمصام نے آ کے گھیرا بدیع الزمان نے دیکھا کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتا جسکے ہاتھ مارا تلوار نے دو انگل کاٹا نجم درخشان سحر کر رہی ہین صمصام زنگ سحر نجم جمنے نہین دیتا آگ برسا دی بدیع الزمان نے اپنی بیکسی پر بلبلا کے عرض کی اے معبود مرنے سے انکار کیا اتنی مہلت چاہتے ہین کہ ہمارے سامنے نور افشان فتح ہو جائے اُس دوست صادق کو دیکھ لین اے کریم و رحیم اب وقت گرم ہے ہم تو لڑنے سے معذور ہوے بدیع الزمان نے جو نہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ہمراہ رکاب ساٹھ ہزار جوان ایک ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار نیزے ہاتھ مین سنانہاے نیزہ چمکتی ہوئین قبضون پر ہاتھ پڑے ہوے نقابدار نے جو یہ ہنگامہ گرم دیکھا ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہے ہرکارے نے بڑھ کے خبر دی کہ فرزند صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان قتل ہوا چاہتے ہین انتہا کے زخمدار ہین مگر اُس زخمداری مین بھی جرأت کو ہاتھ سے نہین دیا ہے ہر چند کہ بہت تنگ ہین مگر مصروف جنگ ہین نقابدار نے گھوڑا بڑھایا نام فرزند امیر سنکر زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوے زانو پر ہاتھ مار کے کہا بڑا غضب ہوا گھوڑا بڑھا کے نعرہ کیا منم شہنشاہ گیتی ستان

باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا اب کہان جاتے ہو چار نقابدار زمرد پوش و گلگون پوش
دست راست و دست چپ شمشیرہاے بران ہاتھ مین آتے ہی جنگ مین معروف ہوے پرے درہم
و برہم کردیے جب کوئی ساحر سحر کرتا ہی تو نقابدار کے گلے مین ایک تختی پڑی ہی اُسکو جنبش دیتا ہی سحر
باطل ہوتا ہی اگر کوئی اور بھی پھنس گیا تو نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا اُسنے بھی سحر سے رہائی پائی چارون
نقابدار اُس تاجدار کے ساتھ نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین اس زور و شور سے نقابدار لڑے کہ پرے فوجون کے
درہم و برہم کردیے ساحرون مین صداے الامان بلند غیر ساحر دردمند فریاد فریاد کی صدا آتی ہی جرات
نقابدار کی دھوم ہی بڑھکر علم فوج کو قلم کیا جب علم فوج گرا علم ماتم دشمنون پر پھٹ پڑا زبان تیر و کلہ عمود
سے صداے الامان آتی تھی طائران تیر پر شکستہ یا طائر پر بستہ اُڑ نہین سکتے تر کُشتون سے نکل نکل کے گر پڑے
نشان لشکر کفار قلم کیے بقول شاعر فرد اگر تیغ او آیہ سجدہ بود ❊ کہ آید سر سرکشان ور سجود ❊ ہزارہا لاش
جابجا پڑا ہی کفار کے لاشے اوندھے پڑے تھے زخمی سسکیان لیتے تھے مگر بہلا ہیہان نقابدار کسی کو نہ چھوڑتے
تھے جرات نقابدار کی پکار تھی یا تو لینا لینا کی صدا تھی یا اب بھاگو بھاگو کی پکار ہی ہر ایک کافر بدحواس
ہو رہا ہی یہی جابجا غلغلہ ہی کہ ہاتھ سے نقابدار کے بچنا دشوار ہی اب کد و کاوش لڑائی فتح کرنے کی بالکل
بیکار ہی کس زور و شور سے نقابدار لڑا کہ ہر طرف اسکی جرات کی دھوم ہوئی بدیع الزمان تو زخمون مین
چور چور جھوم رہے تھے خوف تھا کہ گھوڑے سے نہ گر پڑین امیہ برابر گھوڑا اٹھاکہ نقابدار لڑتا ہوا قریب
بدیع الزمان کے آیا کہا ای شہریار شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاء اللہ کس حال مین جنگ و جدل کی ہی اسقدر
زخمی ہوکسکی مجال ہی کہ لڑ سکتا ہی آپ فرزند رشید صاحبقران ہین بدیع الزمان نے صداے نقابدار سنکر
آنکھ کھول دی کہا ای نقابدار تمنے ہمپر احسان عظیم کیا سب بندگان خدا تمھارے سبب سے بچے ورنہ لشکر
کفار نے تو خاتمہ کردیا تھا نصف شب سے لشکر پر گرا تھا مین لڑتا بھڑتا تین کوس تک آیا مگران بیحیاؤن
نے پیچھا نہ چھوڑا ہمارے قتل سے منھ نہ موڑا اُمیدوار ہون کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ
ہون سامنے والد نامدار کے تمھارا ذکر جرات کرونگا نام صاحبقران سنکر نقابدار اسقدر رویا کہ ہچکی
لگ گئی کہا ای شہزادۂ والاقدر وہ صاحبقران اعظم فراش راہ دین اسلام بندۂ خاص رب انام ہین ہم
ایسون کا ذکر اُنکے سامنے کیا مجھسے کیا ایسا کام سرزد ہوا کہ جو نام بتاؤن اس سرحد مین آئے ہین اگر
پروردگار فضل کریگا آرزو تو یہ ہی کہ ہم ایسے گنہگارون کا نام آپ ظاہر ہو اگر تقدیر مین رسوائی ہی
تو نام ظاہر ہو جائیگا بدیع الزمان کے کلیجے پر تیر پڑ گیا کہا ای نقابدار یہ علم و نشان ہمراہ ایسے ایسے جوان
ماشاء اللہ یہ چارون نقابدار غیرت رستم و اسفندیار کیا رنج ایسا پہونچا ہی کہ ایسی باتین کرتے ہو نقابدار
نے کہا ای شہریار دنیا عجب مقام ہی کوئی اس دار فانی سے خوش نہ گیا اپنی اپنی حقیقت کے موافق سبکو
رنج پہونچتا ہی اتنا صاحبقران آگاہ ہو جائین کہ ہمارا ایک نیازمند اس اقلیم مین آیا ہی اور رُلو گیا ہو چکا
ہی اُنکے ساتھ والون کی خدمتگذاری کرینگے طلسم مین ہمارا حصہ ہی ناحق کا قصہ ہی یقین ہی لڑتے بھڑتے
تا بہ قلعۂ سحر العجائب پہونچین اور اُن نمک حرامون کو سزا دین بدیع الزمان کو باتون سے نقابدار کی
کچھ عبرت و حسرت حاصل ہوئی ہر چند پوچھا نقابدار نے نام نہ بتایا یہی کہے گیا کہ بھائی صاحب نام وہ
بتاوے جو مثل تمھارے بہادر ہو بدیع الزمان نے کہا ای نقابدار بہادر حقیقت یہ ہی کہ آپ اس

جرأت سے لڑے لشکر کفار کو شکست دی کوئی تمھارا ہمسر نہین ہی بلکہ آج تمھاری جنگ نے نقشہ جنگ
صاحبقران دکھادیا نقابدار نے کہا بھائی صاحب یہ مثال نہ دیجیے صاحبقران کے بڑے مرتبے ہین مثل اُنکے
کون شمشیرزنی کرسکتا ہی اُنہون نے بردہ قاف کو جاکے فتح کیا دیو عفریت کو مارا اسمندون ہزار دست کو
للکارا کون اُنکا سامنا کرسکتا ہی کسکی مجال ہی کہ صاحبقران کے سامنے جرأت کا نام لے خدا اُنکو سلامت رکھے
دنیا ناپایدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے نامی شمشیرزن پیوند خاک ہوے ہم کس شمار مین ہین اسطرح
کے کلام حسرت انجام نقابدار نے کیے کہ بدیع الزمان عرصہ دراز تک روئے ہرچند کہ خود بھی بلیغ و فصیح
ہین مگر باتین نقابدار کی بگوش ہوش سنا کیے ہر کلمے پر یہی فرماتے ہین کہ اے نقابدار بہادر تمھارے کلمات
نصیحت آمیز نے اسوقت دل کو دنیا سے ہٹا دیا دل چاہتا ہی آپکے ساتھ رہون نقابدار نے کہا خدا آپ
لوگون کو سلامت رکھے آپہی ایسے فرزندون کی وجہ سے نام صاحبقران روشن ہی آپ لوگون نے بڑے
بڑے کام کیے ہین خدا ہمکو بھی اس طلسم پر مظفر و منصور کرے بدیع الزمان سے نقابدار باتین کر رہا تھا
کہ دیکھا شعبدۂ جنگ آزما و صمصام بلوہ کیے ہوے آتے ہین بدیع الزمان نے کہا وہ بچیا پھر آپہنچے
نقابدار نے کہا انکی قضا لائی ہی مین ابھی انکی خدمت کرتا ہون یہ کہکر نقابدار پلٹا شعبدۂ جنگ آزما
برجا پڑا اپکار کے کہا او نامرد قابو پرست مردان عالم سے یونہین لڑتے ہین وہ زخمدار بیقرار سنجون مارا
اپنے نزدیک بڑا کام کیا بدیع الزمان دیکھ رہے ہین کہ نقابدار پر شعبدہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار
نے بہ آسانی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی گرز بجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا سامنے بدیع الزمان
کے طرف آسمان کے پھینکا چرخ کھاتا ہوا آتا تھا نقابدار نے چورنگ ہوائی قلم کیا بدیع الزمان
اُچھل پڑے کہا اے نقابدار کیا کہنا کس خودسر کو مارا نقابدار لڑتا ہوا طرف صمصام کے بڑھا صمصام
نے سحر کیے کسی سحر نے نقابدار پر تاثیر نہ کی جب نقابدار چاہتا ہی کہ صمصام کو قتل کرون یہ دور رہا کرتا ہی
جب اسنے دیکھا میرا سحر تاثیر نہین کرتا تو مرکب پر سحر کیا مرکب بدلگامی کرنے لگا نقابدار نے تختی کا سایہ
ڈالا گھوڑے نے بدلگامی موقوف نہ کی اسنے سحر کو اور زور دیا بدیع الزمان بنگاہ غور دیکھ رہے ہین
جب گھوڑے نے نقابدار کو بہت پریشان کیا نقابدار نے کئی کوڑے مارے گھوڑا نہ رکا چاہتا ہی کسی مقام
پر لیجاکے سوار کو گرادون کہ آسمان پر ایک لکہ ابر مردار ایسی آیا اُس ابر سے ایک آواز مہیب آئی کہ او
مرکب کیون بدلگامی کرتا ہی صمصام نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا بدیع الزمان نے دیکھا لکہ ابر سے
ایک پنجۂ نگارین خورشید نما پیدا ہوا بدیع الزمان بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دیکھا ایک نازنین جسیت و چالاک
سحر و ساحری مین بیباک چہرہ ماہ تابان نہایت ناز و عشوے سے طاؤس پر سوار جمال بے مثال اُسکا دیکھکے
بدیع الزمان حیران ہوگئے اُس نازنین نے کچھ اشارہ مرکب پر کیا مرکب نقابدار کا بدلگامی سے رکا وہ
نازنین مسکرائی دندان گوہر نما سے برق چمک کے صمصام پر گری صمصام تو نہ سمجھا کہ یہ آفت آسمانی
کہان سے آئی سحر کرکے رو کنے لگا وہ برق جہندہ تھی کیونکر رکتی تڑپ کے گری سر پر صمصام کے بڑی
مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے صمصام کا مرنا صداے ہا ہو بلند ہوئی زاغ و زغن منڈلانے لگے طائرون
نے جھرمٹ کیا دم بھر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من صمصام بزرین پوش بود جس مقام پر صاحبقران
جلوہ فرماتے اتفاق سے اسوقت باہر بیٹھے ہین سب ساحر گرد جمع ہین ملکہ خورشید برق وش کہ رہی ہین

کسی بیچیانے ہمار اراستہ روکا ایک دنّاٹا ہوا آئی ہزار تخل جلے ملکہ خورشید برق وش نے کہا ای شہریار جسنے ہمار اراستہ روکا تھا وہ مارا گیا مرد غیبی حضور کی شریک ہی اسی وقت کوچ کیجیے صاحبقران لشکر کو تیار کرنے لگے کہ حال انکا وقت پر تحریر ہوگا یہان جب صمصام وشعبدہ مارے گئے لڑائی فتح ہوئی عیر ساحرون نے آواز الامان بلند کی بدیع الزمان نے امان دی تلوار روک لی لڑائی فتح ہوئی مال واسباب کفار کا لوٹ لیا بارگاہین قبضے مین کین نوبت نقارے بجاتے ہوے پلٹے سات روز اسی صحرا مین رہے بعد ہفتے کے کوچ کیا ملکہ نجم درخشان ساٹھ ہزار ساحر سات ہزار کنیزین زرین پوش جادوگرنیان زبردست عیر ساحر تین لاکھ کا لشکر آراستہ ہوا الصبد عظم وشان شہزادہ بدیع الزمان نے طرف امیر کے کوچ کیا
کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمے داستان شوکت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان امیر عالیشان کہ مرحلہ جات کو فتح کرکے خاص طلسم مین پہونچنا و ذکر سرگردہ حاکمان طلسم یعنی اشراق الحکمت وذکر عشق دختر حکیم از صاحبقران زمان باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا مجھکو وہ جام مُل
مجھے جام صہبائے گلگون پلا
سحر کو اُٹھا ہاتھ ملتا ہوا
کہ اس بیخودی مین مجھے ہوش ہی
پلا جلد جام مئے لالہ رنگ
خبر میکدے سے یہ آنے لگی
مہیا ہی آسباب آرام وعیش
سکھاتا ہی رندون کو ناز و ادا
لکھون چند اشعار عبرت طراز
گل اشرفی کھلکھلا کے ہنسا ؎
دو رنگی زمانے کی ہی آشکار
اکڑنے لگے آپ سرو سہی
ہوا زلف سنبل کو بھی پیچ وتاب
مزہ نوک مژگان کا ہی خار مین
قمر ساقیِ ماہوش آگیا
ہر رنگ مضامین وسامان بہم

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
شبِ غم بھی آخر بسر ہو گئی
خم مے کی صورت اُبلتا ہوا
ہوا جلسۂ مے پرستان بہم
گیا ہی تری خود پسندی نے ڈنک
کہ ہین جمع رندان شیرین کلام
بچھایا ہی سنبل نے بھی دام جلیش
یہی آرزو ہی یہی جستجو ؎
کہ ظاہر ہو رنگ نشیب و فراز
جو صیاد و گلچین گئے باغ مین
کہین ہی خزان اور کہین ہی بہار
گلون نے دکھائی جو اپنی بہار
کہ ہی گیسوِ ماہ وش کا جواب
ہوا باغ پر جوشِ فصل بہار
مزہ سیرِ گلزار کا پا گیا
کہ مشتاق ہین ناظرین جابجا

میرے ساقیے مہ لقا خوش ادا
سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی
قمر طلع روشن کو پھر جوش ہی
تجھے ساقیا میکدے کی قسم
صبا ناز اپنا دکھانے لگی
چلے آج صہبائے گلگون کا جام
اُٹھا ای ساقیِ سیمتن مہ لقا
کہ ای ساقیے سیمتن خوش گلو
چمن مین جو بلبل نے نالہ کیا
تو سوزش بڑھی لالہ کے داغ مین
بہار گلستان کی آمد ہوئی
ہوا چشم نرگس کو پھر انتظار
صبا لڑکھڑاتی ہی گلگشتہ زار مین
عروسان گلزار کے ہین نکھار
کہ اب داستان مرصع رقم
بیان کا ترے خوب شہرا ہوا

چہرہ سالکان مسلک طلسم کشائی وفاتحان مرحلہ جات رعنائی داستان شوکت عنوان صاحبقران زمان گردون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج ودانائے رازِ کہن ؎ چنین می کند امتحان سخن ؎

مصنف پہلے گوش گذار سامعین والامقام کرچکا ہو کہ صاحبقران زمان امیر عالیشان صحرائے پُرفضا مینو سواد مین مع لشکر ظفر اثر فروکش ہین اور ملکہ خورشید برق وش بھی ہمراہ ہین دوسری فکر مین مصروف ہین کہ کسی طرح بہ امیر باتوقیر کا گذر قلعۂ طلسمی پر ہو شہریار جا کے جلد طلسم فتح کرین قیدیان بلا رہائی پائین یہ تدبیرین ہو رہی ہین یکایک ایک طرف دنا دن سناٹا ہوا کچھ آوازین مختلف آنے لگین کچھ غبار بلند ہوا ملکہ خورشید برق وش نے عرض کی ای شہریار عالیمقدار آپ بڑے اقبالمند ہین مبارک ہو جس ساحر مکار غدار نے حضور کا راستہ روکا تھا وہ ملعون اسوقت مارا گیا کسی دوست نے یہ کار نمایان کیا یہ علامت اُسی کے قتل کی ظاہر ہوئی ہے یہ دیکھیے صحرا جلا بھول اُسکے مکر کے نکلے اُسنے یہی فکر کی تھی کہ حضور کے دشمنون کو بھٹکائے آگے نہ بڑھنے دے مگر کسی نے اُس مکار کو قتل کر ڈالا صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ ہمارا تکیہ اُس معبود حقیقی پر ہے کہ جسنے مجھ حقیر کو مرتبۂ صاحبقرانی مرحمت فرمایا بڑے بڑے زبردست میرے ہاتھ سے زیر ہوے ہر مقام پر رہبر کامل حامی و مددگار ہے کوئی ہماری راہ کب روک سکتا ہے یہ کہکر امیر نے فرمایا ملکہ ہمارے لشکر مین تیاری کا حکم دو کل یہان سے ہمارا کوچ ہے کہ آسمان پر ایک برق چمکی صاحبقران نے دیکھا بعد عرصۂ دراز سیارۂ ستارہ شناس کاہن طلسمی آتا ہے مگر عجب کیفیت مین ہے بال سر کے بڑھے ہوے ناخن دست و پا کے دراز سامنے صاحبقران کے آکے پہونچا برائے تسلیم خم ہوا قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار والا تبار غلام عجب مصیبت مین مبتلا ہو گیا تھا ساتھ ملکہ سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبرین مو کے غلام بھی قید ہو گیا تھا شاہان طلسم نے گرفتار کر کے مجکو صمصام زرین پوش کے سپرد کر دیا تھا اور خطا غلام کی اُن لوگون نے یہ ثابت کی تھی کہ جب اُن دونون نے کسی سردار یا کسی دوست کا آپکے قتل کرنے کا ارادہ کیا فوراً مجکو آگاہی ہو گئی مین نے جاکے دونون کو کتاب سامری کے احکام دکھائے اور کہا کہ آپ خود ملاحظہ فرمائیے خداوند نے منع کیا ہے مقیدان طلسمی کے واسطے میعاد قرار دے گئے ہین اب جو اُنہون نے دریافت کیا تو مین نے کچھ فقرات عبرت آمیز اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیے تھے مجھے ہمیشہ دین اسلام کی طرف توجہ رہی اب کئی روز ہوے کہ وہ ملعون صمصام زرین پوش برائے مقابلۂ شہزادہ بدیع الزمان گیا تھا آج بفضل خدا سے اُسکو شہزادۂ بدیع الزمان نے واصل جہنم کیا اُسکے مرتے ہی قید خانہ شکست ہوا کئی سو قیدیان بلا اُس قید خانے مین قید تھے سب نے رہائی پائی غلام تو رہا ہوتے ہی نکل بھاگا یقین تو ہی کہ وہ سب قیدی بھی حضور کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہونگے اب حضور عرصہ نہ کرین لوح طلسمی کو جلد ملاحظہ فرمائین اُسکے حکم پر کاربند ہون ابھی بڑا مرحلۂ سخت باقی ہے کہ جسکے حاکم حکمایان طلسم ہین وہ لوگ بھی عجب بڑے شعبدے دکھائینگے اس مرحلے پر آپکو بڑی ہوشیاری چاہیے جلد یہان سے مراجعت فرمائیے حکیم اشراق الحکمت سرگروہ حکما ہین کیا تعجب ہے کہ اسی راہ مین ملکہ سلمائے گوہر پوش کی بھی قید کا پتا مل جائے وہ بھی رہائی پا جائے یہ باتین کر کے سیارۂ ستارہ شناس بھی داخل بارگاہ ہوا ملکہ خورشید نے اُسکو ایک دنگل زرین پر اپنے قریب جگہ دی سامان خیمہ و خرگاہ وغیرہ بھی اور ملازم بھی اسکو ملے صاحبقران زمان نے غسل کر کے نماز ادا کی بسم اللہ کر کے لوح پر نگاہ ڈالی اُسمین مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا ای جوان یکتا ای سیار این عجائبات جب خدا فضل کرے اور صمصام بدانجام قتل ہو

تو طلسم کشا کو چاہیے کہ اُسی صحرا مین اسم حاشیۂ لوح کو ملاحظہ کرکے وردِ زبان کرے اور بہت کچھ احکام اسی طرح کے لوح مین تھے سب ملاحظہ کیے سب احکام دیکھکر صاحبقران اُسی وقت سب سے وداع ہونے لگے امیر کے واسطے سب بیقرار و پریشان ہونے لگے اسوقت ملکہ خورشید برق وش کی بیقراری کیا تحریر کرون بڑھ کے صاحبقران کا دامن تھام لیا رو رو کے عرض کرنے لگین ای شہریار اب آپ بڑے سخت مقام پر جاتے ہین میرا دل بہت بیقرار ہی دل چاہتا ہی آپکے ہمراہ رہون اگر ممکن ہو تو کنیز کو خدمت کے واسطے ساتھ رکھیے یہ طلسم نور افشان ہی ہر شخص اپنا اپنا زور و دستور عظم و شان مکر و غدر دکھاتا ہی مگر خداے نادیدہ حضور کو سب کے شر سے بچائے آپ اس کوچے مین ثابت قدم رہین کہین پر قدم نہ ڈگین میری یہ آرزو ہی نظم

جھوٹون ہی خوش کبھی کوئی امیدوار ہو — وعدہ تو کر لو کیسا ہی بے اعتبار ہو
کہتے ہین وہ مری کس ادا پر نثار ہو — مجھسے تو کہدو تم جو مرا اعتبار ہو
اک بار بھی نظر جو نظر سے دوچار ہو — پھر خود کسی کے سامنے تم لاکھ بار ہو
ای دردِ عشق کوئی کسی کا نہین شریک — دیکھے جگر تماشے جو دل بے قرار ہو
جبتک کہ بس چلیگا نہ دونگا بتون کو دل — آیندہ جو مشیت پروردگار ہو
عاشق کے دل کو رکھیے کہان ہی اگر یہ فکر — دے دو مجھی کو پھر جو مرا اعتبار ہو
اچھا ملا دے خاک مین او آسمان مگر — دامن ہو اُسکا اور ہمارا غبار ہو
نعش اُٹھتی ہی ہماری سدھارو تم اپنے گھر — ہم بھی سوار ہوتے ہین تم بھی سوار ہو
آخر نکالنی ہی پڑی آرزوے وصل — کام اُنسے نکلے ہمسا جو امیدوار ہو
کہتا ہون بوسے لے کے مین تصویر یار کے — کچھ بول اُٹھ تجھے بھی اگر ناگوار ہو
عالم کا خون کرکے مرے دل مین آ چھپین — کیا ڈر ہی پھر جو حشر مین اُنکی پکار ہو
کیا ہم خوشی سے موردِ بیداد چرخ ہین — تیری ہی جو بنا اُٹھا مین جو کچھ اختیار ہو
ای رنج و محنت و قلق و درد و ہجر یار — ہم ایک کسکے کسکے ہون تم تین چار ہو
پتھرا بھی جائین پھر بھی کھلین ای صنم یہی — آنکھین ہون میری اور ترا انتظار ہو
جانے نہ پائے یار تری بانکپن کی نوک — ہر بات صلح مین بھی چھری ہو کٹار ہو
آنکھون مین دم ہتاتے ہو عاشق کا بعد مرگ — کیونکر مرے کوئی کہ تمھین اعتبار ہو
پہچان کے لحد مری ٹھوکر لگاؤ تم — ایسا نہ ہو کہ اور کسی کا مزار ہو
پہونچا ہی دیگا دل ہمین کوچے مین یار کے — پھر ہی وہ خضر لاکھ غریب الدیار ہو
دشتِ جنون کی گرد تو ای قیس بیٹھ جائے — پیدا عجب نہین کوئی محمل سوار ہو
جس خوبرو سے آنکھ لڑی اپنی ای جلال — کیسا ہی انملا ہو گھڑی بھر مین یار ہو

یہ اشعار پڑھکر ملکہ بہت روئین صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ای ملکۂ عالم اسوقت مین تمکو بہت بے قرار پاتا ہون ہمارا یہ طریقہ نہین ہی کہ کسی کو رنجیدہ و کبیدہ کرین ملکہ نے کہا ای شہریار بڑے سخت مقام پر حضور کا گذر ہوگا کنیز اس طلسم کی رازدان ہی حکمایان اشراقین صاحب عجائب و غرائب

ہین سبھی طرح کے شعبدے دکھائینگے جسطرح بن پڑیگا اپنی آبرو بڑھائینگے طلسم کشا کو اپنے دام تزویر مین پھنسائینگے اُسوقت حضور کا ہمکو یاد رکھنا اور ہماری لیاقت کا خیال کرنا وہ امورات ایسے ہین کہ جنکو اسوقت مین عرض نہین کرسکتی ان باتون کے خیالات سے دل بیقرار ہی صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ عالم اگر ہزار مکر ہون اور مین فریب مین پھنسون یا کوئی اور شہزادی مجھ سے ملے مگر جو کہ اسوقت تمھارا اعزاز و اکرام سمجھا گیا ہی اُسمین کبھی فرق ہوا ہی نہ ہوگا یہ باتین جو عاشق و معشوق مین ہوئین سب شاہزادیان آ کے جمع ہوگئین سب نے رو رو کے صاحبقران کو رخصت کیا صاحبقران سب سے رخصت ہوے ملک اخضر سے امیر نے وصیت کی کہ اگر ہوسکے تو اس مرحلے پر ہمسے ملاقات کرنا اخضر نے خود عرض کی کہ بہ تصدق قدم اقدس حضور جہان آقا ہونگے وہین غلام اپنے کو پہونچائیگا اگر بوجہ عجائب و غرائب طلسم مجبور رہا تو تنہا حاضر ہونگا صاحبقران نے بہ پاس یہ کلمہ ارشاد فرمایا کہ ای ملک اخضر یہ طلسم نہایت وسیع ہی جس زمانے مین اول کوکب روشنضمیر سے ملاقات ہوئی تھی تو اپنے مقام پر یہ فرماتے تھے کہ ہمارے طلسم مین وہ وہ آفتین ہین کہ اُنکا جھیلنا انسان کا کام نہین ہی ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے تک پہونچ ہی نہین سکتا اور لوح تو ایسے مقام پر رکھی ہی کہ وہم انسان کی مجال نہین کہ وہان تک پہونچ سکے قدرت خدا تھی کہ لوح طلسمی مل گئی صاحبقران نے سب کو رخصت کیا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ آقا میرے مقام سخت پر جاتے ہین بیتاب ہوگیا بیقرار ہوکے رونے لگا اپنے تئین قدمون پر امیر کے گرا دیا عرض کی اس مرحلہ سخت پر غلام کا ساتھ ہونا ضرور ہی ملکہ خورشید نے کہا ای خواجہ سواے صاحبقران کے ساحر و غیر ساحر کسی کی مجال نہین کہ امیر کے ساتھ جا سکے اور آپ تو عیار طرار نامی و نامدار منظر کردہ بزرگان عالی وقار مشہور ہین کیا عجب ہی کہ آپ پہونچ جائین مگر ہمراہ صاحبقران کے آپکا بھی جانا دشوار ہی صاحبقران سب کو سمجھا کر صحرا مین ایک نخل تھا بموجب ہدایت لوح اُسکے سایے مین تشریف لائے تجدید وضو کرکے زیر نخل بیٹھے اسم حاشیہ لوح پڑھنا شروع کیا ابھی تعداد اسم تمام نہوئی تھی کہ ایک طائر آسمان سے رقص کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے اسم پڑھکے اُس طائر کی جانب دم کیا وہ طائر قریب آکے بیٹھ گیا صاحبقران جست کرکے پشت پر طائر کی سوار ہوے طائر بلند ہوکر روانہ ہوا اہالیان لشکر امیر کو دعائین دینے لگے عمرو کی بیقراری کو اور ترقی ہوئی چیخین مار کے رونے لگا اُسی وقت ملکہ خورشید برق وش بھی ایک ہنس پر سوار ہوکے ایک جانب روانہ ہوگئین بعد انکے جانے کے ملک اخضر بھی ایک طاؤس پر سوار ہوکے ایک سمت راہی ہوا بعد ان دونون کے ملکہ زنار و آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ یہ سب افسر فرداً فرداً روانہ ہوگئے امیر با توقیر نے جب دیکھا کہ طائر اسقدر بلند ہوا کہ برابر کہکشان فلک کے ہوگیا دور سے امیر نے ملاحظہ کیا کہ صحرا مین ایک قصر عالی بلند عمارتین عمدہ گرد اُس قصر کے بنی ہین اُس قصر پر بروج متعدد بنے ہوے ہین اور اُن برجون مین ایک ایک زنگی کھڑا ہی اور ایک ایک قرنا اُن زنگیون کے ہاتھ مین ہی اُسی قصر ہفت منزل کے سامنے طائر نے لاکے امیر کو اُتارا امیر طائر کی پشت پر سے اُترکے زنگیون کے سامنے نہین گئے

ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے کھڑے ہین کہ پہلو سے آواز آئی السلام علیکم امیر نے کہا علیکم السلام پلٹ کے دیکھا پہلو مین محفوظ جنی خاموش سر جھکائے ہوے قریب صاحبقران کے آیا عرض کی ای آقاے نامدار پروردگار عالم نے آپکو اس مقام تک پہونچایا اب وہ وقت بھی خدا دکھائے کہ ہفت منزل کے عجائب وغرائب سے آپکو مہلت حاصل ہو صاحبقران نے فرمایا ای محفوظ جنی تم یہان تک کیونکر پہونچے محفوظ جنی نے عرض کی مین عرصے سے آرزوے قدمبوسی حضور رکھتا تھا قبل از پہونچنے حضور کے غلام اس مقام پر آکے ٹھہرا امیر نے فرمایا ای محفوظ جنی مجھکو بڑا خیال اس امر کا ہی کہ بڑے بڑے مرحلے فتح ہوے الٹیسے کیسے مقام پر گذر ہوا مگر آج ملکہ خورشید برق وش بہت بیقرار تھین اور وہ باتین حسرت آمیز کہین کہ میرا دل ٹکڑے ہو گیا میرا دل اُس سے جدا ہونے کو نہین چاہتا تھا مگر حکم لوح سے مجبور ہو گیا ملکہ کو روتا ہوا چھوڑ کے چلا آیا اسوقت تصویر ملکہ کی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی دل کی یہ کیفیت ہی **نظم**

بھاگو نہ مجھکو دیکھ کے بے اختیار دور
ای کودکان ابھی تو ہی فصل بہار دور

مانند مرغ قبلہ نما پیش چشم ہی
وہ کعبۂ مراد ہو مجھسے ہزار دور

عیسیٰ نے نسخے مین ترے بیمار کے لکھا
دردِ فراق کو کرے پروردگار دور

ای خضر راہ منزل مقصود الغیاث
چھوٹا ہی مجھ غریب کا مجھسے دیار دور

گردون نہ خم ہو شمع صفت گو جہانیان
تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور

مضمون باندھو لاتی ہی فکر اپنی عرش سے
ڈھونڈھا ہی جب تو ہمکو ملا ہی شکار دور

روپوش ہی جو ناز سے اسکا گلہ نہین
نزدیک دل سے ہی رہے آنکھون سے یار دور

ننتی ہی جان پر جو حرارت سے عشق کی
کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور

تسکین کے لیے گئے منزل مین گور کی
پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور

وصلِ حبیب حاصلِ عمر عزیز ہی
وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور

فرقت مین یار کی یہ سخن تکیہ ہی مرا
مخمور دم سے نہ اپنے ہو خدا متگذار دور

پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آتش صبوحی کرتی ہی شب کا خمار دور

محفوظ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای شہریار اس مقام پر امتحان اقبال معشوقان پر پہرہ کا ہو گا اسی وجہ سے وہ متردد تھین اور حقیقت مین حضور کی ذات بابرکات سے بڑی امید ہی کہ جو جو غلامان جانباز وکنیزان حضور رہین اُنپر توجہ قدیمانہ رہیگی مگر اب بڑے بڑے مقامات انتشار ہین بسم اللہ اب جو لوح حکم دے وہ آپ عمل مین لائین غلام بروقت حاضر خدمت ہو گا کسی مقام پر لوح کے دیکھنے مین کمی ہونے پائے صاحبقران محفوظ سے رخصت ہو کے سامنے قصر ہفت منزل کے تلے آئے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ پیشانی پر قصر ہفت منزل کے بخط جلی مرقوم ہی کہ ای طلسم کشا مودب باش یہ مقام پایان اسرار قلین ہی یہان بہت سمجھ کے قدم رکھنا اس قصر کا لقب قصر ہفت منزل ہی امیر نے لوح کو دیکھکر ایک اسم پڑھنا شروع کیا بڑھ بڑھ کے طرف قصر کے دم کیا یکایک ایک طائر جانب صحرا سے اُڑتا ہوا آیا سر قصر پر آکے بیٹھا پکار کے آواز دی او طلسم کشا خبردار خبردار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا تیرے ہاتھ کچھ نہ آئیگا امیر نے لوح کو دیکھا بموجب احکام لوح

کمان کاندھے سے اُتاری جیسے ہی اُس طائر نے دہن کھولا صاحبقران نے تاک کے تیر مارا تیر حلق مین
اُس طائر کے پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا طائر چرخ کھاکے زمین پر گرا صحرا مین اندھیرا چھاگیا آوازین
ہیبتناک آنے لگین اُن آوازون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ای طلسم کشا اب بہت ہوشیار رہنا یہ مقام
جاے امتحان ہی صاحبقران اُس اندھیرے مین کھڑے لوح کو چمکار رہے ہین لوح کے چمکانے کی وجہ سے
خود بخود صحرا مین روشنی ہوئی اب صاحبقران نے دیکھا نہ وہ صحرا ہی نہ وہ قصر ہفت منزل سامنے ہی سواد
شہر کا معلوم ہوتا ہی اور اطراف مین اُس شہر کے چھوٹے چھوٹے قریے اُنمین زراعت ہو رہی ہی کسان وغیرہ
بونے جوتنے مین مصروف کوئی کھیت مین پانی لگارہا ہی کوئی کاشت مین مصروف ہی زراعت سرسبز
ایک طرف کنارے شہر کے کاہ فروش گٹھے گھانس کے لیے ہوے بیٹھے ہین خریدار جمع ہین گھانس خرید رہے
ہین یہ جو کیفیت صاحبقران نے دیکھی حیران ہوگئے کہ دم بھر مین کہان سے کہان پہونچگیا متحیر ہو کے
ایکطرف چلے چند قدم راستہ طی کیا تھا کہ وہ جو قریے سامنے معلوم ہوتے تھے اُنمین سے چند زمیندار
پیدا ہوے ٹٹوون پر سوار انگوچھے میلے سرون پر بندھے ہوے مرزئی گاڑھے کی پہنے ہوے
ہر زمیندار کی پشت پر ایک باسی لال ساف سر پر لٹھ کاندھے پر چالیس زمیندارون نے قریب آکے
صاحبقران کو گھیر لیا ٹٹوون پر سے اُتر پڑے جھک جھک کے اُمیر کو سلام کرنے لگے ہر ایک زمیندار
صاحبقران سے بمنت کہتا تھا کہ حضور چلکر ہمین سرفراز فرمائین اور ایک شہر وسیع بھی سامنے معلوم ہوتا ہی
چالیسون زمیندار اپنے اپنے طور پر خوشامدین کر رہے ہین صاحبقران حیران ہین کہ کس سے انکار کرون
کسکے ہمراہ جاؤن آخر کار وہ سب زمیندار صاحبقران سے خوشامد کرتے کرتے آپس مین لڑنے لگے امیر
ہان ہان کر رہے ہین مگر زمیندارون مین تلوار چلنے لگی ایک دوسرے سے یہی کہتا ہی کہ مین تو مشتاق
جمال بیمثال طلسم کشا ہو کے چلا تھا تو کسواسطے چلا آیا صاحبقران ہان ہان کرتے رہے مگر اُن سب
مین خوب تلوار چلی کچھ تو مارے گئے تھوڑے باقی رہے اُنمین بھی تلوار چلنے لگی اب جو اُن سب مین زبردست
تھا اُسنے سب کو مار اُکچھ بھاگ گئے کوئی اُس سے لڑ نہ سکا صاحبقران حیران کھڑے ہین کہ یہ کیا معرکہ
گذرا پھر آگے بڑھے چند قدم آگے چلے تھے کہ دروازہ شہر کا بہت قریب معلوم ہونے لگا یکبیک بائین پہ
سے گرد اُڑی اور ایک گرد داہنے پر سے شہر کے اُٹھی اُس گرد سے دو تاجدار پیدا ہوے ایک تاجدار
زمرد پوش دوسرا سرخ پوش تاج سرون پر رکھے ہوے بارہ بارہ ہزار فوج دونون کے ہمراہ اول
تاجدار زمرد پوش قریب آکے پہونچا بصد ادب صاحبقران کو سلام کیا پھر دست بستہ ہو کے عرض کرنے
لگا حضور کو مبارک ہو کہ قصر ہفت منزل کو آپنے فتح کیا اسوقت غلام اُس فتح کی نذر دینے آیا ہی کہ دوسرے
تاجدار نے بھی آکے اُسی طرح سلام کیا اسنے بھی دست بستہ عرض کی حضور نے بڑا کار نمایان کیا کہ قصر
ہفت منزل کس تکلف سے فتح فرمایا اور یہ زمرد پوش بڑا یاوہ گو اور دروغگو ہی اسکی بات پر مطلق اعتبار
نہ فرمائیے غلام کے فقیر خانے کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمائیے مین نے اسباب عیش و نشاط
حضور کے واسطے مہیا کیا ہی بڑے بڑے بادشاہ آپکے دیدار کے مشتاق ہو کے آئے ہین جب آپ تشریف
لیچلیے گا وہ سب خوش ہو جائینگے میرے واسطے بڑی سرفرازی ہوگی میری دعوت قبول فرمائیے دیکھیے کیا
لطف ہوتا ہی آپکی تنہائی پر میرا دل روتا ہی اُس تاجدار نے کہا ای طلسم کشا یہ سراسر جھوٹا ہی دونون مین

اسقدر گفتگو سخت ہوئی کہ تلوارین کھینچ کے دونون آپس مین لڑنے لگے بعد تھوڑے عرصے کے اندر سے شہر کے گڑا کے کی سُم مرکب کے آواز آئی صاحبقران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑائے ہوئے بڑے زور و شور سے آتا ہی مرکب باد رفتار زیر ران گھوڑے کو اُڑاتا ہوا قریب آیا دونون تاجداروں کو للکارا خبردار او نامردو یہ کیا حرکت ناشائستہ ہی آپس مین بے فائدہ جنگ کرتے ہو طلسم کشا تمھارے یہان کبھی نہ جائیگا تمھاری بھی یہ لیاقت ہی کہ طلسم کشا تمھارے گھر مہمان جائے وہ جوان صاحب شوکت و شان ذی شرف و ذی لیاقت ہی مہمان حکیم اشرف الحکمت ہی زمرد پوش نے کہا ای نقابدار ہمارے مقدمے مین دخل نہ دے ورنہ بہت پچھتائیگا نقابدار نے جھپٹ کے ایک ہاتھ مارا کہ تاجدار زمرد پوش کا سر کٹ کے گرا گلگون پوش نے کہا ای نقابدار تو بڑا ظالم ہی تونے بے خطا زمرد پوش کو مار ڈالا خواہ طلسم کشا اُسکی مہمانی قبول کرتے یا مجھے سرفراز فرماتے تو نے کیون ہمارے درمیان مین دخل دیا نقابدار نے یہ سنتے ہی ایک ہاتھ گلگون پوش کو بھی مارا اسکا بھی سر کٹ کے گرا ہمراہیان زمرد پوش و گلگون پوش نے جو یہ دیکھا دوہائی دیتے ہوئے بھاگے تھوڑی دور جا کے وہ سب غائب ہو گئے امیر نے دیکھا دم بھر مین وہ سب میدان خالی ہو گیا لاشے بھی دونون تاجدارون کے نہین معلوم ہوتے اور وہ نقابدار بھی چلا گیا یہ بھی ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ اول زمیندارون نے صاحبقران کو گھیرا وہ بھی سب خاطر سے پیش آئے آپس مین لڑ کے جان دی کسی نے امیر سے تعرض نہ کیا ان نقابدارون نے بھی صاحبقران کو آ کے گھیرا وہ بھی آپس مین لڑنے لگے اُنکو نقابدار نے آ کے مارا صاحبقران حیران کھڑے رہے یہ مقدمات عجائب و غرائب در پیش ہین ان وجوہات مین صاحبقران نے کوچ کو نہین ملاحظہ کیا حیرت مین کھڑے ہین کہ شہر سے غول کے غول غٹ کے غٹ نوجوانان سفید پوش کے پیدا ہوئے اُن جوانان سفید پوش کے آگے آگے ایک ہوادار اُسپر ایک مرد بزرگ باریش سفید ایک عمامہ بہت بڑا اسپر قبائے اطلس زر اندود سلیمانی زیب جسم پاجامہ شرعی پیشانی پر گھٹا عبادت کا مثل ستارہ سحری چمک رہا ہی ایک کنٹھا ہاتھ مین اُسکو پڑھتے ہوئے وہ ہوادار رواروی مین آتا ہی تھوڑے عرصے مین وہ ہوادار قریب پہونچا وہ بزرگ ہوادار سے اُتر پڑا بہت ادب سے جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان ای معاون عاجزان ای طلسم کشائے طلسم نورافشان و داماد نوشیروان امیر عالیشان ہم اپنی تقدیر پر ناز کرتے ہین کہ آپکے قدوم جلالت لزوم اس مقام تک آئے ہم لوگون کو بڑا شرف حاصل ہوا دولت کونین ہاتھ آئی اب حضور عرصہ نہ فرمائین بسم اللہ ہوادار پر سوار ہون میرے غریب خانے کو سرفراز فرمائین اس عجز و انکساری و خوش بیانی سے اُس مرد بزرگ نے صاحبقران سے باتین کین کہ صاحبقران کو سوائے بہت خوب کہنے کے اور کچھ بن نہ پڑا کہنے سے اُسکے ہوادار پر سوار ہوئے کہارون نے ہوادار کو کاندھے پر اُٹھایا وہ مرد بزرگ پایۂ ہوادار پر بلفخر ہاتھ رکھکر ہمراہ ہوا صاحبقران نے فرمایا یہ آپ کیا کرتے ہین مین ہوادار سے اُتر پڑونگا اگر آپکا پیادہ چلنا گوارا ہوگا آپ یہ تکلیف نہ فرمائین مرد بزرگ نے کہا ای صاحبقران زمان آپ تشریف رکھئیے مین آپکے ہمراہ پا پیادہ چلنا اپنا شرف جانتا ہون مجھکو بڑا فخر حاصل ہوا کہ آپ آپ ایسے جلیل القدر و عالی منزلت نے مجھ حقیر کو سرفراز فرمایا اہتمام سواری کرتا ہوا وہ مرد بزرگ صاحبقران کو ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا

ہمراہ

امیر نے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد بازارین عمدہ دوکانین آراستہ گذر امیر کا چوک کی طرف سے ہوا جوہری بازار کو دیکھا بڑے لطف سے آراستہ ہی کیسے کیسے مہاجن جواہر فروش پنّا لال چینی مل یاقوت رائے سیٹھ الماس جنکا فیروزہ گماشتہ جواہرا علیٰ و بیش قیمت کا دوکانون پر انبار بڑے تکلف سے درست اُن دُکانون پر کمرے عمدہ سجے سجائے چھت پردون سے آراستہ اُنپر نازنینان مہ جبین و پریزادان مرصع پوش دُر دُو گوش یا تو بصد ناز و ادا اپنے کمرون پر بیٹھی تھین صاحبقران کو جیسے ہی اُن مہ جبینون نے دیکھا جلدی سے برائے تعظیم اُٹھین جھک جھک کے تسلیم کرنے لگین دُکاندار بھی اپنی دُکانون پر کھڑے ہو گئے اُن دُکانون کے نیچے کبڑاؤن کی دُکانین بڑی کیفیت دکھاتی تھین گنگام کے لنگے پہنے ہوے چنریان اوڑھے ہوے چاندی کی بالیان کانون مین ہنسلیان موٹی موٹی گلون مین پہنے ہوے خریدارون کا جماؤ جیسے ہی صاحبقران کو دیکھا جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئین صاحبقران پر روپے اشرفیان نثار کرنے لگین ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ ہی حکیم اشرف الحکمت کے خوشا نصیب کہ طلسم کشا جوان یکتا اسطرح سرفراز فرمائے ہمارے بزرگ اسی حسرت مین مر گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جمال جہان آرائے طلسم کشا دیکھین ہمارے نصیب جاگین جب جمعہ کی نماز مین جاتے تھے اور عالم ہمارا طلسم کشا کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سر منبر بیان کرتا تھا ہمارے بزرگ وجد مین آجاتے تھے ہر شخص یہی کہتا تھا کہ کو نسا روز سعید بہتر از روز عید ہوگا کہ طلسم کشا تشریف لائینگے اپنی صورت زیبا ہمکو دکھائینگے صاحبقران ہوادار پر سوار دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ کیا عمدہ مقام ہی کہ سب دُکاندار فصیح و بلیغ مرد مسلمان صاحب ایمان باتون سے اُنکی یہ سب اوصاف پائے جاتے ہین امیر شہر کو دیکھکر بہت خوش ہوے ہر گلی کوچے سے جوق جوق گروہ گروہ شرفا چلے آتے ہین امیر کے کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہی کوئی ہاتھ چومتا ہی جو جسکو میسر ہی وہ امیر پر نثار کرتا ہی اور ہاتھ اُٹھا کے دعائین دیتا ہی کچھ لوگ سواری کے ہمراہ چلے آتے ہین جماؤ دمبدم بڑھتا جاتا ہی تا بہ دار الامارۂ شاہی پہونچے دیکھا چوبدار یسا دل حاجب دربان سب مستعد در دولت پر حاضر ہین امیر پر جو نگاہ پڑی سب برائے تسلیم خم ہوے حکیم صاحب نے بہ تکلف تمام صاحبقران کا ہاتھ تھاما امیر ہوادار سے اُتر کے طرف بارہ دری کے چلے پردۂ زنبوری کھنچا دُرگہ سالار نے بھی اُٹھ کے سلام کیا جب امیر اندر چلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی صاحبقران بہت ہی خوش ہوے کہ یہان کے امیر و غریب و فقیر سب مسلمان ہین جسنے سلام کیا بسم اللہ و لفظ الحمد للہ زبان پر جاری کیا صاحبقران اندر بارگاہ کے آئے دیکھا مقام صدر پر ایک تخت زبرجدی بچھا ہوا ہی گرد اُسکے دنگلہائے زرین و کرسیان مرصع کار جو اہر نگار بچھی ہین حکیم صاحب نے عرض کی حضور تخت پر جلوہ فرما ہون صاحبقران نے بفصاحت فرمایا جناب حکیم صاحب مین مرد سپاہی ہون آجتک کبھی تخت پر نہین بیٹھا مین تاج بخش ہون تاج گیر نہین ہون خدا میرے تخت نشین کو سلامت رکھے حکیم صاحب مجبور ہوے پہلوے تخت مین ایک دنگل یاقوت نگار بچھا ہوا تھا اس دنگل پر صاحبقران بیٹھے حکیم صاحب نے سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہونے لگے جام و سبو گردش مین آئے امیر نے نظر اُٹھا کے دیکھا ایک آئینہ قدآدم سامنے لگا ہی صاحبقران نے دیکھا سب لوگ صاحب ایمان مسلمان الفاظ ہاے عمدہ زبان پر جاری سب نمازی پرہیزگار آآ کے جمع ہونے لگے

عین گرمی صحبت مین حکیم صاحب نے عرض کی آج ہمارے واسطے بڑے فخر کی جا ہی آج آپ ہم سب کو نماز پڑھائین یاروتم سب فخر کرو کہ مجاور خانۂ کعبہ ہمارے گھر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشن و منور فرمائین سب نے وضو کرکے صاحبقران کے ساتھ نماز سفر مین پڑھی بعد فراغ نماز صاحبقران پھر محفل مین آکے بیٹھے امیر نے دیکھا کہ اوّل تو محفل عام تھی اب محفل خاص ہی صرف حکیم صاحب بیٹھے ہین اور چند مصاحب خاص جمع ہین اور جتنے لوگ پیشتر تھے اُنھین کا اب کوئی نہین معلوم ہوتا جب محفل عیش و نشاط گرم ہوئی تو چند جام حکیم صاحب نے صاحبقران کو پلائے باقی اور مصاحبون کو ساقیان سیمین ساق نے جام دیے جب صاحبقران کو سرور ہوا حکیم صاحب نے بڑھ کے وہ پردہ جو آئینہ پر پڑا تھا اُٹھا دیا اب صاحبقران نے جو اُس آئینے کو معائنہ کیا وہ سامان نظر آیا کہ ایک باغ رشک بہشت عنبر سرشت سب طرح کے پھول اُس باغ مین موجود ہین پستان محبوب کا جواب امرود ہین نخلہاے چمن بشکل نوعروس زیبا سرو کا اکڑنا عندلیبان زمزمہ سرا کی زمزمہ سرائی قمریون کی کو کو فاختہ قلندر مشرب کی صداے حق سرہ چشمے جوش بہار دیکھکر اُبل رہے ہین حباب ہم چشم معشوق موجہاے بحر شمشیر بران سے مقابلہ کرتے ہین پانی نہرون کا وہ صاف و شفاف کہ اُسکے سامنے آب گوہر پانی بھرے صفا اُسکی دیکھکر منھ مین پانی بھر آئے مچھلیان اُسمین شناوری کر رہی ہین صاحبقران کو یہ ثابت ہوتا ہی کہ مین اس باغ پر بہار مین خرامان خرامان چلا جاتا ہون کیفیت بہار دیکھ رہا ہون ٹہلتے ہوے روشون پر جاتے ہین لطف بہار چمن اُٹھاتے ہین عجب ہنگامۂ بہار ہی ہر طرف طائران زمزمہ سرا کی پکار ہی دل یہ کیفیت دیکھ کے بیقرار ہی بقول شاعر

نظم

صبا جو لے گئی گل مجھکو جانب گلشن — بہم مناظرہ آرا تھے رنگ و بوے چمن
یہ اپنی شوخیون کی مدح مین سخن پیرا — وہ اپنی خوبیون کے وصف مین تھی گرم سخن
یہ کہہ رہا تھا کہ صدقے ہی مجھ پہ شاہد گل — وہ کہہ رہی تھی کہ مجھپر فدا عروس چمن
یہ کہہ رہا تھا کہ مجھپر ہین شیفتہ گل رو — وہ کہہ رہی تھی کہ عاشق ہین مجھ پہ غنچہ دہن
یہ کہہ رہا تھا کہ مین جان اور جسم ہی گل — وہ کہہ رہی تھی کہ مین روح اور عطر بدن
یہ کہہ رہا تھا کہ گل اک ہری دریدہ قبا — وہ کہہ رہی تھی کہ سنبل مرا لباس کہن
یہ کہہ رہا تھا کہ مین اور پرنیان بہار — وہ کہہ رہی تھی کہ مین اور باغ کا دامن
یہ کہہ رہا تھا کہ مین اور کلاہ لالے کی — وہ کہہ رہی تھی کہ مین اور گل کا پیراہن
اسے تھا ناز بہار چمن ہرا گلگون — اُسے تھا ناز کہ باد صبا مرا توسن
اسے تھا ناز کہ مین ہون شراب کی شوخی — اُسے تھا ناز کہ مین ہون گلاب کا جوبن
اسے تھا ناز مین اک شاہد پری پیکر — اُسے تھا ناز ہین اک نازنین نازک تن
اسے تھا ناز کہ نوشاہ مجھمین ڈوبا ہی — اُسے تھا ناز کہ مجھ مین بسی ہوئی ہی دلہن
اسے تھا ناز کہ مین ارغوان کا جلوہ فروز — اُسے تھا ناز کہ مین ناز کی فزاے چمن
اسے تھا ناز کہ مجھ پر بسی ہوئی ہی حنا — اُسے تھا ناز کہ مجھسے بسے ہوے ہین چمن
اسے تھا ناز کہ میری کلاہ ہی شوخی — اُسے تھا ناز کہ فتنہ ہی میرا پیراہن

یہ مدعی لب گلبرگ کا ہین رنگ بیان ۔ وہ مدعی دہن غنچہ کی مین بوے سخن
یہ مدعی کہ ہین گلگونہ نگار کی زیب ۔ وہ مدعی کہ ہین عطر بہار کی ہون پھبن
یہ مدعی کہ مری شوخیان ہین ہوش ربا ۔ وہ مدعی کہ مری مستیان ہین توبہ شکن
یہ مدعی کہ ادائین مری نگاہ فریب ۔ وہ مدعی کہ مرے ناز ہوش کے رہزن
یہ مدعی لب گلبرگ پر مرے اوصاف ۔ وہ مدعی کہ مری گفتگو مین ہی سوسن
یہ مدعی کہ ہین پیرایۂ عروس بہار ۔ وہ مدعی مین کھلے بند شاہد گلشن
یہ مدعی ہی ثنا خوان ہی عندلیب مری ۔ وہ مدعی کہ مرے وصف مین ہی چہچہہ زن
اسے تھا فخر کہ لعل یمن کا فخر ہون مین ۔ اُسے تھا فخر کہ نازان ہی مجھ پہ مشک ختن
اسے تھا فخر کہ گھر میرا لالہ زار نشاط ۔ اُسے تھا فخر کہ گلزار عیش میرا وطن
اسے تھا فخر کہ میرا مقام محفل جشن ۔ اُسے تھا فخر کہ عشرت سرا مرا مسکن
مین سن رہا تھا کھڑا بحث رنگ و بو جسکا ۔ برنگ غنچۂ گل گوش شوق تھا ہمہ تن

صاحبقران ہنگامۂ عیش باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہے ہین عندلیبان خوشنوا کی نغمہ سرائی رنگ و بو کی گفتگو خانۂ باغ دل کو گلہاے عیش سے بھر دیا شمیم گل نے مبہوت کر دیا صاحبقران جھومتے ہوے باغ مین جاتے ہین نہ سراپا کا ہوش نہ دید گل کا جوش صاحبقران خرامان خرامان روشون پر جاتے ہین کہ ایک طرف سے چند نازنینان پریچہرہ گلرو غنچہ دہن رشک چمن سیمتن سامنے آئین جھک جھک کے سب نے امیر کو سلام کیا عرض کی اے شہریار یہ باغ ملکہ صبیح بادلہ پوش کا ہی آپ بے تکلف اسمین چلے آئے بس اب بہتر اسی مین ہی کہ آپ یہین سے واپس جائین اب آگے قدم نہ بڑھائین ملکۂ عالم بارہ دری مین جلوہ فرما ہین اگر انکو خبر پہونچیگی تو انکے بہت خلاف گذریگا امیر نظارۂ گلزار مین ایسے مبہوت تھے کہ کچھ جواب نہ دیا اسی طرح بند قبا کھلے ہوے خرامان خرامان قریب بارہ دری کے تشریف لائے سیر چمن کرتے کرتے نگاہ جو اُٹھ گئی اندر بارہ دری کے دیکھا صحبت عیش و نشاط آراستہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی اور گرد مسند کے چند کنیزان ماہ رخسار مودب بیٹھی ہین خاص مسند پر ایک نازنین حور پیکر سیمبر غنچہ دہن آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار کو نیمچہ اصفہانی کہون جوہر نظم و نثر کے سراسر خلاف ہی مضمون صفائی صفائی ہی تیر مژگان دل دوز عاشقان ناز و ادا۔ کنیزان کمترین کی طرح صباحت و ملاحت سطوت حاضر خدمت ہین جمال جہان آرا سے رنگ معشوقانہ ٹپک رہا ہی لباس پر زرین سراسر معمور قد موزون سراپا کی کیا تعریف کرون بقول مصنف

نظم

تیرے چہرے کو آفتاب کہون
شب تاریک کا خیال آیا
ہم خطا و ختن کہین کیونکر
پاکہ شام و سحر مین ملتے ہین
ثمر سرو خوب صورت ہین
دیدہ سے جسکی دل ہوا بے کل

چھاتیون کو اگر حباب کہون
یا کہون مشک ہی یہ طرز سخن
زلف و عارض ہین رشک شام و سحر
ناریستان کا وصف مشکل ہی
یا حباب یم لطافت ہین
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور

زلف شبگون نے مرتبہ پایا
جسکے اوپر نثار ملک ختن
جبکہ گیسو وہ رخ پہ ہلتے ہین
روشنی بخش ماہ کامل ہی
شکم صاف نور کی مشعل
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور

قدِ دلدار ہی کہ سرو سہی | کلک قدرت کی ہو گئی پھبتی
دامِ زلفِ رسا ہوئی جنجال | عاشق زار ہو گیا پامال

صاحبقران جمال بیمثال ملکہ طلیح بادلہ پوش دیکھکر تھرا دئیے پیشانی پر پسینہ آیا دل لہرایا حیران جمال و محوِ دیدار تھے قدم اُٹھانا دشوار ہو گیا مثل مرغ تڑپ گئے بے اختیار ہو کے پکار اُٹھے

نظم

وہ مژگان جب عدو ے عاشق دلگیر ہوتی ہی | چھری خنجر کٹار ہی اسانگ برچھی تیر ہوتی ہی
جنون عشق مین خاصیت اکسیر ہوتی ہی | طلائی بنتی ہی جو آہنی زنجیر ہوتی ہی
گلا خنجر کے رگڑون سے بھی عاشق کا نہین کٹتا | یہ جھگڑے پڑے ہین جب موت مین تاخیر ہوتی ہی
بنا لیتی ہی کام اپنے یہی اکثر محبت مین | ہماری کارکن بگڑی ہوئی تقدیر ہوتی ہی
اُدھر عفو جرائم مین کمی اصلا نہین دیکھی | ادھر تقصیر کرنے مین بھی کچھ تقصیر ہوتی ہی
محبت دیتی ہی جو درد عاشق کو وہ روز افزون | جگر مین پھانس چبھتی ہی تو بڑھ کر تیر ہوتی ہی
تصور کیجیے جس بت کا تو پھرتا ہی آنکھون مین | کھڑی تصویر ہو کھنچ کر تری تصویر ہوتی ہی
وہ آہین جن پہ میرا گریۂ بیرنگ چشمک زن | وہ آنسو جن پہ خندان آہ بے تاثیر ہوتی ہی
بیان حال دل کرتی ہی مجھسے بڑھ کے چپ میری | خموشی لاکھ تقریرون کی اک تقریر ہوتی ہی
لپٹ پڑتی ہی ہمسے بوے گل یون ہو نسیم گل مین | جو دامن چھوٹ جاتا ہی گریبان گیر ہوتی ہی
بنائے جاتے ہین پیر مغان رندون کی محفل مین | وہان بھی شیخ صاحب کی بڑی توقیر ہوتی ہی
شکایت سر گرانی کی جو کرتا ہون مین دیوانہ | سبک کیا غل مچا کر پانون کی زنجیر ہوتی ہی
جلال اُسکی خوشامد کی تو ہمسے اور وہ بگڑا | بُری ہو جاتی ہی اچھی بھی جو تدبیر ہوتی ہے

صاحبقران نے عالم بے خودی مین یہ اشعار پڑھے ملکہ کی نگاہ اُٹھ گئی جمال جہان آرائے صاحبقران دیکھکر دل مین جگہ ہوئی تیوریپر بل پڑ گئے فرمایا اری غنچہ دہن یہ کون صاحب ہین بلا تکلف ہمارے سامنے چلے آئے یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن کنیز دست بستہ سامنے آئی عرض کی واری ہمنے روش پر جا کے سمجھایا تھا مگر یہ ایسے مبہوت نظارۂ گل تھے کہ ہمین کچھ جواب نہ دیا سیر گلشن مین مصروف رہے ٹہلتے ہوے بلا تکلف یہان چلے آئے ملکہ نے تیوری چڑھا کے فرمایا کیون یا صاحبقران زمان آپ نے ایسی گستاخی کی کہ بے اجازت پرائے گھر مین چلے آئے اور پھر شرمندہ ہو کے واپس نہین جاتے امیر نے فرمایا ای ملکہ عالم مین یہ چاہتا ہون کہ آپکی زیارت سے مشرف ہون مجھکو اپنی صحبت مین شریک کیجیے ملکہ نے مسکرا کے فرمایا ہوش مین آئیے سمجھ کے بات فرمائیے آپ سے باہر نہ ہو جیسے غنچہ دہن جو اُس معشوق پری چہرہ نے وا کیا گہر ریزی زبان کی گوہر دندان کی چمک ہوے کمر کی لچک ہر بات مین مسکرا کے کلام کرنا کبھی حجاب سے سر جھکا لیا کبھی آنکھ چار کی امیر مبہوت ہو کے دوڑے ملکہ نے کہا دیکھیے ہوش مین آئیے اب آگے قدم نہ بڑھائیے صاحبقران بڑھتے آتے ہین ملکہ ہان ہان فرماتی ہین اور پیچھے ہٹی جاتی ہین میر فرش کی ٹھوکر امیر کے پانون مین لگی صاحبقران لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش پڑے رہے آنکھ کھلی تو دیکھا سر میرا زانوے حکیم اشرف الحکمت کے ہی گلاب کیوڑا چھڑک رہے ہین گھبرا گھبرا کے فرماتے ہین کیون حضور مزاج کیسا ہی صاحبقران نے آنکھ کھول کے فرمایا مین کہان ہون مجھکو نہین معلوم

کہ مین کس رنگ مین ہون صاحبقران چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھتے ہین اُس آئینے پر پردہ کھنچا ہوا تھا
گھبرا کے صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ کیون جناب حکیم صاحب اس آئینہ پر یہ پردہ کیسا پڑا ہی
حکیم صاحب نے بڑھ کے پردہ آئینے پر سے ہٹا دیا صاحبقران نے دیکھا مثل آئینے کے اپنا عکس معلوم
ہوتا ہی امیر نے گھبرا کے فرمایا کیون جناب حکیم صاحب یہ مین نے ابھی کیا خواب پریشان دیکھا حکیم صاحب
نے کہا مین اور کچھ نہین جانتا مین نے صرف یہ دیکھا کہ حضور دنگل پر بیٹھے بیٹھے گر پڑے غلام گھبرا گیا قریب
آ کے گلاب کیوڑا چھڑکا تب آپ ہوشیار ہوے اب مین حضور کو بہت متحیر پاتا ہون مجھسے تو فرمائیے
آپکے قلب کی کیا کیفیت ہی امیر نے کہا کیا کہون قلب کی عجب حالت ہی کیا بیان کرون کہ کیا سامان
میری آنکھون مین نظر آیا کنیزون کے نام لینے سے معلوم ہوا کہ صبیح بادلہ پوش کو دیکھا ہی اُسوقت کلیجہ میرا
پاش پاش ہو گیا دل گھبراتا ہی جگر منھ کو آتا ہی ہاتھ پانوُن مین رعشہ پڑا ہی اب پھر اُسی محبوب مطلوب
کے جمال جہان آرا کا مشتاق ہون چاہتا ہون کہ ایک بار پھر اُس محفل خلد منزل کو دیکھون کیونکر پھر
اپنے کو وہان تک پہونچاؤن حکیم صاحب نے کہا جسقدر مکانات حقیر کے ہین وہ سب برائے سیر
حاضر ہین حضور سیر کرین امیر نے فرمایا مین نے ایک باغ رشک بہشت دیکھا وہ باغ کہان ہی وہان
مجھکو لے چلیے حکیم صاحب نے عرض کی وہ باغ اسی حوالی مین ہی لیکن حضور کا وہان تک پہونچنا دشوار ہی
اگر حضور چلنے کا قصد کرین تو مین لے چلون صاحبقران نے کہا بسم اللہ مجھکو بہت اشتیاق ہی حکیم صاحب
اُسی وقت بیرون بارگاہ آئے پکار کے آواز دی مرکب بادرفتار واسطے صاحبقران کے لاؤ حضور سوار
ہونگے مرکب باساز و یراق مرصع کار لوگ لے کر آئے صاحبقران اُسی وقت بپشت مرکب پر سوار ہوے
حکیم صاحب نے بھی اپنے واسطے ایک مادیان مشکین طلب کی اُسپر خود سوار ہوے کئی سو جوان سفید پوش
سب عابد و زاہد گھوڑون پر سوار ہو گے صاحبقران کے ہمراہ ہوے حکیم صاحب نے اپنی مادیان کو آگے
بڑھایا رہبری کرتے ہوے روانہ ہوے شہر مین ہلڑ ہوا کہ حکیم صاحب طلسم کشا کو طرف باغ دلکشا کے لیے
ہوے جاتے ہین اب جو صاحبقران شہر مین چلے تو کوئی دکاندار امیر کو سلام نہین کرتا نہ برائے تعظیم
اُٹھتا ہی صاحبقران حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی صاحبقران خود پکار کے جب صاحب سلامت کرتے
ہین تو وہ سب دست بستہ عرض کرتے ہین کہ اب حضور برائے سیر باغ دلکشا جاتے ہین اب ہم آپسے
صاحب سلامت نہین کرتے صاحبقران حیران ہین کہ یہ کیا مضمون ہی میری سمجھ مین نہین آتا جب
قلعے سے باہر نکلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ سامنے دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق
کھلا ہی جب قریب پہونچے تو صاحبقران نے پہچانا کہ مین اسی باغ مین گیا تھا امیر نے چاہا تھا گھوڑے سے
اُتر کے اندر باغ کے داخل ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان پیلتن گینڈے پر سوار بارہ ہزار
جوان پشت پر اسباب جنگی ذات پر آراستہ سامنے باغ کے آکے اُترا پکار کے آواز دی کوئی ایسا جوان
جری بہادر ہی کہ مابدولت کے مقابلے مین آئے یہ مقام بے ادبی نہین ہی تم سب یہان سے ابھی ہٹ جاؤ
ورنہ سب کو قتل کرونگا ابھی وہ پہلوان لاف و گزاف کر رہا تھا کہ اندر سے باغ کے کھڑاکے کی سُم مرکب کے
آواز آئی امیر نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش نعرے کرتا ہوا آتا ہی اور کہا کیا بیہودہ بکتا ہی باغ
کے سامنے سے ہٹ جا ورنہ مارا جائیگا اُس پہلوان نے گینڈا بڑھایا نقابدار مرصع پوش جا پڑا اُسی

پہلوان سے نیزہ چلنے لگا کس کس کن بل سے وہ پہلوان لڑ رہا ہی کچھ نہین ہو سکتا نقابدار سب وار اُسکے بہ آسانی رد کر رہا ہی جب نقابدار نے نیزہ مارا پہلوان کو زخمی کیا سراٹے خون کے جسم سے اُس پہلوان کے نکل رہے ہین ایک مقام پر پہلوان نے نیزہ سینۂ بے کینۂ نقابدار تاک کے مارا نقابدار نے پھیر لا مارا کہ پہلوان کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا پہلوان نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ جھپٹ جھپٹ کے مارے نقابدار نے روک کے ہاتھ مارا پہلوان نے بھی سپر پر روک لیا نقابدار پہلوان پر چھایا ہوا ہی پہلوان وار پر وار کر رہا ہی نقابدار خالی دے رہا ہی ایک مقام پر جھکائی دے کر نقابدار نے ہاتھ مارا پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اِسکی فوج والے آپڑے اکیلے نقابدار نے کل فوج کو شکست دی سب بھاگے نقابدار بادلہ پوش نے مرکب کو اُدھر سے اِدھر پھیرا طرف صاحبقران کے آکے آواز دی یارو تم مین کوئی ایسا مرد ہی کہ آکے ہمسے مقابلہ کرے صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا تاب نہ رہی گھوڑا بڑھایا مرکب نے طرارہ بھرا ہر چند صاحبقران نے اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکے پشت مرکب سے گر کے بیہوش ہوے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اپنی خوابگاہ مین پایا حکیم صاحب قریب بیٹھے ہین فرما رہے ہین کیون شہریار کیسا مزاج ہی امیر نے جواب بھی نہ دیا حکیم بیٹھے رہے جب کئی مرتبہ حکیم صاحب نے پوچھا امیر نے فرمایا آپ یہان سے تشریف لے جائین یہ وقت میرے آرام کرنے کا ہی حکیم صاحب نے کہا مین حضور کو بہت منتشر پاتا ہون غلام سے تو کچھ حال کہیے یہ نقابدار کون تھا حکیم صاحب نے عرض کی ملکہ صبیح بادلہ پوش پر یہ پہلوان عاشق تھا کلمات بے ادبی زبان پر لاتا تھا آج دعوے جرأت مین آیا تھا یہی ارادہ تھا کہ باغ مین گھس جاونگا ملکۂ عالم نے جو یہ خبر سُنی بہت ناگوار ہوا آخر خود نقابدار بنکر نکلین اُسکو مارا اُسکے لشکر کو تنہا شکست دی حضور ملکہ بہت بد مزاج ہین جاہلون کے سر کی تاج ہین آیندہ حضور کو اختیار ہی غلام مجبور و لاچار ہی امیر نے کچھ جواب نہ دیا خیال یہ ہی کہ حکیم صاحب میرے پاس سے جائین تو مین شب کو تنہا جاکے باغ مین ملکہ سے ملاقات کرونگا امیر نے پھر آنکھین بند کر لین حکیم صاحب اُٹھ گئے امیر نے لباس شبروی جسم پر آراستہ کیا اُس مکان کے صحن مین آئے سوچے کہ اگر دروازے سے جاؤنگا سب آگاہ ہو جائینگے یہ سوچ کے بذریعہ کمند دیوار سے اُترے رہروی کرتے ہوے قریب باغ کے پہنچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہی امیر بسم اللہ کہکر باغ مین تشریف لائے دیکھا باغ کی وہی کیفیت وہی بہار امیر جوش نظارۂ جمال ملکہ صبیح بادلہ پوش مین جاتے ہین لیکن باغ مین کسی انسان و حیوان کا نام نہین سناٹا پڑا ہی صاحبقران سمجھے کہ بارہ دری مین صحبت ہوگی وہین سب کنیزین بھی جمع ہونگی بارہ دری مین تشریف لائے دیکھا بارہ دری مین بھی سناٹا پڑا ہی چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا ایک قصر شیشہ بنا ہوا ہی کچھ کرسیان کچھ دنگل بیچ مین ایک تخت زبرجدی بچھا ہوا ہی صاحبقران اُس قصر شیشہ کو دیکھنے لگے یقین ہی کہ اب ملکہ تشریف لائینگی یکایک اُسی قصر شیشہ مین ہنگامہ ہوا امیر نے دیکھا ملکہ صبیح بادلہ پوش تاج زرین سر پر لباس زرین در بر بصد ناز و ادا تشریف لائین بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی دیکھا ملکہ آکے تخت پر بیٹھین دل صاحبقران کا بہت بیقرار ہی چاہتے ہین مین بھی اُسی قصر مین داخل ہون سامنے بارہ دری کے ایک نخل ہی نہایت سر سبز و شاداب اُسپر ایک طائر خوش آواز بیٹھا ہی جب صاحبقران اُٹھنے کا ارادہ کرتے ہین وہ طائر آواز دیتا ہی ای طلسم کشا مودب باش

صاحبقران رک جاتے ہین طائر کی آواز مین تاثیر ہر جب کئی مرتبہ امیر نے قصد کیا اور طائر نے یہی آواز دی صاحبقران ایک گوشے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش سامنے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہین فرمایا میرے سامنے ملک اخضر کو لاؤ امیر نے دیکھا کہ چند کنیزین ملک اخضر کو لیے ہوے آئین اخضر نے آگے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے فرمایا بی زنار کہان ہین جو عشق طلسم کشا مین مبہوت ہین دن رات اُنھین کا دم بھرتی ہین اخضر نے کہا ابھی حاضر کرتا ہون امیر نے دیکھا زنار آئین مودب کھڑی ہو گئین جب ملکہ نے نظر اُٹھائی سلام کرکے ملکہ کو کنیزون مین شریک ہو گئین پھر ملکہ نے فرمایا کہ بی آفتاب شعلہ مزاج کدھر ہین ملک اخضر نے کہا حاضر ہوتی ہین صاحبقران نے دیکھا سامنے سے آفتاب طالع ہوئین بصد ادب ملکہ کو انھون نے بھی سلام کیا کنیزون مین ملکر کھڑی ہو گئین پھر امیر نے دیکھا فیروزہ فیروزہ پوش آئین یہ بھی تسلیم کرکے زمرۂ کنیزان مین شامل ہوئین اب ملکہ صبیح بادلہ پوش نے فرمایا سب موجود ہین بی خورشید برق وش کو بلاؤ اُنھون نے کیون دیر لگائی ہی امیر نے دیکھا سامنے سے بی خورشید برق وش تاج وغیرہ سر پر ندارد آکے پہونچین واسطے تسلیم کے جھکین ملکہ صبیح نے فرمایا کیون بی خورشید اب تمکو بڑا گھمنڈ ہو گیا ہی دست بستہ عرض کی کیا مجال ہی کنیز کی کہ آپکے سامنے گھمنڈ کرے مین حضور کی دعاگو ہون ملکہ خورشید کو کرسی بیٹھنے کو ملی ملکہ نے فرمایا کاہن طلسمی کہان ہی اُسے جلد بلاؤ صاحبقران نے دیکھا سیارہ ستارہ شناس بھی آیا ملکہ نے فرمایا کیون اے کاہن طلسم بی سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبرین مو کہان ہین دونون صاحبون کو جلد لاؤ کاہن نے عرض کی لین ابھی حاضر کرتا ہون لیکن حضور وہ تو قید ہین ملکہ نے فرمایا واسطے چند ساعت کے لاؤ پھر چلی جائینگی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ سلمائے گوہر پوش میلے کپڑے پہنے ہوے بال سر کے پریشان مگر حسن آفتاب عالمتاب لیلائے عنبرین مو پہلو مین کہتی ہوئی کہ واری جلدی چلیے حضور نے بلایا ہی ایسا نہو کہ عرصہ ہو جائے ملکہ سلمائے گوہر پوش سامنے آئین واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ صبیح بادلہ پوش نے کہا کیون صاحب تم کس وجہ سے قید ہو گئین سلما نے عرض کی مین جرم عشق طلسم کشا مین قید ہون ملکہ نے فرمایا اب تم اس محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ تم سب صاحبون نے خبر سنی کہ طلسم کشا کو ہماری جانب توجہ ہوئی اور ہمکو منظور یہ ہی کہ جبتک اقرار نامہ کامل نہ لین کہ سب معشوقین اُنکی ہمارے زیر حکم رہین اگر طلسم کشا نے یہ اقرار نامہ لکھدیا تو خیر کیا مضائقہ ہی کلام ہوگا مین بھی اُنکو قبول کرونگی آپ سب صاحبون مین سے اگر کسی کو انکار ہو تو ابھی مجھسے کہدین خورشید برق وش و سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبرین مو و فیروزہ فیروزہ پوش و ناہید و آفتاب و زنار نے متفق اللفظ عرض کی حضور نے بہت مناسب تجویز فرمایا ہم سب کو زیر حکم شہنشاہی رہنا منظور ہی ملکہ سلما کو بھی کرسی ملی لیلا کھڑی رہی دست بستہ ملکہ سلما نے عرض کی بمقدمۂ رہائی کنیز کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے فرمایا کیون گھبراتی ہو اب رہا ہو جاؤ گی اے سیارہ ستارہ شناس طلسم کشا صاحب کو بلاؤ سیارہ نے آواز دی اے شہریار آپ کیون چھپے ہوے بیٹھے ہین آپکو ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے اُسی قصر شیشہ مین آئے عرصہ تک کھڑے رہے ملکہ صبیح بادلہ پوش منہ پھیرے ہوے مسکرایا کین بعد تھوڑی دیر کے فرمایا انسے کہو کہ بیٹھ جائین صاحبقران ایک دنگل زرین پر بیٹھے سیارہ ستارہ شناس نے عرض کی

حضور نے سماعت فرمایا جو کچھ ملکۂ عالم نے ارشاد فرمایا امیر نے کہا مجھکو بدل وجان منظور ہی سیارہ نے قلم دوات کاغذ پیش کیا کہ اقرار نامہ تحریر فرمائیے صاحبقران نے بقاعدہ عرب تحریر فرمایا کہ ہمنے بدل وجان قبول کیا جو کچھ ملکہ صبیح بالہ پوش فرمائینگی بدل وجان قبول ہی کل مقدمات مین ملکہ کو اختیار ہی ہم کسی بات مین کبھی دخل نہ دینگے امیر نے وہ اقرار نامہ پیش کیا ملکہ نے مسکرا کے فرمایا کیون ای سیاہ اقرار نامہ بدون گواہی کے جائز نہین گواہون کو بھی لاؤ صاحبقران نے دیکھا بہرام وعبد الجبار حلبی وعبد القہار حلبی وخواجہ عمرو سب چلے آتے ہین اور جسقدر جادوگر لشکر مین صاحبقران کے تھے سب دست بستہ حاضر ہوے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہم اس سرکار کے نمک خوار ہین امیر نے خواجہ کی گواہی لکھی بہرام وعبد الجبار وغیرہ نے اپنی اپنی گواہیان تحریر کین امیر نے اُس کاغذ کو مرتب کرکے سامنے ملکہ کے پیش کیا ملکہ نے فرمایا ایک نقل اسکی آپ اپنے پاس رکھین اور ایک ہمکو دین امیر نے فوراً اُسکی نقل بھی دوسرے کاغذ پر کرلی ایک قطعہ اپنے پاس رکھا ایک ملکہ کو دیا اور جوش محبت مین اپنے مقام سے اُٹھے چاہا قریب تخت کے جاکے بیٹھون کہ اخضر نے کہا دیکھیے دیوار ٹھہراتی ہی صاحبقران نے بڑھ کے دیوار کو روگار دیکھتے ہین جو نظر کیا آنکھ بند ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا مین دنگل یاقوتی پر سامنے تخت حکیم اشرف الحکمت کے بیٹھا ہون تمام دربار جمع ہی نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین واسطے رقص کے حاضر ہین سازندے ساز ملا رہے ہین ایک نازنین بصد سوز وگداز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

لغزش اس وادی مین پاے خضر کو ہر گام ہی — نقش پا میرا شراب بیخودی کا جام ہی
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہی بلند — آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہی
ہو گئی صبح شب وصل اُسکے جاتے ہی سیاہ — آفتاب اپنی نظر مین اک چراغ شام ہی
آگے وحشت شہر سے تھی اب ہی دنیا سے گریز — تھا وہ آغاز جنون عشق یہ انجام ہی
جان بلب ہون پر نہین صحبت کی مجھکو آرزو — کیا مرض ہی عشق جسکے درد سے آرام ہی
بعد مردن کعبۂ مقصود کو پہونچینگے ہم — کہتے ہین جسکو حرم وہ کعبۂ احرام ہی
روز تیرا خط بنا کر قتل کرتا ہے ہمین — کیا ہماری جان کو جلاد یہ حجام ہی
دیکھنا جالی کی ٹوپی مین رکھے ہین اُسنے پھول — بلبلون کے دام تھے اب یہ گلون کا دام ہی
دیکھتا ہی جب نہ تب گڑوی نگاہون سے ہمین — چشم قاتل ہی کہ کوئی تلخ یہ بادام ہی
جب مین ناکام اُس سے کہتا ہون کہ ہو جا میر پاس — ہنسکے کہتا ہی ضرور اسدم مجھے کچھ کام ہی
کوچہ و بازار مین کہتے ہین مجھکو دیکھکر — ہی یہی آتش زبان ناسخ اسی کا نام ہی

اور سب گانیوالیان دعائین دے رہی ہین کہ خداوہ دن کرے کہ طلسم کشا کے ساتھ آپ لڑتے بھڑتے تا بہ قلعہ طلسمی پہونچین ہم سبھون کی مرادین بر آئین وہ دونون بادشاہ بڑے جابر وقاہر ہین امیر سناٹے مین ہین کہ ابھی مین کس مقام پر تھا اور اب کہان آگیا اب امیر ہوشیار ہو کے دنگل پر بیٹھے مگر سرنگون تصویر خیالی اُس جلسے کی آنکھون کے سامنے پھر رہا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ضحاک مار دوش جادو نین لاکھ ساحرون کی فوج سے آکر پہونچا بڑا ساحر

زبردست ہو صاحبقران نے فرمایا آیا ہو تو آنے دو مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست
دوسرے ہرکارے نے آکے خبر دی کہ ای شہریار ضحاک نے لشکر تیار کیا ہو طرف باغ ملکہ صبیح کے
جاتا ہو اب تو صاحبقران تیغہ پکڑکے اُٹھے باہر تشریف لائے دیکھا حقیقت ہین ضحاک ماردوش جادو
تین لاکھ فوج سے طرف باغ ملکہ صبیح کے جاتا ہو دیکھتے ہی صاحبقران نے یہین سے نعرہ کیا باشیدای
کفاران بیچیارہ ای ناکاران ہیزہ دغا سنو ژلزلۂ قاف ثانی سلیمان ایسے یاد ہین ملکہ صبیح کے صاحبقران ہوت
ہین کہ لشکر اتنا بڑا دکھائی دیا ساحرون پر تلوار کھینچ کے لڑنے لگے لوح نہ دیکھی ساحرون نے بلوہ کیا امیر نے دیکھا
ایک طرف سے برق چمکی ملکہ خورشید برق وش و ملک اخضر وغیرہ آگے پہونچے جملہ سرداران نامی
و پہلوانان گرامی آگے گرے ایک طرف سے نعرہ خواجہ عمرو کا ہوا ایک طرف سے گرد عظیم بلند
ہوئی کل لشکر ساحران وغیر ساحران امیر کا آگیا علمہاے سرخ وسفید کے پھریرے کھلے ہوے سب
ملازم آتے ہین ہر سمت یہی ہنگامہ ہو کہ طلسم کشا کو بچاؤ بہرام نے جو اپنے آقا کو گھرے ہوے دیکھا
تلوار کھینچ کے جا پڑا ملکہ خورشید بھی چمک چمک کے لڑنے لگین ان ساحران نامی نے جو جم کے سحر کیے
پرے کے پرے اُلٹ دیے حکیم صاحب نے بڑھ کے گھوڑا قریب صاحبقران کے پہونچایا امیر پشت
مرکب پر سوار ہوے خواجہ عمرو ایک طرف حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین امیر لڑتے بھڑتے قریب
ضحاک ماردوش پہونچے ضحاک پلٹ کے امیر پر برس پڑا امیر نے لوح کو سامنے کیا کسی سحر
نے تاثیر نہ کی اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ضحاک کے دو ٹکڑے ہوے ضحاک
کا مرنا کہ ایک دناٹا ہوا تمام صحرا اکھڑ گیا نخل صحرا جلنے لگے دو گھڑی کامل تاریکی رہی بعد دو گھڑی کے آواز آئی
کشتی مرا نام من ضحاک ماردوش جادو بود اب جو روشنی ہوئی دیکھا امیر نے سب ساحر لڑنے والے
بھاگ گئے نہ وہ باغ ہی نہ وہ شہر نہ وہ حکیم صاحب ہین اپنے لشکر مین اپنے کو پایا ملکہ خورشید و
ملکہ زنار و ملک اخضر وغیرہ نے آکے صاحبقران کو گھیرا عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران متحیر ہو رہے
ہین پوچھا ای شہریار خیر تو ہی امیر نے وہ اقرار نامہ دکھایا عمرو نے کہا حمزہ ہم سب اس حال سے
مطلق آگاہ نہین ہین یہ کاغذ سراسر جعلی ہی اخضر وغیرہ بھی اس کاغذ کو دیکھکر حیران ہوے خورشید برق وش
نے کہا ای شہریار آپ طلسم کشا جوان یکتا ہین حکیم کو اپنی دختر کا مرتبہ بڑھانا منظور تھا آپسے یہ کاغذ لکھوا لیا
اب کنیز کی حقیقت کا خیال رہے اگر حضور انصاف کرینگے تو یہ سب لوگ ہمارے والد کے ماتحت رہے مگر
ملازمان خاص تھے ہر چند کہ مرتبہ حکیم سب سے اعلے ہی لیکن دختر شاہ اُسکی مطیع رہے یہ کب زیبا ہی
اور آپکو یہ بات کیونکر گوارا ہوگی امیر نے فرمایا ای ملکہ خورشید مین سب صاحبون کے مرتبے خوب
پہچانتا ہون مگر وہ محل ایسا ہی تھا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا آپ لوگ مطمئن رہین مگر حالت یہ ہی کہ امیر ہر
بات مین آہ کرتے ہین صاحبقران نے خواجہ عمرو کا ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین تشریف لائے مگر رنگ
رو متغیر عمرو نے کہا آقا مین آپکو بہت متردد پاتا ہون امیر نے کہا میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا ہو دل کی عجب
کیفیت ہی اصل مین اسوقت میری عجب حالت ہی نظم

جگر مین درد کو کیا چین آئے دل مین کیا ٹھہرے
ہمارے آگے دل ہم دل کے آگے بیوفا ٹھہرے
خبر دونون کی لیتا ہون تو کیونکر ایک جا ٹھہرے
اب انکے روبرو چلتے ہین جو کچھ فیصلہ ٹھہرے

تمھاری چال کی شوخی نے پہلے ہوش کھوئے تھے
تمیز اکثر نہین ہوتی جگر مین داغ فرقت مین
کسی کی آہ جگر دے رہی ہی چرخ ظالم کو
کوئی کہتا ہی کلمہ پڑھ کوئی کہتا ہی سجدہ کر
دل مشتاق بہتیرے تمھاری آرزو تنہا
قسم ہی آنکھ دیتا ہون اُسکی چشم فتان کی
پتا لگتا نہین اب تو تمھاری انجمن مین بھی
نگاہ یار کو دیتی ہی گردش وصل مین شوخی
لحد کی بھی جگہ ٹھہرے نہ ٹھہرے کوے جانانمین
ملو تم وصل مین مہندی مجھے دو شغل بیٹا لی
نہ دیکھے اُس ادا کو جس سے عاشق نیمجان ہونگے
وہان سے پھر کے آنا اور یون منھ پھیر کر جانا
کسی کے چھیڑتے ہی تھا زبان ہر نوک تن اپنا
وہی خنجر ہی تیرا جو نہ ٹھہرے حلق بسمل پر
گل و بلبل مین باہم ہوتی ہین کچھ راز کی باتین
کشش کچھ تیرے پیکانون نے کی کچھ ہمجانون نے
ہر رنگ برق ہین کچھ اختیار یار مین ہم بھی
خیال غیر نے کچھ غیر ہی رکھا خیال انکو

اب اس حیرت مین ہون کیونکر زمین پر نقش پا ٹھہرے
سپہ بلبل نگی ہی پھر دیکھا تو کچھ دونون جدا ٹھہرے
گھوڑے کا تو جب ٹھہرے قدم جب کچھ ہوا ٹھہرے
پیمبر ان بتون کے نامہ بر ٹھہرے خدا ٹھہرے
تڑپتے ہین سبھی اک درد کس کسکی دوا ٹھہرے
ٹھہر جانا اگر منظور ہین اُس سے سوا ٹھہرے
مروت حضرت دل ہوگئی مہر و وفا ٹھہرے
سلام اک ہم کرین جھک کر بھلا اب تو حیا ٹھہرے
تڑپ کر زیست گذری دیکھیے مرنے کی کیا ٹھہرے
اُڑے جب رنگ میرا کسطرح رنگ حنا ٹھہرے
نہ آئے بزم قاتل مین ابھی باہر قضا ٹھہرے
ہمین کچھ پوچھنا ہی قاصد نا آشنا ٹھہرے
مجسم آرزو ٹھہرے سراسر التجا ٹھہرے
وہی امیر گلا ہم زیر خنجر جو گلا ٹھہرے
مناسب ہی کہین دم بھر الگ جا کر صبا ٹھہرے
جو نا وک لے ربا ٹھہرے لو دل آہن ربا ٹھہرے
جہان تڑپا دیا تڑپے جہان ٹھہرالیا ٹھہرے
کہ ہم وہ لگے ٹھٹھے یار ہا لیکن جدا ٹھہرے

عمرو نے دیکھا حقیقت مین صاحبقران کو اسقدر جوش و خروش ہی کہ ضبط ہونا مشکل ہوگا بہت بیتاب و مضطر ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ ایک بڑی خرابی درپیش ہی کہ حکیم اشرف الحکمت صاحب عجائب و غرائب ہین وہ وہ مقامات دکھلائے کہ جو کبھی نگاہ سے نہین گذرے تھے وہ عجائب و غرائب دیکھے کہ حیران ہو رہا ہون کیونکر وہانتک پہونچونگا ملک اخضر وغیرہ بھی کہ رہے ہین کہ واقعی صاحبقران بہت پریشان ہین خواجہ نے کہا آقا آپ پریشان نہون غلام ابھی فکر مین جاتا ہی اور تلاش کر کے مفصل خبر لاتا ہی صاحبقران سے عمرو باتین کر رہے تھے امیر گھبرائے بیرون بارگاہ آئے خواجہ بھی ہمراہ آئے کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر اُٹھا سب اُسی جانب دیکھنے لگے اخضر وغیرہ بھی بڑھ آئے مگر امیر نے دیکھا کہ اُس ابر کے دیکھنے سے چہرہ ملکہ خورشید برق وش کا سفید ہوگیا قریب امیر کے آکے فرمایا اے ہشیار غضب ہوگیا علامت سے معلوم ہوتا ہی کہ سلطان کرگدن سوار آتا ہی یہ ساحر نہایت زبردست ہی ہمارے والد نامدار کے زمانے مین کل انتظام سلطنت اسی کے سپرد تھا سحر العجائب و مصر الغرائب نے اسے اپنا نائب قرار دیا ہی اسکے ہاتھ سے جانبری بہت دشوار ہی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر سیاہ شق ہوا سب نے دیکھا ایک ساحر کریہ منظر خوک پیکر تاج سر پر رکھے ہوے بہ کبر و نخوت اپنے کو بھولا ہوا مثل گل خود رو پھولا ہوا اثبت پر سات لاکھ ساحران غدار کا لشکر بڑے کر و فر سے آگئے اُترا بارگاہ مین

لدی ہوئین ملکہ آفتاب شعلہ مزاج قریب ملکہ خورشید برق وش کے آئین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
کہنے لگین ملکہ اب بڑا غضب ہوا اگر سحر العجائب و مصر الغرائب خود آتے تو یہ آفت برپا ہوتی جو جو
ساحر رازداران طلسم ہین سب گھبرا رہے ہین خورشید برق وش نے کہا صاحبو کچھ گھبرانے کا مقام نہین
ہم لڑینگے بھڑینگے جان دینگے ہم تم چالیس افسر ہین مرنا ہر نوع ہی دنیا کے جھگڑے چند دن کے ہین اگر اس لڑائی
مین مارے گئے انجام ہم سب کا بخیر ہوگا صاحبقران نے دیکھا سب ساحر گھبرائے ہوے ہین کچھ لوگ حیلے کر کے
بھاگنے لگے امیر نے کہا جسکو بربادی لشکر کا خیال ہو اور اپنی جان بچانا ہو اسی وقت لشکر سے نکل جائے اگر ہمکو
فتح حاصل ہوئی پھر آکے ملجانا سب صاحبون کا گھر ہی اگر سُن لینا کہ ہم قتل ہوے اُنکو اختیار رہا ثابت قدمان کوہ
جرأت نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس مقام پر جان دینے کو عزت جانتے ہین عمرو کے منہ سے نکلا
کہ انشاء اللہ اگر اس ملعون کو آج ہی شب کو نہ مار لیا تو نام اپنا عمرو نہ پایا لیکن خرابی یہ ہی کہ ہین بیچارہ غریب کیا
کرون روزمرہ کی تکلیف بیبیان روتی ہین بچون کی عسرت نہین دیکھی جاتی ملک اخضر نے کہا ہم کفالت کرنے
کے واسطے حاضر ہین عمرو نے کہا خدا آپ سب صاحبون کو سلامت رکھے مین جانتا ہون آپ سب صاحب ضرور
کفالت کرینگے مجھکو آپ لوگون سے بڑی امید ہی ملک اخضر نے دس توڑے ملکہ خورشید نے پچیس توڑے
پیش کیے اب تو روپیہ جمع ہونے لگا تھوڑے عرصے مین مبلغ خطیر جمع ہوگیا ملکہ خورشید نے کہا خواجہ ذرا اسیر
عیاری سمجھ کے کرنے جانا یہ نہایت ساحر زبردست اور ہشیار ہی تحفہ جات طلسمی ہی اسکو بہم پہنچے ہین اسیر
پنجہ قابض ہونا بہت دشوار ہی عمرو نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ پروردگار مددگار ہی پہر رات گئے عمرو لشکر سے نکلا
صحرا مین آکے یہ تو عیاری سوچنے لگے مگر برق کو تاب نہ آئی یہ تڑپ کے بھاگا لشکر مین سلطان کرگدن سوار
کے آیا ایک نازنین عورت کی شکل بنکر دُہائی دیتا ہوا دروازے پر سلطان کرگدن سوار کے آیا اسکو
خدمتگارون نے روکا برق فرنگی نے کہا جاکے شہنشاہ سے عرض کرو کہ کنیز کو آپکے لشکر والون نے لوٹ لیا
میان رسالدار صاحب مجھپر جبر کرتے ہین پہلو مین کبھی سُلائین مال بھی لوٹ لیا ایسے ظالم مردوے میری نگاہ سے
نہین گذرے ایسے شہنشاہ عادل کا دور اور یہ ظلم و جور شہنشاہ کو خبر تو ہو جیے کہ ہمارے لشکر مین یہ بدعتین
ہوتی ہین خدمتگارون نے جاکے سلطان کرگدن سوار سے کہا کہ حضور آپکے پاس ایک عورت فریادی
آئی ہی اُسکی خبر لینا حضور کو واجب و لازم ہی سلطان نے مسکرا کے کہا بُلا لو ملازمون نے پردہ بارگاہ
کا اُٹھا دیا اہالیان صحبت نے دیکھا ایک نازنین نہایت حسین مگر مدہوش بال پریشان خراش ناخن جابجا
کہا ای شہنشاہ دوہائی ہی اہالیان محفل نے جو صورت زیبا دیکھی زانو بدلنے لگے منہ مین پانی بھر آیا ہر شخص
یہی کہتا ہی مین شاہ سے اسکو مانگ لونگا مگر سلطان کرگدن سوار نے ہنسکر کہا کیا ظالم نے غضب کیا ہی
ایک وزیر نے کہا کیا حضور اُسکو جانتے ہین کہا ہم سب کو بخوبی پہچانتے ہین یہ کہکر سلطان نے اُس
نازنین کو قریب بُلایا کہا کیون بی تمھارا کیا نام ہی برق نے شرما کے کہا مجھکو ننھی بی کہتے ہین مان میری
مجھکو پیار سے بندو رٹی کہا کرتی تھین مگر اُنکی حماقت تھی مجھکو ذلت سے پکارتی تھین میرے مقدمے مین اُنکو
ایسی باتین زیبندہ نہ تھین سلطان کرگدن سوار نے کہا تمپر کیا ظلم ہوا کہا حضور کے رسالدار حبشی لوگون
کے رسالے کے حاکم میان کالے خان یا نگوڑے کو کلموہا کہون اُسنے حضور پانچ روپے مجھکو خرچی کے
دیے جب رات کو نگوڑا آکے بیٹھا ایک مار سیاہ تھا کہ اُسکے پائجامے سے نکلا مین بلبلا گئی چار پیسے لیچکی تھی

وہ نگوڑا ایسچلی جہاڑ کے جو بیٹھا حضور میری جان پر بن گئی چیخین مارتی تھی نوچیان دروازے پر پیٹ رہی تھین ہر طرف
یہی ہنگامہ تھا کہ امی جان کو نگوڑا مارے ڈالتا ہو ایسے ظالم کے ہاتھ سے آج امی جان کیونکر بچینگی آخر بمشکل نگوڑے
سے مہلت پائی بیہوش ہو گئی حضور دانت میرے بیٹھ گئے خون جاری تھا نیا معاملہ نہ تھا اُس بیہوشی مین نگوڑی
نے سونے کا طوق میرا اُتار لیا نوچیون نے آکے مجھکو ہوشیار کیا کہا امی جان طوق آپکا گیا ہوا سرہانے جو دیکھا
وہ پانچ روپیہ خرچ کے بھی ندارد نگوڑا جان و مال دونون لیگیا مین جو چیخنے پیٹنے لگی رسالے والے مجھکو
مارنے دوڑے رسالدار صاحب مجھکو اشارون سے بلاتے تھے مین نے کہا صاحب چیچ بی ہزار نعمت کھائی
اب مین اُس بات کو ہرگز نہ قبول کرونگی میرا طوق خوالے کردو حضور میرا طوق سولہ تولے کا تھا جب میرا سر
ڈھانکا گیا تھا تو ایک راجہ نے وہ طوق دیا تھا ہماری تو خون پسے کی روٹی پر رسالدار صاحب کے سائیس
مارنے دوڑتے ہین لونڈی نے رات سے کھانا نہین کھایا حضور سب رئیسون مین پوچھی جاتی ہر ان نہانا اور
گانا بھی دونون ماتون مین کمال رکھتی ہون سلطان کرگدن سوار ہنستا جاتا ہے کہتا ہے ننھی بی سچ کہتی ہو
یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے جیسے ہی سلطان نے آواز دی پہلوے بارگاہ سے ایک طائر زمزمہ سرائی
کرتا ہوا آیا پہلے برق پر اپنا سایہ ڈالا پھر سر برق کے بیٹھا جیسے ہی طائر بیٹھا رنگ و روغن عیاری کا سب
اُڑ گیا سلطان نے کہا ننھی بی ذرا اپنی صورت تو دیکھو یہ کہکر آئینہ دکھایا پہلے ہی قلعی کھل چکی تھی اب وہ
صفائی کہان سلطان نے کہا او ناعیار منم سلطان کرگدن سوار جسوقت نامہ شاہان طلسم کا میرے پاس
پہونچا اور مضمون اُسمین یہ تھا کہ تم براے مقابلۂ مسلمانان جاؤ اور حکیم اشرف الحکمت کا تو حال کھل گیا وہ تو
بیچارا مسلمان ہے لیکن ای سلطان جب تم مقابلۂ مسلمانان مین پہونچنا تو عیارون سے اپنے کو بچانا ہمکو اپنے
علم کے قاعدے سے معلوم ہو گیا کہ پہلے برق فرنگی عیاری کرنے آئیگا مین حیران تھا کہ مجھ تک کیونکر پہونچیگا
مگر اِلٰہی برق کیا کہنا کیا کام کیا ہے برق نے دیکھا میرے پانؤن زمین تھامے ہوے ہے سلطان نے کہا او مکار رو
غدار ساحرون پر کہین عیاریان چلتی ہین جب تو لشکر سے چلا تھا جب ہی ہم سمجھ گئے تھے ہمکو ہمارے سحر نے
خبر دی تھی کہ برق عیاری کرنے آتا ہے یہ طلسم نور افشان ہے سرور بار اس بات کو کہتا ہون کہ صاحبقران
کو خبر ہو جائے کہ سلطان کرگدن سوار ارشاد فرماتے ہین کہ آپنے لوح طلسمی پائی مرحلہ جات فتح کیے مگر کسی
ساحر سے مقابلہ نہین ہوا اب ساحر آئینگے ایک یہ حقیر آیا ہے لوح طلسمی لے لونگا لشکر کو کھڑے کھڑے شکست
دونگا دیکھون تو عیار کیونکر مجھپر عیاری کرتے ہین ابھی مجھے اُس ساربان زادے کو دیکھنا ہے اُسکو اپنی عیاریون
پر بڑا ناز ہے ابھی جاکے اُسکو بھی لاتا ہون یہ کہکر حکم کیا کہ برق فرنگی کو لیجاکے قیدخانے مین قید کرو ہم
بڑے عیار طرار کو لینے جاتے ہین جسکا تمام عالم مین شہرہ ہے یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا تلاش مین خواجہ کی
چلا تحریر کر چکا ہون کہ خواجہ عمرو ایک نخل کے سایے مین بیٹھے ہوے سوچ رہے ہین کہ کس تدبیر سے تا بہ
سلطان جاؤن کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی دوڑا ہوا آتا ہے خواجہ نے پکار کے کہا ارے خیر تو ہے
برق نے گھبرا کے کہا اُستاد مین نے عیاری کی مگر پہچانا گیا بمشکل نکل آیا خواجہ نے جو آنکھ ملائی دیکھا میرا
بھورا نہین ہے گھبرائے کہ یہ کیا معرکہ ہے خدا خیر کرے خواجہ گھبرائے اُٹھے برق نے پکار کے کہا اُستاد کہان
چلے عمرو نے کہا مین صاحبقران سے اطلاع کرنے جاتا ہون برق نقلی دوڑ اکہتا ہوا اُستاد سنیے تو خواجہ نے
جلدی سے کمند اودھر لی برق نقلی چہار جانب دیکھنے لگا دور سے شاگردان عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر غدار

کھڑا ہوا خواجہ عمرو کو ڈھونڈھ رہا ہے خواجہ عمرو بھاگ کے خدمت صاحبقران مین پہونچے امیر نے دیکھا میرے پہلو سے آواز آتی ہے مگر کسی کی صورت نظر نہین آتی کوئی کہ رہا ہے کہ آقا ہوشیار ہو جائیے معلوم ہوتا ہے برق پکڑ لیا گیا اُسی کی صورت بر کوئی ساحر میری تلاش مین آیا ہے صاحبقران نے کہا خواجہ مجھے صورت تو دکھاؤ عمرو نے سر سے گلیم اُتاری صاحبقران کے سامنے عمرو کھڑا ہے وہان شاگردان عمرو نے دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا شاگردان عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی اُستاد جو آپکی تلاش مین آیا تھا وہ ساحر تھا ابھی غائب ہو گیا عمرو نے کہا آقا آپنے سنا کہ دوسرے ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اُستاد برق فرنگی نے جاکے عیاری کی تھی مگر پکڑے گئے بڑے لطف کی عیاری کی تھی اُسنے سر دربار یہی کلمہ کہا ہے کہ لوح بھی لے لونگا اب تو ایک ساحر مقابلے مین صاحبقران کے آیا اگر لوح طلسمی حمزہ کے پاس ہی کیا کر سکتے ہین مین ایک تدبیر کرتا ہون دیکھون طلسم کشا کیونکر بچتے ہین امیر نے فرمایا خدائے ما بزرگ است ہرکارے کھڑے ہوئے ہین خواجہ بھی موجود ہین مثل بید کانپ رہے ہین گرد چند سردار حاضر ہین کہ دربارگاہ پر گرم ہوا سب نے دیکھا سلطان کرگدن سوار بال سر کے کمر کے نیچے لٹکتے ہوئے بارگاہ مین گھس پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا منم سلطان کرگدن سوار اے حمزہ اگر لوح طلسمی مجھکو ملگئی اسپر ناز نہ کرنا دم بھر مین لوح چھین لونگا جاہل تھا مگر خورشید برق وش نے کہ اُٹھون عمرو نے چاہا جست کرکے بھاگون اسنے جھپٹ کے عمرو کو پکڑ لیا ملکہ خورشید نے گولہ مارا برق جو گری شانے پر سلطان کے پڑی شانہ اسکا نشانہ ہوا ملکہ خورشید نے چاہا بڑھ کے ہاتھ نیچے کا مارون سلطان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوئے ہے مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُسنے آواز دی کہ ای خورشید بے ادب باش سلطان وزیر طلسم ہے یہ کہکر وہ طائر جل کے خاک ہوا خاک اُسکی سر پر خورشید کے گری خورشید برق وش کی آنکھین بند ہوئین سلطان کرگدن سوار نے خورشید کو بھی لیا قصد کیا کہ آفتاب پر بھی جا پڑون ایک تیغے مین دونون کو دبا لیا ہے صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے لوح جو چمکائی سلطان نے کہا حمزہ یہی تو بڑا گھمنڈ ہے پرواز سپید اگر کے نکل گیا لشکر مین ہلڑ ہوا خورشید برق وش و خواجہ کو سلطان کرگدن سوار بارگاہ صاحبقران سے لیگیا اُڑتا ہوا لشکر مین آیا سرداروں کو حکم دیا کہ ساربان زادے کو اور خورشید کو قید خانے مین لیجاؤ ملازم دونون کو وہان لائے جہان پہ برق فرنگی قید تھا انکو بھی وہین قید کیا یہان صاحبقران بارگاہ مین افسوس کر رہے ہین کہ خواجہ و خورشید کو لیگیا ہرکارے واسطے خبر کے گئے تھوڑی دیر مین پلٹ کے آئے عرض کی خورشید و خواجہ و برق قید خانے مین بھیجے گئے سلطان بارگاہ سے پھر غائب ہوا ہے ملک اخضر و آفتاب بیرون بارگاہ آئے لشکر کو ترغیب دے رہے ہین کہ ہر وقت تیار رہو آمادۂ حرب و پیکار رہو یہ ملعون بڑا ساحر زبردست آیا ہے ایسا گستاخ ساحر ہماری نگاہ سے نہین گذرا کہ سامنے سے امیر بانوقیر کے خورشید و خواجہ کو لیگیا ملک اخضر اور آفتاب کھڑے ہین کچھ کمیدان رسالدار عرض کر رہے ہین ہم سب ہوشیار رہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے سلطان کرگدن سوار بصورت ہیبتناک آتا ہے للکارتا ہوا کہ بی آفتاب مین تو تمھاری تلاش مین تھا آفتاب نے جھپٹ کے سحر کیا اُسنے ہنس کے دفع کر دیا کہا بی آفتاب اسقدر نہ اتراؤ حمزہ کو لوح طلسمی ملگئی شہنشاہ نے بیشتر سے ہم سے نہ کہا ورنہ

ابتک سب کا خاتمہ کردیتے آفتاب لڑکھڑائی اخضر نے چاہا سحر کرون سلطان نے پلک جھپکاتے مین
اخضر و آفتاب شعلہ مزاج کو لیا ایک جانب زنار کھڑی ہوئی تھی اسنے جو دیکھا بیتاب ہوتے بڑھی
کہ اخضر و آفتاب کو چھڑاؤن جیسے ہی یہ قریب آئی سلطان نے ایک موے سر کو اپنے جنبش دی ایک
زنجیر آہنی بلکر گلے مین زنار کے پڑی آفتاب و زنار و ملک اخضر کو سلطان لے بھاگا اپنے لشکر
مین آیا اہالیان لشکر سے کہا لو ان تینون سرداروں کو بھی وہین قید کرو جہان وہ قید ہین یہ بھی تینون وہین
قید ہوے یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ سلطان بڑا ساحر زبردست ہی اخضر و آفتاب و زنار
کو بھی لیگیا امیر نے ناہید و فیروزہ سے فرمایا کہ صاحبو ہشیار رہنا ناہید و فیروزہ یہ کہکر نکلین کہ لشکر تو
ہم آراستہ کرین دونون نکل کے کنارے پر لشکر کے کھڑی ہوئی ہین کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم سلطان کرگدن سوار
کیون بی ناہید تاب کی خدائی برباد کراکے یہان آئین یہ طلسم نور افشان ہی یہ کہکر دونون نازنینون
پر گرا جسطرح باز گنجشک کو دبوچتا ہی ہرچند دونون نے چاہا سحر کرین سحر زبان سے نہ نکل سکا اسنے دونون
کو گرفتار کرلیا صاحبقران نے جو خبر سنی لوح طلسمی چمکاتے ہوے بارگاہ سے باہر نکلے دیکھا سلطان
ناہید و فیروزہ کو لیے ہوے جاتا ہی نعرہ کرکے بڑھے تھے کہ سلطان سحر کرکے ملبند ہوا صاحبقران
رنجیدہ وکبیدہ پلٹے اب تو لشکر مین چہار سمت ایک ہنگامہ برپا ہی کہ یارو یہ بڑے غضب کی بات ہی اسکی ہر بات
مین کرامات ہی پہر بھر کے عرصے مین اُن ساحران عالیمقدار کو گرفتار کرلیگیا جو سارے لشکر کی جان تھے خدا اب
سب کو بدعت سے بچائے امیر حیران بیٹھے ہین فرماتے ہین ہمین گرفتاری عمرو کا نہایت قلق ہوا اکثر ہمسے شہنشاہ
کوکب روشنضمیر بھی ذکر کیا کرتے تھے کہ ساحران طلسم نور افشان قیامت کے پرکالے ہین ایک ایک بلاے روزگار
ہی اب یقین کامل ہوا کہ طلسم برباد ہوتا ہی یہ ساحر اُن دونون نے کائنات کے میرے مقابلے کے واسطے
روانہ کیے ہین صاحبقران نے اسی فکر و تردد مین دن بسر کیا سلطان کرگدن سوار نے تھوڑے ہی عرصے
مین پندرہ سولہ ساحران نامی وگرامی گرفتار کرلیے صاحبقران کو نہایت سناٹا ہی شام کو یکایک صداے
طبل جنگی لشکر سے سلطان کرگدن سوار کے آئی صاحبقران نے سر اُٹھاکے فرمایا خیر تو ہی اسوقت یہ کیسا
نقارہ بجا ہی ہرکارون نے آگے عرض کی کہ سلطان کرگدن سوار نے طبل جنگی بجوادیا یقین ہی کہ کل صبح کو
خود نکلکے معرکہ آراے نبرد ہوا ای شہریار سلطان کرگدن سوار اپنے مقام پر ناز کرتا ہی کہ کوئی دنیا
مین مجھسے مقابلہ کرسکتا ہی دیکھو پہر بھر مین سولہ سردار لشکر اسلام سے گرفتار کرلایا اب تو مین نے طبل جنگی بجوایا
ہی دیکھون لوح طلسمی میرا کیا کرتی ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی
طبل جنگی بجے ہرکارون سے فرمایا کہ ہمارے یار وفادار خواجہ عمرو نامدار کی خبر رکھنا جب تک یہ خبر مفصل
نہ معلوم ہوگی کہ خواجہ عمرو پر کیا گذری ہمکو خبر برابر پہونچانا شب بھر دونون لشکرون مین تیاریان رہین
ساحران لشکر سلطان کرگدن سوار سب تلملائے ہوے ہین یہی آپس مین چرچے ہو رہے ہین کہ کل ہم
طلسم کشا کو گرفتار کرکے سامنے شاہان طلسم کے لیجائینگے ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ہر طرف یہی ہنگامہ ہی یکایک
مالک بروم خانۂ مغرب سحر کرتا ہوا پنہان خانۂ مغرب مین جاکے چھپا ثوابت وسیارگان کو اپنے ساتھ لیگیا جمشید زرین کوش
فلک چہارم پر سحر کرتا ہوا آیا جھولی ضیا کی گلے مین نیزہ ہاے خطوط شعاع ہاتھ مین تخت زبرجدی فلک پر
جلوہ فرما ہوا عالم تمام نورانی ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی کی یاد الٰہی مین مست صبا ساغر عیش دست بدست

لالے نے جام اپنا شراب شبنم سے معمور کیا ترچھی کلاہ سر پر رکھی واسطے تماشائے جنگ دونون جانب کے متوجہ ہوا صاحبقران لوح طلسمی گلے مین ایرج و نورالدہر ساتھ ساتھ لیکن ایرج کی پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی زا دمبدم ملکہ بران شمشیرزن کے بعزار شب ہجر کی سختی اُٹھائے ہوئے شاپور شیردل نے جو اپنے آقا کو متغیر دیکھا بڑھ کے قریب آیا عرض کی آقا بسم اللہ زمانہ رہائی ملکہ قریب آیا ہے اسقدر نہ گھبرایئے یہ ساحران نامی و نامدار جو لشکر کفار مین قید ہوگئے ہین انشاءاللہ بہت جلد وہ رہا ہوجائینگے ایرج نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے برادر دادا جان کے ساتھ رہنا ہمارا مناسب نہین تھا اگر علیحدہ لڑتے بھڑتے جاتے تو اپنے کو بہت جلد تا بہ قید خانہ پہونچاتے ملکہ کو چھڑاتے اے برادر کیونکر ہمارے قلب کو تسکین ہو فلک نے عجب رنج و ملال دکھایا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے قلب تھراتا ہے کس سے اپنا حال دل کہین کیونکر خاموش رہین اسوقت اُس محبوب کے خیال مین یہ کیفیت ہے

نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ انکو اگر اُٹھی بھی نقاب عارض — ہوئی نگاہون کی اُتنی کثرت کہ بنگئین خود حجاب عارض
کسے دکھاتے ہو انجمن مین جمال آئینہ تاب عارض — یہان تو حیرت ہوئی زنہ عارض کہ ہوگئی جو حجاب عارض
کہان یہ بو سنبل چمن مین کہان یہ نکہت گل چمن مین — اُنہین کا گیسو مثال گیسو اُنہین کا عارض جواب عارض
یہی ترے حسن کی ہو گرمی تو ڈر ہی اے نازنین یہ مجھکو — کہین پسینے کی طرح رشحے گرے ٹپک کر نہ آب عارض
ہزار جا جاکے ڈھونڈھتے ہین مگر کہان پائیے چمن مین — وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزۂ محو خواب عارض
اُٹھے ہمین لطف وصل کا جب کہ تم اُٹھا دو وصال کی شب — حیا کا پردہ مژہ کی چلمن حجاب دیدہ نقاب عارض
غرور جوبن بجا اگر ناحق ہمین جوانی پہ ناز بیجا — نہ معتبر حسن عارضی ہی نہ اعتبار شباب عارض
پسند اگر زلف نے کیا دل پسند رخسار نے کیا تل — یہ نقطۂ انتخاب گیسو وہ نقطۂ انتخاب عارض
یہان ہی پیش نگاہ ہردم یہی سفید و سیاہ عالم — سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ خط کتاب عارض
ہماری تربت پہ رو نے گلرو تو ہوگئی ساری قبر خوشبو — جب آئے عارض پہ ڈھل کے آنسو تو بنکے ٹپکے گلاب عارض
شرارہ انگار شعلہ بجلی فروغ طور آتش تجلی — سنوگے محفل مین دلجلون کی سبب سے ایسے خطاب عارض
نظارہ بازون سے ہو مقابل تو سات پردے بھی ہون جو حائل — جھلک دکھا جائے اپنی اے دل وہ شوخ دیدہ ہی تاب عارض
چمک چکا آفتاب محشر نہ جھپکے اُس سے تو دیدۂ تر — خود آؤ تم سامنے چمک کر دکھاؤ اب آفتاب عارض
ہمارا حال خراب دیکھو رقیب کے پیچ و تاب دیکھو — سپہر کا انقلاب دیکھو کبھی تو اُلٹو نقاب عارض
نہ بھولتا ہون جمال اُنکا نہ بھولتا ہون جلال اُنکا — نظر مین ہے اے جلال اُنکا وہ جلوۂ پُر عتاب عارض

ایک جانب شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان ایک جانب بہرام و عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی وغیرہ ہمراہ ہین خواجہ عمرو کا لشکر مین نہونا ایک اُداسی معلوم ہوتی ہے صاحبقران آگے بڑھے ہوئے اُدھر سے آمد آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی تمام ساحران غدار اسباب سحر جھولیون مین بھرے ہوئے بڑھے ہوئے چلے آتے ہین افسران فوج فوج کو درست کرتے ہوئے آپس مین سب کے یہی قول ہین کہ اب چلکر اہل اسلام کو لوٹ لین لشکر صاحبقران کو شکست ہو دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچے امیر نے سر اُٹھا کے دیکھا سب فوجین آگئین افسران ساحران بھی پہونچے مگر سلطان کرگدن سوار نہین معلوم ہوتا ہے کارون نے امیر نے پوچھا کچھ تمنے دریافت کیا تھا سلطان کرگدن سوار آج ساتھ نہین ہے

ہرکارون نے عرض کی حضور بوقت سحر دہ بوم خانے سے نکل کے بارگاہ مین آیا اپنے افسران فوج سے یہ کہکر غائب ہوا کہ لشکر کو لیکر میدان کارزار مین چلنا مین بھی فکر کرکے آجاؤنگا نامی ساحر لشکر حمزہ کے مین گرفتار کرلایا ہون یہان کمیدان رسالدار اور سرداران مذکور پشت پر حاضر ہین صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھے ہوے بمرتبۂ صاحبقرانی کھڑے ہین کہ طرف سے لشکر کفار کے گرد اڑی صاحبقران نے دیکھا خواجہ عمرو بدحواس وپریشان دوڑے ہوے چلے آتے ہین سر بھی کسی قدر زخمی ہے صاحبقران عمرو کو اس حال سے دیکھکر گھبرا گئے پکار کے آواز دی خواجہ خیر تو ہے کیونکر تمنے رہائی پائی خواجہ نے عرض کی اے شہریار مین نے سب ساحرون کو رہا کرلیا ہوتا مگر عین وقت پر نگہبان ہوشیار ہوگئے منتظم قید خانہ کو مین نے بیہوش کیا تھا سرداران کی قید کاٹنے چلا تھا کہ کئی ساحر وہان پر پہونچے مین تو حقہ ہاے آتشبازی داغ کے بھاگا اور قیدیون کو رہا نہ کرسکا یہ باتین کرتا ہوا عمرو صاحبقران کے قریب آیا چپکے سے عرض کی ذرا پشت اشقر سے اتریے مین کچھ عرض کرونگا صاحبقران اتر پڑے عمرو کے کہا آقا لشکر کفار مین ہلڑ ہے کہ لوح طلسمی ہمنے طلسم کشا سے لی ذرا لوح کو تو ملاحظہ فرمائیے صاحبقران نے چاہا لوح کو دیکھین عمرو نے کہا مجھے دیجیے مین سمجھ لونگا امیر نے لوح اتار کے عمرو نے ہاتھ مین دی عمرو لوح لیکر چاہتا ہے لوح کو کمر مین رکھے صاحبقران دیکھ رہے ہین عمرو نے کہا حرز ہیکل بھی دیکھون امیر نے حرز ہیکل بھی گلے سے اتار کے جیسے ہی ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو حرز ہیکل اور لوح طلسمی لیکر پیچھے ہٹنے لگا امیر نے کہا خواجہ لوح لیکر کہان چلے بس للکارنے عمرو نقلی نے آواز دی یا شاہ ادھر حمزہ دیکھ رہیون مدہی مدا لوح نے لی چاہا تڑپ کے بلند ہون نیزہ امیر کے ہاتھ مین تھا امیر نے نیزہ مارا نیزہ سینۂ پر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا لاشہ زمین پر گرا امیر نے دوڑکے لوح طلسمی اور حرز ہیکل کو اٹھا لیا دیکھا ایک ساحر سیہ فام بدانجام پڑا تڑپ رہا ہے جب صورت تبدیل ہوئی دیکھا سلطان کرگدن سوار نہین ہے اور کوئی ساحر مکار و غدار ہے کہ طرف سے لشکر کفار کے نعرہ ہوا ستم سلطان کرگدن سوار اور حمزہ مین تو جانتا تھا کہ لوح طلسمی کا لینا کچھ ایسے صف شکن سے بہت دشوار امر ہے مین نے اسواسطے اپنے غلام کو بھیجا تھا اب اور کوئی تدبیر ہو جائیگی خود صف سے آگے بڑھ کے کھڑا ہوا صفون کو درست کرنے لگا جب صفین آراستہ ہوچکین نقیبون نے نقابت کی کوکبت گڑگڑکے کمر بٹے سلطان کرگدن سوار نے ملپٹ کے طرف اپنے لشکر کے دیکھا ایک ساحر انتقام عجائب سازنامی نے گینڈے کو بڑھایا عرض کی غلام براے مقابلہ جاتا ہے سلطان نے اجازت دی مگر کچھ کان مین چپکے سے بھی کہا یہ بھی سمجھا دیا کہ اے انتقام طلسم کشا سے مقابلہ ہے بہت سنبھل کے مقابلہ کرنا انتقام نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ کہکر انتقام نے میدان مین آکے سلحشوری دکھائی آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے صاحبقران نے قصد کیا کہ مین میدان مین جاؤن قضاے کار لشکر سکندر زرین پوش زرین علم ایک صحرا مین فروکش تھا اسی طرف سے نقابدار ببر پوش یعنے ضیغم شیر شکار کا گذر ہوا یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ ترکان برق وش لڑکے ساتھ مین دل لگی جو سوجھی بطور شبخون لشکر سکندر پر جا پڑے خیمے وغیرہ گرا دیے مگر برقان نے منع بھی کیا تھا کہ اے شہریار یہ کیا ضرور ہے مگر یہ شیر بیشۂ اسد نامدار انکا کہنا کب مانتے ہین کہنے سے اور زیادہ ضد ہوئی ہے لیکن جب شاہزادہ براے شبخون گیا چونکہ عاشق ہین انکے دل کو کب تاب آتی ہے یہ بھی آسمان جکبکی کبکی

جنگ شاہزادہ والاقدر کو ملاحظہ فرما رہی ہین سکندر رند زرین پوش زرین علم کو جا کے انکے عیار جواہر
نے خبر دی یہ سنتے ہی سکندر غصے مین اُٹھا باہر آکے اسنے نعرہ کیا ضیغم نے بوق ترکی مین آواز دی ای
قزاقان بر ر رویہ بوق کی آواز سنتے ہی قزاق لڑتے ہوے نکلے ملکہ نسیم آتشنجو جو اُٹھین انھون نے دیکھا
ایک نقابدار سبز پوش بھاگا ہوا جاتا ہی اور شہزادہ سکندر تعاقب مین چلے جاتے ہین اور آسمان پر
ایک ابر چھایا ہوا ہی اُس ابر سے برق کی چشمک زنی ہو رہی ہی نسیم آتشنجو نے ایک گولہ اُٹھا کے ابر
پر مارا آواز دی اس ابر مین کون پوشیدہ ہی ابر شق ہوا نسیم نے ایک نازنین مہ جبین چہارہ سالہ کو
دیکھا کہ طاؤس زرین بال پر سوار ہاتھ چمکا رہی ہی وہ برقین لشکر پر نہین گرتین صرف اپنی چمک دکھا رہی
ہین نسیم آتشنجو نے للکارا ارے یہ تیری ذات کا فساد ہی مین سمجھ گئی شاہین و گلشن بھی آپہونچے تینون ساحرون
نے ملکہ سحر کیا ملکہ برقان برق وش کو پکڑ لیا نسیم آتشنجو نے کہا اسی ساحرہ کے بھروسے پر وہ نقابدار
شبخون آیا تھا سکندر نے اُدھر نقابدار کا پیچھا کیا نقابدار پلٹ پلٹ کے لڑتا ہوا چلا آتا ہی نسیم وغیرہ ساتھ چلی
آتی ہین ان لوگون نے پکار کے کئی مرتبہ کہا آپ ہٹ جائیے ہم سحر کر کے پکڑ لین سکندر فرماتے ہین اُسنے تو یہ
قیامت برپا کی کہ مجبیر شبخون مارا ہین کیونکر حکم دون کہ تم لوگ غیر ساحر پر سحر کرو ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
کہ ضیغم اسطرف لڑتے بھڑتے ہوے جاتے ہین اور شہزادہ سکندر تعاقب مین اور یہان وہ وقت ہی کہ انتقام
نے میدان مین نعرہ کیا ہی صاحبقران اسکے مقابلے مین نکلے انتقام نے بڑے بڑے سحر کیے مگر صاحبقران
پر بسبب لوح کے تاثیر نہوئی امیر گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب پہونچ گئے بڑھ کے ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوے سلطان کرگدن سوار نے جو دیکھا کہ میرا رفیق شفیق مارا گیا کہا صاحب لوح سے مقابلہ مشکل ہی
یہ سوچ کے طبل امان بجوا کے پلٹ گیا صاحبقران اپنی طرف پلٹے لشکر مین آئے وہ شب طلایہ صاحبقران
تھی ہر چند سردارون نے عرض بھی کی کہ غلامان جانباز شب بھر انتظام کرینگے دشمن سخت سے مقابلہ ہی حضور
تکلیف نہ کرین امیر نے فرمایا سال بھر کے بعد ایک دن خدمت سپاہیان لشکر کا میرے ذمہ ہی مین کیونکر
اُسے ترک کرون لیکن جو ساحر کہ لشکر مین باقی ہین اُنھون نے بہت بہت عرض کی کہ ایسا نہو کہ آپ طلایہ
پر جائین اور سلطان کرگدن سوار آکے کوئی مکر پھیلائے اور خدانخواستہ آپکے قبضے سے لوح نکلجائے
تو ہم لوگ کیا کر سکینگے آپ لوح سے بہت ہشیار رہیے گا صاحبقران نے فرمایا مجھے ہر وقت خیال رہتا ہی
یہ باتین کر کے امیر اندر بارگاہ کے آئے بکاول نے دسترخوان چنا صاحبقران کو اپنے سردار یاد آئے رونے
لگے آخر امیر نے خاصہ تناول فرمایا ہتھیار جسم پر لگائے لوح طلسمی و حرز ہیکل گلے مین پہنی تیغہ برقتاب
ہاتھ مین لیا طلایہ پر آئے عمرو کے ساتھ نہونے سے نہایت رنجیدہ و کبیدہ ہین صرف مقبل وفادار ہمراہ
رکاب سعادت انتساب ہی پہر رات گذری ہی امیر کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین لباس شبروی جسم پر
ڈھاٹا باندھے ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑی امیر نے دیکھا ایک نقابدار سبز پوش دریاے خون مین نہایا
ہوا گھوڑا اُڑائے ہوے قہقہے مارتا ہوا جاتا ہی اور ایک جوان آفتاب مثال گھوڑے کو اُڑائے ہوے
اُسکے تعاقب مین کہتا ہوا آتا ہی کہ او سبز پوش ٹھہر جا تو حال جرأت کھلے سبز پوش جواب دیتا ہی ایسون کی
خدمتگذاری کی اور چلتے پھرتے نظر آئے کیا ضرورت ہی کہ ٹھہرین ہمین ٹھہرنے کی ضرورت نہین صاحبقران
اس حال کو دیکھکر ہنسے جب سبز پوش قریب پہونچا وہان سے سکندر نے آواز دی ای جوان ذرا

اسکے گھوڑے کی باگ پکڑے صاحبقران نے دیکھا کہ یہ نقابدار ہٹتا ہوا جاتا ہی چاہتے تو باگ پر ہاتھ
ڈال دیتے مگر فرمایا کہ ای نقابدار نکل جا نقابدار تو نکل گیا سکندر کو بہت ناگوار ہوا قریب آ گئے کہا
او جوان تو نے ببر پوش کو روک لیا ما بدولت کے لشکر پر شبخون مار کے بھاگا امیر نے فرمایا ای بہادر
جو اپنے سے بھاگے اُسکا تعاقب کرنا کیا ضرورت ہی اب مہربانی فرمائیے پلٹ جائیے یہ کہکر امیر نے گھوڑے
کو آڑا کیا سکندر نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا سکندر اور صاحبقران سے
نیزہ چلنے لگا سلطان زرین پوش بھی آگے پہونچا سب تماشا دیکھنے لگے سکندر کو یہ نہین معلوم کہ یہ
صاحبقران زمان ہین اتنا سمجھا کہ یہ سوار سیہ پوش ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا شب تیرہ و تار سکندر جھلایا
ہوا امیر بھی ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ نیزہ نکال دون سکندر کہتا ہی کہ او جوان کہین مرد ان عالم کے ہاتھ سے نیزہ
نکلتا ہی دو پہر سے شب گذر چکی تھی کہ امیر نے بند صاحبقرانی کا انٹھا تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل گیا
سکندر کو نہایت غصہ آیا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ وقت شب ہی چہرہ آفتاب
مثال جب چمک جاتا ہی تو صاحبقران حیران جمال ہوتے ہین امیر نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سکندر
نے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی تھوڑے عرصے مین گریبان سحر چاک ہوا یہ خبر سنکر ایرج و نور الدہر
آئے ایرج نے دیکھا کہ سکندر و صاحبقران مین کشتی ہو رہی ہی بیقرار ہو گیا ٹہلتا ہوا تعریفین کرتا ہوا
قریب آیا پکار کے آواز دی ای سکندر والا حشم صاحبقران زمان سے مقابلہ کر رہے ہو اب سکندر
نے جمال جہان آرائے صاحبقران کو دیکھا دنگ ہو گیا جی مین کہتا ہی ای سکندر اب دیکھیے کیا ہوتا ہی ایرج
سکندر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین صاحبقران سے کشتی ہو رہی ہی ضیغم جو گھوڑے کو اُڑائے ہوئے
ایک صحرا مین پہونچے عیار نے خبر دی کہ ای شہریار سکندر و صاحبقران سے مقابلہ پڑ گیا صاحبقران طلائے
پر تھے اُنھون نے راہ مین روکا مقابلہ ہو گیا ضیغم نے کہا ہم کیونکر دیکھین عیار نے کہا کنارے پر چل کے
تماشا جنگ کا دیکھیے لشکر ساتھ نہ ہو ضیغم شیر شکار نے مرکب بڑھایا ایک نخل کے سائے مین آ کے ٹھہرا
دیکھا صاحبقران سے اور سکندر سے کشتی ہو رہی ہی سکندر کسی مقام پر کمی نہین کرتا صاحبقران بھی
لڑ رہے ہین وہ رات گذری تھی دن بھی اسی کشاکش مین گذرا رات ہوئی امیر نے روشنی منگائی شہزادہ
سکندر کے لشکر سے بھی روشنی ہوئی پھر اُسی طرح کشتی ہونے لگی سکندر کو اس خاندان سے فنون سپاہگری
نہین پہونچے تیسرے دن اُلجھ اُلجھ کے لڑنے لگا ایرج کی پریشانی شہنشاہ زرین پوش کی حیرانی
بہر دن رہے سکندر نے کہا ای صاحبقران آج تین شبانہ روز گذرے دونون لشکر بیخور و خواب
ہین سلطان کرگدن سوار بھی تماشا دیکھنے آتا ہی اور پلٹ جاتا ہی صاحبقران نے زلفین خلیلی و خال
سبز و رگ ہاشمی کو دیکھا ہی حیران ہین کہ یہ شیر کسکا فرزند ہی عین گرمی جنگ مین امیر ایرج کو دیکھتے ہین
کہ نہایت بیقرار ہو رہا ہی کلیجے پر ہاتھ رکھے ہوے کھڑا ہی سکندر کی کمی بہت ناگوار ہی مگر کچھ چارہ نہین ہی
سنکر صاحبقران کو لے دوڑا سات آٹھ قدم پر لا کے ہکہ مارا بایان گھٹنا آشنا بہ زمین ہوا سکندر اوپر
آ کے چھایا صاحبقران جنگ دیدہ کار آزمودہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایرج و نور الدہر و بدیع الزمان و قاسم
کو زیر کر چکے ہین اس گن سے بیٹھے ہین کہ سکندر نے کیسے کیسے زور کیے مگر صاحبقران کے لنگر مین جنبش و حرکت
نہوئی سکندر کے ہاتھ تھام اُٹھا لیا کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون صاحبقران اپنے مقام سے مثل شیر غضبناک

اُٹھے دونون مونڈھے تھام کے سکندر کو لے دوڑے جو جو سکندر پر صورت شکست ہوتی ہی منھ پر
سلطان زرین پوش کے ہوائیان اُڑتی جاتی ہین کہتا ہی دیکھیے میرے فرزند کی حمزہ کے ہاتھ سے
کیونکر جان بچے یہان صاحبقران سکندر کو لے دوڑے ہر چند شہزادہ سکندر چاہتا ہی مین رکون
مگر شیر بیشۂ عربستان کے قبضے مین ہی کیونکر تھم سکے اکیس قدم تک امیر ریل کے لائے ایرج کی پریشانی
کبھی دل ملتے کبھی بانہین کبھی حیران و مضطر پریشان و ششدر صاحبقران کی تعریف نہین کرتے اپنے سردارون
سے کہہ رہے ہین یارو اب اس جوان کا بچنا ممکن نہین صاحب عزت ہی بڑا صدمہ کریگا کبھی فرماتے ہین
کیون ای شاپور دیکھا تمنے فلک نے کیا سامان دکھایا یقین تو یہی ہی کہ یہ جوان ہمارا فرزند ہی دیکھین
اب کیا ٹھہرتی ہی پردے ہمارے اور اس جوان کے درمیان مین پڑے ہین پروردگار ان پردون کو دور
کرے اکیس قدم پر لاکے صاحبقران نے نعرہ مارا دونون گھٹنے سکندر کے آشناے زمین ہوے
صاحبقران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے فرمایا ای جوان اچھی طرح سنگر قائم کرلے کوئی عذر باقی نہ رہے
سکندر نے لنگر مارا کہ تا بہ گھٹنہ غرق زمین ہوا فرمایا کیون ای شیر بیشۂ جرأت مین کے زور کرون سکندر نے
کہا تین زور کا آپکو اختیار ہی صاحبقران نے کہا ایک زور مین نے راہ خدا پر معاف کیا یہ بندگان خدا
تین روز سے بے خور و خواب ہین ہمارے تمھارے اشتیاق مین بیتاب ہین ایک زور انکے دیکھنے کی وجہ سے
معاف کیا ایک زور کرتے ہین اگر تمکو اُٹھا لیا تو غالب آئے اور اگر نہ اُٹھا سکے تو مغلوب ہوے سکندر
کے چہرے پر تو ہوائیان اُڑنے لگین سر جھکا کے کہا آپکو اختیار ہی صاحبقران نے دست حق پرست بڑھا کے
کمر زنجیر مین ڈال کے نعرہ شیرانہ کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ سکندر
تڑپ رہا ہی پھڑک رہا ہی لنگر مارتا ہی مگر کچھ نہین ہو سکتا تیسرے زور مین سر سے ملند کیا سکندر صدمے
سے بیہوش ہو گیا قلب پر صدمہ ہوا صاحبقران نے مشکین باندھین پکار کے آواز دی ای سلطان
زرین پوش آپکو تشریف لانا چاہیے ہمین آپسے کچھ پوچھنا ہی اگر تشریف لانے مین عذر ہو تو ہم اور زیر
کرین سلطان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی مین حاضر ہوتا ہون صاحبقران نے سکندر کو ایرج کے
سپرد کیا فرمایا اس شیر کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا ایرج نوجوان نے لاکے سکندر کو ایک خیمے مین قید
کر دیا علیم و فہیم کو حکم دیا کہ جب یہ ہوشیار ہو شراب و کباب پہونچانا فرش وغیرہ بچھا دینا صاحبقران تین
دن کے تھکے ہوے تھے بارگاہ مین جاکے آرام فرمایا سلطان کرگدن سوار نے یہ سب معرکا اپنی آنکھون سے
دیکھا یہ بھی ہرکارون کی زبانی خبر سنی کہ صاحبقران نے سلطان زرین پوش کو طلب کیا ہی اور اپنے
مقام پر یہ بھی فرماتے تھے کہ سلطان زرین پوش سے پوچھا جائیگا کہ یہ لڑکا تمنے کہان سے پایا ہی
ابھی تو سلطان چپ ہو رہے صاحبقران نے کہا اپنی اولاد کی نشانیان اس جوان مین پائی جاتی ہین
دریافت کرینگے کہ تمھارے ہاتھ یہ لڑکا کیونکر لگا کہان سے پایا سلطان کچھ سمجھ کے خاموش ہو رہا رات کو اپنے
مقام سے اُٹھا طرف لشکر سلطان زرین پوش کے سلطان کرگدن سوار چلا رات کو آکے سلطان
کو گرفتار کیا اپنے ملازم کے ہاتھ سلطان زرین پوش کو تو اپنے لشکر مین بھیجدیا اور آپ بصورت
سلطان بستر سلطانی پر سو رہا بوقت سحر وہان صاحبقران نے سکندر کو طلب فرمایا اور فرمایا اے
سکندر ذوالاحتشام تم مین سب نشانیان ہمارے خاندان کی پائی جاتی ہین اپنا حال مفصل بتاؤ کہ تم تا بہ

شہنشاہ کیونکر پہونچے یہ فکر تھا سکندر سر جھکائے کھڑا ہی کچھ جواب نہین دیتا کہ خبر پہونچی سلطان آتے ہین عیار بھی ساتھ ہی صاحبقران نے تاجدارون کو واسطے استقبال کے بھیجا سلطان زرین پوش حاضر دربار صاحبقران ہوے آتے ہی صاحبقران کو بصد ادب سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای شہریار غلام کو حضور نے کس واسطے طلب کیا ہر چند کہ آپکے مذہب سے بیگانے ہین حضور دریافت کرین کہ ہمیشہ آپکی فتح و نصرت کی دعا کرتے ہین ہمارے فرزند نے بھی قصد کیا تھا کہ طلسم فتح کرین ہم اپنے مقام پر یہ کہا کرتے تھے کہ صاحبقران کے سوا کوئی اس طلسم کو نہین فتح کر سکتا ای فرزند تمھارا خیال بالکل بیکار ہی جو سانحہ مفصل ہی وہ بھی عرض کرونگا کسی بات مین دروغ نہ کہونگا راز چھپانے کی کیا ضرورت ہی صاف صاف کہدونگا اسطرح کی باتین سامنے امیر کے جو سلطان نے بفصاحت و بلاغت کین صاحبقران بہت خوش ہوے فرمایا ای سلطان ہم تمسے بہت راضی اور خوش ہین سلطان نے کہا حضور آپنے میرے فرزند کو بہ جرأت و شوکت زیر کیا مین بہت خوش ہوا مجھکو تو ہر وقت فتح طلسم کی فکر رہا کرتی ہی مین نے کل جو لشکر سلطان کرگدن سوار مین اپنے ہرکارے واسطے خبر کے روانہ کیے کہ مفصل خبر لاؤ انھون نے وہان یہ ذکر سنا کہ جب سکندر اور صاحبقران سے مقابلہ پڑا تھا تو لوح طلسمی اور حرز ہیکل سلطان کرگدن سوار نے بدل لی براہ خیر خواہی عرض کرتا ہون کہ حضور لوح اور حرز ہیکل کو ملاحظہ کرین نہین تو غلام کو مرحمت ہو ہر چند کہ مذہب میرا شجر پرستی ہی مگر ہمیشہ دین اسلام کی تعریف یقین کرتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ اے حق و ناحق نہین ثابت ہوتا غلام کو رات سے بیقراری ہی اس عجز و انکساری سے سلطان زرین پوش نے بیان کیا کہ صاحبقران نے بلا عذر لوح و حرز ہیکل گلے سے اُتاری کہا ای سلطان مجھکو آٹھ پہر اسی خیال مین گذرتا ہی لو لوح اور حرز ہیکل کو دیکھ لو لوح اور حرز ہیکل جو امیر نے اُسکے ہاتھ مین دی سلطان زرین پوش نقلی بنگاہ غور دیکھنے لگا دیکھتے دیکھتے کہا دیکھیے سکندر فیصد توڑ اچاہتا ہی صاحبقران کا اودھر پلٹنا تھا کہ نعرہ کیا منم سلطان کرگدن سوار دیکھو او حمزہ یون لوح اور حرز ہیکل لیتے ہین وہان لشکر سکندر مین ملکہ نسیم گلشن وغیرہ کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ یکایک ہنگامہ ہوا دیکھا سلطان کرگدن سوار نعرے کرتا ہوا آتا ہی صاحبقران تیغ کھینچے ہوے عقب مین اب صورت بھی اُسکی تبدیل ہو گئی لوح و حرز ہیکل اسنے اپنی جھولی مین رکھی شاہین نے للکارا کہ او مکار نامرد کہان جاتا ہی قضائے کار بتکرہ ہوا کسی نے زبان سے ملکہ برقان برق وش کی سوزن نکالدیا برقان تو بخوبی جانتی ہی کہ مین ہمیرہ صاحبقران کے ساتھ ہون تڑپ کے باہر نکلی دیکھا شاہین اور سلطان کرگدن سوار سے سحر چل رہا ہی شاہین بھی بلاے روزگار ہی ایسے دو چار سحر کیے کہ سلطان عاجز ہو گیا شاہین جھپٹ کے جا پڑا کہ ہاتھ پنجہ سحر کا مار دون کہ اسکے دو ٹکڑے ہون سلطان نے لوح چمکا دی شاہین کی آنکھون مین اندھیرا چھا گیا لڑکھڑا کے گرا اس ملعون نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا شاہین کے دو ٹکڑے ہوے آسمان سے کڑک کے برقان برق وش گری اس ملعون نے ہاتھ ہلا دیا اسکا بھی سر زخمی ہوا اور زخم بھی کھائے یہ تو کڑک کے نکل گئی اسکا ذکر پھر تحریر کیا جائیگا گلشن سحر طراز زوجہ شاہین نے جو یہ سحر کہ دیکھا تڑپ کے گری سلطان کرگدن سوار گھبرایا ہوا ہی اسکے لشکر والون کو خبر ہوئی یا یہ خود کہ آیا تھا کہ وقت پر آجانا تمام ساحر اسکے بلوہ کرکے آپڑے اسنے گلشن پر بھی لوح چمکائی چند ساحرون نے گولے بھی مارے گلشن کا بھی سر پھٹ گیا برابر اپنے شوہر کے لڑکھڑا کے گری نسیم نے جو دیکھا ہوا بگڑی ہوئی ہے

نسیم

غم مادر و پدر مین کر گدن سوار پر گر رہی تھی زخم لگائے جب اسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا ڈر رہی کہ اب یہ لوح چھن جائیگا نسیم تو تمام ہی اور ساحرون کے ہاتھ سے زخم بھی کھائے جھونکا ہوا اکا بنکر چلی گئی سلطان نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو لشکر اسلام پر گولے ترنج نارنج پڑنے لگے تمامی سردار تو گرفتار پنجۂ تقدیر ہو چکے ہین کوئی ساحر نامی باقی نہ تھا جب گولے پڑے کوئی بیہوش ہو کے گرا کوئی غرق زمین ہوا تمام لشکر سکندر مبتلاے مصیبت اسکے ساحرون نے دونون لشکرون کو بیہوش کر دیا بارگاہین لٹنے لگین صاحبقران نے جو یہ حال پُر ملال دیکھا نعرہ کر کے جا پڑے سلطان کر گدن سوار نے لوح اور حرز ہیکل تو اور ساحر کو دیدی آپ صاحبقران کے سامنے آیا ایک شیشہ بغل سے نکالا اُسمین سے طائر چہچہا طائر نے گرد سر صاحبقران چہچہا مارا صاحبقران لڑکھڑا کے گرے طائر کو اپنے شیشے مین بند کیا اب تو لشکر پر قیامت برپا ہوئی سب سردار و غیر سردار سپاہی وغیرہ بیہوش ہو گئے لشکر سکندر بھی اسی بلا مین پھنسا اور اپنے سلطان زرین پوش کو بھی وہین قید کیا تھا جہان خواجہ عمرو وغیرہ قید تھے سکندر کو بھی جلکے بارگاہ امیر سے اُٹھا لایا انھین بھی وہین لاکے قید کیا اب سلطان کر گدن سوار نوبت نقارے بجاتا ہوا پلٹا شیشہ اسم اعظم و حرز ہیکل و لوح اپنی بارگاہ مین ایک میز پر رکھا گرد اُسکے دور دور ماران سیاہ و شعلہاے آتش بھڑک رہے ہین اپنی ایک کنیز سمنبر ہی اُسکو اُس مقام پر براے حفاظت مقرر کر دیا اور ایک عرضی اپنے بخدمت سحر العجائب و مصر الغرائب تحریر کی مضمون یہ تھا کہ ای شاہان نامدار غلام بمقابلۂ مسلمانان پہونچا عمرو برق فرنگی اور خورشید خورشید فرا خضر ور نار و آفتاب و حمزہ اور سرداران حمزہ کو مین نے اپنے سحر مین مبتلا کر لیا سب پڑے تڑپ رہے ہین اور لوح و حرز ہیکل اپنے قبضے مین مہیا کر لی اسم اعظم حمزہ بھی بند کر لیا اب ان سب کے بارے مین کیا ارشاد فیض بنیاد ہوتا ہی ایک طائر سحر سے بنایا نامہ اُسکے گلے مین باندھ دیا اس ملعون کو یہ خیال ہوا کہ شاید ساحر جائے اور راہ مین کوئی دوست طلسم کشا کا روک لے طائر اُڑتا ہوا روانہ ہوا ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا دختر سحر العجائب اپنے باغ مین بیٹھی ہی جب بہت گھبرائی کہا صاحبو ذرا لشکر طلسم کشا کی خبر لاؤ کنیزون نے قصد کیا ہی کہ واسطے خبر کے جائین ملکہ بلک بلک کے رو رہی ہین فرماتی ہین صاحبو مین کیا کرون کیا گردش تقدیر ہی کہ عاشق و معشوق مین یہ جدائی ای فلک کبتک یہ نیرنگی دکھائیگا نظم

وہ گلرو صبحدم جلائے جو بہر سیر گلشن مین
برنگ بو چھپا لین شرم سے گل منھ کو دامن مین

بہار گل مین ہین دست جنون سے تنگ آیا ہون
گریبان کی طرح باقی نہین ہی تار دامن مین

دم آنکھون مین وفور شوق سے ہی شکل دکھلاؤ
تمھارے دید کی حسرت لیے جاتے ہین مدفن مین

وہ ہی مستی کی لاکھا بان کا لب پر قیامت ہی
یہ سرخی ہی نہ گل مین یہ اُداہٹ ہی نہ سوسن مین

وہ گل ہی تو کہ حیوان تک بھی تجھپر جان دیتے ہین
تڑپتی ہی ترے نظارے کو بلبل نشیمن مین

برنگ آسیا گردش مین وہ میرا ستارہ ہی
ہوس دانے کی ہو بجلی لگا دے آگ خرمن مین

مین وہ آتش قدم ہون سیر کو گر باغ مین جاؤن
لگا دے آتش گل بے تکلف آگ گلشن مین

الٰہی کون سا خوش چشم بہر سیر آیا ہی
نہایت شوخیان کرتی ہی نرگس آج گلشن مین

سنا ہی سیر باغ اُس سرو کے پڑتی ہین منت کی
برنگ قمری وارفتہ پہنون طوق گردن مین

اسطرح بیتابانہ یہ اشعار پڑھے کنیزون نے کہا واری اسقدر بیقرار نہوجیے اسی تردد مین بیٹھی تھین کہ دیکھا ایک طائر آسمان پر پر تو تتا ہوا جاتا ہی ملکہ نے گھبرا کے کہا ارے یہ کسی کا نامہ بر ہی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا وہ طائر زمین پر آیا ملکہ نے وہ نامہ گلے سے اُس طائر کے کھولا اب جو نامہ کو پڑھا ایک چیخ ماری بیقرار ہوکے طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھا دیے کہا صاحبو غضب ہوگیا طرف آسمان کے منھ کرکے آواز دی ای خدای نادیدہ طلسم کشا کے حال پر رحم کر اُنکو اس بلا سے بچالے تو سمیع و علیم ہی سامع الدعوات ہی اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون مددگار ہی وہ بندا تیرا بہت مجبور و ناچار ہی نظم

رجوع بندے کی ہی اس طرح خدا کی طرف — پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف

بعید کیا ہی مروت سے تیری ای شہ حسن — نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کی طرف

کہان وہ زلف کہان خون نافہ آہو — جو مشک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کی طرف

اُلجھ کے شانے سے کھاتا ہی سیکڑون جھٹکے — تصور رہا ہی یہ ترے گیسوے رسا کی طرف

خدا نے درد محبت عطا کیا ہے جسے — اُسے توجہ خاطر نہین دوا کی طرف

ملا جو تمنے لہو دست و پا مین عاشق کا — نہوگا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف

کریگا یاد مری جنگ غیر مین امداد — جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کی طرف

فراق یار مین رہتا ہی یون تصور گور — خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف

نہوگا ہمسفر روح پیکر خاکی — یہ سوے عرش روان ہوگا وہ سما کی طرف

بہت خراب رہا بتکدے مین ای آتش — خدا پرست ہی چل خانہ خدا کی طرف

صاحبو غضب ہوا لوح طلسمی چھنگئی صاحبقران اور کل سردار اُنکے قید ہوگئے اب دیکھیے کیا ہوتا ہی تقدیر کیا دکھائے صاحبو مین کہان تک پردہ داری کرونگی پردے کا خاتمہ ہوا اگر دشمن طلسم کشا کے قتل ہوگئے تو کیا تدبیر ہوگی مین تو اب جانی ہون کنیزون نے کہا واری ایسا نہو حال کھل جائے تو بڑی خرابی ہوگی ملکہ نے کہا خدا ای نادیدہ ہمارا معین و مددگار ہی کوئی ہمارا کیا کرسکتا ہی اگر آج حال کھلنے کا دن آگیا ہی تو ہم مجبور ہونا چاہتے ہین یہ کہکر تخت پر سے اُٹھ کھڑی ہوئین چھوٹی چھری بائین ہاتھ پر ڈال لی اسباب سحر سے خوب اُسکو معمور کرلیا پھر پرواز سید کرگے چلین قضارے کار حکیم اشرف الحکمت آج مطلب سے اُٹھ کے محل مین آئے ملکہ صبیح بادلہ پوش نے اشرف الحکمت کو آکے سلام کیا حکیم صاحب نے کہا ای نور نظر ای پارہ جگر مین نے صاحبقران سے اقرار نامہ لے لیا اپنے عجائب و غرائب مین پھنسا یا اقرار نامے مین لکھوا لیا کہ سب معشوقین ماتحت رہینگی ملکہ صبیح نے سر جھکا لیا کہا حضور نے جو کچھ کیا بہت مناسب کیا لیکن اب ساحران نامی اُنکے مقابلے کے واسطے آئے ہونگے ذرا اُنکی خبر تو لیجیے اشرف الحکمت نے کتاب کہانت نکالی سر پیٹ کیا کہا بی بی غضب ہوگیا سلطان کرگدن سوار مقابلے مین پہونچ گیا لوح طلسمی اور حرز ہیکل طلسم کشا سے چھین لی مع سب سردارون کے اُنکو قید کرلیا لیکن کیا کمال ہوا کہ وہ ابھی تک جواب نامے کا مشتاق ہی عرضی شاہان طلسم کو کل مضمون کی لکھی ہی میرا علم یہ خبر دیتا ہی کہ نامہ دار وہانتک نہین پہونچا کہین راہ مین رہ گیا اسوقت میرے ہوش درست نہین ہین صرف اتنا کافی ہی کہ نامہ دار تا بہ سحر العجائب نہین پہونچا اور مضمون دیکھنے کی نوبت نہین ہرچند کہ باب سامنے موجود ہین ملکہ صبیح کچھ کہہ نہین سکتی

جو دل پر گذرتی ہی اُسکا خدا ہی آگاہ ہی ہمیشہ سے کتابون مین یہی خبر ملتی تھی کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش پالونشین طلسم گشا ہوگی اور طلسم کشا وہ شخص ہی کہ جو شوہر ملکہ مہر نگار و شوہر ملکہ آسمان پری داماد شہپال بن شہرخ مسخر کن بر و بحر جمال جہان آرا ابھی دیکھ چکین مگر سر جھکا کے رہگئین صرف اتنا کہا کہ حضور رہب کا بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ دشمنون کی قید یا بس شاہان طلسم کے روانہ ہو جائے بادشاہ طلسم اگر اُنکو پا جائیگا جلا ہو ہی فوراً قتل کر ڈالیگا لمحہ بھر اب توقف لازم نہین ہی اشرف الحکمت تو اُسی وقت اپنے مقام سے اُٹھے ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی چارون پایون مین اُس چوکی کے چار نقش باندھے آپ چوکی پر بیٹھے کچھ اسم پڑھا چوکی اُڑتی ہوئی چلی یہان وہ وقت ہی کہ سلطان کرگدن سوار بارگاہ مین بیٹھا ہی مشیر و وزیر سب اسکے دربار مین جمع ہین سب سے صلاحین کر رہا ہی کہ یارو تم سب کی کیا رائے ہی ابھی تک نامہ دار ملیٹ کے نہین آیا سب نے کہا حضور آپنے وہ کام کیا ہی کہ کسی انسان سے ممکن نہین یہ بھی مشہور ہی کہ مسلمانون کی مدد آسمان سے پیدا ہوتی ہی اس طلسم مین کئی مرتبہ طلسم کشا کے دوست گرفتار ہوے مگر یہی سنا کہ کوئی آکے چھڑا لیگیا ساحر طلسم مین یہی معرکہ گذرا ہر چند عمرو عیار قید ہی کون مدد کریگا اب مسلمان نہین چھوٹ سکتے ہین اسنے حکم دیا کہ قیدیون کو لاؤ مین سب کو قتل کر ڈالونگا مین صرف خورشید برق وش سے خائف و ترسان تھا مگر اُسکو مین نے کس لطف سے گرفتار کیا ایک جوان سکندر نامے جسکو طلسم کشا نے زیر کر کے قید کیا تھا وہ بھی گرفتار ہوا اُسکے لشکر کو بھی مین نے بیکار کر دیا قیدیان بلا سے میدان کارزار بھر دیا داروغۂ زندانخانہ کو حکم ہوا سب قیدیون کو لاؤ ہم شاہ کو جواب دے لینگے داروغہ گیا جاکے دیکھا صاحبقران ایکطرف خواجہ عمرو و برق فرنگی و ملکہ خورشید برق وش و آفتاب شعلہ مزاج و ملک اخضر وغیرہ ساحرون کی زبان مین سوزن مگر قضاے کار جب سلطان زرین پوش اور شہزادہ سکندر بھی آکے قید ہوے شاپور بھی انکے ہمراہ ہی ایرج بھی قید ہو کے آئے ہین قید خانے مین سب کا سامنا ہوا شاپور نے کہا ای سکندر والا حشم تمنے دیکھا کہ کیا ہوا جو ہمنے کہا تھا وہی پیش آیا ہم کہتے تھے جس دن امیر سے مقابلہ پڑیگا بے زیر کیے ہوے نہ چھوڑینگے جو حال ہمنے کہا تھا وہ اب بتانا پڑیگا کسی طرح تم سلطان کے فرزند نہین ہو سکندر نے کہا ای مہتر شاپور مین نے بموجب ارشاد تمھارے اپنے والد سے دریافت کیا مگر والد نے یہی فرمایا کہ یہ لوگ سب غلط کہتے ہین تمکو اپنے دام تذویر مین لیتے ہین ایرج نے قید خانے مین سلطان کو گلے سے لگا لیا کہا ای سلطان زرین پوش تمھاری شفقت ضایع نہو گی تم ہم سب کے محسن کہلاؤ گے تمنے ہماری اولاد کو پرورش کیا اگر صاف صاف نہ کہوگے تو بڑی خرابی ہوگی مین نے تمسے اپنا حال بیان کیا کہ مجھے نام سے مسلمانون کے عضہ تھا کہ جو کوئی نام مسلمانون کا لیتا تھا مجھکو ناگوار ہوتا تھا آخر صاحبقران نے دریافت کر لیا خواجہ فرخ بازرگان جنھون نے ہمکو پرورش فرمایا تھا صاحبقران نے اُنسے تجارت ترک کرادی بادشاہ بنا دیا اب اُنکی سلطنت لازوال ہی جب کوئی غنیم اُنکے مقابلے کو آتا ہی وہ ہم مین سے کسی کو بلا بھیجتے ہین ہم لوگ اُنکی مدد کو جاتے ہین ای شہنشاہ ابھی تم صرف ایک ملک کے بادشاہ ہو کچھ پچاس ملک کی سلطنت تمھین ملیگی جہان کی سلطنت مانگوگے اُسی ملک کی سلطنت تمکو ملیگی آجتک فرخ بازرگان کا وہ اعزاز و اکرام ہی سب فرزندان امیر اُنکا پاس کرتے ہین شاہان جہان کو اُنکے مرتبے پر رشک ہوتا ہی خود صاحبقران زمان کا قول ہی کہ فرخ بازرگان ہمارے محسن ہین ہماری اولاد کو پرورش کیا

اور اس بات کو تو کوئی قبول نہ کریگا لاکھ تم کہو کہ یہ ہماری اولاد ہی جب یہ بات کہو گے بہت شرمندہ اور پشیمان ہو گے تین شیر مقام ہوش ربا سے نکلے فرزند بادشاہ جمجاہ اور فرزند نور الدہر اور نوزنگاہ اسعد نامور آخر چونکے صاحب کیا ہوے یہ کہکر ایرج رونے لگے اور کہا ای سلطان زرین پوش ایک بات کا اور خیال رکھنا کہ اب تم اعتقاد وحدانیت خدا پر ثابت قدم ہو جاؤ سکندر ان باتون کو چپکے سن رہے ہین جب ایرج نے بفصاحت و بلاغت سمجھایا سلطان زرین پوش قدمون سے ایرج کی لپٹ گیا ملحوظ رہے کہ عیار سکندر رہتہ جواہر خنجر زن بھی سن رہا ہی جب ایرج نے کلمات وحدانیت اور مذمت شجر پرستی مین کلام کیے کہا ای سلطان قبر مین کوئی ساتھ نہ جائیگا معاذ اللہ وہ شئی جو ہر وقت معرض زوال مین ہی اُسکو اپنا خدا جاننا سراسر خلاف ہی سلطان روتے لگا کہا ای شہریار اب مین مسلمان ہوا مذہب باطل پر لعنت کی اصل کیفیت یہ ہی کہ جب شہنشاہ کو کب روشن ضمیر کو قہار بن بہمن سیاہ قبا نے شکست دی اور شبخون مار امیری عملداری مین یہ واقعہ گذرا تھا صبح کو جو مین شکار سے پلٹ کے اُسطرف آیا تو ان لڑکون کو ایک گہوارے مین پایا اُس خیمے مین سوائے دو گہوارون کے اور کوئی نہ تھا ایرج نے سکندر کو گلے سے لگا لیا کہا شکر ہی کہ تم ہمارے فرزند ہو بطن سے ملکہ بران شمشیر زن کے اور جواہر کو شاپور نے گلے سے لگایا کلمہ پڑھ کے قید خانے مین مسلمان ہوے اب تو سب بتے کھلنے لگے جب ایرج نے لڑکے کی چھٹی کی تھی طلسم سکندریہ سے انکو بازو بند ملا تھا جہان کا تیغہ ایرج کے قبضے مین تھا وہ بازو بند بازو پر لڑکے کے باندھ دیا تھا وہ بازو بند بھی اسوقت پہچانا ایرج باغ باغ ہو گئے رنج و ملال قید ہونے کے دور ہوے اس معاملے کے بعد دربار مین سلطان کرگدن سوار کے سب کی طلب ہوئی دار و غہ زندانخانہ سب کو لے کر چلا صاحبقران سب کے آگے آگے سب سرداران نامی امیر کے عقب مین آکے داخل بارگاہ سلطان کرگدن سوار ہوے صاحبقران و ایرج و نور الدہر و سکندر وغیرہ نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی خواجہ عمرو کہتے ہین ای حمزہ خدا کا نام نہ لے سلطان خفا ہو گا ارے اپنی جان کے بچانے کی فکر کر جب صاحبقران صاحب سلامت کر چکے خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی ای سلطان مین تو مدت سے لات پرست ہون سامری و جمشید کے نام پر جان دیتا ہون سامری میرے خواب مین آتے ہین سلطان کرگدن سوار نے کہا او مکار غدار کیون خواہ مخواہ باتین بناتا ہی مین بھلا تیرے کہنے کو کب سماعت کرونگا خواجہ بے اختیار رونے لگے ہر مرتبہ یہی کہتا ہی ای بادشاہ عالیجاہ ای چرخ سحر و ساحری کے ماہ تجھ ایسا بادشاہ جلیل میری نگاہ سے نہین گذرا حمزہ کو جلد قتل کر ڈالیے مین اگر تمھارے ساتھ رہونگا تھوڑے ہی عرصے مین آپکو سلطنت طلسم نور افشان دلوا دونگا اگر مجھکو رہا کر دیجیے تو ابھی اُٹھ کے اپنے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرون صاحبقران بیٹھے ہنس رہے ہین فرماتے ہین ای سلطان اپنی زبان سے کہدو ہمنے خطا معاف کر دی اس ساربان زادے کو امان دو یہ بیشک لات پرست ہوا سلطان نے کہا آپ کیا فرماتے ہین صاحبقران فرماتے ہین مین سامری و جمشید پر لعنت کرتا ہون خواجہ کا کہنا مان لو انکو اپنا رفیق بناؤ یہ بیشک تمھاری خدمت خوب کریگا کرگدن سوار نے کہا یا صاحبقران آپ سے پہلے مین اس ساربان زادے کو قتل کرونگا مین ان مکاریون کو کب مانتا ہون اسکی باتون کو سراسر جھوٹ جانتا ہون ارے جلا دون کو بلاؤ کئی سو جلاد ان خرس طینت میمون خصلت فوراً حاضر ہوے

سلطان

سلطان نے اشارہ کیا سب کو قتل کرو ملکہ خورشید برق وش کہ عالم یاس دل کا دھڑکنا قلب کا بھڑکنا فرماتی ہین کیون بوا ازنار ظالمون کی کسقدر رسی دراز ہوئی اس ملعون نمکحرام کی یہ مجال تھی کہ ہمین گرفتار کرتا لوح کے چمکنے سے کچھ نہ بن پڑا اب دیکھیے ہم سب کی جان کیونکر بچتی ہی وہ ملعون تو آمادۂ قتل ہی افسوس صد ہزار افسوس فلک کو یہی منظور تھا نظم

گھاؤ ڈالے دل مین مضمون خط تقدیر نے — خون رلوایا تمھاری شوخی تحریر نے
رات کو کیا کیا جگایا نالۂ شبگیر نے — ایسی سوتی تھی کہ کروٹ تک نہ لی تقدیر نے
زخم مین جب درد اُٹھا بیچین یہ بھی ہو گیا — کتنے پہلو دل مین بدلے ہین تمہارے تیر نے
قید مین عالم دکھائے تو نے ای جوش جنون — رکھ لیا زندان کو سر پر شورش زنجیر نے
نالہ و فریاد پھرتے ہین جگہ پکڑے ہوے — وقت پر یون آنکھ انسے پھیر لی تاثیر نے
طالب دیدار سے وہ گفتگو پردے مین کی — ہوش کھوئے لنترانی کی تری تقریر نے
دفعتاً اُسکی نگہ میرے جگر کے پار تھی — تیر کو تڑپا دیا بیتابی نخچیر نے
داد خواہون کا دل پر آرزو مین شور ہی — حشر کر رکھا ہی ہمپر حشر کی تاخیر نے
دیکھ لینا ای فلک وہ بھی ہمارے ہو گئے — جسدن اپنا کر لیا تقدیر کو تدبیر نے
رات کی بیتابیون نے کچھ نہ دکھلایا اثر — قہقہے ہمپر لگائے نالۂ شبگیر نے
اس ادا سے آگے گردش جام کو ساقی نے دی — ساتھ توڑی بزم مین توبہ جوان و پیر نے
کھینچ لانا دل کا سینے سے بہت دشوار تھا — یہ تو پوچھو کیا کیا پیکان تمھارے تیر نے
یاد دلوا کر اُلجھ پڑنا کسی کا ای جنون — ٹکڑے اُڑوایا گریبان خار دامنگیر نے
ایسی کچھ میرے تصور نے دکھائین شوخیان — خود اُسے آغوش مین کھینچا تری تصویر نے
دیکھتے ہین بزم مین ہمکو وہ پھر پھر کر جلال — کوئی پلٹا آج کھایا گردش تقدیر نے

تمام نازنینان زہرہ جبین مہر تمکین کا یہی حال ہی کوئی روتا ہی کوئی دعا مانگتا ہی خواجہ عمرو اپنا مسخرا پن کر رہے ہین بار بار پکار کے فرماتے ہین ای سلطان گرگدن سوار آجتک تجھ ایسا ساحر ہماری نگاہ سے نہین گذرا مین تو سامری و جمشید پرست ہون میری اطاعت قبول کرین ایسی خدمت کرونگا تو بھی راضی ہو جائیگا سلطان کہتا ہی او ساربان زادے مین تیری باتین کب مانتا ہون سارا سامری نامہ تیری شکایت سے بھرا ہوا ہی ہر مقام پر خداوندون نے یہی تحریر کیا ہی ہمارے بندے اپنے کو جہانتک ہو سکے ساربان زادے کے مکر سے بچائین قتل مین اُسکے کوشش کرین موت اُسکی کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی آج ہم حکم سامری و جمشید کو مٹاتے ہین سامری و جمشید نے بڑے فخر سے لکھا ہی جلاد کو اشارہ کیا جلاد قریب صاحبقران آیا اخضر و آفتاب وغیرہ نے بلک کے آواز دی او بیحیا خبردار اُدھر نہ جانا پہلے غلامون کو قتل کر آقاے نامدار کو ہم خاک و خون مین غلطان نہ دیکھین پہلے ہم نثار ہو جائین کشاکش دنیوی سے نجات پائین جلاد سر صاحبقران پر آیا اب تو خواجہ عمرو بھی بیقرار ہو گئے ایرج و نور الدہر و سکندر وغیرہ سب ہتھکڑیون سے سر پیٹ رہے ہین اور سلطان زرین پوش سکندر سے کہہ رہا ہی ای فرزند یہ ہماری خوش نصیبی ہی کہ مشرف باسلام ہوے تمھارا فرزند ہونا ایرج نوجوان کا ثابت ہوا لیکن ہر ایک محفل مین یہی ذکر ہوگا کہ سلطان سبز قدم تھا

ان دونون کے پہونچتے ہی لشکر تباہ ہوا بہرام وغیرہ نے فلک کے طرف آسمان کے دیکھا عرض کی ای کریم کارساز تو ہی اپنے بندون کے حق مین ہر درد کی دوا ہی اور گرفتاران مصیبت کا مشکلکشا ہی اسوقت بیکسی و بے بسی مین ہماری مدد کر نظم

چارہ جوید از تو ای شافی مریض لاعلاج — مرگ خواہد درد مند درد باطن یا علاج
چون تو ای چارہ گر بیچارگان ای چارہ ساز — بخش از دست شفا بہر دل شید اعلاج
لطف کن لطف ای شفابخش مریضان جہان — تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج
لادوا را شربت دیدار کی بخشد شفا — شربت دیدار می باید پئے آن لاعلاج
بہر بیمار تب ہجران و مہرو فراق — ہست در دست شفا بخشت خداوندا علاج
از فلک بہر دوائے دل مسیحا بفرست — بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج
بہر صفرائے دل صفرا زدہ کن چارہ — بہر سودائے دل سودا زدہ فرما علاج
ز اعتدال خود طبیعت در غمت بر گشتہ است — کن کہ بہر این مرض دانی تو ای دانا علاج
از جنابت طالب عقبے ہمی خواہد مدد — از تو می جوید مریض غلمت و دنیا علاج
درد مند درد عشقت نیست محتاج طبیب — عاشق زارت نمید اند تعلق یا علاج
چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تواند — از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج
ہم لب آمد جان بہ ہجرانت دل بیمار را — منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج
از تو حاصل تا نہ گردد مرہم داغ جگر — بہر بیمارت اثر نہ کند دگر اصلا علاج
غم مخور ہندی ز درد دل درین بیت الحزن — خود کند آن شافی مطلق کرم فرما علاج

اُسوقت سب قیدیون کا بلکنا تڑپنا دعائین مانگنا سلطان کرگدن سوار نے اشارہ کیا ارے حمزہ کا سر جلد کاٹ لے کر یہ فریاد و الغیاث موقوف ہو جلاد تیغہ پکڑ کے جھپٹا چاہا ہاتھ مارے ایک برق گری کہ سر جلاد کا اُڑ گیا غل ہوا وہ مارا اب جو سلطان نے دیکھا جلاد کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اب جو کڑک کڑک کے برق گرنے لگی کئی سو ساحران سلطان کے سر اُڑ گئے سلطان کرگدن سوار نے سر اُٹھا کے دیکھا دیکھا ایک لکہ ابر سیاہ گھرا ہوا ہی اُسمین سے برقین کڑک کڑک کے گر رہی ہین اسنے ایک گولہ اُٹھا کے مارا اور نعرہ کیا خبردار یہ کیا حرکت ہی تو کون ہی کہ ماہد ولت کے سردارون کو قتل کر رہا ہی وہ گولہ جا کے قریب ابر کے پھٹا اور ون کو تو نہ معلوم ہوا مگر سلطان کرگدن سوار نے دیکھا ملکہ غنچہ آرزو و دلکشا طاؤس زرین بال سحر کرنے مین مصروف ہین اسنے آواز دی او گیسو بریدہ مین نے پہچانا میرے ہاتھ سے کہان جاؤگی سحر کی رد و قدح دونون مین ہونے لگی ملکہ حیران ہین کہ لوح طلسمی کیا ہوئی اگر لوح طلسمی طلسم کشا کو ملجائے اور طلسم کشا رہائی پا جاوے تو یقین ہی یہ ملعون قتل ہو یہ معلوم نہین کہ لوح طلسمی کہان ہی ملکہ نے اس طرح سحر کیا ہی کہ کوئی ملکہ کو دیکھ نہین سکتا لیکن سلطان دیکھکر ملکہ کو سحر کر رہا ہی اور ملکہ سحر کو اسکے بہ خوبصورتی رد کر رہی ہین اسکے سحر کا رنگ جمنے نہین پاتا ہی تب اسنے ناچار ہوکے اپنی زبان کاٹی یا سامری کہکر خون پھینک مارا لکہ ابر شق ہوا ملکہ غنچہ آرزو و دلکشا اُلٹ گئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا کہ پہلو سے سناٹا ہوا دیکھا ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی اُسپر ایک مرد بزرگ اُسپر بیٹھے ہین وہ چوکی بڑے زور و شور سے آتی ہی غنچہ آرزو کا یہ حال مرد بزرگ نے دیکھا

آرزو کی

آواز دی اسکو سنبھال لینا یہ کہتے ہی ایک جوان خوشرو پیدا ہوا اُس جوان نے جھپٹ کے ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا کے منہ پر ہاتھ پھیرا ملکہ پھر تڑپ کے ملبند ہوئین ہاتھ پاؤن مین طاقت آگئی اب جو ملبند ہو کے اشرف الحکمت کو دیکھا کہ سر بارگاہ سلطان کرگدن سوار پر پہونچے ملکہ تو اب ایک گوشے مین بیٹھ کے تماشا دیکھنے لگین اپنا سحر کرنا موقوف کر دیا ادھر اشرف الحکمت نے دستک دے کر ایک آواز دی کہ اقتلوا یا مریخ تلوارین آسمان سے برسنے لگین ہزارون ساحرون کے سر کٹ کے گرے سلطان اپنے کو بچا رہا ہی سپر فولادی بنا کے سر پہ اپنے حائل کر لی کبھی تڑپ کے ہٹ جاتا ہی کبھی ستون کی آڑ پکڑی ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا نے دیکھا ہزار ہا کفار بدکردار کے سر کٹ کٹ کے گر پڑے دو جوان خوشرو پشت پر حکیم صاحب کی منس برائی کر رہے ہین اُن دونون سے حکیم صاحب نے کہا ای موکلان اسم اعظم لوح طلسمی لیکر گلے مین طلسم کشا کے ڈالدو دونون جوان زمین پر اُترے لوح طلسمی جس مقام پر رکھی ہی گرد ماران سیاہ بیٹھے ہین اُن جوانون نے ماران سیاہ کو جلا دیا شعلے بجھا دیے شیشہ اسم اعظم کا توڑا ہر چند سلطان کرگدن سوار نے سحر کیے مگر اُن جوانون نے نہ مانا شیشے کو توڑا جیسے ہی شیشہ ٹوٹا اسم اعظم چھوٹا اُسی جوان نے لوح طلسمی بھی گلے مین صاحبقران کے ڈالی جیسے ہی اسم اعظم چھوٹا لوح طلسمی گلے مین صاحبقران کے آئی امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ امیر

امیر جہانگیر والاحشم
کنند ساحران الامان الامان
مسخر کن ملک ہندوستان

کنند رب اکبر دو بالا حشم
شہنشاہ اقلیم جرأت منم
لقب گشت در دہر صاحبقران

زتیغم بود در صف کافران
مہ آسمان جلالت منم
امیر جو اُٹھے سب ساحرون کی زبان

سے سوزن لیا جبکہ لوح کا عکس ڈالا اُسکی قید لشکر پر پڑی جو ساحر اُٹھا قیامت برپا کرنے لگا حکیم صاحب نے اپنے نام کا نعرہ کیا آواز دی یا صاحبقران اب غلام رخصت ہوتا ہی منم اشرف الحکمت صاحبقران نے سر اُٹھا کے دیکھا فرمایا مین آپکا بہت ممنون و مشکور رہونگا حکیم صاحب نے جواب دیا آپ فراش راہ دین اسلام مقبول بارگاہ رب انام ہین خیر خواہان دولت اسی دن کے واسطے ہوتے ہین صاحبقران لڑتے بھڑتے چلے ساحران غدار ملک اخضر و آفتاب و زنار وغیرہ بھی لڑ رہے ہین مگر ملکہ خورشید برق وش جو تڑپین للکارا او مکار حیلہ باز اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے کیونکر امان پائیگا خورشید پر سلطان جا پڑا آپس مین سحر چلنے لگا اول تو حکیم صاحب سب کو خاک مین ملا گئے تھے بارگاہ مین دریاے خون بہ رہا ہی میان عمرو لوٹ مار کر رہے ہین جو لاشہ گرا اُسے برہنہ کر دیا جال الیاسی پڑھنے لگا ہنگامہ گیرو دار بلند خورشید پر اسنے کئی سحر کیے ملکہ نے ہنس ہنس کے دفع کر دیے کہا او نمکحرام اب وہ وقت گیا لوح طلسمی نے ہمکو مجبور کیا تھا یہ کہکر چشم نرگسی کو گردش دی ایک برق باریک چمکی اُسنے سر کو اس خود سر کے زخمی کیا سامنے سے ہٹا کر پہلو سے نعرہ صاحبقران کی آواز آئی اسنے پلٹکر صاحبقران پر کئی سحر کیے امیر نے لوح کو چمکایا سب سحر باطل ہوے لاچار ہو کے اسنے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا سلطان کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا کہ اندھیرا چھا گیا آندھی سیاہ اُٹھی اہالیان فوج صاحبقران ہشیار ہوے اور فوج سکندر نے جو رہائی پائی سکندر کی آواز سنی آپس مین کہتے ہوے چلے کہ ہمارے آقا کے نعرے کی آواز آئی ہی نوبت نقارے بجاتے ہوے آپہونچے لشکر اسلام سے طوق حیران گرد وغیرہ علم اژدہا پیکر لیکر پہونچے تھوڑے عرصے کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سلطان کرگدن سوار بود

کیا اور ہلنے لگی ہر طرف سے آواز الامان الامان آئی ملکہ خورشید نے پکار کے آواز دی ارے صاحبو تم کیون اب
لڑتے ہو ہم دختر شہنشاہ فیروزہ پوش نام شہنشاہ سنکر ہر ایک یہی کہنے لگا کہ صاحبو یہ ہماری شاہزادی ہی اسکا
کہنا بدل و جان قبول ہے اب تو سعادت دارین حصول ہے سب افسران فوج شریک ہونے لگے امیر نے تلوار کو روکا
خواجہ عمرو نے خوشی خوشی سب خزانہ نذر زنبیل کیا سر جھکائے ہوے سامنے امیر کے آئے عرض کی آج غلام کا
بڑا نقصان ہوا صاحبقران نے کہا سب مردون کے کپڑے اُتارے زندون کی پگڑیان لین سب خزانہ تھیلے
مین گیا ابھی پیٹ نہین بھرا لیکن صاحبقران نے دیکھا کہ یا تو اس حوالی مین کسی شہر کا نام و نشان نہ تھا اب جو
بارگاہ سلطان سے نکلے دیکھا صحرا کی صورت تبدیل ہوگئی نشان سواد شہر معلوم ہوتا ہے جا بجا قریات معلوم ہوتے
ہین اُنمین زراعت ہو رہی ہے ہر ایک یہی ذکر کرتا پھرتا ہے کہ امیر نے کس زور و شور سے سلطان کرگدن سوار
کو مارا امیر حیران ہین کہ صورت یہان کی کیون تبدیل ہوگئی جو علامتین نہ معلوم ہوتی تھین وہ ظاہر ہوتی ہین خواجہ
کنارے کنارے آتے ہین کہ تڑپ کے ایک پنجہ گرا عمرو کو اُٹھا لیگیا صاحبقران سب سے آگے تھے عمرو نے
بیتاب ہوکے آواز دی ارے لیجانے والے مجھے کہان لیے جاتا ہے حمزہ کو لیجا کہ جس سے کچھ نفع ہو امیر نے پلٹکر
دیکھا ایک ساحر عمرو کو لیے جاتا ہے امیر نے فرمایا ای برق ذرا خبر تو لے برق تڑپ کے چلا صاحبقران مع لشکر
کو لیکر داخل بارگاہ ہوے مگر متردد ہین خورشید نے کہا ای شہریار یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہے اُسکو قلعہ
فیلسران کہتے ہین فیلان سیہ پوش وہان کا حاکم ہے کچھ تعجب نہین کہ ملکہ سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبرین مو
اُسی مقام پر قید ہون یہ نام سنکر سیارہ ستارہ شناس بیقرار ہو کے اُٹھا کہا ای شہریار حقیقت مین ملکہ سلمیٰ کا
اسی مقام پر قید ہین ملکہ خورشید نے کہا حضور تامل کرین کنیز جاتی ہے امیر نے کہا کل لشکر چلے صاحبقران نے
کہا ای اخضر جلد تیاری کرو اخضر نے کہا حضور اب شام قریب ہے کل صبح کو لشکر تیار ہوگا امیر نے کہا لشکر مین
خبر تو کردو سب کو خبر پہنچی کہ صبح کو امیر طرف قلعہ فیلسران کے جائینگے صاحبقران باتین کر رہے تھے کہ دیکھا
ایرج خوشی خوشی سکندر و سلطان زرین پوش کو لیے ہوے حاضر ہوے سلام کیا سکندر کو لاکر قدمون پر
امیر کے گرا دیا سلطان نے نذر دی عرض کی مبارک ہو یہ جوان سکندر شہزادہ ایرج کے فرزند ہین زندان مین
جو میرا انکا ساتھ ہوا اسطور سے زبان معجز بیان سے فرمایا اور سمجھایا کہ غلام سمجھ گیا شکر ہے کہ مسلمان ہوا حال یہی سب
کہدیا سب کیفیت گذشتہ سامنے امیر کے بیان کردی امیر بہت خوش ہوے سلطان کو بڑا بھاری خلعت
دیا اور یہ بھی فرمایا کہ انشاء اللہ اس مہم کی مہلت کے بعد جس ملک کی آپ خواہش کرینگے اُسی ملک کی حکومت
آپکو ملیگی سلطان زرین پوش نے عرض کی مین نے اسواسطے اطاعت نہین کی ہے کہ قدم اقدس سے جدا
ہو جاؤن ہمراہ رکاب رہنے کی خوشی ہے صاحبقران نے پہلو مین جگہ دی سکندر کا ونکل ماتحت ایرج
نوجوان یکہ و دست پہلوون مین بڑی خوشی ہوئی کہ سکندر ایسا شیر دلیر صف شکن حسین و جمیل ہماری صف
مین آکے شامل رونق بارگاہ صاحب جاہ و حشم محترم محتشم نورالدہر کو نہایت قلق ہوا کہ نہین معلوم ہمارے
شیر دلیر کہان ہین ابتک ہماری نظرون سے نہان ہین ضیغم شیر شکار زیر ہونا سکندر کا دیکھکر اپنے لشکر مین
آنکے اُترے ملکہ برق ان برق وش جو یہان سے زخمی ہو کے گئی تھین وہ پھر پلٹکر نہ آئین نہین معلوم انپر
کیا گذری ذکر انکا کیا جائیگا ضیغم جو اپنے لشکر مین آئے سردارون سے اپنے کہنے لگے کہ دیکھو صاحبو تمنے جو
سمجھا تھا کہ یہ فرزند تاجرزادے کا ہے وہی بات نکلی مین بھی جاکے شریک ہون کچھ مختلف صلاح ہوئی ضیغم نے

کہا کہ

سمجھا جائیگا شب بھر لشکر صاحبقران کا اُسی مقام پر رہا صبح کو لشکر آراستہ ہوا قطع منازل و طی مراحل کرتے
ہوے صاحبقران چلے برق فرنگی جو تلاش مین اپنے اُستاد کی چلا تھا پانچ کوس پر آکے ٹھہرا ایک نخل کے
سایے مین بیٹھا سوچ رہا ہی کہ اُستاد کا کیونکر پتہ ملے اسی سوچ مین بیٹھا ہی کہ دیکھا ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہے
برق ایک گوشے مین چھپا وہ ساحر زمین پر اُترا پانی پینے چلا ایک جھیل پر آکے پانی پیا برق مسافر بنکر سامنے
ساحر کے آیا خود بھی پانی پینے لگا کہا کیون میان ساحر کہان سے آتے ہو ساحر نے کہا قلعۂ فیلسران کے رہنے
والے ہین وہان کا حاکم فیلان سیہ پوش ہی اور نگہبان یہان کا سلطان کرگدن سوار تھا اُسکے مارے
جانے سے پردہ اُٹھ گیا ملک ظاہر ہو گیا فیلان جاکے عمرو کو پکڑ لایا قید خانے مین قید کیا ہی مین نامہ لے کر
خدمت شاہ طلسم مین جاتا ہون اور بھی دو عورتین یہان قید ہین باعث یہ ہوا تھا کہ فیلان سیہ پوش کا اس سمت
گذر ہوا ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو وزیرزادی ہی ہمارا بادشاہ سلما پر عاشق ہوا کئی مہینے
گذر چکے مگر وہ سرکش وصل نہین قبول کرتی اب بادشاہ کو منظور ہوا کہ شاہان طلسم کو آگاہ کرین کہ جیسا حکم
دو بجا لاؤن ارادہ ہوا تھا کہ ساربان زادے کی قید روانہ کر دے مشیرون نے سمجھایا ایسا نہو راہ مین کوئی
اُچکا دیر پڑے آپ صرف خبر کر دیجیے شاہ طلسم کسی ساحر کو بھیج کر بلوا لینگے اسوجہ سے مجھکو بھیجا ہی اور یہ بھی خبر ملی
ہی کہ لشکر صاحبقران بھی اسی طرف آتا ہی شاہان طلسم کو خبر ہو جانا ضرور رہی برق نے یہ حال دریافت کرکے
نام پوچھا اُسنے کہا میرا نام مقام بن مقیم ہی برق نے باتون مین لگاکے اسکو بیہوش کیا نامہ اسکی کمر سے
نکال لیا اُسکی پشت پر طرف سے شاہان طلسم کے جواب لکھا کہ تم بڑے خیرخواہ ہو مقام بن مقیم کو تونے
یہان روک لیا وہ علیل ہو گیا ہی بعد ایک ہفتے کے وہ آئیگا سرگردان جادو اپنے معتبر ملازم کو روانہ
کرتے ہین عمرو کی قید اسی کے ہاتھ روانہ کرو یہ نامہ لیکر چلا ایک ساحر زبردست کی شکل بنا ہوا موم کے سانپ
بجاے بالون مین لپٹا ہے ایک جھیل گلے مین پڑی ہوئی اس صورت سے قلعے مین آیا تمام ساحر قلعے مین بستے
ہین ہر گھر سے دھوان اُٹھ رہا ہی برق دیکھتا بھالتا ہوا قریب دارالامارۂ شاہی پہونچا دیکھا اسباب عیش
مہیا ہی چوبدار یساول حاجب دربان درگہ سالار دروازے پر بیٹھے ہین برق نے آگے سلام کیا کہا بھائی
فیلان سیہ پوش سے اطلاع کیجیے کہ مصاحب شہنشاہ طلسم در دولت پر حاضر ہی جواب نامہ لیکر آیا ہی امیدوار
باریابی ہی درگہ سالار نے جاکے عرض کی فیلان نے کہا بلاؤ برق فرنگی اندر آیا دیکھا ایک بادشاہ ساحر
زبردست گرد اُسکے ہزارہا ساحر بیٹھے ہین تمام سامان عجائب و غرائب کسی طرف شعلے بھڑک رہے ہین کہین پانی
برس رہا ہی برق نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا فیلان نے نامے کو پڑھا پوچھا ای سرگردان جادو ہمارا
سرپرست سلطان کرگدن سوار مارا گیا صاحبقران یہان تک آپہونچے اب لشکر کشی کرکے آتے ہین
اگر یہ قلعہ فتح ہوا تو قلعۂ طلسمی پر مقابلہ پڑیگا شاہون نے کچھ تدبیر کی ہی سرگردان نقلی نے کہا حضور وہ وہ
سامان ہین کہ طلسم کشا کا زندہ بچکے جانا دشوار ہو مرحلے ٹوٹنے سے کچھ شاہون کا نقصان نہین ہوا وہ وہ
ساحران نامی جمع ہین کہ زمین ہلا دینگے طبقات زمین آسمان پر پہونچا دینگے عمرو کو طلب فرمایا ہی فیلان سیہ پوش
نے کہا ساربان زادے کو لاؤ ای سرگردان جادو مجھکو خوف ہوا کہ ایسا نہو عمرو کو کسی کے ہاتھ روانہ کرون
یہ بھی مشہور ہی کہ طلسم مین ان لوگون کے مددگار بہت ہین سلطان نے جاکے کیا کارنمایان کیا مگر سنا کہ بلاے
آسمانی آئی آسمان سے برقین گرین آخر کو وہ قتل ہوے اسوجہ سے مین نے عمرو کو نہین روانہ کیا اب

برق فرنگی سوچا کہ اگر خالی اُستاد کو رہا گیا تو گیا کمال گیا ملکہ سلماے گوہر پوش دلیلاے عنبرین مو کو بھی لیلون کہا حضور راہ دور و دراز طے کرکے آیا ہون اگر حکم ہو تو شب کو گئین رہجاؤن فیلان نے کہا بھائی تمھارا گھر ہی جہان چاہو رہو کہا حضور اس زمانے مین لشاہان طلسم نے کیا کیا سامان مہیا کیا ہی کیسے کیسے ساحران نامی مقابلے مین طلسم کشا کے گئے جو ساحر گیا مارا گیا ای بادشاہ عالیجاہ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا صاحب لوح طلسمی ہی لوح ہر نیک و بد کی خبر دیتی ہی کسطرح کوئی طلسم کشا پر غالب آئے یہ کہکر برق فرنگی نے اپنا رنگ جمایا جلسہ آراستہ ہونے لگا قرابے شراب کے کشتیان کباب کی ملازم لا لا کے رکھنے لگے سازدرست ہوے اب برق فرنگی محفل مین آکے بیٹھا کہا اگر حکم ہو کچھ گاؤن فیلان نے کہا کیا مضائقہ ہی اول برق نے ٹھُمریان گائین پھر یہ غزل شروع کی

نظم

جہان مین تشخص پیچری سے مفر عالم نے کم پایا — کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا
مکان ہو تو مکین ہوتے ہین از خود غیب سے پیدا — کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا — کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا
کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے — مری آنکھون کو دامن نے صدا ابر کرم پایا
نہین ممکن جدائی رات اور دن کے تسلسل مین — بشکل عاشق و معشوق دونون کو بہم پایا
کھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے — اُسے بالاے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی — مین دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا ستم پایا
بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہی — ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دو دم پایا
ہزارون نقش کین پر خلاف اُسکے نہین دیکھا — تمھاری ہٹ کو بھی ای جان جان ہمنے قسم پایا
جہان سینے مین دل ہی آرزو بھی ساتھ ہی اُسکے — ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا
جھکا دیتی ہی حاجت بیشتر عالی مزاجون کو — سدا اپنے سر مضمون کو پابوس رقم پایا
نکلجائینگے دل مین حوصلے جو ہو کہ آئینگے — کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہی — کہ جب مین نے اسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا
تصدق جائیے سو سو طرح تقدیر عاشق کے — ملی راحت نہ دنیا مین نہ آرام عدم پایا
نسیم اب شکر کی جا ہی لحاظ انکار کا ٹوٹا — ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس رنگ مین برق نے اس غزل کو گایا کہ فیلان خوش ہو گیا برق نے توجہ جا شراب کا شروع کیا شراب کو اُلٹ پلٹ کرنے لگا اب اسکا ارادہ ہوا کہ شراب مین بیہوشی ملاؤن برق نے اول ہی دیکھا تھا کہ پہلو مین ایک کمرہ ہی اُسمین چند طائر بیٹھے ہین کچھ شاخین نخل کی خشک لگی ہین اُن شاخون پر وہ طائر بیٹھے ہین مگر خاموش حرکات برق فرنگی کو بغور دیکھ رہے ہین حیرانی و پریشانی اُنکے چہرے سے ظاہر ہی برق جو فکر بیہوش کرنے کی کرتا ہی وہ طائر اُسی طرف نگران ہوتے ہین برق نے کچھ خیال بھی نہ کیا جام لبریز کرکے اُسمین بیہوشی ملائی ہنستا ہوا سامنے فیلان سیہ پوش کے آیا کہا حضور جام نوش فرمائین انجام بہتر ہوگا رد قدح نکیجیے جیسے ہی وہ جام فیلان سیہ پوش نے اپنے ہاتھ مین لیا ایک طائر نے جھنکارہ مارا پکار کے کہا او گستاخ ہم تجھسے نگاہ ملاتے ہین ہماری جانب خیال نہین کرتا حقیقت مین یہ مقام صدر ہای طلسم مین سراسر غدر ہی

فیلان رُک گیا طائر خاموش ہوا فیلان سبز پوش نے کہا ای طائر ساحری صاف صاف کہ ہماری سمجھ مین یہ فقرہ نہین آیا تو کیون بیتاب ہوا طائر نے کہا ای شہنشاہ مقام افسوس ہی ہم نام تو نہین جانتے مگر یہ سمجھ گئے کہ یہ شخص جو آپکو جام دیتا ہی انجام بہتر نہین ہی کہین کا عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی برق نے دیکھا یہ تو غضب ہوا قصد کیا اپنے مقام سے جنبش کرون کہ طائر شاخ پر سے اُڑا برق فرنگی کے سر پر سایہ طائر کا جو پڑا معلوم ہوا کہ کسی نے تودہ بارود مین چنگاری ڈال دی سب رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نظر آئی برق اپنے مقام سے جنبش بھی نہ کر سکا فیلان نے کہا او مکار مین ایسا بادشاہ عالیجاہ ہون کہ عرصہ سے معشوق طلسم کشا میرے قلعے مین قید ہین مفتاح خزانہ دار ملکۂ عالم کو اُٹھا کے لایا لاکے میرے سپرد کیا مین نے آج تک خوب حفاظت کی کوئی مجھ تک نہ آسکا تو نے میرے نامہ دار کو کیا کیا اب تو الامان دربار نے بیجا ناز کر یہ برق فرنگی عیار ہی کہا یارو آج نئی بات ہوئی کہ میرے ملک مین عیار آیا پلٹ کے طائرون سے کہا دیکھو تو میرا نامہ دار کہان ہی اب ہم نامہ اور طور سے روانہ کرینگے طائر نے کہا ای شاہ نامہ دار آپکا ایک دَرہ کوہ مین پڑا ہی کچھ لوگ گئے جا کے اُسکو ہشیار کر کے لائے اُسنے کہا ای شہنشاہ اسنے مجھے راہ مین بیہوش کیا اور آپ یہان آ کے مکر کرنے لگا فیلان سبز پوش نے کہا اب اسکو قتل کرنا چاہیے ہمارے ملک مین آج یہ نئی بات ہوئی کبھی کوئی عیار یہان نہین آیا جلد جلاد کو بلاؤ خواجہ عمرو قید خانے مین سر نگون بیٹھے ہین سالار جادو نگہبان کرسی پر بیٹھا ہی کہ خواجہ نے دیکھا چند جادوگر دوڑے ہوے جاتے ہین ہر ایک کی زبان پر یہی جاری ہی کہ برق فرنگی پکڑا گیا یہ جو خواجہ نے سنا ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا گھبرا کے کہا ای سالار جادو مین کچھ عرض کرونگا ذرا میرے پاس آئیے یہ منظور ہے کہ برق کے واسطے جلاد بلایا جاتا ہی اُسوقت خواجہ نے اپنے قریب سالار جادو کو بلایا کہا ای بھائی ہمارا شاگرد گرفتار ہوا اُسکے قتل کا حکم ہو رہا ہی ہمین بھی اب یقین کامل ہوا کہ اب ہم زندہ نہ بچینگے آپ رئیس اعلیٰ ہین امیدوار ہون کہ جو کچھ مال میرے پاس موجود ہی اُسکو لے لیجیے میری اولاد کو بھیج دیجیے گا آپکے چہرے سے ثابت ہوتا ہی کہ آپ ضرور روانہ کر دینگے کچھ تغلب تصرف نہوگا یہ سنتے ہی سالار جادو بیٹھ گیا دروازہ قید خانے کا بند کر لیا خواجہ نے کچھ نگینے جواہرات کے نکال کے دیے جواہرات کو دیکھ کے یہ بہت خوش ہوا کہا کیون خواجہ کچھ اور بھی ہی مین سب چیزین تمھاری بحفاظت روانہ کر دونگا عمرو نے کئی پڑیان نگینون کی نکالین سالار دمبدم یہی پوچھتا ہی کیون خواجہ اور بھی مال تمھارے پاس ہی عمرو کہتا ہی ہان اور بھی ہی خواجہ نے اپنی قدیمی ڈبیا نکالی سالار جادو کو دی سالار نے کہا خواجہ مین تمسے اقرار معقول کرتا ہون کہ یہ سب مال تمھارا تمھاری اولاد کو پہونچا دونگا خواجہ نے کہا حضور اسکو نہ کھولیے گا اسمین ایک نعمت دنیا ہی جسکو دیجیے وہ سلطنت آپکو دیدے اصل تو یہ ہی کہ سلطنت کے مول کو بھی سستی ہی اسنے پوچھا ای برادر اسمین کیا ہی عمرو نے کہا ایک تختی الماس کی ہی یہ لقا کے تاج سے پائی تھی جب مین نے قیلولہ پر جا کے لقا کی ریش تراشی یہ تختی کنگرہ تاج پر لگی تھی سامان زندگی اسی سے ہی سالار جادو نے نہ مانا کہا مین ضرور دیکھونگا خواجہ ہان ہان کرتے رہے اسنے ڈبیا کھولی اُسمین سے بیہوشی نکلی سالار بیہوش ہو کے گرا خواجہ نے سالار جادو کو اپنی صورت بنایا گیند عیاری کا اسکے گلے مین ٹھونس دیا آپ اسکی شکل بنکر تیار ہوے ہنستے ہوے باہر نکلے آکے دربار مین فیلان سبز پوش کے قتل برق کو روکا عرض کر رہے ہین ای شہنشاہ اگر آپ اس عیار طرار کو قتل کیجیے گا سرداران لشکر حمزہ

اس ظالم پر جان دیتے ہین سب آپڑینگے جان دے کر ڑینگے ان باتون مین عمرو نے فیلان کو اُلجھایا ہے سب اہل دربار کا یہی قول ہے کہ حضور اگر یہ بھور یا قتل ہو گیا سار بان زادے کا بازو ٹوٹ جائیگا خواجہ نے باتون مین لگا کے فیلان کو بہلایا ہے کہا حضور دیکھیے ہمارے ایک دوست نے چند اشعار کہے ہین اُنکو سماعت فرمائیے آپ خوب آگاہ ہین کہ مجھکو گانے کے نام سے نفرت تھی رات کو میرے خواب مین سامری و جمشید آئے کئی علم مجھے تعلیم کیے مین پہلے علم موسیقی کا امتحان کرتا ہون یہ علم سب مین سخت ہے یقین تو یہ ہے کہ جو یہ علم آگیا تو سب علم آگئے ہونگے سماعت فرمائیے برق کے بچانے کی فکر مین عمرو نے یہ اشعار شروع کر دیے ساری محفل مین ہنگامہ ہے عمرو جان توڑ توڑ کے گا رہا ہے نظم

بستگی سے ہے یہ اُنکے دہن تنگ کا رنگ
ٹپکا پڑتا ہے لبون سے مئے گلرنگ کا رنگ

ہجر مین ہے یہ ترے عاشق بے رنگ کا رنگ
زرد گینڈے کی طرح ہے گل خوش رنگ کا رنگ

ساقی مہر لقا کا جو پڑا پرتو رخ
آفتابی نظر آیا مئے گلرنگ کا رنگ

ہم فقیرون کے شہنشاہ بھی ہین دست نگر
سٹ گیا بوریے کے سامنے اورنگ کا رنگ

بنگیا ساغر مے عکس لب گلگون سے
شنگرفی ہوا ایسا قدح بنگ کا رنگ

عکس خط و رخ گلگون سے ترے اے شہ حسن
لاجوردی نظر آیا گل اورنگ کا رنگ

دیکھکر کھلتا ہے رنگ شفق شام اُدھر
شوخ اس مرتبہ ہے رخت بت شنگ کا رنگ

سرخ جو صورت گل یار کے گلتکیے ہین
پھوٹ نکلا ہے یہ رخسارہ اورنگ کا رنگ

کان دھر کر وہ مرا حال نہین سنتے ہین
گل سے بگڑا ہوا ہے عاشق بے ننگ کا رنگ

ہچکیان شام سے آتی ہین برنگ مینا
آج بتلا ہے ترے عاشق بے ننگ کا رنگ

رات بھر سامنے میرے وہ بجاتے ہین ستار
پردے پردے مین جمایا ہے عجب ڈھنگ کا رنگ

پرتو رخ سے تو گلنار ہوا رنگ شراب
سبزۂ خط کے سبب سبز ہوا بنگ کا رنگ

بستگی ایسی نہ آگے تھی نہ ایسی سرخی
غنچۂ گل نے اُڑایا دہن تنگ کا رنگ

مجھکو تا عاشق یک رنگ زمانہ سمجھے
میری تصویر مین ہو چہرۂ گلرنگ کا رنگ

سبزہ رویون پہ کہان فوق ہے گلرویون کو
مئے گلرنگ پہ طرہ ہو کیون بنگ کا رنگ

ان بتون کی ہو بھلا ایک سی صورت کیونکر
مختلف ہوتا ہے اے نور ہر اک سنگ کا رنگ

قضائے کار خواجہ تو دربار مین فیلان کے گا رہے ہین برق کے بچانے کی فکر مین ہین نعمان جادو ناظم فیلان کا تین لاکھ فوج ہمراہ لیے ہوئے طرف اطراف کے جاتا ہے کسی راجہ نے سرکشی کی ہے اسوجہ سے اسنے فوج بھی زیادہ لی ہے پانچ کوس پر قلعۂ سیاہ پوشان سے نکلا ہے ایک مقام پر اسنے قیام کا حکم دیا ساحر اُترنے لگے خیمے بارگاہین استادہ ہونے لگین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان بڑے زور و شور سے آتا ہے لشکر ساحران کو ساتھ لیے ہوئے ملک اخضر کئی لاکھ ساحرون سے آتا ہے اسنے دیکھا یہ صحرا پُر بہار ہے مقام بھی معقول ہے اور کسی کی بارگاہ استادہ ہو رہی ہے پلٹکر دیکھا سیارۂ ستارہ شناس چلا آتا ہے اخضر نے کہا اے برادر اس بارگاہ کو جا کے اُکھڑوا دو اس مقام پر بارگاہ طلسم کشا استادہ ہوگی زنار پہلوے کاہن مین تھی اسنے اپنا طاؤس بڑھا کے کہا اے شہنشاہ طلسم مینو سواد کیا ارشاد ہوتا ہے اخضر نے کہا کہ یہ بارگاہ اُکھڑوا دو یہان

بارگاہ صاحبقران استادہ ہوگئی زنار نے جو طاؤس بڑھایا ملکہ انجم نے کہا یہ بارگاہ ناظم قلعہ کی ہو کہین
جاتا ہی ہم ابھی جاکے ہٹائے دیتے ہین ملکہ انجم و مہر طلعت دونون شاہزادی و وزیرزادی طاؤس بڑھاکے
چلین جیسے ملکہ انجم کو جاتے دیکھا کسی نے اپنا طاؤس بڑھایا کسی نے تخت بڑھایا نعمان جادو نے جو دیکھا کہ ہزارہا
ساحر میری جانب آتے ہین اپنے ساحرون کو اشارہ کیا اُنکو ادھر نہ آنے دو اُسکے ساحر بھی سحر کرنے لگے
انجم نے گرتے ہی آگ لگادی مہر طلعت نے پانی برسایا عقب لشکر مین ملکہ خورشید آتی تھین پوچھا جو یہ
کیا ہنگامہ ہی لوگون نے کہا لشکر نعمان سے مقابلہ پڑگیا ملکہ خورشید نے منہس کو اُڑایا اُسوقت آگئے یہ دیکھین
کہ ملکہ انجم و مہر طلعت نے ہزارون جادوگر مارکے ڈالدیے جاتی ہین بارگاہ کو جلادون کہ ملکہ خورشید کا نعرہ
ہوا ہاتھ جو ہلائے شعلۂ آتش گرے بارگاہ نعمان جلنے لگی اسنے حکم دیا قریات مین خبر کرو سب زمیندار آکے
مدد کرین کہدینا کہ ناظم فیلان سیہ پوش جاتا تھا اُسکو مسلمانون نے لوٹ لیا ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی
دیہات مین جو یہ خبر پہونچی سب زمیندار اپنی اپنی گنوار لیکر چلے ملکہ خورشید نے جو دیکھا گانوٗن کی گنوار آتی ہی
آگے آگے زمیندار کانٹے ٹٹو پر سوار سامیس ندارد بجاے زین پوشش دری پڑی ہوئی پشت پر کئی ہزار گنوارون
کی گنوار ڈھال پھیکے باندھے ہوے کسی کے ساتھ پاسی ہین کوئی سپاہیون کو ساتھ لیکر آیا ہی دھوتیان باندھے ہوے
بجرنگ بجرنگ کرتے ہوے آپڑے ملکہ نے جو اس حال کو دیکھا کہ ایسا نہو ساحرون کے پیر اُکھڑ جائین ایک زمیندار
کو دیکھا نہایت قوی تن قوی من بارہ ہزار پاسی پشت پر اسنے ارادہ کیا ہی کہ پاسیون کو حکم دون کہ ہان چلاؤ تیر
چلین جیسے ہی زمیندار نے ارادہ کیا ملکہ خورشید نے بڑھ کے عرض کی ٹھاکر صاحب آداب تسلیمات عرض ہی ہمسے
آنکھ ملانا چاہیے جیسے ہی اُس زمیندار نے آنکھ اُٹھائی نگاہ سحر آگین جو اُسپر پڑی بلک گیا جمال جہان آرا دیکھ
ہوش پراگندہ ہوے دیکھا اس معشوق نے کیا قد موزون پایا ہی سرو لب جو اسی قد کا سایہ ہی بے اختیار
قد کی تعریف مین پکار اُٹھا نظم

ہی یہ بیجا جو اُسے سرو و لبشر کہتے ہین — کہ وہ ذی عقل ہی کیون اُسکو شجر کہتے ہین
جان جبتک ہی یہ لپکا ہی نظر بازی کا — کہ رگ جان ہی جسے تار نظر کہتے ہین
دست وحشت نے کیا چاک گریبان مرا — کیا اسی کو شب فرقت کی سحر کہتے ہین
داغ فرقت سے مین غربت مین جلا جاتا ہون — راست کہتے ہین سفر کو کہ سقر کہتے ہین
مثل یعقوب ہین عشق ہی اُس یوسف سے — اپنے محبوب کو ہم اپنا پسر کہتے ہین
چپ اگر بیٹھے ہین ہم تو وہ بگڑ بیٹھے ہین — منہ بنا لیتے ہین کچھ منہ سے اگر کہتے ہین
جو نصیحت نہ سنے اور نہ آخر مین سے — اُسکو ہم کور بھی کہتے ہین جو کر کہتے ہین
ہنبدہ زر کی عرض آگئے ہو رغبت کیا خاک — زر دستی ہی نظر مین جسے زر کہتے ہین
اُڑ چلا حسن ترا اُسکے نکلتے ہی صنم — جسکو سب کہتے ہین خط ہم اُسے پر کہتے ہین
ہجر مین عیش جو ہی غم سے مبدل ناسخ — ساغر بادہ کو ہم دیدۂ تر کہتے ہین

وہ زمیندار تعریفین ملکہ کے حسن و جمال کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا ملکہ خورشید نے فرمایا ای
ٹھاکر صاحب یہ جو پاسی آپکے ساتھ ہین انسے کہیے لشکر نعمان کو قتل کرین تو ہم رضامند ہون یہ سنتے ہی زمیندار کی
آنکھین سرخ ہوئین بہت خوب بہت خوب کہتا ہوا دوڑا ملکہ نے اسکے ساتھ والون کو بھی جمال باکمال دکھا دیا سب

گنوار اپنے طور پر تعریفین کر رہے ہین کوئی کہتا ہی کیسا چہرہ چاند ہی ایک کہتا ہی اس چہرے کے سامنے چاند بھی تو ماند ہی
کوئی تعریف قد رسا کرتا ہی کوئی کہتا ہی چھاتیون پر کیا اُبھار ہی ایک کہتا ہی معشوق طرحدار ہی ملکہ خورشید نے اشارہ
جو کیا دو ہزار پاسبون نے تیر لشکر نعمان پر مارے دوسری طرف سے ملکہ انجم نے سحر کیا دس ہزار جوان بلبلائے
ہوے لشکر نعمان پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا ہر ایک خود پسند نعمان نے جو یہ معرکہ دیکھا
کمیل جادو اسکے لشکر کا سپہ سالار قریب تھا کہا اے کمیل جادو ذرا تم اتنی تکلیف کرو خدمت مین فیلان سیہ پوش
کی جاکے عرض کرو کہ لشکر حمزہ سے لڑائی پڑ گئی کمیل جادو دوڑا یہان وہ وقت ہی کہ خواجہ بشکل سالار جادو
فیلان سے باتین کر رہے ہین کہ کمیل آگے پہونچا کہا اے شہنشاہ جلد اپنے ملازمون کی خبر لیجیے خواجہ عمرو زندانخانۂ
ملکہ سلماء و لیلا کا بھی پتہ پا چکے ہین یہ سن لیا کہ مرجان جادو ملکہ کا نگہبان ہی خواجہ مقام سے بھی آگاہ ہین کہ
کمیل نے آکر سب کیفیت بیان کی کہا حضور بڑا غضب ہو گیا نعمان کا لشکر سب قتل ہو رہا ہی یہ سنتے ہی فیلان گھبرایا
مشیر جادو اپنے وزیر سے کہا جلد لشکر تیار کرو چھ لاکھ فوج اسنے تیار کی کہا حضور سب فوج تیار ہی فیلان نے
کہا اے سالار تم بھی چلو گے انھون نے کہا حضور غلام یہان کا انتظام کریگا عمرو قید ہی فیلان سوار ہوا سالار کو
یہین چھوڑا اُسوقت جاکے پہونچا کہ نازنینان مہ جبین نے سبکے دل اُلٹ دیے ہین لڑکھڑا لڑکھڑا کے منھ کے
بل گرتے ہین نعمان کو ملک اخضر نے بڑھ کے مارا زمین ہلا دی لاشے ہزارون پڑے ہین گنوار غل مچاتے
پھرتے ہین اسنے آتے ہی فوج کو اشارہ کیا فوجین ملگئین مگر شاہزادیون نے قیامتین برپا کردین ملکہ انجم و
خورشید سے نگاہ مل رہی ہی انھون نے دو ہزار کو بیہوش کیا تو اُنھون نے چار ہزار کو سحر مین پھنسایا ہنگامۂ
گیر و دار بلند ہی جیسے ہی فیلان آگے پہونچا زمین کانپی طائر آتشیا نون سے اُڑے نخل تھرا کے گرے نعرہ
صاحبقران کی آواز آئی طلسم کشا کو دیکھکر ساحر بھاگے ہر چند فیلان للکارتا ہی کہ یارو تم کے لڑو اسقدر
پریشان نہو کوئی ملکہ انجم کے سامنے ہاتھ باندھ کے آیا کئی سو افسر ایسے تھے کہ جو منتظم لشکر فیلان تھے وہ ہاتھ
سے ہاتھ باندھ کے سامنے آئے عرض کی ہم ملازمان قدیم ہین ہماری کبھی یہ مجال ہی کہ حضور سے مقابلہ کرین
ملکہ خورشید نے ان سب کو لاکے قدمون پر صاحبقران کے گرایا ساتھ فیلان کے آئے تھے پلٹکر لشکر
فیلان کو تباہ کرنے لگے فیلان بھاگا گھاگا پھرتا ہی چاہتا ہی پرواز پیدا کرکے نکل جاوئن مگر ایسا گھیرا پڑا ہی کہ
نکل نہین سکتا یہان خواجہ نے یہ کام کیا کہ برق کو رہا کر لیا فیلان کی شکل پر سامنے مرجان جادو کے آئے
اب عمرو کی نگاہ پڑی کہ ایک کمرے مین دو قفس رکھے ہین ایک مین ملکہ سلماء کو بیہوش ایک مین لیلا ہی عنبرین مو
چہرے اُداس عالم یاس سر نگون بیٹھی رو رہی ہین عمرو کا کلیجہ منھ کو آ گیا کہا اے برادر مرجان تمنے سنا لشکر
طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا مین تمسے ایک صلاح کرنے آیا ہون کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو لڑین مرجان نے کہا
اے شہنشاہ مجھے خوف آتا ہی کہ طلسم کشا صاحبطرح ہی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا اب شاہان طلسم کی بدعت کا انجام
ہوا چاہتا ہی آجتک اُنکا یہی قول تھا کہ طلسم کشا یہانتک نہ آسکیگا آخر طلسم کشا یہان تک پہونچا اب شاہان طلسم
نے خراجگذار دن کو روانہ کیا یقین ہی کہ وہ سب یہان آئین یا قلعۂ طلسمی پر مقابلہ پڑے خواجہ نے باتین
کرتے کرتے کہا ایک کرسی اُٹھا لا ایک ملازم نے کرسی اُٹھائی خواجہ کرسی پر بیٹھے مرجان یہی کہتا ہی آپکا جانا
مناسب نہین عمرو نے کہا ملازم سے اپنے ایک گلابی تو منگاؤ مادہ دولت کا نشہ اُتر گیا ہی اس بات پر مرجان
کھٹکا دوڑ کے کمرے مین گیا گلابی اُٹھائی ورق کہانت کو دیکھا مسکرا کے خاموش ہوا آکے خواجہ کو گلابی دی

کہا دیکھیے سامنے دھوئین اُٹھ رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ طلسم کشا نعمان تک پہونچ گئے اور کان مین آواز آئی ہائے کشتی میرا نام بن نعمان جادو بود جیسے ہی خواجہ پلٹے اسنے ماش کے دانے مارے اُن دانون نے سب رنگ و روغن جلا دیا خواجہ بصورت اصلی ہوگئے مرجان جادو غل مچانے لگا ارے یارو نہین معلوم بادشاہ کے ساتھ اس ظالم نے کیا کیا ایک ملازم فیلان کا دوڑا ہوا آیا عرض کی بادشاہ تو برائے مقابلہ گئے ہین مرجان جادو نے کہا ساربان زادہ انھی کی شکل بنکر میرے پاس آیا جیسے ہی اسنے شراب مانگی میرا دل کھٹکا اسے گرفتار کیا چند ساحرون سے کہا جلد شاہ سے جاکے اطلاع کرو کہ آپ تو وہان گئے یہان ساربان زادے نے دھوکا دیا تھا مین نے اُسے گرفتار کر لیا حضور طبل امان بجوا کے پلٹ آئین دو تین ساحر چلے کہ شاہ سے خبر کرین ملکہ سلمانے جو دیکھا خواجہ گرفتار ہوے کہا کیون لیلا تو نے بدنصیبی ہماری دیکھی خواجہ ہمین رہا کرانے آئے تھے خود گرفتار ہوگئے لیلا نے کہا ہماری تمھاری رہائی غیر ممکن قضا ہمکو لیکر یہان آئی ہی اب ہم تا بہ قید حیات رہائی نہ پاینگے اسی زندان مصیبت مین تڑپ تڑپ کے مرجاینگے اب کوئی سبیل رہائی کی نہین معلوم ہوتی نظم

پستی ہمہ نصیبۂ ما شد ز بخت ما
زہمی نصیب چاشنی زہر برنداشت
چون موج روز سپے تن ما جامۂ فناست
مانند کشتی کہ ز طوفان رہا شود
نازک تری ز جان جہان زان نمی شود
صہبائی آنچہ آہ دل ما بہ چرخ کرد

قارون صفت ز خاک بود تاج و تخت ما
مشکل پسند بود دل لخت لخت ما
سودا گہ نگارہ چنین یافتہ رخت ما
از خبار بود گریۂ ما پوست تخت ما
درگیر باز صحبت این جان سخت ما
چرخ از حسد کند ہمہ اکنون بہ بخت ما

شاہزادی و وزیرزادی دونون رو رہی ہین مرجان کہتا ہی ای ملکۂ عالم آپ کیون رو رہی ہین وزیر و شاہ آپ دونون کے خواہان ہین آپ کیون نہین قبول کرتین اور میرے پاس نامہ آتا ہی ہر ایک قلعہ پر یہی حکم ہی کہ ملکہ کو ہمارے وصل پر راضی کرو ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بیقراری بڑھ گئی وہ ملازم جو مرجان نے بھیجے ہوے پہونچے فیلان پر وقت تنگ ہی ایک طرف سے صاحبقران آتے ہین ایک طرف سے شاہزادیان بڑھتی چلی آتی ہین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ فیلان کو مار لین یہ ملازم جو پہونچے دور کھڑے ہوے ہین کئی مرتبہ آواز دی ای شہنشاہ ذرا علیحدہ آئیے ہمکو آپ سے کچھ عرض کرنا ہی فیلان نے تو لڑائی مین کچھ سماعت نہ کی سیارۂ ستارہ شناس ایک گوشے مین کھڑا یہ باتین سن رہا ہی سیار نے فوج کو تو اس طرف روانہ کیا کہ فیلان کو چہار جانب سے گھیر لو اور آپ کنارے آکر منھ پر ہاتھ پھیرا فیلان کی شکل بنکر سامنے اُن جادوگرون کے پہونچا کہا یارو کیون مجھے پکارتے ہو اسوقت کیون دوڑے آئے اُنھون نے دست بستہ عرض کی حضور تو اسطرف آئے ساربان زادے نے قید خانے سے نکل کر آپکی صورت بناکر سامنے مرجان کے آیا اُسکو حال معلوم ہوگیا کہ یہ ساربان زادہ ہی فقرہ دیکے عمرو کو پکڑ لیا اگر حضور کا حکم ہو تو اُسکا سر لاکے حاضر کرین سیار نے کہا تم چلو ہم آتے ہین ساحر تو اسطرف گئے سیار تڑپ کے بلند ہوا یہان ساحرون نے آکے مرجان سے بیان کیا کہ حضور شاہ آتے ہین عمرو کو زیر تیغ بٹھائیے ملکہ نے دیکھا جلاد تیغہ کھینچ کر سر پہ عمرو کے آیا عمرو سرنگون غم سے کلیجہ خون پکار رہا ہی ای خداوند حقیقی میرے تیرے کوہ سراندیب پر وعدہ ہوا ہی آج اُسکا سامنا ہی بچالے تو سچا ہی تیرا نام سچا ہی مشکل کو حل کر تو کریم کارساز ہی سامع الدعوات ہی تجھ ایسے کارساز کو نا کتنی بڑی بات ہی نظم

زہے خدائے خداوند شاہ شاہنشاہ
کسے خدا و کسے ایشر و کسے اللہ

شہان ملک ولایت غلام آن درگاہ
زہے خدا کہ ز انوار ذات خود در دہر

کسے رحیم بگوید کسے بگوید رام
نمود جلوۂ روز و شب و سفید و سیاہ

خواجہ عمرو رو رہے ہین گلرو خون شاہزادیان بھی رو رہی ہین مرجان کھڑا ہوا اچھل رہا ہی جلاد سے کہتا ہی جلد
اس سازبان زادے کو قتل کر یہ زندہ نہ بچے اسکے قتل ہونے سے طلسم کشا کی کمر ٹوٹ جائیگی جلاد تڑپ کے قریب
خواجہ کے آیا مرجان نے کہا سر کاٹ لے جلاد نے لپک کے خنجر مارا ایک برق کڑک کے گری جلاد کے دو
ٹکڑے ہوے مرجان نے لاشہ جلاد کا جو دیکھا گھبرا گیا کہا ارے یہ کیا ہوا چہار جانب دیکھنے لگا دوسرے جلاد
کو اشارہ کیا دوسرے نے خنجر کھینچا تھا پھر برق تڑپ کے گری ہاتھ اُسکا بھی اُڑ گیا جلاد چیختا ہوا بھاگا مرجان
نے دیکھا ایک لکۂ ابر آسمان پر بے وقت چھایا ہوا ہی اسنے اُٹھا کے گولہ مارا ابر پھٹا سیارۂ ستارہ شناس لکۂ ابر سے
مثل آفتاب کے ظاہر ہوا کڑک کے گرا قید جسم سے خواجہ کے گری کئی ساحر سحر کر کے مارے خواجہ جو رہا ہوے
گلیم اوڑھ کے پوشیدہ ہوے سیارہ و مرجان سے سحر چلنے لگا چند ساحر جو اسکے قریب ہین جب قصد کرتے ہین کہ
سیارہ پر جا پڑین مگر اسنے کسی کو گولہ مار دیا کسی کو جلا دیا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا سب ساحران زبردست
و فیلان کے ساتھ گئے ہین رعایا کے لوگ اپنے اپنے گھرون مین ہین یہ دنگا سنا تا جو ہوا اپنے اپنے کوٹھون پر
چڑھ کے دیکھا قید خانے کے دروازے پر کئی سو ساحر مرے پڑے ہین مرجان گھبرا گھبرا کے لڑ رہا ہی سیارہ مثل آفتاب
چمک رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ محل مین گھس جاؤن ملکہ کو رہا کرون مرجان سینہ سپر ہوتا ہی آگے نہین بڑھنے دیتا
دو گھڑی کامل مرجان و سیارہ سے سحر چلا سیارہ کا ہن طلسم ہی ہر مرتبہ یہی کہتا ہی او ملعون تیرے مرنے مین چند
ساعتین اور باقی ہین انشاء اللہ تجھے قتل کرتا ہون تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی اپنی جان بچا یا اطاعت دین اسلام
قبول کر یہ ملعون کہتا ہی ای سیارہ کیا ہمارے باپ دادا بے وقوف تھے جنھون نے اس مذہب کو رواج دیا ہی
ہم پونے دو سو کو چھوڑ کے ایک کو قبول کرین سراسر عقل کے خلاف ہی سیارہ کہتا ہی تیرا قلب سیاہ ہی او بھیجا پیدا
کرنے والا وحدہ لاشریک ہی مرجان کب مانتا ہی یہی چاہتا ہی ایسا سحر کرون کہ سیارہ قتل ہو یا بھاگ جائے کسی طرح
میری جان بچے چاہتا ہی غرق زمین ہو جاؤن مگر سیارہ نے ایسا سحر کیا ہی کہ زمین سنگ لاخ ہی قصد کرتا ہی اُڑ کے
جاؤن راستہ نہین ملتا سحر چل رہا ہی ایک مقام پر مرجان نے ایک گولے پر اپنا خون ڈال کے مارا سیارہ
نے گولے کو روک لیا دہی گولہ ہاتھ مین لیکر پیچھے ہٹا چند قطرات خون اپنے جسم سے نکالے گولے پر ڈالے
مرجان پر وہی گولہ مار دیا مرجان پیچھے ہٹا ہر چند دشمن دین سر ہلایا سامری و جمشید کو پکارا کوئی کام نہ
آیا گولہ سینے پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا مرجان مر کے گرا وہان صاحبقران اور فیلان سے سامنا پڑا
فیلان نے بہت سے سحر کیے کسی سحر نے تاثیر نہ کی آخر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے لوح کو آگے کر دیا پلک
فیلان کی جھپکی اُسی عالم مین صاحبقران نے ہاتھ مارا تلوار سر پر پڑی سراسر کلے جبڑے کو کاٹا صندوق
سینہ سے گذری تلوار نے زمین مین بوسہ دیا فیلان کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے
لگین بعد عرصۂ دراز آواز آئی گشتی مرا نام من فیلان جادو بود قلعہ سیاہ پوشان کا پھاٹک گرا مکانات گرنے
لگے آسمان پر عرصۂ دراز تک اندھیرا چھایا رہا معلوم ہوتا تھا قلعہ نہین پردۂ ظلمات ہی چہار سمت سے صدائین
ہیبتناک آتی تھین سیارہ نے بہ تعجیل تمام شاہزادی اور وزیرزادی کو ایک تخت پر سوار کیا کہا اب اس قلعے
سے نکل چلو جلدی تخت روانہ ہوا یہان آواز جو آئی گشتی مرا نام من فیلان سیہ پوش بود ملکہ خورشید کو دیکھکر

گئی سو افسر شریک ہو چکے تھے باقی اب فریاد کرتے ہوے دوڑے ملکہ خورشید نے سب کو لاکے امیر کے قدمون پر گرایا سب مطیع اسلام ہوے امیر نے بہرام سے فرمایا ای بہرام مقام افسوس ہی ہمنے یہ سنا تھا کہ اسی قلعے پر ملکہ سلماے گوہرپوش کا پتہ ملیگا افسوس اُس پروردہ مہد ناز و نعم اُس پر یہ رنج و الم اُسوقت مقبول تاجدار بھی قریب آگئے صاحبقران کو ملول دیکھکر عرض کی حضور شکر ہی کہ آپکی فتح ہوئی پروردگار نے اپنا فضل کیا لڑائی فتح ہوئی مگر حضور کو بہت ملول پاتا ہون آنکھون سے صاحبقران کی آنسو ٹپک پڑے فرمایا ای برادر کیا بیان کرین ہمارے دل کی عجب کیفیت ہی بقول شاعر

نظم

کعبہ نہین ہی زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقون کا یہی ہی مکان دوست

افسانہاے دوست مین کٹتے ہین رات دن
رہتی ہی لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

گر خاک بھی ہوا تو ہوا کوے یار کی
بعد فنا بھی چھٹ نہ سکا آستان دوست

جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا مہمان دوست

نکلی نہ منھ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست

بینا ہی تو تو دیدہ بینا سے دیکھ لے
پیدا ہی ہر خفی و جلی مین نشان دوست

کیا تاب مدعی جو لگائے نظر اُنھین
رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست

جان لے کے بھی خوشی نہوئی میرے یار کی
راضی نہو سکا دل نامہربان دوست

ہوتی ہی مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ
رکھتی ہی اور طرح کا چسکا زبان دوست

ہی سرفروشیون پہ بہاے جمال یار
ارزان ہی آج کل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہان آج کل بہار پہ ہی گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین
ہی اور رنگ پہ چمن بے خزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھے جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

دھوکے دیے نزاکت جانان نے ای نسیم
پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

بہرام نے بڑھکے عرض کی اب حضور طرف قلعے کے متوجہ ہون وہان حال کھلیگا امیر نے پلٹ کے طرف قلعے کے دیکھا قلعہ گر گیا مکان سب جل گئے علامتین بالکل شہر کی معدوم قریات نذر اد یا تو جا بجا زراعت ہوتی تھی یا تمام ریگستان معلوم ہوتا ہی صاحبقران اجاڑ مقام کو دیکھکر فرماتے ہین صاحبو یہ مقام تو بالکل بدل گیا قلعہ سارا جل گیا طرف اپنی بارگاہ کے چلے بہرام سے فرمایا قلعہ تو معدوم ہوا اب وہان قید کا کیا نشان دریافت کرین یہ ذکر تھا کہ برق فرنگی دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ اُستاد اور سیارۂ ستارشناس ملکہ سلما کو لیے کر آتے ہین سب حالات وہان کے برق نے بیان کیے امیر نے مقبول تاجدار کو بلا کے بکشادہ پیشانی کہا کہ آپکی صاحبزادی رہا ہوکے آتی ہین اُنکے واسطے ایک بارگاہ علحدہ استادہ کرائیے کنیزان زرین پوش براے خدمت حاضر ہون مقبول نے خوشی خوشی بارگاہ استادہ کرائی کنیزین حاضر ہوئین مقبول رفیقون کو لیکر بڑھے تھے کہ سیارہ تخت پر نمایان ہوے ملکہ سلما و لیلا محمودی کی چادر سے چہرہ چھپائے ہوے بڑے حجاب سے نمایان ہوئین امیر نے مقبول سے اشارہ کیا مقبول نے بڑھکے اپنی بیٹی کو داخل بارگاہ نور لبقتی کیا دروازے پر انتظام ہوا امیر اپنی بارگاہ مین آئے

خواجہ نے فرمایا اب یہان سے روانگی منظور ہی اور زربانی کاہن کی سنا کہ اب طرف سے شاہان طلسم کے لشکر کشی ہو گی لہذا مقبول تاجدار کو رضامند کرو کہ ہمارا عقد ساتھ سلما کے ہو جائے عمرو نے کہا اگر میرا عقد لیلا سے ہوا مین اپنی جان و دیدونگا امیر نے کہا لیلا تمکو نہین قبول کرتی ایمین کسی کو کیا دخل ہی عمرو نے کہا بہت خوب ہم اپنا انتظام کر لینگے سرداروں نے مقبول سے جا کر عرض کی مقبول نے اسیوقت وزرا کو حکم دیا سینے پر امیر کے ترنج خوشبوئی لگایا سعدان مبارکباد بلند ہوئی اور شاہزادیان جو امیر پر مائل ہین ملول ہوئین مگر زربانی بہرام کی سب کو ظاہر ہو اکہ جب آپ رنگ سحر سے تائب ہو کر کلمہ پڑہیے گا تب آپ کے ساتھ عقد ہو گا اب لشکر مین تیاریان عقد امیر کی ہونے لگین لیکن خواجہ ور دولت ملکہ پر بہوت معہود آئے گل اندام نامے کنیز ملکہ کی کسی کام کو آئی اور یہ کنیز مقرب بھی ہی لیلا بھی اسپر توجہ فرماتی ہین عمرو نے الگ بلاکے گل اندام کو بیہوش کیا اُسی کی صورت بنکر اندر آئے دیکھا ملکہ سلما کے گوہر پوش مسند پر جلوہ فرما ہین لیلا مودب پہلو مین حاضر ہی گل اندام نقلی ہنستی ہوئی سامنے آئی عرض کی دواری مبارک ہو تیاری عقد کی ہو رہی ہی جوڑے تقسیم ہو رہے ہین ملکہ سلما نے تو منہ پھیر لیا لیلا نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی گل اندام نے لیلا کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا بی وزیر زادی تمہارا عقد ساتھ عمرو کے ہو گا لیلا نے کہا مین کسی کی زر خرید نہین ہون کیا مجبیر صاحبقران زبردستی کرینگے ملکہ سلما نے کہا ای لیلا تمہارے والد کو اختیار ہی جاہے بھاڑ مین جھونک دین مان باپ کے مقدمے مین تجھکو کیا دخل ہی گل اندام نے کہا ای وزیر زادی رات کو ایک بزرگ میرے خواب مین تشریف لائے علم موسیقی مجھکو تعلیم کر گئے ذرا میرا گانا تو سنیے میرا خواب صحیح ہی یا غلط یہ کہکر عمرو نے بایان آگے رکھ دیا کہا سید عاسید عا چھیڑے جاؤ لیلا بجانے لگی گل اندام نقلی نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

تیوری چڑھی ہوئی ہی کشیدہ نظر ہین آپ
کچھ اور حوصلہ ہی جو آئے ادھر ہین آپ

صیاد رنج فکر اسیری ہی کس لیے
سوز نفس سے خاک مرے بال و پر ہین آپ

ناحق اٹھائین منت فصاد ہم نفس
موجسم ناتوان بہ بہان نیشتر ہین آپ

ہے آمد آمد نفس واپسین حضور
پہونچا یہان یہ حال مگر بے خبر ہین آپ

آگاہ سے غرور نہین عمر مدعا
کیا کہیے خوب واقف درد جگر ہین آپ

ہر روز شان حسن نئی ہے جمال مین
خورشید ہین کبھی کبھی رشک قمر ہین آپ

حسرت فزا ہین جذب محبت کے حوصلے
یان اپنے نالہ ہائے سحر بے اثر ہین آپ

ای آہ و نالہ بعد فنا بھی نہ کم ہو جوش
اتنا رہے خیال شریک سفر ہین آپ

کوسون ضیائے حسن نے بخشی ہی روشنی
کھلتا یہی ہی نور کے شاید بشر ہین آپ

ہی انتہائے شوق سے پرواز مرغ روح
قاصد ہم اپنے حال کے خود نامہ بر ہین آپ

بگڑے ہین اشک محنت آہ کیا ستون ہ
ہنگامہ آفرین مرے نور نظر ہین آپ

آنکھون مین ہی لحاظ تبسم فزا ہین لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ

فریاد ای جرس شب وصلت مین کس لیے
ہم دلفگار نالۂ مرغ سحر ہین آپ

پایا غزل نے طول نہین تھم ابھی امنگ
کچھ خبر ہی نسیم کہان ہین کدھر ہین آپ

اس غزل کو خواجہ نے اسطرح گایا کہ لیلا تعریفین کرنے لگی ای گل اندام تونے تو اس گانے مین خوب کمال پیدا کیا اصل یہ ہم

کر بتانے کا تو خاتمہ کر دیا گل اندام نقلی نے گلے مین ہاتھ ڈال کے کہا ابھی حضور نے کیا سنا آپکو خوب راضی کرونگی دو پہر رات گئے تک ناچ گانا رہا اب ملکہ نے آرام کرنے کا ارادہ کیا گل اندام لیلا کے ساتھ ہولی جب لیلا اپنے مقام پر آئی کہا مین بھی یہین پڑ رہونگی یہ کہکر بیٹھ گئی پاؤن دبانے لگی جب لیلا سو گئی خواجہ نے رنگ و روغن دور کر کے پہلو مین سو رہے صبح کو ملکہ سلما کی جو آنکھ کھلی دیکھا کنیزین آپس مین کہہ رہی ہین کہ بی لیلا کو بڑا انکار تھا آج تو عمرو کو ساتھ لیے سو رہی ہین ملکہ خود اسی مقام پر آئین کنیزین بھی جمع ہو گئین خواجہ نے پہلے آنکھ کھولی کہا واہ حضور آپکو مناسب نہین ہی کہ میان بی بی سو رہے ہین اور آپ یہان چلی آئین کہ لیلانے آنکھ کھول کے یہ معرکہ دیکھا عمرو تو کود کے بھاگا لیلا سر پیٹنے لگی کہا حضور مین تو اپنے ساتھ کنیز گل اندام کو لائی تھی یہ نگوڑا یہان کیونکر آیا مین اپنی جان دونگی غرض جب ہوا امیر محل مین تشریف لائے کہا ای لیلا تو کیون اپنے کو پریشان کرتی ہی یہ ساربان زادہ جسپر عاشق ہوتا ہی اُسے ذلیل بھی کرتا ہی امیر نے بخوشامد لیلا کو راضی کیا شب کو جلسۂ عقد آراستہ ہوا عمرو نے بزرگ اُمید کو جال کو نے کھلائے اُنھین کی صورت بنکر بارگاہ مین آئے خوب لڑ لڑ کے امیر سے جاگیر و نقد و جنس لیا پھر اپنی اصلی صورت بنائی سہرا اپنے پاس سے نکالا اپنے سر پر باندھا کہا آقا اب میرا عقد آپ پڑھیے امیر نے کہا او ساربان زادے تو نے بزرگ امید کو کیا کیا عمرو نے کہا انکو دست آ رہے ہین پھر آپکا عقد کون پڑھتا اب میرا عقد پڑھیے امیر نے مقبول تاجدار سے کہا آپ جا کے لیلا سے دریافت کیجیے مقبول اندر آئے لیلا سے پوچھا لیلا نے کہا مین اپنی جان دونگی اور ساربان زادے کے ساتھ عقد نہ کرونگی اسنے مجھکو ذلیل کیا ہر چند مقبول نے سمجھایا لیلا نے کہا مین ہرگز قبول نہ کرونگی مقبول نے امیر سے آکر بیان کیا کہ حضور وہ جان دینے پر آمادہ ہی عقد نہین قبول کرتی امیر نے کہا اب مین کیا کرون عمرو نے کہا اب آپ کچھ نہ فرمائیے ہم تدبیر کر لینگے آپ تو وصل سے ملکہ سلما کے مشرف ہون ہمارا خدا مالک ہی اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

گیسوے یار سے دل کو جو نہ الفت ہوتی ۔۔۔ سر پہ نازل نہ بلاے شب فرقت ہوتی
شمع بجھتی تو ملا قامت کی صورت ہوتی ۔۔۔ باعث لطف شب وصل کی ظلمت ہوتی
مردے جی اُٹھتے ابھی حشر کی صورت ہوتی ۔۔۔ آپ قامت جو دکھاتے تو قیامت ہوتی
یار کی بادہ کشی پر جو طبیعت ہوتی ۔۔۔ اور ہی لطف ابھی اور ہی صورت ہوتی
ای حسین شوق جو ہوتا تجھے خود بینی کا ۔۔۔ آئینہ باکہ سکندر کو بھی حیرت ہوتی
یاد گیسو نہ دم فکر رہی خوب ہوا ۔۔۔ شعر کہنے مین پریشان طبیعت ہوتی

امیر نے عمرو کو روتا دیکھکر فرمایا خواجہ اسقدر پریشان ہو مین ملکہ سلما سے کہونگا کہ ہماری جانب سے لیلا کو سمجھائے عمرو نے کہا اب آپ دخل نہ دین صاحبقران کو اس عقد کے ہونے کی بہت خوشی ہوئی قصد ہی کہ جا کر داخل ہون کہ یکایک غُل برپا ہوا ناظر بیچکانے کہاریان سب روتی ہوئی چلے آتے ہین امیر شور گریہ و زاری سنکر گھبرا گئے مقبول سے کہا دیکھیے تو یہ کیا ہنگامہ ہی عمرو دوڑ اندر آئے دیکھا سب شاہزادیان پیٹ رہی ہین عمرو نے کہا ارے یار و کیا ہوا ایک کنیز نے کہا حضور ملکۂ عالم آپکے واسطے لیلا کو سمجھا رہی تھین کہ زمین شق ہوئی اسطرح کی صداے مہیب آئی کہ سب بیہوش ہو گئے پھر ایک برق چمکی کئی کنیزین قتل ہوئین اب جو سب بیدار ہوے ملکہ سلما و لیلا کا پتہ نہ پایا اور ایک آواز آئی کہ ہم سحر العجائب ہین اے حمزہ اب تجھکو یہ حوصلہ ہوا دیکھ یون لیجاتے ہین کوئی ایسا ہی کہ ہمکو روکے صاحبقران نے جو یہ خبر سنی نہایت

پریشان ہوے فرمایا ابھی لشکر تیار رہے مین برسر قلعہ لشکرکشی کرونگا ملک اخضر نے عرض کی حضور تکلیف نہ فرمائین غلام جاکے انتظام کرکے ملکہ کو لے آئیگا ملکہ خورشید و انجم و مہر طلعت وغیرہ بھی آمادہ ہوئین امیر نے فرمایا آپ لوگون کے جانے سے کچھ نہو گا بقول کوکب کہ یہ مقام طلسم نور افشان ہی انشاء اللہ اگر جل کے سر سوا رہی قلعہ لے لیا تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا عمرو نے عرض کی حضور تامل فرمائین مین فکر کرکے ملکہ کو لاتا ہون ہرچند امیر نے قصد کیا مگر عمرو نے کہا یہ میری آن کی تاثیر ہی وصل لی لیلا کی یہی تدبیر ہی ہرچند ہر ایک یہی کہتا ہی کہ اس مقدمے مین وہ بچیا بڑا فساد برپا کریگا عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اگر مین گرفتار ہو جاؤن اور آپکو خبر ہو جائے تو آپکو اختیار ہی عمرو نے امیر کو بخوبی سمجھایا با نہاے عیاری سے آراستہ ہوا تلاش ملکہ معلما مین روانہ ہوا بعد جانے عمرو کے امیر نے قصد کیا کہ مین بھی جاؤن ملکہ خورشید اپنے مقام سے اٹھین عرض کی کنیز بھی اسی فکر مین جاتی ہی ہرچند امیر نے روکا ملکہ نے نہ مانا طاؤس پر سوار ہوکے روانہ ہوئین اور ساحران زبردست مثل اخضر و انجم انکو بھی جرأت ہوئی اپنے اپنے مقام سے اٹھے یہ بھی سب روانہ ہو گئے بعد چند ساعت جو امیر نے دیکھا سب شاہزادگان گئے امیر نے بہرام کو بلاکر کہا ای برادر یہ سب ضرور جاکر مقابلہ کرینگے کوئی سحر مین اسیر غالب نہ آئیگا لہذا لشکر تیار کرو مین اسی وقت کوچ کرونگا دونون بھائی سحر مین طاق ہین کوئی سحر مین اسیر غالب نہ آئیگا بہرام نے اسیوقت فرنا کرائی لشکر تیار ہونے لگا اشتقر سامنے آیا قصد ہی کہ سوار ہون کہ صحرا سے گرد اڑی تمام صحرا سیاہ ہو گیا نوبت نقارے کی بھی آواز آئی امیر نے دیکھا دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا ایک پہلوان گینڈے پر سوار نہایت قوی تن قوی ہیکل گویا دیو قالب انسان مین سمایا ہوا پشت پر تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل اوبچی بنے ہوے وہ جو افسر اعلیٰ تھا اسنے بڑھ کے آواز دی یا طلسم کشا آپکی بدعت سے تمام عالم مین شہرے ہوے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مامدولت کو ابھی خبر ہوئی اپنے بیشے سے نکل آیا اب آپکا بچنا دشوار ہی شاید آپنے مامدولت کا نام سنا ہو تمام عالم مین مشہور ہی جنید شتر لب جو طرف سے میرے ملک کے آیا میرے ہاتھ سے مارا گیا صاحبقران نے لشکر کے ٹھہرنے کا حکم دیا لیکن یاد مین ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کبھی بیقرار ہوکر فرماتے ہین یارو اس ملعون کا آنا مجھپر بہت شاق ہوا اب دیکھون تقدیر کیا دکھائے اصل مین ہماری تو یہ کیفیت ہی **نظم**

کیا سبب کیون چپ ہین زخمون کے دہن تصویر سے ۔ ہو گئی رنجیدہ کی شاید زبان تیر سے
حل مشکل کیجیے آ در سا کے تیر سے ۔ چھوٹ جائے مرغ لاین دام چرخ پیر سے
کھینچتا ہی نقشہ گلزار مانی کیا عجب ۔ بلبل تصویر نکلے بیضہ تصویر سے
بخت خفتہ نے سلایا تیرے دیوانے کا پانون ۔ جوشش غفلت ہی پیدا دیدہ زنجیر سے
محنت دیوانگی نے کچھ نہ کچھ پیدا کیا ۔ نخل کی جا شور نکلا دانہ زنجیر سے
خندہ دزدیدہ ہی زخمون مین قاتل کس لیے ۔ دیکھ کیا پانی چرایا ہی تری شمشیر سے
کم نہین ہوتا کسی صورت سے زخمون کا سکوت ۔ کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے
بعد مردن بھی وہی رکھتی ہی بابا ہم اتحاد ۔ تیرے دیوانے کی مٹی دانہ زنجیر سے
چشم وحشت خیز سے دیکھین بیابان کی بہار ۔ مانگلین آنکھین ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے
عصمت دیوانگی مین ننگ آزادی ہی کہ ہم ۔ شرم ہو کیونکر نہ ہم کو خانہ زنجیر سے
کیا کہین ہم داستان دشت وحشت ای نسیم ۔ پوچھ لو تم خود زبان خار دامنگیر سے

تمام سرداران صاحبقران کو افسوس ہوا لیکن ہر ایک بہادر کا یہی قول ہی کہ جنید کو اپنے بڑے قد و قامت پر
بڑا ناز ہی انشاء اللہ میدان مین جب نکلیگا تب حال جرأت کھلیگا دربار مین سب سرداران نامی جلوہ فرما ہین
سکندر سے ایرج نوجوان باتین کر رہے ہین کہ صداے طبل جنگ لشکر کفار سے بلند ہوئی امیر نے فرمایا یارو
دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہی ابھی یہ کلمہ تمام ہوا تھا کہ ہرکارے آگے حاضر ہوے بعد دعا کے عرض کی جنید
نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ حضور سے مقابلہ کرے امیر نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین لیکن مہتر بن مہتر یعنی چالاک بن عمرو تلاش مین ملکہ
حیرت جادو کی نکلا ملکہ سلما جب خانۂ عروسی مین سے غائب ہوئین خواجہ ملکہ کی تلاش مین نکلے سحر العجائب
جب سلما کو لیکر دربار مین آیا ایک قفس مین سلما کو ایک قفس مین لیجا کر بند کیا بخوبی آگاہ ہی کہ یہ سحر نہین
جانتی ہین سوزن کو حکم نہ دیا قفس سامنے رکھا ہی ہنگامہ حیرت دیکھ رہی ہی کنیزین وغیرہ سمجھا رہی ہین ملکہ ہنستین
بولتین لیکن چالاک جو جستجو مین حیرت جادو کی چلا تھا جنگل جنگل مارا مارا پھرتا ہی کبھی روتا ہی کہ ای
چالاک افسوس ہی لشکر بھی ہمسے چھوٹا مدت گذری آوارۂ دشت مصیبت و سرگردان وادی غربت ہوے
اپنے حال پر روتا ہی حیران ہی کہ ای چالاک کیا تدبیر کرون کہ دیکھا آسمان پر ایک ساحر اُڑا ہوا جاتا ہی جھیل پر
اُتر کے پانی پینے کا قصد کیا چالاک نے منع کیا باتین پوچھا کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو ساحر نے کہا
شہنشاہ طلسم نے پاس ملکہ شاخسار کے مجھکو بھیجا ہی ملکہ حیرت بھی وہین قید ہین اُنسے کہونگا کہ قید حیرت کی
پاس شہنشاہ کے بھیجاؤ چالاک نے یہ سب ذکر دریافت کرکے اُس ساحر کو بیہوش کیا اُسکو غار مین ڈال دیا آپ
اُسی کی صورت بنکر تلاش کرتا ہوا چلا یہان شاخسار کی قید مین کوکب و لاچین حیرت قید ہین کہ یہ ساحر فرستادہ
شاہ آگے پہونچا نامہ شاخسار کے ہاتھ مین دیا شاخسار نے نامہ پڑھ کے کہا ای یاران جادو بہت اچھی طرح سے
قیدیون کو بھیجا نا چالاک نے کہا ای ملکۂ عالم مجھے تمسے کچھ کہنا ہی ایک گوشے مین شاخسار کو لاکے بیہوش کیا آپ
اُسکی شکل بنکر باہر نکلا سب کو شراب پلا کے بیہوش کیا مع شاخسار جادو سب کو قتل کیا اب کوکب و لاچین
و بران شمشیر زن وغیرہ کو ہمراہ لیکے روانہ ہوا سحر العجائب بارگاہ مین بیٹھا تھا کہا یارو خود بخود میرا دل گھبراتا ہی
یہ کہکر ہمشیرہ سیامری کو طلب کیا اُس سے پوچھا ہمنے یاران کو روانہ کیا تھا ابھی تک وہ پلٹ کے نہین آیا پتلی نے
کہا ای شہنشاہ شاخسار کو یہ پھل ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا اور خواجہ بھی بصورت سنبل دربار مین سحر العجائب کے
کھڑے ہین پتلی نے جو یہ معاملہ بیان کیا سحر العجائب نے سر پیٹ لیا آواز دی ملکہ سیمتن جادو جلد حاضر ہو
ایک ہوا سے سرد چلی ایک ساحرہ کمسن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے سامنے آئی کہا حضور کیا حکم ہوتا
ہی سحر العجائب نے کہا لینا خبردار جلد جا فلان صحرا سے چالاک حیرت جادو وغیرہ کو لیے ہوے جاتا ہی جاکے
گرفتار کر لے کوئی بچ کے نہ جانے پائے یہ سنتے ہی وہ ساحرہ فوراً روانہ ہوئی یہان کوکب و لاچین و بران
و ناہید وغیرہ ایک طرف روانہ ہوے چالاک قفس حیرت ہاتھ مین لیے ہوے کئی دن سے حیرت جادو
کو کھانا نہین ملا گل سا چہرہ مرجھایا ہوا چالاک کو منظور ہی کہ کسی سبزہ زار مین آکے ٹھہرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا
سنو ملکہ سیمتن او چالاک کیون شامتین آئی ہین اسنے چاہا سحر کرون چالاک نے یہ چالاکی کی اپنے تئین
ایک نخل کی آڑ مین چھپا دیا قفس چھوٹ گیا حیرت قفس مین بیہوش ہوگئی سیمتن نے اپنے تئین زمین پر اُتارا
قفس حیرت اُٹھا لیا لے کر اُڑی بڑی تیزی سے سامنے سحر العجائب کے لیکر آئی سلما تو ایک قفس مین

سامنے موجود ہی نگاہ جو جمال جہان آرائے حیرت پر پڑی تیر مژگان کلیجے کے پار ہوگئے پیشانی پر پسینہ آگیا کہا ای سیمتن حیرت کو ہمارے وصل پر راضی کرو ای سیمتن یہ شاہزادی ملک ہوش ربا کی ہی جو اسنے رنگ دیکھے چشم فلک نے بھی یہ اختیارات کبھی خواب مین بھی نہ دیکھے ہونگے سیمتن نے کہا ای شہنشاہ دو ایک روز تامل فرمائیے مین ذرا آشنا سا ہو جاؤن پھر انکار راضی ہونا کتنی بڑی بات ہی سحر العجائب نے کہا ای سیمتن یہ بھی آگاہ کردینا کہ اسکا خیال نہ فرمائین کہ طلسم کشا لوح لیے ہوے آتا ہی جسدن ماہ دولت قصد کرینگے اُسی دن خاتمہ کر دینگے ابھی تک ماہ دولت نے تحفہ جات طلسمی صرف نہین کیے علاوہ اسکے ایک نامہ مین نے خداوند ہفت پیکر کو لکھا ہی کہ جسکے قبضے مین طلسم ہفت پیکر ہی اُسنے بھی یہی لکھا کہ تم پرستار سامری و جمشید ہو اگر ماہ دولت کو سجدہ کرو تو ایسے شخص کو روانہ کرون کہ زمین و آسمان ہلادے حقیقت مین ایسا مقام وسیع ہی اور ایسا طلسم ہی کہ اگر ہزار سال مسلمان فکر کرین تو لوح نہ دستیاب ہو محفوظ شائقین والامقام رہے کہ حیرت اُسی طرح بیہوش ہی جب ملکہ حیرت کو سیمتن نے کر چلی چالاک نے دیکھا گیا جب سیمتن قریب قلعہ طلسمی پہونچی چالاک باہر رہ گیا بعد تھوڑی دیر کے سیمتن قفس حیرت کا لیے ہوے باہر نکلی اور طرف قصر ماہیار کے کہ ہمشیرہ شاخسار ہی چلی چالاک بھی الگ الگ چلا قریب اُس قصر کے پہونچا دیکھا دروازے پر اُس قصر کے کئی سو ساحر بیٹھے ہین سیمتن اندر چلی گئی وہ قفس تو اسنے چھت مین لٹکا دیا بھار سے کہنے لگی کہ ای سیمتن شہنشاہ ہمارے اسپر مائل ہوے ہین اگر اسنے شاہ کو قبول کیا تو شاہ مجھسے بہت خوش ہونگے لیکن آوارۂ دشت بلا و محنت و گرفتار زندان صعوبت گریبان چاک یعنی مہتر چالاک ایک مقام پر بیٹھ کر اپنی مصیبت پر رونے لگا زبان پر یہ اشعار عاشقانہ جاری تھے نظم

گلشن عالم مین کیا دست جنون چالاک ہی
جیب گل سے تا گریبان سحر صد چاک ہی

اسفل و اعلیٰ جو ہین مل جائینگے سب خاک مین
آسمان اس رتبۂ عالی پہ زیر خاک ہی

پست تر کرنے کو گردون سب کو کرتا ہی بلند
اشک کا آنکھون مین آنا دل سے مہر خاک ہی

حسن ہو کیسا ہی پر رہتا ہی بالادست عشق
ہی زلیخا کو جنون اور جیب یوسف چاک ہی

دیتے ہین تشبیہ ان دونون مین سو بیہوش ہین
ہے تو ہی ناپاک چشم مست جانان پاک ہی

چاک ہو کیونکر نہ اپنی چشم گریان کی نگاہ
اب جسپر سے گذر جاتا ہی وہ شی پاک ہی

آج پر مجھپر کھلے ہین معنی و الستابجات
ہر ستارہ میرے بحر اشک مین پیراک ہی

سانپ جیسے کینچلی والے وہ یون عریان ہو
جو حسین ہی جسم پر اُسکے عبث پوشاک ہی

جلتے ہین سودائی میری گریے بازار سے
شعلۂ آتش ہون مین عالم خس و خاشاک ہی

روح ہی ہر جسم مین مشتاق اعتبار اجل
اس لیے یہ آمد و رفت نفس کی ڈاک ہی

قتل کرنے کو تو آخر گھر سے باہر آئیگا
ہی دلا اُمید کی جا یار اگر سفاک ہے

مثل نکہت جسم اُسکا ہی لطافت سے نہان
غم نہین ٹکڑے برنگ گل اگر پوشاک ہی

ڈر کے مارے صبح کا دیو سفید آتا نہین
کس قدر صورت شب فرقت کی دہشت ناک ہی

خار ہی نکلا جو کوئی صورت ہمجنس سے
جب تلک دریا سے قطرہ متصل ہی پاک ہی

فاش اعفا مین ہوا جاتا ہی اینا راز عشق
نہ تم سے بد تر ہی ہنسنا دل اگر غمناک ہی

دو.. کون اس بحر مین ناسخ ہلائے دست و پا
فکر یان غواص ہی طبع روان تیراک ہی

مرغون کلیجہ خون رنجیدہ کبیدہ سوچ رہا ہی کہ ای چالاک کیا کرون افسوس ہی حیرت ایسی معشوق گرفتار ہی کلیجہ
ٹکڑے ہوتا ہی چالاک اس سوچ مین ہی کہ کوئی ساحر قصر سے نکلے تو اُسکو بیہوش کرون اندر جاکے کوئی تدبیر
ہو لیکن سیمتن نے قفس حیرت کا اُتارا یہ خیال نہ آیا کہ زبان مین حیرت کی سوزن نہین ہی جب حیرت جادو
کو ہوش آیا سیمتن نے باادب حیرت کو سلام کیا دست بستہ عرض کی ای نور نگاہ حیات جادو مصاحب
سامری اصل یہ ہی کہ آپکے والد مادر کو خداوند کسقدر عزیز رکھتے تھے بہن میری نسیم تیز رو خدمت مین حضور کی
رہتی تھین مین اُس زمانے مین حاضر ہوئی تھی ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش ہر وقت حاضر خدمت رہتی تھین بڑی
بڑی شاہزادیان حاضر در دولت ہوتی تھین اکثر ایسا ہوا کہ سلام سے بھی فیضیاب نہوتی تھین آج فلک نے یہ
گردش دکھائی کنیز کو بڑا افسوس ہوتا ہی یہ جی چاہتا ہی کہ پھر حضور کو اُسی جاہ و حشم سے دیکھین حیرت جادو کی آنکھ سے
آنسو ٹپک پڑے کہا بوا فلک درپئے آزار ہی اب کوشش جاہ و حشم بیکار ہی سیمتن نے کہا واری بہت آسان ہی
اگر حضور قبول کرین لونڈی اُس سے بہتر سامان مُہیا کر دے حیرت نے کہا کیونکر سیمتن وہ کیا صورت ہی
سیمتن قدمون سے لپٹ گئی کہا حضور شاہ نور افشان شہزادہ سحر العجائب نام سے آپ کے مثل گل شگفتہ
ہوتا ہی کل سلطنت پر قبضہ کیجیے پھر کون آپ سے سامنا کر سکتا ہی شہنشاہ سحر العجائب آپکے نام پر جان دیتا ہی
بڑے ادب سے آپکا نام لیتے ہین مجھسے فرمایا تھا اگر ملکۂ عالم ہماری خدمتگذاری قبول فرمائین تو کل طلسم پر قابو
اختیار دین سیمتن نے جو سامنے حیرت جادو کے یہ بیان کیا حیرت تھر تھر کانپی رنگ رو متغیر ہوا کہا ای
سیمتن ہم تمھارے شاہ کے گنہگار رہین ایسی باتین میرے سامنے مت کہو نہین معلوم تمھارے شاہ کیا سمجھتے ہین جو ایسے
خیالات اُنکے دل مین ہین سیمتن نے کہا ای ملکۂ عالم آپ اُنکے قبضے مین ہین جبر بھی کر سکتے ہین سحر عزہ و تحفہ جات
سب اُنکے پاس موجود ہین اگر کوئی چھل نکال کے سنگھا دین آپکا قلب اُلٹ جائے حیرت نے دیکھا ملکہ سلما
و لیلا کا بھی قفس لٹکا ہوا ہی اپنے کو خیال کیا کہ مین کسی کے سحر مین نہین ہون ای حیرت ہاتھ پاؤن میرے قابو
مین ہین یہ سمجھ کے حیرت نے کہا کیون ای سیمتن اب اُن نگراموں کو یہ لیاقت ہی کہ ہر ایک آبرو دار پر دست انداز
ہون ہم اپنی جان دینگے لیکن ایسا امر کبھی قبول نہ کرینگے سیمتن کو خوف ہوا کہ ایسا نہو حیرت بگڑ جائے تو سحر مین کون
اس سے مقابلہ کر سکیگا یہ سوچ کر ماہیار ہشیر پشا خنسار کر آواز دی بوا ذرا میرے پاس آؤ مجھے کچھ کہنا ہی جیسے ہی
ماہیار سامنے آئی سیمتن نے اشارہ کیا ای ماہیار حیرت پر سحر نہین ہی ذرا خیال رکھنا ماہیار نے اپنی کنیزون کو
اشارہ کیا اب تو ملکہ حیرت نے قفس توڑ کے کہا لو بوا سیمتن ہم جاتے ہین سیمتن نے کہا کیا مجال چند کنیزون نے
قصد کیا کہ ہاتھ پکڑ لین حیرت نے بہ نگاہ قہر کنیزون کی جانب دیکھا ایک برق گری کہ اُن کنیزون کے سر اُڑ گئے
اب تو سب کنیزون نے ملکہ حیرت پر ہلّو بولا حیرت نے جسکو غصے کی نگاہ سے دیکھا سر کٹ کے گر پڑا چالاک
سامنے اُسی قصر کے بیٹھا تھا کہ ہزارہا شعلہ ہاے آتش بھڑکے ہاہو کی صدا آئی چالاک اُٹھ کھڑا ہوا دیکھا ملکہ حیرت
کنیزان ماہیار سے لڑ رہی ہین جسپر سحر کیا اُسنے جام موت پیا ہزارہا لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین کنیزون نے قصد
کر لیا ہی کہ ملکہ حیرت کو پکڑ لین حیرت مثل برق تڑپ رہی ہین جسپر سحر کیا اُسکا سر اُڑ گیا چالاک بھی جادو گر
بنکر لڑنے لگا کسی پر گنبد مار دی کسی کو حباب مارا حقہ آتشبازی مار دیا لڑتا بھڑتا قریب حیرت پہونچا بیقراری مین
پکار اُٹھا ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال ای مہر آسمان شوکت و جلال یہ عاشق صادق حاضر ہی اب یہان جنگ کرنا
مناسب نہین جلد نکل چلیے حیرت نے جو دیکھا کہ اُسوقت بھی چالاک کو اپنے قریب پایا سوچی اگر جاؤنگی لشکر حمزہ

مین کیا خبر ہوگی یہ سوچ کے کہا ای چالاک ایک کام کر کہ قفس ملکہ سلما و لیلا کا اُٹھا لو ایسا نہو کہ فراموش کرین امیر سے بھی ذریعۂ ملاقات ہی چالاک نے دونون قفس اُٹھا لیے حیرت نے وہ سحر کیے کہ مکان مین آگ لگا دی کئی سو کنیزین قتل ہوئین چالاک ملکہ حیرت کے ساتھ ہی حیرت گاتی باندھے ہوے نیمچہ ہاتھ مین کھینچا ہوا خون ٹپک رہا ہی چالاک اس آن بان کو دیکھکر نثار ہو رہا ہی یہی خیال ہی کہ دیکھون اب تقدیر کیا دکھائے چند ساحر بھاگے ہوے سامنے سحر العجائب کے آئے عرض کی ای شہنشاہ ملکہ حیرت نے قید سے رہائی پائی ہر چند ماہیار روک رہی ہی مگر حیرت اُسکے سحر کو نہین مانتی ہی سحر العجائب نے کہا ای افغان بلند آواز بڑھ کے لینا حیرت جادو جانے نہ پائے یہ سنتے ہی افغان اپنے دنگل سے بل کر کے اُٹھا کہا ای شہنشاہ ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہون اپنے سحر پر اُسکو بڑا غرور ہی ایک سحر مین بھول جائیگی کیا مجال کہ ماہ دولت سے کوئی سحر مین مقابلہ کر سکے یہ لاف و گزاف کرتا ہوا اُٹھا ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہی سب ملازم اسکے تیار ہوے اس جمعیت سے افغان چلا حیرت چالاک کی حفاظت کرتی ہوئی اس قصر سے نکلی ماہیار نے بڑھکے سحر کیا حیرت نے بنگاہ قہر دیکھا اور آواز دی کیون بوا ماہیار آج کوئی غزل نہ سناؤگی یہ سنتے ہی ماہیار نے کہا وارہ ہا آپکے حکم سے گردن تابی کر سکتی ہون سماعت فرمائیے اشعار

دل مین ساکن ہی خیال اک بت بے پروا کا
آشیانہ مرے ویرانے مین ہی عنقا کا

جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا
نور ہی دست مسیحا مین کف موسیٰ کا

گیسوے گیسو کے تصور مین ہی طوفان سرشک
حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا

شجر طور رہا قد اور ہی رخ شعلۂ طور
دست دلدار مین عالم ہی ید بیضا کا

کیون ملین عالم بالا سے نہ مضمون بلند
ہی دم فکر خیال اُسکے قد بالا کا

ہو گیے سیکھے اُستاد سے نغمۂ جو رنگ
چہرۂ یار مین عالم ہی گل رعنا کا

تو وہ خورشید ہی اُلٹے جو گلستان مین نقاب
چہرۂ گل مین تلوّن ہو وہین حربا کا

گیا جنون کم ہو مرا سنگ ملامت سے بھلا
جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا

باغبان اپنے گل و میوہ سے رکھ خاطر جمع
مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا

بعد مردن بھی جو ہی نرگس میگون کا خیال
گنبد قبر مین ہی جوشش خم صہبا کا

عشق کی یہ ہی کہ دم سیر اخفا ہوتا ہی
گھونٹتا ہی جو کوئی مست گلا مینا کا

یاد مژگان مین جو یون جوش پہ ہی سیل سرشک
تشنہ لب کیا کوئی کانٹا ہی کسی صحرا کا

دیکھتے ہی ترے ہاتھون کو ہوا دیوانہ
ید بیضا سے ہوا ہی یہ خلل سودا کا

جاتے ہین عالم بالا سے جو نالے سیدھے
ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا

دین و دنیا کی عبث فکر ہی مجھکو ناسخ
وہ ہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا

ماہیار نے اس دُھن مین یہ غزل گائی کہ سب سننے والے جھومنے لگے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ حیرت کی تابعداری کرنا واجب و لازم ہی لشکر مین ماہیار جادو کے تباہی ہی ہمراہیان ماہیار نے جو سحر کیا حیرت نے اشارون مین دفع کر دیا حیرت نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ ماہیار پر جا پڑی آپسمین نیمچے چلے جب اس سے مطلب حاصل ہوا گولے چلنے لگے آخر ماہیار نے ایک نیمچہ مارا کہ کنیز کے دو ٹکڑے ہوے حیرت نے

اُسکی ساتھ والیون سے کہا صاحبو تمنے دیکھا کہ ہماری افسرونے کیا کار نمایان کیا اب اسکو سب ملکر مار لو کسی سو جادوگرنیان
نے ماہیار پر بلوہ کیا اسنے سب پر سحر کرنا شروع کیا سب نے ملکر ماہیار کو قتل کیا اب حیرت نے قصد کیا تھا کہ مین
نکلجاؤن افغان بلند آواز آگے بڑھا اب حیرت کو اسکے ہمراہیون نے چہار جانب سے گھیر لیا حقیقت مین
زوجۂ افراسیاب سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہے جب ایسا ہی کوئی سحر کامل ہوگا جب یہ پھنسیگی حیرت جادو پھر پلٹ
پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی وسط لشکر مین آکے جم گئی ساحرون نے چہار جانب سے گھیر لیا چالاک کا یہ حال
ہے کہ پتھر سنگدون پر مار رہا ہے کسی پر حباب مار دیا کبھی حقۂ آتشبازی مار دیے دونون قفس لیے ہوے لڑتا ہوا
دوڑا دوڑا پھرتا ہے کبھی حیرت جادو کو بنگاہ حسرت دیکھتا ہے حیرت جادو کہتی ہے اے چالاک جس دن چلکر
ہوشربا پر قبضہ ہوگا اُس روز بھی بڑے معرکے پڑینگے ملازمان صاحبقران بڑے زور وشور سے لڑینگے
چالاک خاموش لڑائی مین مصروف ہے جب کوئی ملکہ حیرت پر سحر کرتا ہے اور شعلہ ہاے آتش بھڑک کر
حیرت جادو کو گھیرتے ہین چالاک گھبرا کر کبھی کہتا ہے ملکہ ہوشیار ہوجائیے کبھی سحر کرنے والے پر پتھر
مار دیتا ہے مگر حیرت کی تنہائی سے بیتاب ہے دل تپان مثل ماہی بے آب ہے جب چالاک کسی ساحر کو
پتھر وغیرہ سے مارتا ہے حیرت تعریفین کرتی ہے کہ ای جانثار ماشاءاللہ کیا کام کیا خوب اُس ساحر کو مارا ہر طرف
سے بلوہ ہوا سب ساحر ملکر لڑنے لگے ساحر کمندین لیکر بڑھے کہ حیرت جادو کو گرفتار کرلین افغان بلند آواز
بڑھتا ہوا چلا آتا ہے یہی غل مچاتا ہے ہان یارو اس ساحرہ کو گرفتار کرلو حیرت جادو نے دیکھا کہ چالاک
بھی اپنی جان دیے ہوے لڑ رہا ہے ایسا نہو اسپر کوئی اُفتاد پڑے تو پھر لڑائی بیکار ہوگی یہ سوچ کر آگے بڑھی
ایک غار نظر آیا حیرت نے اشارہ کیا چالاک اُس غار مین مخفی ہوا اُسکے گرد حیرت نے براے حفاظت
سحر کردیا کہ کوئی اسپر دست انداز نہوسکے اب آپ جنگ مین مصروف ہوئین لیکن خواجہ عمرو بصورت
مبدل جو دربار مین شاہان طلسم کے موجود تھے بڑی فکر یہ ہے کہ کسی طرح یہ دونون شاہزادی و وزیرزادی رہا
ہوجائین کہ دربارگاہ سے ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شاہان طلسم حیرت جادو بڑے
زور وشور سے لڑ رہی ہے افغان بلند آواز وغیرہ اُسے ہرگز نہ گرفتار کرسکینگے یہ جو دونون نے سنا اور چند ساحرون
کو براے مدد افغان بلند آواز روانہ کردیا کہ جاؤ جسطرح بنے حیرت جادو کو گرفتار کرلاؤ ہماری دولت
فکر گرفتاری طلسم کشا مین مصروف ہین ایک عورت کی گرفتاری کے واسطے جانا مناسب وقت نہین ہے
خواجہ عمرو یہ سب باتین بگڑے سن رہے تھے بشکل چوبدار باہر آئے اُسوقت پہونچے کہ دیکھا حیرت جادو
پر سب ساحرون کا بلوہ ہے لیکن حیرت نے چالاک کو بڑے لطف سے بچایا ہے کہ قفس ملکہ سلماء ولیلا
ہاتھ مین ایک غار مین چالاک پوشیدہ ہوگیا ہے دو شیر صحرائی گرد غار کے پھر رہے ہین جو ساحر چالاک
کے قریب جانے کا ارادہ کرتا ہے وہ دونون شیر اُسکو چیر پھاڑ کے پھینک دیتے ہین لیکن افغان
نے دو چار سحر ایسے کیے کہ سر حیرت جادو کا زخمی ہوگیا قطرات خون چہرے پر ٹپک رہے ہین مگر وہ
ماہ پیکر مثل برق تڑپ رہی ہے افغان کا بھائی برہان جادو اپنے سحر کے زور مین پنجہ کھینچے ہوے قریب
ملکہ حیرت پہونچا سامنے سے حیرت پر ہزارہا ساحر کا بلوہ تھا اس ملعون نے پشت پر آکے ہاتھ پنجہ سحر کا
مارا چمک سے تلوار کی حیرت پلٹی تلوار سر پر پڑی زخم سر چوپارہ ہوگیا لڑکھڑائی قریب تھا کہ زمین پر گرے
مگر سنبھلی آنکھون مین آنسو بھر کے بہ حسرت پکارا کیون ای پروانۂ نمک ریزہ کیا تو بھی ہمسے جدا ہوا بیشک طلسم

ہوش ربا فتح ہوا ہمنے تمکو کیسی کیسی خوراک بہو نچائی اسوقت چشم پوشی مناسب نہین ہم زمین پر گرا چاہتے ہین یہ کہکر جو دستک دی ایک سناٹا ہوا ایک طائر سفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا آسمان سے اُترا آواز دی اے شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری ای فرمانروا اے ممالک افسونگری یہ حقیر حاضر ہی حیرت نے کچھ اشارہ کیا اُس طائر نے سب کے ہوش اُڑا ائے نئے شعبدے دکھائے کہ شانے پر حیرت کے بیٹھ گئے پر اپنے زخمون پر حیرت کے مس کیے جون جون وہ طائر پرون کو زخمون سے مس کرتا ہی زخم بھرتے آتے ہین خون بہنا بالکل موقوف ہوا ایک لحظہ بھر مین وہ جو سر کا زخم کاری تھا سب غائب ہو گیا حیرت نے صحت پائی اب طائر شانے سے حیرت جادو کے جدا ہوا طرف آسمان کے چلا حیرت نے کہا ای بیخواہ جسنے ہمکو زخمی کیا اُسکی تو خبر لو یہ سنتے ہی طائر پلٹا برہان جادو لڑ رہا ہی مگر اسی فکر مین ہی کہ حیرت کو گرفتار کر لون کہ طائر نے سر پر برہان جادو کے اپنا سایہ ڈالا آواز دی او مغرور ذرا آنکھین کھول دنیا ناپائیدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی دیکھ تو صاحبان راز و نیاز نے کیا تحریر فرمایا ہی
تیرے غرور نے آتش حسد کو بھڑکایا ہی بند

	سے ہمنے دیکھا ہی تو اس تیغ مین ای اہل نظر		ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	
	وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر		جسنے وہ کتنا تھا یہ دست تہی دکھلا کر	

نہ ادرہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

اوسوقت ان اثنا مین بڑا بادشاہ جلیل مردان عالم کا کفیل سب کو خالی ہاتھ دکھاتا تھا کہ ای غافلو دیکھو خالی ہاتھ آئے تھے اور تہیدست جاتے ہین منزل خارستان عدم سے بہت گھبراتے ہین برہان کو بس بھروسے پر مغرور ہی واضح ہوا کہ عقل و فراست سے دور ہی دیکھو ملکۂ عالم کیا فرماتی ہین برہان یہ صدا طائر کی سنکر طرف حیرت کے پلٹا نگاہ سحر آگین جو حیرت جادو کی پڑی برہان کی آنکھین سرخ ہوئین ہاتھ پانون مین رعشہ ہوا پیشانی پر پسینہ آیا پکارے آواز دی ای عندلیب گلزار حسن و خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی ملکہ حیرت سر اُٹھا کے مسکرائین آئینہ رخسار جو چمکا جمال بیمثال حیرت دیکھکر برہان کو حیرت ہوئی مزاج کی عجب کیفیت ہوئی شیدا ہو کے طرف حیرت کے چلا پکار اُٹھا نظم

	مہر تابان جانتا ہی ہر بشر آئینے کو		دیکھتا ہی تو اگر وقت سحر آئینے کو	
	یون خجل کرتا ہی وہ رشک قمر آئینے کو		زشت رو جیسے ہی نادم دیکھکر آئینے کو	
	عاشقون کا دھیان جو ہی جانتا ہی وہ صنم		شانے کو تو سینہ چاک اور چشم تر آئینے کو	
	یون مرے آئینۂ دل کو نہ تو دے دے پٹک		دوست رکھتے ہین حسین ای فتنہ گر آئینے کو	
	عکس انگن اب کبھی بھولے سے بھی ہوتا نہین		وہ صنم حیران اپنا دیکھکر آئینے کو	
	دل مین رکھتے ہین کدورت جو کہ ہین ظاہر مین صاف		رنگ مین آلودہ پایا بیشتر آئینے کو	
	پہنے رہتے ہین زرہ جوہر کی اپنے جسم مین		ہی ترے تیر نگہ کا خوف ہر آئینے کو	
	گر صفاے دل تجھے منظور ہی کر حبس دم		دم سے ہوتا ہی اربے غافل ضرر آئینے کو	
	پڑ گیا گر عکس اُسکے شعلۂ رخسار کا		جانے جو ہر ہاتھ آئینگے شرر آئینے کو	
	دیکھتا ہون مین فقط آئینۂ رخسار یار		ڈھونڈھتا ہی اک جہان ماہ صفر آئینے کو	

وہ پری مجنون ہوا ہی اپنی صورت دیکھکر
سنگ طفلان سے بنا پایا ہی مگر آئینے کو

پڑ گیا ہی اُسکو اب دیدار جانان کا مزا
خانۂ زندان نہ کیونکر ہوئے گھر آئینے کو

توڑ کر زنجیر جوہر کی حلب سے راہ ہند
جب کہ تیرے حسن کی پہونچی خبر آئینے کو

چشم جوہر سے تری فرقت مین رویا اسقدر
ہو گیا اندھا نہین آتا نظر آئینے کو

ہو گیا مجھکو یقین اک بال اسمین پڑ گیا
اُسنے دکھلائی جو ہی اپنی کمر آئینے کو

زار ہون ایسا کہ عکس آتا نہین ہرگز نظر
دیکھتا ہون خوب ناسخ مین اگر آئینے کو

اسطرح بیقرار ہو کے یہ استعارہ پڑھتا ہی اور طرف ملکہ کے دوڑتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جان جہان ای آرام دل عاشقان تمپر میری جان جاتی ہی قلب تھراتا ہی کلیجہ منھکو آتا ہی وقت رحم ہی۔ یکنظرے خوش گذرے اگر براہ مہربانی نگاہ اُٹھا دیجیے عمر بھر احسان مانونگا خاک پا آپکی توتیاے چشم بناؤنگا حیرت نے کہا زیادہ نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ آخر کیا چاہتے ہو ہاتھ باندھ کے اُسنے کہا حضور خدمت کی آرزو ہی ملکہ نے سنکر کہا تیرا بھائی افغان بلند آواز ہمارے قتل پر آمادہ ہی اُس سے تو ہمکو بچاؤ ورنہ وہ ہمکو قتل کر ڈالیگا یہ سنکر اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا حضور کیا مجال جو آپکو کوئی بہ نگاہ بد دیکھ سکے اُسکی آنکھین نکال لون عاشق صادق ہون یہ کہتا ہوا طرف اپنے بھائی کے چلا افغان نے دیکھا وسط لشکر مین بڑا ہنگامہ ہی ہزارہا سر کٹ کٹ کر گرے ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی عیار اسکا نسیم سبکرو کہ ساحر بھی ہی پیشۂ عیاری مین بھی دخل رکھتا ہی برابر اپنے مالک کے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی افغان نے کہا دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہی نسیم چاہتا تھا کہ بڑھ کے دریافت کرے کہ دیکھا سامنے برہان تلوار کھینچے ہوے آتا ہی راہ مین جو ملا اُسکو قتل کیا افغان حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی اسی خیال مین تھا کہ برہان قریب آکے پہونچا للکار کے آواز دی او نامرد ازلی تو نے غضب کیا اُس ماہ آسمان حسن و جمال کا دشمن ہوا اب ہر کا ہی یہ کہکر برس پڑا افغان اسکے وار روک رہا ہی آخر جھلا کے اسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا اسنے گردہ سپر کا اُٹھایا تیغۂ قضا کب رکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا تو تلوار قبۂ سپر پر جھکی تھی یا زمین مین بوسہ دیا ایک غل بلند ہوا کہ بھائی نے بھائی کو مار ڈالا یہ بات ہمکو نہ بھائی افغان بھی رونے لگا کہا یارو بڑا غضب ہوا مین نے اپنے ہاتھ سے اپنے قوت بازو کو قتل کر ڈالا یہان خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا کے بھاگے یہان وہ وقت ہی کہ امیر بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سب ساحر و غیر ساحر حاضر خدمت ہین کہ عمرو آکے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض کی جلد حضور ساحرون کو حکم دین ملکہ حیرت جادو بہت سے ساحرون مین گھر گئی صاحبقران گھبرا گئے عمرو نے یہ بھی بیان کیا کہ ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو کو چالاک نے اپنے قبضے مین کیا ہی صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ ملکہ خورشید و ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت وغیرہ یہ سب پیشتر روانہ ہو چکے یقین ہی کہ ضرور پہونچینگے اب امیر نے زنار بلا افگن و فیروزہ فیروزہ پوش سے فرمایا ای شاہزادیو تم بھی جاؤ حیرت جادو کی مدد کرو یہان وہ وقت ہی کہ حیرت جادو گھری ہوئی ہی چالاک دعائین مانگ رہا ہی کہ پروردگار اپنا فضل شریک کرنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے کہ آسمان پر برق چمکی نعرۂ ہاہو اُٹھا زنار بلا افگن و فیروزہ فیروزہ پوش دونون شاہزادیان آکے پہونچین شریک جنگ ہوئین حیرت نے دیکھا کہ دونون شاہزادیون نے آکے صفون کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان کارزار بھر دیا چالاک نے جو دیکھا حیرت جادو لڑائی مین مصروف ہی زنار و فیروزہ فیروزہ پوش نے آکے زمین ہلا دی ہی ہر لاشہ تڑپ رہا ہی دریاے سحر موج زن ہی کہ یکایک

نعرہ ہوا اسم ملکہ خورشید برق وش واضح ہو کہ یہ تلاش مین ملکہ سلما و لیلا کی نکلی تھین تلاش کرتی ہوئی جاتی تھین کہ دیکھا ایک طرف ساحرون مین جنگ ہو رہی ہی قریب آ کے دیکھا ایک غار مین چالاک قفس سلما و لیلا لیے ہوے بیٹھا ہی اور حیرت پر ساحرون کا بلوہ ہی حیرت جادو بھی جھپٹ جھپٹ کے لڑ رہی ہی ملکہ خورشید صورت زیبائے سلمائے گوہر پوش کی بہت مشتاق تھین اب جو دیکھا حقیقت مین ایسی صورت کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی سرو قد خورشید خد عنبرین مو خال ہند و چشم جادو اپنے نزدیک بہت پسند کیا ملکہ انجم کے قریب آئین کہا بوا بیقیراری صاحبقران کی خلاف نہین حقیقت مین یہ عورت نہایت حسین مہ جبین غارتگر دین خوش آئین مہر تمکین کیا انکے اوصاف کوئی بیان کر سکے حقیقت مین اسم با مسمی ہین وزیرزادی بھی مثل ستارہ پہلوے ماہ ہین وہ بھی بڑی ذیجاہ ہی یہ کہکر لڑائی مین مصروف ہوئین یہ تینون سردار نامی جو آگر گرے زمین کو ہلا دیا مگر فوجین قلعے کے اندر سے چلی آتی ہین جب کسی نے جا کے شاہان طلسم سے کہا فوج کم ہی یہ اور ساحر روانہ کرتے ہین خورشید برق وش جو تڑپ تڑپ کے گری ہزارون کو قتل کیا لڑ بھڑ کے اپنے تئین قریب چالاک کے پہونچایا زنار بھی جھپٹ کے پہونچی جلدی سے ایک تخت پر چالاک کو سوار کر لیا دونون قفس بھی تخت پر رکھ لیے آپ پایہ تخت پر ہاتھ ڈال دیا لڑتی بھڑتی نکل کے چلی افغان کی جو نگاہ پڑی کہ زنار نے غضب کیا سلما و لیلا کو نکال کے لیے جاتی ہی افغان نے آگے بڑھ کے فوجون کی صفین باندھین جب کسی نے قصد کیا کہ روکے ملکہ خورشید نے اپنا سینہ سپر کر دیا بڑھ بڑھ کے غول مین جا پڑین چالاک زنار سے کہتا ہی ای ملکہ زنار مجھے تخت سے اُتار دو مین نکلجاؤنگا تم صرف قفسون کی حفاظت کرو ایسا نہو کہ ان دونون نازنینون پر کوئی اُفتاد پڑے ہم ایسے لاکھون عیار ہین اور یہ دختر بلند اختر مقبول تاجدار ہین انکے نام پر صاحبقران نثار ہین یہ خبر ہرکارون نے سحر العجائب و مصر الغرائب کو پہونچائی یہ سنکر سحر العجائب نے کہا ای خطور جزیرہ نشین جلد جاؤ حیرت جادو کو گرفتار کر کے لے آؤ خطور اٹھا بارہ ہزار ساحرون کا افسر ہی مع فوج چلا اُسوقت آ کے پہونچا چہار جانب ہنگامہ گیرودار بلند و دشمن دردمند یہ بھی آ کے شریک جنگ ہوا زنار کو روکنے لگا سحر جو اسنے کیا سر ملکہ زنار کا زخمی ہوا بہت بیقرار ہوئین سر پر رومال باندھ کے سحر کرنے لگین مگر سنبھالا نہین جاتا اُلجھ اُلجھ کے سحر کر رہی ہین افغان گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ہی اسنے جو زنار کو سست پایا جھپٹ کے قریب آیا زنار پر سحر کرنے لگا اُسی ہنگامے مین خطور جزیرہ نشین نے پشت پر سے آ کے ایک گولہ مار دیا سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ ملکہ زنار کا زمین پر گرا کنیزون نے گریبان پھاڑ ڈالے اندھیرا چھا گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زنار بلا افگن بود دونون لشکر مین ہنگامہ ہوا ہر طرف سے یہی آواز آتی تھی ہائے زنار تیرا شباب یہ سن و سال اس عمر کا نخل بھی نہ کیے صاحبقران زمان اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ ہرکارے روتے ہوے سامنے آئے ہاتھ اُٹھا کے دعا دی شعر اختر جاہ نواز اوج شرف طالع باد ؛ مہر فضل از افق مکرمت لامع باد ؛ شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ زنار جا کے لڑین حضور پر تصدق ہو گئین صاحبقران کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا بڑا غضب ہوا تلوار ٹیک کے اُٹھے ہر چند ساحرون نے منع کیا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے طرف لشکر کفار کے چلے اُسوقت آ کے پہونچے کہ افغان بلند آواز بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی خطور اپنی فوج کو لیے ہوے کہ صاحبقران زمان کے نعرے کی آواز آئی منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر عالی شان نعرہ امیر

سمِ صاحب چتر و تیغ و علم
دیتغ سم فرار ای از شیران
چو در باخت جنگ شد آشکار
جز از پرُ از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم به شنجان پے گیر و دار
به بازو شده فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
کرار جنگ بے دین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جهان
اگر کنجاب ملعون کرده فرار
گذر چون به جولان گه قاف شد
بلرزند از خوف دیوان قاف
درانجا چو جاه داد ب یافتم

صاحبقران نعرہ کرکے اُس مقام پر پہونچے جہان پر ملکہ زنار کا لاشہ پڑا تھا ایک لوٹ پڑا قلق ہوا لڑائی مین مصروف ہوے افغان نے جو دور سے دیکھا کہ طلسم کشا خود آکے شریک جنگ ہوے صلا مین دربار مین شاہان طلسم کے ہو رہی تھین سحر العجائب نے بالاعلان پکار کے کہدیا ہی کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا اسے دولت دنیا سے نہال کردونگا دامن مدعا گلِ آرزو سے بھردونگا اب افغان اسی فکر مین چلا فوج کو ترغیب دیتا ہوا ہر ایک سے یہی کہتا ہی کہ یارو بادشاہ کا حکم ہی کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کرے نیابت طلسم لے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آپ مغلوبہ مین شریک ہون ہم لڑ بھڑ کے گرفتار کرلینگے سحر تو اُنپر تاثیر نہ کریگا امیر لڑتے ہوے جاتے تھے ملازمان افغان نے آکے گھیرا امیر لاشۂ زنار دیکھکر گھبرا گئے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے تاک تاک کے افسرون کو مارا لڑتے ہوے قریب افغان کے پہونچے یہ اپنی فوج کے بھروسے پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے روک کر ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا تیغہ سر پر پڑا افغان کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا کہ فوج کے پانوُن اُٹھے ہر چند خطور منع کرتا ہی کہ یارو کیون بھاگے جاتے ہو پشت دیکھاتے ہو اب خطور نے جو سب کو للکارا نقیبون نے اشعار عبرت آمیز پڑھے پھر ساحر لڑنے لگے ملکہ خورشید برق وش تڑپتی پھرتی ہین ایک سمت سے پلٹی ہوئی آتی ہین دیکھا صاحبقران دریاے خون مین نہاے ہوے مصروف جنگ ہین خورشید نے بڑھ کے سحر کیے ہزارون ساحرون کے قلب اُلٹ دیے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا قتل کر رہا ہی بعضے جوش جنون مین بہت بیقرار و اشکبار کوئی دیوانہ عالم بیخودی مین یہ اشعار آمد اور ورد زبان کرتا ہی

اشعار

روکے ناصح اپنے منھ پر رکھلے داماں تو سہی
اب کے یاں باقی نہ اک تار گریباں تو سہی

دیتے ہین زاہد یہ دھڑکے مجھکو مومن جانکر
بیچ ڈالون برہمنون کے ہاتھ ایمان تو سہی

عندلیبون کو جلاتا ہی بہت ای باغبان
آتشِ گل سے جلے تیرا گلستان تو سہی

دیکھتا ہون دور سے اسپر خفا ہوتا ہی تو
چوم لون اک دن ترے رخسار تابان تو سہی

پھر نظر کرنے لگین مژگان جانان کی طرف
پاؤن آنکھون سے کرون خارِ مغیلان تو سہی

دشت غربت مین وطن کے یاد آتے ہین چراغ
کور کردون دیدۂ غولِ بیابان تو سہی

ای پری پیکر ستم سے تو نہین آتا ہی باز
تیری مین نالش کرون پیش سلیمان تو سہی

جب نہ تب پردے مین چھپ جاتا ہی مجھکو دیکھکر
چشم دل سے دیکھلون مین تجھکو عریان تو سہی

تیرگی دیکھی بہت اب ہفت اب داغ سے
صبح کردون تجھکو ای شام غریبان تو سہی

رہن کردو اگر ترا عمامہ دلوا دون شراب
زاہد اتجھکو کرون مرہون احسان تو سہی

ان دنون بڑھنے لگی اغیار پہ تیری نگاہ
اُنپر آہون سے کرون مین تیر باران تو سہی

ہیکشتی مین ابھی فلک ملتے نہین مجھکو کباب	اگر لون تیرے مرغ زرین کو مین بریان تو سہی

ہر طرف لشکر مین ہنگامہ شور و فریاد بلند ہی خطور نے جو دور سے دیکھا کہ فوج مین ہنگامہ ہی لشکر کو لیکر بڑھا قضاے کار ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا باغ مین صاحبقران کی جو پریشان ہوئین طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین کوہ و دشت و بیابان کی سیر کی دل کو بہلایا چند ساعت صحرا مین ٹھہرین مجبور رہتین مگر دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی کوئی کنیز تک ہمراہ نہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہار جانب حیران دیکھ رہی ہین وہ جفائین سہی ہین کہ دمبدم ترقی غم و الم ہی اُسطرف سے طاؤس نکلا کہ جہان صاحبقران مصروف جنگ تھے دستور ہی کہ جب طبیعت کسی پر مائل ہوتی ہی قلب پھڑکتا ہی دل گھبراتا ہی یہی چاہتا ہی کہ اُسکی باتین سنیے پاؤن کہتے ہین کوے محبوب کا راستہ لیجیے ہاتھ کہتے ہین گریبان چاک کرو آنکھون کو دیدار کی ہوس ہی تلوے کھجلاتے ہین تلاش قبر مجنون مین جانے کی کد ہوتی ہی ملکہ اس حال مین طاؤس پر سوار چلی آتی ہین کہ دیکھا امیر پر کافرون کا بلوہ ہی خطور جزیرہ نشین یہی کہہ رہا ہی یارو افغان مارا گیا اب طلسم کشا کو مارو خورشید بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہی کہ زبان تیغ و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند سحر العجائب نے خطور جزیرہ نشین سے کہلا بھیجا اگر تجھسے ہو سکے طلسم کشا کو گرفتار کرو ورنہ بلبل بجا کے پلٹ آ ہمنے تدبیر کی ہی طلسم کشا کو گرفتار کر لینگے تم سب کو خوف غالب ہی کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی مگر ہم تدبیر کر چکے ہین جبتک قبضے سے طلسم کشا کے لوح نہ نکلیگی اُنپر سحر تاثیر نہ کریگا خطور نے جواب کہلا بھیجا حضور نہ گھبرائین یہ خیر خواہ سب تدبیرین کر لیگا یہ جواب ساحر لیکر اُسطرف گیا یہان اسنے علٰحدہ ہو کے شانے سے جھولی سحر کی اُتاری اُسمین سے چند دانے ماش کے نکالے وہ دانے سرخ تھے زمین سے ریت ہٹا کے اُن دانون کو بویا اُسی وقت ایک نخل زمین سے پیدا ہوا اُسمین پھلیان روئیدہ ہوئین ایک پھلی توڑ کے چار دانے ہاتھ پر رکھے وہ دانے چار طائر معلوم ہونے لگے کچھ اشارہ کیا وہ طائر اُڑ کے غائب ہوے امیر مصروف جنگ ہین جسوقت سے لاشۂ زنار بلا افگن دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی ہزارہا ساحر قتل کر ڈالے ایک طرف سے ایک ساحر سیہ فام نے آواز دی ای طلسم کشا یہ کیا معرکہ ہو امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ فیروزہ کے جسم سے شعلہاے آتش نکل رہے ہین تمام اعضا مثل ہیمہ خشک جل رہے ہین امیر سے جو آنکھ چار ہوئی بیقرار ہو کے فیروزہ نے کہا حضور یہ سحر شاہان طلسم کا ہی اگر ہو سکے تو لوح طلسمی میرے گلے مین ڈال دیجیے ورنہ براے ملاقات زنار جاتی ہون تھوڑے ہی عرصے مین جل کے خاک ہو جاؤنگی اب اس آتش سحر سے امان نہ پاؤنگی صاحبقران حال پُر ملال فیروزہ دیکھکر بیقرار ہو گئے بہ تعجیل تمام لوح گلے سے اُتاری گلے مین فیروزہ کے ڈال دی آگ تو جسم سے فیروزہ کے موقوف ہوئی لیکن مثل قطرۂ آب زمین مین غرق ہو گئی امیر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ سامنے سے خواجہ عمرو ظاہر ہوے آواز دیتے ہوے کہ حضور اسم اعظم پڑھین ورنہ گرفتار ہو جائینگے امیر نے جیسے ہی اسم اعظم شروع کیا عمرو نقلی نے مشت سے ایک طائر چھوڑا طائر اُڑ کے گرد سر امیر کے چرخ مارا امیر کی زبان مین لکنت آئی عمرو نقلی نے نعرہ کیا منم خطور جزیرہ نشین دیکھ حمزہ لوح بھی لے لی اسم اعظم بھی بند کیا یہ کہکر وہ شیشہ اور لوح طلسمی جھولی مین رکھی اب پکار کے ساحرون کو آواز دی یارو اب کمی نہ کرو طلسم کشا کو گرفتار کر لو لوح طلسمی تو میرے قبضے مین ہی اب ساحرون نے چہار جانب سے امیر پر بلوہ کیا اب امیر کو بخوبی ثابت ہوا کہ یہ مکر ہوا امیر کے قبضے سے لوح نکل گئی چونکہ حرز ہیکل گلے مین امیر کے ہی سحر کسی کا جسم پر تاثیر نہین کرتا

بجرأت و شوکت لڑ رہے ہین سرداران امیر نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ لوح خطور نے مکر کر کے لی اب ساحر نیزہ و تلوارے کر بڑھتے ہین بعض نے کمندین سنبھالین نسیم سبک رو عیار خطور جزیرہ نشین کا دو سو پیک بچے ساتھ لیکر بڑھا پکارتا ہوا ای شہنشاہ ساحران آپ تساہل فرمائیے ہم ابھی طلسم کشا کو گرفتار کیے لیتے ہین خطور نے سب ساحرون کو منع کیا عمرو نے دیکھا نسیم سبک رو طرف آقا کے عیارون کو لے کر جاتا ہی بیتاب ہو کر دوڑ پڑا نعرہ کیا او عیار مکار خبردار اُسطرف نہ جانا نعرہ تو خواجہ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عذر رشید ا ہوا
مرا لشکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پا پوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون گلزار کے مین دھوین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھنکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

نعرہ کرکے جا پڑے صرف برق عمرو کے ساتھ ساتھ ہی دو سو عیارون پر دوکس پیچھے کھینچ کر جا پڑے برق نے جو اُستاد کو لڑتے ہوے دیکھا کہ بجلی کی طرح تڑپ رہے ہین جسپر جھپٹ کے نیمچہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے برق فرنگی نے بھی تڑپ کے نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذیعلم شاگرد ہی
یہ زیرِ قدم عرب ہی شرق ہی

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کسے کون مکار عذار ہون
در مکر پہ سب ابہرا رہا
جھلاد ا ہون مین نام بھی برق ہی

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ سہرا رہا

دو نون اُستاد و شاگرد جا کے دو سو عیارون پر گرے لڑنے لگے پچاس شاگردان نسیم کو مار کے ڈال دیا تلوار چل رہی ہی ہنگامہ گیر و دار بلند عیارون کو تو عمرو نے روک لیا حمہ بڑھا اُسکو مار کے ڈال دیا وہ مقام مزبلہ قصابان بنا دیا لیکن اب ساحرون کا امیر پر بلوہ ہی رسنین و کمندین و زنجیرین لیکر بڑھے ہین خطور دور سے پکار رہا ہی یارو طلسم کشا کو گرفتار کر لو مگر کسی طرح امیر پر قبضہ نہین ہوتا واضح ہو کہ ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا طاؤس زرین بال پر سوار دور سے یہ سحر کہ دیکھ رہی ہین اور بیتابی کو ترقی ہو گئی چاہتی ہین کسی طرح امیر تک پہنچون زار زار رو رو کے یہ اشعار پڑھ رہی ہین نظم

جلوہ ترے جمال کا مہر صفت کہان نہین
اُنپہ ہون دل سے مین فدا جو یہ وہ ہو نگے شیفتہ
دور فلک کے ہاتھ سے جاؤن کہان نکل کے مین
چھد گئے کیون دل و جگر ملتے ہی آنکھو ای قمر
لطف بہار تو سدا دیتی ہی روح کو مزا
کہتی ہی خلق دیکھکر حسن کو ترے ای قمر

کون سا وہ مقام ہی نور ترا جہان نہین
روز کی محنتین دلا جائینگی رائگان نہین
کون سی وہ زمین ہی جسپہ یہ آسمان نہین
تیر اگر مژہ نہین دو نون بھوین کمان نہین
باغ ہی ایک دلفزا گو چہ گلرخان نہین
دور مین پیر چرخ کے ایسا کوئی جوان نہین

اس حال پر ملال مین جو یہ معاملہ دیکھا کہ صاحبقران زمان دشمنون مین گھرے ہوے مصروف جنگ ہین زخمدار ی سے بتنگ ہین ایک جانب خواجہ عمرو لڑ رہے ہین برق زخمی ہو گیا ہی مگر قدم نہین ہٹتا خطور جزیرہ نشین پکار رہا ہی یارو مین نے لوح لے لی اسم اعظم بند کر لیا اب گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہی ملکہ غنچۂ آرزو نے اپنی

جھولی پر ہاتھ ڈالا چند دانے ماش کے نکالے خطور نے ہاتھ اُٹھایا تھا کہ فوج طلسم کشا پر سحر کرون ملکہ نے وہ دانے کھینچ مارے خطور کا ہاتھ اُڑ گیا اسنے چاہا بھاگ کے نکل جاؤن ملکہ نے برق چمکائی نگاہ اُٹھائی ایک بجلی کڑک کر گری خطور کے دو ٹکڑے ہوے سب نے دیکھا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من خطور جنہ پر گشتین بود

اب تو اہل اسلام نے دبا ڈالا خواجہ نے نسیم پر ہاتھ مارا اُسکی بھی ہو انگرمی دو ٹکڑے ہوے لشکر کفار بھاگا خواجہ عمرو نے جھپٹ کے جھولی سے خطور کی لوح طلسمی نکال کے امیر کے گلے مین پہنا دی شیشۂ اسم اعظم تو دیدیا امیر کو اسم اعظم یاد آیا غنچۂ آرزو نے ایک تخل سے دیکھا کہ صاحبقران زخمدار سب سردارون کو ساتھ لیے آتے ہین ملکہ نے ارادہ کیا کہ امیر سے ملاقات کرون مگر حجاب مانع ہوا طرف اپنے باغ کے روانہ ہوئین ملکہ خورشید

چالاک و حیرت و سلماے گوہرپوش و لیلاے عنبر بو کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلین صاحبقران آکے داخل بارگاہ ہوے کہ خورشید آ کے پہونچین امیر نے حکم دیا سلما و لیلا کو الگ بارگاہ مین داخل کرو ملکہ حیرت و چالاک بسبب زخمداری کے بیہوش تھے حیرت کو امیر نے دیکھکر کلیجہ پکڑ لیا فرمایا افسوس یہ اُس شخص کی زوجہ ہے کہ جسکا لواے شوکت اٹھارہ سو ملک تک پہونچا تھا اب اُسکی زوجہ اس پریشانی مین ہو صاحبو اسکی بڑی خاطر کرو ایک بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی حیرت کو اُسمین داخل کیا دس ہزار کنیزین جلیس و ردمی براے خدمت ملکہ حیرت مقرر کر دین بعد جانے حیرت جادو کے چالاک کو بھی ہوش آیا صاحبقران کو دیکھکر رونے لگا قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا حضور کی زیارت کو ترس گیا امیر نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے فرزند ہم تمھارے واسطے پریشان تھے کہان کہان رہے چالاک نے کہا کیا عرض کرون آوارۂ دشت ادبار مضطر و بیقرار تباہ و برباد رہا خواجہ نے عرض کی اے شہریار آپنے سنا اسنے کیا کیا مصیبتین اُٹھائین اگر مناسب ہو اسکا عقد ساتھ ملکہ حیرت جادو کے ہو جاے امیر نے فرمایا یہ مقدمہ ذات پر ملکہ بہار کی موقوف ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شہنشاہ کوکب و لاچین و بالقیس و بران شمشیر زن و نا امید و بہار و مخمور تشریف لاتے ہین یہ سنتے ہی امیر مثل گل شگفتہ ہو گئے فرمایا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سب کو استقبال کر کے لائے سب سردار چھوٹے بڑے لطف سے استقبال کیا کوکب و لاچین کو تخت پر سوار کر کے لائے امیر اُٹھ کھڑے ہوے پہلے لاچین سے ملے پھر کوکب سے بغلگیر ہوے ملکہ بہار نے سلام کیا مخمور گرد پھرین امیر نے سب کو بارگاہ مین جگہ دی جلسہ گرمی صحبت مین امیر نے ذکر جانبازی چالاک بیان کیا بہار سے فرمایا آج کی لڑائی بہت سخت تھی خدا نے جان بچائی ہمکو یقین نہ تھا کہ چالاک زندہ نہ بچیگا کیونکہ قفس سلما و لیلا کے اسی کے پاس تھے سب ساحر یہی چاہتے تھے کہ قفس چھین لین حیرت نے بڑے کارہاے نمایان کیے پروانہ وار چالاک کے گرد پھر کے لڑ رہی تھین اے بہار ہم یہ چاہتے ہین کہ چالاک کا عقد حیرت کے ساتھ ہو جائے بہار نے جواب دیا کنیز کو بھی یہی منظور ہے آیندہ جو حیرت کی راے ہو مین اُس سے عرض کر دونگی یہ کہکر بہار اُٹھین بارگاہ حیرت مین آئین حیرت بہار سے بہت شگفتہ ہوکے ملین بہار نے سب کیفیت بیان کی حیرت نے شرما کے سر جھکا لیا کہا بہن تمکو اختیار ہے بہار خوشی خوشی باہر آئین صاحبقران سے سب بیان کیا سامان شادی حیرت ساتھ چالاک کے شروع ہوا شاہزادہ اسکندر آگے اپنی مان سے ملے سب کو بڑی خوشی ہوئی لیکن جنید شترلب نے جو طبل جنگی بجوایا تھا یہان تو تیاریان ہو رہی تھین جنید شترلب نے کہلا بھیجا کہ کل غلام سے مقابلہ کیجیے امیر نے خوش ہو کے فرمایا کیا مضایقہ ہے چار پہر رات گذری

ستارہ سحری آسمان پر چمکا نوشاہ زرین پوش سہرا شعاع زرتاری کا سر پر باندھ کر توسن فلک پر سوار ہوا
برائی ضیا کے ہمراہ بصد شوکت و جاہ تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا زہرہ و مشتری مجرا کر کے داخل نہان خانۂ
مغرب ہوئیں تمام جہان روشن و منور ہوا ادھر سے صاحبقران زمان مع ایرج و سکندر و نورالدہر آ کے
میدان میں پہونچے ادھر سے آمد آمد لشکر ضلالت اثر کی ہوئی فوج میں تمام پہلوان بھرے ہوئے گینڈوں پر
سوار سب کے آگے جنید شترلب ایک کرگدن مست پر سوار بڑی شد و مد سے آ کے پہونچا صفیں آراستہ
ہونے لگیں جب صفیں جم چکیں نقیبوں نے نقابت کی کرکیت گرا کے کھڑے ہوئے پہلو میں جنید کے اشراق مازندرانی
پہلوان قوی تن قوی من گینڈے کو ٹھوکر لگا کر نکلا میدان میں آ کر خوب نیزہ ہلایا جب خوب عرق عرق ہو چکا
دونوں سپروں سے یوں پسینہ ٹپکا جیسے دو گھٹائیں برستی ہیں پکار کے آواز دی اے فرقۂ خدا پرستاں جس کو
تمنائے مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج و نورالدہر نے قصد کیا تھا کہ سکندر نے مرکب بادرفتار بڑھایا صاحبقران
کو سلام کیا صاحبقران نے فرمایا اے نور نظر تمہارا جانا ہمیں بہت شاق ہے سکندر نے عرض کی اب تو غلام
قصد کر چکا اجازت ملے امیر نے بمجبوری اجازت دی ایرج کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں سکندر
سب کو سلام کرتے ہوئے میدان میں پہونچے اول تکاور زن ہوئے تین قدم مرکب سکندر کا پانچ
قدم گینڈا اشراق مازندرانی کا پیچھے ہٹا مسل کے گینڈے کو سامنے کیا قریب آ کے اس نے نیزہ مارا آپس میں
نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران ہیں کہ سکندر کس لطف سے نیزہ بازی کر رہے ہیں دونوں لشکر
تعریفیں کر رہے ہیں سکندر نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کے جھٹکا مارا کہ نیزہ اشراق کے ہاتھ سے نکل گیا
دونوں لشکروں میں غلغلہ ہوا اشراق نے جھلا کے تیغہ نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکر سکندر پر ہاتھ مارا
سکندر نے روک کے ہاتھ مارا اس نے خالی دیا جب تیغہ ہلالی سکندر کا چمکتا ہے اشراق کو آئینہ شمشیر میں جلوہ
عروس مرگ دکھائی دیتا ہے چاہتا ہے وار نہ روکوں سکندر اپنے کو بڑھاتے ہیں جب دو چار وار رد و بدل
ہوئے اشراق نے کہا دیکھو تیرے لشکر کا افسر مجھکو نیزہ مارا چاہتا ہے سکندر نے پلٹ کے دیکھا اشراق
نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سکندر کا زخمی ہوا اشراق نے چاہا سر کاٹ لوں ایرج نے وہیں سے نعرہ کیا
نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب سپہر * کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر * اتنی جلدی میں آ کے سینہ سپر
کر دیا آپس میں تلوار چلنے لگی کوئی کسی مقام پر کمی نہیں کرتا اشراق عاجز ہوا گھبرا گیا کہا اے جوان دیکھ
تیرا لشکر آتا ہے جیسے ہی ایرج پلٹے اس کٹھیلے نے ہاتھ تلوار کا مارا جھک سے تلوار کی ایرج پلٹ پڑے
زخم کاری سر پر آیا ایرج نے خون رومال سے پونچھا اشراق نے چاہا دوسرا ہاتھ ماروں سرداران ایرج
کو تاب نہ آئی فرداً فرداً آ پڑے لیکن جو آیا وہ زخمی ہوا دوپہر ڈھل چکی تھی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے
دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش آگے آگے دوسرا نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار حیاتان جرار کا لشکر
پشت پر گلگون پوش جھپٹ کے آ پڑا بادلہ پوش صف پر کھڑا رہا اشراق نے ہاتھ تلوار کا مارا
گلگون پوش نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اشراق نے روکا دو چار وار چلے تھے اشراق
مکر میں طاق شہرۂ آفاق ایسا ہی کچھ مکر کر کے اسکو بھی زخمی کیا چاہا سر کاٹ لوں بادلہ پوش نے وہیں سے نعرہ
کیا او ملعون خبردار ہاتھ نہ اٹھانا یہ کہکر نقابدار بادلہ پوش بڑھا آ کے سینہ سپر کر دیا فرمایا او ملعون تو مکر میں
یکتا کامل و اکمل ہے لوگوں نے کہا حضور اسی چہ دہان کم تین سیکھی ہیں وہی صرف کرتا ہے اشراق نے

پھر ہاتھ مارا نقابدار نے روک کے سر کو بچا کے کمر پر ہاتھ مارا اشراق کو دو ٹکڑے ہوے ہنگامہ بلند ہوا
اب نقابدار بادلہ پوش نے بابلا کے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے طعن کر کے جو کہا گل گلزار خلیل الرحمن
نورالدہر بن بدیع الزمان تلوار کھینچ کر جا پڑے تلوار چلنے لگی نقابدار کبھی خالی دیتا ہی کبھی روکتا ہی لڑتے لڑتے
نقابدار نے پھر پھری لی قضا سے کا ز شہزادہ ضیغم شیر شکار فرزند اسعد نامدار رات کو ایک قافلہ لوٹا لدے
پھندے چلے آتے ہین نگاہ اُٹھا کر جو دیکھا نورالدہر و نقابدار بادلہ پوش سے مقابلہ ہو رہا ہی بہت ناگوار
گذرا گھوڑے کو بڑھا کے آواز دی ای نورالدہر یہ کیا مخل حرکت ہی بہتر اسی مین کہ پلٹ جاؤ یہ بھلا کب سنتے
ہین ضیغم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری واضح رہے کہ ضیغم نقابدار ببر پوش بنے ہوے ہین ضیغم نے
تیر مار دیا رو سے مرکب نورالدہر پر پڑا گھوڑے نے طرارہ بھرا ہر چند نورالدہر مرکب کو سنبھالتے ہین مگر
نہین سنبھلتا گھوڑا ایسے ہوے دوڑ ادوڑا اُچھلتا ہی ضیغم کھڑے ہوے ہنس رہے ہین دو تیر اسی طرح مارے
گھوڑا زخمی ہوا ایک مقام پر نہین تھمتا نقابدار بادلہ پوش کو آواز دی ای یکہ تاز میدان جرأت گھوڑا پھیر کے
پلٹ جاؤ بادلہ پوش نے مرکب پھیرا اپنے لشکر مین داخل ہوا ضیغم یہ تماشا دیکھکر پلٹے اپنے قزاقون مین آکے
ٹھہرے گھوڑے سے اُترے نورالدہر اپنے مقام پر آئے فرماتے تھے یہ جوان ببر پوش کون تھا عیار
نورالدہر شبرنگ بن عمرو چپکا سر جھکائے ہوے بیٹھا ہی نورالدہر نے فرمایا ای یار وفادار خبر تو لاؤ کہ یہ
بادلہ پوش اور ببر پوش کون تھا کہ مسخر این کر کے چلا گیا مین اسکو سزا دونگا شبرنگ نے کہا مین ابھی جاتا ہون
خبر مفصل لیکر آتا ہون یا بنہاے عیاری سے آراستہ ہوکے طرف لشکر ضیغم کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ ضیغم اپنے
مقام پر بیٹھے ہین عیار انکا پہلو مین حاضر ہی کہ عیار کا دل بیٹھے بیٹھے گھبرایا اُٹھ کے باہر آیا دیکھا ایک جاسوس
ہمارے آقا کا نام پوچھتا پھرتا ہی عیار پشت پر آیا حلقے کمند کے مار کے پکڑ لیا کہا سچ بتا تو کون ہی شبرنگ نے کہا
مین یہان گانون مین رہتا ہون اسوقت اتفاق سے چلا آیا عیار ان باتون کو کب مانتا ہی مشکین باندھ لین
لے کر سامنے ضیغم کے آیا کہا ای شہریار یہ شخص حضور کا نام لوگون سے پوچھتا تھا مین نے اسکو گرفتار کر لیا مفصل
نہین بتاتا ضیغم شیر شکار نے کہا چھوڑ دو کوئی ہوگا عیار نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا صبح کو اسے دار پر کھینچینگے یہ
کہکر شبرنگ کو قید کیا عیار اپنے براے حفاظت مقرر کیے بوقت سحر ہر چند شبرنگ نے فقرے بنائے عیار
نے نہ مانا جلاد آکے حاضر ہوے دار استادہ ہوئی ضیغم بھی ٹہلتے ہوے آئے عیار سے کہا اسکو چھوڑ دو تاکید
کر دو کہ اب کبھی نہ آنا عیار نے کہا کہ یہ جبتک مفصل نہ بتائیگا مین اسے ہرگز نہ چھوڑونگا یہ کہکر جلاد کو اشارہ کیا
جلاد قریب آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا شبرنگ کی پریشانی مگر شاپور شیردل عیار ایرج نے جو خبر پائی ایرج
کے سامنے آکے بیان کی ایرج کو بہت ناگوار ہوا مرکب طلب کیا گھوڑا کسا ہوا آیا ایرج یکہ و تنہا طرف
لشکر ضیغم کے چلے اسوقت آکے پہونچے کہ جلاد شبرنگ کو قتل کیا چاہتا ہی کہ ایرج نے نیزہ مارا جلاد زمین پہ
گرا شبرنگ کی قید کاٹی گھوڑے پر سوار کیا قصد ہوا کہ نکل جاوین کہ پہلو سے نعرہ ضیغم کا ہوا قریب پہونچ کر
کمر کو بچا کے سر پر ہاتھ مارا اسرا ایرج کا زخمی ہوا ایرج لڑتے بھڑتے چلے کئی سردار لشکر ضیغم کے قتل کیے
لڑتے بھڑتے نکل گئے یہ معاملہ جو ضیغم نے دیکھا بہت ناگوار ہوا اپنے مقام پر فرمایا کہ مین اس جوان سے
سمجھونگا ایرج جو شبرنگ کو لے کر آئے نورالدہر نے جو خبر سنی بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ضیغم نے شب کو
خیمے سے نکل کے بوق بجایا سب قزاق تیار ہوے شہزادہ ضیغم چلے یہان ایرج نوجوان اپنی بارگاہ مین تھے

نیلم و قیلم طلایہ دے رہے ہین کہ صحرا مین روشنی معلوم ہوئی نیلم و قیلم بڑھے آواز دی کون آتا ہے ضیغم نے
آگے بڑھ کے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا دونون کے گھوڑون پر
گئی تیر مارے گھوڑے زخمی ہوے نیلم و قیلم گھوڑے سے گرے ضیغم لشکر مین گھس آئے طنابین خیمون کی کاٹنا
شروع کین جو سامنے ملا اُسے زخمی کیا یہ خبر ایرج نوجوان کو پہونچی غصے مین اُٹھے کرہ بن اشقر پر سوار ہوے
نعرہ کیا او نقابدار مفلوک یہ کیا حرکت ناشائستہ ہے یہ کہکر مقابلے مین ضیغم کے پہونچے ضیغم نے کئی تیر
ایرج پر لگائے ایرج نے وہ تیر قلم کیے جب مقابلے مین پہونچے آپس مین نیزہ چلنے لگا شب تیرہ و تار مین
قزاق اُٹھے گرے لشکر ایرج بھی تیار ہوکے آیا سب تماشا دیکھ رہے ہین کس زد و شور سے نیزہ بازی
ہو رہی ہے سب تعریفین کر رہے ہین قضائے کار نور الدہر بن بدیع الزمان اپنی بارگاہ مین تھے کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ نقابدار ببر پوش نے آکر ایرج کو خوب تنگ کیا اب نیزہ چل رہا ہے نور الدہر بھی مشتاق ہوکے
چلے اُسوقت آگے پہونچے کہ دونون مین نیزہ چل رہا ہے دونون لشکر جمے ہوے کھڑے ہین نور الدہر کو دیکھ کر
نقابدار اور تیز ہوا چمک چمک کے لڑنے لگا رات کم باقی تھی گریبان سحر چاک ہوا اب تو احوال روشن ہوا
صاحبقران زمان مع جملہ سردارون کے تشریف لائے پکار کے آواز دی بھائیو کیون آپس مین لڑتے
ہو ایرج نے کہا ای عم عالی تبار آپ دخل نہ دین اس ببر پوش نے بڑی جہالت کی ہے میرے لشکر پر شبخون
آیا اب مین کیا اسکو جانے دیتا ہون ببر پوش نے کہا ای شہریار حضور دیکھین مین اس تاجرزادے کی ابھی
مشکین باندھے لیتا ہون ایرج نے کہا دیکھیے اب احوال کھلتا ہے آخر دونون کے نیزے ٹوٹے قبضون پہلو
پڑے امیر کو بڑا تردد ہوا کہ جہالت کی لڑائی شروع ہوئی ایسا نہو کسی کی جان پر بنے تلوار چلنے لگی جب کئی
ہاتھ ببر پوش نے لگائے ایرج نے بڑھ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ببر پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈالا
دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی صاحبقران زمان بغور دیکھ رہے ہین کہ ببر پوش
کسی مقام پر کمی نہین کرتا ایرج جہاندیدہ کار آزمودہ مگر ببر پوش نے دنگ کر دیا ہے لڑتے لڑتے تمام دن
گذر گیا کہ آفتاب بارنگ زرد لرزان و ترسان آشیانۂ مغرب مین جاکے چھپا آمد آمد شاہ خاور کی شروع ہوئی
ایرج نوجوان روک کے کھڑے ہوے فرمایا ای نقابدار پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا مشکل ہوگا ببر پوش
نے کہا نہ گھبراؤ تمھین زیر کیے ہوے نہ پلٹونگی جہالت کی باتین ہونے لگین ایرج نے خنجر کمر سے کھینچا کہا او
ببر پوش ڈھیر کر دونگا ببر پوش نے بھی خنجر کھینچا کہا او تاجرزادے مین کیا کسی بات مین تجھسے کم ہون
جسطرح مزاج مین آئے ان دونون نے خنجر کھینچے عمرو نے ایک چیخ ماری کہا او حمزہ غضب ہوا دونون مین سے ایک کا
خاتمہ ہوتا ہے امیر بیقرار ہوکے دوڑے اپنے نام کا نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کے نعرے کی آواز
بارہ کوس تک جاتی ہے اسطرح نعرہ کیا کہ زمین تھرائی طائر گلستان سے اُڑے دونون جوان تھرا گئے بڑھے امیر بیچ مین
آگئے داہنا ہاتھ سینے پر ببر پوش کے بایان ہاتھ سینے پر ایرج کے رکھا فرمایا یہ کیا جہالت ہے دونون نے سر
جھکا لیا ببر پوش نے کہا حضور آپ ہٹ جائین ایسا نہو گستاخی ہو امیر دونون کے بیچ مین کھڑے ہوے
ہین ایرج کو جو غصہ آیا نقاب پر ہاتھ مارا کہا او مفلوک تو کون ہے نقاب جو چہرے سے ہٹی ثابت ہوا کہ لکۂ ابر
ہٹا ماہ تابان نکل آیا دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال بصد شوکت و کمال کھڑا ہوا ہجوم رہا ہے عیار نے
بڑھ کے عرض کی حضور کا نور نظر پارۂ جگر فرزند اسعد نامور صاحبقران نے ضیغم کو گلے سے لگا لیا ایرج کو بہت ناگوار ہوا

صاحبقران نے فرمایا ہماری خوشی کرو دونون صاحب لیجاؤ ایرج نے ہاتھ بڑھا دیے دونون آپس مین بغلگیر ہوے صاحبقران ضیغم کو ساتھ لے کر خوشی خوشی بارگاہ مین آئے سکندر سے ملے آپس مین ملکر بیٹھے محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی امیر کو ان جوانون کے ملنے کی بڑی خوشی ہوئی ایک نازنین مہ جبین نے آگے یہ غزل نسیم دہلوی کی شروع کی

غزل

یہانتک طول کھاتی ہمنفس کل ہجر کی شب مین | دعائین جاگ کر سو سو مرین آغوش مطلب مین
بھر آہون کچھ نکل جائے نہ منھ سے ضبط طلب مین | کہ ہر جاتی ہے ریزش بیشتر جام لبالب مین
ہمین حضرت سلامت کیلئے صلواتین سناتے ہین | غضب کی شوخیان ہین انکے دشنام مودب مین
مرے آنسو کے قطرے ہین جنہین شبنم سمجھتے ہو | ٹپکتا ہے زلال اشک چین گرداب شب مین
یہان تک راہ دیکھی زلف شب پر نور پیری ہے | کہین آ دکھ جھلک آئین ہین نیندین چشم کوکب مین
کدورت زندگی کی یاد ابرو پاک کرتی ہے | ثواب مرگ ملتا ہے عذاب نیش عقرب مین
بیے انکار ساقی نے ہزارون خون گردن پر | نگاہین ڈوب کر رہ گئین جام لبالب مین
بلندی پر ہے اقبال محبت خاکسارون کا | شرار آہ خوابیدہ ہوے پہلوے کوکب مین
لب و رخسار و کاکل چشم و ابرو سب کے بوسے دو | کہ ہوتے ہین بہت سے لطف معجون مرکب مین
بہا ہے نور کا دریا ترے چاہ زنخدان سے | بلندی حسن نے پائی النشیب سطح غبغب مین
یہانتک جذب دکھلایا مری بیتابی دل نے | کہ تاثیرین خود آئین عرش سے آغوش یارب مین

قضائے کار یہ خبر شہزادہ بہروسہی قد کو پہونچی کہ ضیغم شیر شکار و سکندر والاتبار شریک صاحبقران عالیجاہ ہوے سر ہلا کے فرمایا سمجھا جائیگا مگر جنید شترلب نے جو خبر سنی ضیغم شیر شکار شریک صاحبقران ہوے حکم دیا طبل جنگی بجے لشکر جنید مین نقارۂ جنگی بجا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی امیر نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین کھنچنے لگین جنید نے اپنا گینڈا نکالا میدان مین آگے آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے پورا کلمہ زبان سے نہ نکلا تھا کہ امیر نے اشقر کو بڑھایا سب سردار دوڑ پڑے امیر کو روکنے لگے کہ حضور نہ جائین امیر نے نہ مانا تین ٹھیکون مین مرکب مقابلے مین جنید کے پہونچا جنید کی نگاہ جمال جہان آرائے صاحبقران پر پڑی حیران جمال محو دیدار ہو کے کہا کہ اے شہریار اگر آپ مہربانی فرمائیے اور میری شراکت کیجیے تو مین شہنشاہ طلسم سے آپکی خطا معاف کرا دون امیر نے فرمایا او پہلوان کیا بیہودہ بکتا ہے اگر تو مذہب اسلام اختیار کرے تو تجھکو رونق بارگاہ اسلام قرار دون یہ سنکر جنید بہت بگڑا نیزہ اٹھا کر مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اب نیزہ چلنے لگا تھوڑے عرصے مین صاحبقران نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی امیر نے بھی نیمچہ سہراب یل کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اسنے ہاتھ مار ایکان جو پہونچی خود سر الور سے گرا تلوار جو اسکی آگے بڑھی سر الندر زخمی ہوا امیر نے زخمی ہو کے ہاتھ مارا کہ سر اسکا بھی زخمی ہوا اسنے دستانہ مارا کہ تیغہ جھنجھنا کے نکلا خون سر سے جاری ہوا وہ تیغہ گردن پر گینڈے کی چلا گردن قلم ہو گئی جنید زمین پر گرا ملازم اسکے آپڑے اسکو ہوادار پر سوار کر لیا فوج سے تلوار چلنے لگی امیر بھی مصروف جنگ ہوے ہر طرف ہنگامہ برپا ہے صاحبقران نے دیکھا زخم سر کی وجہ سے آنکھون کے نیچے اندھیرا معلوم ہوتا ہے امیر کو یقین ہوا کہ گھوڑے سے گر پڑونگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ دونون گردن مین

گھوڑے کی حمائل کیے فرمایا ای مرکب اصیل اگر ہو سکے تو ہمکو یہان سے لے نکل مرکب نے راکب کو سست جو پایا
پشتکین مارتا ہوا دولتیان اچھالتا ہوا منھ کو مثل فنر بلا کیے ہوے ہر چند عمرو نے پیچھا کیا مگر مرکب طرارے
بھرتا ہوا نکل گیا لاچار پلٹ آیا یہان جنید کے لشکر مین طبل امان بجا دونون لشکر جدا ہوے ناظرین پر واضح ہو کہ
جب منظور جزیرہ نشین مارا گیا سحر العجائب اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ یکایک ابر آسمان پر چھائے صدائے
مہیب آنے لگی یکایک آواز آئی کشتی مرا نام من منظور جزیرہ نشین بود سحر العجائب اُٹھ کھڑا ہوا کہا ہاے میرا
رفیق مارا گیا اس رفیق سے بڑی امید تھی مگر افسوس جنگ مین جا کر کچھ نہو سکا مشیران سلطنت و وزیران اُبت
نے عرض کی ذرا آئینہ شبیہ سامری کو بلائیے دریافت ہو کہ طلسم کشا اسوقت کیا کر رہا ہے سحر العجائب نے آواز دی
ای آئینہ شبیہ سامری جلد حاضر ہو سب نے دیکھا ایک پتلی سنہری چلی آتی ہے اُسنے آکے شاہ کو سلام کیا سحر العجائب نے
پوچھا طلسم کشا اسوقت کیا کر رہے ہین پتلی نے سر اُٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا بعد دم بھر کے آواز دی ای
شہنشاہ طلسم اسوقت طلسم کشا جنید کے ہاتھ سے زخمی ہو کے نکل گیا اسوقت خبر لینا ضرور ہے کیا عجب ہے کہ طلسم
بچ جائے اور طلسم کشا قتل ہو پیشکار سحر العجائب نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہے مشہود سنگ زن
اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی غلام جائیگا یہ کہکر اسباب سحر سے آراستہ ہوا جستجو مین طلسم کشا کی چلا گھوڑا امیر
کو لیے ہوے جاتا ہے مشہود بھی ڈھونڈھتا ہوا جاتا ہے مرکب قریب درہ کوہ پہونچا صاحبقران پشت مرکب سے
زمین پر گرے گھوڑا تھمنے لگا کبھی قریب آکے گھٹنے ٹیک دیتا ہے کہ آقا مجھپر سوار ہو جان چونکہ امیر بیہوش ہین
اُٹھ نہین سکتے اسی عرصے مین مشہود سنگ زن آکے پہونچا دیکھا کہ طلسم کشا زمین پر بیہوش پڑے ہین آسمان
سے اُترا قریب صاحبقران کے آیا اول لوح گلے سے اُتاری حرز ہیکل بھی لی منتر پڑھ کے سحر کیا شیشہ مین اسم اعظم
بند کیا ایک طرف ایک گرز پھینک مارا چار سو جادوگر آکے حاضر ہوے مشہود نے اشارہ کیا طلسم کشا کو گرفتار
کر لو امیر کو سب نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین تکلے بھی سر پر لگائے اُٹھا کے ارابے پر ڈال لیا ساتھ چار سو
ساحر گرد آ گئے اسطرح مشہود صاحبقران کو لے کر طرف قلعہ طلسمی کے روانہ ہوا یہان لشکر سے عمرو تلاش امیر
مین نکلا تھا پھرتے پھرتے ایک نخل کے سائے مین ٹھہرا دیکھا قید امیر کی سامنے سے چلی آتی ہے عمرو یہ حال دیکھکر
بھاگا یہان لشکر مین وہ وقت ہے کہ سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ مین بیٹھے ہین ذکر ہو رہا ہے کہ
نہین معلوم امیر پر کیا گذری کہ خواجہ عمرو گھبرائے ہوے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ صاحبقران گرفتار
ہو گئے زخمدار ہی ہین مرکب نکال لیگیا قریب درہ کوہ جا کے مرکب نے گرا دیا ملازمان سحر العجائب
پہونچ گئے لوح طلسمی بھی لے لی صاحبقران بھی گرفتار ہو گئے اب لیے ہوے طرف قلعہ طلسمی کے جاتے ہین یہ سنکر
ساحر و غیر ساحر اپنے اپنے مقام سے اُٹھے عمرو نے منع بھی کیا کہ یارو اسقدر جلدی نہ کرو سمجھا جائیگا دیکھیے اب
لوح طلسمی کیونکر ملے آقا کیونکر رہا ہون ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کبتک یہ کجروی دکھائیگا کسی نے
عمرو کی بات کا جواب نہ دیا فوراً سب روانہ ہو گئے جسنے سنا وہ چلا اور ہر ایک کا یہی قول ہے کہ کل طلسم
امیر فتح کر چکے مرحلہ جات توڑ ڈالے یکایک فلک نے یہ گردش دکھائی جب امیر قلعہ طلسمی پر پہونچینگے وہ لوگ
دیکھتے ہی فوراً حکم قتل دیگا اُسوقت لشکر مین ایک غریو بلند ہوا ہر خورد و کلان جان دینے پر آمادہ ہے مشہود نے
جب صاحبقران کو گرفتار کر لیا صرف چار سو جادوگر اسکے ہمراہ تھے ساتھ والون نے کہا حضور فوج بہت کم ہے
ایسا نہو مسلمان آ پڑین فوج اور طلب کیجیے مشہود نے اُسی وقت ایک عرضی شاہان طلسم کو لکھی کہ غلام نے

فکر کرکے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح میرے قبضے مین آگئی آپکے قلعے سے چالیس کوس پر یہ صحرا ہی جہان مین طلسم کشا کو لیے ہوئے اُترا ہون اگر آپ کوئی اور تدبیر کرکے فوج گران روانہ کرین تو طلسم کشا کو لیکر آ سکتا ہون ورنہ راہ مین مسلمانون سے بچنا دشوار ہوگا ساحر یہ نامہ لیکر فورًا روانہ ہوا یہ ساحر بھی قلعۂ طلسمی کا رہنے والا ہی بلا تکلف قلعے مین داخل ہوا خدمت مین شاہان طلسم کے جانے کی اجازت ورگ سالار سے لیکر اندر آیا دیکھا دونون شاہ تخت پر بیٹھے ہین پانچ ہزار افسر ساحران نامی و نامآور بیٹھے تھے اسنے نامہ پیش کیا ایک وزیر نے نامہ پڑھ کے سنایا سحر العجائب نے قصد کیا کہ فوج بھیجے وزیر اعظم دستور معظم اپنے دنگل سے اُٹھا دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر سابق مین آپکو تحریر کر چکا ہی کہ جب کوئی سختی ہو تو ہمکو لکھنا ہم تمھاری مدد کرینگے اور یہ بھی حضور واقف ہین کہ جس مقام پر قلعہ خداوند ہفت پیکر ہی وہ مقام عجائب و غرائب سے مملو ہی پتھر کی تصویر خبر آئندہ و گذشتہ بیان کرتی ہی جب کبھی حضور گئے وہ مقامات دیکھے کہ عجائب و غرائب قبر سامری فراموش کیے آپ ضرور انکو لکھیے اور یہ بھی لکھیے کہ طلسم ہمارا تمام ہوا مرحلہ جات شکست ہوے اب جس دن لڑائی پڑیگی قلعہ ہمسے چھوٹ جائیگا ہر چند کہ ہمنے سامان بہت کچھ کیے ہین مگر سامنے طلسم کشا کے کسی شی کی حقیقت نہین ایسے ایسے سردار و ساحران نامدار طلسم کشا کے ساتھ ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا یہ نامہ اسی وقت طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ فرمائیے علاوہ ازین آپ کو یہ بھی امید ہی کہ طلسم ہمارا بچ جائیگا جس دن طلسم ٹوٹا آپکو در در رہنا پڑیگا اگر اسوقت مین حال پریشان سے وہان پہونچے تو کیا لطف ہوگا جب وزیر اعظم نے یہ مقدمات بالتصریح بیان کیے گرداب جزیرہ نشین اس وزیر کا نام ہی اسکی باتون پر سب اہل دربار تحسین کرنے لگے سب نے کہا حضور وزیر صاحب تدبیر ایسا ہی ہونا چاہیے کیا معقول راے بتائی ہی ای شہنشاہ وزیر اعظم کی راے پر کار بند ہو جیے سحر العجائب نے اُسی وقت مضمون مذکور کی عرضی لکھی مراد یہ بھی کہ اب کوئی لڑائی باقی نہین کل طلسم کا خاتمہ ہوا جسقدر دوست تھے وہ سب دشمن ہوے کوئی مرحلہ اب باقی نہین جسدن قلعے پر مقابلہ پڑیگا طلسم کشا کو کون جواب دے سکیگا طلسم کشا صاحب لوح ہی اب ہمارے سردار نے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی قریب صحرائے رنگا رنگ کے سردار ہمارا قید طلسم کشا کو لیے ہوے وہان فروکش ہی آپ کوئی مدد روانہ کیجیے کہ قید طلسم کشا قلعے تک بحفاظت پہونچ جائے نامہ دار کو یہ نامہ دے کر روانہ کیا اور سب قاعدے بتا دیے نامہ دار سے یہ بھی کہدیا کہ علامت طلسم پر پہونچ کر ٹھہرنا جو قاعدے ہمنے تعلیم کردیے موافق اُن قاعدون کے کاربند ہونا جب خدمت خداوند طلسم مین پہونچو گے تب شاہ طلسم کو اطلاع ہوگی تم بلائے جاؤگے ہمارا ارادہ اب پاس کرتے ہین طلسم نور افشان ہوش ربا کی کیا حقیقت ہی یہ سب باتین بتلا کے نامہ دار کو روانہ کیا بعد قطع منازل و طی منازل سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا ایک قلعۂ آہنی بارہ کوس کے گرد مین معلوم ہوتا ہی اور اس قلعے کے گرد بارہ سو برج ہر برج مین چالیس چالیس زنگیان آدمخوار قرنائین اُن سب کے ہاتھ مین کسی برج مین معشوقان پریچہرہ مصروف رقص ہین کسی برج مین سامان جنگ و جدل کسی برج مین حکیم منشی وزیر جمع ہین کسی برج مین مشیران سلطنت و وزیران اُبہت جمع ہین کتابین انبار قانون پڑھا جاتا ہی وزیر و مشیر اپنی اپنی راے ظاہر کر رہے ہین کہ یہ انتظام قانون جاری ہو تحصیل خراج مین انتظام بوجہ احسن ہونا چاہیے ہزار ہا جوان مشتاق حکم کھڑے ہین کہ حکم ملے تو خراج تحصیل کرکے لائین ہم لوگ بھی تنخواہ پائین نامہ دار نے یہ ہنگامہ جو قلعۂ طلسمی پر دیکھا انشاء اللہ تفصیل برج برج بوقت تحریر کرونگا کوئی برج اس قلعے کا خالی از لطف نہین اور زمانہ شاہان جلیل مین یہ برج بنائے گئے عجائب و غرائب سے مملو نامہ دار متحیر کھڑا تھا جو کچھ سحر العجائب نے سمجھا دیا تھا وہ سب بھول گیا بے اختیار منھ سے نکلگیا کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری کیا قدرت ہی جیسے ہی یہ دلمین خیال آیا

اُسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر پیدا ہوا کہ دیکھکر ہوش اُڑتے پکار کے آواز دی او نامہ دار تونے خداوند کو یاد کیا خداوند کو خبر ہوپہنچ گئی یہ خداوند مثل سامری و جمشید نہین ہین جو جسکے دل پر گذرتی ہی قدرت فوراً آگاہ ہوجاتے ہین بلکہ اُسی وقت اُسکا علاج بھی کرتے ہین مراد پوری ہوتی ہی شادیان عدم بلوغ مین رہے پر خداوندگی موقوف ہین خداوند ہر وقت یہی انتظام کرتے ہین طائر نے جو یہ آواز دی دین نامہ دار کے قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی قہقہا مار کے ہنسا ہنستے ہی ایک بوے خوش دماغ مین آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا یہ ثابت ہوا کہ نافہ مشک ختن کسی نے کھول دیا نامہ دار مست ہوگیا آنکھ بند ہوگئی گھبرا کے جو آنکھ کھولی دیکھا ایک کرہ فلک شکوہ خلقت کا مجمع ایک دیر سامنے بنا ہی اُسمین ایک تصویر سنگین برابر فیل کے سر سونے کا ہاتھ چاندی کے شکم وغیرہ پتھر کا گرد اُس دیر کے گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک طائر سب کا افسر بہت خوبصورت پکار اُٹھا

نظم

تقریر مین معذور نہ عاجز ہر سخن مین / حجت شعرا کو ہی عبث تیرے دہن مین
اسطرح کا ایکا نہین دیکھا ہے سخن مین / سب ایک زبان ہین ترے اوصاف دہن مین
شیرینیان کسطرح نہون تیرے سخن مین / دندان ہین کہ مصری کی یہ ڈلیان ہین دہن مین
فکرین جو کرون وصف لب رشک چمن مین / پاسنگ وہ مرون لعل کے میزان سخن مین
مصروف ہی دل وصف لب غنچہ دہن مین / مسی کی دھڑی تلتی ہی میزان سخن مین
کسطرح سے تم وصل کا اقرار کروگے / اک بات سماتی نہین تنگی سے دہن مین
سچ سچ تو یہ ہی کیا شعرا بول سکینگے / گنجائش تقریر نہین تیرے دہن مین
چھا جائے ترے منہ کے لگانے سے یہ حیرت / ہو قطرہ می دانہ یاقوت دہن مین
دیکھو آیا الم آیا محن آیا غم آیا / آباد ہین بربادیان اب خانہ تن مین
کیا زہر کی نظرون سے تجھے یار نے گھورا / باقی نہ رہا قطرہ خون بھی مرے تن مین
کیا آب حیات آب دم تیغ ہی قاتل / ہر رگ ہوئی مثل رگ جان میرے بدن مین
سب حرف نظر آتے ہین آئینہ رخ سے / کیا بات چھپاتا ہی شرارت سے دہن مین
کھلتا نہین منہ تنگ دہانی کے سبب سے / سو باتون کا جمگھٹ ہی ترے کنج دہن مین
انکار ہی اقرار ہی گالی ہی دعا ہی / اب لاکھ زبانین ہین ترے ایک دہن مین
وصف لب لعل و در دندان سے صغیر آج / تلتے ہین جواہر مرے میزان سخن مین

اُس طائر نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ نامہ دار کی آنکھ پھر بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا ایک باغ بہشت آئین پھولون سے تمام باغ بھرا ہوا جوانان چمن کے نکھار نرگس کی نظارہ بازی سوسن کی غمازی سنبل کی جلسازی برگ درخت تالیان بجا رہے ہین جوانان چمن کو یہ سنا رہے ہین ہر وقت جوش بہار ہی بار گلعذار کی آمد کا انتظار ہی نامہ دار کے دل مین آیا کہ اس باغ کی سیر کرون کہ پہلوے نخل سے ایک نازنین گلرخسار نے آواز دی ای برگشتہ دادی حیرت ای بیمار شفا خانہ ہجرت کیا سوچ رہا ہی پھر نامہ دار کی آنکھ بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحراے سبزہ زار مین عندلیبان خوشنوا کی پکار گل خود رو سے جنگل نمونہ گلشن پھولون سے بھرے ہوے چمن ہوا جو چلی نامہ دار کو محویت سی ہوئی آواز آئی دیکھو سنبھل جا اسقدر نہ گھبرا نامہ اُس شخص نے

پیش گیا زمین مین گرکے نامہ غائب ہوا کان مین آواز آئی کوئی نامے کو پڑھ رہا ہی نامہ دار کے ہوش وحواس پراگندہ ہین جب نامہ پڑھ لیا گیا تو آواز آئی کہ تم جاؤ ہم یہان سے سردار جلیل کو روانہ کرینگے راہ مین تجھ سے ملاقات ہوگی وہی سردار اُس شخص کو مع قید طلسم کشا قلعے تک بحفاظت پہونچا دیگا اور اے نامہ دار اب تو یہان سے کیونکر جائیگا جن منزلون سے آیا ہی وہی منزلین پھر درپیش ہونگی تو کیا جانتا ہی نامہ دار نے کہا مین فوراً در قلعہ پر پہونچنا چاہتا ہون ایک طائر نے پھر زمزمہ سرائی کی اسکی آنکھ بند ہوئی لحہ بھر کے بعد جو آنکھ کھلی دیکھا بیرون قلعہ کھڑا ہی وہی قلعہ وہی عجائب وغرائب گھبرایا ہوا بھاگا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک نخل عظیم الشان پھل اُسکے سر انسان کی صورت گھنے نہایت خوبصورت سایہ اُسکا بارہ کوس تک پڑتا ہی بیخ نخل سے دھوان نکل رہا ہی اُس دھوئین نے تمام صحرا کو گھیر لیا ہی یہ نامہ دار کھڑا ہو کے تماشا دیکھنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین وہ دھوان شق ہوا اُسمین سے ایک لشکر گران پیدا ہوا بارگاہین استادہ ہوئین بازارین آراستہ ہونے لگین ایک شخص نے آکے نامہ دار سے کہا ملک نہروان جزیرہ نشین نے آپکو طلب کیا ہی نامہ دار نے کہا ملک نہروان کون صاحب ہین اُس شخص نے جواب دیا صاحب فوج ولشکر فرستادۂ خداوند ہفت پیکر نامہ دار حیران اُس شخص کے ساتھ لشکر مین آیا وسط لشکر مین ایک بارگاہ زربفتی استادہ تھی اُسکے دروازے پر چوبدار لیا ول حاجب دربان جب نامہ دار اندر بارگاہ کے آیا بارگاہ مین سناٹا پایا اُس جوان نے کہا کہ اے عزیز اب تو افسر سے ملنا چاہتا ہی نامہ دار نے گھبرا کے کہا مین تو اسی کا مشتاق ہون ایک بجلی چمکی اُس برق سے ایک جوان آفتاب جمال تخت پر سوار پہلو مین ایک زن حسین پشت پر ایک کنیز ماہ رخسار مگسرانی کرتی ہوئی اُترتے اُترتے اُس جوان نے نعرہ کیا اے شخص آگاہ ہو منم نہروان جزیرہ نشین فرستادۂ شہنشاہ ہفت پیکر جس مقام پر مدد مانگیگا ملیگی نامہ دار ڈر کر کھڑا ہوکے گرا بیہوش ہوا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اپنے بستر پہ پایا یہان مشہود کے پاس نامہ پہونچا کہ منم نہروان جزیرہ نشین براے تباہی مسلمانان آیا ہون لاکھ فوج میرے ہمراہ ہی تم خاطر جمع رکھو وقت پر دیکھا جائیگا مگر مشہود کو اب بڑی تقویت ہوئی کہ اب مدد آگئی اب قید طلسم کشا کی لے کر چلنا چاہیے اب ارادہ ہوا کہ کل کوچ کرینگے تیسرے پہر کا جو دربار ہوا مشہود نے اپنے کو مع نامہ دار کے ایک دربار مین پایا دیکھا کئی سو سردار جمع ہین ایک سردار جلیل اُن سب کا کفیل یہی کہہ رہا ہی کہ قید طلسم کشا کی لے چلو یہ تدبیر بھی واجب ولازم ہی کہ مسلمانون کا ظلم وستان شائع یہ ذکر تھا کہ ایک بجلی چمکی سب نے دیکھا ایک عیارچی قنطورہ ہاے زربفتی وپشتارۂ سقرلاتی سے آراستہ گاتی بندھی ہوئی چست وچالاک سامنے آکے کھڑی ہوئی کہا اے افسر عالیقدر اگر حکم ہو تو مین کل مسلمانون کو گرفتار کر دون سب کو گرفتار کرکے اپنے ہمراہ لیتے چلیے نہروان نے کہا اے غدار رنگین مزاج خداوند نے تمکو حکم دیا ہی کہ ہمارے بندہ کی مدد کرو ملک ومال اُسکا دلوادو لہذا انتظام واجب ولازم ہی وہ عیارہ اُسی وقت بارگاہ سے نکل کے کہین چلی گئی یہ نامہ دار ایک گوشے مین اُسی بارگاہ کے پڑ رہا ہی شب کو میکشی کا سامان مہیا ہوا رات بھر ناچ رنگ رہا کیسے کیسے طائفے آئے ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل خواجہ حیدر علی آتش

دم شمشیر کی موج نفس مین یان روانی ہی / گلے تک حسرت جلاد مین لوہے کا پانی ہی
چمن مین جاکے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا / یہ میرا داغ دل ہے داغ لالے کی نشانی ہی
دل نازک نہین تاب جمال یار لائیگا / مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہی
نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون / وہ گل ہون مین جسے شبنم بلائے آسمانی ہے

عبث کرتا ہی واعظ میرے آگے ذکر حورون کا ۔ سنی ہین نے بہت تریا چرتر کی کہانی ہی
خرابے سے ارادہ ہی مکان تعمیر کرنے کا ۔ گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اُٹھانی ہی
شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچھانے کے ۔ سیہ بختی نے کلی میرے سر پر لاکے تانی ہی
الہی طول عمر خضر دے باد بہاری کو ۔ مزار بیکسان پر پھولون کی چادر چڑھانی ہی
ارادہ عرش اعظم کا ہی آہ صبح گاہی کو ۔ در فریاد رس پر جلد کے اب دھونی رمانی ہی
کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی ۔ تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہی

صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند رہی لبوقت سحر شمشہ رو نے دیکھا کہ وہی عیارہ بچی بہرام کا پشتارہ باندھے ہوے نہروان کے سامنے لائی کہا حضور کنیز برائے سیر گئی تھی ایک سردار طلسم کشا کو لیتی آئی اسکو قید کیجیے آیندہ عیارون کو بھی قید کرلاؤنگی اب مسلمانون کو مہلت نہ دونگی اب تو خداوند سے حکم پا چکی ہون جہان صاحبقران قید تھے وہان بہرام بھی قید ہوے دوسرے دن صبح کو ملک اخضر و فیروزہ کو وہ عیارہ لائی انکو بھی لاکے وہین قید کیا آٹھ دن کے عرصے مین چالیس سرداران نامی و ساحران گرامی لشکر صاحبقران کے گرفتار ہوکے آئے اُنکو قید کیا اب لشکر اسکا منزل بمنزل جاتا ہی لیکن یہ شخص جو نامے کر آیا تھا ابتک حیران ہی کہ یہ سردار کون شخص ہی جب کوچ کرتا ہی کئی کوس رہروی کرتا ہی ان مقدمات مین نہایت حیران ہی کہ یہ کیا باتین ہین بڑا غضب یہ ہی کہ عیارہ بچی کا جانا آنا ثابت نہین ہوتا جب صبح کو دربار مین واپس آتی ہی دو چار سردارون کو لے کر آتی ہی اب حال لشکر امیر تحریر کرتا ہون کہ جب سب سردارون نے جانے کا قصد کیا اور کچھ روانہ ہونے لگے عمرو نے پکار کے کہا مین سب صاحبون سے کہتا ہون کوئی صاحب نہ جاوین ورنہ بڑی خرابی ہوگی مین جا کے تدبیر کرلونگا لاچار سب سردار پلٹ آئے اپنے اپنے مقام پر محزون بیٹھے اب خواجہ داخل بارگاہ صاحبقران ہین جب امیر کی گرفتاری کی خبر عمرو نے بیان کی تھی سب سردار اُسوقت سے گھبرائے ہوے ہین مگر خواجہ نے جو منع کیا ہی سب خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے دوسرے دن عمرو کو خبر گذری کہ دو سردار غائب ہوے ابتک اُنکا پتا نہین ہی سردارون نے عمرو کو طعن و تشنیع کے کلمات کہے عمرو بھی خاموش کچھ کہہ نہین سکتے یہانتک کہ سب سردار غائب ہوے ملکہ انجم صرف باقی رہ گئین دربار مین آکے بیٹھین خواجہ بھی تشریف لائے ملکہ انجم نے کہا خواجہ آپنے سنا کہ مع سردارون کے چالیس ساحر غائب ہوے کچھ فکر کرنا چاہیے عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون عمرو نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے طرف بارگاہ نہروان کے چلے جب لشکر سے اپنے نکلے ہرکارون کی زبانی خبر پائی کہ لشکر نہروان جزیرہ نشین سامنے صحرا مین فروکش ہی خواجہ اُسی جانب چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک طرف سے آواز گانے کی آئی عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ صحرا مین کوئی یہ غزل گا رہا ہے غزل

نہ جائیگی ترے وحشی کی رائیگان فریاد ۔ یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
فلک تو کیا ہی لب عرش تک یہ جائیگی ۔ مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہے ۔ انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین آج نیند آئی ہے ۔ نہ کر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین ۔ اسیر سینہ ہی گیا آئے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ دان ستم ہی بہ سون سے ۔ اُٹھا چکی ہی بہت صحبت بتان فریاد

اثر بھرا ہے وہ درد فراق کا مجھ مین
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھے گی
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائیگا
خیال کا کل شب رنگ سے یہ حال ہوا
یہی ہوا ہی فلک پیر صورت انصاف
نسیم چرخ دزمین پر نہین ہی کچھ موقوف

کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد
ابھی نہین ہی تمھاری مزاجدان فریاد
نہ جائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو لائیگی انکو کشان کشان فریاد
مرے ذہن سے نکل کر ہوئی دھوان فریاد
سنین وہ نغمہ مطرب کرون مین یان فریاد
کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

عمرو حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کیسی آواز کان مین آئی چہار جانب دیکھنے لگے جب کوئی نہ معلوم ہوا آگے بڑھے کہ سامنے سے گرد اڑی زنگ کی آواز کان مین آئی عمرو نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین دوازدہ سالہ آفت جان غارتگر دین وایمان چالاک وچست بڑی بڑی آنکھین مگر اپنے سایہ سے رم کرتی ہوئی چلی آتی عمرو دیکھتے ہی حیران جمال ومحو دیدار سراپا کو دیکھنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا آخر لاچار ہوکے ایک غار مین پوشیدہ ہوکے بیٹھا اس فکر مین کہ اس نازنین کو گرفتار کرون چلتے کمند کے راہ مین خس پوش کردیے وہ نازنین جب قریب اُس مقام کے پہونچی ہرنی کی چہار طرف دیکھا کچھ آواز دین کچھ پتھر پھینکے جب کچھ صدا نہ آئی تو پکار کے کہا ناحق دل دھڑکتا ہی جست کرکے چلی جیسے ہی چاہا اُسنے جست کی عمرو نے شیر کی آواز دی وہ رکی عمرو نے جھٹکا مارا جھپٹ کے حباب مارا وہ نازنین بیہوش ہوئی عمرو نے پشتارہ باندھ کے نذر زنبیل کیا رنگ وروغن عیاری کا نکال کے اُسی نازنین کی شکل بنکر تیار ہوے طرف لشکر نہروان جزیرہ نشین کے چلے تھوڑے عرصے مین دیکھا لشکر نہر معلوم ہوتا ہی لشکر مین ہر شخص یہ پوچھتا ہی کیون ملکۂ عالم آج کسی مسلمان کو گرفتار نہین کیا خواجہ جواب دیتے ہین آج موقع نہین پایا یہ باتین کرتے ہوے اب خواجہ کیا تدبیر کرون جبکی صورت پر تم آئے ہو نہین معلوم اسکے رہنے کا کون سا مقام ہی خیال مین آیا کہ خیر نام تو معلوم بھی ہو جائیگا حال مقام کیونکر کھلے اسی تردد مین تھے کہ ایک کنیز نے آکے ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے آپکو شہنشاہ نے ہمارے صبح سے کئی مرتبہ پوچھا ہی چلیے شاہ سے کلام کیجیے عمرو کے ہوش اُڑ گئے لیکن دل مضبوط کرکے اُس کنیز کے ساتھ چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ بارگاہ نظر آئی دروازہ پر حاجب دربان حاضر ہین خواجہ کو کھٹکا ہوا باہر ٹہلنے لگے کہ نہروان جزیرہ نشین اندر سے نکل آیا عمرو نے جھک کے سلام کیا نہروان نے اشارے سے اپنے قریب بلایا خواجہ نے بشرے کو جو دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ چاہتا ہی قریب آئے تو پکڑ لون آہستہ آہستہ چلے وہ کہہ رہا ہی کہ ذرا میرے پاس آئیے جب خواجہ قریب پہونچے نہروان نے کہا کیون گلعذار آج تو نے ناغہ کیون کیا عمرو نے کہا حضور کنیز گئی تھی عمرو عیار جاگتا تھا میرا پنجہ قابض نہوا نہروان نے ہاتھ بڑھا کر کہا ذرا میری ایک بات تو سنو خواجہ پیچھے ہٹے نہروان اور آگے بڑھا کہتا جاتا ہی کہ ارے پیچھے کیون ہٹی جاتی ہی مین کچھ کہتا ہی عمرو نے کہا مین سمجھ گئی جو کچھ آپ فرمائیے گا مگر نہروان نے آواز دی ارے اسے پکڑ لو ہمارے حکم کے خلاف کرتی ہی خواجہ بھاگے جادوگر دوڑے نہروان نے پکار کے کہا ارے ساربان زادہ جاتا ہی عمرو بھاگا ہوا جاتا ہی جب وسط لشکر مین پہونچا دیکھا ایک دریائے قلیل موج مار رہا ہی عمرو نے چاہا کہ بھاگون لڑکھڑا کر گرے ایک نہنگ نے خواجہ کو اپنے دہن مین لیا نہروان نے پکار کے کہا یار و خداوند کو منظور ہوا کہ عمرو کو نہنگ نگل لے جبکہ ارے لشکر اسلام کے یہان موجود تھے وہ یہ خبر لے کر جائے راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا

یار و گیا ہوا ہرکارون نے کل کیفیت بیان کی اب برق کو یقین کامل ہوا کہ کوئی زندہ نہ بچیگا نہروان بلاے روزگار ہی لیکن چلنا چاہیے یہ سوچ کے یہ بھی چلا جب لشکر تھوڑی دور رہ گیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک زنگی کی شکل بنکر تیار ہوا لشکر مین آیا جیسے ہی بازار مین پہونچا نہروان کا ایک غلام ہی کہ اُسکو سیہ تاب جادو کہتے ہین اُدھر سے آتا ہی ادھر سے برق فرنگی جاتا ہی نہروان نے بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر کہا ای سیہ تاب برق فرنگی عیار کو لینا ناظرین پر واضح ہو کہ برق بازار مین ہی نہروان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی جسکا نام سیہ تاب ہی وہ اور مقام پر تھا یہ جو نہروان نے کہا برق چلا آتا تھا کہ ایک زنگی سامنے سے آیا اُسنے برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلو تمکو ہمارے آقا بلاتے ہین برق نے ہرچند انکار کیا لیکن اُسنے نہ مانا برق کو کشان کشان لے چلا بارگاہ نہروان مین آیا جب دربارگاہ پر پہونچا زنگی نے کہا ای برق اندر جاؤ برق اندر آیا دیکھا نہروان بن گرداب تنہا بیٹھا ہی برق کو دیکھکر کہا کیون مکار تو نے کچھ بدولت کا خیال نہ کیا برق نے ہاتھ باندھ کے کہا ای شہنشاہ ساحران مین قدمبوسی کا مشتاق تھا مین نے کچھ مکر نہین کیا آپنے بلوایا مین حاضر ہوا یہ کہکر بیٹھ گیا باتین کرنے لگا کہا حضور میرا گانا سنیے غلام نے اس فن کو حاصل کیا ہی اسی کا مشتاق تھا کہ مین آپکی خدمت مین جاؤن تو اپنا کمال دکھلاؤن یہ کہکر گنگنایا یہ اشعار سامنے نہروان کے شروع کیے

اشعار

بال آئینے مین آیا خود نمائی ہی عبث
خط ہوا وجہ کدورت اب صفائی ہی عبث

یہ تصور وہ نہین تمکو اچھوتا چھوڑ دے
بندہ پرور اجتناب و پارسائی ہی عبث

عاشق جانباز سے کیا بانکپن کی گفتگو
راست بازون سے مریجان کج ادائی ہی عبث

فصل گل مین کردیا بے بال و پر صیاد نے
ای دل مایوس اب شوق رہائی ہی عبث

کاٹ کر پہلے سے سر رکھدیگا قاتل ہاتھ پر
ای دل شوریدہ شوق جبہہ سائی ہی عبث

کام کیا نکلیگا ای دل آہ بے تاثیر سے
یہ قدر اندازی تیر ہوائی ہی عبث

نکہت زلف معنبر سے معطر ہی دماغ
ای صبا تو بوے گل پھر باس لائی ہی عبث

خاکسارون کے لیے ہی خاک سے زینت نسیم
آسمان پر ان غبارون کی چڑھائی ہی عبث

اس ڈھنگ مین برق نے یہ غزل گائی کہ نہروان بیقرار ہو گیا کہا ای برق تم خوب گاتے ہو ہم تمکو سمجھاتے ہین ہمکو خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جاکے مسلمانون کو مثاؤ سحر العجائب و مصر العرائب کی عملداری کرادو جن جن ملکون پر سے قبضہ اُٹھا ہی اُنپر بھی قبضہ کرادو ہم لوگون کو مثل ساحران ہوش ربا و نور افشان نہ جاننا اس طلسم والے اگر زبان ہلاتے ہین زمین کو آسمان پر پہونچاتے ہین ہمارے منہ پر کوئی نہین چڑھتا برق بجا بجا عرض کر رہا ہی کہتا ہی حضور حقیقت مین بارہ چودہ برس ہوش ربا مین رہے بڑے بڑے ساحر قتل کیے نور افشان مین بھی عرصہ ہو چکا بڑے بڑے ساحر مارے ہمارے لشکر مین بھی بڑی بڑی جادوگرنیان موجود ہین مگر آپ ایسا بیدار مغز ہماری نگاہ سے نہین گذرا مین اسے عرض کرتا ہون کہ عمرو عیار کو نہنگ نگل گیا یہ بھی آپہی کا سحر تھا نہروان نے کہا یہ بھی ایک شعبدہ تھا مگر ایک پردہ اُٹھایا کہا ای برق دیکھو یہ بت سنگین جو سامنے رکھا ہی یہ بصورت خداوند ہی جو سانحہ لشکر مین گذریگا یہ بت ہمکو بتادیگا برق فرنگی نے کہا حضور ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ ایک مالک کے پابند ہوں کیے مدت مین سالہا سال لڑتے ہوے گذر گئے روز نئے ساحر سے مقابلہ ہمارے آقا کا یہ حال ہی کہ جب دو عیاریان کین دس بیس ساحر قتل کیے انعام و اکرام ملنے لگے اگر ساحر کو نہ قتل کیا

کوئی دمڑی کو نہین پوچھتا تین روپیہ مہینا خشک ملتا ہی سو تین روپیہ افسر صاحب کے ہین ہمارے پونے تین روپیے ہین
اگر بھوکون کے مارے مر جائین تو صاحبقران نہ پوچھین کہ مرتے ہو یا جیتے ہو ہم اب یہی چاہتے ہین آپکی خدمت مین
رہین اگر آج ہم حضور کی اطاعت کرین کل ہمسے کل افسرون کو لیجیے ہم سب کو ایک دن مین گرفتار کر دینگے قتل
و عدم قتل کا آپکو اختیار رہی نہروان برق کی باتون سے بہت خوش ہوا کہا ای عیار تو تو بہت معقول آدمی ہی
برق نے دست بستہ عرض کی حضور کو بہت راضی کرونگا حضور مسلمانون نے ہمارا مذہب بگاڑا ہمارے ملک پر لشکر کشی
کرلے گئے ہمارے دل پر مسلمانون سے داغ ہی اگر کوئی ہماری دستگیری کرے ہم مسلمانون کے مٹانے پر آمادہ ہون
تو ایک ہی دن مین خاتمہ کر دین لیکن آپ پہلے عمرو عیار کو قتل کر ڈالیے یہ بلا کا مکار و غدار ہی مالک کے ملک اُسنے
صاف کر دیے مگر حضور آپنے خوب پہچانا ورنہ اُسکو کوئی پہچان نہین سکتا اب مین اُنکے چونا لگاؤنگا مین تو اب
سرکار کا ملازم ہوگیا ہمنے تنخواہ جو امیر سے مانگی تو ارشاد فرماتے ہین کہ ساحرون کو قتل کرو لوٹو مارو کھاؤ
ساحرون کے پاس جو مال نکلے اُسکو خزانے مین داخل کرو تو تنخواہ لو اور جو خزانہ سرکاری مین داخل نہ کرو تو تنخواہ
تمکو نہین ملیگی حضور ہم دن بھر مارے مارے پھرتے ہین کسی کو قتل کیا مسافرون کی خیر منائی جو کچھ اُنکے پاس نکلا اُسکو
غنیمت جانا مین تو اب حضور کا تابعدار ہو چکا عمرو کو بلوائیے اُس سے پوچھیے اگر وہ بغاوت کرے تو ابھی اُسکو قتل کیجیے
اگر بخیل ہمارے حضور کی غلامی اختیار کرے اُسکی بھی سرفرازی فرمائی جاوے نہروان نے پلٹ کر آواز دی ارے
کوئی حاضر ہی ساربان زادے کو لاؤ عمرو جب ذہن نہنگ مین گرے آنکھ بند ہوئی اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک خیمے
مین مقید پایا سرنگون بیٹھے تھے کہ ایک زنگی نے آکے ہاتھ پکڑا کہا چل تجھکو شہنشاہ بلاتے ہین عمرو جو بارگاہ مین آیا
دیکھا نہروان جزیرہ نشین بیٹھا ہی میان برق کا رنگ جما ہوا ہی باتین کر رہے ہین برق نے عمرو کو جھک کے
سلام کیا کہا اُستاد ابتک خوب چین کر چکے ساحرون کو مارا اب خداوند ہفت پیکر کو غصہ آیا ہی سب خداوندون
کے باپ ہین ہمنے تو اب شہنشاہ کا ساتھ دیا کیون اُستاد آپکو کیا منظور رہی اگر آپ اطاعت نہ کرینگے ہمارے
آپکے مقابلہ پڑیگا جب ایسا ہمکو سرپرست ملا ہم بہرام فلک سے بھی نہین دبتے عمرو نے کہا بھیا مین تو اب ضعیف
ہوا تمھاری عقل برکار بنا رہی ہی اگر تمنے اطاعت کی مین بھی اطاعت کرونگا ایک مالک مضبوط ملجاے پھر تو ہم قیامت
برپا کر دینگے برق نے کہا اُستاد ہم تو سمجھ گئے آجہی جاکر اپنا بستر لشکر سے اُٹھا لاؤنگا عمرو نے کہا ہم بھی شریک ہوے
لیکن ای شہنشاہ تنخواہ ہماری کئی مہینے کی چڑھی ہی حمزہ وہ بھی دبا لیگا نہروان نے کہا وہ رقم ہم دینگے یہ کہکر دوسرے
خیمے مین گیا دو تھیلیان اُٹھا لایا ایک عمرو کو دی ایک برق کے آگے کھسکا دی اور کہا یہ روپیہ تمکو بطور انعام کے
دیا جاتا ہی تنخواہ الگ مقرر ہوگی عمرو نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب ہمین یقین کامل ہوا کہ حضور نے ہمکو نوکر رکھا
بس اب ہم قیامت برپا کر دینگے ہمارے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا ہم سارے لشکر کے رازدان ہین ایک دن مین خاتمہ
کر دینگے خواجہ عمرو و برق فرنگی نے ملکر ایسی باتین کین کہ نہروان خوشی مین بھول گیا کئی ہزار روپیے بھی دیے
جب دوسرے خیمے مین جاتا ہی وہان سے روپیہ اُٹھا لاتا ہی ابکی جو نہروان اُس خیمے مین گیا برق نے کہا اُستاد
یہ بت جو سامنے رکھا ہی یہ سب کچھ بتا دیتا ہی اب یہان کبتک بیٹھیے گا نکل چلیے عمرو نے جھپٹ کے وہ بت رومال
مین لپیٹا فرش بھی وہان کا اُٹھا لیا اُستاد شاگرد باہر آئے خادمون نے پوچھا کیون صاحب کیا فیصلہ ہوا عمرو نے
کہا ہمارے شاہ کے معاملہ ہو گیا اب ہم مسلمانون کو پکڑنے جاتے ہین یہ کہکر دونون بھاگے نہروان جو بارگاہ
مین آیا دیکھا بت ندارد فرش بھی غائب کہا ارے یہ دونون کہان گئے خدمتگارون نے کہا حضور وہ تو یہ کہکر گئے ہین

کہ ہمارا فیصلہ ہوگیا مسلمانون کو گرفتار کرنے جاتے ہین نہروان نے منھ پیٹ لیا کہا صاحبو غضب کیا وہ سحرگر جسپر میرا بھروسا تھا وہ مٹ گیا اب سردست تیار ہونا ناممکن بڑھ کے خبر تو لو سیہ تاب غلام بھی کھڑا ہی کہا ای سیہ تاب بڑھ کے دیکھو تو سیہ تاب ایک جانب چلا خادم خدمتگار بھی دوڑے نہروان دروازے پر بارگاہ کے ٹہل رہا ہی ایک ایک ساحر سے کہتا ہی ارے ذرا بڑھ کے دیکھو ساحر برابر چلے جاتے ہین برق وعمرو ایک صحرا مین پہونچے کہ پشت سے گرد اُڑی عمرو نے کہا بیٹا برق الگ ہو جاؤ برق الگ ہوا خواجہ الگ چلے برق ایک درہ کوہ سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہی دیکھا کہ سیہ تاب آتا ہی چہار جانب ڈھونڈھ رہا ہی اور بھی جادوگر جا بجا پھر رہے ہین برق نے اپنی صورت تبدیل کی ایک نازنین کی صورت بنکر نکلا آنکھین چمکاتا ہوا سامنے سے جو گذرا سیہ تاب نے آواز دی جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمسے کچھ باتین کر لو برق نے پلٹ کے آنکھین چمکائین کہا کیا ڈانکا مارنے آئے ہو راستہ نہ چلین یہ سنتے ہی سیہ تاب نے کہا ہم تو تابعدار ہین اُس نازنین نے کہا تابعدار اپنی جورو کے ہو گے کہو تمھارا مطلب کیا ہی میری دیورانی کے درد زہ اُٹھا ہی مین دائی کو بلانے کے واسطے جاتی ہون مجھے ٹھہرنے کی فرصت نہین لونڈیا پڑی تڑپ رہی ہی گھر مین دوسری عورت بھی نہین ہی لونڈیا بالکل اکیلی ہی اسطرح برق نے تڑاق پڑاق باتین کین سیہ تاب بیتاب ہو گیا کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان میرے ہمراہ ذرا اس درہ کوہ مین چل کے ٹھہرو ہمسے دو دو باتین کر کے چلی جانا برق نے کہا چلیے کیا مجھے وہان جاکے کھا جایئے گا مطلب دل مجھسے صاف صاف بیان کیجیے مین بازاری عورت نہین ہون یہ کہتے ہوے قریب آئے پٹکے لیے دو طمانچے مارے سیہ تاب ان گستاخیون پر اور مرا جاتا ہی دمبدم یہی کہتا ہی ارے مین افسر لشکر نہروان جزیرہ نشین ہون مسلمانون کے مٹانے کے واسطے ہملوگ آئے ہین شاہان نورافشان ہم کو بہت کچھ دینگے نذرین گذرینگی ہمارے شاہ نہروان بن گرداب کا بڑا اعزاز و اکرام ہوگا یہ باتین کرتا ہوا برق کو درہ کوہ مین لایا جلدی سے اپنی کمر سے چادرہ کھول کے زمین پر بچھا دیا برق پانؤن پھیلا کے اُس چادرے پر بیٹھ گیا اب آپسمین باتین ہونے لگین برق نے کہا ای بھیا سیہ تاب ہم تمھارے مالک کے پاس بھی چلینگے سیہ تاب کہتا ہی ہم بڑے حیران ہین ہمارے مالک کے مزاج مین کوئی بات معقول قیام پذیر نہین دشمنون کے مٹانے کی تدبیر نہین باتین کرتے کرتے سیہ تاب دست اندازی کرنے لگا نازنین کی تیوری پر بل پڑے بیٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا پنڈا میلا ہو جائیگا اگر تجھسے ہو سکے تو کہین سے دمڑی کا ٹھرا لے آ مین بھی ایک جام پیون تو بھی پی کر انجام بخیر ہو مطلب مین نہ دیر ہو سیہ تاب اُٹھا بھٹی پر گیا وہان سے دو آنے کا ٹھرا لے کر آیا کچھ کابلی مٹر کچھ آلو کے کچالو لے کر آیا کہا لو جان جہان یہ حاضر ہی بیٹھ کے اپنے ہاتھ سے شراب انڈیلی برق کے ہاتھ مین دی برق نے جام لے کر کہا لو صاحب پہلے تم پیو سیہ تاب نے ذرا تامل کیا برق نے جام مین منھ لگا کے شراب کو جھوٹا کر دیا کہا لے نگوڑے اب تو پیے گا سیہ تاب بے اندیشۂ انجام جام پی گیا برق نے دو جام برابر پلائے جام پیتے ہی غلہ سی آنکھین نکل آئین گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگا برق نے کابلی کھلائی سیہ تاب نے گھبرا کے کہا مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی برق نے کہا ذرا اُٹھ کے ٹہلو شاید شراب ترشیدہ تھی سیہ تاب گھبرا کے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا برق نے تڑپ کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار غدار ہون

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی

در جگر پر سر ابھرا رہا | تڑپ سے مری چرخ پھرا رہا | بز پر قدم غضب ہی شرق ہی
جلا دوا ہون مین نام بھی برق ہی

یہ کہکر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُسکے برق نے اُتار لیے ایک جانب بھاگا نہروان کھڑا ہوا دربارگاہ پر ٹہل رہا ہی کہ یکایک کان مین آواز آئی کُشتی مرا نام مین سیہ تاب جادو بود نہروان نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا خادمون سے کہا دیکھو تو شاید کسی نے میرے غلام کو مارا اب مین معاوضۂ خون سیہ تاب مین کل مسلمانون کو قتل کرونگا اب کوئی مسلمان میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا خادم دوڑے ہوے گئے جاکے دیکھا لاشۂ سیہ تاب ایک دررہ کوہ مین پڑا ہی لیکن برہنہ ہی خادم لاشہ اُٹھا کر لائے نہروان جزیرہ نشین غصے مین کانپ گیا کہا صاحبو مجھے یہ گمان تھا کہ مسلمانون کی خطا معاف کردونگا مگر اب نہ معاف کرونگا لاشے کے جلانے کا حکم دیا خادمون نے لاشہ جلایا اب نہروان اسی فکر مین بیٹھا ہی کہ مین پہلے کسی طرح عیارون کو گرفتار کرون غصے مین کانپ رہا ہی خواجہ جو صحرا مین پہونچے نسیم عیارہ خواجہ کی زنبیل مین تھی اُسکو نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے بعینہٖ اُسی کی شکل بنکر تیار ہوے خال مین خط مین فرق نہ پڑا برق بھی ایک گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ اُستاد نسیم کی شکل بنکر چلے عمرو نے یہ خیال بھی نہ کیا کہ برق دیکھ رہا ہوگا خود جست و خیز کرتے ہوے کنارے پر لشکر کے آئے کمیدان نسیم پر جان دیتے ہین انھون نے جو نسیم کو آتے ہوے دیکھا پوچھا کیون ملکہ کہان سے آتی ہو عمرو نے ہنسکر جواب دیا صاحب تمھین خبر نہین کہ ہم کہان تھے عمرو نے ہمکو پکڑ لیا تھا مگر فقرہ ہمارا چل گیا رہائی پائی ورنہ وہ ساربان زادہ زندہ نہ چھوڑتا کمیدان چونکہ مدت سے اسیر مائل ہی بیقرار ہوگیا کہا صاحب بتاؤ تو کیا معرکہ گذرا نسیم نقلی نے کہا میری ہوا بگڑی برائے گرفتاری سرداران چلی راہ مین ساربان زادہ ملگیا اُسنے مجھکو گرفتار کرلیا اپنے شاگرد کے سپرد کردیا تھا مین اُسے دم دیکر چلی آئی اب جاکے شاہ سے کہتی ہون کہ حضور عیارون سے ہروقت ہوشیار رہیے ساربان زادہ آپکی فکر مین آیا ہی شہنشاہ کو لازم ہی کہ کوئی تدبیر کرین یہ کہکر چلی کمیدان نے جابجا ذکر جو کیا اب ہر ایک نے سنا کہ نسیم گرفتار ہوگئی تھی مگر وہ عیارہ کامل و اکمل ہی فقرہ دیکر نکل آئی ہر ایک کو خبر ہوگئی نہروان نے دیکھا کہ نسیم جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہی آتے ہی جھک کے سلام کیا نہروان نے پوچھا ای نسیم خیر تو ہی نسیم نے کہا حضور اندر بارگاہ کے چلیے تو مین عرض کرون نہروان جزیرہ نشین اندر آیا نسیم ساتھ ساتھ آئی نہروان جب آکے بیٹھا پوچھا ای نسیم بیان کرو کیا معرکہ گذرا نسیم نقلی نے سر جھکا کے عرض کی لونڈی کو ساربان زادے نے گرفتار کرلیا تھا مگر کنیز دم دیکر نکل آئی اب جیسا حضور ارشاد فرمائین بجا لاؤن نہروان نے کہا مین شب کو سحر تیار کرونگا سب مسلمان بیہوش ہوجائینگے مین خود جاکے سب کو گرفتار کرلونگا نسیم نے کہا بجا ارشاد ہوا مناسب وقت یہی ہی مگر حضور کے دشمنون کو مین اسوقت بہت پریشان پاتی ہون آپکی پریشانی سے بہت گھبراتی ہون نہروان نے کہا ای نسیم وہ سحر تیار کرون کہ مسلمان سر ٹکرا ٹکرا کے مرین نسیم نے کہا کہ یہ تو مجھکو یقین ہی کہ حضور ایک سحر مین سب مسلمانون کو مٹا دینگے شب کو جو مین بازار گئی دیکھا ایک مقام پر گانا ہو رہا ہی ایک نازنین یہ اشعار گا رہی تھی مین نے یاد کرلیے سماعت فرمائیے

نظم

ناصحا لے راہ اپنی جاتے ہین اب سوے دوست	ہم تو بے قابو ہوے دل پر ہوا قابوے دوست
بے تکلف افعیِ رہزن کا ہوتا ہی یقین	جب نظر پڑتی ہی میری جانب گیسوے دوست
سر پہ چڑھ کے بھی نہ چھوڑین عاجزی کی عادتین	چوم لیتے ہین پاؤن آکر بارہا گیسوے دوست

جان نثاری کے مزے عاشق سے پوچھا چاہیے
عاشقون کی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی
آتی ہی آواز عاشق کی کنار قبر سے
مجھکو سمجھاتا ہی کیا پھر تجھکو سمجھانا پڑے
دل تڑپتا ہی طبیعت مین ہی کیا کیا کچھ خیال
ٹکٹکی ہی دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم

ای خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوے دوست
مرے جنت کے ملے دو گز زمین کوے دوست
آج خالی دوست کے پہلو سے ہی پہلوے دوست
تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روے دوست
دیکھیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوے دوست
دیکھتے ہین رات دن آئینۂ زانوے دوست

اس رنگ مین ان اشعار کو خواجہ نے سامنے نہروان کے گایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوے خواجہ نے دامن پکڑ لیا کہا کیون حضور خیر تو ہی مین اسوقت آپکو بہت ملول پاتی ہون نہروان نے آہ کی کہا ای نسیم تجھسے کیا بیان کرون اگر کہتا ہون راز محبت افشا ہوتا ہی اگر چھپاتا ہون آتش فراق قلب کو جلاتی ہی دل کے جلنے سے کباب کی بو آتی ہی خدا انجام سب کا بخیر کرے نسیم نقلی نے کہا ای شہنشاہ کون ایسا ظالم ہی کہ آپ ایسے کامل و اکمل کو قبول نہ کرے حسین جمیل لئیق ناک بڑی آنکھین چھوٹی پیشانی اونچی قد لائق مرقع بیچیائی چہرے پر برستی ہی اسطرح عمرو نے تعریفین کین نہروان خوش ہوگیا کہا ای نسیم کیا بیان کرون جو دل پر گذرتی ہی بیان نہین کرسکتا ہمارے شاہ کی صحبت مین ملکہ نیرنگ جادو آتی ہین مین مدت سے اُنپر مرتا ہون اسوقت اس معشوقہ کی تصویر میری آنکھون کے نیچے پھر گئی نسیم نقلی نے کہا حضور اُنکو اس محفل مین بلوائیے مین نے سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کردیا آپ اسوقت بلوائیے مین تو راضی کر دونگی نہروان خوش ہوگیا کہا ای نسیم اگر یہ کام تو نے کردیا تو گویا مجھے زندہ کردیا یہ کہکر اسنے ایک نامہ لکھا اشتیاق آمیز خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکۂ عالم مین براے مقابلۂ مسلمانان آیا ہون قریب ہی کہ مقابلہ پڑے آج ہم اپنے مقام پر بیٹھے ہین اگر مناسب ہو تو براے چند ساعت سرفراز فرمائیے یہ نامہ لکھکر دستک دی ایک طائر اُڑتا ہوا آسمان سے آیا اسنے وہ نامہ طائر کے گلے مین باندھ دیا طائر اُڑ کے زقلین مارتا ہوا چلا نیرنگ اپنے قصر مین جلوہ فرما ہین یہی ذکر درپیش ہی کہ بڑا شخص براے مقابلۂ مسلمانان گیا ہی دیکھین کیا گذرتی ہی قضاے کار ملکہ نیرنگ کی بہن شمع رخسار نے پوچھا کیون بہن مسلمانون سے لڑنے کو کون شخص گیا ہی نیرنگ جادو نے کہا ہمارے شاہ کے مشیر نہروان خوش تدبیر نورافشان سے نامہ آیا تھا ہمارے شاہ نے براے مدد نہروان کو روانہ کیا شمع رخسار نے مکرر پوچھا کیون بوا یہ وہی لوگ ہین جنھون نے ہوش ربا فتح کیا تھا نیرنگ نے کہا بوا ہان وہی سب لوگ ہین شمع رخسار کانپنے لگی کہا بوا وہ لوگ بلاے روزگار ہین افراسیاب نے وہ وہ کارہاے نمایان کیے لیکن کچھ نبن پڑا کتے کی موت مارا گیا بڑے بڑے سردار بڑے بڑے سامان مہیا تھے مگر کچھ نبن پڑا اور مسلمانون مین ایک شخص ایسا ہی کہ اُسکا نام لینا مناسب نہین اُسکے نام مین تین تاثیرین ہین جہان پہلی مرتبہ نام لیا کہین ہو مگر اُسکو خبر ہو جاتی ہی جہان دوبارہ نام لیا وہ اُس محفل کی طرف منھ کرکے بیٹھتا ہی جہان تیسری مرتبہ نام لیا وہ اُس محفل مین پہونچ جاتا ہی اُسکا محفل مین آنا غضب خداوندی ہی آفت برپا ہوتی ہی نیرنگ جادو نے کہا بوا مجھکو بھی نہروان کے جانے کا بڑا خیال ہی ایسا نہو کہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑے شمع رخسار نے کہا مین ابھی دیکھتی ہون کہ اسوقت میان نہروان کیا کر رہے ہین نیرنگ جادو نے کہا بوا تمکو کیونکر معلوم ہوگا شمع رخسار نے کہا بوا کیا وہ کتاب تمکو نہین ملی کہ وہ مشغلہ پر حیدن خداوند نے ظہور فرمایا اور وعظ بھی کہی تم کمسن تھین اس زمانے مین کہ وہ مشغلہ

سب رئیسان اقلیم جمع تھے کسی منشیر یا وزیر نے ذکر مسلمانان کیا قدرت نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ طلسم ہفت پیکر مین مسلمان آئینگے معرکہائے عظیم پڑینگے بڑے بڑے نامی سردار جمع ہونگے وہ لڑائیان پڑینگی کہ کہنے والے اپنے مقام پر کہینگے کہ کبھی ایسی جنگ و جدل کسی مقام پر نہین ہوئی دریاے خون ہرکو و برزن مین بہینگے فرزندان حمزہ طلسم کشائی کا قصد کرینگے اُسمین اُفتادین پڑینگی بڑے بڑے ساحر مارے جائینگے اُسوقت ہمارے بندون کو ضرورت ہوگی کہ کون کیا کرتا ہی کون کہان گیا ہی لہٰذا اُسی مضمون کی کتاب تیار ہو جائے کہ ہمارے بندون کو خبر آیندہ و گذشتہ کی مشکل نہ پڑے اُسی وقت کتاب تیار ہوئی قدرت نے بھی اُس کتاب کو ملاحظہ فرمایا سب جادوگرنیون نے کہا ہان حضور ملکہ سچ کہتی ہین ہمارے بھی سامنے کتاب بنی تھی شمع رخسار نے وہ کتاب نکالی یا خداوند ہفت پیکر کہکر کھولی نیرنگ جادو نے دیکھا جون جون شمع رخسار کتاب کو پڑھتی جاتی ہی رنگ رو متغیر ہوتا جاتا ہی نیرنگ نے گھبرا کے پوچھا کیون بوا خیر تو ہی کیا ہوا غضب ہوگیا جلد اپنے کو وہان پہونچاؤ نسیم جو عیار بچی ہی اُسکی شکل بنا ہوا سامان زادہ بہروان سے باتین کر رہا ہی نیرنگ نے منہ پیٹ لیا کہا بوا اُنکو تو بڑی احتیاط تھی شمع رخسار نے کہا کوئی کیا کر سکتا ہی جو مقابلہ مسلمانان مین گیا اُسے عیارون نے گھیر لیا بھلا اُنکے ہاتھ سے کب بچ سکتا ہی ہرچند کہ ہمارے خداوند صاحب بڑے ہوشیار ہین کہ قبل آمد مسلمانان کتاب انتظام خبر آیندہ و گذشتہ تیار کرا دی خدا وہ دن نہ دکھائے کہ مسلمان اس طلسم مین آئین نیرنگ جادو نے کہا پھر کیا کرون شمع رخسار نے کہا اپنے کو جلد پہونچاؤ جاتے ہی عمرو کو گرفتار کرلو ورنہ وہ بڑا ہوشیار ہی آنکھ ملتے ہی پہچان جائیگا کہ ہماری گرفتاری کو آئی ہین نیرنگ نے کہا بوا تم تو ایسی باتین کرتی ہو کہ حکم خداوند کی بھی کچھ حقیقت نہین شمع رخسار نے کہا خداوند کیسے وہ ایسے شعبدے روز بنایا کرتا ہی ایک ایک شاگرد اُسکا بلاے روزگار ہی ایک ایک عیار طرار مکار خنجر گذار ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار ہر یک بچہ شاگرد اُسکا ہی ایک ایک اُنمین کا لاکھون مین کا چھٹا ہوا ہی جس ملک پر جائین آفتین برپا کردین نیرنگ جادو اپنے مقام سے اُٹھی کہا بوا مین ابھی جاتی ہون جا کے اُس بیچارے کو بچاتی ہون شمع رخسار نے کہا ہوشیار رہنا نیرنگ نے کہا ہم خوب ہشیار ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک طائر کو دیکھا اُڑا ہوا آتا ہی وہ طائر آکے دیوار باغ پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا نیرنگ نے کہا بوا طائر کیا زمزمہ سرائی کر رہا ہی نیرنگ نے کہا اس طائر کو دیکھکر میرے بھی ہوش اُڑے جاتے ہین نیرنگ جادو نے اشارہ کیا طائر آکے کاندھے پر بیٹھا اب نامے پر نگاہ پڑی ملکہ نے نامہ کھول لیا اب جو اُسکو پڑھا مضمون مذکورہ بالا درج تھا شمع رخسار نے کہا بوا جلد جاؤ اُسی وقت نیرنگ جادو ایک طاؤس پر سوار ہوئین اُڑتی ہوئی چلین یہان خواجہ گُل مل کے باتین کر رہے ہین رنگ اپنا جمایا ہی کہ آسمان پر برق چمکی کئی سو غلام پشت پر بہروان کی کھڑے ہوئے مگس پرانی کر رہے ہین کہ نیرنگ جادو آکے پہونچی بہروان مثل گل شگفتہ ہوگیا بے اختیار پکار اُٹھا فرد رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست ع ملکہ مسکرا کے بیٹھین بہروان نے پوچھا ملکۂ عالم اشتیاق نامہ ہمارا پہونچا نیرنگ جادو نے کہا ہم تمہارا ہی ذکر کر رہے تھے نیرنگ نے نسیم کی جانب دیکھا نگاہ ملتے ہی خواجہ سمجھ گئے کہ اسنے مجھکو پہچان لیا اسکے تیور سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ میری ہی فکر مین آئی ہی اتنا ہی کلمہ منہ سے نکلا تھا کہ ہم تمہارا ہی ذکر کر رہے تھے عمرو نے قصد کیا کہ نکل جاؤن نیرنگ نے کہا کیون نسیم کہان جاتی ہو کیا ارادہ ہی نسیم نقلی نے کہا مین کہان جاؤنگی جب تک ہمارے حضور اس مقام پر ہین ہر وقت لڑائی جھگڑے فساد درپیش ہین مین کہان جاؤنگی یہ کہکر نیرنگ نے قصد کیا کہ

سحر کرون جیسے ہی جھولی کی طرف ہاتھ بڑھایا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے طرف سے طلسم ہفت پیکر کے کوئی آتا ہی نیرنگ اُدھر پلٹی مانند برق کے چمک کر عمرو نے خنجر مارا کہ نیرنگ جادو کا شکم چاک قصہ پاک نیرنگ کا لاشہ زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھ کے غائب ہوا لاشہ نیرنگ زمین پر تڑپنے لگا دریاے خون جاری ہوا نہروان جزیرہ نشین گھبرا گیا کہا صاحبو یہ کیا غضب ہوا آنکھ کینین دوڑین جیسے لاشۂ نیرنگ دیکھا کلیجہ پھٹ گیا نہروان غرق عرق کھڑا سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی صاحبو غضب ہو گیا مین نے ملکہ کو گھر سے بلوا کے قتل کرایا مجھپر یہ کیا مصیبت گذر گئی جی چاہتا ہی جان دیدون کہان نکل جاؤن کب تک خاک اُڑاؤن اسوقت میرے دل کی یہ کیفیت ہی نظم

وہی یہ دل ہی جو پالا ہوا اُٹھا نازون کا — نیاز مند ہی اب چند بے نیازون کا
نہ بخت ہمسے موافق نہ وصل کی تدبیر — ابھی تو ڈھنگ ہی بگڑا ہی کارسازون کا
کلیم جلوہ گہہ یار مین جو کھوئے ہوش — وہ جائے بنکے پیمبر نظارہ بازون کا
بتون مین جاکے مرا اک پیام ادا کر آ — ثواب پائیگا ای شیخ سو نمازون کا
حسین ہون مرے مہمان خدا کی قدرت ہی — فقیر خانے مین مجمع گدا نوازون کا
اجل کو ہم جو تڑپ ہجر کی دکھاتے ہین — وہ اُسکو کھیل سمجھتی ہے عشقبازون کا
مزاجِ نازکِ دل بھی بہت غنیمت ہی — کہ یادگار ہی اُس دلربا کے نازون کا
دبینگی چشمِ سخنگو ہی سے تری پلکین — جواب دے تو یہ دے ان زبان درازون کا
مری نظر پہ چڑھو سینکے آنکھ کی پتلی — پسند آتا ہی جھکنا ہی سرفرازون کا
وہ کوہ جو نہ کٹا کوہ کن کے تیشے سے — پگھل گیا جو سنا نالہ دل گدازون کا
بتون کی بے دہنی کی نہ وجہ پوچھ ای شیخ — ہراک امین ہی اُنہین خدا کے رازون کا
غلط ہی جلوہ دکھائینگے حشر مین اپنا — وہ خود نظارہ کرینگے نظارہ بازون کا
جلال بخت کو نیرنگ اگر دکھاتے ہین — تو چند دن ہو مصاحب کرشمہ سازون کا

روتے پر نہروان کے سب ساتھ والے ملک رہے ہین نہروان کہتا ہی یارو قیامتین برپا کردونگا ابتک تو مجھے یہ خیال تھا کہ جو کوئی مجھکو ستائیگا اُس سے سمجھ لونگا اب تو چُن چُن کے مسلمانون کو قتل کرونگا ہائے معشوقۂ پریچہرہ خوبرو کئی سال گذرے کہ مین اسیر مائل ہوا تھا اُسنے مجھکو قبول نہ کیا مگر مجھے امید تھی کہ کبھی تو اُس قتالۂ عالم کو مجھپر رحم آجائیگا مگر آج اُسکا خاتمہ ہوگیا نہین معلوم مسافران عدم پر کیا گذرتی ہی دیکھین کبھی خواب مین بھی تشریف لاتی ہین یا نہین یکایک ہمپر یہ مصیبت ہوئی اگر خداوند مجھسے پوچھینگے کہ نیرنگ جادو کو کیا کیا تو مین اُنکو کیا جواب دونگا مقام افسوس ہی کہ مین نے اُنکو گھر سے بلوایا یہ نہ سمجھا تھا کہ فلک یون تباہ کریگا الغرض لاشہ نیرنگ کا اُٹھوایا ارتھی تیار ہوئی مرگھٹے پر لیجا کے پھونکا جب پلٹے نہروان بہت بیقرار تھا ساتھ والون نے عرض کی حضور صبر کرین اگر حضور کے دل مین یہی خیال رہے گا تو مسلمانون سے کون مقابلہ کریگا نہروان لاچار خاموش ہوا بیقرار ہوکے کہتا ہی کیون یارو کہان جاؤن کس سے حال اُس آہوے وحشی کا پوچھون اب اُسکی صورت نہ بیاد دیکھنا بہت دشوار ہی دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون خاک منھ پر ملون جنگل جنگل مارا مارا پھرون آہوان صحرا سے اُنس پیدا کرون نظم

ہی دلِ سوزان مین طور اُسکی تجلی گاہ کا
وصل کیا ہم خاکساروں کو ہو اُس دلخواہ کا
نور افشان جب سے ہی دل مین خیال اُس ماہ کا
ہی فردا یون سے پہلے رنج امیدِ نفع مین
قامت موزون نظر آئے مجھے جائے الف
سمجھے ہیکش دیکھ کر ابرو ترے بالاے چشم
آمدِ خط مین تو ہونے دے نگاہون کا گذر
جابرا یہ ہی دلِ مادر مین ہر فرزند کی
خلق نے قرآن دیکھا جب ہوا ماہ رجب
آتے ہی اُس طفل کے روشن سیہ خانہ ہوا
زرد یا گل کو فلوس داغ سودائی مجھے
سفلہ ہوتا ہی بوقت امتحان بے آبرو
دیکھکر تجھکو نہ کیونکر نعرہ زن ہون سب رقیب
یار کا ناسخ پھٹا ہی پیرہن تو عیب کیا

روے آتشناک ہر شعلہ ہی میری آہ کا
خاک مین آلودہ ہونا کب ہی ممکن ماہ کا
طور کا شعلہ دھوان ہی میری شمع آہ کا
ہاتھ بے منت نہین آتا ہی پانی چاہ کا
تھا شروعِ عاشقی دل میری بسم اللہ کا
میکدے سے مرتبہ اعلی ہی بیت اللہ کا
دیکھوے بچنے نہین پاتا ہی سبزہ راہ کا
رتبہ زیرِ خاک یکسان ہی گدا دشاہ کا
ہمنے دیکھا مصحفِ رخسار اپنے ماہ کا
شمع سان جلوہ ہی اُسکے قامتِ کوتاہ کا
ای فلک موسم یہی تھا میری بھی تنخواہ کا
ہی دلیل اس ادعا پر ٹوٹ جانا چاہ کا
پیشتر کتّون کو بھونکا تا ہی جلوہ ماہ کا
ہے کتان کو چاک کرنا کام نورِ ماہ کا

عجب دربار مین ہنگامہ ہی لیکن خواجہ نیرنگ جادو کو مارکے بازار بزازہ مین پہونچے ایک چوبدار کی شکل بناے ہوے جاتے ہین کہ جوہری بازار مین گذر ہوا ایٹ کر دیکھا تمام عالم کا جواہر اسی مقام پر جمع ہی دلال اپنی زبانون مین باتین کرتے پھرتے ہین جوہری بنا لال جنی لال سب طرح کے لوگ جمع ہین جواہر انبار لگے ہین خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا مردہے کی شکل بنکر ایک جوہری کو جھکے سلام کیا کہا حضور جب سے آپنے ہماری قدردانی نہین کی جبسے ہمنے بھی حاضر ہونا موقوف کردیا کچھ کنکر پتھر لائے ہین آپ سے ملاحظہ فرمائیے جوہری نے کہا آئیے خواجہ بیٹھ گئے ایک پڑیا جیب سے نکالی مہاجن نے دیکھا اُسمین مروارید بے بہا ضو دکھا رہے ہین جوہری کی رال ٹپک پڑی قیمت طی ہونے لگی عمرو نے کہا تم چھوٹے سے تھے تمھارے باپ کے پاس مین آیا تھا جب سے اب مین آیا ہون جو قیمت مناسب جانو وہ دیدو یہان یہ ردوقدح ہو رہی تھی وہان بیٹھے بیٹھے نہروان نے کہا یارو کیا ستم کی بات ہی کہ میری معشوقہ کو قتل کرکے ساربان زادہ نکل گیا افسوس ہی کہ مین موجود رہون اور کوئی تدارک نہ کرون جھولی مین ہاتھ ڈال کے ورق جمشیدی نکالا سب مشیر و وزیر جمع ہین سب نے دیکھا کاغذ پڑھ رہے ہین آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین کہتا ہی یارو اس ساربان زادے کا بڑا کلیجہ ہی میرے ہی لشکر مین بیٹھا ہی جوہری کو ٹھگ رہا ہی یہ کہکے قصد کیا کہ خود جاؤن زلال جادو اسکا رفیق ہی وہ سلام کو آیا تھا اُسنے پوچھا حضور کہان جاتے ہین نہروان نے سب حال بیان کیا زلال نے کہا حضور تکلیف کیون کرین مین ابھی اُسکو لاتا ہون حقیقت مین آپسے بڑی گستاخی کر گیا ہر چند نہروان نے کہا زلال نے نہ مانا بل کرتا ہوا بارگاہ نہروان سے نکلا بازار غلہ فروشان مین میان برق فرنگی کھڑے ہین دو کانداروں سے باتین بنا رہے ہین یہ بھی خبر سن چکے کہ اُستاد نے معشوقۂ نہروان کو مار اکھر ہے ہین کہ اچھا جی مارا تو مارا اب کہان جائیگا گرفتار کر لائینگے سزا دینگے سرحد طلسم ہفت پیکر پہلے

ذرا وہان کا مزا چکھے خارستان طوفانیہ مین چھوڑ دا دیتگے وہان کا قیدی زندہ نہین نکلتا یہ باتین برق کر رہے تھے اُدھر سے زلال جادو آتا تھا برق نے جھک کر سلام کیا عرض کی حضور کہان چلے زلال نے کہا عمرو کے پکڑنے کو جاتا ہون اُسنے غضب کیا معشوق کو ہمارے افسر کے مارا ہم بدلہ لینے جاتے ہین برق بھی ساتھ ہو لیا باتین بناتا ہوا چلا ایک مقام پہ دوراہہ تھا برق دوراہے پر آگے رُکا کہا حضور دیکھیے عمرو آتا ہی جلدی سے کیجیے ایسا نہو بھاگ جائے انعام مین مجھکو بھی شریک کیجیے گا زلال رکا برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے زلال ارے کہکر پلٹا برق نے پیٹ کے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھی ہار رہا

تڑپتے مین مین برق رفتار ہون
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بہ زیر قدم غرب ہی شرق ہی

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کئے کون مکار و غدار ہون
دیے مکر پہ میرا پہرا رہا
تھیلا ہون مین نام بھی برق ہی

زلال زمین پر گرا بازار مین ہلڑ ہوا برق تو نکل گیا ملازمان نہروان آکر لاشہ زلال اُٹھا کر پہلے سامنے نہروان کے لائے نہروان نے کہا ارے یہ کیا ہوا ملازمون نے سب کیفیت بیان کی نہروان کو بڑا قلق ہوا خود اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ یار دغضب ہوا زلال جادو کی بھی آبرو لی اب بناہ بانی مشکل ہو گی اب جاتے ہی ساربان زادے کو مار ڈالونگا یہان برق فرنگی زلال کو مار کے اُستاد کو ڈھونڈھتا ہوا بازار جوہری فروشان مین آیا دیکھا اُستاد بلا تکلف ہتھا پھیری کر رہے ہین کچھ اپنے موتی نکال کے رکھے ہین کچھ موتی اُس سے نکلوانے ہین آپس مین گفتگو ہو رہی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم نہروان جزیرہ نشین برق بھی خواجہ کے قریب آکے کھڑا ہوا تھا یہ جو تڑپ کے گرا دونون کی کمر مین پنجہ دے کرنے اُڑا دل مین سوچتا جاتا ہی کہ مین ہوش خداوند لیچلون وہان جاکر سزا دون پھر سوچتا ہی کہ ابھی تو حمزہ کی قید بادشاہ طلسم نور افشان کے پاس ہو پہنچانا ہی حمزہ کی قید میرے پاس ہی یہ سوچتا ہوا بارگاہ مین آیا سب سردار جمع ہین یہی چرچے ہو رہے ہین کہ ہمارے آقا کو عیارون نے بہت حیران کیا کہ نہروان آکر پہنچا کہا دیکھو صاحبو ان دونون کو لایا جس قیدخانہ مین صاحبقران قید تھے سلیم جادو سپہ سالار کو حکم دیا کہ وہین لیجاکر عمرو و برق کو بھی قید کرو جہان صاحبقران تھے وہین یہ دونون بھی آکے پہونچے اب اور زیادہ امیر کو قلق ہوا لیکن ہرکارے جو لشکر اسلام کے وہان موجود تھے یہ خبرین لے کر بھاگے یہان وہ وقت ہی کہ چند سرداران امیر سرنگون بیٹھے ہین یہی ذکر کر رہے ہین کہ خواجہ عمرو و بلٹ کر آلین تو صلاح کر کے لشکر دشمن پر بلوہ کرین ملکہ خورشید برق وش و ملکہ انجم اختر پیشانی و مہر طلعت و زیر نادی و ملک اخضر وغیرہ صلاح مین مصروف ہین کہ اپنے آقا کو کسی تدبیر سے جلد رہا کرین کہ ہرکارے آکے پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ خواجہ و برق پکڑ لیے گئے یہ سنتے ہی سب سردارون کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا ملک اخضر نے کہا کہ خواجہ کا گرفتار ہونا باعث خرابی ہی سب اُنہین سے صلاح لے کر کام کرتے تھے اب صلاح کس سے لین ہرکارون سے ملک اخضر نے اتنا کہدیا کہ تم جادو وہین موجود رہنا جسوقت اُسکا لشکر کوچ کرے ہمکو خبر کرنا سب کے سب بلوہ کر کے جا پڑینگے یا اپنی جان دینگے یا اپنے آقا کو رہا کر کے لائینگے قید تا بہ طلسم نور افشان نہ جانے دینگے ہرکارے اُسی وقت روانہ ہو گئے اور یہان نہروان نے اُسی وقت کوچ کیا صاحبقران کو آرابے پر ڈال لیا لیکر روانہ ہوے ہرکارے یہ دیکھکر بھاگے ملک اخضر کو خبر دی ملک اخضر چاہتا تھا کہ مین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤن یکہ و تنہا جاکر اپنے آقا کو چھڑاؤن سب کے پہلے

اپنے مقام سے ملکہ خورشید برق وش اُٹھین ملکہ فیروزہ بھی چلین اسی طرح سب سرداران نامی روانہ ہونے لگے اُسوقت شاگردان عمرو ایک ایک کے آگے ہاتھ جوڑتے تھے کہ یارو چند ساعت تامل کرو ہم ابھی خبر لاتے ہین اُس ملعون کو قلعۂ طلسمی تک نہ جانے دینگے ہرچند عیار قدمون پر گرے مگر کسی سردار نے نہ مانا نا فوراً سب روانہ ہوگئے نہروان کو بڑا غصہ ہی یہی قصد ہی کہ بادشاہ طلسم نور افشان سے ملاقات کرکے حمزہ کو لے کر طلسم ہفت پیکر مین جاؤن آجکل قدرت کوہ مشغلہ پر ہونگے پریزادان دُر دُر گوش مرصع پوش جنات دیوزاد سب جمع ہونگے وہین قید اس بچھو کی لے کر پہونچون فوراً خداوند حکم قتل دینگے یہان سحر العجائب و سحر الغرائب قلعۂ طلسمی مین تخت پر بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے دستگیری کی وہان سے بھی مدد آگئی اب تو تانتا بندھ جائیگا اب یہان سے تحفہ جات روانہ کیے جائین شکر یہ ادا ہو کہ آپنے عنایت فرمائی نہروان ایسے ساحر کو براے مدد روانہ کیا امیدوار ہین کہ ہمارے آپکے ہمیشہ رسم نامہ و پیام رہے یاد آوری دور افتادگان ضرور ہی ہم بہت ممنون ہوے یہ ذکر تھا کہ کئی سو ساحر ہنستے ہوے کلاہین اُچھالتے ہوے سامنے آکے پہونچے کافرون نے کافر کو بد دعا دی قطعہ

	شکست طبل تاسگان بدر زند		ای سرت سبز تا عدوان بچہ زند
	بر سر تو مو کلان بہ زنند		گر ز آتش ہزار رنگار رنگ

وزیرون نے کہا ہیش بات کہو بھی کیا خوشخبری لائے سب نے عرض کی ای شہنشاہ عالیجاہ نہروان بن گرداب کو عیارون نے ایسا عاجز کیا کہ معشوقہ کو اُسکی مار ڈالا ازلال جادو اُسکے مشیر خوش تدبیر کو قتل کیا لیکن نہروان جزیرہ نشین نے خود جاکے عمرو و برق کو پکڑ لیا اب قید لیے ہوے بڑے زور و شور سے آتا ہی آرزو اُسکو یہ ہی کہ آپسے ملاقات کرکے قید طلسم کشا کی لے کر طرف طلسم ہفت پیکر روانہ ہو سحر العجائب نے کہا یہ تو نا ممکن ہی مگر اثر دران زہر بار کو بلاؤ لکھ ہارے ابر تیار کرے ہم سب کو بخیر و عافیت مقابلۂ مسلمانان مین پہونچاؤ ایسی لڑائی پڑے کہ ایک ہی جنگ مین خاتمہ ہو افسران فوج کھڑے ہو گئے کارگذارون کو بلا کر حکم دیا پلٹنین رسالے تیار ہوے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے دونون بھائی تخت پر سوار ہوے سترہ لاکھ ساحرون کی فوج ساتھ ہوئی اس کروفر سے قلعۂ طلسمی سے نکل کر براے مقابلۂ مسلمانان چلے نوبت نقارے بجے گردین اُڑین زمین متزلزل و متحرک ہوئی مگر ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا ہجران دیدہ آفت کشیدہ حریق آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو اپنے باغ مین ملول و حزین بیٹھی تھی انیسین جلیسین ہمدم ہمراز ین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ دیکھین اب طلسم کشا صاحب مہر و عطا پر کیا گذرتی ہی کہ بیرون باغ سے چند کنیزان پر تحیرہ بیتاب و بیقرار دوڑی ہوئی آئین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے بال سر کے پریشان کر دیے دو ایک نے اپنے تئین سامنے ملکہ کے زمین پر گرا دیا ملکہ نے گھبرا کے کہا کیا سانحہ گذرا جلدی بیان کرو میرا کلیجہ منہ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی کنیزون نے رو رو کے عرض کی واری بڑا غضب ہو گیا شاہون نے طلسم ہفت پیکر والون کو نامہ براے روانگی مدد لکھا تھا وہان سے ایک پہلوان نہروان جزیرہ نشین بن گرداب آدمخوار آیا اُسنے آتے ہی قیامتین برپا کر دین بڑے بڑے کام کیے عیارون کو پکڑ لیا طلسم کشا بھی مع چند سردارون کے اُسی کی قید مین ہین وہ قید لیے ہوے طرف قلعۂ طلسمی کے جاتا ہی یہان سے آپکے والد اور چچا بھی سوار ہو سترہ لاکھ فوج اُنکے ساتھ ہی اب مسلمانون کو کیفیت معلوم ہوگی جس مقام پر یہ لشکر اُتر پڑتا ہی آب و آذوقہ ممکن نہین ہوتا

اس کروفر سے جاتے ہین اگر مناسب ہو تو حضور بھی چلین یہ سنتے ہی ملکہ غنچۂ آرزو دلکشا نے گریبان چاک کیا آنکھون سے دریاے اشک جاری ہوا فرمایا اب راحت و آرام ممکن نہین لطف زندگی جاتا رہا جی چاہتا ہی کہ پہاڑون سے سر ٹکراؤن جنگلون مین خاک اُڑاؤن کوئی میرے تن سے بار سر اُتار دے کہ مین اس کشاکش سے نجات پاؤن اپنا یہ حال ہی بیان جسکا حال ہی نظم

ہون وہ سوزان شعلہ کھا گئے دور میری خاک سے
ہی یونہین نفرت جو ای مغرور میری خاک سے
گور مین روؤن جو اُس گورے بدن کی یاد مین
کیا مری تربت اثر مین تو دہ بارود ہے
بیکشو تھا صاف دل ایسا کہ مرجانے کے بعد
مر گیا لیکن وہی رنگین مزاجی ہے ابھی
ناتوان ایسا ہون برسون مین نہ ساعت ہو تمام
ہی یقین بنوائے سر کے بخت بد جام شراب
تو جو ای خورشید رو آیا تو اب جائے بخار
خواب مین بھی جسطرف گذرا قدم کے ساتھ ہی
چیونٹیون کے چھید تربت مین نظر آتے نہین
کیا ہی سرعت سے اُڑی جاتی ہی کوے یار کو
وہ سیہ دل ہون کہ چلتی ہی جو دن کو بھی ہوا
یہ نسیم کوے جانان رات کو آئے اگر
بد نصیب ایسا ہون مین دیکھے نہ روے نان کبھی
زندگی بھر نیش غم ناسخ مجھے چبھتے رہے

اپنے دامن کو سمیٹے طور میری خاک سے
خاک بھی تیری اُڑیگی دور میری خاک سے
موجزن ہو چشمۂ کافور میری خاک سے
بھاگتا ہی کیون وہ برق طور میری خاک سے
بن رہے ہین شیشۂ بلور میری خاک سے
غازہ بنتا ہی براے حور میری خاک سے
شیشۂ ساعت جو ہو معمور میری خاک سے
ہو جو پیدا خوشۂ انگور میری خاک سے
حشر تک ہوگا عود نور میری خاک سے
وہ پری رو ہو گیا مجبور میری خاک سے
میرے دل کے ہین عیان ناسور میری خاک سے
ہمرہی مین ہی ہوا معذور میری خاک سے
ہوتی ہی پیدا شب دیجور میری خاک سے
نیشکر ہو صبح کا کافور میری خاک سے
کوئی بنوائے اگر تنور میری خاک سے
اب بنینگے خانۂ زنبور میری خاک سے

یہ اشعار پڑھ کے ملکہ بیقرار ہو کے رونے لگین کنیزون نے آنسو پاک کیے کہا ذرا صبر کیجیے ابھی تو وہ یدے کر آتے ہین دیکھیے وہان پہونچ کر شاہ کی کیا راے ہو مشہور تو یہ ہی کہ سامان سب ساتھ گیا ہی جاتے ہی دشمن کو قتل کرین شاہون نے ان مسلمانون سے بڑے بڑے رنج اُٹھائے بڑے بڑے جادوگر مارے گئے کئی ملک خالی ہوگئے یہی شاہ کہتے تھے کہ جب طلسم کشا کو پاؤنگا فوراً قتل کرونگا اب طلسم کشا مع چند سردارون کے قید ہوا اور باقی ماندہ اب سردار براے مدد مسلمانان آئینگے اب مقابلہ ہاے عظیم پڑینگے آپ بھی ذرا چل کے دل بہلائیے تماشاے جنگ علیحدہ کھڑے ہو کے دیکھیے کہ بے بسی سے مسلمان قتل کیے جائینگے ناحق اپنے کو دشمنون نے ملول و حزین کیا ہی بعض کنیزین جو راز دان ہین وہ اشارون مین ملکہ سے کہتی ہین آپ بیکار اسقدر اپنے کو پریشان کرتی ہین انشاءاللہ صاحبقران رہائی پائینگے اُنکا خداے نادیدہ مالک ہی ملکہ نے فرمایا صاحبو میری آرزو یہ تھی کہ قلعہ طلسمی فتح ہو گا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ طلسم کشا قید ہوگئے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے لیکن جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ ہمارا ساتھ نہ دے اور جسکو جان دینا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے لڑائی بہت سخت پڑیگی ہر چند کہ جب اپنے قصر فتح کرائے اور ملک کو ہر مقام پر بچایا اُس سے زیادہ یہ مشکل نہین ہی یہ سنتے ہی بارہ ہزار کنیزون نے عرض کی اسوقت مین لونڈیان

آپکا ساتھ چھوڑینگی سب کنیزین جمع ہو کر اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ نے جو اُن سب کو آمادہ پایا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا مثل گل شگفتہ ہوئین فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین اسباب سحر ہائے سخت ممکن کیے سب لشکر چپڑا دان وُر در گوشش مرصع پوشش کا ہمراہ لکہ ہائے ابر سرخ و سیاہ سر پر لہراتے ہوئے اس دھوم سے ملکہ جبین سب کنیزین جوڑے باندھے ہوئے گاتیان سبز سی ہوئین آپس مین اشارے کنائے ہوتے ہوے جس صحرا مین ملکہ ٹھہرتی ہین جنگل پُر بہار ہو جاتا ہے رواردی کرتی ہوئی ملکہ بڑے زور و شور سے جاتی ہین انکا ذکر تو بر تحریر ہو گا اب احوال بیان کیا جاتا ہے کہ سحر العجائب و مصر الغرائب قلعۂ طلسمی سے کوچ کرکے نکلے پانچ کوس بڑھ کے اُتر پڑے سب افسران فوج جمع ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اپنی جان دینگے مگر سرداران طلسم کشا کو قلعۂ طلسمی تک نہ آنے دینگے دونون بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے جام مئے ارغوانی گردش مین ہے صدائے ہوشا ہوش و نوش بلند ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز میٹھے ہوے تانین مار رہے ہین دونون بادشاہ نشۂ شراب مین مسرور و خوش و خرم بیٹھے ہین دونون کا دماغ تر نہ بیقرار نہ مضطر میوہ جات عمدہ عمدہ ملازم سامنے لا کے رکھتے ہین یہ سامان مہیا ہے کہ آسمان پر برق چمکی دونون بھائی سر اُٹھا کر طرف آسمان کے متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک لکۂ ابر گلنار اُسمین برق کی چشمک زنی وہ ابر بکمال زیب و زینت سے ظاہر ہوا طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کرتے ہوے ایک سمت عندلیبان خوشنوا اس غزل کو گاتی ہوئین بڑی کیفیت سے وہ ابر نمایان ہوا نظم

آیا ساون کا مہینا پہنو دھانی چوڑیان	لال جوڑا ابر مین ہو ہاتھون مین دھانی چوڑیان
دل مین ہے لیجاؤن مر کر بھی نشانی چوڑیان	منگنے کپڑے کسی گل رُو کے پرانی چوڑیان
کیون نہو چرخ فلک پر اُس مسیحا کا دماغ	آفتابی ہے کلائی آسمانی چوڑیان
بال سلجھانے کو جب وہ ہاتھ کرتے ہین بلند	کان مین کہتی ہین کچھ میری زبانی چوڑیان
اپنی آرایش کے ہاتھون آپ وہ بیچین ہین	کر رہی ہین دست نازک مین گرانی چوڑیان
شمعین گلکاری کی روشن کی ہین تونے اے حسین	ہین عجب گلدستۂ باغ جوانی چوڑیان
ہر مہینے مین بلائین لیکے کہتا ہے یہ نور	لونی پہنو بدل ڈالو پرانی چوڑیان

اور بھی بڑے بڑے تکلفات اُس ابر سے ظاہر ہین ان دونون نے جو ابر کو دیکھا ملازمون کو حکم دیا دیکھو تو اس ابر پُر بہار مین کون آتا ہے چند مصاحب سحر کر کے قریب ابر کے گئے ایک چشمزدن مین واپس آئے عرض کی اے شہنشاہ عالیجاہ حضور کی صاحبزادی بلند اقبال تشریف لاتی ہین ان دونون نے وزرا امرا کو حکم دیا جلد برائے استقبال جاؤ وزیر امیر مشیر برائے استقبال ملکہ چلے یکایک وہ ابر قریب آکے شق ہوا اب سب نے دیکھا ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا تخت زرین پر سوار ہمراہ بارہ ہزار نازنینان ماہر حسار بڑے کر و فر سے نمایان ہوئین قریب آکے غنچۂ آرزوے دلکشا باپ کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوئین سحر العجائب نے بہ خندہ پیشانی پوچھا کیون اے نور نظر اے پارۂ جگر اسوقت تمھارا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا غنچۂ آرزو نے عرض کیا آپکی عنایت سے جب کنیز بے تمیز نے یہ خبر پائی کہ حضور کے کسی سردار نے طلسم کشا کو مع لوح و اسم اعظم قید کر لیا اور یہ سنا کہ طلسم ہفت پیکر سے بھی کوئی سردار برائے مدد آیا ہے یہ سنکر کنیز کو بڑی خوشی حاصل ہوئی خیال مین آیا کہ چل کے ہم بھی تماشا دیکھین اسی سبب مین کنیز کا حاضر ہونے کا اتفاق ہوا

سحر العجائب و سحر الغرائب نے کہا اے نور نظر ہمیشہ ہم تمسے یہی کہا کرتے تھے کہ ہم جب قصد کرینگے طلسم کشا کو فوراً گرفتار کرلینگے دیکھو وہی ہوا کس لطف سے مابدولت کے ایک ملازم نے گرفتار کرلیا اب ہم مع لشکر وہین چلتے ہین پہلو مین ایک تخت اور آکے بچھا ملکہ کو اُسپر بیٹھنے کی اجازت ملی پھر اُسی طرح جلسہ آراستہ ہوا طائفون کو حکم ہوا سب حاضر ہونے لگے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا ایک نازنین بہ صد ناز و ادا سامنے شاہون کے یہ غزل گانے لگی

غزل

ساز و مطرب تری آواز سے ہین کیا خاموش / احتیاطاً ہوے داؤد بھی شاہا خاموش
ہم ہین اُس گل مین چلین باغ مین جو تقریرین / ساتھ غنچون کے ہوئی بلبل شیدا خاموش
مست جبتک نہین ہوتے نہین ہم کرتے بات / مے اگر ہوتی نہین رہتی ہی مینا خاموش
کسکو اے نور مجسم ترے آگے ہو فروغ / کردیا تونے چراغ ید بیضا خاموش
تو وہ اعجاز بیان ہی کہ تری محفل مین / شرم سے صورت مریم ہی مسیحا خاموش
ناطقہ بند کیا تونے ہر اک ناطق کا / مشرک گنگ ہوے صورت عزّا خاموش
تاب دم مارنے کی کسکو بھلا تیرے حضور / ہوگئی شمع تجلی مع موسیٰ خاموش
تھمی رہتی ہی گلے مین تری ہیبت سے شراب / کیون نہو میکدۂ دہر مین مینا خاموش
جب تری مسجد اقدس مین اذان ہونے لگی / شل بت ہوگئے ناقوس کلیسا خاموش

شب بھر اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو دونون شاہون نے کوچ کیا منزل در منزل اُدھر سے یہ جاتے ہین اُس طرف سے بہروان مع قید صاحبقران و خواجہ عمرو و برق وغیرہ آتا ہی اُدھر ملکہ بہار و حیرت وغیرہ بھاگا بھاگ آتی ہین یہی فکر ہی کہ کسی طرح امیر کو رہا کرین مگر حیرت نے تنہائی مین چالاک سے کہا اے مہتر والاگہر تمکو مناسب ہی کہ امیر کی رہائی کی تدبیر کرو بہروان نے تمھارے والد نامدار کو گرفتار کرلیا سب سردار جان دینے پر آمادہ ہین اور جس فکر مین تم ہو وہ بغیر رہائی امیر غیر ممکن ہی اس لطف سے حیرت جادو نے چالاک کو سمجھایا کہ اسکو بھی خیال ہوا کہ ملکہ سچ کہتی ہین فوراً آمادہ عیاری سے آراستہ ہو کر فکر رہائی امیر مین چلا اُدھر سحر العجائب سحر الغرائب جو لشکرکشی کرکے چلے قریب لشکر جنید شتر لب پہونچے یہ ملعون دیکھتے ہی بلبلانے لگا کہتا ہی آپنے کیون تکلیف کی مین اکیلا کل مسلمانون پر کافی تھا اب مین ایک دن مین کل مسلمانون کا خاتمہ کردونگا آپ پلٹ جائین جب اسنے بہت کہا تو ان دونون نے ساتھ لاکھ جوان غیر ساحر مہیا کیے اور بارگاہ زرلبفتی جلا بنی اسکو دیدی اور کہا کہ تم اسکو لیکر آگے بڑھو یہ اٹالہ بارگاہ شاہی کا لیکر روانہ ہوا اُدھر لشکر اسلام مین ملک اخضر سبزپوش کا حکم سب مانتے ہین اور ملکہ خورشید سب کی افسر ہین اخضر کی صلاح سے ایرج کو اٹالہ بارگاہ کا ملا مع اپنے سردارون کے آگے ہی روانہ ہوے انکے بعد نور الدہر چلے اُنکے بعد ساحران نامی اسی ترتیب سے لشکر اسلام جاتا ہی مگر یہ مشہور ہو چکا کہ بہروان بڑا نامی گرامی جادوگر ہی خواجہ عمرو نے بڑے بڑے کام کیے یہی چاہتے تھے کہ کسی طرح اسکو مار لین لیکن اُسنے دونون اُستاد و شاگرد کو پکڑ لیا قید کرلیا اب بڑی ہوشیاری سے لشکر لیے ہوے جاتا ہی یہ خبر تمام عالم مین مشہور ہو گئی کہ طلسم کشا گرفتار ہو گئے ایسے وقت مین اُفتاد پڑی کہ سب طلسم فتح کرچکے تھے اب شاہان طلسم سے صرف مقابلہ باقی تھا فلک نے یہ گردش دکھائی کہ لوح بھی قبضے سے گئی خود بھی گرفتار ہوے شاہان طلسم بڑی بڑی جفا اُٹھا چکے تھے سب امیر سے جلے ہوے ہین

جسکو جہان خبر پہونچی بیتاب ہو گیا ہر شخص اپنے مقام سے یہی سوچ کر چلا کہ جلکر اپنے آقا کو رہا کرین ایسا نہو طلسم
نور افشان پر قتل ہو جائین ہر طرف سے خراجگزاران امیر چلے ہین کہ سب کا ذکر وقت پر تحریر کرونگا عجب معرکہ
درپیش ہی کل اہل اسلام کو بیس وپیش ہی اکثر عرض کیا ہی کہ لشکر ظفر اثر امیر غروبیہ باختر پر بمقابلۂ دو دۂ زنگی فروکش
ہی اس داستان کا لکھنا منظور نہین جسنے اُس دفتر کا ترجمہ کیا ہوگا اُسنے یہ داستانین لکھی ہونگی اتنا تحریر کرنا واجب و لازم
ہی کہ مقابلہ ہاے عظیم پڑے دو دۂ زنگی شکست کھا کر قلعۂ غروبیہ باختر مین محصور ہوا ہی بادشاہ نے آکے گھیرا
بارگاہ سلیمانی مین جملہ سردار جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ کئی سال کا زمانہ گذر اکہ امیر با توقیر بہ ارادۂ فتاحی
طلسم نور افشان تشریف لیگئے نہین معلوم کیا گذری اب تو چندے سے کچھ نامہ و پیام بھی نہین آیا یہ ذکر تھا
کہ پرچہ اخبار شاہ کے ہاتھ مین آیا بادشاہ نے پڑھنا شروع کیا سب سردار گوش بر آواز ہین فتح ممالک و شکست
مرحلہ جات کا ذکر ہی جملہ سردار اس ذکر کو سن کر بہت خوش ہوے لندھور عاشق جمال صاحبقران مین نہایت
وجد ہوا کہا تشریف لیجانا ہمارے آقا کا خالی از لطف نہین ہی صاحبو انصاف تو کرو اُن ہیجاوُن سے مقابلہ پڑا
کہ جو دعوی خدائی کیے ہوے تھے اُنکے اعتقاد کا مٹانا اُن شہرون کا فتح ہونا اُسکے بعد اب گذر طلسم پر ہوا
خدا اُنکو سلامت رکھے حصول لوح پر اُن مکارون سے مقابلہ اُنھین کا کام ہی سب سردار خوش ہین کہ ایک
تاجر کچھ اسباب لے کر آیا عرصۂ دراز سے فروکش تھا کچھ مال اُسکا نہین بکا اسوقت اُسکا ذکر جو ہوا شاہ نے
فرمایا اُسکو بلا لو مال و اسباب لے کر آئے تاجر آگے حاضر ہوا سرداران نامی و پہلوانان گرامی اُس تاجر سے مال
خرید رہے ہین کہ فرزند صاحبقران علمشاہ عالیشان مع جملہ سردارون کے تشریف لائے تاجر سے متوجہ ہوکے
پوچھا تمھین کچھ اپنے ملک کا بھی حال معلوم ہی تاجر نے کہا اے شہریار آجکل تو وہان معرکہ ہاے عظیم درپیش ہین
شاہان طلسم نور افشان کو بڑی پس وپیش ہی لوح طلسم نور افشان مخفی تھی کوئی نہ جانتا تھا کہ لوح کہان ہی لیکن
یہ اقبال امیر ہی کہ لوح کا حال کھلا اور لوح امیر کو دستیاب ہوئی سب مرحلے فتح ہوے اب قصد تھا کہ جاکر
شاہون سے مقابلہ کرین کوئی پہلوان جنید شتر لب آیا اُسکے ہاتھ سے امیر زخمی ہوے گھوڑا لڑائی سے نکال
لیگیا شاہون کو خبر جو ملی اُنھون نے ایک ساحر کو روانہ کر دیا اُسنے آکر عالم غشی مین لوح بھی لے لی امیر کو قید کر لیا
شاہان طلسم نے اور مدد ہفت پیکر سے منگائی وہان سے بھی ایک ساحر زبردست آیا وہی اُسی قید کے ہمراہ ہی عمرو نے
عیاران بھی کین مگر کچھ نہ ہوا وہ بھی قید ہوے اب قید امیر کی طرف قلعۂ طلسمی کے جاتی ہی ایک نامہ میرے گھر سے آیا تھا
اُسمین سب کیفیت مرقوم تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ شاہان طلسم سترہ لاکھ فوج لے کر قلعے سے باہر نکل آئے اٹالہ بارگاہ
شاہون کا جنید شتر لب لے کر چلا ہی ادھر سے جملہ سرداران امیر ساحر و غیر ساحر اس ارادے سے
چلے ہین کہ لڑ بھڑ کے امیر با توقیر کو رہا کرین یقین ہی کہ دامنۂ قلعۂ طلسم مین مقابلہ پڑیگا یہ حال مصیبت سنتے ہی
بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا سب سے زیادہ لندھور بن سعدان عاشق جمال صاحبقران مین بیقرار
ہو گئے بادشاہ کے سامنے دست بستہ آئے عرض کی حضور اب غلام کو اجازت ملے کہ جاکر لڑ بھڑ کے جان دون
یا اپنے آقا کو چھڑا لاؤن بادشاہ نے فرمایا اے دلاور اے ہند یہ مقدمہ ایسا ہی کہ کوئی تامل کرے سب چل کر اپنی اپنی
جان دینگے خدا نخواستہ اگر آقاے نامدار و مولاے قدر شناس کسی بلا مین پھنس گئے تو غضب ہو گیا ایک طرف سے
شاہزادہ جہانگیر بن صاحبقران یہ کہکر اُٹھے کہ آپ لوگ تکلیف نہ فرمائین قبلہ و کعبہ نے بے وجہ دیر لگائی ہی
وہی نور افشان ہی کہ مین نے جاتے کے ساتھ ہی لوح طلسمی اور گل حیات کو کب حاصل کر لیا تھا ایک مہینا اگر قبلہ و کعبہ

نہ جاتے میان کوکب روشن ضمیر کا خاتمہ تھا اب جا کے سمجھ لونگا غلمشاہ نے کہا اے برادر تم کیون تکلیف کرو میرا
فرزند قاسم وہان موجود ہی ایرج نوجوان بھی ہمراہ ہی ہین جاتے ہی فیصلہ کردونگا جنید شتر لب کو بڑا غرور
ہی عقل و فراست سے دور ہی ایک مقابلے مین سمجھ جائیگا مقابلے مین مردان عالم کے نہ آئیگا بادشاہ نے دیکھا
اسوقت دربار کا عجب نقشہ ہی ہر ایک سردار یہی چاہتا ہی کہ اسی وقت جائین لڑائی پڑ جائے سر کٹ جائے
یار خفا ہون لیکن اپنے آقا کو رہا کرین بادشاہ یہ حال دربار کا دیکھکر گھبرا گئے ایک ایک کو روکتے ہین فرماتے ہین
صاحبو اتنا تامل کرو کہ ہم مفصل خبر منگا لین اس خبر کا کچھ اعتبار نہین ہرکارے جائین مفصل خبر لے کر آئین تب
کوچ کرین یزک خطائی سامنے حاضر تھا فرمایا اے یزک جلد خبر منگاؤ یزک نے حکم دیا گلباد و کلباد دونون
بھائی برائے خبر صاحبقران چلے کئی منزلین طے کرکے ایک نخل کے سائے مین پہونچے وہان ایک فقیر بیٹھا تھا اس
فقیر سے دونون نے ملاقات کی خبر صاحبقران پوچھی فقیر کو جو معلوم ہوا کہ یہ عیاران لشکر اسلام ہین لپٹ کے
دونون سے خوب رویا کہا بھائیو غضب ہوگیا چار برس سے ہین اشتیاق مین اسکے لشکر سے نکلا تھا کہ حیرت سے
شادی کرونگا اب وہ سامان مہیا ہوا تو فلک نے یہ گردش دکھائی صاحبقران و خواجہ عمرو برق وغیرہ قید
ہوئے گلباد و کلباد کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہ چالاک بن عمرو ہی خیریت اور بھی دریافت کین چالاک طرف
صاحبقران کے چلا گلباد و کلباد پلٹ کر سامنے بادشاہ کے آئے دست بستہ عرض کی اے شہریار حقیقت
مین جو خبر حضور نے سنی تھی وہ سب بالکل سچ ہی چہار جانب سے کفار ان بد خو بلوے کرکے چلے ہین جنید
سات لاکھ فوج سے اٹالہ بارگاہ بحر العجائب کا لے کر چلا ہی ادھر سے ایرج جاتے ہین یقین ہی کہ معرکہ ہائے
عظیم پڑین یہ سنتے ہی بادشاہ عالیجاہ تلوار ٹیک کر اٹھے فرمایا یارو تیاری کرو مین اسی وقت روانہ ہوتا ہون
مرکب خنگ سیہ قیطاس مع ساز و یراق اصطبل سے آیا بادشاہ سوار ہوئے لندھور کا شبرنگ تازی
حاضر ہوا اب تو مرکبون پر کاٹھیان پڑنے لگین پانچہزار یا پچیس و پچپن سردار سات ہزار تاجدار اسی وقت
سوار ہوئے جوانان ترکی و رومی بھی مسلح ہو کے تیار ہوئے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ ہم سب کے پہلے پہونچیں
اپنے آقا کو رہا کرین عیاران نامی اپنے افسرون کے ساتھ حقہ ہائے آتشبازی ہاتھ مین پرے باندھے ہوئے چلے
یہ تو روا روی کرتے ہوئے جاتے ہین اب حال جنید شتر لب تحریر کرتا ہون کہ یہ اٹالہ بارگاہ کا لیے ہوئے
بارہ کوس آگے بڑھا ہوا ایک صحرا مین آکے اترا ادھر سے شہزادہ ایرج نوجوان اٹالہ بارگاہ حسامی کا لیے
ہوئے آتے ہین پہلوے کوہ مین اترے منظور یہی کچھ نام کرین ادھر بادشاہ جمجاہ کا ذکر کرچکا ہون کہ دارائے ہند
لندھور بن سعدان نو لاکھ ہندیون کو ساتھ لیے ہوئے فیل میمونہ مبارک پر سوار دست راست کی طرف
فرہاد خان نگیفرلی بسمت دست چپ ارشیدون پریزاد دونون جوانان شیر دل قوت بازو زینت پہلو
لندھور کے ساتھ ساتھ ہین جون جون قطع منازل و طے مراحل کرتے ہین جس منزل پر اترے یہی ذکر سنا کہ فتاح
طلسم نور افشان گرفتار ہوئے اور شاہان طلسم ہفت پیکر نے مدد کی ہی فوجین وہان سے اب برابر چلی آتی ہین اہل اسلام
پر لشکر کشی ہی ہر قریات مین یہی ذکر ہی کہ اب مسلمان زندہ نہ بچینگے لندھور بارہ کوس بادشاہ سے آگے تھے یہ خبرین
جو پے در پے سنین پلٹ کر خدمت مین بادشاہ کے آئے کہا خداوند نعمت اب عرصہ کرنا مناسب نہین ہی جلد تشریف
لے چلیے بادشاہ نے فوج کو حکم دیا کہ دن رات لشکر چلے جب کسی مقام پر بادشاہ ٹھہر جاتے ہین تو غلمشاہ
روتے ہوئے قریب بادشاہ آجاتے ہین کہتے ہین اے شہریار مین نے خوابہائے پریشان دیکھے قبلہ و کعبہ

بڑی مصیبت مین ہین یہ بھی خبر مفصل سنی کہ نہروان بن گرداب بڑے زور و شور سے آیا ہی شاہان ہفت پیکر نے اُسے بھیجا ہی جب کہ بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا یارو چلنے مین جلدی کرو کہ کہین ہم سب سبب بہلدتا بہ صاحبقران پہونچین اپنے آقا کو رہا کرین لندھور بن سعدان کو تاب باقی نہ رہی گز ٹیک کے اُٹھے بادشاہ سے فرمایا اب غلام سے ملاقات ہوگی اگر ہمکو موت لیے جاتی ہی تو جاتے ہی نثار ہو جائینگے اور اگر حیات مستعار باقی ہی تو انشاء اللہ فوراً اپنے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس کو چھڑا لائینگے یہ کہکر باہر بارگاہ کے تشریف لائے ہر چند ساتھ والون نے کہا کہ حضور تامل کرین بادشاہ کے ہمراہ چلیین لندھور بن سعدان نے جواب دیا یارو ہم عاشق صادق جان باکمال امیر کہلاتے ہین ہمکو تو سب سے پیشتر پہونچنا واجب و لازم ہی یہ کہکر فوراً اپنے فیل پر سوار ہوے اور روانہ ہوے یہان بادشاہ نے بھی جلدی کی لیکن لندھور سے پانچ سات کوس پیچھے ہین مگر یہ بھی رواروی کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ایک دن جو لندھور نے کوچ کیا کوہ و دشت کو طے کرتے ہوے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے فیل سے اُترے پہاڑ پر چڑھ گئے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا اُس پہاڑ پر ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بارہ سو برج ہر برج مین ایک ایک رنگین پہلو مین ایک ایک معشوق پریچہرہ میکشی کر رہے ہین وہ نازنین پریچہرہ اپنے عاشق کے سامنے یہ اشعار گا رہی ہی

اشعار

ذوق صہباے سخن طرفہ مزا دیتا ہی | میرے لب کو لب پیمانہ بنا دیتا ہی
مسکرا کے مجھے دشنام وہ کیا دیتا ہی | زہر مین تیغ تبسم کو بجھا دیتا ہی
زلف کا جال جو کاندھے پہ دکھا دیتا ہی | طوطے ہاتھون کے وہ صیاد اُڑا دیتا ہی
تیرا دشنام مجھے لطف سوا دیتا ہی | یہی سم ہی جسے کھاؤ تو مزا دیتا ہی
منہ پہ منہ رکھکے لپٹ جاؤ تمھارے صدقے | بوسہ وہ چیز ہی دونون کو مزا دیتا ہی
پیچ کی گند ھواتا ہی زلفین کبھی بنواتا ہی | وصل مین تو تو بکھیڑون مین پھنسا دیتا ہی
اے مسیحا یہ دوا ابھی ہی تماشا بھی ہی | کیون نہین شربت دیدار پلا دیتا ہی
کبھی دشنام سے خالی نہ سنا اُسکا سخن | اور اُسپر یہ مزا ہے کہ مزا دیتا ہی
خاک ہونے پہ بھی میکش کی زبان بند نہین | لب پیمانہ سے ساقی کو دعا دیتا ہی
رہبری کشور الفت کی بہت مشکل ہی | یہی رستہ ہی جہان خضر دغا دیتا ہی
بس ترے شربت دیدار کا پیاسا ہون مین | کس لیے چاشنی شرم و حیا دیتا ہی
جو مقدر ہی بہر کیف پہونچتا ہی قلق | اپنا حصہ مجھے کیا چرخ اُٹھا دیتا ہی

بارہ سو برج سے اسی طرح گانے کی آواز آتی ہی کیسی کیسی نازنینان مہ جبین گا رہی ہین کہ سننے والون کے کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین جو اُس راستے سے گذرا دیوانہ ہو کے پہلوے کوہ مین جا بیٹھا گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی ہو حق کر رہا ہی ہر سمت سے آوازین ہاے واے کی آ رہی ہین چار سو برج اسطرح پر آراستہ ہین ہر ایک برج مین ایک ایک پہلوان مسلح و مکمل پشت پر چار ہزار جوان اُسی برج مین قواعد ہو رہی ہی فنون سپاہ گری کا صرف ہی لکھنے والے پر حرف ہی ایک دریا بہت بڑا جسمین پانی جوش مار رہا ہی ہزار ہا کشتیان بھرے اُسمین چھوٹے ہوے اُسپر شاہزادیان سوار ایک ایک آفت جان قیامت کا پرکالا کرسیون پر بیٹھی ہین

کبھی گنگنا کے دو چار اشعار عاشقانہ گا دیے سننے والے بیتاب ہوگئے ہزارہا مچھلیان نکل کر گرد پھرتی ہین نہنگان
خون آشام کی حیرانی و سیدم پریشانی عجب لطف دیتی ہی ایک جانب کچھ بروج مین آتشبازی چھوٹ رہی ہی کہین
ناچ کہین گانا کہین میکشی کہین شکار ہورہا ہی کسی شکاری نے تیر مارا آہو نچیا کے گرا سوار گھوڑے سے اُترا چاہا
آہو کو بقربانی ہو نجاؤن کہ آسمان سے آواز آئی او اجل گرفتہ یہ حوالی طلسم ہفت پیکر ہی ظلم و بدعت یہان
کسی پر جائز نہین فوراً آہو غائب ہوگیا اگر کل عجائب و غرائب اس قلعۂ ہفت پیکر کے تحریر کرون ایک دفتر
اسی مقام پر ہو جائے لہذا طول کو موقوف رکھا عجب مقام دلکشا لندھور نے دیکھا کہ فرحت تازہ و سرور
بے اندازہ حاصل ہوتا ہی لندھور پہاڑ پر سے اُترے مگر جلد ہین فیل میموقہ پر سوار ہوکر چلے ساتھ والون سے
کہتے ہوئے کہا دیکھا مقام دلکشا ہی بہت فرح افزا ہی ساتھ والے کہتے ہین کہ ای افسر ہمنے خبر پائی ہی کہ یہ
حوالی طلسم ہفت پیکر ہی یہ باتین کرتے ہوئے لندھور بن سعدان جاتے ہین یہان کا معمار جزیرہ نشین
اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ایک مرتبہ چھت مکان کی شق ہوئی اُسمین سے ایک جوان نامہ دار پیدا ہوا نامہ ہاتھ
مین معمار جزیرہ نشین کے دیا اسنے پوچھا یہ نامہ کسکا تو لایا ہی اُسنے کہا خداوند ہفت پیکر نے یہ
نامہ بھیجا ہی یہ سنتے ہی معمار نے نامہ لیکر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا بعد اُسکے کھول کے نامہ کو دیکھا ایک فقرہ
لکھا تھا کہ ای پہلوان قدرت لندھور بن سعدان فلان صحرا سے لشکر کشی کیے ہوئے جاتا ہی تم جاکے اُسکا
رد کو یہ دیکھتے ہی معمار نے حکم دیا لشکر تیار ہو فوراً سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا فوراً یہ بھی ایک کرگدن مست
پر سوار ہوکے کل لشکر کو ہمراہ لے کر چلا یہان لندھور بن سعدان اُس پہاڑ پر سے عجائب و غرائب دیکھ کر
اُترے ہین وجد کرتے ہوئے تھوڑی دور بڑھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
دیکھا ایک پہلوان قوی تن قوی مین پشت پر سات لاکھ فوج دریا موج وہین سے وہ پہلوان للکارتا ہوا
کہ ای وارد آئے ہند ٹھہر جاؤ اب آگے نہ بڑھنا لندھور نے یہ سنتے ہی فیل کو روکا وہ آتے ہی لگا ورزن بھالا
دونون مین نیزہ چلنے لگا ساتھ والون نے دیکھا دونون جوان نیزہ بازی کر رہے ہین لشکر جمع ہوئے دیکھ رہے
ہین کہ بادشاہ عالیجاہ بھی آکے پہونچے دیکھا لندھور ایک پہلوان زبردست سے نیزہ بازی کر رہے ہین مگر معمار
بھی کسی مقام پر کمی نہین کرتا ایک طور پر نیزہ چل رہا ہی پہر بھر کامل نیزہ چلا لندھور نے چاہا نیزہ نکالدون
ممکن نہوا آخر دونون نیزے ٹوٹے گرزون پر ہاتھ پڑے خبردار خبردار کہکر اُسنے گرز مارا لندھور نے گرز کو
گرز پر روکا تتق گرد پیچیدہ ہوا داراب کشور کشا دوڑ پڑے دل گردہ مین جاکے دیکھا لندھور جھوم رہا ہی چھینٹا
پانی کا مارا لندھور نے آنکھ کھول دی داراب نے پوچھا ای شہریار کیسا مزاج ہی لندھور نے کہا چھٹی کا دودھ
زبان پر لذت دے گیا مگر خدا نے بچایا یہ کہکر ہاتھی کو بڑھایا دونون ہاتھ سے گرز کو اُٹھایا دو دستی گرز سر پر
معمار جزیرہ نشین کے مار دیا اسنے اپنا گرز اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر لندھور نے گرز دو دستی بقہر و غضب
تمام مار ہی دیا گرز جو آکر پڑا فرد تہراق عمودان چنان خاستہ ٭ کہ بگذشت زین طاق آراستہ ٭ گرد اُڑی
معمار کا ہاتھ کانپا دونون گرز آکے سر پر پڑے سر گردن مین گردن سینے مین سینہ اور تمام جسم گینڈے مین تھا
تھلتھلا خون کا بنکر رہ گیا اہلیان فوج لندھور پر آپڑے ادھر سے ہندیان تیغزن و جوانان صف شکن
فوراً جا پڑے دونون لشکر مل گئے ہندیون کی تلوار کی کون تاب لا سکتا ہی لاشون کے انبار لگادیے لندھور
و فرہاد خان بکجزلی و ارغیون پر یزار لڑتے ہوئے قلب فوج مین پہونچے لندھور نے علم فوج کو قلم کیا

فوجین بھاگین مال وغیرہ فوج لندھور نے لوٹا ملازمون نے کہا دیکھیے حضور بادشاہ بھی آ گئے لندھور نے کہا جاکے
میری طرف سے آداب عرض کرو اور کہو کہ حضور وہین تشریف رکھین غلام ابھی حاضر ہوتا ہے لڑائی فتح کر چکا ہون معمار
جزیرہ نشین چڑھ آیا تھا چاہتا تھا کہ بندگان شاہی کو رد کرے آخر جہنم واصل ہوا اب مال لوٹ رہا ہون ہرکارے
نے جاکے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ جمجاہ نے وہین پر اپنی بارگاہ استادہ کرائی علمشاہ بھی آکے پہونچے اب تو سب
سردار آتے جاتے ہین سب کو لندھور بن سعدان کے آنے کا انتظار ہے بادشاہ ذکر کر رہے ہین لندھور
نے بہت ہی جلد لڑائی کو فتح کر لیا دشمن کو شکست دی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ لندھور بن سعدان آکے پہونچے
دونون بیٹے فرہاد خان بکیضرلی وارشیون پریزاد ہمراہ ہین فوج سب دربارگاہ پر ٹھہری سعد بن
قباد تخت پر جلوہ فرما ہین اور سرداران لندھور بھی موجود ہین ایک جانب علمشاہ وغیرہ بیٹھے
ہین سب صاحب لندھور بن سعدان کی جرات کے اوصاف بیان کر رہے ہین لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہے
کہ ملازمان معمار جزیرہ نشین جو لاشہ اسکا لے کر طرف صحرا کے بھاگے ناظرین پر واضح ہو کہ ہفت پیکر نے
سات پہاڑ آراستہ کیے ہین فصل فصل مین اُن پہاڑون پر رہتا ہے کہ ساتون پہاڑون کا ذکر وقت وقت پر تحریر کرونگا
فی الحال خداوند ہفت پیکر کوہ لمعان پر جلوہ فرما ہین اُس حوالی کے لوگ ہر وقت برائے سجدہ حاضر ہوتے ہین
صبح کا وقت ہے دروازہ دیر کا کھلا ہوا ہے گھنٹہ ناقوس بج رہے ہین یکایک ہلڑ ہوا لاشۂ معمار جزیرہ نشین لے کر ملازمان
معمار پہونچے سب نے فریاد فریاد کی صدا بلند کی سات بت طلائی و نقرئی تخت پر اندر دیر کے رکھے ہین گرد اور بھی ہزارہا
بت پتھر کے رکھے ہین جیسے ہی ملازمان معمار نے صدائے فریاد بلند کی بت کلان نے ایک جماہی لی مثل انسان کے
گویا ہوا کہ جلد بتاؤ معمار کس نے مارا سب نے عرض کی یا خداوند لندھور بن سعدان جانشین حمزہ صاحبقران سے مقابلہ
پڑا اُس نے گرز دو دستی اسکے سر پر مار دیا یہ ہاتھ اُٹھا کر رہ گئے اُس گرز نے خاتمہ کر دیا اب وہ لوگ لڑتے بھڑتے تا بہ
طلسم نور افشان جاوینگے یہ سنتے ہی اُس بت نے ایک چیخ ماری آواز دی کہ مسلمانون نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ بندہ
خداوند ہفت پیکر ہے ابھی سزا دیتا ہون یہ سنکر کچھ ملازم اُٹھے دست بستہ عرض کرنے لگے خداوند آپ رحم کیجے ایسا
نہو ہم لوگون پر بھی زوال آجائے آواز آئی خاموش رہو ہم اپنے پہلوان کے قاتل کو سزا ضرور دینگے یہ کہکر
حکم دیا نصف دیر مین پردہ کھینچ دو فوراً پردہ کھنچ گیا بعد چشم زدن حکم دیا پردہ اُٹھاؤ اب پردہ جو اُٹھا دیکھا
لندھور بن سعدان و فرہاد خان بکیضرلی وارشیون پریزاد سجدے مین جھکے ہوئے فریاد کر رہے ہین کہ یا
خداوند ہمکو حمزہ نے برگشتہ کیا آج ہمنے قدرت کو پہچان لیا بت کلان نے آواز دی اے بندۂ خاص الخاص جو آرزو
ہو بیان کرو لندھور نے کہا میری فوج بلوا دیجیے حکم ہوا فوج ہمارے سپہ سالار کی لاؤ اب لندھور دست بستہ
کھڑے ہین وہان اہالیان فوج لندھور بیرون بارگاہ کھڑے ہین قصد ہے کہ خیمہ وغیرہ استادہ کرین کہ زمین شق ہوئی ایک
کنوان ظاہر ہوا جو سوار لشکر لندھور کا کھڑا تھا اُسنے کنوئین کو دیکھکر اپنے کو کنوئین مین گرا دیا اب تو تار بندھ گیا
سب اہالیان فوج لندھور کے اُس کنوئین مین گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب اُسی کنوئین مین گر پڑے
زمین برابر ہو گئی بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی کہ لندھور پہلے غائب ہوے اب ملازمان لندھور ایک کنوئین مین گر گئے
اور پھر کنوان برابر ہو گیا یہ سنتے ہی بادشاہ باہر آئے دیکھا تو کوئی ملازم لندھور بن سعدان باقی نہین ہے سب
غائب ہوے سب سردار اور ان کے ملازم افسوس کر رہے ہین بادشاہ پریشان ہوکے پلٹ آئے بادشاہ نے فرمایا
اے لندھور وغیرہ ہمنے تم سب کو خداوند کریم کے سپرد کیا اب صاحبقران زمان سے سب کیفیت عرض کیجائیگی

اتنا ہمکو معلوم ہوا کہ اہالیان ہفت پیکر سے فساد پیدا ہو گیا اب جان بچانا دشوار ہوگا دیکھیں اب کیا ہوتا ہے
لاچار بادشاہ صبر کرکے طرف لشکر صاحبقران کے چلے مگر دارائے ہند نے جب اپنے کو سامنے خداوند ہفت پیکر
کے پایا عرض کی یا خداوند عمر بھر مجھ سے گناہ سرزد ہوئے اب امیدوار ہوں کہ مجھکو حکم ملے کہ جاکر حمزہ کو
سرکشی کی سزا دوں پسران حمزہ کی مشکیں باندھ کے لاؤں آواز آئی کیا مضائقہ ہے جو خوشی تمھاری لندھور
پلنگ گھوڑے پر سوار ہوئے باہر نکل کے دیکھا سب فوج ہماری پرے جمائے ہوئے کھڑی ہے لندھور نے سب کو
ساتھ لیا طرف صاحبقران کے روانہ ہوئے ہفت پیکر نے اپنے بادشاہ ضحاک سیاہ قلب کو کہ یہی
کوہ لمعان کا بادشاہ ہے بلا کر کہا ہمارے بندۂ لقا کی ہر مقام پر مدد کرنا ایک خیال یہ بھی رہے کہ عرصۂ دراز ہوا
جب ہم نے مسلمانوں کو پیدا کیا تھا اب صورتیں بھی اُن سب کی بھول گئے ایک شخص کو اولاد حمزہ سے ہمارے سامنے
لے آؤ یہ کہکر خاموش ہو رہا ضحاک سیہ قلب نے عرض کی بہت خوب ایسا ہی ہوگا پلٹ کر آواز دی کہ نبیرۂ
حمزہ کو لاؤ یہاں بادشاہ جمجاہ رواردی کرتے ہوئے جاتے ہیں یہی فکر ہے کہ جلد ہی پہونچیں لیکن شہزادہ
ضیغم شیر شکار ایک مقام پر لشکر لیے ہوئے ٹہل رہے ہیں عیار انکا نیرنگ صبا رفتار آسنے بڑھکر خبر
دی کہ جنید شتر لب بارگاہ شاہان نورافشان کا اٹالہ لیکر کل اسی راہ سے گذریگا اور میں نے یہ بھی خبر پائی
کہ لقد روح روان قاسم عالیشان شہزادۂ ایرج نوجوان اٹالہ بارگاہ حشامی کا لے کر وہ بھی اسی سمت آتے ہیں
اور یہ بھی خبر پائی کہ شہزادۂ ایرج نوجوان جنید شتر لب کو ضرور روکینگے یہ سنکر ضیغم شیر شکار بھی اُسی سمت
روانہ ہوئے اس خیال پر کہ پہلے میں جنید شتر لب سے مقابلہ کرکے اٹالہ بارگاہ کا چھینوں اُس ملعون کو قتل کروں
اگر ممکن ہو جد عالی تبار کو بھی قید سے رہا کروں لوح بھی ممکن ہو جائے سب افسروں میں میرا نام ہو اپنے قزاقوں سے یہی کہتے
ہیں کہ یارو جلدی چلو جاتے ہی لشکر دشمن کو خاک میں ملا دو و اپنی جانیں لڑا دو مگر اس لڑائی کو سر کرو اسمیں تمھارا نام ہوگا اور
میری بھی آبرو بڑھیگی میں نے یہ بھی سنا ہے کہ وہ ملعون جنید شتر لب بڑا مغرور عقل و فراست سے بالکل دور ہے شاہان طلسم
کو راہ سے پھیرے دیتا تھا کہ حضور آپ قلعہ طلسمی میں جا کے بیخوف ہو کے بیٹھے میں کل مسلمانوں کا خاتمہ کیے دیتا ہوں ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑونگا مگر انشاء اللہ اگر اس بھیا کو کتے کی موت نہ مارا تو نام اپنا ضیغم شیر شکار نہ پایا ہمارے والد
نامدار نے تو کتنا بڑا طلسم فتح کیا کہ دور دور شہرت ہو گئی اکثر لشکر جد عالی تبار پر بڑے بڑے شبخون مارے ہیں بھی اُنھیں
کا فرزند ہوں اگر وقت شب مقابلہ پڑا تو ایک ہی شبخون میں سب لشکر کا خاتمہ کر دونگا کچھ نام کرنا چاہیے یہ باتیں
کرتے ہوئے گھوڑے بگٹٹ اُڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں انکا ذکر وقت پر تحریر کیا جائیگا اب حال خیریت مآل شہزادہ
ایرج نوجوان بعد شد و مد تحریر کرتا ہوں کہ شہزادۂ ایرج نوجوان سپہ افسروں سے آگے بڑھے ہوئے چلے جاتے
تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی ایرج گھوڑا روک کر کھڑے ہوئے طرف گرد کے متوجہ ہوئے دیکھا
جنید مع فوج آگیا جنید کو دیکھکر بڑا غصہ آیا نیلم و فیلم سے حکم دیا اس ملعون سے جا کر اٹالہ چھین لو چالیس سردار اپنے
اپنے نام کے نعرے کرکے لشکر جنید پر جا پڑے تلوار چلنے لگی مگر جنید وہ پہلوان ہے جسنے صاحبقران کو زخمی کیا
یہ چالیسوں سردار بھی جنید کے ہاتھ سے زخمی ہو گئے فوج بھی اسکے ساتھ بہت ہے عرصۂ دراز تک تلوار چلی ایرج
نے جو دیکھا کہ سردار میرے زخمی ہوئے خود بھی نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر چرخ
صاحبقرانیم و آفاق گیر ❊ لڑتے بھڑتے قریب جنید شتر لب کے پہونچے یہی ارادہ ہے کہ جنید سے مقابلہ کروں
کہ یکایک بوق ترکی کی آواز آئی زمین تھرائی ایرج حیران کہ یہ تو نشان میرے دیوانے اسد کا معلوم ہوتا ہے

کر دیکھا نقابدار ببر پوش لڑتا بھڑتا ہوا چلا آتا ہے لیکن آتے ہی صفون کو درہم و برہم کر دیا ایرج دیکھ رہے ہین کہ حقیقت مین بالکل طرز جنگ اسد نامدار ہے پہلے تیر چلے پھر نیزہ بازی ہوئی اب تلوارین کھینچ کر جو گرے صفون کو درہم و برہم کر دیا ایرج تیزبان نقابدار کی دیکھکر غشش کر رہا ہے کہ جیسا غول مین زیادہ سوار دیکھے ایک گھوڑے کی دُم مین چھچھوندر باندھ دی اسکی وجہ سے سیکڑون جوان پامال ہوے کبھی حقہ آتشبازی کا مار دیا کبھی کسی کے مرکب کی پشت مین نیزہ مار دیا وہ گھوڑا اُچھلا کودا ایک جانب نکل گیا اُسکے نکلنے مین کئی ہزار سوار پامال ہوے خود بھی جنگ کرتا ہوا بڑھا آواز دی ادکر پاس فروش بازاری خبردار الگ رہنا حنفیہ پر دست انداز ہونا یہان سے چلا جا ہم اس ملعون سے سمجھ لینگے ایرج خود آتشخو شعلہ مزاج یہ لفظ سنتے ہی للکار اُٹھا او مغلوک یہ لفظ ہمکو دیوانہ اسد کہا کرتا تھا تو کون ہے نقابدار نے کہا مین بھی تیرا سر کوب ہون تو قوم کا تاجر بچہ تجھکو سپاہگری سے کیا کام ایرج گھوڑا جھکا کر نقابدار پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار ببر پوش نے وار خالی دیا خالی دے کر آواز دی ارے اس تاجرزادے کا سر کاٹ لے ایرج سمجھے کہ میری پشت پر کوئی آگیا گھبرا کے پلٹے نقابدار ببر پوش نے پیچھے سے تلوار کے خود سر ایرج سے گرا دیا اور پہ سے ہاتھ تلوار کا مارا سر ایرج زخمی ہوا ایک ہاتھ شانے پر مار دیا اسطرح ایرج کو زخمی کر کے نقابدار لڑتا ہوا چلا ایرج کو سرداروں نے ہٹا لیا ببر پوش پیچھا نہین چھوڑتا کہ صحرا سے گرد اُٹھی شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی سامنے سے پیدا ہوے ضرغام شیر دل نے خبر دی ای شہریار اور تماشا دیکھیے کہ ببر پوش نے میان تاجرزادے کو خوب ٹھونکا ہے ایرج کے سردار ایرج کو لیے ہوے بھاگے جاتے ہین مثل بقال بھلا لڑنا بھڑنا کیا جانین اسد غازی کو حیرت ہوئی کہ یہ جوان کون ہے بڑا جری و بہادر معلوم ہوتا ہے لیکن شہزادہ ایرج نوجوان کو زخمی دیکھکر بیقرار ہو گئے وہین سے للکارا او نقابدار یہ کیا ناشائستہ حرکتین کرتا ہے ببر پوش آواز سنکر پلٹ پڑا اسد نے نیزہ مارا ببر پوش نے نیزے کو سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا اور رزمان جانبین بھی آپس مین لڑنے لگے اسد غازی شیر بیشۂ حجازی اسنے جو پلٹ کر دیکھا کہ ببر پوش نے ہلکہ ڈال دیا اسد نے غیظ مین آکے نعرہ کیا نعرۂ اسد غازی

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران
شہنشاہ نام آور و کامران

ببر پوش بھی آ پڑا ببر پوش نے نیزہ ہلایا اسد کے گھوڑے کی آنکھ کو تاکتے ہین اسد حیران کہ یہ کون مکار غدار ہے ہماری حرکتین ہم ہی پر صرف کرتا ہے لیکن ببر پوش نے جھکائی دے کر نیزہ مارنے کا قصد کیا اسد نوجوان نظر کردۂ بزرگان گھوڑے سے کود پڑے آواز دی ہان کار یہ کیا حرکت ہے جھککر پالٹ کا ہاتھ مار اچار ون پانون ببر پوش کے گھوڑے کے اُڑ گئے نقابدار گرا اسد چاہتے تو ہاتھ تلوار کا سر اُڑ جاتا لیکن ہاتھ روک لیا شرم دامنگیر ہوئی للکار کر آواز دی ای جوان تو کون ہے ببر پوش نے جواب نہ دیا مگر زیر نقاب آنسو جاری ہوے ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا ببر پوش برس پڑا اسد کب چوٹ کھاتے ہین خالیان دے رہے ہین ایک مقام پر کلائی برہانہ ڈال دیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے باشاہ مردان ضیغم شیر شکار کو اُٹھا لیا چاہا کہ گھیر کر مارون عیار نے آواز دی ای شہریار صورت شرط ہے زمین پر نہ ٹپکیے گا اسد نے ہاتھ سے رکھدیا اب جو نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی اپنے کو شباب مین پایا عیار نے بڑھکر عرض کی آپکا نور نظر پارۂ جگر ہے دار ایلچی ملکہ مہ جبین الماس پوش یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُڑی کہ صحرا مین اندھیرا ہو گیا روے آفتاب چھپ گیا لکہ ہاے ابر سیاہ و سرخ تارے چمکتے ہوے دو بادشاہ ایک تخت پر

تاج سروں پر دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے غرور سروری دماغوں میں گرد ہزار ہا ساحر گھیرے ہوئے بائیس لاکھ ساحروں کے پرے بندھے ہوئے لکہ ہائے ابر سرخ و سیاہ و کبود جوش زن اژدرہ ان آتش فشان پر ساحران بیرفن اُن شاہوں نے نعرے کیے اپنے نام ظاہر کردیے کہ منم سحر العجائب و مصر العجائب شاہان طلسم **نور افشان اسد و ضیغم** و ایرج وغیرہ کو جنگ کرتے ہوئے دیکھا اور جکنید شبستر لب کو ضیغم نے زخمی بھی کیا تھا مگر اس حالت زخمداری میں بھی مصروف حرب و پیکار ہے ہر چند ساحروں کو اشارہ کیا کہ ارے ان سب کو گرفتار کرو **مر بوط برق انداز** ایک افسر دس ہزار ساحروں کو اسی دریائے لشکر سے جدا کرکے بڑھا اور اشیائے سحر ہاتھ میں لیے ارادہ ہوا کہ سحر کرے **اسد** نے طرف **ضیغم** کے دیکھکر فرمایا ای فرزند ہمارا لقب شہنشاہ قبر اقان ہے ساحروں سے جنگ ہے سنبھل جاؤ یہ سنتے ہی **اسد** نے دیکھا کہ **ضیغم** نے تیور بدلے کمر سے نکالکر برق حرکی کو بچایا یا صدا یہ تھی کہ بزنید و بہ بندید اسی ہزار جوان مرکبوں کو چمکا چمکا کے مثل برق جھند یوں جا پڑے کہ ساحر سحر نکر سکے جنسے سحر کرنے کو منہ کھولا قزاق نے تیر تاک کر خطا شعار کے دہن میں مارا کہ پشت سر کو توڑ کر پار گذر را ایک حملے میں دسوں ہزار ساحر مارے گھوڑے اسطرح دوڑائے ہیں کہ گرد کا آسمان بنکر تیار ہوا **مر بوط برق انداز** نے پلٹ کر دیکھا دس ہزار کے لاشے پڑے ہیں اب یہ سب قزاق سنبھل کر قصد کرتے ہیں کہ کل فوج پر جا پڑیں قہر و غضب میں نعرہ کر کے گولہ مارا اور برق چمکائی کہ پانچ ہزار جوان گھوڑوں سے گرے **ضیغم** نے بڑھکر ارادہ کیا کہ **مر بوط** پر جا پڑوں اُسنے انکار کر دیا **ضیغم** کا مرکب بدلگامی کرنے لگا اُسوقت **ضیغم** کی بیقراری کہ باپ کے سامنے یوں مجبور و لاچار ہو رہا ہے ہر چند کوڑے مار کر چاہتا ہے کہ مرکب کو روکوں گھوڑا نہیں رکتا چاہتا ہے اپنی پشت سے گرادوں بنگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھکر پکار اُٹھا اور یہ نظم پڑھنے لگا

نظم

ذکر حق ای بندہ کن لیل و نہار
تا شوی از دام دنیا رستگار
خاکساری پیشہ کن ای خاکسار
سجدہ کن بر خاک عجز و انکسار
ہمچو گون شو سرنگون شو سرنگون
تا خدا بخشد ترا تاج وقار
ہیچ دنیا کار دنیا جملہ ہیچ
ہیچ مال و ملک و عز و اقتدار
عاصیان را ہست امید کرم
بر جناب حضرت آمرزگار
رفت دارا و سکندر از جہان
رفت زال و رستم و اسفندیار
ہیچکس اندر جہان باقی نماند
غیر ذات حضرت پروردگار

اسطرح بیقرار ہو کر **ضیغم** نے دعا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت تک پہونچا دیکھا سب نے کہ صحرا سے گرد اُٹھی ہر چند کہ آمد میں ان دونوں شہنشاہوں کے اتنی بڑی گرد اُڑی تھی کہ تمام صحرا سیاہ ہو گیا تھا اُس گرد کے نزدیک یہ گرد قلیل معلوم ہوتی ہے دامنۂ گرد شگافتہ ہوا علم ہائے گلنار جوانان سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب ہائے باد رفتار پر سوار لشکر معقول آراستہ نعرے کی آواز آئی یا شیدا ای کفاران بیحیا و ای نابکاران بیرد غا ہر کہ داند و اند ہر کہ نداند بشناسد **نعرۂ قاسم**

منم شیر میدان جنگ و جدال
منم نعت خوان جنگ و جدال
زسیف الملک جنگ شد آشکار
منم حامل رایت گیر و دار
منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
فن جنگ من غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان
منم ابن فرزند صاحبقران

ناظرین کو یاد ہوگا کہ قبضے میں شاہزادہ خاور سیاہ کے تیغہ سحر کش ہے اسکا ذکر بھی کر چکا ہوں اب جو قاسم نے دیکھا کہ ساحروں نے قیامت برپا کی ہے **اسد** نامدار و **ضیغم** شیر شکار سحر میں **مر بوط برق انداز** کے مبتلا ہیں اسپے ہی شیر دل ہیں کہ مصروف جنگ ہیں ہیں زندگی سے تنگ ہیں گھوڑا اپنے اختیار میں نہیں تلوار

قبضہ کمان سپر پشتیبانی نہین کرتی کمان مین خم خنجر بے دم تیر طائر پریدہ ترکش مین نظر بند خطائین سرزد ہوتی ہین سنان نیزہ اپنی بدنصیبی پر روتی ہین مربوط جسطرف جا پڑا صفین درہم و برہم کردین اہل اسلام کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا شاہزادہ ضیغم سینہ سپر نہ بے قرار نہ مضطر ایک طور پر تلوار چل رہی ہی مگر قاسم نے دیکھا کہ ساحر کا زور بہر کافر دریائے خون مین تر رہوی قاسم نے تیغ سحر کش کھینچا لشکر کفار پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے چہار طرف سے گولے پڑنے لگے سحر تاثیر نہین کرتا کہ دو سپری گرد آڑی علمہا ے زمرد نگار ظاہر ہوے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی

نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم یل شیر دل کہ سہراب در ستم ز تیغم خجل
زگرداب گشتم چو چنگ آزما فراری شدہ کافر پر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان بدیع الزمان ابن صاحبقران
منم قاتل کافران جہان نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در باختر شد بجنگ تفاگشتہ حیران چو آئینہ دنگ

یہ بھی ناظرین کو یاد ہوگا کہ بدیع الزمان کے پاس لوح محفوظ ہی جو امان صف شکن پشت پر جمے ہوے بدیع الزمان بھی آکر گرے جنگ مین مصروف ہوے بدیع الزمان نے بڑھکر کئی ساحر قتل کیے اب قاسم و بدیع سے نگاہ لڑنے لگی افسرون کے ستھراؤ ہوے ہرچند بدیع و قاسم پر سحر کرتے ہین تاثیر نہین ہوتی مربوط برق انداز قاسم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے تیغ سحر کش پر روکا جھنانے کی صدا بلند ہوئی قاسم نے الجھا دے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اسنے جا بجا گون تیغہ بر قتاب تڑپ کر گرا اخر من ہستی کو جلا دیا گرتے ہی مربوط کے صداے ہیبتناک آنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من مربوط برق انداز بود غریا کو ڈھونڈھکر پھرتی کیا ہی جالوط برق انداز بھائی مربوط کا اسکے کان مین بھائی کے مرنے کی جو آواز آئی جا ہا قاسم پہ جا پڑے ون کر گدن سحر پر کوڑا مارا آتشین کا بار آوازدی او نبیرۂ حمزہ ایسے جوان رعنا کو مارا جسکا مثل نہ تھا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا اچلا تھا کہ ادھر سے شمشیر زنی کرتے ہوے بدیع الزمان آتے تھے انھون نے دیکھا کہ قاسم نے اسکے بھائی کو مارا اب یہ ہمارا حصہ ہی ناحق کا قصہ ہی للکار کر مرکب بڑھا دیا اسکے گردن پر ایک اوجھر سپر کی لگادی جالوط نے ہاتھ تیغۂ سحر کا لگایا بدیع نے لوح محفوظ کو چمکایا اسکی آنکھون مین اندھیرا آیا بدیع نے صاف بہ آسیب سپر تلوار کو اسکی رد کیا تیغۂ طلسمی قبضے مین تھا کمر پر ہاتھ مار دیا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اندھی آندھی سیاہ اٹھی اسکے مرنے کی بھی آواز آئی یہ معاملہ شہروان بن گرداب نے دور سے دیکھا جسم مین رعشہ آگیا قلب تھرایا لیکن سحر العجائب و مصر الغرائب جو بائیس لاکھ فوج سے آکر پہونچے ہین ساحرون سے اشارہ کیا تمام ساحر بلوہ کرکے آپڑے اسد و ضیغم جب ساحر کے سحر مین مبتلا ہوتے ہین قاسم و بدیع اسکو بڑھکر قتل کرتے ہین یہ تدبیر رہائی پاکر پھر مصروف جنگ ہوتے ہین طرز جنگ اسد وہی طریقہ قدیم ہی کہ اشارہ امیرزادے دست راست و چپ پر تلوار یز کھینچے ہوے فتاح پلنگینہ پوش قزاقون پر نعرے کر رہا ہی قزاقان برخید انکے گھوڑے دوڑ رہے ہین گرد و غبار بلند کفار در دمند لیکن کثرت فوج ساحران اسقدر رہی کہ انکے بیچ سے نکل نہین سکتے بدیع و قاسم نے زمین ہلادی اور قصد ہی کہ یہ بادشاہ جو تخت پر ہین انکو جاکر مارین کثرت فوج سے بڑھ نہین سکتے کہ پھر گرد عظیم اٹھی دیکھا سب نے کہ ملکہ اختر و ملکہ خورشید برق وش و ملکہ انجم ستارہ پیشانی و مہر طلعت و فیروزہ وغیرہ آکر پہونچین ادھر ایک جانب شہنشاہ لاچین تخت زبرجدی پر ایکطرف شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دیگر تخت پر ملکہ مہ جبین نقاب چہرے پر ملکہ بہار و مخمور و بران شمشیر زن ہمراہ کوکب

پانچ ہزار جوانان زرین پوش مجمع ساحران دیکھکر موے جسم کھڑے ہوگئے طرف شہنشاہ لاچین کے دیکھا لاچین نے تلوار کھینچکر شمشیر زنی شروع کی کوکب کا اُسوقت قصد ہوا تھا کہ سحر کرون زمین ہلادون لیکن لاچین کو دیکھکر یہ بھی شمشیر زنی کرنے لگے ایکطرف کوکب نے دیکھا کہ چالاک بن عمرو بھی لڑ رہا ہے کوکب نے مرکب بڑھا کر آواز دی ای مہتر والا گہر عیاری تو مجبے کا رنامے کی سنی لیکن آہو وحشی بھی رام ہوا چالاک نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ بزرگون کی عنایت سے کیا تعجب ہے کہ فیضیاب ہون آقاے نامدار صاحبقران عالی وقار کو خدا رہا کرائے تو دل کو آرام آئے مگر نہروان بن گرداب نے جو ساحرون کا بلوہ دیکھا یا تو طرف بدیع و قاسم کے چلا تھا اب سحر کرتا ہوا بڑھا کہ اُدھر سے ملکہ فیروزہ سحر کرتی ہوئی آتی ہین کہ نہروان نے ٹوکا یہ شمع محفل حسن و جمال ماہ آسمان علم و کمال پلٹ پڑین نہروان پر گولہ مارا یہ بیچیا طلسم ہفت پیکر کا رہنے والا ہے اسکے سحر بھی نئے طور کے ہین اُسی گولے پر نگاہ قہر ڈال کر آواز دی ای آہن کیا تجھکو خداوند ہفت پیکر نے نہین پیدا کیا بحق خداوند ہفت پیکر پلٹ جا ملک اخضر وغیرہ نے دیکھا کہ گولہ اُسی مقام سے پلٹا طرف سینۂ بے کینۂ فیروزہ کے چلا کئی کنیزون نے قصد کیا بڑھکر اس گولے کو روک لین اُن سب کے سینون سے گذر کر گولہ قریب فیروزہ کے پہونچا یہ بھاگی غول مین ملک اخضر کے پہونچی وہ گولہ بھی اُسی مقام پر پہونچا کئی ہزار ساحرون کو مارا فیروزہ نے اپنے کو طاؤس سے گرا دیا گولہ نر کا سینے پر پڑا توڑ کر پار گذرا اور فیروزہ لہرا کر گری صاف ثابت تھا کہ ستارہ سحری آسمان سے ٹوٹ کر گرا شور گریہ و زاری کنیزون مین بلند ہوا اور ملکہ خورشید برق وش نے لاشہ فیروزہ کا دیکھا دریا اشکو نکا چشم سے جاری ہوا پکار کر آواز دی ای ملک اخضر اس ملعون نے غضب کیا ایسی شاہزادی کو مارا آج فیروزہ زنار کی ہم پہلو ہوئین لیکن بقول شاعر بیت ای دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری ٭ شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود مراد یہ ہے کہ سب صاحب ہوشیار ہو جائین اب تو یہ چالیسون ساحر سحر کرنے لگے لیکن سحر نہروان تک نہین جاتا اُسکے سحر سے افسر وغیر افسر قتل ہو رہے ہین کہ آسمان سے نیچے برق کے گرنے لگے لاچین و کوکب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ حیرت طاؤس زرین بال پر نعرہ زن ہے کہ باشید ای کفار ان بیچیا و ای نابکاران پروردگا ر منم کنیز امیر جہان گیر صف پیرا آگے لڑین دیکھا لشکر کے پانون اُٹھا چاہتے ہین ملک اخضر وغیرہ بسر جنید کد و کوشش کرتے ہین کسیکا سحر وہان تک نہین پہونچتا نہروان بے ایمان بلا تکلف کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے ہزار ہا ساحر اسکے سحر سے قتل ہوے ہین ایک سمت سے بلوہ ساحران سحر العجائب و مہر الغرائب کا ہے یہ دونون بیچیا سحر تو نہین کرتے لیکن افسرون کو اشارہ کرتے ہین کہ ہان یارو طلسم کشا کیند ہے آج لڑ کر اس لڑائی کو فتح کر دو ذرا مہلت پائین تو طلسم کشا کو قتل کرین حیرت نے جو یہ ہنگامہ دیکھا معرکہ ہاے مغلوبہ ہو تیرا آنکھون کے نیچے پھر گئی بہت روئی لیکن اب جو گاتی باندھکے سحر کرنا شروع کیا کئی لاکھ ساحر قتل کیے قریب بتخت شہنشاہان نور افشان ساتھ ہی تاجدار کھڑے ہین عنبر تاجدار جمال حیرت دیکھکر یہ کہکے بڑھا کہ ای شہنشاہ اس عورت کو گرفتار کر کے لاتا ہون سحر العجائب نے کہا یہ ساحرہ لاجواب زوجۂ افراسیاب بلاے روزگار ہے اسکے منہ نہ چڑھنا عنبر بیتاب تھا جاہی پڑا پکار اُٹھا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ذرا ادھر بھی دیکھلو حیرت نے مسکرا کر آواز دی آؤ صاحب ہم تو خود تمھارے مشتاق تھے جیسے ہی آنکھ چار ہوئی سنان مژگان تو دہ دل کے پار ہوئی آہ کر کے کلیجہ پکڑ لیا گھبرا کے پکار اُٹھا نظم

ہم اُسکی بزم سے اُٹھے تو درد ہوکے اُٹھے		سرشک بنکے گرے آہ سرد ہوکے اُٹھے	

جو مر گئے تھے حسینان سرو قامت پر — وہ لوگ حشر مین آزاد مرد ہوکے اٹھے
دکھائے باد خزانی نے چلکے رنگ نئے — بگولے خاک سے گلشن کی زرد ہوکے اٹھے
مکدر آئے مکدر چلے گلی سے تری — غبار بنکے جو بیٹھے تو گرد ہوکے اٹھے
گھر دن مین بیٹھے تھے کیا کہ گئی بہار جنون — کہ باغ باغ یہ صحرا نورد ہوکے اٹھے
وہ عندلیب خزان دیدہ تھے ترے عاشق — کہ چلکے پھول پس مرگ زرد ہوکے اٹھے
عجب نہین جو قیامت کے روز سنگ لحد — سری لحد سے گناہون کی فرد ہوکے اٹھے
زہے کرم جو بٹھایا بلا کے ساقی نے — جوان بادہ کش پیر مرد ہوکے اٹھے
چلا ہے دوش صبا پر جنازہ عشاق — ملے تھے خاک مین ایسے کہ گرد ہوکے اٹھے
وہ دردمند ہون جو بیٹھ جائے پاس مرے — ملے اسے بھی نہ آرام درد ہوکے اٹھے
بٹھا کے بزم مین اٹھے وہ سرد مہری کی — جگہ بھی گرم نہ کی تھی کہ سرد ہوکے اٹھے
اثر یہ دھوپ مین جلنے کا تھا جو ہون کے — کہ شعلے ویسے جو آئے وہ زرد ہوکے اٹھے
نہ مجھے بھی آتش سوز نہان جلال اگر — یقین ہے کہ دھوان آہ سرد ہوکے اٹھے

عنبر تاجدار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے ملکہ حیرت کے آیا کہا حضور غلام جان نثار حاضر ہے جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے اپنی کمر کا نیمچہ کھینچکر دیا کہا ارے تو کیسا ہمارا عاشق ہے یہ تخت پر جو دونون شاہ بیٹھے ہین ہمین قتل کرنے کو کہتے ہین انکا سر جلد لا ورنہ ہمکو منہ نہ دکھانا عنبر طرف اپنی فوج کے چلا حیرت نے ان سپاہ پر نگاہ سحر آگین ڈال کر کہا اپنے افسر کے ساتھ جاؤ ساٹھ ہزار ساحر عنبر کے عقب مین عنبر بنفیر اور مضطر چلا سحر العجائب کی جو نگاہ عنبر پر پڑی کہا لو یار و عنبر بہ ارادہ فاسد آتا ہے اسے بڑھکر روکو وزرا نے کہا نہین حضور عنبر بڑا ساحر زبردست ہے اسپر کسیکا سحر تاثیر نہ کریگا کہ عنبر قریب تخت کے آیا کہا او نمکحرام ہمارے معشوق کو قتل کرنے آئے ہو یہ کہکے نیمچہ مارا ساتھ والون نے گولے ترنج و نارنج چھپے پیکان کے مارے ہر طرف بنکر چمکے کئی لاکھ ساحر مارا گیا اتو عنبر پر چہار جانب سے اشیا سحر پڑنے لگے لیکن عنبر زخمون مین چور چور لڑ رہا ہے ساتھ والے بھی مصروف حرب و ضرب ہین لاکھون کا کھیت ہوا آخر سحر العجائب نے اپنے ہاتھ سے ایک گولہ مارا کہ سر عنبر کا اڑ گیا ساتھ والون کو فوج شاہی نے قتل کیا اور حیرت نے اسیطرح اپنے افسران نامی کو دیوانہ کرکے قتل کرا دیا جس افسر کو شاہ نے بیجا لڑنے لگا دیوانہ ہوکے آیا آخر خود سحر العجائب نے قتل کیا اور پھر یہ کہکر روئے کہ ہمارا قوت بازو ہیجا مارا گیا اب دمبدم فوجین بڑھتی جاتی ہین ملکہ ظفر ساحران اہل اسلام کو لڑا رہا ہے ہمدیگر دریائے فوج مین نہنگانہ لڑ رہا ہے کہ طبل سکندری پر چوب پڑی اور نعرہ ہوا نعرہ بادشاہ اسلام ہے شہنشاہ شاہان فریدون حشم ✦ بہار گلستان کاؤس و جم ✦ ایکطرف سے شور کر کر لیا فوجین کوہ دن کی جمین ہوئی سنگین و کرچ چلتی ہوئی آگے آگے ان سب کے ایک جوان شیر پنجہ جرات بہرہ دشمن شکست مرکب باد رفتار کو اڑاتا ہوا نعرہ کر کے شریک جنگ ہوا نعرہ علمشاہ ارشد اولاد امیر عرب کیست علمشاہ چو رستم لقب ✦ علمشاہ رومی شہ فیل زور ✦ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ✦ انتو تو حملہ سرداران لشکر اکبر ہو چکے مگر سحر سے لاچار مین خورشید برق وش نے جو یہ خبر دریافت کی کہ یہ حملہ لشکر صاحبقران آ گیا بڑھکر اہل اسلام کو بچانے لگین سینہ سپر کر دیا اب لشکر مین تلوار چل رہی ہے لاشون کے انبار مین

نقیب گرد گیت آوازین لگا رہے ہین قاسم نے جو علمشاہ کو دیکھا دور سے سلام کیا اب تو صفون کو درہم و برہم کر دیا کہ بسبب تیغہ سحر کش کے سحر کسیکا انپر تاثیر نہین کرتا جس غول پر جا پڑے زمین ہلا دی بدیع الزمان سے نگاہ مل رہی ہی اگر بدیع نے بڑھکر رسالدار کو مارا قاسم نے کمیدان کو للکارا بڑھکر ہاتھ مارا بادشاہ عجب ماہ اپنے کو سحر سے بچا رہے ہین ساتون تاجدار تخت سلیمانی کو گھیرے ہوے لڑ رہے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی برق شمشیر و سنان نیزہ و تیر پیکان کے علاوہ کچھ نہین معلوم ہوتا مصنف تحریر کرتا ہی کہ وہ میدان روبروے قلعہ طلسمی ہی چالیس منزل کے گرد مین وہ میدان ہی فوجون سے بھرا ہوا ہی جب سحر العجائب و مصر الغرائب قصد کرتے ہین کہ ہم تخت سے جدا ہوکر ہم کرین افسران فوج مانع ہوتے ہین کہ حضور تکلیف نفرمائین سب ساحرون مین شہروان بن گرداب بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا بدون قتل کیے واپس نہ ہوا کئی مرتبہ اسنے قصد کیا کہ حیرت پر جا پڑون اور حیرت نے بھی ارادہ کیا لیکن بیچ مین اور ساحرونسے مقابلہ پڑ گیا دور سے اکثر سحر ہوے حیرت نے کئی زخم کھائے مگر ابھی زور و شور سے مصروف جنگ ہی جب تخت بادشاہ اسلام ایک جانب آئے قاسم ہوا اور بادشاہ لاچین و کوکب برس پڑے ایک طرف دیکھا تخت پر ملکہ مہ جبین کنیزین پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے بہادرون اور فوجون کو اشارے کر رہی ہین بہادرون نے جھک کر شاہ کو سلام کیا چونکہ قید خانے مین بڑی جفائین اٹھائین رنگ رو متغیر چہرہ اداس سحر سے تو تائب ہین جب حیرت کو سحر کرتے دیکھتی ہین گھبراکر کہتی ہین ہم تو مجبور و ناچار ہین بالکل بیکار ہین ای محمود کے ہمشیرہ دکس قیامت کے سحر کر رہی ہین خورشید برق وش نے لاچین و کوکب سے ملاقات کی انھین بھی زخمی ہی لیکن اسی ولولے سے مصروف جنگ ہی قاسم نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ شاہزادۂ قاسم تصنیف

منم قاسم نهد فتح و ظفر
فریدون حشم رعب اسکندری
منم شیر دل صف شکن پهلوان

منم ابن رستم یل نامور
فن جنگ من غیرت ساحری
منم ابن فرزند صاحبقران

منم شیر میدان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار

منم نعمت خوان جنگ و جدل
منم حامل رایت گیر و دار

اب قاسم نے طرف تخت شاہان نور افشان کے قصد کیا ایک جانب ایرج نوجوان کو کوکب نے جو دیکھا کہ ایرج دریاے خون مین نہائے ہوے باپ کی پشتیبانی کرتے ہوے جاتے ہین انکے عقب مین انکے حملہ سردار ادھر پشت بدیع الزمان پر شاہزادہ نور الدہر صف شکنی کر رہے ہین پر ان اسوقت بیقرار ہی باپ سے گھبراکر کہتی ہی دیکھیے ساحرون مین گھسے جاتے ہین خدا انکو ان بلیاون سے بچالے جی چاہتا ہی کہ تو بہ شکنی کیجیے جنگ مین شریک ہونا واجب و لازم ہی مگر سبحان اللہ ملکہ انجم ستارہ پیشانی کس حسن سے سحر کر رہی ہین کوکب کہتے ہین ای نور نظر جان رہے یا جائے ایمان مین فرق نہ آئے کئی سال کی قید قبول کی اگر خدانخواستہ جان پر بنے مگر ای فرزند تو بہ شکنی غیر ممکن ہی لیکن شمشیر زنی کرکے جہاد کرین اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرین اپنے بارہ ہزار جوانان زرین پوش کو لیکر کوکب بھی جا پڑے قاسم نے کئی مرتبہ اشارہ کیا کہ ای شہنشاہ آپ قصد نہ کرین کوکب نے نہ مانا بڑے لطف سے مصروف جنگ ہوے قاسم بھی بڑھکر افسران فوج پر جا پڑتے ہین صفین اسطرح بندھی ہین کہ بڑے منہابیت دستوار ہی علمشاہ ایک پہلو پر لڑ رہے ہین قصد ہی کہ شاہان نور افشان پر جا پڑون فوجین روکتی ہین خوب خوب تلوار چل رہی ہی لاکھون سر خود سر دن کے محو کردن مین پہلوانون کی ہین بعضے آواز دیتے ہین

فرد
کاسۂ چینی پر اگر منعم نہ کرا تنا غرور + ہنسے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو +

اب جانبین کی فوجین گتھم گتھا

افسران نامدار مرکب ہاے باد رفتار اُڑاتے ہوے نعرے کر رہے ہین ہان بھائیو قدم پیچھے نہ ہٹے چلو جوانو ہ
لوگ لو بلوہ لشکر کا روک لو بادشاہ اسلام حیران ہین یہی خیال ہی ساحرون سے بہر ور دگار سرداروں کو بچائے
جب افسران فوج اسطرح کلام کرتے ہین جنگ کو جوش ہوتا ہی قاسم نوجوان کو عرض کر چکا ہون کہ اس لطف
سے لڑ رہے ہین زبان تیر و کلام و د سے صداے تحسین آفرین آرہی ہی تمام فوجین پشت پر جمی ہوئین تیغہ سحر کش
ہاتھ مین معروف جنگ ہین اوھر بدیع الزمان جواب دیتے جاتے ہین کہ ای فرزند سبحان اللہ کس لطف سے لڑ رہے
ہو آجتک ایسا معرکہ نہ پڑا تھا قاسم کو اور زیادہ جوش ہوتا ہی دونون فوجین جمی ہوئی لڑ رہی ہین بادشاہ اسلام
سعد بن قباد بڑے تکلف سے تشریف لائے ہین تمام سردار پشت پہ پشتیبانی کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی
سب نے دیکھا کہ داراے ہند لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار ایک طرف فرہاد خان بکھیڑ بلی
ایکجانب ارشیدون پریزاد پشت پر لولاکھ ہندی جمے ہوے چلے آتے ہین جو طریقے ان ہندیون کے ہین اپنے
رنگ مین جمے ہوے پشت پر اپنے آقا کے چلے آتے ہین لندھور نے آتے ہی طرز جنگ کو دیکھا آتے ہی
نعرہ کیا کہ منم داراے صاحبقراے سواد اعظم ملک ہندوستان دشمن مسلمانان افسر نامور بندہ خداوند ہفت پیکر
یہ جو لندھور نے نعرہ کیا سب حیران ہوگئے مالک نے پکار کر آواز دی لو یارو پکاو ہنا دار آیا ارے یہ تو اس سے
پوچھو کہ خداوند ہفت پیکر کون شخص ہی یہ کمکے مالک نے ولائتی دکھائی لندھور نے وہین سے آواز دی
ادعرب سو سمار ریگ بیابان شمار سامنے تو مردان عالم کے آباد شاہ سے پکار کے آواز دی ای شہریار مجھے
آپ کا کسیقدر پاس ہی رومال سے ہاتھ باندھکے چلے آئیے مین خداوند سے خطا معاف کرا دونگا اب ہینے اپنے
پیدا کرنے والے کو پہچانا ابتک نہ سمجھے تھے کہ خداوند کون ہی آجتک حمزہ نے ہمکو برگشتہ کیا اب آنکھین کھلین
بادشاہ نے منہ پھیر لیا فرمایا یار و جانشین صاحبقران کو کیا ہو گیا دست چیپون نے کہا وہ ہمیشہ کا قابو پرست ہی
یون جان بچائی اب خداوند ہفت پیکر کا پرستار بنکر آیا مگر لندھور بولا کہ ہندیون کو لیکر معروف جنگ ہوا فیل میمونہ
پر سوار کئی مرتبہ فیل سے کود کود ڈیڑھ دو چار کو قتل کیا پھر سوار ہوا کہ شبرنگ تازی پر سوار ہوے لڑتے ہوے
جاتے ہین کہ اُدھر سے قاسم آتے تھے للکار کر آواز دی او ہندی یہ کیا حرکت ہی ادھر آ یہ سنتے ہی لندھور مثل
شعلہ جوالہ جا پڑا آپس مین نیزہ چلا قاسم نے نیزہ لندھور کا توڑ ڈالا قاسم نے اپنے ساتھ والون سے کہا
تم دم بھر کو ہٹ جاؤ مین اس ہندی کے سمجھے لیتا ہون یہ قابو پرست اسی دن کا مشتاق تھا پھر تو یہ ملال
اسکا یہ حال خداوند ہفت پیکر کا پرستار ہوا قاسم نے جب نیزہ لندھور کا توڑا لندھور نے گرز پر ہاتھ ڈالا
چاہا سر قاسم پر لگاوے قاسم لپٹ پڑے لندھور بھی لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین
کہ کس زور و شور سے قاسم و لندھور لڑ رہے ہین صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی یہ دونون شیر ٹکرا رہے
ہین بادشاہ اسلام بھی قریب آگئے سحر العجائب وغیرہ بھی دیکھ رہے ہین کہ لندھور و قاسم سے کشتی ہو رہی
ہی کہ علمشاہ قریب آئے پکار کر آواز دی ای نور نظر یہ ہندی بچنے نہ پاے قاسم جھک کے لڑنے لگے کسی مقام
پر پکڑ لائے ایسے دو چار گھسے مارے کہ لندھور کی پسلیان کڑک گئین جانتے ہین نکلون نکل نہین سکتے دو چار
مقام پر قاسم نے ایسی لندھور پر زیادتی کی کہ لندھور گھبرا گیا سر اُٹھا کر طرف کوہ لمعان کے دیکھا پکار کر آواز
دی یا خداوند ہفت پیکر بچا لیجئے جیسے ہی لندھور نے یہ پکار کر کہا ایک غبار زرد ظاہر ہوا تھوڑے عرصے
مین وہ غبار رفع ہوا دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا چلا آتا ہی طریقے سے یہ ثابت ہوا کہ طائر تھا اُڑتا ہوا

چلا گیا لندھور پھر چمک کے لڑنے لگا ہنگامہ گیر و دار بلند ہی علمشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ قاسم نے کئی زور
عمدہ کیے کہ لندھور گھبرا گئے مالک انکی فوج پر آ پڑے یہ کیکران غمکو اعوان کو مار لو بیچا اون کو پھر بادشاہ کا پاس
نہین عربون سے اور ہندیون سے تلوار چلنے لگی کئی ہزار عرب کئی ہزار ہندی مارے گئے فرہاد خان و دارشیون
و مالک نے زخمی کیا عادل شیر دل و فاضل شیردل بھاگے لندھور کے فوج کو لیکر پیچھے ہٹے یہان لندھور و
قاسم سے یہ نوبت بہم پہونچی کہ قاسم لندھور کو پکڑ لائے مین چاہتے ہین چت کرون لندھور ایسا جوان نہین
ہو کہ قاسم کے چت کرنے سے چت ہو جائے قاسم نے گردن پر ہاتھ رکھکر چاہا کہ مارون داراب عیار کھڑا ہو
دیکھ رہا ہو کہ قاسم نے یہ قصد کیا تو داراب بھی پکار اُٹھا یا خداوند عفت پیکر وقت مدد ہو جیسے ہی داراب
نے یہ آواز دی زمین کانپی لندھور و قاسم زمین مین غرق ہو گئے جسطرح قطرہ آب زمین مین غائب ہوتا ہو ایک کنوان
ظاہر ہوا اہالیان فوج لندھور نے جھک کر دیکھنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ اس کنوئین مین روپیہ بھرا ہو زر کی چاہ
مین کنوئین مین پھاندنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین نو لاکھ ہندی کنوئین مین کود کر غائب ہوے بادشاہ حیران ہو گئے
سیارہ بن عمرو عیار قاسم یہ میدان مین دیکھ رہا تھا چاہا سپر شمشیر آقا کی اُٹھا لون جسطرح پر کہ قاسم و لندھور
غائب ہوے تھے اسیطرح سپر و شمشیر بھی گئی اب تو سب حیران ہو گئے کہ یہ کیا معرکہ ہوا تھوڑی دیر آخر اپنے اپنے
بستردن پر جا لو سر جھکا کر بیٹھے ہین ہر ایک سے ذکر تھا کہ یارو دیکھا تمنے کہ خداوند عفت پیکر کیا صاحب کرامات
ہین لیکن لندھور کا حال سنیے کہ یہ جو غائب ہوے یہ زمانہ وہ ہو کہ خداوند عفت پیکر نے کوہ مشک فام پر
ظہور فرمایا ہو سب بندے جمع ہین سجدے ہو رہے ہین بیچ مین ایک تصویر کلان سونے کی مثل انسان کے باتین
کر رہی ہو حکم و احکام جاری ہو رہے ہین کہ ایک مرتبہ لندھور کی آواز آئی تصویر نے کہا ہمارے بندہ کو یہ کچھ مصیبت
ہو اسکا حریف بھی ساتھ آئے یہ کہکر تصویر ہنسی وہان لندھور و قاسم غرق زمین ہوے یہان سب نے دیکھا
لندھور مع سعدان و قاسم نوجوان خود بخود مثل بید کے کانپے اور دونون غرق زمین ہوے لشکرون مین ہلچل تھا
جو صف جمائے کھڑے تھے ان سب نے آواز دی یا خداوند عفت پیکر تو برحق ہو کیا تیری صفت بیان کرین ہم
تیری قدرت کاملہ کو دیکھ رہے ہین یہ کہکے سب نے طرف فرہاد خان کے دیکھا کہا اے افسر اعلی چلیے خداوند یاد
فرماتے ہین فرہاد نے یہ سنتے ہی باگ کو پھیرا کل لشکر کو ہمراہ لیا طرف صحرا کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام نے
ہرکارون سے اشارہ کیا دیکھو یہ سب کہان جاتے ہین خامیان خیبری چلے دو کوس تک گئے دیکھا کہ ایک
مقام پر صحرا مین کنوان ہو اُس کنوئین سے آواز آئی اے بندگان من کیا چاہتے ہو اگر دیدار قدرت کے مشتاق ہو
اسی کنوئین مین پھاند پڑو ہرکارے تو یہ صدا سے مہیب سنکر الگ ہوے فرہاد و دارشیون نے آواز دی یارو آؤ
اب نہ رکو دیکھو کیا قدرت خداوند عفت پیکر ہو پردہ ہائے حجاب ہماری تمہاری آنکھون اُٹھائے گئے یہ کہکے
گینڈا اپنا کنوئین مین ڈال دیا سب اہالیان فوج نے گھوڑے اسی چاہ مین ڈال دیے پیدل بھی پھاند پڑے
گویا یہی چاہتے تھے نو لاکھ ہندی کنوئین مین گر پڑے جب وہ سب گر چکے ہرکارے لرزان و ترسان قریب
چاہ آئے جھک کر دیکھا کہ کنوان خالی ہو ایک آئنہ بجائے آب چاہ مین لگا ہو ہرکارون نے آئینے کو دیکھا تلعی
کھل گئی دیکھا ایک کوہ وہان خلقت کا انبوہ ہی اور وہ پہاڑ فیروزے کا ہو ایک تصویر سونے کی تین تصویرین
دست راست پر اور تین دست چپ پر کھڑی ہین بیچ مین وہ تصویر سونے کی اور ہزارہا آدمی سجدے کر رہے ہین
کہ لندھور و قاسم بھی سامنے جا کر بیٹھے لیکن ہرکارون نے دیکھا کہ لندھور دست بستہ سرنگون کھڑے

کہ رہے ہین یا خداوند اُس بندۂ خوابی کو بلوائیے نبیرۂ حمزہ بڑا سرکش ہی سرکار ون نے دیکھا کہ اُس تصویر نے آواز دی ارے بندۂ خوابی کو جلد لاؤ کہ جھنکار کی زنجیر کی آواز آئی قاسم نوجوان مسلسل و مطوق سامنے تصویر کے آئے ایک زنگی زنجیر کو تھامے ہوے جیسے ہی قاسم اس مقام پر آگئے مثل اہل اسلام کے سلام کیا تصویر سے آواز آئی او بندۂ خوابی اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتا او زنگی اسکو مودب کر اُس زنگی نے سونٹا اُٹھایا پس قاسم نے قید توڑ ڈالی اُس زنگی کو ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا بے سر کا جوان کہ رہا ہی او نبیرۂ حمزہ قدرت کے سامنے یہ بے ادبی دیکھ کیا قدرت ہی کہ سر جسم پر نہین ہی لیکن کلام کر رہا ہون اب دیکھ سر بھی میرے جسم پر موجود ہی قاسم نے دیکھا حقیقت مین سر اُسکا اُسیطرح جسم پر درست ہی لیکن چند کس نے قاسم کو گھیرا قاسم نے اپنے نام کا نعرہ کیا النعرۂ قاسم تصنیف مصنف

صنم ابن رستم یل نامور فن جنگ مین غیرت ساحری	صنم شیر میدان جنگ وجدل زسیف الملک جنگ شد افتخار	صنم نعمت خوان جنگ وجدل صنم حامل رایت گیر و دار	صنم قاسم نقد فتح و ظفر فریدون حشم رعب اسکندری صنم شیر دل صف شکن پہلوان

صنم ابن فرزند صاحبقران النعرہ کر کے قاسم نے دو چار جوانون کو مارا تھا کہ تصویر نے آواز دی او بندۂ خوابی کیا بے ادبی ہی بر من نگر صنم خداوند ہفت پیکر ای فیروز سیاہ پوش تو بہر قدرت ہی اس بھٹکے ہوے کو ہدایت نہین کرتا ہرکارون نے دیکھا ایک تاجدار لباس فیروزی پہنے ہوے سامنے سے آیا کہا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی ای یوسف ثانی یہ کیا بے ادبی ہی پیدا کرنے والے کے سامنے یہ گستاخی بس اب دیکھو جنکو تم نے قتل کیا وہ سب صفت خداوند کر رہے ہین یہ دیکھو تصویرین سونے چاندی کی سب صفت خداوندی مین ہر زبان مین ہوے اسواسطے یہ سامان قدرت عیان ہین او برگشتہ بخت جلد سجدہ کر اب دیر نہ کر ورنہ غضب خداوندی مین مبتلا ہوگا زندہ نہ بچیگا پس قاسم نے تلوار پھینکدی اُس سونے کی تصویر کے سامنے واسطے سجدے کے جھک پڑے آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اب مین نے آپ کو پہچانا تو خداوند برحق ہی ایک قطرۂ نجس سے ہمکو پیدا کیا ہم کیا تیری صفت کرسکتے ہین حمزہ نے ہمکو برگشتہ کیا حکم ہو کہ مین ابھی جاؤن اور حمزہ کی مشکین باندھکر لاؤن خداوند سے زیادہ ہمین کون پیارا ہی تو خداوند ہمارا ہی اُس بادشاہ تاجدار کو حکم ہوا کہ اس بندہ کو تو قصر عشرت مین لیجاؤ ایک ہفتہ ہمراہ پریزادان مرصع پوش کے عیش کرے بعد مقتے کے جاکر مسلمانون سے معروف جنگ ہو فیروز تاجدار نے آکر قاسم کا ہاتھ تھام لیا اشک پاک پونچھے اور اپنے ساتھ لیکے چلا ملحوظ رہے کہ ہرکارے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین کہ فیروز تاجدار قاسم کو لیکر ایک قصر مین آیا دیکھا ایک قصر عالی ہی ہر کنگرۂ قصر پر ایک ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا ہی بزبان بے زبانی تعریف خداوند ہفت پیکر مین مصروف ہی دروازہ قصر کا فیروزی چمک رہا ہی اندر سے قصر کے چند نازنینان حور مثال آفتاب جمال نکلین آگے اُنکے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن رشک چمن مسکراتی ہوئی سامنے قاسم کے آئی قاسم کی جو نگاہ اُسکے جمال بیمثال پر پڑی تیر مژگان تو دل کے پار ہوے انتہا کے بیقرار ہوے پکار اُٹھے نظم

وہ خود حسن پر اپنے مائل رہا یہین مدہوش وہ مست ناز و ادا یہ کیسی ہوا باغ مین چل گئی	ہر آئینہ اپنے مقابل رہا عجب رات بھر رنگ محفل رہا نہ بلبل نہ گل کوئی اے دل رہا	سدا زلف جانان پہ مائل رہا دل ابروے جانان پہ مائل رہا لبے لاکھ غمزے وہ ہوتا ہی کیا لپٹ کر وہ سویا کیے سات ہم	اسیر بلا طائر دل رہا سدا کشتہ تیغ قاتل رہا جو آگے نقاب وہ نہین دل ربا مراد مدعا مجھکو حاصل رہا

اُس مہ جبین نے مسکرا کر جواب دیا صاحب اسقدر نہ گھبراؤ ہمارے قریب آؤ اسم اقدس آپکا کیا ہی ہمکو خداوند ہفت پیکر نے تمھارے ہی واسطے پیدا کیا ہم حیران تھے کہ ہمارے قصر پر مرقوم تھا کہ این قصر معشوقۂ نبیرۂ حمزہ ہمین یہ حیرت تھی کہ دشمن تک کیونکر پہونچینگے مگر زہے قدرت نمائی ہے جسے جلالت خداوندی کس لطف سے ہمکو اُپسے بلایا آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے قاسم نے خوش ہوکے کہا ای جان جہان و آرام دل عاشقان میرا قاسم ابن رستم لقب ہی یہ طالب جان بلب ہی قریب آؤ قصے وصل کے سناؤ اُس آفت جان نے قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا قاسم کو ساتھ لیکر اُس قصر جلالت نشان مین داخل ہوگئی ہر کارے بہ غور دیکھ رہے ہین کہ اُس قصر مین ایک خانہ باغ ہی عندلیبان خوشنوا نے زمزمہ سرائی سنائی پھولون نے آنکھین کھولین ہنگامہ حیرت قاسم نے دیکھا طفلان غنچہ مسکرائے آواز دی ای سرو خرامان حسن وجمال ای کوکب درخشان برج کمال آج تو روز عید ہی کیا ساعت سعید ہی کہ معشوق پری پیکر پہلو مین باغ جنت پیراے سکونت ملا اب غنچۂ آرزو دکھلا اُس مہ جبین نے قاسم کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے آواز دی ارے صاحبو آج کیون خاموش ہو راگ و رنگ کا جوش ہو یہ سنتے ہی ایک کنیز اپنے مقام سے اُٹھی سامنے قاسم کے آکے یہ اشعار گانے لگی

نظم

رہتا ہون مین مدام طلبگار آفتاب — دکھلا دے ساقیا مجھے دیدار آفتاب
اس خاکسار کی یہی خالق سے ہی دعا — ذرے کو بھی نصیب ہو دیدار آفتاب
وہ رشک ماہتاب اگر بے نقاب ہو — ہوجائے سرد گرمی بازار آفتاب
خورشید کو وہ زہرہ جبین دے جو حسن وام — گردون پہ مشتری ہو خریدار آفتاب
کوتاہ اس سے عقل ہو اور اُس سے نور چشم — یہ کار ماہتاب ہی وہ کار آفتاب
اُس مہ کو پیتے دیکھتا ہون رات کو شراب — نقب کو نصیب ہی مجھے دیدار آفتاب
تصویر ابروؤن کی ہی ابرو ہلال کا — رخسار ون کی شبیہ ہی رخسار آفتاب
تارے جبین خط شعاعی کو دیکھکر — چمکے جو نور نیزۂ خونخوار آفتاب

قاسم گانا اُس مہ جبین کا سنکر جھوم رہے ہین اختلاط ظاہری اُس نازنین سے ہو رہا ہی کہ تھوڑی دیر کے بعد اُس معشوق نے کہا کیون ای شہریار اسقدر کی غفلت خداوند نے کیا فرمایا تھا آپ کو کچھ یاد ہی قاسم نے کہا سوائے تمھاری آرزوے وصل کے مجھے سب کچھ فراموش ہی تمھاری محبت کا جوش ہی نازنین نے کہا صاحب میرا دل دھڑک رہا ہی خداوند سے پوچھ لو قاسم نے کہا مین کیونکر پوچھون اُسنے کہا یہ جو سامنے ہی نخل وحی اسکا لقب ہی قدرت کا نام لیکر ایک برگ توڑیے اُسی برگ مین حکم تحریر ہوگا قاسم نے اُٹھکر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر کیا حکم ہوتا ہی ای نخل وحی حکم دے یہ کہتا تھا کہ ایک برگ پر بخط جلی مرقوم ہی کہ ای شیر بیشۂ شجاعت و ای یکہ تاز میدان جلالت آسمان عزو شرافت کے ماہ شہزادہ خاور رسیاہ تیرہ پرورش خداوندی ہی چونکہ تمکو خداوند نے طلب فرمایا ہی اب تمنے اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا ہرچند کہ تمکو تنہا طلب کیا ابالیان فوج تمھارے عاشق زار ہین قیماس خان وغیرہ فوج دریا موج کو ساتھ لیے ہوے در قصر عشرت پر حاضر ہوے ہین مسلح ہو کر باہر جاؤ اپنے ساتھ لیکر ان سب کو بہ سالار قدرت اصلی پر لشکر کشی کرو مشکین باندھکر باغیون کی لاؤ تمنین عہدۂ جلیل ملیگا اور وارا ے سند لند ھور بن سعدان کو تمھارے ماتحت کیا گیا ہی انکو بھی ہمراہ لو بہت جلد جاؤ اس معاملۂ عظیم سے فراغت کرو برگ نخل سے جو یہ حکم ملا اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہ معشوق خوبرو خوشخو

ہمارے ساتھ منسوب ہوئی یہ کہکر آئے کہ لو صاحب تمہین خداوند ہفت پیکر کے سپرد کیا وہ مہ جبین رونے لگی کہا کیون صاحب مین راتین فراق کی کیونکر کاٹون گی مجھپر کیا گذرے گی جب تمکو یاد کرونگی بیقرار ہوکر فریاد کرونگی قطعہ

وحشت وحشت مین مجھے فکر تن عریان نہین ۔ خار ہون لیکن خیال گوشہ داماں نہین
باغ مین وہ گل ہی خندان ناخن گریبان نہین ۔ ہی طلسم تازہ خالی برق ہی باران نہین
ذرہ نہین گر وقت بے وقت آئین باہر طفل اشک ۔ شیر کے ناخن کی ہیکل ہی صف مژگان نہین
ایک شق آفتاب اسمین نمایان دو ہلال ۔ ہو عیان دو سفر سے خندان لب جانان نہین
مثل فانوس خیالی گرد تصویرین بھی ہین ۔ کون ہی اس شعبدہ کا جو بلا گردان نہین
نور رخ مین یہ عیان پنہان وہ جیسے آفتاب ۔ تیرے دانتون کے برابر اختر تابان نہین
خار اور خونخوار ہین باغ جہان مین ہم نصیب ۔ موسم گل مین شگفتہ غنچہ پیکان نہین
شکل صاحب درد سیدہ ایک سی ہو پر بڑا فرق ۔ زخم ہین ہر چند خندان پر لب خندان نہین
جانے کا فوز پھر بھی مشک افشان ہی فلک ۔ سایہ زلف صنم ہی یہ شب ہجران نہین
ہنسنے گل دیکھے ہزار دن سوجھتا ہی اسکو خاک ۔ نرگس شہلا برنگ دیدہ حیران نہین
دن مین آنکھون مین برنگ دم دیدہ جگہ ۔ پر کرون کیا بزم عالم مین کوئی انسان نہین
لاغری سے یان نہین ہی جسم لیکن جان ہی ۔ جسطرح سے جسم تصویرون کا ہی اور جان نہین
کیا عجب گر میکشی ہو عہد پیری مین مباح ۔ شرب اکل طفل ہو منہ مین اگر دندان نہین
کو نظر آتا نہین لیکن دہان یار ہی ۔ کون کہتا ہی جہان مین چشمہ حیوان نہین
نامہ اعمال ناسخ ہی تری زلف سیاہ ۔ آفتاب حشر ہی یہ عارض تابان نہین

قاسم نے آنسو پونچھے کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان نہ گھبراؤ مین بہت جلد آؤنگا عاشق و معشوق کی رخصت کلمات حسرت دونون کی عجب صورت بڑے عشق قاسم رخصت ہوے جمال بے مثال اُسکا دیکھتے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باہر آئے اپنے کو جو دیکھا مسلح مکمل پایا حیران تھے کہ کس نے ہتھیار میرے جسم پر آراستہ کیے صرف تیغ سحر کش نہ تھا اور سب ہتھیار قدیم پائے اوصاف خداوند ہفت پیکر کرتے ہوے باہر آئے دیکھا تیماس خان خاوری فوج کو لیے ہوے کھڑے ہین عمر و گورزاد ختنی بادشاہ لشکر ہین عیار سیارہ بن عمر و موجود ہین سب سامان قدیم سردار ندیم صف بستہ حاضر ہین سب نے سلام کیا سیارہ نے مرکب زہرہ جبین سلیمانی حاضر کیا قاسم پشت مرکب پر سوار ہوے چاہتے ہین لشکر لیکر چلین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا دارائے ہند لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سوار ہزار لاکھ ہندی پشت پر فرہاد و ارشیون ہمراہ آتے کے ساتھ قدمبوس ہوے لندھور فیل سے کودے قاسم کی قدمبوسی کی کہا ای شہریار اب آنکھین کھلین حقیقت مین دنگل رستم آپ کا حق ہی مین نے ناحق کشتی گیری کی ہواداری کی اسی گرے کشتی گیر کو ہیو ند خاک کرونگا قدرت خداوند ہفت پیکر کو دیکھو کہ ہمکو اور تمکو ملا یا قصر بہشت مین داخلہ ہوا حور قصور کی ہزار برس وہان رہے طائران جنت نے آگاہ کیا کہ ای لندھور جلد جا نبیرہ صاحبقران ہرا لے ہفت بلا صاحبقران جاتے ہین مین قصر بہشت سے نکلا بیرون قصر اپنی فوجون کو پایا ہاتھی پر سوار ہوا خداوند ہفت پیکر کا نام لیا تمھارے پاس آکر پہونچا قاسم نے کہا ای عم نامدار مین بھی قصر عشرت مین تھا معشوق

پری چہرہ کو چھوڑ کر آیا ہون قلب پر صدمہ ہی دیکھیے یہ دن جدائی کے کیونکر گذرین میرے قلب پر صدمہ ہی نظم

ٹپکیگی سیل خون عرش برین سے
اُتر جائینگے وہ دش نازنین سے
نہین ہی حسن مین تو دل لگی کو
پسینہ جنکا وہ پونچھے جبین سے
گئے وہ غیر کے گھر ہمنشینو
مجھے شکوہ ہی زلف عنبرین سے
نہین ہی غیر تو ضد سے ہماری
اُٹھے ہین سیکڑون فتنے کمین سے
تمھین دیکھا ہی جبسے غیر کے ساتھ
تری اس شرم آلودہ جبین سے
ہماری خاک جس تربت مین ہوگی
ذرا اچھا نگاہ واپسین سے
نہین اُسکو لحاظِ دشمن و دوست
بڑھی ہی دو قدم روح الامین سے

ٹپکتا ہی یہ میری آستین سے
لیے جاتا ہی میرا اُسکی بزم مین شوق
ترا غم لیتے جائینگے یہین سے
نہین ہم قابل الفت تو شاید
قیامت کو بلاؤن کہین سے
یہ کیسی موت ہی جو خضر جیسی
وہ ہنستے ہین ہمارے ہمنشین سے
قیامت ہی ترے صدقے مصیبت
بڑھا ہی وہم کا رتبہ یقین سے
نصیبون کی خرابی عشق مین ہی
محبت ہوگی پیدا اُس زمین سے
ہمین کو قتل کرنا مسکرا کر
حذر کر تو بھی آہ آتشین سے
نہ نکلا دم دم بسمل تو نواب

نزاکت گر یہی ہی تو فرشتے
ابھی ہین اُٹھکے آیا ہون وہین سے
الٰہی ایسے بھی دنیا مین ہونگے
ملائک آئینگے عرش برین سے
رہا غش وصل مین خوشبو سے انکی
خجل ہین میرے وقت واپسین سے
یہ کون آیا کہ جسکے اُٹھتے ہی
مجھی کو مانگ رب العالمین سے
کھلا جاتا ہی راز وصل دشمن
عیان ہی یہ تری چین جبین سے
غضب حسرت بھری ہی انجمن ظالم
پھر اُلٹا اُسکا شکوہ بھی ہمین سے
دبی ہی آہ میری جو فلک پر
ہوئی دل کو تسلی آفرین سے

ان اشعار آبدار کو پڑھکر قاسم بہت روئے کہ کان مین آواز آئی اے بندۂ قدرت خداوند ہفت پیکر کو تیرا ملال ناگوار ہی جس منزل پر شب کو اُتریگا اُس حور بے قصور کو اپنے پہلو مین پائیگا ملال قلب دفع ہو جائیگا تصویر بھی تو تیرے گلے مین موجود ہی دیکھ لے قاسم نے سر جھکا کر دیکھا تصویر اپنے محبوب مطلوب کی اک کاغذ پر کھنچی ہوئی گلے مین پڑی ہی قاسم نے تصویر کے بوسے لیے وہ نازنین بہشتی قاسم بے اختیار پکار اُٹھے فرد نقشہ بنا کے مانی نے مانگی جو اپنی داد ٭ تصویر بول اُٹھی مرے حاضر جواب کی ٭ اب قاسم خوشی خوشی لندھور کو ساتھ لیکر براے مقابلۂ صاحبقران چلتے ہین اس داستان کا ذکر طلسم ہفت پیکر مین ہوگا لشکر کشی قاسم مع لندھور بر صاحبقران و مقابلہ ہاے عظیم از علمشاہ رومی کہ وہی اس طلسم کے فتاح ہین اب حال خیر مآل اُس مغلوبہ کا گذارش ہوتا ہی ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین کہ سحر العجائب و مصر الغرائب بائیس لاکھ فوج سے لڑ رہے ہین لشکر صاحبقران کی تباہی و نہروان بن گرداب کہ جو طلسم ہفت پیکر سے آیا ہی اہالیان لشکر صاحبقران عاجز و لاچار ہو رہے ہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و ملکہ مہر طلعت و النجم اختر پیشانی ساحران لاثانی ہاتھ سے نہروان کے سیار گلشن جنان ہو چکے صاحبقران قید ہین خواجہ عمرو برق بھی گرفتار ہوئے صرف بیچارہ ملک اخضر فوج ساحران کو ساتھ لیے ہوے زخمون مین چور چور قصد ہی کہ طرف صحرا کے نکل جاؤن لیکن فوج نہروان گھیرے ہوے ہی بدیع الزمان شیر اندر رہے ہین بسبب لوح محفوظ کے اسیر کسیکا پنجہ قابض نہین ہوتا اس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ پرے کے پرے پامال کر دیے دامان صحرا لاشون سے بھر دیے اب نہروان نے کہا کہ یارو پسر حمزہ کو گرفتار کر لو چار طرف سے فوجین چلین اب یہ قصد ہی کہ سحر نہ کرین اور بدیع الزمان کو گرفتار کرین بدیع الزمان ایک نخل کے سائے مین خون مین

نہائے ہوئے کھڑے ہین کہ ملک اخضر خون مین نہایا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے قریب بدیع الزمان
آیا عرض کی ای شہریار بڑے بڑے ساحر مارے گئے ملکہ انجم اختر پیشانی بھی سیار گلشن جنان ہوئین
ملکہ حیرت خوب لڑین آج حیرت نے خون کے دریا بہا دئیے مگر جب سامنے شہروان کے گئین سحر کمی
کرتا ہی حقیقت مین اگر شہروان نہوتا تو کوئی حیرت کا جواب نہ دیسکتا ای شہریار ابھی تک بحر العجائب و
سحر الغرائب نے سحر نہین کیا مغرور نمکحرام ساحرون کو لڑوا رہے ہین جب وہ سحر کرینگے کیا غضب ہوگا
کون جواب دے سکیگا اگر حضور کے خلاف نہو تو دست چپ کا پہلو خالی ہی مین بڑھکر سحر کرون نکل چلیے
بدیع الزمان نے کہا ای ملک اخضر قبلہ وکعبہ قید مین لوح طلسمی پاس شہروان کے ہی حرز ہیکل بھی اسنے چھین
لی کیونکر نکل چلین خواجہ عمرو و برق بھی قید مین افسوس کوئی صورت رہائی کی نہ نکلی یہ باتین کر رہے تھے
کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا دیکھا کوکب روشن ضمیر وشہنشاہ لاچین وبہار و مخمور وملکہ مہ جبین الماس پوش
واسد غازی وشاہزادہ ضیغم شیر شکار وغیرہ تین سو سردار رحملدار بیقرار بھاگے ہوے آکر پہونچے لشکر ساحران
انکے تعاقب مین چاہتے ہین ان نامیدان کو پکڑ لین مگر بارہ ہزار سواران زرین پوش ہمراہیان کوکب بجان بازی
لڑے سب سردارون کو بچا کے لائے ہین سامنے بدیع الزمان کے آکر فریاد کی کہ حضور مجمع ساحران
نے ان ثابت قدمون کو زخمی کیا اب چاہتے ہین ان کو پکڑ لین ہمنے جانبین دین افسرون کو بچا پایا جیسا
حضور فرمائین وہ کرین بدیع الزمان نے کہا مین ابھی جاکر سب کو شکست دیتا ہون یا اپنی جان دونگا یہ کہکے
مرکب بڑھایا نعرہ کیا قضائے کار شہروان بن گرداب نے سرجوش جادو کو مع تین لاکھ ساحرون کے
حکم دیا ہی کہ کوکب ولاچین کو پکڑ لو کوئی سردار باقی نہ رہے سرجوش آگے بڑھا ہوا سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ
بدیع الزمان سامنے سے پہونچے آواز دی او ملعون کہان جاتا ہی سرجوش پلٹ پڑا دیکھا ایک جوان
ساحرون کو قتل کرتا ہوا آتا ہی سمجھا یہ بھی کوئی ساحر ہوگا گولہ مارا بدیع نے لوح محفوظ کو چمکایا سحر باطل ہوا
یعنے گولہ چھٹ کر گر گیا سحر سرجوش نے کیے لیکن بدیع الزمان پر تاثیر نہ ہوئی تیغہ سحر کھینچ کر جا پڑا انکی ہاتھ
مارے شعلے بھڑکے پتھر برسے بدیع الزمان پر تاثیر نہوئی بدیع الزمان نے الجہاد کے ہاتھ نکال کر
لوح محفوظ کو چمکایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا شہروان بن گرداب نے سپر سحر کو آگے کر دیا تیغہ جو چمک کے
گرا مع سپر سرجوش کے دو ٹکڑے ہوئے شہروان تو مطمئن ہوا تھا کہ اب سرجوش سب کا خاتمہ کریگا
اسنے امیر کو قید خانے سے نکالا عمرو و برق کو بھی بلایا کہا کیون ساربان زادے تونے سامری وجمشید پیروان
کو مارا ہم بندگان بہتر و برتر ہین یعنے خداوند ہمارے ہفت پیکر ہین تیرا اگر ہمپر نہ چلا ہمنے کیونکر گرفتار کر لیا
ہین پیغمبر خداوند ہون تجھکو ہدایت کرتا ہون کہ خداوند ہفت پیکر کا ہر جگہ ظہور ہی جو تو ہم پر مکر کریگا برابر
کھل جائیگا عمرو نے کہا ای پیغمبر نامرسل حقیقت مین خدائی خداوند ہفت پیکر کی درست ہی میرے سامنے
کھڑے ناچ رہے ہین مین نے بخوشی سجدہ کیا میری خطا معاف ہوئی یہ سنکر شہروان خوش ہوگیا کہا خلعت
لاؤ مین اسکو سرفراز کرون چہار جانب سے ملازم دوڑے چاہتے تھے عمرو کو رہا کرین کہ ایک زاغ
سیاہ نے آواز دی او شہروان کیا کرتا ہی یہ بڑا دغا باز حیلہ ساز مکار و غدار قاتل وملحد ومفسد ہی اپنی چرب زبانی
سے غش ہی شہروان رک گیا تیغہ کھینچ کر چلا کہ او ساربان زادے پیغمبر کے سامنے مکر وحیلہ کرتا ہی
اپنی عیاری سے کرتا ہی چاہتا تھا کہ عمرو کو قتل کرے آندھی سیاہ اٹھی کان مین آواز آئی کہتی مرا نام من

سحر جوش جادو بود نہروان نے سر پیٹ لیا کہا یارو خلیفہ روے زمین مارا گیا اب کون ہدایت کریگا یہ کہکے جیب پہاڑ چند گولے فوج بدیع الزمان پر مارے ملحوظ خاطر ناظرین ذوالاقتدار رہے کہ صاحبقران تو بیہوش آ کے پڑے ہوے ہین عمر و برق بندھے ہوے بیٹھے ہین اسی تخت پر شیشۂ اسم اعظم بھی رکھا ہی ایک طرف لوح طلسمی رکھی ہی اُسکے پاس حرز ہیکل بھی ہی نہروان آواز قتل سحر جوش سنکر بہت جھلایا سحر کرتا ہوا اچلا چند ساحر براے حفاظت صاحبقران چھوڑے وہ ساحر صاحبقران کو گھیرے ہوے کھڑے ہین اب دو کلمہ داستان حیرت بیان گذارش ہوتے ہین کہ وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو و زیج خنجر ابرو ہجران دیدہ آفت کشیدہ دختر بلند اختر سحر العجائب حسن و جمال مین یکتا غنچۂ آرزوے دل کشا اپنے باغ مین رنجیدہ بیٹھی ہی کنیزون کو حکم دیا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری صاحبو ہمارا گھر برباد ہوتا ہی مین بھی جاؤن اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن کنیزون نے عرض کی ہم ابھی جاتے ہین خبر مفصل لیکر آتے ہین یہ کہکر چند کنیزین باز و لقلق و قرقرے بنکر روانہ ہوئین ملکہ انتظار مین بیٹھی ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین اور یہ غزل پڑھ رہی ہین

نظم

جوش سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان
مجھسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا
چلا رہا ہون یاد دل گم شدہ مین مین
تا جیب طول چاک قبا سے سحر گیا
اب دست احتیاج اٹھانے سے فائدہ
افراط نازکی سے گران کمر گیا

کیا آج جلد بنیر نظر کام کر گیا
دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اُتر گیا
رو نہ جز ابھی پاس رہنا آگیا مجھے
ای میرے لاڈلے مرے پیارے کدھر گیا
اللہ رے کرشمۂ تیغ ادا سے یار
برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم

اُف تک نہ کر سکے کہ جگر سے گذر گیا
اللہ ری سیاہی شام شب فراق
منکر ہوے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا
جاگو غنودگان اجل خواب تا کجا
کوئی فریب کوئی طپان کوئی مر گیا
تنگی نے اعتقاد مین دل سے کھو دیا
طی جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

ابھی بیقرار و بیتاب منظور یہ ہی کہ اپنا راز ان سب سے چھپاؤن حال دل بیتاب سے کوئی آگاہ نہ ہو کبھی فرماتی ہین کیون صاحبو سب طرح شکست پائی جاتی ہی جو سامان ہمارے والد نے کیا اُسمین خرابی پڑی مشہور رہتا تھا کہ لوح طلسم معدوم ہی کسکو اُسکا حال معلوم ہی یا یکایک یہ انقلاب ہوا کہ لوح طلسمی امیر کو ملی سرحد جات فتح ہوے اب صرف شاہان طلسم سے مقابلہ باقی ہی دیکھین کیا انجام ہوتا ہی خود بخود دل رہتا ہی کنیزین کہ رہی ہین واری آپکے والد نے شاہان ممالک کو طلب فرمایا ہی سنا ہی سات سو تاجدار بافوج کثیر آئے ہین اب طلسم کی بھی فکر ہو جائیگی سب اسی تدبیر مین ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرین ملکہ نے کہا صاحبو ان واہیات باتون سے کیا فائدہ ہی طلسم کشا پر پنجہ قابض ہونا بہت دشوار ہی دیکھو اب کنیزین گئی ہین خبر لیکے آتی ہونگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک کنیز بشکل عقاب آکر پہونچی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ملکہ نے گھبرا کے پوچھا کیون نرگس کیا دیکھا نرگس نے کہا واری بڑا غضب ہوا شاہان طلسم ہفت پیکر نے اپنے پیغمبر نہروان بن گرداب کو روانہ کیا امیر زخمی ہو کر صحرا مین کہین پڑے تھے دشمنون نے جا کر اُنکو گرفتار کر لیا لوح طلسمی حرز ہیکل اسم اعظم سب اپنے قبضے مین کر لیا عمر و برق نے عیاری کا تار باندھ دیا لیکن کوئی عیاری نہ چلی برق و عمر دونون بھی گرفتار ہوے اب کل لشکر صاحبقران کا آج تیسرا دن ہی کہ ایک طور سے مصروف جنگ ہی ستر ہ ساحر اُن نامدار لشکر طلسم کشا کے ہاتھ سے نہروان کے مارے گئے صرف ملک اخضر و حیرت سحر کر رہی ہین اور یہ بھی خبر پائی ہی کہ لشکر منصور جانفشان امیر گرفتار ہو کے سامنے خداوند ہفت پیکر کے گیا اُسکی تقدیر دیکھا سجدہ

کیا بحکم ہفت پیکر یہان آئے آکے قاسم سے لڑے اب قاسم دلبند صورت دونون غرق زمین ہوئے نہین معلوم کہ انپر کیا گذری تین شبانہ روز گذرے ہین کہ مغلوبہ ہورہی ہی مہر وان بن گرداب نے قیامت برپا کی ہی حیرت ہی ایسی ساحرہ ہی کہ اُسکے سحر سے بچنی ہی ورنہ سترہ سرداران نامی مثل ملکہ انجم و مہر طلعت اُسیکے ہاتھ سے راہی ملک عدم ہوئے ہر چند سردار کوشش کرتے ہین کہ امیر کو رہا کرین ممکن نہین ہوتا صرف شاہزادہ بدیع الزمان بجرأت لڑ رہے ہین کہ انپر کسیکا سحر تاثیر نہین کرتا نہین معلوم اسکا کیا سبب ہی اور ابھی تک آپکے والد و عمر نامدار نے سحر نہین کیا صرف فوج کو حکم دیا ہی جب ہم لوگ خبر لیکر چلے تھے اُسیوقت مہر وان نے امیر و عمر و برق کو بلوایا تھا کہ قتل کرون ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ لوح طلسم بھی اُسی مقام پر رکھی ہی شیشۂ اسم اعظم بھی اُسی مقام پر موجود ہی یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا نے آہ کی زمین پر گرین مثل مرغ بسمل تڑپنے لگین اب بیقراری نے سر اُٹھایا ہوش و حواس مین خلل اُسی حالت اضطرار مین منھ سے نکل گیا کہ ای فلک کجرفتار ای گردون غدار ای عشق خانہ خراب اب تجھکو کیا منظور ہی قلب ناصبور ہی ہائے یہ کیا غضب ہوا یہ کلمات جو ملکہ نے کہے آنکھین پھرنے لگین موت کے آثار چہرۂ زیبا پر ظاہر ہونے لگے کنیزین پیٹنے لگین ملکہ غنچۂ آرزوے دلکشا کی وزیرزادی ملکہ عندلیب خوش نوا اپنے قصر مین بیٹھی تھی یہ غل سنکر نکل آئی کنیزون نے پکار کے کہا اے خیر خواہ شمشاد قد اکڑتی ہوئی سامنے آئی کہا حضور ذرا ملکہ کا تو آکر حال دیکھیے ہم سب پیٹتے ہین ملکہ بحالم سے چھوٹتے ہین ہی کہ اتنی منھ سے بجز آہ کے آواز بھی نہین نکلتی ہم انپر تصدق ہو جائین ہماری بھولی بی بی بچ جائین یہ سنکر عندلیب خوش نوا روتی ہوئی قریب آئی یہ حال دیکھکر سر اپنے زانون پر رکھ لیا منھ پر منھ رکھکے آواز دی واری آنکھین کھولیے اپنی کنیز قدیم سے حال دل کہیے آسمان کے تارے توڑ کر لاؤن ارشاد تو ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی مین آنکھون سے بجا لاؤن اگر کہین طبیعت مائل ہوئی ہو تو مجھسے ظاہر فرمائیے ملکہ نے آنکھین کھولدین کہا ای خیر خواہ کیا پوچھتی ہی ہم اب رخصت ہوتے ہین لیکن ایک احسان کرنا کہ جنازہ اُسطرف لیجانا اور کہنا مسیحائی فرمائیے ٹھوکر لگائیے میری روح کو راحت ہو ۔ نظم

گردش چشم سے سُرمے کا مفر کیا ہوگا	دیکھو گے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا	ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے
پھیر لے مجھسے وہ بے دید نظر کیا ہوگا	خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے	مین اگر جان بھی دونگا تو مفر کیا ہوگا

اس سوز و گداز سے ملکہ نے یہ اشعار غیرت آثار پڑھے کہ عندلیب خوش نوا رونے لگی کہا واری بس ایسے کلمات نفرتیے کنیز خیر خواہ کا دل نہ دکھائیے برائے خدا اُس معشوق کا نام تو بتائیے مین جاکر لاتی ہون آپکے پہلو مین بٹھاتی ہون ملکہ نے کہا ای عندلیب کس زبان سے کہون غضب ہو گیا امید ملاقات نہ رہی وہ صاحب شوکت دشمنون مین قید ہین قتل کے سامان ہو رہے ہین اصل یہ ہی کہ مین طلسم کشا پر مائل ہوئی اب تک خبرین آنکی فتح کی پاتی رہی دل نتردد منزل کو سمجھاتی رہی اب مہر وان بن گرداب طلسم ہفت پیکر سے آیا تمام ساحران نامی اُنکے لشکر کے مارے گئے صرف ایک فرزند اُنکا اس آفت کو جھیل رہا ہی جان پر کھیل رہا ہی اب تین دن گذر چکے ہین کہ شکست ہو چکی ہی دو سردار جاکر ہفت پیکر کے مطیع ہوئے ساحرون مین فقط ملک اخضر باقی ہی وہ آخر کہانتک لڑیگا نام طلسم کشا سنتے ہی عندلیب نے سر پیٹ لیا کہا واری اگر طلسم کشا کی فتح ہوئی سلطنت کوکب کو ملیگی آپ کے باپ دیچا قتل ہونگے یہ خیال دل سے دور کیجیے غنچۂ آرزو نے کہا ای وزیرزادی اسیواسطے مین نام نہ لیتی تھی کہ تو مجھکو سمجھائیگی اور میرا دل میرے اختیار مین نہین ہی سمجھانے سے دل

گھبرا تا ہی اگر ہو سکے تو کچھ علاج کرو ورنہ ہمکو ہمارے حال پر چھوڑ دو جسوقت مین سنونگی کہ دشمن آنکے قتل ہو گئے فوراً جان دیدونگی اتنے عندلیب گھبرائی کہا واری اگر صبر ممکن نہین ہی تو پھر پردہ پوشی کیسی چلئے انکی شریک ہو جیے اگر نہروان کو مار آئے تو رہا کر لیا لڑائی فتح ہو گی نہین اپنی اپنی جان دیدینگے یہ سنتے ہی ملکہ شگفتہ ہوئین کہا ای خیرخواہ مجھکو گوارا ہی تیاری کرو عندلیب نے آواز دی بارہ ہزار کنیزین آراستہ ہونے لگین اسباب سحر جسم پر لگائے سامنے ایک قصر تھا اسمین قفل لگا ہی ملکہ نے کہا ای عندلیب یہ گھر مکلل بجواہر ہی نہ باقی بابا جان کی ہستا تھا کہ اسمین سرمہ سامری ہی جو اسکو آنکھ مین لگا لیگا اسپر ہر ایک کا سحر تاثیر نکریگا جلد اسکو مجھکو تو کنجی تلاش کی حسب کلید نکلی ملکہ نے نیمچہ مارکے قفل کاٹا اندر اُس قصر کے تنہا گئین دیکھا ایک سنہری پتلی ایک سرمہ دانی ہاتھ مین لیے کھڑی ہی ملکہ کو دیکھکر کہا کیون حضور وقت بربادی طلسم آگیا یہ سرمہ حاضر ہی چشم حق بین مین لگا نیے برائے مقابلہ دشمن جائیے یہ کہکے آسنے سرمہ دانی ہاتھ مین دی ملکہ نے وہ سرمہ آنکھون مین لگایا جسم مین قوت آگئی باہر نکلین کنیزون نے جواب جمال جہان آرا کو دیکھا ضو سے عارض انور کے آفتاب و مہتاب شرمندہ تھے چشم کی یہ کیفیت ہی کہ رعب و دبدبہ آنکھون سے ہویدا ہی عجب جلال تیور سے پیدا ہی عندلیب نے کہا واری ہمارے اعتقاد مین تو اب ایسے کوئی مقابلہ سحر مین نہین کر سکتا اسوقت عجب جلال و تہور آپ کے چہرے سے ہویدا ہی صاف ظاہر ہی کہ اگر سامری و جمشید بھی مقابلے مین آئین تو شکست کھائین ایک جانب سے ملکہ عندلیب خوش نوا اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے آئی شعلۂ جوالہ بنی ہوئی بارہ ہزار کنیزین دُر در گوش مرصع پوش ہر ہر پائے آتشین پر سوار آگے سب کے ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا پہلو مین عندلیب خوش نوا پشت پر بارہ ہزار کنیزین سر پہ ابر مروارید کا سایہ فگن اس زور و شور سے طرف میدان کارزار کے چلین اور ایک مقام پر کا ذکر منظور ہی انکا تو حال تحریر ہو گا لیجئے کہ جناب حکیم اشرف الحکمت دختر بلند اختر انکی ملکہ صبیح بادلہ پوش کہ عشق انکا صاحبقران سے لکھ چکا ہون صاحبقران کو حکیم صاحب نے عجائب دہر اب بھی اپنے دکھائے تھے یہ بھی صاحبقران پر واضح ہوا تھا کہ جملہ معشوقین ملکہ صبیح بادلہ پوش کی خدمت مین حاضر ہوئین تھین یہ اسپر ثابت ہی کہ یہ حکیم جامع الکمالات ہین از نسل حکیم لقمان واقف کاران طلسم انہین کو لقمان ثانی بھی کہتے ہین اپنے قصر حکمت مین جلوہ فرما ہین خبرین جو فتح مرحلہ جات کی پائین خوشی خوشی محل مین آئے بیٹی کے سامنے بیان کیا کہ بی بی تمنے سنا صاحبقران کو لوح طلسم ملی فلان مرحلہ جات فتح ہوا فلان ساحر مارا گیا ہنگامہ عظیم برپا ہی جب خبر فتح ملکہ صبیح بادلہ پوش نے سنی باپ کے جانے کے بعد جانماز بچھائی دو رکعت نماز شکریے کی پڑھی کچھ رقم نکالکر خیرات کی محل مین چہل پہل ہو گئی ایک شب کو ملکہ صبیح بادلہ پوش یاد مین صاحبقران کے بیٹھی ہین کنیزون سے باتین کر رہی ہین فرماتی ہین کیون صاحبو کچھ حال صاحبقران کا نہ معلوم ہوا کنیزین عرض کرتی ہین آپ کے والد نے ہرکارے بھیجے ہین یقین ہی خبر آئے ملکہ صبیح کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آج دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

دل اُسکو دیا ہمنے تقصیر اسے کہتے ہین — مارا غم فرقت نے تعزیر اسے کہتے ہین
ہم خواب مین وان سوگئے تدبیر اسے کہتے ہین — وہ نیند سے چونک اُٹھے تقدیر اسے کہتے ہین
جو مجھسے گریزان تھا کل اُسکو مین گھیرا ئے — باتون مین لگا لایا تقریر اسے کہتے ہین
مین خاک ہوا مرکر وہ دفن کو آیا — اکسیر اسے کہتے ہین تسخیر اسے کہتے ہین

دیوانی سی جنگل مین پھرتی ہی پڑی لیلی
پی جبکہ شراب آسنے کندن سا بدن تھا
شکل اُسکی مصور نے کھینچی ورق دل پر
بے جرم کیا بسمل الھون ہی جوالان کو
محفل سے اُٹھانے کا جب قصد کیا اُسنے
سو قتل کیے خون ہی ابرو مین نہ مژگان مین
جتنا وہ گریزان ہی پی دل نالان ہے
انجام کو کچھ سوچو کب قصر بناتے ہو
ہین پیش نظر اپنے ہر وقت تصور رہین

جذب دل عاشق کی تاثیر اسے کہتے ہین
سونا اسے کہتے ہین اکسیر اسے کہتے ہین
نقاش اسے کہتے ہین تصویر اسے کہتے ہین
سفاک اسے کہتے ہین بے پیر اسے کہتے ہین
والستہ مین غش لا یا تزویر اسے کہتے ہین
شمشیر اسے کہتے ہین اور تیر اسے کہتے ہین
صیاد اسے کہتے ہین نخچیر اسے کہتے ہین
آباد کرو دل کو تعمیر اسے کہتے ہین
ہیرون کی لبس ای ناسخ تسخیر اسے کہتے ہین

کنیزون نے عرض کی حضور نہ گھبرائین خیر خیر و عافیت ملا چاہتی ہی ملکہ نے کہا صاحبو دل کو دل سے راہ ہی اپنا حال بہت تباہ ہی ذرا الدسے دریافت تو کرو کسی حیلے سے کہ صاحبقران پر کیا گذری ہمنے جو علوم حاصل کیے شباب مین گل پڑے تسخیرات کی جنات حاضر ہوئے ہین موکل دست بستہ رہتے ہین یہ علم کب کام آئیگا کل شب کو مین نے اوراد یاد ہاب جو کیا موکل سامنے آیا ملول و حزین تھا ہر چند پوچھا صرف اتنا کہا کہ آپ کو کیا خیال ہی زمانہ رنج و ملال ہی ہر چند مین نے بلایا پھر نہ آیا اُسوقت سے طبیعت کو انتشار ہی کہ یہ کیا ہوگیا یہ کہکے ملکہ نے مسیح عشرت افزا وزیرزادی کو آواز دی مسیح سامنے آئی کہا ذرا خدمت مین والد کی جاؤ صاحبقران اعظم کا حال دریافت کرو یہی کہنا کہ بعد فتح مرحلہ جات کچھ حال نہ معلوم ہوا ای مسیح ایسی حکمت سے پوچھنا کہ میرا کہنا ثابت نہ ہو مین بھی مجبور ہون بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ میرا شوہر صاحبقران اعظم ہی اسمین کیونکر فکر نہ کرون دل کو خود بخود بیقراری ہی مسیح عشرت افزا چلی ملکہ زنبیح بیٹھی دعائین مانگ رہی ہین کہ پروردگار خبر نیک سنوائیو رنج و ملال کی صورت نہ دکھائیو نظم

حق بیان حق خواہ و حق گو حق نیوش
بیکسی با گوش قدرت ای سمیع
سر زند سینہ بشکل دیگ جوش
بار کی یا بند در در بار تو
تا سبک گردم از ان بار دوش
گاہ در بیداری گاہے بخواب
بر کمال فضل تو امیدوار

خالق السمان را تو کردی مرحمت
عرض حال بندگان زار گوش
عیش و غم یکسان بود نزدیک شان
مردم گندم نما و جو فروش
بندہ در فکر مآل خویشتن
گاہ اندر بیشی گاہے بہوش

ذات پاک تست یا رب پردہ پوش
مال و جاہ و علم و فضل و عقل و ہوش
عاشقانت را ز سوز عشق تو
ہر یکے داند برابر نیش و نوش
در رمز ما از سر ہم بار گناہ
گاہ خاموش است و گہ اندر خروش
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

سجادہ بچھا ہوا ہی دعا کر رہی ہین مسیح عشرت افزا بخدمت اشرف جاکر آب حاضر ہوئی دیکھا حکیم صاحب بیٹھے رو رہے ہین مسیح نے عرض کی کیون حضور خیر تو ہی حکیم صاحب نے کہا ای مسیح کیا بیان کرون غضب ہوگیا میرے بزرگ لکھ گئے ہین کہ ملکہ صبیح بادلہ پوش زوجۂ صاحبقران اعظم ہی مین نے اس تحریر پر فخر کیا صاحبقران سے تحریر بھی لی لیکن غضب ہوا ہالیان طلسم ہفت پیکر نے شاہان نور افشان کی مدد کی صاحبقران قید ہوگئے ابھی مجھکو طائر راز نے خبر دی کہ تین شبانہ روز گذرے ہین مغلوب ہو رہی ہی بڑے بڑے نامی سردار ساحران غدار مارے گئے لشکر صاحبقران کا خاتمہ ہی مین رو رہا ہون

کہ یہ کیا غضب ہوا مسیح نے کہا اوری اسوقت مین جاکر شریک ہو جیے صاحبقران کو اس بلا سے بچا لیجیے
تیرا آپکا احسان ہوگا یہ سنکر حکیم ہوشیار ہوے کہا ای مسیح جاکر صبیحہ بادلہ پوش کو خبر کرو کہنا بی بی تم بھی چلو
حقیقت مین تو نے بڑی بات کہی اگر اسوقت مین مدد نہ کی پھر کس کام آینگے یہ کہکر ایک آواز دی کہ یارو وقت مدد کا
الالبیان ہفت پیکر پر لشکرکشی کرنا منظور ہے ہماری ریاضت کا پھل ملے یہ آواز دیتے ہی چالیس جوان حسین
و جمیل بانیغہ ہاے برہنہ سامنے آئے کہا حضور چلین جنات کی یہ مجال ہی کہ ہمسے مقابلہ کرین براے چند ساعت
راستہ طلسم ہفت پیکر کا بند کردین گے کہ نہ کوئی جاسکے نہ آسکے حکیم صاحب تخت پر سوار ہوے چار جوان حسین نے
بڑھکر کاندھا دیا یہان ملکہ صبیحہ بادلہ پوش کو مسیح عشرت افزا نے خبر دی آپ کے والد جاچکے پرتیار رہین
تخت پر سوار ہو چلیے آپ بھی آراستہ ہون ملکہ نے کہا آمادہ ہیکیا دو لونڈی ہاتھ واسطے دعا کے اٹھاے کہ پروردگار
مظفر و منصور کرانا یہ کہکے دستک دی دیکھا ایک پریزاد سامنے آئی دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہے فرمایا
منظور ہے براے مدد صاحبقران جاتین خبر تو لے کیا ہو رہا ہی پریزاد غائب ہوئی تھوڑی دیر مین ہانپتی ہوئی
آئی عرض کی لشکر پر صاحبقران کے شکست ہوئی سب ساحران نامی مارے گئے حضرت ملک اخضر باقی ہین
اور فرزند صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان گھرے ہوے ہین جنگ ہو رہی ہی صاحبقران کو براے قتل
نکالا ہی حضور اپنے طور پر چلین شہروان بن گرداب ہفت پیکر کا پیغمبر ہو بنکر آیا ہی اُسکے سحر کی پناہ نہین دیتا ہی
بہ پاکر رہا ہی لوح طلسمی الگ رکھی تھی دل مین آیا کہ گلے مین صاحبقران کے ڈال دون حضور نے حکم نہ دیا تھا
ورنہ خاطمہ کر کے آتی ملکہ نے ایک چوکی صندل کی نکالی اُسپر سوار ہو کے دستک دی بارہ پریزادین گرد آئین ایک
نے بڑھکر ایک ہیکل زرین گلے مین ملکہ صبیحہ کے پہنائی نظر مردم سے غائب ہوئین چکی چلی حکیم اشرف الحکمت
تخت اڑا اکر چلے ہین کہ ملکہ صبیحہ بادلہ پوش کو دیکھا صندل کی چوکی پر سوار بارہ پریزادین چہار جانب سے
گھیرے ہوے عود سوز عنبر سوز لیے ہاتھ مین تسبیح کو گردش دیتی ہوئی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
وزیرزادی سے فرماتی ہین ای مسیح جلد پہونچنا چاہیے یہان مغلوبہ ہین وقت وہ ہی کہ سب نازنینان مہ جبین مثل
ملکہ انجم آرا پیشانی و مہر طلعت و گلشن و ناہید وغیرہ سیار گلشن جنان ہوئین ملک اخضر دیوانہ وار وحشی
مثال سحر کرتا پھرتا ہی ایک غول مین شاہزادہ بدیع الزمان مع رفیقون کے فضل و قاران زخمون مین چور چور
لڑ رہے ہین امیہ بن عمرو عیار بدیع اسقدر زخمی ہوا ہی کہ زیر نخل پڑا ہی بدیع الزمان لاشہاے نازنینان
مہ جبین دیکھ ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین جستانہ جنگ کر رہے ہین کسی طرح شکست لشکر نہین ہوتی جانبازی کر رہے
ہین شہروان بن گرداب پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی جب بدیع الزمان پر بڑے بڑے سحر کیے اور نا تاثیر ہوئی
پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اس بندہ انتظر کو خبر دیجیے کہ کیا باعث ہی کہ بدیع پر سحر تاثیر نہین کرتا یہ کہکر
ایک طائر اڑایا طائر نے نیچے بانہ ہاجرا لیا تھا کار قاسم و لندھور بن سعدان مع اپنی فوج کے آتے تھے کہ ایک دیوار
سامنے حائل حیران ہوے پلٹے کوہ سیران برائے کے پہونچے دیکھا وہی تصویر سونے کی حکم و احکام لگا رہی
ہی سیران بادلہ پوش تاجدار یہان کا جاگر ہی کہ لندھور و قاسم نے آگے فریاد کی یا خداوندہ راہ مین ایک
دیوار حائل ہوئی حکم ہو کہ وہ دیوار ہٹا دیجاے تصویر نے آواز دی ای گرداب دریا نشین تیرے فرزند کے
ہاتھ فتح مقرر کی ہی تو تو جاکر دیوار ہٹا دے قاسم و لندھور کے نام حکم ہوا کہ تم چلو کوہ ہفت جوش پر اتر د
قصر عشرت تمکو ملیگا ابھی تمہارا جانا سر لشکر صاحبقران مناسب نہین قاسم و لندھور مع اپنی فوج کے قریب

کو ہمت جوش کے پہونچے بارگاہین استادہ ہوئین ایک کنیز نے آکر سلام کیا کہا ای شہریار آپ کو ملکہ عالم نے یاد کیا ہی گلے مین جو تصویر قاسم کے پڑی تھی اسنے مسکرا کر کہا ای شہریار جلد چلیے ملکہ آپکے واسطے بہت بیقرار ہین آپ کی تصویر آنکے پہلنے پر ہی اسقدر ملول و حزین ہین کہ عرض کرنا مناسب نہین قاسم کنیز کے ساتھ چلے تھوڑا ہی راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا وہی قصر عشرت سامنے معلوم ہوتا ہی اور وہی نازنین دروازے پر کھڑی انتظار کر رہی ہی قاسم بڑھے اس نازنین نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا لاکر داخل قصر عشرت کیا اسیطرح دارائے ہند و فرہاد خان ڈار شیون داخل قصر میمون ہوے ایک ایک ماہ جبین تینون کے پہلو مین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین رقص کر رہی ہین ایک مہ جبین شوخ و شنگ موسومہ بگلرنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

نجائیگی ترے وحشی کی رائیگان فریاد / یقین ہی کہ ہو زخمیہ آسمان فریاد
فلک تو کیا ہی لب عرش تک یہ جائیگی / مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہی / انیس نالہ فغان دوست مہربان فریاد
بہت دنون مین ہمین نیند آج آئی ہی / نہ ہو مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد
یہ ضعف ہی کہ ہم اک آہ کو ترستے ہین / اسیر سینہ ہی کیا آئے تا دہان فریاد
کمال قاعدہ ان ستم ہی برسونسے / اٹھا چکی ہی بہت صحبت بتان فریاد
اثر بھرا ہی وہ درد فراق کا مجھ مین / کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد
بہت دنون مین دل آزاریان یہ سیکھے گی / ابھی نہین ہی تمھاری مزاجدان فریاد
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا / نجائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائیگا / کبھی تو لائیگی انکو کشان کشان فریاد
خیال کاکل شب رنگ سے یہ حال ہوا / مرے دہن سے نکل کر ہوئی دھوان فریاد
یہی ہوا ای فلک پیر صورت انصاف / سنین وہ نغمۂ مطرب کرون مین یان فریاد
نسیم چرخ و زمین پر نہین ہی کچھ موقوف / کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

لند صورت قاسم مصروف عیش و طیش جس امر کی خواہش ہوئی خداوند ہمت پیکر کا نام لیا فوراً حاجت رفع ہوگئی ہر سپاہ آپ پہ سجدہ کرنے کو جاتے ہین وہان سے تحفہ جات لاتے ہین لیکن گرداب دریا نشین بعد جوش و خروش ساٹھ ہزار ساحر ہمراہ قریب اس دیوار کے پہونچا ایک طائر آسمان پر زفیلین مار رہا تھا ایک شعلہ دیوار سے نکلا طائر کو جلا دیا آواز آئی افسوس نہروان نے بھیجا تھا پاس خداوند ہمت پیکر کے نہ پہونچا یہ معاملہ حیرت خیز دیکھکر گرداب دریا نشین بہت گھبرایا سمجھا کہ صبح کو دیکھا جائیگا ناگاہ شہنشاہ شیر اعظم فوج انجم سے شکست کھا کر داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ انجم سپاہ بعد شوکت و جاہ تخت زبرجدی پر متمکن ہوا گرداب نے کھڑے ہو کر دیوار پر ایک گولہ مارا دیا ساتھ والے ساٹھ ہزار جوان سب نے ایک ایک گولہ مارا دیوار پر جو گولے پڑے ہزارہا شبکے پیدا ہوے ان شبکون سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے نکلکر جو فوج پر گرے اہالیان فوج جلنے لگے گرداب جو جو سحر کرتا ہی آگ کو ترقی ہوتی جاتی ہی ہر چند گرداب نے سحر کیا پانی نہ برسا لشکر اسکا ایک ایک قطرۂ آب کو ترسا ایک پہر کے عرصے مین ساٹھ ہزار جوان جلکر خاک ہوا جب گرداب نے کئی گولے مارے ایک جوان حسین سر دیوار پر آیا پکار کر آواز دی ای مردود

مغضوب بارگاہ معبود ہٹ حیا اپنی جان بچا اُس ہفت پیکر شعبدہ باز سے بیان کردیکھ وہ کیا کہتا ہی یہ سنکر
گرداب بھاگا کوہ ہفت رنگ پر آیا ہفت رنگ تاجدار سامنے تصویر کے دست بستہ کھڑا ہی گرداب
چیخ مارتا ہوا آیا پکار کر آواز دی یا خداوند فریاد ہی وقت امداد ہی دیوار پر جا کر سحر کیا سب ساتھ والے جلکر
خاک ہوے دیوار کا خاتمہ نہین ہوتا ایک جوان خوشرو نے سر دیوار پر آکے ہدایت کی کہ جا کر اپنے خداوند
سے کہو دیکھو کیا فرماتے ہین تصویر سے آواز آئی ہمارے بندۂ خاطی نے شعبدہ کیا ہی قدرت نے اُسکو
بڑا اختیار دیا ہی صاحب شوکت و لیاقت موسوم بہ حکیم اشرف الحکمت خاک پا ہماری لیجاؤ دیوار پر ڈالدو
دیوار خاک ہوکے گر پڑیگی گرداب نے خاک پاے تصویر کی بصد جوش و خروش دوڑا سامنے جو دیوار
کے آیا دیکھا وہی جوان خوشرو بر سر دیوار کھڑا ہی اُسنے ایک ڈانٹ دی کہا او گرداب کیون شامتین آئی
ہین پلٹ جا خاک ہمپر نہ ڈالنا ایسے خبیثات کو ہم کب مانتے ہین گرداب اُسکو کیا سمجھتا ہی خاک پھینک ماری
جیسے ہی خاک دیوار پر پڑی ایک دناتا ہوا ایک شعلہ بھڑک کر گرداب پر پڑا پڑتے ہی شعلے کے گرداب جلنے
لگا پکارتا تھا یا خداوند ہفت پیکر دوڑو ہر چند چیختا تھا آگ بڑھتی جاتی تھی کچھ نفع نہوتا تھا اپنی تقدیر کی تحریر پر
روتا تھا جل جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من گرداب دریا نشین بود مہروان بن گرداب
جس جگہ پر لڑرہا ہی اُسکے کان مین آواز آئی سر پیٹ کر کہا یارو غضب ہوا میرے باپ کو کسی نے مارا مین نے
طائر بھیجا تھا وہ بھی پلٹ کر نہ آیا یہ کیونکے رورہا ہی تحریر کر چکا ہون صاحبقران آرام سے پڑے ہوے
ہین خواجہ عمرو و برق مسلسل بیٹھے ہین لوح طلسمی و شیشۂ اسم اعظم و حرز ہیکل تخت پر رکھی ہی شاہزادہ
بدیع الزمان لڑرہے ہین سحر العجائب و مصر الغرائب نے دیکھا کہ یہ کیا سامان ہوا مہروان کیون پیٹنے
لگا پکار کر آواز دی ای مہروان کیا ہوا کہا ای شاہان نور افشان ثابت نہین ہوتا کہ باپ میرا کہان مارا گیا
ابھی میرے کان مین آواز آئی بڑے تعجب کی بات ہی کہ مین نے طائر کو روانہ کیا وہ بھی پلٹ کے نہ آیا شاید
خداوند ہفت پیکر آرام فرماتے ہین جب سوتے ہین تو حالات سے بندون کے غافل ہوتے ہین ورنہ
ممکن نہ تھا کہ میرا طائر جائے اور پلٹ کے نہ آئے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی پہلو مین مہروان کے
مواج جادو کھڑا ہوا سحر کررہا ہی منظور ہی کہ بدیع و اخضر کو پھینسا دون مہروان کہتا ہی ای مواج جادو
کیا سحر کرتے ہو مجھکو غفلت خداوند کا بڑا ملال ہی جہان پکارتا تھا کان مین آواز آتی تھی آج کیسا کیسا پکارا
لیکن آواز نہین آئی یہ دوسرا غضب ہی کہ باپ کے مرنے کی آواز آئی وہ خدمت خداوند مین تھے اُنکو
کسنے مارا مواج کہتا ہی ای پیغمبر خداوند کے غفلت کا کچھ عجب نہین ہی بردۂ قاف گئے ہونگے یا خلقت آسمان
سے متوجہ ہونگے اور یہ شعبدہ ہمراہیان حمزہ نے کیا ہی کہ تمکو آواز دی مرنیکی گرداب کے اب مین خاتمہ
کیے دیتا ہون آپ کے باپ کا مرنا سراسر خلاف ہی خداوند کی غفلت پر کچھ خیال نہ کرو یہ کہکے مواج
بڑھا جس مقام پر بدیع الزمان لڑرہے تھے اُسیطرف گولہ مارا کئی سو جوان بیہوش ہوکے گرے زمین سے
دھوان نکلا مردو نے کئی سحر دود کے کیے کئی سو جوانون کو نابینا کیا ہر طرف سے صداے فریاد بلند
ہوئی اہل اسلام پکارنے لگے ای بے نیاز ای کارساز بچا لے اِس آفت سے نجات دے

نظم

در بہار چند روزہ ہست گل خندان چرا	دل دہد بر حسن فانی بلبل نالان چرا
باد جود غفل السنان ملیشو دحیوان چرا	سیکند با این لیاقت کار نادانان چرا

چون خزان آید ببستان جہان بعد از بہار
چون برائے رفتن اندر ملک دنیا آمدیم
بندہ در دنیا چرا پابند زنجیر بلا ست
وار دآخر مسکن خود زیر خاک این خاکزاد
بر سر استادہ است چون پیک اجل بر بندہ را
اصل انسان نیست چون در اصل از یک قطرہ بیش
بردن است از دولت دنیا نہ با خود جز کفن
مال دنیا فی الحقیقت ہست مال مستعار

شور مرغان چمن در صحن چمنستان چرا
وقت رحلت در د و رنج و حسرت و ارمان چرا
ہست در قید تعلق اندرین زندان چرا
می برد تا اوج گردون گنبد ایوان چرا
ہست در فکر قیاس قصر بس این نادان چرا
سیکند بر پا نہ جوش طبع خود طوفان چرا
پس خیال مال و فکر حشمت و سامان چرا
اہل دولت پس برین دولت شود نازان چرا

بلک ملک کے سب دعائین کر رہے ہین حسرت و یاس پر دنیا کے نگاہ ہی مقواج جوش مارتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی سب کو پامال کر دون بدیع الزمان کو دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ کیا وجہ ہی کہ پسر حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا بہت پریشان ہوا بدیع الزمان پر جا پڑا انشا اسکے پیرو ن نے اسکو آگاہ کیا ہی کہ بدیع الزمان کے پاس کوئی تحفہ ہی اسکے وجہ سے کوئی سحر تاثیر نہین کرتا گلے مین پتلی سونے کی پڑی ہی بصورت خداوند صنعت پیکر اسی تصویر سے متوجہ ہو کر پوچھا یا خداوند واسطہ اپنے جاہ و جلال کا تدبیر بتا یئے ہنس کر تصویر نے جواب دیا ای احمق کیون اسقدر ہیکل ہی گلے مین بدیع الزمان کے حرز ہیکل ہی سحر طیران خنابند کیون نہین کرتا ایا لیبان طلسم صنعت پیکر کہین عاجز ہوتے ہین ہر چند کہ تو گندہ ہی لیکن ہمارا ابندہ ہی اس راز سے جو مقواج آگاہ ہوا ایک نخل پر زاغ بیٹھا تھا کہا ای زاغ قدرت طیران خنابند کو بلا دے تھوڑے ہی عرصے مین ایک طائر برابر عقاب کے آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دیتا ہی او مقواج کیون گھبراتا ہی قدرت تیری مدد کرینگے دیکھو ہم لوح محفوظ لائے دیتے ہین یہ کہکے طائر اُڑتا ہوا بر سر بدیع آیا ایک چیخ ماری شاہزادہ متردد ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا طائر نے دوڑ کر پنجہ مارا حرز ہیکل کا ڈورا توڑ لیا لیکر طرف مقواج کے چلا بدیع الزمان کی حیرانی زبانون سے پریشانی ظاہر ہوئی شاہزادے نے چاہا طائر کو پکڑ لون طائر زقیل مار کر بلند ہو مقواج نے قہقہہ مارا کہ او پسر حمزہ دیکھ ہیکل یون لیتے ہین طائر قریب تھا کہ اُڑ کر پاس مقواج کے جائے حرز ہیکل پہنچائے کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری طائر کے دو ٹکڑے ہوے ہیکل طرف زمین کے چلی چاہا مقواج نے جھپٹ کر لے لون کہ ایک برق جہندہ گری مقواج کے بھی دو ٹکڑے ہوے ابر سے سنہرہ پنجہ پیدا ہوا اُس پنجے نے لوح محفوظ گلے مین بدیع الزمان کے ڈال دی بدیع الزمان چست و چالاک ہوے لیکن اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من مقواج جادو بود شہروان نے چاہا جا پڑون لیکن برق لوٹتی پھرتی ہی شہروان مقواج کے مرنے سے پسینے پسینے ہو گیا سعا ملہ جرأت صفحۂ قلب سے دھو گیا ایک گولہ اُٹھا کر ابر پر مارا آواز دی ارے تو کون ہی سیر سے قوت بازو و زینت پہلو کو مارا سحر العجائب نے بھی ابر پر اشارہ کیا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکشا وزیرزادی عندلیب خوش نوا سحر کر رہی ہین انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین شہروان نے آواز دی ای سحر العجائب آگئی صاحبزادی نے یہ کام کیا سحر العجائب نے غصے مین آکر ایک دستک دی کچھ ماش کے دانے پھینکے کہ اشیاء سحر صرف کیے یا تو ملکہ غنچۂ آرزو و طاؤس زرین بال پر تھین طاؤس رانون کے نیچے سے نکل گیا لاکہ اُلٹ گئین عندلیب

کی زمزمہ سرائی موقوف ہوئی زبان بند دل دردمند ملکہ فریاد کرتی ہوئین کنیزون نے جو سحر کیے اُنکے سحر اُلٹے
پلٹے اُنہین پر پڑے سینون کو توڑ کر پار گذر رہے دوسی کنیزین سر کر زمین پر گرین دونون بادشاہ تھرا رہے
ہین غصے مین کف منہ سے جاری یقین ہی کہ شاہزادی و وزیرزادی زمین پر گرین شہروان بن گرداب
جوش مار کر بڑھا قصد ہوا کہ دونون کو روک لون یہی اشارہ ابروے خمدار سے کہ اب تلوار مین کاٹ نہین سکتین
اُلٹی ہوئین غل مچاتی ہوئین کہ ای شاہزادۂ بدیع الزمان کنیزون کو بچائیے ہمارا خاتمہ ہوتا ہی ملک اخضر جھپٹا
شہروان نے سحر کیا اخضر کا بھی سر زخمی ہوا اسوقت کنیزون کی بیقراری غل مچا رہی ہین کہ ہماری بیبیونکو بچائیے یکایک
لپٹین خوشبو کی آئین دماغ جان معطر و معنبر ہوا شہروان دیکھنے لگا خوشبو سونگھ کر مبہوت ہوا چہار جانب دیکھتا
ہی کہ سحر العجائب نے دیکھا اشرف الحکمت تخت زبرجدی پر سوار چالیس جوانان خوشرو تخت کو گھیرے ہوے
اسمائے الٰہی پڑھتے ہوے حکیم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دو جوانون کو اشارہ کیا کہ غنچۂ آرزوے دلکشا اور
عندلیب خوش نوا کو روک لو ایک جوان نے بڑھکر دونون کو روکا منہ پر دونون کے ہاتھ پھیرا یہ ذلت و
رسوائی جو شہروان نے دیکھی ایک گولہ جوان خوشرو پر مارا ایک زنگی پیدا ہوا دوسرا جوان خوشرو زنگی کو
دیکھکر بڑھا اُس زنگی کو دو طمانچے مارے زنگی کا سر اُڑ گیا وہ جوان زمین پر آیا شہروان نے چاہا بھاگ کر
نکل جاؤن پکار کر آواز دی ای شاہان طلسم نور افشان یہ کون بزرگ ہی جنکی صورت دیکھکر دل کانپتا ہی
سحر العجائب نے آواز دی ای شہروان ہٹ جا یہ شہنشاہ حکمی صاحب لیاقت حکیم اشرف الحکمت عامل
زبردست ہین اسکو ساحر سمجھا تھا یہ عامل باعمل نکلا ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا غنچۂ آرزو میری دختر
ہی نہین معلوم یہ کیون مضطر ہی دو جوانان خوشرو نے آکر شہروان کو گھیرا جدھر یہ جاتا ہی وہ آواز دیتے ہین کہ لینا
شہروان کو معلوم ہوتا ہی کہ مجھکو لاکھون آدمی گھیرے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین پتے درخت کے جل
رہے ہین غنچۂ آرزو نے جو یہ معاملہ دیکھا تڑپ کر شیشۂ اسم اعظم پر گری ایک پتھر مارا شیشہ ٹوٹا تھا
صاحبقران کو ہوش آیا عندلیب خوش نوا نے زمین پر آکر لوح طلسمی و حرز ہیکل اُٹھا کر گلے مین صاحبقران
کے ڈالی صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ امیر بہ طرز نو تصنیف مصنف

امیر عرب حمزۂ دلجشم
کہ کشتم اب ملعون گروہ فرار
جزائر پرانہ عدل انصاف شد
کہ از جنگ بے دین و نیلی خونخوار

منم قاتل کافران جہان
چو در باختر جنگ شد آشکار
ندیدم دیو عفریت ریو و مصاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

زتیغم فراری الاشہروان
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نشان
البرز ند از خوف دیوان قاف
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
چو رفتم بہ سنجان پئے گیر و دار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
سمندر دن نیکنت گشتہ شکار

ایک کافر کو مار کر تلوار لی جنگ مین مصروف ہوئے سحر العجائب نے چاہا تھا کہ غنچۂ آرزو کو گرفتار کرلے یہ دونون پشت پر صاحبقران
کے آگئین دونون جوانان خوشرو نے شہروان بن گرداب کو چیر پھاڑ کر پھینکدیا صداے مہیب آئی زمین
تھرائی اشرف الحکمت نے آکر امیر کو سلام کیا ایک لکۂ ابر سنہرہ آسمان سے برقلین گریزان امیر نے گھبرا کر
پوچھا اس لکۂ ابر مین کون مخفی ہی حکیم صاحب نے عرض کی کنیز حضور کی ملکہ صبیح بادلہ پوش و مسیح عشرت افزا وہ بھی براے
خدمتگذاری حاضر ہوئی ہین ایک جوان نے بڑھکر عمرو عیار کو رہا کیا عمرو رہا ہوتے ہی کودتا ہوا چھلاوا برق
ایک جانب چھپا لشکرون مین ہلڑ ہوا طلسم گشتار ہا ہوے مقبل نے اشقر لاکے حاضر کیا پشت اشقر پر سوار
ہوے اشرف الحکمت نے یہ بھی عرض کی کہ مین نے راستہ طلسم ہفت پیکر کا روک دیا ورنہ ساحر ڈنکا تا تا

بند ہو جاتا دو سردار آپ کے یعنی قاسم دلبند صور طلسم ہفت پیکر میں جا کر قید ہوے ظاہر میں معروف
عیش و عشرت ہیں باطن میں گرفتار دام مصیبت ہیں امیر لڑتے ہوے چلے لاشے جو اپنے سرداروں کے دیکھے
آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکاے لاشے اُنکے اُٹھواتے جاتے ہیں فرماتے ہیں ملکہ انجم اختر پیشانی کا قتل ہونا
بڑا اتفاق ہوا مہر طلعت دختر زادی نے بھی جان دی افسوس کون کون سے سردار مارے گئے اس نہروان
بے حیا نے غضب کیا ساحروں میں اب اخضر باقی ہے سبکا دل پر داغ رہگیا خواجہ عمرو لاشے لوٹتے پھرتے ہیں
برق نے جو دو چار ساحروں کو برہنہ کیا خواجہ نے ایک لات ماری کہا کیوں بے مردوں کو چھوتا ہے برق نے
کہا جو اُستاد کرتے ہیں وہ شاگرد بھی کرتا ہے عمرو نے کہا ابے بدنام کریگا میں کب مردہ چھوتا ہوں یہ کہکے برق سے
کپڑے چھین لیے اپنی زنبیل میں رکھے برق تڑپتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا دیکھیے اُستاد مجھکو پریشان
کرتے ہیں امیر نے کہا بھئی اُستاد و شاگرد کے مقدمے میں کون دخل دے تم جانو وہ جانیں یہ فرماکر مصروف جنگ
ہوے سحر العجائب و مہر الغرائب نے کل فوج کو حکم دیا حمزہ کو مار لو غضب ہوا کہ لوح طلسمی پا گیا مگر عین گرمی
جنگ میں رستم پیل تن علمشاہ نوجوان ایک جانب لڑ رہے تھے برابر اُنکے شاہزادہ جہانگیر ابن صاحبقران
مصروف جنگ تھے ہرچہ ہوا چالاک بن عمرو سے کہا دریافت تو کر یہ کیسا ہے چالاک گیا اور پلٹ کر روتا ہوا آیا
عرض کی حضور غضب ہوا شاہزادہ خاور سیاہ گرفتار طلسم ہفت پیکر ہوے یہ سُنکر جہانگیر نے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا کو
کون روک سکتا ہے ابھی جا کر زمین ہفت پیکر اُلٹ دونگا یہ کہکے چالاک سے اشارہ کیا کہ فوج کو آراستہ کرو
چالاک نے آواز دی مہران شیر صولت سپہ سالار لشکر جہانگیر فوج کو ایک جگہ کرکے لایا کہ پلٹ کے علمشاہ
نے دیکھا غم میں فرزند کے رو رہے تھے بڑھکر فرمایا بھائی کیا ارادہ ہے جہانگیر نے کہا میرے شیر دلیر کو اہالیان
ہفت پیکر نے روکا ہے علمشاہ نے کہا اس لڑائی سے فراغت ہو لے تو ہم بھی چلینگے سنا ہے کہ یہ طلسم بہت
وسیع ہے ہفت پیکر کوئی ساحر شعبدہ باز عجائب و غرائب ساز ہزار رنگ باندھے ہوے ہے جہانگیر نے کہا بھائی
جب مردان عالم نے تلوار کھینچی سب عجائب و غرائب معدوم ہو جائینگے علمشاہ خاموش ہوکے کہا بھائی ابھی
موقع نہیں ہے جہانگیر کو منظور ہوا میں غفلت میں جاؤنگا یہاں سحر العجائب نے تخت اپنا بڑھایا اب جو اس
ملعون نے سحر کیا ایک لکہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا پانی برسنے لگا دھواں نکلا تلواریں برسنے لگیں نخل جلنے لگے
بوندیوں نے کیفیت چنگاریوں کی دکھائی تمام جنگل جلنے لگا صاحبقران نے دیکھا حکیم اشرف الحکمت
نے بڑھکر فرمایا حضور لوح کو ملاحظہ کریں یہ سحر شاہان طلسم کا ہے دیکھیے کوکب و لاچین دلبران و بہار و مخمور
شعلہ ہاے آتش میں پھنس گئے فریاد کر رہے ہیں دیکھیے لشکر بادشاہ پر بھی تلواریں برسیں کئی ہزار جوانوں
کے سر اُڑ گئے کسی کے سنبھالے یہ ہنگامہ نہ سنبھلیگا لوح کو جلد دیکھیے بموجب حکم لوح کے کار بند ہوجیے امیر نے
لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا اے فتاح طلسم و اے سیارہ اس عجائبات کے یہ سحر ہے یاران شمشیر بار کا اپنے باغ سے سحر
کر رہا ہے حسب قاعدہ تحریر لوح اپنے کو اُسکے پاس پہونچاؤ ورنہ تھوڑے ہی عرصے میں کل لشکر تباہ ہو جائیگا پھر امان
نہ پاؤگے امیر گھوڑے کو بڑھا کر چلے حکیم اشرف الحکمت دیکھ رہے ہیں کہ صاحبقران قریب ایک نخل چنار کے
پہونچے گھوڑے سے اُترے اسم حاشیہ لوح پڑھا سر اُٹھا کر دیکھا کہ بیچ میں ایک قلعے کے ایک ساحر سیہ فام بدانجام
سیاہ کپڑے پہنے ہوے ٹہل رہا ہے اور پہلو میں ایک باغ ہے اُسی میں گلہاے زنگار رنگ شگوفہ ہاے بوقلموں
طائران خوش نوا شاخ نخل پر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں اور یہ اشعار پڑھ رہے ہیں نظم

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغمین | کوئی پھولے گا شگوفہ آج ایسا باغمین | صحبت کا سامان ہے ہر رنگ محفل باغمین
زعفرانی ہے ہر جوڑا وہ قاتل باغمین | ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغمین

دیکھ الفت کے اثر چل تو بھی ایدل باغمین | یہ تماشا یاد رکھنے کے ہے قابل باغمین | نام عاشق اس سے ہوتا تھا جو عاقل باغمین
آکے فرماتا ہے وہ لیلی شمائل باغمین | بید مجنون کے تلے ٹھہرا دو محمل باغمین

خوب گلگشتین ہوئین جام مے احمر پیے | تا زمان ہوش ہر جو کچھ ارادے تھے کیے | ہے صبا خود رفتگی مین رو کے گل کیا دیکھیے
چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے | ایسے دیوانے ہین کب جا بیٹھے قابل باغمین

کچھ دنون ہے سربلندی پھر وہی افتادگی | اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہے یہی | نخل عریان منتظر ہے پھول کی ہر پنکھڑی
آمد باد خزان کیا ہے قیامت خیز تھی | شور محشر بنگئی آہ عنادل باغمین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ | جلوہ گر ہوتے ہی اسکے شمع کا گل تھا فروغ | خود نمائی پر جو آیا روے روشن کا فروغ
پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ | چاندنی کو ڈھونڈھتا ہے ماہ کامل باغمین

اسقدر طوفان آمد اسپ شناور رہ گئے | باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے | حوصلے دریا دلی کے قہر برپا کر گئے
ہجر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے | خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغمین

لالہ پھولون سے زیادہ ہین ہمارے دل کے داغ | دیکھتا ہے جب کبھی ہوتا ہے وہ گل باغ باغ | ہے یہ باعث منت گلچین سے ہے اسکو فراغ
سیر گلشن سے شگفتہ ہو گیا وہ خوش دماغ | بوے گل ہے مثل دود شمع محفل باغمین

اس باغ مین ہنگامہ برپا ہے وہ ساحر سیہ فام دم بدم سحر کرتا ہے اسی سحر کی تاثیر ہے کہ یہان تلوارین برس رہی ہین جسپر تلوار پڑی اسکے دو ٹکڑے ہوے میدان مین دریاے خون جاری ہے یہ معاملہ دیکھکر صاحبقران قریب نخل کے آئے دو تین یکبارے لپٹ کر نخل کو اکھیڑا دہنہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا بموجب حکم لوح اسی نقب مین پھاندے عرصہ دراز تک اسی نقب مین چلے گئے ایک صحرا مین سر نکالا اسی صحرا مین چلے تھوڑی دیر کے بعد دروازے پر باغ کے پہونچے باران شمشیر بار فوج دریا موج ساتھ لیکر بیرون باغ آیا لاکھون ساحرون کی فوج ساتھ تھی جیسے ہی صاحبقران کو دیکھا پکار کر آواز دی لو یارو طلسم کشا آگیا اب نہ جانے دو مار لو یا گرفتار کرو ہمارے جا سے ساحرون نے بلوہ کیا امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا مرقوم تھا یہ تمودیہ د طلسم ہے اس باغ کا باغ ویران نام ہے اپنے کو پاس باران کے پہونچاؤ اپنے نزدیک باران بڑا آبرو دار ہے قتل باران کی تدبیر لوح مین مرقوم ہے امیر سمجھ کر بڑھے لوح کو گردش دیتے ہوے ساحرون پر جو عکس پڑا غائب ہونے لگے تھوڑے عرصے مین مجمع متفرق ہوا ساحر غائب ہو گئے باران نے دیکھا مین اکیلا کھڑا ہون رعب و داب صاحبقران دیکھکر بھاگا باغ مین جاکر غائب ہوا امیر اندر باغ کے آئے دیکھا باغ ویران پڑا ہے ایک نخل نرگس کا پھولون سے آنکھین نکالے ہوے صاف ظاہر ہے کہ طلسم کشا کو ڈراتا ہے یہ شیر بیشہ گلستان صاحب شوکت و شان سرکوب ساحران مجاور خانہ رب دو جہان کب خائف ہوتے ہین قریب نخل نرگس پہونچے لوح کو درخت سے مس کیا پھول زمین پر گرا اسی پھول سے باران مثل گل ظاہر ہوا باران اٹھکر بھاگا امیر پیچھے چلے ایک زاغ نے آواز دی کہ یا امیر یہ جانے نہ پاوے امیر نے تیر ہلاہل آئینہ پر باران کے پڑا از کمر بقت اسکے پار گذرا باران مر کر گرا ہنگامہ برپا ہوا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی ہے مرا نام سن باران شمشیر بار بعد لوح کو دیکھا آنکھین بند کین لوح کو سینہ پر رکھا تھوڑی دیر مین آنکھ کھولی اپنے کو میدان کارزار مین پایا تماشا ہان

نور افشان نے جو یہ معاملہ دیکھا زانون پر ہاتھ مارا لیکن واضح رہے کہ غنچہ آرزو نے جو سحر کیا لاکھون پامال ہوئے مہران آسمان سیر نے دیکھا سحر العجائب سامنے موجود تھی آواز دی او گیسو بریدہ باپ کا لشکر تباہ کرتی ہی تجھکو شرم نہین آتی ہو یہ کہکر جا پڑی ماں بیٹیون مین سحر ہونے لگے سب دیکھ رہے ہین ماں بیٹیون مین بڑے بڑے سحر ہوئے خوب آگ برسی پسج ہارے آتشین پھٹے وہ بھی ٹوٹے تلوارین برسین ہزارہان کنیزین ملکہ غنچہ آرزو کی قتل ہوئین ملکہ نے بھی ہزارون ساحر مارے دریا خون کے بہگئے بائیس لاکھ فوج مین ہلچل ہم مرباد فرباد کی صدا بلند ہی کچھ لوگ بھاگے یہ کہتے ہوئے کہ ماں بیٹیان لڑتی ہین ابالیان فوج قتل ہوتے ہین اپنی بدنصیبی پر روتے ہین لاکھون ساحر بھاگ گئے سحر العجائب آواز دیتا ہی ارے غنچہ آرزو کو قتل کروانے شہروان بن گرداب کو مارا طلسم کشا کو چھڑا لیا ماران بھی قتل ہوا اب یہ نہ جانے پائے مہران آسمان سیر نے آواز دی صاحب کیون گھبراتے ہو مین اس گیسو بریدہ کو زندہ نچھوڑونگی اسکے قتل سے منھ نہ موڑونگی یہ کہکے سر کے بال کھول دیئے عمل پڑھانے لگی سامری و جمشید کو پکارا کہ یا خداوند آؤ یہ کہکے مٹھی سے ایک طائر چھوڑا وہ اڑتا ہوا قریب غنچہ آرزو آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا پکار رہا ہی ای غنچہ آرزو کوئی مراد پوری نہ ہوگی نظم

دل شاد ہوگا وصل بت نازنین سے کب — یارب اٹھیگا نخل تمنا زمین سے کب
مدت سے دل کو ایک حسین کی تلاش ہی — آباد دیکھیے یہ مکان ہو مکین سے کب
ای ہجر المدد کہ بہت بیقرار ہون — وصلت نصیب ہوگی مجھے اس حسین سے کب
تنہائی مین بھی ہاتھ لگایا نہین تمہین — گستاخیان ہوئی ہین عقیدت گزین سے کب
رو یا کیا ہون صورت شبنم مین رات بھر — پونچھے ہین تمنے اشک مری آستین سے کب
بار فراق یار بھی بار عظیم ہی — ای آسمان یہ بوجھ اٹھیگا زمین سے کب
بوسے لیے ہین روئے کتابی یار کے — مطلب ہوا ہی فوت ہمارا نہین سے کب
بھاگے گی روح چھوڑکے پیری مین جسم کو — بار مکان خستہ اٹھیگا مکین سے کب
اڑنے سے عیب پوشی اعلے محال ہی — ممکن ہی آسمان کا پردہ زمین سے کب
دل وہ ہوا جو تیغ نگہ سے عجب ہی کیا — رکتا یہ وار شہپر روح الامین سے کب
دامن بھی تو ادب کے سبب سے چھوا نہین — مس مین نے اپنا ہاتھ کیا آستین سے کب
وشوار گفتگو ہی دم نزع یار سے — فرصت ملیگی نور دم واپسین سے کب

اس طائر نے ایسی زمزمہ سرائی کی کہ ملکہ غنچہ آرزو مبہوت ہوئی سحر کرنا بھولی جھولی اتار کر پھینک دی پکار کر آواز دی ای مادر مہربان مین آپ کی کنیز ہون آپ کیون سحر کرتی ہین آپ کو تکلیف ہوگی یہ کہکر رومال سے ہاتھ باندھے قضائے کار ملکہ صبیح جادو لوح آسمان سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھین آواز دی ای غنچہ آرزو کہان جاتی ہی اسکا حکم کیون بجا لاتی ہی ملکہ غنچہ آرزو نے کہا میری ماں ہی اسکے پاس جاتی ہون ملکہ صبیح نے اسیوقت آواز دی ارے اسکو روکو جانے نہ دو ایک پریزاد حسین جمیل اہل اسلام کی فصیل تڑپ کر نکلی آواز دی او مہران آسمان سیر میدان مین یہ گستاخی زندہ نہ چھوڑونگی مہران نے گولا مارا ملکہ صبیح ہنسین آواز دی او ملعونہ خبیثات کو ہمپر بھیجتی ہی او پریزاد غنچہ آرزو کو روک اسکو کشان کشان ہمارے سامنے لا پریزاد نے بڑھکر غنچہ آرزو کے منھ پر ہاتھ پھیرا غنچہ آرزو کو ہوش آیا پھر تڑپ کر

لڑنے لگی کئی ہزار ساحر قتل کیے اس پریزاد نے بڑھکر مہران آسمان سیر کے بال پکڑے کھینچتی ہوئی سامنے
ملکہ صبیح کے لائی صبیح نے ایک طمانچہ مارا کہ سر مہران آسمان سیر کا اُڑ گیا لاشہ تڑپ کر زمین پر گرا آندھی سیاہ
اُٹھی آواز آئی کُشتی مرا نام مہران آسمان سیر ہو سحر العجائب نے یہ معاملہ دیکھا منھ پیٹ لیا کہا غضب ہوا
میری زوجہ کو دختر حکیم نے مارا اب اسکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر تخت سے کودا سحر کرتا ہوا چلا دو جوان زنگی طلب
کیے وہ جوانان زنگی پریزادون پر جا پڑے پریزادین ہنسین اب جسنے دیکھا وہ جوانان زنگی نہین ہین دو تاجدار
تاج شہریاری بر سر موتیون کے مالے گلے مین کنٹھے یاقوت احمر کے پہنے ہوے پریزادون سے کچھ ایسی
باتین کین کہ پریزادین خاموش ہوئین اپنے ہوش مین نہ تھین کانپ رہی تھین صبیح بادلہ پوش نے یہ معرکہ دیکھا ہر چند
دستک دی کچھ نہ ہوا پریزادین ساتھ اُن تاجدارون کے جاتی ہین ہر چند ملکہ پکارتی ہین پر پریزادین آواز نہین
دیتی ہین اُسی جانب جاتی ہین اُسوقت صبیح بادلہ پوش گھبرا کر اپنے باپ کے پاس آئین کہا حضور نے سنا خبیثات نے
اپنا دخل کیا دونون تاجدار پریزادون کو لیے جاتے ہین کہ مین نے مہران آسمان سیر کو مارا اسنے قیامت برپا
کی کہ پریزادون کو تسخیر کر لیا حکیم صاحب نے فرمایا ای نور نظر تو نے غسل شب موقوف کیا تمام شب مین فرق آیا
یہ اُسیکا باعث ہی یہ کہکر دو جوان سے اشارہ کیا دونون تاجدارون کو لیا یہ کہکر دستک دی دونون جوان تڑپکر
چلے قریب اُن تاجدارون کے پہونچے آواز دی ای خبیثان کہان جاتے ہو یہ کہکر نگاہ ڈالی دونون تاجدار پانی
ہوکر بہگئے آہ آہ کی آواز آئی ایک صدا ہیبت ناک بلند ہوئی کہ تاجداران اسرار کو مارا اب یہ کیونکر ملینگے غنچۂ آرزو
نہ کھلیگا سحر العجائب گھبرا گیا کہا بڑا تحفہ تماشا یہ کہکر اپنے ہاتھ سے سحر کرنے لگا دریاے آتش پیدا ہوا آتش
آگ نے ہزارون بندگان خدا کو جلایا حیرت نے تڑپ تڑپ کے سحر کیے جو جو سحر کرتی ہین جوش دریاے آتش
کا بڑھتا جاتا ہی اُس دریا سے شعلے جدا ہوتے ہین جسپر پڑا اجل گیا حیرت پسینے پسینے ہوکر تھین کہا ای صاحبقران
آپ لوح لیکر پہونچیے ورنہ یہ دریا کسیکو زندہ نچھوڑیگا صاحبقران لڑتے ہوے لوح کو لیکر قریب دریاے
آتش پہونچے عکس لوح کا دریا پر ڈالا جیسے عکس لوح کا دریا پر پڑا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی سیکڑون
آدمیون کے کلیجے پھٹ گئے لیکن دریا نابود ہوا دیکھا سب نے ہزارون مچھلیان پڑی ہوئی ہین مقام پر دریا کے
خاک اُڑ رہی ہی سحر العجائب دمبدم سحر کر رہا ہی اس ظالم کے سحر سے ہزارون بندگان خدا پامال ہوے مگر
صاحبقران لوح چمکا رہے ہین لوح چمکانے سے کسیقدر تسکین ہوتی ہی ورنہ سحر العجائب کا سحر کسی سے رد کیے
نہین رکتا ملکہ حیرت اسقدر زخمی ہی کہ تمام چہرہ سرخ ہو رہا ہی قطرات خون ٹپک رہے ہین جب تڑپ کر گرین ہزار
دو ہزار کو مار انکا وہ سحر آگئین اٹھا دین صد پا دیوانے ہوکے مرے اس سحر نے حیرت کے سحر العجائب کو حیران
کیا ہی اگر سیدل سحر مین پھنسے انکا سحر اتارنے لگا سوارون کے سر پر وحشت سوار ہوئی گھوڑے بدلگامیان
کرنے لگے سوارون کو ٹپکا اور بھاگے مجنون جادو کہ شاہان ورشد سے ہی کہا ای شہنشاہ آپ طلسم کشا
کو لیجیے مین حیرت کو روکتا ہون یہ کہکے مجنون بڑھا ملکہ غنچۂ آرزو نے دیکھا ایک سیہ فام بد انجام طرف
ملکہ حیرت کے جاتا ہی سحر کرتی ہوئی بڑھین دیکھکر مجنون کو بھاگتا فرمایا او دیوانے کہان جاتا ہی ہمنے جانا تھا
پردے مین سحر کرین اس بے غیرت نے کھینچا پردہ اٹھانے پر راضی ہوا مجنون نے گولہ مارا ملکہ غنچۂ آرزو نے ہاتھ سے
اشارہ کیا گولہ پھٹ کر گرا مجنون کے ساتھ والون کو پامال کیا ایک طرف سے بڑھکر حیرت نے نگاہ ڈالی
کئی ہزار ساحر مبہوت ہوکر مجنون پر جا پڑے غل مچاتے ہین آواز دیتے ہین اتنے یہ کیفیت ہی بقول شاعر نظم

چشم جانان پھرتے ہی دشمن زمانہ ہوگیا ‏ ‏ دل میرا تیر حوادث کا نشانہ ہوگیا
موت آئی وہ جو اپنے گھر روانہ ہوگیا ‏ ‏ اُسکا جانا میرے مرنے کا بہانہ ہوگیا
دوست دشمن ہوگیا اُلٹا زمانہ ہوگیا ‏ ‏ انقلاب لکھنئو بھی اک فسانہ ہوگیا
جب ارادہ اُس مہ خوبی نے زینت کا کیا ‏ ‏ پنجۂ خورشید بہر زلف شانہ ہوگیا
روے انور کا مہاسے سے ہوا دونا فروغ ‏ ‏ غیرت مہتاب عکس رخ سے دانہ گیا
ہاتھ اُٹھا کر اسقدر مانگی دعاے وصل یار ‏ ‏ پنجۂ مریم کی صورت خشک شانہ ہوگیا

یہ شعر عبرت آثار پڑھتے ہوے قریب مجنون کے آے چاہتے ہین اسکو قتل کرین مجنون بھاگا بقول شخصے دیوانہ ہوگیا مگران جوانون نے نہ چھوڑا مجنون ساحر زبردست تھا سحر کر کے سبکو مار اخوب رو یا کہ ہاے میرے رفیق مارے گئے ملکہ غنچۂ آرزو نے بڑھکر کارد سحر ماردی سینے کو توڑکر پار گذری مجنون مرکر گرا اسکے کئی بھائی جا پڑے چاہتے تھے غنچۂ آرزو کو پکڑ لین غنچۂ آرزو مثل برق کے تڑپ رہی ہی صبیح بادہ نوش نے اپنی پریزادون کو اشارہ کیا جس راہ سے گذرین ساحرون نے گلے کاٹ لیے بعضے روتے ہوے بھاگے جبیر عکس پُرا دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے ہین سحر العجائب نے دیکھا دونون شاہزادیون نے ہزارون ساحر مارے اب میری طرف آتی ہین للکار کر آواز دی او نمکحرام کہان جاتا ہی تو نے غضب کیا اپنے آقا کو قید کیا تھا اب کہان جائیگا سحر العجائب نے ایک چیخ ماری طرف طلسم ہفت پیکر کے منھ کر کے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر مین آپکا بندہ ہون سامری و جمشید نے مجھسے منھ پھیرا آپ نہ منھ پھیرے مدد کیجیے طلسم میرا تباہ ہوتا ہی قضاے کار کوہ الماس پر جشن ہو سونے کی تصویر دیر الماس مین بیٹھی ہی الماس کوہ پیکر تاجدار بیابان کا حاضر ہی اپنی عرض معروض کر رہا ہی جواب باصواب ملتا ہی یکایک آواز آئی تصویر نے کہا ای الماس کوئی ہمسے فریاد کرتا ہی پہلو سے ایک طائر نکلا اُسنے آواز دی یا خداوند بادشاہ طلسم نور افشان آپ سے فریاد کر رہا ہی اور طلسم کشا نے قیامت برپا کی ہی طلسم تمام ہوا چاہتا ہی تصویر سے پھر آواز آئی ای الماس مکنون جادو کو بھیج کہ جا کر سحر العجائب کی مدد کرے مکنون سامنے آیا دس ہزار ساحر جنکے ساتھ ہیے آواز دی کہ ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ یا خداوند راہ مین دیوار آہن کھچی ہی مکنون جانہ سکیگا کچھ تدبیر بتائیے تصویر نے آواز دی پہلوے دیر مین شیشۂ آب سحر رکھا ہی اُسکو اُٹھا لے دیوار پر ہمارا نام لیکر پھینک مارنا دیوار گرجائیگی تو اپنے کو پہونچا مکنون نے شیشہ اُٹھا لیا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر اژدر کو اُڑاتا ہوا چلا قریب دیوار کے پہونچا آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اور شیشہ پھینک مارا حکیم اشرف الحکمت اسوقت غافل تھے دیوار گر گئی مکنون چلا اُسوقت پہونچا کہ امیر باتوقیر لڑ رہے ہین لوح چمکا رہے ہین جبیر عکس پڑا اچھل گیا کہ مکنون نعرہ کر کے پہونچا غنچۂ آرزو کو زخمی کیا حیرت کو للکار ا کہا سامنے سے ہٹ جاؤ ہمکو خداوند نے بھیجا ہی شاہان نور افشان معتقد مذہب خداوند ہفت پیکر ہوے ہم انکو وہان لیجائینگے اب یہ وہان رہینگے صبیح بادہ نوش چلین کہ جا کر روکون مکنون نے ایک چیخ ماری یا خداوند اس نازنین کی صورت دیکھکر چلا جاتا ہون مجھکو بچائیے ایک نخل اُٹھکر راہ مین حائل ہوا ملکہ صبیح اُسطرف ہو گئین ہر چند قصد کرتی ہین کہ اُسطرف جاؤن راستہ نہین ملتا یہ معاملہ دور سے حکیم اشرف الحکمت نے دیکھا دوڑکر قریب آے کہا ای نور نظر مقام تعجب ہی کہ جنتیات نماز روزے نماز شب مین کمی ہوئی عمل مین برہمی ہوئی یہ فرما کر ایک جوان خوش رو کو اشارہ کیا جوان نے بڑھکر درخت کو

جلا یا کہ آسمان سے ایک گنبد پیدا ہوا قریب ہی کہ حکیم پر گرے حکیم نے یا قہار کہکر دستک دی زمین تھرائی برج ٹوٹا اُسکے لشکر پر گرا دو ہزار جوان دبے مکنون نے پھر فریاد کی چند زاغ و زغن ظاہر ہوے چاہتے ہین حکیم پر بلوہ کرین حکیم نے اشارہ کیا ایک کوہ سے عقاب پیدا ہوا عقاب نے زاغ و زغن کو مارا مکنون نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا نکل جاؤن کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی امیر نے للکارا او بیحیا کہان جاتا ہی مکنون برس پڑا امیر پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی دفع کرتے ہوے قریب مکنون کے پہونچے مکنون نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب کو آگے کیا ہزارون تلوارین برسین کچھ ضرر نہ ہوا امیر نے تیغۂ عقرب کا ہاتھ مارا مکنون کے دو ٹکڑے ہوے جیسے ہی مر کر گرا اسکے مرنے کی آواز نہ آئی ایک ساحر زمین سے پیدا ہوا آواز دیتا ہوا منم مکنون ثانی خوب سحر کیے چار مرتبہ صاحبقران نے قتل کیا ہر مرتبہ ایک ساحر پیدا ہوتا تھا اور آواز دیتا تھا منم مکنون سوئم و چہارم امیر نے حیران ہو کر لوح کو دیکھا لوح مین مرقوم تھا یہ شعبدۂ ہفت پیکر ہی اسم حاشیۂ لوح پڑھکر ہاتھ مارو مکنون پنجم پیدا ہوا امیر نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا مکنون پنجم دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اب آواز آئی کشتی مرا نام من مکنون جادو بود کوہ فیروزہ پر ہفت پیکر عجائب و غرائب دکھلا رہا تھا کہ مکنون کے مرنے کی آواز آئی تصویر نے کہا ای فیروز تاجدار کسیکو روانہ کرو مکنون کو ہمنے برای سیر انجم فلک بھیجدیا قصور جادو بل کرکے نکلا آواز دی یا خداوند مین جاؤن آواز آئی جا غرور نکر نا غرور ہمکو ناپسند ہی ای فیروز قصور کو جانے دے یہ جا کر خاتمہ کریگا قصور چلا جیسے ہی پہاڑ سے اترا دس ہزار ساحر اسکے ساتھ ہوے کوس بھر چلا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی محراب قزاق چالیس ہزار فوج سے آیا تھا فوج قصور کو دیکھکر جا پڑا قصور نے سحر کیا محراب پر تاثیر نہ ہوئی لڑائی ہونے لگی محراب بھی سحر کر رہا ہی دو حملون مین لشکر قصور کو پامال کیا قصور نے چاہا اب نکل جاؤن یہ کیا بلا نازل ہوئی کبھی پکارتا ہی او دزد مین صاحب خداوند ہفت پیکر ہون مجھپر حملہ نکرنا قدرت تجھکو دیوانہ کردینگے آرام نہ پاویگا محراب نے کہا مین بندۂ سامری و جمشید ہون مین ہفت پیکر کو کیا جانون حکم ہوا ہی کہ اسکو قتل کرو قصور بھی جا پڑا خوب آپس مین سحر ہوے قصور عاجز ہوا محراب نے ہاتھ مارا قصور کے دو ٹکڑے ہوے ہنگامہ گرم ہوا کوہ فیروز پر آواز آئی کشتی مرا نام من قصور جادو بود فیروز تاجدار نے بڑھکر عرض کی یا خداوند یہ کیا ہوا قصور نے کیا قصور کیا تھا کہ اتنی جلد مارا گیا تصویر سے آواز آئی ہمارا بندۂ مغضوب محراب قزاق آتا تھا یہ کیون نہ ہٹ گیا وہ لوٹ مار کرلے گیا بڑا داغ دے گیا راستہ بند کرو تاوہ ہمارے پاس کوئی نہ آوے اب مان بد دولت کو بڑا غصہ ہی اگر اسوقت کوئی ہمسے بات کریگا سنگ سیاہ کردینگے اب ہمکو ناگوار ہی فیروز تاجدار نے بڑھکر سحر کیا ایک بڑا پہاڑ ظاہر ہوا راستہ بند ہو گیا ہفت پیکر کا یہ حال ہی کہ سات دن مین ساتون پہاڑ دن پر جاتا ہی اسقدر شعبدے اُسکے مشہور مین ساحرون کے قتل ہونے سے ایسا لاچار ہوا کہ راستہ بند کیا مطلب یہ تھا کہ کوئی ہمتک فریاد کرنیکو نہ آوے ورنہ ہمکو ناگوار ہوگا فیروز نے راستہ بند کردیا تمام عالم مین غل ہی قدرت نے آشوب کیا فیروز نے آکر سامنے تصویر کے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند راستہ بند کردیا اب کوہ الماس پر نہ آویگا یہان سے کوئی جاسکیگا یہان تو یہ انتظام ہوا افاسیم دلبند حور قصر عشرت مین داخل ہین ایک ایک محبوب و مطلوب پہلو مین بیٹھی ہی عیش کر رہے ہین تاجدار ان کوہ سے نجومیون نے کہا اپنے گھر مین آپ نے مسلمانون کو رکھا ہی ایک دن اسکا فساد ہوگا شاہون نے کہا خداوند کو اختیار ہی ہم دخل نہین دیسکتے یہان تو یہ رنگ ہی لیکن جب مغلوبہ کو ایک ہفتہ گذر گیا

سحر العجائب نے آواز دی ارے نائب ہمارا معجوق کو ہکن کہان ہو حاضر نہین ہوتا کہ ایک طرف سے گرد اڑی
ایک ساحر پہلوان وضع گینڈے پر سوار تین لاکھ جوانون کی فوج پشت پر آتے ہی نعرہ کیا منم معجوق کو ہکن
صف شکن آفت بر پاکردن زمین ہلا دون ای شہنشاہ نور افشان غلام کو کیون طلب کیا کہا سارا طلسم تباہ
ہوگیا سحر العجائب نے کہا شاہان نامی مارے گئے سات دن گذرے ہین کہ مغلوبہ ہین لڑ رہا ہون دختر شریک
مسلمانان ہوئی زوجہ قتل ہوگئی فتوحات اسکے قریب ہی اگر طلسم کشا قلعے مین داخل ہوا سب عجائب و غرائب
مٹ جائینگے کسی کار سازی و شعبدہ بازی سے طلسم کشا کو گرفتار کرلے ہمنے بھی سات دن مین لشکر حمزہ کو ہٹا دیا
سب ساحر قتل کیے اب طلسم کشا پر پنجہ قابض نہین ہوتا سحر تاثیر نہین کرتا صاحب لوح صف شکن تیغ زن کون
اسکے سنمہ پر جائے طلسم ہفت پیکر سے کیسے کیسے ساحر آئے آخر مارے گئے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ وہان کا راستہ
بند ہوا ملکہ ہفت پیکر طلسم و شیخ ہے معجوق نے کہا اب آپ کنارے ہون مین تدبیر کرلونگا اُسی تدبیر کو بھی بتلا دونگا
یہ کہکے اسنے آواز دی ای مشیر شعبدہ باز جلد آؤ وقت دستگیری ہے عمر بھر تمہاری خاطر مدارات کی آج سراغ
کرو تہ مین شق ہوئی ایک ساحر زمین سے نکلا آواز دی ای نائب شہنشاہ آپ کے حکم سے کسکو انکار ہے یہ کہکر
مشیر پڑھا قضائے کار خواجہ عمرو لوٹتے پھرتے ہین ملکہ غنچہ آرزو کی وزیرزادی ملکہ عندلیب خوش نوا
اکو رہی ہین ای ملکہ عالم ملاحظہ فرمایئے خواجہ نے مردون کو لوٹ لیا سب برہنہ پڑے ہین عمرو نے ایک ساحر پر
ترنج مارا اُسنے ہاتھ مار دیا ترنج پھٹا اُسمین سے قطرہ ہائے آب نکلے وہ ساحر بیہوش ہوکر گرا عمرو نے سر کاٹ
لیا کپڑے اُسکے اُتار رہے ہین کہ مشیر کی نگاہ پڑی معجوق سے اشارہ کیا یہ شخص بڑا مفتنی ہے اجلال و جہلال
کو اسنے مارا یہ سنتے ہی معجوق نے کہا ہینا مشیر تڑپ کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا عندلیب خوش نوا نے
جو دیکھا کہ عمرو کو ایک ساحر لیے جاتا ہے تڑپ کر جا پڑین ہر کہا مشیر نے ایک چیخ ماری ملکہ عندلیب اُلٹ گئین
مشیر نے انکو بھی لیا غنچہ آرزو نے پڑھکر سحر کیا اُسکے گلے مین طوق آہن پڑ گیا ہر چند چاہا ردکون نہ ہوسکا
چیچ بادلہ پوش تھیں عمرو نے پلٹ کر آواز دی ارے یارون مجھے بچاؤ ساحر مجھکو لیے جاتا ہے عمرو نے پلٹکر
دیکھا چیچ بادلہ پوش نے چاہا پڑھکر مشیر کو روکون مشیر برق چندہ بنا ہوا جاتا ہے تھمتا نہین صاحبقران
نے خیال کرکے دیکھا کہ خواجہ عمرو و غنچہ آرزو و عندلیب خوش نوا کو لیے جاتا ہے بہ تعجیل قربان سے کمان
ترکش سے تیر نکالکر پھر کمان پیوست کیا تاک کر مارا مشیر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ عمرو
زمین پر گرا غنچہ آرزو کڑک کر لشکر کفار پر گرین کئی ہزار جادوگر مارے عندلیب خوش نوا بھی کڑک کر گرین
سحر العجائب و مفتر الغرائب دیکھ رہے ہین معجوق کو ہکن مشیر ونکو قتل کر رہا ہے ایک گوشے مین آیا ایک سحر کیا
صاحبقران پشت اشقر پر تھے ایک ساحر نے مقابلہ کیا گھوڑے سے اُتر کر اُسکو مارا چاہا کہ بائین پہلو سے
رونیکی آواز آئی صاحبقران اُس جانب کو چلے صحرا مین آکر دیکھا ایک جادوگر قاسم کی چھاتی پر چڑھا ہوا
سر کاٹا چاہتا ہے قاسم رو رہے ہین بلک کر فرماتے ہین ہمارے دادا جان کو خبر نہوئی امیر نے بڑھکر اُس
ساحر کو مارا قاسم کو ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا پوچھا بیٹا تم کیونکر گرفتار ہوے قاسم نے کہا مین پلٹا ہوا کوہ ہفت پیکر سے
آتا تھا اسنے مجھکو گرفتار کر لیا آپ کو خدا نے وقت پر بھیجا یا لیکن میرا دل گھبراتا ہے یہ ساحر فرستادۂ معجوق تھا
شاید اسنے کچھ کیا میرے کلیجے مین درد ہے ذرا لوح طلسم تو بیچے مین کلیجے سے مس کرون امیر نے لوح اُتار کر
بلا تکلف دیدی قاسم لوح لیتے ہی بھاگے اور نعرہ کیا منم معجوق کو ہکن دیکھو حمزہ یون لوح لیتے ہین اب یہ

لوح پاس شاہان نور افشان کے جائیگی تم میں کسیکو نہ ملیگی یہ کہتا ہوا معجوق جاتا ہے امیر لاچار طرف لشکر کے چلے معجوق خوشی خوشی چلا آتا ہے آپ ہی آپ باتیں کرتا ہوا کہ اب مار لینا طلسم کشا کا کتنی بڑی بات ہے اسم اعظم پڑھکر بند کر لونگا تھوڑی دور لشکر باقی ہے لوح جھولی میں رکھلی کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا معجوق کوہکن نے سر اٹھا کر دیکھا سحر العجائب پکارتا ہوا آتا ہے ای نائب میرے ہمراہ چلو حمزہ نے بڑی قیامت برپا کی صبیح بادلہ پوش اور وزیرزادی اسکی مسیح عشرت افزا خوب زور وشور سے لڑ رہی ہیں بائیس لاکھ فوج لیکر خراج گزاران طلسم نور افشان نکلے تھے اس آٹھ دن میں ایسی جنگ ہوئی کہ اب دس لاکھ باقی ہیں بارہ لاکھ آدمی جادوگر مارے جا چکے معجوق کوہکن نے کہا ای شاہ میں نے تو خاتمہ کر دیا طلسم کشا سے لوح لے لی نام لوح کا سنکر سحر العجائب بہت خوش ہوا کہا کہ ای معجوق اگر آج لڑائی فتح ہوئی اور طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو نصف سلطنت تمکو دونگا معجوق نے کہا غلام کیا کوئی فکر اٹھا رکھیگا ضرور آفت برپا کریگا سحر العجائب نے کہا کہ لوح کو میں دیکھوں فرق تو نہیں پڑا معجوق نے لوح جھولی سے نکالی اپنے ہاتھ پر رکھکر پیش کی شاہ باتیں کرتے ہوے لوح کو ملاحظہ فرما رہے ہیں تھوڑی دور جاکر کہا ای معجوق تمنے بڑا کمال کیا دیکھو تو بہائیصاحب بھی آتے ہیں تخت پر سوار ہیں معجوق دیکھنے لگا سحر العجائب نے حلقے کمند کے گلے میں معجوق کے ڈالدیے اور کھینچکر پلٹا تھا نعرہ ہوا او بیحیا اب کہاں جائیگا بچنا دشوار ہے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار یہ کہکر جھٹکا مارا معجوق منہ کے بھل گرا عمرو نے خنجر مار اشکم چاک قصہ پاک عمرو نے لوح پہلے ہی لے لی تھی بھاگا صاحبقران لڑ رہے ہیں بوجہ حرز ہیکل و اسم اعظم کے کسیکا سحر تاثیر نہیں کرتا مگر جب مقبل نے گھبرا کر پوچھا آقا کیوں خاموش ہیں امیر نے فرمایا لوح طلسمی میرے قبضے سے نکل گئی یہاں سحر العجائب کہہ رہا ہے نائب میرا ابر سر طلسم کشا گیا ہے لوح لیکر آتا ہوگا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام میں معجوق کوہکن ہوں سحر العجائب نے سمیٹ لیا کہا یارو بڑا خیر خواہ مارا گیا یہاں امیر مصروف جنگ ہیں کہ عمرو نے آکر لوح حاضر کی کہا ای شہریار یہ لوح حاضر ہے امیر نے لوح کو گلے میں ڈال لیا پھر مصروف جنگ ہوے سحر العجائب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا اپنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو نے اسے مارا بہت افسوس کیا کہا یارو میں نے داغ پر داغ اٹھائے کیسے کیسے رفیق و شفیق مارے گئے سامری و جمشید جیسے ایسے ناراض ہیں ہمارے مقدمے میں یہ اغماض ہیں ای برادر مصر الغرائب ہم پر زوال آیا طلسم مٹا سر حلے شکست ہوے جسنے ہماری مدد کی وہ مارا گیا ہا لیان ہفت پیکر ساحران زبردست ہیں خدائی اسکی وہاں ہے کہ جو ایک دن میں ساتوں پہاڑوں پر ظہور دکھلاتا ہے بیشک بڑا شخص ہے ہمنے اسکی خدائی کا اعتقاد کیا اب حوصلہ نکال لو دل میں حسرت نہ رہے اگر اس رنگ میں طلسم کشا کو مار لیا بہتر ورنہ دونوں گھر برباد ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے نکل چلیں گے زوجہ خورشید جمال قتل ہوئی مہران آسمان سپہر کا کوئی نظیر نہ تھا جو میں طاق شہرہ آفاق اسکا لاشہ دیکھکر کلیجا پھٹتا ہے آپس میں صلاح کرکے دونوں بھائی بڑھے اب جو سحر کرنے لگے بارہ لاکھ ساحروں کو اشارہ کیا کہا یارو لڑکر جان دو ہر چند کہ طلسم کشا کے دل پر داغ رہیگا بلکہ انجم اختر پیشانی مہر طلعت زنار بلا افگن فیروزہ جادو ملکہ ناہید گلشن سحر اطراز وغیرہ سبکو مار امہروان نے لیا کیا کار روائی کی اب وقت جرات ہے پشت نہ دکھلاؤ میاں ان کو کب خوشی خوشی پھر رہے ہیں جب طلسم میں جائیں خاک اڑتی ہوئی پائیں یہ کہتا تھا کہ دریاے فوج ساحران میں جوش ہوا آمادہ ہوکر چلے اخضر و حیرت و غنچہ آرزو و عندلیب خوشنوا و ملکہ صبیح بادلہ پوش

دستِ عشرت افزا دریاے موج میں غوطہ زن ہیں مگر یہ سب قریب صاحبقران کے آگئے دہنے بائیں سحر اور
عمل کی تیاری صاحبقران لوح چمکاتے ہوئے بڑھتے جاتے ہیں ایک جانب بادشاہ اسلام تخت پر پانچ ہزار
پانچ سو چھپن سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی تیغ بکف خروج کفار پر گرے
جب غول ساحروں کے بڑے امیر نے تلوار کا ہاتھ اٹھایا ساحران اسلام کا عمر چلا سرداروں نے برق شمشیر
چمکائی حکیم اشرف الحکمت نے بڑھکر آواز دی اقتلوا یا مریخ ایک نقش لکھکر مقابل نیر اعظم کیا ہزارہا سر کٹکے
گرے دریاے خون بہا ہاے رستم رزم جہانگیر مع اپنے سرداروں کے کد و کوشش کر رہے ہیں پلٹنوں میں تلواریں
کھنچ گئیں علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے قلیل سکندر پر چوب پڑی طوق حیران گرد والوالعین گرد علم اتھد ہاتھکر کو جس
مقام پر گاڑ دیتے ہیں ہم کو لڑتے ہیں چھینٹیں خون کی اڑ رہی ہیں نظر پڑتا ہوں کہ ایسی مغلوبیہ کبھی کسی مقام پر نہ ہوئی تھی
تین شبانہ روز تلوار چلی اسقدر صفیں جمی تھیں کہ صاحبقران کو بڑی مشکل تھی دسویں دن لڑتے بھڑتے جنگ
رستمانہ کرتے قریب سحر العجائب کے پہونچے ایسی اس مقام پر تلوار چلی کہ کئی لاکھ کا کھیت ہوا آٹھ سو سردار
و تاجدار صاحبقران کے بھی سیار گلشن جنا ہوئے اب امیر و سحر العجائب کا سامنا ہوا غصے میں جا پڑا
بچا نہ تھا کہ طلسم کشا کو مار نہیں سکتا کوکب روشن ضمیر کو ماروں کوکب نے بھی اس معرکے میں دو شمشیر زنی کی
کیا عجب ہے کہ زبان تیر کلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو چلیں منڈلا رہی ہیں نقیبوں کی آوازیں
سرداروں کی جانبازی حیرت کا یہ حال ہوا کہ لاکھوں ساحر مارے دیوانہ وار پھر رہا ہیں ہر طرف سے صداے
الامان بلند سحر العجائب خود پسند بیقرار و مضطر تھا ہوا لڑ رہا ہے جب دو تین بار زمین شق ہوئی ایک غار پیدا
ہوا ہزار در ہزار اسمیں غرق ہوئے کبھی آگ برسی کبھی دریاے آب نے جوش مارا کبھی آندھی سیاہ آئی لاکھوں
سر ٹکرا کر مرے سحر العجائب نے بڑھکر کوکب پر گولہ مارا ملک اخضر نے دیکھا کہ یہ گولہ خالی نجائیگا اگر وارث
طلسم مرا امیر کو بڑا قلق ہوگا بڑھکر سینہ آگے کر دیا حیرت نے بڑھکر گولے پر گولہ مارا جب وہ گولہ پھٹا کئی ہزار
ساحر دغا ساحر مرکر گرے امیر ہر چند چاہتے ہیں اشقر کو بڑھاؤں گھوڑا اقدام نہیں اٹھاتا زبان حال میں عرض کرتا ہے
آقا قدم نہیں اٹھتا ہے سحر العجائب کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالدیں امیر نے فرمایا ای رفیق مرحبا صد مرحبا
دس دن گذرے ایک طور پر تلوار چلی خون کے دریا بہے تو نے بڑا کام کیا کہ ایسے وقت میں ساتھ دیا اب میں
پیدل جاتا ہوں یا تو فتح قریب ہے یا جس ظالم نے لاکھوں بندگان خدا کو مارا اُسکی قضا مجھکو لیے جاتی ہے اسے
مارونگا یا اپنی جان دونگا یہ کہکر گھوڑے سے کودے دست راست میں تیغہ عقرب دست چپ میں لوح طلسمی
چمکاتے ہوئے جاتے ہیں سب سردار امیر کو پیدل دیکھکر گھوڑوں سے کودے مگر صفیں جمی ہیں ہٹتیں اگر ایک
صف کو توڑا پانچ صفیں بندھ گئیں سحر العجائب بھی پیچ و تاب کھا رہا ہے کہ یارو طلسم کشا کو مارلو دیتا تا ستا تا برق شمشیر کی
چمک سپر زنگی کالی گھٹا میں سنان ہاے نیزہ مثل ستاروں کے چمک رہی ہیں سحر العجائب جست کرکے طرف
کوکب کے چلا کوکب نے للکارا او نمک حرام کیوں ادھر آتا ہے سحر العجائب نے آواز دی کوکب روشن ضمیر تمہاری
نسل کی فکر میں ہوں کیا تمکو پھر سلطنت نصیب ہوگی مغضوب بارگاہ سامری و جمشید ہو اب بچنا دشوار ہے کوکب
نے پشت دست کاٹی کہا افسوس ہے کہ میں سحر سے توبہ کر چکا ورنہ میں مزہ چکھاتا خدا نہ کرے کہ میں توبہ شکنی کروں
سحر العجائب چلا کوکب نے تلوار چمکائی اُسنے آتش کا دانہ پھینکا تلوار ہاتھ سے گر پڑی یا مرکب بدلگامی کرنے لگا
صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ گھوڑا چاہتا ہے کوکب کو گرادے کوکب کی پریشانی دیکھکر امیر بڑھے آواز

دی او نامرد ہمسے آنکھ چار کر ہم پر وار کر ہم جواب دینگے سحر العجائب نے دوسرا گولہ مارا صاحبقران پر کب تاثیر ہوئی ہر لوح کو چمکا دیا اسم اعظم پڑھا گولہ اُلٹا پلٹا پھٹا گر گر اسحر العجائب گھبرا گیا چاہتا ہی کہ ہٹ دون صاحبقران نعرہ کر کے قریب پہونچ گئے سحر العجائب نے ایک دستک دی آواز دی ای طائر ساحری ہوش طلسم کشا کے اُڑا دے یہ کہتے ہی ایک طائر عقاب پر رعنا نہ آیا آکر نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا آواز دیتا تھا ای طلسم کشا دنیا ناپایدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہان اولو العظم دارا کی قباد منوچہر جمشید جم ضحاک ماران نوشیروان یہ سب پیوند خاک ہوے نام کا نشان بھی نہین تاج و تخت ساتھ نہ لیگئے حسرت دیاس لیکر پردۂ دنیا سے اُٹھے اشعار ناسازی زمانہ کیسے کہان کہان تک ✤ بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک ✤ رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا ✤ خویش و عزیز سارے سب تھے فقط یہان تک ✤ کس کس کو یاد کر ین کسکے واسطے فریاد کرین اصل یہ ہی

نظم

وصل کی شب سو گیا تھا مین سو عمر بھر ہوا
خلق کی آنکھ مین جاہی دیکھتا تو قبر خواب
گر مسیحا کو نہین میری عیادت کا خیال
آسنے الٹی ہی سنائی ہر مجھے تعبیر خواب
یار سو جائے تو جاگین طالع خفتہ مرے
ہو گیا پیغام اجل کا مجھکو نا سخ تیر خواب

ای شب غم اب نہین اسکے سوا تدبیر خواب
آنکھ پھر گئے کُدی میری ما پئے تعمیر خواب
بعد مدت خواب مین آیا جو وہ مین چونک اُٹھا
پڑ گئی ہر کیا اجل کے پاؤن مین زنجیر خواب
طاقت جنبش شب فرقت کے صدمون سے نہین
وصل کی شب قتل کرتی ہر مجھے تاخیر خواب

چھٹکے قید زیست سے کرتے ہین ہم تسخیر خواب
عالم اسباب مین اسباب غفلت مین عزیز
یہ گنہ بخت خوابیدہ ہی اور تقصیر خواب
مین نے خواب وصل کو اُس سے کیا ہی بیان
پنجۂ مژگان نرگس کیونکر ہو دامنگیر خواب
اُسکی مژگان خواب مین دیکھی سحر بسمل اُٹھا

اسطرح زمزمہ سرائی کی کہ صاحبقران متوجہ ہوے بگوش ہوش سن رہے ہین دور سے غنچۂ آرزو نے دیکھا تڑپ کر چٹکین آواز دی ای شہریار آپ کیا کرتے ہین لوح کو ملاحظہ کیجیے یہ طائر ہوش اُڑا دیگا نہین معلوم کیا کر گذریگا اپنے کو بچائیے صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح کو دیکھا اسمین یہ مضمون نکلا کہ ای فتاح طلسم وای سیارۂ عجائبات جب طائر آکر زمزمہ سرائی کرے متوجہ نہ ہونا اگر متوجہ ہوے تو خیال کر کے دیکھیے اسکی پیشانی پر ایک خال سیاہ ہی تیر تاک کر مارو اگر تل بھر کا فرق ہو گا تم ہو کر رہجاؤ گے کوئی نہ چھڑا نہ سکیگا صاحبقران نے کانپ کر قربان سے کمان ترکش سے تیر لیا تاک کر تیر مارا خال ہی پر جا کر پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا سحر العجائب نے تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے روک کر ہاتھ بدلا کہ سحر العجائب کے دو ٹکڑے ہوے سحر العجائب کا مرنا آندھی سیاہ چلی آوازین ہیبتناک آئین جیسے ہی صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام من سحر العجائب بود مصر الغرائب نے جو معاملہ سنا چند مشیر وزیر باقی رہ گئے تھے اُنسے صلاح کی سبنے کہا آپ بھاگ کر نکل چلیے مصر الغرائب نے آواز دی یارو مین خدمت مین ہفت پیکر کی جاتا ہون جا کر فریاد کرونگا شاید کچھ مطلب نکلے یہ کہکر ساحر پشت پر شکست کھا کر بھاگا ساحر پیچھے چلے امیر کے سردار بیہوش ہو کر گر گئے تھے امیر نے سبکو اُٹھوایا الفتح فیروزی داخل قلعۂ طلسم ہوے علامتین وغیرہ سب شگفتین سب سردارون کو لیے ہوے امیر قلعے مین آئے بادشاہ اسلام تخت پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے ایک مرد پیر حاضر ہوا اُسنے آکر کنجیان پیش کین کہا خزانۂ طلسم کی کنجیان ہین امیر نے وہ کنجیان کوکب کو دین کہا یہ مال تمھارا ہی کوکب کو تخت پر بٹھایا اول خود نذر دی انہون نذرین گذراننے لگین مگر امیر نے پلٹ کر جو دیکھا دانگل لند حور و قاسم غائب پڑا ہی فرمایا یارو غضب ہوا لندھور و قاسم طلسم ہفت پیکر مین جا کر قید ہوے اُنکی رہائی کی تدبیر ہونا چاہیے عمرو نے عرض کی حضور یہان کے انتظام سے فرصت

پالین تو پھر اسطرف چلین امیر نے آہ کی فرمایا خواجہ کیا کہون جو مجھے رنج و ملال ہے نظم

دل صبر تاب تحمل ندارم
که از آسمان ہم تنزل ندارم
اسیر از من آرام بلبل ندارم

نه سودائے آہے نہ شوق نگاہے
چرا تنگدستی کشد پائمال

ندارم دماغ تغافل ندارم
توکل مگر بر توکل ندارم

سر و برگ ہر شمع با گل ندارم
منم خاکسارہ گشتہ سر زمینے
ز نگاہائے اظہار چون سیگ برم

اسطرح امیر نے یہ اشعار پڑھے کہ سب رونے لگے شاہزادہ جہانگیر جو نگل پر بیٹھے ہین چابک سے اشارہ کیا کہ لشکر تیار کرو کسیکو خبر نہونے پاوے چابک نے چپکے چپکے لشکر تیار کیا دو دو چار چار کرکے نکل گئے صحرا مین جا کر ٹھہرے بعد انکے جہانگیر نکلے چابک کو ساتھ لیکر جنگل مین آئے فوج کو ساتھ لیا طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا صبح کو جو صاحبقران آکر بیٹھے جہانگیر کو نہ پایا فرمایا کیون خواجہ جہانگیر کہان گئے آج دربار مین کیون نہین آئے ہرکارون نے پرچہ دیا کہ طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے امیر نے زانو پر ہاتھ مارا فرمایا یہ لوگ کیا کرتے ہین ہمین اور نہ یاد وہ پریشان کیا انکو راستہ کیونکر ملیگا مالک بیٹھے بیٹھے سوچے کہ ای مالک اب بھی وقت ہے ورنہ پھر نہ کچھ بن پڑیگا چل کر لندھور کو چھوڑ آئین ہند سے پر احسان کرین یہ بھی ہزار نیزہ دار ساتھ لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے تین دن کے عرصے مین ایرج و نور الدہر و خورشید بنا ہاشم و ہاشم تیغ زن کو تورج بن بدیع الزمان واسطے رہائی قاسم کے روانہ ہوئے صاحبقران کو یہ خبر گذری کہ حملہ سردار گئے امیر کو بڑا قلق ہوا فرمایا خواجہ تمنے سنا عمرو نے کہا کیا عرض کرون حضور بھی قصد کرین مگر اشرف الحکمت نے عرض کی امیدوار ہون کہ کنیز کو عقد سے سرفراز کیجے امیر نے حکم دیا تیاری ہونے لگی ساتھ ملکہ صبیح بادلہ پوش کے عقد ہوا غنچہ آرزو کی طرف سے عرض گذری امیر نے دستخط کیا کہ کمو سحر سے تائب ہون ملکہ غنچہ آرزو نے عرض کیا حضور کو معرکہ درپیش ہے اسکا بڑا الپ ہے پیش ہے بعد اس معرکے کے کنیز تائب ہوگی امیر خاموش ہو رہے یکا یک خبر گذری کہ علمشاہ بھی واسطے رہائی قاسم کے گئے امیر کو بڑا صدمہ ہوا اپنے جانیکی تدبیر کرنے لگے لیکن خداوند ہفت پیکر کو وہ لقراط پر خدائی کر رہا ہے لقراط تاجدار حاضر ہے یکایک عرض ہوئی کہ قاسم و لندھور سجدہ کرنیکو آئے ہین حکم ہوا کہ لاؤ دونون حاضر ہوے سجدہ کیا آواز آئی ای سپہ سالار قدرت تمھارے کمب عزیز و اقارب آتے ہین سب کو بلواوین قاسم نے کہا اگر حکم ہو مین جاکر سبکی مشکین باندھ لاؤن حکم ہوا کہ تم عیشخانہ کو جاؤ مصروف عیش ہو ہم اپنے پہلوان کو روانہ کرتے ہین گاوان جرز پیکر کے نام نامہ لکھو لقراط نے نامہ لکھا قاسم و لندھور نے دیکھا لقراط نے نامہ اسی مقام پر ڈالدیا ایک شہرہ پنجہ نمودار ہوا نامہ اٹھا کرلے گیا گاوان جرز پیکر اپنے مقام پر بیٹھا ہے پہلوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست کہ اسکو خبر گذری کہ شاہزادہ جہانگیر والاتبار پیری عملداری سے جاتا ہے ترکان ہفت پیکر نے حکم دیا لشکر تیار ہوا چار لاکھ کا لشکر لیکر ترکان جرز پیکر نکلا آکر بارگاہ استادہ کرائی جنگل پر بیٹھا ہے کہ عیار اسکا ساونت قطرہ زن دوڑا ہوا آیا عرض کی پردے بارگاہ کے اٹھوا دیجیے ترکان نے حکم دیا پردے باندھے گئے دیکھا صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ جہانگیر مع ساٹھ ہزار جوانون کے آکر پہونچا خبر سنی کہ ترکان ہمکو روکنے آیا ہے ہم بہ زور تیغ گاوان تخت پر بیٹھا ہے کہ ایک نامہ گود مین گرا اسنے پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ ای ترکان غرور زمان جو اسطرف آتے ہین سب کو گرفتار کرکے روانہ کرو اور تم بھی حاضر خدمت ہو ترکان نے سجدہ کیا کہا قدرت کے تصدق ہو جاؤن ہر وقت سب پر نگاہ ہے جو یہان گزرا قدرت کو فرشتون نے خبر پہونچا دی حکم دیا طبل جنگی بجے

اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکاروں نے خبر جہانگیر کو دی جہانگیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں
میں تیاریاں ہونے لگیں رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ گئے مگر آج ہفت پیکر کوہ انگبود پر
جلوہ دکھا رہا ہے انگبود تاجدار دست بستہ حاضر ہے کہ تصویر سے آواز آئی اے انگبود آج ہمارا بندۂ خاص فنون
سے مقابلہ کریگا لیکن حریف زبردست ہے سامنا ہے ملکہ شمیم گیسو کشا کو حکم دو کہ جاکر ترکان جہانگیر کو لائے
انگبود جاگا باغ نیرنگ میں آیا ملکہ شمیم بیٹھی ہیں انگبود نے آکر حکم خداوند ظاہر کیا شمیم مثل بوئے گل بیٹھے بیٹھے غائب
ہوئی یہاں ترکان لشکر کو آراستہ کرکے میدان میں نکلا جہانگیر مقابلے میں آئے جب نگاہ دو رزن ہوئے ترکان کی
نگاہ جمال جہان آرائے جہانگیر پر پڑی جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوا کہا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی اے یوسف ثانی آپ کا جمال
باکمال دیکھکر دل کو رغبت ہوئی خود بخود آپ سے محبت ہوئی ان ممالک کو مثل شہر یار نور افشاں بنا دینے یہاں کا زمین و
آسمان حکم خداوند سے مملو ہے ہفت میں جان جائیگی میرے ساتھ چلیے آپ خود خداوند کو پہچان لینگے جہانگیر نے کہا
کیا بیہودہ بکتا ہے ہفت پیکر پر لعنت کر دین اسلام ملت بیضا اختیار کر کہ رونق بارگاہ صاحبقران ہوگا ترکان گو تو
محبت ہو چکی ہے اس کلمے کو ٹال گیا ایک آواز کان میں آئی اے ترکان تو نے یہ نسبت خداوند لفظ لعنت سُنا اب جہنم میں جا
جہانگیر نے دیکھا کہ ایک طمانچہ منہ پر ترکان کے پڑا سر اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا جہانگیر کو بڑا افسوس ہوا اسکان خون آشام
بھائی ترکان کا گھبڑا اُڑ کر میدان میں آیا کہا او پسر حمزہ بے ادبی تو نے کی سزا میرے بھائی کو ملی اب قدرت کو
سجدہ کر ورنہ بہت بری طرح سے پیش آؤنگا جہانگیر نے کہا کہ یہ میدان کارزار ہے کچھ فنون سپہ گری دکھا اسکان نے
نیزہ مارا جہانگیر سے نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر جہانگیر نے نیزہ ہاتھ سے نکالا اسکان نے تلوار
کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا جہانگیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسکان لپٹ پڑا دونوں گھوڑوں سے
کود کے کشتی ہونے لگی جہانگیر شیر دلیر اکثر تے ہی زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لائے دو چار گھسے مارے زرہ
پارہ پارہ پیشانی سے خون جاری گھبرا گیا دل میں کہتا ہے اس جوان سے کیونکر جان بچیگی جہانگیر بڑے کروفر سے
لڑ رہے ہیں لڑتے لڑتے تین پہر گذر رہے پہر دن پچھلا باقی ہے کشتی ہو رہی ہے دونوں لشکر نگران ایک طور
کی جنگ بلا زبان سکان حیران ہیں کہ دیکھیے ہمارا آقا کیونکر بچتا ہے ایک مقام پر جہانگیر اسکو پکڑ لائے رگڑ رہے
ہیں کہ شمیم گیسو کشا آسمان پر چمکی اسنے جو یہ کیفیت دیکھی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر اپنے بندے کو
بچالیجیے چابک گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگا کہ یہ آواز دل خراش کہاں سے آئی سر اُٹھا کر چابک نے دیکھا
کہ ایک ساحرہ تخت پر سوار دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے کچھ سحر کر رہی ہے یکایک زمین شق ہوئی دونوں
جوان زمین میں سما گئے سکے کان میں آواز آئی زمین کو ناگوار ہوا کہ بندۂ خدا خداوند ہفت پیکر کا بندہ اس مصیبت میں
ہو اسلمان کی شوکت ناگوار ہوئی زمین و آسمان سب قدرت کے قبضے میں ہے اب تو ثابت ہوا کہ خداوند حقیقی ہے اندھیرا
چھا گیا بعد عرصہ دراز کے روشنی ہوئی چابک نے دیکھا وہ ساحرہ غائب ہو گئی چابک بھی چلا جو منظور ہوا
وہ صورت بنا بھاگا یہ سمجھ گیا کہ اسی ساحرہ کا شعبدہ تھا شمیم گیسو کشا یہ فعل کرکے بھاگی کہ کوہ الماس پر جاؤں
فوراً سے جاکر عرض کروں یہ اُڑی ہوئی جاتے ہی ایک مقام پر اسکے کان میں رونے کی آواز آئی شمیم بھی حیران ہے
کہ یہ کون روتا ہے کسی مصیبت زدہ پر کوئی آفت آئی ہے پہاڑ پر سے آواز آتی ہے پہاڑ پر اُتری ٹہلتی ہوئی چلی دیکھا ایک
چشمے پر ایک نازنین پڑی ہوئی رو رہی ہے دریائے جواہر میں غوطہ زن نہایت حسین شمیم نے قریب آکر کہا کیوں بوا کیوں
روتی ہو نازنین نے کہا بوا تمکو کیا فائدہ تم کیوں پوچھتی ہو ہم گرفتار دام مصیبت آوارۂ دشت وحشت میں یہ خواہش

کہ کوئی ایسا ہوتا کہ ایک ہاتھ تلوار کا پھر مار دیتا کہ ہم کشاکش سے نجات پاتے شمیم نے کہا کہ نام بتاؤ کہا نام ہمارا نسیم ماہ رخسار ہے شمیم نے پوچھا وطن کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہے اُسکو قلعہ صندل کہتے ہین ہمارے والد سلطان تاجدار وہان کے حاکم افسوس ہے کہ خود سلطنت پر بیٹھے بعد چندے انتقال کیا ان باتون پر شمیم رونے لگی کہا بوا ابس تمھاری بات مین تاثیر ہے صاف صاف بیان کرو ہم تمکو اپنے بادشاہ پاس لے چلین گے بادشاہ تمھاری بہت لطف سے خاطر کرینگے اُس نازنین نے کہا بوا ہمکو یہین رہنے دو شمیم نے کہا بوا ہم تمکو یہان نہین رہنے دینگے اُس نازنین نے کہا بوا ہم موت کے قریب ہین عیش و راحت سے دور قلب ناصبور ایک گھڑی کی کنیز دم دیکے نکال لائی ایک لاکھ روپیہ کا زیور پاس تھا لے لیا ہمکو یہان چھوڑ کر چلی گئی اور رونا یہ ہے کہ پھر ہم ماں باپ کے سامنے جاوین جنگل مین تڑپ تڑپ کر مر جاوین وہ دیکھو سامنے وہی بڑھیا جاتی ہے شمیم پلٹی جیسے ہی شمیم نے منھ پھیرا اُس نازنین نے حلقے کمند کے ڈالدیے اور کہکر شمیم پلٹی رکھکر جھٹکا مارا اپنے نام کا نعرہ کیا منم چالاک گرفتار کرتے کرتے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک آندھی سیاہ چلی سنگباری برفباری ہوئی بعد ہوشے در آ از آواز آئی کشتی مرا نام من شمیم کسیو کشتا بود گویا بال بال گنہگار تھا سر جسم پر بار تھا شمیم کا سر کاٹ کے چالاک بھاگا میدان کارزار مین آکر دیکھا ایک جوان سے جہانگیر سے کشتی ہو رہی ہے دونون لشکر تقریبین کر رہے ہین لیکن اہالیان لشکر جہانگیر گھبرائے ہوئے ایک ایک کو انتشار ہے کہ یہ کیا معرکہ ہوا تھا کہ غرق زمین ہوے تھوڑی دیر کے بعد پھر ظاہر ہوے اسیطرح کشتی ہو رہی ہے چالاک نے آکر لشکر مین سب حال کہا کہا یارو مقدمہ سحر تھا جب سر شمیم سبکو دکھایا لشکر مین بڑی خوشی ہوئی کہ ہم اسے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار موسوم بہ ضحاک دیو بند بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر میدان آکر پہونچا حال دریافت کیا نام جہانگیر سنکے ٹھہر گیا کہا کل یہ جوان میرے شہر مین اترا تھا مین اسکی تلاش مین نکلا تھا جیسے ضحاک آکر کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے ایک طرف جنگل مین ٹھہرا ہے کچھ اسباب ارباب نشاط ساتھ لیا پہلے قراول میر شکار چند پہلوان ساتھ ہین کہہ رہا ہے کہ اگر سکان کے ہاتھ سے بچا تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گا مین نے یہ خبر پائی ہے کہ کئی سردار مثل اس جوان کے اپنے لشکر سے نکلے ہین طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہین نامۂ قدرت میرے نام پہونچا کہ تلاش کرکے انکو گرفتار کرو ابھی کسی اور کا پتہ نہین ملا یہان جہانگیر سکان کو نے دوڑے دس قدم ریل کے لائے بگہ مارا کہ دونون گھٹنے سکان کے آشنا زمین ہوئے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا ہر چند تڑپا پھر کا گرہ پنجہ شیر سے کب رہا ہوتا ہے بگہ دیگر زمین پر مارا اُکو دکر چھاتی پر سوار ہوے مشکین باندھلین چالاک نے پھر دیکھا طرف لشکر کے پلٹے اہالیان لشکر سکان کا حوصلہ نہ پڑا کہ جا پڑین ضحاک سے آکے ضحاک نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین بحکم خداوند آیا ہون جب مین گرفتار کرونگا اسوقت بولنا ابھی مناسب نہین لوگ کہینگے کہ جھکے ہوے پر جا پڑے مابدولت بدنام ہو جاوینگے یہ کہکر لشکر کو اُتارا جہانگیر نے سکان کو قید خانے مین بھیجا آپ داخل بارگاہ ہوے معروف عیش و عشرت رہے صبح کو دربار مین آئے چالاک رنجیدہ سامنے آیا کہا شبکو قید خانے سے سکان غائب ہو گیا قید خانے مین نقب بھی نہین لگی اب سنتا ہے کہ اپنے لشکر مین ہے میرا ارادہ ہے کہ مین جاکر دریافت کرون جہانگیر نے کہا کہ جاؤ دیکھو یہان کے لوگ بڑے صاحب عجائب و غرائب ہین سنتے سحر کے گذرتے ہین کو جو نگاہ سے نہین گذرے پہلے جاکر دریافت کرو مین اُسکو بارگاہ سے لاؤنگا زندہ کچھ لحد دونگا دیکھون تو کیونکر چھٹتا ہے چالاک باتماسے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا لشکر مین ضحاک کے آیا ایک شخص خدمتگار بارگاہ مین پہونچا دیکھا ضحاک و سکان بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین سکان کہہ رہا ہے کہ اے ضحاک یہ جوان بڑا زبردست ہے چار پہر مین اس سے زیادہ جنگ نہ کر سکے گیا شبکو مین نے خداوند کو یاد کیا مجکو غنودگی ہوئی اپنے کو تمھارے پاس پایا ضحاک کہتا ہے کہ تم آئے کیو

مین گرفتار کر لاؤنگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا چالاک یہ حال دیکھکر پلٹا سامنے جہانگیر کے آیا سب کیفیت
بیان کی جہانگیر نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون کان پکڑ کے مردود کے لاتا ہون ہرچند چالاک نے منع کیا
جہانگیر نے نہ مانا پشت پر مرکب کی سوار ہوے طرف بارگاہ ضحاک کے چلے ہرکارون نے ضحاک کو خبر
دی کہ فرزند صاحبقران آتا ہی ضحاک نے حکم دیا خبردار کوئی نہ روکے ایک ڈنگل زرین بچھوا دیا کہ شاہزادہ
جہانگیر آکے پہونچے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ضحاک نے کہا یہ سب نام ہمارے خداوند کے
ہین آئیے تشریف رکھیے جہانگیر ڈنگل زرین پر بیٹھے ضحاک نے ساقی بچے کو اشارہ کیا جہانگیر نے جام نہ پیا
کہا ای ضحاک مین اس نامرد کو لینے آیا ہون ضحاک نے کہا کہ آپ اپنی بارگاہ مین جائیے مین طبل جنگی بجوا کے
میدان مین آؤنگا اُنکو یہ میری پناہ مین ہین معاف فرمائیے جہانگیر اُٹھے ضحاک پہونچانے آیا راہ مین سمجھاتا ہوا
کہ ای شہریار یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی جو نام آپ نے اپنے خداوند کے لیے ہین ہمارے خداوند کے نام ہین جہانگیر
نے کہا سارا معاملہ سحر و ساحری کا پیری ہی ضحاک ہنس پڑا کہا ای شہریار آپ قدرت خداوند کے قائل نہین ہین زمین
و آسمان گواہی دیتا ہی جس شی سے پوچھیے وہ گواہی دے مگر آپ لوگ سبب قلب ہین آپ کے سردارون مین
لندھور و قاسم سامنے قدرت کے جا کر مشرف ہوے عیش خانے مین داخل ہین چین کر رہے ہین جس دن
خداوند حکم دینگے آپ سے آکر لڑینگے جہانگیر ہنستے ہوے اپنے لشکر مین آئے ضحاک نے بموجب وعدے کے
طبل جنگی بجوایا جہانگیر نے بھی جواب مین نوازش طبل جنگی کو حکم دیا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے سکان ضحاک
کے ساتھ ہی جب صفین آراستہ ہوئین ضحاک نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر مبارز طلبی کی تھی کہ آسمان پر
سناٹا ہوا دیکھا چار دیو ایک تخت اٹھائے ہوے ایک جوان تخت پر سوار مگر بالکل برہنہ ہوے جسم ستر جسم مین
ایک چوب دستی کاندھے پر جب ہوا سے بال چہرے پر اُڑتے ہین چہرہ آفتاب مثال ظاہر ہوتا ہی دیوزادون نے اگر
تخت زمین پر رکھا وہ بلائے سیہ تخت سے کودا چوب دست ہلاتا ہوا قریب ضحاک کے آیا زبان اُسکی
کسیکی سمجھ مین نہین آتی دیوانہ وار حرکات لغو کرتا ہوا سامنے ضحاک کے پہونچا جست کرکے ایک چوب لگائی
ضحاک نے گرز اٹھایا گرز پر جو چوب دست پڑی تراقے کی آواز ہوئی ضحاک مع گینڈے تھل تھلا خون کا ہوکر
رہگیا وہ جوان ضحاک کو مار کر طرف جہانگیر کے پلٹا ایک دیو نے آواز دی ای شہزادہ جہانگیر حملہ ہمارا
پہلوان طلب کرتا ہی جہانگیر نے مرکب اٹھایا نوبت نقارے جو بجے وہ جوان چیخ مار کر بھاگا دیوزادے
اُکر پٹ گیا اشارہ کرتا ہی کہ بھاگو ہرچند دیوزادون نے کہا بھاگنا عیب ہی بدنامی ہوگی پہلوان نامرد کہینگے مگر
علماے انگاری کے پھر پھرے دیکھکر وہ جوان اسقدر خائف و پریشان ہی مثل بید کانپ رہا ہی دیو کے
سامنے ہاتھ جوڑتا ہی کہ مجھے لے بھاگ لاچار ہوے ہرچند روکا وہ جوان اُچک کر تخت پر سوار ہوا ہاتھون
سے اشارہ کرتا ہی کہ مجھکو لے بھاگو آخر لاچار چارون دیوزاد اُس بلائے سیہ کو لیکر ایک طرف روانہ ہوگئے ہم
جہانگیر نے سکان کو آواز دی کہ ضحاک جہنم واصل ہوا ایسی ایمین بہتر ہی کہ میرے پاس چلے آؤ یا ہمارا مذہب
اختیار کرو ورنہ ہم قتل کرینگے زندہ نچھوڑینگے تجھکو سر میدان زیر کیا ہی سکان نے دیکھا یہ جوان نہ مانیگا فساد
برپا کریگا لاچار ہوکر چلا سامنے جہانگیر کے آیا کہا حضور مین غلام تابعدار ہون میرے قلعے مین تشریف لے
چلیے کل لشکر کو اشارہ کیا سامنے آکے جہانگیر کو گھیر لیا نوبت نقارے بجاتا ہوا جہانگیر کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا
کہا تخت پر تشریف رکھیے جہانگیر نے کہا ہمارا دستور نہین ہی ہاتھ پکڑ کے سکان کو تخت پر بٹھایا چالاک نے

عرض بھی کی کہ ای شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہی جہانگیر نے کہا ظاہر مین تو مطیع ہی باطن کا حال کون جانتا ہی سکان نے حکم دیا جب گرمی صحبت ہوئی ایک نازنین کھڑی ہو کر بصد ادا یہ غزل گانے لگی **نظم**

تھی لانا مجالس مین نہین دستور شیشے کا	عبث توڑیگا ساقی سر کوئی مخمور شیشے کا
پکڑ کر گردن لمو بچا سے ہین ایک گوشے مین سارا	نہین چلتا ہی میخوارون سے کچھ مقدور شیشے کا
گئے ہین دیکھ تو کس کسکے منہ پر اسکے مجلس مین	نہ کر سنگ جفا سے محتسب دل چور شیشے کا
زبس مجھہ عاشق پر جلتا ہی ساقی کی جدائی مین	نہ سمجھ بادہ ہی آتش سے دل معمور شیشے کا
فلک ہمدرد ہے ایذا سے دل ہر ایک کا یا تنگ	کہ منہ سے کرے ہی بندہ ناسور شیشے کا
کرے ہی اشک جاری چشم سے یہ وقت سجدے کے	عبادت مین نہایت خوب ہی دستور شیشے کا
لگا نہ سہار مست سو وا آنکھون سے دل اپنے کو	کہ ہر بدمست سے رکھنا بھلا ہی دور شیشے کا

غرض نازنین یہ اشعار گاکے بتار ہی ہی اُسوقت سکان نے شراب مین بیہوشی ملائی جام جہانگیر کے سامنے پیش کیا شاہزادہ پی گیا ایک جام چابک کو دیا چابک بھی ناچ گانے کے خیال مین پی گیا جو سردار جہانگیر کے ساتھ تے سبکو جام دیا نشے مین شاہزادہ اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا سکان نے سب کو مسلسل کیا خرچ پر شبخون مار لشکر کو پراگندہ کیا شاہزادے کو آرا بے مین ڈالکر طرف طلسم ہفت پیکر کے چلا اسنے دریافت کیا ہر کاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ آج کل ظہور خداوند کوہ دخان پر ہی میدان بھی وہانکا قریب ہی یہ سب حال دریافت کرکے سکان قید جہانگیر کی لے چلا قلعے سے نکلا تھا کہ صحرا اسے گرد اڑی شہزادہ جہانگیر کی بھی آنکھ کھلی ہی چابک کو اپنے قریب پایا کہا کیون چابک سکان نے مکر کیا چابک نے کہا مین تو عرض کرتا تھا کہ یہ مکار ہی اتنا حضور کو خیال رہے کہ یہ ملک سحر و ساحری سے مملو ہی جب حضور اسکے مقابلے مین غرق زمین ہوے وہ سحر تھا شمیم گیسوکشا کا جب مین نے جا کر کوہ پر اُسکو قتل کیا تب حضور اس بلا سے رہا ہوے اب دیوانے کے ہاتھ سے ٹھگی کھا گیا کیا تعجب ہی کہ وہ بخدمت ہفت پیکر پہونچ گیا ہو یہان عجائب وغرائب بہت ہین ورنہ دیگر سارے ساحرون کے شعبدون سے بچا گئے یہ باتین آپس مین ہو رہی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے دامن گرد کا شگافتہ ہوا علم بلند نشان لاکھ فوج کا ظاہر ہوا سکان بھی ٹھہر گیا شاہزادہ جہانگیر نے پہچانا کہ داراب کشورکشا پشت مرکب پر سوار فتاح کشوری عیار ہمراہ رکاب ملک کشورکشا تخت پر سوار پیدا ہوئے پرے بندھے ہوے ہین جیسے ہی داراب کی نگاہ پڑی کہ کسیکو قید کرکے لیے جاتے ہین کہا ای فتاح دریافت تو کر فتاح جھپٹا آگے جہانگیر کو مسلسل دیکھکر سامنے داراب کے آیا عرض کی حضور جہانگیر کو قید کیے ہوے لیے جاتے ہین یہ سنتے ہی داراب نے فرمایا ای فتاح طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ ان ممالک کو اکثر جہانگیر نے فتح کیا گو اُس پہلوان نے مکر سے گرفتار کیا جسے طلسم ہفت پیکر مشہور کیا ہی وہان لیے جاتے ہین لیکن اب ہو سکتا ہی کہ مین اُس سے لیجانے دون یہ کہکے مرکب بڑھایا دہن سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بچیا وای نابکاران بر دغا مین آپہونچا کشورکشا نے کل فوج کو حکم دیا ان شیرون نے بڑھکر لشکر سکان کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی لیکن جہانگیر نے جو نعرہ داراب کی صدا اُسکی زنجیرین ہلانے لگے سکان نے حکم دیا اس قیدی کا سر کاٹ لے زنجیر دار نے جو بڑھا مارا کہ او قیدی سرکشی کرتا ہی بس جہانگیر نے ایک ٹھوکر سر پر زنجیر دار کے لگائی کہ سر اُسکا پھٹ گیا جہانگیر سے ٤٠٠

قید آہن توڑ کے پھینکدی آرا بے سے اُٹھے ایک نعرہ مار کر مصروف جنگ ہوے ہنگامہ گیرودار بلند ہوا داراب نے لاش پر لاش گرادی خون کے دریا جاری ہوے لیکن جہانگیر لڑتے ہوے قریب سکان کے پہونچے سکان نے چاہا سامنے سے اس نوجوان کے ہٹ جاؤن مقابلہ نکرون اُسطرف سے داراب آتے تھے یہ سکان پر جا پڑے آپس مین تلوار چلی دو چار ہاتھ چلے تھے کہ شاہزادے نے آگر ایک ہاتھ مارا کہ سر کٹگئے سکان کا زمین پر گرا داراب دیکھ رہے ہین کہ سرکٹا ہوا ہنسا آواز دی یا خداوند ہفت پیکر بندہ ایکا بیقرار و مضطر ہی مدد کیجیے سر جسم سے ملگیا سکان نے کہا یا خداوند تیری قدرت کے صدقے کیا قدرت نمائی ہی کھڑے ہوکر آواز دی او مسلمان ہم بندۂ خداوند ہفت پیکر مین ہمکو کون قتل کرسکتا ہی جہانگیر نے قریب آکر ایک ہاتھ مارا کہ پھر سکان کے دو ٹکڑے ہوے پھر اُسیطرح سکان زندہ ہوکے اُٹھا آواز دی او پسر حمزہ ہم بندۂ خداوند ہفت پیکر مین ہمکو کون مار سکتا ہی یہ کہکے طرف آسمان کے منہ کیا آواز دی یا خداوند پسران حمزہ نے مجھکو تنگ کیا ہی میری مدد کیجیے ایک طاؤس آسمان سے پیدا ہوا تڑپ کے گرا کمر مین جہانگیر کے پنجہ دیا لے اڑا اور داراب لشکر دشمن سے لڑ رہے ہین یہ بھی دیکھا کہ جہانگیر کو ایک طاؤس اُٹھا لے گیا انکو تڑپ تڑپ کے لڑنے لگے یہان تو جنگ ہو رہی ہی چالاک عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ میرے آقا کو ایک طاؤس لیے جاتا ہی یہ بھی پیچھے پیچھے چلا دو کوس پر جا کر دیکھا وہ طاؤس جہانگیر کو لیکر ایک باغ مین اُترا اب چالاک پریشان ہی کہ مین کیونکر باغ مین جاؤن دروازے پر حاجب نگہبان موجود ہین گرد باغ کے چرخ مارنے لگا یہان شاہزادہ جہانگیر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مسند پر پایا سامنے باغ پر بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار ایک طرف سے چند نازنین ومہ جبینان مہر تمکین اُن سب کے بیچ مین ایک آفتاب جمال شیرین ادا لیلی لقا خرامان خرامان آتی ہی جہانگیر اُسکا جمال دیکھکر عاشق ہوے وہ نازنین قریب آئی ایک مسند پر آکے بیٹھی کہا اے شاہزادۂ والاقدر مین مدت سے آپکی تلاش مین تھی دیکھکر عاشق ہوئی تھی آج خدمت خداوند مین حاضر تھی کہ سکان نے آواز دی یا خداوند ہمکو بچایئے لقتوپر نے یہ حکم دیا جسطرح ہوسکے حریف کو سکان کے لاؤ مین وہان سے چلی جنگ مین آکر آپکی صورت زیبا کو دیکھا ہوا سطے اُٹھا لائی اب بہتر ہی کہ مجھکو قبول کیجیے نہین تو مجھکو بڑا ملال ہوگا جہانگیر نے کہا تیرے ملال سے ہمکو کیا رنج ہی ہر چند یہ منت کرتی ہی جہانگیر کسیطرح نہین مانتے اسنے ہنسکر کہا اے شاہزادۂ جہانگیر میر شاہزادہ زمانہ تمام ہی کبھی قید سے نچھوڑونگی جہانگیر نے کہا کہ ہماری قضا یہان لیکر آئی ہی تو مجبور ہین اگر قضا نہین ہی تو کسیکی مجال نہین ہی شاہزادہ نے کہا اے جہانگیر بہت پچتاؤگے ہر چند یہ ڈراتی دھمکاتی ہی جہانگیر قبول نہین کرتے کہ آسمان سے برق چمکی ایک تخت پر ایک عورت بناؤ کیے ہوے چند کنیزین پشت پر آکر اُتری شاہزادہ زمانہ نے کہا اے گلپوش کہانسے آتی ہی گلپوش نے کہا اے شاہزادی تو نے بڑا غضب کیا قدرت نے کیا حکم دیا تھا تو دھگڑے کو لیکر یہان بیٹھی قدرت کو معلوم ہوا میرے ساتھ چل تجھکو بلایا ہی انکو لیتی چل ورنہ تو چل کے حاضر ہو مین اسکو لیکر آؤنگی مجھے یہ جوان بہت پسند آیا شاہزادہ نے کہا اے گلپوش بن جاتی تھی قدرت آگاہ ہو جائینگے مگر دل نہین مانتا یہ ظالم مجھے انکار کرتا ہی اسکو قتل کرونگی مگر ہاتھ نہین اُٹھتا ہا ہے کیا کرون میرا تو یہ حال ہی

نظم

خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا
کسے کا اپنے وہ یوسف نباہ کیا کرتا

خلاف عدل عدالت پناہ کیا کرتا
کنوئین مین مجھے وہ جھکاتا مین چاہ کیا کرتا

نہ داد ملتی تو پھر داد خواہ کیا کرتا
نگاہ قہر سوے بیگناہ کیا کرتا
جو دلپہ بیج ہی اللہ خوب واقف ہی

فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا
غریب عاشق بیکس فراق جانان مین
خدا کو ظلم و ستم کا گواہ کیا کرتا
ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین
مین دل مین انکی محبت کی راہ کیا کرتا
وہ ناتوان ہون نظر پر چڑھا نہ قاتل کے
کہ شر کی بات بھلا خیر خواہ کیا کرتا
تو وہ حسین ہی کہ خورشید کو نہین نسبت
بس اور تو ٹ بھلا نیر آہ کیا کرتا

گناہگار ہون نازان ہون تیری رحمت پر
سوائے نالہ و فریاد و آہ کیا کرتا
سوائے رنج کے حاصل نہین حسینون سے
بھلا مین شکوۂ روز سیاہ کیا کرتا
شہید کرتے ہین لیے نشہ آنکھون کے دو ترک
شہید جو ہر تیغ نگاہ کیا کرتا
بر نگ زانہ مجھے پسینا تھا بس چکا
نکل کے رات کو گردون پہ ماہ کیا کرتا
عدو تھے تفرقہ پرداز بین محبت مین

مین لیکے ہاتھ مین فرد گناہ کیا کرتا
سو اخذہ نہ بتون سے تھا حشر مین منظور
نہ ترک کرتا جو مین رسم و راہ کیا کرتا
بتون کی خلق مین ہین بیوفائیان مشہور
چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا
عمل نہ چاہیے غیر و نکو کنے سنے پر
مین نالش فلک کج کلاہ کیا کرتا
ہلا دیا دل جانان کو صورت گردون
وہ نور لطف کی مجھپر نگاہ کیا کرتا

گلپوش نے کہا ارے دیوانی ہنگی کیون وحشت ہوئی ہی یہ میرے لائق ہی مین اسکے پہلو مین بیٹھونگی دونون مین اسقدر تکرار بڑھی کہ پیچے لے لیکر اٹھین آپس مین سحر ہونے لگے جب دو چار سحر آپسمین ہوے شاہراہ برس پڑی گلپوش کٹتی جاتی ہی دیکھہ شاہراہ کیون شامتین آئی ہین اپنی جان کو غنیمت جان یہان سے نکل جا شاہراہ کب مانتی ہی گلپوش نے پیچھے ہٹ کے ایک دوتھپڑ مارا زمین کانپی ایک برق چمک کر گری کہ شاہراہ کے دو ٹکڑے ہوے شاہراہ کو مار کے گلپوش ہنستی ہوئی سامنے جہانگیر کے آئی کہا اے شہریار مین نے آپکے واسطے اپنی بہن کو مارا اب مجکو قبول کیجیے جہانگیر نے کہا خبردار میرے قریب نہ آنا گلپوش ہنسی کہا مجھکو مثل شاہراہ کے تنہا تنہا مین قتل کر ڈالونگی میرا عجب حال ہی ہر چند ضبط کرتی ہون ضبط نہین ہوسکتا یہ صورت ہی نظم

خالق نے حسن و عشق کا قصہ چکا دیا
دو گام چلکے فتنہ خفتہ جگا دیا
کہتے مین دل جلا کے مرا سوز ہجر سے
ہنس ہنسکے چٹکیون مین گلون نے اڑا دیا
کس سے دو ہون تیرے چہرہ بیداغ کو مثال
اللہ نے بتون کو وہ حسن صفا دیا
مجھ ناتوان کو لیگئی وحشت جو دشت مین
پیری مین ہمکو داغ غم مہ لقا دیا
مالک ہو وہ اسکی یہ قدرت کا کھیل ہی
منت کا طوق انکے گلے سے بڑھا دیا
عزت گنوائی حسن پرستی مین مفت نور

تمکو تو حسن داغ ہمین مہ لقا دیا
تسکو تمھارے بوسۂ لب نے مزا دیا
ہمکو تو اس کباب کی بو نے مزا دیا
پھانسی گلے کے واسطے حلقہ ہی زلف کا
وصبا کاعف کا روے قمر مین لگا دیا
کاجل کی کوٹھری کہون مین گھر کو یار کے
جھونکے نے باد کے تن لاغر اڑا دیا
دی مین نے جان شوق وصال حبیب مین
اک کو بگاڑا ایک کو اسنے بنا دیا
ثابت ہوا ہین کہ مسیحا ہو نام کے
جز گالیون کے اور حسینون نے کیا دیا

تجنے تو نام کبک دری کا مٹا دیا
جاتا کیا مین ہونٹ غضب ڈالکا دیا
آیا جو اپنا رنگ جمانے کے واسطے
سولی پہ مجھکو عشق مژہ نے چڑھا دیا
دل آئینہ کی طرح کدورت سے پاک ہی
جو آیا اک کلنک کا ٹیکا لگا دیا
عہد شباب حسن پرستی مین کٹ گیا
میرا چراغ باد اجل نے بجھا دیا
لازم ہی میرے پانؤن مین ہون دہری کا نیم
ٹھوکر سے تجنے کو لسا مردہ جلا دیا

جہانگیر نے کہا اے گلپوش جو تجھسے ہو سکے مقدور نکر مین تجھکو قبول نکرونگا ہمارے مذہب کا یہ دستور ہی کہ ساحرہ کو قبول نہین کرتے تو ناحق کد و کوشش کرتی ہی یہ سنکر گلپوش کو غصہ آیا تخچہ کمر مین دیکر جہانگیر کو لے اڑی چاپک باہر کھڑا ہوا اتھا کہ کنیزین روتی ہوئی نکلین اسنے پوچھا انھون نے سب حال بیان کیا چاپک بھاگا تا لاش مین گلپوش کے چلا یہان مغلوبہ کا یہ انجام ہوا اور اب نے جب دیکھا کہ جہانگیر کو کوئی اڑا لے گیا لڑتے بھڑتے قریب سکان کے

پہونچے اُس سے لڑائی پڑی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا سکان بصدق مسلمان ہوا داراب کو لیکر اپنے قلعے مین آیا مگر داراب نے فتاح سے کہا جہانگیر کو تلاش کر والیا ہوتا کہ اُس شہر پر کوئی اُفتاد پڑے مین قبلہ وکعبہ کو کیا جواب دونگا ارشاد فرمادینگے تمنے یہ حال دیکھا اور جستجو نہ کی فتاح کشوری بہت خوب کہکر چلا شاہزادے کو لیکر دربار مین آیا سکان شاہزادہ نے تخت پر بٹھایا آپ ڈنگل پر بیٹھے ناچ ہونے لگا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کیا ای شہریار ایک پہلوان گینڈے پر سوار بڑے زور وشور سے یہ کہتا ہوا آتا ہی کہ سکان نے غضب کیا خداوند نعمت پیکر کو برا کہا قدرت کو بہت ناگوار ہی اب سزا ملیگی یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر بلٹ ہوا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرہ کیا منم پہلوان پرشور یہ کہکر سکان پر جا پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا پرشور نے بار خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چاہا لے نکلون داراب نے نعرہ کیا او ملعون کہان جاتا ہی پرشور پلٹ پڑا داراب پر ہاتھ مارا داراب نے پیچھے ہٹکے کہا لوگ مجھے بدنام کرینگے سکان کو چھوڑدے پھر میرے تیرے مقابلہ ہو پرشور نے جواب دیا او پسر حمزہ مجھے کچھ اسکی پروا نہین تجھ ایسے بہت زیر کیے سکان کو ہاتھ پر لیے ہوئے چرخ دے رہا ہی جب داراب نے بہت کہا کہ تو اُسکو چھوڑدے یہ بھاگے گا نہین تب اُسنے بمشکل سکان کو چھوڑا داراب کے سامنے آیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا پرشور نے نیزہ داراب کا توڑ ڈالا تلوار کی نوبت پہونچی تلوار مین مدعا حاصل نہوا آخر داراب نے کلائی پر ہاتھ ڈالا دیر تک کشاکش رہی پرشور نے کہا او پسر حمزہ کیا ارادہ ہی داراب نے کہا منظور یہ ہی کشتی مین تیری مشکین باندھون پرشور نے تلوار چھوڑ دی دامن گردانے آستین چڑھا کے کشتی مین معروف ہوے سب دیکھ رہے ہین دربار مین اپنے بیگانے جمع ہین سکان بھی کھڑا دیکھ رہا ہی پہر بھر کامل کشتی ہوئی دو چار پیچ بھی ہونے پائے تھے کہ پہلوان پرشور دوڑ کر لے دوڑا ہر چند داراب چاہتے ہین کہ روکون نہین رک سکتے پندرہ قدم ریل کے لایا لا آخر یکبار دونون گھٹنے شاہزادے کے آشنائے زمین ہوے پہلوان نے کمر مین ہاتھ ڈالا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ایک ہاتھ سے سکان کو اُٹھایا دونون کو چرخ دیتا ہوا لے نکلا باہر آیا فوج نے چاہا کہ پیچھا کرین پلٹ کر اُس نے آواز دی کیون تمھاری قضا آئی ہی ایسا نہو غضب خداوندی مین مبتلا ہو تمنے پسر حمزہ کی اطاعت اختیار کی کچھ خوف قدرت نہ کیا جس خداوند کا زمین و آسمان مدح خوان ہی مرتبہ قدرت سب سے بالا ہی اُس خداوند سے منہ موڑا خبردار میرے پیچھے نہ آنا سب رک گئے پرشور دونون کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگیا درختون کی آڑ مین جاکر غائب ہوا سب بیقرار بیٹھے ہین کہ فتاح کشوری پلٹ کر آیا دیکھا دربار مین رونا پڑا ہی فتاح نے پوچھا خیر تو ہی سب نے رو رو کر حال بیان کیا کہ اسطرح ایک پہلوان آیا دونون کو گرفتار کرکے لیگیا یہ سنکر فتاح بہت رویا کہا یارو کوئی ساحر ہوگا ورنہ کسکی مجال ہی کہ فرزندان حمزہ کو یون قید کرے یہ کہکے باسباب عیاری سے اپنے کو آراستہ کیا جسطرف خبر پائی تھی اُسیطرف جستجو مین چلا جنگل کو طے کرکے گوشہ صحرا مین ایک قصر دیکھا نہایت تکلف سے آراستہ دروازے پر لب باؤلی حاجب دربان موجود ہین فتاح گوشے مین چھپا ایک خدمتگار کسی کام کو آیا فتاح نے اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر در قصر پر آیا دیکھا ڈیوڑھی مین چراغ روشن ہی ایک کنیز اندر سے گھبراتی ہوئی آئی چراغ کو اُنگلی سے درست کیا تیل جو

انگلی میں بھر اسیلی چادر یا اوڑھے تھی انگلی کو چادر یا میں پوچھا خدمتگار کو اشارہ کیا فتاح سمجھا میں جسکی
صورت پر ہون اُس سے اس سے آشنائی ہے یہ سوچکر آگے بڑھا بڑھکے سینے پر ہاتھ ڈالا لونڈی سوسی کا
پائجامہ گاڑھے کی چادر دھوتر کی کرتی اُسمین لول کی گوٹ جیسے ہی اسنے سینے پر ہاتھ ڈالا کہا ارے ٹھہر جا
یہ تو کھالے ایک روٹی اُسپر قورمے کی بوٹی رکھی ہوئی کرتی میں چھپا کر لائی تھی فتاح نے ایک نوالہ
آپ کھایا ایک نوالے میں بیہوشی ملا کر منہ میں کنیز کے ٹھونس دیا وہ ہان ہان کرتی رہی کھاتے ہی بیہوش
ہوئی فتاح نے اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسی کنیز کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا محل میں جابجا کنیزیں خیموں میں
بیٹھی ہیں فتاح سبکو دیکھتا بھالتا ایکطرف ایک بارہ دری بنی ہے اُسمین آیا دیکھا ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہے
کالی صورت گال پھولے ہوے جوڑہ گلنار دریاے جواہر میں غوطہ زن ساحرہ پرفن ایک طرف ستونمین
سنکان بندھا ہوا ہے اور اب کشور کشا پہلو میں اُسکے بیٹھے ہیں اصل مطلب یہ ہے کہ اُسنے طالب وصل
ہے یہ فرزند صاحبقران ساحرہ کو کب مانتے ہیں انکار کر رہے ہیں نام ساحرہ کا میمون جادو ہے دمبدم
غصہ کرتی ہے کبھی منت کرتی ہے یہ ایک ہی بات کہے جاتے ہیں کبھی کنیز سے اشارہ کرتی ہے اس نامنصف کو سمجھاؤ
میں اسکو قتل کر ڈالونگی زندہ نچھوڑونگی کنیزیں بھی سمجھا رہی ہیں شاہزادہ نہیں مانتا ہے ایک کنیز نے کچھ کان میں
میمون کے کہا میمون نے کہا ہماری گانے والی کو بلاؤ کنیزیں دوڑیں ساحرہ خوش گلو اپنی
خیمے میں بیٹھی ہے فتاح نے جاکر کہا بوا جلد تیار ہو خوش گلو تیار ہونے لگی فتاح نے کہا میں کچھ عرض
کرونگی آج ملکہ عالم ایک جوان کو لائی ہیں اُس سے طالب وصل ہیں وہ نہیں مانتا مگر نہایت حسین ہے
ملکہ کا کہنا نہیں مانتا آج تو بوا ایسا گاؤ کہ وہ جوان مبہوت ہوکر راضی ہو یہ کہتا ہوا کنارے لے گیا تولون
میں لٹکا کر اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر سامنے میمون کے آیا میمون نے کہا اے بوا خوش گلو
آج تو ایسا گاؤ کہ دل خوش ہوجائے فتاح نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا ۔ لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا
سرو گڑجائینگے گل خاک میں ملجائینگے ۔ پاؤں رکھے تو چمن میں وہ سرافراز اپنا
خندہ زن ہیں کبھی گریاں ہیں کبھی نالاں ہیں ۔ ناز خوبان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا
یہی اللہ سے خواہش ہے ہماری اے بت ۔ کور بدبین ہو غیر اگنگ ہو غماز اپنا
سوزش دل سے زبان کو نہوئی آگاہی ۔ اُف کیا منہ سے نہ ہنسنے نہ کھلا راز اپنا
خوف ہوتا ہے جگر زمزمہ سنکر بے یار ۔ دل دکھاتی ہے مغنی تری آواز اپنا
نہ سنی یار نے اک بات سخن سازونکی ۔ رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا
پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے ۔ قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا
برہمن کھولے ہی گا بتکدے کا دروازہ ۔ بند رہنے کا نہیں کار خدا ساز اپنا
یاد آتی ہیں ادائیں جو تری اے محبوب ۔ بھول جاتے ہیں حسینان جہان ناز اپنا
مرغ دل صید کہ عشق چلا ہے دیکھیں ۔ لقمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا
رو کے ملنے جو جاتا ہوں تو کہتا ہے وہ شوخ ۔ کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا
خبر اول و آخر نہیں مطلق آتش ۔ نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

اس رنگ مین یہ غزل گائی میمون چوٹ کھائے ہوے کانپ رہی ہر آنکھون سے آنسو جاری وارابب کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہر یکایک ایک ہوائے تند چلی آندھی سیاہ آئی میمون دیکھنے لگی گانے والے کو منع کیا کہا ذرا ٹھہر جاؤ کوئی ہماری ملاقات کو آتا ہر آندھی موقوف ہوئی گلپوش جہانگیر کو بچے مین دبائے ہوے آکر پہونچی میمون نے پوچھا بوا کہا سے آئی ہو گلپوش نے منہ پیٹ لیا کہا بوا اس ظالم نے ایسا حیران کیا ہر تڑپ تڑپ کے دو راتین گذرین اس ظالم کو لیے لیے پھرتی ہون میمون نے کہا بوا گلپوش میرا بھی یہی حال ہر یہ جو نامنصف بیٹھا ہر مجھکو نہین قبول کرتا مین بھی اسکو قتل کرونگی آؤ بیٹھو تم بھی شریک جلسہ ہو دونون ایک ہی صورت کی ہین گلپوش بھی آکر بیٹھی جہانگیر کو بھی ہوشیار کیا جہانگیر نے وارابب کو بتلائے بلا دیکھا ایک کو دیکھکر ایک شرمایا اب تاکیدین ہونے لگین مگر یہ دونون جوان نہین مانتے فتاح کشوری اس فکر مین ہر کہ ان سبکو بیہوش کرون اپنے آقا کو لے بھاگون ایک کنیز نے آکر پشت پر فتاح کے ایک دو ہتڑ مارا کہا خیلہ گاتی نہین بالکل متوجہ ہر اب جو فتاح نے آنکھ ملائی چالاک عیار قہار کو پایا بھائی بھائی کو دیکھتا ہر آپس مین اشارے ہونے لگے چالاک نے لاکر گلابیان رکھنا شروع کین اب فتاح کو تسکین ہوئی کہ ہم دونون ملکر کام کرلینگے فتاح نے ساز درست کرائے گنگنا کر غزل گائی نظم

شکایت کی عوض ہم شکر کرتے ہین ستم تیرے	سزا دینے لگے کچھ سہتے سہتے اب ستم تیرے
نہ پوچھ اب مجھسے تو میری امیدونکی یہ صورت ہر	کہ ہین بھی اور نہین بھی جسطرح پر لطف کم تیرے
جدھر تونے کیا رخ زیر پا میرا تصور تھا	نہ باور ہو تو دیکھ آنکھون مین ہین نقش قدم تیرے
لب جان بخش جانان کب اجازت دینگے مرنیکی	قیامت تک نہ دیکھینگے قدم خواب عدم تیرے
نہین رکھتا کوئی سرمایہ اعمال پاس اپنے	بھروسے کے لیے عاشق کے کافی ہین کرم تیرے
تمنا غیر کی کرنا خلاف رسم الفت ہر	مین احسان اجل کیون لون نہین ہین کیا ستم تیرے
ذرا دیکھین تو کیونکر دم نکلجاتا ہر صدمو نسے	فراق دلربا آج امتحان کرتے ہین ہم تیرے
مجھے بھولی نہین یاس محبت اسکو کہتے ہین	شب وصلت مین بھی ہین دور بے جانان کرم تیرے
ہجوم بیخودی مین ای تسیم اب پاس معنی کب	اجازت دے برا اچھا لکھین جو کچھ قلم تیرے

اسطور سے اس غزل کو گایا کہ میمون و گلپوش بیتاب ہو گئین تعریف کر رہی ہین فتاح گاتا بھی جاتا ہر بیانا بھی ہر کہا ای ملکہ عالم اس جوان کو دیوانہ کر دونگی یہ دونون نامنصف ہین ایسی معشوقہ پری چہرہ جوان حسن اب اس سن تک دو دو برس گذرے ہین ننگوڑیان الھڑ ہین مرد کے نام سے واقف نہین ذرا شراب کا چرچا کیجیے چالاک نے بڑھکر گلابیان سامنے کین فتاح نے جام بھرا اشعار شراب کے پڑھکر پہلے جام گلپوش کو دیا گلپوش پی گئی دوسرا جام میمون کو دیا میمون بھی پی گئی اسنے فتاح نے دو دو بار مناسب کنیزون کو اشارہ کیا آؤ تم بھی بیٹھو شراب پیو نظر تو نہ لگاؤ سب کنیزین بیٹھگئین فتاح سبکو جام دے رہا ہر دو گھڑی مین سبکو جام پہونچائے چالاک الگ بیہوشی ملاتا ہر فتاح نے بھی پڑیان ملا کین تھوڑی دیر مین دست اندازی ہونے لگی ایک گھبرا کے اٹھی کہتی ہوئی مجھے سامری و جمشید بلاتے ہین ایک یہ کہکر اٹھی مین بھی چلو تھی ایک نے دوپٹہ پھینکدیا ایک نے کہا تو تے دوپٹہ اتارا مین پائجامہ اتار دونگی محفل مین ہنگامہ ہر کوئی ہنستی ہر کوئی روتی ہر کوئی جوش شباب مین اچھلتی پھرتی ہر کوئی ڈھینا بھرتی ہر سب لٹنے

مین دوڑتی پھرتی ہین دونون افسرون نے کہا ارے مستانو کیا ہوا یہ کہتی ہوئی آنکھین بند ہوئین اپنا کام کر چکی تھی منہ کے بھل زمین پر گرین دونون عیارون نے نعرہ کیا تلوارین کھینچ کر گرے چالاک بہت تیز تھا اسنے بڑھکر گلپوش پر کوڑہ کیا تیغچہ مارا گلپوش کا سر جدا ہوا افتاح گلشوری نے داراب کی معشوق کا سر کاٹا اس سرے آگاہ تھے کہ انجام کیا ہوگا جیسے ہی ان دونو کے سر گئے ایک آواز مہیب آئی ہوا ے تند چلنے لگی دونون عیار ایسے ہولناک بھاگ نہ سکے خنجر پھینک کھڑے ہو گئے خیال کرتے دیکھا سب افسرون کے سر کٹے پڑے ہین حیران تھے کہ انکو کسنے مارا یہ معلوم ہوا کہ غنودگی ہوئی آنکھین بند ہو گئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آ گئے ہوئے چلے جاتے ہین بعد چشم زدن آنکھ کھولی اپنے کو بالائے کوہ زبرجدی پایا ایک پہاڑ دیکھا تقدیر کا بگاڑ راستہ پہاڑ چہار جانب گلہائے خودرو سے سارا پہاڑ نمونہ گلشن بنا ارغوان خوشنما بیچ زن کسی جانب کوڑیالہ اپنی بہار دکھاتا ہی چشمہائے آب موج خیز صاف ظاہر ہی کہ آب گوہر پاشی مین مچھلیان تڑپ تڑپ کے آواز دیتی ہین یا خداوند صفت بیکر تیری قدرت سے ہماری آبرو ہی نہنگان خون آشام کو شناوری کی جستجو ہی قمریان بر سر سرو صدائے کوکو دیتی ہین عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین بیدل کہتی ہین چہرہ گل چوم لیتی ہین ہر جانب ہنگامہ جوش بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار قمریان باغبان قدرت کے تمام بہتر سے بہتر جہانگیر و داراب ساتھ ساتھ چلے آتے ہین دونون جادوگرنیون کی شکلین بند ہی ہوئی ایک نگی جوان بکرنگی بھی یہ اشعار پڑھتا ہوا لیے ہوئے آتا ہے نظم

خندہ کیون لب پر ترے او مجو بیداد آ گیا — کیا تجھے کوئی ستم بھولا ہوا یاد آ گیا
شومی تقدیر بد پر ناز کرنا چاہیے — سوے گل دیکھا نہ تھا تمنے کہ صیاد آ گیا
وصل کی شب تا سحر بوسے تبسم نے لیے — ہجر مین منہ چومنے کو جوش فریاد آ گیا
دے سبار کباد آزادی اسیرو نکو اجل — پاؤن سے زنجیر نکلی سر یہ جلاد آ گیا
رک گیا ساقی کا جی رندون کے چہرے پی گیا — دیکھ لو محفل مین تیری کون ناشاد آ گیا
ہاے بھیجا ہی رقیبون کو عیادت کے لیے — ہمکو تیرے رحم مین بھی لطف بیداد آ گیا
دید کے قابل ہی اسکی نا امیدی اے نسیم — ہائے وہ طائر جو زیر دام صیاد آ گیا

دونون جادوگرنیان فریاد کرتی ہوئی پکارتی ہین یا خداوند ہم لونڈیون کو بچا کیے کوئی جواب نہین دیتا زبرجد شاہ پہاڑ کا حاکم ہی تاج سر پر رکھے ہوئے قریب آیا جہانگیر و داراب کو سلام کیا کہا اے شاہزادو کیا قدرت کے دیکھنے کو مشتاق ہوئے بڑی تکلیف اٹھائی ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا دیکھا اسی پہاڑ پر ایک دیر بنا ہی اسمین ایک تصویر سونے کی رکھی ہی مثل انسان کے باتین کر رہی ہی اسنے آواز دی اے جہانگیر و داراب آؤ سجدہ کرو دونون نے کہا ہمتو سجدہ نہ کرینگے آواز آئی بس اب سرکشی موقوف کرو ورنہ سزا پاؤگے ایک آندھی چلی عیار سردار زمین پر گم ہو گئے دونون جادوگرنیان فریاد کرنے لگین یا خداوند معاف فرمائیے آواز آئی اے زنگی چھوڑ دے زنگی نے رہا کیا دونون جادوگرنیون نے سجدہ کیا خطا معاف ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد جہانگیر و داراب فتاح و چالاک زمین سے نکلے مگر پسینے پسینے کانپتے ہوئے دوڑکر سجدے کو جھکے فریاد کرتے تھے یا خداوند ہمنے آج بیہ اک نے والے کو بھیجا یا حمزہ نے ہمکو آوارہ کیا اگر حکم ہو جادو سے انکو گرفتار کر کے لائین آواز آئی تمنے ابھی کیا دیکھا نمونہ قدرت دیکھو

قصر عشرت پر جا کر یہ عیش گروہ دونون ایک جانب چلے ایک قصر معلوم ہوا جیسے ہی قریب قصر کے پہونچے دیکھا سامنے سے ایک نازنین مہ جبین خراماں خراماں آتی ہے غیرت رشک قمر گلپوش شباب کا جوش مسکرا کے طرف جہانگیر کے دیکھا مسکرا کے آداب دی صاحب آئیے جہانگیر نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا قصر عشرت مین لیکر اُسکو داخل ہوے دیکھا الندھور و قاسم مسند پر بیٹھے ہین ہنگامہ عیش و نشاط گرم عاشق و معشوق بیشرم ایک مہ جبین نہایت حسین لباس معقول پہنے ہوے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہے مجھکو خار کا | آفتاب اک زرد پتا ہے مرے گلزار کا
زلف کے حلقے مین اُلجھا ہے گوش یار کا | ہو گیا سنگ زمرد خال چشم یار کا
نا خدا ہے ہوش جو دم ہے سو ہے باد مراد | عزم ہے کشتی تن کو غرق ہستی یار کا
خانہ زنجیر سے مثل صدا اُڑتا ہون آب | یاد آتا ہے کف پا مین کھٹکنا خار کا
جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے | ٹوٹنا ممکن نہین ہے آنسوؤن کے تار کا
کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سرمہ گین | رزق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا
ہے لا علاج بیداد سے مریض عشق ہے | تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا
ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہین | اور فرط شوق ہے یان زخم دامن دار کا
پھول تجھ ہے اپنے گلشن کا سیر کا پھول ہے | ہر شجر اس باغ مین لاتا ہے پھل تلوار کا
ضبط درد یار سے ایذا اُٹھائی ہے بہت | سبزے سے ہوتا ہے صدمہ میرے دلکو خار کا
گرچہ پیش طاق ابروے صنم گیسو نہین | کعبے پر نرغہ ہوا ہے لشکر کفار کا
ای صنم تیری کجی آنکھ سے ثابت ہوا | رنگ اُڑ جاتا ہے روے مردم بیمار کا
یاد مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا | مرتبہ عالی نہو خفاش شب بیدار کا
اُس پری رو کے جو کوچے کا گذرتا ہے خیال | بن گئے جن سایہ لپٹا ہے مجھے دیوار کا
اُچھلے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر | اک قیامت ہے صنم عالم تری رفتار کا
خم ندامت سے کیا محراب مین کعبے کے سر | گردن زاہد سے بوجھ اُٹھا نہ جب زنار کا
زندگی مین بے ادب ہونے نہ دے گو عیب حسن | خاک ہے میری کا پس از مرگ اور دامن یار کا
ای صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے | پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا
بوے گل آتش کہین ہوتی ہے محسوس نظر | افترا ہے روز محشر یار کے دیدار کا

عجب لطف سے اُس قصر مین ہنگامہ عیش و نشاط ہے الندھور نے اُٹھکر تعظیم کی داد آداب و جہانگیر اپنے معشوقون کو پہلو مین لیکر بیٹھے عیار انکے پاس نہین ہین وہ کوہ الماس پر قید ہوے چابک دست تاج تڑپ رہے ہین یہاں زبرجد شاہ نے ساتھ تصویر کے عرض کی یا خداوند غلام نے خبر پائی ہے کہ چالیس سردار فرزندان حمزہ نامدار خروج کر کے چلے ہین جا بجا ملکون مین جنگین ہین اکثر سردار مارے گئے قدرت کس کسکی فکر کرینگے یہ بھی خبر گذری کہ حمزہ نے طلسم نور افشان کو سر کیا سحر العجائب مارا گیا مصر الغرائب اسطرف آتا ہے حمزہ بھی تیاری کر رہا ہے کسی بندۂ خاص کو حکم ہو کہ حمزہ کو گرفتار کر لائے حکم ہو آسمان بلاخیز گولا زبرجد نے آواز دی آسمان بلاخیز قدرت کیا فرماتے ہین جلد حاضر ہو

ایک آندھی سیاہ چلی آسمان سے ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی سو جادوگرنیان پشت پر آکر پہونچی واسطے سجدے کے خم ہوئی تصویر نے آواز دی دیکھ تیرے پہلو مین کیا پڑا ہی آسمان نے دیکھا ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہی اسمین بخط جلی لکھا ہی اے آسمان بلاخیز جلد جاؤ مصر الغرائب کو خدمت قدرت مین پہونچاؤ حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ وہ عیار مکار کہ جسکا نام لینا مناسب نہین پہلے اُسیکو گرفتار کرنا یہ سنکر آسمان بلاخیز نے دست بستہ عرض کی نام لونڈی کو معلوم ہو بڑے قہر و غضب سے آواز آئی ارے عمرو نام اُسکا ہی بڑا اپنا اسکا یہ ہی کہ قاتل دمامہ و دشمن شمشیر ہی یہی نشان کافی ہی جو قدرت نے نام لیا اب یہ نام کبھی نہ لینا ورنہ باعث خرابی ہی اُس ظالم نے ظلم سے قدرت کو ستایا ہی آسمان بلاخیز چلی مگر مصر الغرائب شکست خوردہ بھاگا کوہ و دشت کو طی کرتا ہوا قریب قلعہ ہفت پیکر کے پہونچا دیکھا سامنے کہ قلعہ سر بفلک کشیدہ سات برج کلان ساتون برجون مین سامان عیش و نشاط ہی گھنٹے ناقوس بج رہے ہین صدہا برہمن دھوتیان باندھے ہوئے مصروف پوجا پاٹ ہین کسی مقام پر ناچ ہو رہا ہی شراب چل رہی ہی معشوقان پری چہرہ مصروف رقص و سرود ایک خندق کلان اُسمین آگ جل رہی ہی طائر آکر اُسمین گرتے ہین جلتے نہین اپنے آشیانون سے جلتے ہین صحیح و سالم اُس آگ سے نکلتے ہین جب آگ سے نکلے بزبان سبز بانی بیقرار ہوکر تعریف خداوند ہفت پیکر کرتے ہوئے غائب ہوتے ہین کچھ زاغ و زغن اڑ رہے ہین جب قریب آگ کے آتے ہین جو نکا ہوا کا چلا طائر خوش ہوکر پکارتے ہین خداوند کے صدقے ہمکو اپنی تعریف کے واسطے پیدا کیا ہم اُسکے نام پر نثار ہین مصر الغرائب نے جو یہ عجائب و غرائب دیکھے ساتھ والون سے کہہ رہے ہین کیون یار کیونکر قلعے مین جاوین ساتھ والے کہتے ہین حقیقت مین قلعے مین جانا مشکل ہی کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی آسمان بلاخیز آکر ہوئی آواز دی اے مصر الغرائب تم سب اپنے کو اس آتش مین گرا دو بہ اعتقاد نام خداوند ہفت پیکر کا لو کوئی نہ جلے گا کیون جلتے ہو یہ مقام خداوند خدائی ہفت پیکر کا ہی یہان کسیکو تکلیف نہین خداوند نے سبکو پیدا کیا ہی یہ سنکر و منم آسمان بلاخیز ہین تمہارے دشمنون کو پکڑنے جاتی ہون یہ آواز جو مصر الغرائب نے سنی گھوڑے کو بڑھایا ہفت پیکر ہفت پیکر کہتا ہوا خندق مین گر اگئی لاکھ ساتھ والے بھی کود پڑے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ مین پایا عندلیبان خوشنوا غزلین گا رہی ہین سننے والے کے دل کو لبھا رہی ہین

نظم

زمین جسکی چہارم آسمان ہی
دل روشن ہر روشنگر کی منزل
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہی
برنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل
قناعت بھی بہار بے خزان ہی
بہت آتا ہی یاد اے صبر مسکین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہی
وطن مین اپنے اہل شوق کیطرح
گل و بلبل کے دربار میان ہی

خدا پنہان ہی عالم آشکارا
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہی
بسیے گا کبھی تو دل کسیکا
بغل غنچے کی میرا آشیان ہی
چمن کی سیر پر ہوتا ہی جسکا
خدا خوش رکھے تجھکو تو جہان ہی
یقین ہوتا ہی خوشبوئی سے اسکے
سفر مین روز و شب ریگ روان ہی
سعاد تمند قسمت پر ہین شاکر

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی
نہان ہر گنج ویرانہ عیان ہی
تکلف سے بری ہی حسن ذاتی
ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہی
شگفتہ رہتی ہی خاطر ہمیشہ
کمر میری ہی دست باغبان ہی
الٰہی ایک دل کس کسکو دون مین
کسی گلرو کا غنچہ عطر دان ہی
سحر ہووے کہین شبنم کرے کوچ
ہمین کو سفر با دام استخوان ہی

دل بیتاب جو انمین گرے ہین	ذقن جانان کا پارے کا کنوان ہی	جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان
سرے یوسف کا عاشق کاروان ہی	نہ کہ رندون کو حرف سخت واعظ	درشت اہل جہنم کی زبان ہی
قد محبوب کو شاعر کہین سرو	قیامت کا یہ اک آتش نشان ہی	غنچہ ہاے گل چٹک رہے ہین

پھولون نے آنکھین کھولین سرو گلشن اکڑ رہے ہین چشم نرگس مین لال ڈورے کہا ہے باغ خندان بلبلون کے وصل کے سامان ایک جانب سے کئی سو نازنینان مہ جبین آئین مصر الغرائب کو اپنے ساتھ لیکر بارہ دری مین پہونچین ایک ایک جوان کے پہلو مین ایک ایک پریزاد جا بجا ناچ ہو رہے ہین کار گذار عمدہ عمدہ کھانے لا رہے ہین ہر شخص پھولا ہوا اینٹھا ہی مصر الغرائب نے کہا اے پریزاد ہم خدمت خداوند مین کیونکر جاوین پریزاد نے کہا نہ گھبرائیے چند دن عیش کیجیے جب قلب آپکا صاف ہو تب سامنے قدرت کے لیے چلینگے قدرت نے یہ حکم دیا ہی یہ باغ بہشت عنبر سرشت ہی ہم حوران جنان بحکم خداوندی مجبور ہوکے تمھارے جسم سے بوے دنیا آتی ہی ہماری طبیعت گھبراتی ہی لیکن کیا کرین جو حکم ملا اُسکو بجا لائے اہالیان دنیا کی خدمت مین آئے مصر الغرائب اُس باغ مین مصروف عیش و انبساط ہوکے انکا بھونچنا سامنے ہفت پیکر کے خاص ہفت پیکر مین تحریر ہوگا بھلا یہ حالتین لکھدین اب حال آسمان بلا خیز کا تحریر ہوتا ہی کہ بڑے زور و شور سے چلی یہان صاحبقران ملول و حزین ہین کہ جملہ فرزند مع فوج نکل گئے صاحبقران نے انتظام نور افشان کرکے لشکر ظفر اثر کو بیرون قلعہ نکالا اب بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے پردے اُٹھ گئے سیر صحرا کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی امیر نے دیکھا لقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش پشت پر ساٹھ ہزار جوان ایک ایک شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت و لیاقت عیار طرار مثل گلدستے کے سجا ہوا رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے علم سنہ پیکر کا سر پر سایہ باز سفید سر پر سایہ فگن چند پریزادان پُرفن ساز بجاتی ہوئی اس زور و شور سے لقابدار آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہونے لگی اب پشت مرکب سے اُتر الشکر صاحبقران مین آیا پراگندگی لشکر کی دیکھکر کیسہ الوان رسالدارون سے پوچھتا ہی لشکر کی پریشانی کا کیا باعث ہی سردار عرض کرتے ہین کہ جملہ فرزندان صاحبقران مع فوج گران طرف ہفت پیکر کے گئے یقین ہی لڑائی شروع ہو گئی ہو امیر بیقرار و مضطر ہین اسی جوش مین آمادہ سفر ہین لقابدار زرین پوش قریب بارگاہ کے پہونچا امیر نے بہرام وغیرہ کو براے استقبال بھیجا بہرام نے آکر سلام کیا لقابدار لطف سے ملا کرمالک آئے عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی اسطرح کے سردار لقابدار کو لیکر داخل بارگاہ ہوے امیر نے خود استقبال کیا لقابدار نے قدم اقدس کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی حضور تکلیف نفرمائین مین بھی ایک ملازم سرکاری ہون لیکن کیا کرون بانہاے صاحبقرانی کی خواہش ہی اسوجہ سے بڑی کاہش ہی مجھکو سپاہ گری نے مجبور کیا ورنہ یہ بے ادبی کبھی نہ ہوتی امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہمارے تمھارے یکجہتی ہی ہمسے امتحان ہونا واجبات سے ہی تمھاری سپاہ گری حقیقت مین کرامات ہی امیر نے ساقی بچے کو اشارہ کیا لقابدار نے دو جام نوش کیے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا دست بستہ عرض کی آج غلام حضور کو سمجھانے آیا ہی کہ مجھسے مقابلہ کیجیے بزرگان دین سے پوچھیے امیر نے فرمایا میری سپاہ گری مین کسیکو کیا دخل ہی مین جانتا ہون جسطرح مین نے یہ اشیا حاصل کیے نہین ہو سکتا ہی کہ بے لڑے بڑے ہوے دیدہ دن آئندہ جو منظور خدا لقابدار نے کہا

مین نہین چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کرون مین تابعدار ہون اب آپ کو معرکہ عظیم درپیش ہی عجائبات طلسم ہفت پیکر
ہی وہ شہر باد نور افشان سے بڑھے ہوے ہین ایک ایک پہلوان بلاے روزگار ساحران عندار خود
ہفت پیکر اتنا بڑا شعبدہ باز ہی کہ سات مقام پر خدائی کرتا ہی اسیوجہ سے ہفت پیکر لقب ہی بڑا بے ادب ہی
افراسیاب کی اسکے آگے کیا حقیقت ہی ایک پہلوان اسکا اگر قصد کریگا سرداران سرکار کو تکلیف پہونچیگی کوئی
نہ لڑ سکیگا حضور بار کیون اٹھائین مین اس معاملے کو سمجھ لونگا اور اب وجہانگیر و قاسم ولندھور نے جا کر
سجدہ کیا آمادہ ہین کہ حکم ہمکو ملے کہ ہم جاکر صاحبقران سے لڑین وہ خود رک رہا ہی ورنہ اتنک غضب ہوجاتا
مصر الغرائب بھی جاکر داخل طلسم ہفت پیکر ہوا مصروف عیش و نشاط ہی امیر نے فرمایا اے نقابدار بہادر
انشاء اللہ اسکو بھی جاکر سزا دونگا تم اپنے مقدمے کا ذکر کرو اور باتون مین دخل نہ دو ہم سمجھ لینگے نقابدار
نے کہا مین تو اب حاضر ہون مین نے کلام کا خاتمہ کیا اب جاکر طبل جنگی بجواتا ہون کل میرے اور آپ کے
فیصلہ ہوگا امیر نے فرمایا مین تو ابھی موجود ہون بندہ ذلیل معبود ہون نقابدار نے کہا خیر پروردگار آگاہ ہی کہ
مین مجبور ہوا حضور کو یاد ہوگا کہ مین پہلے پہل ایرج نامے مین آیا تھا طلسم تورج مین سامنا ہوا تھا اور یہی
سب سردار موجود تھے اطاعت مین کسی کو عذر نہ تھا آپ نے وہ کلمہ کہا سب ٹھہر گئے اب سمجھ لونگا یہ کہکر
نقابدار اٹھا صاحبقران دربارگاہ تک پہونچانے آئے نقابدار روانہ ہوا امیر پلٹکر بارگاہ مین آئے

دو کلمے داستان حیرت بیان مقابلہ نقابدار زرین پوش از صاحبقران اعظم اور درمیان مین آمد آسمان بلا خیز و عیاری عیار نقابدار و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا مخمسہ موافق مضمون مقام ہذا

عنادل گل روے تو گلعذار انند — اسیر دام بلاے تو دل شکار آنند — غبار راہ وفاے تو شہسوار آنند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند — خراب بادہ لعل تو ہوشیار انند

ہماری بد نظری سے بہت نشیب و فراز — نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز — یہ کیا کرے کہ یہی اقتضاے راز و نیاز
ترا حیا و مرا آب دیدہ شد غماز — دگر نہ عاشق و معشوق راز دار انند

خرام ناز سے پامال ہی جہان یکسر — ہی عاشقون کا ترے ساتھ ساتو دل لشکر — ولے نہین تجھے احوال پر کسیکے نظر
تو زیر زلف دو تا چون نگہ کنی بنگر — کہ در یمین و یسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجھکو کیون لگی ہی تو — سنے نہ ایک تری تو نیاے باتین سو — یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تکدو
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو — کہ مستحق کرامت گناہگار انند

کہے ہی پیر مغان دیکھنا یہ رنگ سخن — ہی تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن — بلے ہی تیرہ دروں واعظ اسکی بات نہ سن
بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانی کن — مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

وہ کون ہی کہ نہین پاے بند دام ہوس — ہوے ہین زمزمہ سنج کس و ناکس — بڑا ہی شور نہ بارے مین اے نسیم قفس
نہ من بران گل عارض غزل سرایم و بس — کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

سیاہ پوش ہی اک خلق اک جہان غمگین — وہ کون ہی کہ پریشان و خستہ حال نہین — ہمارے لینے کا تجھکو اگر نہ آے یقین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین — کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

رہیں اور چند ہوسناک عاشق دشمن | ہوئے ہیں راہ رو جلوہ گاہ رشک چمن | ہیں خاریاں نہ پا وہاں ہیں زیر ران توسن
نور ستگیر شیوائی خسرو پے جستہ کہ من | پیادہ و ہمبر دم وہمرہان سوار آنند
ہمیں امید رہائی نہ آرزو دے خلاص | نہ چھوٹنے کی تگ و دو نہ جستجوے خلاص | ہے ناگوار ہلاکی کو گفتگوے خلاص
زدام زلف تو دل را امید ورود خلاص | کہ بستگان کمند تو رستگار آنند
ہر سر پہ خاک کا گرد ہو لباس بدن | کدورت دل تنگین عجب ہے پیراہن | غبار فرق سے آئینۂ جبین روشن
ز نقش چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن | کہ سالکان در دوست خاکسار آنند

چہرہ رہروان منازل جنگ رستمی وطے کنندگان مراحل میدان بہمی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں شعر مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بہ کرسی نشاندا این چنین + لقا بدار زرین پوش صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے لشکر میں آیا عرصۂ دراز تک سر جھکائے بیٹھا رہا اپنے رفقا سے کہتا ہے یارو جو میں نے چاہا تھا وہ ہوا صاحبقران نہیں مانتے آمادۂ جنگ وجدل ہیں ہر ادھر کا خیال ہے وہ صاحبقران اعظم محترم ہیں کسکی مجال ہے جو انپر دست انداز ہو ایک یہ واقعہ جو گذرا انجام کا مقابلہ نور افشان پر پڑا دس شبانہ روز جنگ رہا یہی ایسے دلیر تھے کہ اس معرکے کو جھیلا وہ سر اٹھا اور ہو نا لڑتے لڑتے گر پڑتا مگر سبحان اللہ یہ آفتاب آسمان عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہیں دیکھیے کیا ہو شام ہوئی حکم ہوا طبل جنگی بجا جاسوس جو حاضر تھے خبرین لیکے بھاگے بعد دعا و ثنا کے خدمت صاحبقران میں عرض کی لقا بدار نے طبل جنگی بجوادیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل نے ہماری قسمت میں رقم کیا ہے وہی پیشانی پر عیان ہے نقارہ زر بی پر چوب پڑی لشکر میں شہرہ ہوا کل لقا بدار سے مقابلہ ہے دیکھیں کیا ہوتا ہے کل گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالے نظم

در اندیشہ گردن کشان یک بیک | کہ فردا انجام کہ گردد فلک | گر اتاج و اقبال بر سر نہند
کرانجت تا امت در بر کشند | کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید | زر دیدار خواہد شدن نا پدید

جا بجا لڑائیں درست ہو رہی ہیں ہنر و نکو ہر ہر میں کھیا یا سنانہائے نیزہ کو درست کر رہے ہیں زرہ صیقل صیقل چار آئینہ و بگ سلاح درست ہو رہے ہیں چار پہر رات اسی ہنگامے میں گذری کہ شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ نیلگون فلک پر رکھا سجود مغرب ہوا شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ شعاعی کو ہاتھ میں لیا تیغہ مہر کو حمایل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا قطعہ روز دیگر کین جہان پہ عروج + یافت از سر چشمۂ خورشید نور + ترک روز آخر بابین زرین سپر + ہندوی شب را بہ تیغ افگندہ سر + بوقت سحر دونون لشکر بہ کروفر میدان میں آئے لشکر لقا بدار بڑے زور و شور سے میدان میں آیا باز سفید سر پر لقا بدار کے سایہ فگن عیار جست و خیز کرتا ہوا نقاب چہرے پر میدان میں آکر ہوچکا ادھر سے صاحبقران بصد عظم و شان میدان کارزار میں آئے پشت مرکب پر سوار خود ہود سر پر زرہ داؤدی زیب جسم انور ہے لوح ہاتھ میں خواجہ عمرو با تمہارے عیاری سے آراستہ ایک لاکھ چوراسی ہزار نیزہ دار پشت پر تفنگیں لگائے ہوئے میدان کارزار میں پہونچے بہرام وغیرہ ساتھ ہیں ملحوظ رہے کہ سب فرزندان صاحبقران کوچ کرکے چلے گئے صرف سردار سپہ سالار حکیم اشرف الحکمت پراگندہ خاطر رکاب سعادت میں حاضر ہیں لوچھتے ہوئے آتے ہیں کہ ای شہریار یہ لقا بدار کون ہے نہایت صاحب شوکت ہے غلام کو حکم ہو اول تو اس باز سفید کو پکڑ لون

میدان مین پھر نے بندون ملکہ غنچہ آرزو ے دلکشا کو حکم ہوا تھا کہ تم میدان کارزار مین نہ آؤ ورنہ ہمین ملال ہوگا ملکہ طاؤس پر سوار قریب انشقر مین عرض کر رہی ہین فقط سرکار کے اشارے کی دیر ہے ایک اشارے مین نہ لشکر ہے نہ لقابدار ہے حکم ہو تو دیوانہ کر دون لاشون سے میدان بھر دون امیر فرماتے ہین اپنی کنیزون کو لیکر الگ ہو جایئے خبردار زبان نہ ہلایئے مین شرمندہ ہونگا خود مقابلہ کرونگا جو گذرے ہر چند اسوقت لقابدار میرا حریف ہی لیکن اُسنے بڑے بڑے احسان کیے ہین مین کیا سر اُٹھا سکتا ہون یا مقابلہ کرنے مین میرے شک ہی یہ کہتے ہوے میدان مین پہونچے لشکر کو آراستہ کیا میمنہ میسرہ درست ہوے نقیبون نے بڑھکر اشعار عبرت آمیز پڑھے اور یگار رہے سے تیغ نظم

نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
جسکو گل کر گئی جنبش داماں قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
وہ گل تازہ وہ اسباغ مین ہنستے دیکھا
لف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

تخت جمشید وہ خط جام ہوا نقش فنا
کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
تخت نشین ہما نشین نہ ہے جسکے لیے باد ہوا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے کہ لقابدار نے اپنا مرکب بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی یہ نیاز مند آپکا مشتاق ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ میدان کو فرق کرو عمرو نے کلاہ ... کو اُچھالا اسب سردار پیدل ہو کر حاضر ہوے ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ ہم میدان مین جائین امیر نے سبکو روکا گھوڑے کو بڑھایا اگر لقابدار سے نگاور زن ہوے کہ دو دو چار چار قدم گھوڑے ہٹے اب بھالے سنبھالے نیزہ چلنے لگا ہنگامہ گیرودار بلند ہوا دونون مشاق فنون سپاہ گری مین شہرۂ آفاق دونون لشکر نگران ہین کہ کوئی کسی مقام پر کمی نہین کرتا ایک طور پر نیزہ چلا بعد پہر بھر کے سنانین بنانین بیکار ہوئین ڈانڈین ٹوٹین اب تلوارین کھنچین وار چلنے لگے بجلیان چمک دکھاتی ہین جب دو گھڑی کامل تلوار چلی مطلب کسیکا نہ حاصل ہوا امیر نے بازوے حیدر کے گر نے پر بانسا ڈالا لقابدار نے گریبان پکڑ آپسمین جھٹکے چلنے لگے آخر گھوڑے بیٹھ گئے گھوڑون نے زبانین نکالدین ہر چند اُٹھاتے مین مرکب نہین اُٹھتے آخر گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کس زور و شور سے یہ دونون لڑ رہے ہین دیکھنے والے دنگ بڑے بڑے شہسوار تنگ ایک نے ایک کو عاجز کیا ہی ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ حریف کو اُٹھا لین مگر ممکن نہین پسینے کے دریا بہہ رہے ہین کشتی ایک طور پر ہو رہی ہی بار بار غنیم کی بیقراری کبھی سر پر لقابدار کے سایہ ڈالتا ہی کبھی سر پر صاحبقران کے آتا ہی جب یہ سر پر صاحبقران کے عکس ڈالتا ہی امیر کا دل گھبراتا ہی اسم اعظم پڑھتے ہین تب دل قائم ہوتا ہی اسی رنگ مین وہ دن تمام ہوا کہ آفتاب عالمتاب بارنگ زرد لرزان و ترسان کاشانۂ مغرب مین جاکر چھپا سردارون نے لاکر روشنی کی رات کو بھی اسیطرح کشتی رہی عجب شمشیر مردان عالم سے رات گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمک رہا ہی ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی ہر مرتبہ لقابدار عرض کرتا ہی ای شہریار دو چار دن مین حال کھلے گا لڑے جایئے حقیر مصنف تحریر کرتا ہی کہ چار شبانہ روز اسی رنگ مین گذرے پانچوین دن اول وقت ہی کشاکش ہو رہی ہی یکایک لشکر لقابدار مین غل ہوا پلٹنون رسالون مین تلوار چلنے لگی ہزارون کے سر کٹکے گرے لقابدار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا ای شہریار لشکر میں اشتباہ ہوتا ہی ہزارون سر کٹکے گرے یہی رنگ لشکر صاحبقران مین ہوا تھا

اشرف الحکمت نے بڑھکر آواز دی کوئی مجھکو خبر نہین دیتا ہے بندگان خدا کیون آپس مین لڑتے ہین آواز دیتے ہی ایک جوان خوش رو سامنے آیا اُسنے عرض کی بادشاہ طلسم ہفت پیکر نے آسمان بلاخیز کو بھیجا ہی اُسکے سحر نے یہ آفت برپا کی ہی لیکن نقابدار نے باز سفید کو اشارہ کیا لشکر پر آیا جہان عکس ڈالا جنگ موقوف ہوئی جہان پلٹ آیا پھر تلوار چلنے لگی آخر نقابدار خود دوڑا صاحبقران اپنے لشکر کے کنارے ہوا اسم اعظم پڑھنے لگے بسبب اسم اعظم کے سردار رُکے لیکن ایک آواز نکلتی ہی کہ وہ صدا اسقدر طبیعت گھبراتی ہی صاف ہویدا ہی کہ کوئی خوش آواز یہ غزل گا رہا ہی نظم

خورشید حشر سے ہی سینے کا داغ روشن
شب باش بھی جو ہو تو ہو جائے باغ روشن
پیروانے بنکے مضمون آتے ہین عرش پر سے
دے مجھکو داغ دست موسیٰ سے ولے داغ روشن
طرز نگہ ہمیشہ دکھلاتین سوجھ ؏
قید حیات مین ہی حال فراغ روشن

اندھیر ہی جو سینے اُسکو چراغ روشن
بلبل ہزار ہا ہین جبتک بہار گل ہی
رہتا ہی شمع فکر عالی دماغ روشن
کوچے حبیب مین ہی چلتی ہوائے جنت
شیشے مدام رکھین چشم ایاغ روشن
آتش کی استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا

دنکو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل مین
پروانے بھی ہین روشن تا ہی چراغ روشن
اے سوز عشق تجھ سے اتنی ہی التجا ہی
مردے ہین زندہ ہونے بجھتے چراغ روشن
مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہین اُنکو
مشعل کی طرح ہو گی منقار زاغ روشن

جون جون یہ صدا کان مین آتی ہی سردارون مین غصہ بڑھتا ہی عیار نقابدار کہ نہایت طرار و فرار ہی ایک جانب بھاگا صحرا مین آکر دیکھا ایک پہاڑ پر سے ناچ گانے کی آواز آتی ہی صورت بدل کر پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی سحر کرتی ہی مگر سحر کی ابتدا یہ ہی کہ گھنگرو بجاتی ہی کچھ بھجن وغیرہ گاتی ہی چند عورتین سنگ مین اُسکی آواز سے آواز ملا کر گا رہی ہین عیار نے ایک بنگالن کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر گانے لگا آسمان بلاخیز نے پلٹکر کہا اری او بنگالن کیا گاتی ہی میرے کان مین آواز نہین آتی معلوم ہوتا ہی کہ سحر نہین پڑھتی عیار نے دست بستہ عرض کی حضور مین سحر پڑھ رہی ہون آسمان بلاخیز نے اُنکیون سے دیکھنے لگی کہ شعلے نہین بھڑکتے پلٹ کر آواز دی کہ او مکار مین نے سمجھا خداوند نے خبر دی تھی کہ عیارون کا تار بندھ جائیگا حکم خداوند مین کب فرق آتا ہی عیار نے چاہا جست کرکے نکل جاؤن آسمان نے دو تھپڑ مارا عیار لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے مگر عیار نے دست بستہ عرض کی مین تو آپکی کنیز ہون جمیر غصہ کیون کیا آسمان بلاخیز نے کہا او نا عیار کیون باتین بناتا ہی ارے مین صدقے ہو جاؤن خداوند ہفت پیکر کے جو سامان گذرے سب بیان کر دیے ورنہ مین کیا سمجھ سکتی تھی اپنی کنیزون سے کہا ساحری و جمشید جھوٹے تھے مسلمانون کے مذہب سے ہمارا مذہب ملتا ہی یہ جو سنا ہو کہ پہاڑون پر ظہور ہوتا ہی سونے کی تصویر باتین کرتی ہی یہ اپنے بندون پر رحم ہی ورنہ قدرت آسمان پر رہتے ہین اب عیار نقابدار ہزار طرح منتین کرتا ہی آسمان بلاخیز نہین مانتی عیار نے نقاب چہرے پر ڈالی جب آسمان نے دیکھا یہ کیے جاتی ہی غصے مین ایک دو تھپڑ مارا کہ عیار غرق زمین ہو گیا اب یہ اطمینان سے بیٹھی سحر کر رہی ہی عیار زمین مین غرق ہو گیا وہان لشکر و نین یہی کیفیت ہی کسی طرح کیسکے سنبھالے سے سردار نہین سنبھلے نقابدار چہار جانب اسم اعظم پڑھتا پھرتا ہی باز سفید عکس اپنا ڈالتا ہی مگر سردار دنگی وہی بیقراری آپس مین ایک کا ایک دشمن نقابدار کو بڑا قلق ہی کہ بعد مدت یہ گستاخی کی کہ مقابلہ سر میدان کیا افسوس ہی کہ انجام نہ ہوا اب کیا ہو سکیگا صاحبقران اپنے لشکر کو سمجھاتے ہین سردار نہین مانتے اگر یہ دونون بزرگ خود صاحب اسم اعظم نہ ہوتے تو سردار انکو بھی قتل کرتے حیران ہو رہے ہین وہ سردار کہ جنکو آنکھ ملانا ناگوار تھا وہ جھلا کر کہتے ہین آقا آپ ہٹ جائیے ہمارے سودے مین دخل نہ کیجے ایسا نہ ہو کہ ہم سے بے ادبی ہو جب امیر اسم اعظم پڑھکر دم کرتے ہین تب وہ رُکتے ہین بعد دم پھر کے وہی بیقراری اضطراری یہان آسمان بلاخیز سحر کو دور دے رہی ہی کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ تو نے

بڑی دیر کی قدرت خفا ہوتے ہین یہ چہار جانب دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ معلوم ہوا دیکھا ایک نازنین دوڑی ہوئی آتی ہی لباس فاخرہ پہنے ہوئے ننگے پیر سر کھلا ہوا پکارتی ہوئی دوہائی ہی خداوند ہفت پیکر کی پشت پر ایک جوان سونٹا ہاتھہ مین لیے ہوئے جھپٹ جھپٹ کر اُس عورت کو مارتا ہی کہتا ہی کپڑے اُتار دے وہ کہتی ہی کہ اب میرے پاس کیا باقی ہی آسمان بلاخیز نے اُس مرد کو للکارا او ظالم کیا کرتا ہی گولا اُٹھایا وہ جوان یہ کہکر بھاگا کہ بھلا حرامزادی تجھسے سمجھونگا پھر کیا گھر نہ آئے گی مرد تو بھاگ کر نکل گیا وہ عورت پہاڑ پر چڑھ آئی قدمون سے آسمان کے لپٹ گئی کہا بی بی تمنے بچایا ورنہ یہ مار ڈالتا جواری وہ حندار ہی سب گھر اسنے برباد کیا لاکھہ روپیہ کا مال گھر سے لیکر آئی تھی بڑے سیٹھہ کی بیٹی ہون سب اسنے تباہ کیا جب ہار کے آتا ہی اسپر مین نہین ہوتا آسمان نے کہا تونے خداوند ہفت پیکر کا کیون نام لیا نازنین نے کہا رات کو مین نے خواب دیکھا تھا ایک شخص کہہ رہا ہی مین صبح کو تیرا شوہر تجھہ پر بدعت کریگا تو بھاگ کر صحرا مین جانا خداوند ہفت پیکر کا نام لینا ہمارے بندے تجھکو بچا لینگے اسے بشارت مین مین نے نام لیا تمکو پہاڑ پر پایا یہ سنتے ہی آسمان بلاخیز نے کہا او مکار ہمارے سامنے یہ مکاری مین تو جانتی تھی عیارونکا تار بندھیگا ایک کو غرق زمین کر چکی ہون یہ کہکے منھہ سے اُف جو کی شعلہ بھڑک کر گرا دیکھا ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوئے سامنے کھڑا ہی آسمان نے کہا ارے تو کون ہی کہا منم مہتر برق فرنگی تیری موت بہت قریب ہی اب زندہ نہ بچے گی اُستاد اگر تجھکو مار لیتے تو نے تو بنا شعبدہ کیا لشکر نقابدار و لشکر صاحبقران عالی وقار مین تلوار چل رہی ہی ہزارون بندگان خدا تیغ خطا سیار گلشن جہان ہوئے تیری فکر ہو رہی ہی کہ میرے ہاتھہ سے تیری قضا نہ تھی اب تدبیر ہو جائیگی آسمان نے جھلا کر کہا دیکھہ نگوڑے تجھکو پاس اُسی عیار کے بھیجون عیار نقابدار بھی آیا تھا اسکو بھی مین نے گرفتار کیا برق ہان ہان کر رہا ہا اسنے دو ہتھڑ مار کر برق کو پیوند زمین کیا پھر سحر کرنے لگی کہ پھر کان مین آواز آئی اری نالائق اسقدر دیر کی چل تجھے قدرت بلاتے ہین پھر اسنے چہار جانب دیکھا کسیکو نہ پایا جس پہاڑ پر بیٹھی ہی اُسکے پہلو مین ایک نخل کلان ہی سر بفلک کشیدہ اُسپر کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی ایک جوان کودا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آسمان سے آیا دونون پیر پہاڑ پر قایم ہوے آسمان نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام نہنت کھارو ے کی ایک کاغذ کلان ہاتھہ مین مثل نامہ اُسپر مہر ہفت پیکر کی آسمان کھڑی ہوگئی کہا ای جوان تیرا کیا نام ہی کہا ادھر جو تو کیا جانے ہم اسرار خداوند ہفت پیکر مین ہر وقت اُنکے ساتھہ رہتے ہین جب پہاڑ و بنپر جاتے ہین ہم پشت پر کھڑے رہتے ہین آج حکم ہوا جلد جاؤ میرے مغضوب کو لاؤ چل تجھکو یاد فرمایا ہی ارشاد ہوا تھا کہ اپنے ساتھہ لیکر آنا آسمان بلاخیز نے کہا ای اسرار قدرت مین نے کیا خطا کی مین جسوقت سے آئی اسی کار بزرگ مین مصروف ہون اسرار نے کہا بہت جلدی جا حکم ہی کہ بہت جلد کام کرو آسمان بلاخیز نے کہا مین سبکے سر لیکے چلون یا یونہین چلی چلون اسرار نے کہا دیکھہ وہ آندھی اُٹھی رعد گرجا برق چمکی آسمان بلاخیز پلٹی وہ جوان قریب پہونچ چکا تھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

سریع السیر چون باد بہاری
منم مہتر چو گرد میدان کمین
جہان سرسبک و خنجر گذاری
ز عیاری منم یہ لرزہ زمین
بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر ذوالمحشم نامدار
منم مہتر قران شبیر زبانم
کہ مہتر قران نامور ذی وقار

یہ نعرہ کرکے بغدہ مارا اسرا آسمان بلاخیز کا اڑ گیا برق و عیار نقابدار زمین سے نکلے عیار نقابدار نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے پہاڑ سے کود کر بھاگا برق اپنی طرف چلا مہتر قران نے آواز دی کہ ای برق اب چلکر لشکر کو دیکھو خبر لو کہ وہان کیا گذری یہان نقابدار سبکو بچاتا پھرتا تھا کہ آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام من آسمان بلاخیز بود سب تھرا کر گرے تھوڑے عرصے مین ہوشیار ہوے ہوش مین آکے اپنے آقا کے گرد پھرنے لگے کہا حضور عجب حال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا جی چاہتا تھا جان دیدین خود حضور سے لڑین بھی لشکر صاحبقران کا معرکہ گذرا عرض کر چکا

ہون کہ پانچ شبانہ روز ایک طور پر گذرے صاحبقران نے میدان مین آکر نعرہ کیا اے نقابدار عالی وقار یہ آفت ارضی و سماوی تھی خدانے مہلت دی اب پھر مقابلہ ہو نقابدار بھی اُسیطرح مسلح اپنے لشکر سے نکلا کہا اے صاحبقران مین حاضر ہون مین بھی چاہتا ہون کہ میرے آپ کے فیصلہ ہوجائے امیر نے فرمایا نیزہ و تلوار کا امتحان ہوچکا کشتی کا امتحان باقی ہے ایسی مین خاتمہ ہونا چاہیے دامن گردانے آستین چڑھائے چلا ہی کہ لشکر نقابدار مین ہنگامہ ہوا قضا کے کار دیو زرین بال عاشق زمرد شاہ باختری بارہ ہزار فوج سے جاتا تھا ہاتھ سے قیماس خان کے شکست کھا کر آتا تھا لشکر نقابدار کو جو دیکھا آپڑا قتل کرنے لگا نقابدار نے جو ہنگامہ سُنا کہا اے شہریار غضب ہوا امیر کے لشکر کو دیو زرین بال قتل کر رہا ہے مین جا کر بچاؤن امیر لاچار ہوئے نقابدار اُسوقت پہونچا کہ دیو زرین بال پامال کرتا پھرتا ہے کئی ہزار بندگان خدا کو مار چکا کہ نقابدار نے آکر نعرہ کیا دیو زرین بال پلٹا آواز دی اے نقابدار تیرے ہاتھ سے قالب مین چھپانے ہین کہان تو نے مسلمانون کو بچایا پھر مقام پر بد کو آیا صاحبقران سامنے کھڑے دیکھ رہے ہین زرین بال نے چوب دست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کو چرخ دیا آواز سنائے کی مانند ہوئی نقابدار نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران اس زور کو ملاحظہ فرمائیے آپکا حکم عام ہے کہ کوئی دیو کا حربہ نہ روکے مین خلاف حکم حضور کرتا ہون امیر نے جواب دیا سراسر جہالت ہے جو قاف مین ہمپر گذری اگر کسی انسان پر گذرتی دیوانہ ہوجاتا یہ جفا مین نہ اُٹھاتا نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا گرز کو چہرے کی پناہ کر کے کھڑا ہوا کہ زرین بال نے پیچھے ہٹکے چوب دست لگائی نقابدار نے اپنے گرز پر اُسکو روکا تڑاقے کی آواز ہوئی آگ کے شرارے نکلے شق گرد بلند ہوا نقابدار دل گرد مین چھپا عیار نقابدار نے کلیجے پر ہاتھ رکھا چھاگل مین پانی تھا خاک پر چھینٹے دیتا ہوا دل گرد مین آیا دیکھا نقابدار کمر تک زمین مین غرق ہوگیا ہے مگر دونون ہاتھ جو ستون گرز تھے قایم ہین تھر تھر کانپ رہا ہے پسینہ جسم سے جاری عیار نے جھپٹ چھینٹا پانی کا مارا کہا حضور آنکھین کھولیے حریف کلہ زنی کرتا ہے نقابدار نے آنکھین کھولین دونون آنکھین جام خون گرز کو ٹیک کر دل گرد سے باہر آیا نعرہ کیا زمین کانپی زرین بال پر جا پڑا زرین بال نے پھر چوب دست لگائی نقابدار نے اپنا گرز پھینک دیا بلکہ چوب دست پر ہاتھ ڈالا چوب دست چھین کر پھینکدی زرین بال نے جنگل مارا منظور تھا گولی بنا کر رکھ جاؤن نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک گھونسہ مارا زرین بال چیخنے لگا کہا اے نقابدار چھوڑ دے اگر تھوک دون تو آنکھین ڈوب جائے لیکن کسکی قوت ہے کشتی ہونے لگی صاحبقران بھی دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے دیو زرین بال کو عاجز کر دیا ہے چاہتا ہے جان چھوڑا کر بھاگ ساتھ والے دیو زرین بال کو دیکھ رہے ہین کہ ہمارا افسر لڑ رہا ہے ہر مرتبہ چاہتے ہین جا پڑین حوصلہ نہین پڑتا جانتے ہین ملازمان نقابدار بھی آمادہ کھڑے ہین کہ اگر دیو ہمارے آقا پر جا پڑین تو ہم بھی سینہ سپر کر دین ہمراہیان نقابدار کیسے کیسے سردار جانباز ہین مرنے پر آمادہ ہی چاہتے ہین کہ جنگ مغلوبہ ہو اپنے آقا کے ساتھ شریک ہون اسطور سے لڑین کہ دیوزادون کو تنگ کر دین کہا اکثر پردہ قاف مین دیوزادون سے لڑے ہین قہقہا کی فوج سے مقابلہ پڑے بڑے بڑے معرکہ مین لڑے قہقہا کی فوج کو بھگایا کہا قہقہا کی فوج سے لڑنا ہنسی تھی دو پہر کامل کشتی ہوئی سوکھے جسم زرین بال کے جسم نقابدار سے مس ہوئے تمام جسم سے خون جاری ہے مگر الیب صاحب کا ضبط ہے کہ ایک طور پر لڑ رہا ہے کچھ پروا نہین کسکا بدن غربال ہوا تو بخاری ہے تو گیا خوف ہے یکایک نقابدار زرین بال کو لے دوڑا ذرا ہاتھ جو نقابدار کا نرم ہوا زرین بال اپنے کو چھوڑا کر بھاگا ساتھ والون کو آواز دی بار دیکھا تو جان بچاؤ یہ نقابدار تو ملک الموت ہے لطف زندگی فوت ہے یہ کہتا ہوا آسمان پر پہونچا ساتھ والے بھی بھاگے نقابدار نے جو قصد کیا چھینتا تھا

گر کر بیہوش ہوا ملازمان لقا بدار نے بڑھکر اپنے آقا کو اُٹھایا ہوادار پر ڈال لیا سب نے عیار سے صلاح لی
عیار نے کہا یہاں رہنا بہتر نہیں ہے جبتک نہ زخم دور ہوگی صاحبقران عمرو کو بھیجینگے وہ حال دریافت کر بھیجینگے اب
مقابلہ بھی ہو چکا ضرور دریافت کرنے کو حکم ہوگا یہاں کی آب و ہوا اچھی نہیں ہے طرف پردۂ قاف کے چلنا مناسب ہے سب نے
اس رائے کو قبول کیا لقا بدار کو اسی حال میں تخت پر ڈال لیا صحرا سے لشکر دیوان پیدا ہوا پریان درست کیں لشکر
آراستہ ہوا تختوں پر سوار ہوے نوبت نقارے بجاتے ہوے طرف پردۂ قاف کے روانہ ہوے یہاں صاحبقران
بھی پانچ دنکے تھکے ماندے بیٹھے خواجہ سے فرماتے ہوے آج لقا بدار نے بڑی شوکت دکھائی افسوس دلکا
حوصلہ پورا نہ ہوا لیکن اتنا کہونگا کہ لقا بدار نہایت صاحب شوکت و لیاقت ہے جو سامان ظاہری اسکو ممکن ہے کسیکو
ممکن نہیں ہوا یہ فرما کے اپنی بارگاہ میں تشریف لائے حکیم اشرف الحکمت نے عرض کی عقد سے کنیز کو سرفراز
فرمایئے امیر نے ساتھ ملکہ تہیج بادلہ پوش کے عقد کیا اور دختر مقبول تاجدار سے بھی عقد ہوا مقبول تاجدار
و حکیم اشرف الحکمت رخصت ہوے دو دن صاحبقران بارگاہ سے برآمد نہیں ہوئے تیسرے دن پھر بارگاہ میں
تشریف لائے خواجہ سے فرمایا لشکر کو تیار کرو کل ہم سفر کرینگے نہیں معلوم ہمارے فرزندوں پر کیا گذری امیر نے
لشکر کو حکم دیا تیاری سفر ہونے لگی ملحوظ رہے کہ بادشاہ اسلام بھی ساتھ ہیں صبح کا وقت ہے لشکر تیار ہوا۔ باہر امیر
ٹہل رہے ہیں مقصد ہے کہ سوار ہوں چند سرداران نامی پہلوانان گرامی قریب کھڑے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی ملازمان
داراب و جہانگیر آکر پہونچے تمام کیفیت گذشتہ عرض کی اور حالات سرحد طلسم ہفت پیکر بیان کیے عرض کی نہایت
اُسکی خدائی کا سامان درست ہے ہر جانب سے پہلوانوں کو حکم ہوا کہ مسلمانوں کو روکو گذر ہونا دشوار ہے صاحبقران
نے فرمایا سمجھا جائیگا خدا ہمارا وہاں تک پہونچا دیگا ذرا خواجہ زادونکو تو بلاؤ خواجہ بڑھکے آگے امیر نے فرمایا
انجام اس سفر کا ملاحظہ کیجیے سب شاہزادے صحبت قاسم دلبند صور میں گئے مجھے بھی جانا ضرور ہے خواجہ زادوں نے
اُسیوقت تختہ نقل پر قرعۂ تفکر پھینکا عرصۂ دراز کے بعد سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی حضور اس طلسم کے فتاح نہیں ہیں
یہ طلسم دست حق پرست علمشاہ سے فتح ہوگا امیر نے فرمایا بہر حال جانا ضرور ہے سب فرزند گئے جہانگیر و داراب پر بھی
اُفتاد پڑی ہے میں کیونکر بیٹھا رہوں خواجہ زادوں نے کہا سرکار کو اختیار ہے لیکن مشکل پڑے گی لوح نہ ملیگی صاحبقران
نے خلعت دیکر خواجہ زادوں کو رخصت کیا اب قصد ہے کہ سب سردار سوار ہو لیں تو میں بھی سوار ہوں کہ صحرا سے گرد اڑی
ایک پہلوان گینڈے پر سوار زیر سایۂ علم اژدہا پیکر پشت پر فوج غیر ساحرہ مقابلہ صاحبقران میں آکر پہونچا گینڈے سے کودا
آواز دی کہ اسم اقوال کوہ پیکر فرستادۂ خداوند ہفت پیکر بس اب لشکر کو آگے نہ بڑھائیے گا صاحبقران نے لشکر کو
روکا ملحوظ خاطر والا ناظرین رہے مقام ہو کہ داخل ہونا مصر الغرائب کا گذارش کیا ایک ہفتہ مصروف عیش و عشرت رہا بعد ہفتے
کے سامنے ہفت پیکر نے بلوایا مصر الغرائب نے فریاد کی اور عرض کی مسلمانوں نے طلسم چھین لیا بھائی
بھاوج مارے گئے میری غفلت نے مجھکو تباہ کیا یہی مجھکو خیال رہا کہ لوح نہ ملیگی طلسم فتح ہوگا الغرض غفلت کا
یہ انجام ہوا کہ انکو اسم ملگئے لوح و لوائی مرحلہ جات فتح ہوے آخر طلسم بھی لڑائی بڑی قدرت اُنکے ملازم نے کیا کیا کار
نمایاں کیے بڑے بڑے ساحر اُنکے ہاتھ سے مارے گئے آخر اسکو بھی دشمنوں نے آکر مارا مسلمانوں کا سرحد میں
آنا بہتر نہیں اُنکے آنے ہی سرحد میں غدر برپا ہوگا پہلوان شریک ہونے لگیں گے تب اقوال کوہ پیکر کو
حکم ہوا کہ جا کر حمزہ کو روکو مصر الغرائب کو ایک باغ رہنے کو ملا اقوال صاحبقران کو روک کر اُتر پکار کر کہتا ہے میں
آپ کو نجانے دونگا امیر نے فرمایا انشاء اللہ ضرور جائینگے اقوال نے شام کو طبل جنگی بجوایا نامیان غیبر بچہ دیو حمزہ بنے

امیر کو خبر پہونچائی کہ اقوال نے طبل جنگی بجوایا ہے امیر نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل وکاتب قسمت نے ہماری تقدیر میں تحریر کیا ہے وہ پیش آئی ہے خواجہ نے آکر حکم دیا طبل سکندری پر چوب پڑی لشکر میں تیاریاں ہونے لگیں جابجا یہی ذکر ہے کہ فرزندان صاحبقران نکل گئے دیکھیں انجام کار کیا ہو سب اپنے اپنے مقام سے گئے ہیں جابجا لڑائیاں پڑی ہونگی وہ تسخیر کرنے والے نہیں ہیں لشکر کی اقوال کے تیاری ہو رہی ہے بڑے بڑے پہلوان ساتھ لایا ہے اپنے زور پر بل بلا رہا ہے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تاباں نے شہنشاہ زرین پوش کے ہاتھ سے شکست کھائی فوج ضیا لشکر شب پر غالب آئی شہنشاہ ماہ تاباں نے قلعہ مغرب میں جا کر قیام کیا شہنشاہ زرین پوش تخت فلک چہارم پر جلوہ فرما ہوا فوج ضیا و شعاع نے تمام عالم کو گھیر لیا فوج سب زرد پوش ہوئی صدائے مرغ سحر بلند تھی اقوال کوہ پیکر گینڈے پر سوار ہوا سات سو پہلوان چار لاکھ جوان پشت پر سپر باندھے ہوئے اس شوکت و حشم سے آکر میدان میں پہونچا ادھر سے آمد آمد صاحبقران بادشاہ اسلام تخت پر قلب سپاہ میں تخت ٹھہرا امیر چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے زیر سایہ علم میدان میں ٹھہرے صفیں جمیں میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ فوج کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کرکیتوں نے یہ اشعار پڑھے بیت

کرکیتوں نے جب کہا یہ کڑکا ✤ دل مردوں کا ہر جنگ پھڑکا ✤ ہاں نامور وہ نام کرنا ✤ رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا

رستم نہ اب نہ سام باقی ✤ مردوں کا فقط ہے نام باقی ✤

بہادروں کی آنکھوں میں نشہ آگیا ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ نکل کر مقابلہ کریں نام بزرگوں کا روشن کریں قدم نہ پیچھے ہٹے کہ اقوال کو دیکھ کر نے بنگاہ قہر طرف فوج کے دیکھا شبید ادنیٰ فیلتن گینڈا اڑا کر نکلا عرض کی اجازت میدان کی دیجئے اقوال نے مہلت دی شبید گینڈا اڑاتا ہوا میدان میں آیا مقابل ہونے لگا جب خوب عرق ہو چکا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان و ای زبردستان جس کو تمنا مرنے کی ہو نکلے امیر نے دیکھا کہ بہرام خاقان چین نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آکر سلام کیا عرض کی اجازت میدان کی دیجئے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا بہرام مرکب کو چمکاتا ہوا سامنے شبید ادنیٰ فیلتن کے آیا آپس میں نکاور زن ہوئے دونوں جوانوں نے بھالے سنبھالے شبید ادنیٰ فیلتن نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ شبید کا نکالا شبید اپنے غضب میں آکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا آپس میں تلوار چلی دو دو ہاتھ وار ہوئے بدل ہوئی بہرام نے ایک مقام پر کمر کو جا کر سر پر ہاتھ مارا شبید زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی گینڈا اپنا پیچھے ہٹا کر چیخ ماری کہ یا خداوند صعلت پیکر میں زخمی ہوا آسمان سے بیضہ برسنے لگا جہاں پر بہرام کھڑے تھے وہاں اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا بہرام غائب ہو گئے شبید اپنے زخم اپنا باندھا پھر پکار کر آواز دی یا صاحبقران کسی اور کو بھیجیے امیر نے حیران ہو کر فرمایا خواجہ تمنے دیکھا یہ کیا معرکہ ہوا بہرام کو کون لے گیا یہ کیا ہنگامہ ہوا عمرو نے عرض کی کیا گذارش کروں میرے ذہن میں نہیں آتا شبید اسنے پھر آواز دی جمہور جہان سوز نے کہ پسر خواندہ صاحبقران ہے مرکب کو صف سے نکالا سامنے صاحبقران کے آداب بجا لا کر عرض کی حضور غلام کو مہلت دیں کہ جا کر اس سے مقابلہ کروں باندھ کر لیکن لاؤنگا بادشاہ نے فرمایا تمنے یہ بھی دیکھا کہ بہرام غائب ہو گئے شاید اسکے ساتھ بھی کوئی ساحر مخفی ہو کر آیا ہے جمہور نے عرض کی جب تلوار کھینچی کوئی ساحر پلید سامنے نہ آئیگا بادشاہ نے فرمایا تمکو خدا کے سپرد کیا جمہور نیزہ ہلاتے ہوئے طرف میدان کارزار کے چلے شبید اکے قریب پہونچنے نہ پائے تھے کہ شبید نے پکار کر آواز دی یا خداوند صعلت پیکر میں زخمی ہوں لڑنے کے لائق نہیں ہوں دشمن کے ہاتھ سے بچائیے یہ کہکر

چیخ ماری کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے ایک آہوے دشتی صحرا سے پیدا ہوا قریب مرکب جمہور آیا چاہا ایک گھوڑے کو
سینگ ماروں جمہور نے گھوڑا اٹھایا آہو بھاگا جمہور نے اسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا آگے آگے آہو پیچھے پیچھے جمہور
صحرا میں جاکر غائب ہوے امیر انتظار کر رہے ہیں جب عرصہ ہوا شمشیدا نے پھر آواز دی اے فرقہ مسلمانان مقام تعجب
ہے کوئی ہمارے مقابلے پر نہیں آتا کیا ہم وہیں آدمیں بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا طرف دست راست کے دیکھا فرامرز رعد مجربا
صف سے گھوڑا اچھکا کر نکلا کہتا ہوا یہ دست چپ ابھی عجب مہمل ہیں بزرگوں کا نام بدنام کرتے ہیں گئے تھے میدان میں آہو کا
پیچھا کیوں کیا گئے تو پلٹے بھی نہیں یہ کہتے ہوے قریب بادشاہ کے آئے اجازت لی طرف میدان کے چلے بازدار
فرامرز کا پہلو میں کھڑا تھا فرامرز نے کہا دیکھو طاؤس اُڑا ہوا جاتا ہے باز کو چھوڑ و شکار کرو یہ سنتا تھا کہ بازدار نے باز کو ہاتھ
میں لیا باز نہ آیا طاؤس کود کہا کر باز کو جھپکا باز طاؤس کے پیچھے چلا آگے طاؤس پیچھے باز چاہتا ہے شکار کروں فرامرز نے بھی
گھوڑا اڑا دیا سب لوگ ہاں ہاں کرتے ہیں کہ آپ کہاں جاتے ہیں فرامرز نے کہا میں اپنے باز کو لیکر آتا ہوں تھوڑی دیر میں
وہ باز وطاؤس نظروں سے مخفی ہوے فرامرز کا گھوڑا بھی نخلستان میں غائب ہوا امیر نے کہا لاحول یہ کیسے لوگ دیوانے
بنگئے ہیں کہ برائے مقابلہ حریف گئے شکار میں کیوں مصروف ہوے باز چھوڑ دیا وہ آہو کے پیچھے چلے گئے ٹھیک دوپہر کا
وقت ہے آفتاب تاباں وسط سما پر شمشیدا نے پھر آواز دی یہ کیا معرکہ ہے کہ کوئی ہمارے مقابلہ پر نہیں آتا صاحبقران کو
غصہ آیا اشقر کو صف سے بڑھایا سامنے بادشاہ کے آئے تخت رکھوا دیا بادشاہ نے کہا ای شہریار آپنے کیوں قصد کیا اور
اور سردار آمادہ ہیں سب سردار گرد آ گئے عرض کرتے ہیں ای شہریار غلام جانباز جائینگے آپ ارادہ نکیجیے صاحبقران نے
کہا میں تو اب قصد کر چکا اب مجھے اجازت ملے لاچار بادشاہ نے کہا ای شہریار خدا کے سپرد کیا اب امیر نے اشقر کو بڑھایا
گھوڑا طرارہ بھر کر چلا اشقر السیام رکب سوار صاحبقران زبان خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے امیر میدان
کارزار میں پہونچے عمرو نے کہدیا تھا کہ اسم اعظم ورد زبان کیجیے شعبدہ سحر معلوم ہوتا ہے امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے
قریب شمشیدا کے پہونچے اسنے جوروے تاباں امیر کو دیکھا سطوت وصولت دیکھکر کانپنے لگا کہا یا امیر میں تو زخمی ہوں لائق
مقابلہ نہیں اپنے بھائی کو جاکر بھیجتا ہوں امیر نے کہا کہ جاؤ شمشیدا گینڈے کو بڑھا کر سامنے اقوال کے آیا کہا ای
پہلوان مردان ای گرشاسپ جہان مجھکو ایسا خوف ہوا کہ اس جوان کے ہاتھ سے جان نہ بچیگی فقرہ دیکر چلا آیا اپنے
بھائی ابدال فیلدندان کو بھیجتا ہوں وہ چیر پھاڑ کر پھینک دیگا اقوال نے کہا غیرت کی بات ہے میدان سے پلٹ آنا لیکن
خوشی تیری شمشیدا نے طرف اپنے بھائی ابدال فیلدندان کے دیکھا کہا بھائی صاحب آپ مقابلہ میں حمزہ کے جائیے چیر پھاڑ
کے پھینکدیجیے خوف نکیجیے گا ابدال نے کہا میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکر ابدال فیلدندان گینڈے کو آگے ڈالتا ہوا چلا
سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی اسنے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر رد کیا آپس میں نیزہ چلنے لگا
گیارہ سو بیت تان میں امیر نے نیزہ ابدال کا نکالا ابدال نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کیا جھٹکے ہی
وہ تلوار بار کر پلٹا امیر نے خنجر وار خنجر وار کھینکے ہاتھ تیغہ عقرب کا مارا برق شمشیر تڑپ کر گئی سپر کو کاٹکر یہ ٹکڑے کیے ابدال
کے چار ٹکڑے ہوے لشکر میں اقوال کے غریو بلند ہوا اقوال نے بائیں جانب دیکھا مستنزاد شتر لب دعوے کا
مار کر صف سے باہر نکلا کہا میں ابھی جاکر سر لاتا ہوں لیکن کیوں اقوال خداوند نے مدد نکی دو جوان تو آوارہ ہوے
ایک غائب ہوا اس جوان پر کیا نظر رحمت خداوند ہے کہ سرکاری پہلوان کو مارا میں ابھی سر لاتا ہوں آپ خداوند کو پکاریے
مستنزاد وہیں چلا اقوال نے پکار کر آواز دی یا خداوند بہفت پیکر بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کا بندہ مارا گیا
مستنزاد کی مدد کیجیے مستنزاد غریب صاحبقران کے نہ پہونچا تھا کہ صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا اشقر نے بدلگامی کی

امیر نے پٹری جمائی شیر نے آکر حملہ کیا جب امیر گھوڑے سے کودے وہ شیر چیخ مارکر بھاگا امیر بھی گھوڑے پر سوار ہوئے مستفزاد سامنے آیا آتے ہی تلوار کا وار کیا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا سر بچا کر کمر پر ہاتھ مارا مستفزاد کے دو ٹکڑے ہوئے گرا اسے ایک اژدہا پیدا ہوا فلاہ آتشین چھوڑتا ہوا چاہتا تھا صاحبقران کو دم میں کھینچ لون امیر گھوڑے سے کودے اسم اعظم پڑھتے ہوئے سامنے اژدہے کے آئے اُسنے دم کھینچا امیر پر تاثیر نہ ہوئی کچھ لٹکا شعلہ ہائے آتشین چھوڑے امیر پر کچھ تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم پڑھتے تھے دونوں کلوں میں ہاتھ ڈالکر بنعرۂ شیرانہ کیا اژدر کو چیر کر پھینکدیا جب اژدر کو چیرکے پھینکدیا کئی جانور اسیطرح آئے ہاتھ سے امیر کے مارے گئے دن قلیل رہگیا اقوال نے طبل بازگشت بجوایا امیر نے کئی مرتبہ آواز بھی دی کہ تو کیسا افسر ہے خود بھی اپنے اسی شعبدے کے بھروسے پر آیا تھا امیر بھی پلٹے بارگاہ میں آتے ہی یہی فرمایا خواجہ ذرا جاکر خبر تو لاؤ خواجہ عمرو طرف بارگاہ اقوال کے چلے بارگاہ اقوال میں آئے دیکھا اقوال تخت پر بیٹھا ہے سردار وشئے کہہ رہا ہے آج دو دستہ دار میرے مارے گئے تینون سردار جو قید ہیں انکو لاؤ میں دربار میں سمجھونگا خواجہ عمرو خدمتگار بنے ہوئے کھڑے ہیں کہ ایک جوان بہرام و جمہور و ضرغام زر کو لیکر آیا ان تینون نے مثل اہل اسلام کے سلام کیا اقوال نے کہا ای جوانون ابھی بہتر ہے کہ خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو دو پہلوان میرے ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے اُنکے بدلے میں قتل کرونگا بہرام نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھسے ہو سکے قصور نکر یہ دونون آقا سے لڑے مارے گئے اقوال نے حکم دیا ان تینون کو بٹھاؤ وزرا سے اشارہ کیا انکو سمجھاؤ ایک جوان پہلوان وضع قیدیون کے قریب آیا پشت پر تینون کے ہاتھ پھیرا کہا یارو کیون نادان ہوئے ہو اصل پیدا کرنے والے کو نہیں پہچانتے ہو دیکھو یہ تصویر خداوندی ہے گلے سے تصویر ہفت پیکر کی اُتاری جیسے ہی اُن تینون کو دکھائی بہرام و جمہور و ضرغام زر واسطے سجدے کے جھک پڑے فریاد کرتے تھے ای اقوال تو نے بڑا احسان کیا اپنے پیدا کرنے والے کو ہمنے اب پہچانا ہمین کیا غدر ہے حمزہ نے ہمین برگشتہ کیا تھا اب راہ پر آئے حمزہ سے مقابلہ کرینگے اقوال نے تینون کو جگہ دی ونکل ہائے زرین پر تینون جوان آکر بیٹھے اقوال کی اطاعت میں مصروف ہوئے جو وہ کہتا ہے اُسے بجا لاتے ہین عمرو سمجھ گیا کہ معاملہ سحر ہے اُس پہلوان کو عمرو نے تاکا ٹھہرا رہا جب دربار برخاست ہوا اُس پہلوان کا لوگون سے نام پوچھا سب نے کہا انکو اسرار ہفت پیکر کہتے ہین براہ حفاظت ساتھ آئے ہین جب وہ اُٹھکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا عمرو نے اُسکا پیچھا کیا ایک خدمتگار کو بیہوش کرکے اُسکی صورت بنے اُسیکے ساتھ چلے جب وہ اپنی بارگاہ کے دروازے پر آیا ٹھہر گیا کہا یارو میرا دل گھبراتا ہے کوئی غیر شخص میرے خدمتگارون میں ملکر آیا ہے عمرو نے سب سے پہلے بڑھکر کہا ای شہنشاہ پہچان لیجیے میں بہت ڈرتا ہون اُسنے عمرو کا ہاتھ پکڑنا چاہا کہا او مکار میں نے پہچانا عمرو جیسے ہی بھاگا اُسنے کہا کہ اب کہان جائیگا یا خداوندا یہ مکار بھاگا جاتا ہے اسکی فکر واجب و لازم ہے عمرو جو بھاگا طرف اپنے لشکر کے صحرا مین آیا حیران ہے کہ ای عمرو میں کدھر آیا یہ تو راستہ لشکر کا نہیں ہے تھوڑی دور چلا تھا کہ ایکطرف سے آواز آئی ای شہنشاہ اوج عیاری کہان جاتے ہو عمرو لاچار ٹھہرا دیکھا سامنے سے ایک نازنین چہار دہ سالہ سانولی صورت صاحب شوکت ولیاقت پری پیکر حسن پر رشک قمر ہنستی ہوئی سامنے آئی عمرو دیکھتے ہی سراپا کو عاشق ہوا ہاتھ پاؤن میں رعشہ آیا اُس نازنین کے ساتھ چلا وہ ہنستی ہوئی کہتی ہے کہ کیون خواجہ تمنے بڑے بڑے ظلم کیے شمشیر و عمامہ کو بارہ انکو کچھ خوف نہ آیا خواجہ کہتے ہین ای ملکہ عالم اب توبہ کرتا ہون اب ایسی حرکت نہوگی نازنین باتین کرتی ہوئی خواجہ کو بہلاتی ہوئی ایک باغ مین لیکر آئی وہان اور چند نازنینان مہ جبین مثل کنیزون کے حاضر خدمت ہوئین

ایک نے ہنسکر پوچھا کیوں ملکہ عالم کہاں تشریف لے گئی ہیں اُس آفت جان نے جواب دیا ہیں خواجہ کے استقبال کو گئی تھی
خواجہ کو لائی اب یہ تم سبھوں کے مہمان ہیں انکی خاطر کرو کنیزوں نے کہا انکی خدمت خداوند میں بھیج دیجیے اس انجمن جرخ
کہا ابھی تو جلسہ آراستہ کرو یہ بڑے شخص ہیں انھوں نے گھر کے گھر مٹا دیے ہیں و مامہ مشتش کو مارا اب انکا علاج ہوگا
عروج ہے جبسے اس سے آنکھ لڑائی دل اپنا اختیار میں نہیں ہے وہ زن حسین خواجہ کو لیکر بارہ دری میں آئی مسند بچھا دی خواجہ
اگر بیٹھے وہ نازنین بھی پہلو میں آ کر بیٹھی کہا خواجہ کچھ گاؤ ہم بہت مشتاق ہیں خواجہ نے بلا تکلف جوڑی زیر کی زبین سے
نکالی سامنے زن حسین کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

وہ کون جا ہے جہاں جلوہ یار کا نہیں
ہوئی ہے مجھکو بھی سے یہ بات اب ثابت
بجانگیں کون ہیں وہ مار ... چارہ نہیں
محبت ہے مار کو بچو دل لگے کا قتل ہیں سچ
شب لحد بھی سیہ رو ... سیاہ نہیں
کرا تھا حسین ہیں نہ کہیں ہم کنعان
سوا سے خانہ عرق کہیں پیرہن نہیں

ہیں گو کہ حسن سے ظاہر مثل ماہ نہیں
شکستہ دل جو ہوا آنکے لب پہ آہ نہیں
ہمیشہ کام ہیں غیروں سے ہیں سعادتمند
چراغ کشتہ کا کوئی بھی دادخواہ نہیں
ہمارے بزم میں ہیں رقیب سر قدم
ہنوز چشمہ خورشید ہے وہ چیاہ نہیں

سوائے ٹکر کھانے میں رسم وراہ نہیں
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہیں
جگر کے داغ ہیں سینہ ... گنہ وا سعید
ہماکو اپنے لیے فکر عزو جاہ نہیں
سفید ... ہیں ہر دو سے ... وہ عذاب
ہیں کیہ نکو اُنکو اُنکا ... کچھ گناہ نہیں
ہجوم نوح عدو سے جہاں ہیں اتی آہ

وہ نازنین ہنس رہی ہے کہتی ہے خواجہ خوب گاتے ہو اب قدرت تماشا دکھانا
بیٹھے خواجہ کہ رہے ہیں وہ دن خدا کرے کہ ہم سامنے قدرت کے پہونچیں جب رات خواجہ کو انہی مقام پر گذری
اسیر جو صبح کو دربار میں آئے برق فرنگی کو بلایا کہا اے برق کل سے خواجہ لشکر کفار میں گئے ہیں پلٹ کر نہیں
آئے ذرا خبر تو لو میں نے رات کو خواب پریشان دیکھا ہے کسی آفت میں مبتلا ہے برق چلا لشکر کفار میں آیا جسوقت
بارگاہ میں پہونچا دیکھا بہرام و جمشید و فرامرز بیٹھے ہیں اقبال کے بیٹھے ہیں لگے ہیں تصویریں پڑی ہیں برق گھبرایا
کہ غضب ہوا ایک تنگ مقدمہ شعبدہ بازی ہوا ان جعلسازوں کی حیلہ سازی ہو ظاہر ہیں نو صحرا میں جا کر غائب ہوئے
یہاں کیونکر آگئے ایک سردار بیٹھا ہوا اقبال سے کہہ رہا کہ حضور مبارک ہو جس شخص کا نام لینے کی منادی تھی
آج اُسکو پھنسا لیا باغ دلکشا میں بیٹھا ہے حسین جادو نے اپنے شعبدے میں پھنسا لیا کل اُسکی قید روانہ ہوگی
دہان جا کر وہ کریگا قوال کہتا ہے شب کو میں نے خواب میں دیکھا ہے قدرت فرماتے ہیں ای اقبال نہ گھبرانا حمزہ کی
تدبیر ہوئی جاتی ہے برق یہ باتیں سنکر بھاگا صحرا میں آیا پھرتا ہوا قریب اُس باغ کے پہونچا کان میں عمرو کے گانے کی
آواز آئی برق حیران ہوا کہ استاد کہاں گا رہے ہیں قریب دیوار کے آیا کمند مار کر اُترا قریب بارہ دری کے
پہونچا دیکھا تو استاد خوشی خوشی بیٹھے ہیں پہلو میں وہی نازنین کنیزیں خدمت کر رہی ہیں برق گھبرایا کہ استاد
نفس بلا میں پھنسے اس مہ جبین کو قتل کر دوں تو استاد کو ہوش آئے باہر ٹھہرا رہا ایک کنیز کسی کام کو آئی ماہرو اُسکا
نام تھا برق نے بڑھکر اُسکے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا کیوں بوا یہ کیا معرکہ ہے اس سالہ زادے کو یہاں کیوں
جگہ دی ابھی شعبدہ کچھ فساد برپا کرے ماہرو نے کہا تو آگاہ نہیں ملکہ گلگون نے اپنے شعبدے میں پھنسایا ہے
حسین بھی انہیں کا نام ہے یہ عمرو کو گرفتار کرکے لیجا دینگے اب سلطنت نہ پائیگا جب کہیں ہوش آئیگا بہت پچھتائیگا
بڑے بڑے ملکوں میں عیاریاں کیں یہ رنگ کہیں نہ دیکھا ہوگا کس طور سے آکر یہ مرغ زیرک پھنسا اب حال
کھل جائیگا برق یہ باتیں کرکے ماہرو کو گوشے میں لے گیا باتیں کرتے کرتے بیہوش کیا ایک گوشے میں اسکو ڈالدیا
اُسکی شکل بنکر محفل میں آیا سامنے اُس حسین کے بیٹھا کہا ملکہ حقیقت میں خواجہ ایسے گاتے ہیں کہ ایسا گانا

کبھی نہین سُنا ذرا کنیز کا گانا سُنیے آپکو لطف ملیگا خواجہ نے کہا ای ماہرو ہم تمھارے گانیکے مشتاق ہین برق نے کنیزون کو اشارہ کیا ساز درست کرو جب ساز آراستہ ہوئے برق نے رنگ جمانے کو یہ غزل شروع کی لطف

عکس اسکی زلف کا نہین جام شراب مین
مستون کا عیش تلخ ہو دیر خراب مین
غواص اپنی فکر ہوئی جبکہ آب مین
آئی قیامت اُسنے لگایا ہی منھ سے جام
غفلت سے اپنا طالب دیدار آپ ہون
دیکھین ثبات اہل زمین آسمان کا
ہی جی مین آفتاب پرستون سے پوچھیے
عاشق نہین ہی کون دُر گوش یار کا
ساغر مین عکس رُخ رُخ گلگون پہ ہی عرق
ہوتے ہی رد زائس گل بیخار کے حضور
آرام سے وہی ہی جو پھیرے خدا سے منھ
بیدار دل جو ہین اُنھین سونے سے کیا خبر
غفلت سرائے دھر مین ہی غافلون کی جاہ
عبرت کے واسطے ید قدرت نے غافلو
آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

بال آئے ہین نظر قدح آفتاب مین
یہ رمز ہی جو ہوئی ہی تاثیر شراب مین
دریائے موج زن نظر آیا حباب مین
ہی اتصال ماہ مین اور آفتاب مین
سہرا ہی چہرہ ہی جو نہان ہی نقاب مین
ہی صاف آسمان کا نقشہ حباب مین
تصویر کسکی ہی ورق آفتاب مین
عالم ہی غرق ایک ہی موتی کی آب مین
موتی جو آگ مین ہی تو شعلہ ہی آب مین
تار شعاع خار گل آفتاب مین
دیکھو ہی مرغ قبلہ نما آفتاب مین
یوسف ہوا ستارون کا جو خواب مین
انسان دور دور سے آتے ہین خواب مین
کھینچی شبیہ افسر شاہی حباب مین
ناسخ ہین خاک رہگذر بو تراب مین

برق یہ غزل گاتا جاتا ہی اور کہتا ہی ای ملکہ عالم مین ساقی گری کرونگا میرے ہاتھ سے شراب پیجیے بڑا لطف ملیگا خواجہ نے کہا ای ملکہ حسین مجھکو معلوم ہوتا ہی یہ کوئی عیار ہی مکر کی باتین کرتا ہی مجھے خوف آتا ہی حسین نے جواب دیا خواجہ مطمئن رہو یہان کوئی نہین آسکتا ہی کیا مجال برق یہ باتین سنکر گھبرایا چاہتا تھا کہ بھاگون مگر حسین کہتی ہی ای ماہرو گائے جاؤ برق چپکا بیٹھا ہی مگر گھبرا رہا ہی دیکھ رہا ہی کہ عمرو کے تیور بدمعلوم ہوتے ہین یکایک برق نے دیکھا کہ ماہرو کنیز چلی آتی ہی پکار کر اُسنے آواز دی ای ملکہ عالم یہ برق فرنگی بیٹھا ہوا آپ کے سامنے گا رہا ہی مجھکو بیہوش کر کے ڈال آیا تھا شمیم گل نے مجھکو ہوشیار کیا ہین حاضر ہوئی برق یا اُٹھکر بھاگا کنیزین پیچھے دوڑین ملکہ حسین نے کہا ارے کیون شکایت کرتی ہو خود دشمہ جائیگا جب کسی نخل کے سائے مین پہونچیگا ہوش مین نہ رہیگا بڑی جفا سہیگا ہم کیا کسی بات مین مجبور و لاچار ہین برق جو بھاگا روش پر سے جو راستہ ہی جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی جیسے ہی ایک نخل کے سائے مین آیا غنچے جھکے پھول ہنسے میان برق پھنسے لڑکھڑا کر گرے کنیزون نے آکر گرفتار کیا برق نے فریاد کی استاد مین آپ کو رہا کرنے آیا تھا مجھے بچائیے کنیزین مجھے ستاتی ہین عمرو نے بارہ دری سے آ کے کئی کوڑے برق کو مارے کہا او بیحیا مین مشتاق ہون خدمت خداوند مین جاؤن شرف آخرت پاؤن یہان جو عیار آئیگا گرفتار کرادونگا مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ بہروپیا آگیا ملکہ نے میرے کہنے کو خیال نہ کیا آخر حال کھلا اب کہان جاؤ گے برق خواجہ سے اشارہ کرتا ہی خواجہ بگڑ رہے ہین فرماتے ہین ملکہ یہ بڑا مکار غدار ہی اسکو قتل کیجیے یہ سنتے ہی حسین نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جیسے ہی

حاضر ہوا برق تڑپا ہر چند پکارتا ہی کہ خواجہ مجھکو بچاؤ یہ کیسا غضب ہی کہ میں قتل ہوتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں خواجہ فرماتے ہیں او مکار تونے غضب کیا میری معشوقہ کے قتل کرنے کو ارادہ کرتا تھا اگر شاید تیرا پنجہ قابض ہوتا تو میں کدھر کو ہوتا اپنی تقدیر کو روتا او جلاد کیا دیکھ رہا ہی جلد قتل کر جلاد سر پر آیا اب برق تڑپا پکار کر آواز دی ای خالق بے نیاز ای رب کارساز تو ہی مددگار ہی برق یہ دعا کرتا تھا کہ قضائے کار ملکہ برق جادو بادشاہ و پر جاد نگار معشوقہ خواجہ عمرو اپنے قصر میں بیٹھی تھیں ایک کنیز سوسو جبہ گلرنگ نہایت شوق و شنگ خوب گائی جب گا چکی تو عرض کیا کہ حضور مجھے بہتر کون گا سکتا ہی ملکہ برق کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا صاحبو کیا ذکر کرتے ہو گانے کا خاتمہ ذات پر خواجہ عمرو کی ہی اسوقت تونے دل دکھا دیا آنکھوں کے سامنے صورت عمرو کی پھر گئی کیا افسوس کی بات ہی کہ صاحبقران اپنے ساتھ رہنا ہمارا گوارا نہیں کرتے ورنہ ہم بھی طلسم نور افشان میں جاتے جس زمانے میں سالوس شعبدہ باز سے لڑ رہے تھے اُس زمانے میں گئے تھے نہیں معلوم کیا معرکہ گذرا کچھ خبر بھی معلوم نہوئی کون جائے آکی خبر لائے ہائے یہ رنگ کیفیت ہی نظم

ای مرگ دیکھتی ہیں آنکھیں بار بار کیا
سینے کے زخم بھی ہیں شگاف مزار کیا

بدلو جو رنگ رو کسطرح اختیار کیا
ای جان امید وعدهٔ بے اعتبار کیا

اس وصل میں فراق فلک بھی نکر سکا
لپٹے ہوئے ہیں دامن لیل و نہار کیا

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جھپکتی نہیں پلک
تکلیف نزع بھی ہی شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کسطرح
جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کروں سوال
جسطرح تیر ازل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پر اعتماد
تلوے کھجائینگی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہی مثل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہی کوئی نوک خار کیا

سائل ہوں ایک بوسے کا دو چار کا نہیں
میں طول مدعا ہیں کروں اختصار کیا

انجام دیکھنے نہیں آغاز کے سوا
ہی طول زلف رحمت پروردگار کیا

بیتابیوں کے ناز اٹھائے ہیں رات بھر
تھا جوش شوق جلوهٔ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ مہلت نہیں
داغ فراق ہی ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھیں نکال لیں
دیکھینگے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند بوسہ چار لبوں میں نہاں ہوں میں
پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا

سینے سے دیدے اک کتنی درد آہ کی
ای روح پوشش بدن سوگوار کیا

جاکر ہیں ہی نصیب تو گردش میں آرزو
بعد ور آسمان ہی مرا روزگار کیا

جھگڑے میں ہوں کشاکش انفاس کیطرح
کم ہوسکے گا مشغلهٔ انتشار کیا

مانند روح قید تعلق سے عار ہی
جب جسم ہی نہیں تو نشان مزار کیا

بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندلون نسیم
دیکھیں جہان کا گلشن ناپائدار کیا

یہ اشعار پڑھکر بہت روئیں کہا میرا دل گھبراتا ہی کلیجا منہ کو آتا ہی بیکلی آگئی کہا صاحبو میں خبر کو خواجہ عمرو کے جاتی ہوں یہ کہکے اپنے کمرے میں آئیں یہ کمرہ وہ تھا کہ اکثر و ماحصہ بھی تشریف لاتے ہیں عجائب و غرائب سے مملو ہی ایک طائر نے چھکارا

زمزمہ سرائی کرنے لگا ملکہ برق نے پوچھا اے طائر ساحری خیر تو ہے طائر نے کہا میں کہونگا آپکو ملال ہوگا خواجہ قید ہو گئے طرف مشرق
کے باغ دلکشا ہے وہاں وہ بیٹھے ہیں دوسرے خرابی یہ ہے کہ آپکا عیار ہمنام گرفتار ہو گیا ہے زیر تیغ بیٹھا ہے اسکو قتل کیا چاہتے ہیں یہ سنکے
برق تڑپ گئیں پر پرواز پیدا کرکے چلیں مشرق و مغرب چھانتی ہوئی اسوقت آکر چلیں خواجہ حسین جادو کا ہاتھ پکڑے
ہوئے برق کی قتل میں تعجیل کر رہے ہیں و سیدم فرماتے ہیں اے جلاد جلد سر کاٹ دے مجھے خداوند ہفت پیکر سے شرمندہ کرنا
جلاد تیغ کھینچے ہوئے نعرہ کر رہا ہے پکار رہا ہے قتل کرنا میرا کام ہے جلاد نا میرا کام نہیں سمجھکر حکم دیجیے اسکے خون کے دعویدار بہت ہیں عمرو نے
جلاد کو ایک لات ماری کہا او بیوقوف دیر کرتا ہے جلد ہاتھ لگا ورنہ تیرا سر کاٹ لونگا جلاد تلوار کھینچکر چلا ملکہ برق بالائے سر آئیں دمامہ کی
بھاگی سمجھ گئیں کہ اسی ساحرہ نے شعبدہ کیا ہے خواجہ اپنے ہوش میں نہیں ہے ورنہ اپنے یار وفادار کو قتل کا حکم دیتے آسمان پر بجلی
ہاتھ چمکایا برق تڑپ کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے حسین جادو گھبرا گئی پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر بتلائیے قاتل
جلاد کون ہے برق جادو نے دوبارہ ہاتھ چمکایا دس بجلیاں گریں دس کنیزوں کے سر اڑ گئے حسین نے بہت چیخ ماری
اور گولہ پھینکا گولہ جاکے آسمان پر پھٹا ملکہ برق نے ایک اشارہ کیا گولہ زمین پر گرا آگ کی شکل جلے زمین آسمان میں ہنگامہ ہوا
حسین جادو نے یا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین پر سر مارا برق زمین پر گری عمرو کمند کا حلقہ لیکر چلا کہ برق جادو
پھر مارونگی ملکہ برق نے ہنسکر آواز دی او نامنصف ادھر نہ آنا ملکہ برق نے کچھ پڑھکر پھونکا عمرو کو ہوش آیا کود کر سا کا گلیم
اوڑھ لیا برق اور حسین سے سحر چلنے لگا شعلہ ہائے آتش بھر کے لکہ ہائے ابر گر کے باغ میں آگ لگ گئی ہزار ہا شعلہ ہائے
آتش ملکہ برق پر گرنے لگے غنچہ ہائے گل گرد پھرنے لگے کلیوں نے برق کو گھیر لیا اشتعالیں تمام باغ میں پھیلیں بیچ گلستان سے دھواں نکلا
برق لڑکھڑا کر گری حسین چلی کہ سر کاٹ لوں کہ عمرو نے سامنے آکر نعرہ کیا او بیہودہ کیا کرتی ہے حسین نے چاہا عمرو
پر حملہ کروں عمرو نے پتھر مارا پیشانی پر حسین کے پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے باغ جلنے لگا ملکہ برق نے کہا خواجہ اس
باغ سے نکل چلیے کوئی بلا آیا چاہتی ہے برق فرنگی ایکطرف بھاگا ملکہ برق و خواجہ باغ سے نکلے ملکہ برق نے حال
پوچھا صحرا میں آکر عمرو نے سب حال بیان کیا برق نے کہا آپکا حال دیکھکر آئی تھی مجھکو معلوم ہوا کہ آپ کسی بلا میں پھنسے ہیں دکھ سے
آرام نہ آیا دوڑی آئی شکر ہے کہ آپ کو رہا کیا عمرو نے کہا کہ اے ملکہ برق نئی بات یہ ہے کہ بہرام و جمہور و فرامرز نے بت پرستی
اختیار کی دربار میں اقوال کے بیٹھے ہیں نہیں معلوم انپر کیا گذری ملکہ برق خواجہ سے رخصت ہوئیں طرف اپنے ملک کے
گئیں خواجہ عمرو ایک گوانر کی شکل بنکر لشکر اقوال میں آئے کہ یکایک لشکر میں ہنگامہ ہو رہا ہے جسوقت یہاں حسین قتل ہوئی
یہ تینوں جوان غش کھاکر زمین پر گرے دم بھر کے بعد ہوشیار ہوئے بت جو اپنے گلے میں دیکھے تلواریں کھینچ کر گئے نعرہ اپنے اپنے نام کا
کیا لڑائی میں مشغول ہوئے اقوال نے کہا انکو مار لو عمرو بھاگا خدمت صاحبقران میں آیا کہا اے شہریار جلد چلیے تینوں جوان لشکر
دشمن میں لڑ رہے ہیں ساری فوج کا انبوہ ہے صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے مع لشکر طرف لشکر اقوال کے چلے
اسوقت آکر پہونچے دیکھا بہرام و جمہور و فرامرز تنہا لاکھ سوار و پیدل میں گھرے ہیں زخم کھا رہے ہیں مگر مائل رزم و پیکار ہیں صدہا
پہلوان مار کر ڈالدیے لاشوں کے انبار دریا سے خون جاری کفار کا انبوہ اقوال لڑتا ہوا آتا ہے آمادہ ہے کہ سب جاؤں انکے سر کاٹ
لونگا مہلت نہ دونگا صاحبقران نعرہ کرکے چلے نعرہ امیر

نکلے تیغ صمصام و قمقام نام
بلے تیغ عقرب بلے ذوالحجام
امیر عرب شیغم روزگار
بن کافران از جہان پاک کرد
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
سر سرکشان حملہ در خاک کرد

اور سردار بھی نعرہ صاحبقران کی صدا سنکر گرے امیر نے اور پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ بہرام و جمہور و فرامرز زخمی
ہیں انکو اپنے قبضے میں کرو ہاں اور پر سوار کرو طرف لشکر کے لیجاؤ البتہ سنور چلتے لڑتے لشکر و کردوں سے گرد بن النعمان
بن منظر و منظر شاہ یمنی و سیف ذو والیزن جا پہونچے ہزار سوار ساتھ تھے لڑتے بھڑتے برابر فوج کے پہونچے تینوں جوانوں کو

گود مین لیا ہوا دار پر سوار کیا لڑتے ہوے لے نکلے امیر لڑتے ہوے قریب اقوال کے پہونچے اقوال نے للکارا
او حمزہ میرے ہاتھ سے کہان جائیگا لو گئے ہی امیر پلٹے اقوال سے مقابلہ ہوا اقوال برس پڑا امیر نے اُلجھا دے سے
ہاتھ نکالا عضہ جو انتہا کا تھا ہاتھ نیچہ سہراب یل کا مارا برق تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے تلوار سر پر گری خود کو
کاٹکر تا دوابرو پہونچی اقوال نے داستانہ مار اتیغہ جھٹا کر نکلا چادر خون کی آنکھوں مین آئی اور پہلوان بیچ مین کود پڑے مالک کو
اپنے بچایا اقوال نے چیخ مارکر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر دوڑو حمزہ مجھکو مارے ڈالتا ہی قضائے کار آج ظہور
خداوند ہفت پیکر کوہ نیلگون پر ہی نیلگون تاجدار سامنے حاضر ہی عجائب و غرائب بیان ہو رہا ہی ایک نجومی سامنے
حاضر ہی اُسنے کہا یا خداوند اقوال پکار رہا ہی تصویر سے آواز آئی ارے یارو لینا میگون سرشار کو بھیجو میگون سرشار
کہان ہی جیسے ہی تصویر نے یہ آواز دی آسمان پر ایک ابر پیدا ہوا میگون سرشار آکر اُترا آواز دی کیا حکم ہی تصویر سے آواز
آئی جاکر اقوال کو بچاؤ یہ سنتے ہی میگون سرشار جھومتا ہوا چلا پہاڑ پر ایک ٹکر ماری زمین شق ہوئی اُسمین سما گیا یہان
جو اقوال زخمی ہوا تھا لیان فوج صاحبقران نے خیمون مین آگ لگا دی مال و اسباب لوٹ لیا کفار کے پانون اُٹھے
بھاگے ہوے جاتے ہین سرداران صاحبقران جھپٹ جھپٹ کر حملے کر رہے ہین جو کافر بڑھا جھپٹ کر مار ا طوق جرا نگر و
دا ابو المعین گرد دونون بھائی علمداران لشکر ایک بھائی کاندھے پر علم ایک بھائی نگہبانی کرتا ہوا علم کو لا کر ایک مقام پر
کاڑا ہی اُسکے سائے مین دونون بھائی لڑ رہے ہین ایک جھوکا ہوا کا چلا دونون علم دار مع علم غائب ہوے اقوال
بھی بھاگا جاتا تھا یا پلٹ پڑا فوج بھی پلٹی یا تو بھاگے جاتے تھے یا لڑنے پر دلیر ہوے عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا گلیم
اوڑھے ہوے پاس صاحبقران کے آیا عرض کیا ای شہریار ابھی ایک آواز آئی آپ کے ساتھ والے وہ آواز سنکر پریشان ہوے
کفار دلیر ہوے دیکھیے اقوال کس زور و شور سے آتا ہی کئی سرداروں کو زخمی کیا ابتو خود بھی اُسکے سر پر ہی زخم کا نشان
کہان اسم اعظم یاد رکھیے گا اگر ور رہے تو بہت مناسب ہی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے بڑھے اقوال بڑھتا ہوا آتا ہی
ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا ہی کہ زمین شق ہوئی میگون سرشار زمین سے نکلا آواز دی ای پہلوان دوران
مین آ پہونچا خداوند نے تمھاری مدد کو بھیجا ہی زمین ہلا دونگا لیکن دو سردار مین نے گرفتار بھی کر لیے ابھی اصل مطلب
میری سمجھ مین نہین آیا کہ باعث شکست کیا ہی بس طبل بازگشت بجواؤ و پلٹ چلو پھر طبل جنگی بجواؤنگا میدان مین آکر فتیا چنین
سب پاک کرونگا پھر سے شعبدون سے کوئی نہ بچے گا اقوال نے حکم دیا طبل پر چوب پڑی لشکر علیحدہ ہوے
اقوال بھی پلٹا کہ داروغہ زندانخانہ نے بڑھکر عرض کی دو سردار پھرے تھے مین ہین علم انکے دیا پیکر بھی خزانے
مین پہونچ گیا قیدیون کے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی اقوال نے کہا چھپا کر قید کر دو سمجھا جائے گا حال قید ظاہر ہونے
نہ پائے داروغہ زندان خلنطوق حران گرد و ابو المعین کو لیکر ایک خیمے میں آیا دونوں کو خیمے مین قید کیا آپ دروازے
پر بیٹھا چار سو ساحر ساتھ لیے نگہبانی کر رہا ہی خواجہ عمرو جو بارگاہ اقوال مین آئے دیکھا اقوال ایک
خیمے پہلوان سے صلاح کر رہا ہی کوئی اُسمین شریک نہین خواجہ وہان سے چلے پھر دل بارگاہ جو آئے دیکھا
ایک طرف خیمہ استادہ ہی کرسی پر ایک پہلوان چار سو پہلوانون کو ساتھ لیے بیٹھا ہی عمرو نے ایک خدمتگار سے پوچھا
اس خیمے مین کون ہی اُسنے جواب دیا کہ سردار صاحبقران کے اس خیمے مین قید ہین عمرو کنارے
ہوا قریب بھٹی کے شراب کی آیا ایک چنلہ شراب کا مول لیا آپ ایک چوبدار کی شکل بنے مزدور کے
سر پر تپیلہ رکھوایا اُس خیمے کے سامنے آئے سمندر نے پکار کر آواز دی کون آتا ہی عمرو نے کہا
اقوال نے تمھارے واسطے شراب بھیجی ہی سمندر کے ساتھ والے دوڑے ہاتھون ہاتھ تپیلا اُتروا لیا اپنے پاس رکھا

خواجہ نے کہا بھائی کچھ ہمکو بھی دلواؤ سمند نے ایک روپیہ نکالکر دیا اور کہا یہ تو حاضر ہے مردہ ہے صاحب ہمارے
تمھارے روز سامنا ہوتا ہے پھر دینگے عمرو نے کہا مین تمسکو راضی کرونگا آج ہمارا دل چاہتا ہے تم سب کے ساتھ
شریک جلسہ ہون سمند نے کہا آؤ بیٹھو مردہ ہا بیٹھکر گنگنانے لگا کہا کہین باباجان بھی ہے لوگ باباجان لائے اب عمرو نے
باباجان بجایا سب تعریفین کرنے لگے کہ مردہ ہے صاحب کیا کہنا کیا مزے سے باباجان بجا رہے ہو خواجہ سلام کرتے جاتے
ہین ٹکڑے باندھ رہے ہین واقف کار مرے جاتے ہین کہتے ہین مردہ ہے صاحب آج تو بڑا کمال ظاہر کیا خواجہ کہنے لگے
اب تھوڑی دیر مین جوہر ظاہر ہوگا یہ غزل تو سن لو یہ کہکر یہ غزل شروع کی غزل

جان بلب ہون جیسے وہ بیرحم بدظن ہوگیا
حال ہے اب میرا کیا وہ دشمن ہوگیا

کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارے مین بھی
جو مسلمان اسطرف گذرا برہمن ہوگیا

صدقے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا
چھد گیا پہلو بھی سینے مین روزن ہوگیا

بے ہوا اُڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہے دل
کاہش الفت سے کیا ہلکا مراتن ہوگیا

مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو
اب یہ وہ کوچہ کہان لوگون کا مدفن ہوگیا

ہائے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
اشک جو دامن پہ آیا زیب دامن ہوگیا

وہ توقع تجھسے بر آئی جو مجھکو اُس سے تھی
او عدو کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہوگیا

بڑھ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتے ہین وہ
بارہا میرا تصور مجھکو رہزن ہوگیا

سوز پنہان کی یہ کثرت تھی کہ ہر ہر استخوان
رات کو مثل جبین صبح روشن ہوگیا

سر اُٹھانے کی کہان طاقت پس مردن تسنیم
آج تو احسان قاتل بار گردن ہوگیا

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سمند جھومنے لگا کہتا ہے واہ مردہ ہے صاحب کیا کہنا آج تمنے خوب خوش کیا عمرو نے کہا
اب شراب پیو شراب کا بتلہ کھولا بیہوشی ملا چکے ہین پہلے جام سمند کو دیا ایک طعن بھی لگائی اب تو سب پینے لگے
قوال کا عیار ہے مرجان تیز رو قوال کو بیہوش کرکے قید خانے کیطرف جو آیا دیکھا مردہ ہے صاحب گارہے ہین سبکو شراب
پلا رہے ہین پینے والے بلبلا رہے ہین کوئی ہنسی کے مارے لوٹا جاتا ہے کوئی ٹوپی اُچھالتا ہے کسی نے پگڑی اُچھالدی
مرجان نے کہا اے سمند آج کیسی صحبت ہے ہمکو بڑی حیرت ہے اسی طرح نگہبانی کرتے ہین اگر کوئی آئے قیدیون کو لیجائے
خبردار اب شراب نہ پینا مردہ ہے نے دوڑکر دامن پکڑلیا کہا حضرت صاحب میان آئیے یہ کہکر شعر بھی پڑھے کہ مرجان
بیقرار ہوگیا کہا مردہ ہے صاحب مین تمھارے ہاتھ سے شراب ضرور پیونگا مرجان نے بھی شراب پی جلسے مین بیٹھکر گانے لگا
اسکے گانے پر سب ہنستے ہین یہ خفا ہوتا ہے کہتا ہے یارو سنو تو مصنف صاحب کا کیا مطلع یاد آیا مطلع بیتاب ہوکے
عاشق بیدل نے آہ کی ٭ عرش برین ہلا کے ترے دل مین راہ کی ٭ یہ مطلع پڑھکر کہا اسی کا ایک شعر بھی سن لیجیے شعر
تلوے لپک رہے ہین کہ صحرا نورد ہون ٭ تعظیم کو اُٹھی ہے مری گرد راہ کی ٭ سب خوش ہوگئے مرجان نے سمند
کی پگڑی اُچھالدی سمند نے کہا ابے یہ کیا کیا مرجان نے کہا ہمکو اچھا معلوم ہوتا ہے اب جوتی پیزار چلنے لگی سمند جھلا کر اُٹھا
کہا یارو یہ کیا حرکتین ہین جیسے ہی اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا عمرو نے ہاتھ پھونک کر ایک دھول سر پہ
مرجان کے لگائی کہا ابے اُٹھتا نہین مرجان اُٹھکر دو قدم منھ کے بل گرا چار ہی جوان بر لب فرش غش ہوئے عمرو
نے سبکے کپڑے اُتار لیے مرجان کو اُلٹا لٹکا دیا سمند کا منھ کالا کیا کسی کو بندر بنایا کسیکو بندر والا کلموہے للموہے برابر
سب کو بٹھایا کسیکا سر کاٹا کسیکا شکم چاک کیا پھر خیال مین آیا کہ ان نامردونکو ہزار ہنے دو رات کم ہے ایسا نہو کوئی آجائے

عمرو خیمے مین آیا دونون سردارون کی بیڑیان کاٹین قید سے رہا کیا کہا یارو رات بہت کم ہے نکلو دونون سردار عمرو کے
پیچھے پیچھے خیمون کی آڑ پکڑتے ہوے چلے ایک مقام پر نالہ ملا پانی اُسمین بھرا تھا عمرو نے چاہا کہ پار اُتر کر نکل جاؤن نالے سے
اژدہا پیدا ہوا عمرو تو کود کے بھاگا قریب ایک درہ کوہ کے آیا دیکھنے لگا کہ وہ اژدہا اُن دونون سردارون کو
نگلگیا اور پکارکر آواز دی او سارہ بان زادے آنکھون کے سامنے غائب ہوگیا اب تیری فکر ہو جائیگی ہم میگون سرشار کل
سمجھ لونگا تیرا جو خیال تھا پورا ہوا مین نے پہلے اقوال سے کہا تھا کہ عیار ضرور آئیگا یہ کہکر اژدہا اُڑ گیا خواجہ لشکر کیطرف
روانہ ہوے میگون سرشار دونون سردارون کو لیے ہوے لشکر مین آیا قید خانے کے دروازے پر آکر دیکھا مرجان سمند
اُلٹے لٹکے ہوے ہین چارسو لاشہ بیکل رہا ہے میگون سرشار نے منھ پیٹ لیا سمند کو ہوشیار کیا کہا کیون اے سمند اسطرح
نگہبانی کرتے ہین مرجان کی گوشمالی کی مرجان نے کہا مجھکو زبردستی اُسنے شراب پلائی میگون نے اقوال کو بلایا
سب حال دکھایا کہا بڑی ذلت کی بات ہے سارہ بان زادہ یہ حال کر گیا میگون نے کہا اے اقوال فکر حمزہ و عمرو واجب لازم
ہے اقوال نے کہا سمجھ لونگا پھر قیدیون کو سمند کے سپرد کیا سمند آکے بڑے حفاظت بیٹھا میان خواجہ نے لشکر کے سب
حال امیر سے کہا کہ اے آقا بڑے بڑے مکار آئے ہین خدا محفوظ رکھے آج یہ معرکہ گذرا امیر نے فرمایا خداے ماہر سب
یہ باتین کر رہے ہین کہ سلطان زرین پوش بصد جوش وخروش داخل قلعہ مغرب ہوا شہنشاہ ماہتاب مع فوج ثوابت و
سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا امیر کے کان مین صدا نقارے کی آئی فرمایا خواجہ دریافت تو کرو یہ نقارہ کیسا
بجا عمرو نے کہا ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ ہرکارے حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا
عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز رہے اقوال کے لشکر مین طبل جنگی بجا کل اُسکا ارادہ
ہے کہ سرکار سے مقابلہ کرے صاحبقران نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی
بجے جیسا نقاش ازل نے ہماری قسمت مین تقسیم کیا ہے رہی ہونا ہے ناحق کا رونا ہے میان کبھی نقارۂ زرین گڑگڑایا
سب سردارون کو خبر ہوئی تیاریان ہونے لگین ہر ایک طرف یہی ہنگامہ ہے کل دشمن سے مقابلہ ہے دیکھین گردون
دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج و دولت کسکے سر پر رکھے تخت نابود کسکے واسطے ہو رات بھر یہی ہنگامہ رہا جبکہ
ساحر رنگین پوش جھولی شعاع کی گلے مین ڈالے سفر کی تیاری کرتا ہوا ہوا ہو گیا مغرب سے نکلا تخت زرجدی
فلک پر جلوہ فرما ہوا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہر ایک طائر اپنی زبان مین صفت رب اکبر کرنے لگا عندلیبان
گلشن نے روے گل آب شبنم سے دھویا نسیم سحری چلی غنچے چٹکے قمریان نخل سرو پر آکے بیٹھین نرگس آنکھین
ملتی ہوئی اُٹھی سنبل نے زلف عنبرین کو درست کیا گل لالہ کا چراغ گل ہوا کلاہ زرین سیماب کے نظارہ گل کرنے لگا
نہرون کی موجین بلند ہوئین چشم حباب سے تماشا دیکھین ہر طرف ہنگامہ ہے سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی عابد شب زندہ دار
ماہ تابان نماز شب پڑھکر سجادہ لپیٹتا ہوا داخل عبادتخانہ مغرب ہوا لیلاے شب نے نقاب اُلٹی دونون لشکر آراستہ
ہوکر میدان مین آئے صفین درست ہوئین نقیبون نے اشعار عبرت آثار پڑھے صاحبقران آمادہ کھڑے ہین سب سردار
یہی چاہتے ہین کہ آج میدان مین صاحبقران کو نہ جانے دین اقوال نے طرف دست راست کے دیکھا صمصام جنگ آزما
گلگون سمند کو بڑھا کر نکلا میدان مین آکے آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے امیر نے اشقر کو بڑھایا سردارون نے
گھیر لیا کہا اے شہریار آپ نہ جائین امیر نے فرمایا اُسطرف معاملہ سحر کا ہے میرا جانا مناسب ہو ورنہ جو ہو لی صمصام نے پھر آواز دی
کہ صحرا سے گرد اُٹھی نقابدار زرین پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا سامنے صمصام کے پہونچا صمصام نے گرز مارا نقابدار نے کچھ پھیکا گرز
باطل ہوا کئی گرز مارے مگر کسی نے تاثیر نہ کی اتنے مین نقابدار قریب صمصام کے پہونچ گیا صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے

تلوار کو تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا صمصام کے دو ٹکڑے ہوسے اقوال نے نعرہ کیا ارے نیلم نیلی پوش کہان ہی
نہ ایک پہلوان منتم نیلم جادو گفتا ہوا آ کے مقابل ہوا نقابدار نے اسکو بھی مارا سات پہلوان نکلے ہاتھ سے نقابدار کے مارے گئے
شام کو نقابدار یہ کہکر پلٹا کیون اقوال تو نہ نکلا کیسا افسر ہی انشاء اللہ کل سمجھ لینگے اقوال اُدھر پلٹا صاحبقران اپنی بارگاہ
مین آئے فرماتے ہوے خواجہ تمنے جرأت نقابدار کو دیکھا مین چاہتا ہون اس سے فیصلہ کرون یہ اگر مرد کرتا ہی ذرا
دریافت تو کرو یہ نقابدار کون ہی آجتک اسکا نام نامی اسم گرامی ثابت نہوا عمرو نے کہا مین جاکر دریافت کرلاؤنگا یہ کہکر خواجہ
چلے دیکھا لشکر نقابدار فروکش ہی ایک دوکاندار سے پوچھا یہ لشکر کس ملک سے آیا ہی دوکاندار نے کہا عرض کرتا ہون یہ کہکر لایا
گیا جب پہلیچون نے عمرو کو گرفتار کرلیا کہ ایک بیکہ بچہ آیا ہی شے کہا یہ عمرو عیار ہی اب خواجہ کو نقابدار کے سامنے لائے نقابدار
نے کہا خواجہ تمکو یہ مناسب نہین ہی کہ ہمارا نام دریافت کرو بانہ چاہتے تھا کہ صاحبقران سے فیصلہ ہو جائے
فلک درپے آزار ہی فیصلہ نہوا اپنی اصلی صورت مجھے دکھلائیے خواجہ نے ناچار صورت اصلی دکھائی نقابدار نے ایک کشتی جواہر
کی پیش کی اور کہا خواجہ صاحبقران سے کہنا کہ ای شہریار مین آپ سے مقابلہ کرنا نہین چاہتا ہون اب اجل میرے ملک
ہنگامۂ علیم ہی مین رک نہین سکتا مجھے اس اقوال سے مقابلہ منظور ہی کل بھی یہی چاہا کہ اُس سے مقابلہ کرون وہ
نہ نکلا مین پہر وقت پہ آؤنگا مگر حضور مجھسے مقابلے کا ارادہ نہ کرین خواجہ رخصت ہوکر خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت
بیان کی امیر نے فرمایا مین بھی یہی چاہتا ہون کہ میرے اُسکے فیصلہ ہو جائے لیکن موقع نہین آتا یہان اقوال نے آکے
میگون سے صلاح کی میگون نے کہا مین نے حمزہ کی فکر کی ہی یہ نقابدار آیا اسکی بھی تدبیر کرونگا اقوال نے کہا مین خدا
سے عرض کرتا ہون یہ کہکر چلا خواجہ بھی بصورت مبدل آئے دیکھا اقوال طرف ایک شوالے کے جاتا ہی خواجہ دوڑے گلیم
اوڑھکر گوشے مین شوالے کے آبیٹھے جیسے اقوال آیا سفید مہرے مین آواز دی ای بندہ من کیون گھبراتا ہی اب کہ ہمین سبکو
غارت کردینگے جو سردار قید ہین اُنکو رہا کرکے روانہ کرو وہ بھی ہمارے بندگان خاص ہین عمرو کی گرفتاری کی تدبیر کرنا
اُسکو ہمنے بڑا مرتبہ دیا ہی جو اُسکو گرفتار کریگا ارادہ کریگا مارا جائیگا بس اب یہان سے جا طبل جنگی بجوا خبردار سردارونکو
قید نہ رکھنا اقوال نے میگون سے آکر کہا آج یہ حکم ہوا ہی سردارون کو رہا کرو میگون چپ ہو رہا کہا اگر یہی حکم ہی تو مجبوری چارہ
ہین دونون سردارون کو رہا کیا اور خلعت بھی دیا مرجان کو ساتھ کیا کہا حکم خداوند سے رہا ہوے مرجان انکے ساتھ چلا
خواجہ گلیم اوڑھے ساتھ ہین جب کنارے پر پہونچے ایک صدائے مہیب آئی ایک طمانچہ منہ پر مرجان کے پڑا آواز آئی او
بیحیا عمرو کی باتون کو نہین پہچانتا انکی رہائی کا حکم نہین دیا چند ملازم اور آگئے کہا مرجان اب پلٹ چلو دیکھو اقوال
کیا کہتے ہین مرجان چلا سردارون نے دیکھا ہمارے ہاتھ پانو مین طاقت ہی یہ بگڑے کہا اب ہم دربار مین اقوال کے
نجائینگے دو تین نگہبانون کو مارا چہار جانب سے ملازمون نے گھیر لیا چاہتے ہین حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرلین کہ نقابدار
آکر پہونچا پانچ چار پہلوانون کو قتل کیا مرجان بھاگا اقوال سے کہا نقابدار لڑ بھڑ کے سردارون کو لیے جاتا ہی ہمارے
روکے سے نہین رکتا اقوال نے کہا بیحیا نے دو مرجان نے سب کیفیت بیان کی کہ مجھپر طمانچہ پڑا اور کان مین آواز آئی
قدرت نے حکم نہین دیا شوالے مین جو آواز آئی وہ عیار تھا اقوال نے کہا ہر مقام پر ظہور خداوندی ہی فوج کو اقوال نے
حکم نہ دیا نقابدار دونون سردارونکو لیکر وسط میدان مین آیا کہا آپ اپنے لشکر مین جائیے صاحبقران سے آداب و تسلیمات
عرض کیجیے گا اور کہیے گا کہ غلام یہی چاہتا ہی کہ میرے آپکے فیصلہ ہو جائے فلک درپے آزار ہی بندہ حقیر مجبور و ناچار ہی
طوق حیران گردد ابوالمعین گرد لشکر صاحبقران مین آئے صاحبقران نے سب حال سنا فرمایا اس نقابدار کے احسان
ہوتے جاتے ہین آخر کیا تدبیر کرون خواجہ جاکر خبر لو خواجہ برائے خبر چلے یہان اقوال نے سود مکر دعا کی ایک دم مین آئی

مرجان کو بھیج کہ حمزہ کو گرفتار کر لائے قدرت بھی اُسکی مدد کریگی مرجان چلا اُدھر سے خواجہ آئے تھے آواز
ناگ کی کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا مرجان عیار آتا ہی عمرو نے ایک گوشے مین آکر کمند کے حلقے خسپوش کے
حلقہ مین مرجان کی بیٹھے کہ مرجان آگے پہونچا چاہا جست کرکے نکلون عمرو نے شیر کی آواز دی مرجان رکا
کمند کا جھٹکا پڑا مرجان گرا خواجہ نکلے حباب مار کے بیہوش کیا مشکین باندھین پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا
ایکر چلے وسط صحرا مین پہونچے تھے کہ آسمان سے آواز آئی ای بندۂ مغضوب شاطر قدرت کو کمان لیے جاتا ہی
عمرو کی پشت سے پشتارہ گرا خواجہ نے قصد کیا کہ مین بھاگ نکلون کہ آسمان سے تڑپ کے ایک ساحرہ
گری آواز دی منم کوہان سنگین ادا عمرو کو لے اُڑی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری میان جو مرجان کی آنکھ کھلی اپنے کو
رہا پایا حیران تھا کہ عمرو کو کون لیگیا آواز آئی ای شاطر قدرت کیون گھبراتا ہی عمرو کو کنیز قدرت اُٹھا لیگئی اب
وہ زندہ نہ بچیگا یہ خوب ثابت ہوا کہ سارے فساد عمرو کی ذات سے ہین جسوقت عمرو نہو گا حمزہ سے لپٹ
چھوٹ سکیگا مگر کوہان سنگین ادا عمرو کو لیکر ایک پہاڑ پر جو اُتری خیال مین آیا عمرو کو ہوشیار کرون اپنا حال
زار دیکھے یہ سوچکر ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ کی آنکھ کھلی کوہان کو جھک جھک کے سلام کرنے لگے کوہان نے
کہا خواجہ قدرت کو تمسے بڑا ملال ہی خود فرماتے تھے کہ عمرو کا قتل ہونا بہتر ہی اب خواجہ تم زندہ نہ بچوگے
عمرو نے کہا دشمنون نے میری جانب سے لگایا مین قدرت کا بندہ ہون اُنکی خدمت مین لیچلو مین راضی کرلونگا
کوہان نے کہا خواجہ تمھاری خطا معاف نہوگی عمرو نے کہا تم میری محسن ہو کچھ مال میرے پاس ہی وہ بھی اپنے
پاس رہنے دو اگر زندہ بچ گیا لے لونگا تم مجھکو بڑی ایماندار معلوم ہوتی ہو کوہان نے کہا مین تمھارا مال بہت حفاظت
سے رکھونگی عمرو نے نکال کے ایک پوٹلا دیا کہا اسکو کھول کر نہ دیکھنا کچھ کنکر پتھر ہین کچھ روپیہ ہی بیٹی بدنصیب تھی
اُسی کے واسطے روپیہ جمع کیا تھا اگر اُسکی تقدیر کا ہوگا پھر ملیگا دیکھو یہ برفی اُسنے بنائی تھی ذرا چکھو تو کیسی بنی ہی
کوہان جانتی ہی اب اس سے پیارا ندہوا اُسنے برفی کھائی بدن مین آگ لگ گئی کہا اب میرا دل گھبراتا ہی عمرو نے
کہا ذرا ٹھکر ٹہلو کوہان جیسے ہی اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی عمرو نے سر کاٹ ڈالا لباس اُتار لیا بھاگا ایک
آواز آئی او سارہ بان زادے تیرے ہاتھ سے کوہان کو قتل کرایا ورنہ تجھکو گرفتار کرلے بیچلی تھی عمرو آواز سنکر
بھاگا کئی مرتبہ کان مین آواز آئی مگر عمرو نے کچھ جواب نہ دیا بھاگا ہوا لشکر مین آیا امیر سے سب حال بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا اب شعبدے شروع ہوگئے اپنے کو بچاؤ دمبدم بیرون بارگاہ نہ جاؤ عمرو نے کہا ہر وقت
ضرورت درپیش ہی اسی کا پس و پیش ہی مہان مرجان نے آکر سب حال اقوال سے کہا کہ مجھکو عمرو نے پکڑ لیا تھا
ایک ساحرہ اُسکو لیگئی اقوال نے کہا تو جا کر حمزہ کو گرفتار کر لا سحر مین ایک سحر مین سب کو مار لونگا میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائینگے مرجان بصورت مبدل چلا لشکر اسلام مین آیا پشت بارگاہ پر دیکھا کچھ کوڑا پڑا ہی کوڑے کی آڑ
پکڑکر مرجان نے نقب دی حجرہ بارگاہ صاحبقران مین توڑا سر نکال کے دیکھا صاحبقران بیٹھے ہوئے رو رہے
ہین قلعۂ ظلمات حصار کی یاد آئی معشوق کو یاد کرکے رو رہے ہین کبھی اُٹھتے ہین کبھی بیٹھتے ہین بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھتے ہین شعر

وہ ٹھہاینگے احبا اُنکو سمجھائینگے کیا — پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہی ٹھہرائینگے کیا
وائے قسمت کہ رہے ہین دور ہی سے دیکھتے — کس لیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا
وصل تو تا ... اُنکی بھی منظور ہی یار مین — نالے خود شرمندہ ہین منہ تک مرے آئینگے کیا
یہ غلط ہی حشر کو بھی وہ اثر سیم — عاشقون کو دید سے بھی اپنی ترسائینگے کیا

مرجان گوشے مین کھڑا ہی جب صاحبقران سوے مرجان جھپٹ کر قریب پلنگ کے آیا چونکہ صاحبقران یاد ہین ملکہ گردیہ بانو وغیرہ کی بیقرار تھے خواب مین دیکھا ملکہ گیتی افروز کہ رہی ہین دادا جان ہوشیار ہو جیسے امیر نے آنکھ کھول کر دیکھا ایک عیار کھڑا ہی امیر نے للکارا مرجان کود کے بھاگا امیر کے نعرے کی آواز خواجہ نے سنی دوڑ پڑے دیکھا ایک عیار بارگاہ امیر سے نکلا ہی عمرو نے للکارا او ناعیار کہان جاتا ہی مرجان نے جواب نہ دیا عمرو نے بیرون لشکر آکر اُسے گھیرا آپسمین تیغہ چلنے لگا دو چار ہاتھ چلے تھے کہ عمرو لڑکھڑا کے گرا مرجان نے چاہا کہ مشکین باندھ لون کہ آسمان سے آواز آئی ای شاطر قدرت ہوشیار رہو کہ عمرو کو بیہوش کیا بڑا کار نمایان کیا ہمکو قدرت نے خبر دی مرجان نے دیکھا صدف جادو سامنے کھڑی ہی کہا ای مرجان تم جاؤ ہم اسے خدمت خداوند مین لیے جاتے ہین کئی مرتبہ قدرت نے طلب فرمایا مگر کوئی اسکو نہ لے گیا ای مرجان اقوال سے کہدینا مرجان گیا صدف نے عمرو کو اٹھایا چاہتی ہی پرپرواز پیدا کر کے جاؤن کہ آواز آئی ای مقبول بارگاہ خداوندی ذرا ٹھہر جا مین آلون تب جانا صدف نے پلٹ کر دیکھا اقوال کوہ پیکر دوڑا ہوا آتا ہی کہتا ہوا کہ ای صدف تو نے بڑا کام کیا سارہ بان زادے کو پکڑا اسکو لیجا صدف نے جھک کر سلام کیا کہا ای اقوال تم کیون چلے آئے اُسنے کہا مجھکو خداوند نے خبر دی یہ کہتا ہوا قریب آیا کہا ای صدف تمھارا وقت پر کیونکر آنا ہوا صدف نے کہا مین اپنے مکان پر تھی کہ میرے کان مین آواز آئی کہ ای صدف جلد جا کر دیکھ تو کیا ہو رہا ہی مین اُسوقت آئی کہ اسنے مرجان کو گھیرا تھا مین نے گرفتار کر لیا اقوال نے کہا دیکھو قدرت آتے ہین جو ابر اٹھا ہی یا کسی اور کو قدرت نے بھیجا صدف پلٹی اقوال نے لپٹ کر خنجر مارا صدف کا شکم چاک قصہ پاک نعرہ ہوا منم برق فرنگی خواجہ برق بھاگے ملازمان اقوال جو ادھر آئے لاشہ صدف کا اُٹھا کر لیگئے اقوال لاشہ صدف دیکھکر بہت رویا کہا یارو کون سا ایسا گناہ ہمسے سرزد ہوا کہ جسکی یہ سزا ہو رہی ہی اب خداوند سے عذر کرنا چاہیے یہ کہتا ہوا بیرون بارگاہ آیا لشکر کو اپنے دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی کئی سو علم سیاہ نشان لشکر کفار نمودار ہوا علمہاے سیہ کے پھریرے کھلے ہوے ایک جوان گینڈے پر سوار مثل دیو نعرہ کرتا ہوا آ کر منم ابہام صف شکن فرستادہ خداوند اقوال نے جو دیکھا کہ ہمارا طرفدار آیا استقبال کے واسطے بڑھا ابہام صف شکن کو اُتروایا پوچھا ای پہلوان دوران کیا قدرت نے تمکو بھیجا ابہام نے کہا حکم محکم صادر ہوا کہ تم جا کر اقوال کی مدد کرو مین شکار کھیل رہا تھا فوراً چل نکلا شکر ہی کہ وقت پر آ کے پہونچا اقوال نے کہا تکلیف رکھیے مین بارگاہ آپکے واسطے بھیجتا ہون یہ کہکر اقوال پلٹا ابہام صف شکن اُترا بارگاہین استادہ ہوتی جاتی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زرین پوش آ کے پہونچا لشکر ابہام سے گرا قتل کرنا شروع کیا ہزارہا جوان مار کے ڈال دیے ابہام بھی سوار ہوا نقابدار لڑتا بھڑتا چلا ابہام و نقابدار کا سامنا ہوا آپسمین تلوار چلی لشکر والے دیکھ رہے ہین کہ نقابدار نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا ہاتھ تلوار کا مارا ابہام کے دو ٹکڑے ہوے لشکر والون نے چار جانب سے گھیرا چاہا نقابدار کو نہ جانے دین نقابدار نے پٹری جمائی باز سفید سر پر سایہ فگن چاہا لڑتا بھڑتا نکل جاؤن کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار نعرہ کرتا ہوا منم قبل سوار او نقابدار کہان جائیگا ارے غضب کیا ایسے پہلوان کو مارا یہ کہتا ہوا نقابدار پر جا پڑا مقابلہ ہوا موج دالے اسکے بھی بہت تیز ہین جہان نقابدار کے دس سوار ہین پانچ سو نے انکو گھیر لیا پھر ابہان نقابدار ایسے شیر دلیر ہین کہ جانبازی کر رہے ہین نقابدار سے اُس پہلوان سے مقابلہ ہوا

اُسنے قریب آکر للکار النقابدار جا پڑا پہلوان نے اس کن سے ہاتھ مارا کہ نقابدار ایسا صف شکن زخمی ہوا
پہلوان نے چاہا سر کاٹ لون نقابدار پیچھے ہٹا ملازمان نقابدار گرد آ گئے اپنے آقا کو جو زخمی دیکھا اور یہ
بھی دیکھا کہ میرا آقا گھوڑے سے گرا چاہتا ہی سرداروں نے سنبھالا ہوا اور پرے ڈالا ئے کر جا گئے پہلوان جانے نہین
دیتا ہنگامہ جو ہوا خواجہ ٹہلتے ہوے اسطرف آئے دیکھا نقابدار زخمی ہی کفار چاہتے ہین قتل کرین چہار جانب
سے گھیرے ہین عمرو یہ حال دیکھکر بھاگا آگے امیر باتوقیر سے عرض کی کہ نقابدار قتل ہوا چاہتا ہی امیر نے مرکب
تیار کرنے کو حکم دیا اشقر پر سوار ہوکے چلے اُسوقت آگے پہونچے کہ لشکر نقابدار کا خاتمہ تھا نقابدار اُس
حال پُر ملال مین ابھی لڑ رہا ہی کئی سو جوان اپنے دست حق پرست سے مارے خون کے دریا بہا دیے ہرکارون
نے اقوال کو آواز دی کہ نقابدار زرین پوش نے آکر جو جوان ابھی آیا تھا اُسکو مار اب زخمی ہوا ہی اور پہلوان
طرف سے خداوند کے آیا اُسنے نقابدار کو زخمی کیا صاحبقران بھی آگئے ہین جنگ رستمانہ کر رہے ہین اقوال
یہ سنکر چلا اسکی بھی کل فوج تیار رہوئی آگے یہ بھی مع فوج گرا فوج نقابدار بیدل ہو رہی ہی نقابدار نیم بسمل صرف
امیر آواز دے رہے ہین ای ملازمان نقابدار آقا تمھارا بیتاب بےلطف ہی کر نکل جاؤ ڈر و کنے والے رک رہے
ہین امیر نے لڑائی کو سنبھالا ورنہ یقین تھا لشکر نقابدار پر شکست ہو عجب ہنگامہ ہی صاحبقران کا کچھ زور
نہین چلتا فریب نقابدار کے نہین پہونچ سکتے نقابدار پر آفت برپا ہی آخر صاحبقران نے عیار نقابدار کو
بلایا فرمایا ای عیار طرار اپنے آقا کو لے کر نکل جا ایسا نہو کہ دشمن انکے مارے جائین یہ شمشیر ہرت بےلطف
ہو رہا ہی عیار نے بڑھ کر سرداروں کو اشارہ کیا اسطرح شمشیر زنی کرو کہ فوج کفار ہٹے نقابدار کو لے نکلین یہ
سنکر سپہ سالار بڑھے جم کر شمشیر زنی کی لڑتے ہوے نقابدار کو لے نکلے صاحبقران نے بھی فوجون کو درہم و
برہم کر دیا جب نقابدار کو ملازم لے کر نکل گئے تب صاحبقران سے اور اُس پہلوان سے مقابلہ پڑا دیر تک ردوبدل
رہی صاحبقران پر ملازمان فوج ٹوٹے پڑتے ہین لیکن صاحبقران پشت و پہلوے ہوشیار سب کو جواب
دیتے ہین سرداران صف شکن بھی سینہ سپر کیے ہوے لڑ رہے ہین خوب خوب لڑائی ہوئی آخر کار بعد
جنگ بسیار افسر فوج کفار مارا گیا امیر لڑتے بھڑتے پلٹے اقوال لڑتا ہوا سامنے سے آتا تھا چونکہ پاؤن
لشکر کفار کے اُٹھ چکے تھے اقوال نے پکار کے آواز دی یا صاحبقران اسپر ناز نہ کرنا صبح کو میدان مین سمجھونگا امیر
نے فرمایا سب طرح کا انکو اختیار ہی ہم کیا کسی بات سے بفضل ایزدی کم ہین اقوال اُسطرف پلٹا صاحبقران بھی
پلٹ گئے اپنے لشکر مین آئے لیکن نقابدار کا بڑا خیال ہی فرمایا ای خواجہ عمرو خبر لو کہ نقابدار کہان چلا گیا
عمرو نے ہرکارون سے دریافت کیا اُسنے معلوم ہوا کہ نقابدار طرف پردۂ قاف کے چلا گیا یہان کی اُسکو آب و
ہوا موافق نہوئی صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ کسی کو بھیجو اُسکے لشکر کا ہو کوئی ملے اُس سے دریافت کیا جائے
ہمارے ساتھ نقابدار نے بڑے بڑے احسان کیے ہین خواجہ عمرو نے کہا مین تدبیر کرونگا مجھے بھی
نقابدار کا خیال ہی مین خود جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو روانہ ہوے جس مقام پر لشکر نقابدار کا اُترا ہوا
تھا وہان پہونچے لشکر کو اُس مقام پر نہ پایا مایوس ہو کے پلٹے آ کے سب حال صاحبقران زمان سے بیان
کیا کہ لشکر نقابدار اُس مقام نہین ہی صاحبقران نہایت پریشان ہوے یہ ذکر تھا کہ دیو تہمدک فرستادہ
ملکہ قریشہ سلطان آکے پہونچا نامہ ہاتھ مین صاحبقران کے دیا صاحبقران نے اُس نامے کو پڑھا مرقوم تھا
کہ فی الحال دیو معمار نے خروج کیا ہی سب ملکون کو پامال کر رہا ہی ملک پر نقابدار کے چڑھ گیا تھا بڑی لڑائی ہوئی

عین وقت پر نقا بدار آ کے پہونچا مگر زخمی تھا ایسے طور سے لڑائی پڑی کہ معمار نے نقا بدار کو پکڑ لیا طرف قلعۂ بلور کے قید کیے ہوے جاتا ہے آپ بہت جلد تشریف لائیے اور یہی لکھا تھا کہ مین نے ارادہ کیا تھا کہ نقا بدار کو چھڑا لون مگر موقع نہین ملا مین زخمی بھی ہوئی قلعۂ بلور پر لڑائی پڑ گئی حضور کا تشریف لانا واجب و لازم ہے بغیر آپ کے تشریف لانے کوئی تدبیر نہو سکیگی صاحبقران زمان نے اُسی وقت دیو تندک سے کہا مجھے لیچل بادشاہ سے فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہون میرا جانا واجب و لازم ہے حال نقا بدار زرین پوش آپ نے سُنا بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آپ تشریف لیجائین مین یہان کا انتظام کر لونگا اگر اقوال نے طبل جنگی بجوایا جواب دیا جائیگا صاحبقران کو دیو تندک نے اپنے کاندھے پر سوار کر لیا طرف پردۂ قاف کے لے چلا یہان اقوال نے جو سنا کہ صاحبقران طرف پردۂ قاف کے گئے ہین فوراً طبل جنگی بجوا دیا عمرو نے آ کے بادشاہ سے کہا دیکھیے ای شہریار اُس قابو پرست نے طبل جنگی بجوایا یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر صاحبقران زمان ہمراہ دیو تندک کے گلستان ارم مین آئے ملکہ قریشہ کو زخمی پایا سب حال مفصل دریافت کیا معلوم ہوا دیو معمار طرف قلعۂ بلور کے قید نقا بدار کی لیکر آئیگا راشد حبشی و ارشد حبشی کو بارہ ہزار نرہ ہاے دیو سے ساتھ لیا طرف قلعۂ بلور کے چلے یہان قلعۂ بلور پر سلاسل پری طرف سے ملکہ آسمان پری کے حاکم تھی اسنے خبر جو پائی کہ اسطرف سے دیو معمار آئیگا قلعہ کو بند کیا خندق کو معمور کیا بالاے قلعہ بیٹھی تھی آمد دیو معمار سنکر سب کے بدن مین رعشہ پڑ گیا اور سلاسل پری کو بھی خیال ہے کہ اگر دیو معمار اسطرف آئیگا قلعے پر ضرور یلغار کریگا کون اُسکو روک سکیگا اس خیالمین بالاے قلعہ بیٹھی ہے کہ دیکھا نقا بدار زرین پوش کو ایک اژدہے پر سوار کیا ہے کئی من کی قید جسم پر کئی ہزار دیو اژدہے کو گھیرے ہوے دیو معمار چقماق و چادر ہاتھ مین لیے ہوے لاکھ نرہ ہاے دیو پشت پر قلعۂ بلور پر چلا قلعے پر سے پتھر پڑنے لگے تیر اندازون نے تیر مارے معمار نے فوج کو روکا آپ اکیلا چلا پتھر سپر پہ لیتا ہے تیر قلم کرتا ہوا برابر خندق کے پہونچا سلاسل پری گھبرا گئی بیقرار ہو کے دعا کرنے لگی پکار اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز سواے تیری ذات کے سب کو فنا ہے دنیا مقام عبرت ہے نہ جاے عشرت ہے

نظم

کجا سکندر و دارا و بہمن و جمشید	کہ نیست نام و نشان زان ہمہ بہ بہر پدید
نہ ہیچ ماند ملک جہان نہ بہ باقی	نہ پاک ماند درین دار بے بقا نہ پلید
بداند ہر امید قیام خویش بدار	کہ خالی است درین باب خانۂ امید
گذشت زیادہ زیک ہفتہ اش قیام نصیب	مسافری کہ ز غربت درین سراے رسید
چو ابر رحمت حق چار سو ہمے بارد	چہ است بندۂ عاصی ز فضل نا امید
چراغ کہ دہ آغاز کار خود کارے	کہ بہر بندۂ نادان بد انتہاست مفید
جہانہ نام نکو در زمانہ حاصل کرد	کہ ذکر خیر بماند بہ بہر زبان جاوید
چراغ بار تعشق در ہواے حرص و ہوا	ز روے فرش پرید و باوج عرش رسید
بجا است ناظم ہندی کہ نظم تو باشند	پسند اہل بصیرت چو سلک مروارید

جب بیقرار ہوگے سلاسل پری نے دعا کی اور معمار نے قصد کیا کہ خندق طے کر وہان جا کے دروازہ توڑوں
سلاسل پری نے اپنے ساتھ والون سے کہا آمادہ مرگ و مہیا ے قضا ہو کر پھاٹک کھولدو مکر لڑلو آئندہ جو
منظور خدا تمام دیوزاد قلعۂ بلور سے نکل پڑے چاہتے ہین کہ معمار کو روکین معمار انکو کب مانتا ہی دو دو کو تلے مین
دبا لیا جسپر زاغ تول مارا سینے کو توڑ کے بار کند را اسطرح دیو مارے چاہتا ہی کہ خندق فراؤن کہ صحرا سے گرد اڑی
نعرہ شبیر کی صدا آئی امیر نے بڑھکر نعرہ کیا باشیاہی گفاران بھیا وای نابکاران پیدخا اب آگے نہ بڑھنا منم
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان نعرہ امیر

امیر عرب حمزہ نامور هستم
چو رستم به میدان پئے گیر و دار
به بازو شده فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
گرار جنگ بیدین ذلیل و خوار

منم قاتل کافران جهان
که گشتاسب ملعون کرده فرار
لندهور چون به جولانگه قاف شد
لرزه ندا از خوف دیوان قاف
در انجا چی جاه و مراتب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فراری انوشیروان
چو بودم با لشکر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سعدون بدبخت گشته شکار
سلیمانی ثانی لقب یافتم

نعرہ کرکے آپہونچے معمار نے جو صاحبقران کو دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہتا تھا سرداران قاف پر زوال
ہی مین سمجھا تھا سب ملاون پر قبضہ کرونگا تقدیر نے رسائی نہ کی صاحبقران آگئے ادھر سے سلاسل پری
نکل پڑی دوسری گرد اڑی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا سب نے دیکھا آگے آگے دیو اقوال فوجین دیوزاد دکی
لیے ہوے تخت پہ ملکہ آسمان پری ایک طرف ملکہ قرلیشیہ سلطان امیر نے جو قرلیشیہ کو آتے ہوے دیکھا پکار کر
آواز دی اے نور نظر اول نقابدار کو رہا کر دیکھا اے ابھی محسن ہی کون ایسا ہی کہ جسکی مدد کو یہ تین آیا ملحوظ خاطر ناظرین
والا مقام رہے کہ نقابدار قید مین ہی باز سفید کہ جو عاشق جمال ہی ساتھ ساتھ چلا آتا ہی بہ نگاہ حسرت
نقابدار زرین پوش کو دیکھ رہا ہی کبھی کسی درخت پر بیٹھ جاتا ہی آنکھون سے آنسو جاری اب جو امیر کو
دیکھا پنجون سے جنگ کرنے لگا جس دیوزاد کو منقار ماری سر اسکا پھٹ گیا تڑپ تڑپ کے مرا کسی پر
پنجہ مارا آنکھین اسکی نکال لین صاحبقران زمان نے جو باز کو اس حال مین دیکھا حیران ہو گئے کہ یہ کیا
سحر کہ ہی ملکہ قرلیشیہ سلطان لڑتی بھڑتی طرف خیمہ نقابدار کے چلین معمار نے حکم دیا ارے یارو
نقابدار کا سر کاٹ لو ایک دیو نے بڑھ کے از روی پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار زرین پوش نے
دونون ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کی ہتھکڑی کا کٹنا کہ گلے کا طوق اور پاؤن کی بیڑیان توڑ کے پھینکدین
لڑتا ہوا اٹھا باز سفید نے جو دیکھا کہ نقابدار زرین پوش نے رہائی پائی ایک طرف اڑتا ہوا چلا
ایک صحرا مین لشکر نقابدار زرین پوش پڑا ہوا تھا وہان سردارون کے کان مین آواز آئی یارو تمھارے
آقا نے رہائی پائی اپنے کو بہت جلد قلعۂ بلور پر پہونچاؤ عیار نے لشکر کو تیار کیا لیکر چلا یہان امیر طرف معمار
کے جاتے ہین کہ لشکر نقابدار آگیا نقابدار کو گھوڑے پر سوار کیا نقابدار نے اپنے سردارون سے کہا لڑتے بھڑتے نکلو اب
صاحبقران معمار کو شکست دینگے یہ دیکھا ہین کہ جنکے بزرگو نکو امیر نے مارا یہ کیا کر سکینگے سب سردارون نے ملکر ساتھ لیا
نقابدار کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑتے نکلگئے امیر لڑتے ہوے معمار کی جانب چلے تھے کہ معمار بھاگا اسکا بھاگنا کہ کل
فوج کے قدم اٹھ گئے دو کوس تک امیر نے پیچھا کیا سردارون نے عرض کی اب پلٹیے امیر پلٹے دیو معمار بھاگ کے
طرف پردۂ قاف کے گیا منظور یہ ہی کہ قہقہہ کو ساتھ لون پھر پلٹکر آؤن امیر پلٹکر قلعۂ بلور پہ اترے بارگاہ سلیمانی استادہ کی

سلاسل پری نے سامان دعوت مہیا کیا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی ملکہ آسمان پری صاحبقران کو لیے ہوے بارگاہ
مین آئین سامان دعوت مہیا ہوا صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ عالم مین ٹھہر نہین سکتا بڑی لڑائی درپیش ہی اقوال کوہ پیکر
ایک پہلوان زبردست طرفین سے طلسم ہفت پیکر کے آیا ہی ایسا نہو بادشاہ پر کوئی افتاد پڑے آسمان پری نے کہا
ای عرب طوطا چشم برسون کے بعد تو اتفاق آنے کا ہوا اب دو چار روز بھی رہنا شاق ہی بڑی مشکل سے آسمان پری
نے امیر کو روکا لیکن یہان اقوال نے طبل جنگی بجوایا تھا چار پہر رات گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
میگون سرشار نے جو خبر سنی کہ امیر پردۂ قاف مین گئے اقوال سے کہا مین کل قیامت برپا کرونگا مین خود میدان
مین نکلونگا جب لشکر میدان مین آئے صفین جانبین کی درست ہوئین میگون سرشار نشے مین جھومتا ہوا سامنے
اقوال کے آیا کہا ای پہلوان دوران اجازت میدان دیجیے اقوال نے خوش ہوکر رخصت دی میگون سرشار
میدان مین آیا دامن و گریبان سے کچھ ٹکڑے پھاڑے اُن ٹکڑون کو چہار جانب پھینک دیا کچھ نیزہ ہلایا تلوار چمکائی
جب خوب اپنی تدبیر کر چکا تو پکار کر آواز دی ای بادشاہ اسلام کسی کو میرے مقابلے مین بھیجیے بادشاہ نے سر
اُٹھایا مندویل اصفہانی نے گھوڑا اپنا صف سے نکالا بادشاہ کو سلام کیا عرض کی ای شہریار اجازت ملے مین جاکے
اس ملعون کا سر لاؤن بادشاہ نے کہا خدا حافظ جاؤ مندویل گھوڑا چمکا کر چلے میگون نے جو دیکھا ایک جوان آتا ہی پکار کر
آواز دی ای آہو چشم صحرائی لینا آج وہ دن ہی کہ کوئی مسلمان زندہ نہ بچنے پائے آج حمزہ لشکر مین نہین ہی کہ دیکھا صحرا سے
گرد اُڑی ایک غول آہوون کا صحرا سے پیدا ہوا طرف مندویل کے سب آہو چلے ایک آہو نے بڑھ کر گھوڑے پر
سینگ مارا گھوڑا مندویل کا زخمی ہوا مندویل نے گھوڑا چمکایا پیچھے آہو کے چلے سب آہو طرف صحرا کے بھاگے
مندویل اُنکے پیچھے پیچھے جنگل مین جاکے غائب ہوا میگون نے پھر آواز دی کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا ہلیل
غصے مین جا پڑا گھوڑے پر کودا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا نصف میدان طی کیا تھا کہ میگون سرشار نے آواز دی
ای ہزبر بیشۂ افسونگری جلد آؤ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک شیر نر پیدا ہوا ہلیل کو للکارنے لگا ہلیل جا پڑا ایک
جھونکا ہوا کا چلا ہلیل اور شیر دونون غائب ہوے تیرہ پہلوان دوپہر تک نکلے کوئی مقابلے تک میگون کے نہ
پہونچا کوئی آہو کے پیچھے گیا کسی کو شیر لگا کے لیگیا کوئی جھونکے سے ہوا کے غائب ہوا دوپہر کے بعد میگون سرشار
نے پلٹ کے اقوال سے کہا اب مناسب ہی کہ لشکر مسلمانان پر یکبار سب ملکر بلوہ کردو اسی بلوے مین سب
مال وغیرہ لوٹ لین اور سب مسلمانون کو گرفتار کر لین اقوال نے اسکی رائے کو بہت پسند کیا اُسی وقت سب لشکر کو
اسنے حکم دیا کہ سب ملکر بلوہ کردو اسکے حکم دیتے ہی سارا لشکر چلا بادشاہ نے تاج و تخت کو بوسہ دیا پشت زین
پر سوار ہوے لشکر اسلام بھی بڑھا دونون لشکر مثل دریاے شور و شیرین کے ملگئے تلوار چلنے لگی میگون سرشار
ظاہر مین شمشیر زنی کر رہا ہی پیچھے چھپکے سحر بھی کرتا جاتا ہی اب پرے کے پرے پامال ہونے لگے بادشاہ بھی زخمی ہوے
چالاک بن عمرو نے جو دیکھا کہ لشکر کو شکست ہوتی ہی بیتاب ہوگیا روتا ہوا قریب بادشاہ اسلام کے آیا عرض
کی حضور آپ تخت یا ہوادار پر سوار ہون لشکر کو لیکر کسی جانب نکل چلین اب قدم فوج کے نہین رکتے لاچار
ملازمون نے بادشاہ کو ہوادار پر ڈال لیا لیکر بھاگے بارگاہ سلیمانی کا اٹالہ بھی ہمراہ لے لیا بھاگ نکلے اقوال
و میگون سرشار نے تعاقب کیا پیچھے مارتے ہوے سحر کرتے ہوے چلے آتے ہین کسی طرح پیچھا نہین چھوڑتے
ملحوظ خاطر ناظرین عالی مقام ہو کہ جب ملکہ بہار نے صاحبقران سے عرض کی تھی کہ ملکہ حیرت کا عقد ساتھ
چالاک بن عمرو کے کر دیجیے اُسکی جانبازی و سرفروشی پر ہمشیرہ صاحبہ کو رحم آیا صاحبقران نے فرمایا تھا

مین اس جھگڑے سے مہلت پاؤن تو اسکی تدبیر بھی کرون اب ملکہ حیرت تو ایک بارگاہ مین ہی اُسی مین شب و روز رہتی ہی جب لشکر کو شکست ہوئی تو چالاک روتا ہوا آیا کہا کہ عالم جلد سوار ہو جیسے آج نئی طرح کا معرکہ ہوا تیرہ سردار فرداً فرداً غائب ہوے اب لشکر پر شکست ہوئی پڑا اُلٹ گیا حیرت جادو نے کہا یہ تو معاملۂ سحر معلوم ہوتا ہی یہ کہکر پاندان کھولا ایک گلوری کھائی فوراً طاؤس پر سوار ہوکے چلین لشکر کو جو پریشانی مین دیکھا کہ بھاگا جاتا ہی کسی کا قدم نہین جمتا میگون سرشار سب کے آگے بڑھا ہوا لڑ رہا ہی جب سحر کرتا ہی سوار بھاگتے ہین پیدل منھ کے بھل زمین پر گرتے ہین ہزارہین دغیو لشکر کی تہ و بالا اسکی فوج والے قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین حیرت جادو نے بڑھکر بجلی کان سے اُتاری کچھ اسم سحر پڑھکے پھینک ماری ایک برق چمکی سب فوج والے خاموش ہوے لڑنا بھولے پھر قہقہا مار کے ہنسے کمیدان رسالدار پکار اُٹھے نظم

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا
کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا
ٹانکے ہمارے زخم جگر کے الجھ گئے
بادہ کوئی عروس ہی ساقی کہ رات بھر
افسانہ میرا کیون نہ سدا پا فریب ہو
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرر رہو
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجھکو اتحاد
بھٹ گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار سنگ
مطلب کی بات کہہ نہ سکے اُنسے رات بھر
منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم

مین صورت نوالہ حسد کے گلو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوے آرزو مین تھا
بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا
ہر مست کی نظر سے حباب سبو مین تھا
یہ عدعاوہ ہی جو تری گفتگو مین تھا
آج انتہا کا ضعف صدا شور ہو مین تھا
مانند دست یار سیان عدو مین تھا
اتنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا
معنی بھی منھ چھپائے ہوے گفتگو مین تھا
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

کوئی سر دے مارتا ہی کوئی گریبان چاک کر رہا ہی بارہ ہزار جوان تباہی مین پڑے ہین میگون سرشار نے جو یہ معاملہ دیکھا یا تو پوشیدہ سحر رہا تھا یا ظاہر مین سحر کرنے لگا ایک گولہ مارا کئی ہزار جوان لڑکھڑا کے گرے حیرت نے پانی برسایا جسپر قطرہ گرا اُسنے صحت پائی دو چار سحر کرکے حیرت نے آواز دی او میگون سرشار مین نے تجھکو پہچانا میگون نے گولہ پھینک مارا ملکہ قہقہا مار کے ہنسین وہ گولہ سینے پر میگون سرشار کے پڑا سینے کو توڑ کے پار گزرا میگون کا مارے جانا فوج اسلام اب دلیر ہوئی جو خوف تھا وہ دفع ہوا وہ تیرہ سردار جو غائب ہوے تھے وہ بھی جنگل مین کھڑے تھے جب میگون مرا تیرہ سردار ہوش مین آئے مغلوبہ کو دیکھکر وہ بھی آپڑے بادشاہ لڑتے ہوے چلے اقوال پکار اُٹھا یا خداوند صفت پیکر آکر مدد کیجیے یہ جو اسنے پکار کے کہا ایک برق چمکی پانی زور سے برسا اُس پانی سے ایک شخص سامنے اقوال کے آیا کہا ای اقوال کیون گھبراتا ہی تو نے بیقرار ہوکے خداوند کو پکارا قدرت نے مجھکو بھیجا ہی میرا نام شاہین فتح نصیب ہی دیکھنا کیسی قیامت برپا کرتا ہون یہ کہکر چلا کچھ ہاتھ ہلائے کچھ غل مچایا ہوا زور سے چلی چالاک نے دیکھا خالی طاؤس ٹہل رہا ہی ملکہ حیرت غائب ہو گئین شاہین نے سحر کرنا شروع کیا لشکر اسلام نے شکست کھائی آخر بھاگتے بھاگتے ایک صحرا مین پہونچے سب ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اقوال نے چارون طرف سے گھیر لیا کہا اب تو شام ہو چکی ہی صبح کو سب کو قتل کرونگا اسطرح سب اہل اسلام گھر گئے کہ کہین نکلنے کا راستہ نہین چالاک فراق حیرت مین دیوانہ ہو گیا اسکو سب نے زنجیر و غین گرفتار کرکے رکھا ہی

اور عیارون نے گھاٹیان درست کین جابجا تیرانداز سنگ انداز برق انداز قائم ہوے یون گھاٹیان روک بین غمخواران صاحبقران آمادۂ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہین اقبال کوہ پیکر و شاہین جب اپنی بارگاہ مین آئے تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا طبل جنگی بجے صبح کو ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے ہرکارے یہ خبر لیکر بھاگے خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے یہان بادشاہ اسلام زخمدار بیقرار واپس ہو گئے آئے زخمون زخمی کر کے بارگاہ مین ملازمون نے بٹھایا ہی سرداران کہ رہے ہین کہ آپ لوگون نے یہ کیا حرکت کی پہاڑ پر کیون چڑھ آئے سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار مجبوری ہے اس پہاڑ پر چڑھ آئے ورنہ سب قتل ہو جاتے اگر قضا آئی ہی تو مجبور ہونا چاہیئے اب گھاٹیان درست کی ہین یہ ذکر تھا کہ ہرکارہ خبر لیکر حاضر ہوا العبد عادہ شاکے عرض کی کہ طبل یورش بج گیا بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے خبردار مرتے مرتے قواعد مین فرق نہ آوے اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا تیاریان ہونے لگین سب گھاٹیان سپاہیون سے معمور ہوئین نگہبان مقرر ہو رہے ہین اُدھر لشکر کفار مین غریو ہی کفار غلغلہ کر رہے ہین کہ صبح کو سب کو لوٹ لینگے اب کی مرتبہ مسلمانون پر بڑی شکست ہوئی مگر حمزہ نہین ہی شاہین کہہ رہا ہی حمزہ ہوتا تو کیا کرتا ہم اُسکو بھی دیکھ لیتے ایک اشارے مین گرفتار کرتے کیا ہم اُس سے عاجز ہین اُسیکے یہ سب تیرہ سردار قید کر لیے یہان تو یہ کیفیت ہی وہان صاحبقران زمان کی ملکہ آسمان پری نے بڑی دھوم دھام سے دعوت کی صبح کو جو اُٹھے روتے ہوے اُٹھی فرمایا کہ مین نے بمقدمۂ لشکر خواب پریشان دیکھا ہی مین اب نہ رکونگا یہ کہکر فوراً سوار ہوے حاملان تخت دیو اکوان دیو گیسوان دیو برق دیو برقان تخت لیکر چلے قریب شکارگاہ سلیمانی کے پہونچے تھے کہ کان مین امیر گیرودار کی آواز آئی سر جھکا کے دیکھا نقابدار زرین پوش کو فوج قہقہا نے گھیرا ہی ساٹھ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار زخمی ہوے خود بھی زخمدار بیچ مین کھڑا ہوا جھوم رہا ہی سردار جانبازی کر رہے ہین جب کسی دیو نے بڑھ کر حملہ کیا اپنا سینہ سپر کر دیا نقابدار کو بچایا صاحبقران نے جو یہ ہنگامہ دیکھا حاملان تخت سے کہا مجھے اُتار دو غضب ہوا نقابدار قتل ہوا چاہتا ہی یہ کہکر تخت سے اُترے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

ز تیغم بود در صف کافران	امیر جہانگیر والا حشم	سکندر رتب اکبر دو بالا حشم
مہ آسمان جلالت منم	سکندر سپہ حران الامان الامان	شہنشاہ اقلیم جرات منم
	مسخر کن ملک ہندوستان	لقب گشت در دہر صاحبقران

نقابدار نے جو یہ آواز سنی بدن مین جان آگئی چمک چمک کے لڑنے لگا ہرچند کہ زخمدار تھا مگر کمر ہمت کو مضبوط باندھ کر سردارون کو آواز دی یارو تمھاری مدد کے واسطے صاحبقران آگئے اب کد و کاوش کرو سب سرداران نقابدار مصروف جنگ ہوے مگر فوج دیوان بہت ہی ہرچند صاحبقران قتل کرتے ہین مگر مجمع کم نہین ہوتا قہقہا پکار رہا ہی یارو حمزہ کو بھی مار لو حمزہ بھی آکے تمھارے قبضے مین آگیا اگر حمزہ کو مارا تو سلطنت قاف ملی دیوزادون کا بلوہ ہو رہا ہی یہ رنگ امیر نے جو دیکھا فرمانے لگے ایسی مجبوری کبھی نہوئی تھی بیقرار ہو کے دعا کرنے لگے ای خالق کارساز اس ہنگامے کو دفع کر نظم

ہر بندہ است بندگی کردگار فرض	شام و سحر اطاعت پروردگار فرض
واجب اطاعت است بہ احکام ایزدی	صدق و نیاز و عاجزی و انکسار فرض
بر ذات خود محبت محبوب در جہان	داند ہمیشہ بندہ امیدوار فرض
در کارگاہ دہر ہمان کارکن مدام	کارے کہ ہست بہر تو ای کردگار فرض

امیر نے بیقرار ہو کے دعا کی صحرا سے گرد اُڑی چار نقابدار دو گلگون پوش دو زمرد پوش بارہ بارہ ہزار فوج سے آگے پہونچے مصروف جنگ ہوے چارون نقابدارون نے آ کر فوج دیوان کو گھیر لیا جنگ کرنے لگے چارون نقابدار صاحبقران کے گرد پھر رہے ہین جیسے شمع کے گرد پروانے پھرتے ہین اب امیر بڑھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا وہی جوان جسکو بلاے سیاہ کہا تھا تمام جسم پر بو سیاہ چہرہ آفتاب عالمتاب خال سبز ورگ ہاشمی چہرے پر جوشان و خروشان چار دیو تخت کو اُٹھائے ہوے چوب دست گران سنگ کاندھے پر یہ ہنگامہ دیکھکر اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ ہمین اُتار دو دیوون نے زمین پر اُتارا اُسنے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرائی چوبدست مارنے لگا جس دیو پر چوبدست ماردی پراٹھا ہو گیا جسوقت سے امیر نے دیکھا یہ جوان بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی جسکے چوبدست مارتا ہی اُسکا کام تمام ہوتا ہی اسکے حربے سے کسی کو امان نہین صاحبقران تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین ای جوان مرحبا کیا لطف سے جنگ کر رہا ہی امیر نے دیکھا وہ جوان ہماری زبان نہین سمجھتا زبان جنی مین جو تعریف کی تب وہ جوان سمجھا ہنستا جاتا ہی کبھی طرف صاحبقران کے آتا ہی دیوانگی کی حرکتین کبھی کبھی بہ حیرت دیکھتا ہی زبان جنی مین کہتا ہی تم بھی بڑے بہادر ہو میرے سامنے آ کر لڑو صاحبقران تیغ عقرب کھینچے ہوے پہلو پر اُس جوان کے آ کر جنگ رستمانہ کر رہے ہین جب صاحبقران ہاتھ تلوار کا لگاتے ہین دیو کے دو ٹکڑے ہوتے ہین وہ جوان بلاے سیاہ خوب ہنستا کہتا ہی تم بھی جنگ فرقۂ دیوان سے خوب آگاہ ہو چرخ جرأت کے ماہ ہو وہ جوان جست و خیز کرتا ہوا قریب قہقہا کے پہونچا اپنی زبان مین آواز دی او بچا کہان جاتا ہی مین آ پہونچا قہقہا نے پلٹکر چوبدست لگائی دیوانے نے چوبدست کو چوبدست پر روکا تڑاقے کی آواز آئی مگر وار دیوانے نے روک لیا امیر نے بڑی تعریف کی اُس جوان نے چوبدست کھا کر چوبدست کو گردش دی جسکے سر پر پڑ گئی اُسکا سر پھٹ گیا کئی دیو مارے گئے دیوانے نے جست کر کے چوبدست سر پر قہقہا کے لگائی قہقہا نے چوبدست کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردون تک پہچیدہ ہوئی قہقہا لڑکھڑا کے زمین پر گرا بیہوش ہوا دیوانے نے ایک چیخ ماری چاہا دوسری چوبدست لگا دون سر اسکا پھٹ جائے دیوزاد دوڑ پڑے گود مین قہقہا کو اُٹھا لیا لے کر بھاگے دیوانہ دوڑا دیوون نے بیرقین کھولین وہ بیرقین جو چمکین وہ دیوانہ اُن بیرقون کو دیکھکر ایک چیخ مار کے بھاگا ہر چند امیر نے پکارا کہ ای جوان ٹھہر جا ذرا میرے قریب آ لیکن وہ نہین ٹھہرتا دیوزادون کی بغل مین منھ ڈال دیا اشارہ کرتا ہی مجھے لے بھاگو آخر دیوزادون نے گود مین اُٹھا لیا لے کر تخت پر سوار کیا بھاگے صاحبقران نے دیکھا کئی دیوزاد اُس دیوانے کو لے کر چلے گئے امیر اب نقابدار کے پاس آئے نقابدار زرین پوش انتہا کا زخمی تھا مگر امیر سے ملاقات کی امیر نے پوچھا ای نقابدار بہادر یہان کیونکر پہونچے نقابدار نے کہا مین یہان اُترا ہوا تھا کسی نے قہقہا کو خبر کر دی کہ اُسنے آ کے گھیر لیا مین انتہا کا زخمی ہوا آپنے میری جان بچالی امیر نے فرمایا تمنے ہماری جا بجا مدد کی اگر ہم بھی شریک ہوے تو کیا کمال کیا تمھارا ہم پر بڑا احسان ہی نقابدار نے کہا میری کیا مجال ہی کہ مین آپ پر احسان کر سکون آپ اپنی کیفیت تو مجھسے ارشاد فرمائیے کہ اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے تھے جو یہان پہونچے امیر نے فرمایا مین پردۂ قاف گیا تھا اب وہان سے واپس ہوا ہون اپنے لشکر مین جاتا ہون نقابدار نے کہا مین نے خبر پائی ہی کہ آپکے لشکر پر بڑی آفت ہی آپ جلد پہونچئے امیر نے فرمایا ای دیوزادو مجھے جلد پہونچاؤ مین نے خبر وحشت اثر سنی ہی یہ کہکر تخت پر سوار ہو کے چلے قریب باغ سلیمانی

امیر پہونچے دیوزادون سے پوچھا یہ کیا مقام ہی دیوا قوال نے کہا یہ باغ سلیمانی مشہور ہی جب حضرت بلقیس کو حضرت سلیمان نے بلایا وہ خواہان ہوئین کہ ہمارے واسطے ایک باغ تیار کروائیے حضرت سلیمان نے یہ باغ تعمیر کرایا اسی وجہسے اس باغ پرُبہار کو باغ بلقیس کہتے ہین جب حضرت کا انتقال ہوا جس دیو نے جو مقام کو پسند کیا قبضہ کرلیا یہان بھی کسی نے قبضہ کیا ہوگا امیر نے فرمایا ذرا اس باغ مین ہمکو اُتار دو امیر کو لے کر دیو باغ مین آئے امیر اُترے دیوزادون کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ سیر کرتے ہوے چلے گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نخل عمدہ بلبل شیدا شاخ گل پر پھول پھول کر زمزمہ سرائی کر رہی ہین تعریف با غبان قضا و قدر مین بکار رہی ہین

نظم

میکند کلک قدرتت تقدیر
خاک را لطف کردۂ توقیر
نیک و بد را تو میکنی تقسیم
سجدۂ عجز میکند ہر پیر
ذات پاک تو ہست عالم غیب
حالت خلق یا سمیع و بصیر

ہر زمان تازہ نقش تو تحریر
مرحمت کردی تو انسان را
رزق شان بے توقف و تاخیر
خامہ عاجز ز شرح اوصافت
واقف و محرم و علیم و خبیر
بے مثالی و لا شریک ہستی

آدمی را شرف تو بخشیدی
دولت علم و دانش و تدبیر
سرنگون ہر جوان بخاک درت
ہر زبان است لال از تقریر
تو بدانی و بینی و شنوی
تو نداری دگر عدیل و نظیر

عرش و فرش و بلندی و پستی
یافتہ از تو صورت ہستی

امیر عرصۂ دراز تک زبانی بلبل شیدا کی یہ اشعار سنا کیے پھر آگے بڑھے قمریان نخل سرو پر کوکو کر رہی ہین کبھی وجد مین آکر پکار اٹھتی ہین ای بے نیاز ای بندہ نواز

نظم مسدس

نطفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی

قطرہ را گوہر نمودی خاک را از زر ساختی
گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی

مہر تابان ساختی ماہ منور ساختی
شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی

ساختی حلقہ بگوش خود سران ملک را
خم نمودی گردن گردن کشان ملک را

سرنگون کردی بہ سجدہ سروران ملک را
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را

گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
گاہ بابر ساختی و گاہ اکبر ساختی

تو خبر داری ز ہر احوال یا نعم الخبیر
قدرت کامل بدست تست یا رب قدیر

و ز خدائے لا شریکی بے مثالی بے نظیر
اہل دولت را گہے کردی تو درویش و فقیر

تنگدستان را بمال و زر تو نگر ساختی
بیکسان را اہل حشمت سیر لشکر ساختی

امیر نے جو نغمہ سرائی قمری کی سنی وجد کرتے ہوے چلے کہ ایک طرف سے آواز آئی ای کریم ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے یہ سنتے ہی امیر بیقرار ہو گئے اسی طرف چلے دیکھا ایک کمرہ مختصر بنا ہی اُسمین ایک پریزاد نہایت معقول صورت سرو قد خورشید طلعت ابرو ہلال صراحی گردن سینے پر اُبھار نرگس آلود ٹکٹکی باندھے ہوے تڑپ کر آواز دیتی

کیون ای فلک کجرفتار یہ کیا سامان دکھایا کہ آنکھون مین اندھیرا آیا نظم

دن بھی ور از رات بھی کیون ہی فراق یار مین — کاہے سے فرق آگیا گردش روزگار مین
بس کہ بن آئی مر گئے ہم شب انتظار مین — دن جو رہے تھے عمر کے جیتے رہے مزار مین
خاک مین وہ تپش نہین خار مین وہ خلش نہین — کیون نہ ہمین زیادہ ہو جوش جنون بہار مین
ہو گئی کیا بلاے جان بوسۂ زلف کی ہوس — پھیرتے ہین زبان کو ہم کام و دہان یار مین
مرگ ہی انتہاے عشق یان رہے ابتداے شوق — زندگی اپنی ہو گئی رنجش بار بار مین
پوچھا ہی اُسنے کیا مری بیخودی و قلق کا حال — ہوش نہین حواس مین تاب نہین قرار مین
کیون نہ گلے کا ہار ہو شوق اجل پہ روئے ہین — پھول عدو کی خاک کے اُسنے گلے کے ہار مین
خاک اُڑا ئی گل نے یہ کسکے جنون عشق مین — آئی ہی کچھ اڑی ہوئی باد صبا غبار مین
لاکھ شگفتگی سے بھی دل کی گرہ نہ کھل سکی پر — عقدہ ہوا ہی پرشکن طرۂ تابدار مین
دھیان مین مومن آگئی مبحث جبر و اختیار — قابو ے یار مین ہین ہم وہ نہین اختیار مین

امیر نے جو یہ اشعار سنے بے اختیار ہو گئے قریب اُس پریزاد کے بیٹھ گئے فرمایا ای گرفتار دام مصیبت و ای آشفتہ وادی مودت یہ کیا حال ہی کیون قلب پر ہجوم ملال ہی کس سرکش کا خیال ہی صاف صاف بیان کرو تمھاری آواز نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا یہ سنکر اُس نازنین نے سر اُٹھا کر جمال امیر کو دیکھا فرمایا ای شہریار مین پردہ جبار رم قاف کی شاہزادی ہون صحبت آسمان پری مین حاضر تھی کہ دیو کیوس اُڑا ہوا جاتا تھا مجھکو دیکھکر عاشق ہوا یہان اُٹھا لایا کئی مہینے مجھکو گذر چکے کوئی خبر لینے والا نہین اگر ملکہ آسمان پری یا ملکہ قریشیہ سلطان کو خبر ہو جاوے تو ضرور میری مدد کرین صاحبقران نے فرمایا تو قاتل عفریت و سمندون کو پہچانتی ہی کہا حضور ب تو بینائی مین فرق ہی کیا عجب ہی کہ آپ ہی ثانی سلیمان ہون یہ کہکر امیر سے رو رو کر سب حال بیان کیا اب جو امیر بیٹھے اُس پریزاد نے بخوبی پہچانا کہا حضور اب وہ دیو آتا ہوگا امیر نے کہا مین خود اُسکا متلاشی ہون یہ ذکر تھا کہ ہوا ے تند چلی دیو کیوس پیدا ہوا دور سے صاحبقران کو دیکھکر آواز دی او آدم زاد میری معشوقہ سے بات کرتا ہی امیر نے کہا بجا آؤ تو کیوس قریب آیا گئی چوبدستین لگائین امیر نے خالی دین آخر پھلا کر چنگل مارا امیر نے ملائی تھام کر ایک گھونسا مارا ریل کرے دو ٹرے اُٹھ کر مارا چار ون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوے کہا بہتر یہ ہی کہ شیطان پر لعنت کر اُسنے جواب سخت دیا امیر نے سر کھینچ کر پھینک دیا پریزاد نے اُٹھکر ہاتھ چوم لیے امیر نے کہا چلو تمکو صحبت آسمان پری مین پہونچا دون پریزاد نے کہا یہان سے قریب میرا قلعہ ہی وہان تشریف لے چلیے بعد ایک ہفتے کے چلے جائیے گا امیر نے فرمایا مجھکو بمقدمۂ لشکر بڑا انتشار ہی مگر دل نہین چاہتا کہ تمکو جدا کرون امیر نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا مجھکو نرگس پری کہتے ہین امیر نے تخت پر نرگس کو سوار کر لیا طرف قلعۂ نرگس کے چلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ نرگس نے کہا ای شہریار قلعے کی طرف سے دھوان اُٹھ رہا ہی اسی دیو کی مان جادوگرنی بھی ہی شاید وہ قلعے پر چڑھ آئی امیر نے فرمایا اگر ایسا بھی ہی تو دیکھا جائیگا جب امیر قریب قلعے کے پہونچے دیکھا قلعے پر آگ برس رہی ہی ایک دیونی یلغر کیے ہوے جاتی ہی امیر تخت سے کود ے اُس دیونی سے مقابلہ کیا اُسنے سحر کیا جب قریب پہونچے ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا جب دیونی کو قتل کر چکے اُسکے ساتھ والون کو ایک دم بھر مین قتل کر ڈالا نرگس کو لے کر قلعے مین داخل ہوے

کیونکہ امیر اسیر مائل ہوے ہین نرگس سے عقد کیا گوہر مراد حاصل کیا ملکہ نرگس حاملہ ہوئین کہ اسکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا طلسم ہفت پیکر مین ملکہ نرگس نے کہا ای امیر یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوگی میرے ساتھ دشمنی کریگی امیر نے فرمایا جب ایسا اتفاق ہو مجھکو نامہ لکھنا مین فوراً آؤنگا یہان سے بھی امیر رخصت ہوے حاملان تخت نے تخت کو اُٹھایا امیر کو لے کر طرف پردہ دنیا کے چلے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا اُسمین ایک گنبد ہی اُسمین مشعل ہفت سر روشن ہی ایک دیو تاج سر پر رکھے ہوے جیسے ہی اُسنے امیر کو دیکھا اُٹھ کر سلام کیا کہا ای آقاے نامدار و مولاے قدرشناس آپکا کیونکر آنا ہوا میرا تو قصد تھا کہ آپکے لشکر کو جاؤن دیو ہومان میرا نام ہی مالک ہفت مشعل سلیمانی شہزادہ بدیع الزمان نے جنگ رستمانہ سے مجھکو مطیع و منقاد کیا مین لشکر کشی مین انکی حاضر ہوا تھا اُسی زمانے سے اس صحرا کا مالک ہون کل نیا معرکہ گذرا آپکا فرزند شہزادہ قمرزاد واسطے شکار کے یہان تشریف لائے دن کو یہان آہو بہت آتے ہین مین آگاہ نہ تھا ایک آہو پر اُنھون نے تیر مارا وہ عفریتہ جادو مادر قہقہامتی اُسنے تیر کھاتے ہی ایک چیخ ماری کئی ہزار دیونیان جمع ہوگئین لشکر کو قمرزاد کے پیوند زمین کیا قمرزاد کو پکڑ کر لیگئی اس پہاڑ پر ایک قصر عجائب ہی اُسمین لیجا کر قید کیا مین نے یہ خبر پائی کہ شہزادے پر عاشق ہوئی ہی طالب وصل ہی وہ شیر انکار کرتا ہی وہ مدعت کرتی ہی کچھ ملازم بھاگ کر پاس ملکہ قمرچہر کے گئے وہ بیتاب ہو کر آئین عفریتہ قصر عجائب سے نکلی قمرچہر کو بھی گرفتار کرکے لیگئی مین نے چاہا تھا بہ آقا بدیع الزمان کو نامہ لکھون مگر شکر ہی کہ آپ تشریف لائے صاحبقران نے فرمایا کیا افسوس کی بات ہی کہ مین بر سر منزل ہون بمقدمۂ لشکر خواب پریشان دیکھا ہی یہان یہ کیفیت ہی اب کیونکر گوارا کرون کہ قمرزاد و قمرچہر قید رہین مین ابھی جاتا ہون ہومان صاحبقران کو ساتھ لیکر چلا جیسے ہی کوہ عجائب پر آئے دیکھا ایک قصر سر بفلک کشیدہ سر قصر پر ایک زغن بیٹھی ہی جیسے ہی امیر باتوقیر کو اُس زغن نے دیکھا اپنی آواز مین ایک چیخ ماری آسمان سے ایک طاؤس پیدا ہوا تڑپ کر گرا دیو ہومان کو وہ طاؤس اُٹھا کر لے گیا ہومان نے آواز دی ای شہریار غلام کو بچائیے جب تک امیر جھپٹے وہ طاؤس ہومان کو لے کر داخل قصر عجائب ہوا ایک آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے دیکھا وہ قصر و پہاڑ غائب ہوگیا اپنے کو قریب ایک گنبد کے پایا دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ ہی کہ حال اسکا دفتر مین تصریح سے لکھا ہی دن کو طائران زمزمہ سرا رہتے ہین رات کو پریزادون کا دخل ہوتا ہی اُن پریزادون نے امیر کی دعوت کی صبح کو صاحبقران نے ارادہ کیا کہ اپنے تئین قصر عجائب مین پہونچاؤن مگر سوچے کہ قصر عجائب غائب ہوا بیٹھ کر دعا کی ذرا غنودگی سی معلوم ہوئی ایک بزرگ عالم خواب مین آئے اُنھون نے فرمایا جب بیدار ہونا یہ اسم سایۂ نخل مین بیٹھ کر پڑھنا اور صورت بھی داخلۂ قصر عجائب کی بیان کی کہ اسطرح جانا ہوگا امیر بیدار ہوکے سایۂ نخل مین آئے وہ اسم تعلیم کردہ بزرگ بہ تعداد مذکور پڑھا ایک جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر آکر نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرکے آواز دی ای امیر باتوقیر اسی نخل کو اُکھیڑیے دہنہ نقب تہ کا ظاہر ہوگا اُسی نقب مین جائیے قصر عجائب مین پہونچیے گا مگر مقام بہت سخت و صعب ہی ذرا سمجھ کر جائیے گا امیر نے نخل کو اُکھیڑا نقب مین بسم اللہ کہکر داخل ہوے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران بالاے کوہ عجائب پہونچے دیکھا چند دیو جلاد وضع دیو ہومان کو قتل کیا چاہتے ہین امیر نے جاکر جلادون کو مارا ہومان کو رہا کیا فرمایا ای ہومان قصر عجائب مین چلو ہومان صاحبقران کو ساتھ لے کر ایک صحرا مین آیا کہا غلام تو جانے ایک گوشے مین پوشیدہ ہو جاتا ہی اسی صحرا مین

عفریتہ آدمی اگر آپ نے اُسکو مارا آراستہ قصر عجائب کا ملیگا امیر اُسی پہاڑ پر بیٹھے تھے دیکھا کہ صحرا سے گرد اٹھی
چند فراش بگرد لیوزاد ایک بارگاہ لے کر آئے بارگاہ استادہ کی بعد تھوڑی دیر کے ایک محافۂ زرین آکر اترا
اُسمین سے ایک پریزاد نکل کر خیمے مین گئی بعد تھوڑی دیر کے ایک جوان نہایت خوبصورت تخت پر سوار
آکر اُترا اندر خیمے کے گیا پردہ خیمے کا اُٹھا دیا اُسمین بیٹھ کر وہ جوان اُس پریزاد سے اختلاط ظاہری و باطنی
کرنے لگا امیر کو بہت ناگوار ہوا نعرہ کرکے پہاڑ سے کودے وہ پریزاد بھاگ کر نکل گئی مگر وہ جوان تیغہ کھینچکر
سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران پر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا منظور یہ ہے کہ اسکو
زیر کرین مگر وہ جوان لڑ رہا ہے امیر کا پنجہ قابض نہین ہوتا خیال کرتے ہین اسم اعظم فراموش ہو رہا ہے امیر
نے بیتاب ہو کر دعا کی دیو ہومان نے سامنے آکر آواز دی یا امیر اسم اعظم پڑھیے ورنہ گرفتار ہو جاینگے
یہ اُسی عفریتہ کا سحر ہے امیر نے ہشیار ہو کے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا
وہ جوان ہاتھ چھڑا کر بھاگا امیر اُسکے پیچھے چلے ہومان نے آواز دی اسی جوان کے ہمراہ قصر عجائب
مین جائیے اب تھوڑی دور جا کر امیر نے دیکھا وہی قصر بنا ہے وہ جوان بھاگ کر خندق مین گرا امیر بھی
بسم اللہ کہکر پھاندے پانوٴن آشنائے زمین ہوے اب جو دیکھا ایک دیو نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہے کہتا ہے اے
او حمزہ میرے ہاتھ سے سب امیرزادے قاف کے مارے گئے منم تقریت بن عفریت اب کہان جا
یہ کہکر چوبدست لگائی امیر نے چوبدست پر ہاتھ ڈالا جھٹکا مارا چوبدست چھین کر پھینک دی دیو لپٹ
پڑا امیر سے دو پہر کشتی ہوئی کہ پھر ہومان نے آواز دی حضور اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم ورد
زبان کیا تقریت کو لے دوڑے گوے پر لادکر مارا چھاتی پر چڑھ کر گردن کھینچ کر پھینکدی مرنا تھا اُس دیو کا
کہ آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام من تقریت جادو بود مار کے اسکو امیر آگے بڑھے ایک طرف
سے دیکھا ملکہ قمر چہر آتی ہین مگر چہرہ اُداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے امیر کو آکر سلام کیا کہا اے شہریار
جلد چلیے آپکے فرزند کو عفریتہ قتل کیا چاہتی ہے امیر ساتھ قمر چہر کے چلے قمر چہر نے امیر کو لا کر ایک باغ
ویران مین پہونچایا کہتی ہے اے شہریار وقت قتل قریب ہے کچھ میوہ نوش فرمائیے پھر آپکو لے چلون ایک سیب
لا کر امیر کو کھلایا سیب کھاتے ہی امیر بیہوش ہوے قمر چہر نقلی یعنی کنیز عفریتہ میمونہ نے ایک چیخ ماری
پہلے باغ سے بارہ ہزار دیو آئے امیر کو قید کیا آرابے پر ڈال کے میمونہ لے کر چلی بارہ ہزار دیو امیر کو گھیرے
ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ قریشیہ سلطان جنگ کرت پر گئین تھین پلٹکر قلعہ بلور پر اُترین آسمان پری
نے کہا اے نور نظر تمکو خبر ہے کہ تمہارے والد پر کیا گذری دیو جو امیر کو لے کر گئے تھے وہ ابھی تک پلٹ کے
نہین آئے پریشان ہو کر خواجہ عبدالرحمن کو بلوایا کہا جلد دیکھیے والد پر قریشیہ کے کیا گذری خواجہ عبدالرحمن
نے قرعہ پھینکا قریشیہ سے کہا اے نور نظر اپنے کو جلد پہونچاؤ میمونہ نے امیر کو گرفتار کر لیا ہے لیے جاتی ہے اگر تا بہ عفریتہ
پہونچ گئے وہ عشق قمرزاد مین مبہوت ہے فوراً قتل کریگی قریشیہ نے حکم دیا تخت تیار ہوا سوار ہو کر قریشیہ
چلین پیچھے پیچھے راشد و ارشد بیتاب ہو کر چلے اب جو آسمان سے دیکھا صاحبقران آرابے پر ایک دیونی
صاحبقران کو لیے ہوے جاتی ہے بارہ ہزار دیو چہار جانب سے گھیرے ہوے امیر کو بہ تعجیل لیے جاتے ہین قریشیہ
کو تاب نہ رہی قربان سے کمان ترکش سے تیر تین بھال کا نکالا جڑ کمان مین پیوست کیا میمونہ کو تاک کر مارا سینے پر
اُسکے تیر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا امیر کو ہوش آیا قید توڑ ڈالی دیوون سے لڑنے لگے مگر امیر نے پلٹکر دیکھا

ہمراہیان قریشہ مصروف جنگ ہین ملکہ قریشہ نہین معلوم ہوتین دیو تندرک سے پوچھا اسنے کہا ای شہریار ذوالاقبال
جب ملکہ قریشہ نے میمونہ کو مارا اُسی وقت ملکہ غائب ہوئین صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا لڑکھڑا کر سب
دیوزادون کو شکست دی اُسی مقام پر سامنے قصر عجائب کے اُتر پڑے مگر بہت حیران ہین کہ کیا کرین
ہومان نے آکے عرض کی ای شہریار عفریتہ نے یہ طلسم عجائب بنایا ہی جبتک حضور کو لوح اس طلسم کی
دستیاب نہوگی کچھ نہ ہوگا امیر نے جو یہ سنا بیتاب ہوکر ایک جانب چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ کان مین کسی
کے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک جوان رو رہا ہی چہرہ اُداس پریشان خاطر امیر نے
فرمایا ای شخص تو کون ہی وہ شخص اور زیادہ رونے لگا کہا ای شہریار مجھکو نعمان حبشی کہتے ہین میرا بیٹا ارشد تاجدار
اُسپر عفریتہ عاشق ہوئی ایک روز اُسے اُٹھا کر لے گئی ہین اب اُسی کے فراق مین فقیر ہوکر بیٹھا ہون آپ اپنا
نام نامی ارشاد فرمائیے امیر نے اپنے نام سے جو اُسے آگاہ کیا اُس تاجدار نے دامن امیر کا تھام لیا عرض
کی ای یاور غریبان ای دادرس بیکسان آپکا دامن نہ چھوڑونگا میرے بیٹے کو مجھسے ملا دیجیے امیر نے فرمایا ای برادر
مین خود خواہان ہون کہ اپنے کو طلسم عجائب مین پہونچاؤن میرا ایک فرزند قمرزاد اور مان اُسکی قمرچہر اسی طلسم
مین قید مین دیو ہومان نے مجھسے کہا کہ لوح حاصل کیجیے اب مین کیونکر پتا لگاؤن اور کیونکر جاؤن نعمان حبشی نے
کہا سامنے باغ فرح افزا ہی وہین سے لوح کا پتا لگیگا غلام نے نجومیون سے دریافت کیا تھا امیر نے
نعمان حبشی سے وعدہ کیا طرف باغ مذکور کے روانہ ہوئے جب باغ مین پہونچے دیکھا باغ پُر بہار عندلیبان
خوشنوا کی پکار نہرین بصد آب و تاب جاری دیوارون پر گلکاری مگر باغ مین سناٹا نہ انسان نہ حیوان
امیر زرغہ نخلستان مین چھپ کر بیٹھے شام کے وقت ملاحظہ کیا خودبخود روشنی ہوئی وسط باغ مین ایک چبوترا
تھا اُسپر فرش بچھا مگر کوئی بچھانے والا نہ معلوم ہوا امیر کی حیرت بڑھی کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوان تاجدار
آکے مسند پر بیٹھا آواز دی ای سرخاب و مخواب جلد حاضر ہو اندر سے بارہ دری کے دو غلامان زنگی حاضر
حاضر ہوکر سامنے آئے جھک کر سلام کیا اُس تاجدار نے کہا ارے اُس سرکش کو لاؤ وہ دونون غلام گئے
ایک قفس لائے اُسمین امیر نے ملکہ قمرچہر کو دیکھا کپڑے میلے چہرہ پژمردہ آنکھون مین حلقے جیسے ہی اُس
تاجدار کو دیکھا تھرتھر کانپنے لگین اُس تاجدار نے قفس ہاتھ مین لیا کہا کیون ای جان جہان آرام دل مشتاقان
کہان تک تیرے ہجر مین جلون اب تو مجھکو قبول کر ورنہ ابھی تیرے سامنے اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا میرا اب
بہت غیر حال ہی جینا محال ہی بقول شاعر نظم

وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھ پہ تھے بیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
مجھے سب ہی یاد ذرا ذرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے وہ شکایتین وہ مزے مزے کی حکایتین
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مجھے بیٹھے سب مین جو رو برو وہ اشارتون ہی مین گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دمبدم
گلۂ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمھارے جی کو بری لگی
تو بیان سے پہلے ہی بھولنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہمسے تمسے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

سنو ذکر ہی کسی سال کا کہ کیا اک آپنے وعدہ تھا
سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کہا مین نے بات وہ کوٹھے کی مہے دلسے صاف اُترگئی ۔ تو کہا کہ جانے بلا مری تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا ۔ وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا ۔ مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اُس تاجدار نے رو رو کے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ نے فرمایا او بیحیا مین زوجہ ہون زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کی ایسے کلمات زبان سے اب نہ نکالنا امیر نے جب قصد کیا کہ مین جا پڑون دل دھڑکا اور آواز آئی یا امیر ابھی صبر کرو دل پر جبر کرو اسی کی معرفت لوح حاصل ہوگی صاحبقران رُک جاتے ہین صبح تک وہ تاجدار نشین خوشامد مین گرتار ہا قمرچہر نے ہر بار جواب سخت دیے صبح کو وہ تاجدار روتا ہو چلا گیا ہملے غلامون سے کہا قفس جاکر لٹکا دو اور تم بھی کھا کے سو رہو دونون زنگیون نے قفس لیجاکر بارہ دری مین لٹکا دیا اور آپ دونون ایک گوشے مین سو رہے جب باغ مین سناٹا ہوا صاحبقران اُٹھکر چلے تھے کہ ایک طائر نے آواز دی یا صاحبقران مقام صبر و جبر ہی قمرچہر سے کہکر حال لوح دریافت کرو ورنہ اس باغ سے نکاسی دشوار ہوگی صاحبقران ٹہلتے ہوے بارہ دری مین تشریف لائے قمرچہر پری نے جو صاحبقران کو دیکھا رونے لگین عرض کیا ای شہریار شہرت فیلبند نے مجھکو قید کیا ہی آپنے دیکھا ہوگا دباؤ ڈالتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی ابتک عذا نے آبرو بچائی قمرزاد علحدہ قید ہین لونڈی کو رہا کیجیے امیر نے فرمایا ای قمرچہر یہ طلسم عجائب ہی مین بھی اس باغ مین آپھنسا تمکو مناسب یہ ہی کہ بعقلمندی اس ملعون سے حال لوح پوچھو مین لوح حاصل کرکے تمکو اور قمرزاد کو چھڑاؤن قمرلبشہ نے آکے مجھکو رہا کیا لیکن وہ بھی قید ہوگئین قمرچہر نے کہا کل مین حال لوح پوچھونگی آپ سے عرض کرونگی لیکن آپ اپنے کو مخفی کرین صاحبقران آگے اُسی طرح درختون مین چھپے لیلی شب نے جب نقاب چہرے سے اُٹھائی مجنون روز دشت نجد عالم مین آیا لیلی شب نے زلف عنبرین کو کھولا اُسی طرح روشنی ہوئی وہی تاجدار آسمان سے بقاعدہ قدیم آیا اُسی طرح فرش بچھا وہ تاجدار آکے مسند پر بیٹھا سرخاب و کمخواب دونون غلامون کو آواز دی وہی دونون غلام قفس لے کر آئے وہ تاجدار اُٹھکر قفس کے گرد پھرا کہا ای ملکۂ عالم اب تو میری جان پر بنی ہی آج مجھکو ایک بڑا خوف پیدا ہوا شاید کل کوئی تمھارے پاس بارہ دری مین آیا تھا ملکہ نے کہا او ظالم یہان بھلا کون آسکتا ہی اگر تجھکو میری طرف سے بدگمانی ہی فوراً قتل کرڈال تیرا دل بھی خوش ہو یہ سنتے ہی وہ تاجدار سر پیٹنے لگا کہا ای ملکۂ عالم لاکھو جان میری تمھارے نام پر نثار ہو اپنی جان دونگا تمکو صدمہ نہین دینا چاہتا میرے پیر نے مجھکو خبر دی اُسی کی تدبیر کرتا ہون ملکہ نے کہا ای شہرت اب تو نے ہمکو زندہ رکھا ہی تو یہ بھی جانتا ہی کہ ہمنے تجھکو کیون نہین قبول کیا یہ طلسم ہی اور شوہر میرا افتتاح طلسم عالم ہی یہ تو بتلا دے کہ لوح طلسم کہان ہی ایسا نہو وہ آکر لوح طلسمی حاصل کرلین تجھکو قتل کرڈالین تو مین کسکی ہوکے رہون اسی وجہ سے انکار کرتی ہون اگر مجھکو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی تجھکو قتل نہین کرسکتا مین خود تجھپر عاشق و فریفتہ ہون یہ جو ملکہ نے فرمایا یہ سنتے ہی وہ تاجدار خوشی کے مارے پھول گیا بے اختیار قفس کے گرد پھرنے لگا کہا ای ملکۂ عالم کسکی مجال ہی کہ مجھکو قتل کرسکے ای ملکۂ عالم یہ جو سامنے درخت چنار ہی اگر کوئی اسکو اُکھیڑے تو ایک قفس آہنی نکلیگا اُسمین ایک قمری ہی کوئی اُسکا سینہ چاک کرے تب لوح طلسمی اُسمین سے برآمد ہوگی جب کوئی اُس لوح کو پاجاوے تب مجھسے مقابلے کے لائق ہوئے پھر شاید مجھپر غالب آئے پھر کسکی مجال ہی کہ اس درخت کو اُکھیڑے اس راز سے کون آگاہ ہی کیا مجال کسی کی آج تک مین نے

اس کلمے کو زبان سے نہین نکالا تھا چونکہ تمہپر میری جان جاتی ہی اسوجہ سے مین نے یہ بیان کردیا مگر ای ملکۂ عالم واسطے
سامری وجمشید کا ان الفاظ کو کبھی زبان سے نہ نکالیےگا ورنہ میرے واسطے باعث خرابی ہی مین نے اپنی
موت کا حال آپ سے بیان کردیا یہ مقام طلسم عجائب ہی اکثر ساحر بیان ایسے ہین کہ جنکا شل نہین اور ملکہ
عفریتہ جادوگر بادشاہ طلسم ہی انکا سحر تو قیامت کا ہی ملکہ قرلیشہ نے آکر امیر کو رہا کیا وہ بھی قید ہوگئین صلاح
ہوچکی ہی کہ قرلیشہ کو قتل کرو مگر کاہن منع کرتا ہی کہ ابھی کسی کو نہ قتل کرو طلسم کشا درپے آزار ہی ایسا نہو
کہ کارگذار ملجاوین اور طلسم کشا کو لوح ملے تو بڑی خرابی ہوگی عرصۂ دراز تک ملکہ قمر چہر سے یہی باتین
رہین پھر اُسنے ہاتھ باندھکر کہا اب تو مین نے اپنا راز دل کہدیا اب تو مجھے وصل سے شاد کیجیے کوئی باعث
تسکین کا ارشاد کیجیے ملکہ نے کہا ای شہرت کیون گھبراتا ہی جو تو کہیگا وہی ہوگا اب ہمارے دل کو تسکین
ہوئی ایک دن تامل کر تیرا کہنا کرینگے شہرت نہال ہوگیا کہا ای ملکۂ عالم مین تو غلام ہون جو ارشاد فرمائیےگا
بجالاؤنگا رات بھر یہی باتین رہین کہ ستارۂ سحری چمکا شہرت نے کہا ای ملکۂ عالم وقت میرے جانے کا آگیا
آپ بھی تشریف لیجائیے وہی دونون غلام گئے قفس اُٹھاکر لیگئے شہرت تخت پر سوار ہوکر گیا صاحبقران
گوشے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئے قمر چہر پری نے کہا یا امیر مین نے حال لوح پوچھ لیا یہ جو سامنے نخل
چنار ہی اسکی بیخ مین لوح ہی جاکر کھود لیجیے مگر یہ کسب کام اپنے دست حق پرست سے کیجیے خدا آپکو مظفر و منصور
کرے رنج و غم دل سے دور کرے طلسم بہت سخت ہی بڑے بڑے ساحر ہین خدا اپنا فضل شریک کرے ملکہ
قرلیشہ پر بڑی مصیبت ہی چاہتے ہین قتل کرین لیکن کاہن نے ابھی منع کیا ہی شاید اپنا مذہب چھوڑکے
آپکا مذہب اختیار کیا ہو اسوجہ سے منع کرتا ہو کنیز کو بڑا تردد ہی یقین ہی اب جو وہ شب کو آویگا بہت
مصیبت کریگا صاحبقران نے کہا مین ابھی برائے لوح جاتا ہون یہ کہکر امیر چلے جب قریب نخل کے آئے طائر
زمزمہ سرائی کرنے لگے بلبلین ایک درخت سے اُڑین دوسرے درخت پر آئین ہر طرف سے آوازین آنے
لگین او طلسم کشا خبردار قریب نخل کے نہ جانا ہائے یہ راز کسنے کہا طلسم کشا درخت کے پاس پہونچ گیا امیر
نے طائرون کے غل کا خیال نہ کیا بیخ نخل کھودنے لگے جیسے ہی دو ہاتھ زمین کھودی ایک صندوقچہ
نکلا امیر نے اُس صندوقچے کو کھولا دیکھا اُسمین لوح طلسم عجائب رکھی ہی امیر نے ارادہ کیا کہ اُٹھاؤن
کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار ٹھہر جائیے مین بھی حاضر ہوتا ہون امیر نے دیکھا خواجہ بزرگ امید
چلے آتے ہین فرماتے ہوے ای فرزند مجھکو خبر ہوئی کہ تم طلسم عجائب مین گئے ہو مین دوڑا آیا کہ جاکر دیکھون
لوح مین کچھ فتور تو نہین ہی یہ کہتے ہوے قریب امیر کے آئے صاحبقران کو گلے سے لگایا کہا ذرا لوح طلسمی
مجھے عنایت کیجیے مین بھی دیکھون کچھ فتور نہو امیر نے لوح طلسم ہاتھ مین خواجہ بزرگ امید کو دی خواجہ
نے جب لوح ہاتھ مین لی پیچھے ہٹے ہنسکر نعرہ کیا یا مشق او حمزہ دیکھ لوح طلسمی تجھ ایسے ہوشیار سے یون لیتے
ہین منم شہرت جادو رات ہی مجھکو اُسکی باتون سے تردد ہوا تھا مگر جوش محبت مین مین نے سارا
حال کہدیا ہائے یہ انجام نہ جانتا تھا یہ کہتا ہوا شہرت جادو بھاگا صاحبقران نے دست افسوس
ملے کہ غضب ہوگیا لوح لیے جاتا ہی مین نے اسوقت بڑا دھوکا کھایا مین کیا جانتا تھا کہ یہ مکار و غدار
ہی صاحبقران نے جو بیتاب و بیقرار ہوکے دعا کی افسوس یہ ہی کہ ملکہ اُسی طرح قید ہین کہ پہلو سے
باغ سے ایک جوان خوشرو خوش وضع پیدا ہوا اُسنے آواز دی ای شہرت جادو تُنے بڑا کار نمایان کیا

لوح کو لیا تمھارے ہی گھر سے آگ لگی تھی بڑی خیر ہوئی تمنے سب حال معشوق سے کہدیا لاؤ دیکھون وہی لوح ہی یا اور کوئی میرے پاس جو لوح رہیگی کوئی نہ پا دیگا بڑی حفاظت سے رکھونگا شہرت نے کہا ای اجمل جنی خوب وقت پر آئے تمھارے آنے سے دل کو تقویت ہوئی لوح اجمل کو دی اجمل لوح لیکر پیچھے ہٹا کہا ای شہرت ہم تم ملکر صاحبقران کو گرفتار کر لین یہ کہکر اجمل جھپٹ کر قریب امیر کے آیا پکار کر آواز دی ای شہریار مین خیر خواہ دولت ہون یہ لوح حاضر ہی شہرت نے سر پیٹا کہا ای اجمل یہ کیا کرتا ہی طلسم کشا کو لوح نہ دینا اجمل نے لوح پھینکی امیر نے لوح قبضے مین کی نعرہ کرکے شہرت پہ جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار رد کیا نعرہ کرکے ہاتھ مارا شہرت جادو کے دو ٹکڑے ہوے شہرت کا مرنا تھا کہ اندھیرا ہو گیا بعد اسکے ایک آواز آئی کشتی میرا نام مین شہرت جادو بود باغ مین آگ لگ گئی سارا باغ جل گیا اجمل نے کہا اب جلد ملکہ قمر چہر کی خبر لیجیے امیر اور اجمل طرف بارہ دری کے چلے بارہ دری مین جو آکے دیکھا قفس ٹوٹا پڑا ہی ملکہ قمر چہر اُسمین نہین ہین امیر نے کہا ای اجمل یہ کیا معرکہ ہوا قمر چہر پری کو کون لے گیا اجمل نے عرض کی شہرت کا بھائی مخبوط فیلسمر بڑا ساحر زبردست وہی ملکہ کو لے گیا اب تو حضور فتاحی طلسم مین مصروف ہون دیر نکرین امیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا ای فتاح طلسم اگر شہرت قتل ہوا اور لوح طلسمی ملے کلی آرزو کی کھلے تو مناسب ہی کہ اپنے کو پاس مخبوط جادو کے پہونچاؤ کہ وہی ملکہ قمر چہر کو لے گیا ہی بہت جلدی جانا مناسب ہی امیر باغ سے باہر نکل کر اسم حاشیۂ لوح پڑھنا شروع کیا ایک طائر پیدا ہوا امیر اُسکی پشت پر سوار ہو کے چلے اس طائر نے امیر کو لاکر ایک گوشۂ قصر مین اُتارا طائر تو علیحدہ ہوا امیر ایک طرف ٹہلتے ہوے چلے ایک طرف سے آواز رونیکی آئی اُس رونے مین کوئی رو رو کے یہ اشعار پڑھتا ہی نظم

ڈر تو مجھے کسکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا ۔ پر حال یہ افشا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
ناصح یہ گلا کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا ۔ تو کب مری سنتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
مین بولون تو چپ ہوتے ہین اب آپ بھی ٹک ۔ یہ رنجش بیجا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کچھ غیر سے ہونٹون مین کہے ہی یہ جو پوچھو ۔ تو وہ ہین مکرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کب پاس پھٹکنے دون رقیبون کو تمھارے ۔ پر پاس تمھارا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
ناصح کو جو چاہون تو ابھی ٹھیک بنا دون ۔ پر خوف خدا کا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کیا کیا نہ کہے غیر کی گر بات نہ پوچھو ۔ یہ حوصلہ میرا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کیا کہیے نصیبون کو کہ اغیار کا شکوہ ۔ سُن سُن کے وہ چپکا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
مت پوچھو کہ کس واسطے چپ لگ گئی ظالم ۔ بس کیا کہون مین کیا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
چپکے سے ترے ملنے کا گھر والون کو تیرے ۔ اسواسطے چرچا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
ہان تنگ دہانی کا نہ کرنے کے لیے بات ۔ ہی عذر پر ایسا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
ای چارہ گرو قابل درمان نہین یہ ۔ ورنہ مجھے سودا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
ہر وقت ہی دشنام ہر اک بات مین طعنہ ۔ پھر اسپہ بھی کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
کچھ سُن کے جو مین چپ ہون تو تم کہتے ہو بولو ۔ سمجھو تو یہ تھوڑا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا
مومن بخدا سحر بیانی کا جبھی تک ۔ ہر ایک کو دعوی ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

یہ صدائے دردناک سنکر صاحبقران اُسی آواز پر متوجہ ہوئے صاحبقران نے دیکھا مخبوط جادو نے
ملکہ قمر چہر کو ایک نخل سے باندھا ہے چہرہ زرد ہے ملکہ بلک بلک کے دعائین کر رہی ہین کہ پروردگار میری آبرو
بچانا روز سیاہ نہ دکھانا اگر خدانخواستہ دامن عصمت پر غبار پڑا تو جان جانا بہتر ہے صاحبقران نے نعرہ کیا
نام تو لوح سے دریافت کر چکے تھے فرمایا او مخبوط کہان جاتا ہے جواب کیا میرے ہاتھ سے بچیگا مخبوط نے ایک
چیخ ماری کہ یارو لینا طلسم کشا آگیا گوشۂ باغ سے بارہ ہزار ساحران غدار اسباب سحر لیے ہوئے آکے گرے
امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا لوح کو پھینک دیجیے یہ آپسمین جنگ کرینگے ورنہ آپ کو
تنگ کرینگے امیر نے لوح کو پھینکا ساحر آپسمین لڑنے لگے ہر کس یہی چاہتا ہے کہ لوح کو اُٹھا لون آپسمین کشت و خون
ہو رہا ہے مخبوط پکارتا ہے کہ یارو یہ کیا کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو لوح پر توجہ نکرو سحر بھی موقوف رہے
ہر کس اپنے کام مین مصروف رہے ساحر نہین مانتے امیر مخبوط پر جا پڑے مخبوط نے کئی سحر کیے مگر تاثیر نہوئی
آخر تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر رد کیے جاتے ہین روکتے روکتے ایک مقام پر ہاتھ مارا
اسکے دو ٹکڑے ہوے سب ساحر جلنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سب جلکر خاک ہوے بعد عرصہ دراز آواز
آئی کشتی مرا نام مین مخبوط جادو پر امیر نے لوح کو اُٹھا لیا ملکہ قمر چہر کو رخصت کیا فرمایا انشاء اللہ مین
اب فکر مین قمرنژاد کی جاتا ہون اور انشاء اللہ قمرنژاد کو رہا کر کے آتا ہون قمر چہر روانہ ہوگئین صاحبقران
بہ جب حکم لوح ایک جانب چلے لیکن عفریتہ خونخوار تخت پر بیٹھی ہے مشیران سلطنت و وزیران ہمت جمع
ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ طلسم کشا نے داخلہ کیا یقین ہے کہ لوح حاصل ہو عفریتہ نے کہا لوح نہ ملیگی کل آرزو کی
نہ کھلیگی یہ ذکر تھا کہ چند ساحر روتے پیٹتے حاضر ہوے عرض کی غضب ہوا شہرت مارا گیا طلسم کشا نے
لوح پائی مخبوط بھی قتل ہوا اب طلسم کشا طرف رحلۂ الماس شعلہ تن کے جاتا ہے یہ سنکر عفریتہ خونخوار نے
حکم دیا چند ساحر جاوین الماس شعلہ تن کو آگاہ کرین الماس ایسی نہین ہے کہ دھوکا کھائے کئی سو
ساحر طرف الماس شعلہ تن کے گئے الماس شعلہ تن اپنے مقام پر بیٹھی ہے کہ ایک ساحر نے آکے
خبر دی کہ طلسم کشا آتے ہین ہوشیار رہنا طلسم کشا تمھاری جانب آتے ہین الماس شعلہ تن نے کہا کیا
مجال کہ طلسم کشا کا اسطرف گذر ہو ہزار ترکیبون سے لوح چھینلونگی طلسم کشا کو آنے تو دو یہ کہکر اسی وقت
الماس شعلہ تن نے چند ساحر روانہ کیے کہ مجھکو خبر دو طلسم کشا کسطرف سے آتا ہے ہم تدبیر کرین ساحرون نے
خبر دی طرف سے باغ قنطول کے طلسم کشا آتا ہے الماس شعلہ تن اپنے مقام سے اُٹھی تلاش کرتی
ہوئی چلی صاحبقران آتے آتے ایک باغ مین پہونچے دیکھا باغ ویران ایک جوان نہایت حسین وجیہ
بندھا ہوا مثل ابر بہار رو رہا ہے صاحبقران اُسکے پاس آئے فرمایا اے جوان تیرا کیا نام ہے اُسنے روکر
جواب دیا مین نعمان تاجدار کا بیٹا ہون ارشد تاجدار میرا نام ہے ایک ساحرہ موسوم بہ ظہیر جادو مجھ
بدنصیب پر عاشق ہوئی ہے مین نے اجتناب اُسکا قبول نہین کیا وہ مجھکو باندھکر چلی گئی امیر نے ارشد تاجدار کو کھولا
چاہا لیکن کھولون کہ آسمان سے آواز آئی ارے تو کون ہے کہ جو میرے معشوق کو لیے جاتا ہے یہ کہکے
آگ کے گری چاہا صاحبقران کو اُٹھا لیجائے امیر نے ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے ظہیر کے اُڑ گیا
مرنے کی اُسکے آواز آئی امیر نے ارشد تاجدار کو ساتھ لیا بارہ دری مین آکے دیکھا چار سو جوان مسلسل و مطوق
بیٹھے ہین امیر نے پوچھا تم کون ہو اُن لوگون نے کہا ہم لوگ تاجر ہین اس راہ سے گذرے ظہیر نے ہمکو لوٹ لیا

ہملوگ بھی قید کیا ہم بیگنا ہین امیر نے سب کو رہا کیا ارشد تاجدار کو سب کا افسر قرار دیا چار سو جوان لیکر نکلے قصد ہوا کہ دوسرے مرحلہ پر جاؤن مگر قضا سے کار ظہیر جادو نے ایک شاہ کی دختر کو لیکر پالا تھا موسوم بہ نسیم عنبرین مو مکان مین ظہیر کے بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکے خبر دی ملکہ ظہیر کو طلسم کشا نے قتل کیا سب قیدی رہا ہو گئے یہ سنکر نسیم نے کہا بڑا غضب ہوا مین ابھی جاتی ہون طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتی ہون یہ کہکر نسیم عنبرین مو چلی صاحبقران آگے ایک مقام پر اُترے ہین وہ چار سو جوان ساتھ ہین امیر دنگل پر بیٹھے ہین سیر صحرا دیکھ رہے ہین گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن ہو رہا ہی طائرون کی زمزمہ سرائی گل خودرو کی رعنائی نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی سرو کا لب جو اکڑنا پھولون کا آپسمین لڑنا کسی کو رنگ و بو کا ناز ہی کسیکو اپنی غنچہ دہنی پر غمزہ و ناز ہو اور کوئی اترا تی ہی ہر شجر سے سر بلند ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت بہار مین عجب سرور طائران زمزمہ سرا کی زمزمہ سرائی سے صاحبقران خوشی کر رہے ہین ارشد تاجدار پہلو مین فرما رہے ہین ای ارشد تاجدار تمہارا باپ لقمان تاجدار تمہارے فراق مین بہت بیقرار ہی خدا وہ دن کرے کہ تمہارے اُنکے ملاقات ہو ملکہ نسیم عنبرین مو عقاب بنی ہوئی آکے ایک نخل پر بیٹھین اس خیال مین کہ امیر کو گرفتار کرونگی نگاہ جو جمال جہان آرائے صاحبقران پر پڑی کلیجہ تھام لیا بے اختیار پکار اُٹھین

نظم

لگا لی آہ نے غیرون کے گھر آگ
کدھر جاؤن اُدھر بھی ہی اُدھر آگ
جلایا آتش ہجران نے دل کو
ہمیشہ سینہ ہرا ہو وا عظ لگا آگ
جلے گا کیا شجر تربت پہ میری
مرا جلتا ہوا جی کیا دیکھ کر آگ
مصیبت سے دل ہے نذر داغ کیا ہو
یہ کیون بگڑی پڑی ہو در بدر آگ

ہوئے کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
سمندر کر دیا آتش رخون نے
ترے گھر مین لگی ای بے خبر آگ
دہان تاب یخ دیا ان آتش دل
دبی تھی لاش کے بدلے مگر آگ
دھوان اٹھتا ہی دل سے وقت گریہ
کہ مشتعل شعلہ لاتا ہی شرر آگ
پڑھے مومن نے کیا کیا گرم اشعار

دو فوارہ اشک و طغیان فغان ہے
کہ گر پڑتا ہون آتے ہی نظر آگ
نہ چھوڑینگے ہم اپنا دامن تر
جدھر دیکھو اُدھر ہی جلوہ گر آگ
ترا بس غیرون سے ہی وہ گرم صحبت
بجھا دی تو نے کیا ای چشم تر آگ
نکالا رنگ عالم سوز کس نے
بھری تھی دل مین یارب کسقدر آگ

جمال صاحبقران دیکھکر بہت بیتاب ہوئی آئی تھی اس فکر مین کہ صاحبقران کو قتل کر دون یا خود ذبح ہوئی اب حیران ہو کہ کیونکر ملاقات کرون ناچار پلٹی اپنے باغ مین آکے ٹہلنے لگی حیران ہی کہ ای نسیم عنبرین مو اب کیا کرون اس سوچ مین کھڑی تھی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک جادوگرنی موسوم بہ غنچہ جادو آگے اُتری نسیم عنبرین مو نے پوچھا کہو غنچہ کہان سے آتی ہو غنچہ نے کہا ارادہ ہی کہ طلسم کشا کی مشکین باندھون اور کھینچتی ہوئی لاؤن اُس ظالم نے بڑی قیامت برپا کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہمارے بھائی بند مارے گئے ہم بھی بری طرح سے پیش آوینگی دیکھو کیا حال کرتے ہین غنچہ نے جو یہ کلمات سخت کہے نسیم عنبرین مو نے کہا ہوا اسقدر نہ بلبلاؤ ایسی شریف کی غیبت مین ایسے کلمات کہنا کیا ضرور ہین غنچہ جادو نے کہا کیون بوا تمہین بُرا معلوم ہوتا ہی کیا تمہارے دوست ہین نسیم عنبرین مو نے کہا ضرور دوست ہین کسی مرد آدمی کی بُرائی کیون گوارا کرین منہ کھول دیا کہنا شروع کیا اب اگر بُرا کہو گی منہ توڑ ڈالونگی غنچہ نے کہا مین بادشاہ طلسم سے کہونگی کہ نسیم طلسم کشا سے ملگئین نسیم نے کہا جا کے کہدو غنچہ چلی اسنے کچھ خیال نہ کیا اب اس سوچ مین کھڑی ہو کہ دیکھین انجام کیا ہو غنچہ جادو جو بھاگی سامنے عفریت خونخوار نے آکے کہا ای ملکہ عالم آپ نے سنا

بی نسیم عنبرین مو طلسم کشا سے ملگئی ہین جو کوئی برا کہے بہت برا مانتی ہین عفریتہ نے کہا میان ابھی اس نازنین نے بیٹھے بٹھلائے دوستی طلسم کشا سے شروع کی جو کوئی ایسا کریگا گھر بار اُسکا خاک تمام کرونگی طلسم کشا ہمارا دشمن ہم اُسکے دشمن اُسکو برا کہنے پر کیون برا مانا اگر برا مانا تو ہم اُسکو تباہ کرینگے یہ کہکر پکارا ارے کوئی حاضر ہی نسیم کی مشکین باندھکر لائے گلنار پریزاد کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق اپنے مقام سے اُٹھی مصاحبون سے کہا عفریتہ خونخوار کے ہی دس ہزار پریزاد ونکی افسر ہو کہا نسیم کی مشکین باندھکر لاؤنگی ایک پریزاد موسوم بہ شگوفہ اسکو نسیم سے محبت ہی گلنار تیاری کرنے لگی شگوفہ بھاگی کہ مین جا کے نسیم سے اطلاع کردون یا کہین بھاگ جائے یا کچھ تدبیر کرے نہایت صاحب آبرو ہی ذلت کا نام سنکر جان دیدیگی یہ سوچتی ہوئی شگوفہ اسوقت پہونچی کہ نسیم بیٹھی رو رہی ہی آنکھون سے آنسو جاری دل کو نہایت بیقراری غنچہ دم لگ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی کنیزون سے کہہ رہی ہی مین کمبخت کیون گئی دام گیسو مین پھنسی جان پر بنی دیکھیے کیونکر زندگی ہو غرض اسی فکر مین تھا کہ شگوفہ آکے پہونچی کہا بوا نسیم کس فکر مین بیٹھی ہو گلنار تمھاری گرفتاری کو آتی ہی غنچہ نے جا کے فریاد کی گلنار پریزاد آتی ہی گلنار کی بدمزاجی تم جانتی ہو آتے ہی آفت برپا کریگی یہ سنتے ہی نسیم گھبرا گئی کہا صاحبو غضب ہوا ہم یہ آفت نہ سمجھے تھے غنچہ نے غضب کیا ہم مقابلہ کرینگے یون گرفتار ہونے کے نہین جائینگے غنچہ نے فساد برپا کیا ہم یہ نہ سمجھے تھے اُسکو ہمسے رشک ہی نہین معلوم اُسنے کیا کہا لگایا ہوگا افسوس ہزار افسوس

نظم

غصہ ہوگا [illegible] ہونا تھا
ناحق امیدوار ہونا تھا
مجھے جنت مین وہ صنم نہ ملا
کیون شکایت گذار ہونا تھا
ہرزہ گردی سے ہم ذلیل ہوئے
صبح دم جان نثار ہونا تھا
شکوہ وہ پھر کہا سنکو
کیا مرا اختیار ہونا تھا
کوے دشمن مین جا پڑا تھا کیون
یون ہی دل کو فگار ہونا تھا
نہ گیا تیر نالہ سوے رقیب
کچھ تو سینہ گذار ہونا تھا

بس یہی تجھسے یار ہونا تھا
کیون نہ ہوتے عزیز غیر تمھین
حشر اور ایک بار ہونا تھا
خاک ہوتا نہ مین تو کیا کرتا
چرخ کا اعتبار ہونا تھا
اوس سے ہمکنار ہی دشمن
آفت روزگار ہونا تھا
صبر کر صبر ہو چکا جو کچھ
کیا مجھے شرمسار ہونا تھا
خاک مین حیف یہ شراب ملے
مرغ عرشی شکار ہونا تھا

ق

کیا شب انتظار ہونا تھا
میری قسمت مین خوار ہونا تھا
گر نہ تھی اے دل اُسکے رنج کی تاب
اُسکے در کا غبار ہونا تھا
مرگ شام وصال حرمان ہائے
آج تو ہمکنار ہونا تھا
خشم بے اختیار جانان مین
اے دل اشکبار ہونا تھا
وہ نمک پاش بھی نہین ہوتے
محتسب بادہ خوار ہونا تھا
رات دن بادۂ صنم مومن

ہائے کے رد مین کہا صاحبو اتنا احسان کرنا اگر ہم گرفتار ہو جائین طلسم کشا کو اطلاع کرنا کہ آپ کے واسطے ملکہ نسیم نے یہ ذلت اُٹھائی اگر ہو سکے تو ہماری مدد کرنا یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ ہوا دیکھا گلنار پریزاد دس ہزار پریزادون سے آکے پہونچی کہا گرفتار کر لو چارون جانب سے پریزادین گھیر سحر چلنے لگے کئی سو کنیزین قتل ہوئین نسیم لڑ رہی ہی گلنار چاہتی ہی گرفتار کرلون مگر ممکن نہین ہوتا نسیم نے آفت برپا کر دی جسپر جا پڑی اُسے قتل کیا برق بن بن کے گر رہی ہی کئی سو پریزادون کو مارا گلنار نے پریزادونکو اشارہ کیا چار جانب سے ملکر ٹوٹ پڑو گرفتار کر لو سب پریزادون نے یلوہ کیا نسیم نے چاہا کہ نکلون

سب پریزادون نے ملکہ کو پکڑ لیا تڑپ کے نہ دبا بہ تعجیل زبان مین سوزن دبا لیکر چلین چند کنیزین بھاگین تلاش
مین صاحبقران کے چلین یہان صاحبقران ارشد تاجدار کو اُسی مقام پر چھوڑ کر بموجب حکم لوح چلے
ایک صحرا مین آگے پہونچے مغل جادو وہان کا حاکم تھا آگے صاحبقران پر سحر کیا امیر نے لوح چمکائی آخر
امیر کے ہاتھ سے مارا گیا مغل کے مرنے کی صدا بلند ہوئی کنیزون نے جو آواز سُنی اُسی طرف دوڑین آ کے
صاحبقران سے ملاقات کی صاحبقران کے سامنے آ کے رونے لگین صاحبقران نے پوچھا تم کون ہو
اُنھون نے دست بستہ عرض کی ہم ملکہ نسیم کی کنیزین ہین آپ کے واسطے ملکہ گرفتار ہوئی ہین گلنار گرفتار
کیے ہوے اسی طرف سے آئیگی حضور کو مدد کرنا واجب و لازم ہو ملکہ نے ہمسے کہا تھا کہ صاحبقران کو
اطلاع کرنا ہماری کمک کرین اس آفت سے بچالین ہم بھی کسی کام آئینگے صاحبقران کنیزون کے ساتھ
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا گلنار پریزاد نسیم کو قید کیے ہوے جاتی ہو صاحبقران نعرہ کر کے
جا پہنچے نسیم کی جو نگاہ پڑی بیتاب ہو گئی یہ بھی خوف ہو کہ امیر کو کوئی زوال نہ آجائے صاحبقران
کو خدا دشمنون سے بچائے دعائین مانگ رہی ہین کہا ہو خدا سے نادیدہ مین شرف مذہب سے بخوبی
آگاہ نہین ہون لیکن عرض کرتی ہون کہ صاحبقران کو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے صاحبقران شیرانہ
نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین جب لوح چمکاتے ہین جادوگرنیان بیہوش ہو ہو کے گرتی ہین سیکڑون نابینا
ہوئین سنگانہ گیرودار بلند ہوا ایک کنیز جانبازی کر کے قریب نسیم کے پہونچی زبان سے سوزن نکالا نسیم
جو قید سے چھوٹی آفت برپا کردی کڑک کڑک کے گرنے لگین جب گرگئین اُٹھتے دو ٹکڑے ہو سے گلنار پریزاد
نے جو نسیم کا سحر دیکھا گھبرا گئی پریشان تھی کہ اب کیا کرون قصد ہوا کہ نکل جاؤن نکل جانا ممکن نہین ہر طرف سے
نسیم سحر کرتی آتی ہی چاہتی ہو گلنار پریزاد کو قتل کرون گلنار اپنے کو بچا کے ہٹ جاتی ہو اب
اُسنے پریزادون سے کہا ارے صاحبو اگر ہو سکے تو بادشاہ سے جا کے خبر کرو میری جان بچے تجھکو
لڑائی فتح ہوتے نہین معلوم ہوتی شاید وہ کسی کو براے مدد روانہ کرین پریزادین کہتی ہین وارسی
کیون جائین نسیم رہا ہو گئی اُسنے تو آفت برپا کردی طلسم کشا کے سامنے کس زور و غرور سے لڑ رہی ہو
کمال اپنا ظاہر کرتی ہو صاحبقران پر عاشق ہو اپنا زور و شور دکھا رہی ہو حقیقت مین کس بلا کی
لڑ رہی ہو نسیم کی ہوا بندھی ہوئی ہو صد ہا پریزادون کو مار کے ڈالدیا گلنار پریزاد حیران و
پریشان مضطر و بیقرار اپنی جان سے بیزار کہتی ہو دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے کیونکر چھوٹون بھاگون
یا لڑون ایک گوشے مین کھڑی ہولی سمیٹا لینا کر رہی ہو کہ صاحبقران کے نعرے کی آواز آئی ہم
زمین تھرائی گلنار پریزاد نے گولہ اُٹھا کے مارا صاحبقران نے لوح کو چمکایا گولہ باطل ہوا گئی گوسے
اسطرح مارے امیر لڑتے ہوے برابر ہو گئے گلنار تڑپ کے زمین پر گری پھر پرواز پیدا کر کے
چلی چاہا نکل جاؤن صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر گلنار نکل گئی فساد برپا کریگی ابھی حملہ جا
باقی ہین امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفید سوفار
زہر پیکان عقاب پر پھر کمان مین پیوست کر کے تاک کر مارا سینے پر گلنار پریزاد کے پڑا
دو کے پشت کو پار کر گیا پریزادون نے گریبان چاک کیا لاشہ اُٹھا یا لیکر بھاگین صاحبقران اُسی
مقام پہ اُترے قصد تھا کہ اب آگے نہ بڑھین شب اسی مقام پر بسر ہو صبح کو آمادۂ سفر ہو کے اس جا لین ست

کہ صحرا سے گرد اُڑی ارشد تاجدار مع چار سو جوانون کے آکے پہونچا صاحبقران نے بارگاہ استادہ کرائی ملکہ نسیم کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے نسیم نے شہریار کے سب اپنا حال بیان کیا اور جوش عشق مین منھ سے نکلا گیا

نظم

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہے انکار نے پھر
نہ دل پر نہین زور چلتا کسی کا
وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی کو
نہین میری جان شکوہ بیجا کسی کا

نہ ہی تو کسی کا نہ ہوگا کسی کا
نہ میری سنے وہ نہ مین ناصحون کی
یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوی کسی کا
صبا نکہت یار لائی کہان سے
نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا
دم الحذر از عشق بتان سے

کیا تمنے قتل جہان اک نظر مین
نہین مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو بگڑ جائے اُس بیوفا سے تو جانا
نہین دخل اُس کو مین اصلا کسی کا
گری کیا کہ سے آپ ہی جائی ہو تم
تجھے ڈر ہوا ای مومن ایسا کسی کا

صاحبقران زمان نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی انشاء اللہ تعالیٰ اگر خدا نے فضل کیا اور مین نے عفریتہ خونخوار کو مارا ان سب کو رہا کیا تمکو طلسم کا بادشاہ کرونگا نسیم نے سر جھکا لیا کہا کنیز کو سلطنت کی ہوس نہین ہے چاہتی ہون آپ کے ساتھ رہون خبر ملی ہے کہ آپ کو معرکہ عظیم درپیش ہے یعنی طلسم ہفت پیکر کے بادشاہ سے بگڑ ہی آنکھ گئی نامے ہم سبھون کے نام آئے تھے ملکہ عفریتہ خونخوار کئی ہم بھی جا کے شریک ہوے اے شہریار وہ وہ عجائب وغرائب دیکھے کہ ہوش وحواس درست نہ تھے آخر یہ نوبت پہونچی کہ عفریتہ خونخوار کہ پرانی ساحرہ ہے اپنے خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کیا ہمکو بھی اطاعت کرنا پڑی اب تو کنیز نے پونے دو سو برس عنت کی خلا نے نادیدہ سے دعا مانگی وہ دعا مقبول ہوئی آج مجھکو شاہنشاہ سے تھا کہ بادشاہ طلسم سے بغاوت ہوئی آخرکار ہمیشہ بسر کرونگی اگر طلسم سے نکلے اہالیان ہفت پیکر دست انداز ہونگے مگر شکر کرتی ہون کہ آپ تک پہونچ گئی آج شب حضور یہان بسر کرین مین کل حضور کو زندانخانہ طلسمی پر لیجاونگی الماس شعلہ تن اُس مقام کی حاکم ہے انشاء اللہ اُسکے سر پہ پہونچا دونگی طلسم ہفت پیکر مین سات پہاڑ سبز ہوے ہین ہفت پیکر ایک دن مین ساتون پہاڑون پر اپنا ظہور دکھاتا ہے جس پہاڑ پر جا بیٹھے اُسی کو دیکھیے سب کے دلون کا حال بتاتا ہے ایسے ایسے عجائب وغرائب دیکھکر عفریتہ نے سجدہ کیا اس طلسم کے سبھی لوگ وہین کے مطیع ہین بلکہ مجھکو یقین ہے کہ جب یہ طلسم فتح ہوگا اہالیان طلسم ہفت پیکر کو بڑی دشمنی ہو جائیگی صاحبقران نے حال طلسم ہفت پیکر سنکر فرمایا کہ اے نسیم میرا جانشین اور میرے کئی فرزند گئے اور جا کے ہفت پیکر پرست ہوے اُسکے شعبدے غضب کے ہین جو گیا اُسکا مطیع ہوا وہان سے نکلکر آنا دشوار ہے نسیم نے کہا کنیز وہان بہت کام آئیگی ساتون پہاڑون کی سیر کی ہے ہر پہاڑ پر عجائب وغرائب قائم کیے ہین مگر میری ایک بہن اکثر شعبدہ بازو ہان کی منتظم کار ہے بلکہ مشہور یہ ہے کہ عجائب وغرائب کا انتظام اُسی کی ذات پر ہے اگر کنیز اُسکو بلالیگی سب انتظام بگڑ جائیگا صاحبقران نے فرمایا اے نسیم اب تو سر دست تدبیر رہائی ملکہ قریشہ سلطان وقمرزاد ہونا چاہیے نسیم نے عرض کی حضور تشریف لے چلیں کنیز ساتھ ہے صاحبقران نے لشکر تیار کیا ارشد تاجدار اُن چار سو جوانون کو آراستہ کر کے سامنے لایا صاحبقران سوار ہوے قضائے کار الماس شعلہ تن مالک زندانخانہ طلسمی اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ چند ساحر بھاگے ہوے پہونچے سب حال مفصل بیان کیا کہ یہ معرکہ گذرا ملکہ نسیم عنبرین مو طلسم کشا کی شریک ہو گئین

بڑے زور و شور سے لڑین کیا عجب ہی اسطرف طلسم کشا کو لیکر آئین تمھارا ابھی نشان بتائین الماس نے کہا مین ملکہ فرخشندہ سلطان کو ابھی قتل کرتی ہون کہ لاشہ فرخشندہ کا دیکھکر طلسم کشا کا دم نکلجائیگا ملکہ فرخشندہ روح روان صاحبقران ہی بعد صاحبقران کے پردۂ قاف کے بلوے ملکہ فرخشندہ نے سنبھالے یہ کہکر جلادون کو آواز دی جلادان خرس طینت میمون خصلت حاضر ہوے کہا دارین استادکرو سب جادوگرون کو جمع کرلیا کہا صاحبو مین فرخشندہ سلطان کو قتل کرکے نکلجاؤن سب نے کہا بہت مناسب ہی سب سامان مہیا ہونے لگا دار استادہ ہوئی جلاد حاضر ہوے کہا ملکہ فرخشندہ سلطان کو لاؤ جادوگر اندر گئے ملکہ فرخشندہ قفس مین بند بیٹھی برابر قفس شاہزادہ قمرزاد کا ہی جب جادوگرون نے قفس کھولا قمرزاد نے گھبراکے کہا ارے یارو ہمارے مالک کو کیون ہمسے جدا کرتے ہو پہلے ہمین قتل کرو فرخشندہ سلطان نے کہا اب ہمارا دم بہت گھٹ گیا قطع کرو ہمارا وقت قریب آگیا اُنکے بس مین ہین جس طور سے چاہین پیش آئین قمرزاد نے کہا جاکے الماس شعلہ تن سے کہو کہ اگر تیرا ارادہ ہی کہ ہمارے مالک کو قتل کرے تو پہلے ہمین قتل کر پھر اختیار ہی جتنے پریزادین شاہ پری و ماہ پری وغیرہ ملکہ فرخشندہ سلطان کے ساتھ قید ہوئی ہین شور گریہ و زاری کا بلند ہوا ہر ایک پریزاد کا یہی قول تھا کہ پہلے ہمکو قتل کرو قفس سے سر ٹکراتی ہین یہی ہر ایک پریزاد چاہتی ہی کہ ہم قتل ہو جائین ہمارا مالک بچے اگر ہم زندہ بچے اور سامنے آسمان پری کے گئے فرمائینگی کہ میری نور نظر کو کیا کیا تم لوگ زندہ بچکر آئے ہماری نور نظر کو قتل کرادیا ہم کیا جواب دینگے ملکہ فرخشندہ سلطان نے کہا خدا کو یاد کرو اگر ہماری موت لیکر آئی ہی کون ہمین بچا سکتا ہی اور اگر ہماری موت نہین ہی تو تمام عالم دشمن ہو تو کیا خوف ہی تمام جادوگرنیان قفس کو ملکہ فرخشندہ سلطان کے لیکر پاس آئین الماس شعلہ تن نے اشارہ کیا دار پر کھینچو کنیزون نے ملکہ فرخشندہ کو دار پر کھینچا ہر طرف غلغلہ ہی ہر شخص یہی کہتا ہی کہ ای الماس یہ کیا غضب کرتی ہو یہ نور نگاہ آسمان پری ہی اسکے خون کے دعویدار بہت ہین مشہور ہی کہ پردۂ قاف مین چار نقابدار ہین نہین معلوم وہ کون ہین ایک نقابدار تو انمین سے یہان قید ہوا تینون نقابدار ملکہ آسمان پری صاحبقران زمان فرزندان صاحبقران سب انکے خون کے دعویدار ہونگے کس کسکو جواب دوگی الماس شعلہ تن نے کہا مین قید خانے مین رہکر کیا کرونگی خدمت مین بادشاہ طلسم کی چلی جاؤنگی وہان کون جا سکتا ہی جادوگرنیون نے کہا طلسم کشا ہر مقام پر پہونچ سکتا ہی الماس شعلہ تن نے کہا مین کسی سے خوف نہین کرتی یہ کہکر حکم دیا تیر و کمان لاؤ بارہ سو جادوگرنیان تیر و کمان لیکر موجود ہوئین یہان شاہ پری و ماہ پری وغیرہ بلک بلک کے دعائین کرر ہی ہین پکارتی ہین ای رحیم و کریم اب مدد کر اس بلا کو ہمارے سر سے رد کر

نظم

لوح رقم برلوح دل ای حق نما تحریر حق — تا کہ اندر جسم و جان تو کند تاثیر حق

ہر زمان حق دار بر نوک زبان حق بیان — تا شود در گفتگو ظاہر بہر تقریر حق

باشد ش نقش حقیقت ہر زمان مد نظر — ہر کہ راز حق بہ لوح جان کشد تصویر حق

گر دہد باطل دگر در چشم حق بینش فروغ — چون بہ جسم و جان اہل حق کند تاثیر حق

صاحب حق را نباشد بر حق دیگہ نظر — سبب ساند مستحق را بلکہ سبے تا خیر حق

فی الحقیقت حق شناسان را بہ بخشد در جہان — احترام و اقتدار و عزت و توقیر حق

سرنوشت عالم دنیا بدست خود نوشت — مالک ملک قضا و کاتب تقدیر حق
حق و باطل هر دو اندر قبضۂ خود کرد کار — کشور هر جان و دل را می کند تسخیر حق
حاکمان را گه کند محکوم خلاق جهان — گه بمحکومان بہ بخشد حکم عالمگیر حق
حضرت حق ذره را بخشد عروج آفتاب — قطره را گوهر نماید خاک را اکسیر حق
بندۂ قاصر گر از کردار بد نادم شود — عفو فرماید بدو از عاطفت تقصیر حق
رخ ز صد پرده بهر حیله نماید راستی — از نهانخانه شود ظاهر بهر تدبیر حق
زنگارین خانہ احباب دہند ہی ہر زمان — چهره بنماید ز هر شکل ز هر تصویر حق

اسوقت قید خانے مین ایک ہنگامہ برپا ہی سب غلام رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی خداوند ملکہ قرلیشیہ سلطان کو بچانا ہمکو روز سیاہ نہ دکھانا ہم ملکہ آسمان پری کو کیا جواب دینگے وہ فرمائینگی ہماری نور نظر کو کیا کیا ہم کیا جواب دینگے ای پروردگار اس داغ سے ہمکو بچانا یہان الماس شعلہ تن نے حکم دیا ہی بارہ سو جادوگرنیان لیس ہین اشارے کی دیر ہی اشارہ کرین سو تیر چلین کہ صحرا سے گرد اڑی ملک قاف ثانی سلیمان بپشت مرکب پر سوار ہرابر نسیم عنبرین مو بپشت پر چار سو جوان تلوارین کھینچے ہوے صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ قرلیشیہ سلطان دار پر لٹکی ہوئی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران از تصنیف مصنف

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بہ پنجان پئے گیرودار
بہ بازو شده فتح و نصرت نثار
دو صد دیو عفریت را در مصاف
گه ار جنگ بے دین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جهان
که گنجاب ملعون که دو هزار
گذر چون بہ جولانگهِ قاف شد
ملرز ند از خوف دیوان قاف
درا ینجا چو جاه و ادب یافتم

منم صاحب خنجر و تیغ و علم
ز تیغم فراری الوشیهوان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

نسیم عنبرین مو تڑپ کے بلند ہوئین جاتے ہی سحر کیا زنجیر کو کاٹا ملکہ قرلیشیہ سلطان جو زمین پر گرین گرتے ہی قید کو توڑا دار کو اکھیڑا ہلاتی ہوئی چلین جسپر دار کو مار دیا اُسکا سر پھٹ گیا سیکڑون جادوگرون کو ملکہ قرلیشیہ نے مارا صاحبقران لوح جھکا رہے ہین جسپر عکس پڑ گیا وہ جادوگر نابینا ہوا صدہا جادوگر نابینا ہو کے مر بے ملکہ نسیم عنبرین مو کڑک کڑک کے گر رہی ہین جسپر کڑک کے گرین اُسکے دو ٹکڑے ہوے صدہا جادوگر ملکہ نسیم نے مارے مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہین صاحبقران کے ہاتھ مین تیغۂ عقرب سلیمانی علم ہی بڑھکر علم فوج کو قلم کیا الماس شعلہ تن نے چاہا اڑ بھڑ کے نکل جاؤن جان بچاؤن صاحبقران لوح کو ملاحظہ فرما رہے ہین لوح نے خبر دی ہی کہ اگر الماس شعلہ تن نکل جائیگی فساد برپا کریگی صاحبقران فکر مین ہین کہ الماس شعلہ تن کو قتل کرون الماس چاہتی ہی کہ طلسم کشا پر جادو تاثیر نہ کریگا ملکہ قرلیشیہ پر جاتی ہی ہر مرتبہ سحر کرتی ہی جب ملکہ قرلیشیہ سلطان کے زمین نے پیر تھامے صاحبقران نے بڑھکر لوح کو چمکایا سحر اتار ساحرون پر جا پڑے ایک مقام پر نسیم عنبرین مو نے سحر کیا الماس شعلہ تن تڑپ کے چمکی ایک گولہ جو پھینکا نسیم کی ہوا اُڑی پاؤن زمین نے تھام لیے ہر چند چاہتی ہین نکلون ممکن نہین ہوتا بیقرار ہو کے آواز دی ای صاحبقران زمان کنیز کو بچائیے میرا حال ابتر ہو گیا چاہتا ہی جمال جہان آرا دیکھون سفر عدم درپیش ہی لطف

سخن کے ساتھ لب پر نالۂ جانکاہ ہی | تیری فرقت مین سخن تکیہ ہمارا آہ ہی
آگئے ہین کسقدر ہم بھی فریب عشق مین | بت کو اک مدت تلک سمجھا کیے اللہ ہی
پھر بہار آئی ہوے پھر نوکر شاہ جنون | دست ہر گل مین ہمارا ابھی زر تنخواہ ہی
کیا عجب اسکا اگر بھولا ہون مین راہ وطن | یاد غربت مین مجھے جو رہتی گمراہ ہے
کیون شب وروز زمستان مین بہت آتی ہی یاد | ہی دراز اُس مہروش کی زلف قد کوتاہ ہی
ماہ کنعان ہی وہ طفل اور کو مین یعقوب سا | سرمۂ بینش مجھے وہ گرد بازی گاہ ہی
شاہ کہتے ہین جسے جس سے گدا پائین مراد | نام کو دنیا مین یون تو جو گدا ہی شاہ ہی
ہو گیا مثل شب دیجور بخت اپنا سیاہ | سال بھر گذرا کہ نظرون سے نہان وہ ماہ ہی
وہ صنم کرتا ہی مضمون حیلہ سازیکی رقم | ہاتھ مین جاے قلم گویا دم روباہ ہی
ناصحا چاک جگر سلوانے کی فرصت کہان | رشتہ اپنی زندگانی کا بہت کوتاہ ہی
کیا تنزل مین ترقی ہوگئی ناسخ مجھے | گر نہین دربار تو اللہ کی درگاہ ہے

صاحبقران نے جو پلٹ کے دیکھا نسیم عنبرین مو پاؤن زمین غرق حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہی ہین الماس شعلہ تن کی کنیزون نے بلوہ کیا ہی چاہتی ہین قتل کرین نسیم عنبرین مو کی بینا بی آنکھون مین حلقے چہرے پہ زردی گھبرا رہی ہین چہار جانب سے ہنگامہ ہی صاحبقران زمان تلوار کھینچکر دوڑے نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان اوطعون خبردار نسیم عنبرین مو پہ ہاتھ نہ ڈالنا الماس شعلہ تن الگ ہوئی جب صاحبقران زمان نے جا کے لوح چمکائی تب ملکہ نسیم عنبرین مو نے رہائی پائی صاحبقران نے کئی مرتبہ نسیم کو بچایا الماس شعلہ تن کا لشکر بہت بڑا ہی مرحلے کی مالک مصاحب عفریتہ خونخوار مگر اپنے ہوش مین نہین ہی صاحبقران شیرانہ ہنگامہ پلنگانہ جنگ کر رہے ہین ہر طرف ہنگامہ ہی جرأت ولیاقت ہمراہ ہی ہر قدم پہ ساحرون نے دام مکر بچھائے ہین ہر طرف سے بلوہ کرتے ہین چاہتے ہین صاحبقران کو گرفتار کر لین پریزادیان دیونیان بلوہ کر کرکے آتی ہین ملکہ فرشتہ سلطان نے زمین ہلا دی صدہا پریزادون کو قتل کیا اور دیوتیون کو مارا جب الماس شعلہ تن نے دیکھا کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا آگ برسائی تلوارین گرائین صاحبقران کو کچھ خیال نہ رہا الماس ایک نخل کے سائے مین آ کے ٹھہری چند جادوگرنیان بھی آئین سب نے دست بستہ عرض کی ہم لوگ عاجز ہو گئے سحر تاثیر نہین کرتا الماس شعلہ تن نے ٹکڑے ٹکڑے سا ایک دستار دی ایک طائر زمزمہ سرائی کرتا ہوا سامنے آ کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا یہی آواز دیتا تھا اے ساکنان دنیا مقام عبرت ہی کجا ہے عشرت شاہان جلیل کیا ہوے حسرتہا پاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے

نظم

اضطراب دل مرا آخر مزا دکھلا گیا | اپنی بیتابی کے مین صدقے اُسے رحم آگیا
ہاے قسمت منتون سے میری راضی تھے مگر | کچھ لحاظ پاک دامانی اُنھین سمجھا گیا
دیکھکر خنجر بکف مجھکو امید مرگ مین | ہنسکے فرمانے لگے مرنا تجھے بھی آگیا
کیا کہون دھوکے دیے کس کس نے جوش شوق مین | تیری صورت بن کے جو آیا مجھے ترسا گیا
دیکھے حکم قتل میری لاش پر رونے لگا | ذی مروت تھا نہایت درد الفت آگیا

کی صبا نے کوئی گستاخی مقرر زلف سے — سامنے آنکھوں کے اک دود جگر سا چھا گیا
تونے اتنا بھی نہ پوچھا ہے سبب بارش ہی کیون — مدتون تک ابر گریہ روز منھ پر برسا گیا
ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا — بولے جھنجلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا
دیکھیے عمر دوروزہ مین ہو کیا صورت نسیم — ایک ہی لقمے مین غم سارا کلیجا کھا گیا

آواز دی اے الماس شعلہ تن ہمکو کیون طلب کیا آخر کیا ماجرا ہی مجھ پر بڑی بیداد ہے ہم بہت بیقرار ہین الماس نے پکار کے آواز دی اے طائر ساحری ملکہ عفریتہ خونخوار کو خبر کر کہ طلسم کشا لڑتا بھڑتا قریب زندان طلسمی پہونچ گیا ملکہ قریشیہ سلطان نے رہائی پائی کسی کو بھیجیے یا خود تشریف لائیے لونڈی کو آکے بچائیے ورنہ قتل ہوا چاہتی ہی نکل جانا ممکن نہین ہوتا طائر اڑ گیا دیکھنے والون کے ہوش اڑے گویا طائر خیال تھا خبر لیکر جاگا یہان وہ وقت ہی کہ عفریتہ خونخوار تخت پر بیٹھی ہی ساحران غدار جمع ہین یہی صلاح ہو رہی ہی کہ طلسم کشا کی کیا تدبیر ہو اسکا عزم و شان بڑھتا جاتا ہی طلسم کشا نے مرحلہ جات فتح کیے دیکھیے قید خانے پر کیا گذرے ساحر کہ رہے ہین حضور اب لڑائیان سخت پڑینگی یہ ذکر تھا کہ طائر پیدا ہوا مثل انسان کے آواز دی اے بادشاہ طلسم عجائب الماس شعلہ تن پر وقت تنگ ہی مجھکو بھیجا ہی کہ شاہ کو خبر کرو زندانخانہ لوٹا چاہتا ہی قیدی رہا ہوا جاتے ہیں جلد تدبیر کیجیے مین تو رخصت ہوتا ہون یہ کہکر ایک آہ کی جلکر خاک ہو گیا عفریتہ خونخوار اٹھی سب ساحر کھڑے ہو گئے چاہتی ہی کہ تخت پر سوار ہون کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے ملکۂ عالم ٹھہر جاؤ دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بدانجام ایک کتاب بغل مین دبائے ہوئے آگے پہونچا کہا اے ملکۂ عالم تو شاہ طلسم عجائب وقت انقلاب ہے دل بہت بیتاب ہی ہادی رہبر یعنی تصویر شیطان جو کہ بلورین ہین تختی مین واسطے سجدے کے گیا تھا تصویر کو گریان پایا ایک طرف سے آواز آئی کہ ساحرون کو مناسب ہی آج کل پوجا پاٹ کی ترقی کرین عمر طلسم تمام ہوئی علامت مشہور ہی نسیم عاشق ہو گئی وہ علامت ظاہر ہوئی طلسم کشا کے ساتھ ہی دہی پتہ بتلا کے زندانخانۂ طلسمی پر لائی ورنہ طلسم کشا مہینون بھٹکتا وہان تک نہ پہونچتا نسیم عنبرین مو نے رہبری کی اب ہوا کا رکنا دشوار ہی یہ سنتے ہی عفریتہ خونخوار نے آواز دی صاحبو مجھکو کاہن بلغ کرتا ہی کوئی تم مین سے ایسا ہی کہ جاکے الماس شعلہ تن کو بچائے یہ سنتے ہی سرمست جادو وزیر تڑپ کے اٹھا کہا غلام جائیگا الماس شعلہ تن کو نکال لائیگا یہ کہکر سرمست جادو چلا عفریتہ خونخوار نے بارہ ہزار ساحر ساتھ کیے بڑے زور و شور سے سرمست جادو چلا یہان وہ وقت ہی کہ صاحبقران لڑتے بھڑتے لوح کو جھکائے ہوئے تا بہ زندانخانہ پہونچ چکے ہین چاہتے ہین اندر جائین کہ آسمان سے آواز آئی تم سرمست جادو وزیر اعظم ملکہ عفریتہ خونخوار یہ کہکے ایک گولہ مارا کہ در قید خانہ پر اندھیرا ہو گیا چار سو جوان وار شدہ تاجدار لڑتے لڑتے رک گئے ملکہ نسیم قریب صاحبقران یا نوکر رہی تھین بالڑنے لڑتے رکین پکار کے آواز دی اے شہریار سرمست جادو وزیر اعظم عفریتہ خونخوار آپہونچا لوح کو ملاحظہ کیجیے امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا اے فاتح این طلسم واے سیار این عجائبات اگر سرمست جادو آجائے در زندانخانے پر اندھیرا ہو فوج الم نے گھیرا ہو تو مناسب یہ ہی کہ لوح طلسم کو دیوار قصر سے مس کر دیجو قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو امیر نے بڑھکر لوح کو دیوار سے مس کیا ایک سناٹا ہوا دروازہ قید خانے کا معلوم ہونے لگا کئی ساحر جلکر گرے دیوار قصر بھی گری سرمست گھبرا گیا زمین پر آیا نسیم پر نعرہ کیا کیون بی نسیم ساحران طلسم عجائب نے تمھارا کیا نقصان کیا تھا کہ تم سب کے

مٹانے کی دیر پا ہو مین میرے سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ جلا کے خاک سیاہ کر دونگا طلسم کشا کی کیا مجال ہی کہ اندر قید خانے کے جا سکے مین وہ ساحر ہون کہ ساحران طلسم سابق نے ہمارے گھر مین وزارت کی نسیم نے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی خدا نے ہمارا انجام بخیر کیا طلسم کشا کے شریک ہوے سب انتظام ٹھیک ہو سے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر نسیم اور سرمست جادو سے سحر چلنے لگا آگ برسی دریا سے آپ نے جوش مارا مچھلیان تڑپ تڑپ کے نکلین نہنگان عون آشام نے سر نکالا صاحبقران کو اپنی جانب متوجہ کرتے ہین مچھلیون کی ماہیت سے کون آگاہ ہی کئی مچھلیان تڑپ کے زمین پر گرین بڑھ بڑھ کر آواز دیتی ہین یا صاحبقران ذرا دھر متوجہ ہو جیے دیکھیے تو کسی شاعر شیرین کلام نے کیا شعر کہے ہین بگوش ہوش سماعت فرمائیے روح کو راحت قلب کو قوت ہو گی

نظم

دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی — صبا غصے کے طور سے پڑتی مجھ پر چاندنی
خوب رو ڈھونڈا کی شب غم ہا مکدر چاندنی — بعد بارش صاف ہو جاتی ہے اکثر چاندنی
ہو گیا ہون ناتوان ایسا شب فرقت مین مین — جسم لاغر پر ہی مثل سنگ مرمر چاندنی
دھوپ آتی ہی نظر تاریک سائے کی طرح — میرے گھر مین ہی اندھیرے کے برابر چاندنی
میرے گھر کی راہ کترا کر نکلتا ہی جب ماہ — رہتی ہی فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی
خاکساری بھی نہ چھوڑے خدا جسکو عروج — آسمان پر ماہ تابان ہی زمین پر چاندنی
بھول کر او چاند کے ٹکڑے ادھر آجا کبھی — میرے ویرانے مین بھی ہو جائے دم بھر چاندنی
ایک ہفتے سے بہم ساتون میسر ہین مجھے — دشت دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی
کیا شب مہتاب مین سے یار جاؤن باغ کو — سارے بیتون کو بنا دیتی ہی خنجر چاندنی
دل سیہ ہی بال سب اپنے ہین پیری مین سفید — گھر کے اندر ہی اندھیرا اور باہر چاندنی
دشت غربت مین ہون بے اسباب اور آئی ہی رات — جلد او گردون بچھا دے بہر بستر چاندنی
کرمک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل — چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی
نقرئی مو باف اُس کافر کی چوٹی مین نہین — یہ وہ شب ہی جسنے کر لی ہی مسخر چاندنی
عنبر تاریکی شب فرقت مین ای ناسخ نہین — ہان اگر زخمی ہون تو نکلے مقرر چاندنی

جیسے ہی ماہیان دریا نے یہ اشعار پڑھے صاحبقران متوجہ ہوے تھے کہ زمین شق ہوئی اجمل جنی کہتا ہوا آیا کہ ای شہریار یہ جھگڑے نمود بے بود طلسمی ہین انپر متوجہ نہو جیے لوح کو ملاحظہ فرمائیے ایسا نہو کوئی فتور پڑے سرمست بلاے روزگار ہی اسکو اسی واسطے عفریتہ خونخوار نے بھیجا ہی اسکی ذات سے بڑے فساد برپا ہونگے بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا ورنہ دھوکا پڑیگا صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا سرمست کی جا اجمل پر لگا وہ بڑی آواز دی او اجمل تو بھی طلسم کشا کے واسطے رہبر ہوا ہے تیری کیا خطا کی جہان پاؤنگا بوٹیان کاٹ کے پھینک دونگا اجمل غرق زمین ہو گیا سرمست سحر کرنے لگا صاحبقران کو لوح نے خبر دی کہ جسطرح ہو سکے اپنے کو تا بہ سرمست پہونچائیے بدون قتل سرمست جادو زندانخانہ فتح نہو گا سختی بڑھتی جائیگی صاحبقران لڑتے ہوے چلے سرمست کو اپنے سحر کا بڑا غرور ہی لڑتا ہوا سامنے امیر کے پہونچا کئی گولے مارے مگر امیر کی تاثیر نہوئی پہلوے کوہ سے ایک دیو پیدا ہوا آواز دیتا ہوا یا صاحبقران اب کیونکر بچیے گا تم نامی دانا عدا

ہمشبیہ عفریتۂ خونخوار چوب دست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہل ہاتھ مین کف منھ سے جاری آ کے چوبدست کا وار کیا صاحبقران نے چوبدست کو قلم کر دیا یہ معرکہ دیو دیکھکر لپٹ پڑا صاحبقران سے کشتی ہونے لگی سرمست جادو دیکھ رہا ہی کچھ بڑبڑاتا جاتا ہی کبھی غل مچاتا ہی لڑتے لڑتے صاحبقران کی نگاہ لوح پر پڑی لکھا تھا اے فتاح طلسم وای سیارا ین عجائبات خبردار اس دیو کو قتل نہ کرنا لوح اسکی پیشانی سے مس کرو جو پیش آئی ہو وہ ظاہر ہوگا صاحبقران نے لڑتے لڑتے لوح اُسکے جسم سے مس کردی جیسے ہی لوح اُسکے جسم سے مس ہوئی ایک دناٹا ہوا سر دیو کا پھٹ گیا شکم سے پانی نکلا دریا بے آنچے جوش مارا بھرا بیابان صاحبقران ڈوبنے لگے پھر زمین سے اجمل جنی پیدا ہوا کہا اے شہریار لوح کو دریا مین پھینک دیجیے صاحبقران نے فوراً لوح کو اُتار دریا مین پھینک دیا ایک آواز مہیب آئی جو ملازمان صاحبقران ڈوب رہے تھے اُنھون نے مہلت پائی دریا سے آب بصورت پیچ و تاب خشک ہوا اب تو سرمست جادو گھبرایا ساحر زبردست ہی تیغہ کھینچکر جا پڑا صاحبقران پر وار کیا امیر نے لوح کو چمکایا چند شعلہ ہاے آتش نکلے سرمست جادو نابینا ہو کے پیچھے ہٹا ٹٹولنے لگا چاہتا تھا کہ نکل جاؤن کہ نسیم نے جھپٹ کے گولہ مارا سرمست نے گولہ پیشانی پر لیا ایک برق چمکی زمین کانپی نسیم لڑکھڑائی بیہوش ہوکے گری اجمل جنی نے آواز دی عکس لوح نسیم عنبرین مو پر ڈالیے ورنہ دم نکل جائیگا اپنے ہوش مین نہین ہی صاحبقران نے جھپٹ کے عکس لوح ڈالا نسیم عنبرین مو اُٹھی چاہا سرمست جادو پر جا پڑے سرمست جادو نے نگاہ ڈالی پر پرواز پیدا کر کے چلا صاحبقران کو لوح نے خبر دی اگر یہ نکل جائیگا بڑا فساد برپا کریگا نسیم عنبرین مو نے بھی آواز دی یا صاحبقران کنیز کا حال ابتر ہی اب یہ نوبت ہی اصل مین یہ کیفیت ہے

نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا — زرد زرد لیپ وہ ہمار اسبزہ مدفن رہا
مروے سے بد تر زبس احوال مجھ مجنون کا تھا — خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا
میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایک دن — نکہت گل پر گمان بو سے پیراہن رہا
آشیان بلبل دستبری ہوا روزن ہر ایک — چار دن جس گھر مین نواے غیرت گلشن رہا
باغ عالم مین ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق — مین وہ سنبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا
صورت عاشق ہے در پردہ اُسے بھی عشق ہی — غرفے مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا
شمع سان رو رو کے یاد گور مین شب بعد کی — جب تلک میرا چراغ زندگی روشن رہا
اسکو یرقان کہیے تو اسکو ہی یرقان زرد — خندہ زن نرگس کے اوپر کب گل سوسن رہا
چہرے کر اپنے سوارون مین کبھی ہم لکھوا چکے — سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا
گرد رہ نے میری اُڑکر اسکی آنکھین بند کین — ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا
چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی — اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا
دم مین دم جبتک رہا تیرے جلو مین ای جنون — مین گریبان چاک بھی باندھے ہوے دامن رہا
سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی — موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر — حال ہر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے | دوست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا

نسیم کی بیقراری پر صاحبقران گھبرائے لوح لیکر جھپٹے لوح کا عکس نسیم پر پڑا نسیم کو ہوش آیا قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئین کہا آپ نے اس لونڈی کی جان بخشی کی صاحبقران لوح چمکاتے ہوے چلے سر مست جادو و الماس شعلہ تن نے ملکر خوب سحر کیا آگ برسائی برق چمکائی لیکن بسبب لوح کے کچھ تاثیر نہوئی لوح کو چمکا کے الماس شعلہ تن پر جا پڑے تیر سہر کمان مین پیوست کر کے سینہ پر کینہ الماس کو تاکا تیر چھوڑا طائر تیر اڑتا ہوا چلا سینے پر جا کے پڑا توڑ کے مہرۂ پشت کو پار گذر لاشہ الماس شعلہ تن کا زمین پر گرا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی لبعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من الماس شعلہ تن بود سر مست جادو نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا کہا یارو بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے رکن طلسم مارا اب بادشاہ طلسم کو خبر ہوگی بڑا ملال ہوگا خبر یہ ضرور جائیگی یہ کہکے لشکر سے نکلا ایک چیخ ماری آواز دی ای سالار کنگرہ شکن جلد آؤ طلسم کشا نے سب کو ستا رکھا ہے طلسم کشا پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا تم طلسم مین مشہور ہو اقلید خانہ لوٹنا چاہتا ہے بیٹا حمزہ کا چھوٹا چاہتا ہے یہ الفاظ پورے زبان سے نہ نکلنے پایا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گردن سوار بڑے جاہ و وقار سے آکے پہونچا جسطرف ملکہ قرلیشیہ سلطان لڑ رہی تھین اسطرف اسنے آکے نعرہ کیا منم سالار کنگرہ شکن ملکہ قرلیشیہ سلطان نے پلٹ کے چاہا جا پڑون اسنے نیزہ مارا ملکہ قرلیشیہ سلطان نے سنان نیزہ کو بچا کے ڈانڈ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑ کے پھینکدیا اسنے تیغے پر ہاتھ ڈالا ملکہ قرلیشیہ پر ہاتھ مارا ملکہ قرلیشیہ نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ سالار زمین پر آ رہا اسنے چاہا جسطرح پہلوانون کو لپٹتے ہین اسی طرح قصد کہ لپٹ جاؤن ملکہ قرلیشیہ سلطان نے کلائی پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ سر سالار کنگرہ شکن کا جنبر گردن سے اڑ گیا سالار کنگرہ شکن جو مرکے گرا اسکی فوج والون نے بلوہ کیا ملکہ قرلیشیہ سلطان ان سب پر جا پڑین خوب تلوار چلی بارہ ہزار آدمی اسکے ساتھ تھے جب سبھون نے دیکھا کہ روزمین کوئی مقابلہ نہین کرسکتا چہار جانب سے حلقہ ہاے کمند پڑنے لگے بارہ ہزار کمندین جو چہار جانب سے پڑین ملکہ قرلیشیہ سلطان گرفتار ہوگئین آرا بے پر ڈال لیا ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان مسلسل و مطوق کر کے لے چلے پکار کے آواز دی یا صاحبقران ہمارا افسر مارا گیا اسکے بدلے ہمنے قرلیشیہ سلطان کو لیا خدمت مین بادشاہ طلسم کے لیجائینگے ورنہ پرسش ہوگی ملکہ عفریتۂ خونخوار کا حکم تھا کہ جا کے طلسم کشا سے مقابلہ کرو وہ دن نصیب نہوا انکی موت ملکہ کے ہاتھ سے تھی صاحبقران زمان نے جو دیکھا ملکہ قرلیشیہ سلطان کو لیے جاتے ہین قصد کیا کہ جا کے رہا کرون بارہ ہزار جوان آ کے حائل راہ ہوے صاحبقران زمان والی قاف و دنیا کو وہان تک جانے نہین دیتے روکے ہوے لڑ رہے ہین صاحبقران چاہتے ہین کہ بڑھ کے برابر آرابے کے پہونچ جاؤن مگر وہ لوگ نہین جانے دیتے صاحبقران بیقرار ہوکے پکار اٹھے

نظم

ای رفیقان بخدا پند نگوئید مرا
بی دل گم شدہ ام آہ مجوئید مرا
گل دیوانگیم رستہ زخاک مجنون
ہوس عشق اگر ہست بگوئید مرا
تا صحارو نے تنہا یار خدا نہ نمایید
مانع از دیدن آن روی مگوئید مرا
وہ چہ خوش گفت رقیبی بسگان کویش
کہ شما جملہ بجای کس وگوئید مرا
کار من بازگذارید بہ ابر کرمش

ہم نشینان ذبس مرگ مشوئید مرا | آگہ از راز دہان دگر یار شدم | بعد ازین واقف اسرار مگوئید مرا

اس طرح کی دعائین کرتے ہوئے صاحبقران اُن بارہ ہزار پر جا پڑے خوب لڑے اُن بارہ ہزار نے ہر چند روکا صاحبقران نہ رُکے قرلیشہ سے امیر نے فرمایا اے نور نظر قبہ توڑو قرلیشہ نے جھٹکا مار کر ہتھکڑی کو توڑا آواز دی قبلہ و کعبہ مین حاضر ہوئی یہ کہکے نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
گرمی بازار عشق از لعب خون من است | بر سر دار فنا غلغلۂ غوغاے من | پاک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق | بشکنم این بند را دست جنون من است

قبہ توڑ کر آرا بے کو اُٹھا لیا اُسکو جو گردش دی سیکڑون کے سر پھٹ گئے ملکہ قرلیشہ نے تہلکہ ڈالدیا ایک طرف صاحبقران مصروف جنگ ہین ایک طرف قرلیشہ نے لاش پر لاش گرا دی کہ آسمان سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا امیر نے نقابدار زرین پوش بڑے عظم و نشان سے آکر پہونچا لڑتا بھڑتا ہوا طرف سرمست کے چلا صاحبقران کو آنا نقابدار کا ناگوار ہوا عین گرمی جنگ مین بہشت مرکب پر سوار ہوئے ٹھکرا کے چلے کف مُنھ سے جاری لوح کو گردش دیتے ہوئے قریب سرمست کے پہونچ گئے جب تک نقابدار کوشش کرے تب تک صاحبقران پہونچ گئے اُسنے چاہا نکلجاؤن صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے اُس مقام پر بڑی جنگ ہوئی ہمراہیان سرمست چاہتے تھے امیر کو تا بہ سرمست نہ جانے دین امیر ادھر سپر کی لگائے ہوئے لڑ بھڑ کر قریب سرمست کے پہونچے نقابدار زرین پوش بھی جانبازی کرکے برابر پہونچا سرمست نے چاہا صاحبقران پر وار کرون نقابدار گھوڑے سے کود پڑا اسم اعظم پڑھتا ہوا برابر سرمست کے پہونچا لپٹ پڑا اُسنے چاہا سحر کرون ایک طمانچہ مارا دانت اُسکے ٹوٹ کر حلق مین گر گئے وہ جھلا کر خون اُگلتا ہوا نقابدار سے لپٹا نقابدار نے کولے پر لاد کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا ہنگامہ ہوا سرمست مارا گیا تمام فوج نے فرار پر قرار کیا نقابدار بھی مصروف جنگ ہی جب سب ساحر بھاگ گئے جو باقی رہے اُنمین آواز الامان بلند ہوئی امیر نے سب کو امان دی اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی نقابدار کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ مین آئے نقابدار کی بہت خاطر کی بعد اسکے فرمایا اے نقابدار بہادر افسوس ہی کہ ہمارے تمھارے فیصلہ نہین ہوتا لڑائی بھی ہو لی اب تو آج نہ جاؤ ہمارے تمھارے فیصلہ ہو جائے نقابدار نے یہان کیا موقع ہی آپ بر سر راہ ہین جب اپنے لشکر مین پہونچئے منصف بھی وہان ہون ہماری آپ کی شمشیر زنی دیکھین آرزو تو یہ ہی کہ غروب یہ باختر پر مقابلہ ہوتا وہان دیکھنے والے موجود تھے یہ راہ پردہ قاف کون انصاف کریگا امیر نے فرمایا کیسا انصاف آپ خود منصف ہین جو امر واقع ہوگا آپ خود فرما دینگے کہ مناسب ہوا نقابدار نے بہت عذر کیا اور کہا اے شہریار مین کسی طرح آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہون مگر عہدے کا مقدمہ ایسا ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا فی الحال ایک نقابدار نے خروج کیا ہی ہمارا آپ کا ہم مذہب ہی ہر جگہ مدد کو آتا ہی جب کبھی آیا یہی سوال کیا کہ بانے صاحبقرانی نہین پائے مین شرما جاتا ہون دل مین یہی آرزو ہی کہ آپ سے مقابلہ نہ ہو اور بلے نے ملجائین آپ برائے خدا بزرگان دین سے دریافت کرین دیکھیے وہ کیا فرماتے ہین یقین ہی کہ یہی ارشاد ہو کہ نقابدار مندین پوش لائق بانہائے صاحبقرانی ہی صاحبقران نے فرمایا میرے مقدمہ

سپہ گری مین بزرگان دین کو کیا دخل ہے مین اُنسے کیون پوچھون کیا مین جنگ مین عاجز ہون حسب طرح مزاج مین آوے امتحان کر لیجیے نقابدار خاموش ہو رہا لاچار ہو کر کہا حضور کو اختیار ہے امیر نے فرمایا اے نقابدار تمنے جو کمان معرفت نورالدہر کے بھیجی تھی وہ کمان خزانے مین بطور حفاظت رکھی ہے اگر حکم ہو تو اُسکو منگوا دُون آپ کے سامنے کھینچون آپ کو حال معلوم ہو نقابدار نے کہا یہ سب باتین وقت پر موقوف ہین یہان کھینچنے کا محل نہین ہے ہر چند صاحبقران نے چاہا کسی طور سے نقابدار نے منظور نہ کیا نقابدار صاحبقران سے رخصت ہوا چلتے چلتے کہ گیا کہ ہمارے آپ کے مقابلہ خاص غرد بیہ باختر پر ہوگا امیر نے کہا تمھین اختیار ہے جہان بلاؤگے وہین آئینگے نقابدار رخصت ہو کر روانہ ہوا منتظم زندانخانہ حاضر ہوا امیر نے فرمایا قمرزاد کو لاؤ اور قیدی بھی آئے شاہزادگان والا قدر تھے سب مطیع اسلام ہوئے ملکہ قریشیہ و قمرزاد امیر سے ملکر رخصت ہوئے قریشیہ نے عرض کی کنیز جانا مناسب نہین جانتی اگر حکم ہو تو فوج کو بلاؤن راشد و ارشد جنی و شیامک سیاہ کلاہ قریب کوہ بلور کے فروکش ہین کوہ نورافشان پر انکو خبر ملی تھی کہ صاحبقران داخل طلسم عجائب ہوئے یا تو پرائے شکار جاتے تھے یا اُسی مقام پر رکے کنیز اُنکو ساتھ لیکر حاضر ہوا چاہتی ہے تا بہ عفریتہ خونخوار فوجین بحساب پڑی ہین آپ کو روکینگی امیر نے فرمایا جو پڑیگی اُسکو جھیلینگے جان پر کھیلینگے عفریتہ خونخوار سے ضرور مقابلہ ہوگا قریشیہ کو امیر نے کچھ جواب نہ دیا لاچار ہو کر ملکہ قریشیہ رخصت ہوئین بعد جانے قریشیہ کے صاحبقران نے ارشد تاجدار اجمل جنی کو حکم دیا لشکر تیار رہے صبح کو کوچ ہوگا رات ہی سے تیاری ہونے لگی مگر صاحبقران بارگاہ مین آکر لیٹے لشکر کا خیال آیا دل تڑپ گیا گھبرا کے اُٹھے سوچتے تھے کس کام کو جاتے تھے کس کام مین پھنسے فلک نے مجبور کر دیا افسوس صد ہزار افسوس نظم

پیری نے قد راست کو اپنے نگون کیا — محراب قصر تن کو ہمارے ستون کیا
جانے سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون — ابکی بہار مین اسے نذر جنون کیا
دیوانے تیرے یون تو ہزار دن ہین اے پری — شیشے مین جسنے تجھکو اُتارا افسون کیا
مجھ و صوفی کے جو نعرے سے حال اُسکو آگیا — مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغنون کیا
کس کس نگاہ ناز سے دیکھا میری طرف — کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا
ارگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا — یوسف سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا
آرائش اہل حسن کو جادو سے کم نہین — بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا
آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون — عامل نے سال حال کا اپنے شگون کیا
فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا — شیرین نے ناپسند مگر بیستون کیا
دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر — مثل حباب کاسہ مے واژگون کیا
مضمون بند عانہ ہمسے کبھی دل کے داغ کا — بیرون لب زبان سے نہ سوز درون کیا
جوہر وہ کون سا ہے جو انسان مین نہین — دیکر خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا
کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق بوسہ نے — کیف شراب لے جو وہ رخ لالہ گون کیا
آنکھون سے جائے اشک ٹپکنے لگا لہو — آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

نہین معلوم اُن پر کیا گذری دشمن سر پر کوئی معین و مددگار نہین اسی خیال مین صاحبقران سو گئے مین خواب
مین دیکھا کہ بادشاہ کھڑے ہوئے رو رہے ہین امیر نے پوچھا حضور خیر تو ہی بادشاہ نے فرمایا حضور
کو یاد نہین آپ کے جانے کے بعد لڑائی پڑی شکست حاصل ہوئی آخر بھاگ کر چھپ رہے پہاڑ پر چڑھنا
سب کے خلاف ہوا مین یہ سوچا کہ اسی وقت قتل ہونے چھ پہر کے بعد جان جائیگی شاید پروردگار
مدد کرے آپ کے امیدوار ہین اُسی پہاڑ پر اشکبار و بیقرار ہین یہ خواب پریشان دیکھکر صاحبقران
چونکے دل پر قابو نہ رہا چیخ مار کر روئے نسیم طلائے پر بھی بیتاب ہو کر دوڑی قریب صاحبقران
کے آئی پوچھا کیون حضور خیر تو ہی امیر نے فرمایا مین نے اپنے لشکر کو عجب تباہی مین دیکھا میرا
خواب کبھی جھوٹا نہین ہوتا اجمل نے عرض کی حضور لوح طلسمی پا چکے ہین اسی حال مین چھوڑ کر جائیے گا
ہا ہا لیان طلسم آپ کا پیچھا کرینگے تعاقب نہ چھوڑینگے جہان حضور جا کر رہینگے یہ لوگ بُرائیان کرینگے انسے
بچنا دشوار ہی لہذا حضور قصد کامل کرین عفریتہ خونخوار جلد قتل ہو طلسم مین آپ کی عملداری
اچھی طرح سے ہو جائے صاحبقران نے فرمایا مین نے اپنا سب کھانا پینا حرام کیا فکر مین عفریتہ خونخوار
کی جاتا ہون اسی وقت صاحبقران اُٹھے لشکر والے کہتے تھے دن کو جائیے گا امیر نے فرمایا
کیسا دن کیسی رات مین نے وہان اپنے لشکر کو عجب حال مین دیکھا ہی کہ بیان نہین کر سکتا عمرو اور بادشاہ
کو عجب حال پر ملال مین دیکھا جی چاہتا ہی ابھی پہونچون یہ کہکے روتے ہوئے باہر آئے لوح کو دیکھا جو کچھ
نوشتہ پایا بموجب اُسی کی ہدایت کے صحرا مین بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھا ایک طائر آسمان سے آیا
امیر اُسکی پشت پر سوار ہو کر چلے یہان عفریتہ خونخوار بعد روانہ کرنے سرمست کے مطمئن بیٹھی تھی یہی خیال تھا
کہ سرمست جا کر قیامت بپا کریگا دربار مین بیٹھا ہی کہ یکایک رونے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر لاشہ
سرمست و الماس لیے ہوئے روتے ہوئے آکر پہونچے عرض کی حضور معرکہ عظیم پڑا سرمست و
الماس مارے گئے مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی ایک نقاب دار آیا اُسکی پہچان یہ ہی کہ باز سفید اُسکے
اُسکے سر پر سایہ فگن ہی نہایت تیغ زن و صف شکن ہی اُسنے آکر قیامت برپا کر دی فتح کر کے قلعے کو چلا گیا
یقین ہی حمزہ طلسم پر آنے پڑا ہو وہین فکر کیجاوے کسی کو جلد روانہ کیجیے ایسا نہ ہو اس طرف کا قصد کرین
تو پھر روکنا مشکل پڑیگا یہ سنتے ہی عفریتہ نے پکار کر آواز دی یارو تمنے سنا طلسم تمام ہوتا ہی حمزہ نے
اپنی بیٹے بیٹی کو چھڑا لیا کیا عجب ہی ادھر آوے تم مین سے ایسا کوئی ہی کہ جا کر روکے سب نے کہا حضور
یہ بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا کسی پہلوان کو تجویز کیجیے کہ وہ بزور زیر کرے
لوح چھینکر بھیجدے آپکے طلسم مین بڑے بڑے لوگ ہین آپ کے والد نے پردہ دنیا سے پہلوان
بلائے اُنکو جاگیرین دیکر آباد کیا اُنکو بلوائیے اور صاف صاف کہیے کہ ہمارا طلسم برباد ہوتا ہی تمہاری
بربادی پر ہمارا دل روتا ہی جاکر طلسم کشا کو روکو حق نمک ادا کرو وہ خیرخواہان دولت ہین جاکر اپنی
جان لڑا دینگے حمزہ کی مشکین باندھکر لائینگے سرخاب رعد آواز کو نامہ لکھیے عفریتہ خونخوار نے
بموجب صلاح وزیر ایک نامہ مندرجہ حالات مذکورہ اپنے ہاتھ سے لکھا باران جادو کو دیا کہا جلد
یہ نامہ سرخاب رعد آواز کو پہونچا باران روانہ ہوا سرخاب رعد آواز ایک پہلوان زبردست
بادہ کبر و نخوت سے مست اپنے مقام پر بیٹھا ہی چالیس کوس کے گردے مین اسکی عملداری ہی کاشانہ عفت مین

ایک گوہر بے بہار گھنا ہی سیمتن غنچہ دہن نازک اندام سیمین عذار نام اتفاق سے بڑے بڑے پہلوان
اس اطراف کے سرخاب نے زیر کئے ایک پہلوان موسوم بہ خورشید فیلزور کہ اُسپر جو چڑھ کے گیا
زیر نہ ہوسکا جب یہ چلا آیا تب اُسنے پیغام دیا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ قلعۂ
سرخاب کی اینٹ سے اینٹ بجوا دونگا سرخاب نے کچھ عذر کیا وہ لشکر کشی کرکے چلا حوصلہ
بڑھا جاکر دختر سرخاب کو چھین لاؤن منزل درمنزل آتا ہی سرخاب نے بھی لشکر کشی کی ہی قضائے کار
صاحبقران کو طائر طلسمی نے ایک دشت حول خیز مین اُتارا یہ کہکر چلا گیا کہ جب میری ضرورت ہو
یہی اسم پڑھیے گا حاضر ہونگا صاحبقران بموجب ہدایت لوح ایک جانب چلے قاموس جادو
اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ اسکو خبر ملی طلسم کشا بیشۂ بربرانیہ مین آگیا قاموس اپنے مقام سے اُٹھا کہا
مین ابھی طلسم کشا کو لاتا ہون قلعے سے نکلکر بارہ ہزار ساحر ساتھ لیے ایک صورت پر چلا کہ ناظرین پر
واضح ہو جائیگا صاحبقران آتے ہین خیال خواب مین پریشانی دل سے کہتے ہین دیکھیے یہ سرگردانی
کیا دکھاوے کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا لندھور بن سعدان پشت مرکب پر بارہ ہزار سوار
پشت پر امیر کو دیکھکر پشت مرکب سے کودے امیر کو جھککر سلام کیا آواز دی ای آقاے نامدار
خدا نے آپ تک پہونچایا حضور کے جمال کو دیکھا صاحبقران نے بخلق لندھور سے
ملاقات کی صاحبقران نے فرمایا کہ ای لندھور تمھارا کیونکر آنا ہوا لندھور نے عرض کی خداوند ہفت پیکر
نے مجکو پاس قاموس کے خراج لینے کو بھیجا تھا شب کو بزرگان دین خواب مین آئے اُنکی نگاہ پڑی
ہوش مین آگیا آپ کو بخیر و عافیت پایا کہیے آپ کئی دن سے اس طلسم مین سرگردان ہین اب اُس
قلعے پر تشریف لے چلیے مین نے قاموس کو مار کر بھگا دیا اب میری عملداری ہی حضور تشریف لے چلین امیر
کو لندھور نے ساتھ لیا باتین کرتا ہوا چلا مگر ایسا باتون مین لگایا ہی کہ لوح نہ دیکھنے پائین صاحبقران
ابھی ایسے مبہوت ہین کہ لندھور سے باتین کرتے ہوئے جاتے ہین ناگاہ قلعہ نمایان ہوا ہزارہا
آدمی واسطے استقبال کے آئے جب صاحبقران قلعے مین پہونچے لندھور بھی گھوڑے سے
کودا صاحبقران کو لیکر دارالامارۂ شاہی مین آیا تخت بچھا تھا عرض کی تخت پر قدم رنجہ فرمائیے
امیر نے فرمایا ای لندھور تم آگاہ ہو کر ایسی بات کہتے ہو لندھور نے ہاتھ باندھکر کہا مین بھولگیا
امیر کو کھٹکا ہوا کہ مین ایک شخص کے ساتھ یون چلا آیا طلسم کے جعل و فریب سے بچنا چاہیے یہ دل مین
سوچ کر دنگل پر بیٹھے لندھور نقلی یعنی قاموس جادو اور سردارون سے اشارہ کرنے لگا کہ مین
صاحبقران کو لگاکر یہان لے آیا اب کسی حیلے سے گرفتار کرلو امیر نے اتنے عرصے مین لوح پر
نگاہ ڈالی نوشتہ پایا صاحبقران تم جسکے ساتھ آئے ہو یہ لندھور نہین ہی قاموس جادو ہالک مرحلۂ
تمکو مکر سے لگاکر لایا ہی اپنے کو اس مکر سے بچاؤ ورنہ سبب لوح کی فکر مین ہین چونکہ صاحبقران عالیشان
ملکر رہو رب جھٹکے تیغہ کھینچکر اُٹھے اور نعرہ کیا او قاموس مین نے پہچانا قاموس نے آواز دی یارو لینا
طلسم کشا نے لوح دیکھ لی اب اسکو مار لو چہار جانب سے لینا لینا کہکر ساحران خرس بادیۂ ضلالت میمون
الجنت آمادہ ہوئے کہ امیر کو گرفتار کرلین امیر لوح کو دیکھ چکے ہین لڑ رہے ہین جب لوح کو ملاحظہ کرتے ہین
احکامات حفاظت نکلتے ہین امیر اُسی احکام کے پابند ہوتے ہین لڑتے ہوئے بڑھے جب لوح

ملاحظہ

چمکاتے ہین ہزارون نابینا ہوتے ہین صدہا سردار ساحران غدار آب دم شمشیر پیلے واصل جہنم ہوئے قاموس کہ دو کوشش کر رہا ہی کہ کسی طور سے طلسم کشا کو گرفتار کرین لیکن ایسا گھبرایا ہوا ہی چاہتا ہی پر پرواز پیدا کر نکلجاؤن زمین پر گرا ایک عقاب کی شکل بنکر چاہا اُڑجاؤن امیر نے تیر مارا مہرۂ پشت کو توڑ کے پار گذرا امیر مصروف شمشیر زنی ہین جب سب نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا اب زور نہ چلیگا الامان الامان کا غل مچا امیر نے سب کو امان دی قلعۂ قاموس تسخیر ہوا کہ پہلے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ارشد تاجدار و اجمل جنی و ملکہ نسیم آکر پہونچے سب نے امیر کی قدمبوسی کی امیر نے حال قتل قاموس بیان کیا بارگاہ استادہ ہوئی داخل بارگاہ ہوئے مگر سرخاب رعد آواز کو نامہ عفریتہ خونخوار پہونچا نہایت مغرور ہی ہرکارون سے کہا دریافت کرو کہ طلسم کشا کہان ہی ہرکارون نے خبر دی کہ قلعۂ قاموس کو تسخیر کیا ہی وہین فروکش ہین سرخاب دو لاکھ فوج ساتھ لیکر برائے مقابلۂ صاحبقران چلا یہان امیر بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سرخاب گینڈے پر سوار دو لاکھ فوج پشت پر آکر پہونچا ایک سوار کو پاس صاحبقران کے بھیجا کہ جاکر طلسم کشا سے کہو کہ بہتر یہ ہی میری حوالی سے نکلجاؤ کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہین بچا امیر نے سوار کو نکلوا دیا اور فرمایا کہ کہدینا کہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرو ہم مردان فتح کئے نہ پلٹین گے یہ سُنکر سرخاب نے طبل جنگی بجوایا امیر کو ہرکارون نے خبر دی ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے عرض کی ای شہریار سرخاب نے طبل جنگی بجوایا کل کے روز اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا تیاریان ہونے لگین جس وقت کہ کوتوال شبگرد یا ہنتا بان طلایہ دار داخل قلعۂ مغرب ہوا شہنشاہ زرین پوش آکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سرخاب رعد آواز نے اپنے گینڈے کو میدان مین نکالا نعرہ کیا کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو صاحبقران نے مرکب بڑھایا نسیم وغیرہ قدمون سے لپٹ گئین کہ ای شہریار آپ اس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جائین کنیزین غلام حاضر ہین صاحبقران نے فرمایا وہ میرا متلاشی ہی مین اُس سے مقابلہ کرونگا یہ کہکے گھوڑا بڑھایا مقابلے مین سرخاب کے پہونچے بعد گفتگوے بسیار آپسمین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا امیر نے ایک مقام پر نیزے کو گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سرخاب کے نکلگیا مثل ابر کے گڑگڑایا آواز دی یا صاحبقران آپ نے غضب کیا دو دریاے لشکر دیکھ رہے ہین کہ آپ نے نیزے کو میرے ہاتھ سے نکالا لیکن تلوار جلال جہانت مردان عالم ہے برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتی ہی اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون یہ کہکر تیغہ لنگردار جوہردار نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ لہرا امیر نے گھوڑے کو بڑھایا مطلب یہ تھا کہ زیر بغل جاکر تلوار کانٹھون قضاے کار وہان پر موشخانہ تھا دونون پاؤن گھوڑے کے غرق زمین ہوئے گھوڑے نے سکندری کھائی لشکرون مین غل ہوا کہ صاحبقران کو سرخاب نے مار لیا حقیقت مین صاحبقران زخمی ہوئے ملازمان صاحبقران آپڑے ارشد تاجدار آکر شریک جنگ ہوا سرخاب نے بھی آواز دی اسکی بھی فوج آپڑی دونون لشکر ملگئے صاحبقران کا یہ حال ہی کہ زخم بہہ سے آنکھ کے نیچے اندھیرا ہے

فوج غم و الم نے گھیرا ہی اُٹھ اُٹھ کر لڑ رہے ہین شدۂ تحت الحنک سے زخم سر کو باندھا لڑائی مین مصروف ہین جب زخم سر کھلجاتا ہی صدمۂ عظیم پہونچتا ہی اور ملکہ نسیم کو صاحبقران نے قسم دی تھی کہ خبردار سحر نہ کرنا ہمارے طریقے کے سراسر خلاف ہی غیر ساحر پر سحر نہین کرتے بیچاری دور سے کھڑی حال صاحبقران کا دیکھ رہی ہی بیقرار ہی تڑپ تڑپ کر روتی ہی یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

مثل جنت دور میرا باغ ہے
جام مے شیشے کا استفراغ ہی
کیا پریشان غل سے کرتا ہی دماغ
خط مین مضمون دل پُر داغ ہی

رشک دو رخ سینہ پر داغ ہی
ہی یہ داغ اُس آستان سے تیری دور
کچھ خبر قاصد کی بھی ای زاغ ہی
خط نہین ہی رُخ گل بے خار ہی

ہجر مین کیا مے پیون مین ساقیا
کب یہ سجدے کا جبین پر داغ ہی
مہر تو قاصد لفافے پر نہین
گل نہین ہی لالۂ بیداغ ہی

ساتھ والیون سے کہتی ہی کہ کیون صاحبو مین کیا کرون صاحبقران نے منع کیا ہی سحر نہین کر سکتے امیر آزردہ ہونگے منع کر چکے ہین کنیزون نے عرض کی حکم کے خلاف نہ کیجیے ورنہ امیر کو ناگوار ہو گا دوپہر تک صاحبقران لڑے جب یہ خوف ہوا کہ اب گھوڑے سے گر پڑونگا ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن مین قوت نہین لاچار ہو کر تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون گردن مرکب مین حمائل کیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل ہمکو لے نکل گھوڑا صاحبقران کو لے نکلا پشتکین دولتیان مارتا ہوا رکاب کو اپنے بچاتا ہوا ایک طرف روانہ ہو گیا آتے آتے شب کو قریب جھیل کے پہونچا صاحبقران وہان پشت مرکب سے گرے گھوڑا گرد پھرنے لگا سر کسی قدر جھیل مین تمام جسم بیرون آب امیر تو اس حال مین ہین لیکن بعد جانے صاحبقران کے ارشد تاجدار بھی ہاتھ سے سرخاب کے زخمی ہوا شکست فاش ہوئی جان بچانیکی تلاش ہوئی بھاگ کر قلعے مین آئے پھاٹک بند کر لیا خندق کو پر آب کر دیا ملکہ نسیم تڑپ رہی ہی اجمل حبشی و ارشد تاجدار نے قلعے کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا سرخاب نے قلعے کو گھیر لیا چونکہ سرخاب بھی زخمدار ہی اپنے ساتھ والون سے کہا زخم اچھے ہو لین تو قلعے کو تسخیر کرونگا سرخاب تو اس فکر مین ہی حال اسکا وقت پر تحریر ہو گا لیکن صاحبقران وہان پر جو گرے تھے سر پانی مین ہی خون کی ایک لکیر بندھی ہوئی جھیل مین جاتی ہی قضائے کار اسی صحرا مین ایک باغ ہی جسمین ملکہ سیمین عذار دختر سرخاب رہتی ہی صبح کو جو سو کر اُٹھی کنیزون نے اسی جھیل کے قریب کرسی بچھا دی ملکہ نے یہ نازپاے نازنین چاند کے ٹکڑے جھیل مین ڈالدیے پانی سے کھیل رہی ہین اُس وقت حباب بنگاہ حسرت نظارۂ جمال کر رہے ہین یا جھیل کی آنکھین ڈبڈبائی ہوئی ہین قدمبوسی کے جوش مین موجہ جھیل پاؤن پر نثار ہو رہے ہین مچھلیان پاے اقدس کا بوسہ لیتی ہین مگر بیتاب و بیقرار نظارے سے کنارہ نہین ربط و ضبط کا یارہ نہین ملکہ کی نگاہ پڑی کہ باہر سے جو پانی آتا ہی اسمین ایک سُرخی کی لکیر ہی ملکہ نے وہ پانی چلو مین لیا سونگھا خون کی بو آئی گھبرا کر کہا دیکھو یہ خون کیسا ہی کنیزین یہ سنکر کنارے کنارے جھیل کے چلین بیرون باغ آ کر دیکھا کنارے جھیل کے ایک جوان آفتاب مثال شہنشاہ اقلیم کمال قبضہ ہاتھ مین چھا ہوا الاکھون روپیون کا زیور جسم پر آراستہ یہ معرکہ دیکھکر نرگس نامے خواص دوڑی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی کہا قزاقون نے کسی بادشاہزادے یا تاجرزادے کو مار کر کنارے

جھنجھل کے ڈالدیا اُسی کے خون کی یہ ہوس ہے مگر حضور کیا عرض کرون آفتاب یا ماہ درخشان ہے ملکہ نے
جھلا کر جواب دیا اری خبطہ ہمین کسی کی خوبصورتی و بدصورتی سے کیا کام مگر یہ البتہ غضب ہوا
کہ ہمارے باغ کے قریب قزاقون نے کسی مسافر کو مار ڈالا ہمارا خوف نہ آیا والد نے بڑے بڑے قزاقون کو
مارا سر کٹوا کر درختون مین لٹکوا دیے کون ایسا گستاخ تھا کہ جسنے ایسی حرکت کی اُنکے ہاتھ کٹواؤنگی
گاؤن کے گاؤن ویران کرا دونگی ذرا مین تو چلکر دیکھون کنیزون نے کہا ہان ہان حضور مردے کو
دیکھیے گا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اُٹھکر چلین کنیزین بھی ساتھ ساتھ نرگس آگے آگے وہ مسیحائے زمان
بالین بیمار پر آکر پہونچی ہاتھ پیشانی پر رکھا نگاہ جو جمال پر پڑی فریفتہ ہوئی نگاہون سے گر گئی دونون
عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال رُخ زیبا ماہ آسمان جاہ و جلال سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری
قبضہ شمشیر پر قبضہ کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس رعنائی و زیبائی
اُس حال مین پائی جاتی ہے ملکہ کی یہ نوبت ہوئی کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب بھر آگیا چار جانب
دیکھنے لگین کنیزین مسکرائین ملکہ کو شرم آئی طبیعت گھبرائی پیشانی پر ہاتھ رکھا کنیزون نے کہا واری
مردے کو نہ چھوئیے ملکہ نے جھڑک دیا کہا صاحبو مردہ تم کہنے والی ہوگی خدا کی عنایت سے زندہ ہین
نفس کی آمد و شد نہین سوجھتی مردہ کیسا خبردار اب ایسا کلمہ نہ کہنا مجھے ناگوار ہوتا ہے اب ایک بات
کی بڑی کد ہے یہ شخص ہوش مین آئے تو مین اس سے حال پوچھون قزاقون کا نشان معلوم ہو دوڑ
بھیجکر اُنکو گرفتار کرا منگاؤن وہ سزا دون کہ عمر بھر کبھی ایسی حرکت نہ کرین جلد چارپائی لاؤ باغ
مین لیچلو اس شخص کا علاج کرینگے جب ہوش آئے تب حال دریافت ہو کنیزین دوڑ کر چارپائی لائین
ملکہ نے سر پر ہاتھ لگایا اب تو کنیزین لپٹ گئین صاحبقران کو اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا کنیزین ملکہ کی
ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری

نظم

لیکر قفس کو اڑ گئے رکھا جو پر کھلے
کچھ تو ہمین حقیقت شمس و قمر کھلے
پردہ اُٹھا کہ پردہ شمس و قمر کھلے
کیا چیز ہے عبادت رنگین مین شرح شوق
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے
یوسف کو اک دکان مین تونے لیا تھا آہ
اعجاز ہے اگر گرہ نیشکر کھلے
کوتہ ہے اسقدر مرے قد پر ردائے عیش
زخمون کے منہ کھلے نہین جنت کے در کھلے
پاپوش ہمنے مارے ہے دستار و تاج پر
شلوار بند ساقی رشک قمر کھلے
چاہیے صفا تو ساتھ طہارت کے ذکر کر
لے بیچے جو قیمت ساک گہر کھلے
شیشے شراب کے رہین آنکھون پہ کھلے
کس کو گلہ کے عشق مین بھرتے ہین سر کھلے
رنگریز کی دکان مین بھرے ہین ہرا رنگ
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے
حیوان پر آدمی کو شرف نطق سے ہوا
بازار کون کو لسے ای پیغمبر کھلے
کٹجائے وہ زبان نہو جسنے دعا خیر
دعا مانگون جو پاؤن کو تو یقین ہے کہ سر کھلے
فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام
سودائے زلف یار مین بستے ہین سر کھلے
ناخواندہ شرح شوق جلائے گئے خطوط
پرہیز کر تو تجکو دوا کا اثر کھلے
کہتا ہون راز عشق مگر ساتھ شرط کے
جو ہم نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے
انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
طرہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے
جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین
شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے
شیرین دہن سے تیرے تعجب ہے گفتگو
پھوٹے گے وہ آنکھ جو کہ نہ وقت سحر کھلے
قاتل جزا لے خبر لے تیری تیغ کو
مے کی دکان شام کھلے یا سحر کھلے
کیف شراب ناب کا انجام ہے خبر
باندھے گئے وہ جو کہ مرے نامہ بر کھلے
ہنسکر دکھائے دانت جو ہمکو تو کیا ہوا
کانون ہی تک رہے نہ زبان کو جگر کھلے

مشتاق بندشون کے ہین جو نکو چار پر
ہاتھون سے تیرے جو ہر تیغ و سپر کھلے
چلنا پڑیگا یار کی خدمت مین سر کے بل

بندھوا ہین شاعر و نسے جو آنکی کمر کھلے
مطلب تیر سر نوشت کا سمجھا تو سنگ کر
بے ہوگیا جو بیٹھے ہوا آتش کر کھلے

رکتی نہ اُس سے چوٹ نہ چلتے بیتو ملا
دلوانہ ہو جو حال قضا و قدر کھلے
اسی بیتابی و بیقراری مین داخل

باغ ہو مین بارہ دری مین لا کر پہونچایا ملکہ نے اُسی وقت جراح کو بلا یا فرمایا زخم پر ٹانکے ہو جراح نے زخم کو دیکھا عرض کی حضور نہ گھبرائین کوئی رگ پٹھا نہین کٹنے پایا بہت جلد صحت ہو جائیگا یہ کہکے زخم دھویا ٹانکے لگا کے پٹیان چڑھائین ملکہ پاس سے نہین ہٹتی دمبدم کنیزون سے فرماتی ہین صاحبو مجھے یہ جلدی ہے کہ یہ شخص بیہوش ہے جب ہوش مین آئے تو مین اس سے حال پوچھون اس وجہ سے قریب بیٹھی ہون مگس پرانی کر رہی ہون کہ صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا ایک مکان جنت نشان ایک نازنین مہجبین رشک قمر حور پیکر سرو سہی قد آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال چرخ خوبی کی بدر کمال سرنگون بیٹھی ہے صاحبقران جمال جہان آرا کو دیکھکر عاشق ہوگئے فرمایا ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے دل خود بخود تڑپتا ہے گہر ریز ہلی زبان مبارک سحربیان سے فرمائیے اصل تو یہ کیفیت ہے نظم

عالم بہار کا ہے یہ آغاز سال مین
دیوانے رنگ لاتے ہین جیسے بہار مین

ساتھ اُنکے خوش کبھی کبھی ہے ملال مین
یہ ایک دل شریک ہے دونون کے حال مین

دیکھے ہین ایک ہی سے تغیر مآل مین
معشوق ہے مزاج مین عاشق کے حال مین

حیران سے ہین دونون کسی کے خیال مین
آنکھ اپنی رنگ مین ہے تو دل اپنے حال مین

ہم خواب مین گئے تھے فقط دیکھنے تمھین
کیا کچھ گذر گیا نہ تمھارے خیال مین

مستی مین بلبلون نے نشیمن کے واسطے
تاکین ہین جھومتی ہوئی شاخین نہال مین

گردش سے چشم مست کے دل کو خدا بچائے
دیکھے ہین شیشے ٹوٹتے مستانہ چال مین

جس پردے مین ہے یار دل آگاہ ہو گیا
اندھون کی آنکھین کھل گئین شوق جمال مین

ہر اک قدم پہ آتی ہے آواز اب گرا
بجلی کا اضطراب ہے عاشق کی چال مین

کیا بدگمان ہے دل جو وہ پہلو سے اُٹھ گئے
ڈھونڈھا کیا اُنھین مرے وہم و خیال مین

رفتار یار نے اُسے مردہ سا کر دیا
سرعت کہان سے آئی قیامت کی چال مین

کیفیتین دکھائی ہے شرم گناہ بھی
رنگ شراب ہے عرق انفعال مین

کچھ ڈر نہین ہے شوق سے کو سو ہمین تم آج
کوئی گھڑی بری نہین روز وصال مین

اُس بت کی بندگی مین نکیرین سے بھڑے
نکرا ہمسے ہو گئی پہلے سوال مین

سینے ہی مین پتا دل پر داغ کا لگا
ذرے سے کچھ چمکتے ہین گرد ملال مین

ٹھکرا گیا تھا کوئی اسے راہ مین کبھی
اپتک ہے دوہ غرور سراپا کمال مین

ہر وقت اسی خیال مین رہتے ہین مست حال
کچھ تو اُنھون نے دیکھ لیا ہے جلال مین

ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا فرمایا ماشاءاللہ آپ کو دیوان کے دیوان یاد ہین آپ کو قزاقون نے کہان گھیرا تھا مال و اسباب خوب بچایا جان دینے کا ارادہ کیا صاحبقران نے کہا کیسے قزاق سرخاب ہے

مقابلہ پڑا اُسکے ہاتھ سے مین زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا انشاء اللہ جا کر اُسکی سرکوبی کرینگے ملکہ کے ہوش اُڑ گئے فرمایا سرخاب رعد آواز سے کیونکر مقابلہ ہوا صاحبقران نے سب کیفیت بیان کی ملکہ نے سر جھکا کر فرمایا یہ ملک اُسی کا ہے مین اُسکی دختر ہون اب جو کوئی پوچھے یہ ذکر نہ کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ عالم یہ امر میرے واسطے کوئی فخر کا نہین ہے اگر کوئی مجھسے پوچھیگا صاف صاف کہدونگا زخمی ہونا زیور جرأت اسباب شوکت ہے ملکہ نے کہا صاحب مجکو یہ خوف ہے کہ تمھارے ساتھ کوئی بُرائی نہ کرے صاحبقران نے فرمایا مجھے اسکا خوف نہین ہین اُس سے جا کر ضرور مقابلہ کرونگا ملکہ لاچار ہوئین علاج کرنے لگین زخم قلیل تھا تیسرے دن صاحبقران نے غسل صحت کیا ہتھیار لگا کر آمادہ ہوئے ملکہ گھبرا گئین پوچھا ای شہریار کیا ارادہ ہے صاحبقران نے فرمایا اب مین آج جاؤنگا جا کر اُس سے مقابلہ کرونگا ملکہ نے کہا ای شہریار مجھے تردد ہے کہ اُسکے ہاتھ سے آپ کیونکر بچے اب جو مقابلہ پڑیگا بڑی خرابی ہوگی صاحبقران نے فرمایا نہین معلوم میرے سردارون پر کیا گذری ملکہ نے آہ کی کہا ای شہریار مجکو تو بڑا خوف ہے کہ اگر آپ سے ابکی مرتبہ مقابلہ پڑا نہین معلوم کیا کیفیت ہوگی مین کیونکر راتون کو کاٹونگی کیا عرض کرون اپنی تو عجب کیفیت ہے نظم

وہم سا اک ای بت مغرور پیراہن میں ہے　　نام کو میرا تن رنجور پیراہن میں ہے
شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن میں ہے　　داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن میں ہے
جسم کے جامے کو بھی دیکھا ہے زندان تنگ　　سخت دیوانہ ہے جو مسرور پیراہن میں ہے
موج عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر یار کے　　ناف ہے یا چشمۂ کافور پیراہن میں ہے
نیش سی لگتی ہے ٹھنڈی سی سانس ہجر یار مین　　روح قالب مین نہین زنبور پیراہن میں ہے
عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ایک دن　　بوے آب سدرہ کا فور پیراہن میں ہے
یار کی تصویر کھنچواؤن تو کہتا ہے وہ شوخ　　قالب بیجان کسے منظور پیراہن میں ہے
چار دیوار چمن ہے یان لباس خستہ تن　　داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن میں ہے
شبہ ہوجاتا ہے مجکو شمع کا فانوس مین　　نور کا عالم ترا ای حور پیراہن میں ہے
ناتوانی سے ہے یکسان ظاہر و باطن مرا　　تار پیراہن تن رنجور پیراہن میں ہے
عالم بیرنگ ہے دنیا طبائع مختلف　　تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن میں ہے
مصرع رقت کو پڑھے کپڑے آتش پھاڑیے　　ہے قبا مین عقرب اور زنبور پیراہن میں ہے

اُس وقت عجب طرح کی صحبت ہے عاشق و معشوق کو حیرت دل پر ہجوم غم و حسرت ملکہ نے کہا ای شہریار مین تو ابھی نہ جانے دونگی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی خورشید قبلہ دور با فوج گران قریب آپ کے اسی صحرا مین آگرا اُترا ہے مدت سے آپ کے نام پر عاشق ہے آپ کے والد نے جواب خلاف دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ نہ کرونگا اب آج اُسکا یہ ارادہ ہے کہ آپ کی ملاقات کو باغ مین آئے بھلا کوئی اُسکو روک سکیگا یہ سُنکر ملکہ گھبرا گئین کہا ای شہریار والد نامدار بر سر قلعہ قاموس مع فوج جنگی فردکش ہین یہان اسکا ارادہ سرکشی کا ہے کون رد کیگا آپ کی وجہ سے مین یہان ٹھہری ہون ورنہ اپنے باپ کے پاس چلی جاتی وہان

انکی کیا مجال ہی کہ جا سکتے یا زبان ہلا سکتے اب جو منطوبات و منات کو صاحبقران نے فرمایا ملکہ
ان بیہاؤن پر لعنت کرو پروردگار کو خدا جانو جسنے پیدا کیا ایسی اعتقاد دکھایا ہی وہ وحدہ لاشریک ہی
جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین صاحبقران نے فرمایا تم نہ گھبراؤ ہم سر خورشید قبلہ در کا لاکر تمہین دینگے
ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شہریار یہ وہ بلاے روزگار ہی کہ جسکو والد نے زیر نہ کیا ٹالا کر چلے آئے امیر نے
فرمایا یہ کیا ضرورت ہی کہ جسکو سر خاب نہ زیر کرے اُس سے کوئی لڑ نہ سکے حال کُھل جائیگا دن تو امیر
نے بسر کیا شام کو مرکب آراستہ کیا فوج ثوابت و سیارگان نے صفین باندھین شہنشاہ
ماہتاب ان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا صاحبقران نے مرکب کو تیار کیا ملکہ نے گھبرا کے
پوچھا خیر تو ہی صاحبقران نے فرمایا مین براے مقابلۂ خورشید جاؤنگا مجھے بہت اشتیاق ہی
زبردستی کہ صاحبخانہ یہان نہین ہی اُسکی بیٹی کو دیکھنے آتا ہی ہم اُس سے ضرور پوچھینگے کہ تجھکو کیا
اختیار ہی کہ پراے ناموس مین چلا ہی آخر اسکا جواب کچھ ملیگا ملکہ رونے لگین کہا ہان صاحب وہ بڑا
بدمزاج ہی کچھ جواب سخت دیگا امیر نے فرمایا جواب سخت دیگا تو ہم زبان تیغ سے جواب دینگے
یہ سُنکر ملکہ ہلتی ہین فرمانے لگین ای شہریار وہ اپنے زمانہ کا دیو ہی یون اُسکو کون جواب دے سکتا ہے
اُسکے ظلم و بدعت دیکھکر فلک کج رفتار کو سکتا ہی اُس حوالی مین کوئی پہلوان رہنے نہین پاتا ہے
صاحبقران نے کسی طرح سے نہ مانا مرکب تیار کیا سلاح جسم پر آراستہ کیے بیرون باغ چلے ملکہ پیچھے پیچھے
آگے آگے صاحبقران آپسمین کنیزین اشارے کرتی ہین کہ دیکھو صاحب جھکی کے ساتھ کیا کیا
تاؤ ہو رہے ہین مگر وہ انکا کہنا نہین مانتے ایسا ستم کہین نہ دیکھا ہوگا مرد بھاگتا ہی عورت دوڑی جاتی ہی
یہ زمانے کی خوبی ہی دیکھیے اب کیا ہو نصف باغ صاحبقران نے طی کیا تھا کہ مہلدار دوڑی ہوئی آئی
کہا ای شہریار خورشید قبلہ در آتا ہی اُسکو کسی نے خبر پہونچا دی کہ یہان صاحبقران آئے ہین بہت
غصہ سے بلبلاتا ہوا آتا ہی ملکہ یہ سُنکر قدمون پر گر پڑی کہا حضور وہ بڑا جاہل اجہل ہی سپاہگری مین
کامل و اکمل ہی مین اُس سے باتین کر کے ٹال دونگی آپ دیکھیگا تکرار کریگا صاحبقران نے سر
ملکہ کا اُٹھا کر چھاتی سے لگایا کہا ای شہنشاہ خوبی ایسے مقام پر فرش بچھواؤ کہ تم ہمارے پہلو مین
بیٹھو بلا تکلف دروازہ کھولدو آتا ہی تو آنے دو جس طرح آیا ہی ویسا چلا جائیگا ملکہ بہت ڈری بیٹھی
صاحبقران نے جو کہا تھا وہی کیا اُسی مقام پر فرش بچھوا کر بیٹھے ملکہ کو پہلو مین جگہ دی کنیزون نے
شفقت کیا کہ تم کیون گھبرا گئین گائن سے کہا تم بیٹھکر گاؤ گائن تھر تھر کانپ رہی ہی منھ سے آواز نہین نکلتی
ہر چند قصد کرتی ہی کہ گاؤن منھ کو لگکر رہجاتی ہی کنیزین آپسمین اشارے کر رہی ہین کہ دیکھو عجب مزہ ہی
وہ بدمزاج آکر انکو مار ڈالیگا ملکہ کو قید کر کے لیجائیگا کسی سے کچھ نہ ہو سکیگا یہ میان زبان کے
بہت تیز ہین یہان تو یہ ذکر ہی خورشید قبلہ در آکر دروازے پر جسکا گنبد ہے کود انتہا شور و غل
بل کرتا ہوا اندر باغ کے آیا مہلدار سے پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہین مہلدار نے کہا گانا سن رہی ہین
صاحبقران پہلو مین بیٹھے ہین یہ سُنکر خورشید قبلہ در غصے سے تھرانے لگا چمنستان طی کرتا ہوا اُس
مقام پر آیا جہان صاحبقران بیٹھے تھے دور سے اسنے دیکھا صاحبقران پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین
آواز دی او حمزہ تو نے غضب کیا میری معشوقہ کے پہلو مین بیٹھا ہی صاحبقران نے ملکہ کو اُٹھا کر

کو دین لیا عارضِ انور کو بوسہ دیا خورشید جاگیا تلوار کھینچکر چلا صاحبقران بیٹھے رہے کنیزین آپسمین کہتی ہین یا تو میان بڑی تلوار برساتے تھے یا چپ بیٹھے ہین تصویرِ خیالی بنے اُٹھ نہین سکتے خورشید فیلزور نے قریب آکر ہاتھ مارا صاحبقران نے گھٹنا ٹیک کر ایک تھپکی ماری تلوار پر پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ خورشید چرخ کھاکے گرا بیہوش ہوگیا صاحبقران اُسی طرح بیٹھے رہے کنیزین اشارے کرتی ہین کہ سر کاٹ لیجیے صاحبقران عالیشان فرماتے ہین ایسے کا کیا سر کاٹون جو ایک طمانچے مین بیہوش ہوگیا ایسے کو کیا مارنا خورشید کا یہ حال ہر کہ چہرہ زرد آنکھون کو کھولنے لگے پھر بند کر لیتا ہر صاحبقران کی جو نگاہ پڑی فرمایا اُٹھ چلا جا اب ہم تجھسے تعرض نہ کرینگے خورشید نے جو یہ سُنا اُٹھکے بیٹھا خاک جھاڑتا ہوا چلا گیا کنیزون نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا ایسے شخص کو کیون جانے دیا اب یہ فساد برپا کریگا صاحبقران نے فرمایا دیکھا جائیگا اُسی طرح بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے خورشید فیلزور گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلا دو چار مصاحب جو ساتھ تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا کیون حضور کیا گذری کہا مین لپٹ آیا مین نے دخل نہین دیا حمزہ وہان بیٹھا ہر یہ سُنکر مصاحب چپ ہو رہے خورشید لشکر مین آیا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف قلعۂ قاموس کے چلا یہان سرخاب رعد آواز نے صحت پائی ارشد تاجدار قلعے مین گھبرا رہا ہر کہ سرخاب نے طبل جنگی بجوایا ہر کارون نے یہ خبر قلعے مین پہونچائی کہ سرخاب نے طبل جنگی بجوایا ارشد نے کہا یہان بھی طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین نسیم کی بیقراری دمبدم کہتی ہر کہ ای ارشد بڑے افسوس کا مقام ہر کہ تم مجکو علم نہین دیتے ورنہ قیامت برپا کرون ہاے جدائی صاحبقران کی مجھ مشتاق ہر نہین معلوم اُنپر کیا گذری کون جائے کون خبر لائے

نظم

درازی یاد دلواتی ہر اُس زلفِ پریشان کو — عزیز اسواسطے رکھتا ہون مین شبہاے ہجران کو
گیا مین عالمِ وحشت مین جب سیرِ بیابان کو — لٹایا شیرِ قالین کی طرح شیرِ نیستان کو
نہ دیکھا ساتھ گلشن مین جو اُس سروِ خرامان کو — کیا سروِ چراغان آہ نے سروِ گلستان کو
کسی دن آکے دیکھے شانۂ عاج اُسکی زلفون مین — کبھی دیکھا نہ ہو جسنے یدِ بیضا مین ثعبان کو
یقین ہر شوق کاکل سے اگر رگ رگ روان ہنگر — روان ہو خاک میری بعد مردن کوے جانان کو
جو دعواے خدائی ہر نکال اعضا بہ کو گھر سے — خدا نے ای صنم باہر کیا جنت سے شیطان کو
جنون نے جبکہ دی روزِ ازل ترجیح بانی — گریبان صبح کو بخشا دیا دامن بیابان کو
سُنا تھا سانپ آتے ہین نظر برسات مین اکثر — مین رویا ابر سا برسون نہ دیکھا زلفِ پیچان کو
ہم ای جراح برسون رو گئے ہین دو دن تو ہنسنے دے — نہ سی پھر خدا الظالم دہانِ زخمِ خندان کو
ہزارون صدمۂ جانکاہ ہین پر مین نہین مرتا — کہون اب آبِ حیوان ظلمتِ شبہاے ہجران کو
اثر بارے دکھایا بعد مدت میرے رونے نے — گرایا سر بہ سیلِ اشک نے ایوانِ زندان کو
مقابل اُس پری کے ہوتے ہی پرواز ایسی کی — کہ میرے ہوش نے پیچھے رکھا تختِ سلیمان کو
حنا خالق نے پیدا کی جو تیرے پاؤن کے خاطر — بنایا میرے تلوون کے لیے خارِ مغیلان کو

دکھا کر وہ سہی قامت حنائی ہاتھ رکھتا ہے
نہ کیونکر چشم مست یار خوش ہو میرے رونے سے

کیا شمشاد سے پیدا خدا نے شاخ مرجان کو
کہ ناسخ دوست رکھتا ہے ہر اک میخوار باران کو

ارشد نے کہا اے ملکہ نسیم ہم خلاف حکم آقائے نامدار کیونکر کرین اُنکی زبانی سُن چکے ارشاد فیض بنیاد ہے کہ ہم ساحر سے غیر ساحر کو لڑانا نہین چاہتے ہین جہالت ہے کہ ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران ہے ستر لاکھ نرہائے دیو کی مالک اگر ذرا اشارہ کر دین تمام عالم کو ایک دن مین مٹا دین مگر وہان کا نامہ و پیغام بھی آنا مناسب نہین جانتے اپنے یہان دیو کو بھی نہین آنے دیتے وہ کیونکر گوارہ کرین کہ ساحرہ سحر کرے غیر ساحر عاجز ہو نسیم نے کہا یہ سب سچ ہے لیکن آبرو تو بچانا چاہیے ارشد نے کہا آبرو خدا بچائیگا اعتقاد مین فرق نہ ڈالو کوئی کلمہ خلاف حکم صاحبقران منہ سے نہ نکالو اسی سامان مین رات گذری بوقت سحر بصد کر و فر بالائے قلعہ آکر بیٹھے ارشد تاجدار نے توپونکو آراستہ کرایا گولہ انداز بھی آمادہ ہین کہ سامنے سے دیکھا سرخاب رعد آواز گینڈے پر سوار فوج جنگی پشت پر سامنے آکر قلعے کو دیکھا آلات حرب و ضرب سے آراستہ ارشد تاجدار بیٹھا ہے پہلو مین نسیم تمام سپاہی دست بستہ کھڑے ہین کئی ہزار جوان در قلعہ پر اڑے ہوئے کہ جب حکم ملے قلعہ کھولکر نکلجائین جاکر لڑین بھڑین جان دین اپنے کو مٹائین نسیم نے کہا اب حکم دیجیے مین سحر کرون لشکر آگے نہ بڑھ سکیگا یا لشکر پر آگ گراؤن تلوارین برساؤن ارشد تاجدار نے کہا اے نسیم میرے اعتقاد کو زور ہے کوئی تو مقدمہ ایسا پڑیگا کہ یہ دشمن خدا پلٹ جاویگا اگر اُسنے اگر قلعہ فتح کیا مین مقابلہ کرونگا جب مین قتل ہو جاؤن تمکو اختیار ہے چاہنا سحر کرنا یا جان بچاکر بھاگ جانا مین ہرگز حکم نہ دونگا خلاف حکم آقائے نامدار نہ کرونگا بجرأت جان دونگا پھر جو تمکو مین پڑے کرنا وہان سرخاب نے قلعے کو دیکھکر آواز دی اے ارشد بہتر اسی مین ہے کہ رومال بیچ ہاتھ باندھکر نکل آؤ ایسے ایسے گھروندے مین نے بہت سے بگاڑے کھڑے کھڑے قلعے کو فتح کرونگا یہانسے جواب دیا کہ جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر سرخاب نے یہ سُنکر حکم دیا یلوہ کرو قلعے مین گھس چلین تمام سوار و پیدل لینا لینا کہکے چلے ارشد تاجدار نے ہوائی کو داغا گولہ اندازون نے توپون کو جھکا جھکا کے فیر کیا یکایک جو سب توپین چلین آگ برسی جیسے ہی کافر بڑھکر چلے تھے بارہ ہزار جوان اُڑ گئے میدان مین ہنگامہ ہوا ہزارون لاشہ میدان مین تڑپا یا تو لشکر والے ٹھٹھکر کے چلے تھے یا پیچھے ہٹے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ گو سخت مٹی کی لڑائی ہے قلعے سے آگ برس رہی ہے کیونکر آگے بڑھین یہان ارشد تاجدار نے حکم دیا توپون کو روکو دیکھین اُنپر کیا گذری گولہ اندازون نے ہاتھ کو روکا ہوا چلی دھوان برطرف ہوا دیکھا تمام فوج بھاگکر دور جاکر ٹھہری ہے مگر سرخاب زنجیرون سے کمر باندھ رہا ہے فوج والون سے بہ غیظ و غضب کہتا ہے یارو کیا مین تمھارے بھروسے پر آیا تھا مین آپ جاکر قلعہ فتح کرونگا کوئی ذیجیات میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا ان سب کی شامت آئی ہے اگر بہ اصلاح چلے آتے مین خطا معاف کر دیتا اب نہ مانونگا یہ کہکے گینڈا بڑھایا گرز ہاتھ مین لیا گینڈہ ٹھکرا کر چلا اہالیان قلعہ نے دیکھا ایک سوار آتا ہے ارشد تاجدار نے کہا یارو سمجھے یہ کون شخص آتا ہے سب نے کہا سرخاب رعد آواز آتا ہے

اسکو اپنے زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ کہکے حکم دیا پھر گولے بارود توپون چلنے لگین یہ بیچیا گینڈے کو گادے پر ڈالے ہوئے کبھی پشت گردن پر کبھی زیر شکم گردن اپنے تئین بچاتا ہوا قریب خندق پہونچا پکارکر آواز دی ای ارشد کیون مال خراب کرتا ہے مین نے قلعہ لے لیا اب کچھ غدر نہ لاؤ نکالیے مین فصیل پلی پڑگئی زمین قلعے کی اوپر ہو گئی اہالیان قلعہ نے چاہا نکل پڑین ارشد نے کہا یارو گھبراؤ نہین اسوقت پروردگار سے دعا کرو کہ جان بچے یہ کہکے تاج اُتار اسپ کو پشت پہ لیا پکار اُٹھا ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم گنہگارون کو بچالے ظالمون کے ظلم سے نجات دے نظم

خداست ذاکر و شاغل بہر زبان ہر روز	خداست حاضر و ناظر بہر مکان ہر روز
گہے ز رنگ گہ از بوگہے ز طلعت خوب	نماید او رخ روشن بہ بوستان ہر روز
اہل علم شود از ذات حق معلوم	ز ہر خطاب و ز ہر نام و ہر نشان ہر روز
ہزار قافلہ آید درین سرا ہر دم	رود ہزار ازین شہر کاروان ہر روز
درین چمن ہمہ اوقات تازہ گل خندد	بشمع تازہ شود روشن این مکان ہر روز
نوشت روز ازل ہر چہ کاتب قدرت	رقم بصفحۂ عالم شود عیان ہر روز
بسان عجز فلک سر نہادہ در ہر حال	مطیع حکم جہان و جہانیان ہر روز
ہزار شکر کہ مشغول بندہ ہندی است	بحمد حضرت خلاق دو جہان ہر روز

ہر چند سب ملازم عرض کرتے ہین کہ حضور حکم دیجیے ہم لوگ نکلجائین لڑین اپنی جان دین یا ملکہ نسیم کو حکم دیجیے اب تو سحر کرین نسیم بھی پھڑک رہی ہے ارشد تاجدار کہتا ہے میرا اعتقاد تو یہ ہے کہ کوئی باعث ایسا ہوگا یہ خود پلٹجائیگا اندر قلعے کے نہین آویگا بد اعتقاد و دانت پیس رہے ہین ارشد تاجدار پر آوازے کس رہے ہین سرخاب نے چاہا کہ خندق فراؤن گینڈے کو اُڑاؤن کہ بہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بیبدل از پردۂ بیابان گردے برخاست گو تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردہ بہ آسمان رسیدہ و پاے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان مثل زلف پریشان صحرا سے پیدا ہوئی سب دیکھنے لگے دیکھا خورشید فیلزور گینڈا بڑھائے ہوئے وہین سے پکارتا ہوا ای سرخاب رعد آواز دو ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان ٹھہر جائیے مجکو کچھ کہنا ہے تسخیر قلعے سے ہاتھ اُٹھائیے میرے پاس آئیے مین کچھ عرض کردونگا یہ سنتے ہی سرخاب حیران ہو گیا لیکن پلٹا اُدھر سے خورشید فیلزور آیا اِدھر سے سرخاب پہونچا بیچ میدان مین دونون سے ملاقات ہوئی سرخاب نے پوچھا ای پہلوان دوران وای رستم زمان وای صاحب شوکت و شان کیونکر آپکا اتفاق ہوا خورشید نے کہا ای برادر کیا کہون عجب معرکہ گذرا ہے کہ جسکے کہنے سے شرم آتی ہے ہم تم تو آپسمین ایک ہین ہمنے تمھاری دختر کا پیغام دیا تمنے خلاف جواب بھیجا ہم وہان سے چلے کہ منت و خوشامد کرکے راضی کرینگے جب قریب باغ ملکہ کے پہونچے خیال مین آیا کہ ذرا ملکہ سے ملاقات کرلین اندر باغ کے جو پہونچا وہ معرکہ دیکھا کا شکے نابینا پیدا ہوتا یعنے حمزہ عرب پہلو مین تمھاری دختر کے بیٹھا ہے مین نے چاہا قتل کرون پانچ سو کنیزین چاؤن چاؤن کرکے مجکو لپٹ گئین میرا کچھ زور نہ چلا آخر جان بچاکر چلا آیا ورنہ سب ملکے مجکو [illegible] الغرض سرخاب نے کہا وہ تو میرے ہاتھ سے زخمی ہوا اتحاد ہان

کیونکر سہو بچا خورشید نے کہا اگر حضور چلین تو ہم آپ چلکر صاحبقران کو قتل کرین گیسو بریدہ کے
ٹکڑے اڑا وین یہ سنتے ہی سرخاب کانپ گیا کہا ای برادر ابھی چلتا ہون چلکے مثا دونگا مین یہان
پہلے ہی مار ڈالتا جب اسکا حال ابتر دیکھا اپنا ہاتھ روک لیا اگر یہ انجام جانتا اسی وقت قتل کرتا
قلعے والے بھی اس معرکے کو دیکھ رہے ہین خورشید اور سرخاب گینڈے کو ڈالکر چلے لوگ
حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا یا تو قلعہ لیتا تھا یا جنگل کی جانب بھاگا ارشد نے ایک ہرکارے سے کہا جاکر
خبر تو لاؤ یہ کہان گیا ہے کیون پلٹا ہرکارہ چلا سرخاب و خورشید بھاگا بھاگ جاتے ہین یہان امیر کو
ملکہ سیمین عذار کے ساتھ دن عید رات شب برات ہے امیر جب چاہتے ہین کہ چلون ملکہ نہین جانے دیتی کہتی ہین
مین بھی ساتھ چلونگی صاحبقران فرماتے ہین یہ مناسب نہین ناموس کو یون ساتھ لیجانا صورت بدنامی
کی ہے تمھارے باپ کو بھی ذرا خبر ہو جائے یا اُنسے مقابلہ ہو اُنکو مسلمان کرین تب البتہ ہو سکتا ہے یون غیر ممکن ہے
اب پہلے قلعۂ قاموس کو جاؤن طلسم کے کئی مرحلے باقی ہین یقین ہے تمھارے باپ سے مقابلے پڑے
قلعے کو اُسنے گھیرا ہوگا ارشد تاجدار گھبراتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ ایک لونڈی دوڑی ہوئی آئی عرض کی
ای ملکہ عالم غضب ہوا آپ کے باپ کو خبر ہو گئی خورشید لیے ہوئے آپ کے باپ کو آتا ہے دونون پہلوانون
کی فوج ساتھ ہے ملکہ یہ سنکر بدحواس ہو گئین رونے لگین صاحبقران نے فرمایا ملکہ کیون گھبراتی ہو بہت
مناسب ہوا مین خود متلاشی تھا کہ اُس سے مقابلہ پڑے فیصلہ ہو جائے اب آتا ہے تو تم دیکھنا ہم
انشاء اللہ لطف اُٹھائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہے یہ نامرد جو بھاگ گیا اسنے جاکر سرخاب کو
اطلاع کی تم متردد ہو مین کسی کو یہان نہ آنے دونگا یہ کہکے صاحبقران عالیشان گھوڑے پر سوار ہوئے
ہتھیار لگا کر چلے اُس وقت ملکہ کی بیقراری و اشکباری چاہتی ہین مین بھی ساتھ جاؤن قدم اقدس کو
نہ چھوڑون صاحبقران زمان نے بہت سمجھایا فرمایا ای ملکہ عورت کا نکلنا بہتر نہین ہمارے واسطے
باعث بدنامی و ذلت ہوگا لوگ کہینگے ناموس صاحبقران سر میدان آیا دشمنون کو خیال ہوگا
ہمکو سخت ملال ہوگا ہمارے کہنے پر خیال کرو ایسا نہ ہو وہ قریب آجاوین اب ہمارا جانا مناسب ہے ایسا نہو
باغ گھر جائے اگر کوئی باغ مین چلا آیا تو ہمکو بہت شاق ہوگا جان دینے سے بھی یہ بدنامی نہ مٹیگی ملکہ بہت
روئین کہا جس طرح آپ پشت دکھا کر جاتے ہین اُسی طرح پھر ساتھ خوشی کے چہرۂ زیبا کو دکھیون امیر
نے فرمایا انشاء اللہ تمھارے باپ کو لیکر آتا ہون یہ فرماتے ہوئے بیرون باغ تشریف لائے ملکہ در باغ پر
ایک بنگلہ بنا ہوا تھا اُسمین اگر بیٹھین فرماتی ہین صاحبو اگر میرے وارث پر کوئی نوعد گر ہوئی اپنے کو
اس قصر سے گرا دونگی اس طرح جان دونگی اب مین زندہ رہکر کیا کرونگی ہماری موت اسی طرح لکھی تھی نظم

الٰہی افعی گیسوے دلستان کاٹے	اجل کہین مرے پاؤن کی بیڑیان کاٹے
برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ چلے	شگفتہ ہوکے نہ دو دن بھی ہمنے یان کاٹے
لگا کے پہلے ہی تیشے کو اپنے سر پر کاش	بڑا پہاڑ یہ فرہاد خستہ جان کاٹے
کہیگا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد	جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے
مُنہ آئینے مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف	اِدھر یہ اور اُدھر عکس اُنگلیان کاٹے
ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے	تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے

نکلیلا ہی حسینون کے قدِ موزون سے
درختِ سرو کو تھوڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہانتک یہ نیمجان کاٹے

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن مین
شہید ناز جو یاد آئے ارغوان کاٹے

قیامت آئی ہی اس عمر چند روزہ کو
زمین کی طرح غریبی سے آسمان کاٹے

بناتا ہی خط گلچہرہ یار یون حجام
چمن کی گھاس کو جسطرح باغبان کاٹے

زبان چلتی ہی قینچی کی طرح سے ہر بار
یقین ہی بات کو پیرون کی وہ جوان کاٹے

سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہی
وہ زرد ہوتا ہی جو کشت زعفران کاٹے

ملاؤن خاک مین اہلِ سخن کے دشمن کو
اکھیڑ دون جڑ سے مین وہ دانت جو زبان کاٹے

کسی کا ہو رہے آتش کسی کو گر رکھے
دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

تڑپ تڑپ کر یہ اشعار پڑھے کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری صبر کیجیے ایسا نہ ہو دشمن ہلاک ہو جائین بعضیان کہتی ہین کہ واری کس مزے سے ہماری گذرتی تھی مگر جس دن سے یہ تشریف لائے روز آفت تازہ درپیش ہی اپنی جان کا پس وپیش ہی ملکہ تو اس حال مین ہین مگر صاحبقران عالیشان گھوڑے کو بڑھا کر باغ سے دس قدم آگے جا کر کھڑے ہوئے اس انتظار مین کہ دشمن آئین تو جا پڑین وہان سرخاب نے خورشید سے کہا اتنی فوج ہم لیکر چلے ہین ایسا نہ ہو وہ شخص خبر سنکر بھاگ جائے تو باعث خرابی ہی ایک شخص کو حکم دو کہ بڑھ کر دیکھے ایک سوار کو اشارہ کیا سوار گھوڑے کو چمکاتا ہوا بڑھا دور سے آگے دیکھا صاحبقران پروردگار پر تکیہ کیے ہوئے کھڑے ہین مرکب کو چمکار رہے ہین سوار دیکھکر پلٹا آکر سرخاب سے کہا وہ جوان یکہ وتنہا باغ سے چند قدم آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے سرخاب نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی کہ اتنی فوج کی آمد سنکر بھاگنے کی تدبیر کر رہا ہوگا نہ کہ بڑھکر کھڑا ہوگا سوار نے کہا مین نے آنکھون سے دیکھا ہی خورشید نے کہا مین بڑھکر دیکھتا ہون اگر کھڑا ہوگا تو جا پڑونگا یہ کہکے گینڈہ بڑھایا دور سے دیکھا حقیقت مین صاحبقران کھڑے ہین صورت زیبا دیکھکر گھبرایا الٹا پلٹا کہا ای سرخاب حقیقت مین وہ جوان سینہ سپر کھڑا ہی میرا تو حوصلہ نہین پڑتا سرخاب نے کہا مین جا کر سر کاٹے لیتا ہون میرے سامنے کا بھاگا ہوا ہی صورت مادولت کی دیکھکر بھاگیگا مگر مین بیجانہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا بڑھا سامنے صاحبقران کے پہونچا للکار کر آواز دی او حمزہ غضب کیا کہ واسطے بھاگ کر یہان آیا ہی باغ مین رنگ جمایا ہی صاحبقران نے فرمایا مین آپ کا متلاشی تھا شکر ہی کہ آپ تشریف لائے مین تو خرد ہون آپ کو کس بات کا غصہ ہی اگر مجھکو قتل کیجیے گا تو جوان بیٹی کو بٹھا کر افسوس ہوگا مین نے کیا نان ونفقہ نہین دیا کیا ایسی خطا کی سرخاب رعد آواز جھلا کر جا پڑا نیزے مین شکست کھا چکا تھا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی او حمزہ سپاہی لے اسی تلوار نے تمھارے خون کا مزہ چکھا تھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا صاحبقران نے باڑھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا سرخاب رعد آواز نے گریبان پر ہاتھ ڈالدیا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے خورشید کا چہرہ زرد ہی تماشا دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو بلوہ کر کے پکڑ لو سب کہتے ہین ہمارے آقا پر نہین غالب آئیگا مشکین باندھ لینگے سابق مین ہمارے آقا کے

ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا تھا یہاں پہونچا یہاں رنگ جما یا اب نہیں بچیگا جب صاحبقران زیادہ تیان کہنے لگے خورشید فیلزور جھلا کر تلوار کھینچکر چلا صاحبقران جنگ مین مصروف ہین کہ پشت پر آکر خورشید نے ہاتھ مارا جھپک تلوار کی دیکھکر صاحبقران پلٹ پڑے جیسے ہی اسنے ہاتھ مارا امیر نے سرخاب کو دھکا دیا خورشید سے لپٹ پڑے کہا او نامرد یہ کیا حرکت کی کوئی ایسی حرکت کرتا ہی مثل مشہور ہے زدہ را مینوان زد نگاہ مین تو حقیر تھا میرے پیچ مین آکھیڑ کر جو مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا ایک مرتبہ تجکو سمجھ چھوڑ دیا تھا مجکو یہ خیال ہوا جاکر سرخاب کو لایا بنا شناخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہی ہم سمجھے تھے کہ صاحب غیرت ہی اب ہمارے سامنے نہ آئیگا خورشید نے کہا مین مسلمان نہ ہونگا ای جوان تو نے غضب کیا میری معشوقہ پر قبضہ کر لیا مین تیری اطاعت کرون یہ مجھسے نہ ہوگا صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا خورشید فیلزور کو چیر کر پھینکدیا سرخاب رعد آواز نے جو یہ معاملہ دیکھا تھرا گیا صاحبقران نے فرمایا ای سرخاب آؤ پھر ہمارے تمہارے کشتی ہو یہ سنکر سرخاب اور زیادہ بدحواس ہو گیا کہا ذرا ٹھہر جائیے مین اور تلوار لے آؤن تو آپ سے مقابلہ کرون صاحبقران نے کہا جائیے دس تلوارین لائیے ارادہ تو ہم آپ کا سمجھ گئے اب تمہین حوصلہ لڑنیکا باقی نہین یہان ملکہ سیمین عذار نے جو یہ معرکہ بنگلے سے دیکھا سجدے کے واسطے جھکگئین ایک کنیز سے پوچھا ہا ہا جان سے کیا باتین ہو رہی ہین اپنے لشکر کو کیون جاتے ہین کنیز نے خبر دی کہ صاحبقران نے خود مہلت دی ہی کہ اور تلوار لاؤ ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا کہ صاحبو کیا غضب کیا ہی کیون مہلت دی خورشید کا تو عتق القمر کیا تھا اسے کیون چھوڑ دیا عقل کا بالکل نام نہین سیدھے سادھے سپاہی ہین وہان جو سرخاب لشکر مین پہونچا افسرون نے کہا یار دیکھو رہے ہو چہار جانب سے گھیر کر مار لو فوج والے چلے فوج نے صاحبقران پر بلوہ کیا ملکہ نے منہ پیٹ لیا کہا ای صاحبون دیکھو غضب ہوا اُسنے مکر کیا صاحبقران زمان نے جو فوج کی طرف دیکھا گھوڑے کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم — امیر عرب حمزۂ ذی حشم — منم قاتل کافران جہان
ز تیغم فراری انوشیروان — چو رفتم بسجان کجے گیر و دار — کہ گنجاب ملعون گردد فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار — بہ باز و کشدہ فتح و نصرت نگار — گذر چون بجوالا کہ قاف لشد
جزائر چو از عدل و انصاف شد — ز زم دیو عفریت را در مصاف — بلرزند از خوف دیوان قاف
سمندون بدبخت گشتہ شکار — کہ از جنگ بہدین ذلیل و نزار — در انجا چو جاہ و ادب یافتم
سلیمان ثانی لقب یافتم — مسخر کن ملک ہندوستان — لقب گشتہ در دہر صاحبقران

چہار جانب سے لشکر کفار نے بلوہ کیا صاحبقران لشکر کفار پر تیغہ ہلالی علم کر کے جا پڑے تلوار چلنے لگی ملکہ کو ٹھے پر گھبرا گئی کہا لو صاحبو اُس مکار و غدار نے فتور کیا خدا انکو اس دشمن سے بچائے ای پروردگار وہ اکیلے ہین فوج کفار کے ریلے ہین انکو غالب کر ناتیرے نزدیک کیا مشکل ہی نظم

بود ہمیشہ منور بدیدہ جلوہ رب — بر در صورت خورشید و مثل ماہ لقب — بدیر و کعبہ بود ذات واحدش موجود
کہ اوست موجہر دین و ملت و مذہب — ہبر دیار مقیم است حضرت قیوم — چہ ہند و سند و چہ ایران چو روم و شام عجم

برائے روزی ہر روز حضرت رزاق
رود ز خاطر غمناک درد و رنج و تعب
بدوست طالب حق را رجوع از دل و جان
کہ نیست قدر جب پیش حق نہ فخر نسب
ببرد این گل بستان جان ملال ز ملبل
بابر جوش و خروش و برعد شور و شغب

وسیلہ گردد و پیدا کند ز غیب سبب
ببلاغ دہر گل از خار میکند پیدا
بہر آرب و ہر مدعا و ہر مطلب
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد
بحسن تازہ و رنگ عجیب و بوے عجب
بحمد خالق اکبر گذار ہندی عمر

بجسم زور و بہ تن طاقت از خدا آید
ز خاک سبزہ بر آرد ز چوب خشک رطب
برائے بندہ فقط بندگی بکار آید
کہ ہست جلوۂ ذاتش ز ہر قریب اقرب
بہر گردد عطا نور لازوال خدا
گہے بروز کن این کار نیک گاہ بشب

ملکہ نے ملک کریہ دعا کی صبح اسے گرد اڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش سر پہ بار سفید سایہ فگن پشت پہ بارہ ہزار جوانان صف شکن عیار رکاب سے لپٹا ہوا نقابدار زرین پوش نے نعرہ کیا باشید ای کفاران بھیا دای نابکاران بردغا کہان جاتے ہو ہم آواز دی ای شہریار یہ خیر خواہ دولت حاضر ہوا یہ کہکے اگر تلوار چلنے لگی ہر چند کہ لشکر کفار بہت ہر نقابدار نے دو ہلون مین فوج کو پراگندہ کردیا جنگل کو لاشون سے بھردیا لڑتا ہوا جاتا صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے ہوئے چلے افسرون کو بڑھ بڑھ کر مارا علم فوج کو نگون کیا نقابدار چاہتا ہر کہ سرخاب کو مین قتل کردن صاحبقران کو آنا نقابدار کا ناگوار ہوتا ہر تیور پر بل مرکب باد رفتار کی چھل بل گھوڑا اطرارے بھر رہا ہر سر کشان پامال کررہا ہر لڑتے بھڑتے سامنے سرخاب رعد آواز کے پہونچے فرمایا اونامرد مردان عالم کے ہاتھون کی گرد یہ بھی حوصلہ نکلگیا قدرت پروردگار کو دیکھا معین آگیا اب کیونکر بچوگے مرکب بڑھاکر سامنے آئے سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران کو سرخاب کا خیال بھی ہر کہ اگر مارا جائیگا ملکہ کو ضرور ملال ہوگا کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مار تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست کو زنجیر مین ڈالدیا نعرہ کرکے زور کیا قاش زین سے اُٹھایا سرخاب نے کیسے کیسے جھٹکے مارے صاحبقران نے اُٹھالیا سر سے بلند کیا افسران سرخاب تلوارین کھینچکر اُتر پڑے چاہتے تھے کہ اپنے افسر کو رہا کرلین نقابدار زرین پوش نے اُس مقام پر آکر بڑے گرد فرسے شمشیر زنی کی لاش پر لاش گرادی یہ کام کیا کہ کسی کو قریب صاحبقران نہ آنے دیا امیر گھوڑے سے کود ے اُکھیٹر کر مار اچھائی پر سوار ہوئے فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہر سرخاب نے دیکھا اب اگر کچھ خلاف کہونگا مثل خورشید کے مارا جاؤنگا جان بچانا مناسب ہر دست بستہ عرض کی جوارشاد ہو بجالاؤن صاحبقران نے کلمہ فرمایا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا طوطے کی طرح کلمہ پڑھا صاحبقران نے چھوڑ دیا نقابدار زرین پوش تو اُسی طرح لڑتا بھڑتا نکلگیا سرخاب صاحبقران کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ استادگرائی افسران فوج سے بھی اشارہ کردیا جو صاحبقران کہین وہ ہی قبول کرو رات کو سمجھ لونگا یہ سوچ کر صاحبقران کو مقام صدر پر جگہ دی آپ دست بستہ کھڑا ہوا ظاہر مین افسرون کو بھی کلمہ پڑھا یا صاحبقران نے فرمایا مین باغ مین ہو آؤن ملکہ کو تسکین دون سرخاب نے کہا جائیے صاحبقران تو اندر باغ کے گئے ملکہ یہان بیقرار ہین جب صاحبقران آئے ملکہ نے کہا آپ نے یہ کیا غضب کیا یہ بڑا مکار ہر صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہر جو مناسب ہوگا وہ ہوگا ملکہ نے کہا یہ تو نیجیے کہ اُسکی صحبت مین

نہ جائیے ایسا نہ ہو کچھ فتور کرے صاحبقران نے کہا میں وعدہ کرکے آیا ہوں شب کو آج ضرور
جاؤنگا میں نے وعدہ کیا ہے ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پہر رات گئے ملکہ سے رخصت ہوئے
اُس وقت ملکہ کی بیقراری اشکباری یہی کہتی ہیں آپ باہر نہ جائیے کنیز بہت بیقرار ہے مجکو خوف آتا ہے
ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ بُرائی کرے وہ بڑا مکار و جعلساز ہے کہ ایسا نہ ہو یہی سوچ کر اُسنے اطاعت کی ہو
میرے دل کو صبر نہیں آتا دل گھبراتا ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

روانہ کشتی عمر رواں ہے
معطر آتش گل کا دھواں ہے
زمین جیسے حباب آسمان ہے
دہن ہے غنچہ گلزار فردوس
غبار توسن عمر رواں ہے
کیا ہے آگ سے مچھلی کو پیدا
زمین اوپر ہے نیچے آسمان ہے

ابھی ہر چند وہ بت نوجوان ہے
کہ منھ پر گیسوئے عنبر فشاں ہے
تصور میں جو ہے روئے عرق ناک
کہ اک عالم کی نظروں سے نہاں ہے
تصور میں ہے اک انگیا کی چڑیا
یہ اعجاز کف رنگین عیاں ہے
بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ

ہمارا ہر نفس اک بادبان ہے
سفید اسکا مگر موئے میان ہے
تن خاکی میں قدر اپنی نہاں ہے
بجائے دل بغل میں عطردان ہے
کروں کیا احتیاط جسم خاکی
یہ دل گنجشک کا اب آشیاں ہے
زبس وا اژدر ہے اپنا کوکب بخت
جگر بند امام انس و جاں ہے

ہر چند ملکہ بیقرار ہوئیں دامن بھی تھام لیا بہت روئیں پیٹیں صاحبقران عالیشان نے نہ مانا
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے بیرون باغ آئے سرخاب انتظار میں بیٹھا تھا خبر جو سُنی
صاحبقران آئے ہیں استقبال کے واسطے دوڑا صاحبقران کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا
خاطر کرنے لگا قدموں کو چومتا ہے ایک ایک کے سامنے کہتا ہے یار و میں نے کیا فخر پایا ایسا آقائے
نامدار ملا غنچۂ آرزو کھلا کیونکر فخر نہ کروں یہ کہتے کہتے ناچ گانے کو حکم دیا جب ہنگامۂ عیش و نشاط
گرم ہوا تب ایک جام شراب بھرا اُسمیں بیہوشی ملائی ہاتھ پر رکھکر بصد ادب سامنے کھڑا ہوا عرض کیا
ای شہریار میں چاہتا ہوں مجکو سرفراز فرمائیے میرے ہاتھ سے جام پیجیے صاحبقران عالیشان
خلق مجسم محترم و محتشم ہیں ہاتھ سے سرخاب کے جام لیکر فوراً پیگئے سرخاب رعد آواز
بیٹھ گیا ناچنے والی کو اشارہ کیا وہ گانے لگی چٹکی سے دامن تھامے ہوئے بتاتی جاتی ہے باتوں میں
صاحبقران کو بھاتی ہے صاحبقران جب جام پیچکے سرخاب نے کئی جام پلوائے دماغ صاحبقران
کا اُلٹ گیا گھبرا کر فرمایا کیوں ای سرخاب شراب میں کیا تھا سرخاب نے کہا باش او حمزہ
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا میں نے اپنا بدلہ لیا صاحبقران زبان غصے میں تلوار ٹیک کر
اُٹھے بیہوشی تاثیر کرچکی تھی گرکر بیہوش ہوئے سرخاب نے آواز دی یار و لینا قلعۂ قاموس پر
چلکر قتل کرونگا جب اسکے سرداروں کو بھی ماروں تب دل کو آرام آئے چہار جانب سے سپاہی
ٹوٹ پڑے آہنگر بُلائے گئے صاحبقران کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں گلے میں طوق
پہنا کر مسلسل و مطوق کیا اب جو امیر کو ہوش آیا اپنے کو اس حال میں پایا نہایت غصہ آیا فرمایا
او مکار یہ تو نے کیا حرکت کی انشاء اللہ سمجھا جائیگا سرخاب رعد آواز نے کہا صبح ہونے دو
اُس گیسو بریدہ کی مشکیں باندھ کر لاؤں تمکو اُسکو دونوں کو سزا دونگا صاحبقران کو بڑا انتشار ہے
کہ ہم تو خیر مرد ہیں قید ہونا زخمی ہونا ہمارا کام ہے نہیں معلوم اُس آتشخو شعلہ مزاج پہ کیا گذر یگی

سرخاب رعد آواز نے فوج والون سے کہا لشکر مین ڈنکا ہو سب تیار رہین صبح کو طرف قلعۂ قاموس کے چلینگے مگر سیمین عذار کو بھی قتل کرونگا ایسی نالائق کا زندہ رہنا بہتر نہین یہ کہتا جھکتا ہوا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ایک خیمے مین صاحبقران کو قید کیا اب صبح کا انتظار ہی کہ صبح ہونے تو جاکر باغ کو گھیرون قتلے کار کنیز ملکہ کی کسی کام کو گئی تھی یہ حال سب سنکر گرے روتی ہوئی سامنے ملکہ کے پہونچی کہا حضور بڑا غضب ہوا صاحبقران کو سرخاب نے قید کر لیا ہی اب ارادہ ہی کہ لشکر لیکر آپ کے باغ کو گھیرے یہ سنکے ملکہ گھبرا گئین کہا صاحبو بڑا غضب ہوا جو مجکو خوف تھا وہی ہوا مین جانتی تھی کہ ضرور یہ فتور کریگا کس زور مین زہر ہوا یہ دام مکر پھیلایا اب تم سبھون کی کیا صلاح ہی کنیزین بھی گھبرا گئین ایک نے کہا حضور ابھی پہر رات باقی ہی اسنے عرصے مین دس پانچ کوس نکل جاوینگے ملکہ نے کہا صاحبو اسی زندگی پر لعنت ہی ہمتو اپنی جان بچا مین اُنکے دشمن قتل ہو جاوین ہم اپنی جان کنوئین مین گرکے دینگے زندہ نہ رہینگے یہ خبر دہشت اثر سنکر اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

وصل کے واسطے کل لیگیا جانان میرا ۔ آج کیا حال کریگی شب ہجران میرا
بوسے مین نے نہ لیے گو کہ اجازت بھی ملی ۔ آپ کا مجھپہ کرم آپ پر احسان میرا
ہاے کیا قہر ہی کچھ میری طرح اب یہ بھی ۔ منھ چھپا لیتا ہی دل مین مرے ارمان میرا
خوف تکلیف ہی سر کاٹیے اپنا کیونکر ۔ روز شرماتا ہی آکر مجھے احسان میرا
ناتوانی کی اجازت نہ ملی گرچندے ۔ ہاتھ ہوجائیگا پیوند گریبان میرا
مجکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ ۔ پاس ہی اُس بت بدکیش کے ایمان میرا
آنکھ کو دھیان سے زلفونکی کہان ہی فرصت ۔ ساتھ غور رہتا ہی مرے خواب پریشان میرا
سوؤن کیا ساتھ عدو کے تجھے پھر دیکھونگا ۔ دھڑکے دیتا ہی مجھے خواب پریشان میرا
خبر وصل بھی سنکر یہ نہین خوش ہوتا ۔ اسقدر یار سے آزردہ ہی ارمان میرا
چاہون جب چاک گریبان کو کرون قادر ہون ۔ روح کی طرح مرے ساتھ ہی احسان میرا
کب مجھے وصل پر پروکی خوشی تھی اے غم ۔ کیون مکدر ہی مزاج شب ہجران میرا
صلح کے بعد جو سوجا تو یہ بولا کافر ۔ ہاے منھ دیکھیگا آکر وہ مسلمان میرا
ہاے اس پاس مروت نے گرانبار کیا ۔ پھر گلے آکے پڑا سیرے گریبان میرا
چارہ گر رکھ نہ کسی داغ جگر پر پھاہا ۔ کیون بجھاتا ہی چراغ تہ داماں میرا
بوسے لیتے ہین لبون کے گلہ بدعہدی ۔ روز منھ چومتے ہین شکوہ جانان میرا
کثرت گریہ الفت سے یہ عالم ہی نسیم ۔ لگ سمندر سے نہین گوشہ دامان میرا

آخر صلاح ہوتے ہوتے یہ صلاح قرار پائی اور کنیزون نے بھی عرض کی کہ جانین ہماری حاضر ہین اگر حکم ہو تو سر کاٹ کے رکھدین ملکہ نے کہا شمار تو کرو کسقدر کنیزین ہین تین سو کنیزین قرار پائین غنچہ دہن جو سب کی افسر ہی اُسنے عرض کی حضور ڈیڑھ سو کنیزین بھاگ گئین یہ تین سو برائے جانبازی حاضر ہین جو حکم ہو بجا لائین ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی مردانہ لباس پہنا سب

کنیزین بھی اسی طرح آراستہ ہوئین نیزہ ہاتھ مین لیے ہوئے پنجۂ ہلالی زیب کمر کمان کیانی دوش پر
ہزار ہزار تیرون کے ترکش بائین ہاتھ پر لٹکائے اس شان سے گھوڑون پر سوار ہوئین آپسمین
صلاح کرلی کہ جب ہم تیر لگائین تم سب تیر لگانا جب ہم نیزہ اٹھائین تم نیزہ اٹھانا سہ بارہ مین
تلوارین کھینچکر گرینگے اگر تابہ قیدخانہ لڑتے بھڑتے پہونچگئے تو صاحبقران کو چھڑا لیا ورنہ اپنی
جان دینگے یہ کہکر آپسمین صلاح پختہ کرلی ملکہ نے گھوڑا آگے بڑھایا ہمرہی کنیزین ساتھ لین یہان
سرخاب رعد آواز جاگ رہا ہی اس امید پر کہ قیدی زندان مغرب یعنے ماہتاب ان گشت سے
جب فراغت پائے لشکر لیکر باغ پر جاؤن سیمین عذار کو گرفتار کر کے لاؤن سب اہالیان لشکر
جاگ رہے ہین پانچہزار جوان سوار و پیدل اُسی مقام پر حربہ ہاے جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہین
یہان صاحبقران مقید ہین پردہ اُس خیمے کا اُٹھادیا ہی صاحبقران سو رہے ہین کہ دیکھا سامنے
سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش سامنے آکر پہونچا اور نعرہ کیا کہ باشید
ای کفاران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم نقابدار بادلہ پوش جب تک سوار اپنے مقام سے
اُٹھین نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تین سو جوانون نے کمانین دوش سے اُتارین تیراندازی
کرنا شروع کی کسی تیر نے خطا نہ کی تین سو جوان سہم کے گرے گوشون سے آواز آئی زہے تیراندازی
تین سو جوان گرے نقابدار نے تیراندازی کر کے بھالے سنبھالے اُنھین سوارون پر جا پڑے کچھ سوار
مارے گئے کچھ بھاگے صاحبقران عالیشان سر زنجیر پر خم کیے سو رہے تھے یہی خیال مین تھا کہ اُس حریق
آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق بیتاب و بیقرار ملکہ سیمین عذار پر کیا گذری گی ان ظالمون کا قصد فاسد ہے
عدا الہی ابر و بجائے کہ یکایک ہنگامہ گیرودار بلند ہو صاحبقران نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ چند نقابدار مضطر و
بیقرار لڑ رہے ہین نیزے پھینک کر اب پنجہ ہاے ہلالی علم کیے ہین مغلوبہ لڑ رہے ہین صاحبقران
حیران ہوئے کہ یہ نقابدار کون ہی کہ شب تیرہ و تار مین برائے مدد آیا مگر گھبرایا ہوا ہی جو سب کا
افسر ہی وہ پکار رہا ہی یا صاحبقران آپ نہ گھبرائیے گا مین آن پہونچا مگر صاحبقران نے دیکھا
کہ نقابدار زخمی ہوا ہی مگر لڑنے مین شیرانہ لڑ رہا ہی جسپر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
ایک طور پر لڑ رہا ہی سرخاب رعد آواز جو اپنے مقام سے ہلڑ سُنکر اُٹھا پوچھا یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے
بیان کیا ایک نقابدار بادلہ پوش آیا ہی جان اپنی لڑا رہا ہی سرخاب نے ایک جوان کو حکم دیا
کہ جاکر صاحبقران کا سر کاٹ لے وہ سوار ہٹو ہٹو کرتا ہوا در زندانخانے پر آیا جھپٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا حکم قطعی پہونچا تھا صاحبقران نے ہتھکڑی اُٹھادی ہتھکڑی کٹ گئی صاحبقران نے ہتھکڑی
کٹتے ہی قبضہ کو توڑ ڈالا اُسی جوان کی تلوار چھین لی کافرون پر جا پڑے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے
لڑتے بھڑتے باہر قیدخانے کے نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا اپنے نام کا نعرہ کیا نقابدار نے
جو صاحبقران کی آواز سُنی سر سے خون بہ رہا تھا ایک پہلوان نے جو بچھا لیا بے اختیار پکار اُٹھا یا
صاحبقران مجکو بچائیے صاحبقران جھپٹے اُس پہلوان کو مارا نقابدار پشت پر صاحبقران کے
ہوگیا صاحبقران کو آواز سے معلوم ہوا کہ نقابدار عورت ہی بچاتے جاتے ہین خود سینہ سپر کرتے ہین
نقابدار ہم کسی کو نہین آنے دیتے ساتھ والے نقابدار کے بھی پشت پر صاحبقران زمان کے آگئے

صاحبقران پر واجب ہوا کہ کوئی سوار یا پیدل نقابداروں پر چلا صاحبقران جا پڑے اُسکو مارا نقابدار بادلہ پوش سب کا افسر ہر مرتبہ پکارا اُٹھتا ہی ای شہریار ماشاء اللہ یہ خبر سرخاب کو پہونچی کہ نقابدار نے لڑ بھڑ کر صاحبقران کو چھڑا لیا اب صاحبقران بھی لڑ رہے ہین سرخاب رعد آواز غصے مین چلا اس وقت آکر پہونچا اُسنے دور سے دیکھا ہر چند کہ صاحبقران زخمی ہین مگر بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین نقابدارون کو بچاتے جاتے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی سرخاب بخوف اسیر کانپ رہا ہی کہ اگر ابکی صاحبقران نے مجکو پایا مار ہی ڈالینگے فوج کو ترغیب دینے لگا کہ یار و خود و زرہ صاحبقران کے پاس نہین ہی گھبر کر مار لو صاحبقران نے جو سرخاب رعد آواز کو دیکھا وہین سے نعرہ کیا او مکار اب کہان جائیگا دور سے کھڑا ہوا ترغیب دے رہا ہی خود سامنے نہین آتا سرخاب جا پڑا اس بھروسے پر کہ میرے ساتھ والے مجکو بچا لینگے صاحبقران نے جو سرخاب رعد آواز کو آتے ہوئے دیکھا گھوڑے کو بڑھا یا صفون کو درہم و برہم کرتے ہو چلے قریب سرخاب کے پہونچے ہر چند سرخاب آواز دیتا ہی کوئی سوار نہین بڑھتا مُنہ پھیر لیتے ہین بات جواب کا بھی نہین دیتے صاحبقران اور سرخاب سے مقابلہ پڑ گیا سرخاب نے ہاتھ مارا صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا فاسق زین سے اُٹھا لیا فرمایا کہ زمین پر مارون ای سرخاب مجھے تیرا بڑا پاس ہی نقابدار گھوڑا اُڑاتا ہوا قریب پہونچا پکار کر آواز دی ای شہریار اسکی خطا پر خیال نہ فرمایئے اب یہ ممنون ہی صاحبقران کو خیال آگیا یہ بھی ذہن نشین ہوا کہ یہ خود ملکہ سیمین عذار ہین باپ کے واسطے بیقرار ہوگئین صاحبقران نے زمین پر رکھدیا کہا ای سرخاب اگر خطاے گذشتہ کا خیال کرنا بہتر یہی تھا کہ سب کو قتل کرون لیکن بعنایت پروردگار مین نے اُسکی خطا معاف کی کہ جسنے مجکو تو مہینے پنجرے مین بند رکھا تمنے ایسی کیا خطا کی لہذا صاف ہو جاؤ عذر خطاے گذشتہ کرو اپنی جان کو نہ ڈرو یہ جلالت دیکھکر سرخاب قدمون سے لپٹ گیا عرض کی مین غلام ہون امیدوار ہون کہ میری خطا معاف فرمایئے مجھسے بہت خلاف ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا نقابدار اپنے ساتھ والون کو لیکر چلا گیا صاحبقران زمان ساتھ سرخاب کے بارگاہ مین آئے سرخاب کو گلے سے لگا لیا کلمۂ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا سرخاب بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اُسی وقت صحبت عیش و نشاط آراستہ کی وزرا سے صلاح کرنے لگا کہ اگر تم سب کی صلاح ہو ملکہ سیمین عذار کو ساتھ صاحبقران کے منسوب کردین سب نے صلاح دی بہت مناسب ہی یہ تو ظاہر ہو چکا کہ آپسمین عشق ہوا اب پردہ پوشی بیکار ہی سرخاب رعد آواز نے اُسی وقت نو بخ خوشبوئی منگوا کر سینے پر صاحبقران کے لگایا ظاہر ہوا کہ سرخاب رعد آواز نے اپنی بیٹی کو ساتھ صاحبقران کے منسوب کیا ملکہ سیمین عذار بہان باغ مین تشریف لائی ہین زخمدوزی ہو رہی ہے ملکہ فرما رہی ہین کہ صاحبو یہ تو دریافت کرو وہان کیا گذری ایسا نہ ہو کہ سرخاب پھر کچھ مکر کرے مجکو بڑا تردد ہی میرے دل پر چھر ہان پھر رہی ہین کسکو بھیجون کون خبر لائے اپنی تو یہ نوبت ہی نظم

پہونچے ہین تحفہ ہاے دل دوستان قریب
آئے ہین ای فلک بہت آہ و فغان قریب

کنج لحد کا حال کہین ہم کسی سے کیا
ہمدرد پاس ہی نہ کوئی مہربان قریب
لب وا ہین اشتیاق مین آنکھین ہین منتظر
پہونچا ہی لخت دل کا مرے کاروان قریب
ہر روز بعد چرخ مین ٹکتے ہین بال و پر
ای مرغ روح ڈھونڈھ کوئی آشیان قریب
ای عندلیب جان قفس جسم سے نکل
جلدی پہونچ بہشت کا ہی بوستان قریب
فریاد جانگزا سے زمانہ تبنگ ہے
بد لینگے کوئی اور لباس فغان قریب
ای آہ ہے محل ادب بس ٹھہر ہین
اب آچکا ہی مسکن کر وبیان قریب
ای مرگ اب وصال مین تاخیر چاہیے
آیا ہی وقت وصل بت دلستان قریب
کبتک یہ انتظار کہ فرصت قلیل ہی
رخصت طلب ہی یار ترا میہمان قریب
شاید بہا لیے کوچۂ جانان ہی متصل
آتا چلا ہی دغدغۂ پاسبان قریب
ای دل پتا بتا کہ سکونت وہین کرین
ہو پیر مسیفر وسن کی جس جادکان قریب
ای عندلیب رنگ چمن بے ثبات ہی
آخر ہوئی بہار اب آئی خزان قریب
جینا ہجوم آہ شرربار سے محال
تن پھونک دینگے شعلۂ سوز نہان قریب
ای دل سنبھل کہ دام مصیبت ہی سامنے
دیکھو آچکا ہی کوچۂ زلف بتان قریب
کس طرح دود آہ سے جیتا ہی تو نسیم
رکتا ہی دم وہان کہ جہان ہو دھوان قریب

ملکہ رو رہی ہین کہ ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی خوش خوشی ہانپتی ہوئی عرض کی کہ ملکۂ عالم مبارک ہو آپ کے والد نامدار نے اسلام اختیار کیا اور آپ کو ساتھ صاحبقران کے منسوب کردیا ملکہ نے شرما کے سر جھکا لیا کنیزون نے مبارک مبارک کہنا شروع کیا ملکہ نے جھلا کر جواب دیا صاحبون مبارک سلامت کیسی مان باپ کو اختیار ہی چاہین جو لطے بھاڑ مین جھونکدین بیٹیان کیا انکار کرسکتی ہین اب صاحبقران نے سرخاب سے فرمائش کی کہ ای سرخاب ہمکو مرحلہ جات طلسم عجائب درپیش ہین مقدمہ لشکر مین خواب پریشان دیکھا ہی جس سے کہ دل کو پریشانی ہی اب ہمارا روکنا مناسب نہین سرخاب نے اُسی شب کو سامان عقد مہیا کیا صاحبقران کا عقد ساتھ ملکہ سیمین عذار کے ہوا صاحبقران نے اُسی شب کو گوہر مراد حاصل کیا اس شاہزادی کے بطن سے ایک شیر دلیر پیدا ہوگا کہ ذکر اُس شاہزادے والاقدر کا خاص طلسم ہفت پیکر مین تحریر کرونگا صاحبقران نے سرخاب سے فرمایا جلد تیاری کرو ہم طرف قلعۂ قاموس کے جائینگے سرخاب نے لشکر تیار کیا صاحبقران سوار ہوکر طرف قلعۂ قاموس کے چلے یہان ارشد تاجدار ظہور قدرت پروردگار پر وجد کرتا تھا اور ملکہ نسیم سے کہتا تھا کیون ملکۂ عالم آپ نے ظہور قدرت پروردگار دیکھا کہ سرخاب رعد آواز کیونکر پلٹ گیا ملکہ نسیم کہتی ہین تمھارے اعتقاد پر ہمنے وجد کیا جو تمنے کہا تھا وہی ہوا اکہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین یہ سنکر ارشد تاجدار و ملکہ نسیم وغیرہ واسطے استقبال کے نکلے صاحبقران کے ساتھ سرخاب کو دیکھا سب حیران ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ صاحبقران نے سرخاب کو کیونکر پایا صاحبقران نے سب کیفیت بیان کی

اور فرمایا آپ سب صاحب اسی مقام پر رہیں ہیں براے فتاحی طلسم عجائب جاؤنگا دوسرے دن امیر نے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ حسب مراد پایا سب سے رخصت ہوئے سرخاب رعد آواز کو سب کا افسر کیا
آپ طرف صحرا کے چلے سب تماشا دیکھنے کو آئے تھے دیکھا کہ صاحبقران صحرا میں پہونچے اسم حاشیہ لوح پڑھا
اجمل جنی حاضر ہوا امیر نے فرمایا ای اجمل لوح میں جو دیکھا ہم تمسے اطلاع کرتے ہیں لوح میں یہی حکم تھا
کہ سیران شعلہ افزا کے مرحلے پر جانا ہوگا اجمل سے اطلاع کر دینا اجمل نے کہا بسم اللہ ای شہریار مراد
اس سے یہ ہے کہ میں وقتاً فوقتاً خدمت میں حاضر ہونگا سیران شعلہ افزا بڑی مکارہ ہے اجمل نے
صاحبقران کو بخوبی سمجھا دیا صاحبقران قریب ایک درخت کے آئے بقوت صاحبقرانی اس نخل
کو اکبر اللقب سے ایک اژدہا پیدا ہوا صاحبقران بموجب حکم لوح دہن اژدر میں جا پڑے بعد
عرصہ دراز زمین پر پاؤں قائم ہوئے دیکھا صحرا نہایت عمدہ سبزوں کا مسکن صحرا رشک گلشن آخر وقت ہے
طائران نغمہ سرا درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں ایک جانب نہریں جوش مار رہی ہیں حباب چشم
محبوب آب مرغوب آب مروارید سے زیادہ آبدار موجہاے آب مثل عاشقان دل گرفتہ بیقرار مچھلیاں
اچھل رہی ہیں نہنگان خون آشام سیر بسر کرتے ہیں ہاں ابر رحمت کا دم بھرتے ہیں ایک جانب چراغ لالہ
روشن ہے یا لالہ احمر نے کلاہ کج سر پر رکھی ہے نسیم سحری کا پھونک پھونک کے قدم رکھنا یہی خیال تھا کہ
دامن گل پر گرد نہ پڑے نرگس شہلا سے آنکھ نہ لڑے سیل پیچ پیچ و تاب زلف مہوشان کا جواب لیے ہے
سرو گلشن پر قمریاں کوکو کر رہی ہیں فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم صداے حق سرہ کر رہی ہے
طائروں کا غل پیچ و تاب سنبل صحرا کی رعنائی زیبائی ایک جانب آہوان صحرا اچھل کود کر رہے ہیں
وہ مقام ہے کہ دل کو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوتی ہے صبا اپنی بدنصیبی پر روتی ہے
باغبان اس باغ بیخزاں کا نظارہ نہیں کرنے پاتا صاحبقران صناعی باغبان ازل پہ نازاں
فرماتے ہیں تیرے باغ کی توصیف میں کون زبان کھولے تیرا فیض سب پر جاری ہے اصل کیفیت یہ ہے نظم

هست سرکار اله العالمین سرکار فیض — هست دربار خداوند جہان دربار فیض
حق بدار عافیت آباد دارد دار فیض — محکم از سد سکندر حق کند دیوار فیض
تازه رنگ و بو دهد در ہر چمن گلزار فیض — باخزان کارے ندارد گلشن بیخار فیض
جلوه گر از بزم محبوبی است شمع فیض حق — روشن است از واج خوبی ہمچو خور انوار فیض
آفتاب فیض بخشد روشنی ہر چارسو — جابجا گوہر ببارد ابر گوہربار فیض
مستفیض از فیض ربانی است مخلوق خدا — نیک و بد دارد ہمیشہ بر زبان اقرار فیض
سعی کن تا فائده یابد ز تو خلق خدا — کوششے فرما که از دستت برآید کار فیض
کن روان مانند دریا فیض بر روے زمین — تا شود جاری از آن بحر روان انہار فیض
حمد باری کن رقم ہندی درین نظم عجیب — تا که یابد فیض ہر شائق ازین اشعار فیض

عرصہ دراز تک صاحبقران اس مقام پر ٹھہرے تماشا صحرا کا دیکھا گیے ایک طرف سے گرد اڑی
ایک آہوے وحشی جنگلی سامنے صاحبقران کے چوکڑیاں بھرنے لگا صاحبقران زمان نے
کمان کیانی دوش سے اتاری تاک کر تیر مارا اٹھے پر آہو کے تیر پڑا دوسرے ہٹنے کو

توڑ کر پار گذر را اب وہ چیخین مارتا ہوا بھاگا صاحبقران اُسکے تعاقب مین چلے اس خیال سے کہ زخم کاری
لگا ہی کسی مقام پر گر کر جان دیگا آہو بھاگا جاتا ہی ایک طرف درختون مین جا کر غائب ہو گیا امیر
ڈھونڈھتے ہوئے آہو کو نخلستان مین آئے ایک طرف رونیکی آواز آئی کہ کوئی فرزند فرزند
کہکے رو رہا ہی صاحبقران اُس آواز کی جانب چلے ایک مقام پر آکر دیکھا ایک جنگلی عورت ایک طفلک
دوازدہ سالہ کا سر زانو پر رکھے ہوئے رو رہی ہی پہلو پر اُس طفلک کے زخم ہی صاحبقران نے قریب آکر
فرمایا ای نیکبخت یہ کیا معرکہ ہوا کہ اُس جنگلی عورت نے سر اُٹھا کر کہا او ظالم اس بیخطا بچے کو تو نے تیر مارا
ایسا ہی صدمہ تجکو بھی پہونچیگا جب تجکو مزہ ملیگا کسی کی اولاد کے مٹا دینیکا کیا لطف ہوتا ہے
یہ کہکے صاحبقران سے بدزبانی کرنے لگی صاحبقران کو کب تاب ہی ویسا ہی جواب دیا وہ عورت
عصا لیکر اُٹھی چاہا صاحبقران کو مارے صاحبقران نے چہ بدست چھینلی چاہا مارین عورت
نے ایک چیخ ماری گوشۂ صحرا سے کئی زنگین پیدا ہوئین تلوارین لیکر صاحبقران پہ آپڑین امیر
نے کئی کو قتل کیا اُس زنگن کو بھی ہاتھ مارا جب زنگن قتل ہوئی لاشے سب کے معدوم ہوگئے
صرف لاشہ ایک عورت کا پڑا ہی صاحبقران حیران تھے کہ یہ کیا شعبدۂ طلسم تھا سامنے
سے آواز آئی السلام علیک ای طلسم کشا ای جوان یکتا صاحبقران نے دیکھا اجمل جنی آکر
حاضر ہوا عرض کی ای شہریار آپ نے سیاہ تاب جادو ملازم سیران شعلہ افسر اکو مارا
اب آگے اُسکا مقام ملیگا بہت ہوشیار ہو کر جائیے گا یہ کہکے غائب ہوا کہا زیادہ مین نہین
ٹھہر سکتا ہون حضور ہوشیار رہین صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہی اجمل تو گیا کہ ایک
جانب سے رونیکی آواز آئی ملتفت ہو صاحبقران نے دیکھا زاغچہ غلام عمرو کا ایک درخت سے بندھا ہے
امیر نے قریب آکر فرمایا کیون ای زاغچہ تمھین کون لایا ہی زاغچہ نے عرض کی ای شہریار مین لشکر سے
واسطے خبر کے نکلا تھا ایک ساحر مجکو اُٹھا لایا یہان باندھ گیا یہ کہ گیا کہ تیرے آقا امیر کو قید کیا ہی
اُسکو قتل کر لون تو آکر تجھے بھی قتل کرون صاحبقران نے زاغچہ کو کھولا لشکر کا حال پوچھتے ہوئے چلے
زاغچہ عرض کرتا ہی کہ شاہین فتح لقف نے بڑے بڑے صدمے بادشاہ کو پہونچائے مین آج اُسی کی
خبر کو نکلا تھا کہ یہ ساحر اُٹھا لایا صاحبقران تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک دروازہ باغ کا ملا امیر
نے فرمایا ای زاغچہ دیکھون تو کوئی ساحر عمرو کو اس باغ مین نہ لایا ہو یہ کہتے ہوئے صاحبقران
باغ مین آئے دیکھا باغ پُر بہار ہر سمت طائرون کی پکار پانی نہرون کا مثل آب گوہر آبدار حبابون کی
شناوری نخل سرسبز عروس چمن پر جوبن اوج پر گلشن جوانان چمن سبزپوش بہار ہمدوش خزان روپوش
ایک جانب سے دعا مانگنے کی آواز آئی کہ کوئی بلک بلک کر پکار رہا ہی کہ افسوس جمال آقائے نامدار
نہ دیکھا سفر عدم کا وقت قریب آگیا ای رحیم و کریم وای سمیع و علیم آقائے نامدار کی صورت دکھادے
صاحبقران نے زاغچہ سے فرمایا عمرو کے بلکنے کی آواز آتی ہی امیر اُس آواز کی جانب چلے مگر آواز
عمرو سنکر پریشان ہو گئے چند نخل طی کیے تھے کہ دیکھا سر حوض پر عمرو کی مشکین بندھی ہوئین سرنگون
آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری دعائین مانگ رہا ہی ایک ساحر سیہ فام چمکتا ہوا تیغہ
کھینچے ہوئے چاہتا ہی عمرو کو قتل کرون صاحبقران نے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہی بیگناہ کے

خون سے ہاتھ بھرتا ہے صدائے نعرۂ صاحبقران سُنکر ناٹچہ بھاگا گلستان مین جاکر غائب ہوا
امیر نے آکر عمرو کو رہا کیا عمرو صاحبقران سے لپٹ کر خوب رویا کہا آقا خدا نے آپکو عین
وقت پر پہونچایا صاحبقران نے فرمایا خواجہ حال لشکر کا تو بیان کرو خواجہ نے کہا ای امیر
کیا عرض کرون ساحران طلسم ہفت پیکر نے لشکر پر بڑے بڑے فساد برپا کیے غلام اسی فکر
مین نکلا تھا کہ جاکر شاہین کو مارون کہ یہ ساحر مجھے اُٹھا لایا آپ نے بہت عرصہ کیا صاحبقران
نے فرمایا میرا داخلہ طلسم عجائب مین ہے یہ طلسم کی سرحد ہے کئی ہفتے سے اسکی فتاحی مین مصروف ہون اگر
انشاء اللہ عفریتۂ خونخوار سے مہلت پاؤن تو طرف لشکر کے چلون عمرو صاحبقران سے
باتین کرتا ہوا بارہ دری مین لایا صاحبقران کو مقام صدر پر بٹھایا کچھ پھل توڑ کے لایا تھا امیر
سے عرض کی یہ نوش فرمایئے مین نے ذکر سُنا کہ یہ مقام سیران شعلہ افزا ہے خدا اُسکے شعبدے
سے آپ کو بچائے دیکھون کوئی گلابی کہین ہے تو حاضر کرون دیکھا طاق مین گلابی اور جام بلوری
رکھا ہے عمرو نے وہ گلابی اُتاری جام لبریز کیا دو چار اشعار عاشقانہ بہ الحان پڑھے جام
لبریز کرکے پیش کیا کہ نوش فرمایئے صاحبقران نے ہاتھ بڑھایا چاہا کہ جام لیکر پیون
سر جو اُٹھایا دیکھا ایک نخل پر ایک طائر زرین بال بیٹھا ہوا رو رہا ہے اپنی زبان مین کہتا ہے افسوس کا
مقام ہے کہ جسکا اُستاد اُسکے پاس ہو بدون پرسش اُستاد کوئی کام کرے معلوم ہوا وقت زوال آیا
اور آنکھون سے اشارہ کرتا ہے کہ ای صاحبقران جام نوش نہ فرمایئے گا صاحبقران نے
اُس طائر کی حرکت دیکھکر بے اختیار لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ یہی سیران شعلہ افزا ہے
مکر و فریب مین یکتا ہے جام نوش نہ فرمایئے گا اگر نوش فرمایئے گا پانی ہوکے بہ جایئے گا یہ مضمون
دیکھکر صاحبقران نے فرمایا خواجہ مین تو پیتا ہون تم بھی شریک ہو سیران حیران ہے کہ
صاحبقران کو کسنے منع کر دیا پھر سوچی کہ مین پیونگی تو صاحبقران بھی جام نوش فرمایئنگے
بہت خوب کہکے جھکی صاحبقران نے وہی جام سر پر اُسکے اُنڈیل دیا اُسنے ایک چیخ ماری کہ ہے ہے
یہ فعل کسنے تعلیم کیا مثل ہیزم خشک جلنے لگی صاحبقران نے بھی عکس لوح کا ڈالدیا جل جلکر
سیران شعلہ افزا خاک ہوئی وہ ساحر جو بشکل زاغچہ کھڑا ہوا تھا ایک شعلہ اُسپر بھی گرا وہ بھی
جلگیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سیران شعلہ افزا بود باغ مین اندھیرا ہو گیا
ہزارون درخت جلے بڑی دیر کے بعد روشنی ہوئی دیکھا وہ باغ بھی غائب ہوا اپنے کو ایک صحرا
مین پایا ایک طرف سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا سرخاب رعد آواز دار شد تاجدار ملکہ نسیم
کو لیے ہوئے پہونچے بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران نے سب حال اپنے سردارون سے
بیان کیا لیکن عفریتۂ خونخوار اپنے قلعے مین تخت پر بیٹھی ہے دروازے سے رونے کی آواز آئی
دیکھا چند ساحر ایک لاشہ لیے ہوئے آکر پہونچے فریاد کرتے تھے کہ بادشاہ طلسم عجائب ملکہ
سیران نے مکر کا جال بچھایا تھا ایک ساحر کو غلام عمرو کی صورت بنایا خود عمرو بنکر امیر سے
ملاقات کی شراب پلانے کا ارادہ کیا نہین معلوم کسنے کہدیا کہ طلسم کشا نے سیران کو جلا کر
خاک کیا عفریتۂ خونخوار نے کہا ثابت ہوتا ہے کہ اجمل حبشی اُنکے ساتھ ہے وہی یہ فتنے برپا کرتا ہے

مدت سے رازدار طلسم تیری خدمت اسلئے مقرر ہی کہ طلسم کشا کو بھید دے اب وہ طلسم کشا کو آگاہ کرتا ہی اب
ہم خود نکلینگے یہ ذکر تھا چند ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کیا ای ملکۂ عالم بالاے قلعہ سے
ملاحظہ فرمائیے لشکر طلسم کشا پانچ کوس پر فروکش ہی کل قریب قلعہ آجائیگا کون اُنکے ہاتھ سے امان پائیگا
عفریتہ نے کہا مین سمجھ گئی مرحلہ جات شکست ہوئے بربادی قلعے کے بند و بست ہوئے یہ کہتی ہوئی
بالاے قلعہ آئی دیکھا لشکر طلسم کشا صحرا مین فروکش ہی تیاری روشنی کی ہو رہی ہی تسیم بڑے لطف سے
انتظام کر رہی ہی صاحبقران اپنی بارگاہ سے نکلکر دنگل پر بیٹھے ہین عفریتہ یہ معاملہ دیکھکر قلعے سے
اُتری سفاک خونریز سپہ سالار سے کہا لشکر کو تیار رکھو لوگون پر آوازر ہو جب میری صدا سننا
فوراً آپڑنا اگر بن پڑتا ہی تو مین جاکر لوح لیتی ہون یہ کہکر چند کنیزین ساتھ لین طرف صحرا کے روانہ ہوئی
یہان صاحبقران در بارگاہ پر جلوہ فرما ہین شام ہو چلی ہی فراش ماہتابان نے فرش چاندنی
بچھایا ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے آنکھ ملاتے ہین کہ صاحبقران نے
دیکھا چند کنیزین خستہ و شکستہ حیران و پریشان پوچھتی ہوئی آتی ہین کہ صاحبقران عالیشان
کہان ہین امیر نے فرمایا ای سرخاب دیکھو ان کنیزون کو جلد ہمارے پاس لاؤ سرخاب رعد آواز
خود دوڑ گیا کنیزون کو پکارکر آواز دی کہ ادھر آؤ آپ سامنے لاتا ہوا صاحبقران کے آیا عرض کی
ای شہریار خدا خیر کرے یہین عذرا کی چند کنیزین حیران و پریشان آپ کو پوچھتی ہوئی آتی ہین
نہین معلوم قلعۂ قاموس پر کیا معرکہ گذرا اور کنیزین وہ ہین کہ جو ہر وقت خدمت مین حاضر رہتی ہین
یہ بھی حضور کو ظاہر ہی کہ وہان کوئی پہلوان زبردست اور کوئی ساحر معقول نہین معلوم ہوتا ہی
کہین عفریتۂ خونخوار نے لیکر بھیجا نہو یہ سنکر صاحبقران گھبراکر اُٹھے کہا ای سرخاب خدا خیر کرے
دل میرا ابھی بیقرار ہو گیا یہ فرماتے ہوئے بڑھے تھے کہ بارہ چودہ کنیزین بحال پریشان سامنے آئین
صاحبقران کو دیکھکر فریاد کرنے لگین صاحبقران نے کہا ارے کمبختو کچھ حال تو بیان کرو کنیزین
رونے لگین کہا ای شہریار پہلے تو چند لازمون نے آکر خبر دی سفاک خونریز نامے ایک سپہ سالار
عفریتۂ خونخوار کا با فوج گران آتا ہی ملکہ نے چند کس واسطے خبر کے بھیجے حضور بخوبی آگاہ ہین کہ کوئی ساحر زبردست
وہان نہین بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے سلین پتھر کی برسنے لگین مکان گرنے لگے ہم تو بھاگ نکلے
ملکۂ عالم چالیس کنیزون کو ساتھ لیکر ہمارے سامنے صحن قلعے مین آئی تھین دور سے ہمنے بھی دیکھا کہ
برج گر رہے ہین مکانون مین آگ لگ گئی نہین معلوم ملکہ پر کیا گذری یہ سنکر صاحبقران گھبرا گئے
فرمایا غضب کیا ارے ذرا بڑھکر خبر تو لو افسوس صد ہزار افسوس سرخاب رعد آواز کچھ
لوگون کو لیکر تم جاؤ دریافت تو کرو کہ کیا معرکہ گذرا امیری تو عجب کیفیت ہی کیا اپنا حال کہون نظم

راز مخفی لب تلک آئے کہان مفقود ہی — دل ہمارا جلوہ گاہ شاہد مستور ہی
ایک شعلہ داغ سوزان کا ہی میرے آفتاب — آسمان نیلگون دود دل مغرور ہی
دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار — نافۂ مشک ختن پہ پردۂ کافور ہے
ساقیا مین زخمی تیغ نگاہ مست ہون — ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہی
ناتوانی سے خط باریک ہی اپنا بدن — ہو چکی ہین نبضین زنجیر پاے مور ہی

حسن عالمتاب سے تصویر مثال بھر گیا / یہ سراسر نور ہی وہ اک چراغ دور ہی
کہ کسی صورت نہیں کاشانۂ تن خلد سے / ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہی
ہو گیا بیہوش جس پر آنکھ تیری پڑ گئی / کسقدر لبریز مستی نرگس مخمور ہی
اور بھی شاعر زمانے مین ہین اکثر اے نسیم / پر جناب پاک کا کچھ اور ہی دستور ہی

صاحبقران نے کلیجہ تھام لیا کنیزون کو ایک مقام پر اُتارا سرخاب نے چاہا تھا کہ چلے سب صحرا سے دیکھا دس بیس سپاہی قفس کو اُٹھائے ہوئے چند کنیزین ساتھ صورتون پر خرابی و پریشانی ڈوپٹے ڈھلکے ہوئے پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوئے بدحواس دوڑی ہوئی آتی ہین ایک ایک سے پوچھتی ہوئین کہ صاحبقران کہان ہین سرخاب رعد آواز نے بڑھکر آواز دی کہ ارے اس طرف آؤ کنیزین بڑھکر قریب آئین سرخاب نے بڑھکر کنیزان ملکہ کو پہچانا کہا اس سواری مین کون ہی عرض کی حضور کی صاحبزادی سرخاب کی آواز سُنکر ملکہ نے پردہ ہٹایا سرخاب نے بیٹی کو عجب حال سے دیکھا زار و نزار و لباس کنیزون کا پہنے ہوئے چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین سرخاب قریب آیا بیٹی نے باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا یہ تو فرمایئے صاحبقران تو خیر و عافیت سے ہین سرخاب نے کہا بیٹا یہان سب طرح خیر و عافیت ہی مرحلہ جات فتح ہوئے بلکہ قلعے پر لشکر کشی ہی صاحبقران تمھارا حال سُنکر بہت پریشان ہوئے پائے پر ہاتھ رکھے ہوئے بیٹی سے حال پوچھتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ نے روکے کہا مین فلک کجرفتار کا کیا حال بیان کرون پہلے تو یہ خبر آئی کہ سفاک خونریز وزیر اعظم عفریتہ خونخوار کا تلاش مین ناموس صاحبقران کے آتا ہی مین نے چاہا تھا کہ قلعے کو آلات حرب سے آراستہ کرون کہ ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا قلعے پر پتھر برسنے لگے مکان گرنے لگے برج ہائے قلعہ گرنے لگے قلعے والے بھاگنے لگے مجکو خبر ملی کہ میری ہی تلاش ہی مین نے زیور اُتار کر پھینکدیا کہ کوئی مجکو نہ پہچانے لباس کنیزون کا پہن لیا چند کس نے میرا ساتھ دیا یہ لوگ نکال لائے باہر نکلکر مین نے دیکھا کہ قلعہ پامال ہوا رعایا کا عجب حال ہوا مین نے خبر سُنی کہ صاحبقران فلان صحرا مین مصروف دکش ہین خیر و عافیت سے یہان پہونچگئی صاحبقران منتظر تھے کہ اول سرخاب نے آکر یہ خبرین بیان کین کہ خدا نے بڑی خیر کی کہ آپ کی بیبی عزت و آبرو نکل آئی صاحبقران نے کہا ملکہ کو اُترواؤ بلکہ انشاء اللہ اس بد عہد معاوضہ ہوگا قلعے پر جا کر وہ آفت برپا کرون کہ اہلیان قلعہ یاد کرین ابھی مین نے خبر سُنی کہ سفاک خونریز وزیر اعظم دستور معظم بد ذات ظالم ہی انشاء اللہ کل اسکا مقابلہ ہوجائیگا سرخاب نے ملکہ کو اُتروایا صاحبقران براے تسکین تشریف لائے دیکھا ملکہ حیران و پریشان رو رہی ہین کنیزون سے فرماتی ہین صاحبو خداوند کریم نے عزت و آبرو بچائی شکر ہی ورنہ بڑی خرابی ہوتی

کیا بادۂ گلگون سے سرور کیا دل کو / آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو
مشتاق جو ہوتا ہون کعبے کی زیارت کا / آنکھین پھری جاتی ہین طوف حرم دل کو
توڑے دل عاشق کو وحشت تو عجب کیا ہی / کافر ہی سمجھتا ہی کیا کعبے کی منزل کو
نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا / لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محمل کو

آب دم تیغ اب انگور ہو اے قاتل
رخ سے جو نقاب اپنے وہ آئینہ رو الٹے
سودائیونکی سیر ہے روح آئی ہی قالب مین
بیوجہ نہین اپنے اُڑنے کو یہ بھولا ہی
کشتہ نہ ہو دل کیونکر اللہ نے بھیجا ہی
تاخیر نہ کر کوے محبوب کے چلنے مین
جسطرح پھنسا ہی تو اُس زلف کے پھندے مین
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے

مستون کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو
حیران ہو بیخود ہو سکتا سا ہو محفل کو
اے زلف سیہ سنکر آواز سلاسل کو
رخ کا ترے تل سمجھا کا فور نے قلقل کو
شمشیر سے دو ابرو دیکر مرے قاتل کو
کھوتی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو
اللہ کرے آسان اے دل تری مشکل کو
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

صاحبقران نے اشک دامن سے پاک کیے کہا ملکہ نہ گھبراؤ نہین اس تمھاری پریشانی کا وہ بدلا لونگا کہ ساحر یاد کرین ملکہ خاموش ہو رہین صاحبقران نے فرمایا اے سرخاب کل ہم لشکر کشی کرینگے سرخاب رعد آواز نے عرض کی سب سامان تیار ہی تمام اہالیان فوج کو یہی خیال ہی کہ جسوقت صاحبقران چلین اُسی وقت تیار ہون ہر وقت یہی تدبیرین ہین کہ جس وقت صاحبقران قلعے پر حملہ کرین اُسی وقت قلعے پر جا پڑین اہالیان قلعۂ ناموس یہان جمع ہین اپنے عزیزون کو یاد کرتے ہین کہتے ہین یار وہ لوگ تباہ ہو کر نہین معلوم کہان چلیگئے اب ہمسے کیونکر ملاقات ہوگی یہی جا بجا چرچا ہی کہ دو پہر رات کو دربار برخاست کرکے امیر اُس خیمے مین تشریف لائے کہ جس خیمے مین ملکہ سیمین عذار تشریف رکھتی ہین ملکہ سیمین عذار نے استقبال کیا صاحبقران کو لاکر مسند پر بٹھایا امیر نے واسطے شگفتہ ہونے ملکہ کے گائنون کو حکم دیا سامنے ملکہ کے ناچ گانا ہونے لگا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین ٹھمریان غزلین گا رہی ہین کہ اپنے مقام سے سیمین عذار اُٹھی کنارے آکر ایک گلابی کو اپنے ہاتھ مین لیا اپنے ہاتھ سے جام بھرا جام لبریز کرکے امیر کے سامنے پیش کیا کہا کنیز کے ہاتھ سے یہ جام نوش فرمائیے صاحبقران نے جام ہاتھ مین لیا قصد کیا نوش کرین کنیزین بھی کہتی جاتی ہین جلد نوش فرمائیے صاحبقران کو یہی منظور ہی کہ یہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ رنجیدہ ہو کر آئی ہی فورًا جام لے لیا قصد کیا نوش کرون جام لینے مین جو تھلے لوح پر نگاہ پڑ گئی یہ نوشتہ پایا کہ خبردار جام نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہجاؤ گے دوسری صورت یہ ہی کہ جب صاحبقران نے قصد کیا کہ جام پیون زمین شق ہوئی اجمل جنی پیدا ہوا کہا اے شہریار جام نہ پیجیے گا یہ خود عفریتہ خونخوار ہی اگر جام پیا پانی ہوکے بہجایئے گا صاحبقران نے فورًا نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہی اجمل جنی نے کہا حضور یہ جانے نہ پائے عفریتہ خونخوار بھاگی کنیزین جو ساتھ تھین وہ سب ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست تھے وہ سب امیر پر ٹوٹ پڑے امیر نے کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا کسی پر قبضہ مار دیا کسی کو ادھر سپر کی لگائی لڑتے ہوئے باہر نکلے دیکھا عفریتہ خونخوار لشکر کو پامال کر رہی ہی جس غول پر جا پڑی ہزار دو ہزار کو پامال کیا کبھی ماش کے دانے پھینکے کبھی گولہ مارا کبھی ترنج مار دیا صاحبقران نے وہین سے نعرہ کیا کہ او ملعونہ کیا کرتی ہی عفریتہ خونخوار اپنے سپہ سالار سفاک خونریز سے کہکے آئی تھی کہ جب

لشکر مین غلغلہ ہوا آکر خبر لینا سفاک لشکر لیے بیٹھا ہی سب ساحر تیار ہین سفاک کہرہا ہی یارو آج کی لڑائی پر خاتمہ ہی ملکہ عالم گئی ہین اگر اُنکی تدبیر چلگئی تو طلسم کشا کو لاتی ہین فوراً قتل کرینگی اُنکے خون سے ہاتھ بھرینگی اگر اُنکی عیاری کھلجائیگی تو باعث خرابی کا ہوا ایسا جھگڑا ہو کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کردو کوئی زندہ بچنے نہ پائے یہ ذکر تھا کہ صدائے گیرودار لشکر اسلام سے آئی سفاک خونریز نے ہرکارون کو حکم دیا دریافت تو کرو یہ کیسا ہنگامہ ہی ملکہ نے جو عیاری کی تھی وہ خالی گئی یا پوری ہوئی ہرکارے بھاگے ہوئے گئے تھوڑے عرصے مین پلٹے سامنے سفاک خونریز کے آئے عرض کی اے سپہ سالار ملکہ نے یسمین عذار بنکر امیر سے ملاقات کی ایسا رنگ جمایا تھا کہ مار لینا کچھ بات نہ تھی جب ملکہ نے قصد کیا کہ شراب پلاؤن امیر نے پہلے لوح کو دیکھا بڑا غضب یہ ہوا جمل جنی زمین سے نکلا صاحبقران کو آگاہ کیا کہ خبردار شراب نہ پیجیے گا صاحبقران سے ہماری بادشاہ یعنے ملکہ عفر بیتہ خونخوار بڑے زور و شور سے لڑرہی ہین مسلمانون کو پامال کررہی ہین اے سفاک جلد چلو اب دیر نہ کرو یہ سُنتے ہی سفاک اُٹھا قرنا کرائی سب افسر تیار ہوکر آنے لگے ایک جادوگر افسران فوج سے ہی کہ صفدر جادو اُسکا نام ہی وہ بھی تیار ہوکر آیا دس ہزار جادوگر کا افسر ہی سفاک خونریز سب کے آگے ترغیب دیتا ہوا میدان کارزار مین آیا اب لشکر امیر یہانسے کوس بھر پر ہی سفاک خونریز نے کہا اے صفدر تمنے دیکھا نمکحرامون نے یہ حال پہونچایا کہ سلطنت ملکہ عفر بیتہ کو مٹایا پامال سپہر کی ہوا یہ بندھی کہ طلسم کشا کے ساتھ ہین ہرچند کہ سن چکین طلسم کشا ساحرہ کو قبول نہین کرتا اُسپر جان دیتی ہین یہان سرخاب رعد آوازنے اپنی بیٹی کی شادی کردی نمکحرامون کو یہ مناسب نہ تھا اے صفدر ہمکو خوف معلوم ہوتا ہی تم لشکر کو لیے آگے بڑھے جاتے ہو یہ خیال تو نہین ہی کہ جاکر طلسم کشا کے شریک ہوجاؤ آج اختتام کی لڑائی ہی آپ اپنی فوج کو لیکر پیچھے رہیے دیکھیے اب پلٹ کر قلعے مین آتین یا نہ آتین ملکہ عفر بیتہ خونخوار صرف طلسم کشا سے عاجز ہین کہ وہ صاحب لوح ہی اور سب کو مٹا دینگی آج کوئی نمکحرام زندہ نہ بچیگا قیامت کی لڑائی ہوگی صفدر نے کہا اے سفاک تمھارے ہوش درست نہین اتنا بڑا کلمہ تمنے کہدیا کہ ہم شریک ہوجائینگے ہمسے زیادہ خیرخواہ دولت کون ہوگا ہم رہینگے مرینگے تم خود الگ رہو ہم سب سے آگے جائینگے سفاک نے کہا ہم تمکو نہ جانے دینگے صفدر نے کہا اس جہاد پر غرور نہ کرنا آپسمین اسقدر تکرار ہوئی کہ صفدر نے تلوار کھینچی سفاک خونریز نے کہا او بے شرم مجھپر تلوار کھینچتا ہی بیتاب تو طلسم کشا سے ملگیا ہی مذہب تو نے ترک کیا دیکھون تو تیرا خدا اسے نادیدہ کیونکر بچاتا ہی مسلمانون کے دلائل عقل مین نہین آتے فلاسفہ نے انکی خوب تردید کی ہی جواب بھی نہین دیسکے یہ کہکے سفاک نے گولہ مارا صفدر نے تلوار ہلادی گولہ کٹ کر زمین پر گرا آپسمین سحر چلنے لگا صفدر کے ساتھوالے بھی مصروف جنگ ہوئے آپسمین تلوار چلنے لگی جو عقلمند ہین وہ سمجھتے ہین دیکھو یارو یہ بھی ایک زوال کی صورت ہی کہ آپسمین جنگ ہوتی دیکھیے کیا ہوا اس زور و شور سے تلوار چل رہی ہی ہزارون کے سر کٹ کے گر رہے ہین ہر مرتبہ سفاک چاہتا ہی کہ صفدر پر جا پڑون لیکن صفدر رد سحر کرتا ہی کہ سفاک قریب نہین آسکتا ہمراہیان صفدر پکار اُٹھے اے افسر ہمارے چلکر صاحبقران کی

شراکت کرو انکا ساتھ دینا بیکار ہی اس مذہب سے بھی ہمارا جی بیزار ہی اطاعت مذہب خداے نادیدہ اختیار کی حمزہ جوہر شناس فلک اساس سرخاب کی کیا آبرو کی اُسکی بیٹی کو بہ زوجیت سرفراز کیا یہان تو یہ جنگ ہو رہی ہی وہان عفریتۂ خونخوار اکیلی لڑ رہی ہی ساتھ کی کنیزین قتل ہوئین ملکہ نسیم تڑپ تڑپ کر گر رہی ہین ہر مرتبہ چاہتی ہین عفریتۂ خونخوار پر جا پڑون اس ملعونہ کی صورت ہیبتناک گویا ایک پہاڑ ہی جسم درخت تاڑ ہی قوم کی دیونی ظالم سفاک نے کنیزان نسیم کو جلا جلا کر مارا اسکے سامنے سب بھاگتی پھرتی ہین یہان عفریتۂ خونخوار نے پلٹ کر اپنی پشت پر دیکھا چند کنیزین باقی ہین اُنسے کہتی جاتی ہی کیا معرکہ ہی کہ ہماری فوج نہین پہونچی ہے مجھے عرصہ گذرا جنگ کرتے ہوئے مین سفاک سے کہہ آئی تھی کہ اگر عیاری میری چلیگی تو طلسم کشا کو لائی اگر عیاری کھلگئی صداے گیر و دار بلند ہو تو فوراً فوج لیکر آنا مجکو لڑتے ہوئے عرصہ گذرا ابھی تک کوئی نہین آیا ذرا بڑھکر خبر تو لو کہ کیا ہوگیا گذرا سفاک ایسا خیر خواہ ابھی تک نہین آیا جلد جاؤ خبر لو ایک بھاگی اُس وقت آکر پہونچی دیکھا آپسمین لڑائی ہو رہی ہی صفدر دس ہزار ساحرون سے لڑ رہا ہی سفاک کل فوج کا افسر غل مچا رہا ہی کہ یارو بادشاہ طلسم سے پھرگئے ملکہ عفریتۂ خونخوار کو کیا منھ دکھاؤ گے اُسی کے ملک مین تمھارا گھر بار ہی اہل وعیال کو قتل کریگی ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی اہالیان فوج جواب دیتے ہین او سفاک کیا بیہودہ بکتا ہی جو لوگ نکلگئے اُنکا عفریتہ نے کیا کر لیا اُنکے اہل وعیال بھی نکلگئے بی عفریتہ اپنی جان بچائین اب طلسم کشا کے زور وشور ہین ملکہ خود لب گور ہین کنیز نے جو یہ حال دیکھا روتی پیٹتی سامنے سفاک کے آئی پوچھا اے افسر اعلے یہ کیا معرکہ ہی سفاک نے کہا عجب کیفیت ہی حقیقت مین زوال دولت ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ یہان صفدر کو پیغام طلسم کشا آگیا تھا کہ ہمسے ملجاؤ وہ فقط حیلے کے جویا تھے راہ چلتے چلتے بگڑ گئے لڑائی ہونے لگی نام اُسکا صفدر ہی دس ہزار فوج کا افسر ہی مین آج تین لاکھ فوج لیکر چلا تھا کہ فوج طلسم کشا کو پامال کردونگا اسقدر لوگ مارے گئے دس ہزار نے سب کو روک لیا ملکۂ عالم سے کہنا مین آپ تک نہین آسکتا مجھے فوج صفدر نے روک لیا اگر ہو سکے آپ یہان تک آئیے فوج کا حال دیکھیے کہ کیا کیفیت ہی صفدر کو آکر سزا دیجیے اسنے بڑا غضب کیا فوج کو پراگندہ کردیا اہالیان شہر بھی آمادہ ہین کہ اس جنگ مین آپ کا ساتھ دین اس بلوے کو دیکھکر رہ گئے اپنے اپنے گھرون مین گوش بر آواز ہین اُنکو زخمی کرنے پر طلسم کشا کے ناز ہین کنیز یہ حال دیکھکر بھاگی پاس عفریتۂ خونخوار کے پہونچی سب حال بیان کیا کہ وہان یہ ہنگامہ درپیش ہی سفاک کو بڑا پس وپیش ہی یہ سُنکر عفریتۂ خونخوار گھبرا گئی قصد ہوا لڑائی سے نکلجاؤن جا کر صفدر کو سزا دون رات بہت قلیل باقی ہی سیاح جہانگرد ماہتاب عالمتاب گشت کرکے مع فوج ثوابت وسیارگان قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ زرین پوش بصد جوش وخروش فوج ضیا وشعاع ساتھ لیکر چرخ زبرجدی پر صف بستہ ہوا یعنے ستارۂ سحری چمکا عفریتۂ خونخوار لڑتی ہوئی چلی نسیم جو اسیر کئی مرتبہ کڑک کڑک کر گری ہاتھ سے عفریتۂ خونخوار کے زخمی ہوئی ایک طرف لڑ رہی ہی عفریتہ اُس طرف پہونچی نسیم نے ہر چند روکا عفریتۂ خونخوار بھلا کب رُکتی ہی سحر کرکے نکلگئی بڑ ہی ہا اکہ عفریتہ جاتی ہی صاحبقران۔

اشقر کو مہمیز کیا سامنے عفریتہ کے پہونچے اس دیونی کو جو پیدل لڑتے ہوئے دیکھا محجاب ہوا کہ مین
اسپر کیونکر حملہ کرون گھوڑے سے کود پڑے عفریتہ خونخوار نے امیر کو جو پیدل دیکھا چنگل مارا خیال
مین تھا کہ صاحبقران کو اُٹھا کر کھا جاؤن صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ
عفریتہ منھ کے بھل زمین پر گری صاحبقران نے چاہا اسپر جا پڑ دن عفریتہ لوٹ مار کر بھاگی امیر
اُسکے پیچھے چلے سر اُٹھا کر دیکھا دور صحرا مین تلوار چل رہی ہی شعلہ ہاے آتش بلند ہزارون لاشین
لوٹ رہی ہین صاحبقران تعاقب مین عفریتہ کے چلے حیران ہین کہ کسکا لشکر لڑ رہا ہی عفریتہ تو
اس خیال مین جاتی ہی کہ صفدر کو جا کر سزا دون ساتھ والون کو اُسکے چیر پھاڑ کے کھا جاؤن
جیسے ہی اُس مقام پر پہونچی سر اُٹھا کر دیکھا صفدر جانبازی کر رہا ہی دس ہزار اُسکے ساتھ والے
نہایت اطمینان سے لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑے پرے کے پرے پامال کر دیے سفاک نے
جو عفریتہ خونخوار کو دیکھا فریاد کرتا ہوا قریب آیا کہا ای شہنشاہ طلسم عجائب دیکھیے صفدر نے
کیا قیامت برپا کی ہم فوج کو لیکر چلے تھے کہ آپ کی شراکت کرین اس ظالم نے فساد برپا کیا ہمکو
روک لیا یہ سُنکر عفریتہ بہت جھلائی چاہا صفدر پر جا پڑون کہ پہلو سے نعرۂ صاحبقران کی
آواز آئی نعرۂ امیر تصنیف مصنف

ز تیغم بود در صف کافران
بہ آسمان جلالت منم

امیر جہانگیر والاحشم
کند ساحران الامان الاماں
مسخر کن ملک ہندوستان

کند رب اکبر دو بالا حشم
شہنشاہ اقلیم جرأت منم
لقب گشتہ در دہر صاحبقران

نعرۂ صاحبقران کی صدا اُسنکر عفریتہ خونخوار گھبرا گئی سوچی کہ یہان قدم نہ جمیگا قلعہ شنگا نیہ پر
بھائی میرا اشنکال مردم در ساحر زبردست ہی وہان نکلچلون کہ کشاکش سے مہلت پاؤن
یہ سوچکر تڑپ کر نکلی چلتے چلتے صاحبقران نے تیر مارا پاؤن عفریتہ کا زخمی ہوا مگر نکلگئی سفاک
لڑ رہا ہی اسکو خبر نہین کہ عفریتہ نکلگئی صاحبقران آگر گرے ملکہ نسیم بھی پہونچی ارشد تاجدار و
سرخاب رعد آواز مع سب سرداروں کے آپڑے وقت وہ تھا کہ صفدر حیران ہو رہا ہے
کہ دس ہزار فوج سے تین لاکھ کو کیونکر روکون سحر کر رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی ایک
تم مین سے کسی طرح نکلجائے جا کر صاحبقران عالیشان کو خبر دے کہ آپ کا غلام قتل ہوتا ہی
آکر ہماری خبر لیجیے ساحر چلا تھا دوسرے نے خبر دی کہ نہ گھبراؤ صاحبقران مع فوج آگئے دیکھیے
تلوار چل رہی ہی علم گلگون نشان فوج اسلام ظاہر ہوا مجھو کا ہوا کا چلا نسیم بھی لڑتی ہوئی آئی
ارشد تاجدار بھی پہونچا سرخاب رعد آواز کے بھی نعرے کی آواز آئی زمین تھرائی اب جو
پلٹ کر صفدر جانباز نے دیکھا زمین تلے کی اوپر ہی سردار لڑتے ہوئے آتے ہین ہر طرف
سے یہی صدا ہی کہ کفار کو گھیر لو بڑھتے ہوئے آئے۔ غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار و پہلوانان
نامدار صاحبقران عالیوقار لڑتے جاتے ہین ہر طرف سے صداے گیرودار بلند سفاک خونریز
نے جو یہ بلوہ دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو دیکھو تو ملکہ عالم کہان ہین دس ہزار فوج کا
بار کیونکر اُٹھیگا اب شکست ہوتی ہی یارو جمکر لڑو مسلمانون کا بلوہ ہی یہ کہہ رہا تھا کہ نعرۂ امیر
کی آواز آئی صاحبقران لڑتے ہوئے قریب پہونچے سفاک نے چاہا کہ بھاگون صفدر نے

آواز دی یہ غلام جدید حاضر ہی بسبب زخمداری کے جناب سے قاصر ہی صاحبقران نے نسیم سے آنکھ ملائی نسیم عاشق جمال باکمال صاحبقران ہو نہال ہو گئی دست بستہ عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا صفدر کا خیال رہے اتنا زخمی ہو چکا ہی ایسا نہ ہو کچھ اسپر زوال ہو ملکہ نسیم چلکر اُس غول پر جا پڑین کنیزین جو ساتھ تھین اُنسے فرمایا خدا صاحبقران کو سلامت رکھے کس محبت سے فرمایا ہی کہ صفدر کی خبر لو مین کیونکر نام نامی پر جان نہ دون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

عشق کے بندے ہین ڈھب ہی سبکا رسم و راہ کا — طور کچھ اُس بت سے بھی رہنا ہی یاد اللہ کا
داغ الفت نے مٹایا نقش مہر و ماہ کا — یہ تو رتبہ ملچکا آگے ہی نام اللہ کا
ہی دعا گو اضطراب دل کہ روز افزون ہو عشق — نام ہی درد جگر میرے ترقی جاہ کا
جلد پہونچاتی ہی کوے دوست تک سرگشتگی — خضر پیچھا کرتے ہین اس راہ مین گمراہ کا
حضرت موسیٰ کے ہوش گم شدہ ملتے نہین — پوچھنا اُنسے پتا تیری تجلی گاہ کا
ہشت خلد اک اپنی گلزار محبت کے ہین پھول — ہفت دوزخ اک شرارا ہی ہماری آہ کا
نام جب اُس بت کا لیتا ہون ٹھہر جاتا ہی دل — یا صنم مین بھی اثر پاتا ہون یا اللہ کا
گھر سے اُٹھکر سیدھے جاتے ہین جو کوے یار کو — پھیر سمجھے ہین طواف کعبہ کو بھی راہ کا
لامکان تک بس نکلکر دل سے جاینگا ہی قصد — حوصلہ کتنا گھٹا ہی نالہ جانکاہ کا
قتل کرنے پر جو پایا مستعد اُس ترک کو — تھا ہر اک بسمل کے لب پر نعرہ بسم اللہ کا
کانپ اُٹھتے ہین جو سُنتے ہین کسی کو دردمند — اُنکے دل مین کچھ اثر اب تک ہی میری آہ کا
حشر سے کٹنے پھرے ہم جلوہ اُسکا دیکھکر — حوصلہ یان بھی نہ نکلا شوق خاطر خواہ کا
جستجو اُسکی نگاہ شوق کو منظور ہی — ساتھ اس موقع پر اچھا تھا دل آگاہ کا
کشور الفت مین سب کی ایک سی ہی منزلت — ساتھ بجتا ہی یہان ڈنکا گدا و شاہ کا
بت ہی ہت گئے ہین ہمکو پہلے آتے تھے نظر — اب نہین کوئی رہے نام ای جلال اللہ کا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ کے شریک ہونے سے لشکر صاحبقران کو رونق ہو گئی ملکہ نے کہا توبہ کرو خدا نے اُنکو جاہ و جلال دیا ہی مجھ ایسی ہزارون کنیزین ہین صاحبقران نے قبول نہین فرمایا ورنہ بڑے بڑے جادوگر ہمراہ ہوتے مکلل خان جادو ساحر خوشخو بادشاہ طلسم گوہر نگار شہنشاہ شہریار شاہان طلسم ہزار اسپ وہ بھی غلامان صاحبقران ہین ملکہ برق جادو بیٹی بادشاہ زبرجد نگاران نامیون کے نام ہیے اور ہزارہا ساحر ہین اگر سب کے نام لون تو ایک کتاب ہو جائے میری کیا حقیقت ہی کہ میری وجہ سے رونق ہو صاحبقران لڑتے ہوئے قریب سفاک خونریز پہونچے سفاک برس پڑا آگ برسائی دریاے آب نے جوش مارا امیر پر تاثیر نہ ہوئی صاحبقران گھوڑے سے کودے تلوار چلنے لگی ہزارون ساحرون نے اُس مقام پر جان دی ملکہ نسیم نے بھی خوب خوب سحر کیے بڑا کھیت ہوا خوب تلوار چلی ہزارون ساحر مارے گئے صاحبقران بڑھتے جاتے ہین قریب سفاک کے پہونچے سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح طلسمی کو آگے کیا عکس جو پڑا آنکھون مین اندھیرا چھا گیا چاہا تھا کہ گھبرا کر بھاگون مگر کب

چمکتا تھا برق شمشیر تڑپ کر گری ہر چند اسنے سحر کیا کوئی سحر نہ چلا برق شمشیر نے خرمن حیات کو جلا دیا
سفاک خونریز کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ہنگامہ ہوا آندھی سیاہ چلی بعد عرصہ دراز آواز آئی
کشتی مرا نام تھا سفاک خونریز دیو لشکر والون نے جو یہ آواز سُنی گھبرا گئے ہر صف مین یہی ہنگامہ تھا
کہ یارو غضب ہوا افسر ہمارا مارا گیا اب کیا کرین یا تو اطاعت کرو یا نکل چلو ہزارون جادوگر بھاگ گئے
افسران فوج نے آپسمین صلاح کی رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے عرض کی ای شہریار غلامان
جانباز امیدوار ہین کہ خطا معاف ہو صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا مطیع اسلام کیا
سب قدمون پر گرے صفدر زخمی ہو کر ایک مقام پر بیٹھ گیا تھا صاحبقران نے آکر اسکو اُٹھایا
صفدر نے آنکھ کھولکر جمال جہان آرای صاحبقران کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا عرض کرتا تھا
ای شہریار مجکو سعادت کونین حاصل ہوئی روی زیبا دیکھکر تسکین دل ہوئی غلام کو خدا نے
راہ ضلالت سے نکالا چشمہ ہدایت پر پہونچایا جو ارشاد ہو بجا لاؤن صاحبقران نے مسلمان ہونے کو
فرمایا صفدر نے عرض کی ابھی حضور پر معرکہ عظیم ہی اُس سے فراغت ہوے تو پھر کلمہ پڑھون اول تو
حضور نے ملاحظہ نہین فرمایا کہ عفریتہ خونخوار ابھی بگڑکر نکلگئی دیو شکال ساحر زبردست ہے
عفریتہ کا بھائی رہین گئی ہوگی بارہ ہزار نرہ ہای دیو کا مالک ہی وہ ضرور فساد برپا کریگا مقابلہ
شہنشاہی ہین آویگا حضور ہوشیار رہین صاحبقران سب کو ساتھ لیکر قلعہ طلسمی مین تشریف لائے
خزانہ دار نے آکر کنجیان پیش کین خزانہ طلسمی نکلنے لگا درج ہای جواہر و اہرہای بیحساب سب مال
صحن قلعے مین جمع ہوتا جاتا ہی صاحبقران بیٹھے ہین کئی ہزار جادوگر جمع ہین شمار مال ہو رہا ہی کہ
آسمان سے نوبت ونقارے کی آواز آئی نقابدار زرین پوش مثل برق جہندہ آکر پہونچا مال طلسمی
اُٹھا کر تختون پر لادا لیکر بھاگا صاحبقران نے آواز دی ای نقابدار یہ کیا حرکت ہی نقابدار نے
آواز دی ای شہریار مین نے جو چاہا وہ آپ نے قبول نہ کیا اب تنگ کرونگا اس مال طلسمی کی ضرورت ہی
فوج کی تنخواہ چڑھی ہوئی ہی اس وجہ سے مال لیے جاتا ہون آپ ہمارے بزرگ ہین اور کس سے لین
لڑکے بھی لینگے منت بھی کرینگے خوشامد سے یہلے عرض ہی کہ آپ کو خلاف نہ ہو صاحبقران زبان ہان ہان
کرتے رہے نقابدار چلا گیا مال نہ چھوڑا صاحبقران کو بہت خلاف گذرا تین ہزار جوان اور قید تھے
انکو بھی چھڑایا صاحبقران نے کئی دن وہان مقام کیا انتظار مین عفریتہ کے رہے کہ شاید کچھ آفت
برپا کرے مگر کچھ فساد نہ ہوا آخر صاحبقران نے صفدر جادو کو سب ساحرون کا افسر کیا مال طلسمی جو
لیجانے سے نقابدار کے بچا تھا اُسکو آراستہ پراستہ کر کے بعد ایک ہفتے کے یہان سے کوچ کیا اول آکر
نعمان تاجدار سے ملاقات کی ارشد کو نعمان سے ملایا دامنے اُس صحرا مین آئے جہان دیو ہومان
مالک مشعل ہفت سر سلیمانی رہتا ہی آکر اُسکی عملداری قائم کی دعائین دیتا تھا کہ آپ کے تصدق مین
یہ صحرا صاف ہوا ہمیشہ ساحرون کی بدعت رہتی تھی صاحبقران نے فرمایا بڑا اہالیان لشکر کو
انتظار ہی عفریتہ خونخوار بادشاہ طلسم زندہ نکلگئی عرض کی اُسکے مقدمے مین حضور کو اختیار ہی جو مناسب
جانین وہ کرین آج غلام کی دعوت قبول ہو صاحبقران نے سب لشکر اُسی صحرا مین اُتارا ہومان
نے سب سامان عیش ونشاط مہیا کیا پریزادین رقص طلب کین شب کو جلسہ آراستہ ہوا

صاحبقران مقام صدر پر فروکش ہین یہ خبر ملکہ فریشہ سلطان کو پہونچی شریک صحبت ہوئین نامور
ایک پریزاد کہ ہمیشہ صحبت آسمان پری مین رہتی ہی یہ غزل عاشقانہ بصد سوز و گداز گا رہی ہی نظم

کھینچ رہے دل مین کچھ آرزو اگر تو ہو کر
مجھسے جھگڑا جو ہو رہجائیگا یکسو ہو کر
کیسے فتنے ہو کہ اُٹھتے نہین گھر سے اپنے
اللہ اللہ شب وصل ادھر آنے مین
اُس سر انگشت حنائی کا تصور آئی آنکھ
نہ ڈرو تم گل عارض ہوئے بوسو نسے جو سُرخ
ٹیڑھی سیدھی ہین عجب عشق بتان کی چالین
ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام آتا
دل مین آیا تھا کوئی دیکھیے بڑھنا دل کا
ناوک یار کلیجے مین ہی یا دل مین مرے
چوکڑی بھر کے ہو گم ناقۂ لیلی نہ کہین
وہ بلا دوست ہون آتی ہی بلا جو سر پر
آبلہ دل کا بھی اک روز الٰہی پھوٹے
دامن یار ہی کو دے یہ خدایا توفیق
کیون فلک سینۂ عاشق مین جو تھے چند ارمان
یار تک آہ رسا اپنی جو پہونچی تھی تو کیا
پیار کی باتین تھین یار روٹھ گیا کوئی جلال

چین پیشانی استارے کرے ابرو ہو کر
بول اُٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہو کر
کیا ستم ہی کہین چلتے نہین جادو ہو کر
پانون پھیلاتی ہی کیا یار کا گیسو ہو کر
دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہو کر
چھٹنے دیکھا ہی اسی رنگ کو تو بو ہو کر
آنکھ بنکر کہین نکلا کہین ابرو ہو کر
تو ہی ای دست ہوس قوت بازو ہو کر
گہ بغل بنکے جگہ دی کبھی پہلو ہو کر
ڈھونڈھ لیتا نہین پیکان کو وہ دلجو ہو کر
وحشت قیس کی تا شہر سے آہو ہو کر
جلوہ گر ہوتی ہی معشوق پہ پرو ہو کر
ہجر مین آرزو خون شدہ کی بو ہو کر
پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہو کر
نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہو کر
لین بلائین کبھی چہرے کی نہ گیسو ہو کر
کچھ تو خفگی ہی کہ ہم آپ ہو لئے تو ہو کر

ساری رات اسی عیش و عشرت مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ فریشہ سلطان واسطے رفع حاجت کے اُٹھین چند پریزادین پشت پر ایک پریزاد آفتابہ ہاتھ مین لیے ہوئے فریشہ سلطان اندر خیمے کے گئین ایک جھونکا ہوا کا چلا وہ خیمہ زمین سے اُڑا پچاس قدم پر جا کر ہوا پر قائم ہو گیا وہ پریزادین بھی اُڑین اُسی خیمے مین جا کر لپٹ گئین ہلڑ ہوا چند پریزادین دوڑی ہوئی سامنے امیر کے آئین عرض کیا ای شہریار غضب ہوا ملکہ فریشہ سلطان پر یہ سانحہ گذرا ملکہ فریشہ سلطان مع چند کنیزدن کے بلا مین مبتلا ہوئین صاحبقران یہ سُنکر دوڑے سامنے اُس خیمے کے آئے دیکھا زمین سے بلند ہی ہوا پر قائم ہی جو پریزاد سائے مین جاتی ہی اُسکا بھی یہی حال ہوتا ہی زمین سے اُڑی جا کر خیمے مین لپٹ گئی صاحبقران عجائب و غرائب دیکھ رہے تھے جس صحبت مین بیٹھے تھے وہان سے رونیکی آواز آئی پلٹ کر دیکھا کہ ساری صحبت پر اندھیرا چھا گیا غبار بلند ہوا صاحبقران زمان اُس طرف دوڑے اتنے مین سارے لشکر مین یہ آفت برپا ہوئی کہین دیوار حائل ہوئی کہین اندھیرا ہوا کہین دھوان گھر گیا ہر طرف سے صدائے گریہ و زاری بلند ہی ہر کس و ناکس دردمند ہی صدائے فریاد و فریاد آرہی ہی رہین تھرا رہی ہی عجب لشکر مین ہنگامہ ہی صاحبقران زمان دیوانے ہو گئے

سب خُرد وکلان اسی مین مبتلا ہوئے کوئی صاحبقران کو پکارتا ہی ہر ایک اپنی اپنی بلا مین مبتلا ہین کون کسی کو بچارے سارا لشکر نوبت بجان کار دبہ استخوان صاحبقران کا کلیجہ مُنھ کو آگیا ایک ساحر بیرون لشکر سے آیا کہ وقت پر یہان موجود تھا صاحبقران کو جو تڑپتے پھڑکتے دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار لوح طلسم عجائب ملاحظہ فرمائیے بادشاہ طلسم عجائب ابھی زندہ ہی اُسی کی ذات سے یہ فساد ہوا صاحبقران نے فورًا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین حکم نکلا ای فتاح طلسم وای سیارہ بین عجائبات عفریتہ خونخوار بھاگ کر نکلگئی قلعہ شنگال پر پہونچی اُسی نے فرہاسے آفت برپا کی ہی بلاخیز جادو اگر یہ سحر کر گئی جب تک بلاخیز نہ قتل ہوگی جب تک یہ بلا نہ رفع ہوگی اپنے کو قلعہ شنگال پر پہونچائیے اجمل جنّی کو طلب فرمائیے طلب کرنے مین اجمل جنّی کے یہ صورت ہی حاشیہ لوح پر جو نقش لکھا ہی اُسکو نقل کیجیے لیکن قاعدہ نقش بھرنیکا ملحوظ رہے اُس نقش کو آگ دکھائیے آواز دیجیے کہ ای اجمل جلد آؤ وہ فورًا حاضر ہوگا صاحبقران نے بہ تعجیل نقش کو نقل کیا آواز دی ای اجمل جنّی جلد ہمارے پاس آؤ دیر نہ کرو ہمسے اب صبر نہین ہوسکتا ہی جب صاحبقران نے یہ آواز دی اجمل نے زمین سے سر نکالا عرض کی ای شہریار ہر چند کہ مین آپ سے رخصت ہوکر پردہ قاف گیا تھا یہ تردد دل مین تھا کہ عفریتہ خونخوار زندہ نکلگئی ایسا نہ ہو کہ کچھ آفت برپا کرے جو خوف تھا وہی ہوا مگر آپ میرے کاندھے پر سوار ہون مین آپ کو باغ بلاخیز مین لیچلون صاحبقران کاندھے پر اجمل جنّی کے سوار ہوکے طرف باغ بلاخیز کے چلے مگر بہت بیقرار ہین فرماتے ہین ای اجمل جنّی واسطے تبسم کے بہت بیقراری ہی نظم

گیسوؤنکا ترے سودا شُعرا رکھتے ہین
یہی باعث ہی جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین
چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین
تیرے خونی کفنون کی یہ ادا رکھتے ہین
پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین
خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہی کہ نہین دوسرا تجھسا کوئی
ای صنم جھوٹ نہ بولینگے خدا رکھتے ہین
کون سے پارہ دل پر نہین اک عشق کا داغ
یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کر دینگے دل سخت صنم کو دم سرد
شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈھ
آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین
روے خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلائین
یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین
پاؤن کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے
طاقت اُٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہی یوسف نہین سنتا کوئی
گوش کر قافلے والون کے درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہی تو کھا لے نہ جا
شیشہ و جام مے ہوشربا رکھتے ہین
لامکان دیر و حرم مین نہین ہاتھ آنیکا
پاؤن توڑے ہین وہ جو یہ سر مین ہوا رکھتے ہین
جامہ زیبون سے ہین تشبیہ گلون کو کیا دون
جسمین اک بند نہین وہ یہ قبا رکھتے ہین
تیرے صدقے کا سمجھتے ہین مگر چیرا ہا
چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہین
بحر الفت مین تباہی کا ہی اندیشہ مجھے
ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین

عارضی حسن دو روزہ ہے یہ منہ جاوینگے — عمر کو نہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہین
دہن یار کو ہم تو نہ کہین جو ہے فرد — منطقی اسمین جو حجت کرین جا رکھتے ہین
جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے — اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین
خون جگر ہوتا ہے جو سنتا ہے رو دیتا ہے — درد آمیز نفیر اسکی صدا رکھتے ہین
اپنے ہر شعر مین ہے معنی تہ دار آتش — وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہین

یہ باتین کرتے ہوئے اجمل حبشی سے جاتے ہین اجمل کہتا ہوا اے شہریار آپ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین آپ کو صبر لازم ہے ایسا نہ ہو کسی کے دام مکر مین پھنسیے تو غضب ہو طلسم کا تو خاتمہ ہوا بادشاہ طلسم باقی ہے دیو شنکال سے بھی مقابلہ پڑیگا قلعۂ شنکال خوب آباد ہے خود بھی زبردست جادوگر بھی ہے بڑے بڑے فساد برپا کریگا خوب سمجھکر اس قلعے مین کام کرنا ہوگا ہرچند کہ غلام ہر مقام پر پہونچیگا بعض مقام ایسے ہین کہ نہ پہونچ سکونگا قصد کرکے رہجاؤنگا ابتو اول بلاخیز سے مقابلہ ہے یہ کہتے ہوئے قریب ایک باغ کے پہونچے اجمل نے عرض کی بسم اللہ اس باغ مین جائیے بلاخیز سے مقابلہ پڑیگا مگر برائے خدا لوح کا ضرور خیال رکھیےگا ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن لوح لے لے تو بڑی خرابی ہوگی سارا لشکر آپ کا بلا مین مبتلا ہے اگر ابکی کوئی افتاد پڑی تو جانبری ہونا مشکل ہے دیر تک اجمل نے کھڑے ہوکر صاحبقران کو سمجھایا اجمل تو غائب ہوا صاحبقران بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوئے دیکھا باغ پُربہار ہر نخل سایہ دار عندلیبان خوش نوا کی پکار ہر جانب جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی آنکھ مین لال ڈورے پڑ رہے ہین ایک جانب قمریان بر سرِ سرو صداے کوکو بلند کرتی ہین بلبل شیدا پہلوے گل مین پھولکر بیٹھی ہے صاحبقران عالیشان یہ دیکھتے ہوئے ایک مقام پر آئے دیکھا ایک درخت کی بیخ سے دھوان نکل رہا ہے صاف ظاہر ہے زیر شجر آگ روشن ہے وہ جگہ مثل کرۂ گلخن ہے چند شعلے بھڑک کر صاحبقران پر آئے صاحبقران نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا اے مفتاح طلسم واے سیار این عجائبات لوح کو شمل آتش سے مس کرو پھر قدرت باری بناے گرم و سرد کا تماشا ملاحظہ کرو صاحبقران نے بہ تعجیل لوح کو مس کردیا ایک دھماکا ہوا دھوان شق ہوا آتش بجھی درخت گرا دیکھا ایک تخت بچھا ہے اُسپر ایک ساحرہ بیٹھی ہے منقل آتش روشن کچھ بڑبڑا رہی ہے صاحبقران کو دیکھکر اُٹھی منقل آتش پھینک ماری جیسے ہی اُسنے منقل آتش پھینکی تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر برگ و بار سے آگ شعلہ زن ہوئی زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے تھے صاف ظاہر تھا کہ آسمان سے بھی آگ برس رہی ہے مگر بسبب برکت لوح جس مقام پر صاحبقران کھڑے تھے وہان آگ کا نام نہ تھا وہ ساحرہ منقل پھینک کر بے پروا نہ پیدا کرکے چاہتی تھی کہ اڑکر نکلجاوے صاحبقران نے لوح کو دیکھا زمین بھی شق ہوئی اجمل حبشی نے سر نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران بلاخیز جاتی ہے اگر یہ نکلگئی آپ تو یہان رہینگے یہ جاکر سارے لشکر کو قتل کر ڈالیگی صاحبقران نے لوح پر نگاہ ڈالی لوح نے بھی یہی خبر دی صاحبقران نے بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینے کو کوتاک کر مارا تیر جاکر سینے پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ بلاخیز کا زمین پر گرا بلاخیز نے تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام من بلاخیز جادو بود گوشہ ہاے باغ سے کئی ہزار جادوگر پیدا ہوئے نعرہ کرکے صاحبقران پر آپڑے پکارتے ہوئے کہ اے جوان غضب کیا ہماری سرکا کو مارا

ہم تجکو زندہ نہ چھوڑینگے صاحبقران نے لوح کو چمکایا اجمل جنی ساتھ ہی عرض کرتا جاتا ہی ای شہریار یہ
سب ملازمان بلاخیز ہین جو انمین سے بچکر نکلجائیگا ضرور آفت برپا کریگا دیو شنکال کو خبر پہونچ جائیگی
ابھی تک وہ بیخبر ہی ملکہ عفریتہ خونخوار کی دعوت کر رہا ہی ہنگامہ نوشانوش گرم ہی صحبت عیش و طیش
آراستہ ہی صاحبقران بجرأت لڑ رہے ہین اجمل جنی بھی ساتھ ہی یہ بھی شمشیرزنی کر رہا ہی تھوڑے عرصے مین
کچھ ساحر مارے گئے کچھ فریاد فریاد کرکے بھاگے صاحبقران و اجمل جنی اُس باغ مین آکر بیٹھے اجمل نے
عرض کی مین جاکر خبر لاؤن یہ جو ساحر شکست کھا کر گئے ہین ضرور خبر کرینگے شنکال سنتے ہی فساد برپا کریگا مین
خبر لاکر حضور کو پہونچاؤنگا یہ کہکر اجمل جنی روانہ ہوا صاحبقران باغ مین بیٹھے ہین اجمل جنی کے
مشتاق ہین اجمل صحبت مین شنکال کی پہونچا یہان شنکال نے عفریتہ خونخوار کی دعوت کی ہے
دیونیان جمع ہین اچھل کود رہی ہین شراب چل رہی ہی بقول شخصے جام شراب پائون سے چل رہا ہی ہنگامہ
عیش و نشاط گرم عفریتہ خونخوار روبرو کر سب حال بیان کر رہی ہی کہتی ہی ای برادر عجب طور سے طلسم فتح
ہوا ہین کیا کرون معین و مددگار طلسم کشا کے پیدا ہوئے اُن لوگون نے رہبری کی اور مرحلون کے نشان
بتائے جب تو جلدی طلسم فتح ہوگیا شنکال کہہ رہا ہی کہ نہ گھبراؤ اگر صاحبقران فتح کرکے چلے گئے اور
تمھارا اچھا نہ کیا تو بعد جانے طلسم کشا کے طلسم پر قبضہ کرلینگے اگر طلسم کشا نے ادھر آنیکا قصد کیا تو
قیامت برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ رنگ کرون کہ طلسم کشا خود اپنی جان دیدے
یہ باتین تھین کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی شنکال نے سر اُٹھایا کہا ارے کیا ہوا سب نے کہا
طلسم کشا باغ آتش بہار مین پہونچا بلاخیز جادو کو مارا ہم لوگون نے مقابلہ کیا لیکن طلسم کشا پر غالب آئے
آخر شکست کھاکے بھاگے طلسم کشا اُسی باغ مین ہی عفریتہ خونخوار نے مُنھ پیٹ لیا کہا ای برادر تمنے سُنا
یہ کیا آفت برپا ہوئی بلاخیز نے اپنے کو مخفی کیا تھا لیکن طلسم کشا وہین پہونچ گیا شنکال نے کہا
ارے کوئی حاضر ہی ایک سرکش کو چاہتا ہون فوج لیکر جائے طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے یہ سُنتے ہی
دیو سالوس اپنے مقام سے اُٹھا کہا ابھی جاتا ہون سر طلسم کشا کا لیکر آتا ہون شنکال نے بارہ ہزار
دیو ساتھ کئے کہا کیون یارو کوئی دنیا مین ایسا انسان ہے کہ بارہ ہزار دیو طرار سے لڑسکے بلوہ کرکے
پکڑ لینگے سالوس بارہ ہزار دیو لیکر چلا صاحبقران نے جب بلاخیز کو مارا وہان لشکر جو آفت مین
مبتلا تھا سب نے نجات پائی لشکر مین خوشی ہونے لگی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کسی ساحرہ نے ہمپر
سحر کیا تھا وہ قتل ہوئی اس وجہ سے ہمنے نجات پائی یہان صاحبقران زمان باغ مین بیٹھے انتظار
اجمل جنی کا کر رہے ہین کہ اجمل آوے تو حال معلوم ہو کہ ایک طرف سے آواز آئی صاحبقران
اُس طرف چلے جاکر دیکھا کہ ایک مکان سے آواز آتی ہی صاحبقران نے اُس مکان کو کھولا دیکھا
دس جوان اُس مکان مین قید ہین صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا سب کو قید سے رہا کیا ایک جوان
اُسمین تاجدار سر جھکائے ہوئے رو رہا تھا صاحبقران نے اُسکو بھی رہا کیا فرمایا زیادہ ملول ہونیکا
کیا باعث ہی اُس تاجدار نے کہا ای شہریار سرباز سرکش میرا نام ہی پہلوے صحراے سلیمانی مین
ایک قلعہ ہی اپنے زمانے مین حضرت سلیمان نے آباد کرکے قلعہ بہار پیرا نام رکھا دیو زادون سے تاکید کی
کہ اگر آدمزاد برائے شکار نکلین کوئی دیو تعرض نہ کرے غلام ہمیشہ شکار کھیلنے کو شکارگاہ سلیمانی مین

آتا تھا اگر کسی دیو نے تعرض کیا اُسکو ہار اکثر دیوزاد میرے ہاتھ سے مارے گئے ایک دن شکار کھیل رہا تھا کہ یہ ساحرہ پہونچی یعنے بلاخیز جادو مجکو دیکھکر عاشق ہوئی یہان پکڑلائی طالب وصل تھی مین نے قبول نہ کیا میرے قلعے کے قریب ایک قزاق رہتا ہی سرمست فیل پیکر نام ہی اُسکی بیٹی شعلہ رخسار مدت سے اُسپر عاشق ہون اس قید خانے مین بھی وہ آئی لیکن مجبور تھی کہ سحر و ساحری سے آگاہ نہین ڈر گئے ارے اس ساحرہ کے وہ بھاگگئی جب یاد آتی ہی طبیعت گھبرائی ہی اب تو غلام کی یہ کیفیت ہی **نظم**

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد زرد لیدہ ہمارا سبزہ مدفن رہا

مردے سے بدتر زبس احوال مجھ مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایک دن
نکہت گل پر گمان بوے پیراہن رہا

آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک
چار دن جس گھر مین تو ای غیرت گلشن رہا

باغ عالم مین ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا

صورت عاشق سے در پردہ اُسے بھی عشق ہی
غرفے مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

شمع سان رو رو کے یادگور مین شب روز کی
جب تلک میرا چراغ زندگی روشن رہا

اسکو یرقان سیہ تو اُسکو ہی یرقان زرد
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا

چہرے کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اُڑکر اُسکی آنکھین بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے روزن رہا

چندروزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

دم مین دم جب تک رہا تیری جلو مین ای جنون
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا

سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا

دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

سرباز برگس بلبلا کر جو رو دیا صاحبقران بیقرار ہو گئے فرمایا نہ گھبراؤ ہم تمھاری بھی مدد کرینگے انشاء اللہ قزاق سے سمجھ لینگے یہ کہکر قید سے رہا کیا سب جوان دائرۂ اسلام مین آئے صاحبقران سب کو لیکر اُس جگہ سے نکلے سب حال رو رو کر سرباز اپنا بیان کرتا ہوا کہ قلعہ میرا تباہ پڑا ہوگا والدنے انتقال کیا وزرانے اہتمام کیا کیا ہوگا بڑے بڑے دشمن قریب ہین بارگاہین بھی اُس باغ سے نکلین باہر آکے وہ سب جوان رو رو کے اپنا حال بیان کرتے ہین کوئی کہتا ہی شکارگاہ مین آئے خود شکار ہوئے بعضے کہتے ہین ایسے مجبور و لاچار ہوئے بلاخیز نے ہمکو لوٹ لیا مال و اسباب سب تباہ ہوا صاحبقران نے بارگاہ استاد کرائی فرماتے ہین اجمل جنی کا انتظار کر رہا ہون بارگاہ استادہ ہوئی بارگاہ مین داخل ہوئے پردے بارگاہ کے اُٹھوادیے سرباز برگس پہلو مین بیٹھا ہی باتین ہو رہی ہین سرباز بیقرار ہی کہ اجمل جنی آکر پہونچا عرض کیا ای شہریار ساکوس بارہ ہزار دیو طرار سے آتا ہی شنکال نے حکم دیا ہی کہ بلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لینا صاحبقران نے فرمایا سمجھا جائیگا اجمل جنی بھی آکر داخل صحبت ہوا دیکھ رہے تھے کہ صحرا کے گرد اُڑی دیو ساکوس بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین صاحبقران کے اُترا

جا بہین مین طبل جنگی بجے تیار یان ہونے لگین قضاے کار ملکہ شعلہ رخسار دختر سرمست ثیل ہیکر قزاق بالاے کوہ قلعہ ہی اکثر کنیزون سے پوچھا کرتی ہی کہ کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ سرباز بہر گسش کیا گذری ایک کنیز نے آکر عرض کی ہمنے خبر سنی ہی کہ طلسم کشا آکر پہونچے سرباز بہر گسش کو رہا کیا دیو شنکال سے مقابلہ ہی بادشاہ طلسم عجائب بھاگ کر آئی ہی اسکی وجہ سے فساد برپا ہی یہ سنکر ملکہ شعلہ رخسار گھبرا گئین کسی کنیز سے کچھ نہ کہا رات کو انجمن آرا و شگوفہ ولستر بین ولستر ان پیار کنیزون کو الگ بلایا کہا صاحبو اس وقت ہمارا ساتھ دو ہم براے ملاقات سرباز بہر گسش جاتے ہین چار ون کنیزین عرض کی ہمراہ ہین ملکہ پہاڑ سے اُترین ہتھیار لگائے ہوئے تلاش مین سرباز کے چلین پانچون گھوڑے صحرا مین چلے جاتے ہین صبح ایک جھیل پر ہوئی اُسی مقام پر ٹھہرین ارادہ ہی کہ سوار ہون صبح کو وہان باپ جو اسکا سو کر اُٹھا کنیزون نے خبر دی کہ ملکہ اور چار لونڈیان غائب ہوگئین سرمست نے دو چار کنیزون کو کوڑے مارے کہا سچ بتاؤ کیا معرکہ گذرا ایک نے کہا حضور وہ مدت سے سرباز بہر گسش پر عاشق تھین رات کو نکلگئین سرمست غصے مین سوار ہوا تلاش مین بیٹی کے چلا یہان ملکہ نے منہ ہاتھ دھویا انجمن آرا نے عرض کی حضور جلد چلین ملکہ نے کہا روح کو بیقراری ہی صدمۂ عظیم کا سامنا ہی جی چاہتا ہی جان دے دون اب تو یہ کیفیت ہی نظم

تصویر کھینچی اُسکے رُخ سُرخ فام کی — اک صفحے مین قلم نے گلستان تمام کی
اللہ رے تکلف ساقی بہار مین — مے کی گلابیان ہین مرصع کے کام کی
ناسازہی یہ انجمن دہر کی ہوا — مطرب نے راہ بھولی ہی اپنے مقام کی
کیا اپنی انجمن مین صبا کو مین راہ دون — گلیون مین بو ہے خلوت خاص اُنکے عام کی
خطِ سیہ ہوا رخ پر نور رشک باغ — صبح بہار سبزۂ نورس نے شام کی
اصلاح لیئے آتے ہین رنگین خیال لوگ — خدمت ہی اس چمن مین مجھے انتظام کی
اسپر چلینگے مثل قلم پاے خوشخطان — تربت ہماری تختی ہی مشق خرام کی
سر ٹوٹے محتسب کا جو اس میکدے مین آے — جام آہنی صراحی ہی سنگِ رخام کی
بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہی — حالت وہی ہی نکہتِ گل سے مشام کی
استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کو — آزادی پر بھی خم نہین بے لی غلام کی
ملتا ہون متصل کفِ افسوس روز و شب — حسرت ہی میرے ہاتھ کو کسیکے سلام کی
مضمون کا چور ہوتا ہی رسوا جہان مین — حکمی خراب کرتی ہی مال حرام کی
آتش کمال حشر دی دین کا ہی اشتیاق — آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

کنیزون نے کہا حضور اسقدر نہ گھبرائین یہ مصیبت کٹجائیگی ضرور اُس مقام تک پہونچیگی قضاے کار لغمان مغربی بارہ ہزار فوج سے طرف پردۂ دنیا کے جاتا ہی کسی دیونے واسطے دعوت کے بلایا تھا اب پلٹ کر گھر چلا ہی اسی مقام پر گذر ہوا ملکہ بلاتکلف پھر رہی ہین لغمان مغربی کی نگاہ جمال بیمثال ملکہ پر پڑی بیقرار ہوگیا فوج کو پیچھے چھوڑا خود گھوڑے کو بڑھا کر چلا ملکہ نے کنیز سے کہا اسکو منع کر کنیز نے بڑھکر اسکو آواز دی میان آنے والے اُسی مقام پر ٹھہرو ہم اس مقام پر کھڑے ہین لغمان مغربی نے

کہا کہ شہنشاہ خوبی سے عرض کرو نعمان مغربی بادشاہ تمپر عاشق ہوا چاہتا ہون قریب آؤن یہ سنکر ملکہ نے منع کیا جمال کو اپنے چھپایا دس قدم پیچھے ہٹین کنیزون سے کہا منع کرو انجمن آرا نے بہت بہت پکارا مگر نعمان مغربی بیتاب و بیقرار ہی ہر مرتبہ بڑھتا ہی وہان سے کنیز آواز دیتی ہی ای شخص خبردار یہان نہ آنا ہماری مالک منع کرتی ہین جب اُسنے اس منع کرنے پر نہ مانا اور بڑھا تب تو ملکہ نے تیر مارا نعمان نے تیر کو بچایا اشتیاق مین بڑھا یہ کہتا ہوا کہ اس تیر کو دل مین جگہ دون اصل کیفیت یہ ہی فرد تیر نگاہ مست تو دانی کجا نشست + بر دل نشست خوب نشست و بجا نشست + مطلع مصنف یاد آگیا مطلع انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہی + ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہی + کبھی چلا کر یہ اشعار پڑھتا ہی کبھی پکارتا ہی ای جان جہان یہ اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو کا ہیکو جیے گا اسی مقام پر جان دیگا پلٹ کر نہ جائیگا مجھسے صبر نہ ہو سکیگا نظم

غیرون پہ کھل نہ جائے کہین راز دیکھنا / میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
اُڑتے ہی رنگ رخ مرا نظرون سے تھا نہان / اس مرغ پرشکستہ کی پرواز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین / ای ہمنفس نزاکت پرواز دیکھنا
دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب / تھا ساز گار طالع ناساز دیکھنا
بدکام کا مآل برا ہے جزا کے بعد / حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
مت رکھیو گرد تارک عشاق پر قدم / پامال ہو نہ جائے سرافراز دیکھنا
کشتہ ہون اُسکی چشم فسونگر کا ای مسیح / کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتے ہین غیر کو / بیطاقتی پہ سرزنش ناز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے / مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

نعمان مغربی جون جون یہ اشعار پڑھتا ہی فوج کو لیکر بڑھتا ہی ملکہ بیابانسے تیر مارتی ہین یہ روک لیتا ہی اپنے کو بچاتا ہی عورتون کے ہاتھ کے تیر اکثر خطا کرتے ہین کبھی کسی سوار پر پڑ گئے وہ زخمی ہو کر جھلاتا ہی چاہتا ہے گھوڑا بڑھا کر جا پڑے دن نعمان مغربی منع کرتا ہی کہ دیکھو حکم سے کبھی خلاف نکرو ایسا معشوق سرکش کبھی نگاہ سے نہین گذرا ای ملکہ عالم مین بادشاہ سرحد مغرب ہون ہمیشہ خدمتگذاری کرونگا خاتون محل قرار دونگا ملکہ دشنام دیتی ہین کہ تیری سلطنت پر آگ لگاؤن خاتون محل تیری چولہے مین پڑے ہمین جان دینا گوارا ہی تیرا کہنا نہ مانینگے ہم غریبون کو کیون ستاتا ہی ہم آوارۂ دشت غربت گرفتار دام مصیبت جان دینگے تیرا کہا نہ مانینگے کیون مفت مین ہمین ستاتا ہی تھوڑی دیر نعمان مغربی نے منت و خوشامد کی اب فوج کو لیکر بلوہ کیا اور بڑھا ملکہ نے بلک کر دعا کی پکارتی ہین یا معبود حقیقی جو میرے وارث نے مذہب اختیار کیا ہی میرا بھی اعتقاد ہی بخوبی دل میرا مضبوط ہی کہ سوا تیرے کوئی رحم کرنے والا نہین نظم

بر گنہگاران کرم کن یا کریم
او ... از دشمن خوف و بیم
خاکساران از تو حاصل میکنند
چارۂ بیماری درد الیم

بر غریبان رحم فرما یا رحیم
پرورش یابند از نعمای تو
گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور

ہر کرا حامی توئی ای کردگار
بندگان عاجز و مسکین یتیم
سیکنی ای چارہ ساز جان و دل
تو قدیمی و علیمی و حکیم

بہرِ خاصان ہست لطفِ خاص تو	بہرِ عامان ہر زمان لطفِ عمیم	بلک بلک کر دعائین کرتی ہین نعمان

جب قریب پہونچا ملکہ نے نیمچہ کھینچکر گلے پر رکھا کنیزون نے پکار کر کہا او نا منصف ہمارے مالک کی کیون جان لیتا ہے دیکھ ملکہ اپنی جان دیتی ہین نعمان نے جو دیکھا کہ ملکہ نے نیمچہ کھینچکر گلے پر رکھا یا تو بڑھتا ہوا جاتا تھا یا رک گیا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی جان دینے کا ارادہ نہ کرو مین غلام ہون ملکہ غلام حلقہ بگوش ہون ملکہ نے نیمچہ نہ ہٹایا کنیزین پیٹنے لگین ملکہ نے بلک کر دعا کی کہ صحرائے گرد اڑی سرمست قزاق جب تلاش ملکہ مین چلا تھا چار ہزار فوج ساتھ مطرب تیز رو عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس معاملے پر عیار کی نگاہ پڑی کہا اے شہریار دیکھیے ایک گھڑی مین کسی بادشاہ نے گھیرا ہے اپنا قبضہ کیا چاہتا ہے قزاق نے وہین سے نعرہ کیا خبردار او بادشاہ آگے نہ بڑھنا اور ملکہ سے کہا او گیسو بریدہ گھر سے نکلکر اپنا یہ حال کیا کہ گلا کاٹنے پہ آمادہ ہے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکے فوج نعمان پر جا پڑا تلوار چلنے لگی نعمان مغربی کے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین سرمست چار ہزار جوانون سے آیا ہے مگر قزاق طریقۂ جنگ و جدل سے خوب واقف تھے اب جو گھوڑے دوڑائے نیزے مارے ایک ایک قزاق نے چار چار جوان مارے ہزارون لاشین لوٹنے لگین یہان کنیزون نے ملکہ سے کہا آپکے والد لڑائی کو فتح کر لینگے نہین معلوم آپ کو کیا سزا دینگے اس وقت سب جنگ مین مصروف ہین ہمارے آپ کے حال سے بیخبر ہین طرف صحرا کے نکل چلیے اس ظالم کے ظلم سے امان پائینگے ملکہ کو یہ رائے پسند آئی مادیان مشکین پر سوار ہو کے طرف صحرا کے نکل گئین یہان جمکر تلوار چلی قزاق لڑتا بھڑتا قریب نعمان مغربی کے پہونچا نعمان مغربی نے کئی ہاتھ تلوار کے قزاق پر لگائے یہ قوم کا قزاق جنگ دیدہ کار آزمودہ سب وار خالی دیے لڑتے لڑتے المعاودے سے ہاتھ نکالا نعمان پر اس فن سے ہاتھ مارا کہ سر نعمان مغربی کا اڑ گیا افسر کا جو سر کٹا فوج والون کے پانون اکھڑے کچھ بھاگے کچھ مارے گئے قزاق نے سب مال و اسباب لوٹ لیا جب لڑائی سے مہلت پائی عیار سے کہا دیکھ تو وہ گیسو بریدہ کہان گئی لا کر اس خیمے مین اتار و عیار نے آکر جو دیکھا کسی کو نہ پایا کہا حضور وہ تو نکل گئین ہم آپ جنگ مین مصروف رہے کسی نے نہین دیکھا سرمست قزاق بہت جھلایا پھر لشکر کو آراستہ کر کے تلاش مین ملکہ کی چلا ملکہ جا کر ایک صحرا مین پہونچی کنیزون سے کہا اب تو شام ہو گئی درخت پر مجھے چڑھا دو پھر تم بھی چڑھ آنا ہر طرف سے شیر کی آواز آتی ہے کنیزون نے ملکہ کو درخت پر چڑھایا اب چاہا خود بھی چڑھین کہ جنگل سے دو شیر ببر پیدا ہوئے کنیزین بھاگ نہ سکین شیرون نے چارون کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا گھوڑون کو بھی مارا ملکہ شاخ نخل پر لرزان و ترسان اپنے کو پتون مین چھپائے ہوئے مثل بید کانپ رہی تھی خوف ہے ایسا نہ ہو کہ گر پڑون کمر مین کمندین باندھ لین دونون شیر گھوڑون کو مار کر چلے گئے اب صبح کو مصیبت پیادہ روی آبلے پانون مین ملکہ کے حال پر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین ملکہ مجبور و لاچار روتی پیٹتی چلی جاتی ہے شکوۂ فلکی زبان پر ایک چشمے پر جا کر گر پڑین یہی آنکھ کھلجاتی ہے تو بیقرار ہو کر روتی ہین اور کہتی ہین کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار یہ کیا کجروی دکھائی جو چار کنیزین ساتھ تھین انکا بھی ساتھ چھوٹا گھوڑا سواری کا گیا بقول زیب النسا مخفی روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود + غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود + سب نے ہمارا ساتھ چھوڑا عیش و راحت نے منہ موڑا اس حال مین اس جھیل پر

پڑی ہین ملکہ دردانہ گوہر پوش پریزاد تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُڑا ہوا جاتا تھا ملکہ کی نگاہ پڑی
کہ ایک نازنین مہ جبین قریب جھیل کے پڑی ہو ایک پریزاد سے اشارہ کیا کہ اس نازنین کو اُٹھالے پریزاد
نے ملکہ کو اُٹھا لیا تخت پر ڈالکر لیگئی کہ اسکا ذکر وقت پر کیا جائیگا لیکن دیو سالوس نے طبل جنگی بجوایا
تھا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو صاحبقران اُن دو سو جوانون کو ساتھ لیکر میدان کارزار مین آئے
اُدھر سے دیو سالوس بارہ ہزار فوج لیکر میدان مین آیا سب دیو شلنگین لگاتے ہوئے چقماق تجادری
آرہ ہائے پشت نہنگ بہ حربے لیے ہوئے دونون لشکر جمے صاحبقران کو دیکھکر دیو سالوس بہت
ہنسا ساتھ والون سے کہتا تھا طلسم کشا ہمارا کھانا لیکر آیا ہے ایک جنگل مین سب کو کھا جاؤنگا یہ کہتا ہوا
صفین جمائین دیو مغاک سے کہا جا تو بھی اپنا پیٹ بھرلے طلسم کشا کو پکار ایک جنگل مار کر گولی بنا کر
کھا لینا دیو مغاک میدان مین آیا پکار کر آواز دی طلسم کشا کون صاحب ہین انسان ضعیف البنیان
ہین سرحد دیوان مین آکر بھلا والدیا میرے سامنے آئے تو حال معلوم ہو سر باز بر کش نے چاہا کہ
مین جاؤن صاحبقران نے منع کیا فرمایا ابے اور ہمارا نام لیکر پکارتا ہے ہمارا یہ قانون ہے کہ جو جسکو پکارے
وہی میدان مین جائے لہذا ہم جائینگے یہ کہکے بڑھے سامنے دیو مغاک کے آئے مغاک خوب ہنسا
جھپٹ کر زاغ نول مارا کہ رسم صید کرکے طلسم کشا کو کھا جاؤن امیر نے زاغ نول کو قلم کیا مغاک کو بڑا غصہ آیا
ایک جنگل مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک گھونسہ مارا کہ سر دیو مغاک کا چٹکیا دیو خاشاک بھائی
مغاک کا جا پڑا گئی چوبستین لگائین صاحبقران نے روکا روک کر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے
کیا گیارہ دیو شام تک نکلے ہاتھ سے امیر کے مارے گئے شام کو دیو سالوس پلٹا کہتا ہوا یارو سب افسر
میرے مارے گئے لشکر بے افسر ہوگیا مین حمزہ کو ایسا نہ سمجھا تھا جب تو اسنے عفریت وسمندون وغیرہ
کو مارا پریشان بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی یارو بڑی خیر ہوئی اگر مین میدان مین
جاتا تو حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوتا کیسے کیسے دیوان خونخوار ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایک عرضی افسر کو
لکھتا ہون اصل مضمون یہ ہو کہ آپ خود تشریف لائیے ورنہ لڑائی فتح نہ ہوگی یہ لکھکر اپنے ہاتھ سے
ایک عرضی دیو شنکال کو لکھی کہ اے شہنشاہ دیوان واے تاجداران عفریتان گیارہ نرہ ہائے دیو
جو کہ افسر تھے ہاتھ سے طلسم کشا کے میدان کارزار مین مارے گئے ہین طلسم کشا سے مقابلہ نہین کرسکتا یا خود
تشریف لائیے یا جو مناسب وقت ہو وہ کیا جائے ایک دیو نامہ لیکر چلا دیو نامہ لیے ہوئے جاتا ہے
قضائے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش جو اُٹھا کر شعلہ رخسار کو لائین اپنے مکان پر پہونچین پہ وہ
ہفت نقاب کی مالک ہین قصر پر فرش بچھا ہوا شعلہ رخسار سر جھکائے بیٹھی ہے جب ملکہ دردانہ نے
بہت پوچھا تو ملکہ شعلہ رخسار نے دست بستہ عرض کی کہ مین ایک تاجر کی بیٹی ہون مان نے انتقال کیا
باپ نے اور شادی کی اُس عورت نے مجھکو ایسا حیران کیا کہ جان دینے پر آمادہ ہو کر صحرا مین نکل آئی کہ کوئی
شیر بھیڑیا کھا جائے لیکن زندگی تھی کہ آپ اُٹھا لائین میرے ہوش درست نہین ہین وہ دیو جو نامہ سالوس
کا لیکر چلا ہے اسی پردے کا رہنے والا ہے ملکہ دردانہ گوہر پوش کی رعایا ہے ملکہ کو جو بیٹھے ہوئے دیکھا آکر سلام کیا
ملکہ دردانہ نے پوچھا ارے کہانسے تو آتا ہے دیو نے سب کیفیت بیان کی کہ اس طرح طلسم عجائب فتح ہوا
اب عفریتہ خونخوار بھاگ کر آئی ہے شنکال نے اُسکو دامن پناہ دیا سالوس لشکر کشی کر کے گیا گیارہ دیو

بڑے بڑے افسر نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے ایسا جوان زبردست ہماری نگاہ سے نہین گذرا
یہ خبر کہکے دیو تو چلا گیا ملکہ دردانہ نے بعد جانے دیو کے پریزادون سے پوچھا آخر یہ جوان کون ہے کہ جسنے
دیوزادون کو قتل کیا ایسا طلسم فتح کر لیا عفریتۂ خونخوار ایسی دیو کی شکست کھا کر آئی ایک پریزاد نے
عرض کی واری یہ جوان بڑا جری بہادر ہے جس زمانے مین دیو عفریت نے سلطنت شہپال پر ہاتھ ڈالا شہپال
بھاگ کر ایک صحرا مین اترے اپنے وزیر خواجہ عبدالرحمن سے کہا کہ رو سے رمل کے دیکھو عفریت کسکے
ہاتھ سے مارا جائیگا خواجہ عبدالرحمن نے رمل دیکھکر حکم لگایا امیر حمزہ خانہ کعبہ مین رہتے ہین وہ اگر
آئین تو عفریت مارا جائے شہپال نے امیر حمزہ کو بلایا حمزہ نے پردہ قاف مین آکر ایک عفریت کیا
بہت سے سرکشان قاف کو مارا سمندون ہزار دست ایسا کہ جسکو دیوزاد خداوند دیوان قاف کہتے تھے
بڑے بڑے سرکش اُسکی خدمت مین رہتے تھے اُسکو جا کر مارا پردہ قاف مین اس جوان کے نام سے
دیوزاد کانپتے ہین آخر مین دیو شہپال نے اپنی دختر آسمان پری کی شادی ساتھ اس جوان کے کردی صلب
حمزہ و بطن آسمان پری سے ایک صاحبزادی بلند اقبال صاحب جاہ و جلال پیدا ہوئی کہ جسکا لقب قدس
ملکہ قریشہ سلطان قاتل دیوان مشہور ہے اُسنے قیامتین برپا کی ہین بڑے بڑے سرکشون کو مارا یہ حال
جو کنیز نے بیان کیا ملکہ دردانہ کو اشتیاق ہوا کہ مین بھی اس شخص کو دیکھون کنیزون نے عرض کی پہلوے
شکارگاہ سلیمانی مین لشکر فرو کش ہے چلکر ملاحظہ فرمایئے ملکہ دردانہ اُسی وقت سوار ہو مع چند کنیزون کو
ساتھ لیا طرف شکارگاہ سلیمانی کے چلین یہان اُس دیو نے نامہ لاکر شنکال کو دیا شنکال نامہ
پڑھکر بہت جھلایا کہا سالوس ایسا گھبرایا مین اور مدد بھیجتا ہون مابدولت کو فرصت کہان کہ وہان
جائین یہ کہکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے کہ جا کر طلسم کشا کو چیر پھاڑ کے کھا جائے یا مشکین باندھکر
ہمارے سامنے لائے دیو چنگال کوہ تن اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ دیوان یہ کتنی بڑی بات ہے
مشکین باندھکر لاؤن کیسے جاتے ہی کھا جاؤن شنکال نے کہا مرحبا شاباش سالوس بڑا نامرد ہے
ایسا ڈر گیا چنگال غریو کرتا ہوا چلا یہان سالوس اُترا ہوا ہے کہ دیو چنگال آکر پہونچا کہا کیون سالوس آدمزاد
ہم لوگون کی خوراک ہے کلہ بھی اچھی طرح گرم نہ ہوگا اُس سے یہ خوف کہ بادشاہ کو نامہ لکھا سب تیرے
حال پر ہنستے تھے دیوزاد آوازے کستے تھے کہ انسان سے ایسا خوف اس طرح نامہ لکھا سالوس نے
کہا اب آئے ہو احوال کھلجائیگا چنگال نے طبل جنگی بجوایا کہا کل صبح کو سر میدان چیر پھاڑ کے
کھا جاؤنگا طبل جنگی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر ملی صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکر
مین تیاریان ہوئین صبح کو دیو چنگال اُشتلم کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا اُدھر سے دیکھا صاحبقران
ایک پہلو پر سبز باز ایک طرف دہ دہ سو جوان مسلح مکمل پرے جمائے ہوئے میدان کارزار مین آکر پہونچے
صاحبقران نے جو دیکھا کہ دیوزاد پیدل آتے ہین آپ بھی گھوڑے پر نہین سوار ہوئے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے
صفین مین چنگال غریو کرتا ہوا میدان مین آیا چنگھار کر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہین میرے مقابلے مین
آوین تو حال معلوم ہو چیر پھاڑ کے کھا جاؤنگا صاحبقران بڑھے دیو چنگال کے مقابلے مین پہونچے
دیو چنگال نے آواز دی او حمزہ دیکھ مین احسان کرتا ہون میرے منھ مین کود پڑ بلبلا کر نگلجاؤن
ورنہ چبا چبا کر ہڈیان کھاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کیا جھک مارتا ہے جو ہو سکے قصور نہ کر

دیو چنگال سے لگئی ہزار من کی جو بدست اُٹھائی قضا سے کار ملکہ دردانہ گوہر پوش جو دیکھنے امیر کو چلی تھین اُس وقت آگر بیچین کنیزون نے کہا حضور دیکھیے کتنے بڑے دیو کے مقابلے ہین صاحبقران زمان کھڑے ہین ملکہ دردانہ نے نگاہ اُٹھائی دیکھا کہ ایک شیر بزرستم میدان کارزار سہراب معرکہ گیرودار آفتاب جمال خورشید مثال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار عارض الور ماہتابان آنکھین رشک چشم غزالان سرو قد خورشید خد تیغۂ ہلالی ہاتھ مین جرأت و شوکت بات بات مین سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری سپر سیاہ پشت پر گویا شب فراق عاشقان تیغۂ ہلالی ملک الموت جان کافران کمان دوش پر یا ماہتابان برج قوس مین ملکہ کی جو نگاہ اس صاحب رعب و دبدبے پر پڑی غش آکر پہاڑ پر گر مین بیہوش ہو گئین کنیزون نے دامن کی ہوا دی بمشکل آنکھ کھولی کنیزون نے پوچھا حضور خیر تو ہی ملکہ نے اہاب آہ کرکے کہا کیا کہون کیونکر خاموش رہون نظم

ترے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے — ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے
مرجا قتل ہمین کرکے مکرنے والے — منہ سے کہتے نہین احسان کے کرنے والے
ہر ادا کو تری سکھلائینگے انداز قضا — جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
یہی کرتا ہی اشارے کوئی اُٹھنا جو ہین — یون اُبھرتے ہین محل پائے اُبھرنے والے
کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو بھرتا — اُسکے تیورون ہی کے کچھ زخم ہین بھرنے والے
کھولکر بال پریشان نہ کر روح کو تو — اُدھر مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے
خود بھی پاتے نہین مثل فلک آرام اے شوخ — آدمی خاک نشینون کے نہ ڈرنے والے
امتحاناً نگاہ ہین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین — مجھسے تو پوچھئے کیا قصد ہی مرنے والے
دائمی وصل کے خواہان نہین ہم تجھسے فلک — چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنے والے
پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کرلین — عرش پر چڑھتے ہین کیا وہ لیسے اُترنے والے
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا — اور بھی چند ہین اس کام کے کرنے والے
زاہد آتے ہی کرینگے مسجد مین خروش — بو نہین چیخ اُٹھتے ہین اللہ سے ڈرنے والے
کچھ ہوا ہی مرے کہنے سے ترا دل خالی — اور بھر دینگے سلامت رہین بھرنے والے
لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا — کیا گناہون سے بری ہو گئے ڈرنے والے
چاندنی رات کی میلی نظر آئی تھی جلال — پھر رہے تھے وہ نگاہون مین نکھرنے والے

کنیزون نے عرض کی لونڈیاں اس مطلب کو نہین سمجھین ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو کیا بیان کرون مین نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر آفت لی ہین کیون دیکھنے کو آئی ہائے کیا کرون کدھر جاؤن کچھ بن نہین پڑتا کنیزین عرض کرتی ہین واری مفصل بتائیے ملکہ نے کہا کیا بیان کرون مین کمبخت کیون آئی نگاہ انکے جو جمال آرا پر پڑی تیر مژگان دل کے پار ہو گئے اب کچھ بن نہین پڑتا دیکھون تقدیر کیا دکھائے بہت بلک بلک کر روتی ہی کنیزین زبردستی ملکہ دردانہ گوہر پوش کو مکان پر لیگئین وہان جا کر اور بیقراری بڑھی کہا شعلہ رخسار کو بلاؤ ملکہ شعلہ رخسار جو آئین دردانہ گوہر پوش رونے لگین کہا کیون شعلہ رخسار بی حال مصیبت مال اپنا بیان کرو اب تمھارے حال پر رونا آتا ہی کہ کیفیت

نہین کھلتی تم بھی اپنی زبان سے بیان کرو تم بھی کسی پر مائل ہو تمھارے رنگ رو سے کھلتا ہی یہ جو بات ہی شعلہ رخسار نے
بلک کر رو دین یہ اشعار زبان سے نکلگئے

نظم

لب بلب ہوئیگا عاشق سے ملال اچھا ہی — پھیر دو بوسہ کسی کا یہ سوال اچھا ہی
اپنا عکس آئینے مین دیکھکے منصف ہو تمہین — کون پیارا ہی بہت کسکا جمال اچھا ہی
غیر کے کہنے سے خوش جسسے ہوئے آپ تو کیا — اس سے رنجش ہی وہ بہتر ہی ملال اچھا ہی
گھر رہا ہی مرے معشوق کے سینے کا ابھار — سر کشی کا اسی ظالم کے مآل اچھا ہی
ہی بگڑنا ہی سنبھلنا ترے بیمارون کا — لوگ سمجھے ہین برا اسکو جو حال اچھا ہی
درد دیتا ہی خود اٹھ اٹھکے تسلی بھی جو — جی کو ٹھہرا جگر و دل کو سنبھال اچھا ہی
کیا مزا وصل کا جو یار نہ دیوے منہ مین زبان — گو برا مانے کوئی میرا سوال اچھا ہی
کھینچتا ہی اسے گو جذب تصور بھی ادھر — پھر لگا لانے مین عاشق کا خیال اچھا ہی
وائے اس درد رسیدہ کی بھی تنہائی پہ — کبھی پوچھتے ہو جس سے کہ حال اچھا ہی
اب جواب اسکا برا پائے کہ اچھا سائل — تمسے مانگا ہی تمھین کو یہ سوال اچھا ہی
آرزو دل کو بتون کی نہ الٰہی دینا — یاد اچھی ہی غم اچھا ہی خیال اچھا ہی
موت کیون پوچھیگی پھر آنکھ کے بیمارون کو — جب تمھین دیکھکے کہتے ہو کہ حال اچھا ہی
دیکھ مر کر تو نہ ساقی مری مٹی ہو خراب — اس سے بنتا ہین جو کچھ جام سفال اچھا ہی
سچ تو یون ہی کہ وہ ہی سب شعرا مین برتر — آپ ایسے ہین جو کہتے ہین جلال اچھا ہی

ایک مقدمہ اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ جب ملکہ دردانہ برسر کوہ پہونچی ہین دیو چنگال میدان مین نکلا تھا جمال جہان آرائے امیر دیکھکر بیہوش ہوئین جب کنیزون نے دامن کی ہوا دی ملکہ دردانہ ہوشیار ہوئین نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ صاحبقران دیو چنگال سے کشتی لڑ رہے ہین ملکہ نے کہا یہ صاحب غضب ہوا پہاڑ سے جا بھڑے ہین دیو چنگال کو اپنے زور پر بڑا غرور تھا صاحبقران نے اسقدر گھونسے مارے کہ غل مچاتا تھا او آدمزاد مجھے چھوڑ دے میری پسلیان ٹوٹی جاتی ہین جب دیو چنگال اس طرح چیختا ہی ملکہ ہنستی ہین کنیزون سے فرماتی ہین کیون نہ ہو شہسوار آسمان پری ہین رگ و ریشے مین قوت بھری ہی جب ہمدمون ایسے کہا ایک غریو بلند ہوا سالوس تو یہ معاملہ دیکھکر بھاگ نکلا صاحبقران نے دیو چنگال کو قتل کر یا سر کٹنہ پیر کر پھینکدیا ملکہ تعریفین کرتی ہین دیو سالوس راہ مین کہتا تھا یہ آدمزاد بلائے روزگار ہی اس سے لڑکر مفت مین اپنی جان دیتا ہی بھاگ کر دیو شنگال کے پاس پہونچا سب کیفیت بیان کی کہا حضور یہ وہ انسان نہین ہی زور کا پتلہ ہی کون اس سے مقابلہ کرکے جان دے دیو شنگال نے کہا تم نہ گھبراؤ ماہ دولت خود چڑھائی کرینگے ابتو بگڑی اٹھلی [illegible] ملکہ دردانہ نے جب زبانی شعلہ رخسار کے یہ اشعار عاشقانہ سنے فرمایا ای شعلہ رخسار تیری باتون سے گرمی عشق پیدا ہی تو ضرور کسی پر شیدا ہی تو مین بھی اسی آفت مین پھنسی ہون جب تو تمھارے رنگ رو سے پیدا ہی نا جب انسان کسی بلا مین مبتلا ہوتا ہی تب دوسرے کی قدر ہوتی ہی بیقرار ہوکے نہ رو مفصل بیان کرو ہم تمھارے معشوق کے ملانیکی تدبیر کرینگے جب ملکہ دردانہ گوہر پوش نے

اس محبت و دلجوئی سے حال پوچھا شعلہ رخسار بہت روئی کہا حضور کیا عرض کرون شاہزادہ سر باز ببر سوار اپنے ملک کا شاہزادہ مجھپر مائل ہوا مین اُسپر عاشق ہوئی اسی جوش مین وہ جاکر ایک ساحرہ کی قید مین پھنسے خدا نے یہ فضل کیا کہ صاحبقران زمان داراد و شہپال و نوشیروان فتح کرتے ہوئے طلسم عجائب کو اس سرحد مین تشریف لائے ہین مین نے خبر پائی ہی کہ سب قیدیون کو رہا کیا اُس شیر دلیر کو اپنا رفیق بنایا مین یہ خبر فرحت اثر سنکر گھر سے نکلی سر مست فراق ہر اباب مے راہ مین ایک اور ظالم نے مجکو گھیرا اسر مست نے آکر اُس سے مقابلہ کیا مین بھاگ کر نکلی راہ مین کنیز و کمو شیر نے کہا یا گھوڑے بھی ہلاک ہوئے اُس چشمے پر بیہوش پڑی تھی شاید فلکی کر رہی تھی کہ حضور پہونچین مجھے اُٹھا لائین مین کیا حال اپنا کہون آپ نے محبت پوچھا سب کیفیت بیان کردی ملکہ دردانہ نے جو نام صاحبقران سنا کہا ای شعلہ رخسار میرا بھی دل اُنھین کی زلف مین پھنسا کوئی تدبیر ایسی کرو کہ ہمسے صاحبقران سے ملاقات ہو شعلہ رخسار نے کہا اگر مین وہان تک پہونچون اور اپنے معشوق سے ملون تو ضرور تقریب کرون ملکہ دردانہ نے کہا ای شعلہ رخسار ایک ایک گھڑی کٹنا دشوار ہے سر پر عشق سوار ہی شعلہ رخسار نے کہا ربط و ضبط کر کام فرمائیے وہین تشریف لے چلیے مین جا کر اُنکے رفیق سے ملون آپ کا بھی حال کہون دردانہ کو ایک پہلو ملا کہا بُرا چلو ہم تمھارے ساتھ چلتے ہین گھر سے آوارہ ہو کر نکلے ہین اب تو دمبدم ترقی جوش وحشت ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے شعلہ رخسار نے کہا بسم اللہ ملکہ دردانہ گوہر پوش اُسی وقت تخت پر سوار ہوئین دونون عشق مین مبتلا کبھی ملکہ دردانہ فرماتی ہین ای شعلہ رخسار تمنے بڑی تسکین دی ورنہ جان نہ بچتی اب تو یہ کیفیت ہی نظم

یہ دھیان آیا نہین مین مرچلا تھا
تمھارا ابھی تو آخر آشنا تھا

کھو گئے تم کہ عاشق ہو گیا تھا
جلال آمد تسلی ہو گئی کسی کی

کرو تم بھی دل مردہ کا ماتم
تم آ سکے آپ مین یہ آج کیا تھا

دونون عاشق و شیدا مائل مبتلا آپسمین باتین کرتی ہوئین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئین قضا سے کارپرداز اس حال پر ملال مین جاتی ہین لیکن دیو شنگال کے پاس جب دیو سالوس بھاگ کر آیا عفریتہ خونخوار نے کہا ای برادر جب تمھارے افسرون کا یہ حال ہی کہ آدمزاد کے مقابلے سے بھاگے مین اب چلی جاؤن ایسا نہ ہو کہ تمھارا بھی ملک برباد ہو شنگال نے کہا ای ہمشیرہ جو اپنی خوراک ہو اُس سے کیا بچا و نگا طلسم کشا سے ملک چھینونگا تم بھی چلو مین بھی چلتا ہون تم سحر کرنا مین زور سے لڑونگا طلسم کشا پر ضرور غالب آئینگے عفریتہ نے کہا کیا مضائقہ ہی مین بھی جان لگا دونگی مجھے بھی مقابلہ طلسم کشا کے دیکھنے کی ہوس ہی دیکھین سحر کیونکر تاثیر نہین کرتا جان لگا دونگی آگ برسا دونگی سب کو ساتھ لیکر چلا روا دری کرتا ہوا جاتا ہی ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرین آپسمین صلاح کر رہی ہین دیو شنگال کا تخت اُڑا ہوا آتا تھا پشت پر شعلہ اسکی نگاہ پہاڑ پر پڑی دیکھا دو ستارے پہاڑ پر چمک کر رہے ہین حیران ہو کر بہ نگاہ غور دیکھنے لگا جمال بیمثال دردانہ پر نگاہ پڑی سراپا کو دیکھنے لگا ہر اعضا درست چالاک حسین دہن گل رخسار غنچہ دہن شیرین سخن کبک رفتار شیرین گفتار صورت زیبا دیکھکر مر گیا عفریتہ سے کہا یہ کون عالم میں بی ہی میری تو جان لگی ہونٹون پر دم ہے عفریتہ نے کہا دونون کو اُٹھا لاؤن دیو شنگال نے کہا بڑا احسان ہو گا لڑائی فتح کر کے اُسکے ساتھ

شادی کرینگے عفریتہ خونخوار نے سحر کیا ایک زنجیر مین دونون بندھ گئین عفریتہ نے کھینچ لیا دونون کی آنکھین بند ہوگئین بیہوش ہوئین تخت پر ڈال لیا دیوشنکال کھینچی گلشن جمال کر رہا ہے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے کبھی تعریفین کرتا ہے کبھی کہتا ہے اے ہمشیرہ ہزار دن پریزادون کو مین نے دیکھا میری سرکار مین بھی نوکر ہین ایسی صورت کبھی نگاہ سے نہین گذری کیونکر نہ بیقرار ہون مثل طائر بسمل کیون نہ تڑپون نظم

آپ بیخود جنھین بناتے ہین
دل کو یون خاک مین ملاتے ہین
دل مرا اُنکے پاس ہے قاصد
آئینے سے وہ منھ چھپاتے ہین
ہمسے ہوتے ہین بدگمان کیا کیا
ہم جو بھولے نہین سماتے ہین
یاد رکھتے نہین وہ دیکر داغ
اب ہمین جلد وہ بلاتے ہین

آپ ہی ہین نہین وہ آتے ہین
آج شاید ادھر وہ آتے ہین
پوچھ لین اُس سے کیونکر آتے ہین
قدرت اُسکی کہ بزم جانان مین
آپ مین جب نہین وہ پاتے ہین
دل مین رکھتے ہین بدگمانی سی
کرکے احسان بھول جاتے ہین

آنکھین نیچی کیے وہ آتے ہین
ہوش رخصت طلب ہین جاتے ہین
مری حیرت کا کچھ دیا ہتا پتا
ہمکو بگڑے ہوئے بناتے ہین
کسنے تربت پہ رکھدیے دو پھول
آنکھ سے بھی اُنھین چھپاتے ہین
مجھسے کہتا ہے اضطراب جلال

عفریتہ خونخوار سمجھاتی ہے کہ بھائی کیون گھبراتے ہو اب تو تمھارے قبضے مین ہے وصل حاصل ہوگا جس وقت جانیگی کہ بادشاہ قلعہ شکالیہ ہے فوراً قبول کریگی یہان امیر دربارگاہ پر تشریف رکھتے ہین سردارون سے فرما رہے ہین دیوسالوس بھاگ گیا ہے اب تلاش مین عفریتہ خونخوار کے جائینگے اگر وہ زندہ رہیگی بعد ہمارے فساد برپا کریگی یہ باتین کر رہے تھے کہ آسمان سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی صدہا درخت اُکھڑ کر گرنے لگے غبار بھی بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے غبار شق ہوا دیکھا صاحبقران نے دیوزاد بارگاہ مین لیکر پہونچے بارگاہ مین استادہ ہوئے گئے چھپ تھوڑی دیر کے دیوشنکال آکر پہونچا عفریتہ خونخوار تخت سے اُتری صاحبقران نے عفریتہ خونخوار کو پہچانا ہرکارون نے بھی آکر خبر دی کہ دیوشنکال و عفریتہ خونخوار گشت کرکے آئے ہین صاحبقران نے فرمایا خدائے ما بزرگ است سمجھا جائیگا دیوشنکال خوشی خوشی بارگاہ مین آیا ایک خیمہ علیحدہ مین جاکر ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار کو اُتارا کنیزین خدمت مین حاضر کین عفریتہ خونخوار سے کہا سحر اُتارو یہ ہوشیار ہون تو مین اپنا مطلب بیان کرون عفریتہ نے سحر اُتارا ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار کی آنکھ کھلی یا تو ایک پہاڑ پر بیٹھی تھین یا اپنے کو ایک خیمے مین پایا ایک دیو خونخوار سوگز کا قد ہاتھ باندھے کھڑا ہے کہتا ہے اے جان جہان رام آرام دل مشتاقان میری جان نکلی جاتی ہے دو مین سے ایک مجکو قبول کرے ملکہ دردانہ بے اختیار رونے لگین کہا او ملعون ہمکو کھا جا تیرے دل کو صبر آئے یہ کیا باتین کرتا ہے ہم آفت زدہ مصیبت مین مبتلا ہمسے ایسی باتین نہ کر ہمین کھالے کہ اس کشاکش سے چھوٹ جائین ہم آپ آفت مین پھنسے ہین ہمسے ایسی باتین کرتا ہے دیوشنکال نے کہا مین غلام ہون تابعدار ہون راتین ہجر کی مجھپر تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین جان بچنا دشوار ہے نظم

شب فراق صنم مختصر نہین ہوتی
یہ شمع آہ چراغ سحر نہین ہوتی
جنون کو پند و نصیحت سے خاک ہو تسکین
یہ دود دا ہے کہ جو کارگر نہین ہوتی
عدم کو جاتے ہین کیون لوگ ادھر کے حیران ہون
کبھی ادھر کی تو دنیا ادھر نہین ہوتی

عجب نہین شب وعدہ بھلا دے تو ادھر … کبھی بہشت مین شام و سحر نہین ہوتی
بڑھاپے کی یہ غضب ہری حرارت اک دم ہر … کبھی بقاے چراغ سحر نہین ہوتی
عدم کے جانے مین کیونکر نہ چھوٹ جائین عزیز … کہ بدرقہ کبھی گرد سفر نہین ہوتی
کھلا ہوا شگون ہین بے شبہہ لعل لب کا خیال … کبھی یہ شوخی خون جگر نہین ہوتی
بہار مین گل و بلبل سے کیا ہر سرگوشی … یہ کانون کان کسی کو خبر نہین ہوتی
حذر ہزارون کے دیکھے ہوئے ہر یہ دنیا … نظر گذر یہ غنی کی نظر نہین ہوتی
غم فراق سے فارغ ہین محو وصلت دوست … کہ بلبلون کو خزان کی خبر نہین ہوتی
یہ آشیانے مین عزت کی مشق کی ہمنے … قفس مین بھی ہوس بال و پر نہین ہوتی
ہر ایک چیز سے مایوس ہو تو ہو جائے … خدا سے قطع امید بشر نہین ہوتی
نگاہ بازون کی تمیز کیا کرین خوش چشم … ہزار آنکھین لڑی ہون نظر نہین ہوتی
اثر لبون کا نہ پائے نگاہ زہر آلود … کہ سنکھیا کبھی مثل شکر نہین ہوتی
کمال والون کی کچھ آب و تاب اور ہی ہر … ہر ایک بوند کچھ آب گہر نہین ہوتی
بیان مین نہین آتی کشش کچھ اسکی صفیر … لبان دام کمند نظر نہین ہوتی

لاکہ شنکال نے منتین خوشامد بہت کین مگر ملکہ دردانہ نے یہی جواب دیا کہ اے شنکال اپنے دل سے یہ خیال خام و تصور ناتمام نکال ڈال نہین معلوم ہم کس آفت مین مبتلا ہین ہمکو کیون روکا ہر نکلجانے دے ہمین کیون بلا مین پھنسایا ہر شنکال نے کہا اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے سرو خرامان حدیقۂ محبوبی انکو مین مقابلے مین حمزۂ عرب کے آیا ہون میری بہن کی سلطنت اُسی نے لی اب دولت لشکر لیکر آئے ہین بعد قتل حمزہ سمجھا جائیگا یہ نام جو ملکہ دردانہ نے سُنا اور زیادہ بیقرار ہوئین ان ہی یہی خیال ہر کہ اس مردود سے جو مقابلہ پڑیگا کیا انجام ہوگا لیکن خاموش بحر محبت کا جوش صاحبقران نے جو دیکھا کہ لشکر شنکال آکر اُترا لیکن سرباز کو آج بیقراری ہر دمبدم کہتا ہر کہ اے شہریار میرے رہا ہونیکی خبر تمام عالم مین مشتہر ہر یقین ہر کہ ہماری معشوقہ کو خبر پہونچی ہو وجہ یہ ہر کہ باپ اُنکا قزاق کر مالدارون کا مشتاق ہر ہر وقت یہی فکر رہتی ہر کہ کوئی تاجر جلیل آتا ہو اُسکی خبر پاؤن جاکر لوٹ لون ہرکارے عالم عالم مین بھیجے رہتے ہین یقین ہر کہ خبر پہونچائی ہو صاحبقران فرماتے ہین کہ نہ گھبراؤ شنکال سے مہلت پائین پھر قلعۂ سرمست پر چڑھ جائین انشاء اللہ تمہاری شادی کر دینگے دامن مدعا گل مراد سے بھر دینگے سرباز خاموش ہو رہا یہان دیو شنکال نے جب دیکھا کہ دردانہ پری اپنی ہما گئے جاتی ہر لاچار ہو کر بارگاہ مین آیا عفریتۂ خونخوار پہلو مین بیٹھی ہر تمام نزہا ے دیو جمع ہین شنکال نے کہا اے ہمشیرہ طبل جنگی بجواتا ہون کل میدان مین قیامت برپا کرونگا عفریتۂ خونخوار نے کہا میرے واسطے بھی ہو محانہ تیار کر دو کل وہ سحر کرون کہ زمین ہلا دون ایک خیمے مین ہو محانہ آراستہ ہوا عفریتہ جاکر بیٹھی سحر تیار کرنے لگی شنکال نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی کہ شنکال نے طبل جنگی بجوایا یہ سُنکر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی کو گردایا صاحبقران کے ساتھ وہی دوسو جوان مین

اسر باز سب کا افسر ہو طلائے کا سامان کرکے باہر نکلا دیکھا ایک خیمے سے لشکر شنکال مین شعلے نکل رہے ہین کبھی پانی برستا ہو کبھی لکہ ابر سیاہ پیدا ہوتے ہین عجب طرح کا اُس خیمے پر ہنگامہ ہو سر باز حیران ہو کر یہ کیا معرکہ ہو عقل سے ثابت ہوتا ہو یہ سحر تیار کر رہا ہو مگر حیران ہو کہ کس سے خبر منگواؤن پلٹ کر خیمہ صاحبقران مین آیا تمام کیفیت عرض کی کہ حضور ایک خیمے سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین لشکر شنکال مین بڑی تیاری ہو صاحبقران فرماتے ہین کسیکو واسطے خبر کے بھیجیے کوئی عیار ہوتا تو جاتا تقضائے کار ملکہ فریشیہ سلطان جو گلستان ارم مین آئین آسمان پری نے سب حال پوچھا فریشیہ نے کہا اے مادر مہربان قبلہ وکعبہ نے طلسم عجائب کو فتح کیا لیکن بادشاہ پچھیا ہو اب قبلہ وکعبہ اُسکی تلاش مین گئے ہین ملکہ آسمان پری نے کہا اے فرزند ایک نامہ روانہ کرو ملکہ فریشیہ نے اُسی وقت نامہ لکھا مراد یہ تھی کہ حضور کے واسطے یہان سب کو انتشار ہو اپنی خیر و عافیت سے آگاہ کیجیے دیو تندک کو وہ نامہ دیا کہا اسیکو شکارگاہ سلیمانی مین پہونچاؤ خواجہ عبدالرحمن نے بھی نشان سمجھا دیا دیو تندک چلا یہان صاحبقران سر باز سے باتین کر رہے ہین کہ دیو تندک آکر پہونچا نامہ ملکہ فریشیہ کا پیش کیا صاحبقران نے نامے کو پڑھکر فرمایا اے تندک اس وقت تمھارا آنا بہت غنیمت ہو گیا لشکر شنکال سے خبر تو لاؤ سحر کون تیار کر رہا ہو دیو تندک بصورت مبدل چلا لشکر شنکال مین پھرتا اُس مقام پر پہونچا جہان وہ خیمہ ہو دیکھا کہ سر خیمے سے آگ نکل رہی ہو تندک نے ایک دیو سے پوچھا کہ کیون بھائی اس خیمے مین کون صاحب ہین دیو نے کہا ملکہ عفریتہ خونخوار ہمشیرہ دیو شنکال سحر تیار کر رہی ہین دیو تندک پشت خیمے پر آیا دل مین سوچا یہ سحر سب کل ہمارے آقا پر چلینگے اگر بن پڑے تو اسکو کڑ لیجلین ایک نخل کے سایے مین بیٹھکر نقب لگانے لگا پہر رات رہے گوشۂ خیمے مین آکر تندک نے مہرۂ نقب کا تو ڑا اسے نکال کر دیکھا عفریتہ سحر کرتے کرتے سو گئی ہو تندک نقب سے نکلا کیفچے مین بیہوشی لیکر چلا قریب عفریتہ کے پہونچا خواجہ عمرو کا شاگرد ہو ہنر سے کورا ہو ابھی ہی تندک نے چاہا کہ کیفچہ بیہوشی اسکے دماغ سے لگاؤن عفریتہ کی آنکھ کھلگئی کہا ارے تو کون تندک بھاگا عفریتہ نے چلا کر آواز دی اے ایہا لبیان طلایہ چور جاتا ہو اسکو لینا تندک باہر نکلا بہت چھپتا ہوا جاتا ہو شنکال نے جو بہن کی آواز سُنی گھبرا کر خیمے سے نکل آیا دیکھا ایک سیاہ پوش بھاگا ہوا جاتا ہو شنکال نے للکارا او دزد کہان جاتا ہو تندک نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن شنکال جست کرکے قریب آیا بڑے قد و قامت دیو ہو شلنگ لگا کر قریب پہونچا چاہا پکڑ لون تندک نے حباب بیہوشی مارا شنکال بیہوش ہو کر گرا تندک نے چاہا سر کاٹ لون دیکھا کئی سو دیو دوڑے ہوئے آتے ہین تندک ایک نخل کی آڑ مین چھپ گیا دیو زادون نے آکر شنکال کو ہوشیار کیا شنکال نے کہا وہ دزد نکلگیا سب نے کہا ہمنے کسی کو نہین دیکھا شنکال پلٹا خیمۂ عفریتہ مین آیا پوچھا ہمشیرہ یہ کیا ماجرا تھا عفریتہ نے کہا ایک عیار مجھکو پکڑنے آیا تھا مین جاگ پڑی وہ بھاگا شنکال نے کہا وہ نکلگیا مگر ہمشیرہ ہوشیار رہنا یہ کہکے خیمۂ عفریتہ سے نکلا بیتاب تو ہو ہی رہا تھا خیمۂ ملکہ ڈر دانہ مین آیا دیکھا ملکہ ڈر دانہ و شعلہ رخسار آپسمین باتین کر رہی ہین شعلہ رخسار سمجھا رہی ہو کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل کریگا کہ دیو شنکال آکر پہونچا ملکہ چپ ہو گئین سر جھکا لیا شنکال نے کہا اے ملکہ عالم اے مہوش وای

معشوق سرکش مہر البدن پہ دم ہی اشتہ یہ عالم ہی نظم

گھلگیا ہی پیرہن مین جسم مجہ مابوس کا
جو کہ ہین بیدرد کیا انکو ہی قدر داغ عشق
آئے پائے بزم جانان مین تو یہ مالیدہ مو
گل نہین جز داغ حسرت بوستان دہر مین
ہجر مین نالے ہین ہونٹھون پر گریبان ہاتہ مین
کافر عشق بتان ایسا ہون گر ہوجاؤن قتل
کھولتے ہین غنچے میرے سامنے بیجے عبث
ہون مین وہ وحشی کہ مثل حلقۂ زنجیر پا
جو کہ ادنی ہین خوشامد سے وہ اعلی ہین
زینت ظاہر کے جو پابند ہین بے فیض ہین
اہل زینت کو نہین اعلی و ادنی مین تمیز
خاک جو میرے تن پر داغ کی برباد کی
ہو دہن ہر غنچہ اور آغوش ہو ہر شاخ گل
مدتین گذرین کہ قدمون سے جدا ہوتے نہین
سچ تو ہی فردوسی و طوسی کو نسبت مجھسے کیا

اب عالم کو گمان ہی شمع اور فانوس کا
مرتبہ زخمی سمجھتے ہین پر طاؤس کا
پیرہن ہی تنگ جسم شمع پر فانوس کا
طور ہی برگ شجر مین ہی کف افسوس کا
وصل مین کام انسے لیتے تھے کنار و بوس کا
شور حلقوم بریدہ سے اٹھے ناقوس کا
سونگھنے والا ہون اے گل مین ترے ملبوس کا
شوق ہی چشم غزالان کو مری پابوس کا
مورچھل افسر پہ ہوتا ہی دم طاؤس کا
کسکو دنیا مین ملا سونا دم طاؤس کا
ہی سر طاؤس پہ سایہ دم طاؤس کا
گرد بادون پر گمان عالم کو ہی طاؤس کا
شوق گلبن کو ہی کیا تیرے کنار و بوس کا
کسقدر ہی شوق کانٹون کو مری پابوس کا
دل سے ہون مداح ناسخ بادشاہ طوس کا

اس طرح ہاے ہاے کر اور رو رو کر یہ اشعار شنکال نے پڑھے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا جب اس ملعون نے بہت کہا تو ملکہ نے کہا تو ہمکو کھاجا ہماری عصمت لینے کا ارادہ نہ کر قضائے کار دیو تندک جو خالی پاتا ایک نخل کی آڑ مین چھپ رہا تھا پیچھے پیچھے شنکال کے چلا پہلے عفریتہ خونخوار کی باتین سنین پھر آکر یہ معاملہ جو دیکھا حیران تھا کہ یہ پریزاد نازنین کون ہی کس آفت مین مبتلا ہے جب شنکال وہان سے نکلا دیو تندک نے قصد کیا انمین سے کسی کو لیجاؤن دیوزاد ہوشیار پائے نگہبانون کو بیٹھے دیکھا حیران ہوکر طرف خیمۂ عفریتہ کے چلا آکر گوشے سے دیکھا کہ عفریتہ بیٹھی سحر تیار کر رہی ہی تندک دیکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد عفریتہ خونخوار نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی تندک حاضر حاضر کرکے پہونچا عفریتہ کے سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا عفریتہ نے کہا گلابی شراب کی اٹھالا تندک جھپٹا بدن مین جان آگئی گلابی کو لیکر چلا بیہوشی ملاتا ہوا جب قریب عفریتہ پہونچا کہا حضور یہ گلابی حاضر ہی فورًا جام بھر کے دیا عفریتہ شام سے سحر کر رہی ہی بخوف بیگنی کچھ انجام کا خیال نہ کیا پیتے ہی گھبرا گئی کہا ارے یہ شراب کیسی تھی میرا سر گردش کرتا ہی تندک نے کہا اُٹھکر ٹہلیے جیسے ہی عفریتہ اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری تندک نے زبان مین سوزن دیا پشتارہ باندھ کرکے بھاگا خیمے کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہی شنکال جو خیمہ در دانہ سے نکلا ملکہ نے منھ لگا رہا تنکی جھلاتا ہوا جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی ارے جاکر ہمشیرہ کی حفاظت کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی پکڑ لیجائے تو بڑا قلق ہوگا مین نے انکو دامن پناہ دیا ہی ایسا نہ ہو کوئی یہان افتاد پڑے کہ نگاہ اسکی پڑی کوئی شخص درختون کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا ہی پکار کر اسنے آواز دی کون جاتا ہی تندک نے جب آواز نہ دی دیوزادون کے

تندک نے دیکھا کہ نکل نہ سکونگا پشتارہ پھینک کر بھاگا دیوزادون نے پشتارہ عفریتۂ خونخوار کا اٹھایا لاکر سامنے شنکال کے کھولا شنکال نے اپنی بہن کو دیکھا گھبرا گیا آخر ہوشیار کرکے پوچھا عفریتۂ خونخوار نے کہا مجکو ایک دیو نے شراب پلائی مین شراب پیکے بیہوش ہوگئی مجکو لے بھاگا خوب جان بچی حمزہ نے عیارون کو حکم دیا جب تو آکر مجکو چرایا خداوندا اشد الشیاطین نے جان بچائی شنکال عفریتۂ خونخوار کو لیکر بارگاہ مین آیا صبح قریب تھی لشکر میدان کارزار مین جانے لگے دیو تندک پشتارہ عفریتۂ خونخوار کا پھینک کر بھاگا خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت کرکے بیٹھے ہین سرباز خدمت مین حاضر ہوکر کہا ہے ای شہریار شب کو مین نے حال معشوق کا پریشان دیکھا رات بھر تڑپا ہون قرار نہ آتا تھا نہین معلوم کیا باعث ہے کہ دمبدم پریشانی زیادہ ہے صاحبقران فرماتے ہین انشاء اللہ حال کھلجائیگا یہ ذکر تھا کہ تندک آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ ای شہریار مین نے عفریتۂ خونخوار کو گرفتار کیا تھا لیکن وہ صاحب نصیب تھی دیوزاد دوڑ پڑے آخر چھوڑ کر بھاگا مگر ای شہریار ایک نیا معاملہ دیکھا ایک خیمے مین ایک پریزاد نہایت حسین وجمیل ایک شاہزادی آفتاب جمال خورشید مثال پری رو خوشخو خال ہندو چشم جادو اسکو بہت بیقرار پایا دیو شنکال اس پریزاد پر عاشق ہے وہ منتین خوشامدین کیا کیا اس پریزاد نے نہ مانا بلکہ ای شہریار اکثر آہ سرد کھینچکر آپکا نام لیا دیو سے کہا او بیحیا ہماری یہ کیفیت ہے زندگی کی کوئی صورت نہین نظم

نہ انتظار مین یان آنکھ ایک آن لگی
نہ ہائے ہائے مین تالو سے شب زبان لگی

جلا جگر تپ غم سے پھٹ گئے جان لگی
الٰہی خیر کہ اب آگ پاس آن لگی

گلی مین اسکی نہ پھر آتے ہم تو کیا کرتے
طبیعت اپنی نہ جنت کے درمیان لگی

جفاے غیر کا شکوہ تھا تیرا اتنا کیا ذکر
عبث ہے بات بُری تجکو بدگمان لگی

ہنسو نہ تم تو مرے حال پر مین ہون وہ ذلیل
کہ جسکی ذلت وخواری سے تمکو شان لگی

کہان وہ آہ وفغان دم بھی لے نہین سکتے
ہمین یہ تیری دعاے بد آسمان لگی

مین اور اسکو بلاؤنگا روز وصل ہین اور
اجل بھی کرنے محبت کا امتحان لگی

بہ رنگ صورت بلبل نہین تو اسنے بھی
یہ کیا ہوا کہ چپ ای گلستان بیان لگی

سدا تمھاری طرف جی لگا ہی رہتا ہے
تمھارے واسطے ہر دل کو مہربان لگی

وہ کینہ ور تھا مومن تو دل لگایا کیون
کہو تو کیا تھی کہ ایسی بھلی وہ آن لگی

غلام نے جو یہ حال دیکھا بڑی حیرت ہوئی سرباز نے عرض کی حضور سنتے ہین دیو تندک خاص الملکہ شعلہ رخسار کا پتہ دیتا ہے کل غلام نے خبر پائی تھی کہ غلام کی تلاش مین ملکہ شعلہ رخسار نکلین راہ مین کچھ افتاد پڑی غلام کی بیقراری کا یہی باعث ہے کیا تدبیر ہو صاحبقران نے فرمایا تم نہ گھبراؤ انشاء اللہ ظاہر کرینگے یہ باتین ہو چکی ہین کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا لشکر تیار ہونے لگا صاحبقران عالیشان نے ہتھیار لگائے سرباز بھی سوار ہوا طرف میدان کارزار کے چلے ادھر سے دیو شنکال و عفریتۂ خونخوار بڑے کروفر سے آکر پہونچے جانبین مین صفین جمنے لگین جب صفین جم چکین دیو شنکال نے اشارہ کیا دیو بہروان اشتلم کرتا ہوا نکلا میدان مین آکر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان واے بر دستان

جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے یہ سُنتے ہی صاحبقران ترٔبے میدان کارزار مین پہونچے دیو نہروان سے مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ وار کیا مارا صاحبقران نے وار کو خالی دیا اس زور سے وار زمین پر پڑا کہ پانی نکل آیا نہروان نے آواز دی وہ مارا اور کام تمام کیا صاحبقران نے فرمایا او بیحیا کسکو مارا مین موجود ہون نہروان دوڑ کر لپٹ گیا صاحبقران سے کشتی ہونے لگی شنکال نے یہ اور غضب کیا ہی کہ اُس خیمے کا پردہ اُٹھا دیا ملکہ دردانہ گوہر پوش دیکھ رہی ہین کہ صاحبقران اور نہروان سے کشتی ہو رہی ہے ملکہ دردانہ گوہر پوش دعا مانگ رہی ہین کہ اے پروردگار اسکے شر سے امیر کو بچانا کبھی بیقرار ہو کر فرماتی ہین نظم

روان از نشست یارب در جہان فیض
بہر نیک و بد و خرد و کلان فیض
تو کردی ابر نیسان را گہر بار
رسانیدی بہر کام و دہان فیض

کنی جاری تو در کون و مکان فیض
کنند حاصل ز الطاف زمانہ
تو بخشیدی بدریا بے روان فیض
فقط از فیض تو ای شاہ منان

رسد از ذات پاکت یا الٰہی
بہر یک لحظہ ہر دم ہر زمان فیض
زبان کردی بذکر خویش گویا
بہر سائل رسد اندر جہان فیض

کبھی پکارتی ہین ای خالق لیل و نہار اس آفت عظیم سے بچانا صاحبقران کو یہ روز سیاہ نہ دکھانا ادھر ملکہ شعلہ رخسار کی نگاہ جمال جہان آرا سے سرباز ببر سوار پر پڑی کلیجہ تھام لیا ملکہ دردانہ سے کہا ای بادشاہ پریزادان وہ سامنے مرکب پر جو جوان سوار ہی وہ ہی سرباز ببر سوار ہی اسی ظالم نے متاع صبر و شکیب کو لوٹا انھین کی وجہ سے وطن چھوٹا اس افتاد ہمین پڑی کہ دیوزادون مین آکر قید ہوئی دیکھین تقدیر کیا دکھائے ملکہ دردانہ نے کہا حقیقت مین شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ہی یہان امیر نے نہروان کو اُکھیڑ کر مارا عفریتہ خونخوار نے چپکے چپکے سحر کیے مراد اُس سحر سے یہ ہی کہ صاحبقران کا زور گھٹاؤن نہروان کی قوت بڑھاؤن مگر لوح طلسمی گلے مین صاحبقران کے پڑی ہی کسی سحر نے تاثیر نہ کی امیر کود کر چھاتی پر کہا او نہروان شناخت مین خدا کے کیا کہتا ہی نہروان نے کہا او حمزہ تو نے سر میدان ذلیل کیا اب مین بھلا مسلمان ہونگا صاحبقران نے دیو نہروان کو چیر کر پھینکدیا پکار کر آواز دی او شنکال تو خود نہین نکلتا شنکال کانپ گیا کہ نہروان کو صاحبقران نے چیر کر پھینکدیا منھ پھیر کر کہا یارو کوئی حمزہ کو جواب نہین دیتا دیو مرغ سر استغلم کرتا ہوا سامنے دیو شنکال کے آیا کہا حضور اجازت میدان شنکال نے اجازت دی غریو کرتا ہوا میدان مین آیا کئی حربے لگائے صاحبقران نے خالی دیئے دبے ایک مقام پر نعرہ کیا او بیحیا کہان جاتا ہی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا مگر کاہ پر پڑا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اس دیو کا مارا جانا تھا کہ صاحبقران نے پھر نعرہ کیا او شنکال تو خود نہین آتا ان بیحیاؤن کو بھیجتا ہی شنکال نے منھ پھیر لیا افسرون کو اشارہ کرنے لگا عفریتہ خونخوار کو بہت ناگوار ہوا ارادہ ہی کہ مین خود میدان مین نکلون صف سے بڑھی شنکال نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای ہمشیرہ یہ کیا ارادہ ہی عفریتہ نے کہا جا کر میدان ہلا دون طلسم کشا کو خاک مین ملا دون طبقات زمین آسمان ہر جائین دشمن منھ نہ دکھائین شنکال نے کہا آپ نے طلسم کشائی شوکت و جرأت دیکھی ہم سمجھے تھے طاقت دیوان سے پست ہو گا یہ نہ سمجھے تھے کہ ایسا زبردست ہو گا حقیقت مین حمزہ بلاے روزگار ہی طبل امان بجے اگر ملیٹ چلیے صلاح کر کے کام کیا جائیگا جو مشیر و وزیر صلاح دینگے اُسپر کاربند ہونگے عفریتہ کا خود دم نکلتا تھا شنکال کے کہنے سے عفریتہ پلٹی شنکال نے طبل امان بجوا دیا

لشکر پلٹا ادہر صاحبقران زمان واپس ہوئے شنکال جو آیا مشیرون کو وزیرون کو جمع کیا صلاح ہونے لگی انجمن مشاورت کو منعقد کیا صلاحین ہونے لگین اپنی اپنی عقل کے موافق سب نے کہنا شروع کیا کوئی کہتا ہے مقابلہ ہو کوئی کہتا ہے سحر سے لڑو آخر مین یہ صلاح قرار پائی کہ لشکر طلسم کشا پر شبخون مارین عفریتہ سحر کرین عفریتہ خونخوار نے اسکو قبول کیا کہا وہ سحر کرون کہ زمین ہلجائے لشکر طلسم کشا امان نہ پائے اب اس صلاح کو قائم کر کے شنکال بیٹھا ہرکارون کو بھیجا کہ جا کر مقام بارگاہ صاحبقران دریافت کرو ہرکارے گئے جا کر مقامات دریافت کیے سب حال آکر شنکال سے بیان کیا شنکال نے کہا آج رات کو لشکر تیار ہو ہم شبخون مارینگے لشکر مخفی مخفی تیار ہونے لگا قضائے کار دیو تندک کے دل کو لگی ہوئی ہے کہ آج کل استاد بھی یہان نہین ہین ایسی عیاری کرو کہ جب صاحبقران لشکر مین جائین اور سردارون مین ذکر کرین کہ تندک نے وہ عیاری کی کہ خواجہ عمرو بھی ایسی عیاری نہ کرتے اسی سوچ مین لشکر سے نکلا بصورت مبدل لشکر شنکال مین آیا جا بجا پھرا اب جو دیکھا دیوزاد تیار ہو کر طرف صحرا کے چلے جاتے ہین تندک نے ایک دیو سے پوچھا کیون بھائی آج شہنشاہ دیوان کا کیا ارادہ ہے اس دیو کے منہ سے نکلگیا کہ آج ہمارے شہنشاہ نے صلاح کی ہے کہ لشکر اسلام پر شبخون مارین اسی وجہ سے تیار ہو کر طرف صحرا کے جاتے ہین یہ خبر سنکر دیو تندک بھاگا یہان صاحبقران عالیشان دربار برخاست کر چکے ہین کہ دیو تندک آکر پہونچا بعد دعا کے عرض کی کہ حضور آج شنکال کا ارادہ ہے کہ لشکر پر آپ کے شبخون مارین یہ سنکر صاحبقران نے اسی وقت سردارون کو طلب کیا آپسمین صلاح ہونے لگی آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ ہم سب چلکر درہ ہائے کوہ مین چھپین جب سب آپڑین مال لوٹ کر چلین ہم لوگ جا کر کافرون کو قتل کرین یہ سوچ کر اسی وقت سوار ہوکے درہ ہائے کوہ مین چھپے دو پہر رات گئے شنکال نے سب دیوون کو جمع کیا طرف لشکر صاحبقران کے چلا جب لشکر صاحبقران مین پہونچے خیمون مین گھسنے لگے جس خیمے کو دیکھا خالی پایا مال لوٹنے لگے سب دیوزاد مال لوٹ لوٹ کے سوار ہوتے جاتے ہین شنکال کہتا ہے مسلمان بھاگ گئے ہمین مطلب انکی شکست سے ہے ہمنے سب کو بھگا دیا خوشی خوشی پہر رات رہے پلٹے اب صاحبقران نے گھوڑے کو نکالا المسر پشت پر اس وقت آکر پہونچے کہ کفار لشکر صاحبقران سے نکلکر طرف اپنے لشکر کے چلے ہین کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے سرباز سپہ سوار دو سے جوانون سے آکر تلوارین کھینچکر گرا شنکال نے جو نعرہ صاحبقران کی آواز سنی گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو غضب ہوا حمزہ آگیا اب دیوزاد چاہتے ہین کہ بھاگ کر نکلجائین مگر اب نکلنا دشوار ہے مسلمانون نے آکر گھیر لیا اسباب پھینک پھینک کر بھاگتے ہین اہل اسلام نے تیر اندازی شروع کی جس دیو پر تیر پڑا خطا نہ کی سینے پر پڑا توڑکر مہرہ پشت کو پار گذرا دیو تندک بھی شب تیرہ و تار مین لڑ رہا ہے جس دیو کو بھاگتے دیکھا زاغ نول مار دیا گستی گر ارہ مارا کئی سو دیو قتل ہوئے شنکال نے جو یہ معرکہ دیکھا عفریتہ خونخوار کو پکار کر آواز دی ہمشیرہ کہان بھاگی جاتی ہو اب ایسے سحر کرو کہ یہ مسلمان ہلاک ہون یہ سنکر عفریتہ خونخوار پلٹی پلٹ کر جو اسنے سحر کیا آگ برسنے لگی جس پر شعلہ گرا جلگیا لشکر مین جو یہ ہنگامہ ہوا دیو تندک نے بڑھکر صاحبقران سے خبر کی کہ عفریتہ نے سحر کیا دیکھیے آگ برس رہی ہے چند آدمی جلگئے صاحبقران عالیشان نے پکار کر

اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہونے لگا آگ جو برس رہی تھی موقوف ہوئی عفریتہ نے دوسرا سحر کیا کہ پانی جوش مارتا آیا تنندک نے بڑھکر شیشہ پانی کا صاحبقران کو دیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر وہ پانی دریاے سحر مین ڈالا ایک دناٹا ہوا دریا جوش مار کر غائب ہونے لگا جب دریا بھی ناپدید ہوا اور صاحبقران لڑتے ہوئے چلے آتے ہین عفریتہ خونخوار کو انتہا کا غصہ تھا صاحبقران پر جا پڑی دو چار گولے ایسے مارے کہ تلوارین برسین خنجر گرے لیکن صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی منھ پیٹتی ہوئی بھاگی شنکال نے دیکھا کہ عفریتہ بھاگی جاتی ہی پکار کر آواز دی ہمشیرہ یہ کیا حرکت ہی عفریتہ نے کہا مین کیا کرون سحر تاثیر نہین کرتا حمزہ وہ بہادر ہی کہ بجرأت کا بے بہا دُر ہی اُس سے کیونکر لڑون اگر کوئی ایسا ویسا ہوتا چیر پھاڑ کے کھا جاتی مگر حمزہ شیرانہ جنگ کر رہا ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ شنکال بھگا ہوا پڑاؤ پر پہونچا اہل اسلام نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا جب پڑاؤ پر یہ لوگ آگئے دیوزاد پر بار بار پھینک پھینک کر جاگے قفل کار ملکہ دردانہ گوہر پوش وشعلہ رخسار جس خیمے مین قید ہین دیو نیان براے حفاظت مقرر تھین ہلڑ سنکر دیو نیان بھاگین ملکہ دردانہ نے جو دیکھا کہ دیو نیان بھاگ گئین کہا اے شعلہ رخسار نکلچلو شعلہ رخسار اُٹھی یہ دونون اُس اندھیرے مین خیمے سے نکلین دیکھا تلوار چل رہی ہی انھون نے جو یہ قصد کیا تھا کہ لشکر مین صاحبقران کے اپنے کو پہونچا ئین لیکن تاریکی بہت تھی طرف سحر کے منھ اُٹھ گیا جب جنگل مین نکل آئین حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگین لشکر صاحبقران کا نشان نہ پایا حیران ہو کر ایک جانب نکلین یہان جب شنکال بھاگا پڑاؤ لٹنے لگا تو گھبرا کر اپنے مشیرون سے کہا یارو یہ تو اُلٹی ہو گئی فتح کرنے گئے تھے شکست حاصل ہوئی سب نے کہا طبل امان بجوا دیجیے مسلمان لوگ پلٹ جائینگے اُنکے یہان کا یہی طریقہ ہی کہ صداے طبل بازگشت سنکر پلٹ جاتے ہین یہ سنکر شنکال نے اشارہ کیا طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے تلوار کو میان مین کیا سب سردار پلٹے نقارے فتح کے بجاتے ہوئے کئی ہزار نرہ ہاے دیو قتل کیے کُشتے سے خون ٹپکتا ہوا دریاے خون مین نہائے ہوئے اس رنگ سے پلٹے تنندک نے جو دیکھا کہ لشکر علیحدہ ہوکے بصورت مبدل لشکر کفار مین آیا خدمتگار بنا ہوا کھڑا ہی خبر سُن رہا ہی شنکال کہتا ہی یارو یہ بھی نہ بن پڑا اب کیا تدبیر کرون مشیر و وزیر اپنی اپنی کہ رہے ہین کہ ایک دیو دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہنشاہ دیوان آپ نے کچھ سُنا کہ کیا ہنگامہ ہوا آپ تو شبخون مارنے گئے آپ پر شبخون پڑ گیا ملکہ دردانہ گوہر پوش وشعلہ رخسار دونون نکلگئین یہ سُنکر دیو شنکال گھبرا گیا کہا یارو غضب ہوا اب مین کیونکر زندہ رہونگا ایسی پریزاد نہایت حسین اُسکا یون جدا ہونا میرے واسطے آفت ہی ہاے کیا کرون کیا غضب ہوا الظلم

مجکو تیرے عتاب نے مارا
آپ کے اجتناب نے مارا
کیا پسند آئی اپنی جور کشی
ترک آرام و خواب نے مارا
خون کیونکر مرا کھلے کہ مجھے
دہر کے انقلاب نے مارا
یا مرے اضطراب نے مارا
لیکے دل بھی کبھی نہین جاتی
چرخ کے انتخاب نے مارا
تشنہ کامی وصال کی مت پوچھ
اک سراپا حجاب نے مارا
لب میگون پہ جان دیتے ہین
بزم مے مین بس ایک مین محروم
زلف کے پیچ و تاب نے مارا
خاک اُٹھینگے خاک سے جو نہین
شوق تیغ خوش آب نے مارا
یاد ایام وصل یار افسوس
ہمین شوق شراب نے مارا

جبہ سائی کا بھی نہین مقدور
حسرتِ فرشِ خواب نے مارا
ہون کبھی نوجوان نہ مرتا مین
غمِ روزِ حساب نے مارا

آئی ہے عالمِ جناب نے مارا
اسپہ مرتے ہو آپ پوچھتے ہین
تیرے عہدِ شباب نے مارا

نازک آرام سے لگی ہے آنکھ
مجھے فکرِ جواب نے مارا
مومن ازبس ہین بے شمار گناہ

شیرون نے عرض کی حضور جان پر سب کے بنی ہے آپ کو
معشوقہ سوجھتی ہے شنگال نے کہا یارو مین کیا کہون میرے دل پر کیا گذرتی ہے لاکھ ضبط کرتا ہون
ضبط نہین ہو سکتا چند دیوزاد جائین تلاش کرین جو اُسکو ڈھونڈھ کر لائیگا دولت دنیا سے
نہال کردونگا چند دیوزاد واسطے تلاش کے چلے تندک پلٹا صاحبقران بفتح و فیروزی تشریف لائے
پہلو مین سرباز ببر سوار ملول و حزین بیٹھا ہے دمبدم یہی عرض کرتا ہے ای شہریار میری بینائی
گھٹتی جاتی ہے نہین معلوم معشوق پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ تندک آکر پہونچا سب کیفیت بیان کی
کہ اس ہنگامہ مین دردانہ و شعلہ رخسار نکلگئین دیو شنگال نے چند دیوزاد واسطے تلاش کے
بھیجے ہین سرباز ببر کش بیقرار ہوکر اُٹھا کہا ای شہریار اب غلام سے صبر نہ ہوگا عجب کیفیت ہے
عاشقان صادق کو ناصحون نے خبر دی ہے **نظم**

کہین ہرچند ممسک بخلِ زر خرچ
وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے
نزاکت کرتی ہے اُنکی کمر خرچ
وہی دیگا لبِ شیرین کا بوسہ
سزا ہوتا ہے کیا ای سیمبر خرچ
رہا کرتی ہے فکرِ شعر گوئی
یہ توشہ ہے یہ ہے بہرِ سفر خرچ
حسینون نے بھی خوب آتش کو لوٹا

کہان اب طاقتِ صبر و تحمل
تماشے مین ہوئے ہین گنجِ زر خرچ
خدا دے دولتِ قارون تو کیجے
ستون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ
جنونِ عشق ہے غارت گرِ ہوش
کیا کرتے ہین ہم خونِ جگر خرچ
بلا جو اُسکو سمجھے من و سلوی
رہا فرمایشون سے خرچ پر خرچ

رہِ الفت مین نقدِ عمر کر خرچ
یہ دولت ہوچکی ہے بیشتر خرچ
نہین یہ بارِ گیسو سے لچکتی
نہ حاتم نے کیا ہوا سقدر خرچ
ہم اپنے نقدِ جان پر کھیلتے ہین
کرے کیا عقلمندی یان بشر خرچ
چلے دنیا سے داغِ عشق لیکر
توکل پر رہا شام و سحر خرچ

صاحبقران نے ہرچند سمجھایا
سرباز ببر سوار نے نہ مانا امیر نے سو جوان اسکے ساتھ کیے فرمایا ای بہادر خدا انجام بخیر کرے
میرا خود بخود دل گھبراتا ہے ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ سرباز نے عرض کی غلام ضرور جائیگا
اور مسلح ہوکر سو سوار ساتھ لیکر چلا ملکہ دردانہ و شعلہ رخسار خیمے سے نکلکر چلین صحرا مین پہنچین
حیران و پریشان چہار جانب دیکھتی ہوئین ملکہ دردانہ فرماتی ہین کیون شعلہ رخسار تقدیر مین
دشت پیمائی ہی لکھی تھی یہ صحراے خارستان ہمارا انتظار کر رہا تھا بقول مصنف **شعر مصنف**
تلوے لپک رہے ہین کہ صحرا نورد ہون + تعظیم کو اُٹھی ہے میرے گرد راہ کی + شعلہ رخسار رونے لگی
کہا حضور حقیقت مین ایسے وقت پر گھر سے نکلے کہ راحت نصیب نہ ہوئی اب یہ آوارگی ہوئی کہ اس
صحراے ہولخیز مین پہونچے اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے دشت نجد مین پہونچین استاد مجنون کی
زیارت کرین شاید کچھ ہدایت ہو یہ مصیبت مبدل بہ راحت ہو یہ باتین کرتی ہوئین ایک نخل کے
سائے مین آکر ٹھہری ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی شعلہ رخسار نے دیکھا سرباز ببر کش گھوڑے پر
سوار سو سوار پشت پر اسی جانب آتا ہے شعلہ رخسار نے کہا واری مشکل آسان ہوئی ہمارا

شاہزادہ آہو بچاب آپ سے بھی صاحبقران سے بلطف ملاقات ہوگی دیکھیے چہار جانب دیکھتے ہوئے آتے ہین معلوم ہوتا ہو کہ ہماری تلاش مین نکلے ہین ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہین ملکہ دردانہ نے کہا پکار لو شعلہ رخسار شرمائی نوبت ہو پکارنے حجاب آیا حیران تھی کہ کیونکر اطلاع کرون ضبط بہت کیا نہو سکا پکار اٹھی نظم

سمند شوق درین راہ ہر کہ راند تیز / رسد بمنزل مقصود خود باندک خیز
مکن بخواہش دل کار درمیان جہان / کہ ہست نفس شریرت خبیث و شر انگیز
بچار سوے جہان مثل ابر گوہر بار / چو خور بمشرق و مغرب ز دست خود زر ریز
چو ہست توسن نفس تو سرکش و چالاک / مشو سوار بہ پشتش بقہر زن ہمیز
بسرخ و زرد جہان در جہان مشو مائل / مبند دل بچنین بوستان رنگ آمیز
وصال حضرت مطلوب گر طلب داری / ز قرب طالب دنیا و ماسوا پرہیز
فقیر باند بدنیا نہ صاحب دولت / وجود خاکی ہر یک بخاک شد آمیز
چو نظم نشست بحمد جناب حق ہندی / ہمین براے نجات تست بس است دستاویز

یہ جو اشعار عبرت آثار ملکہ شعلہ رخسار نے پڑھے سرباز نے جو آواز اپنے مطلوب کی سنی دل بیقرار ہوگیا سر اٹھا کر دیکھا ملکہ شعلہ رخسار قریب ایک پریزاد کے بیٹھی ہو چہرہ گرد آلود لباس میلا کچیلا لیکن رعنائی و زیبائی چہرے پر ظاہر ہو سرباز نے گھوڑا اٹھایا سو قدم کا مفاصلہ ہے کہ دوسری گرد اڑی دیکھا سرمست قزاق گھوڑے پر سوار آتا ہو پشت پر بارہ ہزار جوان دوڑے جواسنے سرباز کو دیکھا جلبلا وہین سے آواز دی او سرباز غضب کیا یہ کہکے فوج کو اشارہ کیا ایک منٹ دمھو کا کھا چکا ہو چہ سوارون کو اشارہ کیا ان دونون عورتون کو گھیر لو سوارون نے جا کر ان دونون کو گھیرا ان نازنینون نے ڈر کے مارے منھ چھپا لیے تھر تھر کانپنے لگین سرباز مرکب اٹھا کر جا پڑا بارہ ہزار پر سو جوان گرے پانے ہی گرگئے تلوار چلنے لگی سرباز پہلوان نہایت زبردست ہو فوج لاتعد و لاتحصی گھاٹون سے گھی کرکے لڑتے ہین سو جوان یون مارے جس طرح مرغ دانے کو چن لیتا ہو سرباز نے پلٹ کر جو دیکھا کہ ساتھ والا کوئی باقی نہ رہا آنکھون مین آنسو بھر آئے یقین مرگ ہوا دعائین مانگنے لگا جی مین کہتا ہوا سرباز آقا سے نامدار نے فرمایا تھا کسی افتاد مین نہ پڑنا وہی بات اسوقت پیش آئی افسوس ہے کہ ملکہ بھی گرفتار ہے ہین نہین معلوم کہ یہ ملعون کیا آفت برپا کریگا نہایت بیقرار ہو پکار رہا ہو ای معبود بینیاز واے رب کارساز اس مشکل کو آسان کر نظم

نور حق جلوہ نماید زپردہ بالا پیش و پس / میشود ظاہر ظہور ذات والا پیش و پس
شہرت اندر چار سوے عالم است از وحدتش / افتد اندر گوش خلق این شور و غوغا پیش و پس
ہست سالک بر طریق حق بسی ثابت قدم / کے فتد او راز راہ راستی پا پیش و پس
مرد طالب پیش و پس حاصل کند مطلوب خویش / بر مراد خود رسد اہل تمنا پیش و پس
بندۂ محکوم در زار و عاجز و فرمان پذیر / کے کند در حکم حق چون و چرا یا پیش و پس
کارہاے خلق را حق منحصر بر وقت داشت / کے کند یکدم در آن کار فرما پیش و پس

ناگاہ بارگہ جو سرباز نے دعا کی ادھر ملکہ شعلہ رخسار بھی تڑپ رہی ہو اپنی غربت کا خیال معشوق کے

گرفتار ہونیکا ملال جب فوج قزاقان کا سرباز پر بلوہ ہوتا ہی ملکہ شعلہ رخسار تڑپ جاتی ہین بہت گھبراتی ہین سرباز لڑ بھڑ کر مثل ماہتاب ہان چمککر نکلتا ہی کئی سو قزاق اسکے ہاتھ سے مارے گئے اور رہجاتے پھرتے ہین خوف سے سرباز کے منھ کے بل گرتے ہین ایک ہنگامہ ہی ہر مرتبہ سرباز قصد کرتا ہی کہ لڑ بھڑ کر نکلجاون قزاقون لئے پرے باندھے ہین ایک غول سے نکلا ایک مین پھنسا کئی صفین توڑین مگر پھر پھنسا چاہتا ہی سر مست قزاقان پر جا پڑوں مگر ممکن نہین عجب طرح کا ہنگامہ ہی ملکہ شعلہ رخسار بیتاب ہوکر کہتی ہین اپنو قلب کانپ رہا ہی عجب کیفیت ہی نظم

گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیچلے
عریان بدن بگولے سے ہم وہ خار لیچلے

سر ہین ہوائے کوچۂ دلدار لیچلے
باغ جہان سے حسرتِ دیدار لیچلے

بیت کو عاشقون کی کیا سیر حسن نے
آنکھون کے جام شربت دیدار لیچلے

کرتے ہین سیر چشم خریدارے مدام
یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیچلے

سودا ملا نہ یار کے حسن و جمال کا
اُس لالہ رو کا داغ خریدار لیچلے

مقصود دل ہی قلزم خون مین شناوری
جس گھاٹ چاہے یار کی تلوار لیچلے

بولی ہی روح پھینک کے پشتارہ جسم کا
بھاری ہی بوجھ کون یہ بیگار لیچلے

آجاے جوش پر تو ابھی قصر یار مین
سیلاب اشک توڑ کے دیوار لیچلے

جامے سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہی
تشریف اپنو پیرہن یار لیچلے

کیفِ شراب سے دوجہان کا ہو غم غلط
بحرین سے یہ کشتی میخوار لیچلے

دوڑا ہی اُنکے پیچھے کس انداز سے وہ شوخ
طاؤس و کبک اُڑا کے جو رفتار لیچلے

داغ فراق و حسرتِ دیدار شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لیچلے

نالون نے اپنے آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
سودا اے خواب فتنۂ بیدار لیچلے

انصاف ہی تو محکمۂ عدل و داد مین
جھلادا اپنے ساتھ گنہگار لیچلے

حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع مین
دل مین غبار کا فرد دیدار لیچلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہمکو جو ساتھ قافلہ سالار لیچلے

حقیقت مین سرباز ببر سوار زخمی خوب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اب گھوڑے سے گرا چاہتا ہی چیر کے چہار جانب سے پڑ رہے ہین کبھی تلوار پڑتی ہی کوئی نیزہ مار کر بھالتا ہی انتہا کا زخمی ہی جب کوئی کاٹ تلوار لگاتا ہو سرباز پہلو تہی کر کے خالی دیتا ہی طرف خدا کے رجوع ہی ملک ملک کر دعا کر رہا ہی کہ اے خالق بےنیاز رحم اپنا شریک کر یا حکم دے ملک الموت کو کہ میرا قبض ارواح کرے اب یہ کشاکش نہین اٹھتی قضائے کار نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا ہی ہنگامہ سنکر عیار سے کہا بڑھ کر دیکھ تو یہ کیا معرکہ ہی سرباز لڑ رہا ہی عیار دوڑا تھوڑی دیر کے بعد پلٹ کر آیا عرض کیا اے شہریار ایک بندۂ خدا بلکہ از سرداران صاحبقران بارہ ہزار قزاقون مین گھرا ہوا قتل ہوا چاہتا ہی جلدی سے ایکطرف دو عورتین نوجوان غنچہ دہن سمن بر قمر پیکر نسرین عذار جان عاشق ہزار جان سے تماشا دیکھ رہی سو جوان انکے گھری ہوئی ہین معلوم ہوتا ہی کہ اُنکو تنبیہ کیا ہی وہ جوان بڑا کمال کر رہا ہی کہ دس ہزار جوانون مین

اور ہاہر یہ سنکر نقابدار پلٹا ہرا ے شکار آیا تھا چار سو جوان ساتھ تھے سب کو آواز دی کہ یارو ایک بندہ خدا کی جان جاتی ہو چار سو جوان صف شکن تیغزن آواز دیتے ہی سمٹ آئے نقابدار چلا اُس وقت پہونچا کہ گھوڑا سرباز کا مارا گیا پیدل لور ہا ہو اسقدر تلوارین پڑین گھٹنے ٹیک دیے ہین خون سر سے جاری لختے خون کے جمے ہوئے مگر شیر کے تیور رہین جسکو بنظر غور دیکھا تلوار پھینکر کافر بھاگا کہ صحرا سے گرد اُڑی عیار نے کہا حضور جلدی کیجیے دشمن اُس جوان کے قتل ہوا چاہتے ہین سامنے طلسم کشا کے آپ کو شرمندگی ہوگی اب مین نے پہچان لیا اس جوان کو ساتھ صاحبقران کے دیکھا ہو ابھی بالکل نوجوان صاحب شوکت و لیاقت ایسا لڑا کہ صبح سے ابتک تلوار چل رہی ہو کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیا نقابدار نے نعرہ کیا اے شیر بیشہ جرأت و اے صاحب شوکت و لیاقت نہ گھبرانا مین آپہونچا باشید اے کفاران ہیچیاد اے نابکاران بد دغا منم نقابدار زرین پوش چار سو جوانان غیر دل کو لیے ہوئے قریب پہونچا طریقۂ جنگ سے تو نقابدار ایسا ماہر ہم پہلے آتے ہی تیر مارے تیرون نے خطا نہ کی ہر ایک تیر تودۂ سینہ کافر پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا سہم سہم کر چار سو جوان چلا کر گھوڑون سے گرے دوبارہ نیزے کا وار کیا چار سو جوان نیزے سے مارے اب نیزے بھی ہاتھون سے پھینکے قریب پہونچکر تلوارین کھینچین نقابدار نے ہاتھ اُٹھایا چار سو تلوار برابر بلند ہوئی چار کے برق شمشیر ایک مرتبہ تڑپ کر گری بارہ سو جوان تینون حملون مین مارے گئے بارہ سو سر اُڑے خون لگے بلند ہو فوج مین سرمست قزاق کی سناٹا ہوگیا سرمست گھبرایا سرباز لہرا کر زمین پر گرا عیار نقابدار نے خبر دی کہ اے شہریارو وہ جوان زمین پر گرا ہی ایسا نہ ہو اُسکو کوئی قتل کر ڈالے تو آپ کو صاحبقران سے حجاب ہوگا نقابدار لڑتا ہوا قریب سرباز کے آیا گھوڑے سے کودا سرباز کو گود مین اُٹھایا ہوادار پر ڈال لیا ساتھ والون سے کہا اسکی حفاظت کرو نقابدار لڑتا ہوا طرف سرمست قزاق کے چلا سرمست بھی جلگیا ہو کہتا ہو کہ اس نقابدار کی قضا لائی ہو یہ کون ہو کہ جو آکر شریک جنگ ہوا نہایت جری بہادر صف شکن ہو نہایت تیغزن ہو ایسے شیر کم نگاہ سے گذرے لیکن بلوہ کرکے مارلو یہ جانے نہ پائے فوج نے بلوہ کیا نقابدار کے ساتھ والے بھی سنبھلے چمکی تلوار چلی نقابدار نے لاش پر لاش گرادی لڑتا بھڑتا قریب سرمست قزاق کے پہونچا سرمست نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے نقابدار نے خالی دیے ایک مقام پر نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمن حیات کو جلادیا سرمست کے مارے جانیکا غل ہوا عیار نے جو دیکھا فوج کا بلوہ ہو سر قزاق کا کاٹ کر بلند کیا اب جو قزاقون نے سر اپنے افسر کا دیکھا گھبرا گئے سر اُٹھے بھاگنے لگے ہر طرف یہی غل تھا کہ یارو افسر مارا گیا غلغلہ پڑا نقابدار سرمست کو مار کر اُس طرف پلٹا کہ سوار و پیدل جہان عورتون کی حفاظت کر رہے ہین جاکر اُس غول پر گرا فوج بیسردار کب ٹھہر سکتی ہو کچھ لڑے کچھ بھاگے نقابدار نے ساتھ والون کو حکم دیا انپر بھی قبضہ کرو عیار سے اشارہ ہوا بارگاہ استادہ ہو سب کو بھگا کر مال و اسباب لوٹ لیا عورتونکو اپنے قبضے مین کیا نقارۂ فتح بجاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا عورتون کو ایک پر زر خیمے مین داخل کیا سرباز کے زخمون مین ٹانکے دیے بیٹھکر فکر کرنے لگا بعد تھوڑی دیر کے سرباز کو ہوش آیا آنکھ کھولکر اُس خیمے کو دیکھا قریب اپنے نقابدار کو پایا ہاتھ ٹیک کر اُٹھنے لگا نقابدار نے منع کیا کہ اے بہادر تم زخمی ہو ایسا نہ ہو

تاسکے تو تھا یہیں نقابدار نے پہلے یہی حال پوچھا کہ اے بہادر یہ کیا معرکہ تھا سرباز نے کہا پہلے یہ فرمایے اُن عورتوں کو آپ نے کہا کیا اُسمیں ایک پریزاد صاحبقران زمان پر عاشق ہے اور ایک کو حقیر سے سلسلہ ہے اُنکی کیا کیفیت ہوئی نقابدار نے سب کیفیت بیان کی اور فرمایا آپ نہ گھبرائیے وہ دونوں صاحب موجود ہیں بہت حفاظت سے ہیں آپ خاطر جمع رکھیے سرباز نے اُس حال میں بھی آہ کی کہا اے نقابدار بہادر کیا حال بیان کروں اس مقدمے میں بڑے بڑے صدمے اُٹھائے گھر بار چھوڑا امیر کو خدا سلامت رکھے اُنکی ذات سے تسکین ہوئی یہ دن نصیب ہوا اب مژدہ خوشخبری کا پایا اب اس وقت تو طبیعت کو تسکین حاصل ہے اگر دم نکل جائے خوشی حاصل ہو بقول شاعر نظم

گو مرا تابوت یاروں کا وبالِ دوش ہے — گور تو میرے لیے کھولے ہوئے آغوش ہے
کیا چمکتا ہے ترے نور بدن سے پیرہن — ایک عالم کے گمان میں تو تمامی لپوش ہے
خوب بزم دہر میں آتش زبانی کر چکے — آج کل اپنا چراغ زندگی خاموش ہے
پنجۂ خورشید کہاں ہے پنجہ پا کے حضور — حُسن میں خورشید سے بڑھکر تری پاپوش ہے
ہوں میں وہ بیکس ہوا کوئی نہ مجھپر نوحہ گر — آدمی تو کیا چراغ گور تک خاموش ہے
کھیل لگتا ہے فغانِ عاشقِ جانباز کو — محو ایسا کھیل میں وہ طفل بازی کوش ہے
مرگ کے سامان مہیا ہیں قضا کی دیر ہے — باڑھ دان تلوار پہ ہے یا لہو کا جوش ہے
چاند پر یہ خاک ہے یا اُسکے چہرے پر بھبوت — بدلی میں سورج ہے یا محبوب کمل پوش ہے
عید ہے اک شب چلو ملکر پییں ہم تم شراب — آج وہ دن ہے کہ میخانوں میں نوشانوش ہے
ہوں وہ میکش رات دن رہتا ہوں لبریز شراب — طائر جان تک بط مے کی طرح بیہوش ہے
مثل ناسخ چاہیے بیہوش ہو پیکر شراب — اس خرابات کہن میں جو کوئی ذیہوش ہے

نقابدار نے تسکین دی کہا ہم تمکو با احتیاط پاس صاحبقران کے پہونچا دینگے دو دن نقابدار نے بہت اچھی طرح سے سرباز کا علاج کیا جب زخم قریب اندمال پہونچے تب نقابدار نے کہا کہ سرباز شب کو ہمارے ملک سے نامہ آیا کچھ دیوزاد چڑھ گئے ہیں سر حد سے بڑھ گئے ہیں میرا ٹھہرنا مناسب نہیں میں کل ضرور جاؤنگا ملکہ دردانہ گوہر پوش پریزاد و شعلہ رخسار شاہزادی کو محافہائے زرین میں سوار کر کے چند سوار اپنے ساتھ کیے اپنی طرف سے ایک نامہ لکھا اصل مراد یہ تھی کہ تینوں آدمی تیرن ذمہ خدمت میں پہونچتے ہیں میں پردۂ قاف جاتا ہوں مہلت کرکے آؤن تو حضور سے بھی رخصت کروں سرباز کو روانہ کیا آپ طرف پردۂ قاف کے گیا سرباز پشت مرکب پر سوار پالکی پر محافۂ دردانہ کے ہاتھ رکھے ہوئے کچھ سوار پشت پر طے منازل و قطع مراحل کرتا ہوا جاتا ہے یہاں امیر سے اور شنکال سے کئی مقابلے پڑے جب طبل جنگی بجا اور شنکال میدان میں آیا دو چار دیو صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے شنکال اپنی جان سے بیزار ہے ساتھ والوں سے اکثر کہتا ہے میں یہ آفت جانتا تو عفریتہ خونخوار کو دامن پناہ کیوں دیتا اب کیا کروں ایسا گھبرایا ہوا تھا صاحبقران سے کہلا بھیجا ایک ہفتے کی مجھے مہلت دیجیے یا بعد ہفتے کے مقابلہ کرونگا یا عفریتہ خونخوار کو آپ کے حوالے کرونگا صاحبقران نے مہلت دی کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کچھ حال سرباز کا نہ معلوم ہوا

اے تندک ذرا دریافت تو کرو کہ سرباز پر کیا گذری تندک واسطے خبر کے چلا حبیب لاشہ سرمست کا اسکے
قلعے مین پہونچا بھائی اسکا کافور قزاق جب اسنے یہ معرکہ سُنا بہت جھلایا کہا بڑے غضب کی بات ہی کہ میرا
بھائی یون مارا جائے مین اپنی جان دونگا تلاش کرکے شعلہ رخسار کو لاؤنگا ہرچند کہ رشتے مین بھتیجی ہی
مگر ہوا کرے غیر کے لیجانے سے تو بہتر ہی یہ کہکے دس ہزار جوان اپنے ساتھ لیے تلاش مین سرباز کے چلا
سرباز ایک صحرا مین فروکش ہی ایک ساحر بھی اس پہاڑ پر رہتا ہی مبہوت جادو نام ہی قزاقی کرنا
اسکا کام ہی دو ہزار ملازم ہمراہ جہان خبر ملی کہ فلان قافلہ جاتا ہی جاکر لوٹ لیا اپنے پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ سرباز آکر
اُترا پہاڑ پر سے اسنے دیکھا ایک خیمے مین دو شاہزادیان اُتری ہین دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے
ایک جوان تاجدار چند سوار و پیدل ساتھ مبہوت کو یہ خیال ہی کہ آج رات کو سب مال لوٹ لونگا
یہ اس فکر مین تھا سرباز دربارگاہ بیٹھا ہی کہ صحراے گرد اُڑی کافور قزاق دس ہزار قزاق لیے
ساتھ آکر اُسی مقام پر اُترا مبہوت پہاڑ سے دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی آج تو بڑی چہل پہل ہے
اگر ان دونون کو لوٹا بڑا مال ہاتھ لگیگا کافور نے دریافت کیا سرباز کی خبر جو پائی جلگیا اپنے ایک ملازم کو
روانہ کیا کہ جاکر سرباز سے کہو کہ ملکہ شعلہ رخسار کو ہمارے حوالے کردو ورنہ بڑی خرابی ہوگی
سرباز کو جو خبر پہونچی ملازم کو نکلوا دیا کہا جاکر اُس مغرور سے کہنا کہ کیون غاشین آئی ہین ناموس
صاحبقران میرے ساتھ ہی اگر کوئی فتور پڑا یہ سمجھ لینا کہ زمین ہلجائیگی ملازم نے آکر کافور سے کہا اُسنے
غصے مین طبل جنگی بجوایا سرباز نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا سرباز کو بڑا تردد ہی کہ میرے ساتھ
لوگ کم ہین دیکھون فلک کیا دکھائے ایسا نہ ہو ناموس صاحبقرانی پر کوئی افتاد پڑے تو بڑی
خرابی ہو مین منہ دکھانے کے لائق نہ رہونگا یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب سنگال نے صاحبقران سے
ایک ہفتے کی مہلت لی تو صاحبقران براے تفریح طبع چند جوانون کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے صحرا مین
آئے دن بھر شکار کھیلا اب شام کو اسی صحرا مین اُتر پڑے یہان دونون نے طبل جنگی بجوائے
مبہوت دس ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر واسطے لوٹنے دونون لشکرون کے چاہ پہاڑ سے اُترا اور
اپنے ساتھ والون سے کہا یہ جو بہت ہین پہلے انکو لوٹنا چاہیے وہ تو بہت قلیل ہین سب نے کہا
جو آپ کے نزدیک مناسب ہو لشکر کافور پر آکر گرا قزاقون کی لڑائی خیمے جلا دیے خیمون کی طنابین
کاٹین گھوڑے دوڑائے غبار اُڑا اُس ہنگامے مین کہ آگ جل رہی ہی گھوڑے دوڑتے پھرتے ہین
ملازمان کافور آنکھین ملتے ہوئے اُٹھے ہاتھ سے ملازمان مبہوت کے قتل ہوتے ہین قضاے کار
سرباز جاگا ہوا سور ہا تھا ملازمون نے آکر جگایا کہ حضور اُٹھیے لشکر دشمن پر عجب تلاطم ہی ملازمان
کافور کو گھبراہٹ کا باعث ہی کہ مبہوت سحر بھی کرتا ہوا آتا ہی کہین آتش اصلی کہین آتش سحر
روشن ہی شب تیرہ و تار فریاد و الغیاث کی پکار سرباز سر بسوار جو باہر نکلا اسنے دیکھا لشکر
دشمن مین آگ جل رہی ہی عجب ہنگامہ ہی سرباز نے ہتھیار لگاکے فوج کو تیار کرکے باہر کھڑا ہوا
بجرات دیکھ رہا ہی ہرکارون سے کہا ذرا خبر تو لاؤ دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہی ہرکارے
گئے خبر لیکر آئے کہا حضور مبہوت جادو قزاق اس پہاڑ پر رہتا ہی اُسنے آکر لشکر کافور کو لوٹ لیا
تلوار چل رہی ہی یہ خبر ملی کہ مبہوت ساحر بھی ہی اُسنے سحر بھی کیا ہی ملازمان کافور لڑ رہے ہین ہنگامہ برپا ہی

سر باز حیران اسنے کہا کہ مین خود جا پڑون بڑا خیال مجکو ناموس صاحبقران کا ہی خدا نخواستہ کوئی تکلیف نہ پہونچے یہ کہکے گھبرایا ہوا اُس خیمے مین آیا ملکہ دردانہ گوہر پوش و ملکہ شعلہ رخسار اُٹھکر بیٹھی ہین اور کہہ رہی ہین یاروشب کو یہ کیا ہنگامہ ہی خدا خبر کرے بوجہ بدنصیبی کے کیا کیا افتادین پڑین آج تک ظلم فلک کجرفتار سے مہلت نہ ملی دیکھین انجام کیونکر بخیر ہو فلک ہمارے ساتھ بر سر آزار ہی ہماری کد و کاوش بیکار ہی اصل مین یہ کیفیت ہی دامنگیر خاک صحرای غربت ہے نظم

مرد وارستہ کہین قید مکان کرتا نہین — طائر نکہت خیال آشیان کرتا نہین
روز اک شام و سحر کرتا ہی پیدا بہر خلق — صبح میری شام غم کو آسمان کرتا نہین
رشک ہی جنکا خدا کو بھی یہ وہ ہین زہدا — کچھ تو دیکھا ہی جو مین ترک بتان کرتا نہین
ہون مین دیوانہ ہوا گر چپ تو چپ ہی رہگیا — اسلیے مین ایک دم ضبط فغان کرتا نہین
ہی ہر اک آفت سے ایمن مسکن اہل فنا — باغ جنت کو خدا ہرگز خزان کرتا نہین
رحم کر عشاق پر گر چاہیے عمر دراز — پیر گردون طفل ظالم کو جوان کرتا نہین
کیا خرابات جہان ہی اپنی توبہ سے خراب — کوئی بھی اب میفروشی کی دکان کرتا نہین
عیب اپنے آپ کر دیتے ہین ہم بدمست فاش — شیشۂ مے جسطرح مے کو نہان کرتا نہین
اسے یہ کہنا نزار رکھکر مری چھاتی پہ ہاتھ — انتو اس دم نالۂ آتش فشان کرتا نہین
جام مے مین دیکھتا ہون مین جہان کو مثل جم — گو سکندر کی طرح سیر جہان کرتا نہین
ہی میان یار ممکن جسم ناسخ ممتنع — عشق ایسا بھی کسی کو ناتوان کرتا نہین

سر باز نے دست بستہ عرض کی حضور عجب معرکہ گذرا مبہوت جادو اس پہاڑ پر رہتا ہی لشکر کافور مین شبخون آیا ہی اسکا یہ ارادہ ہی کہ ہمکو بھی لوٹ لے خدا اُسکے شور و شر سے بچالے یہ سنکر ملکہ دردانہ گھبرا گئین سرباز نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام جان دیگا کسی کو آپ تک نہ آنے دیگا پروردگار غیب سے مدد کریگا مگر حضور ہوشیار رہین غلام آپ جاتا ہی جاکر اُسکو روکتا ہی ایسا نہ ہو اُس سے فراغت کرکے یہان آپڑے یہ کہکے سرباز باہر نکلا سو جوان نقابدار زرین پوش کے اسکے ہمراہ ہین سب بہادر جانباز اشارہ کرتے ہی تیار ہوکے خدمت مین آئے سرباز نے کہا میرے ساتھ کسی کی ضرورت نہین ہی تم لوگ سب خیمے پر ملکہ دردانہ گوہر پوش کے حاضر رہو اس طرف کوئی نہ آسکے مجھے انکا بڑا پاس ہی اپنی جان جائے انکو کوئی ملال نہ پہونچے یہ کہتا ہوا سو سوارون کو در دولت پر مقرر کرکے باہر نکلا وہ سب جوان سرباز کے قریب آئے سب نے عرض کی حضور ہم یہ کبھو نگوارا کرین کہ آپ اکیلے جائین ہم ضرور ساتھ چلینگے نقابدار بہادر نے فرمایا تھا کہ سرباز کو بخیر و عافیت پہونچانا امیر کے رسید لانا یہان بیچ مین یہ افتاد پڑی ہمین آپکا ساتھ دینا ہی سب سے سرباز نے کہا مین حفاظت ناموس کو مقدم جانتا ہون اب وقت یہ ہی کہ لشکر کافور لٹ رہا ہی قتل ہو رہا ہی وہ ارادے پر لوٹنے کے آئے ہین جب اُس سے فراغت پائینگے ہمکو دیکھ چکے ہین کہ ہمارے ساتھ لوگ کم ہین یہ بھی آگاہ ہین کہ انکے ساتھ عورتین ہین اور زیادہ دباؤ ڈالینگے مین اپنی جان دونگا خیمے تک ناموس کے کسی کو نہ آنے دونگا یہ کہکے سب کو منت و خوشامد سمجھایا تنہا قصد کیا کہ جادون ملکہ دردانہ گوہر پوش و شعلہ رخسار کے

رد ینگی آواز آتی ہے شعلہ رخسار ملک ملک کرد عائین کررہی ہین نظم

نشانہ ندار نشانِ بے نشانے
خدا حاکم بااقلیم خدائے
خدا باقی ہمہ مخلوق فانے
خبر گیر گروہ جن و انسان
کند افشا چو اسرار نہانے
گہے رنگین نہال باغ گردد

خدائے لاشریکے بے نظیرے
خدا مالک ممالکِ جاودانے
زمینے تابع حکمش شب و روز
بوقت عجز و ضعف و ناتوانی
گہے گوہر شود گہ بحر مواج
گہے مصروف اندر باغبانے

مکانہ ندار مکان لامکانے
کہ در وحدت ندارد دخل ثانے
خدا موجود و جملہ خلق معدوم
نگون سر در اطاعت آسمانے
خدائے واحد از وحدت بکثرت
گہے سبزہ گہے یاقوت کانے

سرباز ببر سوار نے یہ اشعار سنکر ایک مرتبہ پلٹ کہا ای ملکۂ عالم آپ اسقدر بیقرار و مضطر نہ ہو جیے صبر کو کام فرمائیے اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کیجیے وہان مبہوت نے سحر کرکے کافور کو مار رامتے ہی اُسکے ساتھ والے بھاگنے مبہوت لوٹنے لگا پلٹ کر ایک سوار سے کہا اُن لوگون سے جاکر کہو کہ مال و اسباب چھوڑ کر چلے جاؤ جو اپنی جان عزیز ہے سوار نے آکر سرباز سے کہا سرباز نے جواب دیا جاکر اُس بیحیا سے کہہ دو ہمارا مال جان کے ساتھ ہے مبہوت غصے مین ساتھ والون سے کہنے لگا کہ تم مال جمع کرکے پہاڑ پہ جاؤ مین ان سب کو ایک سحر مین بھگا دونگا یا اُنکی قضا آئی ہے مبہوت سحر ہاتھ مین لیکر چلا ذکر کرچکا ہون کہ صاحبقران واسطے شکار کے صحرا مین آئے مین آئے ہین دن بھر شکار کھیلا رات کو خیمے مین آرام فرمایا پہر رات رہے لشکر مین ہلڑ ہوا بھلیے قراول ساتھ ہین صاحبقران ہلڑ سنکر باہر نکلے دیکھا کہ ایک غول بیابانی بندگان خدا کو آزار پہونچا رہا ہے صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوکے نعرہ کیا او بے ادب کیا کرتا ہے غول مجہول صدائے صاحبقران سنکر بھاگا صاحبقران نے پیچھا کیا رات کا وقت تھا چاہتا ہے کہ بھاگ کر نکلجاؤن گلستان مین گیا درہ ہائے کوہ مین چھپا صاحبقران نے پیچھا نہ چھوڑا جبکہ غول میدان گرد چرخ چہارم یعنے نیر اعظم صحرائے مغرب سے نکلا صحرائے زبرجدی مین گشت کرنے لگا امیر غول پر جا پڑے غول چاہتا تھا مرکب کو صاحبقران کے مارے صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے غول نے چاہا لپٹ پڑے ان امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر طمانچہ مارا کہ سر غول کا اُڑ گیا غول کو مار کر مرکب پر سوار ہوکے اپنے نزدیک طرف لشکر کے چلے راستہ فراموش کیا ایک درۂ کوہ سے نکلے تھے کہ دیکھا صدائے فریاد و الغیاث بلند ہے سر اُٹھا کر جو دیکھا سرباز ببر سوار کفن سر سے لپیٹے ہوئے آمادۂ مرگ مہیائے قضا کھڑا ہے ایک طرف سے ایک ساحر اسباب لیے ہوئے جاتا ہے صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای سرباز یہ کیا معرکہ ہے سرباز نے جو امیر کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگیا پکار کر آواز دی ای آقائے نامدار آپ کی عاشق صادق ملکہ دردانہ گوہر پوش میرے ساتھ ہین یہ مبہوت جادو ہمکو لوٹنے آتا ہے خدا نے مدد کی کہ آپ آئے صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا دہن سے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم قاتل کافرانِ جہان
کہ گنجاب ملعون کردہ فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فراری الوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
خبر اثر ہمہ از عدل الصاف شد

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بسنجان کے گیر دار
بباز و شدہ فتح و نصرت نثار
ز دم دیو عفریت را در مصاف

بلرزند از خوف دیوان قاف
درانجا چو جاہ و ادب یافتم

ستمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

کہ از چنگ ہیبت ذلیل و نزار
نعرہ صاحبقران کی صدا جو

بلند ہوئی مہبوت نے جو پلٹ کر دیکھا طرف سے صحرا کے ایک شیر دلیر للکارتا ہوا آتا ہی مہبوت طرف صاحبقران کے ملپٹا کئی سحر کیے لوح طلسم عجائب صاحبقران کے گلے مین ہی اسم اعظم ورد زبان ہی سحر بیکار ہو گئے مہبوت گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کر لو سب ساحر امیر پر جا پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اس طرح لڑتے ہوئے صاحبقران چلے سر بار بھی آپڑا خیمے سے ملکہ دردانہ نے دیکھا کہ سر پر صاحبقران کے خود بھی نہین ہی زلفین خلیلی ہوا سے اُڑتی ہوئین ملکہ دردانہ نے فرمایا اے شعلہ رخسار خدا کی قدرت کو دیکھو کس وقت صاحبقران کو پہونچایا ہی ہمنے جو کچھ کیا مناسب ہوا اب دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

دیکھ اپنے روئے آتشناک کی تاثیر کو
تیرے منشی نے جلایا کاغذ تصویر کو

بعد ایام جوانی ہی یہی مرکا بھی حال
حکم ہی جو بعد ایام رضاعت شیر کو

کیا بھلا نسبت ہو شمشیر نگاہ یار کو
مشتبر دیکھا ہی گرتے برق کی شمشیر کو

دل لگی ہی راتدن تیرے تصور سے ہمین
رکھتے ہین ہر کالہ دل مین تری تصویر کو

راست بازون کو نہ کج طبعون سے کیونکر ہو گریز
رابطہ دم بھر نہین رہتا کمان سے تیر کو

ہاتھ زلفون کو لگاؤن یہ کہان میری مجال
چھو نہین سکتا ترے دروازے کی زنجیر کو

آسمان پہ ابر لون رہنے لگا تیرا دماغ
چاہیے رنگ شفق ظالم تری تصویر کو

بندھے چلے مضمون صفائے عارض جانان کے آج
اب سیاہی کیا سفیدی چاہیے تصویر کو

شام سے تا صبح فرقت مین نہین مجکو قرار
مین گواہ اک طفل رکھتا ہون جوان و پیر کو

کچھ کمانداری مین اے قاتل نہ کی تونے خطا
لاغر ایسا ہون نہین ملتا نشانہ تیر کو

جمع کیا کرتے ہو معمارون کو تم اے غافلو
قبر پر جا بیٹھے ہین ہم چھوڑ کر تعمیر کو

ہر شب فرقت کی تاریکی مین بھی تو کیا عجب
ہو اگر مشعل کی حاجت نالۂ شبگیر کو

کون اس وادی مین ہو اہل فنا کا سد راہ
کیا تعلق ہی کفن سے خار دامنگیر کو

تیرے روئے آتشین کا وصف کرنے کیلیے
شمع کو درکار ہی منھ اور زبان گلگیر کو

جو کرے احسان اسکو چاہیے افتادگی
پیش پائے شمع دیکھا ہی سر گلگیر کو

شعلۂ داغ جنون سے مین اگر روشن کرون
مثل پروانہ جلادون شمع سے گلگیر کو

ہوتے ہین عاشق کڑے عالم مین اور معشوق نرم
شمع نے پایا ہی موم آہن ملا گلگیر کو

خط کترتا ہی ترا اے شعر و حجام آج
کیون نہ سمجھون ایک اب مقراض اور گلگیر کو

واقعی ناسخ عبادت ہی جو دیدار علی
دیکھ لیتے ہین ملائک ہر سحر تصویر کو

شعلہ رخسار کہتی ہین آپ نہ گھبرائیے جنگ صاحبقران سب دیکھ رہے ہین دعائین دیتے ہین کہ پروردگار صاحبقران کو دشمنون سے بچانا ہمکو وہ روز سیاہ نہ دکھانا یہان صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب مہبوت کے پہونچے مہبوت نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کئی وار اسکے روکے اُلٹا دے مین سے

ہاتھ نکالکر سر پر مبہوت کے مارا مبہوت کے دو ٹکڑے ہوئے اُسکے ساتھ والے بھاگے سر باز کے لوگ
آپڑے قزاقون کا مال لوٹ لیا سر باز صاحبقران کو ساتھ لیکر پلٹا ملکہ در دانہ کو کنیزون نے خبر دی کہ
صاحبقران لڑائی فتح کر کے آتے ہین ملکہ نے مسند بچھوائی صاحبقران تشریف لائے ملکہ در دانہ کو دیکھکر
بہت پسند کیا مسند پر آکر بیٹھے شعلہ رخسار نے جھککر سلام کیا صاحبقران نے سب حال پوچھا ملکہ
شعلہ رخسار نے رو رو کر سب حال بیان کیا صاحبقران نے تسکین دی فرمایا اے شعلہ رخسار اب چلکر
تمھاری شادی کر دینگے شعلہ رخسار نے یہ سُنکر سر جھکا لیا ایک دن صاحبقران اُسی صحرا مین رہے
دوسرے دن سوار ہوکے صاحبقران نے فرمایا اے سر باز البیانہ ہو دیو شنکال کوئی اور فساد برپا کرے
لشکر اُسکے پاس بہت ہی بڑے بڑے ساحر کے پڑے مگر اللہ نے ہر روز فتح دی اب آخر کا معرکہ ہوگا
دیو شنکال بڑا زبردست ہی عفریتہ خونخوار سحر مین طاق شہرۂ آفاق وہ بھی سحر سے لڑیگی ملکہ شعلہ خسار
و ملکہ در دانہ دعا مین دیتی ہین صاحبقران سوار ہوئے طرف لشکر کے چلے حقیقت مین یہان جو شنکال
نے خبر پائی کہ صاحبقران واسطے شکار کے گئے ہین عفریتہ نے کہا لشکر تو اُنکا تباہ کر دیہ کہکے طبل جنگی
بجوایا ملازمان صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سُنکر گھبرائے لاچار ہوکر جواب مین طبل جنگی بجوایا یہی انتشار ہی
کہ عفریتہ خونخوار سحر کریگی کون جواب دیگا امیر صاحب اسم اعظم ہین آخر ایک سوار کو صلاح کر کے روانہ کیا
کہ خدمت مین صاحبقران کے جاؤ شکار گاہ مین تلاش کرنا عرض کر دینا کہ دیو شنکال نے طبل جنگی بجوایا ہی
یہان کوئی مقابلے کے لائق نہین ہی سوار گیا صحرا مین آکر خبر سُنی کہ صاحبقران ایک غول کے تعاقب مین
چلے گئے سوار وہان سے پلٹ کر آیا سرداروں سے سب کیفیت بیان کی یہ سُنکر سردار بہت پریشان ہوئے چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری چمکا مسلح ہوکر میدان مین آئے سب سردار آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے پکار رہے ہین اے
بے نیاز ہم سب کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے شنکال سے کون مقابلہ کریگا تو بچانیوالا ہی تیرا مرتبہ اعلیٰ ہی نظم

سجن میکند آشنا بندگی	رساند بقرب خدا بندگی	زدا ام تعلق دہد مخلصی
رہا سازد از ہر بلا بندگی	گہر میکند بندگی آب را	کند خاک را کیمیا بندگی
ملک گردد از بندگی آدمی	کند بندہ را بادشا بندگی	بر آن بندہ باشد خدا مہربان
کند ہر کہ صبح و مسا بندگی	بود بہر ہر بندۂ ناتوان	بہر کار مشکلکشا بندگی
شود بندہ آزاد از بند غم	کند گر بصدق و صفا بندگی	وسیلہ بدرگاہِ حق میشود
بہر مطلب و مدعا بندگی	ورین دہر پیوند دل گسلد	ز ہر رشتۂ ماسوا بندگی

یہ تو سب بیقرار و اشکبار ہین شنکال نے عفریتہ سے اشارہ کیا کہ میدان مین جاکر سحر کر و سب کو
بیکار کر دو ہم جاگے سب کو کھائین عفریتہ خونخوار اسباب سحر ہاتھ مین لیکر میدان مین آئی اور پکار کر آواز دی
باشید اے مسلمانان آج تمھارا قصہ پاک ہی تمھارا لشکر دیوان خونخوار کی خوراک ہی یہ کہکے گولہ مار دیا آسمان
سے آگ برس رہی ہی یہ سب گھبرا گئے پکارتے ہین پروردگار اس آتش سحر سے بچالے جسم
شعلہ آمادہ گر کر بیہوش ہوا پڑیا ان رگرد رہا ہی آتش کا شور بڑھتا جاتا ہی عفریتہ سحر کرتی ہوئی
طرف لشکر اسلام کی چلی شنکال نے کل فوج کو اشارہ کیا اب تم ان سب کو کھالو بچنے نہ پائین دیوزادون نے
عرض کی حضور سب طرح مشکل ہی خوف آتا ہی کہ کہین حمزہ نہ آجائے شنکال نے کہا تم سب کیون

گھبرانے ہو کوئی نہین آئیگا جلد سب کو کھا لو سب دیو بلوہ کرکے چلے اہل اسلام نے بانگ کرد عائی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعز بزہ بیدل از پردہ بیابان گردی برخاست سب نے دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نمایان ہوئے سرداران اسلام جو مبتلائے مصیبت تھے بے اختیار پکار اُٹھے ای شہریار جلد آئیے ان خونخوارون کے ہاتھ سے ہمکو بچائیے امیر نے

نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران
لے کے تیغ صمصام وقمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
بکے تیغ عقرب بکے ذوالحجام

بحکم خدا البتہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

نعرہ کرکے جا پڑے سب کے آگے عفریتہ خونخوار ہی عفریتہ نے امیر کو جو آتے ہوئے دیکھا جھلائی ہوئی تھی سب اسباب سحر صاحبقران پر کھینچ مارا تلوارین برسین پانی نے جوش مارا تیر برسے کسی شے نے تاثیر نہ کی عفریتہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاوٴن امیر نے فرمایا او عفریتہ خونخوار تو نے بہت پریشان کیا آج دام اجل مین پھنسی اب کیونکر نکلیگی عفریتہ نے زاغ لول مارا امیر نے تیغۂ عقرب سے اُسکو قلم کیا عفریتہ نے چاہا ارہ پشت نہنگ کا وار کرون صاحبقران نے مہلت نہ دی لوح کو چمکایا عفریتہ کی آنکھون مین اندھیرا آیا ذرا جو رُکی امیر نے اوپر سے ہاتھ مارا عفریتہ کے دو ٹکڑے ہوئے شنکال ہائے بہن کرکے دوڑا دیوزادون سے کہا یارو گھیر کر حمزہ کو مار لو میری بہن قتل ہوئی اب حمزہ نہ بچے دیوزادون نے چہار جانب سے بلوہ کیا امیر نے پنجہ سہراب یل کو کھینچا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کئے ہنگامہ گیر ودار بلند ہوا ملازم صاحبقران کے سحر عفریتہ خونخوار مین مبتلا تھے اُن سب نے نجات پائی تلوارین کھینچکر دیوزادون پر جا پڑے سرباز پر سوار بھی بڑے جوش وخروش سے لڑ رہا ہی عجب آفت برپا ہی شنکال مصروف جنگ ہی مگر اپنی جان سے تنگ ہی خوب جانتا ہی کہ حمزۂ عرب بحر جرأت کا نہنگ ہی ایسے شیر سے جنگ ہی یقین تو یہی ہی کہ ہم فتح کرین مسلمانون سے نہ ڈرین عجب طرح سے لڑائی پڑ رہی ہی شنکال لڑتا ہوا جاتا تھا نہایت مغرور اپنی عقل وشعور سے دور کہ سامنے سے صاحبقران لڑاتے ہوئے آتے ہین دیو شنکال نے بڑھکر حملہ کیا صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ مارا شنکال کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا شنکال کا دیوزاد بھاگے صاحبقران نے جا کر پڑاو لوٹ لیا نوبت ونقارے بجاتے ہوئے پلٹے لشکر مین آکر داخل ہوئے چہار جانب انتظام ہوا صاحبقران نے فرمایا ای سرباز جلد تدبیر کرو بھاسنے کو کوچ کرکے چلین نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری سابق مین ہمنے خواب پریشان دیکھا تھا ہمکو بڑا انردد ہی سرباز نے اُسی ملک سے کچھ دیو طلب کیے ملکہ دردانہ سے عقد کیا گوہر مراد بھی حاصل ہوا اس پریزاد سے بھی ایک اولاد ہوگی کہ ذکر اسکا خاص طلسم ہفت پیکر مین ہوگا دیوزاد جو طلب کیے تھے اُنھون نے تخت آراستہ کیا صاحبقران نے اُنکو تخت پر سوار کیا ملکہ دردانہ کو رخصت کر دیا آپ تختون پر سوار ہو کر طرف لشکر ظفر پیکر کے چلے ایک طریقہ یہ بھی بیان کر دینا ضرور ہی کہ سرباز کا عقد ساتھ ملکہ شعلہ رخسار کے کیا گیا ملکہ دردانہ گوہر پوش کے بطن سے جو فرزند صاحبقران پیدا ہوگا ملکہ شعلہ رخسار کے بطن سے جو دلبر پیدا ہوگا ملکہ دردانہ کے فرزند کا یہ رفیق ہوگا ناظرین آگاہ ہونگے لیکن سابق مین ذکر کر چکا ہون کہ شاہین فتح نصیب جو جادوگر طلسم ہفت پیکر سے آیا تھا اُسنے لشکر اسلام کو شکست دی تھی بادشاہ جمجاہ شکست خوردہ پہاڑ پر جا کر

چھپے تھے چہار جانب سے آکر کفار نے گھیرا جب خواجہ عمرو نے گھاٹیان درست کین بادشاہ جمجاہ
فرماتے ہین خواجہ اس سے کہا ہو گا وہ ساحر ہی سحر کریگا سب کے ہاتھ پاؤن بیکار ہونگے عمرو ملک ملکہ
روتا ہی عرض کرتا ہی نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری آجتک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ چہار جانب سے
کفار نے گھیرا ہی پہاڑ پر شور گریہ و زاری کفار مین ہنگامہ ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ کل مال مسلمانان لوٹینگے
کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے مسلمانون نے بڑا مال جمع کیا ہی سب لوٹ لینگے مہلت نہ دینگے اہل اسلام بڑی ابر ڈی
فکر مین گورہے ہین لیکن آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین خیال ہی کہ چہار جانب سے گھیرا ایسا نہ ہو کہ کوئی نکلکر
بھاگ جائے ساحرون کا بلوہ چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی ستارہ سحری آسمان پر چمکا لشکر
کفار تیار ہوا چہار جانب سے آکر پہاڑ کو گھیرا اہل اسلام نے گھاٹیان آراستہ کین شاہین سب کے
آگے بڑھا ہوا کہتا ہی ای یارو کبھی مسلمان ایسے نہ پھنسے ہونگے بادشاہ اسلام دنگل بچھا کر بالاے کوہ
بیٹھے یہ تو ناظرین کو یاد ہو گا کہ کل فرزندان صاحبقران طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے لندھور
وغیرہ کئی سردار اُس جعلساز کے دام مکر مین پھنسے ہوئے ہین اسکو سجدہ کر چکے ہین بلکہ آمادہ ہین کہ اگر
حکم پائے تو ہم صاحبقران پر لشکر کشی کرین لیکن ہفت پیکر نے ابھی حکم نہین دیا ورنہ وہ لوگ آجاتے
لندھور قاسم و دارا اب آتے ہین کہ آمد انکی تحریر کرونگا ناظرین بہت پسند فرمائینگے عجب طور سے
آمد شاہزادگان والا قدر کی ہوگی مراد اس بیان سے اس مقام پر یہ تھی کہ فرزندان صاحبقران اُدھر
جا چکے کل سردار بادشاہ کو گھیرے ہوئے بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ای شہریار سحر سے ہم لوگ
لاچار ہین ورنہ جی چاہتا ہی کہ پہاڑ سے اُترین جانین قدم اقدس پر نثار کرین مگر یقین کامل ہی کہ
شاہین بلند پروازی دکھائیگا ہم کیا کر سکینگے عیار گھاٹیون پر بیٹھے ہین تیر و کمان ہاتھ مین لیکن
شاہین صف سے نکلا کئی مرتبہ پکارا کہ ای فرقہ خدا پرستان و ای زیر دستان بہتر اسی مین ہی کہ پہاڑ
سے اُتر آؤ مابدولت کو تکلیف نہ دو ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکے نعرہ کیا لیکن کسی نے
جواب نہ دیا عیارون نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہم کبھی پہاڑ سے نہ اُترینگے
جب تو شاہین بڑھا فوج کو اشارہ کیا چہار جانب سے فوج نے بلوہ کیا ساحر و غیر ساحر دوڑ پڑے
عیارون نے جو فوج کو آتے ہوئے دیکھا ہر طرف سے بلوہ کرکے چاہتے تھے کہ کفار کو نہ آنے دین تیراندازی
شروع کی ہزار تیر چلے کسی تیر نے خطا نہ کی بارہ ہزار جوان گرے لشکر مین ہنگامہ ہوا اہالیان فوج
بھاگے شاہین نے جو یہ معاملہ دیکھا صف سے بڑھا ہزار ہا سن کے دانے پھینکتا رہے تمام عیار بیکار ہوگئے
ہاتھون سے کمانین چھوٹین عیارون نے غل مچایا کہ ای شہریار ہم بیکار ہوئے کمانین ہاتھ سے گر گئین اب
ہمسے کچھ نہین ہو سکتا بادشاہ پریشان سرداران حیران سردارون نے قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کیا
شہریار اب غلامون سے صبر نہین ہو سکتا جاکر جان دین بادشاہ بھی اُٹھے فرمایا کہ مین تمھارے ساتھ
چلونگا ایسا کب ممکن ہی کہ تم جاؤ اور مین بدنصیب اسی مقام پر رہجاؤن اور پھر بادشاہ کہلاؤن یہ
کہکے آگے آگے بادشاہ پیچھے جملہ سردار چاہا کہ پہاڑ سے کودین شاہین نے جو دیکھا کہ جملہ سردار اور
بادشاہ نامدار پہاڑ سے اُترا چاہتے ہین جھپٹ کر گولہ مارا گولہ پھٹا بادشاہ مع سردارون کے پاگل
ہوئے سردار بھی مضمحل ہوگئے اور دو تین گولے مارے کہ ابر تیرہ و تار پیدا ہوا پانی برسنے لگا جسپر

قطرہ پڑا وہ خاموش ہوا الٹا گھر اگر اہزار دن بندگان خدا اسکے بغل گرے تمام پہرے والے سختی میں پھنسے مستورات نے جو اندر سے خیمے کے یہ معاملہ دیکھا بیقرار ہوگئیں پکارتی تھیں ای پروردگار ہمارے وارثوں کو بچالے سب آفت میں مبتلا ہیں ایسی آفت کبھی نہ دیکھی تھی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر نظم

ای خدا اے کریم و ایزد پاک
خاک را کردی از نجاست پاک
گاہ از آب گوہر آوردی
از تو باہر گل و خس و خاشاک
در خوشی خوش نمی شود عاشق
زیب تن از برہنگی پوشاک

واسع ارض و رافع افلاک
تودۂ خاک را عطا کردی
سیم از سنگ و گنج زر از خاک
درمیان جہان نمی دارد
نہ بوقت غم و الم غمناک
در غم ہجر ہست عاجز را

آدمی را تو دادۂ اعزاز
عقل و فہم و لیاقت و ادراک
در چمن ہیر سد برابر فیض
دوستی تو ز جور دشمن باک
خاکساران عشق میدارند
سینہ صد پارہ و جگر صد چاک

ملک باک کر جو شاہزادیوں نے دعائی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت خالق زمین و آسمان ایک معلوم ہوا شاہین پہلی گھاٹی پر پہونچا ہر حسبت د خنجر کرتا ہوا جاتا ہے ماش کے دانے پھینک رہا ہے ہر طرف یہی ہنگامہ ہے کہ انکو تباہ کرو وہ جو ابر آسمان پر اٹھا اسکو سب دیکھنے لگے ہوا تند چلی قریب کوہ آکر وہ ابر شق ہوا دیکھا سب نے صاحبقران زمان اور چند سرداران نوجوان دیوزاد تختوں کو اٹھائے ہوئے صاحبقران عالیشان نے جو یہ ہنگامہ دیکھا فرمایا ہمارے تخت کو جلد اتارو دیوزادوں نے تخت صاحبقران کا زمین پر رکھا دست بستہ دیوزادوں نے صاحبقران سے عرض کی دشمنوں سے مقابلہ ہے اگر حکم ہو ہم بھی دو چار پھینکے لگا لیں ذرا کلہ گرم ہو جائے صاحبقران نے نہ مانا فرمایا بجا ہے اگر میں قبول کرتا تو اب تک کفار کا جھگڑہ کا ہیکو رہتا طرف پردہ قاف کے روانہ ہو جاؤ خبردار اگر کسی آدمی پر نگاہ ڈالوگے اور میں سن پاؤنگا تو تمہارے قبیلے تک کو قتل کرونگا دیوزاد سلام کر کے طرف پردہ قاف کے روانہ ہوئے صاحبقران چلے راہ میں بادشاہ جمجاہ و سرداران تہمتن و جوانان صف شکن جابجا بیہوش پڑے ہیں صاحبقران اسم پڑھتے ہوئے چلے جسکے قریب اسم اعظم پڑھا اسکو ہوش آیا دعائیں دیتا ہوا صاحبقران عالیشان کو اٹھا ہر خرد و کلان یہی پکارتا تھا کہ اے شہریار وای آقائے نامدار آپ کب تشریف لائے صاحبقران سب کو تسکین دیتے ہوئے سامنے شاہین کے پہونچے فرمایا او نامرد اب آگے نہ بڑھنا شاہین زوروں پر چڑھا ہوا پامال کرتا ہوا چلا آتا تھا فوراً صاحبقران پر گولہ مارا گولہ قریب آکر پھٹا شعلہ ہائے آتش بھڑکے امیر پر تاثیر نہ ہوئی امیر کو دیکھکر شاہین پہاڑ سے کود اسب فوج بلوہ کر کے قریب پہاڑ کے آگئی ہراسنے پکار کر آواز دی یار د حمزہ ملک الموت جان کا ان آگئے لشکر میں دیکھو کیا ہنگامہ ہے عیاروں کو فنیہ سحر سے بچایا عین وقت پر شیر بیشۂ جرات آیا چہار جانب سے گھیر کر مار لو سب فوج والے بلوہ کر کے چلے ادھر ملازمان صاحبقران و بادشاہ جمجاہ بہشت پیر بادشاہ کے جمہور و فرامرز و عبد الجبار حلبی تلواریں کھینچے ہوئے سب سے زیادہ عیار چلے ہوئے تھے جھنڈا آتشبازی لیے ہوئے نیچہ کھینچے ہوئے سنانگیں لگاتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہین نے فوج کو اشارہ کیا اور فوج ہزیمت موج بلوہ کر کے چلی عیاروں نے بڑھکر حقہ ہائے آتشبازی مارے کئی ہزار ساحر جلے غیر ساحر جو بڑھے سرداران صاحبقران جا پڑے تلوار چمکر چلی غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار

شکست کھاگے جو اُٹھے ہین کف مُنھ سے جاری تلوارین کھنچی ہوئین جو بڑھے صفین پامال کر دین ہزارون کو مار کر ڈالدیا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد سب سے آگے بڑھے ہوئے تیغہ قمقام قبضے مین لڑتے ہوئے جاتے ہین سات سے جوان پشت پر شمشیر زنی کر رہے ہین شاہین نے کیسے کیسے سحر کیے زمین کانپی صد ہا شجر جلکر گرے صد ہا کو قتل کیا جب صاحبقران نے سحر کی ترقی دیکھی اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا کہ سحر باطل ہوا سب کے آگے بڑھے ہوئے ہین سب سے زیادہ چالاک بن عمرو بیقرار ہی ذکر کر چکا ہون کہ اسی شاہین کے مقابلے مین جا پڑی تھین اسنے سحر کیا تھا کہ ملکہ حیرت غائب ہوگئی ہین چالاک کلیجہ پکڑے پکڑے پھر رہا ہی ملکہ بہار گلعذار لے کہ دیا ہی کہ شاہین کے سحر سے ملکہ غائب ہوئی ہین جسوقت شاہین مارا جائیگا اسی سحرا مین پتا ملیگا ہر چند کہ تمنے سحر چھوڑا اُسکے طریقے تو خیال مین ہین اس سحر کا بھی طریقہ ہی کہ چالاک دیوانہ وار جاتا ہی شاگردون نے پوچھا اُستاد خیر تو ہی چالاک نے کہا کیا بیان کرون اسی بیحیا کے سحر سے ملکہ عالم غائب ہوئین اُنھین کو تلاش کرتا پھرتا ہون دیکھین پروردگار کس دن مطمئن کرے نظم

اللہ ہو وے بلبلِ نا شاد کی طرف / گلچین بھی بولتا ہی تو صیاد کی طرف
برسون سے قدِ یار کا مضمون نہین بندھا / مدت ہوئی نہین گئے شمشاد کی طرف
مستی سے اُن لبون کی تعلق مضمون کو ہی / تھُوکین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف
چلنے مین کی ہو شوقِ شہادت نے رہبری / گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف
از جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو / جاتا ہی دھیان جب تری امداد کی طرف
آئینے کی طرف نہ خیال آیا آپ کا / دیکھا نہ تمنے جوہر فولاد کی طرف
عاشق ہی داد خواہ نہین ورنہ روز و شب / فریاد رس کے کان ہین فریاد کی طرف
نکلا ہی تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ / آوازے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف
دھوکا دیا ہی دام نے کس گُل کی زلف کا / بلبل اشارے کرتے ہین صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی تو اُسے پیرزن تو کیا / خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین شفیق ہین / سودا ہوا ہی میر سے اُستاد کی طرف

چالاک کے کلام مین وہ سوز و گداز ہی کہ شاگرد بے اختیار رونے لگے کہا اُستاد اپنے کو سنبھالیے ورنہ ہلاک ہو جائیے گا چالاک نے کہا بھائیو اپنی جان کا پاس نہین کیا ہر جگہ اپنے کو کنوئین مین گرایا اُس مالک نے بچایا اب جب اُس سرکش کے مُنھ سے اچھا نکلا فلک نے یہ سامان دکھایا کہ سحر سے شاہین کے غائب ہوئین مجھے کیونکر آرام آئے ذرا اس چار پانچ کوس مین خیال رکھو شاگرد بھی اس جستجو مین چلے دست حق پرست صاحبقران سے کئی ہزار ساحر وغیرہ ساحر مارے گئے شاہین ہر مرتبہ یہ خیال کرتا ہی کیا غضب کی بات ہی کہ حمزہ پر سحر نہین چلتا اُڑ بھڑ کر نکلجاؤن کوئی بیتاب ہو کر پکارتا ہی یا خداوند ہفت پیکر آپ کے بندے بہت بیقرار و مضطر ہین آپ کی خدائی کا یہ طریقہ تھا کہ جس بندے نے جہان پکارا ہفت گوہ آپ کا مقام سکوت ہی لیکن ہر مقام پر آپ نے اپنے بندون کی مدد کی آج کیا ہی کہ یہ بندہ پکارتا ہی کوئی علامت نہین ظاہر ہوتی شور مگر جس ملعون نے آواز دی یا خداوند آپ کا مذہب چھوڑ دونگا مذہب لات و منات اختیار کرونگا یہ کہتے جو ایک چیخ ماری زمین کانپی ایک جھوکا ہوا کا چلا وقت وہ تھا کہ کوہ لاجورد پر جلسہ ہے تمام ساحر

جمع ہین زبرجد جادو دست بستہ سامنے کھڑا ہی کہ ایک مرتبہ سونے کی تصویر ہنسی کہا ای زبرجد ہمارا
شاہین بلند پرواز بہت بیقرار ہو رہا ہی کہ مذہب لات پرستی اختیار کرو لگا ای زبرجد باعث
یہ ہی کہ حمزہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہی ہمنے اُسی کے ہاتھ سے سب مذہبون کو مٹایا قدرت نے
اُسکے بڑے بڑے ناز اُٹھائے ہر چند کہ قدرت کو نہین پہچانتا مراد اُسکی یہ ہی کہ جمال باکمال دیکھون
قدرت کو شرم آتی ہی کہ ایسے جلیل کو کیونکر جمال دکھاؤن ہمارے نام جو اُسکو یاد ہین اُنھین کو
پڑھ رہا ہے کسی کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا لیکن مدد شاہین کی ضرور ہی بندہ ہمارا بیتاب ہو رہا ہی
سنجر بن سنجاب کو روانہ کرو کہ ہمارے سپہ سالار کو پکڑ لائے زبرجد نے مشیرون کو حکم دیا کہ پہلوے
قصر عشرت مین قصر سنگین ہی اُسمین سنجر بن سنجاب عبادت کر رہا ہی گا بڑا پوجہ کر خوانا ہی بلاؤ ناں
زبرجد پہونچے قصر عشرت کے پہلو مین ایک قصر کلان تھا اُسمین سے آواز بعید سوز وگداز آتی ہی
یا خداوند ہفت پیکر تو بڑا حاضر و ناظر ہی عبادت ہماری قبول ہو تین تین دن مکان سے نہین نکلتا
سجدے مین پڑا رہتا ہی ساحرون نے آواز دی ای سنجر بن سنجاب قدرت طلب فرماتے ہین دروازہ
قصر کا کھلا دیکھا سنجر بن سنجاب سجدے مین پڑا ہی چند پتلیان سونے کی کھڑی ہین کچھ منتر جنتر پڑھ رہی ہین
سر سجدے سے اُٹھایا کہا مجھے سب معلوم ہی مین ابھی جاتا ہون ظاہر مین سجدے مین پڑا رہتا ہون
لیکن عجائب وغرائب خداوندی سب پیش نظر ہین ہم بندۂ مقبول خداوند ہفت پیکر ہین یہ کہکے
ایک چیخ ماری وہ جو ساحر خبر لیکر آیا تھا اُسنے دیکھا کہ قصر بھی آنکھون سے ناپدید ہوا وہ ساحر اور
پتلیان بھی غائب ہوگئین وہ ساحر حیران ہو کر پلٹا کو زبرجد کی پر آیا تصویر نے کہا کیون اے
معکوس ہمارے بندۂ مقبول کو دیکھا کیسا عبادت گذار ہی سپہ سالار قدرت پر سختی نہ کریگا اُسکی
بات مین تاثیر ہی جسوقت سپہ سالار یہان آیا سب خیالات اُسکے دل سے باطل ہو جائینگے
یہان صاحبقران جنگ مین مصروف ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ شاہین پر جا پڑون شاہین
ہنچا تا ہی نعرۂ صاحبقران سے قلب تھرا تا ہی امیر دیکھ رہے ہین کہ یا تو سب سردار لڑ رہے تھے
یا سب نے سب سجدے مین جھک گئے یا خداوند ہفت پیکر کہکے پکارنے لگے دم بھر کے بعد سب نے
سر اُٹھایا دیکھا صاحبقران نے پہلے کو دے ایک ساحر نہایت کریہ منظر خوک پیکر اکڑتا ہوا
آتا ہی پہلے آکر شاہین کے کان پکڑے کہا کیون شاہین یہ کیا حرکت تھی ایسا لفظ منھ سے نکلا کہ قدرت
پر شاق ہوا وہ عاقل تیری سختی کا مشتاق ہوا خبردار اب کبھی ایسا کلمہ منھ سے نکالا آتش قہر وغضب
سے جلجائیگا سارا غرور نکل جائیگا شاہین نے توبہ کی اب سنجر بن سنجاب بل کرتا ہوا بڑھا پکار کر
آواز دی یا صاحبقران اب زیادہ غرور نہ فرمائیے قدرت نے آپکو طلب فرمایا ہی یہ کہکے
تالیان بجانے لگا کچھ شعر موزون ناموزون زبان سے نکلتا ہی لقدرت پروردگار اُس وقت
صاحبقران نامبردار ساحرون سے جنگ کر رہے ہین اسم اعظم الٰہی ورد زبان سنجر بن سنجاب
بہت چیخا چلایا جب پڑھنے اسم اعظم کے صاحبقران کو خبر بھی نہ ہوئی جب کئی مرتبہ اسنے پکارا
صاحبقران مصروف جنگ ہین جب سنجر بن سنجاب نے دیکھا کہ سپہ سالار قدرت کچھ جواب نہین
دیتے اپنے سب ساحرون کو حکم کیا ای بیوقوفو کس سے لڑتے ہو امیر پر کوئی غالب نہ آئیگا قدرت

نام ور دربار ہین انکے مرتبے صاحبان راز پر عیان ہین ٹھوٹھو کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا
ایک چوڑا تیغہ ہاتھ مین کہا کیون سپہ سالار قدرت ہماری بات کا جواب نہین دیتے خداوند ہفت پیکر
وہ خداوند ہین کہ سات پہاڑ کس شکوہ سے آباد ہین وہانکے باشندے دلشاد ہین لات ومنات
پرست وسامری وجمشید پرست حقیقت مین نامرد ہین ہمنے آپ کو آگاہ کیا کہ قدرت نے ہر مقام
آپ کی مدد کی زمانہ طفولیت مین پردہ قاف پہونچایا دیوزادون کے ہاتھ سے آپ کو بچایا آسمان پری
دختر شہپال آپ پر کس لطف سے عاشق ہوئین نثار کیا آپ پر جفائین ہوئین قدرت نے ہر مقام پر
آپ کو بچایا نوشیروان ایسے بادشاہ عالیجاہ کو آپ کے ہاتھ سے شکست دی ملک سخان
باختر تسخیر ہوئے نقاب ایسے مغرور کو قدرت نے دربدر خاک بسر کر دیا آپ کی آنکھ نہین کھلتی ایسا نہو
قدرت کو ناگوار ہو اور دریاے خداوندی جوش مارے تو بڑا غضب ہوگا بس بہتر یہ ہے کہ میرے
ساتھ چلیے قدرت نے مجھکو قبول کیا ہے ہزارون برس جانتا ہون ایک سال عبادت اور
کرون طرۂ پیغمبری ملے کلی آرزو کی کھلے صاحبقران کے منھ سے نکلا مین تو ہفت پیکر پر
لعنت کرتا ہون یہ جو صاحبقران نے کہا سنجر بن سنجاب کانپنے لگا تلوار جو ہاتھ مین تھی کھینچکر
ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اسم اعظم پڑھکر ہاتھ مار دیا سنجر بن سنجاب کے دوٹکڑے کیے
سنجر بن سنجاب کے دوٹکڑے ہوتے ہی آندھی سیاہ چلی زمین ہلنے لگی ہزارون درخت گرے
پہاڑ شق ہوگیا ایک آواز مہیبناک آئی بعد اسکے زاغ وزغن نے صدا دی کہ مرا نام من
سنجر بن سنجاب بود کوہ زبرجدی پر تصویر سونے کی سب سے باتین کر رہی ہے یکایک
کوہ زبرجدی پر ایک ابر تیرہ وتار آیا اسمین سے ایک طائر پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا تھا آواز
دیتا تھا کہ اے اہالیان کوہ زبرجدی آگاہ ہو جاؤ کہ بڑی بڑی خرابیان ہین خداوند کی قدرت بہت بڑی ہے نظم

ہر چشم کو دیدار ترا منتظر ہے
اس خال اس ابرو کی ہمین خوب خبر ہے
موہوم رگ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
سونگھے جو اسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
دیدہ کمر یار کی مشتاق ہین آنکھین
یہ صدمے اٹھائے ہین جدائی مین کسی کے
شبنم کو رلا کر وہ ہنستا ہے گلون کو
آفت ہے کوئی ذکر فقیرانہ ہمارا
کھول آنکھ کو اٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
کس گل کے ہوا خواہون مین ہے آتش مسکین

جو گوش ہے مقصود اسے تیری خبر ہے
ہر گوشہ سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے
مین حیران ہون مجھے کیا اسکی خبر ہے
دیدار کا سائل ہو جو یار اسے نظر ہے
پنہان یہ مسافر ہے عیان گرد سفر ہے
چشمک زنی انجم کی تجھے مد نظر ہے
اس زلف کی بو مین سم افعی کا اثر ہے
ہستی مین تماشائے عدم مد نظر ہے
دو قطرۂ خون ہین نہ تو دل ہے نہ جگر ہے
خورشید سے بھی گرم سوا شتاب قمر ہے
اک نعرۂ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے
حاضر ہے یہ آئینہ خورشید سحر ہے
کس نور کے بنے کے لیے خاک بسر ہے

طائر نے اسقدر زمزمہ سرائی کی تمام اہالیان کوہ زبرجدی متوجہ ہوئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
ظہور قدرت خداوند ہفت پیکر ہی دیکھو طائر کیسا بیقرار و مضطر ہی ایسا طائر کبھی کسی کی نگاہ سے نہین گذرا
دیکھو تو کیا زمزمہ سرائی کر رہا ہی قدرت کی محبت کا دم بھر رہا ہی تصویر یکایک ہنسی زبرجد آگے بڑھا
کہا ای طائر حال مفصل تو بیان کر اصل کیا کیفیت ہی یہ اشعار جو تو نے پڑھے ہماری سمجھ مین نہین آئے
تصویر نے کہا ای زبرجد اسی طائر سے پوچھو کہ مغرور کا کیا انجام ہوتا ہی طائر مثل انسان کے گویا ہوا
کہا صاحبو جو مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی حماقت سے مجبور ہی صاف صاف بیان کرنے سے
دل ناصبور ہی چالیس برس سنجر بن سنجاب نے وہ عبادت کی کہ سب کو رشک ہوا قدرت نے وعدہ فرمایا تھا
کہ تجکو بعد ایک سال کے طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا لیکن اُسکے دماغ مین غرور سمایا تھا سپہ سالار
قدرت کو سمجھانے گیا تھا ایک لفظ مین مردود درگاہ خداوندی ہوا قدرت نے اُسکے غرور کو باطل کیا
فوراً جہنم واصل کیا کوئی اُسکا غم نہ کرے قدرت نے اب غدر کیا ہی سیاب و بد کا حال کھلیگا اسی واسطے
اس طلسم مین مسلمان آئینگے اپنا اپنا جاہ و جلال دکھائینگے جو کوئی غرور کریگا انھین مسلمانون کے
ہاتھ سے مارا جائیگا امان نہ پائیگا بہتری اسی مین ہی کہ غرور نہ کرنا تمام ہفت پیکر پرست کانپ گئے
تھرا گئے کہتے تھے یارو سنجر بن سنجاب کو بڑا مرتبہ حاصل تھا غرور کیا بری چیز ہی کہ یون مردود درگاہ
خداوندی ہوا وہ سپہ سالار قدرت ہی بڑا صاحب شوکت و لیاقت ہی اُسپر دست اندازی
کمال دشوار ہی ہر طرف ہنگامۂ گیر و دار ہی پسران حمزہ طلسم مین آگئے جا بجا لڑائیان بھی شروع ہوگئین
بعض نے ملک بھی فتح کئے یہان خبر مفصل نہین آئی اب جب ملک اچھی طرح فتح ہونگے اُس وقت
قدرت کو خبر ہوگی یارو اپنے اپنے گھر مین عبادت کرو ایسا نہ ہو غضب مین مبتلا ہون سب لوگ
گھبرا رہے ہین کہ طائر نے ایک چیخ ماری بلکہ رہ گیا اُسی وقت تصویر بھی خاموش ہوئی یہان صاحبقران
لڑتے لڑتے اُس ساحر کو قتل کرکے شاہین پر جا پڑے شاہین نے بہت سحر کیے کچھ تاثیر
نہ ہوئی آخر ہفت پیکر کا نام لیکر گالیان دینے لگا اور سخت و سست کہنے لگا کہ کیسا خداوند
جھوٹا ہی اب اس مقام پر ہماری مدد نہین کرتا ہاے تقدیر پھوٹی ایسے وقت مین قدرت نے ہمسے
آنکھ پھیری ہم کسکو پکارین اور کہان جائین یہ کہتا ہوا صاحبقران عالیشان پر جا پڑا اُلٹی
ہاتھ تلوار کے مارے صاحبقران نے جو روک کر ہاتھ مارا شاہین بلند پرواز کے سر پر پڑا
اسکے دو ٹکڑے ہوئے جتنے افسر تھے سب مارے گئے آخر فوج والے شکست فاش کھا کر بھاگے
کچھ دست بستہ حاضر خدمت ہوئے صاحبقران نے سب کی خطا معاف کی نوبت فیروزی
بجنے لگی لیکن چالاک بن عمرو جس وقت سے شاہین بلند پرواز واصل جہنم ہوا صحرا مین چار جانب
بیقرار و مضطر دوڑا دوڑا پھرتا ہی کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین کہ ہاے چالاک کیا غضب ہوا
ملکہ حیرت جادو کا کہین پتہ نہین ملتا کیا کرون جسکے سحر سے غائب ہوئی تھین وہ بھی مارا گیا
اب بھی پتہ نہین ملتا اس حال پر ملال مین روتا پیٹتا قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا کہ یکایک
کراہنے کی آواز کان مین آئی یہ آواز دردناک تھی کہ ای فلک کج رفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی
میرے ساتھ کی عیش و راحت نے ہمسے منھ پھیرا فوج غم و الم نے گھیرا عجب وقت انقلاب تھا

عالم کی مصیبتون نے ہمارا ساتھ دیا عیش و عشرت نے ہمارا دامن چھوڑا بلا ؤن کا نزول ہوا کاشکے
طائر روح قفس جسم خاکی سے پھڑک کر نکلجائے دل آرام پائے اب زندگی ناگوار ہے یہ اسی تردد مین
قریب کوہ کے پہونچا درۂ کوہ سے صدا ہچکیان لینے کی آئی چالاک صدا ہچکیون کی سُنکر اندر
درۂ کوہ کے آیا نگاہ پڑی کہ آرام دل عاشقان معشوق خوش گو ملکہ حیرت جادو ایک قفس آہنی
مین بند زبان مین سوزن بیہوش قفس مین پڑی ہین چالاک کا قلب بھر آگیا کلیجہ منھ کو آگیا جست کر کے
اپنے کو قریب قفس پہونچایا اپنے ہاتھ منھ ٹوٹنے کا خیال نہ کیا قفس کو اُتار اجب قفل کاٹنے لگا تو ملکہ
حیرت نے آنکھ کھولی اپنے عاشق صادق کو دیکھا کہ سوہن سے قفل کاٹ رہا ہے ملکہ حیرت نے
دل مین خیال کیا کہ یہ ہر مقام پر مصیبت ہی مین کام آیا حیران تھی کہ اس بلندی سے قفس کیونکر
اُتارا ہے چند کہ ناز معشوقانہ مانع تھا کہ کلام نہ کردن لیکن دریاے محبت نے چالاک کے جوش مارا
کہا ای چالاک تو نے بڑا کام کیا اس مقام پر تو ہی پہونچا دوسرے کا یہ کام نہ تھا چالاک نے عرض کی
لاکھ جان میری نثار ہو ایسی بھی مجال تھی کہ نہ آتا جسوقت سے آپ غائب ہوئین مین نے تمام صحرا
چھان ڈالا اس پہاڑ کے قریب کئی مرتبہ آیا مگر آپ کو نہ پایا نہین معلوم یہ کیا باعث تھا چالاک نے
قفس کھولا زبان سے سوزن نکالا ملکہ حیرت جادو نے فرمایا یہان پتہ کیونکر ملتا سحر اُسکا حائل تھا شاید
وہ مارا گیا چالاک نے کہا مین وقت پر صاحبقران عالیشان آگئے اور کئی ساحر بڑے بڑے دعوی
کے ہفت پیکر نے بھیجے مگر خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے سب داخل جہنم ہوئے جب شاہین
مارا گیا اُس وقت مین نے چالیس شاگرد روانہ کیے خود بھی جستجو مین نکلا شکر ہے کہ اس مقام پر پہونچا
اور آپ کو بخیر و عافیت پایا صاحبقران عالیشان آپ کے واسطے بیتاب و بیقرار ہین ملکہ
بہار و ملکہ مخمور و ملکہ مہ جبین آٹھ پہر یہی کہتی تھین کہ چالاک تنے بڑی جانبازی کی مگر مقام
افسوس ہے کہ اب ملکہ حیرت جادو کو نہین تلاش کرتے شاہین بلند پرواز نے کہین قید کر کے
بھیج دیا ملکہ بہار و مخمور و مہ جبین وغیرہ افسوس کرتی تھین کہ اگر ہم سب سحر سے تائب نہ ہوتے
تو اسکو تنکے جیسا کر مارتے مگر افسوس ہے کہ ہم بیکار ہوئے آٹھ پہر یہی ذکر رہتا تھا چالاک بن عمرو
نے باتین کرتے کرتے شیشی عطر کی تو بڑے سے نکالی کہا ملکہ عالم یہ عطر کیا عمدہ ہے فوراً اسوقت
ملکہ حیرت جادو نے کہا اب تو مجکو دھوکا نہ دو تم لوگون کی عیاری سے مین بخوبی آگاہ ہوگئی ہون
آخر مجکو بیہوش کرنے سے کیا فائدہ ہے چالاک بن عمرو نے عرض کی ای ملکہ عالم آرزو یہ تھی کہ آپ کا
پشتارہ باندھ کر لیجاؤن ملکہ حیرت جادو نے فرمایا مین چلی آؤنگی تم چلو ابھی تو مین نے سحر سے توبہ نہین
کی ہے یہ سُنکر چالاک درۂ کوہ سے نکلا ملکہ حیرت جادو بلند ہوئین چالاک بن عمرو نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو نے ابر مرواریدی تیار کیا طاؤس زرین بال پر بصد شان و شوکت سوار ہوئین
ابر مرواریدی چلا چالاک یہ تماشا دیکھتا ہوا چلا آتا ہے ابر مرواریدی کس لطف سے جاتا ہے
چالاک بن عمرو ہزار جان سے نثار ہو رہا ہے اس فتح کی لشکر اسلام مین بڑی خوشی حاصل ہوئی
لشکر اسلام مین آج کے دن بڑی دھوم دھام ہے ہر مقام پر جشن ہو رہا ہے شاہزادے و شاہزادیان
کام کرتی پھرتی ہین ملکہ بہار جادو بھاری جوڑا پہنے ہوئے ملکہ مہ جبین دروازے پر لازمونکو کھانا پہونچا رہی ہین

نگاہ جو پڑی دیکھا ابر مروارید سی آتا ہی خوش ہو گئیں کنیزوں سے کہا ہمشیرہ صاحبہ آتی ہیں مخمور نے جو یہ مژدہ
سنا واسطے استقبال کے دوڑیں آج تک ملکہ مخمور اپنے کو ملازمہ ملکہ حیرت جانتی ہیں واسطے استقبال
کے بڑھیں کہ ابر شق ہوا دیکھا ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پر سوار بڑی رعنائی سے آکے پہونچیں
ملکہ بہار بھی بڑھ گئیں ہر چند کہ ملکہ بہار کا بڑا مرتبہ ہی مگر اپنی بہن کے استقبال کے واسطے بڑھیں ملکہ
حیرت جادو آکے پہونچیں بہار و مخمور نے آکے گھیر لیا سب حال پوچھا ملکہ حیرت نے سب کیفیت بیان
کی کہ اس قید سے جا کے چالاک ہی نے رہا کیا اب جو کچھ تم کہو ہم قبول کریں آوارگی کی اب دل میں طاقت
نہیں رہی اُسی وقت صاحبقران بھی بارگاہ سے نکل آئے چالاک بھی الگ سر جھکائے ہوے کھڑے
ہیں صاحبقران کو دیکھکر سب پہنچے ملکہ حیرت نے جھک کے سلام کیا امیر نے جھپٹ کے حیرت جادو
کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے ملکۂ عالم تمھاری خرابی پر سب نے سرگردانی کی سب حالات ہمنے سنے
بڑا افسوس ہوا اب تمکو مناسب یہ ہی کہ انتظام ہوشربا لو چالاک کو اپنی غلامی میں قبول کرو حیرت جادو
نے شرم سے سر جھکا لیا مگر ملکہ بہار نے بڑھکر عرض کی جیسا ارشاد فیض بنیاد ہوا اُسی طرح یہ بجا لائینگی
چالاک نے انکے ساتھ بڑی جانبازی کی ہر مقام پہ اپنی جان دینے کا قصد کیا کسی مقام پر وہ نہیں
رکا اب انکو حکم شہنشاہ سے کیا عذر ہی صاحبقران نے فرمایا اے ملکہ بہار اب تمسے بہتر کوئی انکا عزیز نہیں
ہی تمکو انکی جانب کرتے ہیں اور چالاک ہمارا فرزند ہی بخدا اگر ہمارے فرزند پر کوئی جفا ہو اور اُسی آفت
میں چالاک بھی مبتلا ہو تو ہم پہلے چالاک کی رہائی کی تدبیر کریں یہ خیال نہ کرنا کہ یہ عیار ہی بخدا
ہمنے اسکو مثل فرزندوں کے پرورش کیا جو تمھارا حکم ہوگا ہم آنکھوں سے بجا لائینگے اب ملکہ حیرت تم
اپنے دل کو گران نہ کرنا ملکہ حیرت جادو قدموں سے صاحبقران کے لپٹ کے رونے لگیں عرض کی
میں حضور کو اپنا پیر مرشد جانتی ہوں جو سرگردانی تقدیر میں لکھی ہوئی تھی وہ ہوئی آپ بھی مجبور میں
بھی ناچار صاحبقران نے ایسے کلمات فرمائے کہ ملکہ حیرت کو بہت تسکین ہوئی ملکہ بہار حیرت
کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آئیں ملکہ مہ جبین نے تعظیم کی ملکہ حیرت جادو کو پہلو میں جگہ ملی جشن تو
لشکر میں ہو ہی رہا تھا ملکہ بہار نے بڑی دھوم سے مانجھا واسطے چالاک کے روانہ کیا میاں
چالاک مانجھا پہنکر بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوے صاحبقران نمان کو نذر دی جب بادشاہ کو بھی
نذر دے چکا تو بادشاہ نے فرمایا اے چالاک تمنے بڑا کام کیا جب ابتدا میں یہ بات مشہور ہوئی کہ
چالاک حیرت جادو پر عاشق ہی تو لوگ ہنستے تھے کہ کہاں چالاک کہاں حیرت مگر کیا کارنمایاں
کیا کہ شادی کر کے چھوڑا اُسی وقت طائفے حاضر ہوے میاں چالاک بادشاہ کے پہلو میں آکے
بیٹھے ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

کمر تیری گم ہی مجھے جستجو ہے
کمر کا ترے جسم کا ایک مو ہی
گرانا نہ ہرگز نہیں جان دونگا
نظر سے نہاں رنگ بھی مثل بو ہی
نہ میں ہوں مخاطب نہ تو ہی مخاطب

دہن بھی نہاں ہی یہی گفتگو ہی
پیمانے میں جو کہتے ہیں ہم ہی ہم ہیں
مئے ناب زاہد مری آرزو ہی
لیا پالی پالی ترے قد نے ایسا
وہی میں وہی تو نہ میں ہوں نہ تو ہی

جو ہیں موشگاف اُنکی یہ گفتگو ہی
جو آنکھیں ہوں روشن تو پھر تو ہی تو ہی
مرا گل ہی ایسا کہ اے عندلیبو
کہ سرو لب آبجو آب جو ہی
مجھے ہوش آیا تو کیا جوش آیا

یہ محبت العنب بھی بڑی تندخو ہی
جنون تار تار اب کرتا ہی گریبان
ذرا ہاتھ تو مثل دست سبو ہی
لب جام تر رہتے ہی فلک ساقی
جو بیٹھا ہی گھر مین وہان کو بکو ہی
مری تندی کی ہی مئے لعل گون سے
گل زخم مین واہ کیا رنگ و بو ہی
تصور ہی جو درد کی طرح ناصح

حضور اسکے کرتے ہوا اپنا نظارہ
کہ ناصح کو درکار تار رفو ہے
بہاتا ہوں آنسو جو آنکھونسے پیہم
بلا سے اگر خشک میرا لہو ہی
جو ہی جیت مین ہی وہ شست و جست مین
سبب زیست کا جسطرح سے لہو ہی
مئے ناب سے ہاتھ دھو یا جو تمنے
ہمہ ہر دیکھتا ہوں وہی روبرو ہی

نظر باز وہ ماہ آئینہ رو ہی
وہی جام دنیا ہی ساقی لبان تو
دلا داغ الفت کی کیفیت و شو ہی
محبت خانہ برباد ہو ہر ذرہ گرد و
جو بکسو ہی سب سے وہی چارسو ہی
چھڑک کر مرے زخم پر شتاب بولا
یہی زاہد دیکھا تمھارا وضو ہی
عجب طرح کا ہنگامۂ عیش و نشاط

گرم ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہین جام و سبو گردش مین ہر ایک خورد و کلان عیش و نشاط کی کوشش مین ہین صاحبقران زمان خود مصروف سامان عروسی چالاک ہین خواجہ عمرو محفل مین نہین آتے فرماتے ہین حمزہ کو وحشت ہوئی ہو اب یہ لونڈا اور زیادہ پھولیگا زمین پر پانون نہ رکھیگا گمیگا مین حیرت کا شوہر ہون اب وہ کس سے بات کریگا صاحبقران نے جو سنا فرمایا خواجہ عمرو دیوانے ہوے ہین بیٹے کی شادی مین شریک نہین ہوتے جانتے ہین کہ خرچ کرنا پڑیگا مقبل سے فرمایا ذرا عمرو کو تو بلا لو خواجہ منہ لٹکائے ہوے آئے دیکھا چالاک پہلو مین صاحبقران کے کرسی الماس لگا دیہ بیٹھا ہی خواجہ دیکھکر جلگئے عمرو نے کہا حمزہ تونے نالایقون کو صحبت مین جگہ دی خدمتگار کو پہلو مین بٹھایا بیچاری حیرت کی تقدیر پھوٹ گئی کہان وہ شاہزادی والا قدر کہان یہ تین سو روپے کا پیادہ امیر نے فرمایا پانچ سو روپیہ مہینا واسطے صرف پاندان بلکہ حیرت کے مقرر کیا لیا ہی عمرو نے کہا آپ سب کچھ دینگے لیکن جو انمین عیب ہین وہ کیونکر دھوئے جائینگے امیر نے فرمایا اب بیہودہ نہ بکو تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ محفل کو روشن کرو کچھ گاؤ عمرو نے کہا مین اس محفل مین نہ گاؤنگا میرے واسطے شاق ہی امیر نے کہا مقبل کو بلاؤ کہو یہان ہزار روپیہ لاکے رکھے جسکو اسکے لینے کی ہوس ہو وہ گائے اور یہ مال لے عمرو نے کہا ہمین کسی کی شادی و غمی سے کیا کام ہی ہم تو آپ کے حکم کے پابند ہین جو فرمائیے بجا لائین امیر نے کہا بیٹھو مقبل نے جو بیس توڑے لاکر رکھے خواجہ کی رال ٹپک پڑی کہا ای شہریار جو ارشاد ہو بجا لاؤن جو حکم ہو بجا لاؤن صاحبقران نے فرمایا لینا ہو تو گاؤ خواجہ عمرو نے جوڑی نکالی سامنے صاحبقران کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

رعد کا شور ہو حورون کی صدا سے پیدا
ای جنون خار ہون صحرا کی ہوا سے پیدا
نہ تو بھوکے ہوے تھے ہم نہ تو پیاسے پیدا
چاہیے اشک بہا ہون نالے کے پیچھے پیچھے
لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پہ شفق
خدنگشی آج وہ سرو ون سے ہین کرتے جلتے
تحت پر بون کے ارشاد اللہ جو دیوانون تک

جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
آبلے ہوتے ہین اپنے کف پا سے پیدا
ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا
زمزمہ قافلہ ہی بانگ درا سے پیدا
رنگ کیا کیا ہوے خون شہدا سے پیدا
گل کی ہم بات ہوے تھے جو فنا سے پیدا
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا

دھوپ مین تو جو نکلتا ہی کبھی ای رشتہ حسن / سایہ ہوتا ہی پروبال ہما سے پیدا
مشک بو زلف کا ہی لطف رخ رنگین پر / سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا
شاہد گل کو ہی مقصود شکار بلبل / شاخیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا
پابرہنہ سر عریان و تن گرد آلود / ہی کرامات گدا حال گدا سے پیدا
حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا / حال ہوتا ہی یہی عشق خدا سے پیدا
فی الحقیقت ہی اگر چشمۂ حیوان وہ دہن / سیکڑون خضر ہے ہر جا منگلے پیاسے پیدا
بوسہ بازی سے مری ہوتی ہی ایذا انکو / منہ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین حیا سے پیدا
عہد پیری مین جوانی ہی بہت یاد آتی / کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا
مجھکو ڈر ہی کہین طوق گلہ یار نہون / حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا
بند کردیگی تری برق جمال آنکھون کو / ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا
دیکھکر آئینہ بیزار نہو صورت سے / ہوتے ہین جوش جوانی مین قضا سے پیدا
بندۂ عالم نہین ہوسکنے کا بیدل جو لئی / بت گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا
لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہوئی / رس سے شکر ہوئی شکر سے بتاسے پیدا
ای شہ حسن ترے عشق مین مرنے کے لیے / لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

عمرو نے اس طور سے اس غزل کو گایا برق وغیرہ ساز بجا رہے ہین جب خواجہ نے ہیں ہزار روپیہ انعام لے لیے برق وغیرہ نے کہا استاد بانٹا ہوگا عمرو نے کہا آقا سامنے موجود ہین آپ ہی سب کو دیجیے مین نے حق اپنا پا یا مین کسی کو ایک حبہ نہ دونگا یہ کہکر خواجہ چلدیے برق وغیرہ نے انعام نہ پایا چالاک نے سر جھکا کے کہا اب قبلہ و کعبہ ئے گانے مین مزا نہین رہا ٹھیکرے لوٹتے ہین گانے کا مزا جاتا رہا امیر نے کہا چپ رہو وہ یار نہین تمسے جلتا ہی اور زیادہ فساد کریگا سب جگہ کہتا پھرتا ہی کہ حیرت کی تقدیر پھوٹ گئی اگر حیرت سنیگی اور زیادہ ملول ہوگی اُسکے کان مین یہ بات نہ پہونچے مین شادی مین کچھ فتور نہو میان برق وغیرہ بہت خوش ہین رنگین کپڑے پہنے ہوے مبارک مبارک کرتے پھرتے ہین ایک ایک سے کہتے ہین خدا نے بڑا فضل کیا کہ ہمارے بھائی صاحب کی شادی ہوتی ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ سات دن شبانہ روز یہی جلسہ رہا صاحبقران زمان خود مصروف سامان رہے ساتوین دن حنا بندی و ساچق کی تقریب کرکے چالاک کو دولھا بنا یا صاحبقران اپنی گود مین لیکر بیٹھے زر نثار کرتے ہوے چلے خواجہ عمرو نے جو سنا کہ اب برات جاتی ہی مکان پر خواجہ بزرگ امید کے پہونچے چوبدار کی شکل بنے ہوے آواز دی جناب قاضی صاحب بزرگ امید نکلے خواجہ یعنی مردبے نے کہا حضور برات گئی آپ تیار رہیے مگر یہ گلوری تو نوش فرمائیے خواجہ بزرگ امید نے گلوری کھائی کھاتے ہی گھبرا کے کہا میرے پیٹ مین گڑبڑ ہو رہی ہی مین برائے رفع حاجت جاتا ہون خواجہ بزرگ امید کو دست آنے لگے عمرو نے گلوری مین جمال گوٹے دیدیے آپ خواجہ بزرگ امید بنکر چلے ایک ایک سے پوچھتے جاتے ہین برات دولھن کے مکان پر پہونچی لوگ خبر دیتے ہین کہ صاحبقران نے وہ انتظام کیا کہ خود چالاک کو گود مین لیکر بیٹھے زر نثار کر رہے ہین سارے لشکر مین برات پھری

مراد صاحبقران یہ ہے کہ ملکہ حیرت کو ملال نہو وہ شاہزادی والا قدر ہی چالاک کو بدل وجان قبول
کرے یہان شہنشاہ لاچین و بلقیس ثانی و ملکہ مہار و مخمور انتظام مین مصروف ہین سب سے زیادہ
ملکہ مہار محفل کو آراستہ کر کے بیٹھی ہین محفل آراستہ بزم پیراستہ شہنشاہ لاچین و ملکہ مہار در بارگاہ
پر کھڑے ہین جس قصر مین ملکہ حیرت جادو ہے کنیزون نے چلمنین ڈال کے انتظام کیا ملکہ حیرت جادو
نے کہا تھا کہ برات ہم بھی دیکھینگے کنیزون نے چلمنون سے دکھائی ملکہ حیرت نے بچشم دیکھا صاحبقران زمان
چالاک کو گود مین لیے بیٹھے ہین باغ باغ ہو گئین دل سے کہتی ہین کہ صاحبقران بڑے جوہر شناس ہین مگر
ہماری تقدیر مین آوارگی تھی کہ ایسے قدردان سے جدا ہے جیسے قریب بارگاہ سلیمانی پہونچے مہار نے نیچہ
گشتن مین پانی بھرا ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پھینکدیا کہ ہمیشہ دولہا پانی بھرے کنیزین ٹوٹکے کر رہی ہین ڈومنیون کے
گانے کی آواز طبلے گھنیچے ہوے فرو وہ طبلون کی آواز وہ اُنکی صدا ۔ وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈو لا ۔ امیر چالاک
کو لیکر اُترے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے نوشاہ برابر گذرے ہین کہ ابھی انتظام ہین صاحبقران نے آرام نہین
فرمایا صحبت مین بیٹھے رہے منظور یہ ہے کہ کسی طرح کی دل شکنی نہو حکم ہوا قاضی صاحب کو لاؤ چوبدار دوڑا خواجہ بہان
بزرگ امید بنے ہوے بیٹھے ہین چوبدار نے آکر کہا قاضی صاحب چلیے قاضی صاحب ایک عبا پہنے دھاٹا باندھے
ہوے کنٹھا ہاتھ مین لیے آیات درود پڑھتے ہوے قریب بارگاہ سلیمانی پہونچے حکم ہوا گانا موقوف کرو اب
قاضی صاحب آتے ہین رنڈیان باہر نکالی گئین ساز سب بند کیے گئے قاضی صاحب اندر آئے صاحبقران
نے فرمایا قاضی صاحب پہلے اندر جائیے جا کے پوچھیے مہتر بن مہتر چالاک فرزند صاحبقران اے ملکۂ عالم
قبول ہے تین ملک واسطے پان کھانے کے دیے وہ حرف پاندان کو رہے اور اقلیم ہوشربا کی حکومت بطور
عطیۂ سرکار ہے قاضی صاحب اندر پہونچے مسند نشین جمع ہین قریب حجلۂ عروسی آئے پکار کے پوچھا اُسوقت
ملکہ مہار حیرت کو گود مین لیے بیٹھی ہین قاضی صاحب نے پکار کے پوچھا بڑی دیر مین ہون کی آواز آئی
قاضی صاحب چلنے مہار نے بڑھکر پوچھا جناب قاضی صاحب ذرا ٹھہر جائیے کیون جناب صاحبقران
نے کیا مرحمت فرمایا دیکھا ملکہ مہار دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے ہے قاضی صاحب نے مہار سے
ہاتھ ملایا کہا اے ملکۂ عالم صاحبقران زمان نے اقلیم ہوشربا بطور سلطنت مقرر فرمائی اور تین ملک
واسطے پان کھانے کے دیے مہار خوشی خوشی بلئین قاضی صاحب باہر نکلگئے مہار نے بعد تھوڑی دیر کے
جو ہاتھون کو دیکھا پانچ انگوٹھیان کم ہو گئین حیران ہین کہ کسکو کہون آکر پاس ملکہ حیرت کے بیٹھین اب
قاضی صاحب محفل مین آئے چالاک سے متوجہ ہو کر فرمایا ملکہ حیرت دختر لبنہ اختر حیات جادو تین ملک
واسطے پان کھانے کے اور اقلیم ہوشربا بطور سلطنت اے چالاک منظور ہے یہ سنکر قریب تھا کہ چالاک کے
بند قبا ٹوٹ جائین خوشی کے مارے پھول گیا سر جھکا کر کہا قبول کیا قاضی صاحب نے عقد پڑھا لوٹ کے
کشتیان جواہرات کی لین صاحبقران دیکھتے ہین کہ سب عیار موجود ہین مہتر قران تک حاضر ہین مگر
خواجہ عمرو نہین ہین قاضی صاحب کو دیکھا کہ دامن پھیلائے ہوے سامنے عیارون کے کھڑے ہین
فرما رہے ہین کہ بھائیو تمہارے بھائی کی شادی ہے ہمنے عقد پڑھا کچھ دلواؤ امیر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا او
سار بان زادے خواجہ بزرگ امید کو جھال گوٹے دیے تو نہ خرچ کریگا عمرو نے کہا خدا آپ کو سلامت
رکھے آپ نے وہ پرورش فرمائی ہے کہ جسکو بیان نہین کر سکتے یہ کہکر ہاتھ چھڑا کے بھاگے صاحبقران نے

چند آدمی بھیجے کہ جاکر خواجہ بزرگ امید کو وہی پلواؤ ایسا نہو ہلاک ہو جائیں لوگ پہونچے جاکر خواجہ بزرگ امید
کو دیکھا کہ دست آرہے ہیں خادم نے خبر دی کہ آج تو خواجہ عمرو وہاں نکاح پڑھ رہے ہیں خواجہ بزرگ امید
فرماتے ہیں ابھی میں مہلت پاؤں تو اقرار نامہ لکھکر داخل کروں کہ میں نکاح پڑھنے سے باز آیا جب عقد کا دن
آتا ہے یہ ساربان زادہ یہی میرا حال کرتا ہے میں عقد اب نہ پڑھونگا کہ ملازمان صاحبقران پہونچے انہوں نے
آکے علاج کیا کشتیاں جواہرات کی بھی لاکے دیں کہ صاحبقران نے یہ مرحمت فرمایا ہے خواجہ بزرگ امید
فریاد کرنے لگے کہ جائے صاحبقران زمان سے عرض کرنا کہ یہ بھی اُس ساربان زادے کو دیدیجیے اور
عرض کرنا کہ میری جان بچی ہے ملازمان صاحبقران نے علاج کیا یہاں صاحبقران نے انعام تقسیم
کیا گیتی ستو طائفہ ہے سب کو نہال کردیا شہنشاہ لاچین نے چھکڑے اسباب کے لدوائے دولھن کے واسطے
محافہ زرین آراستہ ہوا اونٹوں پر اسباب جہیز لادا گیا اسطرح صاحبقران برات لیکر چلے خواجہ نے جو دیکھا
کہ امیر محافہ حیرت پر زر نثار کر رہے ہیں یہ معاملہ دیکھکر منہ میں عمرو کے پانی بھر آیا رنگ و روغن عیاری کا
لگاکر ایک شہدے کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک میلی چادر کمر کو گلے میں باندھے دو کو نے دونوں ہاتھوں میں
لیکر ارے چھیناک ارے چھیناک کرتے ہوئے ساتھ ہوئے جب وہاں سے صاحبقران نے مٹھا پھینکا عمرو
نے حسبت کرکے سب جواہرات اپنی جھولی میں لے لیا کہیں صاحبقران کی نگاہ پڑگئی پکارکے آواز دی
کہ او لالچی ساربان زادے خبردار کیا کرتا ہے ارے تجھے شرم نہیں آتی بیٹے کی برات جاتی ہے اور تو مال
لوٹ رہا ہے عمرو سامنے صاحبقران کے بھاگا ایک گوشے میں جاکر چھپا پھر نگاہ صاحبقران کی بچا کے
لوٹنے لگا اس دھوم سے برات لیکر صاحبقران آئے ملکہ مہار ساحرا نے بھی سب سامان انتظام کیا بڑی دھوم
سے برات آکر اُتری چالاک پھولوں نہیں سماتا جب دولھا دولھن کو لیکر محل میں آیا ملکہ مہار نے جو دیکھا
چالاک نے جھک کے سلام کیا مہار نے کہا ای چالاک مبارک ہو تمھاری جانبازی کا پھل ملا اگر کسی کا
پیچھا کرے تو اسطرح کرے جیسا تم نے کیا چالاک تو حجلۂ عروسی میں جاتے ہیں صاحبقران زمان آج
نو دن کے بعد خوابگاہ میں گئے خواجہ عمرو بھی تھکے ماندے تھے یہ بھی جاکر سوئے تمام لشکر میں آج سناٹا
ہوگیا دو گھڑی رات رہے وہ جو قاعدہ قدیم ہے مقبل صاحبقران کو جگانے آیا دیکھا پلنگ خالی پڑا ہے مہرہ
نقب کا لگا ہے مقبل نے ایک چیخ ماری برق اُٹھا تھا مقبل کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا مقبل رو رہا ہے
برق نے پوچھا خیر تو ہے مقبل نے کہا آپ لوگوں نے بڑی غفلت کی برق نے کہا یہ ہمکو امید نہ تھی آج کل تو
کسی سے مقابلہ بھی نہیں کون دشمن لگا ہوا تھا آقائے نامدار کو لیگیا اب ملا جو ہوا خواجہ عمرو کو بھی
خبر پہونچی آج خیمہ سرو سیمتن میں تھے یہ خبر سنکر بدحواس ہوکے دوڑے دیکھا سب عیار رو رہے ہیں
پوچھا ارے خیر تو ہے سب عیاروں نے عرض کی صاحبقران کو کوئی چرا لیگیا عمرو گھبراکے اُسی بارگاہ میں
گیا دیکھا دہنہ نقب کا لگا ہے چالاک بھی آنکھیں ملتا ہوا نکل آیا خواجہ نے ایک دو ہتھڑ مارا کہا کہ بدنصیب
تیری شادی سے یہ نفع ہوا کہ آقائے نامدار کو کوئی چراکے لیگیا بادشاہ بھی یہ خبر سنکر اپنی بارگاہ سے
نکل آئے پوچھا ارے کیا ہوا مقبل نے بڑھکر عرض کی صاحبقران زمان کو کوئی چرا لیگیا بادشاہ نے
فرمایا خواجہ کو تو بلاؤ خواجہ عمرو جو سامنے آئے بادشاہ نے فرمایا کیوں خواجہ یہ کیا غفلت ہے یہ تم نہ
جانتے تھے کہ طلسم ہفت پیکر والوں سے بگڑی اُلجھی ہے وہاں سے بڑے بڑے ساحر آئے مارے گئے

آنکے دلپر داغ نہو گا ضرور کہ وہ کاوش کرینگے عمرو نے کہا حضور نہ گھبرائین غفلت تو حقیقت مین ہوئی مگر مین تلاش کرونگا عین شادی مین رنج ہوا اُس بدنصیب کی شادی ہوئی ہماری نامرادی ہوئی تاج سر اُتر گیا اب سب عیار آکے جمع ہوے اپنے اپنے طور پر کہنے لگے چالاک نے کہا مین ابھی پتہ لگاؤنگا یہ کہکر بانہایت عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ حیرت کے پاس آیا رخصت ہوا ملکہ حیرت نے کہا ای چالاک اگر ہو سکے تو تم وہان جاؤ جہان اپنے عہد دولت مین سنا تھا کہ میان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی قلعہ زہادیہ اسکا لقب ہی سرداب جادو اسکا حاکم ہی وہ بھی ہفت پیکر کا خدا گذار ہی خبر پائی ہی کہ اُسنے ایک قلعہ آباد کرایا ہی اُسکا قلعہ شاطران نام ہی سرداب جادو نے وہ قلعہ شاطرون کو دیدیا ہی اُسکا محاصل بھی وہی لوگ پاتے ہین ہر رئیس کے ساتھ ایک ایک عیار ہی ہر عیار کو یہی دعوی ہی کہ میرا مثل نہین قنطور تیز رو اُسکا عیار ہی شاید اُسنے یہ فکر کی ہو کیا وجہ کہ شاید اُسنے خبر سنی ہو کہ ایسے ایسے ساحر مارے گئے ضرور اُسکے خلاف ہوا ہوگا شاید اُسی نے قنطور کو بھیجا ہو ایک زمانے مین سرداب جادو ہمارے ملک پر بھی آیا تھا سحر سیکھنے کو میرے پاس پہونچا کچھ حال راز و نیاز سحر پوچھے تھے مہتر قنطور اُسکے ساتھ تھا اسوجہ سے یہ حال تجھسے کہدیا ہین مہاراجے ساتھ ہو شہر با جادگی اگر فرصت ہو تو اُسطرف آنا چالاک یہ سنکر بہت رویا کہا ای ملکہ عالم یہ مقدمہ ایسا واقع ہوا کہ مجھکو بڑا حجاب ہی دل واسطے آقاے نامدار کے بہت بیتاب ہی مین پہلے قلعہ زہادیہ مین جاتا ہون ملکہ حیرت نے کہا یہ خیال رکھنا کہ اپنے کو عیارون سے بچانا قنطور سب کا استاد ہی چالاک باہر نکلا برق فرنگی سے ملاقات ہوئی چالاک نے حال قلعہ زہادیہ کا برق سے بیان کیا برق نے کہا خلیفہ کچھ عجب نہین کہ وہان پتہ لگے چالاک و برق ساتھ چلے خواجہ ایک جانب روانہ ہوے اور بھی عیار چلے یا تو لشکر مین سب کو خوشی تھی یہ خبر جسنے سنی پریشان ہوگیا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ بڑا کوئی دشمن بزرگ تھا ایسے وقت مین آیا کہ سب غافل تھے بادشاہ جمجاہ بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے دنگلون پہ جو نگاہ پڑی کہ نکل علمشاہ و نور الدہر وغیرہ جملہ فرزندان صاحبقران کے خالی پڑے ہین بادشاہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا یا سعد کیا غضب کی بات ہی ہم بیٹھے رہے یہ سب شیر دلیر طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے اب یقین کامل تھا کہ صاحبقران بھی اُسی طرف جانکلے ہونگے بیچ مین یہ شعبدہ نکل آیا اب دیکھین فلک گرفتار کیا دکھاوے مگر چالاک اور برق جو چلے جب قلعہ زہادیہ کے قریب پہونچے دور ہی سے دیکھا دروازہ قلعے کا کھلا ہوا ہی خلقت کی آمد و رفت دونون نے صورتین بدلین چالاک فقیر بنا برق فرنگی چیلے کی شکل بنکر داخل قلعہ ہوے پھرتے ہوے جاتے ہین اب چاہتے ہین کسی مقام پہ ٹھہرین تو حال دریافت کرین ایک جگہ جاتے ہین چونکہ فقیر کی صورت بنے ہوے ہین سوال بھی کرنا ضرور ہی وہان کے لوگون کو جو معتقد طلسم ہفت پیکر پایا جس سے سوال کیا آواز دی بحق خداوند ہفت پیکر کچھ فقیر کو دین سے بھی دو عدد شاہ ہوتے ہو چالاک نے دیکھا شہر والے کچھ دیتے نہین چالاک حیران ہی کہ یہان کا کیا طریقہ ہی فقیر کو نہین دیتے اسی سوچ مین بازار مین کھڑے تھے کہ دیکھا ایک طرف سے قنطور تیز رو ساتھ ہی پیک کے پشت پر قنطورہ ہارے زرنگی سے آراستہ سیت و خیر کرتے ہوے آتے ہین قنطور کی نگاہ چالاک پر پڑی ساتھ والون سے کہا یہ فقیر نیا شخص معلوم ہوتا ہی ساتھ والون سے کہا کہ ہمارے سامنے بلا لو ایک شاگرد نے بڑھکر آواز دی

شاہ صاحب ذرا ادھر آیئے ہمارے استاد بلاتے ہین چالاک نے کہا بابا فقیر کا کیا کام ہے اگر کچھ دینا منظور ہو دیجیے نہ دینا ہو اختیار ہے فقیر کا تو یہی قول ہے خیر خیر جیب خیر شاگرد نے کہا شاہ صاحب باتین نہ بناؤ استاد کے سامنے چلو چالاک نے کہا ہم نہین جائینگے اُس شاگرد نے حلقے کمند کے مارے کہا شاہ صاحب بڑے تقریر یہ ہو حلقہ ہائے کمند چالاک کی گردن و کمر مین پڑے برق نے دیکھا کہ چالاک گرفتار ہوتا ہے ایک خنجر مارا کہ اُس عیار کا شکم چاک قصہ پاک قنطور نے آواز دی لینا یہ جانے نپائین سب عیار دوڑے اب برق و چالاک جدھر جاتے ہین دوکاندار بھی دوکانون سے کود پڑتے ہین قصد کرتے ہین کہ چالاک و برق کو پکڑ لین دونون خنجے کھینچے ہین لڑتے ہوئے جاتے ہین جو انکے قریب آیا اُسکو مار ا بھاگتے بھاگتے ایک کوچے مین دونون پہونچے اُس کوچے کے گوشے مین ایک نخل تھا برق نے کہا اس درخت پر چڑھ چلو اس شہر مین کوئی اپنا یار دوست نہین ہے آخر بھاگ کے کہان جائین یہ رائے دونون کو پسند آئی اُسی درخت پر چڑھ گئے پتون مین چھپ کر بیٹھے عیار ڈھونڈھتے ہوئے ادھر بھی آئے کسی کو نہ پایا پلٹ گئے قنطور بھی اُسی مقام پر آیا درخت کے نیچے کھڑا رہا ساتھ والون سے کہا یارو عمرو عیار کے شاگرد ہے مین جانتا تھا کہ یہ لوگ اب ضرور آئینگے لیکن کیا مجال کہ عیاری کرین یہ کہتے ہوئے پلٹ گئے برق و چالاک اسی طرح پتون مین چھپے ہوئے بیٹھے رہے نگاہ اُٹھا کے دیکھا پہلو مین اُس نخل کے ایک قصر ہے لوگے پر فرش بچھا ہے چالاک نے دیکھا ایک جوان نحیف و ضعیف ایک کمرے سے نکلا فرش پر آکے بیٹھا لیکن اکیلا ہے چار جانب دیکھ کر رونے لگا ایک تصویر بغل سے نکالی اُس تصویر کو دیکھ دیکھ کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اشعار

برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا
حوصلہ باقی نہین ہے اب فغان و یاد کا

شوق دیدہ رخ نے کھلوایا اُن آنکھون کا فریب
الفت گل سامنا کروائی ہم کو صیاد کا

عرصہ محشر مین جاتے ہی جہنم مین پڑا
اور اُلٹے پاؤن ارادہ تھا مجھے فریاد کا

دیکھکر مجھکو اکڑتے ہین محبت بالا بلند
کیا بلا انپر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا

قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو ناز
حکم سلطان سے ہے خونریزی عمل جلاد کا

مل نہین چلتے ہین کج لبون سے ہرگز راست باز
چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا

نزال دنیا تنگ کرتی ہے نہایت ہی مجھے
ہے مگر اس بیسوا کا کیا بدن فولاد کا

دوستی بھتی نظر آتی نہین محبوب سے
تازیان اُٹھتا نہین وان شغل ہے بیداد کا

اسقدر ایذا ہمین دی ہے بتون کے عشق نے
حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا

قامت موزون سے قصداً گے نکل چلنے کا ہے
تار سے ناپینگے قد اک روز ہم شمشاد کا

دام مین لا کر کیا جب بنا جوری اسنے حلال
باغبان بھی ہو گیا عاشق مرے صیاد کا

ضبط جوش گریہ سے کرتا ہون اشک آنکھون مین جذب
گرد ہون دشمن ہون لیکن سیل کی بنیاد کا

یادِ روز افتادگان ہے آتش اُس بت سے بعید
دھیان کب مولا کو آیا بندہ آزاد کا

چالاک و برق حیران ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے معلوم ہوتا ہے یہ شخص کسی پہ عاشق ہے برق نے کہا مین دریافت کرتا ہون چالاک نے کہا ایسا نہو کچھ خرابی پڑے تو مشکل ہو برق نے کہا بیہوش کرکے الگ لاؤنگا چالاک نے کہا یہ مضائقہ نہین برق نخل سے اُترا وہ جوان روتے روتے سو گیا تھا برق نے اُسکو جا کر بیہوش کیا

پشتارہ باندھکر سامنے چالاک کے لایا چالاک تخل سے اُترا یہ دونون اُسکو ایک گوشے مین لائے اب اُس جوان کو ہوشیار کیا اب جو اُس جوان کی آنکھ کھلی اپنے کو مشکین بندھا ہوا پایا دیکھا دو شخص نیمچہ پکڑے ہوے کھڑے ہین چالاک نے بہ محبت پوچھا اے جوان رعنا یہ کیا حال ہی کیا کسی پر عاشق ہو ہمسے صاف صاف کہو تمھارے معشوق کو تمسے ملا دینگے یہ جو بہ محبت چالاک نے کہا اُس جوان نے بنگاہ حیرت ان دونون کو دیکھا ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے جوان خداوند ہفت پیکر تجھکو سلامت رکھے ایسی بات کہی کہ دلشاد کر دیا لیکن میری مشکل لائق حل کے نہین ہی چالاک نے کہا کوئی مشکل ایسی ہی کہ جو حل نہو جب برق و چالاک نے بہت کہا تب اُس جوان نے اشک کا دریا بہایا کہا اے مشفق و مہربان اصل کیفیت یہ ہی کہ سرداب جادو جو یہان کا حاکم ہی طرف سے ہفت پیکر کے ہمارے باپ پر لشکر کشی کر کے آیا ہمارا باپ سلطان خسرو اسی ملعون کے ہاتھ سے مارا گیا ہمکو قید کیا ہفت پیکر کو سجدہ کرایا بعد مدت کے قید سے چھوڑا کچھ تنخواہ مقرر کر دی ہی اُسمین بسر اوقات ہوتی ہی کیا کہون بہ سختی بسر کرتا ہون اور اپنی مصیبت پر آپ روتا ہون نام میرا اسقلان خسرو ہی قنطور جو سرداب کا بیٹا ہی اُسکی دختر بلند اختر ملکہ نمکین شیرین ادا یہ حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال آنکھین جناب دریاے کمال خود سرداب اُسپر عاشق ہی منظور نے قبول نہین کیا سرداب نے بڑی کوشش کی مین تو گھر سے بھی نہین نکلتا ایک دن شامت کا مارا بازار مین نکلگیا بلڑ ہوا کہ سواری نمکین شیرین ادا کی آتی ہی مین ایک گوشے مین کھڑا ہو گیا جب اُسکی سواری نکلتی ہی تو بازار بند ہو جاتی ہین مین سوختہ بخت ایک گوشے مین کھڑا تھا جب محافہ زرین سامنے سے گذرا جھونکا ہوا کا چلا پردہ اُٹھ گیا نگاہ میری جمال جہان آرا پر پڑی تیر مژگان سے زخمی ہوا تیغ ابرو سے گھائل ہوا اُسی معشوق سرکش پر مائل ہوا بڑی بڑی کوشش کی مگر آج تک کوئی صورت وصل کی نہوئی وہی تصویر پاس ہی اُسی کو آٹھ پہر دیکھتا ہون بیقرار رہتا ہون بڑی بڑی سختی سہتا ہون نہ دن کو آرام ہی نہ رات کو چین ہی آج شب کو مین نے خواب دیکھا ایک بزرگ تشریف لائے خواب مین ارشاد فرمایا کہ اے اسقلان نہ گھبرا تیری سلطنت تجھکو ملیگی صاحبقران زمان قید ہو کر آئے ہین عیاران اسلام بھی آئینگے صاحبقران زمان اس ملک کو فتح کرینگے اُنکا دستور ہی کہ مستحق کو دیدیتے ہین صاحب حق کو سلطنت ملتی ہی تمھارا وقت بہتر ہوگیا قریب آگیا اور حقیقت مین آج تیسرا دن ہی کہ صاحبقران قید ہو کے آئے قنطور تیز رو گیا تھا صاحبقران کو گرفتار کر کے لایا سرداب نے امیر کو قید کیا ہی خداوند ہفت پیکر کو نامہ لکھا گیا ہی جو حکم وہان سے آویگا وہی ہوگا برق و چالاک نے بھی اپنا حال ظاہر کیا اور کہا واسطے رہائی صاحبقران کے آئے ہین کہین ٹھکانا ہمارے رہنے کا نہین اس جوان نے کہا ہمارے گھر پر چلو اسقلان تاجدار و برق و چالاک کو لیکر اپنے مکان پر آیا بہت حفاظت سے رکھا شب کو صورتین بدل کے باتمامے عیاری سے آراستہ ہو کے یہ دونون عیار اسقلان کے گھر سے نکلے صورتین بدلے ہوے بازار مین آئے بازار مین جا کے دیکھا ایک جوہری کی دوکان پر ایک صاحب بیٹھے ہوے ایک موتی بیچ رہے ہین برق نے پہچانا چالاک سے کہا قبلہ و کعبہ ہین چالاک نے کہا بیٹھا رہنے دو یہ دونون الگ ہوے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین چالاک نے ملاقات نہ کرنے دی خواجہ عمر و موتی بیچکر اُٹھے دیکھا قنطور تیز رو کہی سے پہچان کر

ساتھ لیے ہوے دوکانون پر حکم دیتا ہوا آتا ہے کہ خبردار کسی نئے آدمی سے معاملہ نہ کرنا عمرو عیار شہر مین آگیا ہے
اُسی گلی مین بھی تلاش کرتا پھرتا ہون مل ہی جائیگا سوداگر صاحب نے جو یہ آواز سنی دوکان سے مہاجنون کی اُٹھے
قنطورنے دور سے دیکھا پکار کے آواز دی او سوداگر ٹھہر جا سوداگر جاکے گلی مین غائب ہوا قنطور نے کہا
یارو یہ سوداگر وہی ساربان زادہ تھا چار جانب ہیاب پیچھے دوڑے چالاک و برق دیکھا کیے جب قنطور
اور طرف گیا چالاک و برق مکان کا پتہ پوچھ چلے تھے اُس مکان کے سامنے آئے دور سے دیکھا لوگ سب
ساحر بیٹھے ہین چالاک و برق آپسمین صلاح کرتے ہین چالاک نے کہا مین جاتا ہون برق نے کہا خلیفہ
تامل کرو تماشا دیکھو مین ابھی سب کو بیہوش کیے لاتا ہون چالاک نے کہا دیکھو بھائی برق تمنے بھی ہمارے
ساتھ باتین فساد کی نکالین تم کنارے رہو مین جاتا ہون برق کنارے ہوا چالاک رنگ و روغن
عیاری کا نکال کے ایک کلوار کی صورت بنکر تیار ہوا ایک گھڑا شراب کا لیے ہوے لہرے گاتا ہوا چلا ساحرون نے
جو کلوار کو آتے ہوے دیکھا آپسمین کہا یارو شراب اس سے چھینلو ایک جادوگر بڑھا پکارکے آواز دی میان
جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ کلوار نے گھڑا شراب کا رکھدیا بڑھا گانے لگا آپ ہی گاتے گاتے لڑ کے گرا ساحر
گھڑا لیکر بھاگا آپسمین شراب تقسیم ہوئی پی پی کے سب ساحر بیہوش ہوے اب برق بھی چالاک کے
پاس آیا کہا خلیفہ صاحب ماشاء اللہ کیا کہنا دونون کے دونون قید خانے مین گھسے قید خانے مین جاکر
دیکھا ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین دہنہ نقب کا لگا ہوا ہے اب تو چالاک و برق دونون بہت
گھبرائے کہ یہ کیا معرکہ ہوا دہنہ نقب کا لگا تھا آپسمین کو دیکھے دوسرے بھیس پر جاکے نکلے ایک
بنیے کی دوکان پر جاکر کے حیران ہوکے چلے دیکھا کہ قنطور تیز روآتا ہے یہ دونون ایک گوشے مین
چھپ گئے قنطور آیا اسنے دیکھا سب جادوگر بیہوش پڑے ہین گھبرا کے قنطور دوڑا جادوگرون کو
ہوشیار کیا اندر قید خانے کے آیا اسنے صاحبقران کو نہ پایا گھبرا گیا یہ کہتا ہوا نکلا کہ دیکھو یارو مین کہتا
تھا کہ ساربان زادہ شہر مین آگیا وہی حمزہ کو لیگیا لیکن اتنا جانتا ہون کہ شہر سے نکلنے نہ پائے ہونگے
جلد دروازے پر شہر کے حکم پہونچا کوئی غیر نہ جانے پائے کہتا ہوا سب کو ہوشیار کرکے چلا گیا مگر
برق و چالاک اب وہان سے یہ ارادہ کرکے چلے کہ پاس اسقلان کے چلین شاید اُسکو کچھ معلوم ہو
یہان اسقلان انتظار کررہا ہے یاد معشوق مین ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھیے
کب معشوق پریچہرہ سے وصل ہو

نظم

سرخ مہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ	دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ
بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمین	بکتے ہین کوڑیون کے مول خریدار کے ہاتھ
نیم جان دل ہے طلبگار سکوک خنجر	آبرو اپنی ہے اب ابروے خمدار کے ہاتھ
حق خدمت مین نہین کوئی کمی کی ہمنے	جانفشانی کا اب انصاف ہے سرکار کے ہاتھ
پاؤن کو اُنکے چھوا مین نے تو ہنسکر بولے	کاٹے جاتے ہین تو ایسے ہی گنہگار کے ہاتھ
نہین ہوتا ہے ابرو سے اشارہ اُنکے	عشقبازون کو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ
زر سا محبوب ستمگار نہین اسکے لیے	بیچتے سر کو جانمردِ ہین سودا کے ہاتھ
روے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ	قدر اس شے کی نہین جو لگے دو چار کے ہاتھ

توڑے اے شوخ حسن لبون کے عناب
کام جسکا ہو اُسی سے ہے تعلق رکھتا
وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا
نہ جلائے نہ تو گاڑے کوئی ہمکو آتش

ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ
پائون کی طرح سے زیبا نہیں رفتار کے ہاتھ
قتل کر ہاتھ پر اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ
مردہ اپنا نہ پڑے کافر دیندار کے ہاتھ

چالاک و برق گھر پر اسقلان کے آئے اسقلان نے حال پوچھا دونون نے سب کیفیت بیان کی کہ صاحبقران قیدخانے سے غائب ہوگئے اسقلان کے ہوش اُڑ گئے کہا اے چالاک و برق یہ کیا غضب ہوا مین نہین کہہ سکتا کہ یہ کیا معرکہ ہوگا دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے دونون عیار بھی پریشان ہوے اب ان دونون عیارون کا یہ دستور ہی دن کو تو یہان بسر کرتے ہین رات کو برائے تلاش نکلتے ہین گلی کوچہ چھانتے ہین کہین پتہ نہین ملتا سرداب جادو نے قنطور تیزرو سے تاکید کی ہو کہ اے قنطور جسطرح ہو سکے تلاش کر کے لاؤ کہ صاحبقران کو کون چرا کے لیگیا ہو قنطور بھی ڈھونڈھتا پھرتا ہی قضائے کار ایک دن چالاک ڈھونڈھنے کو نکلا ہی کہ اسنے دیکھا ڈھنڈھورا پٹ رہا ہو کہ کل داماد شاہ کشتی لڑینگے جسکو تماشا دیکھنا ہو تماشا دیکھے چالاک یہ خبر سنکر مکان مین اسقلان کے آیا تمام کیفیت بیان کی اسقلان نے کہا شاداب فیلدر ایک پہلوان ہو کہ اپنے زور مین مثل نہین رکھتا شاہ کی دختر بلنداختر ہو ملکہ مہنوش شیرین کلام اُس سے یہ پہلوان منسوب ہی بعد سال بھر کے آکے کشتی لڑتا ہی تمام شہر جمع ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہی زمانہ ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی اُس قلعے کو زبردستی لے لیا ہی شاہ پردہ ہو ڈالتا ہی ہم پہلوان و ہم ساحر ہی اسی شعبدے مین پہلوانون کو زیر کرتا ہی وہی آئیگا چالاک و برق چپ ہو رہے کہا ہم بھی تماشا دیکھنے جائینگے دوسرے دن چالاک و برق بصورت مبدل پھر رہے ہین قنطور تیزرو سے ڈرتے ہین کہ ایسا نہو دیکھکر پہچان لے ایک گوشے مین کھڑے ہین قنطور انتظام آمد شاداب فیلدر کر رہا ہی کہ یکایک گرد اُڑی شاداب فیلدر گینڈے پر سوار بارہ ہزار پہلوان پشت پر ایک ایک پہلوان دیو حضال عفریت مثال زنجیرون سے کمرین باندھے ہوے ساتھ گینڈے کے چلے آتے ہین بڑے زور و شور سے وہ پہلوان آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان بھی سب اُسکے ساتھ کے آکے اُترے بارگاہین استادہ ہوگئین اُسی میدان مین اکھاڑہ کھدنے لگا تیاری ہو رہی ہی ایک فیل مست زنجیر مین بندھا ہوا دروازے پر بارگاہ کے باندھا گیا چالاک و برق نے کسی سے پوچھا کہ یہ ہاتھی کیسا ہی لوگون نے کہا کہ اول اکھاڑے مین آکے آواز دیگا کہ کوئی ایسا پہلوان ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے جب کوئی جواب نہ دیگا تب اس فیل مست کو اکھاڑے مین بلوائیگا اس فیل سے لڑیگا اور لڑ کے چیر کر پھینک دیگا چالاک و برق چپ ہو رہے یہ دونون اِدھر اُدھر ٹہل رہے ہین کہ دیکھین کیا گذرتی ہی ناگاہ دیکھا کہ سرداب جادو تاج پہنے ہوے اُس خیمے مین آیا جہان وہ پہلوان اُترا ہوا تھا مغرور نے استقبال بھی نہ کیا سرداب جادو آکے بیٹھا شاداب پہلوان نے کہا اے شاہ ہمارے مقدمے مین اب کیا منظور ہی کئی سال ہوے وعدہ کرتے چلے آتے ہین سرداب نے جواب دیا اب کی مرتبہ تم خالی نہ جاؤ گے جتنے انتظام کیا ہی ضرور شادی کر دینگے مگر ملکۂ عالم ابھی انکار فرماتی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین شب کو مین نے بلوایا تھا مین نے جو ذکر کیا تو فرمایا کہ شاداب سے کہو کہ اس سال اور تامل کرے شاداب نے غصے مین آکے جواب دیا

آپ دخل نہ دیجیے ہمیشہ ملکہ یہی فرماتی ہین مین خود سوار کرا کے لیجاؤنگا مین اپنے قلعے کا انتظام چھوڑ کر
آیا ہون سردار ب سر جھکا کے چلا گیا یہی کہ گیا کہ جو آپ کو منظور ہوگا وہی کیا جائیگا چالاک و برق
حیران ہوے کہ شاداب سے بادشاہ دبتا ہی یہ ٹھیکر مکان پر اسقلان کے آئے سب حال بیان
کیا اسقلان نے کہا بتی کو شاہ کی لیجائیگا جو کہتا ہی وہی کرتا ہی برق و چالاک نے کہا دیکھا جائیگا
مگر دل گھبراتا ہی اگر مقام پر صاحبقران کو دیکھا کہین پتہ نہ ملا کیون ای اسقلان باغ ملکہ کا کہان ہی اسقلان
نے کہا ای چالاک باغ مین ملکہ کے تمھارا کیا کام ہی چالاک نے کہا ارادہ ہی کہ جاکے وہان صاحبقران کو
دیکھین اسقلان نے کہا تمھین اختیار ہی یہ دونون عیار بانہایت عیاری سے آراستہ ہو کے چلے رات کو
جو شہر مین نکلے دیکھا جا بجا یہی چرچا ہی کہ صبح کو چلکر تماشا دیکھنگے شاداب کشتی لڑیگا آج تک ایسا
پہلوان لگاہ سے نہین گذرا ہاتھی کو چیر کے پھینکدیتا ہی یقین ہی کہ شاہ سے بھی فساد کیگا ملکہ اُسکے ساتھ جانا
قبول نہین کرتین یہ دونون عیار ذکر سنتے ہوے پتہ جو اسقلان سے پوچھ لیا تھا پشت پر باغ ملکہ
کے آکے پہونچے سنا کہ گانے کی آواز آرہی ہی دونون نے کمندین لگائین باغ مین آئے نگاہ اُٹھا کے
دیکھا کہ صاحبقران زمان مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل بیٹھی ہی مگر
رو رہی ہی صاحبقران فرماتے ہین کہ ای ملکۂ عالم کیون روتی ہو ملکہ کہتی ہین صاحب وہ موذی کشتی لڑیگا
میرا بھی سوال کریگا دیکھیے کیا ہو صاحبقران فرماتے ہین کیا مجال ہم بھی تماشا کشتی کا دیکھنے جائینگے ملکہ
کہتی ہین صاحب ایسا نہو تم دخل دو امیر نے فرمایا مین دخل نہین دونگا برق و چالاک سامنے
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے سب حال پوچھا ان دونون نے عرض کی لشکر مین تلاطم ہی اب آپ
لشکر مین چلیے صاحبقران نے فرمایا کل کشتی کا تماشا دیکھ لین پھر چلینگے رات اُسی مقام پر گذری صبح کو
صاحبقران نے بعد نماز کمر باندھی ہتھیار جسم پر لگائے ہر چند ملکہ روتی ہین کہ ای شہریار اس مجمع مین
نہ جایے ایسا نہو کچھ فساد ہو امیر نے فرمایا ای ملکہ نہ گھبراؤ مین کسی بات مین دخل نہ دونگا ملکہ رونے لگین
عرض کی ای شہریار مین تو غم و الم کا پتلہ ہو گئی جسدن سے آپ کو چھوڑا مدتگا یا ایک لمحہ بجز آرام نہ پایا اصل تو
میرے دل کی یہ کیفیت ہی

نظم

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوکِ غم کا
گیا جو اُسکے کوچے مین وہ با چشم پر آب آیا
سلیمانی ہی زیبا اُس پری کو ملک خوبی مین
جواب اُسنے نہ بھیجا اور ہمنے خط لکھے اتنے
نظر آتا نہین جب سے کسی کا کعبۂ ابرو
جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا
نہین ہی معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہی
کسی دل تک رسائی ہو سکے تو عرش ہی پیچکی
بر نگ گل جگر ہوتا ہی ٹکڑے سیر گلشن مین
رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نہ حاسد کو

لہو روتے ہین ہم تو لیکے مہینہ ماہ محرم کا
حرم سے جسطرح لاتے ہین زائر آب زمزم کا
تبسم نقش خاتم ہی دہن حلقہ ہی خاتم کا
کہ مُہرین کرتے کرتے مٹگیا نقش اپنی خاتم کا
ہمارے دیدۂ تر مین ہی عالم چاہ زمزم کا
اثر سوز غم فرقت مین ہی نار جہنم کا
ہوا ہے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا
عزیز دل نہین معراج ممکن عرش اعظم کا
ہوا ہی تیغ غم بے یار نظارہ سپر غم کا
غرور آگے مرے کرتا ہی کیا تحصیل علم کا

پریزادون نے منھ اپنا چھپایا مارے غیرت کے	اسے سوچو ذرا کیا حسن ہی اولاد آدم کا
ازل سے جو کہ باہم ہین جدا ہوتے ہین دنیا مین	دلیل اسپر جدا ہونا ہی یان طفلان توام کا
حماقت ہی غرور جاہ اہل فقر کے آگے	یہ تاج و تخت ہی ردکردہ ابراہیم ادہم کا
سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہی زمانے مین	بخیلون کی بدولت رکھیا ہی نام حاتم کا
مری آنکھون مین پڑ جائین نہ کیونکر اسقدر حلقے	تصور رات دن رہتا ہی مجھکو زلف پرخم کا
مین ایسا پاکدامن ہون یقین ہی بعد مردن بھی	بجاے سبزہ تربت پر اُگیگا بخیہ مریم کا
تماشاے جہان ہم دیکھتے ہین کنج عزلت مین	ہمارے بوریے کا نقش خط ہی ساغر جم کا
گذر ناگاہ جو میرا ہوا اشہر خموشان مین	عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہین آئینۂ زانوے سکندر کا شکستہ تھا	کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک مین جم کا

صاحبقران کا ملکہ نے دامن پکڑ لیا صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم کیون اپنے کو غم کا پتلہ بناتی ہو جہان ہزارہا ہزار آدمی ہونگے ایک گوشے مین جاکے ہم بھی تماشا دیکھ لینگے تھوڑے عرصے مین آتے ہین وہان دوست دشمن سے کیا کام مصنف عرض کرتا ہی کہ مجھے نے اس مقدمے کو تحریر نہین کیا اب بطور اطلاع عرض کرتا ہون جب صاحبقران کو قنطور حیلے لایا قریب قلعے کے آکے اسنے شاہ کو عرضی لکھی کہ مین قید صاحبقران کو لیکر آیا ہون شاہ نے کچھ سوار بہیدل بھیجے آراے پر امیر کو سوار کیا اسطرح قید کو لیکر آیا قبل آمد صاحبقران جو شہر مین غل ہوا کہ قید داماد نوشیروان کی آتی ہی ملکہ نے بھی خبر سنی ایک مکان سے آکر پہلے صاحبقران کو دیکھا دیکھکر مائل ہوئین جب قنطور نے صاحبقران کو لاکے قید خانے مین قید کیا ملکہ نے حال اپنا تباہ کیا انکا کوکا ہی ہلال تیر پا اسی قنطور کا شاگرد ہی قید خانے مین نقب دیکر نکال لایا جب ملکہ نے صاحبقران کو ہمہ تن آمادہ پایا کہ کسی طرح نہین رکتے تو ہلال تیر پا سے کہا کہ تم بھی ذرا ساتھ جاؤ بخیر و خوبی پھیر کر لے آنا ہمپر احسان ہوگا ہلال بھی ساتھ ہوا برق و چالاک بھی ہمراہ ہین لیکن بصورت مبدل یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ خواجہ عمرو بھی اس قلعے مین آئے ہوے ہین کسی مقام پر قنطور نے پہچانا کبھی بھاگ کے نکلتے کبھی لڑے بھڑے ایک ویرانے مین رات کو سو رہتے ہین عمرو نے جو رات کو یہ ہنگامہ سنا کہ صبح کو شاداب فیلدر کشتی کا نمونہ دکھائیگا بصورت مبدل اکھاڑے پر آکے ٹھہرے دل کو یقین ہی کہ آج ضرور صاحبقران سے ملاقات ہوگی صاحبقران یہان سے چلے ڈھاٹا باندھ لیا ہوا اپنے کو مخفی کرکے اُس مجمع مین آکے پہونچے دیکھا ہزارون آدمی جمع ہین عاشق تن چلے آتے ہین ایک بلندی پر تخت سرداب جادو بچھا ہی سرداب کو آج تردد ہی غرق دریاے فکر کہ بیٹی منسلو نہین کرتی اور شاداب جو زبان سے کہتا ہی وہی کرتا ہی دیکھیے بعد انتظام کشتی کیا گفتگو ہی کہ ڈھول بجنے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ شاداب فیلدر لنگوٹ باندھے ہوے بارہ ہزار پہلوان پشت پر آگے آگے شاداب فیلدر مٹی بازو پر چڑھی ہوئی ڈھول بجتا ہوا چند ملازم اسکے فیل مست کی زنجیر تھامے ہوے وہ فیل مست کہ صورت اُسکی دیکھکر خوف آتا ہی چارون بھٹیان ٹپکتا ہوا دانتون پر چوڑے فولاد کے چڑھے ہوے اس لعزو شور سے آکے پہونچا مغرور نے بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا آنکھ ملاکے کہا آج آپ کو ہمارا وعدہ وفا کرنا ہوگا سامان ہمارا سب تیار رہے فقط آپکے حکم کی دیر ہی بادشاہ

اس سے خوف کرتا ہو کہ ہم پہلوان و ہم ساحر ہی پہلوان ساتھ کے ایک ایک دیو خصال عفریت مثال مجھو تے
ہوے ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اگر آج ہمارے اُستاد کو بادشاہ بخلعت دامادی نہ سرفراز کریگا تو خوب لڑائی ہوگی
شہر لوٹ لینگے اگر محل مین جانا ہوا تو کنیزون پر ملکہ کی قبضہ کرینگے اور پہلوان بھی آ کے جمع ہوے دیکھا کہ
شاداب فیلدر شاہ سے یہ کہکر اکھاڑے پر آیا کہ اے شاہ میرا تماشا دیکھیے ایکی سال کشتی کو اور زیادہ زور دیکھا
ہواب بہرام فلک بھی میرا مقابلہ نہین کرسکتا یہ کہکر اکھاڑے مین کودا شاگردون کو اشارہ کیا پہلے شاگرد آپس مین
لڑے پھر خود متوجہ ہوا جو پہلوان اس سے لپٹا اُسکو زیر کیا پھر علم دیا کہ دو دو ملکر آوین پھر چار چار کو بلایا اسیطرح
ایک پہر بھر کے عرصے مین بارہ ہزار جوانون کو زور دلایا جب آدمیون سے لڑچکا تو پہلوانون کو آواز دی فیل مست
کو لاؤ زنجیرون مین باندھے ہوے لائے ہاتھی کو اکھاڑے مین اتارا اندھیری چہرے سے ہٹائی فیل مست
جھومتا ہوا طرف شاداب کے چلا شاداب نے بھسوندا تھام کے ایک ملہ مارا چارون گھٹنے ہاتھی کے
آشنا زمین ہوے اب چارون پائون ہاتھی کے پکڑ کے چیر کر پھینک دیا ایک غلغلہ بلند ہوا چار طرف سے
تعریف ہونے لگی کہ اے پہلوان دوران واہ گرشاسب جہان کیا کہنا اب تیرا مثل ہفت اقلیم مین نہین ہو ایک
تو مغرور ہی سب نے جو تعریفین کین بھول گیا بلبلانے لگا پکارکے آواز دی اے اہالیان قلعہ تم مین سے کوئی
ایسا ہو کہ مابدولت کو جواب دے یا مجھسے کشتی لڑے کئی ہزار روپیہ کا جواہرات میرے پاس موجود ہی
یہ سامنے رکھا ہی جو مجھکو زیر کرے یہ جواہرات لے اور جو مانگیگا وہ دونگا شاگردی اختیار کرونگا بلبلا کر جو کئی
مرتبہ آواز دی سب خاموش کھڑے ہین کسکی مجال ہی کہ اُسکو جواب دے بادشاہ بھی خاموش تخت پر بیٹھا ہی
کہ رہا ہی یارو کوئی ایسا پہلوان نہین کہ شاداب فیلدر سے مقابلہ کرے سب نے دیکھا کہ اُس مجمع سے ایک
جوان ڈھاٹا باندھے ہوے اکھاڑے مین یہ کہکر کودا کہ او زبان دراز کیون غرور کرتا ہی ایسے کلمات زبان سے
نہ نکال مجھکو زور دلا دے شاداب نے پکارکے کہا یارو یہ کون اجل گرفتہ ہی مفت مین اپنی جان دیتا ہی
کشتی تو بہت دشوار ہی اگر کاندھے پر ہاتھ رکھدون تو ہڈیان لوٹ کے سرمہ ہو جائین صاحبقران نے
ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ او دشمن ناشنو کیون اسقدر غل مچاتا ہی ہمسے مقابلہ کر زور دلا دے اسقدر غلغل
کیون کرتا ہی ہمارے خولکا کوئی دعویدار نہین اب تو لڑنے کا دعوی کیا ہی شاداب یہ سنکر پلٹ پڑا پکارکر
کہا اس جوان کی قضا لیکر آئی ہی مین مجبور ہونا چار ہون یہ کہکر کاندھے پر صاحبقران کے ہاتھ رکھنا چاہا
صاحبقران کو ریلکر لے دوڑے اب لوگ یہ لگا غور دیکھ رہے ہین سرداب جادو اپنے وزرا سے کہتا ہی
یہ جوان کوئی بڑا جلیل معلوم ہوتا ہی کہ شاداب ایسے شخص سے برابر لڑ رہا ہی اسنے تو اسکو عاجز کردیا معلوم
ہوتا ہو کہ شاداب کا پنجہ فالکش نہین ہوتا سب نے دیکھا کہ پانچ مرتبہ ریل پیل کے زور ہوے ایک جگہ پر
صاحبقران ریل کرلے دوڑے قنطور تیز رو بھی اُس مجمع مین موجود ہی حسبت کرکے بادشاہ کے سامنے
آیا کہا حضور مجھکو معلوم ہوتا ہی یہ جوان وہی قیدی ہی نہین معلوم کہان چھپا ہوا تھا کہان اوقات بسر کی فوج
کو تہ بار کیجیے شاداب اسکے ہاتھ سے بچتا نہین معلوم ہوتا دیکھیے ریلے لیے جاتا ہی بادشاہ کہتا ہی اے قنطور
کچھ دیوانہ ہوا ہی یہ تو کوئی بڑا شخص ہی قنطور نے کہا آپ حمزہ کو کیا سمجھتے ہین داماد نوشیروان فتاح طلسم نورافشان
ابھی ابھی طلسم نورافشان فتح کیا ہی بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ تھا سحر العجائب و مصر الغرائب نے
کیا کوئی بات اٹھا رکھی تھی آخر کچھ نہو سکا سحر العجائب مارا گیا مصر الغرائب بھاگ کے طلسم ہفت پیکر مین گیا

اب ہفت پیکر والون کی شامت آئی ہی دمبدم ساحر چلے آتے ہین بادشاہ تو قنطورہے یا تون مین مصروف ہی صاحبقران جو لے دوڑے تھے چالیس قدم ہیربل کے آئے بقوت تمام ہلہ مارا دونون گھٹنے شاداب کے آشنا نہ ہین ہوے چاہا کہ لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا ہر چند کہ اپنا حال ظاہر کرنا صاحبقران کو منظور نہین تھا مگر جوش جرأت مین منھ سے نکل گیا نعرہ

صاحبقران نو تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
کہ کنجاب ملعون کردہ فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزند از خوف دیوان قاف
درانجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم فراری الوشیروان
چو در باختہ جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندرون بد بخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ زنجتم
بجو قسم بہ سنجاق پئے گیرو دار
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
کہ از جنگ ہیدین ذلیل و نزار

نعرۂ شیرانہ کرکے زور کیا اس خود سر کو سر سے بلند کرکے زمین پہ مارا اس مغرور کے گرنے سے سب خوش ہو گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہٹے پلین کو مارا صاحبقران حست کرکے چھاتی پر سوار ہوے کندہ زانو دبا کے فرمایا او مغرور نشناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی جیسے صاحبقران نے یہ کلمہ کہا شاداب فیلدر نے پکار کے ہمراہیون کو آواز دی ارے یارو یہ مسلمان ہی اسکو مار لو مجھے مسلمان ہونے کو کہتا ہی سب پہلوان دوڑے امیر نے بہ تعجیل ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر ہلہ مارا اسکے نرخرے گردن کھینچکر پھینک دی غل ہوا لیکن پہلوان جو دوڑے اب امیر نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشید ای کفاران بجیا وای نابکاران یہ دغا ہرکہ داند داند وہرکہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان پہلوانون نے چاہا تھا کہ لپٹ جائین جتنے جتنے ہاتھ رکھا امیر نے اکھیڑ کے مارا سر پاش پاش ہوا رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا بادشاہ حیران حیران دیکھ رہا ہی قنطور سے کہتا ہی کیون ای قنطور حمزہ کو شاداب سے کیا دشمنی تھی قنطور عرض کرتا ہی میری عقل مین تو یہ آتا ہی کہ شاید اسنے ملکہ کا نام سن لیا اسی وجہ سے شاداب سے لڑا وہ آپ پہ دباؤ بھی ڈالتا تھا حمزہ چونکہ بادشاہ جلیل ہی مگر شاہان عالم کا کفیل ہی اسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے حمزہ نے شاداب کو مارا سرداب نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی وہ صاحب عصمت و عفت کبھی باغ سے نہین نکلتی اسکو حمزہ کیا جانے اب سرداب نے فوج کو اشارہ کیا صاحبقران اکھاڑے سے لڑتے بھڑتے نکلے ایک سوار کو مار کے گھوڑا لیا برق و چالاک بھی نعرہ کرکے لڑنے لگے خواجہ عمرو نے جواب آقا یہ بلوہ دیکھا تاب نہ آئی نعرہ کرکے جا پڑے پشتی بانی امیر کی کرنے لگے شاہزادہ استقلان خونریز بھی اس مجمع مین آیا ہوا ہی کئی مرتبہ قصد کیا کہ مین بھی جنگ مین شریک ہون مگر چونکہ تنہا ہی حوصلہ نہ پڑا اب پہلوانان شاداب و اہالیان فوج سرداب صاحبقران کو گھیرے ہوے ہین چاہتے ہین گرفتار کر لین خواجہ عمرو و چالاک و برق مصروف جانبازی ہین کسی کو پشت پر نہین آنے دیتے جو پشت پر آیا اسکو مار کے گرا دیا صاحبقران بھی حفاظت عیارون کی کر رہے ہین کہ ایسا نہو یہ گرفتار ہو جائین قنطور تیزرو نے جو یہ معاملہ دیکھا بیک بچون کو ساتھ لیکر چلا چاہتا ہی کہ ان تینون عیارون کو صاحبقران سے الگ کرون گرفتار کر لون امیر بھی لڑتے ہوے نکلے جاتے ہین یہی قصد ہی کہ اڑ بھڑ کے نکل جاؤن مگر فوج کفار

گھیرے ہوئے ہین امیر لڑتے ہوئے قریب ایک کوچے کے پہونچے اب چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کے اسی کوچے سے نکل جاؤن ہلال عیار ملکہ یہ معاملہ دیکھکر بھاگا مگر ملکہ مہوش شیرین کلام جسوقت سے صاحبقران گئے ہین حیران و پریشان بیٹھی ہوئی رو رہی ہین گھبرا گھبرا کے فرماتی ہین ہاے کیا غضب کی بات ہی کہ خبر صاحبقران کی نہین معلوم ہوتی ہاے کیونکر دریافت کرون کسکو بھیجون وہ آتشخو شعلہ مزاج ہین ایسا نہو اُس سے لڑ پڑین کون اُنھین بچانے والا ہی ہاے کیا غضب کی بات ہی مین انے لاکھ سمجھایا مگر میرا کہنا نہ مانا افسوس صد ہزار افسوس نظم

ٹھہری گھڑی اُکھڑ گئے سانس برا وقت ٹل گیا
سنتے تھے اورمان کہ مین تھمپر سنبھل گیا
شانے کی راستی یہ بھی گیا مٹا ہیلی
ہم بندگی کرینگے جو زلفون سے بل گیا
دو روز خدا کے واسطے دیکھو تو کیا ہوا
کتنا ہی کوئی ہاے کلیجہ نکل گیا
کیون لائے دوست اُسکو عیادت کیواسطے
دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
موقوف کر کہ تکا بچا ہے کہان کہان
ای چارہ گر نہ تھام کلیجہ ہی پھل گیا
جھوٹی تسلیون کی توقع گذر گئی
جلد آئیے مریض کا منکا بھی ڈھل گیا
افسوس کر رہا ہی جو پہچانتا نہین
اس حال پر نثار مین ایسا بدل گیا
تو یہ تو ہی بلا سے جو ویسا نہین ہی دل
زاہد کی شکل شیشۂ می کیون اُبل گیا
افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے
لو وہ بھی آ کے خود کف افسوس مل گیا
دیکھا جو اُسکو آنکھ جھپکی کچھ نہ کہہ سکا
واعظ کا بھی قدم نہ جما تو پھسل گیا
سامان سفر کے ساتھ ہین ہر وقت ای نسیم
کیا خاک اس جہان مین مراجی بہل گیا

کہ ہلال آ کے پہونچا تمام کیفیت عرض کی ملکہ نے کہا کیون ای ہلال اب اُس بلوے سے کیونکر نجات ہوگی ہلال نے کہا خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہین برق و چالاک نے بھی اپنے کو ظاہر کردیا عجب رنگ سے جنگ ہو رہی ہی صاحبقران اس لطف سے لڑ رہے ہین کہ ہزارون کافرون کو مار ڈالا ہے ہزارون ساحرون کے پڑے تڑپ رہے ہین ملکہ نے کہا یہ جا کر خبر لاؤ اگر ہو سکے تو اپنے کو قریب صاحبقران کے پہونچانا اور عرض کرنا کہ ای شہریار اگر ہو سکے تو باغ تک اپنے کو پہونچایے یہ جنگ کب تک فوج بڑھتی جائیگی سردار اب جادوگر بھی ہین اسکے سحر سے اپنے کو بچائین ایسا نہو کہ دشمن گرفتار ہو جائین ہلال چلا اُسوقت آ کے پہونچا دیکھا قمطور نے حربے کرنے کے لئے حلقہ ہاے کمند لگائے خواجہ عمرو برق و چالاک الگ ہو گئے صاحبقران نے ایک سر کوچے پر آ کے چند تیر مارے کافر پیچھے ہٹے صاحبقران دوسرے کوچے مین پہونچ جاتے ہین کہ خواجہ عمرو و برق و چالاک میرے ساتھ آتے ہین مگر عمرو و برق و چالاک رہ گئے بلکہ صاحبقران کے نہ پہونچے صاحبقران تو کوچون مین ہو کر قریب باغ ملکہ مہوش شیرین کلام کے پہونچے ملکہ دروازے پر کھڑی ہین بے اختیار پکار اُٹھین نظم

ہجران کا شکوہ لب تلک آیا نہین ہنوز
لطف وصال غیر نے پایا نہین ہنوز
ای جذب دل وہ شوخ ستمگر تو یکطرف
پیغام اُسکے بھی کوئی آیا نہین ہنوز
جا جاکے خدا کے واسطے ای موسم بہار
خاک عدو پہ پھول وہ لایا نہین ہنوز

یہ اہتمام جور ہی کیا تونے ای فلک
ایک چند اور کاہش غم چشم التفات
واعظ ہمارے سامنے کرتا ہی وصف حور
ہون خون گرفتہ یار و شفاعت سے فائدہ
کیونکر مجھے گناہ زلیخا یقین آ رہے
کیا سوزرشک کی دل اغیار اُٹھ پھر
ایسے ستم کیے کہ مرا جی جھما دیا
ناصح زفیب سے ہی پیدا ہونا کہین
ایکی وفور عشق صنم مین ہی گفتگو

انداز غفلت اُس نے اٹھایا نہین ہنوز
مین یار کی نظر مین سما یا نہین ہنوز
سمجھا ہی اُسنے جلوہ دکھایا نہین ہنوز
صبح اجل کسی نے چھڑایا نہین ہنوز
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز
دوزخ نے کافرون کو جلایا نہین ہنوز
ہرچند سرفلک نے اُٹھایا نہین ہنوز
پر مین نے تیرا حال سنایا نہین ہنوز
مومن وہ لب پہ ہارے غلط یا نہین ہنوز

اس حال پر ملازمین یہ اشعار سحر آمیز مصیبت خیز پڑھ رہی ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا صاحبقران زمان خون مین نہائے ہوے گھوڑے کو اُڑاتے ہوے آتے ہین ملکہ دیکھکر صاحبقران کو اس حال مین گھبرا گئین دروازے سے باہر نکل پڑین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا ای شہریار کوئی زخم کاری تو جسم اقدس پر نہین آیا امیر نے فرمایا شکر ہی خدا نے بچایا یہ کہکر گھوڑے سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے لگین اب صاحبقران اندر آئے فرمایا کہ ای ملکہ نہ گھبراؤ کوئی زخم میرے جسم پہ نہین ہی پشت پر اپنی جو چالاک مہرو عمر دیکھا گھبرائے ہلال ساتھ ہی فرمایا ای ہلال ذرا پھرکر دیکھو تو برق و چالاک و عمرو پر کیا گذری ہلال دوڑا سپاہیان معرکہ یہ گذرا کہ قنطور نے جوش کرکے حملے کیے خواجہ عمرو و برق و چالاک الگ ہوے عیارون نے گھیرا خوب تلوار چلی عمرو نے کئی سو پیک بچے مارے برق و چالاک خوب لڑے آخر کو گرفتار ہوے جب صاحبقران نکل گئے سرداب گھبرا رہا ہی کہ قنطور لیے ہوے تینون عیارون کو پہونچا عرض کی ای شہنشاہ صاحبقران تو اژدہے کی طرح نکل گئے کوئی روک نہ سکا نہین معلوم مقام سکونت صاحبقران کہان ہی مگر ان تینون کو مین نے گرفتار کرلیا ان تینون عیارون نے دو سو پیک بچے مارے بمشکل گرفتار ہوے اگر حکم ہو تو انکو قتل کیا جائے سرداب نے کہا ای قنطور یہ وہ شخص ہی کہ جسنے ہزارون ساحر مارے نام سامری و جمشید کا مٹا دیا اسکو مجمع عام مین قتل کرنا چاہیے ابھی لیجاکے ان تینون کو قید کرو قنطور کشان کشان ان تینون کو لیچلا کہ ہلال آکے پہونچا بغور دیکھنے لگا قنطور نے ان تینون کو قید خانے مین قید کیا ہلال یہ معرکہ دیکھکر پلٹا خدمت مین ملکہ کی دوڑتا ہوا آیا صاحبقران نے فرمایا کیا ہوا ہلال رونے لگا عرض کی خواجہ عمرو و برق و چالاک گرفتار ہوگئے مگر ایسے لڑے کہ تین آدمیون نے دو سو پیک بچے مارے لاشے اُنکے پڑے ہین مگر قنطور نے سرداب سے بارے قتل کہا تھا بادشاہ نے منع کیا کہ آج قتل نہ کرو اسوجہ سے قید کیا عیار و ساحر اُنکی نگہبانی کو مقرر ہوے ہین صاحبقران نے فرمایا آج شب کو جاکے یا اپنی جان دینگے یا اُنکو رہا کرکے لائینگے ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار آپ کا باغ سے جانا مناسب نہین لونڈی بدنام ہو جائیگی آپ کے سامنے بخوف عرض نہین کیا قنطور نیز بدر چہ چاہتا تھا بلکہ صاف صاف اُسنے کہا تھا کہ حمزہ کا پتہ ملکہ کے باغ سے ملیگا بادشاہ نے جھڑک دیا یہ سب خبرین مجھکو ہلال کی وجہ سے دریافت ہوئین یہ کہکر ملکہ اُنھین کنارے آکے ہلال کو الگ بلا یا گلے مین ہاتھ ڈال کے کہا کہ اگر چالاک و

برق وخواجہ عمرو نہ رہا ہو سکے ایسا نہو صاحبقران چلے جائین جو زبان سے فرمایا ہو وہی کرینگے شاداب سے مقابلہ کرنا انھین کا کام تھا ورنہ شاداب سے کوئی مقابلہ کر سکتا تھا اے ہلال تمھارا احسان ہوگا ہلال نے دست بستہ عرض کی غلام ضرور جائیگا جہان تک ہو سکے گا رہا کر کے لاؤنگا ملکہ نے موتیون کا مالا اُتار کے گلے مین ڈالدیا ہلال نے جھک کے سلام کیا عرض کی غلام ابھی جاتا ہے جہانتک ہو سکیگا یا جان دونگا یا رہا کر کے لاؤنگا یہ کہکر ہلال روانہ ہوا سامنے قیدخانے کے پہونچا دیکھا قنطور جو بیٹھا ہے حفاظت کر رہا ہے سو سپاہی بیچ منتظر ہین وہ بھی سب بیٹھے ہین نہایت تکلف سے ہوشیاری کر رہے ہین سامنے دوکان بنئے کی تھی ہلال وہان بیٹھا رہا قنطور نے کئی مرتبہ ہلال کو دیکھا آخر پوچھا بھی اے ہلال میان کیون بیٹھے ہو ہلال نے جواب دیا کہ ملکۂ عالم نے ایک کام کے واسطے بھیجا تھا تھک کے یہان بیٹھ گیا قنطور کئی مرتبہ ٹہلتا آیا ہلال کو بقال کی دوکان پر پایا جب شام کو بقال دوکان بند کر کے گیا ہلال نے بقال کی دوکان سے ایک نقب لگائی مہرہ نقب کا قیدخانے مین جا کے توڑا خواجہ عمرو وبرق وچالاک کو قید سے رہا کیا دوکان مین بقال کی لایا وہان سے لا کے خدمت صاحبقران مین پہونچایا یہان صاحبقران قصد کر رہے تھے ملکہ کہتی تھین ذرا ٹھہر جائیے ہلال مجھسے وعدہ کر کے گیا ہے وہ مفت مین انگشت نما ہوگا صاحبقران فرماتے تھے اے ملکہ زلف لیلائے شب کمر سے گذر چلی اگر عیار خالی آیا مجھے بڑا قلق ہوگا ملکہ کہتی ہین وہ عیار طرار ہے انشاءاللہ خالی نہ آئیگا کہ دیکھا ہلال وعمرو وبرق وچالاک آئے پہونچے صاحبقران خوش ہوگئے جلسہ آراستہ ہوا ملکہ مہوش شیرین کلام کی وزیرزادی موسوم بہ شگفتہ خواجہ عمرو اُسپر عاشق ہوے بیٹھکر سامنے ملکہ کے ڈبجالی یہ غزل عاشقانہ گائی

غزل

پھر سینہ سوز داغ غم شعلہ فام ہے　　　　پھر گرمجوشی دل وسودائے خام ہے
ہر موپہ پھر ہے طائر مجنون کا آشیان　　　　پھر فوج فوج سر پہ مرے اژدہام ہے
پھر زیب سر ہے شعلۂ داغ جنون سے تاج　　　　پھر دور باش نالہ انفراہتمام ہے
پھر دل ہے داغ مطلع خورشید دیکھکر　　　　از بسکہ یاد جلوۂ بالائے بام ہے
اُس آہوئے رمیدہ کو پھر ڈھونڈھتا ہے دل　　　　رہ کردہ شوق وصل پھر اک صید رام ہے
پھر آگیا ہے کون سے بیباک کا خیال　　　　یہ لیا ہوا کہ رخصت ناموس ونام ہے
جان لوٹتی ہے پھر کہ وہی عیش ہو نصیب　　　　ہم ہین وہ مست ناز ہے اور دور جام ہے
جی چاہتا ہے پوچھے کوئی کیا وہ مر گیا　　　　پھر ایک بات کہنے مین قصہ تمام ہے
پھر تلخکامیون نے کیا جان ودل سے کوچ　　　　پھر آرزوے بوسہ کا لب پر مقام ہے
پھر یہ وہ نہ ہے کس کی وہ انگلی ہلال سے　　　　جو مثل صبح چاک گریبان شام ہے
پھر کسنے مسکرا کے مجھے بے وفا کہا　　　　کیون کہہ رہا ہون بندہ تو صاحب غلام ہے
پھر کسنے غیر کو نہ دیا ناز سے جواب　　　　پھر خواہش پیام اجل کا پیام ہے
دکھلا لگا ونازسے کس شوخ چشم نے　　　　پھر مضطرب نظر کو زبان پیام گام ہے
کس کم سخن نے دیکھ مجھے آہ کی کہ پھر　　　　اپنے بھی جیتے رہنے مین کچھ کچھ کلام ہے
پھر کس ستم شعار نے پوچھا ہے میرا حال　　　　پھر نا صحون کو کیون خطرہ انتقام ہے

پھر کیون نہ کام ہووے کہ اس کے گلے پہ کہا
سو بار مجھکو تمسے نہین تجھسے کام ہی

پھر کچھ صدائے پاسے دل مردہ جی اُٹھا
پھر جلوہ ریز کون قیامت خرام ہی

پھر دوری بتان مین نہین خواب کا خیال
مومن مرے بھی دہر مین سونا حرام ہی

خواجہ کے اس گانے پر شگفتہ شگفتہ ہوئی صورت پر فریفتہ ہوئی یہان قنطور نے جو صبح کو آکے دیکھا قید خانہ کو بادشاہ سے جاکے اطلاع کی بادشاہ نے کہا دریافت کرو کہ کون لیگیا قنطور نے کلاہ دے ماری کہا اے شہریار مین اول سے کہتا ہون آپ کے ذہن مین نہین آتا ان عیارون کو حیدر کے ہلال لیگیا ہی داب جادو نے کہا وہ میری بیٹی کا عیار ہی کہا حضور جسوقت مین نے عمرو و برق و چالاک کو قید کیا تھا ہلال بھی یہ نگاہ غور دیکھا گیا کل سہ پہر دن رہے سے شام تک ہلال بقال کی دوکان پر بیٹھا رہا ایسلیے دوکان سے نقب لگی ہی سوائے ہلال کے کسی کا یہ کام نہین ہی بادشاہ نے کہا جسطرح بنے پتہ لگاؤ اب کوتوالی چبوترے مین آکے قنطور بیٹھا چالیس پچاس پیک پیچھے بھی آگئے وہ بھی بیٹھے ہین ہلال کسی کام کو نکلا تھا جیسے ہی کوتوالی چبوترے سے نکلا قنطور نے کہا اے ہلال میان آؤ یہ بھی تو پایہ مضبوط رکھتا ہی بادشاہ کی بیٹی کا عیار ہی بلا تکلف چلا آیا قنطور نے اپنے پاس بٹھایا کہا اے ہلال سچ بتاؤ کہ عمرو و برق و چالاک کہان ہین ہلال نے کہا مین کیا جانون قنطور نے کہا اے ہلال مین ان باتون کو نہ مانونگا عیارون سے کہا اسکو پکڑ لو ان سب عیارون نے ہلال کو پکڑ لیا قنطور نے ہلال کو بند کیا ارادہ ہی کہ اب اسکو مارون یہان صاحبقران ملکہ کے پاس بیٹھے ہین خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی حاضر ہین کہ گلشن بان ہلال کی روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ کو الگ بلایا کہا واہ ہی آپ کے غلام ہلال کو قنطور نے پکڑا ہی بیخبر اُس سے پوچھ رہا ہی ابھی تک اُسنے نہین بتایا مین نے دور سے دیکھا دیکھکر چلی آئی آپ سے آکے اطلاع کی ملکہ نے کہا مین ابھی تدبیر کرتی ہون ملکہ وہان سے دروازے پر آئین الماس نامے حبشیون کے رسالہ دار کو بلایا کہا اے الماس اپنے حبشیون کو لیکر کوتوالی چبوترے مین جاؤ ہمارے ہلال کو میان قنطور نے انگشت نما کیا ہی اُسکو رہا کرکے لاؤ اگر فساد ہوگا ہم سب طرح موجود ہین الماس نے کہا ابھی لایا میان قنطور کی یہ مجال ہی کہ ہلال کو روک سکین یا ہلال پر انگلی اُٹھا سکین پچاس زنگیون کو لیکر میان الماس چلے یہان وہ وقت ہی کہ قنطور نے پہلے تو مشکین بند ہوائین اب کوڑا لیکر اُٹھا ہی کہتا ہی صاف صاف بتا دے ورنہ مارے کوڑون کے کھال اُدھیڑ دونگا مجھکو بادشاہ حکم دے چکے ہین کہ جسطرح ہوسکے دریافت کرو کہ سامنے سے میان الماس مع پچاس زنگیون کے آکے پہونچے سونٹے ہاتھ مین وہین سے نعرہ کرتے ہوئے آپڑے سب کو مارنا شروع کیا قنطور کود کے بھاگا چاہتا تھا کہ نکل جاؤن الماس نے دوڑ کے پکڑ لیا کہا کیون جی تمنے ہلال کو کیون پکڑا قنطور نے کہا مجھسے خطا ہوئی معاف کیجیے الماس نے ہلال کو رہا کرکے ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے لیا چلا قنطور چیختا پیٹتا سامنے بادشاہ کے آیا کہا اے شہنشاہ بڑا غضب ہوا آج میری جان گئی ہوتی ملکہ عالم نے میری آبروے لی سب حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ بیشک ہلال نے یہ کام کیا بادشاہ نے کہا بیٹی کے مقدمے مین کیونکر دخل دون تو دریافت کر قنطور نے کہا یقین کامل ہی آج مین مفصل دریافت کرتا ہون یہ کہکر طرف باغ ملکہ کے چلا میان ملکہ نے جلسہ آراستہ کیا بی شگفتہ بھی لگی ہوئی بیٹھی ہین تینون عیار جو تھے میان ہلال عمرو کے شاگرد چھوٹے ہین صحبت مین حاضر ہین خواجہ عمرو بیٹھے یہ غزل گا رہے ہین غزل

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین مبدل ہی — چراغ لالہ چشم غول ہی گلزار جنگل ہے
شب تاریک مرقد دیکھتے ہی یار کو دیکھے — دم آخر ہمارا عاشقی کا روز اول ہی
ہزارون حسرتون کے روز و شب آتے ہین خیال مین — نہین معلوم دل ہی یا مرے پہلو مین مقتل ہی
بدن سے یار کے نرمی مین کچھ نسبت نہین اسکو — جو مخمل وہ شکم تاناف ہی تو ٹاٹ مخمل ہی
قدم رکھے تو گل در گل رقیب روسیہ ہووے — گلی مین یار کی ایسی مرے اشکون سے دلدل ہی
سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہون — دوئی جس دل مین ہی وہ دل نہین ہی چشم احول ہی
بنایا ہی اسے شاید کہ دود روغن گل سے — ہزارون گل کھلاتا یار کی آنکھون کا کاجل ہی
جو عالم حسن رکھتا ہی تو حالت عشق غارتگر — کہین زلف مسلسل ہی کہین اشک مسلسل ہی
جو روتا ہون تو دو دو دن مرے آنسو نہین تھمتے — ہجوم یاس سے ابر مژہ ساون کا بادل ہی
پہونچتا ہو مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی — توکل آدمی کے واسطے گویا موکل ہے
وہی عالم ہی اب تک خاکساران محبت کا — وہی نقش قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہی
ہوا ہی آج مجنون عشق مین لیلی کے دیوانہ — یہ زنجیر اسکی گردن مین مری طفلی کی ہیکل ہی
اندھیری رات مین دیتی ہی دھوکا روشنی مجھکو — فروغ حسن سے کسکا رخ پر نور مشعل ہی
بہار آئی ہی ہنگام جنون ہی کپڑے پھٹتے ہین — مسلسل ہون مین دیوانہ در زندان مقفل ہی
تفاوت ہی بڑا آئینہ و آئینہ رو مین — یہ صیقل کا نہین محتاج وہ محتاج صیقل ہی
فقیری جسنے کی گویا کہ اسنے بادشاہت کی — جسے ظل ہما کہتے ہین درویشون کا کمل ہی
لب نان جوین خشک رکھتا ہی دہن شیرین — قناعت شہد ہی آتش ہوا و حرص حنظل ہی

مہمان تو جلسۂ عیش و نشاط گرم ہی مگر قنطور جو پشت باغ پر آیا گانے کی آواز جو سنی کمند مارکے دیوار باغ پر آیا چاہا کودون عمرو کی نگاہ پڑگئی کہا او نامرد کہان آتا ہی یہ کہکر جا پڑے دیوار پر خوب تلوار چلی آخر قنطور دیوار سے کود پڑا برق و چالاک نے چاہا ہم گرفتار کرلین عمرو نے منع کیا کہ تم لوگ دخل نہ دو عمرو او قنطور سے تیغے چلنے لگا قنطور کے ساتھ جو عیار تھے وہ بھاگے جاکے بادشاہ سے خبر کی کہ ملکہ کے باغ مین استاد سے تیغہ چل رہا ہی اور یہ بھی خبر پائی ہی کہ صاحبقران بھی اسی باغ مین ہین ہنسے کہا کہ اب چلکر سرکار سے خبر لین یہ سنتے ہی سرواب اٹھا باہر آکے قرنا کرائی ساتھ ہزار کا لشکر تیار ہوا خود تخت پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ کے چلا جب قریب باغ پہونچا سوارون سے کہا باغ گھیر لو ایسا نہو حمزہ نکل جائے آپ تلوار کھینچکر چلا قریب باغ کے پہونچکر ساحرون سے اشارہ کیا باغ کی دیوارین گرادون جادوگرون نے بڑھ بڑھ کر گولے مارے دنانا جو ہوا ملکہ نے ایک کنیز سے کہا دیکھ تو یہ کیا معاملہ ہی کنیز نے کوٹھے پر آکے دیکھا ہزارون جادوگر کھڑے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ دیوار باغ کی گرادو گولے پڑ رہے ہین کنیز نے ملکہ کو آکے خبر دی کہ حضور سارا باغ گھیر لیا دیوارین گرا رہے ہین اب ساحران خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت قصد کرتے ہین کہ دیوارین توڑ کر اندر گھس آئین ملکہ نے گھبرا کے کہا کیون اے شہریار اب مین کیا کرون صاحبقران نے کہا ملکہ کیون گھبراتی ہو یہ کہکر جسم پر ہتھیار لگائے قصد ہوا کہ ساحرون پر جا پڑون قنطور نیزہ روجان دیے ہوئے خواجہ سے لٹ رہا ہی

خواجہ عمرو نے ارادہ کیا ہے کہ قنطور کو مار کے نکل چلون مگر خیال ہے کہ باغ تو سارا گھر گیا تلوار کھینچکر طرف
باغ کے چلے چاہتے ہین کہ باہر نکلون ایک ہرکارے نے خبر دی کہ جلد نکلیے حکم ہوا کہ باغ کو جلا دو اور آپکے
مقدمے مین حکم ہوا ہے کہ گرفتار کر لو اپنے کو بچائیے جسطرح بن پڑے نکل چلیے صاحبقران نے فرمایا خدا مالک
ہے وہی معبود حفاظت کریگا مگر تم بھی تیار رہو ملکہ نے اپنے کو نقاب سے آراستہ کیا پنجۂ بلالی ہاتھ مین لیا
یہی قصد ہے کہ جا کے جنگ کرون لیکن دیوارین باغ کی گرین برق فرنگی و چالاک اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے عمرو نے دور سے یہ بھی دیکھا کہ چارطرف سے ساحر آ گئے ملکہ نے کنیزون کو
تیار کیا اپنے کو بچا رہی ہین خواجہ عمرو قنطور سے نیچہ چل رہا ہے عمرو نے لڑتے لڑتے ایک مقام پر
کہا قنطور کا سر کاٹ لے قنطور سمجھا کہ کوئی میرے پیچھے آ گیا ذرا جو اسکی پلک جھپکی عمرو نے حلقہ ہاے
کمند مارے وہ حلقے کمند کے گردن مین پڑے عمرو نے جھٹکا مارا قنطور گرا عمرو نے حباب مارا اب جو عمرو
نے دیکھا سب ساحر اندر باغ کے آ گئے شاگردان قنطور نے دیکھا کہ اُستاد بیہوش ہوے ایسا نہو کہ
سر کاٹ لے دس پانچ شاگرد آ پڑے اپنے اُستاد کو بچایا عمرو پلٹ پڑا حقہ ہاے آتشبازی مارے
کئی سو ساحر جل گئے ملکہ جو اسباب سحر لیے اُنھین مثل برق جہندہ لڑ رہی ہین جسپر سحر کیا اُسے جلا دیا
صاحبقران نے اتنے عرصے مین ایک ساحر کو مار کے گھوڑا لیا اب مرکب کو جھکا کے چلے ساحرون کو
قتل کرنے لگے اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہے ہین کہ سحر تاثیر نہ کرے ساحر کس کس طور سے سحر کرتے
ہین مگر صاحبقران پر سحر کسی کا تاثیر نہین کرتا عمرو دور سے دیکھ رہا ہے کہ اب ساحرون کا بلوہ ہو گیا ہے
باپ نے جو بیٹی کو دیکھا للکارا او گیسو بریدہ ہمنے سحر اسی دن کے واسطے سکھایا تھا کہ ہمارے دشمن
کو اپنے گھر مین جگہ دے اب اُسکے بدلے لڑ رہی ہے تلوار کھینچکر کڑکتا ہوا چلا قضا سے کار زوجہ سرداب
صنوبر جادو محل مین اپنے بیٹھی تھی کہ ایک کنیز نے آکے خبر دی کہ حضور غضب ہو گیا مہوش شیرین کلام
نے نہین معلوم کیا کیا کہ ساٹھ ہزار سوارون کو لیکر آپ کے شوہر گئے ہین یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ملکہ
مہوش شیرین کلام کو قتل کرین صنوبر یہ سانحہ سنکر گھبرا گئین طاؤس پر سوار ہو کر چلی دس پانچ
جو کنیزین ساتھ ہین اُنسے کہتی ہوئی میری یہ سمجھ مین نہین آتا کہ اُس سے کیا خطا ہوئی کل کا ذکر ہے
کہ رو کے روئی مانگتی تھی بات کرنا تک نہین جانتی ساتھ والیان کہتی ہین کہ حضور باعث یہ ہوا
کہ آپ کے شوہر نے کچھ نجومی نوکر رکھے تھے اُنھون نے حکم لگایا تھا کہ زوال دولت آپ کا ہاتھ سے
حمزۂ عرب کے ہے اُنھون نے صاحبقران کو چروا منگایا قنطور تیز رو بلا کا عیار ہے اُسنے جا کے
نقب لگائی صاحبقران کو لے آیا بادشاہ نے قید کیا ملکہ نے ہلال عیار کو بھیجکر صاحبقران
کو چھڑا منگایا قنطور نے پتہ لگایا ہے اب بادشاہ لشکر کشی کر کے گئے ہین صنوبر نے کہا اتنا اُسکا کلیجہ نہین یہ
حرکت کنیزون نے کی ہوگی خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر چلی اُسوقت آکے پہونچی کہ ملکہ نے چند جادوگرون کو مارا
کہ سرداب کڑک کے گرا ملکہ چپ ہو گئین سرداب نے سحر کر کے زبان کو بند کیا عالم مین پنجہ دیکے اُٹھا
ایک طمانچہ مارا کہا کیون او نالائق ہمارے دشمن کو بچا لیا جو دیکھا مہوش شیرین کلام نے ایک
چیخ ماری کہ شہریار کنیز کو بچائیے صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا کہ مہوش کو سرداب لیے جاتا ہے
مگر بلند ہو چکا ہے اسی وجہ سے امیر نے تیر نہ مارا صنوبر نے آسمان سے یہ جو معاملہ دیکھا کہ بیٹی کو سرداب لیے

انگڑا ہی مارتا ہوا بیہ جاتا ہی کلیجہ تڑپ گیا سوچی کہ ہاے اس پروردہ مہد ناز و نعم پر یہ رنج والم ایک گولہ سحر کا تیار
کرکے کلائی پر سرداب کی مارا سرداب کے پنجے سے ملکہ چھوٹی سرداب ہاتھ سہلانے لگا گولہ اُسکے ہاتھ مین
بڑی چوٹ آئی صنوبر کڑک کے گری بیٹی کو نیچے مین دبا یا منھ پر ہاتھ پھیرا ملکہ مینوش شیرین کلام کے ہوش
درست ہوے ماں نے پوچھا کہ بیٹا یہ کیا ہوا کہ ہی مینوش رونے لگی کہا ای مادر مہربان زبردستی مجھپر جرم رکھا ہاے
مین تو اس مقدمے سے آگاہ نہین صنوبر نے کہا مین تجھکو اپنے قلعے مین لیے چلتی ہون تیری محبت مین گھربار
چھوڑا مینوش ہان ہان کرتی رہی صنوبر مینوش کو نیچے مین دبا کے اس مقبرہ سے لے نکلی سرداب حیران
ہوگیا کہ صنوبر و مینوش کیا ہوگئین چہار جانب دیکھکر رہگیا یہان خواجہ عمرو و برق و چالاک نے آپسمین
صلاح کی چالاک سے پوچھا اتنے دنون تک کہان بسر کی اسقلان خوشرو کا چالاک نے نام لیا عمرو نے
کہا وہین نکل چلو یہ تینون عیار چوتھا ہلال بھی انکے ساتھ ہی صاحبقران جس غول کے قریب پہونچے اسکو
درہم و برہم کردیا جادوگر سامنے سے خود بھاگتے ہین عمرو و برق و چالاک و ہلال گلیون مین پھرتے
ہوے دریاے خون مین نہاتے ہوے قریب مکان اسقلان خوشرو پہونچے اسقلان دروازے پر کھڑا ہی
گھبرا رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو غضب ہوا سرداب نے تمام فوج لیکر لیا ہی دیکھیے صاحبقران پر کیا گذرا
ذرا خبر تو لو کہ چالاک سب کے آگے بڑھکر قریب آیا کہا اسقلان دروازہ کھول دو اسقلان نے فورا مکان کو
کھولا یہ چارون عیار اندر آئے ہلال نے کہا ذرا ہنگامہ موقوف ہوے تو ہم جا کے خبر لائین اسقلان نے دروازہ
بند کرلیا اس انتظار مین بیٹھے کہ انکا حال لکھا جائیگا مگر صاحبقران اُس بلوے سے نکلے ایک کوچے مین جاتے
تھے کہ آواز آئی ای شہریار یہان تشریف لائیے پلٹ کر جو صاحبقران نے دیکھا دروازہ مکان کا کھول کے
ایک جوان خوشرو نکلا اُسنے صاحبقران کو اندر بلالیا صاحبقران مع مرکب اُسکے گھر مین چلے آئے مقام صدر پر
اُسنے لاکے بٹھایا کہا ای شہریار غلام کو سلیم تاجر کہتے ہین شب کو مین نے خواب مین بزرگان دین کو دیکھا
اُنھون نے فرمایا تھا کہ کل صاحبقران زخمی ہوکے اس گلی مین آوینگے انکو اپنے مکان مین جگہ دینا غلام انتظار
مین تھا کہ حضور تشریف لائے یہان کچھ مقام خوف نہین غلام حضور کو خبر دیگا صاحبقران باطمینان بیٹھے سلیم
نے زخم دہی کی کہا حضور تشریف رکھین غلام جا کے خبر لاتا ہی یہان سرداب جادو نے جو دیکھا کہ نہ
مینوش کا پتہ ہی نہ عیار معلوم ہوتے ہین صاحبقران بھی لڑبھڑکر نکل گئے غصے مین نخل قلم کیے باغ کو جلادیا
اب پلٹکر ساحرون کو جو دیکھا معلوم ہوا کہ چار ہزار ساحر مارے گئے قنطور نے کہا حضور عمرو نے مجھکو
بیہوش کرلیا تھا شاگردون نے جان دیکر بچایا لیکن یہ لوگ کہان جاسکتے ہین ان سب کا پھر مین پتہ لگاؤنگا
مین ایک گوشے سے دیکھ رہا تھا کہ حمزہ لڑتا بھڑتا ایک جانب نکلگیا لیکن یہ لوگ شہر کے باہر نہین جانے پائے
اب حضور پلٹ چلین مین سب کا نشان آپ کو بتاؤنگا سرداب جھلاتا ہوا پلٹا کہتا ہوا کہ یہ لوگ کہان نکلگئے
قنطور نے کہا مین سب کا نشان بتاؤنگا آپ کے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے سرداب گھبرایا ہوا مکان پر آیا
محل مین جو گیا دیکھا جتنی کنیزین سرنگون بیٹھی ہین گھبرا کے انسے پوچھا ملکۂ عالم کہان ہین کنیزون نے کہا حضور
بیٹی کا حال سنکے گئین تھین ابھی تک پلٹ کے نہین آئین اب تو سرداب اور بھی زیادہ گھبرایا ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ ملکہ مینوش کو لیکے کہین چلی گئین اب تو سرداب جادو گھبرایا ہوا باہر آیا قنطور کو بلا کے کہا ای قنطور تو نے اور
کچھ سنا ملکہ غائب ہوگئین قنطور نے کہا مین ابھی سب کا پتہ لگاتا ہون یہ کہکر باہر نکلا خیال مین گذرا کہ قلعہ

صنوبر مین چلون وہ قلعہ ملکہ کے نام سے آباد ہی وہان چلکے تلاش کرون یہ سوچکر چلا یہان یہ معرکہ گذرا کہ صنوبر مینوش کو بیے ہوے جاتی تھین راہ مین دیکھا ایک لشکر اُترا ہوا ہی ایک بادگاہ استادہ ہی قضاے کار سفاک تاجدار اپنے ملک سے جاتا تھا اسی مقام پر اُترپڑا تھا اسکی جو نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ ایک ماہ پیکر کو لیے جاتی ہی اُسنے سحر کیا دونون زمین پر گرین سفاک مینوش شیرین کلام کو دیکھکر عاشق ہوا اُسی وقت قریب آیا کہا صاحبو تم کون ہو کہان جاتے ہو ملکہ صنوبر گھبرا گئین کہا اے شخص ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار گھر بار چھوٹا فلک کجرفتار نے ہمکو لوٹا ہمسے تعرض نہ کرو ہمین نکل جانے دو سفاک نے کہا اپنا حال تو بیان کرو ملکہ صنوبر نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ زہادیہ کہتے ہین ہمارا شوہر وہان کا حاکم ہی ایک بدگمانی پر اُسنے قصد کیا کہ میری بیٹی کو قتل کرے مین اسکو لے بھاگی یہان سے تین کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ صنوبر کہتے ہین مین اپنی بیٹی کو وہان لیے جاتی ہون تمنے ناحق روکا سفاک نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم مین غلامی کرونگا اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کردو ملکہ صنوبر نے سر جھکا لیا کہا اے شخص ایسی بات زبان سے نہ نکال یہ غیر ممکن ہی سفاک برہم ہوا کہا اے ملکہ صنوبر اگر یہ بات نہ مانوگی تو مین تمکو جانے نہ دونگا یہ کہکر ملازمین کو آواز دی ملازم آکے حاضر ہوے کہا ان دونون کو قید کرو ایک قفس مین ملکہ صنوبر کو ایک قفس مین مینوش شیرین کلام کو بند کیا ملکہ مینوش کا تڑپنا پھڑکنا پکار کے کہا اے مادر مہربان اب اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول شاعر

نظم

ہجر جانان سے رہائی کا قرینا ہو گیا
سہل مرنا ہو گیا دشوار جینا ہو گیا

جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا مطیع
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا

کیون نہ ہوا ایسا عروج نشۂ مے ساقیا
تا فلک موج ہوا کا گیا ہی زینا ہو گیا

وادی دل ہی تجلی گاہ جانان رات دن
ان دلون سینہ ہمارا طور سینا ہو گیا

سال بھر سے مصحف روے صنم دیکھا نہین
وہ رجب گیا اس رجب کا بھی مہینا ہو گیا

یار کی شمشیر ابرو اس قدر ہی آبدار
تیغ پر خجلت سے ہر جوہر پسینا ہو گیا

کون ہے اس ماہ کا جو گرم نظارہ نہین
چشمۂ خورشید بھی اب چشم بینا ہو گیا

خاک ہی آب آب ہی فصل بہاری مین شراب
شیشۂ ساعت بھی مے کا آبگینا ہو گیا

گر گئے گلبن زمین مین دیکھکر بوٹا سا قد
تھا کف گل مین جو زر گویا دفینا ہو گیا

جسطرح معدوم ہوتے ہین ستارے صبحدم
عہد پیری مین مرا خالی خزینا ہو گیا

پرتو جانان ہے میرے کالبد مین جاے روح
آئینے کی پشت گویا اپنا سینا ہو گیا

رنگ پان سے سبز سونا بنگئے کندن سے گال
متبدل تشبیہ ہی سونے پہ مینا ہو گیا

فرقت ساقی مین ایسے بنگئے ہم پارسا
محو خاطر سے خیال جام و مینا ہو گیا

ہی تصور مین جو محبوب الہی رات دن
کعبۂ دل صاف اے ناسخ مدینا ہو گیا

دونون شہزادیون کی بیقراری و اشکباری سفاک دمبدم کنیزون کو بھیجتا ہی کہ جاکے ہمارے واسطے راضی کرو کنیزین آتی ہین بڑبڑاتی ہوئی پلٹ جاتی ہین آکے سفاک سے عرض کرتی ہین حضور وہ کسی طرح نہین مانتی ہین سفاک کیسا جھلاتا ہی کہتا ہی کہ یہ کیا سبب ہی کہ ہمکو نہین قبول کرتی ایک کنیز نے عرض کی طریقے سے

معلوم ہوتا ہی کہ وہ شہزادی کسی پر عاشق ہی ملکہ صنوبر کسی طرح راضی نہین ہوتی مگر وہ تو اسقدر بد مزاج ہی بات نہین کرنے دیتی جھڑکتی ہی گھورتی ہی کہتی ہی مجھے قتل کرین لیکن قنطورہ جو چلا تھا پھرتا پھراتا اسی طرف آیا لشکر جو اُترے ہوے دیکھا لوگون سے پوچھا لوگون نے کہا **سفاک** تاجدار واسطے شکار کے آیا تھا دو شہزادیون کو گرفتار کیا ہی ایک سے طالب وصل ہی ملکہ صنوبر بہار ہی **مینوش شیرین کلام** دختر بلند اختر ہی دونون کو ایک خیمے مین قید کیا ہی اسی سودے مین مہیان فروکش ہی قنطورہ یہ خبر وحشت اثر سنکر اُلٹا بھاگا پاس **سرداب** کے آیا کہا ای شہریار آپ نے سنا ہی **صنوبر** بیٹی کو لیکر بھاگین لشکر **سفاک** مین جاکر قید ہوئین اب وہ طالب وصل ہی **سرداب** یہ مضمون سنکر جلگیا اُسی وقت فوج دریا موج ہمراہ لیکر سوار ہوا بقہر و غضب تمام چلا کہا ای قنطورہ تم آگے جاؤ جاکے **سفاک** سے کہنا کہ بہتر اسی مین ہی کہ ہماری زوجہ و دختر کو لیکر جلد حاضر ہو ورنہ آکے آگ لگا دونگا تجھے کیا مطلب تھا مان بیٹیان جاتی تھین **قنطورہ** آگے بڑھ گیا **سفاک** سے آکے یہ پیغام کہا **سفاک** نے بقہر و غضب جواب دیا کہ ای قنطورہ **سرداب** سے کہنا کہ کیا مجھکو اپنا ملازم سمجھا ہی مینوش پہ ہماری جان جاتی ہی تجھکو مناسب یہ ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کر دے تو ہم بھیجدین اگر اسکے خلاف منظور ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر **سامری و جمشید** کو اختیار ہی **قنطورہ** وہان سے پلٹا **سرداب** فوج لیکر چلا تھا قلعے سے نکل چکا تھا کہ **قنطورہ** آکے پہونچا سب کیفیت بیان کی **سرداب** غصے مین چلا مہیان سلیم تاجرنے یہ سب خبرین **صاحبقران** کو پہونچائین **صاحبقران** بھی فوراً مسلح و مکمل ہوکے چلے اصل مطلب یہ ہی کہ **صاحبقران** کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا کہ وہ بیچیا مینوش کا نام لیتا ہی مینوش نام پر **صاحبقران** کے عاشق ہی زخم کو باندھکر **صاحبقران** بھی چلے مہیان **ہلال** نے یہ سب خبرین **خواجہ عمرو برق** و **چالاک** کو پہونچائین اُنھون نے کہا ہمین بھی جانا چاہیے دیکھیے وہان کیا گذرے **اسقلان خوشرو** بہ وقت جانے ان عیارون کے رونے لگا **خواجہ** نے پختہ وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تمھاری سلطنت ملیگی یہان **سفاک** نے لشکر تیار کیا فوج سب ہوشیار ہی اور کمربندی ہو رہی ہی **سفاک** اسباب سحر لیے ہوے ٹہل رہا ہی آمادہ ہی کہ لشکر **سرداب** نمایان ہو تو مین جاپڑون دو پہر دن پچھلا باقی ہی کہ **سرداب** آکے پہونچا **سفاک** نے جو دیکھا گھوڑے کو مہمیز کرکے میدان مین آیا [illegible] للکار کے آواز دی یہ ہماری سرحد ہی یہان اُترنے کا ارادہ نہ کرنا ملازمان **سرداب** نے نہ مانا خیمے استادہ ہونے لگے **خواجہ** توکنارے ہوے لیکن **سفاک** نے دو چار مرتبہ آواز دی کہ خبردار یہان ٹھہرنے کا ارادہ نہ کر جب لوگون نے نہ مانا خیمے وغیرہ استادہ ہونے لگے اب تو **سفاک** کو بہت ناگوار ہوا کہ ہم یہان اُترنے کو منع کرتے ہین یہ لوگ نہین مانتے بڑھکر پانچ چار گولے مارے کئی خیمے لڑے کئی سو جادوگر ہلاک ہوے اب **سرداب** خود بڑھا اسمین سحر چلنے لگے تیرے اور تلوار سے کچھ مطلب نہ حاصل ہوا **سفاک** نے برق چمکائی سر پر **سرداب** کے گری **سرداب** کا سر زخمی ہوا آخرکار ناچار ہوکے پلٹا یہ بھی سمجھ گیا کہ **سفاک** مجھسے سحر مین زیادہ ہی ابھی جو مقابلہ پڑ گیا تو مین اسکے ہاتھ سے مارا جاؤنگا جنگل مین جاکے لشکر اُتارا **سرداب** جب جنگ کرکے پلٹا سوتا ہوا بارگاہ مین آیا کہا **قنطورہ** کو بلاؤ جب **قنطورہ** آیا دیکھا کہ بادشاہ بیٹھے ہوے رو رہے ہین زخمون کو باندھا ہی اسباب سحر سامنے رکھا ہی **قنطورہ** نے پوچھا کیون حضور یہ کیا حال ہی مین عجب رنگ مین سرکار کو پاتا ہون پریشانی حضور کی دیکھکر بہت گھبراتا ہون **سرداب**

باہر آیا قنطور سے کہا اے قنطور اب جو مقابلہ پڑیگا سفاک مجھپر غالب آئیگا سحر مین بہت تیز ہی ہم الیسون کو گرفتار کر کے لیجائیگا اگر تجھسے کچھ ہو سکے تو فکر کر قنطور نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہی اور یہی مین نے تجویز کیا تھا کہ جا کے ملکہ کو چھڑا لاؤنگا لہذا غلام جاتا ہی آپ آمادہ رہیے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک بڑھیا کی شکل بنکر لشکر مین سفاک کے آیا دیکھتا بھالتا ایک مقام پہ آکے ٹھہرا کہ سامنے وہ خیمہ ہی جسمین ملکہ صنوبر اور مینوش مقید ہین اُس خیمے کو تاک کے پشتے نقب دینا شروع کی گھڑی رات باقی تھی کہ خیمے مین آکے مہرہ نقب کا توڑا سر اُٹھا کے دیکھا صنوبر تو گلا کاٹنے پر آمادہ ہی تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین ملکہ مینوش شیرین کلام پکار رہی ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس مشکل کو آسان کر دامن مدعا گل آرزو سے پھر کبھی گھبرا کے آہ سرد دل پر درد سے کھینچتی ہین کبھی بیقرار ہو کے پکار اٹھتی ہین النظم

گنگ ہین جنکو خموشی کا مزا ہوتا ہی
دہن زخم مین خود قفل حیا ہوتا ہی

آنکھین وعدہ فراموش کہ فرصت کم ہی
دم کوئی دم مین قدمبوس قضا ہوتا ہی

نالہ افسانہ بیداد سناتا ہی انھین
کشش آہ سے اظہار بلا ہوتا ہے

کیون نہ پیہایہ دشنام دہن کو سمجھون
کہ بلا بر تری گالی کا مزا ہوتا ہے

حاجت شمع نہ پروائے چراغ لحد ہی
پاک احسان سے مزار غربا ہوتا ہے

محو دیدار رہے ہم کن فیکون سے پہلے
اب بھلا پردہ کیے سے ترے کیا ہوتا ہی

ناہدا سواسطے کہتے ہین بتون کو سجدہ
جلوہ حسن نکو نور خدا ہوتا ہے

یار خواہان شفاعت ہین وہ بت پر ظالم
دل دھڑکتا ہی مرا دیکھیے کیا ہوتا ہی

استطاعت بھی ہو کوئی گردش خنجر قاتل
گلو خشک کو اب رشک قضا ہوتا ہی

توبہ کرتے ہین جوانی سے نہ پیری آئی
پا نکلے ہاتھ ہوا خواہ دعا ہوتا ہی

غیرت حسن سکھا دیتی ہی آداب سکوت
دہن غنچہ پہ خود قفل حیا ہوتا ہے

اژدہا بنکے ڈراتا ہی شب فرقت مین
زلف کا دھیان بھی موسی کا عصا ہوتا ہی

یار روتے ہین مرے قتل سے مین ہنستا ہون
بزم شادی مجھے سامان عزا ہوتا ہی

کمسنی مشقی اُنھین ایجاد سکھا دیتی ہی
ہر ستم لطف مین دیکھا تو نیا ہوتا ہی

ڈھنگ کا ہیکو ہین سامان اجل ہین ظالم
ہر ادا مین تری سامان قضا ہوتا ہی

سر فروشان محبت کو نسبت سے ہی کام
قابل بوسہ مزار شہدا ہوتا ہے

ہی نسیم چمن آرا ے فصاحت تجھسے
گلشن معنی تو خیز ہرا ہوتا ہی

قنطور تیز رو نے جو یہ حال پر ملال ملکہ کا دیکھا سمجھ گیا کہ حقیقت مین اسکی جان نہ بچیگی عجب کیفیت ہی سوچ کر کانپ اٹھا ہولی حقیقت مین ملکہ مینوش شیرین کلام کا زندہ رہنا بہت دشوار ہی قنطور یہ سوچکر نقب سے نکلا ملکہ صنوبر و ملکہ مینوش کا پشتارہ باندھا اسی طرح نقب سے نکلا دبتا اُٹھتا بیٹھتا چلا قضا سے کار خواجہ عمرو مکان مین اسقلان کے تھے جب شہر مین یہ ہنگامہ سنا معرفت اسقلان کے خبر پائی کہ سرداب جادو سفاک بلیدار سے لڑنے جاتا ہی یہ تو خواجہ عمرو کی

ظاہر ہو چکا کہ صاحبقران مینوش پر عاشق ہین چلکر ہم بھی فکر کرین دیکھین کیا رنگ ہی یہ سوچتے ہوے چلے لشکر سفاک مین آئے دو پہر رات گئے ایک عیار کو دیکھا کہ پشت خیمہ پر نقب لگا رہا ہی چونکہ وقت شب ہی لیکن عقل سے سمجھ گئے کہ قنطور ہوگا کھڑے دیکھا کیے جب پشتارہ لیکر قنطور نکلا خواجہ کو یقین کامل ہوا قنطور ہی دونون عورتون کو لیے جاتا ہی سمجھا کیا خیال مین ہی کہ لشکر مین تعرض نہ کرو جب لشکر سے نکلیگا دیکھا جائیگا قنطور جب لشکر سے باہر نکلا خواجہ نے پکار کے ٹوکا کہ او عیار کہان جاتا ہی اسنے جو خواجہ عمرو کو دیکھا ہوش تو اڑ گئے لیکن نیمچہ پکڑ کے پلٹ پڑا پشتارے کو لیے خواجہ سے لڑنے لگا اب جو نیمچہ چلا قنطور نے دیکھا یہ تو بلاے سوزگار ہی ہر مرتبہ خواجہ عمرو ارادہ کرتے ہین کہ پشتارہ چھینلون جھپٹ جھپٹ کے پیچھے مار رہے ہین لیکن قنطور سو شاگرد جنگل مین چھوڑ آیا تھا اور کہ آیا تھا کہ خیال رکھنا وہ شاگرد پھرتے ہوے جو اسطرف آئے دور سے دیکھا دو عیار لڑ رہے ہین آواز دی تم کون ہو قنطور نے شاگردون کی آواز سنکر کہا یارو جلد آؤ ساربان زادے نے مجھکو گھیرا ہی سو شاگرد آ پڑے چالاک و برق بھی خواجہ کے تعقب مین چلے تھے انھون نے دور سے دیکھا کہ استاد کو سو شاگردون نے گھیرا ہی برق و چالاک و ہلال بھی آ پڑے سو شاگردون سے یہ چار عیار شیرانہ لڑ رہے ہین قنطور نے پشتارہ اٹھائے شاگردون سے کہتا ہوا انھین روکو تو مین نکل جاؤن جب قصد کرتا ہی کہ نکلون خواجہ جھپٹ کے سامنے آجاتے ہین نعرہ کرتے ہین کہ او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد کہان جاتا ہی مین مطلب تیرا سمجھا یہ پھر سٹ جاتا ہی یہان سفاک جو پڑا سوتا تھا روتے روتے سویا ہی عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ کو کوئی لیے جاتا ہی گھبرا کے اٹھا اسقدر بیقرار تھا آنکھین ملتا ہوا طرف قید خانے کے دوڑا لیکن اسکا یہ حال ہی کہ ادھر ادھر دیکھتا ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ اشعار پکار کے پڑھتا ہوا جاتا ہی

اشعار

اگر زنجیر کش سوے بیابان اپنی وحشت ہو — تو پاے قیس کا ہر ایک چھالا چشم حیرت ہو
ہمارے قتل سے قاتل نہ کیون غیرونکو عبرت ہو — بہم جوہر سے جوہر تیغ کا جب دست حسرت ہو
کسیکے ابروے خوش خم کا کشتہ ہون تعجب کیا — جو میری خاک سے تعمیر محراب عبادت ہو
دم بسمل خیال شکوۂ قاتل گر آجائے — لب زخم جگر مین دشنۂ انگشت ندامت ہو
سمجھتا خوب ہون مین اس بناوٹ کی لگاوٹ کو — قسم کھا جاؤنگا گر تیرے دل مین کچھ محبت ہو
ہوے بیخواب آہ نیم شب سے تو لگے کہنے — کہ سوتون کو جگا دیتے ہو تم بھی کیا قیامت ہو
جلا جاتا ہون سوز رشک سے مانند پروانہ — جلا مست اور کو لو گرچہ میری شمع تربت ہو
عدو سے بزم مین باہم رہی چشمک زنی کیا کیا — نہ دیکھا حال میرا تم بھی کتنے بیمروت ہو
بجا ہی سبزہ نکلے خاک سے میری زبان ظلم — دل نالان پس مردن جو سرگرم شکایت ہو
بھلا ایسے صنم کو خاک دل دے کوئی اے مومن — نہ جسکو کچھ مروت ہو نہ خاطر ہو نہ الفت ہو

دل سے لیتا جاتا ہی کہ جا کے قدمون پر گر و نگا اگر اسنے نہ مانا تو سحر کر دونگا یون قبضہ کر لونگا گھبراتا ہوا دروازہ قید خانے پر آیا دیکھا نگہبان بیٹھے ہین کہا ارے خیر تو ہی سب نے کہا حضور خیر و عافیت ہی اسکی جوش مین خیمے کے اندر گیا دیکھا قفس خالی رکھے ہین قفسون کو خالی دیکھکر سر دے مارا نگہبانون کو آواز دی ارے یارو یہ کیسی خیر و عافیت ہی ملکہ صنوبر و مینوش شیشے مین کلام کیا ہوئین اب تو سب نگہبان حیران ہوے

کہ یہ کیا غضب ہوا کسی کی لگاہ مہر نقب پر پڑی کہا حضور دیکھیے نقب لگی ہے جیسا ایسا گھبرایا ہوا تھا نقب مین
پھاند پڑا رفقا کہتے ہین ایسا نہو کوئی نقب مین بیٹھا ہو تو غضب کی بات ہے سفاک کے دل کو لگی ہوئی تھی
نقب کو طے کرتا ہوا دیکھتا بھالتا دوسرے مہرے پر پہونچا کہا بیجا نے والا ادھر ہی سے لیگیا ہے چند جادوگرونکو
ساتھ لیکر چلا اُسوقت پہونچا کہ قنطور کے عیارون سے خواجہ عمرو چالاک و برق ہلال لڑ رہے ہین پشتارے پشت
پر قنطور کے ہین سفاک نے للکارا او نا عیار کہان جاتا ہے خواجہ عمرو برق و چالاک ساحرون کو دیکھ بھاگے
سفاک نے گولہ سحر کا ہاتھ مین لیا پکار کے آواز دی یارو کیون جان دیتے ہو ای قنطور تو سب کا افسر ہے پشتارے
رکھدے قنطور نے بخوف جان پشتارے زمین پر رکھے سرداب جادو و قنطور عیار کو بھیجکر کیا جوش محبت مین
جاگا کیا آخر گھبرا کے چل نکلا میدان جیسے ہی قنطور نے پشتارے زمین پر رکھے سفاک نے دوڑ کر پشتارے اپنے
قبضے مین کیے عیار رونے پیٹنے پیچھے پلٹے کہ طرف سے لشکر کے گرد اڑی سرداب جادو مع چالیس ساحرونکے
آکے پہونچا قنطور نے بڑھکر عرض کی حضور مین پشتارے لایا تھا ساسان زادے نے مجھکو روک لیا اب
سفاک نے آکے پشتارے چھین لیے ناچار ہو کے مین نے دیدیے کہ اگر وہ سحر کرےگا تو مین کیونکر جان بچاؤنگا سنکے
سرداب نے وہین سے للکارا کہ خبردار کہان جاتا ہے او سفاک میرے عیار سے تو نے پشتارے چھینے اب مین تجھکو
نہ جانے دونگا سفاک کے ساتھ بھی چند جادوگر آئے ہین مقصور جادو نام ایک جادوگر اسکے برابر کھڑا
تھا اسنے دونون پشتارے اسکو دیکے کہا ای مقصور اسکو لیکر چل ماہر ولت اسکو شکست دیکے آتا ہون مقصور
تو پشتارے لیکر چلا میدان سفاک اور سرداب سے سحر چلنے لگا سفاک نے دو تین سحر ایسے کیے کہ سرداب
زخمی ہو کے پیچھے ہٹا ساتھ والون نے بھی عرض کی کہ حضور اس ظالم کا سحر ہمسے نہین دفع ہوتا ایسا نہو ہم اور
آپ گرفتار ہو جائین آخر سرداب شکست کھا کے بھاگا سفاک نے چاہا تھا اسکے لشکر پر جا پڑون
ساتھ والون نے عرض کی حضور ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ میدان سے پلٹ چلیے سفاک پلٹا مقصور جادو
دونون پشتارے لیے ہوے جاتا ہے کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ پہلو سے آواز آئی ای مقصور ٹھہر جاؤ ہم بھی
آتے ہین اُن سب دشمنون کو بھگا آئے ہم تم ساتھ چلین مقصور پلٹا سفاک کو آتے ہوے دیکھا جھک کے
سلام کیا کہا حضور لڑائی فتح کر آئے کہا ایک گورے ہین سب کا مین نے کام تمام کیا وہ سب بھاگ گئے اپنا افسر
جانکر مقصور باتین کرتا ہوا چلا تھوڑی دور چلے تھے کہ سفاک نے پلٹ کے کہا ای مقصور دیکھ ایک اور ابر اٹھا
شاید وہ پھر آتے ہین جیسے ہی مقصور پلٹا سفاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری
و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار مقصور رسے لٹک کر گرا عمرو نے حباب
مار کے بیہوش کیا پشتارے الگ گرے مقصور بیہوش ہو کے ایک جانب گرا عمرو نے خنجر مارا کہ مقصور جادو کا
شکم چاک فقیہ پاک خواجہ کی عادت ہے بعد قتل کرنے کے جھولی ٹٹولنے لگے کپڑے اتار لیے بازوبند مین ٹٹول
رہے ہین سفاک جو راہ مین آتا تھا اسنے جو آواز سنی اشتی مرا نام مین مقصور جادو بود سفاک دوڑا کہا یارو بڑا
غضب ہوا کسی نے مقصور جادو کو مارا اُسوقت آکے پہونچا کہ خواجہ جھولی اُتار کے مندر زنبیل کیا چاہتے ہین
کہ نعرہ ہوا منم سفاک جادو او ساسان زادے غضب کیا میرے سردار کو مارا خواجہ عمرو نے دیکھا اب اگر
پشتارے اٹھاتا ہون یہ سحر کریگا مین بھی گرفتار ہو جاؤنگا عمرو کو سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا مارا مارا بھاگے جاتے تھے
کہا یارو ذرا غفلت ہوئی افسر میرا مارا گیا پشتارے اٹھالو ایک جادوگر موسوم بہ نہیب جادو نہیب بڑھا

دونون پچھتا رہے اُٹھاکے دوش پر لگائے ساتھ ساتھ سفاک کے چلا شعیب ہر مرتبہ چاہتا ہی مین شعبدہ بازان
سفاک سے جدا ہون سفاک ساتھ نہین چھوڑتا شعیب داہنے بائین دیکھتا جاتا ہی کہین جادوگر سفاک کے
سب ساتھ ہین شعیب بھاگ نہ سکا طوطا رہے کہ یہ چالاک بن عمرو ہی جب قریب خیمے کے آیا کہا حضور آپ
جا بیٹھین خیمے مین جاکے قید کردو لنگا نگہبانون کی ہوشیاری کے لیے مین خود حاضر رہونگا سفاک خوش
ہوگیا کہا اے شعیب قفس مین دونون کو بند کرکے نگہبان اور بڑھا دو گرد خیمے کے دور دور تک اور بھی چوکی پہرہ
رہے کہا بہت خوب یہ کہکر شعیب اندر گیا نقب تو لگی ہوئی تھی چالاک اُسمین کود کے بھاگا نقب کو طے کرکے
باہر نکلا ایک جانب بھاگا خوشی خوشی پچھتا رہے پیچھے ہوے جاتا ہی قضاے کار سلیم تاجر نے صاحبقران
کو خبر دی تھی کہ سرداب جادو برائے مقابلہ سفاک گیا یہ سنکر صاحبقران سوار ہوے شہر سے نکلکر چلے
رواروی کرتے ہوے آتے مین ایک نخل کے سایے مین آکے ٹھہرے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی محیط
شیطان پرست قزاق ایک کاروان کی خبر سنکر گیا تھا وہ سوداگر نکلگیا مال جو دستیاب ہوا جھلایا ہوا پلٹا
ایک قزاق کی نگاہ پڑی کہا اے محیط ایک سونے کی جڑیا سامنے کھڑی ہی گھوڑا معقول ہتھیار بھی اشیاے جواہر سے مملو ہی
اسکا حصہ بھیجیے محیط نے جو نگاہ اُٹھاکے دیکھا حقیقت مین ایک جوان آفتاب مثال صاحب جاہ و جلال
موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گھوڑا معقول با ساز مرصع کار محیط نے ایک قزاق کو اشارہ کیا کہ
جان اُسکی نہ لینا جو کچھ اسکے پاس ہی نقد و جنس خود و زرہ وغیرہ سب چیزین لے لو نقد جان چھوڑ دو صاحبقران
بھی آمد قزاق دیکھکر ہوشیار ہوگئے ہین نیزہ ہاتھ مین لیے کھڑے ہین قزاق نے آکے کہا اے نوجوان گھوڑے سے
اُتر جواہرات وغیرہ اُتار کے رکھدے نقد جان لیکر چلا جا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم اسباب نہ دینگے
کہین سپاہی ہتھیار دیتے ہین قزاق نے نیزہ مارا امیر نے خالی دیکر نیزہ مارا کہ قزاق کی پشت کو توڑ کے پار
گذرا یہ معاملہ جو محیط نے دیکھا جلگیا کہا یارو اس جوان کو مار لو غضب کیا میرے قزاق کو مارا یہ کہکر کمینہ
سامنے آکے پہونچا محیط نے ساتھ والون سے کہا تم ٹھہر جاؤ مین اکیلا اسکی مشکین باندھ لونگا یہ کہتا
ہوا سامنے صاحبقران کے آیا کہا اے جوان تو نے غضب کیا میرے قزاق کو مارا اب ایک جوان ہزار ہزار
کے مقابلے کا ہی یہ کہکر لڑنے لگا صاحبقران نے محیط کا نیزہ ٹکالا اُسنے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران
نے بار بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان گھوڑے سے کود کے دامن
گردان کے آستینین چڑھاکے کشتی مین مصروف ہوے سب قزاق تماشا دیکھ رہے ہین دوپہر کی کشتی مین امیر
محیط کو زیر کیا کندہ زانو دباکے فرمایا جالا اور شناختن پروردگار رحیم میکول محیط نے کہا اپنے نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ فرمایئے صاحبقران نے فرمایا تو نے سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان سرکوب ساحران
یہ سنکر محیط نے کہا مین تو ہمیشہ سے جمال باکمال کا مشتاق تھا حضور چھوڑ دین مین دل سے اطاعت کرتا ہون
امیر نے چھوڑ دیا محیط قدمبوس ہوا امیر نے کلمہ پڑھایا مگر محیط طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ہاتھ اپنی فوج سے
کچھ اشارہ کردیا کہ تم سب ملکر اطاعت کرو مین سمجھ لونگا سب دست بستہ حاضر خدمت فیضدرجت ہوے
زر نثار کرتا ہوا صاحبقران کو بارگاہ مین لایا امیر باہر آتے ہین کبھی اندر جاتے ہین کہ سامنے سے گرد
بار رنگ اُڑی دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری حسب و خبر کرتے ہوے آتے ہین مگر پریشان پریشان صاحبقران
کو دیکھکر خواجہ حاضر ہوے امیر نے حال پوچھا عمرو نے رو رو کے تمام کیفیت بیان کی کہ مین نے اسطرح لپیٹا

لیکن سفاک پہونچ گیا سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا امیر افسوس کر رہے ہیں فرماتے ہیں میں بھی اسی فکر میں
چلا تھا محیط سے مقابلہ پڑ گیا اب لشکر کشی کرکے چلونگا یہ ذکر تھا کہ خیمے سے محیط باہر آیا فکر میں ہی کہ جھٹ پٹ
صاحبقران کو گرفتار کرے ادہر عمرو نے جو محیط کو دیکھا کہا ای شہریار اسکی پیشانی تو سیاہ معلوم ہوتی ہی امیر
نے کہا خواجہ بیہودہ نہ بکو عمرو نے کہا آپ پر حال کھلیگا امیر نے کہا جو جیسی خطا کریگا ویسی سزا پائیگا یہ
ذکر تھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی دیکھا چالاک بن عمرو دونوں پشتارے پشت پر لگائے ہوے
بھاگا ہوا چلا آتا ہی مگر چوکنا ہی کہ کہاں جاؤں ایسا نہو کسی مقام پر قنطور وغیرہ ملجائیں یا سفاک تعقب
میں آئے امیر و عمرو کو جو دیکھا چالاک دوڑا امیر نے پکار کے پوچھا ای چالاک یہ پشتارے کس کے
ہیں اشارے سے بتلایا کہ صنوبر و مینوش شیرین کلام کو چرا کے لایا ہوں امیر نے فرمایا بڑا کام کیا محیط سے
امیر نے فرمایا کہ ایک خیمہ خالی کرادو اُسی وقت ایک خیمہ استادہ ہوا صاحبقران نے چالاک سے کہا
چالاک نے لا کے دونوں کو رکھدیا زبان سے سونگھنی لگا کے دونوں کو ہوشیار کیا مینوش شیرین کلام
تو اُٹھتے ہی چالاک کو دعائیں دینے لگی کہا ای چالاک تمنے بڑا احسان کیا مجھکو جلاد کے قبضے سے
نکالا خدا نے عصمت کو بچایا ماں سے کہا ای والدہ ماجدہ اُٹھیے ہم خدمت صاحبقران میں آگئے چالاک
نے بڑا احسان کیا صنوبر جو اُٹھی ظاہر میں تو خوشی کرنے لگی مگر دل کو ناگوار کہ ہاے میرا شوہر یون برباد ہوا
اب میں اسکو کیا منہ سیاہ دکھاؤنگی یہ سوچکر خاموش ہو رہی دل میں پیچ و تاب ہی کہ کسی طور سے مینوش
کو نکال لے چلوں خدمت میں شوہر کے پہونچوں محیط نے جو خبر سنی کہ صاحبقران حسن معشوق پر عاشق
تھے اسکو عیار چرا کے لایا ہی چند کنیزیں واسطے خدمت کے بھیجدیں فرش معقول بچھا ایک میز پر اسباب عیش و
نشاط رکھا گیا گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی گئیں عمرو نے طریقہ محیط کا خلاف پایا دل سے کہتا ہی کہ
صاحبقران دھوکا کھائینگے فکر واجب و لازم ہی یہاں تو یہ صورت ہی لیکن سفاک بعد تھوڑی دیر کے
قیدخانے میں آیا قفس میں دونوں کو نہ پایا سر پیٹنے لگا کہا یارو بڑا غضب ہوا شیب جادو کی شکل بنکر عیار
آیا مجھکو دھوکا دیگیا یہ سوچتا ہوا بارگاہ میں آیا مشیروں وزیروں سے سب حال بیان کیا کہ ایک وزیر نے
کہا حضور آپ سرداب جادو سے دشمنی رکھتے ہیں کیا مزہ ہی اب اُسکو بلوا لیجیے اسکو ساتھ لیکر تلاش میں چلیے
وزیر کا کہنا سفاک بجا لایا خود وزیر کو بلا کے کہا تم جاؤ سرداب سے سب حال کہنا عیاران حمزہ عیاری کرکے
ملکہ صنوبر و مینوش شیرین کلام کو لیگئے تم میرے پاس آؤ میں اور تم تلاش میں چلوں وزیر پاس سرداب
کے پہونچا سب حال بیان کیا سرداب نے جو یہ خبر وحشت سنی آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا یارو میں تو برباد ہو گیا
بیٹی بھی گئی اور زوجہ پر بھی افتاد پڑی خیر اب میں چلتا ہوں یہ کہکر تیار ہوا قنطور بھی ساتھ ہو جب خبر پہونچی
سفاک کو کہ سرداب آتا ہی واسطے استقبال کے نکل آیا بھائی صاحب کہکر بغلگیر ہوا کہا حضور عیار مجھکو
بڑا دھوکا دیگیا اب تلاش کرکے گرفتار کرونگا سرداب و سفاک نوبت نقارے بجاتے ہوے تلاش میں
صنوبر و مینوش کے چلے یہاں خواجہ عمرو کو فکر ہی کہ محیط کا مکر ظاہر کروں پھرتے پھراتے محیط کے
باورچی خانے میں آئے دیکھا اسکے ملازم کھانا پکوا رہے ہیں تمام کارگزار دل و جان سے مصروف ہیں مگر
اشاروں سے اُنکے ثابت ہوا کہ کھانے میں بیہوشی ملا رہے ہیں خواجہ عمرو خاموش ہو رہے اب آ کے
صاحبقران سے عرض کی کہ آقاے نامدار ذرا باورچی خانے سے کھانا نہ منگائیے ابھی آپ کو حال کھلجائیگا

امیر نے اُسی وقت جوبدار کو روانہ کیا جوبدار کھانا اُٹھوا لایا ایک کتا سامنے کھڑا تھا امیر نے اُسکے آگے پلاؤ ڈالدیا کتا اُس کھانے کو کھا کر سر پٹکنے لگا امیر نے فرمایا ای محیط یہ کیا معاملہ ہی محیط قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار غلام سے خطا ہوئی معاف کیجیے اب کبھی ایسی خطا سرزد نہوگی امیر نے فرمایا ہمارے عیار نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ شخص مکار ہی مگر ہمنے اپنے عیار کا کہنا نہین مانا اگر اب ایسا امر ہوگا ہم تمکو قتل کرینگے محیط نے سر جھکا لیا عرض کی غلام خود سر حاضر کریگا صاحبقران چپ ہو رہے عمرو نے یہی کہا کہ آقا یہ سلطان صدق دل سے نہین ہوا امیر نے کچھ جواب نہین دیا خاموش ہو رہے امیر کا دل شل آ نشینے کے ہی محیط نے اپنے وزیرون سے آ کے صلاح کی کہ عمرو کے سامنے کوئی کام ہونا مشکل ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی آخر یہ صلاح ہوئی کہ رات کو سوتے مین ان دونون باپ بیٹون کو پکڑ لو پھر صاحبقران کا گرفتار ہونا کتنی بڑی بات ہی یہ صلاح آپسمین ہوئی جب رات کو عمرو و چالاک سوئے محیط کے ساتھ سب طرح کے لوگ تھے عمرو و چالاک کو پکڑ کے ایک خیمے مین لیجا کے قید کیا صبح کو صاحبقران نے پوچھا خواجہ کہان ہین کہا حضور اُنکا یہ وطیرہ ہی کہ صبح کو بیٹے کو ساتھ لیکر جنگل مین جا کے مسافرون کی خبر لیتے ہین ہزارہا مسافرون کو لوٹ لیا صاحبقران خاموش ہو رہے جانتے ہین کہ خواجہ کی یہی عادت ہی اب محیط نے عرض کی خاصہ تیار ہی امیر نے کہا خواجہ و چالاک آلین مکارون نے کہا حضور نوش کرین وہ دیر مین آئینگے اُنکے واسطے سب سامان تیار رہیگا امیر ناچار خاصے پر آئے سب کھانا آغشتہ بہ داروے بیہوشی ہی صاحبقران کو کون آگاہ کرے صاحبقران نے خاصہ نوش کیا ہاتھ دھونے اُٹھے تھے کہ لڑکھڑا کے گرے چہار جانب سے بجیا دوڑے ہاتھون ہاتھ مکارون نے صاحبقران کو گرفتار کیا مسلسل و مطوق کر کے قید خانے مین بھیجدیا یہ بھی ڈر ہی کہ ہمسے اور امیر سے چار آنکھین ہون امیر جو یہان قید خانے مین آئے عمرو اور چالاک کو جو دیکھا امیر نے فرمایا ارے تجپر کیا گذری عمرو و چالاک نے عرض کی ہمین رات سے گرفتار کر لیا جب تو حضور پر دست انداز ہوے امیر نے فرمایا جو جو رنج و ملال تقدیر مین ہین وہ سب رنج و ملال درپیش ہونگے اب محیط نے اپنے مشیرون سے صلاح کی یہ جو عورت آئی ہی اسپر بھی قبضہ کرون پہلے مین دیکھلون کنارے آ کے گوشے مین چھپ کر جو جھانک جھمال ملکہ مہوش شیرین کلام کو دیکھا نشہ ہو گیا تھوڑا نے لگا جہان اسکے وزرا امرا بیٹھے تھے کلیجہ پکڑے ہوے آیا یہ اشعار زبان پر بیقرار مضطر حیران و کشتہ،

اشعار

دل مین پوشیدہ و تپ عشق نہان رکھتے ہین	آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین
نیسواری تیری دیکھین تو ہون گرد و نبال	ہاتھ مین عمر کی ہم لوگ عنان رکھتے ہین
بزم جانان مین کبھی بات نہ نکلی منہ سے	کہنے کو شمع کے مانند زبان رکھتے ہین
ایک مدت سے تمنا ہی قدمبوسی کی	سر پٹکتا ہون صنم پاؤن جہان رکھتے ہین
مثل پروانہ نہین کچھ زر و مال اپنے پاس	ہم فقط تجھپہ فدا کرنے کو جان رکھتے ہین
یون ہی دود دل سوزان نفس سرد کے ساتھ	غربا جیسے زمستان مین دھوان رکھتے ہین
اُس تن صاف پہ ہر موے کمر تک معدوم	اور محبوب صفا ایسی کہان رکھتے ہین
جانثار روح کو کر دیتے ہین کیونکر سب مل	تیر رکھتے ہین پر ابرو نہ کمان رکھتے ہین
ہو گیا زرد و جری جبکہ حسینون پہ نظر	یہ عجب گل ہین کہ تاثیر خزان رکھتے ہین

تازگی ہی سخن کہنہ مین یہ سبب وفات	لوگ اکثر مرے جینے کا گمان رکھتے ہین
بھاگتی کونسی وہ بات بتون کی ورنہ	نہ کمر رکھتے ہین کافر نہ دہان رکھتے ہین
عوض ملک جہان ملک سخن ہی ناسخ	گو نہین جسم روان طبع روان رکھتے ہین

رفقا نے عرض کی حضور خیر تو ہی محیط رونے لگا کہا یارو مین نے اُس عورت کو دیکھا وہ تو شعلہ جوالہ ہی جسکے
شعلہ حسن نے رشتہ دل کو جلا دیا رفقا نے کہا یہ نام نہ لیجیے وہ دونون مان بیٹیان سحر کرتی ہین ابھی گرفتاری
صاحبقران کی خبر نہین سنی اگر بگڑ بیٹھی تو لشکر کو پھونک دینگی جلد انکو بھی کھانا کھلوا کے بیہوش کیجیے اگر سن پاینگی
کہ آپ نے صاحبقران کو پکڑ لیا ابھی بگڑ کے لگائینگی قیامت برپا ہو جائیگی محیط نے اُسی وقت میوے مین
بیہوشی ملوا کے کنیزون کی معرفت وہ میوہ بھیجا کنیزون سے کہا یہی کہنا کہ صاحبقران نے بھیجا ہی کنیزون نے
لا کے میوہ حاضر کیا نام صاحبقران سے وہ میوہ تو لے لیا لیکن مینوش شیرین کلام نے کہا اے مادر مہربان
آج خود بخود دل گھبراتا ہی صاحبقران کیون نہین تشریف لائے صنوبر نے جھلا کر جواب دیا وہان مردانی صحبت
مین ہونگے تم چاہتی ہو کہ آٹھ پہر پاس ہی بیٹھے رہین اُنکو اپنے لشکر مین جانے کی فکر ہی باپ نے تمہارے چھڑوا
منگایا تھا یہ جھگڑے پڑ گئے اب اُنکے لشکر مین چلنا ہوگا سب شاہزادیون سے ملاقات ہوگی صنوبر کو دل سے
یہ منظور ہی کہ دھوکا دیکے بیٹی کو نکال لیجاؤن پاس اپنے شوہر کے پہونچاؤن کنیزون نے باتین کرتے کرتے
میوہ کھلایا میوہ کھاتے کے جو اُٹھین لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہوگئین کنیزون نے زبان مین سوزن دیا ہاتھ
پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین محیط خوشی خوشی اندر بارگاہ کے آیا کنیزون سے کہا اب انکو ہوشیار کرو
اب یہ جو دونون ہوشیار ہوئین اپنے کو اس حال مین پایا بے اختیار رونے لگین محیط نے کہا اے ملکہ مینوش اب
مین نے صاحبقران کو پکڑ لیا کل قتل کرونگا خواجہ عمرو عیار بھی میرے یہان قید ہین سب کو مٹا دونگا
اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاینگے اے مینوش مجھکو قبول کرو ورنہ قیامت برپا کر دونگا مینوش نے
سر دے مارا کہا ہماری تقدیر مین یہی مصیبت لکھی ہی صنوبر کے بھی ہوش اُڑ گئے حیران تھی کہ مین نے کیا
سوچا تھا یہ کیا ہو گیا ملکہ نے جو کلمات سخت کہے محیط حیران و پشیمان ہوتا ہوا اپنے وزیرون مشیرون مین آیا
کہا یارو وہ عورت تو کسی طرح نہین مانتی ہی سب نے کہا حضور آپ کی سلطنت بچی کہ اس عورت کے مقدمے
مین بڑا انتشار ہی ایسا نہو وہ مکر کرکے اپنے کو رہا کرا دین تو اُنکو کون روکیگا سحر کرکے سارے لشکر کو خاک مین
ملا دینگی آپ کی سلطنت قائم رہے اس سے بہتر عورت ممکن ہی ان سب کو قتل کیجیے محیط اس بات پر
راضی ہوا اسی شب کو حکم دیا ڈھنڈھورا پٹا اشتہار چسپان ہوے تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ کل امیر و عمرو
و چالاک و صنوبر و مینوش کو محیط قتل کریگا تیاریان ہونے لگین قضائے کار سفاک و سرداب جو
آپسمین صلاح کرتے چلے تھے ایک جنگل مین انکا لشکر فروکش تھا قنطور نے زبانی راہگیرون کے خبر پائی گھبرایا ہوا
خدمت مین سفاک و سرداب کے آیا کہا حضور نے کچھ سنا محیط قزاق نے امیر و عمرو و چالاک و مینوش
و صنوبر کو قید کیا مہمان خرابی کی تیاری ہو رہی ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے سفاک و سرداب نے کہا
جلد لشکر تیار کرو اُس قزاق کی کیا حقیقت ہی ہم چلکر دھاوا ڈالینگے یہ سب قیدی ہمارے حوالے کر دے
یہ سب ہمارے دشمن ہین قتل و عدم قتل کا ہمکو اختیار ہی کون اسمین دخل دیگا اگر تامل کریگا سحر کرکے سب کو
گرفتار کرینگے وہ قزاق لٹیرا ہمسے کیا لڑ سکتا ہی یہ صلاح کرکے سوار ہوے دھاوا کرکے چلے

مہمان لشکر محیط مین رات بھر ہنگامہ رہا اب صبح کو میدان خونی تیار ہوا جلاد وغیرہ آکر جمع ہوے محیط نے ایک اراب پر امیر و عمرو و چالاک ایک اراب پر مینوش وصنوبر کو سوار کرکے لے چلا میدان خونی مین پہونچا ملکہ تو حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین امیر کو جو دیکھا بے اختیار رونے لگین صنوبر بھی بیقرار ہی لیکن محیط چونکہ عاشق ہو چکا ہی جمال بیمثال ملکہ دلمعیل تڑپ تڑپ جاتا ہی کنیزون سے کہتا ہی راضی کرو اگر یہ راضی ہو جاے تو الگ کر لون جب کنیزین جا کر ملکہ سے کہتی ہین ملکہ جواب دیتی ہین اُس ملعون سے کہنا کہ او بےحیا اگر ہماری زبان سے سوزن نکلتا تو ان باتون کا مزا ملتا ایک سحر مین زمین و آسمان ایک ہو جاتا درخت سر پر گرتے طائران صحرا ہلاک کرتے شیر بھیڑیے صحرا سے آتے تم سب کو کھا جاتے جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ خیال خام و تصور نا تمام تیرے دل مین ہی اسکو زبان پر نہ لا اب اگر کوئی کنیز ہمسے پیغام کہیگی تو ہم سر ٹکرا ٹکرا کے جان دینگے محیط نے جو سنا جل گیا جلادونسے اشارہ کیا دارین استاد کرو ہم بھی جانتے ہین کہ انکو قتل کرنا بہتر ہی جلاد چلے تدبیرین کرنے لگے لشکر سب محیط کا تیار ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سفاک و سرداب مع لشکر آکے پہونچے پشت پر جاری فوج ساحرون کی دونون سردار گھوڑون سے کود کے جھولیان بائین ہاتھ پر پڑھی ہوئین آگے بڑھ کے پکار کے آوازدی او قزاق خبردار ارادہ قتل صاحبقران و چالاک و عمرو نہ کرنا مینوش و صنوبر کو ہمین حوالے کردے ورنہ ابھی لشکر مین آگ لگا دینگے ابھی کہو تو زمین و آسمان اُلٹ پلٹ کر دین کیا مجال تمھاری کہ ملکہ مینوش و صنوبر کو قتل کرو محیط یہ باتین سنکر گھبرا گیا دیکھتا ہی کہ وہ دونون آمادہ کھڑے ہین کہ ذرا جواب سخت ملے تو ہم جا پڑین حیران ہی کہ انکو کون روکیگا پکار کے کہا کچھ وزیرون سے صلاح کرکے مین جواب دونگا جو فرمائیگا وہ بجا لاؤنگا مین خلاف حکم سرکار کر سکتا ہون اب تو مین سب کو قید کر چکا آپ کے سامنے سے بھاگ کے کہان جاؤنگا بڑے بڑے سنا ہون نے مجھ پر لشکر کشی کی جب مین اپنے پہاڑ پر چڑھ گیا کوئی کچھ نہ کر سکا آپ ساحر ہین آپ کے سامنے زمین و پہاڑ سب برابر ہین مگر مجھکو ایک ہفتے کی مہلت ملے موافق راے سرکار کے عرض کرونگا سفاک و سرداب نے کہا ملکہ مینوش و صنوبر کو ہمارے پاس بھیجدو محیط نے عرض کی آج تو مجھے معاف کیجیے مین اسی طرح دو چار دن مین جواب باصواب دونگا سرداب و سفاک گھیرے اترے پڑے محیط نے سب کو قید خانے مین بھیجدیا اب مشیرون اور وزیرون سے صلاح کرتا ہی کہ کہو یارو مین کیا کرون کیونکر ان ساحرون سے جان بچے مشیرون نے عرض کی ملکہ مینوش و صنوبر کو حوالے کر دیجیے سرداب کو زوجہ و دختر کا بڑا قلق ہی انکار کرنا بہتر نہین ہی صاحبقران و عمرو و چالاک کو وہ قتل کر سکتے ہین اگر انکو دیجیے گا وہ بھی قتل کرینگے انکو آپ ہی قتل کرین تو مناسب ہی ان تینون کی جان کسی طرح نہ بچیگی آپ کو انکی راے کے خلاف کہنے سے کیا فائدہ یہ خیال جواب کو ہی کہ مینوش کو قبضے مین کرون یہ غیر ممکن ہی یہ سودا دل سے نکال ڈالیے محیط نے کہا مین کیا کرون ہر چند دل کو سمجھاتا ہون مگر دل کسی طرح نہین مانتا ضبط کرتا ہون ممکن نہین

نظم

فغان کا ہمسے تو بارے سوال کر بیٹھے	بھلا حضور بھی دل کو سنبھال کر بیٹھے
نہ رحم ہم پہ پریشان بال کر بیٹھے	تمھارے واسطے اپنا یہ حال کر بیٹھے
فساد ہم مین رقیبون مین ڈال کر بیٹھے	جو بیٹھے بزم مین تو یہ کمال کر بیٹھے
کہان تم اور کہان بدر کچھ خیال نہین	مقابل اُسکے رخ بیمثال کر بیٹھے

وہ تنگی دوست ہین لازم نہین حضوری کچھ
بڑھا سن آپ کا یا ظلم کے بڑھے درجے
رقیبون کو جو اُٹھا یا برا ہے سیر تو کیا
پھڑک رہے ہین سر بزم صورت بسمل
یہ ہمکو وصل کی دھن بندھ گئی کہ سو سو بار
جو دیکھا عالم ارواح مین جمال اُسکا
ہماری بزم مین آتے ہوئے وہ ڈرتے ہین
یہ اہل درد کی محفل ہی داغطو ہشیار
سُنے ہمارے فسانے کو جو کوئی آکر
بلا سے سیکڑون عاشق ہوے ہماری طرح
ہمین نہین کہ جسے سر بہت چڑھا یا تھا
طبیعت آنا اک آفت ہی مین نہ کہتا تھا
ہتون مین دل کا تو یہ حال ہی خدا جانے
جو کچھ کہ سنتے کہا ہو ہمین بھی کہ ڈالو
بھری ہی انجمن دہر دلفریبون سے
صفیر جانے کو کتنے ہین وہ تو جانے دو

لگن ہین جبکہ تمھارا خیال کر بیٹھے
عروج قد سے ہمین پائمال کر بیٹھے
اُنھین اُٹھا و جنھین پائمال کر بیٹھے
تمھارے واسطے صوفی یہ حال کر بیٹھے
جواب پا کے وہی پھر سوال کر بیٹھے
ہوا نہ ضبط خدا سے سوال کر بیٹھے
جو بیٹھے بھی تو بہت دیکھ بھال کر بیٹھے
جو بیٹھے یان وہ ذرا دیکھ بھال کر بیٹھے
تو دونون ہاتھون سے دل کو سنبھال کر بیٹھے
تمھین جہان مین عدیم المثال کر بیٹھے
خبر نہین کہ کسے پائمال کر بیٹھے
حضور کا ہے کو میرا سا حال کر بیٹھے
خدا کے سامنے کیا اپنا حال کر بیٹھے
تمھارے رونے کے صدقے ملال کر بیٹھے
بشر کو چاہیے یان دیکھ بھال کر بیٹھے
تم اپنے دل کی تو حسرت نکال کر بیٹھے

رفقا نے عرض کی اس جوش و خروش سے اپنے کو بچائیے اس عشق کا انجام ہوگا آپ نے خبر سنی کہ سفاک اتنا بڑا جادوگر اسنے قید رکھا اور مطلب حاصل نہوا آپ کیون اپنی جان دینے کا ارادہ کرتے ہین بالکل بیکار ہوگا محیط تڑپ رہا پھڑک رہا ہی منشیرون کو جواب دیا تمھاری صلاح سے کوئی مدعا نہ حاصل ہوا جو تم کہتے ہو وہ مجھسے نہوسکیگا اب تو مین نے چار دن کی مہلت لی ہی جو بن پڑیگا وہ کرونگا یہ تو اس فکر مین ہی وہان سفاک نے جب لشکر آتا سرداب کو تخت پر بیٹھایا سرداب نہ مانتا تھا کہا نہین آپ تخت پر بیٹھیے آخر سرداب کو تخت پر بیٹھایا آپ پہلو مین بیٹھا ہاتھ باندھکر کہا اے سرداب اب مجھکو فرزندی قبول کیجیے مین سب انتظام کر لونگا حمزہ اور عمرو اور چالاک کا قتل ہونا اپنے قبضے مین ہی تمام عالم کے جادوگر ابھی اطاعت کرینگے ہر ساحر کو خوشی ہوگی یہ بھی آپ کو معلوم ہی کہ طلسم نور افشان پر کوکب کا قبضہ ہوا مگر کوکب سحر سے تائب ہین اُنکو مار کے نکال دینا کتنی بڑی بات ہی یہ امیر و عمرو جا کے وہان پہونچے سب عجائب و غرائب مٹائے بت خورشید ایسا ذلیل ہوکے مارا گیا سب سحر بھولا اُسکے بھائی بند مسلمانون سے ملگئے ہم تم چلکر لوٹ پڑینگے طلسم کو خالی کرا لینگے محیط تو ہمارے اور آپ کے قبضے مین ہی پھر تو جب چاہین مارلین سرداب نے سر جھکا لیا کہا حضور آپکو اختیار ہی مین نے آپ کو ملکہ کے ساتھ منسوب کیا سفاک یہ مژدہ سنکر پھول گیا کبھی قدمون پر سر رکھتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی یہی قول ہی کہ میرے تو آپ جان بخش ہین دونون لشکرون مین یہی ذکر ہورہے ہین مگر میان برق فرنگی جو پھرتے پھراتے اسطرف آنکلے حیران تھے کہ استاد پر کیا گذری صاحبقران کس حال مین ہین نہین معلوم بھائی چالاک پر کیا گذری

یہ سوچتا ہوا اسطرف جو آیا یہ دو لشکر اترے ہوے دیکھے حیران ہوا کہ کسکے لشکر ہین غفیر بنکر داخل لشکر سفاک و
سرداب ہوا اور دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ یہ سفاک و سرداب کا لشکر ہی اب وہان سے برق فرنگی پھرتا ہوا
دوسرے لشکر مین آیا اُسطرف سے گذر ہوا جس خیمے مین چالاک وغیرہ قید ہین پردہ اُٹھا ہوا تھا نگہبان بیٹھے ہین
برق نے جو عمرو کو دیکھا تڑپ گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی وہین بیٹھ گیا نگہبانون سے باتین کرنے لگا کہا کیون یاران
گنہگارون نے کیا خطا کی جو اسطرح قید ہین نگہبانون نے کہا میان مست صاحب ان قیدیون کی وجہ سے بڑی
آفت ہی دیکھین کیونکر جان بچے یہ وہ دشمن ہین کہ جنھون نے سب مذہبون کو مٹایا دین خدا نے نادیدہ روشن کیا
ہمارے آقا نے انکو بڑی فطرت سے پکڑا ہی ورنہ یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے ملک کے ملک ویران کر دیے
جنگل لاشون سے بھر دیے ہمارے آقا نے انکو قید کیا ہی سفاک و سرداب آکے اُترے ہین ان لوگون کی قید
مانگتے ہین ہمارے آقا میان محیط کچھ سوچ رہے ہین دوسرے خیمے مین دو شاہزادیان ملکہ مہنوش و
صنوبر بھی قید ہین دیکھین اُنپر کیا گذرے ہمارے آقا مہنوش پر جان دیتے ہین وہ عورت ایسی سرکش ہی
کہ اُنکو نہین قبول کرتی سفاک کے یہان قید رہنا جان دینا گوارا کیا لیکن اُسکو بھی نہین منظور کیا اب
دیکھین میان کیا گذرے ہم سبھون کی خیر ہو تو بڑی بات ہی برق فرنگی نے یہ بھی حال سنا سوچا کہ پہلے مہنوش
و صنوبر کو رہا کرون یہ ساحرہ ہین صاحبقران کو چھڑا لینگی تینون لشکرون سے معاملہ پڑیگا بہت کی صورت
بنا ہوا ہی جس خیمے مین یہ دونون عورتین قید ہین اُسی خیمے کے سامنے آکے بیٹھا وہین دھونی لگا لی اب فکر مین
ہی کہ نگہبانون کو بیہوش کر دون ملکہ کو رہا کر دون پھر جاکے صاحبقران کو رہا کرون اس خیال مین بیٹھا تھا کہ دیکھا
شرارہ محیط کا عیار آیا اُئی دفعہ نگہبانون کو لکار گیا کہ یارو ہوشیار رہنا ایسا نہو نگہبانی مین فرق پڑے جب شرارہ
سبکرو کئی مرتبہ پکارکے چلا گیا تو برق دھونی کے پاس سے اُٹھا ایک نخل کی آڑ پکڑکے بیٹھا رنگ و روغن
عیاری کا لگاکے شرارہ سبکرو کی شکل بنکر تیار ہوا طرف قید خانے کے چلا نگہبانون نے آواز دی کون
آتا ہی برق نے کہا مین ہون شرارہ سبکرو لہو آؤن کھو پلیٹ جاؤن اسواسطے آیا ہون کہ تم لوگون کو ہشیار
کرون ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑے عیاران اسلام بھی آئے ہوے ہین یقین ہی آج عیاری ہو سب نگہبان
ہوشیار رہین ایسا نہو کچھ اُفتاد پڑے تو میرے واسطے بدنامی ہوگی نگہبانون نے کہا ہم سب جاگتے ہین استاد
آئیے شرارہ نقلی آکے بیٹھا کہا بھائیو مین نے کئی عیارون کو مارا شام سے دوڑتے دوڑتے یہ وقت آیا ہی
مین نے ابھی تک شراب نہین پی شراب منگواؤ تم بھی پیو ہم بھی پیین دو روپیہ پاس سے نکال کے دیے
شاگرد دوڑے جاکے پتلہ شراب کا لائے برق نے بیہوشی ملائی سب کو شراب پلانے لگا دو چار کو شراب
پلائی تھی کہ شرارہ سبکرو پھرتا پھرتا اُسطرف آیا دور سے دیکھا میری شکل کا ایک آدمی بیٹھا ہی یہ دیکھکر
ایک ذرعہ نخلستان مین شرارہ سبکرو دب رہا اب دیکھا اُسنے وہ شخص سب کو شراب پلا رہا ہی اور
یہ اشعار گا رہا ہی

نظم

بتا دے خلد مین ہی یا سقر مین جوے شراب — کہ واعظا کرون تجھ مین جستجوے شراب
ہوا ہون خاک پریشان ہی جستجوے شراب — دعاے روح ہی بھوئے کوئی سبوے شراب
نہ پائین زاہد بے آبرو شراب کہین — نہ اپنے ہاتھ کہین کھوئین آبروے شراب
بعد شراب کشی سے خم شراب بنا — ہوا ہی روح بدن مین برنگ بوے شراب

جو ناگوار نہ تلخی ہو محتسب کیفیت
ملی ہی عشق کو اُس میکدے مین خوے شراب

نظر حرام ہی کہتے ہین دخت رز ہے
سواے غنچہ دیکھا نہ ہنسنے روے شراب

حضور پھول کے برگ شجر ہون کب سر سبز
کھلا ہی بنگ کی کیا قدر روبروے شراب

شراب خوار وہ شیرین دہن ہی او نہ ہاد
منگائیگا عوض جوے شیر جوے شراب

برنگ جام ہوئین آنکھین سا قیا پہ خون
ترے فراق مین دیکھا جو مین نے سوے شراب

حساب اب بھی ہی کون جانے حسب مین
شراب خانون مین ہاتھ آئی ہی سبوے شراب

غضب ہی راز درون کھل گیا مرے منہ سے
شراب خوار کی کرتی ہی خوار بوے شراب

مرے علاج کو ناحق ہی جستجو سے کدو
خمار کا ہی مجھے رنج لاکدوے شراب

نظر جو آگئی مشاطہ کچہ وہ دھیان آیا
دلائی یاد مجھے بوے گل نے بوے شراب

گیا ہی آج تو مجلس کو مست ادھر اب
ترے ستمکدہ کی تو نہی ہی کیا کدوے شراب

یہ ناتوان ہوا ہون فراق ساقی مین
شراب کا ہی مجھے ثقیلا سبوے شراب

عجب ساقی کو تعجب ہین ای ناسخ
عدو وہی ہی ہمارا جو ہی عدوے شراب

شہزادہ سمجھ گیا کہ اب یہ شراب پلا کے سب کو بیہوش کیا چاہتا ہی دبتا اُٹھتا بیٹھتا چلا یہان برق کا دل دھڑکا اپنے مقام سے اُٹھا کہا سجاؤ تم شراب پیو مین ذرا ٹہلتا ہون شہزادہ نے دیکھا عیار ہوشیار ہی مین ابھی اسکے پاس پہو نچنے نہین پایا اور یہ اُٹھکر کھڑا ہوا ایسا نہو نکلکر چلا جائے گو یا کسی نے خبر کردی میرے اتنے شاگرد ہین گرفتار کرلینگے لوک کے چاہا آواز دی او مکار مین نے پہچانا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا برق نے جو شہزادہ کو آتے ہوے دیکھا پکار کے آواز دی یارو میری شکل بنا ہوا شاگرد عمرو آیا ہی اور تم سب دیکھ رہے ہو سب عیار پیشہ طرف شہزادہ اصلی کے چلے یہ ہرچند ہان ہان کرتا ہی برق کے الفاظ تاثیر سے مجبر ہوے شہزادہ ہرچند چیخا پیٹا لیکن اسی پر سب نگہبان آپڑے برق تڑپ کے بھاگا جب شہزادہ پر دو چار طمانچے پڑے کسی نے پٹے پکڑ لیے جب اسنے بہت کہا کہ یارو کیا کرتے ہو ارے وہ عیار نکلگیا اب شاگردون نے اچھی طرح سے پہچانا منت کرنے لگے کوئی کہتا ہی استاد مین نے ایک طمانچہ مارا معاف کیجیے کوئی کہتا ہی کہ مین نے فقط پٹے پکڑے تھے خطا ہوئی اور جن نگہبانون نے شراب پی تھی وہ بیہوش ہوے شہزادہ نے کہا یارو عیار آگیا ضرور عیاری کریگا یہ کہکر شاگردون سے باتین کرنے لگا مہنوش و صنوبر نے سنا کہ عیار آیا تھا عیاری خالی گئی مہنوش نے کہا اے مادر مہربان آپ نے سنا عیار ہمارے رہا کرنے کو آئے تھے صنوبر نے کہا اگر بہ عنایت لات و منات رہائی ہو تمھارے باپ کا لشکر سامنے آتا ہی اسی طرف چلنا مہنوش نے کہا اے مادر مہربان ہم تو لات و منات پر لعنت کر چکے ہم باپ کے لشکر مین نہ جائینگے صنوبر چپ ہو رہی دل مین یہی خیال ہی کہ بیٹی کو پاس شوہر کے لیجاؤن بیٹی کو سمجھانے کو کہدیا جو تمھاری خوشی ہوگی وہی کرینگے شہزادہ یہان بیٹھکر شاگردون سے باتین کرنے لگا برق جو بھاگا اُس مقام پر پہونچا جس خیمے مین صاحبقران و خواجہ عمرو و چالاک قید ہین شہزادہ کی شکل بنا ہوا تھا کہ ایک عیاری خالی جا چکی ہی دوڑا ہوا سب کے سامنے آیا کہا یارو تمنے سنا برق عیار آیا تھا چاہتا تھا مہنوش و صنوبر کو رہا کرے مگر مین وقت پر پہونچ گیا

یارو آج خوب ہوشیاری کرنا ایسا نہو کوئی فتور پڑے ذرا اندر جاؤن دیکھون ساربان زادہ کیا کرتا ہی یہ کہکر اندر آیا صاحبقران مسلسل بیٹھے تھے ایک طرف عمرو و چالاک بھی مقید بیٹھے ہین برق نے آکے صاحبقران کو سلام کیا کہا حضور غلام آپہونچا صاحبقران نے فرمایا ہتھکڑی کاٹ دے برق نے ہتھکڑی کاٹ دی عمرو کی قید بھی کاٹنے لگا چالاک کو بھی رہا کیا صاحبقران قید توڑ کے وہان سے نکلے پیچھے پیچھے عمرو برق اور چالاک نگہبانون نے کہا یارو قیدی چھوٹ گئے ایک سپاہی نے اٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تلوار چھین لی سپاہی بھاگا امیر تلوار کھینچکر لڑنے لگے اور اپنے نام کا نعرہ بھی کیا نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
خزانہ پر از عدل انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رفتم بہ سنجان پئے گیرودار
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
ز رومی دیو عفریت بادر مصاف
کہ ارجنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
کہ گنجاب ملعون کردہ فرار
گذر چون بہ جولانکہ قاف شد
بلرزند از خوف دیوان قاف
درانجا چو جاہ و ادب یافتم

خواجہ عمرو نے بھی بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجہ خواجگان
مرے نام پر عندر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پایمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آفت ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے ملک پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

برق فرنگی نے بھی تڑپ کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

تڑپ نے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار و غدار ہون
در نکر پہ بیپراہپہ ہ ہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی
بیماری من آنم حسپت و چالاک
خلیف اولی چالاک نام

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بہرہ رہا

چالاک نے بھی نعرہ کیا نعرہ چالاک تصنیف مصنف

نہ آید بادگرد تیز گام
بہ چشم دشمن انداز مکف خاک

نگہبان سب یہ نعرے سنکر بھاگے محیط اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین غل ہوا ہر شخص یہی کہتا ہی کہ صاحبقران چھوٹ گئے محیط گھبرا کے اٹھا باہر آیا دیکھا سارے لشکر مین غل ہی کسی سے اسنے پوچھا کیا ہوا اسنے کہا حضور صاحبقران رہا ہو گئے محیط نے گینڈہ منگوایا اسپر سوار ہوا برق نے صاحبقران سے عرض کی اے آقاے نامدار پہلے مین اس فکر مین گیا تھا عیاری ہو لی شہزادہ پہونچگیا اگر مناسب ہو تو چلکر مہنوش و صنوبر کو رہا کر لیجیے صاحبقران اسی دم لڑتے بھڑتے قریب قید خانہ مہنوش صنوبر آئے دونو کو رہا کیا مگر صاحبقران نے فرمایا خبردار سحر نہ کرنا یہان سب غیر ساحر ہین مہنوش نے عرض کی کیا مجال مگر لشکر بہت ہی حضور اکیلے ہین صاحبقران نے نہ مانا صنوبر نے کہا حضور ہر جین ہم حاضر ہوتے ہین صاحبقران تنہا نہ بیباکانہ لڑنے لگے صنوبر تو اس فکر مین ہی مہنوش کو بیہوش کرکے اپنے شوہر کے پاس لیجاؤن اور مہنوش اس فکر مین ہی کہ مین صاحبقران کے پاس رہون صنوبر نے

باتین کرتے کرتے کہا بیٹا دیکھو شاید تمہارے باپ کے بھی لشکر مین یہ خبر ہو گئی ابھی نقارہ اُٹھا ہی ملیوش تو ادھر دیکھنے لگی صنوبر نے سحر کیا کہ ملکہ ملیوش بیہوش ہو گئین صنوبر نے نیچے مین دبا یا سے بھاگی میان کا ذکر سنیئے کہ سفاک و سرداب یہ ماجرا سنکر خیمے سے نکلے ہین مثل سے ہین ہرکارون سے کہا ذرا خبر تو لو کہ یہ کیا معرکہ ہر ہرکارون نے آکے خبر دی کہ صاحبقران رہا ہو گئے سفاک جادو نے گھبرا کے کہا ارے یہ تو دریافت کرو کہ ملکہ عالم نے بھی رہائی پائی کہ نہین بیری تو عجب کیفیت ہی نظم

عاشق و معشوق سب مرتے ہین میرے یار پر ۔ ذرے کیا خورشید عشق ہی روزن دیوار پر
جب غزل کرتے ہین موزون قامت دلدار پر ۔ تو الف لکھتے ہین جا ے صاد ہم اشعار پر
خوف آتا ہی کسی منقور کی مژگان سے ہو ۔ وشت مین پڑتے نہین دیتا قدم مین خار پر
زینۂ بام ترقی ہی بلند و پست دہر ۔ دم مین پہونچا تا فلک عیسیٰ چڑھا جب دار پر
ہی یہ میرے ضعف کا روز جدائی مین اثر ۔ شام ہی اور دھوپ چڑھ سکتی نہین دیوار پر
طاق کعبہ پر لگایا ہی کسی نے آئینہ ۔ یا جبین صاف ہی یہ ابروے خمدار پر
شب جو اُٹھی اُسنے روے حیرت افزا سے نقاب ۔ چاندنی مثل سفیدی رہگئی دیوار پر
سر برہنہ ہو گیا جوش جنون سے آفتاب ۔ دیکھ کر مقیش کا طرہ تری دستار پر
باغبان کا کیون نہو رضوان سے عالی تر دماغ ۔ آج پھولون کا ہی طرہ یار کی دستار پر
مجھسے رد پوشی کا شکوہ سنکے بولا وہ صنم ۔ گرتی ہی تجلی خدا کے طالب دیدار پر
دیدۂ گریان سے ہمچشمی جو کی تو مثل برق ۔ کیا ہنسی آتی ہی مجھکو ابر دریا بار پر

سرداب نے کہا اپنی جان بچاؤ تمہارے سر پر عشق سوار ہی اگر حمزہ آگیا تو غضب ہی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے برق چمکی دیکھا ملکہ صنوبر ملیوش کو نیچے مین دبائے ہوے آکر پہونچین سفاک تو نہال ہو گیا سرداب نے کہا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا صنوبر نے کہا اپنا گھر جانکر آئے ہین بیٹی تمہاری جو باغی ہو گئی تھی اُسکو بھی لے آئی ہون سفاک نے کہا میری بارگاہ مین چلو مین آنکھین بچھاؤن سرداب نے کہا ٹھہر جاؤ ور وجہ سے پوچھا دختر کو یہ خوشی لائی ہو یا بجبر صنوبر نے کہا سوائے صاحبقران کے وہ اور کسی سے راضی نہین جس مرد کا نام اُسکے سامنے لیا جاتا ہی ہزارون باتین سناتی ہی میان محیط بھی عاشق ہوے تھے لیکن اُسنے انکار کیا مین اسکو لیکر بھاگی ہون سفاک نے کہا مین راضی کر لونگا سرداب نے کہا یہان سے تو نکل چلو پھر دیکھا جائیگا مین تو تمہارے ساتھ منسوب کر چکا اب کیون گھبراتے ہو اُسی طرح ملکہ کو قفس مین بند کیا صلاح ٹھہری کہ سوزن دے لو اگر ہوشیار ہو گی آفت برپا کریگی یہ کہکر اُسی وقت لشکر مین فرنا کرائی لشکر تیار ہوا صنوبر نے سرداب سے سب حال بیان کیا کہا صاحب مین اتنا سمجھا کے دیتی ہون کہ عشق صاحبقران مین ملیوش مبہوت ہی سفاک کو کبھی قبول نہ کریگی سرداب نے کہا اب تو یہان سے نکل چلو اُسی وقت طرف قلعۂ زہادیہ کے روانہ ہوے یہان صاحبقران لڑتے بھڑتے سامنے محیط کے پہونچے محیط نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکے محیط کو اُٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ ہوائی قلم کیا ظلمر بد نزرین قبا بھائی محیط کا یہ معاملہ دیکھکر گھبرا گیا رومال سے ہاتھ باندھ کر کانپتا ہوا خدمت صاحبقران مین آیا کہا مین مسلمان

جلد ۳ ۱۲۶

ہوتا ہون اُس مکار نے جیسا کیا اُسکا بدلہ پایا امیر نے فرمایا کلمہ پڑھو طرید زرین قبا کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا قزاقون سے لڑنے کو منع کیا صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے اب بارگاہ مین پہونچے فرمایا خواجہ بدیانت تو کر وکہ صنوبر و مینوش پر کیا گذری برق نے عرض کی مین نے خبر پائی ہی کہ صنوبر مینوش کو گرفتار کر کے لیگئی اور یہ بھی سنا ہی کہ مکر سے گرفتار کیا ہی امیر نے فرمایا خبر تو لو کہ اُنپر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آ کے پہونچے بعد دعا کے عرض کی صنوبر لشکر سرداب مین پہونچی وہ دونون لشکر تیار کر کے چلے گئے صاحبقران نے فرمایا اے طرید زرین قبا ہمین تو پھر فتح کی شکست ہوئی لشکر کو جلد تیار کرو ہم طرف قلعہ سرداب کے جائینگے فورًا لشکر تیار ہوا کوچ کر کے صاحبقران چلے یہان سرداب سفاک جادو کو لیے ہوئے اپنے قلعے مین آیا اور مینوش کو ہوشیار کیا کہا ہمنے تمکو ساتھ سفاک کے منسوب کیا یہ سنتے ہی مینوش رونے لگی کہا اے والد نامدار آپ میرا سر کاٹ کے دریا مین پھینک دیجیے مین کبھی سفاک کو نہ قبول کرونگی سرداب خاموش ہو رہا آگے سفاک سے کہا وہ تمکو نہین قبول کرتی سفاک نے کہا میرے سپرد کر دیجیے مین سمجھا لونگا سرداب نے کہا یہ تو ناممکن ہی سفاک رونے لگا کہا اے سرداب میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

دریائی جنون مین مرے کام آئے داغ	طاؤس کی طرح ہی بدن پر ہمارے داغ
سوداگران مشک کا ملتا نہین دماغ	مرہم کی ہی تلاش جو ہمکو ہمارے داغ
جلتا ہون سر سے پائون تلک مثل آفتاب	حاصل ہوا نہ مجھکو فلک سے سوائے داغ
ہوتا ہی کرم خوردہ گل لالہ جس طرح	ناسور یون ہین میرے جگر مین ہزارے داغ
بیداغ آسمان نے نہ رکھا کسی کو یان	ہر ایک مہ جبین نے بھی چہرے کے پائے داغ
شکوہ نہین ہی جوشش سودائے عشق کا	مانند شمع سر ہی ہمارا ہرا ہے داغ
سودائی ہم ہین ایسے کہ ہر سال لالہ سان	ہوگا ہماری خاک سے نشو و نمائے داغ
جراح اپنے سینہ و مرہم کو دور رکھ	پھر کھینچنگے اس سے اور فرحت شتابہ ہائے داغ
کیونکر گلون کی خاطر نازک کو توڑتا	گلشن مین عندلیب سے مین نے چھپائے داغ
مرنے کا غم نہین یہ مگر داغ ہی مجھے	دامن سے اُسنے میرے لہو کے چھڑائے داغ
جنت کو جائینگے لیے دوزخ بغل مین ہم	ناسخ یو نہین جو بعد فنا ہی لگائے داغ

مین کرنے لگا یہی کہتا ہی کہ میری جان جائیگی سرداب نے کہا اے سفاک ہمنے تمہارے ساتھ منسوب کی اُس سے بھی ہمنے کہہ دیا مگر وہ نہین مانتی یہ باتین کر رہے تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ایک لشکر ساحرون کا بڑے زور و شور سے آتا ہی یہ سنکر سرداب و سفاک کو ٹھے پر آ کے بیٹھے دیکھنے لگے یکا یک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک ساحر بدست گینڈے پر سوار پشت پر مین لاکھ فوج اسباب سحر سب کے ہاتھ مین رواروی کرتے ہوئے چلے آتے ہین لگتا ابیاد سیاہ پیکن وہ ساحر گینڈے سے پرے اُترا سامنے قلعے کے آیا پکارے آواز دی اے اہالیان قلعہ مین قلعہ عنبر درج کا رہنے والا ہون وہان کا بادشاہ ہون سب میرے قبضے مین ہین اُس اطراف مین میرا کوئی ہمنبرد نہین مین نے کسی کو آج تک خراج نہین دیا طلسم ہفت پیکر والون نے بہت دباؤ ڈالا مگر خراج نہین دیا بلا تکلف عیش و چین مین بسر ہوتی تھی کوئی غم دنیا نہ تھا خود بخود پائے عیش مین کانٹا چبھا یعنے تصویر ملکہ مینوش شیرین کلام

ایک سوداگر بیچ گیا مین نے یہ سودا خریدا اُس تصویر نے دیوانہ کر دیا ہر چند ضبط کیا کہ اس کوے خراب آباد مین قدم نہ رکھون سوت کا خزانہ جھکون لیکن دل خانہ خراب نے نہ مانا تلاش کوے محبوب مین آوارہ ہو کے نکلا آخر معلوم ہوا کہ یہ قلعہ اُنکے والد کا ہی بہتر اسی مین ہی کہ ہمکو اپنی فرزندی مین قبول کرو شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ قلعہ زیر و زبر ہو جائیگا یہ مین لاشون کے انبار ہو جائینگے دریاے خون بہا دونگا نام میرا شنگل خار شکن ہی عمر ساری لڑتے گذری لڑائی کو کھیل جانتا ہون بڑے بڑے قلعے مٹائے بڑے بڑے سرکشون کو مارا بڑے بڑے دیوزادون کو للکارا میرے نام کی دھاک ہی سب چپ بیٹھے ہو جواب نہین دیتے مین کھڑا پکار رہا ہون آکے ہمارا استقبال کرو ورنہ ابھی قلعے مین گھس آؤنگا سرداب نے طرف سفاک کے دیکھا کہا دیکھو یہ کیا بکبلا رہا ہی اسکو جواب دو سفاک تھر تھر کانپ رہا ہی کہتا ہی ابھی جان بچی تھی پھر وہی جھگڑے کا سامان ہی مین تو اسکو جواب نہ دونگا تمھین اسکو جواب دو تُمسے وہ سوال کرتا ہی سرداب نے پکار کے آواز دی ای شنگل خار شکن یہ سوداے خام و تصور ناتمام دل سے نکال ڈالو ہم اُسکو منسوب کر چکے ہین کل پرسون شادی بھی ہونے کو ہی تمکو کیا جواب دین اب بہتر یہی ہی کہ پلٹ جاؤ شنگل نے کہا ہم نسبت و غیر نسبت نہین جانتے ہمین جواب اسکا دو ورنہ منسوب اور تم دونون نکلا ہمسے مقابلہ کرو سفاک نے کہا بہت خوب ہم مقابلے مین آتے ہین شنگل تین کوس کا میدان چھوڑ کر اسی مقام پر اُتر پڑا بارگاہ استادہ کرائی سفاک و سرداب بھی فوج لیکر باہر نکلے دونون لشکر مقابلے مین اُترے شنگل خار شکن نے بیتھے ہی طبل جنگی بجوا دیا جواب مین سرداب نے بھی طبل جنگی بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے شنگل نے اپنے وزیر اعظم داناے جادو کو اشارہ کیا داناے جادو میدان مین آیا سفاک نے اپنے رفیق رمال جادو کو روانہ کیا رمال و دانا سے مقابلہ ہوا پہلے آپسمین دو چار سحر چلے داناے جادو نے ایک گولہ مارا رمال کا زائچہ بگڑ گیا کہان جادو رفیق سرداب نکلا یہ بھی ہاتھ سے داناے کے مارا گیا ملکہ صنوبر و مہنوش بالاے قلعہ سے دیکھ رہی تھین مہنوش کہتی ہی ای مادر مہربان آپ مجھکو اسی واسطے لائی ہین پھر مجھکو آفت مین پھنسایا حقیقت مین شنگل کا رفیق بڑے غضب کا سحر کر رہا ہی سامنے رفیق سرداب کے نکلے ہاتھ سے داناے جادو کے مارے گئے دانا ابھی للکار رہا ہی اب کوئی مقابلے مین نہین جاتا جسکو اشارہ کرتے ہین وہ کہتا ہی کہ آپ خود جائیے ہم ایسے ظالم کے مقابلے مین نہ جائینگے شنگل صف سے آگے بڑھا ہوا پکار رہا ہی کہ داناے جادو سب کو للکارے آج ہی جو ہونا ہو ہو جائے میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

دل کے آتے ہی یہ نقشہ ہو گیا
مر گیا بیمار اچھا ہو گیا
اُنپہ دل آیا بری مشکل پڑی
حال سب اُنپر ہویدا ہو گیا
شکر ہی پیدا کیا خالق نے جسم
درد کے بڑھنے کو رستا ہو گیا
غفلت بہتر کچھ پوچھ کر آج سُنین
تم کو دل اُنپہ شیدا ہو گیا

کیا بتاؤن دوستو کیا ہو گیا
کر چکا تھا کام افسون رقیب
مدعی پہلو مین پیدا ہو گیا
ایک ظالم پر طبیعت آ گئی
روح کا کچھ دن کو پردا ہو گیا
تو ہی چل ای روح جوش شوق ہی
ہنستے ہنستے اُنسے جھگڑا ہو گیا

تجنے فرصت پائی گھر بیٹھے طبیب
آج ہمسے اُنسے پرچھا ہو گیا
ہاے بیتابی نے میری کیا کیا
پھر وہی اب حال میرا ہو گیا
کھل گئے زخمون کے منہ اچھا ہوا
خط کے آنے مین تو عرصا ہو لیا
حال کیون ابتر ہوا اسد جو نسیم

داناے جادو میدان مین کھڑا بلبلا رہا ہی سفاک و سرداب

حیران ہیں جس ساحر کو اشارہ کرتے ہیں وہ کہتا ہے آپ ہی میدان میں جائیے ہم لوگ نہ جائینگے داناے جادو
پکار رہا ہے کسی کو بھیجو یا خود میرے مقابلے میں آؤ نہیں تو میں خود آتا ہوں مہنوش شیرین کلام بالاے
قلعہ سے کہہ رہی ہے اے مادر مہربان تمھاری محبت نے ہمکو اس مصیبت میں ڈالا اگر یہ قلعے پر آئیگا دیکھیے گا
کہ والدہ سے کچھ نہیں ہو سکتا سر کاٹ کے میرا دیدیجیے گا جھگڑا پاک ہو جائیگا یہ کہکر بے اختیار رونے لگی
کہا اے مادر مہربان تمھارے لات و منات کو خوب دیکھا اب میں اپنے خداے نادیدہ سے فریاد کرتی
ہوں یہ کہکر پکار اٹھی اے رب کارساز و اے خالق بےنیاز اے والی غریبان و اے دستگیر بیکسان میں نے اپنے کو
زیر دامن صاحبقران چھپایا ہے میری آبرو بچا لے یہ الفاظ پورے زبان سے ادا ہونے پائے تھے
کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا صاحبقران پشت مرکب پر سوار بہ بدرین قبا ساتھ ساتھ خواجہ عمرو
رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بڑے زور و شور سے آکے پہونچے صاحبقران نے دیکھا کہ ساحت لاشیں
میدان میں پھڑک رہی ہیں اور ایک جادوگر سیہ فام بدانجام کھڑا للکار رہا ہے پکارتا ہے کسی کو بھیجو لیکن ادھر سے
کوئی نہیں نکلتا امیر نے فرمایا خواجہ عمرو ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ ساحر کسکو پکارتا ہے یہ
لاشیں کسکی پڑی ہیں خواجہ عمرو گئے تھوڑی دیر میں پلٹ کر آئے عرض کی شہنشاہ خار شکن ایک ساحر
زبردست ہے اسی کا یہ وزیر ہے جو میدان میں کھڑا للکار رہا ہے اور کل کیفیت لفظاً لفظاً صاحبقران سے
بیان کی مہمان ایک لشکر سرداب سے نکلا وہ بھی داناے جادو کے ہاتھ سے مارا گیا داناے جادو
نے پھر للکار کے آواز دی ارے ان السیوں کو کیا بھیجتا ہے کسی ایسے کو بھیج کہ مزا شجاعت کا ملے اب تو
صاحبقران کو تاب نہ باقی رہی عمرو نے دیکھا کہ چہرہ اقدس گلنار ہوا مرکب کو مہمیز کیا آواز دی او نامردان
دو چار ساحروں کے مارنے سے کے اسقدر آپ سے باہر ہوا ہم تیرے مقابلے میں آئے ہیں تجھکو سمجھا دینگے ملکہ
مہنوش نے جو آواز صاحبقران کی سنی کہا اے مادر مہربان خود صاحبقران آپہونچے اب ساحروں کو معلوم
ہو گا میان سفاک کیا جواب دینگے برائے خدا مجھکو لشکر صاحبقران میں پہونچا دو اب تامل نہ کرو ملکہ
صنوبر نے کہا بیٹا دیکھو تو کیا ہوتا ہے صاحبقران سامنے داناے جادو کے پہونچے داناے جادو
نے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا دانا مبہوت ہوا کہا اے شخص تو نے بھی کچھ سحر
حاصل کیا ہے کسی بڑے گرو کا ہونڈا ہوا ہے یہ کہکر باشق کے دانے پھینکے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے
چلے آتے ہیں سحر تاثیر نہیں کرتا امیر برابر پہونچے نیزہ مارا داناے جادو نے سحر کرکے سینہ سپر کر دیا
نیزہ سینے پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا داناے جادو جو مارا گیا اسکا بھائی مہتاب جادو آیا اسنے
بھی صاحبقران پر بڑے بڑے سحر کیے امیر نے اسکو تلوار سے مارا شام تک تیرہ جادوگر نکلے صاحبقران
کے ہاتھ سے مارے گئے شام کو شہنشاہ نے طبل بازگشت بجوایا یہ کہکر پلٹا کہ آج تو نہیں معلوم میرے
جادوگروں کو کیا ہو گیا ایکی دفعہ سمجھ لونگا جادو کے سب کو خاک تمام کر دونگا میرے ہاتھ سے بچکر
کہاں جائیے گا دم بھر میں گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا کوئی دخل نہ دیگا الیان فوج کہتے ہیں نہیں
معلوم آج کیا معرکہ تھا کہ آپ کے ساحروں کا سحر تاثیر نہ کرتا تھا کتے کی موت مارے گئے ادھر سفاک
سرداب پلٹے مہنوش شیرین کلام بیتاب و بیقرار ماں سے کہتی ہے کہ بہن اے مادر مہربان کتنے ہمارا
کہنا نہ کیا افسوس انکے قلب پر کیا صدمہ ہوگا افسوس ہم انکے پاس نہ پہونچے ہمارے دل کی کیفیت نظم

ثنائے ابروئے خمدار ہی بیان اپنا … سوائے تیغ نہین کوئی ہم زبان اپنا
ہو اس جہان سے جدا اند لوٹن جہان اپنا … زمین سے ہی کہین پست آسمان اپنا
ہیہ شوق لب رفنا ہی کہ بے اعانت غیر … اسی گلی کو جنازہ ہوا روان اپنا
اسیر ہم جو قفس مین ہین تو ہمارے عوض … ہوائے باغ مین اُڑتا ہی آشیان اپنا
برنگ نیچہ خورشید نقش پا ہی ترا … بلند بام فلک سے ہی آستان اپنا
روان کیا ہی اگر تمنے کشتی مہ کو … ہوا ہی آہ کش وہین اُٹھکے بادبان اپنا
گھلا دیا ہی غم نوجوان نے پیری مین … سفید بال ہی ہر ایک استخوان اپنا
ہوائے نگہت گیسوئے یار مین اب تو … بنا ہی موج ہوا جسم ناتوان اپنا
ہزار ضعف ہی پر زور عشق ہی سو ہی … ہوئے ہین پیر مگر بخت ہی جوان اپنا
عجب بہار ہی محفل مین گلعذارون سے … رہے ہمیشہ یہ گلزار بے خزان اپنا
برنگ شیشہ وہ جام شراب ای ساقی … ملا دے میرے دہن سے کبھی دہان اپنا
ہم اس چمن مین ہین وہ پست طالع ای بلبل … کہ شاخ گاو زمین مین ہی آشیان اپنا
سفر چلے ہین تو اُس بت سے مل لین ای ناسخ … خدا ہی جانے کہ جانا ہو اب کہان اپنا

صنوبر نے سمجھایا کہ بی بی نہ گھبراو اب کچھ فیصلہ ہو جائیگا صاحبقران لڑ بھڑ کے پلٹے بارگاہ مین آکے بیٹھے خواجہ عمرو سے کہا دریافت تو کرو کہ کیا معرکہ ہی خواجہ بصورت مبدل دربار مین سفاک و سرداب کے پہونچے دیکھا سرداب و سفاک باتین کر رہے ہین کہ اب کیا ہوگا سفاک کہتا ہی کہ حمزہ سے مقابلہ کرونگا یا حمزہ کو مارونگا یا اپنی جان دونگا سرداب کہتا ہی حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سفاک کہتا ہی آگ لگا دونگا وہ سحر کرون کہ گھوڑے کا جمنا تھمنا مشکل ہی سرداب نے کہا ای سفاک بڑی مشکل ہوگی ایسیہی ایسی باتین کر رہے ہین سفاک نے کہا یہ تو دریافت کرو کہ ملکہ کا کیا حال ہی ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی ای شہریار جسوقت سے صاحبقران تشریف لائے ہین ملکہ نے رو رو کے اپنا برا حال کیا ہی کہتی ہین مین خدمت مین صاحبقران کے جاونگی عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی لاکھ لاکھ اُنکی مان سمجھاتی ہین وہ نہین مانتین کہتی ہین مین ابھی جاونگی ای شہنشاہ سرداب جلدی چلیے چلکر بیٹی کو سمجھایئے آپ کی زوجہ کے سمجھائے نہین سنبھلتین سرداب جھلاکر اُٹھا محل مین آیا دیکھا تو ایک تلاطم برپا ہی بیچ مین ملکہ مینوش بپھری ہوئی بیٹھی ہین کہتی ہین کہ مین اپنی جان دونگی مجھکو میرے وارث کے پاس پہونچادو سرداب نے آکے کہا کیون مینوش تونے بڑی آفت برپا کی ہی تیری وجہ سے ہمارا سب گھر بار برباد ہوا ملک و مال پر ہمارے زوال ہی جو ہمارا جی چاہیگا وہ ہم کرینگے صنوبر نے فقرہ دیگر زبان مین مینوش کے سوزن دیدیا ہی ورنہ اڑ بھڑ کے نکل جاتی تڑپ رہا ہی پھڑک رہی ہی ہر چند مان باپ نے سمجھایا مینوش نے کسی کا کہنا نہ مانا آخر سرداب نے قفس مین بند کیا چند کنیزین مقرر کین مینوش قفس مین سر ٹکرا رہی ہی خواجہ عمرو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے دروازے پر آئے ایک کنیز کی شکل بنکر اندر پہونچے مینوش شیرین کلام کو قفس مین دیکھا صنوبر کہہ رہی ہی کہ ہم اسکو قفس مین قید کرکے مار ڈالینگے مسلمان کو اپنی بیٹی نہ دینگے خواجہ عمرو اُن کنیزون مین ملکے بیٹھے

باتین کرنے لگے کہا صاحبو اس چھوکری نے تو آفت برپا کی مان باپ کا گھر برباد کیا اور یہ چین نہین لیتی خواجہ نے اسطرح کی باتین کرکے اپنے پاس سے ڈبیا گلوریون کی نکالی ایک ایک گلوری سب کو دیکر بیہوش کیا جب کنیزین بیہوش ہوئین مینوش قفس سے دیکھ رہی ہی جب کنیزین خود بخود سو گئین گلشن نام ایک کنیز جنتی ہوئی قریب قفس کے آئی جھک کے سلام کیا کہا لونڈی کو حضور نے پہچانا ملکہ نے حیران ہوکے پوچھا تو کون عمرو نے اپنا نام ظاہر کیا ملکہ نہال ہو گئین کہا خواجہ یہ تو بتاؤ صاحبقران کا مزاج کیسا ہی عمرو نے کہا تمسے زیادہ بیقرار ہین اب مین تمھاری زبان سے سوزن نکالتا ہون اگر جا سکو پرواز پیدا کرکے نکل جاؤ اگر نہو سکے تو مین بیہوش کرکے لیچلون مینوش نے کہا نہین خواجہ مثل چور کے کیون جاؤن مین سفاک و سرداب کو آگاہ کرکے جاؤنگی عمرو نے زبان سے سوزن لیا خواجہ نے اُن کنیزون کے کپڑے اتارے مینوش تڑپ کے نکلی صنوبر کو تھے پر بیٹھی تھی کہ آسمان سے برق چمکی ایک گولہ پڑا دس پانچ کنیزونکے سر پھٹے ایک کوے مین کمرہ تھی گر آئی کنیزین دہین اب جو صنوبر نے سر اٹھاکے دیکھا مینوش کڑکتی ہوئی جاتی ہی گھبرا گئی اٹھاکے گولہ ماردیا مینوش نے اُس گولے کو قلم ایک برق چمکالی کہ صنوبر کا سر زخمی ہوا صنوبر لوہاے کرکے گری ملکہ مینوش چمک کے نکل گئی جس بارگاہ مین سفاک و سرداب بیٹھے تھے اُس بارگاہ پر آکے ملکہ نے گولہ مارا قبہ بارگاہ اڑگیا کڑک کے برق گری کسی کا سر زخمی ہوا کسیکا شانہ نشانہ ہوا سرداب نے کہا یہ کیا غضب ہوا اے سفاک ہم پر تم پر کیا آفت برپا ہی آسمانی آفتین آتی ہین سرداب باہر نکلا دیکھا مینوش سحر کرتی ہوئی جاتی ہی کئی سو ساحرون کو مارکے گرادیا سرداب نے کہا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی مینوش نے کہا او نالائق کیا پوچھتا ہی مین اپنے وارث کے پاس جاتی ہون جسکو روکنا ہو وہ آکے روکے قضاے کار شلکل خار افگن اپنے خیمے کے برابر ٹہل رہا تھا اسنے جو آسمان پر دیکھا برق چمک رہی ہی ایک شعلۂ جوالہ دل فریب مہ جبین رشک قمر سیمین بر سرو قد خورشید خد طریقے مین نازو کرشمہ بقول شاعر نظم

وہ صبح جبین تھی صبح جنت	وہ ٹھاٹ وہ نور کا سراپا	ایسا نہین حور کا سراپا
نشے مین شباب کے بھری تھین	ہر چین تھی موجب لطافت	انکھین اُستادوسامری تھین
بنی کے قرین کب تھے ابرو	دنبالہ کب انھین سرمے کا تھا	بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
	شہباز نے واکیے تھے بازو	یہ صورت زیبا دیکھکر یا تصویر

دیکھی تھی یا اصلی صورت دیکھی مثل تصویر تصور خاموش ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکارکے آواز دی ای جان جہان واے آرام دل مشتاقان اس چاہنے والے کو سرفراز کرو اپنا ملک و مال چھوڑکے آیا ہون گھر بار سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا نظم

سر بکف پھرتا ہون مین لیکن کوئی قاتل نہین	گردن خم گشتہ شاید تیغ کے قابل نہین
اُس پری پیکر کے سر سے پاؤن تک اک تل نہین	ہی عجب کافور جسکو حاجت فلفل نہین
زندگانی خلق کو ہو دست قاتل سے محال	کشتۂ حسرت ہر جو تلوار سے بسمل نہین
ہو رہا ہی کیا چمن بے بلبل نالان اداس	داغ حسرت ہین مرے سینے مین لیکن دل نہین
سمجھے گر غفلت مین گو ہم خاک نذین کو دے	تو سن عمر روان رفتار سے غافل نہین
کیا ہی نسبت ماہ نو کو ابرو سے خمدار سے	تیغ کی صورت جو دیکھا کوئی کھانا نہین

رات دن رہتا ہے یاران عدم کا اشتیاق — کوئی تیرا نامہ بر جز طائر بسمل نہیں
گر شبیہ اُس طفل کی بنجائے ہر طفل ہر شک — اے مصور تیری صناعی کو کچھ مشکل نہیں
سبزۂ خط کی اُسی سے ایک دن ہوگی نمو — تخم ریحان ہے عذار یار پر یہ تل نہیں
کسکا نالہ ہے نہین ہے جسمین شر یا دحیرس — کون وہ سینہ ہے اُس لیلی کا جو محمل نہیں
غرق دریاے شہادت ایک عالم ہوگیا — ناسخ آپ تیغ قاتل کا کہین ساحل نہین

ہرچند شنگل چیخا پیٹا ملکہ نے کوئی جواب نہ دیا طرف لشکر صاحبقران کے چلین قضاے کار صاحبقران زمان اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ عمرو نے آکے خبر دی کہ مین نے مینوش کو رہا کردیا صاحبقران یا لو ملکہ رب بیٹھے تھے یا خوش ہوکے باہر نکل آئے دیکھا ملکہ مینوش لڑتی بھڑتی آکے پہونچین صاحبقران کا ایسا خوف ساحرون کو تھا سفاک نے ہرچند کہا سرداب نے کہا جانا مناسب نہین ہے حمزہ خود صاحب اسم اعظم ہے کئی جادوگر صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے شنگل خارشکن بھی دیکھتا رہگیا اسکا بھی حوصلہ نہ پڑا ہیان ملکہ مینوش داخل بارگاہ صاحبقران ہوئین سفاک و سرداب کو سخت رنج ہوا آپسمین صلاحین کررہے ہین سفاک محل مین آیا دیکھا صنوبر زخمی بیٹھی ہے پوچھا صاحب یہ کیا ہوا صنوبر نے تمام کیفیت بیان کی کہ عمرو عیار آکے پہونچا اُسنے آکے یہ فتور برپا کیا جب وہ چلی مین نے روکا ہنسے ایسا تھوڑی سحر سکھایا تھا کہ وہ کسی کے روکے رُکتی ایسا اُسنے سحر کیا کہ سر میرا زخمی ہوگیا وہ لڑتی بھڑتی نکل گئی اب کہو کیا کیا جائیگا سرداب نے قنطور کو بلایا تمام کیفیت بیان کی کہا دیکھا تمنے اے قنطور کوئی تدبیر ایسی کرو کہ مینوش گرفتار ہو سفاک سے مین نے میل کرلیا یہ مین جانتا تھا کہ مینوش قبول نہ کریگی وہ تو حمزہ کے نام پر جان دیتی ہے قنطور نے کہا آپ نہ گھبرایئے مین گرفتار کرلاؤنگا یہ کہکر باہر نکلا باتمامے عیاری سے آراستہ ہوکے چلا ایک بڑھیا کی شکل بنا ہوا لشکر صاحبقران مین آیا پھرتا پھرتا قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا لشکر صاحبقران مین بڑی خوشی ہے ہر مقام پر یہی ذکر ہورہا ہے کہ اب لڑائیان پڑینگی شنگل فساد برپا کریگا ہرچند کہ شنگل کا جی چھوٹا ہوا ہے لیکن جوشش محبت مینوش مین طبل جنگی بجوادیا اور کسی کی مجال نہین کہ ایسے ساحرون کے مقابلے مین قائم رہے ہرکارون نے آکے صاحبقران کو خبر دی کہ شنگل نے طبل جنگی بجوایا ہے سفاک و سرداب بھی آمادۂ حرب و پیکار ہین صاحبقران نے یہ خبر سنکر فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقیبل اینودی طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین سرداب و سفاک نے بھی طبل جنگی بجوادیا پہررات تک دربار صاحبقران رہا پہررات گئے صاحبقران نے برخاست کیا ملکہ مینوش شیرین کلام کو ایک خیمہ رہنے کو ملا قنطور کا حال عرض کرچکا ہون کہ قنطور فکر مین ملکہ مینوش کے پھر رہا ہے دو پہررات تک قابو نہ پایا دیکھا نگہبان بہت ہوشیار ہین پھر رہے ہین کچھ حاضر باش و ناظر باش صدا دیتے ہین قنطور قریب بارگاہ جاتا ہے پھر پلٹ آتا ہے قضاے کار شنگل نے طبل جنگی تو بجوادیا تھا آدھی رات گئے اپنی بارگاہ سے نکلا دور سے کھڑا ہوا ملکہ مینوش کے خیمے کو دیکھ رہا ہے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ خیمے پر ملکہ مینوش کے جا پڑون قنطور بھی دیکھ رہا ہے ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ ذرا نگہبان غافل ہون تو مین جاؤن مگر شنگل بیقراری مین یہ اشعار پڑھ رہا ہے اشعار

چین دنیا مین زمین سے تا فلک دم بھر نہین — داغ ہین یہ گل نہین ناسور ہین اختر نہین

غیر خونریزی سپاہی کا کوئی جوہر نہیں
وہ بت شیرین ادا کرتا ہی مجھکو سنگسار
ہو رہا ہی ایک عالم تیرے ابرو پہ نثار
دم نکلنے پر جو آتا ہی نہیں رکتا ہی پھر
مفلسون کے منھ سے ہوتی ہی بہت تنمنگی
جس جگہ چلتا ہی مٹی پہ یون تیرا فرس
لن ترانی سنتے ہین دیدار سے محروم ہین
آدمی تو کیا وہ کتا ہی نشان پا سے بھی
ای تصور کیون بتون کو جمع کرتا ہی یہان
خوشنما ہی حسینون مین کمی یا راستی
شکوہ جو بے لوگ دنیا کا کرتے ہین نادان ہین
طفل چلتے ہین جب اپنے پاؤن گھٹتی ہی قضا
ہی خرابات جہان مین بھی وہ ساقی سے لفوف

سبزہ ہے یا جائے کچھ ہم میکشون کو ڈر نہیں
یہ شکم یا رسے برستے ہین جنون پتھر نہیں
کون گردن ہی جہان مین جو تہ خنجر نہیں
دیکھیو قصر حباب ای اہل غفلت در نہیں
نعرہ یہ ای منعمون بے وجہ روے زر نہیں
ذائقے مین وان برابر خاک کے شکر نہیں
لینے اس حیرت کدے مین کور ہین ہم کر نہیں
کیون پڑا ہی میرے کوچے مین ترا کیا گھر نہیں
دل مرا کعبہ ہی کچھ تجنا تہ آذر نہیں
کچھ خط روے صنم کو حاجت مسطر نہیں
آپ آتا ہی کسی کا جو کوئی نوکر نہیں
غیر آغوش لحد اب دامن مادر نہیں
جو کہ ای ناسخ غلام ساقی کوثر نہیں

شنکل خانہ شکن اس فکر مین سور ہاہی کہ مقابلے پر حمزہ کے آنا دشوار ہی اگر ملکہ کو پا جاؤن تو لے لڑون یہان یہ معاملہ نہ سمجھا تھا ایک نخل کے سائے سے قنطور دیکھ رہا ہی کہ نگہبان غافل ہون تو مین جاؤن کہ دیکھا اسنے ایک عقاب اڑتا ہوا آسمان پر آیا درخت پر بیٹھا چہار جانب سر اٹھا اٹھا کے دیکھا کیا پھر قبہ بارگاہ مینوش پر آ کے بیٹھا قنطور حیران ہی کہ رات کو طائر کہان سے آیا ہوش اڑتے ہین شنکل نے جو یہ معاملہ دیکھا یہ سمجھا کہ سرداب نے کوئی سحر بھیجا اس طائر نے منقار سے قبے کو شگافتہ کیا کندے باندھکر گرا کمر مین مینوش کی پنجہ زنیا بارگاہ سے لیکر نکلا قنطور تو حیران ہو گیا عیار تھا کچھ اسکا زور نہ چلا شنکل سمجھا سرداب اپنی بیٹی کو لیے جاتا ہی ایک گولہ جھولی سے نکال کے مارا جب قریب طائر کے وہ گولہ پہونچا طائر کے ایک پنجے مین مینوش تھی دوسرے پنجے سے گولے پہ تھپکی ماردی وہ گولہ پھٹا اس مین سے ایک برق چمکی سر پہ شنکل کے پڑی ہرچند اسنے چاہا کہ دفع کرون سر زخمی ہوا شنکل تو حیران ہو کے رہگیا عقاب نکلا قنطور وہان سے پلٹا یہان سفاک و سرداب رات بھر اس انتظار مین جاگے ہین کہ قنطور ملکہ کو لیکر آتا ہوگا کہ قنطور آ کے پہونچا سرداب نے پوچھا کہ ای قنطور خیر تو ہی قنطور نے سب کیفیت بیان کی کہا مین اس فکر مین تھا نگہبان جاگ رہے تھے ایک عقاب آسمان سے پیدا ہوا ملکہ کو اٹھا کے لیگیا شنکل نے چاہا کہ روکون سر اسکا زخمی ہوا انہین معلوم یہ کون تھا اب تو سرداب و سفاک حیران ہوے صنوبر یہ سنکر رونے لگی کہا میری بیٹی پر کیا افتاد پڑی سفاک نے کہا یہ میری بدنصیبی کا باعث ہی آپ لوگون نے تو احسان کیا کہ میرے ساتھ منسوب کر دیا مگر اس ظالم پر سودا سوار ہی کل کے معرکے مین دیکھین کیا گذرے نہین معلوم کون لیگیا قنطور نے کہا اصل کیفیت یہ ہی کہ ملکہ کے حسن و جمال کا شہرہ تمام ملکون مین پہونچا کوئی ساحر زبردست تھا کہ عاشق ہو کے آیا ملکہ کو لیگیا سفاک نے کہا کیون ای قنطور اب کیا تدبیر ہو کہ ملکہ کا پتہ ملے

قنطور نے کہا کل کا سحر کہ دیکھون تو تلاش کر دونگا یہ ذکر تھا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صاحبقران کو مقبل نے جگایا امیر بیدار ہوے بعد رفع حاجت مسجد کے پاس مین تشریف لائے بعد فراغ نماز مسلح ہوکے چلے تھے کہ ملکیان روتے ہوے آئے عرض کی ای شہریار عجب معرکہ گذرا ملکہ مینوش شیرین کلام کو کوئی بستر خواب سے لیگیا پلنگ خالی پڑا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ کو بلاؤ خواجہ عمرو جو آئے صاحبقران نے سب حال کہا عمرو نے عرض کی ابکی پتہ ملنا نہایت دشوار ہی کسی نے دیکھا نہین کہ لیجانے والا کسطرف لیگیا اُدھر جاکے پتہ لگاتے صاحبقران نے فرمایا خواجہ معلوم ہی مہینے کا زمانہ اسی کدوکاوش مین گذرا ہم سمجھے تھے بعد فتح طلسم نورافشان غرور سے با خبر جائینگے فلک نے یہ شعبدہ دکھایا امیر عجب حال ہی اس خیال سے قلب پر ملال ہی عجب ہمارے دل کی کیفیت ہی کیا کہون ای خواجہ عمرو جو دل پر ہجوم لشکر مصیبت ہی دیکھیے یہ جھگڑا کس دن طی ہو

نظم

گل شب فرقت مین اک ماتم کدہ عالم ہوا — چاند بھی ہالے مین شمع حلقۂ ماتم ہوا
جوش پر طوفان اشک ای دیدۂ پر نم ہوا — آگے تھا اک ہجر کا غم اب غم عالم ہوا
دیکھکر دو رخط شہ تنگ ایسا غم ہوا — حلقۂ گیسو بھی مجھکو حلقۂ ماتم ہوا
ہی پہ تنگ برق ہنسنا آدمیت سے بعید — سایا لما باران غم مہر گل آدم ہوا
اک پری کے عشق نے مجھکو سلیمان کردیا — لخت دل تنگ ہی تو حلقۂ چشم کا خاتم ہوا
مائل ابرو کی طرف مژگان برگشتہ نہین — تیر بھی پیش کمان مہر تواضع خم ہوا
زندگی چشم حبابان مین خوار رکھتی ہی مدام — دوش پر سب نے لیا جب آدمی بیدم ہوا
تشنگی نے فرقت ساقی مین مارا ہی مجھے — شربت مئی مانند گل ناگوار اسم ہوا
آپ کی جب نکلے عذار یار پر — بلبلون کو برگ گل پر شبۂ شبنم ہوا
حرف سلہ کے ہون کیسے پر ادب کرتے نہین — ذرے سے جو چسپیدہ دل ہی اُسکا رتبہ کم ہوا
فلک سے اپنے شکم پر سنگ باندھا جسکو ہی — وہ سلیمان زمان بھی صاحب خاتم ہوا
منتین کر کرنے احسان کرتے ہین ہم پر مروت — جام اگر خالی نظر آیا تو شیشہ خم ہوا
سب حسین ای گل ترے آگے ہوے تجلت سے آب — ہر ستارہ بھی فلک پر قطرۂ شبنم ہوا
خلق کو مارا عرق آلودہ زلف یار نے — اُسکا ہر اک قطرہ کام اژدہا مین سم ہوا
ہوگیا ہی جوش سودا سے مرا مشہور نام — حلقۂ زنجیر گویا حلقۂ خاتم ہوا
عشق اُس نور آلہی کا ازل سے ہی مجھے — جس سے ای تاریخ ہزارون سال بعد آدم ہوا

خواجہ عمرو سمجھا رہے ہین صبر کیجیے غلام پتہ لگائیگا حضور تردد نہ کرین کہ ہرکارون نے عرض کی لشکر میدان کارزار مین آگئے شمشکل زخمی ہی پٹی سر پر چڑھی ہی میدان کارزار مین سرداب و سفاک جبادو بھی مع لشکر آگئے اپنے اپنے جوش کمال مین بیقرار ہے ہین ہر کس ملکہ مینوش کا خواہان ہی امیر مرکب پر سوار ہوے بادشاہ جمجاہ پشت پر امیر کو مینوش کے غائب ہونے کا بڑا قلق ہی مگر چالیس قدم آگے بڑھے ہوے زیر سایۂ علم کھڑے ہین دیکھا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین درست ہوئین یہ بھی عمرو نے صاحبقران کو خبر دی کہ سرداب و سفاک بھی واسطے مینوش کے بیقرار ہین مینوش کا ٹھکانا نہین

نہین معلوم یہ نیا کون شخص تھا امیر نے فرمایا سمجھا جائیگا کہ شنگل میدان مین نکلا امیر کی طرف متوجہ ہوا طرف سرداب کے متوجہ ہو کے کہا اے اہالیان قلعۂ زمادیہ میں شنگل خار شکن اپنے قلعے کو چھوڑ کے مہمان آیا ہون اسی مین ہی کہ ملکہ مینوش کے ساتھ میری شادی کردو سرداب نے جواب دیا او نامرد ملکہ مینوش کہان ہی کل رہا ہوکے لشکر صاحبقران مین پہونچی وہان سے بھی کوئی لیگیا نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر شنگل نے آواز دی کسی کو بھیج ارے بے یار وہین کل شب سے بے آب و دانہ ہون بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا یہ جو پکارے شنگل نے کہا سرداب نے اشارہ کیا سر بہ جادو اسکا سپہ سالار غنیدے کو جھکا کے نکلا سامنے شنگل کے آیا شنگل اور سر بہ سے سحر چلنے لگا شنگل نے اُٹھا کے گولہ مارا سر بہ نے کاٹا شنگل نے کارد سحر کھینچ ماری سر بہ کے سینے کو توڑ کے پار گذری شام تک گیارہ ساحر سرداب کے نکلے ہاتھ سے شنگل کے مارے گئے اب شنگل بہت بلبلایا پکار کے آواز دی اے سرداب قلعے کو پامال کرونگا ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگا سرداب و سفاک رنجیدہ کبیدہ پلٹے شنگل پلٹ کے اپنے لشکر مین آیا صاحبقران پلٹ کے اپنے لشکر مین آئے سرداب نے قنطور کو بلایا کہا اے قنطور تلاش کرو قنطور تلاش مین ملکہ مینوش کے نکلا یہان عمرو نے جا امیر کو پریشان پایا کہا آقا نہ گھبرائیے غلام جاتا ہی امیر نے پانچ توڑے منگوا کے دیے اب تو خواجہ خوشی خوشی یہ کہکر چلے کہ آپ بہت کچھ عنایت فرمانے لگے خواجہ عمرو حیران و پریشان دو دن چہار جانب پھرے لیکن نشان نہ ملا دوسرے دن ناچار بغرار صحرا کی خاک چھانی یہ بھی ڈر ہی کہ تمام دنیا کے ساحر ہمارے نام کے دشمن ہین صورت بدلے ایک نخل کے سائے مین بیٹھ کے نے بجانے لگے گانا تو عمرو کا تاثیر سے مملو ہی طائر آشیانون سے پھڑک پھڑک کے گر رہے ہین آہوان صحرا گرد پھر رہے ہین شیر ڈکار رہے ہین کہ تڑپ کے ایک پنجہ آسمان سے گرا عمرو کو اُٹھا لیگیا اب جو خواجہ عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ لیکن ساحر زبردست تخت پر بیٹھا ہی گرد صدہا جادوگر ملازم سب سرنگون ملول و حزین ایک سے ایک بات نہین کرتا بادشاہ بھی خاموش بیٹھا ہی عمرو نے صاحب کے سلام کیا کہا مجھے اس مقام پر کون لایا ہی بادشاہ نے کہا اے ذی نواز ما بدولت تخت اُٹھائے ہوے جاتے تھے تیری آواز سنکر دل بیقرار ہوگیا سحر نے مجھکو خبر دی مین اُس مقام پر پہونچا تمھکو اُٹھا لایا تیرے گانے کے مشتاق ہین عمرو خوش ہوگیا پوچھا حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اُس تاجدار نے کہا مجھکو آزار رنگ شین کہتے ہین مین اس قلعے کا حاکم ہون اے شخص تیرا حال دیکھکر افسوس ہوتا ہی کہ تجھ سا کامل و اکمل نگاہ سے نہین گذرا عمرو نے کہا اے شہنشاہ ساحران دینے والون کو ہمارے سامری و جمشید نے بلا لیا اب جا بجا مسلمانون کی عملداری ہی یہ کسی کو جیتے نہین دیتے آزار اور رنگ شین نے کہا تمھارا نام کیا ہی عمرو نے کہا مجھکو نینواز جہان گرد کہتے ہین اکثر صحبت سامری مین گذرا ہوا حضور کو گانا سناؤن یہ کہکر عمرو نے نے نکالی آزار اور رنگ شین سے نگاہ ملا کے یہ غزل شروع کی

غزل

جس جگہ ہی حسن فوراً قدر دان پیدا ہوا	چاہ مین یوسف گیا تو کاروان پیدا ہوا
سخت دل جو ہین انھین محروم رکھتا ہی فلک	بیضۂ فولاد سے بچہ کہان پیدا ہوا
جب نہ تھا کچھ بھی یہ عالم تھی تبھی تو بھی حبا	باغ کی خلقت سے اول باغبان پیدا ہوا
خانۂ دل مین چراغ شام آیا صبحدم	عالم پیری مین عشق نوجوان پیدا ہوا

خنجر سے تا ضرب مرگ ایک سی تھی ہر پا ن — غم لگا کھانے وہیں انسان جہان پیدا ہوا
ہون وہ دریا جسمین ہر اک عرش اعظم ہر حباب — ہلگئی اک لہر جسدم اک جہان پیدا ہوا
یہ دہن ہر تنگ اُس کا جو قول ہو نہ لے ہی — سب لگے کہنے یہ لڑکا بے دہان پیدا ہوا
رشک سے میرے سخن پر خلق ہوتی ہر ہلاک — حیف دنیا مین نہ کیون مین بیزبان پیدا ہوا
وصل کی شب غل موذن نے مچایا قبل صبح — کیا خروس بیمحل مہر اذان پیدا ہوا
وادی ہستی مین آتے ہی عدم کی راہ لی — ساتھ اپنے توسن عمر روان پیدا ہوا
بیگنہ کرتا ہر اے ناسخ ہزارون کے دو خون — دوسرا دنیا مین اب چنگیز خان پیدا ہوا

آزار خوش ہوگیا عمرو نے کہا ابھی حضور نے کیا سنا میخانے کی کنجی مجھکو دیجیے سا قیگری کرون کسی کو باقی نہ چھوڑون مگر حضور رنجیدہ کیون ہین آزار اور رنگ نشین ایسا عمرو کے گانے پر مبہوت تھا کہ کنجی میخانے کی نکال کے دیدی خواجہ عمرو میخانے مین پہونچے سب شراب کو خراب کیا پکار کے آواز دی آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہے وہ نشہ ہوگا کہ پردے آنکھون سے اُٹھ جائینگے عجب تماشے نظر آئینگے قدردان تعریف کرینگے شراب کا نام سنکر سب دوڑے کسی نے گلابی کسی نے کنٹل کسی نے بتلا اُٹھا یا باہر لیکر آئے سب ملکر پینے لگے ہنگامہ گرم ہوا میان خواجہ نے جو جلسہ کلان دیکھا مین سے گلابیان مملو از شراب جلسے مین لائے آزار اور رنگ نشین ونرا سے کہ رہا ہر دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لایا ہر اگر لاکھ صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے عمرو نے گلابیان شراب کی لا کے محفل مین رکھین اول چند اشعار پڑھے کہ محفل مین رنگ بندھا اب عمرو نے جام شراب لبریز کیا آزار تعریفین کر رہا ہر خواجہ نے جام شراب سر پر رکھا اب اسوقت محفل مین شور بلند ہر کہ اے نیشوار کیا کہنا اب خواجہ قریب آزار پہنچے چاہا جام دون کہ دربار کا یہ حال ہوا آواز زنگ کی آئی وزرا امداد دیکھنے لگے آزار اور رنگ نشین نے کہا ہمارے جتھروالا گھر عیار تیز شب خواب تیز رو آتے ہین عمرو بھی جام لیے ہوے رک گیا کہ ایک عیار مار خنجر گزار حسب وخیز کرتا ہوا دربار مین آیا باہر کا حال دیکھا آیا ہر کہ جوتی پیزار آپسمین چل رہی ہر بیضے بیہوش پڑے مین کچھ لوگ نشے کے جوش مین برہنہ دوڑتے پھرتے ہین اب جو آندیا تو دیکھا کہ ایک شخص جام شراب آزار اور رنگ نشین کو پلایا چاہتا ہر شب خواب نے آواز دی اے شہریار ابھی جام نہ نوش فرمائیے گا مین نے آجتک صورت تو نہین دیکھی ذکر سنا ہر کہ عیار حمزہ کا بلائے روزگار ہر کیا عجب ہر کہ یہ وہی عیار ہو یہ کہتا ہوا قریب عمرو کے آیا کہا اے بنیواز خوب رنگ جمایا مگر یہ جام بادشاہ نے تمکو بخشا ہر تم پی جاؤ عمرو نے کہا مہتر صاحب مقام ادب ہر کہ یہ جام نام پرشاہ کے قرار پایا ہمکو مناسب نہین ہر کہ اسکو نوش کرین شب خواب نے کہا بس اسی مین تمھاری جان بخشی ہر کہ جام پی جاؤ ورنہ بری طرح پیش آؤنگا خواجہ چاہتے ہین کہ لگا پھیرے تو مین دافع بیہوشی جام مین ملا کے پیون شب خواب نے کہا او مکار مین مطلب دلی تیرا سمجھ گیا یہ کہکر قصد کیا کہ عمرو پہ دست انداز ہون عمرو نے وہی جام منھ پر عیار کے پھینک مارا اور بھاگے عیار کے چوٹ تو لگی مگر شاگردون کو آواز دی یاروا اسکو لینا یہ جانے نہ پائے شاگرد دیکھے خواجہ کے دوڑے عمرو لڑتا ہوا مجمع سے نکلا لنارے پر لشکر کے پہونچا تھا کہ شب خواب کا نعرہ ہوا جب جنگل مین آئے عمرو نے دیکھا عیار اکیلا چلا آتا ہر جب تو خواجہ یہ کہکے تو نے مجھکو حقیر سمجھا ہر اب اپسمین نیچے چلنے لگا

شب خواب نے دیکھا یہ تو بلائے روزگار ہی یہ چوٹ نہ کھائیگا جان دبائے ہوئے اڑ رہا ہی ایک مقام پر عمرو نے سپر بدلی جیسے ہی عیار نے نیمچہ مارا عمرو نے سپر کاغذی کو سامنے کر دیا سپر کٹی بیہوشی اڑی عیار بیہوش ہوا عمرو نے اسکو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت بنی پشتارہ اسکا باندھا گلے میں کیسۂ عیاری کا لٹکا دیا پشتارہ لیکر آئے آذار اور رنگ نشین نے پوچھا کیوں اے شب خواب یہ کون ظالم ہی عیار نقلی نے کہا حضور وہی سارہ بان زادہ ہی مجھے کل سے یہی خیال تھا کہ حضور نے وہ کام کیا کہ یہاں عیاران اسلام ضرور آئینگے مین نے اسکو دھر کے گرفتار کیا آپ اسکو قتل کیجیے یہ کہکر اسکو ستون سے باندھ دیا آذار اور رنگ نشین نے کہا اسکو ہوشیار کرو عمرو نے کہا یہ بڑا مکار ہی ایسی باتیں کریگا کہ آپ میرے دشمن ہو جائینگے سب نے کہا ہم اسکی بات کو نہ مانینگے اب عمرو نے اسکو ہوشیار کیا اسنے جو اپنے کو اس حال میں دیکھا غین غین کرنے لگا عمرو نے کہا دیکھیے اپنے کو گونگا بناتا ہی اب تو غصے میں آذار نے حکم دیا اسکو قتل کرواسنے غضب کیا تھا چند ساعت میں عیار نہ آتا تو اسنے سب کو مار لیا تھا جلاد نے آکے جو گردن پر خط کھینچا اب تو نگاہ حسرت شب خواب چہار جانب دیکھنے لگا ایک وزیر نے کہا حضور میرے نزدیک تو یہ مناسب ہی کہ ان دونوں کا منھ گرم پانی سے دھلوائیے ایسا نہو اسمین بھی فتور ہو یہ بات سب کو پسند آئی اسپر جو آمادہ ہوئے کہ منھ دھلائیں اب تو خواجہ گھبرائے کہ حال کھلا چاہتا ہی ہاتھ باندھ کر کہا میں چپکے کان میں عرض کرونگا شاہ نے سر جھکا لیا عمرو نے ایک دھول لگائی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر عندر شیدا ہوا
مرا ملک ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمر فرخشیم مہتر مہتران
اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر فرخشیم نامدار
کہ آقا ہمارا جہان گیر ہی

مری نسل سے کمر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب ہی شیر یہ دسیر کار

کلاہ آذار اور رنگ نشین کی لیکر بھاگے اب تمام ساحر و غیر ساحر دوڑے شاگرد دوئی نے اپنے استاد کو کھولا یہ بھی وقت پہ پہونچا اب تو شاگرد شب خواب کے بہ جانبازی لڑنے لگے عمرو جسطرف جا پڑا پرے کے پرے دبہ ہم و برہم کر دیے چالیس عیار عمرو کے ہاتھ سے حبب مارے گئے اب تو شب خواب کو انتہا کا قلق ہوا عمرو نے للکارا کہ او نامرد تو سامنے نہیں آتا ان بیچاروں کو کیوں تیل ماش کرتا ہی شب خواب نے آواز دی یار ہرٹ جاؤ دیکھو شاگرد اب یہ عمرو کے سامنے آیا نیمچہ چلنے لگا لڑتے ہوئے صحرا میں آئے عمرو نے دیکھا یہ تو بلائے روزگار ہی چوٹ نہیں کھاتا بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی خواجہ نے کہا ارے برق اسکا سر کاٹ کے پھینکا کہ کوئی میری پشت پر آ گیا جیسے ہی یہ پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کر لیا پھر اسکو اپنی صورت بنایا آپ اسکی صورت بنے پشتارہ باندھکر چلے ایک شاگرد اسکا موسوم بہ بیتاب زرغۂ نخلستان سے چھپا ہوا یہ معاملہ دیکھ رہا ہی اسنے آگے بڑھکر آذار سے سب حال بیان کیا کہ سارہ بان زادے نے پھر استاد کو پکڑ لیا انہیں کی شکل پر آتا ہی لیکن ذرا ہوشیاری سے گرفتار کیجیے گا ورنہ نکل جائیگا دربار میں سب آمادہ ہوکے بیٹھے جیسے ہی خواجہ عمرو اندر آئے رنگ بارگاہ دگرگوں دیکھا کہ سب میری ہی جانب دیکھ رہے ہیں آذار اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی

ای عیار مین بڑا کام کیا کہ اس ظالم کو گرفتار کر لیا لے یہ موتیون کا مالا لے طمع کے مقام پر تو خواجہ کے
آنکھون مین پردے پڑ جاتے ہین فوراً پشتارہ زمین پر ڈال دیا سلام کرتے ہوے چلے آنزار نے مالا پہنا کر
ہاتھ پکڑ لیا کہا او سارہ بان زادے اب کہان جائیگا جیسے ہی شاہ نے عمرو کی کلائی پر ہاتھ ڈالا عمرو نے
ایک دولتی ماردی کہ آنزار چت گرا عمرو جست کرکے چلا تھا کہ آزار اور نگ نشین نے گھیر کی آواز دی
عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے اب تو سب نے مل کر عمرو کو گرفتار کر لیا اب شب خواب کو بھی بیدار کیا
اب اسکی بھی صلاح ہی کہ اسکو قتل کرو خواجہ نے کہا ای آنزار سارا طلسم نورافشان فتح کیا بڑے
بڑے ساحر مارے لیکن آپ ایسا ساحر ہماری نگاہ سے نہین گذرا اگر میری خطا معاف ہو تو مین آپکی
خدمت مین بقیۂ عمر بسر کرون آنزار تو خوش ہو گیا شب خواب نے کہا حضور یہ بلاے روزگار ہی یہ کبھی
دل سے اطاعت نہ کریگا آپ بھی سمجھے کہ یہ ظالم کس وجہ سے آیا آپ جو ملکہ مہ پوش کو گرفتار کرکے لائے
ہین اُنکے رہا کرنے کو یہ ظالم آیا ہی نام مہ پوش سنکر آنزار نے کہا ای عیار اس غم نے تو مجھکو ایسا بیقرار
کیا ہی کہ کلیجہ تڑپ رہا ہی

نظم

بخیلیون ہاتھ دوڑاتا ہون زلف یار پر — دوڑتا تھا جس طرح ثعبان موسیٰ مار پر
سست بنیاد ہی ختم اپنے مکان تار پر — منہدم ہو چاندنی آجائے گر دیوار پر
کہتے ہین سب دیکھ کر ابرو کو چشم یار پر — کھینچی ہی تلوار کس بیرحم نے بیمار پر
ہی مژہ برگشتہ مائل ابروے خمدار پر — میل ہے خنجر کو خصوصیت سے ہی تلوار پر
کیا نرالی گرم بازاری مرے یوسف کی ہی — پڑ گئی جب آنکھ اک بجلی گری بازار پر
تیر مژگان بھی غضب تھے پر کیا ابروے قہر — کٹ گئے لاکھون جو نوبت آ گئی تلوار پر
پنجہ مژگان رہے جاتے ہین ابرو کی طرف — ہاتھ کیا رکھتے ہین ترک چشم اب تلوار پر
کیا پیون دور فلک مین ساقیا جام شراب — قطرۂ شبنم نہین بچتا زبان خار پر
جب سے ہی مجھ ناتوان کو تیر مژگان کا خیال — خلق کہتی ہی ہوا ہی خار عاشق خار پر
تند خو ظاہر مین ہون باطن مین ہون باغ بہار — جسطرح کانٹے لگے ہون باغ کی دیوار پر
ون کو زاہد بھولے ہین اپنی سیہ بختی سے راہ — شیشہ مینا چاہیے میخانے کی دیوار پر
روے خندان زخم ہین تیرے تصور مین مجھے — سبزۂ خط کا ہی عالم مرہم زنگار پر
بے ارادہ طے ہوئی جاتی ہی یان راہ عدم — طائر روح روان کو کچھ نہین درکار پر
میری گردن ضعف سے اتنی نہ جھکتی تھی کبھی — باڑھ رکھوائی ہی اُسنے آج کیا تلوار پر
ایک اشک گرم ناسخ گر نہ رونے مین گرے — طعنہ زن فوارہ ہو منقار موسیقار پر

عیار نے جواب دیا حضور نہ گھبرائیے ہم اسکا انتظام کر لینگے مہمان تو دربار مین یہ ذکر ہی خواجہ عمرو جب
منتین کرتے ہین آنزار اور نگ نشین کے دل مین مزا آجاتا ہی عیار سے کہتا ہی اگر یہ ہمارا مذہب اختیار
کرے سلطنت کو بڑی رونق ہو عیار کہتا ہی یہ کبھی ہمارا مذہب نہ اختیار کریگا جب موقع پائیگا قتل کرکے
نکل جائیگا بادشاہ پھر خاموش ہو جاتا ہی تمام وزرا امرا بھی اشارے کرتے ہین کہ اگر یہ عیار شریک ہو جائے
تمام عالم مین عملداری کرا دیگا انکے آقا جو افسر ہین مجاور خانۂ کعبہ تھے جبھی سے یہ شریک ہوا

سلطنت

سلطنت نوشیروان کو مٹایا لقا ایسے سرکش کو بھگایا اب فی الحال طلسم نور افشان فتح ہوا وہ وہ ساحر مارے
کہ جنکا قتل ممکن نہ تھا بادشاہ تو چاہتا ہی کہ عمرو کا کہنا مانون خطا اسکی معاف کرون عیار دراندازی کر رہا ہی قضا کار
سے برق فرنگی جو تڑپتا ہوا آتا تھا پھرتا پھرتا اس قلعے مین آیا کہ اطلسنا خواجہ عمرو آئے تھے پکڑ لیے گئے
فقیر بنا ہوا دربارگاہ پر آیا بیتاب نامے خلیفہ شب خواب کا دروازے پر کھڑا تھا برق نے اشارے سے
بلایا بیتاب نے پوچھا کیون شاہ صاحب کیا ہی برق نے کہا ایک فقیر یہان جنگل مین بیٹھا ہی اُسکے پاس
ڈھیر اکسیر کا ہی ہم تم چلکر چھین لین بیتاب ساتھ ہوا جب ایک نخل کے سائے مین پہونچا برق نے کہا
وہ دیکھو چاندی بنا رہا ہی بیتاب جو اُدھر پلٹا برق نے حلقے کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو تو
کنارے ڈالدیا بیتاب کی شکل بنکر بارگاہ مین آیا دیکھا استاد بیٹھے ہین آزار اور رنگ نشین سے باتین
کر رہے ہین بادشاہ نورانی ہوتا ہی عیار رنگ مٹا رہا ہی برق نے قریب آکے کہا استاد ذرا باہر چلیے مین
کچھ عرض کرونگا اور عیار بھی آئے ہین شب خواب نے بادشاہ سے کہا مین تو ایک کام کو جاتا ہون ابھی
حاضر ہوتا ہون اس مکار کو جلد قتل کیجیے بیتاب نے کہا استاد ابھی پلٹکر آتے ہین ہم اپنے ہاتھ سے اس
سارہبان زادے کو قتل کرینگے یہ کہکر دونون باہر چلے برق باتون مین لگاتا ہوا باہر لایا کہا استاد عمرو کا
بیٹا چالاک آیا ہی ضرور عیاری کریگا ایک نخل کے سائے مین بیٹھا ہی لہنگا پھریا پہن رہا ہی چلکر ہم آپ گرفتار
کرینگے شب خواب ساتھ ساتھ چلا آتا ہی لاتے لاتے برق اسکو ایک نخل کی آڑ مین لایا کہا دیکھیے وہ سامنے
چالاک بیٹھا ہی جیسے ہی شب خواب نے منہ پھیرا برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر
بیہوش کیا کنارے ڈالدیا آپ شب خواب کی شکل بنا ہوا ہنستا ہوا چلا راہ مین جو شاگرد ملے اُنسے کہا چالاک
کا مین نے پاؤن کاٹ دیا عیاری کرنے آئے تھے مین نے کہا لنگڑے کا کون پیچھا کرے آپ ہی تڑپ تڑپ کے
مر جائیگا شاگرد ساتھ ساتھ ہین شب خواب اندر آیا خواجہ آزار سے کہ رہے ہین کہ حضور کو طلسم ہفت پیکر
کا بادشاہ کرونگا میان ہفت پیکر کو قتل کر ڈالونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی آزار کہتا ہی کہ خواجہ
وہ جاگتی جوت کا خداوند ہی اُسکا مارے جانا دشوار ہی عمرو نے کہا تو یہ کیجیے مین نے جا کے شمشہ کو
دریائے قلزم مین مارا آزار کہتا ہی خواجہ اتنا بڑا ساحر ہی علم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی سات
پہاڑون پہ خدائی کرتا ہی ہر مقام کا طریقہ نیا ہی جب اُس ملک مین چلوگے تب حال کھلیگا عمرو نے
کہا آپ ذرا مجبور رہا کیجیے ابھی آپ کو تماشا دکھاؤن چند منٹ مین بہتر صورتین تبدیل کرون یہ باتین
تھین کہ شب خواب نقلی آگے پہونچا عرض کی حضور یہ کیا کہتا ہی آزار اور رنگ نشین نے کہا اے
شب خواب حقیقت مین عمرو اسی لایق ہی کہ اسکو تعویذ بازو بنائین یہ کہکر حکم دیا کہ عمرو کو جلد
رہا کیجیے بادشاہ نے سحر اُتار لیا خواجہ عمرو اُٹھے لیکن حیران ہین کہ یہی عیار میرے قتل کرنے مین
کہ وہ کوشش کرتا تھا اسنے کیون رہا کرایا لگاوٹ جو ملائی خوش ہو گئے دل مین کہتے ہین میرا بھولیا آگیا
اب عیاری بن پڑیگی خوش ہو کے سامنے شاہ کے کھڑے ہوے آنکھ سے آنکھ ملائی گنگنانے لگے

یہ غزل گائی غزل

ہر مکین چشم سے کیون نہ نظر کرتا ہی
جب وہ حیرت زدہ چہرے پہ نظر کرتا ہی

اب مرا نالہ ترے دل مین اثر کرتا ہی
آئنہ صد گلہ آئینہ گر کرتا ہے

گر تصور سے ہوں ہم بزم تو بیتاب رہے
اس قدر وہ مرے ملنے سے حذر کرتا ہے

کسکے ہنسنے کا تصور ہے شب و روز کہ یوں
گدگدی دل میں کوئی آٹھ پہر کرتا ہے

غم خط میں ترے مرجائیں تو کیا ہے عجب
زہر کچھ جو کوئی کھاتا ہے ضرر کرتا ہے

اک نمکدان سے تو لذت نہ اٹھی اے قاتل
زخم دل عرض نمکدان دگر کرتا ہے

کیا کیا دل نے کہ آنکھوں سے کہا راز نہان
ایسے غماز کو بھی کوئی خبر کرتا ہے

عشق میں بھی تو بجا گئے کبھی تم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

عدم آباد سے آنا مجھے یاد آئے ہے جب
کوئی حسرت زدہ دنیا سے سفر کرتا ہے

بخت بد نے یہ ڈرایا ہے کہ کانپ اٹھتا ہوں
تو کبھی لطف کی باتیں بھی اگر کرتا ہے

قتل کی ٹھہر گئی اپنی رقیبوں میں کہ آج
خندہ کچھ طرز دگر چاک جگر کرتا ہے

سن رکھو سبکو رکھو اسکو غزل کہتے ہیں
مومن اے اہل فن اظہار ہنر کرتا ہے

تمام اہل محفل وناب ہو گئے ہر سمت سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی ادھر برق تعریفیں کررہا ہے اور اشارے سے کہہ رہا ہے حقیقت میں آپ بڑے صاحب اقبال ہیں تمام عالم میں اس شخص کا شہرہ ہے حمزہ کو اسی نے حمزہ بنایا بیشک یہ آپ کی خدمت میں رہیگا کوئی ساحر و غیر ساحر مقابلہ نہ کرسکیگا عمرو نے کہا حضور ذرا الگ چلیں تو میں کچھ عرض کروں شاہ نے کہا خواجہ اول بڑی بات یہ ہے کہ جسدن سے میں نے تصویر ملکہ عینوش کی دیکھی تمام عالم میں تلاش کرتا تھا جب پتہ ملا کہ لشکر حمزہ میں ہے میں خود گیا اور جاکر لایا لیکن وہ اسقدر سرکش ہے کہ سوائے انکار کے آجتک اقبال کا نام نہیں خواجہ اس ظالم کو راضی کرو میری راتوں کی نیند اڑ گئی ہے تڑپ تڑپ کے صبح ہوتی ہے عمرو نے کہا ایک فقرے میں راضی کردونگا آپ تو آزار اورنگ نشین خوش ہو گیا خواجہ کے ساتھ تخلیے میں آیا عمرو نے کہا ملکہ کا قفس بھی یہیں منگوا لیجیے اسنے کنیزوں کو آواز دی قفس ملکہ بھی لائے رکھا گیا عمرو نے دیکھا ملکہ کا عجیب حال ہے سوکھ کے کانٹا ہو گئی ہیں آنکھوں سے آنسو جاری عمرو نے قریب آکے ملکہ کو آگاہ کیا کہ نہ گھبراؤ میں آپہونچا ملکہ مثل گل شگفتہ ہو گئیں عمرو نے شاہ سے کہا حضور آپ کے وصل کے نام سے شگفتہ ہو گئی اب شاہ خوش ہو گیا کہا خواجہ تمہارا بڑا احسان ہوا عمرو نے کہا ایک گلوری تو نوش فرمائیے اپنے پاس سے نکال کے گلوری دی آزار اورنگ نشین کھاتے ہی بیہوش ہوا عمرو نے اسکو اٹھا کے نذر زنبیل کیا آپ آزار اورنگ نشین کی صورت بنکر تیار ہوئے ملکہ کو قفس سے نکالا ملکہ نے کہا خواجہ اب تم نہ گھبراؤ میں سب سے سمجھ لونگی عمرو نے کہا تمہیں زبان بھی نہ ہلانا پڑیگی وہ ملک تسخیر کرلونگا آپ صرف میرے ساتھ موجود رہیے برق فرنگی نے اُس کے عیار کو پکڑ لیا اُسی کی شکل بنا ہوا دربار میں رنگ جما رہا ہے ملکہ عینوش شیریں کلام خوش ہو گئیں اب خواجہ عمرو ملکہ عینوش کو ساتھ لیے ہوئے دربار میں آئے آکے تخت پر بیٹھے ملکہ کو کرسی پر جگہ دی سب سردار ساحر و غیر ساحر جمع ہیں برق فرنگی بصورت شب خواب ایک کرسی پر آکے بیٹھا عمرو نے دیکھا چند ساحران زبردست ہیں عمرو کو خیال آیا کہ ایسا نہو یہ لوگ بگڑ جائیں ملکہ تنہا ہیں بڑی خرابی پڑیگی عمرو نے حکم دیا کہ شراب صحبت میں لاؤ ملکہ عالم نے ہمکو سرفراز کیا ہے برق فرنگی نے سنتے ہی داروغہ سے کلید میخانے کی لی شراب میں جھٹ پٹ بیہوشی ملائی جام لیکر گلابیاں ملا ارغوانی سے معمور کرکے

صحبت میں لایا اب تو سب سردار خوش ہوگئے برق کہ بصورت شب خواب پر بیٹھا صحنہ ائین کرر ہا ہو اب
خواجہ عمرو نے حکم دیا سب صاحب شراب نوش فرمائیں آج بدولت کو بڑی خوشی ہے معشوقہ پر پھیرو پہلو ہیں
جاری جانبازی کو ملکہ عالم نے قبول فرمایا اب سلطنت کا ملکہ کو اختیار ہے جتنے ملک و مال سب انپر نثار
کیا یہ حکم سنتے ہی برق اٹھا یہ چند اشعار گانے لگا

اشعار

گئے وہ خواب سے اٹھ غیر کے گھر آخر شب
اپنے نالے نے دکھایا یہ اثر آخر شب

صبح ہم وصل کا وعدہ تھا یہ حسرت دیکھو
مر گئے ہم دم آغاز سحر آخر شب

شعلۂ آہ فلک رتبہ کا اعجاز تو دیکھو
اول ماہ میں چاند آئے نظر آخر شب

سوز دل سے گئی جان تخت چمکنے کے قریب
کرتے ہیں موسم گرما میں سفر آخر شب

ملے ہو غیر سے بے پردہ تم انکار کے بعد
جلوہ خورشید کا سا تھا کچھ ادھر آخر شب

صبح ہم آنے کو تھا وہ کہ گواہی دی ہے
رجعت قہقری چرخ و قمر آخر شب

غیر نکلا ترے گھر سے گئی اس وہم میں جان
غل ہوئے چور گئے اس کوچے میں گر آخر شب

دی تسلی تو وہ ایسی کہ تسلی نہ ہوئی
خواب میں تو مرے آئے وہ مگر آخر شب

مو سفیدی کے قریب اور ہے غفلت مومن
نیند آئی ہے یہ آرام دگر آخر شب

برق نے تڑپ کے جو یہ اشعار گائے شاہ نے بڑی تعریف کی اب برق نے سب کو شراب پلانا شروع کیا
آفتاب مکر و غدر نے طلوع کیا تھوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پلا چکا اب گر گر کے بیہوش ہونے لگے
خواجہ تخت سے اٹھے اب برق سے فرماتے ہیں آپ کسی کو ہاتھ نہ لگائیے آپ چپ رہیں بھلا برق کب
مانتا ہے ایک ساحر کو خنجر مار ہی دیا خواجہ یہ کہکر اٹھے کہ ابے ہے تو نے کیا کیا اندھیرا ہوا برق نے کسیکی
انگوٹھی کسی کے چھلے اندھیرے میں اتار لیے خواجہ لاکھ چیخے پیٹے مگر برق کب مانتا ہے قتل کرنا شروع
کر دیا مینوش بھی کہتی ہیں خواجہ انصاف تو کرو برق نے برا کام کیا خواجہ کہتے ہیں ملکہ تم نہ بولو یہ چور
دغاباز عیاری کیا جانے عیاری کو خراب کرتا ہے قضائے کار گلفام جادو بادشاہ کی بہن محل میں بیٹھی تھی
خبر سن چکی تھی کہ بادشاہ کسی عورت کو لائے ہیں وہ ناراض ہے آج کنیزوں نے خبر دی کہ عمرو حمزہ کا عیار
ساحر پرست ہوا اسکی وجہ سے عورت نے شاہ کو قبول کیا انسے منہ پیٹ لیا یہ غضب آبادی رہنے والی
ہے کہا صاحبو اب شاہ کی جان نہ بچیگی ساربان زادے نے ضرور دام مکر پھیلایا ہوگا جس پردے میں پاتا ہے دشمن
کو مٹاتا ہے اکیلا ایک کان میں آواز آئی کشتی مرا نام میں فلان لو دکہا صاحبو غضب ہوا عمرو نے کسی کو مارا نہیں جلیم
بھائی صاحب پر کیا گذری یہ کہکر روتی پیٹتی چلی اسباب سحر ہاتھ میں لیلیا میدان برق تو کونے میں چھپتا
پھرتا ہے مینوش کرسی پر بیٹھی ہنس رہی ہے کہتی ہے صاحبو کمال کرتے ہو کہ دربارگاہ سے آواز آئی باش
او ساربان زادے اندر آکے دیکھ لاشے پھڑک رہے ہیں یا وہ عورت حسین کرسی پر بیٹھی ہے عمرو سب کو
لوٹتا پھرتا ہے ماش کے دانے مارے خواجہ عمرو تو لڑکھڑا کے گرے مینوش نے چاہا سحر کریں گلفام
تو آمادہ ہو کے آئی ہے خون اپنا کاٹ کے پھینک مارا مینوش بھی لڑکھڑا کے گری گلفام نیچہ کھینچکر چلی
پکارتی ہوئی کہ او ظالم میرے بھائی کے ساتھ کیا کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہتی ہوئی جھپٹی چاہا
کہ عمرو کو قتل کرے اب خواجہ حیران چار جانب دیکھتے ہیں کبھی پکارتے ہیں ہمارا بھوریا کہاں گیا

اسے اسکو لینا کبھی بیقرار ہوکے دعا مانگتے ہیں پکار رہے ہیں کہ اے کریم کارساز واے خالق بے نیاز اس آفت سے بچالے

نظم

کند بنده در بند عصیان چه باعث
شود بنده بیهوش و نادان چه باعث
سحاب عطاے حق از اوج رحمت
شود سرکشش از حق مسلمان چه باعث
کند گردش تازه طاہر شب و روز
ز انسانیت خارج انسان چه باعث
چو پیک اجل بر سر است ایستاده
کند ہر زمان تازه طوفان چه باعث
چو در جسم و جان است نور ظهورش
نگر ہست از خلق پنہان چه باعث

ز انسان شود کار حیوان چه باعث
چو آئینه اش ہست صاف از کدورت
نگردد برادر گوہر افشان چه باعث
چه باعث که باد مخالف وزیده است
درین دور گردون گردان چه باعث
چو در زیر خاک است آخر مقامش
بدین زندگی ہست نازان چه باعث
چو نزدیک تر حق ز حبل الورید است
رزید و نہان است جانان چه باعث
چو در زلف ہر دو ری رسان است ہندی

بدین عقل و دانائی و ہوشمندی
تا بدر و نور عرفان چه باعث
چه باعث که سر پیچد از حکم بنده
پیداست رنگ گلستان چه باعث
شود با وجود شرافت بد نیا
بره تا فلک بام ایوان چه باعث
درین ضعف انسان کمزور بے پا
فراق و جدائی و حرمان چه باعث
بهر جاست حاضر بهر سمت ناظر
تو ہستی پریشان و حیران چه باعث

عمرو ویسے ہی جو ملک کے دعا کی برق مردوں میں پڑا ہوا ہے گلفام چاہتا ہے کہ عمرو کو نیچا مارے پشت سے آواز آئی خبردار کیا کرتی ہو نعرہ ہوا نعرۂ برق

تصنیف مصنف

که استاد ہیں خواجہ نامدار
گروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ ہمراہ ہا

تڑپ میں ہیں برق رفتار ہوں
ارسطوے تعلیم شاگرد ہو
بتر یہ قدم غرب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گزار
کیے کون مکار عیار ہوں
در مگر پہ میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

گلفام نے چاہا پلٹے برق نے شلتے گندے کے مارے گلفام لڑکھڑا کے گری برق نے خنجر مارا ہلم چاک قصہ پاک اسکے ہاتھوں میں سونے کے کڑے تھے برق نے دونوں ہاتھ کاٹ لیے کڑے لیکر چاہا کہ خواجہ نے چاہا بھاگ کر یں مہیوش نے دامن پکڑ لیا کہا خواجہ جانے بھی دو اشے بڑا کارنمایان کیا اگر یہ گلفام کو نہ مارتا سب کا خاتمہ ہو اتھا عمرو نے کہا آپ کیا جانے میرا شاگرد خراب ہو جائیگا اب تو ملکہ مہیوش نے بھی بجلی کڑک کڑک کے گرائی سیکڑوں کو قتل کیا ہزاروں جادوگر مارے گئے گلفام کی کنیزیں دوڑیں آکے دیکھا اب شاہزادی نے قیامت برپا کردی ہے سب نے آکے اطاعت کی پانچ سو کنیزیں دو ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوئے خواجہ نے اس قلعے میں ایک ساحر کو حاکم کیا اب مہیوش کو ساتھ لیکر بڑے کروفر سے طرف صاحبقران کے چلے یہاں صاحبقران مقابلے میں سفاک و سرداب کے اترے ہوے ہیں مگر تینوں بادشاہ پریشان ہیں اگر طبل جنگ بجائینگے حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا اسی تردد میں متفکر بیٹھا تھا اسکے ذہن میں آیا کہ ایک نامہ قتال زرین کمر کو لکھنا چاہیے فوراً نامہ لکھا لیا اسکا مضمون یہ تھا کہ اے پہلوان دوران وا ے گرشاسپ جہان حمزہ سے ہمسے مقابلہ ہی جلد کوچ کرکے آؤ حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا آکے بندوبست کرو شتر سوار کو نامہ دیا کہا جا کے یہ نامہ قتال زرین کمر کو دینا اپنے ساتھ لانا شتر سوار روانہ ہوا بیٹھے انتظار میں آکے قتال کو نامہ دیا قتال نامہ پڑھتے ہی خوب ہنسا کہا قدرت خداوند لات و منات کی میں ہمیشہ سے مشتاق تھا کہ حمزہ سے مقابلہ کروں

اب پیغام ملا حمزہ کی مشکیں باندھکر لاؤ لنگا بڑے حمزہ نے زور باندھے ہین اب سب چال کھلجائیگا مابدولت کے
بیٹھے پر کسی نے کبھی لشکر کشی نہین کی یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوا ساٹھ ہزار سواران جنگی ہمراہ لیے منزل در منزل
چلا شنگل کو آگے ہرکارون نے خبر دی کہ قتال زرین کمر آپہونچا شنگل نے سردارون کو واسطے استقبال کے
بھیجا نوبت نقارے جو بجے صاحبقران کو بھی خبر ہوئی بارگاہ سے نکل آئے قتال کا تن و توش دیکھکر حیران ہوگئے
قتال لشکر صاحبقران کو دیکھتا ہوا داخل بارگاہ شنگل ہوا شنگل بڑی خاطر سے پیش آیا دن بھر گذرا شام کو طبل جنگی
بجا صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا سفاک و سرداب نے بھی طبل جنگی بجوادیا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو
قتال بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آیا جب نقیب نقابت کر چلے سب کو امید قوی ہے کہ قتال
صاحبقران پر غالب آئیگا قتال نے گینڈا نکالا شنگل سے اجازت لی میدان مین آکے سلمشور ہی کرنے لگا
ارادہ ہے کہ صاحبقران کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی یہ تو ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہے کہ شاہزادہ سکندر رو
ضیغم ظاہر ہو چکے صاحبقران کے ساتھ ہین اب جو دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش تخت پر
نقابدار گلگون پوش بعہدہ سپہ سالاری پشت پر بڑے زور و شور سے آکے پہونچے سکندر نے ابرج
سے کہا ہو والد نامدار طریقے سے ثابت ہے بلکہ یقین کامل یہ ہے کہ شاہزادہ سرو سہی قد و مہران جوان بخت
ہون جیسے ہی لشکر آکے ٹھہرے گلگون پوش گھوڑے کو بڑھاکے چلا میدان مین آکے قتال سے لگاور ہوئی
گلگون پوش غالب رہا اب نیزہ قتال سے چل رہا ہے دیکھنے والے دیکھ رہے ہین گلگون پوش نے نیزہ
قتال کا نکالا قتال مثل ابر کے گڑگڑایا کہا او جوان گلگون پوش تو نے غضب کیا نیزہ میرا نکالا یہ کہکے تیغہ
کھینچا او ہلالی سی من کا چوڑا تیغہ مثل برق کے چمکتا ہوا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا گلگون پوش نے گھوڑا
بڑھایا منظور یہ ہے کہ زیر بغل جاکے لپٹ پڑون وہان پر ہوش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری لگائی گردا
سپر کا ہٹا تلوار سر پہ پڑی سر گلگون پوش کا زخمی ہوا قتال نے چاہا سر کاٹ لون نقابدار بادلہ پوش جو تخت پہ
تھا بیقرار ہوکے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ لیا او قابو پرست او بدست ہاتھ نہ اُٹھانا مین تیرے مقابلے کو
آتا ہون یہ کہکر اتنی جلدی آیا گلگون پوش کو بادلہ پوش نے ہٹایا بیچ مین آپڑا سینہ سپر کردیا قتال نے
ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر کاٹا اُچھا دے سے ہاتھ نکال کے تیغہ ہلالی کو چمکایا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا صاف ثابت تھا کہ برق پہاڑ پر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے قتال کا سر زخمی ہوا دامنا
مارا بیچ جہاں کے نکلا گینڈے کی گردن پر پڑا گردن گینڈے کی قلم ہوئی گینڈا چرخ کھاکے گرا قتال
ایک جانب گرا اسکے ساتھ والون نے جانا کہ ہمارا افسر مارا گیا ساٹھ ہزار سوار و پیدل سب ملکر آپڑے
قتال کو اُٹھایا مگر نقابدار گلگون پوش کا جو سر زخمی ہوا بسبب کٹنے نقاب کے چہرہ کھلگیا یہ ثابت ہوا کہ ٹکڑا ابر سے
ماہ تابان نکل آیا اُس مقام پر روشنی ہوگئی جسوقت سے سکندر و ضیغم نے چرچا کیا تھا کہ یہ نقابدار شاہزادہ
سرو سہی قد و مہران جوان بخت ہون تو کچھ عجب نہین ہماری خبر پا چکے اب کیون پردہ کرتے ہین
بڑی آرزو سب کو طلسم نور افشان فتح کرنے کی تھی وہ دادا جان نے فتح کیا نہین معلوم اب کیا منظور ہے
چرچا سارے لشکر مین ہو رہا تھا جب نقابدار کی نقاب ہٹی چہرہ بے نظیر ظاہر ہوا بادشاہ سعد بن
قباد بے اختیار پکار اُٹھے کہ سکندر زرین پوش زرین علم سچ کہتا تھا اب آئینہ ہوا کہ بالکل مشابہ
بصورت بادشاہ جمجاہ ہے گلگون پوش نے جو دیکھا کہ شہریار زخمی ہوے ہرچند کہ خود بھی زخمی تھا مگر جابڑا

جلدی ہی مین جو مرکب اٹھایا اور پکار کے آواز دی کہ بارہ سا ٹھ ہزار کافرون نے حضور کو گھیر لیا ہے بارہ ہزار جوان بیخوف ساٹھ ہزار پر جا پڑے نقاب چہرے سے مہران جوان بخت کے بھی اُلٹ گئی اب تو سب نے دیکھا کہ تاجدار شاہ بصورت سعد بن قباد و گلگون پوش بصورت نور الدہر بن بدیع الزمان ہے امیر نے اشقر کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

امیر عرب حمزهٔ ذی حشم
چو رفتم به سنجان پئے گیر و دار
به بازو شده فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت زاده مصاف
که از جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جهان
که گنجاب ملعون کرده فرار
گذر چون به جولانگهِ قاف شد
بلرزند از خوف دیوان قاف
وز انجا چو جادهٔ ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

سب سے پہلے سکندر زرین پوش زرین علم و ضیغم شیر شکار بیتاب ہو کے جا پڑے نعرہ کیا نعرہ ضیغم شیر شکار

منم شیر میدان دشت نبرد
بلرزند از خوف دیوان قاف
منم شیر برج صاحبقران

منم ضیغم بیشهٔ صفدری
صف دشمنان میکنم گرد و برد
منم سالک مسلک رستمی
منم گوہر درج صاحبقران

منم حامل رایت برتری
کشم تیغ کین در میان مصاف
به فوج عدو در همی بر همی

جیسے ہی ضیغم نے نعرہ کیا اور مصاحبون کو لیکر جا پڑا سکندر زرین پوش زرین علم بیقرار ہوا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سکندر زرین پوش زرین علم تصنیف مصنف

اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
سکندر منم مالک تخت و تاج
زکار زمین تیغ و زین بر کنم
ز ترک فلک می ستانیم باج

بادشاہ جمجاہ بھی بیقرار ہو کے جا پڑے ساتھ ہی تاجدار تلوار کھینچ کے ہمراہ بادشاہ کے پہونچے ادھر سے جو شنکل خار اشکن نے دیکھا کہ قتال حالت زخمداری مین بھی مصروف جنگ ہی نہایت لطف سے جانبازی کر رہا ہی شنکل خار اشکن نے بھی اپنے ساحرون کو اشارہ کیا کہ یارو میرا رستم وقت بس لطف سے لڑ رہا ہی اب تو ساحر ہمراہیان شنکل سحر کرتے ہوے بڑھے مگر شنکل الگ سے سحر کر رہا ہی منظور یہ ہی کہ کسی طرح صاحبقران کو گرفتار کرون مگر دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران جس جا دو گر پہ جا پڑے لاکھ اُسنے سحر کیا امیر نے جب ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے شاہزادۂ سرو سہی قد جس مقام پر لڑ رہے ہین تاجداران شاہی بیچارے ہین اپنے سینے سپر کرتے ہین یہ جو ثابت ہو گیا یہ دلیر فرزند بادشاہ جمجاہ ہی جان دینے پر آمادہ ہین جس مقام پہ شاہزادۂ مہران جوان بخت لڑ رہے ہین تمام سرداران وسعت راسی جا پڑے اشارہ کر دیا تمام ساحران سرداب و سفاک بھی آپڑے ساحرون کے سحر چلنے لگے اب صاحبقران کو تردد ہوا ساٹھ ہزار ساحران غدار سحر کر رہے ہین ایک طرف سے سرداب و سفاک کے ساحر بھی سحر کرنے لگے اگر سکندر پر ساحرون نے سحر کیا ہاتھ سکندر کا لڑنے سے رُکا صاحبقران نے جا کے اسم اعظم پڑھا سکندر کو بچایا اُدھر ضیغم پہ ساحر ٹوٹ پڑے وہان صاحبقران لڑتے ہوے پہونچے اسم اعظم پکار کے پڑھا ضیغم کو بچایا دور سے دیکھا شاہزادۂ سرو سہی قد پہ بلوہ ہی بادشاہ جمجاہ کلیجہ پکڑے ہوے جاتے ہین اور چلا کے فرما رہے ہین کہ خدانخواستہ اگر کوئی چشم زخم اس شیر پہ پہونچا ملکہ مہیار جان دیدیگی آج ان شیرون کے حال کھلے

پروردگار ان کو بچاے مہران جوان بخت کا بھی عجیب حال ہو صاحبقران نے بادشاہ کو جو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو کے دوڑے ہاتھ اُٹھا کے دعا مانگنے لگے پکارتے تھے ای خالق بے نیاز دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی خدانخواستہ اگر سرو سہی قد پر کوئی چشم زخم پہونچا بادشاہ جمجاہ کو بڑا ملال ہوگا ای پروردگار تو اس شیر کو بچا کے

نظم

بہر دیدہ بنمود آثار قدرت
نماید بہر دیدہ دیدار قدرت
کند ہرچہ خواہد خداوند عالم
منور بہر مجلس انوار قدرت

بہر یک زبان کرد اقرار قدرت
خدا از رہ قدرت و عین حکمت
بہر حال اوست مختار قدرت
بود منکر ذات خلاق اکبر

کشاید ز ہر پردہ اسرار قدرت
کند کارسازی بہر کار قدرت
بہر خانہ شمع تجلی فروزان
کند ہند یا ہر کہ انکار قدرت

بلک بلک کے صاحبقران دعائین کر رہے ہین کہ آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سب نے دیکھا ابر آکے شق ہوا ملکہ مہنوش شیرین کلام تخت پر سوار ہین پہلو مین خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی نامور باتین بناتے ہوے پشت پر پانچہزار ساحران نامدار جیسے ہی ملکہ مہنوش شیرین کلام نے دیکھا کہ صاحبقران زمان مصروف جنگ ہین آمد و رفت مین زخمی بھی ہوے ہین مہنوش گھبرا گئی عمرو نے کہا ملکہ بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان گھرے ہوے ہین چہار جانب سے ساحرون کا بلوہ ہی ملکہ تڑپ کے گر پڑی تخت زمین پر اُتار دیا عمرو و برق نے بھی حقہ ہاے آتشبازی مارے مہنوش نے بڑھکر سحر کیا پانچہزار ساحر بھی آکے شریک جنگ ہوے سحر کرنے لگے اب تو صاحبقران مطمئن ہو کے لڑنے لگے اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہے ہین ملکہ مہنوش نے بھی جو جمکر سحر کیا مینہ برسنے لگا تلوارین چلین خنجر گرے کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوے سرداب و سفاک و شنکل اب گھبرائے دیکھا کہ مہنوش نے زمین ہلا دی خواجہ عمرو و برق فرنگی نے حقہ ہاے آتشبازی مارے کئی ہزار ساحر جلے سفاک نے دور سے دیکھا اس انگریز عیار نے قیامت برپا کر دی فکر مین برق فرنگی کے چلا صاحبقران نے دیکھا مہنوش نے لڑائی کو سنبھال لیا جنگ رستمانہ کرتے ہوے قریب شنکل کے پہونچے شنکل نے کئی گرز مارے امیر پر تاثیر نہوئی جب قریب پہونچے شنکل نے ناچار ہو کے تیغہ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا امیر نے ہاتھ تیغہ عقرب کا مار شنکل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ برق تاب دست زبردست صاحبقران عالیجناب سپر کے دو ٹکڑے ہوے شنکل نے چاہا کہ نکل جاؤن مگر بیابان پنجۂ اجل مین پھنسا تلوار خود وغیرہ کو کاٹ کے تلوار نے زمین مین بوسہ دیا شنکل کا مرنا کہ آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و پرخاری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام مین شنکل خاراشکن بود اسکے مرنے کی آواز بلند ہوئی سفاک و سرداب نے ہنی ساحر بھاگنے لگے ساحرون کے قدم اُٹھے سرداب چیختا ہی غل مچاتا ہی کہ یارو یہ کیا غضب ہی کیون بھاگتے ہو مسلمانون کی فوج بہت کم ہی تم لوگ زیادہ ہو ٹھیرے مارلو مگر کوئی نہین سنتا مہنوش و صنوبر سے مقابلہ پڑا مہنوش کڑک کے گری صنوبر نے چاہا بچون مگر برق گری صنوبر کے دو ٹکڑے ہوے اسکے مرنے کی جو آواز بلند ہوئی سرداب بدحواس ہو گیا کہتا تھا یارو واس گئیو بیہودہ ننگ خاندان نے فوج کو شکست دلائی مان کو اپنی قتل کیا افسوس نہ آیا یہ کہتا ہوا چلا اُدھر سے شاہزادہ سکندر نوجوان نور نگاہ ایرج عالیشان قریب شاہزادہ سرو سہی قد لڑ رہا ہی بادشاہ کو بچاتا جاتا ہی

سرداب نے آگے گولہ مارا اسکندر و سرو سہی قد گھوڑون سے گرے فوج والون کے پانون زمین نے
تھام لیے سرداب تیغہ پکڑکے چلا یہ تو سمجھ گیا ہی کہ یہ دونون فرزندان صاحبقران ہین حمزہ کے کلیجے پر چھری پھر گئی
بادشاہ نے جو دور سے دیکھا صاحبقران کو پکارا داداجان اپنے غلام کو بچائیے سرداب نے بلا کا سحر
کیا ہی ایسے سحر کبھی ہماری نگاہ سے نہ گذرے تھے ایک سحر مین دو ہزار آدمی بیکار ہوے دونون شیر
مجبور و ناچار ہوے صاحبقران نے جو بادشاہ کی آواز سنی بیتاب ہو گئے اشقر کو بڑھایا نعرہ کیا اور کہا او
سرداب کیا کرتا ہی بورب کعبہ انہین سے کسی کا اگر ایک موے جسم میلا ہوا قیامت برپا کرونگا سرداب
نے پلٹ کے دیکھا صاحبقران جوشان و خروشان آتے ہین جو ساحر سامنے آگیا اُسکو ہاتھ مارا کئی سو
ساحرون کو مار کے قریب سرداب کے پہونچے ہین سرداب نے اپنے کو گھوڑے سے گرا دیا پھر وار
پیدا کرکے چلا صاحبقران نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ سرداب جاتا ہی سمجھے کہ اگر یہ بچ جائیگا تو فساد برپا
کریگا قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ ملتمع سوفار زمرد پیکان عقاب پر
سینۂ پرکینہ بیباک کے مارا سینے پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑکے پار گذرا سرداب کا لاشہ زمین پر گرا آواز بلند
ہوئی کشتی مرا نام مین سرداب جادو بود سفاک نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا ساحر بھاگنے لگے اب
سفاک زیادہ گھبرایا سنگل بھی مارا گیا سرداب جادو بھی قتل ہوا اب مین کیا کرون ساحر بھاگے جاتے
ہین کچھ ہاتھ باندھکر سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے امیر خطا معاف کرتے ہین سفاک کو اب
یقین کامل ہوا کہ فتح نہوگی چاہا تھا بھاگون کہ برق کو دیکھا اڑتا پھرتا چلا آتا ہی سفاک نے آواز دی او
مجبورے کہان جاتا ہی برق نے چاہا بھاگون سفاک نے جھپٹ کے برق کی کمر مین پنجہ دیا لے بھاگا
لڑائی مین کسی نے دیکھا بھی نہین جب لڑائی فتح ہوئی ملکہ مینوش شیرین کلام نے پکار کے آواز دی
یار و اب کیون جان دیتے ہو اطاعت کرو سب ساحر حاضر خدمت ہوے مینوش شیرین کلام نے
لا کے سب کو خدمت مین صاحبقران کی پیش کیا بہ فتح و فیروزی صاحبقران داخل قلعۂ زہادیہ
ہوے بادشاہ آکے تخت پر بیٹھے سرو سہی قد کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی مگر صاحبقران مہران و نوبخت
کو دیکھکر بہت ملول ہوے فرمایا کہ ای فرزند سب شاہزادگان والا قدر طلسم ہفت پیکر پر لشکر کشی کرکے
گئے ہین ملکون مین ہنگامے پڑے ہونگے اگر اسوقت نورالدہر ہوتے کیسی خوشی ہوتی افسوس نہین معلوم
اُن شیرون پر کیا گذری صاحبقران نے جو یہ جملہ بیان کیا شور گریہ و زاری بلند ہوا چارون شاہزادے
اسقدر روے کہ صاحبقران یہ کلمات کہکر پچتائے لڑکون کو بہت بیقرار پایا سرو سہی قد سے اشارے
کرنے لگے کہ حضور چلین چلکر طلسم ہفت پیکر پر لڑین بادشاہ نے بھی اشارہ کیا کہ ہانہے قبول کیا کہ اتنے مین
خواجہ عمرو تشریف لائے صاحبقران نے فرمایا خواجہ خدا نے پرعادی کو نگہبان کیا تھا کیا باعث
ہوا کہ ہمسے آکے خبر نہکی عمرو نے کہا آقاے نامدار سب تو آئے ہمارے بھوسیے کا پتہ نہین امیر نے
فرمایا خواجہ تلاش کرو برق نے ایسے ایسے کارہاے نمایان کیے کہ سب جانتے ہین سفاک پکڑ لے گیا
ایسا نہو برق کو لیگیا ہو ملکہ مینوش نے کہا مین نے دیکھا تھا کہ چند ساحر اُسکے ساتھ تھے لکہ ابر سیاہ
مین غائب کے نکلگیا یہ مین نے ضرور دیکھا کہ اُسکے پنجے مین کوئی شے دبی تھی یہ سنکر خواجہ عمرو گھبرا گئے
کہا آتا ہون اپنے شاگرد کی تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے قران الواح

عمرو نے سب سے ذکر کردیا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ برق کو سفاک لیگیا دیکھین تقدیر کیا دکھائے عمرو کے
کہنے سے چند عیار چلے مگراب سفاک کا ذکر کیا جاتا ہی کہ برق فرنگی کو جو لیکر چلا حیران تھا کہ کہان جاؤن خیال آیا
کہ قصبہ نعمانیہ پر نعمان ابلق سوار میرا بھتیجہ رہتا ہی وہان چلکر دو چار دن رہون ساحرون کو جمع کرون پھر
حملہ کرکے آؤن یہ سوچکر طرف قلعے کے چلا نعمان ابلق سوار بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ
آپ کے چچا صاحب تشریف لاتے ہین مگر یکہ و تنہا ایک انگریزی مشکین باندھے ہوے ساتھ لاتے ہین
یہ سنکر نعمان ابلق سوار واسطے استقبال کے اُٹھا سفاک سے ملاقات کی پوچھا کیون عم نامدار یہ کیا صورت
ہی فوج و لشکر سب کیا ہوا یہ انگریز کون ہی آپ کی عنایت سے اس قصبے مین دو ہزار آدمی بستے ہین اگر دس ہزار
پر جا پڑون تو مین غالب آؤن سفاک نے کہا ای فرزند اُن لوگون سے مقابلہ پڑا ہے جنھون نے مشمش ایسے
ساحر کو مارا سلطنت نوشیروان و لقا کو مٹایا یہ برق فرنگی عمرو عیار کا شاگرد ہی اسنے بڑے بڑے
ساحر مارے اسکو مین لیتا آیا کہ کوئی تو داغ مسلمانون کو پہونچے یہ سنتے ہی برق بول اُٹھا کہ حضور
مین اُس سارہان زادے کا شاگرد نہین ہون اُسنے ہمارا ملک اسطرح لوٹا کہ جسکا آباد ہونا دشوار ہی جب
وہان کا بادشاہ مارا گیا اس ظالم کے شریک نہوتے تو کیا کرتے اگر آپ میرا ہاتھ یہ جمعیت پکڑین ایک
ہفتے مین سب مسلمانون کا خاتمہ کردون روز اول عمرو و امیر کو لاؤن یہ ہزار دو ہزار جو آپ کو ممکن ہین یہی
کافی ہین آپ ایسا ساحر مجھ ایسا عیار سلطنت ہفت اقلیم پر قبضہ کرادون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون
اسطرح فصاحت و بلاغت سے برق نے یہ معاملہ بیان کیا نعمان خوش ہوگیا سفاک نے کہا ای برق
اگر تم ہمارا ساتھ دو اور معشوق کو ہمارے ہتھے ملاؤ تو تمکو اپنا قوت بازو و زینت پہلو قرار دین کل مقدمات کا
تمھین کو اختیار ہوگا برق نے کہا مین تو غلام ہون سفاک نے کہا کیا تدبیر کروگے برق نے کہا عمرو تو مجھکو
مانتا ہی باتون مین لگا کے پکڑ لاؤنگا حمزہ کو بھی اسی طرح پکڑ لاؤنگا ایک دن جا کے جلسہ کرونگا گانے مین
مجھکو خوب دخل ہی دشمن بھی سنے تو خوش ہوجائے ذرا سنیے۔ سازندون کو بلائیے یا مین باجا اپنے
ہاتھ سے چھیڑون یہ کہکر باجا کھینچا ٹھیک کیا لگا گنگنانے یہ غزل سنا سفاک عبادہ

نعمان ابلق سوار کے گانا شروع کی غزل

کیفیت موت سے سرخ وہ رخ کردیا عتاب ہے ۔۔۔ اُنس گل کس غرور کے ساتھ بھڑکی آب ہے
تیرے سودے مین کھلونا بنگیا ہوا ہی پری ۔۔۔ کھیلنے آتے ہین طفل اپنے دل بیتاب ہے
باغ عالم مین ہو نسکین خاک بیمار تو ۔۔۔ اک زنخدان سیب سا دولت مین عناب ہے
سامنا ہوتا ہی تیرے جو ای آدم جان ۔۔۔ مرد مہر یہ جو چرا لیتے ہین آنکھین خواب ہے
دیکھتے ہین زور اپنے ہاتھ کا وہ آج کل ۔۔۔ خون عاشق ملکے پنجہ کرتے ہین خضاب ہے
تم اندھیری رات مین اُلٹو جو چہرے سے نقاب ۔۔۔ روے رشک مہر فرون کو جگادے خواب ہے
رعشۂ پیری ستاتی کو گریہ طفلی سے قہر ۔۔۔ زلف سے ڈھے گیا جیکر یہ گھر سیلاب ہے
چاہتا ہون یار کو پیش نظر آٹھون پہر ۔۔۔ مانگتا ہون رات پروانے سے دن مہتاب ہے
کیمیاگر دیکھکر کہتے ہین خط سینہ یار ۔۔۔ کشتہ اس لوٹی سے ہونگے سیکڑون سیماب ہے
حلقے اُن آنکھون کے ہین یون ابروؤن سے خوشنما ۔۔۔ خوبصورت جیسے ہو جاتا ہی وہ محراب ہے

جسم خاکی ہوگیا داخل گڑھے مین گور کے / ٹھنچگئی آخر یہ کشتی جذبۂ گرداب ہے
حسن اگر چلنے لگے عاشق نوازی کا چلن / کیا مردہ کا کفن ہو چادر مہتاب ہے
جان بچتی عشقبازی مین نظر آتی نہین / دوستی رکھنا ہمدل اک دشمن احباب ہے
بوسہ دینے کا نہین ہرگز زنخدان کا وہ شوخ / تشنہ لب محروم پھرتا ہی چہ بے آب ہے
یار کے رخسار روشن پر ہی افشان کا عجب / کیونکر انجم مین آتنے مہر عالمتاب ہے
دل نے اے آتش کیا داغ محبت کو پسند / ساتھ جا دیگی یہ شی اس عالم اسباب ہے

اب نوجوان ہمدرفق سب کے بیچ مین بیٹھے ہوے باتین بنا رہے ہین گانے کا جو ہلڑ ہوا نغمان ابلق سوار کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے مہار رکھتا ہی یعنے ایک دختر بلند اختر ملکہ انجم ماہ طلعت نام ہی گانے کا جو ہلڑ ہوا ملکہ انجم نے سنا کہا صاحبو یہ کون گا رہا ہی کنیزون نے عرض کی متہر برق فرنگی شاگرد عمرو کا سامری پرست ہوا ہی اور اقرار کیا ہی کہ امیر و عمرو کو پکڑ لاؤنگا اسوجہ مین مسلمانون سے جلا ہی کہ صاحبقران نے ملک فرنگستان کو فتح کیا اسکے عزیز جا قارب مارے گئے اسی وجہ سے اُن لوگون سے جلتا ہی یہ سنکر ملکہ انجم اپنے مقام سے اُٹھین کہتی ہو ہین یارو بڑا خوش آواز ہی دروازے پر آکے ٹھہرین جھانک کے دیکھنے لگین دیکھا ایک عیار طرار با نہا سے عیاری سے آراستہ بیچ مین سب کے بیٹھا ہوا تڑپ تڑپ کے گا رہا ہی سب تعریفین کر رہے ہین برق اور زیادہ جان لگا رہا ہی انجم نے جو گانا سنا اور صورت بھی برق کی دیکھی تڑپ گئی کنیزون سے کہتی ہی صاحبو کیا خوش آواز ہی گانے مین سوز و گداز ہی دل لگے لیا پردہ جو ہٹا برق کی نگاہ پڑی ایک نازنین کو دیکھا خوشرو خوشخو کاکلین چہرے پر لہرا رہی ہین صاف ظاہر ہی کہ ناگنیان من کو ڈس رہی ہین سہی قد خورشید خد حسینہ جمیلہ گانا سن سن کے ہنس رہی ہی برق فرنگی نے تڑپ کے یہ چند اشعار ملکہ کے سنانیکو شروع کیے

اشعار

وصل کی شب نہین عاشق سے سزاوار لپیٹ / نیند کا حیلہ نہ کر منھ کو نہ اے یار لپیٹ
مثل گل تو نے جو پہنی ہی قبا اے محبوب / لاے کی طرح سے بکل لپٹی دستار لپیٹ
جان پر بنتی ہی ہو جاتا ہی اک سودا سا / دل کو لیتے ہین ترے گیسوے خمدار لپیٹ
قتل پر میرے اٹھایا ہی جو بیڑا تو نے / خوب کسکر کمر اے ترک جفا کار لپیٹ
داغ عشق آپ ہی کہا اُسکو نہ کھلو اللہ / ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ
چاند سے منھ کو دکھا اپنے سیہ سی زلفین / کیک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ
بھیڑ سی پھیر رہا کرتی ہی دروازے پر / رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ
خط مشکین سے رخ یار کے اوپر یہ کھلا / روز روشن کو بھی لیتی ہی شب تار لپیٹ
شان مریخ بھی دکھلا چکے قاتل محبکو / اس خوش اندام کو اے جامۂ گلنار لپیٹ
آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر / منھ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ
کالے ابرو کا اشارہ ہی مجھے اے قاتل / خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ
بھی بازار جہان مین ہی تمنا آتش / جنس دل لے کوئی خوشرو سا خریدار لپیٹ

اسطرح ان اشعارون کو تڑپ تڑپ کے برق فرنگی گا یا کہ ملکہ انجم ماہ طلعت بیقرار ہوگئین کنیزون سے کہتی ہین

کمبخت گاتا ہی کہ دل کو لبھاتا ہی مصرع تان سین کو شرمندہ کر دیتا ہے کلیجہ نکلا جاتا ہی برق فرنگی نے آہ کی اور کئی مرتبہ پکارا سبحان اللہ

نظم

مرا بوصل تو گر زانکہ دسترس باشد
مراز ہر دو جہان حاصل آن نفس باشد
رہ خلاص کجا باشد آن غریقی را
کہ نیم جان مرا یک کرشمہ بس باشد
ازین سبب کہ مرا دست بخت کوتاہ است
مدام حافظ بیدل درین ہوس باشد

دگر ز طالع خویشم چہ ملتمس باشد
بر آستان تو غوغای عاشقان چہ عجب
کہ سیل محنت عشقش نہ پیش و لیس باشد
ہزار بار بشو د آشنا و دیگر یار
کہ بہ بسر و بلند تو دسترس باشد

اگر بہر دو جہان یکنفس زنم باد دست
کہ بہر کجا شکرستان بود مگس باشد
چہ حاجت ست بشمشیر قتل عاشق را
مرا بہ بیند و گوید کہ این چہ کس باشد
خوش ست بادۂ رنگین و صحبت جانان

یہ شعر جو کان مین ملکہ انجم ماہ طلعت کے پڑے قہقہہ مارکے ہنسین کنیزون سے کہا نگوڑے نے شعر کیسے ڈھونڈھکر پڑھے کہ دل بیقرار کر دیا سارے دیوان سے حافظ کے شعر چھانٹ لیے یا توسیان برق فرنگی کا یہ ارادہ تھا کہ سفاک و نعمان کو قتل کرے لیکن اب یا فکر ہوئی کہ معشوق سے ملون چھو ئے ہوے پھرتے ہین انتظام لغمان کا کر رہے ہین کنیزون کو جا کے دیکھا سبزے کی کھیت بھی دیکھے بہت خوش ہوے آکے نعمان سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی ایک عمدہ کھیت ہمارے سپرد کیجیے اسمین ہم رقم پیدا کرینگے نیل کی کوٹھی کرینگے لاکھون روپیے سال مین پیدا کرینگے نعمان بھی خوش ہو کہ عیار بڑا کارگزار ملا علاوہ مسلمانون کے قتل کرنے کے گانون کا انتظام خوب کریگا دن تو برق نے تڑپ تڑپ کے کاٹا شب کو نعمان نے کہا اے برق اللہ رسول برق فرنگی نے کہا ہمین گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہی مہوے کے پیڑ کے نیچے سوئینگے وہین پلنگ بچھا لیا یہ بھی یقین کامل ہو چکا ہی کہ ملکہ انجم کوٹھے پر سوتی ہین دو پہر رات گئے کانپتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا پشت پر مکان ملکہ کے آکے کمند ماری کوٹھی پر چڑھا دیکھا وہ مغرور حسن و جمال جوانی کی نیند دست دیا کھلے ہوے برق تڑپ گیا ٹہلتا ہوا قریب پلنگ کے آیا پانون دبانے لگا آنکھون سے آنسو جاری پانون دبار ہا ہی آنسو آنکھون سے ٹپکے پانو پر گرے ملکہ کی آنکھ کھل گئی برق کو دیکھا تصدق ہو رہا ہی ملکہ نے آنکھ کھول کے کہا اے تو کون برق نے عرض کی غلام جانباز عاشق صادق یار موافق یہ کہکر قدمون پہ گر پڑا عرض کی امیدوار ہون اپنے غلامون مین مجھکو بھی منسوب فرمائیے اب اپنی تو فی الحال یہ کیفیت ہی آپ کے آئینہ رخسار کو دیکھکر حیرت ہی

نظم

ذرا ذرا سی جو کشتون مین جان باقی ہی
وہ قتل کر چکے اسپر گمان باقی ہی
مین امتحان اسے دون کون کو نسا دم نزع
نکل گئے ترے پیکان نہ نکلی حسرت دل
مین دیکھتا تھا یہ انکو گھڑی گھڑی شب وصل
کرشمے تمنے خدائی کے سب دکھائے بتو
وہ مروے پر بھی مرے منھ چھپائے بیٹھے ہین
جگر کے درد سے مرتے ہین اف نہین کرتے

ابھی وہ ہان کبھی کوئی امتحان باقی ہی
ابھی ہمارے شہیدون مین جان باقی ہی
بہت سے حوصلے تھوڑی سی جان باقی ہی
کھٹک ۔ ہای جو اک میہمان باقی ہی
بدل گیا کہ ہی آسمان باقی ہے
بس ایک بندہ نوازی کی شان باقی ہی
سمجھ گئے ہین کہ آنکھون مین جان باقی ہی
تمام ہوتے ہین ادھ آن بان باقی ہی

بس اب تو مانچکے تمکو وہ لاکھ دین تسکین
پکارتی ہے تڑپ امتحان باقی ہے

یہ شوق دید نے آنکھون مین ایڑیان رگڑین
گڑھے سے نہین ابتک نشان باقی ہے

جو پوچھے کوئی تو کچھ ذکر سوز عشق کرین
جگر مین پڑ چکے چھالے زبان باقی ہے

لبون سے بیگئے دل پھر وہ مطمئن نہوے
ابھی ہماری طرف کچھ گمان باقی ہے

شب فراق کہانتک بڑھیگی دیکھین تو
ابھی بہت سی تری داستان باقی ہے

ادھر سے اٹھکے ادھر بیٹھ جاتی ہے کچھ خاک
تری گلی مین ہمارا نشان باقی ہے

جلال اسی کو عدو کے عوض جلادے آہ
بہت رقیب اگر آسمان باقی ہے

برق نے رو رو کے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ انجم ماہ طلعت کو رحم آگیا کہا اے برق اصل یہ ہے کہ مجھے تیرا گانا بہت پسند آیا مین بھی صبح سے بیقرار ہون اگر تو نہ آتا تو مین خود پہونچتی لیکن اپنے کو سفاک سے بچانا یہ تمھاری فکر مین ہے بلاے روزگار بڑا مکار و غدار ہے نعمان کو اسقدر فکر نہین ہے برق نے کہا اے ملکۂ عالم کل ان سب کو مار کے تمکو لیچلونگا ملکہ نے کہا اے برق یہان کلام کرنے کا موقع نہین شہر سے باہر ہمارا باغ ہے نہایت پر بہار ہے مین صبح کو وہان سوار ہو کے جاؤنگی تم بھی وہین آنا وہان جلسہ بھی جمیگا تمھارا گانا سنینگے ملکہ سے وعدہ پختہ ہوا برق تو چلا آیا اپنے مقام پر آکے سو رہا ملکہ کو رات بھر خیال رہا صبح کو ملکہ نے محافہ منگایا سوار ہو کے باغ مین آئین انتظام ہونے لگا اُن کنیزون کو ملکہ اپنے ساتھ لائی ہین کہ جنکو علم موسیقی مین دخل ہے جب نعمان سو کے اٹھا برق نے کہا ہم آپ کے دیہات کا جنگل تو دیکھ آئین جنگل کٹوا کے گاؤن آباد کرینگے ہزار ہا روپیہ کا نفع ہوگا نعمان بہت خوش ہے کہ کیا رفیق ملا ہے سب باتونکا اسکو خیال ہے یہ کہکر برق چلا پشت باغ پر آیا کمند مار کے اندر پہونچا دیکھا ملکہ انجم ماہ طلعت مثل عروس شب اول بنی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہین جلد انتظام کرو یقین ہے برق فرنگی آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ دیکھا میان برق فرنگی جست و خیز کرتے ہوے آکے پہونچے ملکہ نے کہا اے مہتر برق فرنگی مجھکو بڑا تردد ہے کہ سفاک تمھاری فکر مین ہے خدا اُسکے ہاتھ سے بچاے لیکن یہ بڑی بات ہے کہ یہ باغ شہر سے باہر ہے اس مقام سے نکل چلینگے آج شب کو صندوقچہ جواہرات کا اپنے قبضے مین کر لو کئی عاشق و معشوق مین بخوبی وعدے ہوے اب ملکہ نے کہا اے مہتر برق فرنگی کچھ گاؤ تھوڑی دیر دل بہلاؤ برق نے تڑپ کے یہ اشعار سامنے ملکہ کے شروع کیے اشعار

مشتاق سب ہین بدر سے افزون ہلال کے
دنیا مین قدردان نہین صاحب کمال کے

مجنون گیا جو مرقد لیلی پہ پھنس گیے
جالی نہین مزار کے حلقے ہین جال کے

عالم نہ اپنی آہ مین ہو گرد باد کا
تودے ہمارے دل مین ہین گرد ملال کے

تارے سیاہ ہوتے ہین تشبیہ کے لیے
مضمون ڈھونڈھتا ہون اگر تیرے خال کے

مرنا قبول ہے مجھے دنیا نہین قبول
غمزے اُٹھینگے مجھسے نہ اس پیر زال کے

ہمت نہین اگر فلک دون کو کیا ہے غم
یان لب بھی آشنا نہین حرف سوال کے

آنسو ٹپک پڑا جو کوئی بزم یار مین
دریا بہے عرق انفعال کے

گلشن مین مجنون و صبان جو صحرا کا آگیا
نرگس کے پھول بنگئے دیدے غزال کے

چھپتا ہون جا کے کنج لحد مین شب فراق — تارے مجھے ڈرا رہے ہین آنکھین نکال کے

فرقت مین ہمکو مرنے بھی دیتا نہین فلک — تا یون وصال پائین نہ طالب وصال کے

آگے ترے بہار کے یہ رنگ گل اڑا — ہین دامن نسیم مین تودے گلال کے

کیا بار زلف ہی کمر یار پہ دو بال — ایذا اٹھائی کیسے نہ موذی کو پال کے

بے سایہ یہ ضد سے چرخ نے اسکو کیا نہ ہین — ٹھہرا ہون ایکدم مین نکلے جس نہال کے

ڈر تھا اثر کا اسکو سو وہ بھی نکل گیا — نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے

ملتی ہی خاک سے کوئی دم مین ہماری خاک — یہ بھی وصال ہی جو گئے دن وصال کے

آرام کیا کہ جس سے ہو تکلیف اور کو — پھینکون کبھی نہ پاؤن سے کانٹا نکال کے

ناسخ اٹھینگے حشر مین وہ لوگ سرخرو — دنیا مین جو محب ہین پیمبر کی آل کے

اسطرح سے یہ غزل برق فرنگی نے گائی کہ ملکہ انجم ماہ طلعت تڑپ تڑپ گئین برق نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون ملکہ نے کہا کل ہم آمادہ رہینگے اس مقام سے نکل چلینگے برق وہان سے روانہ ہوا کنیزون نے جو یہ سب حال سنا یہ بھی سمجھ مین آگیا کہ کل ملکہ نکل جائینگی زلف آرا نامے کنیز یہ حال سنکر بہت پریشان ہوئی سوچی کہ اگر ساتھ نہ دیجیے ملکہ کو رنج ہوگا اگر ساتھ دین گھر بار چھوٹا جاتا ہے لقمان سے اطلاع کرین زلف آرا پریشان پریشان سامنے لقمان کے آئی کہا سنا کر صاحب کچھ آپ نے حال بھی سنا جس عیاری آپ نے خطا معاف کی اُسپر صاحبزادی آپ کی عاشق ہوئی ہین بنا بیاہی بیٹی آپ کو سب طرح مشکل ہی اگر یہ بات مشہور ہوئی شادی ہونا دشوار ہوگا مناسب یہ ہی کہ برق جو اس صحبت مین آئے اسکو آتے ہی پکڑ لیجیے بیٹی کو کچھ نہ کہیے اور کو دینا منظور ہی میان بدنامی نہونے پائے یہ سنکر لقمان نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون برق فرنگی اب تو اسکو پکڑ لون یہ صبر مجھسے نہوسکیگا جا کے اُس گیسو بریدہ کو قتل کرون آپسمین صلاح کرکے یہ تو سب اسطرح بیٹھے کینگاہ مین لوگ مقرر رہین کہ جب ہم آواز دین چہار جانب سے آپڑنا سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ برق آکے پہونچا دیکھا رنگ محفل دگرگون لقمان چپ بیٹھا ہی سفاک نہایت غصے مین سر جھکائے ہوے خاموش بیٹھا ہی ہر شخص بہ نگاہ حیرت برق کو دیکھ رہا ہی برق حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی آج کس نگاہ سے سب مجھکو دیکھ رہے ہین خدا خیر کرے یہ سوچکر پیچھے ہٹا چاہا نکل جاؤن کہ لقمان نے پکارکر کہا مہتر صاحب ذرا میرے پاس آیئے مجھے کچھ کہنا ہی برق نے کہا مین حاضر ہوتا ہون ایک ضرورت آگئی ایک کھیت پر آپکا غلہ جمع ہی اُسپر شحنہ نہین مقرر کیا مین جا کے کسی آدمی کو مقرر کردون لقمان حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ تو میری خیر خواہی مین مصروف ہی لٹنے والے نے یہ کیا کہا مجھے بڑا تعجب ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا ہی برق تو اچھا اچھا کہکر پیچھے ہٹا تیور سب کے دیکھکر سمجھ گیا کہ کسی نے درانداز ی کی نکل کر باغ کا طرف باغ ملکہ انجم ماہ طلعت کے چلا میان ملکہ تدبیرین کر رہی ہین کہ کل نکل جائینگے چند کنیزون نے بھی ساتھ دیا ہی کہ ہم حضور کے ساتھ چلینگے چند نے انکار کیا کہ ہم نہ جا سکینگے کہ برق آکے پہونچا کہا اے ملکۂ عالم غضب ہوا ہمارا آپ کا حال کھلگیا ہر چند کہ آپ کے والد نے کچھ نہین فرمایا ہی کہا میان برق آؤ لیکن سب مجھکو بہ نگاہ حیرت دیکھ رہے تھے مین دم دیکر آیا ہون نکلنا ہو تو نکل چلو ورنہ آفت آیا چاہتی ہی لیکن مین تو جاتا ہون مین اب رکا اور آفت آئی ملکہ خود دل مادہ ہی برق کے ساتھ

جانے پر آمادہ ہی اُسی وقت مادیان مشکین پر سوار ہوئین آٹھ کنیزون نے ساتھ دیا آگے آگے برق فرنگی عقب مین ملکہ مع آٹھ کنیزون کے باغ سے نکلکر چلین پلٹ کے باغ مین آگ لگادی ملکہ تو چل نکلین یہان جب برق نکلگیا تو سفاک نے کہا بھائی صاحب آپ نے غضب کیا برق کو نکل جانے دیا اب وہ کیا پلٹ کے آئیگا باغ کی خبر لو نغسان نے ہرکارے کو اشارہ کیا کہ باغ کی خبر لاؤ ہرکارے نے جاکے دیکھا باغ جل رہا ہی یہ بھی ہرکارے نے دیکھا کہ ملکہ آٹھ کنیزون کو ساتھ لیے ہوے نقاب چہرے پر ڈالے ہوے برق آگے آگے تڑپتا ہوا سب جاتے ہین ہرکارہ یہ حال دیکھکر بھاگا آکے نغسان و سفاک سے کہا ملکہ نکل گئین برق بھی گیا باغ مین آگ لگادی سفاک نے کہا بھائی تم نے دیکھا جو مین سوچتا تھا وہی ہوا نغسان و سفاک سوار ہوے دس بارہ پاسی ساتھ لیے سفاک بزور سحر چلا سفاک نے حسن و جمال کی ملکہ انجم کی جو تعریف سنی ہی بیتاب جاتا ہی برق تین چار کوس نکل چکا ہی ملکہ بھی ساتھ ساتھ ہین کہ برق نے دیکھا سامنے سے گرد اڑی شاپور قزاق پانچ سو جوان ساتھ کسی کا قافلہ لوٹ کے پلٹا ہی گھوڑا آگے بڑھائے ہوے چلا آتا ہی برق فرنگی تو ایک نخل کی آڑ مین چھپا ملکہ نے چاہا پلٹون مادیان نے بدلگامی کی نقاب چہرہ بے نظیر سے ہٹی لگکر بہت ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا غزال چشم حسین و جمیل معشوقان عالم کی کفیل سرو قد خورشید خد گلعذار ماہ رخسار ملکہ نے جلدی سے نقاب چہرے پر ڈال لی شاپور قزاق نے جو یہ معاملہ دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی میری جان جاتی ہی اصل مین یہ ہوگا

نظم

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائیگا
سبزے پر اُس گوش کے فیروزہ ہیے اٹھائیگا

دسترس انگشت تک اُس سیمتن کے پائیگا
نقش اپنا خانۂ زر مین نگین سنبھالئیگا

چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹھکھیلی کی چال
پانون مین موج آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا

حُسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین
چشم موسیٰ سے جو دیکھیگا اُسے غش آئیگا

آسیا کی گردش اور اُسکی سکونت ایک ہی
سیکڑون دل کوہ تمکین سے ترے پس جائیگا

ایک عالم سے رہا سنتا ہون مین مجنون اُسے
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا

سرو مصری کا یہ ہنگامہ نہین رہنے کا گرم
آتش گل دامن باد صبا بھڑکائیگا

چار دیوار عناصر کی ہی وسعت کسقدر
کشش حسرت کو تنگ کر دیگا جو دل گھبرائیگا

عرش ہی اُس بادشاہِ حسن کا تخت روان
وہ صنم کوتل کبھو وجہ رخ کو دوڑائیگا

بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال
گو رہین گی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

خم لگادے منھ سے ساقی لب تو تر ہووین مرے
جیسے دریا نوش تک کیا کشتی مے لائیگا

اپنی زلفون کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہی
جینے سیدھی بات کی اُلٹا اُسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہی شریک
اک نہ اک دن ابر آب آتشین برسائیگا

یہ صدا آتی ہی مجھ دیوانے کی زنجیر سے
اُس چاہ سے تو دیار بیخودی مین پائیگا

آستان یار سے اُٹھنے کا قصدا نقش نہ کر
چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

شاپور قزاق نے پکار کے آواز دی اے شہنشاہ خوبی واے تنگ دل بوے گل حدیقہ محبوبی مین نام کو قزاق ہون

لیکن صورت زیبا کا مشتاق ہون بلا تکلف تشریف لائیے یہان سے پانچ کوس پر برسر کوہ فلک شکوہ
قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ ابرلقیہ کہتے ہین اسطرف کے جو بڑے بڑے شاہ ہین وہ نام سے مابدولت کے
ڈرتے ہین سب نے جاگیرین مقرر کردی ہین اور جس شاہ نے جاگیر نہین مقرر کی اُسکا مال واسباب ارسال
لوٹ لیتا ہون ملکہ نے جو یہ دیکھا کہ قزاق اپنی تعریفین کرتا ہوا بڑھتا چلا آتا ہی ایک گوشے مین آکے
کھڑی ہو رہین اور ایک کنیز نے بحکم ملکہ جواب دیا صاحب اگر تم تمام دنیا کے بادشاہ ہو تو ہمین کچھ کام
نہین ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہین کہ ہمارے قریب نہ آؤ ورنہ خطا اُٹھاؤ گے بھلا وہ قزاق ایسی باتون کو
کب مانتا ہی فوج کو اشارہ کیا کہ چار جانب سے ملکہ کو گھیر لو اور کوہ ابرلقیہ پر چلنا ہوگا یہ جو افسر نے
کہا سوارون نے دیکھا کہ علاوہ ملکہ کے آٹھ عورتین اور ہین ہم لوگ آپسمین تقسیم کر لینگے اب تو سب
سوار نیزے ٹیک کر چلے ملکہ نے کمان کیانی دوش سے اُتاری سب کنیزون نے تیر جڑ کمان مین پیوست
کیے برق فرنگی جوان یکرنگی یہ سب معاملہ ایک نخل کی آڑ سے دیکھ رہا ہی کہ ملکہ کی طرف سے تیر چلے
اسی نہ نے خطا نہ کی آٹھ جوان گھوڑون سے گرے اب تو شاپور قزاق بہت گھبرایا اسنے اپنے ساتھ والون کو
کہا اب تم لوگ الگ رہو مین ابھی گرفتار کیے لیتا ہون ظاہر مین تو معشوق مہوش ہی مگر نہایت
سرکش ہی یہ کلمات کہکر زنجیرون سے کمر باندھنے لگا ملکہ انجم ماہ طلعت گوشے مین رنجیدہ و کبیدہ
کھڑی ہین شاپور قزاق چاہتا ہی کہ سپر فولادی لیکر جا پڑون برق فرنگی ایک نخل کی پشت پر
چھپا ہوا کھڑا ہی جگر تڑپ رہا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کریم کارساز و ای خالق بے نیاز اسکو اس
ظالم کے ہاتھ سے نجات دے فضل و کرم اپنا شریک کر شاپور قزاق نے قصد کیا کہ آگے بڑھون
کہ طرف سے قصبے کے گرد عظیم بلند ہوئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا نعمان زمیندار و سفاک جادو
آگے آگے پشت پر پاسی تیر لگے ہاتھون مین لیے ہوے بڑے زور و شور سے چلے آتے ہین دوسرے جو
نعمان زمیندار نے اپنی بیٹی کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے ہی کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتی
سفاک جادو سے نعمان زمیندار نے کہا ای برادر دیکھو مین نے اُسکو ایسا تعلیم کیا کہ پانچ سو سوار الگ
کھڑے ہین کوئی اُسکے قریب نہین آسکتا جو دراندازون نے خبر دی بھلا سوچو تو عیار کی یہ حقیقت تھی کہ ایسے
بہادر پر دست انداز ہوتا اب کہو وہ عیار کہان ہی اب تو اُسکا پتہ نہین معلوم ہوتا سفاک جادو نے کہا
تم آگے بڑھ جاؤ مین ایسا سحر کرون کہ قزاقون پر آگ برسنے لگے لیکن قزاقون نے جو دیکھا کہ ملکہ کے
مددگار آگئے سفاک جادو بڑھا کہ مین سحر کرون شاپور قزاق نے تاک کے تیر مارا ہر چند سفاک نے
اپنے کو سب طرح بچایا سب طرف سے تیر جو چلے اور طرف دیکھنے لگا شاپور قزاق کا تیر سینے پر لگ کے
سفاک کے پڑا پشت کو توڑ کے پار گذرا سفاک جادو کا گرنا اب قزاقون نے نعمان زمیندار پر بلوہ کیا
پاسیون نے تیر مارے قزاق بلاے روزگار گھوڑے دوڑا کے پاسیون پر جا پڑے و شمشیر زنی کی کہ
پاسی مارے گئے نعمان زمیندار زخمی ہوا آخر بھاگا قزاقون نے پیچھا کیا برق فرنگی نے گوشے سے
نکلکر آواز دی ای ملکۂ عالم نکل آؤ اسوقت کوئی تمھاری جانب متوجہ نہین ہی ملکہ نے دیکھا حقیقت مین
کوئی میری جانب متوجہ نہین ہی آٹھون کنیزون کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے رخ کیا برق فرنگی بھی تڑپکر
نکل گیا یہان قزاق بھاگا کہ جب نعمان پلٹ کے آئے آکے دیکھا ملکہ چلی گئین شاپور قزاق نے

ایک چیخ ماری کہا صاحبو غضب ہوا وہ سرکش نکل گئی میں ابھی تلاش کرتا ہوں یہ کہکر اپنے گھوڑے کو بڑھایا پیچھے سب قزاق چلے لیکن ملکہ انجم ماہ طلعت جو بھاگ کے نکلیں ایک صحرا میں پہونچیں صحرائے ہول خیز وحشت انگیز بونڈے گرد کے اٹھنے لگے جو ذرہ بدن پر پڑتا ہی چھالا پڑجاتا ہی صدائے چغد و بوم سے صحرائے منحوس و شوم میں آرہی ہی دھوپ تو ارہی ہی کنیزیں جستجوے آب میں دوڑ دھوپ کر رہی ہیں کسیکا گھوڑا لڑکھڑا کے گرا منہہ سے نیلا نیلا پانی گرا گھوڑا تڑپ کے رہگیا کنیز جو گھبرا کے اٹھی جھونکا ہوا کا چلا منہہ پھینک گیا لڑکھڑا کے گری ملکہ نے دیکھا تھوڑے ہی عرصے میں آٹھوں کنیزیں ہلاک ہوئیں اب ملکہ نے قصد کیا گھوڑا دوڑا کے صحرائے پر آشوب سے نکلیں اون وادیاں جو دوڑ کے چلی جھونکے ہوائے گرم کے چل رہے ہیں گھوڑا گرا تڑپ تڑپ کے مر گیا اب ملکہ پیدل چلیں کہ برق فرنگی آکے پہونچا ملکہ کو جو برق نے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ کنیزیں آٹھوں مرگئیں ملکہ انجم ماہ طلعت پیدل جاتی ہیں تڑپ کے قریب آیا کہا اری ملکۂ عالم تقدیر نے یہ کیا سامان دکھایا ملکہ رونے لگیں کہا اری مہتر برق فرنگی فلک نے عجب سامان دکھایا تقدیر میں ہماری بیابان گردی لکھی تھی اب دیکھیں فلک کیا نیرنگی دکھائے اب تو قدم نہیں اٹھتے

نظم

ساغر عرفان مئے حب علی مشرب ہی
مرد مومن ہوں میں اثنا عشری مذہب ہی

حسن انسان سے ہر اک شعر میں یاں مطلب ہی
روح معنی ہی جو ہی بیت مری قالب ہی

سر وہ اولی ہی میری آنکھوں میں گل النسب ہی
جو کہ ہی خوب ہی الحمد کا عالم سب ہی

ابلق یار کا پھرتا ہی خیال آنکھوں میں
دور لشکرہ جو ہمارا ہی تو مشکی شب ہی

تو امیر اہی بت سرکش تو یہ عاجز ہی فقیر
حسن جاگیر تری عشق مرا منصب ہی

مرد میدان کی حرارت ہی شجاعت کی دلیل
دائی شیر نیستان کے لیے اک تب ہی

کنج تنہائی میں آگے خفقان ہو تاسف
اپنی پرچھائیں کی صورت سے مجھی نفرت اب ہی

عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہی مجھکو
زلف زنجیر ہی زندان مجھے کنج لب ہے

ایک سے ایک کو پاتا ہوں یہاں بالادست
زیرک ہی جو ذقن زیر ذقن غبغب ہی

ترک خونخوار ہی یار اور میں مسکین شاعر
تیغ مقصود اسے جوہر سے مجھے مطلب ہی

جلوۂ یار سے یاں سینہ ہوا ہی روشن
میں وہ ذرہ ہوں کہ خورشید مرا کوکب ہی

عشق کامل ہی سبب حسن سے یکرنگی کا
شمع پروانے کا جلجانے میں اک مذہب ہی

موذیوں کا بھی ہی یہ خاک کا پتلا موذی
زیر پاپوش سر مار و سر عقرب ہے

شہسواروں کو گراتا ہی یہ پشت زیں سے
کس قدر طالع ایام برا مرکب ہے

مجھکو لغزش نہو ہر چند زمانہ الٹا ہے
قطب مانند جسے کہتے ہیں مرا کوکب ہی

روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہوں
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہوں مرا قالب ہی

زور و قوت سے ڈراتا ہی یہ کسکو اگستش
میں بھی شمشیر علی ہوں جو عدو مرحب ہی

ملکہ انجم ماہ طلعت یہ اشعار پڑھکر بہت روئیں برق نے کہا آپ نہ گھبرائیے اس صحرا سے نکال لے چلونگا ملکہ انجم و برق نے قصد کیا ہی کہ طرف آبادی کے چلیں برق فرنگی کو منظور ہی کہ ملکہ کے واسطے کوئی جانور خریدو

خریدے

یہ شہنشاہ ملک حسن و خوبی بیدل نہ ہل سکیگی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شاپور قزاق مع اپنے پانچ سو
جوانون کے آکے پہونچا برق فرنگی تڑپ گیا ایک درہ کوہ مین جا کے چھپا ملکہ کہان بھاگین نقاب چہرے سے
ہٹ گئی دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے دیکھکر گھبرا گئین مالک ہلاک کے دعا مین کرنے لگین
کہ اے خالق دنیا خدا ہر رب کارساز مین نے مذہب خاصان خدا کا قبول کیا لات و منات پر لعنت
کی وحدہ لاشریک کو اپنا خدا جانا اب میری مدد کر یہ بلا سر سے رد کر نظم

ہمتی کن در سخاوت دامن احسان فراخ
بارہا باب معرفت ہر سالک راہ خدا است
تنگدل باشد چہ بلبل بہ باغ معرفت
چون نبار د وقت باریدن سپہر پست و بلند
بیگمان در حالت تنگی نگردد تنگدل
ہر یکے یک لقمہ میگردد سپہر پست و بلند
در چہ کار آید ترا اندر جہان قصر بلند
ہر کہ خواہد از گروہ بندگان حاضر شود
بر نہ گردد از ہزار و دہ ہزار و صد ہزار
انتخاب غم بار و چیاو ر تنگدستی تنگدست
میشود مسمار ای معمار بعد از چند روز
ہندی اسپ خامہ را در پای جولان بدہ

زانکہ وقت کار باشد ہمت مردان فراخ
شہسواران حقیقت راست این میدان فراخ
زانکہ میباشد ہمیشہ صحن این بستان فراخ
زانکہ میبارد سحاب رحمتش دامان فراخ
حوصلہ دارد درین دنیا اگر انسان فراخ
این قدر دارد شکم این بندہ نادان فراخ
کن فقط مہر قیام عاقبت ایوان فراخ
ہست صحن بارگاہ حضرت سلطان فراخ
بندہ حرص و طمع دارد عجب دامان فراخ
روزی السنان نسازد دیدہ گریان فراخ
این بنائے محکم و سنگین محل ایوان فراخ
ہست میدان بیان چون اندرین دیوان فراخ

ملک کے جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قلاب نیزہ باز اسی حوالی مین اسکا قلعہ ہی یہ
واسطے شکار کھیلنے کے صحرا مین آیا تھا نگاہ پڑگئی جمال جہان آرائے ملکہ انجم ماہ طلعت پر دیکھا ایک
معشوق پری پیکر حور منظر قمر عذار رشک بہار آفتاب آسمان خوبی ماہ تابان فلک محبوبی سر جھکائے
کھڑی ہے قلاب نیزہ باز دیکھکر بیتاب ہو گیا قزاقون کو دیکھا گھوڑے دوڑائے ہوے چلے آتے ہین
قلاب کو بہت ناگوار ہوا پکار کے آواز دی او ناہنجارو اس نازنین نے تمھارا کیا لیا ہے تم لوگون کو شرم
نہین آتی شاپور نے آواز دی تو کون ہے ہماری اس نازنین پر جان جاتی ہے یہ بھاگتی پھرتی ہے قلاب
نے گھوڑا بڑھایا ادھر سے شاپور چلا ہر چند کہ قلاب واسطے شکار کے آیا ہے پہلے قراول وغیرہ بھی
ساتھ ہین پانچ ہزار آدمی پشت پر قلاب نے اشارہ کیا ان لٹیرون کو مار لو دونون لشکر آپس مین ملگئے اور
قلاب و شاپور سے مقابلہ پڑا آپس مین تلوار چلی آخر شاپور ہاتھ سے قلاب کے مارا گیا افسر کا
مارے جانا قزاق بھاگنے لگے ملکہ نے جو دیکھا یہ دونون آپس مین لڑ رہے ہین ایک گھوڑا کسی کا کوتل چلا
آیا تھا ملکہ اسکی پشت پر سوار ہوئین طرف صحرا کے چلین برق بھی درہ کوہ سے نکلا کنارے کنارے
جاتا ہے اس خیال سے کہ آگے بڑھکر ملکہ سے ملاقات کرونگا میان قلاب نیزہ باز نے جو
ان قزاقون کو شکست دی پلٹ کے اس محبوب جانی یار جاودانی کو دیکھا نہ پایا دیوانہ ہو گیا
گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملنے لگا بیقرار ہو کر پکارا الفعال نظم

اُس گل کا جلوہ گر جو سراپا نظر میں ہے
دھوکا ہمیں نشان دہان و کمر میں ہے

ہر شب سے فکر یار و غم ہجر میہمان
دل کی طلب میں کوئی خیال جگر میں ہے

صیاد کر قفس شکنی کا نہ اہتمام
کب زور اسطرح کا مرے بال و پر میں ہے

دوزخ کے تیز کرنے کو بیجا ہیں لگیے ملاک
وہ شعلۂ فراق جو میرے جگر میں ہے

دوچار کیا کہ لاکھ جگہ سے گذر گیا
کیسا غضب کا زور خدنگ نظر میں ہے

افسوس اذن ضعف اسے بھی ہوا نہیں
وہ اشک مضطرب جو امید سفر میں ہے

پیغام مرگ سنتے ہی بیہوش ہو گئے
کس درجہ جوش بیخبری اس خبر میں ہے

کھٹکا یہی ہے غفلت تقدیر سے مجھے
بھولے نہ قصد وہ جو دل نامہ بر میں ہے

کڑوے ہوے ہوا لیے جو منھ سے لگا کے تم
کس خاک تلخ کا یہ مزا نیشکر میں ہے

اے روح کر نہ جسم سے اپنے مفارقت
یہ ایک پیرہن ہے جو تیرے ہی بر میں ہے

نالوں نے شب جو کی نشیب و فراز کی
ہے تھرتھری زمیں کو فلک الحذر میں ہے

آنسو ہیں پاک رشتۂ اسباب دہر سے
سوراخ تک نشان کو نہیں اس گہر میں ہے

وہ نقطہ ہوں ازل سے جو لکھا گیا ہے فرد
مطلب کے تحت میں ہے کبھی فوق زیر میں ہے

آنکھیں لگی رہیں طرف در تمام رات
دل اب بھی جذب ہی کے قریب اثر میں ہے

دیکھا کیے بہار لحد ہم بھی اے نسیم
کیا لطف اپنے گلشن داغ جگر میں ہے

سرداروں نے دیکھا کہ آقا ہمارے سڑی ہو گئے جو کوئی پوچھتا ہے قلاب جواب نہیں دیتا جب سمجھوں نے بہت کہا کہ حضور کا مزاج کیسا ہے قلاب نے جواب دیا یارو ایک ماہ تابان مہر درخشان میری آنکھوں سے نہان ہے میرے دل کو کیونکر قرار آئے نہیں معلوم کسطرف گئی ایک سوار نے کہا میں نے طرف صحرا کے جاتے دیکھا تھا قلاب اُسی طرف چلا سب ساتھ والے بھی اسکے پیچھے چلے آتے ہیں مگر ملکہ دو کوس نکلی ہیں گھبرائی ہوئی ایک نخل کے سائے میں آکے ٹھہریں کہ برق بھی آکے پہونچا برق فرنگی نے کہا ملکہ قلاب نیرو باز آتا ہے پانچہزار آدمی اُسکے ساتھ ہیں ملکہ نے کہا میں تو جان دینے پر آمادہ ہوں سوائے تمھارے کسی کے ساتھ نہیں جاؤنگی جو زبان سے کہا وہ کہا برق فرنگی ہاتھ باندھے ہوئے سامنے کھڑا ہے عذر کر رہا ہے کہ اے ملکۂ عالم اتفاق تو دیکھو جسوقت سے آپ اپنے باغ سے نکلیں کیا کیا بلائیں نازل ہوئیں نہ دیکھیں انجام کیا ہو فراقون کا تو ہاتھ سے قلاب کے خاتمہ ہوا مگر میں نے دور سے دیکھا تھا قلاب آپ ہی کی تلاش میں جنگل میں پھر رہا ہے کیا عجب ہے کہ اسی جانب آئے ملکہ فرماتی ہیں اب تمھارا لشکر کتنی دور ہے برق فرنگی کہتا ہے پہر بھر میں انشاء اللہ نشان لشکر معلوم ہونے لگینگے ملکہ نے قصد کیا کہ مرکب بڑھاؤں برق فرنگی آگے بڑھا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا قلاب کو دیکھا بدحواس گھوڑے کو بڑھائے ہوئے آتا ہے پشت پر تمام سوار و پیدل چار جانب دیکھتے ہوئے کہ ایک سوار نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے ایک سوار جاتا ہے قلاب کی جو نگاہ پڑی دیکھا وہی ماہ تابان بال چہرے پہ پڑے ہوے حیران و پریشان اُداس عالم یاس آنکھوں سے آنسو جاری غبار چہرے پر پڑا ہوا قلاب ہائے وائے کرتا ہوا دوڑا پکارتا ہوا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و اے ماہ آسمان جاہ و جلال

یہ گرفتار کمند گیسو زخمی تیغ ابرو حاضر ہوتا ہی برق فرنگی تو بھاگ کے ایک درۂ کوہ مین جا کے چھپا ہمراہیان قلاب نیزہ باز جو لینا لینا کہکر بڑھے ملکہ انجم ماہ طلعت نے کمان کیانی دوش سے اُتاری اور پکار کے آواز دی خبردار ای قلاب میرے نزدیک نہ آنا جو آدھدہ دشت مصیبت گرفتار دام الفت ہو اُسکو ستانا مناسب نہین ہی جو قریب آئیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جب وہ لوگ بڑھے ملکہ نے تیر مارا ایک سوار گھوڑے سے سہمکر گرا واصل جہنم ہوا قلاب نیزہ باز پکار اُٹھا صاحب مین سینہ سپر ہون نہایت بیخطر ہون تیر مژگان کا وار ہو کہ وہ تیر دل و جگر کے پار ہو ملکہ نے دیکھا ترکش مین تیر نہین ہین تیغ ہلالی نیام انتقام سے کھینچی قلاب نیزہ باز قریب آگیا ملکہ انجم ماہ طلعت نے کئی وار کیے قلاب ہر مرتبہ سر کو بڑھا دیتا ہی اگر تلوار خود پر پڑی اُچٹ گئی پائتانے پر پڑی زرہ کا کٹنا دشوار ہی اگر خوب کسکر ہاتھ تلوار کا پڑا کوئی کڑی کٹ گئی ورنہ وار بیکار رہا قلاب نیزہ باز چاہتا ہی کلائی پر ہاتھ ڈالدون اس ظالم سرکش کو مرکب سے اُٹھالون برق پر یہ سختی ہی کہ درۂ کوہ سے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہا ہی مگر ایک پلک کے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق بنیاد زمین و آسمان کارساز ای پروردگار بوا ای کردگار اس ظالم کے ہاتھ سے ملکہ کو بچا لے ادھر ملکہ کو بھی یقین مرگ ہی چاہتی ہین وہ حرکت کرون کہ یہ جھنجھلا کے خود تلوار کھینچے ایک ہاتھ مجھکو مار دے میرا خاتمہ ہو اس کشاکش سے نجات ملے کئی نیچے ملکہ نے مارے کہ قلاب نیزہ باز زخمی بھی ہوا مگر ان زخمون کو راحت قلب جانتا ہی زخمی ہو کے اسنے دم شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا ملکہ نے بخوف آبرو تلوار کو چھوڑ دیا قلاب نیزہ باز نے چاہا کمر مین ہاتھ ڈال کے پشت زین سے اُٹھالون اُس وقت برق فرنگی کا تڑپنا پچھڑ کھانا درۂ کوہ سے سر ٹکرا رہا ہی ملکہ انجم ماہ طلعت کے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین چہار جانب گھبرا گھبرا کے دیکھتی ہین نہ کوئی مونس نہ غمگسار نہ کوئی یار نہ مددگار اسی کے ملازم چہار جانب سے سمجھاتے ہوے چلے آتے ہین کہ ای ملکہ عالم کیون خوف کرتی ہو ہمارا قلاب نیزہ باز پہلوان زبردست فنون سپاہگری مین کامل واکمل بالاستقلال سلطنت کا سب اختیار آپ کو ہوگا ملکہ نے گھوڑے کو پیچھے ہٹایا قلاب نیزہ باز نہین کرتا ہوا ساتھ ساتھ چلا جب دیکھا کہ کسی طور سے یہ سرکش نہین مانتی اُس جنگل مین ایک کنوان ہی ملکہ اُسی طرف جاتی ہین چاہتی ہین اپنے کو کنوئین مین گرا دون یون اپنی آبرو بچاؤن اس قصد کو قلاب سمجھا گھوڑے کو کڑکایا ملکہ انجم ماہ طلعت نے ہاتھ باندھکر کہا ای شخص کیون مجھپر بدعت کرتا ہی یہ امورات بزبردستی ہوتے ہین اگر قید کر کے مار ڈالیگا مین تجھکو نہ قبول کرونگی یہ سر حاضر ہی کاٹ کے لیجا قلاب نیزہ باز نے چاہا ملکہ کو پکڑے کہ آسمان سے ایک برق گری اُسمین سے ایک پنجہ ظاہر ہوا ملکہ انجم ماہ طلعت کو اُٹھا کے لیگیا اسوقت قلاب نیزہ باز کی بیقراری واشکباری کہتا تھا یارو یہ کیا غضب ہوا ملکہ کو کون اُٹھا کے لیگیا اب میری زندگی کیونکر ہوگی تڑپ تڑپ کے ابھی غم مین مر جاؤنگا

نظم

اُس حورِ وش سے ہاے کیا ہی جدا ہمین
دل جو نہ جان کھا تو بھلا خاک کھائیے
شیرین نہین وہ خون کہ پیتے بن جاے آب

اس زندگی کے ہاتھ سے مرنا پڑا ہمین
غم بھی دیا فلک نے تو کیا بیمزا ہمین
شکوہ ہی اپنے طالع شورِ یدہ کا ہمین

مچلنی تو پاؤں ہو گئے اس جستجو میں ہاے — بیجا ہی خاک چھانتے وہ کب ملا ہمیں
اُس تک پہنچنے کی کوئی تدبیر ہی نہیں — ای کاش خضر اُن کے ہو رہنما ہمیں
اُس گلعذار کو دیکھے گلشن شداد سے مثال — گرتے ہیں در پہ تاکہ اُٹھا لے خدا ہمیں
جنبش نہیں کہ زخم کوئی کارگر لگے — تیغ مژہ کا لاکھ تصور بندھا ہمیں
بجلی نہ ایک بار گری ہم پہ یا لعجب — دن رات گو خیال تبسم رہا ہمیں
دامن پکڑ کے روئیں نہ کیوں ایک ایک کا — جب چھوڑ جائے بیکس و تنہا قضا ہمیں
یہ جوش رشک خاک میں ملجائے ای خدا — ہو اُس سے ایسی مہر و وفا پہ گلا ہمیں

قلاب نیزہ باز چیخیں مار مار کے رویا گینڈے پر سے کود پڑا گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی بیقراری میں پکارتا ہی ای معشوق سرکش وای پری وش یہ میرے ساتھ کیا کیا تمکو کہاں جاکے تلاش کروں یہ کہکر لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا ساتھ والوں نے قریب آکے دیکھا کہ قلاب نیزہ باز کے دانت بیٹھے ہوئے منھ پر مردنی چھائی ہوئی ہی ایڑیاں رگڑ رہا ہی ساتھ والے پانچہزار سوار و پیادہ ہیں اُن لوگوں نے آپس میں صلاح کی اس غم میں آقا کا جانبر ہونا بہت مشکل ہی اب یارو ہوادار منگا کے اُسپر سوار کر کے لیچلو چند ملازم گئے اور جاکے ہوادار لائے اُسپر قلاب نیزہ باز کو سوار کیا لیکر طرف قلعے کے چلے جب قلاب کی آنکھ کھلتی ہی پکارتا ہی یارو مجھکو اب کہاں لیے جاتے ہو میں تڑپ تڑپ کے فراق محبوب میں مرجاؤنگا مجھسے صدمۂ فراق نہ اُٹھیگا راتیں ہجر کی کیونکر کٹینگی ساتھ والے قلاب نیزہ باز کو سمجھاتے ہوے لیے جاتے ہیں کبھی آنکھیں کھول کے پکارتا ہی ارے یارو مجھے اسی جنگل میں چھوڑ دو میری محبت سے منھ موڑو

نظم

اُٹھا کے صدمۂ داغ فراق ماہ چلے — جہان سے آرزوے وصل لیکے آہ چلے
فراق یار میں دی جان عاقبت ہمنے — زبان سے جو کہا تھا اُسے نباہ چلے
طریق عشق سے باہر کبھی قدم نہ دھرا — جو سالکوں نے بتائی ہمیں وہ راہ چلے
عدم سے آئے جو ہستی میں یہ ہوا حاصل — کہ لیکے پیٹھ پہ پشتارۂ گناہ چلے
گذر ہوا پس مردن صراط پر اپنا — ادا سے بھی جو بار ہا ایک تھی وہ راہ چلے

یہ اشعار قلاب نیزہ باز پڑھکر بیہوش ہو گیا ساتھ والے آپس میں کہتے ہیں یارو یہ جوش و خروش ہمنے کبھی نہیں دیکھا سب ساتھ والے روتے پیٹتے لیے ہوے جاتے ہیں کہ حال اسکا انشاء اللہ بشرط حیات تحریر کرونگا لیکن مہتر برق فرنگی ناچار درۂ کوہ سے تڑپتا ہوا نکلا مرکب جو ملکہ انجم طلعت کا کوتل دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قلب اُلٹ گیا چیخیں مار مار کے روتا تھا ایسا کہ بیتاب ہوتا تھا اور کبھی بیقرار ہو کے پکارتا تھا ہاے یہ کیا غضب ہوا میرے معشوق عاشق خصال کو کون لیگیا مجھکو بہت دُکھ دے گیا

نظم

کھلی ہی آنکھ جو شب انتظار یار جانی ہے — مثال دیدۂ زنجیر خواب پاسبانی ہے
لبوں پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہی — چل اُٹھ او بیوفا پہلو سے اب کیوں مہربانی ہی
لگا دوں آگ اُف کرنے میں وہ شعلہ زبانی ہی — مثل شمع سارے جسم میں سوز نہانی ہی

کلام حضرت واغط نصیب دشمنان باشد

اُمنگیں ہیں طبیعت میں بھری ہیں مستیاں دل میں
عذاب غفلت قاتل سے رنج کشمکش میں ہوں
خبر کیا پوچھتا ہے ہمنفس کیونکر گذرتی ہے
ادا و ناز ایما خشم غمزہ گو وہ کوئی ہو
پسند آئی ہے اسقدر جو اذیت دوستی ہمکو
خیال میرزائی اے نسیم دہلوی کبتک

اُنڈیلو مجھ پہ جو سایہ کمان پہ نوجوانی ہے
ہوئی جاتی ہیں آنکھیں بند کیف نوجوانی ہے
مدد اے مرگ بے تقصیر فوق جانفشانی ہے
جگر جلتا ہے دل پھٹتا ہے اشکوں کی روانی ہے
تعلق جس سے ہو جائے بلائے ناگہانی ہے
نظر میں دھوپ بھی دشت مصیبت کی سہانی ہے
مجھکو بڈھے ہوئے اب رخصت لطف جوانی ہے

ہر چاہتا ہے برق اپنے کو سنبھالوں دل نہیں سنبھلتا جنگل میں خاک اُڑاتا پھرتا ہے کبھی منھ کے بل گرتا ہے اُٹھتا ہے لیکن دل بیٹھا جاتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے قضاے کار خواجہ عمرو تلاش میں برق کے نکلے تھے سب طرف خاک چھانی دل سے کہتے ہیں اے عمرو یہ تو ظاہر ہے کہ برق کو سفاک جادو لے گیا لیکن نہیں معلوم کہاں پہونچا کہیں پتہ نہیں ملتا ایک پہاڑ پر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے چڑھ گئے دیکھتے ہیں اے خواجہ عمرو ایسے عیار طرار کا جدا ہونا بڑے غضب کی بات ہے کیا جھٹ پٹ علی کرتا تھا تیزی پہ اپنی مرتا تھا اگر خدانخواستہ برق پر کوئی افتاد پڑی لشکر میں صاحبقران کے کوئی ایسا عیار جانباز سر فروش نہیں ہے اس سوچ میں خواجہ عمرو پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ برق کے رونے کی آواز کان میں آئی خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا برق فرنگی جنگل میں مارا مارا پھر رہا ہے شعر عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے اسقدر برق فرنگی کو بیقرار پایا کہ خواجہ عمرو گھبرا گئے پہاڑ سے اُترے پکا کے آواز دی اے برق کیوں اے فرزند خیر تو ہے برق فرنگی دوڑ کے لپٹ گیا کہا اُستاد میں تو کسی کام کا نہ رہا دل دلبر کے پاس ہے زندگی سے یاس ہے خواجہ عمرو نے جو پوچھا برق فرنگی نے رو رو کے سب حال بیان کیا کہ نعمان زمیندار اُسکی دختر ملبنہ اختر ملکہ انجم ماہ طلعت کو میں نے نکالا تھا کئی جادوگرون نے گھیرا پروردگار نے اُسکو بچایا اب کوئی جادوگر اُٹھا لیگیا میں اسی صحرا میں تڑپ تڑپ کے جان دونگا صحرا سے کہیں نہ جاؤنگا عمرو نے ہرچند سمجھایا لیکن برق کا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہے اب خواجہ ڈرے کہ یہ جنگل میں تڑپ تڑپ کے مرجائیگا آخر خواجہ نے ناچار ہوکے شیشی عطر بیہوشی کی زنبیل سے لی کہا برق دیکھو یہ عطر کیسا ہے برق پیچھے ہٹتا جاتا ہے کہتا ہے اُستاد مجھے بیہوش کیجیے گا خواجہ کہتے ہیں ارے بیہوشی میں ہوشیاری ہے ہرچند برق پیچھے ہٹا عمرو نے شیشی عطر بیہوشی کی ناک سے لگا دی برق بیہوش ہوا خواجہ نے برق کا پشتارہ باندھا طرف اپنے لشکر کے سدھارے یہاں صاحبقران زمان بعد فتح ملک گذشتہ دربار میں بیٹھے ہیں تمام سردار جمع ہیں فرما رہے ہیں کہ نہیں معلوم برق پر کیا گذری چالاک بول اُٹھا کہ آج کئی دن سے قبلہ و کعبہ بھی تلاش میں گئے ہیں نہیں معلوم کیا معرکہ ہوا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی خواجہ عمرو برق فرنگی کا پشتارہ لیے ہوئے آتے ہیں امیر بجبر سنگر گھبرا گئے بادشاہ بھی تخت سے اُٹھے در بارگاہ پر آکے ٹھہرے دیکھا خواجہ عمرو پشتارہ بدوش آتے ہیں امیر نے پکار کے آواز دی خواجہ خیر تو ہے عمرو نے کہا یا امیر عجب معرکہ گذرا یہ برق تو میری چوک میں بیہوش کرکے لایا ہوں امیر عمرو کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے خواجہ نے برق کو ہوشیار کیا

برق فرنگی پھر وہی دیوانے پن کی حرکتین کرنے لگا آخر صاحبقران نے بہ صلاح عمرو برق فرنگی
کو مسلسل کرکے قید کیا یہ سب حالات وقت پر تحریر کرونگا صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین دنگل لندھور
پر نگاہ پڑی اب جو سر اُٹھاتے ہین دنگل علمشاہ دنگل بدیع الزمان مقام قاسم وایرج دنگل فولادہ
وچھگان بن حمزہ وغیرہ جو صاحبقران نے خالی دیکھے قلب تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا بادشاہ سے متوجہ
ہوکے فرمایا غضب ہوا قاسم کی فکر مین سب فرزند ہمارے گئے نہین معلوم ان لوگون پر کیا گذری اسوقت
دربار مین سناٹا ہوگیا رفیقان نمکخوار دگان والاقدر جنھین مار مار کے رونے لگے بادشاہ خاموش
صاحبقران فرماتے ہین یارو کیا غضب کی بات ہی بدیع الزمان نے قیامت برپا کی ہوگی قاسم
سب عاشق ہین کیونکر اُنکو گوارہ ہوگا قاسم ولندھور نے بالا علان ہفت پیکر کو سجدہ کیا
کس ساحر کے یہ سحر سپرد ہی کہ جب وہ قتل ہونگی ان دونون کو ہوش آئے دن کو تو بارگاہ مین یہ ذکر
شب کو جو بادشاہ اسلام اپنی خوابگاہ مین آئے تنہا بیٹھے ہین سوچنے لگے کہ اے سعد بن قباد بڑے افسوس
بات ہی کہ سب فرزندان صاحبقران برائے رہائی قاسم ولندھور گئے ہم مرغ زرین بنے رہے اگر اس ما
کوشش نہ کی سرداروں کی نگاہ مین حقیر ہو جاؤنگے یہ سوچکر اسی شب تاریک مین اُٹھے مرکب خنگ سبک سیر
کو تیار کیا سوار ہوتے تھے کہ فیروزہ بن عمرو عیار شہنشاہ دیکھتا ہوا آیا قدمون سے لپٹ گیا کہا حضور کہان
ہین کہا سب فرزندان صاحبقران جہان گئے ہین وہین مین بھی جاتا ہون فیروزہ نے کہا غلام کا ساتھ ہناہ
یہ کہہ رکاب پر ہاتھ رکھ لیا بادشاہ چلے کنارے لشکر کے ایک سوار ملا اُس سے کہدیا کہ امیر سے کہدینا کہ
ہم بھی برائے رہائی قاسم گیا سوار نے دست بستہ کہا مین رسالہ تیار کرکے لاؤن بادشاہ نے فرمایا اچھا رسالہ
سوار اُسطرف گیا بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ اب تمام لشکر مین خبر ہو جائیگی ایسا نہو دا جان کو خبر ہو وہ
لائین تو جانا نہوگا فیروزہ نے کہا حضور تشریف لیچلین شاہ نے مرکب بڑھایا طرف صحرا کے روانہ ہو گئے تھوڑی
رسالہ تیار ہو کر آیا بادشاہ کو وہان نہ پایا اب تو ساری فوج مین خبر ہوگئی کہ بادشاہ بھی برائے رہائی قاسم
صبح قریب تھی امیر بھی بیدار ہوئے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ بھی مع فیروزہ تشریف لیگئے امیر نے
کرکے فرمایا ان نوجوانون نے کلیجہ خون کردیا خانہ دل غم والم سے بھر دیا خواجہ نے بھی آکے معاملہ
بڑا قلق ہوا امیر نے فرمایا کہ عادی کو بلاؤ عادی جو حاضر ہوئے امیر نے فرمایا کہ اثالہ بارگاہ سلیمہ کا
لیکر طرف طلسم ہفت پیکر کے چلو اُسی وقت صاحبقران بارگاہ روانہ کرکے بفرفرید و نی و بہ حشمت
جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے کہ ایک ایک بہادر کا ذکر فرداً فرداً وقت پر تحریر کیا جائیگا
بشرط حیات بے ثبات جو مثل حباب نمود بر آب ہی یہ طلسم اعجوبہ روزگار بھی جو سارے طلسمان مذکورہ بالا کی جان ہی انشاء اللہ سیر
ہوگا ناظرین والا مقام طلسم ہوشربا طلسم فتنہ نور افشان کو فراموش کرینگے ایسے طور سے لیقہ
طلسم مذکور واقع ہوا ہی کہ ابتک کسی دفتر مین یہ ترکیب واقع نہوئی ہوگی تمام شد والسلام والاکرام

تقریظ چکیدہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سُہیل

زہے صنعت خالق انس وجان کس تکلف سے دن کی سلطنت برائے مہر تابان و انتظام مملکت شب
بہی مہ درخشان کو عطا ہوا لیکن ثابت ہوتا ہی کہ ماہ و مہر اُسکی حسرت دیدار فرحت آثار مین رات دن

سرگردان ہین صریع عشق کے سامان ہین حسینان جہان کو غرور مرحمت ہوا عاشقون کو صبر و جبر بلا کہین پر
عندلیب عشق نصیب حسرت دیدار گل مین مصروف زمزمہ سرائی پھولون کو رونے پر بلبل کے ہنسی آئی
کیا رنگ و بو بر ملا ہے یہی آرزو ہے کہ اپنے عاشق کو ہنسائیے چاہنے والے پر آوازے کسئے لیلی
محمل نشین کا کوئی مجنون ہوا ضبط کرتے کرتے کلیجہ خون ہوا فرہاد نے ہر پیشہ پر یہ سختی پڑی کہ نگاہ محبت
جمال جہان آرائے شیرین سے لڑی آخر یہ مصیبت اٹھائی کہ کوہ کنی کی اُسنے یہ تاثیر دکھائی کہ شیرین نے
کبھی جان شیرین اپنے عاشق پر نثار کی خود ذات وحدہٗ لا شریک جمال بے مثال اشرف انبیا کا عاشق
ہوا اُسی محبت مین یہ مرتبہ دیا کہ معراج مرحمت ہوئی اپنے محبوب کو عرش اعلیٰ پر بلایا صاحب قاب قوسین
او ادنیٰ خطاب دیا کس لطف سے انتظام معراج ہوا نقش نعلین سر عرش برین کا تاج ہوا جناب اشرف انبیا
نے اُسی جوش محبت مین جناب حیدر کرار لا فتی کرار غیر فرار کو اپنا وصی مطلق کیا فاطمہ زہرا ایسی دختر کو ساتھ
حیدر کرار کے منسوب کیا کہین ناز کہین نیاز کہین کشش کہین کوشش ہر محفل مین رنگ عشق کو نئے
طور سے پایا شمع شب بھر جلتی ہے پروانے نے جان دی معشوق شعلہ خو نے پروا نہ کی بس اس وادی مین
قدم دھرنا اپنے کو مطعون و بدنام کرنا ہے حقیقت مین جناب قبلہ و کعبہ نے تین جلدین طلسم فتنۂ نور افشان
کی تصنیف فرمائین رنگ عشق مین اس باغ بے خزان مین مثل عندلیب خوشنوا کیا کیا زمزمہ سرائی فرمائی
خزان و بہار کو شرم آئی کیا صفت تصنیف تحریر کرون ان جلدون کی محبت کا دم بھرون مجادلے
مقابلے رنگ جنگ عشق و عاشقی محبت حسرت وصال و ہجر کے کیا کیا رنگ دکھائے ماشاء اللہ کیا
آبرو ہے نثاری کے دریا بہائے اسکی صفت تحریر مین نہین آسکتی قلم دو زبان محرر بے سر و سامان
اصل یہ ہے کہ ناظرین والا مقام و مشتاقان بلند احتشام ان تینون جلدون کو ملاحظہ فرمائین خلعت
تحسین و آفرین سے مخلع کرین اس تصنیف کے بعد سلسلۂ طلسم ہفت پیکر بعد کو وہ تحریر کیا جائیگا
اکثر داستانین کہ جنکی اس طلسم مین ضرورت تھی مجملاً تحریر ہوئین ملاحظے پر اسکا لطف اٹھیگا نہایت
جانکاہی سے یہ طلسم تحریر ہوا ہوگا انشاء اللہ تکلفات ہفت و خاتمہ کے مزے اسکے ملاحظے سے
ظاہر ہونگے مقبول ہونا جناب کا ناظرین پر واضح ہے کہ طلسم ہوشربا کس لطف سے تحریر ہوا قدر شناسان
والا مقام نے خلعت تحسین و آفرین کے مرحمت فرمائے اس مضمون کے خط لکھے کہ زبان اردو مین
آج تک ایسی کتاب لاجواب تصنیف نہوئی تھی بعد تحریر طلسم ہوشربا قلم اُٹھانا دشوار تھا مگر سبحان اللہ
مزاج اقدس و اعلیٰ دریائے ذخار ہے یہ تینون جلدین ایسے شرح و بسط سے تحریر ہوئین چھوٹا منہ
بڑی بات ہے الغرض فائق تحریر نہین کرامات ہے جناب منشی پراگ نرائن صاحب خلف ارجمند جناب منشی نولکشور
صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ نے اپنے اخبار مین مشتہر کیا کہ ہرمزنامہ و بقیۂ ہوشربا کہ جو
داستانین تصنیف کردہ جناب تحریر نہین ہوئین جلد پنجم و ششم و ہفتم مین محل تحریر نہ تھا اب یقین
کامل ہے کہ بحکم جناب موصوف صاحب یہ بھی گوہر بے بہا خزانۂ قلب سے ظاہر ہون تا سامعین
ذہانت جناب سے بخوبی ماہر ہون اطلاعاً اسقدر تحریر کیا مصنف موصوف کو اسکا بھی خیال نہین
سب کیفیت ملاحظہ کتب سے ظاہر ہوگی میرے تو قبلہ و کعبہ ہین زیادہ تحریر کرنا مناسب نہین
شاید عیب بین خوشامد سمجھین والسلام والاکرام

قطعۂ تاریخ طبعزاد منشی احمد حسین قمر مصنف طلسم ہذا در صنعت توشیح یعنی از سر ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تا ۱۳۱۳ ہجری ظاہر شوند قطعۂ تاریخ

پھرے توسن کلک شیرین ادا
قدم راہ پُر ہول مین تھے جمے
عجب فتنۂ نور افشان لکھا
شُعار روزمرہ زبانین لکھین
خدا کی عنایت کے سامان ہوے
یہی التجا ہے یہی آرزو

مجھے سینہ باغ جہان کی دکھا
پئے شکر رزاق ہر خاص و عام
مسجع مقفیٰ کا سامان ہوا
دل غنچہ وہ پہ ہجوم محن
زمانے کے سب رنگ آسان ہوے
گیا صبر کیون جان بیتاب سے

عجائب غرائب کے دریا بہے
ہوا تیسری جلد کا انصرام
نئے طرز کی داستانین لکھین
رہے صنعت خالق ذوالمنن
قمر نظم تاریخ کی جستجو
کہ فتنہ جگایا ہے پھر خواب سے

قطعۂ تاریخ طبعزاد فرزند مصنف منشی اشتیاق حسین متخلص بہ سہیل در سنہ ہجری قطعہ

تحریر کیا عجب فسانہ
کیا کیا ہین عبارتین مقفیٰ
کیا کیا گل فکر ہین شگفتہ
جرأت کا جیا ہوا ہے بند کو
بہر تاریخ جلدِ ہذا

بے مثل و لطیف یہ سخن ہے
گویا سلکِ دُرِ سخن ہے
سرسبز حدیقۂ سخن ہو
ظاہر لفظوں سے بانکپن ہے
کیا طبع سہیل کو محن ہے

کیا فکر رسا خدا نے دی ہے
فرمائینگے دیکھکر یہ شائق
سینہ مضمون کا ہے خزانہ
شادی ہے کسی جگہ یہ مرقوم
لکھو بلبل فکر نے صدا دی

توصیف مین بند یا دہن ہے
کیا بلبل فکر نغمہ زن ہے
گویا باب سخن دہن ہے
تحریر کہین غم و محن ہے
بس لطف یہ گلشن سخن ہے
سنہ ۱۳۱۴

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

عاشق مزاجان دیار و امصار و طالبان افسانہ ہائے اعجوبۂ روزگار کو بشارت دیجاتی ہے کہ داستان سحر بیان حضرت امیر حمزہ صاحبقران جو ایک دریائے ناپیدا کنار ہے اُسمین طلسم فتنۂ نور افشان بھی عجب طلسم پُر بہار ہے کہ تمام اہل عالم کو اسکے دیدکی آرزو تھی اور چونکہ یہ طلسم نایاب تھا ہر صغیر و کبیر کو اسکی جستجو تھی مطبع کے صرف زر کثیر سے اسکا بھی انصرام ہوا اور الحمد للہ کہ ہر سہ جلد کا کس خوش اسلوبی سے انجام ہوا اگرچہ داستان بذاتہ سحر بیان ہے لیکن اسکے مصنف ہمہ دان نے اسکے حسن بیان کو دوبالا کر دیا بلکہ شہرہ اسکی خوبی و عمدگی کا فلک ہفتم تک پہونچا دیا۔ وہ کون ہے جو اس داستان کے مصنف علّام کو نہین جانتا اور وہ کون اُستاد کامل ہے جو آپکے زور قلم کو نہین مانتا جسکا تمام زمانہ مداح ہو اُسکی تعریف کیا کیجائے فقط اظہار اسم گرامی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ممسوح اقران و امثال۔ شاعر باکمال۔ شاعر بے بدل۔ ماہر اکمل۔ بلبل باغ ہندوستان۔ شیرین زبان و خوش بیان۔ ذاکر مصائب ابی عبد اللہ الحسین۔ عاشق فاتح بدر و حنین۔ البری من الشین۔ اُستاد مسلم الثبوت حضرت منشی احمد حسین المتخلص بہ قمر خدا کا ہزار ہزار شکر کہ اس طلسم کی جلد سوم بھی مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعلو ہمت جناب معلی القاب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع موصوف بماہ جولائی ۱۸۹۶ع

مطابق ماہ محرم ۱۳۱۴ ہجری خلعت طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کے مقبول عالم ہوئی

اطلاع اس کتاب لاجواب کا حق تصنیف بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی میں خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدوں کے ترجمے کیے مگر ترجمے کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدیں ہیں اور ترجمہ ہر ایک جلد میں دو دو جلدیں شریک ہیں جسکی نو جلدیں ہیں تفصیل ذیل ہیں

۱- مہدی نامہ -

۲- جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ -

۳- جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ -

۴- جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ -

۵- جلد مطلع الانوار -

۶- جلد خزینۃ الاسرار -

۷- جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ -

۸- جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ -

۹- تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ -

الف لیلہ بالتصویر - دو کالم میں مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہے اسکا ترجمہ اردو میں بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام شایان مرحوم نے کیا تھا بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد مع تصاویر -

فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر - بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور

الف لیلہ بالتصویر - کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد عابد علیخان صاحب مطبوعہ ۱۸۹۴ عیسوی

قصہ سندباد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ -

کامروپ کا جادو اردو -

جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب محمد حمید علیخان صاحب

فسانۂ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم

ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا -

سرورِ سخن بالتصویر - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -

ایضاً بلا تصویر - حسب مراتب بالا -

طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون -

باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش بالتصویر

ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -

طلسم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم -

آرائش محفل - قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش -

ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا

مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود - از حافظ امیر الدین -

نوطرز مرصع - از محمد عوض -

بستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان -

سیراب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور -

فسانۂ دلپذیر - مصنفۂ منشی احمد علی خان نائب دبیر فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم دونوں عمدہ -

فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین -

قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس -

فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر -

فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب -

قصۂ زاہد شمسی - مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد -

سنگاسن بتیسی -

نانک نل دمنی - مولفۂ منشی بنایک پرشاد -

قصہ موتی و مولہ - ذخیرۂ پند خرد مند انہ -

بیتال پچیسی بالتصویر - قصۂ مشہور

گل بکاولی - از منشی نہال چند -

طوطا کہانی بالتصویر - از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر -

قصۂ گل صنوبر - از منشی پیم چند -

ایک دیسی زمیندار کا قصہ - مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا -

نورتن ـ قصہ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور ـ
قصۂ اگر گل ـ قصہ مشہور ـ
سیر مقبول ـ فسانۂ نادر ـ از سید غلام حیدر خان بہادر
قصہ گوپی چند بھرتھری ـ
لطائف ہندی ـ چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد
قصۂ سور حیور حصۂ اول ـ از منشی برج بھوکی لال ـ
قصۂ چہار گلزار ـ از منشی ہرگوپال ـ
ریاض تحقیق نادر ـ اردو شرح سکندر نامہ بری مصنفۂ مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت ـ

ناول مرغوب دل

خدائی فوجدار ـ ترجمۂ کتاب ڈان کوئکساٹ دی لامانچ جلد اول و دوم یکجائی ـ مترجمہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی ـ
فسانہ آزاد کامل ـ ہر چہار جلد مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی یہ تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک عجیب اور مشہور افسانہ ہے ـ
اور متفرق جلدیں بھی بنابر فرحت ذیل میں درج ہیں
۱ ـ جلد اول
۲ ـ جلد دوم
۳ ـ جلد سوم ـ
۴ ـ جلد چہارم ـ
فسانۂ آزاد جلد ثانی و جلد ثالث کے ماہواری رسالہ بھی علٰحدہ علٰحدہ متفرق طور پر فروخت کے لیے موجود ہیں
۱ ـ جلد ثانی من ابتداے ماہ جولائی ۱۸۸۰ عیسوی لغایت ماہ دسمبر ۱۸۸۰ عیسوی و اپریل ۱۸۸۱ عیسوی سے لغایت ماہ دسمبر ۱۸۸۱ عیسوی ـ
۲ جلد ثانی ـ من ابتداے ماہ مارچ و ماہ مئی و جولائی و ستمبر ۱۸۸۲ عیسوی لغایت ماہ نومبر ۱۸۸۲ عیسوی
۳ ـ جلد ثالث بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۲ عیسوی
سیر کوہسار ـ کامل دو جلد مصنفۂ پنڈت صاحب موصوف ـ

جام سرشار با تصویر ـ جسکا پہلے نام فسانۂ جدید تھا بنظر ثانی پنڈت صاحب موصوف چھپا ـ
فسانہ جدید ـ کے متفرق رسالہ ماہواری بابت ماہ جون و اگست لغایت دسمبر ۱۸۸۰ عیسوی علٰحدہ علٰحدہ فی ماہ ـ
فریب حسن ـ ترجمۂ ناول فوسٹ مصنفہ اَلمڈ صاحب مترجمۂ جناب خواجہ اکبر حسین صاحب ساکن ریاست بینگن پلے ـ
طلسم خیالات ـ یعنے افسانہ جنگ و جتیا ـ اولاً اس ناول دلپذیر کو بابو رئیس چندر دت سی ـ ایس ـ سولبین بنگال نے جو ایک مشہور ناول نویس ہیں زبان بنگلہ میں تصنیف کیا تھا اب منشی ہردیال صاحب سری واستو یہ متوطن سردمن نگر ضلع ہردوئی نے زبان اردو میں بہت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا ـ
فسانۂ سوزن عشق ـ ترجمۂ ناول سیمسٹرس مترجمۂ پنڈت بشمبر ناتھ صاحب منصرم عدالت فیض آباد عجیب قصہ دلچسپ ہے جو لائق دید ہے ـ
فسانۂ الہ دین و نیلی ـ ترجمۂ ناول اسٹار آف منگرلیا مترجمۂ منشی محمد امیر حسن صاحب رئیس قصبۂ کاکوری ـ ضلع لکھنؤ تحصیلدار راٹھ ضلع ہمیرپور یہ اضافۂ تصاویر مناسب مقام ـ اس ترجمہ کی عبارت ایسی دلچسپ ہے جو سواے مطالعہ کے زبان قلم سے ادا نہیں ہو سکتی ـ
دلگیر نسیڈا ـ ترجمۂ ناول دی دہر دولف مترجمۂ منشی محمد امیر حسن صاحب موصوف یہ ناول نہایت عمدہ قابل دید ہے ـ
مجموعۂ افسانہ دلپذیر ـ ترجمۂ کتاب ٹیلیس فرام اسن قصہ کہ مولوی احسان احمد صاحب وکیل عدالت منصفی بانس گانوں ضلع گورکھپور نے بڑی قابلیت سے ترجمہ کیا ہے لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح دہندہ سے بھی جدا گانہ ہے